بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتابِ حق کہ قرآن نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفرست وخسران وتباب

لوائے ما پنہہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنامِ ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
ایس محمد آصف بی اے

جائنٹ ایڈیٹر
شیخ محمد انعام الحق

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ دین اسلام تمام دنیا پر غالب ہوگا

جلد ۳۲ | لاہور یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۸ محرم الحرام ۱۳۶۳ھ م - ۵ جنوری ۱۹۴۴ء | نمبر ۱

تاریخ اسلامی کا ایک المناک واقعہ

حضرت امام حسینؓ کی سیرت میں دو درس

واقعہ کربلا

محرم کے مہینہ سے ایک ایسا تاریخی واقعہ وابستہ ہے جس کی یاد خون آلود تصورات سے معمور ہے اور تاریخ اسلامی کا وہ صفحہ جس پر شہید کربلا حضرت امام حسینؓ کی خونین داستان ثبت ہے اس پر خون کے ایسے دھبے نہیں جو کبھی چھوٹ سکیں اس میں شک نہیں کہ یہ واقعہ ہر مسلمان کو خون کے آنسو رلاتا ہے۔ لیکن داستانِ کربلا کا ماحصل صرف نالہ وشیون نہیں ہے بلکہ اس حزنیہ کے اندر ہر مسلمان کے لئے ایک عظیم الشان درس ہے اور وہ درسِ حیات ہے کہ اہل ایمان اور اہل حق دنیا میں کس معیار پر زندہ رہتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو سچائی، ہدایت اور حریت اسلامی کے لئے اپنی نقد زیست پیش کرتے ہیں حقیقت میں وہی زندہ ہیں اور ابدالآباد تک ان کا نام صحیفۂ ہستی سے مٹ نہیں سکتا۔ جیسا کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون۔

وہ لوگ جو اس خونچکاں واقعہ کی یاد میں آہ وبکا کرتے ہیں وہ راز حیات کو نہیں سمجھتے کہ شہداء پر کبھی موت وارد نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں اور جو ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اس پر نوحہ کرنا درحقیقت ان شہدا کی پایندہ حیات کا نامحسوس انکار ہے۔ مسلمان کی شان نوحہ اور ماتم سے بہت بلند ہے۔ جب شہیدان کربلا نے ان خون آشام اور ہولناک لمحات میں خود ماتم بلند نہیں کیا تو آج ان کی یاد میں ماتم کرنا کہاں تک روا ہے اس کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے

مسلمان کو تو بڑے سے بڑے زہرہ گداز واقعہ پر انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کا حکم ہے اور بس۔

پہلا عظیم الشان درس

حضرت امام حسینؓ کی شہادت پر رنج اور قلق کا ہونا تو ایک لازمی امر ہے لیکن حقیقی چیز جو اس واقعہ سے اخذ کرنے کے قابل ہے وہ اس واقعہ کی روح شہادت اور روح صداقت ہے کہ حضرت امام حسینؓ نے انتہائی مشکلات اور مصائب میں بھی صداقت کے دامن کو ہاتھ سے نہیں چھوڑا۔ اور جس بہادری کے ساتھ اپنی اور اپنے خاندان کی قربانی پیش کی وہ قابل تقلید ہی نہیں بلکہ وہ اہل حق کے لئے بطور معیار کے ہے کہ اعلائے کلمۃ الحق کرنیوالی جماعتوں کو قربانی اور شہادت کے اس بلند معیار پر زندہ رہنا چاہیئے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام نے جبر استبداد اور مطلق العنانیت کے خلاف اہم قربانی سے کتنا زبردست جہاد کیا۔ اور اس قربانی کو پیش کرتے وقت انہیں دنیا کی کوئی طاقت مرعوب اور خائف نہ کر سکی۔ اور نہ یزید کی عارضی جبروت اور شوکت انہیں کلمہ صداقت کہنے سے روک سکی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے

ومن یعمل من الصلحت وھو مومن فلا یخاف ظلما ولا ھضما

(طٰہٰ)

اور جو نیکوکار اور باایمان ہے اس کو کسی ظلم اور ناانصافی سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔

وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ

(احزاب)

کیا انسانوں سے ڈرتے ہو حالانکہ سب سے زیادہ خدا کو اسکا حق حاصل ہے۔

حضرت امام حسینؓ کی زندگی اور شہادت ان آیات کی تفسیر اور انہیں پر عمل کرتے ہوئے انھوں نے جام شہادت نوش کیا۔

دوسرا رفیع الشان درس

دوسرا رفیع الشان درس جو ہمیں اس شہادت سے ملتا ہے وہ یہ ہے کہ جسمانی مغلوبیت حقیقی مغلوبیت نہیں اور ضروری نہیں کہ حق ہمیشہ جسمانی لحاظ سے ہی غالب آئے اور حق کا اندازہ ظاہری شان وشوکت سے نہیں کرنا چاہیئے حق اگر عسکری لحاظ سے مغلوب بھی ہو جائے تو وہ حق ہی ہے اور سطوت باطل میں خواہ ظاہری طور پر کتنی طاقت ہو وہ ہمیشہ باطل ہی رہے گی وہ جماعتیں اور افراد جو اعلائے کلمۃ الحق کرتی ہیں انہیں باطل کے کروفر کو دیکھ کر مرعوب نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ اپنے پیغام کو نہایت بہادری اور جرأت سے پیش کرنا چاہیئے خواہ اس کو پیش کرنے میں انہیں کیسی ہی بڑی قربانی کرنا پڑے جسم اور دنیوی شان وشوکت تو ایک عارضی شے ہے جو آج بھی نہیں اور کل بھی نہیں اور اصل چیز جسے بقا ہے وہ صداقت ہے دنیا میں بڑے بڑے صاحب جبروت بادشاہ پیدا ہوئے لیکن ان کی طاقت اور عظمت کیا ہوئی؛ ان کے اعصائے شاہی کہاں ہیں ان کی ہڈیاں تک کرم خوردہ ہو کر صفحۂ ہستی سے ناپید ہو چکیں لیکن اس امام شہید کا نام رہتی دنیا تک قائم ہے۔ حتیٰ کہ آج اس پر ظلم کرنے والے کو دنیا اس کے ذریعہ سے جانتی ہے امام کے گرد نورانی اور درخشاں ہالہ ہے اور اس تیرہ بخت انسان کے ماتھے پر ظلم وعدوان کا ایسا ٹیکہ ہے جسے بحر ناپیداکنار کا پانی بھی دھو نہیں سکتا۔ اگر یزید کو آنے والی نسلوں کی نفرین اور خدا تعالےٰ کے اٹل قوانین کی مکافات کا علم ہوتا تو یقیناً اس کے تصور سے ہی اس کا دل بیٹھ کر شل ہو جاتا لیکن جب انسانی آنکھوں کے سامنے دنیوی جاہ وجلال کی دھند چھا جاتی ہے تو انجام اس کی آنکھوں

سکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان کا جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب کے نام دوسرا مکتوب

پیغام صلح کی کسی گذشتہ اشاعت میں سکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ قادیان کا ایک مکتوب جو انہوں نے جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ کے نام لکھا تھا شائع کیا گیا تھا۔ اس مذکورہ مکتوب میں سیکرٹری صاحب مذکور کی ایک غیر معمولی کرم فرمائی کا ذکر تھا جو انھوں نے فتوے کفر کی صورت میں جماعت احمدیہ لاہور پر کی تھی۔ جماعت احمدیہ کے ایک فعال گروہ کو جن کو حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں پاک ممبر اور پاک محب قرار دیا گیا ہے کافر بلکہ پکے کافر قرار دیا گیا۔ اور قادیان کی تکفیر گڑھ کی آتشیں تکفیر باریوں کا نشانہ جہاں دنیا کے ساٹھ کروڑ مسلمان ہوتے تھے وہاں حضرت مسیح موعود کے نام لیوا بھی اس کا ہدف بن گئے ہیں لیکن اب جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب کو ایک دوسرا مکتوب سکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ کی طرف سے موصول ہوا ہے جس میں لکھا ہے:-

"حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ (یعنی خلیفہ قادیان) نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ جواب یقیناً سلسلہ کی روایات کے خلاف ہے اس لئے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور میرے خط سے جو آپ کو تکلیف پہنچی ہے اس کی معافی چاہتا ہوں۔

از دفتر بہشتی مقبرہ قادیان

دستخط محمد سرور شاہ سکرٹری بہشتی مقبرہ"

سکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ کے اس معافی نامہ کو ملاحظہ فرمایئے اور میاں صاحب کے پرپیچ فقرہ کی بھی داد دیجئے جس سے یہ معلوم دیتا ہے کہ انہیں اس امر کی سخت تکلیف ہے کہ سکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ نے انہیں بے نقاب کر دیا۔ سکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ کے اس معافی نامہ کا شکریہ۔

کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

اپنے قومی آرگن
کی توسیع اشاعت کے لئے کوشش کریں

تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

شذرات

{از محمد انعام الحق}

شہزادہ فیصل کا نیک خیال سلطان ابن سعود کے فرزند امیر فیصل وزیر خارجہ سعودی عرب گذشتہ دنوں امریکہ و برطانیہ کے وسیع دورہ کے بعد اپنے ملک کو واپس جاتے ہوئے چند روز قاہرہ ٹھہرے وہاں انھوں نے وفاق عرب کے متعلق ایک صحافتی گفتگو میں فرمایا کہ:۔

"کسی وفاق کے دستور کے متعلق ایک چیز ایسی ہے جسے ملحوظ رکھنا چاہیئے اور وہ قرآن مجید ہے۔ وفاق عرب کا دستور اساسی قرآن مجید پر مبنی ہونا چاہیئے۔ قرآن مذہبی معاشرتی تجارتی حتیٰ کہ سیاسی پہلوؤں پر بھی حاوی ہے وہ اشتراک کی تلقین کرتا ہے جبکہ مفادات مشترک ہوں۔ وہ زندگی کی ہر چیز کی اصلاح ترقی کے طریقے بتاتا ہے۔ بعض اشخاص کہیں گے کہ عربوں میں نصرانی بھی ہیں لیکن وہ ہمیشہ عرب قوم کا جزو رہے ہیں۔ وہ اچھے شہری اور اچھے دوست ہیں۔ قرآن ہر شخص کو خدا کی عبادت کا جس طرح وہ مناسب سمجھے حق دیتا ہے۔ قرآن مجید کے عبادات کے حصے کے علاوہ ایک حصہ ایسا ہے جو قوانین نظم ونسق، کردار، تجارت، معاشیات اور زندگی کی ہر چیز کی نسبت مشورہ و ہدایت دیتا ہے"

(روزنامہ رہبر دکن ۲۳ دسمبر ۱۹۴۳ء)

شہزادہ موصوف کے یہ خیالات نہایت نیک اور قابل قدر ہیں۔ وفاق عرب ہی کا نہیں، خدا کرے عالم کے تمام ممالک و اقوام کا دستور احکام قرآنی پر مبنی ہو جائے کیونکہ اولاد آدم کی فلاح اسی میں ہے۔ لیکن یورپ کی دجالی تہذیب کا اثر ساری دنیا پر (جس میں عرب ممالک بھی شامل ہیں) اس قدر غالب آچکا ہے کہ صرف اس قسم کے نیک خیالات اور آرزوؤں کے اظہار سے کچھ نہیں بن سکتا تاوقتیکہ تعلیمات قرآنی کی اشاعت وسیع پیمانہ پر نہ کی جائے اور نہایت احسن و مدلل طریق پر یہ ذہن نشین نہ کر دیا جائے کہ قرآن کریم کا پیش کردہ نظام دنیا کے ہر ایک نظام و دستور سے بہتر و مکمل اور مفید و قابل عمل ہے ـــــ افسوس اس ضروری فرض سے مسلمان اور ساری اسلامی سلطنتیں غافل ہیں۔

بہرحال امیر فیصل کی طرف سے مغربی ممالک کے دورہ کے بعد، ایک مغرب زدہ ملک میں بیٹھ کر ان خیالات کا اظہار قابل تحسین ہے کاش ان کی حکومت کو اشاعت قرآن کی توفیق بھی نصیب ہو

رنگ و نسل کے امتیازات حال ہی میں مسٹر وی۔ ایس۔ سرنیواس شاستری نے پریذیڈنسی کالج مدراس میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"قومی تفرقوں کی ایک مابہ الامتیاز وجہ رنگوں کی حد فاصل ہے جس سے گورے رنگ نے جو مغرب کی شان تفوق ہے مشرقی سیاہ رنگ کو سیاسی اور اقتصادی غلامی کا جوا پہنا رکھا ہے لطف یہ ہے کہ سیاہ نسلیں انسانی دنیا میں اکثریت کے باوجود محکوم ہیں لیکن ان قوموں کا احساس پستی ان کے ماضی کی شاندار روایات اور تہذیب و تمدن کے سربفلک ایوانوں کو مسمار نہیں کر سکا۔ سلطنت برطانیہ میں آئے دن یہ توسع پذیر حقائق ان کی نظروں سے اوجھل نہیں جنگ کے بعد مشرقی قوموں کے لئے یہ تفاوت اور احساس ناانصافی اور بھی شدید ہو جائے گا . . . .

ہم اس وقت تک اطمینان کا سانس نہیں لے سکتے جب تک اس عقدے کا حل تجویز نہیں ہوتا اس امتیاز رنگ سے کائنات دو جنگجو قبائل میں منقسم ہو جاتی ہے اور اگر کسی وقت ان قبائل میں ٹھن گئی تو ایسے نتائج تاریخ کے سطح پر نمودار ہونگے جو آج تک تصور بھی نہیں کئے جا سکتے اسلئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اس حد فاصل کو ملیامیٹ کر دیا جائے"

("رسالہ ہمایوں دسمبر ۱۹۴۳ء")

فاضل مقرر کا ارشاد نہایت صحیح اور ان کا مطالبہ بالکل حق بجانب ہے لیکن انھوں نے رنگ و نسل کے امتیازات کے خاتمہ اور اس قابل ملامت حد فاصل کو ملیامیٹ کرنیکا کوئی عملی طریق نہ بتایا یورپ، ایشیا اور افریقہ کے کالوں کے ساتھ کیا انصاف کرے گا جبکہ خود اس کی گوری قومیں نسلی امتیازات کی بنا پر آپس میں ایک مستقل خونین کشمکش میں مبتلا ہیں۔

مسٹر شاستری اور ان کے ہم خیال ذرا انصاف سے غور کریں کہ اسلام کے سوا اور کونسا مذہب امتیاز رنگ و نسل کے اس عقدے کا حل پیش کرتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر اس حل کو قبول کرنے میں تأمل کیوں ہے؟

کیا ہندو قوم اسکے لئے تیار ہے؟ مسٹر شاستری نے اپنی اس تقریر کے آخر میں فرمایا کہ "چونکہ ہم ہندوستانی بھی اس سیاہ آگ میں جلائے جا رہے ہیں ہمیں اس بدعت کے قرار واقعی اور قطعی انسداد کے لئے جدوجہد کرنی چاہیئے اور آیندہ صلح کے وقت ہماری متحدہ آواز اس کرہ (ارض) کے ہر گوشے میں گونجنی چاہیئے" (ایضاً)

بیشک ہندوستانی اہل یورپ کے گورے رنگ کی شان [illegible] کے ہاتھوں سیاہ آگ میں جلائے جا رہے ہیں۔ اس کے خلاف انہیں ایک متحدہ آواز بلند کرنی چاہیئے لیکن سوال یہ ہے کیا یہ مطلوبہ متحدہ آواز برانظم ہندوستان میں پیدا ہو سکتی۔ جب تک یہاں کروڑوں مظلوم اچھوتوں کا وجود اور ان کے ساتھ اعلےٰ ذات کے ہندوؤں کا ظالمانہ سلوک موجود ہے ـــــ کیا غریب اچھوت، اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے ہاتھوں امتیاز رنگ و نسل کی اسی سیاہ آگ میں نہیں جلائے جا رہے ہیں؟ آج ہندوستان کی آب و ہوا نے آریہ نسل کے ہندوؤں کا حلیہ بڑی حد تک بدل دیا ہے لیکن جس وقت وہ اس ملک میں وارد ہوئے تھے تو انھوں نے اپنے گندمی رنگ کے غرور میں سیاہ فام دراوڑی قوموں کو سیاسی اور اقتصادی غلامی کا جو اپہنایا تھا وہ آج تک نہیں اترا ـــــ یاد رہے ان دراوڑی قوموں کا احساس پستی بھی ان کے ماضی کی شاندار روایات اور تہذیب و تمدن کی سربفلک ایوانوں کو مسمار نہیں کر سکا" اور ان کا احساس ناانصافی اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کے خلاف روز بروز شدید ہوتا جا رہا ہے ـــــ سب سے زیادہ جنوبی ہند میں جس کے ایک بڑے شہر میں یہ تقریر ہوئی ہے۔

اچھوتوں کے ساتھ اعلیٰ ذات کے ہندوؤں کا انسانیت سوز سلوک، ہندو قوم کی پیشانی پر ایک کلنک کا ٹیکہ ہے جس کے باعث پورے ہندوستان کی گردن مارے شرم کے جھکی ہوتی ہے۔

برطانیہ اور یورپ کو کچھ کہنے سے قبل ضروری ہے کہ ہم اپنے ہاں نسلی امتیازات کا خاتمہ کر دیں ورنہ ہماری آواز میں کوئی وزن اور ہمارے مطالبے میں کوئی خلوص نہ ہوگی ـــــ کیا ہندو قوم اس کے لئے تیار ہے؟

اخلاق سوز کتابوں کی کثرت

قابل افسوس ہونے کے علاوہ بے حد شرمناک ہے کہ اردو کے بہت سے ناشر بیہودہ اور اخلاق سوز کتابیں بکثرت شائع کرنے لگے ہیں۔ جن میں فحش افسانوں اور نوجوانوں کے سفلی جذبات کو ابھارنے والی عریاں نظموں اور تصویروں کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔ بدنصیبی سے ادب جدید کے نام نہاد علمبرداروں نے ایک ایسا طبقہ پیدا کر دیا ہے جو یہ گندی مطبوعات ہاتھوں ہاتھ خرید لیتا ہے جس کی وجہ سے زر پرست ناشروں کے حوصلے بڑھ رہے ہیں اور روز بروز ان غلاظت بھری کتابوں کی تعداد میں ہولناک اضافہ ہو رہا ہے ـــــ پنجاب کے بہت سے ناشر غالباً سب سے زیادہ اس گناہ کے مرتکب ہیں۔ اس طرح نہ صرف ہماری آیندہ نسلوں کے اخلاق اور زندگیاں تباہ کی جا رہی ہیں بلکہ ہماری زبان و ادب کی بربادی و رسوائی کے سامان بھی پیدا ہو رہے ہیں۔ اس اخلاقی طاعون کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے معاصر "خیام" نے بالکل بجا لکھا ہے کہ:۔

"اس ننگ ادب سلسلے کو تو قوت ہی روک سکتی ہے لیکن قوت حکومت کے ہاتھ میں ہے جو بظاہر تو کاغذ بچاؤ۔ کاغذ بچاؤ کا نعرہ لگاتی ہے [illegible]"

خانصاحب عبدالکریم بابو خانصاحب کا گرانقدر عطیہ

ایک ضروری تصحیح

یکم دسمبر ۱۹۴۳ء کے پیغام صلح میں یہ پر مسرت اعلان درج ہو چکا ہے کہ عالی جناب خانصاحب مبارک [illegible] بابو خانصاحب آنریری مجسٹریٹ سکندرآباد دکن نے انجمن کے لئے مبلغ سو اسّو روپیہ (سکہ عثمانیہ) کی گرانقدر مستقل مالی امداد بغرض اشاعت اسلام مقرر فرمائی ہے۔ بعض احباب نے دریافت کیا ہے کہ سکہ عثمانیہ سے کیا مراد ہے لہذا اسکی صراحت ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے سلطنت حیدرآباد روایات و معاہدات کی رو سے ایک آزاد و خود مختار مملکت کی حیثیت رکھتی ہے۔ دیگر لوازم کے ساتھ اس کا اپنا مستقل سکہ بھی موجود ہے۔ اشرفی روپیہ اور چھوٹے سکوں کے علاوہ سکہ قرطاس یعنی کرنسی نوٹ بھی اس کے اپنے ہیں۔ اندرون مملکت زیادہ تر انہی کا چلن ہے۔ حیدرآبادی سکہ کو تاجدار دکن و برار کے اسم گرامی کی نسبت سے سکہ عثمانیہ کہا جاتا ہے۔ سکہ حالی بھی کہتے ہیں۔ حیدرآبادی روپیہ قیمت میں برطانوی ہند کے روپیے سے قدرے کم ہوتا ہے۔ ایک سو پچیس روپیہ سکہ عثمانیہ کے قریباً ایک سو سات روپیہ سکہ انگریزی بنتے ہیں۔ جو خانصاحب ممدوح کی طرف سے ماہ بماہ عنایت ہو رہے ہیں۔ ماہ اکتوبر و نومبر ۱۹۴۳ء کی اقساط کی وصولی کی اطلاع تو اس اعلان ہی میں موجود تھی۔ اس کے بعد ماہ دسمبر ۱۹۴۳ء کی امداد بھی وصول ہو چکی ہے میں ایک مرتبہ پھر بزرگان و احباب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ خلوص دل سے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ خانصاحب ممدوح کی عمر و اقبال اور دولت و کاروبار میں برکت دے اور انہیں بیش از بیش خدمات دینی و قومی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

خاکسار

محمد انعام الحق۔ از حیدرآباد دکن

تراجم قرآن فنڈ

قرآن مجید کی ایک آیت کا مفہوم

قرآن مجید میں ڈائنامیٹ کی قوت ہے

مغربی اقوام کی تکذیب کے باوجود اسلام کا غلبہ ہو کر رہے گا

تقریر فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء بر جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ولو ان قرانا سیرت به الجبال او قطعت به الارض او کلم به الموتی بل لله الامر جمیعا افلم ییئس الذین امنوا ان لو یشاء الله لهدی الناس جمیعا ولا یزال الذین کفروا تصیبهم بما صنعوا قارعة او تحل قریبا من دارهم حتی یاتی وعد الله ان الله لا یخلف المیعاد (سورہ الرعد)

کوئی قرآن ایسا ہو سکتا ہے؟ اگر کوئی قرآن ایسا ہو سکتا ہے کہ جس سے پہاڑ دور کر دیئے جائیں یا اس سے زمین کاٹ دی جائے یا اس کے ذریعہ سے مردوں سے باتیں کی جائیں۔ مفسرین نے کہا یہاں لو کی جزا محذوف ہے۔ تو یہی قرآن ہوتا۔ مگر فی الحقیقت محذوف کچھ نہیں جواب تو قرآن شریف میں مذکور ہے بل لله الامر جمیعا یہ سب باتیں اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں یعنی یہی قرآن یہ سب کچھ کر دکھائے گا۔ اس سے آگے ہے۔ کیا مایوس نہیں ہو گئے مومن۔ مفسرین نے یہاں ییئس کے معنے کئے ہیں کیا مومنوں نے جان نہیں لیا کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو سب ہی لوگوں کو ہدایت دے دے۔ یہاں ییئس کا لفظ استعمال کرنے میں خاص حکمت ہے۔

قرآن مجید کے دشمن اس سے آگے فرماتا ہے کہ قرآن مجید کے منکر بھی ہوں گے لیکن ان کی قرآن کی مخالفت کی وجہ سے ان کو کوئی مصیبت پہنچتی رہے گی بلکہ یہ مصیبت ان کے گھر کے قریب یعنی ان کے گھر کے اوپر نازل ہوتی رہے گی۔ (کب تک یہ ہوتا رہے گا) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو جائے۔ خدا اپنے وعدہ کے خلاف نہیں ہونے دے گا یہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔

اس آیت کا تفصیلی مفہوم اب کچھ تفصیل سے اس آیت کا مفہوم سنیئے۔ اس کی ابتدا لو ان قرانا سے کی ہے۔ اگر کوئی قرآن ایسا ہو سکتا۔ قرآن تو موجود ہے پھر اسکو نکرہ کیوں لایا گیا۔ یہ تنکیر درحقیقت تعظیم کے لئے ہے اور لو ان قرانا میں گویا ایک تمنی کا رنگ ہے۔ طاقتور خدا کا کلام تو ایسا ہونا چاہیئے کہ اگر پہاڑ بھی اس کے سامنے ہوں تو اسکو اڑا دے تو فرمایا کہ ایسا ہی یہ قرآن ہے۔ پہاڑوں کے اڑا دینے سے مراد کیا ہے؟ دو جگہ اور بھی ایسا ہی ذکر آتا ہے۔ ایک جگہ فرمایا لو انزلنا هذا القران علی جبل لرایته خاشعا متصدعا من خشیة الله۔ اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر اتارتے تو تو اسے اللہ کے خوف سے گرا ہوا پھٹا ہوا دیکھتا۔ دوسری جگہ فرمایا ویسئلونك عن الجبال اور تجھ سے پہاڑوں کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ یہاں ان پہاڑوں کا ذکر نہیں جو سطح زمین پر نظر آتے ہیں بلکہ ان پہاڑوں کا ذکر ہے جو قرآن کریم کے رستے میں کفار نے کھڑے کر رکھے تھے اسلئے جواب میں فرمایا فقل ینسفها ربی نسفا۔ تو کہدو کہ میرا رب انہیں جڑ سے اکھیڑ کر بکھیر دے گا۔ فیذرها قاعا صفصفا۔ پس ان کو صاف ہموار میدان کر چھوڑے گا لا تری فیها عوجا ولا امتا۔ ایسے صاف ہو جائیں گے کہ تو ان میں کجی باقی دیکھے گا نہ اونچ نیچ۔ پھر کیا ہوگا یومئذ یتبعون الداعی لا عوج له وخشعت الاصوات للرحمن فلا تسمع الا همسا۔ اس دن اس دعوت دینے والے کی پیروی کریں گے جس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں اور رحمان کے سامنے آوازیں پست ہو جائیں گی پس سوائے ہلکی آواز کے تو کچھ نہ سنے گا۔

پہاڑوں کے اڑا دینے کا نتیجہ یعنی پہاڑوں کے اڑا دینے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ یہی لوگ داعی الی اللہ کی پیروی کریں گے اس داعی کی صفت یہاں بیان کی ہے لا عوج له اور لا عوج له خود قرآن کی صفت ہے قرانا عربیا غیر ذی عوج۔ انزل علی عبده الکتاب ولم یجعل له عوجا۔ پس اسی داعی کی پیروی مراد ہے جس کے سامنے شور و غوغا نہیں رہے گا۔ اور جو یہ کہتے تھے لا تسمعوا لهذا القران والغوا فیه لعلکم تغلبون اس قرآن کو مت سنو اور اس میں شور ڈالو شاید تم غالب آ جاؤ۔ لیکن فرماتا ہے وقت آتا ہے کہ شور باقی نہیں رہے گا۔ مخالفت کرنیوالی آوازیں پست ہو جائیں گی بجائے مخالفت کے شور کے فرمانبرداری کی ہلکی آوازیں ہوں گی۔

قرآن کے اندر ڈائنامیٹ کی قوت ہے جبل کا لفظ عظیم الشان روک پر بولا جاتا ہے جیسے ظاہر طور پر سطح زمین پر ایک عظیم الشان روک پہاڑ کی شکل میں موجود ہوتی ہے اسی طرح قرآن کے مقابلہ پر بڑی بڑی روکیں تھیں۔ ان روکوں کو دور کرنے کے لئے ایک زبردست قوت روحانی کی ضرورت تھی۔ پہاڑوں کو اڑانے والی چیز ڈائنامیٹ ہوتی ہے۔ فرماتا ہے قرآن مجید کے اندر ڈائنامیٹ کی قوت موجود ہے جو تمام روکوں کو اڑا دے گی۔ لوگوں کو بعض دفعہ غلطی لگتی ہے کہ وہ قرآن مجید کے الفاظ کو واقعات پر چسپاں نہیں کرتے قرآن مجید کا ایک زبردست مقابلہ تھا عرب نے تمام تر طاقت اس کے مٹانے پر لگا اسنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ یہی اس کی تکذیب تھی۔ تکذیب صرف نہ ماننے کا نام نہ تھا بلکہ اس کو مٹانے کے تہیہ کا نام تھا۔ جیسا کہ فرماتا ہے بل الذین کفروا فی تکذیب۔ والله من ورائهم محیط بلکہ وہ جو کافر ہیں جھٹلانے میں لگے ہوئے ہیں اور اللہ نے ان کے گرداگرد سے ان کا احاطہ کیا ہوا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ ان کو مغلوب کر کے اسے دنیا میں پہنچائے گا اسی لئے صفائی سے اس کے بعد فرمایا بل هو قران مجید فی لوح محفوظ۔ لوح محفوظ میں اس کی حفاظت کی طرف اشارہ ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کو مٹا نہیں سکتی بلکہ جو دنیا کی طاقت اسے مٹانے کے لئے اس کے ساتھ ٹکر لگائے گی وہ خود فنا ہو جائے گی

قرآن کی تکذیب کرنیوالوں کا انجام بیشک قرآن کے بڑے بڑے دعوے ہیں لیکن واقعات کے رنگ میں ان کا ثبوت نہ ہوتا تو یہ محض ایک بڑ ہوتی۔ تاریخ کو دیکھ لو وہ جو پہلے تکذیب کرنے والے تھے ان کا انجام کیا ہوا عرب کے لوگوں نے قرآن مجید کو مٹانے کے لئے کتنا زور لگایا لیکن آخر کیا ہوا انہیں اس کے سامنے سر جھکانا پڑا جس سے ثابت ہوا قرآن مجید میں واقعی ڈائنامیٹ کی طاقت موجود ہے جس سے وہ روکوں کے پہاڑ اڑ گئے اور ان کے سر اسلام کے سامنے جھک گئے اور سرکش لوگ مطیع اور فرمانبردار ہو گئے۔ یہ خدا تعالیٰ کے الفاظ ہیں ان میں خدا کی قوت اور طاقت ہے۔ ان کے سامنے مادی طاقت کتنی بھی زبردست نظر آئے۔ پہاڑ کی طرح معلوم ہو ٹھہر نہیں سکتی۔ جو خدا تعالیٰ نے کہا وہ تیئیس سال کے عرصہ میں پورا ہو گیا اور عرب کی کایا پلٹ گئی جس کی نظیر اور کہیں نہیں ملتی۔

دوسری بات پھر دوسری بات اس قرآن کے متعلق فرمائی او قطعت به الارض۔ زمین کی بڑی بڑی مسافتیں اس سے طے ہو جائیں یعنی پہاڑ یا روکوں کے دور ہو جانے سے کوئی فائدہ نہ ہوتا اگر یہ قرآن زمین کی مسافتیں طے کر کے اس کے کناروں تک نہ پہنچ جاتا تو فرمایا یہ قرآن زمین کی مسافتوں کو بھی طے کرے گا۔ قرآن کریم کا زمین کی مسافتوں کو طے کرنا دو طرح پر ہے ایک یہ کہ یہ زمین کے کناروں تک پہنچ جائے دوسرے یہ کہ ملکوں کے جغرافیائی حدود کا اثر دور ہو جائے اول مسافتوں کے طے کرنے کو لیجئے۔

قرآن نے زمین کی مسافتوں کو سرعت سے طے کیا۔

اسلام سے پہلے بڑے بڑے مذاہب دنیا میں آئے مگر جس طرح قرآن مجید نے زمین کی مسافتوں کو طے کیا وہ اس سے پہلے کسی کتاب کو میسر نہیں آیا حالانکہ اس وقت ذرائع آمد و رفت بھی نہ بدلے تھے۔ ایک سو سال کے اندر اندر مشرق اور مغرب کے انتہائی مقامات تک قرآن پہنچ گیا۔ اسلام نے کس طرح پر زمین کو قطع کیا صحابہؓ کی زندگی میں مصر، ایران، ہندوستان میں قرآن مجید پہنچ گیا اور سو سال کے عرصہ میں ایک طرف انتہائے مشرق میں اور دوسری طرف انتہائے مغرب میں پہنچ گیا۔

اسلام اور عیسائیت کا مقابلہ بیشک اس وقت عیسائیوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے مگر عیسائیت کو آج پیدا ہوئے دو ہزار سال کے قریب ہو گئے اور اسلام کو دنیا میں آئے ہوئے صرف تیرہ سو سال ہوئے ہیں اس کا مقابلہ عیسائیت کے ساتھ کرنا ہو تو دیکھو کہ کیا عیسائیت تیرہ سو سال میں اسی قدر دنیا کو مغلوب کر چکی تھی جس قدر اسلام نے آج کر لیا ہے یہ تو اسلام سے پہلے مذہب کا حال ہے اسلام کے بعد ایک بابی یا بہائی مذہب دنیا میں پیدا ہوا ہے آج ایک سو سال کا عرصہ گذر گیا مگر وجود اس قدر آسانیوں کے آج کسی ملک کے کسی کونہ میں منہ چھپاتا پھرتا ہے۔

اس میدان کا واحد پہلوان اب زمین کے قطع کرنے کے دوسرے رنگ کو لیجئے، تو اس میں جو کمال قرآن کا نظر آتا ہے وہ نہ اس سے پہلے کسی کتاب کو میسر آیا نہ بعد میں آئے گا اس نے زمین کو اس رنگ میں بھی قطع کیا کہ اسلامی برادری کے رستے سے تمام ملکی روکوں کو دور کر دیا۔ ملکوں اور قوموں کی تمیز مٹا دی۔ زبان اور رنگ کے تفاوت کو مٹا دیا گورے اور کالے کی تمیز مٹا دی سب انسانوں کو بھائی بھائی بنا دیا جس ملک میں گیا اس کی کایا پلٹ دی کوئی ملکی نسلی اور لونی امتیاز نہیں رہنے دیا۔ یہ اسلام کا بڑا بھاری امتیاز ہے اسلام اس میدان کا واحد پہلوان ہے۔

مختلف معاشی نظاموں کا مقابلہ میں جب ... Ne... لکھنے بیٹھا اور ... میں ... نظام ہائے معاشی کا مقابلہ کرنا پڑا تو مجھے

یہاں بھی اسلام کا ایک۔ جیسا کہ بیان نظر آیا ہے میں نے ایک کتاب میں پڑھا تھا کہ ہر ایک مذہب اپنے غلبہ کے لئے کسی دنیوی طاقت کا محتاج ہوا ہے عیسائیت کا غلبہ قسطنطین کی بدولت ہوا تو بدھ مذہب کا اشوک کی بدولت لیکن اسلام اپنے غلبہ کے لئے کسی بادشاہ کا مرہون منت نہیں ہوا بلکہ اسلام نے خود ان لوگوں کو بادشاہ بنا دیا جو اس کے متبع ہوئے یہ ایک عیسائی کے الفاظ ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کے پیغام کو ابھی تک لوگوں نے نہیں سمجھا کیونکہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام اپنے غلبہ کے لئے دنیوی طاقت کا محتاج ہے حالانکہ اسلام نہ پہلے کبھی دنیوی طاقت کا محتاج ہوا نہ آئندہ ہوگا۔ تو میں نے دیکھا ایک اسلام کا سوشل آرڈر ہے اور ایک مثلاً روس کا سوشل آرڈر ہے۔ بولشوزم نے سب کو معاشی لحاظ سے برابر کر دیا انہوں نے لوگوں کے کھانے پینے کو برابر کر دیا یہ ایک ردعمل ہے اس معاشی نظام کا جسے سرمایہ داری کہتے ہیں جو یورپ بھر پر غالب آیا ہوا ہے ہندوستان میں بھی غالب آرہا ہے ہندوستان کے اندر روپیہ کے ذریعہ سے غلام بنایا جارہا ہے۔ مسلمان یہاں کیوں مغلوب ہوتے جارہے ہیں کیونکہ ہندوؤں کے پاس روپیہ ہے۔ روس والے یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں سرمایہ داری کا حل مل گیا ہے لیکن اشتراکی تحریک صرف سرمایہ داری کا ردعمل ہے اس کا حل نہیں۔

معاشی نظامات کو حکومت کی ضرورت ہے

میں اس وقت اس کی وضاحت نہیں کروں گا۔ میں اس وقت صرف ایک بات کی طرف توجہ دلاتا ہوں ہر ملک کا سوشل آرڈر محتاج ہے حکومت کا۔ سرمایہ داری کی جمہوریتیں۔ ان کے بعد فسطائیت اور نازیت کبھی قائم نہ رہتیں اگر ان کی پشت پر حکومتیں نہ ہوتیں اور اگر روس کے بالشوزم کی پشت پر حکومت نہ ہو تو یہ ایک دن بھی قائم نہیں رہ سکتا جیسا کہ میں نے کہا یہ ردعمل ہے حل نہیں اس نے سرمایہ دار کو مٹا کر خود حکومت کو ایک سب سے بڑا سرمایہ دار بنا دیا ہے اس نے اوپر والوں کو نیچے کر دیا ہے اسلام نیچے والوں کو بلند کر کے اوپر لاتا ہے لیکن ان تمام سوشل آرڈروں میں اور اسلام کے سوشل آرڈر میں ایک اور بین فرق یہ ہے کہ اسلام کا سوشل آرڈر کسی حکومت کے بل بوتے پر نہیں کھڑا اول تو یہ اس قسم کا سوشل آرڈر ہے کہ تیرہ سو سال تک اس میں تبدیلی نہیں آئی۔ زمانہ کا اثر اس پر کوئی نہیں پڑا حالانکہ اس عرصہ کے اندر یورپ کے سوشل آرڈر بدلتے چلے گئے ہیں۔

اسلامی سوشل آرڈر کا دوسرا کمال

دوسرا کمال یہ ہے کہ اسلام کا سوشل آرڈر اپنے پاؤں پر کھڑا ہے کسی حکومت پر اس کی بنیاد نہیں جہاں

آرڈر ہے اور جہاں مسلمان مغلوب ہیں وہاں بھی یہی سوشل آرڈر ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے یہ سوشل آرڈر کسی حکومت اور زمانہ سے نہیں بدلتا کیونکہ اس کا بادشاہ ایک ہے اور وہ خدا ہے۔

اسلام نے سب امتیازات کو مٹا دیا

او قطعت بہ الارض اسلام نے کس طرح سے زمین کی حدود کو مٹا دیا ہے اور سب کو ایک سوشل آرڈر میں منسلک کر دیا یہ نسل انسانی کی خوش قسمتی ہے کہ وہ ایک بن جائے یا ایھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثیٰ وجعلنکم شعوبا و قبائل لتعارفوا۔ لوگو ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہاری شاخیں اور قبیلے بنائے تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو تو ایک کنبہ کو ایک ماں اور ایک باپ کی اولاد ہو۔ تمہیں ایک خاندان بنایا ہے۔ تمہارا ایک سوشل آرڈر بنایا ہے۔ یہ صرف دعوے نہیں ہے بلکہ اسے عملی جامہ پہنا کر بھی دکھایا۔ سپانیہ سے چین تک اسلام پہنچ گیا اور اپنا تسلط جمایا اور نسلی زبانوں اور رنگوں کے امتیازات کو مٹا دیا اور ایک سوشل آرڈر میں سب کو منسلک کر دیا۔

قرآن کا روحانی مردوں کو زندہ کرنا

خدا تعالیٰ کا کلام پُر حکمت ہے۔ کاش مسلمانوں کو اس طرف توجہ ہوتی۔ پہاڑ اڑا دیئے اور سب روکیں دور کر دیں زمین کو قطع کر کے ایک گھر بنا دیا۔ سب امتیازات مٹا دیئے یہ سب کچھ ہو گیا لیکن ابھی ایک مرحلہ باقی تھا اگر یہ صرف ایک دنیوی نظام ہی رہتا تو پھر اس کا فائدہ محدود ہوتا تیسرا مرحلہ تھا مردوں کو زندہ کرنا اسے فرمایا او کلم بہ الموتیٰ اگر یہ مردہ انسان زندہ نہیں ہوتے تو کچھ بھی نہیں ہوا یہ مُردے وہ مُردے نہیں جو قبروں کے اندر ہیں یا جسمانی طور پر چلتے پھرتے مگر روحانی طور پر مردہ انسان تھے ان کو زندہ بھی کر دیا۔ اگر ان مردوں کے اندر اس نے زندگی پیدا نہ کی ہوتی تو پھر کچھ بھی نہیں کیا تھا۔ فرماتا ہے کہ ہم ان مردوں کو بھی زندہ کر دیں گے۔ عرب کے لوگ جو صدیوں سے مردہ چلے آتے تھے ان کو نہ صرف زمین کا فاتح بنایا بلکہ دنیا کے لئے خدا نما بھی بنایا اور وہ خوبیاں ان کے اندر پیدا کر دیں جن سے انسان انسان کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے۔ بل للہ الامر جمیعاً سب باتیں اللہ کے اختیار میں ہیں یہ سب کام خدا کے ہاتھ میں ہے

مومنوں کو مایوس نہیں ہونا چاہیئے

لیکن تم ابھی تو زمین کافروں سے بھری پڑی ہے اس لئے فرماتا ہے افلم یایئس الذین آمنوا کہ مسلمان مایوس تو نہیں ہو گئے ان لو یشاء اللہ لھدی الناس جمیعاً اگر ... ہدایت دے ... مگر ابھی ...

تکذیب کرنے والوں پر مصائب آتی رہیں گی۔ یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو اور حق ساری دنیا پر غالب آجائے۔ اور حق وصداقت کے سامنے ان لوگوں کے دل جھک جائیں گے اور قرآن مجید غالب آجائے گا سو خدا تعالیٰ کے اندر طاقت ہے کہ ان لوگوں کو بھی ہدایت دے دے۔

قرآن کی دو تکذیبیں

یاد رکھو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں دو تکذیبوں کا ذکر کیا ہے اور اگر تاریخ کو دیکھیں تو اسلام کو مٹانے کی دو ہی کوششیں نظر آتی ہیں ایک وہ کوشش جو عرب کے لوگوں نے کی اور ایک وہ کوشش جو یورپ کے لوگوں نے کی آپ اگر مقابلہ کریں گے تو ان دونوں کے اندر بڑی مشابہت پائیں گے وہی زناکاری جوئے بازی شراب خوری اور جذبہ انتقام ہم دونوں کے اندر مشترک ہے کوئی بُری صفت نہیں جو عرب کے لوگوں کے اندر پائی جاتی ہو اور یورپ کے لوگوں کے اندر موجود نہ ہو۔ یہ سب باتیں ان دونوں کے اندر یکساں ہیں۔ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں جب لوگ تکلیفیں اٹھا کر مسلمان ہو گئے تو پھر کفار عرب نے انہیں تلوار کے ساتھ مٹانا چاہا یہی تھا تلوار اٹھانے کا موقعہ ورنہ مسلمانوں کی طرف سے تلوار کبھی نہ اٹھتی عرب کے لوگوں نے اسلام کو مٹانے کے لئے پوری قوت صرف کی یورپ کے لوگوں نے بھی اسلام کو مٹانے کی پوری کوشش کی صرف واقعات آگے پیچھے ہو گئے ہیں پہلے یورپ نے جنگ صلیبیہ کے ذریعہ تلوار کے ساتھ اسلام کو مٹانے کی کوشش کی جب تلوار سے مٹانے کی کوشش فیل ہو گئی تو دوسری کوشش کی کہ باریک ذرائع سے اسلام کو مٹایا جائے سلطنتوں کو کمزور کر دیا جائے اسلامی علوم کو مٹایا جائے سو خدا کا وعدہ سچا ہوا کہ دو دفعہ قرآن کی تکذیب ہوگی دو دفعہ اسلام کو نابود کرنے کی کوشش کی جائے گی سورہ الرحمٰن میں اللہ تعالیٰ نے اسے بار بار دھرایا ہے فبای آلاء ربکما تکذبٰن اسے بیسیوں دفعہ دھرایا ہے کہ یہ بھول نہ جائے کہ تم اس کی کس کس نعمت کی تکذیب کرو گے ساری سورت کو اس سے بھر دیا یہ مقدر تھا کہ یہ دو تکذیبیں ہوں۔

قرآن پر ان تکذیبوں کا اثر نہیں ہو سکتا

مگر قرآن مجید پر ان تکذیبوں کا اثر نہیں ہو سکتا بل الذین کفروا فی تکذیب واللہ من ورائھم محیط بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔ قرآن مجید محفوظ ہے اس پر ان تکذیبوں کا اثر نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں موازنہ ہوتا رہتا ہے جب وقت آجاتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ کی سزا آتی ہے اور کوئی قوت اسے روک نہیں سکتی اسی طرح دیکھئے یورپ پر بھی وہ وقت آگیا کہ کوئی طاقت اسے نہ روک سکی۔ ...

قالوا انا نصٰریٰ اخذنا میثاقھم

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان عیسائی لوگوں سے ہم نے ایک میثاق لیا تھا یہ کیا میثاق تھا ... مولوی عبد الحق صاحب ودیارتھی نے پچھلے جنہوں نے میثاق النبیین کتاب لکھی ہے فنسوا حظا مما ذکروا بہ۔ ان لوگوں کو جو نصیحت کی گئی تھی وہ بھول گئے۔ حضرت مسیح علیہ السلام انہیں کہہ گئے تھے۔

"میں نے بہت سی باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تمہیں کہیں لیکن وہ فارقلیط جو پاک روح ہے جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور وہ سب باتیں جو میں نے تمہیں کہی ہیں تمہیں یاد دلائے گا" (یوحنا باب ۱۴ آیت ۲۵ تا ۲۶)

لیکن عیسائیوں نے حضرت مسیح کی نصیحت کو فراموش کر دیا اور اس کی پرواہ نہ کی۔ بلکہ اسے جھٹلایا اور اس کی شدید مخالفت کی۔

عیسائی اس عہد کو بھول گئے

لیکن کمال وہ تھے اسلام کی شریعت کو اللہ تعالیٰ نے ایسا مکمل کیا کہ آنحضرت صلعم کی وفات سے پہلے یہ پیغام پہنچا دیا الیوم اکملت لکم دینکم ... یہ کمال ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ عیسائی لوگ اس عہد کو بھول گئے آنحضرت صلعم سے پہلے حضرت عیسیٰ ان کو کہہ گئے تھے کہ میرا مذہب کامل نہیں ہے وہ کامل مذہب دینے والا بعد میں آئے گا لیکن انھوں نے اس کامل مذہب کی مخالفت کی اسے مٹانا چاہا تو اس کی سزا یہ بتائی فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیمۃ۔ ہم نے اس مخالفت کی یہ سزا دی کہ ہم نے قیامت کے دن تک کے لئے ان میں دشمنی ڈال دی اور یہ سزا انہیں کیوں دی کیونکہ یہ اسلام کو مٹانے کے لئے متفق ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود نے ان پردوں کو اٹھا دیا

خدا تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں اس شخص کی روح پر جس نے اس بات کو آشکارا کیا جس کو مسلمان گالیاں دیتے ہیں جس سے مسلمان اتنے ڈرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ان کی بات بھی سننے کے لئے تیار ہو جائے تو مرزائی ہونے کا خطاب ملتا ہے یہ کتنا بڑا احسان ہے اس شخص کا کہ ان ... واضح کر دیا کہ وہ یاجوج ماجوج اور دجال کیا تھا ... تمام پردوں کو اٹھا کر دکھا دیا کہ یہ تمام چیزیں تمہارے سامنے پڑی ہیں۔ عرب والوں نے اسلام کو مٹانا چاہا اور وہ تلوار ... مٹ گئے۔ مگر یہاں سزا کا رنگ اور ہے

یاجوج ماجوج سے کتاب اللہ کا مقابلہ ہو گا

آتا ہے کہ دو ایسی قومیں ... کسی کو تاب مقابلہ نہ ہوگی ...

ان کے اس اتفاق اور قوت کو توڑنے کے لئے ان کے درمیان عداوتیں ڈال دیں۔ یاجوج اور ماجوج کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون جب یاجوج اور ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے نکل پڑیں گے۔ کاش مسلمان اس پر غور کرتے اقبال نے کہا تھا ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

یاجوج ماجوج کا غلبہ اور خدا کا وعدہ

لیکن مسلمانوں نے اس پر غور نہیں کیا۔ یہ ہر بلندی پر غالب آجائیں گے اگر کوئی اور شناخت کی چیز نہ ہو تو صرف یہی علامت کافی ہے جب سے انسان پیدا ہوا، دنیا کی کوئی اور قوم غالب نہیں آئی جس طرح پر یہ قومیں غالب آگئی ہیں۔ یورپ کی قومیں تو اسلام کو مٹانا چاہتی تھیں مگر قرآن کو غور سے پڑھو جہاں یاجوج ماجوج کے غلبہ کا ذکر ہے اس کے ساتھ ہی یہ لفظ موجود ہیں واقترب الوعد الحق۔ جب یاجوج اور ماجوج کے غلبہ کو دیکھو تو یہ بھی سمجھ لو کہ خدا تعالےٰ کے وعدے کے پورے ہونے کا وقت آگیا یعنی اب حق دنیا پر غالب آجائے گا۔

سورۃ کہف اور عیسائی اقوام

تو حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے کیا کیا پردے اٹھا دیئے۔ بتایا کہ سورۃ کہف میں عیسائیت کا ذکر ہے اور اس کی آخری آیات میں یاجوج ماجوج کا ذکر ہے وترکنا بعضھم یومئذ یموج فی بعض اور ہم نے انہیں اس دن ایک دوسرے پر موجیں مارتے ہوئے چھوڑ دیں گے یہ ان کی موجودہ جنگوں کا ذکر ہے یعنی یہ طاقتیں اور قوتیں آپس میں ٹکرائیں گی کیونکہ یہ قرآن مجید کو مٹانا چاہتی ہیں جس میں ان کی مصیبتوں کا حل ہے اس بات پر سب سے بڑھکر محمد رسول اللہ صلعم کا دل دکھا تھا کہ وہ اس بات کو مٹانا چاہتے ہیں جس میں ان کی مصیبتوں کا حل ہے فلعلك باخع نفسك علیٰ آثارھم ان لایؤمنوا بھذا الحدیث اسفا تو کیا تو اپنی جان کو ان کے پیچھے رنج میں ہلاک کر دے گا اگر وہ اس بات پر ایمان نہ لائیں اس کفران نعمت کی وجہ سے ان کا انجام کیا ہونے والا ہے۔ وانا لجاعلون ما علیھا صعیدا جرزا۔ ہم یقیناً اسے جو اس پر ہے ہموار میدان سبزہ سے خالی بنانے والے ہیں۔ ان کے محلات گرد و غبار بن جائیں گے اور ہر سبز زمین بالکل بنجر ہو جائے گی اور یہ سب کچھ ہماری آنکھوں کے سامنے ہو رہا ہے

نبی کریم کا درد پھر رنگ لائے گا

نبی کریم صلعم کے سینہ میں جو درد نسل انسانی کے لئے تھا اس کی تہ کو کوئی نہیں پہنچ سکتا پس جس طرح اس قوم کی وجہ سے جو آپ کے سامنے کفر پر اصرار کر رہی تھی آپ کو رنج و غم تھا اور اسی طرح ان قوموں کے لئے بھی تھا جو بعد میں آنے والی تھیں جس طرح اس غم نے اپنا اثر دکھایا اور وہ قوم مسلمان ہو گئی اسی طرح ضروری ہے کہ آنحضرت صلعم کا یہ درد اب بھی رنگ لائے۔

لیگ آف نیشنز اس کا علاج نہیں

یہ دنیا آج عذاب میں مبتلا ہے دیکھئے خوب یاد رکھیئے جس قرآن نے یہ ساری باتیں بتائی ہیں اور جس مجدد نے ان پر روشنی ڈالی ہے اس نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ساری باتیں پوری ہو کر رہیں گی یہ عذاب اس وقت دور ہوگا جب دنیا کا تعلق خدا تعالےٰ کے ساتھ قائم ہوگا۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم اس فساد کو دور کرنے کے لئے یہ انتظام کریں گے وہ انتظام کریں گے۔ انھوں نے انتظام کیا League of Nations کو قائم کیا مگر وہ اپنے مقاصد میں ناکام ہو گئی اس کے متعلق ڈاکٹر اقبال نے بڑی جرأت کے الفاظ کہے تھے ؎

من ازیں بیش ندانم کہ کفن دزدے چند
بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند

اس لیگ سے ہر ایک قوم کی غرض یہ ہے کہ وہ سب سے اونچی ہو جائے اور فائدہ حاصل کرے۔ ان کی نیت درست نہیں یہ کوئی لیگ اور اتحاد کی صورت بنالیں لیکن خوب یاد رکھیں کوئی لیگ اس وقت تک کامیاب نہ ہوگی جب تک کہ اس کا سر خدا تعالےٰ کے آگے نہ جھکے گا۔

عیسائی مشنوں کی غرض خدا پر ایمان پیدا کرنا نہیں

اب عیسائیت ان کے اندر خدا پر ایمان پیدا نہیں کر سکتی کیونکہ عیسائیت کے اندر سے روحانیت مر چکی ہے لوگ کہیں گے کہ پھر یہ عیسائی مشن کیسے ہیں؟ یاد رکھیئے یہ عیسائیت نہیں یہ دہریت اور مادہ پرستی عیسائیت کا لبادہ پہنے پھر رہی ہے۔ روس کے اندر خدا تعالےٰ کا انکار کیا گیا فرمایئے اگر ان مشنوں کی غرض یہ ہوتی کہ خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایمان پیدا کیا جائے تو یہ سب سے پہلے روس کی طرف توجہ کرتے اور ان لوگوں میں کام کرتے مگر یہ کس طرح کرتے جبکہ ان کا اپنا ایمان خدا کی ہستی پر نہیں ہے لیکن میں تم کو بھی بتا دیتا ہوں کہ اگر تمہارے اندر بھی ایمان نہ ہو تو تم بھی یہ کام نہیں کر سکتے۔ یہاں چوہڑوں اور چماروں کو یہ لوگ عیسائی بناتے ہیں اچھا کام ہے لیکن یہ انہیں بلند نہیں کرتے ایک مسلمان جب ایک ہریجن کو مسلمان کرتا ہے تو اسے بلند کرتا ہے لیکن ایک عیسائی اسے عیسائی بناتے ہوئے یہ جانتا ہے کہ وہ گورے آدمی کے برابر نہیں بیٹھ سکتا یہ عیسائیت ہے جس کے اندر نہ روحانیت ہے اور نہ خدا پر ایمان ہے۔

ان روحانی اور معاشی مشکلات کا حل صرف اسلام ہے

یورپ کے لوگ مقابلہ کرتے ہیں روس کے بالشوزم کا۔ مگر بالشوزم کے اندر دو باتیں ہیں ایک خدا کا انکار اور دوسرے معاشی انقلاب انکو اپنے معاشی نظام کی فکر ہے خدا کے انکار سے کوئی سروکار نہیں۔ بالشوزم کی مخالفت یہ لوگ خدا کے انکار کی وجہ سے نہیں کرتے معاشی انقلاب کی وجہ سے کرتے ہیں خوب یاد رکھئے ان سب روحانی اور معاشی مشکلات کا حل صرف اسلام میں ہے اور یہی ان کا واحد علاج ہے اور یہ خدا تعالےٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا میں یہاں اسے تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کر سکتا بلکہ میں نے اسے اپنے رسالے New World Order میں بیان کیا ہے۔

قرآن بے مثل ہے

یہ قرآن یہ بے مثل چیز ہے کوئی اس کی مثل نہیں لا سکتا ساری دنیا اس کی مثل پیدا کرنے سے عاجز ہے ہم وہ لوگ ہیں جو اس یقین کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں کہ قرآن مجید کا مقابلہ دنیا کی کوئی چیز نہیں کر سکتی۔ یایھا الرسول بلغ ما انزل الیك من ربك اس کے معنی مسلمانوں نے یہ سمجھے ہوئے ہیں کہ اسے چھاپ چھاپ کر گھروں میں رکھتے جائیں۔

امیر فیصل کے الفاظ

ہاں کبھی کبھی امید کی جھلک بھی نظر آتی ہے۔ مجھے امیر فیصل کے یہ الفاظ پڑھ کر بہت خوشی ہوئی کہ ہماری عرب فیڈریشن کی بنیاد قرآن مجید پر ہوگی۔ سو اس قرآن کو نہ صرف اپنا ہادی بنایئے بلکہ دنیا کا رہنما بنایئے تاکہ دنیا کی بیماریاں دور ہوں۔

قرآن سے غفلت اور بائبل کے تراجم

اسلام کے معنی ہیں صلح اور امن کے رسول کو حکم ہوا بلغ ما انزل الیك۔ تو میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تم میں سے ایک ایک شخص اس الزام کے نیچے ہے کہ تم اسے دنیا تک نہیں پہنچاتے۔ اس دنیا کی محبت چھوڑ دو خدا کی محبت کو دل میں جگہ دو۔ اتنی بڑی کتاب تم کو دی گئی اور تم نے اسے بند کر کے رکھا ہوا ہے وہ کتاب بائبل جس میں فحش واقعات ہیں تاریخ کے خلاف واقعات ہیں اس کا ترجمہ ۷۰۰ زبانوں میں ہو چکا ہے۔ مگر مسلمانوں نے قرآن کا ترجمہ کتنی زبانوں میں کر کے اسے کہاں کہاں دنیا میں پہنچایا ہمارا کام صرف پہنچانا ہے دلوں کو فتح کرنا اس کا اپنا کام ہے۔

گوئٹے اور قرآن

جرمن فلاسفر گوئٹے نے کہا تھا کہ یہ قرآن کے اندر کمال ہے کہ پوری نفرت کے ساتھ اسے پڑھنا شروع کرو لیکن ختم کرنے سے پہلے یہ اپنی محبت تمہارے دل میں پیدا کر دے گا۔ یہ ایک کافر کے الفاظ ہیں مسلمانوں کے اندر یہ خیال نہیں پیدا ہوتا۔

یہ امام زماں کی روح ہے

جو کچھ میں اس وقت تمہیں کہہ رہا ہوں اور جس چیز کی طرف تمہیں توجہ دلانا چاہتا ہوں یہ تمہارے خیالات کا عکس ہے جو میرے اندر ہے یہ تمہاری دعاؤں کے اثرات ہیں۔ یہ امام زماں کی روح ہے جو ہمارے اندر کام کر رہی ہے یہ ان خیالات کا نتیجہ ہے کہ ہم اس کام کے لئے مستقل بنیاد رکھ دیں جس دن مسلمان غیر قادیانی قرآن مجید کے ترجمہ کے لئے کوئی ادارہ بنائیں گے سب سے پہلے میں ان کے لئے دعائے خیر کروں گا۔ سوائے اس جماعت کے اور کوئی جماعت اس کام کے لئے تیار نہیں ہے چاہے دوسرے لوگ اسے مدد دیں یا نہ دیں۔

ہمارا تیس سال کا کام

یہ تیس سال یونہی صرف نہیں ہوئے ان تیس سالوں کے اندر یہ قوم خاموش نہیں بیٹھی رہی انگریزی ترجمہ قرآن مجید کی ۲۵ ہزار کاپی شائع ہو چکی ہے۔ جب ہم نے انگریزی ترجمہ قرآن کو شائع کیا اس وقت ہمارے پاس کوئی سامان نہیں تھے۔ یہ قرآن کا ڈچ ترجمہ یہ بھی اس جماعت کی ہمت کا نتیجہ ہے اس کی پہلی اڈیشن چھپ کر دوسری اڈیشن شائع ہونے والی تھی کہ جاپان کی آفت نازل ہو گئی یہ جرمن ترجمہ بھی اسی جماعت کی کوشش کا نتیجہ ہے یہ موجودہ جنگ سے چند دن ہی پہلے مطبع سے نکلا تھا یہ روشنی کے مینار بنے ہیں جو ان ملکوں میں کھڑے کر دیئے گئے ہیں خدا ان لوگوں کو مدد دے جنہوں نے یہ کام کیا، اور یہ بیان القرآن اردو ترجمہ اس سے یہاں جگہ جگہ درسوں میں مدد لی جاتی ہے ——— یہ سب کام ان تیس سالوں میں اس جماعت نے کر دکھایا غور کر کے دیکھو کیا اس کے علاوہ کوئی اور جماعت ہے کوئی مسلمانوں کی حکومت ہے جو یہ کام کر رہی ہو قادیانی ہمیں بہت حقیر سمجھتے ہیں اور حقارت سے کہتے ہیں ڈھائی ٹوٹیاں سے لگے فتو باغبان" ان سے بھی یہ کام نہیں ہو سکا یہ کام اس سے ہو سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے۔

تراجم قرآن فنڈ کیلئے تحریک

میں آج ایک تحریک آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں آجکل جماعت کے حالات اچھے نہیں ہیں اور زمینداروں کی حالت بھی اچھی نہیں ان کے سامنے میں یہ تحریک رکھنا چاہتا ہوں ہماری جنرل کونسل نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اپنی انجمن میں ایک فنڈ کھولیں گے جس سے مستقل طور پر تراجم قرآن کی بنیاد رکھی جائے گی چاہتا ہوں کہ اس جنگ کے ختم ہونے تک کم از کم چار یورپ کی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم موجود ہوں میں اپنی زندگی میں اس کام کو دیکھنا چاہتا ہوں میں ۷۰ کے قریب پہنچ گیا ہوں ہمارے ساتھی آگے چلے گئے حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب۔ حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب۔ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب اور

پیغام صلح

جلد ۳۲ | یوم چہارشنبہ ۸ محرم الحرام سنہ ۱۳۶۳ھ | نمبر ۱

الحمد للہ رب العلمین

دو لاکھ روپیہ تراجم قرآن مجید پر صرف کیا جائیگا

ہمارا کامیاب سالانہ اجتماع اور مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ

یہ دور تاریخ انسانی میں ایک خونین ہنگامہ خیز اور انقلابی دور ہے دنیا میں کئی سالوں سے ایک ایسا محاربہ شروع ہے جس کا انجام معلوم نہیں کیا ہو۔ دنیا ہر قدم پر بدل رہی ہے اور چپہ چپہ پر انقلاب رونما ہو رہا ہے معلوم نہیں کل کو کیا ہونے والا ہے ہر حساس قلب میں ہیجان ہے اور جنگ کا رخ فرسا نظارہ اور اس کے مہیب نتائج سے ہر طرف ایک اضطراب اور پریشانی پھیل رہی ہے لیکن خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ ہماری جماعت جو دنیا کے ان ہولناک تغیرات میں ایک روحانی انقلاب اور نظام جدید کی داعی ہے اسکے قلوب ایمان اور امید سے لبریز ہیں۔ اس اسلامی جماعت کے نمایندے موجودہ پریشانیوں کے دور میں اپنے مرکز میں نہایت سکون و اطمینان کے ساتھ جمع ہوتے ہیں اور اپنے سالانہ اجتماع میں ایسے ایثار اور قربانی کا ثبوت دیتے ہیں اور تبلیغ اسلام کے لئے ایک ایسا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں کہ اسے دیکھ کر دل وجد میں آکر جھومنے لگتا ہے اور اس سالانہ اجتماع کی اس بینظیر کامیابی پر خود بخود سر آستانۂ الٰہی پر جھک جاتا ہے اور دل سے بے اختیار نکل جاتا ہے الحمد للہ رب العلمین

— احمدی دوست ملک کے طول و عرض سے اپنے مرکز میں جمع ہوئے اور موجودہ سفر کی مشکلات میں یہاں تشریف لائے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر شاندار تقاریر ہوئیں دو دن ہوئے اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے علم، روحانیت اور بصیرت سے لبریز تقاریر فرمائیں جن میں سے ایک [illegible] و حقائق تقریر اسی شیوع میں مفصل طور پر درج ہے وہ نظارہ کتنا [illegible] تھا جب حضرت ممدوح نے جماعت [illegible] تراجم قرآن مجید [illegible]

کے لئے۔ دنیا پر مقدم کرنے کے لئے ہر ممکن قربانی پیش کرنے کو تیار ہے حضرت امیر قوم کی اس تحریک پر جس جذبہ اور خلوص کے ساتھ لبیک کہا وہ بے مثل ہے اس مٹھی بھر جماعت نے اور ہمارے مسلمان بھائیوں کے نزدیک ان "چند کافروں" نے تراجم قرآن کے لئے ایک نہایت مختصر سے وقفہ میں ایک لاکھ روپیہ پیش کر دیا اور دوسرے لاکھ کی بھی عنقریب جمع ہونے کی توقع ہے۔ جماعت احمدیہ کا یہ ایثار باقی تمام اسلامی جماعتوں کے لئے ایک لمحۂ فکریہ کی دعوت ہے کہ وہ اس جماعت کے عملی نمونہ پر غور کریں اور اس جماعت کی خالص اسلامی فطرت اور عناصر ترکیبی کا تجزیہ کریں کہ اس جماعت کو یہ شاندار عملی نمونہ پیش کرنے کی توفیق کس طرح ملی یہ صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب امام عصر حاضر کی برکت سے ہے اور ان کے نفوس طیبہ کے نفوذ کا نتیجہ ہے۔ ان تمام پراگندہ اسلامی جماعتوں پر روشن ہو جانا چاہیئے کہ ان کا کوئی تبلیغی نظام آج کامیاب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے آپ کو اس دور کے امام کے دامن سے وابستہ نہ کریں جماعت احمدیہ کا یہ عملی نمونہ ان پر اتمام حجت ہے۔ خدا تعالےٰ انہیں فکر صالح کی توفیق عطا فرمائے آمین

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمارا سالانہ اجتماع ہر لحاظ سے کامیاب رہا اور قوم کے قلوب میں ایک ایسی روح اور زندگی نظر آئی جس سے صاف نظر آتا ہے کہ اس فعال جماعت سے تبلیغی میدان میں بڑے سے بڑا کام لیا جا سکتا ہے اور یہ چھوٹی سی قوم دنیا میں کارہائے نمایاں کر کے جریدۂ عالم پر اپنے شاندار نقوش ثبت کر سکتی ہے —

ہمارے نصب العین کی کوئی انتہا نہیں اور نہ یہ زمان و مکان میں مقید ہے ہمارا میدان نظر منتہائے حدود و وسعتوں پر پھیلا ہوا ہے [illegible]

ہو اور اس کی تبلیغی کارفرمائیوں کا یہ سلسلہ ہمیشہ قائم رہے اور اس کا مستقبل اس کے ماضی کو دیکھ کر شرمندہ نہ ہو اسلئے اشاعت اسلام اور تبلیغ قرآن کے پہلو بہ پہلو ہمیں توسیع جماعت اور استحکام جماعت کے تبلیغی پروگرام کو بھی نہایت قوت اور جوش کے ساتھ جاری رکھنا چاہیئے اور چند سالوں کے اندر اندر اجتماعی قوت اور شوکت پیدا کرنی چاہیئے [illegible] اپنے فرائض کے سمجھنے اور انہیں [illegible] بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے آمین

پیغام صلح کی بتیسویں جلد کا آغاز

منظور ہے گذارش احوال واقعی
اپنا بیان حسن طبیعت نہیں مجھے

موجودہ اشاعت سے پیغام صلح کی بتیسویں جلد کا آغاز ہوتا ہے آج یہ اخبار اپنی زندگی کے اکتیس سال پورے کر کے اس تاریخ سے بتیسویں سال میں داخل ہو رہا ہے۔ گذشتہ جلد کی نمایاں خصوصیات یہ ہیں محض خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے ہر پرچہ اپنی تاریخ مقررہ پر شائع ہوا اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ نہایت باقاعدگی کے ساتھ شائع ہو کر اسی ہفتہ میں بیرونی جماعتوں تک پہنچ گیا اور اخبار نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی آواز کو ساری جماعت تک نہایت ذمہ داری سے پہنچایا۔ خطبات کی یہ باقاعدگی اخبار پیغام صلح کی تاریخ میں بینظیر ہے اور یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل ہے۔ اس کے علاوہ اخبار کو اپنی طرف سے متنوع اور معیاری صحافت پر شائع کرنے کی کوشش کی گئی اس میں اخبار کہاں تک کامیاب ہوا اسکا فیصلہ قارئین پیغام صلح کر سکتے ہیں بعض صاحب رائے دوستوں اور بزرگوں کی قدر افزائی کا شکریہ — شاید جماعت کا کوئی دوست ایسا ہو جنہیں اخبار میں نوک جھونک، اور مناظرانہ چٹخارہ نہ پاکر مایوسی ہوئی ہو تو ہم اس دوست کی خدمت میں مؤدبانہ گذارش کریں گے کہ دنیا ایک قدم آگے اٹھا چکی ہے محض سطحی باتوں سے اس کی تشفی نہیں ہوتی مذہب کی مناظرانہ آویزش کا دور گذر چکا ہے زندگی کے میدان میں ایک خطرناک رن پڑ رہا ہے دنیا کو اپنی مشکلات کے لئے کوئی تعمیری حل چاہیئے اور اسے ایسے نوش دارو کی ضرورت ہے جس سے اس کے عوارض دور ہو سکیں اسلئے اگر ہمارے پاس کچھ ہے تو اسے نہایت خوش اسلوبی سے پیش کرنا چاہیئے اور اس معیار پر پیش کرنا چاہیئے جس سے وہ دماغوں اور طبائع میں اعلیٰ درجہ کا ردعمل پیدا کر سکے سو ہمارے بعض دوستوں کو بھی ان بدلے ہوئے حالات کا جائزہ لیکر اپنی جماعت کی آواز کی اثر پذیری کو بڑھانا چاہیئے [illegible]

نوک جھونک" کے۔ لہذا وہ دوست ہماری اس معذرت کو قبول فرمائیں گے۔ اس اخبار کا مقصد وحید اشاعت اسلام ہے اور غیر از جماعت اصحاب کو اس جماعت میں شامل ہونے کی دعوت دینا ہے جو اشاعت اسلام کی علمبردار ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقطۂ نگاہ سے موجودہ مشکلات کا اسلامی حل پیش کرنا ہے روحانی، دماغی، اخلاقی اور اسلامی خصوصیات کو زندہ رکھنا ہے جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جماعت میں پیدا کیا۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشادات، خطبات اور مرکزی تحریکات کو جماعت کے بیرونی حلقوں میں پہنچانا ہے اور ان اعتراضات کا جواب دینا ہے جو مخالفین سلسلہ کی طرف سے کئے جاتے ہیں اور سنجیدہ موازنہ مذاہب بھی اس اخبار کی پالیسی میں شامل ہے لہذا ان اغراض و مقاصد کے پیش نظر ہم گذارش کریں گے کہ اس گرانی کے زمانہ میں اخبار پیغام صلح کو قوم کے بزرگوں کی سرپرستی اور تعاون کی سخت ضرورت ہے امید ہے وہ دوست اور بزرگ جو ان اغراض و مقاصد کے مؤید اور علمبردار ہیں وہ اخبار کی توسیع اشاعت کی طرف خاص توجہ مبذول فرمائیں گے۔

(بقیہ از صفحہ ۵)

دوسرے روحانیت کے میدان مجھے اب زندگی کا جو سال مل جاتا ہے میں اسے غنیمت سمجھتا ہوں۔

دو لاکھ کا فنڈ } آج انجمن کے حالات اچھے ہیں آج اگر ہم اس کام کے لئے مستقل بنیاد رکھ دیں تو اس سے یہ کام چلتا رہے گا۔ اس کام کے لئے میں نے دو لاکھ کا فنڈ تجویز کیا ہے۔ ایک لاکھ تو بڑے بڑے تاجر دیں اگر وہ نہ دیں گے تو پھر میں اس کا مطالبہ بھی جماعت سے کروں گا اور دوسرے لاکھ میں سے کچھ خواتین سلسلہ کو تکلیف دوں گا انھوں نے پہلے بھی تحریکات میں بہت حصہ لیا ہے برلن مسجد کی تعمیر میں ان کا کافی حصہ ہے۔ میں پچیس ہزار روپیہ ان کے ذمہ ڈالتا ہوں۔

احمدی احباب سے اپیل } باقی روپیہ میں نے تم سے وصول کرنا ہے احمدی احباب سے وصول کرنا ہے جن کی آمدنی ماہوار ۵۰۰ سے اوپر ہے وہ ایک ہزار روپیہ دیں جن کی آمدنی ایک سو سے پانچ سو تک ہے وہ ایک مہینہ کی آمد دیں اور جن کی آمد ۷۰ سے سو تک ہے وہ دس روز کی آمد دیں اس سے کم آمد والے جو چاہیں دیں۔

ارشاد امیر

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

جلسہ سالانہ ۱۹۴۳ء کی مختصر روئداد

گذارش اخبار کا حجم بہت کم ہے اس لئے جلسہ سالانہ کی روئداد نہایت اختصار کے ساتھ لکھی جائے گی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۳ء اور تقریر مورخہ ۲۶ دسمبر مکمل اور تفصیل کے ساتھ اخبار میں درج کئے جائیں گے۔ امید ہے اس مجبوری کے پیش نظر ناظرین حضرات اس اختصار کو چنداں خاطر میں نہیں لائیں گے۔

شکر باری تعالیٰ خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس دفعہ ذرائع آمد و رفت کی غیر معمولی مشکلات کے باوجود اصحاب سلسلہ اور خواتین سلسلہ بعید مقامات سے تشریف لائے اور حضرت امام عصر حاضر کے ارشادات کے پیش نظر علم، روحانیت اور اخوت کے حصول کے لئے مرکز میں جمع ہوئے اور انہوں نے اپنے اس اجتماع سے اس زندگی اور حیات کا ثبوت دیا جو دنیا کی زندہ اقوام کے شایان شان ہے اور اس جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے ایسی قربانی پیش کی جس کی نظیر تمام اسلامی دنیا میں ڈھونڈنے سے نہ ملے گی دعا ہے اللہ تعالیٰ اصحاب سلسلہ کو بیش از پیش قربانیاں کرنے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں

کارپردازان جلسہ اس دفعہ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام مہتمم جلسہ سالانہ تھے۔ عین جلسہ سالانہ سے چند دن پہلے ڈاکٹر صاحب موصوف آشوب چشم کے عارضہ سے بیمار ہو گئے لیکن اس بیماری کے باوجود جلسہ سالانہ کے انتظام میں حصہ لیتے رہے۔ اساتذہ مسلم ہائی سکول اور کارکنان انجمن نے نہایت مستعدی اور ذمہ داری کے ساتھ جلسہ سالانہ کے انتظام میں تعاون کیا۔ اخویم مولانا آفتاب الدین احمد صاحب امام مسجد ووکنگ بھی جلسہ کے منتظمین میں سے تھے آپ نے نہایت تندہی کے ساتھ کام کیا۔ طلباء مسلم ہائی سکول اور احمدی بچوں نے رضاکاروں کے فرائض نہایت سعادت کے ساتھ انجام دیئے دعا ہے اللہ تعالیٰ ان سب بزرگوں دوستوں اور بچوں کو اجر عظیم عطا فرمائے آمین۔

کھانے اور رہائش کا انتظام کھانے کے اوقات مقرر تھے دوست بالعموم مسلم ہائی سکول احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تشریف لا کر کھانا کھاتے تھے مستورات اور بچوں کیلئے ان کی جائے رہائش پر کھانا بھجوا دیا جاتا تھا۔ انجمن کی طرف سے مہمانوں کی رہائش کا انتظام مسلم ہائی سکول بورڈنگ ہاؤس مسلم ہائی سکول اور احمدیہ بلڈنگس کے متعدد مکانات میں کیا گیا اس دفعہ مکانات کی شدید قلت تھی ممکن ہے منتظمین کی انتہائی کوشش کے باوجود بعض دوستوں کو حسب منشا جگہ نہ مل سکی ہو۔

جلسہ گاہ خواتین سلسلہ کی جلسہ گاہ کا انتظام مسلم ہائی سکول کے صحن میں کیا گیا تھا اور مردوں کی جلسہ گاہ احمدیہ بلڈنگس لاہور کی مرکزی مسجد میں بنائی گئی تھی۔ فرش اور کرسیوں دونوں کی قسم کی نشست کا انتظام تھا اور مردوں کی جلسہ گاہ میں خواتین کے لئے پردہ کی نشست کا انتظام بھی تھا جلسہ گاہوں میں لاؤڈ سپیکر کا بھی انتظام تھا تاکہ دور و نزدیک سب دوستوں کو آواز سنائی دے سکے

خواتین کا جلسہ اور نمائش خواتین سلسلہ عالیہ احمدیہ کا اٹھارواں سالانہ جلسہ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۳ء بروز جمعہ دن کے ساڑھے گیارہ بجے زیر صدارت جناب بیگم صاحبہ سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم و مغفور منعقد ہوا تلاوت قرآن مجید کے بعد جلسہ کی کارروائی شروع ہوئی اور بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے حاضرات کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا "آپ سب جانتی ہیں کہ ساری دنیا اس وقت مشکلات میں سے گذر رہی ہے اور جنگ کے شعلے تمام روئے زمین پر بھڑک رہے ہیں یہ مادی دنیا پر خدا تعالیٰ کا عذاب ہے جو ان اعلیٰ روحانی قوانین کو بھلا چکی ہے جنہیں خدا تعالیٰ کے برگزیدہ بندے دنیا میں لائے یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ایسی جماعت میں پیدا کیا جو ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر کی مصداق ہے اور اشاعت اسلام کے لئے کمربستہ ہے یہ وہ قابل فخر کام ہے جو نبیوں نے کیا میری عزیز بہنو! آپ کام کے لحاظ سے بلند مقام پر ہیں آپ کا مقصد زندگی صرف اس دنیا کی راحت نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا ہے آپ کو سوچنا چاہیئے کہ آپ کس طرح پر اس کام سے عہدہ برا ہو سکتی ہیں۔ آپ کا یہ خیال ہوگا کہ مرد اس کام کے لئے کافی ہیں اور ہم خانہ داری کا ہی کام کر سکتی ہیں۔ لیکن آپ ان خانہ داری کے کاموں کو کرتے ہوئے بھی اس جہاد میں شریک ہو سکتی ہیں مرد اگر باہر اشاعت اسلام کا کام کرتے ہیں تو آپ گھر کے اندر یہ کام کر سکتی ہیں آپ ماؤں کی حیثیت سے قوم کو اس کام کے لئے تیار کر سکتی ہیں۔ آپ بچوں کی تربیت اس انداز پر کریں کہ بچپن سے ہی انہیں احساس ہو جائے کہ وہ ایسی جماعت کے ممبر ہیں جو دین کو دنیا پر مقدم کر رہی ہے اور اعلائے کلمۃ الحق کرنے میں پیش پیش ہے آپ یہ کام نہیں کر سکتیں جب تک آپ کو اس امر کا شعور نہ ہو کہ کوئی کام بغیر محنت کے نہیں ہو سکتا اس کام کے لئے بھی محنت کی ضرورت ہے میں اپنی تمام بہنوں کو توجہ دلاتی ہوں کہ اس طرف توجہ کریں اور اس طرف سے غفلت نہ کریں۔ میں اس دعا کے ساتھ اپنی تقریر کو ختم کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس فرض کے سمجھنے اور اسے عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بیگم صاحبہ کی تقریر کے بعد زکیہ اور زبیدہ نے نظم پڑھکر سنائی اور حاضرات کو محظوظ کیا اس کے بعد حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کی صاحبزادی رضیہ بیگم صاحبہ بی اے نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ دنیا کی مشکلات کا حل صرف اسلام میں ہے۔ عیسائیت اور بدھ مت کا اصول اس وقت کامیاب نہیں ہو سکتا صرف اسلام کے اصول پر عمل کرنے سے دنیا کی مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔ یورپ میں قومیت کا تصور اور معاشی مسئلہ کی وجہ سے جو مشکلات پیدا ہو چکی ہیں انہیں اسلام زکوٰۃ اور بیت المال سے حل کرتا ہے بالشوزم سے انکا حل نہیں ہو سکتا کیونکہ بالشوزم طاقت کو استعمال کرتا ہے اس لئے اس جبر و تشدد کی وجہ سے یہ اصول بالکل ناکارہ ہے ہمیں چاہیئے کہ دنیا کی مشکلات کو دور کرنے کیلئے اشاعت اسلام کے کام کو تقویت پہنچائیں اور دنیا کو ان الجھنوں اور مصیبتوں سے نجات دیں ——— ان کی تقریر کے بعد ایک نظم پڑھی گئی اور جناب مس عبدالرحمن صاحبہ ہیڈ مسٹرس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول منٹگمری نے تقریر فرمائی آپ نے کہا "اس وقت دنیا کی حالت خراب ہو چکی تھی اور دنیا پکار رہی تھی کہ ہمیں ایسے شخص کی ضرورت ہے جو ہمیں گمراہی سے نکال کر بلند روحانی حالت پر لے آئے ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو مبعوث فرمایا کہ تم بندے اور خدا کے درمیان تعلق کو مضبوط کر دو۔ یہ دنیا ایک ٹریننگ کی جگہ ہے جہاں انسان آخرت کے لئے تیاری کرتا ہے رسول کریم نے اپنی تعلیم اور اسوہ حسنہ سے اس مقصد کو کھول کر بیان کیا ہے یہ خدا کا فضل ہے کہ اس نے ہمیں ایسے مذہب پر پیدا کیا جو ہمیں بلند حالت پر لے جاتا ہے لیکن ہم میں عمل کی کمی ہے میں اس وقت عملی پہلو کی طرف توجہ دلانا چاہتی ہوں ہم منہ سے کلمہ طیبہ کا اقرار کرتی ہیں لیکن دلی طور پر اس پر عمل پیرا نہیں ہوتیں ہماری زندگی کے چوبیس گھنٹے دنیاوی کاموں میں گذر جاتے ہیں لیکن ہم اپنے وقت کا کوئی حصہ عبادت الٰہی میں صرف نہیں کرتیں نماز پر دوسرے کاموں کو ترجیح دیتی ہیں حالانکہ انسان کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ لو لگائے جب ہم نے خدا کو بھلا دیا تو خدا نے بھی ہمیں چھوڑ دیا۔ لیکن ہم احمدیوں کو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں مسیح موعود کو مبعوث فرمایا ہمارے پاس روشنی ہے اگر ہم اس راستہ سے بھٹک جائیں تو ہم پر زیادہ ذمہ واری علید ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے اس مجدد اور محدث نے ہمیں بتایا کہ ایک مسلم کی زندگی کا مقصد کیا ہے ہمیں اپنے اعمال کے اندر نمایاں تغیر پیدا کرنا چاہیئے ہمیں اپنی زندگیوں میں ایسا تغیر پیدا کرنا چاہیئے کہ ہم چلتی پھرتی فرشتہ معلوم دیں اور ہم سر تا پا نمونہ ہوں احمدیت نام ہے اسلام کی دوبارہ زندگی کا اور اسلام کا دوبارہ زندہ ہونا ہم سے قربانی چاہتا ہے احمدیت چاہتی ہے کہ دین کو دنیا پر مقدم کرو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلامی احکام کو سب باتوں پر مقدم کیا جائے ہم سب بہنوں کو اس بات کا خیال کرنا چاہیئے کہ ہم اپنے عملی پہلو کو زیادہ اہمیت دیں جب ہم نے وعدہ کیا کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم کریں گی تو ہمیں اس عہد کو عملی جامہ پہنانا چاہیئے اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ اگر ہم نے احمدیت کو قبول کیا ہے تو ہم عملی طور پر ثابت کریں کہ ہم سچے معنوں میں احمدی ہیں ——— اس نہایت موثر تقریر کے بعد ایک نظم ورثین سے پڑھی گئی اور خان بہادر میاں غلام رسول صاحب کی صاحبزادی آمنہ تسنیم صاحبہ نے اپنی ایک طبع زاد نظم پڑھکر سنائی جو بہت پسند کی گئی اور بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے چندہ کی فہرست پڑھ کر سنائی جس میں نمایاں حصہ جناب بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب مرحوم کا تھا اس اعلان کے بعد بیگم کرم الٰہی صاحبہ نے سورہ فاتحہ کے بعد فرمایا نماز سے مسلمان بہنیں غافل ہیں حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا نماز مومن کا معراج ہے اسلام نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ خداوند تعالیٰ کے دربار میں باقاعدہ حاضر ہوں کیونکہ وہی سب حاجتیں پوری کر سکتا ہے۔ تمام مذاہب نے عبادت کی تلقین کی ہے لیکن اسلام نے وہ کامل عبادت عطا فرمائی جس کا نام نماز ہے خدا تعالیٰ نے سب دنیا کی نمازیں اس میں جمع کر دی ہیں۔ جب تک ہمارا عمل درست نہ ہو اس وقت تک ہم ان ذمہ واریوں سے عہدہ برا نہیں ہو سکتیں جو اللہ تعالیٰ نے ہم پر عائد کی ہیں۔ اس کے بعد ہمارا فرض ہے کہ ہم قرآن کریم کو دنیا میں پھیلائیں اور اس کے لئے قربانی کریں وغیرہ وغیرہ اس کے بعد نظم پڑھی گئی اور جلسہ برخواست ہوا اور زنانہ نمائش دستکاری شروع ہوئی۔

باقی آئندہ

ظلی نبوت کی حقیقت

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

قادیان میں غالیوں کو حضرت اقدس مسیح موعود کو نبی اللہ۔ نبی اللہ کہتے کہتے یہ حالت ہو گئی ہے کہ جو حضرت اقدس کو نبی نہیں مانتا ان کے خیال میں وہ کافر ہی ہے خواہ وہ صدق دل سے حضرت مسیح موعود کے ماننے والوں سے ہو۔ مجھے دو تین جگہ اس مسئلہ پر بعض قادیانیوں سے بات کرنے کا اتفاق ہوا تو میں نے جس طرح ان کو قائل کیا اسے مکالمہ کی صورت میں درج ذیل کرتا ہوں۔

قادیانی - خدا نے حضرت اقدس کو اپنی پاک وحی میں "نبی اللہ" کہا ہے نہ کہ ظلی نبی اللہ اسلئے ہم حضرت کو نبی اللہ ہی مانتے ہیں۔

احمدی - خدا کی پاک وحی میں حضرت مسیح کو "محمد رسول اللہ" بھی کہا گیا ہے اور حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ ظلی طور پر میں وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ اسلئے میں تو حضرت اقدس کو ایسا ہی مانتا ہوں۔ مگر جس طرح ظلی طور پر "محمد رسول اللہ" ہونے سے یا ظلی طور پر خاتم الانبیاء ہونے سے حضرت اقدس دراصل محمد رسول اللہ ہو جاتے اور نہ خاتم الانبیاء اسی طرح سے وہ ظلی طور پر نبی ہیں مگر دراصل نبی نہیں۔

قادیانی - ظلی طور پر خاتم الانبیاء ہونا اور بات ہے اور نبی ہونا دوسری بات ہے۔

احمدی - کیا فرق ہے۔ ذرا بیان تو فرمایئے۔

قادیانی - خاتم الانبیاء تو خاص رسول اکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اسلئے دوسرا خاتم الانبیاء نہیں ہو سکتا مگر نبی تو ہزاروں ہوئے اسلئے نبی اور بھی ہو سکتا ہے۔ اسلئے ظلی طور پر نبی ہونے سے صرف اتنا فرق پڑا کہ آپ کی نبوت براہ راست نہیں بلکہ رسول صلعم کے واسطہ اور فیض سے ہے۔ اس کے یہ معنے تو نہیں کہ وہ نبی نہیں۔

احمدی - جس طرح خاتم الانبیاء خاص رسول اللہ صلعم ہیں اور ختم نبوت آپ کا مقام ہے اس لئے اگر حضرت نے یہ فرمایا کہ میں ظلی طور پر خاتم الانبیاء ہوں لیکن اس سے وہ خاتم الانبیاء نہیں ہو جاتے ٹھیک اسی طرح حضرت مرزا صاحب جس نبوت کے دعویدار ہیں وہ بھی اسی خاتم الانبیاء کی ہی نبوت ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"وہی نبوت محمدیہ ہے جو پیرایہ جدید میں جلوہ گر ہوئی"

پس نہ ختم نبوت خاتم الانبیاء کے سوا کسی دوسرے کا مقام ہے اور نہ نبوت محمدیہ بجز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی دوسرے کا مقام ہے۔ اس لئے حضرت اقدس نے فرمایا کہ

محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس رہی

لہذا یہ ماننا پڑا کہ جس طرح ظلی طور پر حضرت اقدس کے محمد۔ احمد۔ خاتم الانبیاء ہونے سے وہ دراصل محمد۔ احمد۔ خاتم الانبیاء نہیں ہو جاتے اسی طرح وہ نبی بھی نہیں ہو جاتے

قادیانی - بھلا یہ تو بتایئے کہ اگر ایک روپیہ میں خود کما لوں یا ایک روپیہ مجھے کوئی عطا کر دے دونوں صورتوں میں روپے میں یا میرے روپے کا مالک ہونے میں کیا فرق ہے۔

احمدی - بات سمجھانے کی خاطر ذرا اور یہ بھی کہہ دیجئے اگر میں روپیہ کسی سے ادھار لے آؤں یا کہیں سے چرا لاؤں تو روپے کے روپیہ ہونے میں یا میرے اس کا مالک ہونے میں کیا فرق ہے۔

قادیانی - چوری والی بات تو چھوڑ دیجئے کیونکہ نبوت چرائی نہیں جا سکتی۔ لیکن ادھار والی بات مان لیتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ اگر حضرت مسیح موعود کو نبوت محمدیہ ادھار مل گئی اور ایسی کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے عطا کر دی گئی تو آپ کے نبی ہونے میں کیا شک ہو سکتا ہے۔

احمدی - میرے دوست چوری والی بات چھوڑتا ہوں مگر یاد رکھو جس طرح نبوت چرائی نہیں جا سکتی وہ کسی کو ادھار بھی نہیں دی جا سکتی۔ وہ تو ایک موہبت الٰہیہ ہے جو براہ راست خدا سے ملتی ہے۔ اس لئے حضرت اقدس کے پاس عکس نبوت محمدیہ ہے نہ کہ خود نبوت محمدیہ۔ آپ کے آئینہ قلب پر نبوت محمدیہ کا آفتاب روشنی ڈال رہا ہے اور آپ کے آئینہ صافی میں آفتاب نبوت محمدی منعکس ہے۔ پس یہ عکسی نبوت ہے جو دراصل محمد صلعم کی نبوت ہے اسی اعتبار سے مسیح موعود نے فرمایا کہ:۔

"میری نبوت مستعار ہے"

اس ادھار لی ہوئی نبوت کے یہ معنے نہیں ہیں کہ نبوت محمدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علیحدہ ہو کر حضرت مسیح موعود کے پاس آ گئی نہیں بلکہ استعارہ کے رنگ میں اسے مستعار کہا گیا ہے۔ ورنہ نبوت کبھی ادھار نہیں دی جا سکتی نہ لی جا سکتی۔ دراصل ظلی اور بروزی نبوت کی بجائے مستعار کا لفظ استعمال ہوا ہے اور آپ سمجھے کہ آنحضرت صلعم نے روپے کی طرح اپنی نبوت مسیح موعود کو بخش دی۔ اور یہ سراسر باطل خیال ہے۔

قادیانی - ظلی نبوت یا مستعار نبوت ہے تو دراصل نبوت ہی ہے جیسے ادھار لیا ہوا روپیہ دراصل روپیہ ہی ہوتا ہے۔

احمدی - اگر سورج کے مقابل آئینے رکھ دیئے جائیں تو ہر آئینہ میں سورج کا عکس موجود ہو گا۔ اگر اس عکسی سورج کو مجازاً سورج کہدینے سے وہ دراصل سورج ہو جاتا ہے تو مستعار نبوت کو بھی اسی پر قیاس کر لو۔

قادیانی - سیدھی بات ہے اگر روپیہ بادشاہ نے عطا کیا تو بھی روپیہ ہی ہے اگر کسی اور نے دیا تو بھی روپیہ ہی ہے۔

احمدی - یہ تو درست ہے مگر آپ غور فرمائیں کہ اگر کسی کو بادشاہ ایک خلعت دربار عنایت کرے اور وہ خلعت ادھار لے کر کوئی اسے پہن کر دربار میں چلا جائے تو کیا انجام ہو گا۔ خلعت تو درحقیقت شاہی خلعت ہی ہے مگر اسے کسی کو عطا کرنا بادشاہ ہی کا کام ہے نہ یہ کہ جسے ملے وہ اٹھا کر اسے کسی غیر کو سپرد کر دے اور آپ بے خلعت رہ جائے۔

نبوت ایک خلعت خدائی ہے اور خدا ہی اسے دیتا ہے اور جب خدا کسی کو دیتا ہے تو براہ راست دیتا ہے اسلئے نبی کے لئے براہ راست نبوت کا پانا شرط ہے۔ اور اس طرح اس کا ملنا بالکل بند ہے اسلئے اب کوئی نبی ہو ہی نہیں سکتا۔

سورج اور چاند

خدا تعالےٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے

جعل الشمس ضیاء والقمر نوراً

خدا نے سورج کو ضیا بنایا اور قمر کو نور۔

دیکھئے وہی روشنی جب سورج سے نمودار کی گئی تو اسے ضیاء کا نام دیا وہی روشنی جب سورج کے ذریعہ چاند کو ملی تو اسے نور قرار دیا ہے۔

ٹھیک اسی طرح نبی تو شمس ہوتا ہے اور اس نبوت کی روشنی جب کسی غیر نبی پر پڑتی ہے اور وہ اقتباس نور کرکے چاند کی طرح روشنی دیتا ہے تو اسے ولی کہتے ہیں لیکن آپ ذریعہ حصول کے فرق کو مراتب میں فرق کا باعث خیال نہیں کرتے جو ایک صریح غلطی ہے۔ اور خواہ مخواہ روپے کی مثال بار بار بیان کرتے جا رہے ہیں حالانکہ وہی سولہ آنے کا روپیہ اگر چوری ہو تو رکھنے والا چور کہلاتا ہے نہ کہ مالک۔ فرق صرف ذریعہ حصول ہی کا تو ہے اگر اس جگہ ذریعہ حصول کے فرق سے چور اور مالک کا فرق ہو گیا ہے تو یاد رکھیں بلحاظ ذریعہ حصول کے نبوت حاصل کرنے والوں کو بھی مختلف نام دیئے جاتے ہیں۔

(۱) جسے براہ راست ملے وہ نبی یا رسول ہے۔

(۲) جسے نبوت ظلی طور پر ملے وہ ولی یا مامور ہے۔

پہلا گروہ انبیاء شمسی صفت ہے اور دوسرا گروہ اولیاء قمری صفت ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں والشمس وضحٰها والقمر اذا تلٰها۔ کہا گیا ہے۔ اگر چاند سورج کی پیروی نہ کرے تو بے نور ہے۔ اسی طرح اولیاء اللہ ہیں۔

میرا خیال ہے اب تو آپ بات سمجھ گئے ہوں گے اسلئے میں اب اجازت چاہتا ہوں والسلام۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

خانبہادر کا خطاب — یہ خوشخبری جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی مسرت سے سنی جائے گی کہ ہمارے معزز دوست خانصاحب جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب انچارج سینیٹوریم ڈاڈر کو نوروز کے اعزازات میں حکومت نے خانبہادر کا خطاب عطا فرمایا ہے ہم جناب ڈاکٹر صاحب موصوف کی خدمت میں اس خطاب کے حصول پر مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس اعزاز کو ان کے لئے موجب برکت بنائے آمین۔

درخواستہائے دعا — اخویم شیخ محمد انعام الحق صاحب حیدرآباد دکن سے تحریر فرماتے ہیں کہ احباب سلسلہ ان کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں

— محترم مولوی عبد اللطیف صاحب حیدرآباد میں دیر سے بیمار چلے آتے ہیں ان کے لئے بھی دعا کی جائے کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے۔ آمین

— ماسٹر محمد شفیع صاحب علوی سامانہ پٹیالہ کے لئے بھی دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات دور فرمائے۔ آمین۔

— محمد فضل الرحمٰن صاحب احمدی۔ ٹی ٹی ای۔ آئی ریلوے جمال پور سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی صحت خراب ہے ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

— محمد امین خانصاحب ضلع کوہاٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ تمام احباب سلسلہ سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرما کر اپیل چیف کورٹ پشاور میں خاص خواہ کامیابی عطا فرمائے۔

احباب سلسلہ ان کے لئے دردِ دل دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں کامیاب کرے اور ان کی مشکلات کو دور فرمائے۔ آمین

سانحۂ ارتحال

(الف) جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر انتہائی ملال سے سنی جائیگی کہ جناب سید امجد علی شاہ صاحب کی دختر جو عرصہ سات ماہ سے بعارضہ بخار بیمار تھیں مورخہ ۲۶/۱۲/۵۶ کو وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون

ہم شاہ صاحب موصوف کے اس صدمہ میں شریک ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(ب) محمد رمضان خانصاحب بھدر واہ کی اہلیہ وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(ج) یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی ملال کے ساتھ سنی جائے گی کہ جماعت کے پرانے بزرگ میاں رحیم بخش صاحب موضع لوری والا وزیر آباد وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
ایس محمد آصف بی-اے

جائنٹ ایڈیٹر
شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ | لاہور - یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۶۳ھ م - ۱۲ جنوری ۱۹۴۴ء | نمبر ۲

جماعت کو چند ضروری ہدایات

جماعت احمدیہ کا ہر ایک فرد روحانی فوج کا سپاہی ہے

احمدیت کی نعمت کو دوسرے مسلمانوں تک پہنچاؤ

نماز کو بہت سنوار کر ادا کرو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ مؤرخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۳ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

غموں کا سال یہ سال جس کے بعد آج ہم یہاں جمع ہوئے ہیں ہم پر بڑے غموں کا سال گذرا ہے۔ بہت سے دوست پرانے دوستوں میں سے اس سال ہم سے جدا ہو گئے اور بہت سے نوجوانوں سے بھی جن پر ابھی ہمیں بڑی توقعات تھیں کہ وہ دین کی خدمت میں اپنے جوہر دکھائیں گے ان سب دوستوں کے لئے اور ان کے لئے بھی جو ان سے پہلے وقتاً فوقتاً ہم سے جدا ہوتے رہے ہے دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کی تربتوں پر رحمت برسائے اور جو لوگ ان سے پیچھے رہ گئے ہیں ان کو توفیق دے کہ وہ خدمت دین کرتے ہوئے نمایاں کام سرانجام دیں جیسا کہ ان پہلے بزرگوں نے سرانجام دیئے۔

سفر کی مشکلات آپ لوگ ایسے زمانہ میں جب سفر کی مشکلات بہت بڑھی ہوئی ہیں یہاں اس وقت اکٹھے ہوئے ہیں میرا فرض ہے کہ میں آپ کو دو چار باتیں وہ کہوں جن سے خدمت دین کے کام کو قوت پہنچے جو ہماری جماعت کا نصب العین ہے۔

آج سے ۴۴ سال پہلے سب سے پہلے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ کون ہیں؟ ہمارے سامنے مقصد کیا ہے؟ آج سے قریباً ۴۴ سال پیشتر میں دنیا کی کچھ امیدیں لئے ہوئے کچھ اپنی وکالت کا بندوبست کر کے اور کچھ آیندہ کے متعلق تیاری کر کے قادیان پہنچا۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو کونسی خاص بات نظر آئی۔ میرے دو تین مہینے رہنے کے بعد جب شہر گورداسپور میں میں نے ایک کوٹھی کرایہ پر لی ہوئی تھی اور وکالت کا سامان جمع کیا ہوا تھا۔ حضرت صاحب نے ایک دن فرمایا کہ ہمارا ارادہ ہے کہ انگریزی میں ایک رسالہ عیسائیت اور دوسرے مذاہب پر اتمام حجت کے لئے نکالیں آپ اس کام کو کریں۔ کالج کی تعلیم کے زمانہ میں بھی میں نے انگریزی لکھنے بولنے کی مشق نہ کی تھی اگر میں اپنی قابلیت کو دیکھ کر جواب عرض کرتا تو میں معذوری کا اظہار کرتا اور یہ عرض کرتا کہ حضور میں اس کام کے قابل نہیں ہوں مگر اس ارشاد پر میں نے سر تسلیم خم کیا۔

رسالہ کے مقاصد حضرت صاحب نے لکھے اس رسالے کے مقاصد سب سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ہاتھ سے لکھکر پہلے رسالے میں چھاپے اور ان مقاصد میں یہ تحریر فرمایا کہ اس زمانے میں ایک عظیم الشان روحانی جنگ ہو رہی ہے جس میں ایک طرف شیطانی قوتیں اپنی پوری طاقت کے ساتھ مصروف کار ہیں دوسری طرف رحمانی قوتیں بھی جوش میں آ رہی ہیں اور یہ بھی کہ جب دنیا اپنی ترقی کے کمال کو پہنچ جائے تو خوب یاد رکھو کہ دینی ترقی کا بھی وہی وقت ہوتا ہے۔

ہماری جماعت کیوں بنی میں نے یہ فقرہ آپ کو اسلئے سنایا ہے تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ہماری جماعت کو اسلئے بنایا گیا کہ ہم شیطانی قوتوں کے مقابلہ میں روحانی جنگ کریں آپ سب لوگ اس مقصد کو اچھی طرح سمجھ لیں آپ میرے لئے یہاں نہیں آئے نہ اپنے کسی مقصد کے لئے جمع ہوئے ہیں صرف اسلئے جمع ہوتے ہیں کہ جو غرض آپ کے سامنے اس شخص نے رکھی جس کا وعدہ تیرہ سو سال سے چلا آتا تھا جس کو آپ نے پالیا نہیں بلکہ اس کے ارشاد کے مطابق آپ ایک روحانی جنگ میں مصروف ہو گئے جو اس وقت شیطانی قوتوں کے درمیان ہو رہی ہے اسے قوت پہنچائیں۔ ایک طرف ہماری دنیا پرستی حد کو پہنچ چکی ہے آپ لوگوں کو اس لئے کھڑا کیا گیا ہے کہ آپ دنیا میں خدا پرستی قائم کر دیں۔

یہ ایک خطرناک جنگ ہے یہ جنگ کس قدر خطرناک جنگ ہے میں سمجھتا ہوں کہ اسے ابھی بہت سے احمدیوں نے بھی نہیں سمجھا میں نے کسی گذشتہ خطبہ جمعہ میں ذکر کیا تھا اور وہ خطبہ پیغام صلح میں چھپ چکا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس طرح پر دیکھ رہے تھے کہ ایک خطرناک جنگ ہے کہ جس میں ایک طرف ایک بیکس انسان ہے جس کو اپنی قوم نے بھی کافر کہکر رد کر دیا ہے اور دوسری طرف تمام دنیا کا مقابلہ ہے۔ ایک گاؤں کا رہنے والا اکیلا انسان ہے جس کے پاس سامان کوئی نہیں اور ٹکر کس کے ساتھ لگائی ہے یورپ کی مادی قوت اور عیسائیت کے ساتھ اور خوشخبری یہ دی کہ اگر تم لوگ اس کام کو کرو گے تو یقیناً خدا تعالےٰ تمہیں کامیاب کرے گا۔ تو آپ فی الحقیقت اس روحانی فوج کے سپاہی ہیں آپ میں سے ہر ایک شخص جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل ہوا یا ان کے بعد کسی اور کے ہاتھ پر حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل ہوا اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ اس فوج کا سپاہی ہے کہ جس کا مقصد دنیا میں نیکی قائم کرنا ہے۔ بہت دور جا چکی ہے اس دنیا کے سر کو خدا تعالےٰ کے آگے جھکانا ہے موجودہ حالات میں یہ ناممکن نظر آتا ہے لیکن خوب یاد رکھو کہ اسی ناممکن کام کو کرنے کے لئے آپ کو کھڑا کیا گیا ہے یہ سچ ہے کہ مقابلہ بہت سخت ہے اور مقابل پر زبردست حریف ہے حضرت صاحب بھی فرماتے ہیں ؎

جنگ روحانی ہے اس خادم و شیطان کا
میں غریب اور ہے مقابل پہ حریف نامدار

بلند مقصد اور بلند ہمت یہ مقصد ہے اگر اس کو سمجھ لو گے تو تم میں ہمت بھی پیدا ہو جائے گی جتنا اپنا مقصد بلند رکھو گے اسی قدر تمہاری ہمت بلند ہو جائے گی۔ اس مقصد کو سامنے رکھ کر یہ چھوٹی سی جماعت بھی دنیا میں انقلاب پیدا کر سکتی ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس قدر میں نے سوچا ہے اسی قدر میرا یقین بڑھتا جاتا ہے کہ آج دنیا کی مشکلات کا حل صرف اسلام میں ہے۔

ہر احمدی اس فوج کا سپاہی ہے یہ دنیا تباہ ہو جائے گی اور لوگ درندے ہو جائیں گے جب تک کہ خدا تعالےٰ کے آگے سر نہ جھکائیں پھر چھوٹی جماعت کیا میں کہتا ہوں کہ ایک آدمی بھی ہو اور اس کی ہمت بلند ہو تو وہ اکیلا ہی دنیا میں ایک انقلاب پیدا کر سکتا ہے کیا محمد رسول اللہ صلعم اکیلے نہ تھے جنہوں نے دنیا میں اتنا عظیم الشان انقلاب پیدا کیا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب اکیلے نہ تھے جنہوں نے ایک انقلاب پیدا کیا اور مخالفت کے باوجود ایک جماعت دنیا میں قائم کر دی تو ہم میں سے ہر ایک شخص اس فوج کا ایک سپاہی ہے جو اس روحانی جنگ کے ذریعہ سے دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنا چاہتی ہے یہ پہلی بات ہے جو آپ کو یاد رکھنی چاہیئے۔

دوسری بات دوسری بات یہ ہے کہ یہ آدمی تھوڑے ہیں مگر کام بہت بڑا ہے اور اس کے لئے بہت آدمیوں کی ضرورت ہے لیکن یہ تعداد کو بڑھانا آپ کا کام ہے۔ میں کثرت اور تعداد کا پرستار نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ خدا تعالےٰ بھی

تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

یہ طاقت موجود ہے کہ وہ قلیل تعداد سے بڑا کام لے۔

اس قلیل جماعت نے انقلاب پیدا کر دیا

میں اس بات کا قائل نہیں کہ یہ چھوٹی سی جماعت کیا کر سکتی ہے میں کہتا ہوں کہ اس چھوٹی سی جماعت نے بھی ایک انقلاب پیدا کر دیا ہے اس نے اسلام کے متعلق یورپ کے نقطۂ نگاہ کو بدل دیا ہے۔ وہ لوگ جو یورپ کے لٹریچر کو نہیں پڑھتے وہ نہیں جانتے کہ یورپ کا نقطۂ نگاہ اسلام کے متعلق بدل چکا ہے اور یہ سب کچھ اس جماعت کی کوششوں سے ہوا ہے۔ تو میں کثرت کا پرستار نہیں ہوں تو اس کا قائل ہوں کہ اگر ایک آدمی بھی خدا تعالے کے کلام کو لیکر کسی کفرستان میں چلا جائے گا تو وہ بھی انقلاب پیدا کر دیگا اس عزم کو لیکر گھر سے نکلنے والوں کی ضرورت ہے۔ غیب کا ہاتھ ان کے ساتھ ہوگا

مسلمان تاجر اور تبلیغ اسلام

تاریخ کو مطالعہ کرو یہ افریقہ کو مسلمان کس نے بنایا مسلمان تاجروں نے اور دوسرے ملکوں میں بھی تاجروں کے ذریعہ سے ہی لوگ کثرت سے حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ اگر تم میں سے آج تاجر بھی یہ عزم لیکر نکل کھڑے ہوں کہ ہم نے دنیا کو خدا کے آگے جھکانا ہے تو یقیناً خدا تعالیٰ ان کو وہ قوت دے دیگا کہ جس سے یہ انقلاب پیدا ہو جائے۔

یہ عزم اور ہمت کا کام ہے

میں ان چیزوں کا اس رنگ میں کہ یہ خدا تعالے کے دیئے ہوئے سامان ہیں ضرور قائل ہوں مگر میں یہ بات آپکو بتا دیتا ہوں کہ یہ صرف عزم اور ہمت کا کام ہے اگر ہمت پیدا کرو تو تم دیکھو گے کہ تم کس طرح اس کام کو کر لیتے ہو آپ کو معلوم ہے کہ تھوڑے ہونا ایک پیشگوئی کے رنگ میں حضرت مسیح موعودؑ نے پہلے سے ہی ہمارا نشان ٹھہرا دیا تھا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اپنی تعداد کو نہ بڑھائیں۔

جماعت قادیان کو قلت کی خواہش ہے

ہاں مجھے یہ تعجب ضرور ہوتا ہے کہ وہ بھی جو دس لاکھ ہیں وہ بھی تھوڑے ہونے کی خواہش رکھتے ہیں حضرت صاحب کا وہ جو کشف ہے "کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں ایک زمین پر اور ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے جب میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے مگر وہ چپ رہا اور اس نے کچھ بھی جواب نہ دیا تب میں نے اس دوسرے کی طرف رخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا اور اسے میں نے مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے وہ میری اس بات کو سن کر بولا کہ ایک لاکھ تمیں نہ ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جائیگا تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ پانچ ہزار تھوڑے آدمی ہیں پر اگر خدا تعالیٰ چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں اور اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی کم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة باذن الله" (ازالہ اوہام صفحہ ۹۷، ۹۸ حاشیہ) قادیان کی جماعت کہتی ہے کہ یہ کشف

ان کی تحریک جدید کے متعلق ہے لیکن وہ باقی ۹ لاکھ پچانوے ہزار آدمی کیا ہے؟ اب دیکھئے غور کیجئے میں سمجھتا ہوں کہ قلت بھی بعض دفعہ نعمت بن جاتی ہے۔ یہ قلیل ہونا ایک خوبی ہے کیونکہ اگر قلیل ہونا خوبی نہ ہوتی تو وہ دس لاکھ کا گروہ جو ہماری قلت پر آج تک مضحکہ اڑاتا رہا اس کو بھی قلیل بننے کا شوق اور خواہش کیوں ہوتی؟

اس قلت سے مزید قوت پیدا ہونا چاہیئے

اگر آپ ایں قلیل تعداد میں بھی عزم پیدا ہو جائے تو یہ بڑا کام کر سکتے ہیں لیکن اسکے باوجود میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ کو جماعت کی توسیع کے لئے کوشش کرنا چاہیئے یہ آپ کا کام ہے۔ حضرت صاحب کا کشف ایک وقتی حالت کو بتاتا ہے تاکہ دونوں جماعتوں میں سے وہ جماعت تمیز ہو جائے جس کے ہاتھ پر اسلام کا غلبہ مقدر ہے۔ آپ کی ہمت اس قلت کی وجہ سے کمزور نہیں ہونی چاہیئے اور یہ قلیل ہونا دل میں کمزوری نہیں بلکہ دل کے اندر مزید قوت پیدا کرنے کا موجب ہونا چاہیئے۔

نعمت کی صحیح قدردانی

ہم تو تھوڑے ہونے کے باوجود بھی یقیناً کام کریں گے لیکن وہ لوگ جو مسلمان ہیں مگر قرآن سے دور ہیں اور ہمارے آس پاس رہتے ہیں کوشش کیجئے کہ ان کا سر بھی خدا تعالے کے آگے جھکے یہ نعمت جو تم نے پائی ہے اس کی صحیح قدردانی یہ ہے کہ اسے تم دوسرے لوگوں تک پہنچاؤ۔ بعض دفعہ کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں ایک بڑے مرتبہ پر ہوں میں کیا لوگوں کو کہوں کہ حضرت مرزا صاحب کو مان لو وہ یہ نہیں سمجھتا کہ یہ جو کچھ اسے ملا ہے یہ اللہ تعالے کی ایک نعمت ہے اور ہم میں سے ہر ایک کا فرض ہے کہ اس نعمت کو دوسرے لوگوں تک پہنچائے۔

فخر کا مقام

آپکے لئے مقام فخر ہے کہ آپ نے حضرت صاحب کے صحیح عقاید کو اپنے اندر لیا اور یہ بھی آپ کے لئے مقام فخر ہے کہ آپ نے حضرت صاحب کے کام کو اپنے ہاتھ میں لیا حضرت صاحب کے علم کو بھی لیا۔ جماعت احمدیہ لاہور حضرت صاحب کی جانشین ہے اور حضرت صاحب کا اصل ورثہ اس جماعت کو ملا ہے۔ خدا کا کتنا فضل ہے کہ اس نے آپ لوگوں کو اس کام کے لئے چن لیا کہ آج دنیا آپ لوگوں کے کام کا اعتراف کرتی ہے تم نے حضرت صاحب کے علم کو ورثہ میں لیا اور آپ کے عقاید کو لیا تو اتنا کام اور بھی کریں کہ اس سیرت کو بھی اپنے اندر لیں جو حضرت صاحب کی صحبت سے اور آپ کے انفاس طیبہ سے پیدا ہوئی۔

اپنے اندر اس عزم اور سیرت کو پیدا کرو۔

کیا حضرت صاحب کے زمانہ میں مبلغ باہر بھیجے جاتے تھے نہیں یہی لوگ جو آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے تھے وہ ایک عزم کو لیکر چلے جاتے تھے ان کی زندگیاں نیک ہوتی تھیں اسلئے لوگ خود کود ان کی طرف کھینچے چلے آتے تھے۔ اگر تم اپنے اندر اس عزم اور سیرت کو پیدا کرو گے تو تم اس نعمت کو دوسروں تک بھی پہنچا سکو گے۔

اپنی اولاد اور بیویوں کو اس نعمت سے مستفید کرو

اپنی اولاد کو دیکھو اپنی بیویوں کو دیکھو کہ کہیں وہ تو اس نعمت سے محروم نہیں ہیں۔ آج دنیا پرستی اتنی غالب ہے کہ دنیا کیطرف خود بخود توجہ چلی جاتی ہے اور دین کی طرف لوگوں کی توجہ نہیں رہی جب تک اپنے اندر طاقت... پیدا کرو گے تم لوگوں کی توجہ کو اس طرف نہیں پھیر سکتے تم میں سے ہر ایک شخص اسی عزم کو اپنے اندر لیکر جائے کہ ہم نے سب کو اس نعمت سے مستفید کرنا ہے جس طرح سات آٹھ سال کی عمر میں بچوں کو نماز کی عادت ڈالنے کی تاکید ہے اسلئے کہ پھر ان کا سر خدا کے سامنے نہیں جھکے گا۔ بچپن میں جو نقوش دل و دماغ پر قائم ہوتے ہیں وہ مستقل ہوتے ہیں اسی طرح تم اپنی اولاد کو سات آٹھ سال کی عمر سے احمدیت کے رنگ میں رنگین کرنے کی کوشش کرو تم میں سے ہر ایک اپنی اولاد اور بیویوں کی حالت کو دیکھے اور انہیں اس جماعت کا فعال ممبر بنائے۔

لٹریچر کیلئے مرکز میں لکھو

ہماری جماعت نے بڑا اچھا لٹریچر پیدا کیا ہے میں نے یہ کتاب جو New World Order لکھی ہے اور جس کی طباعت میں بجلی کی قوت کی کمی کی وجہ سے تعویق ہوگئی ہے وہ جنوری ۴۹ء میں آپکے ہاتھوں میں پہنچ جائے گی اور وہ کتاب دوسروں کو دینے کے لئے ایک تحفہ ہوگا مفت لٹریچر کے لئے مرکز میں لکھو اس کی تعمیل ہوگی تم صرف اس کام کو کر نہ لے بن جاؤ بڑا ہونے کا احساس انسان کو برباد کر دیتا ہے۔ تم سپاہی بنو اور اسلام کے سرگرم مبلغ بنو میں پھر دھراتا ہوں کہ حضرت صاحب کے زمانہ کیطرف جاؤ اور اسی طرح تبلیغ کرو جیسے اس زمانہ میں کی جاتی تھی مبلغین کا مت انتظار کرو تم اپنے آپ کو کیوں کمزور کرتے ہو اپنے اندر قوت پیدا کرو اور خود مبلغ بنو۔

اپنے اندر قوت پیدا کرنیکا ذریعہ

تیسری بات یہ ہے کہ اپنے اندر قوت پیدا کرنیکا کیا ذریعہ ہے؟ یہ لٹریچر جو پیدا ہوا ہے بیشک اپنے سامنے رکھو جس قسم کا تمہارا مذاق ہو اسی قسم کا لٹریچر موجود ہے اس لٹریچر سے اپنے علم کو بڑھاؤ مگر اس سے زیادہ میں جس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اپنے آپ کو خدا تعالے کے حضور میں جھکانے کی عادت ڈالو کوئی ذرائع آپ کو کامیاب نہیں کریں گے اگر کامیاب کرنے والی کوئی چیز ہے تو وہ وہی سرچشمہ ہے کہ جہاں سے انبیاء اور صلحا سیراب ہوئے اسی سرچشمہ سے سیراب ہو آجکل لوگ کہتے ہیں کہ خدا کی طرف آنے میں نماز بڑی روک ہے مگر میں کہتا ہوں کہ نماز ہی خدا تعالیٰ کی طرف لانیوالی چیز ہے۔

تہجد کی طرف توجہ

ہاں اس پنجوقتہ نماز کے علاوہ میں اس طرف بھی توجہ دلاتا ہوں جس کے متعلق فرمایا ومن الليل فتهجد به نافلة لك عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا۔ اور رات کا کچھ وقت اس کے ساتھ جاگتا رہ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہے امید ہے کہ تیرا رب تجھے بڑی تعریف کے مقام پر کھڑا کرے۔ اگر مقام محمود پر پہنچنا چاہتے ہو تو راتوں کو اٹھکر خدا تعالے کے آگے گرو اپنی دنیا کے لئے مت اس کے آگے گریہ و زاری کرو بلکہ دین کیلئے گڑگڑاؤ دنیا بھی اسی سے ملتی ہے مگر تمہارا غم اور درد دین کیلئے ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ چیز تم میں پیدا ہو جائے کہ آپ راتوں کو اٹھ کر خدا تعالے کے حضور گریں۔ یاد رکھو سب سے مشکل کام خدا پرستی اور صداقت کا دنیا میں پہنچانا ہے اس کام کیلئے قوت درکار ہے اور یہ قوت کہاں سے مل سکتی ہے صرف خدا تعالیٰ کے حضور گرنے سے مل سکتی ہے خدا کی طرف جھکنے اور خدا کی طرف بلانے کیلئے اپنے اندر تڑپ پیدا کرو۔

خدا نے ایک فقرہ میں جمع کر دیا

ایک فقرہ میں خدا تعالیٰ نے اسے جمع کر دیا اياك نعبد واياك نستعين اے خدا ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تیرے نام کو دنیا میں پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں کیونکہ یہ کام بہت بڑا ہے ہم تیری مدد کے بغیر اس کام کو نہیں کر سکتے تو ہمارے اندر وہ قوت پیدا کر دے جس کے ساتھ ہم لوگوں کو تیرے حضور جھکا سکیں۔

نماز سنوار کر پڑھو

اگر تمہیں تہجد میسر نہیں آتی کام بہت زیادہ ہیں تو نماز کو ہی سنوار کر پڑھو اور اس طرح پڑھو کہ خدا کے در سے کچھ لینے آئے ہیں۔ نماز کے اندر بڑی قوت ہے بشرطیکہ تمہارا دل اس کے اندر ہو۔

شیطان کا تسلط دور ہو جائے

سب سے پہلے اعوذ بالله من الشيطن الرجيم ہے اسکو پڑھتے ہوئے تمہارے دل میں تڑپ پیدا ہو کہ شیطان کا تسلط دنیا سے اٹھ جائے اور شیطان کے آگے سر جھکانے کی بجائے لوگ خدا کے آگے سر جھکائیں پھر بسم الله الرحمن الرحيم ہے یہ جان لو کہ اللہ کے نام میں بڑی طاقت ہے اللہ کا نام لیکر اس کی مدد کی تڑپ رکھتے ہوئے جس کام کو شروع کرو گے اس میں کامیاب ہو گے کوئی طاقت خدا کے نام کے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔

سورۃ فاتحہ کے ہر ایک لفظ سے تڑپ پیدا کرو۔

پھر الحمد لله رب العالمين ہے اسے پڑھتے ہوئے تمہارے دل میں یہ تڑپ پیدا ہو کہ اے خدا جس طرح تو نے لوگوں کو ظاہری سامان دیئے ہیں اور اچھے سے اچھے سامان دیئے ہیں انہیں روحانی سامان بھی عطا فرما اور تمام جہان کی ربوبیت قرآن مجید کے ذریعہ سے فرما۔ مالك يوم الدين تو مالک ہے گنہگاروں کو بخش بھی سکتا ہے تیرے بندے اپنے فسق و فجور سے اپنے ہاتھوں سے اس عذاب کو اپنے اوپر لے آئے ہیں تو ان کے گناہوں کو بخش کر اب انکی صحیح رستے کی طرف رہنمائی فرما۔ اياك نعبد واياك نستعين۔ یہ مشکل کام ہے یہ انسان کی طاقت سے نہیں ہو سکتا ہم اس کام کے لئے تیری ہی مدد مانگتے ہیں۔ اهدنا الصراط المستقيم صراط الذين انعمت عليهم تو ہم کو سیدھے رستے پر چلا انبیاء صلحاء اور شہداء کے رستے پر چلا جنہوں نے اپنی زندگیاں تیرے نام کو بلند کرنے کے لئے وقف کر دیں اور دنیا کے لئے ہدایت اور رہنمائی کا موجب بن گئے سورۃ فاتحہ کو پڑھو اور اس کے ایک ایک لفظ سے قلوب میں یہ تڑپ پیدا کرو کہ اللہ تعالے اس پیغام کو پہنچانے کی تمہیں توفیق دے۔

نماز کے اور مقامات

اسی طرح اور مقامات بھی نماز میں ہیں سبحان ربي العظيم، سبحان ربي الاعلى جب یہ کلمات

پیغام صلح

جلد ۳۲ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۶۳ھ | نمبر ۲

اسلامی نظام اخلاق اور جماعت احمدیہ

لذتِ جوشِ طلب ذوق نگاہوئے دوام
ورنہ ہم شوریدگانِ شوق کی منزل کہاں

دنیا میں جتنے عظیم الشان اور بلند مرتبت مصلحین گذرے ہیں ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ سب سے بلند ہے یہ محض حسن عقیدت کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ تاریخ شاہد ہے اور آج مورخین بھی اس بات پر متفق ہیں کہ مذہبی پیشواؤں میں پیغمبر عربی صلعم کا مقام بہت بلند ہے۔ آنحضرت صلعم نے اقوام عالم کے سامنے اللہ تعالےٰ سے وحی نبوت پاکر ایک نہایت ہی بلند پایہ اجتماعی اخلاق پیش کیا۔ سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اس نظام اخلاق کو اپنی روزمرہ زندگی کا جزو بنایا بلکہ آپ کی ساری زندگی اسی صحیفۂ آسمانی کی ایک زندہ اور دھڑکتی ہوئی تفسیر ہے۔ صحابہ کرام رضی نے اس نمونہ کو ہر وقت پیش نظر رکھا اور اپنے صبح و شام کو اسی رنگ میں رنگین کر لیا۔ یعنی ایک آسمانی نظام اخلاق، ایک صاحب سطوت شخصیت اور ایک امت۔ یہ ہے اسلام کی رُوداد۔

چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

(۱) لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ لمن کان یرجوا اللہ والیوم الاٰخر وذکر اللہ کثیرا۔

یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے اس کے لئے جو اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ کو بہت یاد کرتا ہے۔

(۲) وکذالک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا۔

اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک اعلیٰ درجہ کا گروہ بنایا ہے تاکہ تم لوگوں کے پیشرو ہو۔ اور رسول تمہارا پیشرو ہو۔

قرآن مجید نے ان آیات میں کس قدر کھول کر وضاحت کر دی ہے کہ امت مسلمہ کے عناصر ترکیبی کیا ہیں۔ ایک عظیم الشان روحانی شخصیت کے کردار سے اثر پذیری۔ اور اس اثر پذیری سے ایک ملت کے شوکت کردار کی تعمیر اور پھر تسخیر امم۔

آنحضرت صلعم کی زندگی کی نمایاں خصوصیات کیا ہیں؟ دو ہی جذبے حضور کی زندگی میں نمایاں نظر آتے ہیں (۱) قیام توحید (۲) قیام وحدت نسلِ انسانی۔ یعنی اللہ تعالےٰ کی ذات پر ایک زندہ ایمان بلکہ عشق اور والہانہ محبت، اس کے ماسوا سب کچھ ہیچ، ضعیف اور معدوم اور دوسرے خدا تعالےٰ کی مخلوق اور انسانوں سے گہری ہمدردی۔ چنانچہ ایک ایسی امت کی تشکیل جس کے افراد آپس میں زبردست اخوت سے مربوط ہوں۔ اس رفیع جذبہ کی بہترین آئینہ دار ہے۔ امت کا وجود ہی آنحضرت صلعم کے قلب جمیل کا پرتو ہے۔

اس امت کی تشکیل اور نظام سے ہی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کے قلب میں انسانوں کے لئے کتنے گہرے جذبات تھے۔ یعنی ایک محبت کا بحر ناپیدا کنار ہے جس میں اس غضب کا تموج ہے کہ زمان و مکان کی پہنائیاں بھی اس تلاطم کی لہروں پر دو کشتیوں کی طرح متحرک ہیں۔ یہی محبت تھی جس نے مسلمانوں کے قلوب میں قربانی کے بے پناہ جذبات پیدا کر دیئے۔ اور جب ضرورت پیش آئی تو مسلمانوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اپنی جائداد، اپنی اولاد، اور اپنی جان کو عزیز نہ رکھا۔ بلکہ اس متاع عزیز کو اپنے معتقدات اور اجتماعی نظام کے قدموں میں ڈال دیا۔

اس جذبۂ محبت اور ایمان کو برقرار رکھنے کے لئے امت کے بطن سے ہی اللہ تعالیٰ ایسے عظیم الشان رجال اور خلفاء پیدا کرتا رہا جو آنحضرت صلعم کی غلامی اور نقش قدم پر ان خصوصیات کا احیاء کرتے رہے اور اس دولت ایمان کی حفاظت کے لئے ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت معرض وجود میں آتی رہی۔ جو اپنے ایثار اور خلوص سے ان خصوصیات کا اعادہ کرے اور اس ایمان کو از سر نو تازہ کرے اور اس اخلاق کو زندہ کرے جو اخلاق آنحضرت صلعم دنیا میں لائے۔ جب بھی ضرورت پیش آتی رہی اور جیسے جیسے حالات پیش آتے رہے ان کے مطابق ہی تحرک ہوتا رہا۔ اور آئمہ اور محدثین ایمانی احیاء کے لئے مبعوث ہوتے رہے۔

موجودہ دور اپنی بدعنوانیوں اور ملحدانہ رجحانات کی وجہ سے تاریخ انسانی میں ایک خاص اہمیت رکھتا ہے اس دور میں امت مسلمہ کو بہت بڑی آفات اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اس پر اندر اور باہر سے اتنی شدید اور تباہ کن یورشیں کی گئیں کہ قریب تھا کہ وہ محبت اور ایمان کا دریا خشک ہو کر مادیت کے لق و دق صحرا میں محض ایک نشان کے طور پر رہ جائے جس سے صرف اندازہ ہو سکے کہ کسی زمانہ میں یہاں ایک دریا رواں تھا کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت جس کی وسعتوں کی کوئی انتہاء نہیں جوش میں آئی اور عین اس وقت جبکہ ایمان دنیا سے اٹھ کر ثریا پر پہنچ چکا تھا۔

ارشاد نبوی کے مطابق لو کان الایمان معلقا بالثریا لنالہ رجل من ابناء فارس۔ ایک مرد کامل کا ظہور ہوا اور آنحضرت صلعم کی قوت قدسی نے ایک امتی کے قلب میں جوش مارا۔ اس نے قدیم اسلامی خصوصیات کا از سر نو احیاء کیا اور اس ایمان کو زندہ کیا جس کو یہ امت فراموش کر چکی تھی لیکن افسوس ہے کہ اس زوال آمادہ امت نے اس شخص کو نہ پہچانا اور اس کے انکار سے بدبختیوں کا مورد ہو گئی۔ اللہ تعالےٰ کے اس برگزیدہ نے خداوند تعالےٰ کے حکم سے ایک جماعت کو قائم کیا تاکہ وہ خالص اسلامی جماعت اسی مذکورہ جذبۂ ایمان اور جذبۂ اخوت سے سرشار ہو کر اس نظام اخلاق کو زندہ کرے جس کے تباہ ہونے سے قومیں اور جماعتیں صفحۂ ہستی سے نابود ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ جس قوم کا اپنا ذاتی اخلاق اور کردار نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس قوم اور جماعت کی دنیا میں کوئی ہستی نہیں جماعت احمدیہ ایک زندہ ایمان کی حامل اور امین ہے اور جب تک یہ ان ایمانی اور اخلاقی خصوصیات کا ایک زبردست قوت سے اظہار نہیں کرتی۔ اس وقت تک یہ اپنے ان مقاصد کو بروئے کار نہیں لا سکتی جو خداوند تعالےٰ اس جماعت کے ذریعے بروئے کار لانا چاہتا ہے۔

جیسا کہ حضرت بانئے سلسلہ خود ارشاد فرماتے ہیں:-

"لیکن وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالےٰ ہماری جماعت کو پہنچانا چاہتا ہے۔ ابھی بہت دور ہیں۔ اور وہ حاصل نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہماری جماعت میں وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے اللہ تعالےٰ کا منشاء ہے وغیرہ وغیرہ"

اس اخلاقی خصوصیت کا جماعت کے اندر مستحکم طور پر قائم ہو جانا ہی ایک زبردست کردار کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ اور جب تک ہماری جماعت کے اندر کردار کی پختگی نہ ہو اس وقت تک وہ اپنے مقاصد کو بروئے کار نہیں لا سکتی اور نہ اپنی ہستی کو دوسروں سے منوا سکتی ہے یہ متحد اخلاق ہی ہے جو ایک قوم اور جماعت کو زندہ رکھتا ہے۔ اور اس کے قواء کو منضبط کر کے قلوب میں فتوحات اور تسخیر کی جولانیاں پیدا کرتا ہے۔ سو ہم میں سے ہر وہ شخص جس نے زمانہ کے امام کو پہچانا ہے اس کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر ان خالص اسلامی اور اخلاقی خصوصیات کو نشو و نما دے جو امام عصر حاضر اس جماعت میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ اور تمام احباب سلسلہ پر یہ امر خوب روشن ہونا چاہیئے کہ جب تک ان کے قلوب میں خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایک زندہ ایمان آپس میں محکم اخوت اور اپنے مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قربانی اور ایثار کی حرارت پیدا نہیں ہوتی اس وقت تک کچھ بھی نہیں ہو سکتا اور جو کچھ آج تک ہوا ہے اس پر ہی قناعت نہیں کرنا چاہیئے اور یہ نہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہم منزل مقصود پر پہنچ چکے ہیں ہماری کوئی منزل نہیں ہمیشہ کی کشمکش اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ہماری پیہم جد و جہد ہی ہمارا منتہائے مقصود ہے۔

کچھ جلسہ فنڈ کے متعلق

جلسہ فنڈ کے سلسلہ میں اصحاب سلسلہ کے نام کچھ رقوم لگائی گئی تھیں لیکن بعض اصحاب نے جلسہ فنڈ کی ادائیگی کی طرف توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ گرانی اشیاء کی وجہ سے جلسہ سالانہ پر اس دفعہ غیر معمولی خرچ ہوا ہے وہ اصحاب جن کی طرف جلسہ فنڈ کا بقایا ہے وہ از راہ مہربانی جنوری ۴۴ء کے ماہوار چندہ کے ساتھ اس بقایا کو ضرور ادا کر دیں۔

اعلانِ نکاح

محمد حفیظ الحق صاحب برادر خورد بابو عبدالحمید صاحب محکمہ آبدوز دہلی کا نکاح زبیدہ خانم دختر مولوی دوست محمد صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور سے حضرت مولینا صدرالدین صاحب نے پانچ سو روپیہ مہر پر مؤرخہ ۲۶ دسمبر ۱۹۴۳ء کو پڑھا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین۔

قبولِ اسلام

قاضی شیر محمد صاحب امام مسجد علی پور ضلع مظفرگڑھ سے اطلاع دیتے ہیں کہ قوم مور کے سوا سو آدمیوں نے اسلام قبول کیا ہے ان کی فہرست اسماء کسی آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

سانحۂ ارتحال

ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر نظام الدین صاحب لدھیانہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی نواسی سلطان اختر مؤرخہ ۲۶/۱۲/۴۳ کو کچھ عرصہ بیمار رہ کر قضا الٰہی سے فوت ہو گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب اور جماعتیں جنازہ غائبانہ پڑھ کر مرحومہ کے لئے دعا فرماویں۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے۔ آمین۔

جلسہ سالانہ ۱۹۴۳ء کی مختصر روئداد

قسط نمبر ۲

خطبہ جمعہ نماز جمعہ اور پہلا اجلاس

جلسہ خواتین کی مختصر روئداد گزشتہ شیوع میں درج کی جا چکی ہے۔ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۳ء کو ۱ بجے نماز جمعہ کے لئے سب احباب سلسلہ مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں جمع ہوئے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز خطبہ جمعہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ایک نہایت بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں جماعت کو چند ایک نصائح اور ہدایات فرمائیں۔ یہ پرتاثیر خطبہ جمعہ اسی شیوع میں درج ہے، قارئین پیغام صلح ملاحظہ فرمائیں۔ خطبہ جمعہ کے بعد نماز جمعہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی اور نماز عصر اس کیساتھ جمع کی گئی۔

پہلا اجلاس } نماز کے بعد جلسہ سالانہ کے پہلے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم جھنگ شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید حافظ قاری محمد بوستان صاحب اور حکیم محمد صدیق صاحب نے کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم اقبال احمد نسیم نے خوش الحانی سے پڑھی۔

مولینا احمد یار صاحب ایم اے } تلاوت اور نظم کے بعد سب سے پہلی تقریر مولینا احمد یار صاحب ایم اے نے "خدا اور رسول پر زندہ ایمان کیونکر پیدا ہو سکتا ہے" کے موضوع پر نہایت دلنشین طریقہ پر کی آپ نے فرمایا کہ اگر آپ لوگ خدا اور رسول پر زندہ ایمان اپنے قلب میں پیدا کرنا چاہتے ہیں تو آپ قرآن مجید سے ایک زندہ تعلق پیدا کریں قرآن مجید ہی ایک ذریعہ ہے جس سے خدا اور رسول پر زندہ ایمان پیدا ہو سکتا ہے اور اس زمانہ کے امام اور مجدد نے بھی اسی طرف توجہ دلائی ہے کہ اگر خدا اور رسول سے زندہ ایمان پیدا کرنا چاہتے ہو تو قرآن مجید کو پڑھو اور اس پر عمل کرو — خدا اور رسول پر زندہ ایمان پیدا کرنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کیا جائے کیونکہ ان کتب کے اندر وہ نور اور تاثیر ہے جن سے خدا اور رسول پر زندہ ایمان پیدا ہوتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اسی ایمان کو تازہ کرنے کے لئے ہی مبعوث فرمایا ہے۔

محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری } مولانا احمد یار صاحب ایم اے کے بعد محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے "زندہ اور آخری نبی" کے موضوع پر تقریر فرمائی لیکن آپ کو اتنا تھوڑا وقت ملا کہ اس میں آپ اپنی عالمانہ تقریر کو مکمل نہ کر سکے۔ آپ نے فرمایا "جب تک نبوت کی حقیقت کو نہ سمجھا جائے اس وقت تک آخری زندہ نبی کی حقیقت کو کس طرح سمجھا جا سکتا ہے۔ تاریخ انسانی میں کوئی زمانہ ایسا نہیں گذرا جس میں انسانوں کو نبوت کی ضرورت نہ لاحق ہوئی ہو نبوت ہی ایک ذریعہ ہے جس سے انسان خدا تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے مسئلہ نبوت کی حقیقت کو نہ سمجھنے کی وجہ سے بعض الجھنیں پیدا ہو گئی ہیں۔ ایک تو یہ الجھن ہے کہ آیا نبوت ایک اکتسابی چیز ہے یا خدا داد ملکہ اور وہبی کمال ہے — اور دوسری الجھن یہ پیدا ہوئی ہے کہ بعض لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہر مذہب کی پیروی انسان کو خدا تعالیٰ تک پہنچا سکتی ہے یہ ضروری نہیں کہ انسان سب انبیاء پر ایمان لائے اسی طرح تیسری الجھن یہ پیدا ہو گئی ہے کہ بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی مرد کامل ظلی بروزی نبوت کی اصطلاحات استعمال کرے تو وہ کافر ہے اور بعض اس طرف چلے گئے ہیں کہ ظلی نبوت اور حقیقی نبوت ایک ہی ہے۔ — یہ موٹی موٹی الجھنیں ہیں جو اس مسئلہ میں پیدا کر دی گئی ہیں یا ہو گئی ہیں۔ نبوت کی حقیقت پر جہاں تک میں نے غور کیا ہے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت میں مختلف استعدادیں ودیعت کی ہیں وہ فطرتی استعداد جو براہ راست خدائی انوار کو جذب کر سکے اسے نبوت کہتے ہیں نبوت ایک فطری جوہر ہے نبوت براہ راست خدا تعالیٰ کے نور کو لیتی ہے اور مخلوق خدا تک اسے پہنچاتی ہے اور وہ لوگ جو نبوت کو اکتسابی قرار دیتے ہیں اور وہ جو وہبی کمال قرار دیتے ہیں۔ ان میں دراصل کوئی زیادہ فرق نہیں کیونکہ نبوت کو موہبت قرار دینے والے بھی اسے ایک حد تک اکتسابی سمجھتے ہیں۔ نبی میں نبوت کی استعداد تو فطرتی ہوتی ہے لیکن وہ اس استعداد کو مجاہدہ سے نشو و نما دیتا ہے اور اس مقام تک پہنچتا ہے جہاں سے وہ خدائی انوار کا انتشار کر سکے اور انسانوں کو اس نور سے مستفیض کر سکے۔ .... جناب شیخ صاحب موصوف یہیں تک تقریر کر پائے تھے کہ ان کا وقت ختم ہو گیا اور انہیں مجبوراً اپنی تقریر کو اس مقام پہ چھوڑنا پڑا ہم جناب شیخ صاحب کی خدمت میں درخواست کریں گے کہ وہ اپنے اس مضمون کو مکمل کر کے پیغام صلح میں شائع کرنے کے لئے عطا فرمائیں تاکہ جماعت کے دوست اس سے مستفید ہو سکیں۔

حافظ عبدالرشید صاحب } جناب شیخ صاحب کے بعد حافظ عبدالرشید صاحب نے "امن کی تلاش" کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آپ نے یورپ کی سیاسی اور معاشی تحریکات، اشتراکیت، فسطائیت، نازیت اور جمہوریت، کا تجزیہ کرتے ہوئے ان کا موازنہ اسلام سے کیا اور فرمایا کہ یہ تحریکات اپنے بعض نقائص کی وجہ سے دنیا میں امن قائم نہیں کر سکتیں صرف اسلام ہی دنیا میں امن قائم کر سکتا ہے اگر دنیا کو صحیح امن کی تلاش ہے تو اسے چاہیئے کہ اسلام کی طرف رجوع کرے کیونکہ آج صرف اسلامی نظام ہی دنیا میں امن قائم کر سکتا ہے۔ حافظ صاحب کی تقریر کامیاب رہی۔

غلام ربانی صاحب } حافظ عبدالرشید صاحب کے بعد ہمارے نوجوان دوست غلام ربانی صاحب نے "احمدیت اور بیسویں صدی کی اصلاحی اور مذہبی تحریکات" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے اسلامی دنیا کی مختلف تحریکات پر ایک طائرانہ نظر ڈالی اور اس کے بعد ہندوستان کی اسلامی اور غیر اسلامی تحریکات کا اختصار سے جائزہ لیتے ہوئے احمدیت کے بلند مقام کو پیش کیا اور کہا کہ احمدیت ہی ایک ایسی تحریک ہے جس نے ایک زندہ روحانی تجربہ سے اسلام کا احیاء کر کے اسلام پر ایک زندہ ایمان کو پیدا کیا وغیرہ وغیرہ ہمارے اس نوجوان دوست کی کوشش یہ بتاتی ہے کہ ہمارے نوجوان دوستوں کو تحریک احمدیت کے تمرانی مقام کا شعور اور احساس ہے۔

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے } غلام ربانی صاحب کے بعد شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے نے "احمدیت ایک انقلابی تحریک ہے" کے موضوع پر تقریر کی جس کا ملخص درج ذیل ہے:۔

احمدیت نے افراد کی زندگی میں ایک ایسا انقلاب پیدا کیا ہے جو قوموں کی حیات میں انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ احمدیت نے ایک فرد کی زندگی میں ان غلط بنیادی تصورات کی اصلاح کی جو اس کی طبیعت میں نفوذ کر گئے تھے یہی وہ بنیادی تصورات ہیں جو ایک فرد کی زندگی میں سکون پیدا کرتے ہیں۔ دنیا میں ایسے اضطراب و کشمکش کی لہریں برپا ہیں جو انسانوں کی حیات اجتماعی کے لئے مہلک ہیں۔

احمدیت نے اسلام کی عالمگیر فطرت سے جنم لیا ہے۔ اسلامی اصول انسانی زندگی کے مسائل کو کہاں تک حل کرتے ہیں اور انسانی فطرت کو کہاں تک اپیل کرتے ہیں۔ احمدیت ان سوالوں کا جواب دیتی ہے۔ اس امر کو چھوڑ کر کہ احمدیت نے زندہ خدا اور زندہ رسول پر یہ ایمان پیدا کیا جو بذات خود اس مادی دنیا میں انقلاب کی ایک عظیم الشان گونج ہے۔ ہمیں ان مسائل اور عقاید کو بنظر عمیق دیکھنا چاہیئے جن سے احمدیہ تحریک کا ڈھانچہ تیار ہوا ہے۔ احمدیہ تحریک کی ٹیکنیک کو نہ سمجھنے سے عوام میں طرح طرح کی غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ وہ تمام مسائل جن کو تمام مخالفین علماء تضیع اوقات کے لئے ایک مشغلہ بنائے ہوئے ہیں۔ اسلام کے لئے رگ حیات کا درجہ رکھتے ہیں۔ وحی و الہام کے متعلق غلط فہمیوں کا دور کرنا۔ قرآن کریم کو ان تمام آلائشوں سے پاک و صاف کرنا جو مرور زمانہ کے ساتھ اس کے گرد جمع ہو گئی تھیں شریعت و طریقت تصوف و فقہ کے مسائل کی الجھنیں دور کرنا جہاد کے صحیح تصور کو قائم کرنا۔ غرضیکہ ایسے بیشمار امور ہیں جو اس انقلاب کی عمارت کی تعمیر کا ضروری جزو ہیں۔

درس قرآن مجید

گذشتہ متعدد سالوں سے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر نماز فجر کے بعد قرآن مجید کا درس حضرت قبلہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم و مغفور دیا کرتے تھے اور ان کے دروس میں جو اثر اور روحانی کیفیت ہوتی تھی وہ میری تشریح کا منت کش نہیں اس دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر وہ شاندار ہستی ہمارے درمیان نہ تھی اللہ تعالیٰ ان کے مزار پر نور کی بارش کرے اور انہیں اپنی جاوداں رحمت میں لے لے آمین۔ ان کی جگہ اس دفعہ حضرت مولینا صدرالدین صاحب نے اپنے دلنشین اور موثر پیرایہ میں درس دیا اور باہر سے آنے والے دوست ان کے درس سے بہت مستفیض ہوئے۔

اعلان

حضرت امیر ایدہ اللہ کا نیا ٹریکٹ فی الحال انگریزی زبان میں شایع ہو رہا ہے ٹریکٹ کا نام NEW WORLD ORDER ہے۔ اس سے قبل اعلان کیا جا چکا ہے کہ جن احباب نے اس تحریک میں کچھ بھی حصہ لیا ہے وہ اس کی ایک کاپی لے سکتے ہیں جن احباب نے پانچ روپیہ یا اس سے زیادہ چندہ دیا ہے وہ صدر دفتر سے ایک کاپی کے علاوہ اور کاپیاں مفت تقسیم کے لئے منگوانا چاہیں تو منگوا سکتے ہیں۔ مرکز کی طرف سے بھی اس ٹریکٹ کے بھجوانے کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ جو احباب تقسیم کرنے کے لئے پتے مرکز میں بھجوا رہے ہیں وہ مہربانی فرما کر یہ نوٹ کریں کہ ٹریکٹ صرف ان لوگوں کے لئے مفید ہو سکتا ہے جو کافی اچھی انگریزی جانتے ہوں۔ جو دوست انگریزی نہیں جانتے ان کے نام نہ بھیجے جائیں۔ اس ٹریکٹ پر لاگت کم از کم ایک روپیہ فی کاپی ہوگی اسلئے تقسیم کے معاملے میں احتیاط کی ضرورت ہے۔

عبد اللہ
جنرل سکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مذہب اور زندگی

(از مشتاق احمد صاحب ایم۔ اے (علیگ)

زندگی حرکت کا نام ہے۔ جب ایک چیز کی حرکت بند ہوتی ہے تو اس چیز کی زندگی ختم ہو جاتی ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اور اسکا سب اٹھنا بیٹھنا، سونا، کھانا پینا، رشتہ کرنا۔ کمانا۔ خرچ کرنا۔ حکومت کرنا غرض جتنے شعبہ ہیں حرکت ہے اور یہی اس کی زندگی ہے۔ اگر یہ حرکت غلط طریق سے کرتا ہے تو بجائے ترقی کے تنزل کی طرف جاکر پستی میں گرے گا اور اسکو اطمینان نصیب نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک مشین کا پرزہ ایک ایسی جگہ رکھا جائے جو اس پرزہ کے لئے نہیں ہے تو وہ پرزہ بجائے صحیح عمل کے ٹوٹ جائے گا اور مشین کو بھی نقصان ہوگا۔ اسی طرح اگر انسان اپنی صحیح فطرت کے خلاف زندگی بسر کرتا ہے تو یہ اس کے لئے تکلیف، دکھ اور عذاب کا باعث ہے۔ انسان کی صحیح فطرت ماحول سے جب زنگ آلودہ ہوتی ہے۔ اور چونکہ یہ ضعیف واقع ہوا ہے اسلیئے اسکو صحیح فطرت پر لانے کے لئے اور اس پر عمل کرنے کے لئے کسی خاص طاقت کی ضرورت ہے جو اس کی مدد کے لئے باہر سے آجائے۔ یہ طاقت دین ہے۔ دین اور مذہب ایک ایسے ضابطۂ عمل کا نام ہے جو انسان کو صحیح فطرت پر لانے اور عمل کرانے کے لئے آسمان سے آتا ہے اسلام ایک مکمل ضابطہ اور دستور العمل ہے جو اس عالم الغیب کی طرف سے ہے جو ہماری صحیح فطرت سے واقف ہے۔ آسمان سے اسی مقصد کے لئے نازل ہوا ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ۔ رسومات نہیں ہیں بلکہ اعمال ہیں جو ہمیں صحیح راستہ پر چلانے کے لئے ہیں۔ اس کے علاوہ اسلام میں ہمیں تمام زندگی کے شعبوں کے لئے ہدایت ہے۔ سو ہم کو اپنے اور شعبوں میں بھی اس دستور العمل کے نافذ کرنے کا خاص خیال رکھنا چاہیئے۔ عمل کے لئے پہلے ایک صاف اور صحیح نیت کی ضرورت ہے اگر ایک انسان کی نیت میں کوئی حق بھی اس کی مدد کر سکتا ہے۔ تو وہ عمل میں بھی اس حق کی امداد کا منتظر رہے گا۔ سو اسلام نے ہمیں نیت کے لئے چند اصول پیش کئے۔ جن کو ہم عقاید کہتے ہیں۔ وہ عقاید کیا ہیں، ایک خدا پر ایمان، ملائکہ پر ایمان، رسولوں پر ایمان۔ کتب سماوی پر ایمان اور یوم آخرت اور جزا و سزا پر ایمان۔ ایک خدا پر ایمان سے ہم دنیا کی تمام طاقتوں سے نڈر ہو جاتے ہیں اور اپنی کمزوریوں اور نقائص سے عمل میں کمزور بھی نہیں پڑتے اسلیئے کہ ایک اللہ جو زندہ ہے ان کمزوریوں اور نقائص کو دور کرنے کے لئے کافی ہے۔ ملائکہ وہ اللہ کی مخفی طاقتیں ہیں جو کو ہمیں نظر نہیں آتیں مگر نظام کائنات کو سنبھالنے اور ہماری امداد کے لئے متعین ہیں۔ جیسے گورنمنٹ کو چلانے کے لئے بھی ایک مشینری افسران کی ہے۔ اس عقیدہ سے ہم ایک نظام کائنات کے ضبط کو سمجھ کر اپنے آپ کو بھی اس میں منضبط سمجھتے ہیں۔ رسول پر ایمان لانے سے ہمیں اللہ تعالےٰ کی ہستی میں شبہ نہیں ہو سکتا اور کتاب پر ایمان لانے سے ہمیں دستور العمل میں نقص کا شبہ نہیں ہو سکتا۔ یوم آخرت پر ایمان سے ہم اپنے عمل سے لاپرواہ نہیں ہو سکتے۔ پس مذہب کا تعلق انسانی انفرادی اور اجتماعی زندگی سے بہت گہرا ہے۔ سو اس حقیقت کو سمجھ کر ہمیں لاپرواہ نہیں ہونا چاہیئے

کیونکہ عمل اور پھر ایک خاص الٰہی نظام کے ماتحت عمل۔ اس کے بغیر ہم زندہ نہیں رہ سکتے۔ اسلئے کہ انسانی فطرت ایسے طور پر ہی بنی ہے۔ پس بعض لوگوں کا خیال کہ مذہب پرائیویٹ چیز ہے غلط ہے۔ اب جب یہ بات ثابت ہے تو بغیر اسلامی زندگی اور صحیح اسلامی عقائد کے مسلمانوں کی تمام سیاسی تحریکات کے معنی سمجھ نہیں آتے۔ مسلمانوں کی تو سب سے بڑی سیاسی تحریک یہی ہے کہ وہ مذہبی طور پر عقیدۃً اور عملاً ایک نظام میں آکر ایک نئی سوسائٹی کی جو کہ اسلامی ماحول کا نمونہ ہو بنیاد ڈال دیں اور پھر وہ مضبوط نظام خود بخود دوسرے دنیا کے کمزور نظاموں پر غالب آئے گا اور اسلام کی فتح ہوگی، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام آج سے ۵۰ سال پہلے قادیان سے یہی آواز لیکر آٹھے۔ مگر مسلمانوں نے مخالفت کی۔ اب مسلمان اس بات کو آہستہ آہستہ سمجھنے لگے ہیں۔ مگر وہ قرآنی نظام جس کا نمونہ جماعت احمدیہ کے نظام میں ہے جو کہ اعلائے کلمۃ الحق کے لئے کمربستہ ہے اور کسی جماعت میں نظر نہیں آتا۔ سو اب بھی وقت ہے اگر مسلمان اس نظام میں آکر اسلام کی قوت اور شوکت کا نظارہ کر لیں۔

مذہب کی ضرورت

سناتن دھرم دہلی کے جلسہ میں جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی کی ایمان افروز تقریر

سناتن دھرم یودک منڈل دہلی کی درخواست پر مولانا سید اختر حسین صاحب گیلانی نے ۱۹ر دسمبر کو ان کے سالانہ اجتماع واقعہ گاندھی گراونڈ میں مذاہب کانفرنس کے سلسلہ میں شمولیت کی، اور "مذہب کی ضرورت" پر تقریر کرتے ہوئے ثابت کیا کہ دنیا اپنی ترقی کے دور میں مذہب کی ضرورت سے بے نیاز نہیں ہو سکتی، مذہب سے محرومی شرف انسانی سے محرومی ہے، اسی طرح آپ نے واضح کیا کہ اگر یہ سچ ہے کہ مذہب کے بغیر شرف انسانی باقی نہیں رہ سکتا، تو یہ بھی سچ ہے کہ انسان کے لئے سب سے بہتر مذہب "اسلام" ہی ہو سکتا ہے، خدا کے دیئے ہوئے قانون کے مطابق ہمارا طرز عمل کیا ہونا چاہیئے؛ —— اس کا جواب "اسلام" (فرمانبرداری) ہی ہے"۔ دوران تقریر میں سید صاحب نے جب یہ ثابت کیا کہ کوئی شخص چاہے حلقہ بگوش اسلام ہو یا نہ ہو لیکن اتنی بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ اسے خدا کا مسلم (فرمانبردار) بندہ بننا چاہیئے، اسلام اور مسلم کے الفاظ میں بھی یہ وہ اعجاز ہے جو کسی اور مذہب و ملت کے ناموں میں نہیں —— تو پبلک پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوئی۔ تقریر کے بعد جب سید صاحب اپنے ہمراہی مولانا عبدالرحمن صاحب جالندھری کی معیت میں رخصت ہونے لگے تو کچھ آدمیوں نے گفتگو کا شوق ظاہر کیا۔ مقامی مزدور پارٹی کے ایک لیڈر نے مولانا عبدالرحمن صاحب سے سید صاحب کی تقریر کی بے حد تعریف کی اور کہا کہ وہ سید صاحب اور مولوی صاحب سے پھر ملاقات کریں گے۔ ۲۱ر دسمبر کو وہ صاحب ۴ صدیق بلڈنگ رام نگر میں بغرض ملاقات پہنچے، اور سید صاحب اور مولانا عبدالرحمن صاحب سے گفتگو کی، انھوں نے دوران گفتگو میں اشتیاق ظاہر کیا کہ مزدوروں کے جلسوں میں بھی اس طرح کی سائنٹیفک تقریروں کا ہونا بہت ضروری ہے تا کہ لادینی کی بڑھتی ہوئی رو کا سدباب ہو سکے، انھوں نے کہا کہ وہ ایسی تقاریر کے لئے مواقع بہم پہنچانے کی کوشش کریں گے۔ واضح ہو کہ یہ صاحب ایک ہندو پنڈت تھے۔

بقیہ خطبہ از ص ۲

تمہارے منہ سے نکلیں تو تمہاری روح میں یہ تڑپ پیدا ہو کہ میں تو بیشک کمزور ہوں مگر تو جو میری ربوبیت فرمانے والا ہے اے عظمت اور علو کے مالک بادشاہ تو میری بھی اسی طرح ربوبیت فرما کہ میں تیرے نام کو دنیا میں پہنچانے میں کامیاب ہو جاؤں۔ ایسے حکمت والے رب کا بندہ کبھی مایوس نہیں ہو سکتا جو سمجھتا ہے کہ میرا رب اتنا بلند ہے اور وہ مجھے بلند سے بلند مقام پر پہنچا سکتا ہے وہ یقیناً کامیاب ہوگا۔ یہ درد دلوں کے اندر پیدا ہونا چاہیئے اس وقت ساری دنیا خدا کو چھوڑ چکی ہے جب تک تمہارے قلوب میں یہ انتہاء درجہ کا درد پیدا نہ ہو تم انسانوں کو اس طرف نہیں لا سکتے۔

تم میں سے ہر ایک سمجھ لے تم میں سے ہر ایک عورت مرد، بوڑھا، جوان، بچہ، غرضیکہ ہر ایک شخص اس بات کو سمجھ لے کہ وہ خدا تعالےٰ کی اس روحانی فوج کا سپاہی ہے جو دنیا میں ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔

خدا کے ہاں کام کرنیوالوں کی قدر ہے جن نعمت سے آپ مستفیض ہوئے ہیں اسے اپنوں اور غیروں تک پہنچا لیے بیکاری کو چھوڑ دیئے، خدا کے ہاں صرف کام کرنیوالوں کی قدر ہوتی ہے۔ اگر تم اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے نزدیک عزیز بنانا چاہتے ہو تو کام کرو۔

ہر ایک احمدی ایک نمونہ تھا اپنے علم اور روحانی طاقت کو بڑھا کر اپنے اندر قوت پیدا کرو۔ حضرت صاحب کے زمانہ میں ہر ایک احمدی ایک نمونہ ہوتا تھا ایک اٹھتا تھا اور مولویوں کو مغلوب کر لیتا تھا۔ اور سب سے بڑھکر خدا تعالےٰ کے حضور اس طرح گرنیوالے بن جاؤ کہ تمہارے دل میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ اگر ہمیں کہیں سے قوت مل سکتی ہے تو وہ خدا تعالےٰ کے حضور گرنے سے ہی مل سکتی ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو بھی ترقی دے کہاں باتوں پر ہمارا عمل ہو یہ یا نچھاور ... تو ان میں سے ہر ایک کی ہمت اتنی بلند ہو ... وہ دوسروں کیلئے روشنی کا کام دینے والا بلند مینار کی طرح ہو اگر تم اپنی ہمتوں کو بلند کر لو کا دین یقیناً دنیا میں غالب ہو کر رہے گا اور ... خدا کا وعدہ بھی ہے کہ ایسا ہو کر رہے گا

کچھ مباحثہ کے متعلق

کیا تعریف نبوت میں تبدیلی ہوئی

از جناب مولانا عمرالدین صاحب شملوی

ناظرین پیغام صلح کو علم ہے کہ اس خاکسار اور قادیانی مولوی فاضل مولوی اللہ دتہ صاحب کے درمیان ایک انعامی مباحثہ تحریراً ہو رہا ہے۔ اس مباحثہ کے متعلق جلسہ سالانہ دسمبر ۱۹۴۳ء کے موقعہ پر لاہور اور قادیان میں مجھ سے متعدد لوگوں نے دریافت کیا کہ یہ بحث اب کس مرحلہ پر ہے۔ اور بہت سے لوگوں نے تو یہ بھی کہا کہ مولوی اللہ دتہ صاحب بار بار شائع کرتے ہیں کہ مولوی عمرالدین صاحب بحث میں لیت و لعل کرتے ہیں اور خواہ مخواہ بحث کو التوا میں ڈالتے ہیں۔ غرض یہ کہ وہ کل الزام اس خاکسار پر رکھتے ہیں۔ اسلئے تمام احباب کی اطلاع کے لئے اپنا ایک خط جو میں نے ۲۰ دسمبر ۱۹۴۳ء کو مولوی اللہ دتہ صاحب کو لکھا ہے شائع کرتا ہوں تاکہ احباب اندازہ کر سکیں کہ اصل حقیقت کیا ہے۔

تین سال تو مولوی اللہ دتہ صاحب نے تصفیہ شرائط پر لگا دیئے میرے جوابی خطوط بھی ہضم کر جاتے رہے۔ اور ضد یہ رکھی کہ جب تک غیر جانب دار ثالث مقرر کرنے کے لئے مطالبہ رہیگا وہ کسی طرح اس انعامی مباحثہ کو نہ کریں گے البتہ جب قادیانی جماعت میں سے ہی ثالث ہوں تب وہ بحث کریں گے۔ آخر مجبوراً میں نے ان کی یہ ضد بھی پوری کر دی تو مولوی صاحب بمشکل تمام بحث کے لئے ایک سو روپیہ پہلے لے کر میدان میں نکلے اور پہلا پرچہ بھیجا۔ جس کا جواب شرائط کے مطابق ایک ماہ کے اندر اندر بھیجدیا گیا۔ مگر مولوی صاحب نے اس پرچہ کا جواب الجواب مجھے ساڑھے چار ماہ بعد پہنچایا اور وہ بھی نامکمل ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ مولوی صاحب ایمانداری سے پہلے پرچہ میں ہی اپنے کل دلائل درج کر دیتے تاکہ ان پر تین دفعہ میرے تینوں پرچوں میں بحث ہو جاتی مگر چونکہ مولوی صاحب صرف ایک مناظر ہی ہیں اس لئے انھوں نے دوسرے پرچہ میں بھی پورے دلائل درج نہیں کئے اور نہ میری اصولی بحث پر کوئی جرح کی اور نہ میرے دلائل کو غلط ثابت کرنے کی کوشش کی صرف بعض باتوں پر کچھ جرح کی ہے اور لکھ دیا ہے کہ میں تیسرے پرچہ میں تمام دلائل پر یکجائی نظر کروں گا جس کے معنے صرف یہ ہیں کہ ان کی یکجائی نظر پر ہمیں صرف ایک موقعہ نظر کرنے کا ملے اور پھر مولانا جیسے "باہمت" مناظر جی کھول کر آخری پرچہ لکھیں اور جس طرح ہو سکے چھپائیں۔ یہ ہے قادیانی مناظر صاحب کی ہمت اور حق طلبی بایں ہمہ وہ اگر میری شکایت کرتے ہیں تو آپ خود فیصلہ کر لیں۔ جو خط میں نے اس سلسلہ میں مولوی اللہ دتہ صاحب کو لکھا ہے وہ درج ذیل ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرمی مولوی اللہ دتہ صاحب ابوالعطاء

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

آپ کے دوسرے پرچہ کے آنے پر میں نے آپ کو لکھا تھا کہ آپ مجھ سے وقت اور لے لیں اور اپنے دوسرے پرچہ کو مکمل کر لیں اور جس قدر دلائل آپ کے ذہن میں تعریف نبوت میں تبدیلی مفروضہ کے متعلق ہیں ان کو لکھدیں تاکہ آپ کے کل دلائل پر کم ازکم دو دفعہ تو جرح کرنے کا موقعہ مل جائے میں نے آپ کا دوسرا پرچہ جو نامکمل ہے واپس کر دینے کے لئے بھی آمادگی ظاہر کی تھی اور اب بھی کہتا ہوں کہ آپ اپنا دوسرا پرچہ واپس لے لیں اور دیانتداری سے کام لیتے ہوئے اسکو مکمل کر لیں جہاں پہلے ساڑھے چار ماہ کا وقت آپ نے اس پرچہ کے لکھنے میں لگایا ہے وہاں اس کی تکمیل کے لئے ایک ماہ کا عرصہ اور لے لیں آپ کا دوسرا پرچہ پڑھکر معلوم ہوتا ہے کہ آپ چالاک مناظروں کی طرح یا چالاک وکیلوں کی طرح اپنی بحث کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تاکہ فریق مقابل اس پر جرح نہ کر سکے یا کم ازکم جرح کا موقعہ بہت کم ملے مگر ایک محقق کی شان کے یہ خلاف ہے۔

آپ نے میرے خط کا تحریراً تو کوئی جواب نہیں دیا لیکن لاہور میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آپ نے مجھے زبانی کہا کہ اس بحث کو اچھی طرح حل کرنے کے لئے پرچوں کی تعداد بڑھا دیں گے جس پر میں نے کہا کہ بہت اچھا اب میں چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ صفائی سے تحریراً طے ہو جائے اس لئے میں تجویز کرتا ہوں کہ:-

(۱) آپ اپنے دوسرے پرچہ میں اپنے کل دلائل لکھدیں اور ساتھ ہی میرے پیش کردہ دلائل اور اصولوں پر پوری پوری جرح کریں تاکہ مجھ کو موقعہ ملے کہ میں آپ کے دلائل کا جواب اور جرح کا جواب کم ازکم دو مرتبہ تو دے سکوں۔

(۲) یا آپ اپنے تیسرے پرچہ میں کل دلائل کو جمع کر دیں اور اس کے بعد کم ازکم مجھے تین مرتبہ بحث کا موقعہ دے دیں تاکہ بات اچھی طرح صاف اور واضح ہو جائے۔

اب آپ کو جو صورت بہتر معلوم ہوتی ہو وہ منظور کر کے مجھے اطلاع دیں تاکہ اس کے مطابق عمل کیا جائے۔

میں آپ کے دوسرے پرچہ کو اس خط کے جواب ملنے تک یونہی پڑا رہنے دوں گا۔ اور اس کا جواب اس وقت تک نہ دوں گا جب تک آپ امور متذکرہ بالا کا فیصلہ نہ کریں آپ خود اپنے دوسرے پرچے میں لکھتے ہیں کہ آپ میری بحث پر تیسرے پرچہ میں یکجائی نظر کریں گے۔ تو آپ مجھے اپنے دلائل اور جرح پر یکجائی نظر کرنے کا موقعہ کیوں نہیں دیتے اگر حق طلبی منظور ہے تو آپ (۳) شاطرانہ چالبازی سے احتراز کریں اور تقویٰ سے کام لیں۔ جو آپ اپنے لئے پسند نہیں کرتے وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کریں۔

آپ نے بحث کو تبدیلی تعریف نبوت تک محدود نہیں رکھا اور الزام الٹا مجھ پر لگاتے ہیں کہ میں غیر ضروری بحث کو درمیان میں لے آیا ہوں۔ حالانکہ اصل بحث کے متعلق آپ نے سوائے براہین احمدیہ جلد پنجم کے ایک حوالہ کے کوئی دوسرا حوالہ پیش نہیں کیا۔ اور جو دوسرے حوالے یا دلائل جس قدر بھی پیش کئے ہیں وہ مفت کی طوالت کا باعث ہیں۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ۱۸۹۹ء کی بیان کردہ تعریف نبوت (جو اصطلاح اسلام کی رو سے بیان کی گئی ہے اور جامع اور مانع ہے) براہین احمدیہ جلد پنجم میں بیان کردہ معنے نبوت کے خلاف ہے تو بحث ختم ہو جاتی ہے مگر آپ بلاوجہ محض مغالطہ دینے کے لئے حقیقی نبوت کی تعریف کے مقابل مجازی نبوت کی تعریف پیش کر دیتے ہیں۔ اور متفرق حوالوں سے اپنے مدعا کو ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ طریق بحث نہایت ناپسندیدہ ہے اسلئے اس راہ سے پرہیز کریں۔

جواب جلد مرحمت فرمائیں۔ والسلام

عمرالدین احمدی۔ ازقادیان۔ ۲۷-۱۲-۴۳

مکتوب بغداد

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جناب سید تصدق حسین صاحب قادری کا پیغام

سید تصدق حسین صاحب قادری تاجر باب الآغا بغداد نے اپنے خط مورخہ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۳ء میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بابت موجودہ جلسہ کو سنانے کے لئے پیغام مندرجہ بھیجا تھا لیکن یہ خط بذریعہ ہوائی ڈاک بھیجا ہوا بھی جلسہ ختم ہونے کے بعد ۲۷ دسمبر کو ملا اسلیئے احباب تک پہنچانے کے لئے اب اخبار پیغام صلح میں شائع کیا جاتا ہے۔

"اے امام الزمان کے جاں نثار سپاہیو۔ اے مسیح محمدی کے وفادار ساتھیو اے حاملان امانت الٰہیہ۔ اے مجاہدین فی سبیل اللہ آج تم مدینۃ المسیح میں جمع ہوئے ہو۔ کیوں؟ اسلیئے کہ تمہارے واجب الاطاعت امام نے تمہارے مقدس پیشوا نے سال میں ایک مرتبہ ان ایام اللہ میں تمہیں مل کر بیٹھنے کا حکم دیا ہے۔ کیوں؟ اسیلئے کہ ان بابرکت ایام میں تم سب مل کر خدا کے آگے جھکو۔ ایک دوسرے کے قلوب کی رگڑ سے دلوں کے زنگ کو دور کرو۔ آپس میں محبت اور اخوت کا اعلےٰ ترین جذبہ پیدا کرو۔ اپنے سینوں کو بنی نوع انسان کی ہمدردی سے بھر دو اسلام کی ترقی قرآن کی اشاعت کے لئے نت نئی تجاویز سوچو۔ سو الحمدللہ کہ آپ حضرات نے اپنے محبوب امام کے حکم کی پوری تعمیل کی آج اگر دنیا یجاھدون فی سبیل اللہ ولا یخافون لومۃ لائم کی حقیقی تصویر دیکھنا چاہتی ہے تو آپ بزرگوں کے وجود میں دیکھے۔ آپ نے اپنے پیارے امیر کی قیادت باوجود قلت میں ہونے کے اپنے امام ہمام کی آرزوؤں اور تمناؤں کو کما حقہ پورا کیا اور کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کے مصداق ثابت ہوئے۔ ایک لاکھ کی فوج کا قادیان منہ دیکھتا رہ گیا۔ ایسا کیوں ہوا اسلیئے کہ یہ سعادت اس کی شاخ کے حصہ میں آئی ہوئی تھی للہ الحمد۔ میرے محترم بزرگو تم نے بہت کچھ کیا لیکن اب جو کچھ کرنا ہے وہ اس سے بہت زیادہ مشکل اور کٹھن کام ہے۔

اب وہ وقت قریب آ گیا ہے کہ تمہاری محنت کا تمہیں پھل ملے۔ دنیا میں ایک عظیم الشان انقلاب آنے کو ہے۔ نظام الٰہی کی قبولیت کا وقت قریب ہے۔ اے قرآن کے عاشقو ضرورت ہے کہ تم اس کلام الٰہی کو انقلاب کنندگان کے ہاتھوں تک پہنچاؤ اور لیظھرہ علی الدین کلہ کا نظارہ دیکھو۔ ونفاذ شریعت تمہارے ہی مقدس ہاتھوں سے ہوگا کیونکہ آج آیت کریمہ انما المومنون الذین آمنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ اولئک ھم الصادقون کے حقیقی مصداق تم ہی ہو۔ ہاں اس بابرکت اجتماع میں اپنے ہم دور افتادہ بھائیوں کو دعاؤں میں تہجد کی نمازوں میں ضرور یاد رکھیں اللہ تعالےٰ ہمارے گناہوں کو بخشے اور خدمت دین کی مزید توفیق دے۔ آمین۔ ثم آمین۔

حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ تعالےٰ و دیگر بزرگوں اور دوستوں کو السلام علیکم۔"

عُلمائے سلف اور اُن کی اخلاقی جُرأت

علامہ شبلی مرحوم نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی سیاسی خدمات پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ مضمون انہیں بزرگ کے ارشادات کا خلاصہ ہے۔

خلافت راشدہ صحیح معنوں میں اسلام کی جمہوری حکومت تھی۔ اس کے بعد امیر معاویہ نے یزید کو اپنا جانشین بنایا اور یہاں سے شخصی حکومت کا سلسلہ جاری ہو گیا۔ چونکہ بنی امیہ کے زمانے میں صحابہ کرامؓ یا اُن کے فیض یافتہ ہوئے لوگ زندہ تھے اس واسطے بنی امیہ کی شخصی حکومت میں بھی جمہوریت کی خاصی جھلک نظر آجاتی تھی۔ معمولی معمولی آدمی بھی خلیفۂ وقت کو ٹوک دیتے تھے اور وہ حق کی بات سن کر سر تسلیم خم کر دیتا تھا۔

بنی عباس کے زمانے میں سلطنت کے حدود تو وسیع ہو گئے مگر سلطنت چلانے والوں کے مزاج بگڑ گئے۔ درباروں پر عربوں کی بجائے ترکوں اور ایرانیوں کا اثر چھا گیا اور رفتہ رفتہ ایسی سلطنتیں قائم ہو گئیں جو نام کی مسلمان تھیں مگر کام میں قیصر و کسریٰ کے ہم پلہ۔ اس دور کے حکام و سلاطین کی نفس پرستیوں کو صرف مذہب کے نام پر ہی روکا جا سکتا تھا مگر حکام کے نفس بے لگام نے اس کی راہیں بھی نکال لیں یعنی سلاطین نے علماء کو عہدے اور روپے دے کر اپنا ہم زبان بنا لیا۔

ملک شاہ سلجوقی کے انتقال (۴۸۵ھ) اب سے ۸۵۰ برس پہلے کے بعد اس کے تین فرزندوں برکیارق، محمد اور سنجر میں اس قدر خونریز جنگیں ہوئیں کہ آبادیاں جنگل بن گئیں۔ ملک کے طول و عرض میں خون کے دریا بہنے لگے۔ اس وقت علمائے دین کو جانیں قربان کر کے اسلام اور امت کی اس بربادی کو روکنا چاہیئے تھا مگر وہ یہ سمجھے کہ ہم صرف نماز جنازہ پڑھانے اور مسائل وضو بتانے کی مشینیں ہیں۔ ہمارا سیاسی معاملات سے کیا تعلق؟ علماء کی اس پرہیزگاری کا نتیجہ یہ تھا کہ امت برباد ہو گئی۔

امام غزالی کا احتجاج

اس زمانے میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور آپ نے بڑے شد و مد سے یہ آواز بلند کی کہ علمائے اسلام کا اولین فرض یہی ہے کہ وہ حکومت کو ظلم و جور سے روکیں اور اس معاملے میں اپنے نفع نقصان بلا اپنی زندگی اور موت کی ذرا بھی پرواہ نہ کریں۔ خلافت راشدہ کا وقت وہ تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کبھی ۵۰ روپے ماہوار سے زیادہ نہیں مل سکے۔ اب سلطان سنجر کی حالت یہ تھی کہ ایک دفعہ اس نے اپنے ترکی غلام کو لاکھوں روپوں کی جائداد، بیشمار متاع و اسباب اور سات لاکھ اشرفیاں نقد دے دیں۔ اسلامی بیت المال کی ان بربادیوں پر بھی ہمارے علماء چپ تھے وہ ایسے دردناک حالات میں بھی سیاسیات میں دخل دینے پر آمادہ نہ ہوئے اور مسجدوں میں بیٹھے مسلمانوں کو آمین اور رفع یدین کے مسائل بتاتے رہے۔

اس وقت اصلاح امت کی صرف ایک ہی صورت تھی اور وہ یہ اس بے لگام شخصی خودمختاری کے زمانے میں مسلمانوں کے اندر جمہوریت کا جذبہ پیدا کیا جائے۔ نہایت دلیری کے ساتھ علماء کے عیوب و مظالم کی پردہ دری کی جائے، اور جمہور مسلمانوں کو بھی اُن سلاطین کے خلاف اُٹھایا جائے۔ جن پر سرمایہ داری کی قارونیت چھا رہی تھی۔ امام غزالیؒ نے اس راہ میں جو قدم اُٹھائے ان میں سے ایک یہ تھا کہ آپ نے یہ فتوے دے دیا کہ علماء اور مصنفین کو سلاطین سے وظیفہ لینا حرام ہے آپ کے الفاظ یہ ہیں:-

"ہمارے زمانہ کے سلاطین کی کل یا قریب کل آمدنی حرام ہے۔ شریعت نے زکوٰۃ خمس اور مال غنیمت کو حلال آمدنی قرار دیا ہے اور ان چیزوں کا اس زمانے میں وجود ہی نہیں رہا۔ باقی رہ گیا جزیہ، تو یہ ایسے ظالمانہ طریقوں سے وصول کیا جاتا ہے کہ اسے جائز اور حلال نہیں کہا جا سکتا۔"

چونکہ علماء کو مصاحبت سلاطین کے جال سے نکالنا تھا۔ اس واسطے آپ نے فتویٰ دیا:-

"چاہیئے کہ انسان ان سلاطین سے اس طرح الگ رہے کہ کبھی ان کو نہ دیکھے واجب یہی ہے، اسی میں عافیت ہے، انسان پر یہ اعتقاد رکھنا فرض ہے کہ سلاطین کا ظلم بغض رکھنے کے قابل ہے۔ چاہیئے کہ کوئی شخص ایسے سلاطین کی بقا کا طالب نہ ہو۔ ان کی تعریف نہ کرے، ان کا حال نہ پوچھے اُن کے مقربوں سے میل ملاپ نہ بڑھائے۔"

پھر یہ بھی فرمایا کہ:-

"دربار سلاطین میں ہر قدم پر گناہ کا ارتکاب کرنا پڑتا ہے۔ شاہی محل مغضوب ہیں۔ ان میں قدم رکھنا گناہ ہے، پھر سر جھکانا اور بوسہ دینا پڑتا تھا۔ ظالم کی تعظیم کرنا بھی گناہ، دربار کے سنہری اور طلائی پردے تخت اور آرائشیں حرام ہیں۔ انہیں دیکھ کر چپ رہنا بھی گناہ۔ آخری چیز بادشاہ کی سلامتی کے لئے دعا کرنا ہے یہ بھی گناہ۔"

امام صاحب کا ان تصریحات سے مقصد یہ تھا کہ علمائے اسلام، شاہی اثر و رسوخ کے جال سے بچیں اور درباروں سے باہر کھڑے ہو کر عوام کے کام کریں۔

علمائے سلف کی حق گوئی

بعض علماء درباداری کے جواز میں کہتے تھے کہ بزرگان سلف بھی تو درباروں میں جایا کرتے تھے، اس کے جواب میں امام صاحب کہتے تھے کہ وہ لوگ اعلان حق کے لئے جایا کرتے تھے نہ کہ ان کے مقصد کے مطابق مسائل نکالنے اور ان کا آلۂ کار بننے کے لئے۔ مثالیں اس کی ہمارے سامنے ہیں۔ ہشام نے طاؤس یمانی کو حج کے موقعہ پر طلب کیا طاؤس جوتی اتار کر دربار میں گئے السلام علیکم کہکر بادشاہ کے برابر بیٹھ گئے۔ اور پھر پوچھا "ہشام! تیرا مزاج کیسا ہے" ہشام لال پیلا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ یہ کیا گستاخانہ حرکتیں ہیں؟ نہ مجھے امیرالمومنین کہا نہ کنیت کے ساتھ نام لیا اور نہ میرے ہاتھ چومے۔ طاؤس نے کہا تمام مسلمان تجھے امیرالمومنین نہیں کہتے۔ اس واسطے اگر میں یہ لقب استعمال کرتا تو جھوٹ ہوتا۔ میں نے حضرت علیؓ سے سنا ہے کہ صرف دو شخصوں کا ہاتھ چومنا جائز ہے، بیوی کا یا بچہ کا اس واسطے میں نے ہاتھ نہیں چومے۔ قرآن پاک میں خدا تعالےٰ نے اپنے نبیوں موسیٰؑ عیسیٰؑ اور داؤدؑ کو نام سے پکارا ہے اور کافروں کو کنیت سے، جیسے ابولہب۔ اسواسطے میں نے تمہیں کنیت سے نہیں پکارا۔ جب ہشام نے متاثر ہو کر معافی طلب کی تو آپ نے فرمایا میں نے حضرت علی رضہ سے سنا ہے کہ وہ سلاطین سانپوں اور بچھوؤں کا لقمہ ہوں گے جو اپنی رعیت پر ظلم کرتے ہیں۔ بس یہی جملہ کہا اور آپ اُٹھ کر چلے گئے۔

خلیفہ منصور نے حضرت سفیان ثوری کو بلا کر منیٰ میں ملاقات کی، تو کہا، سفیان! مجھ سے کچھ مانگ لو، جواب دیا، اے غافل! خدا سے ڈر۔ زمین تیرے ظلم سے لبریز ہو گئی ہے۔" خلیفہ نے پھر کہا، سفیان! مجھ سے کچھ مانگ لو، جواب دیا" انصار اور مہاجرین کی تلوار کی بدولت تجھے یہ رتبہ حاصل ہوا ہے اور انہیں کی اولاد بھوک سے مر رہی ہے" منصور نے پھر کہا، سفیان! مجھ سے کچھ طلب کرو، فرمایا۔ "جب حضرت عمرؓ نے حج کیا تو قریباً دس درہم خرچ اٹھا تھا مگر تو اس قدر روپے لئے پھرتا ہے کہ بار برداری بھی اس کی متحمل نہیں ہو سکتی" بس اس سوال و جواب پر ملاقات ختم ہو گئی۔

خلیفہ سلیمان نے مدینہ میں ابوحازم کو بلا کر ملاقات کی اور پوچھا، کیوں ابوحازم! ہم لوگ موت سے کیوں زیادہ ڈرتے ہیں؟ ابوحازم نے کہا "تمہاری دنیا آباد اور آخرت برباد ہے۔ اس واسطے اب تم کو آبادی سے ویرانے میں جاتے ڈر لگتا ہے"

امام غزالیؒ کا اپنا نمونہ

ان مثالوں کے بعد امام صاحب لکھتے ہیں کہ یہ علمائے سلف کا طریقہ تھا مگر آج کل کے عالم اسلئے سلاطین سے ملتے ہیں کہ ان کی اغراض کے لئے شرعی حیلے نکالیں کبھی وہ سلاطین کو پند و وعظ سناتے ہیں مگر یہ بھی اسلئے تاکہ ان کے دل پر اپنی حق گوئی اور بے غرضی کا سکہ بٹھا دیں۔ حضرت امام صاحب نے صرف قلم ہی سے علماء کو سیاسیات میں حصہ لینے کی ترغیب نہیں دی بلکہ اپنے عمل سے بھی انہیں اس میدان میں کھینچا۔ آپ نے سلطان سنجر کے لئے ایک ہدایت نامہ لکھا تھا اس میں بڑی تلخ اور کھری باتیں کہی گئی ہیں جب آپ کو خود محمد شاہ کے دربار میں جانا پڑا تو آپ نے رو برو بھی ایسی ہی سخت باتیں کہیں۔ دولت سلجوقیہ کے وزراء فخرالملک اور صدرالاسلام وغیرہ کو آپ نے زبردست خطوط لکھے اور اصلاح حال کی کوشش کی۔ صرف یہی نہیں۔ چونکہ امام صاحب سمجھ چکے تھے کہ موجودہ حکومتوں کا سرے سے خمیر ہی بگڑ گیا ہے۔ اس واسطے آپ چاہتے تھے کہ کسی طرح اسلامی اصول کے مطابق ایک سلطنت قائم کی جائے۔ چنانچہ جب اس بارے میں ایک معزز ذہین اور اولوالعزم ہسپانوی طالب علم محمد بن عبداللہ تومرت نے چاہا کہ وہ اسپین میں علی بن یوسف کی سلطنت کو مٹا کر وہاں تعلیمات الٰہی کے مطابق ایک اسلامی سلطنت قائم کرنا چاہتا ہے تو امام صاحب نے اس کی بڑی ہمت افزائی کی اس کی تعلیم و تربیت میں انتہائی کوشش صرف کر دی۔ اور آخر میں یہ اولوالعزم عالم اور مجاہد جب سپانیہ پہنچا تو اس نے وہاں ایک نئی سلطنت کی بنیاد ڈالی جو موحدین کے نام سے ممتاز ہوئی۔

علمائے اُمت کا فرض

چونکہ سلاطین کا بگاڑ، تمام خلق خدا کی بربادی ظلم مصیبت کی جڑ ہے، اس واسطے امام صاحب کو بڑا اصرار یہ تھا کہ تمام قوم میں یہ روح پھونکنی چاہیئے کہ وہ حکام کے ظلم و غرور کو کبھی چیلنج کے بغیر نہ چھوڑیں آپ نے احیاءالعلوم میں سلاطین کے مقابلے میں امر بالمعروف کا ایک خاص باب باندھا ہے۔ اس میں آپ لکھتے ہیں کہ سلاطین کی روک ٹوک میں اگر فساد ملکی کا اندیشہ ہو تو رک جانا چاہیئے لیکن اگر اپنی جان و مال کا خطرہ ہو تو ان پر نکتہ چینی کرنا نہ صرف جائز بلکہ مستحسن ہے۔ بزرگان سلف ہمیشہ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر آزادی کی علمبرداری کرتے تھے اور حکام کو موقعہ پر روکتے ٹوکتے رہتے تھے۔ اگر کوئی شخص اس راہ میں مارا جائے تو وہ خوش نصیب ہوگا اور شہادت کا درجہ پائیگا۔

(ماخوذ)

حضرت مسیح موعودؑ کا پیدا کردہ زندہ اور کامل ایمان

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کے ایمان پرور اقتباسات

{ از عبد القادر صاحب سیالکوٹی متعلم بی-ٹی کلاس }

ایمان گر ثریا پر بھی چلا گیا ہوگا تو ابنائے فارس میں سے ایک شخص اُسے واپس لے آئیگا۔
(الحدیث)

موجودہ زمانہ کفر و الحاد کا زمانہ ہے۔ اس زمانہ کے علوم جدیدہ فلسفہ، طبعی نے اس طرح مذہب پر حملے کئے کہ انسان کا ایمان خدا سے جاتا رہا اس نئی تعلیم نے طرح طرح کے شکوک انسان کے دل کے اندر پیدا کئے۔ کہیں یہ کہا گیا کہ انسان اسلئے خدا کو مانتا ہے۔ کہ وہ فطرتاً کمزور ہے۔ اور جب دیکھتا ہے کہ میری حاجت دنیا میں کوئی بھی پوری نہیں کرسکتا تو وہ یونہی کسی مفروضہ ہستی کے آگے دعائیں کرنے لگتا ہے۔ کہ وہ اس کی حاجت کو پورا کر دے، اور اس ہستی کا نام خواہ مخواہ خدا رکھ لیتا ہے۔ حالانکہ ایسی کوئی ہستی دنیا میں نہیں۔ اس فلسفہ کا ایک اور حملہ یہ بھی تھا۔ کہ وحی کوئی خارجی چیز نہیں اور دعا محض دل کی تسلّی کا دوسرا نام ہے۔ اگر کوئی چیز اس طرح سے واقع ہو جاتی ہے کہ جس طرح ہم نے دعا مانگی تھی تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی خارجی طاقت ایسی ہے جس نے یہ دعا سنی اور اسے وقوع میں لے آئی۔ بلکہ یہ تو خود انسان کی اپنی ہی آواز ہے، جو اس کے دل سے اُٹھتی ہے اور دل پر پڑتی ہے اور وہ اپنی تسلّی کے لئے سمجھنے لگتا ہے کہ ہاں اب میری دعا قبول ہوگئی۔ دوسرے الفاظ میں ان الحاد پرست اور دہریت پسند لوگوں کے خیال کے مطابق قبولیت دعا اصل میں کوئی چیز نہیں بلکہ تسکین قلب ہی کا دوسرا نام ہے۔ جسے وہ انگریزی میں ایک خاص لفظ

autosuggestion

سے تعبیر کرتے ہیں۔

یہ ایسے اعتراضات تھے جنہوں نے مذہب کی جڑ پر کلہاڑا رکھ دیا تھا۔ اور لوگ ان علوم فلسفہ اور طبعی سے اس قدر متاثر تھے کہ سر سید جیسے انسان کو بھی ان کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا، لیکن یہ لوگ یہ بھی بھول گئے کہ اگر ایسی باتیں قبول کر لی جائیں تو مذہب کے ہاتھ کچھ بھی نہیں رہتا۔ اگر خدا ہے ہی نہیں جس نے ہماری دعائیں قبول کرنی ہیں اور جس نے ہماری باتوں کو سننا ہے تو پھر اس کی عبادت کا کیا فائدہ اور اس کی پرستش کیا معنی؟

اس مادہ پرستی کے ظلمتکدہ میں ایسی صاحب حال اور باکمال شخصیت کی ضرورت تھی کہ جس کے نور سے یہ ظلمت کدہ چمک اُٹھے۔ خدا کے وعدہ کے مطابق ایک ایسی شخصیت حضرت اقدس میرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعودؑ کی شکل میں ظاہر ہوئی۔

حضرت اقدسؑ کو چونکہ ایسی باتوں کے متعلق خدا سے علم دیا گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے ملحد اور مادہ پرست انسانوں کو پکارا شیر کی طرح گرج کر کہا کہ جو کچھ تم کہتے ہو غلط کہتے ہو۔ انھوں نے اپنی سب سے پہلی اور سب سے بڑی کتاب میں سے زیادہ زور اس بات پر دیا ہے کہ خدا ہے اور ضرور ہے، وہ ہماری دعائیں سنتا ہے اور ان کا جواب دیتا ہے۔ اس کی صفت نطق جیسے کہ پہلے تھی اب بھی ہے۔ جس طرح سے وہ پہلے کلام کرتا تھا اب بھی کرتا ہے اور نہ صرف اسکو عقلی اور نقلی دلائل سے ثابت کیا بلکہ سب سے بڑھ کر یہ کہ انھوں نے اس کی صداقت کے لئے اپنے تئیں بطور مشاہدہ کے پیش کیا۔ انھوں نے لوگوں کو للکارا کہ آؤ لوگو اگر اس حقیقت کو نہیں پہچانتے ہو تو میرے پاس آجاؤ۔ ہمارے پاس چند روز ٹھہرو اور تم پر یہ تمام باتیں روز روشن کی طرح واضح کر دی جائیں گی۔

کس شان سے فرماتے ہیں:۔

اے مزوّر گر بیائی سوئے ما
واز و فارغت انگنی در کوئے ما
وز سر صدق و ثبات و غمخوری
روزگارے در حضور ما بری
تا لے بینی ز ربانی نشاں
سوئے رحماں خلق و عالم را کشاں
گر خلافِ واقعہ گفتم سخن
را ضیم گر تو سرم بری ز تن

لیکن

آزمائش کیلئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

جو لوگ استجابت دعا سے انکاری تھے اور

autosuggestion کے

قائل تھے ان کے لئے ایک کتاب برکات الدعا لکھی جس میں بڑے زبردست دلائل استجابت دعا پر دیئے ہیں۔ اور اپنے آپ کو بطور گواہ کے پیش کیا ہے کہ میرے پر یہ تمام چیزیں تجربہ شدہ ہیں۔ کتاب کے آخر میں کسی ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں:۔

اے کہ گوئی گر دعاہا را اثر بودے کجاست
سوئے من بشتاب بنمایم ترا چوں آفتاب
ہاں مکن انکار زیں اسرار قدرتہائے حق
قصہ کوتاہ کن ببیں از ما دعائے مستجاب

حضرت اقدس نے اپنی تحریرات سے اور اپنے وجود سے لوگوں کے اندر مضبوط یقین اور اللہ تعالےٰ پر محکم ایمان پیدا کر دیا اور ایسا کرنے سے مذہب کو دوبارہ زندہ کیا۔ وہ لوگوں کو اپنے پاس زیادہ رہنے کے لئے زیادہ کہتے تھے اور جن لوگوں کو ان کی صحبت میسر ہوئی ان کا اللہ تعالیٰ پر ایمان اور یقین ایک مضبوط چٹان کی صورت اختیار کر گیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود نے نہ صرف اللہ تعالےٰ کی ہستی پر زندہ ایمان پیدا کیا بلکہ اسلام کے زندہ اور سچا مذہب ہونے پر بھی یقین کامل پیدا کیا۔ اگر ہم انکی عبارتوں کو پڑھیں تو دل یقین اور ایمان سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اور اسلام کی صداقت دل میں موجیں مارنے لگتی ہے۔ ان کی ہر تحریر میں شان اور شوکت پائی جاتی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا انکے ذریعہ سے ہم کلام ہو رہا ہے اور حقیقت سے بھی تو یہی۔ جو کچھ مرزا صاحب نے ان خیالات میں کہا، خدا کی طرف سے ملہم ہونے کی صورت میں کہا۔ کس جلال سے فرماتے ہیں:۔

"اس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے۔ اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بیدل نہیں ہونا چاہیئے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت اپنی ظاہری طاقت دکھا چکا ہے یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا۔ حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ کر آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے۔ میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھ کو علم دیا گیا ہے۔ جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفہ جدیدہ کے حملہ سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کو جہالتیں ثابت کر دے گا، اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ہے۔ جو فلسفہ اور طبعی کی طرف سے ہو رہے ہیں۔ اس کے اقبال کے دن نزدیک ہیں۔ اور میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں۔ یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی تا باطل علم کی مخالفانہ تاویل کو اس کی الٰہی طاقت ایسا ضعیف کر دے کہ کالعدم کر دیوے" (آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۵۴)

ایک اور جگہ کس طرح پُرشوکت اعلان کرتے ہیں۔ اور اس پر زبردست تحدی سے اسلام کو زندہ مذہب بتلاتے ہیں کہ پڑھنے کے بعد حضرت مسیح موعود کی سچائی پر اور ان کے ملہم من اللہ ہونے پر کوئی شک نہیں رہ جاتا۔

"بالآخر میں پھر ایک طالب حق کو یاد دلاتا ہوں کہ وہ دین حق کے نشان اور اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ جس سے ہمارے نابینا علماء بے خبر ہیں وہ مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔ جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذاہب والے اور ہمارے اندرونی اندھے مخالف بھی عاجز ہیں۔ میں ہر ایک مخالف کو دکھا سکتا ہوں کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے موسےٰ کے معجزہ سے بڑھ کر، عیسےٰ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔ میں بار بار کہتا ہوں۔ اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ قرآن اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا اور تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذاہب مُردے ان کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں اور خدا تعالےٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔ اے نادانو! تمہیں مُردہ پرستی میں کیا مزہ ہے اور مُردار کھانے میں کیا لذت ؟ !!!

آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے، وہ اسلام کیساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے، وہ خدا جو نبیوں کیساتھ کلام کرتا تھا۔ اور پھر چپ ہوگیا۔ آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے، کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں کہ اس بات کو پرکھے۔ پھر اگر حق کو پاوے تو قبول کر لیوے، تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ کیا ایک مشت خاک؟ کیا یہ مُردہ خدا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے؟ ذرا آؤ! ہاں! لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ اور اس سڑے گلے مُردہ کا میرے خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔

دیکھو میں تمہیں کہتا ہوں کہ چالیس دن نہیں گذریں گے کہ وہ بعض آسمانی نشانات سے تمہیں شرمندہ کرے گا۔ ناپاک ہیں وہ دل جو سچے ارادہ سے نہیں آتے۔ اور پھر انکار کرتے ہیں۔ اور پلید ہیں وہ طبیعتیں جو شرارت کی طرف جاتی ہیں نہ طلب حق کی طرف۔ او دیکھنے والے مخالف مولویو! اگر تم کو شک ہو تو آؤ۔ چند روز میری صحبت میں رہو۔ اگر خدا کے نشان نہ دیکھو تو مجھے پکڑ و۔ اور جس طرح چاہو تکذیب سے پیش آؤ۔ میں اتمام حجت کر چکا۔ اب جب تک تم اس حجت کو نہ توڑ لو تمہارے پاس کوئی جواب نہیں۔ خدا کے نشان بارش کی طرح برس رہے ہیں۔ کیا تم میں سے کوئی نہیں جو سچا دل لیکر میرے پاس آوے کیا ایک بھی نہیں۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا خدا اُسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُس کی سچائی ظاہر کر دے گا۔

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ ۲۲ر جنوری ۱۸۹۷ء

(ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۶۱ و ۶۲ و ۶۳)

ایسی تحریر پڑھ کر انسان خود بخود پکار اُٹھتا ہے کہ اسلام زندہ مذہب ہے اور اسلام ہی غالب آئیگا اور یہ صرف حضرت مسیح موعود کا ہی فیضان ہے کہ حضرت صاحب کے شاگرد دورِ الحاد کے ظلمت کدہ میں جو علوم جدیدہ کا گھر تھا گھسے اور چلے گئے۔ جان میں جان آئی۔ نیک لوگ مسلمان…

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
ایس محمد آصف بی۔ اے

جائنٹ ایڈیٹر
شیخ محمد انعام الحق۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۳ھ م۔ ۱۹ جنوری سنہ ۱۹۴۴ء | نمبر ۳

قرآن مجید کے پہلے دو جملے

ہمارے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ملائکہ کا نزول

قرآن مجید پر جماعتی رنگ میں عمل کرنا چاہیئے

قرآن مجید کے ذریعہ سے موجودہ مشکلات کا حل کرو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مؤرخہ ۳۱ دسمبر ۱۹۴۳ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

دو جملے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو دو جملوں سے شروع کیا کہ جو کسی کام کی ابتداء کے لئے اور اس کی انتہاء کے لئے بہترین کلمات ہیں جو انسان کے منہ سے نکل سکتے ہیں۔ پہلا جملہ بسم اللہ ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ ہر کام کی ابتداء بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے کرو۔ یعنی اللہ رحمان رحیم کی مدد مانگتے ہوئے۔ اس سے انسان کے اندر بڑی زبردست قوت پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ اللہ ایک ایسا سہارا اور ایک ایسی قوت ہے جو اس وقت بھی انسان کو کام دیتی ہے جب دوسری تمام قوتیں اور سہارے ٹوٹ جائیں ہر کام کی ابتدا کے لئے بسم اللہ موزوں ترین کلام ہے۔ دوسرا جملہ الحمد للہ ہے۔

جنتیوں کی پکار قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جنتیوں کی آخری پکار جنت میں ہوگی واٰخر دعوٰہم ان الحمد للہ رب العلمین سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا رب ہے جب انسان اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کے کسی منظر کو دیکھتا ہے تو اس کے منہ سے بے اختیار الحمد للہ نکلتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے اسے اس مقام پر پہنچایا یا وہ کام کرنے کی توفیق دی۔

عجیب کلمات تو بسم اللہ اور الحمد للہ بڑے عجیب کلمات ہیں جو انسان کے اندر کام کرنے کی قوت پیدا کرتے ہیں اور کام کے ختم ہونے کے بعد صحیح اندر پردہ کیفیت پیدا کرتے ہیں کہ جس سے انسان کے دل کو راحت پہنچتی ہے۔ ان دونوں کلمات کو قرآن مجید کی ابتداء میں اکٹھا کر دیا۔ انہی دو کلمات پر انسان کے ہر کام کا دارومدار ہے کام کو شروع کرو خدا تعالیٰ کا نام لیکر تا کہ تمہارے اندر قوت پیدا ہو۔ اور ختم کرو الحمد للہ رب العلمین کہکر تا کہ تمہارے دل کو راحت پہنچے۔

سالانہ جلسہ اور خدا تعالیٰ کی ربوبیت کا نظارہ

ہمارا یہ سالانہ جلسہ ایک کام کی انتہاء بھی ہے اور آیندہ کام کی ابتداء بھی۔ سو ہم یہ ابتداء اور انتہاء انہی کلمات کے ساتھ کرتے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو اپنے اوپر اور اپنے عزیزوں اور دوستوں پر وارد ہوتا دیکھو تو تمہارے منہ سے الحمد للہ رب العلمین نکلنا چاہیئے۔ فی الواقعہ اللہ تعالیٰ نے اس جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنی ربوبیت کا عجیب نظارہ ہمیں دکھایا ہے۔ اس نظارہ کو دیکھ کر بے اختیار دل خدا تعالیٰ کے احسانات کے سامنے جھک جاتا ہے، اور اس میں یہ جوش پیدا ہوتا ہے کہ اور زیادہ

ترقی کی طرف قدم اٹھایا جائے ایسے موقعہ پر بیساختہ زبان پر وہ لفظ آجاتے ہیں جو حضرت مسیح موعود کے دل سے نکلے تھے

قربان تست جان من اے یار محسنم
با من کدام فرق تو کردی کہ من کنم

کوئی عذر باقی نہیں رہا میں سمجھتا ہوں کہ آج جماعت احمدیہ لاہور کے سامنے کوئی عذر باقی نہیں رہا کہ جماعت کے کام میں کسی قسم کی ڈھیل دکھائیں یہ نظارہ جو آپ نے دیکھا ہے دنیا میں اور نہیں مل سکتا۔ بے شک غور کر کے دیکھ لو، لوگ دنیا کے لئے قربانیاں کرتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کے دین کے لئے کہیں اس طرح قربانی نہیں کی جاتی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارا یہ کام واحد کام ہے آج اس کام کے اندر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہیں لگی ہوئی۔

ملائکہ کا نزول ہماری جماعت کا یہ ایثار اور یہ قربانی انسان اگر غور کرنے والا ہو تو بڑی قوت دلوں کے اندر پیدا کرتی ہے۔ یہ مختصر سا مجمع جس کے چھوٹا ہونے کی وجہ سے ہمارا ہی دوسرا فریق ہم پر ہنسی اڑاتا رہتا ہے، خدا تعالیٰ کی نصرت اس طرح اس پر برستی ہے کہ اگر کسی دیکھنے والے کی آنکھیں ہوں تو بلاشبہ اسے ملائکہ کا نزول اس مجمع پر نظر آتا ہے۔

کلام الٰہی سے خدا کی محبت خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانے کے ساتھ کتنی محبت اس قوم کو ہے ذرا اس عشق اور محبت کا اندازہ کرو کہ ایک قربانی کے بعد دوسری اور دوسری کے بعد تیسری کرتے چلے جاتے ہیں اور تھکتے نہیں عشق و محبت وہی ہوتا ہے کہ انسان کبھی تھکے نہیں۔ اور جذبۂ محبت سے انسان کی وہ قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں کہ وہ تھکتا نہیں اور آگے چلا جاتا ہے خواہ اس کو کچھ بھی نظر نہ آئے یہ ایک نعمت ہے جو اگر ہمیں حاصل ہو گئی ہے تو فی الواقعہ دنیا کی بہترین دولت ہم لوگوں نے حاصل کر لی۔

حضرت مرزا صاحب اور قرآن مجید کا عشق

[illegible] صاحب نے قرآن مجید کے [illegible] صرف لفظوں میں نہیں بلکہ [illegible] نقش دلوں پر اس طرح بیٹھا ہے [illegible] کے اندر کھب گئے ہیں۔ [illegible] کے سامنے اقبال نے کیا کچھ کام کر دکھایا غور کرو کہ جو اقبال کے پیرو ہیں ان کی زبان پر وہ الفاظ ہیں مگر دلوں میں کیا قوت پیدا ہوئی بات جو دل سے نکلتی ہے دل پر اثر کرتی ہے، حضرت مرزا صاحب نے قرآن کا عشق ایسا پیدا کر دیا کہ اس کے نام پر [illegible] ہر چیز دینے کو تیار ہے۔ [illegible] کی نشانی یہ ہے کہ اس کے دل سے جو [illegible] نکلتے ہیں وہ دلوں پر مستقل طور پر اثر کرتے ہیں اور ان کا نقش دیرپا ہوتا ہے

عشاق کا ایک گروہ پیدا کر دیا [illegible]

مختصر سی زندگی میں انسان کے حالات اجازت نہیں دیتے کہ وہ زیادہ کام کرے انسان اگر چاہے بھی تو آخر کتنا کام [illegible] لیکن حضرت مرزا صاحب کو فخر ہے کہ جنہوں نے اپنے پیچھے اس کام کو کرنے کے لئے جو کرتے آئے تھے عشاق کا ایک گروہ پیدا کر دیا خوب یاد رکھو تم میں سے بھی کسی کو مرنے کی فکر نہیں ہونی چاہیئے [illegible] کیا ہوتی ہے کہ اپنے ہاتھ سے کوئی کام [illegible] کریں اس کام کو چلانے والا کوئی نظر [illegible] ایک بڑے عظیم الشان بادشاہ کو بھی [illegible] ہوتی ہے کہ اس کے بعد کام کو چلانے والا کوئی ہو اور اگر اسے کوئی کام چلانے والا نظر نہ آئے تو اس کی زندگی ناکامی کی زندگی [illegible]

تراجم فنڈ کیلئے اپیل [illegible]

نے قرآن مجید کے تراجم کے لئے [illegible] دو لاکھ روپیہ کی اپیل کی تھی [illegible] لاکھ روپیہ تو اسی وقت ہو گیا [illegible] کا ایک بہت بڑا حصہ [illegible] تعالیٰ نے چند دنوں کے [illegible]

تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر [illegible] پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بھی پورا ہو جائے گا۔

مستقل بنیاد قائم ہوگئی

یاد رکھو یہ کام ہو کر رہے گا روپیہ کچھ چیز نہیں اصل چیز جو ہے وہ ہیں کام کرنے والے۔ مجھے خوشی ہے کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے اس جماعت میں قرآن کریم کی خدمت کا عشق پیدا ہو گیا ہے۔ اور اب اس کیلئے مستقل بنیاد بھی قائم ہوگئی ہے۔ جب تمہارے دلوں کے اندر ایک عزم موجود ہے تو دنیا کی کوئی چیز اس کام کو نہیں روک سکتی اسے صرف تمہارے عزم کی کمزوری روک سکتی ہے ورنہ خدا تعالےٰ نے انسان کے اندر اتنی طاقت رکھی ہے کہ جس کام کا وہ عزم کرے وہ ہوتا چلا جاتا ہے اور وہ طاقت فی الحقیقت خدا تعالےٰ ہی سے ملتی ہے اور اس کام کے لئے سامان خدا جانے کہاں سے پیدا ہوتے ہیں۔

ہمارا ابتدائی زمانہ

آپ ہمارے ابتدائی زمانہ کو دیکھیں سمجھ نہیں آتا کہ کس حالت میں ہم قادیان سے نکلے تھے۔ قادیان والوں کا خیال تھا کہ دو چار آدمی ہیں چند دنوں میں ادھر آ جائیں گے۔ یہ اتنا بڑا کام قرآن مجید کا ترجمہ کرنا اور اس کی طباعت اتنے اعلیٰ پیمانے پر کرنا کوئی سامان اس کے لئے ہمارے پاس نہ تھے، انجمن کی کوئی حیثیت نہ تھی کوئی مکان نہ تھا کوئی دفتر نہ تھا کوئی اس کے مبلغ اور کارکن نہ تھے لیکن خدا تعالےٰ نے یہ کام کر دیا کیونکہ ان لوگوں کے دل میں ایک عزم تھا جو یہ کام کرنا چاہتے تھے۔

سامان پیدا ہوگئے

اللہ تعالےٰ نے ان کے لئے سامان بھی پیدا کر دیئے اس کے بعد برلن میں مسجد بھی تعمیر ہوگئی جرمن زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ بھی ہو گیا۔ ڈچ زبان میں بھی قرآن مجید کا ترجمہ ہو گیا۔

کام کرنے والے موجود ہیں

اب خدا تعالےٰ نے تمہارے ہاتھ میں سامان دیا ہے کہ قرآن مجید کو تراجم کے ساتھ دنیا میں پھیلاتے چلے جاؤ لیکن ابھی ایک عظیم الشان چیز کی ضرورت ہے اس کام کو کرنے کے لئے انسان بکار ہیں میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس جماعت کے اندر موجود ہیں مجھے کبھی فکر پیدا نہیں ہوئی کہ وہ کہاں سے آئیں گے خدا تعالےٰ نے چاہا تو وہ وقت پر اسی جماعت میں سے نکل آئیں گے

چند باتیں

لیکن میں چند باتیں آپ سے کہنا چاہتا ہوں۔ بے شک تمہارے اندر قرآن مجید کا عشق موجود ہے قرآن مجید کے دروس کا سلسلہ بھی جاری ہے اور اس جماعت کی دیکھا دیکھی اور بھی بہت جگہ جاری ہو گیا ہے فہم قرآن کے تعلق بھی عشق و محبت سے ہے اس لحاظ سے بھی یہ جماعت بڑے بلند مقام پر کھڑی ہے اور اس جماعت میں خدا تعالےٰ کے فضل سے ایسے آدمی موجود ہیں جنہیں اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کا فہم دیا ہے یہ چیز موجود ہے مگر دو تین باتیں ہیں اور لکھنا چاہتا ہوں

پہلی بات

پہلی بات یہ ہے کہ قرآن کریم کا پڑھ لینا اچھا کام ہے مگر کافی نہیں، اس کے معنے جان لینا اچھا کام ہے مگر وہ بھی کافی نہیں اس کے معارف بیان کر لینا اچھا کام ہے مگر وہ بھی کافی نہیں۔ جس چیز کی سب سے بڑھکر ضرورت ہے، وہ قرآن مجید پر عامل ہونا ہے۔

قرآن پر عامل جماعت

قرآن مجید پر ہر ایک فرد کا عمل، مگر ہر ایک فرد کا عمل اس وقت اثر پیدا کرتا ہے جب ان افراد کی ایک جماعت وجود میں آ جاتی ہے جب ایک جماعت ایسی پیدا ہو جائے جو قرآن مجید کو مضبوطی سے پکڑ لے اور خدا تعالےٰ کے کلام کو جہاں لے جائے وہ کیفیت پیدا ہو جائے جو محمد رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں تھی۔

نزول قرآن اور ترک رسوم

جب قرآن مجید نازل ہوا تھا تو سینکڑوں سالوں کے رسم و رواج جو آہنی زنجیروں سے زیادہ سخت تھے وہ قرآن مجید کے ایک ایک جملہ سے اس طرح ٹوٹتے جاتے تھے، کہ انسانی عقل حیرت میں رہ جاتی ہے۔ کہتے ہیں روحانی طاقت کوئی چیز نہیں کوئی مادہ پرست غور کرنے والا ہو تو اسے معلوم ہو کہ روحانی طاقت کے سامنے مادی طاقت کوئی ہستی نہیں رکھتی۔ سینکڑوں سالوں کی عادات عربوں کی جزو طبیعت بن گئی تھیں اور کوئی طاقت انہیں دور نہ کر سکتی تھی، مگر کس قدر قوت تھی قرآن مجید کے ایک ایک لفظ میں کہ ایک جملہ قرآن مجید کا نازل ہوتا تو وہ سب بد عادات اس طرح نکل جاتیں کہ گویا تھیں ہی نہیں۔ قرآن مجید پر عمل اس کا نام ہے کہ قرآن کے درمیان اور ہمارے درمیان کوئی روک نہ رہے اور یہ عمل جماعت کے رنگ میں ہو۔

دوسری بات

دوسری بات یہ ہے کہ قرآن کا پڑھنا اس کا سمجھنا اور اس کے معارف بیان کرنا بھی اچھی بات ہے لیکن جس بات کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ موجودہ زمانہ کی جو مشکلات تمہیں نظر آئیں ان کے اوپر قرآن مجید کو لگاؤ اور ان مشکلات کو قرآن مجید کے ذریعہ سے حل کرو جو آج دنیا میں نظر آتی ہیں۔ قرآن کے ترجمے کرنا اور اسے دوسروں تک پہنچانا بڑا کام ہے مگر غیر بھی ترجمہ کر دیتے ہیں یہ مخالفت کر دیتے ہوں گے وہ نظر بھی آ جاتی ہے۔ قرآن کے ذریعہ سے دنیا کی مشکلات کو حل کرنا اصل کام ہے یہ بتانا اصل کام ہے کہ قرآن کریم میں سب بیماریوں کا علاج اور سب مشکلات کا حل ہے۔ قرآن سب زمانوں کے لئے نازل ہوا ہے جتنے حالات پیش آتے جائیں گے ان سب پر وہ حاوی ہوگا۔

سود ایک لعنت ہے

لوگوں کو چھوٹی چھوٹی باتیں دیکھ کر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن نے ان کا حل نہیں کیا کہتے ہیں سود کے بغیر تجارت نہیں چل سکتی ٹھیک ہے بے ایمانوں کی تجارت نہیں چل سکتی یہ سود آج دنیا کے لئے ایک لعنت ہے اور یہ لعنت عام ہو گئی ہے حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ ایک وقت آئیگا جو شخص سود نہ لے گا اس کو بھی اس کا غبار پہنچ جائے گا۔

قطع ید کا حکم

کسی نے کہدیا کہ چور کے ہاتھ کاٹنا یہ بڑی وحشیانہ سزا ہے لیکن ان کہنے والوں سے کوئی پوچھے کہ لاکھوں کروڑوں انسانوں کو گولیاں مارتے چلے جاتے ہیں کیا یہ وحشیانہ بات نہیں، بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو اندھا دھند ہلاک کرتے جانا کیا یہ وحشیانہ بات نہیں۔ چوری تو ایک نہایت برا فعل ہے چور اپنے ہاتھ کو ناجائز طور پر استعمال کرتا ہے دوسروں کی کمائی کو ناجائز طور پر اپنے ہاتھ سے لینا چاہتا ہے۔ چوروں کا ایک جتھا ہو جب وہ اس چوری کے مال کو اس جتھا کے ایک فرد کے سپرد کر دیں وہ اس میں سے کچھ چرا لے تو اس کی جان تک مارنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ قطع ید کا حکم عادی چور کے لئے ہے اگر یہ سزا مروج ہو جائے تو آج دنیا سے چوری بالکل اڑ جائے۔ صرف بمبئی میں ایک سال میں اسی ہزار واقعات چوری کے ہوتے ہیں اگر یہ سزا دی جائے تو چوری مفقود ہو جائے۔

موجودہ مشکلات اور قرآن مجید

اس قرآن کو موجودہ حالات پر چسپاں کرنا آپ کا کام ہے۔ دنیا میں جو مشکلات پیش آ رہی ہیں ان کا آپ کو علم ہونا چاہیئے اور قرآن کے ذریعہ ان کو حل کرنا چاہیئے۔ خدا تعالےٰ کے فضل سے یہ راستہ جماعت کے لئے کھلا ہوا ہے یہ مشکلات صرف قرآن مجید کے ذریعہ ہی حل ہوں گی۔

دو چیزیں

یہ دو چیزیں ضروری ہیں پہلے تو ایک ایسی جماعت کا وجود جس کا عمل قرآن مجید کے ہو ایک حکم پر ہو اور دوسرے یہ ایک شخص قرآن مجید کو پڑھے، حجرہ نشین مولویوں کی طرح نہ پڑھے بلکہ دنیا کی مشکلات کو جاننے والے کی طرح پڑھے اور پڑھنے کے بعد دنیا کو بتائے کہ تمہاری مشکلات کا حل قرآن مجید اس طرح کرتا ہے۔

کام کرنے سے آتا ہے

یاد رکھو انہی انسانوں میں سے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں اللہ تعالےٰ انہی میں سے بڑے بڑے شخص پیدا کر دیتا ہے۔ اگر ہم اس کام کو کریں نہیں اور کہیں کہ کام نہیں آتا تو اس طرح یہ کام نہیں آئے گا کام کرنے سے آتا ہے ان باتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن مجید کو پڑھو اور پھر لوگوں کو اس وقت تک نہ بتاؤ جب تک اپنی مشکلات کو قرآن مجید کے ذریعہ حل نہ کر لو اور خود اپنے سر کو قرآن مجید کے سامنے نہ جھکا لو اور پھر دیکھو خدا تعالےٰ تمہیں کس طرح کامیاب کرتا ہے۔

ضروری اعلان

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی کتاب "نیو ورلڈ آرڈر" ابھی تک شائع نہیں ہو سکی لاہور میں بجلی کی کمی کی وجہ سے تا حال کام پہلی سی سرعت کے ساتھ شروع نہیں ہوا۔ امید ہے کہ کتاب انشاء اللہ اخیر جنوری تک تیار ہو جائے گی اور فروری میں اس کی روانگی عمل میں آ سکیگی احباب سلسلہ کچھ مزید انتظار فرمائیں۔

عہدیداران کا انتخاب

(۱) جماعتوں کا نیا انتخاب ہر سال یکم فروری سے شروع ہوا کرے گا۔ اسلئے احباب جماعتوں کے عہدیداران کا انتخاب کر کے مرکز میں اطلاع دیں۔

(۲) مجلس معتمدین کے انتخاب کے متعلق اسی اشاعت میں اعلان کیا جا رہا ہے۔ جماعتوں کو علیحدہ علیحدہ بھی لکھا گیا ہے ہر دو انتخابات ۳۱۔ جنوری تک ضرور ہو کر مرکز میں اس کی اطلاع دینی چاہیئے۔ احباب اس کی طرف توجہ فرمائیں۔

(ڈاکٹر) محمد عبد اللہ
جنرل سکرٹری

درخواست دعا

اخویم شیخ محمد انعام الحق صاحب کی صاحبزادی قدرت سبحانی بعارضہ خناق وبائی بیمار ہے اور ہسپتال میں زیر علاج ہے احباب سلسلہ حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس بچی کو جلد شفا عطا فرمائے
آمین

پیغام صلح

جلد ۳۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۴ محرم ۱۳۶۳ھ م ۱۹ جنوری ۱۹۴۴ء | نمبر ۳

ناکام تحریکیں

صرف تزکیہ نفس اور غیر متزلزل ایمان سے مسلمان کامیاب ہو سکتے ہیں!

قریباً ڈیڑھ ہزار سال تک عظمت اور شوکت کے ساتھ حکومت کرنے کے بعد جب مسلمان زوال پذیر ہوئے تو ان کی جگہ مغربی اقوام نے لی جن کا مذہب عیسائیت تھا۔ ان اقوام نے اپنا قومی اور تجارتی تسلط دنیا پر قائم کیا ان اقوام کے عروج اور طاقت کو دیکھ کر بعض عمرانی وجوہات سے اسلامی دنیا میں مسلمانوں کو زندہ کرنے کے لئے مختلف تحریکات پیدا ہوئیں۔ بعض تحریکات نے فوجی طاقت سے مسلمانوں کے کھوئے ہوئے غلبہ کو حاصل کرنا چاہا جیسے مہدی سوڈانی کی "تحریک جہاد بالسیف" بعض نے سیاسی احساس اور مسلمانوں کی حکومتوں میں ایک وحدت قائم کرنے کی کوشش کی۔ جیسے سید جمال الدین افغانی کی تحریک "پین اسلام ازم" بعض نے علمی اداروں کے قیام سے مسلمانوں میں روشن دماغی پیدا کرنے کی سعی فرمائی۔ ان کا خیال تھا کہ مسلمانوں کے زوال کا اصل سبب جہالت ہے۔ ان کی قومی زندگی میں ایک جمود پیدا ہو چکا ہے۔ یہ جمود مغربی علوم کے رائج ہونے سے دور ہو سکتا ہے۔ اس تحریک کے سب سے بڑے علمبردار سر سید احمد مرحوم تھے جنہوں نے علیگڑھ میں ایک مسلم یونیورسٹی قائم کی اور مغربی علوم کو رائج کیا۔

زمانہ اور تجربہ شاہد ہے کہ ان تحریکات نے جو مسلمانوں کے مرض کی تشخیص کی وہ غلط نکلی اور یہ تحریکات مسلمانوں کو زندہ نہ کر سکیں، اور آج مسلمان پکار رہے ہیں کہ مسلمانوں کا علاج تزکیہ نفس میں ہے۔ جب تک مسلمان اپنے نفس پر حکومت نہیں کرے گا اس وقت تک دنیا پر حکومت نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ ملک کے ایک مشہور رسالہ نے ایک دفعہ لکھا تھا۔

زمانہ کے حالات جس تیزی کے ساتھ بدل رہے ہیں خوشی کی بات ہے کہ مسلمان اس سے بے خبر نہیں معالجوں کی رایوں میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ مگر مرض کی شدت اور نفس علاج کی ضرورت سے کسی کو انکار نہیں، قوم و ملت کے معالجوں کو دو حصوں میں منقسم کیا جا سکتا ہے: ایک وہ جو مسلمان قوم کی سیاسی تنظیم کر کے اس کو برسر عروج لانا چاہتے ہیں۔ دوسرے وہ جو نام کے مسلمانوں کو پہلے کام کا مسلمان بنانا چاہتے ہیں۔ اور پھر ان کو استخلاف فی الارض کا مستحق ٹھہراتے ہیں۔ لیکن اس کے لئے ضروری یہ ہے کہ اس پیام کے مبلغ اور رہبر پہلے خود کام کے مسلمان بنیں۔ کہ

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار!

یہ سچ ہے کہ اس سے پہلے کہ ہم دوسروں پر حکومت کریں، ہم کو خود اپنے نفس کے اوپر آپ حکومت کرنا چاہیئے۔ حق کے پیام پر غیر متزلزل ایمان، احکام الٰہی پر بے چون و چرا عمل حق کی راہ میں مجاہدانہ روح، ثبات قدم، عزم راسخ حق کے لئے ایثار اور ذاتی خود غرضیوں کا استیصال کیونکہ دنیا کسی دعوت کو اس وقت تک قبول نہیں کرتی جب تک داعیوں کی جان و مال کا پورا امتحان نہیں لے لیتی۔ اور دعوت کے حرفوں کو داعیوں کے خون کی روشنائی میں نہیں پڑھ لیتی۔ یہ خدا تعالےٰ کے بنائے ہوئے اصول فطری ہیں۔ جو نہ کبھی بدلے ہیں اور نہ بدلیں گے۔ مسلمان قائدین اور صحیفہ نگار بڑے تلخ تجربہ کے بعد اس طرف آ رہے ہیں کہ مسلمانوں کے عوارض کا علاج صرف تزکیہ نفس میں ہے۔ اصلاح یافتہ انسان ہی دوسروں کی اصلاح کر سکتا ہے

جیسا کہ مندرجہ بالا اقتباس سے بخوبی واضح ہوتا ہے مسلمان تجربہ سے آج اس نتیجہ پر پہنچے ہیں لیکن تحریک احمدیت اور حضرت بانیٔ سلسلہ مدت سے یہ پیغام قوم کے سامنے پیش کر چکے ہیں۔ لیکن افسوس ہے مسلمانوں نے اس طرف توجہ نہیں کی بلکہ صرف ان تحریکات کی طرف التفات کیا جو کہنے کو تو احیائی تھیں لیکن درحقیقت ردعمل میں پیدا ہوئی تھیں اور اپنی فطرت میں عارضی تھیں۔ اصل میں علاج وہی ہے جس کا ذکر اوپر ہوا ہے۔

احیائے اسلام کے لئے ایک خالص روحانی تحریک کی ضرورت تھی جو مسلمانوں کے اخلاقی مذہبی اور روحانی معائب کو دور کرے اور ان کے اندر ایسی خصوصیات پیدا کرے۔ جو ان میں پہلے موجود تھیں جن کی وجہ سے وہ دنیا میں سربلند اور ممتاز تھے اور دنیا کے رہنما تھے اور ان کے سامنے ساری دنیا سر عجز خم کرتی تھی۔ وہ صرف تحریک احمدیت ہے جس نے یہ روحانی اور اخلاقی تحریک مسلمانوں میں پیدا کیا اس تحریک کے علاوہ کوئی تحریک نہیں عالم اسلام میں نظر نہیں آتی جس نے اس طرف توجہ کی ہو۔ صرف یہی تحریک ہے جس میں مسلمانوں کے روحانی عوارض کا علاج ہے۔ یہ تحریک حقیقی اسلام کا احیاء ہے۔ صرف احیاء نہیں بلکہ انفرو لغوذ ہے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ جماعت احمدیہ کے قیام کی غرض و غایت کے متعلق لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:—

"یہ سلسلہ بیعت بمراد فراہمیٔ طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے۔ تا [illegible] ایک بھاری گروہ دنیا پر نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو"

یہی وہ بنیاد ہے جس پر قائم ہو کر مسلمان دنیا میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور اسی بنیاد کی طرف انہیں تلخ تجربہ لا رہا ہے خدا انہیں یہ بصیرت بھی دے دے کہ وہ اس زمانہ کے امام کو پہچان سکیں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہو کر اپنے عوارض کو دور کریں اور دنیا میں وہی غلبہ اور تسلط حاصل کریں جو کہ انہیں کبھی حاصل تھا۔

انگریز قوم اور بائیبل

موجودہ جنگ کے دوران میں ایک مشہور برطانوی خاتون مس کلمنس ڈین نے لنڈن کے ریڈیو سٹیشن سے ایک تقریر "ہماری بائیبل" کے عنوان سے نشر کی جو اب چھپ چکی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:۔

"یہ برطانیہ آخر کیا شے ہے؟ جس پر ہم آج سب بوڑھے اور بچے عورت اور مرد امیر و غریب یکساں اپنے مال لٹا رہے ہیں اپنی جائدادیں فدا کر رہے ہیں کونسی چیز ہے جو ہمارے ملک و قوم میں یہ مرکزیت اور وحدت پیدا کئے ہوئے ہے؟ کیا وہ ویسٹ منسٹر کی خانقاہ ہے؟ لیکن یارک اور کنٹربری کی مذہبی عمارتوں کا تقدس بھی تو کچھ کم نہیں؟ پھر کیا وہ شہر لندن ہے لیکن اس کا بھی ایک حریف ایڈنبرا موجود ہے تو پھر کیا وہ شاعر شیکسپیئر ہے؟ لیکن اس کے بھی تو رقیب موجود ہیں جا سر ہے برنس ہے نہیں ان میں سے کوئی بھی چیز نہیں صحیح جواب یہ ہے کہ وہ صرف ہماری انگریزی بائیبل ہے"

یورپ کی سب قوموں کو مادہ پرست اور ملحد کہا جاتا ہے اور انگریز بھی انہی قوموں میں سے ایک قوم ہے لیکن آج وہی قوم اپنے علوم و فنون سے گذر کر بائیبل کو اپنی مرکزیت اور وحدت کا باعث قرار دے رہی ہے اور یہ وہ کتاب ہے جو تحریف شدہ ہے جس میں اخلاق کے خلاف باتیں ہیں اور تاریخی لحاظ سے غلط باتیں درج ہیں لیکن آج یہ مادہ پرست قوم اپنی اس مذہبی کتاب کو اپنی وحدت ملی کا سبب قرار دے رہی ہے۔

لیکن دوسری طرف مسلمان ہیں کہ جن کے پاس کلام الٰہی اپنی صحیح شکل میں موجود ہے اور جس کے اصلی اور حقیقی ہونے پر سب دنیا کے مؤرخ متحد ہیں لیکن مسلمانوں نے اسے چھوڑ رکھا ہے اور اس کی طرف رجوع نہیں کرتے — خدا کرے کہ مسلمانوں کے قلوب میں اس نعمت کی قدر کا صحیح احساس پیدا ہو اور وہ اس نعمت سے جہاں خود مستفید ہوں وہاں اقوام عالم کو بھی اس سے مستفیض کرنے کی کوشش کریں کیونکہ آج دنیا کی مشکلات کا حل صرف اس صحیفہ آسمانی میں ہے۔ اور اس کتاب میں وہ قوانین اور اصول موجود ہیں جن پر [illegible] تمام [illegible] اور اخلاقی تحقیقیوں کو سلجھا سکتی ہیں۔

ایک نہایت اہم تجویز

گذشتہ سال اخبار کے ذریعہ احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست کی گئی تھی کہ احباب اپنے نام اور پتے فہرست کی صورت میں مرکز میں بھجوائیں تاکہ ان پتوں کے ذریعے مرکزی کارکنان سلسلہ بیرونی جماعتوں کے دوستوں کا ایک دوسرے سے تعارف کروا سکیں اور سب دوستوں کو علم ہو جائے کہ ہمارے بھائی کہاں کہاں رہتے ہیں۔ یوپی بہار اور بنگال کے دوستوں کو خاص طور پر اس طرف توجہ مبذول فرمانا چاہیئے۔

اس تجویز کے پیش کرنے والے جناب محمد خلیل الرحمٰن صاحب ریاست رامپور یوپی ہیں۔ ان کی اس نہایت ضروری اور مفید تجویز کی اہمیت کی طرف پہلے بھی اخبار نے توجہ دلائی تھی اور اب پھر احباب سلسلہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس تجویز کی طرف جلد التفات کرنے کی ضرورت ہے اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے سے جماعت کو بہت تقویت حاصل ہوگی اس سے آپس کے تعلقات بڑھیں گے اور جماعت اپنے مجموعی اثر سے اپنے ماحول کو متاثر کر سکے گی، اور اشاعت اسلام کے کام کو بالآخر اس سے بہت قوت حاصل ہوگی کیونکہ جماعت کی مضبوطی سے ہی نصب العین کو طاقت حاصل ہوتی بلکہ شوکت اور سطوت حاصل ہوتی ہے۔ امید ہے احباب سلسلہ جلد اس طرف متوجہ ہوں گے۔

صرف طلباء کیلئے رعایتی قیمت پر

اخبار پیغام صلح جاری کیا جائیگا

طلباء کے لئے انجمن نے رعایتی قیمت پر اخبار پیغام صلح جاری کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے لیکن بعض اوقات غیر طالب علم اصحاب بھی رعایتی قیمت پر پرچہ جاری کروا لیتے ہیں جو انجمن کی منظوری کے منافی ہے لہٰذا آیندہ کیلئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ آیندہ سے ہیڈ ماسٹر پرنسپل یا جماعت کے سیکرٹری کی تصدیق پر اخبار جاری کیا جائے گا اور اس کے لئے ہر سال نئی منظوری لینے کی ضرورت ہوگی۔ رعایتی قیمت پر اخبار جاری کروانے والے دوست اس اعلان سے مطلع رہیں یہ اعلان بھی موجودہ کاغذ کی انتہائی گرانی اور نایابی کے پیش نظر کیا جا رہا ہے۔ (مینیجر)

اعلان مجلس معتمدین کا سالانہ انتخاب ہو رہا ہے۔ جن جماعتوں کو حق انتخاب دیا گیا ہے ان کی اطلاع علیحدہ علیحدہ ہر ایک جماعت کو دی جا چکی ہے سب جماعتیں ۳۱ جنوری تک انتخاب کر کے مرکز میں فوراً منتخب شدہ اراکین کے نام سے اطلاع کر دیں۔

عبداللہ۔ جنرل سکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

فتنۂ غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

(از حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم)

فتنۂ غلو سے بچنے کا حکم قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا صریح ارشاد قابل غور ہے فرماتے ہیں:۔ قل یاھل الکتب لا تغلوا فی دینکم غیر الحق ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا من قبل واضلوا کثیرا وضلوا عن سواء السبیل (المائدہ) کہدے اے اہل کتاب اپنے دین میں ناحق غلو نہ کرو اور ان لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو اس سے پہلے گمراہ ہو چکے اور جو بہتیروں کو گمراہ کر چکے ہیں اور سیدھے راستہ سے بھٹک گئے ہیں۔

اسی حکم الٰہی کو پڑھ کر انسان کا ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ ہر ایک دنیا کا فرزند جو اپنی بڑائی اور پیشوائی کا متمنی ہوتا ہے وہ یہ چاہتا ہے کہ لوگ اسے بڑی سے بڑی ہستی مانیں اور اس کو ماننے میں جس قدر بھی غلو سے کام لیں اس کے لئے خوشی کا موجب ہوا کرتا ہے لیکن یہ کیسی زبردست حق پرستی ہے کہ حکم ہوتا ہے کہ خبردار جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ اپنی عقیدت اور ارادت میں غلو کے مرتکب نہ ہو جائیں یعنی حد سے نہ بڑھ جائیں کہ یہ طریق حق نہیں ہے اور ضلالت کا راستہ ہے اور اس طرح انسان خود بھی سیدھے راستہ سے بھٹک جاتا ہے اور بہتیرے دوسرے لوگوں کی بھی گمراہی کا موجب ہو جاتا ہے۔ اللہ اللہ کیا حق پرستی کی اس سے بڑھکر مثال پیش کی جا سکتی ہے؟۔ صراط مستقیم پر اعتدال و توازن کے ساتھ قائم رہنے کا یہ نکتہ کس قدر دلپذیر ہے۔

غلو کی پہلی مثال ـــــ عیسائیت

یہ سچی بات ہے کہ جس قدر غلو نے دین حق کو نقصان پہنچایا ہے، دین حق کی مخالفت نے نہیں پہنچایا۔ اس کی مثال ہمیں عیسائیت کی تاریخ میں نمایاں طور پر ملتی ہے۔ حضرت عیسےٰ ابن مریم کی مخالفت یہود نے بہت سخت کی اور قوم نے عام طور پر انہیں قبول نہیں کیا صرف معدودے چند آدمی ان پر ایمان لائے لیکن باایں ہمہ ان کی تعلیم دنیا میں پھیلی اور بڑے زور سے دنیا کے ایک بڑے حصہ پر چھا گئی مگر افسوس ہے کہ غلو نے اس تعلیم کو ایسا بگاڑا۔ کہ بجائے مفید ہونے کے مضر ہو گئی۔ حضرت عیسےٰ کو بجائے نبی ماننے کے اور توحید الٰہی کو ان کا مشن قرار دینے کے انہیں خدا بنا کر شرک کا فتنہ تمام دنیا میں پھیلا دیا گیا۔ گویا اس غلو نے ان کے سارے مشن پر پانی پھیر دیا۔ بلکہ اس تعلیم کو نسل انسانی کے لئے اس قدر مضر بنا دیا، کہ قرآن کریم کو نہایت سخت، وعید کے الفاظ میں اس کا ذکر کرنا پڑا۔ فرماتا ہے تکاد السموات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا۔ ان دعوا للرحمٰن ولدا۔ (مریم)

ترجمہ:۔ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو کر گر پڑیں۔ اس بات کی وجہ سے کہ لوگوں نے خدائے رحمٰن کا بیٹا قرار دیا۔

دیکھ لیجئے وہی مسیح ہے جو برگزیدۂ الٰہی ہے، خدا کا رسول ہے۔ نبی ہے، جس کے ماننے میں اس زمانہ میں انسان کی نجات وابستہ تھی لیکن اسی کے ساتھ ارادت اور عقیدت میں جہاں غلو ہوا سارا کھیل بگڑ گیا۔ اسے انسان کے لئے پیار اور محبت اور اخلاص اور عقیدت کی وجہ سے جہاں نبی کے مرتبہ سے بڑھا کر خدا بنایا اور معاً اس درجہ کی ضلالت اور گمراہی میں جا پڑے جس کی وجہ سے قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزے ریزے ہو کر گر جائیں اتنا وعید کسی حق کی مخالفت اور تکذیب پر نہیں سنایا گیا جتنا اس غلو پر سنایا گیا۔ وجہ یہی کہ حق کے مخالف حق سے ٹکر کھا کر خود مٹ جاتے ہیں اور اس کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے۔ لیکن حق کے ماننے والے خود اگر غلو کی وجہ سے اس کی شکل بگاڑ دیں تو اس سارے مشن کا باقی کچھ نہیں رہتا۔ دیکھو تو اس غلو نے آخر حضرت مسیح موعود کے مشن کو بجائے مفید ہونے کے مضر بنا کر رکھدیا۔

غلو کی دوسری مثال ـــــ محمودیت

اسلام میں بھی مسلمانوں نے بعض جگہ غلو سے کام لیا ہے۔ یہ پیر پرستیاں۔ قبر پرستیاں بزرگوں اور ولیوں کے ساتھ محبت اور ارادت میں غلو کا ہی نتیجہ ہے کہ خدا کی طرح انہیں پوجنے لگ گئے لیکن وضاحت کے لئے ایک تازہ مثال ملاحظہ ہو۔ چودھویں صدی کے سر پر حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب نے دعوٰے مجددیت کیا مسیح اور مہدی دو لقب تھے جو اس صدی کے مجدد کو جناب الٰہی کی طرف سے دیئے گئے تھے۔ آپ کا مشن کتنا عظیم الشان تھا۔ کہ اسلام کو دنیا کے تمام دینوں پر غالب کر کے دکھانا تھا اور اس کی تبلیغ و اشاعت کو دنیا کے کناروں تک پہنچانا۔ لیکن جب مریدوں نے ارادت و عقیدت میں غلو کر کے انہیں مجدد سے بڑھا کر نبی اور رسول بنا دیا۔ جس کے نہ ماننے سے انسان کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے تو آپ کے سارے مشن پر پانی پھر گیا۔ دنیا میں اسلام تو نہ پھیلا البتہ کفر ایسا پھیلا کہ سوائے چند ہزار یا زیادہ سے زیادہ ایک لاکھ احمدیوں کے باقی سب مسلمان کافر بن گئے۔ اگر یہ سچ ہے تو سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ کی بعثت سے نفع ہوا یا نقصان۔ ظاہر ہے کہ نقصان۔ کیونکہ اسلام تو نہ پھیلا کفر پھیل گیا۔ مجھے افسوس ہے کہ میاں محمود احمد صاحب نے جب تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۱ء میں یہ خطرناک عقیدہ تراشا تو یہ نہ سمجھا کہ اس کا اثر کیسا خطرناک پڑے گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس عقیدہ سے انھوں نے خود اسلام کی جڑ پر تبر رکھدیا۔ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت عملاً منسوخ ہو گئی۔ صحابہؓ اور مسلمانوں کی ۱۳۰۰ برس کی تبلیغ و دعوت اسلام کی ساری محنت خاک میں مل گئی۔ میاں صاحب کیا بنائیں گے ظاہر ہے کہ کچھ بھی نہیں۔ سیاسی میدان میں ان کی سعی ان کے لئے کوئی ریاست بنا دے تو عجب نہیں۔ لیکن اسلام کی خدمت انہوں نے اب تک کیا کی ہے جو آگے کسی قسم کی امید ہو۔ ہاں غلو نے نہ صرف احمدیت کے مشن پر پانی پھیر دیا بلکہ اسلام کی بھی شکل بگاڑ دی کیونکہ میاں صاحب نے اپنی مطلق الکل خلافت سے اسلامی حریت و جمہوریت کو تباہ و برباد کر دیا اور ختم نبوت کے معنی اجرائے نبوت کے لیکر اسلام کی وحدت اور جماعت کو پارہ پارہ کر دیا۔

غلو کی تیسری مثال ـــــ شیعیت

مسلمانوں میں غلو کی ایک مثال شیعیت ہے۔ قاعدہ ہے جس شخص سے محبت اور عقیدت و ارادت ہوتی ہے اس کے آل اور اہل بیت سے محبت ہونا بھی لازمی امر ہوتا ہے لیکن اس محبت میں اگر غلو پیدا ہو جائے تو وہی ضلالت و گمراہی کا گڑھا سامنے آجاتا ہے۔ کون مسلمان ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آل اور اہل بیت سے محبت نہیں کرتا۔ اور ان کی عزت کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ لیکن جو لوگ اس محبت اور عقیدت میں غلو کے مرتکب ہوئے خواہ اخلاص سے یا کسی سیاسی غرض سے انھوں نے ایسا رنگ دے دیا جو اسلام کی جماعت و وحدت کے لئے سخت مضر اور خطرناک ہو گیا۔ حضرت علیؓ کی محبت اور عزت کی خاطر ضروری نہیں کہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو گالیاں دی جائیں کسی شخص کی خوبیاں اگر دوسروں کی عیب شماری کے بغیر نمایاں نہیں ہو سکتیں تو وہ کیا خوبیاں ہوئیں یہ اہل بیت کی محبت میں ناحق کے غلو کا نتیجہ ہے ورنہ جو کامیابیاں اور اسلام کا غلبہ ہمیں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کی خلافت میں نظر آتا ہے۔ وہ حضرت علیؓ کی خلافت میں نہیں نظر آتا۔ ہم حضرت علیؓ کو خدا کا برگزیدہ اور مقرب سمجھتے ہیں۔ مگر حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ساتھ جو نصرت الٰہی کا نظارہ ہمیں دکھائی دیتا ہے وہ اگر حضرت علیؓ کے ساتھ نظر نہ آئے تو اس سے کیسے آنکھیں بند کر لیں۔ ایسی واضح حقیقت سے تو انکار نہیں ہو سکتا۔ لیکن غلو ہو تو یہ نہیں ہوتا۔ وہ ایک برگزیدہ انسان کو اس کی حیثیت سے بہت بڑھا چڑھا کر دکھانا چاہتا ہے۔ چنانچہ حضرت علیؓ کے مرتبہ میں غلو یہاں تک کیا گیا کہ ان میں سے بعض نے انہیں خدا کے مرتبہ تک پہنچا دیا۔ چنانچہ شیعوں کے بعض فرقے مثلاً خشابیہ اور نصیریہ حضرت علیؓ کو خدا مانتے ہیں۔ اس کے علاوہ عام طور پر شیعوں اور ان کے ہم مشرب لوگوں میں یہ روایت بہت مشہور ہے کہ معراج میں رسول اللہ صلعم کے سامنے کھانا جب جناب الٰہی کی طرف سے پیش ہوا اور آپ نے تنہا کھانے سے انکار کیا تو سراپردہ الٰہی سے ایک ہاتھ نکل کر آپ کے ساتھ کھانا کھانے لگا جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہچان لیا کہ وہ حضرت علی رضؓ کا ہاتھ ہے۔ بلکہ آپؐ نے وہ انگشتری بھی پہچان لی جو آپ نے حضرت علی رضؓ کو دی تھی اور جسے وہ انگلی پر پہنا کرتے تھے۔ جس کے صاف معنی ہیں کہ خدائی پردہ کے اندر حضرت علی رضؓ جلوہ افروز تھے۔ یا علی مدد کا نعرہ کس نے نہیں سنا۔ غرضیکہ طرح طرح سے حضرت علیؓ اور امام حسین علیہ السلام کی نسبت غلو کیا جاتا ہے۔ پچھلے دنوں جب حضرت اقدس مرزا صاحب نے ایک دفعہ لکھدیا کہ میں امام حسین سے افضل ہوں تو لاہور کے مشہور شیعہ مجتہد علی حائری صاحب نے ایک رسالہ لکھا جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کو تمام انبیاء سے افضل قرار دیا۔ اس میں انھوں نے بتایا کہ آدمؑ کی جو توبہ قبول ہوئی یہ حضرت امام حسین کے طفیل ہوئی۔ حضرت نوح علیہ السلام جو طوفان سے بچے یہ سب حضرت امام حسین علیہ السلام کا طفیل تھا۔ حضرت یوسف کنوئیں سے نکلے، حضرت اسمٰعیل کی جگہ دنبہ ذبح ہو گیا حضرت ابراہیم آگ سے محفوظ رہے۔ حضرت موسٰے سمندر سے پار ہو گئے، حضرت عیسٰے یہودیوں کے ہاتھ سے مصلوب ہونے سے بچے۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار مکہ کے ہاتھ سے بچے بلکہ ان پر فتح پائی یہ سب حضرت امام حسینؓ کی طفیل تھا۔ غرضیکہ کائنات میں جو کچھ انبیاء و رسل کے ساتھ خدا کی مہربانیاں ہوئیں۔ یہ سب حضرت امام حسین کی طفیل تھا۔ غلو کی کوئی انتہا نہیں اور اس غلو نے جو نقصان پہنچایا وہ تاریخ اسلام میں خون کے حرفوں سے لکھا ہوا موجود ہے۔ اسلام کو اہل شیعہ سنی جھگڑے نے جو نقصان پہنچایا اور آج لکھنؤ میں تبرے بازی کی ... شکل میں جیسا کچھ یہ مسلمانوں کو ہلاکت کے گڑھے میں گرا رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔

غلو در غلو کی مثال

خدا کی شان اہل تشیع میں بھی بعض فرقے ایسے پیدا ہوئے جنہیں خود ان کے علماء نے بھی غلات کا نام دیا ہے جو غالی کی جمع ہے۔ گویا اہل تشیع کے علماء کے نزدیک بھی وہ فرقے غالی ہیں اور ہمارے نزدیک وہ غالی در غالی ہوئے۔ ان میں ایک فرقہ اسماعیلیہ تھا ان میں امامت کی شان نبوت سے افضل مانی جاتی تھی۔ سر آغا خاں صاحب اسی فرقہ کے امام ہیں جنہیں ان کے مرید مظہر الوہیت سمجھتے اور اکثر سجدہ بھی کرتے ہیں اسی اسماعیلیہ فرقہ کی ایک اور شاخ تھی۔ فرقہ باطنیہ جس کا بانی حسن بن صباح تھا۔ ان میں امام کا وجود قائم قیامت سمجھا جاتا تھا۔ عقیدہ یہ

آریہ سماجی عقیدہ کی رُو سے خدا کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی

مولانا سید اختر حسین صاحب گیلانی کا ایک باطل شکن مناظرہ

۳ جنوری ۱۹۴۴ء کو آریہ سماج کے سالانہ جلسہ واقعہ گاندھی گراؤنڈ دہلی میں احمدیہ انجمن اشاعت اسلام اور آریہ سماج کے مابین ایک زبردست مناظرہ وقوع میں آیا۔ مولانا سید اختر حسین صاحب گیلانی نے قدامت و حدوث روح و مادہ، یا تناسخ وغیرہ کے مضامین کی بجائے یہ موضوع پیش کیا کہ "آریہ سماجی عقیدہ کے مطابق خدا کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی" جس کا مطلب یہ تھا کہ آریہ سماج کو یہ احساس دلایا جائے کہ مذہب محض رسمی جمع خرچ کا نام نہیں بلکہ اس کا مقصد ایک "حقیقت" کو پانا ہے اور یہی حقیقت آریہ سماج میں مفقود ہے۔ لہٰذا انہیں اپنی اس کمی کو پورا کرنے کے لئے کوئی علاج سوچنا چاہیئے۔ اور وہ علاج صرف اسلام میں مل سکتا ہے۔ سید صاحب نے اپنی ابتدائی تقریر میں فرمایا کہ :-

سید صاحب کے چند دلائل (۱) مذہب کا مقصد رضائے الٰہی اور معرفت کا حصول ہے۔ آریہ سماجی عقیدہ کے مطابق خدا نے از خود بھی ارادہ نہیں کیا کہ دنیا کو اپنی معرفت بخشے۔ ابتدائے آفرینش میں چار رشیوں کو جو گیان حاصل ہوا تو اس کی وجہ ہرگز یہ نہ تھی کہ خدا کا ارادہ تھا کہ دنیا اسکو پہچانے بلکہ ان چار رشیوں نے اتفاق سے کسی گذشتہ عالم کے موہوم جنم میں کچھ اچھے عمل کئے تھے۔ اگر ان سے ایسے اعمال ظہور میں نہ آئے ہوتے تو نہ وید نازل ہوتے نہ دنیا میں کوئی خدا کا نام لیتا۔ چہ جائیکہ اس کی معرفت حاصل کرنے کی نوبت آتی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے آریہ سماجی عقیدہ کے مطابق خود خدا بھی خواہشمند نہیں کہ بندے اس کی معرفت حاصل کر سکیں (۲) پھر کسی کی معرفت یا رضا جوئی کا خیال یا تو اس کے حسن کے باعث پیدا ہوتا ہے یا اس کے احسان کے باعث، مگر آریہ سماجی عقیدہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا میں نہ حسن ہے نہ احسان۔ خدا کی صفات حسنہ میں سے ایک صفت "صمد" ہونے کی ہے لیکن آریہ سماج کے نزدیک خدا خود روح اور مادہ کا محتاج ہے۔ اگر اسے یہ دو چیزیں نہ مل جاتیں تو اس کے لئے کائنات کا کارخانہ چلانا ناممکن تھا۔ خدا سرب شکتی مان ہے (قادر مطلق) ہے۔ اگر آریہ سماجی عقیدہ کے مطابق وہ ایسا ناقص القدرت ہے کہ اگر ارواح ایک ایک کر کے نجات پا جائیں تو اس کا کارخانہ بند ہو جاتا ہے کیونکہ وہ ایک بھی روح پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا، در حقیقت آریہ سماج تناسخ کے چکر کی قائل ہی اس لئے ہوئی ہے کہ خدا اتنا ضعیف ہے کہ وہ ایک روح بھی پیدا نہیں کر سکتا اس لئے وہ مجبور ہے کہ نجات یافتہ روحوں کو دوبارہ انسان، بلی، کتے کی جونوں میں بھیجتا ہے۔ [illegible]

اعتراف ہے۔ خدا کی ایک صفت نیائے کاری (عادل) ہے مگر اس کا عمل الٹا ہے کہ اس نے بلا وجہ اپنے جیسی قدیم ہستیوں یعنی ارواح پر قبضہ کر کے انہیں جونوں میں ڈالا پھر جب وہ نجات پا گئیں تو دوبارہ انہیں اپنا کارخانہ چلانے کے لئے جونوں میں ڈالا اور عذاب دیا جو سراسر بے انصافی ہے۔ خدا دیالو (رحمان) ہے، مگر آریہ سماجی عقیدہ کے مطابق اس کی دیا کچھ بھی نہیں، یہ گائے، بھینس، دودھ، ملائی انڈا، مرغی، آم، انگور، گیہوں، چاول سب کچھ اس کی دیا سے نہیں بلکہ گناہ کے صدقے پیدا ہوتا ہے۔ اگر انسان نے گذشتہ جنم میں گناہ نہ کیا ہوتا تو وہ گائے کی صورت میں جنم نہ لیتا نہ دودھ مکھن ہوتا نہ پھل اور سبزیاں، یا غلہ ہوتا (کیونکہ درختوں میں بھی جیو ہے) تو خدا کی دیا کیا ہے یہ تو ہمارے گناہوں کی دیا ہے اس لئے یہ خدا رحم و کرم سے بھی عاری ہے۔ نہ اس میں کوئی حسن ہے نہ اس کا کوئی احسان ہے فطرت انسانی تقاضا کرتی ہے کہ اس ہستی کو اپنا معبود مانے جو تمام نقائص سے پاک ہو، اور "اسماء حسنی" کا مالک ہو۔ مگر آریہ سماجی عقیدہ ایسا ہے کہ بجائے خدا سے محبت کرنے کے اس سے بغض پیدا ہوتا ہے اور جب خدا سے بغض پیدا ہو تو اس کی معرفت ناممکن ہو جاتی ہے۔ سید صاحب نے خدا کے متعلق اسلامی تصور پیش کرتے ہوئے اس کی ربوبیت، رحمانیت رحیمیت اور مالکیت کا ذکر کیا اور پھر بتایا کہ صرف اسلام ہی ہے جس نے اپنے متبعین کو اس دنیا میں بھی قرب الٰہی کے حصول کا وعدہ دیا ہے ولهم البشرى في الحيوة الدنيا اور اسی میں ہر زمانہ میں ایسے بزرگ ظاہر ہوتے ہیں کہ باوجود غیر انبیاء ہونے کے انہیں مکالمات الٰہیہ کا شرف نصیب ہوتا ہے اور یہ امر اسلام کے ایک زندہ مذہب ہونے کی دلیل ہے

مکالمہ الٰہیہ آریہ سماج کی طرف سے ان کے مشہور مناظر پنڈت رام چندر دہلوی نے جوابی تقریر میں کہا کہ ویدک دھرم میں بھی مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ جاری ہے اور سوامی جی نے لکھا کہ جب کوئی شخص ویدوں کے معانی میں غور و فکر کے لئے سمادھی لگا کر بیٹھے تو خدا اس کو وہ معانی سمجھاتا ہے۔ سید صاحب نے پنڈت جی کے اس دعویٰ کو مضبوطی سے پکڑا اور اس کی حقیقت کو طشت از بام کر دیا۔ آپ نے بتایا کہ یہ تو الہام ہی، جیسے کوئی غور و فکر کرنے بیٹھے تو خدا اس کو حساب کا سوال سمجھا دیتا ہے مگر اس سے مکالمہ الٰہیہ کا ثبوت نہیں۔ پنڈت جی کو چاہیے کہ سوامی دیانند جی یا کسی اور رشی کے مکالمات الٰہیہ کی فہرست [illegible]

کہ مہرشی کرسن [illegible] کاش خدا کے مکالمات کا مجموعہ ہے۔ مگر پنڈت جی ستیارتھ پرکاش کی حقیقت کو اور اپنے دعویٰ کی غلطی کو اچھی طرح جانتے تھے۔ دم بخود ہو جانے میں ہی بہتری سمجھی۔ سید صاحب کے بار بار کے چیلنج کے باوجود اس سوال کا جواب نہ دیا جس سے اس ہزارہا کے اجتماع میں مسلمانوں پر بالخصوص اور ہندوؤں پر بالعموم واضح ہو گیا کہ آریہ سماجی مذہب اس خوبی سے بالکل خالی اور معرفت حقیقی سے بالکل عاری ہے

اگر گائے نہ ہوتی پنڈت جی نے کہا کہ اگر گائے نہ ہوتی تو ہم درختوں سے دودھ نکال لیتے۔ سید صاحب نے کہا کہ درخت بھی تو گذشتہ جنم کے اعمال سے ہی پیدا ہوئے ہیں لہٰذا یہ خدا کی دیا نہیں ہے گناہ کی دیا ہے پنڈت جی نے کہا گائے تو گناہ سے پیدا ہوئی مگر دودھ خدا کی دیا سے پیدا ہوا سید صاحب نے کہا کہ اگر گناہ سے گائے کی مشین تیار نہ ہوتی تو خدا کی رحمت کیسے دودھ تیار کرتی۔ خدا تو ایک روح کو بھی پیدا نہ کر سکا۔ پس یہ گناہ ہی کی دیا ہے۔ اور آریہ سماجی خدا ناقص ہے، فطرت انسانی ناقص خدا کی معرفت حاصل نہیں کرنا چاہتی۔

دائمی مکتی کیوں پنڈت جی نے کہا کہ دائمی مکتی نہ دینے سے خدا کی صفات میں کوئی نقص نہیں لازم آتا۔ کیونکہ محدود عمل کا ثمر محدود ہی ہو سکتا ہے سید صاحب نے اس سوال پر نہایت عالمانہ اور عارفانہ بحث کی۔ آپ نے جواباً ایک بات منجملہ دیگر باتوں کے یہ بیان کی کہ ثمرہ دینے والے کی حیثیت سے عمل کا ثمرہ کم و بیش ہو جاتا ہے مثلاً پنڈت رام چندر جی دہلی اسٹیشن پر اترے قلی نے آپ کا بستر اٹھایا۔ آپ نے اسے ۱/ نکال کر دے دیا۔ اتنے میں ہائی کورٹ کے ایگزیکٹو کونسل کے کوئی ممبر اترے، اسی قلی نے ان کا سامان اٹھایا تو انہوں نے بجائے ۱/ دینے کے پانچ روپے کا نوٹ نکال کر دے دیا، پھر اتفاق سے کسی ریاست کے نواب یا مہاراجہ اترے، اسی قلی نے سامان اٹھایا تو اس کو ۱/ کی بجائے ایک سو روپیہ کا نوٹ مل گیا۔ اب بتایا جائے کہ ۱/ کی بجائے پانچ روپیہ یا سو روپیہ دیا جانا بے انصافی میں داخل ہے یا فضل و احسان کی نشانی ہے۔ پنڈت جی اگر آپ نے ایسے موقعہ پر کسی نواب یا مہاراجہ پر یہ اعتراض کیا کہ قلی کی مزدوری کی اجرت تو صرف ۱/ ہے آپ اس کو زیادہ کیوں دے رہے ہیں تو وہ آپ پر کس قدر ناراض ہوگا۔ وہ کہے گا اگرچہ مزدوری ۱/ ہے مگر میں نواب یا مہاراجہ ہوں میں اس کی مزدوری سے زیادہ اپنے مرتبہ کے مطابق انعام کا خیال کرتا ہوں۔ تو جب محدود خزانوں کے مالک بھی کسی عمل پر اتنا کثیر انعام دے سکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ جو لامحدود خزانوں کا مالک ہے۔ اگر محدود عمل پر لامحدود انعامات عطا کرے تو [illegible]

ان دلائل کا کچھ جواب نہ بن پڑا صرف یہ کہا کہ جب لامحدود انعام کر سکتا ہے تو لامحدود سزا بھی دے سکتا ہے۔ سید صاحب نے کہا کہ بے شک دے سکتا ہے مگر دیتا نہیں، اس لئے کہ وہ فرماتا ہے :- عذابي اصيب به من اشاء ورحمتي وسعت كل شيء (اعراف) کہ میرا عذاب، سو جس کو چاہوں اس میں مبتلا کر سکتا ہوں۔ مگر میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے پنڈت جی کو پھر جرأت نہ ہوئی کہ اس بات پر کچھ بول سکیں۔

ایک من حلوا پنڈت جی نے ایک دلیل یہ پیش کی کہ کسی محدود عمل کے لئے لامحدود انعام تجویز کرنا تو ایسا ہے کہ جیسے کسی آدمی کے سامنے ایک من حلوا رکھ دیا جائے کہ کھاؤ، وہ غریب کیسے کھا سکے گا۔ سید صاحب نے کہا پنڈت جی آپ نے اپنی زندگی میں جس قدر حلوا کھایا ہے اس کو وزن کیا جائے تو وہ کئی من نہیں شاید کئی ٹن نکلے گا۔ اتنے من حلوے کے اندر آپ گم ہی ہو جائیں۔ مگر یہ حلوا آپ میں اس لئے گم ہو گیا کہ آپ نے مقدار [illegible] کے مطابق کھایا تو خدا کی نعمتوں کے خزانے کسی مقدار کے مطابق ہمیں ملتے ہیں جیسے فرمایا ان من شيء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم (الحجر) کہ کوئی چیز نہیں اس کے خزانے ہمارے ہی پاس ہیں اور ہم اس کو ایک مناسب اندازے سے اتارتے ہیں اس لئے وہ بوجھ نہیں بن سکتے۔

سید صاحب نے یہ بھی فرمایا کہ گناہ کے متعلق آریہ سماج کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا گناہ معاف نہیں کرتا۔ چاہے انسان کتنی توبہ کرے۔ تو اس عقیدہ سے انسان توبہ سے [illegible] ہو کر گناہ پر دلیر ہو جاتا ہے۔ اور خدا سے دور جا پڑتا ہے۔ آپ نے اسلامی تعلیمات کو بیان کرتے ہوئے واضح کیا کہ ہر زمانہ میں اسلام کی برکت سے عارف باللہ بزرگ گذرے ہیں اسی طرح اس زمانہ میں مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام نے معرفت کا زندہ ثبوت پیش کیا۔ اور کئی من جانب اللہ کھلے وہ رولد روشن [illegible] ہوئے۔ ان امور کا جواب آریہ سماج کے پاس کچھ بھی نہ تھا اور اللہ تعالیٰ کے احسان سے یہ مناظرہ کامیابی سے ختم ہوا۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی اس مناظرہ کی صدارت جناب [illegible] صاحب [illegible] نے کی جو حسن اتفاق [illegible] دہلی [illegible]

جلسہ سالانہ ۱۹۴۳ء کی مختصر روئداد

قسط نمبر ۳

۲۵ دسمبر ۱۹۴۳ء کی مختصر کاروائی

۲۵ دسمبر ۱۹۴۳ء کا اجلاس زیر صدارت جناب الحاج شیخ میاں محمد صاحب لائلپوری شروع ہوا تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مولینا عمر الدین صاحب شملوی نے "مسیح موعود کا مقام" کے موضوع پر تقریر کی یہ تقریر آیندہ اشاعت میں شائع کی جائے گی۔

ان کے بعد حضرت مولینا صدر الدین صاحب مبلغ انگلستان و جرمنی نے "قدرت الٰہیہ کے کرشمے" کے موضوع پر اپنے مخصوص پُراثر دلنشین پیرایہ میں تقریر فرمائی آپ نے فرمایا "آنحضرت صلعم نے جس بات کی طرف سب سے بڑھ کر اپنی قوم کو متوجہ کیا وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان ہے۔ آنحضرت صلعم نے اپنی قوم کے دلوں میں نور ایمان بھر دیا۔ جب انسان کا دل نور ایمان سے منور ہو جاتا ہے تو اس کے تمام کاروبار پر اس نور کی شعاعیں پڑتی ہیں جب تک خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان نہ پیدا ہو اکیرکٹر پیدا نہیں ہو سکتا۔ بڑے بڑے پڑھے لکھے انسان بھی بڑی بڑی غلطیوں کے مرتکب ہو جاتے ہیں اور شیطان کا شکار ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ مشکل مقامات پر انسان فیل ہو گئے۔ صرف وہی قوم درست ہو سکتی ہے جس کے دل کے اندر خدا تعالیٰ کی ہستی پر یقین ہو۔ سارا قرآن مجید اس پر بحث کرتا ہے سوائے خدا کے حضور میں سر جھکانا چاہیئے اور وہیں سے وہ طاقت حاصل کرنا چاہیئے جس سے انسان کے اندر سیرت اور کیرکٹر پیدا ہوتا ہے اگر تم اپنے دنیوی خداؤں کے سامنے سر جھکاتے ہو تو تمہیں اس خدا کے سامنے بھی سر جھکانا چاہیئے جس نے تمہیں یہ سب قوٰے دیئے ہیں۔ اس کو سب قدرت حاصل ہے اور اس کی قدرت کے کرشموں کا قرآن مجید میں متعدد جگہوں پر ذکر کیا گیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے سورۃ یوسف کے ایک حصہ کی تفسیر فرمائی اور حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ بیان فرمایا جو قدرت الٰہیہ کا ایک بیّن کرشمہ ہے۔ تمام مشکلات میں اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت فرمائی اور ایسے مقامات پر ان کی دستگیری کی جہاں انسانی طاقت بالکل درماندہ رہ جاتی ہے ذکر رہ جاتی ہے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اس سیرت اور کیرکٹر کا اظہار کیا جو صرف ایمان سے پیدا ہوتا ہے۔ حضرت مولینا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی سیرت کے ان تمام پہلوؤں کو بیان فرمایا جن سے ان کے بلند کردار پر روشنی پڑتی ہے فرمایا ہمیں قرآن مجید کو اس طرح پڑھنا چاہیئے کہ اس کے اندر کیرکٹر بلند ہو۔ دوسرا واقعہ آپ نے حضرت موسٰے علیہ السلام اور فرعون کا بیان فرمایا جو قدرت الٰہیہ کا ایک نمایاں کرشمہ ہے۔ فرعون اپنی مادی اور قہرمانی طاقتوں کے ساتھ بنی اسرائیل کو دائمی غلامی میں جکڑنا چاہتا ہے اس قوم کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا چاہتا ہے۔ ایک حصہ کو کمزور کرنا چاہتا ہے اور دوسرے حصہ کو مضبوط کرنا چاہتا ہے فرعون کے اس جبر و استبداد کے ہوتے ہوئے کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی پرورش فرمائی ان کی پرورش بھی قدرت الٰہیہ کا ایک کرشمہ ہے۔ اس جابر اور قاہر فرعون کے محل میں ہی حضرت موسٰے علیہ السلام کی پرورش ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ام موسٰے کو وحی کی کہ بچہ کو دریا میں ڈال دو اس وحی الٰہی کے مطابق بچہ کو دریا میں ڈال دیا گیا پھر بچہ کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح ماں سے ملا دیا، پھر قبطی کا واقعہ بیان فرمایا اس کے بعد صحرا کی طرف حضرت موسٰے کی ہجرت اور پھر فرعون کی طرف پیغام ہدایت لے جانے کا حکم اور پھر انتہائی غیر مساعد حالات میں بنی اسرائیل کو مصر سے لیکر نکلنا اور فرعون کا تعاقب اور غرقابی یہ سب قدرت الٰہیہ کے کرشمے ہیں ـــــ ان واقعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد آپ نے آنحضرت صلعم کا واقعہ ہجرت بیان فرمایا جس میں اللہ تعالیٰ نے فوق العادت طور پر آپکی نصرت فرمائی۔ حضرت مولینا نے یہ سب واقعات اسلئے بیان فرمائے تاکہ قدرت الٰہیہ کے ان کرشموں کو دیکھکر لوگوں میں وہ ایمان پیدا ہو جو خدا تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں کی زندگیوں میں نظر آتا ہے ـــــ آپ نے فرمایا کہ میری زندگی میں وہ ایمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب مجدد عصر حاضر نے پیدا کیا ہے حضور کی زندگی کے متعدد واقعات مثلاً مارٹن کلارک اور لیکھرام کے واقعات بیان فرمائے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے آپکی مدد فرمائی اور حضور نے ان واقعات کے دوران میں ایک شاندار کردار اور سیرت پیش کی۔ ان واقعات کو بیان کرنے کے بعد آپ نے لوگوں کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی دعوت دی وغیرہ وغیرہ۔

حضرت مولینا کے بعد جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے "اسلام اور سکھ ازم" پر ایک پر از معلومات تقریر فرمائی جو اسی اشاعت میں کسی صفحہ پر شائع ہو رہی ہے قارئین پیغام صلح ملاحظہ فرمائیں۔

شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کے بعد جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی مولوی فاضل بی۔ اے نے "بہائیت ایک باطل تحریک ہے" کے موضوع پر تقریر فرمائی یہ تقریر مفصل طور پر کسی آیندہ اشاعت میں درج کی جائے گی صرف اس کا ملخص درج ذیل ہے۔

آپ نے کہا "بہائیت کی بنیاد اس مسئلہ پر ہے کہ تبلیغ کے سلسلہ میں مکر و فریب سے کام لینا جائز ہے یہی وجہ ہے کہ ایک بہائی مسلمانوں کو بہت دھوکا دیتا ہے اور ان کے ساتھ شامل ہو کر نماز وغیرہ بھی پڑھ لیتا ہے۔ خوب یاد رکھیئے کہ اگر آپ کو معلوم ہو جائے اور قطعی طور پر معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص بہائی ہے اور محض بالیسی کے طور پر مسلمانوں میں ملے ہوئے ہیں تو ان کے اعلانات سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے۔ اس مغالطہ دہی سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے ساتھ صفائی قلب بھی شامل ہے یہ لوگ جب مسلمانوں کے سامنے آتے ہیں تو دھوکا دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بہاء اللہ ایک رسول ہے حالانکہ بہاء اللہ اپنے متعلق کہتا ہے کہ میں مظہر الوہیت ہوں۔ ان کا قبلہ بہاء اللہ کی قبر ہے یہ نماز پڑھتے وقت اس قبر کی طرف توجہ کرتے ہیں اور یہ بہاء اللہ کے اپنے قول کے مطابق ہے۔ یہ فنافی اللہ یا رسول کا مقام نہیں کبھی کسی نبی اور رسول نے یہ تعلیم کفر نہیں دی جو شخص یہ تعلیم دیتا ہے اس کے متعلق علوم ہو جاتا ہے کہ وہ کس حیثیت سے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے۔ جس وقت ایک پیغمبر اور مامور دنیا میں آتا ہے تو اس وقت خدا تعالیٰ کے انوار کی بارش ہوتی ہے دنیا یہ چاہتی ہے کہ اس نور کو اپنی پھونکوں سے بجھا دے لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ جب ایک گروہ اسے بجھانا چاہتا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ انکی کوششوں کو کامیاب نہیں ہونے دیتا۔ یہ کبھی نہیں ہوا کہ ایک نبی آئے اور اسے کہا گیا ہو کہ اتنا کلام نازل ہوگا لیکن ابھی خدا تعالیٰ کا نور مکمل نہ ہوا اور اسے مٹا دیا جائے اس معیار پر باب اور بہاء اللہ کو پرکھیئے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ وہ اس پر پورے نہیں اترتے باب قرآن مجید کا ناسخ ہے اور اس کی جگہ اس نے کہا کہ میں "البیان" اتارتا ہوں اس کے انیس حصے نازل ہوں گے لیکن یہ ناسخ اس دعوے کے دو سال بعد تک زندہ رہتا ہے اور وہ اس دعوے کو پورا نہیں کر سکتا باب کے متعلق سب جانتے ہیں کہ اس کی شریعت مکمل نہ ہوئی اور وہ دنیا سے رخصت ہو گیا لیکن میں کتاب اقدس کے متعلق بھی اعلان کرتا ہوں کہ یہ کتاب بھی مکمل نہیں اور بہاء اللہ بھی اپنے پورے احکامات بیان نہ کر سکا کہ اس کی زندگی ختم ہو گئی اور جو چیز وہ بیان کرنا چاہتا تھا وہ بیان نہ کر سکا بہاء اللہ کو دعوے کے بیالیس سال بعد تک مہلت دی گئی لیکن وہ اسے مکمل نہ کر سکا۔ جب یہ نور مکمل نہ ہو سکا تو معلوم ہوا کہ یہ نور نہیں بلکہ ظلمت ہے۔ اس کے علاوہ بھی سید صاحب موصوف نے متعدد دلائل سے ثابت کیا کہ بہائیت ایک باطل تحریک ہے جنہیں قارئین پیغام صلح مفصل تقریر میں کسی آیندہ اشاعت میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی کے بعد جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ میرا موضوع ہے "قرآن اور وید" یعنی ان دونوں کتابوں کا مقابلہ یہ ایک بہت وسیع مضمون ہے۔ میں چند موٹی موٹی باتیں پیش کروں گا۔ آریہ سماج جب اسلام کے مقابل آیا تو اس بات کو لیکر آیا کہ وید بھی الہامی کتاب ہے ـــــ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ سے آریہ صاحبان یہ مراد لیتے ہیں کہ یہ وید کی طرف اشارہ ہے لیکن یہ بات بہت کمزور ہے عیسائی اور یہودی بھی اپنی کتب کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں۔ وید کے اندر تو خود وید کا ذکر موجود نہیں ہمارا یہ آریہ سماج کو چیلنج ہے کہ چاروں ویدوں کے نام ان ویدوں میں سے نکال کر دکھائیں اس کے مقابل میں ہم قرآن مجید سے قرآن کے نام پیش کرتے ہیں قرآن مجید میں بار بار قرآن کا ذکر آیا ہے مثلاً بل هو قرآن مجید انه لقرآن کریم۔ يٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ یہ نام قرآن مجید نے خود سکھائے ہیں لیکن اس کے مقابلہ میں یہ نام وید میں نہیں جو کتاب خود اپنا ذکر آپ نہیں کرتی اس کے نام کی تلاش قرآن مجید میں کرنا عبث ہے سو ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ میں قرآن کی عظمت کا ذکر ہے قرآن مجید نے دریاؤں کی پوجا سے منع کیا ہے لیکن وید میں دریاؤں کی پوجا کا منتر ہے اور قرآن مجید میں ہے اَللّٰهُ الَّذِيْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ۔ تو بہرحال ویدوں کے اندر مجھے کوئی چیز نظر نہیں آتی کہ میں اسے قرآن مجید کے مقابلہ کی کتاب کہہ سکوں۔ ویدوں میں تو اتنا بھی نہیں کہ وہ تلف ہونے کے بعد زندہ رہ سکیں لیکن اگر قرآن مجید کو مٹا دیا جائے تو وہ حفاظ کے ذریعہ زندہ رہے گا اور محفوظ رہے گا۔ دوسرا اعتراض آریہ سماجی یہ کیا کرتے ہیں کہ حضرت محمد صاحب پر الہام نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ ماں باپ کے گھر پیدا ہوئے اور ماں باپ کے خیالات کا ان پر اثر تھا اسلئے کامل الہام کامل انسان پر ہی ہو سکتا ہے۔ ابتدائے دنیا میں چار رشی بغیر ماں باپ کے پیدا ہوئے اور ان پر یہ چاروں وید نازل کئے گئے اسلئے وہ مکمل انسان تھے اور ان پر وید کی صورت میں مکمل الہام کا نزول ہوا وغیرہ وغیرہ۔ لیکن آریہ سماج کا یہ عقیدہ ہے کہ خدا ابتدا سے ہے اور اس کے ساتھ کچھ روحیں ہیں اور مادہ ہے ابتداء سے یہ کاروبار چل رہا ہے اور انتہا تک یہ رہے گا لیکن ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ابتداء میں خدا تھا اور اس نے روح اور مادہ کو خلق کیا۔ اس قدامت روح اور مادہ کی وجہ سے آریہ سماج کا یہ عقیدہ ہے کہ جب خدا تعالیٰ زمین و آسمان کو بناتا ہے تو مکتی خانہ سے روحوں کو نکال کر لے آتا ہے کیونکہ ان روحوں کے اندر کوئی کمزوری رہ جاتی ہے نہیں بلکہ رکھی جاتی ہے کہ جب پھر زمین و آسمان کو بنایا جاتا ہے تو ان روحوں کو نکالا جاتا ہے کیونکہ روحیں محدود ہیں اگر سب مکت ہو جائیں تو یہ کاروبار چل نہیں سکتا لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ چار رشی کونسی روحیں ہیں؟ یہ وہ روحیں ہیں جنہوں نے بیشمار جونوں میں مختلف قالبوں کو اختیار کیا ان روحوں سے

اسلام اور سکھ ازم

نوٹ :- جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کی وہ تقریر جو آپ نے جلسہ سالانہ ۱۹۴۳ء کے موقعہ پر کی درج ذیل ہے :-

تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔
(قرآن مجید)

سبھے گن ہون سا بنا ال سا نجھ کرتبجے
سانجھ کرتیکے گنا کیری چھوڈ اوگن چلیجے
(گرنتھ صاحب)

ہر دو اقوال کا مطلب بالکل ایک ہے کہ اچھی باتوں میں ایک دوسرے کے ساتھ مل ورتن کرنا چاہیئے اور بری باتوں میں نہیں کرنا چاہیئے۔ یہ وہ سنہری اصول ہے جس سے قوموں میں منافرت دور ہو کر اتحاد اور اتفاق پیدا ہوتا ہے۔ اور اسلام اور سکھ ازم کی کتب مقدسہ میں اس اصول کو بیان کر کے قدرت نے یہ واضح کر دیا ہے کہ ان دونوں گروہوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ یوں تو ہر مذہب میں چند باتیں ایسی ملیں گی جو دوسرے میں بھی پائی جاتی ہوں۔ مگر سکھ ازم میں کوئی اصل یا فرع ایسی نہیں کہ جو اسلام میں موجود نہ ہو۔ مگر میں اس وقت وقت کی پابندی کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف تین باتیں پیش کر سکتا ہوں۔ یعنی توحید۔ رسالت اور قرآن۔ اس کے بعد اگر وقت ملا تو چند تاریخی واقعات بھی پیش کروں گا۔

توحید

کے متعلق گرنتھ صاحب میں بڑا زور دیا گیا ہے بطور نمونہ چند حوالے پیش کرتا ہوں:-

(۱) اللہ پاکنگ پاک ہے شک کرو جے دوسر ہوئے۔

(۲) بابا اللہ اگم اپار، پاکی نائی پاک تھائے سچا پرودگار۔

(۳) اللہ الکھ اگم قادر کرن ہار کریم سب دنیا آون جاونی مقام ایک رحیم

(۴) اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے۔

ان شلوکوں میں کس صفائی سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت۔ اس کی پاکیزگی۔ اور اس کی ازلیت اور ابدیت اور خالقیت وغیرہ کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک جگہ ذرا غیورانہ انداز میں فرمایا:-

(۵) سے مکھ جلو جت کہہ ٹھاکر جونی۔ یعنی وہ منہ جل جاوے جو یہ کہتا ہے کہ خدا پیدا ہوتا ہے۔ ایک اور مقام پر اس سے بھی زوردار غیورانہ الفاظ میں فرمایا:-

(۶) قلم جلو سوانیا کاگد بھی جل جاؤ
لکھن والا جل بلو جن لکھیا دوجا بھاؤ

یعنی وہ قلم اور وہ سیاہی اور وہ کاغذ بھی جل جاوے اور وہ لکھنے والا بھی جل جاوے جس نے ایک کے سوا دوسرا خدا لکھا ہے

اللہ اللہ توحید الٰہی کے لئے کس قدر غیرت ہے۔ ایک جگہ دسم گرنتھ میں لکھا ہے کہ

(۷) جے ہم کو پرمیشور اچر ہے
تے سب نرک کنڈ میں پرے
موکو داس تون کا جانو
یا میں بھید نہ انچ پچھانو

یعنی مجھ کو خدا کا بندہ جانو۔ اور جو مجھ کو خدا تسلیم کرے گا وہ نرک میں پڑے گا۔ یہ بالکل وہی تعلیم ہے جو قرآن مجید میں مذکور ہے کہ قل انما انا بشر مثلکم ۱۸/۱۱ ، ومن یقل منہم انی الٰہ من دونہ فذالک نجزیہ جہنم ۲۱/۳۰ :

رسالت

(۱) پیر پیغمبر سالک صادق شہدے اور شہید
قاضی ملاں شیخ مشائخ درویش رشید
برکت تن کو اگلی پڑھدے رہن درود
(گرنتھ صاحب)

یہ وہی تعلیم ہے جو قرآن مجید میں ان الفاظ میں پیش کی گئی ہے:-

ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا۔ پھر گرنتھ صاحب میں ایک دوسرے مقام پر رسالت کے متعلق اس سے بھی زوردار الفاظ میں فرمایا ہے کہ

(۲) اٹھے پہر بھوندا پھرے کھاون سندڑے سول
دوزخ پوندا کیوں رہے جاچت نہ ہوئے رسول

اس شلوک میں نہایت واضح الفاظ میں رسول کے نہ ماننے والوں کو دوزخی قرار دیا ہے۔ اور یہی اسلام کا عقیدہ ہے۔ مگر ہندو اوتاروں کے متعلق گرنتھ صاحب نے جو رائے پیش کی ہے اس کے بارے میں چند شلوک عرض کرتا ہوں۔

(۱) بھرمے سرتر دیوی دیوا

(۲) ماثیا موہے سب دیوی دیوا

(۳) برہما بسن مہادیو موہیا

(۴) برہما بسن مہادیو ترے گن روگی وچ ہوں میں کار کمائی۔
جن کئے تسے نہ چیتے بیڑے بر گورمکھ سوجھی پائی۔

(۵) برہما بشن مہادیو ترے گن بھلے ہوں میں موہ ودھائیا

یعنی چھوٹے چھوٹے اوتار تو درکنار یہ بڑے بڑے اوتار برہما وشنو اور شو وغیرہ بھی مائیا موہ کے جال میں پھنسے ہوئے۔ روگی (عیب دار) اور راہ راست کو بھولے ہوئے

یاد الٰہی سے غافل رہے۔ کیا اب بھی یہی کہا جائے گا کہ سکھ ہندو ہیں:

قرآن

اسلام کا تیسرا مشہور عقیدہ ایمان بالقرآن ہے۔ اور گرنتھ صاحب میں بھی یہی قرآن مجید کو واجب التعظیم کتاب تسلیم کیا گیا ہے۔ فرمایا:-

(۱) کل پروان کتیب قرآن پوتھی پنڈت رہی پران
نانک ناؤں بھیا رحمان کر کرتا تو ژیو جان

(۲) مہر مسیت صدق مصلیٰ حق حلال قرآن

ترجمہ

۱۔ اس کل جگ میں خدا کو جو مقبول کتاب ہے وہ قرآن ہے۔ پوتھیوں پنڈتوں اور پرانوں (ہندو کتابوں) کا زمانہ اب گذر گیا۔

(۲) اب مہر و محبت کا درس مساجد سے صدق نماز سے اور حلال و حرام کی تمیز قرآن سے ہو گی۔

چنانچہ آج سے قریباً تیس برس پیشتر موضع کھسوڑ ریاست پٹیالہ میں ایک بڑا بھاری خالصہ دیوان ہوا جس میں یہ بحث ہوئی کہ سکھ برادری بڑھتی جا رہی ہے اب سکھوں کو بیاہ شادی کے لئے کون کون سے رشتے حلال اور کون سے حرام سمجھنے چاہئیں۔ اس پر اتفاق رائے سے یوں فیصلہ ہوا کہ "دادی۔ نانی۔ ماں۔ ماسی۔ پھوا چاچی۔ تائی۔ مامی۔ دھی۔ نوہ۔ بھانجی بھتیجی دوہتی۔ پوتی۔ تے بھین نوں چھڈ کے ہور سب نال اسدے گن سبھاؤ تے آیو اتو سار ہو گتا دیکھ کے آنند یا نیر کر لینے چاہیئے"۔ (گور منے پرکاش صـ ۲)

اس طرح حرام حلال رشتوں کی تفصیل گرنتھ صاحب میں تو کہیں نہیں اگر گرنتھ صاحب میں یہ تفصیل ہوتی تو ریزولیوشن پاس کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ البتہ قرآن میں چوتھے پارے کے آخر میں حرام رشتوں کی پوری تفصیل موجود ہے۔ اور گرنتھ صاحب نے بتا دیا کہ حق حلال قرآن۔ اب قرآن سے فائدہ لینا یا نہ لینا .. آپ کا اختیار ہے۔ بہر حال ہندوؤں کے رشتے سکھوں کے لئے حرام نہیں پٹیالہ میں آج کل ایک کیس چل رہا ہے اس کے متعلق اخبار ویر بھارت مورخہ ۲۲ر نومبر ۱۹۴۳ء کا کٹنگ آپ کو پڑھ کر سناتا ہوں:-

" پٹیالہ ۱۸ر نومبر سٹی مجسٹریٹ کی عدالت میں پٹیالہ کے ایک سرکردہ سکھ لفٹنٹ کے لڑکے سردار جگجیت سنگھ نے درخواست دی ہے کہ سردار پرتاپ سنگھ نے اپنی لڑکی سرجیت کور کو حبس بیجا میں رکھا ہوا ہے۔ اس کی جان کا خطرہ ہے۔ اسلئے اسے آزاد کرایا جائے۔ مجسٹریٹ نے بذریعہ پولس لڑکی کو عدالت میں طلب کیا۔ لڑکی نے عدالت کو بتلایا کہ جگجیت سنگھ میری حقیقی ماسی کا لڑکا ہے جس سے مجھے دلی محبت ہے میں اس سے شادی کرنا چاہتی ہوں۔ اس لئے میرے باپ نے مجھکو قید کر رکھا

ہوا ہے۔ میں بالغ ہوں اس لئے مجھے آزاد کیا جاوے۔ لڑکی کے باپ نے کہا کہ ہندو قانون کے مطابق ماسی کی لڑکی بہن ہے۔ اسلئے بہن سے شادی نہیں ہو سکتی۔ میں اس کی مخالفت کرتا ہوں سردار تیجا سنگھ صاحب نے کہا کہ ہم ہندو قانون کو نہیں مانتے۔ ہم سکھ مذہب کے قانون کے پابند ہیں۔ ہمارے ہاں اس قسم کی شادیاں جائز ہیں۔ فاضل مجسٹریٹ نے فریقین کے بیان سننے کے بعد لڑکی کو مشورہ دیا کہ وہ اپنے باپ کے ساتھ چلی جاوے مگر لڑکی نے انکار کر دیا۔ آخر فاضل مجسٹریٹ نے دونوں پارٹیوں کے ایک رشتہ دار کے حوالے کر کے مقدمہ آئندہ تاریخ کے لئے ملتوی کیا"

اس بیان سے بھی ظاہر ہے کہ سکھوں کے ہاں شادی کا قانون وہی ہے جو مسلمانوں کے ہاں ہے کیونکہ گرنتھ صاحب میں تو رشتوں کی تفصیل نہیں ہے اور ویدوں کو سکھ مان سکتے ہی نہیں۔ ویدوں کے متعلق سکھ مذہب کی جو تعلیم ہے اس کے چند نمونے پیش کرتا ہوں:-

۱۔ وید پڑھے پڑھ برہمے ہارے اک تل نہیں قیمت پائی۔

۲۔ وید بھرو سے پانڈے ڈوب مرے۔

۳۔ پنڈت میل نہ چوکئی جے وید پڑھے جگ چار

۴۔ پڑ ہارے سگلے وید نہ چوکے من بھید
آخری حوالہ کا ترجمہ:- گورو صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے سب وید پڑھے ہیں ان سے اطمینان قلب حاصل نہیں ہوتا اس حوالہ سے صاف ثابت ہے کہ گورو صاحب نے تمام وید اچھی طرح پڑھے تھے اسلئے سوامی دیانند صاحب کا یہ لکھنا کہ گورو صاحب وید شاستر کچھ نہیں پڑھے تھے غلط ہے۔

(باقی دارد)

(بقیہ از صفحہ ۶)

نہ صرف انسانی ماں باپ بلکہ حیوانی ماں باپ کا اثر لیا اسلئے آریہ سماج کے نقطۂ نگاہ کے مطابق وہ رشی کامل نہیں ہو سکتے لیکن دوسری طرف تو محمد رسول اللہ کے صرف ایک ہی ماں باپ ہیں اور وہ بھی انکی چھوٹی عمر میں وفات پا گئے اسلئے ان پر ان کے خیالات کا اثر بھی نہیں پڑا اسلئے اس معیار پر پرکھنے سے محمد رسول اللہ صلعم کامل انسان ثابت ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ان پر کامل الہام نازل ہوا سو قرآن مجید کے مقابل میں وید کچھ حقیقت نہیں رکھتے۔

قرآن مجید تو ایک زندہ کتاب ہے صبح کے وقت سب مسلمان گھرانوں میں اس کی تلاوت کی جاتی ہے لیکن ویدوں کی بھنک تک بھی ہمارے کانوں میں نہیں پڑتی۔ سب مسلمانوں کا ایک ہی قرآن

قادیانی اخلاق کا نمونہ

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

مجھے قادیان میں ایک ایسے احمدی دوست ملے جو دل سے حضرت مسیح موعودؑ کو مامور من اللہ مانتے ہیں اور احمدیت کے صدق دل سے قائل ہیں مگر وہ صرف احمدی کہلانے کی بجائے مسلم احمدی کہلانا اسلئے پسند کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں آتا ہے هو سمّٰكم المسلمين اور حضرت مسیح موعود نے مردم شماری میں اپنی جماعت کو مسلمان فرقہ احمدیہ لکھانے کی ہدایت فرمائی تھی۔ یہ صاحب نہ ابھی قادیانی جماعت میں ہیں اور نہ لاہوری جماعت میں کیونکہ قادیانیوں کو وہ اسلام سے دور اور درندہ طبع خیال کرتے ہیں اور لاہوری عقاید کے قائل ہیں مگر ابھی جماعت میں شامل نہیں۔

انھوں نے مجھے کہا کہ آپ گواہ رہیں کہ میں سچے دل سے حضرت اقدس مرزا صاحب کو مسیح موعود اور مہدی مسعود مانتا ہوں۔

یہ احمدی دوست ایک قادیانی صاحب کو ملنے جارہے تھے مجھے بھی ادہر کام تھا میں بھی ان کے ہمراہ ہولیا جب وہ منزل مقصود پر پہنچے تو وہاں قادیانی اصحاب باہر سے آئے ہوئے مہمان تھے۔ اور مجھے بھی جانتے تھے۔ انھوں نے مجھے بھی بلالیا اور مجھے نصیحت شروع کی لیکن جب میں نے مسئلہ نبوت میں انہیں لاچار کردیا تو وہ سخت کلامی پر اتر آئے اور اس قدر حد سے بڑھے کہ مسیح موعودؑ کے لاہوری پاک ممبروں کو گالیاں دینے لگ گئے۔ جب میں نے انہیں کہا کہ آپ غالباً شیعوں میں سے قادیانی ہوئے ہیں کہنے لگے کہ یہ کیسے۔ میں نے کہا کہ وہ بھی اہل بیت کی دوستی کا دم بھرتے ہیں اور جہالت سے اصحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں اور آپ بھی اسی طرح مسیح موعودؑ کے صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں۔۔۔ حالانکہ خدا نے پہلے ہی سے آپ لوگوں کی ہدایت کے لئے فرمایا تھا کہ:۔

لاہور میں ہمارے پاک ممبر ہیں

اس پر وہ غالی قادیانی اور بگڑے اور بہت زیادہ بدزبانی کرنے لگے۔ تب میں نے ان کو کہا کہ ذرا ہوش سے بات کریں اگر آپ کو لاہور کے پاک ممبروں کی پاکیزگی کا ثبوت چاہیئے تو میں ذرا کھول کر سنا دوں کہ ناپاک اور گندے کون ہیں اگر طاقت برداشت ہے تو سنو میں تو تمام حقیقت سے واقف ہوں۔ جب میں نے بتایا کہ تم تو مجھ کو ملزم قرار دیتے ہو کہ میں قادیان سے جدا اس لئے کیا گیا کہ میں گندہ تھا لیکن قادیان سے جدا کرنے والے نے مجھ پر دو الزام لگائے تھے اور دونوں جھوٹے الزام تھے جن کی میں نے اسی وقت تردید کرنے کی اجازت مانگی تو بولنے بھی نہ دیا گیا۔ کیونکہ دراصل وہ الزام جھوٹے تھے اور بہانے بنائے گئے تھے ورنہ اصل سبب جو ہے وہ تو اگر میں سچ سچ اور پورا پورا بیان کردوں تو آپ کو حقیقت معلوم ہوجائے کہ مسیح موعود کے لاہوری پاک ممبروں کو برا کہنے والا کس قدر سچائی اور پاکیزگی سے دور ہے۔

میرے مسلم احمدی دوست نے مجھے اشارہ کیا کہ جانے دیں اس لئے میں وہاں سے چلا آیا۔ گھر پر آکر اس دوست نے مجھے سمجھایا کہ قادیانی حد سے گذر چکے ہیں۔ ان کی درندگی دیکھتے ہوئے ان سے بات بھی کرنے کو جی نہیں چاہتا خدا رحم کرے ؎

ایک ضروری اعلان

عرصہ ہوا ہے کہ خاکسار نے ایک رسالہ موسومہ ملفوظات اولیاء امت تالیف و تصنیف کیا تھا اور اسے ہماری مرکزی احمدیہ انجمن لاہور نے شائع کیا تھا۔ اس رسالہ میں خاکسار نے یہ ثابت کیا تھا کہ بعض اولیائے امت نے بحالت فنا فی اللہ و فنا فی الرسول بڑے بڑے دعوے فرمائے تھے چونکہ اس رسالہ کو دوبارہ شائع کرنے کی تجویز درپیش ہے خاکسار کی یہ خواہش ہے کہ اس رسالہ میں کچھ اضافہ کیا جائے۔ اسلئے ناظرین اخبار کی خدمت میں التماس ہے کہ اگر ان کو اس قسم کے حوالجات معلوم ہیں تو وہ اس کار خیر میں خاکسار کی امداد فرمادیں۔ یعنے ان حوالجات کو لکھ کر خاکسار کی طرف بھیجدیں۔ حوالجات کے نقل کرنے اور صفحات کے نمبر دینے میں پوری پوری احتیاط ملحوظ رکھی جائے۔

خاکسار۔ میر مدثر شاہ گیلانی۔
ڈبگری دروازہ۔ شہر پشاور

ارشاد امیر

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

۲۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

(بقیہ صفحہ ۲)

کہ جب امام قائم قیامت آگیا تو اس کے یہ معنی ہیں کہ قیامت قائم ہوگئی۔ لہذا شریعت جو ظاہری تھی اس کا جوا لوگوں کی گردن سے اٹھ گیا۔ اب باطنی شریعت کا عمل دخل ہوگا اور اس کا علم سوائے امام کے اور کسی کو نہیں ہوتا اس لئے جو وہ حکم دے وہی عین دین ہے اور اس کی تعمیل بلاچون و چرا ہر ایک مرید پر فرض ہے حسن بن صباح نے کوہ البرز کی سرسبز اور دلفریب وادیوں میں ایک مصنوعی جنت بناکر اور بہت سے نوجوانوں کو بھنگ پلانے کے بعد بے ہوشی میں وہاں پہنچا کر ان کے دل پر یہ اثر ڈالا کہ واقعی امام کے وجود سے قیامت قائم ہوگئی اور یہی وجہ ہے کہ وہ اسی دنیا میں ہمیں جنت میں پہنچا دیتا ہے گو وہاں کا قیام عارضی ہوا کرتا تھا، کیونکہ فقط اثر ڈالنا مقصود تھا۔ یہی وہ لوگ تھے جو اپنے عقیدہ کی وجہ سے فدائیوں کا کام دیتے اور امام کے کہنے سے وہ کچھ کر گذرتے جو نہ کرنا چاہیئے تھا۔ جان پر کھیل جانا ان کے لئے کوئی بات ہی نہ تھی صدہا آئمہ مسلمین نے ان کے خنجروں کے ذریعہ جام شہادت پیا بڑے بڑے سلاطین ان کے خنجروں سے کانپتے تھے۔

فرقہ شیخیہ اور مرزا علی محمد باب

اہل التشیع کے اندر جو غلات پیدا ہوئے انہیں میں سے ایک فرقہ شیخیہ تھا جو امام مہدی غائب کی ہمیشہ موجودگی کے قائل تھے اور ایسے وجودوں کے بھی قائل تھے جو ان سے درپردہ تعلقات رکھتے ہیں اور جن کے ذریعہ امام غائب سے مومنین شیعہ کو وقتاً فوقتاً ہدایت ملتی رہتی ہے۔ انہی درمیانی وجودوں میں سے ایک مرزا علی محمد تھا وہ باب اسلئے کہلاتا تھا کہ امام غائب کے لئے وہ بطور دروازہ کے تھا جس کے ذریعہ امام غائب سے ہدایات ملتی رہتی ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد اس شخص نے خود ہی امام مہدی کا دعویٰ کر دیا۔ اور صاحب وحی و الہام ہونے کا دعوےٰ کرکے ایک کتاب "البیان" پیش کر دی جس کے متعلق اس کا یہ دعوےٰ تھا کہ وہ خدا کی طرف سے بذریعہ وحی اس پر نازل ہوئی ہے، مرزا علی محمد باب کی حیثیت چونکہ اب خود امام مہدی کی ہوگئی تھی اس لئے اس کے مرید فرقہ شیخیہ سے کٹ کر الگ ہوگئے اور بابی کہلانے لگے۔ لیکن علی محمد باب کے اس افترا علی اللہ پر چھ برس سے زیادہ نہ گذرے تھے جو گورنمنٹ ایران نے اسے قتل کر دیا۔

بابی اور بہائی

مرزا علی محمد کی وفات کے بعد بابی فرقہ دو حصوں میں منقسم ہوگیا۔ ایک تو اصل بابی یا اہل البیان تھے جنہوں نے مرزا علی محمد باب کا جانشین مرزا یحییٰ صبح ازل کو مانا اور یہی اصلی اور صحیح جانشین تھا اور دوسرے وہ لوگ تھے جنہوں نے ایک شخص مرزا حسین علی بہاء اللہ کو اپنا امام و پیشوا مانا یہ شخص اصل سلسلہ سے سرکشی کرکے ایک نئے عقیدہ اور نئے مذہب کا بانی ہوا جس کا [illegible] آگے اس کے مرید بہائی کہلانے لگے [illegible] رہے کہ میں یہاں بابیوں اور بہائیوں کی [illegible] نہیں لکھ رہا جس کسی نے ان کی مفصل تاریخ پڑھنی ہو وہ حضرت مولانا محمد علی صاحب کی انگریزی کتاب "بابی بہائی مذہب" پڑھے جس میں انھوں نے ان کی مفصل تاریخ نہایت مستند حوالجات کی بنا پر لکھی ہے اور ان کے عقاید پر مفصل بحث کی ہے۔ میں صرف یہاں غلو سے جو فتن پیدا ہوئے ان کا ذکر مختصراً کر رہا ہوں۔ البتہ یہ ضرور دکھانا چاہتا ہوں کہ بہاء اللہ صاحب نے جو پوزیشن اختیار کی تھی وہ پوزیشن کیا وہی تھی جو ایک ملہم یا نبی اور رسول کی ہوتی ہے یا اس سے بالکل مختلف تھی۔ اس کی وجہ یہ کہ آجکل کے بعض تازہ بہائی لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کہدیتے ہیں کہ مظہر الوہیت فقط ایک اصطلاح ہے ورنہ نبی و رسول سے بڑھکر بہاء اللہ کا کوئی دعوےٰ نہ تھا میں انشاء اللہ تعالےٰ اسی دعوے کے کھولنے کا اہتمام کرنا چاہتا ہوں و باللہ التوفیق۔

(باقی آئندہ)

شبان الاحمدیہ کا نیا انتخاب

۹ رجنوری بروز اتوار بعد از نماز مغرب شبان الاحمدیہ اور جمعیت طلباء احمدیہ کی ایک مشترکہ میٹنگ ہوئی جس میں سال نو کے لئے عہدیداروں کا انتخاب کیا گیا۔ مندرجہ ذیل عہدیدار اتفاق رائے سے منتخب ہوئے۔

شبان الاحمدیہ

سرپرست:۔ جناب مولانا عزیز بخش صاحب جناب مولانا صدر الدین صاحب۔ جناب [illegible] صاحب۔ جناب شیخ میاں [illegible] صاحب [illegible]

صدر:۔ جناب ڈاکٹر شیخ محمد [illegible] ایس۔ سی۔ پی۔ ایچ۔ ڈی۔

نائب صدر:۔ جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب بی۔ اے

سیکرٹری:۔ شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔ اے

جائنٹ سیکرٹری:۔ مولوی محمد حسین صاحب مولوی [illegible]

اسسٹنٹ سیکرٹری:۔ شیخ منیر احمد صاحب متعلم بی اے گورنمنٹ کالج۔

فنانشل سیکرٹری:۔ محمد اعظم صاحب علوی

جمعیت طلباء احمدیہ

صدر:۔ عبدالقادر صاحب [illegible]

نائب صدر:۔ عبدالحی سعید متعلم میڈیکل کالج

سکرٹری:۔ شیخ غلام ربانی صاحب متعلم بی کام

جائنٹ سکرٹری:۔ شیخ یوسف احمد متعلم بی۔ ایس۔ سی [illegible]

اسسٹنٹ سکرٹری:۔ عزیز احمد صاحب متعلم بی۔ ایس۔ سی۔ اسلامیہ کالج۔

فنانشل سکرٹری:۔ محمد یوسف خاں متعلم فرسٹ ایر اسلامیہ کالج۔

شیخ محمد طفیل سکرٹری شبان الاحمدیہ لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندئے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر — ایس محمد آصف بی اے ۔
جائنٹ ایڈیٹر — شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات
۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۳۲ | لاہور ۔ یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۶۳ھ م ۲۶ جنوری ۱۹۴۴ء | نمبر ۴

سورۃ البقرہ کو قرآن مجید کے ابتدا میں لانے کی حکمت

حقیقی ایمان آج مسلمانوں میں نظر نہیں آتا

صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں حقیقی ایمان نظر آتا ہے

جماعت احمدیہ لاہور صرف ایمان کی قوت سے زندہ رہے گی

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۱ جنوری ۱۹۴۴ء

الم ۔ ذٰلک الکتٰب لا ریب ۚ فیہ ۚ ھدی للمتقین ۔ الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنھم ینفقون ۔ . . . . واولٰئک ھم المفلحون ۔ (البقرہ ۱)

سورۃ البقرہ

یہ سورت جیسا کہ آج قرآن کریم ہمارے ہاتھوں میں ہے ۔ سب سے پہلے آتی ہے ۔ قرآن مجید کی ابتدا اسی سورت سے ہوئی ہے ۔ سورت فاتحہ جو اس سے پہلے ہے ۔ وہ درحقیقت سارے قرآن کا خلاصہ ہے ۔ تو قرآن کریم کی ابتدا میں اس سورت کو لاکر اور ان آیات کو پہلے لاکر فی الحقیقت یہ بتایا جاتا ہے کہ سب سے اہم ضرورت ایک مسلمان کی کیا ہے ۔

قرآن مجید کا مکی حصہ

اس وقت تک یعنی اس سے پہلے جو قرآن مجید کا حصہ مکہ معظمہ میں نازل ہوا اس کو اگر غور سے دیکھا جائے تو اس کا خلاصہ تین چار باتوں میں آجاتا ہے ۔ خدا تعالیٰ پر ایمان ۔ اعمال کی جزا سزا یعنی آخرت پر ایمان ، رسولوں اور کتابوں پر ایمان سارے مکی حصہ میں ، انہی باتوں کو آپ دیکھیں گے قرآن پر بڑا زور دیا گیا ہے ۔

اسلامی تعلیم کی اہم بات

ابتدائی الفاظ کو یعنی ذٰلک الکتٰب لاریب ۚ فیہ ۚ ھدًی للمتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقنھم ینفقون کو سب سے پہلے لاکر فی الحقیقت یہ بتایا کہ اسلامی تعلیم میں سب سے پہلی بات وہی چیز ہے جس پر اس وقت تک قرآن مجید میں سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے یعنی خدا تعالیٰ پر ایمان ۔ یومنون بالغیب یہاں بجائے اللہ پر ایمان کے بالغیب پر ایمان رکھا ہے کیونکہ جو چیزیں غیب کہلا سکتی ہیں ان میں سے سب سے بڑی چیز ہی خالق کائنات ہے خدا تعالیٰ پر ایمان پھر ان کے بعد اور چیزوں کا ذکر کیا ہے ۔

سورۃ کے اول اور آخر میں مناسبت

اسی طرح پر آپ دیکھیں گے کہ ہر سورت کے اول اور آخر میں ایک مناسبت ہوتی ہے جس طرح شروع کیا ایمان بالغیب اور ایمان بالرسل سے اور اس کا نتیجہ بتایا واولٰئک ھم المفلحون اسی سورۃ البقرہ کے آخری رکوع میں بھی یہی مضمون مذکور ہے ۔ کل اٰمن باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ اللہ تعالیٰ پر ایمان ، ملائکہ پر ایمان ، کتابوں اور رسولوں پر ایمان اور آخری الفاظ اس سورت کے ہیں فانصرنا علی القوم الکٰفرین ہمیں کافر قوم کے خلاف نصرت دے یہی وہ کامیابی ہے جس طرف قرآن مجید لے جاتا ہے ۔

خدا پر ایمان سب سے ضروری بات

خدا تعالیٰ پر ایمان سب سے پہلے اور سب سے ضروری بات ہے کوئی جماعت بنے کوئی قوم بنے وہ جب تک خدا تعالیٰ پر ایمان نہ لائے وہ جماعت اور قوم دنیا میں رہ نہیں سکتی وہ کامیاب نہیں ہو سکتی خدا تعالیٰ پر ایمان ایسی چیز ہے جو تمام کامیابیوں کی فی الحقیقت مدار ہے ۔

ایمان سے منشاء

اس کا کیا منشاء ہے آپ کہیں گے کہ ہمارے ساتھ کروڑ مسلمان خدا تعالیٰ پر ایمان لاتے ہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ ایمان کا جو منشاء ہے جو اس کا مفہوم ہے وہ آج مسلمانوں کے اندر نظر نہیں آتا ، خدا تعالیٰ پر ایمان کے سیدھے معنے یہ ہونے چاہئیں کہ ہر وہ حکم جو خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے اس کے آگے انسان کا سر جھک جائے ۔ کبھی کوئی نہیں کہے گا کہ فلاں شخص حکومت کو مانتا ہے اگر وہ شخص حکومت کے جو احکام آئیں انہیں ٹالتا چلا جائے ۔

صحابہ کرامؓ کی زندگیاں

ایمان کی حقیقت کو سمجھنا ہو تو تھوڑا سا صحابہ کرامؓ کے حالات کو پڑھنا پڑے گا ۔ یہ افسوس کی بات ہے کہ جہاں ایک طرف قرآن مجید مسلمانوں کے عمل سے نکل گیا ہے اور دوسری طرف ان لوگوں کی زندگیاں جو قرآن مجید کی عملی تصویر تھیں ہماری نظر سے اوجھل ہو گئی ہیں اور آج شاذ و نادر مسلمان ان حالات سے واقف ہیں اگر خدا تعالیٰ پر ایمان کو دیکھنا ہو تو اس ایمان کو صحابہ کرامؓ کی زندگی میں دیکھو کس طرح خدا تعالیٰ کے ہر حکم پر ان کا سر جھکتا تھا ، وہ خدا کو اس طرح پر دیکھتے تھے جس طرح پر ایک چیز انسان کے مشاہدے میں ہوتی ہے ۔ ایمان بالغیب اسکی ابتداء ہے لیکن ان کیلئے غیب باقی نہیں رہا تھا بلکہ وہ اس طرح خدا کو دیکھتے تھے کہ خدا ان کے لئے پوشیدہ نہیں تھا بلکہ ان کے سامنے تھا ۔

اُحد کا واقعہ

ایک مثال میں آپ کو سناتا ہوں احد کے میدان میں ایک جنگ ہوئی تھی جس میں مسلمانوں کو بہت سا نقصان اٹھانا پڑا تھا اور بالآخر کفار کا ایسا غلبہ نظر آیا کہ مسلمان کچھ تو بھاگ گئے اور کچھ ایک جگہ اکٹھے ہو گئے اور ایک وقت ایسا آیا کہ یہ بات مشہور ہو گئی کہ حضرت نبی کریم صلعم شہید ہو گئے ہیں ۔ بعض لوگوں میں اس خبر سے کمزوری پیدا ہو گئی ۔

ایک صحابیؓ کا واقعہ

ایک شخص نے دوسرے کو دیکھا کہ سست نظر آتا ہے اس نے پوچھا کیا بات ہے تو اس نے جواب دیا حضرت نبی کریم صلعم شہید ہو گئے ہیں تو پہلے شخص نے کہا ان کان محمد قد قتل فرب محمد حی لا یموت ۔ فقاتلوا علی ما قاتل علیہ ۔ اگر محمد صلعم قتل ہو گئے تو محمد صلعم کا خدا تو قتل نہیں ہو گیا وہ تو زندہ ہے کبھی مر نہیں سکتا ہم اس بات کے لئے جنگ کریں گے جس کے لئے حضرت نبی کریم صلعم جنگ کرتے تھے خدا تعالیٰ اور دوسرا عالم ان لوگوں کو اسی طرح نظر آتا تھا جس طرح ہم کو یہ عالم نظر آتا ہے ان کے نزدیک یہ مشاہدہ تھا ۔

نماز اور ایمان

ایمان کا آخری مرتبہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی ہستی مشہود اور محسوس ہو جائے اسی لئے یہ پانچ وقت کی نماز رکھی گئی ہے کہ مسلمانوں کو معلوم ہو جائے اور ان میں یہ ایمان راسخ ہو جائے کہ خدا ہے کہ جس کے سامنے وہ پانچ وقت حاضر ہوتے ہیں اگر یہ کیفیت پیدا ہو جائے تو خوب یاد رکھو وہ خوبیاں پیدا ہو جاتی ہیں جو قوموں کو کامیاب کرتی ہیں ۔

مسلمان ہر رنگ میں کامیاب تھے

اسی ایمان کی وجہ سے ہوئی تھیں وہ صرف میدان جنگ میں کامیاب نہ تھے بلکہ ہر رنگ میں کامیاب تھے، اخلاقی لحاظ سے بھی وہ بہت بلند حالت پر تھے۔ مسلمان سپاہیوں کو دیکھو جہاں وہ ایک طرف اتنی فتوحات کرتے تھے تو دوسری طرف خدا تعالےٰ کے حکم کے سامنے ان کی آنکھیں بالکل نیچی ہو جاتی تھیں، ہر رنگ میں مسلمان کامیاب تھے اور یہ کامیابی صرف ایمان کی وجہ سے تھی اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ان کا ایمان ایسا تھا گویا خدا ان کو نظر آ رہا ہے اس ایمان کی وجہ سے وہ دشمن پر غالب تھے یہ ایمان ہے جو قوم کو بناتا ہے۔

ثانوی چیزیں

لوگ یہ کہتے ہیں کہ جماعت کے بنانے کے لئے فلاں فلاں باتوں کی ضرورت ہے یاد رکھو یہ چیزیں ثانوی ہیں خدا تعالےٰ پر ایمان اصل چیز ہے وہ ہو تو قوم بن جاتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے اندر کیا پیدا کیا وہ ایک ہی چیز تھی جو انھوں نے پیدا کی وہ خدا تعالےٰ کو غیب سے نکال کر مشہود کر دیا، وہ لوگ جو ان کے پاس بیٹھتے تھے وہ سب محسوس کرتے تھے کہ خدا ہے۔

جماعتیں ایمان سے بنتی ہیں

لوگ کہتے ہیں کہ جماعتیں کثرت سے بنتی ہیں نظام سے بنتی ہیں مال کی ترقی سے بنتی ہیں یہ سب باتیں غلط ہیں خوب یاد رکھو اگر کوئی جماعت بن سکتی ہے تو وہ خدا تعالےٰ پر ایمان سے ہی بن سکتی ہے۔ اس بات کو پختہ طور پر سمجھ لو کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو بات پیدا کی تھی وہ یہی ایمان ہے کہ خدا فی الواقعہ ہے۔

یہ کام ایمانی قوت سے ہوگا

آج ہماری سو قسم کی ضروریات ہیں ہم نے مبلغ تیار کرنے ہیں اور خدا تعالےٰ کے کلام کو دنیا میں پہنچانا ہے یہ بہت بڑا کام ہے اور چھوٹی سی جماعت ہے لیکن اگر ہمارا خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایمان ہے تو اتنا بڑا کام یہ چھوٹی سی جماعت بھی کر کے دکھا دے گی۔

ناساعد حالات

آج اگر کوئی کہے کہ دنیا میں خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایمان پیدا کر دیا جائے گا تو واقعی بظاہر یہ ناممکن بات نظر آتی ہے، تمام دنیا میں دہریت کی ہوا چلی ہوئی ہے ہر ایک شخص دوسرے کو دھوکا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ امانت اور دیانت دنیا سے اٹھ گئی ہے۔ موجودہ حالات کے پیش نظر واقعی یہ کام ناممکن سا نظر آتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا کام

لیکن خوب یاد رکھیئے دنیا اس کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ یہ سب باتیں دنیا کو تباہی اور ہلاکت کی طرف لے جا رہی ہیں آج بغیر خدا تعالےٰ پر ایمان کے دنیا نہیں رہ سکتی۔ چاہے یہ کام مشکل ہو اور چاہے آسان ہو یہی وہ کام ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سپرد کیا گیا تھا اور حضرت صاحب نے وہ جماعت پیدا کی جس کا ایمان خدا تعالےٰ پر تھا، یقیناً حضرت مسیح موعود کامیاب ہو گئے وہ اپنے پیچھے ایسی جماعت پیدا کر کے چھوڑ گئے اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس جماعت کا ایمان ایک زندہ نمونہ ہے خدا تعالےٰ پر ایمان کا۔

اس وقت سب سے بڑا کام

دیکھئے ہمارے پاس جو چیزیں ہیں ان میں سے سب سے بڑھکر قرآن مجید ہے اس وقت سب سے بڑھکر یہ کام ہے کہ اس پر عمل کرو اور اسے دنیا میں پہنچاؤ کالج اور سکول وغیرہ بنانے بھی اچھا کام ہے لیکن یہ کام ثانوی حیثیت رکھتے ہیں، اس وقت جو دنیا کو ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ لوگوں کے دلوں میں خدا تعالےٰ کی ہستی پر زندہ ایمان پیدا کیا جائے۔

صرف ایمان جماعت کو زندہ رکھیگا

یہ چیز ہے جو ہمیں دنیا میں قائم رکھ سکتی ہے اور آپ کے لئے بھی یہی نجات کا ذریعہ ہو سکتی ہے اور یہی چیز ہے جو حضرت صاحب نے پیدا کی اگر جماعت زندہ رہے گی تو خدا تعالےٰ پر ایمان سے زندہ رہے گی صرف ایک خدا پر ایمان ہے جو اسے زندہ رکھ سکتا ہے۔

حضرت صاحب نے کالج اور مدرسے نہیں بنائے

قرآن مجید اور صحابہ کرام رضہ کی زندگیوں کو پڑھو کہ کس طرح پر ان کا ایمان خدا تعالےٰ پر تھا اور حضرت صاحب کے حالات کو پڑھو کہ انھوں نے کیا کام کیا۔ انھوں نے بڑے بڑے کالج تو نہیں بنائے بڑے بڑے کالج موجود ہیں مصر اور دیوبند میں مدرسے اور کالج موجود ہیں لیکن حضرت صاحب نے کوئی مدرسہ قائم نہیں کیا کہ اس کے اندر وہ لوگ پڑھ کر پڑھیں۔

یہ لوگ کس طرح بنے

غور کیجئے کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب حضرت مولانا صدر الدین صاحب حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم، حضرت مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم یہ لوگ کس طرح بنے یہ لوگ کسی مدرسہ میں نہیں پڑھے

انسان کے اندر طاقتیں

خدا تعالےٰ نے انسان کے اندر بڑی طاقتیں رکھی ہیں اگر خدا تعالیٰ پر ایمان ہو تو ان طاقتوں کے لئے راستے کھلتے چلے جاتے ہیں، قادیان میں اس وقت کیا تھا حضرت مولانا نور الدین صاحب مرحوم کا درس ضرور ہوتا تھا۔ ایک انگریزی مدرسہ تھا دینیات کا سکول بعد میں بنا یہ سب لوگ مدرسے کے ذریعہ سے طیار نہیں ہوئے۔

انسان کو بنانے والی چیز

اصل چیز جو انسان کو بناتی ہے وہ خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایک زبردست ایمان ہے۔ جب یہ ایمان پیدا ہو جاتا ہے تو پھر کوئی چیز انسان کو مشکل معلوم نہیں ہوتی۔

نماز ایک بوجھ معلوم دیتی ہے

یہ پانچ وقت کی نماز آج کل لوگوں کو یہ کس قدر بوجھ نظر آتا ہے جو لوگ مسجد کے قریب قریب رہتے ہیں ان کو بھی یہ ایک مصیبت معلوم دیتی ہے اور نماز کا ادا کرنا ایک مشکل نظر آتا ہے یہ ایمان میں نقص کی وجہ سے ہے۔ منہ سے تو اقرار کرتے ہیں لیکن خدا تعالےٰ کے حکم کے سامنے جھکنے کی توفیق نہیں ملتی

دعا سے ایمان پیدا ہوتا ہے

اس بات کو یاد رکھیئے کہ دعا کے ذریعہ سے انسان میں خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایک زبردست ایمان پیدا ہوتا ہے۔ وہ چیز جس سے خدا تعالےٰ محسوس اور مشہود معلوم دے وہ خدا تعالےٰ کے آگے گرنا اور اس سے قوت کا مانگنا ہے۔ لوگ نماز کو چند ارکان سمجھ کر ادا کرتے ہیں۔ لیکن نماز اصل میں دعا کا نام ہے اور اول سے لیکر آخر تک نماز دعا ہی دعا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ جب نماز پڑھے تو یہ سمجھے کہ وہ خدا تعالےٰ کے حضور کچھ لینے کے لئے جا رہا ہے اور اس کے دل میں ایمان ہو کہ کوئی ہستی ہے جو مجھے سب کچھ دے سکتی ہے دعا کے وقت انسان کے اندر ایک ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ خدا اس کو نظر آنے لگتا ہے۔

سب سے بڑی دُعا

انسان اپنی اور اپنے عزیزوں کی بہتری کے لئے دعا کرتا ہے لیکن خوب یاد رکھیئے سب سے بڑی دعا اسلام کی ترقی اور غلبہ کے لئے دعا ہے یہ دعا سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایمان پیدا کرنے والی چیز ہے۔

تہجد کی نماز ادا کرو

اگر خدا توفیق دے تو تہجد کی نماز ادا کرو اس سے خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایمان میں قوت پیدا ہوتی ہے۔ قادیان میں جتنے لوگ گئے حضرت صاحب کے طفیل انہیں توفیق ملی کہ خدا تعالےٰ کی ہستی پر انہیں اتنا یقین ہوتا تھا کہ راتوں کو اٹھ کر وہ خدا تعالےٰ کے حضور گرے رہتے تھے نوجوان کیا اور بوڑھے کیا۔

خدا نظر آجائے گا

اگر خدا کے حضور جھکو گے تو یقیناً یاد رکھو خدا تعالےٰ تمہیں نظر آ جائے گا اور جب خدا نظر نہیں آتا تو تم ہزار ذریعے اختیار کرو تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ایک دفعہ خدا تعالےٰ کی ہستی پر ایمان پیدا ہو جائے تو پھر سب راستے کھل جاتے ہیں اور اس کے بعد تھوڑی سی کوشش سے کامیابی مل جاتی ہے۔

تمہیں ایک راستہ پر ڈال دیا گیا ہے

حضرت مسیح موعود نے تمہیں ایک راستہ پر ڈال دیا ہے اسی راستہ پر چل کر تم ہر ایک ترقی کر سکتے ہو۔ خدا کی ہستی پر ایمان پیدا ہونے سے کسی ہستی کا خوف دل میں نہیں رہتا تو اس چیز کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرو اور اس کا ذریعہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کے آگے اس طرح گرو کہ تمہارے تمام خیالات پر اسی کا تسلط ہو اور جب تم خدا کے سامنے نماز کے لئے کھڑے ہو تو اس طرح کھڑے ہو کہ تمہارا دل اس یقین سے بھرا ہوا ہو کہ تم ایک مقتدر ہستی سے کچھ مانگ رہے ہو اور اس کو لیکر جاؤ گے، پھر دیکھو خدا تعالےٰ تمہیں کس طرح کامیاب کرتا ہے۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

پیغام صلح

جلد ۳۲ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۹ محرم الحرام ۱۳۶۳ھ | نمبر ۴

یورپ کی مادی ترقی

دنیا کی مشکلات کا حل صرف اسلام میں ہے

مغربی اقوام نے اپنے تہذیب و تمدن کی بنیاد محسوسات اور مادیت پر رکھی اور اپنے ہر سیاسی اور معاشی عملی نظریئے سے مذہب اور اخلاق کو خارج کر دیا اور انہیں جب دنیا میں چند ایک صنعتی اور حرفتی کامیابیاں ہوئیں تو انھوں نے خیال کر لیا کہ وہ بحر و بر کے مالک ہیں اور اس دنیا کا ذرّہ ذرّہ ان کی میکانکی سطوت اور طاقت کے سامنے تھر تھر کانپ رہا ہے۔ لیکن انہیں اتنا علم نہ ہوا کہ ان کی یکطرفہ فتوحات اور ظاہری شوکت سے ان کی روح شکست کھا گئی اور ان کے اخلاق تباہ ہو گئے اور ان کی روحانی اور اخلاقی زندگی پر خطرناک تاریکیاں اور ویرانیاں مسلّط ہو گئیں اور اب ان کی قومی زندگی بھی خطرہ میں ہے اس نقشہ کو قرآن مجید نے کیا ہی خوب کھینچا ہے۔

الذین ضل سعیھم فی الحیٰوۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا۔

جن کی ساری کوششیں دنیا کی زندگی کے لئے برباد ہو گئیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ وہ صنعت کے اچھے اچھے کام بنا رہے ہیں۔

مغربی اقوام اپنی حشر سامانیوں کے ساتھ ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑی ہیں دہی ساز و سامان جو ان کے لئے مایۂ ناز تھا وہ عالمگیر جنگ کے فتیلۂ سوزاں سے یک لخت جل اُٹھا اور یہ آب و آتش کے پتلے اپنے جیوش قاہرہ کو لیکر موجیں مارتے ہوئے ایک دوسرے پر چڑھ دوڑے و ترکنا بعضھم یومئذٍ یموج فی بعض کا ہولناک نقشہ آج ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔

اس وقت یورپ کی یکطرفہ مادی ترقی سے نظام عالم میں حیرت انگیز الجھنیں پیدا ہو چکی ہیں اور ایسی معاشی، سیاسی اور تمدنی پیچیدگیاں وجود میں آ چکی ہیں ان گتھیوں کو سلجھانے کیلئے ایک عظیم الشان روحانی اور اخلاقی انقلاب کی ضرورت ہے، ان اقوام کو یا تو کوئی جدید نظام حیات قبول کرنا ہوگا یا مسلسل جنگ اور پیکار کے گڑھے میں گر کر ہمیشہ کے لئے صفحۂ ہستی سے نابود ہونا ہوگا، ان کو ایک جدید نظام حیات کی ضرورت ہے۔

یہ ظاہر ہے کہ وہ نظام حیات ایسا ہونا چاہیئے جو ان کی مادی، تمدنی اور نسلی، تہذیب کی بنیادوں اور عناصر ترکیبی میں ایک بہت بڑا انقلاب پیدا کر دے رنگ و نسل کے پیکروں قومی اور لادینی ریاستوں کے بتوں کو پاش پاش کر دے اور بنی نوع انسان کو ایک روحانی سطح پر عالمگیر برادری استوار کرنے میں مدد دے اور انسان [illegible] زمین سے تعلق رکھتے ہوئے آسمان ہو بھی پیوند پیدا کریں ایسا نظام حیات سوائے اسلام کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس میں یورپ کے مصائب اور مشکلات کا حل موجود ہے اور جو ان کی معاشی، سیاسی، تمدنی اور روحانی گتھیوں کو سلجھا سکتا ہے صرف اسلام سے ہی آج "مہذب" دنیا کی رستگاری وابستہ ہے سوائے اسلام کے اور کوئی راستہ نہیں کیونکہ یہ سیدھا اور سلامتی کا راستہ ہے اور اسلام ہی نوع انسان کی طرف خدا کا آخری پیغام ہے جس طرح آج سے تیرہ سو سال پہلے اسلام کی زبردست روحانی قوت نے تہذیب و تمدن کو تباہ ہونے سے بچایا تھا آج بھی وہی قوت موجودہ مہذب اور متمدن دنیا کے عوارض کو دور کر سکتی ہے۔ اور جس طرح اس وقت خون کی پیاسی اقوام اور قبائل میں رفق و ملائمت کے اعلیٰ اور ارفع جذبات پیدا کئے تھے اور انہیں غارت ہونے سے محفوظ رکھا تھا اسی طرح آج بھی یہی قوت دنیا کو بچا سکتی ہے اور بجائے بغض و عداوت کے محبت و اخوت کے جذبات پیدا ہو سکتے ہیں اور یہ لوگ خدا تعالیٰ کی نعمت کو قبول کر کے آگ اور تباہی سے نجات پا سکتے ہیں۔

لیکن اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے ایک نظام اور جماعت کی ضرورت ہے جس کے افراد میں ایثار اور قربانی کے بے پناہ جذبات موجود ہوں اور وہ جماعت سواد اسلامی میں کہاں ہے؛ عام مسلمانوں میں تو تبلیغ اسلام کا جذبہ مطلق نہیں ہے اور نہ وہ اسکی ضرورت کو محسوس کرتے ہیں صرف ایک جماعت ہے جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ صرف اس کوشش میں صرف ہو رہا ہے کہ دنیا میں خدا اور خدا کے رسول کا نام بلند ہو اور وہ جماعت احمدیہ ہے۔

آج جبکہ دنیا میں ایک زبردست انقلاب آنے کو ہے اور مادی نظام حیات متزلزل ہے اور مغربی دنیا ایک نظام [illegible] مانگ رہی ہے ہماری جماعت کے فرائض اور ذمہ داریاں بہت بڑھ گئی ہیں جماعت کے ہر فرد کو ان بدلتے ہوئے حالات کا جائزہ لینا چاہیئے۔ ان حالات کے مطابق اشاعت اسلام کے لئے ایک زبردست تعمیری پروگرام مرتب کرنا چاہیئے۔ جماعت احمدیہ کی حقیقی فتوحات کا زمانہ اب شروع ہوتا ہے پہلے مدافعت تھی لیکن اب تعمیر ہے، ہمارے پاس اقوام عالم کے لئے ایک زبردست پیغام ہے ہمیں اس پیغام کو پہنچانے کے لئے پوری مستعدی و سرگرمی سے کام کرنا چاہیئے؛

ناظم صاحب بہشتی مقبرہ کا فتوائے کفر اور "فرقان" کا افسوسناک مغالطہ

جناب سید امجد علی شاہ صاحب کے اس پُر افسوس اظہار پر کہ "قادیان کے مقبرہ بہشتی کے ناظم صاحب کی طرف سے جماعت لاہور پر کفر کا فتویٰ کھلے الفاظ میں جڑ دیا گیا ہے" فرقان جنوری ۴۴ء لکھتا ہے کہ اس کا جواب تو اسی قدر کافی ہے کہ جناب ناظم صاحب مقبرہ بہشتی نے پہلے خط کے مابعد یعنی ۲۰ نومبر ۴۳ء کو اپنے پہلے جواب کی تردید کر دی تھی اور ڈاکٹر حسن علی صاحب کو اس جواب یا بقول سید امجد علی صاحب فتوائے کفر کے واپس لے لینے کی اطلاع دے دی تھی، اس کے بعد ناظم صاحب بہشتی مقبرہ کا مکتوب جو انھوں نے جناب ڈاکٹر حسن علی صاحب کو لکھا نقل کیا گیا ہے کہ "حضرت امیر المومنین (یعنی میاں محمود احمد صاحب ناقل) نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ جواب یقیناً سلسلہ کی روایات کے خلاف ہے اسلیئے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور میرے خط سے جو آپ کو تکلیف پہنچی اس کی معافی چاہتا ہوں" وغیرہ وغیرہ۔ فرقان نے اس خط کو پیش کر کے سخت مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ ناظم صاحب بہشتی مقبرہ نے اپنے جواب کی تردید کر دی اور فتوائے کفر واپس لے لیا۔ تردید کرنا اور فتوائے کفر کو واپس لینا تو جب تھا کہ ناظم صاحب بہشتی مقبرہ لکھ دیتے کہ میں نے اپنے مسلک کو بدل لیا ہے اور میں آپ کو کافر نہیں سمجھتا بلکہ ان کے خط سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کافر تو میں اب بھی جماعت احمدیہ لاہور کو سمجھتا ہوں لیکن چونکہ میاں صاحب نے کسی مصلحت کی بناء پر مجھے سخت جھاڑ ڈالی ہے اسیلئے میں اپنے فتوائے کفر کا اعلان نہیں کرتا اور میرے جواب سے جو آپ کو تکلیف پہنچی ہے اس کی معافی چاہتا ہوں اور میاں صاحب کے اس مذکورہ ارشاد سے بھی یہ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ وہ جماعت احمدیہ لاہور کو کافر تو سمجھتے ہیں لیکن اسکے اعلان کو روایات سلسلہ کے خلاف سمجھتے ہیں درحقیقت جماعت احمدیہ لاہور کو کافر سمجھنے میں ناظم صاحب بہشتی مقبرہ اور جناب میاں صاحب دونوں ہم مسلک ہیں اگر یہ نہیں تو میاں صاحب اور ناظم صاحب بہشتی مقبرہ یہ اعلان کریں کہ وہ اصولی طور پر جماعت احمدیہ لاہور کو کافر نہیں سمجھتے کیا رسالہ فرقان

اپنی مغالطہ آمیزیاں ایچا پیچیوں کو چھوڑ کر ان بزرگ صاحبان سے یہ اعلان کروا سکتا ہے؟ ہرگز نہیں کبھی تو اتنی بھی جرأت نہیں ہو سکتی کہ وہ جناب میاں صاحب کو اس طرف متوجہ کرے لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ یہ جماعت احمدیہ لاہور کو کافر بلکہ پکے کافر سمجھنے والے اور جماعت احمدیہ لاہور کے پاک ممبروں کو نعوذ باللہ جہنم کی جلتی بھڑکتی آگ اور گوبھی اور شلغم کے سڑے ہوئے چھلکوں سے تشبیہ دینے والے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ہزاری فوج کو "ڈھائی دن کے فتو باغبان" کہہ کر مضحکہ خیزی کرنے اور بغلیں بجانے والے آج دنیا میں یہ اعلان کرتے ہیں کہ وہ صلح جو ہیں؛

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

اگر وہ صلح جو ہیں تو انہیں چاہیئے کہ ان مغالطوں کو خیرباد کہیں اور مناظرانہ ایچا پیچیوں سے گذر کر سیدھی بات کہیں جو دل سے نکلے اور دل پر جا کر اثر کرے جب ان کے دل صاف ہونگے تو انشاءاللہ فضا بھی صاف ہو جائے گی۔

اعلان

احباب سے درخواست ہے کہ وہ انجمن کے کاروبار کے سلسلہ میں جو خط و کتابت دفتر سے کرتے ہیں اس میں جنرل سکرٹری نائب سکرٹری یا محاسب یا دوسرے عہدیداران انجمن کے نام سے خطوط ارسال نہ کیا کریں۔ بعض دفعہ اس طرح خط ضائع بھی ہو جاتے ہیں یا تعمیل میں دیر ہو جاتی ہے۔

عبداللہ جنرل سکرٹری

ایک تصحیح

جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی مولوی فاضل بی اے۔ بی ٹی [illegible] جو انھوں نے "بہائیت ایک باطل تحریک ہے" کے موضوع پر جلسہ سالانہ پر کی پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہے اس تقریر میں انھوں نے کہا کہ بہاءاللہ مظہر الوہیت نہیں بلکہ مدعی الوہیت ہے اور اس پر انھوں نے وہ قطعی امور پیش کئے جن سے صاف ثابت ہوتا تھا کہ بہاءاللہ مدعی الوہیت ہے ان کی تقریر کے خلاصہ میں مدعی الوہیت کی جگہ مظہر الوہیت چھپ گیا جو غلط ہے احباب تصحیح فرمالیں؛

درخواست دعا

اخویم شیخ محمد انعام الحق صاحب کی صاحبزادی عزیزہ قدرت سبحانی کی بیماری کے متعلق اخبار میں پہلے خبر درج ہو چکی ہے شیخ صاحب موصوف کے ایک تازہ خط سے معلوم ہوا ہے کہ بچی کو پہلے سے افاقہ ہے احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ بچی کی صحت کیلئے دعاؤں کو جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ اسے مکمل شفا عطا فرمائے آمین۔

اعلان نکاح

۲۶ دسمبر ۴۳ء کو قاضی محمد [illegible] صاحب نے عبدالغنی صاحب [illegible] عبداللہ صاحب ارائیں کا نکاح نذیر بیگم صاحبہ دختر [illegible] عزیز احمد صاحب سکنہ شاہ آباد ضلع کرنال کے ساتھ پانچصد روپیہ مہر غیر معجل پر پڑھایا دعا ہے اللہ تعالیٰ اس نکاح کو طرفین کے لئے موجب خیر و برکت [illegible]

جلسہ سالانہ ۱۹۴۳ء کی مختصر روئداد

(قسط نمبر ۴)

مؤرخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۴۳ء کی بقیہ کارروائی

خانبہادر جناب ڈاکٹر سعید احمد صاحب کی تقریر

جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی مولوی فاضل بی۔ اے کی تقریر کے بعد جناب خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب میڈیکل آفیسر انچارج ڈاڈر نے "داعی الی الخیر جماعت کا پہلا فرض" کے موضوع پر نہایت موثر اور دل میں اترنے والی تقریر فرمائی آپ نے فرمایا کہ جب میں نے یہ ارادہ کیا کہ میں آپ کے سامنے کچھ بیان کروں تو میری توجہ اس طرف ہوئی کہ داعی الی الخیر جماعت کا سب سے پہلا فرض کیا ہونا چاہیئے۔ میں نے اپنے دوستوں کی ایک چھوٹی سی مجلس میں یہ سوال پیش کیا کہ داعی الی الخیر جماعت کا سب سے پہلا فرض کیا ہے تو ایک چھوٹے سے لڑکے نے جواب دیا کہ داعی الی الخیر جماعت کا پہلا فرض تقویٰ ہے میرے ذہن میں پہلے یہ بات تھی کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون آپ کی زبانوں پر یہ آیات بار بار آتی ہیں خیر امۃ سے مراد مسلمان اور مسلمانوں کے اندر وہ جماعت جو دعوت الی الخیر کا کام کرتی ہے خیر کی طرف لوگوں کو بلاتی ہے اور اپنے اس کام کی وجہ سے بلند مقام پر کھڑی ہے آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ جماعت آپ ہیں اور یہ سالانہ جلسہ ان برکات کا ذریعہ ہے اور اس کے علاوہ بھی آپ سال بھر اپنی توجہ کو اس طرف رکھتے ہیں۔ مسلمانوں کے اندر متعدد معاشی سیاسی اور عملی تحریکیں ہیں لیکن جس کے لئے آپ نے اپنے کو مخصوص کیا ہے وہ دعوت الی الخیر کا کام ہے وہ سب سے بلند کام ہے یہ ہنگامی تحریک نہیں بلکہ یہ ایک آسمانی روحانی تحریک ہے لیکن ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیئے کہ آیا ہمارے اندر وہ خصوصیات موجود ہیں جو دعوت الی الخیر کرنے والے جماعت کے اندر ہونی چاہیں ۔۔۔۔ موجودہ جنگ خدا تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت ہے اس میں خدا تعالیٰ کی حکمت ہے اور ہمارا ایمان جو قرآن کریم کی روشنی پر مبنی ہے وہ یہ ہے کہ اس جنگ کی صورت میں اشاعت اسلام کے لئے میدان تیار ہو رہا ہے زمین تیار کی جا رہی ہے اور اس زمین کے اندر ایک تخم ریزی ہونیوالی ہے اور یہ کام آپ نے کرنا ہے زمانہ کی ضرورت کے لحاظ سے اور بھی ہمارے فرائض میں اضافہ ہو جاتا ہے لیکن اس مہم سے پہلے ہمیں اپنے سامان اور ترقیم کا جائزہ لینا چاہیئے سب سے پہلے جس چیز کی ہمیں ضرورت ہے وہ صرف علم سے حاصل نہیں ہو۔ اس کے لئے ہمیں عمل کی ضرورت ہے اپنے اندر ایک روحانی انقلاب پیدا کرنے کی ضرورت ہے دیکھئے ہم نے جس چیز کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے وہ ایک نمونہ ہے ہم نے کفر کے عمیق غاروں کے اندر جا کر اُجالا کرنا ہے۔ اس نور کو دنیا میں لے جانے والا پہلے خود اس نور سے منور ہونا چاہیئے۔ سورج خود روشن ہے اسلئے وہ دنیا کو روشن کرتا ہے۔ اسلئے سب سے پہلی ضرورت ہے کہ جس قوم نے اسلام کا نور دنیا میں پہنچانا ہے وہ پہلے خود اپنے آپ کو اس نور سے منور کرے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسلام کے سورج ہیں اور ان کے صحابہ چاند ستارے ہیں آنحضرت صلعم کا نمونہ ایک روشن کتاب ہے۔ آپ کا روشن نمونہ ہمارے سامنے ہے آپ ایک متکبر اور جاہل قوم میں تشریف لائے اور آپ کا پاک نمونہ وہ چیز تھی جس نے عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا اور جس سے بعد میں اسلام اکناف عالم میں پہنچا وہ مسلمانوں کا پاک نمونہ تھا۔ ہمارے زمانہ میں مجدد زماں حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لائے میری عمر اس وقت نو دس سال کی تھی حضرت صاحب زندہ تھے مجھے اس وقت قادیان میں تین ماہ ٹھہرنے کی سعادت نصیب ہوئی اس وقت کے تاثرات میرے قلب و دماغ میں موجود ہیں اس وقت کوئی تنخواہ دار مبلغین باہر نہیں بھیجے جاتے تھے بلکہ لوگ آپ سے ایک نور لیکر باہر جاتے تھے اور سعید روحیں سلسلہ کی طرف کھنچی چلی آتی تھیں اس زمانہ میں احمدی کا لفظ نیکی کا ہم معنی ہوتا تھا۔ خدا کے فضل سے اب بھی یہ بات موجود ہے یہ ایک بہت بڑی چیز تھی جو احمدیوں کو حاصل تھی اور اسی چیز کا دنیا پر اثر ہوتا ہے احمدیت اور عمدہ اخلاق ساتھ ساتھ چلتے ہیں ہمارے ہاں علم کا خزانہ کافی ہے لیکن صرف علم سے کچھ نہیں بنتا جب تک علم کے ساتھ عمل نہ ہو دین کو دنیا پر مقدم کرنے سے ہی وہ چیز پیدا ہو سکتی ہے جو احمدیت پیدا کرنا چاہتی ہے۔ ۔۔۔۔ حضرت مسیح موعود کی کتابوں کی یہ خصوصیت ہے جہاں ان کے اندر دلائل ہیں جو دماغ کو روشن کریں وہاں وہ چیز بھی ہے جس سے روح کو تسکین حاصل ہوتی ہے آپ ان کتابوں کو ضرور پڑھیں۔ سو داعی الی الخیر جماعت کا سب سے پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے اندر تقویٰ پیدا کرے اور دنیا کے سامنے ایک عملی نمونہ پیش کرے۔

تیسرے دن کی کارروائی

تیسرے دن مؤرخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۴۳ء کو سالانہ جلسہ کی کارروائی زیر صدارت حضرت مولینا صدر الدین صاحب شروع ہوئی تلاوت قرآن مجید حافظ محمد بوستان صاحب اور حکیم محمد صدیق صاحب نے کی میر مدثر شاہ صاحب کے نواسے نے حضرت صاحب کی ایک فارسی نظم پڑھی اس کے بعد اور بچوں نے نظمیں سنائیں۔

جناب مولینا مصطفےٰ خانصاحب کی تقریر

تلاوت قرآن مجید اور نعتوں کے بعد جناب مولینا مصطفےٰ خاں صاحب نے "مغرب میں تبلیغ اسلام" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے سورہ کہف کی پہلی آیات الحمد للہ الذی انزل علی عبدہ الکتب ولم یجعل لہ عوجا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ام حسبت ان اصحب الکھف والرقیم کانوا من ایاتنا عجبا اذ اوی الفتیۃ الی الکھف فقالوا ربنا اتنا من لدنک رحمۃ وھیء لنا من امرنا رشدا۔۔۔۔ تلاوت کیں اور فرمایا میں نے آپ کے سامنے یہ آیات جو تلاوت کی ہیں۔ یہ سورۃ کہف کا پہلا رکوع ہے میرے مضمون سے ان آیات کا گہرا تعلق ہے بلکہ ان آیات کا اگر لفظی ترجمہ کر دیا جائے تو میرا مضمون مکمل ہو سکتا ہے اور دوسری خصوصیت یہ ہے کہ آخری زمانہ میں جب یاجوج ماجوج کا غلبہ ہوگا تو مسلمانوں کو آنحضرت صلعم نے ہدایت فرمائی ہے کہ ان آیات کو پڑھنا چاہیئے یہ دو خصوصیات ہیں ان آیات کی۔ اس کے بعد خانصاحب نے واقعات کے رنگ میں ان آیات کی تفسیر فرمائی اور مغرب میں تبلیغ اسلام کی اہمیت کو واضح کیا اور بتایا کہ اسلامی سواد میں صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہیں جن کے قلب میں مغرب میں تبلیغ اسلام کی تڑپ تھی اور آپ نے ایک ایسی جماعت تیار کی جو مغرب میں تبلیغ اسلام کرے وغیرہ وغیرہ۔

خانصاحب غلام ربانی خانصاحب کی تقریر

جناب مولینا مصطفےٰ خاں صاحب کے بعد خانصاحب غلام ربانی خاں صاحب رئیس مانسہرہ نے سیاحت بلاد اسلامیہ پر تقریر فرمائی۔ تقریر سے پہلے آپ نے قرآن مجید کی یہ آیات تلاوت فرمائیں ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منھم یتلوا علیھم ایتہ ویزکیھم ویعلمھم الکتب والحکمۃ وان کانوا من قبل لفی ضلل مبین۔ واخرین منھم لما یلحقوا بھم وھو العزیز الحکیم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ آپ نے فرمایا قرآن مجید کی یہ آیات ذہن میں رکھیں اور جو واقعات میں بیان کروں گا وہ ان آیات کی تفسیر سمجھیں۔ مصر، فلسطین، سیریا۔ ایران، مجھے ان ممالک کی سیاحت کا موقعہ ملا۔ مصر کا ملک ایک ایسا ملک ہے جہاں جو فاتح آیا ختم ہو گیا۔ سکندرہ جولیس سیزر اور دوسرے رومی جرنیل سب اس میں ختم ہوگئے لیکن یہاں اسلام کے مجاہدین کی شان دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ مسلمانوں نے مصر کی تمدنی حیثیت کو ہی بدل دیا انہیں دین اسلام دیا عربی زبان دی اور اسلامی تمدن دیا۔ اس کے بعد دمشق اور بیت المقدس بھی اسلامی شان کے مظہر ہیں وہاں اسلامی یادگاروں کو دیکھا جو کہ اسلام کی عظمت اور شان کی مظہر ہیں لیکن ان یادگاروں کے ساتھ ہی میں نے ان ممالک کے مسلمانوں کی بے حسی کو دیکھا ان ممالک میں دہریت و دجالیت اور مغربیت چھا چکی ہے حضرت نبی کریم صلعم نے جو جوش اور شان پیدا کی تھی وہ غائب ہو چکی ہے۔ مسلمان متشکک ہوگئے ہیں ان باتوں کو دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے۔ یہی وہ وقت ہے جس کے لئے اللہ تعالےٰ نے ایک انسان کو پیدا کیا جو ان امراض کا علاج کرے۔ اسلامی دنیا کے اندر یہ تصور کہ اسلام غالب آئیگا بالکل مٹ چکا ہے لیکن صرف جماعت احمدیہ لاہور، مسیح موعود علیہ السلام کی پیغمبرانہ فوج کے لئے یہ غلبہ مقدر ہے۔ حضرت صاحب مہدی معہود بھی ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ان اسلامی ممالک میں بھی حضرت صاحب کا پیغام پہنچایا جائے اور عربی زبان میں اسلامی اصول کی فلاسفی اور براہین احمدیہ کے بعض حصص کا ترجمہ کر کے ان ممالک میں بھی بھیجا جائے۔ یہ مریض بھی ان سے شفا حاصل کریں گے اور حضرت صاحب کا الہامی شعر بھی ہے۔

چو دورِ خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

یہ دجالیت اس وقت تک نہیں ٹوٹ سکتی جب تک ان مسلمانوں تک بھی اس پیغام کو نہ پہنچایا جائے یہ کام صرف چند لوگوں کا نہیں بلکہ ہر ایک احمدی کا کام ہے ہم میں سے ہر ایک اس کی تیاری کرنی چاہیئے۔ مسلمانوں کی زبان عربی ہے صرف ہندی مسلمان عربی نہیں بول سکتے عربیت کی سخت ضرورت ہے جب تک عربی نہ سیکھیں گے اس وقت تک آپ ان ممالک میں تبلیغ نہیں کر سکتے۔ اس کے بعد آپ نے ان جملہ ممالک کی مختلف عظیم الشان یادگاروں مقبروں کا ذکر کر کے اپنی تقریر کو ختم کیا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

خانصاحب موصوف کی تقریر کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک نہایت عالمانہ اور پُر معارف تقریر فرمائی جو پیغام صلح مورخہ ۵ جنوری ۱۹۴۴ء میں شائع ہو چکی ہے اور قارئین پیغام صلح کے مطالعہ سے گذر چکی ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی تقریر کے بعد نماز ظہر و عصر جمع کی گئیں اور نماز کے بعد تیسرے دن کے دوسرے اجلاس کی کارروائی زیر صدارت محترم جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ ای۔ اے۔ سی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن مجید حکیم محمد صدیق صاحب نے کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک نظم عزیزم لئیق احمد خلف محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے پڑھ کر سنائی۔ (باقی بر صفحہ ۸)

فتنِ غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

{ حضرت قبلہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم }

قسط نمبر ۲

بہاء اللہ کا دعویٰ مظہر الوہیت ہونیکا تھا

میں پچھلی قسط میں لکھ آیا ہوں کہ بعض تازہ بہائی اپنی لاعلمی کی وجہ سے یا دانستہ دھوکا دینے کی نیت سے ناواقف لوگوں کو یہ کہکر دہوکا دیتے ہیں کہ بہاء اللہ صاحب کا دعوےٰ نبی اور رسول ہونے کا تھا، مظہر الوہیت کہنا فقط اصطلاح کی تبدیلی کی وجہ سے ہے میں علی الاعلان کہتا ہوں یہ غلط ہے۔ اگر صحیح ہے تو ایک بہائی یا ان کے شیدائی کا فرض ہے کہ کتاب اقدس میں سے جو بہائیوں کے نزدیک خدا کی کتاب ہے یہ نکال کر دکھائے کہ بہاء اللہ نے مظہر الوہیت ہونے یا دعویٰ الوہیت ہونیکا دعوےٰ ہے اس سے مراد فقط نبوت و رسالت ہے۔ اس سے بڑھکر کچھ نہیں جس طرح حضرت مرزا صاحب نے نبی کا لفظ اپنے متعلق استعمال کیا تو ساتھ ہی اپنے قلم سے لکھ بھی دیا ما أعنی بالنبوة الا کثرة المکالمة والمخاطبة ولعنة الله علی من اراد فوق ذالک (حقیقۃ الوحی) کہ میں نے میری نبوت سے مراد نہیں رکھا مگر کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جو اس سے زیادہ مراد رکھے۔ پس بہاء اللہ صاحب نے اپنی آسمانی کتاب "کتاب اقدس" میں اگر نبی و رسول کے بجائے یہ ایک نئی اصطلاح اختیار کی تھی تو ان کا یہ بھی فرض تھا کہ اسی کتاب اقدس میں اپنے قلم سے یا اگر خدا کتاب اقدس کا لکھنے والا تھا تو خدا خود اس اصطلاح کی تشریح کر دیتا۔ اور لوگوں کو اس غلط فہمی سے نکال دیتا جو کتاب اقدس کے پڑھنے سے ہوتی ہے۔ لیکن ایسی کوئی تحریر کتاب اقدس میں موجود نہیں۔ پھر زید یا بکر کا کیا حق ہے کہ وہ اپنی طرف سے کہتا پھرے کہ مظہر الوہیت سے مراد نبوت ہے۔

بہائیوں کی کتاب اقدس میں کیا ہے؟

کتاب اقدس میرے پاس موجود ہے جو میں نے حضرت مولانا محمد علی صاحب سے پڑھنے کے لئے عاریتاً لی ہے۔ میں نے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے اس میں یہ نہیں لکھا کہ مظہر الوہیت سے مراد نبوت و رسالت ہے۔ اس کتاب کی ابتداء میں کچھ شریعت کے احکام ہیں جو ایک فقہ کی کتاب کی صورت میں درج ہیں۔ اور بعد میں وہ خطوط ہیں جو بہاء اللہ صاحب نے قید خانہ سے اپنے دوستوں کو لکھے ہیں اور جنہیں الواح کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ سارا مجموعہ "کتاب اقدس" کہلاتا ہے۔ اسے پڑھکر حیرت ہوتی ہے کہ خدایا یہی وہ کتاب ہے جو قرآن کی ناسخ ہے جس میں سوائے متشابہات کے اور کچھ بھی نہیں۔ توحید کا نام لے کر تمام کتاب بہاء اللہ پرستی یعنی انسان پرستی سے بھری ہوئی ہے۔ صاف نظر آتا ہے کہ اگر لکھنے والا کوئی مجنون نہیں تو پھر وہ ایک ایسا شخص ہے جو قید خانہ کے اندر پڑا ہوا اپنی تقدیر سے نالاں ہے۔ کبھی بابیوں پر جو اس کے مخالف تھے بگڑتا ہے اور انہیں برا بھلا کہتا ہے اور کبھی اپنے دوستوں کو سبز باغ دکھاتا ہے۔ مگر اس شکوہ و آہ و فغاں کے ساتھ ساتھ کبر نفس اور تعلّی کا یہ عالم ہے کہ اپنے آپ کو مدعی الوہیت اور تمام آسمان و زمین کا خالق اور ان تمام آیاتِ قرآنی کا مصداق بناتا ہے جو قیامت کے دن خدا کی مالک یوم الدین صفت کے ظہور اور خدا کی آمد اور اس کے انصاف اور فیصلہ اور نیکوں کو نیک بدلہ اور بدوں کو سزا دینے کے متعلق ہیں۔ ان تعلّیوں کو پڑھ کر حیرت ہو جاتی ہے۔

اختلالِ دماغ یا ڈھٹائی

کوئی انسان اگر کچھ کر کے دکھائے تو اس قسم کی تعلّیاں اسے زیب بھی دیتی ہیں۔ لیکن ایک شخص جو تمام عمر جیلخانہ میں پڑا سڑتا رہا۔ اور آخرکار جلا وطن ہو کر عکّا میں جا کر مرگیا۔ وہ اگر یہ کہے کہ میرا آنا خدا کا آنا ہے اور قرآن میں جو لکھا ہے کہ خدا کا تخت بچھے گا اور اس کی عدالت قائم ہوگی اور وہ نیکوں کو نیک بدلہ اور بروں اور شریروں کو سزا دے گا۔ ان سب آیات کا مصداق میں ہوں اور میں ہی وہ ہستی ہوں جس نے مالک یوم الدین کی شان کے ساتھ آنا تھا تو فرمایئے اسے اختلال دماغ نہ سمجھا جائے تو اور کیا سمجھا جائے اور اگر اختلال دماغ نہیں ہے تو پھر حد درجہ کی ڈھٹائی ہے کہ خود تو شریر لوگوں کے پنجہ میں پھنسے ہوئے جیلخانہ میں پڑے سڑ رہے ہیں اور نیکوں کو کہیں سر چھپانے کو جگہ نہیں ملتی اور دعوےٰ یہ ہے کہ میں دنیا بھر کی عدالت کرنے اور نیکوں کو نیک بدلہ اور بدوں کو سزا دینے آیا ہوں کیا بہاء اللہ صاحب کی زندگی کے حالات اس دعوےٰ سے ذرہ برابر بھی مطابقت کھاتے ہیں یا اس کے بالکل برعکس ہیں۔

مشہور بہائی محفوظ الحق علمی صاحب سے ملاقات

کئی سال ہوئے ایک دفعہ دہلی میں محفوظ الحق صاحب علمی سے جو پہلے محمودی تھے پھر بہائیوں کے بہت بڑے مشنری بن گئے۔ گفتگو کا موقعہ ہوا۔ میں نے دریافت کیا کہ بہاء اللہ صاحب کا دعوےٰ کیا ہے؟ انھوں نے صاف لفظوں میں کہا کہ دائرہ نبوت ختم ہے اور دائرہ الوہیت شروع ہے۔ چونکہ اب دنیا ارتقاء کے ماتحت بہت آگے نکل گئی ہے اس لئے اس کی ہدایت کے لئے اب نبوت کافی نہیں اسلئے نبوت ختم کر دی گئی۔ اب دنیا کی ہدایت کے لئے خود خدا کو آنا چاہیئے چنانچہ حضرت بہاء اللہ میں خدا کا ظہور ہوا۔

محفوظ الحق صاحب کے دلائل

پھر انھوں نے قرآن کریم کی چند آیتیں پڑھیں جن کا مصداق انھوں نے بہاء اللہ صاحب کو بتایا۔ ان آیتوں میں سے دو عرض کرتا ہوں واشرقت الارض بنور ربها ووضع الكتاب وجیء بالنبیین والشهداء وقضی بینهم بالحق وهم لا یظلمون ووفیت کل نفس ما عملت وهو اعلم بما یفعلون۔ (الزمر) اور زمین اپنے رب کے نور سے چمک اٹھے گی اور کتاب اور اعمالنامے رکھے جائیں گے اور نبی اور گواہ حاضر کئے جائیں گے اور لوگوں میں انصاف کے ساتھ فیصلہ کیا جائے گا۔ اور ان پر کسی طرح کا ظلم نہ ہوگا اور جس نے جیسے عمل کئے ہیں سب کو پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ اور وہ خدا اس سے خوب واقف ہے جو یہ لوگ کر رہے ہیں۔" دوسری آیت یہ تھی ان الساعة آتیة اکاد اخفیها لتجزی کل نفس بما تسعیٰ (طٰہٰ) بیشک ساعت یعنی قیامت آنے والی ہے اور ہم اس کے وقت کو پوشیدہ رکھنے کو ہیں تاکہ ہر شخص کو اس چیز کا بدلہ دیں جس کے لئے وہ سعی کرتا ہے۔ غرضیکہ چند اسی قسم کی آیتیں پڑھکر محفوظ الحق علمی صاحب نے بتلایا کہ جناب بہاء اللہ ان کے مصداق ہیں ان کا آنا خدا کا آنا ہے۔ جیسا کہ ان آیات میں وعدہ ہے۔

میرے اعتراض پر محفوظ الحق صاحب کی بے بسی

یہ سن کر میرے تعجب کی کوئی انتہا نہ رہی میں نے عرض کیا ہمیں تو بڑی مایوسی ہوئی ہم تو ان آیات کو پڑھ کر یہ سمجھتے تھے کہ خدا تعالیٰ جب جلوہ افروز ہوں گے تو اس وقت شریروں اور بدوں کو اپنے کئے کی سزا ملے گی۔ اور مظلوموں کی دادرسی ہوگی۔ لیکن کس قدر مومنین کی بدقسمتی ہے کہ جب مدتوں کی آرزوؤں اور تمناؤں کے بعد وہ وقت آیا کہ بقول آپ کے خدا بہاء اللہ صاحب کی شکل میں جلوہ افروز ہوا تو اپنے پرستاروں کو نفع پہنچانے اور منکروں اور شریروں کو سزا دینے اور مظلوموں کی دادرسی کرنے کے بجائے خود انہی شریروں کے پنجہ میں پھنس گیا اور ان شریروں نے آپ کے مفروضہ خدا جناب بہاء اللہ کے ساتھ ایسی بری کی کہ جیلخانہ میں پکڑ کر ٹھونس دیا۔ جہاں وہ بچارے تمام عمر پڑے سڑتے رہے اور اپنے آپ کو مظلوم مظلوم کہہ کر فریاد کرتے رہے۔ اور آخرکار جلاوطن ہو کر مرگئے معاذ اللہ کیا برا نقشہ خدا کا ہے۔ یہ کیسی جلوہ افروزی خدا کی ہے کہ آئے تو تھے مظلوموں اور دادخواہوں کی دادرسی کرنے لیکن ظالموں کے ہاتھ سے وہ درگت بنی کہ توبہ ہی بھلی۔ اور اشرقت الارض بنور ربها کے ماتحت دنیا بجائے نور سے روشن ہونے کے اسی طرح ظلمت میں پھنسی رہی۔ ہم تو خدائی جلوہ افروزی پر بڑی امیدیں لگائے بیٹھے تھے مگر سخت مایوسی ہوئی۔ اس کا وہ کچھ جواب نہ دے سکے۔

کتاب اقدس میں بہاء اللہ کے دعوے

کتاب اقدس کو پڑھ جاؤ ساری کتاب اسی قسم کے دعووں سے بھری پڑی ہے کہ الہامی کتب کا نازل کرنے والا اور رسولوں کو بھیجنے والا خود آ گیا ہے کہیں نہیں لکھا کہ میں نبی اور رسول ہوں کہیں نہیں اعلان کیا کہ انا بشر مثلکم یوحی الیّ۔ کہ میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں ہاں میری طرف خدا کے حضور سے وحی کی جاتی ہے۔ بلکہ کتاب اقدس میں جا بجا بہاء اللہ صاحب کو مظہر الوہیت اور مدعی الوہیت بتایا ہے۔ اس میں جو الواح ہیں ان میں جابجا بہاء اللہ صاحب یہی لکھتے ہیں کہ میری زبان سے خدا بولتا ہے اور میری قلم سے خدا لکھتا ہے۔ چنانچہ بہاء اللہ صاحب کتاب اقدس خود لکھتے ہیں اس میں جو خطوط درج ہیں ان کے لکھنے والے وہ خود ہیں۔ اور صاف لفظوں میں اس کا اقرار بھی ہے اور پھر اسے خدا کا کلام بھی بتاتے ہیں اس وجہ سے کہ وہ خود خدا ہیں یا خدا کا ایسا مظہر ہیں جس کا بولنا خدا کا بولنا اور جس کا لکھنا اور تصنیف کرنا خدا کا تصنیف کرنا ہے۔

کتاب اقدس میں سے چند حوالے

اب میں چند حوالجات کتاب اقدس میں سے نقل کرتا ہوں۔

(۱) کتاب اقدس کے آخری صفحہ ۲۰ پر یوں تحریر ہے۔ کتابٌ انزلنه المظلوم فی السجن الاعظم لمن امن بالله مالک القدم انانذکر من یذکرنا و نبشر من اقبل الی الله مولی الامم ان البصیر من سمع آیاتی و البصیر من اقبل الی الافق و العزیز من شرب رحیق الوحی من ایادی الکرم طوبی المقبل اقبل الی الله والقاصد قصد المقصود از کان فی سجنه الاعظم ..... ومن نا من شرب کوثر الحیوان من هذا القلم یعنے یہ کتاب ہے جسے مظلوم نے (یعنی بہاء اللہ نے) جو اس عظیم الشان قید خانہ میں قید ہے نازل کیا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لاتے ہیں اللہ پر جو مالک القدم ہے یعنے جو ازل سے مالک چلا آتا ہے۔ بیشک

مسیح موعود کا مقام

مولانا عمرالدین صاحب شملوی کی وہ تقریر جو انھوں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر کی۔

کسی مامور من اللہ کے مقام کو بیان کرنے میں نہ غلو اچھا ہے نہ اس میں کمی اچھی ہے افراط ہو یا تفریط دونوں ہی ٹھیک نہیں۔

چونکہ قادیانی حضرات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ان کے اصل مقام سے ہمیشہ بڑھا کر پیش کرتے ہیں اس لئے اس کے رد عمل سے بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں اسلئے میں بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود دراصل آنحضرت صلعم کے وہ بروز کامل ہیں جس میں ظلی طور پر جمیع کمالات نبویہ جمیع نبوت محمدیہ جلوہ گر ہیں۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کو اپنے کلام میں محمد واحمد بھی کہا ہے یہانتک کہ آپ کو الہام میں

"محمد رسول اللہ"

بھی کہا ہے جس کے یہ معنے ہیں کہ حضرت اقدس آنحضرت صلعم کے ایسے بروز ہیں کہ مجازاً آپ کو محمد رسول اللہ کہدیا گیا ہے۔ اس الہام کو دیکھ کر اگر ایک ماننے والا یہ غلطی کرے کہ غلام کو آقا کا درجہ دیدے تو یہ ظلم ہے اور بہت ہی بڑا ظلم ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"ظلی طور پر میں وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں"

جس کے معنے یہ ہیں کہ بوجہ کمال اتباع آپ کا معاملہ آنحضرت صلعم کے ساتھ ؎

تو من شدی من تو شدم

والا ہے۔ اور یہ وہ حقیقت ہے جسے تمام اہل اللہ نے ہمیشہ تسلیم کیا ہے۔ ایسا انسان کامل ظاہر میں آنحضرت صلعم کا خلیفہ ہوتا ہے لیکن باطن میں آنحضرت صلعم اس کی حقیقت ہوتے ہیں جسم غلام کا ہوتا ہے روح آقا کی جلوہ فگن ہوتی ہے۔ ایسے مورد بروز کے ساتھ معاملہ کرنے میں یہ سمجھ لینا چاہئیے کہ اس کی عزت وعظمت کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ دراصل اس کی اطاعت صاحب بروز یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہے۔

اس موقعہ پر انسان الکامل کے مصنف حضرت شیخ عبدالکریم صاحب جیلانیؒ فرماتے ہیں [illegible]

کے ذریعہ خدا تعالےٰ دین اسلام سے مزید کو دور کرتا رہے گا اور آنحضرت صلعم کی نبوت رسالت کے منشاء کو پورا کرتا رہے گا۔

شیخ شبلی صاحبؒ کا ایک واقعہ

اس بروز کے مسئلہ کو سمجھانے کے لئے "الانسان الکامل" میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا

"اشھد انی رسول اللہ" میں

گواہی دیتا ہوں کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اور اپنے ایک مرید کو جو وہاں موجود تھا کہا "أتشھد" کیا تو بھی گواہی دیتا ہے مرید نے جو سر اٹھا کر شیخ کی طرف دیکھا تو ادب سے کھڑا ہو گیا اور کہا کہ

اشھد انک رسول اللہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ تو اللہ کا رسول ہے۔

غالباً کسی خشک ملاں نے جس نے حضرت شبلی رحمۃ اللہ کے الفاظ تو نہ سنے تھے صرف مرید کے منہ سے اشھد انک رسول اللہ کے الفاظ سنے تھے شیخ کے سامنے ان الفاظ پر اعتراض کیا تو شبلی رحمۃ اللہ نے مرید سے پوچھا کیوں میاں تو نے ہمارے متعلق اشھد انک رسول اللہ کہا ہے۔ مرید نے کہا کہ پہلے آپ فرمائیں کہ آپ نے اپنے متعلق

اشھد انی رسول اللہ

کہا تھا۔ شیخ نے کہا کہ میں نے اپنے متعلق ایسا نہیں کہا تب مرید نے کہا کہ حضرت پھر میں نے بھی آپ کے متعلق وہ الفاظ نہیں کہے بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ جب آپ نے فرمایا کہ کیا تو بھی گواہی دیتا ہے تو میں نے دیکھا کہ شبلی تو معدوم ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں تب میں نے کہا اشھد انک رسول اللہ۔

اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جس طرح شبلی رح میں جس وقت حقیقت محمدیہ جلوہ گر ہوئی اور اس نے "انی رسول اللہ" کہدیا اسی طرح اگر کسی ولی کے منہ سے ایسا کلمہ نکلے تو یہ تعجب کی بات نہیں اور نہ اس سے دعوئی رسالت لازم آتا ہے اور خاتم الاولیا کا مقام تو خاص ہے۔ خاتم الاولیا ظلی طور [illegible]

یقیناً ظلی طور پر جملہ کمالات نبوت کو پانے والا ہے

ایک شبہ کا ازالہ

ممکن ہے ایک قادیانی خاتم الاولیاءؑ کے لفظ سے دانستہ یا نادانستہ یہ دھوکہ دینے کی کوشش کرے کہ جس طرح "خاتم الاولیاء" کے یہ معنے نہیں کہ اس کے بعد اور اولیاء نہ ہوں اسی طرح خاتم الانبیاءؐ کے بھی یہ معنے نہیں کہ اس کے بعد اور انبیاء نہ ہوں۔ اس لئے میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ قیاس بالکل غلط ہے کیونکہ کسی شخص کے ولی ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ وہ کسی دوسرے ولی کے ذریعہ ولی نہ ہو بلکہ براہ راست رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پانے والا ہو اس لئے خاتم الاولیاء کے بعد اور اولیاء کا ہونا ختم ولایت کے منافی نہیں لیکن خاتم الانبیاء کے بعد نبی کا ہونا ختم نبوت کے منافی ہے کیونکہ نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ کسی دوسرے نبی سے فیض پانے والا نہ ہو بلکہ براہ راست خدا تعالےٰ سے فیض پانے والا ہو۔

چونکہ ولایت سب ہی ایک ظلی شئے ہے اسلئے ایک ولی خواہ نبی سے براہ راست فیض پائے یا کسی دوسرے ولی کی معرفت فیض پائے۔ بہرحال وہ ولی ہے۔ اور جو ولی کسی دوسرے ولی کے ذریعہ آنحضرت صلعم سے فیض پانے والا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا روحانی فرزند ہے اور جو ولی براہ راست آپ سے فیض پاتا ہے ظاہر ہے کہ وہ تو بدرجہ اولےٰ آنحضرت صلعم کا فرزند روحانی ہے دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے ابراہیم علیہ السلام کے دو فرزندوں کی ہے یعنی حضرت اسحٰقؑ و حضرت یعقوبؑ کی۔ حضرت اسحٰقؑ تو براہ راست حضرت ابراہیمؑ کے فرزند ہیں اور حضرت یعقوبؑ بھی فرزند ہیں مگر بواسطہ حضرت اسحٰقؑ۔ اسلئے قرآن مجید میں آتا ہے

ووھبنا لہ اسحٰق ویعقوب

اور ہم نے ابراہیم کو عطا کئے اسحٰق اور یعقوب یاد رکھو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حضرت ابراہیم کے فرزند ہیں اگرچہ درمیان میں حضرت اسمٰعیل اور ان کے بہت سے فرزند در فرزند بھی ہوئے ہیں لیکن اس سے آپ کے ولد ابراہیم ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑا اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی اولاد کی ایک قسم وہ ہے جو براہ راست آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض پانیوالی ہے اس قسم کی روحانی اولاد کا فرد آخر مسیح موعود ہے [illegible] کا ولی نہیں ہو سکتا کیونکہ [illegible]

ہی نور محمدی کو پائیگا اور اس کی ولایت خاتم الاولیاء کی ایک شاخ ہوگی لہذا اس کی ولایت سے ختم ولایت باطل نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جہاں اس صدی کے مجدد ہونے کا دعوےٰ کیا وہاں آپ نے آخری ہزار سال کا مجدد ہونے کا بھی کھلے لفظوں میں دعوےٰ کیا۔ جس کے یہ [illegible] جس قدر صدی کے مجدد [illegible] ان کی ولایت آپ کے ذریعہ ہوگی تاکہ آپ کی ختم ولایت قائم رہے۔

اگر حضرت مسیح موعود کے بعد جو خدا تعالےٰ کے نوروں میں سے آخری نور ہیں ایک شخص بھی براہ راست مرتبہ ولایت کو پالے تو حضرت اقدس کا خاتم الاولیاء ہونا باطل ہو جائیگا۔ اسلئے احمدی احباب کو یاد رکھنا چاہئیے کہ اب بغیر اتباع خاتم الاولیاء جو کامل محمد ہے اور وہی ہے جس کا ذکر وآخرین منھم میں ہے۔ کوئی نور وہدایت نہیں پا سکتا یہ خدا کا مقرر کردہ آخری راستہ ہے جس سے علیحدہ ہونے والا گمراہی میں پڑ جائیگا جس طرح رات کے وقت سورج کی [illegible] بغیر چاند کے پانا ناممکن ہے اسی طرح اب بغیر ذریعہ مسیح موعود وہادی معہود آفتاب محمدی کی روشنی پانا قیامت تک ناممکن ہے۔ مبارک وہ جو خدا کے اس آخری نور سے نور محمدی کو حاصل کرنے کی سعی کرتا [illegible] اور بہت ہی بدقسمت [illegible] کی کو [illegible] انسان جو اس نور [illegible] [illegible] ظلمت قرار دیتا ہے اور اس امام آخر الزمان کی تکفیر اور تکذیب سے باز نہیں آتا۔

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا ہے کہ:۔

من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ۔

اور حضرت مجدد الف ثانی رح [illegible] شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ مجدد وقت سے منہ پھیرنے والا بہت بڑی گمراہی میں ہے وہ ایسے لوگوں کے حق میں

ضل ضلالا بعیدا

لکھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے نزدیک مجدد وقت وہ ہے کہ جو کچھ اس کے وقت میں فیض پہنچتا ہے وہ مجدد وقت کے واسطہ سے ہی پہنچتا ہے خواہ کوئی جانے یا نہ جانے۔ پس پچھے اصول کے ماتحت خاتم الاولیاء کا وجود تمام دنیا کے لئے واسطہ ہے فیضان خاتم النبیین کے پہنچنے کا اور جو اس فیض سے محروم رہا وہ یقیناً [illegible] قسمت ہے اور اگر اس نے اس خاتم الاولیاء کی تکفیر وتکذیب کی تو جیر [illegible] ہے کیونکہ وہ نہ صرف بہت بڑی نعمت [illegible] محروم رہا بلکہ اس نعمت کے حاسد کی [illegible]

اسلام اور سکھ ازم

گذشتہ سے پیوستہ

بس دوستوں کو شاید علم نہ ہو کہ ہماری انجمن نے گذشتہ سال ایک ماہوار رسالہ "سکھ مسلم ملاپ" گورمکھی میں جاری کیا تھا۔ یہ رسالہ ہزارہا سکھوں کو مفت بھیجا جاتا تھا چند ماہ کے عرصہ میں ہی اس رسالہ کا یہ اثر ہوا کہ سکھوں میں مسلمانوں سے اتحاد کرنے کے لئے ایک لہر سی دوڑ گئی۔ سردار پرت پال سنگھ صاحب ساکن بیگووال نے ایک مضمون مسلم [illegible] میں شائع بھی ہوا ۔ اس مضمون کے چند اقتباسات یہاں پیش کرتا ہوں:۔

"گورو نانک دیو توحید پرست تھے پہلے آپ نے توحید کا پرچار کیا۔ ... سب سے زیادہ مخالفت آپ کی ہندوؤں نے کی آپ کو گمراہ کہا۔ آپ کی دعا کی برکت سے رائے [illegible] کو خدا نے فرزند بخشا۔ رائے صاحب نے اپنے وعدہ کے مطابق [illegible] حصوں میں تقسیم کرکے ایک [illegible] کو اور ایک حصہ گورو [illegible] کر دیا جہاں اب ننکانہ صاحب [illegible] ہے۔ فلسفے کے طور پر ایک سوال کا جواب دیتے وقت گورو صاحب نے فرمایا:۔

"اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے"

جہاں تک میں نے تحقیقات کی ہے اسلام کا فلسفہ بھی دنیا کی پیدائش اللہ کے نور اور اس کے حکم سے [illegible] مانتا ہے۔

...... ایک مذہب اور اس کی فلاسفی کا مرکز اسم اعظم ہے۔ اسم اعظم کا ورد کرنے والے اور مذہبی کتاب میں اسم اعظم کو درجہ دینے والے مذاہب ہمیشہ باہم نزدیک کیے جا سکتے ہیں۔ سری گورو گرنتھ صاحب میں اللہ کا لفظ بار بار آچکا ہے سری گورو نانک صاحب نے نمازوں کے متعلق فرمایا:۔

پنج نمازاں وقت پنج پنجاں پنجے ناؤں
پہلا حق حلال دوئے تیجے خیر خدائے
چوتھی نیت راس من پنجی صفت ثنائے
کرنی کلمہ آکھ کے تاں مسلمان سدائے

یہی شریعت آپ نے خالصے کو بخشی۔ میرے ہندو بھائی اپنی قدیم جادوگری سے اب پھر خالصہ کو اپنے قریب لانا چاہتے ہیں۔ ہندو مذہب کی بنیاد ویدک دھرم کے مطابق اہم برہم (میں خود خدا ہوں) پر ہے پھر کس طرح ان کے ساتھ خالصہ کا میل درست ہو سکتا ہے۔ ہندو بھائیوں کے قول کے مطابق دسم گورو صاحب نے ہندوؤں کی حفاظت کے لئے اپنے پتا کو قربان کیا لیکن اس کے عوض گورو صاحب کے خلاف پہاڑی ہندو راجے فوجیں لیکر چڑھ آئے۔ جب منہ کی کھائی تو دربار مغلیہ سے امداد طلب کی جس کو اب مسلمانوں کا ظلم بتایا جاتا ہے۔ سوامی دیانند مہاراج نے سری گورو نانک دیو جی مہاراج کو فریبی لکھا ہے۔ (ستیارتھ پرکاش سمولاس ۱۱) اور مہاتما گاندھی نے تو حد ہی کر دی جو گرو گوبند سنگھ صاحب کو گمراہ لیڈر بتایا کیا اب بھی خالصہ ان کی جادوگری میں پھنس سکتا ہے میرے خیال میں خالصہ اور اسلام میں بھائی بھائی کا رشتہ ہے۔ جس وقت سری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے شاہ اورنگ زیب کی خدمت میں ظفرنامہ بھیجا تو اس میں صاف لکھا کہ آں بت پرست ما بت شکن (یعنی ہندو بت پرست ہیں اور میں بت شکن ہوں) جس سے خوش ہو کر شاہ اورنگ زیب نے گورو صاحب کی خدمت میں ملاقات کے لئے دعوت نامہ بھیجا ...... سری گورو گوبند سنگھ جی مہاراج نے اپنے قبیلہ کو کسی ہندو راجے کی بجائے مغلیہ حکومت کے زیر نگران چھوڑنا پسند فرمایا۔ اس سے بڑھ کر دوستی کا کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ موجودہ اسلام کے سامنے یہ واقعات نہیں ہیں۔ وہ خالصہ کو اپنا دشمن سمجھے بیٹھا ہے۔ لیکن حقیقت کے کھل جانے پر یہ صاف ظاہر ہو جائے گا کہ خالصہ اور مسلم حقیقی بھائی ہیں"

انہی دنوں ہمارے رسالے سے متاثر ہو کر ایک شہر کے سنگھ سبھا کے سیکرٹری صاحب نے لکھا کہ ہم اور مسلمان سب باتوں میں متفق ہیں مگر جھٹکا اور حلالہ کا سوال حل کر دیجئے۔ چنانچہ میں نے ایک خاص نمبر اس پر لکھا۔ وہ صاحب پھر خاموش ہو گئے۔ اب گذشتہ جولائی میں اجیت اخبار میں کسی صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا ہے وہ لکھتے ہیں کہ:۔

"اول تو سکھوں کی گوشت خوراک نہیں اور بالفرض ہو تو مانس کیا گائے کا اور کیا سؤر کا۔ اس اصول پر اگر کوئی سکھ گائے کو اس طریق پر جس طریقہ سے مرغا بکرا کھاتے ہیں کھا بھی جاوے تو سکھی سے خارج نہیں کیا جا سکتا.... خالصہ تاریخ اور گوربانی میں اشارے کے طور پر بھی کہیں ایسا حکم نہیں ملتا جس میں گائے کی پوجا یا عزت کا ذکر ہو۔

(اجیت ۲۵ جولائی ۱۹۴۳ء) ط

یہی اجیت اخبار سکھ مسلم ملاپ کے متعلق لکھتا ہے:۔

"ہندوؤں کے مقابلہ میں مسلمان اور سکھ ہر دو اقوام ایک خدا کو مانتی ہیں دونوں قومیں بہادر۔ جنگ جو اور سپاہی ہیں ہر دو اقوام کے بنیادی اصول تقریباً ایک ہیں۔ فارسی زبان کا جاننا سکھ کے واسطے ضروری ہے ہر دو اقوام کی چال ڈھال اور رفتار و گفتار ایک جیسی ہے۔ لہذا سکھ مسلمانوں کے کافی نزدیک ہیں"

اجیت کے مذکورہ بالا مضمون کے جواب میں خالصہ سماچار امرتسر کے ایڈیٹر [illegible] سنگھ نے ۱۲ اگست ۱۹۴۳ء کے پرچہ پر لکھا کہ گرنتھ صاحب میں جو یہ شلوک ہے:۔

برہمن کیکی گھات کنجکا انچاری کا دھان
پھٹک پھٹکا کوڑ بدیا سدا سدا ابھمان
پاہئے تے جاؤ دبیر نانکا اک نام
(شلوک محلہ ۳)

اس سے یہ نکلتا ہے کہ گورو صاحب گائے کو مارنا گناہ جانتے تھے۔ مگر اس کا جواب ماسٹر تارا سنگھ صاحب نے جو دیا وہ بھی قابل غور ہے فرماتے ہیں:۔

"گھانے سکھوں کی ماتا نہیں۔ اجیت نے یہ درست لکھا ہے کہ گوربانی میں گئو پوجا یا گئو کی ماتا کا ذکر نہیں۔ گورو گرنتھ صاحب میں کبھی گئو پوجا کہیں نہیں۔ گورو جی کا مطلب یہ بتانا ہے کہ واہگورو کے نام کو بھلانا پاپ ہے

شہادت امام حسین میں امت کیلئے عظیم الشان سبق

مجلس مسالمہ میں مولانا السید اختر حسین صاحب گیلانی کا خطبۂ صدارت

مسلمانان موری دروازہ دہلی نے ۵ جنوری کو عظیم الشان مجلس مسالمہ منعقد کی، جس میں بعض نامی شعرائے دہلی نے امام عالی مقام کو خراج عقیدت پیش کیا۔ چونکہ الحاج اکرام اللہ خاں صاحب کی وجہ سے موری دروازہ میں قبل ازیں سید صاحب کی تقاریر ہو چکی ہیں اور لوگ آپ کے علم و فضل کے قدر دان ہیں لہذا انہوں نے مجلس مسالمہ کی صدارت کے لئے سید صاحب کے نام کا اعلان کر دیا ٹھیک دس بجے شب سید صاحب نے اپنے خطبۂ صدارت میں شہادت امام حسینؑ کے ان پہلوؤں کو بیان کیا جن میں امت کے لئے عظیم الشان سبق موجود ہے۔ آپ نے نہایت مؤثر انداز میں فرمایا کہ کربلا کی جنگ امام حسین نے حصول خلافت کے لئے نہ لڑی تھی حضرت علی نے نصف حصہ مملکت کا آزاد حاکم حضرت امیر معاویہ کو تسلیم کر لیا تھا۔ اور باقی نصف حصہ سے بھی حضرت امام حسن حضرت امیر معاویہ کے حق میں دستبردار ہو چکے تھے۔ اگر خلافت خاندانی حق ہوتا تو امام حسنؑ اپنی خلافت سے امام حسین کے حق میں دستبردار ہوتے۔ امام حسینؑ کے لئے کیسے شایاں تھا کہ خلافت کے ورثہ کے حصول کے لئے کوشش کرتے۔ ایسا کہنا درحقیقت حضرت امام حسین علیہ السلام کی ہجو ملیح ہے۔ جن کے بھائی امام حسنؑ نے اور مقدس باپ حضرت علیؓ نے یہ نمونہ دکھایا اور حسنؑ کے نانا حضرت رسول اکرم نے تین مرتبہ کفار قریش کے وفدوں کی دولت، ثروت اور حکومت، کی تجویزوں کو ٹھکرا دیا۔ امام حسینؑ نے درحقیقت اسلام میں قیصریت کی بنیاد پڑتے دیکھی آپ نے دیکھا کہ امیر معاویہ اپنے سامنے یزید کے حق میں بیعت ولی عہدی لے رہے ہیں۔ اسی چیز کو دیکھ کر عبدالرحمان بن ابی بکرؓ پکار اٹھے تھے ہرقلیۃ اذا مات قیصر قام قیصر مکانہ واللہ لا نفعلہ ابدا۔ کہ یہ قیصریت ہے ہم اس سے تعاون نہ کریں گے۔ امام حسین عدم تعاون کرنا چاہتے تھے۔ مگر انہیں ایسا بھی نہ کرنے دیا گیا۔ آپ نے اس اصول کی خاطر اپنی اور اپنے عزیزوں اور احباب کی جان عزیز قربان کر دی، اگر نمرود، فرعون اور قیصر و کسریٰ کا سطوت و جلال ابراہیم، موسیٰ اور محمد صلوات اللہ علیہم کو مرعوب نہ کر سکا تو یزید کے تخت شہنشاہی کا رعب امام حسین کو اصول سے متزلزل نہ کر سکا۔ امام حسین کی مظلومانہ شہادت میں سبق ہے کہ حق و صداقت کا معیار کثرت نہیں ہوتی۔ غلبہ نہیں ہوتا۔ جاہ و جلال نہیں ہوتا۔ ذوالحج کا مہینہ بھی مسلمان کے لئے سبق ہے۔ اور محرم کا مہینہ بھی مسلمان کے لئے سبق۔ ذوالحج کی دس تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام کی طرح زندہ رہو اور محرم کی دس تاریخ بتاتی ہے کہ مرنا پڑے تو امام حسینؑ کی طرح حق و صداقت کی حمایت میں مردانہ وار مرو۔ خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ حق و صداقت کی شہادت ادا کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے، خواہ تمہارے اپنے نفوس کو اس سے نقصان پہنچے۔ امام حسینؑ کا ماتم کرنے والو! یہ مرتبہ شہادت امام مظلوم کی اتباع میں تم اس زندگی میں حاصل کر سکتے ہو کہ اصول حقہ کی خاطر سب کچھ نثار ہو جائے۔ لیکن اگر حالت یہ ہے ۱۰ محرم کی سینہ کوبی کے بعد ۱۱ محرم کو عدالت میں ہم صرف اس لئے ایک جھوٹی شہادت ادا کر دیں کہ اس سے ہماری ذات کو یا اعزہ و اقارب کو نقصان پہنچتا ہے۔ تو ہمارے یہ تمام جلسے محض نمائشی ثابت ہوں گے۔

پس اگر ہم سب اصول حقہ کی خاطر زندہ رہیں اور اصول حقہ کی خاطر جانیں دے دیں تو ہم انبیاء، صدیقین، شہدا اور صالحین کے گروہ میں قیامت کے دن شامل ہو سکیں گے۔

سید صاحب نے اپنے بیان کی تائید میں قرآن کریم، سیرت، اور تاریخ سے ایسے حقائق پیش کئے کہ جن کا پبلک پر گہرا اثر ہوا۔

(بقیہ صفحہ ...)

جناب مولینا یعقوب خانصاحب کی تقریر

تلاوت اور نظم کے بعد جناب مولینا یعقوب خانصاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور نے تقریر فرمائی آپ نے اپنی تقریر کے دوران میں فرمایا۔

" ابھی تھوڑے دن ہوئے ایک بڑے بھاری جرنیل نے کہا تھا کہ اس جنگ کا اختتام کب ہوگا؟ اس نے کہا تھا کہ اسکا انحصار اس بات پر ہے کہ جرمن قوم کا morale کب گرتا ہے — غلبۂ اسلام بھی ایک زبردست جنگ ہے اس کے لئے بھی ایک morale کی ضرورت ہے۔ دنیا میں پچاس فیصدی انحصار تو morale پر ہوتا ہے اور پچاس فیصدی ساز و سامان پر۔ تحریک احمدیت سچے معنوں میں ایک ایسی تحریک ہے جس نے مسلمانوں کو (morale) دیا ہے مجھے مشاہدہ ہے کہ کوئی فرد واحد مسلمانوں میں ایسا نہیں جس میں اس غلبہ کا احساس نہیں جمال الدین افغانی۔ سرسید اور دیگر زعما بھی اسی ولولہ سے کام کرتے تھے۔ تحریک احمدیت میں صرف یہی ولولہ نہیں بلکہ اس کے علاوہ ایمان کامل بھی ہے فی الحقیقت یہ بہت بڑا اضافہ ہے جو اس تحریک نے کیا ہے دوسرے لوگوں نے کسی نہ کسی چیز کا سہارا لیا ہے مثلاً سلطنت کا سہارا اسلام کی اخلاقی قوت پر انہیں پورا یقین نہ تھا ان کے خیال میں جب تک مسلمانوں کی حکومت اور تجارت نہ ہو اس وقت تک اسلام غالب نہیں آسکتا لیکن تحریک احمدیت کا یہ نظریہ ہے کہ اسلام ان کا محتاج نہیں بلکہ اسلام میں ہی وہ طاقت موجود ہے جس سے وہ دنیا میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ تحریک احمدیت غلبۂ اسلام کے لئے تمام دنیا کے نظریات سے نبرد آزما ہے احمدیت میں نشائم پسندی نہیں بلکہ یہ اسلام کے مستقبل کے متعلق نہایت پر از امید ہے تعلیم۔ تجارت۔ سیاست ان چیزوں سے تبدیلی پیدا نہیں ہوتی بلکہ قوت نمو سے تبدیلی پیدا ہوا کرتی ہے جب تک یہ قوت نمو نہ ہو کوئی درخت سرسبز نہیں ہو سکتا موجودہ فلسفے میں اس کا نام قوت تخلیق ہے جس فرد میں قوت تخلیق نہیں وہ مرجائے گا۔ بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس قوت تخلیق کو جگایا اور اس سے اس قوم کے اندر یہ حیات پیدا ہوئی جو ہمیں نظر آرہی ہے۔ حیات کا سرچشمہ صرف خدا تعالےٰ ہے جب تک خدا تعالےٰ کے ساتھ تعلق پیدا نہ ہوگا اس سرچشمہ حیات کی طرف مسلمانوں کو متوجہ کیا آج تک کوئی فلسفی اپنے علم سے اس سرچشمہ تک نہیں پہنچ سکا اس کا صرف ایک ذریعہ ہے اور وہ ہے خدا تعالیٰ سے ہمکلامی یہ وہ دولت ہے جس کی تمام دنیا کو ضرورت ہے۔ انسانی قلب کے پاس وہ دلائل ہیں جو دماغ کے پاس نہیں جب تک ہم اس چشمہ کی طرف توجہ نہ کریں اس وقت تک غلبۂ اسلام نہیں ہو سکتا مسلمان اگر سیاسی طور پر بھی بیدار ہونا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیئے کہ اس سرچشمہ کی طرف توجہ کریں یہ وہ morale ہے جو تحریک احمدیت نے مسلمانوں کو دیا ہے۔"

جناب مولینا آفتاب الدین احمد صاحب کی تقریر

جناب مولینا یعقوب خانصاحب کے بعد مولینا آفتاب الدین احمد صاحب نے تقریر فرمائی اور تقریر میں کہا "ہم دور تشکک اور دور انقلاب میں پیدا ہوئے ہیں دنیا کے معاشی اور سیاسی نظامات فیل ہو چکے ہیں دنیا کو اب ایک الٰہی نظام کی ضرورت ہے۔ مگر یہ نظام کہاں سے پیدا ہوگا بائیبل پیدا نہیں کر سکی وید نہیں پیدا کر سکتے وہ صرف قرآن پیدا کر سکتا ہے کیونکہ قرآن مجید اپنی صحیح شکل میں موجود ہے اسلام اس بات پر زور دیتا ہے کہ صرف روحانیت سے ہماری مشکلات کا حل ہو سکتا ہے اور روحانیت کی تکمیل کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کی معاشرت اور اجتماعی نظام کی ضرورت ہے سوسائٹی کے ساتھ انسان کے جو فرائض متعلق ہیں اسکو ادا کرتے ہوئے انسان خدا تک پہنچ سکتا ہے محض خیالات سے کامیابی نہیں ہو سکتی۔ ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اپنے اندر ایسے وجدان کو ترقی دیں جو زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہو محض عقلیت سے کوئی تہذیب پیدا نہیں ہو سکتی: جہاں بھی آج تک دنیا میں کوئی انقلاب پیدا ہوا ہے اس کے عقب میں کوئی مذہبی تحریک ضرور ہوتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس انقلاب کے پیدا کرنے کے ذرائع پر روشنی ڈالی

جناب مولینا عبد الحق صاحب ودیارتھی

جناب مولینا آفتاب الدین احمد صاحب کے بعد جناب مولینا عبد الحق صاحب ودیارتھی نے مغرب سے طلوع آفتاب کے موضوع پر تقریر فرمائی آپ نے سورۃ البقرہ کی یہ آیت پڑھی الم تر الی الذی حاج ابراھیم فی ربہ ان اتٰہ اللہ الملک اذ قال ابراھیم ربی الذی یحی ویمیت قال انا احی و امیت قال ابراھیم فان اللہ یاتی بالشمس من المشرق فات بھا من المغرب فبھت الذی کفر واللہ لا یھدی القوم الظلمین۔ (۲۵۸) اور فرمایا میرا مضمون ہے مغرب سے طلوع آفتاب جو آیت میں نے پڑھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے . . . .

مغرب سے طلوع آفتاب نہیں ہو سکتا لیکن حضرت نبی کریم صلعم کی حدیث ہے کہ مغرب سے طلوع شمس ہوگا اب یہ حدیث بھی صحیح ہے اور قرآن مجید بھی صادق ہے میں ان دونوں کے درمیان تطبیق دوں گا۔ مولینا موصوف نے ان دونوں کے درمیان تطبیق دی اور حاضرین نے نہایت غور سے آپ کی دلچسپ تقریر کو سنا ہم مولینا کی خدمت میں درخواست کریں گے کہ وہ اپنے اس مضمون کو پیغام صلح میں اشاعت کیلئے عنایت فرمائیں تاکہ قارئین پیغام صلح بھی اس سے مستفید ہو سکیں — اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ کی کامیابی پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرمایا اور دعا کیساتھ جلسہ ختم

(بقیہ صفحہ ۵)

ہم یاد رکھتے ہیں اس کو جو ہمیں یاد کرتا ہے اور خوشخبری دیتے ہیں اسے جو آتا ہے اللہ کی طرف جو مولی الامم ہے یعنے تمام قوموں کا آقا ہے۔ بیشک سننے والا وہ ہے جس نے میری آیتوں کو سنا اور دیکھنے والا وہی ہے جو میرے مقام کی طرف آیا۔ اور عزت والا وہی ہے جس نے میرے معزز ہاتھوں سے وحی کی شراب پی۔ خوشی ہے اس کے لئے جو اللہ کی طرف آتا ہے اور قصد کرتا ہے مقصود حقیقی کو پانے کے لئے جبکہ وہ اس قیدخانہ اعظم میں قید ہے اور مبارک ہے وہ جو زندگی کے کوثر کا پانی پیتا ہے اس قلم سے"

حوالہ سے کونسی باتیں صاف ہو گئیں

اس حوالہ سے چند باتیں صاف ہوگئیں

(۱) یہ کتاب اسی مظلوم نے نازل کی ہے جو قیدخانہ اعظم میں قید ہے۔ یعنے بہاءاللہ صاحب نے۔

(۲) جب کتاب نازل کرنے والے خود بہاءاللہ صاحب مظلوم ہیں تو پھر ظاہر ہے کہ اس کتاب کا نزول قوم کی طرف ہوا پس بہاءاللہ صاحب کا مقام کتاب کے نازل کرنے والے کا ہے نہ کہ اس شخص کا جس پر یہ کتاب نازل ہوئی ہو۔

(۳) عزت والا وہ شخص ٹھہرا جو اس وحی کی شراب کو بہاءاللہ صاحب کے ہاتھوں سے پیتا ہے۔ میں وضاحت سے دکھا چکا ہوں کہ کتاب کے نازل کرنے والے خود بہاءاللہ مظلوم ہیں پس یہ وحی کی شراب وہی خطوط ہیں جو بہاءاللہ صاحب مظلوم اپنے مریدوں یا بندوں کو لکھ رہے ہیں پس وحی کا لفظ جو کتاب اقدس میں استعمال ہوتا ہے وہ ان معنوں میں نہیں ہوتا کہ کوئی کلام خدا کی طرف سے بہاءاللہ مظلوم پر نازل ہوتا ہے۔ بلکہ ان معنوں میں ہوتا ہے کہ بہاءاللہ مظلوم کوئی خط مریدوں کو لکھتے ہیں یا کوئی کتاب اپنے قلم سے لکھتے ہیں جیسا کہ اس حوالہ کے آخر میں فرما رہے ہیں کہ طوبیٰ لمن شرب کوثر الحیوان من ھذا القلم کہ مبارک ہے وہ جو پیتا ہے زندگی کے کوثر کا پانی اس قلم سے۔ یعنے بہاءاللہ صاحب مظلوم کے قلم سے جو کچھ لکھا ہے وہ کوثر الحیوان ہے اور وحی رحیق الوحی یعنے وحی کی شراب ہے جو بہاءاللہ صاحب مظلوم اپنے مریدوں کو اپنے قلم سے لکھ کر پلایا کرتے ہیں۔

اپنے قلم کے متعلق بہاءاللہ کا دعوے

گویا بہاءاللہ صاحب کا ہاتھ خدا کا ہاتھ اور ان کا قلم خدا کا قلم ہے۔ چنانچہ اسی کتاب اقدس میں بہاءاللہ صاحب کا ایک خط اپنے دوستوں کو لکھتے ہیں۔ اس میں اپنے قلم کی نسبت جو کچھ دعوے فرماتے ہیں وہ قابل توجہ ہے لکھتے ہیں کہ یا حزب اللہ قد ارسل الیکم کتاب رقم من قلم اللہ رب العرش العظیم (کتاب ... ۱۲۱) ترجمہ :- اے اللہ کے گروہ بیشک تمہاری طرف خط بھیجا گیا ہے اللہ کے قلم سے جو رب العرش العظیم ہے [illegible] دیکھ لیجئے یہ ایک خط ہے [illegible] نے خود لکھا تھا مگر اسے رب العرش العظیم کے قلم سے لکھا ہوا بتلاتے ہیں۔

بہاءاللہ کے دعوی الوہیت [illegible] اور ثبوت

اسی طرح وہ خود نہیں [illegible] بولتا ہے۔ بلکہ خود [illegible] کلام قرار دیتے ہیں کتاب [illegible] لکھتے ہیں اذکر اذ نطق لسانی [illegible] فی اول الایام فی السجن [illegible] جب کلام کیا لسان [illegible] عظیم کی زبان [illegible] کے بیچ میں۔ قیدخانہ میں بہاءاللہ [illegible] جو کچھ مریدوں سے کہا [illegible] اپنے بولنے کو [illegible] خدائے عظیم کا بولنا [illegible] کتاب کا یہی رنگ [illegible] کو جو مریدوں کی طرف [illegible] اس بہاءاللہ مظلوم کی [illegible] بتاتے ہیں جو قیدخانے میں [illegible] طرف انہی خطوط کو رحمان کی طرف [illegible] شدہ بتلاتے ہیں۔ جیسا کہ [illegible] میں لکھتے ہیں کتاب کے نام [illegible] (کتاب اقدس صفحہ [illegible]) یا خدا ہے جو رحمان نے نازل کیا۔ دوسری جگہ یوں لکھتے ہیں کہ کتاب انزلہ المظلوم قبل حضر کتابک لدی المظلوم وعرفنا العبد الحاضر لدی الوجہ (کتاب اقدس صفحہ ۲۱) یہ کتاب یا خط [illegible] مظلوم نے نازل کیا (پھر مخاطب کے خط کی رسید بھی اس خط میں دیتے ہوئے فرماتے ہیں) تیرا خط مجھ مظلوم کے پاس پہنچا اور ایک بندہ نے جو حاضر تھا میرے سامنے پیش کیا۔ ذرا یہاں عبد کا لفظ بھی قابل توجہ ہے۔ مالک الملک جو قیدخانہ میں قید تھے تو بندہ نے (خط) پیش کرنا تھا۔ دیکھ لیجئے مرید کے خط کا جواب لکھ رہے ہیں اور اسے وحی قرار دے رہے ہیں جو مخاطب پر نازل ہو رہی ہے۔ کہاں تک لکھا جائے۔ اس قسم کے حوالوں سے کتاب بھری پڑی ہے۔ کتاب اقدس اسی قسم کے الواح یعنی خطوط اور ابتدا میں کچھ احکام فقہ پر مشتمل ہے یہی وہ کتاب ہے جو بہائیوں کی آسمانی کتاب ہے اور جسے خدا کا کلام اور ناسخ قرآن کہا جاتا ہے لیکن خدا کا کلام اس لئے نہیں کہا جاتا کہ وہ بذریعہ جبرئیل بہاءاللہ صاحب پر نازل ہوئی تھی بلکہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ بہاءاللہ صاحب نے اپنے قلم سے یہ خطوط لکھے اور احکام شرعی [illegible] اور چونکہ خدا ان میں حلول [illegible] لئے ان کا بولنا خدا کا بولنا اور ان کا لکھنا خدا کا لکھنا تھا۔

(باقی آئندہ)

پیشگوئی مصلح موعود اور جناب میاں صاحب کا ایک تازہ "کارنامہ"

میاں صاحب کے متضاد بیانات اور موجودہ اعلان کا تاریخی پس منظر

{ از مدیر }

الفضل مورخہ ۳۰ ر جنوری ۱۹۴۴ء کے مختلف مضامین اور مقالہ افتتاحیہ میں یہ لکھا گیا ہے کہ جناب میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء میں اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان کر دیا۔ وہ خطبہ جمعہ چونکہ ابھی ہمارے پاس نہیں پہنچا اس لئے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا جا سکتا البتہ ہم میاں صاحب کے متضاد بیانات کو پیش کرتے ہیں اور ان کے مذکورہ اعلان کے پس منظر کو قارئین پیغام صلح کے سامنے نہایت اختصار کیساتھ رکھتے ہیں جس کا اس اعلان سے گہرا تعلق ہے تاکہ آیندہ اس پس منظر کی روشنی میں ان کے موجودہ اعلان کا جائزہ لیا جا سکے۔

یہ امر تمام احمدی دوستوں پر روشن ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک عظیم الشان انسان اور مصلح کی آمد کی پیشگوئی فرمائی ہے جس کا ذکر آپ نے سب سے پہلے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء والے اشتہار .... میں کیا، اس پیشگوئی کو حضور نے پہلے بشیر اول پر چسپاں کیا جو فوت ہو گئے اور ان کے بعد تریاق القلوب میں مبارک احمد جو حضور کے سب سے چھوٹے بیٹے تھے اور آپ کی زندگی ہی میں اس دار فانی سے رحلت فرما گئے۔ کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا لیکن ان کی وفات کے بعد آپ نے کسی لڑکے کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار نہیں دیا۔ اور حضور پر یہ حقیقت عیاں ہو گئی کہ اس پیشگوئی کا تعلق ان کی موجودہ اولاد سے ہرگز نہیں۔ چنانچہ ساری جماعت احمدیہ اور جناب میاں صاحب خود بھی اس امر پر متفق رہے اور سب کا یہی خیال رہا کہ اس پیشگوئی کا تعلق کسی معمولی لڑکے کی پیدائش سے نہیں بلکہ ایک عظیم الشان مصلح سے ہے جو آیندہ ہوگا اور "صاحب شکوہ و عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماری سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اسے اپنے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے"

جب تک جناب میاں صاحب کو ضرورت نہ پیش آئی تھی اس وقت تک کسی آیندہ آنے والے شخص کو ہی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نسل سے ہو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا جاتا رہا لیکن جب جناب میاں صاحب کو ضرورت پیش آئی تو بعض مصلحتوں کے پیش نظر مبشر اشتہار کی دو .... پیشگوئیوں کو خلط ملط کر کے مصلح موعود کو غیر مامور بنانے اور فعلی شہادتوں کو تراشنے اور ان میں رنگ بھرنے سے اس پیشگوئی میں مختلف قسم کی پیچیدگیاں پیدا کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ اس پیشگوئی کا اصل مفہوم اور مصداق لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو جائے۔

اس کوشش میں دو حکمتیں کارفرما تھیں ایک تو یہ کہ اس سے جناب میاں صاحب کی حیثیت فوق الفطرت بن جائے اور وہ آئے روز کے اعتراضات کی زد سے نکل جائیں، دوسرے جناب میاں صاحب کو جماعت لاہور پر جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک موعود جماعت ہے .... تیم پرست لوگوں کی نظروں میں تفوق حاصل ہو جائے اور وہ .... اس جماعت کی مساعی جمیلہ کو لائق اعتنا خیال نہ کریں، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے بموجب اس جماعت کی حیثیت بہت بلند ہے اس جماعت کے متعلق حضور کا الہام ہے "لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں" اور پھر مغرب میں اشاعت اسلام اور تفسیر قرآن کے ضمن میں ارشاد فرمایا "یہ کام ہرگز دوسرے سے نہ ہوگا یہ کام مجھ سے ہوگا یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے" اس کے علاوہ حضور کا پنجہزاری فوج والا کشف بھی حالات اور واقعات کی روشنی میں صرف جماعت احمدیہ لاہور پر ہی منطبق ہوتا ہے۔

اب حضور کے اس واضح الہام اور کشف اور جماعت لاہور کی خدمات اسلامیہ کا جناب میاں صاحب کے مشاغل سے تقابل ہوتا تھا پہلے تو جناب میاں صاحب نے بحیثیت خلیفہ کے اپنی شخصیت کو اعتراضات، تنقیدات اور محاسبہ کی زد سے باہر کیا اور پھر پیشگوئی مصلح موعود کو نامحسوس طور پر اپنی ذات سے وابستہ کرتے چلے گئے اور ان دونوں عقیدوں کی نشر و اشاعت میں ایک ہی جذبہ کام کر رہا تھا اور وہ یہ کہ جناب میاں صاحب کو ایک فوق الفطرت حیثیت دے دی جائے جس پر جناب میاں صاحب کے بیانات شاہد ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جب مخالفین نے پیشگوئیوں پر اعتراض کئے تو جناب میاں صاحب نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے "صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے" اس کتاب میں رقمطراز ہیں "تیسری بات جس پر اعتراض کیا جاتا ہے وہ پانچویں بیٹے کی پیشگوئی ہے جس کی نسبت مخالفین سلسلہ کا خیال ہے کہ وہ اب تک پوری نہیں ہوئی، کیونکہ حضرت اقدس نے مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۲۹ پر صاف طور پر لکھا ہے کہ

بشرنی بخامس فی حین من الاحیان

یعنی مجھے ایک پانچویں بیٹے کی بشارت دی گئی ہے اور اسی طرح اور بہت سے الہامات سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے ہاں ایک اور لڑکا پیدا ہونیوالا ہے۔ مثلاً یہ کہ انا نبشرك بغلام حليم ينزل منزل المبارك يهب لك غلاماً زكيا رب هب لى ذرية طيبة انا نبشرك بغلام اسمه يحيىٰ مظهر الحق والعلاء كان الله نزل من السماء ....

پس جب سب نبیوں سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے اور انھوں نے آیندہ زمانہ کی خبریں بھی دیں اور بتایا کہ میری نسل سے ایک ایسا لڑکا ہوگا جس کی ہیبت اس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اس کی مدد کے لئے اتر آیا تو کیا ہوا اس سے تو ان کی اور بھی سچائی ثابت ہوگی اور اس وقت کے لوگ اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھیں گے اور مزہ اٹھائیں گے ..... ورنہ جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں کہ یہ بیٹے کی پیشگوئی ایسے لڑکے کی نسبت ہے جو آپ کی نسل سے ہوگا اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اس کے ساتھ ہوگی اور یہ بھی ثابت کر آیا ہوں کہ حضرت اقدس کے الہامات میں ہی اس قسم کے استعارات نہیں ہیں بلکہ پہلے نبیوں کے کلام میں اور قرآن مجید و حدیث میں بھی ہیں کہ بیٹا کہا جاتا ہے اور مراد نسل میں سے کوئی آدمی ہوتا ہے،،

کہا جا سکتا ہے کہ اس اقتباس میں میاں صاحب نے مصلح موعود کا ذکر نہیں کیا لیکن علامات سب کی سب مصلح موعود کی ہیں مثلاً غلاماً زکیا۔ ذریۃ طیبۃ۔ غلام حلیم۔ یہ سب مصلح موعود کی علامات ہیں اور اس سے ان میں جو شان اس لڑکے کی بیان کی گئی ہے یعنی مظهر الحق والعلاء كان الله نزل من السماء یہ الہام مصلح موعود کی شان میں ہے اور اس کی تصدیق الفضل کئی دفعہ کر چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی ان علامات کو اپنی موجودہ اولاد پر چسپاں نہیں کیا اور جناب میاں صاحب کسی آیندہ لڑکے کو ان علامات کا مصداق قرار دیتے رہے ہیں، تو اب یہ تبدیلی کیوں رونما ہو گئی کیا وہ علامات میاں صاحب میں نمایاں ہو گئی ہیں کہ میاں صاحب مصلح موعود بن سکیں، جب وہ علامات میاں صاحب میں موجود نہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی جناب میاں محمود احمد صاحب کو ان علامات کا مصداق قرار نہیں دیا اور جناب میاں صاحب خود بھی تسلیم کرتے رہے کہ وہ عظیم الشان لڑکا آیندہ ہوگا تو پھر میاں صاحب ہرگز ہرگز اس پیشگوئی کا مصداق نہیں قرار دیئے جا سکتے کیونکہ اس پیشگوئی کا مصداق ایک غیر معمولی انسان ہے اور مامور ہے جسے خدا تعالیٰ خود کھڑا کرے گا۔ جناب میاں صاحب اس امر کی بھی تائید کرتے ہیں کہ مصلح موعود مامور ہوگا۔ چنانچہ ایک تقریر الفضل مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۱۷ء میں شائع ہوئی اس تقریر میں انھوں نے صاف طور پر انکار کیا ہے کہ وہ مصلح موعود نہیں ہیں فرماتے ہیں: "ہاں میں ابھی نہیں کہہ سکتا کہ میں مصلح موعود ہوں کیونکہ مجھے خدا نے اس کی خبر نہیں دی اگر مجھے خبر دی گئی تو کسی سوال کی ضرورت نہ ہوگی میں خود اعلان کروں گا"

لیکن ۱۹۳۵ء میں میاں صاحب کے [illegible] ذہنی انقلاب آتا ہے اور وہ نہایت [illegible] کے ساتھ مصلح موعود کے متعلق اپنے نظریہ کو تبدیل کر لیتے ہیں۔ اس تبدیلی کی وجوہات نفسیاتی اور اجتماعی ہیں جن کے تجزیہ اور تحلیل کی یہاں چنداں ضرورت نہیں اور ویسے بھی وہ لوگ کثرت سے موجود ہیں جنہوں نے ان نفسیاتی اور اجتماعی وجوہ کو نظر غائر سے مطالعہ کیا ہے میاں صاحب اپنے خیالات کو فوراً بدلتے ہیں اور ارشاد ہوتا ہے: "لیکن جو نکہ دشمنوں کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ سبز اشتہار والی پیشگوئی میرے متعلق نہیں اور میں خود اسے اپنے متعلق ہونے سے انکار کرتا ہوں اس لئے میں اس کے متعلق بھی کچھ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں یہ بات قطعاً غلط ہے کہ میں اس کے اپنے متعلق ہونے سے انکار کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ اس پیشگوئی کو کسی مامور کے متعلق سمجھا جاتا ہے یا یہ سمجھا جاتا ہے کہ جس کے متعلق یہ ہے اس کے لئے [illegible] دعوے کرنا لازمی ہے [illegible]"

الفضل [illegible] ۱۹۳۵ء

میاں صاحب [illegible] نے اوپر درج کیا ہے کتنا تضاد [illegible] میاں صاحب کسی آیندہ ہونے [illegible] ان علامات کا مصداق قرار دیتے [illegible] مصلح موعود کی ہیں اور کبھی فرماتے [illegible] مصلح موعود مامور ہے یعنی وہ اللہ تعالیٰ [illegible] اطلاع پا کر دعویٰ کرے گا اور کبھی کہتے [illegible] کہ مصلح موعود مامور نہیں اور اس کے لئے [illegible] اطلاع پا کر دعویٰ کرنا ضروری نہیں معلوم نہیں جناب میاں صاحب کی ان تینوں کیفیتوں کو کیا کہا جائے اور کون سے بیان کو درست سمجھا جائے، حضرت صاحب کے وصال کے بعد ان کا خیال کچھ اور تھا اور ۱۹۱۷ء میں اس سے مختلف اور ۱۹۳۵ء میں پہلے دونوں بیانوں سے متضاد اور اب جبکہ میاں صاحب نے یہ خیال کیا کہ زمین تیار ہو گئی اور ان کی جماعت کے لوگ انہیں مصلح موعود سمجھنے پر آمادہ ہو گئے تو انھوں نے اعلان کر دیا کہ وہ مصلح موعود ہیں گو ہمیں ابھی تک معلوم نہیں کہ وہ اعلان کیا ہے ہم صرف اس اعلان کا پس منظر بیان کر رہے ہیں اور ان کی متضاد باتوں کو پیش کر رہے ہیں، معلوم نہیں قادیانی معاصرین ان متضاد باتوں کو کیسے ایک دوسرے سے تطبیق دے سکتے ہیں اور اس کی کیا وجہ تسمیہ بیان کر سکتے ہیں، کیا اس تضاد پر روشنی ڈالی جا سکے گی؟

فتن غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

{ از حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم }

قسط نمبر ۳

بہائیوں کا ایک غلط استدلال

میں نے بہاءاللہ میں خدا کا حلول کرنا اپنی طرف سے نہیں لکھا بلکہ ساری کتاب اقدس انہی خیالات کا مجموعہ ہے۔ اسی کتاب اقدس میں بہاءاللہ نے کئی جگہ صریح دعوے کیا ہے کہ ان کا بولنا ایسا ہی ہے جیسا کہ خدا درخت اور آگ ہی سے حضرت موسےٰ سے بولا تھا۔ چنانچہ کتاب اقدس صفحہ ۳۶۳ پر لکھا ہے تحدث به المنادی فی الاشجار یعنے جس طرح حضرت موسےٰ کو مخاطب کرکے درخت اور آگ میرا سے بولا تھا ویسا ہی آج مجھ میں سے (یعنے بہاءاللہ صاحب میں سے) بولتا ہے) اس سے بڑے فخر سے بہائی دنیا اور بعض بہائیوں سے مرعوب قلوب اور اذہان یوں استدلال کیا کرتی ہیں کہ جیسے درخت اور آگ سے خدا بول سکتا ہے تو جناب بہاءاللہ صاحب کے جسم اور زبان میں سے کیوں نہیں بول سکتا۔

خدا مادی چیزوں میں حلول نہیں کیا کرتا

اس کا جواب یہ ہے کہ نہ کسی مادی درخت اور آگ میں خدا کبھی بولا اور نہ بہاءاللہ صاحب کے جسم میں خدا کبھی داخل ہو کر بول سکتا ہے۔ یہ دونوں باتیں غلط اور جہالت پر مبنی ہیں۔ مادی چیزوں میں خدا حلول نہیں کیا کرتا۔ اس کی ذات اس سے پاک ہے یہ آتش پرستی اور درخت پرستی اور انسان پرستی کی تعلیم ہے جو خدا کو ان مادی چیزوں میں حلول کرتا ہوا اور بولتا ہوا مانا جائے۔ بت پرست بھی یہی کہتے ہیں کہ ان بتوں میں ایشور یا پرماتما حلول کر جاتا ہے۔ تعجب ہے کہ اس شرک اور عناصر پرستی کی تعلیم کو قرآن کریم کی خالص توحید و معرفت الٰہی کی تعلیم کا ناسخ قرار دیا جاتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ ایسی زبردست باتیں ہیں جن کا ہمارے پاس جواب کوئی نہیں۔ بریں عقل و دانش بباید گریست۔

حضرت موسےٰ کا اصل واقعہ

قرآن کریم میں کہیں نہیں کہ حضرت موسےٰ سے خدا کسی مادی درخت یا آگ میں بولا تھا دوسرے نبیوں کی طرح حضرت موسےٰ علیہ السلام کو بھی بذریعہ وحی منصب رسالت عطا ہوا تھا البتہ ان کے ساتھ یہ عادت الٰہی تھی کہ وحی متلو کے نزول کے وقت ان کو انقطاع کے ... کے لئے دوسرے لوگوں سے علیحدگی اختیار کرنی پڑتی تھی۔ چنانچہ شریعت کے احکام کے نزول کے وقت بھی ان کو اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کرکے طور سینا پر چالیس راتیں گذارنی پڑی تھیں۔ یہ صرف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انقطاع الی اللہ کا کمال تھا کہ ہر وقت خلوت و جلوت میں آپ پر وحی متلو کا نزول ہوا کرتا تھا۔ اور آپ کے لئے کسی علیحدگی کی ضرورت نہ تھی لیکن حضرت موسےٰ علیہ السلام کے معاملہ میں عادت الٰہی اسی طرح معلوم ہوتی ہے کہ ان پر وحی متلو ہوتی تھی تو اس کے لئے انہیں دوسرے لوگوں سے علیحدگی کی ضرورت ہوتی تھی۔ چنانچہ یہی وجہ تھی جو انہیں کشفی نظر میں ایک چمک نظر آئی یا اگر کشفی نظر نہ بھی مانا جائے تب بھی آگ کی تلاش میں کسی چمکارے نے انہیں بیوی سے علیحدہ ہونے پر آمادہ کیا لیکن جب آپ وہاں پہنچے جو ایک بہت بابرکت جگہ تھی اور درختوں والی تھی تو دائیں طرف سے یہ آواز آئی کہ اے موسےٰ میں ہوں خدا رب العالمین یعنی علیحدگی ہونے پر آپ پر وحی آنی شروع ہو گئی۔ میں اصل الفاظ نقل کر دیتا ہوں۔ قرآن کریم فرماتا ہے فلما اتاها نودي من شاطئ الواد الايمن في البقعة المباركة من الشجرة ان يموسى اني انا الله رب العالمين (القصص) اور جب موسےٰ آگ کے پاس پہنچا تو وادی کی دائیں طرف سے درختوں والی بابرکت جگہ میں سے آواز آئی کہ اے موسےٰ میں ہوں اللہ تمام جہانوں کا رب۔ یہ ہے وہ آیت جس کی معنی یوں کی جاتی ہے کہ درخت میں سے آواز آئی۔ اور محض اسلئے کی جاتی ہے کہ مادی اجسام میں خدا کا حلول منوایا جائے۔ حالانکہ بات بالکل صاف ہے کہ جب موسےٰ آگ کے پاس پہنچے تو وادی کے دائیں جانب سے آواز آئی اس حالت میں کہ موسےٰ اس مبارک جگہ میں تھے جو درختوں والی تھی گویا علیحدگی ہوتے ہی جو درختوں والی بابرکت جگہ میں حضرت موسےٰ کو وحی شروع ہو گئی اور وادی کے دائیں جانب سے آواز آنے کی خصوصیت اس لئے کی کہ ثابت کیا جائے کہ انبیاء کی وحی ان کے اندر سے خدا کے بولنے کی آواز نہیں ہوا کرتی بلکہ وہ آواز خارج سے آتی ہے جس سے وہ خود بھی حیران رہ جاتے ہیں۔

بہاءاللہ صاحب کے علم قرآن کی حقیقت

مگر بہاءاللہ صاحب کا علم قرآن اور توحید کی آن ملاحظہ ہو کہ سیدھی سادی آیت کی معنی وہ کی جو عناصر پرستی کی ممد ٹھیرتی ہے تاکہ اس سے انسان پرستی کا جواز نکالا جائے یاللعجب! کیا یہ خدا تھا جو بہاءاللہ صاحب کی شکل میں آیا تھا جسے آیت قرآنی کے معنی کرتے ہوئے اتنا پتہ نہ لگا کہ ان معنوں سے میری اپنی توحید کی جڑ کٹتی ہے اور بت پرستی اور عناصر پرستی اور انسان پرستی کی بنیاد پڑتی ہے۔

بہاءاللہ صاحب اپنے لئے خدائی مقام تجویز کرتے ہیں

اس سے جہاں بہاءاللہ صاحب کے توحید و معرفت الٰہی کے علم کی قلعی کھل گئی وہاں ان کے دعوے پر بھی اچھی طرح روشنی پڑ گئی کیونکہ اس مثال سے معلوم ہو گیا کہ وہ اپنے لئے موسےٰ کا مقام تجویز نہیں کرتے جو مقام نبوت و رسالت ہے بلکہ موسےٰ کے خدا کا مقام تجویز کرتے ہیں جس نے موسےٰ کو اس مبارک وادی میں پکارا تھا اور یہ فرق خود انھوں نے اپنے قلم سے کیا ہے جسے رب العرش العظیم کا قلم بتاتے ہیں۔

ایک اور حوالہ

میں حوالہ اوپر دے آیا ہوں۔ لیکن ایک اور حوالہ سن لو۔

ایک خط میں فرماتے ہیں یا علی اکبر اسمع النداء من شطر الوادی الایمن (کتاب اقدس صفحہ ۱۲۶) اے علی اکبر سن لے آواز وادی کے دائیں کنارے والی یعنے جو خدا کی آواز موسےٰ کو وادی کی دائیں طرف سے آئی تھی وہ آج تو مجھ سے سن رہا ہے۔ ہم تو سنتے ہیں موسےٰ کو خدا کا پکارنا بذریعہ وحی تھا۔ مگر بہاءاللہ صاحب کہتے ہیں کہ نہیں ایک مادی درخت میں حلول کرکے خدا نے پکارا تھا۔ اور اسی طرح آج میرے جسم میں خدا حلول کرکے دنیا کو پکار رہا ہے پس یہ مقام نبوت و رسالت کا نہیں جو بہاءاللہ صاحب اپنے لئے تجویز کرتے ہیں۔ بلکہ یہ مقام الوہیت کا ہے متکلم کا نہیں مکلم کا ہے۔

بہاءاللہ کے فدائیوں اور مخفی شیدائیوں سے خطاب

بہاءاللہ صاحب کے فدائیو یا مخفی شیدائیو! تقیہ یا دھوکا دہی سے کام نہ لو اور خدا سے ڈرو۔ بہاءاللہ صاحب نے کہیں نہیں کہا کہ خدا مجھ پر بذریعہ وحی کلام نازل کرتا ہے بلکہ برخلاف اس کے وہ خود کلام کرتے ہیں یا لکھتے ہیں اور اسے خدا کا کلام بتاتے ہیں وہ صاف کہتے ہیں کہ ان میں حلول کرکے خدا بولتا ہے جس طرح درخت میں حلول کرکے خدا بولا تھا پس ان کی پوزیشن کسی ملہم یا نبی و رسول کی نہیں جن کو مخاطب کرکے خدا بولا کرتا ہے بلکہ خود خدا کی ہے جو نبیوں اور رسولوں یا دوسرے لوگوں کو مخاطب کرکے بولا کرتا تھا پس اس ذرہ کو نہ بھولو اس کے بعد بہاءاللہ صاحب کی پوزیشن کو نبی و رسول کی پوزیشن بتانا یا سمجھنا ہے یا صریح دھوکہ دہی۔

بہاءاللہ کی پوزیشن رسولوں کے بھیجنے والے کی ہے

میں وضاحت سے دکھا چکا ہوں کہ کتاب اقدس میں بہاءاللہ صاحب نے جو اپنی پوزیشن قائم کی ہے وہ کسی رسول یا نبی کی نہیں بلکہ رسولوں کے بھیجنے والے کی ہے۔ موسےٰ علیہ السلام کی وحی کے وقت جو پوزیشن خدا کی تھی اور جو بقول ان کے یہ تھی کہ خدا درخت کے اندر سے بول رہا تھا۔ ٹھیک وہی پوزیشن وہ اپنی قائم کرتے ہیں وہ اپنے تئیں حضرت موسےٰ کی طرح مہبط وحی قرار نہیں دیتے جن سے خدا بولتا تھا بلکہ وہ اپنی حیثیت اس خدا کی قرار دیتے ہیں جو موسےٰ سے کلام کیا کرتا تھا۔

کتاب اقدس کے تین فیصلہ کن حوالے

چنانچہ صاف طور پر کتاب اقدس میں یہی الفاظ موجود ہیں۔ میں صرف تین حوالے پیش کرتا ہوں۔

۱۔ یا حسین اسمع ما تکلم به مکلم الطور (کتاب اقدس صفحہ ۱۱) اپنے مرید حسین کو خط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے حسین سن جو طور پر کلام کرنے والا تجھ سے کلام کرتا ہے گویا طور پر جو حضرت موسےٰ سے کلام کرتا تھا یعنی خدا وہ آج ایک شخص حسین کو مخاطب کرکے کلام کر رہا ہے اور وہ خود جناب بہاءاللہ بنفس نفیس ہیں۔

۲۔ ایک پرانی ملاقات کو یاد دلاتے ہوئے اپنے مرید نصیر کو مخاطب کرکے لکھتے ہیں انظر ثم اذکر اذ تکلم معك مكلم الطور و توجه الیک وجه الظهور (کتاب اقدس صفحہ ۱۱) دیکھ پھر یاد کر جب تجھ سے کلام کرتا تھا طور پر کلام کرنے والا اور خدا کا ظہور یعنی بہاءاللہ تیری طرف متوجہ تھا اور تجھ سے باتیں کرتا تھا

۳۔ پھر ایک جگہ لکھتے ہیں یا ملاء الارض قد اتی یوم النصر و ظهر مکلم الطور بآیات عجز عنها من فی السموات و الارضین (کتاب اقدس صفحہ ۱۱) اے زمین کے لوگو! بیشک خدا کی نصرت کا دن آ گیا اور طور پر کلام کرنے والا ظاہر ہو گیا ایسے نشانات کے ساتھ جن سے وہ تمام لوگ جو آسمانوں اور زمین میں بستے ہیں۔ عاجز آ گئے ہیں دیکھا کیا نشانات آسمانی ہیں اور کس قدر آسمان و زمین کی مخلوق ان کے سامنے عاجز آ گئی ہے کہ جیل خانہ میں پڑے پڑے ساری عمر گذار دی اور جلاوطنی میں مر گئے۔

چند مزید قابل غور حوالے

اس کے بعد میں چند ایسے حوالے پیش کرتا ہوں جن میں صاف طور پر بہاءاللہ صاحب اپنے آپ کو رسولوں اور نبیوں کا بھیجنے

اور کتابوں اور آیات کا نازل کرنیوالا قرار دیتے ہیں۔

۱- یا ملاء الارضین والسموات قد اتی منزل الآیات بسلطان لا تقوم معہ جنود العالم لا سطوة الذین غفلوا عن ھذا الامر العظیم (کتاب اقدس صفحہ ۹۴)

اے زمینوں اور آسمانوں کے لوگو۔ بیشک آگیا آیات کا نازل کرنے والا ایسے غلبہ کے ساتھ کہ جس کے مقابلہ میں تمام جہان کا لشکر ٹھہر نہیں سکتا اور نہ ان لوگوں کی طاقت سطوت کوئی کام آسکتی ہے جو اس امر عظیم (یعنی بہاء اللہ صاحب) کی آمد سے غافل ہیں۔ یہ آیت کا نازل کرنے والا یعنی خدا جس کی آمد کی خبر یہاں دی جارہی ہے وہ خود جناب بہاء اللہ ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ اس شان سے تشریف لائے ہیں کہ تمام عالم کی فوجیں اور سلطنتیں اس کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ لیکن جب بہاء اللہ صاحب کی زندگی کے واقعات پر نظر ڈالو تو یہ تعلّی کس قدر مضحکہ خیز نظر آتی ہے۔

۲- پھر ایک مرید کو لکھتے ہیں جس سے کبھی بہاء اللہ صاحب۔ مخاطب ہو کر باتیں کرتے رہے تھے۔ **طوبیٰ لک بما توجہ الیک وجہ اللہ ویکلمک مکلم الطور فضلاً من عندہ انہ ھو الفضال القدیم** (کتاب اقدس صفحہ ۔۔) خوشخبری ہو تجھے اسلئے کہ خدا کے منہ یعنی اس کے ظہور بہاء اللہ نے تیری طرف توجہ کی تھی اور تجھ سے طور پر کلام کرنے والا یعنی بہاء اللہ کلام کرتا رہا۔ یہ اس کا فضل ہے بیشک وہ بڑا فضل کرنے والا اور قدیم ہے۔ پھر آگے چل کر فرماتے ہیں **قد ارسلنا وانزلنا الکتاب** کہ بیشک ہم نے رسول بھیجے اور ہم نے کتاب نازل کی۔ ممکن ہے یہاں کسی کو وسوسہ گذرے کہ مرسل رسل اور منزل کتاب سے مراد شاید یہاں خدا ہو اور بہاء اللہ نہ ہو لیکن یہ وسوسہ غلط ہے کیونکہ اسی کے آگے چل کر فرماتے ہیں کہ **کم من عالم تمسک بالشریعۃ وجھا افتیٰ علی منزلھا** کہ بہت سے عالم ہیں جو شریعت سے تمسک کرتے ہیں اور پھر اسی کے ماتحت اس شریعت کے نازل کرنے والے پر فتوے لگاتے ہیں یہ ان علماء کی شکایت ہے جو بہاء اللہ صاحب پر فتوے تکفیر لگاتے تھے۔ اس سے صاف پتہ لگ گیا کہ شریعت نازل کرنے والا اور کتاب اور رسولوں کو بھیجنے والا یہاں خدا نہیں بلکہ خود جناب بہاء اللہ صاحب بنفس نفیس ہیں

۳- **حذا یوم تشرف الطور بقلمہ والسدرة بمظھرھا والکتاب بمنزلھا القوم اکثرھم لا یفقھون** (کتاب اقدس صفحہ ۔۔) یہ وہ زمانہ ہے جس میں طور کو شرف ملا اس کے کلام کرنے والے سے اور سدرہ کو اس پر ظہور کرنے والے سے اور کتاب کو اس کے نازل کرنے والے سے اور اکثر لوگ سمجھتے نہیں یعنی اس زمانہ میں بہاء اللہ صاحب کے وجود میں طور پر کلام کرنے والا یعنی خدا اور محمد رسول اللہ صلعم کی معراج میں سدرہ پر ظہور کرنے والا اور آسمانی کتابوں کو نازل کرنے والا خود اپنی ذات سے ان چیزوں کو بزرگی بخش رہا ہے یعنی آیا ہوا ہے لیکن اسے اکثر لوگ نہیں سمجھتے (سمجھیں کیونکر۔ انسان کو خدا کیسے سمجھ لیں۔ کیونکہ طور پر کلام کرنے والا۔ سدرہ پر ظہور کرنے والا۔ کتابوں کا نازل کرنے والا خود خدا تھا۔ بہاء اللہ کو خدا سمجھ کر شرف انسانیت کی توہین کس طرح کریں۔ ناقل)

۴- اہل البیان یعنی بابیوں کو مخاطب کر کے بہاء اللہ صاحب فرماتے ہیں۔ **یا ملاء البیان تاللہ قد اتی منزلہ ومرسلہ** (کتاب اقدس صفحہ ۳۲) اے البیان (یہ وہ کتاب ہے۔ جسے علی محمد باب نے بطور الہامی کتاب کے پیش کیا) والو۔ اللہ کی قسم بیشک آگیا اس کا نازل کرنے والا اور اس کا بھیجنے والا۔ گویا علی محمد باب پر البیان کتاب نازل کرنے والے خود بہاء اللہ صاحب تھے جو اب خود بنفس نفیس تشریف لے آئے ہیں۔ لیکن البیان والے کب انہیں ماننے والے تھے اس لئے شکایت کرتے ہیں کہ:۔

۵- یذکرون نقطۃ البیان ویفتون علی مرسلہ ویقرؤن الآیات وینکرون منزلھا فاعتبروا یا اولی الابصار (کتاب اقدس صفحہ ۹۰) نقطہ البیان یعنی الہامی کتاب البیان کو تو یاد کرتے ہیں اور البیان کے بھیجنے والے پر کفر کے فتوے لگاتے ہیں اور آیات الٰہیہ کو پڑھتے ہیں اور ان کے نازل کرنے والے کا انکار کرتے ہیں۔ پس عبرت پکڑو اے بصیرت والو۔

بہاء اللہ کو نبیوں اور رسولوں کے عقیدہ پر پرکھنے کا مطالبہ غلط ہے

میرے خیال میں ایک عقلمند کے لئے یہ حوالجات اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ بہاء اللہ صاحب نے اپنی حیثیت کسی نبی اور رسول اور ملہم کی قرار نہیں دی جو مہبط وحی ہوتا ہے یعنی اس پر کتاب نازل ہوتی ہے یا خدا اس سے کلام کرتا ہے۔ بلکہ وہ اپنی حیثیت خود نبی اور رسول بھیجنے والے کی اور رسولوں اور ملہمین سے کلام کرنے والے کی قرار دیتے ہیں۔ پس کس قدر غلطی اور ابلہ فریبی ہے اگر بہاء اللہ صاحب کے کذب وصدق کو اس معیار پر پرکھنے کے لئے مطالبہ کیا جائے جو نبیوں اور رسولوں اور ماموریں ملہمین کا ہے۔

رسولوں اور ماموروں کی صداقت پر حضرت مرزا صاحب کی پیشکردہ ایک دلیل

رسولوں اور ماموروں کی صداقت پر حضرت اقدس مرزا صاحب نے جہاں سینکڑوں دلائل قائم کئے تھے وہاں ایک دلیل یہ بھی پیش کی تھی کہ قرآن کریم میں ہے **لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین** کہ اگر ہم پر یہ (یعنی محمد رسول اللہ صلعم) کوئی کلام افترا کرے (یعنی خدا نے آپ پر وحی نہ کی ہو اور آپ اپنے دل سے گھڑ کر پیش کردیں یہ خدا کا کلام ہے) تو ہم اسے اس کے دائیں ہاتھ سے پکڑ لیں گے اور پھر اس کی رگ جان کاٹ دیں گے۔ پس آپ کا ۲۳ سال تک اپنے دعوئے نبوت ورسالت پر زندہ رہنا اس بات پر دلیل ہوگی کہ مفتری علی اللہ ۲۳ سال تک زندہ نہیں رہتا۔

بہاء اللہ صاحب کی صداقت پر یہ دلیل پیش نہیں کی جاسکتی

مجھے دیکھ کر تعجب ہوا جب بہائیت کے ایک نو گرفتار صاحب اس دلیل کو بہاء اللہ صاحب کی صداقت پر بطور دلیل پیش کر کے بہت فخر کرنے لگ گئے اور مجھے سمجھ نہیں آتا کہ میں اسے جہالت کہوں یا چالاکی کہوں۔ کیونکہ دل کو چیر کر کسی نے نہیں دیکھا خدا جانے وہ اپنے نفس سے فریب خوردہ ہوں۔

چند قابل غور امور

اس آیت پر غور کرنے کے لئے چند امور قابل توجہ ہیں:۔

۱- سب سے پہلے تو یہ کہ یہ ایک ایسی دلیل ہے جو صرف ان لوگوں کے سامنے پیش کی جاسکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلعم کو صادق اور راستباز خدا کا نبی اور رسول مانتے ہیں۔ ایک منکر کے لئے یہ کوئی دلیل نہیں لیکن وہ کہہ سکتا ہے کہ ۲۳ سال کی میعاد کوئی ایسی میعاد نہیں وہ معقول یا منقول طور پر کسی کی صداقت کے لئے معیار ہوسکے پس منکر کے لئے محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت کے لئے جو دلائل پیش ہوسکتے ہیں وہ ہیں آپ کی اعلیٰ درجہ کی تعلیم۔ آپ کے اخلاق فاضلہ آپ کی تائید میں نشانات آسمانی اور نصرت الٰہیہ کا ظہور۔ آپ کی خارق عادت کامیابی وغیرہ وغیرہ۔ یہی وہ دلائل ہیں جو ہر ایک راستباز اور مامور من اللہ کی صداقت کے لئے بطور معیار کے ہر ایک منکر اور مومن پر حجت ہوسکتے ہیں۔

۲- خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ۲۳ سال والی میعاد آپ کا معیار صداقت نہ ہوسکتا تھا کیونکہ میعاد کا سوال آپ کی وفات کے بعد ہی پیدا ہوسکتا تھا۔ زندگی میں نہیں ہوسکتا تھا پس آپ کی زندگی میں جو لوگ آپ کو صادق مان کر ایمان لائے وہ آپ کی اعلیٰ درجہ کی پاکیزہ تعلیم۔ آپ کے اخلاق فاضلہ اور نشانات سماوی اور نصرت الٰہیہ کے ظہور وغیرہ کو دیکھ کر ہی ایمان لاتے اور یہی وہ معیار صداقت ہے جو آج بھی [illegible] آنحضرت صلعم پر حجت ہے۔ اور ایک مسلمان انہی دلائل پر اکتفا کرے اور **لو تقول** والی آیت سے یوں استدلال کرے کہ اگر آپ نعوذ باللہ مفتری ہوتے تو منہ تعو [illegible] اس آیت کے ماتحت آپ کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتا یعنی آپ کو بہاء اللہ صاحب کی طرح جیلخانہ میں ڈال دیتا اور رہا [illegible] کیونکہ ہاتھ سے پکڑنے سے یہی مراد ہے کہ ایسی سزا دیتا جس سے کام میں رکاوٹ پیدا ہو جاتی اور آپ کو ہلاک کر دیتا یعنی اس قید اور جلا وطنی کی حالت میں بہاء اللہ صاحب کی طرح ناکامی کی موت دے دیتا اور آپ کو وہ خارق عادت کامیابی ہرگز نصیب نہ ہوتی جو آج ہمیں آپ کی زندگی میں نظر آتی ہے تو اس میں کوئی ہرج [illegible] **لو تقول** والی آیت میں کوئی ۲۳ سال کی میعاد کا ذکر نہیں صرف واقعات سے استدلال کیا گیا ہے۔

۳- تو پھر یہ ۲۳ سال میعاد والی دلیل کیا ہوئی جس کو اہل بہاء بہاء اللہ صاحب کی صداقت کے لئے پیش کرتے ہیں جو غیر مسلموں کے لئے کوئی دلیل نہیں عام مسلمانوں کے لئے کوئی دلیل نہیں [illegible] احمدیوں کے لئے دلیل رہ گئی جن کے امام نے اس سے استدلال کیا ہے اور مفتری علی اللہ کے لئے ایک اصول قائم کیا ہے وہ ۲۳ سال تک زندہ نہیں رہ سکتا اور اس دلیل کو محض ایک تائیدی دلیل کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ ورنہ اس دلیل پر آپ کے دعوے کی بنا نہ تھی۔ کیا جب تک آپ کا دعوے الہام پر ۲۳ سال نہ گذرے تھے اس وقت تک آپ صادق نہ تھے؟ پس ایک تائیدی دلیل کو اس قدر اہمیت دینا کہ اس پر کسی کے صادق ہونے کی بناء قائم کرنا سخت غلطی ہے اور اگر یہی وہ لا جواب دلیل ہے جس پر بہاء اللہ صاحب کی صداقت کی بناء ہے تو پھر نہ تو یہ غیر مسلموں پر حجت ہے نہ عامۃ المسلمین پر۔ تو کیا بہاء اللہ صاحب احمدیوں کے لئے ہی مبعوث ہوئے تھے؟

(باقی دارد)

درخواستہائے دعا

(الف) مکرم شیخ انعام الحق صاحب کی صاحبزادی کے لئے احباب سلسلہ اپنی دعاؤں کو جاری رکھیں۔ اللہ تعالےٰ صاحبزادی مذکور کو جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

(ب) جناب مختار احمد صاحب جو کہ ملازم ملٹری ہیں۔ اپنی چند در چند سخت روحانی پریشانیوں میں مبتلا ہیں بزرگان سلسلہ و احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ خلوص دل سے دعا کریں۔ کہ اللہ تعالےٰ ان پریشانیوں سے انہیں جلدی نجات دے۔ آمین

خط وکتابت کرتے وقت [illegible]

ایک بزرگ کا مکتوب

نوٹ :- میرے جس نوٹ کا آپ نے اپنے مکتوب میں ذکر فرمایا ہے وہ یوں ہے "سیکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ کے اس معافی نامہ کو ملاحظہ فرمایئے اور میاں صاحب کے اس پیچ فقرہ کی بھی داد دیجئے جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ انہیں اس امر کی سخت تکلیف ہے کہ سکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ نے انہیں بے نقاب کر دیا" یعنی جماعت احمدیہ لاہور کو کافر کہنے میں میاں صاحب اور ناظم بہشتی مقبرہ دونوں ہم مسلک ہیں صرف فرق یہ ہے کہ انھوں نے اظہار کر دیا اور میاں صاحب اس اظہار کو روایات سلسلہ کے خلاف سمجھتے ہیں اور انہیں اس امر کی تکلیف ہے کہ ناظم صاحب نے انکے مسلک کو بے نقاب کر دیا چنانچہ اسکی وضاحت پیغام صلح مورخہ ۲۶ر جنوری کے ایک نوٹ میں کی گئی ہے اور شعر کے متعلق جو آپ نے فرمایا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ توبہ جرم قتل کے بعد ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں کیونکہ مقتول تو اب بھی اسی طرح مقتول ہے اور "تشکر" کا لفظ قاتل کی جفا پر محض ایک بیچارگی کا اظہار ہے ورنہ یہ نتیجہ ہرگز ہرگز نہیں نکالا گیا کہ وہ جماعت کو اب کافر نہیں سمجھتے۔ (مدیر)

محترم مکرم۔ مدیر پیغام صلح

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پیغام صلح کی گذشتہ اشاعت میں سکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ قادیان کا ایک مکتوب بنام ڈاکٹر حسن علی صاحب گوجرانوالہ شائع ہوا تھا جس میں انھوں نے جماعت احمدیہ لاہور کو کافر اور فاسق و فاجر قرار دیا تھا۔ اب ۵ر جنوری ۱۹۴۴ء کے پیغام صلح میں سکرٹری صاحب بہشتی مقبرہ کے دوسرے مکتوب بنام ڈاکٹر صاحب موصوف کا تذکرہ ہے جس میں وہ لکھتے ہیں :-

"حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ جواب یقیناً سلسلہ کی روایات کے خلاف ہے۔ اس لئے میں اس کی تصدیق کرتا ہوں اور میرے خط سے جو آپ کو تکلیف پہنچی ہے اس کی معافی چاہتا ہوں۔"

آپ نے اس معافی نامہ پر اظہار تشکر کیا ہے اور ساتھ ہی یہ لکھدیا ہے سے

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

غالباً آپ نے اس معافی نامہ سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ لاہوری جماعت کو وہ اب کافر فاسق یا فاجر نہیں سمجھتے اور انھوں نے اپنے وہ الفاظ واپس لے لئے ہیں۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ لیکن ان سب امور کو دیکھکر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا احمدیہ جماعت لاہور کے متعلق جو فتویٰ کفر و فسق و فجور شائع ہوا تھا خود کی صورت میں آیا وہ سکرٹری مقبرہ بہشتی کی اپنی اختراع تھی یا جناب خلیفہ صاحب کی اجازت سے وہ فتویٰ دیا گیا تھا۔ سکرٹری صاحب مقبرہ بہشتی شاید اتنا خیر ذمہ دارانہ قدم نہ اٹھا سکتے تھے۔ اگر یہ بھی مان لیجئے کہ انھوں نے بلا اخراج جناب خلیفہ صاحب ایسا لکھا تو بھی کچھ نادر بات نہیں کیونکہ خلیفہ صاحب موصوف اسی جماعت کو دائرہ اسلام سے خارج کی حیثیت کی پھر تاگ قرار دے چکے ہیں بلکہ یہاں تک فرما چکے ہیں کہ غیر مسلموں یعنی ملحدوں وغیرہ تک سے صلح ہو سکتی ہے مگر اس جماعت سے نہیں ہو گی پس اسی نقش قدم پر عمل کر کے سکرٹری صاحب نے انہیں کافر اور فاسق و فاجر لکھدیا۔ اسے بھی نظر انداز فرمایئے اب یہ دیکھئے کہ میاں صاحب کا یہ فرمانا کہ یہ جواب یقیناً سلسلہ کی روایات کے خلاف ہے کیا اس سے آپ یہ نتیجہ اخذ فرماتے ہیں کہ فتویٰ کفر واپس لے لیا گیا ہے۔ مجھے اس سے بھی اتفاق نہیں ہے کیونکہ روایات کے الفاظ کو غور سے ملاحظہ فرمایئے . . . . .

. . . . . معاملہ تب واضح ہو جاتا جب یہ فرمایا جاتا کہ "جماعت احمدیہ لاہور کو کافر اور فاسق و فاجر قرار دینا تعلیم اسلام کے خلاف ہے" مگر یہ نہیں فرمایا گیا۔ مکرر دوم سکرٹری صاحب مقبرہ بہشتی نے بھی معافی مانگی (نہیں معلوم کس امر کیلئے) ادھر آپ نے بھی شکریہ ادا کر دیا۔ میں اسکو بھی دونوں طرف کے اصحاب کی وسعت نظر پر محمول کرتا ہوں مگر معاملہ صاف کچھ بھی نہیں ہوا آہ! اس جماعت کے ممبروں کو جو حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر خدا کے ہاتھ کو دیکھتے ہیں جو انہیں بروزی ظلی نبی سمجھتے ہیں۔ جو انہیں خدا نما کہتے ہیں۔ جو انہیں مسیح موعود تسلیم کرتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کے بعد ان کو سب سے اونچے درجہ پر متمکن سمجھتے ہیں۔ اس جماعت کے ممبروں کو یکا کافر اور فاسق و فاجر قرار دینا اور پھر اس کی واضح طور پر تردید نہ کرنا اگر اس معاملہ کو مہمل نہ سمجھتے وے تو اور کیا نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے۔

راقم۔ طالب حق

اعلان نکاح

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں مسرت سے سنی جائیگی کہ ہمارے دوست سعد اختر صاحب ایم اے بی ٹی ہیڈ ماسٹر ڈی اے وی ہائی سکول منڈی بہاؤ الدین کی شادی ۱۶ر جنوری ۱۹۴۴ء کو مسماۃ زہرہ بیگم بنت چوہدری امام الدین صاحب مرحوم برادر حافظ محمد بخش صاحب چک نمبر K 2 اوکاڑہ سے تین ہزار روپیہ مہر پر ہوئی اس تقریب پر لاہور سے حضرت مولانا عزیز بخش صاحب، مولانا احمد یار صاحب، ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب، مولانا آفتاب الدین احمد صاحب اور چند دیگر دوست اوکاڑہ تشریف لے گئے، نکاح مولانا احمد یار صاحب نے پڑھایا اور اس خوشی میں جناب سعد اختر صاحب نے انجمن کو چالیس روپے دیئے اور حافظ محمد بخش صاحب چوہدری نظام الدین صاحب نے پانچ پانچ روپیہ۔

اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ اس تعلق کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائینگے

تمہیں دوا اور تدبیر سے ممانعت نہیں ہے مگر ان پر بھروسہ کرنے سے ممانعت ہے اور آخر وہی ہوگا جو خدا کا ارادہ ہوگا۔ اگر کوئی طاقت رکھے تو توکل کا مقام ہر ایک مقام سے بڑھکر ہے، اور تمہارے لئے ایک ضروری تعلیم یہ ہے کہ قرآن شریف کو مہجور کی طرح نہ چھوڑ دو۔ کہ تمہاری اسی میں زندگی ہے۔ جو لوگ قرآن کو عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔ جو لوگ ہر ایک حدیث اور ہر ایک قول پر قرآن کو مقدم رکھیں گے ان کو آسمان پر مقدم رکھا جائے گا۔ نوع انسان کے لئے روئے زمین پر اب کوئی کتاب نہیں مگر قرآن، اور تمام آدم زادوں کے لئے اب کوئی رسول اور شفیع نہیں مگر محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ سو تم کوشش کرو کہ سچی محبت اس جاہ و جلال کے نبی کے ساتھ رکھو اور اس کے غیر کو اس پر کسی نوع کی بڑائی مت دو تا آسمان پر تم نجات یافتہ لکھے جاؤ۔ اور یاد رکھو کہ نجات وہ چیز نہیں جو مرنے کے بعد ظاہر ہوگی، بلکہ حقیقی نجات وہ ہے کہ اسی دنیا میں اپنی روشنی دکھلاتی ہے۔ نجات یافتہ کون ہے؟ وہ جو یقین رکھتا ہے کہ خدا سچ ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اور تمام مخلوق میں درمیانی شفیع ہیں اور آسمان کے نیچے نہ اس کے ہم مرتبہ کوئی اور رسول ہے اور نہ قرآن کے ہم مرتبہ کوئی اور کتاب ہے اور کسی کے لئے خدا نے نہ چاہا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے مگر یہ برگزیدہ نبی ہمیشہ کے لئے زندہ ہے اور اس کے ہمیشہ زندہ رہنے کے لئے خدا نے یہ بنیاد ڈالی ہے کہ اس کے افاضہ تشریعی اور روحانی کو قیامت تک جاری رکھا اور آخر کار اس کی روحانی فیض رسانی سے اس مسیح موعود کو دنیا میں بھیجا جس کا آنا اسلامی عمارت کی تکمیل کے لئے ضروری تھا کیونکہ ضرور تھا کہ یہ دنیا ختم نہ ہو جب تک کہ محمدی سلسلہ کے لئے ایک مسیح روحانی رنگ کا نہ دیا جاتا۔ جیسا کہ موسوی سلسلہ کے لئے دیا گیا تھا۔

(کشتی نوح)

اعلان نکاح

مورخہ ۲۲ جنوری ۱۹۴۴ء بروز ہفتہ حکیم مبارک عبداللہ صاحب نے ملک عبدالعظیم صاحب خلف الرشید ملک فضل کریم صاحب ٹھیکیدار راولپنڈی کا نکاح مسماۃ مسعودہ اختر بنت لفٹیننٹ ڈاکٹر عبدالکریم صاحب مرحوم کے ساتھ پڑھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ یہ رشتہ طرفین کے لئے برکت کا موجب بنائے۔ ملک فضل کریم صاحب نے اس تقریب سعید پر مبلغ [illegible] روپیہ اشاعت اسلام کے لئے عطا فرمائے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ملک صاحب موصوف کو اس سے زیادہ خدمت دین کی توفیق دے۔ آمین۔

ضرورت رشتہ

ایک شریف زادی کے لئے جو سلیقہ شعار امور خانہ داری سے خوب واقف، خوش شکل اور ایف اے تک تعلیم یافتہ ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ دیندار پابند صوم و صلوٰۃ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے گہری دلچسپی رکھتی ہے۔ اسکے ساتھ ہی چھ ہزار روپیہ زرعی اراضی کی مالک بھی ہے رشتہ کی ضرورت ہے۔ لڑکا کم از کم بی اے پاس، شریف، نیک چلن اور معزز احمدی گھرانے سے جو معقول ملازمت یا اچھا روزگار رکھتا ہو زمیندار کو ترجیح دی جائے گی۔ تمام درخواستیں ذیل کے پتہ پر آنی چاہئیں۔

عزیز بخش جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

عثمانیہ یونیورسٹی اور راجگوپال اچاریہ

مسٹر راجگوپال اچاریہ نے حیدر آباد دکن کی عثمانیہ یونیورسٹی کے جلسہ تقسیم اسناد کی صدارت فرماتے ہوئے اس امر کی بے حد تعریف کی کہ عثمانیہ یونیورسٹی میں ذریعہ تعلیم اردو ہے۔ آپ نے فرمایا :-

"عثمانیہ یونیورسٹی اس لحاظ سے ہندوستان بھر میں بےنظیر ہے کہ اس میں علوم و فنون کی اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے۔ جو ہندوؤں اور مسلمانوں کے ملاپ کی گراں بہا پیداوار ہے۔ دوسری تمام یونیورسٹیاں انگریزی کو بطور ذریعہ تعلیم اختیار کئے ہوئے ہیں . . . بنارس کی یونیورسٹی نے اب تک یونیورسٹی کی اعلیٰ تعلیم میں ہندوستانی لنگوا فرینکا کو اختیار کرنے کی جرأت نہیں کی اس معاملے میں عثمانیہ یونیورسٹی کی مثال ہندوستان بھر کے لئے قابل تقلید ہے۔"

لیکن مصیبت یہ ہے کہ کانگریسی اور مہاسبھائی حضرات جن کو حب وطن کا بہت بڑا دعویٰ ہے ہندو مسلم ملاپ کی اس زندہ یادگار یعنی ہندوستان کی لنگوا فرینکا کی جڑ کاٹنے میں دن رات مصروف ہیں اور حب وطن کا یہ عالم ہے کہ انگریزی کو اپنی ملکی بولی پر ترجیح دے رہے ہیں۔ (ماخوذ)

مسیح موعود کا مقام

بقیہ تقریر جناب مولینا عمر الدین صاحب شملوی

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

انما اشقی الناس رجلان رجل ما آمن بخاتم الانبیاء ورجل ما آمن بخاتم الاولیاء - کمزہ

یعنی دو شخص یقیناً سب سے بدبخت ہیں ایک وہ شخص جس نے خاتم الانبیاء کو نہ مانا دوسرا وہ شخص جس نے خاتم الاولیاء کو نہ مانا اور اس کی تنبیہ پر لیس غیصہ کے ساتھ اس صداقت سے منہ پھیرنے اور ہمیں گالیاں دینے کی بجائے ہر شخص کا فرض ہے کہ وہ اس شقاوت سے بچے اور مسیح موعود کے مقام کو پہچان کر اس کی جماعت میں داخل ہو جائے کیونکہ اسی میں بھلائی اور سلامتی ہے -

حکم و عدل

اس موقعہ پر میں یہ بھی بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسیح موعود وہ حکم و عدل ہے جس کے فیصلہ کے سامنے کسی شخص کا حق نہیں کہ وہ چون و چرا کرے کیونکہ مسیح موعود کو اللہ نے "حکماً عدلاً" بنایا ہے اور اس کو خدا نے اپنے علم سے جس عقیدہ پر قائم کیا وہی عقیدہ صحیح ہے - وہ اگرچہ کوئی نقطہ یا شوشہ بھی قرآن مجید کا بدل نہیں سکتا لیکن اسے قرآن پاک کا وہ علم خدا کی طرف سے دیا گیا ہے کہ کوئی آپ کا مقابلہ کر ہی نہیں سکتا اسلئے آپ نے فرمایا ہے کہ

علم قرآں علم آں طیب زباں
علم غیب از وحی خلاق جہاں
این سہ علم چوں نشانہا دادہ اند
ہر سہ چوں ساجداں استادہ اند
آدمی زادے ندارد ہیچ فن
تا دریں میداں بیاید پیش من

یعنی قرآن پاک کے علم میں - عربی زبان کے علم میں - اخبار غیبیہ من جانب اللہ کے علم میں کسی انسان کی طاقت نہیں کہ میرا مقابلہ کر سکے - پس کسی کا یہ کہنا کہ اگر مسیح موعود کا فیصلہ [illegible] ہوگا تو ہم فردوہ الی اللہ والرسول کے فرمان کے [illegible] مسیح موعود سے بھی تنازع کریں گے یا اختلاف کرنے کا حق رکھتے ہیں - یہ ایک مغالطہ ہے یا یوں کہو کہ بات تو سچی ہے مگر اس سے ارادہ باطل کا کیا گیا ہے - اگر ایسا قول بطرز تعلیق بالمحال کہا جائے تو خیر ورنہ اگر یہ بطور امر واقعہ کہا جائے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ جسے خدا نے علم دے کر حکم و عدل بنا کر بھیجا اور جس کا ایمان یہ ہے کہ قرآن پاک سے ایک قدم بھی دوری اختیار کرنا کفر ہے اور جو تقویٰ کا مجسمہ ہے اور آخرین کے لئے ہدایت کا نمونہ ہے وہ عقاید کے بیان کرنے میں قرآن کے خلاف یا رسول اللہ صلعم کے خلاف فیصلہ کرنے والا ہے - اور ہم جنکو اس کی اطاعت کا حکم ہے اور جو اس نور مجسم کے مقابل اس کے علم و نور کے محتاج ہیں ہم اس سے بہتر قرآن دان ہیں - نعوذ باللہ من ذالک - ثریا سے ایمان کو واپس لانے والا، مامور الٰہی یقیناً علم قرآن میں سب سے اعلیٰ ہونا چاہیئے اور ہے -

سنیئے حضرت مسیح موعود خود اپنے حکم و عدل ہونے کا ذکر یوں فرماتے ہیں :-

"حدیثوں میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ وہ مسیح موعود جو اسی امت میں سے ہوگا وہ خدا کی طرف سے حکم ہوگا یعنی جس قدر اختلاف داخلی اور خارجی موجود ہیں ان کو دور کرنے کے لئے خدا اسے بھیجے گا - اور وہی عقیدہ سچا ہوگا جس پر وہ قائم کیا جائے گا کیونکہ خدا اسے راستی پر قائم کرے گا - اور وہ جو کچھ کہے گا بصیرت سے کہے گا - اور کسی فرقہ کا حق نہیں ہوگا کہ اپنے عقیدے کے اختلاف کی وجہ سے اس سے بحث کرے -

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۴۴-۴۵)

وہ افراد جو مسیح موعود کو اولی الامر اور مامور من اللہ مان کر [illegible] کہتے ہیں کہ مسیح موعود سے اختلاف کرتے ہوئے اللہ اور رسول کے حکم کے موافق ہم خود فیصلہ کریں گے - ذرا اوپر کی عبارت کو غور سے پڑھکر بتائیں کہ جب کسی فرقہ کا بھی حق نہیں کہ وہ مسیح موعود سے جو حکم ہے بحث کرے تو کسی فرقہ کے بعض افراد کو [illegible] کہاں سے پہنچتا ہے کہ وہ [illegible] ایسے حکم یا فیصلہ کے خلاف [illegible] ہاں تو لوگ وہ بھی موجود ہیں جو رسول کی احادیث کو بھی اپنی قرآن دانی کے مقابل ہیچ سمجھکر فوراً غلط اور جھوٹ کا حکم لگا دیتے ہیں اور دلیل یہ ہے کہ

فبای حدیث بعد اللہ وآیاتہ یومنون -

لیکن ایسے تمام لوگ خدا کے حکم کے خلاف کرنے والے ہیں - وہ جسے خدا نے اور اس کے رسول نے ہم پر حکم و عدل مقرر کیا ہے اس کی اطاعت کا حکم تو فردوہ الی اللہ والرسول کے اندر موجود ہے -

حضرت مسیح موعود کی حکمیت پر ایک اعتراض

ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ جبکہ مسیح موعود کی نبوت بھی ظلی ہے تو آپ کا حکم و عدل ہونا بھی ظلی ہے - جس طرح ظلی نبوت نبوت نہیں اسی طرح ظلی ماموریت ماموریت نہیں - ظلی حکمیت - عدلیت بھی ویسا ہی حکمیت عدلیت نہیں ہے گویا آپ کا حکم و عدل ہونا کوئی چیز نہیں کیونکہ آپ کو یہ مقام ظلی طور پر ملا ہے -

الجواب

یہ تو سچ ہے اور بالکل سچ ہے کہ حضرت مسیح موعود کا ہر کمال اور مرتبہ آنحضرت کے فیض سے ہے یا یہ کہ جو کمالات و مقامات مسیح موعود کو حاصل ہیں وہ دراصل کمالات محمدی کا انعکاس ہے اسلئے آپ کے تمام کمالات ظلی ہیں لیکن یہ کہنا کہ جس طرح ظلی نبوت نبوت نہیں اسی طرح آپ کی ماموریت بھی ماموریت نہیں یہ ایک دھوکہ ہے جو معترض کو کسی وجہ سے لگ گیا ہے - ہم جب کہتے ہیں ظلی نبوت نبوت نہیں تو ہمارا یہ کبھی مطلب نہیں ہوتا کہ ظلی نبوت کوئی شئے نہیں بلکہ ہمارا مطلب ہوتا ہے کہ یہ وہی نبوت محمدیہ ہے جو ایک امتی کامل کے وجود میں جلوہ گر ہے اسلیئے ہم اسے ولایت کہتے ہیں اسی طرح ظلی رسالت سے ہماری یہ مراد ہے کہ وہی رسالت محمدیہ ہے جو آپ کے ایک کامل امتی کے وجود میں ظاہر ہوئی ہے اسلئے ہم اسے ماموریت کہتے ہیں - پس یہ ولایت و ماموریت تو سچ مچ کی ولایت اور ماموریت ہے البتہ یہ ولایت اور ماموریت جس نبوت اور رسالت کا ظل ہیں وہ حضرت خاتم النبیین کی نبوت و رسالت ہے جو تمام نبوتوں اور رسالتوں سے بڑھکر ہیں - اسلیئے اس ظلی نبوت و رسالت یا ولایت و ماموریت کا پانے والا بلحاظ اپنے ان کمالات نبوت و رسالت کے اسے ظلی طور پر حاصل ہیں دوسرے تمام لوگوں سے بڑھکر ہے اور اس کا وجود محمد رسول اللہ صلعم کی نبوت و رسالت کے زندہ ہونے کا ثبوت ہے اور تمام دیگر مدعیان مثل باب و بہاء اللہ کے باطل ہونے کا زندہ ثبوت ہے -

یاد رہے کہ اصلاح خلق کے لئے تین قسم کے لوگوں کا ذکر قرآن مجید میں آتا ہے - (۱) وہ جو کہ مستقل صاحب شریعت رسول ہیں (۲) وہ جو شریعت سابقہ کو قائم رکھنے کے لئے مستقل انبیاء ہیں (۳) وہ جو محدثیت کا درجہ رکھنے والے کاملین ہیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے تجدید دین کے لئے مامور ہیں - اگرچہ یہ تینوں قسم کے افراد مامور من اللہ ہوتے ہیں لیکن اصطلاحاً ان کو (۱) رسول (۲) نبی اور (۳) مامور من اللہ کہتے ہیں - آنحضرت صلعم کے بعد رسالت و نبوت تو بکلی منقطع ہیں - اسلئے اگر کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میں رسول ہوں یا نبی تو وہ کذاب و دجال ہے - اسلئے اب کسی جدید مذہب کے آنے کے لئے راستہ ہی بند ہے اور بہائیوں اور بابیوں کو سوچنا چاہیئے کہ وہ جبکہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ نبوت و رسالت ختم ہو چکی اور یہ بھی کہ نبوت و رسالت سے اوپر بشر کے لئے کوئی مرتبہ ممکن نہیں اور یہی خود ان کے بہاء اللہ صاحب نے مانا ہے تو پھر اب صرف تیسری قسم کے ماموران الٰہی کے لئے ہی ظہور کی گنجائش ہے اور وہ بھی بشرط ضرورت - اور چونکہ یہ مرتبہ ہمیشہ سے صاحب شریعت رسولوں کے امتیوں کو ہی ملتا رہا ہے اور اب چونکہ یہ دور رسالت خاتم النبیین کا ہے اسلیئے سوائے آپ کے خادموں کے کوئی اور مامور ہو کیسے سکتا ہے -

یہ کہنا کہ ماموریت دراصل محمد صلعم کی ہے اور مسیح موعود کی ماموریت ظلی طور پر ہے اسلئے مسیح موعود کی ماموریت لاشئے ہے محض ایک لغو کہ ہے - تیسری قسم کے تمام مامور درحقیقت مامور من اللہ ہوتے ہیں اور ان کے مامور من اللہ ہونے میں کوئی نقص یا کمی نہیں ہوتی ہاں ان کی یہ ماموریت حضرت خاتم النبیین صلعم کے اندر ہے - جب ایک امتی کمال اتباع کے ذریعہ اپنے آپ کو فنا فی الرسول کے مقام پر پہنچا دیتا ہے تو اس کے اندر کمالات محمدیہ جلوہ گر ہوتے ہیں اور اگر ضرورت ہو تو خدا تعالےٰ ایسے وجود کو ظلی طور پر محمد رسول اللہ کی رسالت کی تبلیغ و ترویج کے لیئے مامور فرما دیتا ہے ایسا مامور من اللہ انسان واجب الاتباع ہوتا ہے اس کی ماموریت بلاشبہ رسالت محمدیہ کا ظل ہے اور اسکا انکار رسالت محمدیہ کا انکار ہے -

یہ بھی یاد رہے کہ حضرت اقدس نے کہیں یہ نہیں فرمایا کہ میں ظلی مامور من اللہ ہوں اسلیئے یہ کہنا کہ ظلی ماموریت دراصل ماموریت نہیں بالکل باطل ہے - ماموریت ظلی رسالت کا نام ہے اس بات کو نہ سمجھنے کی وجہ سے معترض صاحب نے ٹھوکر کھائی ہے اور اگر وہ ایک لمحہ کیلئے تنہائی میں بیٹھ کر اس صداقت پر غور کریں گے تو احمدی قوم کیلئے ملجاء فکر یہ کا جواب خود ان کا دل دے گا -

ہزار اعتراض کا ایک جواب

معترض صاحب چونکہ یہ تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت اقدس آنحضرت کے فیض سے مامور من اللہ ہیں اسلئے یہ ماننا پڑے گا کہ بابی اور بہائی مذہب کے لئے حضرت اقدس کا وجود پیغام موت ہے اور یہ تو احادیث نبویہ میں پیشگوئی موجود ہے کہ مسیح موعود کے زمانہ میں سوائے "الاسلام" کے کل دوسرے مذاہب ہلاک ہو جائیں گے اور صرف اسلام ہی باقی رہ جائے گا - دلائل براہین احمدیہ سے تو ماسوائے دین اسلام کے تمام دوسرے ادیان ہلاک ہو چکے ہیں اور اب وہ وقت قریب ہے کہ تمام بنی نوع انسان خاتم الاولیاء حضرت مسیح موعود کے ذریعہ روحانی طور پر زندہ ہو کر حضرت خاتم النبیین صلعم کے پاس آ سکتے

مکتوب بغداد

سید تصدق حسین صاحب قادری اپنے تازہ مکتوب میں فرماتے ہیں :-

اس سے قبل مورخہ ۱۲ دسمبر کو خط بمعہ تفصیلات مبلغ ۹۵۸/۸/۰ روپے ارسال کیا تھا امید ہے مل ہوگا۔ بصرہ سے مبلغ مذکور کا چیک بھی وصول پایا ہوگا۔ امید ہے ہمارا قومی جلسہ خیر و خوبی سے ختم ہوا ہوگا۔ آپ کے خط سے تفصیلات معلوم ہوں گی۔ پیغام صلح مجریہ ۲۴ نومبر سے معلوم ہوا کہ نیا نظام عالم کا انگریزی ترجمہ ۱۰ دسمبر تک نہ صرف پریس سے نکل آوے گا بلکہ اس کی روانگی بھی شروع کر دی جاوے گی۔ آپ نے بغداد بھی اس کی چند کاپیاں ضرور ارسال کی ہونگی احباب بڑی بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں۔

پچھلے دنوں اخویم میاں حاجی عبدالرحمن سلیمان بصرہ سے تشریف لائے تھے۔ موصوف نے انجمن کو مختلف مدات میں مبلغ بیس پاؤنڈ (بصورت سکہ ہندی ۲۶۶/ روپے) عنایت فرمائے جزاہم اللہ احسن الجزاء۔ تفصیل یہ ہے :-

پاؤنڈ	روپے	
۔	۰۰	نیا نظام عالم
۵	۶۶	پیغام صلح (موصوف کے نام اخبار جاری ہے)
۵	۶۶	سلور جوبلی (موصوف نے جو وعدہ کیا ہوا تھا وہ اب پورا ہوا)
۶	۳۳	تقسیم لٹریچر
۔	۲۶۶	میزان کل

اس ماہ میں دار الیتامی فنڈ میں مبلغ آٹھ پاؤنڈ عطیہ ملا تفصیل ذیل میں درج ہے :-

شلنگ پونڈ

۔ ۵ - از سیٹھ موسیٰ ابراہیم کھیتانی پوتے کی پیدائش کی خوشی میں نام عبداللہ رکھا ہے۔

۔ ۲ - از فیض محمد صاحب بیٹے کی پیدائش کی خوشی میں نام ولید رکھا ہے۔

۔ ۱ - از اسماعیل محمود نواسہ کی پیدائش کی خوشی میں " " " "

دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ بچوں کی عمر دراز کرے اور خادم دین بنائے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ میرے محبوب امیر بخیر و عافیت خدمات دینی میں مشغول ہوں گے اور جملہ احباب کی جانب سے حضور کی خدمت میں السلام علیکم اور درخواست دعا۔ تمام بزرگان سلسلہ اور دوستوں کو سلام علیکم

تصدق حسین قادری از بغداد

اسلام اور سکھ ازم

گذشتہ سے پیوستہ

(جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کی تقریر کا بقیہ)

اب میں چند منٹ میں دو ایک تاریخی واقعات عرض کروں گا کہ جس سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم الایام سے سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات کس قدر برادرانہ رہے ہیں سمت ۱۶۲۲ بکرم کو اکبر بادشاہ گوئیند وال گیا اور پانصد مہریں گورو امرداس کی نذر کیں۔ اور بارہ دیہات کی جاگیر کا پٹہ لکھوا کر گورو صاحب کے حوالہ کیا۔ گورو صاحب نے لینے سے انکار کیا تو اکبر نے کہا کہ اچھا آپ کی بیٹی بی بی بھانی جیسے آپ کی بیٹی ہے ویسی ہی وہ میری بیٹی ہے میں یہ جاگیر اس کے نام دیتا ہوں (تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صفحہ ۴۱۳)

۲ - سمت ۱۶۶۲ بکرم میں گورو ارجن صاحب نے جب گرنتھ صاحب تیار کیا تو گورو صاحب کے بھائی پرتھی چند کی انگیخت سے بعض قاضیوں نے بادشاہ سے شکایت کی کہ گورو ارجن صاحب نے جو گرنتھ بنایا ہے اس میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلعم کی بہت توہین لکھی ہے۔ جہانگیر نے گرنتھ منگوا کر پڑھوایا بجائے توہین کے جگہ جگہ اسلام کی تعریف پائی تو اکاون مہریں گرنتھ صاحب کی نذر کیں سب سکھوں کو دوشالے اور گورو صاحب کے لئے خلعت دیکر وداع کیا (ایضاً صفحہ ۵۰)

۳ - گورو ہرگوبند صاحب کی سفارش پر سارے پنجاب کا مالیہ معاف کر دیا۔ (صفحہ ۵۱۷)

۴ - گورو ہرگوبند صاحب اور جہانگیر کے تعلقات سگے بھائیوں جیسے تھے اکٹھے رہتے تھے اور دربار شاہی میں جہانگیر کے برابر گورو صاحب کی نشست تھی۔ اور جہانگیر اکثر فیصلہ جات گورو صاحب سے کرواتے تھے۔

سمت ۱۶۷۰ بکرم میں نالاگڑھ کے راجہ تاراچند کو جو دربار مغلیہ کا باغی تھا گورو ہرگوبند صاحب نے سیدھا کیا۔ اس صلہ میں جہانگیر نے گورو صاحب کو سات ضرب توپ کی سلامی اور ہزار سوار دیکر پنجاب کا گورنر جنرل مقرر کیا (صفحہ ۴۸۱)

۵ - سمت ۱۶۷۶ بکرم میں جب جہانگیر کچھ عرصہ کے لئے کابل گیا تو گورو ہرگوبند صاحب کو قائم مقام شاہنشاہ مقرر کر دیا گیا (صفحہ ۴۹۵)

۶ - سکھوں کے سب سے بڑے تیرتھ

ہری مندر امرتسر کا سنگ بنیاد حضرت میاں میر علیہ الرحمت کے مبارک ہاتھوں سے رکھوایا گیا تھا۔ ایک دو نہیں، صدہا تاریخی واقعات موجود ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ شروع سے آج تک سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات حقیقی بھائیوں جیسے رہے ہیں۔ البتہ بقول سردار پرتاپ سنگھ صاحب ہندو اپنی بادوگری سے کبھی کبھی سکھوں اور مسلمانوں کو لڑاتے رہتے ہیں۔ ورنہ سکھ اور مسلمان ہمارا نبیارے ایک سمجھے جاسکتے ہیں۔

سلسلہ میں شمولیت

مندرجہ ذیل احباب جلسہ سالانہ پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے دعا ہے خداوند تعالیٰ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

۱ - چوہدری غلام حسن صاحب .. امرتسر
۲ - " محمد اسمٰعیل صاحب .. " دہلی
۳ - چوہدری محمد اسحٰق صاحب .. " "
۴ - مستری نواب دین صاحب .. لائلپور
۵ - چوہدری عبدالرحمن صاحب .. ضلع " "
۶ - بیگم صاحبہ خان محمد حسین خاں صاحب ضلع گوجرانوالہ
۷ - بابو فضل الرحمن صاحب .. جہلم
۸ - جناب محمد ابراہیم صاحب .. ضلع پشاور
۹ - جناب محمد اسماعیل صاحب .. "
۱۰ - " عبدالستار صاحب .. "
۱۱ - سید عبدالسلام شاہ صاحب .. "
۱۲ - جناب عبدالغفار خاں صاحب .. "
۱۳ - " محمد اسلم خاں صاحب ڈاڈر سینی ٹوریم
۱۴ - " چوہدری جمیل احمد صاحب تلونڈی عنایت خاں
۱۵ - " چوہدری امان اللہ صاحب .. " دہلی
۱۶ - .. .. ..
۱۷ - جناب عبدالقیوم صاحب .. سرینگر
۱۸ - جناب چوہدری حنیت احمد صاحب " دہلی
۱۹ - جناب الحاج مولوی قاضی فضل الحق صاحب .. ضلع سیالکوٹ
۲۰ - جناب محمد اقبال صاحب .. گجرات
۲۱ - " محمد اکبر صاحب .. "
۲۲ - " عبدالعزیز صاحب .. لائلپور
۲۳ - " غلام محمد صاحب .. ضلع گوجرانوالہ
۲۴ - " محمد طفیل صاحب .. لائلپور
۲۵ - " قاضی نذیر احمد صاحب .. بھوئی
۲۶ - " حکیم محمد احمد خاں صاحب .. راولپنڈی
۲۷ - " غلام رسول صاحب .. تونسہ
۲۸ - " بدر الحسن صاحب بھلا پالی .. امرتسر
۲۹ - " عبدالستار خاں صاحب .. فیروز پور
۳۰ - " محمد یوسف صاحب .. چمبہ
۳۱ - " سید حسین علی شاہ صاحب .. پشاور
۳۲ - چوہدری حمید احمد صاحب (بی۔ اے ایل۔ ایل۔ بی) .. سرگودھا
۳۳ - چوہدری عبدالرزاق صاحب ولد ڈاکٹر عبدالمجید صاحب .. پشاور
۳۴ - جناب ظفر اقبال صاحب ولد ڈاکٹر عبدالمجید صاحب .. پشاور
۳۵ - جناب اختر اقبال صاحب ولد ڈاکٹر عبدالمجید صاحب .. پشاور

اسمائے خواتین

۳۶ - خورشید جبین بنت چوہدری علی گوہر صاحب بھلوال
۳۷ - ثریا جبین بنت چوہدری عبدالمجید صاحب .. پشاور
۳۸ - ماہ جبین بنت چوہدری عبدالمجید صاحب .. پشاور
۳۹ - بیگم صاحبہ چوہدری عزیز احمد صاحب سب جج .. لاہور
۴۰ - بشارت بیگم صاحبہ والدہ ڈاکٹر فضل الرحمن صاحب وزیرآباد
۴۱ - اہلیہ ڈاکٹر عبدالمجید صاحب .. پشاور
۴۲ - خورشید بیگم بنت شیخ عطاء اللہ صاحب .. سیالکوٹ
۴۳ - اہلیہ صاحبہ شیخ عطاء اللہ صاحب .. سیالکوٹ
۴۴ - عائشہ بیگم صاحبہ بنت خالق بخش اور ڈاکٹر سعید احمد صاحب .. ڈاوڈ
۴۵ - زبیدہ بیگم صاحبہ بنت خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب .. ڈاوڈ
۴۶ - خدیجہ بیگم صاحبہ بنت عبداللطیف صاحب .. دہلی
۴۷ - زبیدہ بیگم صاحبہ بنت عبداللطیف صاحب .. دہلی
۴۸ - نصرت بیگم بنت عبدالحمید خان صاحب .. پشاور
۴۹ - اہلیہ صاحبہ شیخ محمد حسین صاحب .. سیالکوٹ
۵۰ - ولایت بیگم صاحبہ اہلیہ بشیر احمد صاحب .. لاہور
۵۱ - منیر بنت عبدالشکور صاحب .. لاہور
۵۲ - سردار بنت عبدالغنی صاحب .. لاہور
۵۳ - سعیدہ بیگم اہلیہ بشیر احمد صاحب .. لاہور
۵۴ - زینب بیگم اہلیہ عثمان صاحب .. لاہور
۵۵ - زینب بیگم اہلیہ عزالدین صاحب .. لاہور

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

لوائے ما پنہہ ہر سعید خواہد بود - ندائے فتح نمایان بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
ایس محمد آصف بی اے

جائنٹ ایڈیٹر
شیخ محمد انعام الحق

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہؓ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۳۲ | لاہور - یوم چہارشنبہ - مورخہ ۱۴ صفر المظفر ۱۳۶۳ھ - م - ۹ فروری ۱۹۴۴ء | نمبر ۶

امانی اور قوتِ عمل ایک دوسرے کی ضد ہیں

میاں صاحب کے خواب میں دعوے کی بنیاد مفقود ہے

جماعت احمدیہ لاہور کا ہر ایک فرد مصلح موعود ہے

میاں صاحب دعوے کرنے سے پہلے کچھ کرکے دکھائیں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ مورخہ ۴ فروری ۱۹۴۴ء

لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتاب ۔ من یعمل سوءً یجز بہ ولا یجد لہ من دون اللہ ولیاً ولا نصیرا ۔ ومن یعمل من الصلحت من ذکر او انثی وھو مومن فاولٰئک یدخلون الجنۃ ولا یظلمون نقیراً ۔ (سورۃ النساء)

خدا تعالیٰ کا قانون } ان دو آیتوں میں اللہ تعالےٰ نے اپنا ایک عام قانون جو مسلمان اور کافر پر یکساں حاوی ہے بیان فرمایا ہے لیس بامانیکم تمہاری آرزوؤں پر کوئی نتیجہ مرتب نہیں ہوتا ولا امانی اھل الکتب اور یہ اہل کتاب جو اس قرآن کے منکر ہیں ان کی آرزوؤں کے مطابق بھی کچھ نہیں ملے گا ہمارا قانون یہ ہے جو شخص برا عمل کرے اس کا برا نتیجہ ملے گا اور اگر اچھا عمل کرے مرد ہو یا عورت ہو اسکو اچھا نتیجہ ملے گا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یہ فی الحقیقت ایک گر ہے جسکو پورے طور پر ابتدائی زمانہ کے مسلمانوں نے سمجھا۔

آرزوئیں کیا ہیں؟ } امانی یا آرزوئیں کیا ہوتی ہیں؟ خواہشات جو انسان کے دل میں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ ایسے جھوٹے دعووں کو بھی امانی کہا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک اور جگہ قرآن مجید میں فرمایا وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودًا او نصٰری تلک امانیھم ۔ کہتے ہیں کوئی جنت میں داخل نہ ہوگا سوائے ان کے جو یہودی ہوں یا عیسائی یہ ان کے جھوٹے دعوے ہیں اس لئے آگے فرمایا ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین امانی کے مقابل عمل ہے۔

اسے ابتدائی مسلمانوں نے سمجھا } اس اصول کو ابتدائی مسلمانوں نے سمجھا اور امانی سے الگ رہ کر دنیا میں ایک ایسی قوت عمل کا نمونہ دکھایا کہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی واقعی تلاش کرکے دیکھ لو مسلمانوں کی **قوت عمل** کی نظیر نہیں ملتی ان کے اندر اس قدر قوت عمل تھی کہ جس طرف قدم اٹھاتے تھے مظفرو منصور ہو جاتے تھے اگر جنگ میں قدم اٹھایا تو بڑی بڑی منظم طاقتیں ان کے سامنے گرتی چلی گئیں۔ اگر علم کی طرف قدم اٹھایا تو علم کو اتنا ... دنیا میں علم پھیلا دیا یہاں تک کہ ان کی شمع علم سے یورپ بھی روشن ہوا۔ زہد اور عبادت میں بھی شاید جب تک دنیا باقی ہے مسلمانوں کا خدا تعالےٰ کے حضور گرنا اور اس کی جناب میں گریہ وزاری بھی تاریخ انسانی میں ایک بے نظیر چیز رہے گی جس کی مثال نہ راہبوں میں مل سکتی ہے اور نہ ان لوگوں میں جو دنیا کو ترک کر چکے ہوں تو امانی اور عمل یہ دو چیزیں ایک دوسرے کی ضد ہیں جو لوگ عمل میں لگ جائیں ان کا آرزوؤں کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے اور جو آرزوؤں کے پیچھے لگ جائیں ان کی قوت عمل بیکار ہو جاتی ہے۔

مسلمانوں کا فقدان عمل اور امام عصر حاضر

آج مسلمانوں کی حالت کیا ہے قوت عمل مفقود ہے امانی اور آرزوؤں کا سلسلہ ہے اور قوت عمل باقی نہیں رہی یہ کانفرنسیں اور ان کے ریزولیوشن سب امانی ہیں اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے جس امام کو مسلمانوں کی ہدایت کے لئے بھیجا وہ بھی قوت عمل ہی پیدا کرنے کے لئے آیا اور اپنی جماعت میں زبردست قوت عمل پیدا کی اس کی اپنی قوت عمل بھی زبردست تھی تمام دنیا مقابلہ پر تھی مگر وہ اپنی جگہ سے ایک بال کے برابر بھی نہیں ہٹے اور اس خطرناک مخالفت کے باوجود کس طرح اپنا کام کیا اور ایسا کیا کہ اپنے پیچھے ایک زبردست جماعت چھوڑی۔

قادیانی جماعت امانی میں مبتلا ہوگئی

لیکن افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ آج آپکے اس مقام عمل کو خیرباد کہکر قادیان میں ان کی جماعت کا ایک حصہ اسی آرزوؤں کی بیماری میں مبتلا ہوگیا ہے ان ایام میں قادیان میں ایک بے موسم کی **عید آگئی ہے**۔ تاریں چل رہی ہیں مبارکبادیں دی جارہی ہیں سکول اور دفاتر بند ہو رہے ہیں اور جلسے منعقد ہو رہے ہیں اور یہ سب کچھ ایک تقریب کے لئے ہو۔

بے محل خوشی } اور وہ تقریب کیا تھی؟ وہ بھی ایک آرزو ہے بظاہر ایک خواب لیکن جس بات کی خوشی ہے وہ اس خواب میں نہیں خوشی اس بات کی ہے کہ میاں صاحب مصلح موعود ہوگئے حالانکہ وہ جماعت کے نزدیک پہلے بھی تھے مگر اب انھوں نے یہ کہا کہ خدا نے مجھے کہہ دیا کہ تو مصلح موعود ہے۔

اس دور کی خوابیں } میں نے کہا یہ ایک آرزو ہے اسلئے پہلے میں اس حصہ کو صاف کر دوں۔ خواب بہت لمبا ہے۔ اس زمانہ میں خوابیں بھی لمبی آتی ہیں جبکہ لکھنے اور پراپیگنڈا کے سامان بہت ہیں۔ میاں صاحب کا یہ خواب قریب قریب تین چار ہزار الفاظ پر مشتمل ہے۔

خواب کا مدار } خواب کا اس حصہ پر مدار ہے کہ میاں صاحب نے دیکھا کہ کچھ لوگ ایک جھیل میں بتوں پر سوار تھے اور میاں صاحب بھی اس جھیل کے ایک تیرتے ہوئے **بت پر سوار** ہوگئے اور انھوں نے ان بت پرست لوگوں کو تبلیغ کی۔

ان میں سے بڑا کون؟ } اس تقریر کے سلسلہ میں وہ کہتے ہیں کہ جب وہ ان لوگوں سے محمد رسول اللہؐ کی رسالت منوانے لگے تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذکر کے وقت اللہ تعالےٰ نے خود رسول اللہ کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی ہے اور آپ فرماتے ہیں انا محمد عبدہ ورسولہ" یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ توفیق ملی وہ میاں محمود احمد صاحب کی زبان سے بولیں۔ ان میں سے بڑا کون ہوا؟

پھر مسیح موعودؑ بولے } پھر اس کے بعد مسیح موعودؑ آئے تو اسی طرح پر میاں صاحب کی زبان سے مسیح موعود بولے" انا المسیح الموعود

میاں صاحب کے دعویٰ کی بنیاد بحران کے بعد تیسری باری میاں صاحب کی آئی ہے شاید ایسے کہ محمد رسول اللہ صلعم اور مسیح موعود پر ایمان بھی بیکار ہو سکتا ہے جب تک کہ میاں محمود احمد پر ایمان نہ ہو اور میاں صاحب نے کہا "انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ" میں بھی مسیح موعود ہوں یعنی اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں" یہ معنے انھوں نے خود کئے ہیں یعنی اس فقرہ سے مراد صرف یہ ہے کہ آپ مسیح موعود کے خلیفہ اور مثیل ہیں۔ اس پر بنیاد رکھی ہے کہ خدا نے مجھے کہہ دیا کہ تو مصلح موعود ہے۔

یہ صرف میاں صاحب کی آرزو ہے

مگر یہ فی الحقیقت ان کی آرزو تھی حالانکہ اس میں موعود کا لفظ کہیں نہیں نہ مصلح موعود نہ پسر موعود۔ رہا یہ کہ مثیل اور خلیفہ کیا ہے

تب خلیفے اور مثیل سینکڑوں ہو سکتے ہیں تو خلیفے سینکڑوں اور ہزاروں ہو سکتے ہیں، حضرت نبی کریم صلعم کے خلفاء کتنے ہوئے مثیل بھی سینکڑوں اور ہزاروں ہو سکتے ہیں خود حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ ہزاروں مثیل مسیح ہو سکتے ہیں لیکن موعود تو ایک ہی ہو سکتا ہے تو اس مصلح موعود قرار دیا گیا ہے مگر خواب میں مصلح موعود کا کوئی ذکر نہیں۔ تو یہ ان کے دل میں ایک آرزو تھی یہ کیوں پیدا ہوئی اور کس طرح پیدا ہوئی یہ ابھی پانچ چھ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب کو خواب آئی اور کچھ اس سے پہلے واقعات ہیں جو اس کے محرک ہوئے

حکیم جالینوس کا ایک قصہ آپ کو ایک لطیفہ سناتا ہوں کچھ دن ہوئے یہاں ہم بھی جمعہ پڑھ کر بیٹھے تھے کہ کچھ ہار ہمارے گلے میں ڈالے گئے اتفاق سے مولوی دوست محمد صاحب بھی وہاں آ گئے میں نے کہا آپ کو ہار نہیں ملا تو انھوں نے کہا کہ بے ادبی معاف تو حکیم جالینوس کا ایک قصہ سنا دوں میں نے کہا کافی ہے آپ کا مطلب سمجھ لیا وہ قصہ یہ ہے کہ حکیم جالینوس بازار میں سے جا رہا تھا کہ ایک دیوانہ اور مجنون شخص اس کے پیچھے لگ گیا اور دور تک ساتھ ساتھ چلتا رہا تو حکیم کو خیال آیا کہ یہ جو راستے لوگوں کو چھوڑ کر صرف میرے پیچھے لگ گیا ہے شاید مجھے بھی جنون ہے اور گھر پہنچ کر اس نے فصد کھلوائی ہمارے حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ فصد کھلوانا واقعی جنون کا فعل تھا۔

یہ خواب انہی ہاروں کا نتیجہ ہے تو یہ ہار لاہور میں ہی ہمیں پہنائے گئے اس سے پہلے قادیان میں بھی ہار پہنچے تھے۔ تو شاید یہ خواب انہی ہاروں کا اثر تھا۔

میاں صاحب پر تین زمانے تین زمانے میاں صاحب پر آئے ہیں جب یہ گدی پر بیٹھے ہیں تو پیر منظور محمد صاحب کا مضمون تشحیذ الاذہان میں نکلا۔ اس مضمون میں یہ ثابت کیا گیا کہ میاں صاحب مصلح موعود ہیں اس وقت جب لوگوں نے میاں صاحب سے پوچھا کہ آپ بتائیے تو میاں صاحب ایک عرصہ تک یہی کہتے رہے کہ میں نہیں کہہ سکتا کہ میں مصلح موعود ہوں یا نہیں ہوں یہ ایک زمانہ تھا۔

دوسرا زمانہ پھر دوسرا زمانہ آیا اس میں یہ کہنے لگے کہ مصلح موعود تو ہوں لیکن دعوےٰ نہیں کرتا کیونکہ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے خر دجال کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئی ہے لیکن وہ نہیں کہتا کہ خر دجال ہوں اور نہ دجال کہتا ہے کہ میں دجال ہوں اسی طرح کا میں بھی مصلح موعود ہوں گو میں یہ دعوےٰ نہ کروں"

تیسرا زمانہ اب یہ تیسرا مرحلہ ان کے ہاروں کے پہننے کے بعد آتا ہے اب کہتے ہیں کہ خدا نے مجھے بتا دیا کہ تو مصلح موعود ہے اور اس پر قادیان میں خوشی کا طوفان آگیا ہے اور باہر سے تاریں آنی شروع ہو گئی ہیں حالانکہ ساری جماعت اس سے پہلے بھی انہیں مصلح موعود مانتی تھی وہ بھی کہتے تھے میں مصلح موعود ہوں تو نئی بات کیا ہوئی دعوےٰ کر دیا جس کی ضرورت نہ تھی۔ آیا ایک شخص کے گلے میں ہار پڑے یا سب کے گلے میں ہار پڑ گئے۔

خوشی کس بات کی ایک شخص کو خواب آ گیا اور اس نے اپنے آپ کو مصلح موعود بنا لیا لیکن تم تو پہلے بھی مانتے تھے تم کس بات کی خوشی کرتے ہو مجھے ان باتوں پر ہنسی نہیں بلکہ رونا آتا ہے کیا اس کی نظیر کہیں پہلے بھی ہے کہ خدا نے کسی کو ایسا مقام دیا ہو تو اس طرح خوشی منائی گئی ہو۔ ہمارے سامنے حضرت صاحب کو مسیح موعود کا مقام ملا تو کیا اس دن آپ کے وابستگان دامن نے عید منائی تھی اگر کوئی مصلح موعود ہو بھی گیا تو یہ خوشی اور تاروں کا کونسا موقعہ ہے۔

ابتلا کا رنگ میں سمجھتا ہوں کہ اس پیشگوئی کے اندر ایک ابتلاء کا رنگ ہے مصلح موعود کے معنی ہیں اصلاح کرنے والا مصلح کی ضرورت اس وقت ہوتی ہے جب فساد پیدا ہو جائے"

فتنہ تکفیر بہت بڑا فساد ہے یہ میں مانتا ہوں کہ حضرت صاحب کی وفات کے بعد ایک فساد پیدا ہوا یعنی قادیان سے مسلمانوں کی تکفیر اور کلمہ کی منسوخی کی آواز اٹھی تو اگر مصلح موعود نے اس فساد کو دور کرنے کے لئے آنا ہے تو چشم ما روشن دل ما شاد لیکن اگر کوئی اور فساد ہے جو حضرت مسیح موعود سے پہلے کا ہے تو قادیان والوں کو ماننا پڑے گا کہ حضرت صاحب اصلاح نہیں کر سکے اور ناکام گئے۔ فتنہ تکفیر یقیناً ایک بہت بڑا فساد ہے جو میاں محمود نے پیدا کیا۔

جماعت لاہور کا ہر ایک آدمی مصلح موعود ہے

اگر اس فساد کی اصلاح کی ضرورت ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جماعت احمدیہ لاہور کا ایک ایک آدمی مصلح موعود ہے اور وہ ایسا دعوےٰ کریں تو حق بجانب ہیں کیونکہ خدا تعالےٰ نے خود گواہی دی ہے کہ "لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں" سو آپ میں سے ایک ایک شخص یہ دعوےٰ کر سکتا ہے۔

وہ یہ دعوےٰ نہیں کر سکتے لیکن وہ لوگ جنہوں نے یہ تکفیر کا فساد پیدا کیا وہ کیسے یہ دعوےٰ کر سکتے ہیں کہ وہ مصلح موعود ہیں اگر ان کو کہو کہ کلمہ گوؤں کی تکفیر سے اور کلمہ کی منسوخی پر بحث کر لو تو کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں ہمیں ذلیل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ مگر ایسا عقیدہ کیوں رکھا ہے جسے پبلک میں بیان کرتے ہوئے شرم آتی ہے۔ مصلح موعود کب آئے گا یہ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے لیکن مفسد موعود کوئی آنا ہوتا تو پھر یقیناً یہ دعوےٰ کر سکتے تھے۔

چار دلیلوں میں سے دو دلیلیں غلط

اس خواب کے بعد کبھی آپ ان کے دلائل سنیں تو وہ اس سے بڑھ کر حیران کرنے والے ہیں یہ لمبا قصہ ہے اور خطبہ جمعہ میں مسیح موعود کی پیشگوئی پر کوئی مفصل بحث نہیں کر سکتا لیکن اس پیشگوئی میں یہ الفاظ آتے ہیں تین کو چار کرنے والا۔ میاں صاحب کا تین کو چار کرنے پر بڑا زور ہے انھوں نے اس کی تین چار دلیلیں دی ہیں اور ان میں سے ایک دلیل کے غلط ہونے کا خود ہی اعلان بھی کر دیا ہے۔

دوسری دلیل ایک اور دلیل کا حال سن لیجئے وہ بہت عجیب ہے کہتے ہیں کہ ۱۸۸۶ء میں یہ پیشگوئی ہوئی ۱۸۸۶ء، ۱۸۸۷ء، ۱۸۸۸ء تین سال گذر گئے اور ۱۸۸۹ء میں میں پیدا ہوا اس لئے میں تین کو چار کرنے والا ہوا۔ یہ دلیل یوں تو خیر جیسی مضحکہ خیز ہے مجھے کہنے کی ضرورت نہیں۔

ان کا اپنا مضمون مگر عجیب بات یہ ہے کہ خود یہ لوگ ابتدائی مضمون تشحیذ الاذہان میں لکھ چکے ہیں کہ حضرت صاحب نے ۱۸۸۶ء سے دو سال پہلے یہ پیشگوئی زبانی بیان کی تھی۔ یعنی پیشگوئی ۱۸۸۴ء میں کی گئی تو اب یہ پانچ سال ہو گئے اور چھٹے سال میں میاں صاحب پیدا ہوئے حضرت صاحب نے خود بھی یہی لکھا ہے کہ پیشگوئی اصل میں ۱۸۸۴ء کی ہے تو اس طرح یہ دلیل بھی ہو گئی مگر کیا میاں صاحب اس کو مان لیں گے اگر چار دلیلیں ہیں تو دو بالبداہت غلط ہو گئیں

میرا مشورہ اگر مجھ سے میاں صاحب پوچھیں تو میں انہیں یہ مشورہ دوں گا کہ وہ یہ دلیل دیں کہ تین مدعی مصلح موعود ہونے کے اس وقت موجود ہیں اور میں ان تین کو چار کرنے والا ہوں۔

یہ دین کے ساتھ ہنسی ہے مگر میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہ دین کے ساتھ ہنسی کی جا رہی ہے مصلح موعود کے متعلق کئی باتیں لکھی ہیں نسبت ہی تو میں اس سے ہدایت پائیں گی بڑے لوگ مسلمان ہوں گے اور الوصیت میں حضرت صاحب نے لکھا ہے کہ خدا تعالےٰ اسے اپنی وحی اور قرب سے مخصوص کرے گا اور اگر قوموں نے اسی طرح ہدایت پانی ہے جس طرح میاں صاحب نے خواب میں دیکھا ہے کہ بت پرست مسلمان ہو گئے تو یہ ایمانی ہے۔

کچھ کر کے دکھاؤ اگر تم نے کچھ کرنا ہے تو کر کے دکھاؤ اگر یہ کہیں کہ جو کچھ میاں صاحب کے بعد ہوگا وہ بھی میاں صاحب کی طرف منسوب ہوگا لیکن میں کہتا ہوں کہ اس کے بعد جو کچھ ہونے والا ہے اس کا کرنے والا مسیح موعود ہے نہ محمود نہ نورالدین ہے نہ محمد علی ہے۔

لوگ ہنسیں گے اس کے علاوہ میاں صاحب اسی خواب میں کہتے ہیں" میں وہ ہوں جس کے لئے ۱۹ سو سال سے کنواریاں اس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی تھیں" پھر کہتے ہیں کنواریاں دوڑتی ہوئی آئیں اور مجھے سلام کیا اور میرے کپڑوں پر ہاتھ پھیرا وغیرہ وغیرہ ۔۔۔ ایسی باتیں پیش کرنے لوگوں کو ہنسانا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ ان باتوں کو دیکھ کر لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہنسیں گے۔

بیہودہ دعوے کی تردید میں نے یہ سب کچھ آپ کو اس لئے سنایا کہ بہت لوگ ہیں کہ دعوے کا لفظ سن کر بہت جلد متاثر ہو جاتے ہیں میں نے اچھے خواندہ لوگوں کو دیکھا ہے کہ ان کے منہ سے یہ الفاظ نکل جاتے ہیں کہ فلاں شخص نے دعوےٰ کیا ہے اس لئے اس کی مخالفت میں ہمارے منہ سے کوئی لفظ نہ نکل جائے۔ بیہودہ دعوےٰ کرنے والوں کی تردید کرنا مردانگی کا کام ہے اگر مصلح موعود ایسا ہی ہوتا ہے جیسے یہ مدعی ہیں تو دین ایک کھیل ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا مقام کہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پایہ اور کہاں یہ لوگ حضرت صاحب کے زمانہ میں مسلمان بالکل مایوس ہو چکے تھے۔ مسلمانوں کی بادشاہتیں کمزور

(باقی بر صفحہ ۴)

پیغام صلح

جلد ۳۲ | لاہور یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۴ صفر ۱۳۶۳ھ | نمبر ۶

موجودہ مسلمان اور اسلام

علامہ مصطفےٰ مراغی شیخ الازہر کی ایک تقریر

علامہ مصطفےٰ مراغی شیخ الازہر نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا :-

"فرزندان اسلام کو آج جن مصائب کا سامنا ہے اس کا واحد سبب یہ ہے کہ وہ اسلامی تعلیمات سے بہت دور ہٹ گئے ہیں اسلام کو جن لوگوں نے صحیح طور پر اختیار کیا وہ چشمے کی طرح ابھرے سمندر کی طرح موجزن ہوئے اور آسمان عظمت پر مہر وماہ بن کر چمکے وہ تیز رفتار دریاؤں کی طرح اور امواج سمندر کی طرح پھیلے اور دنیا کے ہر گوشہ پر چھا گئے ......

آج سوال یہ ہے کہ مسلمان پریشان کیوں ہیں ان کو اطمینان قلب کیوں حاصل نہیں اور جواب یہ ہے کہ وہ اسلام سے دور ہیں، قرآن سے دور ہیں، رسول اللہ صلعم کے اسوۂ حسنہ سے دور ہیں وہ زبان سے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں مگر دل وجان سے خدا کی فرمانبرداری نہیں کرتے جس دن یہ جدائی مٹ گئی جس دن وصال کی نعمت حاصل ہو جائے گی اس دن دنیا دیکھ لے گی کہ اسلام کی تاثیر کیا ہے"

مسلمانوں کی موجودہ روحانی سیاسی اور معاشی بے چینی کا باعث وہی سبب ہے جس کی طرف شیخ الازہر نے توجہ دلائی ہے، مسلمان قائدین اور مخلص علماء ایک لمبے تجربہ کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مسلمانوں کے زوال کا حقیقی سبب فقدان عمل ہے آج مسلمان زوال آمادہ ہی نہیں بلکہ زوال پذیر ہیں کیوں؟ اس لئے کہ وہ اسلام سے دور ہیں قرآن سے دور ہیں اور آنحضرت صلعم کے اسوۂ حسنہ سے دور ہیں اور جس دن وہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں گے اس دن ان کی عظمت رفتہ بھی واپس آ جائے گی۔ لیکن ہم عرض کرتے ہیں کہ آخر اسلامی تعلیمات پر وہ عملی قوت کس طرح سے پیدا ہو جو ابتدائی دور کے مسلمانوں کے قلوب میں موجود تھی آج مغربی علوم اور مغربی فلسفہ نے طبائع کے اندر ایک تشکک پیدا کر دیا ہے اور موجودہ سائنس اور حیاتیات نے زندگی کے متعلق مسلمانوں کے نقطۂ نگاہ کو بدل دیا ہے اشیاء کی قدروں کو بدل دیا ہے۔ وہ مغربی مفکرین کی عینک سے ذرہ سے لیکر سدیم تک صرف مادہ ہی مادہ دیکھتے ہیں۔ کوپرنیکس گلیلیو اور نیوٹن نے ان کے کائناتی تصورات کو بدل دیا ہے ان کی دوربینیں فضائے بسیط کے اندر صرف مادہ ہی مادہ دیکھ سکیں اور مادہ سے ماوراکسی ایسی پُرجبروت لی قت کو نہ دیکھ سکیں جو ہر چیز پر حاوی ہوئی ہو لیکن پھر بھی وہ ہر چیز میں نہیں بلکہ ہر چیز اس کے اندر ہے اور جس کے ہیبت ناک اور پرسطوت ارادہ کی ایک جنبش سے کائناتی خلا کے اندر سینکڑوں ہزاروں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں، اربوں اور اس سے بھی آگے اس لامتناہی شمار تک جہاں انسانی عقل درماندہ ہو کر رہ جاتی ہے اجرام فلکی معرض وجود میں آکر کائنات کی بے پایاں وسعتوں اور پہنائیوں میں ایک شاندار اور قطعی قانون کے ماتحت حرکت کرنے لگتے ہیں۔ یورپ کے مادہ پرست ماہرین فلکیات اپنی تمام دوربینوں کے ساتھ اس خالق کائنات کو نہ دیکھ سکے اور ان کی یہ کورچشمی ایک وبا بن کر ساری دنیا میں پھیل گئی اور مسلمان بھی اس سے متاثر ہوئے اور مسلمان اساتذہ اور طلباء کے دماغوں میں فلسفیانہ شبہات پیدا ہو گئے ان شبہات سے قوت ایمان کمزور ہو گئی اور قوت ایمان کے کمزور ہونے سے قوت عمل مفقود ہو گئی۔

ڈیوڈ ہیوم لاک اور والٹیر کے فلسفۂ تشکیک نے ان شبہات کو اور توی تر کر دیا ڈارون کے حیاتیاتی مسئلہ ارتقاء نے مغربی مفکرین کا زاویہ نگاہ بالکل بدل دیا انسان حیوان کی ہی ایک ترقی یافتہ صورت ہے وہ اسی زمین سے پیدا ہوتا ہے اسی میں چلا جاتا ہے اس کی ارتقائی منازل بالکل مادی ہیں جسم کے مرنے کے بعد اس کی کوئی زندگی نہیں یہ ارتقاء کا دور پورا کرکے اس خاکی گولے کے سرد ہونے کے ساتھ ہی ناپید ہو جائے گا۔ اس کے بعد کارل مارکس، اینگلز اور فرائڈ نے انسان اور انسانی تاریخ کا جو معاشی، جنسیاتی اور نفسیاتی تجزیہ کیا اس سے مذہب کی روحانی قدروں میں ایک تنزل پیدا ہو گیا ان مغربی اقوام کے مادی اور ملحدانہ افکار جذبہ میں بدل گئے اور یہ جذبہ کا سیل رواں مسلمان کی نئی نسل کو بھی اپنے ساتھ بہا کر لے گیا اور شکوک وشبہات ان کے شعور خفی میں راسخ ہو گئے۔ مغرب کے فوجی سیاسی اور علمی تسلط کے رد عمل میں اسلامی دنیا میں مختلف رجعی تحریکات پیدا ہوئیں جن میں سے بڑی بڑی تحریکات تین ہیں، مہدی سوڈانی کی جہاد بالسیف کی تحریک۔ سید جمال الدین افغانی کی پین اسلام ازم کی سیاسی تحریک اور جناب سرسید کی احیاء علوم کی تحریک لیکن یہ سب تحریکات چونکہ مسلمانوں کے زوال کا حقیقی سبب دریافت نہ کر سکیں اسلئے ناکام رہیں ایسے مایوس کن حالات میں پنجاب کی ایک گمنام بستی سے ایک کامل امتی کی آواز اٹھی اے مسلمانو تمہارے اندر اس وقت تک وہ تخلیقی قوت اور ارادہ جس سے قوم کے اندر ایک تعمیری حرکت اور قوت نمو کا ظہور ہو نہیں پیدا ہو سکتی جب تک کہ تم اسلامی تعلیمات پر ایک زندہ ایمان کے ساتھ عمل پیرا نہ ہو اور جب تک تمہارا اس **سرچشمۂ حیات** سے ایک زندہ اور محسوس تعلق پیدا ہو جائے جو اس کائنات کے چپہ چپہ میں رواں دواں ہے صرف خالق کائنات سے صحیح تعلق پیدا کرنے سے ہی وہ قوت تعمیر پیدا ہو سکتی ہے جو ابتدائی زمانہ کے مسلمانوں کے قلوب میں تھی، جب تک تمہارے اندر وہ زندہ ایمان پیدا نہ ہوگا اس وقت تک تم اسلامی تعلیمات پر بھی صحیح طریقہ سے عمل پیرا نہیں ہو سکتے اور اس ایمان کا پیدا ہونا اس دور فلسفہ والحاد میں ایک زندہ روحانی تجربہ کو چاہتا ہے میں حضرت نبی کریم صلعم کا ایک کامل امتی ہوں میرے قلب و وجدان میں محمد رسول اللہ صلعم کی روحانی قوت کا مکمل انعکاس ہے۔ میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام کرتا ہے جس طرح وہ ابتداء سے اپنے برگزیدہ بندوں کے ساتھ کرتا چلا آیا ہے میں وحی والہام کے ذریعہ سے تمہارے قلوب میں زندہ ایمان پیدا کرنے پر مامور ہوں میں عصر حاضر میں امت مسلمہ کا امام ہوں یاد رکھو علم کلام اور منطق وہ ایمان پیدا نہیں کر سکتے۔ وہ صرف وحی اور تنزیل سے پیدا ہو سکتا ہے اگر تم صحیح معنوں میں غلبۂ اسلام چاہتے ہیں تو میری طرف رجوع کرو کیونکہ آج ارشادات نبوی کے مطابق صرف میرے ہی ذریعہ غلبۂ اسلام مقدر ہے۔

علامہ مصطفےٰ مراغی شیخ الازہر نے فرمایا ہے کہ جس دن مسلمان تعلیم اسلامی پر عمل پیرا ہوں گے اس دن پھر مسلمانوں کو اطمینان اور غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ تعلیمات اسلامی پر عمل پیرا ہونے کے لئے تو ایمان چاہئے اور وہ ایمان مغربی علوم نے سرد کر دیا وہ ایمان کس طرح پیدا ہوگا؟ کیا اس کو فلسفی اپنے دماغ سے پیدا کریں گے یا علماء اپنی قیل وقال سے پیدا کریں گے یا اس کے لئے ایک عظیم الشان صوفی ولی اللہ اور محدث درکار ہے جو نبی نہ ہو لیکن اسے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ حاصل ہو۔ مسلمان مفکرین نے مرض کی تشخیص تو کر لی خدا انہیں صحیح علاج کی توفیق بھی عطا فرمائے آمین

پیغام صلح کا موجودہ نمبر

انجمن کی مجلس منتظمہ نے فیصلہ فرمایا ہے کہ ہر مہینہ میں پیغام صلح کا ایک پرچہ سولہ صفحات پر شائع ہوا کرے جس کے آٹھ صفحات فتنہ بہائیت اور فتنۂ قادیانیت کے رد میں مضامین کیلئے وقف ہونگے اور یہ مضامین اخویم جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی مولوی فاضل بی۔اے تحریر فرمائیں گے چنانچہ پیغام صلح کا موجودہ پرچہ مجلس منتظمہ کے اسی فیصلہ کے مطابق شائع کیا جا رہا ہے اور انشاء اللہ ہر ماہ ایک پرچہ سولہ صفحات کا شائع ہوا کرے گا۔ احباب سلسلہ ... یہ پرچہ قادیانیوں اور بہائیوں کو پڑھائیں یہ پرچہ زائد چھپوایا گیا ہے احباب سلسلہ کو چاہئیے کہ حضرت جائنٹ سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے منگوا کر موزوں حلقوں میں اسے تقسیم کریں یا جائنٹ سکرٹری صاحب کو قادیانیوں بہائیوں کے ایسے پتے ارسال فرمائیں کہ جہاں اس پرچہ کا بھجوانا مفید نتائج پیدا کر سکے۔

معاصر احسان کی تحریک تبلیغ

قارئین پیغام صلح کو علم ہے کہ روزنامہ احسان نے ایک مرکزی ادارہ تبلیغ کے لئے تحریک شروع کر رکھی ہے اس تحریک کے متعلق معاصر مذکور اپنی ۵ فروری کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"بعض علمائے کرام کے ہمیں خطوط موصول ہوئے ہیں کہ جو تحریک "احسان" کی طرف سے دنیا کے سب سے بڑے مذہب اسلام کی تبلیغ کیلئے شروع کی گئی تھی اسکے متعلق اب خاموشی کیوں اختیار کی جا رہی ہے کیا یہ تحریک قابل عمل نہیں؟ کیا تمام بڑے علماء اس سے متفق نہیں؟ کیا ہندوستان کے مسلمان اپنے اختلافات فراموش نہیں کرنا چاہتے؟ اسی قسم کے سوالات ہیں جو ہمیں فرتیں موصول ہوئے ہیں جن کے جواب میں ہم صرف یہ گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ احسان کی طرف سے جو علمائے کرام کی خدمت میں اپیل کی گئی تھی وہ بے اثر ثابت نہیں ہوئی اکثر علماء نے اس تجویز سے اتفاق کیا یہاں تک کہ مسلم لیگ کے پنڈال سے بھی اس قسم کے ایک ادارے کے قیام کا اعلان کیا گیا اگرچہ ہمیں اس ادارے سے اختلاف صرف اتنا ہے کہ اس میں سیاست کو زیادہ دخل ہوگا اسلئے وہ خالص مسلم لیگی ہوگا جس میں سرخپوش کانگرسی اور جمعیتہ العلماء، خیرہ کے ارباب شامل نہ ہو سکیں گے ہم صرف یہ چاہتے تھے کہ خالص قرآن حکیم اور آقائے نامدار کے پس منظر کے ساتھ ایک ایسے ادارے کا افتتاح کیا جائے جس میں مختلف الخیال فرقوں کے علماء صرف قرآن حکیم کی بنیاد پر نعرۂ حق وصداقت بلند کریں بعض اہل نظر نے ہماری حوصلہ شکنی بھی کی ہے ان کا خیال ہے کہ شیعہ سنی دیوبندی چکڑالوی کے اختلافات اس قدر راسخ ہو چکے ہیں اور وہ ایک دوسرے کے اس قدر دشمن ہو چکے ہیں کہ انہیں ایک پلیٹ فارم پر لانا بالکل ناممکن ہے! وغیرہ وغیرہ"

احسان کے اس اقتباس کو لکھنے پیش نظر ...

(بقیہ خطبہ از صفحہ)

ہو چکی تھیں اور وہ تمدنی زوال کا شکار تھے ان کے بڑے سے بڑے لوگوں کے اندر یہ خیال نہیں آسکتا تھا کہ یہ مغربی فاتح لوگ مسلمان ہو سکتے ہیں ایک حد تک تھا جس کے اندر یہ خیال پیدا ہوا کہ یہ قومیں مسلمان ہوں گی۔

دعوے اور تبلیغ کی بنیاد

ادھر آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعوٰی کیا اور اُدھر آپ نے مغرب میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی اور آپ نے فرمایا کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے۔ اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا اور پھر آپ نے ازالہ اوہام کے اندر یہ بھی فرمایا ہے کہ ان قوموں کے اندر قرآن مجید کے تراجم تفاسیر اور اسلامی لٹریچر پہنچایا جائیگا۔

خوابوں پر بنیاد نہ رکھو

اگر کسی نے دعوٰے کرنا ہے تو یہ کام کر کے دکھائے خواب سچے بھی آجاتے ہیں بعض دفعہ آرزوئیں بھی خواب بن جاتی ہیں بعض دفعہ شیطان کی طرف سے بھی خواب آتے ہیں، خوابوں پر بنیاد نہ رکھو بلکہ قرآن مجید پر بنیاد رکھو۔

مذہب اور قوت عمل

مذہب دنیا میں انسانوں کے اندر زبردست قوت عمل پیدا کرنے کے لئے آتا ہے اگر اس قوت عمل کا نمونہ تمہیں دکھاتے تو پھر دعوے کرنا فضول ہے۔ خوب یاد رکھو کہ سچا مذہب عظیم الشان قوت عمل پیدا کرتا ہے یاد رکھو تم میں سے ہر ایک شخص یہ طاقت رکھتا ہے۔ خدا اُس طاقت کو کام پر لگا دو اور دیکھو کس طرح پر عظیم الشان انقلاب پیدا ہو جاتا ہے۔

اپنی ساری طاقت خرچ کرو

ان چیزوں سے بچنا چاہیئے یہ کوئی انقلاب نہیں جو کسی کو خواب آگیا اس سے کچھ نہیں بن جانا اللہ تعالےٰ نے ہمارے ہاتھ میں قرآن مجید دیا ہے اور عین چودھویں صدی پر مجدد بھی آگیا جو شریعت کے مطابق ہے کیونکہ حدیث میں وعدہ ہے کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئے گا اس کے علاوہ سب چیزوں کو فضول سمجھو اور صدی کے سر کا انتظار کرو شاید اللہ تعالےٰ کسی کو کھڑا کر دے ابھی تو اوقت باقی ہے چالیس سال باقی ہیں تمہارے سامنے عمل کا میدان موجود ہے اپنی ساری طاقت کو اس پر لگاؤ خوب یاد رکھو دنیا پیاسی ہے۔

اسلام کا غلبہ

اسلام کے غلبہ کا وقت آچکا ہے ہم نے اللہ تعالےٰ کے وعدے پورے ہوتے اپنی آنکھوں سے دیکھے ہیں یہ موجودہ جنگ اور کیفیت و خون کیا ہے؟ ہم نے ان پیشگوئیوں کو حضرت مسیح موعود کے منہ سے سنا اور اپنی آنکھوں سے آج انہیں پورا ہوتے ہوئے دیکھا ہم نے قرآن اور حدیث میں ان پیشگوئیوں کو دیکھا اس لئے ساری طاقت کو اس کام پر لگا دو۔

توسیع سے پہلے اپنے آپ کو مضبوط کرو

اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ جماعت کی توسیع ہونی چاہیئے تو بجائے دوسروں پر نکتہ چینی کرنے کے وہ خود توسیع میں کیوں نہیں لگ جاتا، اگر کوئی چاہتا ہے کہ جماعت مضبوط ہو تو پہلے اپنے آپ کو وہ مضبوط کرے تم میں سے ہر ایک شخص یہ کام کرے جماعت اس طرح سے مضبوط ہوتی ہے کہ تم میں سے ہر ایک شخص اپنے دل میں ٹھان لے کہ میں پہلے اپنے آپ کو مضبوط کر لوں اور اس کے لئے جدوجہد کرے تو جماعت انشاء اللہ مضبوط ہو جائے گی ایک کی مضبوطی بہتوں کو مضبوط کر دیتی ہے اور ایک کی کمزوری بہتوں کو کمزور کر دیتی ہے دوسروں کی کمزوریوں کو دیکھتے ہو، نتیجہ کیا ہوتا ہے کہ تمہارے اپنے نفس کی اصلاح نہیں ہوتی تم خود کمزور ہو کر دوسروں کی کمزوریوں کو تلاش کرتے ہو۔

صحیح عقیدہ اور قوت عمل

مسلمان علماء اور صحافی لوگ یہ تو کہتے ہیں کہ جماعت کا کام شاندار ہے مگر عقائد سے اتفاق نہیں۔ عقائد سے اتفاق کیا تمہارے کوئی عقاید ہوں بھی تمہارا اگر کوئی اصول ہو تو تمہارا کام بھی ہو جہاں صحیح عقیدہ ہوگا وہیں قوت عمل بھی ہوگی۔ خدا تعالےٰ نے اس زمانہ کے لئے جس جماعت کو نمونہ بنانا تھا بنا دیا کس طرح پر ایک چھوٹی سی جماعت اس کام کو کئے جا رہی ہے۔ اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق عطا فرمائے کہ ہم میں سے ہر ایک جماعت کی مضبوطی کا باعث بن جائے۔ اگر تم میں سے ہر ایک شخص اس بات کو سامنے رکھے تو اللہ تعالےٰ بہت برکتیں دے گا اس نے پہلے بھی برکتیں دی ہیں اور آئندہ اس سے بھی زیادہ دے گا۔

اعلان نکاح

یہ خبر نہایت مسرت کیساتھ سنی جائے گی کہ ہمارے محترم بزرگ شیخ فضل کریم صاحب ... ضلع ہزارہ کے فرزند شیخ شریف احمد صاحب کا نکاح گذشتہ ۴ فروری ۱۹۴۴ء کو مسمات سعیدہ سلطانہ بنت مرزا فیروز خاں ساکن سعدی پارک (مزنگ) لاہور سے دو ہزار روپیہ حق مہر پر ہوا اس تقریب کی سرانجام دہی کیلئے دولہا کی طرف سے ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر کرم الٰہی صاحب پشاور سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ برات میں حضرت میر زادہ اللہ حضرت مولینا صدرالدین صاحب۔ حضرت مولینا عزیز بخش صاحب۔ مولینا آفتاب الدین احمد صاحب۔ مولوی دیانت محمد صاحب اور بعض دوسرے دوست شامل تھے خطبہ نکاح مولینا صدرالدین صاحب نے پڑھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو بابرکت کرے۔

نیو ورلڈ آرڈر کی تقسیم

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

اس کتاب کی اشاعت میں غیر معمولی تاخیر واقع ہوئی ہے میں قریباً ۱۰ دسمبر کو اس کا مضمون پورا کر کے مطبع کے حوالہ کر چکا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ مطبع نے اس معاملہ میں لاپرواہی سے کام لے رہا ہے نصف کے قریب کتاب چھپ چکی ہے اور باقی کے پروف نہیں ملے۔

اس تقسیم کے متعلق میں اپنے احباب سے ایک درخواست کرنا چاہتا ہوں۔ گو کتاب دس ہزار کی تعداد میں طبع ہوئی ہے مگر یہ تعداد کچھ زیادہ نہیں کہ ہم اسے آزادی سے اپنے مسلمان بھائیوں تک پہنچا سکیں اس کا بہت بڑا حصہ امریکہ اور انگلستان اور دوسرے انگریزی ممالک میں جانا چاہیئے اور غیر مسلموں میں تقسیم ہونا چاہیئے۔ پھر ایک حصہ اخبارات میں جانا چاہیئے اور جو شاید قریب قریب دو ہزار باقی بچ جائیگی کیونکہ علاوہ ہندوستان کے دیگر ممالک کے اخبارات کو بھی اس کا بھیجنا ضروری ہوگا۔

اسیلئے جن احباب نے اس کے لئے چندہ دیا ہے وہ گو کچھ کاپیاں خاص خاص آدمیوں کو دینے کے لئے منگوا سکتے ہیں لیکن اس بات کو مدنظر رکھا جائے کہ وہ تعداد حتی الوسع کم ہو اور صرف ایسے لوگوں کو دینے کے لئے منگوایا جائے جن کو اس کا دینا خاص طور پر مفید ہو۔ بلکہ بیشتر حصہ انجمن کے سپرد رہے کہ جہاں بہتر موزوں ہو وہاں اسے پہنچایا جائے اس غرض کے لئے احباب کاپیاں طلب کرتے وقت ذیل کی ہدایت کو مدنظر رکھیں تو بہتر ہے۔

جن احباب نے پانچ سو یا اس سے زیادہ چندہ دیا ہے وہ پچاس سے زیادہ کاپیاں خود تقسیم کرنے کے لئے نہ منگوائیں۔ جنہوں نے ایک سو سے پانچ سو تک دیا ہے وہ پچیس سے زیادہ نہ منگوائیں۔

پچیس سے لیکر سو تک چندہ دینے والے دس سے زیادہ کاپیاں نہ منگوائیں۔ اور اس سے نیچے پانچ تک ایک ایک یا دو دو کاپیوں سے زیادہ نہ منگوائیں۔

خاکسار

محمد علی

قابل قدر ایثار کا ایک نمونہ

ہماری جماعت میں خدا کے فضل سے بڑے بڑے ایثار پیشہ حضرت ہیں جو اپنی ماہوار آمد پر التزاماً دس فیصدی اور بعض بیس فیصدی اور بعض ایک تہائی ماہوار چندہ دیتے ہیں لیکن بعض لوگوں میں قربانی کی روح اس سے بھی کہیں زیادہ نظر آتی ہے۔

مولوی محمد حسین صاحب مبلغ علاقہ پٹیالہ اپنی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں کہ چوہدری رحیم بخش صاحب ساماتوی جو پہلے اپنی آمد کا ایک تہائی حصہ خدا کی راہ میں دیا کرتے تھے اب نصف حصہ انجمن کو دے رہے ہیں۔ چنانچہ اکتوبر ۱۹۴۳ء میں 29/2/- نومبر ۱۹۴۳ء میں 30/12/- اور دسمبر ۱۹۴۳ء میں 35/12/- نصف آمدنی چوہدری صاحب موصوف نے عطا فرمائی ہے فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے رنگ کی جو یؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ کی عملی تصویر تھے۔

اللہ تعالےٰ چوہدری صاحب موصوف پر اپنی بیشمار برکات نازل کرے اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ احباب کرام چوہدری صاحب کے لئے دعا فرماویں اور یہ بھی دعا فرمائی جائے کہ ہم میں سے اور بہت سے لوگ اس نیک نمونہ کی تقلید کریں۔ آمین

(اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل و تبلیغ)

اعلان

مجلس معتمدین نے آئین کے سالانہ انتخاب کے سلسلہ میں جماعتوں کو فرداً فرداً مرکز سے لکھا گیا تھا۔ مندرجہ ذیل جماعتوں کی طرف سے ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ مہربانی فرماکر سکرٹری صاحبان اس طرف توجہ فرمائیں:-

سرگودھا۔ اکاڑہ منٹگمری۔ کلکتہ۔ جموں۔ کوئٹہ۔ راولپنڈی بدوملہی۔ لائل پور۔ پشاور۔ گجرات بمبئی۔ مفصلات پشاور۔ لاہور صدر کپور تھلہ۔ مرار۔ فاجیوال۔ پٹیالہ سامانہ۔

عبد اللہ۔ جنرل سکرٹری

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جناب میاں صاحب مکرم اور انکے رفقاء کے غور کیلئے

ان کے خواب کی صحیح تعبیر

ان کا خواب عقائد جماعت احمدیہ لاہور کے درست ہونے پر ایک فیصلہ کن دلیل ہے

از محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

کونسے امور موجبات خوشی ہیں؟ ۲۸ جنوری کے خطبہ جمعہ میں جناب میاں صاحب مکرم نے قادیان میں اپنی جماعت کو اپنا ایک طویل خواب سنایا۔ ۳۰ جنوری کے الفضل میں تین مختلف مضامین کے ذریعہ اس خواب کی بناء پر ان کی بیرونی جماعتوں کو یہ خوشخبری پہنچائی گئی کہ جناب میاں صاحب مکرم نے اعلام الٰہی کے ماتحت مصلح موعود ہونے کا اعلان کر دیا ہے ۲۹ جنوری کو قادیان میں یوم مصلح موعود منایا گیا اس خوشی میں ایک دوسرے کو مبارکبادیاں دی گئیں مدارس اور دفاتر میں تعطیل کی گئی مسجد اقصیٰ میں جلسہ کیا گیا جس میں مختلف لیکچروں کے ذریعہ بھی جناب میاں صاحب مکرم کے ساتھ اظہار عقیدت کے علاوہ ان کی مدح سرائی میں زمین و آسمان کے قلابے ملائے گئے۔ بیرونی جماعتوں کی طرف سے بھی تہنیت کی تاریں اور خطوط آنے شروع ہو گئے۔ الفضل کے مضامین کو پڑھ کر مجھے بھی اس خواب کو دیکھنے کا از حد اشتیاق ہوا اور میں بڑی بے صبری سے اسکی اشاعت کا انتظار کرنے لگا۔ بارے وہ خواب یکم فروری کے الفضل میں شائع ہوا۔ اس کے طول کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ الفضل جیسے سائز کے اخبار کے چار صفحات اس نے لئے ہیں۔ میں نے اس خواب کو ایک دفعہ نہیں بلکہ کئی دفعہ پڑھا ہے اور خوب غور سے خالی بالطبع ہو کر پڑھا ہے میں اپنے احباب کرام کو یقین دلاتا ہوں کہ باوجود بار بار پڑھنے کے میں اس بات کو سمجھنے سے بالکل قاصر رہا ہوں کہ اس خواب میں وہ کونسے امور ہیں جو احباب قادیان کے لئے خوشیاں منانے کا موجب ہو سکتے ہیں، کیا احباب قادیان محض اس بات پر خوش ہو رہے ہیں کہ جناب میاں صاحب مکرم ان نبیوں کی پیشگوئیوں کا مصداق ثابت ہو گئے ہیں جن کا وجود اس عالم حقیقت میں تو نہیں بلکہ محض عالم خواب میں ہی ہے یا کیا یہ بات ان کی خوشی کا موجب ہو رہی ہے کہ جناب میاں صاحب مکرم پیشگوئیوں کی علامات کو عالم حقیقت میں تو ۳۰ سال تک پورا کرنے میں بالکل ناکام رہے ہیں لیکن اب انہوں نے ان علامات کو عالم خواب میں پورا کر کا اعلان کر دیا ہے یا کیا یہ بات ان کے دلوں میں خوشی کی لہر دوڑا رہی ہے کہ جناب میاں صاحب مکرم عالم خواب میں تو علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کے فلسفہ کے خزانوں کے مالک بن گئے ہیں لیکن جب وہ عالم خواب سے عالم حقیقت کی طرف منتقل ہوتے ہیں تو نہ علوم اسلام کے متعلق ان کے علم میں کوئی اضافہ نظر آتا ہے اور نہ ہی علوم عربیہ کے خزانوں پر ان کی کوئی ملکیت دکھائی دیتی ہے اور نہ ہی زبان عربی کے فلسفہ پر انہیں کوئی مزید کمال ملا ہوا معلوم ہوتا ہے جتنے علم کے مالک وہ بستر پر لیٹنے سے قبل تھے اتنے ہی علم کے مالک وہ خواب استراحت سے بیدار ہونے کے بعد نظر آ رہے ہیں ان کے موجودہ علم میں سرمو فرق دکھائی نہیں دیتا جس کا مطلب بجز اس کے کچھ نہیں ہو سکتا کہ جو کچھ عالم خواب میں انہیں عطا کیا گیا وہ عالم بیداری میں آتے ہی تمام کا تمام چھین لیا گیا کیا اس کی مثال اس فقیر کی سی نہیں جو خواب میں تو لاکھوں روپیہ کا مالک بن جاتا ہے لیکن بیدار ہونے پر اپنے آپ کو وہی فقیر کا فقیر ہی پاتا ہے، پھر کیا جماعت قادیان کے دل اسلئے مسرت سے لبریز ہو گئے ہیں کہ جناب میاں صاحب مکرم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے لائے ہوئے علوم کو کلیتہً پس پشت ڈالتے ہوئے آیندہ ان علوم کو دنیا کی ہدایت کا ذریعہ ٹھیرایا ہے جو ان کی زبان اور قلم سے نکلے ہیں یا کیا احباب قادیان محض اسلئے خوشی سے اچھل رہے ہیں کہ جناب میاں صاحب مکرم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بوئے ہوئے بیج کے مقابل اپنے بوئے ہوئے بیج کو ترجیح دیتے ہوئے اس کے متعلق بدیں الفاظ اعلان فرمایا ہے "لیکن مقدر یہی ہے کہ میرے بوئے ہوئے بیج سے ایک دن ایسا درخت پیدا ہوگا کہ عیسائی اقوام مثیل مسیح سے برکت حاصل کرنے کے لئے اس کے نیچے بسیرا کریں گی اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت میں داخل ہو جائیں گی اور جیسے خدا کی بادشاہت آسمان پر ہے ویسے ہی زمین پر آجائے گی"

مجھے یقین ہے کہ میرے بھائی احباب قادیان محض جذبات کی رو میں بہہ گئے ہیں اور انھوں نے اس خواب پر قطعاً غور نہیں کیا اگر وہ اس پر غور کی نظر ڈالتے تو ان کے گھروں میں گھی کے چراغ جلنے کی بجائے صف ماتم بچھ جاتی کیونکہ جناب میاں صاحب مکرم کی یہ خواب نہ صرف یہ کہ ان کی اندرونی اصلیت پر روشنی ڈال رہی ہے بلکہ ان کے عقائد کا غلط ہونا بھی ثابت کر رہی ہے اور ان تمام امیدوں اور توقعات کو بھی خاک میں ملا رہی ہے جو ان کے احباب تیس سال کے طویل عرصہ سے انکی ذات سے وابستہ کرتے چلے آ رہے تھے اور انہیں خالص دینی طریق سے دور رہنے اور دنیا کے بندے ہونے کا سارٹیفکیٹ عطا کرتے ہوئے آیندہ کے لئے بھی مایوسی کے اتھاہ گڑھے میں انہیں دھکیل رہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کا ہاتھ ہی انہیں نکالے تو وہ نکل سکتے ہیں ورنہ خواب تو انہیں عالم یاس میں ہی چھوڑ رہی ہے۔ اے اللہ تو میرے بھائیوں پر رحم کر اور ان کی آنکھیں کھول تا وہ تاریکی اور روشنی میں امتیاز کر سکیں اور انہیں وہ نور فراست عطا کر جس سے وہ اصلیت اور حقیقت کو فوراً دیکھ لیا کریں۔ آمین۔

خواب کے دو حصے سردست میں باقی اجزا کو چھوڑتے ہوئے خواب کے صرف ان دو حصوں پر روشنی ڈالنا چاہتا ہوں جن کا تعلق اس نتیجہ کے ساتھ ہے جو میں نے مندرجہ بالا سطور میں بیان کیا ہے۔

پہلا حصہ ان میں سے ایک حصہ تو یہ ہے کہ جناب میاں صاحب کو خواب میں اس سڑک پر دکھلایا گیا ہے جو انتہائی بائیں طرف واقعہ ہے اور ان کا ایک ساتھی انہیں دوسری سڑک کی طرف آنے کے لئے بلا رہا ہے جو انتہائی دائیں طرف واقع ہے جناب میاں صاحب نے دائیں طرف والی سڑک کی طرف آنے کا ارادہ بھی کیا مگر وہ وہاں نہیں پہنچے بلکہ راستہ میں ہی کوئی طاقت انہیں زبردستی کھینچ کر کسی اور طرف کو لے گئی جناب میاں صاحب کے اپنے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں:- "اس وقت میں اس سڑک کی طرف جا رہا ہوں جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے اس وقت میں دیکھتا ہوں کہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر میرا ایک اور ساتھی ہے اور وہ مجھے آواز دے کر کہتا ہے کہ اس سڑک پر نہیں دوسری سڑک پر جائیں اور میں اس کے کہنے پر اس سڑک کی طرف جو بہت دور ہٹ کر ہے واپس لوٹتا ہوں وہ جس سڑک کی طرف مجھے آوازیں دے رہا ہے انتہائی دائیں طرف ہے اور جس سڑک کو میں نے اختیار کیا تھا وہ انتہائی بائیں طرف تھی چونکہ میں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف وہ مجھے بلا رہا تھا وہ انتہائی دائیں طرف تھی اس لئے میں لوٹ کر اس سڑک کی طرف چلا مگر جس وقت میں پیچھے کی طرف واپس ہٹا ایسا معلوم ہوا کہ میں کسی زبردست طاقت کے قبضہ میں ہوں اور اس زبردست طاقت نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گذرنے والی ایک پگڈنڈی پر چلا دیا میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اس طرف نہیں اس طرف اس طرف نہیں اس طرف مگر میں اپنے آپ کو بالکل بے بس پاتا ہوں اور درمیانی پگڈنڈی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں"

جناب میاں صاحب کے نزدیک دائیں اور بائیں راستہ کے معنی؟ خواب کا یہ حصہ بیان کرنے کے بعد جناب میاں صاحب نے خود ہی بائیں اور دائیں کے معنی بھی بیان کر دیئے ہیں جو انہیں کے الفاظ میں یہ ہیں:- "چنانچہ جس وقت میری آنکھ کھلی معاً مجھے خیال آیا کہ دایاں اور بایاں راستہ جو خواب میں دکھایا گیا ہے اس میں بایاں راستہ سے مراد خالص دنیوی کوششیں اور تدبیریں ہیں اور دائیں راستہ سے مراد خالص دینی طریق۔ دعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں"

خواب میں بیان کردہ امور؟ خواب کا یہ حصہ اپنے معنی کو بیان کرنے میں بالکل واضح ہے اور کسی تشریح کا محتاج نہیں یہ حصہ خواب مندرجہ ذیل امور پر بالوضاحت روشنی ڈال رہا ہے جس کا انکار بجز اس شخص کے جس نے تعصب کی پٹی آنکھوں پر باندھی ہوئی ہو اور کوئی نہیں کر سکتا۔

اوّل۔ اس حصہ خواب کی رو سے جناب میاں صاحب یقیناً غلط راستہ پر چل رہے ہیں۔

دوم۔ وہ راستہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کامیابی کا راستہ نہیں۔

سوم۔ وہ خالص دنیوی کوششوں اور تدبیروں میں مشغول ہیں اور ان میں انتہائی طور پر منہمک ہیں۔

چہارم۔ وہ خالص دینی طریق۔ دعا اور عبادتوں سے انتہائی طور پر دور ہیں۔

پنجم۔ خالص دینی طریق دعا اور عبادتوں کی طرف جانے کا ارادہ کرنے کے باوجود وہ وہاں تک نہیں پہنچ سکے راستہ میں ہی کسی طاقت نے انہیں اچک لیا ہے

ششم۔ ان کو اصحاب الیمین میں شامل کرنے کے لئے کسی طرف سے متواتر دعوت کے ذریعہ کوشش بھی کی جا رہی ہے

جماعت امام کے ہی حکم میں ہوتی ہے؟ یہ ظاہر ہے کہ امام اپنی تمام جماعت کا نمائندہ ہوتا ہے اور جماعت اس کے وجود میں ہی داخل ہوتی ہے پس جبکہ امام کا خواب میں غلط راستہ پر ہونا اور خالص دنیاوی کوششوں اور تدبیروں میں ہی منہمک

ہونا دکھلایا گیا تو اس کے صاف معنی ہیں کہ جماعت بھی ساری کی ساری اس کا مصداق ہے پس کیا ان دوستوں کے لئے جو جناب میاں صاحب کی قیادت پر آج تک خوش چلے آتے تھے جناب میاں صاحب کی اس خواب میں اس بات کو سوچنے اور اس پر غور کرنے کا سامان موجود نہیں کہ جس طرف وہ انہیں لیجا رہے ہیں وہ خالص دنیوی راستے ہیں جو خدا تک ہرگز نہیں پہنچاتے ان راستوں اور دینی راستوں کے درمیان بعد المشرقین والمغربین ہے اس خواب میں تو تنبیہ ان کے لئے نازل کی گئی ہے کاش وہ اس سے متنبہ ہو کر واقعات کا بھی جائزہ لیں تو ان پر روز روشن کی طرح واضح ہو جائے کہ جس نظام پر ان کو ناز ہے اس کی بنیاد محض دنیوی تدابیر اور کوششوں پر ہی ہے تقویٰ اور طہارت پر ہرگز نہیں اور اس کے جو نتائج نکل رہے ہیں وہ بھی سرزمین دین کے خلاف اور پاکیزگی اور خشیۃ اللہ کے بالکل منافی ہیں ذرا محمد امین مرحوم مجاہد بخارا اور فخر الدین مرحوم کے قتل ہونے مباہلہ والوں کے مکان کے گرانے اور ان پر قاتلانہ حملہ　　اور ان مقدمات کے متعلق جو آئے دن قادیان میں ہوتے رہتے ہیں اور جن پر جماعت کا ہزاروں روپیہ خرچ ہوتا رہتا ہے آزاد کمیشن بٹھلا کر دیکھیں تو سہی کہ کس طرح پر اس خواب کی صداقت اظہر من الشمس ہو جاتی ہے اور کس طرح اُن کی آنکھوں کے سامنے سے وہ تمام پردے اُٹھ جاتے ہیں جو آج تک ان پر ڈالنے کی کوشش ہوتی رہی ہے جناب میاں صاحب کی یہ خواب جماعت کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہے اگر وہ حقیقت حال پر مطلع ہونے کے خواہاں ہوں۔

اس حصہ خواب کا دوسرا پہلو

یہ تو اس حصہ خواب کا ایک پہلو ہے اب آگے دوسرے پہلو کو بھی احباب کے غور کے لئے پیش کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس حصہ خواب میں جناب میاں صاحب کو یہ بھی دکھلایا گیا ہے کہ ان کا ایک ساتھی ان کو دائیں طرف بلا رہا ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ شخص دائیں طرف پر قائم ہے خواب میں وہ شخص کچھ فاصلہ پر محض اسیلئے دکھلایا گیا ہے تا یہ اس کی آواز سن سکیں ورنہ خواب کا منشاء یہ ہے کہ وہ اصحاب الیمین میں سے ہے اور جناب میاں صاحب اصحاب الشمال میں سے ہیں اور دونوں اپنی اپنی جگہ اپنی طرف کے انتہائی نقطہ پر ہیں یعنی وہ صاحب دائیں طرف کے انتہائی نقطہ پر ہے اور جناب میاں صاحب بائیں طرف کے انتہائی نقطہ پر ہیں۔

وہ ساتھی کون ہے کیا مرید ہے

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ ساتھی کون ہے کیا وہ جناب میاں صاحب کے مریدوں میں سے ہے یا کوئی اور جناب میاں صاحب کے مریدوں میں سے ہے تو وہ شخص ہو نہیں سکتا کیونکہ اول تو جب وہ خود بائیں طرف کے انتہائی نقطہ پر ہیں تو ان کا مرید ان کے وجود میں داخل ہونے کی وجہ سے اسی نقطہ پر ہی ہوگا دوسرے خواب میں جس مقام پر جناب میاں صاحب پہنچکر اپنا بائیں طرف ہونا بیان کر رہے ہیں وہاں ان کا کوئی ساتھی ان کے ساتھ نہیں بلکہ ساتھی تمام کے تمام ان کے پیچھے رہ گئے ہیں۔

کیا وہ ساتھی شیطان ہے

پس جبکہ وہ ساتھی مرید نہیں تو کیا پھر وہ شیطان ہے، شیطان بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ جس راستہ کی طرف وہ بلا رہا ہے وہ خالص دینی طریق دعا اور عبادت کا راستہ ہے۔

وہ ساتھی جماعت احمدیہ لاہور ہی ہو سکتی ہے

پس جبکہ وہ ساتھی مرید بھی نہیں، شیطان بھی نہیں تو وہ ایسا ہی شخص ہو سکتا ہے جو گو جناب میاں صاحب کے طریق سے اس کا طریق مختلف ہو لیکن کسی نہ کسی رنگ میں ساتھی کا لفظ اس پر اطلاق پا سکتا ہے۔ پس اگر تعصب سے کام نہ لیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ وہ جماعت احمدیہ لاہور ہی ہو سکتی ہے کیونکہ جماعت کے دو حصوں میں منقسم ہو جانے کے بعد اگرچہ دونوں حصوں کی راہیں مختلف ہو گئیں ہیں لیکن حضرت مسیح موعودؑ کی شاخیں ہونے کے لحاظ سے وہ دونوں ایک دوسرے کے اصحاب ہی ہیں پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ دائیں طرف کو بلانے والی جماعت احمدیہ لاہور ہی ہے تو جناب میاں صاحب اور ان کے مریدین کے لئے جائے غور ہے کہ خواب میں انہیں اصحاب الشمال دکھلایا گیا ہے اور جماعت احمدیہ لاہور کو اصحاب الیمین دکھلایا گیا ہے یعنی احباب قادیان کو خالص دنیوی راہوں پر چلنے والا اور جماعت احمدیہ لاہور کو خالص دینی طریق پر چلنے والا دکھلایا گیا ہے اور اصحاب الشمال اور اصحاب الیمین کے جو اوصاف قرآن شریف میں بیان کئے گئے ہیں مجھے انہیں اسجگہ درج کرنیکی ضرورت نہیں احباب کرام خود سورۃ واقعہ میں پڑھ لیں اور دیکھ لیں کہ جناب میاں صاحب کے بیان کردہ معنی کے وہ عین مطابق ہیں یا نہیں۔

سورۃ انعام کی آیت

اس کے علاوہ سورۃ انعام ع ۹ کی آیت کالذی استھوتہ الشیاطین فی الارض حیران لہ اصحاب یدعونہ الی الھدی ائتنا بھی غور کے قابل ہے اس آیت کا مضمون یہ ہے کہ ایک شخص ہے جس کے پیچھے شریر روحیں لگی ہوئی ہیں اور وہ حیران و پریشان بھٹکا پھرتا ہے اس کے کچھ ساتھی بھی ہیں جو اسے ہدایت کی طرف بلاتے ہوئے کہہ رہے ہیں کہ ہمارے پاس آجا۔

جناب میاں صاحب کی خواب میں پریشانی

جناب میاں صاحب نے خواب میں اپنی حالت کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ پریشانی کا ہی ہے انہیں امن کہیں نہیں کہیں تو وہ ان لوگوں کو جو ان کی حفاظت کے ذمہ دار ہیں دشمن سے شکست کھاتے اور ان کو اکیلا چھوڑ کر بھاگتے ہوئے دیکھتے ہیں کہیں خود دشمن سے خوفزدہ ہوکر بھاگتے نظر آتے ہیں اور اسقدر بے خود ہوکر بھاگتے ہیں کہ ان کو اپنے ساتھیوں کی بھی ہوش نہیں رہتی وہ پیچھے رہ جاتے ہیں اور یہ اپنی سراسیمگی کی حالت میں بھاگتے ہی چلے جاتے ہیں اور اپنے ساتھیوں کا قطعاً انتظار نہیں کرتے اور نہ انہیں اسبات کی فکر ہے کہ دشمن انہیں پکڑ لے گا گویا نفسا نفسی کا نظارہ نظر آرہا ہے کہیں ایک جھیل پر پہنچتے ہیں اور جب انہیں اس جھیل کے پار ہونے کے لئے کوئی سامان نظر نہیں آتا تو وہ دشمن کے پہنچنے اور اپنے پکڑے جانے کے خیال سے اس قدر خوفزدہ ہیں کہ توحید اور توکل علی اللہ کے تمام خیالات ان کے دل سے محو ہو جاتے ہیں اور ایک بت کو جھیل کے پار ہونیکا وسیلہ بناتے ہیں اور پھر جب دیکھتے ہیں کہ وہ اب دشمن سے دور ہو گئے ہیں تو پھر توحید کا سبق یاد آتا ہے یہ حالت بھی جن لوگوں کی قرآن شریف میں بیان کی گئی ہے وہ بھی اہل علم پر مخفی نہیں پھر پریشانی کا یہ عالم ہے کہ راستوں کی بھول بھلیاں میں ہی بھٹکتے پھرتے ہیں صحیح راستہ ہی نہیں ملتا آخر غلط راستہ ہی اختیار کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

جناب میاں صاحب کی غلط تعبیر

پس جب ہم ایک طرف جناب میاں صاحب کی پریشانی کی حالت دیکھتے ہیں اور دوسری طرف انہی کے خواب میں یہ نظارہ بھی ملاحظہ کرتے ہیں کہ ان کے ساتھی ان کو دائیں طرف یعنی ہدایت کے راستہ کی طرف بلا رہے ہیں تو اس آیت کی روشنی میں جناب میاں صاحب کا غلطی پر ہونا اور شریر روحوں کے تصرف میں ہونا بالکل عیاں ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی جماعت احمدیہ لاہور کا راہ راست پر ہونا بھی واضح ہو جاتا ہے کیونکہ جیسا کہ واقعات سے ثابت ہے یہی ایک جماعت ہے جو جناب میاں صاحب کو متواتر عرصہ تیس سال سے ہدایت کی طرف بلا رہی ہے۔　　کاش جناب میاں صاحب اور ان کے مرید اس پر غور کریں اور اس خواب سے فائدہ اٹھائیں جناب میاں صاحب نے ان دونوں راستوں کے درمیان پہنچائے جانے کی یہ تعبیر کی ہے کہ "ہماری جماعت کی ترقی درمیانی راستہ پر چلنے سے ہوگی یعنی کچھ تدبیریں اور کوششیں ہوں گی اور کچھ دعائیں اور تقدیریں ہوں گی"، چنانچہ فرماتے ہیں کہ قرآن شریف میں امۃ محمدیہ کو امتہ وسطاً کہا گیا ہے اس تعبیر میں جناب میاں صاحب نے سخت غلطی کھائی ہے جناب میاں صاحب کو یہ علم ہونا چاہیئے کہ خالص دینی طریق کو اختیار کرنے والے ہی وسطی طریق اختیار کرنے والے کہلاتے ہیں خالص دینی طریق کا نام ہی طریق وسطی ہے اور خالص دنیوی طریق اس طریق کے بالکل مغایر ہے کیا آپ کے نزدیک اصحاب الیمین امتہ وسطاً کہلانے کے مستحق نہیں پس آپ اپنے دل کو خوش کرنے کے لئے جو چاہیں تعبیر کر لیں آپ کا خواب تو آپ کو صاف خالص دنیوی طریق کو اختیار کرنے والا اور دینی طریق سے کوسوں دور بتلا رہا ہے اور وہ طاقت جو آپ کے دائیں طرف آنے سے روکنے کا موجب بنی ہے قطعاً رحمانی طاقت نہیں ہو سکتی پس آپ خدا کے لئے اپنے نفس اور اپنی جماعت پر رحم کرتے ہوئے اس خواب کی حقیقت تک پہنچنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ کو بھی اور آپ کی جماعت کو بھی ایسا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ انشاءاللہ آیندہ قسط میں اس خواب کے اس دوسرے حصہ پر بتوفیق اللہ وعونہ بحث کی جائے گی۔ جس سے جناب میاں صاحب نے اپنے مصلح موعود ہونے کا استدلال کیا ہے اور دکھلایا جائیگا کہ وہ حصہ بھی انکے عقائد کے غلط ہونے کے متعلق درحقیقت اللہ تعالےٰ کی طرف سے بطور اتمام حجت ہے۔ والسلام۔ (باقی دارد)

جناب خلیفہ صاحب قادیان اور دعویٰ ظہور مصلح موعود

شبان الاحمدیہ لاہور کے آیندہ اجلاس میں جو بروز منگل ۱۵ فروری ۱۹۴۴ء بعد از نماز مغرب احمدیہ مسجد میں منعقد ہوگا، جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ خلیفہ صاحب قادیان اور ظہور مصلح موعود کے عنوان پر ایک مفصل تقریر فرمائیں گے۔

احباب جماعت لاہور سے درخواست ہے کہ وہ نہ صرف خود بھی اس میں شریک ہوں بلکہ اپنے قادیانی دوستوں کو بھی ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ تقریر کے بعد سوال و جواب کا موقعہ دیا جائے گا۔

سکرٹری
شبان الاحمدیہ لاہور

فتن غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

(از حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم)

قسط نمبر ۴

بہاء اللہ صاحب کو اس معیار کے نیچے لانا سخت غلطی ہے

اب میں انشاء اللہ یہ دکھاتا ہوں کہ جناب بہاء اللہ کو اس معیار کے نیچے لانا سخت غلطی ہے کیونکہ جو وعید اس آیت میں ہے وہ اس شخص کے لئے ہے جو کسی کلام کو پیش کر کے یہ دعوے کرتا ہے کہ اسے خدا تعالےٰ نے بذریعہ وحی والہام اس پر نازل فرمایا ہے۔ یہ وعید اس شخص کے لئے ہرگز نہیں جو اپنے کلام کو پیش کر کے صاف کہتا ہے کہ یہ میرا کلام ہے۔ میری اپنی تحریر ہے۔ اسے خدا کا کلام میں اس لئے قرار دیتا ہوں کہ میں خدا کا ظہور ہوں اور میرا بولنا خدا کا بولنا ہے کیونکہ کیونکہ میری زبان لسان العظمۃ" یعنی خدائے عظیم کی زبان ہے اور میرا لکھنا خدا کا لکھنا ہے کیونکہ میری قلم قلم اللہ رب العرش العظیم ہے ظاہر ہے کہ یہ خدا پر افترا نہیں۔ کیونکہ مدعی علی الاعلان کہتا ہے کہ یہ میرا کلام میری تحریر ہے ہاں چونکہ میں خدا کا ظہور ہوں اس حیثیت سے یہ خدا کا کلام ہے اور خدا کی کتاب ہے وہ یہ نہیں کہتا کہ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے اور یہ کلام جو میں پیش کرتا ہوں وہ خدا کی طرف سے بذریعہ وحی نازل شدہ ہے بلکہ وہ صاف کہتا ہے کہ یہ میرا کلام ہے۔ مگر میں بحیثیت خدا کے تم سے کلام کرتا ہوں اسلئے میرا اپنا کلام خدا کا کلام ہے، خدا میری زبان سے اسی طرح بول رہا ہے جس طرح کبھی درخت میں سے موسےٰ سے ہمکلام ہوا تھا۔ یعنی اپنی پوزیشن متکلم، اور منزل الکتاب کی قائم کرتا ہے نہ کہ ملکم اور مہبط وحی کی پس اگر کسی کی ایسی عقل ماری گئی ہو کہ وہ مادی اجسام میں خدا کا حلول مانتا ہو اور عناصر پرستی اور انسان پرستی کا قائل ہو تو بیشک مان لے کہ یہ بہاء اللہ صاحب نہیں بول رہے یا لکھ رہے ہیں بلکہ خدا بول رہا یا لکھ رہا ہے۔ لیکن کوئی عقلمند جس میں ذرا بھی عقل سلیم کا مادہ ہوگا۔ اس لغویت کو ماننے کے لئے تیار نہ ہوگا۔

خدا نے جب ایک سلسلہ نبیوں اور رسولوں اور ماموروں کا نوع انسان کی ہدایت کے لئے قائم کیا اور بذریعہ وحی والہام اپنی ہدایت کو ملہمین کے قلوب پر نازل کرنے کا طریق اختیار کیا تو سچے اور جھوٹے مدعی ماموریت میں امتیاز کرنے کے لئے دنیا میں ہی ان کی نامرادی اور ہلاکت کا وعید بھی ارشاد فرمایا کیونکہ جبریل یا ملائکہ کے ذریعہ وحی والہام کا نزول انسان کے قلب پر ہوتا ہے اور یہ ایسا امر ہے جو انسانی نظر سے مخفی ہوتا ہے اس لئے اس مخفی امر کے سچ اور جھوٹ معلوم کرنے کے لئے کوئی امتیازی نشان ضرور ہونا چاہیئے۔ لیکن ایک شخص جب اپنے آپ کو خدا کا ظہور کہتا ہے اور اپنے کلام کو خدا کا کلام کہتا ہے تو اس میں کوئی مخفی امر نہیں جس کا وہ مدعی ہے وہ لوگوں کے سامنے خود بولتا ہے، اور اسے اپنا ہی کلام بتاتا ہے، وہ لوگوں کے سامنے خود لکھتا ہے اور اسے اپنی ہی تحریر بتاتا ہے اس میں خدا پر افترا کوئی نہیں، ہاں اور وہ اپنے کلام کو اور اپنی تحریر کو خدا کا کلام اور خدا کی تحریر اس لئے کہتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو خدا کا ظہور سمجھتا ہے۔

فیصلہ طلب امر کیا ہے؟

پس ان حالات میں فیصلہ طلب امر یہ رہ جاتا ہے کہ آیا یہ شخص واقعی خدا کا ظہور ہے یا نہیں۔ مگر یہ امر فیصلہ طلب ہرگز نہیں کہ اس پر خدا کی کوئی وحی نازل ہوتی ہے یا نہیں۔ کیونکہ یہاں ایسا کوئی دعوےٰ نہیں لہذا آیت لو تقول الخ کا وعید جو مدعی وحی الہام کے لئے ہے۔ ایسے مدعی پر کیسے عائد ہو سکتا ہے جو مدعی وحی الہام نہیں بلکہ مدعی الوہیت یا مظہریت ہے مدعی الوہیت یا مظہر الوہیت کی صداقت جانچنے کے لئے جو کوئی بھی معیار قائم کرو وہ ظاہر ہے کہ لو تقول والی آیت کے معیار سے جدا ہوگا۔ کیونکہ وہ ملکم من اللہ (یعنی مدعی وحی والہام) لوگوں کے لئے ہے نہ کہ متکلم خدا کے ظہور کے لئے پس اس آیت کو بہاء اللہ صاحب کی صداقت کے بارے میں پیش کرنا پرلے درجے کی حماقت اور نادانی ہے یا دانستہ چالاکی اور دھوکہ دہی ہے۔

ظہور اللہ ہونیکا دعویٰ غلط اور خلاف عقل ہے

باقی رہا ظہور اللہ ہونے کا دعوےٰ ہو یہ اس قدر لغو اور بدیہی البطلان امر ہے۔ جسے عقل انسانی قبول نہیں کر سکتی کجا خدائے ذوالجلال والاکرام مالک السموات والارض اور کجا ایک عاجز انسان۔ انسانی فطرت اپنے عجز اور بے بسی کو خوب پہچانتی ہے ایسے مدعی کی لغویت اور جھوٹے ہونے کی شناخت کے لئے دنیا میں کسی سزا اور وعید کی ضرورت نہیں۔

کرشمۂ غیرت الٰہی — بہاء اللہ صاحب کی ناکام و نامراد زندگی

لیکن یہ عجیب کرشمۂ غیرت الٰہی ہے کہ خدا نے مدعی الوہیت بننے کے مدعیوں کو ہمیشہ اسی دنیا میں ہی ناکامی و نامرادی کی موت سے مارا۔ فرعون خدا سے سرکش ہو کر مدعی الوہیت بنا تھا۔ مگر موسےٰ کے مقابل کس طرح نامرادی کی موت سے ہلاک ہوا۔ بہاء اللہ صاحب کا مظہر الوہیت سرکشی کے رنگ میں نہ تھا۔ الوہیت کے حلول کے رنگ میں تھا۔ لیکن خدا کی شان ان کی تمام عمر جیلخانہ اور جلاوطنی میں بسر ہوئی اور روتے اور مظلوم مظلوم کی فریاد کرتے ہی گذری اور آخر کار ایک ناکام انسان کی موت مرے اور ساری تعلیاں اور شیخی بازیاں دھری رہ گئیں۔ یہ اسی لئے تھا کہ خدا کی عظمت و جبروت کے مقابلہ میں بشریت کا عجز اور کمزوری نمایاں ہو کر مظہر الوہیت ہونے کے دعوے کی قلعی کھلتی رہے۔

بہائی صاحبان کی ایک اور دھوکہ دہی

یہاں بعض بہائی صاحبان صوفیاء کے مقام فنافی اللہ کی آڑ میں پناہ لیتے ہیں۔ لیکن تصوف کا فنا فی اللہ تخلق باخلاق اللہ یعنی خدائی اخلاق میں رنگین ہونے کا دوسرا نام ہے۔ ایسا شخص واقعی خدا نہیں بن جاتا کہ اس کے اپنے کلام اور تحریر کو فی الحقیقت خدا کا کلام اور تحریر کہا جا سکے۔ سینکڑوں فانی فی اللہ بزرگ گذرے ہیں لیکن کسی نے اپنے کلام کو خدا کا کلام قرار نہیں دیا۔ اور نہ اپنے قلم کو خدا کا قلم بتایا۔ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں کوئی بات کہنا اور بات ہے اور حقیقت کے رنگ میں کسی بات کو پیش کرنا اور بات ہے۔ حضرت مولانا روم علیہ الرحمت نے اگرچہ یہ کہا کہ "گفتۂ او گفتۂ اللہ بود"، لیکن کبھی اپنی مثنوی کو خدا کے کلام کی حیثیت میں پیش نہیں کیا جس سے معلوم ہوا کہ ان کا یہ مصرعہ مجاز اور استعارہ کے رنگ میں تھا۔ حقیقت کے رنگ میں نہ تھا۔ فانی فی اللہ لوگ چونکہ خدا کی رضا میں اس قدر فنا شدہ ہوتے ہیں کہ ان کا بولنا اور چلنا اور پھرنا خدا کی عین رضا کے ماتحت ہوتا ہے اور قطعاً اپنی خواہش نفس سے نہیں ہوتا اسلئے مجاز اور استعارہ کے رنگ میں کہہ دیا جاتا ہے کہ ان کا بولنا خدا کا بولنا ہوتا ہے لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ جو کچھ بولتے ہیں وہ ان کا کلام نہیں ہوتا، بلکہ خدا کا کلام ہوتا ہے۔ بلکہ اس کا مطلب فقط اسی قدر ہوتا ہے کہ ان کا کلام خدا کی رضا کے ماتحت ہوتا ہے اپنی خواہش نفس سے نہیں ہوتا۔

صوفیاء کرام اور بہاء اللہ صاحب کا فرق

لیکن بہاء اللہ صاحب کا دعوےٰ تو یہ ہے کہ ان کا کلام تو خدا کا کلام ہے اور خدا ان کی زبان سے ویسے ہی بولتا ہے جیسے درخت میں سے حضرت موسےٰ سے بولتا تھا۔ گویا بہاء اللہ صاحب کے کلام کو مجازاً خدا کا کلام نہیں کہا گیا، بلکہ حقیقت میں خدا کا کلام کہا گیا ہے اور یہی وہ فرق نمایاں ہے جو ایک فانی فی اللہ ولی اللہ میں اور بہاء اللہ کے مظہر الوہیت بننے کے دعوے میں ہے پہلا انتہائے عبودیت ہے اور دوسرا مقام الوہیت ہے۔

بہاء اللہ کے خدا کا ظہور ہونیکے دعوےٰ پر چند حوالجات

اب میں بہاء اللہ صاحب کے خدا کا ظہور ہونے کے دعوے پر چند حوالجات پیش کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔

(۱) یاملا الانشاء اسمعوا ندا مالک الاسماء انہ ینادیکم من شطر سجنہ الاعظم (کتاب اقدس ص۴۵) اے انشاء کے لوگو۔ مالک الاسماء کی آواز کو سنو وہ تمہیں پکارتا ہے اپنے قیدخانہ اعظم میں سے۔ ظاہر ہے کہ قیدخانہ اعظم میں پکارنے والا تو جناب بہاء اللہ صاحب ہی تھے جو وہاں قید تھے۔ لیکن یہاں وہ اپنے آپ کو مالک الاسماء فرماتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے ناموں کے مالک۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ناموں کے مالک سوائے اللہ تعالےٰ کے اور کون ہو سکتا ہے۔ مالک الاسماء کون ہے یہ خود بہاء اللہ کی قلم سے سنو، فرماتے ہیں من یجد لذۃ الفقرآء فی سبیل اللہ مالک الاسماء (کتاب اقدس ص۳۴۶)

ترجمہ:- جو لذت پاتا ہے اللہ مالک الاسماء کی راہ میں تکلیف اٹھاتے ہیں گویا خود بہاء اللہ صاحب نے مالک الاسماء اللہ کو فرمایا ہے۔ آپ مذکورہ بالا حوالہ پھر پڑھو اسمعوا ندا مالک الاسماء انہ ینادیکم من شطر الاعظم۔ کہ مالک الاسماء کی آواز کو سنو وہ تمہیں اپنے قیدخانہ اعظم میں سے پکارتا ہے۔ اب بھی سمجھ میں آیا کہ نہیں کہ بہاء اللہ صاحب ہی اللہ مالک الاسماء ہیں۔ (باقی دارد)

اسلام کے سوشل اور اقتصادی قوانین

ماہرین عمرانیات میں یہ غلط فہمی عام طور سے پائی جاتی ہے آج دنیا میں مذہب ایک بیکار شئے ہے۔ اور عمرانی نظام میں جو آج کل پایا جاتا ہے اور اس کی عملی کارروائیوں میں صرف موجودہ اقتصادی اصول ہی ایسے ہیں جو انسانوں کے لئے مفید ہو سکتے ہیں۔ پنڈت جواہر لال نہرو سابق صدر کانگرس اس نظریہ کے زبردست وکیل ہیں۔ اور اسی بنا پر ان کی نظر میں ہندو مسلم کی تہذیب میں سوائے لوٹا کی شکل کے اور کوئی فرق نہیں ہے اور انھوں نے اپنی تزک میں اسلام اور مسلمانوں پر جو تبصرہ کیا ہے اس میں بھی اسی نظریہ کا رنگ جھلکتا ہے۔ لیکن اسلام کے متعلق یہ خیالات سراسر غلط فہمی اور اسلامی اصولوں سے ناواقفیت پر مبنی ہیں جو عدم توجہ کی فضا میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ نظریہ ممکن ہے ان مذاہب کے متعلق درست ہو جو ہمیں ایسے اصول نہیں دیتے جن کی بدولت مذہبی زندگی کے علاوہ حیات کے دوسرے شعبوں میں ہماری رہنمائی ہو سکے۔ لیکن اسلام کے متعلق یہ نظریہ سراسر غیر منصفانہ ہے۔ کیونکہ اس میں اخلاق کے علاوہ سیاسیات اور اقتصادیات کی تعلیم بھی موجود ہے حقیقت تو یہ ہے کہ اخلاق سیاست اور اقتصادیات تینوں ایک دوسرے سے وابستہ ہیں اسلام بنی نوع آدم کو فطری قوانین کے ماتحت رکھتا ہے۔ جو تمام حالات میں ان پر نافذ ہو سکتے ہیں اور عقلی دسائل کی رو سے سوسائٹی کا ایک ایسا نظام پیدا کرنا چاہتا ہے جو انسان کے فطری میلانات کے مطابق ہو اور اگر ایک طرف انسان مادی اعتبار سے دنیا میں ترقی کر سکے اور دوسری طرف اپنی عاقبت بھی سنوار سکے۔ سچ تو یہ ہے کہ صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے معاشیات کا ایک قابل عمل پروگرام پیش کیا ہے جیسا کہ آنحضرت صلعم اور آپ کے خلفائے اربعہ کی زندگیوں سے ثابت ہو سکتا ہے۔ سود تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ اسلام نہ تو محض روحانیت کا مدعی ہے اور نہ محض مادیت کا اسلام نے رہبانیت کی زبردست انداز میں تردید کی ہے اور ترک دنیا سے روکا ہے۔ اس نے ایسا ضابطۂ قوانین پیش کیا ہے جس کی بدولت دنیا میں اخلاقی عیوب کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہے اور انسان کے اقتصادی مسائل بھی حل ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر سود کے مسئلہ کو لے لیجئے کیونکہ وہ مقروض کی زندگی پر اثر انداز ہوتا ہے۔ بایں معنے کہ چونکہ وہ مصیبت میں ہوتا ہے اس لئے ساہوکار کی سختی کے عوض وہ ہمدردی کا مستحق ہے۔ دنیا کی اقتصادی مشکلات کا بڑا سبب یہ ہے کہ آجکل کاروبار افراد اور قوم کے مابین سود کی بنا پر ہو رہا ہے۔ اگر دنیا کے مادہ پرست لوگ اسلام کے طریق اخوت پر کاربند ہو جائیں تو دنیا کی عموماً اور ہندوستان کی خصوصاً بہت سی اقتصادی مشکلات حل ہو سکتی ہیں۔ اگر انگلستان کے جمہور، اٹلی کے فاشسٹ، اور روس کے اشتراکی اپنی طمع کا تھوڑا سا بھی علاج کر سکیں اور یہ زر کی طمع ہی دنیا میں قرض کی لعنت کا سبب ہے اور غیر معمولی نفع ستانی اور سودی لین دین ترک کر دیتے تو دنیا خون چوسنے والوں سے آج پاک ہو سکتی ہے۔

بیت المال اور زکوٰۃ اور زکوٰۃ کی ادائیگی بھی اس امر کا ثبوت ہے کہ اسلام نے اقتصادی اصولوں کو اخلاقی اصولوں کے ساتھ وابستہ کر دیا ہے۔ اور اس امتزاج سے بہت فائدہ متصور ہے۔ زکوٰۃ کی تعلیم اسلام میں ایک قابل عمل اشتراکی پروگرام ہے جو انسانوں کے دلوں میں دوسروں کے لئے ہمدردی کے جذبات پیدا کرتی ہے اس کی رو سے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنی دولت کا ۲½ فیصدی قومی بیت المال میں جمع کرائے تاکہ اس سے محتاجوں کی امداد کی جا سکے۔ اور جیسا کہ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے لکھا ہے اسلام نے اس کے علاوہ اپنی مرضی سے بھی اپنی آمدنی کا کچھ حصہ خدا کی راہ میں دینے کی تلقین کی ہے جبکہ مغربی سوشلزم نے اس رنگ میں پیش کیا ہے کہ حکومت ایسا قانون بنائے جس کی رو سے دولتمند مفلسوں کی امداد کر سکیں اور یہ اپیل انسانی قانون سے زیادہ موثر ثابت ہوئی ہو جدید اشتراکیت نے افلاس کو دور کرنے کی یہ صورت نکالی ہے کہ افراد کی جائداد ضبط کی جائے اور اس کو یکساں طور پر تقسیم کیا جائے۔ لیکن یہ اصول غلط ہے کیونکہ اس کی بنا پر افراد میں کوشش کر کے دولت کمانے کا جذبہ مفقود ہو جائے گا اس کے برعکس اسلام افراد سے انکی جائداد کا صرف چالیسواں حصہ طلب کرتا ہے، اور اس رقم سے افلاس دور کرنا چاہتا ہے اس نظام کی شان کمال واقعی لائق تحسین ہے اسلام سرمایہ داروں کی جماعت کو فنا نہیں کرتا۔ کیونکہ سرمایہ تہذیب انسانی کی ترقی کے لئے ازبس ضروری ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ سرمایہ داری کی برائیوں کو دور کر دیتا ہے۔ علاوہ بریں اسلام تجارت کا حامی ہے اور اس کی اجازت نہیں دیتا کہ سرمایہ بیکار پڑا رہے۔ زکوٰۃ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی بدولت طبقاتی نزاع کا خاتمہ ہو سکتا ہے جو آج کل تمام دنیا میں جاری ہے۔

اسلام کے اعلیٰ اصول جواہر لال نہرو اور لینن جیسے انسانوں کے دماغوں کی پیداوار نہیں۔ جن سے ہر قدم پر غلطی کا امکان ہے۔ بلکہ خدائے علیم و حکیم کے نازل کردہ ہیں جن سے انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کا سامان مطلوب ہے۔ اور یہ اصول ایک عظیم الشان رسول کی معرفت عطا کئے گئے۔ بدیں وجہ یہ اصول بذات خویش کامل ہیں اور ان میں کسی ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اسلام چونکہ ان اخلاقی اور اقتصادی قوانین کا حامل ہے اسی لئے بنی نوع آدم کی بہبود کے لئے ایک ایسا کامل نظام ہے۔ جو جواہر لال۔ ہٹلر اور لینن کسی انسان کے پیش کردہ نظریوں کا محتاج نہیں۔ بمقابلہ اشتراکیت، اسلام بہت سے ایسے اصولوں کا حامل ہے جن کی ہوا بھی اشتراکیت کو نہیں لگی۔ اسلئے یہ ایک ایسا مسلک ہے جس کی تائید لوگوں کو کرنی چاہیئے لیکن ان کو اس کمزور نظام سے دھوکہ نہ کھانا چاہیئے جس پر اشتراکیت مبنی ہے اور نہ اس غیر پسندیدہ مادیت سے مرعوب ہونا چاہیئے جو اس نظام کی رگ و پے میں جاری ہے اس نظام میں انسانی زندگی اور جائداد دونوں غیر محفوظ ہیں۔ اور لوگوں کا قتل عام روزمرہ کے واقعات ہیں اور مذہبی پیشواؤں کی ایذا رسانی کا سلسلہ برابر جاری ہے۔

حضرت عمر رضہ کی اشتراکیت۔ اسلامی اشتراکیت اور جمہوریت۔ حکومت کو مطلق العنان ڈکٹیٹروں، مثلاً ہٹلر، سٹالین اور مسولینی کے رحم پر نہیں چھوڑتی۔ بلکہ افراد کو کامل آزادی رائے اور حریت ضمیر اور حریت عمل عطا کرتی ہے اور حکومت اور آمدنی میں منصفانہ اور مساویانہ درجہ اور مرتبہ عطا کرتی ہے۔ حضرت عمر رضہ نے فرمایا کہ جس حکومت میں عوام کی رائے کو دخل نہ ہو وہ حکومت نہیں ہے ان کی خلافت میں ہر بچہ کو ایک مقررہ عمر تک بیت المال سے وظیفہ دیا جاتا تھا۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے غلاموں کو آزادی عطا کی اور مساویانہ درجہ عطا کیا چنانچہ اسلامی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے غلام صاحب تخت ہو گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک خادم حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ حضورؐ اس سے زیادہ میرا کام کر دیتے تھے جس قدر میں ان کا کام کرتا تھا۔ یہ ہے اسلامی اشتراکیت۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا وہ واقعہ سب کو معلوم ہے کہ جب حضرت موصوف بیت المقدس روانہ ہوئے تو آپ اور آپ کا غلام دونوں باری باری سے اونٹ پر چڑھتے تھے۔

علاوہ بریں اسلام میں ایک اصول ایسا ہے جس کو موجودہ اشتراکیت تسلیم نہیں کرتی یعنی اعتقاد باللہ۔ ایک طرف ہندو بت پرست، دریاؤں پہاڑوں۔ درختوں اور حیوانات کی پرستش کرتا ہے دوسری طرف جرمنی کا قومی اشتراکی اور روس کا کمیونسٹ انسان پرستی کرتا ہے۔ گویا اپنے آپ کو دوسرے کی مرضی کا تابع بنا لیتے ہیں جو انہی کی طرح ناقص العقل انسان ہیں۔

انسانی مساوات اور قوائے فطرت کی ماتحتی یہ دونوں تہذیب کے لئے بمنزلہ آلات محرکہ ہیں۔ اگر اسلام ہمیں توحید الٰہی کا عقیدہ سکھاتا ہے تو اس لئے کہ ہمارے اندر اعتماد علی النفس اور حریت فکر پیدا ہو۔ انسان غیر اللہ کی پرستش کر کے اپنے بلند مقام کو کھو بیٹھتا ہے۔ کیونکہ اس طرح وہ اپنی اعلیٰ استعدادوں کو فنا کر دیتا ہے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اسلام ہماری مادی ترقی کی راہ میں کوئی دشواری پیدا نہیں کرتا بلکہ وہ خود کوشش کرنے کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن فرماتا ہے اللہ کسی قوم کی حالت میں کوئی انقلاب پیدا نہیں کرتا جب تک وہ خود اپنی حالت میں کوئی تبدیلی نہ کریں۔ یہ قرآنی تعلیمات اور ارشادات نبوی کا نتیجہ تھا کہ قیام اسلام کے بعد دنیا میں مادی علوم و فنون کو ترقی حاصل ہوئی جو اس سے پہلے موجود نہ تھی حقیقت یہ ہے کہ طبیعات، کیمیا وغیرہ علوم میں سے ہیں جن کو اسلامی علماء نے دنیا سے روشناس کرایا۔

مذکورہ بالا تصریحات سے یہ امر ثابت ہو سکتا ہے کہ اسلام ویدوں کی طرح صرف اخلاقی اصولوں کا مجموعہ نہیں ہے بلکہ ایسے عملی اصولوں کی تلقین بھی کرتا ہے جن کی بدولت ریاست، سوسائٹی اور حکومت اس طرز پر چلائی جا سکتی ہے کہ انسانوں کی مادی۔ اخلاقی اور روحانی تینوں قسم کی ترقی ممکن ہے۔

اس جگہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ بعض اسلامی حکومتیں مثلاً ایران اور ترکی ناکام کیوں ہوئیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ان ملکوں کے حکمرانوں نے اپنی حکومت میں اسلامی قوانین کو مدنظر نہیں رکھا اور افراد ملک نے اپنے اندر سچی اسلامی سپرٹ اور جذبۂ اخوت و مساوات پیدا نہیں کیا اور نہ اپنی زندگیوں کو آنحضرت صلعم کی تعلیمات کے سانچہ میں ڈھالا۔ چنانچہ یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ دنیا کی موجودہ سیاسی اور اقتصادی اور عمرانی مشکلات کا حل صرف قرآنی احکام کی پیروی میں مل سکتا ہے۔

(ماخوذ)

نیو ورلڈ آرڈر کب چھپے گا

افسوس ہے کہ پریس کی بعض مصروفیات کی وجہ سے نیو ورلڈ آرڈر کی طباعت میں غیر معمولی تاخیر واقعہ ہوئی ہے اب معلوم ہوا ہے کہ شروع مارچ میں کتاب چھپ سکے گی، اس لحاظ سے وسط مارچ میں اسکی روانگی کا کام شروع ہوگا۔ احباب مطلع رہیں۔ السلام۔

خاکسار۔ عبداللہ جنرل سکرٹری

لمعات

دروغ بیانی "حکم اللہ" ہے

بہائی تاریخ کے چند لرزہ خیز واقعات

اَفِيقُوا اَضِيفُوا بَاغُوَاةٍ فَاِنَّمَا ؛ دِيَانَاتُكُمْ مَكْرٌ مِنَ الزُّعَمَاءِ

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا ۔ (الحجرات ع)

{از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے مولوی فاضل مبلغ اسلام}

دروغ بیانی کا حکم اللہ نے دیا ہے

جب حکومت ایران نے علی محمد باب شیرازی (۱۲۶۵ھ ۱۸۴۹ء) کے قتل کا فیصلہ کیا، تو جناب باب نے آخری شب اپنے مخلص ترین اصحاب کو جو ان کے ساتھ قید تھے یوں مخاطب کیا :۔ "اے اصحاب فردا کہ از شما سوال نمایند از حقیقت من تقیہ نمائید و انکار نمائید و لعن کنید زیرا کہ حکم اللہ بر شما این است خصوصاً بر آقا سید حسین کہ جواہر علم در نزد اوست و بایست بخلق برساند"۔ (بابی تاریخ نقطۃ الکاف، مؤلفہ میرزا جانی بابی، و شائع کردہ اڈورڈ براؤن مطبوعہ لیڈن ۱۹۱۰ء صفحہ ۲۴۷)

کہ اے صحاب، کل جب تم سے سوال کریں تو میری حقانیت سے تقیہ کر لینا، اور انکار کر دینا اور مجھ پر لعنت کر دینا، کیونکہ اللہ کا حکم تمہارے لئے یہی ہے، خصوصاً آقا سید حسین کے لئے کہ جواہر علم جو اس کے پاس ہیں، لوگوں تک پہنچائیں — اس تلقین کے مطابق آقا سید حسین نے جو باب کے حروف حی (اٹھارہ منتخب اصحاب) میں سے ہیں اور ان کے بھائی آقا سید حسن نے جن کا نام اپنے بھائی کے ساتھ اب تک بہائی لٹریچر میں تعظیم کے ساتھ لیا جاتا ہے، اگلے دن پبلک میں انکار اور لعن طعن کیا، اور جان بچالی تاکہ بابی تبلیغ خفیہ خفیہ جاری رہے؛ اس واقعہ کی تفصیل بہائی تاریخ الکواکب الدریہ جلد اول مؤلفہ عبد الحسین آوارہ بہائی میں صفحہ ۲۴۳ سے ۲۴۴ تک ملاحظہ ہو۔

اسی حکم اللہ پر ہمیشہ اہل باب و بہاء کا عمل رہا ہے وہ اپنے صحیح معتقدات ظاہر کرنے میں انتہائی احتیاط کرتے ہیں، صرف وہاں اظہار حقیقت کرتے ہیں جہاں کوئی "جوہر قابل" نظر آتا ہو، ورنہ خدا کی قسمیں کھاکر، مساجد میں کھڑے ہوکر باب و بہاء سے برأت کا اعلان کرتے ہیں، — اتخذوا ایمانهم جنة فصدوا عن سبيل الله انهم ساء ما كانوا يعملون، (المنافقون)

دروغ بیانی اور دھوکہ بازی کی ایک اور مثال

میرزا جانی لکھتا ہے علی محمد باب نے اپنا جانشین مرزا یحیٰی صبح ازل کو مقرر کیا،

قلمدان و کاغذ و نوشتجات و لباس مبارک و خاتم شریف و امثال آن را بجہت حضرت ازل فرستادند و وصیت نامہ نیز فرمودہ بودند و نص بوصائت و ولایت ایشان فرمودہ و فرمائش کردہ بودند کہ ہشت واحد بیان را بنویسید" (نقطۃ الکاف صفحہ ۲۴۴) — کہ جناب باب نے اپنا قلمدان اور کاغذ اور مسودات اور لباس اور خاتم اور اسی طرح کی چیزیں صبح ازل کی طرف بھیجیں اور وصیت نامہ بھی لکھا، اور صبح ازل کے حق میں وصی، اور ولی ہونے کا حکم دیا۔ اور فرمائش کی کہ صبح ازل نئی شریعت بیان کے آٹھ حصے مکمل کرے، — جناب براؤن نے علی محمد باب کے وصائت نامہ کے اصل الفاظ بھی نقطۃ الکاف کے مقدمہ میں شائع کر دیئے ہیں اور وصائت نامہ کا عکس بھی دے دیا ہے۔ — اس وصیت کے مطابق اہل باب کا قبلہ آمال "صبح ازل" مشہور ہو گئے، — اب بہائی کہتے ہیں کہ باب نے دراصل تو جانشین بہاء اللہ کو ہی بنایا تھا لیکن چونکہ خیال تھا کہ جانشین کو بھی حکومت قتل کر دے گی۔ اسلئے بہاء اللہ کے بھائی صبح ازل کو بظاہر جانشین بنا لیا گیا تاکہ صبح ازل قتل ہو جائے اور بہاء اللہ بچ جائے، عباس آفندی عبد البہاء لکھتے ہیں کہ بہائی لیڈروں نے مشورہ کیا کہ :۔

کوئی ایسی تدبیر کرنی چاہیئے کہ سب کی توجہ حضرت بہاء اللہ سے ہٹ کر کسی غائب شخص کی طرف ہو جائے اور اس تدبیر سے حضرت بہاء اللہ لوگوں کی مزاحمت اور ایذا سے محفوظ رہیں لیکن چونکہ اس امر کے لئے کسی اجنبی کو منتخب کرنا خلاف مصلحت تھا اسلئے حضرت بہاء اللہ کے بھائی مرزا یحیٰی کو اس کام کے لئے منتخب کیا۔ غرضیکہ حضرت بہاء اللہ کی تائید اور ہدایت سے اسکو نام آمال مشہور کیا، اپنوں اور بیگانوں میں اس کو شہرت دی اور اسی کی طرف سے چند خطوط حضرت باب کے نام لکھے۔ چونکہ در پردہ پہلے اس امر کا ذکر حضرت باب سے ہو چکا تھا اسلئے یہ رائے انھوں نے بھی نہایت پسند کی"۔ (باب الحیات اردو ترجمہ مقالہ سیاح ص۵۸)

بہائی مورخ مرزا جواد قزوینی لکھتا ہے :۔

کہ حضرت بہاء اللہ کے پاس بابی جماعت کے ایک لیڈر ملا عبد الکریم قزوینی اور آقا مرزا موسیٰ (برادر بہاء اللہ) آئے اور کہا کہ علماء و فقہاء ایران کی عداوت اس قدر بڑھ گئی ہے کہ وہم گمان سے باہر ہے وزیر اعظم ایران میرزا تقی خاں بہت سخت گیر ہے، ان حالات میں آپ کی (بہاء اللہ کی) زندگی سخت خطرے میں ہے، اس لئے ضرورت ہے کہ لوگوں کی توجہ کسی اور شخص کی طرف مبذول کر دی جائے کئی ایک امور کے باعث کسی اجنبی کو اس مقصد کے لئے مقرر کرنا مناسب نہ سمجھا گیا، اور آخر کار مرزا یحیٰی کو منتخب کر لیا گیا (ترجمہ ملخصاً از مسٹر ایس فاردی سٹڈی آف دی بابی موومنٹ شائع کردہ جناب براؤن صفحہ ۱۹-۲۰)

اگر بہائی بیانات صحیح ہیں۔ اور اگر حقیقت یہی ہے کہ بظاہر جناب باب نے اپنا وصی صبح ازل کو مقرر کیا تاکہ وہ جناب بہاء اللہ صاحب کی جگہ قتل ہو جائے، اور جناب بہاء اللہ کی جان بچ جائے اور اس سازش کا صبح ازل کو کوئی علم نہ ہو سکا۔ نہ ہی عام بابی اس امر سے واقف ہو سکے (یہاں تک کہ بعد میں ازلی اور بہائی دو گروہ بن گئے) تو جناب باب کی یہ دھوکہ بازی ایسی ہے جس کی نظیر تمام دنیا کے مسلمانوں کی تاریخ میں کہیں نظر نہیں آتی۔ جناب باب کو منہاج نبوت و رسالت پر پرکھنے والے غور کریں۔

بقول اہل بہاء جانشینی کے معاملہ میں خدا نے جھوٹ بولا

جناب باب نے میرزا یحیٰی صبح ازل کو اپنا وصی مقرر کرتے ہوئے ان الفاظ میں وصیت نامہ شروع کیا۔ "ھذا کتاب من عند اللہ المھیمن القیوم" کہ یہ خدائے مہیمن و قیوم کا فرمان ہے۔ اور اس فرمان میں صبح ازل کو "صراط حق عظیم" کہا ہے۔ جسے دیکھ کر سخت تعجب ہوتا ہے کہ اگر انسانوں نے جھوٹ بول کر ایک شخص کو باب کا وصی مشہور کرنا شروع کیا تھا، تو خیر وہ کسی حد تک معذور تھے، لیکن معاذ اللہ خدا کو کیا پڑی تھی کہ وہ بھی علی محمد باب کے اس دروغ محض کے مطابق حکم نازل کرے کہ تمہارا سچا خلیفہ "صراط حق عظیم" صبح ازل ہے (وتعالی اللہ عما یصفون) خدا کبھی جھوٹا حکم نازل نہیں کرتا۔ قرآن مجید یہ ضرور کہتا ہے کہ ایسی دروغ بیانیاں کرنے والوں اور خلاف حق سازشیں کرنے والوں پر القا ہوتا ہے، لیکن وہ القائے شیطانی ہوتا ہے۔ هل انبئكم على من تنزل الشياطين ـ تنزل على كل افاك اثيم يلقون السمع واكثرهم كاذبون (الشعراء ع)

باب نے خدا پر جھوٹ بولا

اتنی بات واضح ہو چکی ہے کہ بہائی بیانات کے مطابق "صبح ازل" کو جانشین بنانے میں ایک سازش سے کام لیا گیا تھا۔ اگر جناب علی محمد باب صرف اتنا کرتے کہ صبح ازل کو اپنا جانشین مشہور کر دیتے تو بھی ان کے جرم کی نوعیت کم ہو جاتی ہے لیکن غضب پر غضب یہ ہے کہ جناب باب نے اس مشورہ کو جو ملا عبد الکریم قزوینی آقائے موسیٰ اور جناب بہاء اللہ نے حل کر لیا اور جس کے متعلق جناب باب کو پورا علم تھا کہ فریب کاری پر مبنی ہے، خدا کی طرف منسوب کر کے کہا "ھذا کتاب من عند اللہ المھیمن القیوم"، یہ خدائے مہیمن و قیوم کا فرمان ہے۔ کیا اس فیصلہ کو خدا کی طرف منسوب کرنا صریح جھوٹ نہیں اور کیا اس سے جناب باب کے دعوئ الہام پر سخت اعتراض وارد نہیں ہوتا کہ وہ جھوٹا ہے۔ کاش کہ وہ ناداں لوگ جو بہائیوں کے چند نمائشی رسالوں کو پڑھ کر باب و بہاء کے متعلق خوش اعتقادی قائم کر لیتے ہیں غور کریں کہ کیا ایک ایسی جھوٹی سازش کو خدا کی طرف منسوب کرنے والا آدمی متقی ہو سکتا ہے۔ کاش کہ وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ علی محمد باب اگرچہ اپنے دعوے میں سچا نہیں۔ لیکن وہ مفتری علی اللہ بھی نہیں کیونکہ اس کو اپنی واردات قلبی کے سمجھنے میں غلطی لگ گئی ہے ورنہ وہ درحقیقت اپنے دل میں اخلاص رکھتا تھا، غور کریں کہ تمام دنیا کے مسلمانوں کی تاریخ میں کسی ایک بھی ایسے شخص کی مثال ملتی ہے جس نے ایک سراسر جھوٹ مشورہ کو خدا کی طرف منسوب کر دیا ہو" ھذا کتاب من عند اللہ المھیمن القیوم"

کیا جناب علی محمد باب کی اس جرأت کے بعد بھی کوئی اہل ایمان سے جو شک کرے کہ جناب علی محمد باب نے افترا علی اللہ کیا ہے۔ کیا تمام دنیا کی بہائی جماعت میں کوئی شخص ہے جو یہ کہہ سکے کہ ہم نے باب کی جانشینی کے مسئلہ میں بہائی تاریخ کی غلط ترجمانی کی ہے؟ کیا جناب شوقی آفندی ولی امر اہل بہاء یا جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب وکیل مصری مگر جن دونوں کے پاس اس مضمون کو بھیجا جا رہا ہے کسی حکمت اور فلسفہ سے اپنے "نقطہ اولیٰ" کا دامن افترا علی اللہ سے پاک کر سکتے ہیں، دیدہ باید!

جھوٹی باتیں نازل کرنیوالے مدعی

یہ جانشینی کا واقعہ اتنا اہم واقعہ ہے کہ اس سے باب اور بہاء کی نفسیات کا اندازہ آسانی سے ہو سکتا ہے۔ اس واقعہ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ جناب باب جس کلام کو الٰہی کلام کی حیثیت سے تصنیف کرتے رہے اس کی حیثیت کیا تھی درحقیقت جو ادھر ادھر کی جھوٹی سچی باتیں سن پائیں یا خیال میں آگئیں ان کو نازل کر دینا ان کے نزدیک کلام الٰہی تھا، یہ واقعہ ایسا ہے کہ اس کو مدنظر رکھنے کے بعد بہائی لٹریچر کی یہ اصطلاح سمجھ میں آجاتی ہے کہ "فلاں لوح جناب باب نے نازل کی، یا فلاں لوح جناب بہاء اللہ نے نازل کی، کیونکہ فی الواقعہ یہ تمام مجموعہ خرافات ان کا اپنا نازل کیا ہوا ہے نہ کہ خدا کا، جناب بہاء اللہ نے اپنی کتاب ایقان کے اخیر میں لکھا ہے،

"المنزول من الباء والھا"

یعنی بہاء اللہ کی نازل کردہ ہے۔ کتاب کیا ہے؟ تاویلات کا کوئی حرج نہ تھا مگر جھوٹی تاویلات کا مجموعہ ہے جن پر خود بھی جناب بہاء اللہ کو یقین نہ تھا، ایک مقام پر حضرت امام حسینؓ کے روضہ کی مٹی کی تعریف یوں لکھتے ہیں:۔

مثلاً آنحضرت (حسینؓ) کے اس خون کے ترشحات کا غلبہ جو زمین پر گرایا گیا تھا اب ملاحظہ کریں اس خون کی شرافت اور غلبہ کی وجہ سے وہ خاک کس طرح لوگوں کے جسموں اور روحوں پر حکومت کرتی ہے؛ چنانچہ جس کسی نے شفا کے لئے ایک ذرہ چکھا اس نے شفا پائی اور جس کسی نے حفاظت مال کے لئے اس خاک پاک سے تھوڑا سا بھی کامل یقین و پختہ معرفت سے اپنے گھروں میں رکھا کل اس کا مال محفوظ رہا یہ تو اس کی ظاہرہ تاثیروں کا درجہ ہے۔ اور اگر ہم اس کی باطنی تاثیروں کا ذکر کریں تو لوگ بے شک و شبہ پکار اٹھیں گے کہ ہم نے خاک کو رب الارباب خیال لیا ہے۔ (ایقان فارسی و اردو صفحہ ۱۶۵)

حالانکہ جناب بہاء اللہ نے حضرت امام حسین کے مزار کی مٹی کی یہ تعریف محض ایک طبقہ شیعہ کی ہمدردی کے حصول کے لئے جھوٹ موٹ لکھدی ہے، ورنہ ان کو اپنے اس "نازل کردہ" کلام پر خود یقین نہ تھا کیونکہ ان کے نزدیک سائنس کے خلاف کوئی بات صحیح نہیں ہو سکتی تھی اور ایک مرقد کی خاک میں یہ شفا یا یہ اعجاز کہ اس کو گھر میں رکھنے سے مال و دولت محفوظ رہے وغیرہ ایسی چیز ہے کہ کوئی دنیا کی سائنس اسے صحیح ثابت نہیں کر سکتی۔ بہائی لوگ طبیعات کے خلاف کسی معجزہ کے قائل نہیں (ملاحظہ ہو تاریخ امر بہائی صد ۱۸) لہٰذا یہ ایک جھوٹی تعریف ہے جو جناب بہاء اللہ نے دیدہ دانستہ "نازل" کی ہے۔

بہائیوں کے معبود بہاء اللہ نے جھوٹ بولا

جناب عباس آفندی (عبدالبہاء) نے "مقالہ سیاح" میں جس کا حوالہ اوپر درج ہو چکا ہے صفائی سے تسلیم کیا ہے کہ ان کے باپ اور بہائیوں کے معبود جناب بہاء اللہ یہ جانتے ہوئے کہ "صبح ازل" درحقیقت جناب باب کا جانشین نہیں ہے اس کو "قبلہ آمال" مشہور کر دیا، اس سے بڑھکر یہ کہ اپنی کتاب ایقان میں جو بہائی اور ازلی تفرقہ سے پہلے لکھی گئی جب کہ جناب بہاء اللہ "صبح ازل" کے ماتحت تھے صبح ازل کو "مصدر امر" بھی قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو صفحہ ۲۸۷) اگر جناب عبدالبہاء کا بیان سچ ہے تو جناب بہاء اللہ کے جھوٹا اور مفتری ہونے میں کس کو کلام ہو سکتا ہے۔ جو صبح ازل کو دل میں "نقطہ ظلمت" اور دجال سمجھتے ہوئے اس کو "قبلہ آمال" اور "مصدر امر" مشہور کرتے رہے جو شخص دیدہ دانستہ جھوٹ کی اس طرح نشر و اشاعت کر سکتا ہے وہ کیونکر راستباز ہو سکتا ہے۔

جناب بہاء نے بھائی سے جھوٹ بول کر اس کو مروانا چاہا!

بہائی تاریخ کے مذکورہ حوالجات بتاتے ہیں کہ بہاء اللہ اور ان کے ساتھیوں نے مشورہ کیا کہ بہاء اللہ کی جان بچانے کے لئے کوئی ترکیب کی جائے اور اس طرح بمشورہ جناب باب صبح ازل کو جانشین مشہور کر دیا گیا ــــ تمام بہائی مورخین متفق ہیں کہ اس مشورہ کا علم "صبح ازل" کو ہرگز نہیں دیا گیا۔ وہ غریب جو درحقیقت جناب باب کا مخلص پیرو تھا، اس تمام سازش سے بے خبر رہا اور یہی سمجھتا رہا کہ فی الواقع اس کو بابی جماعت کا "رئیس" بنا دیا گیا۔ اگر صبح ازل اپنے بھائی بہاء اللہ کی زندگی بچانے کے لئے اپنے آپ کو قربانی کی خاطر پیش کرتا تو اور بات تھی یا اگر جناب بہاء اللہ اور ان کے رفقاء نے اس کو مشورہ میں شریک نہ کیا تھا تو بعد میں اس کو اپنے فیصلہ پر رضامند کر لیتے تو بھی جرم کی نوعیت کم ہو جاتی لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے کہ جناب بہاء اللہ نے اپنی جان بچانے کی خاطر صبح ازل کا نام قتل کئے جانے کے لئے پیش کیا اور بابا ہے وہ دھوکہ بازی کی منظوری لے کر صبح ازل ہے یہ جھوٹ بولا کہ تم "مصدر امر" "قبلہ آمال" اور "رئیس جماعت بابیہ" ہو اور اس دھوکہ سے چاہا کہ بجائے ان کے "صبح ازل" قتل ہو جائے۔ جناب بہاء اللہ اس وقت بابی جماعت میں ایک بلند مرتبہ کے مالک تھے یہ تو بہت دور کی بات ہے کہ جناب بہاء کا دعوے خدائی یا مظہریت کا ہے، اس واقعہ کو دیکھ کر تو ان کے ادنیٰ درجہ کے مومن متقی ہونے سے بھی یقین اٹھ جاتا ہے کیونکہ اس طرح دروغ گوئی اور فریب کاری سے اپنی بجائے کسی اور کو مروانے کی کوشش کرنا کسی ایماندار کا کام نہیں ہو سکتا ــــ

پھر لطف یہ کہ اتنی عظیم الشان فریب کاری اور سازش بابی جماعت کے کسی دشمن کے ساتھ نہیں کی گئی، بلکہ جناب باب کے سچے معتقد کے ساتھ کی گئی۔ اور اپنے بھائی، اپنے باپ کے بیٹے کے ساتھ کی گئی، ــــ یہ ہے وہ "اسوہ حسنہ" جس کی طرف اہل بہاء مسلمانوں کو دعوت دینا چاہتے ہیں!

جناب عبدالبہاء نے جھوٹ بلوایا

مشہور بہائی مبلغ ڈاکٹر جارج خیر اللہ امریکہ سے ۱۸۹۸ء میں عکا پہنچے ان کے ساتھ چند اور زائرین تھے۔ جناب عبدالبہاء عباس آفندی نے جو اس وقت بہائی جماعت کے رئیس تھے ان کی دعوت کی جس میں کرنل بدری بے سالار افواج ترکیہ کو بھی مدعو کیا۔ کرنل بدری بے انگریزی نہ جانتے تھے مگر فرانسیسی زبان جانتے تھے، اپنے جناب عبدالبہاء نے ڈاکٹر خیر اللہ کی لڑکی کے ذریعہ تمام امریکی زائرین کو کہلا دیا کہ اگر کرنل بدری بے یہ پوچھیں کہ آپ لوگوں میں کوئی فرانسیسی زبان جانتا ہے تو سب کلیۃً انکار کر دینا چنانچہ کرنل موصوف کے استفسار پر ایسا ہی کیا گیا حالانکہ مرزا جواد قزوینی بہائی مورخ کے نزدیک کم از کم چار خواتین اس مجمع میں ایسی تھیں جو بہترین طور پر فرانسیسی جانتی تھیں۔ ملاحظہ ہو مرزا جواد قزوینی کا بیان مندرجہ میٹریلیس فار دی سٹڈی آف دی بابی موومنٹ صفحہ ۷۰ جہاں اس واقعہ کی تفصیل مذکور ہے، اور ان فرانسیسی زبان جاننے والی خواتین کے نام بھی درج ہیں ــــ یہ واقعہ اور اس قسم کے متعدد دیگر واقعات نے بالآخر ڈاکٹر خیر اللہ کو جناب عبدالبہاء سے منحرف کر دیا ــــ ہندوستان کے بعض پرجوش بہائیوں کو ہمارا مشورہ ہے کہ وہ خود بہائیوں کے موجودہ زعیم کے پاس جائیں، اور اس کی اور اس کے جانشینوں کی زندگی کا بغور مطالعہ کریں، اور دیکھیں کہ ان میں کس قدر صداقت اور روحانیت ہے۔ یہی ایک طریقہ ہے جس سے شاید بہت سے غالباً نہ فدائی دوبارہ بہائیت سے تائب ہو کر حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے"

فرانسیسی زبان کے علم سے کیوں انکار کر دیا گیا ــــ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ان زائرین کے متعلق کچھ مبالغہ آمیز اور غلط اطلاعات کرنل موصوف کو دی گئی ہوں اور گفتگو میں راز فاش ہونے کا خدشہ ہو یا شاید اس کا باعث یہ ہو کہ جناب عبدالبہاء کو خوف تھا کہ یہ مسلمان کرنل فرانسیسی زبان میں ان زائرین کو اسلام کی طرف دعوت نہ دے اور بہائیت سے متنفر کرنے کا موجب نہ بن جائے ــــ یا ممکن ہے، وجہ کوئی اور بات ہو جس کا اظہار نہ ڈاکٹر خیر اللہ نے کیا ہے، اور نہ بہائی مورخ مرزا جواد قزوینی نے، واضح ہو کہ امریکہ میں بہائی پروپیگنڈا کا بانی مبانی ڈاکٹر خیر اللہ ہی تھا اور اسے جناب عبدالبہاء نے "پطرس بہاء اللہ"، "کولمبس ثانی"، "فاتح امریکہ" وغیرہ خطابات سے نوازا تھا۔

جناب قدوس نے جھوٹ بولا

بابیوں نے شیخ طبرسی کے قلعہ پر قبضہ کر کے حکومت ایران کو تہ و بالا کرنے کی تیاریاں شروع کی تھیں، مگر حکومت کی افواج نے ان پر قابو پا لیا، جناب محمد علی بارفروشی جو بابی تحریک میں باب اور ملا حسین بشروئی کے بعد سب سے بڑا مقام رکھتے تھے اور جنہیں باب نے "جناب قدوس" کا امتیازی خطاب دیا تھا، شاہزادہ مہدی قلی میرزا سپہ سالار افواج شاہی کے سامنے پیش ہوئے، جب شاہزادہ نے بغاوت کے متعلق دریافت کیا تو بقول (حاجی مرزا جانی، مورخ بابی) انھوں نے وہاں بالکل دروغ بیانی سے کام لیا، لکھا ہے:۔

"آنحضرت بہ نحو فتنہ تکلم فرمودند و فرمائش ایشاں آں بود کہ موسس ایں فتنہ آخوند ملا محمد حسین بود و من نہ بودم . . . . و مذکور گردید کہ جناب آخوند را لعن نمودہ بودند۔
(نقطۃ الکاف صفحہ ۱۹۲)

کہ جناب قدوس نے بطریق فتنہ کلام کیا، (یعنی خلاف واقعہ بیان دیا) اور ارشاد فرمایا کہ اس فتنہ کا بانی ملا محمد حسین بشروئی تھا، نہ کہ میں اور ملاں محمد حسین پر لعنت بھی کر دی، ــــ حالانکہ خود یہی بابی مورخ لکھتا ہے کہ قلعہ طبرسی کی تیاریوں میں خود جناب قدوس نہ صرف ملا حسین بشروئی کے شریک تھے، بلکہ خود ان تیاریوں کے محرک تھے، لکھا ہے:۔

"حضرت قدوس تشریف فرما شدند . . . . وآنجناب فرمودند کہ قلعہ بسازید حد و حدود آں را فرمائش فرمودند" (نقطۃ الکاف صفحہ ۱۷۰-۱۷۱)

کہ حضرت قدوس تشریف لائے اور فرمایا کہ قلعہ تیار کرو اور اس کی حدود معین کر دیں۔

مگر جناب قدوس نے سارا الزام ملا حسین بشروئی پر اس لئے ڈال دیا کہ ملا حسین بشروئی اس مکالمہ کے وقت تک لڑائی میں مارے جا چکے تھے۔ اور ان پر الزام دینے سے انہیں نقصان نہ پہنچ سکتا تھا مگر قدوس کو رہائی مل سکتی تھی، ــــ بابی اور بہائی عقیدہ کے مطابق اس دروغ بیانی سے "قدوس" کی قدوسیت میں کچھ فرق نہیں آیا۔

"اُسْتُرْ ذَهَبَكَ وَذَهَابَكَ وَمَذْهَبَكَ"

عباس آفندی نے (جو بعد میں عبدالبہاء کے لقب سے ملقب ہوئے) اور نہ میں اپنے

باب بہاء اللہ سے سفارش کی کہ مرزا حیدر علی کو مبلغ مقرر کیا جائے، بہاء اللہ نے موصوف کو استانبول کا مبلغ مقرر کیا اور سب سے پہلی ہدایت یہ دی کہ

" استر ذھبک وذھابک ومذھبک" (بہجۃ الصدر مؤلفہ مرزا حیدر علی بہائی مبلغ صفحہ ۸۳)

کہ اپنی دولت اپنی نقل وحرکت اور اپنے مذہب کو چھپائے رکھنا، مرزا حیدر علی اپنی اسی کتاب میں بتاتا ہے کہ کس طرح اس نے اس ہدایت پر عمل کیا۔ بارہا بہائیت کا انکار کیا، مسلمانوں سے مل کر نمازیں پڑھیں، پیروں اور رسالوں کی مریدی اختیار کی تاکہ خفیہ خفیہ اسلام اور ملت اسلامیہ کے استیصال کی کوشش جاری رہے۔

"ہنوز پختہ نشدہ است"
اصل عقائد جلد نہیں بتائے جاتے

جناب براون نے محض بابی اور بہائی معتقدات اور تاریخی مواد کے حصول کے لئے دو مرتبہ انگلستان سے ایران تک کا سفر کیا، بابیوں اور بہائیوں سے دوستی پیدا کی، خود بہاء اللہ سے بھی ملاقاتیں کیں، مگر حالت یہ ہے کہ جب اس نے ایک مجلس میں ایک بہائی فاضل سے بہاء اللہ کی الوہیت کے متعلق سوال کیا اور حاضرین میں سے ایک بہائی نے اس الوہیت کو سمجھانے کی کوشش کی، تو اس بہائی فاضل نے فوراً اسے روک دیا اور کہا کہ "ہنوز پختہ نشدہ است"۔ یعنی جناب براون پختہ نہیں ہوئے کہ انہیں اصل عقائد کا علم دیا جائے۔ اس واقعہ کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مضمون پروفیسر براون "بابیان فارس" مندرجہ روزنامہ انجمن ہمیونی ایشیائی (رائل ایشیاٹک سوسائٹی ۱۸۸۹ء صفحہ ۸۸۲) اور تاریخ وعقاید تحریک بابیہ (انگریزی) از حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ صفحہ ۵۹)

بہائی لٹریچر میں روز افزوں دروغ بیانی
پروفیسر براؤن کی گواہی

جس مذہب میں دروغ بیانی کو مقدس فریضہ سمجھا گیا ہو، اس کے متبعین کا اپنی تبلیغی جدوجہد میں روز افزوں دروغ بیانیاں کرنا، ایک لازمی چیز ہے مگر چونکہ اکثر لوگ بہائیت کی حقیقت سے ناواقف ہیں اس لئے ان کے آئے دن شائع ہونے والے لٹریچر کو دیکھ کر خیال کرتے ہیں کہ جو کچھ اس میں مرقوم ہے وہ صحیح ہے حالانکہ بہائیوں کے مرکز میں ایک منظم تدبیر سے دن بدن بہاء اللہ کے لئے نئے نئے نشانات ایجاد کرکے منسوب کرنے کا سلسلہ جاری ہے۔ اور ان نشانات اور پیشگوئیوں کا تذکرہ بہائی لٹریچر میں نہیں ملتا۔ جناب براون جنہوں نے تین مشہور بابی اور بہائی تاریخوں کو شائع کیا، اور جنہوں نے نہایت ہمدردانہ طریق سے اس گروہ کے حالات سے دنیا کو آشنا کیا بہائیوں کی تاریخوں میں روز افزوں غلط بیانیوں کا سلسلہ دیکھ کر اس قدر گھبرائے کہ دنیا کو ذیل کے الفاظ میں ایک انتباہ کیا:۔

"یک مسئلہ ایست کہ من بر آن خصوص تلیج دارم و آں این است کہ ہر چہ طریقہ بہائی بیشتر منتشر می گردد، وبخصوصاً در خارج ایران وبالاخص در اروپا و امریکا بہماں اندازہ حقیقت تاریخ بابیہ وماہیت مذہب ایں طائفہ در ابتدائے ظہور آں تاریکتر ومغشوش تر، ومدلس تر می گردد (مقدمہ نقطۃ الکاف صفحہ مو)

کہ ایک مسئلہ ہے جس میں مجھے کامل یقین حاصل ہے، کہ جوں جوں بہائی طریقہ پھیلے گا اور خصوصاً ایران سے باہر، اور بالاخص یورپ اور امریکہ میں پھیلے گا، اسی نسبت سے بابی تاریخ کی حقیقت اور بابی مذہب کی ماہیت جو اس کے ظہور کی ابتداء سے وابستہ ہے، زیادہ تاریک، زیادہ غیر خالص، یا مبنی بر خیانت اور زیادہ مبنی بر فریب کاری ہوتی چلی جائے گی۔

جناب براون کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے ہم بھی ان سادہ لوح طبائع کو جو جدید بہائی لٹریچر کو دیکھ کر مرعوب ہو جاتی ہیں انتباہ کرتے ہیں کہ ان جھوٹے نگینوں کی چمک دمک پر اپنے نقد ایمان وایقان کو فروخت نہ کریں۔ یا ایھا الذین آمنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا ان تصیبوا قوماً بجھالۃ فتصبحوا علی ما فعلتم نادمین (الحجرات ع)

براؤن کیوں اس نتیجہ پر پہنچا

جناب براون نے سب سے پہلے کتاب "مقالہ سیاح" متن وترجمہ انگریزی کے ساتھ ۱۸۹۱ء (۹-۱۳۰۸ھ) میں شائع کی، پھر "تاریخ جدید" مؤلفہ میرزا حسین ہمدانی ۱۳۱۰ھ میں شائع کی جناب براون نے دیکھا کہ مؤلف "تاریخ جدید" ایک اور قدیم تاریخ نقطۃ الکاف مؤلفہ حاجی مرزا جانی کاشانی کا حوالہ دیتا ہے جو بہائی ازلی تفرقہ سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے، اور اسی کی نسبت سے اپنی کتاب کو تاریخ جدید کہتا ہے۔ جناب براون کو شوق پیدا ہوا کہ نقطۃ الکاف دستیاب ہو تو اس کو شائع کریں، آپ نے ایران میں جگہ جگہ بابیوں اور بہائیوں سے کتاب کا سراغ نکالنے کی کوشش کی مگر انہیں یہ کتاب دستیاب نہ ہوئی کیونکہ وہ طبع نہ ہوئی تھی اور جہاں کہیں اس کے نسخے تھے وہ قلمی نسخے تھے۔ اور چونکہ اس کتاب میں کچھ ایسی باتیں تھیں جو بہاء اللہ کے دعوے کے راستے میں روک بنتی تھیں، اور جن سے معلوم ہوتا تھا کہ باب کا اصل جانشین صبح ازل ہے اس لئے بہائیوں نے اس کتاب کا جہاں جہاں سراغ پایا اسے مہیا کرکے محو کر دیا، تاکہ باہر کی دنیا کو اور آئندہ نسلوں کو "صبح ازل" کا مطلقاً علم ہی نہ ہو سکے، اور نہ وہ تمام واقعات معلوم ہو سکیں جن کے باعث بابی تاریخ پر ابد تک کے لئے بدنامی کا سیاہ داغ لگ گیا ہے اتفاق کی بات ہے کہ ۱۲۷۱ھ تا ۱۲۷۴ھ (مطابق ۱۸۵۵ء تا ۱۸۵۸ء) ایک فرانسیسی سفیر کاونٹ دگوبینو طہران میں مقیم تھے۔ جو ایک عالم انسان تھے، اور بابی تحریک سے بہت دلچسپی رکھتے تھے۔ انھوں نے "مذہب وفلسفہ درایشیائے وسطی" کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی ہے جس میں بابی تحریک کا بھی ذکر کیا ہے۔ کاونٹ موصوف نے چند بابی کتب اسی زمانہ میں مہیا کیں، جنہیں کاونٹ کی وفات کے بعد کتب خانہ (لائبریری) پیرس نے خرید ا، ان کتابوں میں ایک نسخہ جدید بابی شریعت "البیان" کا تھا اور ایک نسخہ نقطۃ الکاف مؤلفہ حاجی مرزا جانی کاشانی کا تھا، جو اب تک مذکورہ لائبریری میں موجود ہے۔ اتفاق سے کتاب خانہ ملی پیرس میں کتابوں کا معائنہ کرتے ہوئے پروفیسر براون نے ان کتب کو دیکھ پایا، دیرینہ تمنا بر آئی، انھوں نے نقطۃ الکاف کی نقل کروائی اور بعد از مقابلہ با اصل اسے اپنے مقدمہ، اور حواشی، کے ساتھ ۱۹۱۰ء میں شائع کر دیا۔ جناب براون نے جب نقطۃ الکاف کا موازنہ تاریخ جدید سے کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ دونوں تاریخوں میں زمین وآسمان کا فرق ہے، فرماتے ہیں:۔

" متن آں (نقطۃ الکاف) را با متن تاریخ جدید مقابلہ کردم معلوم شد کہ مؤلف تاریخ جدید کتاب حاجی مرزا جانی را بکلی نسخ بلکہ مسخ کردہ است" (مقدمہ نقطۃ الکاف صفحہ یج)

کہ جب متن نقطۃ الکاف کا متن تاریخ جدید سے موازنہ کیا تو معلوم ہوا کہ مؤلف تاریخ جدید نے (جو بہائی ہے) بابی مؤرخ مرزا جانی کی کتاب کو بکلی نسخ بلکہ مسخ کر دیا ہے۔ جناب براون نے اپنے مقدمہ نقطۃ الکاف میں چند ایک دروغ بیانیوں کو بھی بے نقاب کیا ہے جو مؤلف تاریخ جدید نے کی ہیں۔

دروغ کو فروغ دینے کا ایک اور ذریعہ

باب نے اپنی نئی شریعت میں یہ تعلیم دی کہ اپنے مذہب کے خلاف جتنی کتابیں یا تحریرات ہوں انہیں محو کر دیا جائے، چنانچہ لکھا:۔

" الباب السادس من الواحد السادس، فی حکم محو الکتب کلھا الا ما انشئت فی ذالک الامر"

کہ تمام کتابیں سوائے ان کتب کے جو اس امر کی تائید میں ہوں محو کر دی جائیں۔ (البیان باب ۶، واحد ۶) چنانچہ یہ بات بابیوں کی فطرت میں داخل ہو گئی تھی کہ جہاں کوئی ایسی حقیقت مرقوم پاتے جو ان کی دروغ بیانیوں کے خلاف ہوتی تو اس کو نابود کرنے کی کوشش کرتے جب بہاء اللہ نے دعوے کیا تو بہائی گروہ نے اسی عادت کے مطابق وہ تاریخی حقایق جو ان کے مطلب کے مخالف تھے، محو کرنے کی منظم کوشش کی، اگر کاونٹ دگوبینو کے پاس ایک قلمی نسخہ نقطۃ الکاف کا موجود نہ ہوتا تو آج اس دور اول کی تاریخ کا قطعاً کسی کو علم نہ ہو سکتا جناب براون لکھتے ہیں:۔

" وچناں بخوبی از عہدۂ ایں کار بر آمدند کہ اگر اتفاقاً وقضاءً یک شخص خارجی مقیم طہران کہ ہر چند معتقد نبودہ ولے کمال محبت وہمدردی با ایں طائفہ داشت (یعنی کونٹ دگوبینو) یک نسخہ ازیں کتاب قبل از آن کہ مصلحت وقت" اقتضائی اعدام آن کند تحصیل نکردہ واز بار دیانیا وردہ بود امروز ایں کتاب بکلی از میان رفتہ ونسخ آں بلا استثنا معدوم شدہ بود" (مقدمہ نقطۃ الکاف صفحہ مہ)

کہ نقطۃ الکاف کو معدوم کرنے کا کام بہائیوں نے اس خوبی سے سرانجام دیا کہ اگر ایک بیرونی شخص مقیم طہران جو اگرچہ بابیت کا معتقد نہ تھا لیکن اس طائفہ سے کمال محبت اور ہمدردی رکھتا تھا (یعنی کاونٹ دگوبینو) اس کتاب کا ایک نسخہ حاصل نہ کرتا قبل اس کے کہ مصلحت وقت اس کو معدوم کرنے کا اقتضا کرتی، اور یہ نسخہ یورپ میں لایا ہوتا، تو کتاب ہاتھ سے نکل چکی ہوتی اور اس کے تمام نسخے بلا استثناء معدوم ہو چکے ہوتے،

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالے کو یہی منظور تھا کہ اس قوم کی دروغ بیانیوں کی حقیقت واضح ہو جائے اس لئے یہ کتاب محفوظ رہ گئی۔ واللہ مخرج ما کنتم تکتمون (البقرہ ع)

جناب عبد البہاء جھوٹی تاریخ لکھوایا کرتے تھے

مشہور بہائی مبلغ جناب عبد الحسین آوارہ نے بمشورہ جناب عبد البہاء، مستند بہائی تاریخ الکواکب الدریہ لکھی، جو جناب شوقی آفندی ولی امر اہل بہاء کے حکم سے شائع ہوئی، جناب "آوارہ" بعد میں بہائیت سے تائب ہو گئے، اور تردید بہائیت میں "کشف الحیل" کے نام سے تین جلدوں میں ایک مستقل کتاب لکھی اور اس راز کو از سر نوشت افشا کیا کہ بہائی تاریخ منظم سازش کے ماتحت لکھی جاتی ہے تاکہ دنیا کی نظروں میں اسے مقبول بنایا جا سکے۔

جناب آوارہ لکھتے ہیں کہ:-

ہزاران قضیہ مسلمۂ تاریخی را کہ محل تردید نبود، از تالیف من برداشتند بعنوان این کہ صلاح امر نیست وصدہا دروغ بجائش گذاشتند بعنوان این کہ حکمت اقتضاء دارد و نہ این ہا نوشتہ شود معذلک کلمہ اینک با مراجعہ نظری بینم بازحقائقے از قلم جاری شدہ و درہمان کتاب ثبت گشتہ و عباس آفندی ہم باہمہ زرنگیہائش و باایں کہ چندیں دفعہ آں کتاب را خواند و قلم اصلاح درآں نہاد بازبرخورد نکردہ وایں جااست کہ باید گفت کہ آوارہ در نگارش آں کتاب بیدار بودہ یا خدائے بہائیان درانموقع خوابش بردہ بودہ است وانّ ھٰذا الشئی عجاب

(کشف الحیل ج ۲ صفحہ ۶۳)

یعنی ایسا ہوا کہ ہزاروں مسلّم تاریخی واقعات جو قابل انکار نہ تھے میری کتاب الکواکب الدریہ کی تالیف کے وقت نکال دیئے گئے یہ کہکر کہ مصلحت نہیں ہے۔ اور سینکڑوں جھوٹی باتیں ان کی جگہ داخل کر دی گئیں یہ کہہ کر کہ تقاضائے حکمت یہی ہے۔ باوجود اس کے اب جو میں کتاب پر نظر ڈالتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ پھر بھی کچھ حقائق ایسے ہیں جو قلمبند ہوگئے ہیں اور اس کتاب میں مندرج ہوئے ہیں۔ اور عباس آفندی (عبدالبہاء) باوجود تمام عیاریوں کے اور باوجودیکہ انھوں نے کئی مرتبہ کتاب کو پڑھا تھا۔ اور اس کی اصلاح و ترمیم کی تھی، پھر بھی ان مطالب پر متوجہ نہیں ہوئے۔ اور وہ مطالب اس وقت ہمارے استدلال کرنے کے لئے موجود ہیں ——— یا تو یہ کہیئے کہ آوارہ اس کتاب کی تحریر کے وقت بیدار تھا یا بہائیوں کا خدا اس موقع پر خواب غفلت میں تھا، وان ھٰذا الشئی عجاب۔

بہائیوں کی پیش کردہ تاریخ کی واقعی یہی حیثیت ہے جو جناب آوارہ نے بیان کی ہے کہ اکاذیب واباطیل کا مجموعہ ہے، مگر بعض مقامات پر جہاں خدائے اہل بہاء غافل ہوگیا کچھ حقائق بھی مرقوم ہوگئے۔ جن سے آج ہم استدلال کرتے ہیں۔ جناب آوارہ نے اپنے دعوے کے اثبات میں دلائل دیئے ہیں، جن کے اظہار کا یہ موقع نہیں ——— البتہ ہم اس جگہ ان سادہ طبع اصحاب پر اپنے دلی رنج و غم کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتے جو "عصر جدید" کو (جو عبدالبہاء نے مرتب کی، اور ایسلمنٹ کے نام سے شائع کی) یا "مقالہ سیاح" کو (جو عبدالبہاء نے لکھا اور "شخصے سیاح" کے نام سے شائع ہوا) یا دیگر چند موضوع مگر دیدہ زیب رسائل کو پڑھ کر مبتلا کا شکار ہوجاتے ہیں اور بے سند اقوال پر استدلال کرکے اپنے رفقاء پر اعتماد کرکے اپنے اور رفقاء کے دین وایمان کی تباہی کا موجب بن جاتے ہیں۔ اللہ کریم ایسے اصحاب کو اپنے فضل وکرم سے ابتلاء سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

البیان میں تحریف

تلبیس وتدلیس کا ایک اور نمونہ

اہل باب وبہاء کا عقیدہ ہے کہ کسی الہامی کتاب میں تحریف لفظی ممکن نہیں لیکن تعجب ہے کہ بہاء اللہ نے اعتراف کیا ہے کہ اس کے زمانہ میں بابیوں اور بہائیوں میں یہ بحث چل رہی تھی کہ البیان کا صحیح نسخہ کونسا ہے۔ آیا وہ جو بہاء اللہ کے پاس ہے یا وہ جو صبح ازل یا دوسرے بابیوں کے پاس ہے۔ جناب بہاء اللہ ایک مخالف بابی کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

"اے ہادی، گویا انہی سچے بیانات کے سبب تو نے بیان کو محو کرنے کا ارادہ کیا ہے . . . . اب تمہارے مریدوں میں بعینہ وہی باتیں ظاہر ہوتی ہیں جو فرقہ شیعہ کہتا تھا کہ یہ قرآن پورا نہیں ہے یہ حضرات بھی یہی کہتے ہیں کہ یہ بیان وہ بیان نہیں ہے"

(لوح ابن ذئب مطبوعہ ہندوستان صفحہ ۱۱۵)

غالباً یہی وجہ ہے کہ اہل بہاء نے اب تک البیان کو شائع نہیں کیا کیونکہ انہیں ڈر ہے کہ اگر ان کی "البیان" شائع ہوگئی تو وہ چونکہ ان نسخوں سے مختلف ہوگی جو ازلیوں کے پاس ہیں، یا اس نسخہ سے مختلف ہوگی جو پیرس کی لائبریری میں ہے اسلئے خطرہ ہے کہ اس تحریف سے تمام دنیا واقف ہوجائے گی۔ اسلئے اگرچہ یہ نہایت ضروری تھا کہ اہل بہاء سب سے پہلے البیان کو شائع کرتے جو قرآن کریم کی ناسخ سمجھی جاتی ہے تاکہ دنیا ناسخ ومنسوخ کتب کا موازنہ کرسکتی لیکن شائد وہ اس وقت کے انتظار میں ہیں کہ جب ازلی گروہ دنیا سے معدوم ہوجائے اور بیان کے وہ نسخے جو ان کے قبضے میں نہیں معدوم ہوجائیں تاکہ اس وقت ان کی طرف سے البیان کا ایک نسخہ شائع ہو جس میں ہر جگہ حسین علی نوری بہاء اللہ کی تعریف نظر آئے۔ اور اس کے وہ حصے اڑا دیئے جائیں جن پر سخت اعتراضات وارد ہوتے ہیں کاش کہ ہم پیرس کی لائبریری کے منتظمین کو متنبہ کرسکتے کہ وہ اپنے نسخہ "البیان" کی پوری پوری حفاظت کریں، اور کاش کہ جناب براؤن کی طرح کوئی باہمت انسان نقطۃ الکاف کی طرح البیان بھی شائع کردے، تاکہ اس ملاء الکاذبین[1] (جھوٹوں کے گروہ) کو بے نقاب کرنے میں ایک اور آسانی پیدا ہوجائے۔ اللہ تعالیٰ ضرور کوئی سامان پیدا کردے گا۔

[1] قارئین حیران ہونگے کہ ان حالات کے باوصف بھی جناب بہاء اللہ نے اپنے ماننے والوں کو "ملاء الکاذبین" کہا ہے۔ ہم نے یہ انہی کی اصطلاح استعمال کی ہے۔

تلبیس اور دروغ بیانی میں یہ کمال کسی مذہب کے متبعین کو حاصل نہیں ہوا

یہ واقعات محض "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر پیش کئے گئے ہیں۔ ورنہ ان کا مجموعہ ایک رسالہ کا تقاضا کرتا ہے۔ اندازہ لگایئے کہ کسی مذہب کے متبعین میں اخلاق روحانیت کا بہترین نمونہ وہ جماعت ہوتی ہے جو خود بانئ مذہب سے بالمشافہ فیض یاب ہوتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا "خیر القرون قرنی" کہ سب سے بہتر قرن وہ ہے جس میں آپ اور آپ کے صحابہ ہیں، بابی اور بہائی تاریخ میں سے جس دور کے کارناموں کا اوپر ذکر کیا گیا ہے یہ درحقیقت ان کی تاریخ میں "خیر القرون" کا درجہ رکھتا ہے: اسی سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ اس مذہب کے متبعین آیندہ چل کر کیا نمونہ دکھائیں گے اگر یہ سچ ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے توجس درخت سے مکروفریب اور دجل وتلبیس کے سوا کوئی پھل ظاہر نہ ہوا اس درخت کے اچھے یا برے ہونے کا فیصلہ بآسانی ہوسکتا ہے۔ جناب براؤن نے بہائیوں کی ان کوششوں کا ذکر کرتے ہوئے جو انھوں نے اپنی صحیح تاریخ کو مسخ کرنے کے سلسلہ میں کی ہیں لکھا ہے:-

کم مذہبے در تاریخ دیدہ شدہ کہ درعرض مدت ۶۹ سال (۱۲۶۰-۱۳۲۹) مانند مذہب میرزا علی محمد باب ایں ہمہ تغیرات وتبدیلات دراں روی دادہ باشد" (مقدمہ نقطۃ الکاف صفحہ ...)

کہ مشکل سے کوئی ایسا مذہب نظر آیا ہے کہ جس میں ۶۹ سال کی مدت کے اندر اندر علی محمد باب کے مذہب کی طرح اس قدر حقائق اور واقعات میں تغیر وتبدل واقع ہوا ہو۔

کیا اس کے بعد بھی کچھ گنجائش باقی رہتی ہے کہ بہائیوں کے بیانات ان کے بیان کردہ تشاعات، اور ان کے پیش کردہ تاریخی واقعات کا کچھ بھی اعتبار کیا جائے۔ یہ تو وہ لوگ ہیں کہ یخادعون اللہ والذین اٰمنوا وما یخدعون الا انفسھم وما یشعرون (البقرہ رکوع ۲) اللہ کو اور ایمان والوں کو دھوکہ دینا چاہتے ہیں اور اگر غور کرتے تو اپنے آپ کو ہی دھوکہ دے رہے ہیں مگر وہ اس بات کا شعور نہیں رکھتے ——— اللہ تعالےٰ اس قوم کو دوبارہ قبول اسلام کی توفیق بخشے۔

کیا خاتم النبیین کے بعد امر جدید کا نزول ممکن ہے

ایک مکالمہ[1]

مسلم۔ جناب بہاء کا دعوےٰ کیا ہے،

بہائی۔ آپ کا مظہر الوہیت ہونے کا دعوےٰ ہے۔

مسلم۔ مظہر الوہیت سے کیا مراد ہے، کیا کائنات کا ذرہ ذرہ صفات الٰہیہ کا مظہر نہیں ہے، کیا اجرام فلکی اس کی تجلیات کے مظاہر نہیں ہیں۔

بہائی۔ بیشک ہیں۔ لیکن جناب بہاء اللہ خدا کے اسم اعظم کے مظہر ہیں۔

مسلم۔ یہ مفہوم ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ اس اصطلاح سے اہل اسلام ناواقف ہیں: ہماری اصطلاح میں آپ اس حقیقت کا کیا نام رکھیں گے۔

بہائی۔ یہ کوئی نئی چیز نہیں، جس حقیقت کا نام آپ رسالت رکھتے ہیں، وہی حقیقت یہاں مظہریت کے نام سے موسوم ہوتی ہے۔ "ولکل ان یصطلح" ہر رسول مظہر اللہ تھا۔ مگر جناب بہاء اللہ مظہر کامل ہیں۔ گویا آپ باصطلاح اسلام "رسول اعظم" ہیں۔

مسلم۔ آپ کا ختم نبوت کے متعلق کیا خیال ہے؟

بہائی۔ جناب بہاء اللہ نے ختم نبوت کا اقرار کیا ہے جیسے فرمایا "ذیبتہ یطراز الختم وانقطعت بہ نفحات الوحی" (الواح ص ۴۰۵)

مسلم۔ بہت خوب، کیا آپ کا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر ایمان ہے کہ:

ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت، فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی جلد ۲ ابواب الرویا) کہ نبوت اور رسالت منقطع ہوچکی ہے آپ کے بعد کوئی نبی نہیں نہ رسول ہے۔

بہائی۔ بیشک یہ صحیح ہے، دور نبوت ورسالت آنحضرتؐ پر منتہی ہوگیا۔ اب دور مظہریت، یا دور الوہیت شروع ہے۔

مسلم۔ آپ نے یہ تسلیم کیا تھا کہ مظہریت رسالت کے مرادف ہے، اور بہاء اللہ "رسول اعظم" ہیں ——— تو خاتم النبیین کے بعد جب نبوت ورسالت منقطع ہوچکی تو کوئی رسول یا رسول اعظم کیونکر آسکتا ہے۔

بہائی۔ بات یہ ہے کہ "رسول" کی اصطلاح بدل گئی ہے اب جو آیا ہے وہ "مظہر اللہ" ہے۔

مسلم۔ لیکن کیا مظہر اللہ ——— اور رسول اللہ کی حقیقت میں کچھ فرق ہے۔

بہائی۔ حقیقت تو ایک ہی ہے۔

(باقی برصفحہ ۱۶)

[1] یہ فرضی مکالمہ نہیں، بلکہ ان حقیقی مکالمات کا لب لباب ہے جو وقتاً فوقتاً اہل بہاء سے ہوتے رہے ہیں۔ یہ واضح رہے کہ جناب بہاء اللہ درحقیقت مدعی رسالت نہیں مدعی الوہیت ہیں۔ اگر وہ مدعی الوہیت نہیں تو فرعون کا دعوےٰ الوہیت بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ لیکن چونکہ بعض بہائی اصحاب مسلمانوں کے سامنے تاویلاً ان کے مرتبہ رسالت پر فائز قرار دیتے ہیں لہذا انہیں کے بالمقابل ایک بات پیش کی گئی ہے۔

نظرات

احباب قادیان شہادت حقہ ادا کریں
جماعت قادیان اور جماعت لاہور میں فیصلہ کی آسان راہ

{ از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے مولوی فاضل مبلغ اسلام }

یا ایھا الذین اٰمنوا کونوا قوامین بالقسط شھداء للہ ولو علیٰ انفسکم او الوالدین والاقربین ان یکن غنیاً او فقیراً فاللہ اولیٰ بھما فلا تتبعوا الھویٰ ان تعدلوا وان تلوا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیراً (النساء)

ترجمہ:۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو ہمیشہ انصاف پر قائم رہنے والے، اور اللہ کے لئے گواہی دینے والے بن جاؤ، اگرچہ معاملہ تمہارے اپنے نفسوں یا تمہارے والدین یا تمہارے اقرباء کے خلاف ہو، اگر کوئی امیر ہے، یا غریب ہے، تو خدا تمہاری نسبت ان دونوں کا زیادہ خیر خواہ ہے۔ پھر دیکھو شہادت حقہ ادا کرنے میں ہوائے نفس کی پیروی نہ کرنا۔ تاکہ عدل کر سکو، اور اگر تم پیچدار بات کرو، یا شہادت حقہ سے اعراض کرو تو جو کچھ تم کرتے ہو، خدا اس کا علیم و خبیر ہے۔

خیر الشہداء

قرآن مجید نے پیروان دعوت ایمانی کا شعار یہ بیان ہے کہ وہ قوامین بالقسط شھداء للہ ہوتے ہیں اور شہادت حقہ کی ادائگی میں انہیں یہ خطرہ نہیں ہوتا کہ اس سے ان کی اپنی ذات کو یا ان کے عزہ و اقارب کو نقصان پہنچے گا، نہ تو کسی امیر کی امارت کا دبدبہ انہیں شہادت سے روک سکتا ہے، نہ وہ کسی غریب کی غربت پر رحم کھا کر شہادت حقہ سے اعراض کرتے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ:۔

الا اخبرکم بخیر الشھداء الذی یاتی بشھادتہ قبل ان یسئلھا، رواہ مسلم (مشکوٰۃ باب الاقضیہ والشہادات)

کیا میں تمہیں شہداء میں سے بہترین شاہد کی خبر دوں، بہترین شاہد وہ ہے، جو امور عامہ میں قبل اس کے کہ شہادت پوچھی جائے وہ خود شہادت ادا کر دیتا ہے۔

اب ذرا ان پاکیزہ ارشادات کی روشنی میں قادیان و لاہور کے تنازعات پر نظر انداز فرمایئے ۱۹۱۴ء میں جماعت احمدیہ دو حصوں میں منقسم ہو گئی، جناب مرزا محمود احمد صاحب نے انتہائی تحقیق و تدقیق کے بعد حضرت مسیح موعود کی نبوت ثابت کرنے کے لئے یہ نظریہ پیش کیا کہ

"۱۹۰۱ء میں آپ نے (حضرت مسیح موعود نے) اپنے عقیدہ (درباره نبوت) میں تبدیلی کی ہے اور ۱۹۰۰ء ایک درمیانی عرصہ ہے جو دونوں خیالات کے درمیان برزخ کے طور پر حد فاصل ہے۔ پس ...... یہ ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے (حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۱)

اس دعوے کے مقابل حضرت مولانا محمد علی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز امیر جماعت احمدیہ لاہور اور دیگر بزرگوں نے حدیث نبوی پر عمل کرتے ہوئے قبل اس کے کہ ان سے سوال کیا جائے یہ شہادت ادا کی کہ صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کا یہ بیان غلط اور واقعات کے خلاف ہے، یہ وقت تھا کہ وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود کے خادمین اولین میں سے تھے اور جنہوں نے بعد از اختلاف اکثر بوجہ محبت اہل بیت مسیح موعود، جناب مرزا محمود احمد صاحب کی سیادت کو قبول کر لیا تھا۔ بغیر کسی مطالبہ کے از خود بیان دیتے کہ جناب صاحبزادہ صاحب کا یہ دعویٰ ان کے نزدیک صحیح ہے یا غلط لیکن جناب صاحبزادہ صاحب نے ان کو یہ مشورہ دینا شروع کر دیا کہ جماعت جس کو خلیفہ منتخب کر لے وہ اگرچہ ہوتا غیر مامور ہے، لیکن خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہوتا ہے، اور کسی کا حق نہیں ہوتا کہ اس کے مقابل آواز بلند کرے، لہٰذا اکثر لوگ خاموش رہے، بعض بزرگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے توفیق دی مثلاً حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہوی، جناب مرزا محمود احمد صاحب سے الگ ہو کر جماعت لاہور میں شامل ہو گئے۔

مگر معاملہ بہت اہم تھا، حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے بالآخر حضرت مسیح موعود کے خادمین اولین سے مطالبہ کیا کہ وہ شہادت حقہ ادا کریں، کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کا دعوے صحیح ہے یا غلط، ـــــ یہ ایک دوسرا موقع تھا کہ جن لوگوں نے از خود شہادت نہ ادا کی وہ اب مطالبہ کے بعد "قوامین بالقسط شھداء للہ" بن کر شہادت ادا کرتے، ـــــ بلکہ خود جناب مرزا محمود احمد صاحب کو چاہیئے تھا کہ جماعت میں اعلان کرتے کہ جو شہادتیں طلب کی جا رہی ہیں ان کے جواب میں تمام متعلقہ بزرگ اپنی اپنی شہادتیں شائع کر دیں ـــــ یا اگر حضرت خواجہ صاحب نے کسی ایسے پیچدار طریق پر (معاذ اللہ) شہادتیں طلب کی تھیں کہ ان سے غلط فہمی پیدا ہوتی تھی، تو جناب صاحبزادہ صاحب کو اس مطالبہ کی خامی کو واضح کر کے صحیح الفاظ میں مطالبہ کرنا چاہیئے تھا، ـــــ لیکن افسوس کہ ان باتوں میں سے کسی پر جناب مرزا محمود احمد صاحب نے عمل نہ کیا بلکہ اعلان کرا دیا کہ کوئی دوست ایسی شہادتیں ادا نہ کریں، آپ کا اعلان یہ تھا۔

"ہمارے احباب خواجہ صاحب کو فرداً فرداً جواب نہ دیں حضرت مسیح موعود کی نبوت کے بارہ میں جو حلفیہ شہادتیں خواجہ صاحب نے ان دنوں احمدی برادران و بزرگان ملت سے طلب کی ہیں ان کی نسبت جدا جدا طبع ازمائی کی ضرورت نہیں سلسلہ کے مرکز اور مقام خلافت سے سب کا یکجائی جواب ہو جائے گا۔" (الفضل ۲۰ر فروری ۱۹۱۵ء)

جناب صاحبزادہ صاحب نے یہ الفاظ کہ سلسلہ کے مرکز سے یکجائی جواب شائع ہو جائے گا محض اسلئے بڑھائے تھے کہ بزرگان جماعت کو یہ معلوم ہو کہ آپ نے شہادت حقہ ادا کرنے سے درحقیقت روکا تو کسی کو نہیں، صرف اس کی یکجائی ادائیگی کا طریق پسند کیا ہے، ـــــ لیکن افسوس کہ حقیقت میں آپ کا مطلب اس ارشاد سے سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ حضرت خواجہ صاحب کی اپیل کا جواب شائع ہی نہ ہو سکے ـــــ اور افسوس کہ آج ۱۹۹۴ء تک حضرت خواجہ صاحب کی اس اپیل کے جواب میں مقام خلافت سے یکجائی جواب شائع نہیں کیا گیا، یا نہیں کیا جا سکا، ـــــ البتہ ۱۹۴۲ء سے کچھ جدید طرز کی شہادتوں کا سلسلہ جاری کیا گیا ہے جن پر ہم ابھی تبصرہ کریں گے ـــــ لیکن اس وقت ہم یہ چاہتے ہیں کہ ارباب انصاف غور کریں، قرآن مجید کے ارشاد "کونوا قوامین بالقسط" اور حدیث "الا اخبرکم بخیر الشھداء" کے مطابق کیا جناب میرزا محمود احمد صاحب کا شہادت حقہ کی ادائگی سے روکنے کا یہ طریق کار صحیح تھا، اور کیا ان کا یہ طریق کار کہ نہ تو حضرت خواجہ صاحب کے مطالبہ پر جرح کر کے اس کی خامی کو ظاہر کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے مریدین کو شہادت حقہ کی ادائگی کی اجازت دیتے ہیں، صاف صاف ظاہر نہیں کر رہا کہ "دردن پردہ" کوئی ایسی حقیقت ہے جس کے انکشاف کے خیال سے جناب صاحبزادہ صاحب سخت مضطرب ہیں، کیا صرف یہی ایک واقعہ یہ فیصلہ کرنے کے لئے کافی نہیں کہ شہادت حقہ کونسی ہے، آیا وہ جو جناب صاحبزادہ صاحب نے حقیقۃ النبوۃ ص ۱۲۱ پر ادا کی یا وہ جو بزرگان جماعت لاہور نے ادا کی، فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بزرگان جماعت لاہور "قوامین بالقسط" ثابت ہوئے

اس موقعہ پر بزرگان جماعت لاہور "قوامین بالقسط" ثابت ہوئے انھوں نے مطالبہ سے پہلے بھی شہادت ادا کی اور مطالبہ کے بعد بھی شہادت ادا کی اور ہر محفل اور ہر مجلس میں انفرادی طور پر اور "یکجائی" صورت میں شہادت حقہ ادا کی، اس شہادت کی ادائگی میں انھوں نے حضرت مسیح موعود کے فرزند کی حمایت پر حق و صداقت اور انصاف و عدالت کی حمایت کو مقدم کر لیا، اور اس زبردست امتحان میں پورے اترے کہ ایک طرف حضرت مسیح موعود کی صداقت کو بھی دنیا سے منوانا ہے اور دوسری طرف خود اسی محبوب آقا کے فرزند کے غلط عقائد کی مخالفت بھی کرنی ہے۔ اکثر لوگ ہمیشہ اس ابتلاء میں ناکام ہو جاتے ہیں مگر "قوامین بالقسط شھداء للہ" کا مرتبہ ایسے ہی امتحانوں میں پورا اترنے سے ملتا ہے، "لاہور کے پاک ممبروں" نے فی الحقیقت اس آزمائش میں دین کو دنیا پر اور خدا کے ارشاد کو فرزند مسیح موعود کے ارشاد پر مقدم کر دیا، اور ذیل کی شہادت ستر اصحاب کے دستخطوں سے شائع ہو گئی:۔

ہم دستخط کنندگان ذیل حلفی شہادت ادا کرتے ہیں کہ

ا۔ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے جب ۱۸۹۱ء میں یہ اعلان کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وفات پا جانا قرآن کریم سے ثابت ہے، اور حدیثوں میں جس ابن مریم کے امت محمدیہ میں آنے کا ذکر ہے وہ میں ہوں تو اس وقت آپ نے نبوت کا دعوے نہیں کیا، ہاں بعض علماء نے لوگوں کو غلط فہمی میں ڈالا اور ان کو مدعی نبوت قرار دیکر آپ پر کفر کا فتوے لگایا، جس کے بعد حضرت موصوف نے صاف طور پر کئی مرتبہ یہ اعلان کیا، جیسا کہ آپ کی تحریروں سے ظاہر ہے کہ آپ کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنا محض افترا ہے، اور آپ نبوت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھتے ہیں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو کاذب اور کافر یقین کرتے ہیں، اور آپ کے بعض الہامات میں جو "مرسل" یا "رسول" یا "نبی" آیا ہے، یا حدیث میں آنے والے مسیح کی نسبت جو لفظ نبی ہے تو اس سے مراد فی الحقیقت نبی نہیں بلکہ مجازی

جزوی ظلی نبی ہے جسے محدث کہا جاتا ہے اور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا نہ نیا نہ پرانا"

۳- ہم یہ بھی حلفی شہادت ادا کرتے ہیں کہ ہم نے نومبر ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کی اور میاں محمود احمد صاحب سرگروہ احمدی فریق قادیان نے جو یہ لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ ابتدا میں نبوت کا نہ تھا مگر نومبر ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنا دعویٰ تبدیل کیا اور نبوت کے مدعی بن گئے اور انکار نبوت کی دس گیارہ سال کی لگاتار تحریریں منسوخ ہیں یہ محض غلط اور سراسر خلاف واقعہ ہے ہم اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ کبھی ہمارے وہم و گمان میں یہ بات نہیں آئی کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنے دعوے میں تبدیلی کی یا آپ کی سابقہ تحریریں جو انکار دعوے نبوت سے بھری پڑی ہیں منسوخ ہوگئیں۔

۴- نہ ہم نے اپنے علم میں کبھی ایسے الفاظ کسی ایک شخص کے بھی منہ سے سنے جب تک کہ میاں محمود احمد صاحب نے ان کا اعلان نہیں کیا۔ واللہ ما نقول شہید

اس مضمون کو ہم نے اپنی آسانی کے لئے چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ ورنہ اصل عبارت میں چار حصے الگ الگ نہیں قائم کئے گئے ۔۔۔ اب، غور فرمائیے کہ کس قدر واضح اور بین شہادت ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق غور کرتے ہوئے سب سے پہلے یہی سوال ہوتا ہے کہ کیا آپ شروع دعوے سے ہی مدعی نبوت تھے، اور مکفرین کا یہ الزام صحیح تھا۔ اس کے جواب میں یہ شہادت دی گئی کہ آپ کا دعوے نبوت کا نہیں تھا، مکفرین کا الزام غلط تھا حضرت اقدس نے اس الزام کی بارہا تردید کی، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی ہونے پر ایمان کا اعلان کیا۔

دوسرا سوال یہ ہوسکتا تھا، کہ اگر ابتدا میں ایسا دعوے نہیں کیا تو کیا بعد میں کوئی زمانہ آیا کہ آپ نے سابقہ بیانات کے برعکس ایسا دعوے کر دیا ہو، جیسا کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کا خیال ہے، کیونکہ جناب مرزا محمود احمد صاحب، حضرت صاحب کے زمانۂ ماموریت کو دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں، جن میں سے ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت نے انکار دعوے نبوت کیا، اور ۱۹۰۱ء میں اقرار کیا، اسی لئے انھوں نے حضرت کی ۱۹۰۱ء سے پہلی انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ قرار دیا ہے ۔۔۔ اس کے جواب میں بھی شہادت کنندگان نے جنھوں نے ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت اقدس کی بیعت کی تھی یہ بیان دیا ہے کہ یہ بات غلط اور سراسر خلاف واقعات ہے،

اسی طرح شہادت کنندگان یہ گواہی دیتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے اور ۱۹۰۱ء سے بعد وہ حضرت صاحب کا مرتبہ ایک ہی سمجھتے رہے، نہ حضرت صاحب نے اپنے دعوے میں کوئی تبدیلی کی، نہ ماننے والوں نے محدث سے بڑھکر نبی ماننا شروع کیا اور نہ کوئی تحریرات ناسخ اور منسوخ قرار پائیں۔

اور سب سے عظیم الشان شہادت یہ ہے کہ نہ تو اس تبدیلی کا ان کو کبھی وہم گمان ہوا اور نہ کبھی مرزا محمود احمد صاحب کے اعلان سے پہلے کسی اور شخص کی زبان سے انھوں نے ایسے الفاظ سنے، اس میں یہ امر بھی موجود ہے کہ جناب صاحبزادہ صاحب کے اس اعلان سے پہلے جس کا ذکر ہوچکا ہے خود صاحبزادہ صاحب کی زبان سے بھی کسی نے ایسے الفاظ نہیں سنے، گویا کہ اگر صاحبزادہ صاحب کا یہ عقیدہ تھا بھی کہ حضرت نے اپنے دعوے میں (یا بقول اہل قادیان دعوے کے متعلق عقیدہ میں) تبدیلی کی ہے تو بھی ۱۹۱۴ء سے پہلے انھوں نے اس امر کا اظہار کسی سے نہیں کیا، بلکہ جماعت کا مسلک اس کے بالکل برعکس رہا ہے۔

کیا یہ شہادت غلط ہے؟

مسئلہ نبوت مسیح موعودؑ کو جس رنگ میں جناب صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے پیش کیا ہے، اس کو مدنظر رکھکر اس مذکورہ شہادت سے بہتر دیانت داری پر مبنی شہادت ہرگز ممکن نہیں، کیونکہ اس شہادت میں الفاظ کی کوئی پیچیدار ترکیب استعمال نہیں کی گئی نہ کسی پہلو کا اخفا کیا گیا ہے، اگر صرف اتنی شہادت ہوتی کہ ہم لوگوں نے ۱۹۰۱ء سے پہلے بیعت کی تھی، اور حضرت اقدس کو محدث سمجھ کر بیعت کی تھی نہ کہ نبی سمجھ کر، تو کہا جا سکتا تھا اس شہادت سے مقصد محض یہ ہے کہ نادانوں کو مغالطہ میں ڈالا جائے لیکن اس شہادت نے ان تمام امور پر احاطہ کیا ہے، جن پر جناب مرزا محمود احمد صاحب نے نبوت مسیح موعود کی بنیاد کھڑی کی ہے، ۔۔۔ اگر بالفرض اس شہادت میں کوئی پیچدار الفاظ ہوتے تو جناب مرزا محمود احمد صاحب کو چاہیئے تھا کہ ان کے مقام پر جرح کرتے لیکن انھوں نے آج تک ایسا نہیں کیا۔ اب صرف ایک ہی بات باقی رہ جاتی ہے کہ جماعت لاہور کی طرف سے ان شہادت ادا کرنے والوں نے جو حضرت مسیح موعود کے خادمین الاولین ہیں محض افترا کیا ہو، ۔۔۔ اگر جناب مرزا محمود احمد صاحب یہ اعلان کرتے تو بھی کوئی بات ہوتی، لیکن آج ۱۹۴۴ء تک مرزا محمود احمد صاحب کو جرأت نہیں ہوئی کہ اس شہادت کو جھوٹی شہادت کہہ سکیں اور کہہ بھی کیسے سکتے تھے، کیونکہ محض اس شہادت کو جھوٹی شہادت کہدینے سے مخلصی نہیں ہوسکتی تھی۔ بلکہ بالمقابل حلفیہ بیان سے ثابت کرنا پڑتا تھا کہ واقعی انھوں نے یا ان کے رفقاء نے ۱۹۱۴ء سے پہلے کبھی یہ خیال کیا تھا، یا کسی سے سنا تھا کہ حضرت مسیح موعود ۱۹۰۱ء میں اپنا دعوے تبدیل کر کے مدعی نبوت ہوچکے ہیں، اور اس امر کا ثبوت جناب صاحبزادہ صاحب کے پاس کچھ نہ تھا، لہذا خاموش رہے ۔۔۔ انھوں نے اس شہادت پر جرح نہ کر کے اور اس کے مقابل خاموش رہکر یہی ثابت کیا ہے کہ یہ شہادت جھوٹی نہیں، سچی ہے۔

جناب صاحبزادہ صاحب نے شہادت حقہ سے اعراض کیا

اگر صاحبزادہ صاحب نے جو کچھ القول الفصل یا حقیقۃ النبوۃ میں لکھا تھ کہ حضرت مسیح موعود ایک وقت تک انکار نبوت کرتے رہے اور پھر اقرار نبوت کرنے لگ گئے ۔۔۔ یہ سب کچھ محض ان کی تفہیم ہی نہیں تھی، بلکہ واقعات کے مطابق بھی تھا، تو آخر بات کیا ہے کہ جب ایک قوم کی قوم ان کے اس اعلان کے مقابل یہ شہادت ادا کرتی ہے کہ "یہ محض غلط اور سراسر خلاف واقعات ہے"۔ تو وہ خاموش رہے ہیں اگر حقیقتاً واقعات یہی تھے کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے دعوے نبوت کیا تو صاحبزادہ صاحب کو سب سے پہلے اپنا بیان ان الفاظ شائع کرنا چاہیئے تھا کہ

"میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ۱۹۰۱ء میں میں نے سمجھ لیا تھا کہ حضرت اقدس اپنا سابقہ عقیدہ درباره ختم نبوت تبدیل کر کے اور اپنی سابقہ تحریرات درباره انکار نبوت منسوخ کر کے مدعی نبوت ہو گئے ہیں ۔۔۔ اور میں نے یہ باتیں کئی مرتبہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد لوگوں سے بیان کیں، خود حضرت مسیح موعود سے یا فلاں فلاں بزرگ سے تبدیلی عقیدہ دربارہ دعوے نبوت کا مسئلہ سنا ۔۔۔ خود بھی اس مسئلہ پر ۱۹۱۴ء سے پہلے مضامین لکھے، اور دوسرے لوگوں نے بھی لکھے۔

لیکن جناب مرزا محمود احمد صاحب نے صرف تسلسل نبوت پر خطبات پر خطبات مضامین پر مضامین، اور دروس پر دروس دیئے جن کی ضرورت نہ تھی، اور اس اصل مسئلہ پر جس سے حقیقت امر پر روشنی پڑتی تھی، قطعاً شہادت ادا نہ کی، حالانکہ جماعت احمدیہ لاہور کیطرف سے ہمیشہ ایسا مطالبہ ہوتا رہا ۔۔۔ ارباب بصیرت سے اپیل ہے کہ وہ غور کریں کہ کیا اس اصل مسئلہ پر شہادت سے جناب صاحبزادہ صاحب کا اعراض کرنا یہ ظاہر نہیں کرتا کہ ان کا دعوے ایسا ہے جسے وہ درحقیقت "خلاف واقعات" سمجھتے ہیں اور یہ جو باتیں ان کو ۱۹۱۴ء کے بعد سوجھی ہے، یہ محض ان کی ایک "تفہیم" ہی ہے ورنہ اس کی تائید میں نہ تو ان کی اپنی شہادت ہے اور نہ ہی ان کے کسی رفیق کی،

جماعت قادیان کا شہادت حقہ سے اعراض

اگر جناب مرزا محمود احمد صاحب ایسی شہادت ادا نہ کر سکتے تھے، تو کیا کوئی اور بزرگ جماعت قادیان میں نہ تھے جو ان ستر خدام مسیح موعود کی شہادت کے مقابل مذکورہ الفاظ میں شہادت ادا کر کے جماعت لاہور کے مطالبہ کو پورا کرتے، لیکن کسی کو ایسا کرنے کی جرأت نہیں ہوئی، سیدنا حضرت مولینا محمد علی ایده اللہ بنصرہ نے ستر اصحاب کی شہادت شائع کرتے ہوئے تحریر فرمایا تھا کہ :-

"اب میاں صاحب جماعت مسیح موعود میں سے ۹۸ یا ۹۹ فی صدی اپنے ساتھ بتاتے ہیں تو اس حساب سے انہیں چاہیئے کہ سات ہزار اصحاب مسیح موعود کی حلفی شہادت اس کے بالمقابل پیش کریں جو اسی پایہ کے لوگ ہوں جو حلف اٹھا کر یہ شہادت ادا کریں کہ انھوں نے نومبر ۱۹۰۱ء میں ایک غلطی کا ازالہ نکلنے پر یہ سمجھ لیا تھا کہ آج حضرت مسیح موعود دعوے نبوت کرتے ہیں، اور آپ کی پہلی تحریریں انکار نبوت پر منسوخ ہوگئی سات ہزار نہ سہی سات سو ہی اس قدر نہ سہی ستر ہی آدمیوں کی شہادت حلفی پیش کریں مگر حلف صفائی سے اس معاملہ پر ہو کہ ۱۹۰۱ء میں ایک غلطی کا ازالہ نکلنے پر انھوں نے سمجھ لیا تھا کہ حضرت صاحب نے اپنا دعوے تبدیل کر لیا ہے اور نبوت کے مدعی ہو گئے ہیں، اور سابقہ تحریریں انکار نبوت پر منسوخ ہوگئی ہیں۔

(ملاحظہ ہو مسیح موعود اور ختم نبوت، اور النبوت فی الاسلام صفحہ ۲۶۸)

غور فرمائیے حضرت امیر ایده اللہ منصرہ نے کس قدر وثوق سے کہ کم از کم ستر آدمی بھی ان پایہ کے نہیں مل سکتے جو بالمقابل اس طرح کی شہادت دے سکیں، سبحان اللہ عجب تصرفات الٰہی ہیں کہ باوجود جناب میرزا محمود احمد صاحب کی تیس سال کی مسلسل جدوجہد کے جو انھوں نے عقیدہ تسلسل نبوت کو جماعت کے ذہنوں میں راسخ کرنے کے سلسلہ میں کی ہے۔ ۱۹۴۴ء تک صرف ایک آدمی ایسی شہادت دے سکا ہے کہ اس نے ۱۹۰۱ء میں ایسا خیال کیا تھا۔ اس کے علاوہ تمام جماعت قادیان نے تیس سال تک اس شہادت حقہ کے مقابل سکوت اختیار کیا، اور اس اعتراف سے بتا دیا کہ ممکن ہے کتابوں میں بعض کلمات ایسے مل جائیں جن کے دوسرے معنی لینے کی گنجائش نکل آئے۔ لیکن واقعات کی شہادت ان معنوں کے

حالانکہ ہرگز نہیں جن کا اعلان جناب مرزا محمود احمد صاحب نے کیا ہے،

حضرت مسیح موعودؑ کی شہادت کے خلاف شہادتیں

مسلسل ۳۰ سال تک جماعت کے ذہن میں عقیدہ تسلسل نبوت راسخ کرنے کے بعد ۱۹۴۱ء میں جناب میاں صاحب کی طرف سے کچھ شہادتوں کے حصول کا انتظام کیا گیا مگر وہ بھی جماعت لاہور کے مطالبہ کے جواب میں نہیں بلکہ جدید طرز پر شہادتیں طلب کی گئیں، پھر معلوم نہیں ان کے حصول کے بعد کیوں ان کی اشاعت ۱۹۴۲ء تک ملتوی رکھی گئی۔ بالآخر ستمبر ۱۹۴۲ء سے ان شہادتوں کو ماہوار اقساط کی صورت میں "فرقان" میں شائع کیا جا رہا ہے، ہمیں ان تمام شہادتوں میں سے صرف ایک شہادت ملی ہے جس میں شہادت دینے والے بزرگ نے یہ بیان کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں ایک غلطی کا ازالہ نکلنے پر ان کا عقیدہ نبوت مسیح موعود پر مستحکم ہو گیا لیکن یہ شہادت بھی ناقابل اعتبار ہو جاتی ہے جب انہی بزرگ کا یہ بیان پڑھیں کہ

"خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ پر قتل لیکھرام سے ایک دن پہلے بیعت کر لی تھی جبکہ خاکسار نے ابھی آٹھویں جماعت یعنی مڈل سکول کا امتحان دیا ہوا تھا . . . . خاکسار حضرت صاحب کو صحیح طور پر اور اصلی معنوں میں اللہ کا رسول اور نبی یقین کرتا تھا، . . . . خاکسار کا یہ عقیدہ ابتداً تھا، . . . . . یہی عقیدہ حضرت صاحب کے اشتہار بعنوان ایک غلطی کا ازالہ سے مستحکم ہو گیا"

(فرقان ماہ ستمبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۴)

یہ بزرگ (میاں محمد شریف صاحب) بوقت بیعت صرف تیرہ سال کی عمر کے تھے اور انھوں نے بیعت ۵ رجون ۱۸۹۷ء کو کی جس زمانہ میں حضرت اقدس زور شور سے اپنی نبوت کا انکار کر رہے تھے۔ ایک تیرہ سال کے بچے کو اس قدر معرفت حاصل ہوئی جو مسیح موعود کو بھی نہ تھی، اور وہ نبوت مسیح موعودؑ کا قائل ہو گیا، حضرت مسیح موعود کے اشتہار غلطی کے ازالہ سے اس کا عقیدہ صرف مستحکم ہو گیا ورنہ اگر یہ اشتہار نہ ہوتا تو بھی وہ انھیں نبی ہی مانتے ———— اس شہادت کے متعلق جس قدر کم لکھا جائے اسی قدر بہتر ہے، صرف اتنا عرض کیا جاتا ہے کہ ۱۸۹۷ء میں ان کا حضرت مسیح موعود کی نبوت کے متعلق شہادت دینا، خود مسیح موعود کی شہادت کی تردید ہے جو آپ حضرت صاحب بقول مرزا محمود احمد صاحب ۱۹۰۱ء تک ادا کرتے چلے آئے، دونوں میں سے کس کی شہادت کو صحیح سمجھا جائے، اسی طرح یہ شہادت جناب مرزا محمود احمد صاحب کی اپنی شہادت کے خلاف ہے، کیونکہ وہ بھی اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ دعوے نبوت کا زمانہ ۱۹۰۱ء سے شروع ہوتا ہے۔

منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی جنہوں نے "اشتہار بیعت کے دوسرے دن" (یعنی ۲ر دسمبر ۱۸۸۸ء کو) بیعت کی، گواہی دیتے ہیں کہ "میرا ایمان کامل آپ کے حقیقی معنوں میں نبی اور رسول ہونے کا بیعت کرنے سے بھی بہت پہلے کا ہے"۔ (فرقان نمبر ۱۹۴۲ء ۱۱ء صفحہ ۱۲)

اسی طرح بہت سے بزرگ ایسے ہیں جو اس زمانہ سے حضرت صاحب کو نبی ماننے کی شہادت دیتے ہیں جبکہ حضرت مسیح موعود خود پکار پکار کر یہ شہادت دیتے تھے کہ:-

"سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔" (اشتہار ۲ر اکتوبر ۱۸۹۱ء)

ایسی شہادت خواہ مولوی شیر علی صاحب کی ہو یا مرزا بشیر احمد صاحب کی یا کسی اور کی اس کا فیصلہ قارئین خود کر سکتے ہیں کہ یہ شہادت صحیح ہے یا وہ شہادت جو حضرت مسیح موعود خود ۱۹۰۱ء تک ادا کرتے رہے، جو اتنی زبردست شہادت ہے کہ مرزا محمود احمد صاحب چونکہ اس کی کوئی تاویل نہ کر سکے۔ لہٰذا انہیں یہ سب تحریرات منسوخ کرنی پڑیں۔

اپنی شہادت کے خلاف شہادتیں اور پیچدار شہادتیں

بعض ایسے بزرگ ہیں کہ انھوں نے اپنی سابقہ شہادتوں کے بالکل اُلٹ شہادت دی ہے مثلاً جناب مفتی محمد صادق صاحب جنہوں نے ۱۹۱۰ء میں شبلی نعمانی مرحوم کے سامنے یہ شہادت ادا کی، کہ

"ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت خاتم النبیین ہیں، آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں نہ نیا نہ پرانا"۔ . . . . حضرت مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنے والے تھے اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں . . . مرزا صاحب کی نبوت کا مسئلہ ہمارے ہاں ایسا نہیں کہ شرائط بیعت میں داخل ہو یا بیعت کے وقت اس کا اقرار لیا جاتا ہو، یا ہم اس کا وعظ کرتے پھرتے ہوں"

(بدر ۲۷ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

یہ شہادت انھوں نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے دو سال بعد ادا کی تھی، مگر اب وہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کے اثر کے تحت یہ شہادت دے رہے ہیں کہ:-

"میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی زندگی میں ایسا نبی اور رسول مانتا تھا جیسے پہلے انبیاء مذکور در توریت انجیل و قرآن شریف ہیں"

(فرقان اکتوبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۴)

انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جناب میر قاسم علی صاحب نے ۱۹۱۰ء میں کتاب "دین حق" ہمارا مذہب تالیف کی اور حضرت اقدس پر الزام نبوت کی تردید میں آپ کے اپنے اقوال پیش کئے اور ۱۲ر اپریل ۱۹۱۲ء کو مباحثہ لدھیانہ میں سردار بچن سنگھ ثالث کو یہ دستخطی بیان دیا کہ :-

"مرزا صاحب قسم دوم کے نبی تھے، ہمارے عقیدہ میں جتنے نائب (خلفاء یا مجددین) حضرت محمد (صلعم) کے بعد ہوتے ہیں وہ سب قسم دوم کے نبی تھے"۔ (مباحثہ لدھیانہ صفحہ ۴۹)

یہاں تو اس نبوت کو محدثین والی نبوت قرار دیا تھا مگر ۱۹۳۵ء میں انہی میر صاحب نے یہ بیان لکھ کر دیا کہ :- "نبی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک صاحب شریعت والمت، دوسرے بغیر شریعت و کتاب کے اور مسیح موعود علیہ السلام کو میں بغیر شریعت کے نبی مانتا تھا"۔ (فرقان ستمبر ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۵)

اور یہاں میر صاحب یہ تصریح نہیں فرماتے کہ ان کے نزدیک ایسے بغیر شریعت کے نبی پہلے خلفاء اور مجددین بھی ہوئے ہیں یا نہیں، اور پیچدار الفاظ میں شہادت ادا کر کے جناب مرزا محمود احمد صاحب کو خوش کرتے ہیں اور عوام کو خطرناک مغالطہ میں مبتلا کرتے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ جو شخص ۱۹۱۲ء تک حضرت مسیح موعود کو ایسا ہی نبی سمجھتا رہا ہو جیسے کہ حضرت عمرؓ یا حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تھے۔ وہ ۱۹۳۵ء میں یہ شہادت دیدے کہ میں حضرت اقدس کو سچ مچ رسول سمجھتا رہا ہوں۔ کیا یہ گواہی قابل اعتبار ہو گی؟

جناب عبد اللہ خاں صاحب افغانی نبوت یا غیر نبوت کے متعلق کچھ بیان نہیں دیتے۔ صرف حضرت اقدس کے چند اشعار

آنچہ من بشنوم ز وحی خدا - بخدا پاک دانمش ز خطا

وغیرہ لکھ کر کہتے ہیں میرا اسی پر ایمان تھا اور اب بھی ہے (فرقان دسمبر ۱۹۴۳ء)

اور حقیقت امر کی کچھ بھی شہادت نہیں دیتے۔ ان سب بزرگوں اور دوستوں کو ہم اس امر میں اللہ تعالیٰ کے ارشاد وان تلوا او تعرضوا فان اللہ کان بما تعملون خبیراً۔ کی طرف توجہ دلاتے ہیں، اور اس ارشاد کی طرف توجہ دلاتے ہیں کہ:

ان الذین یشترون بعھد اللہ و ایمانھم ثمناً قلیلاً اولٰئک لا خلاق لھم فی الاٰخرۃ الخ (آل عمران ع)

یعنی جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے دنیوی زندگی کی حقیر قیمت لے لیتے ہیں ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں رہتا،

جماعت لاہور کا مطالبہ پورا کیجئے!

یہ شہادتیں جو جناب صاحبزادہ مرزا محمود صاحب نے بیس سال مسلسل جدوجہد کے بعد حاصل کیں۔ اور ۱۹۴۲ء میں یعنی اختلاف سے پورے اٹھائیس برس بعد شائع کیں یا تو غیر متعلق ہیں، یا پیچدار الفاظ میں ادا ہوئی ہیں، یا شہادت ادا کرنے والوں کی اپنی سابقہ شہادات کے خلاف ہیں اور جناب مرزا محمود احمد صاحب کے ان ساتھیوں کی ہیں جن کے نزدیک ان کی رضا کا حصول درحقیقت خدا کی رضا کا حصول ہے

اگر شاہ روز را گوید شب است ایں - بباید گفت اینک ماہ و پرویں

کے مطابق ان سے ایسی ہی شہادت کی توقع تھی۔ ہمیں اب بھی یقین ہے کہ اگرچہ اہل قادیان کے ذہن میں یہ مسئلہ راسخ ہوتے ہوئے تیس سال ہو چکے ہیں۔ اور حضرت اقدس کے خادمین اولین میں سے بہت کم لوگ باقی رہ گئے ہیں لیکن جس طریق پر شہادت حقہ کا مطالبہ حضرت امیر قوم ایدہ اللہ نے فرمایا ہے اس کے جواب میں جماعت قادیان سے تعلق رکھنے والے صرف ستر بزرگ بھی شہادت ادا نہیں کریں گے۔ اور جناب مرزا محمود احمد صاحب کبھی اپنی جماعت کے بزرگوں کو اس طرف متوجہ نہ ہونے دیں گے۔ حالانکہ خدا ترسی کا طریق یہی تھا کہ جس شہادت کو جماعت احمدیہ لاہور کی طرف سے طلب کیا گیا ہے، اس کا جواب پہلے دیا جائے، کیونکہ جیسا کہ بیان ہوا ہے صرف وہی طریق تھا جس سے معلوم ہو سکتا تھا کہ ۱۹۰۱ء تک جماعت کیا مانتی رہی، اور ۱۹۰۱ء کے بعد جماعت کیا مانتی رہی؟

فای الفریقین احق بالامن ان کنتم تعلمون (الانعام ع ۹)

اگر تم علم رکھتے ہو تو غور کرو کہ دونو فریق میں سے کونسا عند اللہ امن کا حقدار ہے

یہ بیانات جیسے کچھ ہیں اس وقت دنیا کے سامنے ہیں۔ اگرچہ جماعت قادیان کی طرف سے جماعت لاہور کا مطالبہ پورا کرنے میں تیس سال سے اعراض ہو رہا ہے لیکن فریقین جو کچھ بھی کہتے ہیں اُس سے یہ اندازہ آسانی سے ہو سکتا ہے کہ دونوں میں سے کونسا فریق ہے "جو راہ راست پر گامزن ہے"

مثلاً ایک فریق کہتا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کو ہمیشہ مجازاً نبی یعنی محدث سمجھتے رہے۔ اور دوسرا کہتا ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کو ہمیشہ حقیقی نبی سمجھتے رہے لیکن اس

امر کا دونوں فریق میں کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا کہ

(۱) حضرت مسیح موعود نے وفات مسیح پر تو سینکڑوں تقاریر کیں اور بیسیوں مضامین لکھے لیکن تسلسل نبوت کے اہم ترین مسئلہ پر کبھی کوئی رسالہ نہ لکھا نہ کوئی خطبہ دیا نہ علمائے جماعت نے اس زمانہ میں کبھی اس کا وعظ کیا جیسا کہ مفتی محمد صادق صاحب نے شبلی مرحوم سے بیان کیا۔

(۲) - اگرچہ نبی کا لفظ مضامین میں استعمال کیا جاتا رہا لیکن جب کبھی اعتراض ہوا۔ اس کی تشریح ہمیشہ یہ کی جاتی رہی کہ یہ استعمال لغوی اعتبار سے ہے جیسے جناب مفتی محمد صادق صاحب نے ندوہ میں بیان دیا اور جناب میر قاسم علی صاحب نے کتاب "دین الحق" یا ہمارا مذہب میں ثابت کیا۔

(۳) غیر احمدی رشتہ داروں سے رشتہ ناطہ ہوتا رہا جیسے جناب صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی سالی، اور جناب ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب کی صاحبزادی صاحب کا رشتہ ایک غیر احمدی کے ساتھ ہوا۔ واضح ہو کہ یہ نکاح حضرت مسیح موعود کی رضامندی سے ہوا۔ اور حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد حضرت مولانا نورالدین رح نے مسجد مبارک قادیان میں پڑھا۔ رخصتی کے موقعہ پر خود جناب مرزا محمود احمد صاحب شادی میں لاہور جاکر شامل ہوتے۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے اور جناب مرزا محمود احمد صاحب نے اس محترم بہن کی ڈولی کو کندھا دیا تاکہ باعزت طریق پر اسے رخصت کریں۔

(۴) بے شر غیر احمدی کا جنازہ پڑھ لیا جاتا تھا جیسا کہ بھڈیار کے احمدیوں نے غیر احمدی رشتہ داروں سے ۱۹۰۸ء میں معاہدہ کیا کہ:۔

"بے شر غیر احمدی رشتہ دار کا جنازہ پڑھ لیں گے"

اور حضرت مسیح موعودؑ نے اس پر لکھا کہ جو کچھ لکھا بہت خوب اور مبارک ہے،،

(ملاحظہ ہو شرائط نامہ مندرجہ بدر ۱۳ مئی ۱۹۰۹ء)

(۵) حج کے موقعہ پر غیر احمدی امام کے پیچھے نمازیں پڑھ لی جاتی تھیں جیسا کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب نے اور میر ناصر نواب صاحب اور مولوی عبدالمحی عرب نے ۱۹۱۲ء میں عمل کیا۔

اب غور فرمائیے کہ اگر اہل قادیان کا بیان صحیح ہے اور یہ جماعت شروع سے حضرت اقدس کو اصلی معنوں میں رسول اور مخالفین کو پکا کافر سمجھتی چلی آئی ہے تو ایسے واقعات کا صدور کیسے ہو سکتا ہے۔

یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ چونکہ حضرت مسیح موعود پر مجازاً نبی کا نام بمعنی محدث استعمال ہوا تھا لہذا نہ تسلسل نبوت پر کوئی تصنیف کرنے کی ضرورت تھی، نہ اس پر وعظ کرنے یا مباحثات کرنے کی ضرورت تھی۔ چونکہ آپ درحقیقت نبی نہ تھے، اور آپ کے نہ ماننے والے اسلام سے خارج نہ تھے لہذا ان سے جہاں موزونیت ہو رشتے ناطے بھی ہو جاتے تھے ان کے جنازے بھی پڑھ لئے جاتے تھے۔ ان کے پیچھے بر موقع حج وغیرہ نمازیں بھی پڑھ لی جاتی تھیں لیکن یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ حضرت اقدس کو اصلی معنوں میں رسول سمجھ کر، اور غیر احمدیوں کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھ کر پھر ان سے رشتے ناطے کیسے ہوتے تھے ان کے جنازے کیسے پڑھے جاتے تھے۔ ان کے پیچھے جناب مرزا محمود احمد صاحب کی نماز کیسے ہوتی تھی۔ جس جماعت کا عمل یہ ظاہر کرے کہ غیر احمدی سے رشتہ ناطہ، اس کی نماز جنازہ، اور اس کے پیچھے بالخصوص بر موقعہ حج نماز جائز ہے وہ اگر آج یہ گواہی دیتی ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود کو اصلی معنوں میں رسول اور نبی سمجھتے رہے تو زمین اور آسمان گواہ ہے کہ وہ دنیا کو خطرناک مغالطہ دے رہی ہے، تکاد السماوات یتفطرن منہ وتنشق الارض وتخر الجبال ھدا۔

(بقیہ لمعات از صفحہ نمبر ۱۳)

مسلم۔ دیکھئے صاحب ہم سب مذہبی آدمی ہیں، جنہیں ہر بات میں دیانت سے کام لینا چاہئے کیا ایک چیز کے مختلف نام رکھنے سے اس کی حقیقت بدل جاتی ہے۔ ہرگز نہیں بدلتی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "فلا رسول بعدی ولا نبی" فرمایا تو آپ کا مطلب یہ تھا کہ وہ حقیقت جسے قرآن نبوت و رسالت کا نام دیتا ہے اور جسے انگریزی میں پرافٹ کہا جاتا ہے، یا ایران میں پیغمبر کہا جاتا ہے منقطع ہو گئی، نہ کہ الفاظ ختم ہو گئے ـــــ قرآن نے جب کہا کہ خمر سے اجتناب کرو تو اس نے گویا یہ حکم دے دیا کہ وسکی، برانڈی، اور بیر وغیرہ سے اجتناب کرو، رسالت اور مظہریت کو بند کر کے مظہریت کو جاری کرنا تو ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ خمر تو حرام ہے لیکن "برانڈی" یا "وسکی" حرام نہیں ہے، یہ بات تقوے اور دیانت کے خلاف ہے، اور کلمات اللہ کی تحریف معنوی ہے ـــــ اور غور فرمائیے کہ جب نبوت و رسالت ختم ہے تو مظہریت کیسے جاری ہو سکتی ہے۔

بہائی۔ بات معقول اور قابل غور ہے۔

مسلم۔ جزاک اللہ۔

اسلام میں عورت کا مقام

سید اختر حسین صاحب گیلانی کی تقریر دیوان ہال دہلی میں

یکم فروری ۴۴ء کو دیوان ہال دہلی میں ایک مذاہب کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے سید اختر حسین صاحب گیلانی نے اسلام میں عورت کے مقام کی توضیح کی، آپ نے بتایا کہ اسلام میں عورت کو روحانی، معاشرتی، اور اجتماعی حقوق میں مرد سے کم تر ہرگز نہیں رکھا گیا۔ لیکن کوئی سوسائٹی جس میں سب مساوی ہوں اور کسی منتظم کے ماتحت نہ ہوں نہیں چل سکتی۔ اسلئے مرد کو گھر کے انتظامی امور میں عورت پر ایک درجہ دیا گیا ہے۔ آپ نے تعدد ازدواج اور طلاق کے مسائل پر دنیا کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے انگلستان کی آبادی کے اعداد و شمار پیش کئے اور کہا کہ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں مردوں سے زائد عورتوں کی تعداد ستائیس لاکھ سے تجاوز کر گئی تھی۔ یہ وہ عورتیں ہیں کہ موجودہ نظام تمدن نے ان کی آسودگی کے لئے کارخانے کھول دیئے لیکن گھروں کے دروازے نہ کھولے۔ انہیں کارخانوں میں روٹی کمانے کے لئے دھکیل دیا گیا، لیکن انہیں گھریلو زندگی کی برکات سے محروم کر دیا گیا۔ ان سب مشکلات کا حل اسلامی قانون میں ہے۔ آپ نے بتایا کہ اسلام نے ہی سب سے پہلے اس حقیقت کی نقاب کشائی کی تھی مرد اور عورت کے درمیان جو نکاح کا تعلق ہے۔ تو یہ ایک "میثاق" ہے، (واخذن منکم میثاقا غلیظا) نہ صرف اجتماعی میثاق، بلکہ ایک مقدس دینی میثاق۔ اور اس میثاق کے احترام کے لئے اسلام نے جو کچھ ہدایات دی ہیں ان سے صاف ظاہر ہے کہ عورت کو کس بلند مقام پر کھڑا کیا گیا ہے۔ (نامہ نگار)

مفت لٹریچر

ہماری انجمن نے خدا تعالے کے فضل و کرم سے تبلیغ اسلام کی تمام رکاوٹوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام کی ترقی اور غلبہ . . . . . کے لئے کافی لٹریچر پیدا کیا ہے اور ایسا لٹریچر بھی ہے جس سے تبلیغ قرآن اور مغرب میں اشاعت اسلام پر کافی روشنی پڑتی ہے اور تحریک احمدیت کے اغراض و مقاصد بھی واضح ہوتے ہیں احباب سلسلہ کو چاہیئے کہ اس لٹریچر سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور اسے جناب جائنٹ سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور سے مفت طلب فرما کر موزوں حلقوں میں تقسیم کریں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے خطبات میں اس لٹریچر کی تقسیم کے متعلق متعدد دفعہ توجہ دلا چکے ہیں احباب سلسلہ کا فرض ہے کہ وہ اسلام اور احمدیت کے فعال مبلغ بنیں اور اس لٹریچر کے ذریعہ سے تبلیغ اسلام کریں اسلام اور تحریک احمدیت کے متعلق غلط فہمیوں کو دور کریں اور نہ صرف غلط فہمیوں کو دور کریں بلکہ غیر مسلموں کو اسلام میں داخل ہونے کی تلقین کریں اور مسلمانوں کو اعلائے کلمۃ الحق کے پروگرام کو بروئے کار لانے کے لئے جماعت احمدیہ کے فعال نظام میں شمولیت کی دعوت دیں۔ اس طرف توجہ کرنے کی فوری ضرورت ہے۔ (مدیر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر وشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد
الصلح خیر
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن
پیغامِ صلح
ایڈیٹر ایس محمد آصف۔ بی اے
جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق۔

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات
۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد دنکا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ لاہور۔ یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۲۰۔ صفر المظفر ۱۳۶۳ھ م ۱۶ فروری ۱۹۴۴ء نمبر ۷

سورۃ طٰہٰ کی دو آیتیں

بہائیت صرف لفظوں کا مجموعہ ہے

ابتدائی زمانہ کا ایک عجیب واقعہ اور تصرف الٰہی

جماعت قادیاں قرآن مجید کی خدمت سے محروم ہوگئی

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۱۴ جنوری ۱۹۴۴ء

طٰہٰ۔ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ - الا تذکرۃ لمن یخشیٰ (سورۃ طٰہٰ)

سورۃ طٰہٰ کی دو آیتیں

یہ اس سورۃ کی پہلی دو آیتیں ہیں جس کو یا جس کے کچھ حصہ کو سن کر حضرت عمرؓ جیسا شروع میں سخت ترین مخالف اور بعد میں عظیم الشان مؤید ایمان لے آیا۔ طٰہٰ کے معنی لغت عرب میں یا رجل کے آتے ہیں۔ یا رجل اور یا ایھا الرجل میں ایک فرق ہے۔ یا ایھا الرجل میں ایک معمولی انسان بھی مخاطب ہو سکتا ہے لیکن جب نکرہ کی صورت پائی جاتی ہو تو اس میں عظمت اور کمال کا اظہار مقصود ہوتا ہے تو طٰہٰ کے معنی ہونگے اے عظیم الشان انسان۔ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ ہم نے تم پر قرآن اتارا ہے تاکہ تم کامیاب ہو مگر الفاظ یہ اختیار کئے کہ ہم نے قرآن اسلئے نہیں اتارا کہ تم ناکام ہو۔

ناساعد حالات

اس کی وجہ وہ حالات ہیں جو اس وقت آنحضرت صلعم کے سامنے تھے اور وہ کیا حالات تھے؟ اس وقت بظاہر آنحضرت صلعم کے پیغام کو کوئی مانتا نظر نہ آتا تھا یہ ابتدائی زمانہ کی سورۃ ہے غالباً بعثت کے پانچویں سال کی سو اس وقت حالات اتنے ناساعد تھے کہ آنحضرت صلعم کے پیغام کو کوئی سنتا نظر نہ آتا تھا تو ایسے حالات میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ بظاہر حالات ایسے ہیں کہ آپ ناکام نظر آتے ہیں آپ کے پیغام کو کوئی سنتا نہیں کوئی آپ پر ایمان نہیں لاتا اور جو ایمان لاتا ہے وہ دکھ اور تکلیفوں کا شکار ہوتا ہے۔

خدا تعالےٰ نے تسلی دی

تو ایسے حالات میں اللہ تعالےٰ نے آپ کو تسلی دی کہ ایک تو آپ خود عظیم الشان انسان ہیں اور دوسرے آپ پر قرآن مجید نازل ہوا ہے تو آپ کس طرح ناکام رہ سکتے ہیں۔ یہ ہو نہیں سکتا کہ تم ناکام رہو یقیناً تم کامیاب ہوگے۔

آنحضرت صلعم کی کامیابی کے عظیم الشان نشان

چند سال کے عرصہ میں یہ اگر پانچواں سال بعثت کا تھا تو سمجھئے کہ ایک پندرہ سال کے عرصہ میں حضرت نبی کریم کی کامیابی کے وہ نشان ظاہر ہو گئے کہ دور دور کے علاقوں سے اور عرب کی پھیلی ہوئی آبادیوں میں سے جہاں کوئی ریڈیو کا آلہ نہ تھا نہ کوئی اخبار تھا نہ آواز پہنچانے کا کوئی اور ذریعہ تھا خود بخود لوگ دور دراز مقامات سے کھنچے چلے آتے تھے ایک کامیابی یہ محمد رسول اللہ صلعم کو ہوئی۔

عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا

دوسری کامیابی حضرت نبی کریم صلعم کو یہ ہوئی کہ ملک عرب کی کایا پلٹ دی عربوں کے اندر عظیم الشان روحانی اور اخلاقی انقلاب پیدا کر دیا۔ اگر صرف جیسا کہ بہت لوگ غلطی سے خیال کرتے ہیں کہ مذہب اس چیز کا نام ہے کہ ہم خدا پر ایمان لائے اور رسول کو سچا مان لیا لیکن یہ قرآن مجید کا منشاء نہ تھا اگر اتنی بات ہوتی کہ عرب کے لوگ آتے اور کلمہ پڑھنے لگ جاتے تو پھر بھی قرآن مجید اپنے مقصد میں کامیاب نہ تھا۔ کامیابی کیا تھی اس ملک کے اندر ایک زبردست انقلاب پیدا کر دیا۔

اس انقلاب کی نظیر نہیں ملتی

ایسا عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا کہ جس کی نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی، وہ ملک عرب کی توہم پرستیاں اس کی بت پرستی اور دوسری چیزوں کی پرستش، اس کی شراب نوشی زناکاری، جوئے بازی، ہر قسم کی بدکاریاں ان سب کو دور کر کے ان کی جگہ علم توحید بلند اخلاق کو قائم کیا اور خود ہر انسان کو اتنا عظیم الشان انسان بنا دیا کہ یہ لوگ جن کی دنیا میں کوئی عزت نہ تھی ان میں سے ایک ایک شخص اپنی روحانی اور اخلاقی قوت کی وجہ سے ہزاروں پر بھاری ہو گیا۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے ہونیکا زبردست ثبوت

ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ ہم نے تجھ پر قرآن اسلئے نہیں اتارا کہ تو ناکام رہے۔ اس حالت پر غور کرو جب آپکی بات کوئی نہیں سنتا تھا، ناکامی ہی ناکامی تھی اور اس آیت پر غور کرو اور ذرا سوچ کر دیکھو کہ اسکے علاوہ کوئی اور ثبوت اس انسان کا خدا تعالےٰ کیطرف سے ہونیکا درکار ہے؟

لوگوں نے آپکی بیکسی کو دیکھا۔

سینکڑوں اور لاکھوں کی تعداد میں وہ انسان موجود تھے جن کے کانوں میں یہ الفاظ پڑے یہ لوگ حج کے زمانہ میں آتے تھے اور انہوں نے محمد رسول اللہ صلعم کی بیکسی کو دیکھا تھا جہاں حضور صلعم قرآن مجید سناتے تھے اور وہاں کچھ لوگ یہ کہنے والے ہوتے یہ مجنون ہے اس کی بات نہ سنو۔ اس بیکسی کے زمانہ کو ان لوگوں نے دیکھا اور بعد میں اس حالت کو بھی دیکھا جب آپ کامیابی کی منزل پر پہنچے۔

لوگوں کو غلطی لگتی ہے

بعض لوگوں کو بہت غلطی لگتی ہے کہ جس شخص نے یہ الفاظ بول دیئے کہ میں خدا ہوں یا مجھ پر فرشتہ نازل ہوتا ہے، وہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہی مذہب ہے شاید یہ انسان سچا ہو لیکن نہیں محمد رسول اللہ صلعم نے صداقت کا ایک معیاری نمونہ دکھایا کہ ایسے انسان کے اندر ایک زبردست طاقت نفوذ ہوتی ہے جو لاکھوں انسانوں کے اندر بھرتی چلی جاتی ہے اور وہ غیر معمولی اخلاقی اور روحانی رنگ میں رنگین ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اس آیت کو پیش کیجئے

اس آیت کو جس کو میں نے پڑھا ہے اگر آپ کو کہیں محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت کو پیش کرنا ہو تو اسے پیش کیجئے یا تمہارے اپنے قلب میں شکوک پیدا ہوں تو اس آیت کو پڑھو اور غور کرو اور اس آیت سے پہلے نظارہ کا اور بعد کے نظارہ کا موازنہ کرو اور دنیا کے تمام لوگوں کو کہو کہ اس کی دوسری مثال کہیں ملتی ہے تو اسے سامنے لاؤ!

فاتوا بسورۃ من مثلہ کا بھی یہی مطلب ہے

میں تو اس کے بھی یہی معنی سمجھتا ہوں وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ۔ اگر تمہیں اس میں شک ہے جو ہم نے اپنے بندے پر اتارا ہے تو ایک سورۃ اس جیسی لے آؤ اس سے فصاحت اور بلاغت بھی مراد ہو

تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہو سکتی ہے مگر اصل چیز جس کے لئے قرآن مجید نازل ہوا وہ ایک انقلاب تھا یعنی کوئی کتاب ایسی سامنے آؤ جس نے دنیا میں ایسا انقلاب پیدا کر کے دکھایا ہو۔

بہائیت صرف لفظوں کا مجموعہ ہے

اسلام کے مقابلہ میں بہائیت کیا ہے؟ سوائے اس کے وہ صرف لفظوں کا مجموعہ ہے اچھے بھلے آدمی بعض دفعہ لوگوں کی کثرت سے مرعوب ہو جاتے ہیں ایسے بھی لوگ ہیں جو صرف لفظوں کی کثرت سے مرعوب ہو جاتے ہیں لفظ کوئی چیز نہیں جب تک یہ لفظ اپنے اندر کوئی قوت نہ رکھتے ہوں

قرآن نے کمزوروں کو طاقتور بنایا

یہ کتنے لفظ ہیں طٰہٰ۔ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ۔ چھ یا سات مگر دیکھو ان کے اندر قوت کس قدر ہے۔ اس قرآن نے کمزور لوگوں کو اٹھا کر طاقت کا مالک بنا دیا۔ جب تک مسلمانوں نے قرآن مجید کو اس طرح لیا جس طرح صحابہ کرام نے لیا تو دنیا کی کوئی طاقت ان کے سامنے نہ ٹھہر سکی خوب یاد رکھو یہ بشارت صرف اس شخص کے لئے نہیں جس پر قرآن مجید نازل ہوا یعنی محمد رسول اللہ صلعم کے ایک ایک پیرو کے لئے ہے جو شخص قرآن کو لے لے گا وہ یقیناً کامیاب ہو گا۔

جماعت کیلئے فخر کا مقام

میں اپنی اس جماعت کے لئے یہ بڑے فخر کا مقام سمجھتا ہوں۔ ان کے اندر میں زبردست قوت دیکھتا ہوں۔ یہ کس چیز کا نتیجہ ہے یہ قرآن کو آگے رکھنے کا نتیجہ ہے۔

جب ہم قادیان سے الگ ہوئے

ہم جب قادیان سے الگ ہوئے تو وہ تمام سالہا سال کی محنت وہ وہاں کے مدرسے وہاں کی عمارتیں، وہاں کے مبلغ اور سب کچھ ایک طرف اور قرآن دوسری طرف اتنی ہی چیز تھی جو ہم قادیان سے لیکر آئے اس قرآن کی بدولت قرآن مجید کی خدمت کے جذبہ کی بدولت خدا تعالےٰ نے بڑی زبردست کامیابی ہمیں عطا فرمائی اس بیکسی کی حالت سے اس مقام تک آپ کو پہنچا دیا۔

اس جماعت سے الگ ہونا قرآن مجید کی خدمت سے محرومی ہے

تو میں یہ اسلئے کہتا ہوں کہ کہیں آپ کا قدم اس موقعہ پر ٹھوکر نہ کھائے۔ جہاں جماعتیں بنتی ہیں وہاں بعض لوگوں کو ٹھوکریں بھی لگتی ہیں جو شخص اس جماعت سے الگ ہوتا ہے وہ بیشک دیکھ لے کہ قرآن مجید کی خدمت کا موقعہ اس کے ہاتھ سے چلا جاتا ہے۔ یہ واحد جماعت اللہ تعالےٰ نے کھڑی کی ہے جس کا نصب العین صرف قرآن مجید کی خدمت ہے۔

ابتدائی زمانہ کا ایک واقعہ

اس وقت جبکہ بڑا ابتدائی زمانہ تھا میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں میں نہیں جانتا کہ وہ کس طرح ظہور پذیر ہوا شاید ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء کا زمانہ تھا۔ میں بھی قادیان میں رہتا تھا۔ غالباً ریویو آف ریلیجنز نکل چکا تھا اس وقت حضرت مسیح موعود نے اس غرض کے لئے کہ جب ہماری یہ تحریریں ان قوموں کے پاس جائیں گی تو یہ لوگ کچھ تصویر کو دیکھ کر اندازہ لگا لیتے ہیں، ایک فوٹوگرافر منگوایا اور آپ کا فوٹو لیا گیا مجھے یاد نہیں کہ کوئی اور گروپ کا فوٹو بھی اس وقت لیا گیا یا نہیں۔ اتنا مجھے یاد ہے کہ آپ کے ارشاد سے ایک فوٹو میرا بھی لیا گیا

تصرف الٰہی

یہ معمولی چیز ہے۔ مگر ایک عجیب بات ہے جسے تصرف الٰہی کہنا چاہیئے وہ یہ ہے کہ اس فوٹو میں دائیں طرف کسی شخص کا ہاتھ ہے جس میں ایک کتاب ہے اس پر لکھا ہوا ہے قرآن شریف یہ کہاں سے آیا اس وقت قرآن مجید کے ترجمہ کا کسی کو خیال نہ تھا حضرت صاحب کے دل میں یہ بات مدت سے تھی لیکن سامان کوئی نہ تھے اور میرے متعلق اس ابتدائی زمانے میں یہ وہم بھی کسی کو نہ آ سکتا تھا کہ میں قرآن شریف کا ترجمہ کروں گا مگر یہ خدائی تصرف تھا جس سے اس میرے سب سے پہلے فوٹو میں قرآن شریف کا فوٹو بھی آ گیا۔ وہ کون شخص تھا اس نے اس وقت قرآن شریف ہاتھ میں کیوں لیا وہ میرے دائیں بازو کی طرف کس طرح کھڑا ہو گیا کہ یہ حصہ بھی فوٹو کے اندر آ جائے۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا وہ فوٹو اب بھی موجود ہے کچھ عرصہ ہوا ینگ اسلام میں شائع بھی ہوا تھا۔

قادیانی جماعت ایک ترجمہ نہیں کر سکی

اس میں حکمت کیا تھی قرآن شریف کی خدمت جس طرح ہمارے حصہ میں آئی وہ دوسری جماعت کے حصہ میں نہیں آئی ہم طعن کے طور پر نہیں کہتے صرف توجہ دلانے کے لئے کہتے ہیں اس جماعت کو کیا ہو گیا کہ ایک قرآن مجید کا ترجمہ ان سے نہ ہو سکا شاید اس لئے کہ اس وقت جماعت احمدیہ لاہور کو نیچا دکھانے کا مقصد تھا انھوں نے اس وقت کہا قرآن لیکر گئے ہیں ہم ایک پارہ کا ہوا ترجمہ کر کے شائع کر دیں گے غالباً دل کے اندر قرآن کی خدمت نہیں بلکہ ہمیں نیچا دکھانا تھا اور یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو یہ توفیق نہیں دی کہ وہ قرآن مجید کا صرف ایک ہی ترجمہ شائع کر سکیں آج تیس سال گذر گئے اور وہ تیس پارہ کا کام نہ ہوا۔

قادیانی جماعت اس سے محروم ہو گئی ہے

بیشک حالات پر غور کیجئے جس کا دل چاہے جہاں جائے اس کا اختیار ہے لیکن حالات پر غور کیجئے اگر قرآن مجید کی خدمت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کام تھا تو اس خدمت سے قادیان کی جماعت کو محروم کر دیا گیا اور یہ کام اللہ تعالےٰ کی طرف سے جماعت لاہور کو دیا گیا اور اس کو اتنی توفیق ملی کہ اس کی نظیر نہیں ملتی۔

خدا جسکو چاہے قبولیت دے

قرآن کریم کے انگریزی، ڈچ، جرمن اور اردو تراجم شائع ہوتے اور اللہ تعالےٰ نے انہیں قبولیت عطا فرمائی ترجمہ کرنے کو تو لوگ کر لیتے ہیں لیکن یہ خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے جس کو چاہے قبولیت عطا فرمائے اب بھی خدا تعالےٰ کے فضل سے اس انگریزی ترجمہ کو اتنی قبولیت حاصل ہے کہ ایک شخص جس کا قلم سالہا سال سے احمدیت کے خلاف چلتا رہا وہ جب سب تراجم کو سامنے رکھکر ریویو کرتا ہے تو یہ اعتراف کرتا ہے کہ انگریزی میں بہترین ترجمہ ہمارا انگریزی ترجمۃ القرآن ہے۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مستقل بنیاد

لیکن میں کہتا ہوں کہ اس جلسہ پر جس کام کی بنیاد رکھی گئی اس کی نظیر کہیں نہیں ملے گی یہ ہم ریزولیوشنوں اور کانفرنسوں سے کام نہیں کرتے ہمارے دل میں ایک درد اٹھتا ہے اور اس درد کا نتیجہ کیا ہوا کہ خدا تعالےٰ نے قرآن مجید کے تراجم کے لئے ایک مستقل بنیاد آپ کے ہاتھ سے رکھوا دی۔ جلسہ سالانہ پر چند لوگ جمع تھے اس موقعہ پر پچاس ہزار روپیہ انجمن نے دیا اور پچاس ہزار روپیہ ان چند لوگوں نے دیا اور اس ایک لاکھ روپیہ سے قرآن مجید کے تراجم کے لئے مستقل بنیاد رکھ دی گئی۔

دوسرا مرحلہ

اور مجھے امید ہے کہ دو لاکھ روپیہ جمع ہو جائے گا۔ ابھی ہماری جماعت کے متمول لوگ اس تحریک میں حصہ لینے والے باقی ہیں روپیہ جمع ہو گیا یہ بنیاد کا عظیم الشان کام ہو گیا اب اس کے بعد دوسری ضرورت کیا ہے کہ وہ آدمی مل جائیں جو قرآن مجید کا ترجمہ کر سکیں خدا تعالےٰ نے ہمیں سامان دیا ہے تو دوسرا مرحلہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمیں وہ آدمی بھی عطا فرمائے جو اس کے اہل ہیں یہ بھی ایک مرحلہ ہے۔

تیسرا مرحلہ

اس کے بعد تیسرا مرحلہ یہ ہو گا اور وہ شاید سب سے بڑا مرحلہ ہے کہ جب آپ تراجم کر لیں تو ان تراجم کو ان زبان والوں تک پہنچایا جائے کوئی عجیب بات نہیں کہ پانچ سات سال کے اندر اندر شاید ہم قرآن مجید کے چار پانچ تراجم کر سکیں گے لیکن ان کی مناسب اور موزوں تقسیم بھی ایک بہت بڑا مرحلہ ہے۔

یہ ہزاروں دلوں کی تڑپ کا نتیجہ ہے

لیکن خوب یاد رکھو اگر تمہاری گرفت محکم ہے اور تم نقل استمسک بالعروۃ الوثقیٰ کے مصداق ہو تو خدا تعالےٰ تم کو سب کچھ دیتا چلا جائے گا مجھے یہ کہنے میں مطلق تامل نہیں کہ یہ کام کسی ایک آدمی کا نہیں ان سینکڑوں اور ہزاروں دلوں کی تڑپ کا نتیجہ ہے جو اس جماعت کے اندر شامل ہیں اور خدا تعالےٰ کے ہاں جب کوئی تڑپ جائے تو وہ بادشاہ جس کے پاس سارے خزانے ہیں وللہ خزائن السموات والارض زمینوں اور آسمانوں کے خزانے خدا تعالےٰ کے قبضہ میں ہیں اور وللہ جنود السموات والارض اور آسمانوں اور زمین کے لشکر بھی اللہ تعالےٰ کے قبضہ میں ہیں وہ سب کچھ دے سکتا ہے صرف تمہارے اندر اللہ تعالےٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کی تڑپ ہونی چاہیئے ان خزانوں اور افواج کو لینے کیلئے اپنے اندر تڑپ پیدا کرو۔

قرآن مجید کو بلند مرتبہ دو

یہ کچھ الحاد کیسا کہ اس غرض کو مدنظر رکھکر اسقدر قرآن مجید کو بلند مرتبہ دو کہ قرآن مجید کے سامنے تمہاری کوئی خواہش باقی نہ رہے تمہارا قدم خدا تعالےٰ کے فضل سے ایسی کامیابی کے راستہ پر ہے کہ اسکی مثال نہیں ملتی آج دنیا کے چالیس کروڑ مسلمان مع جماعت قادیان کے یارب ان قومی اتخذوا ھذا القران مھجورا کے مصداق ہو گئے ہیں صرف یہ جماعت ہی جس نے خدمت قرآن کے مقصد کو مقدم کر لیا ہے سو قرآن مجید کے سامنے تمہاری کوئی غرض باقی نہیں رہنی چاہیئے اور ہر وقت تمہارے پیش نظر رہنا چاہیئے کہ ہم نے قرآن مجید کو دنیا میں پھیلانا ہے۔

لاہور کے دوستوں سے اپیل

میں اس موقعہ پر لاہور کے دوستوں کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اگر تمہارا کچھ روپیہ خدا تعالیٰ کے راستہ میں لگ جائے تو اس سے بڑھکر اس کا کوئی اچھا مصرف نہیں ہو سکتا میرا دل یہ چاہتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک شخص اپنی طاقت کے مطابق اسمیں حصہ لے خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ کام ہو کر رہے گا تم میں سے ہر ایک اپنی توفیق اور حیثیت کے مطابق ضرور دے۔

خواتین سلسلہ سے اپیل

میں نے اپنی جماعت کی خواتین سے بھی اپیل کی ہے مجھے کسی نے کہا کہ پچیس ہزار روپیہ ان کے ذمہ ڈال دیا گیا ہے جو زیادہ ہے لیکن میں جانتا ہوں ان کے پاس وہ سونا پڑا ہے جو بالکل بیکار ہے برلن مسجد کے مینارے انہی خواتین کے زیورات سے بنے تھے ہماری خواتین کے سامنے یہ کوئی بڑی بات نہیں اگر اللہ تعالیٰ انہیں توفیق عطا فرمائے تو میں سمجھتا ہوں کہ پچیس ہزار روپیہ تو لاہور کی خواتین ہی جمع کر سکتی ہیں۔

یہ خدائی ارادہ کے ماتحت ہوا

یہ ایک بڑی عظیم الشان بنیاد ہے یہ کسی خدائی ارادہ کے ماتحت ہو جانے وہم میں بھی یہ بات نہ تھی خدا تعالیٰ کے ارادہ میں یہ بات تھی کہ وہ اس جماعت سے یہ کام لے سو مقامی جماعت کے وہ لوگ جنہوں نے اس

جناب میاں صاحب مکرم اور ان کے رفقاء کے غور کیلئے

ان کے خواب کی صحیح تعبیر

ان کا خواب عقائد جماعت احمدیہ لاہور کے درست ہونے پر ایک فیصلہ کن دلیل ہے

(از محترم جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری)

قسط نمبر ۲

خواب کا دوسرا حصہ عقائد کے متعلق فیصلہ کن ہے

گذشتہ قسط میں میں نے یہ ثابت کیا تھا کہ جناب میاں صاحب کی اس خواب میں جو یکم فروری کے الفضل میں شائع ہوئی ہے ان پر اور ان کی جماعت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے درحقیقت اتمام حجت کیا گیا ہے اور ان ہی باپ کو چھوڑنے کے لئے انہیں ہدایت کی گئی ہے جن پر وہ آج تک میاں صاحب کی قیادت میں چل رہے ہیں اور جو محض دنیاوی طریقے ہیں جنہیں دین سے دور کا بھی تعلق نہیں نیز اس خواب میں انہیں بتلایا گیا ہے کہ راہ راست کو پانے کے لئے وہ جماعت احمدیہ لاہور کی طرف متوجہ ہوں۔ اب اس قسط میں میں اپنے ان غلطی خوردہ بھائیوں کو بعون اللہ و توفیقہ یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ جو عقائد دونوں جماعتوں کے درمیان عرصہ ۴۸ سال سے متنازعہ فیہ چلے آ رہے ہیں اس خواب میں ان کا بھی قطعی فیصلہ کر دیا گیا ہے اور اس مقدمہ میں بھی ڈگری اللہ تعالیٰ کی عدالت سے جماعت احمدیہ لاہور کو ہی ملی ہے یعنی انہی کے عقائد کو درست قرار دیا گیا ہے اور اس کے بالمقابل جناب میاں صاحب اور ان کے ساتھیوں کے عقائد کے باطل ہونے پر ہمیشہ کے لئے مہر لگا دی گئی ہے کاش احباب قادیان اس تعصب سے جو جماعت احمدیہ لاہور کے خلاف ان کے دلوں میں عرصہ دراز سے بھرا جا رہا ہے علیحدہ ہو کر اس خواب کا مطالعہ کریں اگر انھوں نے ایسا کیا تو بہت جلد وہ حقیقت کو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

دونوں جماعتوں میں اختلاف کیا ہے

پیشتر اس کے کہ میں اس حصہ خواب کو درج کروں جو دونوں جماعتوں کے درمیان اختلاف میں فیصلہ کن ہے اصل اختلاف کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں تا احباب کرام کو اس امر کے سمجھنے میں آسانی ہو کہ کس طرح یہ خواب اس اختلاف میں فیصلہ جماعت احمدیہ لاہور کے حق میں کر رہا ہے سو اس اختلاف کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے یہ بات اچھی طرح سے ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات اور حدیث شریف نبویؐ میں حضورؑ کے لئے لفظ "نبی و رسول" مستعمل ہوئے ہیں لیکن حدیث اور الہامات دونوں میں ہی حضور کو باوجود نبی و رسول کے نام سے پکارنے کے ساتھ ہی "امتی" کے نام سے بھی پکارا گیا ہے پس حضرت اقدسؑ ان دونوں لفظوں کے مجموعہ کے حامل یعنی ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی ہیں اس حد تک تو دونوں جماعتوں کا اتفاق ہے لیکن اس کے بعد ان الفاظ کی تشریح میں دونوں کی راہیں مختلف ہو گئی ہیں۔

جناب میاں صاحب کا مسلک

جناب میاں صاحب اور ان کی جماعت نے تو ان الفاظ کی تشریح میں یہ راہ اختیار کی ہوئی ہے کہ حضرت اقدسؑ گو امتی ہیں اور گو ان کا ہر ایک کمال نبی کریم صلعم کے فیض سے ہے لیکن جس وقت وہ اپنے آپ کو نبی و رسول کہتے ہیں اس وقت وہ ویسے ہی نبی و رسول ہوتے ہیں جیسا کہ پہلے نبی و رسول گذر چکے ہیں یعنی حضرت آدمؑ سے لیکر حضرت نبی کریم صلعم تک جس قدر انبیاء گذرے ہیں ان کی نبوت اور حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت میں نفس نبوت کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں اور اس نبوت کا بھی وہی حکم ہے جو پہلے انبیاء کی نبوت کا حکم تھا یعنی جس طرح پہلے انبیاء کے دعوے نبوت کے انکار سے انسان فوراً کافر ہو جاتا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کے انکار سے بھی انسان فوراً کافر بن جاتا ہے خواہ وہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت نبی کریم صلعم تک تمام انبیاء کی نبوت پر ایمان لانیوالا ہو اور خواہ نبی کریم صلعم کو خاتم الانبیاء قرآن شریف کو خاتم الکتب مانتا ہو اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کو پڑھتا ہو اور اس پر دل سے ایمان رکھتا ہو۔

جماعت احمدیہ لاہور کا مسلک

اس کے بالمقابل جماعت احمدیہ لاہور کا اس بارے میں مسلک یہ ہے کہ امتی اور نبی یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں اور جس طرح دو متضاد مفہوم ایک وجود میں جمع نہیں ہو سکتے اسی طرح یہ بھی ناممکن ہے کہ یہ دونوں حقیقتیں یعنی امتی ہونے کی حقیقت اور نبی ہونے کی حقیقت ایک ہی شخص میں جمع ہو سکیں کیونکہ نبی کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ وہ جو کچھ حاصل کرتا ہے اللہ تعالیٰ سے براہ راست حاصل کرتا ہے اور نبوت کے لئے یہ ایک ایسا لازمہ ہے جو کبھی اس سے منفک نہیں ہو سکتا اور ادھر امتی کی حقیقت اور ماہیت میں یہ بات بطور لازمہ غیر منفکہ کے پائی جاتی ہے کہ وہ جن انعامات کو پاتا ہے اپنے نبی متبوع کے واسطہ سے پاتا ہے براہ راست خدا سے اسے کوئی انعام مل ہی نہیں سکتا پس نبی کی حقیقت اور ماہیت کا ایک تقاضا تو یہ ہے کہ اس کی نبوت کسی انسان کے فیض کا نتیجہ نہ ہو بلکہ براہ راست خدا کی طرف سے اسے ملی ہو اور دوسرا تقاضا اس کا یہ ہے کہ وہ مفیض ہو یعنی وہ فیض جو براہ راست اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہے اس کا دوسروں کو بھی وارث کرے اس لئے نبی ہمیشہ صرف مفیض یعنی فیض دینے والا اور امتی مستفیض یعنی نبی سے فیض لینے والا ہوگا اور یہ دونوں امر ایک دوسرے کی صریح ضد ہیں اس لئے ان کا ایک وجود میں اجتماع محال ہے حضرت اقدسؑ کے کمالات چونکہ براہ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں بلکہ نبی کریم صلعم کے فیض کا نتیجہ ہیں اس لئے وہ نبی نہیں ہو سکتے بلکہ مستفیض ہونے کی حیثیت سے وہ جماعت اولیاء کے ہی فرد ہو سکتے ہیں۔

جماعت احمدیہ لاہور کا یہ خیال خود ساختہ نہیں بلکہ اسے حضرت مسیح موعودؑ کی تائید حاصل ہے۔ چنانچہ حضورؑ اپنی کتاب ست بچن کے صفحہ ۶۶-۶۵ پر فرماتے ہیں:-

"خدا تعالیٰ نے ابتداء سے یہی چاہا کہ اس کی مخلوقات یعنی نباتات جمادات حیوانات یہاں تک کہ اجرام علوی میں بھی تفاوت مراتب پایا جائے اور بعض مفیض اور بعض مستفیض ہوں اسلئے نوع انسان میں بھی یہی قانون رکھا اور اسی لحاظ سے دو طبقہ کے انسان پیدا کئے اول وہ جو اعلیٰ استعداد کے لوگ ہیں جن کو آفتاب کی طرح بلاواسطہ ذاتی روشنی عطا کی گئی ہے دوسرے وہ جو درجہ دوم کے آدمی ہیں جو اس آفتاب کے واسطہ سے نور حاصل کرتے ہیں اور خود بخود حاصل نہیں کر سکتے۔ ان دونوں طبقوں کے لئے آفتاب اور ماہتاب نہایت عمدہ نمونے ہیں جس کی طرف قرآن شریف میں ان لفظوں میں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ والشمس وضحٰھا والقمر اذا تلٰھا جیسا کہ اگر آفتاب نہ ہو تو ماہتاب کا وجود بھی ناممکن ہے اسی طرح اگر انبیاء علیہم السلام نہ ہوں جو نفوس کاملہ ہیں تو اولیاء کا وجود بھی حیز امکان سے خارج ہے .... سو انبیاء جو افراد کاملہ ہیں وہ اولیاء اور صلحاء کے روحانی باپ ٹھہرے جیسا کہ دوسرے لوگ ان کے جسمانی باپ ہوتے ہیں اور اسی انتظام سے خدا تعالیٰ نے اپنے تئیں مخلوق پر ظاہر کیا تا اس کے کام وحدت سے باہر نہ جائیں اور انبیاء کو آپ ہدایت دیکر اپنی معرفت کا آپ موجب ہوا۔"

حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ بالا تحریر سے نبی اور امتی کے مفہوم کا متضاد ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اسی لئے حضرت اقدس نے بار بار فرمایا ہے کہ نبی اور امتی کا مفہوم متبائن ہے پس حضور اپنی اس تحریر کی رو سے درجہ اول یعنی انبیاء کے گروہ میں تو داخل ہو نہیں سکتے کیونکہ انھوں نے جو کچھ حاصل کیا ہے، وہ براہ راست خدا سے حاصل نہیں کیا اسلئے وہ صرف درجہ دوم کے انسانوں میں یعنی اولیاء کے گروہ میں ہی شامل کئے جا سکتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ حضرت اقدسؑ ہمیشہ وحی نبوت کو نبی کریم صلعم کے وجود پر منقطع مانتے رہے اور وحی ولایت کو تا قیامت جاری قرار دیتے رہے اور اپنی وحی کے وحی نبوت ہونے سے صاف لفظوں میں انکار اور اس کے وحی ولایت ہونے کا صاف لفظوں میں اقرار کرتے رہے ہیں، چنانچہ فرماتے ہیں:-

"ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلعم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلعم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقویٰ اور دیانت کو چھوڑتا ہے"

(تبلیغ رسالت جلد ششم ص[illegible])

اس مفہوم پر دلالت کرنے والی ایک نہیں دو نہیں بلکہ بے شمار تحریریں حضرت اقدس کی کتب میں پائی جاتی ہیں اور ان سب کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت احمدیہ لاہور کا یہی مذہب ہے کہ نبی کریم صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا ہاں اولیاء آ سکتے ہیں جو ایک پہلو سے یا بروزی طور پر نبی کہلا سکتے ہیں اور حضرت اقدسؑ بھی اسی گروہ کے ایک فرد ہیں پس ماحصل کلام یہ کہ بروزی یا ایک پہلو سے نبی کہلانیوالا درحقیقت نبی نہیں ہوتا اور نہ اس کے دعوے کے انکار سے کفر لازم آتا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ چونکہ بروزی یا ایک پہلو سے نبی ہیں اسلئے وہ باوجود نبی کے نام سے پکارے جانے کے درحقیقت نبی نہیں کہ وہ جماعت انبیاء کے فرد کہلا سکیں اسلئے دیگر اولیاء امت کے مقابل حضورؑ کی شان اللہ تعالیٰ کے نزدیک خواہ کتنی ہی بلند کیوں نہ ہو لیکن حضورؑ کے دعوے کے انکار سے کوئی مسلم

کافر نہیں بن سکتا۔

بروزی یا ایک پہلو سے نبی کا مطلب

بروزی نبی کے مفہوم کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کی وجہ سے ہی جناب میاں صاحب نے امت محمدیہ میں حقیقی نبوت کا دروازہ کھول دیا اور ایک امتی کو نبیوں کی صف میں لا کھڑا کیا اور باوجود جماعت احمدیہ لاہور کے بار بار توجہ دلانے کے بھی اپنی غلطی کی اصلاح نہ کی اب اللہ تعالےٰ نے خواب میں انہیں ان کی غلطی پر مطلع کیا ہے دیکھیں اب بھی وہ اور ان کے رفقاء اس غلطی کی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے ہیں یا نہیں۔

بروزی نبی درحقیقت غیر نبی ہی ہوتا ہے اس کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ ایک امتی جب نبی کریم صلعم کی اطاعت اور محبت میں فنا فی الرسول کے مقام پر پہنچ جاتا ہے یعنی اپنی نفسانیت کو مٹا کر روحانیت کی رو سے نبی کریم صلعم کے روحانی وجود کے ساتھ ایسا تعلق پیدا کر لیتا ہے کہ وہ دونوں روحانی طور پر ایک ہی وجود کے حکم میں ہو جاتے ہیں تو اس وقت نبی کریم صلعم کی روحانیت اس امتی کے وجود میں جلوہ گر ہوتی ہے اور آنحضور صلعم کی رسالت اس امتی کے ذریعہ اپنی چمکار دکھلاتی ہے اور اصلاح عالم کا کام اس امتی کے وجود کے ذریعہ شروع کرتی ہے اس مقام پر پہنچے ہوئے امتی کے منہ سے جب رسول یا نبی کا لفظ نکلتا ہے تو اس وقت درحقیقت وہ امتی نہیں بول رہا ہوتا بلکہ نبی کریم صلعم کی روحانیت بول رہی ہوتی ہے اور رسول کریم صلعم اپنے روحانی وجود کے ذریعہ سے فرما رہے ہوتے ہیں کہ میں خدا کا رسول اور نبی ہوں اور ایسے امتی کو جب الہام میں بھی رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جاتا ہے تو اس الہام کا مخاطب درحقیقت وہ امتی نہیں ہوتا بلکہ نبی کریم صلعم کا روحانی وجود ہی ہوتا ہے جس کو رسول اور نبی کہا جا رہا ہوتا ہے چونکہ یہ امتی فانی فی الرسول ہونے کی وجہ سے نبی کریم صلعم کے روحانی وجود میں داخل ہوتا ہے اس لئے یہ بھی اس آواز کو سنتا ہے اور گو دنیا کو وہ الہامی الفاظ بظاہر اس امتی کی زبان سے ہی پہنچائے جاتے ہیں لیکن اس امتی کو اس کا وہم تک بھی نہیں ہوتا کہ اس کا نفس ان الفاظ کا مصداق ہے بلکہ وہ حقیقی طور پر ان الفاظ کا مصداق نبی کریم صلعم کو ہی قرار دیتا ہے اور اپنے آپ کو وہ محدث یا ولی کے مقام تک ہی رکھتا ہے چنانچہ حضرت اقدس اپنی کتاب کرامات الصادقین کے صفحہ ۵ پر عربی میں فرماتے ہیں جس کا اردو ترجمہ یہ ہے:۔

"پس نبی مانند اصل کے ہوتا ہے اور ولی مانند ظل کے ہوتا ہے ولی نبی کے مرتبہ سے لیتا اور اس کی روحانیت سے مستفید ہوتا ہے یہاں تک کہ ان دونوں سے امتیاز اور غیریت اٹھ جاتی ہے اور نبی کے احکام ولی پر وارد ہونے لگ جاتے ہیں اور وہ دونوں اللہ تعالےٰ اور ملاء اعلیٰ کے نزدیک ایک ہی شئی کی مانند ہو جاتے ہیں اور اللہ تعالےٰ کا ارادہ اور اس کا امر اولاً نبی کی روح پر نازل ہوتے ہیں وہاں سے گذر کر پھر ولی پر نازل ہوتے ہیں اور یہ اللہ تعالےٰ کے بھیدوں میں سے ایک بھید ہے جس کو صرف وہی سمجھ سکتے ہیں جو روحانی بندوں میں سے ہوں افسوس جناب میاں صاحب مکرم اس الٰہی راز کو نہ سمجھ سکے۔

پس امتی کا کمال یہ ہے کہ وہ فنا فی الرسول کے مقام کو اس حد تک پہنچا دے کہ رسول کریم صلعم کے روحانی وجود اور اس کے روحانی وجود میں قطعاً کوئی مغایرت باقی نہ رہے بلکہ دونوں کا وجود ایک ہی ہو جائے تا جو کچھ رسول کریم صلعم کی شان میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے وارد ہو اس کا وہ بھی ایک حد تک مصداق قرار پا جا سکے نہ اپنے نفس کے لحاظ سے بلکہ نبی کریم صلعم کے روحانی وجود کا جزو ہونے کے لحاظ سے پس یہی وہ انتہائی مقام ہے جس پر ایک امتی پہنچ سکتا ہے اور یہی اس کا بڑے سے بڑا فخر ہے کہ اس نے اس مقام کو حاصل کر لیا جس پر پہنچ کر وہ ایک پہلو سے امتی یعنی اپنی حقیقت کے لحاظ سے امتی اور نبی کریم صلعم کی نبوت و رسالت کے رنگ سے کامل طور پر رنگین ہونے کی وجہ سے مجازاً و بروزاً ایک پہلو سے نبی کہلا سکتا ہے اس کی مثال اس لوہے کے ٹکڑے کی سی ہے جو آگ میں پڑ کر اس قدر گرم اور سرخ ہو جاتا ہے کہ آگ اور اس میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے وہ صرف آگ کی شکل و صورت ہی ظاہر نہیں کرتا بلکہ آگ کی خاصیت کا ظہور بھی اس کے وجود سے ہونے لگ پڑتا ہے لیکن پھر بھی اسے حقیقتاً آگ نہیں کہہ سکتے بلکہ وہ لوہے کا لوہا ہی ہے اور آگ آگ ہی ہے ٹھیک اسی طرح ایک امتی رسول کریم صلعم کے روحانی وجود میں فنا ہونے کی وجہ سے رسالت کے رنگ کو بیشک اپنے اندر سے لیتا ہے اور رسالت محمدیہ کے خواص بھی اس سے بیشک ظاہر ہوتے ہیں لیکن پھر بھی وہ امتی کا امتی ہی ہے درحقیقت وہ رسول نہیں کہلا سکتا درحقیقت رسول محمد رسول اللہ صلعم ہی ہیں اور آنحضرت صلعم کی رسالت ہی فی الحقیقت کام کر رہی ہوتی ہے گو اس نے اس امتی کے وجود کو اپنا ذریعہ بنایا ہوا ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے اس مضمون کو اس شعر میں خوب صاف کیا ہے

> انبیاء در اولیاء جلوہ دہند
> سرزماں آئند در رنگ دیگر

یعنی انبیاء ولیوں کے وجود میں اپنا جلوہ دکھلاتے رہتے ہیں اور وہ ہمیشہ دنیا میں آتے رہتے ہیں اور اپنی نبوت کا کام یعنی اصلاح خلق کرتے رہتے ہیں لیکن [illegible] وجود کے ذریعہ نہیں بلکہ اپنے روحانی وجود کے ذریعہ اور اپنے اصلی کام کے لئے وہ پہلے کسی امتی کے وجود کو جو ولایت کے درجہ تک پہنچا ہوا ہوتا ہے ذریعہ بناتے ہیں پس ایک زمانہ میں کسی ولی کو ذریعہ بنا لیا اور دوسرے زمانہ میں کسی اور کو اور اسی طرح وہ اپنے اس مفوضہ کام کو جو بحیثیت رسول اور نبی ہونے کے اس کے سپرد ہوتا ہے یعنی اصلاح خلق کا کام اسے سرانجام دیتے رہتے ہیں یہاں تک کہ ان کا زمانہ نبوت ختم ہو جاتا ہے اس لئے آنحضور صلعم قیامت تک اپنی امت کے اولیاء کے ذریعہ اس فرض کو ادا کرتے رہیں گے گو بظاہر یہ کام ولیوں کے وجود کے ذریعہ سرانجام پا رہا ہوگا لیکن حقیقتاً رسول کریم صلعم کی رسالت و نبوت ہی اس کام کو سرانجام دے رہی ہوگی اس کے متعلق کیا خوب فرمایا ہے حضرت مسیح موعود نے:۔

"اصل تو یہ ہے کہ خود ہمارے نبی صلعم کی نبوت اور آپ کا فیض ایک مظہر پیدا کر کے اپنی گواہی آپ دلاتا ہے اور ولی کو مفت کا نام حاصل ہوتا ہے سو درحقیقت ولی جو مصداق ہے وہ آپ سے نسبت پاتا ہے آپ اس سے زینت نہیں پاتے"

(ایام الصلح صفحہ ۷۵)

جناب میاں صاحب کی خواب کا دوسرا حصہ

بروزی نبی اور حضرت مسیح موعودؑ کے نبی ہونے کی حقیقت کو بیان کرنے کے بعد اب میں جناب میاں صاحب کی خواب کے دوسرے حصہ کو نقل کرتا ہوں اسے پڑھ کر جناب میاں صاحب کے رفقا خود ہی دیکھ لیں کہ کس صفائی کے ساتھ اس میں ان کے عقیدہ نبوۃ کی غلطی کو واضح کیا گیا ہے جناب میاں صاحب فرماتے ہیں:۔ "میں اسلام کی تعلیم کے اہم امور کی طرف اسے (خواب میں پیدا مسلمان ہونیوالے شخص کو۔ ناقل) توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تیرا فرض ہوگا کہ ان لوگوں کو سکھائے کہ اللہ ایک ہے اور محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں اور کلمہ پڑھتا ہوں اور اس کے سکھانے کا اسے حکم دیتا ہوں پھر حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانے کی اور آپ کی تعلیم پر عمل کرنے کی اور سب لوگوں کو اس ایمان کی طرف بلانے کی تلقین کرتا ہوں جس وقت میں یہ تقریر کر رہا ہوں (یہ تو خود الہامی ہے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کے ذکر کے وقت اللہ تعالیٰ نے **خود رسول اللہ صلعم کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی۔ اور آپ فرماتے ہیں انا محمد عبدہ و رسولہ**"

میرے پیارے بھائیو جناب میاں صاحب کے خواب کے ان الفاظ پر خدا کے لئے غور کرو اور دیکھو کہ کس صفائی سے یہ سمجھا رہے ہیں کہ جس امتی کی زبان سے یہ جاری ہو کہ میں خدا کا رسول ہوں وہ درحقیقت [illegible] بھائیو آپ کو مسلم ہے کہ جناب میاں صاحب خدا کے رسول نہیں وہ تو خود بھی اسی خطبہ میں ہی اپنے آپ کو بار بار غیر مامور قرار دے رہے ہیں لیکن باوجود اس کے ان کی زبان سے **انا رسولہ** کے الفاظ نکل رہے ہیں دیکھو زبان تو گو جناب میاں صاحب کی ہی ہے جو میں رسول ہوں، میں رسول ہوں پکار رہی ہے لیکن "میں خدا کا رسول ہوں" کہنے والے درحقیقت جناب میاں صاحب نہیں بلکہ رسول کریم صلعم کا روحانی وجود مبارک ہے جنہوں نے اپنی رسالت کے اظہار کے لئے اور اس پر ایمان لانے کی طرف دعوت دینے کے لئے جناب میاں صاحب کی زبان کو صرف ذریعہ بنایا ہے۔ اب اے میرے بھائیو آپ لوگ باوجود اس کے کہ جناب میاں صاحب کی زبان پر "میں خدا کا رسول ہوں" کے الفاظ جاری ہیں انہیں رسول اللہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں بلکہ ان الفاظ کی موجودگی میں بھی انہیں غیر نبی ہی مانتے ہیں تو کیوں آپ کسی دوسرے شخص کو انہی حالات میں نبیوں کی جماعت کا فرد قرار دینے کی جرأت کرتے ہیں کیا اس خواب میں اس حقیقت تک پہنچنے کے لئے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے اندر سے جو انا رسولہ کی آواز آ رہی ہے اس کی بھی وہی کیفیت ہے جو خواب میں جناب میاں صاحب کو دکھلائی گئی ہے آپ کے لئے کافی سامان موجود نہیں پھر دیکھو اس خواب میں جناب میاں صاحب کی زبان پر نبی کریم صلعم صرف یہی نہیں فرما رہے کہ میں خدا کا رسول ہوں بلکہ یہ فرما رہے ہیں **انا محمد عبدہ و رسولہ** یعنی میں محمد ہوں اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں کیا اس کے صاف یہ معنی نہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم کا روحانی وجود اس وقت تک کسی امتی کی زبان پر اپنی رسالت کا اظہار نہیں فرماتا اور اپنی رسالت پر ایمان لانے کی طرف دعوت نہیں دیتا جب تک امتی کا اپنا نفسانی وجود نبی کریم صلعم کی اطاعت اور محبت میں اس حد تک کھویا نہیں جاتا کہ اس کا نام و نشان بالکل مٹ جائے اور عالم روحانی میں وہ محمدؐ ہی نظر آئے یعنی دونوں کے درمیان دوئی بالکل نہ رہے پس کیا خواب یہ نہیں تلا رہی ہے کہ جب امتی اس مقام پر پہنچتا ہے تب نبی کریم صلعم کی روحانیت اس کے اندر اپنا جلوہ دکھاتی اور اس کی زبان پر اپنی رسالت کا اظہار کرتی ہے اور کیا یہی وہ حقیقت نہیں جس کی طرف حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے مندرجہ ذیل الفاظ میں توجہ دلائی ہے "غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کی رو سے اور یہ نام (محمد اور احمد۔ ناقل) بحیثیت **فنا فی الرسول** مجھے ملا"۔ پھر فرماتے ہیں "مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں

میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفےٰ صلعم ہے اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی علیہ الصلوٰۃ والسلام"۔ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ۔ مندرجہ بالا عبارت میں حضرت اقدسؑ نے کس وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ مجھے جو رسول اور نبی کہا جاتا ہے وہ مجھے نہیں کہا جاتا کیونکہ میرا نفس تو درمیان میں ہے ہی نہیں بلکہ محمد رسول اللہ صلعم کو کہا جاتا ہے میں تو صرف اس کے اظہار کا ذریعہ ہی ہوں ورنہ رسالت تو محمد صلعم کی ہی ہے اور آنحضور صلعم کے پاس ہی رہی پس لئے بھائیو اچھی طرح غور کر کے دیکھو کہ حضرت اقدسؑ کی نبوت کے متعلق جو تنازعہ آپ کے اور جماعت احمدیہ لاہور کے درمیان تھا کیا وہ یہی نہ تھا کہ آپ اس مقام پر پہنچے ہوئے امتی کو جس کے اندر سے رسول اللہ ہونے کی آواز آ رہی ہو رسولوں کی جماعت کا فرد قرار دیتے ہیں اور جماعت احمدیہ لاہور ایسے امتی کو ولیوں کی جماعت کا فرد قرار دیتی ہوئی اسے غیر نبی ہی سمجھتی ہے اور کیا اس خواب نے اس تنازعہ کا فیصلہ نہیں کر دیا اور حضرت اقدسؑ کو جماعت احمدیہ لاہور کے عقیدہ کے مطابق غیر نبی ثابت نہیں کر دیا خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین

مزید وضاحت

خواب کے اگلے حصہ نے اس امر کی مزید وضاحت کر دی ہے اس کے بعد جناب میاں صاحب کی زبان پر حضرت مسیح موعودؑ بولتے ہیں اور کہتے ہیں" انا المسیح الموعود" اب یہ ظاہر ہے کہ جناب میاں صاحب مسیح موعود نہیں پس اس کی بھی وہی حقیقت ہے جو اوپر بیان ہو چکی ہے پھر اس کے بعد جناب میاں صاحب کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوتے ہیں:۔ "انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ" ان الفاظ کا مطلب خواب میں ہی جناب میاں صاحب یہ فرماتے ہیں "مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعود ہی ہوں کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اس کے اخلاق کو اپنے اندر لے لیگا وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا"۔

جناب میاں صاحب کا نتیجہ درست نہیں

اس آخری فقرہ نے جو خواب میں جناب میاں صاحب کی زبان پر جاری ہوا ہے حقیقت سے بالکل نقاب اٹھا دیا ہے۔ یہ فقرہ جناب میاں صاحب کی زبان پر اسلئے نہیں جاری ہوا کہ ان کو مصلح موعود ہونے کی بشارت دے جیسا کہ انھوں نے سمجھا ہے بلکہ اس بات کو سمجھانے کے لئے جاری کیا گیا ہے کہ جب تک امتی اپنے نبی کا مثیل نہیں بن جاتا اور روحانیت میں اس کا کامل جانشین نہیں ہو جاتا اس وقت تک نہ اس کا نام پا سکتا ہے اور نہ اس کا لقب اس پر گویا سمجھا دیا گیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے نبی کریم صلعم کا لقب "نبی" پایا ہے وہ اسی طرح پایا ہے یعنی آنحضور صلعم کے مثیل اور روحانیت میں حقیقی جانشین بن کر لیکن جس طرح جناب میاں صاحب باوجود رسول اور مسیح موعود کا لقب پانے کے نہ رسول بنے ہیں اور نہ مسیح موعود اسی طرح حضرت اقدسؑ بھی حقیقی طور پر رسول نہیں ہیں۔

ایک رنگ میں کا مفہوم

خواب کی الہامی تعبیر میں جو الفاظ "ایک رنگ میں" آئے ہیں وہ بھی قابل غور ہیں یہ الفاظ سمجھاتے ہیں کہ جس طرح جناب میاں صاحب ایک رنگ میں مسیح موعود بن جانے سے سچ مچ مسیح موعود نہیں بن گئے اسی طرح حضرت مسیح موعود بھی ایک پہلو سے نبی کہلانے سے سچ مچ نبی نہیں بن سکتے۔

جناب میاں صاحب کا غیر محتاط قدم

خواب کے لفظ مثیلہ سے جناب میاں صاحب کا اپنے مصلح موعود ہونے کا نتیجہ نکالنا یقیناً انبیاء کا طریق نہیں کاش جناب میاں صاحب خدا کے ماموروں اور اس کے اصفیاء کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اتنی جلدی سے کام نہ لیتے ماموریں کی سنت تو اس معاملہ میں یہ ہے کہ جب تک تواتر سے ان پر کوئی امر نازل نہ کیا جائے خصوصاً وہ امر جو ان کی ذاتی بڑائی سے تعلق رکھتا ہو تب تک وہ ان الفاظ کی جو ان کی علو شان پر دلالت کرنے والے ہوتے ہیں تاویل کرتے اور ان الفاظ کے اگر کوئی دوسرے معنی ہو سکتے ہوں تو وہی مراد لیتے ہیں جیسا کہ ہمارے زمانہ کے مامور کا اسوۃ ہمارے سامنے موجود ہے جناب میاں صاحب غیر مامور ہیں انکا نفس اس قدر پاک نہیں کہ خواب میں انکی نفسانیت دخل انداز نہ ہو سکے اسلئے اگر خواب میں بھی ان کو مثیلہ کے لفظ سے مصلح موعود ہونیکا خیال گیا تھا تب بھی وہ صبر سے کام لیتے اور اظہار سے قبل خدا تعالےٰ کی طرف سے اس کی مزید وضاحت کا انتظار کرتے "مثیلہ" کا لفظ جیسا کہ تمام خواب سے واضح ہو رہا ہے صرف اس بات کو بتانے کے لئے ہے کہ نبی کا لقب پانے کے لئے نبی کریم صلعم کا بروز ہونا ضروری ہے اور مسیح موعود کہلانے کے لئے مسیح موعود کا بروز ہونا ضروری ہے مصلح موعود ہونے پر تو یہ لفظ نص چھوڑ اشارہ تک بھی نہیں کرتا کیا حضرت مسیح موعودؑ کا ہر مثیل اور ہر خلیفہ مصلح موعود ہوگا کیا جماعت میں حضرت مسیح موعودؑ کے مثیلوں اور روحانی طور پر جانشینوں کی کمی ہے اگر حضورؑ نے اپنے مثیل پیدا نہیں کئے تو ان کا آنا ہی نعوذ باللہ عبث ٹھہرتا ہے پس مثیل یا خلیفہ کے لفظ سے مصلح موعود کی پیشگوئی کا اپنے آپ کو مصداق قرار دینا حد درجہ کی جسارت اور غیر سبیل المومنین والصادقین پر گامزن ہونا ہے

خواب جناب میاں صاحب کی بزرگی پر دلالت نہیں کرتا

شاید بعض دوستوں کے دل میں خیال گذرے کہ خواب سے کم از کم جناب میاں صاحب کا نبی کریم صلعم اور مسیح موعود کا بروز ہونا ثابت ہوتا ہے لیکن یہ خیال درست نہیں، خواب میں جناب میاں صاحب کی زبان سے "انا محمد عبدہ و رسولہ" یا "انا المسیح الموعود" کے الفاظ اس لئے نہیں کہلوائے گئے کہ وہ درحقیقت ان دونوں مبارک ہستیوں کے بروز ہیں بلکہ محض ان کو اس غرض کے لئے منتخب کیا گیا ہے کہ ان کی جماعت پر حجت ہو سکے کیونکہ ان کی جماعت انکے اقوال و افعال کو ہی حجت گردانتی ہے پس خدا نے ان پر صداقت کے اظہار کے لئے جناب میاں صاحب کو محض ذریعہ اور وسیلہ ٹھہرانے کے لئے انتخاب کیا تا وہ آسانی سے اس صداقت کو سمجھ سکیں جس پر جماعت احمدیہ لاہور کو اس نے محض اپنے فضل و کرم سے قائم کیا ہے اور جس کی طرف وہ انہیں تیس سال سے بلا رہی ہے۔ جب دلائل کی طرف ان لوگوں نے توجہ نہ کی تو اللہ تعالےٰ نے بذریعہ خواب ان پر حجت تمام کر دی ہے۔

آخری التماس

آخر میں میں جناب میاں صاحب سے تعلق رکھنے والے بھائیوں کی خدمت میں بصد اخلاص نصحاً للہ عرض کرتا ہوں کہ وہ اس خواب سے فائدہ اٹھا کر کم از کم اتنی تو ایمانی جرأت دکھلائیں کہ اس امر کا صاف الفاظ میں اعلان کرا دیں کہ جناب میاں صاحب حضرت اقدسؑ کی نبوت کی حقیقت کو سمجھنے میں یقیناً غلطی پر ہیں گو اس خواب کا تعلق براہ راست تو مسئلہ نبوت سے ہی ہے لیکن بالواسطہ کفر کے مسئلہ کو بھی یہ صاف کر رہی ہے کیونکہ یہ بتا رہی ہے کہ ایک امتی کے رسول کہلانے سے اسکا منکر کافر نہیں ہو سکتا جس طرح کہ جناب میاں صاحب کے رسول کہلانے کے باوجود ان کا منکر کافر نہیں مصلح موعود کی پیشگوئی کی علامات وغیرہ کے متعلق انشاءاللہ بعون اللہ و توفیقہ الگ بحث کی جائے گی

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

تقریب رخصتی

محمد حفیظ الحق صاحب برادر خورد جناب بابو عبدالحمید صاحب محکمہ آبپاشی کا نکاح زبیدہ خانم دختر مولوی دوست محمد صاحب کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ہوا تھا جس کا اعلان پہلے اخبار میں ہو چکا ہے۔ اب مورخہ ۱۳ر فروری ۱۹۴۴ء کو مولوی صاحب نے اپنی بیٹی زبیدہ خانم کو وداع کیا، اس تقریب رخصتی میں حضرت مولانا صدرالدین صاحب حضرت مولانا عزیز بخش صاحب محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری مولوی آفتاب الدین احمد صاحب امام مسجد ووکنگ اور جناب [illegible] … اور دیگر دوستوں نے شرکت کی۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکات بنائے آمین

سانحۂ ارتحال

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی رنج و ملال کے ساتھ سنی جائے گی کہ ہمارے محترم بزرگ جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ۔ ای اے۔ سی کی اہلیہ محترمہ مورخہ ۱۴ر فروری ۱۹۴۴ء کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ جناب چوہدری سر شہاب الدین صاحب کی ہمشیرہ تھیں اور نہایت نیک سیرت، غریب پرور اور مخیر خاتون تھیں دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین۔ ہمیں اس صدمہ میں جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب اور دیگر افراد خاندان سے گہری ہمدردی ہے! احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

جناب شیخ عبدالرحیم صاحب کے ہاں ایٹ ہوم

ماہ جنوری کے آخر پر ہمارے محترم دوست جناب شیخ عبدالرحیم صاحب ٹاؤن پلینر لاہور نے اپنی کوٹھی واقعہ بہاولپور روڈ پر بوقت ۴ بجے اپنے احباب کو چائے پر مدعو کیا۔ میزبان نے بڑی پر تکلف چائے کا انتظام کیا لیکن اس سے بڑھکر یہ کہ انھوں نے حاضرین کو جن میں کالجوں کے پروفیسر، حکومت کے آفیسر، پبلک کے منتخب احباب شریک تھے حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب امیر قوم کے پاکیزہ اور روح پرور خیالات سے مستفیض ہونے کا موقع دیا۔ دعوت نامہ میں ہی اس امر کا ذکر تھا کہ حضرت امیر قوم "نیا نظام عالم" پر ایک تقریر فرمائیں گے۔ حضرت ممدوح نے نہایت شرح و بسط کیساتھ تقریباً ایک گھنٹہ تقریر فرمائی اور بتایا کہ موجودہ تہذیب و تمدن جس کی بنیاد دہریت اور مادہ پرستی پر ہے ناکام اور نامراد ہوتی ہے اور دنیا اس وقت ایک نئے نظام کی متلاشی ہے۔ آپ نے بیان فرمایا کہ اس نظام عالم کی بنیاد روحانیت اور اخلاقیات پر رکھی جا سکتی ہے۔ بالفاظ دیگر جب تک انسانوں کے اندر اللہ تعالیٰ کی ہستی پر زندہ ایمان پیدا نہیں ہوتا کوئی نظام دنیا کے لئے کامیاب نہیں ہو سکتا۔ اسلام نے جو نظام دنیا کے لئے پیش کیا ہے اسکی بنیاد روحانیت اور اخلاقیات پر رکھی ہے۔ اس کے بعد حضرت ممدوح دو امور کو بالخصوص زیر بحث لائے۔ اول مسئلہ معاشیات اور اس کا حل۔ اور دوئم۔ انسانی تمدن کا بنیادی مسئلہ یعنی انسان کی ازدواجی زندگی۔ ان دونوں امور پر خوب سیر کن بحث فرمائی اور حاضرین کے اعتراضات کا تسلی بخش جواب دیا گیا۔

یہ پر لطف مجلس بڑی کامیاب رہی۔ حضرت امیر قوم اور جناب شیخ عبدالرحیم صاحب ہمارے شکریہ کے خاص طور پر مستحق ہیں اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین۔ (نامہ نگار)

فتنہ غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

از حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم و مغفور

قسط نمبر ۵

۲۔ صنع دسوائی وخذ کتابی بامرك لسان عظمتی من هذا المقر الذی لا یری فیه الا الله مالك الوجود (کتاب اقدس ص۱۱۵) اپنے مرید نبیل کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں کہ میرے سوائے سب کچھ چھوڑ دے میری کتاب کو پکڑ لے۔ تجھے میری عظمت والی زبان حکم دیتی ہے۔ اس جائے قرار سے (یعنی جیلخانہ سے) جہاں کچھ نہیں دکھائی دیتا سوائے اللہ مالك الوجود کے گویا اس جیلخانہ میں جو بہاء اللہ صاحب نظر آرہے ہیں یہ خود اللہ مالك الوجود بنفس نفیس ہیں۔

۳۔ ایک۔ زیارت کرنے والے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

وقام لدی الباب ودخل بعد الاذن تلقاء الوجه وسمع وقال لك الحمد یا اله الغیب والمشهود ولك الثناء یا رب الارباب. اشهد انك قد کنت مکنوناً فی ازل الازال وا ظهرت نفسك فی یومك هذا (کتاب اقدس ص۱۱۲)

وہ کھڑا ہوگیا دروازہ کے پاس اور اجازت کے بعد اندر داخل ہوا بہاء اللہ کے سامنے منہ کی طرف پھر ان کا دعوے سن کر بولا (یاد رہے کہ یہ بہاء اللہ صاحب کو مخاطب کرکے کلام کر رہا ہے) کہ تیرے لئے حمد ہے اے غیب اور ظاہر کے معبود اور تیرے لئے ثنا ہے اے ربوں کے رب۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ بیشک تو ازل الازال سے مخفی چلا آتا تھا۔ اور اس زمانہ میں تو نے اپنی ذات کو ظاہر کیا۔ کس قدر صفائی سے خدائی کا دعوے ہے۔ کس طرح مرید نے بہاء اللہ کے سامنے کھڑے ہوکر ان کو مخاطب کرکے ان کی خدائی کی گواہی دی ہے کہ وہ خدا جو ازل سے مخفی چلا آتا تھا۔ آخر اپنی ذات کو اس نے آپ کے (یعنی بہاء اللہ کے) وجود میں ظاہر کیا یاد رہے کہ اس حوالہ سے ظاہر ہوگیا کہ خدا نے ابتدائے دنیا سے آج تک کسی کے وجود میں ظہور نہیں کیا سوائے بہاء اللہ صاحب کے۔ وہ بہاء اللہ صاحب کے ظہور تک مخفی تھا۔ فقط بہاء اللہ صاحب کے وجود میں ان نے اپنے آپ کو ظاہر کیا۔

۴۔ یا نصیر یذکرك الخبیر ویذکرك الایام التی کنت فانها لدی الباب وسمعت ندآء الله رب الارباب (کتاب اقدس ص۱۱۶)

اپنے ایک مرید نصیر کو ایک پرانی ملاقات یاد دلاتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ اے نصیر تجھے الخبیر (یہ خدا کی صفت الخبیر ہے جس سے مراد یہاں خود جناب بہاء اللہ صاحب ہیں) یاد کرتا ہے اور وہ دن یاد کرتا ہے جب تو دروازہ کے پاس کھڑا تھا اور اللہ کی جو تمام ربوں کا رب ہے آواز سن رہا تھا۔ کس صفائی سے اپنے آپ کو اللہ رب الارباب کہا ہے جناب بہاء اللہ صاحب ہی کلام فرما رہے تھے جسے نصیر سن رہا تھا۔ مگر فرماتے ہیں وہ اللہ رب الارباب بول رہا تھا۔ اب اس کے ساتھ اوپر کا حوالہ نمبر ۳ پھر پڑھو جب مرید نے بہاء اللہ صاحب کو مخاطب کرکے کہا تھا کہ لك الحمد یا اله الغیب والمشهود ولك الثناء یا رب الارباب۔ کہ تیرے لئے حمد ہے اے غیب اور ظاہر کے معبود اور تیرے لئے ثنا ہے اے رب الارباب اتنی صفائی سے دعوئے خدائی کے بعد بھی کوئی بہائی انکار کرتا چلا جائے تو اس سے بڑھکر ہٹ دھرمی اور ایلہ فریبی ممکن نہیں کبھی تو انسان کو شرمانا بھی چاہیئے۔ جھوٹ اور تعلی کہاں تک چلے گا۔

۵۔ یا صادق یذکرك مولی العالم فی السجن الاعظم اذا احاطة الاحزان من کل الجهات بما اکتسبت ایدی الظالمین۔ (کتاب اقدس ص۱۹۳)

اپنے مرید صادق کو مخاطب کرکے لکھتے ہیں کہ اے صادق تجھے یاد کرتا ہے تمام جہانوں کا کارساز اور آقا جو قید خانہ اعظم میں قید ہے اور غموں نے اسے چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے اور یہ ظالموں کے کرتوت کی وجہ سے ہے (سبحان اللہ کیا سارے جہان کے کارسازکی شان ہے کہ قید خانہ میں غموں اور پریشانیوں میں گھرے ہوئے پڑے ہیں اور کچھ نہیں کر سکتے۔ اسی طرح کئی ایک مریدوں مثلاً آقا بابا کو یاد کیا ہے پھر اس کے ساتھ اپنی عبادت کا بھی حکم دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

۶۔ یا محمد قبل تقی یذکرك قلمی الاعلی فی هذا الحصن الذی بنی من الصخرة الملساء انك اذا فزت به وجدت منه عرف عنایتی قم وقل یا من اقبلت الی من شطر السجن ولك الثناء یا من ذکرتنی (کتاب اقدس صفحہ ۲۲۳) مرید کو حکم ہوتا ہے اے محمد تقی (یہ محمد تقی کو محمد قبل تقی کہنا خالص بہاء اللہ صاحب کی ادا ہے) میری قلم اعلیٰ تیرا ذکر کرتی ہے، اس قلعہ میں جو چکنی چٹان سے بنا ہوا ہے (یہ قید خانہ تھا) بیشک جب تجھے میرا خط ملے اور اس سے میری عنایت کا تجھے پتہ لگے تو تو کھڑا ہوجا اور کہہ کہ اے وہ جو میری طرف قید خانہ سے متوجہ ہوا تیرے لئے حمد ہے اور اے وہ جس نے میرا ذکر کیا تیرے لئے ثنا ہے (خط کے ملنے پر بہاء اللہ صاحب کا اپنی عبادت کا حکم کیا صریح انسان پرستی نہیں؟)

۷۔ ایک مرید محمد علی کو بھی اپنی عبادت کا انہی الفاظ میں حکم ہوتا ہے یا محمد قبل علی ... ختمنا اللوح باسمك فافرح وقل لك الحمد یا مولی العالم ولك الثناء یا مجری الانهار (کتاب اقدس صفحہ ۲۲۳)

اے محمد علی ہم نے اس خط کو تیرے نام پر ختم کیا پس خوش ہوجا اور کہہ کہ تیرے لئے حمد ہے اے مولی العالم یعنی اے تمام جہانوں کے کارساز اور تیرے لئے ثنا ہے اے دریاؤں کے جاری کرنے والے یہ وہی مولی العالم فی السجن الاعظم ہیں جن کا ذکر حوالہ نمبر ۵ میں کر آیا ہوں۔ یعنے بہاء اللہ صاحب ہیں جن کی حمد و ثنا کرنے اور عبادت کرنے کا یہاں حکم دیا جارہا ہے۔

۸۔ قد سبقت رحمته العالم واحاطه فضله کل صغیر وکبیر انه فی السجن یذکر احبائه (کتاب اقدس ص۲۴۵) بیشک اس کی رحمت تمام عالم پر سبقت لے گئی اور اس کا فضل ہر چھوٹے بڑے پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ بیشک وہ اپنے دوستوں کو قید خانہ میں یاد کرتا ہے (قربان اس رحمت اور فضل کے جو تمام عالم پر چھایا ہوا ہے اور حال یہ ہے کہ خود جیلخانہ میں پڑے کراہ اور سڑ رہے ہیں۔ اس خدائی دعوے اور قید خانہ کی بے بسی کا کیا عجب جوڑ ہے)

۹۔ ایک مرید کو خط لکھ رہے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔ اذا فزت باللوح وشربت منه رحیق الوحی قم ثم اقبل الی السجن بقلبك وقل لك الحمد یا من ذکرتنی فی سجنك العظیم (کتاب اقدس ص۲۴۹)

جب تجھے میرا خط ملے اور اس میں سے وحی کی شراب تو پیئے (یعنی یہ خط ہی ہے جو بہاء اللہ صاحب اپنے مرید پر نازل فرماتے ہیں) پھر کھڑا ہوجا اور اپنا منہ قید خانہ کی طرف حضور قلب کے ساتھ کر اور کہہ کہ تیرے لئے حمد ہے اے وہ جس نے میرا ذکر کیا اپنے عظیم قید خانہ میں۔ اس خط میں بہاء اللہ صاحب اپنے مرید کو خط پہنچنے اور اپنی حمد اور اپنی عبادت کا حکم دے رہے ہیں کہ قید خانہ کی طرف منہ کرکے کھڑا ہوجا اور دل کو صاف کرکے کہہ کہ تیرے لئے حمد ہے اے وہ جس نے مجھے یاد کیا۔ قید خانہ میں اس سے بڑھکر صاف صاف شرک اور انسان پرستی کی تعلیم اور کیا ہوسکتی ہے۔ بہاء اللہ صاحب کے مرنے کے بعد اب ان کی قبر کی طرف عبادت کے وقت منہ کیا جاتا ہے۔ یعنے ان کی قبر قبلہ ہے۔ ان کی زندگی میں ان کا قید خانہ قبلہ تھا اور ان کے حکم سے تھا جیسا کہ اس حوالہ سے ظاہر ہے۔

۱۰۔ اپنے مرید کو خط لکھتے ہوئے فرماتے ہیں قد خلقت والخلق لعرفانی فلما اظهرت نفسی کفروا واعرضوا۔ (کتاب الاقدس ص۲۵۳)

بیشک میں نے مخلوق کو پیدا کیا اپنی شناخت کے لئے۔ لیکن جب میں نے اپنے آپ کو (بہاء اللہ کے وجود میں) ظاہر کیا تو لوگوں نے انکار کیا اور منہ پھیرا۔

خدائی کا دعویٰ اور شرک انسان پرستی

اب اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت درکار ہے کہ بہاء اللہ صاحب کا دعویٰ خدائی کا تھا۔ خالق ہونے کا تھا۔ رب الارباب ہونے کا تھا منزل الکتاب اور مرسل الرسل ہونے کا تھا۔ مکلم الطور ہونے کا تھا۔ یا للعجب یہ وہ صریح شرک اور انسان پرستی کی تعلیم ہے۔ جسے قرآن کریم کی اعلیٰ درجہ کی توحید کی تعلیم کی ناسخ قرار دیا جاتا ہے۔ خدا جانے عقلوں پر کیوں پردے پڑ گئے۔ اللہ تعالےٰ رحم فرمائے یہ میں نے بطور مشتے نمونہ از خروارے فقط چند حوالے کتاب الاقدس سے پیش کئے ہیں۔ ورنہ ساری کتاب اسی قسم کی مشرکانہ تعلیم سے بھری پڑی ہے کہاں تک لکھوں۔ اگر در خانہ کس است ہمیں قدر بس است۔

کتاب اقدس انسان پرستی کی تعلیم سے پُر ہے

یہ ... میں ثابت کر چکا ہوں کہ کتاب الاقدس جو بہائیوں کی آسمانی کتاب ہے۔ انسان پرستی کی تعلیم سے پُر ہے یہ ایک حقیقت ہے کہ بہاء اللہ صاحب کے وجود میں خدا دکھایا گیا ہے۔ خود بہاء اللہ صاحب کی حمد و ثنا یعنی ان کی عبادت تک کا صریح حکم موجود ہے ان کی زندگی میں ان کے قید خانہ کی طرف منہ کرکے یعنی قید خانہ کو قبلہ بنا کر عبادت کرنے کا حکم تھا۔ ان کے مرجانے کے بعد اب ان کے مرید ان کی قبر کی طرف منہ کرکے عبادت کرتے ہیں یعنی ان کی قبر بہائیوں کا قبلہ ہے۔ اس انسان پرستی کی تعلیم کا نتیجہ یہ ہے کہ تکلیف میں بجائے خدا کو پکارنے کے بہائی بہاء اللہ صاحب کو پکارتے ہیں۔

ایک پُرلطف واقعہ

مولوی محمد یعقوب خانصاحب ایڈیٹر

مکتوبِ امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادران محترم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

کلمۂ حق دوسروں کو پہنچانا ہر مسلمان کا سب سے پہلا فرض تھا اسلئے ہر مسلمان ایک پیدائشی مبلّغ تھا مگر آج اس ذمہ داری کو مسلمان بھول چکے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے چونکہ اس جماعت کو اپنا کلام دنیا میں پہنچانے کے لئے اور اپنا دین دنیا میں پھیلانے کے لئے چن لیا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک فرد ایک مبلّغ بنے۔ اس غرض کے لئے میں نے ایک علیحدہ چٹھی جماعت کے ہر ایک دوست کو بھجوانے کا انتظام کیا ہے یہ کوئی مشکل کام نہیں صرف تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔ اس کے علاوہ بعض احباب خصوصیت سے اپنے نام آنریری مبلغین میں بھی لکھوا چکے ہیں، ان دونوں صورتوں سے پورا فائدہ اُٹھانے کیلئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ اس حصہ تبلیغ کا چارج شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کو دیا جائے۔ وہ اس بارہ میں احباب سے جو خط وکتابت کریں یا جو ہدایات ان کو اس غرض کے لئے دیں اس میں ان کی پوری پوری امداد کی جائے اور ان کی ہدایات کو عمل میں لانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ وہ جہاں ضرورت سمجھیں گے اس کام کو تقویت دینے کے لئے خود بھی تشریف لے جاویں گے۔ ایسے موقعوں پر جماعتوں کو انکے علم اور تجربہ سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ والسلام

خاکسار۔ **محمد علی** ۷ر فروری ۱۹۴۴ء

لائٹ نے ایک مزیدار واقعہ سنایا۔ وہ بمعہ مولوی عصمت اللہ صاحب مرحوم جب سورت گئے تو وہاں ایک معزز آدمی سے جو بہائی تھا ملاقات ہوئی۔ وہ بڈھا آدمی تھا اور سیڑھیوں پر چڑھنے سے اس کا دم پھولتا تھا۔ اس نے ایک کوٹھے پر چڑھتے ہوئے ہر سیڑھی پر وہ بہاء اللہ! یا بہاء اللہ۔ کہتا جاتا تھا۔ شائد کہا جائے کہ ایک شخص واحد کا فعل کسی قوم کا فعل قرار نہیں دیا جا سکتا۔

بہائیوں کا کلمہ

لیکن اس کو کیا جائے گا کہ مولوی عبدالحق صاحب ودیارتھی جب بمبئی تشریف لے گئے تو وہاں بہائیوں کے روحانی محفل کے مکان پر جب پہنچے تو دروازہ پر جلی حروف میں بہائی بورڈ لگا ہوا تھا کہ "لا الٰہ الا بہا" گویا مسلمانوں کے لا الٰہ الا اللہ کے بجائے لا الٰہ الا بہا اس قوم کا کلمہ ہے۔ یہ کہنا بالکل بے معنی ہے کہ بہاء سے مراد اللہ تعالےٰ ہے اگر اللہ تعالیٰ ہی مراد ہے تو اللہ کے لفظ کو نکال کر بہاء کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا جو ایک انسان نے اپنا لقب اختیار کیا ہوا ہے۔ اور اس طرح ایک مشرک مسلمان بھی کہہ سکتا ہے کہ یا علی مدد کا نعرہ جب میں لگاتا ہوں تو اس خیال سے ایسا کرتا ہوں کہ علی میں خدا کا وجود مجھے نظر آتا ہے یا علی خدا کا ایک نام ہے۔ ایک مشرک بت پرست بھی کہتا ہے کہ رام اور رحیم ایک ہی بات ہے اور کرشن سے مراد پرمیشر ہے پس ایسا کلمہ ایجاد کرنا جس میں کسی انسان کے نام اور لقب کو بجائے خدا کے اسم ذات کے داخل کر دیا جائے صاف انسان پرستی کی تعلیم ہے۔

مشرکین اور اہل باطل کا شیوۂ قدیم

مشتبہ کلمہ اختیار کرنا اور اس کا ایک پہلو ایسا رکھنا کہ کسی کے اعتراض کرنے کے وقت بچاؤ کا پہلو نکل سکے۔ مشرکین اور اہل باطل کا ابتدا سے شیوہ چلا آیا ہے۔ اسی لئے قرآن کریم نے صاف لفظوں میں تلبیس الحق بالباطل سے اظہار بیزاری فرمایا ہے اور کہا ہے کہ والذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ اور وہ لوگ جن کے دلوں میں ٹیڑھا پن ہوتا ہے وہ متشابہ اور مشتبہ باتوں کی پیروی کرتے ہیں۔ چونکہ مشرک کے پاس شرک کے لئے کوئی دلیل نہیں ہوتی جیسا کہ قرآن کریم شرک کے بارے میں صریح لفظوں میں فرماتا ہے ما نزل اللہ بھا من سلطان کہ خدا نے اس کے لئے کوئی دلیل نہیں اتاری اسلئے وہ ہمیشہ التباس حق بالباطل کرتا ہے کیونکہ اسے اپنا بچاؤ اسی میں نظر آتا ہے اور اعتراض کے وقت توحید کے دامن میں پناہ لینے کے لئے کوئی متشابہ پہلو ضرور رکھتا ہے قصہ مختصر یہ کہ کتاب اقدس میں صریح انسان پرستی کی تعلیم ہے۔ بہاء اللہ صاحب کو اس میں خدا کا مظہر حقیقی طور پر مانا گیا ہے بلکہ ان کے جیلخانہ کی طرف منہ کرکے ان کی حمد وثنا یعنی ان کی عبادت کرنے کا حکم صریح لفظوں میں موجود ہے۔

بہائیوں کی زمانہ سازی اور ابن الوقتی

ویسے بہائی لوگ جیسا انسان دیکھتے ہیں ویسی قسم کی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں۔ ہر ایک کو اپنا معتقد کہنا ان کا شعار ہے مسلمانوں سے ملیں گے تو کہدیں گے کہ حضرت بہاء اللہ کی خدائی فقط ایک فنا فی اللہ کا مقام ہے بہاء اللہ صاحب کے دعوےٰ الوہیت کو دور کا بھی اسد نہیں۔ سکھوں سے ملیں گے تو سکھوں کے حسب منشاء اپنے مذہب کو ظاہر کریں گے۔ چنانچہ پنجاب میں ایسے بہائی موجود ہیں جو بظاہر سکھ نظر آتے ہیں اور سکھوں میں رشتہ ناطہ بھی کر لیتے ہیں لیکن ہیں بہائی۔ اسی طرح عیسائیوں سے ملتے ہیں تو ان کی سی باتیں کرنے لگ جاتے ہیں اور چونکہ عیسائی بھی حضرت مسیح کو خدا کا اوتار مانتے ہیں اسلئے وہاں ان کی خوب دال گلتی ہے چنانچہ ڈاکٹر خیراللہ نے جو بہائیوں کا سب سے بڑا مشنری امریکہ میں تھا اپنے وقت میں اس نے امریکہ کے عیسائیوں میں بھی تبلیغ کی تھی کہ بہاء اللہ خدا باپ کا اوتار تھا اور اس کا بیٹا عباس آفندی خدا بیٹے یعنی مسیح کا اوتار ہے، افسوس ہے کہ ۱۸۹۲ء میں بہاء اللہ یعنی خدا باپ تو مرگیا مگر شکر ہے کہ وہ اپنی سلطنت "خدا بیٹے" کو سونپ گیا، جو عباس آفندی کے وجود میں دنیا میں موجود ہے۔ (دیکھو میٹیریل فار دی سٹڈی آف بابی ریلیجن صفحہ ۱۲۹)

بہائیوں کی مغالطہ دہی

مجھے یہاں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض بہائی احمدیوں کو دھوکہ دیتے پھرتے ہیں کہ بہاء اللہ کا دعوےٰ مسیح موعود ہونے کا تھا اور چونکہ حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے کہ کسی چیز کا مدعی اول سچا ہوتا ہے اور جھوٹے مدعی بعد میں آتے ہیں۔ پس بہاء اللہ صاحب نے مرزا صاحب سے پہلے دعوےٰ مسیحیت کیا۔ اس لئے وہ سچے مسیح موعود ہوئے اور مرزا صاحب جھوٹے۔ اول تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ معیار جو وہ حضرت مرزا صاحب کیطرف منسوب کرتے ہیں نہ قرآن کریم پر مبنی ہے، نہ حدیث پر نہ کسی عقلی دلیل پر۔ مہدویت کے مدعی سینکڑوں ہی ہوئے پھر سب جھوٹے ہوئے سوائے پہلے مدعی کے، حالانکہ یہ بالبداہت غلط ہے اور اس معیار پر تو خود علی محمد باب بھی جو مدعی مہدویت تھا۔ جھوٹا ٹھہرتا ہے کیونکہ وہ کئی مدعیان مہدویت کے بعد میں آیا تو اپنی دفعہ یہ معیار کیوں یاد نہیں رہتا۔ اگر یہ کہا جائے کہ مدعی مہدویت کئی ہوئے تو پڑے ہوں، ہر ایک مدعی کو اس کے دعوےٰ کی نوعیت اور اس کی صداقت اور ہر قسم دیگر دلائل صداقت کی بناء پر پرکھا جائے گا نہ کہ تقدم اور تاخر زمانی پر۔ تو پھر یہی بات یہاں کیوں نہیں مانی جاتی۔ حضرت اقدس مرزا صاحب کا تو مطلب صرف اس قدر تھا کہ ایک مسیح موعود کو دیکھ کر کئی آدمی اس کی ریس سے مدعی بن جاتے ہیں لیکن خدا ان کو جھوٹا اور سچے میں امتیاز کرکے دکھا دیتا ہے اور یہ سچ ہے۔

بہاء اللہ کا دعویٰ مسیح موعود ہونیکا نہیں تھا

لیکن میں یہاں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ بہاء اللہ صاحب نے یہ دعوےٰ ہرگز نہیں کیا کہ مسیح ابن مریم اپنی طبعی موت سے مرگیا اور آنے والا مسیح موعود جس کی پیشگوئی آنحضرت صلعم نے کی تھی اور جو کسر صلیب کے لئے مامور ہوکر آنے والا تھا۔ وہ میں ہوں۔ کتاب الاقدس ساری پڑھ جاؤ کہیں بہاء اللہ صاحب نے مسیح موعود ہونیکا دعوےٰ نہیں کیا ۔۔۔۔۔ بلکہ اس کے برخلاف ان کا دعوےٰ اس روح حق ہونے کا ہے جس کی پیشگوئی انجیل یوحنا باب ۱۶ میں ہے جو فارقلیط کا محرف ومبدل ترجمہ ہے اور جو پیشگوئی دراصل حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے لئے تھی اور روح حق اس کا ترجمہ عیسائیوں نے اس لئے کیا تا عیسائیوں پر ان کے مزعومہ روح القدس کے نزول میں اس پیشگوئی کو پورا ہوتا ہوا دکھائی دیا جائے۔

بہاء اللہ کا روح الحق ہونیکا دعوےٰ

روح الحق والی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا بہاء اللہ صاحب نے جو دعوےٰ کیا ہے اس کے حوالجات عرض کرتا ہوں۔

(۱) ھذا ارض ارتفع فیھا نداء ابن مریم الذی بشر الناس بھذا الظھور (کتاب الاقدس صفحہ ۹۲)

یہی وہ زمین ہے جہاں ابن مریم کی آواز بلند ہوئی جس نے اس ظہور کی خوشخبری لوگوں کو دی اس حوالہ میں بہاء اللہ صاحب نے اپنے ظہور کو حضرت مسیح کی کسی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ پیشگوئی کونسی ہے۔ آیا خود حضرت مسیح کی اپنی دوبارہ آمد کی یا اپنے بعد کسی اور کی آمد کی۔ سو وہ مفصلہ ذیل حوالہ سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔

(باقی دارد)

دار الحکومت دھلی کی "جنگ مقدس" میں ملائکۃ اللہ کا نزول

مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کا ایمان افروز مناظرہ اور ویدوں میں سرور عالم کا ذکر مبارک

الن یکفیکم ان یمدکم ربکم بثلاثۃ آلاف من الملائکۃ منزلین (آل عمران ع ۱۳)

دہلی میں گذشتہ ایام میں "مہا یگیہ" ہو رہا تھا، ہندوستان بھر کے نامی گرامی پنڈت جمع تھے، اسی دوران میں آریہ سماج کا عظیم الشان سالانہ اجتماع منعقد ہو رہا تھا، آریہ سماج نے اپنے جلسہ سالانہ کے اشتہار میں تمام مذاہب کو مناظرہ کا کھلا چیلنج دیا، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام دہلی نے یہ چیلنج منظور کیا، اور چاہا کہ اس موقعہ پر جبکہ ہندوستان بھر کے ویدک دھرمی فضلا کا دار الحکومت دھلی میں اجتماع ہو رہا ہے، ہندوستان کے اس مرکز میں پہلی مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے متعلق اس قوم پر قطعی اتمام حجت کر دی جائے مضمون مباحثہ یہ طے ہوا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت وید کی پیشگوئیوں سے ثابت ہے" اور ۵ر فروری کی شب کو دیوان ہال دھلی میں ہزار ہا کے مجمع میں یہ مباحثہ شروع ہوا۔ مولانا سید اختر حسین صاحب گیلانی نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی طرف سے صدارت کرتے ہوئے نہایت احسن پیرایہ میں بتایا کہ اگر اس مباحثہ میں ہم یہ ثابت کر دیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ویدوں میں پیشگوئی موجود ہے تو ویدک دھرمیوں پر اتمام حجت ہو جاتا ہے اور ان کے لئے اسلام قبول کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں رہتا، لیکن اگر ہم ایسا ثابت نہ کر سکیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر کوئی حرف نہیں آتا، صرف ہمارے دلائل میں سے ایک دلیل غلط قرار پاتی ہے، سید صاحب نے بتایا کہ قرآن کا حکم ہے کہ حکمت اور موعظہ حسنہ سے تبلیغ کی جائے اور اہل اسلام سے اپیل کی کہ قرآن کے اس حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے دوران مباحثہ میں کسی قسم کا دلآزار نعرہ نہ لگائیں، اور ہمہ تن گوش ہو کر اس گفتگو کو سنیں۔

جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی نے اپنی فاضلانہ تقریر میں فرمایا کہ اتھروید میں یہ پیشگوئی موجود ہے کہ:۔

نراشنس (جس کے معنی محمدؐ ہیں) سانڈنی سوار رشی ہوگا، حالانکہ ویدک رشیوں کو سانڈنی کی سواری کی ممانعت ہے یہ ممانعت اسی لئے ہے کہ یہ پیشگوئی ملتبس نہ ہو جائے یہ رشی اپنے ہزار ہا دشمنوں کے اندر محفوظ رہے گا (واللہ یعصمک من الناس) اس کے ساتھ ۱۰۰ اصحاب (مہاجرین حبش) ہونگے عشرہ مبشرہ ہونگے، ۳۰۰ جاں نثار (اصحاب بدر) ہوں گے، دس ہزار (فتح مکہ کے وقت) قدوسی ہونگے، وہ تعریف کیا جائے گا، اسے خدا سوتے سے جگا کر حکم دے گا کہ اٹھ لوگوں میں تبلیغ کر اور اپنے رب کی بڑائی کر (یا ایھا المدثر قم فانذر وربک فکبر) ویدک رشی نے اس پیشگوئی کے آخر میں دعا کی ہے کہ وہ (محمد صلعم) ہماری نعت کو قبول کرے اور ہمارے حق میں دعا کرے وغیرہ۔

مقابل پر آریہ سماج کے فاضل پنڈت ویاس دیو جی شاستری بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی مناظر تھے۔ اور پنڈت رام چندر جی آریہ سماج کی طرف سے صدر تھے، جناب مولانا عبد الحق صاحب کے دلائل کے جواب میں پنڈت ویاس دیو جی نے بہت بھی ایچا پیچیاں کیں مگر مولانا نے ان کی تمام پیدا کردہ الجھنوں کو صاف کر دیا۔ اور چیلنج کیا کہ تمام ہندو تاریخ میں مامح رشی کوئی نہیں ہوا۔ اگر ہوا ہے تو پیش کیا جائے، آریہ سماجی مناظر وید کی اس پیشگوئی کو کسی اور رنگ میں پیش کرنے سے اخیر دم تک عاجز رہا۔

اجمیر کے نسخوں میں تحریف اس مناظرہ میں بہت سے امور ثابت ہوئے، اور یہ بھی واضح ہو گیا کہ جس طرح یہود و نصاریٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو اپنی کتب سے محو کرنے کی کوشش کی ہے اسی طرح کا سلسلہ ہندو قوم میں بھی جاری ہے، آریہ سماج کی بدقسمتی سے آریہ سماجی مناظر پنڈت ویاس دیو جی نے یہ کہدیا کہ جو وید میرے پاس ہے اس میں "ایش رشئے مامحے" نہیں ہے بلکہ "ایش ایشائے مامحے" لکھا ہے۔ جناب مولانا نے ویدوں کے مختلف نسخوں پر فاضلانہ تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے پاس جو نسخہ ہے، وہ خود آریہ سماج کا شائع کردہ ہے، مشہور آریہ سماجی مفسر وید پنڈت راجا رام جی اسی نسخے کو صحیح سمجھتے ہیں بمبئی کے نسخہ میں بھی یہی الفاظ ہیں اور جرمنی کے نسخہ میں بھی یہی الفاظ ہیں، مگر جو نسخہ آریہ سماجی مناظر پیش کر رہے ہیں وہ اجمیر کا چھپا ہوا ہے جس کی تائید کسی دوسرے نسخہ سے نہیں ہوتی۔ پنڈت جی کو چاہیئے کہ اس نسخہ کی مطابق کسی اور نسخہ سے کر دکھائیں ورنہ دنیا گواہ ہوگی کہ اجمیر کے نسخہ میں محض محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو ملتبس کرنے کے لئے الفاظ بدل دیئے گئے ہیں (یحرفون الکلم عن مواضعہ)

پنڈت جی نے اس کے جواب میں کہا کہ وید کے نسخوں میں کسی نے شرارت کر دی ہے۔ حضرت مولانا نے فرمایا کہ یہ شرارت کس نے کی؟ یہ آریہ سماج ہی کی شرارت ہے۔ جنہوں نے وہ نسخہ ہائے وید شائع کئے جو اس وقت میں تائید میں پیش کر رہا ہوں پنڈت جی کے پاس اس امر کا کوئی جواب نہ تھا۔

عربی زبان کامل زبان ہے دوران مناظرہ میں بعض الفاظ پر بحث کے دوران میں آریہ سماجی مناظر نے جب یہ کہا کہ سنسکرت میں حا اور ھا دونوں کے لئے ھا ہی سے کام چل جاتا ہے تو جناب مولانا عبد الحق صاحب نے ایک عالمانہ بحث کرتے ہوئے فرمایا کہ سب سے کامل زبان وہ ہو سکتی ہے جو حلق کے آلۂ صوت کو پورے پورے طور پر استعمال کرے۔ قدرت نے حلق کی ایسی تخلیق کی ہے کہ اس میں حا۔ اور ھا کا فرق نمایاں نظر آتا ہے، سنسکرت میں ۵۶ حروف تہجی ہونے کے باوجود سنسکرت نے آلۂ صوت کا پورا استعمال نہیں کیا، عربی میں ۲۸ حروف تہجی سے اتنا کام لیا گیا ہے کہ تمام آلۂ صوت کا استعمال ہو جاتا ہے یہ عربی زبان کے کامل زبان ہونے کا ایک بدیہی ثبوت ہے۔

جناب مولانا عبد الحق صاحب نے بار بار اس پیشگوئی کو پڑھکر سنایا، پنڈت ویاس جی باوجود اپنے دعوئے علم و فضل کے اس موضوع پر کچھ بھی بیان نہ کر سکے، اہل اسلام کی روحیں وجد کر رہی تھیں، اور سب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے میں مصروف تھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ حقیقت جسے اللہ تعالے نے "نزول ملائکہ" کے الفاظ میں تعبیر کیا ہے، جس کا نظارہ مسلمانوں نے زمانہ نبوی کے غزوات میں دیکھا تھا، اس وقت مشاہدہ میں آ رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس دور میں اہل اللہ کے غیر مسلموں سے مباحثہ کو بھی جنگ مقدس قرار دیا ہے۔ دہلی کی اس جنگ مقدس میں بھی نزول ملائکہ کو مسلمانوں نے مشاہدہ کیا جبکہ ایک طرف جناب مولانا عبد الحق صاحب اکیلے تھے، اور دوسری طرف ایک کثیر تعداد فضلائے سنسکرت کی موجود تھی، لیکن آسمان سے یہی ندا آتی کہ "الحق فی آل محمد"

مناظرہ ختم ہونے سے پہلے مولانا سید اختر حسین صاحب گیلانی نے اہل اسلام سے پر جوش اپیل کی کہ اختتام جلسہ پر مسلمان اپنے جوش مسرت سے مجبور ہو کر کسی قسم کا نعرہ نہ لگائیں جس سے ہمارے ہندو بھائیوں کی دلآزاری ہو ۔۔۔ سے ہال سے نکل جائیں جنا بچہ ۔۔۔

ثقافت اسلامیہ کا مقصد وحدت بشری کا قیام ہے

مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کی تقریر ایک دعوت عصرانہ میں

مناظرہ دہلی کے دوسرے دن ہمارے دوست جناب پروفیسر شیخ عماد الدین صاحب نے جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی کو ایٹ ہوم دیا جس میں بعض مسلم اور غیر مسلم، پروفیسر صاحبان اور دیگر معززین مدعو تھے اور اپنی جماعت کے بھی اصحاب شامل تھے، مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی نے اس موقعہ پر ایک نہایت فاضلانہ تقریر فرمائی، آپ نے فرمایا کہ کلچر دو قسم کے ہیں ایک وہ جو تصادم سے اپنا سکہ جماتا ہے دوسرا وہ جس کا مقصد بجائے تصادم کے اتصال ہوتا ہے، جو شخص یہ کہے کہ صرف اسی کے مذہب میں صداقت ہے وہ غلط کہتا ہے، موجودہ تحقیقات نے بتایا ہے کہ تمام دنیا کی اقوام میں ایسے لوگ آئے جنہوں نے اخلاقی و روحانی بہتری کے لئے من جانب اللہ تعلیم پیش کی، جاپان، چین، ہندوستان مصر، ایران، یونان، جرمنی، سکنڈے نیویا وغیرہ کی مذہبی کتب دنیا کے سامنے آ چکی ہیں، ان سب بانیان مذاہب کے دعاوی باوجود زمانہ زبان اور اقوام کے اختلافات کے ایک ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب کسی سازش کا نتیجہ نہیں۔ تمام قوموں میں توحید کا اصول مشترک نظر آتا ہے۔ لیکن ہر قوم نے توحید کو ناقص رنگ میں مانا، مثلاً یہ کہ یہوواہ صرف اسرائیل کا خدا ہے، یہی تصور دیگر اقوام میں ہے، اسلام نے الحمد للہ رب العالمین کہہ کر، اس تصور کو عالمگیر کر دیا اور سب قوموں میں اتصال پیدا کیا، اس سے وحدت نسل انسانی کا تصور نمایاں ہوا، اسلام آیا تاکہ تمام اقوام کے لئے مقام اتصال ثابت ہو۔ یہ بھی ایک خاص امر ہے کہ تمام اقوام کے انبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پیشگوئی کرتے رہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب قوموں کے انبیاء کی تصدیق کرتے ہیں اسلئے اسلام کے عروج سے مراد اقوام عالم کے اتحاد کا قیام ہے یہ مقصد کسی اور کلچر سے حاصل نہیں ہوتا مولانا نے اپنے بیان کی تائید میں نہایت واضح دلائل دیئے۔

جناب پروفیسر عماد الدین صاحب کی طرف سے حاضرین کی تواضع چائے اور شیرینی سے کی گئی جس کے دوران میں حاضرین نے مختلف امور پر سوالات کئے جن کا جواب مولانا نے عالمانہ رنگ میں دیا، اور یہ پر لطف مجلس دو گھنٹے تک قائم رہی،

(نامہ نگار)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر: ایس۔ محمد آصف۔ بی اے

جائنٹ ایڈیٹر: شیخ۔ محمد انعام الحق

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۷ صفر المظفر ۱۳۶۳ھ م ۲۳ فروری ۱۹۴۴ء | نمبر ۸

پانچ سال میں قرآن مجید کے دس (۱۰) تراجم

احمدی نوجوان مختلف زبانیں سیکھیں

میاں صاحب نے دین کو بچوں کا کھیل بنا دیا

خدا کے شریک بنانے والوں کا عبرتناک انجام

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۴۴ء

ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونھم کحب اللہ ط والذین اٰمنوا اشد حبا للہ ط ولو یری الذین ظلموا اذ یرون العذاب ان القوۃ للہ جمیعا وان اللہ شدید العذاب . . . . کذالک یریھم اللہ اعمالھم حسرات علیھم ط وماھم بخارجین من النار۔ (البقرہ)

اللہ کے شریک بنانے والے

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کا ذکر فرمایا ہے جو اللہ کے سوا اس کے ہمسر یا شریک بنا لیتے ہیں اور ان کی محبت کو اللہ کی محبت کا مقام دیدیتے ہیں۔ یہاں ایسے انداد سے مراد ایسے لوگ ہیں جو اپنی جسمانی طاقت یا اپنے قوائے نفس یا کسی اور طاقت کی وجہ سے لوگوں کو اپنے پیچھے لگا لیتے ہیں اور ان کے پیچھے لگنے والے لوگ ان سے اس طرح محبت کرتے ہیں جس طرح اللہ سے محبت کرنی چاہیئے۔ اللہ کی محبت کا حق ان انداد کو دیتے ہیں۔

مومنوں کی خدا تعالےٰ سے محبت

اس کے ساتھ ہی مومنوں کا ذکر فرمایا ہے والذین اٰمنوا اشد حبا للہ اور جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ان کی محبت خدا تعالےٰ کے ساتھ دوسری تمام محبتوں سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

پیچھے لگانے والوں کی حالت

یہاں سے آگے جو آیات ہیں ان میں اس بات کو واضح کر دیا اذ تبرا الذین اتبعوا من الذین اتبعوا وراوا العذاب وتقطعت بھم الاسباب۔ ایک پیچھے لگانے والے اور ایک پیچھے لگنے والے فرماتا ہے ایک وقت ایسا آتا ہے کہ وہ جو پیچھے لگانے والے ہیں وہ ان سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں جو ان کے پیچھے لگے ہوئے ہوتے ہیں اور ان کے تعلقات کٹ جاتے ہیں کیونکہ اس وقت اللہ تعالےٰ کی گرفت ایسی ہوتی ہے کہ انسان کو اپنی جواب دہی مشکل ہو جاتی ہے۔

پیچھے لگنے والوں کا حشر

فرماتا ہے جو پیچھے لگ گئے ہیں وہ اس وقت کہتے ہیں وقال الذین اتبعوا لو ان لنا کرۃ فنتبرا منھم کما تبرءوا منا ط کذالک یریھم اللہ اعمالھم حسرات علیھم ط وما ھم بخارجین من النار۔ کاش ہمارے لئے پھر کر جانا ہوتا تو ہم ان سے اسی طرح بیزار ہوتے جس طرح وہ ہم سے بیزار ہیں اسی طرح اللہ ان کو ان کے عمل ان پر حسرتیں کر کے دکھلائے گا اور وہ آگ سے باہر نکلنے والے نہ ہوں گے۔

توحید کا اسلامی تصور

اسلام نے بڑی بلند توحید سکھائی تھی توحید کا بلند مرتبہ سکھایا تھا کہ خدا تعالےٰ کی محبت تمام محبتوں پر فائق ہو۔ حدیث میں اس طرح آتا ہے ایمان کی حلاوت اسی کو ملتی ہے جس میں تین باتیں ہوں ان میں سے ایک یہ ہے کہ من کان اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما، ایمان کا مزہ وہی پاتا ہے جسے اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول سب سے زیادہ پیارے ہوں۔ لیکن خود رسول جو خدا کا نبی ہونے کے لحاظ سے بہت بلند مرتبہ رکھتا ہے اور خدا کی رضا کی راہیں دوسروں کو بتاتا ہے اسی نے اس کی محبت کو خدا کی محبت کے ساتھ جمع کیا۔

رسول کریمؐ کا ایک واقعہ

ایک دفعہ آپ کے سامنے کسی صحابیؓ نے آپؐ کے ادب کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ لفظ کہہ دیئے ما شاء اللہ وشئت یعنی جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں تو رسول کریم صلعم نے صحابی کے ان الفاظ کو سن کر فرمایا اجعلتنی للہ ندا، کیا تو مجھے خدا کا شریک بناتا ہے یہ محمد رسول اللہ صلعم کی حالت ہے۔

اس ملک میں پیروں کی حالت

مگر آج اس ملک کے پیروں کی یہ حالت ہے کہ جس کا دیر چاہیں لوگوں کو لگائیں انہیں خدا سمجھیں خدا سے بڑھکر سمجھیں رسول سمجھیں کوئی پوچھتا نہیں۔

... دنوں کا واقعہ ہے ابتدائی دنوں کا واقعہ ہے قادیان کی جماعت کے کسی آدمی نے اپنے خلیفہ کو یوں کہا کہ السلام علیکم یا رسول اللہ تو میاں صاحب کہتے ہیں کہ میں نے شرم کی وجہ سے اس شخص کو کچھ نہیں کہا۔ آج کل پیروں کی یہ حالت ہے کہ جو کچھ مرید کہتے چلے جائیں سنتے چلے جاتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کا منشاء

خدا تعالےٰ نے جو یہ فرمایا والذین اٰمنوا اشد حبا للہ اور جو ایمان لائے وہ اللہ کی محبت سب محبتوں سے بڑھ کر رکھتے ہیں۔ یوں نہیں فرمایا کہ اور کسی سے محبت نہ رکھو دنیا میں بعض چیزوں اور لوگوں سے محبت ہونا قدرتی بات ہے اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ خدا تعالےٰ کی محبت سب محبتوں پر فائق ہو۔

صحابہ کرامؓ کی کیفیت

صحابہ کرامؓ کے متعلق لکھا ہے کہ وہ اپنی تجارتوں میں اپنے کاروبار میں بہت مشغول ہوتے تھے لیکن جب خدا تعالےٰ کے احکام میں سے کوئی حکم آجاتا تو وہ سارے کاروبار بھول جاتے تھے، اور خدا کے حکم کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑتے تھے۔ یہ حالت نہیں تھی جو آج مسلمانوں کی نظر آرہی ہے۔ محلہ میں مسجد بنی ہوئی ہے اذان بلند ہوتی ہے لیکن گھروں کے اندر بیٹھے ہیں باتوں میں مشغول ہیں ان مسلمانوں میں خدا کی محبت نہیں، لیکن ابتدائی زمانہ کے مسلمانوں میں خدا تعالےٰ کی محبت تھی ان لوگوں کے عمل میں خدا تعالیٰ کی محبت نظر آتی تھی دنیا کا کچھ بنے یا بگڑے لیکن وہ خدا تعالےٰ کے ہر ایک حکم کی تعمیل کرتے تھے۔

تمہارے عمل میں خدا کی محبت نظر آنی چاہیئے

تو میں آپ کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ کے عمل میں نظر آنا چاہیئے اشد حبا للہ خدا تعالےٰ کے کام کے لئے تمہاری محبت سب محبتوں پر غالب ہو۔ خدا کے دین کی خدمت کی وہ تڑپ تمہارے ...

دلوں میں ہو کر اور کسی چیز کے لئے نہ ہو اپنی بیوی بچوں ملک اور قوم کے لئے بھی محبت ہو مگر ان کو خدا تعالےٰ کا شریک نہ بناؤ ان کی محبتوں کو پیچھے رہنے دو اور خدا تعالےٰ کی محبت کو غالب ہو جانے دو جس قدر اس کی طرف تمہارا دل کھنچے اور کسی کی طرف تمہارا دل نہ کھنچے۔

ہمیں مجبوراً ذکر کرنا پڑتا ہے

ہمارے سامنے تو بڑا عظیم الشان کام ہے اس کام کے راستہ میں رکاوٹیں آتی ہیں ہمیں تو فی الحقیقت اس سے واسطہ نہیں ہونا چاہیئے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اپنے کام میں لگے رہو اسی کے ساتھ تمہارا واسطہ ہو، لیکن بعض باتیں جماعت پر اثر انداز ہوتی ہیں اسلئے ان کا ذکر کرنا پڑتا ہے۔

قادیان میں پیر پرستی

جب ہم قادیان کو چھوڑ کر آئے تو اس وقت ہمارے دلوں کے اندر یقین تھا کہ قادیان میں پیر پرستی کی بنیاد پڑ رہی ہے اسی وقت ہمیں نظر آ گیا تھا۔ شاید بعض لوگوں کو یاد ہو گا کہ ان ایام میں بھی ایک خوابوں کا بڑا سلسلہ چلا تھا کسی نے آکر کہہ دیا کہ فلاں بکہ والے کو بھی خواب آئی ہے، حکم ہوا کہ اس کو بھی لکھ لو۔ وہ کون تھا یہ بھی کوئی نہ پوچھتا تھا ان خوابوں کی بناء پر خلافت بنی۔

خوابوں کی بناء پر مصلح موعود

اب خوابوں کی بناء پر مصلح موعود بن رہے ہیں وہ ایک خواب کیا آئی کہ اس سے دنیا کا تختہ اُلٹ گیا جو چیزیں نہیں ملتی تھیں وہ موجود ہو گئیں۔ اول تو خواب پر عقاید کی بناء رکھنا یہ سرے سے غلط ہے وحی اور چیز ہے اور یہ تو مسلم ہے کہ یہ کسی مامور کی خواب نہیں

خواب میں دعوےٰ کی بنیاد مفقود

لیکن میں نے کہا تھا کہ اس خواب میں بھی جو میاں صاحب نے دیکھی ہے کہیں ذکر نہیں کہ تو مصلح موعود ہے۔ اس میں زیادہ سے زیادہ کیا تھا کہ آپ مسیح موعودؑ کے مثیل اور خلیفہ ہیں حالانکہ خود حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں کہ مسیح کے مثیل ہزاروں ہو سکتے ہیں تو مثیل کہنے سے موعود کس طرح بن گئے۔

میاں صاحب پر تین حالتیں

یہ ایک مدت سے آرزوؤں کا سلسلہ چل رہا تھا جو ۱۹۱۴ء سے شروع ہوا تھا۔ ابتدائی دنوں میں پیر منظور محمدؐ نے ایک مضمون لکھا تھا اس کے بعد ایک مدت تک تو میاں صاحب اپنے مصلح موعود ہونے کے متعلق انکار کرتے رہے پھر انکار کے بعد درمیانی حالت اور اسکے بعد تیسری حالت آگئی۔

آخر اس تصنع کی وجہ؟

اس خواب والے خطبہ میں لکھا ہے کہ لوگ کہا کرتے تھے کہ تو مصلح موعود ہے۔ لیکن میں اس پیشگوئی کو دیکھتا بھی نہ تھا جب وہ پیشگوئی آجاتی میں جلدی جلدی اس کے اوپر سے گذر جاتا لیکن مجھے اس تصنع کی وجہ سمجھ نہیں آئی کیا میاں صاحب کو یہ خیال تھا کہ اس پیشگوئی کے مطالعہ سے کہیں مصلح موعود بننے کو دل نہ کر آئے کیا انہیں خوف تھا کہ کہیں گر نہ جائیں لیکن اب گر گئے اور انہیں خواب آگئی۔

ہوشیارپور میں جلسہ کی عجیب و غریب وجہ

اب اخبار میں لکھا ہے کہ ہوشیارپور میں ایک جلسہ ہو گا اور اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے:-

"کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ خبر ایک سفر کے موقعہ پر دی گئی تھی جبکہ آپ ہوشیارپور گئے ہوئے تھے اور ہوشیارپور میں ہی آپ نے وہ اشتہار لکھا جس میں اس پیشگوئی کا تفصیل کے ساتھ ذکر آتا ہے چنانچہ اس اشتہار کے شائع کرتے وقت آپ نے اللہ تعالےٰ کے اس الہام کو درج کرتے ہوئے کہ "میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو تیرے لئے مبارک کر دیا" تحریر فرمایا ہے جو ہوشیارپور اور لدھیانہ کا سفر ہے،، اور اس کے علاوہ شیخ نیاز احمد پلیڈر مرحوم سے عجیب در عجیب تعلقات کی بنا پر لکھا ہے

"عجیب بات یہ ہے کہ مجھ کو بھی یہ رویا سفر میں ہوئی تھی جبکہ میں لاہور میں تھا پس اس پیشگوئی اور رویاء میں سفر کے لحاظ سے بھی آپس میں مشابہت پائی جاتی ہے بلکہ جس وقت میں یہ بات بیان کرنے لگا ہوں میرے ذہن میں ایک اور مشابہت بھی آئی ہے۔ .... اور وہ مشابہت یہ ہے کہ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے شیخ بشیر احمد صاحب جس مکان میں رہتے ہیں اور جس میں رویا کے وقت میری سکونت تھی وہ ہوشیارپور کے رہنے والے ایک صاحب شیخ نیاز احمد پلیڈر مرحوم کا ہے،، کتنا زبردست ثبوت ہے ان کے مصلح موعود ہونے کا اور کیوں نہ ہو جبکہ دلائل کا ایسا زبردست سلسلہ موجود ہو۔

پیشگوئی اور رویاء میں عجیب مشابہتیں

پھر لکھا ہے کہ اس خواب میں اور اس پیشگوئی میں کتنی مشابہتیں ہیں، رویاء میں میں نے دیکھا کہ میری زبان پر یہ فقرہ جاری ہوا

وانا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ

اور پیشگوئی میں لکھا ہے کہ وہ دنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ میں نے دیکھا کہ میں بھاگ رہا ہوں اور زمین میرے پاؤں تلے سمٹتی چلی جا رہی ہے اور پیشگوئی میں ہے کہ وہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا اور پھر یہ جو پیشگوئی میں ذکر آتا ہے کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا چنانچہ میں خواب میں بڑے زور سے کہہ رہا ہوں کہ میں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے پھر لکھا ہے کہ وہ جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہو گا اس کے متعلق بھی رویا میں وضاحت پائی جاتی ہے جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ رویا میں میری زبان پر تصرف کیا گیا اور میری زبان سے خدا تعالےٰ نے بولنا شروع کر دیا پھر لکھا ہے کہ وہ صاحب شکوہ و عظمت اور دولت ہو گا اور رویاء میں بھی یہ دکھایا گیا کہ ایک قوم ہے جس کا میں ایک شخص کو لیڈر مقرر کرتا ہوں اور ان الفاظ میں جیسے ایک طاقتور بادشاہ اپنے ماتحت کو کر رہا ہو اور پیشگوئی میں ذکر آتا ہے ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ اس پر کلام الٰہی نازل ہو گا اور رویاء میں اس کا بھی ذکر آتا ہے چنانچہ الٰہی تصرف کے ماتحت رویاء میں میں سمجھتا ہوں کہ اب میں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالےٰ کی طرف سے الہامی طور پر میری زبان سے باتیں جاری کی جا رہی ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ان دلائل کو پڑھ کر شرم آتی ہے

میں آپ کو سچ کہتا ہوں کہ مجھے ان دلائل کو پڑھ کر شرم آئی کہ کیا یہ مسیح موعودؑ کی جماعت ہے! بچوں کی طرح باتیں ہیں اور ماننے والے کیا ہیں جو ان باتوں کو مانتے چلے جاتے ہیں اول تو میں کہتا ہوں کہ یہ خواب کچھ حقیقت نہیں رکھتی کیونکہ اس میں دعوے کی بنیاد مفقود ہے اور اب اور لوگوں کو بھی خوابیں آگئی ہیں۔

قادیانی جماعت کی حالت

ان باتوں کو دیکھ کر مجھے میاں صاحب کی وہ بات یاد آجاتی ہے انہوں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ ان کی جماعت کی حالت بچوں کی طرح ہے جس طرح کہ جھولا ہوتا ہے جس طرف اسے حرکت دیں وہ اسی طرف اوپر چڑھ جاتا ہے جب وہ کہیں کہ یہ بات اچھی ہے تو جماعت کہتی ہے ہاں حضور یہ بات بہت اچھی ہے اور اس میں کوئی نقص ہی نہیں اور جب وہ کہیں کہ یہ بات بُری ہے تو جماعت کہتی ہے کہ یہ تو بہت ہی بُری ہے اور اس میں کوئی خوبی نہیں۔

عمل کی قوت نہیں رہی

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس جماعت نے خوابوں پر اپنی بنیاد رکھی ہو وہ جماعت کسی کام کی نہیں رہتی، عمل کی قوت اس کے اندر سے مفقود ہو جاتی ہے۔ بیشک یہ دنیا کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام اور ان کے مقاصد سے انہیں کوئی واسطہ نہیں رہا۔

میاں صاحب کی اُن سے کوئی نسبت نہیں

کہاں حضرت صاحب کا نور سے بھرا ہوا دماغ کہ امی اور جاہل لوگوں کے دماغ ان کی خدمت میں بیٹھ کر روشن ہو جاتے تھے۔ اور یہی حالت آنحضرت صلعم کی تھی آپ نے تو امیوں کو علوم کا رہبر بنا دیا اور اب میاں صاحب کو ان کے برابر بنایا جا رہا ہے، محمد رسول اللہ اور مسیح موعود اور میاں صاحب تینوں کا ذکر اس طرح ہوتا ہے کہ گویا یہ ایک جیسے ہی ہیں کہاں وہ خدا کا نبی، کہاں وہ خدا کا مامور اور کہاں وہ شخص جو اپنے آپ کو مامور بھی نہیں کہتا لیکن اپنے آپ کو ان کے ساتھ ملاتا ہے یہ حضرت مرزا صاحبؑ کا مسلک نہیں تھا جس طرف میاں صاحب بلا رہے ہیں۔

اپنے اندر انقلاب پیدا کرو

لیکن میں تمہیں کہتا ہوں اپنے اندر وہ انقلاب پیدا کرو کہ تمہارے دل میں خدا تعالےٰ کی محبت تمام محبتوں پر غالب آجائے جہاں خدا تعالےٰ کا حکم آجائے اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دو بس اتنی چیز ہے جو خدا تعالےٰ تم سے چاہتا ہے۔

خدا کی رضا کا حصول

لوگ کہتے ہیں خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنی مشکل ہے یقیناً مشکل ہے لیکن آسان بھی بہت ہے اگر انسان ایک دفعہ ارادہ کر لے اور دل میں ٹھان لے کہ جہاں خدا تعالےٰ کا حکم آ جائے گا تو میں اپنی بات چھوڑ دوں گا اور خدا کے حکم کے آگے اپنا سر جھکا دوں گا تو خدا کی رضا کی راہوں پر چلنا اس کے آگے مشکل نہیں رہتا۔

حضرت مسیح موعودؑ کا کام

اس اصول کو محکم طور پر اختیار کر لو کہ حضرت مرزا صاحب نے جس مقصد کو اپنے سامنے رکھا تھا وہ قرآن کو دنیا میں پہنچانا ہے اسلام کو دنیا میں پھیلانا ہے یہی کام حضرت مسیح موعود کا اپنا کام تھا۔

لغت مسیح موعودؑ کی علامات کو سب مانتے ہیں

لوگ شاید خیال کرتے ہوں کہ مسیح کے آنے کی ایک پیشگوئی تھی حضرت مرزا صاحب نے کہہ دیا کہ میں وہ مسیح ہوں تو چند لوگوں نے اس بات کو مان لیا۔ نہیں۔ آپ نے ان حقائق پر ایسی روشنی ڈالی کہ گو لوگ مخالفت کی وجہ سے آپ کے مسیح موعود ہونے کا انکار کریں مگر ان نشانوں کو جو مسیح موعود کے لئے مقرر تھے آپ نے ایسی صفائی سے دکھا دیا کہ کسی کو انکار کی گنجائش باقی نہیں رہی آج دجال اور یاجوج ماجوج کے ظاہر ہونے کو سب مانتے ہیں اور ان علامات کو سب مانتے ہیں جو مسیح موعود کی آمد سے تعلق رکھتی تھیں۔

مصلح موعودؑ کی علامات صرف خواب میں پوری ہوئیں؟

لیکن مصلح موعود کی جو علامات ہیں ان

میں سے ایک علامت تین کو چار کرنے والا ہے اس کا تو میاں صاحب نے بڑا فرق کر دیا ہے اور یہی حال باقی علامات کا بھی ہے خواب میں ہی قومیں برکت بھی پا گئیں اور خواب میں ہی دنیا میں انقلاب بھی آگیا اور مصلح موعود کی سب علامات خواب میں ہی پوری بھی ہو گئیں اور ساری باتیں اسی خواب سے حل ہو گئیں۔

تیس سال میں ایک قرآن مجید کا ترجمہ نہیں ہو سکا

حضرت مرزا صاحب کا اصلی کام قرآن مجید کو دنیا میں پہنچانا تھا۔ اس کام کے لئے ان کی ہمت کمال گئی، ابتدا میں انھوں نے بڑا بلند دعوےٰ کیا تھا کہ ہر ماہ قرآن مجید کے ایک پارہ کی تفسیر کر کے ۳۰ ماہ میں یہ انگریزی تفسیر شائع کر دیں گے مگر آج تیس ماہ کی جگہ ۳۰ سال گذر گئے اور وہ کام نہ ہوا اور وہ قرآن مجید نہ چھپ سکا یہ بھی خواب میں ہی فرض کر لینا چاہیئے تھا کہ قرآن مجید چھپ گیا اور ساری دنیا میں پہنچ گیا۔

نوجوان زبانیں سیکھیں

لیکن آج میں آپ کے سامنے ایک بات رکھنا چاہتا ہوں اور پہلے بھی اس طرف توجہ دلا چکا ہوں کہ ہمارے نوجوان تھوڑا تھوڑا دوسری زبانوں کو سیکھنے کی کوشش کریں جن لوگوں نے کچھ علم دین حاصل کیا ہے یہی لوگ دوسری زبانوں میں اسلام اور قرآن مجید پہنچا سکتے ہیں۔

ہمارے ایک نوجوان دوست کا عزم

ہمارے ایک نوجوان دوست یہاں بیٹھے ہیں ان کا نام حمید اصغر ہے یہ ایک کالج میں لیکچرار ہیں۔ کچھ ان کو شوق ہے علم دین سیکھنے کا یہ کبھی کبھی میرے پاس استفادہ کے لئے آ جاتے ہیں، میں نے باتوں باتوں میں ان سے ذکر کیا کہ میرا خیال ہے کہ ہم جنگ کے بعد روس میں بھی قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر پہنچائیں، ان کے دل میں یہ زبردست خیال پیدا ہوا کہ وہ روسی زبان سیکھیں جو ڈھونڈے پاوے کی مثال ہے خدا نے ان کے لئے سامان کر دیا اور اب وہ یہ زبان سیکھ رہے ہیں۔

ہمارے نوجوان زبانیں سیکھ سکتے ہیں

اگر انسان کے دل میں تڑپ ہو تو انسان سب کچھ سیکھ لیتا ہے۔ ہمارے نوجوانوں کو ہمت نہیں ہارنی چاہیئے اگر ان میں سے ایک ایک زبان کو لے لے اگر وہ ہمت کریں گے تو دو تین سال میں اس زبان کے اندر مہارت حاصل کر لیں گے۔ بالخصوص وہ نوجوان جنہوں نے بی۔ اے ایم۔ اے پاس کیا ہے وہ دوسری زبانوں کو جلدی سیکھ سکتے ہیں۔

تراجم قرآن کی مستقل بنیاد

آپ کو معلوم ہے کہ گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ہم نے تراجم قرآن کے لئے ایک مستقل بنیاد رکھی ہے جس میں سے ایک لاکھ روپیہ ہو چکا ہے دو لاکھ انشاء اللہ ہو جائیگا۔

پانچ سال میں دس تراجم قرآن

میں دن رات اسی فکر میں ہوں کہ کس طرح یہ کام ہو، اب اس وقت کیفیت یہ ہے کہ چار زبانوں میں ترجمہ کرنے والے ہم کو مل گئے ہیں اور انتظام بھی ہو جائے گا خدا تعالےٰ کے فضل سے میرا یہ بڑا مضبوط ارادہ ہے کہ پانچ سال کے اندر اندر ہم پانچ ہندوستان کی زبانوں میں اور پانچ دوسری زبانوں میں جن میں سے شائد اکثر یورپ کی زبانیں ہوں گی، قرآن مجید کے تراجم تیار کر لیں اور مجھے یہ یقین ہے کہ انشاء اللہ چار پانچ سال کے اندر اندر یہ کام ہو جائے گا لیکن ان کے اخراجات کا میں نے اندازہ کیا ہے میرا خیال ہے کہ کوئی ایک لاکھ روپیہ ان تراجم کے کرنے پر خرچ ہو جائے گا۔

یہ کام ہو کر رہے گا

انشاء اللہ آدمی مل کر رہیں گے اور یہ کام ہوگا اور ہو کر رہے گا، چھوڑ دو ان خوابوں کو اس کام کو عملی جامہ پہنا کر دکھاؤ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اصل کام ہے۔

سامان مہیا ہوں گے

ان تراجم کی تیاری کے بعد ان کی طبع کے لئے مزید روپیہ کی ضرورت پڑے گی وہ روپیہ کہاں سے آئے گا وہ بھی انشاء اللہ آئے گا صرف یہ چیز تیار ہونی چاہیئے سامان خدا تعالےٰ کے فضل سے ضرور مہیا ہونگے کیا انگریزی ترجمۃ القرآن اور جرمن ترجمۃ القرآن کے متعلق ایسا نہیں ہوا۔ ترجمے تیار ہوئے تو ہمارے ہاتھ میں طبع کے لئے کچھ بھی نہ تھا مگر خدا نے سامان کر دیئے یہ پانچ سال ان تراجم کی تیاری پر صرف کرو۔

یہ کام آپ کا ہے

ان کے طبع کرانے پر دو اڑھائی لاکھ روپیہ کی ضرورت ہوگی وہ روپیہ بھی ضرور مہیا ہو جائیگا میرا اب آخری زمانہ ہے میں نہیں کہہ سکتا کہ کب تک مجھے مہلت دی جاتی ہے لیکن یہ کام آپ کا ہے اور آپ نے اسے کرنا ہے

خدا تعالےٰ کے حضور گرو

اگر اور کچھ نہ کر سکو تو خدا تعالےٰ کے حضور گرو اور اس کام کے لئے اللہ تعالےٰ کی نصرت طلب کرو مجھے خیال آتا ہے کہ وہ جھونپڑی جو آنحضرت صلعم نے میدان بدر میں بنوائی تھی اور اس میں ساری رات خدا تعالیٰ کے حضور گرے رہے اور دعا کرتے رہے خدا تعالےٰ نے آپ کی دعاؤں کو سنا اور آپ کو کامیابی عطا فرمائی تو کیا ہم اگر اسی درد کو لیکر خدا کے حضور گریں گے تو وہ ہماری مدد نہ کریگا وہ ضرور تمہاری مدد کرے گا یہ مت خیال کرو کہ خدا تعالےٰ ... انسان ناکام بھی ہوتا ہے اللہ تعالےٰ کے حضور گرو وہ ہر چیز پر قادر ہے وہ سب سامان مہیا کر دے گا۔ ایک طرف تیاری میں لگو تو دوسری طرف خدا تعالےٰ کے حضور گرو۔

لوگ کثرت سے آئیں گے

یہ تو صرف آئندہ پانچ سالوں میں دس زبانوں میں ہی قرآن مجید کے تراجم کا کام ہمارے پیش نظر ہیں۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہم میں سو آدمی مختلف زبانیں سیکھنے والے ہوں یہ کچھ مشکل نہیں ہے سو آدمی ہم میں سے نکل سکتے ہیں جب تم یہ کام کر کے دکھا دو گے تو لوگ کثرت کے ساتھ تمہاری طرف آئیں گے اور اس کام میں مدد دیں گے اور وہ چیز بھی تمہیں حاصل ہو جائے گی جو تم چاہتے ہو تمہاری جماعت بھی ترقی کرے گی یہ میری خواہش ہے کہ تم اس کے لئے کوشش کرو، زبانوں کو سیکھنے کے لئے اپنے آپ کو لگا دو۔

صرف زبانیں سیکھنا ہی کافی نہیں

لیکن اس کام کے لئے صرف زبان کا سیکھنا کافی نہیں اس کے لئے علم دین کی بھی ضرورت ہے۔ قرآن مجید پڑھنا اور سیکھنا بہت آسان ہے لیکن اس کو دنیا کے مسائل پر لگانا اور ان کا قرآنی نقطۂ نگاہ سے حل پیش کرنا مشکل کام ہے اپنی اپنی جگہ پر قرآن کریم کا باقاعدہ مطالعہ کرو پھر ایک رخصت کا دن اتوار لے لو جو مشکلات ہوں ان کے متعلق مجھ سے استفسار کرو، مولوی صدر الدین صاحب ہیں مولوی عبدالحق صاحب ہیں ان سے دریافت کرو۔

کیا سیکھنا ضروری ہے

قرآن مجید کا سیکھنا ضروری ہے کچھ حدیث کا علم ضروری ہے، کچھ تاریخ اسلام کا مطالعہ ضروری ہے اور ساتھ زبانوں کا سیکھنا بھی ضروری ہے۔ اگر تم اس کام کو کر دو گے تو میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ یہ کام دنیا اور آخرت میں تمہارے فائدہ کا موجب ہوگا اور اللہ تعالیٰ تمہیں ہر لحاظ سے ترقی دے گا۔

ارشاد امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔

(محمد علی)

اعلان

انجمن مندرجہ ذیل کتب دوبارہ چھپوانا چاہتی ہے۔ تجویز یہ ہے کہ جس تقطیع پر یہ کتب خود حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ میں شائع ہوئی تھیں اسی تقطیع پر اب شائع کی جائیں جن احباب کے پاس حضرت صاحب کے زمانہ کی کتابیں ہوں۔ وہ ایک ایک جلد مرکز میں عاریتاً بھجوا دیں تاکہ اس کے مطابق کتابت کرائی جائے۔

کتابیں یہ ہیں:- انجام آتھم، ازالہ اوہام، فتح اسلام۔ توضیح مرام۔ حمامۃ البشریٰ۔

محمد عبداللہ
جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

ضروری اعلان

چند ایک دوست اخبار پیغام صلح کو اپنے نام جاری کرانے کی استطاعت نہیں رکھتے اور وہ اس کے مطالعہ کی از حد خواہش رکھتے ہیں۔ ان کے نام کوئی صاحب پرچہ جاری کرا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

جنرل سیکرٹری

"شان مصلح موعود"

مصنفہ جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری

محترم شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے کچھ عرصہ ہوا ایک کتاب "شان مصلح موعود" لکھی تھی جس میں آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی درباره مصلح موعود کو نہایت تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور قطعی دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے کہ اس پیش گوئی کا مصداق حضرت مسیح موعود کی موجودہ اولاد میں سے کوئی شخص نہیں موجودہ حالات کے پیش نظر احباب سلسلہ کو چاہیئے کہ اس کتاب کو خود بھی مطالعہ فرمائیں اور قادیانی احباب کو بھی مطالعہ کرنے کے لئے دیں قیمت ۱/

یہ کتاب دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگس لاہور سے دستیاب ہو سکتی ہے

نام کی صحت

۲ر فروری کے پیغام صلح میں نو مبائعین کی جو فہرست شائع ہوئی تھی اس میں راہ لپنڈی کے ایک دوست کا نام حکیم محمد احمد خان صاحب لکھا گیا ہے دراصل نام حکیم محمد رحیم خان صاحب ہے۔

پیغام صلح
جلد ۳۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۷ صفر ۱۳۶۳ھ | نمبر ۸

روحانی قوت سے غلبۂ اسلام

اسلام فلسفۂ جدیدہ پر فتح حاصل کرے گا

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غلبۂ اسلام اور اسلام کے روحانی اقبال کے متعلق نہایت واضح الفاظ میں پیشگوئی فرمائی ہے اور ساتھ یہ بھی حضور کا ارشاد موجود ہے کہ یہ زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے اور اسلام اس روحانی حربہ سے فتح پائے گا جیسا کہ حضور فرماتے ہیں:-

"یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے جیسا کہ وہ پہلے کسی وقت میں ظاہری طاقت دکھلا چکا ہے۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں بھی دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا۔ اور اسلام فتح پائے گا حال کے علوم جدیدہ کیسے ہی زور آور حملے کریں، کیسے ہی نئے نئے ہتھیاروں کے ساتھ چڑھ چڑھ آویں مگر انجام کار ان کے لئے ہزیمت ہے میں شکر نعمت کے طور پر کہتا ہوں کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھے علم دیا گیا ہے جس علم کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملوں سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دے گا۔۔ اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کچھ بھی اندیشہ نہیں ۔۔۔۔ اس کے اقبال کے دن قریب ہیں میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی۔"
(آئینہ کمالات اسلام ص ۱۹۸)

حضرت اقدس علیہ السلام کی اس مندرجہ بالا پیشگوئی سے واضح ہوتا ہے کہ اس زبردست کشمکش کے بعد اسلام فتح پائے گا اور کامران ہوگا اور اسلامی اقبال اور غلبۂ روحانی ہوگا۔ یعنی حضرت بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ اسلام کے ایک روحانی غلبہ کے علمبردار ہیں، اور تحریک احمدیت اسلام کی شان جمالی اور زبردست روحانی تحریک کی آئینہ دار ہے۔ یہ تحریک دنیا میں ایک زبردست روحانی اور اسلامی انقلاب پیدا کرنا چاہتی ہے اور اس کے لئے پیہم اور مسلسل کوششوں اور مساعی کو بروئے کار لانا چاہتی ہے، وہ کوششیں بہت متنوع ہیں اور موجودہ حالات کے پیش نظر بہت پھیلی ہوئی ہیں۔ احمدی مجاہدین کا میدان نظر بہت وسیع ہونا چاہیئے حضرت مسیح موعود نے اپنی قلبی قوت سے موجودہ دور کا تجزیہ فرمایا ہے۔ مادی قوتوں کا مقابلہ روحانی قوت سے ہو سکتا ہے اور اسلام کی روحانی قوت سے دشمن شکست کھائے گا۔ اس دجالیت سے مقابلہ کے لئے ایک زبردست روحانی سیرت اور کردار کی ضرورت ہے قرآن مجید کو دنیا میں پھیلانے کی ضرورت ہے اور فلسفۂ جدیدہ کا مطالعہ کر کے ان علوم مخالفہ کی جہالتوں کو ثابت کرنے کی ضرورت ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"کہ اسلام کی اعلیٰ طاقتوں کا مجھے علم دیا گیا ہے جس کی رو سے میں کہہ سکتا ہوں کہ اسلام نہ صرف فلسفۂ جدیدہ کے حملوں سے اپنے تئیں بچائے گا بلکہ حال کے علوم مخالفہ کی جہالتیں ثابت کر دے گا اسلام کی سلطنت کو ان چڑھائیوں سے کوئی بھی اندیشہ نہیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ اس کے اقبال کے دن قریب ہیں میں دیکھتا ہوں کہ آسمان پر اس کی فتح کے نشان نمودار ہیں یہ اقبال روحانی ہے اور فتح بھی روحانی"

واقعی موجودہ زمانہ کی نوعیت کے لحاظ سے آج اسلام کو اپنے اثر و نفوذ اور تبلیغ و اشاعت کے لئے نہ کسی حکومت کی ضرورت ہے نہ کسی فوجی طاقت کی ضرورت ہے دنیا پر خیالات حکومت کر رہے ہیں فلسفۂ حیات حکومت کر رہے ہیں علوم سے حکومت کی جا رہی ہے وہ احمدی دوست جن کا نظر بلیغ ہے انہیں چاہیئے کہ وہ فلسفۂ جدیدہ کو جو دور حاضر کا پس منظر ہے نظر غائر سے مطالعہ کریں اور ان کا مطالعہ کرنے کے بعد اور مغربی اقوام کی فطرت اور نفسیات سمجھنے کے بعد قرآن مجید کو موجودہ حالات پر منطبق کریں اور مغربی اقوام کو قرآن اور اسلامی فلسفۂ حیات سے آگاہ کریں کیونکہ آج ان اقوام کی رستگاری صرف اسلام اور قرآن مجید سے وابستہ ہے اور مشرقی اقوام بھی جو ثقافتی تمدنی، علمی و معاشرتی لحاظ سے مغرب کے زیر اثر ہیں اور علوم جدیدہ سے مرعوب ہیں ان کی بہبودی بھی صرف قرآن مجید پر عمل پیرا ہونے میں ہے لیکن یہ کام اس وقت ہو سکتا ہے کہ ایسے سرفروش مجاہدین میدان میں نکلیں جو اپنی زندگیوں کو اس راستہ میں وقف کریں مغربی زبانوں کا مطالعہ کریں مغربی فلسفہ اور علوم کا مطالعہ کریں اور ان وجوہ کا مطالعہ کریں جو مغرب کی موجودہ آویزش کے عقب میں کارفرما ہیں اور ان کا مطالعہ کرنے کے بعد قرآن مجید کو اور قرآنی فلسفہ کو دنیا میں پیش کریں جہالت کا اگر ایک بہت بڑا حصہ خواب و خیال میں الجھ کر رہ گیا ہے امانی کا شکار ہو گیا ہے یا طلسم سامری سے مسحور ہے تو پرواہ نہیں کیونکہ مشیت الٰہی نے انہیں لائق اعتنا ہی خیال نہیں کیا۔ تم ایک مظفر و منصور جرنیل کی فوج ہو تم سے خطاب ہے، تم کشف والی پنجہزاری فوج ہو تم سے خطاب ہے۔ لیکن خوب یاد رکھو سپاہی ہر دفعہ میدان میں نکلنے سے پیشتر اپنے اسلحہ اور دشمن کی طاقت کا اندازہ کر لیا کرتا ہے تمہارے اسلحہ اسلامی سیرت اور قرآن مجید ہیں اور دشمن کی طاقت علوم جدیدہ ہیں ان سے نبرد آزما ہو اور یہ بھی یاد رکھو یہ جہاد یہ کوشش اور مساعی کسی خاص زمانہ اور کسی خاص مکان کے متعلق نہیں ہیں اس خالص اسلامی تحریک کا جہاد اس وقت تک دنیا میں جاری رہے گا جب تک وہ مذکورہ بالا روحانی غلبہ رونما ہو اور دنیا کی اقوام خواہ وہ سیاہ ہوں یا سفید حلقہ بگوش اسلام ہوں اور اسلام کے اخلاق اور روحانی نظام کو تسلیم کریں اور کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار کریں، نسلاً بعد نسل لوگ اس خالص روحانی تحریک میں شامل ہوں گے اور دنیا کی طاغوتی اور دجالی قوتوں کے خلاف جہاد کریں گے اور اپنے استقلال صبر اور شکیب سے اور اپنی اخلاقی سطوت اور روحانی شوکت سے اکناف عالم کے مادی اور غیر آئینی مرکزوں میں جرأت اور بہادری کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کو پہنچائیں گے اور اس راستہ میں ہر قسم کی جسمانی مالی اور جانی مشکلات کو خندہ جبینی کے ساتھ برداشت کریں گے اور یہ خواہش اور توقع ہرگز نہیں کریں گے کہ انہیں قرآن خدمات و مساعی کے نتیجہ میں کامیابی اور کامرانی عطا کی جائے بلکہ وہ روحانی جہاد صرف اسلئے کریں گے کیونکہ انہیں ایسا کرنے کا حکم ہے اور کامیابی اور ناکامی تو خدا تعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ وہ جب چاہتا ہے کامیابی عطا کرتا ہے اور ایک مومن اور مسلمان کے لئے کیا یہ مسرت کم ہے کہ وہ اپنے خدا اور رسول کے حکم پر بغیر چون و چرا نقد زیست پیش کرتا ہے۔ اور اس کے عوض کسی انعام اور صلہ کا طالب نہیں ہوتا۔

سو تحریک احمدیت صبر و استقلال ہمت روحانی جہاد علمی جہاد ایسی اعلیٰ خصوصیات کی حامل ہے آج سواد اسلامی میں جماعت احمدیہ جیسا خلوص و ایثار رکھنے والی اور اعلائے کلمۃ الحق کرنے والی جماعت کہاں ہے؟ ایسی جماعت کہاں ہے جس کا مطمع نگاہ صرف اور صرف اشاعت اسلام اور غلبۂ اسلام ہو اور وہ دنیا کو تمام سیاسی، مادی اور اشتراکی تحریکوں سے قطع نظر کر کے صرف اشاعت اسلام اور تبلیغ قرآن پر اپنی ساری قوتوں کو صرف کر رہی ہو۔ جماعت احمدیہ لاہور کا غلبۂ اسلام کے متعلق حضرت بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی پیشگوئی اور ارشاد کے مطابق یہی ایمان اور مطمع نگاہ رہے گا کہ یہ اسلام کی روحانی فتح کا زمانہ ہے اور اسلام یقیناً بیقیناً فتح پائے گا۔

اوراس کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کر رہے ہیں اور جناب میاں صاحب کے صحیح معتقدوں اور مسطورہ غلط [illegible]

مسلم ہائی سکول لاہور میں

الوداعی پارٹی

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا طلباء مسلم ہائی سکول سے خطاب

مورخہ ۱۸ فروری ۱۹۴۴ء کو مسلم ہائی سکول لاہور کے جماعت نہم کے طلباء نے جماعت دہم کے طلباء کو الوداعی پارٹی دی جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ، حضرت مولانا عزیز بخش صاحب محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری جناب ڈاکٹر طفیل حسین صاحب جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب، جناب ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب، جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب بھی مدعو تھے۔ چائے نوشی کے بعد تلاوت قرآن مجید کی گئی اور چند جماعت نہم کے طلباء نے جماعت دہم کے طلباء کو الوداع کہتے ہوئے اپنے نہایت پاکیزہ خیالات کا اظہار کیا اور دوسری طرف سے ایک طالب علم نے جواب دیا اور اپنے جذبات کا اظہار کیا طلباء کے بعد جناب مولینا یعقوب خاں صاحب ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور نے طلباء کو نہایت قیمتی نصائح کیں اور مسلم ہائی سکول کے اساتذہ اور طلباء کی تعلیمی اور امتیازی خصوصیات کو بیان فرمایا۔ ہیڈ ماسٹر صاحب کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے طلباء سے خطاب فرمایا حضرت ممدوح نے فرمایا بچو اب تم سکول سے رخصت ہو رہے ہو لیکن رخصت ہوتے ہوئے اپنے قلب میں اس جذبہ کو لیکر جاؤ کہ تم قرآن مجید کو ہمیشہ زیر مطالعہ رکھو گے یعنی قرآن مجید سے زندہ تعلق رکھو گے اور دوسرے خواہ کوئی مسلمان ہو یا غیر مسلم اس تک کلمۂ حق پہنچاؤ گے یاد رکھو اسلام ایک شاندار مذہب ہے سب دنیا کی مشکلات کا حل اس میں ہے اس نعمت کو دوسروں تک پہنچاؤ امید ہے تم میری ان نصائح کو پیش نظر رکھو گے اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے بچوں کے لئے دعا فرمائی اور مجلس تمام ہوئی۔

محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کے لیکچر

مورخہ ۱۵ و ۲۰ فروری ۱۹۴۴ء کو بعد از نماز مغرب محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے ظہور مصلح موعود اور جناب خلیفۂ قادیان کے موضوع پر مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نہایت بصیرت افروز علمی اور فاضلانہ لیکچر دیئے آپکے لیکچر بہت پسند کئے گئے اور اجلاس بہت با رونق رہے لاہور کے دوست کثرت سے لیکچروں میں شامل ہوئے۔ مورخہ ۲۸ فروری کو بھی ان کا ایک لیکچر اسی موضوع پر ہو رہا ہے مرکزی احباب کو چاہیئے کہ وہ اپنے قادیانی دوستوں کو بھی ان لیکچروں میں شمولیت کی دعوت دیں موجودہ حالات کے پیش نظر ان لیکچروں کی افادیت میری تشریح کی منت کش نہیں۔ جناب شیخ صاحب موصوف جس طرح سے اس پیشگوئی کی تشریح فرماتے ہیں

قتل غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

{از حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم مغفور}

قسط نمبر ۶

۲۔ کتاب اقدس صفحہ ۱۱۳ پر فرماتے ہیں

انا لھو الذی سمی فی التوراۃ بیھود الاوفی الانجیل بروح الحق وفی الفرقان بالنباء العظیم۔ بیشک یہی وہ ظہور ہے جس کا نام تورات میں یہوواہ ہے اور انجیل میں روح حق ہے اور قرآن میں "نباء عظیم" ہے۔ تورات میں یہواہ خدا کا نام ہے اور قرآن میں نباء عظیم قیامت کا نام ہے، اور قیامت میں جس کی آمد ہوگی وہ خدا کی ہے اور یوحنا باب ۱۶ میں روح حق کی آمد کی پیشگوئی مذکور ہے۔ روح حق بزعم عیسائیاں فارقلیط کا ترجمہ ہے اور یہ ترجمہ روح حق اسی لئے کیا گیا تھا کہ ایک مشتبہ لفظ سے روح القدس مراد لیکر جو خدائی تثلیث کا ایک اقنوم ہے حواریوں پر روح القدس کے نزول کے رنگ میں اس پیشگوئی کو پورا کر لیا جائے بہاء اللہ صاحب نے اسی مشتبہ لفظ سے فائدہ اٹھا کر اپنی خدائی کو تورات، انجیل اور قرآن تینوں سے نکالنے کی کوشش کی۔ تورات اور قرآن سے ناحق زبردستی کے طور پر اور انجیل سے ایک متشابہ لفظ کی بناء پر۔ مگر اس سے یہ امر صاف ہوگیا کہ بہاء اللہ کا دعوے روح حق ہونے کا تھا۔ جو مسیح کے بعد آنے کو تھی۔ خود مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئی کا مصداق ہونے کا تھا۔ یہ ہندوستان کے بہائیوں کی اپنی چالاکی ہے جو وہ زبردستی مسیح موعود ہونے کا دعوے بہاء اللہ صاحب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حدیثوں میں جس مسیح موعود کے آنے کی پیشگوئی ہے۔ اس کا مصداق بننا تو بہت دور رہا۔ بہاء اللہ صاحب تو مسیح کی آمد ثانی کی انجیل والی پیشگوئی کا بھی اپنے آپ کو مصداق قرار نہیں دیتے۔ ہاں انجیل کی روح حق کی آمد کی پیشگوئی کا ضرور اپنے آپ کو مصداق قرار دیا ہے جو مسیح موعود کی پیشگوئی سے بالکل جُدا پیشگوئی ہے۔

ایک قابلِ غور بات

اب ایک اور بات قابل غور ہے وہ یہ کہ حدیث شریف میں مسیح موعود کا بڑا بھاری کام کسر صلیب بیان ہوا ہے یعنی مسیحیت کے باطل عقائد الوہیت مسیح اور کفارہ کا جن پر اس کی بناء ہے رد کرنا اس کا خاص کام ہوگا۔ چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے جس خوبی سے مسیح کی الوہیت کو رد کیا اور کفارہ کے عقیدہ کو باطل ثابت کیا وہ ان کا ایک شاندار ہے۔ انھوں نے ثابت کر کے دکھایا کہ خدا کا ایک انسان کے جسم میں اوتار بن کر آنا اللہ تعالےٰ کی شان کی سخت ہتک اور اس کی صفات اور معرفت سے پرلے درجہ کی بے خبری ہے اور آپ نے نہ صرف کفارہ کے عقیدہ کی لغویت ثابت کی بلکہ یہ بھی ثابت کر کے دکھا دیا کہ مسیح صلیب پر نہیں مرا۔ برعکس اس کے وہ وہاں سے زندہ اتر آیا اور بعد میں اپنی طبعی موت سے مرگیا اور اس کا زندہ آسمان پر چڑھنا ایک خیال خام ہے۔ ان دلائل کے ساتھ آپ نے صلیب کو ہمیشہ کے لئے توڑ دیا۔

بہاء اللہ نے کسر صلیب کی بجائے صلیب کو مضبوط کیا

مگر برخلاف اس کے بہاء اللہ صاحب نے کسر صلیب کیا کرنی تھی۔ خود مسیحیوں کے عقیدہ الوہیت فی المسیح کی اپنے دعوے سے تائید کر کے صلیب کو مضبوط کر دیا۔ یعنی خود بھی وہ دعوی کر دیا جو عیسائی آفتاب پرستوں کی تقلید میں حضرت مسیح کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ خدا ان کے وجود میں دنیا میں آیا تھا اور وہ اسلئے آیا تھا کہ وہ اہل عالم کے گناہوں کے بدلہ میں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھا کر ان کے گناہوں کا کفارہ ہو۔

بہاء اللہ اور عقیدہ کفارہ

بعینہ یہی عقیدہ بہاء اللہ صاحب نے پیش کر کے مسیحیت کے غلط عقیدہ کفارہ کی بھی تصدیق کی۔ چنانچہ بہاء اللہ صاحب کا یہ ارشاد اپنے متعلق قابل غور ہے۔ فرماتے ہیں:۔

شھد اللہ انہ لا الہ الا ھو الذی ینطق فی السجن اعظم انہ لخالق الاشیاء وموجد الاسماء قد حمل البلایا لاحیاء العالم۔ (کتاب اقدس صفحہ ۲۳) گواہی دیتا ہے اللہ کہ بے شک کوئی معبود نہیں سوائے اس کے اور وہ بولتا ہے قید خانہ اعظم میں۔ بیشک وہ تمام چیزوں کا خالق ہے اور تمام ناموں کو وجود میں لانیوالا ہے۔ بیشک اس نے یہ تمام مصیبتیں اٹھائی ہیں تاکہ اہل عالم زندہ ہوں" دیکھ لیجئے وہ خدا جو تمام چیزوں کا خالق ہے اور تمام اسماء کو وجود میں لانے والا ہے وہ اہل عالم کی ابدی زندگی اور نجات کے لئے ہر قسم کی مصیبتیں اٹھا رہا ہے۔ یہ وجہ جو بہاء اللہ صاحب نے اپنے قید ہونے اور طرح طرح کی مصیبتیں اٹھانے کی بیان کی ہے وہی ہے جو عیسائی [illegible] اور دکھوں کی بیان کرتے ہیں۔ یعنی وہ بھی یہی کہتے ہیں کہ خدا نے اہل عالم کو نجات دلانے اور انہیں ابدی زندگی بخشنے کے لئے یہ سب تکلیفیں اٹھائی تھیں اور یہی وہ کفارہ کا عقیدہ ہے جس پر موجودہ مسیحیت کی بناء ہے اور جس کی تائید کر کے بہاء اللہ صاحب نے دراصل بہائیت کو مسیحیت کا مثنٰی بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔

مسیح کے زندہ آسمان پر چڑھنے کا عقیدہ

علاوہ ازیں ان کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ مسیح آسمان پر چڑھ گیا اور جس کی طرف چڑھا۔ وہ خود بہاء اللہ صاحب بنفس نفیس تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:۔

انی انا السماء التی صعد الیھا ابن مریم۔ بیشک میں ہوں وہ آسمان جس کی طرف چڑھا ابن مریم (کتاب اقدس صفحہ ۲۲)

"خدا باپ اور خدا بیٹا"

یہاں سماء کے پردے میں "خدا باپ" ہونے کا دعوے ہے۔ کیونکہ انجیل میں تو یہ لکھا ہے کہ وہ خدا باپ کی طرف چڑھا اور اس کے دائیں ہاتھ پر بیٹھا اور قرآن شریف میں رفع الی اللہ ہے کہ اللہ کی طرف چڑھا اور یہاں بہاء اللہ صاحب فرما رہے ہیں کہ میں وہ آسمان ہوں جس کی طرف ابن مریم چڑھا۔ پس خدا باپ کی جگہ آسمان کہکر ایک پردہ سا درمیان میں رکھ لیا۔ ورنہ مظہر الوہیت کا بیجان آسمان ہونا کیا معنی رکھتا ہے مطلب یہی کہ جس آسمان کی طرف مسیح چڑھا تھا۔ وہ دراصل جناب بہاء اللہ صاحب تھے جو عالم اجسام میں مظہر الوہیت ہیں تو آسمان پر خود خدا باپ تھے جن کی طرف خدا بیٹا چڑھا تھا۔ چنانچہ یہی وجہ تھی جو ڈاکٹر خیر اللہ نے امریکہ میں بہاء اللہ صاحب کا دعوے "خدا باپ" ہونے کا پیش کیا اور انھوں نے نہایت صفائی سے انسانوں کے توالد و تناسل کے سلسلہ کو مد نظر رکھتے ہوئے عباس آفندی بہاء اللہ صاحب کے بیٹے کو "خدا بیٹا" یعنی مسیح بناکر پیش کر دیا۔ اور شکر ہے کہ "خدا بیٹا" یعنی مسیح ہونے کے مدعی کی تاریخ ۱۸۹۲ء ہے جو حضرت مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت کے دو برس بعد کی ہے۔

بہائی مشنریوں کی چالاکی

اور مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مدعی سست اور گواہ چست والا معاملہ ہے۔ یہ سب ڈاکٹر خیر اللہ ہی کی چستی اور چالاکی تھی جو امریکہ میں مسیحیوں کے آگے عباس آفندی صاحب کو مسیح بناکر پیش کر دیا۔ ورنہ عباس آفندی بیچارہ لندن کی سیروں تماشوں میں منہمک تھا، اسے مسیحیت کے دعوے سے کیا واسطہ، ہندوستان میں جو احمدیوں کے آگے بہائی مشنریوں نے بہاء اللہ صاحب کو مسیح موعود بناکر پیش کر دیا۔ یہ بھی وہی گواہ چست مدعی سست والا معاملہ ہے۔ بہاء اللہ صاحب کے "خدا باپ" ہونے کا دعوے تو مذکورہ بالا حوالہ سے مترشح ہوتا ہے۔ مگر یہ "خدا بیٹے" یعنی مسیح ہونے کا دعوے بہاء اللہ صاحب کی طرف منسوب کرنا تو ناحق کی دھینگا دھینگی ہے اور غریب احمدیوں کو چکر میں ڈالنے کی غرض سے ہے ورنہ اسکی حقیقت کوئی نہیں۔

بہائیوں کا پُر فریب طریق تبلیغ

اصل میں بات یہ ہے کہ جس مذہب کا اصول تبلیغ یہ ہو کہ ہر ایک مذہب والے کے ساتھ اسی کے خیالات کی تصدیق کر لیا کرو اور اس معاملہ میں جتنا بھی تقیہ کرو کم ہے ایسے مذہب والے جو کچھ بھی غلط سلط اصل حقیقت کی شکل کو بگاڑ کر اپنا مذہب جو پیش کریں کم ہے اور بہائیوں میں سنا گیا ہے کہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ابتداء میں نئے مرید کو فریمیسنوں کی طرح اصل عقاید سے بالکل بے خبر رکھا جاتا ہے رفتہ رفتہ جس جس طرح اس کی ذہنیت بدلتی جاتی ہے اور وہ عقائد میں پختہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ بہائی مذہب کی اصل حقیقت اور عقائد پر سے اس کے لئے پردے اٹھائے جاتے ہیں۔

پروفیسر براؤن انجہانی کی شہادت

پروفیسر براؤن جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی میں لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ شیراز میں بابیوں سے باب اور بہاء اللہ اور دوسرے اوتاروں کی خدائی پر میری بحث ہوئی تھی تو ایک اور شخص نے کچھ تشریح کرنی چاہی تو بابی مناظر نے یہ کہکر اسے روک دیا کہ "ہنوز پختہ نشدہ است"۔ یعنی ابھی ان باتوں کا موقعہ نہیں مخاطب ابھی پختہ نہیں ہوا ہے جب پختہ ہو جائے گا تب اصل عقائد پر سے پردہ اٹھایا جائے گا۔

طالبانِ حق کو مشورہ کتاب اقدس کو پڑھو

پس میں ہر ایک طالب حق سے یہ عرض کروں گا کہ بہائی مذہب کی اگر تحقیقات کرنا چاہتے ہو تو ان کی مختلف کتابوں کی بھول بھلیاں میں نہ پڑھو۔ بلکہ ان کی آسمانی کتاب، کتاب اقدس کا مطالعہ کرو۔ پڑھ کر انشاء اللہ تعالےٰ طبیعت سیر ہو جائے گی۔ آخر یہ کیا وجہ ہے کہ بہائی اپنی آسمانی کتاب، کتاب اقدس کو عیب کی طرح چھپاتے پھرتے ہیں۔ غضب خدا کا قرآن کریم جیسی مشہور اور منشور کتاب کی ناسخ ایک کتاب آتی ہے اور وہ کونوں اور گوشوں میں چھپتی پھرتی ہے۔ اس میں کوئی علم و حکمت ہوتا۔ تو وہ مرد میدان بن کر سامنے آتی اور اپنی شان کو اپنے وجود سے دکھاتی نہ کہ اسکا گوشۂ گمنامی میں غائب رہنا اور خود اس کے ماننے والوں کا اسے چھپاتے پھرنا اور کسی کو نہ دکھانا خدا کے اس قانون کو ظاہر کرتا ہے کہ آفتاب کی موجودگی میں چمگادڑ باہر نہیں نکل سکتی اور یہ کہ اس کے ماننے والے خود بھی اس کی کمزوری سے واقف ہیں۔

راولپنڈی کا ایک واقعہ

ایک دفعہ راولپنڈی میں میرے ایک دوست

کلیات آریہ مسافر پڑھکر آریہ ہونے لگے تو میں نے انکو کہا کہ شدھی ہونے سے قبل ویدوں کو پڑھ لو یا کم سے کم سن تو لو۔ قرآن کو چھوڑ کر وید کو لیتے ہو تو ویدوں کو دیکھ تو لو کہ ان میں رکھا کیا ہے یہ کیا کہ دیکھا نہ بھالا صدقہ گئی خالہ۔ پس آریوں سے وید سنو۔ ہم سے قرآن سنو۔ پھر فیصلہ کرو۔ میری یہ بات ان کے دل پر اثر کر گئی۔ آریہ سماج میں جاکر کہنے لگے کہ مجھے پہلے وید سناؤ۔ انھوں نے انکار کر دیا۔ اور کہدیا کہ ہم میں سے کوئی بھی وید نہیں جانتا۔ انھوں نے کہا کہ وید جاننے والے کو بلاؤ۔ مگر کس نے بلانا تھا نہ بلایا وہ واپس چلے آئے مجھ سے ذکر کیا میں نے کہا وید میں کچھ علم و حکمت ہوتا تو وہ ضرور تمہیں سناتے بلکہ اس کا ترجمہ کر کے تمام دنیا میں بڑی کثرت سے مشتہر کرتے لیکن ان کا اس کتاب کو مخفی رکھنا ہی بتلاتا ہے کہ یہ بلند بانگ دعویٰ در باطن ہیچ ہے۔ خیر خدا نے کیا وہ ہمارے دوست قرآن سن سن کر نئے سرے سے دل سے مسلمان ہوئے اور احمدی بھی ہو گئے۔

بہائی کتاب "البیان" اور "کتاب اقدس" کو چھپا کر کیوں رکھتے ہیں؟

یہی حال یہاں ہے۔ آخر یہ کیا راز ہے کہ بہائی تو دکتابیں لکھ لکھ کر گھر پورا کرتے ہیں لیکن نہ البیان دکھاتے ہیں نہ کتاب اقدس کو باہر لا سکتے ہیں۔ کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے۔ ہمارے حضرت اقدس مرزا صاحب مرحوم ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ تم اپنی آسمانی کتاب لیکر مقابل پر آؤ۔ اگر کوئی دعویٰ پیش کرتے ہو تو اس سے کرو۔ اگر کوئی دلیل دیتے ہو تو اس سے دو۔ وہ خدا کی کامل کتاب ہی کیا ہوئی کہ دعوے تو خود کرے اور دلیل کے لئے اپنے مریدوں کا منہ تکے۔ مگر بہائی تو نہ دعویٰ کے لئے نہ دلیل کے لئے کسی امر کے لئے بھی کتاب اقدس کو باہر نہیں نکالتے تو وہ ہے کس مرض کی دوا۔ اندر خانے چھپا کر رکھنے کے لئے ایسی کتاب خدا کی کتاب نہیں ہو سکتی اگر دعوے خدا کی کتاب ہونے کا ہے تو اسے باہر نکالو۔ لیکن اس دن تقیہ کا یہ سارا طلسم ٹوٹ کر رہ جائے گا اور مجوبوں کی نظر سے پردہ اٹھکر حقیقت سامنے آجائے گی

مقابلہ قرآن کریم اور کتاب اقدس کا ہے

میں لکھ چکا ہوں کہ کتاب اقدس بہائیوں کی آسمانی کتاب اور شریعت کی کتاب ہے جسے ناسخ قرآن کہا جاتا ہے۔ اس لئے ایک بہائی اور ایک مسلمان میں اگر مقابلہ ہے تو قرآن اور کتاب اقدس کا ہے۔ پس جو قرآن کو چھوڑ کر کتاب اقدس کو اختیار کرتا ہے چاہیئے کہ وہ ان دونوں کتابوں کو بالمقابل رکھکر مقابلہ کرے اور ایک بہائی کا فرض ہے کہ وہ اپنا اگر کوئی عقیدہ پیش کرے تو کتاب اقدس سے پیش کرے۔ ایسا کوئی عقیدہ بہائیت کا عقیدہ نہیں کہلا سکتا جو کتاب اقدس میں مذکور نہیں اور وہ کتاب کامل ہی کہاں رہی جو اپنے مریدوں کو عقاید بھی پوری طرح نہیں سکھاتی

ناسخ کتاب کے نازل کرنے کے وجوہ

قرآن کریم تو فرماتا ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا (البقرہ) کہ ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے یا ذہن سے اس کو اتار نہیں دیتے مگر اس سے بہتر لے آتے ہیں یا اس جیسی لے آتے ہیں۔ یعنی جب ہم کوئی نئی کتاب پہلی کتاب کی ناسخ نازل فرماتے ہیں تو اس کی دو وجہ ہوتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ بعض احکام جو پہلی کتاب میں تھے اس سے بہتر احکام نازل فرمانا مقصود خاطر ہوتا ہے اور دوسری وجہ یہ کہ بعض احکام ایسے ہوتے ہیں جو امتداد زمانہ سے مٹ جاتے ہیں یا لوگوں کو فراموش ہو جاتے ہیں ان کو از سر نو وجود میں لانا اور لوگوں کو یاد دلانا مد نظر ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم جب نازل ہوا تو اس نے یہی کہا کہ ایک تو پہلی آسمانی کتابوں کے احکام سے جن کی حیثیت قومی اور مقامی تھی بہتر احکام عطا فرمائے جو تمام قوموں اور تمام زمانوں کے لئے موزوں اور مناسب حال تھے اور دوسرے ان صداقتوں کو از سر نو زندہ کیا جن کا کتاب الٰہی میں باقی رہنا ضروری تھا جو امتداد زمانہ سے مٹ گئی تھیں یا ان کی اصلی شکل بگڑ گئی تھی۔

بہائی حضرات کتاب اقدس سے باہر نہ جائیں

اب اگر کتاب اقدس ناسخ قرآن ہے تو ضروری ہے کہ وہ قرآن سے بہتر اصول اور احکام سکھائے اور اس کی شان تکمیل قرآن کریم سے بہتر ہونی چاہیئے۔ چونکہ قرآن کریم ایک محفوظ کتاب ہے اسلئے دوسری کتاب کا اس جیسی آنا تو ایک تحصیل حاصل امر ہے چاہیئے کہ اب وہ جو کچھ لائے اس سے بہتر لائے ورنہ پھر اس نئی کتاب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ پس اگر کتاب اقدس اپنے عقاید بھی پوری طرح کھول کر نہ بتا سکے تو اس کی ساری حیثیت ہی خاک میں مل جاتی ہے۔ اس نے ناسخ کیا ہونا ہے وہ تو بجائے خود ایک کامل کتاب بھی نہیں رہی۔ لہٰذا ضروری ہے کہ کوئی بہائی صاحب جواب دیتے وقت کتاب اقدس سے باہر نہ جائیں۔ ورنہ اس کے معنی یہ سمجھے جائیں گے کہ کتاب اقدس ایک ناقص کتاب ہے۔

ایک آسان اور فیصلہ کن تجویز

بلکہ میں تو یہاں تک چاہتا ہوں کہ کوئی بہائی صاحب احمدیہ بلڈنگس میں آکر ہمیں کتاب اقدس کا درس دیا کریں تاکہ ہمیں پتہ تو لگے کہ قرآن کو ہم سے چھڑا کر وہ ہمیں دیتے کیا ہیں۔ کئی برس ہوئے میں نے دہلی میں محفوظ الحق علمی صاحب سے بھی یہی عرض کیا تھا کہ ایک دن ہم قرآن کریم کا درس دیں گے اور سب بہائی سنیں اور ایک دن وہ کتاب اقدس کا درس کریں اور ہم سب احمدی سنیں گے۔ اور اس کے لئے ہماری انجمن کا مکان وقف ہوگا۔ لیکن وہ دو دن ہمارے درس قرآن میں آئے اور کتاب اقدس کا درس کرنے سے انکار کر دیا اور پھر نہ آئے۔ آج پھر میں یہی درخواست بہائی صاحبان کی خدمت میں دہراتا ہوں کہ ان تازہ بہائی بزرگ کو احمدیہ بلڈنگس بھیجدیں جو قرآن کے عالم بھی ہیں۔ قرآن کو چھوڑ کر جو کتاب اقدس کو اختیار کیا ہے تو انکا فرق وہ اچھی طرح جانتے ہونگے۔ وہ احمدیہ بلڈنگس[1] میں کتاب اقدس سنائیں۔ ایک دن وہ کتاب اقدس کا درس کریں ہم سنیں گے۔ اور ایک دن انشاءاللہ تعالیٰ قرآن کریم کا ہم درس کریں گے۔ سب بہائی سنیں۔ دونوں کتابوں کا فرق خود نظر آجائے گا۔ سالہا سال وہ بزرگ قرآن کریم کا درس کرتے رہے ہیں۔ اب ہمیں احمدیہ بلڈنگس میں چند مہینے ہی کتاب الاقدس کا درس سنا جائیں۔ آخر اپنے مذہب کی تبلیغ کے لئے بہائی مشنری امریکہ پہنچے تو احمدیہ بلڈنگس تو ایسا کچھ دور نہیں۔

تقیہ کیساتھ تبلیغ اہل حق کا شیوہ نہیں

چھپ چھپ کر نوجوانوں کے کان بھرتے پھرنا اور تقیہ کے ساتھ تبلیغ کرتے پھرنا اس شخص کا کام نہیں ہوا کرتا جو اپنے ہاتھ میں حق رکھتا ہے۔ مجھے تو حضرت اقدس مرزا صاحب کا شعر اس وقت یاد آگیا کیا خوب فرماتے ہیں

> بکار دیں نہ ترسم از جہانے
> کہ دارم رنگ ایمان محمد
> چہ ہیبت ہا بدادند ایں جواں را
> کہ ناید کس بمیدان محمد

یاد رہے کہ درس کرنیوالے بزرگ کا فرض ہوگا کہ اپنی کتاب کے مضمون سے باہر نہ جائیں ہم نے کتاب اقدس سننی ہے۔ ان کے اپنے ایجاد کردہ خیالات سننے منظور نہیں۔

کتاب اقدس کی تعلیم توحید الٰہی کے منافی ہے

جہاں تک میں نے کتاب اقدس کو سمجھا ہے اس کی تعلیم توحید الٰہی کے قطعاً منافی ہے اور انسان پرستی کی تعلیم سے پُر ہے اس لا اله الا الله کے کلمہ سے کیا فائدہ ہے جس کے معنی ہوں لا اله الا البہا گویا بمبئی کے بہائیوں نے اپنی روحانی محفل کے مکان کے دروازہ پر جو سائن بورڈ پر کلمہ لا اله الا البہا لکھ کر لگایا تو درحقیقت وہ کتاب اقدس کا خلاصہ ہے جو انھوں نے نہایت صفائی سے لکھکر لگا دیا اور میں ان کی اس مردانگی پر آفرین کہتا ہوں کہ برخلاف دوسرے بہائیوں کے انھوں نے بڑی جرأت سے کام لیا اور ڈاکٹر خیراللہ صاحب بہائی مشنری نے امریکہ میں صاف کہدیا تھا کہ بہاءاللہ صاحب "خدا باپ" تھا جو انسانی شکل میں دنیا میں آیا تھا اور اپنے بعد خدا بیٹا کو عباس آفندی کی شکل میں دنیا میں چھوڑ گیا۔ پس قرآن کریم کی کامل اور خالص توحید کو ترک کر کے انسان پرستی اگر کوئی اختیار کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کام کے لئے کتاب الاقدس سے بہتر کتاب اسے نہیں مل سکتی۔ اگر یہی کتاب ناسخ قرآن ہے تو اس کے یہ معنے ہیں کہ خدا نے اپنی توحید کو منسوخ کر کے شرک اور انسان پرستی کو دنیا میں قائم کرنا چاہا ہے۔

کتاب اقدس کا حصہ شریعت ـــ بہاءاللہ اور دیانند

مجھے تو کتاب الاقدس کے اس حصہ کو پڑھکر بڑا تعجب ہوا جو شریعت کا حصہ ہے۔ مجھے تو اسے پڑھکر پنڈت دیانند سرسوتی کی ستیارتھ پرکاش یاد آگئی۔ پنڈت جی کا مسلک یہ تھا کہ جو کچھ ان کے زمانہ میں مادہ پرستوں کی تحقیقات تھی۔ اسے پلے باندھ کر ویدوں سے بھی وہی تعلیم نکالنے کی کوشش شروع کر دیتے۔ مثلاً ان کے زمانہ میں سائنس یہ کہتی تھی کہ مادہ کے ذرات ازلی ہیں۔ یعنی مادہ ذرات کی شکل میں ہمیشہ سے ہے۔ پنڈت جی نے فوراً ویدوں میں سے یہ نکال مارا کہ ہاں ہاں ویدوں میں بھی ایشور گیان یہی ہے کہ ذرات مادی یعنی پرمانو ازلی ابدی ہیں۔ پنڈت جی تو مر گئے۔ اور سائنس نے اپنا وہ نظریہ بدل لیا جس کے رو سے پرمانو ازلی ابدی تھے۔ سائنس نے کہدیا کہ ذرات مادی تو کچھ چیز ہی نہیں۔ وہ بجلی کے مفردات یعنی الیکٹرون سے پیدا ہوئے ہیں۔ اگر پنڈت جی زندہ ہوتے تو کہدیتے کہ ہاں ویدوں میں بھی ایشور گیان یہی ہے لیکن اچھا ہوا کہ وہ زندہ نہ تھے۔ ورنہ پھر شرمندگی اٹھانی پڑتی۔ کیونکہ سائنس نے پھر جلدی ہی نظریہ بدل لیا۔ وہ اس سے بھی آگے نکل گئی اور کہنے لگی کہ یہ بجلی کے مفردات بھی کچھ چیز نہیں یہ تو ایتھر کی لہروں سے پیدا ہوئے ہیں۔ مگر اب یوں کہتی ہے کہ سمجھ نہیں آتا کہ وہ کیا چیز ہے جس سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ اس میں ایتھر کی لہروں کے خواص کے علاوہ کچھ اور بھی خواص نظر آتے ہیں اور ان کا وجود ریاضی کے ایک فرضی تخمینہ سے بڑھکر کچھ نہیں۔ میرا مطلب یہ ہے کہ جو شخص مذہب کو خدا کے علم پر مبنی نہیں رکھتا بلکہ انسان کے علم کے پیچھے پیچھے دوڑتا ہے۔ وہ مذہب کا چولا آئے دن اسی طرح بدلتا رہتا ہے۔ بہاءاللہ صاحب کا بھی یہی رنگ ہے۔ وہ دنیا میں اپنے لئے ایک اونچا مقام چاہتے تھے۔ اس کے لئے ان لوگوں کا طریق ہی بہترین طریق ہو سکتا تھا جو غلو اپنا مسلک رکھتے ہیں۔ بہاءاللہ صاحب کے زمانہ میں عیسائیت اپنے عروج پر تھی۔ اور خدا کا انسان کی صورت میں دنیا میں آکر ان کی نجات کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھانا۔ کروڑہا کروڑ انسانوں کا مقبول عقیدہ تھا۔ اور یہ ان لوگوں کا عقیدہ تھا جو اس وقت دنیا میں ظاہری عروج پر تھے اس لئے شہرت طلبی اور وجاہت کے متمنی انسان کے لئے اس سے بہتر مسلک اور کوئی نہ مل سکتا تھا۔ ان کو خیال ہوا کہ یہی وہ طریق ہے جو اس وقت دنیا میں قابل قبول ہو سکتا ہے اس لئے اپنے لئے بھی یہی مقام تجویز کیا کہ خدا انسان کی شکل میں دنیا میں آیا اور دنیا کی نجات کے لئے طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتا رہا۔

(باقی دارد)

[1] یہ دعوت اب بھی ہماری طرف سے قائم ہے کوئی بہائیت کا جوہر قابل مرد میدان بن کر نکلے اور کتاب اقدس کا درس دیکر اسے قرآن مجید سے برتر ثابت کرے۔ (مدیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مرض اٹھراہ کا علاج

حضرت مسیح موعودؑ کے قلم مبارک رقم سے

حضرت مسیح موعودؑ کے کلمات طیبات کو مطالعہ کرتے ہوئے اخبار الحکم مورخہ ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء میں آپ کے دو خطوط آج نظر سے گذرے ہیں جس میں آپ نے شیخ محمد نصیب صاحب جن کے بچے خورد سالی میں فوت ہو جاتے تھے، صبر و ایمان کی تلقین کرتے ہوئے مرض اٹھراہ کا ایک نسخہ تحریر فرمایا ہے۔ یہ دو خطوط اس خیال سے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں کہ ممکن ہے کسی دوست کے لئے فائدہ مند ہو سکیں اس نسخہ کے استعمال سے شیخ محمد نصیب صاحب کو جو فائدہ ہوا وہ اس سے ظاہر ہے کہ ان کے بچے جو بعد میں پیدا ہوئے اب تک زندہ موجود ہیں۔ خاکسار دوست محمدؐ

پہلا خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں نے خط پڑھ لیا ہے انشاء اللہ بہت دعا کروں گا کہ حق تعالےٰ نسل عطا فرماوے مگر صبر شرط ہے جب انسان خدا تعالےٰ کے ایک فعل پر حد سے زیادہ بے صبری کرتا ہے تو اپنے ثواب کو کھو دیتا ہے، والدین کے گھر جانے کا مضائقہ نہیں مگر عورت کے لئے اپنے مرد سے زیادہ کوئی مونس اور غمخوار نہیں ہوتا چند روز کے لئے اگر چلے جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں مگر زیادہ ٹھیرنا مناسب نہیں اس غم میں آپ اور وہ دونو شریک ہیں پس تعجب کہ کس طرح ان کو گوارا ہے کہ آپ کو اس غم کی حالت میں اکیلا چھوڑ کر چلی جائے اور ہماری شریعت کے رو سے زیادہ غم آیندہ ملنے والے اجر سے محروم کر دیتا ہے سب خدا کے بندے ہیں جس کو چاہتا ہے بھیجتا ہے جس کو چاہتا ہے اٹھا لیتا ہے حد سے زیادہ غم ہرگز مبارک نہیں ہوتا۔ خدا تعالےٰ کا مقابلہ ہے اور ایمان کے برخلاف ہے اگر صبر اور استقامت سے مجھے یاد دلاتے رہیں گے تو میں دعا کروں گا مجھے شک ہے کہ یہ اٹھراہ کی بیماری ہے اس میں بڑی دوا جو تجربہ میں آچکی ہے یہ ہے کہ میاں بیوی ڈیڑھ برس تک ایک دوسرے سے علیحدہ رہیں تب انشاء اللہ یہ بیماری دور ہو جاوے گی، اس کے ساتھ دوسری دوائیں بھی دی جاویں گی۔ والسلام

دوسرا خط

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دوائی میرے تجربہ کے رو سے یہ ہے کہ ایک حصہ مشک خالص مثلاً چھ ماشہ زربسی ۳ ماشہ فولاد قلعی ۳ ماشہ۔ یہ دوا خوب پیس کر اور باہم ملا کر دو رتی شام کے وقت ہر روز کھا لیا کریں ذکر اور غم سے جہاں تک ممکن ہو اپنے تئیں بچا دیں کہ اس کا دل پر اثر ہوتا ہے اور دل سے تمام اعضا پر۔ اور خدا تعالےٰ سے بھی نمازوں پنج وقت دعا کرتے رہیں خدا کے فضل سے کیا تعجب ہے کہ وہ ہر چیز پر قادر ہے اور میں انشاء اللہ دعا کرتا رہوں گا ہمیشہ یاد دلاتے رہیں۔ والسلام۔

میرزا غلام احمد

(منقول از الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء صفحہ ۸)

اخبارِ احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— ہمارے نوجوان دوست ماسٹر مخدوم سعد اختر صاحب ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی۔ ایم۔ بی ہائی سکول منڈی بہاؤالدین سے فوجی اکاڈمی سرائے عالمگیر میں بطور سکینڈ ماسٹر تشریف لے گئے ہیں۔ ایم۔ بی ہائی سکول منڈی بہاؤالدین میں انگلش ٹیچر کی اسامی مسلمان کیلئے مخصوص ہے سعد اختر صاحب کی تعیناتی پر انکے احمدی ہونے کی وجہ سے وہاں کے سرکردہ مسلمانوں نے انکی شدید مخالفت کی اور پروپیگنڈا کیا کہ ایک مسلمان کی جگہ ایک "مرزائی" کو دے گئی ہے لیکن انھوں نے اپنے نمونہ سے ثابت کیا کہ ایک احمدی بھی مسلمان ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کی استقامت کو دیکھ کر اجر کے طور پر آپ کو ترقی دی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ سعد اختر صاحب کو ہمیشہ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

— جناب شیخ محمد حسین صاحب گوجرانوالہ کا میو ہسپتال لاہور میں اپریشن ہوا الحمد للہ اپریشن کامیاب رہا۔ احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کو شفاء کامل عطا فرمائے۔ آمین۔

— حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کی صاحبزادی طیبہ بیگم صاحبہ ڈاڈر سینیٹوریم میں عرصہ سے زیر علاج ہیں دوست دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ صاحبزادی موصوفہ کو صحت کامل عطا فرمائے۔ آمین

— حبیب الرحمٰن صاحب صادق بمبئی کچھ عرصہ سے بیمار ہیں۔ احباب سلسلہ ان کی صحت کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں۔

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

از قلم حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

نوٹ: حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ مکتوب بعض احباب سلسلہ کو فرداً فرداً بھی بھجوایا گیا ہے اب سب احباب سلسلہ پر اس کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے اخبار میں شائع کیا جاتا ہے۔ احمدی دوستوں پر واضح ہونا چاہیئے کہ ارشادات امیر پر عمل پیرا ہونے میں ہی ہماری فلاح اور بہبودی پوشیدہ ہے سب احباب سلسلہ کا فرض ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر لبیک کہیں۔

مسلم ٹاؤن۔ ڈاکخانہ اچھرہ

یکم فروری ۱۹۴۴ء

برادر محترم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جماعت میں قوت اسی وقت پیدا ہو سکتی ہے جب جماعت کا ہر فرد اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کرے اور ان کی ادائیگی کے لئے اپنی پوری قوت صرف کرے۔ اسلئے میں آپ سے اپیل کرتا ہوں کہ اس جماعت کی جو اب خدا کے فضل سے اپنے آپ کو تمام دنیائے اسلام میں واحد حامل قرآن جماعت ثابت کر چکی ہے قوت و استحکام کے لئے امور ذیل کی طرف توجہ فرمائیں اور اس خط کو اپنے پاس محفوظ رکھ کر وقتاً فوقتاً اسے دیکھتے رہیں اور مندرجہ ذیل امور میں سے جو کام آپ کر سکتے ہوں اس سے دریغ نہ فرمائیں۔

(۱) اپنی بیوی اور اولاد کو دیکھیں، اگر ان میں سے کوئی بالغ ایسے ہیں جو اب تک جماعت میں شامل نہیں تو انہیں جماعت میں شامل کریں۔ اس سے نہ صرف جماعت کو قوت ملیگی بلکہ آپکے گھر میں بھی زیادہ راحت کا سامان ہو جائیگا۔

(۲) اپنے بھائی بہنوں اور دیگر اقارب کیطرف نظر دوڑائیں ان میں سے جو جو ابھی تک اس نعمت سے محروم ہیں ان کو اس طرف لانے کی پوری سعی فرمائیں۔

(۳) اپنے احباب اور شناساؤں کی طرف توجہ کریں اور جن جن کو آپ براہ راست شمولیت جماعت کی دعوت دیسکتے ہیں دیں

(۴) آپ کے زیر اثر جو لوگ ہیں یا جن سے آپ کا کسی قسم کا واسطہ پڑتا ہے ان کو سمجھائیں کہ یہ جماعت خدمت اسلام کے بہترین کام میں مصروف ہے وہ بھی اس میں شامل ہو جائیں۔

نوٹ: ان چار گروہوں کو نہ صرف دعوت شمولیت جماعت دیں بلکہ پہلے اسکے لئے خود جو کوشش آپ کر سکتے ہیں کریں جن جن کو پہنچا سکتے ہوں اپنے ٹریکٹ پہنچائیں۔ اس کے بعد اپنی جماعت کے کسی مبلغ سے جو آپ کے پاس آسانی سے پہنچ سکتا ہو مدد لیں اور اگر ضرورت سمجھیں تو مرکز میں اطلاع دیں کہ یہاں سے ایسے لوگوں کے ساتھ خط و کتابت کی جائے یا ان کو ضروری لٹریچر پہنچایا جائے۔ بیعت کی کچھ فارمیں بھی اس خط کے ساتھ ارسال ہیں۔

(۵) اپنے متعلقین کی طرف یہ توجہ بھی رکھیں کہ وہ حتی الوسع نماز کے پابند رہیں کسی کو اس بارے میں کمزور یا سست دیکھیں تو اسے نرمی سے سمجھائیں اور کوشش کریں۔ اسی طرح یہ بھی دیکھتے رہیں کہ وہ شعار اسلامی کے پابند ہیں۔ اگر کسی نقص کی اصلاح آپ کی طاقت سے بڑھکر ہے تو دعا سے کام لیں یا کسی اور ذریعہ سے اصلاح کی کوشش کریں۔

(۶) اپنے بچوں کو لڑکے ہوں یا لڑکیاں۔ سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالیں۔

(۷) اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کے ہاتھ سے خواہ ایک دو پیسے ماہوار ہی ہوں اشاعت اسلام کے لئے دلوائیں اور ان کا نام باقاعدہ چندہ دہندگان میں لکھوائیں۔ اس طرح آپ ان کے دلوں میں چھوٹی عمر میں تبلیغ اسلام کے جذبہ کا بیج بو دیں گے جو بڑی عمر میں جاکر ایک بڑا درخت بن جائیگا

(۸) اپنے گھروں میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتابوں کو اپنے اردو اور انگریزی اخبارات کو اپنے دینی لٹریچر کو مروج کرنے کی کوشش کریں اور یہ چیزیں نہ صرف آپ کی نظر سے گذریں بلکہ آپ کے بیوی بچوں کی نظر سے بھی گذریں۔

(۹) اپنی اولاد کو قرآن کریم باترجمہ پڑھانے کی کوئی تجویز کریں آپ خود پڑھائیں یا اس کے لئے اپنے سنٹر یا علاقہ کے مبلغ کی خدمات حاصل کریں۔ ایسی تعلیم ممکن ہو تو روزانہ ہو ورنہ ہفتہ میں ایک دن جو سکولوں، کالجوں، دفاتر میں تعطیل کا دن ہو ہفتہ میں ایک دن بھی ہو تو سال میں پچاس سبق ہو سکتے ہیں۔

(۱۰) آپ کے لڑکے جو خود کماتے ہیں یا آپ کی لڑکیاں جو شادی شدہ ہیں ان کے متعلق آپ یہ علم حاصل کریں کہ وہ چندہ ماہوار دیتے ہیں یا نہ۔ اخبارات سلسلہ ان کے پاس جاتے ہیں یا نہ۔ دیگر تحریکات دینی میں حصہ لیتے ہیں یا نہ۔ اگر کوئی نقص ہو تو اس کی اصلاح کی خود کوشش کریں۔ اپنی کوشش کامیاب نہ ہو تو مرکز میں اطلاع دیں۔

فقط والسلام

خاکسار۔ محمد علی۔ امیر جماعت احمدیہ لاہور

اس چٹھی کے جواب کا میں دو ماہ تک انتظار کروں گا تاکہ مجھے معلوم ہو کہ کس دوست نے کیا کوشش کی اور اسے کس قدر کامیابی ہوئی؟

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود - ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
ایس محمد آصف بی اے

جائنٹ ایڈیٹر
شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ | لاہور - یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۶ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ م - یکم مارچ ۱۹۴۴ء | نمبر ۹

زمین کی موت اور زندگی

یورپ کی روحانی موت اور اس پر اتمام حجت

تبلیغ اسلام کی تاریخ کو پڑھیں

مسلمانوں کی بے حسی اور یورپ میں اشاعت اسلام کی اہمیت

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مؤرخہ ۲۵ فروری ۱۹۴۴ء

اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا قد بینا لکم الایت لعلکم تعقلون۔ (الحدید)

زمین کی موت اور زندگی

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے ایک ایسی بات کی طرف توجہ دلائی ہے جدھر لوگوں کی طبیعتیں جاتی نہیں گویا ایک ایسا امر ہے جسے ماننے کے لئے طبائع تیار نہیں۔ جان لو کہ اللہ تعالیٰ زمین کو زندہ کرے گا اس کے مرجانے کے بعد۔ انسان کا عام تجربہ یہ ہے کہ جب ایک چیز پر موت وارد ہو جائے وہ زندہ نہیں ہوتی۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کبھی کبھی زمین پر بھی موت آجاتی ہے اس موت کے بعد پھر اللہ تعالےٰ اس کو زندہ کر دیتا ہے اور اللہ تعالےٰ نے تمہارے لئے نشانات کو کھول کر بیان کر دیا تاکہ تم عقل سے کام لو۔ سوچ لو غور کرلو۔

زمین کی موت سے مراد

زمین کی موت سے کیا مراد ہے ایک زمین کی ظاہر طور پر موت ہوتی ہے جب اس کے اوپر روئیدگی وغیرہ نہیں رہتی پھر اللہ تعالےٰ آسمان سے بارش نازل فرماتا ہے اس سے روئیدگی پھر پیدا ہو جاتی ہے یہاں یہ مراد نہیں یہ ظاہر اور کھلا نظارہ ہے جس پر زیادہ زور دینے کی ضرورت نہیں لیکن ایک دوسری موت زمین کی وہ ہے جب زمین پر بدی اور بدکاری کا دور دورہ ہو جاتا ہے اور نیکی دنیا میں مغلوب ہو جاتی ہے اور بدی کا غلبہ ہو جاتا ہے یہی وہ موت ہے جس کو زندگی میں بدلنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول مبعوث ہوتے رہے۔

نبی کریمؐ کے زمانہ سے پہلے زمین کی موت

ہمارے نبی کریم صلعم کے زمانہ سے پہلے زمین پر ایک ایسی موت وارد ہوئی تھی جس کی نظیر اس سے پہلے تاریخ میں نہیں ملتی تمام زمین پر سارے ملکوں میں بدی اس قدر غالب آگئی تھی کہ بدی کے کاموں کو علانیہ کیا جاتا تھا اور ان پر فخر کیا جاتا تھا اور بدکاری اس قدر پھیل گئی تھی کہ بڑے بڑے اچھے لوگوں کی طرف بدکاری کے کام منسوب کئے جاتے تھے یہاں تک کہ صحیح معنوں میں دنیا پر بدی کا غلبہ ہو گیا تھا۔

سب ملکوں کی حالت

کسی ملک کی تاریخ کو اٹھا کر دیکھو عرب کیا، ہندوستان کیا، ایران کیا، یورپ تو اس وقت وحشیانہ حالت میں تھا لیکن یہ ممالک جو کسی وقت مہذب رہ چکے تھے ان کے اندر یہ حالت تھی کہ بدکاری پر فخر کیا جاتا تھا اور فحش کا اعلانیہ اظہار کیا جاتا تھا۔

زمین زندہ ہوئی

اللہ تعالےٰ نے ایک نظارہ تو حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی میں دکھا دیا اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا جان لو کہ اللہ تعالےٰ زمین کو موت کے بعد زندہ کرے گا یعنی اس ملک عرب کے اندر اللہ تعالےٰ نے ایک رسول مبعوث کرکے زمین کو زندہ کر دیا بدی مغلوب ہوگئی اور نیکی کا غلبہ ہو گیا کچھ لوگ تو ویسے مسلمان ہو گئے اور کچھ روحانیت کا ویسے انتشار ہوا اور بدی کا غلبہ نہ رہا۔

اس آیت سے پہلے الفاظ

مگر اس آیت پر جو میں نے ابھی پڑھی ہے اگر آپ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ یہ درحقیقت اس زمانہ کے متعلق نہیں۔ اس آیت سے پہلے یہ لفظ آتے ہیں الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبہم لذکر اللہ وما نزل من الحق ولا یکونوا کالذین اوتوا الکتٰب من قبل فطال علیہم الامد فقست قلوبہم وکثیر منہم فسقون۔ کیا ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لئے نرم ہو جائیں اور اس کے لئے جو حق اترا ہے اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر لمبا زمانہ گذر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں بہت سے نافرمان ہیں۔

صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا نقشہ

یہ آیت ہی خود بتاتی ہے کہ یہ نبی کریم صلعم کے صحابہؓ کے متعلق نہیں ہے صحابہ کرام کے دل اللہ تعالےٰ کے ذکر کے لئے نرم تھے اور وہ خدا تعالےٰ کے حضور گرے ہوئے تھے۔ یہ جو قرآن مجید میں مومنوں کی تعریف آتی ہے وہ فرضی بات نہیں وہ نقشہ ہے صحابہؓ کرام کی زندگیوں کا جیسا کہ آتا ہے قد افلح المومنون۔ الذین ہم فی صلاتہم خاشعون۔ والذین ہم عن اللغو معرضون۔ مومن یقیناً کامیاب ہیں۔ جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں اور جو لغو سے منہ پھیرنے والے ہیں۔

یہ آیت صحابہ کرامؓ کے متعلق نہیں

تو یہ پہلی آیات صحابہ کرامؓ کے متعلق نہیں ہیں کہ کیا مومنوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اس کے ذکر کے لئے نرم ہو جائیں بلکہ ان میں بعد میں آنے والوں کا ذکر ہے اور اسے اور بھی واضح کر دیا کہ ان لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنہیں پہلے کتاب دی گئی اور فطال علیہم الامد فقست قلوبہم پھر ان پر لمبا زمانہ گذر گیا تو ان کے دل سخت ہو گئے۔

یہ کسی آنیوالے زمانہ کے متعلق ہے

تو فرماتا ہے کہ کیا مومنوں کے لئے ابھی وہ زمانہ نہیں آیا کہ ان کے دل خدا تعالےٰ کے حضور جھک جائیں جس طرح پہلے جھکتے تھے اور ان کی وہ حالت نہ ہو جائے جو اہل کتاب کی ہو گئی تھی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی آنے والے زمانہ کے لئے اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتہا کہ اللہ تعالےٰ زمین کی موت کے بعد زمین کو زندہ کر دیا کرتا ہے۔

موجودہ زمانہ کی مشابہت

آج اس زمانہ کے ساتھ اس کی بڑی مشابہت پائی جاتی ہے جو آنحضرت صلعم کی آمد سے پہلے تھا آج بھی بدی کا

بدکاری کا غلبہ دنیا میں ہو گیا ہے۔ یورپ کے ممالک کو دیکھو جو تہذیب و تمدن کے مرکز کہلاتے ہیں اور جو اپنے زعم میں تہذیب اور ثقافت کے بلند مقام پر پہنچے ہوئے ہیں ان ممالک میں بدکاری کو کس قدر غلبہ حاصل ہے کہ پاکیزگی اور عفت کے الفاظ بھی ان میں مفقود ہوئے جاتے ہیں۔

تعدد ازدواج اور مغربی لوگ

یہ مغربی لوگ جب ہمارے حضرت نبی کریم صلعم پر اعتراض کرتے ہیں تو تعدد ازدواج انہیں بڑا بھاری عیب نظر آتا ہے لیکن یہ ان کا جھوٹا دعویٰ ہے کہ یہ ایک مرد اور ایک عورت کے نکاح یعنی یک زوجگی کے قائل ہیں جس قدر بدکاری ان ممالک میں پھیلی ہوئی ہے اس کی نظیر ملنا مشکل ہے یہ مغربی حکومتیں بھی اس بدکاری کو تقویت دیتی ہیں انہیں چاہیئے تھا کہ وہ بدکاری کو دباتیں یا اگر وہ دبا نہ سکتیں تو کم از کم اس کے لئے مواقع نہ پیدا کرتیں لیکن آج یہ حکومتیں اس کے لئے خود مواقع پیدا کرتی ہیں۔

یورپ پر اتمام حجت

(Prostitution) یعنی عصمت فروشی اور قحبہ پن سے یورپ بھرا ہوا ہے۔ لیکن حکومتیں اسے روکنے کی کوشش نہیں کرتیں ـــــ خدا تعالےٰ نے یورپ پر اتمام حجت کے لئے عورتوں کی تعداد کو مردوں کی تعداد سے بڑھا دیا اب وہ کیا کریں۔ ان کے لئے سوائے اس کے چارہ نہیں یا وہ اسلام کے اصول تعدد ازدواج کو قبول کریں یا ان عورتوں کو عصمت فروشی کرنے دیں۔

یورپ کا اخلاقی معیار اور مورال گر جائیگا

آج یورپ نے محض اسلام کی مخالفت کی وجہ سے اس راستہ کو اختیار کیا ہے جو نہایت قبیح اور نقصان دہ ہے لیکن اس چیز کو قبول کرنے سے گریز کیا جسے قبول کرنے سے قوم کا اخلاقی معیار اور (morale) بلند ہوتا ہے۔

حکومتیں شراب اور عورتیں مہیا کرتی ہیں

اب پانچ سال سے یہ جنگ ہو رہی ہے ہمارا ملک بھی اس جنگ سے متاثر ہے لیکن یہ حکومتیں جنگ کے اندر اپنی فوجوں کو شراب اور عورتیں مہیا کرتی ہیں اس سے بڑھکر بدکاری کیا ہوگی کوئی شخص اگر فرانس میں گیا ہو تو اسے معلوم ہو جنسی لحاظ سے فرانس کتنا گرا ہوا ہے۔ عیاشی، بدکاری، حیوانیت کے بدترین نظارے فرانس کے ہیں ہوتے چنانچہ خلیفہ قادیان بھی فرانس میں ان نظاروں کو دیکھنے کے لئے گئے تھے۔

خدا یورپ کو روحانی موت کے بعد زندہ کریگا

اس بدی اور بدکاری کو دور کرنے کے لئے اسی چیز کی ضرورت ہے جس کی پہلے تھی یہ مت خیال کرو کہ یورپ میں اس قدر بدکاری ہے کہ دور نہیں ہو سکتی خوب یاد رکھو اللہ تعالیٰ زمین کو اس کی موت کے بعد ہی زندہ کرتا ہے۔ اعلموا ان اللہ یحی الارض بعد موتھا۔ خدا تعالیٰ اس یورپ کو اس روحانی اور اخلاقی موت کے بعد بھی زندہ کرے گا

یورپ میں اشاعت اسلام کی اہمیت

مجھے خوب یاد ہے کہ ہندوستان کے ایک چوٹی کے آدمی وہ اب فوت ہو گئے ہیں مجھے انھوں نے کہا کہ یورپ میں اس قدر گند ہے اس میں اسلام کس طرح پھیل سکتا ہے مگر یہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا صاحب کے دل میں ڈالا کہ یورپ میں ہی اسلام پھیلانا چاہیئے اس بدی اور بدکاری کے منبع کو ہی سب سے پہلے روکنا چاہیئے کیونکہ آج دنیا یورپ سے ہی مرعوب اور متاثر ہے جب یورپ میں بدکاری رُکے گی تو تمام دنیا پر اس کا اچھا اور خوشگوار اثر پڑے گا۔ جب تک یورپ سے بدکاری دور نہ ہو اس وقت تک دنیا سے بدکاری کا غلبہ دور نہیں ہو سکتا۔

روزنامہ احسان کی تبلیغی تحریک کا حشر

لیکن آج مسلمانوں کی اس طرف توجہ نہیں وہ تبلیغ اسلام کی اہمیت کا اندازہ ہی نہیں کر سکتے۔ میں بہت دنوں سے دیکھ رہا ہوں کہ روزنامہ احسان میں ایک تبلیغی ادارہ کے قیام کے لئے مضامین نکل رہے ہیں مگر کوئی اس کی آواز پر کان نہیں دھرتا اس کی آواز کی کوئی شنوائی نہیں" علمائے کرام کو بار بار توجہ دلاتے ہیں لیکن کوئی اس تجویز کو لائق اعتنا ہی خیال نہیں کرتا یہ اور مایوسی پیدا کرنے والی چیز ہے۔ کہ مسلمانوں میں تبلیغ اسلام کا احساس نہیں اور نہ اس کام کے لئے ہمت اور عزم باقی ہے۔

تبلیغ کے کام کو کمزور لوگوں نے کیا

کہا جاتا ہے کہ یہ چند نفوس کی جماعت کیا کر سکتی ہے جبکہ ملکوں کے ملک کفر اور معاصی سے بھرے پڑے ہیں اور دوسری طرف حضرت مرزا صاحب نے کیا کیا ایک چھوٹی اور مختصر سی جماعت پیدا کر دی۔ کیا وہ یہ کام کر سکے گی اور کیا یہ کام ہو سکے گا۔ میں آپ کو اس امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آپ اگر اسلام کی تبلیغ کی تاریخ کو پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کام کو ہمیشہ کمزور لوگوں نے ہی کیا ہے۔ دنیا میں جہاں بھی اسلام پھیلا وہ حکومتوں اور مال سے نہیں پھیلا بلکہ غربا کی بدولت پھیلا ہے۔ لیکن غربا کی بدولت وہ غربا جن کے قلوب میں اسلام اور خدا تعالےٰ کی محبت کی چنگاری تھی۔

اسلام اور عیسائیت کی تبلیغ میں فرق

آپ اسلام اور عیسائیت کے پھیلنے میں ایک بین فرق دیکھیں گے۔ بڑے بڑے عیسائی مورخ یہ کہتے ہوئے نہیں تھکتے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا مگر ان سے کوئی پوچھے کہ وہ کونسی تلوار تھی جس کے ذریعہ جاوا، سماٹرا، مالابار، چین، روس اور پولینڈ وغیرہ میں اسلام پھیلا۔

اسلام کی تبلیغ کرنیوالے نیک لوگ

بیشک ہندوستان میں مسلمانوں کی بادشاہت قائم ہوئی مگر اسلام کی تبلیغ کا کام حکومت اور بادشاہوں نے نہیں کیا اسلام کی تبلیغ کا کام کرنے والے وہ نیک لوگ تھے جن کے مدفن آپ جگہ جگہ دیکھیں گے ان لوگوں نے اسلام پھیلایا کسی بادشاہ نے اسلام کو نہیں پھیلایا۔

اسلام کے بالمقابل عیسائیت کی حالت

اس کے بالمقابل آپ عیسائیت کو دیکھیں یورپ میں آپ عیسائیوں کے سوا اور کسی قوم کو نہیں پائیں گے اسلئے کہ ان لوگوں کو تلوار کے زور سے عیسائی بنایا گیا مگر اسلامی ممالک میں جہاں مسلمانوں کی حکومت رہی اور صدیوں رہی ہے دوسری قومیں مسلمانوں کے ساتھ ملی ہوئی ہوں گی اگر مسلمان موجود ہیں تو عیسائی بھی موجود ہوں گے اس لئے کہ مسلمانوں میں رواداری تھی وہ اسلام کو جبر سے پھیلانا جرم سمجھتے تھے اور لا اکراہ فی الدین کے حکم پر عمل پیرا تھے مگر عیسائیت بزور شمشیر پھیلی اور تلوار کے زور سے لوگوں کو بپتسما دیا گیا یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک میں سوائے عیسائیوں کے دوسری قوم نظر نہیں آتی۔

اسلام روحانی قوت سے پھیلا

لیکن اسلام صرف اپنی قوت روحانی سے پھیلا ہے ان لوگوں کی بدولت پھیلا ہے جن کے قلوب میں اللہ تعالےٰ کی محبت کی چنگاریاں تھیں جہاں کہیں یہ لوگ پہنچے انہوں نے بیج پھینکا اور اسلام پھیل گیا۔ جاوا سماٹرا مالابار اور چین وغیرہ میں بعض تاجر گئے ان لوگوں کے قلوب میں خدا تعالےٰ کی محبت اور اس کے دین کا عشق تھا چنانچہ جہاں کہیں وہ اس چنگاری کو لئے ہوئے پہنچے ان کی بدولت اسلام پھیلتا چلا گیا اور دور دور ممالک میں بھی اسلام پہنچ گیا

روس میں مسلمان

چنانچہ روس میں بھی اچھی خاصی تعداد مسلمانوں کی ہے دو کروڑ مسلمان روس میں موجود ہیں روس کے شمال تک اسلام پھیلا ہوا ہے یہ روس کا مشہور شہر لینن گراڈ اس کے اندر ڈیڑھ لاکھ مسلمان ہیں اور مسجدیں موجود ہیں فن لینڈ قوم کے بھی کچھ حصے مسلمان ہوتے ہیں غرضیکہ دور دور تک اسلام پھیلا ہوا ہے۔

آج بھی اس تڑپ کی ضرورت ہے

آج بھی اسلام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے اسی تڑپ کی ضرورت ہے جو اسلام کے ابتدائی مبلغین اور داعیوں کے اندر موجود تھی اس کا مضائقہ نہیں کہ ہماری تعداد تھوڑی ہے صرف ہمارے اندر یہ تڑپ ہونی چاہیئے۔ اسلام میں خود قوت موجود ہے وہ اپنی روحانی قوت سے پھیل جائے گا ذرا ان لفظوں پر غور کیجئے وما علیک الا البلاغ تم پر تو صرف پہنچا دینا ہے یہی کام ہمارا بھی ہے کوئی شخص بھی ان ممالک کے اندر یہ تڑپ لیکر چلا جائے وہ یقیناً کامیاب ہوگا۔ یاد رکھو جس طرح آگ کی چنگاری دوسری چیز کو روشن کر کے اپنا وجود ثابت کر دیتی ہے اسی طرح یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص خدا تعالےٰ کی محبت کو لیکر جائے اور وہاں تبلیغ اسلام کرے اور وہاں اسلام نہ پھیلے۔

جماعت احمدیہ کو مٹانیکی کوششیں

آپ جانتے ہیں کہ اس جماعت کو مٹانے کے لئے لوگوں نے کتنی کوششیں کیں حالانکہ ان لوگوں کی آنکھوں کے سامنے اس جماعت نے کفرستانوں میں مساجد بنائیں اور تبلیغ اسلام کے لئے مشن قائم کئے ابھی آٹھ دس سال کی بات ہے کہ مخالفت کا ایک طوفان اُٹھا اور اس مخالفت کے دوران میں ہم ایک ایسا مضمون بھی دیکھتے ہیں جس میں یہ لکھا تھا کہ برلن مسجد کو ویران کیا جائے اور یہ کہنے والے بھی موجود تھے "احمدیت کے تابوت میں آخری میخ" یہ احمدیت کا مردہ بھی کس قدر سخت تھا کہ اوّل تو اس کو تابوت میں ڈالا پھر اس پر میخیں لگائیں مگر آخری میخ لگانے کے بعد بھی وہ مردہ مردہ نہیں بلکہ زندہ ہے کس قدر اللہ تعالےٰ نے ہماری کوششوں میں برکت ڈالی۔

خدا تعالیٰ کی تائید اور نصرت

ابتداء میں کس حالت میں ہم اٹھے تھے پہلی دفعہ لاہور میں ہم کل پینتیس آدمی جمع ہوئے تھے اور سارے سال کی آمد کل سات ہزار روپیہ تھی اور آج ساڑھے چار لاکھ پر آپ پہنچے ہوئے ہیں گویا تیس سال کے عرصہ میں ساٹھ گنا قوت سے ہم کام کر رہے ہیں یہ خدا تعالےٰ کی تائید اور نصرت کا ثبوت ہے کہ خدا تعالےٰ ہمارے ساتھ ہے اور اللہ تعالےٰ کے ہاں ہماری مساعی مقبول ہیں۔

قادیانیوں کی مخالفت

ہمارے قادیانی دوستوں نے بھی ہماری مخالفت میں پورا زور صرف کیا اور ۱۹۱۴ء میں ایسا بھی کہا گیا لیمزقنہم خدا ان کو

(باقی برصفحہ ۳)

پیغام صلح

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۶ ربیع الاول سنہ ۱۳۶۳ھ | نمبر ۹

عید میلاد نبیؐ

حضرت نبی کریم صلعم کی عظیم الشّان شخصیت اور اسلامی نظام اخلاق

میلاد النبی کا دن تاریخ انسانی میں ایک نقطۂ انقلاب ہے ایسے عظیم الشان دن کی یاد کو محض زبان اور قلم سے ادا کرنا حقیقی شکر اور سپاس نہیں بلکہ حق تو یہ ہے کہ قلب و دماغ کو ان تمام آلائشوں سے پاک کر کے جو انسانی فطرت کو مکدر کرتی ہیں۔ ہر مسلمان کو ایک عمیق اور نہایت ہی پاکیزہ جذبہ کے ساتھ خالق کائنات کے حضور جھک جانا چاہیئے۔ اور پھر حضور قلب کے ساتھ اس عہد کی تجدید کرنا چاہیئے جس میثاق کے لئے آنحضرت صلعم دنیا میں تشریف لائے اور ان ارکان کو ایک جوش اور قوت سے زندہ کرنا چاہیئے جنہیں آنحضرت صلعم نے زندہ کیا۔ ورنہ محض جلسوں اور جلوسوں سے ایک عارضی اور روایتی خوشی کا سامان کر دینا کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔ ملت توجب ہے کہ اس دن کی یاد میں انسانی قلب کا ہر تار درتعش متوکرر دہ جائے - مذہبی اور اخلاقی لحاظ سے ایک نمایاں تبدیلی پیدا ہو جائے اور اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔ سب مظاہرے ہنگامی اور عبث ہیں۔ حضرت امام عصر حاضر نے خدا اور خدا کے رسول پر ایک زندہ ایمان پیدا کیا ہے اور رسمی ایمان کا بالکل خاتمہ کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلعم سرور کائنات کی ذات سے اس قدر عشق تھا کہ اس سے آپ کی تمام تصنیفات اور صحیفے بھرے پڑے ہیں۔ آپ وجدانی اور روحانی لحاظ سے آنحضرت صلعم کی ذات سے اس قدر قریب ہو گئے تھے کہ اس قرب سے غیروں کو مغالطہ ہوا اور اپنوں کو ٹھوکر لگی۔ حالانکہ جب تک آپ کو آنحضرت کی ذات سے اتنا قرب حاصل نہ ہوتا اور حضور صلعم کے فیوض سے آپ اس قدر بہرہ ور نہ ہوتے اس وقت تک دنیا کی اصلاح مشکل تھی جیسا کہ آپ فرماتے ہیں:۔

" بلاشبہ یہ بات سچ ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت صلعم کے کمالات قدسیہ سے شریک مساوی نہیں ہو سکتا بلکہ تمام ملائکہ کو بھی اسجگہ برابری کا دم مارنے کی جگہ نہیں چہ جائیکہ کسی اور کو آنحضرت صلعم کے کمالات سے کچھ نسبت ہو (خداوند کریم) نے اس طرح اپنی کمال حکمت اور رحمت سے انتظام کر رکھا ہے کہ بعض افراد امت محمدیہ کو جو کمال عاجزی اور تذلل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت اختیار کرتے ہیں اور خاکساری کے آستانہ پر پڑ کر بالکل اپنے نفس سے گئے گذرے ہوتے ہیں خدا ان کو فانی اور ایک مصفا شیشہ کی طرح پا کر اپنے رسول مقبول کی برکتیں ان کے وجود بے نمود کے ذریعہ ظاہر کرتا ہے اور جو کچھ منجانب اللہ ان کی تعریف کی جاتی ہے یا کچھ آثار اور برکات و آیات ان سے ظہور پذیر ہوتے ہیں حقیقت میں مرجع تام ان تمام تعریفوں کا اور مصدر کامل ان تمام برکات کا رسول کریم ہی ہوتا ہے۔ اور حقیقی اور کامل طور پر وہ تعریفیں اسی کے لائق ہوتی ہیں اور وہی ان کا مصداق اتم ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ"

(براہین احمدیہ)

اس مندرجہ بالا اقتباس سے آنحضرت صلعم کے مرتبہ اور مقام کی خوب وضاحت ہوتی ہے اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ محدثین اور آئمہ کو آنحضرت صلعم کی ذات سے کیا نسبت اور کیا رشتہ ہے۔ اور اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان اور عظمت سے سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی مرتبہ کا پتہ چلتا ہے کہ جس شخص کی غلامی میں اتنے عظیم الشان انسان ہیں وہ کس مرتبہ اور مقام کا انسان ہوگا۔ جماعت احمدیہ کو آنحضرت صلعم کی عظمت کو اپنے قلوب پر قائم کر کے ان کی حقیقی شان اور سطوت کو دنیا کے سامنے پیش کرنا چاہیئے اور حضور کی حقیقی صفات اور فیوض سے اکتساب نور کرنا چاہیئے۔ اور اس نور کو دنیا میں عام کر دینا چاہیئے وہ بصیرت جو اس جماعت کو حضرت مسیح موعود کے ذریعہ حاصل ہوئی اس کا تقاضا ہے کہ ہم دنیا میں خدا اور خدا کے رسول پر ایک زندہ ایمان پیدا کریں اور اس سے اسلامی نظام اخلاق کو زندہ کریں اور دنیا میں وہ انقلاب پیدا کریں جو انقلاب خداوند تعالےٰ اسلام کے ذریعہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔

عید میلاد النبی کے موقعہ پر ہمیں اس انقلاب کو پیدا کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا چاہیئے کیونکہ یہ دن دنیا کے لئے ایک زبردست پیغام انقلاب کا حامل ہے اور اگر ہم اس مبارک موقعہ پر اپنے قلوب کو ایک سچے اور رفیع جذبہ سے سرشار نہ کریں تو ہم میں اور عام مسلمانوں میں عملی اور ایمانی لحاظ سے کوئی فرق نہیں، حقیقی جذبۂ عقیدت سے سرشار ہونا یہی ہے کہ ہم ان اخلاقی اور روحانی اداروں کو دنیا میں زندہ کریں جنہیں آنحضرت صلعم نے دنیا میں قائم کیا اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو استوار کریں جو ہم نے سرورکائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ حضرت مسیح موعود کے ہاتھ پر کیا ہے اس عقیدت کا اظہار اگر ہم نہیں کرتے تو پھر سب دعوے فضول ہیں

میلاد النبی کا دن نہایت ہی مبارک دن ہے تمام احمدی بزرگوں اور دوستوں اور بھائیوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اس دن اپنے قلوب میں ایک روحانی اور اخلاقی انقلاب پیدا کریں اور سچے دل سے عہد کریں کہ وہ اپنی زندگی کے تمام اوقات میں اٹھتے بیٹھتے، گرتے، سنبھلتے آنحضرت صلعم سے ایک سچی عقیدت کا ثبوت دیں گے۔ یعنی ان کے لائے ہوئے دین کو اپنی زندگیوں میں قائم کریں گے۔ اور اقوام عالم میں قائم کرنے کی کوشش کریں گے۔ اور اپنی تبلیغی مساعی میں اپنے عملی قوتوں کی سب قوتوں کو بروئے کار لائیں گے۔

شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر "الحکم" کی وفات

ہمیں الفضل مورخہ ۲۴ فروری سنہ ۱۹۴۴ء میں یہ پڑھکر بہت افسوس ہوا کہ جناب شیخ محمود احمد صاحب عرفانی ایڈیٹر الحکم خلف الرشید جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی مرض ذیابیطس سے کافی عرصہ بیمار رہ کر وفات پا گئے۔ مرحوم اپنے عقائد اور حضرت مسیح موعودؑ کے خاندان سے محبت میں غالی تھے لیکن جماعت احمدیہ لاہور کی مخالفت میں اعتدال پسند تھے۔ ہمیں اس صدمہ میں مرحوم کے خاندان اور خصوصاً جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی سے گہری ہمدردی ہے۔ جوان اور قابل بیٹے کی وفات بوڑھے والدین کے لئے بہت بڑا صدمہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے غلو کو معاف کرے اور ان کی مغفرت فرمائے۔ آمین۔

بنگال مشن

حال ہی میں انجمن نے تبلیغ واشاعت کے لئے بنگال مشن قائم کیا ہے جس کا انچارج مولوی عبدالصمد صاحب بی اے کو مقرر کیا گیا ہے۔ مولوی عبدالصمد صاحب کے ایک تازہ مکتوب سے واضح ہوتا ہے کہ بنگال مشن کا کام باقاعدہ شروع ہو چکا ہے۔ کلکتہ کی مرکزی حیثیت کی وجہ سے اس مشن کے ذریعہ سارے بنگال پر ایک غیر معمولی اثر ڈالا جا سکتا ہے اور تحریک احمدیت اور تحریک اشاعت اسلام کو بہت تقویت مل سکتی ہے اور بنگال جیسے صوبہ میں جہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے ایک مضبوط جماعت قائم ہو سکتی ہے۔ مولوی عبدالصمد صاحب تبلیغ کا شوق رکھنے والے اور مخلص مبلغ ہیں۔ امید ہے ان کے چارج میں یہ مشن یقیناً ترقی کرے گا۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولوی صاحب کو حالات ساعد عطا فرمائے اور اس مشن کو کامیاب کرے۔ آمین

پیشگوئی مصلح موعود پر تقریر

مورخہ ۲۸ فروری سنہ ۴۴ء کو نماز مغرب کے بعد مرکزی احمدیہ مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کی ظہور مصلح موعود اور جناب میاں صاحب کے موضوع پر تقریر کی تیسری قسط تھی لیکن مصری صاحب موصوف چند دنوں سے لاہور سے باہر تشریف لے گئے ہیں ان کی عدم موجودگی میں جناب مولینا یعقوب خاں صاحب کی زیر صدارت جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی۔ حضرت مولینا عزیز بخش صاحب۔ مولینا مصطفیٰ خاں صاحب۔ مولوی آفتاب الدین احمد صاحب سابق امام مسجد ووکنگ، اور مولینا احمد یار صاحب ایم اے نے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق نہایت دلچسپ موثر اور مدلل پیرایہ میں اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ حاضری کافی تھی جلسہ بارونق رہا۔

پیغام صلح کی توسیع اشاعت کرنا ہر ایک احمدی دوست کا فرض ہے

(بقیہ خطبہ ص۲)

ٹکڑے ٹکڑے کرے گا یہ اصل میں ان کی تمنا تھی جس نے الہام کا رنگ پکڑ لیا۔

ایک دفعہ جلسہ سالانہ میں آ کر کسی نے کچھ لفظ کہدئے یہ خبر قادیان میں پہنچائی گئی اور مضمون نکلنے لگے کہ دیکھو میاں صاحب کا الہام لیمزقنھم پورا ہو گیا یہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے مگر ان کی یہ آرزو پوری نہ ہوئی بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اس جماعت کی نصرت اور تائید فرمائی۔

ہمارا قدم اس سے آگے بڑھنا چاہیئے

یہ سب اللہ تعالیٰ کا احسان ہے لیکن ہمارا قدم اس سے بھی آگے بڑھنا چاہیئے اسلام کے غلبہ اور فتح کا وقت یقیناً آئے گا یہ میرا قیاس نہیں یہ حضرت مرزا صاحب کا الہام ہی نہیں بلکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله۔ اس مقصد کو لیکر اپنا قدم آگے اٹھاؤ تو خدا تعالیٰ کی نصرت تمہارے ساتھ ہے اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

کیا خوابوں یا الہاموں کا سچا نکلنا کسی کے مقرب الٰہی ہونے کی یقینی دلیل ہے

{از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری}

ایک خطرناک غلط فہمی

اکثر لوگ اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ جس شخص کی بعض خوابیں پوری ہو جائیں یا بعض الہامات سچے نکل آئیں وہ شخص مقربانِ الٰہی میں سے ہوتا ہے اور یہ کہ اس کی ایسی خوابیں یا الہامات یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتے ہیں اور ان کا پورا ہونا اس بات کا حتمی ثبوت ہوتا ہے کہ ان کو دیکھنے والا یا ان کا مورد اللہ تعالیٰ سے کوئی خاص تعلق رکھتا ہے اور اس کے اولیاء میں داخل ہے۔ یہ غلط فہمی چونکہ اس قدر عام ہوتی جاتی ہے کہ نہ صرف دوسرے مسلمان ہی بلکہ خود احمدی بھی جن کو حضرت اقدس مسیح موعود نے اس قسم کے مسائل سے آگاہ و واقف کر دیا ہوا تھا اس کا شکار ہوتے نظر پڑتے ہیں اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ احباب کرام کو از سر نو اس مسئلہ کے متعلق حضرت اقدس کی تعلیم سے واقف کر دیا جائے۔

سچا خواب تعلق باللہ کی یقینی علامت نہیں

اس بات کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ سچی خوابیں یا سچے الہام صرف اولیاء اللہ کو ہی نہیں ہوتے بلکہ ایسے لوگوں کو بھی سچی خوابیں آ سکتی ہیں اور سچے الہام ہو سکتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ سے ذرہ بھی تعلق نہیں ہوتا اس کے متعلق حضرت اقدس کے مندرجہ ذیل الفاظ احمدی احباب کی رہنمائی کے لئے کافی سامان اپنے اندر رکھتے ہیں اگر وہ ہدایت حاصل کرنا چاہیں حضور فرماتے ہیں۔

"باب اول ان لوگوں کے بیان میں جن کو بعض سچی خوابیں آتی ہیں یا بعض سچے الہام ہوتے ہیں لیکن ان کو خدا تعالیٰ سے کچھ بھی تعلق نہیں اور ذرا روشنی سے ان کو کچھ حصہ نہیں ملا جا ہلی تعلق پاتے ہیں اور نفسانی قالب ان کا تعلق نور سے ہزار ہا کوس دور ہوتا ہے" (حقیقۃ الوحی ص۳)

اس کے بعد تمام صفحات بھی اسی کتاب کے ہی ہیں۔

الفاظ مندرجہ بالا سے صاف ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ لوگ بھی جن کے قلوب کے اندر ایک ذرہ روشنی نہیں ہوتی اور جن کو نور ہدایت سے ایک ذرہ حصہ نہیں ملا ہوا ہوتا وہ بھی سچی خوابیں دیکھ لیتے ہیں اور سچے الہام پا لیتے ہیں پس حضرت اقدس کے مندرجہ بالا الفاظ کی موجودگی میں اگر کوئی شخص اپنی بعض خوابوں کا پورا ہونا بتلا کر یہ نتیجہ نکالنا چاہے کہ اس کی وہ خوابیں اس کے تعلق باللہ پر دلالت کرتی ہیں تو کم از کم جماعت احمدیہ کو اس کے دعوے کی طرف قطعاً توجہ نہیں کرنی چاہیئے جب تک کہ اس کے اندر تعلق باللہ کی دوسری علامتیں نہ پائی جائیں۔

سچی خوابیں اور عقائد صحیحہ

تعلق باللہ کو ثابت کرنے کے علاوہ بعض لوگ اس بات کو بھی ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف نظر آتے ہیں کہ جس شخص کی بعض خوابیں سچی نکل آئیں اس کے تمام عقائد بھی درست ہوتے ہیں گویا ان کے نزدیک بعض خوابوں کا پورا ہو جانا عقاید کی صحت پر یقینی دلیل ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں کی اس غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے امید ہے حضرت اقدس کے مندرجہ ذیل الفاظ کافی ہوں گے حضور فرماتے ہیں۔

"بالخصوص جبکہ یہ بات کا بھی ثبوت ملتا ہے کہ باوجود اختلاف مذہب اور عقیدہ کے ہر ایک فرقہ کے لوگوں کو خوابیں اور الہام ہوتے ہیں اور ایک دوسرے کو اپنی خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ سے جھوٹا بھی قرار دیتے ہیں اور بعض خوابیں ہر ایک فرقہ کی سچی بھی ہو جاتی ہیں" ص۷

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

"لیکن افسوس کہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے ناراست اعتقادوں اور ناپاک مذہب کو ان خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں" ص۱

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

"نمونہ کے طور پر تمام لوگوں کو قطع نظر اس سے کہ وہ نیک ہوں یا بد ہوں اور صالح ہوں یا فاسق ہوں اور مذہب میں سچے ہوں یا جھوٹا مذہب رکھتے ہوں کسی قدر سچی خوابیں دکھلائی جاتی ہیں یا سچے الہام بھی دیئے جاتے ہیں" (ص۵)

پھر حضور فرماتے ہیں:۔

"اس تمام تقریر سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ کسی شخص کا محض سچی خوابوں کا دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر اس کے کسی کمال پر دلیل نہیں ہے جب تک کہ اس کے ساتھ دوسرے علامات نہ ہوں جو ہم انشاء اللہ تعالیٰ تیسرے باب میں بیان کریں گے بلکہ یہ صرف دماغی بناوٹ کا ایک نتیجہ ہے اسی وجہ سے اس میں نیک یا راستباز ہونے کی شرط نہیں اور نہ مومن اور مسلمان ہونا اس کے لئے ضروری ہے" (ص۱)

ان حوالوں سے کیا نتائج نکلتے ہیں

مندرجہ بالا حوالوں سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں:۔

(۱) بعض لوگ اپنی خوابوں کی بناء پر دوسروں کے عقائد کو غلط قرار دیتے ہیں حالانکہ ان کے اپنے عقائد بھی غلط ہوتے ہیں ان کے خوابوں کی سچائی ان کے عقائد کو لازماً درست ثابت نہیں کرتی۔

(۲) بعض لوگ باوجود اس کے کہ ان کے عقائد غلط اور ناراست ہوتے ہیں مگر پھر بھی وہ دنیا کو یہ بتا کر کہ ان کی خوابیں سچی نکلی ہیں اپنے ناراست عقیدوں کو پھیلانے کی کوشش کرتے ہیں اور اپنے عقائد کی درستگی پر اپنی خوابوں یا الہاموں کو بطور شہادت پیش کرتے ہیں

(۳) ایسے لوگوں کے عقائد کی درستگی تو الگ رہی ان کے دل بھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہوتے ہیں۔

(۴) سچی خوابوں کے دیکھنے کے لئے نہ سچے مذہب کی شرط ہے نہ نیک ہونے کی شرط ہے۔ ایک جھوٹے مذہب اختیار کرنے والے کو بھی سچی خوابیں آ سکتی ہیں اور ایک بدکار اور فاسق بھی سچی خوابیں دیکھ سکتا ہے

(۵) محض سچی خوابوں کا دیکھنا دماغی بناوٹ کا نتیجہ بھی ہو سکتا ہے۔

(۶) سچی خوابوں کے دیکھنے کے لئے اعلیٰ درجہ کا نیک ہونا تو بجا معمولی مسلمان یا مومن ہونا بھی شرط نہیں۔

(۷) محض کسی کی خوابوں کا پورا ہو جانا اس کے کسی کمال پر دلالت نہیں کرتا۔

(۸) کچھ اور علامات ہیں جن کے پائے جانے سے سچی خوابیں مقرب الٰہی ہونے پر دلیل بن سکتی ہیں۔

چند خوابوں کی بناء پر امامت کا دعوےٰ درست نہیں

بعض لوگ اپنی چند خوابوں یا چند الہاموں کی بناء پر اپنے آپ کو امام یا پیشوا تصور کرنے لگ پڑتے ہیں ان کے متعلق حضور فرماتے ہیں:۔

"اور بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام ان کے نزدیک سچے ہو گئے ہیں ان کی بناء پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں"

حضرت اقدس کے نزدیک سچے خواب یا سچے الہام کن لوگوں کو ہو سکتے ہیں

مندرجہ بالا بیان سے یہ تو ثابت ہو گیا ہے کہ وہ لوگ جو محض خوابوں کی بناء پر کسی کو مقرب الٰہی سمجھ بیٹھتے یا اس کے عقاید کو درست یقین کر لیتے ہیں یا اسے امام یا پیشوا ماننے لگ جاتے ہیں خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس کے نزدیک سچی خوابیں یا سچے الہام کن کن لوگوں کو ہو سکتے ہیں۔ اس کے متعلق حضور کا مندرجہ ذیل ارشاد ملاحظہ فرمائیں۔ حضور فرماتے ہیں:۔

"اس مقام میں عام لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا ایک اور امر بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا انھوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زناکاری کام تھا ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انھوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں" ص۳ و ۲

پس جبکہ اس قسم کے لوگوں کی خوابیں اور الہامات بھی سچے ہو سکتے ہیں جنکا نقشہ حضرت اقدس کے مندرجہ بالا الفاظ میں کھینچا گیا ہے تو محض خوابوں اور الہام کی بناء پر کس طرح کسی شخص کو خدا کا مقدس بندہ یقین کیا جا سکتا ہے یا کس طرح اس کے تعلق باللہ پر ایمان لایا جا سکتا ہے، اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس امر کی شناخت کے لئے کہ سچی خوابیں یا سچے الہام کب کسی کے مقرب الٰہی ہونے پر دلیل ہوتے ہیں اور کس وقت نہیں کوئی اور ہی معیار ہے اور یہ معیار انشاء اللہ آگے چل کر بتایا جائے گا۔

سچے الہام بھی شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں

فی الحال میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ تمام سچے الہام ضروری نہیں کہ رحمان کی طرف سے ہی ہوں، بلکہ بعض سچے الہام بھی شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں۔ میرے اس بیان کی صداقت پر حضرت اقدس کے مندرجہ ذیل الفاظ گواہ ہیں حضور فرماتے ہیں:۔

"اکثر لوگ اس بات سے بے خبر ہیں کہ کس درجہ اور کس حالت میں کوئی خواب یا الہام قابل اعتبار ہو سکتا ہے اور کن حالتوں میں یہ اندیشہ ہے کہ وہ شیطان کا کلام ہو نہ خدا کا اور حدیث النفس ہو نہ حدیث الرب یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اور ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر وہ بھی شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے"

اولیاء کے علاوہ دوسروں کو سچی خوابیں کیوں آتی ہیں

مندرجہ بالا حوالوں سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ان خوابوں اور الہامات کے علاوہ جو خدا کے برگزیدہ بندوں کو ہوتے ہیں

بعض ایسے لوگوں کو بھی سچی خوابیں دکھلائی جاتی ہیں اور سچے الہامات مشاہدہ کرائے جاتے ہیں جن کو نہ صرف یہ کہ خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا بلکہ اس کے بالکل اُلٹ اعمال کے لحاظ سے بھی وہ اوّل درجہ کے بدکار زانی چور ڈاکو وغیرہ ہوتے ہیں اور عقائد کے لحاظ سے بھی وہ بالکل باطل پر ہوتے ہیں اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ سچی خوابیں یا سچے الہام ایسے لوگوں کو کیوں دکھلائے جاتے ہیں اس کی دو وجہیں ہیں جو حضرت اقدسؑ کے الفاظ میں ہی عرض کرتا ہوں ایک وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں پر حجت تمام کرنی چاہتا ہے اور ان کو موقعہ دیتا ہے کہ وہ انبیاء کی صداقت پر ایمان لائیں اور دوسری یہ کہ بعض بدچلنوں کو سزا دینے کے لئے اللہ تعالےٰ سچی خواب دکھلا دیتا ہے تا وہ یہ سمجھیں کہ ہم سے خدا خوش ہے اور وہ بدیوں میں ترقی کریں اور اپنی مکمل ہلاکت کے سامان پیدا کر لیں۔ چنانچہ ان دونوں وجوہ پر حضرت اقدسؑ نے خوب روشنی ڈالی ہے۔

پہلی وجہ پر روشنی

پہلی وجہ کے متعلق حضور فرماتے ہیں

"عنایت ازلی جو انسانی فطرت کو ضائع کرنا نہیں چاہتی تخم ریزی کے طور پر اکثر انسانی افراد میں یہ عادت اپنی جاری کر رکھی ہے کہ کبھی کبھی سچی خوابیں یا سچے الہام ہو جاتے ہیں تا وہ معلوم کر سکیں کہ ان کے لئے آگے قدم رکھنے کے لئے ایک راہ کھلی ہے لیکن ان کی خوابوں اور الہاموں میں خدا کی قبولیت اور محبت اور فضل کے کچھ آثار نہیں ہوتے اور نہ ایسے لوگ نفسانی نجاستوں سے پاک ہوتے ہیں اور خوابیں محض اس لئے آتی ہیں کہ تا ان پر خدا کے پاک نبیوں پر ایمان لانے کے لئے ایک حجت ہو" صفحہ

پھر فرماتے ہیں:۔

"حکیم مطلق نے اس مدعا کو پورا کرنے کے لئے انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی رکھی ہے اور ایسے روحانی قوےٰ اس کو دئے ہیں کہ وہ بعض سچی خوابیں اور سچے الہام کسی قرب اور بزرگی پر دلالت نہیں کرتے بلکہ وہ محض نمونہ کے طور پر ترقی کے لئے ایک راہیں ہوتی ہیں اور اگر ایسی خوابوں اور ایسے الہاموں کو کسی بات پر کچھ دلالت ہوتی ہے تو صرف اس بات پر کہ ایسے انسان کی فطرت صحیح ہے بشرطیکہ جذبات نفسانیہ کی وجہ سے انجام بد نہ ہو اور ایسی فطرت سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر درمیان میں روکیں اور حجاب پیش نہ آجائیں تو وہ ترقی کر سکتی ہے۔"

دوسری وجہ پر روشنی

دوسری وجہ غیر نیک لوگوں کو سچے الہام یا سچے خواب آنے کی یہ ہوتی ہے اور یہ سچے خواب یا الہام بالعموم شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں نہ کہ رحمان کی طرف سے اور ان کی غرض خدا سے دور کرنا ہوتی ہے۔ نہ کہ خدا کے قریب کرنا اور یہ خدا تعالےٰ کے غضب کا نشان ہوتا ہے نہ اس کی رضا کا۔ بات یہ ہے کہ جس طرح خدا تعالےٰ کی صفت ہادی ہے یعنی جو لوگ ہدایت کی راہ پر اپنے آپ کو ڈالتے ہیں ان کو وہ ہدایت دیتا ہے اسی طرح مضل بھی اس کی صفات سے ہے یعنی جو لوگ اپنے آپ کو گمراہی کی راہ پر ڈال لیتے ہیں ان کے لئے وہ گمراہی کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ لیکن وما یضل بہ الا الفاسقین کے ماتحت وہ انہی کے لئے وہ گمراہی کے سامان پیدا کرتا ہے جو بدیوں میں ہی مبتلا رہتے ہیں اور انہیں میں ہی ترقی کرتے چلے جاتے ہیں۔ اور ان سے توبہ کا نام نہیں لیتے چنانچہ وہ صاف فرماتا ہے فی قلوبھم مرض فزادھم اللہ مرضا یعنی وہ لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اپنے دل کی بیماری کے علاج کی طرف بجائے متوجہ ہونے کے اور بھی بدپرہیزی میں مشغول ہو کر اس کے بڑھانے کے سامان پیدا کرنے میں لگ جاتے ہیں اس لئے اللہ تعالےٰ بھی جزا و سزا کے قانون کے ماتحت ان کی بیماری کو بڑھا دیتا ہے اسی طرح وہ فرماتا ہے ویمدھم فی طغیانھم یعمھون یعنی اللہ تعالیٰ ان کو ان کی سرکشی پر مدد دیتا ہے اور وہ اس میں بھٹکتے پھرتے ہیں اسی طرح قرآن شریف میں بہت سی آیات ہیں جو اس مضمون پر دلالت کرتی ہیں کہ جزا سزا کے قانون کے ماتحت اللہ تعالےٰ اپنی صفت مضل کے ماتحت بعض لوگوں کے لئے گمراہی کے سامان بھی پیدا کرتا رہتا ہے سو ان سامانوں میں سے ایک سامان یہ بھی ہے کہ ایسے بدکاروں کو جو بدکاری سے توبہ کرنے کی بجائے اس میں ترقی کرتے ہیں۔ ہلاکت میں ڈالنے کے لئے بعض اوقات سچی خوابیں بھی دکھلا دیتا ہے یا سچے الہام بھی نازل کر دیتا ہے جس سے وہ یہ سمجھنے لگ پڑتے ہیں کہ شاید ان کے افعال خدا کو پسند ہیں۔ اس غلط فہمی سے وہ اور بھی بدیوں میں ترقی کرتے اور مکمل ہلاکت کے پنجہ میں اپنے آپ کو گرفتار کرا لیتے ہیں اس صداقت کی طرف حضرت اقدسؑ نے مندرجہ ذیل الفاظ اشارہ کر رہے ہیں:۔

حضور فرماتے ہیں:۔

"ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے اس سے معلوم ہوا کہ سچے الہام یا سچے خواب بعض اوقات ایمان چھین لینے کی غرض سے دکھلائے جاتے ہیں" اسی طرح حضور فرماتے ہیں:۔

"پس یہ کمال شقاوت اور نادانی اور بدبختی ہے کہ یہ سمجھ لیا جائے کہ انسانی کمال بس اسی پر ختم ہے کہ کسی کو کوئی سچی خواب آجائے۔ یا سچا الہام ہو جائے بلکہ انسانی کمال کے لئے اور بہت سے لوازم اور شرائط ہیں۔ اور جب تک وہ متحقق نہ ہوں تب تک یہ خوابیں اور الہام بھی مکر اللہ میں داخل ہیں خدا ان کے شر سے ہر ایک سالک کو محفوظ رکھے۔ اس سے صاف معلوم ہو گیا کہ سچے خواب اور سچے الہام بعض اوقات مکر اللہ میں داخل ہوتے ہیں اور بجائے انسان کی نجات کے اس کی ہلاکت کا موجب بن جاتے ہیں۔

وحی کی دو اقسام

چنانچہ اسی لئے اس کے معاً بعد حضور فرماتے ہیں:۔

"اس جگہ الہام کے فریفتہ کو یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ وحی دو قسم کی ہے وحی الابتلاء اور وحی الاصطفاء وحی الابتلاء بعض اوقات موجب ہلاکت ہو جاتی ہے جیسا کہ بلعم اسی وجہ سے ہلاک ہوا مگر صاحب وحی الاصطفاء کبھی ہلاک نہیں ہوتا۔

پس مندرجہ بالا بیان سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بدکاروں کو جو سچی خوابیں وغیرہ آتی ہیں وہ ان کے لئے ابتلا کا موجب ہوتی ہیں اور یہ کہ وہ مکر اللہ میں داخل ہیں اور یہ کہ وہ ایمان کو چھین لینے کے لئے ہوتی ہیں نہ کہ ایمان پیدا کرنے کے لئے یا ایمان میں ترقی دینے کے لئے۔

رحمانی اور شیطانی وحی میں امتیاز

ان تمام امور کو بیان کرنے کے بعد سچی خوابیں تعلق باللہ یا عقائد صحیحہ وغیرہ پر یقینی دلیل نہیں ہوتیں اور یہ شیطانی پنجہ میں گرفتار زناکار و دیگر جرائم میں مبتلا بھی سچے خواب دیکھ سکتا ہے یا سچے الہام پا سکتا ہے اور یہ کہ سچے الہام بطور سزا بھی ہوتے ہیں جو شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں کیونکہ شیطان ہی الٰہی صفت مضل کا مظہر ہوتا ہے اب میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ کونسا معیار ہے جس سے ہم رحمانی اور شیطانی الہام میں امتیاز کر سکیں سو یاد رہے کہ وہ معیار چال چلن ہے اگر وہ شخص جس کو سچی خوابیں یا الہام اس کے دل کو نیکیوں کی طرف کھینچتے اور بدیوں سے متنفر کرتے ہیں تو وہ یقیناً خدا تعالےٰ کی طرف سے ہیں کیونکہ رحمانی کلام میں انسان کو پاک کرنے کی تاثیر ہوتی ہے اور اگر سچے خواب یا سچے الہام اپنے دیکھنے والے کو بدیوں کی طرف راغب کرتے اور گناہوں کے ارتکاب میں بڑھاتے ہیں تو وہ یقیناً شیطان کی طرف سے ہیں کیونکہ شیطان ملعون ہونے کی وجہ سے خدا سے دور رہتا ہے اس لئے اس کے کلام میں بھی یہ تاثیر ہوتی ہے کہ وہ بجائے نیکیوں کے گناہوں کا ارتکاب کروا کر انسان کو خدا سے دور کرتا چلا جاتا ہے پس چال چلن ہی صحیح معیار ہے جس سے ہم شناخت کر سکتے ہیں کہ سچی خوابوں کو دیکھنے والا یا سچے الہاموں کا پانے والا وحی الابتلا پا رہا ہے یا وحی الاصطفاء کا مورد بن رہا ہے۔

حضرت اقدسؑ کی تصدیق اس بیان پر

یہ معیار بھی میں نے اپنی طرف سے پیش نہیں کیا بلکہ حضرت اقدسؑ کی تحریروں سے ہی اخذ کیا ہے چنانچہ حضور فرماتے ہیں:۔

"اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ آسمانی نشانوں سے حصہ لینے والے تین قسم کے آدمی ہیں اول وہ جو کوئی ہنر اپنے اندر نہیں رکھتے اور کوئی تعلق خدا تعالےٰ سے ان کا نہیں ہوتا صرف دماغی مناسبت کی وجہ سے انکو بعض سچی خوابیں آجاتی ہیں اور سچے کشف ظاہر ہو جاتے ہیں جنمیں کوئی مقبولیت اور محبوبیت کے آثار ظاہر نہیں ہوتے اور ان سے کوئی فائدہ ان کی ذات کو نہیں ہوتا۔ .... اور اکثر دیکھا جاتا ہے کہ باوجود ان خوابوں اور کشفوں کے ان کا چال چلن قابل تعریف نہیں ہوتا"

اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ وہ خواب یا الہام جو چال چلن کو سدھارنے میں ممد نہیں ہوتے اور ملہم یا خواب بین کی ذات کو فائدہ نہیں پہنچاتے وہ ابتلاء کے طور پر تو ہو سکتے ہیں لیکن اصطفاء پر قطعاً دلالت نہیں کرتے صفحہ۔ اسی طرح حضور ایسے لوگوں کے متعلق فرماتے ہیں:۔ "دراصل وہ لوگ اس حدیث صحیح کا مصداق ہوتے ہیں کہ امن شعرہ وکفر قلبہ اسی طرح فرماتے ہیں کہ ایسے لوگوں کی بشری آلائشیں شعلہ نور سے جلتی نہیں یعنی بدیاں ان سے جدا نہیں ہوتیں صفحہ۔ پھر فرماتے ہیں" وہ فسق و فجور سے بھی پرہیز نہیں کرتے اور دنیا کمانے کے لئے ہر ایک ناجائز کام کر لیتے ہیں اور بعض کی اخلاقی حالت بھی نہایت خراب ہوتی ہے اور حسد بخل اور عجب اور تکبر اور غرور کے پتلے ہوتے ہیں اور ہر ایک کمینگی کے کام ان سے صادر ہوتے ہیں اور طرح طرح کی قابل شرم خباثتیں ان میں پائی جاتی ہیں۔" صفحہ ۲۱

خوابوں یا الہاموں کو نہیں بلکہ چال چلن کو دیکھو

پس حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی مندرجہ بالا تعلیم کے ماتحت کم از کم احمدیوں کا فرض ہے کہ وہ کسی شخص کے متعلق یہ فیصلہ کرنے کے لئے کہ وہ مقرب الٰہی ہے یا نہیں اس کی خوابوں یا الہاموں کو نہ دیکھیں بلکہ اس کے چال چلن پر نظر ڈالیں۔ اور دیکھیں کہ اس کے الہامات اس کی خوابیں اس کے چال چلن پر کیا اثر ڈال رہی ہیں اگر وہ اچھا ہونے کی بجائے خراب ہو رہا ہے تو سمجھ لیں کہ اس کے خواب یا الہام گو سچے بھی ہوں تب بھی شیطانی ہیں ان سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ سب کو ہدایت دے۔

آمین

اشاعت اسلام کی مختصر تاریخ

(از مدیر)

نوٹ :- حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے نے اپنے خطبہ جمعہ مندرجہ پرچہ ہذا میں تبلیغ اسلام کی تاریخ کو پڑھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اسلامی تاریخوں میں تبلیغ اسلام کے حالات موجود ہیں یہاں قارئین پیغام صلح کے مطالعہ کے لئے اشاعت اسلام کی ایک نہایت مختصر تاریخ درج کی جاتی ہے

اللہ تعالے نے اس دین فطرت کی جو اس کا بنی نوع انسان کی طرف آخری پیغام اور سب سے بڑا انعام ہے۔ اشاعت و استحکام کے لئے ارشاد فرمایا ہے ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر و اولٓئک ھم المفلحون۔ ترجمہ :- اے مسلمانو! تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہیئے جس کا نصب العین لوگوں کو نیکی کی طرف بلانا، اچھی باتوں کے کرنے کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا ہو۔ یقیناً یہ لوگ فلاح پانے والے ہونگے۔

زمانہ نبوی میں قرآن مجید کی اس نص صریح پر جس خوبی اور اہتمام کے ساتھ عمل ہوتا تھا اس پر روشنی ڈالنے کی چنداں ضرورت نہیں ہر مسلمان ایک داعی اور مبلغ تھا جس کے قلب میں اسلام کو اقصائے عالم میں پھیلانے کے لئے ایک آگ لگی ہوئی تھی۔ اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے اگر مسلمان کے سامنے کوئی نصب العین تھا تو وہ صرف اعلائے کلمۃ الحق تھا۔ اور آج یہ انہیں بزرگوں کی کاوش اور محنت کا نتیجہ ہے کہ اسلام ہمیں پہنائے عالم میں پھیلا ہوا نظر آتا ہے اور زمین کا کوئی خطہ نہیں جہاں خدا اور خدا کے رسول کا نام لیوا موجود نہ ہو۔

ابتدائی صدیوں میں بالعموم اشاعت اسلام مسلمانوں کا شیوہ رہا۔ صوفیائے کرام امراء اور بادشاہ بھی اسی رنگ میں رنگین نظر آتے ہیں چنانچہ بنو امیہ اور بنو عباس کے زمانہ کی تاریخ اس پر شاہد ہے، خلافت راشدہ زمانۂ نبوتی کے بعد تبلیغی تحریک کا سب سے زیادہ سرگرم اور پُرجوش دور ہے۔ اس زمانہ میں دنیا کے ہر مہذب خطہ میں مسلمان قرآن کو سینہ سے لگائے ہوئے پہنچے اس دور کی تبلیغی سرگرمیوں کا اتنی دفعہ اعادہ ہوچکا ہے اور اسے اس تفصیل سے بیان کیا گیا ہے کہ یہ اسلامی تبلیغ کی تیس سالہ شاندار داستان ہر مسلمان کے لوح قلب پر نقش ہوکر رہ گئی ہے۔ یہاں اس کی شرح و بسط میں جانا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔

مسلمان سیاسی اور ملکی لحاظ سے کئی دفعہ گرے اور ابھرے لیکن انھوں نے کبھی فریضہ تبلیغ کو فراموش نہیں ہونے دیا۔ وہ تورانی قبائل جو ترکستان سے لیکر چین تک پھیلے ہوئے تھے اور بت پرست تھے انھوں نے خلافت بنو عباسیہ کی اینٹ سے اینٹ بجادی، اور مسلمانوں کے خون کو اس قدر ارزاں کیا کہ آج ان حالات اور واقعات کو پڑھکر رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور چنگیز خاں نے خوارزم شاہی سلطنت کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے خراسان اور ماوراء النہر میں اپنی طرف سے اسلام کا بالکل گلا گھونٹ ڈالا اور مغلوں کا قہرمانی تسلط دیکھکر یوں نظر آنے لگا کہ یہ گرگے کبھی اس سرزمین میں اسلام کو ابھرنے نہیں دیں گے لیکن دیکھتے ہی دیکھتے ہماری حیرت کی کوئی حد نہیں رہتی کہ صرف دو مسلمان درویش حضرت شیخ جمال الدین اور ان کے بیٹے حضرت شیخ رشید الدین نے اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام کے جذبہ سے سرشار ہوکر جونخوار مغلوں کی فطرت بدل دی وہ قاہر اور جابر مغل جنہوں نے اپنی نوک شمشیر سے مسلمان فرمانرواؤں کو تخت فغفوری اور کلاہ سروری سے محروم کیا۔ خود انھوں نے مسلمان درویشوں کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ حضرت شیخ رشید الدین کی تبلیغ سے تغلق تیمور خان جو خاقان تھا حلقہ بگوش اسلام ہوا اسے دیکھکر دیگر مغل امراء اور رؤسا بھی حلقۂ اسلام میں داخل ہوئے۔ اور ایک دفعہ تو یہاں تک نوبت پہنچی کہ صرف ایک دن میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار مغلوں نے چوٹیاں کٹوا کر اسلام قبول کیا۔ گو مسلمانوں کی ظاہری شان وشوکت مٹی ہوئی نظر آتی تھی لیکن جذبۂ تبلیغ نے پھر اس وقار کو قائم کردیا۔ چنانچہ اس جذبۂ تبلیغ کی تاریخ کو ہی مطالعہ کرکے ایک شاعر نے کہا تھا ؎

تو نہ مٹ جائیگا ایران کے مٹ جانے سے
نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے
ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

سو جب مسلمان کے قلب میں جذبۂ تبلیغ ہو تو وہ صنم خانے سے بھی اپنے کعبہ کے محافظ پیدا کرلیا کرتا ہے۔

ہندوستان جو کہ دنیا کا بہت کہنہ صنمکدہ ہے اس ملک میں مسلمان قریباً آٹھویں صدی عیسوی میں داخل ہوئے لیکن مسلمان حکمرانوں کی طرف سے خواہ وہ خاندان غلاماں سے تعلق رکھتے ہوں اور خواہ وہ خاندان مغلیہ کے چشم وچراغ ہوں تبلیغ اور اشاعت اسلام کا کوئی اہتمام نہیں ہوا۔ صوفیائے کرام کا گروہ تبلیغ اسلام میں پیش پیش نظر آتا ہے۔ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رح اور حضرت شیخ علی ہجویری رح جو آج داتا گنج بخش کے نام سے مشہور ہیں۔ ان بزرگوں کے طفیل ہندوستان میں اسلام پھیلا ہے اور پھر ان کے بعد حضرت قطب الدین بختیار کاکی، حضرت فرید الدین گنج شکر، حضرت نظام الدین محبوب الٰہی یہ صوفیاء اور بزرگ اسلام کے زبردست داعی تھے اور انہیں کے قدم قدم سے اسلام ہندوستان میں دن دونی رات چوگنی ترقی کرتا رہا۔ ان بزرگوں کے پاس کوئی دنیوی اقتدار نہیں تھا بلکہ صرف ایک جذبۂ تبلیغ ہی تھا جس نے ان سے تبلیغی میدان میں ایسے کارہائے نمایاں کرائے۔ چنانچہ ڈاکٹر ایم ٹی رٹائی۔ ٹیس اپنی کتاب انڈین اسلام کے صفحہ ۳ پر ان بزرگوں کے متعلق رقمطراز ہیں " ان صوفیائے کرام نے اپنے زہد و اتقاء کی وجہ سے لوگوں پر بہت عمدہ اثر ڈالا۔ لیکن ان کی کامیابی کا راز اسلامی عقائد کی سادگی اور پاکیزگی میں پوشیدہ ہے اسلام کے مذہبی اور تمدنی احکام اس قدر سادہ اور دلکش ہیں کہ ہنود کے لئے ان کا قبول کرنا سراسر قرین قیاس ہے۔ اسلام توحید باری کا علمبردار ہے بت پرستی اور ہر قسم کے شرک سے بیزار ہے تمام مسلمانوں کو یکساں درجہ عطا کرتا ہے اور اسلام کی نظر میں بزرگی کا معیار تقوے ہے نہ کہ مال و دولت اور خاندانی وجاہت اس میں کوئی شک نہیں کہ صوفیائے کرام نے اپنی پاکیزگی اور پاکیزہ تعلیمات کی بدولت سب کامیابی حاصل کی جو عیسائی پادریوں کو اس قدر دولت اور وقت صرف کرنے کے بعد بھی نصیب نہ ہوئی۔ وغیرہ وغیرہ"

لیکن اٹھارہویں صدی میں مسلمانوں پر زوال اور انحطاط کا دور آگیا اور باہر سے تبلیغ کا اسلام کے داعی آنے بند ہوگئے لیکن اس گئے گذرے دور میں بھی ایک مرد کامل پیدا ہوا اور اس نے اپنی بلیغ اور عمیق نگاہ سے پہچان لیا کہ مسلمان کے زوال کا اصل باعث ان کی اصول اسلام اور تعلیم قرآن سے بے خبری ہے وہ مرد کامل شاہ ولی اللہ دہلوی ہیں، یہ مجدد وقت تھے۔ اور انھوں نے ایک شاندار تصنیف حجۃ اللہ البالغۃ اپنی یادگار چھوڑی ہیں انھوں نے قرآن مجید کا فارسی میں ترجمہ کیا اور ہندی مسلمان کو قرآن مجید کے معارف اور اصول حیات سے قریب تر کردیا۔

انیسویں صدی میں تو مسلمانوں کے اخلاقی اور روحانی مذہبی اور سیاسی انحطاط کی حد ہوگئی یاجوج اور ماجوج کے لشکر ہر بلندی سے عالم اسلام پر ٹوٹ پڑے۔ عیسائیت نے بڑے انتظام اور اہتمام سے اسلام اور آنحضرت صلعم پر حملے شروع کردیئے مغربی علوم نے مسلمان نوجوانوں میں الحاد پیدا کیا۔ اسلامی ممالک نے مغربی کلچر اور تمدن کے سامنے سر تسلیم خم کیا اور جگہ جگہ تحریکات اسلام کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئیں جن میں سے آریہ سماج اور عیسائیت ہندوستان میں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اور ان کے علاوہ مغربی علوم نے ایمان باللہ پر حملہ کرکے اسلام کی طاقت کو کمزور کرنا شروع کردیا۔ ایسے نازک وقت میں اسلام کی مدافعت اور تبلیغ کے لئے ایک زبردست محدث اور مجدد کو اللہ تعالے نے مبعوث فرمایا۔ جنہوں نے اللہ تعالے کے حکم سے تائید حق اور اشاعت اسلام کے لئے جماعت بنائی جس کی بنیاد اس نص قرآنی پر تھی ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولٓئک ھم المفلحون۔

اس جماعت نے اپنے بانی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مشرق اور مغرب میں اعلائے کلمۃ اللہ اور اشاعت اسلام کے لئے جان، مال اور قوت کو بیدریغ خرچ کیا جس کے نتائج اتنے شاندار نکلے کہ جس کے مسلمان عمائد معترف ہیں ایک دفعہ ایک مسلمان بزرگ نے لکھا تھا۔

" اس جماعت (جماعت احمدیہ لاہور) کے کام سے مجھ کو پوری پوری ہمدردی ہے۔ حمایت اور اشاعت اسلام کے واسطے یہ جماعت ہمہ تن وقف ہے خدا کرے مسلمانوں میں ایسی جماعتیں اور بھی پیدا ہوں۔ بلکہ بہتر لفظوں میں یہ کہنا چاہیئے کہ خدا کرے تمام مسلمان اسی طرح حمایت و اشاعت اسلام کا کام کیا کریں جس طرح لاہوری احمدی جماعت"

اعلیحضرت ہز ہائی نس نواب صاحب مانگرول نے فرمایا تھا :-

" تبلیغ و اشاعت اسلام کی خدمات کو آپ کی انجمن نے جس تندہی محنت، جانفشانی اور عمدہ طریق پر انجام دے رہی ہے وہ ہر مسلمان کے لئے باعث شکریہ و مبارکباد ہے"

مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی نے فرمایا تھا۔

" عام خدمات اسلامی آپ کی جماعت بہت سرگرمی جوش و انہماک کے ساتھ انجام دے رہی ہے ان کی داد نہ دینا ظلم ہے اور داد کیا معنی مجھے تو باربار رشک آچکا ہے"

اس کے علاوہ بھی متعدد بیانات درج کئے جاسکتے ہیں لیکن جگہ کی قلت کی وجہ سے درج نہیں ہوسکے۔ جماعت احمدیہ لاہور نے یورپ کے اندر کفر و الحاد کے مرکزوں میں اسلامی مشن قائم کئے اور اپنی محنت شاقہ سے یورپ کا مطمح نگاہ بدل دیا۔ یورپ کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم ہزاروں کی تعداد میں شائع کئے۔ باقی رسائل۔ جرائد اور مختلف صحیفوں کا کوئی شمار نہیں۔ ان تبلیغی کوششوں کی شوکت کا اندازہ کچھ مورخ ہی بہتر کرسکے گا۔ یہ جماعت صوفیائے کرام اور قرون اولیٰ کے داعیان اسلام کی حقیقی جانشین ہے جس کا مقصد وحید غلبہ اسلام ہے، حاکم اور محکوم دونوں اس کے جذبۂ تبلیغ کی زد میں ہیں اور اس کے دشت جنوں میں موجودہ دور کی دہریت اور مادیت صید زبوں ہیں اس خالص اسلامی تحریک سے آئندہ اسلام کے پاکیزہ اور شاندار دور کا آغاز ہوگا ؂

فتنہ غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

از قلم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم مغفور

{قسط نمبر}

بہائی شریعت اور مغربی تہذیب

پھر شریعت جو تجویز کی اس میں بھی اسی مغربی تہذیب کا تتبع کیا۔ جب دیکھا کہ خدا کی طرف دنیا کی توجہ کم ہے تو ضروری سمجھا کہ عبادت کو کم کر دیا جائے۔ چنانچہ نمازوں کی تعداد کم کر دی رکعتیں کم کر دیں ۹ رکعت تمام دن رات میں رکھیں۔ وضو کے لئے صرف منہ ہاتھ دھونا کافی سمجھا گیا۔ پاؤں دھونے میں چونکہ زیادہ تکلیف ہوتی تھی اسلئے دن رات میں ایک دفعہ دھو لینا کافی سمجھا گیا۔ سردی ہو تو تین دن میں ایک دفعہ بھی دھو لینا کافی ہے۔ نماز باجماعت اڑا دی۔ ہاں قبلہ اپنے قید خانہ یا قبر کو بنا دیا۔ دیکھا کہ مغربی تہذیب میں سود کا بہت چلن ہے اور اقتصادیات میں یہ بہت ضروری چیز سمجھی جاتی ہے اسلئے اسے جائز کر دیا۔ وغیرہ وغیرہ۔

بہاء اللہ کا نظریہ شریعت وحی الٰہی کی ضرورت کو ساقط کرتا ہے

میں کہتا ہوں اگر اسی طرح لوگوں کے رسم و رواج عادات و خیالات کا تتبع کرنا ہی صراط مستقیم ہے تو خواہ مخواہ کسی آسمانی شریعت کی ضرورت کیا ہے؟ یعنی اگر وہی امر ٹھیک ہوا کرتا ہے جس طرف دنیا کے لوگوں کی رو چل رہی ہو تو خواہ مخواہ اس میں خدا کے دخل دینے کی ضرورت کیا ہے، لوگوں کے خیالات کا تتبع کرنے والا خدا کیا ہوا ایک سیدھا سادہ بھولا بھالا نواب ہوا۔ لوگوں نے کہدیا کہ حضور لڑنا چاہیئے اس نے کہدیا کہ ہاں لڑنا چاہیئے۔ لوگوں نے کہا صلح کر لیجئے تو نواب صاحب نے بھی کہدیا کہ ہاں ہاں ضرور صلح کر لو۔ یہی حال نعوذ باللہ خدا کا ہوا۔ کہ جدھر لوگوں کے خیالات کی رو چل پڑی، وہ بھی اسی طرف ہی چل پڑے۔ اور ویسی ہی شریعت لوگوں کو لکھ کر دیدی۔ یہ نظریہ تو وحی کی ضرورت کو بالکل ساقط کر دیتا ہے۔ اگر لوگوں کے خیالات اور رواج صحیح رستہ پر چل رہے ہیں، تو خواہ مخواہ خدا کو اس پر تائیدی دستخط کرنے کی ضرورت کیا پڑی ہے۔ یعنی جو بات لوگ خود جانتے ہیں وہی بات خدا سے پوچھنے کی ان کو کوئی ضرورت نہیں۔

خدا کی وحی کی ضرورت کیوں اور کس وقت ہوتی ہے

خدا کے علم یعنی وحی کی ضرورت تو اس صورت میں نظر آتی ہے کہ جب اہل دنیا ایک ضروری امر کو اپنی عقل اور اپنے علم سے سمجھ نہیں سکتے اور اس ناسمجھی کی وجہ سے وہ ایک غلط رستہ پر پڑ کر ہلاکت کی راہ اختیار کرتے ہیں، تو شفقت اور ترحم کی وجہ سے جناب الٰہی کا علم ان کی مدد کرتا ہے اور کسی برگزیدہ انسان پر بذریعہ وحی و الہام اللہ تعالےٰ صراط مستقیم کو ظاہر کرتا ہے اور غلط رستہ پر جاتی ہوئی دنیا کو اپنے وحی و الہام سے خبردار کرتا ہے اور اس دنیا کو جو ہلاکت کے گڑھے کی طرف اپنی لاعلمی سے دوڑی جا رہی ہوتی ہے اپنی پُرشوکت کی آواز دے کر روکتا ہے کہ ٹھہرو کدھر بہکے چلے جا رہے ہو۔ یہ رستہ ہلاکت اور جہنم کا ہے۔ آؤ میں تمہیں سیدھا رستہ بتاؤں جس پر چل کر دین و دنیا کی کامیابی تمہیں نصیب ہو بغرضیکہ وہ اہل دنیا کے خیالات اور خواہشات کی بہتی ہوئی رَو کے خلاف ایک ایسی راہ بتاتا ہے جو راحت اور عزت کامیابی اور جنت کی ہوتی ہے لیکن چونکہ وہ لوگوں کے عام رجحان اور خواہشات کے خلاف ہوتی ہے اسلئے لوگ اسکی مخالفت کرنے لگتے ہیں۔ اسی کو قرآن کریم نے کیسے اصح الفاظ میں فرمایا ہے ارشاد ہوتا ہے۔

افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون (البقرہ) جب جب تمہارے پاس رسول آئے اور وہ ایسے احکام لائے جو تمہاری خواہشات کے خلاف تھے تو تم نے تکبر کیا اور بعض کو تم نے جھٹلایا اور بعض کو تم نے قتل کرنے کی کوشش کی۔ اس آیت میں وحی کی ضرورت کو کس خوبی سے بتلایا ہے کہ جب اہل دنیا کی خواہشات کا رجحان غلط راہوں کی طرف ہو جاتا ہے اور انسانی عقل اور علم اسے صراط مستقیم کی طرف لانے میں ناکام رہ جاتا ہے تو خدا کا علم یعنی وحی الٰہی اس کی مدد کو آتی ہے اور اسے صراط مستقیم کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ اسی لئے جو خدا کی وحی اور علم کو لیکر دنیا میں رسول یا ملہم آتا ہے وہ لوگوں کی خواہشات خیالات یا رجحانات کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اس کے ہاتھ میں حق ہوتا ہے اسلئے وہ باطل سے ذرہ بھر بھی نہیں ڈرتا اور بڑی بڑی مخالفتوں کے باوجود صراط مستقیم کو کھول کر بیان کرتا ہے۔ یہی وجہ ہوتی ہے کہ دنیا اس کی مخالف ہو جاتی ہے اسے قتل کرنا چاہتی ہے اس کے پیغام کو مٹا ڈالنا چاہتی ہے لیکن اسے اس کی پرواہ نہیں ہوتی نتیجہ یہ کہ حق اور باطل کی ایک خطرناک ٹکر ہوتی ہے جس میں بظاہر نظر حق کے مٹ جانے کا خوف ہوتا ہے لیکن بالآخر حق کامیاب ہوتا ہے اور باطل مٹ جاتا ہے جیسا کہ قرآن فرماتا ہے کہ بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق۔ ہم حق کو باطل پر دے مارتے ہیں پھر وہ اس کا دماغ کچل دیتا ہے اور باطل بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔

حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے حالات پر ایک نظر

اب آؤ ضرورت وحی کے اس معیار کو سامنے رکھکر ذرا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات پر نظر ڈالیں۔ آپ اس زمانہ میں تشریف لاتے ہیں جب چاروں طرف شرک، بت پرستی اور انسان پرستی کا زور ہے اور نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ وہ الہامی مذاہب یہود اور نصاریٰ کے جو شرک کو مٹانے آئے تھے خود انسان پرستی کا مرقع بن کر رہ گئے ہیں، نصاریٰ نے عیسیٰ میں خدا کا حلول مان کر انسان پرستی کر رہے ہیں یہود نے احبار اور رھبان کو خدا کی جگہ پر لا بٹھایا ہے۔ ایران میں آتش پرستی اور ہندوستان اور روما اور مصر وغیرہ میں بت پرستی اور آفتاب پرستی کا زور ہے اور ظھر الفساد فی البر والبحر (کہ خشکی اور تری میں فساد پھیل گیا) کا صحیح نقشہ دنیا پر چھایا ہوا ہے اس وقت خدا کا رحم جوش مارتا ہے اور ادنیٰ ترین بت پرستی کے مرکز عرب میں سے ایک امی شخص کو کھڑا کرتا ہے اور اسے اپنی وحی سے مشرف کرتا ہے اور تمام دنیا کی مرضی اور خواہش کے برخلاف توحید کا پیغام اس کے ذریعہ اہل دنیا کو سناتا ہے اور آواز دیتا ہے کہ اے احمقو اور نادانو! یہ آبائی تقلید اور خواہشات نفس کے تتبع میں تم کدھر بہکے چلے جا رہے ہو۔ ٹھہرو! یہ رستہ غلط ہے آؤ میں تمہیں سیدھا راستہ بتاؤں۔ پھر وہ انہیں توحید کے سبق پڑھاتا ہے تو بتوں اور خدائی اوتاروں کے پرستار اس مخالف آواز کو سن کر اس کے دشمن بن جاتے ہیں اور اسے اور اسکے پیغام کو مٹا ڈالنا چاہتے ہیں۔ لیکن وہ حق کا داعی اس باطل سے ٹکر دیکر اس کا سر کچل دیتا ہے اور اس بڑھتے ہوئے طوفان کو مٹا کر رکھ دیتا ہے۔ تب شرک اور بت پرستی سے بھری ہوئی دنیا اپنی غفلت اور جہالت سے بیدار اور خبردار ہوتی ہے۔ اور ایک انقلاب عظیم دار دہو کر ہر طرف توحید کا غلغلہ بلند ہوتا ہے۔ یہ ہوتی ہے خدا کی وحی اور اس کا سچا پیغامبر جو بڑے بڑے صاحبان علم کا سر کو ان کی غلطیوں پر متنبہ کرتا ہے اور دنیا کو اس کے عام رجحانات و خواہشات کے خلاف صراط مستقیم پر لا ڈالتا ہے۔

بہاء اللہ صاحب کے حالات پر ایک نظر

اب دوسری طرف آؤ ذرا بہاء اللہ صاحب کے حالات اسی معیار پر رکھیں۔ ان کے زمانہ میں مسیحیت کا زور تھا اور جو دجالی تہذیب اور کلچر اس سے پیدا ہوا تھا اس کا فتویٰ یہ تھا کہ خدا انسان کی شکل میں دنیا میں آیا اور نوع انسان کی نجات کے لئے دنیا میں طرح طرح کی تکلیفیں اٹھاتا رہا اور مر گیا۔ مسیح کی اس خدائی نے دنیا کو خطرناک ضلالت میں مبتلا کر رکھا تھا اور اس قوم کی دنیوی ترقی نے اہل عالم کی آنکھوں کو چکاچوند کر کے خدا کی حقیقی توحید اور معرفت سے انہیں اندھا کر رکھا تھا۔ اس وقت بہاء اللہ صاحب اٹھتے ہیں۔ اور اسی دجالی تہذیب کی حرف بحرف تائید کر کے اپنا سکہ جمانا چاہتے ہیں کہ مسیحی کلیسیا کے عقیدہ کے رنگ میں ان کی خدائی بھی مان لی جائے فرق یہ کہ وہاں خدا بیٹا آیا تھا۔ یہاں خدا باپ خود آ گیا۔ گویا انھوں نے اپنے دعوے سے انسانیت کے جامہ میں الوہیت اور کفارہ اور انسان پرستی کی تائید کر دی۔ نتیجہ یہ کہ اس ضلالت میں ایک اور ضلالت ملا کر اپنا اُلّو سیدھا کرنا چاہا۔

مجدّد زماں کے حالات پر ایک نظر

اب ایک تیسرے شخص کا حال سنو۔ اور وہ ہے مرزا غلام احمد۔ وہ اپنے آقا محمد رسول اللہ صلعم کا ایک غلام تھا۔ وہ بھی اسی زمانہ میں آیا جب مسیحیت اپنے پورے زوروں پر تھی۔ مگر وہ حق کا داعی تھا۔ اور خدا کا پیغام اپنے ساتھ لایا تھا۔ اس لئے دنیا کی بہتی ہوئی رَو کے خلاف اس کی آواز اٹھی اور اس نے اہل دنیا کو ان کی خواہشات نفس کے خلاف یہ سنایا کہ اس زمانہ میں اگرچہ چاروں طرف تثلیث اور کفارہ کا مذہب اپنے زوروں پر ہے اور اس کی دنیوی ترقی کی چکاچوند نے بڑے بڑے اہل الرائے لوگوں کی آنکھیں خیرہ کر رکھی ہیں مگر میں خدا کی طرف سے یہ پیغام لایا ہوں کہ اس دجال کے بہکانے میں نہ آؤ اور صراط مستقیم وہی توحید کی راہ ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے۔ میں اس لئے آیا ہوں تا دنیا سے انسان پرستی فنا کر دوں اور الوہیت مسیح کے عقیدہ کو مٹا دوں اور مجھے خدا نے مسیح بنایا ہی اسی لئے ہے کہ تا تمام دنیا دیکھ لے کہ مسیح اسرائیلی بھی میری طرح ایک انسان تھا خدا نہ تھا۔ کیا خوب فرماتے ہیں؎

چو کا فراز ستم ہر ستہ مسیح را
غیور یٔ خدا بسرشش کرد مسیحم

اس کی اس آواز پر عیسیٰ کے پرستار ہجوم کر کے اس پر ٹوٹ پڑے اور اسکو مٹا ڈالنا چاہا اور جس میں ذرا بھی عیسیٰ پرستی کی رگ تھی وہ اس کا دشمن بن گیا۔ لیکن اس ساری مخالفت کے طوفان میں سے وہ کامیاب اور مظفر و منصور ہو کر نکلا اور عیسیٰ پرستی کے زور کو توڑ دیا اور اس کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو نہ صرف روک دیا بلکہ اس کی لغویت اور ضلالت کو ایسا بے نقاب کیا کہ خود اس کے پرستاروں کے دل اس سے بیزار ہو گئے یہ ہوتی ہے خدا کی وحی جو اہل دنیا کے عام رجحان اور خواہشات کے خلاف بیابان میں ایک پکارنے والے کی آواز کی طرح اٹھتی ہے اور دنیا کو غلط رستہ سے ہٹا کر سیدھے رستہ کی طرف رہبری کرتی ہے

بہاء اللہ صاحب نے جو کچھ حق اللہ کے متعلق کارنامہ کر کے دکھایا وہ تو ملاحظہ فرما چکے اب حق العباد میں جو کچھ تیر مارا وہ بھی

بھی پیش کئے دیتا ہوں انشاء اللہ تعالیٰ۔

بہاء اللہ صاحب اور حق العباد

بہاء اللہ صاحب نے حق اللہ کے بارے میں جو ظلم عظیم روا رکھا وہ آپ اس سے پہلے پڑھ چکے ہیں۔ اب حق العباد کے کچھ تھوڑے سے کارنامے ملاحظہ ہوں۔ ساری باتوں پر بحث کرنا تو اس جگہ ناممکن ہے۔ میں صرف تین امور بطور نمونہ پیش کرتا ہوں اور وہ وہی ہیں جن پر بہائی صاحبان کو بہت ناز ہے۔

(۱) پہلے سود کو لے لیجئے۔ بہائی یہ تو مانتے ہیں کہ قرآن خدا کا کلام ہے اس میں سود حرام تھا اور ایسا سخت حرام تھا کہ سود کھانے والوں کو فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ کا وعید سنایا گیا۔ کہ خدا اور اس کے رسول سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ سود کیوں حرام تھا میں یہاں اس پر بحث نہیں کر رہا۔ یہ تو مسلّم ہے کہ خدا نے اسے حرام کیا تھا کسی انسان نے نہیں کیا تھا۔ لیکن اب جو یورپ اور امریکہ نے سود کھانے کو ایک مستحسن امر قرار دیا اور تبلایا کہ سود سے تو دولت بڑھتی ہے اور آج کل تجارت میں سود لینا تو ایسا ضروری امر ہے کہ اس کے بغیر گذارہ ہی نہیں تو بہاء اللہ صاحب کے روپ میں خدا کو بھی سمجھ آگئی کہ ہاں واقعی ہم نے پہلے غلطی کی تھی جو سود اس زور شور سے حرام کر دیا تھا۔ لہٰذا چلو اس غلطی کی اصلاح کر دیتے ہیں اور سود کو حلال کئے دیتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ میاں بہت سیدھے ہیں۔ جس زمانہ میں بندوں نے جو رستہ سیدھا قرار دے دیا انھوں نے بھی اسی پر صاد کر دیا۔ یا ان کی گورنمنٹ بہت کمزور گورنمنٹ ہے جو رعایا کے ایجی ٹیشن کرنے اور شور مچانے پر ان کے حسب منشاء منظوری دے دیتی ہے۔

سود کے جواز سے بہاء اللہ کی کیا غرض تھی

لیکن جو بہاء اللہ کو خدا نہیں مانتے انہیں صاف نظر آ گیا کہ بہاء اللہ صاحب نے اپنی تحریک کو دنیا پرستوں اور مغرب زدہ لوگوں میں ہر دلعزیز بنانے کے لئے ضروری سمجھا کہ ان کی زرپرستی اور دنیا طلبی کے رستہ میں کوئی امر روک اور ہیچ نہ ہونا چاہیئے۔ انہیں اس سے غرض نہیں کہ سیدھا رستہ کونسا ہے انہیں د نظریہ ہے کہ اپنی تحریک کو لوگوں میں ہر دلعزیز کیسے بنایا جائے اور اس کا سب سے آسان طریق یہ ہے کہ جیسا زمانہ دیکھا اسی رنگ میں رنگین ہو گئے۔ ممکن ہے بہاء اللہ صاحب آج زندہ ہوتے اور سرمایہ داروں اور مزدوروں کی باہمی جھڑپ دیکھتے، اور سرمایہ داری کی مٹی پلید ہوتے دیکھتے تو سود کو پھر حرام کر دیتے۔ لیکن وہ مر گئے اور سود کے جواز کی ناپاک تعلیم کو اپنے پیچھے بطور نشان کے باقی چھوڑ گئے کہ یہ خدائی ہدایت نہ تھی بلکہ انسانی ضلالت کی تعلیم تھی۔

اسلام نے سود کو کیوں حرام قرار دیا؟

اب آپ پیچھے آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے چلئے ہیں۔ سود کا عرب میں بھی بڑے زور سے رواج تھا۔ سود کے فوائد جو آج نظر آ رہے ہیں اس وقت بھی پیش نظر تھے یعنی سرمایہ کی ترقی۔ سود خور لوگ بہت مالدار تھے یہ کوئی مخفی امر نہ تھا۔ دنیا داروں، زرپرستوں کا طبعی رجحان اور میلان بڑے زور سے اسی طرف جیسا کہ آج بھی ہے کہ سود کو حرام نہ کیا جائے کیونکہ سود سے دولتمندوں کی دولت ترقی کرتی ہے لیکن اس سارے رجحان اور خواہشات نفس کے خلاف محمد رسول اللہ صلعم کی آواز بلند ہوئی کہ اس ناپاک زرپرستی کو جو سود کے رنگ میں دنیا میں رائج ہے تمہارا خدا حرام بتاتا ہے اسے ختم کر دو۔ کچھ شک نہیں کہ سود سے سرمایہ ترقی کرتا ہے لیکن خدا سرمایہ داری کو پسند نہیں کرتا۔ وہ نہیں چاہتا کہ دولت امیروں میں ہی چکر کاٹتی رہے اور غریبوں کو اس سے کچھ حصہ نہ ملے جیسا کہ فرماتا ہے کیلا یکون دولۃ بین الاغنیاء منکم (الحشر) کہ ایسا نہ ہو کہ دولت دولتمندوں ہی میں دورہ کرتی رہے کیونکہ ایسی تہذیب ایک لعنتی تہذیب ہے جس میں ایک طرف سرمایہ داروں کا سرمایہ ترقی کرے اور دوسری طرف غریبوں کی غربت اور افلاس ترقی کرے۔ ایسی زرپرستی انسان سے ہمدردی اور اخلاق فاضلہ کا خاتمہ کر دیتی ہے۔

سود لینا حرام اور ننگ انسانیت ہے

ضرورت کے وقت اگر ایک غریب بھائی کی مدد کسی امیر نے اپنی دولت سے کر دی تو اس پر بطور معاوضہ سود لینا کس قدر خلاف انسانیت ہے۔ جو غریب اصل ادا نہیں کر سکتا اس پر سود کا بھی ساتھ ہی بوجھ ڈال دینا در اصل اسکو پیس ڈالنے کے مترادف ہے۔ کسی تجارت میں سرمایہ دار اور مزدور کا اگر اشتراک ہو تو یہ کس قدر ظلم ہے کہ نفع میں تو سرمایہ دار شریک ہو اور نقصان کا بوجھ صرف مزدور اٹھائے اور سرمایہ دار اس نقصان کی حالت میں بھی اپنا نفع نہ چھوڑے۔ اس کا نام تم سود رکھتے ہو۔ لیکن یہ ننگ انسانیت ہے اور سخت ظلم و بے انصافی ہے اور اس ظلم اور بے انصافی کی وجہ کیا ہے۔ صرف یہی کہ ایک پاس کسی وجہ سے دولت ہے اور دوسرے کے پاس نہیں ہے اس کا نتیجہ کیا ہے یہی کہ دولتمند طبقہ قوم کا دولت میں ترقی کرتا چلا جائے گا اور دوسرا طبقہ مزدور اور محنت کرنے والے کا ہمیشہ نیچے گرتا چلا جائے گا۔

(باقی دارد)

ارشاد امیر

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

میاں چنوں میں نماز جمعہ

مورخہ ۱۸ فروری کو نماز جمعہ یہاں جناب مولینا احمد یار صاحب نے پڑھائی۔ آپ نے ایک نہایت ایمان افروز خطبہ دیا جس میں آپ نے صداقت حضرت مسیح موعود اور اشاعت اسلام کی ضرورت پر روشنی ڈالی اختتام پر آپ نے سامعین سے اپیل کی کہ اگر انہیں خطبہ کے کسی حصہ پر اعتراض ہو تو وہ بعد از نماز بڑی خوشی سے دریافت کر سکتے ہیں۔ نماز کے بعد جناب میاں عطاء اللہ صاحب ساطع ملزاوزر نے "وفات مسیح" کے موضوع پر ایک مدلل تقریر فرمائی جس سے سامعین بہت محظوظ ہوئے آپ نے قرآن حکیم سے ایک ایسی محکم اور روشن دلیل پیش کی جس کا مخالفین کے پاس قطعاً کوئی جواب نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ سورۃ آل عمران کا چھٹا رکوع اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ الخ سے شروع ہوتا ہے۔ اس رکوع میں اللہ تعالےٰ نے وفد نجران کے جواب میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پوزیشن کو واضح فرمایا ہے۔ یہاں تین باتوں پر زور دیا گیا ہے۔ ایک طبعی موت رفع اور تطہیر پر جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے واضح ہے۔ دوسرا اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر روشنی ڈالی گئی ہے جیسا کہ آیت ان مثل عیسیٰ کمثل آدم خلقہ من تراب الخ سے ظاہر ہے۔ تیسرے اس رکوع میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس حق کے آجانے کے بعد اگر یہ لوگ پھر بھی آپ کے ساتھ (آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم) جھگڑا کرتے ہیں تو پھر آپ انہیں مباہلہ کے لئے دعوت دیں جیسا کہ آیت فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم فقل تعالوا ندع ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا وانفسکم الخ سے ظاہر ہے۔ اب اگر انی متوفیک ورافعک الیّ سے مراد طبعی موت اور رفع درجات روحانی نہیں ہے بلکہ زندہ جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہے جیسا کہ اس وقت کے بعض غیر احمدی علماء اور تمام عیسائیوں کا اعتقاد ہے۔ اسی طرح اگر ان مثل عیسےٰ کمثل آدم سے مراد یہ نہیں کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیدائش اسی طرح ماں باپ سے ہوئی جیسا کہ عام آدمیوں کی ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر انسان کی پیدائش مٹی سے ہی ہوئی ہے۔ بلکہ وہ معنی مراد ہیں جو غیر احمدی لیتے ہیں اور جو ہمیشہ سے عیسائیوں کا اعتقاد رہا ہے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کس بناء پر نجران کے عیسائیوں کو دعوت مباہلہ دی۔ کیونکہ مباہلہ اختلاف عقائد کی بناء پر ہوتا ہے نہ موافقت مذہب عقائد پر۔ اگر کوئی شخص یہ کہے کہ موضوع مباہلہ الوہیت مسیح تھا تو یہ درست نہیں کیونکہ یہاں اس رکوع میں الوہیت مسیح کا ذکر نہیں ہے۔ ہاں ان دلائل سے جو اس رکوع میں دیئے گئے ہیں بطور نتیجہ کے نفی الوہیت مسیح نکلتی ہے اور وہ بھی اسی صورت میں کہ عیسےٰ علیہ السلام کو وفات شدہ اور آپ کی پیدائش کو عام آدمیوں کی پیدائش کی طرح تسلیم کیا جاوے ورنہ دوسری صورت میں تو الوہیت ثابت ہوتی ہے نہ کہ اس کی نفی نکلتی ہے کیونکہ رفع جسمانی اور پیدائش بغیر باپ عیسائیوں کے نزدیک الوہیت مسیح کے لئے قوی ترین دلائل میں سے ایک دلیل ہے۔ پھر آپ نے دیگر آیات قرآنی سے اس مسئلہ پر مزید روشنی ڈالی۔ آخر پر غلبہ اسلام اور مسلمانوں کی بہبودی کے لئے دعا کی گئی۔

(نامہ نگار)

ینگمینز احمدیہ ایسوسی ایشن جموں

کا سالانہ انتخاب

ینگ مینز احمدیہ ایسوسی ایشن جموں کا سالانہ انتخاب ہوا اور مندرجہ ذیل عہدہ داران انتخاب ہوئے ہیں۔ منتخب شدہ دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے کام کو نہایت مستعدی اور سرگرمی کے ساتھ سرانجام دیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشادات کو خطبات جمعہ میں نظر غائر سے مطالعہ فرمائیں اور انہیں عملی جامہ پہنانے کی کوشش کریں اور مرکزی ینگ مین ایسوسی ایشن کے تعاون کے ساتھ جماعت احمدیہ لاہور کے اغراض و مقاصد کو تقویت دیں۔

(مدیر)

عہدیداران

(۱) شیخ رحمت اللہ صاحب پریذیڈنٹ

۲۔ عبدالحق صاحب مستم شباب سیکرٹری

۳۔ جناب ابراہیم صاحب طور اسسٹنٹ سکرٹری

رجسٹرڈ - ایل نمبر ۸۳۸
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۞ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
ایس محمد آصف (بی اے)

جائنٹ ایڈیٹر
شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہو گی۔
۴- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ | لاہور - یوم چہار شنبہ - مؤرخہ ۱۳ ربیع الاوّل سنہ ۱۳۶۳ھ م - ۸ مارچ سنہ ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۰

قرآن مجید میں خواہشات کو معبود بنانیوالے لوگوں کا ذکر

موجودہ زمانہ کی آنحضرت صلعم کے زمانہ سے مشابہت

قادیانی دوستوں کے متعدد خطوط اور ان کا جواب

عقائد کی بنیاد خوابوں پر نہیں رکھی جا سکتی

میاں صاحب فقد لبثت فیکم عمرا کا چیلنج نہیں کر سکتے

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مؤرخہ ۳ مارچ سنہ ۴۴ء)

ارئیت من اتخذ الٰھہ ھواہ ط افانت تکون علیہ وکیلا - ام تحسب ان اکثرھم یسمعون او یعقلون ط ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا - (الفرقان)

خواہشات کو معبود بنانیوالے لوگوں کی حالت

اس سے پہلی آیات میں پہلی قوموں کی ہلاکت اور تباہی کا ذکر ہے اس کے بعد اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ جو شخص اپنی ہوا کو اپنی خواہش کو اپنا معبود بنا لے اس کو کون اس حالت سے باہر نکال سکتا ہے اور فرماتا ہے بظاہر ایسا معلوم ہوتا کہ یہ لوگ باتوں کو بھی سنتے ہیں مگر ایسی حالت کو دیکھ کر شاید کوئی گمان کرے کہ یہ لوگ سنتے ہیں اور عقل سے کام لیتے ہیں فرمایا نہیں ان ھم الا کالانعام بل ھم اضل سبیلا - ان کی چارپایوں سے بدتر حالت ہے۔ یہ ان سے بھی زیادہ گم کردہ راہ ہیں - یہ اسلئے کہا کہ حیوان کو تو عقل ملی نہیں، اور انھوں نے باوجود عقل کے غلط راہ پر قدم مارا

بعثت نبوی کے وقت عرب کی حالت

ایسی حالت عرب کی ہمارے نبی کریم صلعم کے ظہور کے وقت تھی، محض اپنی خواہشات کی پیروی کرتے تھے اور راہ حق کی جس کی طرف محمد رسول اللہ صلعم بلاتے تھے پروا نہیں کرتے تھے ان کے اندر انسانی سوسائٹی کو حیوانات سے تمیز کرنیوالی صفات مفقود ہو چکی تھیں نہ ان میں اخلاق و روحانیت رہ گئی تھی نہ سیاست نہ تمدن نہ معاشرت کے صحیح اصول باقی رہے تھے صرف حرص و ہوا ان کا معبود بن چکی تھی -

ھوا کے معنی

ھوا کس چیز کو کہتے ہیں؟ ھوا اصل میں نام ہے بلندی سے پستی کیطرف گرنے کا سقوط من علو الی سفل -

یہ لفظ اچھے معنوں میں بھی استعمال ہوا ہے

بعض وقت یہ لفظ اچھے معنوں میں بھی استعمال ہو گیا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا میں ذکر ہے فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم کچھ لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دے ایک حدیث میں بھی ھوا کا لفظ اچھے معنوں میں استعمال ہوا ہے وہ حدیث حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے یسارع لک ربک فی ھواک یعنی جن اچھی باتوں کی طرف آپ کا میلان ہے ان میں آپ کا رب آپ کو بہت جلد عطا فرماتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ھوٰی کے معنی کسی چیز کی محبت اور اس کا دل پر غالب آجانا بھی ہیں -

اس لفظ کا عام استعمال

مگر عام طور پر ھوٰی کا لفظ وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں کوئی چیز انسان کو بلندی سے پستی کی طرف لے جائے نفس کا شہوات کی طرف میلان بھی بلندی سے پستی کی طرف گرنا ہے ایک طرف خدا تعالےٰ کی عبادت ہے جو ایک روحانی بلندی ہے اور دوسری طرف شہوات اور خواہشات کی عبادت ہے جو پستی ہے جو اپنی خواہشات اور شہوات کے سامنے سر جھکاتا ہے وہ بلندی سے پستی کی طرف گرتا ہے -

عبادت کے معنی

عبادت کے معنی ہیں جب انسان کا سر بے اختیار کسی چیز کے سامنے جھک جائے یہ حالت بھی بعض دفعہ لوگوں کی ہو جاتی ہے کہ بے اختیار ان کا سر اپنی خواہشات اور شہوات کے سامنے جھک جاتا ہے اور یہ وہ حالت ہوتی ہے ارئیت من اتخذ الٰھہ ھواہ -

آج بھی دنیا کی یہی حالت ہے

میں نے کہا حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں یہ حالت عرب کی تھی اور اگر آپ غور کریں گے تو آج بھی دنیا پر یہی حالت ہے ھوا کا لفظ جامع ہے جو ان تمام خواہشات پر بولا جاتا ہے جو انسان کو پستی کی طرف لے جاتی ہیں اس کے اندر دولت کی محبت عزت کی محبت شہرت کی محبت ملک گیری کی محبت سب آجاتی ہیں رسم و رواج کی پیروی بھی اس کے اندر آجاتی ہے یہ سب چیزیں ھوا میں داخل ہیں آج آپ کیا دیکھیں گے کہ یہی چیزیں ہیں کہ جن کے پیچھے انسان آنکھیں بند کرکے جا رہے ہیں اور انہی چیزوں کے پیچھے یہ جنگ ہو رہی ہے ارئیت من اتخذ الٰھہ ھواہ کا نظارہ آج ہمارے سامنے ہے اور اپنی خواہشات اور شہوات کو لوگوں نے معبود بنا رکھا ہے لوگ بلند مقام سے پستی کی طرف آ رہے ہیں -

انسان کی دو حالتیں

دوسری طرف اللہ تعالےٰ فرماتا ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم - یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت پر پیدا کیا ہے یہاں اشارہ اس بات کی طرف ہے جس کے ساتھ حیوانوں میں سے انسان کو خاص کیا گیا ہے یعنی اخلاق فاضلہ اور تعلق باللہ اس کے بعد فرمایا ثم رددنٰہ اسفل السافلین پھر ہم اس کو ذلیل سے ذلیل حالت کی طرف لوٹا دیتے ہیں - وہ اخلاق فاضلہ کے بلند مقام سے اپنی خواہشات اور شہوات کی پستی پر گر جاتا ہے -

پارک کے آرچ بشپ کے الفاظ

آج بھی ان مغربی اقوام کی یہی حالت ہے - ابھی کل کی بات ہے کہ یارک کے آرچ بشپ کے الفاظ اخبار میں چھپے

تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ہیں کہ ساری تاریخ انسانی کے اندر اس قدر جرائم بھی نہیں ظلم و خشونت اور بربریت بھری ہوئی ہے نہیں ہوئے جتنے کہ آج ہوئے ہیں تو اہشات اور شہوات۔ اور دولت و حکومت کی عبادت تو اسی گڑھے کی طرف لے جائے گی جس میں آج کل یہ اقوام گری ہوئی ہیں اور خدا تعالےٰ کی عبادت انسان کو روحانیت اور اخلاق فاضلہ کی بلندیوں پر لے جائے گی۔

مسلمانوں نے ہر لحاظ سے ترقی کی

اگر آپ مقابلہ کریں مسلمانوں کی تاریخ کا دوسرے لوگوں کی تاریخ سے کس طرح مسلمانوں نے پستی سے بلندی کی طرف ترقی کی اخلاقی لحاظ سے۔ زہد اور روحانیت کے لحاظ سے۔ علمی ترقی کے لحاظ سے اور مخلوق خدا کی خدمت کے لحاظ سے وہ نہایت بلند مقام پر پہنچے سو خدا تعالیٰ کی عبادت بلندی کی طرف لیکر جاتی ہے اور خواہشات اور شہوات کی عبادت انسان کو پستی کی طرف لیکر جاتی ہے۔

لوگ عقل سے کام نہیں لیتے

لیکن ان دونوں عبادتوں کے بین فرق کے ہوتے ہوئے لوگ عقل سے کام نہیں لیتے اسلئے فرماتا ہے یہ صرف چارپایوں کی طرح ہیں بلکہ وہ رستہ سے اور بھی دور بھٹکے ہوتے ہیں۔ آپ دیکھیں گے کہ ایک خیال انسان کے دل میں جاگزیں ہو جائے ادنیٰ درجہ کی وسوسہ اندازی ہو جائے تو وہ بڑے بڑے دلائل اور بینات کو اس کے مقابلہ میں رد کر دیتا ہے وہ اپنی عقل سے کام نہیں لیتا اس کی حالت چارپائے کی طرح ہوتی ہے انتہائی گمراہی کی حالت ہوتی ہے۔

تاریکی کا زمانہ

اس موجودہ حالت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس کے بعد قرآن مجید بیان کرتا ہے۔ الم تر الیٰ ربك کیف مد الظل ولو شاء لجعله ساکنا کیا تو نے اپنے رب کے کام پر غور نہیں کیا کہ کس طرح تاریکی کو لمبا کرتا ہے اور اگر چاہتا تو اسکو ٹھہرا دیتا۔ ہر اس مقام کو جہاں سورج نہ پہنچے ظل کہتے ہیں اور رات کی تاریکی کو بھی ظل کہتے ہیں یعنی یہ بھی رب نے اپنی کسی ربوبیت کے ماتحت تاریکی کو لمبا کر دیا۔

طلوع آفتاب

سو وہ تاریکی کا زمانہ ہے جس کے متعلق فرمایا یہ تاریکی دور نہ ہوتی اگر سورج نہ نکلتا ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل ٹھہرایا۔ اگر اللہ تعالےٰ کی مشیت نہ ہوتی تو رات کی تاریکی ہی ٹھیری رہتی مگر پھر سورج نکلتا ہے اور سایہ آہستہ آہستہ کم ہوتا چلا جاتا ہے اور سورج کو اس پر دلیل ٹھہرانے کے یہ معنی ہیں کہ سایہ زائل ہوتا چلا جاتا ہے ثم قبضنه الینا قبضا یسیرا پھر ہم اسے آہستہ آہستہ کھینچتے ہوئے اپنی طرف کھینچ لیتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ کی ایک سنت

اس کے بعد اللہ تعالےٰ نے اپنی ایک سنت کا ذکر فرمایا ولو شئنا لبعثنا فی کل قریة نذیرا فلا تطع الکافرین وجاهدهم به جهادا کبیرا۔ اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک ڈرانے والا بھیج دیتے سو کافروں کی بات نہ مان اور اس قرآن کے ساتھ ان سے وہ جہاد کر جو بڑا جہاد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر ہم چاہتے تو ہر بستی میں ایک نذیر بھیجکر اس تاریکی کو دور کر دیتے لیکن ہمارا یہ دستور اور سنت ہے کہ حق اور نور آہستہ آہستہ جہاد کے ساتھ پھیلے اور لوگ بستیوں میں جائیں اور اس نور نبوت کو پھیلائیں۔

اپنی حالت کا مطالعہ کرنا چاہیئے

بہرحال میں اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمیں دوسروں کی ھوا نظر آجاتی ہے اور ہمیں نظر آجاتا ہے کہ یورپ کی اقوام حرص وہوا کے پیچھے پڑی ہوئی ہیں اور پستی کی طرف جارہی ہیں لیکن انسان کے لئے اپنی ہوا کو دیکھنا مشکل ہوتا ہے اسلیئے جہاں تم قرآن مجید میں ایسی آیتوں کا مطالعہ کرو وہاں تمہیں اپنی حالت کا بھی مطالعہ کرنا چاہیئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا سر بھی بجائے خدا کے آگے جھکنے کے حرص و ہوا کے آگے جھک جائے اگر یہ ہوگا تو قرآن مجید کے اس فتویٰ کے نیچے مسلمان بھی آجائے گا آریت من اتخذ الٰهه هواه۔

حکمتوں سے بھری ہوئی کتاب

اسلام بیشک دنیا کی اصلاح کے لئے اٹھا اور اسلام کا مقابلہ دنیا کی کوئی طاقت نہ کرسکی نہ کرے گی، میں نے بارہا سوچا ہے کہ اپنی حرص وہوا کے بالمقابل انسان کس طرح خدا تعالےٰ کو بھول جاتا ہے بعض دفعہ ایک انسان کے دل میں یہ خیال بیٹھ جاتا ہے کہ اسلام میں فلاں نقص ہے اور اسے اس کے تمام محاسن بھول جاتے ہیں اور اسے یہ خیال نہیں آتا کہ یہ قرآن مجید جس نے پستی میں گرے ہوئے لوگوں کو بلند مقام پر پہنچا دیا اس میں کتنی زبردست روحانی اور اخلاقی قوت ہے اگر کوئی شخص قرآن مجید کو غور سے پڑھے تو یقیناً وہ اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہ کتاب حکمتوں سے بھری ہوئی ہے۔

قادیانی جماعت کی طرف سے متعدد خطوط

بعض دفعہ مذہبی لوگ بھی حرص وہوا کی اتباع میں بہت دور نکل جاتے ہیں اپنی خواہش سے ایک بات دل میں بٹھالی پھر نہ قرآن کی پرواہ ہے نہ حدیث کی۔ مجھے اس وقت قادیانی جماعت کی طرف سے متعدد خطوط موصول ہو رہے ہیں کہ دیکھو اب تو میاں صاحب نے مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ کر دیا اب ان کے ماننے میں کیا عذر رہ گیا ہے ان خطوط کا علیحدہ علیحدہ جواب دینا مشکل ہے اخبار کے ذریعہ ان کو میرا یہ جواب پہنچ جائے گا۔

میاں صاحب کا بڑا کام

میں سمجھتا ہوں کہ میاں صاحب نے جو بڑا کام کیا ہے وہ یہ ہے کہ جہاں اللہ تعالےٰ نے انسان کو اس طرح پیدا کیا کہ اس کا سر اوپر اور پاؤں نیچے ہیں میاں صاحب نے پاؤں اوپر اور سر نیچے کر دیا۔

عقائد کی بنیاد خوابوں پر نہیں رکھی جاسکتی

عقاید کی بنیاد خوابوں پر رکھنا اسلامی تعلیمات کو الٹا دینا ہے یہ محض حرص وہوا کا نتیجہ ہے یہ عقیدہ ہے کہ فلاں شخص مصلح موعود ہے لیکن اس عقیدہ کی بنیاد خواب پر نہیں رکھی جاسکتی یہ نہ سمجھئے کہ حضرت مرزا صاحب نے کہہ دیا کہ میں مسیح موعود ہوں تو لوگوں نے اس بات کو مان لیا خوب یاد رکھیئے کہ ہم نے حضرت مرزا صاحب کو ان کی خواب یا الہام کی وجہ سے نہیں مانا بلکہ قرآن وحدیث کی وجہ سے مانا ہے اور ان نشانوں کی وجہ سے مانا ہے جو مسیح موعود کے لئے قرآن وحدیث نے مقرر کئے تھے سو ہمارے عقاید کی بنیاد قرآن وحدیث پر ہے۔

ایسے لوگوں کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات

حضرت مسیح موعودؑ نے بھی ان لوگوں کے متعلق جو اپنے عقائد کی بنیاد خوابوں پر رکھتے ہیں حقیقت الوحی میں لکھا ہے:-

"اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کرکے اپنے ناراست اعتقادوں اور ناپاک مذہبوں کو ان خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں اور یہ نیت رکھتے ہیں کہ ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرکے سچے مذہب کی ان سے تحقیر کریں"

اور پھر اس کے علاوہ لکھا ہے:-

"بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرامخور اور خدا کے احکام کے خلاف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں"

میاں صاحب کے دل کی تمنّیٰ

اوّل تو میں کہتا ہوں کہ میاں صاحب کا یہ خواب صرف ان کے دل کی تمنی تھی جس نے خواب کا رنگ پکڑ لیا مگر اس خواب کے اندر یہ لفظ قطعاً نہیں ہیں کہ تو وہ موعود ہے اس خواب کی بناء پر بھی وہ مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ نہیں کرسکتے اس خواب میں تو یہ لفظ ہیں:۔

انا المسیح الموعود مثیله وخلیفته مگر یہ فی الحقیقت ان کی آرزو تھی۔

موعود کا لفظ مفقود ہے

حالانکہ اس میں موعود کا لفظ کہیں نہیں رہا یہ کہ مثیل اور خلیفہ تو خلیفے اور مثیل تو سینکڑوں ہو سکتے ہیں فرض کیجئے کہ وہ مثیل ہیں تو وہ مثیل ہونے سے موعود کس طرح بن گئے مثیل اور چیز ہے اور موعود اور چیز ہے۔

خوابوں پر دعویٰ کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی

حضرت صاحب کو دعوےٰ سے بہت پیشتر یہ الہامات ہوئے کہ آپ مثیل مسیح ہیں مگر ان کی بناء پر آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا بلکہ یہ دعوےٰ اس وقت کیا جب ایک طرف آپ کو یہ بتلا دیا گیا کہ مسیح ابن مریم فوت ہو گئے ہیں اور دوسری طرف آپ کو الہام ہوا انا جعلناك المسیح ابن مریم۔ تو میاں صاحب کو چاہیئے تھا کہ یہ بھی دیکھتے کہ خدا نے ان کو کہا کہ تو مصلح موعود ہے۔ مگر چونکہ ان کے دل میں مدت سے آرزو تھی کہ مصلح موعود بن جائیں اسلئے کسی خواب میں جو خواب ہونے کے لحاظ سے کسی سند کے قابل نہیں اس پر کسی عقیدہ کی بنیاد نہیں رکھی جاسکتی کچھ دیکھ لیا تو فوراً دعوےٰ کر دیا۔

مصلح موعود قرآن و حدیث کی بناء پر دعوےٰ کرے گا

ہم نے اتنی دفعہ کوشش کی کہ میاں صاحب باہر نکلیں اور اپنے عقاید کی صحت کو دلائل سے اور حضرت مسیح

موعود کی تحریروں سے بیان کریں مگر وہ اس طرف نہیں آتے اگر مصلح موعود کوئی آئے گا تو ضرور ہے کہ وہ قرآن وحدیث کی بناء پر دعوےٰ کرے اگر قرآن اور حدیث کے بغیر کوئی موعود بن سکتا تو اس کے سب سے زیادہ حقدار مسیح موعود تھے مگر آپ نے بھی اپنے دعوے کی بنیاد حضرت نبی کریم صلعم کی احادیث اور قرآنی اشارات پر رکھی، الہام نے صرف آپ کو ایک حقیقت کی طرف توجہ دلائی مگر مسیح موعود ہونے کے دلائل آپ نے تمام تر قرآن و حدیث سے دیئے۔ اور جب مسیح موعود بھی صدی کے سر پر آیا اور صدی کا مجدد ہو کر آیا تو یہ ناممکن ہے کہ مصلح موعود و مجدد کی حدیث سے باہر ہو اس کے پاس بھی سند حدیث مجدد ہی ہوگی۔ امت محمدیہ میں ماموریں کا آنا اسی حدیث مجدد کے ماتحت ہے اگر کوئی شخص بغیر قرآن وحدیث کے مامور بن جائے تو اس سے دین کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

شہادت کیا ہے

اگر پوچھا جائے کہ میاں صاحب کے مصلح موعود ہونے کی شہادت کیا ہے تو کہتے ہیں کہ ان کے اس دعوے سے پہلے مصلح موعود کی علامات پوری ہو چکی ہیں دنیا کے کناروں تک میاں صاحب کا نام پہنچ گیا اور قومیں ان سے برکت پا گئیں چند مبلغین نے ہوشیارپور میں تقریریں کر دیں کہ قومیں میاں صاحب کے دعوے سے پہلے برکت پا گئیں۔

میاں صاحب یہ چیلنج نہیں کر سکتے

ذرا غور کیجئے کیا کبھی ایسا ہوا ہے کہ جو کام کسی موعود نے کرنا تھا وہ کر چکا اور بعد میں اللہ تعالےٰ نے اسے خطاب دیا ہو کہ تو موعود ہے۔ خدا تعالےٰ پہلے بے کسی کی حالت میں کھڑا کرتا ہے اس میں شک نہیں کہ اس کی نیکی اور پاکیزگی کی شہرت ہوتی ہے اور وہ دنیا کو فقد لبثت فیکم عمرا کا چیلنج کرتا ہے جو میاں صاحب نہیں کر سکتے۔

مسیح موعود بیکسی کی حالت میں مبعوث ہوئے

مسیح موعود کو اللہ تعالےٰ نے کس بیکسی کی حالت میں کھڑا کیا، اگر کچھ لوگ تھے جنہوں نے پہلے بیعت کی تھی یا جو کچھ اچھا کہنے والے بھی تھے ان میں سے بھی دعوے کے بعد کئی متزلزل ہو گئے اس لئے کہ بیکسی کی حالت طاری کرنا ضروری تھا مسیح موعود کے دعوے کے ساتھ ہی ساری دنیا میں مخالفت کی آگ بھڑک اٹھی تب اللہ تعالےٰ نے اپنی نصرت کا ہاتھ اٹھا کر اس سلسلہ کو قائم کیا اللہ تعالےٰ اس طرح خطاب نہیں دیا کرتا جس طرح سر اور خان بہادر کے خطاب مل جاتے ہیں کہ کسی نے کوئی خدمت کر دی تو ایک خطاب مل گیا۔

کیا میاں صاحب کو خان بہادری کا خطاب ملا ہے؟

مگر قادیانی جماعت نے اسے سارا رنگ ہی خان بہادری کے خطاب کا دیا ہے مبارکبادی کی تاریں خطوط آ رہے ہیں جلسے ہو رہے ہیں دعوتیں ہو رہی ہیں۔ یہ وہ رنگ نہیں جس طرح خدا کسی کو کھڑا کرتا ہے۔ یہ دنیا کے بادشاہوں کے خطابات کا رنگ ہے۔ مریدوں نے گواہی دے دی کہ کچھ ہو گیا ہے اور اوپر سے اللہ تعالےٰ نے بھی ایک ناواقف بادشاہ کی طرح ایک خطاب دے دیا۔ خدا تعالےٰ ایسا نہیں کیا کرتا۔

یہ اصول دین کے خلاف ہے

یہ اصول دین کے بھی خلاف ہے خوابوں پر عقاید کی بنیاد رکھنا اور عقاید بھی ایسے ناپاک کہ ان کی وجہ سے سارے مسلمان کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے ایسے ناپاک عقاید ہوں اور ان کی بنیاد خوابوں پر ہو یہ اصول دین کے خلاف ہے مسیح موعود علیہ السلام کے مسلمات کے خلاف ہے۔

خدا کے مامورین پر بیکسی کی حالت

خدا کے مامور بیکسی کی حالت میں آتے ہیں اور اللہ تعالےٰ بتدریج ان کی تائید اور نصرت فرماتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام بڑی بیکسی کی حالت میں مبعوث ہوئے قرآن مجید میں آتا ہے فما امن لموسیٰ الا ذریۃ من قومہ علی خوف من فرعون وملائہم ان یفتنہم۔ تاہم موسےٰ پر کوئی ایمان نہ لایا مگر اس کی قوم کے کچھ لوگ اور یہ فرعون اور اس کے سرداروں کے خوف سے تھا کہ انہیں دکھ دے گا۔ اور یہ سب مامورین کے ساتھ ہوتا ہے وہ بیکسی کی حالت میں کھڑے کئے جاتے ہیں اور خدائی ہاتھ ان کی نصرت کرتا ہوا نظر آتا ہے مصلح موعود جب آئے گا تو وہ بھی خدا تعالیٰ کی ہستی کو منوانے کے لئے آئے گا اور خدا تعالےٰ کی ہستی کو منوانے کا ایک ہی ذریعہ ہے کہ انسان بیکسی کی حالت سے اٹھے اور خدا تعالےٰ اسے بلند مقام پر پہنچا دے۔ اور پھر یہ ضروری ہے کہ وہ حدیث کے ماتحت مجدد ہو کر آئے اور صدی کے سر پر آئے، یہ تو میاں صاحب کی امانی تھی اور ان کے مریدوں کی خواہش تھی اور یہ خواب اس امانی اور خواہش کا نتیجہ ہے۔

توجہ کی ضرورت

میں آپ کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہم اس آیت ارایت من اتخذ الٰہہ ہواہ سے جو سبق سیکھیں وہ یہ نہ ہو کہ فلاں شخص حرص و ہوا کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے بلکہ اسے یوں پڑھنا چاہیئے کہ ہمارا سر حرص و ہوا کے سامنے نہ جھکے بلکہ خدا تعالےٰ کے حضور جھکے۔

خدا تعالےٰ کے حضور سر جھکے

یہ تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کا عظیم الشان کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک ہمارے قلوب خدا تعالیٰ کے حضور جھکے ہوئے نہ ہوں۔ ہم اسلام کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے اٹھے ہیں خدا تعالےٰ کا یہ وعدہ ہے کہ اسلام پھیلے گا اور اسلام دنیا پر غالب آئے گا ھو الذی ارسل رسولہ بالہدیٰ ودین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ہم اس کام کو کرنے والے ہیں ہمیں اس بات پر توجہ دینی چاہیئے کہ ہم کہیں خدا تعالیٰ کے حضور سر جھکانے کے بجائے اپنی خواہشات کے سامنے سر جھکانے والے نہ ہوں۔ تمہارا سر صرف خدا تعالیٰ کے حضور جھکنا چاہیئے۔

خدا کی محبت سب محبتوں پر غالب ہو

میں نے کسی گذشتہ جمعہ میں کہا تھا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے والذین آمنوا اشد حبا للہ اور جو لوگ اللہ تعالےٰ پر ایمان لائے ان کی محبت خدا تعالےٰ کے ساتھ دوسری تمام محبتوں سے بڑھ کر ہوتی ہے سو تم خدا تعالےٰ کی محبت کو باقی تمام محبتوں پر غالب کرتے ہوئے اس کام کی طرف آؤ میں آپ کو یہ خوشخبری سنانا چاہتا ہوں کہ یہ کام بہت ترقی کی طرف جا رہا ہے

جنگ کے بعد انقلاب

اس جنگ کے بعد ایک انقلاب پیدا ہوگا اس کے لئے کام کرنیوالوں کی ضرورت ہے ان ممالک میں اسلام کا بیج ڈالنے کی ضرورت ہے خدا تعالیٰ نشو و نما خود دے گا۔ یہ بیج بے لے ملکوں میں ڈال دو۔

اس کی مثال

خدا تعالےٰ نے اس کی مثال دی ہے کزرع اخرج شطأہ فازرہ فاستغلظ فاستویٰ علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بہم الکفار (اس کی مثال) کھیتی کی طرح ہے جو اپنی سوئی کو نکالتی ہے پھر اسے مضبوط کرتی ہے وہ موٹی ہوتی ہے پھر اپنے نالوں پر سیدھی کھڑی ہو جاتی ہے کھیتی کرنے والوں کو خوش کرتی ہے تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو غضب میں لائے۔ اس بیج کو کوئی جاوا سماٹرا میں ڈال گیا، کوئی مالابار میں ڈال گیا کوئی چین روس اور پولینڈ میں ڈال گیا اور آج یہ بیج ان ممالک میں نشو و نما حاصل کر چکا ہے۔ تم بھی اس بیج کو دنیا میں پھینک دو اور پھر دیکھو خدا تعالےٰ تمہیں کس طرح کامیابی دیتا ہے اس بیج کو ساتھ لے چلو اور اس بیج کو دنیا میں پھیلاتے چلے جاؤ اور خدا تعالیٰ تمہیں یقیناً کامیاب کرے گا۔

سلسلہ میں شمولیت

مندرجہ ذیل احباب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں، خدا تعالےٰ استقامت عطا فرمائے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

۵۶۔ شیخ موسیٰ صاحب۔ ۔ ۔ بمبئی
۵۷۔ شیخ محمد ابراہیم صاحب ۔ ۔ ”
۵۸۔ فاطمہ بی صاحبہ ۔ ۔ ”
۵۹۔ زلیخا بی صاحبہ۔ ۔ ۔ ”
۶۰۔ جمیلہ بی صاحبہ۔ ۔ ۔ ”
۶۱۔ غلام محمد صاحب ۔ ۔ ضلع گورداسپور
۶۲۔ ماسٹر عبدالرحمان صاحب۔ ۔ کشمیر
۶۳۔ شیخ بشیر احمد صاحب بی اے ۔ ۔ لائلپور
۶۴۔ مبارک احمد صاحب ۔ ۔ لاہور
۶۵۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جہلم

جماعت راولپنڈی کے عہدیداران کا انتخاب

جماعت راولپنڈی کے عہدیداران کا حسب ذیل انتخاب سال رواں کے لئے ہوا ہے۔

صدر :۔ ملک فضل کریم صاحب
نائب صدر :۔ خواجہ محمد عبداللہ صاحب
دبیر خاصہ و مالیات :۔ فخر الدین احمد صاحب
دبیر شامہ :۔ میاں بشارت احمد صاحب بقا۔

انجمن کا دفتر ملک فضل کریم صاحب کے دولت کدہ۔ ریلوے روڈ۔ صدر راولپنڈی پر ہوگا۔

پیغام صلح
جلد ۳۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ | نمبر ۱۰

تغیر اور احیائے اسلام

اسلامی احیاء کیلئے کسی فلسفی یا مفکر کی ضرورت نہیں

آج سے قریباً نصف صدی قبل جب بانی سلسلہ احمدیہ نے اعلائے کلمۃ الاسلام کے لئے ایک خالص اسلامی اجتماع کی بنیاد رکھی تو مولوں نے شور اور غوغا بلند کرنا شروع کر دیا کہ یہ ایک بدعت ہے جس کے جواب میں حضرت بانی سلسلہ نے فرمایا تھا۔

" یہ نادان بھی نہیں جانتے کہ تدبیر ور انتظام کو بدعات کی مد میں داخل نہیں کر سکتے ہر وقت اور زمانہ انتظام جدید چاہتا ہے اگر مشکلات کی جدید صورتیں پیش آویں تو بجز جدید طور کی تدبیروں کے اور ہم کیا کر سکتے ہیں پس کیا یہ تدبیریں بدعات میں داخل ہو جائیں گی ؟"

یہ وہ زمانہ تھا جبکہ عام مولوی جمود کا پیکر مولوی! اسلام کی ترقی اور احیاء اسلام کے لئے نظام اور تدبیر کو بدعت سمجھتے تھے اور ان کی سمجھ میں ہی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ احیائے اسلام کے لئے ایک جمعیۃ اسلام کا قیام اشد ضروری ہے اور یہ قرآن مجید کے ارشاد کے مطابق ہے جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر و یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون

لیکن حضرت بانی سلسلہ کو ہی عالم اسلام میں سب سے پہلے شعور ہوا کہ حالات بالکل بدل چکے ہیں اس لئے ان کے مطابق ہی ہمیں دین اسلام کی ترقی اور نصرت کے لئے کوشش کرنا چاہیئے کیونکہ اسی سے وہ جمود ٹوٹ سکتا ہے ، جو کہ مسلمانوں کے انحطاط کی علامت ہے اور اسلام کے تبلیغی نظام میں حرکت پیدا کی جا سکتی ہے سو آج سے بہت عرصہ پہلے جمعیۃ اسلامیہ کا قیام معرض وجود میں آیا اور اشاعت اسلام کے لئے ایک جماعت کی بنیاد رکھی گئی اور یہ وہی جماعت ہے جس کے متعلق ڈاکٹر سر اقبال مرحوم بھی سنہ ۱۹۱۱ء کے خطبہ میں یہ کہنے پر مجبور ہو گئے تھے " کہ اگر ٹھیٹھ اسلامی اخلاق اور سیرت کا نمونہ دیکھنا ہو تو قادیان میں جا کر دیکھو" آج بھی صرف یہی جمعیۃ اسلامیہ ہے جو کہ دنیا میں جماعت احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اسلامی تعلیمات کی حامل ہے اور اسلامی روح کی حامل ہے اور اس کے خضر راہ کارل مارکس نطشہ اور میکیا ولی نہیں بلکہ خدا اور خدا کے برگزیدہ رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور وہ اکناف عالم میں اشاعت اسلام کے عظیم الشان پروگرام کو بروئے کار لانے کے لئے ہر وقت کوشاں ہے اور یہ جماعت کسی فلاسفر اور مفکر کی قائم کردہ نہیں اور نہ ان مذاہب میں جن کی بنیاد وحی اور تنزیل پر ہوا کرتی ہے ۔ کوئی عمرانی مفکر احیاء کا کام کر سکتا ہے اسلئے اللہ تعالے نے یہ وعدہ فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (۱۵:۹)

اس دین کا احیاء قیامت تک کے لئے خدا تعالے کے اپنے ہاتھ میں ہے جب بھی اسلامی اصولوں پر مردنی چھانے لگے گی تو اس امت کے سواد ہی سے اللہ تعالے ایسے مرد کامل کو کھڑا کرے گا جو قرآن مجید اور اسلام کے محاسن کو اجاگر کر دے اور اسلامی تمدن اور سیرت کی حقیقی روح کو از سر نو زندہ کر دے جیسے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ان اللہ تعالی یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا ۔ ترجمہ ۔ اللہ تعالی اس امت میں ہر صدی کے سر پر ایک مجدد پیدا کرے گا جو دین اسلام میں اپنی روح صداقت سے ایک تازگی اور نئی زندگی پیدا کرے گا ۔ چنانچہ اس زمانہ میں بھی اللہ تعالے نے اپنے وعدہ کے مطابق ایک مرد کامل کو احیائے دین اسلام کے لئے مبعوث فرمایا ۔

مسلمان مدبر اور مفکر سارے اسلامی سواد میں زمان و مکان کے لحاظ سے نگاہ دوڑا کر دیکھ لیں تو انہیں سوائے جماعت احمدیہ کے کوئی اور جمعیۃ اسلامیہ ایسی نظر نہ آئے گی جو اسلامی تعلیمات کی حامل ہو اور اسلامی تمدنی روح سے لبریز ہو کر اس کی نشر و اشاعت کے لئے کوشاں ہو اور ہر وقت اس جہاد میں منہمک ہو جو کام دین کی نصرت اور خدمت کا خدا تعالیٰ نے اس جماعت سے لیا ہے وہ کوئی اور جماعت نہیں کر سکی اگر ہے تو اسے پیش کیا جائے اگرچہ چند ایک سالوں میں دو ایک تبلیغی ادارے قائم بھی ہوئے تو وہ جماعت احمدیہ کی تقلید میں ۔

اور جماعت احمدیہ کی رہنمائی کے اچھی روش سے معترف ہیں لیکن انہیں اس وقت تک وہ کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی جو ، جماعت احمدیہ کو حاصل ہے جب تک وہ ایک زندہ تعلق عصر حاضر کے امام کے ساتھ پیدا نہ کریں اور آج جس جمعیۃ اسلامیہ کو ان اغراض و مقاصد کے لئے قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے یہ کوشش اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس جمعیۃ اسلامیہ کو حضرت امام وقت کی رہنمائی حاصل نہ ہو ۔

جماعتہائے احمدیہ کے سالانہ جلسے

جماعتہائے احمدیہ کے سالانہ جلسوں کا پروگرام صفحہ ۱۸ پر درج ہے بیرونی جماعتوں کو چاہیئے کہ وہ اپنے ان جلسوں کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن کوشش کریں کیونکہ جلسوں کی کامیابی جماعت کی زندگی اور قوت کی علامت ہے ۔ ان جلسوں میں غیر از جماعت لوگوں کو شامل کرنا چاہیئے تاکہ ان تک تحریک احمدیت کا پیغام پہنچ سکے اور اللہ تعالے انہیں اس پیغام کو قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے غیر از جماعت احباب کو دعوت دینے سے ہمارے تبلیغی پروگرام پر بھی نہایت خوشگوار اثر پڑے گا کیونکہ انفرادی تبلیغ کے علاوہ اجتماعی تبلیغ بھی اس پروگرام کا جزو ہے ۔ کارپردازان کو جلسوں کے پروگرام کو نہایت غور کے بعد مرتب کرنا چاہیئے فرسودہ موضوع چھوڑ دینے چاہئیں اور ایسے موضوع انتخاب کرنے چاہئیں جو زمانہ کے حالات کے مطابق ہوں اور جن پر روشنی ڈالنا اشد ضروری ہے ، زمانہ بدل چکا ہے ، اس کی ضروریات اور تقاضے بدل چکے ہیں اس کے مطابق ہمیں بھی اپنے اسلوب تبلیغ کو بدل دینا چاہیئے اور اپنے تبلیغی نظام میں زمانہ کے مطابق حرکت پیدا کرنا چاہیئے ، مثلاً موجودہ معاشی سیاسی ، روحانی مشکلات کا جو حل اسلام پیش کرتا ہے ، اس پر روشنی ڈالنی چاہیئے ، اس کے علاوہ احمدیت کے متعلق ملک کے طول و عرض میں جو غلط فہمیاں پیدا ہو گئی ہیں ان غلط فہمیوں کا نہایت اعلیٰ طریق سے تجزیہ کرنا چاہیئے تاکہ لوگوں کو جو غلط پروپیگنڈا کا شکار ہیں معلوم ہو سکے کہ ان غلط فہمیوں کی وجوہ کیا ہیں اور انہیں تحریک احمدیت اور حضرت بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کا حقیقی مقام نظر آ جائے اس کے علاوہ جو بات نہایت شدت کیساتھ پیش کرنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ [illegible] کے سامنے واقعات سے اس امر کو بالکل واضح کر دیا جائے کہ تحریک احمدیت جو پروگرام اور مقاصد پیش کرتی ہے اس کے ذریعہ سے ہی غلبۂ اسلام ہو سکتا ہے باقی سب تحریکات جو پروگرام پیش کرتی ہیں ان کی بنیاد مغربی تصورات پر ہے جن سے مسلمانوں کے مرض کا علاج نہیں ہو سکتا وغیرہ وغیرہ ، اسی طرح کے اور متعدد موضوع انتخاب کئے جا سکتے ہیں جلسوں کا اعلے انتظام اور تقریروں کے لئے بہترین موضوع کا انتخاب یقیناً جلسوں کو کامیاب کرے گا اور ان جلسوں کی کامیابی سے ہمارے تبلیغی مقاصد کو بہت تقویت ملے گی ۔ ہم بیرونی جماعتوں کے صدر صاحبان اور سکرٹریان کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ ان جلسوں کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن سعی فرمائیں ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان مساعی میں ان کا حامی و ناصر ہو ۔ آمین ۔

خلیفہ صاحب قادیان کو صدمہ

اس ہفتہ کی افسوسناک خبر ہے کہ جناب خلیفہ صاحب قادیان کی اہلیہ محترمہ ام طاہر احمد لیڈی ولنگٹن ہسپتال اور سر گنگا رام ہسپتال میں بیمار رہ کر وفات پا گئیں ۔ آپ عورتوں سے متعلق ، انتظامی امور میں میاں صاحب کی فعال معاون تھیں ۔ میاں صاحب سے اصولی اختلاف اور چیز ہے لیکن موت سب انسانوں کا مشترکہ حزنیہ ہے اس لئے ہمیں اس صدمہ میں جناب میاں صاحب اور دیگر افراد خاندان سے گہری ہمدردی ہے ۔ خدا تعالے مولوی شیر علی صاحب معاصر الفضل اور ایڈیٹر فرقان کو بھی یہ بصیرت عطا فرمائے کہ وہ انسانوں کے اس مشترکہ غم میں شریک ہو سکیں ۔ آمین ۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ۔

— مورخہ پانچ مارچ کو بعد از نماز مغرب محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری کا تیسرا لیکچر " ظہور مصلح موعود اور جناب خلیفہ صاحب قادیان " کے موضوع پر ہوا ۔ لیکچر بہت کامیاب رہا حاضری کافی تھی ۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات سے ثابت کیا کہ مصلح موعود اس زمانہ میں مبعوث نہیں ہوگا ۔

— یہ خبر تمام حلقوں میں خوشی کیساتھ سنی جائے گی کہ مستری محمد سلیمان صاحب احمدی ساکن سامانہ جو جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کے خسر ہیں وہ عرصہ دو سال سے جاپان کے جنگی قیدی تھے اور بالکل لاپتہ تھے حال ہی میں ان کا ایک خط جناب شیخ صاحب موصوف کو موصول ہوا ہے جس میں انہوں نے لکھا ہے کہ میں حکومت جاپان کے قبضہ میں ہوں اور بخیریت ہوں کوئی فکر نہ کریں ۔ دعا ہے اللہ تعالے انہیں سلامتی کے ساتھ واپس لائے ۔

— جناب محمد شفیع صاحب علوی اور خلیفہ محمد اسلم صاحب پچھلے دنوں سامانہ سے مرکز میں تشریف لائے ۔ جناب محمد شفیع

واقعات کی روشنی میں جناب میاں صاحب مکرم کی قرآنی علوم میں فائق ہونے کے بارے میں تعلّی کی حقیقت

جناب میاں صاحب کی عادت تعلّی اور انکے رفقاء کی اندھا دھند تقلید

از محترم جناب شیخ عبد الرحمان صاحب مصری

جناب میاں صاحب مکرم نے ایک خواب کی بنا پر یہ اعلان کیا ہے کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی پیشگوئی در بارہ مصلح موعود کے مصداق ہیں۔ اس خواب کی حقیقت پر تو میں پیغام صلح ۱۶ فروری میں روشنی ڈالتے ہوئے ناقابل تردید دلائل سے یہ ثابت کر چکا ہوں کہ یہ خواب مصلح موعود بنانا تو کجا انہیں انتہائی طور پر دنیوی کوششوں و دنیوی تدبیروں میں منہمک اور دینی راستوں سے کوسوں دور ثابت کر رہی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی بتلا رہی ہے کہ جن عقائد پر وہ اس وقت تک قائم چلے آ رہے ہیں وہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کے سراسر خلاف ہیں۔ اس مقالہ میں میں صرف مصلح موعود کی اس خاص علامت کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائے گا پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں، اس علامت کے متعلق جناب میاں صاحب مکرم کو تعلّی کے ساتھ یہ دعوےٰ ہے کہ اس سے ان کو اتنا نمایاں اور وافر حصہ دیا گیا ہے کہ دوسرے لوگ نہ صرف یہ کہ اس میں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے بلکہ وہ اس میں ان کے محتاج ہیں، چنانچہ انکی خواب کے ایک حصہ میں یہ الفاظ آتے ہیں:-

"اس کے بعد میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اس کی دونوں چھاتیوں سے دودھ کے ساتھ پلائے گئے تھے" پھر ایک جگہ فرماتے ہیں:-

"اس سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ خدا تعالےٰ میرے زمانہ میں یا میری تبلیغ سے یا ان علوم کے ذریعہ سے جو اللہ تعالےٰ نے میری زبان اور قلم سے ظاہر فرمائے ہیں ان قوموں کو جن کے لئے حضرت مسیح موعودؑ پر ایمان لانا مقدر ہے اور جو حضرت مسیح ناصریؑ کی زبان میں کنواریاں قرار دی گئی ہیں ہدایت عطا فرمائے گا اور اسی طرح خدا تعالےٰ کے فضل سے وہ میرے ہی ذریعہ سے ایمان لانیوالی سمجھی جائیں گی،"

یہ تعلّی پہلی مرتبہ ہی نہیں بلکہ اس سے قبل بھی متعدد مرتبہ اس قسم کی تعلّی کا اعلان ہو چکا ہے چنانچہ ایک مرتبہ جلسہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر بھی ایسا ہی اعلان کیا گیا تھا جس کے الفاظ یہ ہیں:-

"اسی طرح خدا نے مجھ پر قرآنی علوم اس کثرت سے کھولے کہ اب قیامت تک امت مسلمہ اس بات پر مجبور ہے کہ میری کتابوں سے فائدہ اٹھائے چاہے پیغامی ہوں یا مصری ان کی اولادیں جب بھی دین کی خدمت کا ارادہ کریں گی وہ اس بات پر مجبور ہوں گی کہ میری کتابوں کو پڑھیں۔"

چونکہ بدقسمتی سے جناب میاں صاحب مکرم کے رفقاء کی ذہنیت ایک لمبی تربیت کے نتیجہ میں کچھ ایسا رنگ اختیار کر چکی ہے کہ وہ حقیقت سے نہیں بلکہ تعلّیوں سے ہی متاثر ہوتے اور انہیں ہی اندھا دھند بغیر غور کئے فوراً قبول کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں اس لئے جناب میاں صاحب بھی اب ایسی تعلّیاں کرنے پر مجبور ہیں اس خواب میں تو انھوں نے اپنی تعلّی کے ثبوت میں کوئی دلیل پیش نہیں کی، لیکن جلسہ خلافت جوبلی کے موقعہ پر ان قرآنی علوم میں سے جنہیں کثرت پانے کا ہی نہیں بلکہ ساتھ ہی یہ بھی دعوےٰ ہے کہ وہی علوم اب دنیا کی رہنمائی کا موجب ہوں گے اور تمام وہ لوگ جو خدمت دین کا ارادہ کریں گے انہی علوم کی مدد سے ہی اپنے ارادہ کو پورا کر سکیں گے ایک علم کو بطور مثال پیش بھی کیا ہے؛ اور وہ علم تعلق بھی اس مسئلہ سے رکھتا ہے جس کی بنیادوں کو مضبوط کرنے میں انھوں نے ۳۰ سال گذار دیئے یعنی مسئلہ خلافت پس اگر اس خاص مسئلہ میں ہی ان کا علم قرآنی صحیح ثابت نہ ہو تو باقی امور کے متعلق کس طرح صحیح ہو سکتا ہے اس لئے اس مقالہ میں میں اللہ کی توفیق اور مدد سے ان کی اس مسئلہ کے متعلق تعلّی پر ہی روشنی ڈالنا چاہتا ہوں تا دوسرے لوگوں کو عموماً اور جناب میاں صاحب کی اس قسم کی تعلّیوں سے متاثر ہونے والے احمدی احباب کو خصوصاً اس امر کا صحیح اندازہ لگانے کا موقعہ ملے کہ جناب میاں صاحب اس قسم کے دعاوی کرنے میں کہاں تک حق بجانب ہیں

جناب میاں صاحب کے پیش کردہ قرآنی علوم

جناب میاں صاحب مکرم نے اپنے دعوےٰ کی صداقت کی دلیل میں جو قرآنی علوم اپنی تقریر میں پیش فرمائے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ الفضل اپنے ۱۸ جنوری ۱۹۴۴ء کے شیوع کے صفحہ ۴ پر جناب میاں صاحب مکرم کی تقریر کو نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

"اور بالآخر آیت استخلاف اور میری خلافت" کے زیر عنوان حضور نے اپنی خلافت کا نہایت پرجلال الفاظ میں ذکر فرمایا حضور نے فرمایا:- وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات میں بتایا گیا ہے کہ جب تک قوم کی اکثریت میں ایمان اور عمل صالح رہتا ہے، ان میں خلافت کا نظام موجود رہتا ہے۔ اب دیکھنا یہ چاہیئے کہ کیا ہماری جماعت کے افراد کی اکثریت عمل صالح رکھتی ہے اس کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں یہ بات ہر شخص پر ظاہر ہے کہ جماعت کی شہرت نیک ہے، اور جماعت کی اکثریت عمل صالح پر قائم ہے۔ جب ایمان اور عمل صالح کی یہ حالت ہے تو خلافت کا وعدہ بھی ضرور پورا ہونا چاہیئے،"

اس کے بعد جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"پس اے مومنوں کی جماعت! اور اے عمل صالح کرنیوالو!! خلافت خدا تعالےٰ کی ایک بڑی نعمت ہے جب تک آپ لوگوں کی اکثریت ایمان اور عمل صالح پر قائم رہے گی خدا اس نعمت کو نازل کرتا جائے گا پس خلیفہ کے بگڑنے کا کوئی سوال نہیں، خلافت اس وقت چھینی جائے گی جب تم بگڑ جاؤگے پس اللہ تعالےٰ کی اس نعمت کی ناشکری مت کرو،"

پہلا علم } یہ تو پہلا علم ہے جو آیت استخلاف کے متعلق جناب میاں صاحب مکرم پر کھلا۔

دوسرا علم } دوسرا علم جو اسی آیت استخلاف کے متعلق آپ پر کھلا وہ آپ ہی کے الفاظ مندرجہ الفضل مؤرخہ ۴ جنوری سنہ ۱۹۴۴ء صفحہ ۴ میں یہ ہے:-

"دوسری بات اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ کما استخلف الذین من قبلهم، یعنی جس طرح پہلے خلفاء ہوئے اسی طرح امت محمدیہ میں خلفاء ہوں گے مطلب یہ کہ جس طرح پہلے خلفاء الٰہی طاقت سے بنتے اور کوئی ان کی خلافت کا مقابلہ نہ کر سکا اسی طرح اب ہوگا، سو میری خلافت کے ذریعہ یہ علامت بھی پوری ہوئی۔"

دونوں علوم کا خلاصہ } آیت استخلاف کے متعلق

جو دو علوم جناب میاں صاحب پر کھلے اور جنہوں نے امت مسلمہ کی عموماً اور بقول میاں صاحب پیغامیوں کی خصوصاً قیامت تک رہنمائی کرنی ہے اور جن کے نور سے منور ہو کر ہی اب دینی خادم مستفیض ہو سکیں گی ان کا خلاصہ یہ ہے:-

(۱) کہ خلافت ایک نعمت الٰہی ہے اور یہ اس وقت تک قوم سے واپس نہیں لی جا سکتی جب تک کہ قوم کی اکثریت ایمان اور عمل صالح میں بگڑ نہ جائے اور جب تک قوم کی اکثریت ایمان و عمل صالح پر قائم رہے گی اس وقت تک خلافت بھی ان میں قائم رہے گی۔

(۲) پہلے خلفاء الٰہی طاقت سے بنے تھے، اس لئے ان کی خلافت کا کوئی مقابلہ نہ کر سکا، اسی طرح میں بھی الٰہی طاقت سے بنا ہوں اسلئے میری خلافت کا بھی کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

واقعات تاریخی ان اصولوں کو جھٹلا رہے ہیں

یہ دونوں من گھڑت اصول جن اغراض کو پورا کرنے کے لئے وضع کئے گئے ہیں وہ اہل بصیرت سے مخفی نہیں رہ سکتیں لیکن میں اس وقت ان اغراض پر بحث کرنی نہیں چاہتا۔ اسجگہ میں صرف یہ دکھلانا چاہتا ہوں کہ یہ دونوں من گھڑت اصول نہ صرف یہ کہ تعلیم اسلامی کے منافی ہیں بلکہ واقعات صحیحہ جو عالم اسلامی میں ظہور پذیر ہوئے وہ بھی زبان حال سے پرزور طریق سے ان کی تغلیط کر رہے ہیں

خلافت سے مراد انتخابی خلافت ہے

تفصیل میں جانے سے قبل یہ بتا ضروری سمجھتا ہوں کہ جناب میاں صاحب جس خلافت کا ذکر فرما رہے ہیں وہ ماموروں والی خلافت نہیں بلکہ وہ خلافت ہے جو بذریعہ قومی انتخاب کے قائم ہوتی ہے۔

تاریخی واقعات کی روشنی میں جناب میاں صاحب کا پہلا اصل

اس بات کو واضح کر دینے کے بعد میں جناب میاں صاحب کے پہلے اصل کو لیتا ہوں جو یہ ہے کہ خلافت قوم سے تب چھینی جاتی ہے جب قوم کی اکثریت ایمان اور عمل صالح میں بگڑ جاتے اس اصل کی صحت یا عدم صحت کا پتہ لگانے کے لئے میں احباب کرام کی توجہ کو اس خلافت کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں۔ جو رسول کریم صلعم کی وفات کے بعد مسلمانوں میں قائم ہوئی اور جس کو عام طور پر خلافت راشدہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، اس خلافت کی مدت عام طور پر ۳۰ سال بتلائی جاتی ہے اور اگر ولی اللہ شاہ صاحب کے اس مضمون کو صحیح تسلیم کر لیا جائے جو سنہ ۱۹۴۰ء کے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر انھوں نے پڑھا ہے تو یہ مدت ۳۰ سال بھی نہیں رہتی، کیونکہ اس مضمون میں حضرت علیؓ کی خلافت کو بھی اس سے باہر رکھنے کی کوشش کی گئی ہے، گویا تاریخ اسلامی ہمیں یہ بتلاتی ہے کہ خلافت بعد رسول کریم

صلعم کے بعد قومی انتخاب کے ذریعہ قائم ہوئی تھی زیادہ سے زیادہ ۳۰ سال تک چلی اس کے بعد مسلمانوں سے چھین لی گئی اب جناب میاں صاحب نے ہمارے ہاتھ میں یہ اصل دیا ہے کہ ایسی خلافت ایک نعمت الٰہی ہے جو قوم سے اس وقت تک چھینی نہیں جا سکتی جب تک قوم کی اکثریت ایمان و عمل صالح میں نہ بگڑ جائے، اور یہ اصل جناب میاں صاحب پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے کھولا گیا ہے اور یہ قرآنی علم ہے، جو ان کو خاص طور پر اللہ جلشانہ کے دربار سے بطور انعام و اکرام عطا ہوا ہے اور یہ ایسا علم ہے جس کے لئے امت مسلمہ تاقیامت ان کی مرہون منت رہے گی، اور تمام دینی خدمتوں کے لئے اب اسی علم نے مشعل راہ کا کام دینا ہے، اس لئے اب جناب میاں صاحب کے اس علم قرآنی کے ماتحت ہم سب نعوذ باللہ اس عقیدہ پر قائم ہونے کے لئے مجبور ہیں کہ حضرت رسول کریم صلعم کی وفات کے ۳۰ سال بعد مسلمانوں کی اکثریت ایمان اور عمل صالح میں بگڑ چکی تھی یعنی نعوذ باللہ انکی اکثریت کے ایمان میں بھی خرابی آ گئی تھی اور ان کے اعمال میں بھی بگاڑ نے راہ پالی تھی۔

جناب میاں صاحب کا کونسا علم اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ علم ہے

لیکن اس عقیدہ کو ہمیشہ کے لئے اختیار کرنے سے قبل یہ خاکسار جناب میاں صاحب کی توجہ کو ان کے ایک قول کی طرف جو ۲۴ر جولائی ۱۹۳۷ء کے الفضل میں شائع ہو چکا ہے اور جو ہے بھی اس خاکسار کے ہی متعلق مبذول کرا کر نہایت ہی ادب سے یہ دریافت کرنے کی جرأت کرتا ہے کہ آیا آپ کا وہ علم اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے جو اس قول سے ظاہر ہوتا ہے یا وہ علم جو آیت استخلاف کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے بیان کیا ہے وہ قول آپ کا یہ ہے:۔

"میں ایسے شخص کو ہرگز احمدی نہیں سمجھ سکتا جو یہ کہتا ہو کہ یہ جماعت بگڑ گئی اور اس کی اکثریت خراب اور گندی ہو گئی" میں نے تو کبھی جماعت کی اکثریت کو گندہ اور خراب نہیں کہا تھا یہ تو سراسر مجھ پر بہتان تھا اگر آپ نے اپنے قول میں راستبازی سے کام لیا تھا تو میری اس تحریر کو پیش کریں جس میں میں نے ایسا لکھا ہو لیکن یہ یاد رکھیں کہ آپ ساری عمر بھی اس تلاش میں صرف کر دیں تب بھی میری ایسی کوئی تحریر آپ کو نہیں ملے گی جس میں جماعت کی اکثریت کو خراب اور گندہ قرار دیا گیا ہو، میں ۱۵ر جون کے پیغام اسلام میں بھی آپ سے ایسی تحریر پیش کرنیکا مطالبہ کر چکا ہوں جس کے جواب سے آپ آج تک خاموش ہیں۔ اور آئندہ بھی آپ انشاء اللہ تعالیٰ خاموش ہی رہیں گے۔ خیر یہ تو ایک ضمنی بات تھی جس کو مقام کی مناسبت سے ذکر کر دیا گیا ہے ورنہ اصل بات جس کا ذکر کرنا اس جگہ مقصود ہے یہ ہے کہ جناب کے اس قول سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جناب حضرت مسیح موعود کی قوت قدسی کی تاثیروں کے متعلق یہ باور کرنے کے لئے تیار نہیں کہ وہ ۳۰ سال کے قلیل عرصہ میں اس حد تک کمزور ہو جائیں کہ حضور کی جماعت کی اکثریت بگڑ جائے تو رسول اکرم صلعم کی قوت قدسی کی تاثیروں کے متعلق جو حضرت مسیح موعود کی تاثیروں کی نسبت یقیناً دیرپا اور تیز ہیں آپ کس طرح یہ مان سکتے ہیں کہ وہ ۳۰ سال میں اس قدر کمزور پڑ جائیں کہ مسلمانوں کی اکثریت ہی ایمان و عمل صالح دونوں میں بگڑ جائے۔ پس ایک علم تو آپ کا وہ ہے جو آپ نے ۱۹۳۷ء میں ظاہر کیا جس کے نتیجہ میں لازمی طور پر ماننا پڑتا ہے کہ محمد صلعم کی قوت قدسی کی تاثیریں ایسی کمزور نہیں ہو سکتیں کہ ۳۰ سال کے عرصہ میں ان کے ماننے والوں کی اکثریت ہی بگڑ جائے اور جو ایسا سمجھے آپ کے نزدیک مسلمان سمجھا جانے کے ہی قابل نہیں، اور دوسرا علم آپ کا وہ ہے جو ۱۹۳۹ء میں آپ ظاہر فرماتے ہیں اور وہ یہ کہ خلافت چھینی ہی تب جا سکتی ہے جب قوم کی اکثریت ایمان اور عمل صالح میں بگڑ جائے اور یہ مسلم امر ہے کہ خلافت مسلمانوں سے نبی کریم صلعم کی وفات سے ۳۰ سال بعد ہی چھینی گئی جس کے معنی آپ کے وضع کردہ اصل کے مطابق یہی ہوں گے کہ نبی کریم صلعم کی وفات کے ۳۰ سال بعد مسلمانوں کی اکثریت ایمان و عمل صالح دونوں میں بگڑ چکی تھی۔ گویا پہلا علم تو آپ کا یہ کہتا ہے کہ ۳۰ سال کے عرصہ میں اکثریت بگڑ ہی نہیں سکتی اور دوسرا علم آپ کا یہ کہتا ہے کہ اس عرصہ میں اکثریت بگڑ گئی آپ کے پہلے علم کی رو سے تو اکثریت کو بگڑا ہوا سمجھنے والا مسلمان ہی نہیں رہ سکتا اور دوسرے علم کی رو سے امت مسلمہ کا ہر فرد اکثریت کو بگڑا ہوا تسلیم کرنے پر مجبور ہے۔ پس اگر ہم آپ کے دوسرے علم کی بناء پر یہ عقیدہ رکھیں کہ مسلمانوں کی اکثریت ۳۰ سال کے عرصہ میں بگڑ گئی تھی تو آپ کے پہلے علم کی رو سے ہم مسلمان ہی نہیں رہ سکتے، اب آپ ہی غور فرمائیں کہ جب ہم امت مسلمہ کے فرد ہی نہ رہے تو آپ کے علم سے مستفید ہی ہم کس طرح ہو سکتے ہیں، کیونکہ اس سے مستفید ہونے کے لئے تو امت مسلمہ کا فرد ہونا ضروری ہے پس ان مشکلات سے جن میں آپ کے ہی دو متضاد علموں نے ہمیں ڈالا ہے آپ ہی مہربانی فرما کر نکلنے کی کوئی راہ بتلائیں اور اس امر پر خود ہی روشنی ڈالیں کہ ان دونوں علموں میں سے کونسا علم اللہ تعالےٰ کا عطا کردہ ہے اور کونسا کسی اور جگہ سے آپ . . . . کو حاصل ہوا ہے۔

دوسری مشکل اور اسکے حل کی درخواست

خیر اس امر پر تو جس وقت آپ روشنی ڈالیں گے اس وقت اس پر غور کیا جائے گا سردست تو آپ کے اس علم سے مستفید ہونے کے لئے کہ خلافت قوم سے تب چھینی جاتی ہے جب اس کی اکثریت ایمان اور عمل صالح میں بگڑ جائے،

ایک دوسری مشکل میرے سامنے ہے جس کے حل کی بھی نہایت ادب سے درخواست کرتا ہوں اور وہ یہ کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم ثم یفشو الکذب یعنی بہترین صدی میری صدی ہے پھر وہ صدی جو اس کے بعد آئے گی پھر وہ صدی جو اس کے بعد آئے گی۔ پھر کذب غالب آنا شروع ہوگا۔ اس قول سے تو میں آج تک یہی سمجھتا رہا ہوں کہ تین صدیوں تک تو مسلمانوں کی اکثریت ایمان و عمل صالح پر ضرور قائم رہے گی گو رسول کریم صلعم اور صحابہ کے زمانہ میں وہ اکثریت بہت بڑی ہوگی اور تابعین کے زمانہ میں اس سے کم اور تبع تابعین کے زمانہ میں اس سے کم لیکن بہرحال ان تینوں زمانوں میں نیکی پر قائم رہنے والے مسلمان اکثریت میں ہی ہوں گے لیکن آپ کے اس علم نے تو تین صدیاں تو کجا رسول کریم صلعم کی صدی میں ہی اکثریت کو ایمان اور اعمال صالحہ دونوں میں بگڑا ہوا ثابت کر دیا اب آپ ہی بتلائیں کہ رسول کریم صلعم کے علم کو ہم خدا کا دیا ہوا علم سمجھیں یا آپ کے علم کو۔

یہ دونوں علم تو بظاہر جمع ہوتے ہوئے نظر نہیں آتے اگر آپ کے نزدیک یہ دونوں جمع ہو سکتے ہوں تو اس کی وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں، بظاہر تو یہ دونوں علم ایک ہی صورت میں جمع ہو سکتے ہیں اور وہ یہ کہ انتخابی خلافت کے زمانہ کو کم از کم ۳۰۰ برس تک ممتد سمجھا جائے۔ لیکن افسوس واقعات اس نظریہ کو بھی اختیار کرنے کی اجازت نہیں دیتے۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ اندریں حالات اگر رسول کریم صلعم کے علم کے مقابلہ میں آپ کے علم کو غلط قرار دیا جاوے تو آپ اسے برا نہیں منائیں گے اور اس صورت میں آپ کے اس دعوے کو کہ قرآنی علوم آپ پر بکثرت کھولے گئے محض ایک بے جا تعلّی پر محمول کرنا کسی طرح بھی ناموزوں نہیں سمجھا جائے گا۔

آیت استخلاف کے متعلق جناب میاں صاحب کا دوسرا علم

آیت استخلاف کے متعلق جناب میاں صاحب کے پہلے علم کی وضاحت کرنے کے بعد اب میں آپ کے اسی آیت کے متعلق دوسرے علم کو لیتا ہوں۔

اس آیت کے متعلق دوسرا علم آپ کا یہ ہے کہ خلفاء الٰہی طاقت سے بنا کرتے ہیں اور کوئی ان کی خلافت کا مقابلہ نہیں کر سکتا نہ معلوم اس دعوے کے خلاف تاریخ اسلام میں کھلے کھلے اور مسلم واقعات کی موجودگی میں کس طرح جناب میاں صاحب نے یہ بات کہدی کہ خلفاء الٰہی طاقت سے بنا کرتے ہیں اور یہ کہ ان کی خلافت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ جناب میاں صاحب کے یہ دونوں دعوے بے دلیل ہیں۔ اور میں حیران ہوں کہ ایک علم دوست اور روشن دماغ رکھنے والی جماعت کے سامنے کس طرح جناب میاں صاحب اس قسم کے بے بنیاد دعاوی کرنے کی جرأت کر لیتے ہیں تعجب ہے کہ اس قسم کی باتیں منہ سے نکالتے وقت ان کو اتنا بھی خیال نہیں آتا کہ اگر مرید نہیں تو دوسرے تو ان کے اقوال کو قواعد علمیہ کی کسوٹی پر ہی پرکھیں گے۔

کیا حضرت عثمان کی خلافت کا مقابلہ کوئی نہیں کر سکا

جناب میاں صاحب نے دعوٰے کیا ہے کہ خلفاء الٰہی طاقت سے بنتے ہیں اور اس دعوے کی صداقت پر دلیل یہ پیش کی ہے کہ ان کی خلافت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پس اگر یہ درست ہے کہ یہ قول آپ کا خدائی علم کے ماتحت ہے تو مہربانی فرما کر اپنے اس دعوے اور دلیل کو گذشتہ خلفاء پر چسپاں کر کے دکھلا دیں۔ ہم فوراً آپ کے علم کے سامنے سر جھکا دیں گے ورنہ ہم یہ کہنے پر مجبور ہوں گے کہ ایک بے جا تعلّی سے بڑھکر اس دعوے کی کوئی حیثیت نہیں، ہم دور نہیں جاتے خود رسول کریم صلعم کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضہ کو ہی لے لیتے ہیں۔ نیکی اور تقوےٰ کے لحاظ سے کیا خدمات اسلامیہ کے لحاظ سے کیا رسول کریم صلعم کے داماد ہونے کے لحاظ سے کیا مسلمانوں میں آپ کی بڑی شان تھی لیکن آپ کی خلافت کو ان چند لوگوں نے ختم کر کے دکھا دیا جن کو آپ ڈاکو چور وغیرہ الفاظ سے یاد کیا کرتے ہیں۔ اگر آپ کا یہ علم درست ہے کہ خلیفہ خدا ہی بناتا ہے اور کوئی شخص بھی اس کی خلافت کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو حضرت عثمان رضہ کی خلافت کو چند اوباشوں نے کس طرح مٹا دیا اور پھر کس طرح یہ اوباش عین انکے دار الخلافہ میں تمام صحابہ رضہ کی موجودگی میں ان کے قتل کرنے پر قادر ہو گئے اور ان کے مقابلہ میں صحابہ رضہ یہاں تک دبے رہے کہ ان کی نعش کو بھی کئی دن تک دفن نہ کر سکے۔

پس خلافت کے اس مفہوم کو مدنظر رکھکر جو آپ سمجھ رہے ہیں یا تو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ آپ کا یہ نظریہ کہ خلفاء کی خلافت کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ خدائی علم کا نتیجہ نہیں یا حضرت عثمان رضہ آپ کے نزدیک اللہ کے بنائے ہوئے خلیفہ نہ تھے۔ ان دونوں راہوں میں سے جو راہ

چاہیں اختیار کرلیں۔

حضرت علیؓ کا مقابلہ کرنیوالے بھی کامیاب رہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کے بعد چوتھے خلیفہ حضرت علی رضہ تسلیم کئے جاتے ہیں۔ ان کی خلافت کے مقابلہ میں حضرت معاویہ رضہ کھڑے ہوتے ہیں۔ پھر اس مقابلہ کا جو نتیجہ نکلا وہ بھی آپ سے مخفی نہیں، کہاں تو وہ وقت تھا کہ جب حضرت ابن عباسؓ نے حضرت علی رضہ کو ابتداء خلافت میں یہ مشورہ دیا کہ معاویہ کو شام کی گورنری سے ابھی آپ معزول نہ کریں۔ نرمی سے کام لیں امید ہے وہ بیعت کرلیں گے تو حضرت علی رضہ نے یہ جواب دیا تھا کہ لا اعطیہ الا السیف کہ میں سوائے تلوار کے اسے کچھ نہیں دوں گا۔ جس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ اگر وہ اطاعت قبول نہیں کرے گا تو جنگ کے ذریعہ اسے اطاعت پر مجبور کیا جائے گا۔ آخر جنگ ہوتی ہے، لیکن حضرت معاویہ رضہ اور اس کے ساتھی حضرت عمرو بن العاص کی ایک ہی جنگی تدبیر سے حضرت علی رضہ کی فوج میں افتراق پیدا ہوجاتا ہے کہاں تو وہ نہایت اخلاص سے حضرت علی رضہ کا ساتھ دے رہے تھے اور کہاں وہ حضرت علی رضہ کو قتل کی دھمکیاں دینی شروع کر دیتے ہیں۔ آخر نوبت یہاں تک پہنچتی ہے کہ حضرت علی رضہ کو اپنی مرضی کے خلاف ان کی ہر ایک بات ماننی پڑتی ہے۔ اور آخر وہ حکم مقرر کرکے میدان جنگ سے واپس ہوتے ہیں۔ پھر ان حکموں کا فیصلہ بھی خلاف ہوتا ہے۔ اور اسے بھی رد کرنا پڑتا ہے۔ فوج دو ٹکڑے ہو جاتی ہے۔ آپس میں خانہ جنگی شروع ہو جاتی ہے اطاعت اور فرمانبرداری کی روح فوج سے مفقود ہو جاتی ہے۔ باوجود فصاحت و بلاغت کا تمام زور خرچ کرنے کے حضرت علی رضہ اپنی فوج کے دلوں کو اپنی طرف مائل کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے انہیں جہاد پر ابھارنے کی تمام کوششیں ناکام جاتی ہیں۔ ادھر معاویہ رضہ ہیں کہ فوج ان پر جان نثار کرتی ہے۔ جو حکم وہ دیتے ہیں فوج اس کی کامل اطاعت کرتی ہے۔ وہ آئے دن حضرت علی رضہ کے ممالک پر چھاپہ پر چھاپہ مارتے ہیں۔ آج ایک علاقہ پر قبضہ کرتے ہیں۔ تو کل دوسرے پر حتیٰ کہ وہی حضرت علی رضہ جنہوں نے شروع میں کہا تھا کہ میں تلوار کے سوا معاویہ کو کچھ نہیں دوں گا، آخر اس بات پر معاویہ رضہ سے صلح کرتے ہیں کہ شام کے امیر معاویہ رہیں اور عراق کے امیر وہ خود رہیں گے۔ گویا ایک ہی وقت میں دو خلیفوں کی حکومت کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ اس ساری کشمکش کا نتیجہ آخر یہ نکلتا ہے کہ حضرت علی رضہ پر بھی قاتلانہ حملہ ہوتا ہے اور ان کے باغی معاویہ اور عمرو بن العاص پر بھی قاتلانہ حملہ ہوتا ہے، یہ دونوں باغی تو اس حملہ سے بچ جاتے ہیں لیکن حضرت علی رضہ کو ایک بدبخت کے ہاتھ سے جام شہادت نوش کرنا پڑتا ہے آپ کی وفات کے بعد آپ کے لڑکے امام حسن رضہ خلیفہ منتخب ہوتے ہیں لیکن ان کو بھی حضرت معاویہ رضہ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہونا پڑتا ہے اور انجام کار حضرت معاویہ رضہ ساری اسلامی سلطنت کے واحد خلیفہ بن جاتے ہیں۔ آپ جس چیز کا نام تائید الٰہی رکھا کرتے ہیں دیکھیں کہ وہ کس کو حاصل تھی۔ آپ کے نقطۂ نگاہ کے مطابق خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ حضرت علی رضہ کو یا خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ کے باغی حضرت معاویہ رضہ کو؟ ان واقعات کی موجودگی میں بھی کیا آپ امر خلافت کے متعلق جس کو آپ اپنے زعم میں سمجھتے ہیں کہ وہ خدا کی بنائی ہوئی ہوتی ہے کہہ سکتے ہیں کہ اس کا مقابلہ کوئی نہیں کرسکتا کیا ان واقعات سے صاف ثابت نہیں ہوتا کہ خلافت کے متعلق جو نظریہ آپ نے قائم کیا ہوا ہے وہ سرے سے ہی غلط ہے۔ یہ اس غلط نظریہ کے ہی کرشمے ہیں کہ آج قادیان کے سٹیج سے حضرت علی رضہ جیسے عارف قرآن کو خلافت کی آیت کو نہ سمجھنے والا قرار دیا جارہا ہے حالانکہ ان کے علم قرآن کی یہ شان ہے کہ خدا کا مسیح بھی ان سے ہی تفسیر قرآن لیتا ہے لیکن خود غرضی کا یہ عالم ہے کہ ان کی اور ان کے بیٹے امام حسین رضہ امام المتقین کی شہادت کو اس جرم کی سزا قرار دیا جاتا ہے کہ انھوں نے خلافت کی حفاظت میں کوتاہی سے کام لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

تاریخ اسلامی کا ایک اور ورق

نامناسب نہ ہوگا اگر تاریخ اسلامی کا ایک اور ورق بھی آپ کے سامنے پیش کردوں، شاید وہی آپ کو اس غلط نظریہ کی اصلاح کی طرف متوجہ کرسکے، حضرت معاویہ رضہ کے لڑکے یزید کے نام سے تو آپ واقف ہی ہیں اور یہ بات بھی آپ جیسے عالم تاریخ سے مخفی نہیں رہ سکتی کہ جب یہ یزید پلید تخت خلافت پر متمکن ہوا ہے اور اس کی بدچلنیوں کی شہرت ہوئی تو انصار جو دین کے ستون تھے ان کے بڑے بڑے علماء اس امر کی تحقیق کے لئے یزید کے پاس پہنچے اور ایک عرصہ تک یزید کے پاس رہ کر گہری نظر سے اس کے حالات کا مطالعہ کرتے رہے۔ اس عرصہ میں یزید ان کے ساتھ بڑی خاطر و مدارات کے ساتھ پیش آتا رہا۔ آخر جب وہ رخصت ہونے لگے تو ہر ایک کو کافی روپیہ دے کر رخصت کیا لیکن جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو انھوں نے فوراً اعلان کردیا کہ یزید بدبخت بدچلن ہے، شراب پیتا ہے، زنا کرتا ہے۔ اگر ہم اس کی خلافت کے خلاف نہیں اٹھیں گے تو اللہ تعالےٰ آسمان سے ہم پر پتھر برسائے گا۔ اب انصار نیک اور صالحین کی جماعت تھی۔ ان کے علماء قرآن کے خوب ماہر تھے مسئلہ خلافت کو بھی اچھی طرح سمجھتے تھے، اور ان کے مقابلہ میں یزید بے دین اور بدچلن تھا۔ لیکن مقابلہ میں انصار کچلے گئے اور اگر ظاہری کامیابی ہی آپ کے نزدیک کامیابی ہے تو یزید کو ان نیک اور صالحین کی جماعت پر نمایاں کامیابی حاصل ہوئی، اسی طرح پھر نیکوں کے سردار امام حسین رضہ اس یزید کے مقابلہ میں کھڑے ہوتے ہیں اس مقابلہ کا بھی جو نتیجہ نکلا وہ بھی آپ سے مخفی نہیں۔ پس تاریخ اسلامی امر مسئلہ کے دونوں پہلو ہمارے سامنے پیش کررہی ہے۔ ان خلفاء کو بھی پیش کرتی ہے جو آپ کے نزدیک خدا کے بنائے ہوئے خلیفہ تھے، اور جن کی خلافت کے متعلق آپ کا دعوےٰ ہے کہ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا تھا، لیکن ان کا مقابلہ ہوا اور وہ مٹا دی گئیں۔ پھر تاریخ ایسے خلیفہ کو بھی پیش کرتی ہے جس کی خلافت آپ کے نزدیک بھی خدا کی عطا کردہ خلافت نہ تھی اور وہ خلیفہ بھی اچھے چال چلن کا نہ تھا۔ اس کی خلافت کے مقابلہ میں بڑے بڑے نیک اور صلحاء اٹھتے ہیں مگر بجائے اس کی خلافت کو مٹانے کے خود کچلے جاتے ہیں۔ پس اگر آپ ان واقعات کی روشنی میں خلافت کے متعلق اپنے نظریہ کی صحت کو ثابت کردیں تو یہ خاکسار علاوہ آپ کے علم کے قائل ہونے کے آپ کا مشکور بھی ہوگا۔

جناب میاں صاحب کے ماننے والے احباب غور کریں

جناب میاں صاحب کے دعاوی علم کے سامنے فوراً سر جھکا دینے والے احمدی احباب کے سامنے ان کا خلافت کے متعلق وہ قرآنی علم بھی موجود ہے جس کے متعلق ان کا متحدیانہ دعوےٰ ہے کہ خدا تعالےٰ نے ان پر وہ علم کھولا ہے اور ادھر واقعات صحیحہ بھی ان کے سامنے ہیں ان دونوں کی موجودگی میں احباب خود ہی فیصلہ کرلیں کہ جناب میاں صاحب کا دعوےٰ کہ اللہ کی طرف سے ان پر علوم قرآنی کھولے جاتے ہیں اور یہ کہ دوسرے لوگ ان علوم کے سامنے عاجز اور بے بس ہیں کہاں تک صداقت و راستی پر مبنی ہے ساتھ ہی احباب یہ بھی دیکھیں کہ ان کے ماننے والے کس طرح ان کی تعلّیوں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کو تیار بیٹھے ہیں کیا ان کی جماعت میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو اسلامی تاریخ کے ان واقعات صحیحہ کا علم رکھتا ہو ایک نہیں بلکہ بے شمار آدمی ایسے ہیں جن کو تاریخ اسلامی سے بخوبی واقفیت ہے لیکن ان میں سے کیا کسی ایک کو بھی جرأت ہوئی کہ جناب میاں صاحب کی اس غلط تحدّی و بیجا تعلّی کے خلاف آواز اٹھائے اس کے خلاف آواز اٹھانا تو کجا الٹا اس کی تائید میں یہ کہا گیا کہ دیکھا کہ حضور نے کیسے پرجلال الفاظ میں اپنی خلافت کا ذکر فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون کاش میرے وہ احباب جو جناب میاں صاحب کو خدا کا مقرر کردہ خلیفہ تسلیم کئے بیٹھے ہیں خالی بالطبع ہو کر محض خدا کے لئے غور کریں کہ ان کا قدم کس طرف اٹھ رہا ہے اور جناب میاں صاحب انہیں کدھر لے جارہے ہیں۔

والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

خلیفہ صاحب قادیان کی طرف سے ایڈیٹر "فرقان" کو تنبیہہ

نوٹ:۔ ایڈیٹر فرقان مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری ہمیشہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جلیل القدر صحابہ جو تاریخ احمدیت میں ایک نمایاں اور ممتاز حیثیت رکھتے ہیں کے منہ آیا کرتے ہیں یعنی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ اور دیگر اکابر جماعت لاہور کے متعلق چھوٹا منہ اور بڑی بات کا مصداق اکثر بنتے رہتے ہیں ان کے سامنے ہم جناب خلیفہ صاحب قادیان کی تنبیہہ کو بطور آئینہ پیش کرتے ہیں تاکہ انہیں اس میں اپنے نقوش اچھی طرح نظر آسکیں اور وہ اچھی طرح سمجھ سکیں کہ حضرت مسیح موعود کے صحابہ سے ان کو کیا نسبت ہے۔ (مدیر)

"آج کے الفضل میں ایک ایسا مضمون شائع ہوا ہے جو قطعی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منشاء کے خلاف، اور آپ کی تحریرات کے یقیناً مخالف ہے اور ہم لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ ہیں۔ ہم جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں اپنے کانوں سے سنی ہیں اور ہم جو ایک لمبا عرصہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت میں رہے۔ ہمارے علم بلکہ متواتر علم کے خلاف ہے . . . . . . وہ مضمون جس کے متعلق میں نے اشارہ کیا ہے وہ حضرت یحییٰ علیہ السلام کے متعلق ہے کہ وہ قتل نہیں کئے گئے۔ یہ مولوی ابوالعطاء صاحب کا مضمون ہے۔ اور چونکہ وہ صحابی نہیں ہیں اور انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں سننے کا موقع نہیں ملا اس لئے ان کی طبیعت پر وہ اثر نہیں ہوسکتا، جو ان لوگوں کی طبائع پر اثر ہے جنھوں نے اپنے کانوں سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی باتیں سنیں۔ یقیناً بعد میں آنیوالوں کا فرض ہے کہ خواہ وہ سلسلہ کے علماء میں سے ہی کیوں نہ ہوں ایسے مسائل کے متعلق سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات کو دیکھیں۔ پھر آپ کے [illegible]

نظرات

دعوٰی مصلحیت کی شانِ نزول

اذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون، الا انھم ھم المفسدون ولٰکن لا یشعرون۔ (البقرہ ع)

ترجمہ:- جب ان سے کہا جاتا ہے کہ زمین میں فساد نہ پھیلاؤ (اور بدعملی سے باز آؤ) تو کہتے ہیں ہم "مصلح" ہیں، خوب یاد رکھو! یہی مفسد ہیں لیکن (عاقبت کا خیال نہ ہونے سے) اپنی حالت کا شعور نہیں رکھتے،

(از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے مولوی فاضل)

دو قسم کے مدعی کسی روحانی منصب کا ادعا کرنے والے ہمیشہ دو طرح کے انسان ہوئے ہیں ایک وہ گروہ ہے جو صادق انبیاء و رسل اور مجددین و مصلحین کی شکل میں دنیا میں جلوہ گر ہوا۔ ان کے دعاوی اور ان کی اصلاحی تحریکات کا مقصد قطعاً یہ نہ تھا کہ وہ کسی رنگ میں اپنے نفس کی برتری چاہتے تھے انہیں عزت و وجاہت بھی حاصل ہوئی اور حالات زمانہ کے مطابق انہیں حکمرانی و فرمانروائی بھی کرنی پڑی لیکن ان کی تمام ترجد و جہد کا مقصد نوع انسانی کو نفس امارہ اور شیطان کی غلامی سے آزاد کرنا، قلوب و ارواح پر اللہ تعالےٰ کی بادشاہت کا قائم کرنا، اور اسی کی عظمت و جلال کو ظاہر کرنا تھا۔ یہ وہ گروہ ہے کہ تمام انسانی تاریخ میں جس قدر اس گروہ کو انسانوں کی عقیدت نصیب ہوئی، بڑے بڑے صاحب عظمت و جبروت فاتحین کو بھی نصیب نہ ہوئی،

ہر قوم اپنے اپنے دائرہ میں اس گروہ سے تعلق رکھنے والے بزرگوں کو خدا پرستی راستبازی اور نوع انسانی کی ہمدردی میں اوج اعلیٰ پر پہنچا ہوا سمجھتی ہے اور انکی پاکیزہ سیرت کو اپنے لئے "اسوۂ حسنہ" قرار دیتی ہے ــــ چونکہ اس گروہ کو جو کچھ کمال نوع انسانی میں حاصل ہوا وہ بے نظیر کمال ہے اسلئے ہر دور میں ایسے انسانوں کا وجود بھی نظر آتا ہے کہ جنہوں نے خدا کی عظمت و جلال کے قیام کے لئے نہیں بلکہ اپنے نفس کی عظمت و جلال کے سامنے دنیا کو جھکانے کے لئے انبیاء و رسل اور مجددین و مصلحین جیسا، یا ان کے دعاوی سے ملتا جلتا دعوےٰ کر دیا، تاکہ دنیا ان کی ہر بات کو وحی آسمانی سمجھ کر قبول کرلے ان کی مخالفت کو خدا کی مخالفت یقین کرے، اور کسی رنگ میں ان کے عصیان کا خیال دل میں نہ لائے۔

خدا پرست اور نفس پرست علامات مدعیوں کی واضح علامات قرآن کریم میں مذکور ہیں، اور ایک بڑی علامت یہ ہے کہ خدا پرست مدعی اپنی قوم میں دعوےٰ سے قبل ایک عمر گذارتا ہے اور اس کی یہ زندگی اس کی عفت و عصمت، دیانت و امانت راست گوئی اور صداقت شعاری پر اتنی بین طور پر ثابت ہوتی ہے کہ وہ ہر ایک کے

اور مخالف و موافق کے نزدیک روز روشن کی طرح ظاہر ہوتی ہے اور جب وہ کسی روحانی منصب پر فائز ہونے کا اعلان کرتا ہے تو بڑے سے بڑا مخالف بھی اس کی عفت و عصمت دیانت و امانت، اور راستبازی و صداقت شعاری پر شبہ نہیں کر سکتا، وہ چیلنج کرتا ہے کہ:-

فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ افلا تعقلون (یونس ع)

اور اس کے معاصرین یہ شہادت دیتے ہیں کہ اس کی اتنی بات ضرور صحیح ہے، اور اقرار کرتے ہیں کہ ما جربنا علیک الا صدقا۔ اس مقدس گروہ کی تاریخ کو دیکھا جائے یہ حقیقت سب سے زیادہ نمایاں نظر آتی ہے، اور یہاں تک نمایاں نظر آتی ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے جو مصر کے قیدخانہ میں تھے۔ بادشاہ کے خواب کی صحیح تعبیر کی، اور اس نے انہ کو بلوایا، کہ ان پر انعام و اکرام کرے، اور انہیں اپنا مقرب خاص بنائے تو اس مقدس انسان نے یہ عظیم الشان نمونہ دکھایا کہ اس دنیوی مرتبہ کو بھی اس وقت تک قبول نہ کیا، جب تک اس الزام کی صفائی نہ ہوگئی جس کی بناء پر انہیں بے گناہ محبوس کر دیا گیا تھا، انھوں نے بادشاہ کے ایلچی کو کہا:-

ارجع الیٰ ربک فسئلہ ما بال النسوۃ التی قطعن ایدیھن ان ربی بکیدھن علیم (یوسف ع)

کہ اپنے آقا کی طرف لوٹ جا، اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا کیا معاملہ ہے، جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور مجھے بدنام کیا، اللہ تعالےٰ ان کی چال سے خوب واقف ہے، اس پر از سر نو مقدمہ کی سماعت شروع ہوئی، اور نہ صرف زنانِ مصر نے بلکہ خود "امراۃ العزیز" نے حضرت یوسف علیہ السلام کی عفت و عصمت کا کھلا اقرار اور اپنی خطاکاری کا کامل اعتراف کیا، یہاں تک کہ تمام مملکت میں ایک متنفس بھی آپ کی راستبازی میں شک کرنے والا باقی نہ رہا۔

یہ ہے ایک خدا پرست مدعی کی شان! کہ اس مقدس وجود نے ایک دنیوی مرتبہ بھی اس وقت تک قبول نہ کیا جب تک کہ تمام مملکت مصر میں ایک بھی انسان اس کی سیرت پر حرف رکھنے والا باقی نہ رہا اور

ایسے ناپاک الزام کی موجودگی میں قیدخانہ میں رہنا اس مرتبہ پر فائز ہونے سے زیادہ بہتر قرار دیا۔ جب ایک دنیوی مرتبہ کے قبول کرنے میں بھی اتنی احتیاط کا نمونہ مشاہدہ میں آتا ہے تو کیسے ممکن ہے کہ کوئی خدا پرست انسان ایسی حالت میں کسی روحانی مقام کا ادعا کرے جب کہ ایسے لوگ نہ صرف موجود بلکہ بکثرت موجود ہوں جو اسکی سیرت پر ایسے الزامات لگاتے ہوں کہ قلم ان کے ذکر سے عاجز ہے۔ لیکن دنیا میں ایسے لوگوں کا وجود بھی ہمیشہ نظر آتا ہے، جنہوں نے ایسی حالت میں بھی اپنے لئے بڑے بڑے مراتب روحانی تجویز کئے اور ایسے مراتب تجویز کرنے سے ان کا مطلب صرف یہ تھا کہ ان مراتب کے پردہ میں انکی تمام عملی برائیاں چھپ جائیں، یہ گروہ نفس پرست مدعیوں کا گروہ ہے، کہ جہاں اول الذکر محض خدا کی عظمت کو ثابت کرنے کی جد و جہد کرتا ہے، یہ مؤخرالذکر گروہ اسلئے دعوےٰ کرتا ہے کہ ان کے نفس کی عظمت و جلال کا سکہ مان لیا جائے۔

یورپ اور ایشیاء کے قدیم بادشاہوں کے حالات پڑھئے جنہوں نے اپنے لئے "خدائی اختیارات" تجویز کئے اور اس تصور کو فروغ دیا کہ بادشاہ غلطی نہیں کر سکتا، فرعون کو دیکھئے کہ جب موسےٰ علیہ السلام نے اسے کہا کہ ھل لک الیٰ ان تزکیٰ (النازعات ع) "کیا تو تزکیہ نفس کرنا چاہتا ہے" تو اس نے اس خیال سے کہ قوم کہیں یہ نہ سمجھے کہ ابھی یہ خود ناپاکی میں پھنسا ہوا ہو، اپنے دعوےٰ الوہیت کی بناء پر اپنی عظمت کا اظہار کیا اور کہدیا انا ربکم الاعلیٰ (النازعات ع) احبار و رھبان کو دیکھئے کہ باوجود حرامخوری اور بدعملی کے جس کا الزام قرآن مجید ان کو دیتا ہے۔ وہ اپنے لئے وہ مقام تجویز کرتے رہے کہ قوم ان کو اپنے "ارباب" سمجھتی رہی (توبہ ع) حسن بن صباح کو دیکھئے کہ دعوےٰ ایسا کیا جس میں اس کی تمام عملی کمزوریاں چھپ گئیں، ہز ہائی نس آغا خان کو دیکھئے کہ جن کا دعوےٰ اتنا بڑا ہے کہ ان سے کسی غلطی کا صدور ممکن ہی نہیں، پھر ملک میں ہر طرف پیروں اور فقیروں کو مشاہدہ کیجئے کہ وہ اپنے مقامات اس رنگ میں بیان کرتے ہیں کہ قوم سمجھتی ہے کہ شراب کا پیالہ بھی اگر ان کے ہونٹوں سے لگ جائے تو دودھ بن جاتا ہے۔ جناب حسین علی نوری بہاء کو دیکھئے کہ اس کی عملی حالت پر دنیا ہزار انگشت نمائی کرے لیکن وہ کہتا ہے کہ میں عصمت کبریٰ کے اس مقام پر ہوں کہ اگر رات کو دن کہوں، کفر کو ایمان کہوں، اور گناہ کو ثواب کہوں، تو وہی ٹھیک ہے جو میں کہتا ہوں۔

ان بادشاہوں اور احبار و رھبان وغیرہ کے دعاوی میں، اور مقدس خدا پرست گروہ کے دعاوی میں کتنا بڑا فرق ہے، بادشاہوں نے یہ دعوےٰ کیا کہ ہمیں کوئی معزول نہیں کر سکتا، یا ہم غلطی نہیں کر سکتے، تو اس کا مقصد یہ نہ تھا کہ فی الواقع وہ بڑے تقدس و بزرگی کے مالک ہو ــــ نہیں بلکہ ان کے عنان حکومت ہاتھ میں لینے سے پہلے ہی قوم کا ایک حلقہ ان کی غیر صالح حرکات سے واقف ہوتا تھا، اور بعد کی حرکات بھی چھپی نہ رہتی تھیں۔ احبار و رھبان وغیرہ کی بھی جو کچھ حالت تھی اس سے قوم واقف ہوتی تھی لیکن بایں ہمہ وہ اتنا بڑا منصب اپنے لئے تجویز کرتے رہے کہ لوگ سمجھیں کہ اس منصب کا مالک کبھی کسی عملی کمزوری کا ارتکاب نہیں کر سکتا اور اگر بالفرض کوئی انکی کمزوری پر اطلاع پالے تو وہ یہ سمجھ لے کہ میری سمجھ ہی کا قصور ہے، اور یقین کرلے کہ اس منصب کے مالک سے جو کچھ حرکات صادر ہوتی ہیں وہ اس کے منصب کے اعتبار سے صحیح ہیں، وہ خدا کا لاڈلا ہے اس پر کوئی سا اعتراض بھی کرنا خدا کے غضب کو بھڑکانا ہے۔

اس طرح بڑے سے بڑا دعوےٰ کردینا اکثر لوگ اپنے عیوب کی پردہ پوشی کے لئے ضروری سمجھتے ہیں، جس طرح گاندھی جی کی سیاسی چال ایک طرف سے ناکام ہونے لگے تو وہ کوئی برت رکھ لیتے ہیں اور کبھی ہریجنوں کے نبی ہونے اور ولی ہونے کا اعلان شروع کر دیتے ہیں تاکہ ان کے وقار کو صدمہ نہ پہنچے۔ اور از سر نو لوگوں کی توجہ پہلے سے زیادہ ان کی طرف منعطف ہوجائے اسی طرح اکثر دینی راہنما جن کی عملی حالت اچھی نہیں ہوتی اور اپنے روحانی مقامات محض اسلئے بیان کرتے ہیں کہ لوگوں کی نظر ان کے عیوب سے ہٹ جائے اور الزامات لگانے والوں کی طرف کوئی توجہ نہ کرے یہ دراصل پروپیگنڈا کا مؤثر طریق ہے کہ جس قدر زور سے کوئی الزام لگانے کیلئے کھڑا ہو اسی قدر بلکہ اس سے زیادہ زور سے اپنی شخصیت کی عظمت کا ڈنکہ بجایا جائے لیکن خدا پرست انسان اس وقت تک کوئی دعوےٰ نہیں کرتا جب تک کہ مخالف و موافق اس کی پاکیزہ سیرت پر شہادت اور یقین نہ کرے

صاحبزادہ صاحب صاحبزادہ صاحب کی سیرت ایک گروہ کے نزدیک اچھی ہے لیکن انہی کے متبعین میں سے کثیر التعداد لوگ ایسے نکلے ہیں جنہیں اس امر کا انکار رہے، مولوی عبدالکریم صاحب مولوی فاضل اور ان کے رفقاء نے سب سے پہلے اس امر کا اعلان کیا اور اخبار مباہلہ قادیان سے جاری کیا۔ اس کے بعد تقریباً ہر سال ایسے لوگ نکلتے رہے اور سب سے خطرناک تفرقہ جماعت قادیان میں اس وقت پڑا جب جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری اور مولوی فخرالدین صاحب ملتانی مرحوم نے ۱۹۳۷ء میں خطرناک الزامات لگائے ان کے ساتھ متعدد لوگ صاحبزادہ صاحب کی بیعت سے علیحدہ ہوئے ان سب حالات کا [illegible]

ہمیں ضرورت نہیں کہ خواہ مخواہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کی سیرت پر الزام لگانے والوں کی بات کو صحیح سمجھیں۔ ہم غیر جانبدارانہ طور پر جناب صاحبزادہ صاحب اور ان پر الزامات لگانے والوں کی باتوں پر غور کرتے ہیں، ہماری خواہش ہے کہ خدا کرے ایسے الزامات سرتا پا غلط ہوں اور مسیح موعود علیہ السلام کا فرزند اعتقادی غلطیوں کا شکار ہے تو خیر عملی غلطیوں سے مبرا ثابت ہو جائے۔ لیکن دونوں فریق کی باتوں پر غور کرنے کے بعد جناب صاحبزادہ صاحب کا پہلو نہایت کمزور معلوم ہوتا ہے، وہ نہ تو ان اہم الزامات کے جواب کے لئے کسی تحقیقاتی کمیشن کے سامنے ہونے کے لئے تیار ہیں نہ سرکاری عدالتوں میں جواب دے سکتے ہیں، نہ ہی مؤکد بعذاب حلف اُٹھانے کے لئے تیار ہیں نہ ہی مباہلہ کرنے پر آمادگی ظاہر کرتے ہیں۔ وہ اپنی مثال خلفائے راشدین کے ساتھ دیتے ہیں، لیکن خلفاء تو عام انسانوں جیسے انسان تھے، اگر ان پر کوئی شخص اعتراض کرتا تو جواب دیتے تھے بلکہ عدالت میں جاکر جواب دیتے تھے، اپنے خلاف بھی فیصلہ سنا کرتے تھے۔ لیکن جناب مرزا محمود احمد صاحب اپنی شان ایسی بیان کرتے ہیں کہ ان تمام باتوں سے بلند ہے۔

جب بھی ان پر الزامات لگے یا ان کے وقار کو صدمہ پہنچا انھوں نے کوئی بڑا دعویٰ کیا یا کوئی بڑی تحریک شروع کی، جب مولوی عبدالکریم صاحب مولوی فاضل اور ان کے رفقاء نے مؤکد بعذاب حلف کا مطالبہ کیا، اور مباہلہ کی دعوت دی تو آپ نے یہ جواب دیا کہ

"خدا کا رسول غلطی کر سکتا ہے اور ہزار فیصلوں میں سے اس کا ایک فیصلہ نادرست ہو سکتا ہے تو میرے لئے ہزار میں سو کا غلط ہونا ممکن ہے لیکن باوجود اس کے اگر کوئی یہ کہتا پھرے کہ اس نے فلاں فیصلہ غلط کیا یا فلاں غلطی کی چاہے وہ غلطی ہو پھر بھی خدا تعالیٰ اسے پکڑے گا"
(خطبہ جمعہ فرمودہ خلیفہ صاحب منقول از الفضل ۲۷ نومبر ۳۶ء)

پھر فرمایا:-

"میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص خلافت پر اعتراض کرتا ہے میں اسے کہتا ہوں کہ اگر تم سچے اعتراض تلاش کر کے بھی میری ذات پر کرو گے تو خدا کی تم پر لعنت ہوگی اور تم تباہ ہو جاؤ گے"
(ارشاد خلیفہ صاحب منقول از الفضل ۲۹ مئی ۱۹۲۸ء)

یہ مسئلہ بیان کرنے یا خواب بیان کرنے کا مقصد سوائے اس کے کچھ نہ تھا کہ آپ کی ذات اس سے بھی بالا ہے کہ اس پر سچے اعتراض کئے جائیں۔ اہل قادیان کا حق ہے کہ جو جو ظلم وستم ان کی طرف سے مولوی عبدالکریم صاحب اور ان کے رفقاء پر ڈھایا گیا جناب مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری اور ان کے رفقاء پر ڈھائے گئے ہیں انہیں خدا کی پکڑ قرار دیں اور یہ بھی حق ہے کہ مولوی محمد امین صاحب مبلغ مجاہد بخارا، اور مولوی فخرالدین صاحب اور دیگر اصحاب کا جو خون بہایا گیا یا حکیم عبدالعزیز صاحب پر قاتلانہ حملہ کر کے ان کا شانہ زخمی کیا گیا اس کو بھی "خدا کی پکڑ" قرار دیا جائے لیکن اہل انصاف کے سامنے اب یہ حقائق اس وضاحت سے آچکے ہیں کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب کا کوئی بڑے سے بڑا دعویٰ اور کوئی بڑی سے بڑی تحریک اس داغ کو اس جماعت کی تاریخ سے نہیں مٹا سکتی۔

جب جناب صاحبزادہ صاحب نے کشمیر کمیٹی کی صدارت فرما کر ایک سیاسی تحریک کا آغاز کیا تو اس کا بھی مقصد جماعت کی توجہ تحریک مباہلہ سے دوسری طرف منعطف کرنا تھا۔ احرار کی مخالفت کے بعد آپ نے تحریک جدید شروع کی۔ اور اب جبکہ ایک طرف جناب مصری صاحب اور ان کے رفقاء کے ذریعہ پہلے سے بہت ہی زیادہ رازوں کا انکشاف ہو رہا ہے اور دوسری طرف جماعت احمدیہ لاہور کے مقابل متعدد اصولی امور میں لاجواب ہونے کے باعث ان کے وقار کو سخت دھکا لگ رہا ہے، انھوں نے بجائے اپنی پوزیشن صاف کرنے کے اس سے بھی بڑا دعویٰ کر دیا کہ گویا آپ کو خدا نے "مصلح" بنا دیا ہے اور آپ کے عقائد اور اعمال نکتہ چینی سے بالا ہیں۔

تعجب پر تعجب

جناب صاحبزادہ صاحب کی اس جرأت کو دیکھ کر تعجب ہوتا ہے کہ ایک شخص جس کی سیرت پر ہزاروں آدمی خطرناک الزامات لگا رہے ہوں، قبل اس کے کہ ان الزامات کا جواب دے اور اپنی پوزیشن کو صاف کرے اتنا عظیم الشان دعوےٰ کر رہا ہے۔ آپ کا دعوےٰ "یوسف ثانی" ہونے کا بھی ہے اور مماثلت صرف اتنی بیان کی جاتی ہے کہ جس طرح یوسف علیہ السلام پر الزامات لگے تھے یہاں بھی الزامات لگ رہے ہیں۔ اگر محض الزامات کا لگنا "یوسف ثانی" ہونے کی دلیل ہے تو تمام دنیا کے ناپاک اعمال کے مرتکب "یوسف ثانی" قرار پائیں گے ایسا کہنا درحقیقت اس مقدس نبی کی توہین ہے کیونکہ یوسف ثانی صرف اس وقت کوئی بن سکے گا جب حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح پبلک میں آنے پر قید خانہ کو ترجیح دے اور کسی روحانی مرتبہ کا تو ذکر ہی کیا دنیوی مرتبہ کو بھی اس وقت تک قبول نہ کرے جب تک اس پر ایسا ناپاک الزام لگانے والا ایک بھی شخص تمام مملکت میں موجود ہو۔ اور اس وقت تک اس مرتبہ کو قبول نہ کرے جب تک کہ تمام مخالف و موافق اس کی پاکیزہ سیرت پر اس طرح شہادت نہ دیتے ہوں کہ

"یُوْسُفُ اَیُّھَا الصِّدِّیْقُ"

یعنی "اے یوسف اے صدیق"، کاش کہ جناب صاحبزادہ صاحب کو یہ معلوم ہوتا کہ جب تک مخالف و موافق کی نظر میں کوئی شخص "صدیق" اور "الامین" کے مدارج پر کھڑا نہ کر دیا جائے اس وقت تک نہ کبھی مصلحیت کے مقام پر کھڑا ہوا ہے اور نہ کبھی اس مقام پر کھڑا کیا جائے گا، اگر صرف دعویٰ کر دینا راستبازی کی دلیل ہے تو خدائی اختیارات کا ادعا کرنے والے بادشاہ، احبار و رہبان اور جناب حسین علی نوری بہاء مدعی الوہیت و عصمت کبریٰ سب کے دعاوی سچے قرار پاتے ہیں، ان سب نے بڑی بڑی عمریں پائی ہیں محض دعویٰ مصلحیت کر دینے سے کوئی مصلح نہیں بن جاتا، قرآن کا واضح فرمان ہے:-

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمْ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ قَالُوْآ اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ اَلَآ اِنَّھُمْ ھُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰکِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ (البقرہ ع ۲)

ایسے لوگ بھی ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ دنیا میں فساد نہ پھیلاؤ (اور بدعملیوں سے باز آجاؤ) تو یہ دعوےٰ کرتے ہیں کہ ہم "مصلح" ہیں خوب یاد رکھو، یہی لوگ درحقیقت مفسد ہیں مگر عاقبت کا خیال نہ ہونے کی وجہ سے اپنی حالت کا شعور نہیں رکھتے۔

قرآن مجید نے صفائی سے خدا پرست اور نفس پرست "مصلحین" روحانی کی علامات بیان کر دی ہیں۔ جناب میرزا محمود احمد صاحب پر الزام لگانے والے کچھ تو قتل کر دیئے گئے کچھ خاموش کر دیئے گئے ہیں، لیکن ابھی ہزاروں موجود ہیں اور ان میں سے ایک ایک کا وجود ایک آئینی شہادت ہے، جو واضح کر رہی ہے کہ جناب خلیفہ صاحب کا تعلق مصلحین کے کس گروہ سے ہے۔ اور آپ کے دعویٰ کا مقصد خدا کی عظمت کا اظہار ہے یا اپنے نفس کی عظمت کا اظہار۔ بعض لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ قادیان میں کوئی اور پارٹی تیار ہو رہی تھی اور جناب خلیفہ صاحب کا مصلحیت کا اعلان اور جماعتوں میں ہر طرف جشن منایا جانا ایک ترکیب ہے، جس سے کہ آپ نے اپنی پوزیشن کو محفوظ کرنے کی کوشش کی ہے، واقعات خود ظاہر کر دیں گے کہ حقیقت کیا ہے۔

کیا سچے خواب کسی کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کا ایک قطعی فیصلہ

جناب مرزا محمود احمد صاحب وقتاً فوقتاً اپنے خواب بیان کرتے رہتے ہیں اور ان کی جماعت ان کے دعوے الہام و خواب بھی کو ان کے منجانب اللہ ہونے کی دلیل جانتی ہے۔ اس امر میں حضرت مسیح موعود کا فیصلہ حسب ذیل ہے:-

"یاد رکھنا چاہیئے کہ شیطان انسان کا سخت دشمن ہے، وہ طرح طرح کی راہوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اور ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی شیطان کی طرف سے ہو، اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو، کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے .... افسوس کہ اکثر لوگ ایسی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے ناراست اعتقادوں اور ناپاک مذہبوں کو ان خوابوں اور الہاموں سے فروغ دینا چاہتے ہیں ...... بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام جو ان کے نزدیک سچے ہو گئے ان کی بناء پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲)

"اس مقام میں عام لوگوں کو حیرت میں ڈالنے والا ایک امر بھی ہے اور وہ یہ کہ بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرامخور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں قوم کی جو بڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کا تھا انھوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کی کنجر جن کا دن رات زناکاری کام تھا ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انھوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں۔ (حقیقۃ الوحی صفحہ ۳)

سنت اللہ قدیم سے اور جب سے دنیا کی بناء ڈالی گئی اسی طرح پر واقع ہے کہ نمونہ کے طور پر عام لوگوں کو قطع نظر اس کے کہ وہ نیک ہوں یا بد ہوں اور وہ صالح ہوں یا فاسق ہوں اور مذہب میں سچے ہوں یا جھوٹا مذہب رکھتے ہوں کسی قدر سچی خوابیں دکھلائی جاتی ہیں یا سچے الہام بھی دیئے جاتے ہیں تا ان کا قیاس اور گمان جو محض عقل اور مصنوع سے حاصل ہے، علم الیقین تک پہنچ جائے اور تا روحانی ترقی سکھانے والوں کے لئے بطور نمونہ کوئی

نمونہ ہو، اور حکیم مطلق نے اس مدعا کے پورا کرنے کے لئے انسانی دماغ کی بناوٹ ہی ایسی رکھی ہے۔ اور ایسے روحانی قوے اس کو دیئے ہیں کہ وہ بعض سچی خوابیں دیکھ سکتا ہے اور بعض سچے الہام پا سکتا ہے، مگر وہ سچی خوابیں اور سچے الہام کسی نجات اور بزرگی پر دلالت نہیں کرتے بلکہ وہ محض نمونہ کے طور پر ترقی کے لئے ایک راہیں ہوتی ہیں اور اگر ایسی خوابوں اور ایسے الہاموں کو کسی بات پر کچھ دلالت ہے تو صرف اس بات پر کہ ایسے انسان کی فطرت صحیح ہے بشرطیکہ جذبات نفسانیہ کی وجہ سے انجام بد نہ ہو۔"

(حقیقۃ الوحی صـ ۸)

پس وہ شخص عقلمند نہیں ہے جو اس قسم کی خوابوں اور الہاموں پر خوش اور فریفتہ ہو جائے، اور سخت دھوکا میں پڑا ہوا ہے وہ شخص جو کہ فقط اس درجہ کی خوابوں اور الہاموں کا نمونہ اپنے اندر پا کر اپنے تئیں کچھ چیز سمجھ بیٹھے بلکہ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس درجہ کا انسان فقط اس انسان کی طرح ہے جو ایک اندھیری رات میں دور سے ایک آگ کا دھواں دیکھتا ہے مگر نہ آگ کی روشنی کو نہیں دیکھ سکتا اور نہ اس کی گرمی سے اپنی سردی اور افسردگی دور کر سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ خدا کی خاص برکتوں اور نعمتوں سے ایسے لوگوں کو کوئی حصہ نہیں ملتا، اور نہ کوئی قبولیت ان میں پیدا ہوتی ہے، اور نہ کوئی ایک ذرہ خدا سے تعلق ہوتا ہے اور نہ شعلۂ نور سے بشریت کی آلائشیں جلتی ہیں اور چونکہ خدا تعالےٰ سے ان کو سچی دوستی پیدا نہیں ہوتی اس لئے بباعث نہ ہونے قربت ربانی کے شیطان ان کے ساتھ رہتا ہے اور حدیث النفس ان پر غالب رہتی ہے (حقیقۃ الوحی صـ ۱۱)

معلوم ہوا کہ دعوئے خواب بینی و الہام مطلقاً قابل توجہ نہیں جب تک دعوے کرنے والے کی زندگی تمام آلائشوں سے پاک نہ ہو،

صاحبزادہ صاحب کی تحلیل نفسی

جماعت قادیاں کدھر جا رہی ہے؟

صاحبزادہ صاحب کا طریق کار ہمیشہ یہ رہا ہے کہ وہ اپنے عقاید اور اپنے اعمال کے صحیح ہونے پر اپنے مقام خلافت کو بطور دلیل پیش کرتے رہے

ہیں حالانکہ اس خلافت کی بھی حقیقت اتنی ہے کہ ایک جماعت نے انہیں اپنا لیڈر بنا لیا، وہ جماعت کے انتخاب کو خدا کا انتخاب کہتے ہیں اور اس دلیل سے دنیا کا ہر حاکم خدا کا مقرر کردہ حاکم قرار پاتا ہے۔ مثلاً چرچل، روزویلٹ، سٹالین، ہٹلر، سب خدا کے مقرر کردہ حاکم ثابت ہوتے ہیں کیونکہ ایک تو ان کی قوم نے ان کو اپنا زعیم بنایا ہے اور دوسرا خدا قرآن میں کہتا ہے کہ تو تی الملک من تشاء (آل عمران ع) کہ خدا ہی جس کو چاہتا ہے حکومت دیتا ہے سو اگر خلیفہ خدا بناتا ہے، تو حاکم بھی خدا ہی بناتا ہے۔ بلکہ ہر ڈاکٹر، وکیل، جج، خدا کا ہی مقرر کردہ ثابت ہوگا اور اس اعتبار سے

جس طرح صاحبزادہ صاحب خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں، اسی طرح حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ اور امیر ہیں جناب صاحبزادہ صاحب کے پاس کوئی خدائی سند اپنی خلافت کے ثبوت میں سوائے انتخاب جماعت کے نہیں اور اس بناء پر وہ "خدا کے مقرر کردہ" کہلا کر اپنے آپ کو تمام نکتہ چینیوں سے بالاقرار دیتے ہیں۔ قرآن مجید یہ بتاتا ہے کہ قرآن و سنت کے بعد ہر ہستی کو قرآن و سنت کی روشنی میں جانچا اور پرکھا جائے گا۔ اصول شخصیت پر مقدم ہے مگر صاحبزادہ صاحب اپنی جماعت کی تربیت اس طریق پر کر رہے ہیں کہ شخصیت ہر اصول پر مقدم ہے، یعنی جناب خلیفہ صاحب کے برحق ہونے کی یہ دلیل نہیں کہ ان کے عقائد و اعمال قرآن و سنت کے مطابق ہوں، بلکہ چونکہ وہ خلیفہ ہیں لہذا ان کا جو کچھ عمل ہے وہ صحیح ہے اور چونکہ وہ خلیفہ اور مصلح ہیں لہذا وہ اسلام کے خلاف جا ہی نہیں سکتے، یہی وہ چیز ہے جس کے متعلق قرآن کریم اہل کتاب کو الزام دیتا ہے کہ انھوں نے اپنے احبار و رھبان کو ارباب من دون اللہ بنا لیا، اور جس نہج پر جماعت قادیان کی تربیت ہو رہی ہے اس کا نتیجہ اسلام اور سلسلہ احمدیہ کے حق میں نہایت خطرناک اور نہایت تباہ کن صورت میں نکلنے والا ہے اس لئے کہ خلیفہ صاحب نے جماعت سے یہ حق سلب کر لیا ہے کہ وہ قرآن و سنت کی روشنی میں کسی امیر یا خلیفہ کی گفتار و کردار پر تنقیدی نظر ڈال سکے جماعت کی اسی ذہنیت سے فائدہ اٹھا کر آیندہ جو لوگ خلیفہ ہونے والے ہیں وہ اپنے ہر خلاف قرآن و سنت قول و عمل پر اپنی خلافت کو بطور دلیل پیش کیا کریں گے، بلکہ "مصلح" "مجدد" اور "نبی" ہونے کے دعاوی کرتے رہیں

گے، ہمیں یقین ہے کہ خلیفہ صاحب نے "مصلحیت" کا ادعا کر کے ایک ایسا نمونہ قائم کیا ہے کہ جس کی تقلید غالباً ان کا ہر جانشین کرتا رہے گا۔ اور جماعت یہ سمجھے گی کہ

بمی سجادہ رنگیں کن گرت پیر مغاں گوید
کہ سالک بیخبر نہ بود ز رسم و راہ منزلہا

سنیت اور شیعیت

سنیت و شیعیت میں تمام فروعات سے صرف نظر کرتے ہوئے ایک اصولی فرق ہی نظر آتا ہے کہ سنیت میں کتاب و سنت کو ہر امام و خلیفہ پر مقدم کیا گیا ہے لیکن شیعیت نے امام "خلیفہ برحق" کو کتاب و سنت پر مقدم کیا ہے سنیت تو یہ کہتی ہے کہ اگر ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ بھی خلاف قرآن عمل کریں تو ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کی جائے بلکہ ان کو معزول تک کر دیا جائے، جیسا کہ ان بزرگوں نے اپنے اعتراف ظاہر کرتے ہیں اور جیسا کہ حضرت معاذ بن جبل نے جن کے حق میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ الحمد للہ کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں اسلامی سیاست کے اصول سمجھا دیئے قیصر کے دربار میں فرمایا:۔

امیرنا رجل منا ان عمل فینا بکتاب دیننا وسنۃ نبینا قرآنا علینا وان عمل لغیر ذالک عزلناہ عنا وان ھو سرق قطعنا یدہ وان زنا جلدناہ وان شتم رجلا منا شتمہ بما شتمہ وان جرحہ اقادہ من نفسہ ولا یحتجب منا ولا یتکبر علینا ولا یستاثر علینا فی فیئنا الذی افاء اللہ علینا وھو کرجل منا

(فتوح الشام ازدی)

کہ ہمارا امیر ہمارے جیسا ایک انسان ہے اگر وہ ہمارے درمیان ہمارے دین کی کتاب اور ہمارے نبی کی سنت پر عمل کرے تو ہم اسے برقرار رکھیں گے اور اس کے خلاف عمل کرے تو اسے معزول کر دیں گے اگر وہ چوری کرے تو اس کے ہاتھ کاٹیں گے، اگر زنا کرے تو اسے کوڑے لگائیں گے اگر ہم میں سے کسی کو گالی دے تو وہ اس کو ویسی گالی دے سکتا ہے اگر کسی کو زخمی کرے تو وہ اس سے بدلہ لے گا۔ ہمارا امیر اپنی شوکت کے اظہار کے لئے پردہ میں نہیں رہتا نہ ہم پر اظہار فضیلت کرتا ہے نہ ہی اموال غنیمت میں اپنے لئے بڑا حصہ لیتا ہے، بس قصہ مختصر یہ کہ وہ ہمارے جیسا ایک انسان ہے۔

لیکن شیعیت یہ کہتی ہے کہ قرآن کتاب ہے مگر کتاب صامت ہے سنت سنت رسول ہے مگر سنت صامت ہے امام کتاب ناطق اور سنت ظاہر ہے، وہ جو کچھ کہتا ہے وہی قرآن ہے، اور وہی سنت ہے اسی اصول کا نتیجہ ہے کہ حسن بن صباح کا ہر قول خدا کا قول اور آغا خان کا ہر عمل خدا کا عمل، سمجھا گیا اور جب ایک امام کو بعض آدمیوں نے مان لیا، اور اس نے کہا کہ اپنے مصلی کو شراب میں رنگین کر لو تو اسی کو صحیح سمجھا گیا کیونکہ قرآن کے احکام امام سے زیادہ کوئی نہیں سمجھتا، پھر جب ایک گروہ شیخیہ نے علی محمد شیرازی کو امام مانا اور اس نے یہ اعلان کیا کہ قرآن منسوخ ہے تو بس بے دلیل یقین کر لیا گیا کہ قرآن منسوخ ہے،

شیعیت کا یہ غلط اصول کہ شخصیت کتاب پر مقدم ہے، بابیت و بہائیت پر منتج ہوا جن کا مقصد اسلام کا استیصال ہے۔ اور سنیت کا یہ اصول کہ کتاب ہر شخصیت پر مقدم ہے "احمدیت" پر منتج ہوا جب کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے الہام کو بھی قرآن و سنت کے ماتحت قرار دیا، اور جب الہام الٰہی نے بتا دیا کہ عید کا دن ہے تب بھی اسلئے عید نہ کی کہ حدیث میں یہ نہیں لکھا کہ کسی کو الہام ہو جائے تو ۲۹ روزے رکھنے کے بعد عید کر لی جائے بلکہ یہ لکھا ہے کہ رویت ہلال کی شہادت مل جائے تو عید کی جائے، اس طرح عملاً اطاعت قرآن و سنت کا یہ نمونہ دکھایا کہ دو آدمیوں کی گواہی کو خدائی الہام پر مقدم کر دیا۔ تحریک احمدیت جیسی تحریک کا سنیت کے سلسلہ سے نشو و ارتقاء پانا اس امر کی دلیل ہے کہ سنیت کا اصول ہی صحیح تھا، اور اسلام کی عظمت کا قیام اسی اصول کے ذریعہ ہو سکتا ہے، بابیت و بہائیت کا وجود اس امر کی دلیل ہے کہ شیعی رجحانات صحیح نہ تھے کیونکہ وہ بالآخر اسلام کے استیصال کا موجب بننے لگ گئے۔

افسوس کہ جناب خلیفہ صاحب نے اس امر کو نہیں سمجھا کہ احمدیت کا مقصد قرآن و سنت کو ہر چیز پر مقدم کرنا ہے وہ کہلاتے "فضل عمر" ہیں اور ان کے حاشیہ نشین ان کی حضرت عمرؓ سے مماثلت بیان کرتے کرتے تھکتے نہیں لیکن دوسرا خلیفہ ہونے سے مشابہت تب ثابت ہوتی ہے جب وہ بھی حضرت عمرؓ کی طرح اعلان کریں کہ ان کا کوئی قول و فعل خلاف قرآن و سنت ہو تو قوم انہیں سیدھا کرنے کا حق رکھتی ہے، جب تک جماعت قادیان کی یہ حالت ہے کہ اس لاکھوں کی جماعت" میں معاذ بن جبل جیسا ایک بھی شخص پیدا نہیں ہوتا جو یہ اعلان کر سکے کہ جناب خلیفہ صاحب دوسرے انسانوں جیسے انسان ہیں

(بقیہ صفحہ ۱۲ پر)

لمعات

بابی مسئلہ "مظہریت" مشرکانہ خرافات کا مرقع ہے

بہائی قوم لاش پرست قوم ہے مظہریت پر تاریخی و علمی تبصرہ

اور بہائی وساوس کا کلی استیصال

از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے مولوی فاضل مبلغ اسلام

بابی اور بہائی تحریک میں مسئلہ ظہور یا مظہریت ایک بنیادی مسئلہ ہے، اور اسے وہی اہمیت حاصل ہے، جو اسلام میں مسئلہ توحید اور عیسائیت میں مسئلہ تثلیث، اور ابنیت مسیح کو حاصل ہے، اس مسئلہ کو جناب علی محمد شیرازی باب نے اپنی کتاب **بیان** میں واضح کیا ہے اور جناب حسین علی بہاء نے اسی مسئلہ کو اپنی تالیف **ایقان** میں دلائل و براہین سے ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ **بیان** میں مسئلہ مظہریت کو جس طرح واضح کیا گیا ہے اس کا کماحقہ ذکر جناب براؤن صاحب نے نقطۃ الکاف کے مقدمہ میں کیا ہے۔ **بیان**، **ایقان** اور دیگر بہائی لٹریچر میں مسئلہ مظہریت کو جیسا کچھ واضح کیا گیا ہے۔ اس کی حقیقت مختصر اور سلیس الفاظ میں یہ ہے:-

(ا) خدا کی ہستی غیب الغیب ہے اس کی ذات اور صفات کے متعلق ہم جو کچھ بھی سوچیں وہ سراسر وہم ہے، اس کی معرفت کے دروازے تمام کائنات پر بند ہیں۔ اس کی معرفت صرف اس کے مظہر کی معرفت سے حاصل ہوتی ہے، مظہر وہ مقدس آئینہ ہے جس میں وہ غیب الغیب ہستی کامل رنگ میں ظاہر ہوتی ہے مظہر کا جمال خدا کا جمال، اس کا جلال، خدا کا جلال، اس کی قدرت خدا کی قدرت اس کی لقاء خدا کی لقاء، اس سے دعا خدا سے دعا، اس کو سجدہ آفتاب الوہیت کو سجدہ، اور اس کی عبادت آفتاب احدیت کی عبادت ہے۔ اگرچہ ہر ذرہ کائنات صفات الٰہیہ کا تجلی گاہ ہے، مگر مظہر انسانی میں شمس ربوبیت کی کامل ترین تجلی ہوتی ہے۔

(ب) مظاہر الٰہیہ کے دو مقام ہوتے ہیں، ایک مقام توحید و ربوبیت و الوہیت ہے اور اس مقام پر وہ ظہور اللہ کے عرش پر متمکن ہوتے ہیں۔ تمام اسمائے حسنیٰ کے موصوف ہوتے ہیں۔ اور ان پر ربوبیت اور الوہیت کا اطلاق ہوتا ہے۔ اس مقام پر مظہر، اللہ بھی ہے رب العالمین بھی ہے، رحمان و رحیم بھی ہے اور مالک یوم الدین بھی ہے، ۔۔۔۔ اس مقام پہ اگر "مظہر" "انني انا اللہ" کہے تو "حق لاریب فیہ" ہے، یہاں مجاز اور استعارہ کا کوئی سوال نہیں، کیونکہ یہ خود ایک حقیقت کبریٰ اور واقعیت عظمیٰ ہے، دوسرا مقام عالم خلق و بشریت کا ہے، جس پر وہ اپنی بشریت کا اعتراف کرتے ہیں۔

مشرکانہ فلسفہ } یہ وہ عقیدہ ہے جسے اہل باب و بہاء "فلسفہ مظہریت" یا "بہائی فلاسفی" کے نام سے موسوم کرتے ہیں، لیکن اگر یہ کوئی فلسفہ ہے تو یہ انتہا درجہ کا جاہلانہ اور مشرکانہ فلسفہ ہے اور اس میں جس قدر علم و عرفان سے مجبوری کا ثبوت دیا گیا ہے اور جس قدر تنا قضات کا ارتکاب کیا گیا ہے وہ خود اس کے بطلان کی شہادت ہے اہل بہاء کا اس "فلسفہ" کو قرآن کریم سے ثابت کرنا بالکل ایسا ہی ہے، جیسا کہ بعض پادریوں کا قرآن مجید میں "کلمہ" اور "روح" کے الفاظ پاکر مسیح علیہ السلام کی الوہیت کا استدلال کرنا، کیونکہ اس مسئلہ "مظہریت" اور عیسائیت کے مسئلہ "ابنیت مسیح" کا قرآن مجید سے کوئی تعلق نہیں اور تمام کا تمام قرآن مجید ان مشرکانہ خرافات کے خلاف ایک عظیم الشان حجت قاطعہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن مجید شرک اور توحید کے درمیان ایک "فرقان" قائم کرتا ہے اور اہل بہاء کی یہ فکری غلطی وہ غلطی ہے کہ اسی کی بنا پر ہمیشہ مشرک اقوام انواع و اقسام کے انسانی اور غیر انسانی آلہہ تراشتی رہی ہیں۔

معرفت الٰہیہ کے حصول کی تڑپ انسانی فطرت کی ایک امتیازی خصوصیت اور یہ انسان کی حسین ترین متاع ہے لیکن اسی معرفت کے حصول کے لئے جب انسان نے غلط راستہ اختیار کیا، اور اس ذات غیب الغیب کو حواس ظاہری سے محسوس کرنے کی کوشش کی، تو اسے کسی نہ کسی مخلوق کے سامنے سر عبودیت جھکانا پڑا تمام ملل و ادیان میں جب روح توحید گم ہوگئی تو مظاہر پرستی کا دور شروع ہوگیا، اس اعتبار سے آریائی اقوام تمام اقوام عالم پر سبقت لے گئیں اور ہند، ایران میں مظاہر پرستی پر وہ کچھ فلسفہ آرائی کی گئی کہ توحید حقیقی کا نام و نشان مٹ گیا اور "مظاہر" ہی "مظاہر" رہ گئے، ہندو کی کتب مقدسہ میں اگر آفتاب ماہتاب، اور اگنی سے دعائیں مانگی جاتی ہیں تو اسی فلسفہ و حکمت کی بنا پر مانگی جاتی ہیں کہ ذات باری چونکہ ہمارے محسوسات سے بہت بالاتر ہے، غیب الغیب اور لایدرک ہے لہذا اس کی معرفت حاصل نہیں ہوسکتی، خدا نے آفتاب ماہتاب اور اگنی میں اپنے انوار الٰہیہ کی تجلی کی۔ اسلئے ان مظاہر کو خطاب، دراصل ذات باری کو خطاب ہے، رام چندر جی اور کرشن جی کی اس لئے پرستش ہوئی کہ ان کے ہیاکل قدسیہ میں اسی ذات احدیت کا جلال و جمال ظاہر ہوا۔ ہندوستان کے اس الٰہی فلسفہ میں اگرچہ یہ تسلیم کیا گیا کہ آفتاب ماہتاب، اگنی، رامچندر جی، اور کرشن جی، خدا کی مخلوق ہیں، لیکن بایں ہمہ کہا گیا کہ ان کے وجود اس آئینہ کا حکم رکھتے ہیں جن میں خالق کائنات منعکس ہوا۔ اور ان کے ہیاکل اس ذات غیب الغیب کے مشاہدہ کا ذریعہ بن گئے۔ حضرت بدھ نے جب اس "مظاہر پرستی" کے خلاف آواز اٹھائی، تو ان کو منکر خدا قرار دیا جانے لگا ۔۔ ایران میں حضرت زرتشت کے ذریعہ جو توحید خالص قائم ہوئی تھی اس پر تاویلات و تشریحات کے اس قدر پردے ڈالدیئے گئے کہ آج اس مقدس انسان کی پیروی کرنے والی قوم کو توحید باری کا تصور بجز مظاہر پرستی کے سمجھ میں ہی نہیں آسکتا، ان کا فلسفہ یہ قرار پایا کہ خدا نور ہے اور نور کا عظیم ترین مظہر آفتاب ہے، آفتاب اگرچہ مخلوق ہے مگر اسی کے آئینہ میں اس ذات غیب الغیب کے انوار طلعت کی تجلیات ہیں۔ اس کو خطاب درحقیقت اسی نور عظیم کو خطاب ہے، اس کو سجدہ درحقیقت ذات باری کو سجدہ ہے۔

عیسائیت کے اثر میں جو الٰہیات عالم وجود میں آئی ہیں، اس پر ایک نظر ڈالئے نصاریٰ ہرگز یہ نہیں کہتے کہ حضرت مسیح (علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام) اس معنی میں خدا کے بیٹے ہیں جس معنی میں ایک انسان کسی انسان کا بیٹا ہوتا ہے، عیسائی عوام چاہے "ابنیت مسیح" سے کچھ مراد لیتے رہیں لیکن عیسائی فلاسفر یہی کہتا ہے کہ "ابن" سے مراد وہ مقدس ہیکل بشری ہے جس میں "باپ" جو ذات غیب الغیب ہے عالم شہود میں جلوہ گر ہوا "ابن" اور "اب" کے الفاظ تو ایک قوم نے اپنے دینی شعور کے مطابق تجویز کر لئے، بعینہ جس طرح ایک قوم نے اپنے دینی شعور کے مطابق لفظ "مظہر" کو تجویز کر لیا ورنہ حقیقت امر میں کچھ بھی اختلاف نہیں اور "مسیح" اگرچہ بشر بھی ہے، مخلوق بھی ہے، لیکن باعتبار مرتبہ، ظہور اللہ کے عرش پہ متمکن ہے۔

قدر مشترک } الغرض جس قدر بھی مشرکانہ تحریکات پیدا ہوئیں، ان کی الٰہیات میں چند امور بطور قدر مشترک نظر آتے ہیں:-

اوّل:- یہ کہ جس ہستی کے سامنے سر جھکایا گیا، اس کے مخلوق ہونے سے انکار نہیں کیا گیا، اسے مخلوق جانتے ہوئے اس کی عبادت کی گئی اور اس کی عبادت خدا کی عبادت قرار دی گئی۔ رام چندر جی، کرشن جی، مسیح ناصری، سب مخلوق ہیں پھر بھی ایک خاص فلسفہ کے تحت ان کی عبادت ہوتی ہے۔

دوم:- جب کبھی شرک کا ارتکاب کیا گیا اصل ذات باری کا، کبھی انکار نہیں کیا گیا، اس ہستی کا اقرار خود رامچندر جی کرشن جی، اور مسیح ناصری کو بھی ہے مگر پھر بھی یہ سب وہ ہیاکل مقدسہ قرار دیئے گئے جن کی لقاء، خدا کی لقاء ہے جن سے دعا خدا سے دعا ہے جن کی عبادت اصل میں ان کی عبادت نہیں، ذات غیب کی عبادت ہے۔

سوم:- اگرچہ رام چندر جی، کرشن جی، اور مسیح ناصری اپنی بشریت کے معترف ہیں، اور خدائے بزرگ و برتر سے دعا بھی مانگتے ہیں لیکن یہ سب کچھ ان کے مقام بشریت کے اعتبار سے قرار دیا گیا ۔۔ کیونکہ ان وجود مقدسہ کا اقرار بشریت اور اعتراف عبودیت، ان کے خدا نہ ہونے کی دلیل نہیں بلکہ درحقیقت خدا ہونے کے لئے ایک تائیدی امر ہے کیونکہ اگر یہ مخلوق اور بشر نہ ہوتے تو "ابنیت" یا "مظہریت" کا فلسفہ ہی باطل ہو جاتا جس میں مخلوقیت، اور الوہیت، یا انسانیت اور الوہیت کا امتزاج ایک اہم ترین عنصر ہے۔

شرک اسی فلسفہ مظہریت کا نام ہے

قرآن مجید اسی فلسفہ مظہریت کو شرک قرار دیتا ہے، وہ کہتا ہے جب مشرکین سے پوچھا جائے کہ اس کائنات کا خالق کون ہے، تو اعتراف کرتے ہیں کہ اللہ ہی خالق ہے:-

ولئن سألتهم من خلق السموات والارض ليقولن الله (الزمر ع)

اور جب یہ پوچھا جائے کہ عالم بشریت کا خالق کون ہے، تو بھی یہی جواب دیتے ہیں کہ اللہ ہے۔

ولئن سألتهم من خلقهم

لیقولن اللہ (الزخرف ع ۷)

لیکن فرمایا کہ جب بھی فکر انسانی نے غلطی کھائی، ان ہستیوں کو مخلوق جانتے ہوئے بھی ان کو مقام الوہیت دیا۔

ایشرکون ما لا یخلق شیئا وھم یخلقون۔ ولا یستطیعون لھم نصرا ولا انفسھم ینصرون۔ (الاعراف ع ۲۴)

یعنی کیا یہ ان کو شریک ٹھہراتے ہیں جو ان کے اپنے اعتراف کے مطابق کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور ان کے اپنے اعتراف کے مطابق (آفتاب، ماہتاب، اگنی، رام کرشن، مسیح سب) خود مخلوق ہیں، وہ ان کی مدد نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو اپنی نصرت کرنے پر بھی قادر نہیں (جیسے (اسی لئے رام چندر جی، کرشن جی، اور مسیح خود زندگی بھر مصروف عبادت و مناجات رہے)

پھر فرمایا:۔

ان الذین تدعون من دون اللہ عباد امثالکم۔ (اعراف ع ۲۴)

کہ یہ جن انسانوں کو تم یہ مقام دے رہے ہو وہ تمہارے جیسے بندے ہیں، گویا یہ وہ حقیقت ہے جس کا انکار مشرکین بھی نہیں کر سکتے، مگر پھر انہی "عباد" کو خدا کے عرش پر متمکن قرار دے کر ان کے آئینہ ہیکل میں ذات غیب کا مشاہدہ کرنے کے طالب ہیں، لہذا قرآن مجید نے جب توحید الٰہی کو تمام آلائشوں سے صاف کر کے پیش کیا تو ان الفاظ میں اعلان فرمایا کہ:۔

فاعبد اللہ مخلصا لہ الدین۔ الا للہ الدین الخالص والذین اتخذوا من دونہ اولیاء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (الزمر ع ۱)

اے ابن آدم خدا کی عبادت کر، مگر ایسی عبادت جو ان تمام مشرکانہ آلائشوں سے پاک ہو (مخلصا لہ الدین) اور یاد رکھو کہ یہ عبادت جو دین خالص ہے صرف اللہ کے لئے ہے، مگر جو لوگ خدا کے سوا کسی مخلوق کو معبود بناتے ہیں وہ یہی فلسفہ پیش کرتے ہیں کہ ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی (ہم ان کی عبادت صرف اس لئے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں خدا کے قریب کر دیں) (کیونکہ ان کی لقاء خدا کی لقاء ہے، اور ان سے مناجات خدا سے مناجات ہیں۔

مسئلہ مظہریت کا اسلامی تصوف سے کوئی تعلق نہیں

مسلمانوں کو اکثر تعجب ہوتا ہے کہ کوئی شخص ایسے مقام کا دعویٰ کیسے کر سکتا ہے، اور فی الواقع ایک موحد قوم کے لئے اس امر کا سمجھنا بہت مشکل ہے۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ دنیا کی مشرک اقوام میں الوہیت یا خاص مظہریت آج تک اور ان اقوام کے نزدیک کسی انسان کا ایسا ادعا کرنا عقل و نقل کے خلاف نہیں ہے۔ البتہ یہ یاد رہے کہ کبھی کبھی کوئی بہائی ناواقف لوگوں کو مغالطہ دینے کے لئے اپنے اس مسئلہ کی تائید میں مقام فنافی اللہیت کو پیش کر دیتا ہے۔ لیکن وہ حقیقت جسے اسلامی تصوف میں فنا فی اللہیت کا نام دیا جاتا ہے اس کا اس مسئلہ مظہریت سے کچھ بھی تعلق نہیں، فنافی اللہیت سے مراد کسی انسان کا عبودیت میں کمال حاصل کرنا اور تخلق باخلاق اللہ کا رنگ پیدا کرنا ہے، یعنی خدا کی اطاعت اس حد تک کرنا کہ انسان کا ہاتھ اسی طرف اٹھے جس طرف خدا کا حکم ہے، اور اس کی زبان وہی بات کرے جس کا خدا کی طرف سے حکم ہے اور اس کے تمام مناہی سے اجتناب کیا جائے اس جگہ بطور مجاز کہا جاتا ہے کہ اس کا ہاتھ خدا کا ہاتھ ہے یعنی عین رضائے الٰہی اور حکم خداوندی کے مطابق عمل کرتا ہے یہ حقیقت وہی ہے جسے قرآن کریم صدیقیت، اور صالحیت وغیرہ سادہ الفاظ میں ذکر کرتا ہے۔ متصوفین نے اس کے لئے فنافی اللہ کی اصطلاح اختیار کر لی مگر اس مقام کا مالک قطعاً یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ اس کے ہیکل قدسی میں ذات غیب الغیب کا ظہور ہے، انشاء اللہ جلد ایک مضمون ہدیہ قارئین کیا جائے گا جس میں واضح کیا جائے گا کہ خود جناب بہاء نے بھی جو کچھ دعاوی کئے ہیں، ان میں وہ اپنا وہی مقام قرار دیتے ہیں جو تمام مشرک اقوام اپنے ارباب من دون اللہ کو دیتی ہیں۔ اس وقت صرف اسی قدر لکھنا کافی ہے کہ اہل بہاء کا ناواقف مسلمانوں کے سامنے اس مقام کو مقام فنافی اللہیت قرار دینا اسی دروغ گوئی کا مظاہرہ ہوتا ہے جو ان کے فرائض مذہبی میں سے ایک مقدس فریضہ ہے اور اس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ اہل بہاء نے بلاد نصاریٰ میں فلسفہ مظہریت کو اسی رنگ میں پیش کیا ہے جس رنگ میں نصاریٰ الوہیت مسیح کا فلسفہ پیش کرتے ہیں۔

امریکہ میں بہاء کی الوہیت کی تبلیغ

چنانچہ جناب براؤن صاحب اپنی مشہور عالم تالیف میٹریلیس فار دی سٹڈی آف دی بابی موومنٹ میں ایک خاتون کے مکاتیب درج کرتے ہیں جو ڈاکٹر ابراہیم جارج خیر اللہ بہائی کے درس میں نہایت دلچسپی سے شامل ہوتی رہی، خاتون موصوفہ کا بیان ہے کہ:۔

"اس ڈاکٹر کے نزدیک بہاء خود خدا تھا، وہ تعلیم دیتا ہے کہ خدا اس طرح ظاہر نہیں ہوا جیسے مسیح میں ظاہر ہوا تھا بلکہ بہاء سچ مچ خدا تھا (یعنی مسیح سے بھی بڑا خدا تھا ـــ ناقل)" صفحہ ۱۱۱

"خدا کبھی عورت کی شکل نہیں اختیار کرتا، بلکہ وہ اپنے ظہور کے لئے مضبوط صنف کو اختیار کرتا ہے" صفحہ ۱۱۱

پانچویں درس میں صاف طور پر بیان کیا جاتا ہے کہ بہاء خدا کا ایک مظہر تھا، مگر گیارھویں درس میں بتایا جاتا ہے کہ وہ خود خدا تھا۔" صفحہ ۱۲۶

تیرھویں درس میں بتایا جاتا ہے کہ:۔

"لوگ مسیح پر اعتراض کرتے ہیں کہ اس نے شادی کیوں کی حقیقی انسان کو ضرور شادی کرنی چاہیئے ...... خدا انسان بن کر آیا، اس کا باپ تھا، ماں تھی، اس نے اپنے قانون پر عمل کیا، اور شادی کی ...... خدا کے شادی کرنے کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ اس کی اولاد پیدا ہونے کے باعث نسل انسانی کو خدائی پیوند (Attached) لگ جائے۔ خدا شجرۂ حیات ہے اور ہم انسانوں کو پیوند لگ گیا ہے" صفحہ ۱۴۱

بہائیت میں مسیح کی الوہیت کو تسلیم کیا گیا ہے

خود اہل بہاء کے ولی امر جناب شوقی آفندی نصاریٰ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"ہم بلا تامل اور بجز لفظی ہیر پھیر کے کہہ سکتے ہیں کہ (بہائیت میں ـ ناقل) اس کا (مسیح کا ـ ناقل) خدا کی طرف سے ہونا قطعی طور پر مانا گیا ہے حضرت عیسیٰ کی ابنیت اور الٰہیت کو بیدھڑک قبول کیا گیا ہے ...... رسولوں کے سردار پطرس کی افضلیت کی حمایت کی گئی ہے ...... حضرت بہاء اللہ نے ...... حضرت مسیح کی ابنیت کی تعریف کی ہے اور ان الفاظ میں کی ہے: یہ وہ رتبہ ہے جو اہل زمین فہم و ادراک سے بالاتر ہے"

{شہادت کے بنیادی اصول، شوقی آفندی مترجمہ عباس علی بٹ از ورلڈ آرڈر اکتوبر ۱۹۳۸ء ملاحظہ ہو پیام جنوری ۱۹۴۲ء صفحہ ۳}

الوہیت مسیح کے اعتراف کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں ہو سکتی کہ اہل بہاء کے نزدیک جناب بہاء کی اپنی الوہیت اسی نوع کی ہے، جیسی نصاریٰ حضرت مسیح کی قرار دیتے ہیں۔

بہائی فارم بیعت } امریکہ میں بہائیوں نے جس فارم پر دستخط کرا کے لوگوں کو حلقہ بگوش بہائیت کیا، اس سے بھی اس خیال کی تائید ہوتی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔

"اے غصن اعظم (عباس آفندی عبد البہاء ـــ ناقل)!

میں یقین کرتا ہوں کہ خدا انسانی شکل میں ظاہر ہوا اور اس نے اپنا ایک مقدس کنبہ رچایا، اور اپنی رحلت کے بعد اس نے اپنی ملکوت کو تیرے حوالے کیا"

(میٹیریلس فار دی سٹڈی آف دی بابی موومنٹ، صفحہ ۱۲۱)

مزید برآں اہل بہاء نے بلاد نصاریٰ میں کبھی مسئلہ الوہیت مسیح کی تردید نہیں کی، بلکہ ان کی تاریخ بتاتی ہے کہ ہمیشہ اس مسئلہ کی تصدیق کرتے رہے، ایک معتبر شہادت ملی ہے کہ جب سری نگر میں ایک مشہور پادری نے مسئلہ الوہیت مسیح پر تقریر کی، اور احمدی اصحاب نے اس کے دلائل کی تردید کی، تو اسی دوران میں مکرم جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب بہائی ایڈوکیٹ، سرینگر نے اپنے احباب میں عیسائی مسئلہ الوہیت کی تصدیق کی۔ بلاد نصاریٰ میں بھی پروپیگنڈا کرتے ہوئے اہل بہاء نے بالکل عیسائی فلسفہ الوہیت کو کام میں لا کر بہاء کو پیش کیا، وہی مشرکانہ ڈراما، جس پر صدیوں سے ایمان لا کر عیسائی اقوام چاہ ضلالت میں گر رہی تھیں پیش کر دیا گیا ہے، اور اس کے نام کی تبدیلی ہوئی، "مسیح" اور "ابن" کی بجائے بہاء اور مظہر کے الفاظ پیش کئے گئے۔

ماحصل } یہ واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ بہائی مسئلہ مظہریت کی وہ حقیقت نہیں، جو متصوفین کے نزدیک فنافی اللہیت کی ہے بلکہ وہ جو نصاریٰ کے نزدیک الوہیت مسیح کی ہے جس کی تصدیق کا خیال کبھی مسلمان کے وہم و گمان میں نہیں آ سکتا کیونکہ قرآن مجید بار بار مسیح کو ابن اللہ، یا اللہ یا مظہر اللہ کے عرش پر متمکن سمجھنے والوں کو کافر، مشرک، ضال وغیرہ خطابات دیتا ہے، اور اس فلسفہ کو اتنا بڑا افتراء قرار دیتا ہے کہ قریب ہے کہ زمین و آسمان پھٹ پڑیں، ـــ اسلئے یہ سطور لکھتے ہوئے اہل اسلام کو انتباہ ہے وہ بہائیوں کی کسی متصوفانہ تاویل پر یقین نہ کریں، اور اسے ان کے اسی "فریضہ مذہبی" کی تعمیل قرار دیں جس کا ذکر قبل ازیں کیا جا چکا ہے ـــ اور بہائی اصحاب سے جن کو خود جناب بہاء کی تصانیف کا مطالعہ کرنے کا موقعہ نہیں ملا، اور جنہیں حقیقت امر پر اطلاع نہیں دی گئی خدا کے نام پر اپیل ہے کہ وہ ان حقائق کی روشنی میں دوبارہ اپنی پوزیشن پر غور فرمائیں، اس ضمن میں خصوصیت سے جموں اور کشمیر کے اہل بہاء حضرات کی خدمت میں غور و فکر کی التماس کی جاتی ہے۔ اس موضوع پر ہم ہر وقت ان کے سوالات کا جواب دینے کے لئے حاضر ہیں۔

ایک اور مغالطہ کی تردید } اگرچہ اس مضمون کا مقصد محض بہائی اور بابی مسئلہ مظہریت پر تبصرہ ہے، اور جناب باب اور جناب بہاء کے دعاوی پر ہم علیحدہ مستقل مضامین لکھنا چاہتے ہیں لیکن یہاں ایک شبہ کا ازالہ نہایت ضروری ہے، اہل بہاء بعض وقت "مقدس فریضہ مذہبی" "استر ذھبک و ذھابک و مذھبک" پر عمل پیرا ہو کر یہ کہہ دیتے ہیں کہ جناب بہاء خود اپنے مخلوق، اور بشر ہونے کا اقرار کرتے ہیں، اور خدا سے دعا بھی مانگتے

ہیں جس سے معلوم ہوا کہ بہآء کا ادعائے الوہیت درحقیقت ادعائے الوہیت نہیں، یہ مغالطہ صرف اسی شخص کو دیا جاسکتا ہے جو بہائی "فلسفہ مظہریت" کی حقیقت سے ناواقف ہے، کیونکہ جیسا کہ دکھایا جاچکا ہے، ان میں سے کوئی بات اس کے ادعائے الوہیت کی تردید نہیں کرتی بلکہ یہ بذات خود تائیدی امور ہیں، مثلاً مسیح کا اپنی مخلوقیت اور عبودیت کا اعتراف اور خدا سے دعائیں مانگنا نصاریٰ کے نزدیک اس کے خدا نہ ہونے کی دلیل نہیں بلکہ خدا کے بشکل انسانی ظہور کی دلیل ہے اور شرک اسی فلسفہ کے قائل ہونے کا نام ہے۔

بہآء معبود ہے

مگر اس سے بڑھکر یہ بات ہے کہ جناب بہآء نے جو نماز اہل بہآء کی خاطر تجویز کی خود اس نماز کو کبھی نہیں پڑھا کیونکہ اس نماز میں خطاب خود بہآء کو ہے، جو اس نماز کو قبول کرتا ہے۔ اسی کی طرف رُخ کر کے نماز ادا کی جاتی ہے، اسی کی قبر کی جانب سجدہ کیا جاتا ہے، — خود باقرار جناب بہآء ان کی اپنی حیثیت ذاکر کی بھی ہے، اور مذکور کی بھی، انھوں نے اگر ذکر کیا یا دعا کی تو کسی اور سے نہیں کی، اپنے آپ سے ہی کی، اور اہل بہآء کے نزدیک بہآء کی لقاء خدا کی لقاء، اس سے دعا خدا سے دعا، اس کی قبر کو سجدہ خدا کو سجدہ، اس کے ہیکل بشری کے سامنے اظہار عبودیت خدا کے سامنے اظہار عبودیت ہے، اسی پر تمام اہل بہآء کا عمل ہے۔ اور کوئی بہائی اس حقیقت کا انکار نہیں کرسکتا، بلکہ ہر بہائی خود ہی دلیل دیتا ہے کہ اسی ہیکل بشری کے مقدس آئینہ میں ذات غیب الغیب مشہود ہوئی ہے، اگر اس کو سجدہ نہ کریں تو کس کو سجدہ کریں، اور اس کی عبادت نہ کریں تو کس کی عبادت کریں یہ دلیل بذات خود مشرکانہ دلیل ہے، جسے قرآن مجید کے ارشاد سے واضح کیا جاچکا ہے کہ مشرکین کہتے ہیں:۔

"ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ" (الزمر ع)

کہ ہم ان ہیاکل مقدسہ کی اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں یعنی ان کی لقاء خدا کی لقاء اور ان کو سجدہ خدا کو سجدہ ہے، بدیں وجہ کہ وہ خدا کی ذات و صفات کے مظاہر ہیں۔

ایک سوال

جب کوئی بہائی اپنے مذہبی فریضہ پر عمل پیرا ہوکر مغالطہ دینا چاہے تو اس سے ایک سیدھا سوال کرنے سے حقیقت فوراً آشکار ہوجائے گی، سوال یہ کرنا چاہیئے۔ "کیا از روئے فلسفہ مظہریت" مظہر مقام ربوبیت والوہیت پر متمکن ہوتا ہے، یا نہیں، اور ظہور اللہ کے عرش پر متمکن ہوکر وہ خود اللہ رب العالمین رحمان و رحیم اور مالک یوم الدین ہوتا ہے یا نہیں اور اس کو ان اسماء سے خطاب صحیح ہوتا ہے، یا نہیں، اس کی لقاء، خدا کی لقاء اور اسکو سجدہ خدا کو سجدہ ہوتا ہے یا نہیں اس کے جواب میں اکثر بہائیوں کے لئے بسوائے اس کے کوئی راہ باقی نہ رہے گی کہ وہ اعتراف کریں کہ حقیقت یہی ہے، انہیں کہنا چاہیئے کہ اگر حقیقت یہی ہے، تو قرآن کریم کے نزدیک یہی شرک ہے، اور یہی ظلم عظیم ہے ان الشرک لظلم عظیم اور اس فلسفہ میں اور اسلامی فلسفہ توحید میں بعد المشرقین ہے۔

ہدایت کے دو طریقے

ملل و ادیان کی تاریخ بتاتی ہے کہ ہدایت آلہیہ کے نزول کے دو ہی طریقے تسلیم کئے گئے ہیں، ایک طریق تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی بشر کو منتخب کرتا ہے، اور فرشتے کے ذریعہ اس پر اپنا کلام نازل کرتا ہے، اور دوسرا یہ کہ خدا کسی عجیب و غریب فلسفہ کے مطابق انسانی ہیکل میں ظاہر ہوتا ہے اور لوگوں کو ہدایت کرتا ہے ہندو اور عیسائی مذہب میں اگرچہ یہ بھی تسلیم کیا گیا ہے کہ خدا نے رشیوں یا رسولوں کو مبعوث کیا۔ لیکن دونوں مذاہب نے عبادت کے لئے ایسے افراد کو چنا جن کی شکل میں ان کے اعتقاد کے مطابق خود خدا متشکل ہوکر آیا۔ بہائیت کا "فلسفہ مظہریت" یہی فلسفہ ہے، اسلام کی احتیاط ہے کہ اس نے ہدایت لانے والوں کے لئے صرف "رسول" اور "نبی" کے الفاظ استعمال کئے اور ہمیشہ کے لئے خدا پرستی اور مخلوق پرستی میں فرق بین قائم کر دیا۔ مگر جن قوموں کی نگاہ محسوسات و مشہودات میں خدا کو تلاش کرتی تھی، انھوں نے "ابن"۔ "اب"۔ "مظہر" وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے، جن سے مخلوق پرستی کی بنیادیں مضبوط ہوتی چلی گئیں، جتنا جتنا کسی قوم کا ذہنی شعور ناقص تھا، اتنے ہی ناقص الفاظ کا استعمال کیا گیا، عرب، اور اس کے اردگرد کی اصنام پرست اور مظاہر پرست اقوام میں جبکہ درحقیقت تمام دنیا شرک کی غلاظت میں آلودہ ہو چکی تھی، ایک امی پیغمبر کا کھڑے ہوکر یہ اعلان کرنا کہ رسول صرف ایک بشر ہے اور ہرگز ہرگز خدا نہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذہنی شعور کے کمال کی عظیم الشان دلیل اور آپ کی نبوت و رسالت کی زبردست شہادت ہے کیونکہ صرف یہی تصور ہے جو مظاہر پرستی کا خاتمہ کرسکتا ہے۔

بابیت مجوسی کا احیاء کرتی ہے

بابی اور بہائی تصور مظہریت بعینہ وہی ہے، جو ہمیشہ مشرک اقوام میں جاری و ساری رہا اور بخصوصیت سے آریائی شعور پر مسلط رہا، [illegible] میں پیدا ہوتا خالی از علت نہیں، یہی وہ سرزمین ہے جہاں مجوسی الہیات کو نشوو ارتقاء نصیب ہوا اور مظہریت کا فلسفہ آفتاب پرستی اور آتش پرستی کی صورت میں ظاہر ہوا، اسلام کے سامنے مجوسی فلسفہ مظہریت قائم نہ رہ سکا، آتش کدے سرد پڑ گئے، اور آفتاب پرستی کا خاتمہ ہوگیا، مگر وہ آریائی ذہنیت جو صدیوں سے ایک نہج پر تربیت پا رہی تھی کیونکہ نہ بدل سکی، اہل ایران کو جو دولت و حکومت، اور دین و مذہب کو خاص خاندانوں کا ورثہ سمجھتے تھے شیعی رجحانات، از بس پسند آئے، شیعیت شاید اپنی خالص ابتدائی شکل میں اسلام کے لئے زیادہ مضر نہ ہوتی، مگر یہاں اس پر وہ رنگ و روغن چڑھے، کہ آئمہ میں قدیم مظاہر آلہیہ کا ساجلوہ پیدا کر دیا گیا، بعض غالی فرقوں نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض آئمہ اہل بیت میں خدا کے حلول یا ظہور کا اقرار کیا، ہز ہائی نس آغا خاں کا فرقہ اب بھی ہندوستان میں موجود ہے۔ جو بعینہ بہائی فلسفہ مظہریت کی بناپر انہیں "مظہر الوہیت" کا مقام دیتا ہے ان کی لقاء کو خدا کی لقاء، ان کے جمال کو خدا کا جمال، اور ان سے اظہار عبودیت کو خدا سے اظہار عبودیت قرار دیتا ہے۔

لیکن انیسویں صدی مسیحی میں جب کہ اسلام پر ہر طرف سے سیاسی تمدنی فلسفیانہ اور دینی حملوں کا ہجوم ہوا تو اسلام کے مستقبل سے مایوسی کا اعلان سب سے پہلے ایران میں ہوا، بابی تحریک نے دور اسلام کو ختم قرار دے کر، شریعت اسلامیہ کو منسوخ قرار دے دیا، اور نئی شریعت کی بنیادیں انہی اصول پر قائم کی گئیں، جن پر ہمیشہ آریائی آلہیات کا قیام رہا۔ اور شعوری یا غیر شعوری طور پر انہی اصول کا احیاء کیا گیا جو مجوسی ذہنیت کے لئے تمام کائنات سے بڑھ کر دلچسپی کا باعث تھے اور انہی اصول کا نام "فلسفہ مظہریت" قرار پایا۔ اس حقیقت کو سمجھ لینے کے بعد یہ بات بآسانی سمجھ میں آجاتی ہے کہ پارسی قوم کے افراد خواہ وہ بہائی ہوں یا نہ ہوں، کیوں اس تحریک کے معاون ثابت ہوتے ہیں — وہ جانتے ہیں کہ بابیت و بہائیت قدیم زرتشتی یا مجوسی کلچر کا احیاء [illegible] کر رہی ہے۔

فلسفہ مظہریت سے آفتاب پرستی برحق ثابت ہوتی ہے

اگر اس فلسفہ کی رو سے ہی جناب حسین علی بہآء عرش الوہیت پر متمکن ہوتے تھے، تو آفتاب عالمتاب زیادہ حق رکھتا ہے کہ اسے اس عرش پر جالس قرار دیا جائے، کیونکہ دلیل یہ ہے کہ بہآء کی قدرت خدا کی قدرت، اور آپ کا جلال و جمال ہے، بقول اہل بہآء مجرموں کو سزا دینے کے لئے خدا ہیکل انسانی میں آیا، مگر جو اس خدا کا حشر ہوا وہ سب کو معلوم ہے، مجرموں نے اس کی وہ گت بنائی کہ تو بہ ہی بھلی، وہ خود بقول خود اس قدر ظلم کا تختہ مشق بنایا گیا جس کی نظیر نہیں ملتی، عمر بھر عکا کے بڑے قید خانے میں انتہائی بے بسی، اور مظلومیت کے عالم میں وہ اپنی ملکوت الٰہی پر اپنا جلال و جمال ظاہر کرتے رہے۔ ان کی قدرت و تسلط کا یہ نمونہ نظر آیا کہ وہ خود اپنے دعوے ربوبیت والوہیت کے بعد ۲۵ سال تک اور بہائی مبالغہ کے مطابق ۴۰ سال تک اپنی بے بسی پر آنسو بہاتے ہوئے اس عالم کی طرف صعود کر گئے جس کا عمر بھر انکار کرتے رہے، لیکن ان کا عظیم ترین دشمن ناصر الدین شاہ قاچار حاکم ایران ان کی ہزار بددعاؤں، اور پیشگوئیوں کے باوجود ۵۰ سال تک تخت حکومت پر جلوہ افروز رہا، اور بقول اہل بہآء شب و روز اہل باب و بہآء کو ذبح کرتا رہا، — خیر! یہ تو جناب بہآء کا جلال و جمال تھا، لیکن اس آفتاب عالمتاب پر غور کیجئے جو تمام جمادات، نباتات، حیوانات اور نوع انسانی کے نشوو ارتقاء کا موجب ہے، اگر وہ نہ ہوتا، تو نہ زندگی ہوتی، نہ انسان کا وجود ہوتا، نہ بہآء کا ہیکل بشری عالم وجود میں آتا جس میں "انوار نیر طلعت" کی "تجلیات" اہل بہآء نے مشاہدہ کیں، ایک آفتاب پرست کہہ سکتا ہے کہ اگر خدا ہی نور، روح حق، اور زندگی ہے تو اس کا سب سے بڑا مظہر آفتاب ہے، درحقیقت تو بہآء آفتاب ہی کا نام ہے، جسے ایک مظلوم اور مجنون نے اختیار کر لیا اس کے مقابل بہآء کا وجود نقطہ ظلمت اور حرف نفی کا حکم رکھتا ہے۔ جناب بہآء تو ختم ہو گئے لیکن یہ آفتاب ہر صبح نئے انداز میں انوار نیر طلعت کی تجلیات اہل عالم پر ڈالتا ہے، اور اس مقام ربوبیت و الوہیت پر فائز ہے جس میں اس کا کوئی شریک نہیں — ممکن ہے پارسی قوم کو یہ احساس ہو کہ اہل باب و بہآء نے فلسفہ مظہریت کو پیش کر کے مجوسیت کی طرف ایک صحیح قدم اٹھایا ہے، شاید کسی وقت یہی فلسفہ اس طرف لے آئے کہ وہ "بہآء" کو آفتاب کا ذرہ قرار دے کر آفتاب کے سامنے سر عبودیت جھکاویں۔

فلسفہ مظہریت کی رُو سے شرک کو بھی دین اللہ ماننا پڑتا ہے

اس فلسفہ مظہریت کا لازمی نتیجہ ہے کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ جس طرح یہودیت، عیسائیت اور اسلام کی بنیاد خدا کے احکام کی تعمیل میں پڑی اسی طرح شرک اور بت پرستی کا وجود بھی خدا تعالیٰ ہی کے حکم کے ماتحت قائم ہوا، یہاں یہ سوال نہیں کہ بعد میں مذاہب میں کیا کچھ تبدیلیاں ہوئیں، لیکن اتنی بات واضح ہے کہ [illegible]

"فلسفہ" صحیح ہے تو وہ قومیں جو رامچندر جی کرشن جی، یا مسیح کی پرستش کر رہی ہیں، وہ حکم الٰہی کے ماتحت کر رہی ہیں اور جس طرح اہل کتاب کے ادیان من جانب اللہ ہیں۔ اسی طرح مشرکین کا بھی فلسفہ مظاہر پرستی من جانب اللہ ہے چنانچہ یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ اہل بہاء کے نزدیک شرک بھی خدا کا قائم کردہ ایک دین ہے، ہمارے دوست جناب مولوی محفوظ الحق صاحب علمی بہائی مدیر رسالہ "پیامبر" جو ہندوستان کے اہل بہاء میں باعتبار علم و فضل سب پر فضیلت رکھتے ہیں اور جن سے بڑھکر ہندوستان میں کسی نے بہائیت کی وکالت کرنے میں عرقریزی سے کام نہیں لیا، اس حقیقت کا اعتراف فرماتے ہیں:۔

بہائی اعتراف کہ شرک بھی دین اللہ ہے

"دنیا میں مذہبی قوموں کی تقسیم تاریخ نے دو قسموں پر کی ہے، (۱) امم ثنیہ (۲) امم غیر وثنیہ۔ یعنی مذہبی طور پر بت پرست قومیں وہ ہیں ہندو اور بدھ، امم غیر وثنیہ وہ قومیں ہیں، جو مذہبی طور پر بت پرست نہیں ہیں وہ پانچ قومیں ہیں (۱) مسلمان (۲) عیسائی (۳) یہودی (۴) زرتشتی (۵) صابی یہ سات امتیں ہیں جو اپنا مستقل دین رکھتی ہیں"۔

(مضمون علم السموات والارض "پیامبر" جنوری ۱۹۴۲ء صفحہ ۱۴۱)

"یہ سات دین سات بلندیاں ہیں جن پر پہنچکر ساتوں اقوام نے عروج حاصل کیا" (ایضاً)

سبع طرائق نے بتا دیا کہ سات شریعتوں کی شکل میں وہی ایک کلام حق دنیا میں نمودار ہوا ہے (ایضاً)

اگر مدیر "پیامبر" کی یہ تقسیم صحیح ہے تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ بہائی قوم امم وثنیہ میں شمار ہوتی ہے یا امم غیر وثنیہ میں، گذشتہ سطور کی روشنی میں واضح ہے کہ بہائی قوم بت پرست اقوام میں شمار ہوگی، ہم جناب مدیر "پیامبر" اور تمام اہل بہاء کو توجہ دلاتے ہیں کہ از روئے قرآن بت پرستی کی بنیاد وحی و تنزیل کی بناء پر نہیں پڑی، بلکہ کرشیطانی کی بناء پر ہوا کرتی ہے۔

انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (المائدہ ع ۱۲)

اہل بہاء غور کریں کہ ان کا فلسفہ مظہریت جو انہیں کو بت پرستی کی ناپاکی سے اجتناب کرو، اور دروغ گوئی سے (جو فلسفہ بیان کرتے ہو اس سے) اجتناب کرو، توحید الٰہی پر ایمان لانے والے ہو جاؤ، نہ کہ اس کا شریک ٹھہرانے والے۔

اس موضوع پر سینکڑوں آیات درج ہو سکتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کبھی شرک کا حکم نہیں دے سکتا، اس نے کبھی کوئی مشرکانہ شریعت نازل نہیں کی مگر سر دست اہل بہاء کی اس عظیم الشان اعتقادی غلطی کی تردید میں اسی قدر اشارہ کافی ہے، جب مدیر "پیامبر" نے ایسے دلائل دیئے جن سے معلوم ہو کہ کبھی کوئی "مشرکانہ شریعت" خدا نے نازل کی تھی، تو انشاء اللہ ان کے شبہات کے ازالہ کے لئے پھر کوشش کی جائے گی، لیکن افسوس ہے کہ جو غلط راستہ اس "فلسفہ مظہریت" کو اختیار کر کے بہائی احباب نے اختیار کر لیا ہے اس کا نتیجہ اس سے بھی بدتر نکلے گا، جو مدیر "پیامبر" کے مذکورہ بیان سے واضح ہے، اس فلسفہ نے اب تک صرف اتنا اعتراف کرنے پر مجبور کیا ہے، کہ شرک بھی خدا کی طرف سے ہے۔ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفین کی دلیل کہ "اگر اللہ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے" صحیح تھی، لیکن وقت آنے والا ہے جب کہ یہی فلسفہ ہر برائی اور بدعملی کو "عمل صالح" بنا کر دکھانے لگا، کہ کائنات میں جو کچھ ہے، وہ صفات حسنہ الٰہیہ کا ہی مظاہرہ ہے، ہر برائی باعتبار حقیقت نیکی ہے اور بلندی درجات کا موجب ہے ــ قرآن مجید کے نزدیک شرک اور فحشاء و منکر کا امر خدا تعالیٰ کی طرف سے کبھی نازل نہیں ہوتا یہ شیطان ہی ہے جو ان اعمال سیئہ کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا رہا ہے، اور پیش کرتا رہے گا:۔

تاللہ لقد ارسلنا الی امم من قبلک فزین لھم الشیطان اعمالھم فھو ولیھم الیوم ولھم عذاب الیم (النحل ع ۸)

ترجمہ:۔ اللہ کی قسم ہم نے تجھ سے پہلے قوموں کی طرف رسول بھیجے، پھر شیطان نے ان کے (مشرکانہ، اور ناپاک) اعمال کو اچھا کر کے دکھا دیا، ان کا ولی اور پیشوا اس وقت خود شیطان ہے، اور ان کے لئے عذاب الیم ہے۔

فلسفہ مظہریت کی لغویت

یہ فلسفہ مظاہر پرستی انتہائی جاہلانہ فلسفہ ہے، لطیفہ یہ ہے کہ ایک طرف تو یہ اقرار کیا جاتا ہے کہ:۔

"ذات احدیت بروز و ظہور عروج نزول و دخول و خروج سے مقدس ہے" (اردو "ایقان" تالیف جناب حسین علی بہاء صفحہ ۱۲۵)

لیکن دوسری طرف مظاہر الٰہیہ کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ:۔

"ان کے ظہور و اسماء و صفات خدا کا اسم و خدا کی صفت عالم میں ظاہر ہوتی ہے" (ایضاً صفحہ ۲۲۷)

یعنی جس ذات احدیت کے بروز و ظہور کو ناممکن قرار دیا گیا اسی کے ظہور اور اس کے اسماء و صفات کے ظہور کو ممکن قرار دیا گیا،

ایک طرف یہ اعتراف ہے کہ:۔

"اس ذات ازلی کی معرفت کے دروازے کل ممکنات پر بند ہیں" (اردو ایقان صفحہ ۱۲۵)

لیکن یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ:۔

"ہر ذرّے میں اس آفتاب حقیقت کی تجلی کے نشان ظاہر و ہویدا ہیں" (ایضاً صفحہ ۱۲۶)

حالانکہ اس سے قول اول کی تردید ہوتی ہے اور معرفت کے دروازے ذرہ ذرہ میں کھلے ہوئے ماننے پڑتے ہیں، پھر اگر عالم بشریت پر معرفت الٰہیہ کے دروازے اس لئے بند ہیں کہ وہ ذات غیب بروز و ظہور سے بالا ہے تو ایک انسانی مظہر اس ذات غیب الغیب سے کیسے تعلق قائم کرتا ہے، اور وہ ذات جس کا ظہور بروز اس کی تقدیس کے خلاف ہے "مظہر" کے ذریعہ ظاہر ہو کر کیوں اپنی قدوسیت کے خلاف عمل کرتی ہے ـــ ان دونوں امور پر اہل بہاء غور کرتے تو ان کے لئے صحیح نتیجہ پر پہنچنا آسان ہو جاتا۔

فلسفہ مظاہر پرستی کے یہ جدید قائلین جب اہل اسلام کے سامنے یہ رٹا ہوا سبق دوہرانا شروع کرتے ہیں کہ:۔

"خدا غیب لا یدرک ہے اس کی معرفت کے دروازے بند ہیں اس کی لقاء اس کے مظہر کی لقاء، اور اس کی معرفت اس کے مظہر کی معرفت ہے، ـــ الخ

تو ان کی اپنی گردن شرم سے جھک جانی چاہیئے کیونکہ اس فلسفہ سے لازم آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لیکر جناب علی محمد شیرازی باب کے ظہور تک نہ تو کسی مسلمان کو خدا کی معرفت حاصل ہوئی ہے اور نہ اس کی لقاء میسر آئی، کم از کم جناب علی محمد باب اور جناب حسین علی بہاء کے پیشرو، شیخ احمد احسائی بانی فرقہ شیخیہ اور سید کاظم رشتی جو شیخ احسائی کے پہلے خلیفہ تھے (جن کے بعد علی محمد باب خلیفہ ہوئے) مطلقاً لقائے الٰہی اور معرفت ربانی سے بے نصیب ماننے پڑیں گے، کیونکہ انہیں کسی مظہر کی لقاء نصیب نہ ہوئی، کیا اس طرح خدا پر الزام نہیں آتا کہ اس نے ظہور باب تک قریباً ساڑھے بارہ سو سال تمام دنیا کو اپنی معرفت سے بے نصیب رکھا۔ اسی طرح اب جو اہل بہاء کے نزدیک، ایک ہزار سال تک، جناب، کے بعد کوئی "مظہر" پیدا نہ ہوگا، تو کیا ایک ہزار سال تک دنیا معرفت و لقاء الٰہی سے محروم رہے گی، کیا خود اہل بہاء، آج کل معرفت و لقاء الٰہی سے محروم ہیں، ـــ یہ ہے نتیجہ معرفت و لقائے الٰہی کے اس غلط تصور کا جو بہائی اصحاب کے ایمان کا دار و مدار ہے۔

ممکن ہے کوئی بہائی کج بحثی کرتے ہوئے یہ کہدے کہ مظہر الٰہی کے بعد آئمہ کے ذریعہ معرفت و لقائے الٰہی کا حصول ہوتا ہے یا "مظہر الٰہی" کی کتاب شریعت پر عمل پیرا ہونے سے یہ مراتب حاصل ہوتے ہیں۔ تو ایسے دوست کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ بہائی "فلسفہ مظہریت" کو از سر نو مطالعہ فرما دیں، فلسفہ مظہریت یہ کہتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جس لقائے الٰہی کا وعدہ تھا وہ صرف جناب علی محمد باب اور جناب حسین علی بہاء کے ظہور سے تعلق رکھتی تھی، بہائی فلسفہ مظہریت یہ کہتا ہے کہ امت میں آئمہ و مجددین کے ظہور سے ان مراتب کا حصول نہیں ہوتا، کیونکہ مظہر الٰہی امر جدید کے ساتھ آتا ہے لیکن اگر واقعی یہ صحیح ہے کہ یہ مراتب آئمہ و مجددین کے ذریعہ حاصل ہو سکتے ہیں، تو آئمہ و مجددین کا سلسلہ امت میں جاری ہے حتیٰ کہ بابی و بہائی تحریکات کے بعد بھی حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے تمام دنیا میں بانگ بلند یہ اعلان کیا کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور میں اس کے زندہ مذہب ہونے کا زندہ ثبوت ہوں، مجھے معرفت الٰہی، اور لقائے الٰہی حاصل ہے، میرے ساتھ اللہ تعالیٰ کا مکالمہ بزنگ وحی ولایت ہو رہا ہے جس کا جی چاہے اس حقیقت کو تجربہ و مشاہدہ کرے پھر اہل بہاء کا یہ کہنا کس طرح صحیح ہے کہ باب اور بہاء کی معرفت اور ان کی لقاء کے بغیر معرفت و لقائے الٰہی کا حصول ناممکن ہے اور اگر بالفرض مظاہر کے بعد آئمہ و مجددین کے ذریعہ معرفت و لقائے الٰہی کا حصول ممکن ہے، تو جس عرصہ میں کوئی امام ظاہر نہ ہوا جیسا کہ بقول اہل بہاء ۲۶۰ھ کے بعد کوئی امام ظاہر نہ ہوا، تو اس زمانہ میں معرفت و لقائے الٰہی کیسے حاصل ہوگی، اگر یہ تسلیم کرو، کہ شریعت پر عمل سے حاصل ہوگی تو ہم کہتے ہیں کہ یہ امر واقعہ ہے کہ جس شریعت نے ساڑھے بارہ سو سال تک عارف باللہ بزرگ پیدا کئے، وہ اب بھی پیدا کر رہی ہے، ایسے باخدا انسان اس وقت بھی زندہ موجود ہیں، ایسے اصحاب کا وجود، بہائی مظہریت اور تصور معرفت و لقائے الٰہی کی تردید میں زبردست شہادت ہے، اور اس امر کی دلیل ہے کہ شریعت فرقانیہ زندہ و پائندہ حقیقت ہے، اگر کہو کہ اب شریعت فرقانیہ پر عمل پیرا ہونے سے معرفت و لقائے الٰہی میسر نہیں ہوتی، تو ذات باری کا تعارف جن اسماء و صفات میں قرآن مجید نے کرایا ہے اس سے بڑھکر کوئی چیز اپنی کتابوں سے نکال کر دکھاؤ کہ کم از کم سورۃ فاتحہ سے ہی بہتر کوئی معرفت بخش "لوح" پیش کرو، ورنہ حیف ہے اگر نہ تو اس مظاہر پرستی سے

توبہ کرو، ورنہ اس مشرکانہ اور بیہودہ "فلسفہ" کو پیش کرنے سے باز آؤ۔

فاتوا بسورۃ من مثلہ وادعوا شہداءکم من دون اللہ ان کنتم صادقین، فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین (البقرہ ع ۳)

کلمہ افسوس اس مقام پر ہمیں محترم جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب ایڈووکیٹ سری نگر پر سخت افسوس ہوتا ہے کہ انھوں نے بہائیت قبول کی مگر نہ تو ان کو باب کی لقاء میسر آئی تھی نہ ہی جناب بہاء کی لقاء میسر آئی، اگر متاخر خلفاء کی لقاء بھی لقاء الٰہی سمجھی جائے (جو از روئے فلسفہ مظہریت "صحیح نہیں) تو بھی جناب مولوی صاحب کو اب تک جناب شوقی آفندی تک کی لقاء میسر نہیں آئی، اسلئے وہ جس قدر اس فلسفہ کو زور سے پیش کرتے ہیں کہ خدا غیب لایدرک ہے، اس کی لقاء اس کے مظہر کی لقاء ہے۔ اسی قدر وہ خود اپنا معرفت ولقائے الٰہی سے محروم ہونا ثابت کرتے ہیں، مولوی صاحب موصوف کو اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود کی لقاء کا فخر بخشا تھا، انھوں نے اس مقدس انسان کے تعلق باللہ کو مشاہدہ کیا، اور یہ بھی مشاہدہ کیا کہ اس بزرگ ہستی کے فیض صحبت کے باعث اولیاء کا ایک گروہ پیدا ہوا، اگر دور اسلام ختم تھا اور "دور بہائیت" یا "دور الوہیت" شروع ہو چکا تھا، تو کسی غیر بہائی کا عارف باللہ ہو جانا، قطعی محال تھا، کیونکہ اگر مظہر الٰہی کی لقاء کے بغیر بھی معرفت ولقاء الٰہی ممکن ہوگئی تو فلسفہ مظہریت کی تو جڑ کٹ گئی مولوی صاحب کے لئے ممکن نہیں کہ وہ حضرت اقدس کی بزرگی کا انکار کر سکیں لیکن جس فلسفہ کو انھوں نے قبول کیا ہے اس کی رو سے چاہے ان کا دل مانے یا نہ مانے اور چاہے وہ زبان سے اقرار کریں یا حکم "اللہ" پر عمل پیرا ہو کر تقیہ سے کام لیں، ان کے لئے صرف یہی راہ ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود کی صداقت سے بکلی منکر ہو جائیں، اور آپ کو نعوذ باللہ مفتری علی اللہ قرار دیں۔

یہ انتہاء درجہ کا دھوکہ ہے جو دیا جا رہا ہے کہ بہائیوں کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کا درجہ شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کی طرح ہے، اور کہ بہائی ان کی تکریم کرتے ہیں، کیونکہ شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی باب و بہاء سے پہلے ہوئے تھے جس زمانہ میں بقول اہل باب و بہاء شریعت فرقانیہ کا دور دورہ تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود کا وجود ظہور باب و بہاء کے بعد ہوا ہے، اگر باب و بہاء نے شریعت فرقانیہ کے نسخ کا اعلان کیا ہے، تو جو شخص اب یہ اعلان کرے کہ شریعت فرقانیہ ابد تک غیر منسوخ ہے وہ "فلسفہ بہائیت" کی رو سے نقطۂ ہدایت نہیں، بلکہ نقطۂ ظلمت قرار پاتا ہے کیونکہ مظہر کے دعوے کے خلاف بولنے والا اور اس صاحب عصمت کبریٰ کی آواز کے خلاف آواز بلند کرنے والا، بقول حسین علی بہاء کذاب، اور مشرک ہے، اور اہل بہاء اپنے مذہبی عقیدہ کی بناء پر اس کو جھوٹا سمجھنے پر مجبور ہیں۔ جناب عبد البہاء اور جناب شوقی آفندی نے کبھی حضرت مرزا صاحب کے لاستیاز انسان ہونے کا اعلان نہیں کیا۔ اگر اہل بہاء جماعت احمدیہ کو ایسا مغالطہ دیتے ہیں تو یا دہے کہ تبلیغ مذہب میں فریب کاری سے کام لینا ان کے نزدیک ایک مقدس مذہبی فریضہ ہے، اور یہ طریق کار اس "ملاء الکاذبین" کی امتیازی خصوصیات میں سے ہے۔ بہر کیف جناب مولوی محمد عبداللہ صاحب مسیح موعود علیہ السلام کے دامن فیض سے بھی قطع تعلق کر چکے ہیں اور انہیں اس فلسفہ مظاہر پرستی کے مطابق بہاء کی لقاء نصیب نہیں ہوا۔ ان کی حالت پر یہ شعر ٹھیک ٹھیک صادق آتا ہے کہ:-

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اسلام سے الگ ہو کر، تو مظاہر پرستی اور اصنام پرستی ہی تھی، سو جناب بہاء اللہ کی قبر کی جانب تو ان کو سجدہ نصیب ہوتا ہی ہوگا لیکن افسوس کہ وہ "لقائے مظہر" سے قطعاً بے نصیب ہے اللہ کریم ان پر اور ان تمام دوستوں پر رحم فرمائے، جو اسلام سے نکل کر بہائیت کے حلقہ بگوش ہو گئے ہیں، اور انہیں توفیق بخشے کہ اس مشرکانہ فلسفہ کی گمنوں سے نکل کر اسلامی فلسفۂ توحید کی حقیقت و ماہیت کو سمجھ سکیں۔ (آمین)

بہائی دلائل کی حقیقت اہل بہاء کے معبود و جناب بہاء نے مظاہر کے مقام الوہیت پر فائز ہونے کے لئے آیہ "لانفرق بین احد منھم" کو دلیل بنایا ہے (ایقان اردو صفحہ ۲۲۳) اور انہیں ظہور اللہ کے عرش پر متمکن، اور بطون اللہ کی کرسی پر جالس قرار دیا ہے، علی بنا یہ استدلال کیا ہے کہ تمام رسول درحقیقت ایک ہی ہیں بعینہ جس طرح سال میں ۳۶۵ مرتبہ طلوع ہونے والا سورج ایک ہی ہستی ہے (ایقان اردو صفحہ و صفحہ ۲۲۰) ان کے اوطائے الوہیت و ربوبیت کو دیکھتے ہوئے ان کی قرآن فہمی پر رحم آتا ہے یہاں مسئلہ حقیقت پر تو اتنا ہی کہ اللہ پھر کبھی تفصیلی روشنی ڈالی جائے گی، اس وقت اسی قدر عرض کیا جاتا ہے، جس کا تعلق "فلسفۂ مظہریت" سے ہے، قرآن مجید میں ایک مقام پر آتا ہے:-

والذین اتخذوا مسجدا ضرارا وکفرا وتفریقا بین المؤمنین (التوبہ ع ۱۳)

کہ وہ لوگ جنہوں نے ضرار، کفر، اور مومنوں میں تفریق کی غرض سے مسجد بنائی —— اب مومنوں میں تفریق کا یہ مطلب نہیں ہے کہ گویا ہر مومن درحقیقت ابوبکر رضی اللہ عنہ بھی تھا اور ہر مومن درحقیقت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تھا، اور خالف یہ چاہتے تھے کہ یہ ثابت کریں کہ ہر مومن ابوبکر یا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نہیں ہے، بلکہ تفریق بین المومنین سے مراد ان کی وحدت ملی میں پھوٹ ڈالنا ہے۔ اسی طرح آیہ "لانفرق بین احد منھم" کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ تعالےٰ بشر بن جاتا ہے یا بشر مقام الوہیت پر سرفراز ہوتا ہے، بلکہ یہ مطلب ہے کہ ہم ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے ایمان لانے میں فرق کرنا یہی انتشار ہے کہ بعض کو مانا جائے اور بعض کو نہ مانا جائے، اسی طرح قرآن مجید میں آتا ہے:-

فیتعلمون منھما ما یفرقون بہ بین المرء وزوجہ (البقرہ ع ۱۲)

کہ وہ ان دونوں سے وہ باتیں سیکھتے ہیں جن سے مرد اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کریں، —— یہاں میاں بیوی کے درمیان تفریق کا مطلب یہ نہیں کہ خاوند کبھی عورت کے مرتبہ پر فائز ہوتا ہے، یا عورت خاوند کے مرتبہ پر فائز ہو جاتی ہے، اور کچھ لوگ مرد اور عورت میں تفریق ڈالنے کے خواہشمند ہیں یعنی یہ کہتے ہیں کہ مرد عورت نہیں ہے یا عورت مرد نہیں ہے۔ اس قسم کی خیالی باتیں صرف وہی شخص کرسکتا ہے جو یا تو پرلے درجہ کا جاہل ہو اور یا اس قسم کی تاویلات سے اس کی اپنی نفسانیت کو فائدہ پہنچتا ہو، جیسا کہ جناب بہاء نے یہ تاویلات اس لئے کیں کہ وہ خود عرش الوہیت و ربوبیت پر متمکن ہونے کا فخر حاصل کرسکیں۔

قرآن مجید میں آتا ہے:-

قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسماعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربھم لانفرق بین احد منھم ونحن لہ مسلمون (البقرہ ع ۱۶)

یعنی کہدو کہ ہم اللہ پر ایمان لائے (اور اس) پر جو ہماری طرف اتارا گیا اور اس پر جو ابراہیم اور اسماعیل پر اور اسحٰق اور یعقوب اور اس کی اولاد کی طرف اتارا گیا اور اس پر جو موسےٰ اور عیسےٰ کو دیا گیا اور اس پر جو (تمام) نبیوں کو اپنے رب کی طرف سے دیا گیا، ہم ان میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے اور ہم اسی خدا کے فرمانبردار ہیں"

یہاں صاف ظاہر ہے کہ سوال ایمان لانے کا ہے، گویا ایمان لانے میں فرق نہیں کرتے اسی طرح سورۃ آل عمران رکوع ۹ میں ہے۔ اگر نتیجہ نکالا جائے کہ خدا اور رسول، سب ایک ہی ہیں تو کل کوئی یہ بھی کہدے گا کہ خدا اور وہ کلام جو نازل ہوا اور جس پر ایمان لانے کا اقرار ہے ایک ہی چیز ہے، اس وہی فلسفہ بن جائے گا کہ ابتدا میں کلام تھا، کلام خدا کے ساتھ تھا، اور کلام خدا تھا، ایک اور مقام پر فرمایا ہے۔

کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ لانفرق بین احد من رسلہ (البقرہ آخر)

یہاں سوال ہی ایمان بالرسل میں تفریق کرنے کا ہے، اہل بہاء کی طرف سے ایک دلیل یہ دی جاتی ہے کہ قرآن میں اطیعوا اللہ کے ساتھ اطیعوا الرسول کا بار بار ذکر آتا ہے (پ ۵ رکوع ۲ و ۳ و سورۃ ۵۹) جس سے معلوم ہوا کہ ایک ہی حقیقت ہے، یہ ایسی ہی دلیل ہے جیسے کوئی کہدے کہ خدا اور رسول کی اطاعت کے ساتھ اولی الامر کی اطاعت کا ذکر ہے لہذا ابوبکر صدیق بھی رسول بلکہ خدا تھے یا چونکہ والدین کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے لہذا والدین خدا ہیں، اسی سے یہ حل ہو جاتا ہے کہ رسول کی بیعت کو خدا کی بیعت قرار دینے کا مطلب یہ نہیں کہ رسول اللہ خود اللہ بن گیا بلکہ وہی مطلب ہے جو والدین کی اطاعت کو خدا کی اطاعت قرار دینے کا عرف عام میں لیا جاتا ہے اس انداز بیان سے جو ہر قوم کی زبان میں مروج ہے، انسان کے مقام الوہیت پر سرفراز ہونے کا استدلال کرنا محض "زیغ قلب" کا نتیجہ ہے۔

قرآن مجید مظاہر پرستی کا قلع قمع کرتا ہے

اب اس فلسفہ مظہریت یا مظاہر پرستی کو سامنے رکھ کر قرآن مجید پر غور فرمائیے معلوم ہوگا کہ اس شرک کا بکلی قلع قمع کر دیا گیا ہے، مثلاً

(۱) قرآن مجید ہدایت لانے والے

ھذا باوجود یکہ اہل بہاء نے ابتدا سے آخر تک دروغ بیانی کو مقدس فریضہ سمجھ کر اس پر عمل پیرا رہے ہیں مگر پھر بھی جناب بہاء نے مسلمانوں کو "ملاء الکاذبین" (جھوٹوں کا گروہ) کہا ہے ہم نے اس خطاب کو بعینہٖ ان کی طرف لوٹا دیا ہے۔

کے لئے مظہر کا مشتبہ لفظ استعمال نہیں کرتا جس سے بروقت ضرورت کبھی تو اس ہدایت دینے والے کی بشریت و رسالت پر استدلال کیا جا سکے، اور کبھی اس کو وہ ہیکل قرار دیا جائے جس میں خدا ظاہر ہوا۔ ایسے الفاظ کا استعمال از روئے قرآن تقوے و دیانت کے خلاف ہے:-

یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیداً (احزاب ع۹)

قرآن نے رسول کا لفظ استعمال کیا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بھیجنے والا، اور بھیجا گیا، دو الگ الگ ہستیاں ہیں۔

(۲) "رسول" خود کلام نازل نہیں کرتا بلکہ کلام فرشتہ خدا کے اذن سے نازل کرتا ہے جو شخص خود کلام نازل کرنے کا دعوےٰ کرے وہ یا تو خود فرشتہ ہونے کا مدعی ہوگا (جو بذریعہ کسی دوسرے رسول کی تعیین کرے جس پر وہ نازل ہوتا ہے) اور یا خود ہیکل انسانی میں خدا ہونے کا مدعی ہوگا، جناب بہاء خود کلام نازل کرتے ہیں، بار بار کہتے ہیں کہ یہ وہ حکم ہے جسے مظلوم سجن اعظم میں نازل کر رہا ہے رسول ملہم ہوتا ہے، مگر جناب بہاء کا دعوےٰ "ملہم" ہونیکا ہے۔

(۳) رسول کے لئے بار بار انما انا بشر مثلکم (الکہف آخر) کے الفاظ لا کر اس کی بشریت کا ذکر کیا، ایک مقام پر بھی اس کو اللہ یا رب العالمین وغیرہ قرار نہیں دیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کوئی ایسی شخصیت نہیں ہے جو مقام الوہیت پر فائز ہوتی ہو۔

(۴) رسول باتیں بنانے نہیں آتا، وہ کتاب اللہ پر سب سے پہلے عامل ہوتا ہے اور پھر دوسروں کو اپنی اتباع کی دعوت دیتا ہے، بہائی فلسفہ "مظہریت" کے ساتھ "عصمت کبریٰ" کا تتمہ ایسا ہے جس کی رُو سے مظہر اتباع احکام شریعت کا پابند نہیں کیونکہ وہ تو مقام الوہیت اور مقام "یفعل ما یشاء" اور "یحکم ما یرید" پر فائز ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو یہ اعلان کرنے کا حکم ہوتا ہے کہ:-

قل انی اخاف ان عصیت ربی عذاب یوم عظیم (الانعام ع۲)

لیکن بہاء کو ایسا کوئی خطرہ نہیں، لہذا جو نمازیں اہل بہاء پر آپ نے فرض کیں، خود کبھی ادا نہیں کیں، الغرض قرآن نے جو کچھ فلسفۂ رسالت بیان کیا ہے وہ بہائی "مظہریت" کی واضح تردید ہے،

(۵) بہائی فلسفۂ مظہریت خدا کی تجلی اعظم قرار دیتا ہے اور اسے عرش الوہیت پہ جالس قرار دیتا ہے، اس فلسفہ کے نزدیک تمام انبیاء و رسل مظاہر الٰہیہ تھے لیکن جب موسےٰ علیہ السلام سے قوم یہ کہتی ہے

اَرِنا اللہ جھرۃً (نساء ع۲۲)

کہ ہمیں خدا کھلا کھلا دکھائیے تو انہیں چاہیئے تھا کہ جناب بہاء کی طرح یہ جواب دیتے کہ دیکھنا ہو تو میری ہیکل میں دیکھو کیونکہ میں ہی عرش اللہ پر جالس ہوں، لیکن وہ ایسا نہیں کرتے بلکہ موسےٰ علیہ السلام خود بھی اللہ تعالیٰ سے استدعا کرتے ہیں

"رب ارنی انظر الیک (اعراف ع۱۷)

کہ اے خدا مجھے اپنا آپ دکھا دے حالانکہ جب وہ خود ایسی ہیکل تھے جس میں خدا ظاہر ہوا تھا تو ایسی دعا بے معنی تھی، ارشاد ہوتا ہے:-

قال لن ترانی، ولکن انظر الی الجبل فان استقر مکانہ فسوف ترانی۔ فلما تجلی ربہ للجبل جعلہ دکاً وخرّ موسیٰ صعقاً فلما افاق قال سبحٰنک تبت الیک وانا اول المومنین۔

(اعراف ع۱۷)

کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا، تو مجھے نہیں دیکھ سکتا، لیکن پہاڑ کی طرف دیکھ اگر یہ اپنی جگہ پر کھڑا رہ گیا تو تو مجھے دیکھ سکے گا، سو جب اس کے رب نے پہاڑ پر تجلّی کی تو اسے ریزہ ریزہ کر دیا، اور حضرت موسےٰ بے ہوش گر پڑے، جب ہوش آیا تو کہا تو پاک ہے میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں، اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔

خدا نے بتا دیا کہ وہ پاک ہستی اپنے افعال سے پہچانی جاتی ہے جو تمام کائنات میں نظر آ رہے ہیں، اور وہ ہستی کسی ہیکل یا شکل میں نظر نہیں آ سکتی۔

(۵) بہائی فلسفہ حضرت مسیح علیہ السلام کو بھی اسی معنی میں خدا تسلیم کرتا ہے جس معنی میں نصاریٰ تسلیم کرتے ہیں، اور اسی فلسفہ کی رو سے بہاء کی خدائی ثابت کی جاتی ہے، لیکن قرآن مجید اس فلسفہ کے بیان کرنے والوں کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

"لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم"

(المائدہ رکوع ۱۰)

کہ وہ لوگ جو کہتے ہیں کہ مسیح ابن مریم اللہ ہے، یقیناً کافر ہیں، اور پھر فرمایا مسیح علیہ السلام حضور باری میں عرض کریں گے کہ میں نے ہرگز ان لوگوں کو یہ نہیں کہا کہ مجھے یا میری ماں کو خدا مانو (مائدہ آخر) اگر واقعی وہ مظہر تھے، اور عرش الوہیت پر تھے، تو خدا کا ان سے ایسا سوال کرنا، اور ان کا ایسا جواب دینا، اور خدا کا ان لوگوں کو جو انہیں "مقام الوہیت" پر سمجھتے ہیں کافر اور مشرک قرار دینا بالکل مذاق بن جاتا ہے، مسیح علیہ السلام کو تو جواب میں کہنا چاہیئے تھا اے خدا تو نے خود ہی فلسفۂ "مظہریت" ہمیں پڑھایا ہے اور تو خود ہی ہمیں ملزم قرار دے رہا ہے اہل بہاء مسلمانوں کو فلسفۂ مظہریت سے ناواقف سمجھ کر بہت ماتم کرتے ہیں، وہ غور کریں کہ کیا خدا، کو اور مسیح علیہ السلام کو بھی فلسفۂ مظہریت سے واقفیت تھی یا نہیں،

(۶) اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کی تردید میں جو خدا کا بیٹے بیٹوں یا دیویوں یا دیوتاؤں کی ہیکل میں ظاہر ہونا مانتے ہیں، فرمایا:-

بدیع السمٰوات والارض انی یکون لہ ولدٌ ولم تکن لہ صاحبۃ وخلق کل شیئٍ وھو بکل شیئٍ علیم ذالکم اللہ ربکم لا الٰہ الا ھو، خالق کل شیئٍ فاعبدوہ وھو علیٰ کل شیئٍ وکیل، لاتدرکہ الابصار وھو یدرک الابصار وھو اللطیف الخبیر (الانعام ع۱۳)

"وہ آسمانوں اور زمینوں کا ایجاد کرنیوالا ہے اس کا بیٹا کیسے ہوگا جب اس کی بیوی ہی کوئی نہیں، اسی نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے وہی ہر چیز کا علیم ہے — یہ ہے اللہ تمہارا رب، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہر چیز کا خالق ہے، اس کی عبادت کرو اور وہ ہر چیز کا کارساز ہے — نگاہیں اس کا احاطہ نہیں کر سکتیں، اور وہ نگاہوں کا احاطہ کرتا ہے، اور وہ لطیف و خبیر ہے"

ان آیات سے ظاہر ہے کہ وہ لوگ جو مسیح علیہ السلام کو یا اور دیویوں دیوتاؤں کو خدا کی ہیکل تجویز کرتے تھے ان کے مقابل پر بھی اللہ تعالےٰ یہی دلیل دیتا ہے کہ وہ خدا اس سے پاک ہے کہ نگاہیں اس کا ادراک کر سکیں، گویا اگر بقول تمہارے "مظہر" وہ ہیکل ہے جس میں خدا کا ظہور ہوا تو یہ غلط ہے کیونکہ خدا اس سے پاک ہے کہ نگاہیں اس کو کسی مظہر کے ہیکل میں بھی ادراک کر سکیں، بہائی اصحاب ایک طرف تو یہ رٹا ہوا سبق دہراتے ہیں کہ:-

"خدا غیب لایدرک ہے اس کی ذات و صفات کے متعلق تمام تصورات وہم ہیں"

لیکن اسی غیب لایدرک کو اپنے مظہر کے ہیکل میں دیکھتے ہیں، قرآن کہتا ہے کہ جو کچھ تم کسی مظہر کے ہیکل میں دیکھتے ہو، وہ بھی خدا نہیں وہ اس سے بھی بہت بلند ہے، بہائی اصحاب آیہ "لاتدرکہ الابصار" پڑھ کر خدا کے ہیکل انسانی میں آنے کا اثبات کرنا چاہتے ہیں اور یہ آیت اسی بنیادی غلطی کی اصلاح کے لئے نازل ہوئی ہے اور اس نے بتایا ہے کہ مومن وہ ہے جو ہر اس چیز کو جو محسوسات سے تعلق رکھتی ہے خدا نہ سمجھے، اور مقام الوہیت پر فائز نہ قرار دے، حتیٰ کہ رسول کو بھی یہ مرتبہ نہ دے، رسول کی لقاء لقائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ ضرور بن سکتی ہے، مگر رسول کی لقاء بذات خود خدا کی لقاء نہیں — جب نعمائے جنت کی یہ کیفیت ہے کہ نہ ان کو آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سُنا نہ کبھی انسان کے دل میں ویسا خیال گذرا تو خدا کی لقاء جو سب سے بڑی نعمت ہے اتنی ارزاں کیسے ہو سکتی ہے کہ مظہر کو دیکھنے سے حاصل ہو جائے۔

یہ آیات قرآنیہ وہ ہیں جو جلدی میں نظر میں آئی ہیں اور جو بہائی عقیدہ کا بکلی استیصال کر رہی ہیں، ورنہ تمام قرآن مجید "فلسفۂ توحید" کی ہی ترجمانی کر رہا ہے، اور ان اصول کو مدنظر رکھ کر قرآن مجید پر غور کرنے سے دلائل و براہین کا ایک انبار مشاہدہ میں آئیگا۔

بہائیوں کا قبلہ بہاء کی قبر ہے، پیغمبر اسلام (صلعم) کا بہائیوں کے متعلق قطعی فیصلہ

فلسفۂ "مظہریت" کی رو سے مظہر کی لقاء خدا کی لقاء، اس سے دعا خدا سے دعا اور اس کو سجدہ ذات احدیت کو سجدہ قرار پاتا ہے، جناب بہاء نے اپنی کتاب شریعت میں حکم نازل کیا ہے کہ سجدہ انہی کی طرف ہونا چاہیئے اور ان کے مرنے کے بعد جہاں ان کی لاش مدفون ہو وہی بندگان بہاء کا قبلہ سمجھا جائے، انہی سے دعائیں کی جائیں، کیونکہ وہی دعاؤں کو قبول کرنے والے اور اپنے بندوں کی نصرت کرنیوالے ہیں۔ جناب بہاء کے مقرب خاص، مشہور بہائی فاضل آقائے شیخ محمد علی قائنی کتاب اقدس کے حوالجات سے بہائیت کا "درس نوزدہم" ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں:-

"قبلہ ما اہل بہاء روضۂ مبارکہ است در مدینۂ عکاء کہ در وقت نماز خواندن باید رو بروضۂ مبارکہ بایستیم وقلباً متوجہ بجمال قدم (یعنی بجناب حسین علی بہاء — ناقل) جل جلالہ وملکوت الٰہی باشیم و این است آں مقام مقدر کہ در کتاب اقدس از قلم اعلیٰ نازل شدہ قولہ جلت ارادتہ:- واذا اردتم الصلوٰۃ ولوا وجوھکم شطری المقام المقدس الذی جعلہ اللہ مطاف الملاء الاعلیٰ ومقبل اھل مدائن البقاء ومصدر الامر لمن فی الارضین والسمٰوات وعند غروب الشمس الحقیقۃ والتبیان المقر الذی قدرناہ لکم انہ لھو العزیز العلام۔ و اما در وقت تلاوت آیات وخواندن مناجات رو بقبلہ بودن واجب نیست بہر طرف روئے ما باشد جائز است اینما تولوا فثم وجہ اللہ۔ ولکن چنانچہ ذکر شد در قلب باید متوجہ بجمال قدم و اسم اعظم باشیم زیرا کہ مناجات وراز و نیاز ما با اوست وشنوندۂ جز او نیست و اجابت کنندۂ غیر او نہ"

(دروس الدیانۃ ص۲۴، ص۲۵)

کہ ہم بہائیوں کا قبلہ وہ روضہ مبارکہ (یعنی حسین علی بہاء کا روضہ) ہے جو شہر عکا میں ہے، جس کی طرف ہمیں نماز پڑھتے وقت منہ کرنا چاہیئے اور دل میں جمال قدم جل جلالہ[1] اور ملکوت الٰہی کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے یہی وہ مقام مقدر ہے جو کتاب اقدس

[1] جمال قدم بہاء صاحب کا لقب تھا، "جل جلالہ" کے الفاظ انکے مرتبہ الوہیت کے اعتبار سے تعظیماً استعمال کئے جاتے ہیں۔

میں قلم اعلیٰ سے نازل ہو، جناب بہاء
جلت ارادتہٗ فرماتے ہیں کہ جب تم
نماز کا ارادہ کرو تو میری مقدس جانب
منہ کرو، اس مقدس مقام کی طرف جسے
اللہ نے ملاء اعلیٰ کے طواف کی جگہ اور بقاء
کے شہروں میں رہنے والے لوگوں کے
لئے بوسہ گاہ بنایا اور زمینوں اور آسمانوں میں
رہنے والوں کے لئے احکام صادر ہونے
کی جگہ بنایا ہے اور آفتاب حقیقت و
بنیان کے غروب ہونے پر (یعنی جناب
بہاء کی وفات پر) اس قرارگاہ کی طرف
توجہ کرو جو ہم نے تمہارے لئے مقرر کر دی
وہ عزیز اور علام ہے۔ فرض نماز کے
علاوہ آیات کی تلاوت کرتے یا مناجات
پڑھتے وقت رو بقبلہ ہونا ضروری نہیں
جس طرف ہمارا رخ ہو صحیح ہے، اینما
تولوا فثم وجہ اللہ۔ لیکن (اس
موقعہ پر بھی) جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے، دل
میں جمال قدم (حسین علی بہاء) اور اسم اعظم[له]
کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے، کیونکہ ہماری
مناجات اور راز و نیاز اسی کے ساتھ
ہے اور سننے والا سوائے اس کے کوئی
نہیں، اور نہ اس کے سوا کوئی دعاؤں کو قبول
کرنیوالا ہے۔ مظہریت کے فلسفہ کا یہ بھی
نتیجہ ہے، اور اس عمل کی کوئی تاویل ممکن نہیں
اس "فلسفہ" نے اہل بہاء پر جناب حسین علی نوری
کی مدفون لاش کو سجدہ کرنا لازم قرار دے
دیا ظاہر ہے، کہ یہ "فنا فی اللہیت" کا فلسفہ
نہیں ہو سکتا اس کے برعکس یہ وہی فلسفہ
ہو سکتا ہے جو مسیح کے اصنام کی پرستش پر
نصاریٰ کو مجبور کر رہا ہے، اور جس کی
بناء پر نصاریٰ سمجھتے ہیں کہ انکی دعاؤں
کا قبول کرنے والا "یسوع" کے سوا کوئی نہیں
بہائیوں کا یہ اعتراف کہ "شنوندۂ جز
او نیست و اجابت کنندۂ غیر او نہ"
تو اللہ تعالےٰ کی بھی نفی کر رہا ہے، کیونکہ
سوائے حسین علی بہاء کے کوئی ہستی ممکن
ہی نہیں جو دعاؤں کو سن سکے اور قبول کر
سکے کیا شرک کا اس سے بھی بدتر
مظاہرہ ممکن ہے!!

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ
خطرہ تھا کہ ان کی امت سے کوئی ایسا گمراہ
گروہ پیدا ہو جائے، البذا حدیث میں
آتا ہے:۔

عن عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی مرضہ الذی لم یقم منہ لعن اللہ الیہود و النصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءھم مساجد متفق علیہ۔

(مشکوٰۃ مجتبائی باب المساجد ص ۶۹)

کہ حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری
مرض کے دوران میں فرمایا، اللہ تعالیٰ یہود و
نصاریٰ پر لعنت کرے کہ انھوں نے اپنے
انبیاء کی قبروں کو مساجد (یا قبلے) بنا لیا (اس
پر بخاری اور مسلم کا اتفاق ہے) ✻

له جناب بہاء خود ہی اسم اعظم ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند الہامات و کشوف

لاہور کے متعلق

(۱) لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں
ان کو اطلاع دی جائے نظیف مٹی کے ہیں
مٹی رہے گی مگر وسوسہ نہیں رہے گا۔

(۲) لاہور میں ہمارے پاک محب ہیں وسوسہ
پڑ گیا ہے پر مٹی نظیف ہے۔ وسوسہ
نہیں رہے گا مٹی رہے گی۔

(۱) کتب اللہ لاغلبن وانا
ورسلی۔

(۲) سلام قولا من رب رحیم

(۳) ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔

نوٹ:۔ حضرت اقدس کی وفات
احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ہوئی جس سے مقام
مدینۃ المسیح کا تعین خدا تعالےٰ کی فعلی شہادت
سے ہو گیا اور کچھ ابہام باقی نہ رہا۔

جماعت لاہور کے امیر کے متعلق

(۱) مولوی محمد علی صاحب کو رویا میں کہا
آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے
تھے۔ آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ"

(۲) رویا دیکھا کہ میں گھوڑے پر
سوار ہوں۔ اور کسی طرف جا رہا ہوں جاتے
ہوئے آگے بالکل تاریکی ہو گئی۔ تو میں واپس
آ گیا اور میرے ساتھ کچھ عورتیں بھی ہیں واپس
آتے ہوئے بھی راستہ میں گرد و غبار کے سبب
تاریکی ہو گئی۔ . . . چند قدم چل کر روشنی
ہو گئی۔ . . . . پھر میں نے دیکھا کہ مولوی
عبدالکریم صاحب مرحوم آئے ہیں مولوی
صاحب مرحوم نے ایک چیز نکال کر مجھے بطور
تحفہ دی۔ . . . . میں نے کہا کہ میں نے
تو یہ قلم نہیں منگوایا مولوی صاحب نے
فرمایا کہ مولوی محمد علی صاحب نے منگوایا
ہے۔ میں نے کہا اچھا میں مولوی صاحب
کو دے دوں گا۔

نوٹ:۔ یہ رویا واقعات اختلاف
کے عین مطابق ہے حضرت اقدس جس
مشن یعنی غلبۂ اسلام کے حصول کی طرف
قدم بڑھا رہے تھے وہ مقصد جماعت
کے کمزور لوگوں کے ابتلاء کی وجہ سے جنہیں
رویا میں عورتیں دکھایا گیا ہے۔ التواء میں
پڑ گیا۔ حتیٰ کہ از سر نو شروع کرنا پڑا جیسا کہ
الفاظ "تو میں واپس آ گیا" ظاہر کر رہے ہیں
اختلافی مسائل پر جو روشنی مولوی محمد علی صاحب
کے قلم نے ڈالی ہے وہ بھی ظاہر ہے اور
رویا میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

کثرت و قلت کا سوال

جماعت قادیان اپنے آپ کو راستی
پر سمجھنے کی ایک دلیل یہ پیش کرتی ہے کہ
جماعت احمدیہ کا سواد اعظم اس کی تائید میں
ہے حالانکہ حضرت اقدس حضرت مسیح
موعود علیہ السلام اپنے ایک کشف میں
دونوں جماعتوں میں سے اس جماعت کو
غالب و فاتح دیکھتے ہیں۔ جو ابتدا میں قلیل ہے
"کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا
کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان
میں بیٹھے ہیں۔ ایک زمین پر اور ایک چھت
کے قریب بیٹھا ہے۔ تب میں نے اس
شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کر کے کہا
کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے
مگر وہ چپ رہا اور اس نے کچھ بھی جواب
نہ دیا۔ تب میں نے دوسرے کی طرف

(باقی صفحہ ۱۸)

✻ قرآن مجید نے دو قبلوں (یعنی مسجد حرام
اور مسجد اقصےٰ) کی تعریف فرمائی ہے اور
وہ دونوں مسجدیں ہیں قبریں نہیں ہیں۔ اہل
بہاء کو یہ کہتے سنا گیا ہے کہ اگر ہم اللہ
کی قبر کو قبلہ نہ بنائیں، تو کیا اینٹ پتھر کو قبلہ
بنائیں۔ قبلہ تو درحقیقت خود اپنی ہونا ہے
یہ وہی دلیل ہے جو یہود و نصاریٰ نے انبیاء کے
مقابر کو قبلہ بنا کر ان انبیاء سے استمداد کرنے
کے لئے دیا کرتے تھے، اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر لعنت بھیجی، یہ
لعنت درحقیقت ہر اس شخص یا قوم پر
پڑ رہی ہے جو کسی پیشوا کی قبر کو مسجد بناتی ہے
اہل بہاء کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے دور بہائیت کی پیشگوئی کی ہے
مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس
حدیث میں اہل **باب و بہاء** سے خدا
کی اور اپنی بیزاری کا کھلم کھلا اعلان فرمایا
ہے بلکہ بہائیت کی "رگ حیات" کو (جو
فلسفۂ مظہریت ہی ہے) ہمیشہ کے لئے
کاٹ کر رکھ دیا ہے — اے اللہ
ہماری دردمندانہ دعاؤں کو سن لے اور
ان گم گشتگان وادیٔ ظلمت کو انوار فرقانی
کے ذریعہ سلامتی کی راہوں پر چلنے کی
توفیق دے:۔

یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام ویخرجھم من الظلمات الی النور باذنہ ویھدیھم الی صراط مستقیم۔ (المائدہ ع ۳)

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ اس کے ساتھ
اسکو جو اس کی رضاء کی پیروی کرتا ہے،
سلامتی کی راہوں پر چلائے گا، اور اپنے
حکم سے انہیں ظلمات سے نور کی طرف
نکالے گا اور انہیں صراط مستقیم کی طرف
ہدایت کرے گا۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ
رب العالمین،

(بقیہ از صفحہ)

ان کا عمل خلاف قرآن و سنت ہو تو انہیں
معزول کیا جا سکتا ہے۔ اگر خلیفہ کسی شرعی
عیب کا ارتکاب کرے تو اس کو سزا
دی جا سکتی ہے اس وقت تک خلیفہ
کا یہ پروپیگنڈا کرانا کہ وہ مثیل عمر ہیں،
عند اللہ اور عند الناس باطل ہے
اور دنیا اس کے باطل ہونے پر ابد تک
شہادت دیتی رہے گی۔

جناب خلیفہ صاحب احمدیت کی
خصوصیات کو نہ سمجھ سکے اور انھوں نے
اسی طریق پر جماعت کو تربیت دینی شروع
کر دی جس پر شیعیت نے تربیت پائی تھی
اس رنگ میں تربیت یافتہ جماعت کی ذہنیت
سے ان کے آئندہ خلفاء بے انتہا فائدہ
اٹھائیں گے اور نفس پرستی اور خدا پرستی
میں فرق قائم کرنے کے لئے صرف یہی
معیار رہ جائے گا کہ کوئی خلیفہ کتنا بڑا
دعوےٰ کرتا ہے، جتنا جتنا بڑا دعویٰ
کوئی خلیفہ کرے گا اسی قدر زیادہ وہ اپنی
نفس پرستی پر پردہ ڈال سکے گا، ممکن ہے
کسی وقت کوئی خلیفہ علی الاعلان شریعت
اسلامی کے اوامر و نواہی میں قطع و برید
شروع کر دے اور ہر فحشاء و منکر کا حکم
دیتے ہوئے یہ دلیل دے میں خلیفہ
برحق ہوں، میری ذات اور بات پر اعتراض
نہ کرو۔

اس بات پر مباہلہ کر لو کہ مجھے جماعت
نے خلیفہ بنایا ہے یا نہیں، اسیلئے یہ
نہایت ابتلا کا مقام ہے اور ہمیں جماعت
قادیان کے لئے نہایت استغفار کرنے
کی ضرورت ہے، اللہ تعالےٰ انہیں
راہ راست کی طرف راہنمائی فرمائے۔

قادیان میں شیعی رجحانات پرورش
پا رہے ہیں۔ اہل بیت، آئمہ اہل بیت،
خلافت اہل بیت، آئمہ کی معصومیت یہ
سب امور ظاہر ہیں۔ خلیفہ صاحب کا یہ
اعلان مصلحیت درحقیقت اپنی معصومیت
کا اعلان ہے اور شیعی اصول عصمت آئمہ کا
اقرار ہے اب کچھ دنوں کی بات ہے کہ
انشاء اللہ شیعیت کے مسئلہ توریث کا بھی
کسی نہ کسی رنگ میں اعلان ہو گا کہ خلیفہ وہی
ہو سکتا ہے جو اہل بیت میں سے ہو اور
"وصی" ہو جماعت قادیان غور کرے کہ اس
کا قدم کس طرف جا رہا ہے؟

پیشگوئی متعلقہ مصلح موعود

پیشگوئی مصلح موعود پر جس قدر قادیان کی طرف
سے دلائل دیئے جاتے ہیں وہ مباحثہ راولپنڈی
میں ان کے مناظر کی طرف سے دیئے گئے،
مباحثہ راولپنڈی قادیان اور لاہور سے مل
سکتا ہے اس کا مطالعہ کرنے سے واضح ہو
جائے گا کہ اس پیشگوئی کو جناب خلیفہ صاحب
پر چسپاں کرنے میں کس قدر مغالطہ ہے

بیرونی جماعتوں کے سالانہ جلسوں کا پروگرام

نوٹ:- بیرونی جماعتوں کے سالانہ جلسوں کا پروگرام درج ذیل ہے احباب سلسلہ مطلع رہیں۔ (مدیر)

تاریخ انعقاد جلسہ	بروز	مقام	مقررین حضرات جو شامل جلسہ ہوں گے
۱۲ - ۱۱ مارچ ۴۴ء	ہفتہ اتوار	امرتسر	حضرت مولینا صدرالدین صاحب - مولینا احمد یار صاحب - جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری -
۱۹ - ۱۸ "	ہفتہ اتوار	بدوملہی	حضرت مولینا صدرالدین صاحب - جناب سید اختر حسین صاحب - مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری -
۲۴ - ۲۳ مارچ ۴۴ء	جمعرات وجمعہ	وزیرآباد	حضرت مولینا صدرالدین صاحب - جناب سید اختر حسین صاحب - جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری
۲۷ - ۲۶ مارچ ۴۴ء	اتوار و سوموار	جموں	حضرت مولینا صدرالدین صاحب - جناب سید اختر حسین صاحب - جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری -

۲۹ مارچ کو مبلغین حضرات سیالکوٹ قیام فرماویں - اگر وہاں جلسہ کا انتظام ہو جاوے تو بہتر ورنہ ملاقات کے ذریعہ تلقین و تبلیغ ہو جائے گی -

تاریخ انعقاد جلسہ	بروز	مقام	مقررین حضرات جو شامل جلسہ ہوں گے
۲ - ۱ - اپریل ۴۴ء	ہفتہ و اتوار	لائلپور	حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - حضرت مولینا صدرالدین صاحب - جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع - جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی - جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری - جناب مولینا احمد یار صاحب -
۹ - ۸ - ۷ - اپریل ۴۴ء	جمعہ ہفتہ اتوار	دہلی	حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - حضرت مولینا صدرالدین صاحب - جناب مرزا مظفر بیگ صاحب - جناب مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی - جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی - جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی -
۱۲ - ۱۱ - اپریل ۴۴ء	منگل و بدھ	سامانہ	حضرت مولینا صدرالدین صاحب - جناب مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی - جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع - جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی -
۱۴ - ۱۳ - اپریل ۴۴ء	جمعرات وجمعہ	پٹیالہ و راجپورہ	جناب مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی - جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع - جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی -
۱۷ - ۱۶ - اپریل ۴۴ء	اتوار و سوموار	جہلم	حضرت مولینا صدرالدین صاحب - جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع - جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی -
۲۱ - ۲۰ - اپریل ۴۴ء	جمعرات وجمعہ	راولپنڈی	حضرت مولینا صدرالدین صاحب - جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع - جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی -
۲۴ - ۲۳ - اپریل ۴۴ء	اتوار و سوموار	پشاور	حضرت مولینا صدرالدین صاحب - جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع - جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی -

جو احمدی طلباء امتحان سے فارغ ہوں

انہیں چاہیئے کہ اپنے فرصت کے طویل لمحات میں قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود کی کتب کا مطالعہ کریں -

والدین کا فرض ہے کہ ان کے جو بچے امتحان سے فارغ ہوں انہیں اسطرف توجہ دلائیں -

اس امر کا خیال رکھنا چاہیئے کہ طلباء میں اکثر غیر مذہبی رجحانات بیکاری کے ان ایام میں پیدا ہوتے ہیں - جب امتحان کے ہنگامے کے بعد وہ اپنے اوقات کو بے مصرف سمجھ لیتے ہیں -

طلباء کو چاہیئے کہ وہ اپنے آپ کو اس ذہنی بیکاری کے مہلک اثرات سے بچائیں -

سیکرٹری شبان الاحمدیہ
لاہور

جناب مصری صاحب کا لیکچر

محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ظہور مصلح موعود اور جناب خلیفہ صاحب قادیان کے موضوع پر جو تھا لیکچر مورخہ ۱۲ مارچ ۴۴ء کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں بعد از نماز مغرب دیں گے لاہور کے سب دوستوں سے شمولیت کی درخواست ہے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ — بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم — رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ٭ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر (ایس محمد آصف بی اے)

جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۰ ربیع الاول سنہ ۱۳۶۳ھ م۔ ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۱

دکھ اور سکھ میں انسان کی حالت

کیریکٹر کی تعمیر اور دولت کے متعلق اسلامی نظریہ

میاں صاحب کے پرانے خوابوں کی حقیقت

میاں صاحب کو امانی ملیں اور کام کی توفیق جماعت احمدیہ لاہور کو ملی

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۴۴ء

ان الانسان خُلق ھلوعاً۔ اذا مسہ الشر جزوعاً۔ واذا مسہ الخیر منوعاً۔ الا المصلین۔ الذین ھم علیٰ صلاتھم دائمون۔ (المعارج)

پانچ آیات

ان پانچ آیات میں سے پہلی تین آیات میں اللہ تعالےٰ نے انسان کی فطرت کا نقشہ کھینچا ہے اور پچھلی دو میں بتایا ہے کہ مذہب کی غرض کیا ہے یا عبادت کی غرض کیا ہے ان الانسان خلق ھلوعاً۔ انسان بےصبر پیدا ہوا ہے ھلوع کہتے ہیں قلت صبر کو جب انسان مشکلات کا مقابلہ نہ کر سکے اس کے قدم کو ثبات نہ ہو۔

انسان پر دو حالتیں

پھر اس کی بےصبری کی وضاحت کے لئے دو باتیں بیان فرمائیں۔ ہر انسان پر دو حالتیں آتی ہیں کبھی دکھ ہے کبھی سکھ ہے فرمایا اذا مسہ الشر جزوعا واذا مسہ الخیر منوعا۔ جب اسے تکلیف پہنچتی ہے واویلا کرتا ہے اور جب اسے بھلائی پہنچتی ہے ہاتھ روکنے والا ہوتا ہے۔ شر بدی کو بھی کہتے ہیں جو نیکی کے مقابل پر ہے اور شر دکھ اور تکلیف کو بھی کہتے ہیں جو انسان کو پہنچے خیر نیکی کو بھی کہتے ہیں اور خیر بھلائی اور سکھ کو بھی کہتے ہیں۔

ایک غلطی

وہ جو خیر اور شر کے صحیح معنے نہ سمجھنے کی وجہ سے لوگوں کو غلطی لگی ہے ایمان کی صفات میں کسی حدیث میں یہ لفظ بھی آتے ہیں وان تومن بالقدر خیرہ وشرہ من اللہ۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ انسان جو اچھا کام کرتا ہے وہ خدا کی طرف سے ہوتا ہے اور جو بُرا کام کرتا ہے وہ بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے ہوتا ہے بلکہ یہاں بھی خیر اور شر میں بھلائی اور تکلیف کی طرف اشارہ ہے یعنی سکھ اور دکھ دونوں حالتیں انسان کے لئے مقدر ہیں۔

تکلیف پہنچنے پر انسان کی حالت

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اذا مسہ الشر جزوعا جب اسے تکلیف پہنچتی ہے واویلا کرتا ہے جزع کا لفظ واویلا اور گھبراہٹ کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اس کے اصل معنی ہیں کاٹ دینے کے۔ تو جزع اصل میں غم کا اس قدر اثر قبول کر لینا ہے کہ انسان اصل مقصد زندگی سے کٹ جائے اس کو جزع کی حالت کہتے ہیں۔ فرمایا ہے تو جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو وہ واویلا کرتا ہوا حقیقی مقصد زندگی سے دور جا پڑتا ہے۔

اور جب بھلائی پہنچتی ہے

اور اذا مسہ الخیر منوعا۔ اور جب اسے بھلائی پہنچتی ہے تو ہاتھ روکنے والا ہو جاتا ہے یہ فی الحقیقت انسان کی عام حالت ہے کہ جب دکھ اور تکلیف کا وقت آتا ہے تو یہ واویلا کی انتہا کر دیتا ہے جب سکھ کا وقت آتا ہے تو دولت کی محبت میں اس کی آنکھیں بند ہو جاتی ہیں اور وہ اپنے ہاتھ کو بھلائی سے روک لیتا ہے۔

ناقص حالتیں

اللہ تعالےٰ فرماتا ہے یہ دونوں حالتیں ناقص حالتیں ہیں کہ انسان دکھ اور سکھ کی حالتوں سے اتنا متاثر ہو جائے کہ اس کی شخصیت اور کردار مسخ ہو جائے اور انسان اپنے ایمان کو چھوڑنے پر تیار ہو جائے محض معاشی تکلیف سے گھبرا کر بعض لوگ عیسائی تک ہو گئے اور روٹی کے لئے آریہ سماجی بن گئے یہ نہیں کہ اسلام کے بالمقابل انہیں یہ مذاہب اچھے نظر آئے بلکہ محض تکالیف سے گھبرا کر انہوں نے اسلام کو خیرباد کہہ دیا۔

اللہ تعالیٰ ناپسند فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ اس حالت کو ناپسند فرماتا ہے کہ انسان کو تکلیف پہنچے اور وہ واویلا کرتا ہوا اتنا دور چلا جائے اور اس حالت کو بھی ناپسند فرماتا ہے کہ اگر اسے آسودگی اور دولت میسر آئے تو وہ مال پر سانپ کی طرح بیٹھ جائے اور اپنا ہاتھ روک لے یہ بخل اس وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان کے دل سے ایمان نکل جاتا ہے یہ جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ چور چوری نہیں کرتا مگر اس وقت اس کی وہ حالت ہوتی ہے کہ ایمان اس کے دل سے اُٹھ گیا ہوتا ہے اور [illegible] کرنے والا زنا نہیں کرتا مگر اس وقت ایمان اس کے دل سے اُٹھ گیا ہوتا ہے۔[۴]

[۴] اسی طرح انسان اس وقت [illegible] جب ایمان اس کے دل سے [illegible]

عام حالت

تو یہ انسان کی عام حالت کو بیان کیا کہ اگر اس کو دولت نہ ملے تو بھی اس کے لئے مصیبت ہے اور اگر دولت و آسودگی مل جائے تو بھی اس کے لئے مصیبت ہے۔

اسلامی نظریہ

اسلام نے دولت کے متعلق جو نظریہ پیش کیا ہے میں سمجھتا ہوں جب تک دنیا اس نظریہ کو قبول نہیں کرتی اس وقت تک دنیا میں امن کی حالت پیدا نہیں ہو سکتی ورنہ آجکل جو مادہ پرستی دنیا پر چھا رہی ہے اسی کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں مال کی آگ لگی ہوئی ہے اگر دولت نہ ملے تو بھی آگ لگی ہوئی ہوتی ہے اور جو مل جائے تو بھی آگ لگی ہوئی ہوتی ہے بلکہ اور زیادہ بھڑکتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ پہلے مال جمع کرنے والے کے دل سے آگ بھڑکتی ہے پھر وہ لمبے لمبے شعلوں کی صورت اختیار کر لیتی ہے اس آگ کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے نار اللہ الموقدۃ۔ التی تطلع علی الافئدۃ۔ انھا علیھم مؤصدۃ فی عمد ممددۃ (الھمزۃ) تو مال زندگی کا سب سے بڑا ابتلا ہے اس کا نہ ملنا بھی انسان کے لئے ابتلا بن جاتا ہے اور اس کا ملنا اس سے بھی بدتر ابتلاء بن جاتا ہے مگر باایں یہ مال دنیا کا آج معبود بنا ہوا ہے۔ کیا ہی اچھا نظریہ ہے جو اللہ تعالےٰ نے دولت کے

متعلق بیان فرمایا ہے فاما الانسان اذا ما ابتلٰہ ربہ فاکرمہ ونعمہ فیقول ربی اکرمن - واما اذا ما ابتلٰہ فقدر علیہ رزقہ فیقول ربی اھانن کلا (الفجر) انسان کی یہ حالت ہے کہ جب اسکا رب آزماتا ہے پھر اسے دولت اور نعمت بخشتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے معزز کیا ہے اور جب اسے آزماتا ہے اور پھر اس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کیا ہے - ہرگز نہیں -

دولت معیار عزت نہیں

دولت کو معیار عزت قرار دینے کی اللہ تعالیٰ نے نفی فرمائی ہے نہ مال کا ہونا عزت کا موجب ہے اور نہ ہونا ذلت کا موجب یہ نظریہ تھا اسلام کا دولت کے متعلق دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ مال دنیا جس کو تم اتنی وقعت دیتے ہو یہ ہمارے نزدیک بالکل بے حقیقت چیز ہے - ولولا ان یکون الناس امۃ واحدۃ لجعلنا لمن یکفر بالرحمٰن لبیوتھم سقفا من فضۃ ومعارج علیھا یظھرون - ولبیوتھم ابوابا وسررا علیھا یتکئون - وزخرفا وان کل ذالک لما متاع الحیوۃ الدنیاء والاخرۃ عند ربک للمتقین - (الزخرف) اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک ہی گروہ ہو جائیں گے تو ہم ان کے لئے جو رحمان کا انکار کرتے ہیں ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت جن پر وہ تکیہ لگاتے ہیں اور سونے کے اور یہ سب دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور آخرت تیرے رب کے نزدیک متقیوں کے لئے ہے -

کیریکٹر کی تعمیر

خوب یاد رکھو انسان کی صحیح زندگی دولت کی کمی یا زیادتی سے نہیں بنتی بلکہ جب تک انسان ان دونوں کیفیتوں سے بے تعلق نہیں ہو جاتا اس وقت تک اسکا کیریکٹر نہیں بن سکتا - انسان حقیقی طور پر انسان نہیں بنتا چنانچہ فرماتا ہے کہ دکھ اور سکھ کی پرواہ مت کرو یہ آنے اور جانے والی چیزیں ہیں اگر کسی وقت تم پر دکھ آئے تو جان لو کہ اس کے بعد سکھ بھی آئے گا فان مع العسر یسرا ان مع العسر یسرا - تنگی کے ساتھ آسانی ہے ہاں تنگی کے ساتھ آسانی ہے حقیقت یہ ہے کہ تنگی اور مشکلات کے بغیر انسان کا کیریکٹر نہیں بنتا جو شخص سکھ میں پیدا ہوا اور سکھ میں ہی اس نے پرورش پائی وہ کبھی بلند کیریکٹر کا مالک نہیں ہوتا -

زہریلی ہوا

یہ اس زمانہ کا اثر ہے یہ دجالیت کی زہریلی ہوا اس طرح چل رہی ہے کہ اس نے ہر جگہ زہر پھیلا دیا ہے اور بڑے بڑے اچھے لوگوں کے دلوں پر بھی دولت کی محبت چھا گئی ہے - تو اللہ تعالیٰ نے انسان کی عام حالت کو بیان کیا ہے کہ دکھ اور سکھ میں یہ کس طرح گھبراتا یا متاثر ہو جاتا ہے کہ زندگی کے مقصد سے دور جا پڑتا ہے -

مذہب کی غرض

مگر اس کے ساتھ بیان فرمایا :- الا المصلین الذین ھم علیٰ صلاتھم دائمون مگر نماز پڑھنے والے ایسے نہیں جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں کہ دکھ آیا تو واویلا شروع کر دیا اور سکھ آیا تو خدا کو بھی بھول گئے اب اس میں مذہب کی غرض کو بیان فرمایا کہ انسان تب بنتا ہے کہ جب اس پر نہ دکھ کا اثر ہو اور نہ سکھ کا اثر ہو -

حضرت نبی کریمؐ کی سیرت طیبہ

حضرت نبی کریم صلعم کی زندگی کے تمام مدارج کو دیکھو - آپ یتیمی اور بے کسی کی انتہائی حالت پھر تجارت کرتے ہیں کامیابی ہوتی ہے لوگ عزت کرتے ہیں پھر ایک حالت یہ ہے کہ حضور دعوےٰ کرتے ہیں اور ہر طرف سے تکلیفوں اور مصائب کی بوچھاڑ ہوتی ہے پھر اس کے بعد جنگوں کا زمانہ آتا ہے اور تمام عرب مقابلہ پر کھڑا ہو جاتا ہے - پھر ان جنگوں کے بعد حضور صلعم کو انتہائی قوت حاصل ہوتی ہے اور عرب کے بادشاہ بن جاتے ہیں لیکن اس انتہائی بیکسی کے زمانہ سے انتہائی قوت کے زمانہ تک حضرت محمد رسول اللہ صلعم ایک نظر آتے ہیں اور وہ اس عسر اور یسر سے ہرگز متاثر نہیں ہوتے -

نماز پڑھنے والوں کی حالت کیا ہونی چاہیئے

یہی حالت ان نماز پڑھنے والوں کی بھی ہونی چاہیئے جو اپنی نماز پر ہمیشہ قائم ہیں ھم علیٰ صلاتھم دائمون اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ ہر وقت نماز پڑھتے رہتے ہیں کیونکہ یہ تو ناممکن ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جو نماز پڑھنے سے اثر پیدا ہوتا ہے وہ ان کی طبیعت پر ہمیشہ رہتا ہے اور مسجد سے باہر جا کر بھی وہ اثر قائم رہتا ہے - مذہب کی غرض خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق قائم کرنا ہے اور پھر یہ تعلق ایک مستقل اثر انسان کی طبیعت پر ڈال دے - وہ نماز سے الگ ہو کر اپنے کاروبار میں لگ جائیں مگر ان کے دل سے یہ اثر زائل نہ ہو کہ ان کا ایک خدا ہے جس کے سامنے وہ جوابدہ ہیں -

انسان وہ ہے

ان آیات میں جو صرف چند لفظوں پر مشتمل ہیں، اللہ تعالیٰ نے دو باتیں بیان فرمائی ہیں ایک، انسان کی عام حالت دکھ پہنچا تو ایک انتہاء پر چلا گیا اور سکھ پہنچا تو دوسری انتہاء پر چلا گیا مگر ایسا انسان بھی کیا جو دکھ اور سکھ کی حالتوں سے اس قدر متاثر ہو جائے - انسان وہ ہے خواہ کیسی حالت ہو وہ اپنی جگہ پر مضبوطی سے قائم رہے مگر یہ کیریکٹر اور کردار کی مضبوطی وہی لوگ پیدا کر سکتے ہیں جن کے دل پر مستقل طور پر نماز کا اثر رہے -

جماعت کو تلقین

میں اپنی جماعت کو بھی کہتا ہوں کہ یہ حالت جو اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے اسے اپنے اندر پیدا کرو جیسے دولت کو اتنی وقعت نہ دو کہ جب نہ ہو تو خدا کی شکایت کرنے لگ جاؤ اور جب ہو تو خدا کو فراموش کر دو بلکہ دکھ اور سکھ دونوں حالتوں میں خدا کے ساتھ تمہارا تعلق رہے کم ملے تو اس پر صبر کرو زیادہ ملے تو اسے خدا کی راہ میں خرچ کرو - محبت مال سے نہ ہو خدا سے ہو - ہاں مال کو خدا تعالیٰ نے قیام کا ایک ذریعہ بنایا ہے - اس کے حصول کی کوشش بیشک کرو مگر اسے اپنا خادم بناؤ -

نماز سے کیریکٹر بنتا ہے

تو اللہ تعالیٰ نماز کے ذریعہ سے کیریکٹر کو بنانا چاہتا ہے جس کا کیریکٹر نہیں بنتا اس نے نماز کے مقصد کو نہیں پایا - نماز کیریکٹر کو بناتی ہے اور برائی سے روکتی ہے ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر - نماز بے حیائی اور برائی سے روک دیتی ہے - جو بے حیائی اور برائی سے نہیں رکا وہ نماز کی حقیقت سے محروم ہے - اور کسی جگہ اللہ تعالیٰ ایسے فرماتا ہے ومن الناس من یعبد اللہ علیٰ حرف فان اصابہ خیر اطمان بہ وان اصابتہ فتنۃ انقلب علیٰ وجھہ خسر الدنیا والاخرۃ ذالک ھو الخسران المبین (حج ۱۲) اور لوگوں میں سے کوئی ایسا ہے جو کنارہ پر رہ کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہے سو اگر اسے کوئی فائدہ پہنچتا ہے تو اس پر مطمئن رہتا ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے منہ پر الٹا پھر جاتا ہے اور دنیا اور آخرت میں گھاٹے میں رہا -

مشکلات میں سے گذرنا ضروری ہے

یاد رکھو بغیر تکلیف کے انسان نہیں بنتا صرف آسودگی میں پرورش پانے والا انسان نہیں بن سکتا، ہم خدا تعالیٰ کے کام کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں جب تک ہم تکالیف، مشکلات اور مصائب میں سے نہ گذریں ہم بھی کامیاب نہیں ہو سکتے - چند دن ہوئے کسی نے کہدیا کہ

خاک از تودۂ کلاں بردار

یعنی جماعت لاہور کے تھوڑے آدمیوں کیساتھ رہنے سے کچھ بھی حاصل نہیں دنیوی طور پر کچھ حاصل کرنا ہے تو قادیان کی بڑی جماعت میں شامل ہونا چاہیئے -

حضرت صاحب کی جماعت کا ایک کثیر حصہ بگڑ گیا -

آج کل ایک ہوا چلی ہوئی ہے جس سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کا ایک کثیر حصہ بگڑ گیا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں بنی اسرائیل ایک رَو میں بہہ گئے تھے اور انھوں نے بچھڑے کی پرستش شروع کر دی تھی قادیان کی جماعت نے حضرت صاحب کے کام اور مقاصد کو چھوڑ دیا ہے اور خوابوں کے پیچھے پڑ گئے ہیں، میاں صاحب نے جس خواب پر اپنے دعوے کی بنیاد رکھی اس خواب میں بھی دعوی کی بنیاد مفقود ہے -

پرانے خوابوں کا سلسلہ

اور اب پرانے خوابوں اور الہاموں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے لیکن یہ سب بلند بانگ دعاوی ہیں حقیقت ان کے پیچھے کچھ نہیں - لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں مجھے الہام ہوا تھا ان الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ - تیرے متبعین تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رہیں گے -

عجیب نکتہ

اس الہام کو پیش کر کے ایک عجیب نکتہ بیان کیا ہے کہ مسیح ناصری کو جو الہام ہوا اس میں الفاظ ہیں جاعل الذین اتبعوک مگر یہاں اللہ تعالیٰ نے غلبہ دینے کو اپنی طرف منسوب نہیں کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ کی طرف یہ غلبہ تب منسوب ہوتا جب پہلے بیکسی کی حالت میں وہ کسی کو مامور کرتا، اور پھر غالب کرتا - یہاں خود بخود ایک بنی بنائی جماعت مل گئی - پھر وہ جناب میاں صاحب کے کافروں یعنی "پیغامیوں" پر غالب آگئی خدا کو دخل دینے کی کوئی ضرورت نہ رہی - تو یوں کیوں نہ کہا جائے کہ جس طرح خدا کے برگزیدہ ہر امر کو خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں میاں صاحب اپنے نفس کی طرف منسوب کرتے ہیں - مگر تعجب اس الہام پر یہ ہے کہ اس چھوٹی عمر میں ہی میاں صاحب کو دو گروہ مل گئے ایک متبعین کا گروہ ایک منکروں کا گروہ اور وہ مقام

ل گیا جو انبیاء یا مامورین کو بعثت کے بعد ملتا ہے خدا کے قانون اور سنتیں بدل گئیں۔ اور پھر دیکھئے غلبہ بھی کتنا بڑا ہے گویا خدا نے خوشخبری دی کہ تم "ڈھائی ٹوٹیوں" پر غالب رہو گے۔ ڈھائی ٹوٹیاں مغلوب ہو گئیں ساری دنیا فتح ہو گئی کتنا بڑا انعام ہے دہریوں پر غلبہ نہیں عیسائیوں پر غلبہ نہیں یہودیوں پر نہیں بُت پرستوں پر نہیں مسیح موعود کے منکروں پر نہیں غلبہ ملا ہے پیغامیوں کی "ڈھائی ٹوٹیوں" پر اور وہ بھی یہ کہ ہم تعداد میں ان سے زیادہ ہیں۔ خوابیں خوب۔ سمجھنے ہیں کام کریں یا نہ کریں

ایک دوسرا خواب

پھر کہتے ہیں کہ میں نے ایک خواب بھی دیکھا تھا۔

"کہ میں مدرسہ احمدیہ میں ہوں اور اس جگہ مولوی محمد علی صاحب بھی کھڑے ہیں اتنے میں شیخ رحمت اللہ صاحب آ گئے اور ہم دونوں کو دیکھ کر کہنے لگے آؤ مقابلہ کریں آپ کا قد لمبا ہے یا مولوی محمد علی صاحب کا . . .

. . . . یوں تو مولوی محمد علی صاحب قد میں مجھ سے چھوٹے نہیں بلکہ غالباً کچھ لمبے ہی ہیں لیکن جب شیخ صاحب نے مجھے اور ان کو پاس پاس کھڑا کیا تو وہ بے اختیار کہہ اٹھے کہ میں تو سمجھتا تھا مولوی صاحب اونچے ہیں لیکن اونچے تو آپ نکلے چنانچہ رویاء میں میں دیکھتا ہوں کہ مشکل سے میرے سینہ تک ان کا سر پہنچتا ہے پھر شیخ رحمت اللہ صاحب ایک میز لائے اور اس پر ان کو کھڑا کر دیا لیکن تب بھی وہ مجھ سے چھوٹے ہی رہے اس کے بعد انھوں نے اس میز پر ایک سٹول رکھا اور اس پر مولوی صاحب کو کھڑا کیا مگر پھر بھی مولوی صاحب مجھ سے چھوٹے ہی رہے"

شیر کی تصویر

یہ ہیں میاں صاحب کی امانی اور خوابیں جن پر وہ اپنے دعوےٰ کی بنیاد رکھتے ہیں۔ کسی شخص نے ایک تصویر بنائی جس میں شیر کو اپنے قابو میں کیا ہوا تھا شیر سے کسی نے پوچھا تو اس نے کہا کہ تصویر تو انسان نے بنائی ہے جنگل میں شیر اور انسان اکٹھے ہوں تو پھر دیکھنا چاہیئے کہ کونسا غالب ہوتا ہے کونسا مغلوب خواب میں میاں صاحب جتنا چاہیں اپنے آپ کو لمبا کریں اور دوسرے کو چھوٹا مگر واقعات کیا ہیں۔

حضرت مسیح موعود کا علم الکلام

حضرت مسیح موعودؑ کو اللہ تعالےٰ نے وہ علم الکلام عطا فرمایا تھا کہ آپ نے ایک ایک مذہب پر اتمام حجت کیا۔ دہریت پر، عیسائیت پر، ہندوؤں پر، برہمو سماجیوں پر، آریہ سماجیوں پر، سکھوں پر، بدھ مذہب والوں پر، مگر جناب میاں صاحب کی نظر "پیغامیوں" تک محدود ہے۔ آج حضرت مسیح موعود کا جانشین دوسرے مذاہب پر اتمام حجت کے لحاظ سے کون ہے؟ وہ تو صرف لاہور کی جماعت ہی ہے جس نے آپ کے مقاصد کو پیش نظر رکھ کر کام کیا آپ کسی سے پوچھ لیجئے کہ حضرت مسیح موعود کا کام آج کہاں ہو رہا ہے۔ دنیا کے کناروں تک قرآن کو کس نے پہنچایا، خدا اور رسول کے نام کو کس نے پہنچایا۔

شہرت تو ایکٹروں کی بھی پھیل جاتی ہے

میاں صاحب کہتے ہیں کہ انکی شہرت دنیا کے کناروں تک پھیل گئی لیکن صرف شہرت تو باکسنگ کرنے والوں یعنی مکا مارنے والوں کی بھی پھیل جاتی ہے ایکٹرز ایکٹرسوں کی بھی شہرت ہو جاتی ہے۔ دنیا کے کناروں تک ان کا نام پہنچ جاتا ہے چارلی چیپلن کی بھی دنیا میں شہرت ہے۔ یہ تو کوئی فخر کا مقام نہیں صحیح شہرت تو تب تھی کہ اقوام عالم پر اتمام حجت کر دیا جاتا اور ان میں قرآن مجید سیرت نبوی اور اسلامی لٹریچر پھیلا دیا جاتا یہ کام حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔

یہ توفیق جماعت لاہور کو ملی

خدا تعالےٰ نے اپنے فضل سے جماعت احمدیہ لاہور کو اس کی توفیق عطا فرمائی اور جماعت احمدیہ لاہور نے قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم کئے اور سیرت نبویؐ اور اسلامی لٹریچر کو کثرت سے پھیلایا۔

ایک بڑے آدمی کا اعتراف

مارما ڈیوک پکتھال نے لکھا تھا۔

"غالباً کوئی دوسرا انسان ایسا نہیں جس نے اسلام کی تجدید کے لئے مولٰینا محمد علی صاحب ساکن لاہور سے زیادہ قیمتی اور طویل خدمات انجام دی ہوں"

میاں صاحب کے دعوٰی کی اہمیت

کام کے بغیر میں مصلح موعود کے دعوٰی کو اتنی ہی حیثیت دیتا ہوں جتنا کہ اور مدعی ہیں کہتے ہیں کہ لوگ پہلے ہی سے سمجھتے تھے لیکن اللہ تعالےٰ اسلئے نہیں کہتا تھا کہ مسیح موعود کے صحابہ کو ٹھوکر نہ لگ جائے۔

خدا نے قانون بدل دئیے

مسیح موعودؑ کے صحابہ کی کس قدر فکر اللہ تعالےٰ کو ہے کہ ان کی خاطر اس نے اپنے سب قانون بدل دئیے پہلے وہ انسانوں کو کسی بلند مقام پر کھڑا کرتا تھا تو لوگ انکار کرتے پھر خدا اپنی تائید کا ہاتھ دکھاتا تو مخالفت ماننے لگ جاتے اب یوں ہوا کرے گا کہ لوگ ایک شخص کو بڑا بناتے رہیں گے اور اسے مامور کہتے رہیں گے جب وہ پوری قوت سے اسے مامور بنا چکیں گے تو پھر اللہ تعالےٰ بھی کہہ دیا کرے گا کہ ہاں یہ ہمارا مامور ہے۔ یہ فضول باتیں ہیں دین کو بچوں کا کھیل بنانا ہے۔ اصل غرض تو کام سے ہے۔

ایسے شخص کو بچانا مشکل ہے

حضرت مسیح موعود کے مقاصد کو پیش نظر رکھو، خدا اور خدا کے رسول کے نام کو دنیا میں پہنچاؤ اگر ان بین حقائق کے ہوتے ہوئے کسی کو ٹھوکر لگتی ہے تو ایسے شخص کو بچانا مشکل ہے یہ انسان کے بس کی بات نہیں۔

کارکنوں کو نصیحت

وہ چند آدمی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان اصول اور مقاصد کو لیکر کھڑے ہوئے ہیں ان سے میں کہتا ہوں کہ ہمیشہ اس بات کو مدنظر رکھو کہ تم خدا کا کام کرنے کے لئے کھڑے ہوئے ہو۔ اب دکھ کی حالت ہو یا سکھ کی تم نے یہ کام کرنا ہے، یہی کامیابی کا گر ہے۔ انجمن کے کارکن بھی خواہ وہ بحیثیت ملازم کے ہیں یا آنریری کارکن ہیں ان میں سے جس شخص کے دل میں یہ خیال ہے کہ مجھے اس ذریعہ سے دنیوی ترقی ملے گی وہ یہ سمجھ لے کہ یہاں دنیوی ترقی نہیں ہے اگر تم اس کام کو دین کی خدمت سمجھتے ہو تو آؤ اور اس کام کو کرو لیکن دنیوی مقاصد کے طور پر مت اس طرف دیکھو ورنہ یہ تمہارے لئے ٹھوکر کا باعث ہوگا۔ یہ خدا تعالےٰ کا کام ہے اسے خدا تعالےٰ کا سمجھ کر ہی کرو تو اللہ تعالےٰ تمہیں یقیناً کامیاب کرے گا ٭٭٭٭٭

...پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔
دعا پر یہ جلسہ برخواست ہوا۔

(شیخ محمد طفیل ایم اے)
سکرٹری شبان الاحمدیہ لاہور

اعلان مندرجہ ذیل جماعتوں کی طرف سے انتخاب جنرل کونسل نہیں آیا۔ مہربانی فرما کر وہ اپنے اپنے ممبر منتخب کر کے ۲۱ ماہ حال تک اطلاع دیں ضروری ہے

(۱) اکاڑہ منٹگمری (۲) کلکتہ۔
(۳) جموں۔ (۴) کوئٹہ (۵) بدوملہی۔
(۶) پشاور و مضافات شہر پشاور
(۷) کپورتھلہ مراد

قبول اسلام

علی پور ضلع مظفر گڑھ کے مندرجہ ذیل افراد نے جو مور قوم سے تعلق رکھتے ہیں قاضی شیر محمد صاحب مبلغ اسلام کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اللہ تعالےٰ استقامت عطا فرمائے۔ آمین

سابقہ نام	اسلامی نام	ولدیت
جگن	گل محمد	منو
ستاری	عبدالستار	گل محمدؐ
واھدل	محمد ابراہیم	″
نذیرا	نذیر احمد	″
لالو	لعل محمد	″
بختو	بخت علی	″
چنو	جیون خاتون	″
بچو	اللہ بچایا	ہاشم
فیضا	فیض محمد	بچو
ڈیرا	خدا بخش	″
دھنکوڈ	فیض اللہ	″
کالی	عزیزہ بیگم	″
راول	کرم علی	امیر
رادھا	رحیم بخش	فرید
دیوان	محمد دیوان	رادھا
شہرو	فقیر محمد	″
خانو	خان محمد	″
سرفراز	سرفراز علی	″
نشادل	منن خاتون	″
فیبھا	رشید احمد	ھرھر

سیرت نبویؐ کے مختلف پہلو

لاہور میں جلسہ

۸ مارچ ۱۹۶۱ء بروز بدھ شبان الاحمدیہ کے زیر اہتمام میلاد النبیؐ کے سلسلہ میں ایک جلسہ منعقد ہوا پہلی نشست بعد از نماز عصر جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب کے زیر صدارت شروع ہوئی۔ قاری حافظ محمد بوستان صاحب نے تلاوت قرآن کریم فرمائی۔ رشید، نسیم، کلیم اور اقبال اور سعید کی نظموں کے بعد شیخ غلام ربانی صاحب متعلم بی کام نے غزوات نبویؐ پر ایک مختصر تقریر کی۔ بعد ازاں جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے "زندہ نبیؐ" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ یہ نشست ۷ بج کر ۵ منٹ پر ختم ہوئی۔

دوسری نشست بعد از نماز مغرب جناب مولٰینا آفتاب الدین احمد صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوئی۔

محمد اعظم صاحب علوی نے نظم سنائی۔ حضرت مولٰینا صدر الدین صاحب نے سیرت نبویؐ پر تقریر فرمائی، اور مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل نے مقدس رسولؐ کے نظام حکومت ۴م

پیغام صلح

جلد ۳۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۰ ربیع الاوّل ۱۳۶۳ھ | نمبر ۱۱

اسلامی مساوات

موجودہ والیانِ ریاست، خلفاء اور گدی نشینوں کا غیر اسلامی طرزِ عمل

قرآن مجید اور اسوۂ رسول نے ایک ایسے اخلاق کو دنیا کے سامنے پیش کیا ہے جس کی بنیاد حریت و مساوات پر ہے اور یہی وہ اخلاق تھا جس سے عربوں نے دنیا کو سیاسی، اخلاقی اور مذہبی لحاظ سے فتح کیا۔ جب مسلمانوں کے اندر اس اخلاق کی امتیازی خصوصیات باقی نہ رہیں، ان کے حوصلے پست ہو گئے اور ان کے قلوب میں وہ اعلیٰ جذبات نہ رہے جن سے قومیں کامران اور سربلند ہوتی ہیں۔ موجودہ دور ملتِ اسلامیہ کے اخلاقی انحطاط کا دور ہے۔ اب مسلمانوں کے اندر وہ اخلاقی قوت موجود نہیں جو پہلے تھی۔ معمولی معمولی سجادہ نشین رؤسا اور والیان ریاست اپنے آپ کو ایسی صفات سے متصف کرتے ہیں، جو ایک کھلا ہوا شرک ہے۔ اور اسلام کے لئے باعث ننگ ہیں۔ وہ لوگ جو تاریخ اسلام سے واقف نہیں ہوتے وہ ان گدی نشینوں، رئیسوں اور لیڈروں کے طرزِ عمل کو ہی اپنے لئے اسوہ قرار دے لیتے ہیں اور ان کے نقشِ قدم پر چل کر اپنے اندر ایسے اخلاقی اور سوشل معائب پیدا کر لیتے ہیں، جو قوم کے لئے بحیثیت مجموعی چنداں مفید نہیں۔

آج کل دنیوی شوکت اور وجاہت کا معیار دولت ہے لیکن عہدِ نبوی اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں تقویٰ اور اخلاق انسانوں کے پرکھنے کا معیار تھا۔ قرونِ اولیٰ کی ان بزرگ ہستیوں کے پیشِ نظر صرف قرآن مجید اور اسوۂ رسول ہی قابلِ تقلید معیار تھا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الناس انا خلقنٰکم من ذکرٍ و انثیٰ وجعلنٰکم شعوبًا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ یعنی اے لوگو ہم نے تمہیں مرد اور عورت کے اتحاد سے پیدا کیا اور تم کو مختلف قوموں اور خاندانوں میں تقسیم کر دیا۔ لیکن اس اختلافِ قوم و نسل سے کوئی شرف حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس سے مقصود صرف یہ ہے کہ تم باہم ایک دوسرے سے شناخت کئے جاؤ۔ ورنہ تم میں سے زیادہ اللہ کے آگے افضل وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی اور نیک اعمال ہے۔ پھر ایک جگہ حدیث شریف میں آنحضرت صلعم کا ارشاد موجود ہے لیس لاحدٍ علیٰ احدٍ فضل الا بالدین و تقویٰ یعنی تم میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دینی اور تقویٰ کے سوا اور کوئی حق ترجیح اور فضیلت نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ باب مفاخرت)

لیکن آج کل، قرآن و حدیث کا معیار کہاں پایا جاتا ہے اس مادیت کے زمانہ میں جس شخص کے پاس چار پیسے ہوتے ہیں وہ اپنے آپ کو سمجھنے لگتا ہے کہ میرے جیسا دنیا میں کوئی نہیں۔ جو شخص معمولی سے دنیوی رتبہ تک پہنچتا ہے اینٹھنے لگتا ہے اور اس کے کبر و نخوت کی کوئی انتہا نہیں رہتی، ان والیان ریاست اور گدی نشینوں کا تو ذکر ہی چھوڑو۔ ان سے تو شرک کی بو آتی ہے یہ لوگ آج اسلام اور دین متین کے محافظ ہیں اور مسلمانوں کو صرف اپنی دنیوی وجاہت سے سجدوں پر مجبور کرتے ہیں اور لطف یہ کہ انہیں یہ کہتے ہوئے شرم نہیں آتی کہ وہ مسلمان ہیں۔

یہ گدی نشین! یہ والیان ریاست! ان کے روحانی مورث اعلیٰ یقینا خلفائے راشدین اور صحابہ کرام نہیں بلکہ قیصر و کسریٰ ہیں انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ اپنے آپ کو اسلام اور اسلامی روایات کی طرف منسوب کریں۔ طبری میں ذکر ہے کہ ایک دفعہ ایران کی لڑائی میں مغیرہ بن شعبہ ایرانی سپہ سالار کے پاس سفیر بن کے گئے اور تخت پر اس کے برابر بیٹھ گئے۔ درباریوں نے سوء ادب دیکھ کر تخت سے انہیں اتار دیا۔ اس پر مغیرہ بن شعبہ کی زبان سے بیساختہ نکل گیا انا نحن معشر العرب لا یتعبد بعضنا بعضا۔ ہم مسلمانوں میں تو ایک دوسرے کو غلام سمجھنے کا دستور نہیں ہے۔ یہ تمہارا کیا حال ہے۔

اس مذکورہ بالا تاریخی واقعہ میں ہمیں دو معیار ایک دوسرے سے متصادم نظر آتے ہیں۔ ایک خالص اسلامی معیار ہے تو دوسرا سراسر غیر اسلامی۔ اب اگر موجودہ خلیفوں اور رئیسوں کا مقابلہ ان دو معیاروں سے کیا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ انہیں صحابہ کرام سے کوئی نسبت روحانی نہیں بلکہ ایرانی اور رومی رئیسوں سے ایک نسبت ہے۔ یہ لوگ جب اپنی مسندوں اور تختوں پر بیٹھتے ہیں۔ تو کسی عام مسلمان کی مجال نہیں ہوتی کہ ان کے برابر بیٹھ سکے۔ اور کبھی غلطی سے اس کا ارتکاب ہو بھی جائے تو بس غریب کی شامت آ جاتی ہے اور اس پر ایسا عتاب نازل ہوتا ہے کہ جو اسے کہیں کا بھی نہیں چھوڑتا۔ آنحضرت صلعم نے تو فرمایا تھا کہ الناس کلھم بنوا آدم و آدم من تراب کہ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے بنا تھا پس سب آپس میں برابر ہیں لیکن یہ نظارہ جو آجکل ہمارے پیش نظر ہے اس میں ہمیں انسانوں کی دو انواع نظر آتی ہیں جن میں واضح اور بیّن امتیاز ہے ایک اگر مٹی سے پیدا ہوتی ہے تو دوسری کا خمیر یقیناً آگ سے اٹھا ہے۔ لیکن قرآن مجید اس قسم کے امتیاز کی ہرگز اجازت نہیں دیتا بلکہ اس کے نزدیک شاہ و گدا ایک ہیں۔ ؎

پیشِ قرآں بندہ و مولیٰ یکیست
بوریا و مسند و دیبا یکیست

جو لوگ اس قرآنی حریت اور مساوات کا نظارہ کرنا چاہتے ہیں انہیں چاہیئے کہ تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں۔ انہیں معلوم ہو جائے گا کہ قرآن مجید نے جو قانون اور اخلاق دنیا کو دیا تھا اس سے کس طرح ضعیف نے قوی پر فتح پائی اور مزدور سرمایہ دار پر فتحیاب ہوا۔ ؎

یاد ہے تم کو کہ سلما نے ظفر
ہیبتِ قانونِ پیغمبر نگر

آجکل تو بعض گدی نشینوں اور خلیفوں کو عام مسلمانوں سے اتنا بلند سمجھا جاتا ہے کہ ان کے ناموں کے ساتھ امتیاز پیدا کرنے کے لئے بڑے بڑے القاب لگائے جاتے ہیں لیکن رسول پاک کا تو اسوہ یہ ہے کہ ایک دفعہ ایک صحابی نے حضور کو "اے آقائے من" کہہ کر خطاب کیا۔ آپ کو یہ خطاب ناگوار گذرا اور آپ نے فرمایا کہ مجھ کو آقا نہ کہو۔ آقا تو ایک ہی ہے یعنی خدا" لیکن آجکل تو گدی نشینوں کو پاپائے روما کی تقلید میں تقدس مآب بننے کا شوق ہے۔ جب مجلس یا محفل میں آتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب خدا کے گھر میں بھی آتے ہیں تو لوگ تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کے چھوٹے منہ سے اتنا نہیں نکلتا کہ یہ اسوۂ رسولؐ کے خلاف ہے لوگو ایسا مت کرو۔

موجودہ دور میں جب قرآن اور اسلامی اخلاق بہت حد تک مسخ ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اخلاق رسول کے احیاء کے لئے ایک جلیل القدر مجدد اور مامور کو کھڑا کیا۔ اور وہ لوگ ابھی تک زندہ ہیں جنھوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلسوں میں خالص اسلامی رنگ دیکھا اور اس عظیم الشان مصلح کے خالص اسلامی طرزِ عمل سے فیضیاب ہوئے حضرت مرزا صاحب کی سب سے بڑی اسلامی خدمت یہ ہے کہ انھوں نے اسلامی اخلاق کو زندہ کیا اور اپنی جماعت کو خالص اسلامی اخلاق پر عمل کرنے کی بار بار تلقین فرمائی۔ چنانچہ حضور نے اپنے بعد جماعت کا جو نظام قائم کیا وہ جمہوری ہے۔ یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ جمہوری نظام ہی ایسا نظام ہے جو حریت اور مساوات کا حامل ہے جس میں انسان کو انسان پر ترجیح نہیں دی جاتی۔ جماعت قادیاں تو اس نظام کو ترک کر کے شخصی نظام اختیار کر چکی ہے صرف جماعت احمدیہ لاہور ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الوصیت پر عمل پیرا ہے اسلئے ہم پر

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

لیکچر:۔ مورخہ ۱۳ مارچ ۱۹۴۴ء کو محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں "ظہور مصلح موعود اور جناب خلیفہ صاحب قادیان" کے موضوع پر پرچہ تھا لیکچر ہوا جناب شیخصاحب موصوف کا اسی موضوع پر آئندہ لیکچر مورخہ ۱۹ مارچ کو بعد از نماز مغرب مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہو گا سب احباب لاہور سے شمولیت کی درخواست ہے موجودہ قادیانی فتنہ کے پیش نظر ان لیکچروں میں احباب سلسلہ کی شمولیت ضروری ہے

اعلان نکاح: مولانا احمد یار صاحب نے ۹ مارچ کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں میاں عبدالرشید صاحب پسر میاں عبدالسبحان صاحب موذن مسجد احمدیہ بلڈنگس کا نکاح حفیظ بیگم بنت میاں محمد رمضان مرحوم سے مبلغ ۵۰۰ روپیہ حق مہر پر پڑھا، دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین

درخواستہائے دعا

— سید اقدس حسین صاحب زیدی آسام سے تحریر فرماتے ہیں کہ احباب سلسلہ انکی ترقی کامیابی اور مشکلات کے دور ہونے کے متعلق حضور قلب سے دعا فرمائیں۔

— محمد اکرم خان صاحب مغلپورہ بعارضہ بخار اور درد سر بیمار ہیں انکی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

— حبیب الرحمان صاحب صادق بمبئی سے تحریر فرماتے ہیں کہ ابھی وہ بدستور بیمار ہیں انکی صحت کے لئے بھی درد دل سے دعا کی جائے۔

— جناب ڈاکٹر عصمت اللہ صاحب مرحوم کے صاحبزادہ سلیم اللہ صاحب چند دنوں سے بیمار ہیں احباب سلسلہ ان کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کو صحت کامل دے۔ آمین۔

سانحہ ارتحال:۔ پشاور سے جناب میر مترشاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ صاحبزادہ خلیل الرحمان صاحب ساکن موضع بازید خیل تحصیل پشاور وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے آمین۔ احباب سلسلہ سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

ضرورت: صدر دفتر انجمن کو اپنے دفاتر کیلئے ایک کارکن کی ضرورت ہے۔ تعلیم کم از کم میٹرک ہو۔ کم از کم تنخواہ ۳۰/-/- + ۱۰ روپے قحط الاؤنس ہو گی۔ درخواست جماعت کے سکرٹری یا صدر کی سفارش سے بھیجی جائے۔
جنرل سکرٹری

شذرات

{از محمد انعام الحق}

زندہ قوموں کا شعار

زندہ قوموں کے افراد کا یہ بھی ایک وصف ہے کہ وہ قومی مفاد کو ذاتی مفاد پر ہمیشہ ترجیح دیتے ہیں۔ مشکلات و حادثات کے وقت وہ خاص طور پر اس بات کا خیال رکھتے ہیں اور ملی ضروریات کے لحاظ سے فی الفور اپنی روزمرہ کی زندگی اور عادتوں کو حالات کے مطابق بنا لیتے ہیں حالانکہ عادات کا بدلنا بہت مشکل ہے۔ موجودہ جنگ میں انگریز قوم نے اپنی اس صلاحیت کا بارہا ثبوت دیا ہے بادشاہ سے لیکر ادنیٰ مزدور تک اس مجاہدہ میں شریک ہیں سب نے اپنی بہت سی عادات کو بدل کر حیرت انگیز سادگی اختیار کر لی ہے۔ تکلفات یکسر ترک کر دیئے گئے ہیں۔

"جس طرح بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ مشکلات میں معمولی شہریوں کے شریک حال رہے اور جس طرح اب بھی وہ بسا اوقات ان کے شریک حال رہتے ہیں۔ بالکل اسی طور پر وہ لڑائی کے اس پانچویں سال میں برطانیہ کی سیدھی سادی زندگی میں شریک ہیں...... مثال کے طور پر برطانیہ میں عراق کے ریجنٹ کی تشریف آوری کو لیجئے۔ آپ غور کر سکتے ہیں کہ برطانوی شہنشاہیت جو کہ برطانوی عوام کی نمائندہ ہے عام حالات میں ایسے معزز مہمان کی فخر و مسرت کے ساتھ کتنی پر تکلف اور شاندار ضیافت کرتی لیکن اس موقعہ پر حالات مختلف تھے (اس لئے) جب بادشاہ سلامت اور ملکہ معظمہ نے ریجنٹ موصوف کی دعوت کی تو اس میں صرف دس بارہ آدمی مدعو تھے اور سبھوں نے بالکل سادہ کھانا کھایا نہ سونے کے برتنوں کا پتہ تھا نہ زمانہ امن کی شاہی دعوت کی فراواں شان و شوکت نظر آتی تھی۔ اس موقع پر پھول بھی بالکل معمولی استعمال کئے گئے تھے"۔ (ریزنیٹ ووڈ کی ایک بی۔ بی۔ سی تقریر مطبوعہ "مرکزی اطلاعات")

دینی و قومی ضروریات سے غافل بے معنی تباہ کن تکلفات میں اسیر مسلمانوں کے لئے اس مثال میں ایک بہت بڑا سبق موجود ہے ــــ دوسروں سے زیادہ ہم احمدیوں کے لئے کاش ہم دین کے لئے وہ کچھ کر سکیں جو کہ اہل برطانیہ اپنے ملک اور سلطنت کے لئے کر رہے ہیں۔

آریہ سماج کی تبلیغی سرگرمیاں

آریہ سماج کی کالج (ماس پارٹی) تعداد و اثر کے لحاظ سے اپنے حریف گروہ گروکل (گھاس) پارٹی سے بہت چھوٹی ہے لیکن کیا آپ کو معلوم ہے یہ چھوٹی پارٹی ہی کیا کر رہی ہے؟ کچھ عرصہ ہوا اس کی نمائندہ جماعت آریہ پرادیشک پرتی ندھی سبھا کا سالانہ اجتماع بمقام لاہور منعقد ہوا جس میں رپورٹ کارگزاری بھی سنائی گئی۔ تعلیمی، سیاسی اور سوشل مساعی کے علاوہ صرف تبلیغی سرگرمیوں کے متعلق بتایا گیا ہے کہ:۔

(۱) آریہ سماج کے پرچار کا کام تمام ہندوستان میں سبھا کی طرف سے ہو رہا ہے۔

(۲) پنجاب و صوبہ سرحد اور بلوچستان میں بہت سے مستقل اپدیشک (مبلغ) مقرر ہیں جو باقاعدہ پرچار کر رہے ہیں۔

(۳) ان کے علاوہ ریاست جموں کشمیر میں (۷) مالابار میں (۴) آسام اڑیسہ اور سندھ میں ایک ایک مستقل مبلغ مقرر ہے۔

(۴) تین مبلغ اضلاع کانگڑہ۔ گورداسپور اور سیالکوٹ کے اچھوتوں میں کام کر رہے ہیں۔

(۵) صوبہ بہار میں داناپور اور چھپرا میں دو بیوہ خانے موجود ہیں۔

(۶) دیوتی (بندھیل کھنڈ) میں بھیلوں کے لئے ایک تبلیغی آشرم کھول رکھا ہے وغیرہ وغیرہ۔

آریہ سماج کے مقاصد اور اسلام اور مسلمانوں کے متعلق ان کے عزائم پوشیدہ نہیں ہیں آریہ سماجی پلیٹ فارم سے بارہا ان کا اعلان ہو چکا ہے۔ یہ لوگ اپنے مقاصد و عزائم کی تکمیل کے لئے جو کچھ کر رہے ہیں اس کا کسی قدر اندازہ مندرجہ بالا رپورٹ سے ہو سکتا ہے ــــ لیکن افسوس مسلمان بدستور محو خواب ہیں، خدا کرے حریفوں کی یہ روئیداد عمل ہی ان میں بیداری اور احساس فرائض پیدا کر دے۔

جاپان میں مذہبی رواداری کی کیفیت

یورپ اور اس کے شاگردوں نے تعصب و جہالت کی وجہ سے صدیوں تک اسلام کو تلوار کا مذہب مشہور کیا اور اسلامی پیشواؤں پر ظلم و جبر اور عدم رواداری کے بہتان تراشے جن کی حقیقت صحیح معلومات کی اشاعت کے ساتھ ان پر واضح ہوئی ہے اور وہ رفتہ رفتہ احساس ندامت کے ساتھ اپنی غلط بیانیوں کے اعتراف پر مائل نظر آتے ہیں ــــ لیکن سوال یہ ہے کہ مذہبی آزادی و رواداری کے ان بلند بانگ مدعیوں کا اپنا طرز عمل کیا ہے؟ گذشتہ واقعات کو جانے دیجئے۔ اسی جنگ میں جرمنی اور اٹلی اور جاپان وغیرہ نے کس قدر مذہبی رواداری کا ثبوت دیا؟ ہزاروں عبادت گاہیں ان لوگوں کے ہاتھوں تباہ ہو چکی ہیں لاکھوں کروڑوں انسانوں سے مذہبی عقائد کے اختلاف کی بنا پر ظالمانہ سلوک کیا گیا۔ عبادت گاہوں کے علاوہ مذہبی پیشوا اور خانقاہوں کے گوشہ نشین راہب بھی ان کے مظالم اور بے انصافی سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ اسی سلسلہ میں ایک تازہ خبر ملاحظہ فرمایئے:۔

"جاپان کو انسانی قوت کے نازک مسئلہ کا سامنا ہے۔ ٹوکیو کی نشرگاہ نے اعلان کیا ہے کہ سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) بدھی پجاریوں کو جاپان کی جنگی صنعتوں میں غیر ماہر مزدوروں کی حیثیت سے کام پر لگایا جائیگا جب اجتماع عام ہو جائے گا تو ۱۶ اور ۴۵ سال کی درمیانی عمر کے بدھی پجاریوں کی عظیم اکثریت اپنے لبادے اتار دے گی اور جنگی کارخانوں میں کام کرنے جائیگی اس ریڈیو نے شنٹو پجاریوں کے اجتماع عام کی کسی تجویز کا ذکر نہیں کیا۔ شنٹو ازم جاپان کا سرکاری مذہب ہے"۔ (روزنامہ رہبر دکن ۴ ر فروری ۱۹۴۴ء)

کیا اسلامی تاریخ سے بھی اس قسم کا کوئی واقعہ بتایا جا سکتا ہے کہ مندروں کے پجاریوں اور خانقاہوں کے راہبوں کو اسلحہ سازی کے کارخانوں میں کام کرنے پر مجبور کیا گیا ہو؟ ــــ شریعت اسلامی کا حکم تو یہ ہے کہ حالت جنگ میں بھی غیر مسلموں کی عبادتگاہوں اور ان کے خادموں اور پجاریوں سے کوئی تعرض نہ کیا جائے۔ سرسبز کھیتوں اور باغوں کو ویران نہ کیا جائے۔ میوہ دار درخت نہ کاٹے جائیں۔ کاش یورپ اور اس کے مقلد سوچیں کہ ان کی نجات و فلاح اسلامی تعلیمات میں ہے یا مغربی اور دنیا کی دیگر جاہلی و دجالی تہذیبوں میں۔

جذامیوں کے متعلق ایک مفید مسودہ قانون

یہ خبر ملک کے متعدد اردو انگریزی روزناموں میں شائع ہو چکی ہے کہ:۔

"حکومت سندھ صوبہ کے تمام جذامیوں کی جبری رجسٹری اور وقتاً فوقتاً ان کے طبی امتحان اور لازمی عمل اتلاف جراثیم کے لئے ایک مسودہ قانون پر غور کر رہی ہے جس کو استصواب رائے عامہ کیلئے گشت کرایا جائیگا"۔

ہمارے خیال میں حکومت سندھ کا یہ اقدام نہایت مفید اور مستحق تائید ہے، سندھ کے علاوہ دیگر صوبوں میں بھی اس کی حمایت و تقلید ہونی چاہیئے۔ ملک کے ہر ایک حصے میں یقیناً ایسے قانون کی ضرورت ہے جذام ایک خطرناک متعدی مرض ہے، تاحال اس کا کوئی کامل اطمینان بخش علاج معلوم نہیں کیا جا سکا۔ اسلئے جذامیوں کے علاج اور دیکھ بھال کے علاوہ اس قسم کی احتیاطی تدابیر اشد ضروری ہیں۔ اس وقت ہندوستان کے طول و عرض میں لاکھوں ایسے جذامی موجود ہیں جن کے مرض کا علم حکومت اور (اکثر حالتوں میں) عوام کو نہیں۔ وہ بستیوں اور گھروں میں تندرست افراد کے ساتھ رہتے سہتے اور کھاتے ہیں۔ یہ صورت حال ملک کی صحت عامہ کیلئے حد درجہ خطرناک ہے جس کا فوری انسداد ہونا چاہیئے۔

صدر آرین کانفرنس کی بے معنی چیلنج بازی

آل انڈیا آرین کانفرنس کا سالانہ اجلاس گذشتہ ماہ دہلی میں منعقد ہوا۔ بنگال کے مشہور مہاسبھائی ڈاکٹر شیام پرشاد مکرجی صدر تھے اس میں وہی کچھ ہوا جس کی کہ ایک آریہ سماجی اجتماع سے توقع کی جا سکتی ہے۔ صدارتی تقریر بھی بالکل اسی انداز کی تھی جیسی کہ ایک زہریلے مہاسبھائی کی ہونی چاہیئے۔ غرضیکہ معقولیت، رواداری، اصول پسندی اتحاد و امن خواہی کا اس اجتماع کی ساری کارروائی اور تمام تقریروں میں نشان تک نظر نہیں آتا "ستیارتھ پرکاش" کے متعلق مسلم لیگ کی قرارداد پر صدر نے بہت جوش و غصہ کا اظہار کیا، حسب عادت حکومت اور مسلمانوں کو دھمکیاں دیں اور حاضرین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ:۔

"اب بھی موقع ہے کہ ہم اس امر کا فیصلہ کر لیں کہ اس قسم کی شر انگیز حرکات کے تدارک کے لئے کس قسم کا موثر قدم اٹھایا جائے میں کامل جرأت اور آزادی کیساتھ کہہ رہا ہوں کہ آئندہ اس قسم کی بیجا مذہبی مداخلتوں کا مقابلہ آپ کی متحدہ اور جبری قوت مدافعت سے کرایا جائے گا۔ خواہ اس کا نتیجہ کچھ ہی ہو، اور اگر میں یہ بھی کہوں تو نامناسب نہ ہوگا کہ آئندہ اس قسم کے حملے ساری ہندو قوم کے لئے ایک چیلنج ثابت ہوں گے۔" (روزنامہ رہبر دکن ۳ ر فروری ۱۹۴۴ء)

مسلم لیگ کی قرارداد نہایت معقول اور مبنی بر انصاف ہے۔ دس کروڑ مسلمانوں کروڑوں سناتنیوں، اچھوتوں، عیسائیوں سکھوں اور جینیوں وغیرہ کی اخلاقی تائید اسے حاصل ہے۔ مذہبی مداخلت

دینِ اسلام کے کامل و برتر ہونیکے دو حتمی ثبوت

انقلابِ عرب تاریخِ عالم میں بے نظیر ہے

از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

موجودہ ملحدانہ فضاء کے ماتحت عام طور پر یہ خیال غالب ہے کہ دین ایک بے سود و بے نفع شئے ہے جس کے زیر اثر اکثر ضعیف العقیدہ و توہم پرست اصحاب آ رہے ہیں نیز اسلام نے جو یہ دعوے کر دیا ہے کہ یہ مذہب ایک کامل آخری دین ہے جس پر تمام ادیان کا خاتمہ ہے یہ بھی محض بے دلیل دعوے ہے جس میں کوئی حقیقت نہیں۔ حالانکہ اسلام نے اپنے پیرووں کو یہ ارشاد فرمایا ہے قل انی علی بینۃ من ربی۔ اعلان کر دو کہ ہم خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے بینات و شواہد کے ماتحت اس دین پر قائم ہیں نہ کہ اندھا دھند۔ بلکہ قرآن کریم میں دوسری جگہ یہ آیا ہے ادعوا الی اللّٰہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی یعنی نہ صرف ہم خود ہی فضل ایزدی اس دین پر شواہد و بینات کے ذریعہ قائم ہیں بلکہ دوسروں کو جو اس مذہب و ملت کی دعوت دیتے ہیں تو وہ بھی اسلئے کہ بصیرت و معرفت کی رو سے ہم پر یہ روشن ہو چکا ہے کہ اسلامی طریق زندگی سب سے عمدہ و اعلیٰ ہے اور اسی میں جمیع نسل انسانی کا فائدہ ہے البتہ یہ اس زمانہ کے مسلمانوں کی انتہائی بدقسمتی و جہالت ہے کہ انھوں نے اپنے دینی مذہب کو مثل دیگر ادیان و ملل کے محض ایک رسم و رواج کا رنگ دے لیا ہے اور بلا سوچے سمجھے کورانہ تقلید کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں نہ خود دین کے حقایق پر غور و تدبر کرنے کا مادہ ہے نہ دوسروں کو حکمت و معرفت کی رو سے اپنے مذہب کا قائل کرنے کی ہمت و طاقت موجود ہے۔

اسلام انسانی سوسائٹی کا دین ہے

اکثر ادیان میں کم و بیش دین و ایمان کو انفرادی حیثیت تک محدود کر دیا گیا ہے اور یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ دین کا تعلق انسانی زندگی سے صرف اس قدر ہے کہ وہ انسان کو ان وسائط اور ذرائع سے باخبر کر دے جو اسے خدا تعالےٰ تک پہنچاتے ہوں۔ ایک انسان اپنی تنہائی کی گھڑیوں میں اپنے معبود حقیقی سے لو لگائے و بس۔ انسانی سوسائٹی کو مذہب سے کچھ تعلق و واسطہ نہیں گویا یہ سمجھا گیا ہے کہ دین اس طریقہ کا نام ہے جو انسان کو خدا تک پہنچا دے لیکن ایک انسان کو دوسرے انسان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے اور اسے اپنی سوسائٹی میں کس طرح رہنا مناسب ہے ان امور اجتماعیہ سے دین و ایمان کو قطعًا کوئی تعلق نہیں۔ اس غلط نظریہ کی رو سے مذہب کو ہماری اس زندگی سے دور کی بھی نسبت نہیں رہتی، حالانکہ مذہب کی بابت صحیح نقطۂ نظر یہ ہے کہ یہ یقین پیدا ہو کہ اصل دین اسی راستے کا نام ہے جس طریقے کے ذریعے انسان بہترین اجتماعی زندگی بسر کرنے کے قابل ہو سکتا ہے اور یہ کہ مذہب کا اصل مطلب و مدعا انسان کی اسی دنیاوی اجتماعی زندگی کو سنوارنا اور بہتر بنانا ہے یعنی جہاں ایک انسان کو اس کا سچا دین خدا کے قریب پہنچا دیتا ہے وہاں اس تبدیلی کے نتیجے میں اس کا اظہار مخلوق خدا سے بہترین سلوک کرنے سے ہی ظاہر ہوتا ہے۔

مذہب کے متعلق جس غلط نظریہ کا ذکر اوپر کیا گیا ہے اسی کے باعث آج کل سیاست دان بھی یہ مطالبہ کرنے کے عادی ہیں کہ سیاست و قانون کو مذہب سے بے تعلق علیحدہ رکھنا چاہیے اور دیسے بھی موجودہ تہذیب و تمدن نے دین و ایمان کے اصولوں کو سوسائٹی سے علیحدہ کر دیا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی غلط نظریہ ہے۔ دوسرے ادیان کے متعلق تو اس جگہ ذکر کرنے کا موقعہ نہیں۔ دین اسلام کا جہاں تک تعلق ہے اس مذہب کی جملہ عبادات بھی اجتماعی رنگ رکھتی ہیں اسلام کی نماز و روزہ اس کا حج و زکوٰۃ سب کی سب عبادات کے اندر قومی رنگ غالب ہے۔ اسلام میں اجتماعی حرکت کو اس قدر اہمیت و عظمت دی گئی ہے کہ قرآن کریم میں ہر مقام پر جہاں دین کی فتح و نصرت کا ذکر آیا ہے یا فلاح و کامیابی کے ذرائع بتلائے ہیں وہاں جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ ان الذین امنوا و عملوا الصلحت کا جملہ بار بار اس مقدس کتاب میں دوہرایا گیا ہے بظاہر یہ ایک مختصر سا جملہ ہے مگر اس میں کئی ایک اصولوں کا ذکر کر دیا گیا ہے۔ سب سے پہلے تو اسی اصول کی اس جملہ کے ذریعہ تلقین کرنا مقصود ہے کہ اگر کسی دینی حرکت کا نتیجہ دیکھنے کی تمنا ہو تو انفرادی جدوجہد کی بجائے اجتماعی رنگ پیدا کرو یہاں تک کہ ایمان و عمل صالحہ کے مفید نتائج بھی اگر دیکھنے ہوں تو مجتمع ہو کر اس نسخہ کو استعمال کرو گویا نہ صرف یہ دین اجتماعی رنگ کا زبردست حامی ہے بلکہ وہ اپنے افعال و اعمال کے کامل نتائج کو سوسائٹی اور اجتماعی حرکت سے وابستہ کرتا ہے۔ تعلق باللہ کا نتیجہ بھی اگر ظاہرا شکل میں دیکھنا مقصود ہو تو پھر اس مطلب و مدعا کے حصول کے لئے بھی ایک متحدہ سوسائٹی کی ضرورت ہے

دوسرا اصول جو اس قرآنی جملہ میں بیان کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ کامل ایمان اور کامل اعمال صالحہ ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں شاید اس امر کا سمجھنا تو آسان ہے کہ ایمان بغیر عمل صالحہ بے کار و بے نتیجہ شئے ہے لیکن یہ بات سمجھنا مشکل ہے کہ عمل صالحہ کے لئے ایمان کا ہونا کیوں ضروری ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ اگر اعمال صالحہ کو اس کی کامل شکل و صورت میں نشو و نما دینا ہو تو یہ امر ممکن نہیں جب تک اعمال صالحہ کی بنیادیں ایمان پر قائم نہ ہوں ویسے کبھی جو اخلاق و اعمال غیر شعوری طور پر بجا لائے جاتے ہیں ان سے ہرگز وہ نتائج مترتب نہیں ہو سکتے جو اس صورت میں لازم آتے ہیں جب ایک شعور یعنی ایمان کے ماتحت انہیں بجا لایا جائے۔ مومن اپنی زندگی کی شاہراہ پر ایمان کی کامل روشنی میں گامزن ہوتے ہیں۔ شکوک و شبہات کی ظلمات میں ٹامک ٹوئیاں نہیں مارا کرتے انھیں اس امر پر پورا یقین ہوتا ہے کہ ان کے اعمال و افعال ہی نسل انسانی کے لئے بیحد مفید اور موجب نجات ہیں، اور آخرکار انہی اصولوں کا غلبہ ہو کر رہیگا جن کے ماتحت انکی زندگیاں بسر ہو رہی ہیں

سرزمین عرب کا ایک حیرت انگیز و بے مثل معجزہ

ساڑھے تیرہ سو سال گذرے ملک عرب میں جو ایک واقعہ رونما ہوا تاریخ عالم میں اس کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی اس محیر العقول واقعہ کے رونما ہونے کے کونسے وجوہ پیدا ہو گئے تھے آخر انبیاء و مامور تو دنیا میں بہت سے آئے لیکن وہ انقلاب جو اسلام کی بعثت سے ملک عرب میں آیا ایسی تبدیلی اور کہیں نہیں ہوئی۔ ایک مغربی مصنف انقلاب عرب کے واقعہ کی نسبت یوں لکھتا ہے:۔

”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ملک عرب میں بہ یک وقت ایک نئے دین و مذہب، ایک نئی تہذیب و تمدن اور ایک نئی سلطنت و حکومت کے بانی ہوئے ہیں“

اس جملہ کا اگر تجزیہ کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم کے ذریعہ جو انقلاب رونما ہوا وہ ہر رنگ و ہر پہلو سے کامل تھا۔ خالصتًا دینی انقلاب کا تعلق لوگوں کے قلوب سے ہوتا ہے یعنی دین و ایمان کے ذریعے جو تبدیلی واقع ہوتی ہے اس کا اصلی مرکز و محور انسان کی اندرونی دنیا ہے یعنی اس کے خیالات و جذبات اس کی نیات و مقاصد ہوا کرتے ہیں۔ یہی تبدیلی حقیقتًا سچی تبدیلی کہلانے کی مستحق ہے اور جو انقلاب اس اندرونی تبدیلی کے باعث ظہور میں آتے ہیں وہی پائیدار ہوا کرتے ہیں۔ دیگر انبیاء و مصلحین نے اپنے متبعین میں کم و بیش ایمانی تبدیلی پیدا کی مگر یہ انقلاب کامل نہ تھا جس کی وجہ سے یہ نقص رہ گیا کہ یا تو کسی نئے تمدن کی بنیاد ان کی زندگیوں میں نہ پڑی اور اگر کوئی نئی تہذیب کی بناء پڑی تو کسی عرصہ دراز کے بعد جا کر۔ اسلام کی بعثت کا کمال یہ ہے کہ ایمانی یا اندرونی انقلاب کو اس کی حد کمال تک پہنچا دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بانیٔ اسلام صلعم کی زندگی میں ہی ایک نئی قوم ایک نئے تمدن کو لے کر ایک نئی قوت و طاقت سے کھڑی ہو گئی کہ جس کے مقابل پر نہ صرف پرانے تمدن کا ٹھکانا نہ رہا بلکہ پرانی سلطنتوں کا تختہ بھی الٹ دیا گیا۔ گویا نہ صرف انسان کی اندرونی دنیا میں ایک زبردست انقلاب آیا بلکہ وہ اس کمال اور انتہائی نقطہ پر آیا کہ انسان کی بیرونی دنیا میں اسکا عظیم الشان تموج پیدا ہو گیا جس کے نتیجہ میں نیا تہذیب و تمدن اور نئی سلطنت و حکومت کی بناد ڈالی گئی۔ مولانا حالی مرحوم نے اپنے مرثیہ اسلام یعنی مسدس میں انقلاب عرب کے واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے:۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلا دی

اور قرآن کریم میں انقلاب عرب کے واقعہ کو قبل از وقت یوں بیان فرما دیا یوم تبدل الارض غیر الارض والسموات و برزوا للّٰہ الواحد القھار۔ یعنی وہ دن عنقریب آنے والا ہے جب انسان کی دنیا بیرونی و اندرونی سب کی سب انقلاب پذیر ہو گی۔ عرب کے ملک کی نہ تو وہ پہلی زمین رہے گی اور نہ اس کا وہ پہلا آسمان بلکہ اس کی بجائے ایک نیا آسمان اور نئی زمین ہو گی یعنی ایک نیا نظام زندگی معرض وجود میں آئے گا جو انسان کی باطنی زندگی سے شروع ہو کر اس کی بیرونی دنیا پر کامل رنگ میں اثر انداز ہو گا۔ پھر دیکھو اور تاریخ کے اوراق کو الٹو۔ سرزمین عرب میں کیسا انقلاب آیا۔ کیا تغیر پیدا ہوا۔ عرب قوم میں کیسی تبدیلی پیدا ہوئی نہ ان کے وہ خیالات

وجذبات رہے نہ ان کے وہ مقاصد زندگی باقی رہے نہ ان کے وہ پہلے خصائل عادات رہیں اوران تمام انقلابات کا مرکز ومحوری نقطہ یہ امر ہوا کہ وہ ساری کی ساری قوم خدا کے سامنے حاضر کھڑی تھی یعنی ایک ایسا زبردست ایمان خدا کی ہستی پر قائم ہوا کہ گویا خدا کو سامنے دیکھ رہے تھے اور جب ایک قوم کا ... زبردست ایمان خدا کی ہستی پہ بدرجہ اتم پیدا ہوگیا تو اس کے نتیجے میں وہ دنیا پر خدا کی بادشاہت قائم کرنے میں کامیاب وکامران ہوگئی۔

اسلام کا کمال اس امر میں نہیں کہ اس کے ذریعے ایک نیا تہذیب وتمدن پیدا ہوا یا نئی سلطنت کی بنا پڑی بلکہ اس کا کمال یہ ہے کہ انسان کی اندرونی خیالات وجذبات اور نیات ومقاصد کی دنیا میں ایسا زبردست اور عظیم الشان انقلاب آیا کہ اس کے نتیجہ میں انسان کی بیرونی دنیا یعنی اسکا پرانا تہذیب وتمدن اور اس کی پرانی سلطنت وحکومتیں تبدیل ہوکر ایک نیا اور صالحہ وبرتر نظام زندگی قائم ہوا۔ ظاہر پرست اصحاب بیرونی انقلاب کو ہی دیکھتے ہیں اور یہ حصول تمنا کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ پھر اسلام دنیا کی سلطنتوں وحکومتوں کا تختہ الٹ دے بغیر اس کے کہ مسلمانوں کی اندرونی دنیا میں وہ انقلاب رونما ہو جو مسلمانوں کے ایمان وعمل صالحہ کا تقاضا ہے۔ ایسا ہونا ممکن نہیں۔ کسی دنیاوی قوم وملت کے لئے بیرونی انقلاب کو پیدا کر لینا تو ممکن ہے مگر ملت اسلامیہ تب ہی کوئی انقلاب پیدا کر سکنے کے قابل ہو سکتی ہے جب اس تبدیلی کا مرکز ومحور اور اس کی ابتداء وبناء مومنوں کا قلب ہو۔

اب اگر ایک طرف یہ امر بے نظیر ہے کہ اسلام نے جو انقلاب پیدا کیا وہ انسانی زندگی کے صرف ایک پہلو سے متعلق نہیں تھا بلکہ زندگی کے جملہ پہلوؤں پر حاوی ہے یعنی اگر انسان کے خیالات ونیات کو تبدیل کیا تو اس کے تہذیب وتمدن میں بھی تغیر پیدا کیا اور پھر اس سے ایک اور قدم آگے بڑھا کر سلطنت وحکومت پر بھی قوی طور پر اثر انداز ہوگیا، تو دوسری طرف یہ امر بھی بے مثل ہے کہ ایسا کامل انقلاب ایک وسیع پیمانہ پر واقع ہوا یعنی پہلے تو عرب قوم کی کایا پلٹ گئی اور پھر اس وقت کی تمام دنیا پر انقلاب آگیا۔ اور اس پر مزید کمال یہ ہے کہ ایسا کامل ووسیع انقلاب نہایت قلیل عرصہ میں رونما ہوا۔ آنحضرت صلعم کی وفات سے قریبًا بیس پچیس برس بعد اسلام کا تسلط دنیا کے بیشتر حصہ پر ہوگیا اب کیا ایسے انقلاب کی کوئی اور دوسری نظیر بتلائی جا سکتی ہے؟ اسلام سے قبل یا اس کے بعد تاریخ عالم میں کیا کسی تحریک کا نام لیا جا سکتا ہے جس نے ایسا کامل ومکمل یعنی باطنی وظاہری انقلاب ایسے وسیع پیمانہ پر اتنی ہی قلیل مدت میں پیدا کر دکھلایا ہو؟ جب تک عرب کے انقلاب کے مقابل ایک ایسا ہی دوسرا انقلاب پیش نہیں کیا جاتا تب تک کیونکر دین اسلام کے مقابل کسی دیگر مذہب کا دعویٰ کمال قابل التفات ہو سکتا ہے کیا یہی بے مثل انقلاب وہ واقعہ نہیں جو اسلام کے کامل دین ہونے کے دعویٰ پر کافی دلیل ہے جس کے مقابل ہر طرف مکمل خاموشی ہے؟ یوں تو دلائل ومنطق کا سلسلہ ایسا ہے جس میں انسان کبھی خاموش نہیں کیا جا سکتا لیکن عالم میں کسی سچے وکامل انقلاب کا پیدا کر دینا انسانی حد امکان سے باہر ہے پس اگر کسی مذہب وتحریک کو اسلام کے مقابل اپنی برتری وافضلیت ثابت کرنے کا شوق ہو تو اس پر یہ امر لازم آتا ہے کہ وہ کوئی انقلابی کارنامہ پیش کرے جو اسلام کے انقلاب سے ٹکر کھا سکے۔ بعض دفعہ یہ امر تعجب میں ڈالتا ہے کہ لوگ کیونکر اسلام کے مقابل کسی نئے یا پرانے دین کو قبول کر لینے کو تیار ہو جاتے ہیں جبکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ انقلاب اسلام کا واقعہ واحد وبے مثل واقعہ ہے جس کی مانند نہ کوئی معجزہ پہلے رونما ہوا اور نہ ہی اس کے بعد اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے۔ دو امور نہایت سادہ نہایت صاف اور قطعی ہیں اولًا یہ کہ قرآنی ہدایت کے بالمقابل کوئی کتاب پیش نہیں کی جا سکتی جس نے انسان کی روحانی واخلاقی ترقی کے لئے اس سے بہتر تعلیم وتلقین کی ہو اور نہ ہی کسی ایک روحانی واخلاقی اصول کا نام لیا جا سکتا ہے جو انسان کی ترقی کے لئے ضروری ہو اور جسے قرآن مجید نے اس کی کامل صورت میں پیش نہ کر دیا ہو اور دوئم یہ واقعہ انقلاب جو فی الحقیقت دنیا کی تاریخ میں واحد حادثہ ہے۔ جب تک ان دو امور میں اسلام کے بالمقابل کوئی اور دین آنے کی ہمت نہیں کر سکتا تب تک ایک طرف دین اسلام کا کامل ہونے کا دعوےٰ ثابت ہے اور دوسری طرف مسلمان دیگر تمام ادیان وملل سے اپنے دین کو بہتر وبرتر سمجھنے میں حق بجانب ہیں۔ ایک مسلمان دیگر مذاہب کے پیروؤں کی مانند تعصب ودھڑا بندی کا شکار ہوکر یہ نہیں کہتا کہ میرا دین افضل وبرتر ہے بلکہ وہ حقائق وامر واقعہ کی بناء پر اسلام کے دعوے کو روز روشن کی مانند مشاہدہ کرتا ہے اور اس مشاہدہ کی بناء پر وہ کل اقوام وملل کو چیلنج صم‌م کرنے سے نہیں ہچکچاتا۔ دوسرے وقت میں میں یہ واضح کرنے کی کوشش کروں گا کہ اسلامی انقلاب کے رونما ہونے کے لئے کونسے عناصر ممد ومعاون ثابت ہوئے آخر اس قدر انبیاء جو موجودہ دنیا میں مبعوث ہوئے تو اس کی کیا وجہ ہے کہ باقی سب وہ انقلاب پیدا نہ کر سکے جسے بانی اسلام صلعم نے پیدا

لائل پور میں لیکچر

۶ر مارچ۔ زراعتی کالج لائلپور میں عید میلاد النبی صلعم کا مبارک جلسہ تھا۔ کالج کے طلباء اور پروفیسر صاحبان کی طرف سے شہر کے ہندو سکھ اور مسلمان معززین کو عام دعوت تھی۔ جلسہ بعد از نماز عصر جناب خانصاحب عبد السلام صاحب جنرل منیجر دی کلاتھ ملز لائلپور کی زیر صدارت شروع ہوا۔ سب سے پہلے قرآن کریم کی تلاوت کی گئی۔ پھر نعت خوانی ہوئی۔ اس کے بعد کالج کی طرف سے اپنے معزز مہمان جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب پرنسپل جامعہ ملیہ دہلی کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا۔ اس ایڈریس میں جناب ڈاکٹر صاحب مکرم کی تشریف آوری پر ان کا شکریہ ادا کرنے کے بعد ڈاکٹر صاحب سے خواہش ظاہر کی گئی کہ آپ مذہب اسلام کو سائنٹیفک طریق پر پیش کریں۔ جناب ڈاکٹر صاحب لیکچر کے لئے کھڑے ہوئے فرمایا کہ مذہب کی صداقت سائنس کے ذریعہ نہیں پیش کی جا سکتی اور نہ انبیاء کے پاس کوئی عقلی دلیل ہوتی ہے ان کا معاملہ صرف وجدانیات سے تعلق رکھتا ہے عقلی دلائل سے وہ اپنی نبوت ورسالت کو ثابت نہیں کرتے ان کی صداقت پر اگر کوئی دلیل ہے تو صرف ایک ہی دلیل ہے کہ وہ اپنے مشن کے لئے قتل ہو جانے پر بھی طیار ہو جاتے ہیں اس کے علاوہ اور کوئی دلیل وہ پیش نہیں کرتے غرض ڈاکٹر صاحب ممدوح نے اپنا سارا وقت اسی میں صرف کر دیا کہ مذہب عقل اور سائنس کے ذریعہ ثابت نہیں کیا جا سکتا جس کا اثر طبائع پر بہت الٹا پڑا یہاں تک کہ ایڈریس پڑھنے والے نوجوان نے ڈاکٹر صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر صاحب کا لیکچر سن کر ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ مسلمان آئندہ اپنے مذہب کو عقل اور سائنس کے ذریعہ سچا ثابت کرنے کی کوشش نہ کیا کریں۔ اس پر تمام حاضرین ہنس پڑے۔ کاش ڈاکٹر صاحب موصوف صرف سیرت پر کچھ بیان فرماتے مگر وہ ایسے الجھے کہ سیرت پر بیان کرنے کی توفیق پا ہی نہ سکے۔ جامعہ ملیہ دہلی کے پرنسپل کا یہ حال ہے کہ وہ اس قدر مایوس نظر آتے تھے اور انکا دامن علم صداقت اسلام کیلئے دلائل سے یکسر خالی۔ العظمۃ للہ

ڈاکٹر صاحب موصوف کے بعد جناب مرزا مظفر بیگ صاحب سابق مسلم مشنری کا لیکچر تھا۔ مرزا صاحب نے حضرت سرور کائنات سرکار دو جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک زبردست پہلوان کے رنگ میں پیش کیا اور فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی صداقت پر عقلی۔ نقلی۔ علمی اور معجزاتی دلائل پیش کئے اور آفتاب نصف النہار کی طرح اپنی نبوت اور رسالت کے نور کو ظاہر فرمایا۔ دنیا کی سائنس اور تحقیقات میں جو چیزیں آج آرہی ہیں انہیں صدیوں پہلے بیان فرما کر خدا کے ساتھ اپنے تعلق کو دو اور دو چار کی طرح ثابت کر دکھایا اس کے بعد مرزا صاحب نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کا ذکر کیا۔ اور بیان کیا کہ کس طرح حضور صلعم دنیا کے تمام طبقات کے لئے باعث رحمت بن کر تشریف لائے۔ غرض مرزا صاحب نے مذہب اسلام کی صداقت پر ایک سیر کن بحث کی اور مذہب کی طرف سے مایوس لوگوں کی کمروں کو مضبوط کیا۔ اس لیکچر کا اثر ہندوؤں اور سکھوں اور مسلمانوں پر بہت اچھا پڑا اور تمام لوگوں نے بشاش چہروں سے یہ لیکچر سنا۔ رخصت کے وقت جناب ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب نے مرزا صاحب سے مصافحہ کیا اور کالج کے دو پروفیسر صاحبان نے مرزا صاحب کا شکریہ ادا فرماتے ہوئے جلسہ میں آپ کی موجودگی کو غنیمت سمجھا۔

(نامہ نگار)

امتحان دینیات

سہ ماہی اوّل کا قرآن کریم کے مضمون کا امتحان ہر درجہ کا ۲ر اپریل ۱۹۴۴ء کو ہوگا۔ جو صاحب امتحان میں شامل ہونا چاہیں اپنا نام اور پورا پتہ ۲۲ر مارچ ۱۹۴۴ء تک دفتر سکرٹری میں بھیجدیں تاکہ ان کو سوالات کے پرچے بھیجے جاویں۔

عزیز بخش
جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ ۱۱/۳/۴۴

قادیانی جماعت سے پانچواں مطالبہ

از جناب شیخ غلام حسین صاحب سیالکوٹی

قادیانی جماعت سے مطالبات کے سلسلہ میں ہماری یہ تحریر پانچواں مطالبہ ہے اس مطالبہ سے یہ دکھانا مقصود ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود محدث پر نبی یا رسول کا اطلاق جائز سمجھتے تھے۔ اگر آپ کے لٹریچر کے مطالعہ میں آپ کے اس اصول کو مدنظر رکھا جائے تو آپ کے دعوے کے متعلق کوئی غلط فہمی واقع نہیں ہوتی۔ مگر قادیانی جماعت نے اس اصول کو فراموش کر دیا اور نبی اور رسول کے الفاظ کو اپنے دعوے کی تائید میں پیش کرنا شروع کر دیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ جہاں جہاں نبی اور رسول کے الفاظ دیکھتے ان الفاظ کے ساتھ ان کی تشریحات کو بھی ساتھ رکھتے اگر وہ یہ التزام کرتے تو کبھی مغالطہ واقع نہ ہوتا مجرد نبی اور رسول کے الفاظ دیکھ کر ایک شخص کہہ سکتا ہے کہ اگر دعوے نبوت نہ ہوتا تو آپ بار بار یہ الفاظ کیوں استعمال فرماتے دراصل بات یہ ہے کہ ایک مصنف جو اپنی تصنیف کے مختلف اور متعدد مقامات میں اس قسم کے الفاظ کی تشریح کر دے تو پھر بھی اگر کوئی شخص اس کے کلام سے مغالطہ کھائے تو اس میں مصنف کا قصور نہیں ہے مثلاً تعزیرات ہند میں بعض الفاظ کی تعریف اور تشریح کر دی گئی ہے۔ اب اگر کوئی شخص ان تعریفوں کو نہ سمجھتے ہوئے مغالطہ کھا جائے تو اس میں واضعان قانون کا کیا قصور ہے۔ یہی حال تصوف اور طب یا بعض دیگر علوم کا ہے۔ اسی طرح جو لوگ کہتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے ایسے الفاظ استعمال ہی کیوں فرمائے جبکہ آپ کا نبوت کا دعوے ہی نہ تھا۔ اس کا یہی جواب ہے کہ حضور نے نہایت واضح طور پر اپنی کتابوں میں مکمل طور پر ان الفاظ کی تشریح فرما دی ہے ہم لوگ آپ کی تشریحات کے ساتھ الفاظ نبی اور رسول کو ملا کر پڑھتے ہیں اس لئے ہمیں کوئی مغالطہ نہیں لگتا۔ اگر دوسرے لوگ بھی یہی التزام اختیار کریں تو اس مشکل سے نجات ہو سکتی ہے۔ قادیانی جماعت سے بھی ہمارا یہی مطالبہ ہے کہ وہ حضرت کے استعمال کردہ الفاظ نبی اور رسول کے ساتھ آپ کی تشریحات کو ساتھ رکھیں تو کوئی نیا دعوے یا عقیدہ پیدا نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر ان تعریفات اور تشریحات کی آپ نے کبھی ترمیم فرمائی ہو تو پھر ہمارے مخاطب معذور ہیں مگر یہ ایک حقیقت ہے کہ مدت العمر کبھی آپ نے اپنے قلم سے ان تشریحات کی ترمیم اور تنسیخ نہیں فرمائی اس لئے ان حقائق سے چشم پوشی نہیں ہو سکتی۔ اور صحیح مسلک وہی قرار پا سکتا ہے جو الفاظ اور تشریحات کو ملا کر پیدا کیا جائے نہ کہ مجرد الفاظ سے آئندہ ہم ان تعریفات اور تشریحات کا ذکر کریں گے جو آپ نے لفظ نبی اور رسول کے استعمال کے متعلق اختیار فرمائے ہیں۔

اس مقالہ میں ہم صرف وہ حوالجات نقل کریں گے جن میں آپ نے لفظ نبی اور رسول کے استعمال کو محدث پر جائز قرار دیا ہے، اور چونکہ آپ نے نہایت واضح طور پر اپنی تصنیفات میں اس امر کی تشریح فرما دی ہے کہ محدث پر نبی اور رسول کا حمل جائز ہے اس لئے آپ نے بے کھٹکے نبی اور رسول کے الفاظ کو اپنے متعلق استعمال فرمائے ہیں کیونکہ آپ کی تشریحات کے مطابق دراصل مراد اس سے محدث ہوتی ہے نہ نبی۔ ذیل کے حوالجات میں اس مفہوم کی وضاحت موجود ہے۔

(۱) محدث پر نبی کا حمل جائز ہے۔
(آئینہ کمالات اسلام ص۲۳۸)

(۲) مرسل ہونے میں نبی اور محدث ایک ہی منصب رکھتے ہیں جیسا کہ خدا تعالےٰ نے نبیوں کا نام مرسل رکھا ہے۔ ایسا ہی محدث کا نام مرسل رکھا ہے۔
(شہادت القرآن صفحہ ۲۸)

(۳) ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے (ازالہ اوہام ص۲۸۸)

(۴) محدث من وجہ نبی بھی ہوتا ہے۔
(ازالہ اوہام ص۲۹۳)

(۵) ماسوا اس کے حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ محدث بھی نبیوں اور رسولوں کی طرح خدا کے مرسلوں میں داخل ہے
(ایام صلح ص۷۴)

(۶) جھوٹے الزام مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوے کیا ہے کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے کیا قرات ولا محدث کی یاد نہیں پھر یہ کیسی نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونے کا دعوے کیا ہے ..... ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا قرآن ایسے نبیوں کے ظہور سے مانع ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے خدا کا اختیار ہے کہ کسی ملہم کو نبی کے لفظ سے یا مرسل کے لفظ سے یاد کرے .... بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالےٰ کی طرف سے بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ اور جیسے یہ محمول نہیں ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے (سراج منیر ص۳)

ان حوالجات سے جو درج کئے گئے ہیں واضح طور پر عیاں ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے محدث پر نبی اور رسول کا حمل جائز قرار دیا ہے اسی تشریح کے مطابق آپ اپنے آپ کو کبھی مامور اور محدث ہونے کی حیثیت سے نبی اور رسول کہتے اور لکھتے رہے اور رفع التباس کی غرض سے اکثر ظلی نبی، بروزی نبی، امتی اور نبی، اور لغوی نبوت، اور عکسی اور مستعار نبوت کے الفاظ استعمال فرماتے رہے۔ اور کبھی کبھی مجرد لفظ نبی اور رسول کا بھی استعمال فرماتے اور مطلب اس سے محدثیت اور ماموریت کے دعوے کا اظہار ہوتا۔ محدثیت اور مجددیت کا دعوے تو التزاماً شروع سے لیکر اخیر وقت تک کرتے رہے جیسا کہ مطالبہ نمبر۲ میں ہم نے براہین احمدیہ کے زمانہ سے لیکر وفات کے زمانہ تک حوالجات پیش کئے ہیں۔ پھر یہ امر قابل غور ہے کہ اگر جیسا کہ قادیانی دوستوں کا یہ عقیدہ ہے کہ کسی زمانے میں آپ کا دعویٰ تبدیل ہو گیا تھا یعنے بجائے محدثیت کے نبوت اور رسالت کا منصب سمجھنے لگے تو اس حالت میں ساتھ ساتھ دعوے محدثیت کا اظہار کیوں فرماتے رہے بلکہ اس زمانے میں جبکہ منصب نبوت کا انکشاف ہوا ان حوالجات کی جو آج کے مضمون میں ہم نے پیش کئے ہیں تردید کرنی چاہیئے تھی کیونکہ ہمارے پیش کردہ حوالجات کا مفاد یہ ہے کہ محدث پر نبی اور رسول کا حمل جائز ہے۔ اس قسم کی عبارتیں دعوے نبوت اور رسالت کی راہ میں سخت مضر اور غیر مفید ہیں ان کی ترمیم اور تنسیخ کا اعلان از بس ضروری تھا۔ مگر آپ نے اخیر تک اس کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ ان حوالجات کی تردید اور تنسیخ کے بغیر دعوے نبوت و رسالت مشتبہ ہو جاتا ہے۔ ہاں لفظ نبی اور رسول کے استعمال کے متعلق جو غلط فہمی اور مغالطہ واقع ہو جاتا ہے اس کا حل آپ کی تشریحات کی روشنی میں ہو سکتا ہے جیسا کہ آج کے مضمون میں ہم نے اس امر کو واضح کیا ہے کہ آپ کا مسلک یہ تھا کہ آپ محدث پر نبی اور رسول کا حمل جائز سمجھتے تھے ہمارے دوستوں نے اس التزام کو بھلا دیا اور غلط فہمی کا شکار ہو گئے آیندہ انہیں اسی فراموش شدہ راستے کو اختیار کرنا چاہیئے خدا چاہے گا اور انہیں صحیح راستہ مل جائے گا۔ آیندہ اقساط میں ہم بعض اور تشریحات کا ذکر کریں گے جو حضرت مسیح موعود کے اصل مذہب کو سمجھنے کے لئے بمنزلہ کلید کے ہیں۔

خادم انسانیت

ڈاکٹر کارور جنوبی امریکہ کے مشہور ماہر سائنس ہیں، جنہوں نے اپنی تمام دماغی قوتیں مطالعہ کائنات کی نذر کر رکھی ہیں۔ اس وقت تک قدرت نے آپ کو حسب ذیل انعامات سے سرفراز فرمایا ہے:۔

(۱) آپ نے مٹر کے دانوں سے ۲۰۰ مرکبات دوائیں، رنگ وغیرہ ایجاد کئے ہیں۔

(۲) آپ نے ایلاباما کی خام مٹی سے ۳۴ قسم کے قیمتی رنگ تیار کئے ہیں۔ اگرچہ یہ رنگ مٹی سے تیار کئے گئے ہیں، پھر بھی یہ ذرا مدھم نہیں ہوتے۔ اس انکشاف کی بدولت ایلاباما کے خاک کے ڈھیر سونے کے ہم پلہ بن گئے ہیں اور رنگ کی تجارت کی دنیا میں بہت بڑا انقلاب آگیا ہے۔

(۳) آپ نے آلو سے ۱۲۸ چیزیں ایجاد کی ہیں۔ جن میں سے ایک مرکب ربڑ کا کام دیتا ہے۔

(۴) آپ نے لکڑی کے ٹکڑوں سے سنگ مرمر کا بدل تیار کر دیا ہے۔ ایڈیسن نے ڈھائی ہزار پونڈ سالانہ تنخواہ پر آپ کو اپنی رسدگاہ میں کام کرنے کی دعوت دی تو آپ نے جواب دیا میں اپنی زندگی جنوبی امریکہ کے لئے وقف کر چکا ہوں۔ ایلاباما میں مٹر کی فصل کو شدید بیماری لاحق ہو گئی تھی مگر آپ نے جلد ہی اس کا علاج ڈھونڈ نکالا۔ اس پر لوگوں نے آپ کو معاوضہ دینا چاہا تو آپ نے فرمایا:۔ "خدا نے تم سے مٹر پیدا کرنے کا کوئی معاوضہ نہیں لیا، پھر میں ان کی بیماری دور کرنے کا معاوضہ کس طرح وصول کر لوں"۔ آپ کے دل و دماغ پر ہر وقت خدا کا عشق چھایا رہتا ہے، آپ اکثر خدا کا ذکر کرتے ہیں اور خدا ہی کو اپنی کامیابیوں کا واحد سرچشمہ سمجھتے ہیں، آپ علی الصبح چار بجے اٹھ بیٹھتے ہیں اور خدا کی کائنات پر غور کر کے خدا کے رازوں کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ کا بیان ہے کہ یہ خدا ہی کا الہام ہے جو مجھ پر اپنے راز افشا کر رہا ہے، اور پھر اس کی تیاری کا طریقہ بھی سکھا دیتا ہے جب خدائے پاک نے مجھ پر کرم کیا تو میں نے آدھ ہی گھنٹے میں آلو سے انڈے کی زردی تیار کر لی تھی۔

یہ تو ہوا ایک حبشی کے دماغ کا مصرف اب یہ دیکھئے کہ مسلمانوں کا دماغ کہاں صرف ہو رہا ہے؟ وہ بحث کر رہے ہیں کہ خدا جھوٹ بول سکتا ہے یا نہیں؟ مردے سنتے ہیں یا نہیں؟ حضرت عیسےٰ زندہ ہیں یا گذر گئے؟ رسول خدا بشر ہیں یا غیر بشر؟ معراج جسمانی تھا یا روحانی؟ مسلمانو! یہ بیکار بحثیں کب تک تمہارے دماغوں میں بسی رہیں گی؟ کچھ زندگی کا بھی فکر کرو۔ (ماخوذ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

لوائے ما پنہہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایان بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر: ایس محمد آصف ۔ بی اے

جائینٹ ایڈیٹر: شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ ۔ مورخہ ۲۷ ربیع الاول سنہ ۱۳۶۳ھ م ۔ ۲۲ مارچ سنہ ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۲

ایمان اور شرک کا امتزاج

اختلاف کے وقت قادیانی جماعت کے رجحانات

قادیانی جماعت کی قوت متفکرہ بیکار کردی گئی

میاں محمود احمد صاحب ڈاکٹر عبدالحکیم خاں کے نقش قدم پر

خاں بہادر میاں محمد صادق صاحب کیلئے لمحۂ فکریہ

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۴۴ء

وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللہ ما لم ینزل بہٖ علیکم سلطٰناً فای الفریقین احق بالامن ج ان کنتم تعلمون۔ الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولٰئک لہم الامن وہم مہتدون۔ (سورۃ الانعام ۔ ۸۲ ۔ ۸۳)

ایمان میں ملونی

معلوم ہوتا ہے بعض دفعہ توحید الٰہی کے ماننے والوں کے ایمانوں میں بھی ملاوٹ ہوجاتی ہے بلکہ ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وما یؤمن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون۔ اور ان میں سے اکثر اللہ پر ایمان نہیں لاتے مگر اس حال میں کہ وہ مشرک بھی ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں کی حالت بتائی ہے اس قدر بیماریاں شرک کی مسلمانوں کے اندر داخل ہوئیں کہ جن کی انتہاء نہیں ان میں قبر پرستی اور پیر پرستی کا دائرہ بہت ہی وسیع ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کی مشرکوں سے بحث

یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک بحث اپنی قوم کے ساتھ ہے جس کے آخر میں فرمایا۔ وکیف اخاف ما اشرکتم ولا تخافون انکم اشرکتم باللہ اور میں کس طرح اس سے ڈروں جس کو تم شریک بناتے ہو اور تم نہیں ڈرتے کہ تم نے اللہ کے ساتھ اسے شریک بنایا ہے معلوم ہوتا ہے کہ جیسا کہ باطل پرستوں کا قاعدہ ہوتا ہے جب حضرت ابراہیمؑ کے دلائل کا کوئی جواب نہیں بن آیا تو ان کو ڈرایا ہے کہ ہمارے دیوتا تمہیں نقصان پہنچائیں گے اس کا جواب حضرت ابراہیمؑ نے دیا ہے کہ مجھے ان سے کچھ خوف نہیں ما لم ینزل بہٖ علیکم سلطٰنا ۔ جس کو تم شریک بناتے ہو اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ فای الفریقین احق بالامن پس دونوں گروہوں میں سے کون امن کا زیادہ حقدار ہے ان کنتم تعلمون اگر تم جانتے ہو، اگر کچھ علم رکھتے ہو تو اس سے کام لو۔ الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانہم بظلم اولٰئک لہم الامن وہم مہتدون جو اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ خلط نہیں کیا انہیں کے لئے امن ہے اور وہ ہدایت پانیوالے ہیں۔

ظلم کے مختلف معنی

ظلم کے مختلف معنی میں سے ایک شرک بھی ہیں اور حدیث متفق علیہ سے ثابت ہو کہ نبی کریم صلعم نے یہاں ظلم کے معنی شرک بیان فرمائے ہیں اور قرآن کریم کی اس آیت سے بھی استدلال فرمایا ان الشرک لظلم عظیم۔ پس ایمان کے بعد اگر شرک کی ملونی نہ ہو تو انسان امن کو پالے گا ورنہیں

ابتدائی رجحانات

میں اس وقت آپ کو ایک تھوڑا سا قصہ سناتا ہوں جو ہم لوگوں کو قادیان چھوڑتے ہوئے پیش آیا۔ واقعات آپ کو بتادیں گے کہ ہماری غرض جماعت بنانے کی نہ تھی بلکہ صرف ان چیزوں کی اصلاح مدنظر تھی جو اس وقت قادیان میں رونما ہورہی تھیں کچھ ان میں سے ظاہر ہورہی تھیں اور کچھ پردہ کے نیچے تھیں جو مومنانہ فراست سے نظر آسکتی تھیں۔ ظاہر اور کھلی باتوں میں سے ایک بات سب سے بڑی تھی کلمہ گوؤں کی تکفیر یہ سب سے بڑی بات تھی جو اس وقت سامنے تھی۔ نبوت کا مسئلہ ابھی سامنے نہ آیا تھا۔

میاں صاحب کا ایک مکتوب

بلکہ سنہ ۱۹۱۳ء میں بھی میاں صاحب نے ایک شخص کو خط لکھا تھا:۔

"نبوت کے متعلق میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سب احمدی حضرت مسیح موعودؑ کو ظلی نبی مانتے ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت صاحب کے درجے کو اس وقت بہت گھٹا کر لکھا جاتا ہے اسلئے مصلحت وقت مجبور کرتی ہے کہ آپ کے اصل درجے سے جماعت کو آگاہ کیا جائے ورنہ اس طرح نبی کے استعمال کو میں خود بھی پسند نہیں کرتا۔ اسلئے کہ آپ نبی نہ تھے بلکہ اسلئے کہ ایسا نہ ہو کہ کچھ مدت بعد بعض لوگ اس سے نبوت مستقلہ (صعف) کا مفہوم نکال لیں۔ یہ صرف چند روزہ بات ہے اور بطور علاج کے ہے"

پیر پرستی کا آغاز

بہرحال سب سے پہلے کفر کا مسئلہ ظاہر ہوا تھا اس کی ابتدا حضرت مولانا نورالدین صاحب کے آخری ایام میں شروع ہوگئی تھی اور دوسرا جو حضرت صاحب نے انجمن کو اپنا جانشین ٹھہرایا ہے "کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن ہے،" کچھ اس کے متعلق بھی اختلاف رونما ہوچکا تھا۔ یہ دو باتیں مسئلہ تکفیر اور مسئلہ خلافت ظاہر ہوچکی تھیں لیکن یہ ظاہر طور پر نظر نہیں آتا تھا کہ یہ قوم پیر پرستی کی بیماری میں مبتلا ہونیوالی ہے مگر ہم نے اپنی ابتدائی تحریروں میں لکھا کہ قادیانی جماعت پیر پرستی کی طرف جارہی ہے

ہماری جماعت اور خدائی مصلحت

جیسا کہ میں نے ابھی کہا کہ ہماری غرض کوئی علیحدہ اڈہ بنانے کی نہ تھی ڈیڑھ مہینہ تک ہم نے کوشش کی اختلافی امور کا فیصلہ ہوجائے اور ڈیڑھ مہینہ کے بعد ہم نے انجمن بنا لینے کے بعد بھی میاں صاحب کو لکھا کہ ہم اب بھی آپ کے ساتھ بعض شرائط کے ساتھ مل کر کام کرنے کو تیار ہیں۔ مگر یہ خدائی مصلحت تھی کہ میاں صاحب نے ہماری شرائط کو جو نہایت مختصر اور معقول تھیں قبول نہ کیا اور اسی کا نتیجہ ہے کہ ایک جماعت بن گئی اور آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم زندہ ہے ورنہ حضرت صاحب کی تعلیم مٹ چکی ہوتی پہلے مسیح کے بعد توحید کی تعلیم باقی نہ رہی اور اس کی جگہ تثلیث کی تعلیم غالب آگئی اسی طرح اگر اس وقت یہ جماعت الگ نہ بن گئی

کہ انہوں نے کہا ہاں اس نے کہا میں بھی ترقی کرتا کرتا نبی بن سکتا ہوں انہوں نے کہا ہاں تم بھی بن سکتے ہو۔ یہ واقعہ خود اس شخص نے مجھ سے بیان کیا ہے۔

میاں صاحب کا دعوے

اب میاں صاحب کتنا بڑا دعوے کرتے ہیں ان الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ کہ میرے متبع قیامت تک میرے منکروں پر غالب رہیں گے۔ کہتے ہیں زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں لیکن یہ بات نہیں ٹل سکتی لیکن خود اپنی یہ حالت ہے کہ ہمارے دلائل کے سامنے بھاگے پھرتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں کہ مجھ پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

جولاہے کی مثال

کہتے ہیں جولاہے کی پنڈلی میں تیر لگ گیا تھا وہ اسے کھینچ کر نکالنے کی کوشش بھی کرتا جاتا تھا اور بھاگا جا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ یا رو دعا کرو نہ ہی نکلا ہو۔

میاں صاحب کو چیلنج دیا گیا

میں غالباً پچاس دفعہ سے بھی زیادہ مرتبہ ان کو چیلنج کر چکا ہوں کہ تین آدمی وہ میری جماعت سے منتخب کر لیں اور تین آدمی میں ان کی جماعت سے منتخب کر لیتا ہوں ان کے سامنے ہم اپنے دلائل رکھ دیتے ہیں کہ وہ فیصلہ کر دیں کہ کس کے عقائد حضرت صاحب کی تعلیم اور تحریرات کے مطابق ہیں اور اب میں اس سے بھی ترقی کرتا ہوں کہ میں انہیں کی جماعت میں سے تین آدمی منتخب کروں گا ہماری جماعت کا کوئی آدمی نہ ہو وہ کسی طرح پر نکلیں سہی اور وہ جو یہ کہتے ہیں کہ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں لیکن یہ بات نہیں ٹل سکتی کہ ان کے متبعین کا غلبہ ان کے منکرین پر رہے کبھی آج تک دنیا میں کیکوڑوں نے بھی غلبہ حاصل کیا ہے وہ ہمارے دلائل کے سامنے بھی بھاگ رہے ہیں اور جو خواب انہوں نے دیکھی ہے اس میں اپنے آپ کو بھاگتے دیکھا۔ اس زمانے میں جب جرمن فوجیں ہر جگہ بھاگ رہی ہیں میاں صاحب خواب میں جرمنوں سے بھاگ رہے ہیں۔ خوب یاد رکھو وہ کبھی ہمارے دلائل کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔

پریس کانفرنس میں میاں صاحب کا بیان

ابھی حال ہی میں میاں صاحب نے اخباری نمائندوں کو دہلی میں مدعو کیا اور اس پریس کانفرنس میں ان سے سوال کیا گیا کہ ہندوستان کے مستقبل کے متعلق بھی ان کو کوئی خواب آئی ہے اور کچھ معلوم ہو گیا ہے انہوں نے کہا ہاں۔ رپورٹر نے پوچھا کیا بتایا گیا ہے جواب دیا کہ میں بتاؤں گا نہیں۔ اس کا مطلب کیا ہے سوائے اس کے کہ جب کچھ ہو گا تو کہیں گے کہ ہم نے اپنے فلاں مرید کو یہ خواب سنایا تھا۔ دعوے قائم کرنے کا موقعہ تو وہ تھا۔ مریدوں سے جو شہادت چاہیں دلوا لیں۔ حالانکہ ہندوستان کے مستقبل کے متعلق قیاس سے بھی آسانی سے کہا جا سکتا ہے

بلند بانگ دعاوی کرنیوالے اس جنگ کو ہی رکوا دیں

۱۱ مارچ کے الفضل میں میاں صاحب کی ایک تقریر چھپی ہے کہتے ہیں "میں کہتا ہوں کہ جس حد تک میرے ارادے ہیں اگر جماعت میں اتنی ہی تبدیلی پیدا ہو جائے تو موجودہ لاکھ دو لاکھ سے ہی ہم نہ صرف روحانی طور پر بلکہ جسمانی طور پر بھی فتح حاصل کر سکتے ہیں" کہاں دس لاکھ کی تعداد اور کہاں اب ترقی کر کے صرف لاکھ دو لاکھ رہ گئے ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ لوگ بیکار کیوں بیٹھے ہیں اتنا عذاب دنیا پر آیا ہوا ہے اور یہ کان اللہ نزل من السماء کے مصداق بھی ہیں یہ دنیا پر فتح پانے والے اس جنگ کو ہی رکوا دیں لاکھ آدمی سے ساری دنیا کو فتح کرنے والے ایک شکست خوردہ جرمنی کو ہی فتح کر دیں جاپان کو فتح کر دیں، ساری دنیا تو خیر دور کی بات ہے۔ ایک بحث کے لئے میدان میں نہیں نکل سکتے اور ساری دنیا کو فتح کرنے کے دعوے مگر یہ وہ خواب ہیں جو ہر ایک مصلح موعود دیکھا کرتا ہے۔

میاں محمد صادق صاحب کا ایک مضمون

میں دیکھتا ہوں کہ دین کو ہنسی اور کھیل بنایا جا رہا ہے کس قدر اچھا مضمون لکھا تھا ہمارے اس دوست نے جن کا میں نے فقرہ سنایا تھا یعنی خاک از تودہ کلاں بردار، انہوں نے ۸ مارچ ۱۹۴۵ء کو پیغام صلح میں ایک مضمون لکھا تھا "جناب خلیفہ صاحب قادیان کے مرغوب کھلونے" کہ جناب میاں صاحب نے مذہب کو کھیل بنایا ہوا ہے اور مسئلہ نبوت اور کفر ان کے مذہبی کھلونے ہیں اس ضمن میں وہ خلیفہ صاحب قادیان کے [illegible] جمعہ میں استدلال سے کام لینے کی ہدایت کی گئی ہے پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں "خلیفہ صاحب کے مذہب میں مسئلہ کفر و اسلام نبوت حضرت [illegible] دونوں سے اختلاف رکھتے ہوئے بھی بیعت ہو سکتی ہے۔ ...... کیا دل کا اطمینان اسی طرح کیا جاتا ہے کہ باوجود اختلاف کے بیعت لیتے ہیں اور کہتے ہیں استقلال کی ہدایت فرماتے ہیں اختلافی صورت میں بیعت قبول کرنا اور پھر استقلال کی ہدایت کے کیا معنی ہیں ہو سکتے کہ مرید کو اجازت ہے کہ اختلاف پر استقلال سے جمے رہو مگر دامن خلافت سے بندھا رہے کیا قول و فعل میں تضاد نہیں اسی کا نام ہے"

بعض عجائبات

انسان کی طبیعت کے عجائبات بھی عجیب ہیں کہ وہ بعض دفعہ ٹھوکر کھاتا ہے تو بعض دفعہ معمولی سی بات سے کہا جاتا ہے یہی مضمون لکھنے والے ہمارے دوست خان بہادر میاں محمد صادق صاحب ہیں ان کا اور ماسٹر فقیر اللہ صاحب کی بیعت کا اعلان اخبار الفضل میں چھپا ہے۔

میاں محمد صادق صاحب کا بیان

خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کا جو بیان الفضل میں شائع ہوا ہے اس میں وہ یہ تو برداشت نہیں کر سکتے کہ لکھیں کہ میرے عقاید ابھی جماعت احمدیہ لاہور کے ہی عقاید ہیں بلکہ لکھا ہے کہ عقائد وہی ہیں جو مفتی محمد صادق صاحب نے مولوی شبلی صاحب مرحوم کے سامنے بیان کئے مفتی صاحب کا بیان بدر جلد ۹ صفحہ ۵ (۱۹۱۰ء) میں شائع ہوا ہے "شبلی نے دریافت کیا کہ ہم لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں میں نے عرض کیا کہ ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں نہ نیا نہ پرانا ہاں مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ جاری ہے وہ بھی آنحضرت صلعم کی طفیل ...... مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنیوالے تھے اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں" اور لکھتے ہیں کہ اس کی تائید حقیقت الوحی کے صفحہ ۱۱۱ سے بھی ہوتی ہے۔ لیکن آپ نے کیوں قلابازی کھائی اور اختلاف رکھ کے بیعت کیوں کی؟

مجدد اعظم کے پایہ کی کتاب پیش کریں

لکھتے ہیں کہ اس جماعت میں احمدیت کا کوئی چرچا نہیں میں اس بات کو پڑھ کر حیران ہوں کہ پیر پرستی میں انسان بہہ جائے تو اس کی آنکھیں بالکل بند ہو جاتی ہیں لیکن میں کہتا ہوں کہ اس جماعت میں خدا کے فضل سے احمدیت کا چرچا اتنا ہے کہ مجھے بتاؤ سارے قادیانی لٹریچر میں سے مجدد اعظم کے پایہ کی کتاب نکال کر دکھا دیں یہ کتاب ہزاروں کی تعداد میں چھپی اور تقسیم ہوئی اگر ہم میں کوئی نقص ہے تو اسے دور کرنا چاہیئے ہم ان لوگوں میں سے نہیں کہ کہیں کہ ہم پر سچے اعتراض کرنیوالا بھی دوزخ میں جائے گا کوئی ہماری طرف سے کوتاہی ہو تو ہم اس کی اصلاح کے لئے تیار ہیں

یہ بات سمجھ میں نہیں آتی

خیر ہو نا یہ تو بعض دفعہ سمجھ میں آ جاتے ہیں اور سمجھ آ جانے پر بدلے بھی جا سکتے ہیں لیکن ایک شخص کی اخلاقی حالت کو اچھا نہ سمجھتے ہوئے اس کی بیعت کس طرح کی جا سکتی ہے انہی خان بہادر صاحب کی قلم سے پیغام صلح میں مضامین شائع ہوتے رہے ہیں "کیا عدالت میں حلف لیکر جھوٹ بولنے والا خلیفہ کسی متقی جماعت کا امام ہو سکتا ہے"۔ عطاء اللہ شاہ بخاری کے مقدمہ میں شہادت دیتے ہوئے خلیفہ صاحب نے جھوٹی شہادت دی تھی یعنی انہیں علم تھا کہ فلاں شخص کی کسی دوسرے شخص نے ضمانت دی ہوئی ہے چنانچہ وہ اپنے اس علم کا اظہار ایک خطبہ جمعہ میں کر چکے تھے لیکن عدالت میں انہوں نے کہہ دیا تھا کہ مجھے علم نہیں۔

میاں صاحب نے خوب گرفت کی

میاں محمد صادق صاحب نے خلیفہ صاحب کو پکڑا اور خوب گرفت کی کہ انہوں نے جھوٹا بیان دیا تھا عقائد کا اختلاف تو الگ رہا کیا جو شخص جھوٹ بولے وہ بھی کسی مذہبی جماعت کا رہنما بننے کے قابل ہے۔ خلیفہ صاحب نے جواب میں کہا تھا کہ میں نے گواہی دینے سے قبل وکیل سے مشورہ کر لیا تھا کہ میں کیا گواہی دوں مگر وکیلوں سے یہ مشورہ کہ کیا گواہی دوں سچا گواہ نہیں کیا کرتا جھوٹا گواہ ہی وکیل کے اشاروں پر چلا کرتا ہے گواہی وہی دینی چاہیئے جس کا علم ہو، میاں محمد صادق صاحب نے یہ بھی ان مضامین میں لکھا ہے کہ خلیفہ صاحب قادیان پیرس میں ننگے ناچ دیکھتے رہے کیا ان کے نزدیک وہ شخص جو ایسے افعال کا مرتکب ہو اس کی بیعت جائز ہے؟

میاں صاحب رجوع کریں گے

میں سمجھتا ہوں کہ اگر میاں محمد صادق صاحب سوچیں گے تو ضرور رجوع کریں گے یہ بھی غلط خیال ہے کہ اختلاف عقیدہ رکھ کر بیعت کر لی جائے یہ نہیں ہو سکتا بلکہ آہستہ آہستہ وہی غالیانہ رنگ چڑھ جاتا ہے ہم حضرت صاحب کے الفاظ میں کہتے ہیں کہ ہم مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں خدا قادیان میں جا کر ان الفاظ کو کہہ کر تو دیکھو جو شخص کسی کو نبی بناتا ہے وہ کبھی ان الفاظ کا متحمل نہیں ہو سکتا وہ کہتے ہیں کہ یہاں احمدیت کا چرچا نہیں ہوتا۔

جماعت لاہور میں دین کا چرچا

میں کہتا ہوں کہ دین کا چرچا اگر نظر آتا ہے تو وہ صرف لاہور میں ہی نظر آتا ہے اگر قرآن مجید سیرت نبوی اور اسلامی لٹریچر کو دنیا میں پہنچایا ہے تو جماعت احمدیہ لاہور نے ہی پہنچایا ہے قادیانیوں کے قلم میں بھی وہ جگہیں نہیں آ سکتیں جہاں جہاں ہم نے قرآن کریم کو اور اسلامی لٹریچر کو پہنچایا ہے جرمن زبان میں قرآن مجید کا ترجمہ ہو گیا برلن سے ایک رسالہ نکلتا رہا ایک مسجد بھی جرمنی میں بن گئی۔ یورپ کے ان ممالک میں جہاں جرمن زبان بولی جاتی ہے لاہور کی جماعت کی بدولت خدا کے فضل سے [illegible]

پیغام صلح
جلد ۳۲ | یوم چہار شنبہ مورخہ ۲۷ ربیع الاول ۱۳۶۳ھ | نمبر ۱۲

ایک مصلح کو پرکھنے کا حقیقی معیار

مصلح اخلاقی لحاظ سے بہت بلند ہوتا ہے

ایک مصلح کی سب سے بڑی غرض یہ ہوتی ہے کہ وہ دنیا میں اجتماعی اور انفرادی اخلاق پیدا کرے اور اپنی سیرت کو بطور اخلاقی معیار کے پیش کرے تاکہ اس کا اسوۂ حسنہ بطور بنیاد کے ہو اور اس بنیاد پر ایک عظیم الشان اصلاحی تحریک قائم ہو سکے چنانچہ مصلحین عظام اپنے اس مقام مصلحیت کی صداقت کے لئے بھی اپنی سیرت طیبہ کو ہی بطور دلیل کے پیش کرتے رہے ہیں اور دنیا کو فقد لبثت فیکم عمراً کا چیلنج کرتے رہے ہیں کیونکہ جب تک وہ اپنی سیرت کو بطور معیار کے پیش نہ کریں تو دنیا میں کوئی اصلاح نہیں ہو سکتی اور تزکیہ نفوس ہی درحقیقت ان مصلحین کی اصل غرض ہوا کرتی ہے چنانچہ اگر ہم ان عظیم الشان مذہبی شخصیتوں کی سیرت کا جائزہ لیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ان مقدس ہستیوں کی اصل غرض اخلاقی اور روحانی انقلاب تھا اور اس انقلاب کا باعث خود ان کی معجز نما شخصیتیں تھیں، حضرت بدھ نے جب اصلاح کا بیڑا اٹھایا تو اس وقت سوسائٹی اخلاقی لحاظ سے انحطاط پذیر تھی، آپ نے ایک شاندار قانون اخلاق کو مدون کیا اور خود ساری عمر اس نظام اخلاق پر جس شدت سے کاربند رہے اس کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ حضرت مسیح ناصری نے بھی ایک شاندار اخلاق کی تعلیم دی۔ آنحضرت صلعم کی بعثت بھی ایسے وقت میں ہوئی جب ساری دنیا اخلاقی پستی میں گر چکی تھی آنحضرت صلعم کا سب سے بڑا معجزہ یہی ہے کہ حضور نے اپنے اسوہ حسنہ سے عرب قوم کے اندر ایک زبردست اخلاقی قوت پیدا کر دی، آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ پر تو متعصب مورخین بھی انگشت بدنداں ہیں ویدوں کے رشی اور انبیاء بنی اسرائیل بھی ایک نظام اخلاق کو ہی دنیا میں پیدا کرتے رہے سو ایک مصلح کی تعلیم کا نمایاں جزو اخلاق ہے اور اس کی اپنی شخصیت اس اخلاق کی بہترین حامل ہوتی ہے جو شخص اخلاق کی تعلیم نہیں دیتا اور اس اخلاقی معیار پر پورا نہیں اترتا وہ ہرگز ہرگز آسمانی مصلح کہلانے کا مستحق نہیں۔

ان عظیم الشان مصلحین کے علاوہ جن کا اوپر ذکر ہو چکا ہے کچھ بہروپئے بھی اپنی کمزوریوں کو چھپانے کے لئے بلند بانگ دعاوی کرتے رہتے ہیں، ان کے دعووں میں کوئی اخلاقی اور روحانی غرض پنہاں نہیں ہوتی بلکہ کوئی نفسانی غرض کارفرما ہوتی ہے چنانچہ مسیح ناصری کی تخت گاہ پر متعدد شریف النفس پوپ بھی متمکن ہوئے لیکن بعض ایسے اشخاص بھی قابض ہوئے اور خلیفۃ المسیح کہلائے جنہوں نے اپنی معصومیت اور مقام کے متعلق بلند بانگ دعاوی کئے لیکن اپنی جرأت رندانہ سے کلیسا کی فضاء کو مسموم کیا اور عوام کو نفس کشی کی تلقین کرتے ہوئے خود ان کے اپنے مونہوں سے بادۂ دوشینہ کی بو آتی رہی اور ان کے مقدس جبوں پر ایسے بدنما داغ ہیں جو زمانہ کے دھارا سے بھی نہیں دھلے اور نہ دھل سکتے ہیں، مورخ نے انہیں پراسرار اور خفیہ عشرت کدوں سے نکال کر کٹہرہ عدالت میں پیش کیا ہے اور ان کی زندگیوں پر اتنا خطرناک محاسبہ کیا ہے کہ جس کے ڈر سے وہ اس انسانی عدالت میں تھر تھر کانپ رہے ہیں، مورخ کی ٹیکنیک سے کوئی عیار سے عیار انسان بھی بچ نہیں سکتا ہے اور نہ آج تک بچا ہے۔ تاریخ اعمال انسانی کا مرقع ہے اور مورخ ان اعمال کی تحقیق کے لئے تاریخی شخصیتوں کا تعاقب دنیا کے کناروں تک کرتا ہے ۔۔۔ غیر تاریخ بتاتی ہے کہ ان بہروپیوں کی تعلیوں سے مرعوب ہو کر کمزور طبائع کے انسان ان کی طرف مائل ہو جاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ خدا تعالے نے انہیں دنیا کی اصلاح کے لئے مقرر کیا ہے لیکن نہیں ایسے لوگ ہرگز ہرگز اصلاح کے لئے مقرر نہیں کئے جا سکتے خدا تعالیٰ اپنی مخلوق کی اصلاح کے لئے بہت بلند اخلاق اور برگزیدہ انسانوں کو مقرر فرمایا کرتا ہے جن کی اخلاقی سطوت اور شان سے ان کے دوست اور دشمن دونوں مسحور ہو جاتے ہیں دور کیوں جاتے ہیں ابھی قریب کے زمانہ میں ایک مرد کامل اور عظیم الشان مصلح کا ظہور ہوا ایک بہت بلند اخلاق انسان دنیا کے ایک غیر معروف مقام سے اٹھا اور اس کا اٹھنا دنیا کے لئے ایک نمونہ تھا اس نے تمام مذہبی دنیا میں اپنی اخلاقی اور روحانی قوت سے شدید ردعمل پیدا کیا اور اسکی اخلاقی عظمت پر دشمنوں نے بھی شہادت دی سو ان مصلحین کی زندگیاں ہمارے سامنے بطور معیار کے ہیں ہمیں اسی معیار پر کسی مدعی کی زندگی کو پرکھنا چاہیئے کہ کون مصلح ہے اور کون مصلح نہیں ہے

بر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی

جناب میر محمد اسحاق صاحب وفات پا گئے

اس ہفتہ کی نہایت افسوسناک خبر ہے کہ جناب میر محمد اسحاق صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان ورم دماغ سے اچانک وفات پا گئے۔

میر صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے برادر نسبتی اور میاں محمود احمد صاحب کے ماموں تھے۔ آپ جماعت قادیان میں ایک ہی عالم تھے جن کا دماغ متوازن تھا ان کی زندگی کا بیشتر حصہ قرآن و حدیث پڑھانے اور غریبوں اور یتیموں کی امداد میں صرف ہوا۔ میر صاحب مرحوم نے باقی علمائے قادیان کی طرح اپنا وقت اکابر جماعت لاہور کو گالیاں دینے اور اختلافی ایچا پیچیوں میں صرف نہیں کیا، انکی افتاد طبیعت باقی علمائے قادیان سے مختلف تھی، دعا ہے اللہ تعالے میر صاحب کی عقاید کی غلطیوں کو معاف کرے اور ان کی مغفرت فرمائے ہمیں اس صدمہ میں جناب میر محمد اسمٰعیل صاحب اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حرم محترم اور جناب خلیفہ صاحب قادیان اور دیگر افراد خاندان سے گہری ہمدردی ہے۔

قادیانی خلافت کو گدی بنانیکی کوشش

ہمیں حال ہی میں قادیان سے ایک رسالہ ظہور مصلح موعود مؤلفہ شریف احمد صاحب امینی مولوی فاضل موصول ہوا ہے جس میں مخصوص قادیانی علم الکلام کی ایک عجیب بات ہمیں نظر آئی وہ یہ ہے کہ خلیفہ صاحب قادیان کے بڑے صاحبزادہ میاں ناصر احمد صاحب کو آیندہ خلیفہ بنانیکے لئے ترغیب دی گئی ہے اور اس ترغیب کے لئے طالمود کا ایک حوالہ درج کیا گیا ہے "یہ بھی روایت ہے کہ مسیح اپنی آمد ثانی کے بعد وفات پائیں گے اور ان کی بادشاہت ان کے بیٹے اور پوتے کو ملے گی"، طالمود یہود کی حدیث کی کتاب ہے یہود تو ابھی مسیح کی پہلی آمد کو بھی نہیں مانتے چہ جائیکہ ان کے ہاں مسیح کی آمد ثانی کی پیشگوئیاں بھی کوئی وقعت رکھتی ہوں، خلیفہ صاحب کے ایک رشتہ دار کو بھی خواب آیا ہے کہ میاں ناصر احمد کو ایک بڑا رتبہ دیا جا رہا ہے۔ ان ترغیبات کے علاوہ خدام الاحمدیہ کا ایک علیحدہ مرکز قائم کر کے کوشش کی جا رہی ہے کہ خلیفہ صاحب کے بعد میاں ناصر احمد کو خلیفہ بنایا جائے اور قادیانی خلافت کو موروثی گدی بنا دیا جائے۔ قادیانی خلافت یقیناً ایک گدی بن کر رہے گی کیونکہ اسی طرف اس کا رجحان ہے

جادوئے محمود کی تاثیر سے چشم ایاز
دیکھتی ہے حلقۂ گردن میں ساز دلبری

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔ پہلے بھی اخبار میں اعلان کیا گیا تھا اب پھر کیا جاتا ہے کہ احباب سلسلہ حضرت ممدوح سے مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت کریں:-

ڈاکخانہ اچھرہ مسلم ٹاؤن لاہور

امرتسر میں جلسہ :- مورخہ ۱۲ مارچ کو جماعت امرتسر کا سالانہ جلسہ ہوا مرکز سے حضرت مولانا صدر الدین صاحب اور مولینا احمد یار صاحب ایم اے تشریف لے گئے سیرت نبوی پر تقاریر ہوئیں جلسہ بہت کامیاب رہا۔

بدوملہی میں جلسہ - جماعت احمدیہ بدوملہی کا سالانہ جلسہ مورخہ ۱۹، ۲۰ مارچ کو منعقد ہوا جس میں حضرت مولینا صدر الدین صاحب محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری، جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی مولوی فاضل بی اے جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع، مولینا احمد یار صاحب ایم اے - چودھری محمد سعید صاحب بھٹہ کی تقاریر ہوئیں جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی کا عبد الرحمٰن صاحب خادم وکیل گجرات سے ختم نبوت پر مناظرہ ہوا جس میں اللہ تعالے نے جماعت احمدیہ لاہور کو نمایاں اور غیر معمولی کامیابی عطا فرمائی

پروگرام جلسہ ہائے میں تبدیلی کا اعلان

جماعتوں کے جلسوں کا جو پروگرام پیغام صلح مورخہ ۸ مارچ میں شائع ہوا تھا اس میں حسب ذیل تبدیلی کی گئی ہے۔ احباب اور جماعتیں نوٹ فرمالیں۔

۱- **جموں** - مقررہ جلسہ جو ۲۶، ۲۷ مارچ کو منعقد ہونا تھا بعض حالات کیوجہ سے ملتوی کر دیا گیا ہے۔

۲- **لائلپور** - یکم و دو اپریل کی بجائے لائلپور میں ۲۶، ۲۷ مارچ کو جلسہ ہوگا۔ بروز اتوار و سوموار۔

۳- **جھنگ** - ۳۰، ۳۱ مارچ کو جھنگ میں جلسہ منعقد ہوگا اور ہمارے مکرم بزرگ خان بہادر میاں غلام رسول صاحب کی نو تعمیر کردہ مسجد کا افتتاح ہوگا اس غرض کیلئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور سے تشریف لیجاویں گے اور حضرت مولینا صدر الدین صاحب و دیگر حضرات مبلغین جو جلسہ لائلپور میں شرکت فرماویں گے وہ جھنگ بھی تشریف لے جاویں گے۔

۴- **سامانہ** - ۱۲-۱۱ اپریل کی بجائے ۱۴، ۱۵ اپریل۔

۵- **راجپورہ** - ۱۱-۱۲ اپریل۔

(سکرٹری تبلیغ)

شذرات

از محمد انعام الحق

آزادی اور انسانی مساوات یہ امر باعث

مسرت ہے کہ انگلستان و امریکہ میں ہندوستان کے مطالبہ آزادی کے ساتھ ہمدردی و دلچسپی روز افزوں ہے۔ ان ممالک میں متعدد ذمہ دار شخصیتیں اور جماعتیں ایسی ہیں جو کسی سیاسی مصلحت کی بجائے محض اصول کی بنا پر ہندوستان کے مطالبہ کی مخلصانہ تائید کر رہی ہیں لیکن اس کیساتھ ہی ان کی یہ بھی خواہش ہے کہ ہندوستان اپنے پس ماندہ طبقات اور پست اقوام کے ساتھ انصاف و مساوات کا سلوک کرے اور ان کے غصب شدہ حقوق انکو جلد دئے جائیں امریکہ کی مشہور عالم نوبل پرائز یافتہ خاتون مس پرل بک اپنی ایک تازہ تصنیف "ایشیا اور جمہوریت" میں اس مسئلہ کا ذکر کرتی ہوئی لکھتی ہیں کہ :-

"جمہوریت مکمل آزادی ہے۔ اس میں سیاسی آزادی کے ساتھ وہ آزادی بھی شامل ہے جسے انسانی مساوات کے مترادف سمجھا جا سکتا ہے۔ نئے نظام عالم میں اگر ہندوستان اپنا مقام پیدا کرنا چاہتا ہے تو اسے سیاسی آزادی کے حصول کے بعد اپنے لوگوں کے متفاوت مرتبوں کو ہموار کر کے سب کو برابر کی آزادی دینی ہوگی"

لیکن کیا ہندوستان کے موجودہ حالات اس کی اکثریت کے عقاید و روایات اور رجحان و ذہنیت اور ملک کی سب سے بڑی سیاسی جماعت کے طریق عمل کے پیش نظر یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے پس ماندہ طبقات اور پست اقوام کیساتھ انصاف کر سکے گا؟ افسوس اس کا جواب نفی میں ہے اس صورت میں ہندوستان کے مطالبہ آزادی میں معقولیت اور اخلاقی وزن نہیں رہتا۔ چنانچہ بعض ذمہ دار کانگریسی ہندوؤں کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ صوبہ مدارس کے ایک مشہور سابق کانگریسی وزیر مسٹر ایس راما ناتھن نے گذشتہ دنوں اپنے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ :-

"ہمارے صوبہ (مدراس) کے لئے یہ شرمناک بات ہے کہ ہوٹلوں میں کمرے "صرف برہمنوں کے لئے" اب بھی محفوظ کئے جاتے ہیں۔ مکانوں پر تختیاں لٹکائی جاتی ہیں کہ "صرف برہمنوں کے لئے کرایہ پر دیا جاتا ہے" ہمیں جنوبی افریقہ کی مذمت کرنے کا کیا حق ہے؟ ہمارے لیڈروں نے اس مسئلہ کو نظر انداز کر کے بڑی غلطی کی ہے"

(بمبئی کرانیکل)

چھوت چھات کی بنیاد ورن آشرم ہے

مسٹر ایس راما ناتھن نے اپنے مولا بالا مضمون میں بالکل بجا طور پر ورن آشرم کو چھوت چھات کی بنیاد قرار دیا ہے۔ گاندھی جی اور دوسرے کانگرسی مہا سبھائی لیڈر ورن آشرم کے پرزور حامی ہیں مسٹر موصوف لکھتے ہیں :-

"گاندھی جی نے چھوت چھات کی بڑی شدت سے مذمت کی ہے لیکن زبانی باتوں سے کیا فائدہ ہوتا ہے۔ اچھوت چھات، ذات پات کے نظام کا ایک رُخ ہے اور ذاتوں کے وجود کو ورن آشرم کے نظریہ سے تقویت ملتی ہے جو گاندھی ازم کا ایک اہم عنصر ہے۔ ورن آشرم کا نظریہ نسلی برتری اور رنگ کے تعصب پر مبنی ہے۔ اس نے اعلیٰ ذاتوں کے تکبر کو حق بجانب قرار دیا ہے اور ہزار ہا سال سے کروڑ ہا مخلوق کو دبا رکھا ہے..... چھوت چھات مٹانے کے لئے انہوں نے بہت کچھ کیا لیکن ورن آشرم کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا جس پر ذات پات کا سارا نظام مبنی ہے۔ نازیوں نے آقاؤں کی نسل کا تصور ہم سے لیا ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ اعلیٰ ذات حکومت کرنے کے لئے اور ادنےٰ ذات اطاعت کے لئے پیدا ہوئی ہے ہمارے موجودہ لیڈروں میں یہ جرأت نہیں پیدا ہوئی کہ وہ ورن آشرم کا قلع قمع کر سکیں"

مندرجہ بالا خیالات حرف بحرف صحیح ہیں لیکن ہندو لیڈر ورن آشرم کا قلع قمع کرنے کی جرأت کس طرح کر سکتے ہیں جبکہ وہ جانتے ہیں کہ ورن آشرم چھوت چھات کے علاوہ ہندو دھرم اور ہندو روایات و عقائد کا ایک زبردست بنیادی پتھر ہے۔ اس پر کاری ضرب لگانے کے بعد عمارت کا قائم رہنا ہی ممکن نہیں۔ وہ سیاسی ضرورتوں اور مصلحتوں سے مجبور ہو کر چھوت چھات کی زبانی مذمت تو کر سکتے ہیں لیکن اپنے دھرم کی بنیاد پر ضرب نہیں لگا سکتے۔

سچی بات تو یہ ہے کہ ہندو قوم کے اس قسم کے عقاید و روایات کی موجودگی میں حقیقی جمہوریت اور انسانی مساوات کا قائم ہونا ناممکن ہے اور ان چیزوں کے بغیر آزادی بے فائدہ ہے ہندو تہذیب اور مغربی تہذیب دونوں اس بارہ میں ناکام و بے بس ہیں۔ سچی جمہوریت اور انسانی مساوات صرف اسلام ہی قائم کر سکتا ہے۔ ہندوستان کے اچھوت ہوں یا امریکہ کے حبشی سب کی نجات اسلامی تعلیمات میں ہے۔

محمودی خوش کلامی کا تازہ نمونہ

جناب خلیفہ صاحب کے ایک مرید خاص، جو ان کی جماعت کے مشہور مناظر بھی ہیں اپنے مضمون شائع شدہ مصلح موعود نمبر روزنامہ "الفضل" میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایک خطبہ جمعہ کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں۔

"........ مولوی محمد علی صاحب بغض و حسد کی آگ میں جل کر اپنے خطبہ جمعہ شائع شدہ پیغام صلح ۹ر فروری ......"

بیشک شرفا کے نزدیک یہ انداز تحریر اور خواہ مخواہ ایسے الفاظ کا استعمال ناپسندیدہ معیوب ہے لیکن جس جماعت کے خلیفہ گو بھی تسنجم کے چھلکوں والا رسوائے عالم خطبہ ارشاد فرما سکتے ہیں اس جماعت کے مبلغوں اور مناظروں کے لئے یہی انداز کلام موزوں ہے۔ مرید، پیر پرستی کی تقلید کیا کرتے ہیں۔

معقول دلائل و اعتراضات کے جواب میں یہ "خوش کلامی" ایسی چیز ہے جو دنیا کو جناب خلیفہ صاحب کے دعوئے "مصلح موعود" کے متعلق فیصلہ کرنے میں کافی امداد دے سکتی ہے۔ اس قسم کی اخلاق سوز تیز کلامیوں سے یہ بھی بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ بغض و حسد کی آگ کہاں لگی ہوئی ہے، اور اس میں کون جل رہا ہے۔

محمودیوں کا مضحکہ خیز چیلنج

پیر پرستی اور اندھی عقیدت کچھ ایسا نامبارک مرض ہے کہ انسان کو عقل و خرد سے بالکل معرّا کر دیتا ہے۔ اس کا مریض بے بنیاد دعاوی کو تسلیم کرنے کے علاوہ خود بے معنی باتیں پیش کرنے میں ذرا تامل نہیں کرتا۔ ہمارے محمودی دوستوں کی یہی کیفیت ہے جناب خلیفہ صاحب قادیان نے اپنے دعوے مصلح موعود کے متعلق جس قسم کی دلائل ارشاد فرمائیں ان کی حیثیت اہل خرد پر بالکل عیاں ہے۔ لیکن محمودی حضرات نے انہیں براہین قاطع سمجھتے ہوئے بلا چون و چرا تسلیم کر لیا ہے۔ نہ صرف اس قدر بلکہ وہ خلیفہ صاحب کو مصلح موعود ثابت کرنے کی خاطر بعض ایسے مضحکہ خیز چیلنجوں کا اعادہ فرما رہے ہیں جو ان کے لئے باعث فخر ہونے کی بجائے سرمایۂ ذلت ہونے چاہیئے تھے مثلاً "الفضل" کے مصلح موعود نمبر (۲۰ فروری ۱۹۴۴ء) میں ایک صاحب "سیدنا محمود کی شان" کے عنوان سے رقمطراز ہیں :-

"سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز ... کو اللہ تعالیٰ نے حقائق و معارف قرآن سے امتیازی طور پر بہرہ ور فرمایا ہے صفحۂ زمین پر اتنی عمر والے موجود ہیں مگر کوئی انسان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ معارف قرآن مجید بیان کرنے میں دنیا کا کوئی عالم یا صوفی آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ یہ حقیقت تجربہ شدہ ہے اگر کسی کو اس میں شبہ ہو تو آج بھی میدان مقابلہ میں نکل کر آزما لے"

افسوس مندرجہ بالا سطور میں جس کو "حقیقت تجربہ شدہ" کہا گیا ہے وہ ایک باطل زعم و وہم کے سوا کچھ نہیں ہے۔ جناب خلیفہ قادیان کے فہم قرآن کی حیثیت بھی جماعت قادیان کی خدمت قرآن سے مختلف نہیں ہے۔ یہ جماعت پرزور اعلانات اور بلند بانگ دعاوی کے باوجود اب تک ایک مغربی زبان میں بھی قرآن کریم کا مکمل ترجمہ شائع نہ کر سکی۔ خلیفہ صاحب کے بیان کردہ حقائق و معارف قرآن کا اندازہ کرنے کے لئے ان کی چند پاروں کی ادھوری تفسیر موجود ہے جس پر ہمارے مولانا عبدالحق صاحب کافی روشنی ڈال چکے ہیں۔

باقی رہا میدان مقابلہ میں نکلنے کا معاملہ — کاش اس قدیم نمائشی دعوت مقابلہ کا اعادہ نہ کیا جاتا۔ تفسیر نویسی کے اس قسم کے چیلنج جب کوئی قبول کر لیتا ہے تو جناب خلیفۂ قادیان بلا مقابلہ ہی میدان مقابلہ سے کنارہ کشی فرمایا کرتے ہیں۔ سمجھ نہیں آتا کہ تھوڑے عرصہ میں محمودی دوستوں کا حافظہ اس قدر کمزور کیوں ہو گیا ہے۔

جامعہ عثمانیہ اور اُردو زبان کے متعلق منصفانہ رائے

امسال جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کے جلسہ تقسیم اسناد کی تقریب پر مدراس کے مشہور کانگرسی لیڈر اور سابق وزیر اعظم مسٹر راجگوپال اچاریہ نے خطبہ پڑھا۔ ایسے اہم موقع پر خطبہ پڑھنے کے لئے ایک کٹر کانگرسی ہندو لیڈر کو مدعو کرنا دولت آصفیہ کی رواداری اور وسیع المشربی کا نمایاں ثبوت ہے۔ فاضل خطیب نے اپنے خطبہ میں عثمانیہ یونیورسٹی اور اس کے ذریعہ تعلیم یعنی اُردو زبان کے متعلق فرمایا کہ :-

"عثمانیہ یونیورسٹی ہندوستان بھر میں اپنی نظیر نہیں رکھتی اس میں سائنس کی اعلیٰ ترین تعلیم اور ادبی تعلیم ہندوستان کی زبان میں دی جاتی ہے جو ہندو مسلم اتحاد کی مشترکہ چیز پیدا وار ہے۔ یہ یونیورسٹی بے نظیر ہے کیونکہ ہندوستان بھر کی دوسری یونیورسٹیاں انگریزی زبان کے ذریعہ تعلیم دیتی ہیں اور جہاں تک نظر آتا ہے ان کا ارادہ ذریعہ تعلیم کو بدلنے کا نہیں پایا جاتا ..... آپ کا یہ کارنامہ ایسا ہے کہ اس پر نہ صرف آپکو بلکہ کل ہندوستان کو فخر کرنا زیبا ہے وہ اکیلی زبان جو کل ہندوستان کی زبان ہونیکا دعویٰ کر سکتی ہے ہندوستانی ہے اور یہی اس یونیورسٹی میں ذریعہ تعلیم ہے۔ کیسے آپ کی یونیورسٹی یکتا "ودیا پیٹھ" اور کل ہندوستان کی شدیسی یونیورسٹی ہے"؟ کیا سلطنت آصفیہ اور اردو زبان کے مخالفین ایک بات

ماسٹر فقیر اللہ صاحب کا رویّہ

از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

احباب کرام یہ خبر سن چکے ہوں گے کہ ماسٹر فقیر اللہ صاحب جو کچھ عرصہ ہوا بہائی ہو گئے تھے اب میاں محمود احمد صاحب کی بیعت کر کے قادیانی جماعت میں شامل ہو گئے ہیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے کہ کونسی چیز آپ کو وہاں لے گئی ہے کیونکہ جہاں تک عقاید کا تعلق ہے وہ ایک طرف بہاء اللہ کو بھی سچا مانتے ہیں اور دوسری طرف مسئلہ نبوت اور کفر و اسلام میں بھی جناب میاں صاحب کے عقاید سے وہ اختلاف ظاہر کرتے ہیں۔ میں صرف احباب کو اسقدر اطلاع دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہماری جماعت اور انجمن کا جو کچھ سلوک ان کے ساتھ شروع سے آج تک رہا اس کو اگر واقعات کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ماسٹر صاحب کے ساتھ انجمن نے ہمیشہ ملاطفت اور رواداری کا سلوک کیا۔ دوران ملازمت میں انہیں دوسرے کارکنوں کی نسبت معقول گذارہ ملتا رہا۔

ریٹائرڈ ہونے کے بعد انکو پھر ملازمت میں لے لیا گیا۔ درمیان میں کچھ عرصہ فارغ ہو کر دوسرے کام کرتے رہے اور پھر مورخہ $\frac{4}{24}$ اکو بشاہرہ ۴۵/- پر انجمن نے انکو اڈیٹر مقرر کر دیا اور گھر بیٹھے اس کام کو تھوڑے سے وقت میں کرتے رہتے۔ اس اثناء ملازمت میں یعنی ۱۹۴۲ء کے ایام گرما میں پریتم سنگھ بہائی کے ذریعہ دفتر کو یہ اطلاع ملی کہ ماسٹر صاحب بہائی ہو گئے ہیں سردار صاحب کا خط حقیقت حال دریافت کرنے کے لئے ماسٹر صاحب کو بھیجا گیا تو انھوں نے اس پر صاف لکھدیا کہ ولو لا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بھذا۔ سبحنک ھذا بھتان عظیم" اور یہ بالکل لغو ہے۔

یہ ۲۳ جون ۱۹۴۳ء کا واقعہ ہے اس پر ہماری طرف سے خاموشی اختیار کی گئی مگر اکتوبر ۱۹۴۳ء میں ذیل کے دو خطوط کی نقلیں ہمیں مل گئیں۔ ایک جو کسی بہائی لیڈر نے ماسٹر فقیر اللہ صاحب کو لکھا تھا اور دوسرا اس کا جواب جو ماسٹر صاحب نے دیا۔ ان دونوں خطوط کے صحیح ہونے کی تصدیق ان نقول کے دکھانے پر ماسٹر صاحب نے خود کر دی۔ یہ دونوں خط ہم نیچے درج کرتے ہیں۔

بہائی لیڈر کا خط

۲۰ جون ۱۹۴۳ء

میرے محترم بھائی جناب فقیر اللہ صاحب ... بہاء اللہ الابہیٰ

اللہ ابہیٰ۔ آپ کا محبت نامہ ملا تشکر و امتنان کا سبب ہوا دل کو خوشی ہوئی خدا آپ کو خوش رکھے اور اپنی برکات سے مالامال کرے۔ ایمان کا اظہار کسی کارڈ یا کسی دوسری چیز پر دستخط کرنے پر نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق قلب و روح سے ہے، خدا کا شکر ہے کہ آپ اس نعمت سے فائز ہیں۔ آپ کو اختیار ہے آپ جس طرح چاہیں ویسی حکمت عملی اختیار کریں۔ محترم برادر جناب مولوی محمد عبد اللہ صاحب ۱۹۱۴ء سے امر بہائی کا مطالعہ کرتے رہے اور شروع سے ہی اس امر صداقت کے قائل تھے مگر علی الاعلان بہائی کہلانا نہ چاہتے تھے، اب وہ خود فرماتے ہیں کہ علی الاعلان بہائی کہنے کے بعد خدا کی تائیدات اس قدر ان پر نازل ہوئیں کہ وہ اپنے آپ کو ایک عجیب عالم میں پا رہے ہیں فرماتے ہیں وہ عوالم جو فقط میرے خیال میں ہی رہ کر ختم ہو جاتے تھے اب میرے تجربہ کے دائرے میں موجود ہیں۔ مرحوم مولوی عصمت اللہ نے بھی یہی خواہش کی تھی کہ وہ فی الحال اپنے ایمان کو کتمان کی حالت میں ہی رکھیں تو بہتر ہے۔ میری مخلص نہ رائے آپ کے لئے یہ ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے ان حالات سے آزاد ہو جائیں جو آپ کو اپنا ایمان چھپانے کے لئے مجبور کر رہے ہیں کیونکہ حضرت ولی امر اللہ فداہ کا اب یہ حکم ہے کہ ہر شخص علی الاعلان اپنے ایمان کا اظہار کرے میں آپ کے لئے دعا کروں گا کہ خداوند جلد آپ کو آزاد کرے اور آپ علی الاعلان اس کے امر کی تبلیغ لاہور میں کریں خداوند امتحان سے آپ کو بچائے اور اپنی پناہ اور حفاظت میں رکھے،

مجھے آپ سے ایک عرصہ سے اُنس ہے بہت مرتبہ آپ کو خط لکھنا چاہا مگر فقط یہ خیال کر کے کہ شاید آپ میری جسارت پر ناراض ہو جائیں اپنی عقیدتمندی کو صفحۂ قرطاس پر نہ لا سکا۔ امید ہے کہ اب آپ اس فقیر کو کبھی کبھی خط لکھکر اپنی خیریت سے مطلع فرماتے رہیں گے۔

فدائے یاران ابہیٰ

ماسٹر فقیر اللہ صاحب کا جواب

مسلم ٹاؤن انچھرہ لاہور

اللہ ابہیٰ مورخہ ۲۳ جون ۱۹۴۳ء

برادر محترم جناب

علیکم بہاء اللہ الابہیٰ۔ آپ کا محبت نامہ مل کر باعث مسرت و انبساط ہوا۔ وقت تو خوش یاد کہ وقت ما خوش کردی۔ مجھے بڑی خوشی اور راحت ہوگی اگر یہاں محفل مقدس روحانی قائم ہو جائے مگر یہاں کے حالات کچھ ایسے ہیں کہ محفل کا جلدی قائم ہونا بظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اگر محفل کا رکن ہونے کے لئے بہائیت کی شرط ہو تو میں اپنے آپ کو بہائی سمجھتا ہوں مگر میرے ساتھ بھی تو نو ممبر پورے نہیں ہوتے۔ خدا کرے یہاں اتنے بہائی ہو جائیں کہ محفل کے اراکین کے انتخاب میں کبھی کوئی دقت محسوس نہ ہو مجھے رکن بننے کی کوئی خواہش نہیں البتہ امر کی خدمت میں سعادت سمجھتا ہوں اور میں اب بھی حتی الوسع یہ خدمت انجام دیتا رہتا ہوں سرحد میں ایک صاحب بہت بڑے عالم مولانا عبد الستار صاحب ہیں ان سے ایک عرصہ میرا تبادلۂ خیالات ہوتا رہا اور اب وہ حضرت بہاء اللہ کی صداقت کے پورے پورے قائل ہو چکے ہیں٭ اور شاید مجھ سے بھی ایک قدم آگے ہوں اور بھی جس شخص کو جوہر قابل سمجھتا ہوں اس سے ذکر اذکار کرتا رہتا ہوں واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

جہانتک میں نے حضرت بہاء اللہ اور حضرت باب کی تعلیمات کا مطالعہ کیا ہے اس طرح اپنے ایمان کا علی الاعلان اظہار نہ کرنا ان کے خلاف نہیں۔ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ مجھے بہت سی مشکلات ہیں جن کی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہوں۔ خدا کرے جلد میری مشکلات دور ہو جائیں کل امر مرھون باوقاتھا۔

میں مولوی عبد اللہ صاحب کشمیری کو تقریباً چالیس سال سے جانتا ہوں میں اور وہ ایک عرصہ تک قادیان رہے ہیں۔ میرے اور ان کے حالات مختلف ہیں علاوہ ازیں ایں سعادت بزور بازو نیست، تانہ بخشد خدائے بخشندہ آپ میرے لئے دعا کرتے رہیں کہ اللہ میری مشکلات کو دور کر دے پروفیسر صاحب بھی دعا کے محتاج ہیں۔

اگر یہاں کوئی ایسے صاحب مبلغ مقرر ہوں جو freely اور independently تبلیغ کر سکیں تو انشاء اللہ مفید ثابت ہوں گے۔ ان کا تعلق براہ راست ہیڈ آفس سے ہو۔ یہ میری رائے ہے واللہ اعلم کہاں تک صحیح ہے۔

آپ کا صادق
فقیر اللہ

تعجب یہ ہے کہ ماسٹر صاحب نے اپنے بہائی ہونے کا بلکہ خفیہ طور پر بہائیت کا مبلغ ہونے کا خط اسی تاریخ لکھا تھا یعنی ۲۳ جون کو جس تاریخ پریتم سنگھ صاحب بہائی نے ان کے بہائی ہو جانے کی اطلاع دفتر میں دی تھی جس پر ماسٹر صاحب نے ھذا بہتان عظیم لکھکر ہمیں یہ یقین دلایا کہ ان کی طرف بہائیت کو منسوب کرنا ان پر بہتان عظیم ہے۔ ان حالات میں انجمن نے آیندہ ان کو اڈیٹری کی نازک ذمہ داری کے عہدے پر مقرر کرنا درست نہ سمجھا اور ۱۴ اکتوبر ۱۹۴۳ء کو ان کی ملازمت کی پہلی میعاد ختم ہونے پر ان کو آیندہ سال کے لئے اڈیٹر مقرر نہ کیا گیا۔ ویسے ان کو سمجھانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی۔ مگر ان کا جواب ہمیشہ گول مول رہا اور ایک طرف وہ یہ کہتے رہے کہ وہ شریعت اسلامیہ پر عامل ہیں۔ اور دوسری طرف یہ بھی کہتے رہے کہ قرآن شریف میں قیامت کا جہاں جہاں ذکر ہے اس کی تاویل بھی درست سمجھتے ہیں جو بہائی کرتے ہیں یعنی اس سے مراد مردوں کا جی اٹھنا نہیں بلکہ بہاء اللہ کا ظہور مراد ہے نہ یہ معاملہ ابھی ایسی حالت میں تھا کہ دہلی سے سید اختر حسین صاحب کا خط ملا جس میں انھوں نے لکھا کہ ایک بہائی لیڈر نے مولینا عبد الحق صاحب ودیارتھی کے سامنے یہ بیان کیا کہ ماسٹر صاحب کا تازہ خط مرکز بہائی میں پہنچا ہے جس میں انھوں نے لکھا ہے کہ میرے متعلق احمدیوں نے یہ غلط مشہور کیا ہے کہ میں نے بہائیت کا انکار کیا ہے میں اس پیمان وفا پر ثابت قدم ہوں بلکہ اپنا کام کر رہا ہوں، اور میاں محمد صادق صاحب اب بہت ہی قریب ہیں اور بہائی ہونیوالے ہیں۔

یہ معاملہ یہاں تک پہنچا تھا کہ ادھر اطلاع ملی کہ ماسٹر فقیر اللہ صاحب اور میاں محمد صادق صاحب نے قادیان میں جا کر میاں صاحب کی بیعت کر لی ہے اسلئے نہایت افسوس کے ساتھ ان خط و کتابت کو احباب کی اطلاع کے لئے شائع کیا جاتا ہے تاکہ احباب اسے پڑھ کر ماسٹر صاحب کی کیفیت اور رویہ کا خود ہی اندازہ فرمالیں کہ اب ان کا قادیانی ہونا کیا معنی رکھتا ہے۔

٭ مولینا عبد الستار صاحب انہی ایام میں لاہور تشریف لائے تو ان سے دریافت کیا گیا انھوں نے کہا یہ بالکل غلط ہے وہ بہاء اللہ کو ہرگز سچا نہیں مانتے نہ انھوں نے کبھی کسی سے ایسا کہا۔ (شیخ محمد عبد اللہ)

ایک ضروری التماس

بیرونی جماعتوں کے جلسے کرنے والے احباب سے التماس ہے کہ خاکسار کے ذمہ جو مضمون اور جس تاریخ کو ہو اس سے مجھے اطلاع بخشیں اور وقت میرے لئے بعد دوپہر رکھیں کیونکہ رات کو مجھے کھانسی کا دورہ ہو جاتا ہے۔

محمد یوسف گرنتھی
سامانہ۔ پٹیالہ

کیا معارف و حقائق کا بیان کرنا پاک ہونے کی قطعی دلیل بن سکتا ہے

از محترم جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

آیت لا یمسہ الا المطھرون کے متعلق اکثر لوگوں کی غلط فہمی

دنیا میں کافی تعداد ان لوگوں کی ہے جو اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ ہر وہ شخص جو ان کے زعم میں قرآن شریف کے معارف و حقائق بیان کرتا ہے پاک اور مطہر ہوتا ہے اور یہ غلط فہمی قرآن شریف کی آیت لا یمسہ الا المطھرون کے مفہوم کو غلط سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے اس قسم کے لوگ جس کسی شخص کو قرآن شریف کی کسی آیت کی ایسی تفسیر کرتے ہوئے سن لیتے ہیں جو حقیقت کے لحاظ سے خواہ غلط ہی ہو لیکن ان کے اپنے خیال میں ان کو اس میں حقائق و معارف نظر آتے ہوں تو وہ فوراً اس کے متعلق فتویٰ صادر کر دیتے ہیں کہ یہ شخص بڑا مقدس اور اللہ تعالےٰ کا پیارا اور خاص الخاص بندہ ہے اگر بات اس فتوے تک ہی محدود رہے تو اس کی طرف چنداں التفات کی ضرورت نہیں لیکن بدقسمتی سے ایسے لوگ اس شخص کی شان کو اتنا بڑھاتے ہیں کہ اس کے ہر قول و فعل اور ہر حرکت و سکون کو منزہ عن الخطا سمجھنے لگ پڑتے ہیں اور آہستہ آہستہ یہ بات ان کے عقیدہ میں داخل ہو جاتی ہے کہ اس شخص سے غلطی کا سرزد ہونا تو کجا اس سے غلطی کے سرزد ہونے کے امکان کا خیال بھی دل میں لانا سلب ایمان کا موجب ہوتا ہے پھر اس سے بھی بڑھکر بدقسمتی یہ ہوتی ہے کہ ایسے لوگ اس شخص کے ایسے گرویدہ ہوتے ہیں کہ اپنی خداداد عقل و خرد جیسی عظیم الشان نعمت سے بھی کام لینا چھوڑ دیتے ہیں اور اس کی اندھادھند اتباع کرنے ہیں کہ اس کے ہر حکم کو خواہ وہ شریعت کے کیسا ہی خلاف کیوں نہ ہو، اور خواہ اس کی تعمیل سے گناہ عظیم ہی کیوں نہ لازم آتا ہو اور خواہ اس کو پورا کرنے سے اللہ اور اس کے رسول کی ناراضگی ہی کیوں نہ مول لینی پڑتی ہو وہ اس کے بجالانے میں ہی اپنی نجات سمجھتے ہیں۔

اگرچہ اس قسم کے عقائد اپنی ابتدائی حالت میں ایسے [illegible] نظر نہیں آتے لیکن انجام کار یہ [illegible] میں مبتلا کر کے روحانی طور پر ہزاروں کی ہلاکت کا موجب بن جاتے ہیں اسی قسم کے غلط عقائد ہی ہیں جن کی [illegible] مامورین کے رتبہ پر پہنچا [illegible] کو انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم قرار دیئے گئے اور اس بارے میں یہاں تک غلو سے کام لیا گیا؟ کہ بعض کو الوہیت کے مقام پر پہنچا دیا گیا ہے، ان تمام خرابیوں کی ایک جڑ چونکہ آیت لا یمسہ الا المطھرون کا غلط مفہوم ہے جو ان کے ذہنوں میں بیٹھا ہوا ہے اسلئے میں نے ضروری سمجھا کہ اس آیت کا صحیح مفہوم واضح کر دوں تا ان تمام خرابیوں کی اصلاح ہو جائے جو ہزاروں کی روحانی زندگی کے پانی کو اندر ہی اندر چوستی چلی جاتی ہیں اور انہیں محسوس بھی نہیں ہوتا اور تا وہ لوگ جو اس قسم کی غلط فہمیوں میں مبتلا ہونے کی وجہ سے نادانستہ طور پر مختلف قسم کے گناہوں کا ارتکاب کر لیتے ہیں ہمیشہ کے لئے اگر وہ بچنا چاہیں تو ان سے بچ جائیں میں اس مقام پر اس بحث میں نہیں جاؤں گا۔ کہ جن خیالات کا ایسے لوگ اپنی تحریر یا تقریر میں اظہار کرتے ہیں آیا وہ فی الحقیقت معارف حقائق کہلانے کے مستحق بھی ہیں یا نہیں میں اس مضمون میں جس بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اگر انہیں معارف و حقائق تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی اس سے اس شخص کے جو ان معارف و حقائق کو بیان کرتا ہے یقینی طور پر پاک و مطہر ہونے کا نتیجہ نکالا درست نہیں۔

حکمت کی باتیں بیان کرنیوالے امراء کے دل بھی گندے ہو سکتے ہیں

آیت لا یمسہ الا المطھرون کا صحیح مفہوم بیان کرنے سے قبل میں [illegible] قارئین کرام کی توجہ حضرت رسول کریم صلعم کے مندرجہ ذیل زرین قول کی طرف مبذول کرنا ضروری سمجھتا ہوں حضور صلعم فرماتے ہیں

سیکون بعدی امراء یعظون الحکمۃ علی منابرھم وقلوبھم انتن من الجیف الجزء الثانی من البیان والتبیین ص۸۸ یعنی میرے بعد ایسے ملفا ہوں گے جو بیشک اپنے خطبوں [illegible] حکمت کی باتیں سنائیں گے اور معارف و حقائق کے دریا بہا دیں گے لیکن ان کے دل مرداروں سے بھی بڑھکر بدبودار ہوں گے۔

اب دیکھئے کہ یہ حدیث کس صفائی اور وضاحت کے ساتھ مسلمانوں کو یہ سبق سکھلا رہی ہے کہ اے مسلمانو کسی کے معارف و حقائق کو اس کی طہارت قلبی کے لئے بطور شہادت پیش کرو معارف و حقائق تو اس شخص کے منہ سے بھی نکل سکتے ہیں جس کا دل مردار سے بھی بڑھکر بدبودار ہوتا ہے پس یہ حدیث نص ہے اس امر پر کہ کسی شخص کو پاک ثابت کرنے کے لئے اس کے بیان کردہ معارف و حقائق کو بطور قطعی دلیل کے پیش نہیں کیا جا سکتا اور جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ خود بھی غلطی خوردہ اور دوسرے لوگوں کو بھی غلطی میں ڈالنے کا موجب ہوتے ہیں۔

اسی کے ہم معنی حضرت علیؓ کا قول

حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی جن کو نبی کریم صلعم نے علوم روحانیہ کے شہر کا دروازہ قرار دیا ہے اس کے متعلق فرماتے ہیں:۔

خذ الحکمۃ انی اتتک فان الحکمۃ تکون فی صدر المنافق فتلجلج فی صدرہ حتی تخرج فتسکن الی صاحبھا الجزء الثانی من البیان والتبیین ص۱۵ یعنی حکمت کی بات جہاں سے بھی تیرے پاس آئے لے لے کیونکہ حکمت منافق کے سینہ میں بھی ہوتی ہے اور وہ اس کے سینہ میں مضطرب رہتی ہے یہاں تک کہ وہاں سے نکل آتی ہے اور اس شخص کے پاس جا ٹھہرتی ہے جو حقیقتاً اس کا اہل ہوتا ہے۔

حضرت علی رضؓ کا یہ قول بھی صاف بتا رہا ہے کہ ضروری نہیں ہر شخص حکمت کی باتیں بیان کرے وہ حقیقی معنوں میں مومن ہی ہو، بلکہ ایسے شخص کے منہ سے بھی حکمت کی باتیں نکل سکتی ہیں جس کی زندگی منافقانہ ہو یعنی ظاہر میں کچھ اور باطن میں کچھ۔ پس یہ قول جہاں ایک طرف ہمیں یہ بتلاتا ہے کہ کسی کے معارف و حقائق سے اس کی پاکیزہ زندگی پر یقینی استدلال نہیں کرنا چاہیئے، وہاں اس امر پر بھی بخوبی روشنی ڈال رہا ہے کہ ایسے منافق کے مقابل اگر کوئی حقیقی مومن اس جیسے معارف نہ بھی بیان کر سکے تب بھی وہ حقیقی مومن مومن ہی ہے اور منافق منافق ہی ہے۔ معارف کا بیان کرنا اس کے نفاق کو اور نہ بیان کر سکنا اس کے ایمان کو زائل نہیں کر سکتا بہرحال معارف کا حقیقی وارث مومن ہی ہوتا ہے خواہ وہ منافق کو ہی سوجھیں۔

اس کے ہم معنی حضرت مسیح موعودؑ کا قول

اسی مفہوم کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اپنی کتاب "سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب" کے ص۱۳ پر یوں ادا فرمایا ہے۔ فرماتے ہیں: "بہتیرے بدمعاش حرام خور زانی دیوث شراب خور خدا کے منکر بظاہر پاک زندگی دکھلا سکتے ہیں اور اندر سے ان قبروں کی طرح ہوتے ہیں جن میں بجز متعفن مردہ اور اس کی ہڈیوں کے اور کچھ بھی نہیں ہوتا" حضرت اقدس مسیح موعود کے مندرجہ بالا الفاظ بھی ہمیں ظاہر سے دھوکہ کھانے سے بچنے کے لئے ہوشیار کر رہے ہیں

طہارت قلبی کے علاوہ معارف و حقائق

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جبکہ ایسے لوگوں کے دل گندے ہوتے ہیں تو پھر معارف و حقائق ان کی زبان پر کس طرح جاری ہوتے ہیں۔ ان معارف و حقائق کا منبع اگر طہارت قلبی نہیں تو پھر اور کیا چیز ہے سو اس سوال کو بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہی حل فرما دیا ہے۔ حقیقۃ الوحی کے صفحہ پر حضور فرماتے ہیں:۔

"اور جس طرح محض دماغی بناوٹ کی وجہ سے بعض کو سچی خوابیں آجاتی ہیں یا الہام کے رنگ میں کچھ معلوم ہو جاتا ہے اسی طرح دماغی بناوٹ ہی کی وجہ سے بعض کی طبیعت معارف و حقائق سے مناسبت رکھتی ہے اور لطیف لطیف باتیں ان کو سوجھتی ہیں، لیکن دراصل وہ لوگ اس حدیث صحیح کا مصداق ہوتے ہیں کہ آمن شعرہ وکفر قلبہ یعنی اس کا شعر ایمان لایا مگر اس کا دل کافر ہے۔ اسی لئے صادق کو شناخت کرنا ہر ایک سادہ لوح کا کام نہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست
پس بہر دستے نباید داد دست

ترجمہ:۔ کئی ابلیس انسان کی شکل میں سامنے آتے ہیں اسلئے ہر ہاتھ میں ہاتھ نہیں دینا چاہیئے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ جس کی بیعت تم کرنے لگے ہو وہ ظاہر میں تو انسان ہو لیکن اندر سے ابلیس ہو۔

معارف و حقائق کے ایک نہیں بلکہ دو منبع

حضرت اقدس مسیح موعود کی مندرجہ بالا تحریر سے یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ معارف و حقائق کے ایک نہیں بلکہ دو منبع ہیں ایک طہارت قلبی اور دوسرا دماغی بناوٹ۔ پس رسول کریم صلعم نے جو یہ فرمایا کہ میرے بعد ایسے خلیفے ہوں گے جو منبروں پر چڑھکر تو معارف و حقائق بیان کریں گے، لیکن ان کی عملی حالت نہایت گندی ہوگی اور حضرت علیؓ نے جو یہ فرمایا کہ منافقانہ زندگی بسر کرنے والے بھی حکمت کی باتیں بیان کر سکتے ہیں اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ معارف حقائق صرف طہارت قلبی کے ذریعہ ہی نہیں بلکہ کسی اور ذریعہ سے بھی کھلتے ہیں لیکن وہ دوسرا ذریعہ کیا ہے اس کا علم ہمیں حضرت اقدس مسیح موعود کے کلام نے عطا کیا پس جب ہم پر یہ بات کھل گئی کہ دنیا میں دو قسم کے انسان معارف و حقائق بیان کر سکتے ہیں، ایک وہ جن کے دل حقیقی طور پر پاک ہوتے ہیں اور ایک وہ جو اپنی دماغی بناوٹ کی وجہ سے معارف و حقائق سے مناسبت رکھتے ہیں اور حضرت رسول کریم صلعم اور حضرت مسیح موعود و حضرت علیؓ کے اقوال کے مطابق

وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا

(از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسند مستوری کانپوری)

حال ہی میں جناب خلیفہ قادیان نے محض ایک خواب کی بنا پر مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ ہر چند ان کی لمبی چوڑی خواب میں سرے سے لفظ مصلح موعود تک نہیں اور نہ انہیں خواب میں ان خطاب سے کسی نے مخاطب کیا نہ ان کی اپنی زبان سے مصلح موعود کا کلمہ جاری ہوا اور نہ کوئی الہام ہے مگر جناب خلیفہ صاحب کی خوش فہمی ملاحظہ ہو کہ اس ناکام خواب کی بناء پر آپ مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ فرما رہے ہیں۔ ساری خواب پر حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ اور مکرم مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کے لاجواب دو مضامین قارئین کرام کے ملاحظہ سے گذر چکے ہیں ہم اپنی اس فرصت میں اس خواب کے صرف ایک حصہ پر کچھ روشنی ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

جناب خلیفہ قادیان نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مشہور الہام "وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا" اپنے اوپر چسپاں کرنے کے لئے چار وجوہ پیش فرمائی ہیں۔ جہاں تک ہم نے غور کیا اور بار بار غور کیا یہ چاروں وجوہ غلط اور ازبس بودی ہیں۔

پہلی وجہ۔ اوپر سے نیچے چلتے ہوئے مرزا سلطان احمد۔ مرزا فضل احمد بشیر اول کے بعد چوتھا نام (محمود) پیش کر کے اپنے آپ کو تین کو چار کرنیوالا قرار دیا ہے۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد سے شروع کر کے محمود کو چوتھا فرزند قرار نہیں دیتے بلکہ مرزا سلطان احمد و مرزا فضل احمد کو جو کہ دوسری والدہ سے ہیں الگ فرما کر محمود سے شروع کرتے ہیں اور چار بیٹے مرزا محمود کی والدہ سے بیان فرما کر محمود کو چوتھا نہیں بلکہ پہلا بیٹا قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو آپ فرماتے ہیں:۔

"پھر ایک اور الہام ہے جو فروری ۱۸۹۰ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا اس وقت ان تین لڑکوں (محمود احمد بشیر احمد۔ شریف احمد۔ ناقل) کا جو اب موجود ہیں نام و نشان نہ تھا۔ اور اس الہام کے معنے یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک ہوگا جو تین کو چار کرے گا سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا یعنی خدا نے تین لڑکے (مرزا محمود احمد۔ مرزا بشیر احمد مرزا شریف احمد۔ ناقل) مجھ کو اس نکاح (مرزا محمد کی والدہ ماجدہ سے دوسری بیوی سے ہیں۔ ناقل) سے عطا کئے جو تینوں (یعنی مرزا محمود احمد مرزا بشیر احمد۔ مرزا شریف احمد۔ ناقل) موجود ہیں۔ صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنیوالا ہوگا (یعنی یہ آخری لڑکا نہ کہ مرزا محمود احمد۔ ناقل)

(ضمیمہ انجام آتھم صہ۱)

پھر فرمایا:۔

"۱۸۸۳ء میں مجھکو الہام ہوا کہ تین کو چار کرنے والا مبارک اور وہ الہام قبل از وقت بذریعہ اشتہار شائع کیا گیا تھا اور اس کی نسبت تفہیم یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ پس دوسری بیوی سے چار لڑکے مجھے دے گا اور چوتھے کا نام مبارک ہوگا"

(نزول المسیح صہ۱۹۶)

غرض ان دونوں حوالوں سے دو اور دو چار کی طرح ثابت ہو گیا کہ چاروں بیٹے مرزا محمود کی والدہ ماجدہ سے ہوں گے اور اس طرح مرزا محمود احمد پہلے بیٹے ثابت ہوتے ہیں نہ کہ چوتھے۔ دوسری ماں کے بیٹے مرزا سلطان احمد اور مرزا فضل احمد کو شریک نہیں کیا جا سکتا۔ اور یوں دوسری ماں کے بچے بھی شریک کر کے اپنے آپ کو چوتھا ثابت کرنے کی پہلی وجہ باطل ہوئی۔

دوسری وجہ } نیچے سے اوپر چلتے ہوئے مرزا مبارک احمد مرزا شریف احمد۔ مرزا بشیر احمد کے بعد چوتھا نام اپنا مرزا محمود احمد قرار دے کر یوں اپنے آپ کو تین کو چار کرنے والا قرار دیا ہے۔ حالانکہ گنتی کا جو طریق ساری دنیا میں رائج ہے اس حساب سے مرزا محمود احمد یعنی بڑے بیٹے سے شروع کر کے چوتھا بیٹا مرزا مبارک احمد قرار پائے گا۔ اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی مرزا مبارک احمد کو ہی چوتھا بیٹا اور تین کو چار کرنیوالا قرار دیا ہے۔ دیکھیں نزول المسیح صہ۱۹۶ مگر ساری دنیا اور حضرت مسیح موعود کے منشاء کے برعکس جناب خلیفہ صاحب نیچے سے اوپر چلتے ہیں اور سب سے چھوٹے اور آخری بیٹے کو پہلا بیٹا قرار دے کر سب سے بڑے اور پہلے بیٹے کو آخری قرار دیکر اسے چوتھا ثابت کرتے ہیں ع

جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

الغرض یہ دوسری وجہ تو ایجاد بندہ ہے اور خواہ مخواہ چھوٹے بھائی کے

لیکر حساب کو الٹا نیچے سے اوپر کھینچا گیا ہے۔

تیسری وجہ } اپنی ہی والدہ ماجدہ سے چار بچوں کا ذکر کرتے ہوئے عصمت بیگم۔ مرزا بشیر احمد اول۔ شوکت بیگم کے بعد چوتھا نام اپنا مرزا محمود احمد دیکر یوں اپنے آپ کو تین کو چار کرنے والا ثابت کیا۔ مگر بعد میں یاد آیا کہ شوکت بیگم صاحبہ مرزا محمود احمد سے پہلے نہیں بلکہ بعد میں پیدا ہوئیں تو اپنی اس تیسری وجہ کے غلط ہونے کا اعلان خود ہی الفضل ۲۸/۲/۴۴ میں کر دیا۔ مگر ہمارے نزدیک معاملہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ آگے چلتا ہے اور وہ اس طرح پر کہ جب شوکت بیگم صاحبہ اپنی پیدائش کے لحاظ سے خلیفہ صاحب سے بعد جا پڑیں تو اس صورت میں ان کی گنتی اب پہلے کے بچوں میں نہیں ہو سکتی بلکہ بعد کے بچوں میں ہوگی اور یوں نیچے سے اوپر گنتے ہوئے مرزا مبارک احمد۔ مرزا بشیر احمد۔ مرزا شریف احمد کے بعد شوکت بیگم کا نام آئے گا اور پھر مرزا محمود احمد کا اور اس طرح خلیفہ صاحب تین کو چار کرنے والے (اگرچہ الٹا ہی ہیں) ثابت نہ ہوں گے بلکہ چار کو پانچ کرنے والے ثابت ہوں گے۔

چوتھی وجہ } مرزا سلطان احمد صاحب کی بیعت کی وجہ سے خلیفہ صاحب تین کو چار کرنے والے ہوئے مگر یہ توجیہہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی توجیہہ کے خلاف پڑتی ہے۔ چنانچہ خود خلیفہ قادیاں لکھتے ہیں:۔

"سو یہ جو الہام ہے کہ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذہن اس طرف گیا ہے کہ وہ تین بیٹوں کو چار کرنیوالا ہوگا یعنی وہ چوتھا بیٹا ہوگا" (الفضل ۱/۲/۴۴)

گویا بقول جناب خلیفہ قادیاں الہام میں تین کو چار کرنے سے مراد چوتھے نمبر پر بیٹے کا پیدا ہونا ہے نہ کہ کسی کی بیعت کا ذکر۔ اور یوں یہ چوتھی وجہ بھی خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فیصلہ کے مطابق غلط ٹھہری۔ غرض جو چار وجوہ صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے پیش فرمائی ہیں وہ چاروں وجوہ غلط اور بالکل غلط ہیں علاوہ ازیں جس طرح چوتھی وجہ بیان فرماتے ہوئے جناب خلیفہ صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اختلاف کی جرأت کی اسی طرح ایک اور اختلاف بھی ملاحظہ ہو۔ بقول خلیفہ قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ذہن تو اس طرف گیا کہ وہ چوتھا بیٹا ہوگا" مگر برعکس اس کے خلیفہ صاحب فیصلہ دیتے ہیں دیکھو الفضل ۱/۲/۴۴

"پس میرے نزدیک یہ اس کی (مصلح موعود کی) پیدائش کی تاریخ بتائی گئی ہے۔ یہ پیشگوئی ابتدا ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی۔ پس ۱۸۸۶ء، ۱۸۸۷ء، ۱۸۸۸ء تین سال ہوئے۔ ان تین سالوں کو چار کونسا سال کرتا ہے ۱۸۸۹ء اور یہی میری پیدائش کا سال ہے"

گویا اس طرح جناب خلیفہ صاحب حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذہن کے مقابلہ میں اپنے ذہن رسا کو پیش کر کے اختلاف کرتے ہیں۔ جس کی سزا قدرت نے ان کو یہ دی کہ ثابت تو کرنا تھا یہ کہ مصلح موعود تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ مگر ثابت یہ کیا کہ ۱۸۸۹ء ہی ایسا سال ہے جو تین کو چار کرنیوالا ہے گویا الہام مصلح موعود کے حق میں نہیں بلکہ ۱۸۸۹ء کے حق میں ہے اور تین کو چار کرنے والا مصلح موعود نہیں بلکہ ایک سال اور سنہ ہے۔ پھر یہ تین کو چار کرنے والا سالوں کے لحاظ سے بھی خوب رہا۔ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کو الہام ہوا۔ اور ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو خلیفہ صاحب قادیان کی پیدائش ہوئی۔ اب حساب کر لو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۱۹ فروری ۱۸۸۷ء تک ایک سال اور ۲۰ فروری ۱۸۸۷ء سے ۱۹ فروری ۱۸۸۸ء تک تین سال مگر جناب خلیفہ صاحب ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہو گئے اور یوں گویا پورے تین سال بھی نہ گذرے کہ آپ کی پیدائش ہو گئی یہ تین کو چار کرنے والا ہوا کہ تین کو پہلے تین کی طرف لے جانے والا ہوا۔ غرض جس طرح اور جس رنگ میں بھی دیکھا اور غور کیا جائے جناب خلیفہ صاحب ہرگز ہرگز تین کو چار کرنے والے ثابت نہیں ہوتے کیا خلیفہ صاحب اور ان کے غالی مریدان حقائق پر غور فرمائیں گے؟

ما ز ابرار ما نصیحت بود گفتیم
حوالت باخدا کردیم رفتیم

"فرقان" کے ایک مضمون کی حقیقت

{از جناب مولانا احمد یار صاحب ایم۔اے}

گذشتہ دنوں چند قادیانی مولوی جن کے سرگروہ مولوی اللہ دتہ صاحب تھے، احمدیہ بلڈنگس میں آئے۔ خاکسار مسجد میں مبلغین کلاس کو پڑھا رہا تھا۔

مولوی صاحب مذکور نے آتے ہی بغیر اجازت میرے پاس پڑی ہوئی کتابوں کو اُلٹ پلٹ کرنا شروع کر دیا پھر رجسٹر حاضری اٹھا کر یوں گویا ہوئے کہ آپ حاضری کس طرح لگاتے ہیں۔ کتنے طالب علم ہیں اور کیا کیا پڑھتے ہیں۔ اتفاقاً اس وقت مولوی عبدا لتفا در صاحب بی۔ایس۔سی پڑھ رہے تھے۔ میں نے ان کا تعارف کرایا۔ پاس ہی شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے بیٹھے مطالعہ کر رہے تھے۔ میں نے کہا کہ انھوں نے بھی اشاعت اسلام کے لئے زندگی وقف کی ہے اور قرآن و حدیث پڑھ رہے ہیں ساتھ ہی سپینش زبان سیکھ رہے ہیں تاکہ جنگ کے اختتام پر فوراً تبلیغ اسلام کے لئے یورپ چلے جائیں۔ یہ سن کر مولوی کا صاحب تیور بدل گئے اور تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو گئے۔ اسی اثناء میں مولوی امیر علی صاحب بنگالی سبق پڑھنے کے لئے آ گئے۔ ان کا تعارف کراتے ہوئے خاکسار نے بتایا کہ اس سے قبل یہ بنگال میں جماعت قادیان کی طرف سے مبلغ تھے اب قریباً عرصہ ڈیڑھ سال کا ہو گیا ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست حق پرست پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے ہیں اس پر مولوی مذکور اور ان کے ساتھیوں نے کچھ نازیبا الفاظ استعمال کئے جن کا جواب دینا خاکسار نے مناسب نہ سمجھا۔ مولوی اللہ دتہ صاحب کی ان طفلانہ حرکات کو دیکھ کر چوہدری محمد سعید صاحب بھلر نے ان سے دریافت کیا کہ کیا اس قسم کی باتوں سے آپ کا مقصد اپنے رسالہ (بھتان ناقل) کے لئے جھوٹے پروپیگنڈے کا کچھ مواد جمع کرنا ہے۔ جس پر تمام قادیانی مولوی صاحبان بھانت بھانت کی بولیاں بولنے لگ گئے اور لگے مسجد کو سر پر اُٹھانے اور چوہدری صاحب کو کوسنے۔ آخر کار خاکسار نے انہیں متانت اور سنجیدگی کی طرف توجہ دلائی۔ پھر ان مولوی صاحبان نے حضرت مولٰنا صدر الدین صاحب کے ساتھ ملاقات کرنے کی خواہش ظاہر کی جس پر خاکسار نے اطلاع بھجوا دی۔ حضرت مولٰنا صاحب آقا کے نامدار کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بجائے ان کو اپنے دفتر میں بلانے کے خود مسجد میں تشریف لے آئے۔ اس ملاقات کا مولوی اللہ دتہ صاحب نے اپنے رسالہ "بھتان" ماہ فروری میں بدیں الفاظ ذکر کیا ہے :۔

"مجھے چند دوستوں کی معیت میں احمدیہ بلڈنگس سے گذرنے کا اتفاق ہوا ایک غیر مبائع نوجوان مولوی صدرالدین صاحب کو بلا لائے"

گویا مولوی صاحب مذکور احمدیہ بلڈنگس سے گذر رہے تھے اور ایک غیر مبائع نوجوان خواہ مخواہ بغیر خواہش ان حضرات کے حضرت مولٰنا صاحب کو بلا لایا۔ یہ ہے ان قادیانیوں کی راست گوئی اور حق پرستی۔ یہ بچارے بھی کیا کریں جب بنیاد ہی کذب اور دھوکے بندی پر ہو

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

حضرت مولٰنا صاحب کے ساتھ جو گفتگو ہوئی اس کو مولوی اللہ دتہ صاحب نے بالکل غلط انداز میں پیش کیا ہے۔ خاکسار اس مجلس میں موجود تھا جو اصل گفتگو ہوئی وہ ذیل میں درج ہے :۔

مولوی اللہ دتہ صاحب :۔ ہم آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں اور بطور استفادہ کے کچھ دریافت کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت مولٰنا صاحب :۔ بڑی خوشی

مولوی اللہ دتہ صاحب :۔ جناب خلیفہ صاحب آپ سے کتنا عرصہ پڑھتے رہے ہیں۔

حضرت مولٰنا صاحب :۔ نہ انھوں نے مجھ سے پڑھا ہے اور نہ کبھی میں نے یہ کہا ہے کہ وہ مجھ سے پڑھتے رہے ہیں میں نے جلسہ سالانہ پر صرف اتنا کہا تھا کہ میاں صاحب حضرت اقدس کے زمانہ میں سیپچے ہی تھے اور پڑھتے تھے۔ ایک طالب علم کی حیثیت سے کچھ وقت ان کا کھیل میں بھی گذرتا ہوگا اور کچھ وقت پڑھنے لکھنے وغیرہ میں صرف ہوتا ہوگا۔ یقیناً انہیں حضرت اقدس کی باتیں سمجھنے اور آپ سے فیض یاب ہونے کا کم ہی موقعہ ملتا ہوگا۔ مفتی محمد صادق صاحب جو نہ ہمارے جلسے پر آئے اور نہ میں نے ان سے کبھی اس قسم کی کوئی بات کی۔ پھر معلوم نہیں کہ انھوں نے کس بنا پر "یوم مصلح موعود" کے موقعہ پر تقریر کرتے ہوئے میری طرف ایک بالکل غلط بات منسوب کی میں نے قطعاً جلسہ سالانہ پر یہ نہیں کہا تھا کہ جناب میاں صاحب میرے پاس پڑھتے تھے"

اس پر خاکسار نے عرض کیا کہ جناب مفتی صاحب نے اس موقعہ پر ایک اور روایت بھی بیان کی ہے جس سے حضرت مولٰنا نورالدین اعظم کی تنقیص اور میاں صاحب کی بڑائی مقصود ہے۔ روایت کا خلاصہ حسب ذیل ہے :۔

کہ ایک دن اخبار بدر کے دفتر میں شیخ یعقوب علی صاحب تراب تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ جو لطف حضرت اقدس کے زمانہ میں تھا وہ اب نہیں ہو اس پر میں نے جناب میاں صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ جب یہ خلیفہ بنیں گے تو پھر وہی لطف آئے گا۔ یہ ہے قادیانی غلو کا ایک نمونہ۔ جب خاکسار نے مولوی اللہ دتہ صاحب کی توجہ اس روایت کی طرف مبذول کرانا چاہی تو مولوی صاحب مذکور لگے تو فرمانے کہ ہم تو استفادہ کرنے کے لئے آئے ہیں نہ کہ جواب دینے کے لئے حالانکہ اس استفادہ کا انھوں نے اپنے رسالہ میں ذکر تک نہیں کیا۔ اس کے بعد مسئلہ کفر و اسلام پر بحث چل پڑی۔

حضرت مولٰنا صاحب۔ ہم نے حضرت اقدس کو فرماتے ہوئے آنکھوں سے دیکھا اور کانوں سے سُنا تھا کہ محض آپ کے دعوے کا منکر کافر نہیں ہے۔ جیسا کہ حضرت نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں تحریر فرما دیا ہے۔

مولوی اللہ دتہ صاحب۔ حقیقۃ الوحی میں آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ :۔

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچ چکی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں"

حضرت مولٰنا صاحب :۔ اس سے مراد نفی کمال ہے نہ یہ کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے جیسا کہ اسی حقیقۃ الوحی میں حضرت اقدس نے تمام مولویوں خصوصاً مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کو چیلنج کیا کہ کافر تو آپ ٹھہرائیں اور پھر تکفیر کا الزام ہم پر لگاتے ہو۔ جس چیز کو حضرت نے اپنے اوپر جھوٹ اور افتراء کہا اب آپ لوگ اسی کو انکی طرف منسوب کرتے ہیں اسلئے حقیقۃ الوحی اور تریاق القلوب کے بیان میں قطعاً کوئی فرق نہیں۔

مولوی اللہ دتہ صاحب :۔ (کسی اخبار کا حوالہ دیتے ہوئے بولے۔ ناقل) حضرت خلیفہ اول (حضرت مولٰنا نورالدین رحمۃ اللہ علیہ) کا مسلک بھی یہی تھا۔

حضرت مولٰنا صاحب :۔ ہرگز نہیں میں نے خود جبکہ اس مسئلہ پر اختلاف شروع ہوا آپ کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ہمارے میاں بھی مسئلہ کفر و اسلام کو نہیں سمجھتے۔

مولوی اللہ دتہ صاحب :۔ یہاں لفظ "بھی" موجود ہے جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ مولوی محمد علی صاحب (حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ) اور خواجہ کمال الدین صاحب، (یعنی حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم و مغفور) بھی نہیں سمجھے۔

حضرت مولٰنا صاحب :۔ یہاں ان کے سمجھنے یا نہ سمجھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس لفظ کا مفہوم صرف اتنا ہے کہ یہ بات خلاف توقع واقع ہوئی ہے۔

اس پر مولوی صاحب مذکور فرمانے لگے کہ آپ کی یہ روایت درست نہیں ہے جس پر خاکسار نے عرض کیا کہ مولوی شیر علی صاحب کی وہ روایت کہ **وبالاخرۃ ھم یوقنون** میں لفظ **الاخرۃ** سے مراد آخری وحی ہے نہ قیامت کس طرح درست ہے۔ حالانکہ وہ حضرت اقدس کے واضح بیانات اور تفسیر کے خلاف ہے اور حضرت مولٰنا صاحب کی مذکورہ بالا روایت حضرت کے تمام ارشادات کی مؤید و موافق ہے۔ اس پر پھر مولوی اللہ دتہ صاحب شور ڈالنے لگ گئے اور فرمانے لگے کہ ہم تو استفادہ کرنے کے لئے آئے ہیں نہ مباحثہ کے لئے، حضرت مولٰنا صاحب کے بار بار سمجھانے کے باوجود بھی مولوی اللہ دتہ صاحب لفظ "بھی" رٹتے گئے۔ اصل میں جو مولٰنا صاحب موصوف کی گفتگو کا مفہوم تھا وہ میں عرض کئے دیتا ہوں اگر مولوی اللہ دتہ صاحب اس سے بہتر معنی اس کے کوئی سمجھتے ہیں تو پیش کر دیں۔ جس کا قارئین خود بخود فیصلہ کر لیں گے۔ حضرت مولٰنا نورالدین رح کی زندگی میں ہی جناب خلیفہ صاحب نے اپنی خلافت کی پیش بندی کے لئے نئے نئے عقیدے گھڑنے شروع کر دیئے تھے ان میں سے ایک مسئلہ تمام کلمہ گوؤں کی تکفیر کا تھا۔ دوسری طرف حضرت امیر ایدہ اللہ اور حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم تھے۔ یعنی قادیان میں جماعت کے دو فریق ہو گئے تھے۔ کچھ جناب خلیفہ صاحب کے ہمنوا تھے اور کچھ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے۔ جب یہ جھگڑا حضرت نورالدین اعظم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے حضرت امیر ایدہ اللہ وغیرہ کے مسلک کو درست قرار دیا اور میاں صاحب وغیرہ کے عقیدے کو غلط قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ان کے اور ہمنواؤں پر تو کوئی افسوس نہیں کیونکہ وہ بے وجہ جوشیلے اور حد سے بڑھے ہوئے انسان ہیں۔ مگر میاں صاحب سے توقع نہ تھی لیکن افسوس وہ بھی اسی مسئلہ کفر و اسلام کو نہیں سمجھے۔ آج بھی اگر مولوی اللہ دتہ صاحب اور ان کے ہم مشرب و[illegible] اسی پر غور کریں تو یقیناً جماعت لاہور کا مسلک انہیں صحیح نظر آ جائے گا۔ اس پر گفتگو ختم ہوئی۔ اور یہ مولوی صاحبان اٹھ کر چلے گئے ۔

رشتوں کی ضرورت

حضرت مسیح موعودؑ کا ارشاد ہے کہ ہماری جماعت میں لڑکوں اور لڑکیوں کے رشتے حتی الوسع جماعت کے اندر ہی ہونے چاہئیں تاکہ باہم مؤدت اتحاد زیادہ ہو۔ اسی ارشاد کے ماتحت ہماری انجمن نے باہمی رشتوں ناطوں کا انتظام کر رکھا ہے اور یہ دیکھا گیا ہے کہ جماعت کے اندر جو رشتے ہوتے ہیں وہ زیادہ بابرکت ثابت ہوئے ہیں۔ بہ نسبت ان رشتوں کے جو احباب نے اپنے طور پر جماعت سے باہر کئے۔ اس وقت ذیل کے چند لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے رشتے مطلوب ہیں۔ جو احباب جماعت ان میں سے کسی رشتہ کو اپنے یا اپنی اولاد کے لئے موزوں سمجھیں وہ مہربانی فرما کر مجھے مطلع فرمائیں اور تمام اپنے کوائف بھی لکھیں یعنی عمر۔ ذات۔ کاروبار آمد۔ پہلے شادی ہے یا نہیں اگر ہے تو دوسری کی وجہ ؟ کیا پہلے اولاد ہے جائداد کیا ہے حق مہر کیا دیں گے وغیرہ۔

حسب ذیل لڑکیوں کیلئے رشتوں کی ضرورت ہے

(۱) ایک ارائیں قوم کی لڑکی کے لئے عمر ۱۴½ سال۔ پرائمری پاس کنواری، امور خانہ داری میں بخوبی ماہر۔ والد ضلع منٹگمری میں صاحب حیثیت زمیندار ہیں۔

(۲) اسی قوم اور خاندان کی ایک اور لڑکی کے لئے عمر ۱۶½ سال۔ چھٹی جماعت پاس کنواری، امور خانہ داری میں بخوبی ماہر والد ضلع منٹگمری میں صاحب حیثیت زمیندار ہیں۔

(۳) ایک جاٹ زمیندار خاندان کی لڑکی کے لئے ناخواندہ، لیکن سلیقہ شعار اور امور خانہ داری میں ماہر۔ والد ضلع لائلپور میں صاحب حیثیت زمیندار ہیں۔

(۴) ارائیں قوم کی دو لڑکیوں کے لئے جن کی عمریں ۱۷ اور ۱۵ سال ہیں، اردو لکھنا اور پڑھنا جانتی ہیں، پابند صوم و صلوٰۃ امور خانہ داری سے واقف، والد ریاست کپورتھلہ میں صاحب حیثیت زمیندار ہیں۔

(۵) ایک چودہ سالہ لڑکی کے لئے جو معزز احمدی گھرانا سے تعلق رکھتی ہے نہایت نیک سلیقہ شعار، پابند صوم و صلوٰۃ ہے والد ضلع کرنال میں سرکاری ڈاکٹر ہیں۔

ان سب کے لئے صاحب حیثیت زمیندار یا معقول روزگار رکھنے والے شریف اور نوجوان رشتوں کی ضرورت ہے۔

(۶) ایک سید خاندان کی لڑکی کے لئے جس کی عمر ۲۲½ سال ہے اور ضلع سیالکوٹ کے ایک معزز دیہاتی خاندان سے ہے۔ مڈل اور منشی فاضل پاس ہے نہایت سلیقہ شعار اور امور خانہ داری سے واقف ہے۔ لڑکا سید اور کم از کم ایف اے پاس اور معقول روزگار رکھتا ہو۔

(۷) سیالکوٹ کے ایک زمیندار خاندان کی اکیس سالہ لڑکی کے لئے ایف اے تک تعلیم یافتہ، نہایت سلیقہ شعار اور امور خانہ داری سے پوری واقف، صاحب جائداد، والد سرکاری عہدہ دار ہیں لڑکا نہایت شریف گریجویٹ اور معقول روزگار رکھتا ہو، ذات پات کی چنداں قید نہیں۔

(۸) ایک ارائیں قوم کی لڑکی کے لئے جس کی عمر ۱۹ سال ہے ... اردو لکھنا پڑھنا جانتی ہے امور خانہ داری سے واقف اور صوم صلوٰۃ کی پابند ہے والد ریاست کپورتھلہ میں صاحب حیثیت زمیندار ہیں۔

(۹) ایک ارائیں خاندان کی لڑکی کے لئے عمر ۲۰ سال۔ ایف اے پاس والد پروفیسر ہیں۔

(۱۰) بٹ کشمیری خاندان کی لڑکی کے لئے عمر ۲۵/۲۶ سال بی اے۔ بی ٹی پاس ایک گورنمنٹ گرلز سکول میں سو روپیہ ماہوار مشاہرہ پر ٹیچرس ہیں۔ نہایت شریف احمدی گھرانا ہے اصل سکونت سیالکوٹ صرف اعلے تعلیم یافتہ اور معقول روزگار رکھنے والے شریف نوجوان درخواست کریں۔

(۱۱) ایک ککے زئی خاندان کی لڑکی کے لئے عمر ۱۶½ سال تعلیم میٹرک صوم و صلوٰۃ کی پابند خانگی امور یعنی کھانے پکانے اور ... سینے پرونے سے اچھی طرح واقف، لڑکا خوبصورت تندرست ہو، گورنمنٹ کے کسی محکمہ میں مستقل ملازم ہو، کم از کم -/۲۰۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ہو گریجویٹ ہو، معزز گھرانے سے ہو فوج میں ملازم نہ ہو یا معقول اور معزز کاروبار کرتا ہو نیک اور صادق چلن ہو۔

(۱۲) راولپنڈی کے ایک سید خاندان کی لڑکی عمر بیس سال ... کے لئے جو پابند صوم و صلوٰۃ ہے، قرآن شریف پڑھی ہوئی ہے، امور خانہ داری سے بخوبی واقف ہے سلائی اور کشیدہ کا کام بہت اچھی طرح جانتی ہے، نیک خصلت نیک سیرت اور قبول صورت، لڑکا سادات میں سے ہو شریف اور برسر روزگار ہو۔

حسب ذیل لڑکوں کیلئے رشتوں کی ضرورت ہے

(۱) ایک ... سالہ نوجوان ملازم ... راولپنڈی میں ... کا کام کرتا ہے ... -/۱۵۰ روپیہ ماہوار

(۲) ایک ۲۵ سالہ نوجوان ملازم ملٹری اکونٹس تنخواہ و الاؤنس زائد از ایک سو روپیہ قوم جنجوعہ راجپوت میٹرک پاس نہایت شریف اور با اخلاق راولپنڈی کے ایک معزز گھرانے سے تعلق رکھتا ہے۔

(۳) ایک ۲۳ سالہ نوجوان کے لئے تعلیم بی اے تک رہائش سری نگر کشمیر ریاست کے سرکاری محکمہ میں ۶۵ روپیہ ماہوار پر ملازم ہے۔

(۴) ایک قریشی نوجوان کے لئے عمر ۲۲ سال پیشہ کاشتکاری پابند صوم و صلوٰۃ، پہلی بیوی کو ...... طلاق دے چکا ہے۔ اولاد کوئی نہیں سکونت ضلع سیالکوٹ دیہاتی رشتہ کو جو پابند صوم و صلوٰۃ ہو ترجیح دی جائے گی۔

(۵) ایک ۳۵ سالہ دوست کے لئے جو پہلی خانہ یافی بیوی کو طلاق دے چکے ہیں، اولاد کوئی نہیں، قوم شیخ سکونت جہلم۔

(۶) ایک اچھے ارائیں خاندان کے پچیس سالہ نوجوان کے لئے جو ضلع مظفر گڑھ میں سب ڈویژنل مجسٹریٹ کی عدالت میں اہلمد کے عہدہ پر معقول تنخواہ لے رہے ہیں۔

ان تمام رشتوں کے بارہ میں ہر قسم کی خط و کتابت کو صیغہ راز میں رکھا جائے گا۔ تمام خطوط ذیل کے پتہ پر آنے چاہئیں۔

عزیز بخش جائنٹ سکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

(بقیہ از صفحہ)

موخر الذکر انسانوں کے لئے نہ صرف یہ کہ پاکیزہ ہونا ضروری نہیں بلکہ اس کے برعکس ہوسکتا ہے کہ ان میں سے بعض کے دل نفرت کنندہ ہے اور ان کی زندگی منافقانہ اور ان کے بیان مومنانہ اور دل کافرانہ ہوں تو ہم کس طرح کسی سے معارف و حقائق سن کر اس کے متعلق یہ یقینی رائے قائم کرسکتے ہیں کہ اس کی اندرونی زندگی ضرور پاک ہی ہے۔

آیت لا یمسہ الا المطہرون کا صحیح مفہوم

لیکن اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس بات کا کس طرح علم ہوسکے کہ فلاں کو معارف حقائق طہارت قلبی کی وجہ سے حاصل ہوئے ہیں اور فلاں کو محض دماغی بناوٹ کے نتیجہ میں ملے ہیں۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو ہم دیکھیں گے کہ معارف و حقائق بیان کرنے والے کی عملی زندگی پر ان معارف و حقائق کا کیا اثر پڑ رہا ہے۔ اگر اس کی عملی زندگی پر اس کا اثر اچھا نہیں پڑ رہا تو ان کے دماغی بناوٹ کا نتیجہ ہونے میں کوئی کلام ہی نہیں اور ان کا بیان کرنے والا یقیناً اس آیت کا مصداق ہے۔ اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم

مکتوب بغداد

مؤرخہ ۱۲۔ فروری ۱۹۴۴ء

بخدمت شریف حضرت قبلہ مولینا عزیز بخش صاحب سلمۃ الرحمٰن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

والانامہ مرقومہ ۵؍ جنوری، ۷؍ جنوری کو شرف صدور لاکر باعث سرور قلب اور ازدیاد ایمان ہوا۔ مجھ اور جملہ برادران طریقت کو پڑھ کر بے انتہا خوشی حاصل ہوئی کہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر تراجم قرآن فنڈ کا قیام عمل میں آیا اور انفقوا فی سبیل اللہ کے شیدائیوں نے تحریک مذکور میں عملی حصہ لیکر اپنے ایچ التنظیم محبوب قائد کی دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی اس دعا میں ساتھ ربنا تقبل منا انک ... ومن تصدق ... الی شعبان المکرم ... کو فرمائی تھی شامل ہونے کی سعادت حاصل کی۔ یہ تو میں اس سے قبل آپ کی خدمت میں اطلاع دے چکا تھا کہ اخوان سلسلہ و معاونین حضرات اس تحریک کے بغداد پہنچنے کا انتظار کر رہے ہیں۔ جو آپ کا یہ خط ملنے پر ۱۲؍ جنوری کو نماز جمعہ کے خطبہ میں تحریک ہذا احباب کے سامنے پیش کی جس کا جواب عملی رنگ میں احباب نے نہایت حوصلہ افزا دیا۔ الحمد للہ اس وقت تک اس تحریک میں مبلغ تین ہزار تین سو روپیہ (Rs ۳۳۰۰) کے وعدے ہوچکے ہیں۔ فہرست کھلی ہوئی ہے امید ہے کہ اس میں مزید اضافہ ہو۔ اخیر فروری تک جتنی رقم اکٹھی ہوگی۔ لاہور ارسال کردی جائے گی

برادرم عبد اللطیف اسماعیل صاحب مؤرخہ ۴؍ جنوری کے روز بذریعہ طیارہ ہندوستان تشریف لے گئے۔ موصوف تحریک ہذا میں لاہور آکر حصہ لیں گے۔

نیو ورلڈ آرڈر و دیگر لٹریچر کا انتظار ہے امید ہے آپ نے ارسال کردیا ہوگا۔ مجھ کو مفت تقسیم لٹریچر کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے۔ اگر آئندہ بیس روز میں ایک پاکٹ ارسال فرمایا کریں تو عین نوازش ہوگی نیو ورلڈ آرڈر کی کچھ زیادہ کاپیاں ارسال فرماویں۔

اخویم عزیز مرزا عبد الرحمٰن بیگ لاہور پہنچ گئے ہوں گے۔ موصوف سے احباب جماعت کے حالات تفصیلاً معلوم ہوئے ہوں گے۔ اگر عزیز موصوف لاہور میں موجود ہوں تو السلام علیکم کہہ دیں۔

میرے اور جملہ اخوان سلسلہ کی جانب سے حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ و دیگر بزرگوں اور دوستوں کو السلام علیکم۔

دستخط سید تصدق حسین

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

بقیہ خطبہ

کا نام پہنچ گیا۔ مجددکا بھی پہنچ گیا مگر میاں صاحب کے مرید وہاں مسجد بناتے بناتے آخر اسے فروخت کر کے گھر کو آ گئے ڈچ زبان میں بھی قرآن مجید کا ترجمہ اسی جماعت کی بدولت پہنچا" اور دنیا کی تیس زبانوں میں اسلامی لٹریچر پہنچایا گیا، امریکہ کی لائبریریاں، یورپ کی لائبریریاں، جہازوں کی لائبریریاں سب جگہ قرآن مجید کے ترجمے بھی پہنچائے سیرت نبوی کے ترجمے پہنچائے، اسلام پر رسالے اور کتابیں پہنچائیں، اور میاں صاحب کی شہرت صرف اس طرح ہوئی کہ ایک شخص کبھی ان ممالک میں سے گذر گیا اور انہوں نے گھر بیٹھے سمجھ لیا کہ میری شہرت ہو گئی۔

ہماری اصل غرض

تو میں کہہ رہا تھا کہ ہم نے کوئی علیحدہ اڈہ بنانے کی کوشش نہیں کی تب ہم نے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم مٹ رہی ہے تو ہم نے اس جماعت کی بنیاد رکھی اور خدا تعالےٰ نے اس جماعت کو برکت دی اور اسلام کی تعلیم جس کا احیاء حضرت مسیح موعود کی بعثت کی اصل غرض تھی ہم نے بھی صرف اسی غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے جماعت بنائی تاکہ قرآن مجید دنیا میں پہنچے، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت دنیا میں پہنچے اور اسلامی لٹریچر دنیا میں پہنچے، انہی اغراض کو مدنظر رکھتے ہوئے اس جماعت کی بنیاد رکھی گئی۔

کثرت کا صحیح مفہوم

ہمارے ایک دوست نے کہا تھا کہ تم نے کثرت کے اصول کو قبول نہ کیا لیکن ہمارا اصول یہ نہیں کہ اگر کثرت جماعت کی گمراہ ہو جائے تو تم بھی گمراہ ہو جاؤ۔ یہ بھیڑوں کا اصول ہے انسانوں کا اصول نہیں ہم کثرت کے اسی حد تک پابند ہیں جو حضرت مسیح موعود کی صریح تحریر میں پایا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے انجمن بنائی چودہ اس کے ممبر تھے اور آپ نے فرمایا تھا کہ جس طرف ان ممبروں کی کثرت ہو جائے وہ ساری جماعت کو ماننا ہوگا اختلاف کے وقت ان میں سے تیرہ ممبر موجود تھے جن میں سے سات ہماری طرف تھے اور چھ دوسری طرف تھے اس وقت کثرت اللہ تعالےٰ نے ہمیں دی باقی رہی یہ انبوہ کی کثرت یہ کوئی چیز نہیں خدا تعالیٰ فرماتا ہے قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبک کثرۃ الخبیث کہو ناپاک اور پاک برابر نہیں گو تمہیں ناپاک کی کثرت تعجب میں ڈالے۔ قرآن مجید نے سب کچھ کھول کر بتایا ہے کثرت ایسے موقع پر کوئی چیز نہیں اگر ایسے وقت کثرت کی اتباع کروگے تو دنیا کی اصلاح نہ ہوگی ہم نے کوئی معمولی بات پر اختلاف نہیں کیا ہم نے اس لئے اختلاف کیا کیونکہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم خطرہ میں تھی۔ کسی حدیث میں یہ نہیں لکھا کہ اگر امت کی کثرت ہو ادھر تم بھی چلو ہم نے جماعت قرآن مجید کے حکم کے ماتحت بنائی، فرماتا ہے:۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر۔ پھر اگر حضرت نبی کریم صلعم کی جماعت کی کثرت غلطی کر سکتی ہے تو کیوں حضرت مسیح موعود کی جماعت کی کثرت کبھی غلطی نہیں کر سکتی، عقائد کا فیصلہ قرآن و حدیث سے ہوگا نہ کثرت سے کیا حضرت موسیٰ کے زمانہ میں بنی اسرائیل کی کثرت غرق نہ ہو گئی تھی اس کثرت کو ہم کیا کریں کثرت کوئی چیز نہیں جماعت وہی ہے جو حقیقی تعلیم پر قائم ہو کر خدا تعالےٰ کے دین کے استحکام کا باعث ہو اور اسے دنیا میں پہنچاتی ہو۔

پیغام صلح میں اشتہار دیکر فایدہ اٹھاویں۔

اشاعت قرآن فنڈ

کیلئے

جماعت حیدرآباد کے گرانقدر عطیات

حیدرآباد دکن کی چھوٹی سی جماعت نے اللہ تعالےٰ کے فضل سے دین کے لئے مالی قربانیوں کا نہایت قابل قدر اور لائق تقلید نمونہ پیش کیا ہے جس کی تفصیل سے قارئین پیغام صلح بخوبی واقف ہیں۔ گذشتہ ماہ جب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کے ماتحت "اشاعت قرآن فنڈ" کے لئے تحریک کی گئی تب بھی اس قلیل التعداد جماعت نے نہایت خوشدلی اور جذبہ ایثار کے ساتھ اس پر لبیک کہا اور چند منٹ کے اندر قریباً ڈیڑھ ہزار روپے کے وعدے ہو گئے جن میں سے مندرجہ ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں:

۱۔ جناب مولوی عبداللطیف صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول ۲۰۵/-/- سکہ عثمانیہ

۲۔ جناب مولوی عبدالباسط صاحب انجنیئر .. .. ۱۰۰۰/-/- سکہ انگریزی

۳۔ محترمہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ ایم اے .. .. ۱۶۰/-/- سکہ عثمانیہ

انشاء اللہ یہ تمام رقوم ختم اپریل ۱۹۴۴ء تک وصول ہو جائیں گی۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ ان وعدوں کے حصول میں محترمی جناب مولوی عبداللطیف صاحب کا بہت بڑا حصہ ہے۔ انہوں نے خود ایک معقول رقم کا وعدہ فرمانے کے علاوہ دیگر اصحاب کو بھی توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور دوسرے مخلص حضرات وخواتین کو جزائے خیر دے اور خدمت دین کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

خاکسار:۔ محمد انعام الحق از حیدرآباد دکن

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے ں مایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر — ایس محمد آصف۔ بی اے۔

جائنٹ ایڈیٹر — شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام وست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔ سب مجدد ونکا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۴ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ ۲۹ مارچ ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۳

اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے

تعلق باللہ سے انسان کی روحانی طاقتیں نشو و نما حاصل کرتی ہیں

امریکہ میں اشاعت اسلام کیلئے میدان اور ہماری جماعت کا فرض

ہماری جماعت میں لوگ حق کی خاطر شامل ہوتے ہیں

قادیانی جماعت میں لوگ سطحی باتوں سے متاثر ہو کر شامل ہوتے ہیں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۴۴ء

والسماء بنینھا بایید وانا لموسعون۔ والارض فرشنھا فنعم الماھدون۔ ومن کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون۔ ففروا الی اللہ انی لکم منہ نذیر مبین۔ (الذاریٰت)

زمین و آسمان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آسمان کو ہم نے قوت سے بنایا اپنی عظیم الشان طاقت کا اس میں اظہار فرمایا یہ ایدٍ کا لفظ جو یہاں آیا ہے جس سے تائید کا لفظ نکلا ہے اور اس کے معنے قوت ہیں وانا لموسعون اور ہم قدرت والے ہیں۔ وسعت کے معنی فراخی بھی ہیں اور وسعت کے معنی مقدرت اور طاقت بھی ہیں، جس طرح ہم کہدیتے ہیں یہ ہماری وسعت میں نہیں یعنی وہاں تک ہم پہنچ نہیں سکتے پس موسعون میں اگر ایک طرف آسمانوں کی فراخی کی طرف اشارہ ہے تو دوسری طرف عظیم الشان قدرت کی طرف بھی اشارہ ہے والارض فرشنھا اور زمین کو ہم نے ہی بچھایا فرش وہ چیز ہے جس پر آرام کیا جاتا ہے، اس کے بعد فرمایا فنعم الماھدون سو ہم کیا خوب تیار کرنے والے ہیں۔

ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے

ان دو باتوں کو بیان کر کے تیسری آیت میں فرمایا ومن کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون اور ہر چیز سے ہم نے جوڑے پیدا کئے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو۔ یہ مضمون تو بجائے خود قرآن شریف کا ایک بڑا بھاری اعجاز ہے کہ ایسے زمانہ میں جب ان باتوں کا کسی کو وہم و گمان نہیں تھا اس حقیقت کو ظاہر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں جوڑے پیدا کئے ہیں۔

دوسری جگہ وضاحت

اور دوسری جگہ وضاحت کے ساتھ فرمایا سبحان الذی خلق الازواج کلھا مما تنبت الارض ومن انفسھم ومما لا یعلمون یعنی اللہ تعالیٰ نے سب چیزوں کے جوڑے پیدا کئے یہاں تک سبزیوں کے بھی اور انسانوں کے جس میں سب جاندار شامل ہیں اور مما لا یعلمون بڑھا کر فرمایا کہ ایسے بھی جوڑے ہیں جنہیں ابھی وہ نہیں جانتے اس میں وہ سب چیزیں آجاتی ہیں جن کا علم انسان آہستہ آہستہ حاصل کرتا چلا جاتا ہے۔ اب یہ ایسے حقائق ہیں جن کا اس زمانہ میں کسی کو وہم و گمان بھی نہ ہو سکتا تھا۔

قرآن مجید کے منجانب اللہ ہونے کا ثبوت

وہ لوگ جن کے دلوں میں قرآن کریم کے منجانب اللہ ہونے میں وسوسہ پیدا ہوتا ہے انہیں چاہیئے کہ ان حقائق پر غور کریں کوئی معجزہ یہ کام نہیں کرتا جتنے یہ حقائق کرتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کا وہ علم کامل ظاہر ہوتا ہے جو انسان کی طاقت سے بالکل باہر ہے اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ میں وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ یہ زمین کی روئیدگیاں سب جوڑے ہیں جس طرح انسانوں میں نر و مادہ ہیں اسی طرح روئیدگیوں میں بھی جوڑے ہیں اور یہ بھی بیان فرمایا کہ اور بھی جوڑے ہم نے پیدا کئے ہیں جن کا تمہیں علم نہیں۔

زمین و آسمان میں زوجیت کا تعلق

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پہلے یہ کہا کہ آسمان کو بنایا زمین کو بنایا اس کے ساتھ جوڑوں کا کیا تعلق ہے؟ اس کے ساتھ اسے کیا مناسبت ہے؟ اس میں یہ اشارہ ہے کہ آسمان اور زمین کے اندر بھی ایک زوجیت کا تعلق ہے جس طرح کہ ہم نے ہر چیز میں زوجیت پیدا کی ہے گویا یوں فرمایا کہ آسمان اور زمین میں ایک زوجیت کا تعلق ہے اور آسمان اور زمین کیا ہر چیز کے ہم نے جوڑے ہی پیدا کئے ہیں۔

زوجیت کے تعلق کے معنی

زوجیت کا تعلق کیا ہوتا ہے دو چیزیں ایک دوسرے جیسی ہوتی ہیں ایک ہی جنس ہوتی ہیں مگر ان میں ایسا تعلق ہوتا ہے کہ ایک اپنا اثر ڈالتی ہے اور دوسری اثر قبول کرتی ہے اور وہی چیز اثر قبول کرتی ہے جس کے اندر یہ استعداد رکھی گئی ہے اور یہ جوڑا اپنے حلقہ کے اندر ہی اثر ڈالتا اور اثر قبول کرتا ہے۔ یہی تعلق آسمان اور زمین میں ہے آسمان اثر ڈالنے والا ہے اور زمین اثر قبول کرنے والی ہے اور یہ بھی بتا دیا کہ زمین بھی آسمان کا ایک حصہ ہے یا آسمان جیسی ہی ایک چیز ہے کیونکہ جوڑے ایک دوسرے کا حصہ ہی ہوتے ہیں اور ان میں باہمی ایک سخت مشابہت ہوتی ہے۔

آسمان میں ایک طاقت رکھی

تو خدا نے زمین اور آسمان کو ایسا بنایا ہے کہ آسمان اثر ڈالتا ہے اور زمین اثر قبول کرتی ہے اسی لئے آسمان کو بنانے کے بعد فرمایا موسعون جس میں اپنی طاقت کی طرف اشارہ ہے یعنی طاقت والے خدا نے اس میں ایک طاقت رکھی ہے اور وہ طاقت ہے اثر ڈالنے کی اور زمین کے بنانے کے بعد ماھدون فرمایا اس میں اس تیاری کی طرف اشارہ ہے جو اثر قبول کرنے کی استعداد اس کے اندر رکھی ہے۔

سورج کا زمین پر اثر

یہ موٹی بات ہے کہ سورج زمین پر اثر ڈالتا ہے اور یہ ابھی معلوم نہیں کہ کتنے اجرام فلکی ہیں جو زمین پر اثر ڈالتے ہیں یا آسمان کا اور کیا کیا اثر زمین پر ہے ایک سورج ہی کتنا بڑا اثر ڈالنے والا ہے کہ اس کی روشنی اور حرارت کے بغیر زمین پر کوئی زندگی ہی نہیں رہ سکتی، ادھر زمین میں قبولیت کا مادہ رکھا ہے کہ وہ اثر قبول کرتی ہے اور اس کی طاقتیں اس اثر سے نشو و نما پاتی ہیں اور جب تک اوپر سے اثر نہ ہو یہ نشو و نما نہیں پا سکتیں زمین کی طاقتیں بیکار ہیں جب تک آسمان کی قوتیں ان پر اثر نہ ڈالیں آسمان کی قوتیں بیکار ہیں اگر زمین جس کے اندر قبولیت کی استعداد موجود ہے

زوجین کا تعلق اور ترقیات

اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ ساری ترقیات زوجین کے تعلق سے وابستہ ہیں جن میں سے ایک اثر انداز ہے اور دوسرا

نجیلمی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام شیر احمد اختر پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

اثر قبول کرنے والا ہے یہاں تک خدا تعالیٰ کا ظاہری قانون ہے قرآن مجید کا یہ اصول ہے کہ جسمانی قانون سے فوراً روحانی قانون کی طرف مضمون منتقل کر دیتا ہے۔

روحانی ترقی کیلئے زوجیت کی ضرورت

جب دنیا میں سب نشوونما جوڑوں سے ہی ہے تو انسان کے قوائے روحانی کے لئے بھی کسی رنگ کی زوجیت چاہیئے یعنی روحانی لحاظ سے انسان ترقی نہیں کر سکتا جب تک کہ اسکا تعلق کسی اور ہستی سے نہ ہو۔

انسان اور خدا میں تعلق

چنانچہ زمین اور آسمان اور باقی جوڑوں کا ذکر کر کے فرمایا ففروا الی اللہ سو اللہ کی طرف دوڑو۔ جس سے معلوم ہوا کہ فی الحقیقت وہ بلا کسی مشابہت کے کیونکہ خدا کی ذات اس سے بلند تر ہے انسان اور خدا میں بھی ایک تعلق ہے جس کی زوجیت کے تعلق کے ساتھ مثال دی جا سکتی ہے اور وہ کیا تعلق ہے کہ انسان جب خدا تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے تو خدا تعالیٰ اس پر اپنا اثر ڈالتا ہے اور اس کے روحانی قواء نشوونما پاتے ہیں جس طرح کہ زمین کی قوتیں نشوونما پاتی ہیں فِرّوا یا فرّ اس کا لفظ کیوں استعمال فرمایا خدا کی طرف رجوع کرو نہیں بلکہ خدا کی طرف دوڑو۔ دوڑتا انسان کب ہے جب اس کے اندر ایک زبردست جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور ایک دوسری چیز کی کشش اسے بے اختیار اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔

انسان کے اندر تعلق باللہ کا جذبہ

فی الحقیقت یہ فرمایا کہ صحیح فطرت انسانی جو ہے اس کے اندر ایک زبردست جذبہ ہے خدا کی طرف رجوع کا جس کو دوڑنے سے تعبیر کیا جاتا ہے جس قدر اس فطرت کے نور پر پردے پڑ جاتے ہیں اسی قدر وہ خدا کی طرف رجوع کی طاقت کم ہوتی جاتی ہے اور جس قدر انسان کی فطرت پاکیزہ ہوگی اسی قدر وہ رجوع کی طاقت زیادہ ہوگی۔ انسان کامل کی جو فطرت ہے اس کے اندر کامل طور پر خدا کے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی استعداد ہوتی ہے جب وہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرتا ہے تو اس کی روحانی طاقتیں اس طرح نشوونما حاصل کرتی ہیں کہ جس کی نظیر نہیں ملتی پھر ہر ایک انسان کی فطرتی استعداد کے مطابق ہی اس کی طاقتیں نشوونما حاصل کرتی ہیں اور جو شخص بھی خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرے گا اس کی طاقتیں نشوونما پائیں گی مگر اپنی اپنی استعداد کے مطابق۔ ہر انسان کے اندر خدا کی طرف رجوع کی طاقت موجود ہے کم ہو یا بیش یہ اسلئے کہ اس کی روح کو ایک بلند ترین روح کے ساتھ ازل سے ایک تعلق ہے

دوسری جگہ اسکا اظہار

اسی تعلق کا اظہار دوسری جگہ ان الفاظ

میں فرمایا ہے ونفخت فیہ من روحی اور اپنی روح اس میں پھونکی جب انسان کے اندر اس کی اپنی روح ہے تو لازمی بات ہے کہ وہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے ہی اپنی طاقتوں کو نشوونما دے جیسا کہ زمین سورج کا ہی حصہ ہے اور وہ اس کے گرد دائرے میں چکر کاٹتی ہوئی اپنی طاقتوں کو نشوونما دیتی ہے تو فرماتا ہے ففروا الی اللہ اللہ کی طرف دوڑو اور یہ لفظ اس لئے استعمال فرمایا کہ جب تک انسان کے اندر جذبہ نہ ہو تو انسان ترقی نہیں کر سکتا جس طرح زوجیت کا تعلق ایک فطری جذبہ ہے اسی طرح یہ بھی ایک فطری جذبہ ہے۔

نماز تعلق پیدا کرنیکا ایک ذریعہ ہے

نماز خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا ایک ذریعہ ہے لیکن انسان نماز سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا جب تک کہ اس کی روح خدا تعالیٰ کی طرف نہیں دوڑتی تو معلوم ہوا کہ انسان کے اندر ایک تڑپ ہوتی ہے جو اسے اس طرف لے جاتی ہے کسی کام میں بھی کامیابی وہی انسان حاصل کرتا ہے جس کے اندر ایک زبردست جذبہ ایک تڑپ موجود ہو جو اسے اس کام کے لئے بے چین کر دے۔

حضرت امام وقت کا نمونہ

اس زمانہ میں حضرت امام وقت نے ایک نمونہ ہمارے سامنے رکھا کہ کس طرح یہ انسان کی اندرونی تڑپ جب اسے خدا کے ساتھ تعلق پیدا ہو دوسروں پر اثر ڈالتی ہے اگر حضرت مسیح موعود کو بچپن اور جوانی کے زمانہ میں دیکھیں تو اس وقت بھی آپ کے اندر ایک تڑپ نظر آتی ہے اس وقت آپ کا شغل کیا تھا؟ وہ تھا خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانا، طالب علمی میں ملازمت میں زمینداری کے کاروبار میں یہی تڑپ نظر آتی ہے اور یہ تڑپ آپ کے اندر اتنی زبردست تھی کہ وہ دوسروں پر بھی اثر انداز ہوئی جب تک انسان خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر کے دوسرے لوگوں کو اس تعلق سے متاثر نہ کرے تو معلوم نہیں ہو سکتا کہ اس نے ترقی کی ہے۔ چنانچہ جو شخص بھی حضرت امام وقت کے پاس بیٹھا اس کے اندر بھی یہ اعلائے کلمۃ الحق کی تڑپ پیدا ہو گئی۔

یہ تڑپ دور دور اثر انداز ہوئی

یہ تو ایک چھوٹی سی چیز تھی کہ ایک شخص آپکے پاس بیٹھا اور اس پر اس کا اثر ہوا، بلکہ حضرت صاحب کی تڑپ اتنی زبردست تھی کہ دور دور اثر انداز ہوئی جہاں اسلام کا کوئی نام نہیں جانتا تھا وہاں بھی اس کا اثر ہوا۔

انگلستان اور امریکہ کی تحریکات

اسی زمانہ میں انگلستان اور امریکہ میں قبولیت اسلام کی تحریک پیدا ہو گئی

عبداللہ کوئیلیم کی تحریک پیدا ہو گئی امریکہ میں ایک شخص الگزنڈر رسل ویب (Alex R. Webb) نامی ایک شخص پیدا ہوئے یہ وہ دو تحریکات ہیں جن کا ہمیں علم ہے ممکن ہے اور جگہ بھی ایسی تحریکات ہوئی ہوں ویب صاحب امریکہ کے رہنے والے تھے ان کے دل میں عیسائیت سے بیزاری اور تلاش مذہب کا شوق پیدا ہوا کسی طرح پر اللہ تعالیٰ نے سامان پیدا کر دیا اور ان کا اسلام کے ساتھ تعلق پیدا ہو گیا۔ اسی زمانہ میں حاجی عبداللہ عرب سے ان کی خط و کتابت ہوئی اور اس کے ساتھ ہی ۱۸۸۷ء میں حضرت صاحب کے ساتھ بھی خط و کتابت شروع ہوئی۔ اس وقت حضرت صاحب کی ہندوستان میں عام شہرت تھی کہ با خدا انسان ہیں۔ ویب نے حضرت صاحب کو بھی خط لکھا اور حضرت صاحب نے جواب دیا یہ خطوط حضرت صاحب کی کتاب شحنہ حق میں چھپے ہوئے موجود ہیں۔

الگزنڈر ویب صاحب حضرت صاحب کو نہ ملے

الگزنڈر ویب صاحب مسلمان ہو گئے ان کی خط و کتابت مولوی حسن علی صاحب سے بھی تھی یہ مولوی حسن علی صاحب باوجود تمام مخالفتوں کے بعد میں حضرت صاحب کے قدموں میں آگرے۔ ویب صاحب ہندوستان آنا چاہتے تھے حاجی عبداللہ عرب اور مولوی حسن علی صاحب نے چندہ کا انتظام کیا اور ویب صاحب کو لکھا گیا کہ وہ آجائیں اور وہ ہندوستان آگئے لیکن وہ حضرت صاحب کو نہیں ملے کیونکہ اتنے عرصہ میں حضرت صاحب پر دعوے کی وجہ سے کفر کے فتوے لگ چکے تھے اور لوگوں نے کہا کہ ویب صاحب کے ذریعہ امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے چندہ کرنا ہے اسلئے الگزنڈر ویب صاحب حضرت صاحب کو نہ ملیں کیونکہ اس ملاقات کا چندہ پر اثر پڑے گا اور چندہ کس طرح ہوگا۔

یہ کام جلد بند ہو گیا

خیر ویب صاحب نے یہاں سے واپس جا کر تبلیغ اسلام کا کام امریکہ میں شروع کر دیا لیکن وہ کچھ عرصہ چل کر بند ہو گیا اور یہی مسلمانوں کے عام کاموں کی حالت ہوتی ہے مسلمانوں نے اس کام کے لئے وعدے کئے تھے مگر بعد میں چندہ نہ دیا

سید اشہد الدین صاحب کی خواب

جب یہ مشکلات پیدا ہوئیں تو حاجی عبداللہ صاحب نے اپنے پیر جھنڈے والے سید اشہد الدین صاحب کو خط لکھا اور اس میں اپنی مشکلات کی کیفیت لکھی اور لکھا کہ آپ توجہ فرمائیں انھوں نے توجہ فرمائی تو ان پر ظاہر کیا گیا کہ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کا کام اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب کے روحانی تصرفات میں سے ہے ان سے دعا کراؤ حاجی عبداللہ صاحب نے دوبارہ لکھا کہ مرزا غلام احمد صاحب کو تو لوگ کافر کہتے ہیں ان سے کس طرح دعا کرائی جائے آپ دوبارہ توجہ فرمائیں۔ دوبارہ توجہ کرانے پر سید اشہد الدین صاحب نے حضرت نبی کریم صلعم کو خواب میں دیکھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس زمانہ میں مرزا غلام احمد صاحب میرا نائب ہے وہ جو کہے سو کرو۔ اس کے بعد سید اشہد الدین صاحب نے اپنے خلیفہ عبداللطیف صاحب کو حضرت صاحب کی خدمت میں بھیجا اور یہی بات بالآخر مولوی حسن علی صاحب کی امام وقت کی بیعت کی وجہ ہوئی۔

یورپ میں تبلیغ اسلام حضرت صاحب سے وابستہ ہے

تو فی الحقیقت یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کا ہونا حضرت مرزا صاحب سے وابستہ تھا چنانچہ دیکھ لیجئے اور کسی کو اس کی توفیق نہیں مل سکی مسلمانوں کے اور بہتیرے کام ہو گئے لیکن اشاعت اسلام کی طرف کسی کو توجہ نہیں اس طرف توجہ ہے تو صرف حضرت مرزا صاحب کے نام لیواؤں کو۔

امریکہ میں تبلیغ اسلام کیلئے میدان

امریکہ میں تبلیغ اسلام کے لئے بڑا میدان موجود ہے پچھلے سال امریکہ کے پریزیڈنٹ مسٹر روزویلٹ کے نمایندہ مسٹر فلپس ہندوستان آئے ان سے سکرٹری صاحب ملے تھے انھوں نے سکرٹری صاحب سے کہا کہ امریکہ میں بھی آپ کا مشن پہنچنا چاہیئے سو امریکہ میں بھی بڑا میدان ہے ہماری جماعت کا فرض ہے کہ امریکہ کو بھی جلد سنبھالے لیکن یہ کام اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک دل کے اندر ایک زبردست تڑپ موجود ہو۔

یہ تڑپ رکھنے والے نوجوان موجود ہیں

خدا تعالیٰ کے فضل سے تین چار ملکوں کے لئے ہمیں ایسی تڑپ رکھنے والے نوجوان مل گئے ہیں جو اپنے آپ کو تیار کر رہے ہیں۔ روس کے لئے بھی ایک نوجوان ہیں جو اپنے کاروبار کے ساتھ ساتھ اپنے آپ کو اس ملک میں تبلیغ کے لئے تیار کر رہے ہیں فرانس کے لئے بھی محمد اکبر ایک نوجوان نے اپنے آپ کو خود اپنے خرچ پر تیار کرنے کا وعدہ کیا ہے اور بھی بعض ہمارے نوجوان ہیں جو اس کام کے لئے تیار ہیں۔ بہترین مبلغ وہی شخص ہو سکتا ہے جس کے دل سے اس کام کے لئے آواز اٹھے جس طرح اور ممالک کے لئے نوجوان تیار ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ امریکہ کے لئے بھی کوئی بندوبست کر دے گا۔

کثرت کوئی معیار نہیں

لیکن میں دیکھتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کے نام لیواؤں کی کثرت کی توجہ بھی اس طرف نہیں رہی۔ لوگ سطحی باتوں سے متاثر ہو جاتے ہیں اور کثرت سے مرعوب ہو جاتے ہیں حالانکہ کثرت کوئی معیار نہیں بلکہ کام بتاتا ہے کہ اس کثرت کا رجحان کیا ہے۔

میاں صاحب سے ہمارے ایک نوجوان کا استفسار

ہمارے ایک عزیز ان کا نام عزیز احمد ہے انہیں میاں صاحب سے ملانے کے لئے لے گئے انھوں نے ایک سوال کیا کہ جناب عالی اگر آج کسی شخص کو مسلمان بنانا ہو تو کیا کریں گے تو انھوں نے کہا کہ کلمہ کے ساتھ حضرت مسیح موعود کی نبوت کا ماننا بھی ضروری ہے تو عزیز احمد نے اس پر کہا آپ کو اب کلمہ میں ترمیم کرنا چاہیئے ان کے اس سوال کو ایک قادیانی نے بُرا منایا۔

قادیانیوں کے رونے کی حقیقت

ایک اور بات ہے جس سے لوگوں کو ٹھوکر لگتی ہے کہ یہ لوگ نمازوں اور جلسوں کے اندر کس طرح روتے ہیں اور ہر میاں صاحب بولے اور ادھر ان لوگوں نے رونا شروع کر دیا ہوشیار پور اور لاہور کے جلسوں کی یہی کیفیت تھی جیسا کہ اخباروں میں اس کا بڑا ڈھنڈورا پیٹا گیا ہے اور اب تو اسے ضروری چیز سمجھا جاتا ہے کہ دوسروں پر اثر ڈالنے کے لئے رونا بھی ضروری ہے اس رونے کا عام لوگوں پر اثر ہوتا ہے وہ سمجھتے ہیں رونا گداز سے ہوتا ہے اسلئے اسکا روحانیت سے تعلق ہے۔ لیکن جس طرح سے لوگوں نے خوابوں کی حقیقت سمجھنے میں ٹھوکر کھائی ہے اسی طرح رونے کی حقیقت کو بھی نہیں سمجھا۔

حضرت صاحب کا ارشاد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام براہین احمدیہ حصہ پنجم میں فرماتے ہیں :۔

"مشاہدہ اور تجربہ اس بات پر گواہ ہے کہ بہت سے لوگ پند و نصیحت کی مجلسوں اور وعظ و تذکیر کی محفلوں یا نماز اور یا دالٰہی کی حالت میں خوب روتے اور وجد کرتے اور نعرے مارتے اور سوز و گداز ظاہر کرتے ہیں اور آنسو ان کے رخساروں پر پانی کی طرح رواں ہو جاتے ہیں بلکہ بعض کا رونا تو منہ پر رکھا ہوا ہوتا ہے . . . لیکن میں اپنی ذاتی شہادت سے گواہی دیتا ہوں کہ اکثر ایسے شخص میں نے بڑے مکار بلکہ دنیا داروں سے آگے بڑھے ہوئے پائے ہیں اور بعض کو میں نے ایسے خبیث طبع اور بد دیانت اور ہر پہلو سے بدمعاش پایا ہے کہ مجھے انکی گریہ و زاری کی عادت اور خشوع و خضوع کی خصلت دیکھ کر اس بات سے کراہت آتی ہے کہ کسی مجلس میں ایسی رقت اور سوز و گداز ظاہر کروں"۔

سو تم ان لوگوں کا رونا دیکھ کر مت سمجھو کہ یہ روحانی طور پر بھی کسی بلند مقام پر پہنچے ہوئے ہیں جس طرح کثرت سے کچھ ثابت نہیں ہوتا رونے سے بھی کچھ ثابت نہیں ہوتا۔

ایک بین فرق

میں ایک بین فرق آپ کو بتاتا ہوں کچھ لوگ ہماری طرف سے ان کی طرف گئے اور کچھ لوگ ان کی طرف سے ہماری طرف آئے جو لوگ ہماری طرف سے ان کی طرف گئے ان پر ان کی کثرت اور تنظیم اثر انداز ہوئی اور جو ان کی طرف سے ادھر آئے ہیں وہ اسلئے آئے کہ حق ہمارے پاس ہے۔

ان لوگوں سے قادیانی ہونیکی وجہ پوچھی گئی

ہمارے تین آدمی اب اس طرف گئے ہیں ان میں سے ایک آدمی سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا کہ کوئی سوسائٹی بھی چاہیئے گویا اب خدا کی ضرورت نہیں حق کی ضرورت نہیں، سوسائٹی کی ضرورت ہے، ایک دوسرے سے پوچھا گیا تو انھوں نے کہا اس جماعت کے اندر ہمدردی نہیں اور اس جماعت کے اندر ہمدردی ہے یعنی یہاں ملازمت سے جواب مل گیا وہاں ملازمت مل جائے گی ایک تیسرے بزرگ ہیں ان سے قادیانی ہونے کی وجہ پوچھی گئی تو انھوں نے کہا ہمارے افسر ایک قادیانی بزرگ ہیں انھوں نے کہا تھا توجہ کرو تو خواب میں اشارہ ہوا کہ قادیانی ہو جاؤ جب ان سے کہا گیا کہ عقائد کو دیکھنا چاہیئے حق کس کے ساتھ ہے تو انھوں نے کہا اس کا ذکر نہ کرو۔ سو یہ کیا چیز ہے؟ یہ سب دنیا کی طرف میلان ہے کسی کو نوکری مل گئی اور کسی کو تنظیم اور سوسائٹی مل گئی۔

ہماری طرف جو لوگ آئے حق کیخاطر آئے

اس کے ساتھ ہی ہماری طرف بھی بعض لوگ شامل ہوئے شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ہیں سید اختر حسین صاحب ہیں اور سید طفیل حسین صاحب ہیں اور خود میاں محمد صادق صاحب قادیانی جماعت سے ہی آئے تھے انھوں نے النبوت فی الاسلام کو پڑھا تو انھوں نے کہا یہ قادیانی تو باطل پر ہیں اور وہ اس طرف آ گئے ہماری طرف سے جو لوگ اس طرف جاتے ہیں وہ دنیا کے لئے جاتے ہیں اور اس طرف سے جو لوگ آتے ہیں وہ حق کی خاطر آتے ہیں۔

بدوملہی کے مباحثہ کا نتیجہ

ابھی بدوملہی میں مباحثہ ہوا جس میں قادیانی جماعت کو بڑی بھاری شکست ہوئی اور ایک بڑے زمیندار چوہدری نصراللہ خانصاحب صرف اسی مباحثہ کی وجہ سے حق کو ہمارے ساتھ دیکھکر ہماری جماعت میں شامل ہو گئے

قوت عمل سے جماعت پہچانی جاتی ہے

قادیانی جماعت ہماری جماعت سے دو سو گنی بتائی جاتی ہے لیکن یہ کیا بات ہے کہ جو کام یہ چھوٹی سی جماعت کر رہی ہے اتنا کام قادیانی جماعت سے بھی نہیں ہوا خوب یاد رکھو قوت عمل سے جماعت پہچانی جاتی ہے کثرت اور تنظیم سے نہیں پہچانی جاتی قوت عمل حق سے پیدا ہوتی ہے پھر دوہراتا ہوں اصل چیز تڑپ ہے اس کو اپنے اندر پیدا کرو اور خدا تعالےٰ کے ساتھ بھی تعلق پیدا کرو تو اس وقت تم اس کام کو کر سکتے ہو اللہ تعالےٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

جلسۂ خواتین

(از جناب محمودہ عبداللہ صاحبہ سکرٹری ینگ وومن ایسوسی ایشن لاہور)

احمدیہ ینگ وومن ایسوسی ایشن کا ماہوار جلسہ بروز جمعہ بتاریخ ۱۷ مارچ کو بعد از نماز جمعہ گیلری کوی مسجد میں ہوا۔ سب سے پہلے محترمہ بہن سعیدہ بیگم نے قرآن مجید کی تلاوت فرمائی ازاں بعد اہلیہ صاحبہ چوہدری فضل حق صاحب نے حدیث شریف سے نماز کے کچھ مسائل سنائے۔ ذکیہ بنت مولوی دوست محمد صاحب نے اپنا مضمون بعنوان صداقت اسلام کا ایک روشن نشان نہایت عمدہ لہجہ میں پڑھا۔ اس مضمون میں لیکھرام پشاوری کے متعلق حضرت مسیح موعود کی پیشگوئی کا ذکر تھا اور بتایا گیا کہ کس طرح وہ عین پیشگوئی کے مطابق ہلاک ہو کر حضرت مسیح موعود اور اسلام کی صداقت کا روشن نشان بنا۔ پھر بیگم صاحبہ حضرت امیر نے احمدی لڑکیوں کے فرائض پر اپنے قیمتی خیالات کا اظہار فرمایا۔ مقررہ موصوفہ نے بیان فرمایا کہ احمدی لڑکیوں کو جہاں وہ دنیوی تعلیم حاصل کریں انہیں دینی تعلیم کی طرف بھی خاص توجہ دینی چاہیے۔ نماز پر دائم و قائم رہنا اور قرآن مجید کو ترجمہ سے سمجھ کر پڑھنا ہر احمدی لڑکی کا شعار ہونا چاہیئے۔ محترمہ موصوفہ نے فرمایا کہ احمدیت کی یہ ایک خصوصیت ہے کہ وہ فرقہ داری اور پیر پرستی کو مٹاتی ہے۔ پھر اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ اس وقت قادیانی مصلح موعود کی پیشگوئیاں میاں صاحب پر چسپاں کرنے میں بہت شور مچا رہے ہیں تو یہ کوئی عجوبہ چیز نہیں بلکہ قادیان میں بچوں کو شروع ہی سے یہ ذہن نشین کرایا جا رہا تھا کہ میاں محمود ہی مصلح موعود ہیں حالانکہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود کا اثر قائم ہے ان کے صحابی زندہ ہیں اور ان کی تعلیم پر کاربند ہیں حضرت مسیح موعود نے مصلح موعود کا دور کے زمانہ میں ظاہر ہونا بتایا تھا وغیرہ وغیرہ۔ نیز بتایا کہ ہمیں قادیان والوں کی اس اندھا دھند عقیدت سے مرعوب نہ ہونا چاہیئے بلکہ یہ ایک ابتلاء کا وقت ہے ہمیں اسمیں ثابت قدم رہنا چاہیئے۔ نیز بتایا کہ پیر پرستی میں اندھا دھند عقیدت قادیان میں کیا بلکہ اس سے کہیں بڑھکر آغا خانیوں اور بعض دیگر گدیوں میں پائی جاتی ہے۔ سب سے آخر پر بیگم صاحبہ ملک کرم الٰہی صاحب نے ہمیں اپنے قیمتی خیالات سے محظوظ فرمایا مقررہ محترمہ نے بیان کیا کہ اگر ہم تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں تو یہ بات عیاں نظر آتی ہے کہ اسلام اوّل روز سے ہی دکھوں میں پڑ کر بڑھا۔ فرزندان اسلام نے ہر قسم کے مصائب برداشت کئے لیکن اسلامی عقائد میں کسی قسم کی کمی نہ پیدا ہونے دی۔ حضرت امام حسین کی شہادت بھی اس امر کی زندہ یادگار ہے کہ انھوں نے یزید کے ہاتھ پر جو بدکردار تھا بیعت کرنے کی بجائے جام شہادت پینا بہتر سمجھا اسی طرح مقررہ نے اور آئمہ کے واقعات بیان کئے جن سے واضح ہوتا تھا کہ اسلام نے انتہائی مشکلات میں ہی ترقی کی ہے۔ مقررہ نے بتایا کہ ہمارے امیر قوم حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بھی اسی جذبۂ اسلام اور اسلام میں کجی نہ پیدا ہونے کی خاطر سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر قادیانی جماعت سے علیحدہ ہو گئے تھے یہی سپرٹ ہم میں پیدا ہونی چاہیئے کہ ہم محض خدا کی رضا کے لئے ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں کسی قسم کے دنیوی فائدے

اعلان

میٹرکولیشن کے امتحانات ختم ہو گئے ہیں۔ احباب کے بچے نتیجہ کے بعد لاہور میں داخل ہونے کے لئے آنے والے ہوں گے۔ جن دوستوں نے اپنے بچے لاہور تعلیم کے لئے بھیجنے ہوں وہ مرکز میں اطلاع کر دیں تاکہ ان کے لئے یہاں سہولتیں بہم پہنچائی جا سکیں۔ اس سلسلہ میں خط و کتابت

شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے
سکرٹری شبان الاحمدیہ۔ احمدیہ بلڈنگس
لاھور

سے کی جائے۔ وہ ہر طرح اس سلسلہ میں امداد کریں گے:

عبداللہ
جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

پیغام صلح

جلد ۳۲ | یوم چہارشنبہ مورخہ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ | نمبر ۱۳

مغرب میں اشاعت اسلام اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اشاعت اسلام کیلئے زبردست ایمانی قوت درکار ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ازالہ اوہام کے صفحہ ۵۱۶،۵۱ پر ارشاد فرماتے ہیں:۔

"اس عاجز پر جو اس رویا میں ظاہر کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ مغرب کی طرف سے آفتاب کا چڑھنا یہ معنی رکھتا ہے کہ ممالک مغربی جو قدیم سے ظلمت کفر و ضلالت میں ہیں، آفتاب صداقت سے منور کئے جائیں گے اور ان کو اسلام سے حصہ ملے گا اور میں نے دیکھا کہ میں شہر لندن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے میں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے رنگ سفید تھے اور شاید تیتر کے موافق ان کا جسم ہوگا۔ سو میں نے اس کی یہ تعبیر کی کہ اگرچہ میں نہیں مگر میری تحریریں ان لوگوں میں پھیلیں گی اور بہت سے راستباز انگریز صداقت کا شکار ہو جائیں گے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ رؤیا مغربی اقوام میں اشاعت اسلام اور اسلام کی روحانی فتوحات کی سب سے پہلی بشارت ہے۔ ورنہ مسلمان اور اشاعت اسلام کا ایسا بلند پایہ نصب العین! مسلمانوں کو تو اس وقت اپنا ہوش نہ تھا۔ وہ تو خود انحطاط اور زوال کا شکار تھے اور مغربی تسلط کے نیچے اس قدر دبے ہوئے تھے کہ ان کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہ آسکتی تھی کہ مغربی اقوام میں بھی اسلام فتوحات کر سکتا ہے۔ سب سے پہلے حضرت بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ نے ہی مشیت ایزدی کے ماتحت اسلامی سواد اعظم میں ایک ایسی جماعت کو تیار کیا جو مستقل طور پر مغربی اقوام میں اشاعت اسلام کے پروگرام کو اپنے نصب العین میں شامل کرے چنانچہ گذشتہ پچیس یا تیس سالوں میں اس جماعت نے جس ہمت اور خوش اسلوبی کے ساتھ اس پروگرام کو عملی جامہ پہنایا وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں

لیکن یہ کام کسی مادی اصول اور مادی طاقت سے نہیں ہوا بلکہ اس کے عقب میں امت محمدیہ کے ایک عظیم الشان مجدد کی قوت قدسی کام فرما تھی اور اس میدان میں آئندہ جو کام بھی ہوگا وہ اسی روحانی اور اخلاقی قوت کے زور سے ہوگا۔ اور وہی لوگ اس کام کو کریں گے جو اس روحانی حقیقت پر زبردست ایمان رکھنے والے ہوں گے۔ کیونکہ دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کرنا کوئی معمولی بات نہیں بلکہ آج تک جتنے انقلابات رونما ہوئے ہیں۔ وہ سب ایک زندہ ایمان کے کرشمے ہیں۔ چند ایک معتقدات اور ان پر ایک زندہ ایمان ہی ہر ایک انقلاب کا باعث ہوا ہے ہم بھی ایمان اور عقائد سے ہی انقلاب پیدا کر سکتے ہیں۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ خدا ایک ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم النبیین ہیں ان کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا۔ البتہ اس امت محمدیہ کے سواد ہی سے ایسے زبردست آئمہ، مجدد اور محدث مبعوث ہوتے رہیں گے جو وقت اور حالات کے مطابق اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اسلامی اصولوں کا احیا کریں گے، اور اس تاریکی کے زمانہ میں بھی جبکہ ہر طرف مادیت اور دہریت کا تسلط تھا اللہ تعالیٰ نے ایک مجدد اعظم کو مبعوث فرمایا جس کے ذریعہ سے مغرب میں طلوع اسلام ہوگا۔ اور مشرق میں بھی اسلامی تعلیمات از سر نو زندہ ہوں گی۔ لیکن اس زندگی اور احیاء کے لئے کوہ وقار ایمان کی ضرورت ہے۔ وہ لوگ جو اس انقلاب کو پیدا کرنا چاہتے ہوں۔ ان کا اپنے معتقدات پر زبردست ایمان ہو۔ اور وہ دنیا کی کسی تحریک سے متاثر نہ ہوں۔ خواہ وہ تحریک ظاہری لحاظ سے کتنی ہی دلفریب معلوم ہو اور نہ وہ سطحی باتوں سے مرعوب ہوں۔

حقیقت بھی یہ ہے کہ ہماری گذشتہ کامیابی کی وجہ صرف یہ ہے کہ ہماری جماعت مادی ہنگاموں سے دامن کش رہی۔ اور اس کی آئندہ کامیابی کا انحصار بھی صرف اسی اصول پر ہے کہ وہ اپنے دائرہ کے اندر کام کرتے ہوئے ہی جس قدر قوت اور زور پکڑ سکتی ہے پکڑے۔ دوسری قوموں کو اپنے اندر جذب کرے نہ کہ دوسری تحریکات اور دوسری قوموں کے اداروں سے متاثر ہو۔ مثلاً اگر بعض نوجوان ہندوستان میں کانگرس کے پروگرام سے متاثر ہیں۔ یا مغرب کی اشتراکی تحریک سے اثر پذیر ہیں۔ وہ اپنی اس اثر پذیری اور احمدیت کو ایک جگہ اکٹھے نہیں کر سکتے۔ اور نہ میاں صاحب کی امانی اور احمدیت کے حقیقی مقاصد کو ایک جگہ اکٹھا کیا جا سکتا ہے

ان مندرجہ بالا سطور کے لکھنے سے ہمارا مقصد صرف اس قدر ہے کہ وہ لوگ جو مغرب سے طلوع اسلام چاہتے ہیں ان پر روشن ہونا چاہیئے کہ یہ آفتاب اسلام کا طلوع صرف احمدیت سے وابستہ ہے اور وہ شخص جو کہ احمدیت کو قبول کرتا ہے اسے پورے دل کے ساتھ اسے قبول کرنا چاہیئے۔ اور دوسری تحریکات کو بالکل چھوڑ دینا چاہیئے۔ کیونکہ اشاعت اسلام کا یہ پروگرام اس وقت تک پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا جب تک ہمارے دل و دماغ میں ایک کامل اتحاد نہ ہو۔ اور اپنے معتقدات پر ایک ایسا زندہ ایمان نہ ہو۔ جس کی حرارت سے ہر وہ چیز جو کہ اس ایمان کے منافی ہے جل کر راکھ نہ ہو جائے ہماری توجہ صرف اس طرف رہے جس طرف اصولی لحاظ سے رہنی چاہیئے۔ دنیا کے مادی اور سیاسی معاملات سنوریں، بنیں اور بن بن کر بگڑیں لیکن ہمارے پایۂ استقلال کو جنبش نہ ہو۔ ہم ایک مضبوط اور محکم جماعت ہوں۔ اور نہایت ثابت قدمی سے اپنے صحیح راستہ پر گامزن رہیں۔ جیسا کہ ہم گامزن ہیں۔

ہمارے سامنے ایک بہت عظیم الشان کام ہے۔ جس کے لئے محنت شاقہ کی ضرورت ہے۔ ہم ایک روحانی امانت کے امین ہیں جسے ہم نے اقوام عالم تک پہنچانا ہے ہمیں نہایت ذمہ داری کے ساتھ اس امانت کو پہنچانا چاہیئے۔ اس میں کسی قسم کی ملونی نہ ہونے پائے ضرورت ہے کہ جہاد کرتے ہوئے ہمارے پسینہ کی تنگ خون بہے دعائے نیم شبی کے وقت ہماری آنکھوں سے آنسوؤں کا دھارا بہہ نکلے، اٹھتے بیٹھتے گرتے سنبھلتے ہمارا وظیفہ ایک ہو۔ ہماری امنگیں ایک ہوں۔ آرزوئیں ایک ہوں۔ اور وہ آرزوئیں سوائے اس کے کیا ہو سکتی ہیں کہ خدا اور اس کے رسول کا دنیا کے کونہ کونہ میں بول بالا ہو۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— مولوی محمد حسین صاحب مبلغ حلقہ انبالہ پٹیالہ اطلاع دیتے ہیں کہ برادرم بابو محمد صادق خان صاحب کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔ اس خوشی میں بابو صاحب مذکور نے مبلغ پانچ روپے عطا فرمائے ہیں جزاکم اللہ احسن الجزا

— جناب شیخ کریم اللہ صاحب امرتسری کا ۲۵ مارچ کو میو ہسپتال لاہور میں آنکھوں کا اپریشن ہوا احباب سلسلہ ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

— یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں رنج و افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر محمد عبد الرحمن کیپٹن۔ آئی ایم۔ ایس ریکروٹنگ میڈیکل آفیسر کوہاٹ مورخہ ۱۷ مارچ کو اچانک حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحومہ نہایت سخی پابند صوم و صلوٰۃ تھیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ احباب سلسلہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

— ہماری جماعت کے نوجوان جہاں اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ایک تڑپ رکھتے ہیں اور اس کے لئے جدوجہد کرتے رہتے ہیں وہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ علمی اداروں میں ورزشی مقابلوں میں بھی نمایاں حصہ لیتے ہیں ہمارے دوست عبد القادر صاحب ... بی اے سیالکوٹی سنٹرل ٹریننگ کالج لاہور کی سالانہ کھیلوں میں ۸۸۰ گز کی دوڑ میں اول ۱۰۰ گز کی دوڑ میں دوم اور ایک میل کی دوڑ میں سوم رہے اللہ تعالیٰ انہیں اسی طرح دینی مقابلوں میں اول رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

— جماعت کے بعض احباب بیمار ہیں اور بعض مالی مشکلات میں مبتلا ہیں احباب سلسلہ ان کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفاء اور آسودگی عطا فرمائے۔ آمین

ضرورت ہے

میٹرک کے امتحان کے بعد کئی نوجوان ایسے بھی ہوں گے جو زیادہ تعلیم حاصل نہ کر سکتے ہوں۔ ان کے لئے ملازمت ہی ذریعہ معاش ہوگا۔ انجمن کے مرکزی دفاتر کے لئے ایسے چند نوجوانوں کی ضرورت ہے جو سلسلہ کے لئے زندگیاں وقف کر سکیں۔ انجمن کے گریڈ تقریباً وہی ہیں جو سول دفاتر کے ہیں۔

یہ خدا کے نام پر زندگی وقف کرنے کا سوال ہے۔ اس راہ میں کبھی خسارہ نہیں ہوگا۔ اُن کے ذریعہ خدا کا نام دنیا میں پہنچے گا۔ وہ ابدی سعادت کے حقدار ہوں گے۔ اس کے ساتھ دنیاوی طور پر بھی انہیں کوئی نقصان نہیں۔

انجمن ایسے نوجوانوں کی ہر ممکن امداد کرے گی۔ کون جانتا ہے کہ ان میں سے کتنی سعید روحیں حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کو لیکر دنیا کے مختلف حصوں میں جائیں گی۔ اور قرآن مجید کی پیشگوئی لیظهره على الدين كله کو پورا کرنے کا موجب بنیں گی جنرل سیکرٹری

جناب میاں محمود احمد صاحب کے اعلان "مصلح موعود" پر ایک نظر

(از محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری)

جناب میاں محمود احمد صاحب کے مرید آجکل ہماری جماعت کو انہیں مصلح موعود تسلیم کرنے کی دعوت محض اس بناء پر دے رہے ہیں کہ جناب میاں صاحب نے اب خود اپنی ایک خواب کی بناء پر ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کو اپنے مصلح موعود ہونے کا اعلان کر دیا ہے۔ اور وہ اس بات پر حیرت کر رہے ہیں کہ باوجود ان کے اعلان کر دینے کے پھر بھی ہماری جماعت انہیں کیوں مصلح موعود تسلیم نہیں کرتی۔ سوال کی حیرت کو دور کرنے اور حقیقت پر سے پردہ اٹھانے کے لئے یہ مضمون شائع کیا جاتا ہے۔

اس قسم کی دعوت دینے والے تمام دوستوں پر واضح ہو کہ ہماری جماعت بوجوہ ذیل ان کی دعوت پر لبیک کہنے سے معذور ہے:۔

وجہ اوّل

جناب میاں صاحب کا خود دعوت سے اجتناب

جس خواب کی بناء پر مرید دوسروں کو دعوت دینے میں مشغول ہیں جناب میاں صاحب خود اس خواب کو یہ وقعت نہیں دیتے کہ کوئی دوسرا بھی اس کو ماننے کے لئے مکلف ہے۔ چنانچہ وہ اپنی خواب بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں:۔

"پس اللہ تعالیٰ نے میرے لئے ... میں یہ نہیں کہتا کہ دوسروں کے لئے بھی کیونکہ کوئی دوسرا شخص کسی غیر مامور کے کشف یا الہام کو ماننے کا مکلف نہیں لیکن بہرحال میرے لئے خدا تعالیٰ نے حقیقت کو کھول دیا ہے اور اب میں بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کہہ سکتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی یہ پیشگوئی پوری ہوئی۔"

جب یہ خواب صرف میاں صاحب کی ذات کے لئے ہی ہے اور دوسروں کو منوانے کے لئے وہ مامور ہی نہیں تو دوسروں کو دعوت دینے کے معنی ہی کیا ہوئے۔ باقی رہی نفس پیشگوئی سو اس کے متعلق ہمارا ایمان ہے کہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی اپنے وقت پر ضرور پوری ہوگی۔ یہ زمانہ تو کسی مصلح کے آنے کا زمانہ ہی نہیں کہ اس زمانہ میں اس پیشگوئی کا ظہور ہوتا ابھی تو وہی علم قرآن اور وہی انوار سماوی جو حضرت مسیح موعودؑ دنیا میں لائے قدیم سنت اللہ کے مطابق حضورؑ کی جماعت کے ذریعہ پھیل رہے ہیں۔ اور اس وقت تک پھیلتے رہیں گے جب تک کہ موجودہ دجالی فتنہ کی ظلمت پاش پاش نہ ہو جائے اور جب تک کہ توحید موجودہ تثلیث پر غالب نہ آ جائے۔ اس کے بعد جب دوبارہ ظلمت اپنا دامن پھیلائے گی تو اس وقت ضرورت خود مصلح کو بلائے گی اور پیشگوئی کا ظہور ہو جائے گا۔

دوسری وجہ

اس دعوت کا حضرت مسیح موعودؑ کے ارشاد کے خلاف ہونا

دوسری وجہ جناب میاں صاحب کو مصلح موعود تسلیم نہ کرنے کی یہ ہے کہ جس مصلح موعود کے انتظار کا حضرت مسیح موعودؑ نے جماعت کو ارشاد فرمایا ہوا ہے اس کے مصداق ہونے کا جناب میاں صاحب کو دعوےٰ ہی نہیں۔ حضورؑ اپنی کتاب الوصیت صفحہ ۱ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:۔

"خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا اور اس کے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی قبول کریں گے سو ان دنوں کے منتظر رہو۔"

پیشگوئی مندرجہ بالا میں جس شخص کے انتظار کہنے کا جماعت کو ارشاد فرمایا گیا ہے اس کے متعلق جناب میاں صاحب کا کھلے لفظوں میں اقرار موجود ہے کہ "وہ مامور ہوگا" اور یہ کہ وہ اس پیشگوئی کے مصداق نہیں اور یہ کہ اس کا مصداق آئندہ کسی زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ اب اہل انصاف خود ہی غور فرمالیں کہ جبکہ جناب میاں صاحب حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کے منتظر ہی نہیں تو حضورؑ کی جماعت انہیں کس طرح مصلح موعود تسلیم کر سکتی ہے۔ یہی وہ منتظر ہے جس کے متعلق حضرت اقدسؑ نے الوصیت کے اسی صفحہ پر اپنی جماعت کو یہ وصیت فرمائی ہے:۔

"اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔"

وحی اور قرب سے مخصوص کئے جانے والے اور روح القدس پاکر کھڑے ہونے والے شخص کے آنے تک حضورؑ کا جماعت کو یہی ارشاد ہے کہ وہ سلسلہ کے کاموں کو آپس میں مل کر باہمی مشورہ سے سرانجام دیں۔ چنانچہ اس غرض کے لئے حضورؑ نے ایک انجمن کی بناء ڈالی اور اسے اپنا جانشین قرار دیا اور اس کی ترقی کار کو بھی اپنے مندرجہ ذیل صریح ارشاد میں واضح فرما دیا:۔

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے۔ لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہیں کرے گی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا۔ والسلام۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ۔ ۲۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء"

اب جبکہ میاں صاحب کو نہ وحی اور قرب سے مخصوص ہونے کا دعوےٰ ہے اور نہ ہی وہ روح القدس پاکر کھڑے ہونے کے مدعی ہیں تو وہ بھی ایسے شخص کے مامور ہونے تک حضرت اقدسؑ کے ارشاد مندرجہ بالا کے مطابق سلسلہ کے کاموں کو سرانجام دینے کے ویسے ہی پابند ہیں جس طرح کہ دوسرے احمدی پابند ہیں اور اس ارشاد میں کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی قرار دیا گیا ہے لیکن جناب میاں صاحب نے باوجود اس پیشگوئی کا مصداق ہونے سے انکار کرنے کے حضورؑ کے ارشاد کو پس پشت ڈالا ہوا ہے۔ کثرت رائے تو چھوڑ وہ تو تمام جماعت کے متفقہ فیصلہ کو بھی رد کرنے کا اختیار رکھتے ہیں۔ پس ہماری جماعت کو دعوت دینے والے احباب خود ہی انصاف کو مدنظر رکھتے ہوئے غور کرلیں کہ ان کی دعوت پر لبیک کہنے کے معنی بجز اس کے کوئی اور ہو سکتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ کے ارشاد کو دیدہ دانستہ پس پشت ڈالا جائے اور ایک غیر مامور کو مامور کا مقام دے دیا جائے۔ کیا آپ ایک مامور من اللہ کی جماعت سے یہ توقع رکھ سکتے ہیں کہ وہ اپنے آقا کے فرمان کو نعوذ باللہ اس طرح پاؤں کے نیچے روندنے کی جرأت کر سکے گی۔

تیسری وجہ

اعلان کا خلاف اصول اسلام ہونا

تیسری وجہ جناب میاں صاحب کو مصلح موعود تسلیم نہ کرنے کی یہ ہے کہ ان کا یہ اعلان خلاف اصول اسلام ہے۔ تفصیل اسکی یہ ہے کہ حضرت اقدسؑ اپنی کتاب براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۳۴ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں:۔

"ولی کا الہام اسی وقت حد قطع اور یقین تک پہنچے گا کہ جب ضعیف الہاموں کی قسم میں سے نہ ہو بلکہ اپنی کامل روشنی کے ساتھ نازل ہو اور بارش کی طرح متواتر برس کر اور اپنے نوروں کو قوی طور پر دکھا کر فہم کے دل کو یقین سے پُر کر دے اور مختلف تقریروں اور مختلف لفظوں میں اتر کر معنی اور مطلب کو بکلی کھول دے اور عبارات کو متشابہات میں سے بکلی الوجوہ باہر کر دے اور متواتر دعاؤں اور سوالوں کے وقت تو خداوند تعالیٰ نے ان معانی کا قطعی اور یقینی ہونا متواتر الہاموں اور جوابوں کے ذریعہ سے بوضاحت تمام بیان فرمایا ہے۔ جب کوئی الہام اس حد تک پہنچ جائے تو وہ کامل النور اور قطعی اور یقینی ہے۔"

جناب میاں صاحب کو مصلح موعود قبول کرنے کی دعوت دینے والے احباب خدارا غور فرمائیں کہ یہ تو ان کو بھی مسلم ہے کہ آپ کا دعوےٰ زیادہ سے زیادہ غیر مامور ولی ہونے کا ہی ہو سکتا ہے۔ ان اولیاء میں سے ہونے کا دعوےٰ تو ان کا ہے ہی نہیں جو اصلاح خلق کے لئے مامور کئے جاتے ہیں۔ پس جبکہ اصول مندرجہ بالا کے ماتحت مامور ولی کا الہام بھی یقینی نہیں قرار دیا جا سکتا جب تک کہ اس کے ساتھ تواتر نہ ہو اور جب تک کہ بارش کی طرح برس کر اور مختلف تقریروں اور مختلف لفظوں میں اتر کر معنی اور مطلب کو بکلی نہ کھول دے تو خالی ولی کا الہام بھی نہیں بلکہ محض ایک خواب کس طرح بغیر مندرجہ بالا شرائط کے پائے جانے کے یقینی سمجھا جا سکتا ہے اور کس طرح اس کے معنی و مطلب کو صفائی و وضاحت کی طرف راہ مل سکتی ہے ہمارے دوستوں کو خالی بالطبع ہو کر سوچنا چاہیئے کہ آیا جناب میاں صاحب کے لئے مناسب تھا کہ آپ محض ایک خواب کی بناء پر اتنا بڑا دعوےٰ کر دیتے یا ان کے لئے دعوےٰ کرنے سے قبل اس بات کا انتظار ضروری تھا کہ اس مضمون کی تائید کے لئے بارش کی طرح ان پر الہامات برستے اور اس خواب کے معنی کو مختلف تقریروں اور مختلف لفظوں سے روز روشن کی طرح واضح کر دیا جاتا۔ اب جبکہ ان کے اکیلے خواب کو قطع و یقین کی طرف راہ ہی نہیں تو حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم پر عمل کرنے والی جماعت کس طرح حضورؑ کے بتائے ہوئے اسلامی اصولوں کے خلاف ان کے اس دعوے کو جو خالی ایک خواب کی بناء پر کیا گیا ہے قبول کرنے کے لئے تیار ہو سکتی ہے خصوصاً جبکہ خدا کے اس مامور کا اسوہ بھی اس کی جماعت کے سامنے ہو کہ حضورؑ کو الہامات میں مسیح قرار دیا گیا لیکن حضورؑ

نے ہرگز ان الہامات کی بناء پر مسیح ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا بلکہ اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام طور پر مسلمانوں کا تھا کہ مسیح زندہ ہے آسمان سے نازل ہوگا اور پورے بارہ برس تک پرانے عقیدہ پر ہی قائم رہے اس کے بعد جب متواتر الہامات ہوئے اور انھوں نے بارش کی طرح ہوکر اس امر کو واضح کر دیا کہ مسیح ناصری درحقیقت فوت ہو چکے ہیں اور آنیوالا مسیح اسی امت میں سے ہی ہوگا اور وہ تم ہی ہو اور پھر یہی نہیں بلکہ حضور نے اپنے الہامات کو قرآن شریف پر پیش کیا اور وہاں سے بھی جب ان کی تائید ہوگئی تب آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا اسی طرح حضور کی فضیلت بر مسیح ناصری کا ذکر شروع میں ہی الہامات میں موجود تھا گو وہ فضیلت جزوی تھی لیکن ۱۹۰۲ء تک حضور اپنے لئے افضل کا لفظ استعمال کرنے سے ہمیشہ اجتناب کرتے رہے لیکن جب بارش کی طرح وحی اس بارے میں برستی رہی اور وہ مختلف طریقوں اور مختلف لفظوں سے اس مفہوم کو واضح کرتی رہی یہاں تک ۱۹۰۲ء میں جب حضور پر یہ مضمون کامل طور پر منکشف ہو گیا تب حضور نے اس امر کا اعلان کر دیا گو فضیلت جزوی ہی رکھی لیکن افضل کا لفظ استعمال کرنا شروع کر دیا لیکن الو معز جناب میاں صاحب ہیں جو محض ایک ہی خواب کی بناء پر دعوے کر دیتے ہیں نہ تو اتر کا انتظار کرتے ہیں نہ حضرت مسیح موعودؑ کے ان الہامات و کشوف کی پرواہ کرتے ہیں جو مصلح موعود کے ظہور کے لئے یقینی طور پر اس آخری زمانہ کے آخری حصہ کو معین کر رہے ہیں اور ان کا کسی آیندہ نسل میں آنا بتلا رہے ہیں اور نہ ہی مصلحین کے آنے کے متعلق قرآن و احادیث میں بیان کردہ قوانین کو مناظر میں لاتے ہیں تو آپ لوگ ہی بتائیں کس طرح ان کے دعوے کو قبول کیا جا سکتا ہے۔ تدبروا ولا تکونوا من الغافلین۔

چوتھی وجہ

خواب کا ہمارے حق میں ہونا اس کا پہلا حصہ

چوتھی وجہ جناب میاں صاحب کو مصلح موعود قبول نہ کرنے کی یہ ہے کہ ان کا خواب ہماری جماعت کو ان کی طرف جانے کی راہنمائی نہیں کرتا بلکہ ان کو ہماری طرف آنے کی ہدایت کر رہا ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ خواب میں ان کو ایک تو یہ سمجھایا گیا ہے کہ حضرت اقدسؑ کی نبوت کے متعلق جو ان کا عقیدہ ہے وہ درست نہیں بلکہ اس بارے میں جس عقیدہ پر ہماری جماعت قائم ہے وہی صحیح ہے اور اسی کو انہیں اختیار کرنا چاہیئے چنانچہ خواب میں وہ دیکھتے ہیں کہ ان کی زبان سے یہ لفظ نکل رہے ہیں "انا محمد عبدہٗ و رسولہٗ" یعنی میں محمد صلعم خدا کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں" اور پھر خواب میں ہی ان کو یہ بھی بتلایا جا رہا ہے کہ یہ الفاظ وہ نہیں بول رہے بلکہ ان کے اندر سے رسول کریم صلعم بول رہے ہیں۔ اسی طرح ان کی زبان "انا المسیح الموعود" یعنی میں مسیح موعود ہوں کے الفاظ ادا کر رہی ہے مگر یہ الفاظ بھی وہ خود نہیں بول رہے ہیں بلکہ ان کے اندر سے درحقیقت مسیح موعود بول رہے ہیں اب یہ تو آپ لوگوں کو بھی مسلم ہے کہ جناب میاں صاحب نہ رسول ہیں اور نہ مسیح موعود پس خواب کے اس حصہ کی غرض بجز اس کے اور کیا ہو سکتی ہے کہ جناب میاں صاحب کو اس کے ذریعہ یہ سمجھایا جائے کہ جب کسی امتی کے الہامات میں یا اس کے اقوال میں رسول اور نبی کے الفاظ دیکھو تو ان سے یہ نہ سمجھ لینا کہ وہ امتی درحقیقت رسول اور نبی ہے بلکہ رسول اور نبی درحقیقت اس کا متبوع نبی ہوتا ہے اور یہ امتی صرف آلہ ہے جس کے ذریعہ اس کے متبوع نبی کی نبوت کا اظہار ہو رہا ہوتا ہے اور یہی بروزی امتی وغیرہ نبی کے معنی ہوتے ہیں۔ اسی طرح خواب میں ان کی زبان پر جاری شدہ فقرہ "وانا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہٗ" کے جو معنی ان کو سمجھائے گئے ہیں وہ یہ ہیں کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ ہونے کے لحاظ سے **ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعود ہی ہوں** کیا یہ الفاظ صاف نہیں بتلا رہے کہ جس طرح ایک رنگ میں مسیح موعود ہونے سے جناب میاں صاحب درحقیقت مسیح موعود نہیں بن گئے اسی طرح ایک پہلو سے نبی ہونے سے حضرت مسیح موعودؑ نبی نہیں بن سکتے خواب میں اس فقرہ کو بھی اسی غرض کے لئے جناب میاں صاحب کی زبان پر جاری کروایا گیا تھا تا انہیں حضرت اقدس کے کلام میں وارد شدہ الفاظ "ایک پہلو سے نبی" کی حقیقت اور اس کے صحیح معنی سمجھ میں آ جائیں لیکن جناب میاں صاحب نے جلد بازی سے کام لیتے ہوئے اس سے اپنا مصلح موعود ہونا مراد لے لیا۔ خواب میں یہی ایک فقرہ ہے جس پر جناب میاں صاحب کے دعوے کی بنیاد ہے حالانکہ اس فقرہ کے لانے کی غرض بالکل اور ہے اور وہ وہی ہے جس کو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اب احباب خود ہی سوچ لیں کہ جبکہ جناب میاں صاحب کی خواب میں ہماری جماعت کے عقائد کی تائید ہو رہی ہے اور اسی کا حق ہونا بپایہ ثبوت پہنچ رہا ہے تو ہم ان کے عقاید کی طرف کس طرح آ سکتے ہیں جن کی تغلیط خود ان کا خواب . . .

. . . .

. . . ہی کر رہا ہے۔

خواب کا دوسرا حصہ

جناب میاں صاحب کا خالص دنیوی کوششوں اور تدبیروں میں مصروف رہنا اور ہمارا خالص دینی طریق پر قائم ہونا

خواب کا دوسرا حصہ تو اس سے بھی بڑھ کر یقینی طور پر ہماری جماعت کا حق پر ہونا اور جناب میاں صاحب کا غلط راہ پر ہونا واضح کر رہا ہے۔ اس کی تفصیل بھی یہ ہے کہ آپ لوگوں کو یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ ہماری جماعت ہی جناب میاں صاحب کو عرصہ ۳۰ سال سے عقائد صحیحہ کی طرف بلا رہی ہے اور انہیں متنبہ کرتی چلی آ رہی ہے کہ وہ اپنی دنیوی کوششوں میں منہمک رہنے کی وجہ سے دینی اغراض کو پس پشت ڈال رہے ہیں مگر جناب میاں صاحب ہماری جماعت کی اس مخلصانہ نصیحت کو ہمیشہ ٹھکرایا لیکن دیکھ لو اور خوب غور سے دیکھ لو کہ خدا تعالےٰ نے خواب میں کس وضاحت کے ساتھ انہیں اس حقیقت کی طرف راہنمائی کی ہے خواب میں ان کو بائیں طرف کے انتہائی نقطہ پر دکھلایا گیا ہے اور ان کے ساتھی کو اس بات پر مامور کیا گیا ہے کہ وہ انہیں دائیں طرف کے انتہائی نقطہ کی طرف بلائے اور وہ ساتھی انہیں بلا بھی رہا ہے مگر افسوس کہ جب خواب میں انھوں نے ادھر آنے کی کوشش بھی کی تو کوئی طاقت راستہ میں ہی انہیں اچک کر کسی اور طرف لے گئی۔ اللہ تعالےٰ نے ان پر حجت تمام کرنے کے لئے انہیں بائیں اور دائیں کی تعبیر بھی ہی سکھائی۔ چنانچہ وہ خود ہی لکھتے ہیں کہ بائیں راستہ سے مراد **خالص دنیوی کوششیں اور تدبیریں ہیں اور دائیں راستہ سے مراد خالص دینی طریق دعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں"** اس تعبیر سے واضح ہے کہ وہ اس وقت تک خالص دنیوی کوششوں اور دنیوی تدبیروں . . . میں ہی منہمک رہے ہیں۔ اور خالص دینی طریقوں اور ان کے درمیان بعد المشرقین والمغربین رہا ہے۔

مولوی اللہ دتا صاحب کا دہوکہ کھانا

مولوی اللہ دتہ صاحب نے ہماری بیان کردہ تعبیر کے متعلق سخت دھوکہ کھایا ہے انھوں نے اپنے مضمون میں یہ بیان کیا ہے کہ گویا ہماری بیان کردہ تعبیر کی تمام الفاظ دائیں اور بائیں پر ہے۔ حالانکہ یہ درست نہیں۔ ہماری تعبیر کی بنیاد اس تعبیر پر ہے جو خود جناب میاں صاحب پر بائیں اور دائیں راستہ کی کھلی ہے۔ اسی طرح مولوی صاحب کا اس حدیث کا پیش کرنا بھی بے محل ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ صراط مستقیم کے دائیں بائیں راستے شیطانی راستے ہوتے ہیں جناب میاں صاحب کو تو دائیں راستہ کے معنی خالص دینی طریق دعا اور عبادت بتلائے گئے ہیں اور خالص دینی طریق دعا اور عبادت کا ہی دوسرا نام صراط مستقیم ہے۔ پس جو شخص خالص دینی طریق دعا اور عبادت سے دور ہوگا وہ یقیناً صراط مستقیم سے دور ہوگا اور جو شخص خالص دینی طریق سے ادہر ادہر ہوگا وہ یقیناً ان راستوں پر ہوگا جن پر مولوی صاحب کی پیش کردہ حدیث کے مطابق شیاطین کا تسلط ہوگا اور اس سے ہمیں انکار نہیں اگر مولوی صاحب کے نزدیک دائیں راستہ پر گامزن ہونیوالے لوگ شیطانی تسلط کے نیچے ہوتے ہیں اور حدیث کا وہی مفہوم صحیح ہے جو انھوں نے بیان کیا ہے تو قرآن شریف میں اصحاب الیمین یعنی دائیں طرف والوں کی جو تعریفیں کی گئی ہیں ان کے وہ کیا معنی کریں گے۔ کیا اس صورت میں قرآن شریف اور حدیث نبویؐ میں اختلاف نہیں ماننا پڑے گا جن معنوں کو تسلیم کرنے سے قرآن و حدیث میں اختلاف لازم آئے وہ معنی یقیناً غلط ہیں پس حدیث پیش کردہ کے صرف یہی معنی ہیں کہ صراط مستقیم سے ادھر ادھر ہونے والا شخص گمراہی کی طرف جائیگا لیکن خواب میں جناب میاں صاحب کو خالص دینی طریق یعنی صراط مستقیم سے ادھر ادھر دکھلایا گیا ہے اسلئے حدیث پیش کردہ ہماری بیان کردہ تعبیر کے نہ صرف یہ کہ خلاف نہیں بلکہ اس کی تائید میں ہے پس جب خواب کی یہ صورت ہے تو دعوت دینے والے احباب خود ہی غور کریں کہ ہم خالص دینی طریق کو چھوڑ کر جن پر ہماری جماعت سے اب تک قائم چلے آنے کی جناب میاں صاحب کا اپنا خواب شہادت دے رہا ہے کس طرح جناب میاں صاحب کے اس راستہ کی پیروی کر سکتے ہیں جو خالص دنیوی کوششوں اور دنیوی تدبیروں کا راستہ ہے اور جس کو دینی طریق سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ پس اگر ہمیں دعوت دینے والے احباب جناب میاں صاحب کے خواب کو الٰہی خواب یقین کرتے ہیں تو انہیں فوراً جناب میاں صاحب کے طریقوں اور ان کے عقائد کو چھوڑ کر ان خالص دینی طریقوں اور ان صحیح عقائد کی طرف آ جانا چاہیئے جن کی طرف ہماری جماعت کا امیر جسے اللہ تعالےٰ نے اپنے الہام میں صالح اور نیک ارادے رکھنے والا قرار دیا ہوا ہے عرصہ ۳۰ سال سے ان کو بلا رہا ہے۔ آپ پر یہ امر بھی واضح ہو جانا چاہیئے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شان میں جو یہ الہام موجود ہے اس کے جو معنی جناب میاں صاحب نے بیان کئے ہوئے ہیں اور ان کی تقلید میں آپ لوگ بھی اسکو پکڑے ہوئے ہیں اس معنی کو بھی اب جناب میاں

صاحب کے اس خواب نے غلط قرار دیا ہے کیونکہ خواب نے حضرت امیرایدہ اللہ کو خالص دینی طریق پر قائم اور اس کی طرف بلانیوالا دکھلایا ہے اور خالص دینی طریق پر قائم اور اس کی طرف بلانیوالا شخص کبھی بھی غیر مبائع نہیں ہوسکتا اور نہ ان کے دلی ارادوں میں برائی راہ پاسکتی ہے۔ پس خدا کی شہادت کے سامنے اب سر جھکادو۔ اور اپنے نفسوں کی پیروی مت کرو اسی میں آپ لوگوں کی بھلائی ہے، اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرنے کی آپ کو توفیق عطا فرمائے آمین۔

پانچویں وجہ
جناب میاں صاحب کے اپنی ذات کے متعلق بیان کردہ امور خلاف واقع ہیں

پانچویں وجہ جناب میاں صاحب کو مصلح موعود تسلیم نہ کرنے کی یہ ہے کہ ہمیں افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ جناب میاں صاحب نے اپنے خطبہ مؤرخہ ۲۸ جنوری اور اپنے خطبہ مؤرخہ ۴ فروری میں جو علی الترتیب یکم فروری و ۱۶ فروری کے الفضل میں شائع ہوئے ہیں اپنی معصومیت اور بے نفسی کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ بالکل خلاف واقع ہے اور یہ تو آپ لوگ بھی تسلیم کریں گے کہ خلاف واقعہ بیان کرنیوالا شخص مصلح موعود کہلانے کا کبھی مستحق نہیں ہوسکتا۔ تفصیل کے لئے ذیل کا بیان غور سے پڑھنے کی تکلیف گوارا فرمائیں۔

اظہار بے نفسی کیلئے پہلا بیان

الفضل یکم فروری ص۵ کالم ۲ پر جناب میاں صاحب فرماتے ہیں:۔

"لوگوں نے کہا اور بار بار کہا کہ آپ کی ان پیشگوئیوں کے بارہ میں کیا رائے ہے مگر میری یہ حالت تھی کہ میں نے کبھی سنجیدگی سے ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کی بھی کوشش نہیں کی تھی اس خیال سے کہ میرا نفس مجھے کوئی دھوکہ نہ دے اور میں اپنے متعلق کوئی ایسا خیال نہ کرلوں جو واقعہ کے خلاف ہو"

دوسرا بیان

اپنی بے نفسی کو مزید زوردار بنانے کے لئے ص۵ کالم ۱ پر فرماتے ہیں:۔

"اگر یہ پیشگوئیاں میرے متعلق نہیں تو میں یہ کہکر کیوں گنہگار بنوں کہ یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں"

تیسرا بیان

اس بیان میں اور زور پیدا کرنے کے لئے اسی صفحہ کے کالم ۲ پر فرماتے ہیں:۔

"چنانچہ آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت کے ساتھ دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالےٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے"۔

چوتھا بیان

۱۶ فروری کے الفضل ص۷ کالم ۱ میں تو آپ نے اس امر پر زور دینے میں حد ہی کردی ہے فرماتے ہیں:۔

"بلکہ میں نے تو اس بارہ میں اتنی احتیاط کی کہ جو پیشگوئیاں پوری ہورہی تھیں ان سے بھی اپنی آنکھیں بند کرلیں"

ان الفاظ سے کیا اثر پیدا کرنا مقصود ہے

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جناب میاں صاحب کا مقصود الفاظ مذکورہ بالا سے لوگوں کے دلوں میں یہ اثر پیدا کرنا ہی ہوسکتا ہے کہ ان کو جو خواب آئی ہے ان میں ان کے نفسانی خیالات یا نفسانی خواہشات کا قطعًا کوئی دخل نہیں۔ وہ چونکہ نہایت ہی پاک اور بے لوث دل لیکر ہوئے تھے اس لئے ان کی یہ خواب شیطانی دخل سے بالکل مبرا ہے اور بدیں وجہ قابل قبول ہے لیکن افسوس کہ واقعات جناب میاں صاحب کے اس بے لوثی و معصومیت کے دعوے کو کھلے طور پر جھٹلا رہے ہیں۔

واقعات کی شہادت

واقعات کی شہادت اس کے خلاف یہ ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد مرتبہ ان پیشگوئیوں کو پڑھا اور غور سے پڑھا نہ صرف پڑھا بلکہ ان کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا صرف رائے کا اظہار ہی نہیں بلکہ انہیں اپنے پر چسپاں کیا اور پھر صرف چسپاں ہی نہیں بلکہ ان لوگوں کو ڈانٹا جو انہیں اس پیشگوئی کا مصداق تسلیم نہیں کرتے تھے۔ پھر یہ بھی درست نہیں کہ اس کے متعلق انھوں نے کوئی خیال اپنے دل میں قائم نہیں کیا ہوا تھا۔ اس کے متعلق دو خیالوں پر آپ پختگی سے قائم تھے ایک یہ کہ مصلح موعود ضرور بالضرور حضرت اقدس کی موجودہ اولاد میں سے ہوگا۔ دوسرا یہ کہ وہ ضرور غیر مامور ہوگا۔ ان تمام باتوں کے ثبوت کے لئے آپ کے مندرجہ ذیل بیانات پر ایک نظر ڈال لینا ہی کافی ہوگا۔

باقی آئندہ

جماعتی زندگی

{ از مولوی احمد گل صاحب مبلغ اسلام ڈیرہ اسمٰعیل خان }

انسانی تدبر اور واقعات کے تجربات کے علاوہ تاریخ پر نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ انفرادی زندگی کوئی ایسی زندگی نہیں جس سے انسان، اعلےٰ مقاصد اور کامیابی حاصل کرسکے ہاں قومی یا اجتماعی زندگی اس چیز کی متحمل ہوسکتی ہے۔ مثال کے طور پر زندہ اقوام کو دیکھئے جن کا مقولہ یہ ہے "کہ قومی مفاد کو انفرادی مفاد پر ترجیح دو" یہی ایک فقرہ ہے جسے یہ اقوام اپنے تمام مردوں اور عورتوں اور بوڑھوں اور بچوں کے دل و دماغ میں جاگزیں کرانا چاہتی ہیں، کہ انفرادی حیثیت کوئی وقعت نہیں رکھتی قومی اور اجتماعی مفاد کو ہر حالت میں مقدم کرنا چاہیئے اور انفرادی زندگی کو اجتماعی زندگی پر قربان کردینا چاہیئے۔ غرضیکہ ان قوموں کی زندگی اور کامیابی کا راز اس ایک فقرہ میں مضمر ہے جس کی وجہ سے کسی حد تک وہ اپنے مقصد میں کامیاب نظر آتی ہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ بعض قومیں جنگ عظیم کے بعد ایسی گر چکی تھیں کہ معلوم ہوتا تھا کہ پھر وہ اٹھنے کے قابل نہ ہونگی لیکن ابھی چند سال ہی گذرے ہیں کہ وہی قومیں آج پھر دوسری ہم چشم قوموں کے برابر ہیں۔ بلکہ ان سے بھی بعض میدانوں میں گوئے سبقت لے گئی ہیں۔ وجہ یہ کہ ان میں وہ چیز موجود ہے جس سے قومیں بنتی ہیں یعنے قومی یا اجتماعی زندگی۔

اس کے علاوہ قبل از اسلام باشندگان عرب کو دیکھیں جن میں اجتماعی زندگی نہ ہونے کی وجہ سے جہالت۔ وحشت اور درندگی بتمامہ ان کے اندر موجود تھی۔ عجم کے مقابلہ میں عرب تمدنی، اخلاقی اور سیاسی ترقی میں بہت ہی پیچھے رہ چکا تھا۔ اپنے پڑوس کی حکومتیں اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں۔ مگر جب سے بانئ اسلام نے ان میں اتحاد و اتفاق کا پیوند لگانا شروع کیا تو وہی جاہل اور بت پرست۔ وحشی اور درندہ قوم جلد درجہ کی مہذب اور باخدا بنتی نظر آئی اور اسلامی قوانین کی اس قدر دلدادہ ہوئی کہ شاہ حبشہ نجاشی کے سامنے تمام وہ کمزوریاں جو قبل از اسلام ان میں پائی جاتی تھیں بیان کرنے کے بعد حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے متعلق یوں کہا:۔

امر بصدق الحدیث وصلۃ الرحم۔ وحسن الجوار والکف عن المحارم والدماء

ایک ہی قانون اور ایک ہی سالار اعظم کے حکم کے ماتحت تنظیمی رشتہ میں رہ کر عرب سے نکلے اور تمام دنیا میں پھیلے۔ انفرادی زندگی سے نہیں بلکہ اجتماعی زندگی کی وجہ سے بادشاہوں کی گردنیں جھکادیں۔ اور دنیا کی سلطنتیں ان کے قدموں پر گرتی چلی گئیں۔ اسی بناء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ید اللہ مع الجماعۃ وانما یاکل الذئب من الغنم القاصیۃ یعنی اللہ تعالےٰ کی معیت جماعت کے ساتھ ہے اور جو بھیڑ اپنے ریوڑ سے علیحدہ رہ جاتی ہے وہ آخر کار بھیڑیئے کا لقمہ بن کر رہتی ہے۔ معلوم ہوا کہ تقویت دین اور اشاعت اسلام کا راز اجتماعی اور جماعتی زندگی میں مضمر ہے۔ موجودہ زمانہ کے مسلمان زمین کے چپہ چپہ پر آباد اور جاگزیں ہیں۔ زمین کا کوئی قطعہ ایسا نہیں جہاں ان کی آبادی موجود نہ ہو۔ مگر بایں ہمہ خداداد جوش اور ولولہ نظر نہیں آتا جو کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں تھا۔ وجہ ظاہر ہے کہ وہ کونوا عباد اللہ اخوانا پر پورے طور سے عمل پیرا اور اجتماعی رنگ میں ایک ہی سلک میں منسلک تھے مگر یہ سعادت موجودہ مسلمانوں میں مفقود ہوچکی ہے۔ دور حاضرہ میں اس صدی کے مجدد نے مسلمانوں کی اس کمزوری کو محسوس کیا اور ادیان باطلہ میں اسلام کے ملیامیٹ کرنے کا جوش بھی دیکھا تو دین حقہ کے تحفظ و اشاعت کی ترقی کے لئے ایک جماعت کی بنیاد ڈالی جس کا کام اتحاد و اتفاق کے علاوہ اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے چنانچہ اس چھوٹی سی جماعت نے دنیا میں وہ کارنمایاں کرکے دکھایا جسے سات کروڑ مسلمان نہ کرسکے ؎

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

یہ چیز زمانہ کے امام کے دامن کے ساتھ وابستہ ہے اس چھوٹی سی جماعت میں انہی کی روحانیت کام کررہی ہے، ورنہ ہزاروں جماعتیں بنیں اور انجام کار ناکامی کی رَو میں بہہ گئیں۔ ؎

آؤ لوگو یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
(مسیح موعودؑ)

"مسیحا کا عشق رسول"!

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

از غلام ربانی صاحب متعلم بی کام ہیلی کالج آف کامرس لاہور

حضرت ختم المرسلینؐ کی شان میں کئی قصیدہ گوؤں نے قصائد لکھے ہیں اور کئی عاشق زاروں نے اپنے عشق کا اظہار نظم و نثر میں کیا ہے لیکن سیدنا امام الزمانؑ کا عشق گذشتہ عشاق سے ایک خاص اور نرالی فوقیت رکھتا ہے جس کا سراغ ادب میں ہمیں کہیں نہیں ملتا۔ کہنے کو تو کہنے والوں نے حضرت سیدنا امام العصر پر مشرک ہونیکا فتوے بھی صادر کر دیا لیکن حقیقت یہی ہے کہ عشاق طعن و تشنیع سب و شتم۔ اور فتاوی [illegible] کفر کو کبھی خاطر میں نہیں لاتے۔ جمال یار ان پر اس طرح سحر کر چکا ہوتا ہے کہ انہیں اپنے تن بدن کی ہوش بھی نہیں رہتی اور خواہ [illegible] وہ خستہ حال ہی کیوں نہ ہوں اپنے معشوق و محبوب کے لئے ان کی زبان ہر حالت میں دعا گو رہتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا مسیح موعودؑ نے کشف [illegible] لت میں اس نظارہ کو دیکھا۔ اور یہ نظارہ ایک عاشق کے دل و دماغ کی صحیح ترجمانی ظاہر کرتا ہے۔ آپ نے دیکھا کہ دو ماشکی آپ کے گھر میں داخل ہوئے ہیں، اور نور کے دو مشکیزے انہوں نے اٹھا رکھے ہیں جس کے متعلق انھوں نے بتایا کہ یہ مشکیزے وہ برکت ہیں جو تو نے (یعنی سیدنا امام الزمانؑ) نبی کریم صلعم کے لئے چاہی تھی۔

ادب میں تشبیہہ و استعارات کو جو درجہ حاصل ہے وہ محتاج بیان نہیں کہ عموماً یہ سمجھا جاتا ہے کہ تشبیہہ سے فن کار اپنے کلام کی زینت کرتا ہے۔ بظاہر یہ درست بھی دکھائی دیتا ہو لیکن تشبیہہ فن کار کو ایک فنی تسکین عطا کرتی ہے۔ کیونکہ مصور، شاعر۔ یا فن کار کا دماغ مختلف جلوؤں سے آباد ہوتا ہے جس میں ہر تخیل آرٹ کی نئی اور جدید پہنائیاں لیکر سرگرم عمل دکھائی دیتا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ ان کے انعکاس پر آمادہ ہوگا تو وہی ذرائع اختیار کرے گا جن کے ذریعہ وہ اپنے تصورات جذبات اور احساسات کی لطیف ترین کیفیتوں کی عکاسی کر سکے۔ اور ان جذبات اور احساسات کا رابطہ دماغ کی بجائے [illegible] ہے۔ اسی وجہ سے لئے

کا شرف زیارت میسر نہیں آیا اور زمانہ نبوتؐ سے دوری نے انہیں اس کا خیال ہی مٹا دیا اپنے قصائد میں حضرتؐ سے ایسی صفات متعلق کی ہیں جنہیں وہ اپنے تخیل میں بہترین تصور کرتے ہیں۔ ان کی مدح ایک ایسی ہستی کے متعلق ہوتی ہے جسے ان کے تخیل نے جنم دیا ہو۔ اور اسی کی ترجمانی کے لئے بعض اوقات تشبیہات و استعارات میں کچھ ایسی شوخی دکھاتے ہیں جو حالات کے قطعاً موافق نہیں ہوتی۔ یہ درست ہے کہ ایک غیر صوری طریق پر کسی مدح کو پیش کر دینا محض ظاہریت یا افادیت کی ترجمانی ہے اور اس سے فن کار اپنی لطیف ترین کیفیات کی صحیح عکاسی نہیں کر سکتا۔ لیکن ایک مقام سے تجاوز کر جانا بھی درست نہیں [illegible]

ایک ایسے دلی [illegible] میں جس نے جمال یار کا اپنی جسمانی آنکھوں سے مشاہدہ کیا ہو اور جس نے محض قصہ تراشوں سے کسی پری چہرہ کی لطیف ترین کیفیات سنی ہوں بڑا فرق ہے۔

سیدنا امامؑ میں ہمیں ایک بات جو بالکل الگ نظر آتی ہے وہ ان کا مشاہدہ عینی ہے۔ آپ کی نظم و نثر میں اس دعوے کا ثبوت بہم پہنچتا ہے کہ آپ نے کسی وقت محبوبؐ کو دیکھ لیا ہے جس کے فراق نے آپؑ کو ایک ماہی بے آب کی طرح تڑپا رکھا ہے۔

چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:-

شان حق تیرے شمائل میں نظر آتی ہے
تیرے پانے سے ہے اس ذات کو پایا ہم نے

دلبرا! مجھ کو قسم ہے تیری یکتائی کی
آپ کو تیری محبت میں بھلایا ہم نے

دیکھ کر تجھ کو عجب نور کا جلوہ دیکھا
نور سے تیرے شیاطیں کو جلایا ہم نے

اور صرف یہ اشعار ہی اس بات پر دلالت نہیں کرتے کہ آپؑ کو کسی پری چہرہ سے عشق ہو گیا ہے بلکہ ایک اور مقام پہ فرماتے ہیں:-

شمس الھدے طلعت لنا من مکۃ
عین الندے بنعت لنا بحراء

انا شاہد حسنہ وجمالہ
وملاحۃ فی مقلۃ کحلاء

ترجمہ:- میں نے وہ چہرہ دیکھا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اور وہ چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہے وہ آفتاب ہدایت مکہ سے ہمارے لئے طلوع ہوا۔ اور وہ جود و کرم کا چشمہ غار حرا سے ہمارے لئے پھوٹا۔ ہم آپؐ کے حسن و جمال کا مشاہدہ کر چکے ہیں اور آپؐ کی سرمگیں آنکھیں بھی"

لیکن ایک اور مقام پر بالکل عیاں طور پر فرماتے ہیں:-

واللہ انی قد رایت جمالہ
بعیون جسمی قاعداً بمکانی

(مجھے خدا تعالے کی قسم ہے کہ میں نے آپؐ کے حسن و جمال کو اپنی جسمانی آنکھوں سے اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے مشاہدہ کیا ہے)

یہی سبب ہے کہ آپ میں حضرت رسالتمآبؐ کا عشق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اور یہ عشق محض رسمی نہیں جیسا کہ دوسرے شیدائیان محمدؐ میں ہمیں نظر آتا ہے اور جو قصائد لکھتے ہیں لیکن محض دکھاوے کے لئے بلکہ سچا عشق ہے جس کی کئی مثالیں ہمیں نظر آتی ہیں۔

سیدنا امام الزمانؑ نے اپنے عشق نبیؐ کی بنیاد اس وجہ سے استوار نہیں کی کہ میں حضورؐ کے سلسلہ مجددیت پر فائز کیا گیا ہوں۔ عموماً دیکھنے میں آتا ہے کہ بعض اشخاص اس وقت کسی کی مدح کرتے ہیں جب انہیں کوئی عہدہ یا پوزیشن مل جائے۔ اور یہ مدح صرف عنایات تک ہی محدود ہوتی ہے۔ جہاں ممدوح سے کچھ سختی عمل میں آئی وہیں اس مدح کا تسلسل یک بیک ٹوٹ جاتا ہے۔ سیدنا امامؑ کے متعلق جیسا میں پہلے کہہ آیا ہوں ایسا سمجھنا درست نہیں کیونکہ ایک تو دعوے مجددیت سے بہت پہلے آپؑ نے حضرت رسالتمآبؐ کو دیکھا۔ اور اس حسن مجسمؐ نے آپؑ کو اتنا جذب کر لیا کہ آپ کی نیند حرام ہو گئی اور [illegible] ایک حکم ربی پر آپؑ نے چھ ماہ کا وہ جانگسل اور ہمت شکن مجاہدہ کیا جو صرف آپ ہی کا حصہ تھا۔ اور یہ سب کچھ صرف ایک امر کے لئے تھا کہ میرا محبوبؐ مجھ کو مل جائے آپؑ نے بعد میں ایک دفعہ کہا کہ:-

چہرہ دکھلا کر مجھے کر دیجئے غم سے رہا
کب تلک لمبے چلے جائینگے ترسانیکے دن

اور اسی کے متعلق ہمیں ایک اور شہادت بھی ملتی ہے جو دعوے مجددیت سے بہت قبل کی ہے اور جسے حضرت امامؑ نے اپنی کتاب براہین احمدیہ کے جلد سوم میں لکھا ہے:-

"اس احقر نے ۱۸۶۴ء یا ۱۸۶۵ء میں یعنی اس زمانہ کے قریب قریب جبکہ یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا جناب خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا . . . .
میں نے دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرسی مبارک اپنے پہلے مقام سے بہت اونچی ہو گئی اور جیسے آفتاب کی کرنیں چھوٹتی ہیں ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک متواتر چمکنے لگی . . . . . .
تب اسی نور کا مشاہدہ کرتے کرتے آنکھ کھل گئی۔ والحمد للہ علی ذالک۔ اور یہ وہ خواب ہے کہ تقریباً دو سو آدمیوں کو انہیں دنوں سنائی گئی تھی۔"

اس سے یہ بھی عیاں ہوتا ہے کہ سیدنا امام الوقتؑ کا یہ عشق جو انہیں حضرت نبی کریم صلعم سے تھا نہ تو وہ محض رسمی تھا۔ اور نہ ہی مجددیت کا اعزاز و منصب ملنے کے معاوضہ میں تھا۔

حضورؑ کی زندگی کا مطالعہ [illegible] اور رازہائے سربستہ کو واشگاف کرتا ہے اور وہ حضورؑ کا نفسیاتی تجزیہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایک شخص محض ظاہراً ایک چیز کا حامی ہو یا ایک دکھلاوے کا طریق اختیار کرے اور اس کی پرائیویٹ زندگی اس کے بالکل برعکس ہو۔ سیدنا امامؑ کا تخصیصاً پرائیویٹ مطالعہ آپ کی پبلک لائف سے پوری پوری مطابقت رکھتا ہے، اور یہ تطبیق بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ عشق نے آپؑ پر ایک ایسا غلبہ پا لیا تھا کہ محبوبؐ کی مدح و تعریف کے سوا آپؑ کو کچھ سوجھتا ہی نہ تھا۔ مجھے اچھی طرح یاد نہیں شائد لیکھرام پشاوری یا عبداللہ آتھم کے معاملہ میں حضورؑ کی خانہ تلاشی ہوئی اور اسی واقعہ نے حضورؑ کی اس زندگی کو بے نقاب کر دیا جو آپ کی پرائیویٹ حالت سے تعلق رکھتی ہے اور وہ ایک دعا تھی:-

"میں تیری راہ میں مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں۔ پھر مارا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر مارا جاؤں . . . . "

یہ اس محبوبؐ کی دعا تھی جس پر امام العصر حاضرؑ بصد دل شیدا ہو گئے تھے اور محبوبؐ کی ہر ادا نے ان پر نشتر چلائے تھے جس کی وجہ سے محبوبؐ کے الفاظ ہی میں آپ نے بھی دعا شروع کر دی۔

حمامتنا تطیر بریش شوق
وفی منقارھا تحف السلام

الی وطن النبی حبیب ربی
وسید رسلہ خیر الانام

{باقی آئندہ}

رجسٹرڈ۔ ایل نمبر ۸۳۸ — رجسٹرڈ۔ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر: ایس محمد آصف بی اے — جائنٹ ایڈیٹر: شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابلِ احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۳۲ — لاہور یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۱ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۳ھ — ۵ اپریل سنہ ۱۹۴۴ء — نمبر ۱۴

حضرت مسیح موعودؑ کی اسلامی خدمات

حضرت مسیح موعودؑ کی عظمت کا باعث انکے کارہائے نمایاں ہیں

اس نہایت مختصر سے مقالہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام کو پیش کرنا اور اس کام کی اعلیٰ موٹی جزئیات اور تفصیلات کو واضح کرنا دریا کو کوزے میں بند کرنا ہے کیونکہ ایک زوال پذیر قوم کے الہیاتی نظام کا احیاء کرنا معمولی بات نہیں اور یہ کہ زوال آمادہ قوم کے اندر یہ احساس پیدا کرنا کہ اس کا نظام حیات محض اپنی روحانی اور اخلاقی قوت سے دنیا پر غالب آ سکتا ہے ایک چھوٹی بات ہے، یہ ایسی چیزیں ہیں جنہیں پیش کرنے کے لئے دفتر چاہئیں تاہم نہایت اختصار کے ساتھ حضور علیہ السلام کا کام درج ذیل ہے۔ اس اجمال ہی سے حضور کی عظمت کا اندازہ کر لیا جائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت سے بہت پہلے قرآن مجید مسلمان کی سماجی اور اجتماعی زندگی سے نکل چکا تھا اور قرآن و حدیث کی جگہ فقہ اسلامی نے لے لی تھی اور مسلمان زمانہ اور حالات کے مطابق بجائے قرآن و حدیث کی طرف رجوع کرنے کے چار اماموں میں سے کسی ایک کی طرف رجوع کرتے تھے جس سے اسلام کی شکل قریباً مسخ ہو چکی تھی اور حقیقی اسلام رفتہ رفتہ اس فقہی جمود کی وجہ سے قریباً پس منظر میں جا چکا تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ عظیم الشان کارنامہ ہے کہ آپ نے قرآن مجید کو سب چیزوں پر مقدم کیا اور اس کے بعد حدیث کو رکھا اور فقہ کو ان دونوں کے ماتحت کیا۔

حضرت مسیح موعودؑ کی آمد سے پہلے مسلمان اجتہاد کا دروازہ بند کر چکے تھے وہ دروازہ جسے حضرت نبی کریم صلعم نے خود کھولا اسے مسلمانوں نے تیسری صدی ہجری کے بعد بند کر دیا جس کی وجہ سے مسلمانوں نے قرآن مجید پر فکر کرنا چھوڑ دیا اور اپنے روزمرہ مسائل میں قرآن مجید کی طرف رجوع کرنا ترک کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جہاں ان کے قوائے عقلیہ اور فکریہ میں جمود آیا تو ساتھ ہی ان کے سماجی اور اجتماعی نظام میں بھی جمود آ گیا اور یہ نظام زمانہ کی رفتار کے مطابق حرکت نہ کر سکا آپ کا یہ بہت بڑا کارنامہ ہے کہ آپ نے اس جمود کو توڑ کر حرکت پیدا کی تاکہ یہ نظام بجائے ماضی کے زنداں میں بند رہنے کے حال اور مستقبل پر فتوحات حاصل کر سکے۔

تیسرا کارنامہ آپ کا یہ ہے کہ آپ نے خدا اور رسول اور کلام الٰہی پر قلوب کے اندر ایک زندہ ایمان پیدا کیا، جس سے مسلمانوں کا خدا رسول اور کلام الٰہی سے ایک زندہ تعلق قائم ہوا جو دین اسلام کی اشاعت اور تقویت کا باعث ہوا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بہت بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ نے اس غلط خیال کو دور فرمایا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے، معاندین اسلام اس خیال کو رنگ آمیزی کے ساتھ دنیا میں پیش کر کے اسلام کے خلاف تنفر پیدا کر رہے تھے کہ اسلام میں روحانی اور اخلاقی قوت نہیں جس کے زور سے وہ دنیا میں پھیل سکے بلکہ یہ اپنی قوت کے زمانہ میں تلوار کے زور سے پھیل گیا، حضرت صاحب نے دلائل اور براہین سے اس بات کو ثابت کیا کہ اسلام پہلے بھی اپنی روحانی اور اخلاقی قوت سے پھیلا اور آج بھی اسی قوت سے دنیا پر غلبہ حاصل کرے گا۔

مسلمانوں کے اندر قریباً قریباً یہ خیال مٹ چکا تھا کہ اللہ تعالےٰ آج بھی اپنے صالح بندوں سے کلام کرتا ہے جس طرح کہ وہ پہلے کیا کرتا تھا چنانچہ مسلمانوں کے اس احساس کی وجہ سے سلسلۂ نبوت کی صداقت بھی مشتبہ ہو رہی تھی کیونکہ جب تک دنیا کے سامنے اس زمانہ کا کوئی روحانی اور معاً نیا نہ تجربہ موجود نہ ہو تو دنیا کیسے یقین آ سکتا ہے کہ اللہ تعالےٰ واقعی انبیاء سے کلام کرتا رہا ہے حالانکہ حدیث میں بالصراحت یہ الفاظ موجود ہیں۔ . . . . اس امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو کو نبی نہ ہوں گے مگر اللہ تعالےٰ ان سے کلام کرے گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سلسلہ نبوت کی صداقت پر گواہی دی کہ اللہ تعالےٰ مجھ سے کلام کرتا ہے گو میں نبی نہیں کیونکہ خاتم النبیین کے بعد نیا اور پرانا کوئی نبی نہیں آ سکتا مگر میں محدث ہوں یہ بھی حضرت صاحب کا بہت بڑا کارنامہ ہے۔

اسلام میں ختم النبوۃ کا مسئلہ بطور ایک بنیادی پتھر کے ہے جس طرح مسئلہ توحید بطور ایک بنیادی اصول کے ہے لیکن سب مسلمان قائل تھے کہ آنحضرت کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے لیکن آپ نے اس مسئلہ کو صاف کیا اور ثابت کیا کہ آنحضرت صلعم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے نہ پرانا یہ بھی آپ کا ایک کارنامہ ہے۔

ہر شخص جو تاریخ اسلام سے واقف ہے وہ بخوبی جانتا ہے کہ اسلام تبلیغ اور اشاعت کے ذریعہ سے پھیلا لیکن مسلمان گیارہویں صدی سے بھی پہلے اس فریضہ کو بالکل فراموش کر چکے تھے آپ نے ایک زبردست تبلیغی نظام قائم کیا جس نے اپنی شاخیں مغرب اور مشرق میں قائم کیں اور اس تبلیغی نظام کو اللہ تعالےٰ نے بہت بڑی کامیابی عطا فرمائی یہ بھی آپ کا کار نمایاں ہے

ان سب کارناموں کے علاوہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے ہیں لیکن جگہ کی قلت کی وجہ سے انہیں پیش نہیں کیا جا سکتا اگر آج بھی کوئی شخص مصلحیت کا مدعی ہو تو اسے چاہیے کہ اپنی ذرہ عمل پیش کرے نہ حقیقت سے گریز کر کے خوابوں کی دنیا میں پناہ لے مصلح کام سے ہوا کرتے۔

احمدی نوجوان زبانیں سیکھیں

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پہلے بھی ارشاد فرمایا تھا اور اب پھر حضرت ممدوح نے ارشاد فرمایا ہے کہ احمدی نوجوان دنیا کی زبانیں سیکھیں اور قرآن مجید کی خدمت کیلئے ان کو استعمال کریں اور ان کے ساتھ عربی زبان بھی سیکھیں فرصت کے اوقات میں تھوڑا تھوڑا سیکھتے رہیں رفتہ رفتہ وہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ اس زبان میں اسلامی لٹریچر پیدا کر سکیں یا قرآن مجید کا ترجمہ کر سکیں اگر احمدی نوجوان اس طرف توجہ دیں تو یہ یقیناً اسلام کی زبردست خدمت ہوگی احمدی نوجوان دوستوں کو چاہیئے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر لبیک کہتے ہوئے اس کام کو شروع کر دیں اور اپنے اس نیک اقدام سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ یا سکرٹری صاحب انجمن کو اطلاع دیں تاکہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہو سکے کہ کتنے نوجوانوں نے اس کام کو شروع کیا ہے، اور اس طرح سے ایک احساس ذمہ داری بھی پیدا ہو جائیگا امید ہے احمدی نوجوان اس طرف اپنی فوری توجہ مبذول فرمائیں گے۔

بقیہ اخبار احمدیہ

ہمارے مکرم دوست مولوی عبد اللہ جان نیازی کے صاحبزادہ نثار احمد صاحب ریلوے گارڈ مسار نپور کو اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے اس خوشی میں ممدوح نے انجمن کو پانچ روپیہ مرحمت فرمائیں فجزاہ اللہ خیراً دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود مسعود کو عمر طویل عطا فرمائے اور خادم دین بنائے ہم اپنے بھائی نثار احمد صاحب اور مولوی عبد اللہ جان صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتے ہیں

سیالکوٹ چھاؤنی سے شیخ انعام اللہ صاحب مطلع فرماتے ہیں کہ ان کے چھوٹے بھائی حمید اللہ صاحب کے ہاں اللہ تعالیٰ نے فرزند نرینہ عطا فرمایا ہے اور اس خوشی میں انھوں نے مبلغ دس روپے انجمن کو مرحمت فرمائے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور بچہ کو لمبی عمر عطا فرمائے اور خدمت دین کا موقعہ دے

— محمد اکرم خاں صاحب منٹگمری [illegible]

تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد خاں پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

جناب میاں محمود احمد صاحب کے اعلان "مصلح موعود" پر ایک نظر

{ از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری }

گذشتہ سے پیوستہ

جناب میاں صاحب کا سب سے پہلا نتیجہ کہ مصلح موعود حضور کی آئندہ جسمانی یا روحانی نسل میں سے ہوگا

جناب میاں صاحب نے سب سے پہلے اس پیشگوئی پر اس وقت غور کیا جب حضرت مسیح موعودؑ کا وصال ہوا اور مخالفین نے حضور کی بعض پیش گوئیوں پر اعتراضات کئے ان اعتراضات کے جواب میں جناب میاں صاحب نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے "صداقتوں کی روشنی کو کون دور کرسکتا ہے"۔ اعتراضات میں سے پانچویں لڑکے کی پیدائش کے متعلق بھی اعتراض تھا اس اعتراض کا جو جواب آپ نے دیا ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کو بھی آپ زیر غور لائے ہیں اور آخر اسی نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ پانچویں لڑکے کی بشارت مصلح موعود والی بشارت سے کوئی الگ بشارت نہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔ تیسری بات جس پر اعتراض کیا جاتا ہے وہ پانچویں بیٹے کی پیشگوئی ہے جس کی نسبت مخالفین سلسلہ کا خیال ہے کہ وہ اب تک پوری نہیں ہوئی کیونکہ حضرت اقدسؑ نے مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۳۹ پر صاف طور سے لکھا تھا کہ بشرنی بخامس فی حین من الاحیان یعنی مجھے پانچویں بیٹے کی بشارت دی گئی ہے اور اس طرح بہت سے الہامات سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے ہاں ایک اور لڑکا پیدا ہونیوالا ہے مثلاً یہ کہ "انا نبشرك بغلام حليم ينزل منزل المبارك سأهب لك غلاما زكيا رب هب لي ذرية طيبة انا نبشرك بغلام اسمه يحيى مظهر الحق والعلا كان الله نزل من السماء"

احباب کرام پر واضح رہے کہ یہ تمام صفات جو پانچویں لڑکے کی جناب میاں صاحب نے اس جگہ جمع کر دی ہیں یہ سب مصلح موعود کی صفات ہیں۔ پانچویں لڑکے کو صفات مصلح موعود کا حامل قرار دینے کے بعد اس پیشگوئی کے وقوع میں آنے کے متعلق غور کرنے کے بعد جس نتیجہ پر آپ اس وقت پہنچے تھے وہ وہی ہے جس پر ہماری جماعت اس وقت تک قائم ہے گو جناب میاں صاحب اپنے اس نتیجہ سے اب پھر گئے ہیں اور وہ نتیجہ یہ تھا کہ ان صفات کا لڑکا یعنی مصلح موعود یا تو حضور کی آئندہ جسمانی نسل میں پیدا ہوگا اور اپنے زمانہ کے لوگوں کے لئے نشان بن کر ان کے ازدیاد ایمان کا باعث ہوگا اور یا حضورؑ کی روحانی نسل یعنی متبعین میں سے ظاہر ہوگا کیونکہ نسل کا لفظ جسمانی اور روحانی دونوں نسلوں پر حاوی ہے۔ چنانچہ ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:۔

"ان الہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ کا لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا۔ اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا جیسا کہ حضرت عیسیٰ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا۔"

"پس صاف ظاہر ہے کہ وہ الہامات کسی آئندہ نسل کے لڑکے کی نسبت تھے۔ خواہ پوتا ہو یا پڑپوتا ہو یا کچھ مدت بعد ہو"

پس جب سب نبیوں سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے اور انھوں نے آئندہ زمانہ کی خبریں بھی دی ہیں تو اگر حضرت مسیح موعودؑ نے کچھ آئندہ کی خبریں دیں اور بتایا کہ میری نسل میں سے ایک ایسا لڑکا ہوگا جس کی ہیبت اس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اس کی مدد کے لئے اتر آیا تو کیا ہوا اس سے تو ان کی اور بھی سچائی ثابت ہوگی اور اس وقت کے لوگ اس پیشگوئی کو پورا ہوتا دیکھیں گے اور مزہ اٹھائیں گے۔"

"پھر یہ بھی غور کرنا چاہیئے کہ زبان کے لحاظ سے بھی بیٹا آئندہ نسل کے کسی فرد پر بولا جاتا ہے۔"

"جب دنیا اپنے طور پر ایک شخص کو صدیوں گزرنے کے بعد بھی ایک دوسرے شخص کا بیٹا قرار دیتی ہے اور عمر بن عبدالعزیز اور ہارون الرشید امیہ اور عباس کے لڑکے کہلاتے ہیں تو کیا وجہ کہ خدا تعالےٰ حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی آئندہ ہونے والے لڑکے کو ان کے لڑکے کے نام سے پکار نہ سکے۔"

"خدا تعالےٰ تو خوب جانتا ہے کہ کون ان کا بیٹا ہونے کے لائق ہے اس لئے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کر دے خبر دی جائے اور اس کو حضرت صاحب کا بیٹا قرار دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ نبی کریم صلعم نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہل فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی فاطمہ میں سے ہے۔ پس کیا اہل فارس خود حضرت فاطمہ کے لڑکے بن جاتے ہیں۔"

"اس کا مطلب یہ ہے کہ جو حضرت ابراہیمؑ کی طرز پر کام کرتا اور ان کے بتائے ہوئے راستے پر چلتا ہے اور اسلام قبول کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایسا ہے جیسے حضرت ابراہیم کا بیٹا۔"

مفصل دیکھنے کے شوقین اصل کتاب از ص۹۳ تا ص۱۰۱ مطالعہ فرمائیں۔

ان حوالہ جات کو پیش کرنیکی اغراض

ان حوالہ جات کو پیش کرنے کی صرف دو غرضیں ہیں اول تو یہ ثابت کرنے کے لئے کہ جناب میاں صاحب کا یہ دعویٰ کہ خواب آتے آتے نہیں بلکہ خواب بیان کرنے سے قبل یعنی ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء سے قبل انھوں نے کبھی پیشگوئی متعلق مصلح موعود کو غور و سنجیدگی سے پڑھنے کی کوشش ہی نہیں کی اور وہ ہمیشہ ایسا کرنے سے اجتناب کرتے رہے ہیں اور یہ کہ پہلی دفعہ انھوں نے ۲۸ جنوری کو ہی اسے پڑھا ہے کہاں تک صداقت و راستی پر مبنی ہے یہ تو ہر منصف مزاج انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ کسی مذہبی موضوع پر لکھتے وقت خصوصاً مخالف کو جواب دیتے وقت کوئی خداترس مصنف بغیر کافی غور کئے لکھ ہی نہیں سکتا اور پھر جن خیالات کا اظہار مندرجہ بالا حوالہ جات میں کیا گیا ہے وہ خود بتلا رہے ہیں کہ لکھنے والے کے مکمل غور و فکر کا نتیجہ ہیں۔ دوسری غرض ان کو درج کرنے سے یہ ہے کہ جناب میاں صاحب خود اور ان کے وہ مرید جو اس بات پر ہمیشہ زور دیتے رہتے ہیں کہ مصلح موعود حضرت اقدسؑ کی موجودہ اولاد میں سے ہی ہونا چاہیئے اور یہ کہ اسی زمانہ میں ہی ہونا چاہیئے۔۔۔ ۔ ۔ ۔ ورنہ وہ نشان نہیں بن سکتا۔ جناب میاں صاحب کے مندرجہ بالا بیان کو غور سے پڑھ کر ایک تو یہ دیکھ لیں کہ حضرت اقدس کی وفات کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق جماعت کا کیا فیصلہ تھا۔ انہیں یہ بھی یاد رہے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ نے بھی اس کتاب کو پڑھا تھا اور اسے پسند کیا تھا اور اسے چھپوانے کا حکم دیا تھا اور دوسرے وہ یہ بھی دیکھ لیں کہ حضرت اقدسؑ کے الہامات اور حضورؑ کی تحریروں میں کوئی ایسی صراحت موجود نہیں جس سے یقینی نتیجہ نکالا جا سکے کہ مصلح موعود کا موجودہ اولاد میں سے ہی یا بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدا ہونا ہی ضروری ہے۔ ورنہ کیا ممکن تھا کہ اس صراحت کی موجودگی میں جناب میاں صاحب مندرجہ بالا جواب دیتے اب وہ خود ہی فیصلہ کریں کہ وہ اپنے خیال کے خلاف خیال رکھنے والوں پر جو یہ الزام لگاتے رہتے ہیں کہ وہ حضرت اقدسؑ کی تحریروں کے خلاف عقیدہ رکھتے ہیں اس الزام میں وہ کہاں تک حق بجانب ہیں۔

دوسری مرتبہ پڑھنا

کرسئی خلافت پر متمکن ہونے سے قبل کے مطالعہ کے نتیجہ میں جن حقائق کا جناب میاں صاحب پر انکشاف ہوا وہ تو آپ نے ملاحظہ فرما لئے ہیں اب خلافت کی کرسی پر متمکن ہونے کے بعد کے بھی چند بیانات ملاحظہ فرمالیں خلیفہ ہونے کے ایک ہفتہ بعد آپ نے ایک اعلان کیا جو آپ کے رسالہ "کون ہے جو خدا کے کام کو روک سکے" کے ص۹ پر بدیں الفاظ مندرج ہے:۔

"کیا تمہیں مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر اعتبار نہیں اگر نہیں تو تم احمدی کس بات کے ہو کیا تمہیں معلوم نہیں کہ حضرت مسیح موعود نے سبز اشتہار میں ایک بیٹے کی پیشگوئی کی تھی کہ اس کا ایک نام محمود ہوگا دوسرا فضل عمر ہوگا اور تریاق القلوب میں آپ نے اس پیشگوئی کو مجھ پر چسپاں بھی کیا ہے (یہ بالکل غلط ہے۔ ناقل) پس مجھے بتاؤ کہ عمر کون تھا اگر تمہیں علم نہیں تو سنو کہ وہ دوسرا خلیفہ تھا پس میری پیدائش سے پہلے خدا تعالےٰ نے یہ مقدر کر چھوڑا تھا کہ میرے سپرد وہ کام کیا جائے جو حضرت عمر کے سپرد ہوا تھا۔ پس اگر مرزا غلام احمد خدا کی طرف سے تھا تو تمہیں اس شخص کے ماننے میں کیا عذر ہے جس کا نام اس کی پیدائش سے پہلے عمر رکھا گیا۔"

دعوت دینے والے اصحاب سے ایک درخواست

ہم ان دوستوں کی خدمت میں جو ہماری جماعت کو جناب میاں صاحب کو مصلح موعود تسلیم کرنے کی دعوت دے رہے ہیں یہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ مہربانی فرما کر جناب میاں صاحب سے دریافت کر کے ہمیں اطلاع دیں کہ اگر جناب نے اس پیشگوئی پر سنجیدگی سے غور کرنے کی کبھی کوشش ہی نہ کی تھی اور ہمیشہ اس کے پڑھنے سے مجتنب رہے تو جناب کو اس بات کا کہاں سے علم ہوگیا کہ مصلح موعود کا نام محمود اور فضل عمر ہے اور پھر جناب کو یہ کس طرح معلوم ہوگیا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے تریاق القلوب میں پیشگوئی مصلح موعود کو جناب پر چسپاں بھی کیا ہے۔ اگر جناب فرمائیں کہ کسی کے بتلانے سے علم ہوا تو پھر یہ دریافت کر دیں کہ کیا کسی عقلمند خداترس انسان کی شان

کے شایاں ہو سکتا ہے کہ وہ بغیر تحقیق کئے نہ صرف یہ کہ اپنے آپ کو پیشگوئیوں کا مصداق قرار دینے لگ پڑے بلکہ اس کو مصداق نہ سمجھنے والوں کو ڈانٹنا بھی شروع کر دے اور ان کے حق میں ایسے الفاظ استعمال کرنا شروع کر دے جو اس بات پر دلالت کر رہے ہوں کہ گویا وہ احمدی ہی نہیں اور حضرت مسیح موعود کی صداقت پر انہیں ایمان ہی حاصل نہیں۔

تیسری مرتبہ پڑھنا

جناب میاں صاحب نے ۱۸ر جون ۱۹۳۷ء کو ایک تحریر مولوی اللہ دتہ صاحب کو لکھ کر دی جو الفضل ۳ر جولائی ۱۹۳۷ء کے صفحہ ۵ پر شائع ہوئی اس میں آپ لکھتے ہیں:۔

"جس حد تک میں نے اس پیشگوئی کا مطالعہ کیا ہے اس کی نوے فیصدی باتیں میرے زمانۂ خلافت کے کاموں کے مطابق ہیں۔"

اس تحریر میں خالی مطالعہ کا ہی اقرار نہیں بلکہ پیشگوئی کی تمام علامات پر غور کر کے اور ان میں سے ۹۰ فیصدی علامات اپنے وجود میں پائے جانے کا بھی اقرار موجود ہے کیا یہ سب بغیر سنجیدگی اور غور سے پڑھنے کے ہی لکھا جا رہا تھا۔

جناب میاں صاحب کا اپنی ذات پر پیشگوئی کو چسپاں کرنا

یہ تو وہ حوالے پیش کئے گئے ہیں جن سے جناب میاں صاحب کا پیشگوئی کو غور و سنجیدگی سے پڑھنا ثابت ہوتا ہے اب ذیل میں ایسے حوالے پیش کئے جاتے ہیں جن سے غور سے پڑھنے کے علاوہ یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ اس پیشگوئی کو اپنے اوپر چسپاں بھی کرتے رہے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:۔

"لیکن چونکہ بعض دشمنوں کی طرف سے ابھی یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ سبز اشتہار والی پیشگوئی میرے متعلق نہیں اور کہ میں خود اسے اپنے متعلق ہونے سے انکار کرتا ہوں اسلئے میں اس کے متعلق بھی کچھ بیان کر دینا ضروری سمجھتا ہوں (کیا یہ بیان بغیر غور و سنجیدگی سے پڑھنے کے ہی دیا جا رہا ہے۔ از ناقل) یہ بات قطعاً غلط ہے کہ میں اس کے اپنے متعلق ہونے سے انکار کرتا ہوں۔"

(الفضل ۱۲ر جنوری ۱۹۳۵ء)

ہمارے دوست مہربانی فرما کر ہمیں سمجھائیں کہ کیا خط کشیدہ الفاظ اسی شخص کے منہ سے نکلے ہوئے ہیں جس کے منہ سے اب یہ الفاظ نکلے ہیں:۔

"اگر یہ پیشگوئیاں میرے متعلق نہیں تو میں یہ کہنے کا کیوں گنہگار ہوں کہ یہ پیشگوئیاں میرے متعلق ہیں۔"

پھر اسی سال کے ایک خطبہ میں مصلح موعود کی علامات کو اپنے اوپر چسپاں کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "قوموں کی رستگاری اور آزادی میرے ذریعہ سے ہوئی۔ احمدیت کی اشاعت نظام جماعت میرے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے قائم کیا۔ جماعت کی شدید مخالفتوں کے مقابل پر اس نے مجھے اولو العزم ثابت کیا۔ جب حضرت خلیفہ اوّل کی وفات پر خطرناک فتنہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے دبانے کی توفیق دی۔ پھر حضرت مسیح موعود کا درجہ کم کرنے کی جو کوشش پیغامیوں نے کی ان کا کامیاب مقابلہ کرنے کی اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی اور اس کے لئے مافوق العادت اور معجزانہ عزم مجھے بخشا اور اس طرح اولو العزم کی پیشگوئی میرے متعلق پوری ہو گئی اور دوسری خلافت پر مجھے متمکن کر کے اللہ تعالیٰ نے فضل عمر والی پیشگوئی کو بھی پورا کر دیا (الفضل ۱۲ر جنوری ۱۹۳۵ء) اس کے بعد ۱۹۳۹ء میں آپ فرماتے ہیں۔ "میرے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی چونکہ مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے اسلئے وہ ان پیشگوئیوں میں داخل ہی نہیں جن میں کسی دعوے کی ضرورت ہو۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی پیشگوئی کسی مامور کے متعلق نہ ہو تو اس میں دعوے کی ضرورت نہیں ہوتی۔"

پھر فرماتے ہیں:۔

"اگر مجھ پر تمام علامات چسپاں ہو رہی ہوں اور جس قدر نشانات مصلح موعود کے بتائے گئے ہوں وہ سب مجھ میں پورے ہو رہے ہوں۔ مثلاً مصلح موعود کے متعلق اللہ تعالیٰ نے جو علامات بتائی ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں کہ وہ اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ اگر خدا نے مجھے اسیروں کی رستگاری کا موجب بنا دیا اگر خدا نے مجھے اسلام اور احمدیت کی شوکت اور اس کی عظمت قائم کرنے کا ایک ذریعہ بنا دیا تو کوئی لاکھ شور مچاتا رہے کہ یہ مصلح موعود نہیں دنیا اس کی بات پر قطعاً کان نہیں دھرے گی۔ اصل چیز نام نہیں بلکہ کام ہے۔ اور اصل چیز احمدیت کی فتح اور اسلام کا غلبہ ہے۔ اور یہی کام حضرت مسیح موعود کا تھا۔ اور یہی کام میرا ہے۔"

ہمیں دعوت دینے والے دوست خدا را بتائیں کہ کیا مندرجہ بالا الفاظ اس شخص کی تقریر کے ہیں جو اب ۴ر فروری ۱۹۴۴ء کو یہ فرماتا ہے۔ "بلکہ میں نے تو اس بارہ میں اتنی احتیاط کی کہ جو پیشگوئیاں پوری ہو رہی تھیں میں نے ان سے بھی اپنی آنکھیں بند کر لیں اور میں نے کہا جب تک خدا مجھے نہیں بلوائے گا میں ان پیشگوئیوں کے متعلق کچھ نہیں کہوں گا۔ میں نے اپنے دل میں کہا اگر میرے چپ رہنے سے ان پیشگوئیوں کی عظمت ثابت ہوتی ہے تو پھر میرے بولنے سے کیا فائدہ۔"

دو باتوں پر جناب میاں صاحب کی مستحکم رائے

جناب میاں صاحب نے اپنے موجودہ خطبوں میں اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ وہ پیشگوئی متعلقہ مصلح موعود کو اسلئے نہیں پڑھتے تھے کہ مبادا ان کا دل کسی رائے کو قائم کر لے لیکن ان کی مندرجہ ذیل دو تحریریں بتلاتی ہیں کہ اس پیشگوئی کے متعلق دو باتیں ان کے دل میں ایسی مضبوطی سے جڑ پکڑی ہوئی ہیں کہ ان کو وہ کسی صورت میں چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ چنانچہ ایک کے متعلق وہ الفضل ۳ر جولائی ۱۹۳۷ء میں فرماتے ہیں۔ "میرے نزدیک مصلح موعود بہرحال حضرت مسیح موعود کی موجودہ اولاد میں سے ایک لڑکا ہے نہ کہ آئندہ زمانہ میں آنے والا کوئی فرد"۔ لفظ بہرحال میں جو زور ہے وہ قابل غور ہے دوسرے کے متعلق وہ ۱۲ر اگست ۱۹۳۹ء کے الفضل میں اپنے ظلا کو کتاب "شان مصلح موعود" کا جواب دینے کی ترغیب دلاتے ہوئے بطور رہنمائی یہ فرماتے ہیں "باقی اس پیشگوئی کے متعلق میرا نظریہ یہ ہے کہ یہ پیشگوئی کسی مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے۔"

ہمیں دعوت دینے والے دوست بھی اور دیگر منصف مزاج لوگ بھی خود ہی مندرجہ بالا تحریروں کی موجودگی میں فیصلہ فرما لیں کہ جناب میاں صاحب کا یہ بیان کہ وہ پیشگوئی کو اسلئے نہیں پڑھا کرتے تھے کہ کہیں ان کے دل میں اس کے متعلق کوئی خیال نہ قائم ہو جائے کہاں تک راست گوئی و صداقت پر مبنی ہے۔ ان حالات میں اگر ہم جناب میاں صاحب کو مصلح موعود تسلیم نہ کریں تو ہم ایسا کرنے میں حق بجانب سمجھے جانے کے قابل ہیں۔

چھٹی وجہ

خواہش کی موجودگی کے وقت خواب میں شیطانی دخل کا احتمال ہوتا ہے

چھٹی وجہ جناب میاں صاحب کو مصلح موعود تسلیم نہ کرنے کی یہ ہے کہ جیسا کہ اوپر کے بیان سے یہ بات روز روشن کی طرح ثابت ہو گئی ہے کہ جناب میاں صاحب کا دل اپنے آپ کو مصلح موعود ثابت کرنے اور اپنے مخالفوں کو اپنے آپ کو مصلح موعود منوانے کے خیالات سے بھرا ہوا تھا اور آپ کی یہ خواہش بعض اوقات اتنا زور پکڑ جاتی رہی کہ آپ باوجود رکنے کی کوشش کرنے کے بھی اس کے اظہار پر مجبور ہو جاتے رہے تو ان کی خواب میں شیطانی دخل کا ہو جانا نہ صرف قرین قیاس بلکہ اغلب ہے چنانچہ اس کے متعلق حضرت مسیح موعود کی مندرجہ ذیل تحریر ہمارے معزز بھائیوں کی تسلی کے لئے کافی ہوگی۔ حضورؑ اپنی کتاب آئینہ کمالات صفحہ ۳۵۲ پر فرماتے ہیں:۔

"اللہ جل شانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول ولا نبی الا اذا تمنّٰی القی الشیطان فی امنیتہ فینسخ اللہ ما یلقی الشیطان ثم یحکم اللہ اٰیاتہ واللہ علیم حکیم۔ یعنی ہم نے کوئی ایسا رسول اور نبی نہیں بھیجا کہ اس کی یہ حالت نہ ہو کہ جب وہ کوئی تمنا کرے یعنی اپنے نفس سے کوئی بات چاہے تو شیطان اس کی خواہش میں کچھ نہ ملا وے یعنی جب کوئی رسول یا کوئی نبی اپنے نفس کے جوش سے کسی بات کو چاہتا ہے تو شیطان اس میں بھی دخل دیتا ہے۔ تب وحی متلو جو شوکت اور ہیبت اور روشنی تام رکھتی ہے اس دخل کو اٹھا دیتی ہے اور منشاء الٰہی کو مصفا کر کے دکھلا دیتی ہے۔ اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس حالت میں خدا تعالیٰ کا یہ قانون قدرت ہے کہ نبی بلکہ رسول کی ایک قسم کی وحی میں بھی جو وحی غیر متلو ہے شیطان کا دخل بموجب قرآن کریم کی تصریح کے ہو سکتا ہے تو پھر کسی دوسرے شخص کو کب یہ حق پہنچتا ہے کہ اس قانون قدرت کی تبدیل کی درخواست کرے۔"

حضورؑ کی مندرجہ بالا تحریر کی روشنی اور جناب میاں صاحب کی خواہش کی موجودگی میں کس طرح یہ یقین کیا جا سکتا ہے کہ ان کا خواب شیطانی دخل سے محفوظ ہے شیطان تو بڑے بڑے بزرگ اولیاء کے الہامات میں دخل دینے سے نہیں رکتا چنانچہ مشہور ہے کہ ایک دفعہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ کو شیطان نے الہام کر دیا تھا کہ تمہیں نمازیں معاف کر دی گئی ہیں۔ لیکن چونکہ آپ کامل عارف تھے انھوں نے فوراً سمجھ لیا کہ یہ شیطانی الہام ہے اسلئے اسے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ جناب میاں صاحب کی خواب کا وہ حصہ جس میں انھوں نے انا المسیح الموعود مثیلہ وخلیفتہ کے الفاظ سے یہ سمجھ لیا کہ وہ مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق ہیں شیطانی دخل سے خالی نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اس فقرہ کے صحیح معنی وہی ہیں جو اس مضمون کے شروع میں بیان کئے گئے ہیں اس کو مصلح موعود ہونے کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں اس کو مصلح موعود کے متعلق سمجھنا جناب میاں صاحب کی خواہش کا ہی مظاہرہ ہے۔

جناب میاں صاحب کی حلف

باقی رہا جناب میاں صاحب کا حلف اٹھانا سو آپ خواب کے آنے پر تو حلف اٹھا سکتے ہیں لیکن اس کے شیطانی دخل سے محفوظ رہنے پر تو حلف نہیں اٹھا سکتے۔ شیطان بعض اوقات ایسی باریک راہوں سے آتا ہے کہ خود صاحب خواب یا الہام کو بھی معلوم نہیں ہو سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ غیر مامور کی خواب کو دوسروں کے لئے

حجت نہیں قرار دیا گیا اس کے لئے تو اظہار بھی مناسب نہیں ہوتا۔

ساتویں وجہ

جناب میاں صاحب کے وجود میں علامات مصلح موعود ندارد

ساتویں وجہ جناب میاں صاحب کو مصلح موعود تسلیم نہ کرنے کی یہ ہے کہ جناب میاں صاحب کے وجود میں ہمارے نزدیک ابھی علامات مصلح موعود متحقق نہیں ہیں جس رنگ میں جناب میاں صاحب اپنے وجود میں ان علامات کا متحقق ہونا ثابت کرنا چاہتے ہیں اس سے تو بدرجہا بڑھ کر ہمارے امیر ایدہ اللہ کے وجود میں وہ علامات متحقق ہو چکی ہیں۔ اگر اس طرح کوئی مصلح موعود قرار دیا جا سکتا ہے تو ہمارے امیر ایدہ اللہ آپ سے بڑھکر اس بات کے مستحق ہیں کہ جماعت انہیں مصلح موعود تسلیم کرے۔ غیر مامور کے لئے دعویٰ کو تو آپ بھی ضروری قرار نہیں دیتے اور حضرت اقدسؑ کی روحانی نسل میں سے ہونے کا احتمال بھی آپ کے نزدیک مسلم ہے۔ تفصیلاً تو علامات پر بحث انشاء اللہ بعونہ و توفیقہ بعد میں کی جائے گی۔ سر دست اس مضمون میں ان کے متعلق مختصراً کچھ عرض کر دیا جاتا ہے۔

پاک ہونے کی علامت

مصلح موعود کی سب سے پہلی علامت اس کا پاک اور زکی ہونا ہے اس لئے اس پیش گوئی کے مصداق ہونے کے مدعی کے لئے ضروری ہے کہ وہ جس دن مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ کرے ساتھ ہی دنیا کو اپنے وجود میں اس علامت کی موجودگی کا ثبوت دینے کے لئے فقد لبثت فیکم عمراً من قبلہ کے تحت چیلنج دے کہ وہ اس کے دعویٰ کی قبل کی زندگی میں کوئی عیب نکال کر دکھائیں۔ جب ہمارے معزز دوست جناب میاں صاحب کی طرف سے یہ چیلنج شائع کرا دیں گے تو ہم بھی غور کر لیں گے۔

دوسری علامات میں حضرت امیر ایدہ اللہ بڑھ کر ہیں

جناب میاں صاحب نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ علامات مصلح موعود ان کے وجود میں پوری ہو گئی ہیں اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کی وفات کے بعد خزانہ انہیں خالی ملا اس میں صرف ۱۸ اور تھے اور اب خزانہ میں کافی روپیہ ہے۔ مگر ان الفاظ کو لکھتے وقت میاں صاحب کے ذہن سے یہ بات نکل گئی کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تو قادیان سے بالکل ہی خالی ہاتھ آئے تھے ان کے پاس تو ۱۸ ار بھی نہ تھے آپ نے تو ادھار سے کام شروع کیا اور نمونۂ خالی ہاتھ شروع کیا اور پھر آپ کے مقابل دین کا وہ کام کر دکھایا جس کو دیکھ کر آپ اور آپ کی جماعت رشک کر رہی ہے۔ آپ خود ہی انصاف سے بتلائیں کہ اس علامت میں دونوں میں سے غالب کون ہے۔ اس معاملہ میں جناب میاں صاحب ایک غلط فہمی کا شکار ہو رہے ہیں اور وہ یہ کہ آپ روپیہ وہ سمجھتے ہیں جو دفتر محاسب میں پڑے ہوئے صندوقوں میں بند ہوتا ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہے ہمارے سلسلہ کا روپیہ احمدیوں کے گھروں میں ان کی حفاظت میں محفوظ پڑا ہوتا ہے ہمارے سلسلہ کے روپیہ کو رکھنے کے لئے درحقیقت دفتر محاسب کے صندوق نہیں بلکہ احمدیوں کے گھر ہیں جس دن کوئی شخص حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوتا ہے اس دن سے وہ اپنے نفس اور اپنے مال کو خدا کی راہ میں بیع شدہ یقین کر لیتا ہے نہ وہ اپنے نفس کو اپنا نفس یقین کرتا ہے اور نہ اپنے مال کو اپنا مال۔ اسی دن سے وہ اپنا تمام مال خدا کا یقین کرتا ہے اور ہر وقت اس امر کے لئے تیار رہتا ہے کہ جب خدا کی راہ میں خرچ کرنے کیلئے اس سے طلب کیا جائے وہ اسے حاضر کر دے ہمارے سلسلہ کا خزانہ بظاہر ہمیشہ خالی ہی رہا کرتا تھا ادھر روپیہ آتا اور ادھر اشاعت اسلام میں خرچ کر دیا جاتا۔ خزانہ ان دنوں ہمیشہ خالی ہی رہا کرتا تھا لیکن سلسلہ کی ضروریات کے لئے جب ضرورت پیش آتی جماعت سے طلب کر لیا جاتا وہ فوراً حاضر کر دیتے اس نظریہ کے ماتحت جس شخص کے ساتھ جماعت کے زیادہ افراد ہوں گے اس کے قبضہ میں زیادہ اموال ہوں گے۔ اور یہ تو جناب میاں صاحب کو بھی مسلم ہے کہ جماعت میں زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار افراد نے حضرت امیر ایدہ اللہ کا ساتھ دیا۔ پس اس لحاظ سے جماعت کے خزانہ کا بہت بڑا حصہ جناب میاں صاحب کے قبضہ میں آیا اور اس کے مقابل اس کا بہت ہی قلیل حصہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے حصہ میں آیا۔ پس اس قلیل روپیہ کے ساتھ جس خوبی اور حسن انتظام کے ساتھ اسلام کی اشاعت کے کام اور سلسلہ کے کاموں کو حضرت امیر ایدہ اللہ نے چلایا ہے یہ انہی کا حصہ ہے۔ پس اس مقابلہ میں بھی کامیابی کا سہرا حضرت امیر ایدہ اللہ کے سر ہی رہتا ہے۔

دوسری علامت فضل عمر

جناب میاں صاحب نے مصلح موعود کی ایک علامت یہ بیان کی ہے کہ اس کا نام فضل عمر الہام میں آیا ہے اور عمرؓ چونکہ دوسرے خلیفہ تھے اور وہ بھی دوسرے خلیفہ ہیں اسلیئے اس نام کے وہی مصداق ہو سکتے ہیں لیکن ان کو یاد نہیں رہا کہ یہ علامت اگر ان کے اندر پائی جاتی ہے تو ان سے بڑھکر یہ علامت حضرت امیر ایدہ اللہ کے وجود میں پائی جاتی ہے کیونکہ اگر وہ ایک حصہ جماعت کے خلیفہ ہیں تو حضرت امیر بھی تو ایک حصہ جماعت میں خلیفہ تسلیم کئے جاتے ہیں اگر کہیں کہ ان کا نام خلیفہ نہیں امیر ہے تو آپ کو یاد رہے کہ حضرت عمرؓ بھی خلیفہ نہیں کہلاتے تھے بلکہ امیر المومنین ہی کہلاتے تھے۔ خلافت کے ابتدائی چند دن تک خلیفہ، خلیفۃ رسول اللہ یعنی حضرت ابو بکرؓ کے خلیفہ اپنے آپ کو کہتے رہے لیکن اس نام کے لمبا ہونے کی وجہ سے اسے چھوڑ دیا گیا اور امیر المومنین کا لقب اختیار کیا گیا۔ پس اس لحاظ سے بھی یہ علامت حضرت امیر ایدہ اللہ میں آپ سے بڑھ کر پائی جاتی ہے کیونکہ حضرت عمرؓ کے ساتھ خلیفہ کے نام کی نسبت امیر کے نام کی زیادہ مناسبت ہے۔

محمود نام

تیسری علامت ایک یہ بیان کی ہے کہ مصلح موعود کا نام الہام میں محمود اور بشیر آیا ہے یہ درست ہے لیکن یہ دونوں نام مصلح موعود کے صفاتی ہیں بطور علم نہیں۔ آپ کے تو یہ دونوں نام بطور علم ہیں جس کے اندر نام کی حقیقت کا پایا جانا ضروری نہیں پس محض آپ کے علم میں محمود اور بشیر کے الفاظ کے موجود ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ اس حقیقت کے بھی مالک ہیں جو ان صفات میں پائی جاتی ہیں۔ یہ دونوں علامتیں بھی آپ سے بڑھکر حضرت امیر ایدہ اللہ میں پائی جاتی ہیں۔ خدمت اسلام کی وجہ سے آپ کی جو تعریف اپنوں اور بیگانوں نے کی ہے اس کا عشر عشیر بھی آپ کو نصیب نہیں ہوا۔ آپ کے اپنے مرید خواہ آپ کو آسمان پر چڑھا رہے ہیں لیکن اصل تعریف وہی ہے جو غیر جانبدار حلقہ کی طرف سے کی جائے۔ اور وہ حضرت امیر ایدہ اللہ کو حاصل ہے۔ دیکھو اسلامک کلچر اکتوبر ۱۹۳۶ء ص ۶۵۵ جہاں حضرت امیر کے متعلق لکھا ہے:-

"غالباً کسی شخص نے جو آج زندہ ہے اس سے زیادہ طویل عرصہ پر پھیلی ہوئی اور اس سے زیادہ قیمتی خدمت تجدید اسلام کے میدان میں نہیں کی جو مولانا محمد علی آف لاہور نے کی ہے۔"

پس اس لحاظ سے محمود ہونے کی علامت بھی حضرت امیر ایدہ اللہ میں آپ سے بڑھکر پائی جاتی ہے۔ باقی رہا بشیر ہونا سو اس کے متعلق بھی یاد رہے کہ حضرت مسیح موعود کے الہامات میں آپ کے متعلق قطعاً کوئی بشارت نہیں بلکہ اس کے برعکس منذر الہامات موجود ہیں جن پر مفصل روشنی بعد میں انشاء اللہ ڈالی جائے گی لیکن اس کے برعکس حضرت امیر کے متعلق صالح ہونے نیک ارادے رکھنے والے ہونے پاک ممبر ہونے حضرت اقدسؑ کے پاک محب ہونے خدام دین کے سردار ہونے حضورؑ کے مشن کو چلانے کے لئے صاحب قلم ہونے کی بشارات موجود ہیں۔ پس صفاتی لحاظ سے آپ محمود بھی ہیں اور بشیر بھی۔ کہاں خالی علم کا ہونا اور کہاں صفات کا حقیقی طور پر کسی کے وجود میں متحقق ہونا دونوں میں کیا کوئی نسبت ہو سکتی ہے۔ خدا ترس انسان خود ہی فیصلہ کر لے۔

شہرت پانا اور عظمت اسلام کو قائم کرنا

ایک علامت جناب میاں صاحب نے یہ بیان کی ہے کہ مصلح موعود وہ ہوگا جو دنیا میں شہرت پائے گا اور اس کے ذریعہ سے عظمت اسلام قائم ہوگی۔ یہ علامتیں بھی حضرت امیر ایدہ اللہ میں نمایاں طور پر آپ سے بڑھکر پائی جاتی ہیں۔ شہرت کے ثبوت میں تو میں حوالہ پہلے دے آیا ہوں عظمت اسلام کو قائم کرنے کا جو ٹھوس کام حضرت امیر ایدہ اللہ اور اس کے ساتھیوں مثلاً مکرمی خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم (خدا کی بیشمار رحمتیں ان کی روح پر ہوں) کے ہاتھوں سے سرانجام پایا ہے اسکو آپ بھی اور آپ کی جماعت بھی کبھی رشک اور کبھی حسد کی آنکھ سے دیکھ رہی ہے۔

فتنہ کو دور کرنا

حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ کی وفات کے بعد جو فتنہ مسلمانوں کو کافر کہنے اور حضرت اقدسؑ کو نبیوں کی صف میں کھڑا کرنے کا آپ کے وجود سے پیدا ہوا اس کا کامیابی کے ساتھ حضرت امیر ایدہ اللہ نے ہی مقابلہ کیا۔ اگر آپ کی طرف سے مقابلہ نہ ہوتا تو حضرت اقدسؑ کی شان میں غلو خدا جانے اس وقت کہاں تک پہنچا ہوتا۔ پس وہ کونسی علامت ہے جو جناب میاں صاحب میں حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے بڑھکر پائی جاتی ہے۔ اگر اس قسم کی باتوں سے کوئی شخص مصلح موعود کی پیش گوئی کا مصداق قرار دیا جا سکتا ہے تو پھر ہمارے امیر ایدہ اللہ جناب میاں صاحب سے بہت بڑھکر اس پیشگوئی کے مصداق کہلانے کے مستحق ہیں لیکن ہم پیشگوئیوں کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہتے۔ ہم جانتے ہیں اور پورے یقین سے جانتے ہیں کہ اس زمانہ میں اس پیشگوئی کا مصداق ظاہر ہی نہیں ہو سکتا اس کے لئے جو علامتیں مقرر ہیں وہ اس کے زمانہ میں ظاہر ہونگی کہ اس سے غیر کو اس میں قطعاً کوئی شرکت نہ ہو سکے گی۔ وہ صرف اسی کو شناخت کروائیں گی۔ ان علامات پر مفصل بحث دیکھنی ہو تو جناب "شان مصلح موعودؑ اور ذریت مبشرہ" کا مطالعہ فرماویں۔

جناب میاں صاحب کے پرانے الہامات

ابھی ابھی میری نظر سے جناب میاں ...

فتنِ غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

از قلم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم مغفور

{قسط نمبر ۸}

سرمایہ داری کی لعنت سود ہی کا نتیجہ ہے

میں کہتا ہوں یورپ و امریکہ کی سرمایہ داری کی لعنت کیا اسی سود کا نتیجہ نہیں اور کیا تمام عیش پرستیوں اور بداخلاقیوں کی وجہ یہی دولتمندی نہیں جو اس سرمایہ داری کا نتیجہ ہے۔ آج اس بہتی ہوئی رو کو روکنا اب انسان کے بس کی بات نہیں ہے اسی لئے برنارڈ شا نے کہا کہ آج دنیا کی نجات محمد عربی صلعم کی ڈکٹیٹر شپ سے ہی ہو سکتی ہے وجہ یہ کہ وہ تعلیم اور وہ آواز آج بھی دنیا کو یاد ہے جو آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے عرب کے بیابان میں اٹھی تھی کہ اے زرپرستی کے سیلاب میں بہنے والو ٹھہرو۔ کدھر بہکے چلے جا رہے ہو۔ یہ رستہ تباہی کا ہے۔ تمہاری زرپرستی قوم کو تباہ کر دے گی۔ خود تمہارے اخلاق برباد کر دے گی جس پر انسانیت ماتم کرے گی۔ اور آسمان و زمین لعنت کریں گے۔

خدائی الہام کی سب سے بڑی شناخت

یہی وقت ہوتا ہے خدائی امداد کا جو الہام کے ذریعہ انسان کو دی جاتی ہے۔ خدائی الہام کی صداقت کی سب سے بڑی شناخت ہی یہ ہے کہ ضلالت کے سیلاب میں بہتی ہوئی دنیا کو وہ سامنے سے آکر روک دیتا ہے اور لوگوں کے خلاف مرضی ان کو کھینچ کر صراط مستقیم کی طرف لے جاتا ہے اور وہی راہ سلامتی کی ہوتی ہے جو اس وقت خواہشات میں اندھی دنیا کو نظر نہیں آتی۔ لیکن بعد میں آنے والے اور غور کرنے والے اس کی خوبیوں کو پاتے اور اس کے فوائد کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں۔

سود کی تباہ کاریاں اور اخلاق سوزیاں

دیکھ لو تو تہذیب و تمدن محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم پر تھا وہ دنیا کے لئے ایک رحمت ثابت ہوا۔ سود کی حرمت نے سرمایہ پرستی کی لعنت کو مسلمانوں سے ہمیشہ دور رکھا۔ یہود سرمایہ پرستی کرتے رہے۔ ہنود سرمایہ پرستی کرتے رہے۔ یورپ سرمایہ پرستی کرتا رہا ہے لیکن مسلمانوں نے کبھی نہیں کی۔ آج مغربی تہذیب اس لعنت اور مصیبت کے نیچے دم توڑ رہی ہے۔ یہ عالمگیر جنگ کی مصیبت جو یورپ پر آئی اور آج بھی سر پر منڈلا رہی ہے یہ سرمایہ پرستی کا صدقہ ہے۔ نہ سود خوری ہوتی نہ حکومتوں کے لئے قرضہ ملتا نہ قومیں لڑتیں۔ نہ عیاشی پرستوں کی محفلیں یا میدان جنگ کی خونریزیاں ہوتیں یہ سب سرمایہ پرستی کے نتائج ہیں جس کی تہ میں فقط ایک ہی چیز ہے اور وہ ہے سود۔ جسے بہاء اللہ نے جائز کیا اور محمد رسول اللہ صلعم نے حرام بتایا۔

مرزا غلام احمد اور بہاء اللہ میں فرق

ہاں سنو۔ پنجاب سے ایک اور آواز اٹھی جو مرزا غلام احمد کی تھی جو اس زمانہ کی سودخوری کے ہنگامہ سے مرعوب نہ تھی بلکہ بڑی جرأت سے اس نے یہ اعلان کیا کہ مجھے خدا نے بتایا ہے کہ جو ہدایت محمد رسول اللہ صلعم کی تعلیم کی ہے وہی سچی ہے یعنی پہلے بھی سود حرام تھا اور آج بھی حرام ہے۔ خدا کی ہدایتیں ابدی صداقتیں ہوتی ہیں۔ جن وجوہات کی بناء پر پہلے سود حرام تھا وہ آج بھی موجود ہیں۔ دنیا سود کھاتی ہے کھائے۔ آج تجارت اور دولت کی ترقی کو سود پر منحصر کر رکھا ہے تو پڑا ہو۔ لیکن انسان کی تہذیب اس کے اخلاق اس کی انسانیت کی نشو و نما کے لئے آج بھی سود لینا ایسا ہی مضر ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ پس سود حرام ہے اور خدا کا وہ پیغام سچا ہے جو محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ سے دنیا کو ملا تھا۔ دنیا دھکے کھا کر خوار ہو کر اپنی نجات کے لئے آخر اسی طرف آئے گی جس طرف محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ خدا نے اسے دعوت دی تھی۔ ہر دو آخریں مبارک بندہ الیست بہاء اللہ اور مرزا غلام احمد میں فرق پوچھنے والا آؤ فرق دیکھو اور غور کرو کہ کس کی آواز خدا کی آواز پر مبنی ہے اور کس کی پیروی میں نجات نظر آتی ہے۔

بہاء اللہ اور کثرت ازدواج

۲۔ دوسرا مسئلہ کثیر الازدواجی کا لیجئے۔ میں عرض کر چکا ہوں کہ خدا کی وحی اور ہدایت کی ضرورت اس وقت ہوا کرتی ہے جب دنیا کے عالم اور جاہل سب کا میلان اور رجحان کسی ایسے امر کی طرف ہو جائے جو درحقیقت غلط اور موجب ضلالت ہو اور باوجود غلط ہونے کے عام طور پر اسے صحیح سمجھا جائے تب ضرورت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے علم اور ہدایت کے بذریعہ وحی اس آگ کے گڑھے میں گرتی ہوئی دنیا کو بچا لے

حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت کے وقت صنف نازک کی زبوں حالی

محمد رسول اللہ صلعم جس زمانہ میں مبعوث ہوئے ہیں اس زمانہ میں عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی یہاں تک کہ وہ ترکہ میں مال و اسباب کی طرح ورثاء میں تقسیم ہو جاتی تھی۔ چونکہ عورت کی کوئی ہستی نہ تھی اس لئے اس کے حقوق ادا کرنے کی ذمہ داری کا احساس بھی نہ تھا۔ نتیجہ یہ کہ ایک ایک آدمی اسی طرح عورت پر عورت نکاح کرتا چلا جاتا تھا جس طرح بھیڑ بکریاں خریدی جاتی ہیں صرف دولت پاس ہو تو بیویوں کی تعداد پر کوئی حد بندی نہ تھی کیا بکریوں کا ریوڑ خریدنے پر کوئی حد بندی ہو سکتی ہے ان حالات کے ہوتے ہوئے تمام قوم بلکہ تمام دنیا کی خواہشات نفس کے برخلاف محمد رسول اللہ صلعم کی یہ آواز اٹھی۔

کثیر الازدواجی پر اسلام کی پابندیاں

کہ خدا کی ہدایت یہ ہے کہ عورت بھی اسی جنس سے ہے جس سے تم ہو ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہو۔ اگر تم ان پر حق رکھتے ہو۔ تو وہ بھی تم پر رکھتی ہیں پس عورت کے معاملہ میں یہ بے حسی کیسی اور ذمہ داری کا یہ فقدان کیوں۔ خوب سوچ سمجھ کر نکاح کیا کرو۔ بس ایک بیوی کافی ہے ہاں خاص ضرورت پیش آئے تو ایک سے زیادہ نکاح کر سکتے ہو لیکن وہ بھی چار کی حد تک۔ لیکن یہ شرط ضروری ہے کہ ان میں عدل اور انصاف کرنا ہوگا اور اگر اس کا اندیشہ ہو کہ ان میں عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی۔ اصل آیت یہ ہے جو سب کو علم ہے۔ وان خفتم الا تقسطوا فی الیتامٰی فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلٰث وربٰع۔ فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ (النساء)

یعنی اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم یتیموں میں انصاف نہ کر سکو گے تو عورتوں میں سے نکاح کر لو جو تمہیں پسند ہوں دو دو۔ تین تین، چار چار پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ ان میں عدل نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی۔

آج کے زمانہ پر غور نہ کرو۔ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس پہلے زمانہ پر غور کرو جب عورت کے حقوق کی پاسداری۔ اس کے ساتھ عدل و انصاف کرنا ایک ایسا تعجب خیز امر تھا کہ سننے والے کو یقین نہیں آ سکتا تھا کہ کوئی ایسا خلاف رواج حکم بھی دیا جا سکتا ہے، جو لوگ عورتوں کو پاؤں کی جوتی سمجھتے تھے۔ ان کو یہ سنانا کہ عورتیں بھی تمہاری طرح انسان ہیں۔ ان کے حقوق بھی تم پر ہیں۔ ان کے ساتھ عدل و انصاف کرنا تم پر فرض ہے۔ تم ایک سے زیادہ شادی نہیں کر سکتے سوائے اس حالت کے کہ کوئی خاص ضرورت پیش آئے اور اگر شادی کرو تو پھر اس کے ساتھ ضروری شرط یہ ہوگی کہ بیویوں میں عدل و انصاف کرو اور اگر اندیشہ ہو کہ عدل و انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی پر اکتفا کرو۔ یہ حکم ان کے لئے کس قدر حیرت انگیز تھا۔ اس سے ان کے رسم و رواج ان کی آبائی تقلید ان کی خواہشات نفس کو کس قدر دھکا لگتا تھا۔ اور اس کی وجہ جس قدر بھی مخالفت کرتے کم تھا۔ لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس آواز نے کایا پلٹ کر دی اور عورت کو فرش سے اٹھا کر عرش پر بٹھا دیا اور نکاح کرنے میں لوگ محتاط ہو گئے اور ان کے ساتھ عدل و انصاف شیوہ قومی ہو گیا۔

ایک امریکن جج کا قابل غور فیصلہ

اسلامک ریویو میں ایک دفعہ مصر کی ہائیکورٹ کے ایک امریکن جج کا فیصلہ چھپا تھا جو مجھے بہت پیارا لگا۔ اس نے اپنے فیصلہ میں لکھا تھا کہ محمد عربی (صلعم) نے کثیر الازدواجی پر تین حدیں ایسی لگا دیں جس نے درحقیقت کثیر الازدواجی کو ختم کر دیا۔

(۱) سب سے پہلے تعداد کو محدود کر کے لوگوں کو خبردار کر دیا کہ کثیر الازدواجی ایسی چیز نہیں جسے بغیر کسی حد بندی کے جاری رکھا جائے

(۲) پھر صرف ضرورت کے وقت جائز رکھ کر بتلا دیا کہ یہ ایسی چیز نہیں جو بلا ضرورت جائز ہو۔ یعنی بطور علاج کے ہے

(۳) تیسرے ان میں عدل و انصاف کی سخت شرط لگا کر بتلا دیا کہ یہ ایسی چیز ہے جو عام طور پر ناقابل عمل ہے۔ کیونکہ اس کے ذمہ داریاں ایسی لگی ہوئی ہیں جو جب تک خاص فضل الٰہی شامل حال نہ ہو انسان اس سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا اور حقیقت تو یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم ہی سب سے پہلے انسان ہیں جنہوں نے کثیر الازدواجی کے خلاف آواز اٹھائی اور اس کے ساتھ شرائط ایسی لگا دیں جس نے کثیر الازدواجی کو ختم کر دیا۔ ہاں قانوناً بطور علاج کے ضرورت کے وقت کے لئے باقی رہ گئی۔ اولاد کے نہ ہونے پر یتیموں کی پرورش کے لئے۔ جنگوں کے بعد بیوہ عورتوں کی حفاظت کے لئے یا بعض دفعہ کسی زبردست کشش کے ماتحت زنا سے بچنے کے لئے ایسی قسم دیگر ضروریات کے ماتحت ایک سے زیادہ بیویاں کرنے کی ضرورت پیش آ جاتی ہے لیکن ان ضرورتوں کے باوجود عدل کی شرط ایسی سخت لگی ہوئی ہے کہ جب تک کوئی بڑے مضبوط کیریکٹر کا آدمی نہ ہو اس ذمہ داری سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

اسلام نے صرف بطور علاج کثیر الازدواجی باقی رکھی

پس خدا نے محمد رسول اللہ صلعم کے ذریعہ جو شریعت دی اس میں کثیر الازدواجی کو ایک حد کے اندر لا کر اس میں ایسی شرائط لگا دیں کہ ضرورت کے وقت بطور علاج کے تو باقی رہ گئی۔ مگر عملاً مفقود ہو گئی ہیں ان لوگوں کا ذمہ دار نہیں جو کسی قانون سے ناجائز فائدہ اٹھائیں بحث اصل قانون کے

مسیحا کا عشقِ رسول

از غلام ربانی صاحب متعلم بی کام۔ ہیلی کالج آف کامرس لاہور

گذشتہ سے پیوستہ

{ ہمارا کبوتر اپنی چونچ میں سلامتی کے تحفے لیکر شوق سے ہمارے نبیؐ کے وطن کی طرف اڑتا چلا جا رہا ہے۔ وہ میرے رب کا پیارا ہے }

اسی طرح صحابہ رضؓ سے محبت ہے اور کس محبت کی دلیل کیا دی ہے؟

وغنو، وانتم فی البساتین نرتع

وھم حضروا میدان قتل کمحشر

باجنحۃ الاشواق طاروا للطاعۃ

وصاروا اجوارح للنبی الموقر

{ اور تم تو باغوں میں چل رہے ہو اور وہ قتل و غارت کے میدان حشر میں حاضر تھے۔ (محمد رسول اللہ) کی اطاعت میں انھوں نے شوق سے پرواز کی اور آپؐ کے دست و بازو بن گئے۔ }

اسلئے عشق صحابہ رضؓ ہے کہ انھوں نے لڑائی کے میدان میں میرے محبوبؐ کو بچایا اور اسؐ کے دست و بازو بن گئے۔

پھر حیات مسیح کے عقیدہ کو اس لئے قبول نہیں فرماتے کہ اس سے محبوبؐ کی ہتک لازم آتی ہے جو انہیں کسی بھی قیمت پر قبول نہیں فرماتے ہیں:۔

مسلمانوں پر تب ادبار آیا
کہ جب تعلیم قرآں کو بھلایا
رسول حق کو مٹی میں سلایا
مسیحا کو فلک پر ہے بٹھایا
یہ توہیں کرکے پھل ویسا ہی پایا
اہانت نے انہیں کیا کیا دکھایا
خدا نے پھر تمہیں اب ہے بلایا
کہ سوچو عزت خیر البرایا

یہ ایک فطرتی امر ہے اور اس مقام پر انسان انتہائی مجبور ہوتا ہے۔ سیدنا امام کی بھی یہی حالت ہے۔ مدتوں آریوں اور عیسائیوں نے نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخیاں کیں۔ کبھی "امہات المومنین" اور "اندرونہ بائیبل" جیسی کتاب لکھ کر عشاق کے سینے چھلنی کر دیئے اور کبھی "تکذیب براہین احمدیہ" جیسی رسوا کتاب نے پیمانۂ صبر لبریز کر دیا۔ آخر یہ جور و جفا کب تک سہا جا سکتا ہے اک نہ اک دن وہ دل کو دھارس دینے والا بننا یقینی تھا۔ حضرت مسیح موعودؑ لکھتے ہیں:۔

فیھا اموع لیشتمون نبینا
فیھا ذروع من ضلال موثر

(یہ وہ ہیں) ایسے لوگ ہیں جو ہمارے نبیؐ کو گالیاں دیتے ہیں اور گمراہی کی کھیتیاں ہیں جو لہلہا رہی ہیں

اور ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

آں نبی در چشم ایں کوراں زار

ہست یک شہوت پرست و کیں شعار

آخر یہ بند:۔

صبوت علیہ حتی عیل صبری
وتاہ الغیظ شارت فی جنانہ

کے مطابق ٹوٹا اور خداوند تعالیٰ کے حضور آپؑ نے دعائیں کیں جن کو سن کر پتھر شق ہو جائیں اور آسمان لرز جائے:۔

وتاتی ساعۃ ان شاء ربی
اقر العین بالخصم المھان

اخذنا السب منھم مثل دین
وعزتنا لدیھم کالرھان

سئمنا کل نوع الضیم منھم
ولکن سبھم صلی جنانی

{ اگر میرے رب نے چاہا۔ وہ گھڑی آئے گی۔ کہ میں اس ذلیل دشمن سے انتقام لیکر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر دوں گا۔ ان کی یہ گالیاں ہمارے ذمہ قرض ہیں جس کے عوض ہماری عزتیں ان کے پاس بطور رہن ہیں۔ ہم نے ان کا ہر ایک ظلم برداشت کیا مگر ان کی یہ گالیاں برداشت نہیں کی جا سکتیں۔ انھوں نے میرے دل کو آگ لگا دی ہے }

پھر خدا کے حضور ان محبوبؐ کے دشمنوں پر لعنت چاہی ہے:۔

یارب خذھم مثل اخذک مفسدا
فقد افسدوا الآفاق طول زمانھم

سبوا نبیک بالعناد وکذبوا
خیر الوریٰ فانظر الیٰ عدوانھم

یارب احمد یا الٰہ محمد
اعصم عبادک من سموم دخانھم

یارب سحقھم کسحقک طاغیا
وانزل بساحتھم لھدم مکانھم

{ اے خدا تو ان کو پکڑ جیسے تو ایک مفسد کو پکڑتا ہے۔ ان کے طول زمانہ نے دنیا کو بگاڑ دیا۔ تیرے نبیؐ کو انھوں نے عناد سے گالیاں دیں اور جھٹلایا۔ وہ نبی جو افضل المخلوقات ہے اے احمدؐ کے رب اے محمد صلعم کے معبود اپنے بندوں کو ان کے سموم سے بچا۔ اے میرے رب ان کو پیس ڈال جیسا کہ تو ایک باغی کو پیستا ہے اور ان کی عمارتوں کو مسمار کرنے کے لئے ان کے صحن خانہ میں اتر آ۔ }

یہ عشق رسولؐ کا ایک پہلو ہے۔ جو دشمن اور موافق سے تعلق رکھتا ہے لیکن اس کے مقابل ایک اور حالت بھی آپ پر وارد ہوتی ہے۔ اور وہ ہے محبوبؐ کی راہ میں اپنی حالت پر قانع ہونا۔ اور کسی کو خاطر میں نہ لانا جس کا ایک منظر لاہور سٹیشن پر دیکھا گیا جب لیکھرام پشاوری نے آپ کو ملنا چاہا۔ اپنے محبوبؐ اور معشوق سے محبت کی وجہ سے آپ پر تکفیر کا فتویٰ دیا گیا ہے تو فرماتے ہیں:۔

مورد قہر ہوئے آنکھ میں اغیار کی ہم
جب سے عشق اس کا تہ دل میں بٹھایا ہم نے
کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
تیرے منہ ہی کی قسم میرے پیارے احمدؐ
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

(حیا)

جب سے علاوہ دلبر دشمن ہیں میرے گھر گھر
دل ہو گئے ہیں پتھر، قدر و قضا یہی ہے
مجھکو ہیں ڈراتے پھر پھر کے در پہ آتے
تیغ و تبر دکھاتے ہر سو ہوا یہی ہے
دلبر کی رہ میں یہ دل ڈرتا نہیں کسی سے
ہشیار ساری دنیا، اک باؤلا یہی ہے

پھر عاشق صادق پر جب یہ حالت وارد ہو جاتی ہے کہ تمام اسے دیوانہ، مجنون اور مجہول مطلق گرداننے لگتے ہیں تو چند غایات میں اس پر استغراق، اور تعجب کی حالت آ جاتی ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ کیا میں ایسا ہی ہوں؟ لیکن جب اس پر اس کی حقیقت آشکارا ہوتی ہے تو وہ حیران رہ جاتا ہے۔ یہی حالت امام عصر حاضر پر بھی وارد ہوتی ہے اور جب علماء کفر کا فتوےٰ دیتے ہیں تو حیران ہو کر کہتے ہیں:۔

فلا واللہ لست ککافرینا
فدت نفسی نبیا ذا المقام

(بخدا میں کافروں جیسا نہیں ہوں میری جان تو نبی عالی مقام پر فدا ہے میں کافر کیوں؟)

اور ایک جگہ فرماتے ہیں:۔

واکفرنی قومی فجئتک لاھفا
وکیف یکفر من یوالی محمدا

{ میری قوم نے مجھے کافر ٹھہرا دیا اور میں تیرے پاس فریاد لایا ہوں (اور میں حیران ہوں) کہ وہ جو محمدؐ سے محبت رکھتا ہے اسے کیونکر کافر ٹھہرایا گیا ہے۔ }

لیکن جب عقدہ کھلتا نہیں اور پیچیدہ ہوتا جاتا ہے تو کہتے ہیں:۔

گر ہمیں کفر است نزد کیں ورے
خوش نصیبے آنکہ چوں من کافرے

(ادب)

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

عاشق کی ایک تمنا سب سے علیٰحدہ ہوتی ہے اور وہ یہ کہ اپنے محبوبؐ کی تعریف کرے پھر اس کے حسن کا مواز نہ دوسروں سے کرے اور اپنے محبوبؐ میں اسے ایک فوقیت نظر آئے۔ پھر اس کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ دنیا بھی اس کے محبوب کی تعریف کرے اور اس کے انتخاب کی داد دے یہ وہ صفت اور خصوصیت ہے جو حضرت سیدنا و امامنا کو دوسرے قصیدہ لکھنے والوں اور مدح کہنے والوں سے ممتاز کر دیتی ہے۔ آپ فرماتے ہیں:۔

لعل عدن بھی دیکھے در یمن بھی دیکھے
سب جوہروں کو دیکھا دل میں جچا یہی ہے
انکار کر کے اسکا پچھتا دگے بہت تم
بنتا ہے جس سے سونا وہ کیمیا یہی ہے
آنکھ اس کی دور بیں ہے دل یار سے قریں ہے
ہاتھوں میں شمع دیں ہے عین الضیا یہی ہے

لیکن یک لخت اس پر بیخودی کی حالت طاری ہو جاتی ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اس کا معشوق چھینا جا رہا ہے تو وہ اسے "میرا محبوب" کہکر پکارنا شروع کر دیتا ہے۔ حضرت امامنا نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو "میرا محبوب" "ہمارا نبی" "ہمارا پیشوا" اسی قسم کے الفاظ سے پکارا ہے پھر اس پر فدا ہو جانے کی تمنا ہے:۔

اگر وہ جاں کو طلب کرتے ہیں تو جاں ہی سہی
بلا سے کچھ تو نپٹ جائے فیصلہ دل کا
اگر ہزار بلا ہو تو دل نہیں ڈرتا
ذرا تو دیکھئے کیسا ہے حوصلہ دل کا

اور یہ صرف دعوٰی ہی نہیں ہے۔ اس پر آپؑ کی تمام زندگی گواہ ہے۔ دہلی کے مباحثہ نے "ذرا تو دیکھئے کیسا ہے حوصلہ دل کا" پر مہر ثبت کر دی۔

اسی پر بس نہیں پھر اپنے محبوبؐ حضرت رسالتماب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں مبالغہ نہیں کرتے بلکہ جو حق بات ہے وہی کہتے ہیں:۔

امی و در علم و حکمت بے نظیر
زیں چہ باشد حجتے روشن ترے
آں شراب معرفت داد مش خدا
کز شعاع عشق خیرہ شد ہر اخترے
شد عیاں از روئے او علی وجہ الاتم
جوہر انساں کہ بود آں مضمرے
مجمع البحرین علم و معرفت
جامع الاسمین ابر و خاورے

اور یہ مدح واقعات کی روشنی میں کتنی جامع کتنی مکمل اور کتنی صحیح ہے عموماً شعراء اپنے ممدوح کی مدح میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیتے ہیں اور عشاق اپنے معشوق کی مدح میں اتنا مبالغہ کرتے ہیں کہ جس کا حقیقت میں کوئی وجود نہیں ہوتا۔ کون ہے جو مندرجہ ذیل قصیدہ میں سے ایک صفت ایسی نکال دے جو ہمارے شفیع آقا کے نامدار میں موجود نہ ہو۔

سبحٌ کریمٌ باذلٌ خل التقیٰ
خرقٌ وفاق طوائف الفتیان
لاشک ان محمدا خیر الوریٰ
ریق الکرام ونخبۃ الاعیان

(حیا)

کہتے ہیں یورپ کے ناداں یہ نبی کامل نہیں
وحشیوں میں دیں کا پھیلانا یہ کیا مشکل ہے کار
پر بنانا آدمی وحشی کا ہے اک معجزہ
معنٔی راز نبوت ہے اسی سے آشکار
نور لائے آسماں سے خود بھی وہ اک نور تھے
قوم وحشی میں اگر پیدا ہوئے کیا جائے عار

(حیا)

عجب نوریست در جان محمد

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفٰے مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر ایس محمد آصف ۔ بی اے ۔
جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۸ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۳ھ ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۵

سورۃ الفرقان کی پہلی آیت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کو پھر دنیا کے سامنے پیش کیا

جماعت احمدیہ لاہور کی دو نہایت نمایاں خصوصیات

ہم سب کچھ قادیان میں چھوڑ کر لاہور آئے

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمارا نظام بہترین نظام ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مؤرخہ ۷ اپریل سنہ ۱۹۴۴ء

تبارك الذی انزل الفرقان علیٰ عبدہٖ لیکون للعٰلمین نذیرا (الفرقان)

صحابہؓ کی زندگیوں میں انقلاب عظیم

یہ سورت جس کا نام الفرقان ہے اور الفرقان قرآن کریم کا بھی ایک نام ہے قرآن کریم کے بہت سے نام خود اس پاک کتاب کے اندر مذکور ہیں، یہ اس وقت نازل ہوئی جب مکہ معظمہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ مدینہ کیطرف ہجرت کر رہے تھے۔ اور الفرقان کا لفظ جس کے معنے ہیں حق اور باطل میں فرق کر دینے والا اسی لئے اس سورت میں قرآن کریم کی جگہ استعمال ہوا ہے کہ اس وقت صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں ایک انقلاب عظیم رونما ہو چکا تھا۔ اور حق اور باطل میں ایک کھلا فرق ظاہر ہو گیا تھا۔ یہ وہ بات ہے جس کو ایک معاند اسلام مؤرخ سر ولیم میور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح لکھتے وقت تسلیم کیا ہے اور لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تیرہ سال کی مکی زندگی میں ایک انقلاب عظیم صحابہ کی زندگیوں میں رونما ہو چکا تھا۔

بہت بڑا انقلاب

یہ اتنا بڑا انقلاب تھا کہ ان لوگوں نے خدا کی رضا کے لئے ہر قسم کے دکھ اور تکلیف کو برداشت کیا یہاں تک کہ جب وہ دکھ اور تکالیف انتہاء کو پہنچ گئیں اور مکہ میں انہیں امن نہ ملا، تو تیرہ سال کے دکھ اٹھا کر ایک دوسری جگہ انہیں ہجرت کرنی پڑی اور اپنے رشتہ دار، وطن، جائدادیں سب کچھ چھوڑنا پڑا۔ اور اس صورت میں جہاں عباد الرحمٰن کا ذکر بڑے بلند الفاظ میں کیا گیا ہے کہ عباد الرحمٰن کون ہوتے ہیں اسی مؤرخ نے لکھا ہے کہ یہ نقشہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا۔

سورہ الفرقان کی پہلی آیت

تو اس سورت کی پہلی آیت میں فرمایا تبارك الذی بڑی بابرکت ہے وہ ذات ہر قسم کی خیرات اور بھلائیوں کا ہمیشہ رہنے والا منبع ہے وہ ذات انزل الفرقان جس نے قرآن کو اتارا اس قرآن کو جو اس وقت اپنے فرقان ہونیکا ثبوت دے چکا ہے علیٰ عبدہٖ اپنے بندہ پر اتارا لیکون للعٰلمین نذیرا تاکہ وہ عالمین کے لئے نذیر ہو، عالمین کے معنے تو بڑے وسیع ہیں، تمام جہانوں پر بھی بولا جاتا ہے، چونکہ یہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نذیر ہونے کا ذکر ہے اس لئے اس کے معنے ہیں تمام قومیں، تمام انسان، اور اس میں نہ صرف وہ قومیں اور انسان ہی شامل ہیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے موجود تھے، بلکہ آیندہ بھی جو قومیں اور انسان پیدا ہوں وہ سب اس میں شامل ہیں، تو فرمایا کہ خیرات اور برکات کا منبع ہے وہ ذات جس نے اپنے بندہ پر حق اور باطل میں فرق کرنے والی کتاب اتاری تاکہ تمام قوموں تمام انسانوں کے لئے نذیر ہو اور اس کے ذریعہ سے دنیا میں خیرات اور برکات پھیلیں۔

چھوٹے سے جملہ میں سب کچھ جمع کر دیا

لفظ بڑے خوبصورت ہیں کیسے چھوٹے سے جملے میں سب کچھ جمع کر دیا کام اتنا بڑا اور وسیع کہ اس کتاب کے ذریعہ سے خیرات اور برکات پیدا ہوں گی اور حق اور باطل میں امتیاز ہو جائے گا۔ اور یہ تمام قوموں میں پہنچ جائینگی یہ تمام باتیں اس چھوٹے سے جملے میں جمع کر دی ہیں ہو سکتا ہے کہ ایک انسان کوئی خوبصورت جملہ بنائے جس میں ایسی ہی خوبصورتی کے ساتھ اتنے بڑے کام کا دعویٰ بھی کر دے۔ لیکن یہ بات اس کی مقدرت میں نہیں کہ اتنا بڑا دعویٰ کرنے کے بعد اس کو پورا بھی کر دکھائے اور اس طرح پورا کر دے کہ جس عبد پر اس فرقان کو نازل کیا اس کے سامنے وہ عملاً نظر آجائے۔

برکات کے دریا بہا دیئے

خیرات اور برکات کے الفاظ جس کی طرف تبارک کے لفظ میں اشارہ کیا ہے اس ملک کے اندر جو بالکل خالی تھا ہر قسم کی بھلائیوں اور برکات سے، اس قدر خیرات اور برکات کے دریا بہا دیئے حق اور باطل کے اندر ایسی تمیز پیدا کر دی کہ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے باقی للعٰلمین کا نقشہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہی کھینچ دیا اس لئے کوئی ایرانی آگیا وہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کا حامل بن گیا۔ کوئی حبشی آگیا وہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کا حامل بن گیا، کوئی شامی آگیا وہ بھی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام کا حامل بن گیا۔

بادشاہوں کو اسلام کی دعوت

بلکہ آپ نے یہاں تک کمال کر دیا کہ جو نبوت کی تاریخ میں ایک ہی واقعہ ہے کہ آپ نے ایران آتش پرست بادشاہ کو خط لکھا، روم کے عیسائی بادشاہ کو خط لکھا، حبش کے بادشاہ کو خط لکھا مصر کے بادشاہ کو خط لکھا تمام کو اپنے ہاتھ سے دعوت نامے بھیجے اور انہیں اسلام کا پیغام دیا اور آپ کی زندگی کے بعد ایک سو سال کے اندر بلکہ اسی صدی کے اندر جبکہ وہ لوگ ابھی زندہ موجود تھے جو آپ کے پہلے مخاطب تھے، وہ پیغام مشرق اور مغرب ادھر چین اور ادھر فرانس تک پہنچ گیا اور لوگوں کی گردنیں اس کے آگے جھک گئیں [illegible] حق اور برکات [illegible]

قرآن نے اپنی تاریخ کو آپ لکھا ہے

اسے تاریخ قرآن کا ابتدائی دور کہنا چاہیئے۔ قرآن نے اپنی تاریخ خود لکھدی ہے، آپ کہیں گے پہلے سے کس طرح کوئی اپنی تاریخ لکھ سکتا ہے، لیکن چونکہ اس قرآن کا اتارنے والا وہ خدائے علیم ہے جس کے سامنے گذشتہ حال اور آئندہ ایک ہی ہے آئندہ بھی اس پر اسی طرح کھلا ہوا ہے جیسے ماضی اور حال تو اسلئے میں نے کہا کہ قرآن نے اپنی تاریخ کو آپ لکھا ہے؛ وراس سورت کے اندر جس کا نام ہی فرقان ہے دو دور بیان فرمائے ہیں، یہ تو پہلا دور ہے برکات کے پھیلنے اور حق اور باطل کے امتیاز اور تمام قوموں تک اس پیغام کے پہنچنے کا۔

دوسرے دَور کا ذکر

اسی سورت میں آگے چل کر دوسرے دور کا ذکر ہے اور وہ افسوس کا مقام ہے کہ اس امت کے اتنا بلند مقام حاصل کرنے کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ شکایت پہنچتا ہے و قال الرسول یارب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجوراً۔ اے میرے رب اس میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا، کس طرح چھوڑ دیا ادھر قرآن کے ان الفاظ کو رکھیئے، ادھر تاریخ کو دیکھئے، عجائبات ہیں کہ جو لوگ خدمت قرآن کے لئے پیدا ہوئے تھے، ان کے بعد ایسے لوگ ان کے ماننے والے ہوئے کہ انھوں نے قرآن کے بجائے ان لوگوں کو اسی مقام پر سمجھ لیا۔

آئمہ کے پیروؤں کی حالت

یہ ہمارے جو چار امام ہو گئے ہیں، امام ابو حنیفہ رح۔ امام مالک رح، امام شافعی رح۔ اور امام احمد حنبل رح انھوں نے اپنے زمانہ میں قرآن کی بڑی خدمت کی ہے، انھوں نے قرآن کو اپنے اپنے حالات پر منطبق کر کے ہدایت کا رستہ لوگوں کو دکھایا لیکن ہوا کیا، ان کے پیروؤں نے جن کی نظریں بہت محدود تھیں اب قرآن کو ہادی و رہنما سمجھنے کے بجائے، ان لوگوں کو ہادی و رہنما بنا لیا یہاں تک کہ اب اگر قرآن کی کوئی آیت سامنے آئے اور اس پر غور اور تدبر کرنے کے لئے کہا جائے تو کہدیں گے کیا امام ابو حنیفہ رح نے قرآن کو نہیں سمجھا؟ کیا امام مالک رح نے قرآن کو نہیں سمجھا؟ قرآن کا وہ مرتبہ قائم نہ رہنے دیا جو اس کا اصلی مقام تھا۔ پھر جب اس کا وہ مرتبہ نہ رہا تو قرآن ان کی زندگیوں سے نکل گیا اور پھر وہ ابتدائی طاقت تھی کہ جہاں قرآن جاتا تھا فتح ہوتی تھی وہ بھی مسلمانوں میں باقی نہ رہی

حدیث میں آتا ہے

چنانچہ حدیث میں بھی آتا ہے :۔

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم۔

بہترین زمانہ میرا زمانہ ہے پھر وہ جو مجھ سے ملیں پھر وہ جو مجھ سے ملیں پھر فیج عوج آ جائیگا جس کے متعلق فرمایا لیسوا منی ولست منھم وہ مجھ میں سے نہیں ہیں اور میں ان سے نہیں ہوں، یہ کیوں ہوا اسلئے کہ اصل چیز جس کو خدا نے اتارا تھا اس کو اپنے مرتبہ پر قائم نہ رہنے دیا۔

تیسرے دَور کا ذکر

یہ دوسرا دور تھا مگر خدائے عالم الغیب نے آگے چل کر ایک تیسرے دَور کا بھی اسی سورت میں ذکر کیا ہے فرمایا ولو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیراً فلا تطع الکافرین وجاھدھم بہ جھاداً کبیراً اگر ہم چاہتے تو اس دنیا میں ایک ایک بستی کے اندر ایک ایک نذیر پیدا کر دیتے تو فرمایا تھا للعلمین نذیراً یہ رسول کل دنیا کے لئے نذیر ہے، تو اب فرمایا کہ بستیوں کی حالت تو یہ ہے اس قدر کفر اور شرک ان کے اندر پایا جاتا ہے کہ ایک ایک بستی کے لئے ایک ایک نذیر کی ضرورت ہے تو کفر اور شرک کے اس غلبہ کو دیکھ کر ایسا نہ ہو کہ تم بھی اس کے اثر کے نیچے آ جاؤ بلکہ اس قرآن کے ساتھ جہاد کبیر کرو، میں سمجھتا ہوں جہاد کبیر کے لفظ کے اندر اشارہ ہے کہ کل دنیا اور ساری بستیوں کے اندر اسی قرآن کے ذریعہ سے ہدایت اور نور پھیلیگا۔

تیسرے دور کی بنیاد رکھنے والے

اس تیسرے دور کی بنیاد رکھنے والے حضرت مرزا صاحب تھے، عجیب بات ہے کہ قرآن کے متعلق ابتداہی سے آپ کے دل کی گہرائیوں کے اندر ایک خاص جوش اور عشق بھرا ہوا نظر آتا ہے ایک بڑے آدمی نے ایک دفعہ میرے سامنے کہا کہ رسول کے ساتھ عشق کرنے والے بہت لوگ ہوئے ہیں لیکن قرآن سے عشق کرتے میں حضرت مرزا صاحب پہلے انسان ہیں آپ کی نظموں کو پڑھ کر دیکھو۔ ان میں کس قدر قرآن کی تعریف اور اس سے عشق کا اظہار کیا ہے بڑے بڑے مخالفین بھرے جلسوں کے اندر آپ کی ان نظموں کو پڑھتے تھے ؎

جمال و حسن قرآں نور جانِ ہر مسلماں ہے
قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

قرآن سے دنیا کی فتح

آپ فی الحقیقت یہ سمجھتے تھے کہ قرآن کو ہاتھ میں لیکر تمام دنیا کو فتح کر سکتا ہوں، ولا یاتونک بمثل الا جئنک بالحق واحسن تفسیراً، اس قرآن کی کوئی مثال نہیں لا سکتے حضرت مرزا صاحب نے کہا اور ایک دشمن کے بالمقابل کھڑے ہو کر کہا جب عبداللہ آتھم کے ساتھ آپ کی بحث ہوئی، اور یہ بحث عیسائیت اور اسلام کے مابین ایک فیصلہ کن جنگ تھی، اس وقت آپ نے میدان میں کھڑے ہو کر کہا کہ میں جو دعویٰ کروں گا قرآن سے پیش کروں گا اور اس کے جو دلائل دوں گا وہ بھی قرآن ہی سے دوں گا۔ فریق مقابل کا بھی فرض ہے کہ وہ جو دعوے کرے اپنی کتاب سے کرے اور اس کے دلائل بھی اسی میں سے دے تم کتاب کے متبع ہو کتاب کو اپنا متبع نہ بناؤ کتنا بڑا دعوےٰ ہے میدان میں کھڑے ہو کر کہنا کہ میں ہر دعوے کو اور ہر دلیل کو قرآن سے لاؤں گا۔

قرآن حدیث اور فقہ

پھر اس الجھی ہوئی بات کو کہ قرآن پر حدیث اور فقہ کو ترجیح دی جاتی تھی کہیں کوئی اہل قرآن نکلتا ہے اور وہ حدیث اور فقہ کو بالکل چھوڑ دیتا ہے ان سب کے بالمقابل آپ نے کو کس قدر صاف کیا کہ قرآن سب سے اوپر ہے، اس کے بعد حدیث کا درجہ ہے اور اس کے بعد فقہ ہے۔

غلبۂ اسلام کے متعلق آپ کا ایمان

مگر ان تمام باتوں سے بڑھکر وہ بات ہے جو میں اب بیان کروں گا، اور وہ یہ ہے کہ اس مجدد وقت کے دل میں یہ ڈالا گیا کہ اس وقت جو کفر کا غلبہ تم دیکھتے ہو وہ یہ کسی ظاہری ہتھیار سے دور نہیں ہو سکتا یہ دُور ہوگا اس پاک کتاب کے ذریعہ سے اس کو دنیا میں پہنچاؤ ابتداہی سے یہ خیال آپ کے دل میں راسخ ہو گیا، ادھر آپ نے مسیحیت کا دعوےٰ کیا اور ادھر علماء نے اتنا بڑا [illegible] کے برابر کفر کا فتوےٰ تیار کر دیا اور چاروں طرف آپ کی مخالفت پھیل گئی۔

ایسی مخالفت کے وقت آپ فرماتے ہیں

مگر آپ کا اتنا بڑا ایمان قرآن پر ہے کہ اس وقت بھی آپ اس مخالفت سے مرعوب نہیں ہوتے اور فرماتے ہیں کہ :-

"اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر انہیں بھیجی جائے میں اس بات کو صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسے مجھ

کسی کا خیال اس طرف نہیں گیا

یہ خیال کس طرح آپ کے دل میں پیدا ہوا دیکھئے آخر اس زمانہ میں اور بھی بڑے بڑے مسلمان موجود تھے، جو قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھاتے ہوئے تھے۔ سر سید احمد خاں چوٹی کے ان مسلمانوں میں سے ہیں جو مسلمانوں کے لئے سب کچھ کر گذرنے کیلئے تیار تھے لیکن ان کا بھی خیال اس طرف نہ گیا کہ دنیا قرآن کے ذریعہ فتح ہو سکتی ہے۔ کفر و شرک مغلوب کئے جا سکتے ہیں فسق و فجور دور کیا جا سکتا ہے، ان کا تو یہ خیال تھا کہ اگر یہ مسلمان زندہ ہی بچ جائیں تو یہ بھی بڑی بات ہے۔

حضرت مرزا صاحب کی خواہش

مگر ادھر حضرت مرزا صاحب کا یہ ایمان ہے کہ نہیں کافر مغلوب ہو جائیں گے تمہارا کام یہ ہے کہ تم قرآن کا ترجمہ کر کے ان تک پہنچا دو، یہ امنگ تھی آپ کی، اسی کی بنیاد تھی کہ ریویو آف ریلیجنز کو اپنے سامنے آپ نے جاری کرایا اور اس کے ذریعہ سے اسلام کی تعلیمات کو یورپ میں پھیلانا شروع کیا اس کے ذریعہ سے آپ نے گویا قرآن کے ترجمہ کی بنیاد رکھدی۔

ہمارے سلسلہ کی دو خصوصیات

خوب یاد رکھیئے دو چیزیں ہیں کہ اگر تلاش کرو گے تو سوائے سلسلہ احمدیہ کے اور کہیں نہ پاؤ گے، ایک قرآن کا درس ہے جو اس زمانہ اس سلسلہ کی خصوصیات میں سے ہے اور دوسرا قرآن کا ترجمہ ہے قرآن کے تراجم بیشک اور بھی ہوئے کئی لوگوں نے اردو اور فارسی میں ترجمے کئے لیکن اس خیال کی کہ اس کے ذریعہ سے دنیا کو فتح کیا جا سکتا ہے اسلئے اسے ترجمہ کر کے دنیا میں پہنچایا جائے بنیاد امام وقت نے ہی رکھی۔

حضرت مرزا صاحب کا نام

جب کبھی آیندہ قرآن کی تاریخ لکھی جائیگی تو حضرت مرزا صاحب کا نام اس کیساتھ لکھا جائیگا کہ قرآن کے مہجور ہونے کے بعد آپ نے اسکو پھر دنیا کے سامنے پیش کیا، خدا تعالےٰ جب ایک چیز خلوص کے ساتھ دل سے نکلتی ہے تو اس کے سامان بھی پیدا کر دیتا ہے بڑے بڑے لائق اور قابل انگریزی دان مسلمان اس ملک میں موجود تھے مگر جب اللہ تعالےٰ کا ارادہ ہوا تو حضرت مرزا صاحب کے ایک معمولی خادم سے اس کام کو لے لیا۔

حضرت مرزا صاحب کا اصل کام

تو قرآن کو دنیا میں پہنچانا اور فتح کا ہتھیار بنا کر پہنچانا یہ حضرت امام کا اصل کام تھا اور اسی اصل کام کو آپکی جماعت نے خالصتہً لے لیا ہے جس میں اس جماعت کا کوئی دوسرا شریک نہیں ہوا، دیکھو وہ تو قرآن کا ایک ترجمہ تھا بلکہ قرآن کا پہنچانا تھا ایک قوم کے اندر یعنی انگریزی دان ممالک میں اس ارادہ اور نیت کے ساتھ کہ وہ قوم اسکے آگے

سرحد کاٹے پھر اس جماعت کو اور توفیق دی اور ایک اور قوم (ڈچ) کے اندر اسکو پہنچانے کا موقع دیا، پھر اور توفیق دی اور ایک اور قوم (جرمن) کے اندر اس کو پہنچایا، یوں قرآن کو دنیا کی تین قوموں تک پہنچا دیا۔

قرآن کی طاقت

خوب یاد رکھو وہ تمہاری طاقت نہیں جو لوگوں کو مسلمان کرنے میں کام کرتی ہے وہ قرآن کی طاقت ہے تمہارا کام صرف اسکو پہنچانا ہے، وہ جو فرمایا تھا ما انزلنا علیک القرآن لتشقی۔ یہ قرآن اس لئے نہیں اترا کہ تو ناکام رہے جس پر قرآن اترا وہ بھی کامیاب ہوگا جو اس قرآن کو لیکر دنیا کو فتح کرنے کے لئے نکلے گا وہ بھی کامیاب ہوگا۔ یہ کام ہوگا اور دنیا کے دلوں کو فتح کرے گا بشرطیکہ اسے دنیا میں پہنچایا جائے۔

ہماری جماعت کا کام

تو تین مرحلے تو یہ ہوئے جن کا میں نے ذکر کیا یعنی انگریزی بولنے والے ممالک میں قرآن کا پہنچانا، ڈچ بولنے والے ممالک میں قرآن کا پہنچانا، جرمن بولنے والے ممالک میں قرآن کا پہنچانا۔ چوتھا اردو کو سمجھ لیجئے۔ پانچواں مرحلہ یہ ہے اب قرآن کو دنیا میں پہنچانے کی ایک مستقل بنیاد رکھ دی گئی۔ اور آپ کی جماعت نے اس کے تراجم دنیا کی دوسری زبانوں میں بھی کرنے کا بندوبست کر لیا۔

جماعت کے لئے دعا

کبھی کبھی دعا کرو ربنا لا تحمل علینا اصرا کما حملتہ علی الذین من قبلنا تو اپنی جماعت کو بھی سامنے رکھ لیا کرو کہ اسے خدا ہم سے تہید سکنی نہ ہو اور جس کام کا عزم ہم نے کیا ہے اس کو پورا کرنے کی توفیق ملے۔

قرآن کو پہنچانیوالی جماعت

میں یہ بات کہنے سے رک نہیں سکتا کیونکہ میں اس کو دو اور دو چار کی طرح دیکھ رہا ہوں کہ دنیا میں قرآن کو پہنچانے والی یہی ایک جماعت ہے اور جو شخص کسی کشش یا جذبہ کے ماتحت اس جماعت کو چھوڑیگا اور وہ کشش صرف کوئی دنیوی رنگ اپنے اندر رکھتی ہے، وہ قرآن کی خدمت سے محروم ہو جائے گا کسی اور جماعت میں وہ ذرائع خدمت قرآن کے نہیں جو اس جماعت کو حاصل ہیں۔

خدا نے مجھے توفیق دی

اپنی کسی ذات کو کوئی چیز نہیں لیکن میں اتنا کہتا ہوں کہ خدا نے مجھ سے بھی قرآن کی وہ خدمت لی ہے جس کا موقعہ دنیا میں کم ملتا ہے دو ترجمے کرنے کی دو تفسیریں لکھنے کی اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی۔ ایک انگریزی اور ایک اردو میں، پھر آپ کی جماعت کا امیر ہونے کی حیثیت سے (نا اہل امیر کہہ لیجئے) جو بنیادیں قرآن کریم کو پھیلانے کی رکھیں اگر اس میں میرا ہاتھ نہیں تو دل کی تڑپ تو ضرور موجود ہے۔

حضرت صاحب کے تبرکات

پھر لوگوں کے پاس حضرت صاحب کے بعض تبرکات ہیں مجھے بھی حضرت مرزا صاحب کے تبرکات میں سے ایک چیز ملی اور وہ قرآن ہے جس کو آپ نے اپنی زندگی میں بار بار پڑھا اور اس پر آپ کے اپنے ہاتھ کے نشان کئے ہوئے ہیں اور قرآنی اوامر و نواہی کا آپ نے شمار کیا ہے دیکھو خدا تعالیٰ کے تصرفات ہیں تو یہ کسی کے اختیار کی بات نہیں لیکن خدا کا ارادہ ایسا ہی تھا کہ وہ قرآن کا ترجمہ جو میں قادیان میں کر رہا تھا وہ ہمارے ساتھ آیا۔

ہم خالی ہاتھ آئے

میاں صاحب کہتے ہیں کہ اس وقت اٹھارہ* آنہ قادیان کے خزانہ میں ہم چھوڑ گئے میں کہتا ہوں غنیمت سمجھیں انہیں تو اٹھارہ آنے بھی مل گئے ہم تو کچھ ساتھ لیکر نہ آئے تمام چیزیں وہاں رہیں یہ مدرسہ اور اس کا بورڈنگ ان کی ایک ایک اینٹ میری نظروں کے سامنے ہے۔ میں نے خود یہ بنوائے رات اور دن ان کی نگرانی کرتا رہا اپنے سامنے بھٹے بنوا کے اینٹیں پکوائیں، زمینیں خریدیں عمارتیں بنوائیں، یہ دفتر اور مبلغ وہاں چھوڑے اور صرف ایک چیز یعنی قرآن ہمارے ساتھ آیا اور ایسا آیا کہ قادیان میں نہ رہا۔

قادیانی جماعت کے مقابلہ میں ہمارا سالانہ بجٹ

لوگوں کو بعض چھوٹی چھوٹی باتوں پر وہم ہو جاتا ہے جس جماعت کی حالت یہ ہو کہ بالکل تہی دست ہو کر آئے اور آج اس کا بجٹ چار سوا چار لاکھ سالانہ کا ہو اس کو حقارت سے دیکھنا کہاں تک مناسب ہے، میاں صاحب نے بتایا ہے کہ ان کا بجٹ پانچ لاکھ ہے

---

*اس وقت ایک عظیم الشان بورڈنگ ہوس بن چکا تھا اور وہاں سکول کی تعمیر کا کام ہو رہا تھا بلکہ وہ بھی قریباً مکمل ہو چکا تھا خزانہ میں جو کچھ آتا تھا۔ وہ ان عمارتوں پر خرچ ہو جاتا تھا۔

اور ابھی الفضل میں نکلا ہے کہ ۱۳ مارچ ۱۹۴۴ء کو ۲۲۷۴۲ آدمیوں کی فہرست جنہوں نے تحریک جدید میں حصہ لیا آپ کی خدمت میں پیش کر دی گئی ہے یہ دس لاکھ کی جماعت کا حال ہے کہاں اتنی چھوٹی سی جماعت، جس کا بجٹ آج بھی چار لاکھ تک پہنچتا ہے اور کہاں یہ قادیان اتنی بڑی جماعت جس کا پانچ لاکھ سے آگے نہیں بڑھتا۔

بعض لوگوں کو نظام کے متعلق وہم

میں کہہ رہا تھا کہ بعض لوگوں کو ایک وہم ہو گیا ہے۔ خواہ مخواہ ہمارے متعلق ادھر سے یہ پھیلایا جا رہا ہے کہ ان کا نظام کوئی نہیں اور بعض لوگوں نے اس پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر یہ روش اختیار کر لی ہے کہ چونکہ ان کا نظام کوئی نہیں اسلئے نظام کو بہرحال لے لو۔ ایمان رہے یا نہ رہے۔ میں پوچھتا ہوں کیا کسی نے کوئی ایسی مشین دیکھی ہے جس کے پرزے ٹھیک کام نہ کرتے ہوں اور بگڑی ہوئی ہو، لیکن کام اس درجہ کا کر رہی ہو کہ دنیا کو حیرت میں ڈال دے اس کے پرزے پوری ایفی شینسی (Efficiently) سے کام کرتے ہوں اس کی (Out put) بھی سب سے بڑھ کر ہو اور پروپیگنڈا یہ ہو کہ یہاں نظام کوئی نہیں، ایسی مشین تو سب سے بہترین ہے، یہی ہماری جماعت کا حال ہے۔ جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ اس کا نظام درست نہیں حالانکہ کام جو کچھ یہاں ہو رہا ہے اس کی نظیر کہیں دنیا میں نہیں، ہاں یہ ٹھیک ہے کہ ہمارے اندر بھی بعض باتیں قابل اصلاح ہیں اور رہیں گی لیکن مجموعی طور پر ہمارا نظام خدا کے فضل سے بہترین نظام ہے

بیہودہ پراپیگنڈہ

کبھی کہیں گے کہ ان کے بچے تباہ ہو رہے ہیں انہیں مذہب سے احمدیت سے کوئی تعلق نہیں حالانکہ یہ تمام کام جو ہو رہا ہے یہ کوئی ان پرانے لوگوں کی وجہ سے نہیں، اب تو نئی نسل کا دور ہے اور یہ سارا کام یہ نئی نسل ہی کر رہی ہے خدا کے دین کا کام اس جوش اور جذبہ سے یہاں ہو رہا ہے کہ کسی اور جگہ اس کی نظیر نہیں اور کہتے ہیں کہ ان کے نوجوانوں میں مذہب نہیں احمدیت نہیں۔

خدا اور اسکے دین کیلئے بے نظیر قربانی

پھر ایک خیال ہے جس کو قادیان کی پروپیگنڈا منسٹری پیدا کر رہی ہے کہتے ہیں کہ ایک بات تو کھلی ہے کہ جس طرح میاں صاحب پر ان کی جماعت فدا ہے اسی طرح یہاں نظر نہیں آتا یعنی جماعت کو اپنے امیر سے عقیدت کوئی نہیں، میں کہتا ہوں جس طرح یہ جماعت خدا اور اس کے دین پر فدا ہے اس کی نظیر دکھادو، اسی سالانہ جلسہ کے اندر جو اسی مسجد کی محدود چار دیواری میں ہوتا ہے، جب کبھی میں نے اپیل کی ہے اس کا جو جواب ملا ہے اس کی نظیر قادیان کی جماعت بھی پیش نہیں کر سکتی، اب اسی سال دیکھ لیجئے میری اپیل اور مولوی صاحب (مولانا صدرالدین صاحب) کے اس اعلان میں کہ پچاس ہزار روپیہ ہو گیا صرف آدھ گھنٹہ کا فرق ہوا کیا یہ دین پر فدائیت کا کھلا ثبوت نہیں؟

خدا کے رستہ میں تیزی سے قدم اٹھاؤ

تو میں آپ کو کہنا چاہتا ہوں کہ آپ کے اندر خلوص کا مادہ موجود ہے قربانی کا مادہ موجود ہے نظام بھی آپ کے اندر ہے آپ کی نئی نسل بھی خوب کام کر رہی ہے اور دین پر فدا ہے، ان باتوں سے اپنے دل کو کمزور مت کرو۔ ہاں اپنی اصلاح کرتے چلے جاؤ، میں بھی اپنی اصلاح کروں اور آپ بھی اپنی اصلاح کریں، آپ میں سے ہر ایک کو چاہیئے کہ اپنا قدم تیز کرے اور خدا کے رستہ میں تیزی کے ساتھ قدم اٹھاتا چلا جائے۔

رفتار وصولی تراجم قرآن فنڈ

۱۰ اپریل ۱۹۴۴ء تک وصولی

پائی	آنے	روپے
۳	۱۴	۷۳۳۰۲

وعدہ کنندگان جلد ادائیگی رقم سے سبکدوش ہوں۔ اور ماہ اپریل ۱۹۴۴ء کے اندر اندر رقوم ارسال فرما کر عنداللہ ماجور ہوں

(اسسٹنٹ سکرٹری)

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

پیغام صلح

جلد ۳۲ | لاہور - یوم چہارشنبہ - مورخہ ۱۸ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ | نمبر ۱۷

اُمتِ محمدیہ کی نمایاں خصوصیات

انفرادی تبلیغ کی طرف توجہ کی ضرورت

قرآن مجید میں امت محمدیہ کو بعض امتیازی خصوصیات کی وجہ سے بہتر امت کہا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر وتومنون باللہ (۳:۱۰۳)

"تم تمام امتوں میں سے بہتر امت ہو اس لئے کہ اچھے کاموں کا حکم دیتے ہو برے کاموں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو"

یعنی امت محمدیہ کو تین خصوصیات کی وجہ سے باقی امتوں پر فوقیت اور برتری حاصل ہے۔ (الف) وہ اچھے کاموں کا حکم دیتی ہے (ب) برے کاموں سے روکتی ہے (ج) اور اللہ پر ایمان رکھتی ہے ـــــ لیکن جب یہ خصوصیات بالکل پس نظر میں چلی گئیں تو اللہ تعالےٰ نے ان کے احیا اور قیام کے لئے ایک امام کو مبعوث فرمایا جس نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کی بنیاد رکھی اور انہیں خصوصیات کو اس الٰہی سلسلہ اور جماعت کی روح رواں قرار دیا جماعت احمدیہ اس دور مادیت اور الحاد میں اللہ تعالےٰ کی ہستی پر ایک پختہ اور مضبوط ایمان کی حامل ہے اور اقصائے عالم میں اشاعت اسلام کرتی ہے یعنی اچھے کاموں کا حکم دیتی ہے اور برے کاموں سے روکتی ہے اور اپنے اس مقام سے کبھی ادھر ادھر نہیں ہوتی جماعت احمدیہ کی یہ روح جہاں یہ تقاضا کرتی ہے کہ اسلام کا پیغام غیر اسلامی دنیا تک پہنچایا جائے وہاں اس کا یہ بھی تقاضا ہے کہ اسلام اور ان خصوصیات کو عالم اسلامی میں بھی زندہ کیا جائے جہاں تک مغربی دنیا تک اسلامی تعلیمات کو پہنچانے کا سوال ہے جماعت احمدیہ کی مساعی جمیلہ اس قدر روشن ہیں کہ اس کی وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں لیکن مسلمانوں کے اندر ان خصوصیات کو زندہ کرنے کا ہمیں زیادہ موقعہ نہیں ملا اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس مقصد کو نظر انداز کر دیا گیا ہے بلکہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ قلیل جماعت اشاعت اسلام کے اس عالمگیر پروگرام کے دونوں اجزا کو پوری قوت کے ساتھ عملی جامہ نہیں پہنا سکتی تھی لیکن اب موجودہ جنگ نے مغرب سے قریبًا ہمیں ایک وقت کے لئے منقطع کر دیا ہے - اب موقعہ ہے کہ ہم اپنی پوری قوت کے ساتھ مسلمانوں کے درمیان تحریک الامر بالمعروف والنھی عن المنکر کو زندہ کریں اور اپنی اس روح رواں کو ظاہر کریں جو کہ اس سلسلہ حقہ کا مایۂ امتیاز ہے اب حالات بھی کافی حد تک ساز گار ہیں مسلمانوں کے اندر مرور زمانہ سے بعض ایسے رجحانات پیدا ہو چکے ہیں جن سے یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس طرف التفات کریں گے اور وہ معاندانہ تحریکات بھی قریبًا اپنی موت آپ مر چکی ہیں جو ہمارے راستہ میں روک تھیں - ضرورت ہے کہ اس تبلیغی کام کو جماعت کے تمام حلقے اپنی پوری قوت کے ساتھ بروئے کار لائیں اور اپنے جذبۂ تبلیغ کو زندہ کریں - اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے مناسب تجاویز سوچیں اور جماعت کو اخبار کے ذریعہ ان تجاویز سے مطلع کریں اور اپنی اس انفرادی تبلیغی کارگذاری کو مرکز میں بھجوائیں تاکہ یہ کارگذاری جماعت کے سامنے آتی رہے اور یہ شوق تازہ ہو۔ ہمیں کسی صورت میں بھی اس فریضہ کو فراموش نہیں کرنا چاہیئے۔

امید ہے کہ سب دوست جہاں کہیں بھی وہ ہیں جماعت احمدیہ کی اس خصوصیت یعنی جذبۂ تبلیغ کو ہمیشہ زندہ رکھیں گے، اور دنیا نے اسلام پر واضح کر دیں گے کہ صرف یہی ایک جماعت ہے جو الامر بالمعروف والنھی عن المنکر کے امتیاز کو قایم رکھے ہوئے ہے اور اپنے اس شاندار تبلیغی کردار سے ناموس اسلام کی حفاظت کر رہی ہے اور اس جماعت کے ساتھ شامل ہو کر کام کرنا ہی دنیا اور آخرت کی بہتری کا موجب ہے ہماری اس تبلیغی جد وجہد سے تبلیغ اسلام کے عالمگیر نصب العین کو بھی تقویت پہنچے گی اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے تبلیغی فرائض کو سمجھنے اور انہیں عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے - آمین -

اخبار کے متعلق ایک ضروری تحریک

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا۔

"اخبار پیغام صلح قوم کا اخبار اور اس کا آرگن ہے جس کے پاس یہ پیغام نہیں پہنچتا وہ گویا ایک طرح سے جماعت اور مرکز سے بے تعلق اور بے خبر ہو جاتا ہے کیونکہ حالات و تحریکات کا اسے علم نہیں پہنچتا، تبلیغی مقاصد کے لئے بھی یہ اخبار نہایت مفید ہے بہت سے لوگوں کے خطوط آتے ہیں جن میں لکھا ہوتا ہے کہ اب میرے پاس اخبار آنے لگا ہے اور اس سے میرے بہت سے شکوک دور ہو رہے ہیں، غرضیکہ اخبار کے بغیر قوم میں زندگی پیدا نہیں ہو سکتی اخبار پیغام صلح ہر ایک دوست منگائے اور پڑھے"

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد واضح ہے۔ اس پر مزید روشنی ڈالنے کی ضرورت نہیں - جماعت میں جو تحریکات پیدا ہوتی رہتی ہیں ان میں حصہ لینا سلسلہ کے ہر فرد کا فرض ہے - لیکن بغیر واقفیت اور مرکز سے متعلق رہنے کے کوئی دوست ان تحریکات کے فعال مؤید نہیں بن سکتے - اس کا صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ احباب سلسلہ اخبار پیغام صلح کے خریدار بنیں - کیونکہ سلسلہ کا صرف یہی اخبار ہے جو جماعتی تحریکات کے متعلق مکمل واقفیت بہم پہنچاتا ہے اور سلسلہ کی ان روایات کو تازہ رکھتا ہے جو سلسلہ کی ممتاز خصوصیات ہیں - ہمیں کامل امید ہے کہ سلسلہ کے سرگرم احباب اس طرف توجہ مبذول فرمائیں گے، اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے مذکورہ بالا ارشاد پر لبیک کہیں گے - آج کل اخبار کی دوسری خصوصیات کے علاوہ نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ اخبار وقت پر شائع ہوتا ہے اور ہر اشاعت میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کا خطبہ جمعہ بھی شائع کیا جاتا ہے امید ہے احباب سلسلہ اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

اخبارِ احمدیہ

ایک پرمسرت تقریب جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر انتہائی مسرت سے سنی جائے گی کہ مورخہ ۸ اپریل بروز ہفتہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے اخویم جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم - اے - بی - ٹی کا نکاح امینہ بیگم صاحبہ بی - اے - بی - ٹی - بنت حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور سے مبلغ دس ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ اس تقریب میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ جماعت کے دوسرے بزرگوں حضرت مولینا صدر الدین صاحب، حضرت مولینا عزیز بخش صاحب محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری - جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب - نے اور دوسرے دوستوں نے بھی شمولیت فرمائی - اسی روز تقریب رخصتی عمل میں آئی - دوسرے دن مرزا صاحب موصوف نے اپنے مکان واقعہ مل روڈ لاہور پر پرتکلف دعوت ولیمہ دی جس میں جماعت کے بزرگوں دوستوں اور غیر از جماعت دوستوں نے بھی شمولیت فرمائی - دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کیلئے موجب خیر و برکت بنائے آمین - ہم اس پرمسرت تقریب پر حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کی اہلیہ محترمہ اور مرزا مسعود بیگ صاحب کے والد محترم جناب مرزا سکندر بیگ صاحب کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

مولود مسعود جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر مسرت سے سنی جائیگی کہ اللہ تعالیٰ نے لفٹیننٹ عزیز احمد صاحب بی اے ایل - ایل - بی وکیل خلف الرشید جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کو فرزند عطا فرمایا ہے۔ جو مکرم جناب ...

جلسوں کے متعلق ضروری اعلان

۱۸ اپریل ۱۹۴۴ء کو کھاریاں
۲۰، ۲۱ اپریل ۱۹۴۴ء کو جہلم
۲۳ - ۲۴ اپریل ۱۹۴۴ء کو پنڈدادنخان
جلسے منعقد ہوں گے مبلغین حضرات واحباب نوٹ فرمالیں -

(عبد اللہ)

ضرورت ہے

میٹرک کے امتحان کے بعد کئی نوجوان ایسے بھی ہوں گے جو زیادہ تعلیم حاصل نہ کر سکتے ہوں، ان کے لئے ملازمت ہی ذریعہ معاش ہوگا - انجمن کے مرکزی دفاتر کے لئے ایسے چند نوجوانوں کی ضرورت ہے جو سلسلہ کے لئے زندگیاں وقف کر سکیں انجمن کے گریڈ تقریبًا وہی ہیں جو سول دفاتر کے ہیں۔

یہ خدا کے نام پر زندگی وقف کرنے کا سوال ہے - اس راہ میں کبھی خسارہ نہیں ہوگا - ان کے ذریعہ خدا کا نام دنیا میں پہنچے گا وہ ابدی سعادت کے حقدار ہوں گے - اس کے ساتھ ہی دنیاوی طور پر بھی انہیں کوئی نقصان نہیں۔

انجمن ایسے نوجوانوں کی ہر ممکن امداد کرے گی - کون جانتا ہے کہ ان میں سے کتنی سعید روحیں حضرت مسیح موعود کے پیغام کو لیکر دنیا کے مختلف حصوں میں جائیں گی اور قرآن مجید کی پیشگوئی لیظھرہ علی الدین کلہ کو پورا کرنے کا موجب بنیں گی۔

(جنرل سیکرٹری)

فتنۂ غلو

بہائیت پر ایک محققانہ نظر

از قلم حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم و مغفور

(قسط نمبر ۹)

(ج) پھر آپ نے دیکھا کہ انسان خود اپنے نفس کا غلام بنا ہوا ہے۔ اس کی خواہشات نفس اس پر حکومت کر رہی ہیں قرآن نے افرأیت من اتخذ الٰهه هواه و اضله الله علی علم (الجاثیہ) فرما کر انسان کو ہوشیار کیا۔ کہ کوئی شخص کس قدر بھی اہل علم کیوں نہ ہو اگر اپنی خواہشات نفس کو معبود بنائے گا تو خدا کا فتویٰ اس پر یہی لگے گا۔ کہ وہ گمراہ ہے۔ غرضیکہ طرح طرح سے انسان کو خواہشات نفس کی غلامی سے آزادی دلانے کی راہیں اختیار کیں اور یہ تیسری غلامی تھی جس سے آپ نے نوع انسان کی گردن چھڑائی۔

(د) مذکورہ بالا تو وہ غلامیاں تھیں جو پردہ کے اندر انسان کی گردن پر سوار تھیں جن میں انسان مبتلا تھا مگر انہیں وہ غلامی نہ سمجھتا تھا حالانکہ وہ غلامی کی بدترین شکلیں تھیں۔ لیکن ایک اور غلامی تھی جو بے پردہ برملا طریق پر نوع انسان میں رائج تھی۔ اور وہ یہ تھی کہ طاقتور کمزور پر قبضہ کر کے اسے اپنی غلامی کی قید میں اسیر کر لیتا تھا اور یہی وہ شکل غلامی کی تھی جسے عرف عام میں غلامی کہا جاتا تھا اور ان غلاموں کی تعداد دنیا میں لاکھوں سے گذر کر کروڑوں تک پہنچی ہوئی تھی اور کوئی ملک اور قوم اس سے خالی نہ تھی۔

آنحضرت صلعم نے غلام بنانیوالوں کی ذہنیت بدل دی

آنحضرت صلعم نے جب اس غلامی سے انسان کی گردن کو چھڑانا چاہا تو سب سے پہلے اس زمانہ کے انسان کی ذہنیت کو بدلا۔ یعنی غلامی کو برا اور غلام کے آزاد کرنے کو نہایت اعلیٰ درجہ کا ثواب قرار دیا۔ بڑے سے بڑے گناہ کا کفارہ غلاموں کی آزادی کو قرار دیا۔ نتیجہ یہ کہ لوگوں کو سب سے پہلے یہ پتہ لگا کہ غلامی بہت بری چیز ہے۔ اور غلاموں کو آزاد کرنا بہت اچھی چیز ہے۔ یہی وہ ذہنیت ہے جس نے ترقی کر کے آج تمام عالم سے اس عرفی غلامی کو مٹا دیا۔

انسداد غلامی کیلئے دیگر موثر تدابیر

لیکن یہیں تک نہیں کہ آپ نے ذہنیت کو بدلا بلکہ غلامی کو مٹانے کے لئے اور بھی موثر طریق اختیار کئے۔ ایک تو یہ کہ آیندہ لوگوں کو غلام بنانے سے روک دیا۔ دوسرے یہ کہ جو غلام تھے ان کو چھڑانے کے طریق تجویز کئے۔ نئے غلام تو اس طرح بنتے تھے کہ طاقتور کمزوروں پر زبردستی قبضہ کر لیتے تھے۔ ان کے لئے قرآن نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت گیا اب زمانہ نبوت آگیا ہے اسلئے ما کان لنبی ان یکون له اسری حتی یثخن فی الارض کہ نبی کی یہ شان نہیں کہ اس کے لئے لوگوں کو اسیر کیا جائے۔ جب تک کہ زمین میں خونریزی یا جنگ نہ ہو مطلب یہ کہ جب جنگ ہو اور دشمن خونریزی کرے تو جنگ کی حالت میں تو انسان کو قید کرنا درست ہے۔ ورنہ یونہی خواہ مخواہ لوگوں کو قید کرنا نہایت برا ہے۔ گویا جنگ کے سوا کسی انسان کو محض اپنی طاقت کے بل بوتے پر اسیر کر لینا سخت گناہ قرار دے دیا۔ اس کے بعد جنگ میں جو قیدی آویں ان کے لئے حکم دے دیا حتی اذا اثخنتموهم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء (محمد) یہاں تک کہ جب تم خونریزی یا جنگ کر لو، تو پھر ان کو گرفتار کرو۔ پھر گرفتار کئے پیچھے یا تو احسان رکھ کر چھوڑ دو یا معاوضہ لیکر۔ یہاں جنگ کے موقعہ پر دشمن کو قید کر لینے کا حکم دیا۔ کیونکہ دشمن کا ظلم روکنے اور اس کی طاقت کو توڑنے کے لئے یہ ضروری ہے مگر جنگ کے ختم ہونے کے بعد انہیں غلام بنا کر رکھنے کا حکم نہیں بلکہ فرمایا کہ خواہ احسان رکھ کر چھوڑ دو خواہ ان کے معاوضہ میں اپنے آدمی جو دشمن کے پاس قید ہوں انہیں چھڑوا لو یا کچھ رقم لے لو لیکن اگر معاوضہ کا موقعہ نہ ہو تو صاف احسان رکھکر چھوڑ دینے کا حکم ہے گویا اس طرح قرآن کریم نے آیندہ غلام بنانے کے سلسلہ کو منقطع کر دیا۔

غلاموں کی اصلاح و برتری کی کوشش

اب جو غلام موجود تھے انہیں یکدم چھوڑ دینا تو کسی طرح مناسب نہ تھا ورنہ لاکھوں کی تعداد میں بیکاروں اور ادنے اخلاق کے لوگوں کا گروہ سوسائٹی کے لئے مصیبت کا باعث بن جاتا۔ اسلئے سب سے پہلے ان کی ادنے ذہنیت اور گرے ہوئے اخلاق کو بلند کرنے کے لئے حکم دیا کہ ان کو اپنے ساتھ برابری کا درجہ دے کر رکھو۔ جو خود کھاتے ہو وہ انہیں کھلاؤ جو خود پہنتے ہو وہ انہیں پہناؤ۔ ان کی تعلیم و تربیت کرو۔ اور یہ وہ مقام تھا جو آزادی سے بدرجہا بہتر تھا۔ آزاد ہو کر وہ کہاں جاتے نہ گھر نہ گھاٹ نہ روزی کمانے کا ذریعہ نہ سلیقہ، لوگ الگ ان کو حقیر سمجھتے۔ جیسے آج امریکہ میں حبشی سمجھے جاتے ہیں جنہیں ظاہر تو غلامی سے آزاد کر دیا گیا ہے۔ مگر ان کی حیثیت غلاموں سے بھی بدتر ہے کہ ایک گورا آدمی مار مار کر ان کی جان بھی نکال دے تو بھی کوئی پرسش نہیں۔ کوئی داد فریاد نہیں محمد رسول اللہ صلعم نے عملاً غلام کو اعلیٰ خاندانوں کا ایک فرد بنا کر ان کی پوزیشن کو ترقی کے معراج پر پہنچا دیا۔ خود اپنی پھوپھی زاد بہن کا نکاح، ایک غلام زید سے کر دیا جسے آپ ہی نے آزاد بھی کیا تھا۔ دوسرا حکم غلاموں کے متعلق یہ دیا کہ اگر وہ اپنے آزادی کے لئے مکاتبت کرنا چاہیں۔ یعنی کچھ کام کر کے معاوضہ کی رقم ادا کرنا چاہیں تو مالک کو حکم تھا کہ وہ سرمایہ سے بھی مدد کرے اور اس مکاتبت سے ہرگز انکار نہ کرے اس طرح غلاموں کو کام کرنے اور تجارت کے ذریعہ اپنی زندگی کو مفید اور سوسائٹی کے لئے کارآمد بنا کر آزادی حاصل کرنے کا طریق بتایا گیا۔ تاکہ جب وہ آزاد ہوں تو اپنی روزی خود کما سکیں۔ نہیں چوری اور ڈاکہ نہ مارتے پھریں۔ تیسرا حکم حکومت اسلامی کو یہ دیا کہ بیت المال میں سے زکوٰۃ کی رقم میں سے ایک رقم غلاموں کو آزاد کرنے کے لئے الگ کر دی جائے۔ چوتھا حکم خود لوگوں کو تھا کہ غلام کا آزاد کرنا سب سے بڑی نیکی ہے اور مومن کا کام ہی سابق بالخیرات بننے کا ہے، گویا اس طرح بتدریج لاکھوں غلاموں کی آزادی کے طریق تجویز کئے جس سے غلامی بھی دور ہو جائے اور رفتہ رفتہ یہ ذہنیت بھی مٹ جائے جو ہر ایک طاقتور کے دماغ میں لوگوں کو غلام بنانے کی تھی۔ کیونکہ جب تک ذہنیت نہ بدلے کسی قانون کی سینکڑوں تشریحات کر لی جاتی ہیں اور ان سے ناجائز فائدہ اٹھا لیا جاتا ہے لیکن اگر اصول ایسے وضع کر دیئے جائیں جن کا اثر ذہنیت پر پڑتا ہو تو رفتہ رفتہ وہ پاکیزہ تعلیم ذہنیت کو بدل دیتی ہے۔ یہی طریق قرآن کریم نے اختیار کیا کہ نہ صرف غلامی کو بند کرنے کے احکام دیئے بلکہ غلامی کی برائی اور حریت کو مساوات انسانی کے ایسے سبق پڑھائے کہ رفتہ رفتہ غلامی کو نوع انسان کے ذہن سے مٹا کر رکھ دیا اور دنیا میں حریت کو ایسا ہر دلعزیز بنا دیا کہ آج یورپ و امریکہ کتنا ہی اپنی آزادی پر فخر کرتا پھرے لیکن حقیقت یہ ہے کہ حریت کا سبق جس نے سب سے پہلے پڑھایا تھا وہ قرآن تھا۔

بہاء اللہ صاحب کا مفت احسان

اب جب دنیا قرآن کریم سے حریت انسانی کا سبق پڑھکر اس اسٹیج پر آ گئی ہے کہ وہ غلامی کو برا سمجھنے لگ گئی اور وحی الٰہی کا منشاء پورا ہو گیا، تو پیچھے سے بہاء اللہ صاحب بھی اپنا البتہ لیکر پہنچے کہ میں خدا آ گیا ہوں اور اس پر عملدرآمد کرنے اور دنیا میں ناپ تول سے نجات دلانے ہاں اے میرے بندو غلامی بہت بری چیز ہے، میں کہتا ہوں جو چیز دنیا سے مٹ چکی اس کے خلاف آواز بلند کرنا ایک تحصیل حاصل اور بے معنی فعل ہے۔ آدم کی اولاد کہہ سکتی ہے کہ اے رب الارباب جب ہم غلامی کو مٹا چکے تو آپ کے تشریف لانے اور غلامی کے خلاف وعظ کرنے کی ضرورت ہی کہاں رہ گئی۔ اس مفت کے احسان سے ہمیں معاف رکھئے اگر آپ کو سچ مچ غلامی بری لگتی ہے تو اس وقت تشریف لاتے اور اس کے خلاف وعظ کرتے جب غلامی کا دنیا میں زور تھا۔ اگر آپ نے اس وقت بخیال خویش غلامی کو روکنے کا کوئی حکم نہیں دیا تو اب مشتے بعد از جنگ ہے۔ معلوم ہوتا ہے آپ بھی بندوں کی ہاں میں ہاں ملانا ہی جانتے ہیں باقی خیر صلا ہے۔ یہ خدائی نہیں ابن الوقتی ہے۔

بہاء اللہ کی انسان پرستی کی تعلیم اور ابن الوقتی

پھر لطف یہ ہے کہ بہاء اللہ صاحب اس غلامی کے خلاف تو وعظ کرتے ہیں لیکن اس غلامی کا بیج جو لپس پردہ نوع انسان کے لئے بدترین غلامی ہے بنی آدم کی گردن پر ایسا کستے ہیں کہ اس سے شرف انسانیت کی گردن ٹوٹ کر رہ جاتی ہے یعنی سے اپنی خدائی منواتے ہیں۔ بنی آدم کی گردن میں انسان پرستی کی غلامی کا جوا ڈال کر غلاموں کی آزادی کا بلند بانگ دعوے یقیناً دربا طن ہیچ اور خطرناک دھوکہ دہی اور ابلہ فریبی کا ارتکاب ہے۔

میں نے یہ تین مسئلے یہاں پیش کئے ہیں جنہیں ناسخ شریعت قرآن کہا جاتا ہے اسی طرح ان تمام مسائل پر بحث ہو سکتی ہے جو بہائی شریعت میں ناسخ شریعت قرآن بنا کر پیش کئے جاتے ہیں۔ ان تینوں مسائل کو میں نے اسلئے خاص طور پر منتخب کیا کہ اس پر بہائی صاحبان بڑے ناز و فخر سے اتراتے پھرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ بفضلہ تعالیٰ کسی قدر اصل حقیقت پر سے پردہ اٹھا کر دکھایا جائے کہ بیچ میں تین کانے ہی ہیں اس سے زیادہ کچھ نہیں۔ جو کچھ ہے یار لوگوں کا روغن قاز ہی ملا ہوا ہے، اندر محض انسان پرستی اور ابن الوقتی ہے۔

بہائی شریعت کا رنگ ملاحظہ فرما چکے اب ذرا اس امر پر بھی نظر ڈالو۔ کہ اگر یہ نئی شریعت اور مذہب خدا کی طرف سے تھا تو ضرور ہے کہ خدا کا فعل بھی اس کی تائید میں ہوا اور خدا کے نازل کردہ قوانین کو دنیا میں رواج دینے کے لئے نصرت الٰہی اور حفاظت ربانی اس کے ساتھ ہو۔

(باقی دارد)

خلیفۃ المسیح یا پاپائے روم

{از مدیر}

تقدس مآب

پوپ کو ہز ہولی نس یا تقدس مآب کہتے ہیں۔ ہز ہولی نس کے معنی ہیں اخلاقی پاکیزگی رکھنے والا گناہ سے آزاد اور معصوم۔ رومن کیتھولک عقیدہ ہے کہ پوپ خواہ ذاتی لحاظ سے کمزور ہو اس کی خصائص ذاتی میں کتنی ہی پستی موجود کیوں نہ ہو۔ لیکن وہ اس منصب پر آتے ہی خطا سے پاک ہو جاتا ہے یہاں یہ بات خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ پاپائے روم خدا کا قائم کردہ خلیفہ نہیں اور نہ ہی اس کی انفرادی حیثیت میں اس منصب سے علیحدہ ہو کر تقدس اور دانشمندی کا پایا جانا ضروری ہے۔ پوپ کی معصومیت اسلئے ہے کیونکہ وہ خلیفۃ المسیح ہے۔ اور مسیح خطا سے پاک اور معصوم تھا۔ اسلئے لازم ہے کہ اس کے جانشین میں بھی خطا کا شائبہ نہ ہو۔ رومی کلیسا حضرت مسیح کو ایک مافوق البشر ہستی خیال کرتا ہے جو ان کے ہر مذہبی اصول پر حاوی ہے اگر مسیح کی الوہی شخصیت کو ان کے مذہب سے علیحدہ کر دیا جائے تو اس مذہب کا تار و پود بکھر جاتا ہے ـــــ اس وقت چونکہ مسیح دنیا میں موجود نہیں۔ اس کا صرف منصب موجود ہے اسلئے جو اس کے منصب پر بیٹھے گا اس میں ان تمام الوہی خصوصیتوں کا پایا جانا ضروری ہے جو کہ مسیح میں تھیں۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہو تو مسیحی عقائد اور کلیسا میں ہم آہنگی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اسلئے پوپ کی الوہیت مسیح کی الوہیت کا نتیجہ ہوئی اور اسی لئے پوپ کو تقدس مآب کہتے ہیں۔

پوپ کا انتخاب اور مختصر تاریخ

رومی کلیسا کی بنیاد شہنشاہ کلاڈیس ـــــــ کے زمانہ میں رکھی گئی یہ قریباً ۴۱ء سے ۵۴ء کا زمانہ ہے اور اس کے قریباً تین سو سال بعد مسیحی خلافت کا ادارہ معرض وجود میں آیا۔ سب سے پہلا پوپ [illegible] اول ہے جس کے زمانہ میں دوسرے کلیسا پر تفوق حاصل ہوا۔ رومی کلیسا اور پاپائے روم کو فوقیت حاصل ہونے کی بعض تاریخی اور عرانی وجوہات ہیں جن کو بیان کرنے کا یہاں موقعہ نہیں۔ انشاء اللہ موقعہ ملا تو ہم رومی کلیسا کی تاریخ کو وضاحت کے ساتھ بیان کریں گے۔

پوپ ہمیشہ منتخب کیا جاتا ہے مسیحی خلافت ورثہ نہیں۔ صرف ایک دفعہ اسے ورثہ بنانے کی کوشش کی گئی تھی۔ اور یہ کوشش پوپ (John XII) نے کی لیکن اسے کامیابی نہ ہو سکی۔ پاپائی تاریخ میں بعض اوقات ایسے بھی آتے ہیں جبکہ پوپ کا انتخاب جرمن شہنشاہ کے مشورہ سے وجود میں آیا۔

پوپ کو معزول بھی کیا جا سکتا ہے قادیانی حضرات کے لئے یہ تعجب خیز ہوگا کہ خلیفۃ المسیح کو خطا سے پاک، قانون سے بلند ہوتے ہوئے معزول کیسے کیا جا سکتا ہے ان کے ہاں تو ایسا نہیں۔ "ان کے ہاں" کے الفاظ میں نے اسلئے استعمال کئے ہیں کیونکہ ایک دفعہ جناب میاں صاحب کی [illegible] مشابہت پوپ کے ساتھ قائم کی گئی تھی۔ لیکن شاید یہ پاپائی تاریخ کی حقیقت عقیدت کے نرم و نازک جذبات کو ناگوار گزرے کہ پوپ بھی معزول ہو سکتا ہے، جب پوپ (John XII) کی بے اعتدالیاں حد سے بڑھ گئیں تو اسے معزول کر دیا گیا اور اس کی جگہ پوپ (Leo VIII) منصب خلافت پر جلوہ گر ہوا۔ ایک پوپ کی وفات کے بعد دوسرے پوپ کا انتخاب یوں ہوتا ہے کہ پادریوں کی ایک مجلس خصوصی بیٹھتی ہے اور بڑے بڑے اساقفہ میں سے کسی کو انتخاب کر لیتی ہے۔ پھر اس منتخب شدہ پوپ کو عوام کے سامنے پیش کیا جاتا ہے جو نعروں سے مسرت اور تائید کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر چند کلیسائی رسومات ادا کرنے کے بعد پوپ کو ہر جگہ تسلیم کر لیا جاتا ہے عوام کی تائید تو کچھ یونہی سی ہوتی ہے ورنہ ہوتا وہی ہے جو اندر ہی اندر رسوخ سے طے پاتا ہے یا ملا بائی زلطی اور دیگر یورپی بادشاہوں کے خفیہ اور پر اسرار اثر سے پوپ کا انتخاب ہوا ہے۔

پوپ کے اختیارات

پوپ پولس اور پطرس کے مقبروں کا محافظ اور ان کے حقوق و رتبہ کا وارث ہے۔ یورپ میں عرصہ دراز تک یہ خیال ساری و طاری رہا کہ تمام مغربی بادشاہوں کے اختیارات پوپ کی طرف سے انہیں ودیعت ہوئے ہیں۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ یورپ کی ہر چہار اطراف سے تمام طریقی، اقطاعی اور مذہبی فیصلوں کی اپیلیں اس کے پاس آتی رہی ہیں کوئی کلیسائی معاملہ خواہ وہ کسی نوعیت کا کیوں نہ ہو پوپ کی رضا اور تائید کے بغیر تکمیل کو نہیں پہنچتا۔ سکندریہ اور قسطنطنیہ کے اساقفہ کے عزل پر بھی اس کا گہرا اثر رہا ہے۔ پوپ کے اختیارات کو وضاحت کے ساتھ بیان کرنے کے لئے ذیل میں ہم ایک اقتباس درج کرتے ہیں:۔

" رومن کیتھولک کا مذہب ہے کہ خداوند یسوع نے اپنے کلیسا میں روحانی فوقیت کے تمام اختیارات پطرس کو دئیے، سو کلیسا کی عدالت میں وہی فوقیت پوپ کو حاصل ہے جو پطرس کو تھی اس لئے خداوند یسوع کے حقیقی پیروؤں کے لئے نہایت ضروری ہے کہ دربار تقدس مآب کے ساتھ رابطہ استوار رکھیں جہاں پطرس اپنے جانشین کی ذات میں حکومت کر رہا ہے "

(ہمارے اسلاف کا مذہب از کارڈینل گبن)

پوپ کے لامحدود اختیارات کے نتائج

اگر کسی سلیم الطبع اور نیک فطرت قائد کے سامنے کوئی بلند اور رفیع پروگرام ہو تو ایسی حالت میں اختیارات جتنے بھی وسیع ہوں گے۔ مفید ہوں گے لیکن اگر کسی بدسرشت انسان کو ایسے وسیع اختیارات دیدیئے جائیں تو یہی اختیارات شاید تخریب اور بدنظمی کی صورت میں رونما ہوں گے۔ سو یہ قانون ہمیں پاپائے روم کی تاریخ پر نہایت سرعت کے ساتھ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ مسیح کی تخت گاہ پر بہت سے شریف النفس پوپ بھی متمکن ہوئے جن کی جبلی اور طبعی شرافت پر انسانیت کو ناز ہے لیکن اسی تخت پر بعض ایسے اشخاص قابض ہوئے جنہوں نے اپنی عیاریوں سے کلیسا کی پاکیزہ فضا کو مسموم کیا اور اس کی رگوں میں زہر کی پچکاریاں چھوڑیں۔ موجبات ترغیب زیادہ ہونے کی وجہ سے متعدد راہبوں میں جو نیکی اور پاکیزگی کے پیکر تھے پوپ کی تقلید میں جرات رندانہ پیدا ہوئی اور بہت سے پوپ شامت اعمال کی وجہ سے غیر طبعی موت مرے۔

مروزیا (Marozia) اور تھیوڈرا (Theodora) کی داستانیں ابھی دنیا بھولی نہیں تقریباً آٹھ پوپ انہی کافر جمال عورتوں کے نامزد کئے ہوئے تھے۔ رومی عورت کا کلیسا میں بہت عمل دخل رہا ہے۔ وہ متوالی اور بدمست عورت جس نے قرون وسطے کی وحشی اور جنگجو قوموں کو ہم آغوش ہو کر انہیں ہمیشہ کے لئے یخ بستہ کر دیا بہت دیر تک کلیسا اور پوپ پر حاوی رہی ہے۔ چنانچہ ستر ھویں صدی تو کلیسا کی تاریخ میں عورت کی صدی کہلاتی ہے۔ لیکن یہ تقدس اور نفس پرستی کا امتزاج محض ان اختیارات کی وجہ سے ہوا جو کہ پوپ کو حاصل تھے ورنہ یہ جنسی محبت کی رنگ برنگ چنگاریاں کلیسا کو خس و خاشاک کی طرح پھونک سکتی تھیں اور ریفرمیشن جیسی تحریک کا تختہ الٹ نہ سکتی تھی۔

پوپ کا اقتدار

پوپ کو ایک زمانہ میں بہت اقتدار حاصل رہا ہے بڑے بڑے جابر حکمرانوں کی جبینیں پاپائے روما کے پاؤں سے رگڑ کھاتی رہی ہیں یورپ کے صاحب جبروت شہزادے کلیسا کی تخت کے سامنے زمین بوس ہوتے رہے ہیں۔ اور بارہا یہی قربانگاہ شاہوں کے اورنگ سے بہت بلندی پر استادہ ہوئی ہے۔ چنانچہ سب سے پہلا پوپ جو اس سیاسی رفعت کو پہنچا اس کا نام (Gregory VII) ہے چنانچہ اسی گریگری ہفتم کا قول ہے مسیح کا جانشین معصوم ہے، دنیا میں حکومت کا حق صرف معصوم کو ہے۔ باقی تمام دنیا کے بادشاہ اس کے درباری ہونے چاہئیں:۔

بعدالت جناب خان محمد سرفراز خان

ایم۔ ایس۔ سی۔ ایل ایل۔ بی۔ سب جج

و جج مرافعہ خفیفہ کوئٹہ۔

اشتہار نشر حکم حاضری مدعا علیہ

(زیر آرڈر ۵ - قاعدہ ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی)

نمبر مقدمہ ۵ بابت ۱۹۴۴ء

سردار ہرنام سنگھ ولد سردار جیون سنگھ سکنہ کوئٹہ - مدعی

بنام

کرتار سنگھ ولد سردار سنتوکھ سنگھ سکنہ تلہ گنگ ڈاک خانہ ضلع کیمل پور مدعا علیہ -

دعویٰ دلایا نے مبلغ -/۱۰۰/۱ روپیہ بنام کرتار سنگھ ولد سردار سنتوکھ سنگھ سکنہ تلہ گنگ ڈاک خانہ خاص ضلع کیمل پور مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں مدعا علیہ مسمی کرتار سنگھ مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام کرتار سنگھ مذکور جاری کیا جاتا ہے کہ اگر مذکور بتاریخ ۲۵ ماہ اپریل ۱۹۴۴ء بوقت ۱۱ بجے بمقام کوئٹہ حاضر عدالت ہذا نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کاروائی یکطرفہ عمل میں آوے گی۔

آج بتاریخ ۲۸ ماہ مارچ ۱۹۴۴ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت

دستخط حاکم

اسلام اور حقوقِ نسواں

الجنۃ تحت اقدام امھاتکم

"نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے کہ جنت تمہاری ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے"۔

ارشادِ گرامی کا مفہوم صاف اور غیر مبہم ہے۔ تشریح کا محتاج نہیں۔ کسی مذہب یا زبان میں عورت کا اس درجہ بلند مرتبہ نہیں تسلیم کیا گیا۔ آپ نے فرمایا میری امت میں بہتر وہ ہیں جو اپنی عورتوں سے بہتر سلوک کرتے ہیں، عورت خاوند کے گھر کی ملکہ ہے، اور دنیا کی ان نعمتوں میں جو مسرت و شادمانی کا ذریعہ ہیں بہترین نعمت ایک پارسا اور عصمت مآب عورت ہے آپ نے سیزدہ صد سال پہلے تعلیم نسواں پر زور دیا اور فرمایا کہ تحصیل علم ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اور آج دنیا کی متمدن اقوام اور ممالک اس اصول پر عمل پیرا ارشادات نبوی جن کا ترجمہ سطور بالا میں پیش کیا گیا ہے۔ اسلام کے مذہبی ضابطہ قوانین یعنی قرآن کریم کے من وعن مطابق ہیں، قرآن کریم کے ایک مکمل باب میں نسوانی حقوق اور اس کے دیگر متعلقہ معاملات پر روشنی ڈالی گئی ہے (یعنی سورہ النساء) اس کی اولیں آیت میں ہمیں عورت کی بلند حیثیت سے آگاہ کیا گیا ہے۔

یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالا کثیرا و نساء واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام ان اللہ کان علیکم رقیبا۔

ترجمہ:۔ "اے لوگو! ڈرتے رہو اپنے رب سے جس نے پیدا کیا تم کو ایک جان سے اور اس سے بنایا اس کا جوڑا۔ اور پھیلائے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں۔ اور ڈرتے رہو جس کا واسطہ تم دیتے ہو آپس میں اور خبردار رہو رشتہ ناطہ والوں سے اللہ تم پر مطلع ہے"،

آیت بالا سے یہ بھی روشن ہے کہ اس حکم کی خلاف ورزی کا قیامت کے دن مواخذہ ہوگا۔ کیونکہ خداوند تعالےٰ پیدائش سے موت تک ہمارے حالات کا جائزہ لیتا رہتا ہے۔

طبقۂ نسواں کے متعلق مزید تفصیل

دیگر قرآنی آیات میں ہے۔ عورتیں مردوں کا لباس ہیں اور مرد عورتوں کا ھن لباس لکم وانتم لباس لھن خدا کا مقصد ذکور واناث کے پیدا کرنے سے دونوں فریقین کا باہمی آرام و موانست ہے۔

اسلام نے محض اثباتی طور پر ہی عورت کی بلندی حیثیت کا اعلان نہیں کیا اس نے ان کو باضابطہ حقوق عطا کئے ہیں اور یہ وہ حقوق ہیں جو آج تک کسی مذہب میں نہیں دئے گئے۔ ایک مسلم خاتون اپنے والد اور نیز اپنے خاوند کی جائداد میں سے حصہ لے سکتی ہے خلاف منشا قانوناً اس کی شادی نہیں کی جاسکتی۔ اگر عورت کی مرضی ہے تو اسلامی شریعت اس شادی کو جائز قرار دیتی ہے ورنہ ناجائز۔ خاص حالات اور محدود حالات میں جن کی جماعت کے نظام کی خاطر اجازت دی گئی ہے عورت خلع بھی کرسکتی ہے یعنی خاوند سے علیحدگی اختیار کرسکتی ہے بشرطیکہ نبھاؤ کی صورت نہ ہو۔ محض شغل اور عیاشی کے لئے اس اصول پر عمل نہیں کیا جاسکتا۔ خاوند کی وفات کے بعد اگر وہ چاہے تو دوبارہ شادی بھی کرسکتی ہے۔ مہر عورت کا زبردست حق ہے اس سے خاوند کو مفر نہیں خواہ پوری ادائیگی کی جائے یا جزوی اگر عورت چاہے تو نقدیا رقم مہر معاف بھی کرسکتی ہے۔ اگر کسی نابالغ لڑکی کا اس کے قانونی ورثا کسی شخص سے نکاح کردیں تو وہ سن بلوغت کو پہنچکر شادی کو باطل قرار دے سکتی ہے۔

اسلامی شادی ایک قانونی معاہدہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ محض عورت اور مرد کے عشق کا نام شادی نہیں۔ چنانچہ اس طرح اسلامی شریعت میں نابالغ کی شادی پہ قیود عائد کردی گئی ہیں گو صریحاً حکم امتناعی موجود نہیں۔ یہی حال تعدد ازدواج کا ہے اسلام نے بیک وقت چار بیویوں تک کی اجازت دی ہے اور شرط یہ قرار دی ہے کہ خاوند کے لئے لازم ہے کہ وہ ہر بیوی سے یکساں سلوک کرے مزدیات زندگی اور تقسیم محبت میں انصاف کا سررشتہ ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے یہ شرط بڑی کڑی شرط ہے۔ تعدد ازدواج کو اصولاً نہیں پیش کیا گیا۔ بلکہ استثنائی حالات میں مثلاً جنگ وغیرہ میں جب عورتوں کی تعداد مردوں سے متجاوز ہوجاتی ہے تو جماعتی عیوب اور بداعتدالیوں کا سدباب کرنے کے لئے اس کی اجازت دی گئی چونکہ قرآن کریم میں صریحاً موجود ہے کہ اگر خاوند تمام بیویوں سے برابر سلوک کرسکے تو صرف ایک ہی شادی پر اکتفا کرے وہ آیت جس میں تعدد ازدواج کی حالات کے ماتحت اجازت دی گئی ہے درج ذیل کی جاتی ہے۔

وان خفتم الا تقسطوا فی الیتمیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنیٰ وثلث وربع فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم ذالک ادنیٰ الا تعولوا۔ اگر خوف کرو کہ انصاف نہیں کروگے۔ یتیم لڑکوں کے حق میں نکاح کرو جو تم کو پسند آئیں عورتیں۔ دو، دو اور تین، تین اور چار، چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھوگے تو ایک ہے یا جو تمہارے ہاتھ کا مال ہے، ایک طرف نہ جھکو"۔

(۱۴ م)

لہٰذا ایک مسلمان کی پہلی زوجہ کو یہ خطرہ لاحق نہیں ہوسکتا کہ اس کا شوہر ایک یا دو یا تین بیویاں اپنے نکاح میں لے آئیگا احکام قرآنی کی لفظاً اور معناً خلاف ورزی کی صورت میں یہ ہوسکتا ہے وہ اقوام جو اسلام میں تعدد ازدواج کی اجازت کیلئے لرزہ براندام ہوجاتی ہیں۔ وہ شائد اس تاریخی حقیقت سے ناواقف ہیں کہ زناکاری جس کا نتیجہ حرامی اولاد ہے اور جو تمدن کے منافی ہے ان ممالک میں نہایت کم ہے جہاں تعدد ازدواج کی اجازت ہے

پردہ یا حجاب

عموماً مسلم خواتین کو اس لحاظ سے قابل رحم ہمدردی سمجھا جاتا ہے کہ ان کو زنانخانہ یا حرم سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں، لیکن صاف بات یہ ہے کہ اس اظہار ہمدردی کی خواتین اسلام مستحق نہیں ہندوستان اور دیگر ہمسایہ ممالک کی عورتیں تو بیشک پردہ کی رسم پر کاربند ہیں لیکن مشرق کی اکثر آزاد خیال خواتین اسلام کی صحیح تعلیم سے بیگانہ ہیں۔ یقیناً اسلام عورتوں پر چند قیود عائد کرتا ہے جن کو پردہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے لیکن اسلامی پردہ کے معنے قید نہیں قرآنی حکم میں عورتوں کے ساتھ بے انصافی نہیں کی گئی، آیت ملاحظہ ہو وقل للمومنت یغضضن من ابصارھن ویحفظن فروجھن ولا یبدین زینتھن

(ترجمہ) اور مومن عورتوں سے کہو کہ وہ اپنی آنکھیں نیچی کریں اور اپنے پوشیدہ مقامات کو پوشیدہ رکھیں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں (۲۴ : ۳۱)

یہ واضح رہے کہ آیت بالا میں نیچی نگاہیں کرنے کا صرف عورتوں ہی کو حکم نہیں دیا گیا مرد بھی اس سے مستثنےٰ نہیں۔ یہ حکم ان کے حق میں بھی آتا ہے۔

محولہ بالا احکام قرآنی سے یہ مطلب نہیں لیا جاسکتا کہ مستورات کو گھر کی چاردیواری میں محصور و مقید رکھو۔ بلکہ علی الرغم ازیں نیچی نگاہیں کرنے، پوشیدہ مقامات کی حفاظت اور آرائش و نمایش کا اظہار نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ عورتیں متذکرہ بالا قیود کو مدنظر رکھتے ہوئے گھر سے باہر چل پھر سکتی ہیں۔ اگر گھروں کی چاردیواری ہی میں ان کا رہنا مقصود ہوتا تو یہ احکام الٰہی خدانخواستہ بیہودہ نظر آتے ہیں کیونکہ جب عورتیں باہر نکلیں گی ہی نہیں تو نگاہیں نیچی کرنے کے کیا معنے؟ مسلمانوں کو اس امر پر غور کرنا چاہیئے۔

حقیقت امر یہ ہے کہ مذہباً خواتین اسلام کو چاردیواری میں محصور رہنے کی تعلیم نہیں دی گئی۔ ان کو قدرتی ہوا سے بہرہ یاب ہونیکا حق حاصل ہے۔ عرب، شام، مصر، ترکی اور دیگر اسلامی ممالک میں مسلمان عورتیں مردوں کی طرح باہر پھرتی ہیں۔ ہندوستان میں بھی جہاں پردہ کا زیادہ رواج ہے دیکھا گیا ہے کہ اکثر دیہاتی عورتیں مردوں کے ساتھ مل کر کام کرتی ہیں، دراصل دیہات ہی ہندوستان کے اصل نمایندہ ہیں۔ پردہ کی رسم زیادہ تر ہندوستان کے شہروں میں پھیلی ہوئی ہے اور اس پر خصوصیت سے جو گروہ عامل ہے وہ شرفاء کا ہے ان میں یہ رسم آباواجداد سے چلی آتی ہے۔ اس کو مذہبی حکم سے تعبیر نہیں کیا جاسکتا۔ شرفاء نے خود زبردستی اس رسم کو اختیار کیا ہے۔ بدفتہ رفتہ یہ رسم کم ہوتی جاتی ہے اور پرانی سختیاں جو صنف لطیف پر روا رکھی جاتی تھیں دور ہوتی جاتی ہیں۔ نظام کہنہ روبہ تنزل ہے اور ایک نئی تنظیم اور نیا ضابطہ اس کے بجائے ہماری زندگی میں داخل ہورہا ہے وہ وقت دور نہیں جب پردہ کے متعلق قدیم ہندوستانی رؤسا کے متشددانہ خیالات آیندہ نسلوں کی دلچسپی کا باعث بن کر رہ جائیں گے۔

مقابلہ

عورت کی حیثیت میں اسلام نے جو انقلابی تغیرات پیدا کئے ہیں ان کا صحیح اندازہ اسی صورت میں لگایا جاسکتا ہے جب اسلام سے قبل اور مابعد تاریخ سے حقوق نسواں کا نقشہ پیش کیا جائے۔ مسئلہ کے آخر الذکر پہلو پر سطور بالا میں ایک طائرانہ نظر ڈالی جاچکی ہے۔ اب ہم قبل از اسلام حالت پر تبصرہ کرتے ہیں۔

اسلام سے قبل عرب میں عورت کی کوئی حیثیت نہ تھی اسکو جائداد کا ایک جزو سمجھا جاتا تھا۔ اپنے شوہر کی وفات کے بعد اس کے ورثاء کی مملوکہ قرار دی جاتی تھی اور اگر ورثا اس کی اولاد نہ ہو تو وہ اس سے شادی بھی کرلیتے تھے۔ ایک عرب بدوی جس قدر عورتوں سے چاہے شادی کرسکتا تھا۔ اور اس کے مرنے کے بعد یہ بدنصیب بیوائیں ورثاء کے حصہ میں آتی تھیں ان کی عزت، دولت، محفوظ نہیں رہ سکتی تھی۔ عورتوں کی عصمت دری موثر ترین ذریعہ انتقام خیال کیا جاتا تھا یہی وجہ تھی کہ عرب بدوی خاندانی عزت، وقار کے تحفظ کی خاطر اپنی نوزائیدہ لڑکیوں کو زندہ درگور کیا کرتے تھے۔

حضرت نبی کریم صلعم نے ان تمام حیوانی افعال کی ممانعت کی اور عورت کو اعلیٰ درجہ مرحمت فرمایا۔ گویا اسلام نے عورت کو تحت الثرےٰ سے اوج ثریا پر پہنچا دیا۔ فی الحقیقت مسلم خواتین کو حضرت نبی کریم صلعم کا تہ دل سے ممنون ہونا چاہیئے جنہوں نے ان کو وہ رتبہ عطا کیا جو آج تیرہ سو سال کے بعد متمدن اقوام کی عورتوں کو حاصل نہیں، یاد رہے کہ آج یورپ جو تہذیب و تمدن کا مدعی ہے اور جمہوری خیالات کی ترقی میں ہمہ تن مصروف ہے [illegible]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرزِ تبلیغ

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میدان تبلیغ میں جو کارہائے نمایاں دکھائے، اور اپنے علم، اپنے تقویٰ اور پاک نمونہ سے دلوں کو فتح کرنے میں جو شاندار مثالیں قائم کیں ان کا تذکرہ تاریخ کے صفحات میں بہت کم نظر آتا ہے۔ عموماً میدانِ کارزار میں ان کی شہ زوری اور بہادری کے تذکرے بڑی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ اس پہلو میں بھی ان کے کارنامے تاریخ میں اپنی مثال نہیں رکھتے اور دنیا نے کبھی نہیں دیکھا کہ کوئی قوم نہایت بے سرو سامانی کی حالت میں بڑی بڑی عظیم الشان سلطنتوں، بڑی بڑی زبردست اور تربیت یافتہ افواج سے نبرد آزما ہوئی ہو۔ اور اس قدر عظیم الشان کامیابیاں اسے نصیب ہوئی ہوں جیسی کہ عرب کے ان بادیہ نشینوں کو حاصل ہوئیں۔

روحانیت کا اثر

یہ سب کچھ اسی روحانیت کا نتیجہ تھا جو ان لوگوں کے اندر پائی جاتی تھی۔ اس شب بیداری اور قیام لیل کا اثر تھا جو ان کی زندگی کا ضروری جزو بن چکا تھا۔ انھوں نے اپنے اس نمونہ سے دنیا کو دکھا دیا کہ روحانیت اتنی زبردست طاقت اپنے اندر رکھتی ہے کہ بڑی سے بڑی مادی طاقتیں کو اس کے سامنے سرنگوں ہو جانا پڑتا ہے۔ اس کا اعتراف خود رومی سلطنت کے ایک سردار کو اس وقت کرنا پڑا جب سلطنت کے بڑے بڑے اراکین کو اسباب پر غور کرنے کے لئے جمع کیا گیا۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہماری بڑی بڑی تربیت یافتہ اور مسلح افواج کے مقابلہ میں یہ لوگ جن کے پاس نہ پورے سامان حرب ہیں نہ ان کی تعداد کافی ہے اور نہ فوجی تربیت انہیں حاصل ہے غالب آتے جا رہے ہیں اس سردار نے اپنے بادشاہ کو مخاطب کر کے کہا کہ اے بادشاہ یہ لوگ دن کو میدان کارزار میں تیغ بکف رہتے ہیں اور رات کو اپنے خدا کے آگے کھڑے ہو کر گزار دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ہم پر غالب آتے جا رہے ہیں۔

یورو پین مصنفین کا تعصب

یہ واقعات اور میدان کارزار میں نیکی اور پاکیزگی کا یہ عظیم الشان نمونہ ہی صحابہ کرام کی تبلیغی کامیابیوں کا اصل راز ہے۔ جو وعظ و تلقین، بحث و مناظرہ اور دلائل و براہین سے بڑھ کر موثر ثابت ہوا ہے لیکن افسوس ہے کہ یورپین مصنفین نے ازراہ تعصب ان درخشاں حقائق اور اسلام کی اشاعت کے اصل مادہ کو نظر انداز کر کے صرف تیغ و شمشیر کو اشاعت اسلام کا اصل سبب قرار دیا ہے اور اس کی تائید میں ایسے ایسے بے سرو پا قصے اور فسانے تصنیف کئے جو کبھی کسی مسلمان کے خواب و خیال میں بھی نہ آئے ہوں۔

صحابہ کرام کی ہمدردی اور رحمدلی

کیا وہ قوم جو جانوروں کے ساتھ بھی اس قدر رحمدلی اور ہمدردی کا برتاؤ کر سکتی ہو کہ اگر کبوتر ان کے افسروں کے خیمہ میں گھونسلا بنا لیں تو خیمہ ہی ان کے لئے چھوڑ دیں، وہ انسانوں کے ساتھ ایسی سنگدلی کا برتاؤ کر سکتے ہیں کہ اگر وہ ان کے ہم اعتقاد نہ ہوں تو ان کو تہ تیغ کر دیں۔

جزیہ کا معاملہ

مسلمان نہ ہونے والوں سے جزیہ وہ بیشک لیتے تھے لیکن تاریخ گواہ ہے کہ وہ محض ان کی حفاظت اور شہری آبادیوں کے انتظام کے لئے تھا۔ اور جب وہ دیکھتے تھے کہ کسی مقام کی حفاظت اور انتظام وہ نہیں کر سکتے تو وہ وصول شدہ جزیہ کی بڑی بڑی رقوم واپس کر دیتے تھے۔ گنجائش نہیں کہ ایسے واقعات کو تفصیل کے ساتھ نقل کیا جا سکے، نہ اس مضمون کا یہ موضوع ہے۔ بلکہ ان اشارات سے صرف یہ بتانا مقصود ہے کہ اسلام جزیہ اور تلوار کے جو قصے یورپین مصنفین نے بنا رکھے ہیں اور ان سے جو نتائج پیدا کئے ہیں، وہ از سرتا پا بے بنیاد ہیں اور صحابہ کرام کی جنگی تاریخ بھی ایسے ایسے پاکیزہ نمونوں سے لبریز ہے جو بڑے بڑے سخت دل دشمنوں اور مخالف اقوام کے دلوں کو اسلام کے لئے فتح کرنے کا موجب ہوئے۔

صحابہ کرامؓ کی تبلیغی زندگی

یہی پاکیزہ نمونے، یہی حسن معاملت، یہی روحانی اثرات تھے جو ان کی تبلیغی زندگی کا جزو لاینفک تھے۔ وہ بحث و مناظرہ نہ جانتے تھے۔ دلائل و براہین کی ضرورت نہ سمجھتے تھے۔ ان کی زندگی کا ہر ہر فعل بجائے خود دلیل و برہان تھا۔ اس کو دیکھ کر لوگ خود بخود اسلام کی طرف چلے آتے تھے اور اس پاک دین کو امن و عافیت کا حصار سمجھتے تھے۔

عیسائیت اور اسلام کا طریق تبلیغ

عیسائیت کی تاریخ کو جن لوگوں نے پڑھا ہے وہ اس بات سے واقف ہیں کہ عیسائی مبلغین نے سلطنتوں کے زور اور طاقت سے دوسروں کو اپنے زیرنگیں کیا اور جہاں ان کا بس چلا وہاں دوسروں کو اپنا غلام بنا کر زبردستی عیسائی کر لیا۔ لیکن اسلام کی تاریخ میں بیشمار ایسے [illegible] آپ پائیں گے کہ جنگی قیدیوں، غلاموں کو آزاد کر کے ان کے ساتھ اس حسن سلوک کا برتاؤ کیا گیا کہ اس کی نظیر ملنی مشکل ہے۔ مذہب کے معاملہ میں گو انہیں پوری آزادی دی گئی۔ لیکن مسلمانوں کے حسن معاملت نے انہیں اسلام کی طرف جھکا دیا اور وہ برضا و رغبت مسلمان ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد کا واقعہ ہے کہ حضرت عمرو بن العاص نے مصر کے بعض قصبات کے لوگوں کو لونڈی غلام بنا کر عرب میں بھیج دیا اور وہ فروخت ہو کر عرب کے مختلف حصوں میں پھیل گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو جمع کیا اور انہیں واپس اپنے اپنے وطنوں میں بھیج دیا اور کہا کہ ان کو اختیار ہے کہ اسلام قبول کریں یا اپنے مذہب پر قائم رہیں۔ ایسا ہی حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بہت سی رومی لونڈیاں گرفتار ہو کر آئیں۔ حضرت عثمانؓ نے ان کو دعوت اسلام دی۔ صرف دو ان میں سے مسلمان ہوئیں۔ یہ ہے صحابہ کرام کا طرز عمل جس کو جبر کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

صحابہ کرام کا جذبۂ عشق

لیکن سب سے بڑھ کر جو چیز ہمیں صحابہ کرامؓ کے اندر نظر آتی ہے وہ ان کا جذبۂ عشق ہے جو اسلام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے ان کے اندر پایا جاتا ہے۔ بیشک اس راہ میں انہیں اس وقت تلوار بھی اٹھانی پڑی۔ جب تلوار کے ذریعہ انہیں مٹانے کی کوشش کی گئی۔ لیکن ایسے بھی مقامات ہیں جہاں تلوار سے کوئی مقابلہ پیش نہیں آیا اور محض ان کے جذبۂ عشق اور پاکیزہ عملی نمونہ سے ملکوں کے ملک اور کروڑوں انسان اسلام کے حلقہ بگوش ہو گئے۔ چین افغانستان اور ہندوستان ایسے ممالک ہیں جہاں صحابہ کرام تلواریں نہیں بلکہ قرآن ہاتھ میں لیکر پہنچے اور ان کی تاثیرات روحانی، ان کی نیکی اور راستبازی، اور ایک خدا کی عبادت اور نسل انسانی کی مساوات کی تعلیم کروڑوں دلوں کو مسلمان کر لیا۔

صحابہ کرام کی عملی زندگی تبلیغ اسلام کا ذریعہ تھی

ایک اور چیز جو صحابہ کرام کی تبلیغی زندگیوں میں نمایاں طور پر دکھائی دیتی ہے یہ ہے کہ جب وہ اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر اسلام کا پیغام دوسرے ممالک میں لیکر گئے تو پھر وہاں سے واپس لوٹنے کا نام تک نہ لیا بلکہ جہاں گئے وہیں کے ہو رہے اور وہیں ازدواجی زندگی اختیار کر کے اسلامی زندگی کا عملی نمونہ پیدا کیا۔ وہ جانتے تھے کہ اسلام محض اسی بات کا نام نہیں کہ کسی کو کلمہ پڑھا کر چھوڑ دیا جائے، یا نماز روزہ کی تلقین کر دی جائے، اسلام عملی زندگی کا نام ہے اور جب تک عملی نمونہ سے اس کو پیش نہ کیا جائے۔ اس وقت تک محض وعظ و تلقین چنداں مؤثر نہیں ہو سکتے۔ انہی لئے انھوں نے وعظ و تلقین سے بڑھ کر عملی نمونہ سے اسلام کو پھیلایا۔ بیوی بچوں، والدین۔ نوکروں، ہمسایوں، دوستوں مسکینوں، مسافروں یتیموں، اور حاجتمندوں کے ساتھ حسن معاشرت اور حسن سلوک کر کے اور احکام الٰہی کی پوری فرمانبرداری صدق و راستبازی، تقویٰ اور زہد کے عملی نمونوں سے مخلوق خدا پر واضح کر دیا کہ اسلام دنیا میں اس عمل کی دنیا میں امن و عافیت کا حصار بن کر آیا ہے جس کا جی چاہتا ہے وہ اس کے اندر آئے اور دنیا اور آخرت کی فلاح حاصل کرے کہ اسی میں درحقیقت انسان کی نجات ہے۔

افسوس ہے وقت نہایت تنگ ہے اور اخبار کی گنجائش نہایت کم۔ ورنہ دل چاہتا تھا کہ ان حقائق کو صحابہ کرام کی زندگیوں کے واقعات سے ثابت کیا جاتا۔ جن سے تاریخ کے صفحات روشن ہیں۔ کسی دوسری فرصت میں اس آرزو کو بھی انشاء اللہ پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ لیکن قبل اس کے کہ اس مضمون کو ختم کیا جائے یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ آج ہم بھی خدا کے فضل سے اسی علم کو لیکر کھڑے ہوتے ہیں جو صحابہ کرام کا علم تھا۔ جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھوں میں دیا تھا۔ انھوں نے اس امانت کا حق جس طرح ادا کیا وہ ان نتائج سے ظاہر ہے، جو آج ہمارے سامنے ہیں۔ آج پھر وہی علم مجدد وقت نے ہمارے ہاتھوں میں دیا ہے خدا کا شکر ہے کہ ہماری جماعت نے اس کی حفاظت کا حق ادا کرنے میں نمایاں کامیابی حاصل کی ہے۔ لیکن مجدد وقت ہی کے ارشاد کے مطابق یہ بھی ضروری ہے کہ ہم ہر سال اکٹھے ہو کر اس عظیم الشان کام کی سرانجام دہی غور و فکر سے کرتے رہیں، اور اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے رہیں۔

(بقیہ صفحہ)

کو وہ سیاسی آزادی نہیں دے سکا جو اسلام نے عطا کی ہے۔ حال ہی کا تاریخی واقعہ ہے کہ ترکی کی اسلامی سلطنت نے ایک خاتون مادام خالدہ ادیب خانم کو سرزمین مغرب میں اپنی وزیر منتخب کیا۔ سیاسی آزادی کے علاوہ مسلم خاتون کو مذہبی اور معاشرتی آزادی بھی حاصل ہے۔ مسلم خواتین کو مسجد میں نماز پڑھنے کی بھی اجازت ہے راقم الحروف نے خود جامع مسجد دہلی میں مسلم خواتین کو نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ اور خواتین اسلام کے لئے یہ امر باعث فخر ہے کہ سب سے پہلے ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ نے ہی مشرف باسلام ہوئی تھیں۔ سب سے پہلے آپ سے ہی حضرت نبی کریم صلعم نے وحی نبوت کا راز بیان کیا تھا۔ کسی مذہبی پیشوا کی اہانت سے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود * ندائے فتح نمایان بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر ایس۔ محمد آصف بی اے

جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۲۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۳ھ م ۱۹ اپریل سنہ ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۶

حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ قرآن

دعا ایک بہت بڑی طاقت ہے

قادیانی نظام ایک بُت ہے

بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۱۴ اپریل سنہ ۱۹۴۴ء

وقال ربکم ادعونی استجب لکم ۔ (مومن)

پچھلا خطبہ جمعہ

میں نے پچھلے خطبہ جمعہ میں آپ کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے ایک ایسے زمانہ میں جب قرآن کی طرف سے مسلمانوں کی توجہ پھر گئی تھی اشاعت قرآن کا بیڑا اٹھایا۔ اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ لوگ کام کی مشکلات کو دیکھ کر نام کی طرف زیادہ توجہ دیتے ہیں۔

اشاعت قرآن مشکل ہے

اشاعت قرآن فی الحقیقت ایسا عظیم الشان کام ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ پر ایمان کا بہت بلند جذبہ ہو اور کوئی قوم اس کام کو نہیں کر سکتی۔ یہ بات آسان ہے کہ ہم ایک یا دوسرے بزرگ کی عظمت پر بڑا زور دیں مگر یہ مشکل ہے کہ ہم اس کام کو کر کے دکھلائیں جس کی طرف اس نے توجہ دلائی۔

حضرت مرزا صاحب کا عشق قرآن

میں نے بتایا تھا کہ حضرت مرزا صاحب کے دل میں قرآن مجید کا کس قدر زبردست عشق تھا اور کس طرح پر انھوں نے اپنی جماعت کو اشاعت قرآن کے کام پر لگایا تھا جب ہم لوگ حضرت صاحب کی تحریروں کو پڑھتے ہیں تو اس بات کی طرف ہماری توجہ بہت کم ہوتی ہے کہ وہ کام جو آپ کرنا چاہتے تھے یا وہ درد جو اس کام کے لئے آپ کے دل میں تھا ہم بھی اس کام کو کریں اور اس کام کے لئے اپنے دل میں بھی درد پیدا کریں حالانکہ یہی چیز ہے جو ہمیں ان عظیم الشان شخصیتوں سے لینی چاہئے

حضرت صاحب کی ایک فارسی نظم

حضرت صاحب کی ایک مختصر سی نظم فارسی زبان میں ہے اور بھی نظمیں ہیں جن کے اندر آپ نے اپنے عشق قرآن کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس نظم میں بالخصوص آپ نے اپنے اس درد کا اظہار کیا ہے جو اشاعت قرآن کے متعلق آپ کے دل میں تھا۔ وہ نظم شروع ہوتی ہے اس . . . . . . شعر سے ؎

دردا کہ حسن صورت فرقاں عیاں نماند
آں خود عیاں نگر اثر عارفاں نماند

اس نظم کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کس قدر درد آپ کے دل میں تھا کہ کسی طرح قرآن مجید دنیا میں پہنچے اور آپ کا یہ خیال تھا کہ اس کے بغیر یہ دنیا زندہ نہیں ہو سکتی ؎

بینم کہ ہر کسے بہ غم نفس مبتلا ست
کس را غم اشاعت فرقاں بجاں نماند

فرماتے ہیں کہ میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک شخص اپنے نفس کے غم میں مبتلا ہے اور کسی جان میں یہ غم نہیں رہا کہ قرآن کی اشاعت کی جائے۔ غم نفس کے اندر ساری باتیں آجاتی ہیں جن کا تعلق ہمارے دنیوی فوائد سے ہے۔ دنیا کے اندر ہمارا جتھا ہو وہ جتھا مالدار ہو اور لوگوں پر اس کا رعب چھایا ہوا ہو، یہ سب کچھ فی الحقیقت غم نفس ہی ہے مگر آپ کے دل میں جو غم ہے وہ "اشاعت فرقان" کا غم ہے قرآن کس طرح دنیا میں پھیلایا جائے اور اس نور سے دنیا کو کس طرح روشن کیا جائے ——— فرماتے ہیں ؎

جانم کباب شد ز غم ایں کتاب پاک
چنداں بسوزختم کہ خود امید جاں نماند

اس کتاب پاک کے غم میں میری جان جل گئی اور اس قدر جل گئی کہ خود جان کی امید باقی نہیں رہی ——— پھر فرماتے ہیں ؎

اے سید الورے مددے وقت نصرت است
در بوستاں سرائے تو کس باغباں نماند

اس شعر میں رسول کریم صلعم کو مخاطب فرمایا ہے اے سید الورے آپ بھی مدد مانگیں یہ نصرت کا وقت ہے آپ کے اس باغیچہ کے اندر کوئی باغباں نہیں رہا ———

صد بار رقصہا کنم از خرمی اگر
بینم کہ حسن دلکش فرقاں نہاں نماند

میں تو خوشی کے ساتھ رقص کروں اگر مجھے اتنا نظر آجائے کہ قرآن مجید کا حسن دلکش ظاہر ہو گیا اور اس کی خوبیوں اور کمالات کو دنیا نے دیکھ لیا ——— یہ تڑپ تھی آپ کے دل میں اس چیز کو دیکھنے کو دل چاہتا تھا کہ قرآن کا حسن دنیا پر ظاہر ہو جائے فرماتے ہیں ؎

دیدم کہ زاہداں رہ فرقاں گذاشتند
ناچار در دلم اثر مہرشاں نماند

یعنی خدا کی عبادت کرنے والے زاہد لوگوں نے بھی قرآن کی اشاعت کو چھوڑ دیا تو ان کی محبت بھی میرے دل میں نہ رہی۔ ؎

امروز گر دل از پئے قرآں نسوزدت
عذرے دگر ترا بجناب یگاں نماند

آج اگر تمہارے دل میں اشاعت قرآن کے لئے درد پیدا نہیں ہوتا تو پھر خدا کے سامنے تمہارا کوئی عذر باقی نہیں۔ ؎

در خادماں نشینی و صد نازمی کنی
آں را کہ سید است کس از خادماں نماند

تم تو خادموں کے اندر بیٹھ کر ناز کرتے ہو کہ ہم نے یہ کر لیا اور وہ کر لیا اور ہمارے اتنے مرید ہیں اور وہ دنیا میں پھیل گئے اور وہ جو تمہارا سید ہے اس کی خدمت کرنے والا کوئی باقی نہ رہا ——— پھر اس قصیدہ کا آخری شعر ہے ؎

اے بیخبر بخدمت فرقاں کمر بہ بند
زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

یعنی جس نے قرآن کی خدمت کے لئے کمر نہیں باندھی وہ بے خبر ہے اصل چیز یہی ہے قرآن کو ہاتھ میں لو اور دنیا میں اسے لے جاؤ۔

اس قصیدہ کو پڑھئے اور دیکھئے کس قدر تڑپ آپکے دل میں قرآن مجید کو دنیا میں پہنچانے کی تھی۔

ایک اخبار کا طویل مضمون

میں نے ایک بڑا لمبا مضمون ایک اخبار میں پڑھا اور اسے پڑھ کر مجھے

تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

بڑا تعجب ہوا اس مضمون کے اندر بڑے بڑے ارادے بڑائی کے بلندی کے دیکھے اسمیں ایسی تجویزیں بھی دیکھیں کہ ہم تبلیغ کیلئے ایک ریزرو فنڈ قائم کریں اور پھر اس ریزرو فنڈ کی آمد سے ایک دوسرا ریزرو فنڈ بنائیں پھر اس دوسرے ریزرو فنڈ کی آمد سے ایک تیسرا ریزرو فنڈ بنائیں یوں قیامت تک ریزرو فنڈ بنانے کا ارادہ نظر آتا ہے مگر اس اصل ریزرو فنڈ کا ذکر نہ تھا جو حضرت مسیح موعود قائم کرنا چاہتے تھے یعنی دلوں میں اشاعت قرآن کا درد پیدا کرنا۔ حالانکہ یہی وہ ریزرو فنڈ ہے جس سے کامیابی ہوگی۔

قرآن مجید کا ایک جملہ

یہ جو میں نے ابھی قرآن مجید کا ایک جملہ آپ کے سامنے پڑھا ہے وقال ربکم ادعونی استجب لکم اور تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری بات قبول کروں گا۔ کیا یہی وہ نسخہ نہ تھا جو سب انبیاء علیہم السلام نے استعمال کیا۔ سب کے سامنے مشکلات کے پہاڑ تھے وہ سب مشکلات اور مصائب دعا کے ہتھیار سے دور ہوئے

حضرت نوحؑ کی دعا

حضرت نوح علیہ السلام مبعوث ہوئے اور سالہا سال تک لوگوں کو بلاتے رہے اور انہیں بڑی بڑی مشکلات پیش آئیں اور نتیجہ کیا نکلا انہیں جھٹلایا گیا دیوانہ کہا گیا اور ڈرایا گیا آخر آپ نے خدا کے حضور دعا کی فدعا ربہ انی مغلوب فانتصر۔ اس نے اپنے رب کو پکارا میں مغلوب ہوں سو تو میری مدد فرما لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تو بڑے آسان لفظ ہیں کیا ان الفاظ کے کہنے سے خدا ایسے راستے کھول دیتا ہے کہ دشمن مغلوب ہو جاتے نہیں الفاظ کوئی شئے نہیں رستے اس درد سے کھلتے ہیں جو اس پکارنے والے کے دل میں اٹھا۔

کیا ہمارے دلوں میں بھی ایسا درد ہے

کیا ہمارے دلوں کے اندر یہ درد پیدا ہوا ہے کہ اے خدا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم تیرے قرآن کو دنیا میں پہنچانا چاہتے ہیں مگر ہمارے لئے راستے تنگ ہو گئے اور ہمارے راستہ میں مشکلات کے پہاڑ ہیں کیا یہ درد ہمیں راتوں کو بے چین کرتا ہے اور ہماری کروٹیں اپنے بستروں سے علیحدہ ہو جاتی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے حضور گریں اور دعا کریں کہ اے خدا ان مشکلات کو دور فرما تو ہماری مدد کر تیرے علاوہ کوئی ان مشکلات کو دور نہیں کر سکتا خوب یاد رکھو اگر یہ درد اٹھتا ہے تو یہ دعا قبول ہو کر رہے گی لیکن اگر یہ درد پیدا نہیں ہوتا اور ظاہری طور پر ایک مجمع کو خوش کرنے کے لئے یا دلانے کے لئے ہم دعائیں پڑھ چھوڑتے ہیں تو یہ ایک رسمی چیز ہے جس کا درحقیقت کوئی فائدہ نہیں۔ جب ایک شخص کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے تو سب کام ہو جاتے ہیں اگر اس درد کے ساتھ انسان خدا تعالیٰ کو پکارے تو خدا ضرور سنتا ہے خوب یاد رکھو خدا تعالیٰ کے ہاں وہی دعا پہنچتی ہے جو دل کی گہرائیوں سے نکلتی ہے۔

حضرت ایوب کی دعا

ایک ایک نبی کے حالات کو پڑھ جائیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ سب کو یہی مشکلات پیش آئیں حضرت ایوب کی دعا ہے وایوب اذ نادیٰ ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الرحمین اور ایوب کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عام طور پر لوگوں نے یہ سمجھ لیا ہے کہ آپ کو بیماریاں لگی ہوئی تھیں۔ ہونگی مگر میں سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا نام دنیا میں پہنچانے میں ان کے راستہ میں مشکلات تھیں جن کے دور کرنے کے لئے انھوں نے خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی انبیاء کی تکالیف اور رنگ کی ہوتی ہیں اور بیماریوں سے بڑھ کر ان میں صبر دکھانا پڑتا ہے۔

ہمارے راستہ میں مشکلات

ہم بھی خدا تعالیٰ کا نام دنیا میں پہنچانا چاہتے ہیں ہمارے راستے میں مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں ہمارے پاس مال نہیں جو اس کام کے لئے چاہیئے ہمارے پاس آدمی نہیں جو اس کام کو کر سکیں ہمارے راستہ میں مشکلات ہیں تم بھی اپنے دل میں وہی درد پیدا کرو جو حضرت ایوب کے دل میں تھا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اے خدا اس وقت ہم تیرے نام کو دنیا میں پہنچانا چاہتے ہیں لیکن ہمارے پاس سامان نہیں وہ سامان مہیا کر دے ہمارے راستہ میں مشکلات ہیں ان مشکلات کو دور فرما وہ یقیناً سامان پیدا کر دے گا اور ان مشکلات کو دور کر دے گا۔

اللہ تعالیٰ نے ہماری نصرت فرمائی

کیا تھا کتنی مشکلات میں یہ کام شروع کیا گیا کس طرح پر اس نے مدد فرمائی اسلئے نہیں کہ تمہاری جماعت بڑی تھی بڑی جماعت دوسری جگہ تھی بلکہ اس لئے کہ اس جماعت میں وہ لوگ موجود تھے کہ جن کے دلوں میں درد تھا کہ ہم بے کس ہیں ہمارے پاس مال نہیں سامان نہیں ہماری مدد فرما اور اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی خدا تعالیٰ کی نصرت اس وقت ملتی ہے جب انسان عاجز ہو کر خدا تعالیٰ کے حضور گر جاتے جیسا کہ حضرت ایوب ایک درد کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور گر گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور جو ان کی تکلیف تھی وہ دور کر دی فاستجبنا لہ فکشفنا مابہ من ضر

اس درد کو اور زیادہ کرو

جب تم نے بھی اس درد کو لے کر کام کیا تو کس طرح اس نے راستے کھول دیئے اس درد کو اور زیادہ کرو تاکہ اور زیادہ راستے کھل جائیں، ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ ہمارے دلوں میں درد پیدا ہو اسی درد سے ہمارے کام میں قوت بھی پیدا ہوگی۔

اگر عظمت کام مد نظر ہو

بعض دفعہ تعجب ہوتا ہے کہ یہ کام عام مسلمانوں سے کیوں نہیں ہوتا وہ بھی تو قرآن کی محبت کا دعوےٰ کرتے ہیں اسلئے کہ وہ ۔ ۔ ۔ ہے اور فضول جھگڑوں میں پڑ گئے عظمت کام انسان کے مد نظر ہو تو وہ کبھی چھوٹی چھوٹی باتوں کی طرف نہیں دیکھتا اگر انسان ایک آدھ میل کے فاصلہ سے دیکھے کہ اس کے گھر کو آگ لگی ہوئی ہے تو کوئی اسے گالی دے اسے مارے اس کے رستے میں روکیں ڈالے تو وہ اس طرف توجہ نہیں کرتا بلکہ وہ آگے دوڑتا چلا جاتا ہے کہ اس آگ کو بجھائے۔

اپنے دل میں وہی درد پیدا کرو

میں آپ کو یہ نسخہ بتاتا ہوں کہ قرآن مجید کو پھیلانے کے لئے اپنے دل میں وہی تڑپ پیدا کریں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں تھی اور وہی درد پیدا کریں جو حضرت مرزا صاحب کے دل میں تھا اور خدا تعالیٰ کی ہستی پر پورا ایمان رکھیں کہ وہ سب مشکلات دور کر سکتا ہے تو وہ یقیناً آپ کی مشکلات دور کرے گا اور آپ کو کامیاب کرے گا۔ اس جملہ پر غور فرمایئے وقال ربکم ادعونی استجب لکم تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو میں تمہاری بات قبول کروں گا۔ سب کچھ میرے قبضہ قدرت میں ہے میں تمہیں دینے کو تیار ہوں صرف تمہارے دل میں تڑپ ہونی چاہیئے اور اس تڑپ کو لیکر خدا تعالیٰ کے حضور گر جاؤ تو سب مشکلات دور ہو سکتی ہیں۔

قادیانی نظام کا بت

آج میری ایک نئے آئے ہوئے قادیانی دوست سے ملاقات ہوئی انھوں نے کہا کہ قادیانی نظام کے متعلق مجھے شکایات ہیں اور میں نے یہ شکایات میاں صاحب کو لکھیں ایک شکایت یہ تھی کہ یہ نظام بت بن گیا ہے۔ لوگ یہاں خدا کی خاطر نہیں آتے بلکہ اس نظام کی خاطر آتے ہیں حقیقت یہی ہے کہ آج نظام قادیان کا بت بنا ہوا ہے یہ نظام غم نفس سے دنیوی فوائد میں اس لئے لوگ وہاں جاتے ہیں

حقیقی مقصد

اصل مقصد خدا تعالیٰ کی رضا اور قرآن مجید کو دنیا میں پہنچانا ہے اس وقت جس چیز کی ہمیں ضرورت ہے وہ صرف یہی مقصد ہے کہ خدا تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنا اور قرآن مجید کو دنیا میں پہنچانا باقی رہا یہ کہ جماعت بڑی ہو تو جماعت کا بڑھانا بھی ہمارا فرض ہے لیکن جماعت کو بت نہ بناؤ جماعت کو قوت اس طرح بھی پہنچائی جا سکتی ہے کہ جو لوگ جماعت میں شامل ہیں وہ زیادہ کام کریں ہر ایک شخص جو کچھ کر سکتا ہے کوشش کرے میں نے دیکھا ہے بعض وقت ذرا سی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔

بچوں میں نماز کا شوق پیدا کرو

خواجہ جلال الدین ابھی مسلم ٹاؤن میں جا کر بسے ہیں انھوں نے مسلم ٹاؤن میں بچوں کے اندر نماز کا شوق پیدا کر دیا ہے بچے مسجد میں نمازوں کیلئے آتے ہیں اور مسجد میں خوب رونق ہوتی ہے مجھے اس سے خوشی ہوئی کیونکہ بچوں کو سات سال کی عمر سے ہی نماز کی عادت ڈالنی چاہیئے بعض دفعہ ہم سے سستی ہوتی ہے اور ہم بچوں کو نماز کی عادت ڈالنے کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالیں

سکولوں اور کالجوں میں زہریلی ہوا چلی ہوئی ہے اور جو بچے سکولوں اور کالجوں میں پڑھتے ہیں ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ دین کی طرف توجہ کریں اسکے لئے ضرورت ہے کہ بچوں کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالیں دوسرے مقامات میں بھی اس کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

قرآن پڑھانے کی طرف توجہ

اور دوسرے بچوں کو قرآن مجید پڑھانے کی طرف بھی توجہ کرنی چاہیئے ہماری جماعت کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ قرآن مجید سے عشق پیدا کر دیتی ہے بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز پڑھنے اور قرآن پڑھنے کی عادت ڈالیں یہی بچے بعد میں جماعت کی قوت کا باعث ہونگے۔

خصوصیت پیدا کریں

کثرت بھی آجاتی ہے مگر اس وقت بہت سی خامیاں رہ جاتی ہیں آپ لوگ اس قلت کی حالت میں جماعت میں وہ خصوصیات پیدا کریں کہ جو شخص اس جماعت میں آئے وہ اس رنگ میں رنگین ہو جائے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہمارے نوجوان صبح دیر سے اٹھنے کے عادی ہو گئے ہیں میں نے ہندو نوجوانوں کو دیکھا ہے کہ وہ صبح اٹھنے کے عادی ہیں یہاں تک کہ ہندو عورتیں بھی صبح اٹھنے کی عادی ہیں اپنے بچوں کو صبح کی نماز کی عادت ڈالو تاکہ ان کے دل میں دین کیسا تھ محبت پیدا ہو یہی وہ رستہ ہے جس پر چل کر ہم خدا تعالیٰ کے دین کو دنیا میں پہنچا سکتے ہیں۔

پیغام صلح

جلد ۳۲ | لاہور - یوم چہارشنبہ - مورخہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۶۳ھ | نمبر ۱۶

"دینی جماعتیں"

معاصر مسلمان کا ایک مقالہ افتتاحیہ

معاصر "مسلمان" لاہور میں ۱۰ - اپریل کی اشاعت میں ایک مقالہ افتتاحیہ "دینی جماعتیں" کے عنوان سے لکھا گیا ہے جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے :-

"حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھیوں کے دو حصے ہو گئے تھے ایک حصہ نے دیوبند میں اپنا مرکز قائم کیا اور اس دینی مسلک کو اختیار کیا جس کی وہ عامل ہے - اور دوسرا حصہ اہل حدیث کہلایا ، اس نے عدم تقلید کو بنیاد قرار دے کر اسی کے مطابق دین کی تعلیمات کو پیش کرنا شروع کیا -

گذشتہ ایک سو برس میں ہندوستان کے اندر دینی رنگ میں جو اجتماعی جد و جہد نظر آ رہی ہے وہ انہی مسلکوں کے پیرؤں کی رہین منت ہے ایک تیسرا طبقہ دین عوام کا بھی تھا اور ہے لیکن ہم اسے اس لئے قابل توجہ نہیں سمجھتے کہ اس کی ساری طاقت اوپر کی دو جماعتوں کی تکفیر و تفسیق میں مسلمانوں کو دین حق سے دور لے جانے اور جاہل رسم و رواج کو فروغ دینے میں مرکوز ہے جس وقت تبلیغ اسلام کی تاریخ لکھی جائے گی تو اس گروہ کا نام مبلغین اسلام کی فہرست میں جگہ نہیں پائے گا بلکہ ان لوگوں میں جنہوں نے عوام کے اہواء و اغراض کی پیروی کی اور اسلامی ماحول میں ہندوستان کے کافرانہ عناصر داخل کر دیئے تھے ان کی حفاظت اور ترویج اور اہل حق کی مخالفت کو اپنا شعار زندگی بنا لیا وغیرہ وغیرہ"

حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم الشان خدمات اسلامی اور احیاء اسلام کے لئے بے نظیر قربانیوں سے کسے انکار ہے اور ہم ان کو سلسلہ مجددین کی ایک عظیم الشان کڑی سمجھتے ہیں لیکن ان کے علاوہ سو برس کے اندر دینی جد و جہد کا معاصر موصوف نے ایک مختصر خاکہ پیش کیا ہے اور تبلیغ اسلام کی اس سو سالہ جد و جہد میں سے جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی کو بالکل خارج کر دیا ہے - اہل حدیث کا ذکر کیا گیا ہے دیوبند کا ذکر کیا گیا ہے یا ایک تیسرے طبقہ کا ذکر ہے جو ان دو جماعتوں کی تکفیر تفسیق میں مصروف ہے اور مسلمانوں کو دین حق سے دور لے جانے میں کوشاں ہے اس لئے اسے قابل توجہ نہیں سمجھا گیا لیکن ہم گذارش کرتے ہیں جماعت احمدیہ لاہور کی تبلیغی جد و جہد سے تجاہل کیوں برتا گیا معاصر مذکور اس جماعت کی تبلیغی خدمات سے لاعلم اور ناواقف نہیں . غالباً یہ اخلاقی جرأت کا فقدان ہے یا تحریک احمدیت کے خلاف ایک مخالفانہ اور معاندانہ پروپیگنڈا سے اثر پذیری کا نتیجہ ہے جس سے "مسلمان" جیسے جریدہ کو بلند ہونا چاہیئے - ہمیں جرائد کی تعریف اور تحسین کی خواہش نہیں ہے کیونکہ یہ جماعت جو کام کر رہی ہے وہ صرف خدا تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے کر رہی ہے لیکن اس وقت تکلیف ضرور ہوتی ہے جب ایک مقالہ مضمون یا کتاب میں تبلیغ اسلام کی تاریخ کو پیش کیا جائے اور جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات کو بد دیانتی کے ساتھ نظر انداز کر دیا جائے صحیفہ نگار کی اخلاقی فرومایگی اور مصلحت اندیشیوں کو نظر انداز کیا جا سکتا ہے لیکن جب وہ ایک مؤرخ کا لباس بدلتا ہے تو اس سے مواخذہ کیا جا سکتا ہے اور اس کا محاسبہ کیا جا سکتا ہے ہمیں اس ضمن میں **مولانا عبدالماجد صاحب دریا بادی** ایڈیٹر صدق اور مولٰنا عبدالمجید صاحب قریشی مدیر ایمان پٹی کی اخلاقی جرأت کا اعتراف ہے کہ آپ نے باوجود شدید مخالفت کے جماعت احمدیہ لاہور کی تبلیغی خدمات کا اعتراف کیا ہے لیکن معاصر مسلمان کا تجاہل نفرت اور حقارت کی وجہ سے ہے اور یہ وہ آتشین جذبہ ہے جس سے انسان کا دماغی توازن قائم نہیں رہتا اور وہ انصاف نہیں کر سکتا اگر معاصر موصوف جماعت احمدیہ لاہور کو تیسرے طبقہ میں خیال کرتا ہے تو اسے کھل کر کہنا چاہیئے بین سطور لکھنے سے کسی کی اصلاح نہیں ہو سکتی اور یہ ایک مبلغ کی شان سے بعید بھی ہے

لیکن کیا ہمارے عقائد کے لحاظ سے ہمیں تیسرے طبقہ میں شامل کیا جا سکتا ہے ہماری جماعت توحید و رسالت پر ایمان رکھتی ہے ملائکہ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہے اور سب ارکان اسلامی کو بجا لاتی ہے خود مسلمان ہے اور دوسروں کو مسلمان کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے اور اس کا یہ ایمان ہے اسلام تمام دنیا پر غالب آ کے گا اور حضرت امام عصر حاضر کا ماننا اسی طرح ضروری ہے جس طرح سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے اور مسلمانوں کی تکفیر و تفسیق کو وہ بہت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے اور اس کا یہ اصول ہے کہ کوئی کلمہ گو کافر نہیں سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں اگر یہ مسلک رکھنا مسلمانوں کو دین حق سے دور لے جانے کے مترادف ہے تو پھر ہم واقعی اس کے مورد ہیں ؎

گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

باقی رہ جاتا ہے کام ہماری جماعت کے کام کو دیکھ کر اگر کوئی مؤرخ دیانت اور دلائل سے جماعت احمدیہ لاہور کے نام کو تبلیغ اسلام کی تاریخ سے خارج کر سکتا ہے تو اسے حق پہنچتا ہے کہ وہ خارج کر دے لیکن اگر وہ کام کو نظر انداز کرتے ہوئے محض ایک جذبہ حقارت سے اخفاء سے کام لیتا ہے تو ہمیں حق پہنچتا ہے کہ ہم اسے بے نقاب کریں - جماعت احمدیہ لاہور نے تین یورپین زبانوں میں قرآن کریم کا ترجمہ کر کے اس کی قریباً پچاس ہزار کاپی دنیا میں شائع کی اور انگریزی ترجمہ کی قریباً دس ہزار کاپی مفت تقسیم کی اردو ترجمہ تفسیر ۸ ہزار کی تعداد میں شائع کی ہے سیرت نبوی جس میں یورپ کے تمام اعتراضات کو صاف کیا گیا سترہ مختلف زبانوں میں ترجمہ ہو چکی ہے جن میں سے چھ یورپ کی زبانیں ہیں قریباً ۱۵ ہزار کاپی اب تک مفت شائع ہو چکی ہے - اسلامی تعلیم پر کتابیں اور رسالے قریباً تیس زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں اور مختلف زبانوں میں پچاس ہزار سے زیادہ تعداد میں مفت تقسیم کئے گئے - تبلیغ اسلام کے لئے متعدد مشن قائم کئے اور آج تک ان مشنوں کے ذریعہ سے ایک اور ڈیڑھ ہزار کے درمیان یورپین داخل اسلام ہو چکے ہیں جن میں بڑے بڑے لارڈ اور مشہور اہل قلم ہیں اور لاکھوں انسانوں کا نقطۂ خیال اسلام کے متعلق تبدیل ہو چکا ہے - ہماری جماعت نے برلن میں ایک عظیم الشان مسجد بنائی ہے - ہندوستان کے مختلف مقامات پر اسلامی مشن قائم کئے جن کے ذریعہ سے چار اور پانچ ہزار کے درمیان غیر مسلم داخل اسلام ہو چکے ہیں اور حال ہی میں دو لاکھ روپیہ سے ایک تراجم قرآن فنڈ قائم کیا ہے جو صرف قرآن مجید کے تراجم پر صرف کیا جائے گا - اتنا وسیع کام کے ہوتے ہوئے کوئی مؤرخ جماعت احمدیہ لاہور کو اشاعت اسلام کی تاریخ سے خارج کرنا چاہتا ہے تو شوق سے کر دے لیکن ہم اسے یقین دلاتے ہیں کہ اس کی یہ آواز نقارخانہ میں طوطی کی آواز ہو کر رہے گی - ہماری جماعت کو اس کام پر فخر نہیں ہے وہ اتنا کرنے کے باوجود سمجھتی ہے کہ ابھی اس نے کچھ نہیں کیا اور اسے بہت کچھ کرنا ہے لیکن ہم سوال کرتے ہیں باقی اسلامی جماعتوں نے تبلیغ اسلام کے میدان میں کون سے کارہائے نمایاں کئے ہیں جو انہیں اس تاریخ میں اندراج کا شرف بخشا جا رہا ہے اور جماعت احمدیہ کو خارج کیا جا رہا ہے دیوبند سے جو وطن پرستی اور قومیت کی آوازیں بلند ہوتی ہیں وہ تبلیغ اسلام ہیں کیا؟ یا وہ جماعت اشاعت اسلام کر رہی ہے جو آمین بالجہر رفع یدین کی دلدل میں پھنسی ہوئی ہے - اور ان جماعتوں کی افتاد سے حال ہی میں معاصر احسان کی تبلیغی تحریک کا جو حشر ہوا ہے وہ کسی تشریح کا منت کش نہیں ، ہم جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات اسلامی کے متعلق مسلم اکابر کی آراء بھی درج کرنا چاہتے تھے لیکن قلت جگہ کی وجہ سے نظر انداز کرتے ہیں اور اس نہایت مختصر مقالہ کے ذریعہ معاصر مسلمان کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ اپنے دل کو وسیع کرے اور تحریک اشاعت اسلام کا تاریخی طور پر جائزہ لیتے ہوئے انصاف سے کام لے اور اسلامی صحافت کے معیار کو بلند کرنے کی کوشش کرے ۔

مضمون نگار حضرات توجہ فرمائیں

اخبار میں پہلے بھی مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش کی گئی تھی کہ وہ اخبار پیغام صلح کے لئے اپنے بلند پایہ مضامین ارسال فرمائیں - اب پھر گذارش کی جاتی ہے کہ وہ پیغام صلح کے لئے مضامین ارسال فرمائیں - مضامین زیادہ تر سلسلہ عالیہ احمدیہ کی نمایاں خصوصیات تحریک احمدیت اور دیگر تحریکات اسلامی - تاریخ اسلامی کے سبق آموز واقعات - مغربی تحریکات اور اسلام - اور اسلام اور مسلمان کی عملی زندگی کے مختلف پہلو - دنیا کی موجودہ مشکلات کا حل صرف اسلام میں ہے وغیرہ وغیرہ موضوعوں پر ہونے چاہئیں - مضامین اخبار کے موجودہ حجم کے پیش نظر مختصر ہونے چاہئیں امید ہے دوست اس طرف فوری توجہ مبذول فرمائیں گے انشاء اللہ ان کی خدمت میں فرداً فرداً بھی تحریر کیا جائے گا ۔

منفرقات

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام وزیرآباد کا تیسرا سالانہ جلسہ

حسب معمول امسال بھی جماعت وزیرآباد کا سالانہ جلسہ مورخہ ۲۳-۲۴ مارچ ۱۹۴۴ء کو جامع احمدیہ جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم کے وسیع صحن میں منعقد ہوا صحن کو خیمہ وغیرہ سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اور بذریعہ منادی بھی اطلاع کردی گئی۔ جلسہ کے لئے پوسٹر بھی شائع کیا گیا۔ مرکز سے حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب و حضرت جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری۔ جناب مولانا مولوی سید اختر حسین شاہ صاحب مولوی فاضل بی اے۔ جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔ اے۔ سکرٹری شبان الاحمدیہ جلسہ میں شامل ہوئے۔

مورخہ ۲۳ مارچ بروز جمعرات کو چونکہ بارش تھی۔ اس وجہ سے صرف جماعت کے احباب اور چند ایک غیراز جماعت احباب ہی تشریف لائے۔ اسی وجہ مورخہ ۲۳ مارچ کو جلسہ نہیں ہوا۔ صرف حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب نے چند ایک واقعات سنائے۔ اور بد دہلی کے جلسہ کے حالات سنائے۔

مورخہ ۲۴ مارچ بروز جمعہ کو حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب نے نماز جمعہ پڑھائی اور خطبہ بھی ارشاد فرمایا اس کے بعد زیر صدارت حضرت مولانا صدرالدین صاحب جلسہ کی کاروائی شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن حکیم و نظم کے بعد حضرت شیخ عبدالرحمان صاحب مصری نے ایک نہایت ہی عالمانہ اور بصیرت افروز تقریر فرمائی۔ آپ نے مصلح موعود کی پیشگوئی پر روشنی ڈالی۔ آپ کی تقریر نہایت دلچسپ تھی۔ اور آپ نے ثابت کیا کہ جناب میاں صاحب مکرم اس پیشگوئی کے ہرگز ہرگز مصداق نہیں ہیں۔ آپ کے دلائل نہایت زبردست اور دلنشیں تھے۔ اس کے بعد جناب سید اختر حسین شاہ صاحب نے ایک مختصر سی تقریر فرمائی۔ اور بتایا کہ اسلام ہی موجودہ زمانہ میں امن قائم کرسکتا ہے اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اسوۂ حسنہ پر چل کر ہی آج دنیا میں امن قائم ہوسکتا ہے اس کے بعد پہلا اجلاس ختم ہوا۔ دوسرا اجلاس رات کے ساڑھے نو بجے شروع ہوا۔ جس میں جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے نے ایک تقریر فرمائی جس میں آپ نے ثابت کیا کہ موجودہ زمانہ کے واحد رہنما حضرت مسیح موعود ہی ہیں۔ اس کے بعد جناب سید اختر حسین شاہ صاحب مولوی فاضل بی اے نے ایک عالمانہ تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے ختم نبوت کی حقیقت کو واضح کیا۔ اور بتایا کہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ فرمان بالکل ٹھیک ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے۔ نہ کوئی پرانا نبی آسکتا ہے۔ آپ نے دونوں جماعتوں یعنی قادیانیوں اور غیراحمدیوں کے سامنے اس بات کو پیش کیا۔ اور زبردست دلائل سے ثابت کیا کہ حضور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت مسیح علیہ السلام آسکتے ہیں نہ ہی حضرت مسیح موعودؑ ہی نبی ہوسکتے ہیں آپ کی تقریر نہایت ہی دلنشیں تھی۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ ہم قبلہ جناب شیخ نیاز احمد صاحب رئیس اعظم کے ازحد شکر گذار ہیں کہ جلسہ کا تمام خرچ انھوں نے برداشت کیا۔ فقط۔ ایس عبیداللہ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام وزیرآباد۔

ایک معزز قادیانی دوست کا مکتوب

برادرم مکرم جناب آصف صاحب

السلام علیکم۔ مجھے پیغام صلح کے پرچے مل گئے ہیں۔ آپ مینجر کو ہدایت کردیں کہ اخبار پیغام صلح میرے نام جاری کردیں

...... مرزا محمود احمد صاحب کا دعویٰ مصلح موعود ہونیکا قبل از وقت ہے انھوں نے میرے خیال میں بہت جلدبازی سے کام لیا ہے کوئی موعود آج تک غیرمامور نہیں ہوا۔ اور ان کو خود غیرمامور ہونیکا اقرار ہے اور پھر موعود بھی بنتے ہیں ان ھذا لشئی عجاب۔ جناب مولانا محمد علی صاحب کی تصنیف انگریزی نیو ورلڈ آرڈر اگر چھپ گئی ہو تو میرے نام بذریعہ وی۔پی ارسال فرمائیں

والسلام۔ ع۔ ر۔ بی اے۔ احمدی۔

ایک قادیانی نوجوان دوست کا مکتوب

"مجھے ابھی تک پیغام صلح کے دو پرچے ملے ہیں جن کو پڑھ کر خوشی ہوئی میرا ارادہ ہے جو آپ سے چھپانا نہیں چاہتا کہ بندہ کوئی جلدی فیصلہ کرے مگر بعض وجوہات سے فی الحال خاموش ہوں ......

نیز سچائی کے لئے ان حالات کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے ....

اخبار میرے نام پر جاری کردیں۔

والسلام۔ س۔ د

پیغام صلح کی تبلیغی خدمات

جناب سعیداللہ صاحب خریدار اخبار پیغام صلح تحریر فرماتے ہیں:۔

جناب مینجر صاحب اخبار پیغام صلح لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

مدت سے بندہ جناب کے گرامی قدر اخبار پیغام صلح کا خریدار ہے۔ جناب کے گرامی قدر اخبار میں جتنی مذہبی تبلیغ و بحث ہورہی ہے اس کا منہ بلانے کی گنجائش نہیں ہے۔ اللہ تعالےٰ جناب اور سلسلہ کو اس سے بھی زیادہ توفیق دے آمین

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

— منشی الٰہی بخش صاحب کارکن انجمن کا اپنڈے سائٹس کا اپریشن میوہسپتال میں ہوا ہے اپریشن کامیاب رہا ہے احباب سلسلہ حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں جلد صحت عطا فرمائے

— مولانا مرتضیٰ خانصاحب کی بیٹی عزیزہ قدسیہ بعارضہ نمونیہ اور ٹائیفائڈ بیمار ہے دوستوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس بچی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ اسے شفاء عطا فرمائے آمین۔

— اخویم مولوی دوست محمد صاحب بعارضہ انفلوئنزا بیمار ہیں احباب سلسلہ مولوی صاحب موصوف کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا

سپاسنامہ

نوٹ:۔ جیسا کہ اخبار پیغام صلح میں شائع ہوا تھا اس سال کے شروع میں ہمارے محترم دوست ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ٹی۔بی سینیٹوریم ڈاڈر کو گورنمنٹ کی طرف سے خان بہادر کا اعزاز عطا کیا گیا اس موقعہ پر عملہ سینیٹوریم کی طرف سے انہیں جو ایڈریس پیش کیا گیا اس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے۔ یہ ایڈریس ہمیں تعویق سے موصول ہوا خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد صاحب سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ان بلند پایہ نوجوانوں میں سے ہیں جن کی دینی روحانی اور دنیوی ترقی اور بلندی ان معاندین سلسلہ کا دندان شکن جواب ہے جو یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور کے نوجوانوں میں دین کی روح نہیں ہے۔

"یہاں تو کا اعزاز خان بہادر جو آپ کو گورنمنٹ کی طرف سے عطا ہوا ہے یہ مخلوق خدا کی ان بے لوث خدمات کا صلہ ہے جو آپ کی زندگی کا ایک بہت بڑا اور اہم مقصد رہا ہے۔ ہم محض ماتحت ہونے کی حیثیت سے آپ کی خوبیوں کا ڈنکا نہیں بجا رہے بلکہ مشک آنست کہ خود بگوید نہ کہ عطار کے مصداق آپ جہاں جہاں بھی رہے ہیں وہاں آپ کی عدم موجودگی میں آپ کے نام نامی اور شہرت کا ڈنکا اب بھی بج رہا ہے نیز یہاں کے بیمار دوستوں نے جس اخلاص اور محبت کا مظاہرہ آپ کے اعزاز کی خوشی میں کیا ہے وہ آپ کی شہرت اور اس اعزاز کے صحیح مستحق ہونے کا ایک زندہ ثبوت ہے بلکہ ان کے جذبۂ اخلاص و شکر نے آپ کے لئے اور صرف آپ کیلئے (Fishberg) کے اس نظریہ کو کہ ٹی۔بی کا بیمار بحیثیت مجموعی ناشکرا ہوتا ہے توڑ کر رکھ دیا۔ ہمارے مکرم یہی نہیں کہ آپ صرف ڈاکٹر ہونے کے لحاظ سے اس اعزاز پر مستحق مبارکباد ہیں بلکہ بحیثیت افسر آپ ان اخلاق ستودہ صفات کے مالک ہیں کہ آپ کے ماتحت عملہ کے ہر چھوٹے اور بڑے فرد نے جہاں اجتماعی رنگ میں آپ کے اعزاز کی خوشی میں اپنے جذبات کا اظہار کیا وہاں انفرادی طور پر بھی ان کی دلی کیفیت کا نقشہ معرض ظہور میں آیا۔ اجتماعی طور پر تو یہ قرار پایا تھا کہ آپ کے گلے میں زیادہ سے زیادہ چھ سات پھولوں کے ہار پہنا دیے جائیں مگر جب وہ منظر سامنے آیا تو انفرادی جذبہ نے آپ کی گردن اور سر کو پھولوں کے اندر چھپا دیا۔ خوشی اور محبت کے اس دلکش منظر نے ناظرین کی آنکھوں سے آنسو نکلوا دیئے۔

جب خدا نے آپ کی زندگی کے ہر پہلو میں بلند اخلاق جمع کردیئے تو ضروری تھا کہ دنیاوی طور پر بھی آپ کی عزت افزائی کی جائے: ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشآء۔ ہم عملہ سینیٹوریم گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ اس نے آپ جیسی مستحق شخصیت کو اس اعزاز کے لئے چن کر اس بات کا ثبوت دیا کہ حق بحقدار رسید اور بالخصوص کرنل [illegible] (ڈپٹی ہیومن) انسپکٹر جنرل شفاخانجات کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ان کی نگاہ باریک بین نے آپ ہی کو اس اعزاز کا اصلی معنوں میں مستحق سمجھا۔ آخر پر ہم دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ آپ کو اس سے بھی بلند تر دینی و دنیاوی اعزازات بخشے۔

عملہ سینیٹوریم

مردِ مجاہد

یعنی

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد علیہ الرحمۃ

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

{محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ}

۲۱ اپریل ۱۹۴۳ء وہ تاریخ ہے کہ اس دن وہ دین اسلام کا مجاہد وہ احمدیت کا پہلوان وہ ملت کا درخشندہ ستارہ یعنے ڈاکٹر بشارت احمد علیہ الرحمۃ ہماری ان آنکھوں سے ہمیشہ کے لئے روپوش ہو گیا۔

کل من علیہا فان و یبقیٰ
وجہ ربک ذو الجلال والاکرام

زمانہ بجلی کی سرعت سے گذرتا جا رہا ہے کل کی بات ہے کہ جس کا تیرہ سو سال سے انتظار تھا وہ مجدد زمان آیا۔ یعنے چودھویں صدی کا چاند طلوع ہوا۔ ستاروں کا جھرمٹ اس کے گرد تھا۔ اور آفتاب نبوت سے لی ہوئی ہلکی ہلکی سہانی چاندنی اس پر شور دنیا کو امن کا پیغام دے رہی تھی کہ یکایک زمانے نے ورق الٹا وہ خدا کا پیارا اور امن کا شہزادہ اس دنیا سے رخصت ہوا۔ مگر اس نے جو قرآن کی مشعل اس تاریک دنیا میں روشن کی اس کے ارد گرد پروانوں کی طرح چند سعید روحیں جمع ہو گئیں تھیں جنہوں نے اس شعلۂ نور سے منور ہو کر نہ صرف اپنی زندگیوں کو روشن و بامراد بنایا بلکہ ان کی مبارک ہستیاں اور ان کے نقش پا عرصہ دراز تک اپنی چمک سے بھٹکتے ہوؤں کو منزل مقصود کا پتہ دیں گے حضرت مولانا نور الدین حضرت مولانا عبد الکریم حضرت مرزا یعقوب بیگ حضرت خواجہ کمال الدین حضرت سید محمد حسین حضرت ڈاکٹر بشارت احمد علیہ الرحمت و دیگر کئی مبارک وجود جو آج ہماری ان آنکھوں سے نہاں ہیں وہ اپنی زندگی سے مسیح موعود کی صداقت و قوت قدسی کو ثابت و درخشاں کر گئے۔ ان میں سے مؤخر الذکر بزرگ جن کو اپنے رب سے ملے ہوئے پورا ایک سال ہو گیا ہے اور جن کی یاد ان کے دوستوں کے دلوں میں اب بھی کروٹیں لے رہی ہے وہ مردِ مجاہد ہے جس کا بچپن۔ جس کی جوانی۔ جس کا بڑھاپا جہاد فی سبیل اللہ کا ایک مسلسل و روشن باب ہے۔ جو ایک اور صرف ایک ہی مقصد یعنے حق و صداقت کو سامنے رکھ کر اپنے فرائض کے مختلف پہلوؤں کو نہایت حسن و خوبی سے نبھا کر اس آزمائش گاہِ عالم میں سے بوئے گل کی طرح گذر گیا جس کی مہک پیچھے آنے والوں کی بھی رہنمائی کر رہی ہے اور جس کی گرد راہ کہکشاں کی طرح منور و نمایاں ہے۔

آئیے ہم ایک اچٹتی ہوئی نگاہ اس کی زندگی پر ڈالیں۔

بچپن } پنجاب کے ایک شہر میں بزرگوں کے زیر سایہ مشن سکول میں تعلیم کی منزلیں طے کر رہے ہیں۔ غیر معمولی فہم و فراست بلند پیشانی سے نمایاں ہے درسی کتابوں کے علاوہ مطالعہ کا شوق اور غور و فکر کی عادت بتا رہی ہے کہ یہ باریک بین دماغ بہت سی لاینحل گتھیوں کو سلجھانے کی اہلیت رکھتا ہے۔ کھیل کود کی چھوٹی سی عمر میں مسجد میں جا کر نماز باجماعت ادا کرنے کی عادت ہے مذہبی مجالس و ذکر اذکار میں جا جا کر شامل ہوتے ہیں۔ سرپرست بزرگ زمانے کی روش کو دیکھتے ہوئے آپ کے ان شغلوں کو پسند نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ کیا تو نے مسجد کا ملا بننا ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ ان کا ہونہار بچہ اپنی سکول کی تعلیم میں مصروف و محو رہے۔ کہیں یہ باتیں اس کی ترقی میں حائل نہ ہو جائیں مگر جب امتحان ہوتا ہے تو وہ مذہبی باتوں کا شوقین بچہ اپنی جماعت میں اول رہ کر ان کے دلوں کو مطمئن کر دیتا ہے۔ مشن سکول کا پادری استاد تمام جماعت کے سامنے اسلام کی تعلیم پر اعتراض کرتا ہے اور سب لڑکے شرمندہ ہو کر سر جھکا لیتے ہیں۔ ان میں مشہور علامہ اقبال بھی ہیں۔ مگر مہر سکوت سب کے لبوں پر ہے کہ یکدم وہ اسلام کا غیور فرزند بشارت احمد اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور اپنی خداداد فراست سے ایسا جواب دیتا ہے کہ کہنہ مشق استاد دم بخود رہ جاتا ہے اور مسلمان لڑکے فخر سے گردنیں اونچی کر کے اپنے ساتھی پر نظر ڈالتے ہیں۔ تاہم اس وقت کی اسلامی تعلیم جو ایک فرسودہ و من گھڑت روایات و اجتہادات پر مبنی ہو کر رہ گئی تھی اس بلند تخیل دماغ کی پرواز کے لئے ناکافی تھی مسلمانوں کی کمزوریاں و نقائص کو محسوس کر کے یہ متلاشی حق روح ہدایت کے لئے سرگرداں تھی کہ یکایک اس صدی کے مجدد کی آواز اس کے کانوں میں پڑی گویا سوکھے دھانوں پر پانی پڑ گیا اور اس سعید فطرت وجود کو قدرت کے ہاتھوں نے پکڑ کر وہ راستہ دکھا دیا جس کے لئے وہ حیران و سرگرداں تھے۔ اس گوہر نایاب نے امام زمان کی تعلیم کو صدف کی طرح جذب کر کے ایسے چمکدار موتی پیدا کئے جن کو آیندہ نسلیں اپنے گلے کی زینت بنائیں گی۔

جوانی } جس کو دیوانی کہتے ہیں شروع ہے۔ ایک معزز سرکاری عہدے پر فائز ہیں۔ معقول مشاہرہ پا رہے ہیں۔ دنیا اپنی پوری دلفریبی سے سامنے جلوہ گر ہے۔ مگر اس خوبصورت نوجوان افسر کے شغل کیا ہیں صبح کے وقت جوانی کی گہری میٹھی نیند سے بیدار ہو کر خدا کے حضور میں ہاتھ باندھے کھڑے ہیں۔ نماز سے فارغ ہو کر تسبیح و درود میں مشغول ہیں۔ روح کی غذا کے بعد جسم کی پرورش کے لئے ناشتہ تناول فرما کر اپنی سرکاری ڈیوٹی پر حاضر ہیں۔ لوگوں کے جسمانی معالج ہیں خدا نے دست شفا بخشا ہے۔ دور و نزدیک شہرہ ہے۔ مریضوں اور دکھیوں کا جمگھٹا لگا ہے۔ امیر و خوش پوش لوگ امید وار ہیں کہ یہ پہلے ہماری طرف توجہ کریں گے۔ مگر وہ سب سے پہلے بوڑھے غریب مریضوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ بوڑھی نادار عورتیں "میرا بچہ" کہکر مخاطب کرتی ہیں اور نہایت خندہ پیشانی سے سب سے پہلے ان کا کام کرتے ہیں اور اپنے اسسٹنٹ کو تاکید کرتے ہیں کہ ان غریب و بیکس مریضوں کو جلد فارغ کر دو پھر امیروں کی باری آتی ہے۔

اپریشن روم میں جلتے ہیں سمجھتے ہیں کہ مریض غریب و نادار ہے اپنے گھر کہلا بھیجتے ہیں کہ تھوڑا سا دودھ بھیج دو۔ غریب مریضوں کی اپنی جیب سے مدد کرتے ہیں۔

کاروبار دنیا سے فارغ ہو کر گھر آتے ہیں تو پھر مطالعہ کا شوق ہے یا تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ سرکاری احاطے سے پانچ وقت صدائے اللہ اکبر بلند ہو رہی ہے۔ کلام پاک کی خوش الحان تلاوت راہ گیروں کو مسحور کر رہی ہے شام ہوئی شہر کے معززین نے سینما یا کلب کا رخ کیا مگر یہاں کیا ہو رہا ہے۔ قرآن کریم کا درس شروع ہے۔ معارف و حقائق کا دریا بہہ رہا ہے اور صبح کا یہ جسمانی مسیحا شام کے وقت اپنے ہمجنسوں کو روحانی زندگی کو پاتے کے گر بتا رہا ہے۔

اس نیکی اور دینداری کو دیکھ کر عوام سید اولاد رسول کہکر مخاطب کرتے ہیں تو آپ فوراً فرماتے ہیں میں سید نہیں ہوں میں تو آل رسول کا خاکپا ہوں۔ مگر لوگ اس انکار کو خاکساری پر محمول کرتے ہیں تنخواہ آتی ہے سب سے پہلے ایک معقول حصہ الگ کر کے خدا کی راہ میں بھیجدیا جاتا ہے۔ کوئی رشتہ دار بزرگ سمجھاتے ہیں تمہارے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں ان کے لئے بھی کچھ الگ جمع کرو۔ جواب میں فرماتے ہیں ان کی فکر میرا مولا کرے گا مجھے اس پر بھروسہ ہے اپنی محنت سے پیدا کی ہوئی پاکیزہ کمائی پر گذارا ہے، بعض وقت تنگی بھی آ جاتی ہے، مگر اللہ کی راہ میں تن من دھن سے فدا ہیں۔ اپنے خاندان کی کشتی کے ناخدا ملاح ہیں۔ یتیموں و بیواؤں کے ملجا و ماویٰ ہیں۔ ضرورت مجبور کر رہی ہے۔ اور سنہری دیوتا سامنے ہاتھ باندھے کھڑا ہے مگر ناجائز پیسے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔ وہی بزرگ کہتے ہیں یہ مذہبی مجنون ہے یہ روپیہ کمانے کے ڈھنگ نہیں جانتا۔ اس کو اپنے بال بچوں کا فکر نہیں ہے۔ مگر وہ مردِ مجاہد خاموش ہے۔

جہاں جہاں بسلسلہ ملازمت رہے وہاں کے لوگ بلا لحاظ مذہب و ملت اس چشمۂ فیض سے سیراب ہوتے رہے۔ مگر ان کے غیر مسلم افسران کے رنگ کو پسند نہیں کر سکے وہ چڑ جاتے ہیں کہ یہ جہاں جاتے ہیں مذہبی فضا پیدا کر دیتے ہیں۔ ترقی میں روک بنتے ہیں مگر وہ مردِ مجاہد اس رکاوٹ کو ذرہ برابر بھی وقعت نہیں دیتا اور استغنے کی ایک ٹھوکر سے اپنا راستہ صاف کر لیتا ہے مخلوق خدا کی بے لوث خدمت ان کا شیوہ ہے۔ اور خلق خدا کی دعائیں ان کی معاون ہیں۔ وہ فرماتے ہیں میرا اللہ راضی رہے تو مجھے کسی کی ناراضگی کا خوف نہیں۔

بڑھاپا } پچپن سال کی عمر میں ریٹائر ہوتے ہیں۔ خوش ہیں کہ اب دین کی خدمت کے لئے زیادہ یکسوئی اور وقت ملے گا۔ ایک ریاست سے معقول ملازمت کی پیشکش ہوئی ہے کوٹھی اور سواری کی لالچ بھی دی جاتی ہے اور یہاں یہ حالت ہے کہ تمام عمر جو کمایا خدا کی راہ میں لٹا دیا۔ اور اب سر چھپانے کو ایک جھونپڑا بھی اپنا موجود نہیں ہے۔ مگر اس مردِ مجاہد کی بقیہ زندگی کا نصب العین کیا ہے

عمر بگذشت نماند است جز ایامے چند
بہ کہ در یاد کسے صبح کنی شامے چند

انھوں نے اپنی زندگی کی شام کو خدا کی یاد میں بسر کر کے صبح کی روشنی سے بدل لیا۔ ان کا دماغ صداقت کی اشاعت اور باطل کی سرکوبی میں ایسے ایسے نادر نکات پیدا کرتا تھا کہ عقل انسانی ششدر

وہ جاتی تھی۔ ان کے منہ سے حقیقت کے پھول برستے تھے اور ان کی قلم نے ہزاروں صفحات میں وہ موتی بکھیرے ہیں جن کی ... دنیا ... زمانے کی گردش سے ہمیشہ محفوظ رہے گی۔

محمدی جماعت اپنے اس محسن کو کبھی نہیں بھول سکتی۔ اس جماعت کا ہر فرد گواہ ہے کہ اس مرد مجاہد کے دل میں احمدیت کے لئے کس قدر جوش محبت اور غیرت موجود تھی۔ وہ کہا کرتے تھے کہ حضرت مسیح موعود اسلام کی معقولیت کو دوبارہ قائم کرنے آئے ہیں۔ وہ ہر نامعقول خیال اور حرکت سے بیزار تھے۔ مجھے ایک واقعہ یاد آیا۔ اختلاف سلسلہ سے چند سال بعد کا ذکر ہے کہ ایک عورت معہ اپنے نو دس برس کے بچے کے آپ کی خدمت میں آئی یہ عورت قادیان سے آئی تھی اور بوجہ پرانی عقیدت کے ملنے آگئی۔ آپ کی عادت تھی کہ ہمیشہ بچوں سے محبت اور شفقت سے باتیں کیا کرتے تھے۔ چنانچہ اس عورت کے بچے سے بھی مخاطب ہو کر پوچھا کس جماعت میں پڑھتے ہو وہ کہنے لگا کہ چوتھی جماعت میں۔ آپ نے پوچھا کچھ یاد ہو تو سناؤ۔ وہ بچہ جھٹ کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا:۔

"حضرت محمود خدا کے مقرر کردہ خلیفہ ہیں اور محمد علی بے ایمان ہے چونکہ قرآن چرا کر لے گیا" وغیرہ وغیرہ۔

آپ کے خوش و خرم چہرے پر یک لخت رنج و ملال کے آثار نمودار ہوئے اور ایک آہ کے ساتھ فرمایا کہ یہ جماعت کس قدر ادنیٰ ہتھیاروں پر اتر آئی ہے۔ افسوس یہ مسیح موعود کے نام لیوا ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں پھر مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جن کے پاس معقول دلائل ہوں، حق و صداقت ہو وہ ایسی گندی تدبیروں پر عمل نہیں کرتے۔ فرمانے لگے کہ ایک بار میں دورے پر ایک قصبہ میں گیا اور وہاں کے ایک سربر آوردہ شخص کے ہاں قیام کیا۔ جب بیت الخلاء میں گیا تو وہاں قدمچوں پر ... جہاں گندگی پڑتی ہے۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے نام لکھے تھے۔ فرمانے لگے کہ میں اسی وقت باہر نکل آیا اپنا سامان لے کر دوسری جگہ چلا گیا اور مسلمان کہلا کر جو ایسی ناپاک حرکت کرتے ہیں ان کی دلی خباثت پر بہت دیر تک استغفار پڑھتا رہا"۔

اکثر فرمایا کرتے تھے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب مثیل مسیح تھے اور ضروری تھا کہ آپ کی جماعت کا کثیر حصہ غلو میں گرفتار ہو کر آپ کی اصلی تعلیم سے الگ ہو جاتا۔ کیونکہ مسیح محمدی کی

بھی، تھے اسیئے خداوند کریم نے آپ کی تعلیم کو حضرت عیسیٰ کی طرح نابود ہونے سے بچا لیا۔ مسیح احمدی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

پر مسیحا بن کے میں بھی دیکھتا روئے صلیب
گر نہ ہوتا نام احمد جس پہ میرا سب مدار

آخر عمر میں تو آپ کی زبان پر قریباً ہر وقت درود شریف رہتا تھا۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور قرآن کا عشق آپ کی ہر حرکت سے نمایاں نظر آتا تھا۔

حضرت مسیح موعود سے آپ کو کس قدر عقیدت تھی اس کے لئے مجدد اعظم حصہ اول کی تمہید میں سے چند سطور ملاحظہ فرمایئے۔ لکھتے ہیں:۔ "میرے پاس اللہ تعالیٰ کے اس انعام اور احسان کا شکر کرنے کیلئے الفاظ نہیں ہیں کہ باوجود میری خرابیٔ صحت ضعف اور میری بے مائیگی و کم علمی کے اس سوانح عمری کی تالیف کے اوقات میں جناب الٰہی نے محض اپنے فضل اور رحمت سے مجھے قوت اور روشنی بخشی یہاں تک کہ میں گھنٹوں لکھتا تھا اور تکان بہت کم محسوس ہوتی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ روحانیت کا ایک چمن ہے جس کے اندر میں گلگشت میں مصروف ہوں یا علم و حکمت کے موتی ہیں جنہیں میں لوٹ رہا ہوں۔ حضرت اقدس مرزا صاحب کے قادیان کے اس نقشہ کو جو کبھی جیتا جاگتا بولتا چالتا پیش نظر ہوا کرتا تھا اس سوانح کے ذریعہ باطن کی آنکھ نے دوبارہ ایک رجحانی فلم کی طرح سامنے سے گذرتا دیکھا دل کی آنکھ نے ان مقدس بزرگوں کی پھر زیارت کی جو اس تحریک کے روح رواں تھے ان کی علم و معرفت سے پر باتیں دل کے کانوں نے پھر سنیں۔ خواب کی طرح اس فلم کے دیکھنے میں میں مصروف تھا جو ڈراپ سین گرا اور مجھے پتہ لگا کہ وہ پیکر قدس پھر چلا گیا جس کو میرے دل کی آنکھیں دیکھ رہی تھیں۔ اور جس کی توحید و حکمت کی باتیں میرے دل کے کان سن رہے تھے۔ یعنے کتاب ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی میرے دل کا وہ زخم جو حضرت اقدس کے اس دنیا سے رخصت ہونے پر لگا تھا پھر ہرا ہو گیا اور بے اختیار ایک آہ کے ساتھ وہ شعر پھر زبان سے نکل گیا جو اکثر زبان حال سے پڑھتا رہتا ہوں کہ:

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد"

اہل انصاف پڑھیں اور سوچیں کہ مندرجہ بالا سطور کے لکھنے والے کے دل میں کس قسم کے خیالات بھرے پڑے ہیں اور اس کا قلب صافی کیسے پاک جذبات سے معمور ہے۔

آہ ۲۱ اپریل ۱۹۴۳ء کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس راستباز

والد مرحوم کی یاد میں

(از جناب میاں ممتاز احمد صاحب فاروقی۔ لاہور)

۲۱۔ اپریل ۱۹۴۴ء بروز جمعہ کو والد مرحوم (حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب) کو اس دنیا سے رخصت ہوئے ایک برس ہو جائے گا۔ پچھلے سال اگرچہ وہ بدھ کے روز فوت ہوئے تھے۔ مگر ان کا جنازہ بروز جمعہ ہی اٹھایا گیا تھا۔ اور اس سال عین جمعہ کے روز ان کی برسی ہے۔ لوگ تو ایسے موقعوں پر کوئی تقریب کرتے ہیں اور بعض رسومات بجا لاتے ہیں۔ مگر ہماری جماعت ان باتوں سے بالا تر ہے۔ البتہ میں اپنی جماعت اور والد مرحوم کے دوستوں اور رشتے والوں سے یہ درخواست ضرور کروں گا کہ وہ اس موقعہ پر والد مرحوم کی مغفرت اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پانے کے لئے دعا فرمائیں۔ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم ان کے نقش قدم پر چل سکیں اور خدمت دین خلق کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کر سکیں۔

کچھ احباب نے اخبار پیغام صلح کے بشارت "احمد نمبر" میں یہ تجویز پیش کی تھی کہ والد مرحوم کی یادگار میں ان کے عشق قرآن کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن کریم کے علوم کی ایک ریسرچ اکیڈیمی قائم کی جائے۔ اس تجویز کو کہاں تک عملی جامہ پہنایا گیا ہے۔ اس کے متعلق مجھے اور کوئی اطلاع نہیں۔ شاید دیگر احباب اس پر مزید روشنی ڈال سکیں۔

والد مرحوم کے پرانے کاغذات میں سے مجھے چند ایک خطوط ملے جو مختلف بزرگان دین کے ہاتھوں کے لکھے ہوئے ہیں۔ ان میں سے ایک حضرت مسیح موعود کے دست مبارک کا لکھا ہوا ہے جس کی نقل میں ذیل میں درج کرتا ہوں:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم
محبی اخویم ڈاکٹر بشارت احمد صاحب سلمہ
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آپ کے خطوط اور نیز اخویم سید اسرار اللہ شاہ صاحب کے خطوط قریباً ہر روز آتے ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ دونوں صاحبوں کو تقویٰ و طہارت نصیب کرے۔ اور دونوں جہان میں کامیاب کرے۔ آمین۔ زندگی کا اعتبار نہیں پوری توجہ اور کوشش سے رب کریم کی طرف مشغول رہیں۔ اور مجھے کئی ایسی نسبت بار بار اور متواتر معلوم ہوا کہ میری زندگی کے دن تھوڑے ہیں معلوم نہیں کب پیغام موت آجائے۔ ایسا ہی ہر ایک کے لئے دنیا کوچ کی جگہ ہے۔ مبارک اور نیک قسمت وہی ہے جس کا خاتمہ بالخیر ہو۔ آپ دونوں صاحبوں کی ارادت اور طلب تقویٰ سے باعث خوشی ہے۔ خدا تعالیٰ خاتمہ بالخیر کرے آمین۔ باقی خیریت ہے۔ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد
۴ دسمبر ۱۹۰۵ء"

والد مرحوم کے حق میں تو حضرت مسیح موعود کی خواہش اور دعا بفضلہ پوری ہوئی کہ خاتمہ بالخیر ہوا۔ دعا ہے کہ ہم سب کا خاتمہ بالخیر کرے۔ آمین یا رب العالمین۔

زمانہ کے گذرنے سے غم کی شدت میں بھی کمی آجانی لازمی ہے۔ والد مرحوم کے فوت ہونے سے جو صدمہ ان کے عزیزوں اور احباب کو ہوا وہ آہستہ آہستہ کم ہو رہا ہے۔ مگر ان کے چلے جانے سے جو معزز اور محبوب جگہ ہمارے خاندانی حلقہ میں خالی ہو گئی تھی۔ وہ اسی طرح خالی کی خالی ہے۔ اور ہمیشہ خالی رہے گی۔ اور اسی وجہ سے ان کی یاد بھی ہمیشہ آتی رہے گی۔ اور ہمارے دلوں کو اداس کرتی رہے گی۔ اور ان کی نصائح کو یاد کر کے اور ان کی تصانیف کو پڑھ پڑھ کر ہمیشہ دلوں سے ان کے لئے دعائے خیر نکلتی رہے گی۔

---

۴۳ کو اپنے حضور میں بلا لیا۔ وہ شفیق اور پیارا باپ، وہ دوستوں کا محبوب رفیق وہ غریبوں اور بیکسوں کا سہارا، وہ جماعت کا محسن وہ علم و فضل کا بحر بیکراں وہ خدا کا مخلص و منکسر المزاج بندہ اپنے محبوب کی آواز پر لبیک کہہ کر اس کی رحمت کی آغوش میں ہمیشہ کے لئے جا بیٹھا۔ اور ہم یہ کہتے رہ گئے ؎

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

مبارک ہو وہ زندگی جو خالق کی عبادت مخلوق کی خدمت میں گذری اور قابل رشک ہے وہ موت جو خدا کی راہ میں آگئی۔ مولا کریم کے بیشمار احسانات و انعامات کا شکر ادا کرتے ہوئے ہمارے دل اس کی رضا پر راضی ہیں منجملہ ان کے یہ کیا کم ہے کہ اس نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں اس نیک ہستی اس صادق انسان کے فیض سے مستفید ہونے کی توفیق دی جو اپنے "یار" کی ہستی میں فنا ہو کر اس کے انوار کا مظہر بن گیا تھا اور ایسی نادر ہستیاں بہت کم عالم وجود میں آتی ہیں ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

ایک بہائی سے گفتگو

از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری لائلپور

۱۱ اپریل عصر کے وقت میں اخویم شیخ محمد امین صاحب کی معیت میں ڈاکٹر عبد اللطیف صاحب بہائی سے ملا۔ ڈاکٹر شیخ ظہیر الدین صاحب بھی موجود تھے۔ بہائی ڈاکٹر صاحب سے جو گفتگو ہوئی سوال و جواب کے رنگ میں سپرد قلم کرتا ہوں شاید کسی کو فائدہ پہنچ جائے۔

احمدی:- تمام انبیاء حتیٰ کہ عیسائیوں کے خدا (حضرت عیسےٰ) اور بہائیوں کے خدا (جناب بہاء اللہ) نے بھی داڑھی رکھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی رکھنا کوئی اچھا فعل ہے اور تمام راستبازوں کے چہروں کی زینت قرآن کریم کو تو آپ نے اسلئے چھوڑا کہ وہ (نعوذ باللہ) آپ کے بقول بے اثر ہو چکا ہے مگر کتاب اقدس نے آپ پر یہ اثر کیا کہ آپ نے داڑھی منڈوا ڈالی۔ کتاب اقدس اور جناب بہاء اللہ کے دامن سے لگ کر راستبازوں کی ایک خاص نشانی سے آپ محروم ہو گئے۔ امریکہ کے بہائی بھی عیسائی تھے انہوں نے بھی کتاب اقدس یا جناب بہاء اللہ سے کوئی اثر نہیں لیا رہ گئی لاہور کے سردار پریتم سنگھ کی داڑھی سو وہ کتاب اقدس کے اثر سے نہیں بلکہ گورو گوبند سنگھ کے اثر سے رکھی گئی ہے۔

کتاب اقدس نے تمام دنیا میں کیا انقلاب پیدا کرنا ہے وہ تو سردار پریتم سنگھ میں بھی انقلاب نہ پیدا کر سکی۔ سکھی دھرم نے جو ان کا نام رکھا اور حلیہ قائم کیا آج بھی وہی ہے۔ سردار صاحب اگر قرآن کریم پر ایمان لاتے تو آج دنیا دیکھتی کہ سر کے کیسوں سے آزاد۔ لبیں بنی ہوئیں۔ عبد اللہ یا غلام محمد کے نام سے پورے پورے مسلمان نظر آتے۔

بہائی:- حضرت بہاء اللہ نے داڑھی کو کوئی خاص اہمیت نہیں دی۔

احمدی:- اہمیت تو اسی سے ظاہر ہے کہ انھوں نے خود داڑھی رکھی۔

بہائی:- ہمارے بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ ہر ملک کی مجلس عظمےٰ اپنے حالات کے مطابق اس کا فیصلہ کرتی ہے اور یہ ایسی چیز ہے کہ دنیا میں ایک وحدت قائم ہو جاتی ہے۔

احمدی:- ہر ملک کی مجلس عظمےٰ اپنے ملکی حالات کے مطابق فیصلہ کی مختار بھی ہے اور پھر تمام دنیا میں وحدت کے خواب بھی دیکھے جا رہے ہیں۔ چہ خوش۔ وحدت نہیں صاحب بلکہ اس سے افتراق پیدا ہو گیا۔ مثلاً ہندوستان کی مجلس عظمےٰ میں سردار پریتم سنگھ کی برادری کا غلبہ ہو جائے اور فیصلہ کیا جائے کہ سروں پر کیس رکھ لو تو ہندوستان کے بہائیوں کو کیس رکھنے پڑیں گے۔ گائے حرام۔ جھٹکا اور خنزیر حلال ہے تو مجلس کے ان فیصلوں کے مطابق بہائی مذہب کے پیرو جھٹکا اور خنزیر کھانا شروع کر دیں گے اور ایران کی مجلس عظمےٰ۔ سر منڈانے اور گائے حلال اور جھٹکا اور خنزیر کے حرام ہونے کا فیصلہ کرتی ہے تو یہ بھی درست۔ اب ایک سیاح ایران میں تو بہائی مذہب میں سر منڈانا ضروری گائے حلال اور جھٹکا اور خنزیر کو حرام دیکھتا ہے مگر جونہی ہندوستان میں پہنچتا ہے تو بہائیوں کے سروں پر کیس دیکھتا گائے کو حرام اور خنزیر کو حلال دیکھتا ہے۔ وہ تو یہی فیصلہ کرے گا کہ بہائیت کوئی مذہب نہیں ایک سوسائٹی کا نام ہے جس کا ہر ملک کے مطابق جدا عقیدہ اور رنگ ہے۔

جھٹکا اسلئے حرام ہے کہ یکدم گردن کٹ جانے سے سارا خون اندر رہ جاتا ہے اور گوشت کو زہریلا کر دیتا ہے۔ اور خنزیر کو اسلئے حرام قرار دیا گیا کہ سو درجہ کی حرارت پر پک جانے کے باوجود اس کے گوشت کے کیڑے نہیں مرتے اور کھانے والے انسان کے بدن کے اندر رینگتے پھرتے ہیں اور طرح طرح کی بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔ علاوہ ازیں خنزیر ایک بے غیرت جانور ہے اس کا گوشت انسان کو بے غیرت بنا دیتا ہے۔ مگر بہائی مجلس عظمےٰ کا فیصلہ ہے کہ جادو۔ جھٹکا ذبیحہ بن جاتا ہے اور خنزیر بے غیرت سے باغیرت ہو جاتا ہے اور آپ ڈاکٹر ہونے کے باوجود کچھ نہیں سوچ سکتے اس لئے کہ مجلس عظمےٰ کا یہی فیصلہ ہے۔ اس کے مقابلہ میں دیکھئے کہ جھٹکا اور خنزیر اگر عرب میں حرام ہے تو تمام دنیا کے مسلمانوں کے نزدیک حرام ہے اور دنیا کے کسی طبقہ کے مسلمانوں کی کوئی مجلس اسے حلال قرار نہیں دے سکتی اسی طرح گائے حلال ہے تو سب جگہ حلال ہے۔

بہائی:- کیا حضرت امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام حنبل، امام مالک نے فقہ کے مسائل میں اختلاف نہیں کیا اس پر چاروں امام برحق ہی ہیں۔

احمدی:- آپ دکھا دیجئے کہ ان چاروں اماموں میں سے کسی ایک کے نزدیک گائے حرام جھٹکا اور خنزیر حلال ہو ایک امام تو کیا سارے امام مل کر بھی جھٹکا اور خنزیر کو حلال اور گائے کو حرام نہیں قرار دے سکتے۔ یہ بہائی مجلس عظمےٰ کو ہی شرف حاصل ہے کہ دین ان کے ہاتھ میں کھلونا بن رہا ہے کہ دنیا کے ایک طبقہ میں مجلس کے فیصلوں کے مطابق سر پر کیس۔ گائے حرام۔ جھٹکا اور خنزیر حلال اور دوسرے طبقہ میں کیس ندارد۔ گائے حلال اور جھٹکا اور خنزیر حرام اور پھر لطف یہ کہ دونوں طبقے اپنے اپنے خیال کے مطابق بہائی مذہب پر عمل کر رہے ہیں۔

بہائی:- اس دن کی ملاقات میں آپ میری ایک بات کو اچھی طرح سمجھ نہیں سکے۔ امر بہائی میں اندھا دھند مان لینے کو منع فرمایا ہے۔

احمدی:- اگر ایسا ہو تو بہت مبارک ہے مگر آپ کا اپنا بیان یہ تھا کہ نار پر نور کا حکم دیا جائے تو ہم ہی مانیں گے یہ اندھا دھند ماننا نہیں تو اور کیا ہے اسلام نار کو نار اور نور کو نور قرار دیتا ہے اور اس پر بھی تدبر سے کام لینے کی کھلی اجازت بخشتا ہے۔ اندھا دھند نہ ماننے کا دعوےٰ اور نار کو نور مان بھی لینا دو متضاد چیزیں ہیں۔ خیر ایک چیز اور بھی سمجھا دیں اور وہ یہ ہے کہ کتاب اقدس میں لکھا ہے۔ حرمت علیکم ازواج آباء کم۔ حرام قرار دی گئیں تم پر تمہارے باپوں کی بیویاں اب اگر ایک شخص اپنی بہن یا بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے کیا حکم ہے؟

بہائی:- ہمارے ہاں یہ ضروری ہے لڑکا۔ لڑکے کی ماں لڑکے کا باپ، لڑکی۔ لڑکی کی ماں۔ لڑکی کا باپ ان چھ آدمیوں کی حاضری ہو۔ اب جو شخص اپنی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا ہے اسے ان چھ آدمیوں کی حاضری میسر نہیں آسکتی یعنی زیادہ سے زیادہ لڑکی ہے اس کا باپ ہے (جو شادی کرنا چاہتا ہے) اور لڑکی کی ماں ہے گویا کل تین آدمی ہی بنے اور ہونے چاہئیں کل چھ اسلئے یہ شادی نہیں ہو سکتی اور یوں اپنی بیٹی سے نکاح ناجائز ثابت ہوا۔

احمدی:- ایک یتیم لڑکی جس کے ماں باپ مر چکے ہوں فرض کریں ایک ایسے لڑکے سے بیاہی جا رہی ہو جو خود بھی یتیم ہے اور ماں باپ مر چکے ہیں۔ ان یتیموں کا نکاح کس طرح ہو گا۔

بہائی:- چار آدمی باہر سے بطور ولی لئے جائیں گے اور یوں چھ کی گنتی پوری کر کے نکاح کر دیا جائے گا۔

احمدی:- خوب اب غور کیجئے جو شخص اپنی بیٹی سے نکاح کرنا چاہتا ہے اس کے پاس تین آدمی تو موجود ہیں یعنی لڑکی اس کا باپ (جو شادی کر رہا ہے) اور لڑکی کی ماں۔ اب تین آدمیوں کی اور ضرورت ہے۔ باہر سے جب چار آدمی بطور ولی لائے جا سکتے ہیں تو تین آدمی کیوں نہیں لائے جا سکتے اور یوں اپنی بیٹی سے نکاح جائز ثابت ہوا۔

بہائی:- ...... (خاموش رہے)

احمدی:- پھر دیکھئے جو شخص اپنی بہن سے نکاح کرنا چاہتا ہے اس کے پاس چار آدمی موجود ہیں۔ یعنی ایک وہ خود ایک لڑکی۔ ایک لڑکی کی ماں۔ ایک لڑکی کا باپ اب باہر سے صرف دو آدمی لینے کی ضرورت رہی اور یوں بہن سے نکاح بھی جائز ہوا۔ آپ فرمایئے اس ناپاکی کو روکنے کے لئے کتاب اقدس آپ کی کیا امداد کرتی ہے؟ کچھ نہیں۔

اچھا اب یہ فرمایئے۔ آپ کا اپنا عمل کیا ہے۔ کیا آپ کے ہاں بہن بیٹی سے شادی جائز ہے؟

بہائی:- ہمارے ہاں بہن اور بیٹی سے شادی ناجائز سمجھتے ہیں اور اس بارے میں ہم قرآن کریم کے حکم کے ہی پابند ہیں۔

احمدی:- آخر آپ کو پڑ گئی نہ ضرورت قرآن کی اور گویا (نعوذ باللہ) بے اثر قرآن آج بھی اپنا اثر دکھا رہا ہے اور کس طرح کتاب اقدس کو شکست فاش دے رہا ہے۔ قرآن کریم کو چھوڑ کر آپ نے ایک ایسی کتاب کو لیا ہے جو آپ کی مشکلات کا حل پیش نہیں کرتی اور آپ کو مجبوراً پھر قرآن کریم کی پناہ لینا پڑی ہے۔ خدا آپ کو قرآن کریم پر پورے پورے ایمان کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ہاں تو یہ فرمایئے کہ حرمت علیکم ازواج آباء کم کے آگے کتاب اقدس میں یہ جو لکھا ہے کہ:

انا نستحی ان نذکر حکم الغلمان

تحقیق ہمیں حیا آتا ہے کہ ہم لونڈوں کے بارے میں حکم کریں۔ یہ لونڈوں کے بارے میں کیا حکم ہے جس کے بیان کرنے میں بہائیوں کے خدا کو حیا آ گیا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ لیال ...... کا جواز ہے اور اسے کھول کر بیان کرنے میں حیا دامنگیر ہوئی ہے

. . . . ایسے احکام تو حیا کا موجب نہیں ہو سکتے ہاں ایسے ناپاک افعال کی اجازت ہی شرمناک ہو سکتی ہے۔

بہائی:- میں اس بارے میں پھر کا

عرض کر سکوں گا۔

احمدی :- بہت اچھا ہمیں کوئی جلدی نہیں۔ انشاء اللہ ہماری متواتر ملاقاتیں ہوتی رہیں گی اور ہو سکتا ہے کہ خدا آپ پر حق کو کھول دے اور آپ پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلقہ بگوش ہو جائیں۔ میں صبح آپ کو ایک نسخہ عربی قرآن کریم کا بطور تحفہ بھیجوں گا تلاوت کیا کیجئے۔ اور خدا سے متواتر دعائیں کیجئے۔

جدا ہوتے وقت میں نے عرض کیا کہ جناب بہاء اللہ کی وصیت میں نے پڑھی ہے۔ اس میں فرمایا گیا ہے کہ میرے بعد میرا بیٹا جانشین ہو۔ اس کے بعد اس کا بڑا بیٹا اور اسی طرح یہ سلسلہ ہماری نسل میں ہی قائم رہے باہر سے کوئی آدمی نہ لیا جائے۔ اگر بیٹے کا بیٹا نہ مل سکے تو بیٹی یا بہن کا بیٹا لے لیا جائے مگر یہ چیز رہے خاندان کے اندر۔ کیا یہ پیری مریدی نہیں اور بہائیت ایک گدی نہیں اس روشن زمانے میں گدی اور پیروں مریدوں کو پاکھنڈ قرار دے کر معقول طبقہ اس سے نفرت اور بیزاری کا اعلان کر چکا ہے اور جناب بہاء اللہ ہیں کہ اسی پاکھنڈ کو پھر رواج دے رہے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ اگر جناب بہاء اللہ کے خاندان میں کودن پیدا ہو رہے ہوں تو ہندوستان، افریقہ، امریکہ کا کوئی مقدس بہائی جانشینی کے لئے نہ چنا جائے؟ کیا یہ چیز بہائیت کو ایک خاندان میں محدود نہیں کر دیتی کہ جانشینی کا شرف اس خاندان سے باہر کسی اور کو ملتا ہی نہیں؟ کیا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے کسی نے آج تک یہ پابندی لگائی ہے کہ میرا جانشین صرف میری نسل سے ہی ہو اور باہر سے کبھی کوئی شخص لیا نہیں جا سکتا کیا حضرت نبی کریم صلعم نے ایسا کیا ہے۔ کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ حضرت عمر۔ حضرت عثمان حضرت علی رضوان اللہ تعالے علیہم اجمعین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے تھے۔ کیا بیسیوں خلفاء ایسے نہیں گذرے جنہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے دور کا تعلق بھی نہ تھا۔ آپ تو ماشاء اللہ سمجھدار بزرگ ہیں غور فرمایئے کیا بہائیت ایک کھلی ہوئی پیری مریدی نہیں اور پیروں کی طرح ایک گدی نہیں۔ بہائی :- جانشینی کو اپنی نسل میں رکھ کر گدی تو ضرور بنائی گئی ہے۔

احمدی :- خدا آپ کو سوچنے کی توفیق دے۔ آمین۔

لائل پور میں جلسہ اور مباحثہ

۲۹-۳۰ مارچ لائلپور کی جماعت کا سالانہ جلسہ تھا۔ مگر بارش کی وجہ سے موسم اس قدر خراب تھا کہ جلسہ گاہ (عید باغ) میں پانی ٹھہرا ہوا تھا، بادل نخواستہ جلسہ ملتوی کر دیا گیا اور مرکز لاہور میں بذریعہ تار اطلاع کر دی گئی لیکن ۲۸ مارچ کو یکایک مطلع صاف ہو گیا اور کھلی دھوپ نکل آئی۔ جماعت کی طرف سے اصرار ہوا کہ مرکز میں دوبارہ تار دے کر بزرگوں اور مبلغین کو بلوایا جائے۔ جناب مولانا سید اختر حسین شاہ صاحب گیلانی۔ بی اے مولوی فاضل وزیر آباد کے جلسہ سے فارغ ہو کر چند روز پہلے ہی سیدھے لائلپور تشریف لے آئے تھے۔ شاہ صاحب مکرم کی صحبت سے احباب نے بہت کچھ فیض حاصل کیا۔

۲۹ مارچ عصر کے وقت جناب ڈاکٹر عبد اللطیف بہائی سے جناب مولانا سید اختر حسین شاہ صاحب کا تبادلہ خیالات مقرر ہو چکا تھا۔ الحاج جناب شیخ میاں محمد صاحب کی کوٹھی پر احباب جمع ہو گئے اور تبادلہ خیالات شروع ہوا۔ بہائی ڈاکٹر صاحب نے ۲۸ منٹ تک جناب بہاء اللہ کے دعوے پر ازروئے قرآن کریم روشنی ڈالی اور قریباً قریباً وہ تمام آیات پڑھ ڈالیں جو قادیانی حضرات، اجرائے نبوت کی ناکام کوشش میں پیش کیا کرتے ہیں جناب ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول ہمیشہ آتے رہیں گے چنانچہ آج بھی ایک رسول جناب بہاء اللہ آیا اور اس کی کتاب اقدس نے قرآن کریم کو منسوخ کیا وغیرہ وغیرہ۔

جناب ڈاکٹر صاحب کے بعد جناب مولانا اختر حسین شاہ صاحب نے جوابی تقریر شروع کی اور "کوکب ہند" "پیامبر" وغیرہ بہائی رسالوں کے حوالجات سے ثابت کیا کہ جناب بہاء اللہ کا دعوےٰ رسالت کا ہرگز ہرگز نہ تھا، اس پر جناب ڈاکٹر صاحب نے بیساختہ فرمایا کہ ہاں جناب بہاء اللہ کا دعوےٰ رسالت کا نہ تھا ہم بہاء اللہ کو خدا مانتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کے اس اقرار پر شاہ صاحب مکرم نے ڈاکٹر صاحب کو نہایت مضبوطی سے پکڑا اور فرمایا کہ جب بہاء اللہ کا دعوےٰ رسالت کا ہے ہی نہیں تو پھر اجرائے رسالت کے متعلق مزعومہ آیات قرآنی کا پیش کرنا کیا معنے رکھتا ہے؟

تمام مجلس نے دیکھا کہ ڈاکٹر صاحب کے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا اور ایک موقعہ پر تو جناب ڈاکٹر صاحب اس قدر گھبرا گئے کہ اٹھ کر چلنے لگے مگر جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے فوراً ہی یہ کہکر کہ آپ ہم سے دوستانہ گفتگو کر رہے ہیں آپ کے پاس حق ہے تو ہمیں دے دیجئے اور اگر ہمارے پاس حق ہے تو آپ لیجئے ہم ہار جیت کے خیال سے ہرگز یہ گفتگو نہیں کر رہے ڈاکٹر صاحب کو پھر بٹھا لیا۔

جناب شاہ صاحب مکرم نے بہاء اللہ کے خدائی دعوے کہ میں تمہارا معبود ہوں میں ہی تمہارا مسجود ہوں، میں ہی تمہاری دعائیں سنتا اور قبول کرتا ہوں۔ میری طرف ہی تم منہ کر کے نماز پڑھو۔ میرے مرنے کے بعد میری قبر کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو وغیرہ وغیرہ کفریات پر سیر کن بحث فرمائی اور فرمایا کہ انسان کے جامہ میں خدا کا آنا یہ وہی مشرکانہ عقیدہ ہے جو رام، کرشن اور مسیح کے پجاریوں کی طرف سے ہزاروں سال پہلے پیش ہو چکا ہے، بہاء اللہ کا دعوےٰ بھی اسی پرانے مشرکانہ عقیدہ کی صدا کے بازگشت ہے۔ اور بہاء اللہ نے اگر کچھ کیا تو سوائے اس کے اور کچھ نہیں کیا کہ ایک مشرکانہ عقیدہ کو زندہ اور تازہ کرنے کی کوشش کی۔ سبحان اللہ قرآن کریم کو نعوذ باللہ منسوخ کرنے والی کتاب اقدس کی شریعت کا نمونہ یہ ہے :-

حرمت علیکم ازواج آباءکم۔

تم پر تمہارے باپوں کی بیویاں حرام کی گئیں لیکن سوال ہوتا ہے کہ کیا بیٹے کی بیوی حلال ہے؟ بہن حلال ہے؟ بیٹی حلال ہے؟ علیٰ ہذا تو اس کا جواب کتاب اقدس میں کچھ نہیں ملتا۔ کیا اسی بل بوتے پر قرآن کریم کو منسوخ کرنے کا حوصلہ ہو رہا ہے؟ پھر حکم ہوتا ہے :-

ومن اتخذ ابکرًا الخدمتہ لاباس علیہ۔

جو کوئی اپنی خدمت کے لئے ایک کنواری رکھے اس پر کوئی گناہ نہیں پر کنواری عورت اپنی بیوی کے علاوہ رکھنا ہے، یہ وہی بدمعاشی ہے جو یورپ میں کی جا رہی ہے کہ سکرٹری کے نام پر ایک نوجوان عورت رکھ لی جاتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

غرض بہائیت کے متعلق ڈاکٹر صاحب کی ۲۸ منٹ والی تقریر درہم برہم ہو کر رہ گئی اور اجرائے رسالت والی مزعومہ آیات کی بنا پر جو عمارت کھڑی کی گئی تھی دھڑام سے نیچے آ رہی۔ تمام مجلس پر بہت خوشگوار اثر پڑا اور خود ڈاکٹر صاحب جو کہ ربوہ سے تشریف لائے ہیں اور کٹر بہائی ہیں سخت پژمردہ اور اداس نظر آتے تھے۔ چند حضرات ایسے بھی شریک مجلس تھے جنہیں ڈاکٹر صاحب موصوف رات دن بہائیت کی تبلیغ فرمایا کرتے تھے۔ دعا ہے کہ اللہ کریم ڈاکٹر صاحب کو ہدایت فرما کر پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام میں شریک فرمائے۔ آمین۔

۲۹ مارچ رات عید باغ میں جلسہ تھا "ختم نبوت" پر جناب مولانا سید اختر حسین شاہ صاحب کا لیکچر ہوا۔ جناب شاہ صاحب نے قرآن کریم۔ احادیث اور لغت کے متعدد حوالجات سے آیت خاتم النبیین پر زبردست روشنی ڈالی اور ثابت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یعنے آخری نبی ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد نہ کوئی نیا نبی آ سکتا ہے نہ پرانا۔ پبلک پر اس عالمانہ لیکچر کا گہرا اثر پڑا۔ شاہ صاحب مکرم کے بعد جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے ختم نبوت پر ہی ایک مختصر مگر جامع الفاظ میں تقریر کی اور دلچسپ پیرائے میں اجرائے نبوت کے نقصانات گنوائے۔

۳۰ مارچ کو مرکز سے حضرت مولانا صدر الدین صاحب اور جناب مولانا شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری ۲ بجے دن کی گاڑی سے تشریف لائے، احباب سٹیشن پر استقبال کے لئے موجود تھے مگر افسوس بعض ایسی وجوہ سامنے آ گئیں کہ جلسہ ملتوی کرنا پڑا۔

(نامہ نگار)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر: ایس۔ محمد آصف بی اے — جائنٹ ایڈیٹر: شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ م ۲۶ اپریل ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۷

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددین کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا

قرآن مجید کی پہلی آیت

صحابہؓ اور موجودہ مسلمانوں میں فرق

مسلمانوں کیلئے قوت محرکہ صرف قرآن مجید ہونا چاہیئے

ایمان آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھوٹ کر نکلتا ہے

ہر ایک کارکن خدا تعالیٰ کے حضور اپنے کام کا جوابدہ ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مؤرخہ ۲۱۔ اپریل ۱۹۴۴ء

الم۔ ذالک الکتب لاریب فیہ ھدًی للمتقین۔ (البقرہ)

سورۃ البقرہ کی پہلی آیت سورۃ البقرہ جو ویسے شمار میں دوسری سورت ہے لیکن فی الحقیقت یہ قرآن کی پہلی سورۃ ہے کیونکہ اس سے پہلے سورۃ فاتحہ ہے۔ جو قرآن کریم کا خلاصہ ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں قرآن مجید کی تمہید ہے۔ یہ آیت جو میں نے ابھی پڑھی ہے یہ سورہ البقرہ کی پہلی آیت ہے یوں سمجھنا چاہیئے کہ یہ قرآن مجید کی پہلی آیت ہے۔ اس آیت کا مضمون کیا ہے؟ مذہبی کتابوں میں کوئی کتاب ایسی نہیں جس میں اس جامعیت کے ساتھ اس کتاب کی غرض و غایت کو بیان کر دیا ہو جس طرح قرآن کریم نے اس سب سے پہلی آیت میں اپنی غرض و غایت کو جامعیت کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔

ذالک اور کتاب کے معنے ذالک عربی زبان میں دو طرح استعمال ہوتا ہے ایک تو اشارہ بعید کے لئے استعمال ہوتا ہے جیسا کہ ہم اپنی زبان میں "وہ" کہتے ہیں اور دوسرے عظمت کے ظاہر کرنے کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔ یہ کتاب تو سامنے تھی ذالک الکتب میں یہ بتایا کہ یہ عظیم الشان کتاب ہے۔ کتاب کیا چیز ہے؟ کتاب اصل میں لکھنے کو کہتے ہیں۔ کتاب اس تحریر کو کہا جاتا ہے جس میں کسی ایک مضمون کو جامعیت کے ساتھ بیان کر دیا گیا ہو اور اس مضمون کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہو ایک معمولی چٹھی کو بھی کتاب کہہ دیتے ہیں کیونکہ اس میں بھی اس سارے مضمون کو جو آدمی کے دل میں ہوتا ہے سارا بیان کر دیا جاتا ہے، قرآن کریم کی ہر ایک سورۃ کو بھی کتاب کہتے ہیں کیونکہ ہر سورۃ میں جامعیت کے ساتھ ایک مضمون کو بیان کر دیا ہے، اور سارے قرآن مجید کو بھی کتاب کہتے ہیں، فرمایا ذالک الکتب جب کتاب کہا تو یہ ضروری تھا کہ بتایا جائے کہ یہ کسی مضمون کو جامعیت کے ساتھ اپنے اندر رکھتی ہے (لاریب فیہ اس میں شک کی نفی ہے یعنی جو کچھ اس کے متعلق کہا جا رہا ہے وہ یقینی اور قطعی ہے کوئی شک نہیں) یہ ھدی للمتقین ہے۔

ہدایت کے معنی ھدًی مصدر استعمال کیا ہے اور قاعدہ یہ ہے کہ زبان عربی میں کسی کمال کو بیان کرنا ہو تو مصدر استعمال کرتے ہیں، مثلاً کسی کی سخاوت کی تعریف کرنا ہو تو کہیں گے انہ جود کہ وہ سخاوت ہے اور یہاں بجائے ھاد کے ھدی کو استعمال کر کے بتایا ہے کہ اس نے ہدایت کو کمال کو پہنچا دیا ہے، ہدایت کیا چیز ہے۔ ھدایۃ کے معنی ہیں الرشاد والدلالۃ بلطف الی مایوصل الی المطلوب یعنی لطف کے ساتھ لے جانا اور رہنمائی کرنا اس کی طرف جو مطلوب یعنی منزل مقصود تک پہنچا دے۔

اس آیت کا حقیقی مفہوم یہ کتاب راہ دکھانے والی ہے ناقص معنی ہیں صحیح معنے یہ ہیں کہ یہ کتاب متقیوں کو اس رستے پر چلانے والی ہے جو ان کو اصل مقصود تک پہنچانے یعنی اس مقام تک پہنچا دے جو انسانی زندگی کا اصل مقصد ہے۔ اس آیت میں یہ بتایا کہ قرآن مجید کیا چیز ہے؟ ایک کتاب ہے جس میں اس مضمون کو جامع رنگ میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان کس راہ پر چل کر اپنی زندگی کے اصل مقصود کو حاصل کر سکتا ہے۔

سورۃ فاتحہ کی ایک آیت اھدنا الصراط المستقیم کے معنی کرتے ہوئے بھی بعض وقت غلطی کرتے ہیں اس کے معنے یہ نہیں کہ ہم کو سیدھا رستہ دکھا بلکہ یہ معنے ہیں کہ ہم کو سیدھے رستہ پر چلا۔ دکھانا صرف ایک حصہ ہے۔ دراصل یہ کتاب چلانے والی ہے۔ سیدھے راستہ پر۔

قرآن شریف کے نام قرآن شریف کے بہت نام آئے ہیں مثلاً اسکو کتاب بھی کہا گیا ہے ھدی بھی کہا گیا ہے نور بھی کہا ہے ذکر بھی کہا ہے قرآن بھی کہا ہے اور بھی بہت سے نام ہیں مگر ان ناموں میں دو نام بڑے نمایاں ہیں ایک کتاب اور ایک ھدی یہی دو نام بہت کثرت کے ساتھ آئے ہیں اور پھر اس کے نام ھدی کو یہ خصوصیت دی ہے کہ اس کے ساتھ دوسرے ناموں کو جمع کیا ہے۔ مثلاً کہیں فرمایا ھدی و نور۔ کہیں فرمایا ھدی و شفاء۔ کہیں فرمایا ھدی و رحمۃ کہیں فرمایا ھدی و ذکری، کہیں فرمایا ھدی و موعظۃ۔ یہاں تک کہ آتا ہے ھدی و نور، سو ھدی کا لفظ بڑی کثرت کے ساتھ دہرایا گیا ہے اور اس کو قرآن کے دوسرے تمام ناموں میں ایک خاص امتیاز دیا گیا ہے بتانا یہ مقصود ہے کہ یہ کتاب انسانوں کو کسی رستہ پر چلانے والی ہے۔

کونسی چیز چلا سکتی ہے آپ جانتے ہیں کونسی چیز چلا سکتی ہے مثلاً انجن گاڑیوں کو آگے چلاتا ہے کیونکہ اس میں طاقت ہے آگے چلانے کی قرآن مجید آگے چلاتا ہے اور منزل مقصود تک پہنچاتا ہے کیونکہ اس میں طاقت ہے آگے چلانے کی مگر مسلمان اس بات کو نہیں سمجھے اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں نے قرآن مجید کا احترام بڑا کیا۔

ابتدائی دور کے مسلمان اور آج کے مسلمان

ایک بات میں آج کے مسلمانوں اور ابتدائی دور کے مسلمانوں میں فرق نمایاں ہے، وہ لوگ قرآن مجید کو ایک چلانے والی اور محرک کتاب سمجھتے تھے اگر ان کو چلاتا تھا تو قرآن چلاتا تھا اور ٹھہراتا تھا تو قرآن ٹھہراتا تھا۔ لیکن آج مسلمان قرآن کریم کا احترام تو کرتے ہیں لیکن قرآن کو حرکت میں لانے والی طاقت سمجھنے والی طاقت نہیں مانتے۔ بعض وقت

تعلیم ونتنگ پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

نفس کی خواہش سے حرکت کرتے ہیں اور بعض وقت قانون اور رسم و رواج کے ماتحت حرکت کرتے ہیں حالانکہ ایک مسلمان کو چلانے والی چیز جو ہونی چاہیئے وہ قرآن مجید ہونا چاہیئے یہ فرق ہے آج کے مسلمانوں میں اور پہلے مسلمانوں میں ان کو قرآن چلاتا تھا لیکن آج کے مسلمانوں کے لئے قرآن حرکت پیدا کرنے والی چیز نہیں رہی اور نہ لوگ اس غرض سے قرآن مجید پڑھتے ہیں ابتدائی دور کے مسلمانوں میں حرکت پیدا کرنے والی چیز قرآن تھا قرآن مجید ان کے لئے قوت متحرکہ تھی۔ وہ جدھر قرآن لے جاتا ادھر چلتے تھے۔

حضرت عمرؓ کا ایک واقعہ

حضرت عمرؓ کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ نے لوگوں کو جمع کیا اور منبر پر چڑھے اور فرمایا کہ اے لوگو تم کیا اپنی عورتوں کے مہر کو بڑھاتے ہو حالانکہ آنحضرت صلعم کے زمانہ میں ایسا نہیں تھا یہ سن کر ایک عورت سامنے آئی اور اس نے کہا اے خطاب کے بیٹے تو ہم کو روکتا ہے اور اللہ ہم کو دیتا ہے اور اس نے یہ آیت پڑھی وا تیتم احدٰھن قنطاراً فلا تاخذوا منہ شیئاً جس میں عورتوں کو سونے کے ڈھیر دینے کا ذکر ہے یعنی سونے کا ڈھیر بھی مہر میں دیدو تو اس میں سے کچھ نہیں لے سکتے۔ تو آپ نے اس عورت کے جواب میں فرمایا نساء المدینۃ افقہ من عمر۔ مدینہ کی عورتیں عمر سے زیادہ سمجھدار ہیں۔

ہر ایک فعل قرآن کے مطابق ہونا چاہیئے

سو قرآن مجید ہی انہیں حرکت میں لانے والی چیز تھی اور قرآن کی آیت ہی انہیں خاموش بھی کر دیتی تھی یہ چیز ہے جسے پیدا کرنے کی آج ضرورت ہے جب تک کہ قرآن مجید کو چلانے والی طاقت نہ مانیں اس وقت تک صحیح ایمان نہیں پیدا ہو سکتا۔ ہمارا ہر ایک قول اور ہر ایک فعل قرآن مجید کے مطابق ہونا چاہیئے اس ارادہ کو لیکر انسان کو قرآن مجید کو پڑھنے کہ جو چیز یہ کرنے کو کہیگا وہی کروں گا اور جس چیز سے یہ منع کرے گا اس سے رک جاؤں گا جب تک اس نیت سے نہ پڑھے اس وقت تک قرآن ہدایت نہیں بن سکتا جس طرح انجن گاڑیوں میں چلنے کی قوت پیدا کرتا ہے اسی طرح چلنے کی قوت قرآن مجید سے پیدا ہونی چاہیئے یہ ہے اصل ایمان جس کو لے کر ہمیں دنیا میں جانا چاہیئے کہ قرآن مجید ایک قوت متحرکہ کا کام . . . . . . دینے والا ہے۔

ایمان اور دلائل

خوب یاد رکھئے بڑے بڑے دلائل ایمان کے سامنے ہیچ ہوتے ہیں لوگ سمجھتے ہیں کہ مبلغ وہ بکار ہیں جن کے پاس علم زیادہ ہو مگر صحیح بات یہ ہے کہ ایک مبلغ کے لئے ایک زبردست ایمانی قوت سب سے پہلے بکار ہے جس شخص کے پاس یہ چیز ہے اگر اس کو دلائل بھی نہ آتے ہوں تب بھی وہ کامیاب ہوگا۔

حضرت موسیٰ کا واقعہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ ہے جب انہیں حکم ہوا کہ فرعون کی طرف جائیں تو کہتے ہیں ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی میرا سینہ تنگ ہے یعنی دلائل نہیں ملتے اور میری زبان چلتی نہیں یعنی جو دلائل ہیں بھی ان کو موثر الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا حضرت موسےٰ علیہ السلام جیسا عظیم الشان پیغمبر اور وہ کہتے ہیں کہ دلائل نہیں ہیں لیکن حکم ہوتا ہے کہ فرعون کی ہدایت کے لئے جاؤ سو وہ کیا چیز تھی ان کے اندر ایمان موجود تھا کہ یہ حق ہے اور اسے پہنچانا ہے۔ لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے کہ حق ایک زبردست قوت ہے جو بالآخر کامیاب ہوگا۔

آتش فشاں پہاڑ

آپ جانتے ہیں کہ آتش فشاں پہاڑ پہلے بالکل خاموش ہوتا ہے اس کے اندر لاوا ہوتا ہے جب اس لاوے کو نکلنے کے لئے راستہ نہیں ملتا تو وہ سوراخ بناکر نکل جاتا ہے۔ بعینہٖ یہی حالت ایمان کی ہے ایمان آتش فشاں پہاڑ کی طرح پھوٹ کر نکلتا ہے۔ آج کل لوگوں نے ہدایت کے کام کو مذاق بنایا ہوا ہے۔ حالانکہ جب بھی کسی پیغمبر پر ہدایت کا بوجھ ڈالا گیا تو وہ کانپ گیا حضرت موسےٰ علیہ السلام کے متعلق یہ آیت ابھی میں نے پڑھی ہے جب انہیں یہ حکم ملتا ہے کہ فرعون اور اس کی قوم کی ہدایت کرو تو آپ ڈر جاتے ہیں اور ان کے منہ سے نکل جاتا ہے ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی۔ پھر ایک جگہ ان کی دعا ہے قال رب اشرح لی صدری۔ ویسر لی امری واحلل عقدۃ من لسانی یفقھوا قولی۔ میرے رب میرا سینہ کھول دے اور میرا کام میرے لئے آسان کر دے اور میری زبان کی گرہ کھول دے کہ وہ میری بات کو سمجھ لیں۔ خوب یاد رکھو جس مسلمان کا یہ ایمان ہے کہ یہ حق ہے وہ ضرور کامیاب ہوگا زبان خود آجاتی ہے اور دلائل بھی مل جاتے ہیں ایمان ہو تو سب سامان مل جاتے ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کی حالت

میں نے کہا کہ آج لوگوں نے دنیا کی ہدایت کو مذاق بنالیا ہے، لیکن وہ عظیم المرتبت انسان جس کے سپرد خدا نے یہ کام کیا ان کو جب یہ پیغام آیا کہ تمہیں ہدایت کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے تو وہ کانپ اُٹھے جب آنحضرت صلعم کی طرف یہ پیغام آیا تو آپ ڈر جاتے ہیں اور کانپتے ہوئے گھر آتے ہیں اور فرماتے ہیں زملونی زملونی مجھے اڑھاؤ۔

آج ہدایت کے کام کو ایک مذاق بنالیا ہے

کہاں آج یہ تماشہ ہے کہ ایک شخص کہتا ہے میرے سپرد ہدایت کا کام کیا گیا ہے تو خوشیاں منائی جاتی ہیں اور مبارکبادیں دی جاتی ہیں جلسے کئے جاتے ہیں۔ ہدایت کا کام جس کے سپرد کیا جائے وہ کانپ اٹھتا ہے

یاد رکھنا چاہیئے

ہاں ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ ہم میں سے بھی جو کوئی شخص یہ کام کرتا ہے اس کی سب سے پہلی ضرورت یہ ایمان ہے کہ یہ حق ہے جو میں نے دنیا میں پہنچانا ہے اور یہ کام میرے سپرد کیا گیا ہے اور میں اس کام کو کر کے چھوڑوں گا اور ساتھ ہی وہ اس کام کی نوعیت اور ذمہ داری سے ڈر کر بھی رہے۔

حدیث میں آتا ہے

حدیث میں آتا ہے کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ تم میں سے ہر ایک بادشاہ ہے اور جو کچھ اس کے سپرد کیا گیا ہے اس کے متعلق اس سے بازپرس ہوگی حاکم ایک بادشاہ ہے اور رعایا کی بہبودی کے متعلق اس سے بازپرس ہوگی۔ شوہر بھی ایک بادشاہ ہے اور اس سے بازپرس ہوگی کہ اس نے اپنی بیوی کو کس حال میں رکھا۔ عورت بھی ایک بادشاہ ہے اور اس سے بھی بازپرس ہوگی کہ اس نے اولاد کی تربیت کس طرح کی اور خاوند کے مال کو کس طرح خرچ کیا یہاں تک کہ آخر پر فرمایا غلام بھی ایک بادشاہ ہے اس سے بھی بازپرس ہوگی کہ جو کام اس کے سپرد کیا گیا ہے اس کو اس نے کس طرح کیا

ہر ایک سے بازپرس ہوگی

پس یاد رکھو کہ ہم میں سے ہر ایک شخص کے سپرد جو کام ہے قیامت کے دن اس کام کے متعلق اس سے سوال کیا جائے گا چاہے وہ کلرک ہو چاہے وہ سکرٹری ہو اور پریذیڈنٹ ہو اور چاہے وہ کوئی اور کارکن ہو ہر ایک اپنے دائرہ عمل میں بادشاہ ہے اور ہر ایک سے بازپرس ہوگی۔

اسلامی بادشاہت اور موجودہ تہذیب میں فرق

اسلامی بادشاہت میں اور آج کی تہذیب میں فرق اتنا ہے کہ اسلامی بادشاہ یہ سمجھتا ہے کہ خدا تعالےٰ نے یہ کام اس کے سپرد کیا ہے اور وہ خدا کے آگے اس ذمہ داری کا جوابدہ ہے لیکن آج کل جن لوگوں کے سپرد کوئی کام ہوتا ہے یا وہ ووٹوں سے ممبر بنتے ہیں تو ان کا یہ خیال ہوتا ہے ہم نے فلاں ضلع سے ووٹیں لینی ہیں انہیں فائدہ پہنچاؤں اور ان کی نیت یہ ہوتی ہے کہ صرف چند آدمیوں کو خوش کرنا ہے، اسی طرح قوموں کے اندر ایک قوم کا بڑا لیڈر اپنی قوم کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے ہٹلر کو یہ فکر ہے کہ میری قوم کس طرح خوش رہ سکتی ہے اور چرچل کو یہ فکر ہے کہ میری قوم کس طرح خوش رہ سکتی ہے مگر اسلامی بادشاہ یہ سمجھتا ہے کہ میرا خدا کس طرح مجھ سے خوش ہوگا یہ فرق ہے اسلامی بادشاہت میں اور موجودہ بادشاہت میں۔

خدا کی ڈالی ہوئی ذمہ داری

اس لئے میں کہتا ہوں ہم لوگ جو خدا تعالےٰ کے کلام کو لیکر نکلے ہیں اور اسے دنیا میں پہنچانا چاہتے ہیں یہ بھی ایک بادشاہت ہے سب سے پہلے ہمارے دل میں یہ بات ہونی چاہیئے کہ یہ خدا تعالےٰ کی ڈالی ہوئی ذمہ داری ہے ہر شخص اپنے حلقہ اثر میں اسباب کو مدنظر رکھتا ہوا اپنی پوری قوت صرف کرے اور جب اس کے راستہ میں مشکلات پیش آئیں تو خدا تعالےٰ کے حضور گرے۔

انبیاء کے واقعات

یہ انبیاء علیہم السلام کے واقعات قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں وہ اسلیئے ہیں کہ وہی حالات ہم پر بھی وارد ہوں تو ہم بھی اسی طرح خدا کے آگے گریں۔ ایک نبی کو مشکلات پیش آتی ہیں تو وہ کہتا ہے رب اشرح لی صدری۔ ویسر لی امری تم بھی کلمہ حق کو لیکر دنیا میں جاؤ تو یہ تڑپ تمہارے اپنے دل کے اندر پیدا ہو کہ خدا ہمارے سینوں کو کھولے اور ہمارے معاملات کو آسان فرمائے۔

حضرت ایوبؑ کی مشکلات

ایک دوسرے نبی کو مشکلات پیش آتی ہیں تو وہ کہتا ہے انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین۔ تم بھی جب ان آیات کو پڑھو تو اس طرح پڑھو کہ اے

(باقی بر صفحہ)

پیغام صلح

جلد ۳۲ | لاہور مورخہ ۲ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۳ھ | نمبر ۱۷

برنرڈ شا کا ایک بیان

مغربی مفکرین کا اعتراف ناکامی

برنرڈ شا انگلستان کا بہت بڑا تمثیل نگار اور مفکر ہے اسلام کے متعلق اس نے بعض جگہ اپنی تمثیلوں میں اور بیانات میں اچھا اظہار کیا ہے اس مفکر کے متعلق یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ

قلب او مومن دماغش کافر است

مغربی دنیا کے موجودہ سیاسی اور معاشی مسائل کے متعلق اس کی رائے اور خیالات کو بہت اہمیت دی جاتی ہے برنرڈ شا اپنے اسلوب بیان اور تمثیل نگاری کی وجہ سے بین الاقوامی شہرت کا مالک ہے۔ اس کی تنقید اور طنز کے ڈنک سے نہ اپنے محفوظ رہے اور نہ غیر برنرڈ شا یورپ کی ایک شاندار علمی ادبی تحریک کا عظیم الشان رکن ہے یہ وہ تحریک ہے جس نے ادب اور زندگی کو ملا کر اس سے یورپ کی اصلاح کا کام لیا، یہ تحریک ابسن سے شروع ہوئی اور برنرڈ شا پر کمال کو پہنچ گئی مختصر یہ کہ برنرڈ شا دورِ حاضر کے عظیم المرتبت مفکرین میں سے ہے کچھ عرصہ ہوا اس مفکر نے (Hannen Swaffer) "ہینن سوافر" کے سامنے ایک بیان دیتے ہوئے اپنی ساری کارگزاری کے متعلق کچھ اعترافات کئے ہیں جن میں سے ایک اعتراف ناکامی بھی ہے برنارڈ شا نے کہا:۔

"میں اتنا کامیاب انسان نہیں ہوں جتنا کہ لوگ خیال کرتے ہیں۔ چونکہ قطعیت کے ساتھ اندازہ کرنا مشکل ہے اس لئے شائد میں اپنے اثر و نفوذ کو گھٹا کر پیش کرنے کی طرف مائل ہوں .... میں نے دنیا سے بہت سی باتیں کہیں اور وہ ایسی باتیں ہیں جن کا ہر شخص کو علم ہونا چاہیئے لیکن عام طور پر لوگ ان باتوں کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ ہم لوگوں سے بہت سی باتیں کہتے چلے گئے۔ لوگوں کی رہنمائی کرنا اچھی بات ہے لیکن ہماری باتیں چنداں نتیجہ خیز ثابت نہیں ہوئیں ــــ میری سیاسی زندگی اور فیبین سوسائٹی کی مساعی ایک لحاظ سے بالکل ناکام ہیں وغیرہ وغیرہ"

بیان طویل ہے۔ لیکن اس کا یہ اقتباس قابل غور ہے۔ یورپ کا ایک بہت بڑا مفکر یہ اعتراف کرتا ہے کہ وہ لوگوں کی اصلاح سے قاصر ہے باوجود انتہائی کوششوں کے دنیا کو جیسا اس نے پایا ویسا ہی اسے اپنے پیچھے چھوڑ رہا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے اور اس پر تاریخ شاہد ہے، کہ انسان کی حقیقی رہنما عقل انسانی نہیں بلکہ وحی اور الہام ہے فلسفی دنیا کی اصلاح نہیں کر سکتے بلکہ یہ کام انبیاء کا ہے جو اللہ تعالےٰ سے براہ راست، ایک پیغام حاصل کر کے اسے بنی نوع انسان تک پہنچاتے ہیں، یہ پیغام چونکہ خالق کی طرف سے آتا ہے اس لئے مخلوق پر اثر انداز ہوتا ہے چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ دنیا میں جتنے نتظ [illegible] انقلاب ہیں ان کا آغاز کسی نہ کسی پیغمبر سے ہوتا ہے چنانچہ حضرت موسیٰؑ، حضرت مسیح علیہ السلام، حضرت بدھ اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم الشان شخصیتوں کو بطور دلیل کے پیش کیا جا سکتا ہے آجکل مہذب دنیا اپنے آپ کو انہی مصلحین عظام کی طرف منسوب کرتی ہے اور اس وقت بھی دنیا کی اگر اصلاح ہو سکتی ہے تو اس سلسلۂ نبوت کو قبول کرنے سے اور سب سے بڑھ کر خدا تعالےٰ کے آخری پیغمبر اور خدا کے آخری پیغام کو قبول کرنے سے فلسفی اور مفکر ناکام ہیں اور اپنی ناکامیوں کا اعتراف کر رہے ہیں انبیاء اور ان کے خلفاء کامیاب ہیں اور ساری تاریخ انسانی ان کے اثر و نفوذ کی ایک داستان ہے۔

بھدرواہ کے مظلوم احمدی

عرصہ سے جماعت احمدیہ بھدرواہ ریاست جموں غیر احمدی مولویوں کے ظلم و ستم کا تختۂ مشق ہے، اور ریاست کے بعض ملازمین جو مولویوں کے اثر سے مرعوب ہو کر ان کا آلۂ کار بنتے ہیں اور بجائے اس ظلم کا انسداد کرنے کے انکی ناجائز حمایت کرتے ہیں اور عوام کو مشتعل کر کے اور ترغیب دلا کر چند غریب اور امن پسند احمدیوں پر قافیہ حیات تنگ کیا جا رہا ہے۔ ان مظالم کی داستان طویل ہے لیکن ہم نمونہ کے طور پر دو تین واقعات بیان کرتے ہیں۔

گزشتہ سال ملازمین ریاست کی موجودگی میں ایک امرتسری مولوی نے عوام کو مشتعل کیا اور ان سے حلف لیا کہ وہ احمدیوں کو جانی اور مالی نقصان پہنچائیں گے اور احمدیوں کا مقاطعہ بدستور جاری رہے گا (بھدرواہ میں احمدیوں سے دیر سے مقاطعہ چلا آتا ہے) چنانچہ اس ظلم و عدوان کے لئے لوگوں سے ایک تحریری معاہدہ بھی لیا گیا جو قانوناً ناجائز ہے۔

دوئم۔ احمدیوں کی دکانوں پر پکٹنگ کیا جاتا ہے احمدیوں کا مکمل سوشل بائیکاٹ ہے، دھوبی۔ حجام بڑھئی، لوہار، درزی وغیرہ کی خدمات سے احمدیوں کو بالکل محروم کر دیا گیا ہے اگر ان مذکورہ بالا لوگوں میں سے کوئی احمدیوں کا کام کرے تو اس سے جرمانہ وصول کیا جاتا ہے جو دو سے دس روپیہ تک ہے۔

ان معاشرتی مصائب کے علاوہ احمدیوں پر جھوٹے مقدمات دائر کئے جاتے ہیں چنانچہ آجکل بھی ہمارے ایک احمدی دوست چوہدری محمد رجب صاحب پر ایک مقدمہ دائر ہے۔ بھدرواہ کے مظلوم احمدیوں نے حکام کی خدمت میں عرضداشتیں پیش کیں اور ان مظالم کی طرف توجہ دلائی لیکن انھوں نے کبھی ان مظالم کو دور کرنے کی طرف کوئی خاص توجہ مبذول نہیں فرمائی۔ البتہ ہم اس امر کا اعتراف کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جناب گورنر صاحب بہادر پراونس جموں نے ہمارے ایک دوست خواجہ محمد صدیق صاحب ثاقب مبلغ بھدرواہ کو شرف ملاقات بخشا اور ان کی معروضات کو سنا اور ان ناگفتہ بہ حالات کا اپنی طرف سے تدارک بھی فرمایا اور ایک ظالم اور متعصب ملازم کو برطرف بھی کر دیا لیکن ابھی حکام بالا کو اس طرف اور توجہ دینے کی ضرورت ہے یہ جنگ کا زمانہ ہے اس زمانہ میں خصوصاً مختلف فرقوں کے درمیان حسن رتق و ملائمت کی ضرورت ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں ہمیں امید ہے کہ حکام بالا اس طرف جلد توجہ مبذول فرمائیں گے اور وہ ملازمین جو ان کاروائیوں میں مولویوں اور غیر احمدی عوام کا ساتھ دیتے ہیں انہیں مناسب تنبیہہ کریں گے اور شورہ پشت مولویوں کا خاطر خواہ بندوبست فرمائیں گے اور غریب اور مظلوم اور نہایت ہی پُرامن احمدیوں کو ان مظالم سے نجات دلائیں گے ؛

خریداران پیغام صلح کی خدمت میں گذارش

یہ خوشی کی بات ہے کہ پیغام صلح کی خریداری میں بتدریج اضافہ ہو رہا ہے گو اس ضمن میں کارپردازان پیغام صلح کی طرف سے سال رواں میں کوئی کوشش نہیں کی گئی باوجود عدم سعی کے یہ اضافہ اس امر کی دلیل ہے کہ اخبار پیغام صلح کو جماعت میں بہت پسند کیا جاتا ہے۔ چار ماہ کے اندر اندر پچیس خریدار از خود پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن اب خریداران پیغام صلح کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے کہ پیغام صلح کا ہر ایک خریدار کم از کم ایک خریدار پیدا کرے کیونکہ پیغام صلح کی توسیع اشاعت دراصل جماعت احمدیہ کے اثر و نفوذ کو بڑھانا ہے اور اشاعت اسلام اور خدمت قرآن کے ان مقاصد کو تقویت پہنچانا ہے جو اس جماعت حقہ کے پیش نظر ہیں کیونکہ سلسلہ کا ایک ہی اخبار ہے جو مرکز کی تحریکات اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات نہایت باقاعدگی کے ساتھ باہر پہنچاتا ہے اور جماعت کے اندر ایک حرکت اور قوت فعال پیدا کرتا ہے۔ امید ہے دوست فوراً اس طرف توجہ مبذول فرمائیں گے انشاء اللہ کوشش کی جائے گی کہ دوستوں کو اس طرف فرداً فرداً بھی توجہ دلائی جائے ؛

سانحۂ ارتحال

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی حزن و ملال کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی طیبہ دو سال بعارضہ ٹی۔ بی بیمار رہ کر مورخہ ۲۰؍ اپریل کو نماز مغرب کے بعد وفات پاگئیں، مورخہ ۲۱؍ اپریل کو جنازہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھا اور احمدیہ قبرستان میانی صاحب میں دفن کی گئیں ہمیں اس صدمہ میں اہلیہ صاحبہ حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور جناب مرزا مسعود بیگ صاحب ایم اے۔ اور مرزا عبدالرحمٰن صاحب خلف حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اور دیگر افراد خاندان سے گہری ہمدردی ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

متفرق خیالات

{ از مدیر }

قرآن اور امیر فیصل السعود

قاہرہ۔ سلطان ابن سعود کے فرزند ارجمند شہزادہ امیر فیصل السعود نے اخبار نویسوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا بلاد عربیہ کے اتحاد کا دستور اساسی قرآن مجید پر مبنی ہوگا امیر فیصل السعود برطانیہ اور امریکہ کی طویل سیاحت سے فارغ ہو کر مراجعت فرمائے وطن ہو رہے ہیں آپ نے فرمایا میں ایک بات بتا دینا چاہتا ہوں جسے ہر قسم کی فیڈریشن کی تکمیل کے وقت لازماً ملحوظ رکھنا پڑے گا اور وہ قرآن ہے قرآن میں مذہبی۔ مجلسی تجارتی اور سیاسی ہدایات ہر ضرورت کے لئے موجود ہیں"

آج جبکہ تمام مشرقی دنیا کی نگاہیں سیاسی اور معاشی مسائل کے حل کے لئے مجلسی اور تجارتی رہنمائی کے لئے مغرب پر جمی ہوئی ہیں شہزادہ امیر فیصل السعود کا یہ بیان واقعی ایک حیرت انگیز بات ہے اور ان نام نہاد مسلمانوں کے لئے اس میں لمحہ فکریہ ہے جو اپنی مشکلات کے حل کے لئے کارل مارکس، اور لینن کی طرف دیکھتے ہیں۔

مسلماں را مسلماں باز کردند

سہ روزہ مسلمان لاہور رقمطراز ہے "تبلیغ اسلام کا غلغلہ نصف صدی سے ہم سنتے چلے آتے ہیں اور تبلیغ اسلام کی انجمنیں اور جماعتیں بھی ہم نے کافی سے زیادہ دیکھی ہیں لیکن آج تک یہ عقدہ حل نہ ہو سکا کہ تبلیغ اسلام کرنے والے اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ ان پر تبلیغ کی جائے یا وہ جن کو یہ مبلغین تبلیغ اسلام کا نشانہ بناتے ہیں۔ آخر مبلغین اسلام کس پہلو سے ان لوگوں سے بہتر ہیں جن کو وہ اسلام کی دعوت دیتے ہیں عقاید میں ایمان میں عادات و اطوار میں؟ اور جب نہیں ہیں (الا ما شاء اللہ) تو مبلغین کو تبلیغ کا حق کس نے دیا"

سب سے پہلے آج سے نصف صدی قبل حضرت امام عصر حاضر نے یہ فرمایا ؎

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلماں را مسلماں باز کردند

ایک شاندار دور کے آغاز کے لئے ضروری ہے کہ مسلمانوں کو پہلے مسلمان کیا جائے اور اس کے ساتھ ہی آپ نے تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کی بنیاد رکھی مسلمانوں نے تحریک احمدیت سے تبلیغ اسلام کا شوق تو مستعار لے لیا لیکن اس تحریک کی اس روح کو کہ مسلمان کو پہلے خود مسلمان ہونا چاہیئے اپنے اندر جذب نہیں کیا اور یہ انقلاب اس وقت تک رونما نہیں ہو سکتا جب تک اس دور کے امام سے تعلق نہ پیدا کیا جائے اس تعلق سے محرومی کی وجہ سے اسلامی ادارے اس کام سے محروم ہیں جس کی توفیق اللہ تعالے نے جماعت احمدیہ کو عطا فرمائی

جاٹ مہا سبھا اور جماعت قادیان

آج کل جاٹ مہا سبھا کا بہت چرچا ہے سر چھوٹو رام ہندو اور مسلمان جاٹوں کو نسلی اور قبائلی امتیاز پر جمع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں یہ قبائلی اور نسلی اتحاد اسلام کے بنیادی اصولوں کے منافی ہے لیکن افسوس ہے کہ جماعت قادیان جو دنیا میں اسلامی اصولوں کو زندہ کرنے کی مدعی ہے وہ اس غیر اسلامی اتحاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہی ہے جاٹ مہا سبھا کا سب سے پہلا اجلاس جو لاہور میں منعقد ہوا اس کے صدر سر ظفر اللہ خاں تھے اور اب سنا گیا ہے کہ لائلپور کے اجلاس میں بھی قادیانی جماعت کے افراد اس کے فعال معاون تھے۔ پانچ مسلمانوں میں سے جنہوں نے لائلپور کے اجلاس میں قرارداد کی تائید کی تین مقرر قادیانی جماعت کے افراد تھے۔ قادیانی نظام خلیفہ صاحب کے خلاف معمولی سے معمولی بات کو دبانے کے لئے حرکت میں آ جاتا ہے لیکن اس صریح خلاف اسلام اقدام کو دبانے کے لئے وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا کیا انہی باتوں کے پیش نظر دنیا کے کناروں تک شہرت پانے کا غلغلہ بلند کیا جا رہا ہے؟

اہل لاہور کی مشکلات

مسٹر کے ایل رلیا رام نے ڈائرکٹر سول سپلائز اینڈ راشننگ کے نام چٹھی لکھ کر ان کی توجہ اہل لاہور کی مشکلات کی طرف مبذول کرائی ہے اس چٹھی کا ملخص انقلاب مورخہ ۱۷ اپریل میں درج کیا گیا ہے جسے ہم درج ذیل کرتے ہیں

اہل لاہور کی مشکلات اس قدر بڑھ چکی ہیں کہ گورنمنٹ کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

اول ایندھن کی کمیابی اور گرانی بے حد تکلیف دہ ہے۔ سافٹ اور ہارڈ کوک کی قیمت پر کنٹرول ہے اور ایک خاندان کے لئے چار من ماہانہ سے زیادہ نہیں مل سکتا اور اس میں بھی ایک تہائی خاکستر ہوتی ہے۔ جلا ہوا کوئلہ تین روپے من اور جلانے کی لکڑی ساڑھے تین روپے من کے حساب سے فروخت ہو رہی ہے۔ موسم سرما میں تو بعض غربا دن میں ایک دفعہ پکا کر دو دفعہ کھا لیتے تھے۔ لیکن گرمی کے موسم میں یہ بھی نہیں ہو سکتا اور اگر یہ بھی کیا گیا تو لوگوں کی صحت کو باسی کھانا کھانے سے سخت نقصان پہنچے گا اب عوام کی آسائش کے لئے اس کے سوا اور کوئی طریقہ نہیں کہ حکومت تمام ایندھن کے ذخیرے پر قبضہ کر کے سرکاری نرخ پر فروخت کرائے۔

چارے کی حالت بھی بیحد خراب ہے۔ بھوسہ ساڑھے تین روپے من اور سبز چارہ ڈیڑھ روپے من ملتا ہے۔ اس گرانی کا اثر دودھ پر پڑ رہا ہے۔ جس کی قیمت ناقابل برداشت حد تک بڑھ گئی ہے اور بچوں اور بیماروں کو اس کی کافی مقدار مہیا نہیں کی جا سکتی۔ جس سے عام طور پر صحت کا معیار گر رہا ہے۔ چارے کی اس گرانی کے باعث تانگے بیحد مہنگے ہو رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ تانگے والے بھی مجبور ہیں۔ ایک گھوڑے کی روزانہ خوراک تین روپے سے کم میں مہیا نہیں کی جا سکتی اور پھر تانگے والے کو اپنا اور بال بچوں کا پیٹ بھی بھرنا ہے۔ تانگے کی مرمت اور لائسنس اور تجدید وغیرہ کے خرچ کے لئے پس انداز بھی کرنا ہے۔ آخر وہ کرے تو کیا کرے۔ ناچار وہ سواریوں کو تنگ کرتا ہے، اور منہ مانگے دام وصول کرنے پر اصرار کرتا ہے۔

مسٹر کے ایل رلیا رام نے آخر میں لکھا ہے کہ برطانیہ میں اس وقت ساٹھ ہزار آدمی وزارت خوراک کے ماتحت اشیائے خوردنی کے کنٹرول اور تقسیم کا کام کر رہے ہیں۔ اس حساب سے تو ہندوستان میں یہ کام کوئی دس لاکھ انسانوں کے سپرد ہونا چاہیئے کیونکہ اس ملک کی آبادی انگلستان کے مقابلے میں تیرہ چودہ گنا زیادہ ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر ضروری مال کا کنٹرول کیا جائے تاکہ لوگ مطمئن ہو کر ملک کے دفاع کے لئے دشمن کا مقابلہ کر سکیں۔"

خلیفہ صاحب قادیان حضرت صاحب کو صرف مجدد مانتے تھے

تشحیذ الاذہان کے فائل ۱۹۱۰ء کی ورق گردانی کرتے ہوئے جناب میاں محمود احمد صاحب کا ایک مضمون، نظر سے گذرا جو نومبر کے پرچہ میں "نشان آسمانی" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس میں جناب میاں صاحب فرماتے ہیں:۔

"خدا تعالے نے رسول اللہ سے وعدہ بھی کیا تھا کہ ہر ایک صدی کے سر پر ایک مجدد پیدا ہوگا اور اب چودہویں صدی کے بھی اٹھائیس سال گذر گئے ہیں ضروری تھا کہ کوئی مجدد آتا بلکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو دنیا تباہ ہو جاتی مگر خدا تعالیٰ بڑا رحیم و کریم ہے اور اس نے اس موقعہ پر اپنے فضل سے ایک عظیم الشان مجدد بھیجا اور بڑے بڑے نشانات ان کے ہاتھ پر دکھائے"

پھر آگے چل کر اسی مضمون میں فرماتے ہیں:۔

"کہ خدا کے لئے کچھ تو غور کرو کہ کیا زمانہ کسی مامور من اللہ کو چاہتا ہے کہ نہیں کیا رسول اللہ سے وعدہ تھا کہ نہیں کہ ہر ایک صدی کے سر پر آپ کی امت میں سے مجدد بھیجے جائیں گے کیا صدی کا سر چھوڑ کر دوسری صدی کے بھی اٹھائیس سال نہیں گذر گئے کیا رسول اللہ نے نہیں فرمایا تھا کہ جب مسیحیت کا زور ہوگا تو تم میں سے تمہارا امام مسیح کے رنگ میں رنگین ہو کر دجال کے فتنہ کو پاش پاش کر دے گا"

جماعت قادیان کے دوست اس اقتباس کو غور سے پڑھیں اور خدا کے لئے انصاف فرمائیں کہ عقائد میں تبدیلی میاں صاحب نے کی یا اکابر جماعت لاہور نے۔ جماعت لاہور تو خدا تعالے کے فضل سے اب بھی ان عقاید پر قائم ہے اور جناب میاں صاحب اپنے اس سابقہ عقیدہ کو ترک کر چکے ہیں اور مسیح موعود علیہ السلام کو سلسلہ مجددین کی ایک کڑی نہیں سمجھتے بلکہ حقیقی نبی سمجھتے ہیں جن کے انکار سے دنیا کے ساٹھ کروڑ مسلمان دائرۂ اسلام سے خارج ہو گئے۔

ہماری تبلیغی ڈاک

مکتوب بغداد } جناب سید تصدق حسین صاحب (بی)

بغداد سے، حضرت جائنٹ سیکرٹری صاحب انجمن کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:-
اس خط کے ہمراہ مطلوبہ کتابوں کی ایک فہرست ارسال ہے۔ یہ ایک ایسا شخص منگوا رہا ہے جو مسلمان ہوتے ہوئے دین اسلام سے سخت متنفر تھا۔ اس کا ایک بھائی، عیسائی ہو چکا ہوا تھا ان دونوں بھائیوں کے بوڑھے والد کو اسکا بڑا قلق اور صدمہ تھا۔ اس نے بڑی کوشش کی کہ اس کے یہ دونوں لڑکے راہ راست پر آجاویں لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی آخر ایک دن اس نے اپنے ان دونوں لڑکوں کی نسبت میرے ایک دوست مرزا محمد صاحب سے ذکر کیا۔ مرزا صاحب موصوف کے پاس قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ مصنفہ سیدنا امیر ایدہ اللہ موجود تھا آپ نے اس لڑکے کو بلوایا جو اسلام سے متنفر تھا اور اسے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھنے کو دیا اور اسے یہ بھی کہا کہ اس کے مطالعہ کے بعد کسی قسم کا اعتراض تمہارے دل میں پیدا ہو تو بڑے شوق سے پیش کریں ترجمہ قرآن کریم کے علاوہ مندرجہ ذیل چند کتب مجھ سے لیکر اسے دیں۔ دی ریلیجن آف اسلام۔ سورسیس آف کرسچیانٹی۔ محمد دی پرافٹ۔ بائبل موومنٹ اسلام اینڈ پریزنٹ وار۔ ماسوا اس کے اخبار لائٹ کے بھی چند پرچے دیئے گئے۔ یہ نیک سعید روح اس لٹریچر کے پڑھنے سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ اسلام کی وہ خوبصورت تصویر جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ان کے مقدس شاگردوں نے پیش کی ہے اس کے دل میں کھب گئی۔ نفرت محبت سے بدل گئی، اس کا بھائی عیسائیت سے تائب ہو کر دوبارہ مشرف باسلام ہوا الحمد للہ علی ذالک اب اس سعید الفطرت شخص نے اپنے حلقہ احباب میں تبلیغ شروع کر رکھی ہے اسی نیک غرض کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کتابیں منگوائی گئی ہیں مہربانی فرما کر کتابوں کی قیمتوں میں رعایت ضرور ملحوظ رکھیں۔ کتابیں براہ راست اس کے والد کے نام جن کا پتہ مینجر صاحب کے خط میں تحریر ہے ارسال فرماویں۔ . . . . . .
. . . .
. . . . . . وغیرہ وغیرہ۔

غلط فہمی } میجر زادہ ایم محمد اکرام مقرر از رہائیات تحریر فرماتے ہیں:-

دنیا میں جس قدر نا اتفاقیاں، شکر رنجیاں اور جھگڑے پیدا ہوتے ہیں، تقریباً وہ سب کے سب غلط فہمیوں کا لازمی نتیجہ ہیں۔ غلط فہمی انسانی دماغ کی وہ خوفناک کمزوری ہے جو بھائی کو بھائی کے ساتھ اور باپ کو بیٹے کے ساتھ لڑا دیتی ہے اس میں شک نہیں کہ وجوہات کسی حد تک داخلی بھی ہیں، لیکن اکثر اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ دو دلوں میں ہو کہ فرقوں میں۔ دو قوموں میں غلط فہمی کا ——— نامبارک ظہور خارجی وجوہات کی وجہ سے ہی ہوا جس کا فطری اثر پھوٹ، ناچاقی اور نا اتفاقی کے تلخ نتائج کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہوا
دور جانے کی ضرورت نہیں میں بذات خود، اپنی مثال آپ پیش کرتا ہوں کہ ابھی کل کی بات ہے یعنی اسی سال کا واقعہ ہے کہ میرے خیالات احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے متعلق بدعنوانی اور بدگمانی کا ایک اتھاہ سمندر لئے ہوئے تھے۔ میرا اپنا نظریہ تھا کہ یہ ایک جدت طراز انجمن ہے جو کہ مذہب قوم میں ایک نئی قسم کا بیج بو رہی ہے اور اسے اپنے اغراض کے لئے ایک نئے رنگ میں رنگ رہی ہے ——— آپ شاید نہیں جانتے کہ ایسا کیونکر تھا؟ . . .
. . . . یہ محض ان اصحاب کی کرم فرمائیوں اور ہدایتوں کا نتیجہ تھا جن کا کام ہی فساد انگیزی اور فتنہ پردازی ہے لیکن چونکہ وہ بڑے باشعور، عاقل اور فاضل دکھائی دیتے تھے لہذا ان کے ان زریں خیالات کے پیش پیش مجھے اپنا سر تسلیم خم کرنا پڑتا تھا۔ خدا کی ذات مقلب القلوب ہے دفعتاً میرے دل میں بھی یہ خیال پیدا ہوا کہ ذرا سکون قلب اور عقل سلیم سے کام لیکر اس انجمن کی سرگرمیوں کا مطالعہ کروں چنانچہ میں نے ایک طائرانہ نظر سے انجمن مذکور کے لٹریچر کا مطالعہ کیا تو میرا دل گواہی دینے لگا کہ انجمن کسی نئی چیز کو ہمارے سامنے پیش نہیں کر رہی بلکہ وہی مقدس اسلام ہے جس کو آج سے ساڑھے ۱۳۰۰ برس پیشتر امت محمدیہ کے سرتاج سرور کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے پیش کیا تھا۔ . . . .
بولنا زیادہ آسان ہے اور کر کے دکھانا بہت مشکل ہے، کسی کی مخلصانہ سرگرمیوں پر انگشت نمائیاں، نکتہ چینیاں اور حرف گیریاں نہایت آسان ہیں لیکن نگاہ حق پرست اور عقل سلیم سے ان کا مطالعہ کرنا ٹیڑھی کھیر ہے اس ضمن میں علامہ اقبال مرحوم کیا خوب فرماتے ہیں ؎

ہمالہ بانی سے ہے دشوار تر کار جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

خط وکتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

فرقان کے پراپیگنڈہ کا نتیجہ

فیاض احمد صاحب صدیقی اور سجاد احمد صاحب صدیقی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:-

بخدمت سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!
ہم دونوں بھائی قریباً ہم عمر اور ہم سبق ہیں، ایک ہی کلاس میں پڑھتے ہیں۔ امسال انشاء اللہ ہم انٹرنس کا امتحان دیں گے ہمارے والد جناب شیخ عبدالعزیز صاحب صدیقی . . . . . . بفضلہ ۱۹۰۱ء سے احمدی ہیں اور خدا کے فضل وکرم سے جماعت لاہور میں شامل ہیں ہمارے بڑے بھائی شیخ ریاض احمد صاحب صدیقی بھی حضور کے ہاتھ پر بیعت کر چکے ہیں گو ہم پیدائشی احمدی ہیں مگر اس وقت تک بیعت کا شرف حاصل نہیں ہوا۔
اخبار پیغام صلح ہمارے ہاں آتا ہے۔ اخبار لائٹ بھی جاری کروا لیا ہے قادیان کا رسالہ فرقان بھی یوم اجرا سے جماعت قادیان کی فیاضی کی وجہ سے ہمارے پاس آتا ہے؛ ورا صلیت یہ ہے کہ فرقان ہی ہمارے لئے اس امر کا محرک ہوا ہے کہ آج ہم دونوں بھائی نہایت اطمینان قلب سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت جناب کے دست مبارک پر کر رہے ہیں اور معروض ہیں کہ ہماری دینی اور دنیاوی بہتری اور کامیابی کے لئے دعا فرمائی جاوے۔ والسلام
قبلہ والد صاحب کا سلام مسنون اور طالب دعائے خیر۔
خاکسار فیاض احمد صدیقی
سجاد احمد صدیقی۔ مورخہ ۲۶ $\frac{۳}{۴۴}$

شبان الاحمدیہ لاہور

۲۹ر مارچ کو شبان الاحمدیہ کی ایک میٹنگ میں جو خاکسار کی زیر صدارت منعقد ہوئی شیخ غلام ربانی صاحب نے حضرت مسیح موعود اور عشق رسول پر ایک مقالہ پڑھا جو پیغام صلح کی گذشتہ اشاعتوں میں چھپ چکا ہے۔

شبان الاحمدیہ رضا کار } ۹۔ اپریل کو چھ بجے شبان الاحمدیہ کے ممبران کو چائے کی دعوت پر بلایا گیا۔ جس میں شبان الاحمدیہ رضا کار کور کے متعلق بحث ہوئی، خاکسار نے نئے ممبروں کا دیگر دوستوں سے تعارف کرایا اس کے بعد مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل جوائنٹ سیکرٹری شبان الاحمدیہ نے رضا کار کور کے طریق کار کے متعلق تفصیلات بیان فرمائیں۔ حاضرین نے کچھ ترمیم وتنسیخ کے بعد ان کی تجاویز کو منظور کر لیا۔ اس سلسلہ میں دیگر ضروریات پر توجہ دینے کے لئے مندرجہ ذیل حضرات پر مشتمل ایک سب کمیٹی بنائی گئی۔ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب، مولوی محمد حسین صاحب، صلاح الدین صاحب بٹ محمد بشیر صاحب اور محمد طفیل۔
۱۶ر اپریل کو شبان الاحمدیہ کی ایک میٹنگ زیر صدارت جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری منعقد ہوئی۔ مولوی محمد حسین صاحب نے جماعتی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی اور کہا کہ جماعت کے نوجوانوں کو اپنی قوت اور کوششوں کو متحدہ طور پر ایک مقصد کی طرف لگا دینا چاہیئے۔ یہی طریق کامیابی کا ہے ان کی تقریر پر تنقید وتبصرہ کے بعد جناب صدر کی صدارتی تقریر ہوئی جس میں انہوں نے جماعتی اور انفرادی اخلاق اور اعمال کی تنظیم کیطرف توجہ دلائی۔

جمعیت طلبائے احمدیہ } جمعیت طلبائے احمدیہ کی ایک میٹنگ میں جو عبداللہ صاحب مبلغ افریقہ کی زیر صدارت منعقد ہوئی، چوہدری احسان الحق (اسلامیہ کالج) نے عظمت قرآن پر ایک کامیاب مقالہ پڑھا۔
طلبا کے سالانہ امتحانات کیوجہ سے جمعیت کے ہفتہ وار اجلاس کچھ عرصہ کے لئے ملتوی کر دیئے گئے۔

ایک ضروری گذارش

جو نوجوان اور بچے اپنے امتحان سے فارغ ہوں وہ قرآن کریم۔ سیرت رسول کریم اور کتب سلسلہ مطالعہ فرمائیں۔ والدین کو چاہیئے کہ فراغت کے ان طویل لمحات کا خاص خیال رکھیں۔
شیخ محمد طفیل۔ ایم۔ اے
سیکرٹری شبان الاحمدیہ
لاہور

اخبار تبلیغ کام

اشاعت قرآن کیلئے غیر معمولی قربانیوں کی ضرورت

جماعت احمدیہ زندہ قوم ہے جماعت احمدیہ لاہور نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر دو لاکھ روپیہ کا تراجم قرآن فنڈ قائم کر کے جس طرح اپنی زندگی کا ثبوت دیا ہے وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں لیکن آپ کو معلوم ہے دنیا میں غیر اسلامی اور ملحد ادارے کیا کر رہے ہیں ان سے اپنے کام اور اپنی جماعت کے ایثار و خلوص کا مقابلہ کر کے یقیناً خوشی ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہماری جماعت ایک فعال اور زندہ جماعت ہے لیکن یہ بھی احساس ہوتا ہے کہ ہم نے ابھی تھوڑا کیا ہے اور بہت کچھ کرنا باقی ہے۔

عیسائی دنیا عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یورپ کے عیسائی مذہب سے بیگانہ ہیں تبلیغ مسیحیت میں ان کی لاکھوں مصلحتیں کار فرما ہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ تبلیغ مسیحیت کو ناگزیر سمجھتے ہیں مسیحی رسالہ المائدہ لکھتا ہے کہ سنہ ۱۹۶۲ء میں لندن کی بعض تبلیغی سوسائٹیوں کو تبلیغ عیسائیت کے لئے حسب ذیل رقوم موصول ہوئیں۔

مشنری سوسائٹی لندن	۲۴۰۰ پونڈ
سیلفو ڈوسٹ مشن لندن	۱۵۹۰۰ 〃
〃 زنانہ شاخ	۱۰۰۰۰ 〃
بپٹسٹ مشن لندن	۱۰۰۰۰ 〃
بائیبل سوسائٹی لندن	۹۰۰ 〃
چرچ مشن لندن	۳۳۰۰ 〃

ہندو سکھ اور آریہ دنیا گاندھی جی کی ہلاکت پر اعلان کیا گیا تھا کہ ان کی یادگار قائم کرنے کے لئے ۷۵ لاکھ روپیہ کی ضرورت ہے صرف صوبہ بہار اور سندھ کی طرف سے ۱۷ لاکھ روپیہ جمع ہو چکا ہے ۔۔۔ بمبئی میں حسب معمول ۱۴ مارچ کو نامدھاری سکھوں کے لیڈر نے ایک قومی ٹرسٹ کے لئے تحریک کی اور پانچ منٹ کے اندر اندر ڈیڑھ لاکھ روپیہ جمع ہو گیا۔ ۔۔۔ آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے سالانہ اجلاس میں بتایا گیا "تمام ہندوستان میں آریہ سماج کا پرچار کیا جا رہا ہے، پنجاب سرحد بلوچستان میں بہت سے مستقل مبلغ مقرر ہیں جو تبلیغ کرتے ہیں کشمیر میں سات، مالابار میں چار، آسام، اڑیسہ اور سندھ میں ایک ایک مستقل مبلغ مقرر ہے، تین مستقل مبلغ، کانگڑہ، گورداسپور، اور سیالکوٹ میں اچھوت ادھار کا کام کر رہے ہیں۔ داتار اور چھپرا (بہار) میں دو بیوہ خانے کھولے گئے ہیں۔ دیوتی بندھیل کھنڈ میں ایک تبلیغی آشرم بھیلوں کے لئے قائم ہے وغیرہ۔

مادہ پرست دنیا "مسٹر ونکی نے دنیا کی سیاحت کے بعد ایک کتاب شائع کی تھی چند ہی ہفتوں میں اس کتاب کی تیس لاکھ کاپیاں فروخت ہو گئیں ماسکو ۲۹ فروری کی اطلاع ہے کہ مارشل سٹالین نے آغاز جنگ سے لے کر اب تک جو تقریریں کی ہیں انہیں کتابی شکل میں شائع کیا گیا ۲۹ فروری تک اس کتاب کی پچاس لاکھ کاپیاں فروخت ہو چکی ہیں۔

احمدی دوستو اور بھائیو یہ دنیا کی مختلف قوموں کی مختصر سی کارگزاری ہے ان قوموں کی تعداد تمہارے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے یہ قومیں لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں ہیں اور لاکھوں روپیہ جمع کرتی ہیں لیکن تمہاری تعداد چند ہزار نفوس ہے اور تم لاکھوں روپیہ اشاعت قرآن کے لئے جمع کرتے ہو، لیکن ابھی غیر معمولی قربانیوں کی ضرورت ہے اور ایسی ایثار پیشہ جماعت کو بہت زیادہ مضبوط کرنے کی ضرورت بھی ہے۔

(بقیہ خطبہ از صفحہ ۲)

خدا یہ کام میں نے کرنا ہے مگر مجھے یہ دکھ اور تکلیف پہنچی ہے اور اے خدا تو بڑا رحم کرنے والا ہے پھر ایک اور پیغمبر کا ذکر ہے فنادی فی الظلمت ان لا الہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین پس اس نے مشکلات میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے بیشک میں اپنے اوپر ظلم کرنے والوں میں سے ہوں۔ جب انسان اس طرح گر جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فاستجبنا لہ ونجینہ من الغم وکذالک ننجی المومنین ہم اس کی دعا کو قبول کرتے ہیں اور اسے غم سے نجات دیتے ہیں اور اسی طرح ہم مومنوں کو نجات دیتے ہیں۔

اس وقت قرآن مجید صداقت کا موجب بنے گا

تو خوب یاد رکھو قرآن مجید تمہارے لئے بطور قوت محرکہ کے ہونا چاہیے۔ انسان کو خواہ راحت پہنچے تب بھی اسے خیال ہونا چاہیے کہ میں اس کو اختیار کروں گا اور چاہے رنج پہنچے تو بھی اسے اختیار کروں گا جب یہ کیفیت پیدا ہو گی تو اس وقت قرآن مجید تمہارے لئے ہدایت کا موجب بنے گا اور دوسرے یہ بات پیش نظر رکھو کہ اس قرآن مجید کے اندر تاریخی واقعات کو پڑھو تو ان کو یوں نہ پڑھو کہ محض ایک قصہ پڑھ رہے ہو بلکہ یوں پڑھو کہ گویا تمہارے اپنے اوپر یہ حالت وارد ہو رہی ہے اور تمہارا یہ ایمان ہو کہ میرا خدا اسی طرح میری مدد کر سکتا ہے جس طرح اس نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ایوبؑ کی مدد کی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(بقیہ تبلیغی ڈاک)

جناب فضل الرحمان صاحب ۔۔۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم۔ غرض یہ ہے کہ کافی اور مسلسل مطالعہ کے بعد بندہ اس نتیجہ پر پہنچا ہے کہ یہی ۔۔۔ احمد جماعت ہے جس کا عین منشا اسلام ہے۔ خاص کر جماعت کا کام جو اس نے ہو تا رہا ہے یا اب ہو رہا ہے وہ قابل صد تحسین ہے آج سے میں اپنے آپ کو اس سلسلہ میں شامل سمجھتا ہوں اور آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے ہوتے اسبات کا یقین دلاتا ہوں کہ میں ان دس یا کم و بیش جتنی بھی شرائط بیعت ہیں ان کو زندگی کا نصب العین بناؤں گا۔ دعا فرماویں اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔

آپ کا ترجمہ کردہ انگریزی قرآن مجید میرے زیر مطالعہ ہے اور لٹریچر بھی اکٹھا کر رہا ہوں، تاکہ خیالات صاف کرنے کے لئے ہر ممکن امداد مل سکے نیا نظام عالم (بزبان انگریزی) اگر ہو سکے تو مندرجہ ذیل پتہ پر روانہ فرما دیں

نیاز کیش۔ فضل الرحمان

سلسلہ میں شمولیت

ذیل کے احباب نے مشفقہ چوہدری محمد سعید صاحب نیشنل مبلغ اسلام سیالکوٹ کے ذریعہ حضرت امیر ایدہ اللہ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق عطا فرمائے

۸۲۔ فیاض احمد صاحب بہاول نگر
۸۳۔ سجاد احمد صاحب 〃
۸۴۔ افتخار اللہ صاحب بددھی
۸۵۔ مختار علی صاحب 〃
۸۶۔ صغیر احمد صاحب 〃
۸۷۔ غلام باری صاحب 〃
۸۸۔ مظہر رب صاحب 〃
۸۹۔ نذر رب صاحب 〃
۹۰۔ آفتاب احمد صاحب 〃
۹۱۔ جسارت خانم صاحبہ 〃
۹۲۔ حلیمہ بیگم صاحبہ 〃
۹۳۔ حنیفہ بیگم صاحبہ 〃
۹۴۔ خلیقہ بیگم صاحبہ 〃
۹۵۔ منظور علی صاحب قریشی 〃
۹۶۔ نبی بخش صاحب ضلع سیالکوٹ
۹۷۔ بشیر احمد صاحب 〃 〃
۹۸۔ محمد یعقوب صاحب 〃 〃
۹۹۔ محمود احمد صاحب 〃 〃

۱۰۰۔ مختار بی بی صاحبہ ضلع سیالکوٹ
۱۰۱۔ برکت بی بی صاحبہ 〃
۱۰۲۔ محمد بشیر صاحب ضلع شیخوپورہ
۱۰۳۔ حمید اللہ صاحب سیالکوٹ
۱۰۴۔ مبارکہ جہاں آرا صاحبہ 〃
۱۰۵۔ ثریا بیگم صاحبہ 〃
۱۰۶۔ خالدہ ادیبہ 〃
۱۰۷۔ رضا اقبال صاحب 〃
۱۰۸۔ غلام حیدر صاحب ضلع گورداسپور
۱۰۹۔ طاہرہ بیگم صاحبہ سیالکوٹ
۱۱۰۔ بشیر احمد صاحب جموں توی
۱۱۱۔ صاحبزادہ ایم محمد اکرام صاحب۔ فیروزپور
۱۱۲۔ رحمت اللہ صاحب ضلع ۔۔۔
۱۱۳۔ عندیر جان صاحب 〃
۱۱۴۔ بدر جمال صاحبہ 〃
۱۱۵۔ ابراہیم شاہ قریشی 〃
۱۱۶۔ عبد القادر شاہ 〃
۱۱۷۔ مسعود احمد صاحب ضلع سیالکوٹ

۱۱۸۔ فہمیدہ بیگم صاحبہ سیالکوٹ
۱۱۹۔ زہرہ بیگم 〃
۱۲۰۔ سعید احمد صاحب 〃
۱۲۱۔ مسعودہ بیگم صاحبہ 〃
۱۲۲۔ سعیدہ بیگم صاحبہ 〃
۱۲۳۔ فاطمہ بی بی صاحبہ 〃
۱۲۴۔ محمدی بی بی صاحبہ 〃
۱۲۵۔ محمودہ نگہت 〃
۱۲۶۔ محمد خالد صاحب 〃
۱۲۷۔ عبید اللہ صاحب 〃
۱۲۸۔ عبد الرب صاحب 〃
۱۲۹۔ عصمت اللہ صاحب 〃
۱۳۰۔ ام کلثوم بیگم سیالکوٹ
۱۳۱۔ ظفر اقبال صاحب 〃
۱۳۲۔ محمد اسحاق صاحب 〃
۱۳۳۔ محمد امیر صاحب 〃

اسلامی اصولوں میں سے تین زرین اصول

از مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل احمدیہ بلڈنگس لاہور

قرآن کریم کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ آخری شریعت ہے اور ان تمام دینوں کا جامع ہے جو ماضی میں ہر زمانہ کی ضرورت کے مطابق کسی نبی کے ذریعہ خدا کی طرف سے نازل ہوتے رہے اور قرآن ان تمام نعمتوں کو اپنے اندر رکھتا ہے جو باقی ادیان میں بحیثیت انفرادی پائی جاتی ہیں۔ یہ فقط دعوے نہیں بلکہ اس کے دلائل بھی ہیں قرآن کے عالمگیر اور آخری شریعت ہونے کے بیسیوں دلائل میں سے یہ بھی ایک محکم دلیل ہے کہ قرآن دنیا کو وہ اصول دیتا ہے جو باقی ادیان میں نہ ہونے کے باعث خصوصیات اسلام کہے جا سکتے ہیں ان بہترین اور سنہری اصولوں میں سے تین اصول ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) اسلام کا سنگ بنیاد توحید

اسلام کا پہلا اصول جس کو قرآن نے باربار مختلف پیرایوں میں بیان فرمایا ہے توحید ہے۔ قرآن کریم کی کوئی سورت بلکہ کوئی آیت ایسی ہو گی جو توحید سے خالی ہو۔ قرآن کی ہر سورت اور ہر آیت میں توحید کا درس دیا گیا ہے یوں تو ہر نبی اور ہر دین سبق دیتا رہا ہے کہ خدا ایک ہی ہے جس نے تمام کائنات کو پیدا کیا۔ اور قرآن بھی ہمیں یہی سکھاتا ہے کہ کوئی نبی اللہ نے ایسا نہیں بھیجا جس نے شرک کی تعلیم دی ہو لیکن اسلام اور قرآن نے جو تصور توحید کا قائم کیا ہے وہ قرآن ہی کے ساتھ خاص ہے۔

وہ تصور کیا ہے

تاریخ انسانی سے دلچسپی رکھنے والا انسانی فطرت کے مطالعہ سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ انسان فطرتاً عبودیت کا پیکر ہے وہ جھکنا اپنے پیدا ہوتے ہی ساتھ لیکر آتا ہے اگر وہ ایک خدا کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتا تو وہ کسی ستارے کا پرستار نظر آتا ہے یا وہ کسی علوی وجود کا پرستار ہوگا اور اگر سب سے انکار کرے گا تو وہ اپنی رائے کا پرستار ہوگا۔ بہرحال انسانی تاریخ سے یہ چیز ثابت ہوتی ہے کہ اس فطرت نے ہی انسان کو پتھروں کا ساجد بنایا تھا اور یہی فطرت تھی جس نے مظاہر الٰہیہ کی عبادت کو خالق کل کی طرح فرض قرار دیا تھا وہ انسانی فطرت کے قوانین سے ناواقف تھا پتھروں کو سجدے کرنے لگا وہ اجرام فلکی کو خدا کے مظاہر جان کر معبود بنانے لگا غرضیکہ انسان نے اپنی صحیح فطرت کو ناجائز طور پر استعمال کرنا شروع کیا اسی فطری سبق کو یاد دلانے کے لئے ہر ایک زمانے میں خدا کی طرف سے نبی مبعوث ہوتا رہا جس نے دنیا کو یہ سبق دیا کہ ایک خدا جو دنیا و ما فیہا کا خالق ہے وہی عبادت کا مستحق ہے۔ اسلام جب آیا تو عرب و عجم اس قانون فطرت سے ناآشنا ہو چکا تھا۔ عرب کی یہ حالت تھی کہ ہر کام کے لئے ایک مستقل معبود تھا۔ بارش برسانے کے لئے ایک معبود سے درخواست کی جاتی تھی، فصل اگانے والا دوسرا تھا لڑائی میں کامیابی دینے والا اور تھا اور خالق ارض و سما ایک اور ذات تھی عجم کہیں دو خداؤں کا پرستار تھا اور کہیں تین کو ایک قرار دیتا تھا اور کہیں سینکڑوں اور ہزاروں کو تحفہ و نیاز کے نذرانے چڑھائے جاتے تھے قرآن نے اس گمراہی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے ظهر الفساد في البر والبحر۔ خشکی اور تری دونوں میں فساد ہو گیا تھا نہ خشکی اس فطری قانون سے روشناس تھی اور نہ تری ایسے وقت میں عرب کے بادیہ نشینوں میں سے رحمت خداوندی نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑا کیا اور آپ نے سب سے اول جو تعلیم دی وہ کیا ہی بہترین تعلیم تھی لا الٰه الا الله کوئی الٰہ نہیں مگر ایک اللہ ہے۔ الٰہ کا لفظ عربی زبان میں ہر اس ذات پر بولا جاتا ہے جس کو قابل تعظیم سمجھ کر عبادت کی جائے۔ عبادت فقط ان ارکان کا نام نہیں جو خاص وضع رکھتے ہیں بلکہ تذلل اور عجز کا نام عبادت ہے، گویا ہر اس ذات کی نفی کلمہ لا الٰہ میں موجود ہے جس کو محتاج الیہ بنایا جاتا ہے آج کل یورپ کی فوقیت بھی ایک باطل معبود ہے اسی طرح رنگ اور وطن بھی ایک معبود ہے۔ اسلام نے ان سب کی نفی کرتے ہوئے ایک ایسی ذات کے اثبات کا اعلان کیا جس کو اللہ کہا جاتا ہے۔

اللہ کا لفظ عربی زبان میں اس ذات پر بولا جاتا ہے جو تمام کمالات کی جامع اور تمام نقصانات سے مبرا ہے۔

ایسی ذات کے قرآن کریم نے بہت سے صفاتی نام بتائے ہیں مثلاً رحمان اور رحیم یعنی رحمت اور رحیمی شان میں کامل ذات قہار اور جبار یعنی شان جبروت اور قہاریت میں کمال رکھنے والا اسی طرح کی اور بہت سی صفات ہیں جو قرآن نے بیان کی ہیں ان سے مقصد فقط یہ ہے کہ ایک ایسی ذات کو اسلام نے اللہ اور معبود بنایا ہے جو ہر قسم کے کمال کی جامع ہے۔ اسی ایمان اور اسی توحید کے تصور نے اس عرب کو جو سینکڑوں معبودوں کو مانتا تھا ایسا توحید پرست بنایا جنہوں نے ایک ایسی تہذیب کی بنیاد ڈالی جس کی آج دنیا محتاج ہے۔ اور اس تصور کو قائم رکھنے کے لئے اسلامی عبادت کا وہ طریقہ اسلام نے سکھایا جن سے ایسی بو بھی نہیں آتی جو شرک کی طرف رہنمائی کرے۔

(۲) مساوات نوع انسانی

اسلام کا دوسرا عالمگیر پیغام اخوت انسانی کی تعلیم ہے اسلام دنیا کو وہ مساوات انسانی سکھاتا ہے جو عالمگیر برادری کہی جا سکتی ہے سچ تو یہ ہے کہ اسلام تمام انسانوں کو ایک ہی برادری اور ایک ہی خاندان کے افراد بناتا ہے۔ قرآن اس مساوات انسانی کو اصولی رنگ میں یوں پیش کرتا ہے کہ نوع انسانی پیدائش کے لحاظ سے بھی مساوی اور تربیت کے لحاظ سے بھی برابر ہے اور موت اور موت کے بعد والے حقوق میں بھی مساوی ہے۔ انسانی پیدائش کے قانون کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ايها الناس انا خلقناكم من ذكر وانثى وجعلناكم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اكرمكم عند الله اتقاكم۔ اے دنیا کے انسانو ہم نے تم کو مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہیں شاخوں اور قبیلوں میں اس لئے تقسیم کیا تاکہ تم آپس میں تعارف کر سکو اس لئے نہیں کہ تم فخر کرو بلکہ فخر اسکو ہے جو متقی ہے۔ گویا پیدائش میں تمام انسان ایک قانون کے ماتحت پیدا کئے گئے ہیں کوئی انسان دوسرے پر اس لئے فخر نہیں کر سکتا کہ وہ کسی مغربی قوم سے تعلق رکھتا ہے اور نہ ہی اسلامی نقطہ نگاہ سے کوئی مغربی مشرقی کو حقارت کی نظر سے دیکھ سکتا ہے۔

باقی دارد

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

اعلان نکاح مختار بیگم صاحبہ بنت بابو رحمت اللہ صاحب مرحوم ملازم سکنہ توپ خانہ لاہور چھاؤنی کا نکاح بشیر محمد صاحب ولد میاں حاجی کے ساتھ بعوض حق مہر مبلغ ۳۲/- روپے مولانا احمد یار صاحب نے پڑھا۔ خطبہ میں آپ نے فلسفہ ازدواج اور زوجین کے حقوق پر خوب روشنی ڈالی۔ اس خوشی کی تقریب پر ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب و بابو احمد صاحب برادران بابو صاحب مرحوم نے انجمن کو مبلغ پانچ پانچ روپے دئیے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس رشتے کو فریقین کے لئے موجب صد برکات بنائے۔ آمین۔

— جناب فضل الرحمان صاحب بنارسی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ...... عرض ہے کہ میری اہلیہ صاحبہ بہت علیل ہو گئی ہیں اور ہسپتال میں داخل ہیں آپ کی خدمت میں اور تمام مرکز کے احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس مرض سے شفا بخشے اور صحت عطا فرمائے۔

— چوہدری فضل داد صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

مولوی محمد صدیق صاحب بھیرہ کی اہلیہ صاحبہ بہت بیمار ہیں اخبار میں ان کے لئے دعا کی تحریک کی جائے کہ خداوند کریم مولوی صاحب موصوف کی اہلیہ صاحبہ کو صحت کلی عطا فرمائے۔ آمین۔

— حبیب الرحمٰن صاحب صادق بمبئی سے جنرل سیکرٹری صاحب کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

بمبئی کے حالات[1] کے متعلق کسی حد تک آپ کو علم ہو چکا ہوگا ہم سب احمدی خیریت سے ہیں۔ پیغام صلح کے ذریعہ پہلی فرصت میں یہ خبر شائع کر دیں

— جناب برلیناں مرتضےٰ خاں صاحب کی صاحبزادی عزیزہ وقدسیہ بیمار ہیں نہایت بیمار ہے احباب سلسلہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس بچی کیلئے حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسے صحت عطا فرمائے آمین۔

— قاضی شیر محمد صاحب علی پور کی اہلیہ صاحبہ بیمار ہیں ان کی شفایابی کے لئے خاص طور پر دعا کی جاوے۔

[1] اس خبر میں بمبئی کی انتہا خوفناک گودی کے حادثہ کی طرف اشارہ ہے جو حال ہی میں واقعہ ہوا ہے۔

لمعات

{ از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے مولوی فاضل }

بہائیوں کی ایک اور دروغ بیانی کا انکشاف

بہاء کو مدعی نبوت و رسالت قرار دینا غلط ہے — بہائیوں کو کھلا چیلنج

اہل بہاء کے نزدیک تبلیغ مذہب کے سلسلہ میں دروغ بیانی مقدس دینی فریضہ ہے خود جناب علی محمد شیرازی باب نے اپنے متبعین کو یہ "حکم اللہ" سنایا کہ وقت پر میری صداقت سے انکار کر دینا اور مجھ پر لعنت بھی کر دینا، جناب باب نے متعدد مرتبہ اپنے دعاوی سے انکار کیا، ناصر الدین شاہ قاچار کو ایک تحریر بھی دی کہ میں تمام دعاوی سے تائب ہوتا ہوں اس تحریر کا عکس جناب براؤن نے شائع بھی کر دیا ہے۔

جناب بہاء نے اپنے مبلغ مرزا حیدر علی کو یہی نصیحت کی کہ اپنی دولت سفر، اور مذہب کو کسی پر ظاہر نہ کرنا، اب تک بہائی مبلغین اسی نصیحت پر عمل پیرا ہیں۔ کشمیر میں بہائی مبلغین نے سادہ لوح مسلمانوں کو یہ کہنا شروع کر دیا کہ جناب بہاء کا دعوے رسالت کا تھا، اور قادیانیوں کی طرح "اما یاتینکم رسل منکم" اور کچھ قسم آیات پیش کر کے اجرائے رسالت پر استدلال کرنا شروع کیا، حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے۔ اور اہل بہاء اگرچہ تسلسل شریعت کے قائل ہیں، لیکن تسلسل نبوت و رسالت کے قائل نہیں ہیں، یہ صحیح ہے کہ اہل قادیان کو اہل بہاء سے یہ مشابہت ضرور ہے کہ جن آیات کو اہل قادیان نے تسلسل نبوت و رسالت کے لئے دلیل بنایا ہے۔ ان کو اہل بہاء تسلسل شریعت کے لئے دلیل بناتے ہیں۔ اہل قادیان کہتے ہیں کہ نبوت خدا کا انعام ہے یہ بند نہیں ہو سکتا، اور اہل بہاء کہتے ہیں کہ شریعت خدا کا انعام ہے یہ بند نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن پھر بھی اہل بہاء کے نزدیک رسالت و نبوت حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے مسدود ہو گئی ہے، وہ دور نبوت کو ختم مانتے ہیں اور دور مظہریت، یا دور الوہیت کو جاری کرتے ہیں، لیکن چونکہ مسلمانوں کے لئے یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ جناب حسین علی نوری بہاء عرش الوہیت پر ساکن ہے اسلئے وہ قادیانیوں کا سا طریق تبلیغ اختیار کرتے ہیں اور اس طرح مسلمانوں کو بہائیت کا شکار کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

لاہور اور دہلی کے مکالمے یہ مغالطہ اہل بہاء نے اس منظم طریق پر دیا ہے کہ جموں کے ایک فاضل دوست جو بہائیت کا مطالعہ کر رہے ہیں اس قدر متاثر ہوئے کہ انھوں نے مجھ سے لاہور اور پھر دہلی میں گفتگو کے دوران میں بارہا قرآن مجید سے تسلسل رسالت ثابت کرنے کی کوشش کی، اور راقم لمعات کو یہاں تک کہا کہ اگر قرآن و حدیث سے نبوت و رسالت ختم ہو جائے تو بہائیت کے ابطال کے لئے یہی ایک کافی دلیل ہے کیونکہ بہاء کا دعوے رسالت کا ہے۔

انہی دوست نے میرے سامنے دو مرتبہ لاہور اور دہلی میں بھری محفل میں یہ استدلال بھی کیا کہ جناب بہاء اپنے متعلق "بعثنی" اور "ارسلنی" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں جو اس امر کی دلیل ہے کہ ان کا دعویٰ رسالت کا ہے، مجھے اگر افسوس ہوا تو اس بات پر کہ صاحب موصوف نے کس قدر سرسری نظر سے جناب بہاء کے دعویٰ کی حیثیت پر غور کیا ہے، جناب بہاء جس مقام کا ادعا کرتے ہیں وہ ہرگز نبوت و رسالت کا مقام نہیں، یوں تو حضرت مسیح علیہ السلام نے بھی اپنے متعلق "ارسلنی" کے الفاظ استعمال کئے ہیں لیکن ان کی قوم ان الفاظ کو ان کی رسالت کی دلیل نہیں سمجھتی، بلکہ یہ مراد لیتی ہے کہ جناب مسیح علیہ السلام بحیثیت رسول نہیں بلکہ بحیثیت "ابن" بھیجے گئے۔

لائلپور کا مکالمہ ماہ مارچ کے آخری ایام میں لائلپور میں الحاج شیخ میاں محمد صاحب مل اونر کے مکان پر ایک اجتماع ہوا جس میں جناب ڈاکٹر ایم لطیف صاحب بہائی نے خاکسار سے دوران گفتگو میں آیات قرآنیہ سے تسلسل رسالت کو ثابت کرنا چاہا، اور بھری مجلس میں کہا کہ جناب بہاء کا دعوے رسالت کا ہے، اور آپ رسول ہیں۔ انہیں پوری آزادی سے تقریر کا موقعہ دیا گیا اور ان کی باتوں کو نہایت محبت سے سنا گیا، اختتام تقریر پر خاکسار نے ان سے کہا کہ وہ صرف ایک تحریر جناب بہاء کی پیش کریں جس میں انھوں نے دعویٰ رسالت کیا ہو، ڈاکٹر صاحب نے کچھ پس و پیش کے بعد وہی "بعثنی" اور "ارسلنی" کے الفاظ پیش کئے۔ اور کہا کہ جب جناب بہاء کہتے ہیں کہ مجھے مبعوث کیا گیا اور بھیجا گیا تو لازماً وہ رسول ہیں مجھے اس وقت بہائیوں کے طریق تبلیغ کو دیکھ کر سخت صدمہ ہوا غالباً دنیا کی کسی قوم نے اس طرح دروغ بیانی سے کام نہ لیا ہوگا، میں نے ان کے سامنے چند حوالجات رکھے جن میں جناب بہاء کے رسول ہونے سے انکار کیا گیا تھا، تو انھوں نے یہ کہا کہ جناب بہاء مسلمانوں کی اصطلاح میں رسول ہیں، اور اپنی اصطلاح میں "خدا" یا "مظہر اللہ" ہیں، جب ان سے یہ کہا گیا کہ وہ ایک تحریر دکھائیں جس میں جناب بہاء نے کہا ہو کہ میں مسلمانوں کی اصطلاح میں رسول ہوں، تو ان کو سوائے خاموشی کے چارہ کار نظر نہ آیا — اور انھوں نے بالآخر صفائی سے تسلیم کر لیا کہ وہ درحقیقت جناب بہاء کو خدا سمجھتے ہیں، انہی کی قبر قبلہ ہے، وہی دعاؤں کو قبول کرنے اور نصرت کرنے والے ہیں۔ مجلس کو یقین ہو گیا کہ ڈاکٹر صاحب جو کچھ پہلے بہائیت کے متعلق بیان کر رہے تھے وہ تمام تر غیر صحیح تھا۔

بہائی اعتراف کہ بہاء رسول نہیں ہے۔

ذیل میں ہم وہ حوالجات درج کرتے ہیں، جن میں خود اہل بہاء نے تسلیم کیا ہے کہ جناب بہاء کا دعوے رسالت کا نہیں تھا، اور امید کرتے ہیں کہ جموں اور کشمیر کے وہ اصحاب جو بہائی مبلغین کی مغالطہ اندازی کا شکار ہو گئے ہیں خدا کی رضا کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی تحقیقات پر نظر ثانی کریں گے، سب سے بڑی دلیل "بعثنی" اور "ارسلنی" کے الفاظ کی بناء پر دی جاتی ہے، اس کی تشریح سنئے بہائی رسالہ کوکب ہند میں لکھا ہے:۔

(ا) حضرت بہاء اللہ کی نبوت و رسالت کے اثبات میں پہلا ثبوت یہ پیش کیا گیا ہے کہ آیہ مبارکہ "قد بعثني الله و ارسلني اليكم" میں "ارسلني" کے الفاظ آپ کے رسول ہونے پر دلالت کرتے ہیں **الجواب** ......

...... ظہور اعظم بھی مبعوث من عند اللہ اور رضا کا بھیجا ہوا ظہور ہے مگر نام اور مقام کے اعتبار سے ظہور اعظم ہے نہ کہ نبی اور رسول کیونکہ ظہور اعظم کا مقام نبی اور رسول سے بالاتر ہے جیسے ہم گذشتہ حصہ مضمون میں واضح کر چکے ہیں اور کہیں بھی کلام الٰہی میں حضرت بہاء اللہ کو نبی اور رسول کے خطاب سے مخاطب نہیں کیا گیا، قصر نبوت خاتم النبیین نے مکمل کر دیا، اب مالک قصر تخت ظہور پر جلوہ فرما ہے۔ (کوکب ہند اگست ۱۹۳۰ء صفحہ ۱۶)

(ب) "جملہ انبیاء کا میثاق مالک یوم میثاق کے لئے تھا نہ کسی نبی اور رسول کے لئے" (کوکب ہند اگست ۱۹۳۰ء صفحہ ۱۸)

(ج) الغرض اسی طرح میں حضرت بہاء اللہ کو کسی ایک جگہ بھی نبی یا رسول کے خطاب سے یاد نہیں کیا گیا، اور یہ پہلی دلیل ہے اس امر کی کہ حضرت بہاء اللہ نبی یا رسول نہ تھے دوسری دلیل یہ ہے کہ آپ نے کبھی یہ دعوے نہیں کیا کہ میں نبی اور رسول ہوں تیسری دلیل یہ ہے کہ آپ کا ظہور وہ ظہور ہے جو قیامت کبریٰ میں ظاہر ہونے والا تھا .... اور قیامت کبریٰ میں ظاہر ہونے والا ظہور بالفاظ اہل کتاب ظہور خداوندی ہے نہ کسی نبی اور رسول کا ظہور انہی الفاظ میں حضرت بہاء اللہ کا دعوے موجود ہے کیونکہ ایسے ظہور کو جو قیامت کبریٰ میں ٹھیک اپنے وقت پر ظاہر ہوا نبی اور رسول بنانے کی فکر میں ہیں حالانکہ اسے نبی یا رسول کے خطاب سے نہ کبھی مخاطب کیا گیا اور نہ کبھی اس نے ادعائے نبوت و رسالت کیا۔ (کوکب ہند جون، جولائی ۱۹۳۰ء صفحہ ۳)

(د) مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کا اصرار تھا کہ بہاء مدعی رسالت ہے، مولوی صاحب نے لکھا تھا کہ:۔

"اہل حدیث میں بارہا بہاء اللہ کی کتاب اقدس سے ان کا دعوے رسالت نقل ہوا ہے جو صاف لفظوں میں ہے "یا رسول یذکرک مالک الوجود""

اس اعتراض کو نقل کر کے مدیر کوکب ہند جناب محفوظ الحق صاحب علمی نے فرمایا:۔

"مولانا کی یہ دوسری غلطی بلکہ وہی غلطی ہے جس کا ارتکاب وہ پہلی دفعہ بہائی کتب مقدسہ کی اصطلاحات، اور طرز کلام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے کر چکے ہیں حالانکہ کوکب ہند جلد ششم نمبر ۲ میں مفصل طور پر لکھا گیا تھا کہ "یا رسول" کا خطاب حضرت بہاء اللہ سے نہیں بلکہ ایک شخص عبد الرسول نامی سے ہے"۔

(کوکب ہند جنوری ۱۹۳۱ء صفحہ ۵)

(ھ) پھر فرماتے ہیں:۔

"حضرت بہاء اللہ کا دعوے یہ ہے کہ میں تمام دنیا کی کتب مقدسہ کا موعود ہوں اور یہ کہ مقام نبوت حضرت خاتم النبیین پر ختم ہو چکا ہے .... مولانا ثناء اللہ صاحب حضرت بہاء اللہ کی طرف دعوے نبوت منسوب کرنے پر اصرار بے جا کر رہے ہیں"۔

(کوکب ہند ماہ مارچ ۱۹۳۱ء صفحہ ۵)

(و) پھر لکھا ہے:۔

"اہل بہاء دور نبوت کو ختم مانتے ہیں مگر امت محمدیہ میں ہی نبوت جاری نہیں سمجھتے ہاں خدا کی قدرت کو ختم نہیں جانتے اس لئے خدا کی قدرت کے نئے ظہور کو تسلیم کرتے ہیں جو نبوت سے آگے ایک نئی شان رکھتا ہے، اور یہ دور نبوت کے ختم ہونے کا اعلان ہے اسی لئے اہل بہاء نے کبھی نہیں کہا کہ نبوت ختم نہیں ہوئی اور موعود کل انبیاء نبی یا رسول ہے۔ بلکہ اس کا ظہور مستقل خدائی ظہور ہے" (کوکب ہند جلد ۸ نمبر ۵ صفحہ ۱۹ جون ۱۹۲۸ء)

(سم) نیز لکھا ہے :-

"ہم بعد از سیدنا خاتم کسی نبی کے آنے کے قائل نہیں (کوکب ہند جلد ۸ نمبر ۲ مورخہ ۹ ر اپریل ۱۹۲۸ء صفحہ ۲۶)

ان حوالجات سے ظاہر ہے کہ درحقیقت اہل بہاء کا یہ عقیدہ نہیں ہے کہ جناب بہاء نبی اور رسول تھے، وہ نبوت رسالت کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم سمجھتے ہیں، جب نبوت و رسالت ختم ہے تو بہائیوں کے تمام استدلالات باطل ہیں، نہ ہی جناب بہاء رسول ہو سکتے ہیں اور نہ آیۂ میثاق النبیین کے مصداق ہو سکتے ہیں، کیونکہ آیہ میثاق النبیین میں "رسول مصدق" کے آنے کا وعدہ تھا، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پورا ہو گیا، آیہ میثاق النبیین میں "ظہور خداوندی" کا وعدہ نہ تھا۔ اگر جناب بہاء کا دعوےٰ نبوت و رسالت کا نہیں بلکہ اس سے اوپر کے مرتبہ کا دعوےٰ ہے تو اس سے اوپر الوہیت کا ہی مرتبہ ہے۔ خود جناب بہاء اللہ فرماتے ہیں :-

"یہ مقام اس کے انبیاء و اولیا کے لئے خاص ہے کیونکہ عالم وجود میں ان سے بڑا و برتر کوئی بھی نہیں ہوا" (ایقان فارسی اردو صفحہ ۱۸۱)

نبی اور رسول سے اوپر مقام خود مرسل رسل یعنی رسولوں کے بھیجنے والے کا ہے اور جناب بہاء اسی مرتبہ پر فائز ہونے کا اعلان کرتے رہے، وہ اپنے آپ کو قیدی خدا، مظلوم خدا، رسولوں کا بھیجنے والا، کتابوں کا نازل کرنے والا، اور خدائے مہیمن و قیوم وغیرہ قرار دیتے ہے۔ اہل بہاء کو چاہیئے کہ جناب بہاء کے اصل مقام سے دنیا کو آگاہ کریں اور مسلمانوں کو اس طرح کے مغالطے نہ دیں اب خدا کے فضل سے وہ وقت آرہا ہے کہ مسلمان زیادہ دیر تک ان کے مغالطوں کا شکار نہ ہو سکیں گے۔

دروغ بیانی دین اللہ ہے

بہائی فاضل جناب صمدانی کا اعتراف حق

دروغ بیانی شان مظہریت کے خلاف نہیں

پیغام صلح کی ۹ ر فروری کی اشاعت میں "دروغ بیانی حکم اللہ ہے" اور "بہائی تاریخ کے چند لرزہ خیز واقعات" کے عنوانوں سے حصہ "لمعات" میں ایک مضمون چھپا تھا جس نے فی الواقعہ اہل بہاء کو لرزہ بر اندام کر دیا، بہائی رسالہ پیامبر کی ماہ مارچ کی اشاعت میں ایک مضمون "دین بہائی اور معترضین" کے عنوان سے جناب ڈاکٹر ایم اے صمدانی نے لکھا ہے اور ایک مختصر نوٹ "قانون قدرت" کے عنوان سے جناب عباس علی صاحب بٹ سکرٹری مجلس اہل بہاء ہند و برما نے لکھا ہے، جناب بٹ نے لکھا ہے کہ ہمیشہ سے قانون قدرت یہی ہے کہ لوگ مظاہر الٰہیہ کی مخالفت کرتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اب بھی لوگ امر بہائی پر اعتراض کرتے ہیں، فاضل شذرہ نگار نے یہ ہرگز نہیں لکھا کہ ہمارے پیش کردہ واقعات غلط ہیں لیکن بایں وہ امر بہائی پر اعتراض کرنیوالوں کو "خواہشات نفسانی کے بندے" "میلانات انسانی کے پرستار" اور "باطل کے پرستار" وغیرہ قرار دیتے ہیں، ملاحظہ ہو رسالہ پیامبر ماہ مارچ ۱۹۴۴ء صفحہ ۱۶) گویا اگر یہ واقعات صحیح بھی ہوں تو بھی اعتراض کرنے والا یعنی سچے اعتراض کرنے والا "باطل پرست" ہے ہم اپنے فاضل دوست جناب عباس علی بٹ سے اس سے زیادہ علمی اور سنجیدہ گفتگو کی توقع رکھتے تھے، کیونکہ جس جماعت نے ان کو سکرٹری بنایا ہے وہ ایک عرصہ سے مسلمانوں میں یہ غلط پروپیگنڈا کر رہی ہے کہ اسلام میں مذہبی اختلافات کی بنا پر بغض و عداوت کا وجود پایا جاتا ہے، لیکن اہل بہاء بغض عداوت سے کسی سے گفتگو نہیں کرتے غرضیکہ ان کے شذرہ نے ان کے دلی اضطراب کو ضرور ظاہر کر دیا ہے، اور یہ بھی واضح کر دیا ہے کہ ان کے مسلک "روح و ریحان" کی حقیقت کیا ہے۔ ہم ان کی خدمت میں صرف اس قدر عرض کرتے ہیں کہ سچاؤں پر اعتراض ہوا کرتے ہیں کیونکہ یہ قانون قدرت ہے لیکن یہ بھی قانون قدرت ہے کہ بعض لوگ جو اپنے قول و عمل میں راستبازی کے معیار پر پورے نہیں اترتے اعتراض کرنے والوں کو برا بھلا کہہ دیا کرتے ہیں، محض کسی پر اعتراض ہو جانا کسی کی صداقت کی دلیل نہیں ہوا کرتا۔ ورنہ ہر عصمت کبریٰ کا مدعی درحقیقت مقام عصمت پر نہیں ہوا کرتا۔

جناب صمدانی کا مقالہ جناب صمدانی نے ایک بے جان سا مضمون لکھا ہے، جو ظاہر کر رہا ہے کہ وہ ہمارے پیش کردہ واقعات کی صحت کا انکار نہیں کر سکتے اس لئے وہ ہماری توجہ کو دوسری طرف منعطف کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ آپ کا پہلا ارشاد یہ ہے کہ :-

"۱۹۲۴ء سے ۱۹۴۴ء تک بیس سال کے عرصہ میں جب سے قادیان میں امر بہائی کی ندا بلند ہوئی ہے قادیان باوجود اپنے آپ کو دینی جماعت کہنے کے دینی صداقت کا صحیح معیار پیش نہیں کر سکا"

(پیامبر ماہ مارچ ۱۹۴۴ء صفحہ ۲۲)

حالانکہ معیار صداقت پیش کرنا ہمی کا اپنا فرض ہوتا ہے اور کوئی بھی معیار اہل بہاء اب تک پیش نہیں کر سکے جس پر جناب باب اور جناب بہاء کو سچا ثابت کر سکیں انہوں نے مسلمانوں کو اسلام سے متنفر کرنے کی کوشش تو کی ہے لیکن کوئی ایسا اصول پیش نہیں کیا جس کے مطابق جناب باب و جناب بہاء کی سچائی ظاہر ہو بایں وہ اپنے ہر چھوٹے بڑے کو یہ گر سمجھا دیتے ہیں کہ جب کوئی شخص بہائی مذہب پر معترض ہو تو کہہ دینا کہ صداقت کا صحیح معیار پیش کرو، جب مخالف کوئی معیار پیش کرے تو کہہ دینا یہ معیار صحیح نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ جناب صمدانی نے بھی ہم سے معیار کا مطالبہ کرتے ہوئے "صحیح معیار" کے محتاط الفاظ استعمال کئے ہیں تاکہ ہم جو معیار پیش کریں اسے وہ یہ کہکر رد کر دیں کہ یہ معیار صحیح نہیں، ہمیں اہل بہاء کی یہ ایچا پیچیاں دیکھ کر سخت افسوس ہوتا ہے، یہ قوم کن الجھنوں میں گرفتار ہو گئی، جب ہم یہ ثابت کر دیں کہ ایک شخص صریح طور پر جھوٹ بول رہا ہے تو کیا پھر بھی گنجائش رہ جاتی ہے کہ اس کو کسی اور معیار صداقت پر رکھیں کیا صداقت کا معیار خود صداقت نہیں ہے، اور کذب کا معیار خود کذب نہیں ہے۔ ہمارے مضمون کے متعلق خود جناب فاضل صمدانی صاحب کو اعتراف ہے کہ :-

"مضمون مذکرۃ الصدر اخبار کے پورے چار صفحات پر سترہ جلی عنوانوں کے ساتھ شائع ہوا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ دین بہائی جھوٹ بولنے کی تعلیم دیتا ہے اس دین کے مبشر، موسس اور مفسر اور مبلغین نے بھی جھوٹ بولے ہیں لہذا یہ دین دین اللہ کہلانے کا مستحق نہیں ہے اور نہ ہی ادیان حقہ کی صف میں اسے لایا جا سکتا ہے"

تو کیا ہمارے اس انکشاف کے بعد کسی اور معیار کو پیش کرنے کی بھی گنجائش رہتی ہے، اگر ہمارے انکشافات صحیح ہیں تو کیا یہی معیار کافی نہیں جس سے بہائیت کا دین باطل ہونا ثابت ہو جائے۔ کیا وہ دین جو جھوٹ بولنے کی تعلیم دے اس کے مبشر، موسس مفسر اور مبلغین دروغ بیانی کو مقدس فریضہ مذہبی قرار دیں سچا دین ہو سکتا ہے؟

جناب محمد حسین صاحب صابری بہائی نے بھی ہمیں اس طرف توجہ دلائی کہ ہمارے مضامین بیسود ہیں، معیار صداقت پیش کرنا چاہیئے، اگر جناب صمدانی اور جناب صابری نے کسی طرح یہ ثابت کر دکھایا کہ صداقت کا معیار صداقت نہیں ہوتا تو ہم ضرور ان کی بات کی طرف متوجہ ہوں گے نیز اگر دنیا میں کسی معیار صداقت کی رو سے جناب باب اور جناب بہاء کے دعاوی اور مذاہب کو جو دروغ پر مبنی ہیں وہ سچا ثابت کر سکتے ہیں تو اپنا پورا زور لگا کر ثابت کریں ہم پوری توجہ سے غور کریں گے۔

اعتراف حق جناب صمدانی نے معیار کے متعلق اس مختصر سی تمہید کے بعد میرے ایک اعتراض کو نقل کیا ہے جس میں میں نے یہ بتایا تھا کہ جناب باب نے اپنے متبعین کو دروغ بیانی کا حکم اللہ دیا، اس پر جناب صمدانی فرماتے ہیں :-

"اگر ہم دنیا کے مصلحوں کی تاریخ میں ایسا دکھائیں کہ فلاں فلاں مصلحوں نے جھوٹ بولا تو شاید قادیانی امت اسے مشکوک نگاہوں سے دیکھے اس لئے ہم ان کے مقدس پیشوا کی تحریر سے دکھاتے ہیں"

گویا اہل بہاء کے نزدیک نہ صرف باب و بہاء نے جھوٹ کی تعلیم دی بلکہ اور مصلحاء بھی ایسے ہوئے ہیں جنہوں نے ایسی تعلیم دی اور بقول جناب صمدانی حضرت مجدد وقت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو بھی یہ امر مسلم ہے کہ مصلحاء جھوٹ بولا کرتے ہیں، فاضل صمدانی نے اپنے دعویٰ کی تائید میں یہ حوالہ پیش کیا ہے کہ :-

"حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت یہی اعتراض اکثر خبیث فطرت لوگوں کے ہیں کہ اس نے اپنی قوم کے لوگوں کو رخصت دی کہ تا وہ مصریوں کے سونے چاندی کے برتن اور زیورات اور قیمتی کپڑے عاریتاً مانگیں اور محض دروغگوئی کی راہ سے کہیں کہ ہم عبادت کے لئے جاتے ہیں چند روز تک تمہاری یہ چیزیں لا کر دیدیں گے اور دل میں دغا تھا اور بیگانہ مال اپنے قبضہ میں لا کے کنعان کی طرف بھاگ گئے تھے لیکن درحقیقت یہ تمام اعتراضات ... ہیں کہ اگر معقول طور پر ان کا جواب دیا جائے تو بہت سے احمق اور

پست فطرت ان جوابات سے تسلی نہیں پا سکتے۔" (اربعین ۳ مطبوعہ دسمبر ۱۹۳۲ء)

ملاحظہ کیجئے حضرت موسیٰ پر دروغگوئی کا الزام صحیح ہے۔" (پیامبر مارچ ۱۹۴۴ء صفحہ ۲۳)

ہم اہل انصاف سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ خود ہی غور کریں کہ آیا حضرت مسیح موعود کی مذکورہ تحریر میں موسیٰ علیہ السلام پر الزام کو صحیح تسلیم کیا گیا ہے یا غلط تسلیم کیا گیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب تو یہ فرماتے ہیں کہ یہ الزامات غلط ہیں۔ یہ الزامات لگانے والے خبیث فطرت ہیں اور یہ بھی سچ ہے کہ یہود و نصاریٰ کے پاس جو تاریخی مواد ہے اس کی بناء پر ان الزامات کا معقول جواب دیا جائے تو ایسے پست فطرت لوگوں کی تسلی نہیں ہوتی، فی الحقیقت بہت سے سچے مقدمات ہوتے ہیں جن کو موجودہ مواد کی بناء پر تسلی بخش طریق پر ثابت نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ان میں صداقت کا وجود نہیں پایا جاتا، مذکورہ حوالہ میں ایک لفظ بھی نہیں جس سے یہ معلوم ہو کہ حضرت مرزا صاحب نے مخالفین کے اس الزام کو صحیح تسلیم کیا ہو،

جناب صمدانی صاحب نے بائبل کے حوالہ سے دکھایا ہے کہ خدا نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ بنی اسرائیل مصریوں کے سونے چاندی کے برتن اور قیمتی کپڑے عاریۃً لے لیں، اور بھاگ جائیں اور پھر یہ نتیجہ نکالا:-

"حضرت موسیٰ اور ان کی قوم حکم اللہ کے مطابق دروغ بیانی کر کے مصریوں کے سونے چاندی کے برتن اور قیمتی کپڑے (تین دن وعدے پر) لیکر کچھ ایسے فرار ہوئے کہ مصر کو واپس نہ گئے اور نہ ہی یہ سونا چاندی اور کپڑے واپس کئے بلکہ حکم اللہ کے مطابق انھوں نے یہ قیمتی کپڑے اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو پہنائے،،

(پیامبر مارچ ۱۹۴۴ء صفحہ ۲۴، ۲۵)

ہم جناب فاضل صمدانی صاحب کے اس اعتراف حق پر ان کی جرأت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے، یہ الگ بات ہے کہ بائبل کا بیان دربارہ موسیٰ علیہ السلام کس قدر صحیح ہے لیکن اتنی بات واضح ہو گئی ہے کہ ہمارے مضمون "دروغ بیانی حکم اللہ ہے" میں پیش کردہ واقعات صحیح ہیں، اور اہل بہاء کا ایمان ہے کہ جناب باب اور جناب بہاء نے جھوٹ بولا، اور جھوٹ بولنے کی تلقین کی بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ ان کے نزدیک تمام انبیاء و رسل ایسے ہی کرتے رہے گویا یہ بھی صادقین کی علامت ہے کہ ان کے قول و عمل سے دروغ ظاہر ہو جتنا جتنا بڑا کوئی مظہر ہو گا، اتنا ہی وہ دروغ بیانی میں کمال دکھائے گا۔ جناب باب اور جناب بہاء بہت بڑے مظاہر تھے لہذا ضروری تھا کہ وہ بھی اسی سنت قدیمہ کے مطابق دروغ بیانیاں کرتے اور دروغ بیانی کی تلقین کرتے۔

قرآن مجید نے بتایا تھا کہ اہل کتاب اپنی خواہشات نفسانی کے مطابق اپنی کتابوں میں تحریف کرتے رہے اور آج خود مغرب کے محققین کو مسلم ہے کہ بائبل ہمیشہ تحریف و تبدیل کا تختہ مشق بنی رہی۔ نفس پرست احبار و رہبان نے اپنی دروغ بیانیوں اور غلط کاریوں پر پردہ ڈالنے کے لئے انبیاء و رسل کو بھی دروغ بیان اور غلط کار بنا کر پیش کیا، موجودہ بائبل میں حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیوں کا حضرت لوط علیہ السلام سے زنا کرنے کا واقعہ صاف موجود ہے مگر یہ سب واقعات نفس پرستوں کی تحریفات ہیں اور کوئی مسلمان بائبل کے ایسے بیانات کو صحیح تسلیم نہیں کرتا، جس طرح پہلے نفس پرست گروہ اپنے عیوب کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے انبیاء و رسل کو اس قسم کے عیوب کا مرتکب ثابت کرتا رہا آج بھی اہل بہاء محض اسلئے کہ جناب باب و جناب بہاء کی دروغ بیانیوں کی اہمیت کو کم کریں کوشش میں ہیں کہ سب انبیاء و رسل اسی رنگ میں رنگین نظر آویں۔ اس کوشش میں وہ کبھی کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ لیکن اس کوشش سے باب و بہاء کی حقیقت کی ضرور غمازی ہو گئی ہے،۔ فیصلہ آسان ہے، اگر باب و بہاء ایسی حرکات کے مرتکب ہوئے ہیں تو جو شخص معیار صداقت پر پورا نہ اترے وہ کبھی صادق نہیں ہو سکتا۔

پتے درکار ہیں

قادیانی دوستوں اور بہائیوں کے پتے درکار ہیں احباب سلسلہ قادیانیوں اور بہائیوں کے پتے مرکز میں حضرت مولینا عزیز بخش صاحب جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خدمت میں بھجوائیں ایسے پتوں پر انشاء اللہ پیغام صلح کا خاص ماہوار نمبر مفت بھیجا جائے گا۔ امید ہے احباب سلسلہ اس طرف فوری اور خاص توجہ مبذول فرمائیں گے۔ پتے بھجواتے ہوئے یہ امر خاص طور پر پیش نظر رہے کہ پتے ایسے لوگوں کے ہوں جن کے ہاتھ میں پیغام صلح کا جانا واقعی مفید ثابت ہو۔

(مدیر)

ایک بہائی فاضل کے مراسلہ کا دلچسپ جواب

بہائی طریق تبلیغ بہائی لٹریچر اور معیار صداقت پر تبصرہ

بریلی سے جناب محمد حسین صاحب صابری بہائی نے اپنے ۶ مارچ کے مکتوب میں چند امور تحریر فرمائے ہیں جو جوابات کے ساتھ درج ذیل کئے جاتے ہیں:-

صابری صاحب:- اخبار پیغام صلح ۹ فروری کا پرچہ میرے پاس بھی بھیجا گیا ہے میں کارکنان اخبار کے اس انتخاب کی داد دیتے ہوئے شکریہ ادا کرتا ہوں، اسی پرچہ کے صفحہ ۱۶ پر جو یائے صداقت اصحاب کی سرخی دے کر لکھا ہے کہ اہل بہاء اسلام پر اپنے اعتراضات پیش فرمائیں، عرض ہے کہ اہل بہاء اسلام پر اعتراض نہیں کرتے بلکہ وہ تو اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو غیروں کی نظروں میں بلند کرنا اپنا فرض جانتے ہیں۔

لمعات:- آپ کے مکتوب اور جذبہ تشکر کے لئے ہم سب ممنون ہیں مگر آپ کی رائے سے ہمیں اتفاق نہیں کیونکہ اہل بہاء اگر مسلمانوں کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ بہائیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو بلند کرتی ہے، تو اس کے مقابل نصاریٰ کو بھی یہ یقین دلاتے ہیں کہ بہائیت میں مسیح علیہ السلام کی الوہیت و ابنیت کو تسلیم کیا گیا ہے، اور بہائیوں کا مقصد مسیح علیہ السلام کے مرتبہ کو غیروں میں بلند کرنا ہے، چنانچہ ولی امر اہل بہاء جناب شوقی آفندی نے نصاریٰ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"ہم بلا تامل اور بغیر لفظی ہیر پھیر کے کہہ سکتے ہیں کہ (بہائیت میں ــ ناقل) اس کا (مسیح کا ــ ناقل) خدا کی طرف سے ہونا قطعی طور پر مانا گیا ہے حضرت عیسےٰ کی ابنیت اور الہیت کو بے دھڑک قبول کیا گیا ہے ...... رسولوں کے سردار پطرس کی افضلیت کی حمایت کی گئی ...... حضرت بہاء اللہ نے ...... حضرت مسیح کی ابنیت کی تعریف کی ہے اور ان الفاظ میں کی ہے:-

"یہ وہ مرتبہ ہے جو اہل زمین کے فہم و ادراک سے بالاتر ہے"، (صداقت کے بنیادی اصول، از شوقی آفندی، مترجمہ عباس علی بٹ، از رسالہ ورلڈ آرڈر، اکتوبر ۱۹۴۱ء)

ملاحظہ ہو پیامبر جنوری ۱۹۴۲ء صفحہ ۱

اگرچہ قرآن مجید نے عیسائی مسئلہ الوہیت و ابنیت مسیح کو کفر و شرک قرار دیا ہے لیکن بہائیوں نے بلاد نصاریٰ میں اس کی ہمیشہ تائید کی ہے، اور اسی کے رنگ میں بہائیت کو رنگین کر کے پیش کیا ہے، ایک طرف وہ اہل توحید سے اپنا رشتہ جوڑتے ہیں، اور دوسری طرف مشرکانہ خرافات کی تائید کرتے ہیں اور دنیا کی ہر قوم کو ایسا ہی یقین دلاتے ہیں اور ان کا طریق تبلیغ ایسا ہی ہے، کیونکہ جناب حسین علی بہاء کی نصیحت ہے کہ

"اُستُر ذَهَبَكَ وذَهَابَكَ ومَذهَبَكَ"،

کہ اپنی دولت، سفر اور مذہب کے راز کو ہمیشہ چھپائے رکھنا، لہذا اہل تحقیق کے لئے حد درجہ مشکل ہو گیا ہے کہ وہ جناب صابری اور دیگر اہل بہاء کے اس بیان پر یقین کر لیں کہ وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو غیروں کی نظر میں بلند کرتے ہیں، علاوہ ازیں بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم پر حقیقی ایمان کا مطلب یہ ہے کہ انہیں ان کی اصلی حیثیت سے قبول کیا جائے مشرک لوگ خدا کو مانتے ہیں اور بزعم خود خدا کے مرتبہ کو دنیا میں بلند کرتے ہیں مگر ان کا یہ دعوےٰ باطل ہے، برہمو سماج کا دعویٰ ہے کہ وہ انبیاء و رسل کا مرتبہ بلند کرتے ہیں مگر ان کے افکار کی نقاب کشائی کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ سرے سے وحی الٰہی کے ہی منکر ہیں گویا بالفاظ دیگر تمام مدعیان وحی و الہام اور بانیان مذاہب کو مفتری علی اللہ سمجھتے ہیں لہذا ان کا دعوےٰ بھی باطل ہے، اہل بہاء کا دعوےٰ ہے کہ وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ بلند کرتے ہیں مگر یہ دعوےٰ یکسر باطل ہے کیونکہ جونہی آپ لوگ جناب حسین علی بہاء کی قبر اور مدفون جسد کو قبلہ بنا کر جناب حسین علی بہاء سے دعائیں مانگتے ہیں آپ کا کوئی تعلق اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے باقی نہیں رہتا، بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو قبلہ بنانے والوں پر لعنت کر کے ان سے اعلان بیزاری کر دیا ہے۔ آپ چاہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا تعلق بیان کرتے رہیں لیکن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے قطع تعلق کا اعلان فرما رہے ہیں۔ اگر آپ کا دعوےٰ صحیح ہے کہ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ

علیہ وسلم کے مرتبہ کو غیروں میں بلند کرتے ہیں تو آخر کیا وجہ ہے کہ برہمو سماج کا یہ دعوےٰ کہ وہ انبیاء ورسل کی عزت قائم کرتے ہیں اور مشرکین کا یہ دعوےٰ کہ وہ خدا کی عظمت قائم کرتے ہیں غلط سمجھا جائے؛

صابری صاحب: "آپ کا مضمون "دروغ بیانی حکم اللہ ہے" قانون شہادت کی رو سے درست نہیں کیونکہ آپ نے جن کتابوں کا حوالہ دیا ہے ان میں سے کثرت سے وہ کتابیں ہیں جو اہل بہاء کو مسلّم نہیں، مثلاً کشف الحیل، نقطۃ الکاف اور ایڈورڈ براؤن کی کتابیں"

لمعات: میں نے اپنے مضمون میں پہلی بات یہی لکھی ہے کہ جناب علی محمد باب نے اپنے مریدوں کو آخری نصیحت یہ کی کہ جب میری صداقت کے متعلق تم سے سوال کیا جائے تو میرا انکار کر دینا بلکہ مجھ پر لعنت تک کر دینا، یہ حوالہ نقطۃ الکاف کا ہے، مگر اہل بہاء کو مسلّم ہے کہ واقعہ یونہی تھا میں نے اپنے مضمون میں "الکواکب الدریہ" کا بھی حوالہ دیا ہے جو مستند بہائی تاریخ ہے اور جس میں اس واقعہ کی تفصیل مرقوم ہے اسی طرح میں نے جو کچھ نتائج اپنے مضمون میں نکالے ہیں وہ بہائی مسلمات کی بنا پر نکالے ہیں، کتاب "الکواکب الدریہ" آپ کے غصن اعظم جناب عبد البہاء کے حکم سے بہائی فاضل عبد الحسین آوارہ نے لکھی اور آپ کے ولی امر جناب شوقی آفندی کے حکم سے شائع ہوئی اور بہائی پبلشنگ سوسائٹی کراچی کے پاس بغرض فروخت موجود ہے، جس میں اس واقعہ کا ذکر موجود ہے، نقطۃ الکاف کو آپ کے فاضل مبلغ میرزا ابو الفضل گلپایگانی نے قدیم ترین اور مستند ترین بابی تاریخ قرار دیا ہے (ملاحظہ ہو رسالہ اسکندریہ) میرزا ابو الفضل اعتراف کرتے ہیں کہ نقطۃ الکاف کے اصل قلمی نسخے اہل بہاء کے پاس موجود ہیں، اگر جناب براؤن کا شائع کردہ نسخہ غلط ہے تو آپ اس [illegible] کا موازنہ کر سکیں، جناب شوقی آفندی ہمیشہ پیرس میں بغرض تفریح جاتے رہے ہیں۔ لیکن کبھی انھوں نے پیرس لائبریری کے نسخہ نقطۃ الکاف کو نکلوا کر اس کی تردید میں کوئی محققانہ مقالہ نہیں لکھا تاکہ معلوم ہوتا کہ یہ نسخہ ناقابل اعتبار ہے جناب صابری اور دیگر اہل بہاء کے غور و فکر کے لئے لکھا جاتا ہے کہ جب مشہور پارسی فاضل مانکجی[1] نے میرزا حسین ھمدانی کو بہائی تاریخ جدید لکھنے پر آمادہ کیا تو میرزا ابو الفضل گلپایگانی نے میرزا حسین ہمدانی کو مشورہ دیا کہ نقطۃ الکاف کو سامنے رکھ کر تاریخ لکھنا، کیونکہ وہ واقعات کے اعتبار سے مستند تاریخ ہے، اور رسالہ اسکندریہ سے ظاہر ہے کہ میرزا حسین ہمدانی نے اسی مشورہ پر عمل کیا، اہل بہاء سے لکھا جاتا ہے کہ وہ جناب شوقی آفندی کو لکھیں کہ میرزا حسین ہمدانی کے پاس جو نسخہ نقطۃ الکاف تھا وہ پیش کریں تاکہ جناب براؤن کے نسخہ سے اس کا موازنہ نہ کیا جائے نیز جناب شوقی آفندی سے یہ بھی دریافت کریں کہ نقطۃ الکاف پر جو جرح "کشف الغطاء" کے نام سے چند بہائی فضلاء نے حیفا میں سنہ ۱۹۱۰ء یا ۱۹۱۱ء میں تالیف کی تھی، وہ بتیس سال سے کیوں جناب شوقی آفندی کی تحویل میں مخفی پڑی ہے کیا یہ مطلب ہے کہ جناب بہاء کی طرف جس طرح اب بہت سی پیش گوئیاں بنا بنا کر منسوب کی جا رہی ہیں اسی طرح "کشف الغطاء" کو آئندہ صدی میں اس رنگ میں شائع کیا جائے کہ جس سے معلوم ہو کہ یہ کتاب براؤن کی نقطۃ الکاف کے فوراً بعد شائع ہو گئی تھی اور جناب براؤن سے اس کا جواب نہیں بن پڑا، آخر کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے!

جناب آوارہ نے قبول اسلام کے بعد "کشف الحیل" کے نام سے جو کتاب بہائیت کی تردید میں لکھی ہے اس پر جرح کرنے کا آپ حضرات کو پورا حق تھا لیکن آپ نے اس حق سے فائدہ نہ اٹھایا، اور ایران کے کئی ایک مشہور و معروف بہائی اصحاب آوارہ کے انکشافات کے بعد بہائیت سے تائب ہو گئے، صابری صاحب! آپ نے کشف الحیل اور نقطۃ الکاف کا تو نام لیا ہے، مگر [illegible] مقالہ سیاح کا نام نہیں لیا حالانکہ [illegible] سے بھی ثابت کیا تھا کہ اہل بہاء کے نزدیک دروغ بیانی حکم [illegible] یہ دونوں کتب آپ کی مسلمہ ہیں، جو لوگ بہائیت [illegible] اور واقعات سے آگاہ نہیں، مگر [illegible] زبانی قصور ہے [illegible] جناب ڈاکٹر صمدانی نے تسلیم کیا ہے کہ دروغ بیانی کے متعلق جو واقعات پیش کئے گئے ہیں وہ صحیح ہیں اور قانون [illegible] جب ملزم الزام کو صحیح تسلیم کرلے تو شہادت کی صداقت ظاہر ہو جاتی ہے۔

صابری صاحب: "آپ کوئی ایسا معیار پیش فرمائیں جو عقلی اور نقلی دلائل سے صحیح ہو اور جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء و مرسلین صادق ثابت ہوتے ہوں، اہل بہاء اسی معیار پر حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کو سچے ثابت کر دیں گے"

لمعات: فاضل محترم آپ کا قصور نہیں، ہمیشہ بہائی مضمون نگاروں نے زور شور سے پروپیگنڈا کیا ہے کہ مسلمان اور بالخصوص احمدی جماعت کوئی معیار صداقت نہیں پیش کر سکی حالانکہ خود بہائی اصحاب اب تک یہ بھی نہیں سمجھ سکے کہ معیار کس چیز کا نام ہے، میرا دعوےٰ ہے کہ کوئی بھی حق و صداقت کا معیار نہیں جس پر جناب باب، اور جناب بہاء سچے ثابت ہو سکیں، خود اہل بہاء اب تک کوئی معیار پیش نہیں کر سکے جس پر جناب بہاء کی صداقت کو ثابت کر دکھائیں وہ صرف اتنا کر سکتے ہیں کہ مسلمانوں کو قرآن مجید کی آیات متشابہات کی تاویل باطل میں الجھا دیں اور پھر جس طرف دنیا کی ہوائے نفس کی رو چل رہی ہے اس کے مطابق بہائی پروگرام پیش کر دیں ــ میں جناب صابری صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے اب تک کوئی بات پیش نہیں کی جو معیاری نہ ہو، آفتاب کی سب سے بڑی دلیل، وجود آفتاب ہے، صداقت کی سب سے بڑی پہچان وجود صداقت ہے، راستباز کی واضح پہچان اس کی راست گفتاری، اور صداقت شعاری ہے جب میں نے اپنے مضمون "دروغ بیانی حکم اللہ ہے" میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ جناب بہاء اللہ کا قول و فعل دروغ [illegible] ہے کہ وہ معیار صداقت پر پورے نہیں اترتے، کیا آپ کا یہ مطلب ہے کہ جس شخص کے متعلق قطعی طور پر معلوم ہو جائے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے اور اس کا اپنا بھی اعتراف ہو کہ [illegible] جھوٹ بولا ہے تو اسے کسی منطقی دلیل سے سچا ثابت کیا جا سکتا ہے کیا کوئی منطقی دلیل ظلمت کو نور، زمین کو آسمان، آگ کو پانی، انسان کو خدا، اور جھوٹ کو سچ ثابت کر سکتی ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو جس کا جھوٹ ثابت ہو گیا وہ کیسے سچا ثابت ہوگا۔ معیار کذب پر پورا اترنے والا کس دلیل اور برہان سے معیار صداقت پر پورا اترے گا، اگر جناب صابری صاحب یا دیگر بہائی فضلاء کا خیال ہو کہ صداقت کا معیار "صداقت" اور کذب کا معیار "کذب" نہیں ہوتا تو تحریر فرماویں، ورنہ اگر انہیں اس حقیقت کا اعتراف ہے تو نہایت ادب سے التماس ہے کہ وہ غور کریں کہ جھوٹا کس طرح سچا ہو سکتا ہے اور شرک کی تعلیم دینے والا، اپنی قبر کو قبلہ بنانے والا، دعاؤں کے قبول ہونے کا دعوےٰ کرنے والا، انسان کس طرح کسی سچے دین کا بانی ہو سکتا ہے"

صابری صاحب: "حضرت باب اور حضرت بہاء اللہ کی صداقت تو اسی سے ظاہر ہو جاتی ہے کہ انھوں نے یوم قیامت کی ایسی تاویل کی ہے جس سے دنیائے مذہب قطعی غافل تھی"

لمعات: سبحان اللہ! کیا خوب معیار پیش فرمایا ہے گویا جو شخص ایسی تاویل کرے جس سے دنیائے مذہب ناواقف ہو وہ ضرور سچا ہے، وہ جتنی جتنی عجیب تاویلات کرے گا اتنی ہی اس کی صداقت آشکارا ہو گی قیامت سے جس نے دنیا مراد لے لی وہ ضرور سچا ہے اسی طرح جو شیطان سے مراد فرشتہ لے، ضلالت کو ہدایت کا مرادف قرار دے ظلمت کو نور سمجھ بیٹھے، کفر کو ایمان ٹھہرائے، لاش پرستی کو خدا پرستی گردانے وہ ضرور سچا ہوگا، کیونکہ دلیل یہ ہے کہ اس کی تاویلات ہی ایسی ہیں کہ دنیائے مذاہب ان سے آج تک ناواقف تھی، فاضل محترم جناب صابری صاحب سے گذارش ہے کہ اپنے پیش کردہ معیار پر دوبارہ غور فرمائیں کہ اس کے نتائج کیسے خطرناک نکلتے ہیں، پھر خود ہی یہ بھی سوچ لیں کہ کونسے "عقلی اور نقلی دلائل" ہیں جن کی بنا پر انھوں نے اس معیار کو معیار صداقت ٹھہرایا ہے"

صلائے عام

ہم جناب صابری صاحب اور دیگر تمام بہائی اصحاب کو دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے مضامین پر پوری آزادی سے جرح کریں، ہم انہیں یقین دلاتے ہیں کہ ان کی باتوں کو کامل محبت اور اطمینان سے سنا جائے گا سہو و نسیان لازمہ بشریت ہے اور اعتراف نہایت لازمہ شرافت ہے ہم اپنے کسی مضمون میں اہل بہاء سے ناانصافی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے کوئی ایسی بات درج ہو گئی ہو جو حقیقت کے خلاف ہو تو ہم نے عمداً ہرگز درج نہیں کیا ہوگا اور اگر اہل بہاء ہمیں ایسی غلطی کی طرف توجہ دلائیں گے تو ہم بعد از تحقیق کمال آزادی سے اپنی غلطی کی اصلاح شائع کر دیں گے لیکن اگر اہل بہاء خاموش رہیں گے تو سمجھا جائے گا کہ ہمارے نتائج ان کے نزدیک غلط نہیں ہیں ــ نیز اہل بہاء سے التماس ہے کہ وہ بھی اسی جذبہ کے تحت ہمارے مضامین کا مطالعہ کریں۔

---

[1] پارسی قوم شروع سے بہائیت کی امداد کرتی رہی ہے۔ مانکجی کا پورا نام "مانکجی پور لیمجی ہوشنگ ہاتریاری کیانی ملقب بدرویش فانی" تھا۔ آپ ہندوستان کے زرتشتیوں کی طرف سے طہران میں نمائندہ تھے۔ اور اہل زرتشت کے بہترین علماء میں سے شمار ہوتے تھے، مانکجی نے ایک شخص محمد اسمٰعیل خاں سے "فرامین شاہان ایران" کے تذکرہ پر کتاب تالیف کرائی اور میرزا حسین ہمدانی سے بابی تاریخ "تاریخ جدید" تالیف کرائی، پارسیوں کو اپنی تاریخ اور اپنے مذہب سے بہت دلچسپی ہے، "بہائیت" میں بہت کچھ پایا جاتا ہے، جو پارسیوں کے لئے موجب پسندیدگی ہے۔

امین گیلانی کا ایک دلچسپ مکتوب

عزیز مکرم جناب سید محمد امین گیلانی مولوی فاضل ادیب فاضل غالباً ۱۹۳۸ء میں بہائی ہوئے تھے۔ یہ اہل بہاء میں اول درجہ کے علماء میں شمار ہوتے تھے، انہی کی کوشش سے جموں میں چند آدمی بہائی تحریک میں شامل ہوئے کچھ عرصہ ہوا کہ ہمارے فاضل بزرگ مولانا عمر الدین صاحب کی کوشش سے ان کو حقیقت کی طرف راہنمائی ہوگئی، اور وہ تائب ہو کر از سر نو ملت اسلامی میں داخل ہو گئے۔ چند ماہ ہوئے ایک دوست نے جو بہائیت کے متعلق تحقیق کر رہے ہیں اور کسی حد تک بہائیت کی خوبی کے معترف ہیں ان کو لکھا کہ:۔

"مجھے خوف ہے کہ ہماری آیندہ نسلیں بہائیت کے استحکام پر ایمان لانے کے بعد ہماری عقل و فہم پر اسی طرح لعنت نہ ڈالیں جس طرح ہم آج ابوجہل اور اس کے رفقاء پر ڈالتے ہیں،،

سید صاحب موصوف نے ان کو ایک جامع جواب دیا اور پیغام صلح میں لمعات کی پہلی قسط چھپنے پر یہ خط کتابت خاکسار کو بھجوادی، سید صاحب کا خط ذیل میں درج کیا جاتا ہے، احباب کرام پڑھیں اور لطف اندوز ہوں لکھتے ہیں:۔

جناب کا گرامی نامہ ملا، میری علمی استعداد اتنی نہیں کہ آپ کو اس حیص بیص کی حالت سے اطمینان کی حالت پر پہنچا سکوں یہی وہ مقام ہے جس پر میں بھی تین چار سال قبل جموں کے قیام میں تھا، ایک سال کے قریب میں صرف اس ڈر کے مارے کہ شاید بہائی تحریک درست ہی نہ ہو اسلامی نماز اور قرآن پاک کے ساتھ بہائی نماز اور "اقدس" کی تلاوت بھی کرتا رہا۔ اس اضطراری حالت میں جو دعائیں میرے دل سے اٹھی تھیں وہ اتنا ثمر ضرور لائیں کہ ایک مدت کے بعد مجھے قدرت نے اس مقام پر پہنچا دیا جس پر اس وقت قائم ہوں، ہر شخص جسے خدا کے دربار میں حاضر ہونے پر یقین ہے خائف رہتا ہے کہ کہیں کوئی ایسی ٹھوکر نہ لگ جائے جس سے میں ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہ بن جاؤں، اور انسان کی سب سے بڑی ہلاکت یہی ہے کہ وہ مامور وقت کو نہ پہچان سکے اور یہی وہ امور ہیں جن کے باعث میں نے بہائی تحریک کا نہایت عمیق مطالعہ کرنے کی کوشش کی اور اپنی تسلی کے لئے مجھے وہ گرانمایہ اطمینان میسر ہوا جس کی تلاش ایک مدت تک رہی۔ آپ بہائی تعلیم پر غور کرتے وقت اس پر بھی غور کریں کہ (۱) جب علی محمد باب نے دعوےٰ کیا اس وقت ایران کی مذہبی اور سیاسی حالت کیسی تھی (۲) باب کی تحریک ابتداء میں ایران میں جلد جلد کیوں بڑھی (۳) جناب بہاء اللہ جناب صبح ازل، اور جناب قرۃ العین کے باہمی تعلقات جن پر دوست و دشمن سب گواہ ہیں اور وہ باتیں جو خلاف شریعت تھیں صرف یہ تاویل کر کے جائز قرار دی گئی ہیں کہ یہ زمانہ فترت تھا، پرانی شریعت منسوخ ہو چکی تھی نئی ابھی مکمل اور رائج نہ ہوئی تھی۔ اسی پر بس نہیں ملا محمد علی قدوس اور قرۃ العین کی یکجائی کو بابیوں اور بہائیوں نے قرآنی آیت "جمع الشمس والقمر" کا مصداق قرار دیا (۴) جناب بہاء عمر میں اپنے بھائی مرزا یحییٰ صبح ازل سے بڑے تھے لیکن بابیوں کے نزدیک اور خود باب کی وصیت کے مطابق بوجہ قرۃ العین کے منظور نظر ہونے کے "مصدر امر" کے عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے خود حسین علی نوری الملقب بجناب بہاء ایران اور بغداد کے عرصہ قیام میں صبح ازل کو "مصدر امر" تسلیم کرتا رہا۔ لیکن اڈریانوپل میں جا کر دونوں بھائیوں میں پھوٹ پڑ گئی، صبح ازل کے ساتھ اس وقت چند سربرآوردہ بابی تھے ازل و بہاء کی جنگ کے نتیجہ میں حکومت نے ازل کو قبرص اور بہاء کو عکہ بھیج دیا ان واقعات کی تفصیل میں عجیب عجیب راز افشا ہوتے ہیں اور بہائی تحریک کی حقیقت واضح ہو جاتی ہے، تاریخی لحاظ سے ہمیشہ بہائیوں نے غلط بیانی سے کام لیا ہے۔

جناب بہاء کے متعلق عرض ہے کہ بہاء کو اس کی اپنی کتابوں سے دیکھیں نہ کہ اس کے مریدوں کی کتب سے، جناب بہاء کا فرزند عبد البہاء ایک قابل آدمی تھا اس نے تمام تر بہائی علم الکلام کو مغربی سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کی ہے یہی وجہ ہے کہ اس کی کتابوں کے مطالعہ سے بہائی تحریک جاذب نظر معلوم ہوتی ہے۔ اگر جناب عبد البہاء کی کتب کو ایک طرف رکھ کر جناب بہاء کے کلام کو ابتداء سے انتہاء تک پڑھا جائے تو اس میں دلائل کا نام و نشان نہیں ملتا، صرف دعاوی ہی دعاوی ہیں اس کے نزدیک نہ دلائل کی ضرورت ہے نہ ہی عقل سے کام لینے کی اس نے تلقین کی ہے، جناب بہاء اپنے متبعین سے کہتے ہیں:۔

نقطۂ اولیٰ می فرماید اگر او (یعنی بہاء) بر سماء حکم ارض نماید و بر ارض حکم سماء لیس لاحد ان یقول لم و بم۔
(فردوس ص۱۷)

یعنی باب نے بہاء کے بارے میں فرمایا ہے کہ اگر وہ آسمان کو زمین اور زمین کو آسمان کہہ دے تو بھی تم اس پر اعتراض نہ کرنا۔

نیز عرض ہے کہ:۔

(۱) جناب بہاء کا دعوےٰ اس مقام سے بالکل مختلف ہے جو مقام آدم سے لے کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک کے مامورین کو ملا ہے، خود بہائیوں کا عقیدہ ہے کہ دور نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو چکا ہے، بہائیوں کی مشہور کتاب الفرائد ص۲۷۵ میں ہے:۔

"اینکہ جناب شیخ گمان فرمودہ اند کہ شاید ادعائے ایشاں ادعائے نبوت باشد محض وہم و گمان جناب شیخ است، ہر کس با اہل بہاء معاشر د یا از کتب ایں طائفہ مطلع باشد می داند کہ نہ در الواح مقدسہ ادعائے نبوت وارد شدہ و نہ بر السنہ اہل بہاء بلفظ نبی برآں وجود اقدس اطلاق گشتہ،،

(۲) بہائیوں کا عقیدہ دربارہ جناب بہاء عیسائیوں کے اس عقیدہ سے بالکل مشابہ ہے جس کی قرآن پاک نے تردید کی ہے اس دعوےٰ کے ثبوت میں بہائی کتب کے بہت سے حوالے دیئے جا سکتے ہیں لیکن میں اس جگہ صرف بہائی بیعت فارم کو ہی نقل کرتا ہوں جس سے آپ کو حقیقت کا اندازہ ہو جائے گا:۔

"اے غصن اعظم میں یقین کرتا ہوں کہ خدا انسانی شکل میں ظاہر ہوا اور اس نے اپنا ایک مقدس کنبہ رچایا اور اپنی رحلت کے بعد اس نے اپنی ملکوت کو تیرے حوالے کیا اے غصن اعظم جو اس کا نہایت پیارا بیٹا اور راز ہے،

غصن اعظم سے مراد عبد البہاء ہے۔

(۳) پیغمبر امت کے لئے نمونہ ہوا کرتا ہے، لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ۔ ہم نماز روزہ وغیرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھتے ہیں لیکن بہائیوں کے نزدیک جناب بہاء "خود رب" ہونے کے باعث بہائی نماز سے مستثنیٰ ہے بلکہ بہائی نماز کا مرجع خود جناب بہاء ہیں، بہائی فلسفہ یہ ہے کہ خدا کی تعیین میں غلطی لگتی ہے اسلئے توجہ کو ایک طرف لگانے کیلئے خود بہاء کی ذات کو توجہ کا مرکز بنایا جائے جس جس طرف خود جناب بہاء کا دیدار تھا یہ ایک گرامضمون ہے اور میرے نزدیک اسی سے بہائیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اگر آپ چاہیں تو کسی موقعہ پر اس پر مفصل بحث کروں گا،

(۴) جناب بہاء نے نہ تو خود کبھی بہائی نماز پڑھی اور نہ ہی بہائی فلسفہ کے مطابق وہ ایسا کرنے پر مجبور تھے وہ خود قبلہ تھے۔ وہ کس کو قبلہ بنائیں اسی لئے جناب بہاء کی چند ایک مناجات اسکے متبعین پر فرض کردہ نماز سے جدا ہیں۔ ایک مرتبہ کسی ازلی نے ایک بہائی پر یہی اعتراض کیا جو جناب بہاء نے فرمایا:۔

والذی اعترض انہ من المعترضین فی کتاب اللہ رب العالمین انہ لا یسئل عما یفعل وکل عن کل یسئلون۔ انہ تعالیٰ اتی من السماء الغیب ومعہ رایۃ یفعل ما یشاء وجنود القدرۃ والاختیار ولدونہ ان یتمسک بما امر بہ من الشرائع والاحکام لو یتجاوز عنھا علی قدر شعرۃ واحدۃ لیحبط عملہ
(کتاب فردوس ص۵۸)

کہ جو بہاء پر اعتراض کرے وہ کتاب اللہ میں روگردانوں میں سے قرار پائے گا بہاء جو کچھ کرے پوچھا نہیں جا سکتا اور دوسرے سب لوگ ہر بات کے متعلق پوچھے جائیں گے۔ وہ سماء غیب سے آیا ہے۔ اور اس کے ساتھ یفعل ما یشاء کا جھنڈا ہے۔ اور قدرت و اختیار کی فوجیں اس کے سوا ہر شخص پر لازم کہ شرائع اور احکام میں سے جس بات کا اسے حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کرے اگر اس سے بال بھر بھی تجاوز کرے گا تو اس کے اعمال حبط ہو جاویں گے۔

میں مولوی محمد عبد اللہ صاحب کشمیری کی معیت میں ان تمام تو الحاجات کی تاویل احمدی نقطۂ خیال سے کرتا رہا لیکن جب بہائیوں کو میرے بہائی ہونیکا کامل یقین ہو گیا تو انہوں نے خود اس حقیقت کا اظہار کیا کہ جناب بہاء کا اصل مقام وہی ہے جو مخالفین بیان کرتے ہیں اور اس طرح میری اور مولوی محمد عبد اللہ صاحب کی تاویلات کو خود بہائی مبلغین نے غلط قرار دیا اور واضح کر دیا کہ جناب بہاء اور دیگر انبیاء میں یہ فرق ہے کہ وہ اکثر مقام بشریت اور عبودیت پر ہوتے تھے اور کبھی کبھی مقام الوہیت و معبودیت پر ہوتے تھے۔ لیکن جناب بہاء اکثر مقام الوہیت و معبودیت پر اور کبھی کبھی مقام عبدیت پر ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جناب بہاء مکلف نہیں کہ اپنی شریعت پر خود عمل کریں اور اسی بنا پر ان کے الہام اور غیر الہام میں کوئی فرق نہیں کیا جا سکتا۔

یہ وہ فلسفہ ہے جسے بہائی آپ پر اس وقت تک ظاہر نہ کریں گے جب تک ان کو یہ یقین نہ ہو جائے گا کہ آپ پختہ بہائی ہو چکے ہیں۔ اس وقت حالت نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کی ہوگی

ڈاکٹر ایم اے صمدانی دہلوی کا قول ہے کہ ہم جب قادیان سے بہائی بن کر نکلے تو ہمارا حال بھی تمہارے جیسا تھا۔ لیکن ایک مدت بعد ہمیں بہاء اللہ کے اصل مقام سے آگاہ کیا گیا۔" اب وہ خود وہی ہم رنگ زمین جال بچھاتے ہیں جس میں پہلے خود پھنسے تھے۔ آخر میں گذارش ہے کہ آپ کے دل میں جس قدر مشکل سے مشکل شکوک پیدا ہوتے ہوں لکھ کر بھیجیں میں کوشش کروں گا کہ انہیں حل کیا جائے۔ والسلام خاکسار ایمن گیلانی۔ گورنمنٹ ہائی سکول مظفر آباد ریاست جموں و کشمیر"

سید صاحب کا بیان ہے کہ اس خط کے بعد باوجود یاد دہانی کرانے کے ان دوست نے کوئی جواب نہیں دیا۔

ماسٹر فقیر اللہ صاحب بہائی ہیں یا قادیانی

بہائیوں اور قادیانیوں کی دو جھوٹی خوشیاں

پہلے بہائیوں نے اور اب قادیانیوں نے خوشیاں منانی شروع کر دی ہیں کہ جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب جو پہلے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام میں آڈیٹر رہے ہیں ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں، حالانکہ جناب ماسٹر صاحب کے اعتقاد کا معاملہ ایک راز ہے جو صرف اپنے وقت پر کھلے گا، اس ضمن میں مندرجہ ذیل کوائف اہل بہاء اور اہل قادیان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہوں گے:۔

(۱) ۲۲ جون ۱۹۴۳ء کو پروفیسر پریتم سنگھ صاحب بہائی نے ایڈیٹر صاحب پیغام صلح کو لکھا کہ:۔

مہربانی فرما کر یہ چند سطور شائع کر کے مشکور فرمائیں۔

"ہمارے عزیز دوست ماسٹر فقیر اللہ صاحب کچھ عرصہ سے بہائیت کی تحقیق میں مشغول رہے اور اب مطمئن القلب ہو کر ایمان سے فائز ہوئے ہیں حضرت باب حضرت بہاء اللہ اور حضرت عبد البہاء اور حضرت شوقی آفندی ولی امر اللہ کے مقامات سے خوب واقف ہیں اور ہر طرح سے خدمت امر الٰہی کے لئے حاضر ہیں یہاں تک کہ حضرت غلام احمد صاحب کو مجدد دین اسلام بھی تسلیم کرتے ہیں مولوی عبداللہ کشمیری کے سامنے بھی اپنے ایمان کا اقرار کرتے ہیں۔ ماسٹر صاحب کو اگر خیال ہے تو یہ کہ احمدیہ جماعت کے ساتھ جو دنیاوی تعلقات ہیں ان کو کس طرح ترک کریں ——

آپ اپنے اخبار میں یہ بات شائع کر کے ان کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ اہل بہاء سے مل کر پورے دل سے خدمت امر الٰہی کریں آپ ان پر بڑا احسان کریں گے۔

نیازمند، خادم امر الٰہی، بندہ فانی پریتم سنگھ ریٹائرڈ پروفیسر"

جب یہ اصل خط ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نے ماسٹر صاحب کے پاس بھجوایا تو ماسٹر صاحب نے کامل ایک ماہ تک سوچ بچار کے بعد ۲۲ جولائی ۱۹۴۳ء کو اسی خط پر ذیل کی سطور لکھ کر اسے واپس کر دیا:۔

(۱) لولا اذ سمعتموہ قلتم ما یکون لنا ان نتکلم بھذا سبحانک ھذا بھتان عظیم

(۲) سکرٹری صاحب کے لئے ضروری نہیں کہ ہر ایک رطب و یابس کا جواب بھی دیں وھم عن اللغو معرضون۔

خاکسار فقیر اللہ ۲۳-۷-۴۳

(۲) جناب عباس علی صاحب بٹ بی۔ اے سکرٹری انجمن اہل بہاء ہند و برما نے مندرجہ ذیل خط جناب ماسٹر صاحب کو لکھا۔

۱۸ ارشہر العظمۃ سنہ ۱۰۰، ۲۳ جون ۱۹۴۳ء۔

میرے مکرم و محترم بھائی جناب فقیر اللہ صاحب علیہ بہاء اللہ الابہیٰ

اللہ ابہیٰ۔ آپ کا محبت نامہ ملا۔ تشکر و امتنان کا باعث ہوا دل کو خوشی ہوئی خدا آپ کو خوش رکھے۔ اور اپنی برکات سے مالا مال کرے ایمان کا انحصار کارڈ یا کسی دوسری چیز پر دستخط کرنے پر نہیں بلکہ اس کا تعلق روح اور قلب سے ہے، خدا کا شکر ہے کہ آپ اس نعمت سے فائز ہیں آپ کو اختیار ہے کہ آپ جس طرح چاہیں وہی حکمت عملی اختیار کریں، محترم برادر جناب مولوی محمد عبداللہ ۱۹۱۲ء سے امر بہائی کا مطالعہ کرتے رہے شروع ہی سے اس امر کی صداقت کے قائل تھے مگر علی الاعلان بہائی کہلانا نہ چاہتے تھے اب وہ خود فرماتے ہیں کہ علی الاعلان بہائی کہنے کے بعد خدا کی تائیدات اس قدر ان پر نازل ہوئیں کہ وہ اپنے آپ کو ایک عجیب عالم میں پا رہے ہیں فرماتے ہیں وہ عوالم فقط میرے خیال کی دنیا میں ہی رہ کر ختم ہو جاتے تھے اب میرے تجربہ کے دائرہ میں موجود ہیں۔ مرحوم مولوی عصمت اللہ نے بھی یہی خواہش کی تھی کہ وہ فی الحال اپنے ایمان کو کتمان میں ہی رکھیں تو بہتر ہے[1] میری مخلصانہ رائے آپ کے لئے یہ ہے کہ آپ جس قدر ممکن ہو سکے ان حالات سے آزاد ہو جائیں جو آپ کو اپنا ایمان چھپانے کے لئے مجبور کر رہے ہیں کیونکہ ولی امر اللہ ارواحنا فداہ کا اب یہ حکم ہے کہ ہر شخص علی الاعلان اپنے ایمان کا اظہار کرے میں آپ کے لئے دعا کروں گا کہ خداوند آپ کو جلد آزاد کرے اور آپ علی الاعلان اس کے امر کی تبلیغ لاکھوں میں کریں۔ خداوند امتحان سے آپ کو بچائے اور اپنی پناہ اور حفاظت میں رکھے

مجھے آپ سے ایک عرصہ سے انس ہے بہت مرتبہ آپ کو خط لکھنا چاہا مگر فقدان یہ خیال کر کے کہ شاید آپ میری جسارت پر ناراض ہو جائیں اپنی عقیدت مندی کو صفحہ قرطاس پر نہ لا سکا امید ہے اب آپ بھی اس حقیر کو کبھی کبھی خط لکھ کر اپنی خیریت سے مطلع فرماتے رہیں گے،

فدائی یاران الٰہی

(دستخط نویسندہ)

جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب نے اس کا مندرجہ ذیل جواب دیا۔

اللہ ابہیٰ

مسلم ٹاؤن اچھرہ لاہور۔

مورخہ ۲۳ جون ۱۹۴۳ء۔ برادرم محترم جناب عباس علی صاحب علیکم بہاء الابہیٰ۔

آپ کا محبت نامہ مل کر باعث مسرت و انبساط ہوا وقت تو خوش باد کہ وقت ما خوش کردی۔ مجھے بڑی خوشی اور راحت ہو گی اگر یہاں محفل مقدس روحانی قائم ہو جائے مگر یہاں کے حالات کچھ ایسے ہیں کہ محفل کا جلدی قائم ہونا نظاہر مشکل معلوم ہوتا ہے اگر محفل کا رکن ہونے کے لئے بہائیت کی شرط ہو تو میں اپنے آپ کو بہائی سمجھتا ہوں۔ مگر میرے ساتھ بھی تو نو ممبر پورے نہیں ہوتے خدا کرے یہاں اتنے بہائی ہو جائیں کہ محفل کے اراکین کے انتخاب میں کبھی کوئی دقت محسوس نہ ہو مجھے رکن بننے کی کوئی خواہش نہیں البتہ امر کی خدمت میں سعادت سمجھتا ہوں اور میں اب بھی حتی الوسع یہ خدمت سرانجام دیتا رہتا ہوں سرحد میں ایک صاحب بہت بڑے عالم مولانا عبدالستار صاحب ہیں ان سے ایک عرصہ میرا تبادلہ خیالات ہوتا رہا اور اب وہ حضرت بہاء اللہ کی صداقت کے پورے قائل ہو چکے ہیں اور شاید مجھ سے بھی ایک قدم آگے ہوں (مولانا نے موصوف نے اس الزام کو افترا قرار دیا ہے، وہ باب اور بہاء دونو کے مذہب کو باطل یقین کرتے ہیں، انہیں کبھی ماسٹر صاحب نے تبلیغ نہیں کی، —— ناقل) اور بھی جس شخص کو جوہر قابل سمجھتا ہوں اس سے ذکر اذکار کرتا رہتا ہوں۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔

جہاں تک میں نے حضرت بہاء اللہ اور حضرت باب کی تعلیمات کا مطالعہ

---

[1] اصل بات یہ ہے کہ مرحوم مولوی عصمت اللہ صاحب بہائی مذہب کا پورا مطالعہ کرنا چاہتے تھے۔ چونکہ باب اور بہاء کی خالص کتب مثلاً بیان اقدس وغیرہ دستیاب نہیں ہوئیں۔ اکثر اہل بہاء کے پاس بھی یہ کتب موجود نہیں اس لیے انھوں نے حصول کتب کے لئے اہل بہاء کو یقین دلایا ہوگا کہ اگر ان کتب میں ان کو صداقت نظر آئی تو وہ ان کے ساتھ شامل ہو جائیں گے۔ مولوی صاحب نے جو حکمت عملی اختیار کی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کو تمام نایاب بہائی لٹریچر مل گیا۔ مگر مولوی صاحب کو بہائیت میں کوئی صداقت نظر نہ آئی، ورنہ وہ فوت ہونے سے پہلے کبھی اپنا قیمتی کتب خانہ اور تمام متاع بحق احمدیہ انجمن اشاعت اسلام وصیت نہ کر جاتے،۔ مولوی صاحب مرحوم نے آخری ایام میں جناب شیخ اللہ دین صاحب سے جو ہماری جماعت کے ایک نہایت ہی محترم بزرگ ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے خدام اولین میں سے ہیں اور لاہور میں موجود ہیں یہ وعدہ کیا ... کہ اگر وہ اس مرض سے نجات پا گئے تو بہائیت کی تردید میں معرکہ آرا تصنیف فرمائیں گے۔ مولوی صاحب مرحوم کا جام زندگی لبریز ہو چکا تھا لیکن اس کے بعد ان کی خواہش، اللہ تعالےٰ نے اس رنگ میں پوری کر دی کہ جس دن ان کی وفات ہوئی اسی دن احمدیہ انجمن اشاعت لاہور کا ایک جوان ہمت مولوی فاضل کے امتحان میں کامیاب ہوا۔ مولوی صاحب کی وفات اور

[2] اس نوجوان کی کامیابی کی خبر اخبار کے ایک ہی پرچہ میں شائع ہوئی۔ اور وہ نوجوان اللہ تعالےٰ کے فضل و احسان سے اب اہل بہاء کی ارواح کے لئے تزلزل کا موجب بن رہا ہے۔

کیا۔ ہے اس طرح اپنے ایمان کا علی الاعلان اظہار نہ کرنا ان کے خلاف نہیں میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ مجھے بہت سی مشکلات ہیں جن کی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہوں خدا کرے جلدی میری مشکلات دور ہو جائیں کل امر مرهون باوقاتها" میں مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کو تقریباً چالیس سال سے جانتا ہوں میں وہ اکٹھے ایک عرصہ تک قادیان رہے ہیں طبیرے اور ان کے حالات مختلف ہیں علاوہ ازیں ایں سعادت بزور بازو نیست۔ تانہ بخشد خدائے بخشندہ۔ آپ میرے لئے دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالے میری مشکلات دور کرے، پروفیسر صاحب بھی دعا کے محتاج ہیں۔ اگر یہاں کوئی ایسے صاحب مبلغ معزز ہوں جو freely اور independently تبلیغ کر سکیں تو انشاءاللہ مفید ثابت ہونگے ان کا تعلق براہ راست ہیڈ آفس سے ہو یہ میری رائے ہے واللہ اعلم کہاں تک صحیح ہے، آپ کا صادق

(فقیر اللہ)

(۳) اسی دوران میں جناب ماسٹر فقیر اللہ صاحب لاہور کی بہائی سوسائٹی کے پریذیڈنٹ بنائے گئے اور ان کا فوٹو جس میں وہ دوسرے بہائی اصحاب کے ساتھ تشریف فرما ہیں ہماری تحویل میں ہے۔

(۴) ماہ اکتوبر ۱۹۴۳ء میں جب مجلس معتمدین میں شرکت کے لئے راقم حروف لاہور آیا تو ماسٹر صاحب سے جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کے مکان واقعہ مسلم ٹاؤن پر ملاقات کی اس مجلس میں علاوہ خان بہادر صاحب مکرم جناب میرزا مظفر بیگ صاحب ساطع۔ جناب چوہدری فضل حق صاحب جناب شیخ محمد شفیع صاحب علوی اور شاید اور کوئی صاحب بھی تھے۔ میرے استفسار پر ماسٹر صاحب نے کہا کہ میں بہائی نہیں ہوں مگر حضرت مولانا محمد علی صاحب مجھے بہائی مشہور کر رہے ہیں۔ اگرچہ راقم حروف کو ماسٹر صاحب کی تمام خط و کتابت کا [illegible] راز معلوم تھا لیکن میں نے ان کو شرمندہ نہ کرنا چاہا اور بہائی مسئلہ قیامت پر جرح کرتے ہوئے اسلامی مسئلہ قیامت کو ثابت کیا، ماسٹر صاحب خاموشی سے سنتے رہے، میں نے بہائیوں کے اس اعتراض کا جواب بھی دیا کہ اسلام میں فرقے زیادہ ہو گئے ہیں، اور یہ سب گفتگو جناب خان بہادر صاحب کو بہت پسند آئی اور انھوں نے اپنے مخصوص ظریفانہ انداز میں فرمایا کہ ماسٹر صاحب بہائی نہیں ہیں صرف بہائیوں کی مجلس کے پریذیڈنٹ ہیں۔ مگر اب میں نے ان کو کہا ہے کہ استعفےٰ بھیجدو۔ ماسٹر صاحب نے کہا کہ ہاں میں نے استعفےٰ بھیجدیا ہے، اس طرح یہ دلچسپ گفتگو جاری رہی۔ مگر ماسٹر صاحب دل میں بہائی کے بہائی رہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک باب و بہاء کی تعلیم ہی سکھاتی تھی۔

(۵) ۱۹ر نومبر ۱۹۴۳ء کو جناب ماسٹر صاحب نے مندرجہ ذیل تحریر انجمن کو لکھ کر دی :۔

"یہ خیال ممکن ہے کہ میرے دل میں کچھ اور ہو اور منہ سے تقیہ کے طور پر کچھ اور کہتا ہوں ...... سو میرا دل تو کسی نے چیر کر دیکھا نہیں بہرحال میری زبان کے اقرار کو ہی صحیح ماننا پڑے گا"

حالانکہ وہ خود جناب عباس علی صاحب بہائی بٹ، کو خط لکھتے ہوئے تسلیم کر چکے ہیں کہ وہ اپنے ایمان کو اخفا میں رکھ رہے ہیں اور جہاں ہو۔ قابل نفر آئے وہاں اپنا کام کرتے رہتے ہیں،

(۶) ۱۶ر فروری ۱۹۴۴ء کو انھوں نے ذیل کی تحریر انجمن کو دی :۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں اس سے قبل ایک تحریر دے چکا ہوں جس میں میں نے صراحت سے عرض کیا تھا کہ میں بہائی نہیں ہوں، سیدھا سادہ مسلمان ہوں اور اسلام پر عامل ہوں بہائیوں کے عقائد کو میں صحیح نہیں سمجھتا۔ اللہ تعالےٰ میرے بھائیوں کو میری اس تحریر سے تسلی دے۔ خاکسار فقیر اللہ

لیکن انہی ایام میں انھوں نے مرکزی انجمن اہل بہاء کو دہلی میں خط لکھا کہ وہ بہائیت پر قائم ہیں، اور اپنا کام کر رہے ہیں بلکہ خان بہادر جناب میاں محمد صادق صاحب بھی بہت قریب ہیں۔

ماسٹر صاحب کی یہ تمام تحریرات شاہد ہیں کہ وہ درحقیقت بہائی تھے اور جماعت کو مغالطہ دینے کے لئے متشابہ الفاظ میں انکار بہائیت کرتے رہے، وہ باب و بہاء کو مفتری علی اللہ قرار نہیں دیتے اور بہائیوں کی طرح اب تک قیامت کے منکر ہیں، لیکن انھوں نے کبھی ہمارے سامنے اپنے اعتراضات کو پیش کر کے سمجھنے کی بھی کوشش نہیں کی، جب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے ان سے وہ رسالہ مانگا جس میں بقول ماسٹر صاحب بہائی مسئلہ قیامت پر دلائل تھے۔ تو ماسٹر صاحب نے دینے سے اور گفتگو کرنے سے انکار کر دیا،

(۷) اب جناب ماسٹر صاحب نے جناب مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ قادیانی کی بیعت کرلی ہے۔ مگر واپس آکر یہ شہادت دی ہے کہ عقائد میں جماعت قادیان غلط راہ پر ہے،۔ غالباً ماسٹر صاحب کے نزدیک صحیح راہ پر اس وقت چلے گی جب ایک قدم اور آگے بڑھا کر رسالت سے بڑھ کر شریعت کی نعمت بھی جاری سمجھ لے گی جیسا کہ اہل بہاء سمجھتے ہیں،

ہم جناب ماسٹر صاحب سے التماس کرتے ہیں کہ وہ اب بھی اپنی اصلاح فرمائیں، جماعت نے ان کے ساتھ نہ کوئی برا سلوک کیا ہے نہ آئندہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے انہیں بہائیوں کے جو جو وزنی اعتراضات نظر آتے ہوں وہ ہمارے سامنے پیش کریں، ہم کامل محبت اور اطمینان سے ان کی بات سنیں گے اور ان کی بزرگی کو ملحوظ رکھ کر ان کو زبانی یا تحریری طور پر جیسا کہ ان کو مناسب معلوم ہو سمجھائیں گے، بہائیت پر پچھلے ایام میں کچھ مضامین نکلے ہیں ان کی موجودگی میں اندازہ لگائیں کہ یہ تحریک کس طرح حق پر ہو سکتی ہے ماسٹر صاحب کو غلطی لگی ہے کہ اہل بہاء حضرت مرزا صاحب کی عزت کرتے ہیں، جموں کے ایک فاضل دوست کو بھی بہائیوں نے یہ کہکر گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے کہ بہائی حضرت مرزا صاحب کی بزرگی کے قائل ہیں، یہ ایک خطرناک دھوکہ بازی ہے اس کے ازالہ کے لئے خود جناب مولوی محفوظ الحق صاحب علمی بہائی کا اپنا ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔

اہل بہاء حضرت مرزا صاحب کو کیا سمجھتے ہیں

جناب علمی صاحب ایک مضمون "جھوٹے نبی امت کو جھوٹی تسلی دیتے ہیں" کے عنوان سے لکھتے ہوئے حضرت مرزا صاحب کو جھوٹا نبی قرار دیتے ہیں، اور فرماتے ہیں:۔

"بنی اسرائیل کی اجل کے متعلق سچی باتوں پر شبہات کئے جاتے تھے، اور بعض جھوٹے نبی امت میں کھڑے ہو کر امت کو جھوٹی تسلی دیتے تھے کہ تمہارے لئے سلامتی ہے۔ اور سلامتی تو وہاں تھی نہیں، چونکہ مسلمانوں کے لئے رسول کی پیشگوئی تھی کہ میری امت یہودیوں کے قدم بقدم چلے گی اسلئے یہاں بھی لوگ اجل کے ذکر سے جل جاتے ہیں اور علمائے امت جو انبیاء بنی اسرائیل کی مانند ہیں ان میں کتنے ہی امت کو جھوٹی تسلی دیتے ہیں، کہ تم پر زوال نہیں آئے گا، بلکہ جیسے یہودیوں میں جھوٹے نبی پیدا ہو کر ان کو جھوٹی تسلی دے کر سلامتی سلامتی کرتے تھے، امت اسلام میں ایسے جھوٹے نبی پیدا ہو گئے ہیں جو مسلمانوں کو پرانی شریعت پر چلتے ہوئے ترقی کی امید دلاتے ہیں بلکہ بعض مدعی نبوت تو انسان کے بنائے ہوئے نقد پر عمل کرا کے مسلمانوں کو سلامتی دلانا چاہتے ہیں، ایک مسلمان نبی نے تو اپنا نام ہی "سلامتی کا شہزادہ" رکھ لیا اور سلامتی سلامتی کہہ کر مسلمانوں کو تسلی دینے کی کوشش کی ہے، مگر بقول خداوند خدا یہ دلوا اور اس کی کچی کہگل ٹھہر نہیں سکتی کیونکہ خدا نے آج دین کے احکام بدل دیئے مسلمانوں کی اجل آ چکی، نئی امت پیدا ہو چکی، نئی کتاب نازل ہو گئی، آج نئے دین کا دور ہے، سب دیکھتے ہیں کہ پرانے دین کے احکام دنیا سے بہت کچھ اپنا عمل اٹھا چکے ہیں اور اٹھا رہے ہیں،"

(رسالہ کوکب ہند جلد ۹ نمبر ۲ فروری ۱۹۳۱ء)

جس شخص کے دل میں ذرہ بھر انصاف کا مادہ ہے وہ اس کے بعد بہائیوں کی اس بات پر یقین نہیں کرے گا کہ وہ حضرت مرزا صاحب کو سچا سمجھتے ہیں، یہ سراسر فریب کاری ہے، جو "ملاد الکاذبین" (جھوٹوں کے گروہ) کی گھٹی میں ازل سے ڈالی گئی ہے

نوٹ:۔ یہاں ماسٹر صاحب کو قادیانیت کے متعلق کچھ نصیحت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ اس جماعت کے عقاید اور اعمال کو اب بھی غلط یقین کرتے ہیں اللہ تعالےٰ انہیں تمام بلاؤں سے محفوظ رکھے اور ان کا انجام بخیر کرے، ماسٹر صاحب کے تمام مذکورہ خط ہمارے پاس موجود ہیں اور بوقت ضرورت ان کا عکس شائع کیا جا سکتا ہے،

فتح اسلام۔ توضیح مرام اور ازالہ اوہام۔ پہلی ایڈیشن کی ضرورت

انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں از سر نو اسی تقطیع پر طبع کرائی جائیں جس سائز پہ حضرت مسیح موعودؑ نے خود چھپوائی تھیں۔ اسی غرض سے فتح اسلام۔ توضیح مرام اور ازالہ اوہام کی سب سے پہلی ایڈیشن کی ضرورت ہے اگر کسی دوست کے پاس یہ تینوں کتابیں ہوں تو عاریتاً یا قیمتاً جس طرح پسند فرمائیں ذیل کے پتہ پر بھجوا دیں، کتابیں بالکل ضائع نہیں ہوں گی اور کتابت و طباعت کے بعد انہیں (بشرط ضرورت) بحفاظت واپس کر دیا جائے گا۔

خاکسار

جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

نظریات

جماعت احمدیہ کا مذہب آغاز اختلاف سے پہلے کیا تھا

چند فیصلہ کُن امور

{از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے مولوی فاضل}

جماعت احمدیہ (لاہور) اور جماعت قادیان کے باہمی اختلافات پر مفصل کتب فریقین کی طرف سے لکھی جا چکی ہیں، اور تحقیق حق کرنیوالوں کے لئے مسائل متنازعہ فیہ کا کوئی پہلو تشنہ باقی نہیں رہا، ہم اس وقت حوالجات کی تمام بحثوں سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف وہ امور پیش کرتے ہیں جن کی صحت پر دونوں فریق متحد ہیں، اور جن پر ایک نظر ڈال لینے سے وہ لوگ بھی حقیقت کو معلوم کر سکتے ہیں جن کے پاس اتنا وقت نہیں کہ فریقین کے ... طویل مباحث کا مطالعہ کریں، حضرت مسیح موعود اور آپ کے بعد حضرت علامہ نور الدین رح کے زمانہ میں جماعت احمدیہ من حیث الجماعت کیا مذہب رکھتی تھی، اس کا اندازہ مندرجہ ذیل امور سے بآسانی ہو سکتا ہے۔

(۱) مشہور پنجابی شاعر حضرت میاں ہدایت اللہ صاحب جن کی "سی حرفیاں" اور "بارہ ماہ" تمام پنجاب کے دیہات میں اب تک عورتوں تک کو یاد ہیں، حضرت اقدس مسیح موعود کے خادمین الاولین میں سے تھے آپ کو اللہ تعالیٰ نے تائید سلسلہ میں پنجابی منظوم کلام لکھنے کی توفیق بخشی، اور سنہ ۱۹۰۲ء میں آپ کی ایک کتاب "البرهان الصریح فی تکفیل المسیح" لاہور سے چھپ کر شائع ہوئی۔

اس کتاب میں ایک مقام پر "ظلی نبوت" کا عنوان دے کر حضرت مسیح موعود کے لئے لفظ نبی کے استعمال کی یہ توجیہ فرماتے ہیں:-

جو ہے آثار یا الہام اندر
نبی دا لفظ اُسدے نام اندر
مراد اس توں ہے اوہ ظلی نبوت
نہیں جس دی نویں کوئی شریعت
نبی ظلی اے نالے اُمتی اوہ
جو اس بھیں وڈہ سناوے لعنتی اوہ
اوہ ہے اسلام دا ہمدرد حامی
تے اُسدا فخر احمدؐ دی غلامی
نبی اکھوائے موسیٰ دے خلیفے
نہ لیائے سن نویں کوئی صحیفے
سوایس امت دے ماموراولیاء بھی
ہوئے اس طرح ظلی انبیاء بھی

. . . .

. . . .

نہ کھلے غیب جد غیر از نبی تے
ہوئے کس طرح ظاہر اک ولی تے
سبب ایہی ہے جو ملہم غوث ابدال
مجدد اولیاء نبیاں دے اظلال

(ملاحظہ ہو کتاب مذکور صفحہ ۲۸، ۲۹)

ان پنجابی اشعار کا اردو ترجمہ حسب ذیل ہے :-

"وہ جو آثار ہیں، یا الہام مسیح موعود میں نبی کا لفظ اس کے لئے بطور نام استعمال ہوا ہے اس سے مراد ظلی نبوت ہے جس کے ساتھ کوئی شریعت نہیں ہوتی مسیح موعود "نبی ظلی" بھی اور امتی بھی ہے اس سے زیادہ جو شخص اس کا مرتبہ بیان کرے وہ لعنتی ہے، حضرت مسیح موعود اسلام کے ہمدرد اور حامی ہیں اور اپنا فخر حضرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں سمجھتے ہیں، موسےٰ علیہ السلام کے خلفاء نبی کہلائے ان کے ساتھ کوئی صحیفہ نہ تھا، اس طرح اس امت کے مامور اولیا بھی ظلی انبیاء ہوئے . . .

. . . . یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب نبی کے سوا کسی کو اظہار غیب نہیں دیا جاتا تو ولی پر اظہار غیب کیسے ہوا؟ — جواب یہ ہے کہ ملہم، غوث، ابدال، مجدد اور اولیاء چونکہ انبیاء کے اظلال ہوتے ہیں، لہذا اس نعمت سے بطور ظلیت فیض یاب ہوتے ہیں"،

عبارت بالکل واضح ہے، حضرت مسیح موعود کو اسی طرح کا ظلی نبی تسلیم کیا گیا ہے جیسے دیگر مجددین امت ہوئے ہیں، اس سے بڑھکر بیان کرنے والے سے برأت کی گئی ہے — حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں یہ کتاب لکھی گئی اور چھپ کر جماعت میں مقبول خاص وعام ہوئی، کسی نے اس پر اعتراض نہ کیا، یہ کتاب اس وقت راقم حروف کے پاس موجود ہے، اور اتنی اچھی کتاب ہے کہ ضرورت ہے کہ اسے دوبارہ چھپوا کر تبلیغ احمدیت کی غرض سے پنجاب کے دیہات میں تقسیم کیا جائے۔ اس میں تمام اہم مسائل کا ذکر ہے اور باوجود اس کے صرف باون صفحات پر مشتمل ہے۔

(۲) مرحوم جناب میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق نے سنہ ۱۹۱۲ء میں ایک تحریری مباحثہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری سے اشتہار "آخری فیصلہ" کے موضوع پر کیا، اختتام مباحثہ پر سردار بچن سنگھ صاحب ثالث نے کچھ سوالات جناب میر صاحب سے کئے یہ سوالات و جوابات جناب میر قاسم علی صاحب کے دستخطوں سے شائع ہو گئے، ثالث کے سوالات کے جوابات میں میر صاحب کا بیان حسب ذیل ہے :-

"مرزا صاحب کا دعوےٰ تھا کہ میں چودھویں صدی یعنی حال صدی کا مجدد ہوں، اور خدا کی طرف سے مجھے الہام ہوتا ہے . .

. . . . . . اسلام میں انبیاء دو قسم کے ہیں ایک صاحب شریعت و صاحب امت دوم جو اسی نبی اور شریعت کے ماتحت ہوں، پہلی قسم کی مثال حضرت محمدؐ صاحب نبی اسلام کی ہے، دوسری مثال حضرت یحییٰؑ کی کی مرزا صاحب قسم دوم کے نبی تھے . . . . . . ہمارے عقیدہ میں جتنے نائب (خلفاء یا مجددین) حضرت محمدؐ صاحب کے بعد ہوئے ہیں وہ سب کے سب قسم دوم کے نبی تھے، جیسا کہ حضرت محمدؐ صاحب نے فرمایا ہے علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی مانند ہیں) . . .

. . . .

قاسم علی بقلم خود

دستخط سردار بچن سنگھ - ۱۲ اپریل سنہ ۱۹۱۲ء

واضح ہو کہ سردار بچن سنگھ صاحب نے میر صاحب کے زبانی جوابات اپنے قلم سے لکھے تھے، میر صاحب نے انہیں پڑھکر ان کی تصدیق کی، اور دستخط کئے اندر سردار بچن سنگھ صاحب نے بھی دستخط کئے مباحثہ لدھیانہ اسی زمانہ میں مولوی ثناء اللہ صاحب نے شائع کر دیا تھا۔ میر صاحب نے عمر بھر کبھی ایسا بیان نہیں دیا کہ جس میں اس سابقہ بیان میں کسی سقم کا ذکر کیا ہو اسلئے ہر پہلو سے یہ بیان مستند ہے، اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ علمائے جماعت احمدیہ سنہ ۱۹۱۲ء میں مخالفین کے مقابل حضرت مسیح موعود کی نبوت کو ویسا ہی قرار دیتے تھے، جیسے دیگر خلفاء و مجددین کی نبوت ہے جس کی بنا پر کوئی زمرۂ انبیاء میں شامل نہیں ہو جاتا اس کے انکار سے خروج از دائرۂ اسلام لازم آتا ہے میر صاحب نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو قسم دوم کا نبی قرار دیا ہے اور اس امت میں حضرت یحییٰؑ کی طرح کے قسم دوم کے انبیاء ان کے نزدیک ہوئے ہیں اور وہ خلفاء و مجددین ہیں۔

(۳) حضرت مسیح موعود کی وفات پر ان کے مزار پر جو کتبہ لگایا گیا ہے اس پر حسب ذیل عبارت مرقوم تھی

> جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی
> رئیس قادیان مسیح موعود و مجدد
> صدی چہاردہم
> تاریخ وفات ۲۶ مئی سنہ ۱۹۰۸ء

قبر کا کتبہ پکار پکار کر کہہ رہا تھا کہ اس قبر کے اندر کون مدفون ہے، مجدد ربانی، جس طرح حضرت مجدد الف ثانی رح کے مزار پر "مجدد الف ثانی" کے الفاظ اور حضرت سید احمد بریلوی رح کے مزار واقعہ بالاکوٹ (ہزارہ) پر "مجدد صد سیزدہم" کے الفاظ بتاتے تھے کہ مدفون کا مرتبہ کیا ہے اسی طرح حضرت مسیح موعود کی قبر کا کتبہ بھی آپ کے مقام کو بالوضاحت بیان کر رہا تھا، کیونکہ کسی نبی کی قبر پر نہ تو مجدد کے الفاظ کبھی لکھے گئے، نہ کسی نبی کو عام بول چال میں مجدد کہا گیا، سنہ ۱۹۲۷ء تک یہی کتبہ بدستور قائم رہا۔ اتفاق سے ہماری جماعت راولپنڈی کے بعض معزز ارکان نے دسمبر ۱۹۲۷ء پر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان جا کر اس کتبہ کے وجود سے حضرت مسیح موعود کی عدم نبوت پر ایک مجلس میں استدلال کیا اس کے بعد جلد ہی اس کتبہ کو قادیان کے ارباب حل و عقد نے بدل دیا، اور جو کتبہ وہاں نصب کیا گیا ہے اس سے "مجدد صدی چہاردہم" کے الفاظ مفقود ہیں۔

خاکسار نے احباب قادیان کو اس امر کی طرف سب سے پہلے سنہ ۱۹۳۶ء میں توجہ دلائی تھی ۱۹ اگست سنہ ۱۹۳۶ء کے پیغام صلح میں میرا ایک مضمون نکلا تھا جس کے بعد الفضل اور فاروق میں تسلیم کیا گیا کہ فی الواقعہ پہلا کتبہ بدلا گیا، اور پہلے کتبہ میں جو مجدد صدی چہاردہم کے الفاظ تھے وہ جدید کتبہ میں نہیں رکھے گئے،

جب ۱۹۴۳ء میں مباحثہ بدوملہی میں خاکسار نے اس امر پر جناب مولوی غلام رسول صاحب فاضل راجیکی قادیانی سے حلف کا مطالبہ کیا، کہ وہ بتائیں کہ پہلے کتبہ میں مجدد صدی چہاردہم کے الفاظ تھے یا نہیں تو انھوں نے صرف یہ حلف اٹھایا، کہ موجودہ کتبہ میں ایسے الفاظ نہیں جب میں نے یہ کہا کہ اس بات کی تو میں بھی شہادت دیتا ہوں کہ موجودہ کتبہ میں یہ الفاظ نہیں آپ سے سوال یہ ہے کہ ۱۹۲۷ء تک "مجدد صدی چہاردہم" کے الفاظ تھے یا نہیں تو جناب مولوی صاحب خاموش ہو کر بیٹھ گئے، اور دوبارہ حلف کے لئے نہ اٹھے،

ہم اب بھی اہل قادیان سے التماس کرتے ہیں کہ اگر ہمارے بیان میں کوئی غلطی ہو تو آگاہ کریں، لیکن ہمیں یقین ہے کہ ان کے دل اس واقعہ کی سچائی کے شاہد ہیں اور ان کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں۔

(۴) جناب ڈاکٹر خلیفہ رشیدالدین صاحب مرحوم کی صاحبزادی، اور جناب میرزا محمود احمد صاحب کی سالی کا نکاح ایک غیر احمدی رشتہ دار کے ساتھ ہوا، اس نکاح کے متعلق مندرجہ ذیل امور پر دو توں جماعتوں کا اتفاق ہے،

(ا) حضرت مسیح موعود نے اپنی زندگی میں ڈاکٹر صاحب مرحوم کو اس رشتہ کی اجازت دی

(ب) اس احمدی لڑکی کا نکاح غیر احمدی لڑکے کے ساتھ حضرت مولانا نورالدین صاحب رح نے حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد مسجد مبارک میں پڑھا۔

(ج) خصتی کے موقعہ پر جناب صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب لاہور پہنچکر شادی میں شامل ہوئے جہاں صاحبزادہ صاحب نے اور حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے اس محترم بہن کی ڈولی کو کندھا دیا، تاکہ اسے باعزت طریق پر رخصت کریں۔

یہ واقعات ظاہر کرتے ہیں کہ ۱۹۱۴ء سے پہلے نہ تو اس نبوت کا کسی کو وہم و گمان تھا نہ ہی یہ مسئلہ کفر و اسلام کسی کو معلوم تھا جس کی آج قادیان سے نشر و اشاعت ہو رہی ہے اور جس کی بنا پر ان تمام مسلمانوں کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام تک نہیں سنا دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا گیا ہے اور تمام غیر احمدی دنیا سے تعلقات رشتہ داری حرام قرار دے دیئے گئے ہیں۔

(۵) جناب میر قاسم علی صاحب نے جنوری ۱۹۱۰ء میں ایک کتاب

دین الحق یا ہمارا مذہب

شائع کی، جس کو حضرت مولانا نورالدین رح نے بے حد پسند فرمایا (الحکم ۲۸ مارچ ۷ اپریل ۱۹۱۰ء)۔ اور انہی کے نام پر یہ کتاب معنون کی گئی ہے، اس کتاب میں جماعت احمدیہ کا متفقہ مذہب دربارہ مسئلہ نبوت حضرت مسیح موعود کے اپنے الفاظ میں یہ پیش کیا گیا ہے کہ:۔

"سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں، میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی،،

(دین الحق صـ ۲۸)

۱۹۱۴ء کے بعد جناب صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب انکار نبوت کی ان تحریرات کو منسوخ قرار دینے لگ گئے ہیں، مگر جماعت احمدیہ کو کبھی یہ خیال نہیں ہوا کہ یہ تحریرات منسوخ ہیں، اور جناب میر صاحب کی تالیف "دین حق یا ہمارا مذہب" گواہ ہے کہ جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود کو نبی نہیں بلکہ مجدد یقین کرتی تھی،

(۶) جب ۱۹۱۰ء میں جناب مفتی محمد صادق صاحب سے دارالعلوم ندوہ میں مولانا شبلی مرحوم نے حضرت مرزا صاحب کی نبوت کے بارہ میں سوال کیا تو انھوں نے جو جواب دیا ان کے اپنے الفاظ میں ان کے اپنے اخبار بدر میں اس طرح درج ہے:۔

"دریافت فرمایا کہ کیا ہم لوگ مرزا صاحب مرحوم کو نبی مانتے ہیں میں نے عرض کی کہ ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے، کہ آنحضرتؐ خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں نہ نیا نہ پرانا ہاں مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ برابر جاری ہے اور وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل آپ سے فیض حاصل کر کے اس امت میں ایسے آدمی ہوتے رہے ہیں جن کو الہام الٰہی سے مشرف کیا گیا اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے .... مرزا صاحب کی نبوت کا مسئلہ ہمارے ہاں ایسا نہیں کہ شرائط بیعت میں داخل ہو یا بیعت کے وقت اس کا اقرار کیا جاتا ہو یا اس کا ہم ڈھنڈورا کرتے پھرتے ہوں،،

(بدر ۲۷ر اکتوبر ۱۹۱۰ء)

لیکن اب، صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے مسیح موعود کی نبوت پر ایمان کو اسلام کی شرط قرار دیا ہے اور جگہ جگہ اس کا وعظ کیا جاتا ہے،

(۷) حضرت مسیح موعودؑ نے "وفات مسیح" پر تو سینکڑوں تقاریر کیں اور بیسیوں مضامین لکھے لیکن تسلسل نبوت کے اہم ترین مسئلہ پر کبھی کوئی رسالہ نہ لکھا نہ کوئی خطبہ دیا نہ اخبار میں کوئی مضمون لکھا نہ کبھی کوئی اس مسئلہ پر مباحثہ و مناظرہ ہوا۔ مسئلہ تسلسل نبوت" پر مناظرات مباحثات، تالیفات اور خطبات کا سلسلہ صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کی مسند نشینی کے بعد ہی شروع ہوا ہے،

(۸) جناب مفتی محمد صادق صاحب نے ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود کے ارشاد سے ایک احمدی کے سوال و جواب میں لکھا کہ:۔

"جو مخالف براہ بولتا ہو اس کا جنازہ جائز ہے،،

(خط کا عکس رد تکفیر اہل قبلہ میں ملاحظہ ہو)

اور کھڈیار کے احمدیوں نے غیر احمدیوں سے ۱۹۰۸ء میں یہ شرائط طے کیں کہ احمدی حضرات

"بے شر غیر احمدی رشتہ دار کا جنازہ پڑھ لیں گے"

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس میثاق پر لکھا، "جو کچھ لکھا بہت خوب اور مبارک ہے" (ملاحظہ ہو میثاق کھڈیار مندرجہ بدر ۱۳ر مئی ۱۹۰۹ء)

ان فتاویٰ سے معلوم ہو جاتا ہے کہ نہ حضرت مسیح موعود نبی تھے نہ ان کا نہ ماننے والا اسلام سے خارج تھا،

(۹) جناب صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے اپنے نانا جناب میر ناصر نواب صاحب مرحوم، اور مولوی عبدالحی صاحب کی معیت میں ۱۹۱۲ء میں حج کے موقعہ پر غیر احمدی امام کے پیچھے نمازیں پڑھیں اور اعتراف بھی کیا کہ:۔

"تیسری بات جو میرے مکہ میں غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق ہے صحیح ہے"

(الفضل ۱۸ر اپریل ۱۹۱۴ء صفحہ ۱)

صاحبزادہ صاحب کہتے ہیں کہ بعد میں یہ نمازیں دھرالی تھیں، لیکن ہم ان سے صرف اتنا ہی منوانا چاہتے ہیں کہ نماز پڑھتے وقت تو وہ غیر احمدی امام کو مسلمان ہی سمجھتے تھے اور یہ انھوں نے مان لیا، بعد میں اگر وہ عقائد بدل لیں تو اس کے ذمہ دار وہ خود ہیں، مزید برآں ان کے غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھنے کو تو ایک جماعت نے مشاہدہ کیا، لیکن ان کی نمازیں دھرانے کا کوئی گواہ نہیں لہذا محکم بات وہی ہے جو ان کی اپنی اور دوسروں کی گواہی سے ثابت ہے،

(۱۰) جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ احتیاط سے یا بے احتیاطی سے استعمال ہوتا رہا لیکن جب اس کا مطلب دریافت کیا گیا تو علمائے سلسلہ نے یہ جواب دیا کہ حضرت اقدس درحقیقت نبی نہیں ہیں۔

جناب مولوی سید سرور شاہ صاحب نے بدر ۱۶ر فروری ۱۹۱۱ء میں حسب ذیل تشریح فرمائی:۔

"نبی کے معنی اپنے مصدروں کے لحاظ سے دو ہیں اول اپنے خدا سے اخبار غیب پانے والا دوم عالی رتبہ شخص، جس شخص کو اللہ تعالے بکثرت شرف مکالمہ سے ممتاز کرے اور غیب کی خبروں پر مطلع کرے وہ نبی ہے اس رنگ میں میرے نزدیک تمام مجددین سابق مختلف مدارج کے انبیاء گذرے ہیں،،

گویا حضرت مرزا صاحب کی نبوت ویسی ہی ہے جیسی سابقہ مجددین کی تھی، یعنی اس سے ولایت کا مرتبہ مراد ہے، جس کا منکر خارج از اسلام نہیں ہوتا،

یہ دس شہادتیں واضح کرتی ہیں کہ جماعت قادیان کے موجودہ مذہب کے برعکس حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب اختلاف سے پہلے کیا تھا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر ایس محمد آصف بی اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۲ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۹ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ م ۔ ۴ مئی ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۸

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا

مسلمانوں کی موجودہ مشکلات کا حل صرف قرآن مجید میں ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کیوں بنائی؟

تبلیغی پروگرام کی طرف جماعت فوراً توجہ کرے

جس پایہ کے آدمی جماعت قادیان سے ہماری طرف آئے اس پایہ کے آدمی ادھر سے نہیں گئے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بمورخہ ۲۸ اپریل ۱۹۴۴ء

واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا ۔ (آل عمران)

حضرت مسیح موعود کے زمانہ کی عجیب بات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ان لوگوں کو جو وہاں رہتے تھے ایک عجیب بات یہ معلوم ہوتی تھی کہ حضرت صاحب کے پاس روزانہ کوئی نہ کوئی آدمی ملنے کے لئے آتا رہتا تھا اور ہر نووارد کے لئے حضرت صاحب وفات مسیح کے مسئلہ کو دھراتے رہتے تھے جس کو سن کر وہاں کے رہنے والے تعجب کرتے تھے کہ بار بار ایک ہی بات پر زور دیا جاتا ہے لیکن خدا کی شان ہے کہ اس ایک انسان کے اس مسئلہ پر اتنا زور دینے کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج عام طور پر لوگ اسے تسلیم کر چکے ہیں یا جنہوں نے اسے دلوں کے اندر رکھا ہوا ہے انہیں یہ جرأت نہیں کہ اس مسئلہ کو کھلے طور پر زیر بحث لائیں۔

حضرت مسیح موعود اور قرآن مجید

بعض باتوں کو دھرانا فی الحقیقت ان کی اہمیت کے لحاظ سے ہوتا ہے اور ایک خیال کو دنیا میں پختہ کر دینے کے لئے ہوتا ہے وہ تو آپ کے دعوے کی بنیاد تھی لیکن عملی رنگ میں جس بات کی طرف حضرت صاحب نے توجہ دلائی تھی وہ قرآن کریم کو مقدم کرنے یا اسے آگے رکھنا اور اس کی دنیا میں اشاعت تھی یہی اصلی چیز تھی اور اسی چیز کا بڑا درد آپ کے دل میں تھا کہ قرآن مجید کی اشاعت کا فکر لوگوں کو نہیں رہا، اسی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

در بوستاں سرائے تو کس باغباں نماند

تیرے اس باغ میں کوئی باغباں نہیں رہا۔ امت تو بستی پھیلی مگر وہ باغباں نہیں رہا جو جا سکو آگے پہنچائے۔

اس خیال کو بار بار دھرایا جائے

میرا بھی یہ دل چاہتا ہے بلکہ میں کیا ہم سب کا فرض ہے کہ قرآن کریم کو مقدم کرنے اور اس کی اشاعت کے سوال کو بار بار دھرایا جائے، یہاں تک کہ وہی کیفیت پیدا ہو جائے جو وفات مسیح کے مسئلہ میں ہوئی ہے، یعنی مسلمانوں میں یہ خیال جاگزیں ہو جائے کہ قرآن مجید کو پھیلائے بغیر اور اس کو مقدم کئے بغیر ہماری نجات نہیں

حبل اللہ سے مراد

۲۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا۔

حبل کے معنے رسّہ کے ہیں اور استعارۃً ہر ایک اس ذریعہ یا سبب پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے جس سے کسی چیز کی طرف پہنچ سکیں استعیر للوصل و لکل ما یتوصل بہ الی شئی۔ حبل اللہ سے کیا مراد ہے؟ اس بات کو حضرت نبی کریم صلعم نے خود واضح فرما دیا ہے ایک حدیث ابو سعید خدری سے مروی ہے اور ایک حدیث حضرت علیؓ سے مروی ہے ان دونوں میں آپ نے فرمایا کتاب اللہ حبل اللہ المتین یعنی جس حبل اللہ کا ذکر اس آیت میں ہے وہ قرآن کریم ہے اور حضرت علیؓ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ فتنہ پیدا ہوگا تو دریافت کیا گیا کہ اس سے نجات کی راہ کیا ہے تو آپ نے فرمایا کتاب اللہ فیہ نبأ ما قبلکم و خبر ما بعدکم و حکم ما بینکم وھو حبل اللہ المتین یعنی فتنوں سے نجات اللہ تعالےٰ کی کتاب سے ملے گی جس میں تم سے پہلے کی اطلاع اور تم سے بعد کی خبر اور جو اختلاف تمہارے درمیان ہو اس کا فیصلہ ہے۔

ان الفاظ کی صداقت

میرا خیال ہے کسی زمانہ میں ان الفاظ کی صداقت اس قدر واضح نہیں ہوئی جس طرح اس زمانہ میں کس طرح آج قرآن مجید کی وہ باتیں جو پیشگوئی کے رنگ میں تھے نظر آتے تھے آج اسکا ایک ایک لفظ واقعات عالم میں روشن نظر آرہا ہے یہ تو ایک علیحدہ مضمون ہے جو کئی دفعہ بیان ہو چکا ہے لیکن ان الفاظ کو دیکھئے واعتصموا بحبل اللہ قرآن کریم کے الفاظ کس قدر پر حکمت ہیں ان کی باریکیوں تک تو آنحضرت صلعم کی نگاہ ہی پہنچی تھی مگر احادیث سے کچھ تھوڑا سا ہمیں بھی مل گیا ہے، قرآن کریم نے یہاں قرآن کو حبل اللہ کہکر اس کے ذریعہ سے اعتصام کا حکم دیا ہے۔

حدیث اور آیت میں تعلق

اعتصموا یہ لفظ عصم سے نکلا ہے عصم کے معنی ہیں بچنا۔ اسی سے عصمت ہے جو شخص گناہوں اور خطا کاری سے بچا رہے اس کے لئے عصمت کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اعتصام کا مطلب ہے اپنے آپ کو بچا لینا تو واعتصموا بحبل اللہ کے معنے ہوئے اپنے آپ کو قرآن کے ذریعہ سے بچا لو یعنی مصائب اور فتنوں سے بچانے کا ذریعہ قرآن کو بناؤ۔ اب اوپر والی حدیث میں اور اس آیت میں کتنا واضح تعلق ہے، آپ سے پوچھا گیا فتنوں سے بچنے کا طریق کیا ہے آپ نے فرمایا حبل اللہ اور آیت میں بھی اعتصام یعنی اپنے آپ کو فتنوں سے بچانے کا ذکر ہے یعنی اگر تم پر فتنے آئیں تو اس کے لئے ایک ہی راستہ ہے کہ قرآن کریم سے اپنا بچاؤ کر لو، غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ جب تک مسلمانوں نے قرآن مجید کو مقدم کیا ہوا تھا اور اس کی اشاعت کا انہیں فکر تھا اس وقت تک مسلمانوں کی حالت کامیابی کی رہی جب سے قرآن مجید کو انہوں نے پیچھے کر دیا اور اس کی اشاعت سے غافل ہو گئے اس وقت سے مسلمانوں کی حالت تنزل اور ادبار کی ہو گئی۔

مشکلات سے نکلنے کا واحد ذریعہ

یہ صحیح بات ہے کہ آج بھی اگر مسلمان ان مشکلات سے نکلنا چاہتے ہیں جن میں وہ گرفتار ہیں تو قرآن ہی واحد ذریعہ ہے اس اللہ کی رسی کو اس حبل اللہ کو اپنا لیں تاکہ اس کے ذریعہ سے تمہارا ان مشکلات سے بچاؤ ہو جائے۔

تنظیم پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

موجودہ مسلمان اور قرآن مجید

میں نے بارہا اس بات کو کہا ہے کہ مسلمان قرآن کا احترام بڑا کرتا ہے کبھی اس کو پیٹھ کے پیچھے نہیں آنے دیگا مگر مسلمان نے ویسے عملی طور پر قرآن مجید کو چھوڑا ہوا ہے اگر الفاظ میں یوں بیان کیا جائے کہ مسلمان قرآن مجید کو نعوذ باللہ پاؤں تلے روند رہا ہے تو صحیح ہے، کیونکہ جب قرآن کا حکم آجائے تو اسے چھوڑ دیتا ہے اور اس کی پروا نہیں کرتا اسے روندنا کہتے ہیں۔

مسلمانوں کی سب سے بڑی ضرورت

آج مسلمانوں کی سب سے بڑی ضرورت ہے کہ قرآن کو آگے کریں۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ **مسلمان تبلیغ** میں کامیاب نہیں ہوں گے جب تک کہ وہ قرآن کو آگے نہیں کریں گے۔ اگر مسلمانوں کی اصلاح ہو سکتی ہے تو قرآن کے ذریعہ سے ہو سکتی ہے اگر **اسلام** دنیا میں پھیل سکتا ہے اور غیر مسلم مسلمان ہو سکتے ہیں تو قرآن کے ذریعے سے ہو سکتے ہیں۔ **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا**۔ قرآن کو مضبوطی سے پکڑو اس کے سوا چارہ نہیں۔ غیروں کی اصلاح چاہتے ہو تو ان تک قرآن پہنچاؤ مسلمانوں کی اصلاح چاہتے ہو تو ان تک قرآن پہنچاؤ۔ ع مسلماں را مسلماں باز کردند کا مطلب یہی ہے کہ اگر مسلمانوں کی بھی اصلاح مقصود ہے تو ان تک قرآن پہنچاؤ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہی آرزو تھی

امیر فیصل اور قرآنی اساس

ابھی چند ماہ ہوئے ہوں گے کہ امیر فیصل نے اس امر کو پیش کیا کہ اگر ہم کوئی اتحاد قائم کرنا چاہتے ہیں تو اس کی اساس قرآن ہونا چاہیئے کیونکہ اس قرآن کے اندر ہماری مشکلات کا حل موجود ہے ہر رنگ میں یہ قرآن ہمارا ہادی اور راہنما ہے۔

اس پر زور دینے کی ضرورت

یہ آواز اٹھنی شروع ہو گئی ہے کہ قرآن ہمارا ہادی ہونا چاہیئے اس پر اور زور دینے کی ضرورت ہے تاکہ یہ آواز عام ہو جائے اور ہر مسلمان کے دل سے یہ آواز اٹھے جو لوگ سیاست میں کام کر رہے ہیں جو ظاہر میں مسلمان ہیں اور مسلمان کے کیریکٹر کو دیکھتے ہیں تو ان کو یہی نظر آتا ہے کہ کسی طرح پر قرآن کے ذریعہ سے ان لوگوں کی اصلاح کی جائے تو اس بات پر اتنا زور دو کہ ایک دفعہ یہ آواز ساری اسلامی دنیا میں بلند ہو جائے کہ قرآن ہی ایک چیز ہے جس سے مسلمانوں کی نجات ہو سکتی ہے یا جس سے غیر مسلم اقوام نجات پا سکتی ہیں۔

قرآن مجید کا دوسرا ارشاد

دوسری بات قرآن مجید کے ان مذکورہ بالا الفاظ میں قابل غور ہے جمیعا سب کے سب اکٹھے ہو کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو۔ یہ اس زمانہ کا ارشاد ہے جب قرآن پوری طرح نازل بھی نہیں ہوا تھا اور کوئی سورت کہیں لکھی ہوئی اور کوئی سورت کسی سینہ کے اندر پڑی ہوئی تھی مگر یہ لفظ اپنے اندر ایک پیشگوئی رکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے خواہ کتنے ہی اختلافات ہو جائیں مگر قرآن مجید پر اختلاف نہیں ہوگا۔

قرآن مجید ایک ہی ہے

اقصائے مشرق میں بھی قرآن پہنچا اور اقصائے مغرب پر بھی قرآن پہنچا ایک طرف چین میں چلے جاؤ اور دوسری طرف سپین اور ترکی میں چلے جاؤ قرآن مجید آپ ایک ہی پائیں گے حتیٰ کہ اس کی زیر اور زبر میں بھی فرق نہیں ہوگا۔ تو ہدایت فرمائی کہ ایک چیز تمہارے اندر ایک ہی ہے اس پر سب کا اتفاق ہو سکتا ہے۔

روایات میں اختلاف

باقی رہا روایات کے اندر اختلاف یہ سنیوں میں بھی اختلاف ہے اور شیعوں کی روایات تو بہت ہی مختلف ہیں لیکن قرآن ایک کے سوا دوسرا نسخہ نظر نہیں آئے گا خواہ وہ سنی کے ہاتھ میں ہو یا شیعہ کے ہاتھ میں ہو خواہ کوئی پرانے سے پرانا نسخہ ہو یا آج کا نسخہ ہو، دونوں میں فرق نہیں ہوگا۔

متفقہ کوشش کی ضرورت

تو **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا** میں ایک تو پیشگوئی ہے کہ اگر انسانوں کی مشکلات دور ہوں گی تو قرآن کے ذریعہ سے ہوں گی اور دوسرا یہ حکم ہے کہ قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے سب کی متفقہ کوشش کی یا ایک عظیم الشان جماعت کی ضرورت ہے۔ قرآن کریم کے سیاق و سباق کو دیکھو تو اس نکتے کے سمجھنے میں جو مشکل پیش آئے وہ حل ہو جاتی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا** حبل اللہ کو مضبوطی سے اکٹھے ہو کر پکڑو اس سے اگلی آیت میں فرمایا **ولتکن منکم امة یدعون الی الخیر** اور چاہیئے کہ تم میں سے ایک جماعت کھڑی ہو جائے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے یعنی قرآن کی طرف بلائے۔

مسیح موعودؑ نے جماعت کیوں بنائی؟

میں سمجھتا ہوں اس آیت کے مطابق حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جماعت قائم کی۔ لوگ پوچھتے ہیں کیا پہلے کسی مجدد نے جماعت بنائی تھی نہیں تو پہلے بھی نبی ہیں لیکن یہاں تو جماعت کی ضرورت بہت ہی بڑھ کر نظر آتی ہے۔ جب دنیا میں ایک انقلاب پیدا کرنا ہو تو جماعت کے بغیر وہ انقلاب پیدا نہیں ہوتا جب مسلمانوں نے عام طور پر قرآن شریف کو چھوڑ دیا اس کو اپنی زندگیوں میں مقدم نہ کیا اور اس کی اشاعت کو بھی چھوڑ دیا تو اب سوائے اس کے کوئی صورت نہ تھی کہ امام زمان ایک جماعت بنائے اور اس جماعت کے ذریعہ سے اس خیال کو مسلمانوں میں عام کرے اور یہی وہ کام تھا جو حضرت مسیح موعود نے کیا۔ تاکہ **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا** کی تعمیل ہو۔

جماعت کو وسیع کرنے کی تحریک

آپ کو معلوم ہوگا میں نے ایک تحریک کی تھی کہ جماعت کا ہر ایک آدمی اپنے سامنے چند آدمیوں کو رکھ کر انہیں تبلیغ کرے تاکہ یہ خیال جو حضرت مسیح موعودؑ نے پیدا کیا ہے دنیا میں عام ہو۔ آج ایک شخص دس آدمیوں کو یہ پیغام پہنچاتا ہے کل کو ان میں سے ہر ایک دس دس آدمیوں کو یہ پیغام پہنچاتا ہے تو اس طرح یہ سلسلہ ترقی کرتا چلا جائے گا اگر ہم نے جماعت کو ترقی دینا ہے تو ہر ایک کی تھوڑی تھوڑی توجہ بکار ہے ہر ایک انسان کی فطری خواہش ہوتی ہے کہ اس کے ذریعہ سے نسل انسانی کی افزائش ہو اور اسی طرح روحانی رنگ میں یہ فطری خواہش ہونی چاہیئے کہ جماعت ترقی کرے اور بہت سے اور آدمی پیدا ہوں جن کے ذریعہ سے اسلام کا پیغام دنیا میں پہنچے مگر اس فطری خواہش کی طرف ہم میں سے ہر ایک کو توجہ ہونی چاہیئے۔

تبلیغ کے معنی

میں نے تحریک کی تھی کہ ہر ایک شخص دس آدمی سامنے رکھ لے اور مستقل طور پر ان تک پہنچ کر انہیں تبلیغ کی جائے بعض دفعہ ہمارے مبلغ بھی غلطی کرتے ہیں، ایک مبلغ یہ سمجھتا ہے کہ لوگ اس کے پاس آئیں اور پوچھیں حالانکہ تبلیغ کے یہ معنی ہیں کہ تم گھر سے باہر دیوانہ وار نکلو پھر و لوگ سوتے ہیں تم انہیں جگاؤ وہ غافل ہیں تم انہیں توجہ دلاؤ پھر میں نے کہا تھا کہ تم میں سے ہر ایک آدمی مبلغ بن سکتا ہے مبلغ کے معنی ہیں پہنچانے والا۔ جس شخص نے حضرت مسیح موعودؑ کے پیغام کو سمجھا اس کے لئے کچھ مشکل نہیں کہ وہ اس پیغام کو پہنچانے کی کوشش کرے۔

مطالبے کا اعادہ

نہ سہی پانچ آدمیوں کو اپنے سامنے رکھ لو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس طرح سے دس بیس ہزار آدمیوں تک ہر سال اس پیغام کو پہنچا سکتے ہیں، **اب پھر میں جماعت کے سامنے اس مطالبے کو دہراتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک شخص کو دس نہ سہی پانچ ہی آدمی اپنے سامنے رکھنے** چاہئیں وہ ہمارے اقرباء ہوں چاہے دوست ہوں چاہے غیر ہوں۔ لٹریچر مرکز میں موجود ہے اگر تم خود نہیں بھیجنا چاہتے تو مرکز میں لکھو بھیجا جائیگا۔

اس وقت تبلیغ نہ کرنا گناہ ہے

لوگ بے خبر ہیں ان تک یہ پیغام پہنچا نہیں اس لئے وہ اسے سمجھتے نہیں ہماری مثال ایسی ہونی چاہیئے

اگر بینی کہ نابینا و چاہ است
اگر خاموش بنشینی گناہ است

اگر لوگ کنوئیں میں گرنے لگے ہوں اور تم انہیں مطلع نہیں کرتے تو تم گنہگار ہو پس اس وقت تبلیغ نہ کرنا گناہ ہے اپنے ہر فرد کو جماعت کے کانوں تک اطلاع دو اور ان تک یہ پیغام پہنچاؤ اور خود جو کام نہیں کر سکتے ہیں [illegible] دفتر میں لکھو ان میں [illegible] شخص کو اس کام کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے،

چار ماہ میں کافی تعداد جماعت میں شامل ہو گئی

پچھلے سارے سال میں ہماری جماعت میں جتنے آدمیوں کا اضافہ ہوا وہ ڈیڑھ سو آدمی ہیں اور اس سال چار مہینے میں ڈیڑھ سو آدمی کا اضافہ ہوا ہے بالخصوص ہمارے نئے **مبلغ محمد سعید صاحب** بھٹہ نے ایک دو مہینہ میں اچھی خاصی تعداد کو جماعت کے اندر شامل کیا ہے، جب تک تبلیغ کا یہ جذبہ بے پناہ نہ ہوگا کامیابی نہیں ہو سکتی دنیا کے لوگ مذہب سے بے پرواہ ہیں ان کو اپنی طرف لانے کیلئے بڑے عزم کی ضرورت ہے۔

قادیانی جماعت کو سامنے رکھنا چاہیئے

آپ کو قادیانی جماعت کو بھی سامنے رکھنا چاہیئے اس جماعت میں حضرت مسیح موعود سے وابستہ ہونے کی وجہ سے بہت سی خوبیاں پیدا ہو چکی ہیں ان لوگوں نے غلو کیا ہے جس طرح پہلے عیسائیوں نے ایک نبی کو خدا بنا دیا ہے اسی طرح انھوں نے ایک مجدد کو نبی بنا دیا یہ غلطی ان لوگوں میں ہے اور اس غلطی کی اصلاح جماعت لاہور ہی کر سکتی ہے بعض وقت لوگ خیال کرتے ہیں کہ ہمارے آدمی بھی اس طرف مل جاتے ہیں یہ ٹھیک ہے جہاں جماعتیں بنیں گی وہاں اسی طرح ہوگا کوئی اُدھر سے اِدھر ہو گیا اور کبھی اِدھر سے اُدھر ہو گیا۔ (باقی بر صفحہ ۵)

پیغامِ صلح

جلد ۳۲ مورخہ ۹ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ نمبر ۱۸

ہمارا تبلیغی پروگرام

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک تازہ ارشاد

احباب سلسلہ کو اچھی طرح یاد ہوگا گذشتہ سال میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"میں اس وقت آپ کے سامنے ایک تجویز رکھنا چاہتا ہوں میرا خیال ہے کہ اس سال ہم دس ہزار آدمیوں کو زیر تبلیغ لائیں ایک ہزار آدمی ایسا اُٹھے جو سال بھر میں دس دس آدمیوں کو تبلیغ کرنے کی ذمہ داری لے"

دوستوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد پر لبیک کہا اور اس تبلیغی پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ متعدد لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اس سلسلہ حقہ میں شمولیت کی توفیق اور سعادت عطا فرمائی کچھ عرصہ یہ تبلیغی کام ایک جوش اور خروش سے ہوتا رہا لیکن بعد میں دوست کچھ سست پڑ گئے، اب پھر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ خطبہ جمعہ میں جماعت کو اس تبلیغی پروگرام کی اہمیت کی طرف متوجہ کرتے ہوئے خطاب فرمایا ہے کہ سلسلہ کا ہر ایک فرد مبلغ بنے اور پانچ دس آدمیوں کو اپنے سامنے رکھ کر انہیں تبلیغ کرے اس طریقہ سے ہم ایک سال کے اندر اندر دس بیس ہزار آدمیوں تک اس پیغام کو پہنچا سکتے ہیں۔ احباب سلسلہ کا فرض ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو مطالعہ فرما کر جو اس پرچہ میں خطبہ جمعہ کے اندر درج ہے اس کام کو شروع کر دیں اور پہلے سے بڑھ چڑھ کر اس کام کو شروع کریں۔ اپنے عزیزوں اور دوستوں میں سے پانچ دس آدمیوں کو مستقل طور پر پیش نظر رکھ کر انہیں حضرت امام عصر حاضر کا پیغام پہنچائیں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت کی دعوت دیں احباب سلسلہ پر یہ امر خوب روشن ہو جانا چاہیئے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بہت اہمیت رکھتا ہے جس قدر یہ جماعت مضبوط ہوگی اتنی ہی قوت کے ساتھ ہم تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کے عظیم الشان کام کو بروئے کار لاسکیں گے، تبلیغ و اشاعت کے اس کام کو عملی جامہ پہنانے ہوئے کسی مخالفت کی پرواہ نہیں کرنا چاہیئے الٰہی سلسلوں کی قدیم سے مخالفت ہوتی رہی ہے اور اس مخالفت سے کبھی کسی سلسلہ کی ترقی نہیں رکی البتہ سلسلہ کے افراد کا یہ فرض ہے کہ وہ اس پیغام کو نہایت رفق و ملائمت کے ساتھ پہنچائیں اور نہایت استقلال اور تندہی کے ساتھ اس کام کو کریں اللہ تعالیٰ یقیناً انہیں کامیاب کرے گا اور یہ سلسلہ بڑھیگا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کی ترقی کو روک سکے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس سلسلہ کے عظیم الشان مستقبل کے متعلق ایک پیشگوئی بھی ہے، حضور فرماتے ہیں :۔

"خدا اس مذہب اور سلسلہ میں نہایت درجہ اور فوق العادت برکت ڈالیگا اور ہر ایک جو اس کے معدوم کرنے کی فکر رکھتا ہے نامراد رکھے گا اور یہ غلبہ ہمیشہ رہے گا یہاں تک کہ قیامت آجائیگی ...... اور ابھی تیسری صدی آج کے دن سے پوری نہ ہوگی کہ انتظار کرنیوالے کیا مسلمان اور کیا عیسائی سخت نومید اور بدظن ہو کر اس جھوٹے عقیدہ کو چھوڑ دیں گے اور دنیا میں صرف ایک ہی مذہب ہوگا اور ایک ہی پیشوا، میں تو تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا اور وہ بڑھے گا اور پھولے گا اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"

احباب سلسلہ کو چاہیئے کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پیشگوئی کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک ایمان اور یقین کے ساتھ تبلیغ و اشاعت کے کام کو کریں اور اس وقت تک دم نہ لیں جب تک کہ اپنے حلقہ اثر میں سب اشخاص پر اتمام حجت نہ کرلیں اور اپنی تبلیغی مساعی کی رپورٹ بھیجا کریں مرکز میں بھجوائیں اور اس کام کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے ہدایات طلب کریں اور حضرت ممدوح کو اپنے کام سے مطلع کریں، امید ہے اب سلسلہ کا ہر ایک فرد اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے اس کام کو استقلال اور یقین کے ساتھ کرے گا تو اللہ تعالیٰ کامیابی بھی عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے فرائض کو سمجھنے اور انہیں بروئے کار لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

تاریخ کا اعادہ

خلیفہ صاحب قادیان الفضل ۲۸ اپریل میں فرماتے ہیں :۔

"کس طرح مانا جاسکتا ہے کہ صداقت پولوس کو تو نظر آگئی مگر وہ لوگ جو حضرت مسیح پر ان کے دعویٰ کے ابتدا میں ہی ایمان لے آئے تھے جنہوں نے آپ کے احکام پر عمل کیا اور اشاعت دین کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کیں وہ صداقت معلوم کرنے سے محروم رہے یہ بات تو ایسی ہے جسے کوئی عقلمند تسلیم نہیں کرسکتا کہ ایک ایسا شخص جو حضرت مسیح کی زندگی میں آپ پر کفر کا فتوےٰ لگا چکا تھا وہ تو حقیقت کو پا گیا مگر وہ جو شروع دن سے آپ پر ایمان لائے انہیں یہ معلوم ہی نہ ہوسکا کہ صحیح عقیدہ تثلیث ہے توحید نہیں"

خلیفہ صاحب فرماتے ہیں پہلے مسیح کے حواریوں نے مسیح کے مقام کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا اور کوئی عقلمند اسے تسلیم نہیں کرسکتا کہ ایک ایسا شخص جو حضرت مسیح کی زندگی میں آپ پر کفر کا فتوےٰ لگا چکا تھا وہ تو حقیقت کو پا گیا لیکن وہ جو شروع دن سے آپ پر ایمان لائے انہیں یہ معلوم ہی نہ ہوسکا کہ صحیح عقیدہ تثلیث ہے توحید نہیں ـــ ہم عرض کرتے ہیں کہ کوئی عقلمند اس بات کو بھی کیسے باور کرسکتا ہے کہ جو شخص حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں بچہ تھا جس نے پروان چڑھتے ہی سب سے پہلے مکفر علماء کے اعتراضات کو اپنا کر اور انہیں عقیدہ کا رنگ دے کر حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کیا وہ تو حقیقت کو پا گیا مگر وہ جو شروع دن سے آپ پر ایمان لائے اور اشاعت دین کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کیں انہیں یہ معلوم ہی نہ ہوسکا کہ آپ کا صحیح مقام "نبوت" ہے مجددیت نہیں۔

ـــ تاریخ کے اس اعادہ میں جناب خلیفہ صاحب قادیان کے لئے لمحہ فکریہ ہے وہ غور کریں کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ میں پولوس کے ساتھ کس شخص کی مشابہت ہے اور مسیح کے حواریوں سے کس فریق کی مشابہت ہے، تثلیث کی بانسبت غلو کہاں ہے۔ اور توحید کی طرح اعتدال کس طرف ہے؟

کستوربائی گاندھی فنڈ

بمبئی ۲۹ اپریل مسٹر اے وی ٹھکر سکرٹری کستوربائی گاندھی میموریل فنڈ نے اعلان کیا ہے کہ جب سے فنڈ کی فراہمی کا کام شروع ہوا ہے مختلف صوبوں میں کمیٹیاں قائم کی گئی ہیں اس وقت تک ۲۸ لاکھ ۱۵ ہزار روپے کے رسید ٹکٹ مختلف صوبوں کو دئے جا چکے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

یہ ہے دنیا کی زندہ اور فعال قوم کی تحریکات کا آغاز جو تمام مسلمانوں کے لئے اور بالخصوص جماعت احمدیہ کے لئے سبق آموز ہے کہ اشاعت قرآن اور تبلیغ اسلام کے لئے اللہ کس قدر قربانیاں کرنے کی ضرورت ہے؟

اخبار احمدیہ

ـــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

ـــ ۲۳ ماہ اپریل کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے شبان الاحمدیہ و اطفال احمدیہ کے تمام ممبروں کو وسیع پیمانہ پر دعوت چائے دی جس میں جماعت کے دیگر احباب بھی شامل تھے حضرت امیر بنفس نفیس بڑی محبت اور شفقت کے ساتھ اندر سے چائے وغیرہ لا کر بچوں کے سامنے رکھتے تھے اس منظر کو دیکھ کر پرانے لوگوں کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کی یاد تازہ ہوگئی۔

ـــ جناب شیخ عبدالحق صاحب نیو دہلی سے تحریر فرماتے ہیں :۔ عزیزہ اصغری خانم بنت شیخ محمد لطیف صاحب بعارضہ ٹائیفائڈ سخت بیمار ہے احباب سلسلہ دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیزہ موصوفہ کو جلد از جلد صحت کامل عطا فرمائے آمین۔

سانحہ ارتحال

جماعت کے تمام حلقوں میں یہ خبر انتہائی رنج و ملال سے سنی جائیگی کہ جناب میاں عبدالرحمان صاحب ایس۔ ڈی۔ او۔ سرگودھا کی اہلیہ محترمہ رحلت فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے اور جملہ پسماندگان کو صبر جمیل دے۔

آمین

تیسری جنگِ عظیم

{ ایک نوجوان احمدی کے قلم سے }

دنیا میں جنگیں تو ہمیشہ سے ہوتی آئی ہیں مگر ۱۹۱۴ء سے لیکر ۱۹۱۸ء تک جو جنگ ہوئی وہ نہ صرف اپنی تباہی اور جان و مال کے نقصان اور دوسرے نتائج کے لحاظ سے دنیا کی تمام جنگوں سے بڑھ چڑھکر تھی بلکہ اسلئے بھی بےنظیر تھی کہ دنیا کی تاریخ میں ایسی عالمگیر جنگ ہوئی تھی۔ اس جنگ کی آگ نے دنیا کو ایسا لپیٹا کہ اس سے قبل کسی جنگ نے اس کا عشر عشیر بھی نہ لپیٹا تھا۔ اس لئے یہ "جنگِ عظیم" یا عالمگیر جنگ کہلائی۔

اس جنگ میں اس قدر ہولناک تباہی آئی۔ اس قدر جان اور مال کا نقصان ہوا اور اس کے نتائج مثلاً بادشاہی تختوں کا الٹ جانا۔ بولشوزم کا خروج۔ دنیا کے خیالات میں عام طور پہ انقلاب۔ مالی و ملکی مشکلات اور دیگر ایسے بڑے و مہلک نتائج پیدا ہوئے کہ دنیا کی ہر قوم نے محسوس کیا کہ دوبارہ جنگ نہ ہونی چاہیئے اس مقصد کے لئے جہاں اور انتظام کیئے گئے وہاں لیگ آف نیشنز بنائی گئی جس میں دنیا کی تمام قومیں شامل ہوئیں۔ اگرچہ امریکہ علیحدہ رہا مگر وہ خود اس لیگ کا بانی مبانی تھا اور اس کی ہمدردی و مدد ہمیشہ اس کے ساتھ رہی۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ روس اور جرمنی جن سے جنگ کا امکان ہوسکتا تھا وہ اس لیگ میں شامل ہوگئے۔ اس لیگ کا مقصد یہ تھا کہ قوموں کے جتنے باہمی معاملات یا جھگڑے ہوں وہ آپس میں بیٹھ کر صلح و صفائی سے طے کیئے جائیں۔ جو معاملات محض مشورہ سے طے نہ ہوسکتے ہوں بلکہ ان میں بین الاقوامی قانون کا سوال ہو تو ان کے فیصلہ کیلئے ہالینڈ کے شہر ہیگ میں ایک بین الاقوامی عدالت بنائی گئی کہ وہ ان معاملات کا انصاف سے فیصلہ کرے۔

ایک طرف ایسے عمدہ اصولوں پہ بنی ہوئی لیگ آف نیشنز اور بین الاقوامی عدالتیں تھیں اور دوسری طرف دنیا کی تمام قوموں کی خواہش بلکہ کوشش تھی کہ دوبارہ جنگ نہ ہو اور معاملات آپس میں صلح و صفائی کے ساتھ سلجھائے جائیں مگر یا للعجب کہ ان انتظامات اور عمدہ ارادوں اور کوششوں نے ایک جنگ کو بھی تو نہ روکا۔ اگر محض ایک دو جنگیں ہو جاتیں تو ہم کہتے کہ ان سے ان انتظامات کا نقص ثابت نہیں ہوتا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ جو جنگ بھی آئی وہ رک نہ سکی اور لیگ آف نیشنز اور بین الاقوامی عدالت ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی تماشا دیکھتی رہی اور سوائے زبانی جمع خرچ کے جنگ کو روکنے کی کوئی اہم تدبیر نہ کرسکیں سب سے پہلے تو جاپان جو لیگ آف نیشنز کا ممبر تھا اس نے چین پر کہ وہ بھی لیگ کا ممبر تھا حملہ کردیا اور وہ جنگ چھیڑی کہ آج تک ختم نہیں ہوئی۔ لیگ آف نیشنز نے اس جنگ کو روکنے کا کوئی انتظام نہ کیا حالانکہ تمام دنیا کی ہمدردی چین کے ساتھ تھی اور سب کو جاپان سے نفرت تھی کہ وہ ظالم تھا۔ پھر اٹلی نے کہ وہ لیگ کا ممبر تھا حبش پہ جو خود لیگ کا ممبر تھا حملہ کردیا اور نہتے اور غیر مسلح حبشیوں پر زہریلی گیس پھینک پھینک انکو تباہ کیا۔ پھر سپین میں دو فریقوں میں جنگ شروع ہوئی۔ اسکو روکنا تو کیا تھا اٹلی اور جرمنی نے جو لیگ کے ممبر رہ چکے تھے ایک فریق کی کھلم کھلا مدد کی اور روس نے دوسرے فریق کی مدد کی۔ اور پھر سب سے بڑھکر یہ کہ ۱۹۳۹ء کی دوسری "جنگِ عظیم" یا "عالمگیر جنگ" آتی صاف نظر آرہی تھی۔ چنانچہ ۱۹۳۸ء میں جب چیکوسلوویکیا کا جھگڑا آیا تھا اور جنگ ہوتے ہوتے رہ گئی تو تمام دنیا کو نظر آیا کہ ایک اور عالمگیر جنگ آرہی ہے۔ مگر کیا لیگ آف نیشنز یا کوئی اور تدبیر اس جنگ کو روک سکی؟

یہ دوسری جنگ پہلی جنگ سے بھی بڑھکر ہولناک۔ تباہ کن اور عالمگیر ہے وہ ممالک اور جزائر جو پچھلی جنگ کی آگ سے بچ رہے تھے وہ بھی اس جنگ کی لپیٹ میں آگئے، شہروں ملکوں اور جانوں پر وہ تباہی آئی ہے کہ الامان الحفیظ مالی نقصان اور مشکلات ابھی سے عیاں ہیں اور ابھی اور نمایاں ہوں گے ہر ایک قوم اور ہر ایک سوچنے والے کے دل میں یہ خیال پیدا ہوچکا ہے کہ اگر ابھی کوئی تدبیر نہ کی گئی تو اس جنگ کے بعد تیسری ایسی ہی جنگ ہوگی اور وہ اس سے بھی بڑھکر تباہ کن ہوگی۔ اسلئے ہر ملک اور ہر قوم میں لیڈروں اور مدبرین سے یہ سوال کیا جارہا ہے کہ تیسری جنگ کو روکنے کا علاج ہمیں بتاؤ۔ اخبار رسالے اور کتابیں اس موضوع پر بحث کررہی ہیں۔

دنیا میں اس موضوع پر جو آوازیں اٹھ رہی ہیں ان میں سب سے انوکھی اور عجیب آواز جماعت احمدیہ اور اس کے امیر کی ہے کہ دنیا میں امن قائم نہیں ہوسکتا جب تک کہ دنیا کے سر کو خدا کے آگے نہ جھکایا جائے۔ سوائے اسلام کے دنیا کا کوئی مذہب یا نظام دنیا کی گردن کو خدا کے آگے جھکانے سے قاصر ہے، اسلام ہی ایک مذہب ہے جو ایسے نظام کو پیش کرتا ہے جس میں ذاتی یا قومی حکومتوں کی بجائے خدا کی حکومت قائم ہوتی ہے۔ ملکی اور قومی تفاخر اور تنافر کی بجائے تمام نسل انسانی کو ایک مساوات اور اخوت کی لڑی میں پرویا جاسکتا ہے۔ اور اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو انسانوں کے دلوں سے دنیا کی ناجائز خواہشات۔ حرص اور طمع کو جو تمام جنگوں کا باعث ہیں دور کرتا ہے۔ پھر اس جماعت کے امیر نے کیا عجیب دلیل دی ہے کہ دنیا میں جو آج جنگجوئی کی لاعلاج بیماری پیدا ہوچکی ہے اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں ہمیں صرف ملک عرب میں اسلام کے آنے سے قبل نظر آتی ہے کہ صدیوں سے اس ملک میں بھائی سے بھائی اور قبیلہ سے قبیلہ لڑتا تھا اور ان میں جنگ کبھی بند نہ ہوتی تھی یورپ میں تو ۲۵ سال کے بعد جنگ ہوئی ہے۔ عرب میں سوائے چند مہینوں کے سارا سال ہی جنگ رہتی تھی یورپ والے تو جنگ سے متنفر ہیں مگر جنگ کئے بغیر رہ نہیں سکتے۔ عرب میں جنگ کی طرف رغبت تھی۔ مگر اسلام نے ایک دم یا پھونک سے اس صدیوں کے لاعلاج مرض کو دور کیا اور ان ہمیشہ کی لڑنے والی قوموں کو ایک قلیل عرصہ میں ایسا بھائی بھائی بنا دیا کہ اس اخوت کی مثال بھی پھر دنیا میں اور کہیں نظر نہیں آئی۔ اسلئے آج دنیا کی جنگجوئی کے بظاہر لاعلاج مرض کا علاج بھی سوائے اسلام کے کسی دوسرے نظام میں نہیں۔

حضرت امیر قوم کی یہ اور دوسری دلیلیں دلوں میں کھب جاتی ہیں مگر ایک انسان کے دل میں اور خصوصاً تعلیمیافتہ نوجوانوں کے دلوں میں جن کو مغرب اور مغربیوں پر بہت بھروسہ ہے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ یورپ اور امریکہ والے بہت عقلمند۔ دنیا کے کاموں کو سمجھنے والے تجربہ کار اور ہر قسم کی طاقت رکھنے والے ہیں۔ انھوں نے ضرور کوئی نہ کوئی عمدہ تجویز سوچی ہے کہ دوبارہ جنگ نہ ہو اور ہمیشہ کے لئے امن قائم ہوجائے۔ آیئے ذرا ان دوستوں کو یورپ امریکہ بلکہ تمام دنیا کے مدبرین نے جو حل سوچے ہیں ان کو دکھائیں اور ہم خود بھی دیکھیں کہ دنیا کے لوگوں نے جو جنگ کے ہاتھوں ایسے دکھ سہے ہیں کہ ان کے دلوں کی گہرائیوں میں جنگ کو روکنے اور امن کو قائم کرنے کی تڑپ موجود ہے اپنے اس دکھ کا کیا علاج ڈھونڈا ہے۔

اگر ایک ایک ملک۔ قوم۔ اور مدبر کی رائے کا ذکر کیا جائے ... تو یہ کام بہت بڑا نظر آتا ہے مگر حسن اتفاق سے انکی تجاویز میں اس قدر اتفاق ہے کہ ان کو ایک ہی دفعہ پیش کیا جاسکتا ہے۔ مگر ان تجاویز کو پیش کرنے والے لوگ بڑے پایہ کے ہیں

مسٹر روزویلٹ صدر جمہوریت امریکہ۔ مسٹر چرچل وزیراعظم برطانیہ۔ مسٹر کارڈیل ہل وزیر خارجہ امریکہ مسٹر ایڈن وزیر خارجہ برطانیہ جنرل سمٹس وزیراعظم جنوبی افریقہ۔ لارڈ ہیلیفکس سفیر برطانیہ اور دوسرے بلند پایہ مدبرین مصنفین اور لیڈر ان تمام حضرات اور اقوام کی تجاویز کا اصول ایک ہی ہے وہ یہ کہ جنگ کے بعد ایک بین الاقوامی انسٹیٹیوشن یا انجمن ہونی چاہیئے جو تمام جھگڑوں کو چکائے۔ جنگ کو روکے اور صلح و امن کو قائم رکھے اس انجمن کا نام کوئی اقوام کی فیڈریشن رکھتا ہے کوئی سپریم کونسل مگر اگر آپ ان تجاویز پر غور کریں تو ان میں وہی لیگ آف نیشنز ایک دوسرے لباس میں نظر آرہی ہے مگر لیگ بیچاری کا نام کوئی نہیں لیتا اور یہ اعتراف ہے اس بات کا کہ لیگ فیل ہوگئی تھی۔ اگر پہلی لیگ فیل ہوگئی تھی، تو اس کی بہن کا انجام اس سے بہتر کہاں ہوسکتا ہے۔ اس کا احساس خود ان مدبرین کو ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ لیگ اس لئے ناکام رہی کہ وہ اپنے فیصلوں کو منوانے کے لئے کوئی ہتھیار نہ رکھتی تھی اسلئے نئی انجمن کا اپنی فوج اپنی توپیں اور اپنی ہوائی طاقت اور دوسرا سامان جنگ بنانا چاہیئے جن سے وہ اپنے فیصلوں کو منوا سکے۔

سو پہلے تو یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس انجمن کے فیصلوں کو منوانے کے لئے بھی طاقت اور سامان جنگ کا استعمال ضروری ہوگا تو صلح و امن کا خدا حافظ۔ دوسرا اعتراض یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس بین الاقوامی انجمن کا جو فوجی سامان ہوگا اس پہ اختیار کس کا ہوگا۔ اگر اس انجمن کا ہوگا تو ظاہر ہے کہ جو قومیں بجائے خود یا جوڑ توڑ کرکے اس انجمن میں زیادہ طاقت پائیں گی وہی اس جنگی سامان پہ درحقیقت قابض ہوں گی اور اس وجہ سے ہی آپس میں حسد اور جھگڑے پیدا ہوں گے جو بجائے خود جنگوں کو پیدا کردیں گے۔ [illegible] اور غور کیجئے۔ ظاہر ہے کہ ان بین الاقوامی فوجوں میں صرف انگریز یا صرف امریکن یا صرف جاپانی یا جرمن تو نہ ہوں گے بلکہ تمام قوموں کے سپاہی ہوں گے۔ پھر اگر پہلے کی طرح جنگ کے لئے دنیا کی قومیں ادھر ادھر بٹ جائیں تو اس فوج کا کیا حال ہوگا کیا وہ آپس میں ہی جوتم پیزار نہ کرنے لگے گی۔ ایسے بگڑے حالات سے پہلے صلح کی حالت میں بھی ایسی بین الاقوامی فوج اور [illegible] کے اخراجات اور اسکو رکھنے (یعنی کس ملک میں رکھا جائے کس کو) [illegible]

جنگ چھڑنے پر جو آج کل بغیر اعلان کے ایک دم چھڑ جاتی ہے وہ ملک اس سامان پر قابض ہوسکتا ہے یا کم سے کم اس کو برباد کرسکتا ہے۔ ہم نے ایسے حالات بھی دیکھے ہیں کہ ان پر ہی جھگڑے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ دنیا کی تمام قومیں مل کر اس سامان کو استعمال کریں گی تو کیا پہلی لیگ آف نیشنز کی جو اقوام ممبر تھیں ان کے پاس اپنا فوجی سامان نہ تھا۔ پھر وہ کیوں مل کر اس کو ان لوگوں کے خلاف استعمال نہ کرسکیں جنہوں نے جنگ چھیڑی جبکہ لیگ کی تمام ممبر قومیں یہ چاہتی بھی تھیں کہ جنگ کو روکا جائے اور امن کی حفاظت کی جائے۔ اگر ایسا کرنے سے جنگ ہوتی تھی تو بین الاقوامی انجمن کے فوجی سامان استعمال کرنے سے جنگ نہ چھڑے گی؟ اور پھر بین الاقوامی جنگی سامان کا بھی مقابلہ کیا جاسکتا ہے جیسا کہ جرمنی آج اتحادیوں کے ملے جلے سامان کا استعمال کر ہی رہا ہے۔

ایک تجویز حال ہی میں چھپی ہے کہ جرمنی کی صنعتی طاقت کو ایسا تباہ کر دیا جائے کہ وہ جنگ کا سامان نہ بنا سکے۔ پچھلی جنگ کے بعد جرمنی کی فوجی طاقت کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا تھا، مگر یہ تدبیر کامیاب نہ ہوئی۔ سو صنعتی طاقت کو تباہ کرنا تو یہ کچھ اس سے بڑھ کر نہیں پھر جرمنی محض اپنی صنعت اور حرفت سے زندہ رہتا ہے۔ اگر ان کو روک دیا گیا تو جرمنی میں وہ مالی مشکلات پیدا ہوں گی کہ پچھلی جنگ کے بعد کی طرح خود اتحادیوں کو جرمنی کے قرضے دے دے کر زندہ رکھنا پڑے گا اور یہ آخر میں مالی مشکلات تباہی لائیں گی جن سے جنگ پیدا ہوئی ہے۔ یہ تو ایک قوم کو گھر بٹھا کر روٹی کھلانا ہے جو ناممکن ہے اور پھر اس تجویز میں یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ جرمنی ہی خالی ایک ملک ہے جو جنگ شروع کرسکتا ہے کیا کوئی دوسرا ملک نہیں کرسکتا؟

یہ تجویز پیش ہوئی ہے کہ ایک بین الاقوامی عدالت بنائی جائے۔ پہلی عدالت کی ناکامی کو دیکھتے ہوئے اس دوسری عدالت سے یہ توقع رکھنا فضول ہے کہ وہ جنگ کو روک سکے گی۔

یہ تو دنیا کے مدبرین کی تدبیروں سے آپ پر واضح ہوگیا کہ دنیا کے پاس جنگ کو روکنے اور صلح کو قائم کرنے کی اب کوئی تدبیر نہیں اور اس کا اعتراف دنیا کے لوگوں کو ہے اگرچہ ابھی تک زبان پر نہیں آیا۔ اور دنیاوی علاج کارگر ہو بھی کیا سکتے ہیں جبکہ بیماری دنیاوی نہیں بلکہ روحانی ہے۔ دراصل جنگ اس لئے ہوتی ہے کہ دنیا کی لالچ اور حرص دلوں پر چھائی ہوئی ہے۔ خدا کا خوف دلوں میں نہیں، جبکہ خدا کا خوف ہی ایک چیز ہے جو طاقتور قوموں کو انصاف اور کمزور قوموں پر رحم کی طرف مائل کرتا ہے اور ظلم سے روکتا ہے۔ حب الوطنی کا جذبہ اس قدر بت بن گیا ہے کہ ہر قوم دوسروں سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے اور دوسروں سے نفرت کرتی ہے۔ وہ عالمگیر مذہب جو قوموں اور ملکوں کے حدود کو توڑ کر مساوات انسانی اور اخوت انسانی پیدا کرنے میں ایسا کامیاب رہا ہے کہ خود یورپ کے مصنفین اور مؤرخین کو اس کا اعتراف ہے وہی مذہب اسلام اب اس مرض کا علاج ہے۔ یہ جنگیں اتفاقیہ امور نہیں بلکہ خدا کی تدابیر ہیں جن سے دنیا اسلام کی طرف آئے گی۔

ان جنگوں کی پیشگوئیاں قرآن کریم میں کھلی کھلی ہیں، جنہیں حضرت امیر نے ہمارے سامنے واضح کر کے رکھا ہے اگر یہ پیشگوئیاں اسی طرح حتمی طور پر پوری ہوتیں تو ان کے ساتھ غلبۂ اسلام کا جو وعدہ ہے وہ بھی پورا ہو کر رہے گا دنیا پکار رہی ہے اور ابھی اور بلند آواز سے پکارے گی کہ ہمیں ہمارے دکھ کا علاج کوئی بتائے۔ یہ اللہ تعالیٰ میدان تیار کر رہا ہے مسیح موعود کے مشن کو مکمل کرنے کے لئے اور حضرت کی جماعت کا فرض ہے کہ اس دنیا کو جو بہت زخمی ہوچکی ہے اور ابھی اور گھائل ہوگی وہ مرہم عیسیٰ پہنچائے جو حضرت مسیح موعود نے قرآن کریم اور اس کے علم کے رنگ میں ہمیں دیا ہے اور جس مرہم سے ہی ...... آج دنیا کے زخموں کا علاج ہوسکتا ہے۔

حضرت مسیح ناصری صلیب پر چڑھے اور زخموں سے قریباً مردہ ہوگئے۔ اسی طرح ان کے مرید بھی آج دکھوں اور مصیبتوں کی صلیب پر چڑھے نظر آتے ہیں۔ جس طرح حضرت مرزا غلام احمد صاحب اور ان کی جماعت نے یہ ثابت کیا کہ حضرت مسیح ناصری صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ بچا لئے گئے اور انہوں نے دوبارہ زندگی پائی اسی طرح مجھے یقین ہے کہ حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کے ہاتھوں سے ہی عیسائی اقوام بھی اپنی مصیبتوں کی صلیب سے انشاء اللہ القدیر اتاری جائیں گی اور دوبارہ زندگی پائیں گی

ترجمۃ القرآن فنڈ مقرر کر کے آپ کی جماعت اور امیر نے آپ کے لئے وہ سامان تیار کرنے کا انتظام کیا ہے جس سے آپ دنیا میں کام کریں گے۔ آپ کا فرض ہے کہ آپ نہ صرف خود اس فنڈ میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں بلکہ باقی مسلمانوں سے بھی اکیلے یا وفود کی شکل میں مل مل کر اس کے لئے رقوم لیں۔

(بقیہ خطبہ از صفحہ ۴)

لوگوں کو ٹھوکر لگتی ہے

بعض وقت لوگوں کو چھوٹے چھوٹے خیالات دور کر دیتے ہیں اور بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ حب علی نہیں بغض معاویہ ہوتا ہے کسی کو ایسے ہی ٹھوکر لگ جاتی ہے مثلاً سید امجد علی شاہ صاحب ہیں میں نے انہیں ایک مدت سے دیکھا ہے نیک آدمی ہیں ان کو ایک ٹھوکر لگ گئی ہے کہ جس طرح ایک نظام دنیوی ہوتا ہے اس کے اندر اگر بادشاہ فاسق فاجر بھی ہو تو نظام کو نہیں چھوڑنا چاہیئے اسی طرح نظام روحانی میں بھی ہونا چاہیئے۔

دنیوی اور روحانی نظام میں فرق

یہ غلط ہے دنیوی نظام تو صرف دنیوی امور سے متعلق ہے اور روحانی نظام دنیا کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کے لئے ہوتا ہے اور روحانی اور اخلاقی اصلاح کے لئے رہنما کے نہ صرف اعمال صالح ہونے چاہئیں بلکہ اس کے عقائد بھی صحیح ہونے چاہئیں جس کے عقائد ہی درست نہیں اس کے پیچھے ہم کس طرح لگ سکتے ہیں۔

موازنہ کی ضرورت

بعض دفعہ موازنہ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اس میں شبہ نہیں کہ ہماری جماعت سے اس طرف آدمی گئے ہیں مگر اس طرف سے جو ہماری طرف آدمی آئے ہیں ان کے پایہ کے آدمی ہماری طرف سے نہیں گئے حضرت مولوی محمد احسن صاحب مرحوم جنہوں نے میاں صاحب کو خلیفہ بنایا انہوں نے ہی اس مسجد میں اعلان فرمایا کہ میں میاں صاحب کو خلافت سے معزول کرتا ہوں کیونکہ وہ حضرت مسیح موعود کی تعلیم کو چھوڑ چکے ہیں یہ ایک نہایت ہی بلند مومنانہ فعل تھا میں سمجھتا ہوں کہ اس پایہ کا کوئی آدمی ہماری جماعت سے ادھر نہیں گیا۔ اور جو گئے بھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ عقائد تو میاں صاحب کے غلط ہیں مگر نظام اچھا ہے۔ ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب جماعت قادیان سے آئے خدا تعالیٰ کے فضل سے اس وقت ہماری جماعت کے ایک ستون ہیں اور کتنے آدمی ہیں مولوی محمد یعقوب خان صاحب سید اختر حسین صاحب، مولوی احمد یار صاحب، مولوی عمر الدین صاحب شملوی، آصف صاحب، اور ابھی شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری آئے ہیں۔ ان کے مضامین کو پڑھیں اور ان کے حالات کو دیکھیں کس قدر تقویٰ اور نیکی ان کے اندر ہے اسی طرح سید اختر حسین صاحب، مولوی احمد یار صاحب مجھے ایک آدمی ان کے پایہ کا دکھا دیا جائے جو ہماری طرف سے ادھر گیا ہو ان کے عوض کوئی مجھے ہزار آدمی بھی دے تو میں لینے کو تیار نہیں۔

اخبار لائٹ کے متعلق مسٹر جناح کی رائے

مولوی یعقوب خاں صاحب یہ ایک جماعت کا حکم رکھتے ہیں کل مسٹر جناح ہمارے ہاں مدعو تھے ان سے کچھ کہنے کے لئے کہا گیا انہوں نے کہا کہ آپ کا لائٹ اخبار ایک مدت سے میرے پاس آرہا ہے اور بعض سیاسی مضامین جو اس کے اندر ہوتے ہیں تو میں ان کی وجہ سے دوسرے مضامین بھی پڑھ لیتا ہوں اور میں نے اخبار لائٹ کے ذریعہ بہت سے نئے نئے خیالات لئے ہیں کہتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ ایک خیال کا اظہار کیا اور انہی دنوں اخبار لائٹ میں ایک مضمون نکلا اور میں اس مضمون کو پڑھ کر بہت خوش ہوا کہ اس نے میرے اس خیال کی کیسی اچھی ترجمانی کی ہے اسی دوران میں لارڈ لنلتھگو سے میری ملاقات ہوئی انہوں نے مجھے کہا کہ یہ جس خیال کو آپ ظاہر کرتے ہیں ہم تو اسے نہیں سمجھ سکتے۔ میں نے اخبار لائٹ کا وہ پرچہ جس میں وہ مضمون نکلا تھا ان کے پاس بھجوا دیا تو انہوں نے مجھے خط لکھا کہ اب میں آپ کے اس خیال کی قدر کرتا ہوں۔

موازنہ کرو

یہ میں نے ان لوگوں کے نام بتائے ہیں جو قادیان سے اس طرف آئے ہیں دیکھو موازنہ کرو جس پایہ کے آدمی ہم نے ان سے لئے ہیں کیا اس پایہ کا ایک بھی آدمی انہوں نے ہم سے لیا ہے۔

قرآن سے دنیا فتح کرو

قرآن مجید کو آگے رکھو اور اس کے ذریعہ سے دنیا کو فتح کرنے کا ارادہ کر لو فتح کرنے والے تم نہیں فتح کرنے والا قرآن ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نے قرآن مجید کے تراجم کئے ہیں۔ پھر میں اپیل کرتا ہوں کہ قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے جماعت کی توسیع کی کوشش کرنا ضروری ہے یہ جماعت بھی قرآن کو پہنچانے کا ایک بھاری ذریعہ ہے حضرت مسیح موعود نے اسی غرض کے لئے جماعت کو بنایا اور ہمیں بھی اس کے لئے ساعی ہونا چاہیئے اور اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ کو بھی اس کی توفیق عطا فرمائے آمین

جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب مکرم کے ایک مضمون پر نظر

از محترم جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری

جناب ڈاکٹر صاحب مکرم کا نامناسب طرز خطاب

جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب مکرم کا ایک مضمون بعنوان "اعلان مصلح موعود اور غیر مبائعین" ۲۶ راپریل کے الفضل کے صفحہ ۳ پر شائع ہوا ہے پیشتر اس کے کہ جناب ڈاکٹر صاحب مکرم کے علمی دلائل کے متعلق کچھ عرض کیا جائے ان کے طرز خطاب اور مضمون کے لب و لہجہ کے متعلق بھی کچھ عرض کر دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔

سب سے اول تو جناب ڈاکٹر صاحب نے ہماری جماعت کو غیر مبائعین کے نام سے پکارا ہے جو کسی طرح بھی درست اور مناسب نہیں کیونکہ غیر مبائعین ایک اصطلاح ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے ان لوگوں کے لئے استعمال فرمائی تھی جو حضورؑ کے مخالف تھے ایسی حالت میں حضرت اقدسؑ کے خادموں کو اس لقب سے ملقب کرنا انہیں کہاں تک زیب دے سکتا ہے وہ خود ہی اسکا فیصلہ کر لیں پھر ان کے مضمون میں اس قسم کے الفاظ "مولوی مصری کا یہ کہنا" "دھوکہ دہی ... وقت" "لاہوری امیر" "مصری مولوی" وغیرہ کسی اخلاقی کیفیت کے آئینہ دار ہیں اس کے متعلق بھی مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں احباب کرام اور جناب ڈاکٹر صاحب مکرم خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

جناب میاں صاحب مکرم کے اعلان مصلح موعود پر ہمارے اعتراض کو درست طور پر پیش نہ کرنا

اس مختصر سی گذارش کے بعد اب میں ان کے اصل مضمون کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جناب میاں صاحب مکرم کے اعلان مصلح موعود پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں جناب ڈاکٹر صاحب نے اپنے اس مضمون میں ان میں سے بعض کا جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ ایک اعتراض یہ تھا کہ جس خواب کی بناء پر جناب میاں صاحب مکرم نے اپنے مصلح موعود ہونیکا اعلان کیا ہے اس میں ایک لفظ بھی ایسا نہیں جو یقینی طور پر اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے جن الفاظ سے جناب میاں صاحب مکرم نے اپنے مصلح موعود ہونے کا استدلال کیا ہے ان کے متعلق واضح طور پر بیان کر دیا گیا تھا کہ وہ الفاظ مصلح موعود ہونے پر دلالت نہیں کرتے بلکہ اس غلطی کو دور کرنے کے لئے لائے گئے ہیں جو جناب میاں صاحب مکرم کو حضرت اقدسؑ کی نبوت کے متعلق لگی ہوئی ہے، جناب ڈاکٹر صاحب نے اس تشریح کو تو بالکل نظر انداز کر دیا ہے جو خواب کے اس حصہ کی کی گئی تھی جو بناء استدلال تھا اور ہمارے اعتراض کو صرف یہ شکل دے کر کہ گویا ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ خواب میں چونکہ "مصلح موعود" کا لفظ نہیں اس لئے جناب میاں صاحب مکرم مصلح موعود نہیں ہو سکتے۔ جناب ڈاکٹر صاحب مکرم نے جواب لکھنا شروع کر دیا ہے فرماتے ہیں کہ لفظ مصلح موعود کے ذکر کی کیا ضرورت تھی الفاظ مصلح موعود اور پسر موعود تو حضرت مسیح موعود کی اپنی اصطلاح تھی الہام میں تو یہ الفاظ استعمال نہیں کئے گئے مانا کہ یہ الفاظ حضرت اقدسؑ کے ہی اختیار کردہ ہیں الہام نے انہیں اختیار نہیں کیا لیکن کسی شخص کو مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق قرار دینے کے لئے دو ہی طریق اختیار کئے جا سکتے تھے یا تو حضرت اقدسؑ کے اختیار کردہ الفاظ میں ہی صریح طور پر انہیں مصلح موعود کے نام سے پکارا جاتا اور یا طرز بیان ایسا واضح اور محکم ہوتا کہ جس سے بجز اس کے اور کوئی نتیجہ ہی نہ نکل سکتا کہ وہ شخص پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہے اور ہمارے اعتراض کا جو ملخص جناب ڈاکٹر صاحب نے اپنے مضمون میں نقل کیا ہے اس میں بھی مندرجہ بالا دونوں طریق مذکور ہیں ... چنانچہ ہمارے اعتراض کا ملخص آپ بدیں الفاظ نقل کرتے ہیں:

"پہلا اعتراض یہ ہے کہ ہم نے میاں صاحب کے رؤیا کو اول سے آخر تک دیکھا تو کہیں بھی میں مصلح موعود ہونے کا اشارہ تک نہیں پایا نہ یہ لفظ اس رؤیا میں کہیں وارد ہوا ہے" اسی ملخص سے ظاہر ہے کہ ہماری طرف سے اعتراض کرتے وقت صرف اسی بات پر انحصار نہیں رکھا گیا کہ خواب میں چونکہ "مصلح موعود" کا لفظ نہیں اس لئے جناب میاں صاحب اس پیشگوئی کے مصداق نہیں بن سکتے بلکہ ساتھ ہی یہ بھی مذکور ہے کہ خواب کسی اور ذریعہ سے بھی انہیں اس پیشگوئی کا مصداق نہیں بناتا۔

خواب میں دونوں طریق مفقود

اب اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ خواب میں ان دونوں طریقوں میں سے کسی ایک سے بھی جناب میاں صاحب کو اس پیشگوئی کا مصداق نہیں قرار دیا گیا، اول خواب کے جن الفاظ سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے وہ اگر اور کچھ نہیں تو دوسرے معانی کے بھی متحمل ہیں جن کو بالتفصیل بیان کیا جا چکا ہے اعادہ کی ضرورت نہیں ایسی صورت میں صلحاء کا طریق یہی ہے اور یہی حضرت اقدسؑ نے جماعت کو سکھلایا ہے کہ جب تک الہام بارش کی طرح برس کر اور مختلف طرزوں اور مختلف تقریروں کے ذریعہ تمام احتمالات کو دور کر کے صرف ایک ہی معنی میں اسے محدود نہ کر دے تب تک وہ اسے یقینی اور قطعی نہیں سمجھتے اور خصوصاً اگر اس الہام میں انہیں کوئی ایسا مفہوم نظر آئے جو ان کی ذاتی بڑائی کی طرف اشارہ کرتا ہو تو اس کے اعلان کی ہرگز جرأت نہیں کرتے پس جناب میاں صاحب مکرم کا یہ اعلان یقیناً خلاف طریقہ صالحین ہے انھوں نے اپنی خواب کے بعض الفاظ سے یہ سمجھا کہ انہیں پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیدیا گیا ہے اور انھوں نے بغیر مزید انتظار کے فوراً اعلان کر دیا اور جب وہ خواب شائع ہوا تو ان پر مضبوط دلائل سے واضح کر دیا گیا کہ ان الفاظ کا وہ مفہوم نہیں جو انھوں نے سمجھا ہے بلکہ ان الفاظ کا تو صرف اتنا ہی مفہوم ہے کہ حضرت اقدسؑ کی نبوت کے متعلق جو عقیدہ آپ نے اختیار کیا ہوا ہے وہ غلط ہے اور اس کے مقابل امیرنا حضرت مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا عقیدہ اس بارہ میں درست ہے ان کی خواب کے اس حصہ کی یہ تعبیر ایسی واضح اور درست تھی کہ آج تک نہ تو جناب میاں صاحب مکرم کو اس کی تردید کی جرأت ہوئی ہے اور نہ ہم ان کے کسی عالم کو اور نہ ہی اب جناب ڈاکٹر صاحب مکرم ایک لفظ بھی اس کے خلاف لکھ سکے ہیں ہاں انھوں نے گرفت کو مضبوط دیکھ کر جناب میاں صاحب مکرم کو اس میں سے نکالنے کے لئے ان الفاظ کی ایک نئی تعبیر کی ہے مگر افسوس کہ یہ نئی تعبیر بھی ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بن کر ہی رہ گئی ہے، اب جبکہ ہماری طرف سے اس طریق کے متعلق جو جناب میاں صاحب نے اپنے آپ کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دینے کے لئے اختیار کیا تھا یہ ثابت کر دیا گیا ہے کہ اسکو جناب میاں صاحب کے دعویٰ سے کوئی تعلق نہیں تو دوسرا طریق ایک ہی باقی تھا کہ صراحت کے ساتھ انہیں مصلح موعود کہا جاتا اور اسی بناء پر ہماری طرف سے یہ سوال کیا گیا تھا لیکن جناب ڈاکٹر صاحب نے پہلے حصہ کو تو ایسا چھوڑا ہے کہ گویا وہ ہے ہی نہیں اور صرف دوسرے حصہ پر زور دیا ہے اور اس کے لئے انھوں نے ایک عجیب معیار پیش کیا ہے لیکن ان کا یہ معیار بھی جناب میاں صاحب کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں ثابت۔

جناب ڈاکٹر صاحب کا پیش کردہ معیار بھی جناب میاں صاحب کو مصلح موعود ثابت نہیں کرتا

بہرحال ہمارے سوال کے جواب میں آپ اس معیار کو قائم کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کے اختیار کردہ الفاظ کو استعمال کرنے کا پابند نہیں تھا اس نے تو صرف وہ الفاظ استعمال کرنے تھے جو وہ خود اپنے الہاموں میں استعمال کر چکا تھا بہت خوب اسی معیار کے مطابق ہم دیکھ لیتے ہیں کہ کیا جناب میاں صاحب مکرم کو ان کی خواب میں انہیں پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا گیا ہے خدا تعالیٰ کے الہامات میں مصلح موعود کی پیشگوئی کے مصداق کے لئے مندرجہ ذیل اسماء استعمال کئے گئے ہیں (۱) تین کو چار کرنے والا (۲) فضل (۳) فضل عمر (۴) اولوالعزم (۵) حسن و احسان میں نظیر (۶) مظہر الحق والعلیٰ (۷) مظہر الاول والآخر (۸) نور (۹) کلمۃ اللہ (۱۰) پاک وغیرہ

اب جناب ڈاکٹر صاحب ہی بتلائیں کہ کیا جناب میاں صاحب کی خواب میں انہیں ان ناموں میں سے کسی نام کا مصداق قرار دیا گیا ہے یا کیا کہیں اس خواب میں انہیں اشتہار ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی کا ہی مصداق ٹھہرایا گیا ہے اگر جواب نفی میں ہے اور یقیناً نفی میں ہی ہو سکتا ہے تو آپ خود ہی فیصلہ کر لیں کہ آپ کے اپنے قائم کردہ معیار کے مطابق بھی وہ اپنی اس خواب کی بناء پر کس طرح مصلح موعود قرار دئیے جا سکتے ہیں اور کس طرح ان کو حق پہنچتا ہے کہ وہ پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا اعلان کریں۔

جناب ڈاکٹر صاحب کی دلیل اور انکے قائم کردہ اصول میں عدم مطابقت

جناب ڈاکٹر صاحب نے جناب میاں صاحب کو مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ثابت کرنے کے لئے عجیب راہ اختیار کی ہے فرماتے ہیں "ہمارے سامنے مسیح موعودؑ کا صرف یہ وعدہ تھا کہ تیسرا ایک لڑکا ہی نفس ہوگا اور وہ تیسرا خلیفہ بھی ہوگا اور وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر بھی ہوگا پس انی انا المسیح الموعود کہہ کر پہلا وعدہ پورا ہوگیا اور خلیفہ کہہ کر دوسرا وعدہ اور مثیله کہہ کر تیسرا وعدہ"

پیشتر اس کے کہ جناب ڈاکٹر صاحب کی اس انوکھی دلیل کے متعلق کچھ عرض کیا [illegible]

جائے ان کے قائم کردہ اصول کو یہاں نقل کر دینا ضروری ہے تا احباب کرام اندازہ لگا سکیں کہ ان کی بیان کردہ دلیل کہاں تک ان کے قائم کردہ اصول کے مطابق ہے وہ اصول یہ ہے :۔ "مصلح **موعود اور پسر موعود** تو حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی **اصطلاحیں** ہیں خدا تعالیٰ کے **الہام** میں اس موعود لڑکے کو کہیں مصلح موعود نہیں کہا گیا جب ایسی بات ہے تو دعویٰ کے وقت کی رؤیا میں یہ **نام** خدا کی طرف سے کیوں نازل ہوتا" پھر فرماتے ہیں :۔ "باقی رہا یہ کہ **مصلح موعود** کے الفاظ کیوں نہیں ظاہر کئے گئے تو اس کا جواب یہ ہے کہ چونکہ **پہلے الہام میں بلکہ کسی الہام میں بھی** اس لڑکے کو مصلح موعود نہیں کہا گیا تھا اسلئے آخری الہام میں اسکو ایک ایسے لقب سے یاد کرنا جو پہلے الہامات میں مذکور تک نہیں **ایک بڑی غلطی ہوتی** کیونکہ مصلح موعود ایک اصطلاح حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی قائم کردہ ہے نہ کہ خدا کی طرف سے نازل شدہ یہی وجہ ہے کہ انکشاف کے وقت رؤیا میں **مصلح موعود کا لفظ نہیں ہے** بلکہ صرف وہ الفاظ ہیں جو ابتدائی الہامات حضرت مسیح موعودؑ میں بطور وعدہ بیان کئے گئے تھے"

خلاصہ اصول مثیلہ وخلیفہ کے الفاظ الہام میں دکھلاؤ

جناب ڈاکٹر صاحب کے بیان کردہ اصول کا خلاصہ یہ ہے کہ جناب میاں صاحب پر جو انکشاف ہوا ہے اس میں صرف وہی لفظ آ سکتے تھے جو بالصراحت حضرت اقدسؑ کے الہامات میں مذکور ہو چکے تھے اس کے علاوہ کسی اور لفظ کا خواہ وہ حضرت اقدس کا اپنا اختیار کردہ لفظ ہی کیوں نہ ہو اس انکشاف میں مذکور ہونا معمولی بھی نہیں بلکہ بڑی غلطی تھی بالصراحت کا لفظ میں نے اس لئے زائد کر دیا ہے کیونکہ پیشگوئی کے الفاظ سے نتیجۃً تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ اس کا مصداق عظیم الشان مصلح ہوگا اور موعود تو وہ ہے ہی اسی وجہ سے حضرت اقدسؑ نے اس کا نام مصلح موعود رکھا لیکن ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ یہ لفظ چونکہ الہام میں مذکور نہیں اس لئے انکشاف میں اس کا لانا ایک بڑی غلطی تھی اس سے صاف پتہ لگ گیا کہ ڈاکٹر صاحب کا منشا یہی ہے کہ جب تک کسی لفظ کا بالصراحت ذکر الہام میں موجود نہ ہو اس وقت تک انکشاف میں اسکو نہیں لایا جا سکتا۔

اب اس اصول کی بنا پر جناب ڈاکٹر صاحب کا فرض ہے کہ وہ حضرت اقدس کے اختیار کردہ الفاظ میں سے نہیں بلکہ الہامات میں سے "خلیفہ و مثیلہ" کے الفاظ بالصراحت مذکور شدہ دکھلائیں۔

اگر یہ الفاظ بالصراحت الہامات میں موجود نہیں تو آپ کے قائم کردہ اصول کی بنا پر جناب میاں صاحب مکرم پر جو انکشاف ہوا ہے وہ باطل ہو گیا کیونکہ ان کے انکشاف میں ایسے الفاظ کا آنا جن کا الہامات میں بالصراحت ذکر موجود نہیں آپ کے نزدیک ایک بڑی غلطی ہے یاد رکھیں کہ اگر آپ قیاس استدلال یا استنباط کی پناہ لیں تو حضرت اقدسؑ کا استدلال یا استنباط آپ کے استدلال یا استنباط پر بدرجہا ترجیح رکھتا ہے پس اگر آپ کا استدلال وغیرہ انکشاف میں اختیار کیا جا سکتا ہے تو حضرت اقدسؑ کا استدلال یا استنباط بدرجہ اولیٰ اختیار کئے جانے کے قابل ہے پس جناب میاں صاحب کے اعلان مصلح موعود پر جو یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ خواب میں مصلح موعود کا لفظ تک موجود نہیں اس کی قوت کو آپ کا جواب کم نہیں کر سکا یہ اعتراض اپنے پورے زور کے ساتھ ابھی تک قائم ہے۔

لفظ مثیلہ "حسن و احسان میں نظیر کا مترادف نہیں

میں اس جگہ اس غلطی کو بھی دور کر دینا چاہتا ہوں جو جناب ڈاکٹر صاحب کو لفظ "مثیلہ" سے لگی ہے جناب ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ خواب میں جو لفظ "مثیلہ" آیا ہے وہ مصلح موعود کے متعلق الہام "وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" کو پورا کر دیتا ہے جناب ڈاکٹر صاحب اور ان کے ساتھ اتفاق رکھنے والے دوستوں پر واضح ہو کہ یہ دونوں الفاظ ہم معنی نہیں یہ ضروری نہیں کہ ہر مثیل حسن و احسان میں نظیر بھی ہو انبیاء علیہم السلام دیگر مامورین دنیا میں آتے ہی اسلئے ہیں کہ اپنے مثیل پیدا کریں علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل مشہور حدیث ہے حضرت اقدسؑ کی کتب بھی اس مضمون سے بھری ہوئی ہیں اور واقعات بھی اس حقیقت پر شاہد ہیں پس اس قاعدہ کلیہ کے ماتحت امت محمدیہ میں ہزارہا اولیاء پیدا ہوئے جو حضرت نبی کریم صلعم اور بعض دیگر انبیاء کے مثیل تھے لیکن جس ولی کے متعلق نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ وہ خلق اور خلق میں میرا ہم رنگ ہوگا، وہ امت میں ایک ہی ہے اور وہ وہی ہے جس کو نبی کریم صلعم نے مہدی کے لقب سے ملقب کیا ہے پس مثیل تو نبی کریم صلعم کے ہزاروں ہیں لیکن وہ مثیل جو خلق اور خلق میں نبی کریم صلعم کا ہم رنگ ہے وہ ایک ہی ہے پس حضرت مسیح موعود وہ مہدی معہود سے قبل جس قدر بھی امت میں اولیاء گذرے ہیں ان کو ہم نبی کریم صلعم کے مثیل تو کہہ سکتے ہیں لیکن ان کو ہم خلق و خلق میں ہم رنگ والی پیشگوئی کا مصداق نہیں کہہ سکتے اس پیشگوئی کا مصداق صرف اور صرف حضرت اقدس مسیح موعودؑ ہی ہیں ٹھیک اسی طرح حضرت مسیح موعودؑ کے مبعوث ہونے کی غرض بھی اپنے مثیل پیدا کرنا ہی تھی اور ان کے انفاس قدسیہ کے ذریعہ بھی ہزاروں ان کے مثیل پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے رہیں گے لیکن ان ہزاروں مثیلوں میں سے ایک مثیل ایسا بھی ہوگا جو حضورؑ کے حسن و احسان میں حضورؑ کا نظیر ہوگا پس خالی "مثیلہ" کے لفظ سے ہرگز یہ یقینی نتیجہ نہیں نکالا جا سکتا کہ وہ شخص جس کو خواب میں مسیح موعودؑ کا مثیل کہا گیا ہے وہ ضرور وہی مثیل ہے جس کے متعلق یہ پیشگوئی ہے کہ وہ حضرت اقدسؑ کا حسن و احسان میں نظیر ہوگا پس جناب ڈاکٹر صاحب کا یہ فرمانا کہ لفظ "مثیلہ" سے خدا کا یہ وعدہ کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا پورا ہو گیا محض ایک دعویٰ ہی دعویٰ ہے جس کے ثبوت میں انھوں نے اپنے سارے مضمون میں ایک دلیل بھی پیش نہیں کی۔

کیا لفظ خلیفہ دلیل بن سکتا ہے

ممکن ہے جناب ڈاکٹر صاحب یہ فرمائیں کہ مثیلہ کے ساتھ خواب میں خلیفہ کا لفظ بھی تو ہے اور یہ دونوں مل کر جناب میاں صاحب کو متعین کر دیتے ہیں کیونکہ گو مثیل ہزاروں ہوں لیکن خلیفہ تو ہزاروں نہیں سو اس کا جواب یہ ہے کہ اگرچہ خلیفہ کا لفظ بھی وسیع ہے اور اس لفظ کے حقیقی معنی کے لحاظ سے خلیفے بھی ہزاروں ہی ہیں لیکن چونکہ آپ لوگوں کے ذہن میں خلیفہ کا مفہوم صرف اسی حد تک راسخ ہوا ہوا ہے کہ خلیفہ وہی کہلا سکتا ہے جو انتخاب کے ذریعہ خلیفہ بنے اس لئے اسی مفہوم کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے میں عرض کرتا ہوں کہ خلیفہ کے لفظ کی زیادتی بھی جناب میاں صاحب کو حسن و احسان میں نظیر کا مصداق نہیں بنا سکتی آپ حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ تو تسلیم کرتے ہی ہیں اور ان کا حضورؑ کا مثیل ہونا بھی یقینی ہے لیکن یہ آپ بھی تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب رضی حضورؑ کی پیشگوئی "حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا" کے مصداق نہیں تھے پس جبکہ آپ کے نزدیک ایک شخص حضرت مسیح موعودؑ کا خلیفہ بھی ہے مثیل بھی ہے اور پھر بھی وہ حسن و احسان میں نظیر والی پیشگوئی کا مصداق نہیں تو جناب میاں صاحب کو آپ محض ان الفاظ سے کس طرح اس پیشگوئی کا مصداق قرار دے سکتے ہیں۔

نئی تعبیر کی غلطی

یہی مشکل آپکو پیش آئی ہے کہ آپ جناب میاں صاحب کی تعبیر کو چھوڑ کر ایک نئی تعبیر کے اختیار کرنے پر مجبور ہوئے ہیں جناب میاں صاحب نے تو الفاظ انا المسیح الموعود سے حضرت مسیح موعودؑ ہی مراد لئے ہیں لیکن آپ نے جب ایک طرف یہ دیکھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے مثیل اور خلیفہ قرار دینے سے جناب میاں صاحب کو یقینی طور پر حسن و احسان میں نظیر نہیں قرار دیا جا سکتا اور دوسری طرف آپ نے اس خاکسار کی اس گرفت کی مضبوطی کو ملاحظہ کیا جو خاکسار نے ان کی بیان کردہ تعبیر پر کی ہوئی ہے اور جس کے جواب سے آج تک آپ تمام عاجز آ چکے ہیں تو آپ نے ان مشکلات سے نکلنے کے لئے ایک دوسری راہ سوچی اور وہ یہ ہے کہ پہلے جناب میاں صاحب کو پیشگوئی کے ایک حصہ کا مصداق قرار دے لیں اور پھر اس کی مدد سے دوسرے حصوں کے بھی ایسے معنے کر لئے جائیں جو اس پیشگوئی کے دوسرے الفاظ سے مطابقت کھا سکیں سو آپ نے الفاظ "انا المسیح الموعود" سے حضرت مسیح موعودؑ مراد لینے کی بجائے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے الہامات میں جو مصلح موعود کا مسیحی نفس ہونا لکھا ہے وہ مراد لے لیا ہے اور اس سے آپ نے یہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کی کہ جب جناب میاں صاحب کا مسیحی نفس ہونا ثابت ہو گیا تو لفظ مثیلہ کے معنی مطلق نظیر کے نہیں لئے جا سکتے بلکہ اس قسم نظیر کے ہی لینے پڑیں گے جس قسم کے نظیر کا ذکر الہامات میں موجود ہے اور الہامات میں مطلق نظیر کا ذکر نہیں بلکہ حسن و احسان میں نظیر ہونے کا ذکر ہے اور اس طرح آپ نے حسن و احسان میں نظیر ہونے کی پیشگوئی کو جناب میاں صاحب پر چسپاں کرنے کی کوشش میں اپنے نزدیک کامیابی حاصل کر لی اور اس پر آپ بہت خوش نظر آتے ہیں لیکن اس تاویل کو کرتے وقت افسوس آپ نے اسبات پر غور نہ کیا کہ اگر "انا المسیح الموعود مثیلہ و خلیفتہ" میں حضرت مسیح موعود مراد نہیں بلکہ وہ مسیحی نفس انسان ہے جس کا الہامات میں ذکر ہے تو مثیلہ و "خلیفتہ" میں جو ضمیریں ہیں ان کا مرجع کون ہوگا اس حضرت مسیح موعودؑ تو مرجع نہیں بن سکتے کیونکہ وہ مسیحی نفس انسان مرجع بن گیا جو اس پیشگوئی کا مصداق ہے یعنی جناب میاں صاحب مکرم تو کیا اس صورت میں اس فقرہ کے جو جناب میاں صاحب خواب میں بول رہے ہیں یہ معنی نہ ہونگے کہ میں وہ مسیحی نفس انسان ہوں جس کا الہام میں ذکر ہے نہیں نہیں بلکہ اس مسیحی نفس انسان کا نظیر اور خلیفہ ہوں کیا کوئی شخص اپنا نظیر اور اپنا خلیفہ بھی بن سکتا ہے پس آپکے بیان کردہ معنے کے رو سے تو جناب میاں صاحب اپنے نظیر اور اپنے خلیفہ بن گئے اور یہ بالبداہت باطل ہے پس جب یہ بات ناممکن ہے تو آپکی یہ نئی تعبیر بھی جناب میاں صاحب کے کوئی کام نہ آ سکی [illegible]

اسلامی اصولوں میں سے تین زرین اصول

از مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل احمدیہ بلڈنگس لاہور

گذشتہ سے پیوستہ

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آخری تقریر میں جو آخری حج کے موقعہ پر کی کیا ہی بہترین قانون ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ دنیا کو دیا جو زندگی سے معمور ہے ۔ اور جس کی دنیا کو آج دن ضرورت ہے :۔ " اے لوگو تمہارا رب ایک ہے تم میں سے کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں اور نہ کالے کو گورے پر اور نہ گورے کو کالے پر کوئی فضیلت ہے تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا " یہ بھی اسی آیت کا ترجمہ ہے جو انسان کو پیدائش کے اعتبار سے مساوی حقوق دیتی ہے ۔

اب ربوبیت کے لحاظ سے دیکھیں تو قرآن یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ اللہ جس کی حمد دنیا کرتی ہے یا جو حقیقتاً حمد کے قابل ہے وہ وہی ذات ہے جو رب العلمین ہے (الحمد للہ رب العلمین) یہود کا خیال تھا کہ خدا فقط یہود کا ہے ۔ عیسائی بھی یہ عقیدہ بنا بیٹھے تھے کہ " خداوند صرف اسی کو نجات دے گا جو بپتسمہ لے گا " ہندوؤں کا خیال ہے کہ ہندو دھرم کے نہ ماننے والوں کو جلایا جائے کیونکہ یہ خدا کی پیدائش نہیں بلکہ شیطان کی ہیں ۔ اس کے برخلاف اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ اللہ تمام کائنات کا خالق اور تمام انسانوں کی یکساں ربوبیت کرنے والا ہے ۔ وہ خدا جس طرح ہندوؤں کی ربوبیت کر رہا ہے اسی طرح وہ عیسائی قوم کا بھی رب ہے وہ جس طرح مسلمانوں کو انعامات دنیاوی عطا فرماتا ہے اسی طرح وہ یہودیوں کو بھی مادی انعامات سے سرفراز کرتا ہے ۔

مرنے کے بعد کی حالت

میں بھی اسلام تمام انسانوں کو مساوی حقوق دیتا ہے اسلام کہتا الینا ترجعون جمیعا تم سب ہماری طرف لوٹ کر آؤ گے " لا یظلم مثقال ذرۃ " ایک ذرہ بھر بھی زیادتی یا کمی نہیں کی جائے گی کوئی فخر کسی کو نہیں حاصل ہوگا ہاں جس نے تقویٰ کیا وہ تقویٰ کا نیک بدلہ پائے گا اور جس نے دنیا میں بدی کمائی وہ اس کی سزا اس جہان میں پائے گا ۔ غرضیکہ اسلام پیدائش، ربوبیت اور موت تینوں حالتوں میں انسان کو مساوات اور اخوت کا پیغام سناتا ہے، یہ وہ عالمگیر پیغام ہے جس سے دیگر ادیان کلیتہً عاری ہیں ۔

(۳) وحدت ادیان

اسلام کا تیسرا اصول جس کو قرآن نے توحید کی طرح کثرت سے بیان فرمایا ہے وہ وحدت ادیان ہے ۔ قرآن یہ تعلیم دیتا ہے کہ تمام ادیان ایک ہی ذات کی طرف سے بھیجے گئے ہیں یہ تمام ایک ہی درخت کی شاخیں ہیں جو مختلف موسموں میں متعدد پھل لائیں جو ایک سے ایک ہیں ، قرآن نے جو تعلیم دیگر ادیان کے متعلق دی ان میں سے بعض آیات ملاحظہ ہوں

وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر

کہ کوئی قوم اسلام سے قبل ایسی نہیں گذری جس میں کوئی نبی نہ بھیجا گیا ہو ہر قوم اور ہر ملک میں نبی مختلف احکام لے کر آئے ۔

ولقد بعثنا فی کل امۃ رسولا

ہم نے تجھ سے پہلے ہر ایک قوم میں رسول بھیجے ہیں ۔

قرآن اتحاد ادیان کا اعلان کرتے ہوئے یہ تعلیم دیتا ہے کہ قرآن کوئی نئے اصول نہیں بلکہ یہ ان تمام اصولوں کا مجموعہ ہے جو پہلے ادیان میں ہیں (ولقد کتبنا فی الزبر الاولی) قرآن کا یہ سبق کہ وہ تمام دینوں کا مصدق اور تمام انبیاء کو سچا ماننے والا ہے ایسا سبق نہیں جو فقط تعلیم ہی ہو بلکہ قرآن بڑے زور سے اس پر عامل ہونے کا درس دیتا ہے ایک جگہ فرمایا ۔

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن باللہ والیوم الآخر والملئکۃ والکتب والنبیین

نیکی یہ نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لو بلکہ نیکی یہ ہے کہ تم ایک خدا پر ایمان لاؤ اور قیامت پر اور ملائکہ پر اور کتب مقدسہ پر اور تمام نبیوں پر ایمان لاؤ ، کس تحدی اور زور سے قرآن اپنے متبعین کو یہ تعلیم دیتا ہے کہ دیکھنا فقط اسی چیز کو نیکی نہ سمجھ لینا کہ تم مشرق یا مغرب کی طرف منہ کرکے نماز پڑھ لیتے ہو بلکہ نیکی اس انسان کی قابل قبول ہے جو تمام نبیوں کو مانتا ہے اور قیامت پر ایمان لاتا ہے ۔ الخ درحقیقت وحدت ادیان کا دوسرا سبق ہم

سپاس تعزیت

عزیزہ مرحومہ طیبہ بیگم بنت حضرت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم و مغفور کی وفات حسرت آیات پر جماعت کے بہت سے احباب نے بذریعہ خطوط اظہار ہمدردی فرمایا ہے ۔ اللہ تعالیٰ ان سب دوستوں کو جزاء خیر عطا کرے ۔ فرداً فرداً ان احباب کا شکریہ ادا کرنا مشکل ہے اس لئے بذریعہ اخبار ان سب دوستوں کا نیز ان مقامی خواتین اور احباب کا جنہوں نے خود شریک رنج و غم ہو کر ہمدردی فرمائی ہے بیگم صاحبہ ڈاکٹر مرزا صاحب مرحوم اور ان کے فرزند مرزا عبد الرحمٰن بیگ صاحب اور خاکسار راقم الحروف کی طرف سے دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے ۔ فجزاہم اللہ خیرا ۔

خاکسار مسعود بیگ ۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

پیغام صلح کے خریداروں سے گذارش

پیغام صلح کی توسیع اشاعت کیلئے پہلے تحریک کی جا چکی ہے اب پھر پیغام صلح کے ہر ایک خریدار کی خدمت میں گذارش ہے کہ ہر خریدار کم از کم ایک خریدار ضرور مہیا کرے یا جو دوست صاحب توفیق ہوں وہ دوسروں کے نام اخبار جاری کروائیں ۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے موجودہ پرچہ میں جو تبلیغی پروگرام جماعت کے سامنے رکھا ہے اسکو بروئے کار لانیکا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ احباب سلسلہ پیغام صلح کو اپنی طرف سے ایسے حلقوں میں جاری کروائیں جہاں یہ تبلیغی لحاظ سے مفید ثابت ہوسکے ۔ امید ہے دوست اس طرف جلد توجہ مبذول فرمائیں گے ۔ (مدیر)

فتح اسلام ۔ توضیح مرام اور ازالہ اوہام پہلی ایڈیشن کی ضرورت

انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی کتابیں از سر نو اسی تقطیع پر طبع کرائی جائیں جس سائز پر حضرت مسیح موعودؑ نے خود چھپوائی تھیں ۔ اسی غرض سے فتح اسلام ۔ توضیح مرام ۔ اور ازالہ اوہام کی سب سے پہلی ایڈیشن کی ضرورت ہے اگر کسی دوست کے پاس یہ تینوں کتابیں ہوں تو عاریتاً یا قیمتاً جس طرح پسند فرمائیں ذیل کے پتہ پر بھجوا دیں ، کتابیں بالکل ضائع نہیں ہوں گی اور کتابت طباعت کے بعد انہیں (بشرط ضرورت) بحفاظت واپس کر دیا جائے گا ۔

خاکسار ۔ جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں دوبارہ گذارش

ہم پہلے بھی مضمون نگار حضرات کی خدمت میں گذارش کر چکے ہیں اور فرداً فرداً بھی ان کی خدمت میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ موجودہ تحریکات اور مسائل کے متعلق مضامین لکھ کر پیغام صلح کے لئے ارسال فرمائیں اب دوبارہ گذارش کی جاتی ہے کہ مضمون نگار حضرات اپنی فوری توجہ اس طرف مبذول فرمائیں اور پیغام صلح کیلئے اپنے بلند پایہ مضامین ارسال کریں ۔

پیغام صلح مفت جاری کیا جائے گا

جماعت کے بیرونی حلقوں میں اگر کوئی دوست کسی شخص کو سلسلہ کے قریب پائیں اور سمجھیں کہ ان کے نام پیغام صلح کا جاری کرنا مفید ہوگا تو مرکز میں لکھیں ایسے اشخاص کے نام چھ ماہ یا ایک سال کے لئے پیغام صلح مفت جاری کیا جائے گا ۔

(مدیر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر ایس۔ محمد۔ آصف بی اے۔

جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

جلد ۳۲ | لاہور یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۲۳ جمادی الاول ۱۳۶۳ھ م ۱۷ مئی ۱۹۴۴ء | نمبر ۱۹

سورۃ حج کی آخری آیت

قرآن مجید کی کسی آیت کو سمجھنے کیلئے دو طرح پر نگاہ ڈالنے کی ضرورت

جہاد کا صحیح اور حقیقی مفہوم کیا ہے

جماعت قادیان پیر پرستی کا شکار ہوگئی اور خوابوں میں کھوگئی

خلیفہ صاحب قادیان کو مجلس عام میں دلائل بیان کرنے اور حلف اٹھانیکی دعوت

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۵ مئی ۱۹۴۴ء

وجاهدوا في الله حق جهاده ط هو اجتبٰكم وما جعل عليكم في الدين من حرج ط ملة ابيكم ابراهيم ط هو سمٰكم المسلمين من قبل وفي هٰذا ليكون الرسول شهيدا عليكم وتكونوا شهداء على الناس فاقيموا الصلوٰة وآتوا الزكوٰة واعتصموا بالله ط هو مولٰكم فنعم المولٰى ونعم النصير۔ (الحج)

دنیا کے معلم بن جاؤ

یہ آیت سورۃ حج کی آخری آیت ہے جس میں ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے نام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے سر توڑ کوشش کرو اور پورا زور بھی ایسا ہو جو خدا تعالےٰ کا نام دنیا میں پھیلانے کیلئے ہونا چاہئیے۔ خدا تعالےٰ نے تمہیں اسی غرض کے لئے چن لیا ہے اور تمہارے دین میں کوئی تنگی نہیں بڑا آسان دین ہے اس میں کوئی پیچیدگی نہیں۔ اس میں کوئی ایسی بات نہیں جسے عقل انسانی سمجھ نہ سکے، سیدھا سادا مذہب ہے۔ تمہارے باپ ابراہیم کا مذہب کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور راستروی اختیار کرو۔ خدا نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے۔ پہلے بھی یہی نام خدا نے اپنے فرمانبردار بندوں کو دیا اور اس امت کو بھی قرآن میں یہی عطا فرمایا ہے۔ اس نام کو عطا کرنے کی غرض کیا ہے؟ کہ رسول جس طرح تمہارا معلم ہے اس نے تم کو ہدایت کے رستہ پر ڈالا۔ اس نے تم کو پستی سے نکال کر بلندی کے مقام پر پہنچایا۔ اسی طرح پر تم دنیا جہان کے معلم بن جاؤ انہیں بلند مقامات پر پہنچاؤ۔ دیکھو اس کا رستہ یہ ہے کہ نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور سب سے بڑھکر اللہ کو مضبوط پکڑ لو۔ وہ خدا جو تمہارا مولےٰ اور کارساز ہے اور وہ کیا ہی اچھا مولیٰ اور کارساز ہے۔

کسی آیت کو سمجھنے کا طریقہ

قرآن شریف کی کسی آیت کی غرض و غایت کو سمجھنے کے لئے اور اس کے مفہوم تک پہنچنے کے لئے دو طرح پر انسان کو نگاہ ڈالنا چاہئیے ایک تو ذرا اپنی نظر کو وسیع کرکے آگے پیچھے سے قرآن مجید کو دیکھنا چاہئیے کہ کیا غرض ہے جس طرف بلا رہا ہے اور ایک خود اس آیت کے الفاظ کے معانی تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئیے اگر آپ قرآن مجید کو غور سے پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ ایک علمی کتاب ہے وہ سائنس کی کتب ہیں جو اعلیٰ درجہ کے دلائل پر چلتی ہیں ان کو بھی پیچھے چھوڑ آتی ہے کسی ایک سورۃ پر کبھی آپ غور کریں گے کہ اس کا اول اور آخر اس کے اندر ایک بڑا عظیم الشان تعلق ہوتا ہے، بیشک جو شخص قرآن مجید کو تدبر سے پڑھنا چاہتا ہے وہ یاد رکھے کہ سورۃ کے اول اور آخر میں بڑا تعلق ہوتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے وحی الٰہی سے سورتوں کو ترتیب دیا ہے پھر ایک سورۃ جہاں ختم ہوتی ہے اور دوسری سورۃ جہاں سے شروع ہوتی ہے ان کا بھی آپس میں بڑا تعلق ہوتا ہے اس سورۃ الحج کی پہلی آیت ہے یا ایها الناس اتقوا ربكم ان زلزلة الساعة شيء عظيم۔ اے لوگو اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو اس گھڑی کا زلزلہ بڑی دہشتناک چیز ہے۔ يوم ترونها تذهل كل مرضعة عما ارضعت یہ دن ایسا ہوگا کہ دودھ پلانے والی ماں اپنے بچے کو چھوڑ دے گی۔ ماں کی محبت جو اپنی اولاد کے ساتھ ہوتی ہے وہ سب محبتوں سے بڑھکر ہوتی ہے اور پھر اس میں جو دودھ پلانے کا زمانہ ہوتا ہے اس میں اس کی محبت اپنے بچے سے اور بھی زیادہ ہوتی ہے تو فرماتا ہے اس وقت ایسی دہشت ہوگی کہ ماں اس اپنے بچے کو بھی چھوڑ دے گی جسے وہ دودھ پلا رہی ہو وتضع كل ذات حمل حملها اور ہر حمل والی عورت کا حمل اس خوف سے گر جائے گا وترى الناس سكٰرٰى اور تو لوگوں کو دیکھے گا کہ گویا وہ شراب پی کر متوالے ہو رہے ہیں وما هم بسكٰرٰى حالانکہ وہ شراب سے بدمست نہیں ہوں گے ولكن عذاب الله شديد لیکن اللہ کے سخت عذاب کی وجہ سے ان پر یہ کیفیت طاری ہو جائے گی۔

سورۃ الحج کے اول و آخر میں تعلق

اس سورۃ الحج کے اول و آخر کا آپس میں کیا تعلق ہے آخر میں فرماتا ہے خدا کا نام دنیا میں پھیلانے کے لئے سر توڑ کوشش کرو اور شروع میں ہے کہ خدا کا عذاب بڑا سخت ہے ۔ زلزلة الساعة ۔ بیشک یہ بھی مراد ہے کہ جب قیامت آئے گی تو کوئی خطرناک زلزلہ آئے گا مگر اس سے وہ عذاب الٰہی بھی مراد ہے جو اس وقت لوگوں پر آتا ہے جب لوگ خدا کو چھوڑ دیتے ہیں وہ بھی ایک ساعت ہوتی ہے ایک قوم کی قیامت ہوتی ہے۔ چنانچہ اس سورۃ کے پہلے رکوع میں آگے یہی ذکر آتا ہے ثاني عطفه ليضل عن سبيل الله له في الدنيا خزي ونذيقه يوم القيامة عذاب الحريق۔ اللہ تعالیٰ کی راہ سے گمراہ کرنے والے کے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے اور ہم اسے قیامت کے دن بھی جلنے کا عذاب چکھائیں گے پھر فرمایا ذالك بما قدمت يداك وان الله ليس بظلام للعبيد اس عذاب کی وجہ وہ اعمال ہیں جو انسان خود کرتا ہے اور اللہ تو بندوں پر ظلم کرنے والا نہیں ۔۔۔۔۔۔ تو بات کیا نکلی ایک عظیم الشان مصیبت دنیا پر آنے والی تھی اس کا علاج بتایا ہے پہلے حصہ میں اس مصیبت کا ذکر ہے اور سورۃ کے آخری حصہ میں اس مصیبت کا علاج بتایا ہے جس کے بغیر یہ مصیبت دور نہیں ہو سکتی۔ (باقی) [illegible]

موجودہ زمانہ اور قرآن مجید کی صداقت

قرآن مجید کے پڑھنے میں جو آج لذت آتی ہے اور آج جو اس کی صداقت نظر آتی ہے وہ شاید کسی زمانہ میں نہ نظر آئی ہو سوائے زمانہ نبوی کے جب تمام حقائق آشکار ہو گئے اور اللہ تعالےٰ کی ہستی کھلے طور پر نظر آنے لگی تھی، آج بھی قرآن کریم کا ایک ایک لفظ فضا کے آسمانی پر لکھا ہوا نظر آتا ہے حضرت نبی کریم صلعم کے زمانہ میں قرآن مجید کے الفاظ حقائق کی صورت میں نظر آتے تھے یا آج نظر آتے ہیں۔

سورۃ انبیاء کا آخری رکوع

میں نے کہا تھا سورۃ کے آخر اور سورۃ کے شروع میں تعلق ہوتا ہے اس کے علاوہ پہلی سورت کے آخر اور دوسری سورت کے شروع میں بھی ایک تعلق ہوتا ہے کیونکہ ترتیب سور بھی اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے، سورۃ حج سے پہلے سورۃ انبیاء ہے اس سورت کے آخری رکوع کا مضمون یاجوج ماجوج کا غلبہ اور اس کے بعد حق کا پھیل جانا ہے حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون یہاں تک کہ جب یاجوج ماجوج کھول دیئے جائیں گے اور وہ ہر بلندی سے تیزی سے نکل پڑیں گے۔ لیکن فرمایا جب ایسا ہوگا تو حق کے غلبہ کا وقت بھی قریب آ جائے گا واقترب الوعد الحق۔ یہ مضمون اسی طرح چلتا ہے اور یہاں تک چلتا ہے۔ یوم نطوی السماء کطی السجل للکتب کما بدانا اول خلق نعیدہ وعدا علینا انا کنا فاعلین جس دن ہم آسمان کو لپیٹ لیں گے جس طرح تحریروں کا طومار لپیٹ لیا جاتا ہے جس طرح ہم نے پہلی پیدائش شروع کی اسے پھر بنائیں گے یہ ہم پر وعدہ ہے ضرور ہم یہ کرنے والے ہیں یعنی وہ آسمان جو یاجوج اور ماجوج کے غلبہ سے تعلق رکھتا ہے وہ لپیٹ لیا جائے گا اور اسلام جس طرح پہلے غالب آیا تھا پھر غالب آ جائے گا۔ اور اس کے بعد فرمایا ان الارض یرثھا عبادی الصلحون، بدکاری فسق و فجور کا غلبہ جو یاجوج ماجوج کے غلبہ کا نتیجہ ہے دور ہو جائے گا اور صالح بندے اس زمین پر آ جائیں گے۔ پھر اس کے بعد آنحضرت صلعم کی رحمت کا ذکر فرمایا ہے کہ وہ اس قدر وسیع ہے کہ صرف دوست ہی اس سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے بلکہ دشمن بھی فائدہ اٹھائیں گے وما ارسلنک الا رحمۃ للعلمین اور ہم نے تجھے تمام قوموں کے لئے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے پہلی قوموں کے لئے بھی اور پچھلی قوموں کے لئے بھی پھر

اس سورۃ کی آخری آیت ہے قال رب احکم بالحق وربنا الرحمن المستعان علی ما تصفون۔ رسول نے کہا اے میرے رب حق کے ساتھ فیصلہ کر دے حق کو دنیا میں مضبوط کر دے اور ہمارا رب رحمٰن ہے جس سے ان باتوں پر مدد مانگی جاتی ہے جو تم بیان کرتے ہو یعنی اسلام کے منکر اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔

ایک مصیبت عظمےٰ

اس کے بعد سورۃ حج کی پہلی آیت ہے یا ایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شئی عظیم اے لوگو اپنے رب کا تقوےٰ اختیار کرو اس گھڑی کا زلزلہ ایک بڑی چیز ہے گویا وہ جو الانبیاء کی آخری آیت میں رسول اللہ صلعم سے درد کا ذکر تھا کہ حق دنیا میں قائم ہو جائے اس کی تشریح سورۃ الحج کی پہلی آیت میں یوں فرمائی کہ اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک عظیم الشان مصیبت دنیا پر آئے، آج وہ مصیبت عظمیٰ زلزلۃ الساعۃ ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

جہاد کے معنی

یہ سارا مضمون ایک ہی چلتا ہے اور سورہ الحج کا خاتمہ اس بات پر کیا و جاھدوا فی اللہ حق جہادہ اللہ کی راہ میں کوشش کرو جو اس کی راہ میں کوشش کا حق ہے۔ جہاد کا لفظ عجیب ہے خدا کا نام پھیلانے کو بھی جہاد کہا ہے اور دشمن کے ساتھ جو جنگ جدل ہوتا ہے اس کو بھی جہاد کہا ہے۔

جہاد کا حق

دونوں کو جہاد کہا ہے کیوں ایسا کہا ہے کیونکہ وہ جہاد جو قتل و مقابلہ سے تعلق رکھتا ہے یوں نہیں ہوتا کہ دشمن موجود ہو اور ہم اپنے گھروں میں بیٹھے رہیں جہاد کا حق اس طرح ادا ہوتا ہے کہ ہم اپنا پورا زور لگا دیں اور اس حق کو پہنچا دینے کے مقابلہ میں تمام دنیوی کوششیں ہیچ ہونی چاہئیں یاد رکھو آج مسلمان کیوں تبلیغ سے عاجز ہے؟ اسلئے کہ جو جہاد کا حق ہے اس کو اس نے سمجھا نہیں جہاد تمام خیالات اور قوتوں کی قربانی چاہتا ہے پوری طاقت صرف کرو اپنی جانیں لڑا دو کوئی طاقت باقی نہ رہ جائے جو خدا کی راہ میں نہ لگ جائے۔

خدا تعالیٰ سے تعلق کی ضرورت

اس طاقت اور قوت کے صرف کرنے میں بہت سی باتیں آتی ہیں اور سب سے بڑھکر وہ جو خدا تعالےٰ نے اپنے ساتھ تعلق پیدا کرنے کی ایک قوت رکھی ہے۔ اور اس تعلق کے ذریعہ سے انسان کو ایک طاقت ملتی ہے خدا کا نام باوجود ساری قوتوں کے نہیں پھیلتا جب تک اس طاقت کو کام میں نہ لایا جائے۔ دیکھ لیجئے ایک امام وقت آ گیا ہے اسکو کامیابی حاصل ہوتی ہے اور باقی تمام تبلیغی تحریکات ناکام رہتی ہیں۔

ہر ایک پوری طاقت صرف کرے

تم میں سے ہر ایک شخص کے سپرد یہ کام ہے خواہ بظاہر وہ کام تبلیغ کا نظر آتا ہے یا اس نظام میں اور قسم کا کام ہو اپنے حلقہ اثر میں ہر ایک شخص اس کام کے لئے اپنی طاقتیں صرف کرے، ایک کے سپرد تعلیم کا کام ہے وہ اپنی پوری قوت اس پر صرف کرے ایک کے سپرد انتظام کا کام ہے وہ اپنی پوری طاقت اس پر صرف کرے ایک مبلغ کے سپرد ایک علاقہ کیا گیا ہے وہ اپنے معوضہ علاقہ میں پوری قوت صرف کر دے اور اس قوت کے صرف کرنے میں سب سے بڑی قوت خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرنا اور اس کے دروازہ پر گر کر اس سے مدد مانگنا ہے کہ اے خدا یہ کام جو میرے سپرد کیا گیا ہے تو اس میں میری مدد فرما اور میرے لئے سامان پیدا کر دے اسی لئے آیت کے آخر پر فرمایا واعتصموا باللہ ھو مولٰکم فنعم المولیٰ ونعم النصیر اور اس کو مضبوط پکڑ لو وہ تمہارا کارساز ہے سو کیا ہی اچھا آقا اور کارساز ہے اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔ تم اگر عاجزی کے ساتھ اس کے دروازے پر گر پڑو گے تو وہ ضرور تمہاری مدد کرتا ہے اگر یہ بات نہیں تو پھر بت پرستی اور خدا پرستی میں کوئی فرق نہیں، جب انسان خدا تعالےٰ کے حضور گرتا ہے تو وہ اسے ایسے سامان عطا کرتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتے اسے وہ جماعت جو اس کام کے لئے کھڑی ہوئی ہے تمہیں چاہیئے کہ تم خدا کا نام دنیا میں پہنچانے کے لئے اپنی پوری طاقت اس کام پر صرف کرو ہاں خدا کے ہاں سے قوت حاصل کر کے اس قوت کو بھی خرچ کرو۔

علماء اور گدی نشینوں کی حالت

بعض وقت لوگوں کے دلوں میں عجیب عجیب خیالات پیدا ہو جاتے ہیں حق کو دنیا میں پہنچانے کے کام کی عظمت ان کے سامنے نہیں رہتی خود مسلمانوں کو دیکھو چھوٹی چھوٹی چیزوں میں پھنس گئے مسلمانوں کے فروعی جھگڑوں نے ان کی تمام توجہ کو اپنی طرف کر لیا اور تبلیغ اسلام کے عظیم الشان کام کی طرف ان کی توجہ نہ رہی، بڑے بڑے علماء چھوٹے سے چھوٹے جھگڑوں میں الجھ گئے بڑے بڑے پیر جو روحانی طاقت کے علمبردار سمجھے جاتے تھے وہ اپنی ذاتی بڑائی کے خیال میں مبتلا ہو گئے ہر ایک گدی کو جا کر دیکھ لو لوگ پیروں کے سامنے اس طرح جھکیں گے کہ خدا تعالےٰ کے سامنے اس طرح نہیں جھکتے۔ آپ کے سامنے پیر بگاڑو کے واقعات آتے رہے ہیں اس پر طرح طرح کے الزامات لگے وہ قید خانہ گیا لیکن اب تک اس کی وجہ سے وہاں خون خرابہ ہو رہا ہے اور مرید سمجھتے ہیں کہ ہم اس سے خدا کی رضا حاصل کر رہے ہیں ہر گدی کا ہر پیر کا یہی حال ہے الا ما شاء اللہ

قادیانی جماعت خوابوں میں کھو گئی

افسوس کا مقام ہے کہ ہماری جماعت کا ایک حصہ بھی پیر پرستی کا شکار ہو گیا خوابوں کے اندر الجھ گیا اور آجکل اخبار کے صفحات اس پر خرچ ہو رہے ہیں کہ فلاں شخص نے یہ خواب دیکھی اور فلاں شخص نے یہ خواب دیکھی۔ پھر ان خوابوں کی تعبیر پر بڑا زور خرچ ہوتا ہے فلاں خواب جو فلاں شخص نے دیکھی اس کا یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے اخبار کے ورقوں کے ورق ان باتوں پر سیاہ ہو رہے ہیں اور مجھے افسوس یہ ہے کہ ان خوابوں کو جو زید بکر اور عمر کو آ جائیں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ خدا کا کلام ہے جس طرح قرآن مجید خدا کا کلام ہے، مجھے ملتان سے ایک دوست نے لکھا کہ ان سے ایک بڑے قادیانی نے کہا کہ کسی قادیانی کو بھی جو الہام ہو جائے وہ قرآن کی طرح ہی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بڑا ڈرایا تھا کہ خوابوں کو روحانیت نہ سمجھ لینا۔

حضرت صاحب کے زمانہ میں ایسا نہ تھا

مجھے ایک قادیانی دوست نے کہا کہ قادیان میں بڑا انقلاب آ گیا میں نے پوچھا کیا ہوا کہنے لگے کہ خوابیں ہر ایک کو خوابیں آتی ہیں میں نے کہا حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں حضرت مولینا نور الدین صاحب، حضرت مولینا عبد الکریم صاحب اور حضرت مولینا محمد احسن صاحب کو تو اس طرح خوابیں نہ آتی تھیں خوابیں تو ہر ایک کو آ جاتی ہیں مسلمان کو بھی غیر مسلم کو بھی مگر خوابوں کو روحانیت قرار دینا سخت غلطی ہے مجھے یہ دیکھ کر سخت رنج ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کی جماعت کا ایک بڑا حصہ حقیقت سے دور جا پڑا

اور اس کی ساری قوت خوابوں پر صرف ہوتی ہے

ہماری جماعت پر خدا تعالیٰ کا فضل

میں سمجھتا ہوں کہ یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس نے اس غرض کے لئے ایک جماعت کو کھڑا کیا جس کی توجہ کام کی طرف پھیر دی کہ وہ خدا کے دین کو دنیا میں پھیلائے اور اس کے لئے اپنی ساری قوت کو صرف کرے، اگر یہ لوگ ایسی خوابوں پر خوش ہیں تو ہونے دو، ہمیں خدا نے اپنے دین کی خدمت کے کام میں لذت عطا کی ہے ہم تھوڑا سا کام کر کے بیٹھے تھے اور سمجھتے تھے کہ بڑا کام ہو گیا۔ انگریزی میں ترجمہ قرآن ہو گیا، اردو میں ترجمہ و تفسیر ہو گئے جرمن میں ترجمہ قرآن ہو گیا ڈچ میں ترجمہ قرآن ہو گیا لیکن خدا شاہد ہے کہ جس دن سے یہ نیا عملی قدم اٹھایا گیا ہے کہ ایک تراجم قرآن فنڈ سے دنیا کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ کر کے اسے دنیا میں پھیلایا جائے اس دن سے میں سمجھتا ہوں کہ ہم زندگی کے ایک نئے مرحلہ میں داخل ہو گئے ہیں بڑے عظیم الشان کام کی بنیاد رکھی گئی ہے اس وقت ہمارے سامنے کتنا عظیم الشان کام ہے ساری دنیا کی زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ کر کے پہنچا دو یہ جہاد کا حق ادا کرنا ہے۔

میاں صاحب کا ایک فقرہ

قادیانی جماعت بالکل خوابوں میں کھو گئی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ فیصلہ خوابوں سے ہو سکتا ہے یا فیصلہ قرآن و حدیث سے ہو سکے گا، میں نے ابھی الفضل میں ایک فقرہ دیکھا جو حضرت صاحب کی ایک خواب کو پیش کر کے لکھا گیا ہے۔" یہ ان لوگوں کے لئے قابل غور بات ہے جو پیغامی کہلاتے ہیں وہ بتائیں کہ اس پیشگوئی کے مطابق کون ہے جو دہلی گیا۔ مخالفین نے اسے ضرر پہنچانے کی کوشش کی اور اللہ اسے صحیح سالم واپس قادیان لے آیا وغیرہ وغیرہ"

(الفضل مورخہ ۳ مئی ۱۹۴۴ء)

ہمارے متعلق واضح الہامات

میں کہتا ہوں یہ تو ایک خواب ہے پہلے کسی اور رنگ میں پوری ہو گئی ہو یا اس کے بعد کسی اور رنگ میں پوری ہو جائے تو کیا بعید ہے میں حضرت صاحب کے الہامات دکھاتا ہوں جن میں وضاحت کے ساتھ لکھا ہے" لاہور میں ہمارے پاک ممبر موجود ہیں" اگر یہ کہیں کہ اس سے قادیان کی لاہوری جماعت مراد ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ قادیان کی لاہوری جماعت میں وہ کونسی خصوصیت ہے جو اسے قادیان کی مرکزی جماعت سے ممتاز سمجھا جائے اور اس پر یہ الہام چسپاں کیا جائے اور انجمن اور ممبریاں اس جماعت لاہور میں ہیں: پہلے ممبر کا لفظ استعمال کیا پھر حضرت صاحب نے قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ اور تفسیر کے متعلق فرمایا کہ" یہ میرا کام ہے یہ مجھ سے ہو گا یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے" قادیان کی جماعت سے تو آج تک یہ کام نہ ہو سکا میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی شخص بیٹھ جائے اور تلاش کرنا شروع کر دے تو حضرت صاحب کے سینکڑوں الہامات نکل آئیں گے جو ہماری جماعت پر چسپاں ہوں گے مگر اس سے کوئی قطعی فیصلہ نہ ہو گا۔

میاں صاحب مقابلہ میں کیوں نہیں نکلتے

پھر میاں صاحب نے مظہر الحق والعلی کا مفہوم بیان کرتے ہوئے کہا ہے:۔

" مظہر الحق کے متعلق تو میں سمجھتا ہوں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقاید اور آپ کی تعلیمات کو بعض لوگ بگاڑ کر پیش کریں گے وہ محض غلط عقاید آپ کی طرف منسوب کریں گے اور آپ کے درجہ کو کم کرنے کی کوشش کریں گے ایسی صورت میں وہ ان کا مقابلہ کرے گا اور عقاید حقہ کو جماعت میں قائم کر دے گا"

(الفضل مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۴۴ء)

مگر یہ کیا بات ہے کہ "مظہر الحق" مقابلہ میں آنا پسند نہیں کرتا ہے حضرت مسیح موعودؑ نے تو وفات مسیح کے متعلق بڑے بڑے چیلنج دیئے، حضرت مسیح موعودؑ کے معمولی مریدوں نے بڑے بڑے مقابلے کئے اور کوئی مقابلہ میں نہ نکل سکا آج وہ شخص جو یہ دعوےٰ کرتا ہے کہ میں ان عقائد کو قائم کرنے کے لئے آیا ہوں مقابلہ میں نہیں نکلتا کوئی چیلنج قبول نہیں کرتا اسے چاہئیے تھا کہ اپنے دلائل پر اپنے ہی مریدوں کے فیصلہ کو نہ چھوڑے اس سے بڑھ کر اس کے عقائد کے باطل ہونے کی اور کونسی دلیل بکار ہے؟ ایک فضول لٹریچر پیدا کیا جا رہا ہے اور متفق عبارات پر اور خوابوں کے طوماروں پر وقت ضائع کیا جا رہا ہے۔

ایک آسان راہ

مگر میں آج اس سے بھی سہل ایک راہ ان کے سامنے رکھتا ہوں۔ ہمارا اور ان کا اختلاف ایک امر واقعہ پر ختم ہو جاتا ہے وہ یہ مانتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت صاحب اپنی نبوت کا انکار کرتے تھے اور مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے تھے مگر ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب نے تبدیلی کی اور اپنی نبوت کا اقرار کرنے لگے اور کلمہ گوؤں کو کافر کہنے لگے حضرت صاحب کے عقیدہ میں تبدیلی ہوئی یا نہیں ہوئی یہ ایک امر واقع ہے جس کا فیصلہ شہادت پر ہو سکتا ہے، ہم نے آسان طریقہ بتایا تھا کہ ساری قادیانی جماعت میں سے ایک شخص حلف اٹھا کر کہدے کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب کی نبوت کے بارہ میں میرا عقیدہ بدل گیا تھا ہماری طرف سے ستر آدمیوں نے حلف اٹھائی کہ "ہم اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ کبھی ہمارے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے دعوے میں تبدیلی کی"، مگر وہاں سے کیا اعلان ہوا تھا کہ خبردار حلف نہ اٹھانا۔

میاں صاحب حلف اٹھا کر کہدیں

اب میں کہتا ہوں کہ اور کوئی ایسا آدمی نہیں ملتا تو خود میاں محمود احمد صاحب حلف اٹھا کر کہدیں کہ انہوں نے خود ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ در بارہ نبوت مسیح موعود تبدیل کر لیا تھا اور واقعی ۱۹۰۱ء سے پہلے تو وہ نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم مانتے تھے اور دعوے نبوت کرنے والے کو کافر اور لعنتی قرار دیتے تھے اور حضرت مسیح موعود کو وہ محض ایک مجدد مانتے تھے مگر ۱۹۰۱ء میں ان کا عقیدہ یہ ہو گیا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ مدعی نبوت ہیں اور نبوت کا سلسلہ آنحضرت صلعم کے بعد جاری ہے۔ اور اگر آپ کا کوئی مرید بھی یہ حلف اٹھانے کے لئے تیار نہیں تو ۱۹۰۱ء کی تبدیلی جس کا قطعاً کوئی ذکر سلسلہ کے لٹریچر میں نہیں پایا جاتا جب تک کہ میاں صاحب نے اسکو ایجاد نہیں کیا ایک ایسا دعوےٰ ہے جس کی ایک پرپشہ کے برابر بھی حقیقت نہیں۔

میاں صاحب کو دعوت

اب میں اس سے بھی آگے ایک قدم اٹھاتا ہوں اور میاں صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ایک مجلس عام میں ۱۹۰۱ء کی تبدیلی کے متعلق اپنے دلائل پیش کریں اور میں کوئی ایسی تبدیلی نہ ہونے پر دلائل پیش کروں گا اس کے بعد جناب میاں صاحب یہ حلف اٹھائیں کہ ان کے وہ عقائد جو انھوں نے آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر لکھے ہیں* واقعی وہی ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے عقاید تھے اور میں یہ حلف اٹھاؤں گا کہ میاں صاحب کے یہ عقاید حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد کے خلاف ہیں، اگر وہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں تو میں بھی مؤکد بعذاب حلف اٹھا لوں گا۔

اسلام کے اندر بہت بڑا فتنہ

خوب یاد رکھو میاں صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے مذہب کو بدل دیا یہ اسلام کے اندر بہت بڑا فتنہ ہے اور بہت بڑی تفرقہ اندازی ہے اور آپ نے اس فتنہ کو توڑنا ہے، میں یقین رکھتا ہوں کہ اس صورت میں بھی اللہ تعالےٰ ضرور اس فتنہ سے بچانے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور جماعت کا ایک بڑا حصہ گمراہی سے نکل آئے گا

ہر ایک شخص دعا کرے

بالآخر میں پھر اصل مضمون کی طرف آتا ہوں ہمارے سامنے دنیا میں قرآن کو پہنچانے کا ایک عظیم الشان میدان ہے مگر ہمارے ذرائع بہت محدود ہیں آپ سب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو دور فرمائے اور ہمارے لئے سامان مہیا کرے کہ ہم اس کا نام دنیا میں پہنچائیں ہر ایک شخص جس تک یہ الفاظ پہنچیں وہ دعا کرے کہ اے خدا ہمارے پاس سامانوں کی تنگی ہے ہمیں سامان عطا فرما اور ہمارے لئے ایسے سامان پیدا کر دے کہ ہم تیرے نام کو دنیا میں پہنچا سکیں تاکہ دنیا اس عذاب سے نجات پائے جس میں وہ مبتلا ہے۔

---

* میاں صاحب کتاب آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر لکھتے ہیں:۔

"یہ تبدیلیٔ عقیدہ مولوی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں۔ اول یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں۔ دوم۔ یہ کہ آپ آیت اسمہ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم (سورہ صف آیت ۶) کے مصداق ہیں۔ سوم۔ یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں"

پیغام صلح

جلد ۳۲ | لاہور۔ مورخہ ۲۳ جمادی الثانی ۱۳۶۳ھ | نمبر ۱۹

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یوم وصال

حضرت امام عصر حاضر کا کام اور مقام

جماعت احمدیہ لاہور ہر سال ۲۶ مئی کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یوم وصال ہے جلسے منعقد کیا کرتی ہے اور اس دفعہ مرکزی نوجوان لاہور میں ایک پبلک جلسہ کا انتظام کر رہے ہیں۔ بیرونی جماعتوں کو بھی چاہیئے کہ اس مذکورہ تاریخ کو جلسے منعقد کریں اور خاص طور پر بیرونی جماعتوں کے نوجوانوں کو ان جلسوں کا اہتمام کرنا چاہیئے اور جماعت کے بزرگوں سے اس ضمن میں ہدایات لینی چاہئیں اور انتہائی کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ جلسے بارونق ہوں اور موثر ثابت ہوں کیونکہ یہ جلسے ہمارے لئے ایک شاندار موقعہ پیدا کرتے ہیں کہ ہم صرف امام عصر حاضر کے کام اور مقام کو دنیا کے سامنے پیش کر سکیں گذشتہ تیس سال کے عرصہ میں قادیانی فتنہ نے حضرت امام وقت کے مقام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پیدا کر دی ہیں اور اس باطل نظام نے جو در اصل زوال و انحطاط کا آئینہ دار ہے ایک شاندار تحریک کا گلا گھونٹنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی قادیانیت رجعت قہقری ہے اس پیر پرستی کی طرف جس کے خوفناک جبڑوں سے مسیح وقت نے مسلمانوں کو نکالا تھا۔ قادیانیت ایک منظم توہم پرستی ہے جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عظیم الشان شخصیت کو دھندلا دیا ہے، آپ کے کام اور مقام کو دنیا کی نگاہوں سے اوجھل کر دیا ہے۔ یہ بہترین موقعہ ہے کہ ہم آپ کی سیرت، کام اور مقام کو اجاگر کریں۔

حضرت صاحب کی سیرت کے نمایاں پہلو تعلق باللہ عشق رسول۔ احباب سے محبت اور غلبۂ اسلام کے لئے ایک بے پایاں جذبہ ہیں ان کے علاوہ بھی آپ کی سیرت کی اعلےٰ خصوصیات ہیں لیکن یہ خصائص بہت واضح ہیں انہیں پیش کرنا چاہیئے۔

حضور کے کام کو پیش کرتے ہوئے نصف صدی پیشتر کے حالات کی تحلیل کرنا چاہیئے عیسائیت کے جارحانہ حملے دجال کی یورش، آریہ سماج کا فتنہ اور نیچریت کی بے یقینی اور مسلمانوں کی ان سب حملوں سے اثر پذیری اور مغلوبیت ایسے تاریک دور میں آپ کی باطل تحریکات سے آویزش غلبۂ اسلام کے لئے ایک نعرۂ بے باک اور مغربی عقلیت اور بے یقینی کے مقابلہ میں ایک صوفیانہ تجربہ اور ان باتوں کے علاوہ اشاعت اسلام کے لئے ایک بلند کردار جماعت کا قیام اور تبلیغی میدان میں باطل کی شکست اور اس جماعت کی کامیابی یہ ایسے حقائق ہیں کہ جنہیں اگر معقولیت اور رفق و ملائمت کے ساتھ پیش کیا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیاں دور نہ ہوں اور مسلمان حضرت امام عصر حاضر کو قبول نہ کریں حقائق زبردست قوت ہیں جن کے سامنے تعصب اور مخالفت نہیں ٹھہر سکتے، حقائق سورج کی طرح ہیں جن کے سامنے تاریکی غائب ہو جاتی ہے۔ — اس ضمن میں مسلمانوں کی جملہ تبلیغی تحریکات کی ناکامی اور جماعت احمدیہ لاہور کے کارہائے نمایاں کو بطور دلیل کے پیش کیا جا سکتا ہے۔

سیرت اور کام کے بعد آپ کا مقام ہے مسلمانوں پر واضح کرنا چاہیئے کہ آپ کا مقام مجددیت ہے نبوت نہیں مسیح اور مہدی زمانہ کی نوعیت کے لحاظ سے آپ کے خطابات ہیں آپ امت مسلمہ کے موعود امام ہیں جن کی آمد کے متعلق حضرت نبی کریم صلعم نے پیشگوئیاں فرمائیں جو وضاحت سے پوری ہوئیں۔ یاجوج ماجوج، قتل دجال اور کسر صلیب پر بھی روشنی ڈالنی چاہیئے یہ وہ ٹیکنیک اور اصطلاحات ہیں جو حضرت نبی کریم صلعم نے موجودہ زمانہ کے فتنوں کو واشگاف کرنے کے لئے استعمال فرمائی ہیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیشگوئیوں کو سمجھیں اور اس دور کے امام کو پہچانیں کیونکہ اس میں ان کی فلاح اور بہبودی ہے۔

امید ہے ہمارے دوست یوم وصال کے جلسوں کا پروگرام مرتب کرتے ہوئے حضرت صاحب کی سیرت، کام اور مقام پر ضرور روشنی ڈالیں گے۔

روزنامہ احسان سے ایک سوال

روزنامہ احسان عرصہ سے ایک تبلیغی مرکزی ادارہ کے قیام کی طرف مسلمانوں کو توجہ دلا رہا ہے اور اس کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے متعدد مقالات بھی اس نے لکھے ہیں اور چند دن ہوئے مسلمانوں کے مشغلۂ تکفیر کے خلاف بھی اس نے ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مسلمان متحد نہیں ہو سکتے جب تک وہ مشغلۂ تکفیر کو ترک نہ کریں اس مضمون کا لمبا اقتباس موجودہ پرچہ کے صفحہ ۱۶ پر درج ہے۔

جن اصولوں پر معاصر مذکور . . . . ایک متحدہ تبلیغی نظام قائم کرنا چاہتا ہے ان سے زیادہ بلند اصولوں پر جماعت احمدیہ لاہور کا تبلیغی نظام قائم ہے جس کی بنیاد حضرت امام عصر حاضر مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے رکھی یہ تبلیغی نظام کامیاب ہوا اور آج بھی کامیاب ہے اور اس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی تمام تبلیغی تحریکات ناکام ہو چکی ہیں ان تلخ تجربات کے ہوتے ہوئے ایک نیا تجربہ کرنا عقلمندی نہیں کیوں معاصر مذکور اس تبلیغی نظام کی طرف توجہ نہیں کرتا اس نظام نے مسلمانوں کو متحد کر دیا ہے۔ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک زندہ ایمان آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا نہ نیا نہ پرانا۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔ سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے اسلام کے غلبہ کا وقت آ گیا، اور اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا۔ امید ہے کسی قریبی اشاعت میں معاصر مذکور ہماری گذارش پر ضرور روشنی ڈالے گا۔

بھدرواہ میں احمدیوں پر ظلم

ہم کسی گذشتہ اشاعت میں ریاست جموں کے حکام اعلیٰ کو بھدرواہ کے مظلوم احمدیوں کے مصائب کی طرف توجہ دلا چکے ہیں لیکن افسوس ہے کہ ابھی تک اس طرف التفات نہیں کیا گیا آخر یہ حکام پنبہ در گوش کیوں ہیں؟ کیوں اس طرف توجہ کر کے مظلوم احمدیوں کی دادرسی نہیں کی جاتی ہمیں ایک تازہ اطلاع سے معلوم ہوا ہے بھدرواہ کے حالات اسی طرح ناگفتہ بہ ہیں اور احمدیوں پر عرصۂ حیات تنگ کیا جا رہا ہے احمدیوں کا سوشل بائیکاٹ ہے اور غیر احمدی اس حد تک بے باک ہو گئے ہیں کہ وہ احمدیوں کی دوکانوں پر جا کر فساد کر سکتے ہیں احمدیوں پر مقدمات دائر کئے جاتے ہیں چنانچہ چوہدری محمد رجب صاحب سے عدالت نے ایک صد روپیہ کی ضمانت اور ایک صد روپیہ کا مچلکہ لیا ہے تعجب ہے فساد بھی انہی کی دوکان پر اور جرمانہ بھی انہی کو یہ انصاف ہے یا اندھیر ہے معلوم ہوا ہے کہ سب انسپکٹر پولیس بھدرواہ کے ایماء پر ہو رہا ہے امید ہے حکام بالا ذرا اس طرف توجہ مبذول فرمائیں گے اور غریب احمدیوں کو اس ظلم و ستم سے نجات دلائیں گے۔

پیغام صلح کی اشاعت میں تاخیر

تعلیمی پرنٹنگ پریس جس میں پیغام صلح چھپتا تھا اپنی بعض مشکلات کی وجہ سے اچانک بند ہو گیا اسلئے گذشتہ پرچہ وقت پر شائع نہ ہو سکا گذشتہ اور موجودہ پرچہ کو ملا کر ایک نمبر میں شائع کر دیا گیا ہے آجکل لاہور میں پریس کی ایسی مشکلات ہیں کہ جنہیں بیان نہیں کیا جا سکتا دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ پیغام صلح کو ان مشکلات اور رکاوٹوں سے محفوظ رکھے خدا تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ کئی سالوں سے پیغام صلح ٹھیک اپنی تاریخ پر شائع ہو رہا ہے اگر آئندہ پریس کی مشکلات کی وجہ سے پیغام صلح کے بعض پرچے وقت پر نہ شائع ہو سکیں تو امید ہے خریداران پیغام صلح ہماری مشکلات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے چنداں خاطر میں نہیں لائیں گے۔

نئی دہلی میں ایک افسوسناک وفات

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی حزن و ملال سے سنی جائے گی کہ اصغری خانم صاحبہ بنت جناب شیخ محمد لطیف صاحب مورخہ ۴ مئی ۱۹۴۴ء کو وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ نے اپنے پیچھے ایک چار سالہ لڑکا اور ایک سات ماہ کی بچی چھوڑی ہے مرحومہ نہایت نیک سیرت خاتون تھیں۔ ہمیں اس صدمہ میں جناب شیخ محمد لطیف صاحب جناب شیخ عبد الحق صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام نئی دہلی اور اخویم شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے جو مرحومہ کے برادر خورد ہیں اور دیگر اعزہ سے گہری ہمدردی ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین۔ سب بیرونی جماعتوں سے درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

ایک ضروری اعلان

(ا) احباب سلسلہ جملہ خط و کتابت سکرٹری صاحب انجمن کے نام بحیثیت عہدہ کیا کریں ان کے نام سے خط و کتابت نہ کریں اس طرح تعمیل میں تاخیر ہوتی ہے۔
(ب) اسی طرح جملہ رقوم محاسب صاحب انجمن کے نام ارسال کی جائیں کسی شخص کے نام نہ بھیجی جائیں۔

مُتفرّق خیالات

گاندھی جی کی رہائی ۶ مئی کو صبح آٹھ بجے گاندھی جی کو ایک سال نو ماہ کی اسیری کے بعد گورنمنٹ نے صحت کی بنا پر رہا کر دیا ——— ہندوستان کے سیاسی حلقوں کا خیال ہے کہ گاندھی جی کی اس رہائی کا ہندوستان کے سیاسی تعطل پر گہرا اثر پڑے گا اخبارات میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ گاندھی جی اپنی سیاسی سرگرمیاں جاری کرنے کے لئے بیتاب ہیں ابھی کچھ وثوق سے نہیں کہا جا سکتا کہ وہ کیسی سرگرمیاں ہیں - موجودہ نازک حالات میں گاندھی جی کی رہائی مفید ثابت ہو سکتی ہے لیگ اور کانگرس کے درمیان اس سے تفہیم پیدا ہو سکتی ہے جس سے ہندوؤں اور مسلمانوں کے تعلقات پر خوشگوار اثر پڑ سکتا ہے اور ملک کے لئے جو جنگی خطرات پیدا ہو چکے ہیں ان کی روک تھام کے لئے بھی مدد مل سکتی ہے۔

ہالی وڈ کی ایک فلمساز کمپنی کی اطلاع سے

معلوم ہوا ہے کہ ہالی وڈ امریکہ کی ایک فلمساز کمپنی دنیا کے بڑے بڑے آدمیوں کی فلمیں بنا رہی ہے جن میں گوتم بدھ اور حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلعم کا نام بھی لیا جا رہا ہے - یہ فلم اگر تیار ہو گئی تو اس سے ساری اسلامی دنیا میں غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ جائے گی اور اس سے ایسے خطرناک حالات پیدا ہو جائیں گے کہ جنہیں بیان نہیں کیا جا سکتا حکومت برطانیہ کو چاہیئے کہ وہ ان نتائج کا پیش از وقت اندازہ کرتے ہوئے ہالی وڈ کی اس کمپنی کو ان نتائج سے آگاہ کر دے تاکہ وہ کمپنی اپنے اس اقدام سے رک جائے موجودہ جنگ کے زمانہ میں ایسے حالات کا پیدا ہونا مفید نہیں بلکہ سخت مضر ہے۔

عیسائی مشنوں کے کارہائے نمایاں

یورپ کا مشہور ماہر نفسیات - جی جی جنگ اپنی کتاب Modern man in search of a soul. میں لکھتا ہے:-

"عیسائی مشنوں نے افریقہ میں کثرت ازدواج کو دور کر کے قحبہ پن اور بیسواپن کو فروغ دیا ہے اور اتنے وسیع پیمانہ پر فروغ دیا ہے کہ صرف یوگنڈا میں ۲۰ ہزار پونڈ سالانہ جنسی امراض کی روک تھام پر صرف ہوتے ہیں اور اخلاقی خرابیاں اس کے علاوہ ہیں،،

ملاحظہ فرمائیے عیسائی مشنوں کی کار فرمائیاں اصلاح کے پردہ میں دنیا کو تباہ و برباد کیا جا رہا ہے اور آج خود یورپ کے مفکرین ان کے کارہائے نمایاں کو بے نقاب کر رہے ہیں اسلام دین فطرت ہے اسلام نے جو بعض ناگزیر حالات میں کثرت ازدواج کی اجازت دی ہے وہ خالی از مصلحت نہیں اور آج بھی جبکہ یورپ کے مرد گولیوں کی باڑ سے بھن چکے ہیں اور عورتوں کی تعداد مردوں سے زیادہ ہو چکی ہے اگر انھوں نے اسلامی اصول کو اختیار نہ کیا تو سارا یورپ ایک قحبہ خانہ بن کے رہ جائے گا یہ ہے دین فطرت کی صداقت پر زمانہ کی شہادت۔

بُدّو کے بُدّو جناب خلیفہ صاحب قادیان کو اپنی جماعت کے نفسیاتی تجزیہ کرنے میں کمال حاصل ہے ان کا ایک خطبہ الفضل مورخہ ۲۷ اپریل میں شائع ہوا ہے اس میں آپ نے اپنی بیرونی جماعتوں کی دینی حالت کو بیان کرنے میں کمال کر دیا ہے آپ فرماتے ہیں:-

"قادیان کے لوگ تو پھر بھی دین کی باتیں اکثر سنتے رہتے ہیں لیکن باہر کے لوگوں میں سے بہت سے "بُدّو کے بدّو" ہیں انہیں کچھ پتہ نہیں کہ اسلام ان سے کیا تقاضہ کرتا ہے احمدیت ان سے کیا چاہتی ہے خدا اور اس کا رسول انہیں کس راستہ پر لے جانا چاہتے ہیں صرف چند موٹے موٹے مسائل ان کو معلوم ہیں اس سے زیادہ ان کو کچھ پتہ نہیں وغیرہ وغیرہ"

قادیانی جماعت کی اکثریت کی یہ حالت کیوں ہے؟ تیس سال تک جس جماعت کی تربیت کی گئی ہو اور اسے دین سے واقف کرنے کی کوشش کی گئی اگر اس کی واقعی یہ حالت ہے جو جناب میاں صاحب نے بیان فرمائی ہے تو اس کی ذمہ داری میاں صاحب پر عاید ہوتی ہے کیا مصلح موعود کے فیضان کا یہی نتیجہ ہے کہ جماعت کی اکثریت بدو کی بدو ہے جماعت ہمیشہ اپنے لیڈر کی آئینہ دار ہوتی ہے۔

معاصر الفضل کا سوقیانہ پن

جناب میاں صاحب کے مذکورہ بالا ارشاد ملاحظہ فرمانے کے بعد ذرا معاصر الفضل کا مندرجہ ذیل اقتباس بھی ملاحظہ فرمائیے:-

"حقیقت یہ ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے ادنےٰ غلاموں میں ایسے احباب موجود ہیں جو ہر لحاظ سے مولوی صاحب (یعنی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ ناقل) پر فوقیت رکھتے ہیں جن کی توتِ متفکرہ کے مقابلہ میں مولوی صاحب کو بات کرنے کا بھی سلیقہ نہیں اور جن کی آنکھیں دینی اور دنیوی معاملات میں وہ کچھ دیکھتی ہیں جو مولوی صاحب کے تصور میں بھی نہیں آ سکتا" (الفضل مورخہ ۱۱ مئی)

معاصر الفضل نے ان سطور میں جو اسلوب اختیار کیا ہے اس پر ہمیں حیرت نہیں یہ معاصر موصوف کی دیرینہ عادت ہے لیکن اسے یہ سطور لکھنے سے پیشتر میاں صاحب کا "بدو کے بدو" والا خطبہ پڑھ لینا چاہیئے تھا وہ جماعت جس کی اکثریت "بدو" ہی ہے اس کا موازنہ مسیح موعود علیہ السلام کے عظیم المرتبت صحابی کے ساتھ کیا جا رہا ہے جسے الہام الٰہی میں صالح کا خطاب دیا گیا ہے جو مسیح موعود کی شاخ ہے اور مسیح موعود میں ہی شامل ہے جو حضور کی پنجہزاری فوج کا مظفر و منصور جرنیل ہے اور جو اپنی اسلامی خدمات کی وجہ سے بین الاقوامی شہرت کا مالک ہے جس کی علمیت اور نیکی کا اعتراف ایک دنیا کو ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دائیں اور بائیں اس وقت مخالفین سے نبرد آزما تھا جبکہ قادیانی جماعت کا موجودہ تاید طفل مکتب تھا - آخر موازنہ اور مقابلہ کرتے ہوئے کچھ تو شعور چاہیئے جماعت قادیان کو چھوڑیئے کیوں کہ میاں صاحب کے اپنے ارشاد کے بموجب ان میں بہت سے بدو ہیں خلیفہ صاحب کا بھی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ سے کیا مقابلہ ہے، اگر عظمت کا معیار کام ہیں تو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے مقابلہ میں جناب میاں صاحب کے کام پیش کرو میاں صاحب کی ساری قیادت کا ماحصل کیا ہے۔ چند ہنگامہ خیز خطبات، قادیانی نظام کی صورت میں ایک منظم توہم پرستی !! - کچھ علمی مغالطوں کے پلندے، کام کے خانہ میں خواب ہی خواب اور کچھ تعلّیاں اور پیشگوئیاں جنہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو "بعد گوئیاں" چہ نسبت خاک را با عالم پاک - موازنہ کرتے ہوئے کچھ تو عقل و خرد سے کام لینا چاہیئے!

ایک ضروری تصحیح پیغام صلح کی گذشتہ اشاعت میں کتابت کی ایک افسوسناک غلطی رہ گئی ہے۔ جناب میاں عبدالرحمان صاحب ایس-ڈی-او کی والدہ محترمہ کی وفات کی خبر "سانحۂ ارتحال" کے عنوان سے صفحہ ۴ پر درج ہوئی وہاں کتابت کی غلطی سے "والدہ محترمہ" کی بجائے "اہلیہ محترمہ" لکھا گیا ہے احباب تصحیح فرمائیں

ایک قابل تقلید مثال
جناب بابو خان صاحب کا قابل قدر ایثار

یہ امر نہایت قابل ستائش اور قارئین "پیغام صلح" کیلئے باعث مسرت و امتنان ہوگا کہ ہمارے ایک محترم کرمفرما جناب بابو خانصاحب جو حیدرآباد دکن کے ممتاز رؤسا میں سے ہیں اور اشاعت اسلام کا مخلصانہ جذبہ اور درد اپنے دل میں رکھتے ہیں ماہ اکتوبر ۱۹۴۳ء سے -/۲۵ روپیہ ماہوار کی مستقل امداد انجمن کو اشاعت اسلام کیلئے دے رہے ہیں جسکو پوری احتیاط سے انکے حسب منشا خرچ کیا جا رہا ہے ہم اس گرانقدر امداد اور جذبہ ایثار کے لئے جناب بابو خانصاحب کے تہ دل سے ممنون ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے اور دوسرے رؤسا کو بھی اسکی تقلید کی توفیق دے - والسلام

عبداللہ جنرل سکرٹری

اخبارِ احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

—— مرکز کے نوجوان لاہور میں یوم وصال کے موقعہ پر ایک پبلک جلسہ کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

—— جناب چوہدری فضل داد صاحب ہیڈ کلرک انسپکٹر کوآپریٹو سوسائٹیز کوہ مری کی تبدیلی مری سے منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات میں ہو گئی ہے

مولوی عبدالصمد صاحب بی اے کو صدمات

مولوی عبدالصمد صاحب بی اے مبلغ اسلام کلکتہ مشن تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے خسر اور برادر نسبتی چیچک کے عارضہ سے وفات پا گئے مولوی صاحب کا ایک خوردسالہ بچہ بھی چیچک کے حملہ سے چند دن بیمار رہ کر فوت ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون - ان صدمات میں ہمیں مولوی صاحب موصوف سے گہری ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ فوت شدگان کی مغفرت فرمائے اور مولوی صاحب اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے - آمین

—— مولوی عبدالستار صاحب ضلع کرنال

حسن و احسان میں نظیر ہونیکے متعلق واقعات سے تسلی کراؤ

{از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری}

تسلی کا ذریعہ واقعات ہو سکتے ہیں نہ کہ لفظی بحثیں

جناب ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب مکرم نے جناب میاں صاحب مکرم کے خواب کے بعض الفاظ سے استدلال کرتے ہوئے انہیں حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود کا نظیر ثابت کرنے کی کوشش کی تھی اس استدلال کی غلطی گذشتہ پرچہ میں بعون اللہ واضح کی جا چکی ہے۔ اس مضمون میں جناب ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس بارہ میں اگر وہ ہماری تسلی کرانا چاہتے ہیں تو انہیں اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے کہ ان کا یہ مقصد خالی لفظی بحثوں سے پیدا نہیں ہو سکتا بلکہ انہیں چاہیئے کہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے وہ خوابوں کے عالم سے نکل کر حقائق کے عالم میں تشریف لائیں اور واقعات سے ثابت کریں کہ جناب میاں صاحب مکرم فی الحقیقت حضرت مسیح موعود کے حسن و احسان میں نظیر ہیں اگر وہ واقعات سے اس بات کو ثابت کر دیں تو کون عقلمند ان کو ایسا تسلیم کرنے میں تامل کر سکتا ہے خواہ اس کی تائید میں ایک خواب بھی نہ ہو لیکن اگر واقعات ہی اس بات کو ثابت نہ کر سکیں تو جناب میاں صاحب کی ایک خواب نہیں ہزار خواب بھی انہیں حسن و احسان میں حضرت مسیح موعود کا نظیر ثابت نہیں کر سکتی خواب کے الفاظ تو اپنی تمناؤں کا نتیجہ بھی ہو سکتے ہیں ان کے اندر ایک سے زیادہ معانی کا احتمال بھی ہو سکتا ہے ان معنی کی تعیین میں غلطی بھی لگ سکتی ہے اور یہاں تو خواب زیر بحث کے الفاظ بھی تو قطعی طور پر حسن و احسان میں نظیر ہونا ثابت نہیں کر رہے جیسا کہ گذشتہ قسط میں بالوضاحت ثابت کیا جا چکا ہے پس ایک طالب حق کی تسلی تو صرف اسی بات سے ہو سکتی ہے۔ کہ حضرت اقدس مسیح موعود کے حسن و احسان کی وضاحت کی جائے اور پھر واقعات سے دکھلایا جائے کہ اس قسم کا حسن و احسان جناب میاں صاحب مکرم میں بھی پایا جاتا ہے ذیل میں میں چند باتیں پہلے حضرت اقدس کے حسن کی بیان کرتا ہوں، اور جناب ڈاکٹر صاحب سے التماس کرتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر جناب میاں صاحب کے وجود میں بھی ان کی نظیر کا پایا جانا ثابت کر دیں۔

حضرت اقدس کے حسن کا پہلا نمونہ

"حسن" کہتے ہیں خوبی کو۔۔۔۔ حضرت اقدس کے وجود میں جو خوبیاں موجود تھیں ان میں سے حضور کے کیریکٹر کی پاکیزگی بڑی نمایاں خوبی تھی جس پہلو سے بھی حضور کے کیریکٹر کو دیکھو بے عیب نظر آتا تھا۔ جس جس جگہ بھی حضور تشریف لے گئے یا رہے وہاں کے رہنے والے حضور کے کیریکٹر سے گہرے طور پر متاثر ہوئے اور ان میں بعض نے علانیہ تحریری اور تقریری طور پر اس کی شہادت بھی دی اور بعض کی شہادت شائع بھی ہو گئی لیکن حضرت اقدس نے جب مسیح اور مہدی ہونیکا دعوے کیا تو آپ نے دنیا پر اپنے کیریکٹر کی پاکیزگی ثابت کرنے کے لئے صرف انہی شہادتوں پر اکتفا نہیں کیا اور نہ ثبوت میں ان کو پیش کر دینا کافی سمجھا بلکہ دنیا کے ہر فرد بشر کو اپنے کیریکٹر پر نکتہ چینی کا موقعہ دیا یعنی اپنے دعوے کے ساتھ ہی دنیا کو یہ کھلا چیلنج دے دیا کہ اے لوگو میں نے مامور من اللہ کے مقام پر کھڑا ہونے سے قبل تم میں عمر کا ایک حصہ گذارا ہے کیا کوئی قابل اعتراض بات میرے چال چلن میں تم ثابت کر سکتے ہو یہ چیلنج دنیا کو اس وقت دیا گیا جبکہ ہر مذہب و ملت کے لوگ کیا ہندو کیا عیسائی کیا سکھ کیا مسلمان سبھی سب آپ کے جانی دشمن بن چکے تھے اور آپ کو گرانے کی فکر میں ہر وقت لگے رہتے تھے اور دن رات ان کی یہ کوشش تھی کہ کسی طرح یہ شخص اپنے دعوے میں جھوٹا ثابت ہو جائے لیکن ادھر وہ شخص انہیں للکار رہا ہے اور یہ کہکر ان پر حجت تمام کر رہا ہے کہ جبکہ تم میرے چال چلن میں کوئی عیب نہیں نکال سکتے تو پھر تم کو میرے مامور من اللہ ہونے کے دعوے کو قبول کرنے میں کیا تردد ہے کیونکہ یہ تو سب کو مسلم ہے کہ خدا پر جھوٹ بولنا سب گناہوں سے بڑھکر گناہ ہے اور اس کا ارتکاب وہی شخص کر سکتا ہے جس کی فطرت کثرت گناہ کی وجہ سے گندی ہو چکی ہو انسانی فطرت کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ وہ برائی میں تدریجاً ترقی کرتی ہے ابتداً ہی وہ آخری مرحلہ پر نہیں پہنچ جاتی گناہوں میں بھی فطرت انسانیہ اسی قانون کی پابند ہے اگر وہ گناہوں کی طرف جھکے گی تو ابتداً چھوٹے چھوٹے گناہوں کا ارتکاب کرے گی یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ پہلے دن ہی وہ گناہ کے انتہائی مقام پر جا لے تھارے افتراء علی اللہ چونکہ گناہ کا انتہائی مقام ہے اسلئے اس پر پہنچنے سے قبل اس سے نچلے درجہ کے گناہوں کا ارتکاب ضروری ہے اور وہ تم میری زندگی میں دکھلا نہیں سکتے اسلئے مندرجہ بالا کلیہ قاعدہ کے ماتحت تمہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ میرا دعوے مامور من اللہ ہونیکا جھوٹا نہیں ہو سکتا اب یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ان لوگوں کے پاس جن میں ہندو، سکھ عیسائی وغیرہ سب شامل تھے اور جو حضور کے دعوے کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں تھے حضور کے چال چلن کے خلاف اگر کوئی بات ہوتی تو وہ اس زبردست چیلنج اور للکار کو سنکر اور اپنے اوپر اتمام حجت ہوتی دیکھکر کبھی خاموش بیٹھ سکتے تھے ہر سلیم العقل انسان کی انصاف پسند طبیعت یہی جواب دے گی کہ ہرگز نہیں پس حضرت اقدس نے اپنے دعوے سے قبل کی زندگی کو اس طریق سے یعنی ہر ایک کو عیب نکالنے کا موقعہ دے کر اور پھر اس کو خاموش کرا کر ثابت کر دیا کہ وہ نہایت ہی پاکیزہ اور بے عیب زندگی تھی۔

جناب میاں صاحب مکرم سے بھی اسی قسم کا چیلنج دلاؤ

اگر جناب میاں صاحب مکرم فی الحقیقت "حسن" میں حضرت اقدس کے نظیر ہیں تو جناب ڈاکٹر صاحب دنیا پر بڑا احسان کریں گے اگر وہ جناب میاں صاحب کی طرف سے بھی ایسا ہی چیلنج شائع کرا دیں تا دنیا پر جناب میاں صاحب کے چال چلن کی پاکیزگی بھی اسی طرح ثابت ہو جائے جس طرح حضرت اقدس کی ثابت ہوئی تھی، اس چیلنج پر اگر لوگ خاموش رہے تو یہ خاموشی یقیناً ان کے کیریکٹر کی پاکیزگی کی دلیل ہو گی اور اس کے بعد کم از کم حضرت اقدس کے "حسن" کے اس حصہ میں انہیں نظیر تسلیم کرنے میں کسی کو بھی تامل نہیں ہو گا۔

اسجگہ اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ کوئی ایسا قول جو جناب میاں صاحب کی تعریف میں کسی حسن ظنی کی بنا پر لکھ دیا گیا ہو بطور دلیل پیش نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ایسے قول بلکہ اس سے بہت بڑھکر اقوال حضرت اقدس کی تعریف میں بھی موجود تھے لیکن حضرت اقدس نے ان کی موجودگی کو اتمام حجت کے لئے کافی نہیں سمجھا بلکہ چیلنج کے ذریعہ ایک ایک کا منہ بند کر کے دنیا پر اتمام حجت کیا۔ پس اتمام حجت کے لئے یہ چیلنج کا ہونا ضروری ہے۔

جناب میاں صاحب کے لئے چیلنج کی ضرورت

جناب میاں صاحب کے لئے ایسا چیلنج دینے کی اسلئے بھی ضرورت ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کی پہلی علامت ہی یہ لکھی ہے کہ وہ پاک ہوگا تعجب ہے کہ جناب میاں صاحب سب سے آخری علامت یعنی یہ کہ زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا" اس کو تو ثابت کرنے کے لئے مختلف بلاد کے مبلغوں کو بطور شاہد پیش کر رہے ہیں لیکن پہلی علامت کے متعلق اس وقت تک بالکل خاموش ہیں حالانکہ آخری علامت کی نسبت پہلی علامت زیادہ حق رکھتی ہے کہ جناب میاں صاحب اپنے آپ کو اس کا مصداق ثابت کریں پس جناب ڈاکٹر صاحب مکرم کی خدمت میں میری یہ مخلصانہ اور مؤدبانہ درخواست ہے کہ وہ جناب میاں صاحب مکرم کو اس علامت کی طرف توجہ دلا کر اس کے انکے وجود میں پورا ہونے کو ثابت کرنے کے لئے ان کی طرف سے فوراً اس مضمون کا چیلنج شائع کروائیں کہ اے لوگو ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء کو میں نے مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہونیکا دعوے شائع کیا۔ اس سے قبل میں نے آپ میں عمر کا ایک کافی حصہ گذارا ہے کیا کوئی ہے جو میری اس زندگی میں کوئی عیب نکال سکے اگر تمام لوگ اس چیلنج کو سنکر خاموش ہو گئے تو یہ خاموشی سب اہل انصاف کی تسلی کا موجب ہو گی اور دنیا کو پتہ لگ جائے گا کہ ایسا پاک انسان خدا پر افترا ہرگز نہیں کر سکتا۔

پس اگر جناب ڈاکٹر صاحب واقعات کی رو سے جناب میاں صاحب مکرم کو "حسن" میں حضرت اقدس کا نظیر ثابت کرنا چاہتے ہیں تو ایسا چیلنج نہایت ضروری ہے۔

حسن میں نظیر ثابت کرنیکے لئے دوسرا پہلو

حضرت اقدس کی خوبیوں میں سے دوسری نمایاں خوبی آپ کی راست گفتاری تھی۔ دنیا نے آپ کو سچائی سے پھیرنے کے لئے ہزار کوششیں کیں آپ کو قتل جیسے خطرناک مقدمات میں پھنسانے کی سعی کی گئی اسی طرح بعض ایسے مقدمات میں آپ کو عدالتوں میں گھسیٹا گیا جہاں آپ کی عزت اور آپ کے اموال خطرے میں تھے لیکن آپ نے ان میں سے کسی چیز کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے سچائی کو کبھی ہاتھ سے نہیں دیا بعض مقدمات میں وکلاء نے مشورہ بھی دیا کہ بغیر جھوٹ کے نجات نہیں ہو سکتی

لیکن حضور نے وکلاء کے اس مشورہ کو ٹھکرا دیا اور اپنی عزت اپنی جان اپنے مال کو خطرے میں ڈالتے ہوئے واقعات کو بیان کرنے میں ذرا بھی ہیرا پھیری سے کام نہیں لیا بلکہ راستبازی کو پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے واقعات کو بالکل صحیح صحیح بیان کر دیا۔

کیا جناب ڈاکٹر صاحب جناب میاں صاحب مکرم کی زندگی میں بھی ایسے واقعات پیش کر سکتے ہیں کہ جہاں جناب میاں صاحب کی عزت، جان مال خطرے میں ہو اور جناب میاں صاحب نے عدالت کے روبرو بیان دیتے ہوئے ان سب چیزوں کو خطرے میں ڈالنا منظور کر لیا ہو لیکن سچائی کو نہ چھوڑا ہو۔

ایک دفعہ خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کا ایک مضمون جناب میاں صاحب مکرم کے ایک بیان کے متعلق جو انھوں نے عدالت میں دیا تھا میری نظر سے گذرا تھا جس میں انھوں نے اس بیان کو خلاف واقعہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کیا اس کا کوئی تسلی بخش جواب جناب مرحمت فرما سکتے ہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے مشہور مقدمہ میں جناب میاں صاحب مکرم بطور گواہ پیش ہوئے تھے جناب میاں صاحب مکرم کی گواہی کو درج کرتے ہوئے ججمنٹ میں اس مفہوم کا ایک نوٹ بھی ساتھ ہی درج کر دیا گیا تھا کہ یہ شہادت قانون کو مدنظر رکھ کر دی گئی ہے۔

کیا جناب ڈاکٹر صاحب اس امر پر بھی روشنی ڈالنے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے کہ جناب میاں صاحب مکرم کی اس گواہی کا اس وقت ان کے مریدوں پر کیا اثر پڑا تھا۔

مکرم ڈاکٹر صاحب جب جناب میاں صاحب کی زندگی کے اس پہلو پر روشنی ڈالیں گے تو اس وقت ہمیں غور کا موقعہ ملیگا کہ کیا جناب میاں صاحب حضورؑ کے "حسن" کے اس پہلو میں بھی نظیر بن سکتے ہیں یا نہیں۔

حسن میں نظیر ثابت کرنیکے لئے تیسرا پہلو

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی تھی کہ اگر آپ کی طرف کوئی ایسی بات منسوب کیجائے جو آپ کو لوگوں کی نظر میں گرانے والی ہو تو آپ فوراً جوڈیشل تحقیق کے لئے تیار ہو جاتے تھے چنانچہ آپ اپنی کتاب آریہ دھرم کے صلا پر فرماتے ہیں:۔

"اس غرض سے ہم نے اس رسالہ کو لکھا ہے تا غلط بیانی کے بجا الزام کا فیصلہ ہو جائے کیونکہ یہ تین بدزبانیاں جو میری نسبت کی گئیں اور کہا گیا کہ یہ شخص غلط بیان اور قدیمی متعصب اور خبیث النفس ہے یہ ایسا خباثت سے بھرا ہوا بہتان ہے کہ کوئی ہماذق آدمی اس پر صبر نہیں کر سکتا اور نیز اس پر خاموش رہنے سے خلق اللہ کو ضرر پہنچتا ہے اور پبلک کو دھوکا لگتا ہے۔ غلط بیانی اور بہتان طرازی راستبازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے کہ جو نہ خدا سے ڈریں اور نہ خلقت کے لعن طعن کی پرواہ رکھیں اور چونکہ ناحق ان لوگوں نے گالیاں دے کر اور بے وجہ ہمارے سید و مولی رسول اللہ صلعم پر جھوٹا الزام لگا کر ہمارا دل دکھایا ہے اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ اب ان باتوں کا ایک جوڈیشل تحقیقات کی طرح فیصلہ ہو جائے کہ درحقیقت کون غلط بیان اور قدیمی متعصب اور خبیث النفس ہے"

عبارت مندرجہ بالا میں حضور نے بالصراحت فرما دیا ہے کہ اگر کسی لیڈر کے متعلق پبلک میں ایسی بات لائی جائے جس کی وجہ سے اس کے صدق پر حرف آتا ہو یا اس بات کی وجہ سے لوگوں کے دلوں میں اس لیڈر کے متعلق غلط خیالات پیدا ہونیکا احتمال ہو جن سے ان کے ایمان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو اس لیڈر کا فرض ہے کہ وہ اس وقت تک صبر نہ کرے جب تک کہ جوڈیشل طور پر اس امر کی تحقیق نہ کرا لے۔

کیا جناب ڈاکٹر صاحب مکرم جناب میاں صاحب کو بھی اس اصل پر عمل کرانے کے لئے تیار کر سکتے ہیں۔

حضرت اقدسؑ کے "حسن" کا چوتھا نمونہ

حضرت مسیح موعودؑ کے کیریکٹر کی خوبیوں میں سے ایک خوبی یہ بھی تھی کہ آپ پر جب کبھی کوئی ایسا الزام لگا جو آپ کی پوزیشن کو پبلک کی نظر میں گرانے والا ہو اور جوڈیشل طور پر اس الزام کی تحقیق مشکل ہو تو آپ پوری دلیری کے ساتھ فوراً الزام لگانے والے کو مباہلہ کا چیلنج دیکر خدائی فیصلہ کے ذریعہ الزام لگانے والے کو جھوٹا ثابت کرنے کے لئے تیار ہو جاتے تھے چنانچہ پنڈت لیکھرام پشاوری کا قتل جب آپ کی پیشگوئی کے مطابق ہوا اور لوگوں نے آپ پر یہ الزام لگایا کہ یہ قتل آپ کی سازش کا نتیجہ ہے تو چونکہ اس معاملہ میں جوڈیشل تحقیقات کسی یقینی نتیجہ تک نہیں پہنچا سکتی تھی اس لئے آپ نے فوراً ہی اس شخص کو جو آپ کے متعلق ایسا خیال رکھتا تھا مباہلہ کی دعوت دی اور جب ایک شخص اس کے لئے تیار ہوا اور اس نے کچھ شرائط پیش کیں تو آپ نے فوراً اس کی تمام شرائط قبول کر لیں اور مباہلہ کے لئے تیار ہو گئے لیکن وہ شخص خود ہی بھاگ گیا۔

اسی طرح علی گڈھ کے ایک صاحب مولوی محمد اسمٰعیل نے آپ کی طرف ایک دفعہ ایسی غلط بات منسوب کی جس کی جوڈیشل تحقیق مشکل تھی تو اس کو بھی آپ نے فوراً مباہلہ کی دعوت دیدی اور اس دعوت کی وجہ سے جب آپ پر یہ اعتراض ہوا کہ آپ تو دو مسلمانوں کے درمیان مباہلہ جائز نہیں سمجھتے تھے۔ پھر آپ نے کس طرح مولوی محمد اسمٰعیل علی گڈھی کو مباہلہ کے لئے بلایا تو آپ نے اس اعتراض کا جو جواب دیا وہ قابل غور ہے آپ فرماتے ہیں

مباہلہ کن حالتوں میں جائز ہے

"ہاں اگر کسی ایک شخص پر سراسر تہمت کی راہ سے کسی فسق اور معصیت کا الزام لگایا جاوے جیسا کہ مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ساکن علی گڈھ نے اس عاجز پر لگایا تھا کہ نجوم سے کام لیتے تھے اور اس کا نام الہام رکھتے تھے تو مظلوم کو حق پہنچتا ہے کہ مباہلہ کی درخواست کرے" (اشتہار ۱۱ر فروری سنہ ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد اول صلا۱۶)۔ پھر اشتہار ۱۲ر اپریل سنہ ۱۸۹۱ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد دوم صلا۳ پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"اس کے جواب میں میاں عبدالحق صاحب اپنے دوسرے اشتہار میں اس عاجز کو یہ لکھتے ہیں کہ اگر مباہلہ مسلمانوں سے بوجہ اختلافات جزیہ جائز نہیں تو پھر تم نے مولوی محمد اسماعیل سے رسالہ فتح اسلام میں کیوں مباہلہ کی درخواست کی سو انہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ درخواست کسی جزئی اختلاف کی بنا پر نہیں بلکہ اس افترا کا جواب ہے جو انھوں نے عمداً کیا اور یہ کہا کہ میرا ایک دوست حسن کی بابت یہ مجھے بکلی اطمینان ہے دو چھینے تک قادیان میں مرزا غلام احمد کے مکان پر رہ کر بچشم خود دیکھ آیا ہے کہ ان کے پاس آلات نجوم ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے وہ آیندہ کی خبریں بتلاتے ہیں اور ان کا نام الہام رکھ لیتے ہیں اب دیکھنا چاہیئے کہ اس صورت کو جزئی اختلاف سے کیا تعلق ہے بلکہ یہ تو اس قسم کی بہتان ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اسکو بچشم خود زنا کرتے دیکھا یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا اگر میں اس بے بنیاد افتراء کے لئے مباہلہ کی درخواست نہ کرتا تو اور کیا کرتا۔"

اب مکرم ڈاکٹر صاحب حضرت اقدسؑ کی مندرجہ بالا عبارت کو بغور پڑھیں اور دیکھیں کہ حضرت اقدس کس صفائی کے ساتھ ایک لیڈر کے لئے ضروری قرار دیتے ہیں کہ اگر اس پر جھوٹ۔ زنا شراب نوشی یا اور کسی قسم کے فسق و معصیت کا الزام لگے تو ان الزامات سے اپنے آپ کو پاک ثابت کرنے کے لئے وہ فوراً مباہلہ کی دعوت دے اور یہاں تک اس بات پر زور دیتے ہیں کہ فرماتے ہیں کہ دعوت مباہلہ کے سوا اور کوئی اس کے لئے چارہ ہی نہیں۔

کیا یہ دلیری جناب میاں صاحب میں بھی موجود ہے

مکرم ڈاکٹر صاحب کیا جناب میاں صاحب مکرم کو "حسن" کے اس پہلو میں حضرت اقدسؑ کا نظیر ثابت کرنے کے لئے ان کے کیریکٹر میں بھی آپ اس قسم کی دلیری کو ثابت کر سکتے ہیں کیا جناب میاں صاحب مکرم کو اس قسم کے الزامات کی تردید میں الزام لگانیوالے کو اس دعویٰ کے ساتھ دعوت مباہلہ دینے کی جرأت ہوئی اگر ہوئی تو اس کو پیش فرما کر مشکور فرماویں اور اگر نہیں تو پھر وہ "حسن" میں حضرت مسیح موعود کے نظیر کس طرح کہلا سکتے ہیں۔

حضرت اقدس کی پانچویں خوبی

حضرت اقدسؑ کے کیریکٹر کی ایک نئی خوبی یہ تھی کہ حضورؑ کا ظاہر و باطن یکساں تھا جس اصول کا آپ ظاہر میں اعلان کرتے تھے باطن میں بھی اس کے درست ہونے پر یقین رکھتے تھے اور اسی پر خود بھی عمل کرتے اور جماعت سے بھی کرواتے تھے مثلاً آپ کا یہ اصول تھا کہ گورنمنٹ کے خلاف شورش کرنا جائز نہیں قانون شکنی کو آپ سخت ناپسند فرماتے تھے اور اسے ملک میں فتنہ و فساد پھیلانے کا ذریعہ اور ملک کے امن کو برباد کرنیکا موجب یقین کرتے تھے گورنمنٹ کی راہ میں مشکلات پیدا کرنیکو آپ ہمیشہ ایک فعل شنیع گردانا کرتے تھے۔ شورش کرنیوالوں اور قانون شکنی کرنے والوں کی امداد آپ حرام قرار دیتے بلکہ ان کے خلاف گورنمنٹ کی امداد کرنا اپنا فرض سمجھتے تھے اور بسا اوقات امداد کی بھی۔

ان اصول پر قائم ہونے کی وجہ سے

(باقی برصفحہ ۱۱)

خاتَم اور خاتِم

جناب مرزا محمود احمد صاحب کی ایک غلطی کی اصلاح

(از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے۔ مولوی فاضل)

قسط نمبر ۲

جناب صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب نے فرمایا تھا کہ:۔
"کلام عرب میں خاتم بفتح تاء آخر کے معنی نہیں دیتا"
(مضمون بعنوان مولوی محمد علی صاحب کی کھلی چٹھی کا جواب۔ مندرجہ الفضل ۲۰۔ نومبر ۱۹۴۳ء)

اور یہ غلطی جماعت قادیان میں اس قدر پھیلی کہ عوام کو چھوڑ کر خواص بھی اس کا شکار ہو گئے، اور آیہ "خاتم النبیین" کے معنی پر گفتگو کرتے ہوئے پہلی بات قادیانی احباب کے منہ سے یہی نکلتی ہے کہ خاتم بفتح تاء آخر کے معنی نہیں دیتا۔ لہٰذا خاتم النبیین کے معنی آخری نبی نہیں، مقدمہ بہاولپور میں جماعت قادیان کے نمائندہ مولوی جلال الدین صاحب نے بھی عدالت میں کہا کہ
خاتم بکسر تاء کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک ختم کرنیوالا دوسرے مہر لگانے والا یا صرف مہر لیکن خاتم بفتح تاء کے عربی زبان میں سوائے انگوٹھی یا مہر کے اور معنی نہیں آتے۔
(مقدمہ بہاولپور ص۱۱۱)

لیکن ہمارے بار بار کے مطالبہ کے باوجود اب تک احباب قادیان اپنے اس دعوےٰ کے ثبوت میں کوئی دلیل نہیں دے سکے کہ خاتم بفتح تاء آخر کے معنی نہیں دیتا یہ اصول بالکل غلط ہے، اور کبھی کسی لغوی یا امام لغت نے اس اصول کو بیان نہیں فرمایا، اس کے برعکس آئمہ لغت نے تصریح کی ہے کہ خاتَم اور خاتِم (دونوں) کے معنی مہر، انگوٹھی، اور آخری کے ہیں، لیکن جب کسی جماعت کی طرف ان کی اضافت ہو تو یہ آخری کے معنی میں استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً تاج العروس میں ہے:۔
"والخاتم آخر القوم کالخاتم"
کہ خاتَم جماعت کے آخری فرد کو کہتے ہیں جیسے کہ خاتِم جماعت کے آخری فرد کو کہتے ہیں لسان العرب میں ہے:۔
خاتَمهم وخاتِمهم آخرهم
کہ کسی قوم کا خاتَم اور خاتِم اس کا آخری فرد ہوتا ہے۔ اور جناب ملا علی قاری (جن کے متعلق احباب قادیان کو غلط فہمی ہو گئی ہے کہ وہ تسلسل نبوت کے قائل تھے لہٰذا ان کی بہت تعظیم کرتے ہیں) فرماتے ہیں:۔
"وخاتم النبیین وهو بفتح التاء علی الاسم ای آخرهم وبالکسر علی الفاعل لانه ختم النبیین فهو خاتمهم" (شرح شفا قاضی عیاض الفصل فی اسمائه ص۴۹۶)
کہ خاتم النبیین بفتح تاء کے معنی آخری نبی کے ہیں اور خاتم النبیین بکسر تاء کے معنی نبیوں کو ختم کرنیوالا ہیں۔
امام محمد فرماتے ہیں:۔ والخاتَم والخاتِم من اسمائه صلی الله علیه وسلم بالفتح ای اخرهم، وبالکسر واسم فاعل (مجمع بحار الانوار جلد ۱ ص۳۳) کہ خاتم اور خاتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء میں ہیں خاتَم بفتح تاء کے معنی آخری نبی ہیں اور خاتِم بکسر تاء کے معنی نبیوں کو ختم کرنیوالا ہیں۔
کیا اس کے بعد بھی احباب جماعت قادیان یا خود صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب یہ کہنے کی جرأت کریں گے کہ خاتم بفتح تاء آخری کے (باقی)

جناب مرزا محمود احمد صاحب کے دعوےٰ علم قرآن کی حقیقت

آیہ اسمہٗ احمد کی تفسیر کا معاملہ

اپنی خلافت کی ابتداء میں جلسہ سالانہ ۱۹۱۵ء پر جناب مرزا محمود احمد صاحب نے اپنا وہ خطبہ دیا جو برکات خلافت کے نام سے موسوم ہے اس میں آپ نے دنیا کو اس قرآنی نکتہ کی طرف توجہ دلائی کہ آیہ اسمہٗ احمد میں احمد رسول سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بلکہ حضرت مجدد وقت مرزا غلام احمد صاحب ہیں، اس پر آپ نے اس حد تک وثوق کا اظہار کیا کہ فرمایا:۔

"میں اس بات کے ثبوت میں اپنے پاس خدا کے فضل سے دلائل رکھتا ہوں اور تمام دنیا کے عالموں اور فاضلوں کے سامنے بیان کرنے کو تیار ہوں حتیٰ کہ میں انعام رکھنے کے لئے بھی تیار ہوں اور اگر کوئی میرے دلائل کو غلط ثابت کر دے اور قرآن کریم سے اور احادیث صحیحہ سے یہ ثابت کر دے کہ احمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام تھا، نہ کہ صفت اور یہ کہ جو نشانات احمد کے قرآن میں آتے ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چسپاں ہوتے ہیں اور یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ پیشگوئی اپنے پر چسپاں فرمائی ہے تو میں ایسے شخص کو ایک مقرر تاوان جو فریقین کو منظور ہو دینے کے لئے تیار ہوں"
(برکات خلافت ص۱۹)

اس پر حضرت علامہ مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور نے فرمایا تھا:۔
"ان کا دعوےٰ ہے کہ پیشگوئی جس کا ذکر مندرجہ عنوان میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے پوری نہیں ہوئی اور آپ کا اسم مبارک احمد نہ تھا صرف اسی بات کو وہ ثابت کر دیں ... ثالثی کے لئے غیر احمدیوں کو وہ منظور نہیں کرتے غیر مسلموں کو میں منظور نہیں کرتا، پس احمدی ہی ثالث ہوں لیکن وہ میری جماعت میں سے منتخب کریں میں ان کی جماعت سے تا کہ معلوم ہو جائے کہ کون شخص اس قدر مضبوط دلائل رکھتا ہے کہ دوسرے فریق کو قائل کر سکے اور کس کے دلائل ایسے کمزور اور بودے ہیں کہ وہ اپنے فریق کو بھی قائل نہیں کر سکتا"
(تمہید رسالہ احمد مجتبےٰ)

اس کے بعد صاحبزادہ صاحب بالکل خاموش ہیں، اور ہمیں یقین ہے کہ اب بھی کہ بقول ان کے خدا نے انہیں دنیا کا مصلح بنا دیا ہے وہ اپنے دلائل دنیا کے عالموں اور فاضلوں کے سامنے بیان کرنے کیلئے حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور کے مقابل نہیں نکل سکتے "الفضل" اور "فرقان" میں جناب صاحبزادہ صاحب کے علم قرآن کے متعلق بڑے دعاوی کئے جاتے ہیں اور خود صاحبزادہ صاحب کا بھی دعوےٰ ہے کہ حقائق و معارف قرآنیہ میں ان کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن اس دعوےٰ کو کبھی تجربہ کی کسوٹی پر پرکھنے کا موقعہ انھوں نے نہیں دیا، واقف راز اصحاب جانتے ہیں کہ جناب صاحبزادہ صاحب کے سامنے چند آیات قرآنیہ بھی پیش کی جائیں تو وہ ان کا صحیح اردو ترجمہ کرنے سے بھی معذور ہیں چہ جائیکہ کوئی حقائق و معارف بیان کریں لیکن ان کے اس جدید دعوےٰ مصلحیت کے پیش نظر ہم انہیں ایک بار پھر آمادہ کرتے ہیں کہ ان کا یہ دعوےٰ سچا ہے تو اب بھی کچھ نہیں گیا مقابل آ کر اپنے دلائل بیان کریں لیکن حق یہی ہے کہ ایسے دعاوی کرنا شروع سے ان کا شیوہ ہے اور جب بھی ان کا چیلنج منظور کیا گیا، وہ گریز کر گئے۔

مناظرہ بدوملہی کے مختصر کوائف

جناب چوہدری نصر اللہ خان صاحب رئیس باجوہ جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہو گئے

۱۹۴۳ء میں بھی بدوملہی ضلع سیالکوٹ میں راقم الحروف نے اہل قادیان اور آریہ سماج کے ساتھ مباحثات کئے تھے جن کے رد پر دور اثرات سال بھر اہل شہر پر قائم رہے، سال گزشتہ ان مباحثات کے بعد محترم جناب چوہدری نصر اللہ خاں صاحب نے جو بیس سال سے جماعت قادیان میں شامل تھے، خاکسار کے ساتھ سلسلہ گفتگو جاری رکھا، اور تقریباً تمام اصولی امور پر مطمئن ہو گئے ان سے سلسلہ گفتگو اس وقت تک جاری رہا جبکہ خاکسار گاڑی میں سوار ہو کر دہلی کے لئے رخصت ہوا۔ اس سال پھر وہ ہمارے جلسہ بدوملہی میں تشریف فرما تھے، جماعت قادیان کو ہماری انجمن بدوملہی نے چیلنج مناظرہ دے رکھا تھا اور گزشتہ سال ہماری جماعت کا جو اثر بدوملہی پر پڑا تھا اس کو دور کرنے کے لئے اس سال جناب چوہدری اسد اللہ خانصاحب (برادر چوہدری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب) خاص طور پر پہنچے اور قادیان سے جناب مولانا غلام رسول صاحب راجیکی، مولوی غلام احمد صاحب سابق مجاہد، مولوی احمد علی صاحب

مولوی فاضل، وارد ہوئے، مولوی غلام مصطفےٰ صاحب مولوی فاضل پہلے ہی بد وملہی میں موجود تھے، ان سب کے علاوہ ملک عبدالرحمان صاحب خادم وکیل گجراتی کو بھی بلا لیا گیا، یہ سب اجتماع کیوں کیا گیا؟ اسلئے نہیں کہ جماعت قادیان کا کوئی خاص جلسہ تھا، بلکہ اسلئے کہ جماعت قادیان ہمارے جلسہ بدوملہی کا اشتہار پڑھ کر سخت پریشانی میں مبتلا ہو رہی تھی، اور حق و صداقت کے مقابل اپنی بے بسی کا انہیں بے حد احساس تھا۔ اس بناء پر انھوں نے کوشش کی کہ مذہبی اور سیاسی ہر پہلو سے اپنی جماعت کو ہمارے خیالات سے متاثر ہونے سے بچایا جائے۔ اتفاق سے ۱۸ر مارچ کو جو جلسہ کا پہلا دن تھا جلسہ نہ ہو سکا، اس پر احباب قادیان نے کتنی ہی دعائیں کیں کہ کسی طرح یہ جلسہ نہ ہو سکے لیکن افسوس کہ سب دعائیں نا منظور ہوئیں ۱۹ر کو جلسہ شروع ہوا، جس میں خصوصیت سے ایک تقریر ختم نبوت پر تھی۔ ابھی یہ تقریر شروع نہ ہوئی تھی کہ قادیانی اصحاب تشریف لے آئے، اس وقت حضرت علامہ مولانا صدرالدین صاحب تقریر فرما رہے تھے۔ مولوی غلام احمد صاحب سابق مجاہد، اور ملک عبدالرحمان صاحب خادم نے باری باری اٹھ کر حضرت مولانا کو کہنا شروع کیا کہ تقریر بند کر دیں۔ جب انہیں یہ کہا گیا کہ تھوڑی دیر صبر کیجئے، آپ حضرات کو پروگرام کے مطابق پورا وقت دیا جائیگا، تو خادم صاحب نے ہمارے بزرگوں اور احباب پر سوقیانہ فقرے چست کرنے شروع کر دیئے۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب تقریر ختم کر بیٹھے، تو جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساقی نے جو صدر مجلس تھے راقم حروف کو تقریر کرنے کو کہا خاکسار نے قرآن مجید کی آیہ خاتم النبیین کو بطور بنیاد قرار دیکر چند احادیث پیش کیں، اور اجماع صحابہؓ اور اجماع امت کو پیش کیا، علی ہذا القیاس حضرت مسیح موعودؑ کی الہامی عبارت مندرجہ منن الرحمان کو بھی پیش کیا جس میں فرماتے ہیں کہ خدا نے بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں۔

جناب خادم گجراتی نے اپنے مخصوص تمسخرانہ انداز میں تقریر شروع کی۔ الحمد للہ کہ اس وقت تک تمام پبلک پر اتنا واضح ہو چکا تھا کہ جماعت احمدیہ لاہور کے علماء کے مقابل جناب خادم کا انداز گفتگو عامیانہ ہے، آپ نے تقریر میں "بڑا وزنی پتھر" یہ پیش کیا کہ خاتم جمع کی طرف مضاف ہو کر آخری کے معنی نہیں دیتا، اور کہا کہ کوئی ایک مثال کلام عرب سے اس کے خلاف پیش کی جائے، اس "وزنی پتھر" کو جس بری طرح پبلک نے ریزہ ریزہ ہو کر فضا میں اڑتے دیکھا، وہ نظارہ اہل دھمی کبھی نہیں بھول سکتے، کلام عرب سے مثالیں دی گئیں اور ان سے کہا گیا کہ یہ بتایئے کہ ایک لفظ کے دس معنی ہوں یا دس ہزار معنی ہوں، دیکھنا تو یہ ہے کہ اس خاص مقام پر اس کے کیا معنی ہیں، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خاتم النبیین کے معنی وہ نہیں لئے جو تم کرتے ہو، انھوں نے نہ اس کے معنی نبیوں کی انگوٹھی کئے ہیں نہ مہر، نہ تصدیق کرنیوالا نہ زینت صرف یہ معنی کئے ہیں کہ آپ نبیوں میں سے آخری ہیں۔ ان معنوں کو چھوڑ کر دوسرے معنی تراشنے والا شخص کس طرح سچا مومن ہو سکتا ہے اس پر جناب خادم صاحب اس قدر ہراساں ہوئے کہ ان کو وہ سب آیات بھول گئیں جو تسلسل نبوت کے ضمن میں یہ لوگ ہمیشہ پیش کرتے رہتے ہیں، ایک بھی آیت تسلسل نبوت کی تائید میں نہ پڑھ سکے۔ جب انھوں نے پھر یہ کہا کہ میرا "وزنی پتھر" ابھی قائم ہے تو خاکسار کو مجبوراً کہنا پڑا کہ دلیل کا پتھر تو ریزہ ریزہ ہو گیا ہے، البتہ عقل کا پتھر باقی ہے، سو اس کو اللہ تعالےٰ توڑے گا۔ خادم صاحب کی ابتداء بھی لوگوں نے دیکھی تھی کہ آتے ہی ہمارے احباب اور بزرگوں پر غیر شریفانہ فقرے چست کرنے لگ گئے، اور اب انتہاء یہ تھی کہ متبسم چہرہ مایوسی سے پھیکا پڑ گیا، انہیں بار بار کہا گیا کہ اب وہ تمہارا استہزاء کہاں ہے اب کیوں فقرے چست نہیں کرتے، اب کوئی آیت تسلسل نبوت پر کیوں نہیں پڑھتے، بتاؤ وہ تمہاری دعائیں کیا ہوئیں جو اسلئے کرتے تھے کہ ہمارا جلسہ کامیاب نہ ہو۔ خاکسار نے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کو بھی توجہ دلائی کہ فاضل مناظر کی مدد کریں۔ مگر ان کو گذشتہ سال کا تجربہ کچھ ایسا ہوا تھا کہ پیچھے چپ کر بیٹھے ہوئے تھے، دنیا نے بالآخر دیکھا کہ فتح وہ نہیں ہوتی جو تمسخر اور استہزاء سے ہو، بلکہ وہ ہوتی ہے جو دلائل و بینات سے ہو۔ مناظرہ ختم ہونے سے پہلے اس عظیم الشان مجمع نے میرے کہنے پر بار بار خادم اور ان کے ہمنوا اکابر کی جماعت کو اچھی طرح گھور گھور کر دیکھا تاکہ ان کے چہروں پر مسرت و انبساط کی کوئی ہلکی سی لہر ہی تلاش کر لیں۔ مگر انہیں کامیابی نہ ہوئی، اس کے برعکس "یوم تبیض وجوہ و تسود وجوہ" کا نقشہ نظر آیا — یہ مناظرہ اہل قادیان پر زبردست حجت تھی کہ محض مصلحت کے دعاوی سے، یا مدھیان مصلحت کو مان لینے سے، سبز پگڑیاں باندھنے یا مکانوں کو سبز رنگ کرانے اور سبز جھنڈوں کی نمائش کرنے سے کوئی سچا ثابت نہیں ہوتا، سچائی قرآن و سنت پر عمل کرنے، اور قرآن و سنت سے محبت پکڑنے میں ہے، اس کے برعکس سب اھواء پرستی ہے سال گذشتہ کے مباحثہ اور اس سال کے مباحثہ کی کامیابی کا عظیم الشان ثبوت یہ ہے کہ اس موقعہ پر جناب چوہدری نصراللہ خاں صاحب رئیس باجوہ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی کہ وہ جماعت قادیان سے قطع تعلق کر کے لاہور کے سلسلہ حقہ احمدیہ میں شامل ہو جائیں،

خدا تعالیٰ یہ سامان نصرت دکھاتا ہے کہ اگر ایک طرف ہم میں سے بعض آدمی ہمارے عقائد کو غلط سمجھنے کے بغیر صرف جناب مرزا محمود احمد صاحب کی تنظیمی بیعت کر لیتے ہیں، حالانکہ ایسے آدمیوں کا قادیانی جماعت میں شامل ہونا بھی اس امر کی دلیل ہے کہ جماعت لاہور سچی ہے۔ محترم سید امجد علی شاہ صاحب محترم خان بہادر میاں محمد صادق صاحب اور مرحوم جناب مولانا غلام حسن خانصاحب پشاوری نے جماعت قادیان میں شمولیت اختیار تو کی، لیکن اس حیثیت سے کہ جماعت قادیان کے عقائد صحیح نہیں ہیں — تمام کوششوں کے باوجود قادیانی جماعت کے ارکان مرحوم مولانا غلام حسن خانصاحب ایک سطر بھی اس مضمون کی نہ لکھوا سکے کہ ان کی تفسیر حسن بیان کے وہ مقامات جہاں انھوں نے قائلین تسلسل نبوت کو باطل پرست قوم قرار دیا ہے منسوخ سمجھے جائیں، — یہ ہے حق کی فتح!! — اصل میں یہ لوگ جو اس طرح قادیانی جماعت میں شامل ہوئے ہمارے ہی آدمی ہیں اور اللہ تعالےٰ ان کے ذریعہ جماعت قادیان پر اتمام حجت کر رہا ہے کہ جناب مرزا محمود احمد صاحب ہزار کوشش کریں مگر وہ اپنے عقائد کی صحت ثابت نہیں کر سکتے۔ ان لوگوں کا وجود زندہ شہادت ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد صحیح ہیں، اور عقائد کو غلط سمجھ کر کوئی یہاں سے قادیان نہیں جاتا، اس کے برعکس جو لوگ صاحبزادہ صاحب کی بیعت سے الگ ہو کر آتے ہیں وہ صاحبزادہ صاحب کے عقائد کو باطل یقین کرتے ہیں اور ان میں سے اول درجہ پر حضرت علامہ سید محمد احسن صاحب امروہی مرحوم ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کے دو فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھے، جنھوں نے صرف اختلاف عقائد کی بنا پر علیحدگی اختیار کی اور قادیانیت کی تردید میں تصانیف کیں، — اسی طرح مولانا عمرالدین صاحب مولانا احمد یار صاحب، شیخ عبدالرحمان صاحب مصری،

جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب پروفیسر ڈاکٹر نظرالاسلام صاحب ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ ڈی سرینگر۔ اور اسی طرح بڑے بڑے پایہ کے آدمی ہیں جو وہاں سے ہمیشہ الگ ہوتے رہتے ہیں۔ خاکسار راقم حروف بھی ان لوگوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و احسان سے توفیق بخشی کہ بعد از تحقیق جناب صاحبزادہ صاحب کے عقائد کو باطل یقین کر کے الگ ہو جائیں، — ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالےٰ جناب چوہدری نصراللہ خاں صاحب کی شمولیت کو اپنی نصرت کے نزول کا موجب بنائے گا،

یہاں یہ امر ذکر کرنا بھی ضروری ہے کہ مباحثہ بدوملہی کی کامیابی کا دوسرا ثبوت یہ تھا کہ اگرچہ ختم نبوت کے بعد اگلے دن کفر و اسلام کے موضوع پر مباحثہ مقرر تھا لیکن اصحاب قادیان نے پھر مقابل پر آنے کی ہمت نہ کی،

نویسندۂ لمعات و نظرات

نویسندہ لمعات و نظرات گونا گوں تبلیغی مصروفیتوں کے باعث مسلسل حالت سفر میں رہا ہے، لہذا بہت سے مضامین سپرد قلم کرنے کا موقعہ میسر نہیں آیا۔ بہائیت اور قادیانیت پر ہر پہلو سے دو مکمل پاکٹ بکیں تیار کرنے کا کام بھی پیش نظر ہے۔ اور یہ کام ایسا ہے کہ کچھ عرصہ کے لئے فراغت اور اطمینان سے غور و فکر کی ضرورت پڑے گی، اگر اللہ تعالےٰ نے موقعہ بخشا تو جیسا کہ گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر فیصلہ ہوا تھا، کم از کم قادیانیت کے متعلق پاکٹ بک آئندہ جلسہ سالانہ تک شائع ہو جانی چاہیئے۔ احباب سلسلہ اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

تمام خط و کتابت حسب ذیل پتہ پر کی جائے :۔

۷۴۔ صدیق بلڈنگ۔ رام نگر پہاڑ گنج۔ دھلی۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

ایک بہائی سے گفتگو

{ از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری لاہور }

۸ رمارچ، جناب ڈاکٹر عبداللطیف صاحب بہائی میرے مکان پر تشریف لائے۔ متعدد امور پران سے دو گھنٹہ تک جو گفتگو ہوئی اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں سوال و جواب کے رنگ میں لکھ دیا جاتا ہے شاید کسی کو فائدہ پہنچ جائے۔

احمدی - حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک نبی کی حیثیت سے تشریف لائے تو تیئس سال کے اندر زمین و آسمان کا نقشہ بدل ڈالا، سو سال کے اندر مسلمان ادھر تو فرانس کی سرحدوں سے جا ٹکرائے اور ادھر ہندوستان کو زیر نگیں کر کے توحید کا ڈنکا بجایا۔ جناب بہاء اللہ خدا کی حیثیت سے آئے مگر ناکام گئے ۲۱ رمارچ کو اس تحریک کو پورا ایک سو سال ہو گیا، لیکن نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔ خدا کو تیئس منٹ میں وہ کام کر دکھانا چاہیئے تھا جو ایک نبی تیئس سال میں کر سکا۔ ایک اچھے قادر یا گانے والے کے بعد ایک بھدی آواز والے کو کھڑا کر دیا جائے تو پہلا مزہ بھی جاتا رہتا ہے۔ یہی حال یہاں ہے، حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے بعد ناکام بہاء اللہ کو کھڑا کر کے پہلا مزہ بھی کرکرا نہ کریں۔

بہائی - حضرت عیسٰی علیہ السلام کو لوگوں نے گرفتار کر کے پھانسی پر چڑھا دیا۔ سر پہ کانٹوں کا تاج رکھا اور طرح طرح کی توہین کر کے آخر مار ڈالا تو کیا اس ناکامی کے باوجود حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شان میں کوئی فرق آیا؟

احمدی - حضرت عیسٰی علیہ السلام کی شان میں مطلق کوئی فرق نہیں آیا لیکن یہ ظاہر ہے کہ وہ بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر آپ کے بہاء اللہ کی طرح ناکام رہے، عیسائیوں کے خدا بیٹے (یسوع) اور بہائیوں کے خدا باپ (بہاء اللہ) دونوں خداؤں کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کام کے لحاظ سے شکست فاش دی اور یوں خداؤں کے آنے کو غیر ضروری ثابت کر دکھایا۔

بہائی - میں نے حضرت مولانا محمد علی صاحب سے بھی ۱۹۲۳ء میں پوچھا تھا اب آپ سے بھی پوچھتا ہوں کہ وہ کونسا کمال ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلعم میں تو ہے اور حضرت بہاء اللہ صاحب میں نہیں؟

احمدی - حضرت مولانا محمد علی صاحب نے جواب جو دیا ہوگا وہ آپ کو معلوم ہوگا میرا جواب بھی سن لیجئے - حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق قرآن کریم میں آتا ہے :-

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ

رسول کریمؐ کی ذات میں تمہارے لئے بہترین نمونہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندگی کے تمام شعبوں کے لئے اپنے اندر بہترین نمونہ رکھتے ہیں۔ ایک بادشاہ۔ ایک فاتح ایک جرنیل۔ ایک سپاہی۔ ایک مالک، ایک کارندہ، ایک تاجر ایک مزدور۔ ایک باپ۔ ایک بیٹا۔ ایک بھائی، ایک دوست، ایک خسر ایک داماد، ایک خاوند، ایک مسافر، ایک مقروض، ایک غریب، ایک امیر ایک بیکس، ایک یتیم غرض ہر رنگ کا انسان اپنے لئے حضور سرور کائنات میں ایک بہترین نمونہ پاتا ہے مگر اس کے مقابلہ میں جناب بہاء اللہ کی زندگی میں زیادہ سے زیادہ ایک قیدی کو تو تھوڑا سا نمونہ (کیونکہ یہ قیدی بہت بے صبری دکھاتا اور روتا رہا) مل سکتا ہے، اس کے علاوہ ان کی زندگی میں زندگی کے باقی تمام شعبوں کے لئے کوئی نمونہ نہیں، مثلاً بادشاہ بنتے تو کیا کرتے۔ جرنیل ہوتے تو کیا نمونہ ہوتا۔ سپاہی ہوتے تو کیسے ثابت ہوتے۔ ایک فاتح ہوتے تو کیسا سلوک کرتے وغیرہ وغیرہ۔ جناب بہاء اللہ کی زندگی تو ان تمام نمونوں سے خالی اور ایک ناکام زندگی ہے انہیں تو کوئی نمونہ قائم کرنے کی توفیق ملی ہی نہیں سکی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر بے شمار کمالات سے قطع نظر یہی ایک ایسا کمال ہے جس سے جناب بہاء اللہ سراسر محروم ہیں۔

بہائی - نمونہ کے لئے تو ہمیں صرف یہی کافی ہے کہ حضرت بہاء اللہ خدا کی حیثیت سے جو حکم دیں اندھا دھند اسے مان لیں مثلاً اگر وہ کہیں کہ ماں سے زنا کرو، بہن اور بیٹی سے نکاح کر لو تو ہم نے خدا کے اس حکم پر عمل کرنا ہے یا نار پر نور کا حکم ہو تو ہم نے نور ہی سمجھنا ہے۔

احمدی - انا للہ وانا الیہ راجعون ایسے خدا کو دور سے سلام کیجئے جو آپ کی عقلوں کو اس قدر مسخ کر ڈالے کہ ماں بہن بیٹی کی تمیز ہی اڑ جائے۔ بھلا ایسا بھی کبھی ہو سکتا ہے کہ خدا آسمان سے تو (الہامی کتب کے ذریعہ) سے یہ آواز دے کہ ماں بہن بیٹی تم پر حرام ہے مگر انسان (بہاء اللہ) یہ آواز دے کہ یہ رشتے تم پر حلال ہیں۔ اور آپ ہیں کہ اندھا دھند ماننے کو تیار بیٹھے ہیں، یہاں ایک اور کمال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سامنے آتا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :-

افلا یتدبرون القرآن ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا

یعنی نار پر نور کا حکم لگا کر اندھا دھند مان لینے پر مجبور نہیں کرتے بلکہ اور کچھ تو رہا دور خود قرآن کریم کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس پر بھی تدبر کرو کہ خدا کا کلام ہے کہ نہیں۔ مگر آپ کے جناب بہاء اللہ ہیں کہ آپ حضرات کی عقل اور تدبر کو سلب کر کے اندھا دھند مان لینے کی تلقین کرتے ہیں۔

بہائی - آپ سمجھے نہیں۔ دیکھئے جب آپ ریل کا ٹکٹ لیکر بیٹھ جاتے ہیں تو پھر ریلوے کے تمام قوانین بلا چون و چرا اپنے اوپر لے لینا ہے اور آپ انکار نہیں کر سکتے۔

احمدی - آپ کی یہ مثال ہی غلط ہے۔ اگر میں فرسٹ کلاس کا ٹکٹ خرید لوں اور سفر کرنا چاہوں تو اب ریلوے افسران مجھے ہزار کہیں کہ تم تھرڈ کلاس کو ہی فرسٹ کلاس سمجھ کر بیٹھ جاؤ۔ تو میں اپنے عقل اور تدبر سے کام لوں گا اور ان کے اس حکم کو غلط قرار دوں گا۔ اسی طرح آپ نے بھی تدبر کرنا ہے اور نار پر نور کے حکم کو اندھا دھند ماننا یا ماں بہن، بیٹی کے لئے بھی تیار ہو جانے کو ایک کھلی گمراہی قرار دینا ہے مگر یہ عقل اور تدبر آپ کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں سے ملیگا آپ کا بہاء اللہ اس لحاظ سے بھی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں شکست خوردہ ہے۔

بہائی - کیا حضرت آدم کے زمانہ میں جبکہ ابتدا میں صرف ایک ہی جوڑا تھا بہن بھائی کا نکاح نہیں ہوا؟

احمدی - ہرگز نہیں ہوا۔ ابتدا میں صرف ایک جوڑا نہ تھا بلکہ بہت سے انسان تھے۔ دیکھئے قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے۔

ولقد خلقناکم ثم صورناکم ثم قلنا للملئکۃ اسجدوا لآدم فسجدوا الا ابلیس۔

ہم نے تم بہت سے لوگوں (کم جمع کا صیغہ ہے) کو پیدا کیا اور تمہاری تصویریں بنائیں پھر فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم (جو تمہیں بہت سے انسانوں میں سے ایک تھا) کو سجدہ کریں۔ پس فرشتوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا۔ گویا جب آدم کو سجدہ ہوا تو اس وقت بہت سے اور لوگ بھی پیدا ہو چکے تھے۔ اور انہی بہت سے لوگوں کی اولاد نے ایک دوسرے سے شادیاں کیں۔ بھائی پر بہن اگر آج حرام ہے تو حضرت آدم کے وقت بھی یقیناً حرام تھی۔

بہائی - کیا خدا کا فضل کبھی ختم بھی ہو جاتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ کے بعد رسالت اور شریعت ختم کر دی جائے؟

احمدی - بیشک ایک وقت پر آکر خدا کا فضل ختم ہو جایا کرتا ہے، مثلاً دیکھیئے میرا قد خدا کے فضل کے ماتحت بڑھنا شروع ہوا اور آخر ایک وقت پر خدا کا یہ فضل ختم ہو گیا اور میرا قد بڑھنا بند ہو گیا۔ اگر خدا کا یہ فضل میرے قد کے ساتھ بے ہنگم چلتا تو میں چھتوں سے ٹکرانے لگتا اور آسمان کی طرف بلند ہو جاتا اور پاؤں کے بغیر میرے بدن کے تمام اعضا زمین سے اس قدر دور ہو جاتے کہ جس زمین کی آبادی کے لئے مجھے پیدا کیا گیا اس زمین سے گویا میرا کوئی تعلق ہی باقی نہ رہتا۔ پھر اسی طرح دیکھئے ہر درخت اپنے بیج سے شگوفہ کی صورت میں پھوٹتا ہے اور خدا کے فضل کے ماتحت بڑھنا شروع ہوتا ہے اور آخر خدا کا یہ فضل ایک وقت پر آکر ختم ہو جاتا ہے اور درخت کا بڑھنا بند ہو جاتا ہے ورنہ درخت بڑھتا ہی جاتا تو آسمان سے باتیں کرنے لگتا اور دنیا کے لوگ اس کے پھل، سایہ اور لکڑی سے محروم رہ جاتے اور درخت کی پیدائش کی اصل غرض ہی فوت ہو جاتی۔

بہائی - قرآن کریم میں امت محمدیہ کو امت وسط کہا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ امت وسطی امت جب ہی ثابت ہو سکتی ہے کہ کچھ امتیں پہلے گذری ہوں تو کچھ امتیں بعد میں آئیں۔ اس چیز سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسول آئیں گے اور امتیں قائم ہوں گی۔

احمدی - حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد رسولوں کا آنا تو خود آپ کے اپنے عقائد کے بھی خلاف ہے۔ دور نبوت ختم ہو چکا ہے اور اب دور مظہریت و الوہیت شروع ہوا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خدا کے ساتھ لفظ امت سجتا نہیں بلکہ لفظ مخلوق سجتا ہے اور یہ سب فرق مراتب ہے جیسا کہ خدا کی مخلوق، رسول کی امت اور بادشاہ کی رعیت۔ پس جب رسول اب آتے ہی نہیں تو امتیں کس طرح بنیں گی۔

امت وسط کے معنے بہترین امت کے ہیں جیسا کہ ایک حدیث "خیر الامور اوسطھا" میں بھی اوسط کے معنے بہترین آئے ہیں پھر خود قرآن کریم نے دوسرے مقام پر کنتم خیر امۃ فرما کر امت وسط کے معنے گویا بہترین امت کے کئے ہیں

علاوہ ازیں امۃ وسطاً کے آگے لتکونوا شہداء علی الناس کا فقرہ قابل غور ہے کہ اس بہترین امت نے وسط میں کھڑے ہو کر لوگوں پر خدا کی سچی گواہی کو پیش کرنا ہے اور وہ اس طرح کہ فرعون کی غلامی میں رہ کر بنی اسرائیل کے اندر غلامانہ ذہنیت پیدا ہو چکی تھی تو ان کی اس غلامانہ ذہنیت کو بدلنے اور ان کے اندر شجاعت پیدا کرنے کے لئے حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ذریعہ ایک جلالی شریعت بھیجی گئی کہ آنکھ کے بدلے آنکھ اور دانت کے بدلے دانت مگر ایک زمانہ ایسا آگیا کہ یہی چیز وحشت اور بربریت کا رنگ اختیار کر گئی تو ضرورت محسوس ہوئی اور حضرت عیسیٰؑ کی معرفت ایک جمالی شریعت بھیجی گئی کہ تمہارے دائیں گال پر کوئی شخص طمانچہ مارے تو بائیں گال کو بھی سامنے کر دو۔ لیکن آخر یہ چیز بھی جبن اور نامردی کی شکل میں تبدیل ہوئی یعنی موسوی اور عیسوی شریعتوں نے افراط و تفریط کا رنگ اختیار کیا تو درمیان میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت نے آکر فیصلہ دیا کہ جزاء سیئۃ سیئۃ مثلھا ومن عفا واصلح فاجرہ علی اللہ۔

یعنی اگر سزا دینے سے اصلاح ہو سکتی ہو تو سزا دو اور اگر معاف کر دینے سے اصلاح ہو سکتی ہو تو معاف کر دو۔ موسوی شریعت میں سزا ہی سزا اور عیسوی شریعت میں معافی ہی معافی مگر محمدی شریعت میں موقعہ اور محل کو دیکھ کر کبھی سزا اور کبھی معافی سے اصلاح کرنا ہے اور یوں گویا افراط و تفریط کرنے والی امتوں کے درمیان کھڑے ہو کر امت محمدیہ نے ایک وسطی راہ پیش کی اور امت وسط کہلائی۔

بہائی - قرآن کریم اب بے اثر ہو چکا ہے۔ دیکھ لیجئے مسلمانوں کی عملی حالت کس قدر خراب ہے۔ لہٰذا ضرورت ہے کہ کوئی اور کتاب آئے اور دنیا کی اصلاح کرے۔

احمدی - نئی کتاب اقدس جو آپ لا رہے ہیں اس نے آکر دنیا میں کیا انقلاب پیدا کیا سو سال میں ہمیں تو کچھ نظر نہیں آیا۔ کیا ہمارے سامنے امریکہ کے چند زانی شرابی اور ڈاڑھی منڈے اور لاہور کے پریتم سنگھ کو بطور نمونہ پیش کیا جاتا ہے۔ بہائیت اور کتاب اقدس کے یہی مقدس نمونے ہیں تو ان پر آپ کو مطلق کوئی فخر نہیں ہو سکتا آپ کا خود اپنا بیان ہے کہ جب آپ مسلمان تھے تو متشرع تھے اور ڈاڑھی بھی تھی مگر کتاب اقدس اور بہائیت نے آپ پر یہ اثر کیا کہ آپ نے اپنی ڈاڑھی منڈا ڈالی کتاب اقدس کے ذریعہ یہ ترقی معکوس کیا کوئی مبارک شئے ہے؟

آپ کو سخت شکوہ کر رہی ہے کہ قرآن کریم اب بے اثر ہو چکا ہے مسلمانوں کی عملی حالت کو تو آپ پیش کر سکتے ہیں۔ مگر قرآن کریم کو بے اثر نہیں کہہ سکتے۔ اسلئے کہ قرآن کریم نے ابتدا میں ہی فرمایا ذٰلک الکتٰب لا ریب فیہ ھدی للمتقین کہ یہ کتاب پرہیزگاروں کو فائدہ دے گی اس کی تعلیم کے مطابق جو پرہیز کرے گا اس کی تمام بیماریاں کٹ جائیں گی جو پرہیز نہ کرے گا اس کی عملی حالت درست نہیں ہو سکتی غرض قصور ہے تو موجودہ مسلمان کا کہ اس نے قرآن پر عمل چھوڑ دیا۔ نہ کہ قرآن کا کہ آپ اسے الزام دیتے ہیں دیکھئے میں آپ کو ایک آسان مثال سے سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں اور وہ یہ کہ اگر ہم مقناطیس کے آگے شیشے کا ٹکڑا رکھیں گے تو وہ اسے نہیں کھینچے گا۔ مٹی کا ڈھیلا رکھیں گے تو نہیں کھینچے گا۔ حتیٰ کہ جواہرات سونا، چاندی وغیرہ قیمتی سے قیمتی چیزیں بھی اس کے سامنے لے جائیں گے تو بھی نہیں کھینچے گا تو کیا ہم یہ فیصلہ دینے میں حق بجانب ہوں گے کہ صاحب دنیا کی بیشمار چیزوں کو مقناطیس کے آگے رکھ کر دیکھ لیا ہے، بیشک اس مقناطیس میں اب اثر نہیں رہا؟ ظاہر ہے کہ ہمارا یہ فیصلہ مطلق غلط ہے ہماری بنیادی غلطی یہی ہے کہ ہم اگر مقناطیس کا اثر دیکھنا چاہتے ہیں تو ہمیں ادھر ادھر کی چیزوں کی طرف وقت ضائع نہ کرنا چاہیئے فوراً لوہا سامنے کرنا چاہیئے اور آپ جانتے ہیں کہ ہم جونہی لوہا سامنے کریں گے مقناطیس اپنا اثر پیش کر کے اسے کھینچ لے گا۔ بندوق کسی بنئے کے ہاتھ میں دیدیں تو وہ اسے چلانا نہیں جانتا تو کیا اس میں بندوق کا قصور ہے؟ وہی بندوق ایک پٹھان کے حوالے کر دیں تو چلنے لگے گی۔ پس مقناطیس یا بندوق کے بدلنے کی ضرورت نہیں لوہے اور پٹھان کی ضرورت ہے۔

اس زمانہ کے مجدد اور امام حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے ڈنکے کی چوٹ تمام مذاہب کو للکارا کہ ہمارا قرآن زندہ ہے اسی کی تعلیمات پر عمل کرنے سے مجھے خدا کا قرب حاصل ہوا اور میں نے خدا سے ہمکلامی کا شرف حاصل کیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کیا حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا مبارک وجود اس بات کا زندہ ثبوت نہیں کہ قرآن میں آج بھی وہی اثر موجود ہے۔ جو سیدھے طریق پر اس کے سامنے آئے گا قرآن اس پر اثر انداز ہوگا۔ دعا ہے کہ خدا آپ کو صراط مستقیم پر قائم فرما کر پھر غلامان محمد صلعم میں شرکت کی سعادت نصیب فرمائے۔ میں آپ سے مایوس نہیں ہوں نمازوں میں اکثر آپ کی ہدایت کیلئے دعائیں کرتا رہتا ہوں۔

(بقیہ از صک)

آپ کے نیز آپ کی جماعت کو سخت سے سخت تکلیفیں پہنچائی جاتی تھیں جنہیں آپ صبر سے برداشت کرتے تھے لیکن ان اصولوں کو کبھی ہاتھ سے نہ چھوڑتے بلکہ تا زیست آپ خود بھی ان پر سختی سے پابند رہے اور جماعت سے بھی ان کی پابندی کرواتے رہے اور اگر جماعت کا کوئی فرد کسی شورش یا قانون شکنی میں حصہ لیتا تو آپ فوراً اسے جماعت سے خارج کر دیتے۔

"حسن" میں نظیر کا بھی یہی کیریکٹر ہونا چاہیئے

اب ظاہر ہے کہ جو شخص "حسن" میں حضرت مسیح موعودؑ کا نظیر ہوگا اس میں بھی یہ خوبی یعنی ظاہر و باطن میں یکساں ہونے کی خوبی نمایاں طور پر پائی جانی چاہیئے جناب میاں صاحب مکرم بیشک ظاہر میں تو انہی اصولوں پر کاربند رہنے کی تلقین جماعت کو کرتے رہتے ہیں لیکن یہ امر تحقیق طلب ہے کہ کیا ان کا عمل بھی انہی اصولوں کے مطابق ہے اس کے متعلق میں جناب ڈاکٹر صاحب مکرم کو مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالنے کی تکلیف دوں گا۔

(۱) مسجد شہید گنج کے گرائے جانے کے موقعہ پر مسلمانوں کی طرف سے جب شورش ہوئی تو کیا اس شورش کو جاری رکھنے کے لئے جناب میاں صاحب مکرم کی طرف سے بھی شورش کرنیوالوں کو کسی قسم کی امداد کی گئی یا نہیں۔

(۲) اس سلسلہ میں کیا غیر احمدیوں کی کسی مجلس کی طرف سے ایسے مضامین شائع ہوتے رہے ہیں یا نہیں جو جماعت کی طرف سے لکھے جاتے اور جماعت کے خرچ پر ہی طبع ہوتے تھے۔

(۳) کیا جماعت کے کسی فرد نے جناب میاں صاحب مکرم کو اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی یا نہیں کہ ان شورش کرنے والوں کی امداد کرنا خلاف تعلیم مسیح موعودؑ ہے اگر دلائی تھی تو جناب میاں صاحب نے اس کا کیا جواب دیا تھا۔

(۴) مسئلہ شہید گنج کے سلسلہ میں کیا کسی احمدی کو سرحد میں بھی بھیجا گیا تھا یا نہیں اگر بھیجا گیا تھا تو کس غرض کے لئے۔

حضرت اقدسؑ کی چھٹی خوبی

حضرت اقدس میں چھٹی خوبی یہ تھی کہ ارشاد خداوندی لا تکونن ظہیرا للمجرمین کے ماتحت آپ کسی مجرم کی مدد نہیں فرمایا کرتے تھے بلکہ امداد کرنے والے سے بھی علیحدگی اختیار کر لیتے تھے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ کے بھتیجے والا واقعہ جناب ڈاکٹر صاحب کو یاد ہی ہوگا پس حضرت اقدسؑ کے "حسن" میں نظیر ہونے کے مدعی میں بھی اس خوبی کا پایا جانا ضروری ہے اس کے متعلق میں جناب ڈاکٹر صاحب کو مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالنے کی تکلیف دوں گا۔

(۱) عبدالسلام پسر ڈاکٹر عبداللہ صاحب نومسلم کو جو بعض احمدیوں نے جامعہ احمدیہ کے پاس پکڑ کر مارا تھا اس کی کیا وجہ تھی اس جرم کے مرتکبین کے خلاف جناب میاں صاحب مکرم نے جماعتی رنگ میں کیا کارروائی کی تھی اگر نہیں کی تھی تو کیوں۔

(۲) مستری فضل کریم صاحب و مولوی عبدالکریم صاحب آف مباہلہ کا دو منزلہ پختہ مکان جو خفیہ طور پر راتوں رات احمدیوں سے گروایا گیا تھا اس خفیہ کارروائی کی وجہ کیا تھی۔

(۳) یہ مکان کس کے حکم سے گرایا گیا تھا۔

(۴) جناب میاں صاحب مکرم نے اس کے گرانے کا حکم دینے والے ناظر اور اس کے گرانے والے احمدیوں کے خلاف کیا کوئی کارروائی کی اگر نہیں تو کیوں

(۵) اس مکان کے سامان یعنی لکڑی گارڈرز - اینٹیں وغیرہ پر قبضہ کر لینے والے احمدیوں کے خلاف کیا کوئی کارروائی کی گئی اگر نہیں تو کیوں۔

(۶) سپرنٹنڈنٹ پولیس نے جب جناب میاں صاحب مکرم سے مطالبہ کیا کہ مکان گرانے والوں کو ان کے حوالہ کر دیا جائے تو انہوں نے مجرمین کو ان کے حوالے کر دینے سے کیوں انکار کیا۔

سردست میں انہی چھ باتوں پر اکتفا کرتا ہوں جناب ڈاکٹر صاحب کے جواب آنے پر اگر مزید لکھنے کی ضرورت پیش آئی تو انشاء اللہ مزید بھی عرض کر دیا جائے گا۔ انشاء اللہ آئندہ قسط میں "احسان" کے پہلو پر روشنی ڈالی جائے گی۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

سردار شوکت حیات خان کے برطرف کئے جانے کے بعد

۲۶ اپریل کو سردار شوکت حیات خان کو گورنر پنجاب نے ایک لیڈی سپرنٹنڈنٹ ایجوکیشن لاہور کارپوریشن سے بے انصافی کی بنا پر وزارت سے برطرف کر دیا جسے ملک کی اکثریت نے جارحانہ حکم قرار دیا مسٹر محمد علی جناح قائد اعظم مسلم لیگ نے سیالکوٹ میں سردار شوکت حیات خاں کی موقوفی کی قرارداد پر تقریر کرتے ہوئے گورنر پنجاب سے مطالبہ کیا کہ وہ ان قطعی الزامات کی تفصیل شائع کریں جن کی بناء پر شوکت حیات خاں کو برطرف کیا گیا ہے مسٹر جناح نے آئینی سوال اٹھایا کہ آیا دفعہ ۵۱ قانون حکومت ہند کے ماتحت کابینہ وزارت کے کسی ایک ممبر کو برطرف کر دینا قانون کے مطابق ہے آج تک کسی گورنر نے ایسا کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ مسٹر جناح کا مطالبہ نہایت معقول تھا

آپ اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ موقوفی کے بعد اب سردار شوکت حیات خاں پر

جرمن ترجمۃ القرآن کیسے ہوا؟

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے جماعت احمدیہ لاہور کو توفیق عطا فرمائی کہ وہ یورپ کی مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کرے اور مغرب کی دور افتادہ اقوام تک کلام الٰہی کو پہنچائے۔ خدمت قرآن تو ایسا کام ہے کہ اس سے ہر ایک مسلمان کا دل خوش ہونا چاہیئے لیکن افسوس کا مقام ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کی یہ بلند پایہ خدمات معاندین کی آنکھوں میں خار کی طرح کھٹک رہی ہیں ان گرانقدر خدمات کی وقعت کو کم کرنے کے لئے ادنےٰ درجہ کا پروپیگنڈا کیا جاتا ہے اور جرمن ترجمۃ القرآن بھی ایسے بیہودہ پراپیگنڈا سے کیسے بچ سکتا تھا اگر ان پراپیگنڈا کرنے والوں نے خلوص نیت کے ساتھ حالات اور کوائف کا مطالعہ کیا ہوتا تو شاید انہیں اعتراضات کی جرات نہ ہوتی ——— جرمن ترجمۃ القرآن کی مکمل کیفیت یوں ہے۔ انجمن نے فیصلہ کیا کہ جرمن زبان میں بھی قرآن پاک کا ترجمہ شائع ہونا چاہیئے اور اس خواہش کا بھی اظہار کیا کہ یہ کام حضرت مولانا صدر الدین صاحب سر انجام دیں کیونکہ وہی اس کام کے اہل ہیں حضرت مولانا نے فرمایا کہ مجھے جرمن زبان کا اتنا علم نہیں کہ میں اپنے ترجمہ اور تفسیر کو جرمن زبان کا جامہ پہنا سکوں لیکن قوم نے اصرار کیا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا علم عطا فرمایا ہے اور قرآن پاک کے معارف میں بصیرت بھی دی ہے ہم آپ کا ترجمہ اور تفسیر جرمن زبان میں دیکھنا چاہتے ہیں آپ اس کام کے لئے کسی ماہر جرمن زبان کو ملازم رکھ لیں حضرت مولانا نے قوم کے اصرار اور خواہش کو دیکھ کر اس کام کا بیڑا اٹھایا اور متواتر پانچ سال تک ضخیم تفاسیر کا مطالعہ فرمایا اور اس تیاری کے بعد ڈاکٹر منصور کو ملازم رکھا۔ ان پانچ سالوں کے علاوہ دو سال اور قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر پر صرف کئے دوسرے جرمن تراجم بھی پیش نظر رہے آپ قرآن مجید کی ایک ایک آیت کا مفہوم اور مطالب بیان فرماتے اور ڈاکٹر منصور اسے جرمن زبان میں ترجمہ کرتے آپ سنتے اور پھر کانٹ چھانٹ کرتے آپ نے متواتر دو سال تک یہ محنت شاقہ برداشت فرمائی تب کہیں جا کر قرآن مجید کا ترجمہ مکمل ہوا اس کے بعد آپ جرمنی تشریف لے گئے اور ایک جرمن ماہر زبان سے مسودہ کی نظر ثانی کروائی۔ ترجمہ کے ساتھ تفسیر بھی ہے۔ تفسیر انگریزی میں لکھی گئی جس کا ترجمہ ایک جرمن فاضل نے کیا لیکن وہ ترجمہ کرنے سے مفسر قرآن نہیں کہلا سکتا اسی طرح یہ ڈاکٹر منصور مترجم قرآن نہیں کہلا سکتے کیونکہ وہ مفہوم کے ذمہ دار نہیں بلکہ مفہوم کو لباس پہنانے کے ذمہ دار ہیں۔ ان کی اس محنت کا ذکر اور شکریہ دیباچہ میں کر دیا گیا اور یہی مناسب تھا لیکن جرمن فاضل نے اتنا بھی گوارا نہ کیا کہ ان کی اس محنت کا ذکر تک کیا جائے چنانچہ جب جرمن فاضل سے حضرت مولانا نے کہا کہ میں آپ کا ترجمہ کے دیباچہ میں ذکر کرنا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ ترجمہ اور تفسیر تو آپ نے کیا ہے میں نے آپ کے خیالات کو جرمن زبان میں صرف ادا کیا ہے، میرا نام اگر دیباچہ میں آئیگا تو لوگ اس پر ہنسیں گے کیونکہ یہ بات ہمارے ملک میں بہت معیوب خیال کی جاتی ہے کہ کسی شخص کے خیالات کو اجرت پر زبان کا لباس پہنائیں اور اس کے مصنف کہلائیں۔ مختصر یہ کہ حضرت مولانا کی ان تھک کوششوں کے بعد سات سال میں یہ ترجمہ مکمل ہوا اور اس کے بعد طبع ہوا ان واقعات اور حقائق کے ہوتے ہوئے ہمیں معلوم نہیں کہ اس پراپیگنڈا کی گنجائش کیسے پیدا ہوتی ہے اگر جماعت احمدیہ کی مساعی جمیلہ کو دیکھ کر کوئی حسد کی آگ میں جلتا ہے تو اس کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں اس آگ کو تو خدا تعالےٰ ہی ٹھنڈا کر سکتا ہے۔

فتح اسلام توضیح مرام اور ازالہ اوہام پہلی ایڈیشن کی ضرورت

انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں از سر نو اسی تقطیع پر طبع کرائی جائیں جس سائز پر حضرت مسیح موعودؑ نے خود چھپوائی تھیں۔ اسی غرض سے فتح اسلام۔ توضیح مرام اور ازالہ اوہام کی سب سے پہلی ایڈیشن کی ضرورت ہے اگر کسی دوست کے پاس یہ تینوں کتابیں ہوں تو عاریتاً یا قیمتاً جس طرح پسند فرمائیں ذیل کے پتہ پر بھجوا دیں، کتابیں بالکل ضائع نہیں ہوں گی، اور کتابت و طباعت کے بعد انہیں (بشرط ضرورت) بحفاظت واپس کر دیا جائے گا۔

خاکسار

جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے نام ایک دوست کا مکتوب

مکرمی و معظمی حضرت امیر ایدنا اللہ تعالیٰ

السلام علیکم۔

آج اتفاق سے آپ کی ایک چٹھی نظر سے گذری جس میں چند ضروری امور کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے۔ میرے خیال میں اگر ہر ایک احمدی اپنے اوپر یہ فرض کر لے کہ وہ حتی المقدور ان دس امور پر عمل کرے گا تو جماعت کی طاقت کم از کم دس گنا زیادہ ہو سکتی ہے جماعت کی سب سے بڑی خدمت وہ نوجوان کر سکتے ہیں جو کالجوں میں تعلیم حاصل کر رہے ہوں یا وہ جو سرکاری ملازم ہیں۔ ان کا حلقہ اثر زیادہ وسیع ہوتا ہے۔ میرے خیال میں ہر احمدی نوجوان کم از کم اپنے ایک دوست کو تو احمدی بنا سکتا ہے اور ایسا کرنے سے جماعت آہستہ آہستہ استحکام پکڑتی جائے گی اور تھوڑے ہی عرصہ میں تعداد کی قلت کا سوال اٹھ جائے گا۔ وہ نوجوان جو سرکاری ملازمتوں میں شامل ہو چکے ہیں دوسروں کی نسبت زیادہ خدمت انجام دے سکتے ہیں کیونکہ انہیں فکر معاش نہیں ہوتا۔ جماعت کو صرف مخلص نوجوانوں کی ضرورت ہے جب میں تعلیم سے فارغ ہو جاؤں گا اور خدا مجھے اچھی نوکری دے دیگا تو میں خدا کے دین کی خدمت کرنے میں کوئی بھی قربانی کرنے سے کبھی دریغ نہ کروں گا۔ یہ میرا اللہ میاں سے وعدہ ہے۔

(احمد رفیق جالندھر)

پتے درکار ہیں

قادیانی دوستوں اور بھائیوں کے پتے درکار ہیں احباب سلسلہ قادیانیوں اور بھائیوں کے پتے مرکز میں حضرت مولانا عزیز بخش صاحب جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خدمت میں بھجوائیں ایسے پتوں پر انشاء اللہ تعالیٰ پیغام صلح کا خاص پرچہ مفت بھیجا جائے گا۔ امید ہے احباب سلسلہ اس طرف فوری اور خاص توجہ مبذول فرمائیں گے۔ پتے بھجواتے ہوئے یہ امر خاص طور پر پیش نظر رہے کہ پتے ایسے لوگوں کے ہوں جن کے ہاتھ میں پیغام صلح کا جانا واقعی مفید ثابت ہو۔

(مدیر)

سلسلہ میں شمولیت

مندرجہ ذیل احباب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلسلہ حقہ میں شامل ہوئے اللہ تعالیٰ انہیں استقامت بخشے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

۱۳۴۔ عبید اللہ صاحب۔ وزیر آباد
۱۳۵۔ ممتاز احمد صاحب۔ "
۱۳۶۔ عبد القادر صاحب۔ جموں
۱۳۷۔ رحمہ بی بی صاحبہ۔ "
۱۳۸۔ عبد الحی صاحب۔ "
۱۳۹۔ امۃ الحفیظ صاحبہ "
۱۴۰۔ احسان الحق صاحب "
۱۴۱۔ ثریا جبیں صاحبہ "
۱۴۲۔ سلطان احمد صاحب ضلع گجرات (پنجاب)
۱۴۳۔ شبیر محمد صاحب کیمبلپور
۱۴۴۔ محمد یوسف صاحب جموں
۱۴۵۔ ثریا بیگم صاحبہ سیالکوٹ
۱۴۶۔ ریاض احمد صاحب ضلع سیالکوٹ
۱۴۷۔ سلیمہ بیگم صاحبہ "
۱۴۸۔ عبد الحفیظ صاحب۔ ضلع لائلپور
۱۴۹۔ مسعود اختر۔ ضلع گوجرانوالہ
۱۵۰۔ شیخ ممتاز احمد صاحب ضلع گوجرانوالہ
۱۵۱۔ زمرد بیگم صاحبہ وزیر آباد
۱۵۲۔ عزیز الرحمان صاحب "
۱۵۳۔ فاطمہ بی بی۔ "
۱۵۴۔ عبد الرحمان صاحب "
۱۵۵۔ عبد الغفور صاحب۔ راولپنڈی
۱۵۶۔ سردار احمد دین صاحب۔ لاہور
۱۵۷۔ محمد اکمل صاحب۔ بی ایس سی لاہور
۱۵۸۔ محمد اکبر صاحب بنگالی۔ کلکتہ (حال لاہور)
۱۵۹۔ ملک احسان علی صاحب بی اے لاہور
۱۶۰۔ ملک انعام الٰہی صاحب بی اے۔ لاہور

ارشادِ امیر

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن مجید کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔

بری تو مسیح موعودؑ کی تعلیم بھی اس وقت بالکل مٹ گئی ہوتی۔ اب غور کیجئے الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ خلط نہیں کیا انہیں کے لئے امن ہے۔

قادیانی جماعت کی موجودہ حالت

پیر پرستی ایک لعنت ہے کیونکہ یہ شرک ہے آپ قادیان کی جماعت کو دیکھیں گے کہ اب ان کو دلیل کی ضرورت نہیں رہی اس بات پر اب فخر کیا جاتا ہے کہ میاں صاحب کی ایسی وفادار جماعت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ جو چاہیں ان سے کام لیں اور کہا جاتا ہے کہ یہ میاں صاحب کا کمال ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ کیا پیر نگاڑو سے زیادہ وفادار جماعت پیدا ہو گئی ہے؟ کیا انھوں نے سر آغا خاں سے زیادہ وفادار جماعت بنالی ہے؟ جو کچھ ان جماعتوں میں ہوتا ہے وہی کچھ ان کی جماعت میں ہو رہا ہے۔ میاں صاحب نے لوگوں کی قوت متفکرہ کو بیکار کرنے والی باتوں پر زور دیا ہے انہوں نے کہا کہ جو شخص مجدد پر سچے اعتراض کرتا ہے وہ بھی جہنم میں جائے گا کیونکہ اس نے خلیفہ کی ذات پر اعتراض کیا ہے اصول تو یوں ہونا چاہیئے جیسا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا قال النبی صلعم احب الجھاد الی اللہ کلمۃ حق یقال لامام جائر۔ آنحضرت صلعم فرماتے ہیں خدا کے نزدیک سب سے محبوب جہاد وہ کلمۂ حق ہے جو کسی ظالم امام کے سامنے کہا جائے مگر آج ایک شخص کہتا ہے کہ مجھ پر اگر سچا اعتراض بھی کرو گے تو جہنم میں جاؤ گے۔ آج کچھ قادیان میں ہو رہا ہے وہ اس بات کا نتیجہ ہے کہ لوگوں کی قوت متفکرہ بیکار کر دی گئی ہے۔

ایک نئے سلسلے کی بنیاد

اسی کو سمجھئے یہ جو ایک میاں صاحب کا الہام ہے اس کے اندر بڑا بھاری دعویٰ کیا گیا ہے ان الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ تیرے متبعین تیرے منکروں پر قیامت تک غالب رہیں گے۔ اب کوئی مرید اس بات کو نہیں سوچتا کہ اس الہام کے اندر مفہوم کیا ہے محمود کے منکر اور محمود کے متبع! گویا کسی نئے سلسلے کی بنیاد ڈالی گئی ہے، جس کے متبع قیامت تک اس کے منکروں پر غالب رہیں گے حضرت ابوبکرؓ سب سے پہلے آنحضرت صلعم کے خلیفے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں متبع ہوں پیروی کرنے والا ہوں۔ یہ نہیں کہ میری پیروی کی جائے گی مگر میاں صاحب خلیفہ تو بنے مسیح موعودؑ کے اور سلسلہ چلایا اپنا۔

ہمارے ہاتھ پر بیعت کرنیوالے

کہتے ہیں کہ میرے متبع یعنی میرے ہاتھ پر بیعت کرنیوالے قیامت تک غالب رہیں گے۔ تو کیا ان کے ہاتھ پر بیعت کرنے والے قیامت تک زندہ رہیں گے اور شاید ان کے منکر بھی قیامت تک زندہ رہیں گے ہم لوگ جو بیعت لیتے ہیں ہمارے ہاتھ پر بیعت کرنے والے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متبع بنتے ہیں حضرت صاحب نے صاف لکھا ہے میرے نام پر بیعت لی جائے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا الہام

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام ہے وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دوں گا یہ حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ آیت وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ بار بار الہام ہوئی اور اس قدر متواتر ہوئی کہ جس کا شمار خدا ہی کو معلوم ہے اور اس قدر زور سے ہوئی کہ میخ فولاد کی طرح دل کے اندر داخل ہے اس سے یقیناً معلوم ہوا کہ خداوند کریم ان سب دوستوں کو جو اس عاجز کے طریق پر قدم ماریں بہت سی برکتیں دے گا اور ان کو دوسرے طریقوں کے لوگوں پر غلبہ بخشے گا اور یہ غلبہ قیامت تک رہے گا اور اس عاجز کے بعد کوئی ایسا مقبول آنیوالا نہیں جو اس طریق کے مخالف قدم مارے اور جو مخالف قدم مارے گا اسکو خدا تباہ کرے گا اور اس کے سلسلہ کو پائداری نہیں ہوگی یہ خدا کی طرف سے وعدہ ہے جو ہرگز تخلف نہیں کرے گا اور کفر کے لفظ سے اس جگہ شرعی کفر مراد نہیں بلکہ صرف انکار سے مراد ہے غرض یہ سچا طریق ہے جس میں ٹھیک ٹھیک حضرت نبی کریم صلعم کے قدم پر قدم ہے اللھم صل علی محمد و آلہ وسلم"

ہم تیرے متبعین کو تیرے منکروں پر قیامت تک غلبہ دوں گا یہ حضرت مسیح موعودؑ کا الہام ہے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ آیت وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

میاں محمود احمد صاحب نے حضرت صاحب کے خلاف قدم مارا

جس وثوق کے ساتھ حضرت صاحب نے لکھا ہے میں اب آپ کو اسی وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ میاں محمود نے حضرت صاحب کے خلاف قدم مارا ہے اب وہ سب کچھ خود بن رہے ہیں نہ صرف یہ کہ حضرت صاحب کی تعلیم کے خلاف نئی نبوت بنالی دنیا اسلام کو کافر بنایا بلکہ اب حضرت مسیح موعودؑ کا سلسلہ کچھ نہیں سلسلہ ان کا ہے جب جماعت نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کی بیعت کی تھی تو کیا وہ متبع حضرت مسیح موعودؑ کے تھے یا حضرت مولوی صاحب کے؟ خدا کی شان مرید اتنا نہیں سوچتے آنکھیں بند ہو گئیں وہ اتنا نہیں

یہ شخص غیر مامور ہے خدا نے اسے کھڑا نہیں کیا خود کہہ رہا ہے کہ میں غیر مامور ہوں اور پھر کہہ رہا ہے کہ قیامت تک میرے متبع غالب رہیں گے میاں صاحب کے متبع کیا اور میاں صاحب کیا؟

ہم نے محسوس کر لیا تھا

یہ پیر پرستی کی طرف رجحان تھا جس کو ہم نے اس وقت بھی محسوس کیا تھا اور ہم نے اسی وقت اندازہ کر لیا تھا کہ یہ قوم ایک دن پیر پرستی کے گڑھے میں گرنے والی ہے جو کچھ بھی میاں صاحب بیان کرتے چلے جائیں یہ اسے آنکھیں بند کر کے مانتے چلے جاتے ہیں۔

میاں محمود احمد صاحب اور ڈاکٹر عبد الحکیم خاں

حضرت صاحب نے یہ لکھا ہے کہ عبد الحکیم میری طرف یہ بات منسوب کرتا ہے کہ ہم نے مسلمانوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

"ڈاکٹر عبد الحکیم خاں اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائے گا اور دوزخ میں پڑے گا یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افتراء ہے میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا"

(حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۷۸)

میں یہاں میاں محمود احمد صاحب کو چیلنج کرتا ہوں کہ میاں محمود نے عبد الحکیم کی جگہ سنبھالی ہوئی ہے کیونکہ میاں صاحب لکھتے ہیں:-

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں میں تسلیم کرتا ہوں میرے یہ عقائد ہیں"

(آئینہ صداقت صفحہ ۳۵)

یا تو میاں محمود احمد صاحب حضرت صاحب کی کسی تحریر کو پیش کریں جہاں انھوں نے فرمایا ہو کہ جس شخص نے میرا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے اور میں انہیں وہی بات کہتا ہوں جو حضرت مسیح موعود نے عبد الحکیم کو کہی تھی کہ وہ حضرت صاحب کی کوئی کتاب پیش کریں جس میں آپ نے یہ لکھا ہو۔ نہیں تو اس بات میں ہرگز ہرگز کوئی شک نہیں کہ میاں محمود احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف قدم . . . . . مارا

حضرت صاحب کے مذہب سے قادیانی جماعت نے آنکھیں بند کر لیں

اس کے برعکس حضرت صاحب تریاق القلوب میں صاف فرماتے ہیں:-

"ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا" اور پھر لکھا ہے کہ مولوی محمد حسین بٹالوی کے لئے میں نے لفظ کافر اس لئے استعمال کیا کیونکہ وہ مجھے کافر کہتا تھا جب اس نے یہ اقرار کر لیا آئندہ مجھے کافر نہیں کہے گا تو میں نے بھی اقرار کر لیا کہ آئندہ اسے کافر نہیں کہوں گا۔ اس صراحت کے باوجود سب مریدوں کی آنکھیں بند ہو گئیں انہیں کوئی نہیں پوچھتا اب یہاں تک ترقی کی ہے کہ ان کے نزدیک کلمہ طیبہ کے اقرار سے کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا حالانکہ حضرت مسیح موعودؑ نے غیر مذاہب میں سے جتنے لوگوں کو داخل اسلام کیا اس کلمہ طیبہ کے ذریعہ کیا اور ان سے اقرار اسی کلمہ کا لیا اپنی رسالت کا اقرار کبھی نہیں لیا بلکہ بیعت میں اپنے ساتھ صرف عہد اخوت لیا

شرک فی النبوت

پھر شرک فی النبوت کی بنیاد میاں صاحب نے رکھی اور حضرت مسیح موعود کے مسلک اور تحریروں کے خلاف رکھی دو تین باتوں میں یہ بحث طے ہو جاتی ہے، ان کو یہ اقرار ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود اپنی نبوت کا انکار کرتے رہے۔ ہم نے کہا تھا کہ ستر آدمی ان کی جماعت میں سے۔ نہ سہی ایک ہی آدمی خود میاں صاحب ہی حلف اٹھا کر کہدیں کہ میں نے حضرت صاحب کی بیعت ۱۹۰۱ء سے پہلے کی اور اس وقت میں حضرت صاحب کو نبی نہیں مانتا تھا اور ۱۹۰۱ء میں غلطی کا ازالہ نکلنے پر میں حضرت صاحب کو نبی ماننے لگ گیا کس قدر مختصر بات ہے مگر میاں صاحب اس سے بھی گریز کر گئے اور ان کے کسی دوسرے مرید کو بھی جرأت نہ ہوئی کہ یہ حلف اٹھا سکے۔

اجرائے نبوت

پھر حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ میری وحی وحی ولایت ہے وحی نبوت نہیں اور قیامت تک جبرئیل وحی نبوت لیکر نازل نہیں ہو سکتا میاں صاحب نے نبوت کا دروازہ کھولا اور خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ہی نبی بنالیا اور پھر کہتے ہیں جتنے چاہیں نبی بن سکتے ہیں شاید اس زمانہ میں بھی کوئی بن جائے ۱۹۳۵ء میں ایک نو مسلم جس کا نام جلال الدین تھا قادیان گیا اور میاں صاحب سے ملا اور اس نے میاں صاحب سے دریافت کیا کیا حضور بھی ترقی کر کے نبی بن سکتے

ہماری تبلیغی ڈاک

از دفتر جائنٹ سکرٹری صاحب

ایس۔ چدمبارام صاحب ضلع رامناد علاقہ جنوبی ہند سے تحریر فرماتے ہیں :-

"آپ کی فرستادہ کتب کے مطالعہ سے میرے دل پر ایک گہرا اور پائدار اثر ہوا خصوصاً حضرت نبی کریم صلعم کی پاکیزہ اور صابرانہ زندگی جو ایام مصائب و غم و اندوہ کے وقتوں میں گذری ایک روح افزا اور حوصلہ بخش نمونہ ہے۔"

الحمدللہ کہ ہماری جماعت کے پیدا کردہ لٹریچر کے ذریعہ سے رسول کریم صلعم کے اخلاق ستودہ اور صفات حمیدہ کی چمک غیر مسلموں کے دل پر پڑ کر ان کو دین اسلام کی طرف مائل کر رہی ہے۔ ان کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے لکھے ہوئے دو ٹریکٹ "پرافٹ آف اسلام" اور "اسلام دی ریلیجن آف ہیومینیٹی" بھیجے گئے اب انگریزی ترجمہ قرآن مفت بھیجا جارہا ہے۔

سردار علی بیگ صاحب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں :-

"........ خاکسار بہ بانگ دہل کہہ سکتا ہے کہ ان احمدیوں نے دنیائے مسیحیت کو اسلام سے روشناس کرایا ہے بلکہ صدہا نصرانی بطفیل علمائے احمدیت اسلام لائے۔ وہ صد سالہ صلیبی جنگوں کے بعد اقوام فرنگ دین اسلام کو ایک خونخوار دیو سمجھنے لگے تھے۔ اور اسلام کے نزدیک آنے سے خوف محسوس کرتے تھے۔ علمائے فرنگ دین محمدی کو ہمیشہ دوسرے رنگ میں پیش کرتے چلے آئے۔ لیکن احمدیوں نے از روئے بائبل ثابت کر دکھایا۔ کہ رسول اکرمؐ عہد عتیق کے فارقلیط ہیں۔ اور عہد جدید کی روح حق ہیں۔ جیسا کہ یوحنا کی انجیل میں مذکور ہے۔ یہ وہی احمد ہے جو فاران کی چوٹیوں سے اترا ہے۔ غرضیکہ جماعت احمدیہ نے فرزندان تثلیث کے منہ بند کر دیئے۔ خصوصاً حضرت مرزا صاحب کو یادریان عالم آج تک یاد کر رہے ہیں۔ اور آئندہ ان کی نسلیں یاد کریں گی۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ احمدیوں نے وہ کچھ کر دکھایا۔ جو ہمیں کرنا چاہیئے تھا۔ گذشتہ دو سو سال میں شجر اسلام کے آس پاس خار دار جھاڑیاں اگ آئیں۔ ضروری تھا کہ جھاڑیوں کا صفایا کیا جاتا تاکہ یہ شجر درخت بخوبی پھیلے پھولے۔ اور خلق اللہ بھی مستفید ہو۔ سو حضرت مرزا صاحب اور ان کی جماعت کیا۔ لاکھوں بندگان خدا مستفید ہو رہے ہیں اور ہونگے افسوس ہمارے علماء ایک مجاہد کی قدر نہ کرسکے بلکہ تبرا بازی شروع کر دی اور ایک شریف النفس ہستی کو اتنا برا بھلا کہا کہ ابلیس کو مات کر دیا۔

راقم التحریر نے براہین احمدیہ کے چند اوراق کا مطالعہ کیا ہے۔ لیکن ہنوز تشنہ کام ہوں۔ یہ خیال ہے کہ مزید روشناس احمدیت ہونا چاہیئے۔ مستشرقین بھی فیضیاب ہو جاویں۔ کوئی ایسی کتاب ہو کہ جس میں قادیانی اور لاہوری جماعتوں کا فرق نمایاں طور پر ظاہر کیا گیا ہو۔ آپ جتنا مناسب سمجھیں اتنا فائدہ تو ضرور بالضرور پہنچائیں۔ ممکن ہے۔ آپ کی کشش مجھے لاہور میں لے آئے۔ اور میں زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکوں۔

والسلام۔ احقر العباد

سردار علی بیگ

ایک اور دوست حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں :-

محترم مولانا صاحب۔ السلام علیکم

مدت کی بات ہے کالج کے زمانے میں چند مرتبہ آپکی خدمت میں حاضر ہونے اور نیاز حاصل کرنے اور بعض مسائل میں استفادہ اٹھانیکا موقعہ ملا تھا۔

تعلیم کے ختم کرنے پر میں افغانستان چلا گیا اور کوئی ۱۵ سال تک وہاں ایک کالج میں پڑھانے کے بعد سال گذشتہ واپس وطن آیا دہلی گورنمنٹ آف انڈیا میں چند ماہ قیام کیا اب آجکل ملٹری میں ہوں اور اس جگہ (گوہاٹی۔ آسام) میں ہیڈ کوارٹر ہے سرکاری کام سے دورہ پر اکثر جاتا ہوں۔

میں احمدی نہیں مگر سچی بات یہ ہے کہ آپ کی جماعت اور ان کی سرگرمیوں کو نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ ہمارے مولوی اور واعظ حضرات آپ اور مولوی صدرالدین صاحب جیسا طرز بیان سیکھ لیں۔ میں سچ کہتا ہوں کہ میں اپنے مولوی صاحبان کے وعظ اور طریقوں سے اس قدر تنگ آگیا ہوں کہ ان سے ملنا اور کسی مسئلہ میں رجوع کرنا تو در کنار۔ نماز جمعہ بھی گھر ہی میں پڑھ لیتا ہوں۔ ان لوگوں نے مذہب کو سمجھا ہی نہیں خدا ان کو ہدایت دے آمین۔ میرا پختہ ایمان ہے کہ ان صاحبان نے ہی اسلام کو بدنام کیا ہے۔

مطلق حیات و ممات کسی کے صدق یا کذب کی دلیل نہیں

ایک افسوسناک مغالطہ انگیزی کی تردید

(از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے مولوی فاضل)

اخبار الفضل میں "جماعت احمدیہ کے ابتلاء پر غیر مبائعین کی دل آزار روش" کا عنوان دیکر لکھا گیا ہے کہ :-

"ملک عبدالرحمان صاحب خادم نے ذکر فرمایا کہ بدوملہی کے مباحثہ میں غیر مبائع مبلغ مولوی اختر حسین صاحب نے حضرت سیدہ ام طاہر صاحبہ رضی اللہ عنہا اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی وفات کو طنزاً ذکر کیا، اور کہا کہ دعوے مصلح موعود کے بعد یہ سزا ہے۔ افسوس کہ غیر مبائعین نے اس اعتراض میں جہاں اپنی قساوت قلبی کا ثبوت دیا ہے وہاں روحانی حقائق اور سنن الٰہیہ سے بھی بالکل اعراض کیا ہے۔"

(الفضل ۸ اپریل ۱۹۴۴ء)

اعوذ باللہ ان اکون من الجاھلین

ایسا کلمہ جہالت میری زبان سے نہ نکل سکتا تھا جناب خادم نے ایسی روایت کرکے کوئی اچھا نمونہ نہیں دکھایا، مجھے ایسی فضول بات کی تردید کی بھی ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ مولوی ابوالعطاء صاحب جالندھری جو اس مضمون کے لکھنے والے ہیں اس بناء پر تمام جماعت لاہور کو بدنام کرتے ہیں لہذا اخبار الفضل تحریر کرتا ہوں کہ میرے نزدیک یا جماعت لاہور کے نزدیک مطلق موت و حیات کسی کی صداقت یا کذب کی دلیل نہیں سوائے اس کے کہ مباہلہ یا پیشگوئی کی صورت ہو۔ البتہ جماعت قادیان روحانی مریض جماعت ہے۔ جب کسی مخالف پر کوئی مصیبت آجائے تو وہ اس کو اپنی صداقت کی دلیل بنالیتی ہے، جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری کے صاحبزادہ کے انتقال پر خود انہی مولوی ابوالعطاء صاحب نے ایک ایسا نوٹ فرقان میں لکھا جس سے اہل حق کے دل مجروح ہو گئے، اور جناب مولوی شیر علی صاحب نے تو حد سے بہت ہی ناپاکیزہ گفتگو کی توقع تھی، جناب شیخ مصری صاحب کو خط لکھتے ہوئے، ان کے صاحبزادہ کی موت کو ان کے غلطی پر ہونے کی دلیل ٹھہرایا اور انہیں دوبارہ خلیفہ صاحب کی بیعت پر آمادہ کیا۔ میں نے انہی امور کا حوالہ دیتے ہوئے جناب شیخ مصری صاحب کے صاحبزادہ کی موت پر اہل قادیان کی خوشیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا تھا۔ کہ تم لوگ روحانی مریض ہو، جب کسی مخالف کے سر میں درد ہو جائے تو اسے اپنی صداقت کی دلیل بنا لیتے ہو، اگر تمہارا استدلال صحیح ہے تو خلیفہ صاحب کے اعلان مصلحیت کے بعد وہ اموات کا واقعہ ہونا کیا ظاہر کرتا ہے۔ نیز یہ کہا تھا کہ یہ اموات تمہارے لئے خدا کی طرف سے ایک تنبیہہ کے طور پر ہیں تاکہ تمہیں معلوم ہو کہ تمہارے خیالات باطل ہیں اور محض کسی کا مرجانا، کسی کے جھوٹا ہونے کی دلیل نہیں ہوا کرتا، الغرض ہمارے نزدیک ان اموات کا تعلق قطعاً خلیفہ صاحب کے دعوے کے صدق یا کذب سے نہیں؛ ہمیں ان اموات میں اس سلسلہ اور کے خاندان سے گہری ہمدردی ہے جس کا اظہار اخبار پیغام صلح میں ہو رہا ہے۔ اگر مولوی ابوالعطاء صاحب یا دیگر اہل قادیان کے پاس حق ہے تو انہیں علمی رنگ میں مقابل آنا چاہیئے ایسے اشتعال انگیز مضامین لکھ کر اور نازیبا الفاظ استعمال کرکے کبھی حق و صداقت پر غلبہ حاصل نہیں کیا جاسکتا، خلیفہ صاحب کی مصلحیت کی حقیقت پر میں نے ایک مضمون "دعویٰ مصلحیت کی شان نزول" کے عنوان سے لکھا تھا، خلیفہ صاحب کے متعلق میری رائے وہ ہے جو میں نے اس میں ظاہر کی ہے نہ وہ جس کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے اگر کوئی صاحب اس مضمون پر تبصرہ کریں تو میں ممنون ہوں گا، اگر مدیر الفضل اس تردید کو اپنے اخبار میں جگہ دیں گے تو ممنون ہوں گا۔

یوم وصال کے جلسے

بیرونی جماعتوں کے نوجوان یوم وصال کے جلسے منعقد کرکے تحریک احمدیت کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیاں دور کریں۔

پیغام مجدد

{از جناب عبدالصمد صاحب برق اکبر آبادی حال مقیم بغداد}

نوٹ:- ہمارے دوست عبدالصمد صاحب برق اکبر آبادی نے حضرت امام عصر حاضر کے پیام کو نظم کیا ہے۔ قارئین پیغام صلح اپنے ایک دور افتادہ دوست کے جذبات وخیالات کو مطالعہ فرمائیں ؛

اے نشان رحمت الطاف یزداں احمدی
اے شب تاریک کی شمع فروزاں احمدی
اے ضیائے مشعل ایماں وعرفاں احمدی
اے جہاں میں آیت افضال رحماں احمدی
لے کے قرآں ہاتھ میں اے راز دان سرمدی!
پھر دکھا اہل جہاں کو عز وشان احمدی

جس کو اللہ نے کیا نازل ہدایت کے لئے
جو سراسر نور ہے افراد امت کیلئے
وہ جو پیغام عمل ہے قوم وملت کیلئے
وقف ہے اب طاق نسیاں کی وہ زینت کیلئے
علم وحکمت کا خزانہ - گنج عرفاں چھوڑ کر
حامل ذلت ہے مسلم آج قرآں چھوڑ کر

رونما افراط اور تفریط کے ہیں واقعات
جہل کی تاریکیاں چھائی ہوئی ہیں شش جہات
ہر طرف ظاہر ہیں شدادی ونمرودی صفات
قبلہ مقصود ہے ہر قوم کا لات ومنات
دیکھ انسانی دماغوں کا نظام خام دیکھ
چھوڑ کر قرآں کو دنیا کا ذرا انجام دیکھ

تو ہدایت کا جہاں میں مہر عالمتاب ہے
کشت زار دیں ترے ہی فیض سے شاداب ہے
منتظر ذوق عمل کی مجلس احباب ہے
آکہ ساز ہستی عالم کی تو مضراب ہے
اٹھ ذرا لے کر جہاں میں تو مجدد کا پیام
چار دانگ عالم میں پہنچا دے اسے تا خاص وعام

کر علاج زخمہائے تازۂ اہل جہاں
دور کر غم ہائے بے اندازۂ اہل جہاں
سن ذرا با گوش دل آوازۂ اہل جہاں
دیکھ لے بکھرا ہوا شیرازۂ اہل جہاں
پھر اسی قرآں سے قائم کر نظام کائنات
یہ امام وقت کا ارشاد ہے اے نیک ذات

خدمت قرآں بنالو گے اگر اپنا شعار
اے عزیزو! دیکھ لو گے نصرت پروردگار
آئے گی اسلام کے اجڑے چمن میں پھر بہار
پھر جہاں میں ہوگا قائم دین کا عز ووقار
ہاں یقیناً آگئے وہ دن کہ باصد آب وتاب
حسب فرمان نبی مغرب سے نکلے آفتاب

پنج ہزاری فوج کے تم ممبران پاک ہو
تم غلامان غلام صاحب لولاک ہو
اس جہاں میں تم ہی خدام رسول پاک ہو
برق تم پائے محمد مصطفیٰ کی خاک ہو
وقف ہو دیں کے لئے خدمت تمہارا کام ہے
بالیقیں والبتہ تم سے نصرت اسلام ہے

پشاور کے جلسے کے بعد

{از جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم-اے-}

پشاور کا جلسہ ختم ہونے کے بعد وہاں کے دوستوں کے اصرار پر میں وہاں کچھ عرصہ کے لئے ٹھہر گیا جماعت کے نوجوانوں میں جس قدر احمدیت کے لئے جوش اور اخلاص پایا جاتا ہے اس کے اظہار کے لئے الفاظ نہیں۔ صوبہ سرحد کی جماعتوں کے نوجوانوں سے مل کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ احمدیہ تحریک نے صوبہ سرحد میں اپنے قدم بہت مضبوطی سے جما لئے ہیں اور وہ وقت دور نہیں جب اس علاقہ سے احمدیت کے لئے بڑے مجاہد پیدا ہوں گے جو اپنی قربانیوں سے اسلام کو پھر زندہ کر دیں گے- ان سطور کو قلمبند کرتے وقت وہ تمام صورتیں میرے دماغ میں گھوم رہی تھیں جو جلسہ کی خاطر مضافات پشاور سے ہماری مسجد میں اکٹھی ہوگئی تھیں- کچھ غیر سن بچے بھی تھے جو وہاں جلسہ کے شوق میں اکٹھے ہوگئے تھے - محمد عبدالرحمان ڈانور سے آئے ہوئے تھے اور جلسہ کا انتظام کرنے میں مصروف تھے - عطاء الرحمن صاحب، امام الدین، عبداللطیف، عبدالسلام، عبدالرشید، محبوب خاں، عبدالغفار، عبدالباری، محمد اقبال، عبدالحی، سید حسین علی شاہ، قاری فضل علی - عبدالحکیماں، گلاب شیر، عبدالوحید، اور عبدالرحیم صاحبان، یہ سب اور کئی ایسے دوست جنکو تصور میں تو لا سکتا لیکن انکے نام معلوم نہیں جلسہ کی رونق کو بڑھا رہے تھے ان میں ہر ایک اپنی اپنی بساط کے موافق جماعت کی خدمت کرتے رہے - اور بزرگوں میں سے میر بادشاہ صاحب، دلاور خاں صاحب، خانبہادر غلام صمدانی خانصاحب علی بہادر خانصاحب، ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب، فضل دین صاحب، عبداللہ جان صاحب، ملک کندل خاں صاحب، عبداللہ جان صاحب (ڈانور) یہ سب اور کئی دوسرے بزرگان سلسلہ صوبہ سرحد کی جماعت کے لئے باعث رونق تھے - انہیں کے دم سے وہاں احمدیت کا پودا اب تک نشو ونما پاتا رہا ہے-

ڈاکٹر عبدالعزیز صاحب کے صاحبزادے عبدالرحیم صاحب کے ہمراہ ۲۴ کی صبح کو ہم اسلامیہ کالج کی طرف گئے وہاں کافی دیر تک عبدالغنی صاحب، سید عبدالرحمان اور محمد احسن صاحبان سے سلسلہ کے متعلق گفتگو ہوتی رہی - ۲۵- اپریل کو نماز فجر کے بعد خاکسار نے درس قرآن دیا اور اسی دن عبداللہ جان ایڈونٹ کی معیت میں اسلامیہ کالج گئے وہاں سے عصر کے قریب سفید ڈھیری گئے - خدا کے فضل سے وہاں ہماری جماعت بہت مضبوط ہے، ملک کندل خانصاحب اور ان کے خاندان کے دیگر افراد وہاں جماعت کے امور میں بہت سرگرمی سے حصہ لیتے ہیں -

اگلے دن سید حسن علی شاہ صاحب کے ساتھ اکوڑہ خٹک جانے کا اتفاق ہوا- وہاں تین دن تک انفرادی طور پر تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا، انشاء اللہ عنقریب وہاں ایک جماعت بن جائے گی- اس علاقہ میں یہ تبلیغی دورہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے کامیاب رہا- ان ایام میں ایک دن شام کو ہم مصری بانڈہ میں گئے مصری بانڈہ دریائے کابل کے دوسرے کنارہ پر واقع ہے - وہاں کچھ لوگ اکٹھے ہوگئے تھے، ان کے سامنے قرآن مجید کی چند آیات کا ترجمہ اور تفسیر پیش کیا اور اپنی جماعت کے غیر ممالک میں تبلیغ کے ایک دو واقعات سنائے-

اس علاقہ میں سید حسین علی شاہ صاحب بڑے جوش کے ساتھ تبلیغ کر رہے ہیں دعا ہے اللہ تعالےٰ انہیں اپنے ارادہ میں کامیاب کرے، اس تمام عرصہ میں مجھے یہ محسوس ہوتا رہا کہ اگر ہمارا پشتو زبان میں لٹریچر ہو اور قرآن مجید کا ترجمہ وتفسیر ہو تو اس تمام علاقہ میں احمدیت کو بہت وسیع پیمانے پر پھیلایا جا سکتا ہے

تبلیغی پروگرام

سب احمدی دوستوں کا فرض ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے پیش کردہ تبلیغی پروگرام کو ہر وقت پیش نظر رکھیں

مسلم ٹاؤن میں احمدیت کا چرچا

نماز پنجگانہ } مسلم ٹاؤن میں نماز پنجگانہ ادا کی جاتی ہے اور یہ سعادت مسلم ٹاؤن کی احمدی جماعت کو حاصل ہے کہ خود حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ امامت کراتے ہیں -

نماز جمعہ } نماز جمعہ بھی باقاعدہ ادا کی جاتی ہے - خطبہ مولینا عبدالحق صاحب یا ان کی غیر حاضری میں مرتضےٰ خاں صاحب پڑھاتے ہیں جماعت کی خواتین بھی شمولیت کرتی ہیں غیر از جماعت احباب بھی شامل ہوتے ہیں اور جماعت کے بچے بھی . . . . شرکت کرتے ہیں -

شبان الاحمدیہ واطفال احمدیہ } شبان الاحمدیہ اور اطفال احمدیہ ہر دو جماعتیں قائم ہیں- ان کے اجلاس عموماً ہر ہفتہ منعقد ہوتے ہیں خواجہ جلال الدین صاحب صدر ہیں اور سید اسد شاہ طالب علم سیکنڈ ایر جو ہمارے مرحوم ڈاکٹر سید محمد حسین شاہ صاحب کے پوتے ہیں سیکرٹری کا کام انجام دے رہے ہیں - عبدالحمید صاحب جو ماسٹر نقیر اللہ صاحب کے نواسہ ہیں اسسٹنٹ سیکرٹری ہیں ڈاکٹر اللہ بخش صاحب ہر شام نماز مغرب کے بعد چھوٹے بچوں کو دینی مسائل کی تعلیم دیتے ہیں شیخ محمد طفیل صاحب لاہور سے ابھی تشریف لے گئے تھے اور بچوں کو اپنے مخصوص انداز میں ضروری امور کے متعلق تحریک کی۔

درس قرآن شریف } ڈاکٹر اللہ بخش صاحب
۵ نماز عصر کے بعد بڑی عمر کے بچوں کو قرآن شریف کا ترجمہ پڑھاتے ہیں -

تبلیغ واشاعت } مسلم ٹاؤن میں بذریعہ لٹریچر اور زبانی گفتگو سے تبلیغ احمدیت کا سلسلہ جاری رہتا ہے - اور یہ پروپیگنڈا کہ مسلم ٹاؤن میں بالکل جمود ہے غلط ہے جن اصحاب کو شک ہو وہ بچشم خود ملاحظہ کر سکتے ہیں ؛ (نامہ نگار)

داعیاً الی اللہ کا مصداق کون ہے؟

یایھا النبی انا ارسلنٰک شاھدًا و مبشرًا و نذیرًا و داعیًا الی اللہ باذنہٖ و سراجًا منیرًا

(از جناب شیخ محبوب عالم صاحب چمبہ)

مذکورہ بالا آیت میں النبی کے لفظ سے صرف حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کیا گیا ہے۔ اور یہ بدیں وجہ ہے کہ حضرت ختمِ انوار سماوی ہیں اور چونکہ حضور کے انوار و برکات قیامت تک جاری ہیں۔ نبوت اختتام پذیر ہو چکی ہے اس لئے النبی کا لفظ کافی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں آیا ہے یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہٖ و لو کرہ الکفرون۔ کہ اگرچہ مخالفین ارادہ رکھتے ہیں کہ اپنی (غیر معقول) باتوں سے اللہ کے نور کو تاریک و گمراہ دنیا پر ضیا پاشی سے روک لیں۔ لیکن دوسری طرف اللہ تعالیٰ جو علی کل شئی قدیر ہے یہ ارادہ کر چکا ہے کہ وہ اس نور کو اتمام و کمال تک پہنچائے۔ کفار لوگ اگرچہ اسے ناپسند کریں گے لیکن اللہ تعالےٰ کو ان کی کوئی پرواہ نہیں۔ نور قرآن حضرت نبی کریم صلعم پر نازل ہوا، اور نہ صرف حروف و الفاظ کی شکل میں یہ اتمام پذیر ہوا بلکہ کمال فتح و کامرانی کی صورت میں اس کا غلبہ دنیا پر ظاہر ہوا تکمیل شریعت کی وجہ سے چونکہ حضرت ختم انوار سماوی صلعم کا فیض روحانیت ابد الآباد تک کے لئے ہے اور چونکہ حضرتؐ کا لایا ہوا قانون الٰہی یعنی قرآن آیندہ کی تمام نسلوں کے لئے ہدایت نامہ قرار پا چکا ہے۔ اسی لئے حضرت خاتم النبیین کا لقب آسمان پر النبی تجویز ہوا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے میرے نبی یقیناً ہم نے آپ کو دنیا کے اوپر اپنی توحید کا ایک بہت بڑا گواہ بنا کر بھیجا ہے۔ جب گواہ اور گواہی کا معاملہ درپیش ہو تو سمجھنا چاہیئے کہ کوئی چیز نہایت اہم ہے جس کے اثبات کے لئے شاہد کی ضرورت ہے۔ اور اس میں کیا شک ہے کہ آنحضرت صلعم کی آمد سے پیشتر کفر و عصیان کا غلبہ فوق العادت طور پر مشارق و مغارب پر ہو چکا تھا۔ روحانی شاہد اس سے پیشتر بھی آئے تھے۔ مگر دنیا ان کے قوانین کو فراموش کر چکی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دنیا جہان کی بستی پر گویا نعوذ باللہ خدا کی توحید کا پیغام آیا ہی نہ تھا۔ لوگوں کا کفر و عصیان۔ شرک و بدعت فحشاء اور منکر پر اس قدر شدت کے ساتھ اصرار تھا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ دنیا مالک الملک جناب باری تعالیٰ کی واحد حکومت کو قبول کرنے کے لئے کسی قیمت پر بھی تیار نہیں ہو سکتی۔ ایسی حالت میں جبکہ جناب باری تعالےٰ کی ہستی اور اس کی توحید اور اس کی قدرت کاملہ کا اعلانیہ انکار کیا جا رہا تھا اور جبکہ قوانین الٰہی کی کھلم کھلا خلاف ورزی انسانیت کو آگ کے گڑھے کی طرف تیزی کے ساتھ لیجا رہی تھی۔ اس وقت ایک بہت بڑے شاہد کی ضرورت تھی جو نہ صرف ہستی باری تعالیٰ اور اس کی توحید کا اعلان کرے بلکہ عملی طور پر اس کی ذات لاشریک کے وجود باوجود پر شاہد ناطق ٹھہرے۔ لیکون الرسول علیکم شھیدًا کے عظیم الشان مگر مشکل کام کو حضرت نبی کریم صلعم نے کیونکر انجام دیا اور کس خوبی کے ساتھ؟ یہ محتاج تشریح نہیں۔ خود حضرت کی زندگی اس مضمون کی ایک شاندار تفسیر ہے۔ پھر فرمایا آپ مبشر بھی ہیں یعنی خوشخبری دینے والے اور وہ اس بات کی کہ جس رسول کی بشارت اور خوشخبری حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی تھی وہ "رسول" وہ "تسلی دینے والا" وہ "روح حق" جو تمام باتیں سکھلانیوالا ہے دنیا میں مبعوث ہو چکا۔ تو حضرت کو تین انعام جناب باری سے عطا ہوئے (۱) خدا تعالےٰ کے وجود پر سب سے بڑا گواہ (۲) مبشر۔ خوشخبری دینے والا اس بات کی کہ وہ موعود نبی جس کی آمد کی بشارات کتب مقدسہ کے ساتھ آ چکی تھیں۔ پھر حضرت اس لحاظ سے بھی مبشر ہیں کہ آپ وہ پیغام لائے ہیں جو اقوام و ملل کے اختلافات کو مٹانے کی صلاحیت رکھتا ہے اور جو دنیا کے سامنے فاصبحتم بنعمتہٖ اخوانا کا نظارہ پیش کر چکا ہے (۳) تیسرے آپ نذیر بھی ہیں اس بات سے کہ اب آفتاب اسلام کے نور سے انکار کرنیوالا سوائے خسران مبین کے اور کچھ حاصل نہیں کر سکتا۔ چوتھی صفت حضرت نبی کریم صلعم کی یہ بیان کی کہ آپ منشائے ایزدی کے مطابق داعیاً الی اللہ بھی ہیں۔ یہ بہت بڑا کام تھا جو حضرت نے ایسے طور پر کر کے دکھایا کہ اس کی نظیر پہلے مرسلین کی زندگی میں نہیں ملتی داعیاً الی اللہ یا دعوت الی اللہ کے کام میں جس محویت اور فنافی اللہیت کا نظارہ رسول اللہ صلعم اور حضور کے صحابہ نے پیش کیا۔ صبر و تحمل، عزم و استقلال اور مکارم اخلاق کے کمال کا مظاہرہ جو حضرت نے داعیاً الی اللہ کی حیثیت میں دنیائے مذہب کی تاریخ کے اوراق پر چھوڑا اس کی مثال کسی دوسرے نبی کی زندگی میں مفقود ہے۔ کس قدر پرمعنی الفاظ ہیں "و داعیاً الی اللہ باذنہٖ" کہ آپ کسی ایسی چیز کی طرف دعوت نہیں دے رہے جو کل من علیھا فان کے ماتحت جو زینت الحیوٰۃ الدنیا سے متعلق ہو یا کسی ایسی چیز کی طرف نہیں بلا رہے جو خود مخلوق ہو اور اپنی بھی مدد سے عاجز۔ فرمایا آپؐ کی یہ شان ہے کہ آپ خالصۃً داعیاً الی اللہ ہیں۔ اس اللہ کی طرف داعی ہیں جو رب العلمین، مالک الملک الملک القدوس۔ سلامتی اور امن دینے والا محافظ۔ صاحب غلبہ بڑے بڑے سرکشوں کی گردنوں کو جھکانے والا، پھر فرمایا کہ آپؐ داعی از خود نہیں بلکہ اس کے اذن و اجازت اور ارادہ سے۔

کیا شان ہے قرآن کریم کے علم کلام کی کیسی خوبصورتی کے ساتھ اور بالترتیب سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت اور منتخب اللہ ہونے کے دلائل دئیے جاتے ہیں۔ سبحان اللہ العلی العظیم۔

قرآن کریم کے مضامین پر غور کرنے سے اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح حیات کا مطالعہ کرنے سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ دعوت الی اللہ کا کام ہی وہ نصب العین ہے جس کے لئے آنحضرت صلعم کو مبعوث کیا گیا

علماء سے ایک سوال

یہاں ضمناً میں اپنے ملک یا کم از کم صوبہ پنجاب کے علماء اور ان حضرات سے بھی جو ملت اسلامیہ کی خدمت میں مصروف ہیں یعنی طبقۂ مصنفین و مدیران سے یہ بات دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جس صورت میں کہ دعوت الی اللہ کا کام ہی حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی امتیازی خصوصیت ہے اور در آنحالیکہ ہم اپنے اسلاف میں سے صرف اس طبقہ کو حضرت سید الانبیاء و الاصفیاء صلعم کے علم و عمل کا حامل تصور کرتے ہیں جنہوں نے دعوت الی اللہ کے کام میں حضورؐ کے نقش قدم کو اپنا رہنما بنایا تو للہ یہ بتلایا جائے کہ چودھویں صدی کے آغاز میں دعوت الی اللہ کے کام کو کس نے سنبھالا؟ یا اگر علماء نے ملت اسلامیہ ہندیہ کو نشیب و فراز زمانہ کی وجہ سے یا سیاسی و تمدنی مصروفیات کی وجہ سے اگر چودھویں صدی کے آغاز کا زمانہ اور اس کی کیفیت فراموش ہو چکی ہو اور اس وقت کی ملت اسلامیہ کے علماء و قائدین و عوام الناس پر حسرت و یاس کا جو عالم تھا اگر یہ بھی ذہن سے محو ہو چکا ہو تو غدا را وہ حال کے واقعات سے ہی اندازہ لگائیں کیا آج سے نصف صدی قبل کسی شخص نے دعوت الی اللہ کی اساس رکھی تھی۔ کیا اس دعوت و تبلیغ کی تحریک کو کوئی کامیابی حاصل بھی ہوئی تھی؟ کیا یہ کام اب تک جاری ہے؟ اور کیا دعوت الی اللہ کی بنیاد جو آج سے قریباً نصف صدی قبل رکھی گئی تھی آج انحطاط پذیر ہے یا محکم تر؟ اور اس تحریک نے اسلام کی جو تصویر ایشیا اور یورپ میں پیش کی ہے کیا اس میں اسلام کا حسن و جمال موجود ہے؟ اور وہ حسن و جمال اسلام کا جو پیش کیا گیا ہے غیر مسلم دنیا کے لئے باعث کشش ہے؟ اور اگر یہ امر واقعہ ہے کہ چودھویں صدی کے آغاز میں جبکہ ملت اسلامیہ پر ایک عالمگیر انحطاط اور زوال رونما ہو چکا تھا۔ داعیاً الی اللہ کا مصداق بننے کی توفیق مسلم ممالک کے بادشاہوں کو بھی نہ ملی۔ اور اگر یہ حقیقت ہے کہ علماء اور راہنما اس وقت خود اعتمادی سے محروم تھے اور وہ قوت ایمان جو تعلق باللہ سے . . . . . . پیدا ہوتی ہے۔ وہ توکل علی اللہ جو قرآن سے وابستگی کا نتیجہ ہے ان کے دلوں سے معدوم ہو چکا تھا اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کے مصداق حضرت مسیح کی آمد ثانی کو اپنی نیم جان امیدوں کی آخری آماجگاہ بنانے پر مجبور تھے تو ایسے وقت کے اندر اگر کوئی داعی الی اللہ عزم و استقلال اور ایمان و یقین کیساتھ یہ کہتا ہے کہ اسلام ادیان باطلہ پر غالب آئے گا اور قرآن کی تعلیم لوگوں کے دلوں کو فتح کر کے رہے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع میں ہی اب دنیا کی نجات ہے۔ اور جبکہ علماء کے مونہوں کو مہر لگ چکی ہو اور وہ داعی اعلانیہ اور پکار پکار کر یہ کہتا ہے کہ ہے کوئی آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے یقیناً وہی شخص داعی الی اللہ اور داعیاً الی اللہ کا مصداق ہے اور وہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم و عمل کا صحیح طور پر مورث و حامل اور اس کے سلسلہ کی ترقی اس کے باذنہٖ داعی الی اللہ ہونے کا ایک بدیہی ثبوت ہے۔

(باقی آیندہ)

مشغلۂ تکفیر کے خلاف آواز

روزنامہ احسان کا ایک تازہ مقالہ

نوٹ:۔ قارئین پیغام صلح کو روزنامہ احسان لاہور کی تبلیغی تحریک کے متعلق علم ہے روزنامہ مذکور مسلمانوں کو ایک مرکزی تبلیغی ادارہ کے قیام کی طرف توجہ دلا رہا ہے لیکن مسلمانوں کا مشغلۂ تکفیر اس ادارہ کے قیام کے لئے روک ہے۔ چند دن ہوئے مولوی مدار اللہ صاحب مردانی سکرٹری جمعیۃ العلماء صوبہ سرحد کا ایک مضمون اس تبلیغی ادارہ کی اہمیت اور تکفیر بازی کے خلاف شائع ہوا ہے جس کو ہم قارئین پیغام صلح کے مطالعہ کے لئے درج ذیل کرتے ہیں خدا کا شکر ہے کہ مسلمان اپنے ان عوارض کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں جس طرف امام عصر حاضر اور ان کی جماعت ایک عرصہ دراز سے متوجہ کرتی چلی آ رہی ہے*۔ ان خیالات کا اثر و نفوذ بھی تحریک احمدیت کی ایک فتح ہے۔

"وہ کونسا اصول ہے جس پر مذہبی اختلافات پر مبنی فرقوں کے مختلف المشرب علمائے کرام کو جمع کیا جا سکتا ہے اور جس پر احسان تبلیغی ادارہ کی اساس رکھنا چاہتا ہے اور کیا اسلامی دلائل کے پیش نظر ایسا ممکن بھی ہے یا نہیں چونکہ "احسان" کی تجویز کا مدعا یہ ہے کہ مسلمانوں میں مذہبی اختلافات کی بناء پر جتنے مذہبی فرقے بن گئے ہیں۔ اور جن میں سے ہر ایک کا مشرب علیحدہ اور مسلک جداگانہ ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ یہ فرقے ایک دوسرے سے دور اور مجتنب ہیں بلکہ ایک دوسرے کی تکفیر کا مشغلہ بھی ان میں جاری و ساری ہے حالانکہ ان تمام فرقوں کا خدا ایک رسول ایک اور کعبہ ایک ہے۔ پھر ان میں یہ تکفیر بازی کیوں ہے۔ جس نے ان کی جمعیت کو پریشان اور ان کے شیرازہ کو منتشر کر دیا ہے۔ اور جس کی وجہ سے مسلمانوں کی وہ عالمگیر اخوت برقرار نہیں رہ سکتی جو اسلام کا منشا ہے (ترجمہ: بتحقیق تمام مومن آپس میں بھائی بھائی ہیں) اور ترجمہ آیۃ (اور تمام مومن ایک جسم کی طرح ہیں) تو اب احسان چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے اس تفرق اور مختلف فرقوں کو ایک مرکز پر لانے کے لئے ان کے سامنے ایک خدا اور رسول کا تصور پیش کیا جائے اور اسی تصور پر ان کی جمعیت اور مرکزیت کا سنگ بنیاد رکھا جائے اور پھر ان کی تمام قوتوں کو بجائے آپس میں استعمال ہونے کے اسلام کی خدمت اور تبلیغی مہمات کے لئے بروئے کار لایا جائے تو یہی پہلو ہے جس پر میں آج اسلامی دلائل کی روشنی میں بحث کروں گا۔

چونکہ اس ضمن میں تمام دشواری اس امر میں ہے کہ مسلمانوں کے تمام فرقے سوائے اہل سنت والجماعت کے مذہباً اور تمام طور پر مردود قرار دئے گئے ہیں۔ یہاں تک کہ ان مذہبی فرقوں کے لئے اور ان کی طرف سے آپس میں ایک دوسرے کے لئے کفر کا لفظ تک بھی استعمال ہوا ہے اور یہی تردید اور تکفیر ہے جس نے مسلمانوں کو اور ان کے تمام فرقوں کو ایک دوسرے سے دور اور الگ کر دیا ہے اور جب تک ان کے آپس میں یہی دیوار حائل ہے ان کو مذہبی حیثیت سے متحد اور مجتمع کرنا مشکل ہے۔ اسلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ مستند اسلامی دلائل سے یہ ثابت کر کے دکھایا جائے کہ مسلمانوں کے تمام فرقے اہل قبلہ ہیں مسلمان ہیں اور جب کفر کی دیوار درمیان سے اٹھا دی گئی تو پھر اس کے بعد دوسرے اختلافات کی اتنی اہمیت نہیں رہ سکتی جو مسلمانوں کو ایک دوسرے سے الگ کر سکیں۔ ناظرین کرام پر یہ حقیقت واضح رہے کہ اسلام کا دروازہ بہت وسیع ہے اور پھر خصوصاً ایک مسلمان کو اسلام کے دائرہ سے خارج کرنے کے مسئلہ میں اسلام کا مسلک نہایت ہی محتاط ہے یہی وجہ ہے کہ آنحضرت صلعم کی احادیث اور کتب عقائد اور فقہ کے مسائل سے یہ حقیقت علیٰ رؤس الاشہاد ثابت ہے کہ سب اہل قبلہ مومن ہیں اور افتراق امت کے بارے میں جو حدیث وارد ہے "یعنی میری امت تہتر (۷۳) فرقے بن جائیں گے جن میں بہتر (۷۲) دوزخی اور ایک جنتی ہے" تو اس سے "امت اجابت" مراد ہے امت دعوت نہیں کیونکہ امت دعوت میں تو تمام غیر مسلم اقوام داخل ہیں۔ تو پھر ان کے فرقوں کی تعداد تہتر تک منحصر کرنا بالبداہت ناممکن ہے اس لئے اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کے بہتر فرقے اپنے فسق اور غلط اعتقاد کی بناپر دوزخ میں بقدر معصیت رہیں گے اور بعد میں نجات پائیں گے اور یہ مطلب نہیں کہ یہ فرقے کافر ہیں اور دوزخ میں بسبب کفر ہمیشہ رہیں گے ثبوت میں دلائل ذیل ملاحظہ ہوں:۔

(۱) امام غزالی اپنے رسالہ التفرقۃ بین الاسلام والزندقۃ میں مذکورہ حدیث افتراق امت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:۔ "پہلی حدیث صحیح ہے لیکن اس کے یہ معنے نہیں کہ یہ فرقے کافر ہیں۔ اور ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ وہ دوزخ میں جائیں گے اور دوزخ پر پیش کئے جائیں گے اور بقدر اپنے گناہوں کے اس میں رہیں گے۔"

(۲) شرح عقاید عضدیہ میں مذکورہ حدیث سے جو امت مراد لی گئی ہے اور جو مطلب اخذ کیا گیا ہے اس کے لئے اس کی اصلی عبارت ملاحظہ ہو "یعنی امت اجابت مراد ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو نبی صلعم پر ایمان لائے۔ اور یہ ظاہر بھی ہے اسلئے کہ اس اسلوب سے اکثر احادیث میں جو امت ذکر کی گئی ہے اس سے اہل قبلہ مراد ہیں۔"

(۳) روافض جن کے بعض اقوال باوجودیکہ موجب کفر ہیں لیکن پھر بھی چونکہ وہ اہل قبلہ ہیں اور باطل عقائد پر اس لئے آئے ہیں کہ ان کا زعم ہے کہ وہ حق پر ہیں اس لئے فقہ حنفیہ کا ان کے متعلق یہ حکم ہے کہ وہ مسلمان ہیں شرح مسلم الثبوت کی عبارت ملاحظہ ہو "یعنی حنفی مذہب والوں کے نزدیک صحیح یہی ہے کہ روافض کافر نہیں ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جن باتوں کے وہ قائل ہیں یہ زعم رکھتے ہوئے قائل ہوئے کہ وہ دین محمدی صلعم پر ہیں اور رافضیوں نے رسول کو نہیں جھٹلایا، اگرچہ ان کا یہ گمان غلط ہی سہی مگر وہ التزام کے مرتکب نہیں ہوئے اور التزام کفر کفر ہے نہ کہ لزوم کفر۔"

(۴) عقائد کی معتبر کتاب ملا علی قاری نے اہل قبلہ کے مسلمان ہونے پر جو تصریح کی ہے وہ عبارت ذیل سے ظاہر ہے "یعنی اہل قبلہ میں سے کوئی فرد کافر نہیں ہوتا۔ مگر اس صورت میں کہ اللہ تعالےٰ کے وجود سے انکار کیا جائے یا اس کے لئے شریک پیدا کیا جائے یا رسول کی نبوت سے انکار کیا جائے۔"

(۵) بخاری شریف کی مندرجہ ذیل حدیث جس میں اہل قبلہ کے مسلمان ہونے کی بالشان تصریح موجود ہے اور جو سلسلہ زیر بحث میں ہمارے لئے ناقابل انکار حجت ہے۔ ملاحظہ ہو "یعنی جس شخص نے ہماری نماز پڑھی اور ہمارے قبلہ کی طرف متوجہ ہوا اور ہماری ذبح کی ہوئی چیز کھالی پس وہ مسلمان ہے جس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول نے اٹھایا ہے پس اللہ کے دئیے ہوئے ذمہ میں خیانت نہ کرو (یعنی ایسے مسلمان کو ستاؤ نہیں اللہ کا عہد ٹوٹ جائیگا)۔"

(۶) کفر سے مسلمان کو بچانے کے لئے فقہ حنفیہ نے جو انتہائی احتیاط برتی ہے اس کے لئے رسائل ابن عابدین کا مفصلہ ذیل مسئلہ ملاحظہ ہو:۔

"یعنی اگر ایک شخص کے کفر پر ننانوے دلائل ہوں اور ایک دلیل اس کے ثبوت اسلام پر ہو تو مفتی پر لازم ہے کہ اس ایک دلیل پر عمل کرتے ہوئے اس شخص کے اسلام پر حکم کرے۔"

ان حقائق کو ملحوظ خاطر رکھنے کے بعد میں یہ گذارش کروں گا کہ تبلیغی ادارہ کے لئے اہل قبلہ ہونا ہی اصول قرار دیا جائے۔ اور اس اصول پر مجوزہ سنگ بنیاد رکھا جائے اور اسی طرح ہندوستان میں ایک ہمہ گیر تبلیغی نظام پیدا کیا جائے اور ایسا کرنا مذکورہ اسلامی دلائل کی روشنی میں بالکل اسلام کے عین مطابق ہے۔ جہاں تک میری نگاہ کام کر سکتی ہے تو مجھے اسلام کی تبلیغی خدمات اور مہمات کے لئے "احسان" کی تجویز بہترین معلوم ہوتی ہے اس لئے ضروری ہے کہ تمام مختلف الخیال علمائے کرام اس بحث طلب تجویز کے تمام پہلوؤں پر اور اس کے عملی امکانات پر غور کریں اور جہاں تک ہو سکے اس کے متعلق اپنے گرامی قدر خیالات اور آراء پیش کریں کیونکہ ابھی یہ تجویز تشنۂ بحث ہے اور اس کے بہت سے لوازمات ابھی باقی ہیں جن پر علمائے کرام اور خود احسان کی طرف سے بحث و تمحیص کرنے کی ضرورت ہے

رجسٹرڈ - ایل نمبر ۸۳۸

رجسٹرڈ - ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر
ایس محمد آصف بی اے -

جائنٹ ایڈیٹر
شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد و نکا ماننا ضروری ہے
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب ہوگا۔

جلد ۳۲ | لاہور - یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۳۰ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۳ھ - ۲۴ مئی سنہ ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۰

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشقِ قرآن

درس قرآن اور ترجمہ قرآن اس عشق کا نتیجہ ہیں

قرآن مجید غالب آنے والی کتاب ہے

قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر کرنے والے کرام بررۃ ہیں

حضرت مسیح موعودؑ کے یوم وصال کے جلسہ میں سب دوست شامل ہوں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۴۴ء

ان الذین کفروا بالذکر لما جاءھم وانہ لکتٰب عزیز لا یاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ تنزیل من حکیم حمید۔ (حٰم السجدہ)

حضرت مسیح موعودؑ کا عشقِ قرآن

قرآن کریم نے اپنے کمالات کو خود بیان فرمایا ہے اور طرح طرح کے پیرایوں میں دھرایا ہے کہ یہ کن خوبیوں کا جامع ہے۔ اگر حضرت امام زمان کے پاک قلب میں وہ فطری محبت اور مناسبت خدا تعالےٰ کے کلام سے نہ بھی ہوتی تو آپ نے قرآن مجید کو اتنا پڑھا تھا کہ اس سے بھی وہ قرآن مجید کا عشق پیدا ہو جاتا جس قرآن کے عشق کے لئے حضرت مسیح موعود کا نام آج بھی لیا جاتا ہے اور آیندہ اس سے بھی زیادہ لیا جائیگا یہ تو میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ قرآن مجید کے ساتھ جو آپ کا عشق تھا وہ اس حد تک تھا کہ نہ صرف یہ کہ آپ نے قرآن کی تعریف میں گیت گائے ہوں بلکہ فی الواقعہ آپ نے عملاً قرآن مجید کے ساتھ عشق کو ظاہر فرمایا اور قرآن کریم کو ہر پہلو سے مقدم کیا۔

درس قرآن

آپ کی زندگی میں اس عشق نے کئی رنگ اختیار کئے اور آپ کے بعد دو رنگ تو بڑے نمایاں نظر آتے ہیں جو اس عشق قرآن کا نتیجہ ہیں۔ ایک تو درس قرآن ہے جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود کی زندگی میں ہی حضرت مولانا نور الدین علیہ الرحمۃ نے رکھی۔ حضرت مولینا مرحوم کا درس قرآن تو اس قدر عجائبات سے بھرا ہوا تھا جو لوگ اس کو سنتے تھے ان کے دلوں میں قرآن مجید کی محبت پیدا ہو جاتی تھی یہ تو آپ کی زندگی میں بنیاد رکھی گئی اور کثرت سے جگہ جگہ درس قرآن کا سلسلہ شروع ہو گیا اور میں سمجھتا ہوں اس زمانہ میں بہت جگہ جو یہ سلسلہ چلتا ہے یہ اسی اثر کا نتیجہ ہے جس کا بیج قادیان میں بویا گیا یہ ایک عملی رنگ ہے جو حضرت صاحب کے عشق قرآن کا ظاہر ہوا۔

ترجمہ قرآن

اس کے علاوہ ایک دوسرا رنگ بھی ہے اس کی بنیاد بھی حضرت مسیح موعود کی زندگی میں رکھی گئی اور مولینا نور الدین علیہ الرحمۃ کی زندگی میں اس نے عملی رنگ اختیار کیا وہ ہے ترجمہ قرآن - یہ دو رنگ حضرت مسیح موعود کے عشق قرآن کا نتیجہ ہیں ایک رنگ اگر حضرت مسیح موعود کی زندگی میں شروع ہو گیا تو دوسرا حضرت مولینا کی زندگی میں شروع ہو گیا اور آج یہ لاہور کی جماعت کا امتیازی نشان بن گیا ہے۔

ہماری جماعت کا عَلَم

اس جماعت میں قرآن مجید بطور اس عَلَم کے ہے جو فوج کے اندر بطور نشان کے ہوتا تھا جب تک وہ علم کھڑا رہتا تو فوج میں گھبراہٹ پیدا نہیں ہوتی تھی اور جب گر جاتا تو گھبراہٹ پیدا ہو جاتی بعینہٖ یہی کیفیت ہماری جماعت کی اس روحانی جنگ میں ہے جو اس وقت فرشتوں اور شیاطین میں ہو رہی ہے یا روحانی قوتوں اور مادی قوتوں میں ہو رہی ہے اس جنگ میں قرآن مجید ایک جھنڈے کا کام دیتا ہے اور یہ جماعت اسے آگے رکھ کر قدم اٹھا رہی ہے۔

میرا فوٹو اور قادیانی اخبارات

بعض وقت اس معاملہ میں قادیانی اخبارات ایک ایسا طریق اختیار کرتے ہیں جو مسیح موعود کے نام لیواؤں کے شایان شان نہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہاں کچھ عرصہ ہوا ایک فوٹو دکھایا گیا تھا۔ یہ فوٹو اس زمانہ کا تھا جبکہ میری عمر قریباً پچیس چھبیس سال کی ہوگی اس فوٹو کے اندر میری تصویر کے ساتھ ہی ایک قرآن شریف بھی کسی دوسرے کے ہاتھ میں نظر آتا ہے یہ چیز تو ایسی تھی اگر کسی کے دل میں خدا تعالیٰ کا خوف ہوتا تو یہ تضحیک کا موقعہ نہ تھا کس طرح خدا کے فضل سے قرآن مجید میری زندگی میں داخل ہوا اور کس طرح خدا تعالےٰ نے اسے ترقی دی۔

بیہودہ اعتراضات

اس فوٹو کے متعلق الفضل میں مضمون نکلتے ہیں کہ فوٹو میں قرآن شریف ایسی جگہ نظر آتا ہے کہ لازماً یہ پیٹھ کے پیچھے ہوگا اس سے یہ معلوم ہوا کہ ان لوگوں نے قرآن مجید کو پیچھے ڈالا ہوا ہے۔ دوسرے مضمون میں لکھا ہے کہ فوٹو میں کوئی اور کتاب ہے جس پر قرآن شریف لکھا ہوا ہے یہ برائے نام قرآن ہے جس طرح ان کا قرآن برائے نام ہے۔ اس پر ایک اور اضافہ ہوا ہے کہ کیسا عجیب معاملہ ہے کیا تصرف ہے کہ وہ ہاتھ جس نے فوٹو میں قرآن مجید کو پکڑا ہوا ہے وہ ہاتھ کٹا ہوا ہے اور یہ کیوں کٹا ہوا ہے؟ یہ اس لئے کہ یہ محمد علی تو چور ہے اور یہ کٹا ہوا ہاتھ اس چوری کی سزا ہے۔ لیکن یہ قادیانی منطق ہے کہ چور تو میں تھا اور ہاتھ کسی قادیانی کا کٹ گیا۔ کیونکہ یہ بات یقینی ہے کہ وہ کوئی قادیانی ہے جس کا وہ ہاتھ ہے اور کٹا ہوا ہے وہ میری جماعت کا آدمی بھی نہیں۔ اگر تصویر کو دیکھیں تو قرآن میرے دائیں ہاتھ پر ہے اور سر کے قریب اونچے مقام پر ہے یہ محض خدائی تصرف ہے باقی رہا یہ کہ چوری کی وجہ سے ہاتھ کٹا ہوا ہے تو یہ شاید کبھی قادیانی حکومت آ جائے تو ممکن ہے جس طرح دنیوی حکومتیں جھوٹے مقدمے بنا کر سزا دیتی ہیں قادیانی حکومت بھی جھوٹا مقدمہ بنا کر میرے ہاتھ کاٹ دے۔

ایک صحابی کا واقعہ

اس موقعہ پر مجھے ایک صحابی کا واقعہ یاد آتا ہے۔ ایک لڑائی میں ایک صحابی کے ہاتھ میں جھنڈا تھا اس کا دایاں

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام ... پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

ہاتھ کٹ گیا تو اس نے بائیں ہاتھ سے جھنڈا تھام لیا وہ ہاتھ بھی کٹ گیا تو اس نے ٹنڈوں کے ساتھ جھنڈے کو اپنے سینے سے لگا لیا اسی طرح میں کہتا ہوں کہ یہ قرآن اس روحانی جنگ میں ہمارا جھنڈا ہے۔ یہ آگے چلے گا خواہ ہمارے ہاتھ بھی کاٹ دیئے جائیں تو بھی یہ نہیں گرنے پائے گا۔

غالب آنیوالی کتاب

میں نے شروع میں یہ آیت پڑھی تھی ان الذین کفروا بالذکر لما جاءھم وانه لکتب عزیز۔ وہ لوگ جنہوں نے قرآن کا انکار کر دیا جب وہ ان کے پاس آیا۔ اس کے آگے یہ نہیں بتایا کہ ان کو کیا سزا دی جائے گی بلکہ آگے قرآن مجید کی تعریف شروع ہو گئی وہ کتاب عزیز ہے وہ غالب آنیوالی کتاب ہے اس کے سوا دوسرا غالب نہیں آ سکتا انکار کر کے دیکھ لیں غالب ہی آئے گا۔

کوئی حملہ قرآن مجید کو گرا نہیں سکتا

لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید۔ جھوٹ نہ اس پر اس کے سامنے سے آ سکتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے قرآن حکمت والے لے تعریف کئے گئے اللہ کی طرف سے اتارا گیا ہے۔ من بین یدیه ولا من خلفه دو طرح اس کے معنی ہو سکتے ہیں مثلاً میں کھڑا ہوں کوئی سامنے سے حملہ کر دے یا میں کھڑا ہوں تو کوئی پیچھے سے حملہ کر دے یہ حملہ چونکہ بے خبری کی حالت میں ہوتا ہے اس لئے جس پر حملہ کیا جائے اس کے گر جانے کا قوی احتمال ہوتا ہے مگر فرمایا کہ یہ قرآن وہ چیز ہے کہ خواہ کوئی پیچھے سے حملہ کرے یا سامنے سے حملہ کرے اس کو گرا نہیں سکتا اور ایک معنی یہ ہیں کہ اس وقت جب یہ قرآن نازل ہو رہا ہے من بین یدیه کفار کتنا زور لگائیں اس کو گرا نہیں سکتے۔

ایک خوشخبری

یہ سورتیں ابتدائی مکی زمانہ کی ہیں جس وقت حضرت نبی کریم صلعم کی آواز کوئی نہیں سنتا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے تم جتنا چاہو زور لگا لو تم اسے مغلوب نہیں کر سکتے ولا من خلفه پھر اس کے بعد جو زمانہ آئے گا جب رسول اس دنیا سے رخصت ہو جائیگا اس زمانہ میں بھی کوئی قرآن پر حملہ کر کے قرآن کو نہیں گرا سکتا یہ گویا قیامت تک ایک خوشخبری دے دی کہ قرآن کبھی مغلوب نہیں ہو سکتا یہ ہمیشہ غالب ہی آتا رہے گا۔

کمزوری کی حالت میں بڑا دعوےٰ

بڑا بھاری دعوےٰ ہے اور بڑی کمزوری کی حالت میں دعوےٰ کیا گیا ہے ایسے نامساعد حالات میں کہ جب چاروں طرف بیکسی ہی بیکسی ہو یہ کیفیت کیسے پیدا ہو سکتی ہے کہ ایک آدمی اتنا زبردست دعوےٰ کرے کہ نہ باطل اب اسے مغلوب کر سکتا ہے اور نہ آیندہ آنے والے باطل کے پرستار اس پر غالب آ سکتے ہیں۔

قرآن کس طرح غالب آئیگا

یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ قرآن کس طرح غالب آئے گا قرآن تو موجود ہے مگر اس وقت اس کا وہ غلبہ نہیں۔ اس زمانہ کو دیکھو جب آنحضرت صلعم اور آپ کے ساتھیوں کے ہاتھ میں بھی قرآن تھا مگر وہ اس کے حامل تھے اس لئے قرآن غالب آیا اس کے بعد جس طرف بھی انھوں نے اس قرآن کو لیکر رخ کیا وہ غالب آ گئے ایران کے اندر گئے غالب ہو گئے مصر کے اندر گئے غالب ہو گئے شام کے اندر گئے غالب آ گئے غرضیکہ جس طرف بھی گئے غالب آ گئے کامیاب ہو گئے۔ لیکن آج بھی قرآن ہے مگر مسلمانوں کی حالت گری ہوئی ہے تو معلوم ہوا قرآن کے ساتھ اس کا حامل بھی چاہیئے کامیابی اور غلبہ اس وقت آئے گا جب صحیح رنگ میں اس کے حامل پیدا ہوں گے۔

موجودہ زمانہ میں قرآن کے حامل

اس زمانہ میں قرآن مجید کے حامل حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پیدا ہوئے اور آپ کے بعد یہ جماعت اس کی حامل ہے اگر یہ اسی طرح قرآن مجید کو سامنے رکھیں گے جس طرح آج تک انھوں نے سامنے رکھا ہے تو یہ یقیناً غالب آئیں گے اور دنیا کی کوئی طاقت نہیں جو انکا راستہ روک سکے۔

گذشتہ مفسرین اپنے زمانہ کے امام تھے

بعض ہمارے پرانے رفیق ہم سے الگ ہو گئے ہیں مگر میں نے دیکھا ہے کہ قرآن مجید کا وہ بلند مقام جو یہاں ان کی نظروں میں تھا وہ ہم سے علیحدہ ہو کر نہیں رہا۔ ایک ہمارے پرانے رفیق نے کہا کہ بہتر ترجمہ اور تفسیر لئے پھرتے ہیں کیا آج تک کسی امام نے قرآن کا ترجمہ اور تفسیر لکھی ہے، مجھے حیرت ہوتی ہے کہ بعض دفعہ واقفیت بھی انسان کو کہاں تک پہنچا دیتی ہے یہ جو بڑے بلند پایہ مفسرین گذرے ہیں کیا وہ اپنے زمانہ کے امام نہ تھے؟ اور مشکل یہ ہے کہ یہ کہنے والے خود جس کو امام مانتے ہیں وہ بھی آج قرآن کے ترجمہ اور تفسیر میں لگ گیا ہے

کیا قرآن مجید کو پہنچانیکی ضرورت نہیں رہی؟

اس بارہ میں ایک غلط فہمی ضرور ہے ہم جب قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر کرتے ہیں تو اس کی اصل غرض یہ ہوتی ہے کہ ایک فتح کرنیوالے ہتھیار کے طور پر اسے آگے لیکر جائیں۔ میں کہتا ہوں کہ اگر قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر نہیں کرنا تو کیا اس وقت تک انتظار کیا جائیگا کہ دنیا کی اتنی زبانیں بولنے والے لوگوں کی زبان عربی ہو جائے تب ان تک قرآن مجید پہنچایا جائے کیا ان اقوام تک قرآن مجید پہنچانے کی ضرورت نہیں رہی؟

سفرہ کون ہیں

قرآن مجید کی تعریف میں اور ان لوگوں کے متعلق جو اسے لکھنے اور پھیلانے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کلا انھا تذکرة فمن شاء ذکرہ۔ فی صحف مکرمة۔ مرفوعة۔ مطهرة بایدی سفرة۔ کرام بررة۔ قرآن مجید تو بڑائی کا موجب ہے جو کوئی چاہے اسے یاد رکھے عزت والے صحیفوں میں اور وہ صحیفے کہاں ہیں۔ بایدی سفرة کرام بررة۔ سفرہ کے ہاتھوں میں ہیں جو نیک اور معزز ہیں۔ سفرہ سافر کی جمع ہے اور سافر کا لفظ سفر سے مشتق ہے اور سفر کے معنی دو ہیں پھیلا دینا اور کھول دینا اس میں دونوں مفہوم آ جاتے ہیں قرآن کے لکھنے والے اور اس کے پھیلانے والے۔ سفرہ کون ہیں؟ جو قرآن مجید کو اس کے ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ پھیلاتے ہیں

قرآن کے بلند پایہ کاتب

قرآن مجید کے بڑے بڑے بلند پایہ کاتب۔ حضرت ابو بکر رض حضرت عمر رض حضرت عثمان رض حضرت علی رض یہ سب قرآن کریم کے کاتب تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اور ان کے ساتھ والوں کو کرام بررة بنا کر دکھایا کہ وہ قرآن مجید کے خدمت گذاروں کو کہاں تک پہنچا دیتا ہے، یہ اتنے بلند پایہ کے انسان تھے کہ آج گاندھی کو بھی ضرورت پیش آئی کہ وہ ان کی شخصیتوں کو بطور نمونہ کے پیش کرے ہندوستان میں سوراج کی بادشاہت کیلئے انہوں نے خلفائے راشدین کی زندگیوں کو ہی بطور نمونہ پیش کیا۔

اسلامی بادشاہ

ان کے علاوہ بڑے بڑے اسلامی بادشاہ قرآن مجید لکھ کر اپنی روٹی پیدا کرتے تھے اورنگ زیب بڑی شان و شوکت کا مالک تھا لیکن مشہور ہے کہ اپنے ہاتھ سے قرآن لکھ کر اپنی روٹی کماتا تھا آپ تعجب کریں گے کہ کیا یہ بھی جائز ہے کہ انسان قرآن لکھے اور اس سے روٹی کمائے۔

ایک حدیث

بخاری کی ایک حدیث کے اندر حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں احق ما اخذتم علیه اجرا کتاب الله سب سے بڑھکر حق دار جس کے اوپر تم اجرت لو وہ اللہ کی کتاب ہے کیا مطلب؟ کہ جب ہر ایک محنت کا اجر جائز ہے تو قرآن کی خدمت کرو، قرآن پڑھاؤ اور قرآن لکھواؤ اس کا اجر لو اس کی اجرت تمہارے لئے جائز ہے۔ بڑا پاکیزہ کام ہے اور بڑا پاکیزہ رزق ہے۔

ہر ایک شخص کوشش کرے

قرآن لکھنے والوں اور پھیلانے والوں کی اللہ تعالےٰ نے بہت تعریف فرمائی ہے اور یہ میں اسلئے کہہ رہا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک شخص قرآن کو پھیلانے والوں میں سے ہونے کی کوشش کرے یہ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ کون شخص اس کا اہل ہے جو آج قرآن کے مسائل پر روشنی ڈال سکتا ہے جب میرے جیسا ایک زمیندار اس قابل ہو سکتا ہے کہ قرآن پر روشنی ڈالے تو میں سمجھتا ہوں بڑے بلند دماغ والے لوگ جو بلند مقامات پر پہنچ جاتے ہیں اگر یہ قرآن مجید کی طرف توجہ کریں تو ان کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں۔

ہزاروں اشخاص کی ضرورت

قرآن مجید کی خدمت کرنیوالوں کو کرام بررة کہا گیا ہے تو کس کی یہ خواہش نہیں کہ خدا تعالےٰ کے ہاں اس کی عزت ہو ہر ایک شخص کا فرض ہے کہ اس پر غور کرے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ کس کو اللہ تعالےٰ نے اس کام کے لئے چننا ہے موجودہ حالات میں ایک شخص کی نہیں بلکہ ہزاروں اشخاص کی اس کام کیلئے ضرورت ہے۔

حضرت ذکریاؑ کی دعا

میں کبھی وہ حضرت ذکریا کی دعا پڑھتا ہوں فهب لی من لدنک ولیا۔ یرثنی ویرث من آل یعقوب واجعله رب رضیا اپنی جناب سے مجھے کوئی وارث عطا فرما جو میرا وارث ہے اور آل یعقوب

(باقی بر صفحہ ۔)

پیغام صلح

جلد ۳۲ | لاہور مورخہ ۳۰ جمادی الثانی ۱۳۶۳ھ | نمبر ۲۰

تبلیغی یونیورسٹی کیلئے معاً ایمان کی تحریک

اسلام صرف ایمانی قوت سے زندہ ہوسکتا ہے

مولوی عبدالمجید صاحب قریشی ایڈیٹر ایمان اسلام اور راستہ کے لئے درد دل رکھنے والے مسلمان ہیں۔ آپ مسلمانوں میں عرصہ دراز سے مذہبی بیداری اور ملی احساس پیدا کرنے کے لئے کوشاں ہیں، تقریباً ایک سال سے ان کی طرف سے ایک تبلیغی یونیورسٹی کے لئے تحریک کی جا رہی ہے، ان کا خیال ہے کہ اس یونیورسٹی کے قیام سے اسلام زندہ ہو جائے گا لاکھوں مسجدیں جمود کفر سے نکل آئیں گی اور لاکھوں آئمہ مساجد کی صحیح تعلیم و تربیت کا سامان پیدا ہو جائے گا کیونکہ اب مسلمانوں کو اٹھانے کے لئے اصل ضرورت صرف باایمان مخلص زندہ اور ٹرینڈ کارکنوں کی ہے جب بھی ملت اسلامیہ کو ایسے کارکن مل گئے وہ ایک دفعہ پھر دنیا میں اسی طرح اٹھے گی جس طرح کہ صحابہ کرام کے زمانہ میں اٹھی تھی ــــــ قریشی صاحب کی اس تحریک پر ایک سال میں کل پانچ ہزار روپیہ جمع ہوا ہے ــــــ قریشی صاحب اتنے عظیم الشان کام کے لئے مسلمانوں کی "گرمجوشی" کو دیکھ کر فرماتے ہیں:۔

"کیا یہ ڈوب مرنے کا مقام نہیں کہ ایسے عزیز و جلیل مقصد کے لئے بھی مجھے پانچ پانچ اور دس دس روپیہ بھی نہیں بلکہ ایک ایک اور دو دو روپے چندہ بھیجا جا رہا ہے اور اصرار یہ کیا جا رہا ہے کہ میں کل ہی تبلیغی یونیورسٹی کا سنگ بنیاد رکھ دوں وغیرہ وغیرہ"

تبلیغی یونیورسٹیوں سے قومیں زندہ نہیں ہوا کرتیں، تبلیغ فن نہیں بلکہ ایک ایمانی قوت اور جذبہ ہے جو مردان کامل کے فیضان سے پیدا ہوتا ہے صحابہ اور صوفیائے کرام نے کس تبلیغی یونیورسٹی میں ٹریننگ حاصل کی تھی؟ وہ یونیورسٹی خدا اور اس کے رسول سے زندہ تعلق ہے جب خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک زندہ ایمان پیدا ہو جائے تو قوم کا ہر ایک فرد ایک مبلغ بن جاتا ہے جو اپنے کردار اور عمل سے اپنے ماحول میں روحانی فتوحات شروع کر دیتا ہے اور کوئی مشکل اس کا راستہ نہیں روک سکتی لیکن جب قوم میں بے حسی بے یقینی اور جمود پیدا ہو جائے تو کوئی یونیورسٹی اس کی بگڑی نہیں بنا سکتی علوم و فنون تو شاید یونیورسٹی سے حاصل ہو جاتے ہوں لیکن جذبۂ ایمان یونیورسٹیاں نہیں پیدا کر سکتیں مسلمانوں میں عمرانی زوال نے جمود پیدا کیا فرنگی فلسفہ نے بے یقینی پیدا کی اور برہمن کی ہمسائیگی نے حقیقی اسلام سے بعد پیدا کیا۔ اس جمود، بے یقینی اور بعد کو دور کرنے کے لئے زندہ ایمان کی ضرورت ہے جس سے غیر اسلامی قدریں پاش پاش ہوں اور خالص اسلامی اقدار قائم ہوں چنانچہ اس احیاء اور تجدید دین کیلئے اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ میں مجددین کا سلسلہ قائم کیا یہ مجددین دین کو قائم کرتے ہیں اور ایمان کو زندہ کرتے ہیں اس زمانہ میں جو اسلام کے لئے انتہائی خطرات کا زمانہ ہے اللہ تعالیٰ نے ایک عظیم الشان مجدد کو مبعوث فرمایا چونکہ یہ کفر و الحاد اور بے یقینی کا زمانہ تھا اس لئے اسے خاص طور پر وحی الہام سے مخصوص کیا تا کہ مسلمانوں کو خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایک زندہ ایمان پیدا ہو اور وہ دجالی تحریکات کا مقابلہ اعتماد وثوق اور یقین کے ساتھ کر سکیں ــــــ اس مجدد نے بھی ایک تبلیغی نظام قائم کیا لیکن یہ نظام کسی یونیورسٹی کا پیدا کردہ نہیں بلکہ اس مجدد کی ایمانی قوت کا نتیجہ ہے چنانچہ اس تبلیغی نظام کے مقابلہ میں گذشتہ پچاس سال میں جتنی تبلیغی تحریکات پیدا ہوئیں وہ سب ناکام ہوئیں صرف اس مجدد کا قائم کیا ہوا تبلیغی نظام کامیاب ہے پہلے بھی کامیاب تھا آج بھی کامیاب ہے اس تبلیغی نظام کی کامیابی کا اندازہ اس کے کام سے کیا جا سکتا ہے اور اس کی قوت اور زندگی کا اندازہ ایک تازہ مثال سے کیا جا سکتا ہے گذشتہ دسمبر میں امیر جماعت احمدیہ لاہور نے تراجم قرآن فنڈ کے لئے تحریک کی تو اس تحریک پر ایک مٹھی بھر قوم نے چند منٹوں کے اندر اپنے امیر کی آواز پر دو لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کر دیا جس میں سے ۲-۹-۱۲۲۷۹ ہزار روپیہ جمع ہو چکا ہے۔ لیکن قریشی صاحب ایک سال سے ایک تبلیغی یونیورسٹی کے لئے تحریک فرما رہے ہیں لیکن کروڑوں مسلمانوں نے صرف پانچ ہزار روپیہ دیئے اور وہ بھی صرف ایک ایک دو دو روپیہ کی صورت میں۔ یہ ہیں قوت ایمانی کے کرشمے جو صرف مجددین اور مہدیین ہی پیدا کر سکتے ہیں، تبلیغی یونیورسٹیاں نہیں پیدا کر سکتیں، قریشی صاحب کے ایثار و خلوص اور مساعی میں کوئی شبہ نہیں لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ ایمانی قوت سے جذبۂ تبلیغ پیدا ہوتا ہے یونیورسٹی سے یہ جذبہ نہیں پیدا ہو سکتا ایمانی قوت سے اسلام زندہ ہوگا کسی ٹریننگ وغیرہ سے اسلام زندہ نہیں ہو سکتا۔ اور نہ غلبہ حاصل کر سکتا ہے۔

تبلیغی پروگرام کی اہمیت

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کے سامنے جو تبلیغی پروگرام پیش کیا ہے امید ہے جماعت کے تمام حلقوں میں اس پروگرام پر عمل شروع ہو چکا ہوگا جن دوستوں نے ابھی اس طرف توجہ نہیں کی ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ اس پروگرام کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس پروگرام کو بروئے کار لانے کی جلد کوشش کریں، اس کام کے لئے وقت نکالیں یہ پروگرام ہماری قومی زندگی میں بہت اہمیت رکھتا ہے اس پروگرام کو عملی جامہ پہنانے سے جماعت منظم ہو گی وسیع ہوگی ــــــ تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کے بلند مقاصد کو تقویت ملے گی اور شہادت حاصل ہوگا۔ جماعت احمدیہ کا ہر فرد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پنجہزاری فوج کا سپاہی ہے ایک سرگرم اور فعال مبلغ ہے اسے تبلیغی میدان میں زبردست قوت عمل کا ثبوت دینا چاہیئے جو اس کے شایان شان ہے اگر دوست احمدیت کے عقاید حقہ کو لیکر میدان میں نکلیں گے تو دنیا کی کوئی مشکل نہیں جو حق و صداقت کا راستہ روک سکے صرف غیر متزلزل قوت ارادی کی ضرورت ہے، زندہ ایمان اور پیہم عمل درکار ہے اس کے بعد فتح ہی فتح ہے، امید ہے، سب احباب سلسلہ اس طرف فوری توجہ مبذول فرمائیں گے اور اپنے حلقوں میں ایک تنظیم کے ساتھ اس کام کو شروع کریں گے۔ بیرونی جماعتوں کے صدر اور سیکرٹری صاحبان پر اس پروگرام کی ساری ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ جماعت کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس تحریک پر عمل پیرا ہونے کے لئے منظم کریں اور ان کی استعداد کے مطابق انہیں کام تفویض کریں امید ہے اس پروگرام پر جلد عمل شروع ہو جائے گا اور جماعت میں ایک زبردست تبلیغی حرکت پیدا ہو جائے گی۔

یوم وصال کے جلسے

ہم گذشتہ اشاعت میں یوم وصال کے جلسوں کی اہمیت اور ضرورت کے متعلق ایک مقالہ افتتاحیہ لکھ چکے ہیں یہ جلسے سلسلہ کے لئے بہت مفید ہیں ان جلسوں کے ذریعہ عقاید احمدیہ اور تحریک احمدیت کے اغراض و مقاصد کی وضاحت ہو سکتی ہے اور تحریک احمدیت کے متعلق پھیلی ہوئی غلط فہمیاں اور ہو سکتی ہیں۔ اعتراضات کی تردید کی جا سکتی ہے غرضکہ یہ جلسے ہر لحاظ سے مفید ہیں مرکز میں ایک جلسہ کے انعقاد کا انتظام ہو رہا ہے بیرونی جماعتوں کو بھی یوم وصال کے جلسے منعقد کرنے چاہئیں اور تقریروں کے ایسے موضوع رکھنے چاہئیں جو فرسودہ نہ ہوں بلکہ جدید ہوں اور پبلک کی دلچسپی کا باعث ہوں جلسوں کے کارپردازان کو موجودہ مسائل کو پیش نظر رکھ کر جلسوں کا پروگرام مرتب کرنا چاہیئے امید ہے ان جلسوں کے انعقاد میں تدبر سے کام لیا جائے گا اور انہیں ہر لحاظ سے موثر اور کامیاب بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

تراجم قرآن فنڈ

ماہانہ رفتار وصولی

سابقہ میزان	۷۴۷۱۱	۵	۹
میزان وصولی ماہ حال	۴۴۱۰	۱۳	۰
کل میزان نقد وصولی	۷۹۱۲۲	۲	۹
وعدہ جات قابل وصول	۳۰۷۲۹	۱۱	۰

ازراہ کرم وعدہ کنندگان احباب ترسیل رقوم سے جلد از جلد سبکدوش ہوں، اور مئی ۱۹۴۴ء کے آخر تک رقم موعودہ ارسال فرماکر عنداللہ ماجور ہوں۔ والسلام

اسسٹنٹ سکرٹری تحصیل و تبلیغ

۲۲ ۴۴

متفرق خیالات

مسلمانوں کا بیمار طبیب

الفضل مورخہ ۱۶ مئی ۱۹۴۴ء مسلمانوں کو تکفیر کے مہلک نتائج سے آگاہ کرتے ہوئے "مسلمانوں کا ایک خطرناک مرض" کے عنوان سے رقمطراز ہے:۔

"ایسی باتیں مسلمانوں کی مذہب سے انتہائی بے خبری کا ثبوت ہیں۔ مسلم لیگ سے وابستگی یا اس کے کسی سیاسی نظریہ سے اختلاف کو کفر و ایمان قرار دینا اسلام و ایمان کی شدید ترین توہین ہے اور جب تک مسلمانوں کا یہ مرض دور نہ ہو اس وقت تک کوئی ایسا متحدہ محاذ قائم نہیں ہو سکتا جس کا قیام مسلمانوں کی آواز کو موثر اور قابل قبول بنا سکے،،

الفضل نے طبیب کی حیثیت سے مسلمانوں کے مرض تکفیر کا نسخہ تجویز کیا ہے لیکن معاصر مذکور خود بھی تکفیر کا ہی مریض ہے گزشتہ تیس سال سے حربۂ تکفیر کو جس بے رحمی کے ساتھ الفضل نے استعمال کیا ہے اس کی نظیر ساڑھے تیرہ سو سالہ اسلامی تاریخ میں ملنا مشکل ہے۔ ایک ربع صدی تک حربۂ تکفیر سے مسلمانوں کا قتل عام کرنے کے بعد پولیٹیکل اتحاد کی دعوت دینا محض منافقت ہے یہ اتحاد اس دن قائم ہوگا جب تمام اسلامی فرقے اس اصول کو قبول کر لیں گے "کوئی کلمہ گو کافر نہیں" الفضل اگر خلوص نیت سے مسلمانوں میں اتحاد قائم کرانا چاہتا ہے تو اسے پہلے خود تکفیر کو ترک کرنا چاہیئے ؟

گرجوں کی تباہی

رپوٹر کا ایک تار مظہر ہے کہ لندن کے سرکاری اعلان کے مطابق جرمن ہوائی جہازوں کی بمباری سے انگلستان اور شمالی آئرلینڈ کے چودہ ہزار گرجا گھروں کو نقصان پہنچا۔

مغرب کا مہذب انسان جسے اپنی تہذیب پر ناز ہے جب اپنے دشمن کے ملک پر گولا برساتا ہے تو تمام آبادیوں کو مسمار کر دیتا ہے فصلوں کو جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیتا ہے عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کو سفاکی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے۔ آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے اسلام نے جو فوجی اخلاق مدون کیا اس کی نمایاں دفعہ عبادت خانوں، بوڑھوں، بچوں، عورتوں کی حفاظت ہے۔ مغرب کے متمدن فام انسان مہذب ہیں یا عرب کے صحرانشین مہذب تھے ؟

ایک خوفناک منظر

امریکہ کے ایک سیاح اور سیلنٹ کے میمبر مسٹر .... نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں ایک جگہ اس امر پر بے حد غیظ و غضب کا اظہار کیا ہے کہ عین اس وقت جب بنگال میں لاکھوں انسان فاقوں سے مر رہے تھے ہندوستانی حکام ریلوے کے ڈبوں کو اس مقصد کے لئے ریزرو کرا رہے تھے کہ ملک کے دوسرے حصوں سے وہ گھوڑے لائے جائیں جن کو کلکتہ کی گھوڑ دوڑ میں حصہ لینا تھا،، (انقلاب)

انسان کی سنگدلی کا یہ منظر کس قدر تکلیف دہ اور بھیانک ہے لاکھوں انسان روٹی کے ٹکڑوں کو ترس ترس کر دم توڑ رہے ہوں اور حکام عیش پرستیوں میں محو ہوں ملک کے دو طبقوں میں اتنا تفاوت بہت بڑے انقلاب کا پیش خیمہ ہوتا ہے انسانوں کے دل جب پتھر کے ٹکڑے بن جائیں ان کو گداز کرنے کے لئے آسمان پھٹ پڑتا ہے یا زمین شق ہو جاتی ہے اس بربریت کو مٹانے کے لئے آسمانی انقلاب آتا ہے یا کوئی زمینی انقلاب سرخ حوادث سے زمین پر چھا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ آج ہر گوشہ سے انقلاب اور نظام جدید کی آواز آ رہی ہے ؟

بچوں کیلئے مفید کتابیں

جناب خواجہ فیض محمد صاحب فیض نوشاہی نے بچوں کیلئے نہایت مفید سبق آموز اور دلنشین منظوم مجموعے (ا) "بچوں کی بہار" (ب) دس نظمیں، (ج) "قیمتی باتیں" کے ناموں سے شائع کئے ہیں۔ زبان سادہ اور سلیس ہے بچے نہایت آسانی کے ساتھ پڑھ سکتے ہیں سب اشعار اخلاقی اور اصلاحی ہیں۔ اسلوب دلکش اور دلچسپ ہے جذبات کی پاکیزگی اور بلندی کے لحاظ سے یہ نظمیں واقعی اس قابل ہیں کہ ہر مسلمان بچے کو پڑھائی جائیں، لکھائی اور چھپائی نہایت اعلیٰ ہے۔ ہر ایک مجموعہ کی قیمت ۲ر ہے۔ ملنے کا پتہ :۔

ریاض بکڈپو۔ احمدیہ بلڈنگس میراں بخش بلڈنگ۔ برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— مرکز کے نوجوان "بزم وصال" کے جلسہ کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔

— منشی غلام حسین صاحب راجپورہ نے اپنے چھوٹے بھائی محمد سلیمان صاحب کی شادی کے موقعہ پر مبلغ پانچ روپے انجمن کو عطیہ دیا ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین۔

تبلیغی پروگرام اور ایک نوجوان دوست { تبلیغی پروگرام کے متعلق عبدالروف صاحب منڈی بہاؤالدین ضلع گجرات سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس عاجز نے پانچ چھ آدمیوں کو زیر تبلیغ رکھا ہوا ہے جن میں سے ایک آدمی بیعت کر چکا ہے"

فرقان کے پراپیگنڈا کا نتیجہ { جناب محمد صدیق صاحب بی۔ اے جہلم سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"میرے نام فرقان اہل قادیان کی طرف سے باقاعدہ آ رہا ہے جس کا نتیجہ اپنے موجودہ عقائد کی پختگی کے سوا اور کچھ نظر نہیں آتا اور پیغام صلح کے مطالعہ کا شوق بھی فرقان کی باقاعدہ آمد کا نتیجہ ہے"

سپاس تعزیت { جناب میاں عبدالرحمن صاحب ایس۔ ڈی سرگودھا بذریعہ .... تحریر فرماتے ہیں:۔

"والدہ صاحبہ کے انتقال پُرملال پر آپ کی طرف سے اور جملہ احباب و بزرگان کی طرف سے اظہار ہمدردی کا تہ دل سے ممنون ہوں، بہت سے احباب اور بزرگان نے بذریعہ خطوط اظہار افسوس و ہمدردی کیا ہے جن کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں مگر عدیم الفرصت ہوں ممکن ہے بعض دوستوں کو خطوط نہ لکھ سکوں یا تاخیر ہو جائے اسلئے مہربانی فرما کر میرے یہ چند الفاظ بطور شکریہ کے شائع فرما دیں،،"

درخواست دعا

مولوی قاضی شیر محمد صاحب امام مسجد علی پور ضلع مظفر گڑھ بعارضہ مراق اور خفقان بیمار ہیں جسم بہت لاغر ہو چکا ہے احباب سلسلہ ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں

"مسیحا اے مرے پیارے مسیحا"

(از جناب مولینا مرتضےٰ خانصاحب)

ثنا لکھتا ہوں فخر اولیاء کی — بروزِ مصطفےٰ اصل علیٰ کی
بشر کیا کر سکے تعریف اسکی — خدا نے عرش پر جسکی ثنا کی
مسیحا ان کے آیا وہ خدا سے — ہمارے درد کی اُسنے دوا کی
ضلالت میں پڑی تھی قوم عیسیٰ — ہدایت کی اُسے راہ ہدیٰ کی
کیا اسلام سے آگاہ اسکو — بتائیں خوبیاں خیر الوریٰ کی
رہے گی ملت عیسیٔ مریم — سلامی تا قیامت میرزا کی
کیا اک وار میں کسر صلیبا — یہ جرأت دیکھنا مرد خدا کی
کہا کافر کسے اے تیرہ بختو! — جفا کی ظالمو تم نے جفا کی
خدا نے صاف قرآں میں کہا ہے — یقیناً ابن مریم نے قضا کی
بتا اے حامئ دین نصاریٰ — میں تیری بات مانوں یا خدا کی؟
غلامی تجھکو احمد کی عطا کی — خدا نے دی سعادت دوسرا کی
مسیحا اے مرے پیارے مسیحا — مجھے ہے آرزو تیری لقا کی
رہا میں مبتلائے سوز فرقت — یہ شمع عمر بھر یونہی جلا کی

تصدق جان و دل تجھپر کروں میں
یہ حسرت ہے دل درد آشنا کی

حسن و احسان میں نظیر ہونیکے متعلق واقعات سے تسلی کراؤ

حقیقتاً جناب میاں صاحب مکرم کے نزدیک شیر کون ہے اور بکری کون ہے

{از محترم جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری}

جناب میاں صاحب مکرم کا اضطراب

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ میں جماعت کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی تھی اس خطبہ کے شائع ہونے پر جناب میاں صاحب کے دل میں خدا جانے کیوں اضطراب پیدا ہوا اور اپنی جماعت کے متعلق انہیں کیوں اس قدر فکر لاحق ہوا کہ انہیں اپنی جماعت کو تسلی دینے کے لئے ایک لمبا چوڑا خطبہ دینا پڑا اس خطبہ میں وہ اپنی جماعت کے حوصلے بڑھانے کے لئے فرماتے ہیں کہ جماعت لاہور کے افراد ہماری جماعت کے افراد کو بھی تبلیغ کرنے کے لئے آئیں گے، ہماری جماعت کے افراد چونکہ شیر ہیں اور یہ لوگ بکریاں ہیں اسلئے ہماری جماعت کے افراد کو گھبرانا نہیں چاہیئے کیونکہ خواہ بکری شیر کے پاس جائے یا شیر بکری کے پاس جائے دونوں حالتوں میں بکری نے ہی شیر کا شکار ہونا ہے۔ پس ہماری جماعت کے افراد کے پاس جس وقت جماعت لاہور کے افراد برائے تبلیغ آئیں تو انہیں شیر ہونے کی حیثیت سے فوراً ان بکریوں کو اپنا شکار بنا لینا چاہیئے۔

جناب میاں صاحب مکرم اور انکے مریدوں کا ہمیشہ مباحثہ و حلف سے گریز

میں اس وقت اس امر پر بحث نہیں کرونگا کہ جناب میاں صاحب مکرم کا شیر کس قدر دلیری اور قوت کا مالک ہے کہ باوجود جناب میاں صاحب مکرم کے الہام فمزقتهم كل ممزق کے متواتر ہمت دلانے کے تیس سال کے مسلسل حملوں سے بھی اس بکری کو جو جناب میاں صاحب کے نزدیک نہایت کمزور ضعیف و ناتوان ہے اپنا شکار نہیں بنا سکا بلکہ اس کے برعکس جب وہ کمزور بکری ان کے سامنے آتی ہے تو انہیں شیر سے بھی زیادہ طاقتور نظر آتی ہے اس کی آواز میں کچھ ایسی ہیبت ہے کہ وہ اس کے سننے کی تاب ہی نہیں لا سکتے چنانچہ جس وقت بھی وہ ان شیروں کو دلائل کے میدان میں یا حلف کے میدان میں مقابلہ کے لئے بلاتی ہے تو ان پر اس قدر رعب طاری ہو جاتا ہے کہ وہ فوراً ہی پیٹھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں اور بھاگتے ہوئے اس نظارہ کو پیش کر رہے ہوتے ہیں جس کا نقشہ کانهم حمر مستنفرة فرت من قسورة۔

میں اس بارے میں اس وقت صرف اس نقطۂ نگاہ سے بحث کرنا چاہتا ہوں کہ جناب میاں صاحب جب اس قسم کی تلقین جماعت کو کیا کرتے ہیں تو کیا فی الحقیقت آپ اپنے دل میں بھی ایسا ہی یقین رکھتے ہیں یا اپنے دل کے صریح فتوے کے خلاف اپنے مریدوں سے حقیقت کو چھپانے کے لئے اس قسم کے بیانات دیا کرتے ہیں، اس کا فیصلہ واقعات ہی کر سکتے ہیں اگر واقعہ یہ ہو کہ ایسی تلقین کرتے وقت ان کا دل ان کی زبان سے پوری طرح متفق ہو تو پھر تو ان کا ظاہر و باطن یقیناً یکساں ہے لیکن اگر ظاہر میں وہ جرأت و بہادری کا مظاہرہ کر رہے ہوں اور دل خوف سے بھرا ہوا ہو تو اس کا نتیجہ جو کچھ بھی ہو سکتا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اس لئے میں جناب ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب کے سامنے چند واقعات رکھ کر دریافت کرتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر بتلائیں کہ ان کی موجودگی میں جناب میاں صاحب مکرم کس طرح "حسن" میں حضرت مسیح موعودؑ کے نظیر کہلا سکتے ہیں۔

اگرچہ میں "حسن" کی بحث کو گذشتہ قسط میں ختم کر چکا تھا لیکن جناب میاں صاحب کے خطبہ نے اس کے متعلق مزید چند واقعات کے بیان کرنے پر مجھے مجبور کر دیا ہے

پہلا واقعہ اور اسکی تفصیل

یہ اول مرتبہ ہی نہیں کہ جناب میاں صاحب نے اپنے مریدوں کو شیر اور دوسروں کو بکریاں قرار دیا ہو بلکہ اس سے قبل بھی وہ ایک دفعہ اپنے مریدوں کو شیر اور دوسروں کو بکریاں قرار دے چکے ہیں اس واقعہ کی روشنی میں آنے سے ہر سلیم العقل انسان بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ جناب میاں صاحب کے دل میں کیا ہوتا ہے اور زبان سے وہ کیا کہہ رہے ہوتے ہیں اس واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ جب احرار نے قادیان میں آکر ڈیرے جمائے تو جناب میاں صاحب کو ان کے آنے سے سخت گھبراہٹ لاحق ہوئی جس کا اثر ان کے مریدوں پر بھی پڑا کہ وہ بھی سخت پریشان اور گھبرائے ہوئے پھر رہے تھے، جناب میاں صاحب نے ان کی گھبراہٹ اور پریشانی کو دیکھ کر ایک خطبہ پڑھا جس میں انھوں نے جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگ احرار کے قادیان میں آنے سے گھبرا کیوں گئے ہیں کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ شیر کی کچھار میں شکار آجائے اور شیر اسکو دیکھ کر گھبرا جائے پس یہ احراری لوگ تو تمہارا شکار ہیں جو خود بخود تمہاری کچھار میں آگئے ہیں اٹھو اور اب ان کو اپنا شکار بنالو اگر معاملہ اسی حد تک رہتا تو اس میں کوئی قابل اعتراض بات نہ تھی کیونکہ ہر لیڈر کا فرض ہے کہ اپنی قوم کو ابھارے اور اس میں جوش اور ہمت پیدا کرنے کے لئے اس قسم کا طرز کلام اختیار کرے لیکن اس کا یہ طریق اسی وقت تک مستحسن کہلا سکتا ہے جبکہ اس کا دل خود بھی اس بات کی سچائی پر یقین سے بھرا ہوا ہو جس بات کو وہ زبان سے نکال رہا ہے کیا جناب ڈاکٹر صاحب یہ بتلانے کی تکلیف گوارا فرماویں گے کہ فی الحقیقت جناب میاں صاحب دل سے بھی احرار کو اپنا شکار ہی سمجھ رہے تھے کہیں ایسا تو نہیں تھا کہ بظاہر تو وہ احرار کو اپنے مریدوں کا شکار بتلا رہے ہوں اور دل میں ان کو یہ خوف لاحق ہو کہ کہیں ان کے مرید احرار کے شکار نہ ہو جائیں اور خطبہ میں جو کچھ اظہار کیا گیا تھا وہ محض دکھلاوے کے لئے ہی تھا ورنہ دل میں ان کے یہی یقین تھا کہ احرار قادیان میں اپنا اثر جمانے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے اور ان کے مریدوں میں نہ تو یہ طاقت ہے کہ آنے والے احرار کو اپنے ساتھ ملالیں اور نہ ہی ان میں یہ قوت ہے کہ ان کو اپنے مقصد میں ناکام بنا دیں۔

اگر انصاف کے ساتھ ہم واقعات کا جائزہ لیں تو ہمیں افسوس کے ساتھ اس امر کا اقرار کرنا پڑے گا کہ اس موقعہ پر بھی جناب میاں صاحب کا ظاہر و باطن یکساں ثابت نہیں ہوتا وہ دل میں ہرگز احرار کو شکار نہیں سمجھ رہے تھے گو زبان سے آپ انہیں اپنا شکار ہی قرار دے رہے تھے مکرم ڈاکٹر صاحب خود ہی بتلائیں کہ شیر اپنی کچھار میں شکار کو دیکھکر خوش ہوا کرتا ہے یا غمگین پھر وہ دیانتداری کے ساتھ یہ بھی بتلائیں کہ قادیان میں احرار کو دیکھ کر جناب میاں صاحب مکرم کے دل میں کیا خوشی کی لہر دوڑ رہی تھی یا غم کی۔

کیا کبھی ایسا بھی ہوا ہے کہ شکار کو اپنے قابو میں کرنے کی بجائے شیر نے اپنا تمام زور اس بات پر صرف کر دیا ہو کہ شکار کو اپنی کچھار سے باہر نکال دے

شیر کو کچھار سے بھگانے کی کوششیں

اگر ایسا کبھی نہیں ہوا اور نہ ہو سکتا ہے تو پھر کیا جناب ڈاکٹر صاحب اس حقیقت سے انکار کر سکتے ہیں کہ جناب میاں صاحب دن رات یہی سوچتے رہتے تھے کہ کس طرح احرار کو قادیان سے نکالا جائے اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے مشورے پر مشورے ہوتے رہے ہیں سکیمیں پر سکیمیں بنتی رہی ہیں کبھی حکام کی منتیں کی جا رہی ہیں کہ وہ ان کو قادیان سے نکال دیں کبھی قادیان کے باشندوں ہندوؤں، سکھوں، مسلمانوں کو ان سے برگشتہ کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جا رہا ہے جب کوئی تدبیر بھی کامیاب ہوتی نظر نہیں آتی تو ایک ایسا حیلہ اختیار کیا جاتا ہے جو دنیا میں نہایت ہی مکروہ و گھنونا حیلہ کہلا سکتا ہے اور وہ یہ کہ باہر سے ایک ایسے مولوی کو تلاش کر کے قادیان میں لایا جاتا ہے جو مذہباً احمدی نہیں اور اس کی خوب خاطر و مدارات کی جاتی ہے اسے ماہوار تنخواہ دی جاتی ہے اس سے اپنے آقا حضرت مسیح موعود کے خلاف تقریریں بھی کرائی جاتی ہیں اور یہ سب کچھ اس لئے کہ قادیان کے باشندوں کو یقین آئے کہ یہ شخص احمدیوں کا ملازم یا ان کا بلایا ہوا نہیں بلکہ حضرت مرزا صاحب کا مخالف اور احمدیت کا دشمن ہے اور اس کا یہ فرض قرار دیا جاتا ہے کہ وہ قادیان کے مسلمانوں میں جو تمام کے تمام احرار کے ساتھ ہو گئے تھے پھوٹ ڈلوا دے اور اگر سب کو نہیں تو کم از کم مسلمانوں کے ایک حصہ کو احرار سے الگ کر لے باوجود اس کے کہ اپنی جیب سے روپیہ خرچ کر کے اپنے آقا کے خلاف تقریریں کرائی گئیں مگر پھر بھی ان کا یہ مکروہ حیلہ کامیاب نہ ہو سکا اس مولوی نے کچھ عرصہ کام کیا اس نے ہر چند کوشش کی مسلمان اس کی بات پر کان دھریں لیکن مسلمان اس کی غداری کو تاڑ گئے اور آخر اسے خائب و خاسر قادیان سے نکلنا پڑا ہاں اس آنیکا اتنا فائدہ ضرور ہوا کہ جناب میاں صاحب کو جو حضرت مسیح موعودؑ سے تعلق و محبت کا جو دعوی ہے اس کی قلعی ضرور کھل گئی شاید کسی دوست کے دل میں یہ خیال گذرے

کہ احرار چونکہ حضرت اقدسؑ کے دشمن تھے اسلئے حضرت اقدسؑ کی ذات کو دشمنوں کے حملوں سے بچانے کے لئے یہ تدبیر اختیار کی گئی تو ایسے دوست کو یاد رکھنا چاہیئے کہ احرار کو قادیان سے نکالنے کے لئے جو تدبیر اختیار کی جا رہی تھیں وہ حضرت مسیح موعود کی خاطر نہیں تھیں بلکہ ان تدابیر کے پیچھے ذاتی اغراض کارفرما تھیں اگر جناب ڈاکٹر صاحب نے اس پر کچھ لکھا یا ان واقعات کے انکار کی جرات کی تو ان شاء اللہ ان امور پر مفصل روشنی ڈالی جائے گی۔

اب جناب ڈاکٹر صاحب ازراہ انصاف بتلائیں کہ کیا دوسروں کو اپنا شکار یقین کرنے والوں کے یہی احوال ہوا کرتے ہیں؟

جناب میاں صاحب یہ تو مسلسل کوشش کرتے رہے کہ قادیان میں احرار کا قدم جمنے کی بجائے جلد اکھڑ جائے لیکن کیا جناب ڈاکٹر صاحب یہ بتلا سکتے ہیں کہ باہر سے قادیان میں آکر آباد ہونے والے احرار کو احمدیت کی تبلیغ کرنے کے لئے بھی کوئی انتظام کیا گیا، کیا جماعت کی طرف سے کبھی کوئی مبلغ مولوی عنایت اللہ صاحب، امیر احرار قادیان یا ان کے ساتھیوں پر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت واضح کرنے کے لئے بھیجا گیا۔

کیا ان تمام باتوں کی موجودگی میں جناب ڈاکٹر صاحب جناب میاں صاحب کے قول و فعل میں مطابقت دکھلا سکتے ہیں اگر نہیں تو پھر آپ کس طرح دوسروں کو انہیں "حسن" ہیں حضرت اقدسؑ کا نظیر تسلیم کر لینے کی دعوت دینے کی جرات کر رہے ہیں۔

شکار یقین نہ کرنیکی دوسری مثال

اس امر کی کہ جناب میاں صاحب دوسروں کو جب اپنا شکار ظاہر کرتے ہیں تو یہ محض دکھلاوے کے لئے ہوتا ہے ورنہ دل میں وہ انہیں شکار نہیں بلکہ شکاری یقین کر رہے ہوتے ہیں دوسری مثال بھی جناب ڈاکٹر صاحب کے سامنے رکھتا ہوں امید ہے جناب ڈاکٹر صاحب اس کے متعلق بھی تسلی کرا کر شکوک دور فرما دیں گے لیکن جواب دیتے وقت وہ اس امر کو بھی مدنظر رکھیں کہ وہ کس کو جواب دے رہے ہیں بہرحال وہ مثال یہ ہے کہ ایک دفعہ احرار نے قادیان میں کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کیا اس کانفرنس میں باہر سے سینکڑوں غیر احمدیوں نے شریک ہونا تھا جناب میاں صاحب اگر فی الحقیقت دوسروں کو اپنا شکار یقین کرتے ہیں تو انہیں اس قسم کی کانفرنسوں کے انعقاد پر انتہا درجہ کی خوشی ہونی چاہیئے تھی کیونکہ ہزاروں لوگ جن تک احمدیت کا پیغام نہیں پہنچایا جا سکتا تھا وہ خود ان کے گھر میں آ رہے تھے یعنی ان کے ہاتھ میں تبلیغ حق کا زریں موقعہ آ گیا تھا اس خبر کو سنتے ہی ان کا دل خوشی سے بھر جانا چاہیئے تھا اور ان کے دماغ کو ایسے انتظامات سوچنے میں مصروف ہو جانا چاہیئے تھا جن سے آنیوالے مہمان نہ صرف علماء احرار کی باتوں کو ہی سنتے بلکہ کھانا نہ کریں بلکہ ان کی اور ان کے علماء کے کلام سے بھی مستفید ہو سکیں غرضیکہ تبلیغ حق کا یہ ایک نادر موقع تھا جس سے انہیں پورا پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے تھا لیکن ہوتا اس کے بالکل برعکس ہے اس کانفرنس کے اعلان سے ان کے دل پر سخت گھبراہٹ طاری ہو جاتی ہے اور یہ اس کوشش میں مصروف ہو جاتے ہیں کہ کسی طرح اس کانفرنس کے انعقاد کو روکا جائے سب سے پہلے گورنمنٹ کے ذریعہ اسے بند کروانے کی کوشش کی جاتی ہے جب اس میں ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا تو اس کو روکنے کے لئے مقامی ذرائع اختیار کئے جاتے ہیں جو جگہ احرار نے اس کانفرنس کے انعقاد کے لئے حاصل کی تھی اس کے اردگرد دیواریں کھچوا دی جاتی ہیں تاکہ اس زمین تک پہنچنے کے لئے کوئی راستہ نہ رہے اور اس طرح جگہ نہ ملنے کی وجہ سے وہ خود بخود ہی اسے روک دیں لیکن اس قسم کی کوششوں نے ان کے حوصلوں کو پست نہیں کیا انھوں نے اس غرض کے لئے آریہ سکول کی زمین حاصل کر لی اگرچہ وہ شہر سے کچھ فاصلہ پر تھی لیکن پھر بھی ہزاروں لوگ ان کی کانفرنس میں شریک ہوئے، لیکن جناب میاں صاحب مکرم نے اپنے شکاریوں کو شکار کرنا تو کجا شکارگاہ تک جانے سے بھی روک دیا اور اعلان کر دیا کہ اگر ان کا کوئی مرید وہاں جائے گا تو اسے جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔ چنانچہ دو مرید خارج بھی کئے گئے اور ایک لمبے عرصہ تک ان کا بائیکاٹ رہا اور اب انہیں کیوں معافی دی گئی یہ بھی ایک لمبی اور دلچسپ داستان ہے، جو ان شاء اللہ کسی دوسری فرصت میں عرض کی جائے گی۔ اب جناب ڈاکٹر صاحب کرم فرما بتلائیں کہ کیا دوسروں کو دل سے شکار یقین کرنے والوں کا یہی رویہ ہوا کرتا ہے؟ اور اس رویہ کو اختیار کرنیوالا کیا حسن میں حضرت مسیح موعود کا نظیر کہلا سکتا ہے۔

تیسری مثال

زبان سے "شکار" "شکار" پکارنا اور دل میں ہر وقت خوفزدہ رہنے کی تیسری مثال یہ ہے کہ جس طرح جناب میاں صاحب اور ان کی جماعت قادیان میں اکثر اپنے جلسے کرتی رہتی ہے وہاں کے دوسرے مسلمانوں کو بھی خیال آیا کہ ہم بھی اپنے علماء کو بلا کر وعظ کرائیں اور مذہبی مسائل کے متعلق واقفیت حاصل کریں چنانچہ اس ارادہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے انھوں نے جلسہ کے لئے حکام سے اجازت حاصل کر لی یہ جلسہ بھی جناب میاں صاحب کے لئے تبلیغ احمدیت کا ایک نادر موقع تھا کیونکہ ان جلسوں میں بھی باہر سے سینکڑوں آدمی شریک ہونے والے تھے مگر جناب میاں صاحب ان جلسوں کا نام سنتے ہی شکار و شکاری کے خیالات کو فوراً بھول گئے اور فوراً ان کو روکنے کی کوشش میں مصروف ہو گئے سب سے پہلے تو گورنمنٹ کی منتیں کی گئیں مگر اس میں انہیں کامیابی نہ ہوئی چنانچہ جلسوں کا آغاز ہو گیا علماء بھی باہر سے آئے اور سننے والے بھی کافی تعداد میں آئے یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ جلسے احرار کے قادیان میں آنے سے بہت قبل شروع ہوئے تھے ان کا پہلا جلسہ ہوا اور امن و امان سے ہوا حکام بھی اس میں موجود تھے ان سب کو تسلی ہو گیا کہ مسلمانوں اور باہر سے آنے والے علماء کی نیت میں کسی قسم کا فساد نہیں یہ جلسے متواتر چند سال تک ہوتے رہے اور جناب میاں صاحب دوسروں کو شکار کرنے کی بجائے اپنے مریدوں کے شکار ہو جانے کے خیال سے اس قدر لرزاں رہے کہ بجائے ان جلسوں سے فائدہ اٹھانے کے ہر سال انکو روکنے کی ہی کوشش کرتے رہے لیکن جب گورنمنٹ نے ان کی بات کو ماننے سے انکار کر دیا تب وہاں کے احمدیوں کی طرف سے ایسی مکروہ حرکت کا ارتکاب کیا گیا کہ جس کا دھبہ قیامت تک بھی ان کے دامن اخلاق سے دھویا نہیں جا سکتا تفصیل اس کی یہ ہے کہ ایک رات ۱۲ بجے کے قریب جبکہ ان کا کوئی باقاعدہ جلسہ نہ ہو رہا تھا بلکہ بعض مہمان جلسہ گاہ میں ہی سو رہے تھے اور بعض جاگ رہے تھے جو اپنے کسی مولوی کا وعظ سن رہے تھے کہ اچانک لاٹھیوں سے ان پر حملہ کر دیا گیا ان کے لیمپ توڑ دیئے گئے ان کے مہمانوں کو سخت زدوکوب کیا گیا بہت سے لوگ بھاگ گئے مگر جو قابو آ گئے وہ بری طرح پیٹے گئے بعض شدید زخمی ہوئے آج جناب میاں صاحب اور ان کا آرگن الفضل اس بات پر شور مچا رہا ہے کہ دہلی کے بعض مسلمانوں نے ان کے جلسہ کو درہم برہم کرنے کی کوشش کی اور ان کے اس فعل کو شرافت سے گرا ہوا قرار دے رہا ہے اگر انھوں نے ایسا کیا ہے تو فی الحقیقت یہ فعل ان کا شرافت سے گرا ہوا اور اسلام کو بدنام کرنیوالا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جب احمدیوں کی طرف سے اپنے شہر میں جہاں ان کی بہت بھاری اکثریت ہے اور دوسرے بہت بھاری اقلیت میں ہیں اپنے مخالفوں کے ساتھ اس قسم کا نہیں بلکہ اس سے بہت بدتر سلوک کیا جاتا ہے تو ان کو کیا حق ہے کہ دوسروں کے اس قسم کے فعل پر معترض ہوں میں نے ان کے سلوک کو بدتر اس لئے لکھا ہے کہ دہلی والوں نے اگر کچھ کیا ہے تو اس وقت کیا جب کہ یہ بیدار تھے مقابلہ کر سکتے تھے اور انھوں نے سوئے ہوئے لوگوں پر حملہ کیا پھر دہلی والوں نے اگر کچھ کیا تو ان لوگوں کے مقابل کیا جو لاٹھیوں سے مسلح تھے اور ہزاروں کی تعداد میں تھے پھر منتشر نہیں بلکہ منظم صورت میں تھے لیکن وہاں لوگ لیٹے تھے اور کسی لیڈر کے نہ ہونے کی وجہ سے غیر منظم تھے کیا جناب ڈاکٹر صاحب بتلا سکتے ہیں کہ اس شنیع حرکت کے مرتکبین کے خلاف جناب میاں صاحب نے جماعتی رنگ میں کیا کارروائی کی تھی۔

چوتھی مثال

چوتھی مثال خود میری اپنی ہے جب میں نے جناب میاں صاحب سے علیحدگی اختیار کی تو میرے خلاف قادیان میں روزانہ جلسے ہوتے تھے جن میں میرے خلاف جماعت میں جذبہ نفرت پھیلانے کے لئے ہر جائز و ناجائز کارروائی کی جاتی تھی میں نے بھی چاہا کہ ان غلط باتوں کی تردید کر دوں جو میری طرف منسوب کی جاتی تھیں مگر جناب میاں صاحب اور ان کے نظام نے میرے راستہ میں ہر قسم کی روکاوٹیں پیدا کیں اور ہر تقریروں میں یہ کہا گیا کہ ہمیں مصری صاحب کے دلائل سننے سے نہیں روکتا اگر وہ دلائل سے مجھ پر غالب آ سکتے ہیں تو بیشک آ جائیں اور ادھر جب میں دلائل سنانے کی کوشش کروں تو اس میں روکاوٹیں ڈال دیں خیر کچھ سالوں کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے ہمیں جلسہ کرنے کی اجازت مل گئی پہلے تو حسب دستور حکام کے ذریعہ اس جلسہ کو رکوانے کی کوشش کی گئی لیکن جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو جلسہ گاہ میں قریباً ایک ہزار آدمی خاص ہدایات دے کر جلسہ کو درہم برہم کرنے کے لئے بھیج دیئے گئے۔ مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری ان کے سردار تھے انھوں نے آتے ہی علاقہ مجسٹریٹ کو جو بمعہ ڈی۔ ایس۔ پی اور انسپکٹر پولیس اور پولیس کی گارد کے ساتھ موقعہ پر موجود تھے مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اکثریت

(باقی بر صفحہ ۱۲ کالم ۱)

(بقیہ خطبہ)

کا وارث لے اور آسے میرے رب اسے اپنی رضا کا محل بنائیو۔ بعض بیوقوف لوگوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ انبیاء کا ورثہ بھی دنیوی جائداد کے رنگ میں ہوتا ہے، حالانکہ علماء اور انبیاء کی وراثت علم اور ہدایت کی ہوتی ہے۔ جب یہ آیت پڑھتا ہوں تب مجھے خیال پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت تو ایک چھوٹی سی قوم تھی اس کے لئے ایک شخص کی ضرورت تھی لیکن آج تو ساری دنیا ہمارے سامنے ہے اسلئے سینکڑوں آدمیوں کی ضرورت ہے جو ان علوم کے وارث ہو جائیں جو حضرت مرزا صاحب نے اپنے پیچھے چھوڑے۔

نوجوان اور بزرگ کوشش کریں

قرآن مجید کو دنیا میں پہنچانے کیلئے نوجوان بلکہ اگر یہ بزرگ کوشش کریں تو یہ اس کے زیادہ اہل ہیں جن لوگوں نے حضرت مرزا صاحب کو دیکھا ہے وہ اس کام کے زیادہ اہل ہیں وہ توجہ کریں میں یہ نہیں چاہتا کہ جماعت میں سے چند آدمی نکل آئیں اور چند نوجوان زبانیں سیکھ لیں بلکہ اس کام کو وسیع پیمانہ پر سرانجام دینے کی ضرورت ہے۔

ایک قادیانی کا خط

ایک قادیانی نے مجھے طعنہ کا خط لکھا کہ تم کس چیز کے لئے پھرتے ہو اگر میں لاہور میں آکر دیکھوں تو شاید مجھے ۲۰ آدمی بھی ایسے نہ ملیں جو قرآن کو شروع سے آخر تک ترجمہ کر سکتے ہوں لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ اگر ہماری جماعت میں بیس فیصدی قرآن کو جاننے والے ہیں تو قادیانی جماعت میں پانچ فیصدی بھی نہیں ہیں، خدا تعالے کے فضل سے ہماری جماعت میں ایسے عالم قرآن ہیں کہ ان کی نظیر نہیں پیش کی جا سکتی۔

اس کام کو پیش نظر رکھیں

میرا دل چاہتا ہے کہ آپ سب لوگ اس کام کو پیش نظر رکھیں اور جو شخص اپنے اوپر اعتماد نہیں رکھتا کہ وہ اس کام کو کر سکے گا وہ خدا تعالیٰ پر بدظنی کرتا ہے میں سمجھتا ہوں اپنے نفس کی اصلاح کے لئے ہم سب کو اس کی ضرورت ہے بچوں کو بھی قرآن مجید پڑھنے کی عادت ڈالو اور جو بڑے رہ گئے ہیں ان کو چاہیئے کہ قرآن مجید پڑھنا سیکھیں جو شخص تم میں سے قرآن شریف پڑھنا چاہتا ہے میں اس کے لئے ہر ایک انتظام کرنے کو تیار ہوں۔ قرآن مجید کو مقدم رکھنا ضروری ہے اس کے بعد زبانیں سیکھو اور دوسری زبانوں میں اس کا ترجمہ اور تفسیر کرو۔

یوم وصال کا جلسہ

ان باتوں کے علاوہ آج میں ایک بات اور کہنی چاہتا ہوں کہ وہ عاشق قرآن جن کا ۲۶ مئی کو اسی لاہور میں ہی انتقال ہوا تھا ہر سال ان کی یاد کو تازہ کرنے کے لئے یہاں ایک جلسہ ہوتا ہے عموماً یہ جلسہ مسلم ہائی سکول کے احاطہ میں ہوا کرتا ہے۔ اس دفعہ ہمارے نوجوانوں کی خواہش ہے کہ وہ کھلے میدان میں ہو شاید اور لوگ بھی سننے کے لئے آ جائیں اور انہیں فائدہ پہنچے۔ یہ کسی کے اختیار کی بات نہیں میں نے دیکھا ہے کہ اچھے اچھے لوگ آتے ہیں اور پرائیویٹ گفتگو کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کوئی جماعت کام کر رہی ہے تو وہ لاہور کی جماعت ہے تم میں سے ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ اس جلسہ میں شریک ہونے کی کوشش کرے اور اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو بھی ساتھ لائے اور وہاں آکر یہ باتیں سنو اور سناؤ حدیث میں آتا ہے کہ بعض دفعہ سننے والا کہنے والے سے زیادہ کام کر جاتا ہے۔

اس جلسہ میں سب شامل ہوں

اس لئے میری یہ درخواست ہے کہ جس طرح بھی ہو سکے آپ سب کے سب آئیں اور دوسرے لوگوں کو بھی اس جلسہ میں شریک کریں اس جلسہ سے اگر آپ کے دلوں میں حرکت پیدا ہوگی تو اس سے دوسرے لوگوں کے دلوں میں بھی حرکت پیدا ہوگی یہ جلسہ ۲۵ مئی کو مغرب کی نماز کے بعد موچی دروازہ کے باہر ہوگا، اور میں پھر ایک دفعہ تاکید کرتا ہوں کہ آپ میں سے ہر ایک شخص اس جلسہ میں شریک ہو۔

ارشاد امیر

۱۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

۲۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کیلئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

۳۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن مجید کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔

(بقیہ از صفحہ ۶)

ہماری ہے اگر ابھی انہوں نے کوئی قابل اعتراض بات کہی تو ذمہ داری ان پر ہوگی خیر میں نے تقریر شروع کی میری تقریر کے کسی لفظ پر یہ گرفت نہ کر سکے آخر شرافت کے تمام قواعد کو بالائے طاق رکھتے ہوئے شور مچانا شروع کر دیا اور لاٹھیوں سے ہمارے گیس کے لیمپ توڑ ڈالے اور اس قدر ہلڑ مچایا کہ الامان آخر مجسٹریٹ کی دھمکی سے نہایت بازاری نعرے لگاتے ہوئے ہماری جھنڈیوں کو توڑتے ہوئے جن پر آیات قرآنی لکھی ہوئی تھیں اور انہیں پاؤں کے نیچے روندتے ہوئے جلسہ گاہ سے باہر نکل گئے اگر پولیس کا انتظام کافی نہ ہوتا تو خدا جانے ہمارے ساتھ اس رات کیا سلوک ہوتا۔ یہ واقعہ بھی ثابت کرتا ہے کہ جناب میاں صاحب اور ان کے مرید دلائل سے کتنا گھبراتے ہیں اور دلائل کا مقابلہ کن ہتھیاروں سے کرتے ہیں کیا جناب ڈاکٹر صاحب بتلا سکتے ہیں کہ اس حرکت کے مرتکبین کے خلاف جن پر قادیان میں چاروں طرف سے لعن طعن کی بوچھاڑ پڑ رہی تھی جناب میاں صاحب نے کیا کاروائی کی تھی اگر جواب نفی میں ہے تو بتلایا جائے کہ جناب میاں صاحب اپنے اس رویہ کی موجودگی میں کس طرح احسن ہیں حضرت مسیح موعود کے نظیر بن سکتے ہیں۔

شیر بن کر شکار کر لو

مندرجہ بالا واقعات سے ہماری جماعت کے احباب پر واضح ہو گیا ہوگا کہ جناب میاں صاحب جب اپنے مریدوں کو کسی کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ وہ شیر ہے تو در حقیقت ان کی اصطلاح میں شیر شکار نہیں بلکہ شکاری ہوتا ہے بکری نہیں بلکہ شیر ہوتا ہے جس سے وہ خود لرزاں و ترساں ہوئے ہوتے ہیں اس لئے ہمارے احباب کو چاہیئے کہ وہ جناب میاں صاحب کے خوف کو پورا کر دکھائیں ان کے مقابل جن زبردست دلائل سے وہ مسلح ہیں وہ [illegible] سے بھی بڑی ان کے دلائل [illegible] توالے ہیں بس اٹھو اور کمتوری کی ہمت سے کام لیکر ان بکریوں کو شکار کر لو اللہ تعالے آپ کے ساتھ ہو۔ آمین والسلام علے

کچھ مضمون نگار حضرات کی خدمت میں

پیغام صلح میں متعدد دفعہ مضمون نگار حضرات کو توجہ دلائی جا چکی ہے اور فرداً فرداً بھی خطوط لکھے گئے مگر ابھی تک ہماری درخواست صدا بصحرا ہے کسی دوست نے اس درخواست کے مطابق ایک مضمون بھی ارسال نہیں کیا آج دنیا ایک نقطہ انقلاب پر پہنچ چکی ہے۔ موجودہ بحرانی حالت نے بیشمار معاشی سیاسی سماجی، مذہبی اور روحانی مسائل پیدا کر دئے ہیں ہماری جماعت اگر ایک زندہ جماعت ہے اور اس کا اپنے ماحول سے تعلق ہے اور موجودہ دور میں دنیا کی رہنما ہے تو اسے اختلافی مسائل سے گذر کر ان حالات کا نظر غائر سے جائزہ لینا چاہیئے اور اسلام کا وہ نظام پیش کرنا چاہیئے جس کی دنیا کو اس وقت سخت ضرورت ہے جماعت احمدیہ کے وہ دوست اور بزرگ جو دنیا کی موجودہ حالت کو سمجھتے ہیں اور اسلام کے غلبہ پر یقین رکھتے ہیں انہیں اپنے خیالات کو اخبار کے ذریعہ دنیا تک پہنچانا چاہیئے

فتح اسلام توضیح مرام اور ازالہ اوہام پہلی ایڈیشن کی ضرورت

انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی کتابیں از سر نو اسی تقطیع پر طبع کرائی جائیں جس سائز پر حضرت مسیح موعود نے خود چھپوائی تھیں اس غرض سے فتح اسلام، توضیح مرام اور ازالہ اوہام کی سب سے پہلی ایڈیشن کی ضرورت ہے اگر کسی دوست کے پاس یہ تینوں کتابیں ہوں تو عارِیتاً یا قیمتاً جس طرح پسند فرمائیں ذیل کے پتہ پر بھجوا دیں۔ کتابیں بالکل ضائع نہیں ہوں گی، اور کتابت وطباعت کے بعد انہیں (بشرط ضرورت) بحفاظت واپس کر دیا جائے گا۔

خاکسار
جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن
اشاعت اسلام لاہور

روئداد جلسہ سالانہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام پشاور ۱۹۴۴ء

۲۳ر اپریل کو محمد علی پارک میں سائبان نصب کر کے جلسہ گاہ کو دریوں اور کرسیوں سے آراستہ کر کے لاؤڈ سپیکر نصب کر دیا گیا۔ پروگرام کے مطابق دس بجے پہلی تقریر ہمارے نوجوان دوست جناب شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے نے تلاوت قرآن شریف اور نعت کے بعد شروع کی۔ آپ نے بہت سے حوالہ جات سے ثابت کیا کہ ہر صدی کے سر پر مجددین کا آنا اور انکو قبول کرنا نہایت ضروری ہے چنانچہ متقدمین کے حوالہ جات کے علاوہ آپ نے مولانا مودودی صاحب کی عبارات پڑھکر سنائیں جن سے ثابت ہوتا تھا کہ ہر زمانہ میں مجدد کی ضرورت ہوتی ہے۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی اور آہستہ آہستہ اضافہ ہوتا گیا۔ ان کے بعد قبلہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب مبلغ انگلستان و جرمنی نے تقریر شروع فرمائی۔ فاضل مقرر نے صداقت اسلام اور حضرت نبی کریم صلعم کے فضائل کمالات اور مسئلہ ختم نبوت پر ایک نہایت ہی فاضلانہ اور عالمانہ تقریر کی۔ مولینا ممدوح کی جادو بیانی سے حاضرین کے قلوب مسحور تھے مولینا کے منہ سے ایک ایک لفظ نکل کر دلوں میں اترتا جاتا تھا۔ حاضرین پر سکوت کا عالم تھا۔ نہایت آرام و سکون سے ہمہ تن گوش تھے۔ فاضل مقرر نے اس امر کی خوب وضاحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے۔ کہ تمہارے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسوہ حسنہ ہیں۔ اور حضور رحمۃ اللعالمین ہیں، تو حضور صلعم کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں۔ جیسے کہ قرآن شریف کے بعد کسی کتاب کی ضرورت نہیں جیسے آپ کی شریعت کامل ویسا ہی آپ کی نبوت کامل۔ پس جبکہ تکمیل شریعت کے بعد شریعت کی ضرورت نہیں ایسا ہی تکمیل نبوت کے بعد نبی کی ضرورت نہیں لیکن ہر دور زمانہ کے احکام شریعت کی بجا آوری میں کسل اور سستی واقع ہو جاتی ہے۔ اور عملی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اسلئے شریعت کو تازہ اور جمود کو دور کرنے کے لئے مجددین اسلام آتے رہتے ہیں اور آتے رہیں گے۔ اس کے بعد فاضل مقرر نے حضرت مسیح موعود کے چند حوالے پیش فرمائے جن میں حضرت صاحب نے بار بار فرمایا تھا۔ اور حلف اٹھا اٹھا کر اعلان کیا تھا کہ میں نے نبوت کا دعوےٰ نہیں کیا اور آنحضرت صلعم کے بعد مدعی نبوت کافر و کاذب ہے۔ تقریر نہایت ہی موثر اور دلپذیر تھی، پہلا اجلاس دو بجے ختم ہوا۔

دوسرا اجلاس } دوسرا اجلاس ۵ بجے شام تلاوت قرآن شریف اور نعت سے شروع ہوا۔ پہلی تقریر جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے اسلام اور سکھ مذہب کے متعلق فرمائی آپ نے گورو گرنتھ صاحب اور سکھ مذہب کی دیگر مقدس کتابوں کی عبارات پڑھکر سنائیں کہ مذاہب عالم میں صرف اسلام ہی ایک سچا مذہب ہے، اور آنحضرت صلعم پر ایمان لانے اور اتباع کامل کے بغیر نجات ابدی کا ملنا ناممکن ہے۔ گرنتھی صاحب کی تقریر بہت ہی دلچسپ اور موزوں تھی۔ اس کے بعد دوسری تقریر جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع کی شروع ہوئی۔ اور رات کے آٹھ بجے تک جاری رہی۔ فاضل مقرر نے اپنے مخصوص انداز میں آریہ سماج کے تمام اعتراضات کا جو اسلام پر ... وہ کرتے ہیں نہایت مدلل جوابات دیئے اگر ان کے اعتراضات اور جوابات کو یہاں لکھا جائے تو ان پر کئی اوراق لکھے جا سکتے ہیں۔ غرض فاضل مقرر نے اسلام کو آریہ سماج کے بدنما داغوں سے صاف کر کے اپنی تقریر ختم کر دی۔ اور دس بجے حضرت مولینا صدرالدین صاحب نے اسلام اور موجودہ جنگ کے موضوع پر ایک معرکتہ الآرا تقریر فرمائی۔ اور نیز آنحضرت صلعم کے اخلاق فاضلہ اور فضائل پر سیر کن بحث کی اور مسلمانوں کو توجہ دلائی کہ مسلمانوں کی ترقی اور دنیا کی موجودہ مشکلات کو دور کرنے کا راز صرف اس بات میں مضمر ہے۔ کہ تمام دنیا اور خاصکر یورپین اقوام تک قرآن شریف پہنچایا جائے اور نیز یورپ و امریکہ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت کو واضح کیا۔ جلسہ رات کے ساڑھے بارہ بجے ختم ہوا۔

جلسہ کا دوسرا دن

دوسرے دن جلسہ ۲۴۔ اپریل بروز پیر ۵ بجے شام شروع ہوا۔ تلاوت قرآن اور نعت کے بعد پہلی تقریر جناب مولانا احمد یار صاحب منشی فاضل۔ مولوی فاضل۔ ایم اے نے فرمائی۔ فاضل مقرر نے قرآن حدیث سے ثابت کیا۔ کہ آخری زمانہ میں دجال اور یاجوج و ماجوج خروج کریں گے یہ وہ قومیں ہوں گی۔ جن کا عقیدہ تثلیث اور ابن اللہ ہوگا۔ چونکہ عیسائی اقوام کا ہے اور پھر جبکہ وہ تمام پیشگوئیاں اور علامات جو اس وقت معرض ظہور میں آ چکے ہیں تو پھر بتاؤ وہ مسیح موعود اور امام مہدی کہاں چلا گیا؟ اور نیز جو حدیثوں میں آیا ہے کہ دجال کے ساتھ روٹیوں کے پہاڑ ہوں گے۔ دنیا پر قحط ہوگا۔ جو لوگ دجال کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ وہ آرام و راحت میں ہوں گے، دوسرے لوگ فاقے کریں گے۔ پانیوں کو پی جائیں گے، دریاؤں کو خشک کریں گے۔ اور ٹیلوں کو چاٹ جائیں گے۔ اگر یہ سب علامات پوری ہو گئیں دجال ظاہر ہو چکا۔ تو بتاؤ کہ مسیح موعود کیوں نہ آیا۔ جب اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ایک اور صرف ایک ہی مدعی مسیحیت اور مہدویت ہیں۔ اور دوسرا کوئی نہیں۔ تو بتاؤ اس کے ماننے کے بغیر دوسرا کونسا راستہ ہے۔ فاضل مقرر نے نہایت صفائی اور وضاحت سے حضرت صاحب کے مشن کو پیش فرمایا اور اس بات پر زور دیا کہ اگر مسلمان موجودہ مصائب و مشکلات سے نکلنا چاہتے ہیں تو موجودہ امام جو نائب رسول اللہ صلعم ہیں کے جھنڈے کے نیچے آ جاویں اور اگر حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد صدی چہار دہم کے ماننے سے گریز کریں گے تو رسول اللہ صلعم نے ایسے لوگوں کے لئے وعید فرمایا ہے کہ من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ الجاھلیہ۔ اس گرفت سے آپ بچ نہیں سکتے مولانا احمد یار صاحب نے صداقت مسیح موعود کو دلائل قرآنیہ و حدیثیہ سے ثابت کر کے اپنی تقریر ختم کر دی اس کے بعد جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے تقریر شروع کی اور تاریخ گورو گرنتھ صاحب بیان فرمائی اور ثابت کیا کہ گرنتھ کوئی الہامی کتاب نہیں اور نہ وہ اصلی شکل میں موجود ہیں۔ اس تقریر کے ختم ہونے کے بعد جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے وید مقدس اور دیگر الہامی کتابوں سے رسول اللہ صلعم کے متعلق پیشگوئیاں بیان فرمائیں اور یہ ثابت کیا کہ جبار رشی کی پیشگوئی جو ویدوں میں موجود ہے وہ سوائے محمد رسول اللہ صلعم کے دوسرا نہیں ہو سکتا تقریر نہایت ہی دلچسپ اور پر از معلومات تھی۔ اس دلچسپ تقریر کے بعد جلسہ برخاست کیا گیا، نماز مغرب و عشا تمام احباب نے قبلہ مولوی صدرالدین صاحب کی امامت میں پڑھی اور بعد از نماز صاحب موصوف نے جماعت کو نصائح فرمائیں اور قادیانیوں کے غلط پراپیگنڈا کو واشگاف کر کے ان کو تبلیغ کرنے کی تلقین فرمائی۔

کچھ عرصہ سے پشاور چھاؤنی میں ایک قرآن کلاس جاری ہے جس کا اجتماع ہفتہ وار نہایت التزام سے ہوتا ہے جس میں قریبًا تمام معزز عہدہ داران ہندو، سکھ، پارسی شریک ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی تشریف آوری کی اطلاع پر اس قرآنی کلاس کا اجتماع خصوصی آنریبل جسٹس خان بہادر قاضی میر احمد خان صاحب اسسٹنٹ جوڈیشل کمشنر (جو کہ اس کلاس کے بانی اور روح رواں ہیں) کے بنگلہ پر منعقد کیا گیا اور حضرت مولانا ممدوح سے درخواست کی گئی کہ وہ اپنے پر معارف درس قرآن شریف سے ممبران درس کو مستفیض فرما دیں درس سے قبل محترم میزبان نے نہایت مکلف چائے سے حاضرین کی تواضع فرمائی۔ حضرت مولانا نے اپنے انداز خصوصی سے سورۃ فاتحہ اور ابتدائی رکوع سورۃ بقر کی تفسیر فرمائی جس سے حاضرین بے حد متاثر ہوئے اس درس قرآن کی تقریب پر ہم آنریبل جسٹس جناب قاضی صاحب ممدوح اور نیز اپنے ایک نوجوان مکرمی شیخ اللہ بخش صاحب بی۔ اے آنرز ایڈووکیٹ اور جملہ ممبران درس قرآن کو مبارکباد دیتے ہیں۔

الغرض اس درس کے خاتمہ پر پھر مولانا صاحب ممدوح جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے اور خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے جلسہ نہایت کامیاب رہا احمدی احباب کے علاوہ بڑے بڑے معزز لوگوں نے ہمارے جلسہ میں شمولیت فرما کر جلسہ کو رونق بخشی مثلاً آنریبل جسٹس خان بہادر قاضی میر احمد خان صاحب ممدوح و حضرت سید جعفر حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ تعلیم صوبہ سرحد اور جناب قاضی محمد اسلم خان صاحب ایڈووکیٹ و دیگر اعلےٰ تعلیم یافتہ اصحاب وغیرہ موجود تھے جلسہ ہر لحاظ سے کامیاب رہا، بعض قادیانی دوستوں اور دیگر مسلمانان پشاور نے جلسہ کی کامیابی پر مبارکباد دی بالآخر ہم جملہ دوستوں کا جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں جلسہ کو کامیاب بنانے کی کوشش کی شکریہ ادا کرتے ہیں، اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر دے۔

فردوس احمد ولد شیخ محمد

بچت فنڈ کی طرف توجہ کی ضرورت

"بچت فنڈ" کی تحریک میں دوست بہت کم حصے لیتے ہیں۔ اس طرف احباب کی خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ ازراہ کرم سب دوست بچت فنڈ میں حصہ لیکر عنداللہ ماجور ہوں۔

جلد ۳۲ | لاہور یوم چہار شنبہ مورخہ ۷ جمادی الثانی ۱۳۶۳ھ م ۳۱ مئی ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۱

دو عظیم الشان اصول

تم آپس میں محبت اور نظام سلسلہ کی اطاعت سے ترقی کر سکتے ہو

اطاعت امیر کے متعلق حضرت نبی کریم کے ارشادات

اب وقت آگیا ہے کہ ہم مسلمانوں کی طرف توجہ کریں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء

فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب لانفضوا من حولک فاعف عنھم واستغفر لھم وشاورھم فی الامر فاذا عزمت فتوکل علی اللہ ان اللہ یحب المتوکلین۔ (آل عمران)

جنگ احد کے واقعات اور آیت

اس آیت کا تعلق جنگ احد کے واقعات سے ہے جنگ احد میں کچھ لوگ میدان جنگ سے کسی غلط فہمی کی وجہ سے بھاگ گئے تھے تو انکا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ کس قدر اللہ کی رحمت ہے کہ محمد رسول اللہ ان کے لئے اس قدر نرم ہیں فرمایا کہ اگر پیغمبر سخت گو ہوتا تو وہ لوگوں کو اپنے ارد گرد جمع نہیں کر سکتا تھا۔ فاعف عنھم پس ان کو معاف کرو جو ان سے غلطی ہوئی واستغفر لھم پھر ان کے لئے خدا کی حفاظت مانگو کہ آیندہ ان سے ایسا قصور سرزد نہ ہو۔ وشاورھم فی الامر۔ ان کو بڑا بلند مقام دو ان سے سلطنت کے کاروبار میں مشورہ لیا کرو۔ فاذا عزمت فتوکل علی اللہ اور جب ان سے مشورہ کرو اور مشورہ کے ذریعہ سے ایک بات پختہ کر لو تو پھر اللہ ہی پر بھروسہ کرو۔ ان اللہ یحب المتوکلین اور جو لوگ کوشش کر کے نتائج کو خدا پر چھوڑ دیتے ہیں ایسے لوگوں سے ہی خدا محبت کرتا ہے۔

جماعت محبت سے بنتی ہے

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے دو عظیم الشان اصول بیان فرمائے ہیں اور دونوں میں محمد رسول اللہ صلعم کو بطور نمونہ ہمارے سامنے رکھا۔ پہلا اصول یہ ہے کہ جماعت اکٹھی نہیں ہو سکتی جب تک محبت کا برتاؤ نہ ہو۔ فبما رحمۃ من اللہ لنت لھم ولو کنت فظا غلیظ القلب میں محمد رسول اللہ صلعم کی اپنے ساتھیوں کے لئے محبت اور نرم دلی کا ذکر کر کے بتانا یہ مقصود ہے کہ جس طرح محمد رسول اللہ نرمی کو اختیار کئے ہوئے ہیں اسی طرح تم نرمی اور محبت کو اختیار کرو۔

محبت کے قویٰ کو ترقی دو

یاد رکھو پہلا اصول جماعت کے بننے کا یہ ہے کہ محبت کے قویٰ کو ترقی دو۔ ترقی کس طرح ہو سکتی ہے؟ یہ تو آپ جانتے ہیں کہ کوئی طاقت نہیں جس کی ترقی اس کے استعمال کے بغیر ہو سکے۔ جو طاقت استعمال کی جاتی ہے وہ ترقی کرتی ہے اور جس طاقت سے کام نہیں لیا جاتا وہ رہ جاتی ہے۔ محبت اور نرمی نہ صرف جماعت کے قیام کا ذریعہ ہیں بلکہ تبلیغ کا موثر ذریعہ بھی یہی ہے آپ اس وقت تک تبلیغ بھی کامیابی کے ساتھ نہیں کر سکتے جب تک آپ کے دل میں لوگوں کے لئے جن تک آپ حق پہنچانا چاہتے ہیں محبت اور نرمی کے جذبات بدرجہ اتم موجود نہ ہوں۔

حضرت موسیٰ کو نرمی سے بات کرنیکا حکم

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون جیسے انسان کی طرف جانے کا حکم ہوتا ہے جس نے بنی اسرائیل کو حضرت موسےٰ اور آپ کی قوم کو انتہاء درجہ کے دکھ پہنچائے تھے تو اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ فرعون حد سے گذر گیا ہے بایں کلمۂ حق پہنچانے کے لئے اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ نصیحت پکڑے یا ڈر سے فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشی اس کے ظلم کو دیکھ کر تم میں سختی نہیں آنی چاہیئے بلکہ تمہاری غرض کچھ اور ہے، تمہاری اصل غرض یہ ہے کہ کلمۂ حق اس تک پہنچے شاید وہ ہدایت پا جائے یا خدا سے ڈر جائے اس لئے اس کے ساتھ نرمی سے بات کرنا تو معلوم ہوا تبلیغ کے لئے نرمی کی ضرورت ہے۔

ایکدوسرے سے نرمی اور محبت کا سلوک کرو

تو اس محبت کی طاقت کو باہمی تعلقات میں ترقی دو تاکہ دوسروں سے محبت کرنے کی قوت بڑھے اور تم دوسروں کو تبلیغ کر سکو۔ مگر اس وقت تک ہم خود بھی ترقی نہیں کر سکتے جب تک ہم ایک دوسرے سے نرمی اور محبت سے پیش نہ آئیں اور اپنے بھائیوں کی تکلیف کو دیکھ کر ہمیں دکھ نہ ہو۔ سگے بھائیوں کو آپ دیکھتے ہیں باوجود اس کے کہ ان میں اختلاف بھی ہوتا ہے لیکن جب ان میں سے کسی ایک پر تکلیف آتی ہے تو دوسرے کا دل دکھتا ہے لیکن یہ جماعت کی برادری اس سے بھی بڑھکر ہونی چاہیئے جب تک یہ کیفیت نہ پیدا ہو جائے اس وقت تک اسلام کا منشا پورا نہیں ہوتا، اگر تم دنیا پر اسلام کا غلبہ چاہتے ہو تو اس کے لئے بھی ضرورت ہے کہ تم لوگوں سے نرمی اور محبت کا سلوک کرو خدمت خلق کرو یہ چیزیں ہیں جو انسان کو کھینچتی ہیں۔

ہمارا کامیاب جلسہ اور لوگوں کا رجحان

ہماری جماعت پر ایک وقت ابتلاء کا گذرا ہے ایک زمانہ تو حضرت مسیح موعود کا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے بعد سنہ ۱۹۳۰ء کے قریب جو زمانہ آیا خواہ ان خیالات اور گروہ کو پیدا کرنے والے کوئی لوگ ہوں مگر مسلمانوں کے دل میں ہماری طرف سے ایک بغض بیٹھ گیا لیکن یہ چیزیں ہمیشہ کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ کچھ دنوں کے بعد لوگ سوچنے لگتے ہیں کہ آخر ہم ان سے ایسا سلوک کیوں کرتے ہیں اگر ایسے موقعہ پر محبت اور نرمی کا سلوک کرنے میں ہماری طرف سے پہل ہو تو اس کا جواب بھی محبت اور نرمی سے ملتا ہے کل شام کو برکت علی اسلامیہ ہال میں یوم وصال کا جلسہ منعقد ہوا غالبا اس میں آپ دو ہزار لوگ شامل ہوں گے اس جلسہ کو دیکھ کر میں سمجھتا ہوں کہ وہ زمانہ جب ہمارے خلاف بغض حد کو پہنچ چکا تھا وہ گذر چکا ہے اور اب پھر اس طرف لوگوں کا رجحان نظر آتا ہے۔

مسلمانوں کی طرف توجہ کی ضرورت

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ ہم ان کی طرف توجہ کریں ان لوگوں کو نرمی کے ساتھ سمجھاؤ کہ تم نے اسلام کو چھوڑ دیا قرآن کو چھوڑ دیا ہے اور حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر تم نے سچے پیر بلا

کو چھوڑ دیا ہے۔ نرمی اور محبت کے ساتھ ان تک پہنچو۔ میں پہلے بھی یہ بات کہہ چکا ہوں کہ ایک مبلغ کو یہ بات اپنے دل میں مضبوط طور پر قائم کر لینی چاہیئے کہ انقلاب صرف وعظ اور منہ کی باتوں سے نہیں پیدا ہوگا بلکہ انقلاب عمل سے پیدا ہو سکتا ہے تم اپنے دلوں کے اندر ولولہ اور احساس پیدا کرو کہ تمہیں مسلمانوں کے دکھ اور تکالیف اپنے دکھ اور تکالیف نظر آئیں۔

حرکت اور اسکا اجر

توکل کے جلسہ کے متعلق میں بتانا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے برکت اس وقت نازل ہوتی ہے جب خود تمہارے دلوں میں حرکت پیدا ہوتی ہے جب تمہارے دلوں میں حرکت پیدا ہوئی تو خدا تعالیٰ نے اس کا اجر دیا کہ لوگوں کے قلوب کو اس طرف مائل کر دیا۔ ہمارے نوجوانوں نے اور باہر کے لوگوں نے جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے بڑی کوشش کی اور خدا تعالیٰ نے اس پر یہ ثمرہ نازل فرمایا۔

تعلقات اخوت بڑھاؤ

میں کہتا ہوں کہ آپس میں محبت کے تعلقات کو بڑھاؤ اگر تمہارے بھائی کی طرف سے زیادتی بھی ہو جائے تو اسکو برداشت کرو۔ انسانی کیریکٹر کے بننے کا یہ پہلا گر ہے جس میں یہ چیز نہیں پیدا ہوتی اس کے اخلاق بھی نہیں بنتے۔ اگر تم جماعت کو مضبوط کرنا چاہتے ہو اور اس میں قوت عمل پیدا کرنا چاہتے ہو تو اس کے لئے ضرورت ہے کہ آپس میں اخوت کے تعلقات کو بڑھاؤ۔ یہ جو دنیوی برادری ہے اسکو بھی قائم رکھو لیکن خدا کے لئے جو برادری قائم ہوئی ہے وہ سب رشتوں پر غالب ہے۔

اسلام کے نظام کا بنیادی اصول

دوسرا امر بھی اس میں بیان فرمایا ہے کہ انھوں نے غلطیاں کیں ہیں لیکن پھر بھی انہیں اپنا مشیر بناؤ یہ اسلام کے نظام کا بنیادی اصول ہے یہ تو میں نے ایک آیت مدنی سورۃ کی پڑھی ہے لیکن مکی زمانہ میں بھی اس مشورہ کے اصول پر زور دیا گیا تھا نماز اور انفاق فی سبیل اللہ یعنی خدا کے آگے جھکنا اور انسانوں کی خدمت کرنا اور ان کے لئے اپنے مالوں کو خرچ کرنا ان دونوں کے درمیان یہ اصول بیان فرمایا واقاموا الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم ومما رزقنھم ینفقون۔ نماز کو قائم کرتے ہیں اور ان کا حکم آپس میں مشورہ سے ہوتا ہے اور اس سے جو ہم نے انہیں دیا ہے خرچ کرتے ہیں اسلام نے ایک بڑا زبردست نظام حکومت قائم کیا ہے اور وہ نظام حکومت اس حد تک محدود نہیں جس حد تک عام دنیوی بادشاہت کا رنگ ہوتا ہے۔ حکومت میں بھی وہی اصول ہے اور عام معاملات میں بھی وہی اصول ہے حتیٰ کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ تین آدمی ہوں تو ان میں سے ایک آدمی کو امیر مقرر کر دو یہ امارت کا اصول روح ہے قوم کی ترقی کی اس پر اتنا زور دیا ہے کہ اگر حدیثوں کو پڑھو تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نبی کریم نے اسے کتنا مضبوط کیا ہے لیکن خوب یاد رکھو کہ اس نظام کا بنیادی پتھر امرھم شوریٰ بینھم ہے۔

حضرت مسیح موعود نے اس اصول کی تجدید فرمائی

میں سمجھتا ہوں کہ اس زمانہ میں اس اصول کی تجدید بھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے کی لوگ اس اصول کو بالکل فراموش کر چکے تھے شاید وہ اتنا سمجھتے تھے کہ مشورہ لے لیا کرو مگر کرو وہی جو کرنا ہو قادیانی جماعت کا بھی یہی اصول ہے وہاں بھی مشورے لئے جاتے ہیں مگر بات وہی ہوتی ہے جو ایک آدمی چاہتا ہے مشورہ کے یہ معنی نہیں ہیں حضرت مرزا صاحب نے اس کی بھی تجدید فرمائی وہ تجدید کس رنگ میں کی وہ آپ کی تحریر کے رنگ میں موجود ہے اپنی زندگی کے اختتام کے قریب جب انجمن آپ بنا چکے تھے اللہ تعالیٰ کے اشارہ کے ماتحت جب آپ کو اپنی وفات کی خبر ملی تو آپ نے ایک وصیت لکھی اور انجمن کو اپنا جانشین مقرر فرمایا پھر آپ نے اس انجمن کو اپنی زندگی میں بنا کر اور اس کے قواعد اپنی منظوری سے مرتب کروا کے اس پر عمل درآمد بھی کروا دیا تاکہ کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش باقی نہ رہے لیکن بات یہاں تک نہ رہی اس انجمن کو آپ کی زندگی میں ایک واقعہ پیش آیا کہ انجمن کے ایک عہدیدار نے جو آپ سے خاص تعلق قرابت بھی رکھتے تھے انجمن کے احکام کی تعمیل سے انکار کر دیا اور اس پر یہاں تک اصرار کیا کہ آخر معاملہ حضرت صاحب تک پہنچا۔ مسجد مبارک کے ساتھ ایک چھوٹے سے کمرہ میں مجلس منتظمہ کے آدمی بیٹھے تھے حضرت صاحب اندر سے تشریف لائے اور اپنے ہاتھ سے فوراً تحریر لکھ دی۔

حضرت صاحب کی تحریر

"میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشا میرے ہرگز نہ کرے گی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا" والسلام

مرزا غلام احمد ۲۷ اکتوبر سنہ ۱۹۰۷ء

یہ عبارت بالکل صاف ہے

اب فرمایئے کہ ان الفاظ میں کوئی اشتباہ تو باقی نہیں رہ گیا اب ہمارے قادیانی دوست جو چاہیں اس کے معنی بنائیں لیکن یہ عبارت بالکل صاف ہے اور حضرت صاحب کا منشا بالکل واضح ہے اگر حضرت صاحب کے نزدیک خلافت ضروری ہوتی تو آپ فرماتے کہ میری زندگی تک تو مجھے اطلاع دی جائے اور میرے بعد میرے خلیفہ کو۔ اس عبارت کو جس جج کے سامنے چاہیں لے جائیں اس کے دو معنی نہیں ہو سکتے آپ کی زندگی کے بعد صرف انجمن آپ کی جانشین ہے۔

انجمن کے رنگ میں خدائی نعمت

میں اپنے دوستوں کو بھی سمجھانا چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے انجمن کے رنگ میں تمہیں نعمت عطا فرمائی ہے افراد مر جاتے ہیں لیکن انجمن ایک ایسی شخصیت ہے جو مرتی نہیں حدیث میں بھی حکم ہے کہ میرے بعد کوئی معاملہ ہو تو مشورہ کر لیا کرو حضرت مسیح موعود نے بھی اس اصول کو زندہ کیا ہے گو آپ کو انجمن کی شخصیت نظر نہیں آتی آپ کو صدر اور سکرٹری اور ممبر کین نظر آتے ہیں لیکن حضرت مسیح موعود کی اصل جانشین انجمن ہے اس کے احکام اسی طرح ماننے لازمی ہیں جس طرح حضرت مسیح موعود کی زندگی میں آپ کے احکام کو ماننا لازمی تھا۔

اطاعت امیر اور حضرت نبی کریم کے ارشادات

کوئی امیر اگر انجمن کے فیصلہ کے خلاف چلا جائے تو تمہیں اسے چھوڑنا ہوگا، لیکن امیر جب تک انجمن کے مشورہ اور فیصلہ کے مطابق چلتا ہے تو تمہیں اس کی اطاعت کرنا ہوگی امیر کی اطاعت کے متعلق بہت سی حدیثیں ہیں ایک حدیث میں حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا من اطاعنی فقد اطاع اللہ ومن عصانی فقد عصی اللہ جس نے میری اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی جس نے میری فرمانبرداری کی اس نے خدا کی فرمانبرداری کی۔ ومن یطع الامیر فقد اطاعنی ومن یعص الامیر فقد عصانی جو امیر کی اطاعت کرتا ہے وہ میری اطاعت کرتا ہے جو امیر کی نافرمانی کرتا ہے وہ میری نافرمانی کرتا ہے — ہمارے ہاں بھی ایک چھوٹا سا نظام حکومت قائم ہے اس کی بنیاد بھی اس پر رکھی جا سکتی ہے یاد رکھو اگر تم امیر کے فرمانبردار ہو تو تم خدا اور رسول کے فرمانبردار ہو جہاں حکومت ہوتی ہے وہاں بعض دفعہ لوگوں کو دکھ بھی پہنچ جاتا ہے حضرت نبی کریم صلعم فرماتے ہیں من کرہ من امیرہ شیئاً فلیصبر اگر تم اپنے امیر سے ایسی چیز دیکھو جو تمہیں ناپسند ہو تو اس پر صبر کرو اور ایک اور حدیث میں اسکو اور بھی واضح فرمایا ایک صحابی کی زبانی ہے۔

بایعنا علی السمع والطاعة فی منشطنا ومکرھنا وعسرنا ویسرنا۔

یعنی رسول اللہ صلعم نے ہماری بیعت اس بات پر لی کہ جو حکم ہوگا اسے سنتے ہی فرمانبرداری کریں گے۔ سننے میں اور فرمانبرداری میں کوئی فرق نہ ہوگا مگر اس طرح پہ کہ اگر ایک حکم سے ہم کو نشاط حاصل ہوتی ہے تو بھی اطاعت کریں گے اگر ایک حکم ناپسند ہے تو اس کی بھی اطاعت کریں گے۔ پھر اس پر اور ترقی کی واثرة علینا اگر ہمارا حق ہمیں نہیں دیا جائے گا تو بھی اطاعت کریں گے، اگر ہماری حق تلفی ہو جائے تو بھی ہمیں سننا اور قبول کیا کا پابند رہنا ہوگا اگر ایک انسان کی حق تلفی سے نظام حکومت کو بگاڑتے ہو تو یہ خدا اور اس کے رسول کا گناہ ہے پھر فرماتے ہیں وان لا ننازع الامر اھلہ جن لوگوں کے سپرد حکومت کا کام کیا جائے ہم ان کے ساتھ جھگڑا نہیں کریں گے۔

امیر کی اطاعت کس وقت لازم نہیں رہتی

اب بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ یہ بڑی سخت جکڑ بندی ہے مگر محمد رسول اللہ کی تعلیم کمال کی تعلیم ہے کوئی نقص پیدا نہیں ہوا جس کے سامنے گذشتہ اور آیندہ کے حالات ایسے موجود ہوں جیسے محمد رسول اللہ صلعم کے سامنے تھے آپ فرماتے ہیں۔ الا ان تروا کفراً بواحاً عندکم من اللہ فیہ برھان تم نے جھگڑا نہیں کرنا لیکن جب کھلا ہوا کفر دیکھو جس کے لئے تمہارے ہاتھ میں خدا کی طرف سے کھلی دلیل ہے فرمانبرداری کرتے چلے جاؤ لیکن جب کھلا ہوا کفر دیکھو تو پھر فرمانبرداری نہیں پھر تم اپنے حاکموں کے ساتھ جھگڑا کر سکتے ہو کفر بواح جانتے ہو کسے کہتے ہیں کفر عقیدہ کی رو سے بھی ہوتا ہے اور کفر عمل کی رو سے بھی دونوں طرح استعمال ہوا ہے تو صرف ایک استثنا دکھا ہے اگر تم کھلا کفر دیکھو خدا اور رسول کے احکام کی کھلی نافرمانی دیکھو

عقیدہ میں ہو یا عمل میں جیسا حضرت امام حسین نے یزید کے اندر دیکھا حضرت امام حسین کے نزدیک یزید کی زندگی فاسقانہ زندگی تھی آپ نے اس کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا اپنی اور اپنے خاندان کے افراد کی موت کو قبول کیا لیکن یزید کی بیعت کو قبول نہ کیا۔

بعض دوستوں کا سوال اور اسکا جواب

ہمارے بعض دوستوں نے بھی سوال کیا ہے کہ جب امیر کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم ہے تو جب جماعت کی کثرت نے ایک شخص کی بیعت کر لی تھی تم نے کیوں قبول نہ کیا میں کہتا ہوں کہ ہم نے کفر بواح دیکھا ایک کھلا کفر دیکھا جو لوگ اس چیز کی اہمیت کو سمجھا نہیں چاہتے وہ ایک خطرناک غلطی میں مبتلا ہیں اس سے زیادہ کفر کیا ہوگا کہ محمد رسول اللہ صلعم کے ماننے والے سب کے سب کافر قرار پاتے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل دائرہ اسلام سے خارج قرار پائے بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو سمجھتے ہیں چلو جی کیا ہے کوئی سمجھتا ہے سمجھے ہم تو نہیں سمجھتے لیکن اس طرح تم ان کے موید تو بن گئے اگر ہم لوگ وہاں سے نہ نکلتے تو ہم بھی اس کفر کے مؤید ہوتے۔ اس کفر کی جماعت احمدیہ لاہور نے اتنی تردید کی ہے کہ باوجود قادیانی جماعت کے بلند بانگ دعاوی کے انہیں یہ جرات نہیں ہوتی کہ ہمارے سامنے آئیں اور ثابت کریں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مسلک تھا۔

قادیانی جماعت نے کلمہ کو منسوخ کر دیا۔

خوب یاد رکھو قادیان والوں نے کلمہ طیبہ کو منسوخ کر دیا ہے اس میں تمہارے دل میں شک نہیں ہونا چاہیئے میں نے خود انکے بڑے بڑے آدمیوں سے پوچھا ہے کہ ایک شخص ایسے ملک کے اندر سے جہاں حضرت مسیح موعود کا پیغام نہیں پہنچا وہ کافر کلمہ پڑھتا ہے تو کیا وہ کافر اس کلمہ کے پڑھنے سے مسلمان ہوگیا تو جواب دیتے ہیں نہیں کیونکہ اگر یہ مان لیں کہ وہ مسلمان ہوگیا تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ کروڑ کلمہ پڑھنے والے کافر کیسے ہوگئے۔

یہ ایک غلاظت ہی یہ ایک گند اور غلاظت ہے جو ان لوگوں نے حضرت صاحب کی تعلیم میں ملا دیا اس سے اسی طرح نفرت کرو جس طرح گند اور غلاظت سے نفرت کرتے ہو۔ خوب یاد رکھو یہ ایک غلاظت ہے جو قادیانی جماعت اسلامی تعلیم میں ملا رہی ہے بعض لوگ کہتے ہیں اشاعت کا کام وہ بھی کر رہے ہیں لیکن میں دو برتن تمہارے سامنے لا کر رکھتا ہوں ایک پاکیزہ دودھ کا اور دوسرے میں دودھ تو ہے لیکن اس میں گوبر اور پیشاب ملا ہوا ہے تم کسے پسند کرو گے یہ گوبر ملا ہوا دودھ ہے

میرا ایک چیلنج اس بات کو خوب مضبوط پکڑ لو کہ محمد رسول اللہ کے بعد کوئی نبی نہیں پیشگوئیاں کرنا اور خدا سے ہمکلام ہونا اور چیز ہے اب جبرئیل کا نزول اور وحی نبوت کا آنا ہمیشہ کے لئے بند ہو گیا میں نے انہیں چیلنج کیا تھا کہ ایک شخص قسم کھا کر کہدے اگر اور کوئی شخص نہیں تو میاں محمود احمد صاحب ہی قسم کھائیں کہ انھوں نے ۱۹۰۱ء میں حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں یہ تغیر محسوس کیا کہ اس سے پہلے تو حضرت صاحب مدعی نبوت کو کافر سمجھتے تھے، مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے تھے دعوئے نبوت کو اپنے اوپر افترا قرار دیتے تھے لیکن ۱۹۰۱ء میں انھوں نے اپنی تحریروں کو منسوخ کر دیا اور خود مدعی نبوت ہو گئے۔ یونہی لفظی بحثوں میں پڑے ہوئے ہیں یہ بحثیں تو کبھی ختم نہیں ہوسکتیں یہ تو واقعات کا سوال ہے۔

اس غلطی کی اصلاح کیوں نہیں کرتے؟ لوگ کہتے ہیں کہ وہ تو پیچھے ہٹنا چاہتے ہیں لیکن لاہور والے انہیں پیچھے نہیں ہٹنے دیتے کیا ہم انہیں یہ کہتے ہیں کہ تم ان عقیدوں کو نہ چھوڑو ہم کہتے ہیں کہ تم نے حضرت مسیح موعود کی طرف ایک غلط تعلیم کو منسوب کیا ہے اس سے رجوع کرو۔ اگر انھوں نے ایک غلطی کی ہے تو اس کی اصلاح کیوں نہیں کرتے اگر ہم نے کوئی غلطی کی ہے اور ہمیں یہ معلوم ہو جائے کہ ہم نے غلطی کی ہے تو لعنت ہے کہ پھر بھی ہم اس کی اصلاح نہ کریں۔

ان اصولوں کو مضبوطی سے پکڑیں آپ سے کہتا ہوں کہ یہ جو تمہارا انتظام ہے اسے

(باقی برصفحہ ۸)

جناب میاں صاحب کا تفسیر نویسی پر چیلنج

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

جناب میاں محمود احمد صاحب کا چیلنج جو اخبار الفضل ۲۳ر اپریل میں نکلا ہے اس کی طرف مجھے ایک دوست نے توجہ دلائی ہے۔

"میں جسے خدا تعالےٰ نے اس پیشگوئی (مصلح موعود) کا مصداق قرار دیا ہے تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابلہ میں قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لے لیں مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح حاصل ہوگی"

اس سے پیشتر میں دو طرح پر جناب میاں صاحب کو چیلنج دے چکا ہوں اور بار بار اس کو دوہرا چکا ہوں۔ ایک یہ کہ وہ مسئلہ تکفیر اہل قبلہ و ختم نبوت کے بعد اجرائے نبوت پر بحث کر لیں اور ان کے اپنے مریدوں کو اس بحث میں حکم ٹھیراؤں گا۔ اور دوسرا یہ کہ جس طرح پر ہماری جماعت کے منتر آدمی یہ حلف اٹھا چکے ہیں کہ انھوں نے ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود کے دعوے میں کوئی تبدیلی محسوس نہیں کی۔ ان کی جماعت کے لوگ بھی یا وہ خود ہی حلف اٹھائیں کہ ۱۹۰۱ء میں "ایک غلطی کا ازالہ" نکلنے پر ہم نے اس بات کو محسوس کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود اپنے دعوے میں تبدیلی کرتے ہیں اور گو وہ اس سے پہلے دعوئے نبوت کو اپنے اوپر افترا قرار دیتے تھے مدعی نبوت کو کافر اور کاذب یقین کرتے تھے۔ مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے تھے تسلیم کیا کرتے کہ یہ فرماتے تھے کہ میں نے لفظ نبی صرف اس کے لغوی معنے میں محدث کے معنے میں یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء کے معنے میں استعمال کیا ہے لیکن جب ۱۹۰۱ء میں "ایک غلطی کا ازالہ" نکلا تو ہم نے سمجھ لیا تھا کہ اس قسم کی آپ کی پہلی تحریریں آج سے منسوخ ہو گئی ہیں اور اب آپ خود فی الواقع نبوت کے مدعی ہو گئے ہیں مگر جناب میاں صاحب ان دونوں مقابلوں کی طرف توجہ نہیں کرتے اور نہ کوئی جواب دیتے ہیں۔

اس کی بجائے انھوں نے تفسیر نویسی کا یہ چیلنج دیا ہے جس کے متعلق پہلی بات تو یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اللہ تعالےٰ نے انہیں واقعی وعدہ دیا ہے کہ اگر وہ قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں گے تو دوسرے سب لوگ ان کے مقابلہ میں مغلوب ہوں گے! یا یہ صرف ان کے اپنے نفس کی تعلّی ہے دشمنوں پر غلبہ کے لیے وعدے تو وہ اپنے مامورین کو دیا کرتا ہے اور مامور ہونے سے میاں صاحب انکار کر رہے ہیں مگر ساتھ ہی مامور کا مقام اپنے لئے تجویز کر رہے ہیں۔ دوسری بات یہ دریافت طلب ہے کہ ان کی فتح صرف اس طرح ہوگی کہ ان کے مرید کہیں گے کہ ہمارے پیر کی تفسیر سب سے بہتر ہے یا کوئی غیر احمدی علماء جو ان کے قول کے مطابق کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں اور جن سے ان کے خیال کے مطابق فہم قرآن ہی سلب کر لیا گیا ہے یہ فیصلہ کریں گے۔ یا عیسائیوں اور یہودیوں سے یہ فیصلہ لیا جائے گا آخر کون جج اسکا فیصلہ کرے گا کہ میاں صاحب کو فتح ہوئی یا ان کے مقابل تفسیر لکھنے والے کو۔ مثلاً اگر جماعت لاہور سے کوئی آدمی اس مقابلہ کے لئے نکلے تو کیا انہیں غیر احمدی علماء کا فیصلہ منظور ہوگا یا غیر احمدی علماء میں سے کوئی نکلے تو کیا وہ جماعت لاہور کے فیصلہ کو قبول کریں گے یا صرف مریدوں کی صدائے سبحان اللہ کافی ہوگی۔ تیسری بات یہ دریافت طلب ہے کہ لوگوں نے سارے قرآن کی تفسیریں بھی لکھی ہیں میاں صاحب اگر خود ایک مکمل تفسیر شائع کر کے پھر یہ دعوے کرتے تو زیادہ موزوں تھا پھر انکی تفسیر کا دوسری تفسیروں سے موازنہ کرنے کے لئے کوئی رستہ کھلتا ابھی تک تو وہ مثال ہے کہ ہماری بکری شیر مار سکتی ہے اور جب پوچھا جائے کہ مارتی کیوں نہیں تو جواب ملتا ہے کہ چاہتی نہیں۔ پہلے خدا سے یہ توفیق تو مانگیں کہ وہ اپنی تفسیر کو مکمل کر سکیں۔

ان تینوں باتوں کے بعد بھی جن کا جواب میاں صاحب سے ملنے کی مجھے امید نہیں ان کے اس چیلنج کو کہ قرآن کریم کے کسی مقام کی تفسیر وہ بھی لکھیں اور دوسرے لوگ بھی لکھیں قبول کرتا ہوں اور سہولت کے لئے صرف ایک ہی آیت ان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد۔

اس آیت کا انتخاب میں نے اس لئے بھی کیا ہے کہ اس سے پیشتر جناب میاں صاحب دنیا کے علماء کو یہ چیلنج دے چکے ہیں کہ اس آیت کی تفسیر کا انہیں سب سے بڑھ کر علم دیا گیا ہے

رہی یہ بات کہ اس کا فیصلہ کس طرح ہوگی کہ میاں صاحب کو فتح ہوئی ہے میں اس کے لئے بھی آسان طریق پیش کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ انہی کے مریدوں میں سے تین تین آدمی منتخب کروں گا جو حلف اٹھا کر یہ فیصلہ کر دیں کہ جناب میاں صاحب کی تفسیر قرآن و حدیث کے مطابق ہے اور حضرت مسیح موعود کی تفسیر کے خلاف نہیں اگر وہ ان تمام طریقوں میں سے کوئی طریق بھی اختیار نہ کریں تو اس سے صرف ایک ہی قیاس ہو سکتا ہے یعنی یہ کہ ان کا مطلب فی الواقع کسی مسئلہ کو صاف کرنا یا کسی مشکل کو حل کرنا نہیں بلکہ ایک ہنگامہ آرائی ہے جس سے مقصود صرف یہ ہے کہ مریدوں کی توجہ کسی نئی بات کی طرف لگی رہے۔

خاکسار

محمد علی

پیغام صلح
جلد ۳۲ لاہور مورخہ ۷ رجادی الثانی ۱۳۶۳ھ نمبر ۲۱

یوم وصال کا نہایت کامیاب جلسہ

ہمارا تبلیغی پروگرام اور حالاتِ مساعد

۲۵ مئی کو نماز مغرب کے بعد برکت علی اسلامیہ ہال بیرون موچی دروازہ لاہور میں زیر صدارت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یوم وصال کا جلسہ منعقد ہوا باوجود شدید گرمی کے ہال لوگوں سے بھرا ہوا تھا اور ہال کے دروازہ پر لوگوں کا جمگھٹا تھا جتنے لوگوں کو جگہ ملی اتنے ہی لوگ قریباً جگہ نہ ملنے کی وجہ سے واپس ہو گئے حاضرین میں شہر کے عمائد بھی تھے عوام بھی تھے مرکزی جماعت کے لوگ بھی تھے اور بیرونی جماعتوں کے دوست بھی تھے ہندو بھی تھے سکھ بھی تھے ہمارے مسلمان بھائی بھی اور قادیانی دوست بھی تھے غرضیکہ جلسہ بہت بارونق تھا۔ حضرت مولانا صدرالدین صاحب نے اپنے مخصوص اور دلنشیں انداز میں "حضرت محمد صلعم خاتم النبیین ہیں اور حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ان کے دین کے خادم ہیں" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ حضرت مولانا کے بعد جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے "مجدد وقت کا پیغام" کے موضوع پر تقریر کی حاضرین جلسہ نے بڑی توجہ کیساتھ ان تقریروں کو سنا ان تقاریر کے اختتام پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کے خالص اسلامی و بلند مقاصد کو نہایت اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہوئے اہل لاہور کو جماعت احمدیہ لاہور میں شمولیت کی دعوت دی حضرت ممدوح کے ارشادات کو لوگوں نے بہت غور سے سنا اور رات کے ساڑھے بارہ بجے حضرت امیر نے دعا کے ساتھ جلسہ کو برخاست کیا۔ جلسہ بہت ہی کامیاب رہا۔ اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے جنرل سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اور مرکزی نوجوانوں نے غیر معمولی جدوجہد کی اللہ تعالیٰ نے ان کی تڑپ دیکھ کر یہ غیر معمولی کامیابی عطا فرمائی دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمارے نوجوانوں کو اسلام اور سلسلہ کے لئے تعمیری اور تخلیقی جدوجہد کرنے کے لئے بیش از بیش توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اس جلسہ کی کامیابی اس امر کی واضح دلیل ہے کہ اس پراپیگنڈا کا اثر جو تحریک احرار نے قادیانی اعتقادات کو سامنے رکھکر کیا تھا دور ہو چکا ہے اور لوگوں کے دلوں میں جو نفرت کے جذبات پیدا کئے گئے تھے وہ مرور زمانہ سے کم ہو چکے ہیں اور لوگ پھر حضرت امام عصر حاضر کا پیغام سننے کے لئے تیار ہیں ضرورت ہے کہ ان بدلے ہوئے رجحانات کے پیش نظر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خالص اسلامی تعلیمات کو مسلمانوں تک پہنچایا جائے اور انہیں سلسلہ حقہ میں شمولیت کی دعوت دی جائے اس جلسہ کی کامیابی سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے تبلیغی پروگرام کے لئے بڑا وسیع میدان پیدا کر دیا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے کہ وہ مسلمانوں کے بدلے ہوئے رجحانات سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں اور تبلیغی پروگرام کو ہر ممکن ذریعہ سے کامیاب بنانے کی کوشش کریں کیونکہ حالات مساعد ہیں اور فضا سازگار ہے۔

کالجوں میں تعلیم حاصل کرنیوالے احمدی طلباء کے پتے درکار ہیں

وہ احمدی والدین جن کے بچے لاہور کے کالجوں میں تعلیم پاتے ہیں یا اب میٹرک کے نتیجہ کے بعد کالجوں میں داخل ہونے ہیں ان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری آنریری مہتمم تبلیغ احمدیہ بلڈنگس لاہور کی خدمت میں ان نوجوانوں کے پتے بھجوائیں۔ جناب شیخ صاحب موصوف انتظام فرما رہے ہیں کہ کالج کے طلباء کے لئے ایک دینیات کی کلاس کھولی جائے جس میں احمدی نوجوانوں کو قرآن شریف حدیث اور کتب سلسلہ پڑھائی جائیں یہ کلاس قریباً کھل چکی ہے اور آئندہ ہفتہ سے درس و تدریس کا سلسلہ بھی شروع ہو جائیگا۔ مغربی علوم کی وجہ سے کالجوں کے اندر جو لغو و الحاد کی فضا پیدا ہو گئی ہے اس کے پیش نظر احمدی نوجوانوں کے لئے دینی تعلیم و تربیت کا ہونا اشد ضروری ہے۔ احمدی والدین کو اپنے بچوں کی دینی تعلیم کے لئے جناب شیخ صاحب موصوف جیسے بلند پایہ عالم اور ربانی بزرگ کا وجود غنیمت سمجھنا چاہیئے اور اپنے بچوں کی بہتری و بہبودی کے لئے انہیں تلقین کرنا چاہیئے کہ وہ جناب شیخ صاحب سے استفادہ کریں۔ امید ہے احمدی والدین جلد اس طرف توجہ مبذول فرمائیں گے۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۲ جون کو صبح کی گاڑی سے ڈلہوزی تشریف لے جا رہے ہیں حضرت ممدوح سے آئندہ خط و کتابت کا پتہ حسب ذیل ہوگا احباب سلسلہ نوٹ فرمائیں

پتہ :- دار السلام - ڈلہوزی

اعلانات نکاح (ا) شیخ عبدالحمید صاحب برادرزادہ جناب شیخ نیاز احمد صاحب کا نکاح سیدہ بیگم صاحبہ بنت ڈاکٹر محمد یوسف صاحب مرحوم کے ساتھ ۲۰ مئی ۱۹۴۴ء کو جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب نے وزیر آباد میں پڑھا دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو موجب خیر و برکت بنائے۔ اس مبارک تقریب پر دولہا کے بھائی شیخ عبدالرحیم صاحب نے مبلغ دس روپے اور دلہن کی والدہ محترمہ نے دو روپیہ بطور عطیہ انجمن کو مرحمت فرمائے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

(ب) جناب محمد حسین شاہ صاحب سیالکوٹ سے تحریر فرماتے ہیں کہ جناب ماسٹر رحیم بخش صاحب کی دختر حمیدہ صاحبہ کا نکاح میاں برکت اللہ صاحب ولد ماسٹر عبداللہ صاحب کے ساتھ بعوض مبلغ پانچہزار روپیہ مہر پڑھا گیا دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین۔ اس مبارک تقریب پر ماسٹر رحیم بخش صاحب نے انجمن کو مبلغ پانچ روپیہ بطور عطیہ دئے۔

مساکین جماعت کیلئے غلہ کی اپیل

{از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ}

سال گذشتہ میں نے اس خطرناک گرانی اشیاء کی وجہ سے جو جنگ کے سلسلہ میں ہمارے ملک میں بھی ایک عذاب بن کر نازل ہوا ہے مساکین جماعت کے لئے غلہ کی اپیل کی تھی جس پر جماعت کے ایک حصہ نے لبیک کہا۔ اور سینکڑوں دلوں سے ان لوگوں کے حق میں دعائیں اٹھی ہونگی جنہوں نے اس نازک موقعہ پر اپنے بھائیوں کی امداد کے لئے قدم اٹھایا غلہ کے لحاظ سے اس سال گو سال گذشتہ کے مقابل میں قدرے قیمتوں میں کمی ہو گئی ہے مگر وہ کمی ایسی نہیں کہ غرباء اطمینان کا سانس لے سکیں۔ اور بعض ضرورت کی اشیاء مثلاً لکڑی، دودھ، گھی، گوشت سبزی وغیرہ کی قیمت پہلے سے بڑھ گئی ہے اس لئے میں ان لوگوں سے جن کے ذرائع آمد وسیع ہو گئے ہیں مثلاً زمیندار یا تجارت پیشہ اصحاب، پھر سال گذشتہ کی درخواست کو دہراتا ہوں۔ زمیندار اصحاب سے میں نے یہ درخواست کی تھی کہ ان کی اپنی ضرورت سے جس قدر زائد غلہ ہو وہ اس کی قیمت میں سے جو پہلے سے مہنگی کے قریب سے غلہ فروختنی ہیں سے ۸ رفی من کے حساب سے اپنے غریب بھائیوں کی امداد کریں اور تجارت پیشہ اصحاب یا ان اصحاب سے جن کو ٹھیکوں وغیرہ کی وجہ سے خاصہ فائدہ پہنچا ہے یہ اپیل کی تھی کہ وہ بھی اپنے غریب بھائیوں کی حسب توفیق امداد کریں اب بھی ان ہر دو گروہوں سے میری یہی درخواست ہے۔ مال میں برکت خدا کے فضل سے ہوتی ہے اور ایک مسکین یا غریب کی اس دعا سے جو اس کے دل سے اس وقت اٹھتی ہے جب اس کا بھائی اس کی حاجت کو پورا کرنے کیلئے ہاتھ بڑھاتا ہے بڑھکر فضل الٰہی کی جاذب کم چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ دلوں کی حالت کو جانتا ہے میری اس اپیل سے غرض صرف ان لوگوں کی ہمدردی نہیں جن کو خدا نے اپنی کسی مصلحت سے کم دیا ہے مگر ان لوگوں کی ہمدردی ہے جن کو خدا نے اپنے فضل سے بہت دیا ہے۔ یہ مال تو آخر انسان کے ہاتھ سے نکلنے والا ہے لیکن اسکا جو حصہ فضل الٰہی کا جاذب بن کر نکلے وہ انسان کے لئے ایک کھیتی کا حکم رکھتا ہے وہ اس بیج کی طرح ہے جو زمین میں بویا گیا تاکہ وہ پھولے اور پھلے۔ اسلئے میں ان دو گروہوں سے اور ان کے علاوہ ان اصحاب سے جن کو اللہ تعالیٰ توفیق دے درخواست کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے کیلئے وہ اپنے غلوں کا کچھ حصہ صدقہ کے طور پر بھیجدیں تاکہ غرباء کی حاجت پوری ہو اور امراء کے مال کا ایک حصہ صحیح مصرف میں لگ جائے۔ ممکن ہے بعض دلوں میں یہ خیال ہو کہ ہم اپنے طور پر بھی تو خرچ کر دیتے ہیں اور غرباء کی امداد کرتے رہتے ہیں یہ درست ہے مگر جماعت کے نظام میں بھی انکا شامل ہونا ضروری ہے کوئی نہیں جانتا کہ وہ مسکین جماعت جو اس وقت لوگوں کے مظالم کا تختہ مشق ہے اسمیں سے کونسا غریب ہے جسکی آج پرورش ہو جائے تو کل کو وہ خدا کے دین کی خدمت کا کوئی عظیم الشان کام سرانجام دے۔ اس تحریک کے جواب میں غلہ بھیجنے کی ضرورت نہیں بلکہ نقد روپیہ "تحریک غلہ" کے نام سے محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو بھیجدیا جائے اور سکرٹری انجمن کو بھی اسکی اطلاع دی جائے۔

خاکسار محمد علی۔ ۲۷ مئی ۱۹۴۴ء

کیا اشتہار "ایک غلطی کے ازالہ" میں کسی تبدیلی کا وجود پایا جاتا ہے

{ازمحترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری}

جناب میاں صاحب کے آخری قول پر بحث

میں نے ۱۹۴۳ء میں ایک سلسلہ مضمون شروع کیا تھا جس میں میں نے جناب میاں صاحب کے تبدیلی عقیدہ کے متعلق گیارہ مختلف اقوال پر بحث کرتے ہوئے یہ ثابت کیا تھا کہ حضرت اقدسؑ ہمیشہ اپنی طرف نبیوں والی نبوت منسوب کرنے سے انکار اور محدثین و اولیاء والی نبوت منسوب کرنے کا اقرار فرماتے رہے ہیں، جناب میاں صاحب کا جو یہ خیال ہے کہ اس مسئلہ میں حضرت اقدسؑ کے خیالات میں تبدیلی آئی درست نہیں چنانچہ ان مضامین میں میں نے ۳ نومبر ۱۹۰۱ء تک کے حوالے دیکر اپنے مدعا کو ثابت کیا تھا تفصیل کے لئے پیغام صلح ۱۹۴۳ء کے ۱۳ مارچ و ۲۱ اپریل و ۵ مئی و ۱۲ مئی و ۲ جون کے پرچے دیکھو۔ ابھی جناب میاں صاحب کے ایک قول پر کہ تبدیلی کا اعلان ۵ نومبر ۱۹۰۱ء کو اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے ذریعہ کیا گیا بحث کرنی باقی تھی کہ بعض خاص موانع کی وجہ سے یہ سلسلہ مضامین بند کرنا پڑا اب اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل و کرم سے پھر اس سلسلہ کو دوبارہ شروع کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے، سو اس مضمون کے ذریعہ انشاء اللہ بتوفیقہٖ یہ ثابت کیا جائے گا کہ جناب میاں صاحب کا یہ ادعا بھی کہ حضرت اقدسؑ نے اپنے دعوے یا دعوے کا نام رکھنے میں اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں تبدیلی کرلی تھی درست نہیں۔

جناب میاں صاحب کے اس آخری خیال کی صحت یا عدم صحت کا فیصلہ مندرجہ ذیل امور کے فیصلہ کر دینے سے ہو سکتا ہے

امر اوّل

کیا اس اشتہار میں حضرت اقدسؑ نے کہیں تحریر فرمایا ہے کہ میں پہلے اپنی نبوت کو محدثوں والی نبوت سمجھا کرتا تھا لیکن اب مجھ پر انکشاف ہو گیا ہے کہ میری نبوت محدثوں والی نہیں بلکہ نبیوں والی نبوت ہے یا پہلے میں اپنی نبوت کو جزوی ناقص نبوت سمجھا کرتا تھا لیکن اب تامہ سمجھتا ہوں یا پہلے لغوی سمجھا کرتا تھا لیکن اب اسلامی اصلاح میں جو نبی کی تعریف ہے اس کے مطابق اپنے آپ کو نبی سمجھتا ہوں یا پہلے میں ظلی، بروزی امتی مجازی استعارۃً نبی کہلانیوالے کو غیر نبی اور جماعت اولیاء کا فرد یقین کیا کرتا تھا لیکن اب میں ایسے شخص کو نبیوں کی جماعت کا فرد یقین کرتا ہوں یا پہلے میں مدعی نبوت کو ملعون کافر بیدین اور نبی کریم صلعم کی ہتک کرنیوالا یقین کرتا تھا لیکن اب میں ایسے مومن مقرب الٰہی اور پکا دیندار اور نبی کریم صلعم کی عزت کو بڑھانے والا یقین کرتا ہوں یا پہلے میرا علم مجھے یہ سکھاتا تھا کہ آیت "خاتم النبیین" اور حدیث "لا نبی بعدی" نبوت کے دروازہ کو بند کرتی ہیں لیکن اب مجھ پر یہ انکشاف ہوا ہے کہ آیت اور حدیث نبوت کے دروازہ کو کھولتی ہیں یا کہیں یہ لکھا ہو کہ پہلے میں اسلامی اصطلاح کی رو سے اپنے آپ کو محدث اور لغوی اصطلاح کی رو سے نبی لکھا کرتا تھا لیکن اب مجھ پر یہ کھل گیا ہے کہ میں اسلامی اصطلاح کی رو سے بھی محدث نہیں بلکہ نبی ہوں یا یہ کہ پہلے میں اسلامی اصطلاح اور لغوی اصطلاح کی نبوت کا الگ الگ مفہوم سمجھا کرتا تھا لیکن اب میں ان دونوں اصطلاحوں کی رو سے نبوت کا ایک ہی مفہوم سمجھتا ہوں جبکہ اس اشتہار میں ان باتوں میں سے ایک کا بھی ذکر نہیں بلکہ اس کے برخلاف اس میں بھی اس نبوت کو اپنی طرف منسوب کرنے سے صاف انکار کیا گیا ہے۔ جس کو اسلامی اصطلاح میں نبوت قرار دیتے رہے ہیں اور وہی لغوی ظلی بروزی نبوت کو اپنی طرف منسوب کیا ہے جس کو اپنی تمام کتب میں ولایت و محدثیت کا ہی دوسرا نام تحریر فرماتے رہے ہیں تو پھر اس اشتہار کے متعلق جناب میاں صاحب کا یہ کہنا کہ اس میں حضرت اقدسؑ نے نبوت کے متعلق اپنے معتقدات کو تبدیل کر لیا ہے کہاں تک معقولیت کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے اس کا فیصلہ احباب کرام خود ہی کر لیں۔

دوسرا امر

دوسرا امر جس سے جناب میاں صاحب کے خیال کی غلطی واضح ہو جاتی ہے یہ ہے کہ جناب میاں صاحب کا مذہب اسبار سے میں یہ ہے کہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" سے اس مسئلہ کے متعلق حضرت اقدس کی تمام پہلی تحریریں منسوخ ہو گئی ہیں لیکن اشتہار مذکور کی ابتدائی عبارت ہی اس خیال کی پرزور تردید کر رہی ہے حضرت اقدسؑ نے تو جناب میاں صاحب کے خیال کے بالکل برعکس اس کے شروع میں ہی جماعت کو یہ تلقین کی ہے کہ وہ اس اشتہار سے قبل کی شائع شدہ کتب کو مضبوطی سے پکڑیں اور انہی عقائد پر قائم ہو جائیں جو ان کتب میں مذکور ہیں اس کی تصدیق کے لئے میں ذیل میں اس اشتہار کے ابتدائی چند فقرات پیش کر دینا ہی کافی سمجھتا ہوں۔

"ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جن کو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقع کے خلاف ہوتا ہے اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ سے دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے حق یہ ہے کہ خدا تعالےٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہو سکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں"۔

عبارت مندرجہ بالا سے اخذ کردہ نتائج

پہلا نتیجہ } پیشتر اس کے کہ میں اس امر پر روشنی ڈالوں کہ عبارت مندرجہ بالا کس طرح اس دعوے کو قائم کر رہی ہے جس کا ذکر حضور کی سابقہ کتب میں موجود ہے چند ایک اہم نتائج کا ذکر کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں جو اس عبارت سے بالبداہت نکل رہے ہیں پہلا نتیجہ تو یہی ہے کہ اس عبارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدسؑ نے یہ اشتہار اپنی کسی غلطی کے ازالہ کے لئے نہیں بلکہ کسی ایسے احمدی کی غلطی کے ازالہ کے لئے لکھا ہے جو حضور کی کتب سے کم واقفیت رکھنے والا اور حضور کی صحبت سے کم مستفیض ہونیوالا تھا اگر ایک عاقل انسان تعصب سے خالی ہو کر صرف اسی ایک بات پر غور کرے تو اس پر جناب میاں صاحب کے اس خیال کی غلطی کہ اس اشتہار میں حضور اپنے کسی خیال کی تبدیلی کا اعلان فرما رہے ہیں روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے گی کیا یہ حیرت اور تعجب کا مقام نہیں کہ حضورؑ تو ایک ناواقف احمدی کی غلطی کی اصلاح فرما رہے ہوں اور جناب میاں حضور کی طرف ایسی بات منسوب کر رہے ہوں جس کی رو سے حضور خود نعوذ باللہ ناواقف قرار پاتے ہوں جبکہ حضور اپنی کسی غلطی کا ازالہ ہی نہیں فرما رہے تو حضور کی طرف کسی غلطی اور پھر اس اشتہار میں اس کی اصلاح کے اعلان کو منسوب کرنا کتنی بڑی جسارت ہے، کاش جناب میاں صاحب اب بھی حضور کی اس عبارت پر غور فرما کر اپنی غلطی کو واپس لے لیں،

دوسرا نتیجہ } دوسرا نتیجہ اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ اس احمدی کو جو غلطی لگی وہ محض حضورؑ کے دعوے اور دلائل سے ناواقفیت کی وجہ سے لگی حضورؑ کے دعوے وغیرہ سے واقفیت دو ہی طریقوں سے ہو سکتی تھی یا تو حضورؑ کی کتب کو بغور مطالعہ کرنے سے یا حضورؑ کی صحبت میں اتنے عرصہ تک رہنے سے جو دعوے کو بخوبی سمجھنے کے لئے کافی ہو سکے لیکن یہ احمدی ان دونوں باتوں سے محروم تھا نہ ہی اس کو بغور کتابیں پڑھنے کا موقعہ ملا اور نہ ہی صحبت میں رہنے کا وقت میسر آیا سمجھدار انسان کے لئے یہ نتیجہ بھی جناب میاں صاحب کے خیال کی غلطی کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔

تیسرا نتیجہ } تیسرا نتیجہ اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ اس اشتہار کا موضوع دعوے میں تبدیلی یا دعوے کے نام رکھنے میں تبدیلی نہیں بلکہ اس کا موضوع الفاظ نبی رسول مرسل جو حضرت اقدسؑ کے الہامات میں حضورؑ کے لئے وارد ہوئے ہیں ان کا وہ صحیح مفہوم دوبارہ دنیا کو بتلانا ہے جو حضورؑ اپنی سابقہ کتب میں ہمیشہ بیان فرماتے رہے ہیں، جبکہ موضوع ہی اس اشتہار کا دعوے یا دعوے کے نام رکھنے میں تبدیلی نہیں تو ان دونوں امور پر بحث ہی اس اشتہار میں کس طرح ہو سکتی ہے اس اشتہار میں تو بحث صرف اسی امر پر ہوئی کہ حضور کے لئے الہامات میں اور احادیث میں آنے والے

معنی کے لئے لفظ نبی کسی معنی میں استعمال کیا گیا ہے اور معنی بھی لفظ نبی کے کوئی نئے نہیں بیان کئے جائیں گے بلکہ وہی بیان کئے جائیں گے جو کتب سابقہ میں بیان ہوتے چلے آئے ہیں

چوتھا نتیجہ جو چوتھا نتیجہ اس عبارت سے یہ نکلتا ہے کہ اگر وہ احمدی جس پر مخالف کی طرف سے اعتراض ہوا تھا لفظ نبی کا انکار نہ کرتا بلکہ اس کا صحیح مفہوم جو حضور اپنی سابقہ کتب میں بیان فرماتے رہے ہیں اسے بتا دیتا تو حضور کا اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" وجود میں ہی نہ آتا اور وہی پہلا مفہوم قائم رہتا اور جناب میاں صاحب کی مزعومہ تبدیلی کا بھی کہیں نام و نشان نہ ملتا کیونکہ اس اشتہار کے علاوہ جناب میاں صاحب کے نزدیک اور تو کوئی تحریری اعلان موجود نہیں یہ بات بھی جناب میاں صاحب کو ان کی غلطی کی طرف متوجہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

مزید ثبوت اسبات کا مزید ثبوت کہ یہ اشتہار حضرت مسیح موعودؑ پر لفظ نبی و رسول کے استعمال کی وجہ بیان کرنے کے لئے ہی لکھا گیا ہے یہ ہے کہ اس اشتہار کے شائع ہونے سے قبل ۱۰ / اکتوبر ۱۹۰۱ء کے الحکم کے صفحہ ۱۲ پر زیر سرخی "نکتہ" اس کے متعلق ایک نوٹ شائع ہوا تھا گرچہ یہ سارا نوٹ ہی جناب میاں صاحب کے خیال کی تردید کر رہا ہے لیکن اس کے آخری الفاظ تو اس غرض پر روشنی ڈالتے میں بالکل واضح ہیں ایڈیٹر صاحب الحکم لکھتے ہیں:-

"وہ ختم نبوت کے راز اور مسیح موعودؑ پر نبی اور رسول کے الفاظ کی حقیقت کو ایک لذیذ پیرایہ میں سمجھ لیں گے"۔

یہ نوٹ بھی جناب میاں صاحب کے غلط نتائج کی کھلی کھلی تردید کر رہا ہے۔

کتب سابقہ میں بیان شدہ دعوے ہی قائم ہے

حضرت اقدسؑ کی عبارت کا خلاصہ یہ ہے:-

کہ ایک احمدی پر کسی مخالف کی طرف سے یہ اعتراض ہوا کہ حضرت مرزا صاحب نے نبی اور رسول ہونے کا دعوے کیا ہے اس احمدی نے بالکل ہی انکار کر دیا حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ اس احمدی کا محض انکار سے جواب دینا دلالت کرتا ہے کہ اس کو میرے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت ہے واقفیت یا تو کتب کو غور سے مطالعہ کرنے کے نتیجہ میں حاصل ہوتی ہے یا معقول مدت تک صحبت میں بیٹھنے سے اس احمدی کو ان دونوں باتوں میں سے ایک بھی میسر نہیں اسلئے اس نے ایسا جواب دیا جو میری کتب اور الہامات میں بیان کردہ دعوے اور دلائل کی تمام کتب میں حضورؑ کا دعوے بالصراحت اور صحیح طور پر پیش کیا گیا ہے صرف دعوے پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا بلکہ اس دعوے پر دلائل بھی دیئے گئے ہیں اب ظاہر ہے کہ وہ دلائل عقلی نقلی دونوں قسم کے ہوں گے پھر کتب پر ہی بس نہیں بلکہ اس عبارت سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ حضورؑ اپنے اس دعوے اور اس کے دلائل کو اپنی مجلسوں میں بھی بیان فرماتے رہتے تھے شخص مذکور کو حضورؑ کے دعوے اور دلائل کو سمجھنے میں جو غلطی لگی وہ محض اس وجہ سے لگی کہ اس نے نہ تو حضورؑ کی کتب کو بغور پڑھا اور نہ ہی وہ حضورؑ کی صحبت میں اتنے عرصہ تک رہا کہ حضورؑ کے دعوے اور اس کے دلائل کو اچھی طرح اخذ کر لیتا اب سوال یہ ہے کہ وہ دعوے کیا تھا جس کے متعلق حضورؑ اتنے زور شور سے فرما رہے ہیں کہ وہ حضورؑ کی کتب میں مدلل اور مکمل طور پر موجود ہے آیا یہ دعوے نبی ہونے کے متعلق تھا یا نبی نہ ہونے کے متعلق اگر حضورؑ کا دعوےٰ پہلی کتب میں یہ تھا کہ حضور نبی ہیں تو جناب میاں صاحب کا ادعاء تبدیلی باطل ہو جاتا ہے اور اگر ان کتب میں مطلقاً نبی نہ ہونے کا دعوے تھا تو شخص مذکور اپنے جواب کی وجہ سے قابل ملامت نہیں گردانا جا سکتا لیکن حضرت اقدس اس کے جواب کو درست نہ قرار دیتے ہوئے اسے قابل ملامت گردان رہے ہیں پس جب یہ دونوں شقیں باطل ہیں یعنی یہ بھی باطل ہے کہ حضورؑ نے اپنی کتب سابقہ میں نبی ہونے کا دعوے کیا ہو اور یہ بھی باطل ہے کہ حضورؑ نے ان کتب میں مطلقاً نبوت سے انکار کیا ہو تو لازماً ایک ایسی شق اختیار کرنی پڑے گی جو ان دونوں کے بین بین ہو لیکن یہ ضروری ہے کہ وہ ایسی شق ہو جس سے دعوے نبوت لازم نہ آ سکے کیونکہ مدعی نبوت پر تو حضورؑ اپنی کتب سابقہ میں لعنتیں بھیجتے رہے ہیں اور اس کو کافر قرار دیتے رہے ہیں اور اس عبارت میں اپنی سابقہ کتب کو منسوخ نہیں قرار دے رہے بلکہ انہی کی طرف رجوع کرنے کی ہدایت فرما رہے ہیں پس وہ شق ایسی ہی ہو سکتی ہے کہ جس کی رو سے حضورؑ ہیں تو غیر نبی ہی لیکن حضورؑ پر لفظ "نبی" کا اطلاق جائز ہو سکتا ہو اور یہی وہ شق ہے جس کی وضاحت نہ کرنے کی وجہ سے احمدی مذکور حضرت اقدسؑ کے نزدیک قابل ملامت ٹھہرا گیا ورنہ یہ تو درست ہے کہ حضرت اقدسؑ خود اپنی کتب میں اپنے آپ کو غیر نبی ہی تحریر فرماتے تھے جیسا کہ فرمایا کہ یہ وہ فضیلت ہے جو غیر نبی کو نبی پر حاصل ہو سکتی ہے تو پھر اس احمدی پر اس کے دعوی نبوت کے انکار کرنے کی وجہ سے کس طرح اظہار ناراضگی فرما سکتے تھے اظہار ناراضگی کی وجہ صرف ایک ہی ہو سکتی ہے اور وہ یہ کہ اس احمدی نے اس مفہوم کو مخالف کے سامنے واضح نہیں کیا جس مفہوم کی رو سے باوجود غیر نبی ہونے کے حضورؑ پر لفظ نبی بولا جا سکتا ہے چنانچہ حضور نے خود بھی یہی وجہ بیان فرمائی ہے فرماتے ہیں مخالف کو محض انکار کے الفاظ میں جواب دیا گیا گویا اس کے سامنے یہ اقرار کر لیا گیا کہ الہامات میں نبی - رسول اور مرسل کے الفاظ ہی موجود نہیں اب حضورؑ کا اس تحریر سے یہ منشاء تو ہو نہیں سکتا کہ وہ احمدی مخالف کو یہ جواب دیتا کہ حضورؑ نبی تو نہیں لیکن حضورؑ کے الہامات میں نبی - رسول اور مرسل کے الفاظ موجود ہیں کیونکہ وہ مخالف کہہ سکتا تھا کہ جبکہ وہ نبی نہیں تو ان کو الہامات میں کیوں نبی و رسول کے نام سے پکارا گیا ہے اور جب تک وہ احمدی اس کی کوئی معقول وجہ نہ بیان کرتا اس مخالف کی تسلی کس طرح ہو سکتی تھی وہ تو اس بات کو مضحکہ خیز ہی سمجھتا اسلئے حضرت اقدسؑ کی منشاء صرف یہی ہو سکتی ہے کہ اس احمدی کو دعوے نبوت سے تو بیشک انکار کرنا چاہیئے تھا لیکن ساتھ ہی لفظ نبی کے استعمال کی وجہ بیان کر دینی چاہیئے تھی کیونکہ اگر خالی دعوی نبوت کا انکار کیا جاتا تو مخالف لفظ نبی دکھلا کر شرمندہ کر سکتا تھا اسلئے پہلے ہی اسے بتا دینا چاہیئے تھا کہ بیشک نبوۃ کا تو دعویٰ نہیں لیکن لفظ نبی الہامات میں ضرور استعمال ہوا ہے اور اس کا یہ مفہوم ہے کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ جب یہ الفاظ استعمال کئے گئے ہیں تو ضرور کوئی نہ کوئی مفہوم بھی اپنے اندر رکھتے ہوں گے اور یہ بھی حضورؑ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مفہوم حضورؑ کی کتب میں کھول کر بیان شدہ بھی ہے اور اس امر پر قرآن و حدیث سے دلائل بھی دیئے گئے ہیں اس مفہوم کے اعتبار سے غیر نبی کی شان میں لفظ نبی کا استعمال جائز بھی ہے لیکن اس احمدی نے اس مفہوم کے لحاظ سے بھی "لفظ نبی" کے استعمال کو ناجائز قرار دے دیا۔

اب دیکھنے والی بات یہ ہے کہ وہ مفہوم کیا ہے جو ایک غیر نبی کو بھی نبی کہلانے کا مستحق بنا دیتا ہے، اس کا پتہ لگانے کے لئے ہمیں حضرت اقدسؑ کی کتب کی طرف ہی رجوع کرنا پڑے گا کیونکہ حضورؑ فرماتے ہیں کہ اگر وہ احمدی میری کتب پر غور کرتا تو اسے وہ مفہوم معلوم ہو جاتا اور وہ صحیح جواب دیتا اور محض انکار کی اسے ضرورت پیش نہ آتی

کتب سابقہ میں حضرت اقدسؑ کا دعوے

اب جبکہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ حضرت اقدسؑ اپنی پہلی کتب کو منسوخ نہیں کر رہے بلکہ انہیں برقرار رکھ رہے ہیں اور جو دعوے حضور نے اپنی ذات کے متعلق اپنی ان کتابوں میں کیا ہے اسی کو صحیح برقرار دے رہے ہیں اور اس دعویٰ کی حقیقت سے واقف ہونے کے لئے حضورؑ اپنی جماعت کو انہی پہلی کتابوں کو بغور مطالعہ کرنے کی ہدایت فرما رہے ہیں تو ہمیں حضورؑ کے ارشاد کی تعمیل میں کتب سابقہ میں درج شدہ دعوے کو ہی دیکھنا چاہیئے ہاں مزید تسلی کے لئے یہ بھی دیکھ لینا چاہیئے کہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں بیان کردہ دعوے اسی کے مطابق ہے یا اس سے مختلف ہے

پہلا دعوے

حضور اپنی کتاب اربعین نمبر ۲ کے صفحہ ۱۹ و ۱۸ پر اپنے الہام "یہ خدا کا رسول ہے نبیوں کے حلوں میں" پر حاشیہ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں "یہ الفاظ بطور استعارہ ہیں جیسا کہ حدیث میں بھی مسیح موعود کے لئے نبی کا لفظ آیا ہے ظاہر ہے کہ جس کو خدا بھیجتا ہے وہ اس کا فرستادہ ہی ہوتا ہے اور فرستادہ کو عربی میں رسول کہتے ہیں اور جو غیب کی خبر خدا سے پا کر دیوے اس کو عربی میں نبی کہتے ہیں اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں اس جگہ محض لغوی معنی مراد ہیں"۔

اس عبارت میں حضورؑ نے کھول کر بیان فرما دیا ہے کہ کسی انسان پر لفظ نبی کا اطلاق دو اصطلاحوں کے لحاظ سے ہو سکتا ہے ایک اسلامی اصطلاح کے لحاظ سے اور دوسرا لغوی اصطلاح کے لحاظ سے اور نبی حقیقتاً وہی کہلا سکتا ہے جس پر لفظ نبی اسلامی اصطلاح کی رو سے بولا گیا ہو محض لغوی اصطلاح کی رو سے نبی کہلانیوالا حقیقتاً غیر نبی ہی ہوتا ہے اس پر صرف استعارۃً لفظ نبی بولا جا سکتا ہے ہاں اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلانیوالا لغوی اصطلاح سے بھی نبی کہلائے گا کیونکہ لفظ رسول اور نبی کے لغوی معنی بھی اس کے وجود میں متحقق ہوتے ہیں کیونکہ وہ بھی خدا کی طرف سے بھیجا ہوا ہوتا ہے اور وہ بھی غیب کی خبر خدا سے پا کر دینے والا ہوتا ہے لیکن محض لغوی اصطلاح

(باقی بر صفحہ ۱۴ کالم ۳)

لمعات

لکل امۃ اجل (یونس ع ۵)

لکل اجل کتاب — یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت و عندہ ام الکتاب (الرعد ع ۶)

مسئلہ "اجل امت" پر ایک دلچسپ اور بصیرت افروز مکالمہ

{ از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے مولوی فاضل }

بہائی — اہل بہاء اور اہل اسلام کے تنازعات میں فیصلہ کچھ بھی مشکل نہیں، قرآن مجید خود کہتا ہے کہ ہر امت کے لئے اجل ہے، اور ہر اجل پر کتاب اللہ نازل ہوتی ہے، اب امت محمدیہ کی اجل آ گئی ہے، اور جدید کتاب نازل ہوئی ہے۔

مسلم — یہ تو بعد کی بات ہے کہ جدید کتاب نازل ہوئی یا نہیں ہوئی، آئیے پہلے اس بات پر غور کریں کہ ہر امت کے لئے اجل اور ہر اجل کے لئے کتاب کہاں مطلب ہے؟ کیا آپ نے کبھی یہ بھی سوچا کہ جب ہر امت کے لئے اجل ہے تو امت کے افراد میں سے ہر ایک انسان کے لئے بھی اجل ہوتی ہے یا نہیں۔

بہائی — بیشک ہر امت کے لئے اجل ہے، تو ہر انسان کے لئے بھی اجل ہوتی ہے، اور وہ اجل اسکو جسمانی موت ہے کل نفس ذائقۃ الموت۔

مسلم — مرحبا! اب آپ اپنے اصول کو فراموش نہ کیجئے کہ ہر امت کے لئے اجل ہے اور ہر اجل پر کتاب اللہ نازل ہوتی ہے جب ہر اجل پر کتاب اللہ نازل ہوا کرتی ہے تو ایک فرد واحد کی موت یا اجل پر کیوں کتاب اللہ نازل نہیں ہوتی۔ اگر آپ کا اصول صحیح ہے تو ہر روز جتنے آدمی مرتے ہیں اتنی ہی آسمانی کتابیں نازل ہونی چاہئیں۔

بہائی — میں اپنی بات واضح کر دوں کہ فرد واحد کی اجل پر کتاب نازل نہیں ہوا کرتی کتاب کا نزول اجل امت سے وابستہ ہے جیسا کہ قرآن مجید میں آتا ہے، لکل امۃ اجل، و لکل اجل کتاب۔

مسلم — ماشاء اللہ۔ اہل بہاء کو یہی غلطی لگی ہے کہ انہوں نے "لکل امۃ اجل" اور "لکل اجل کتاب" کو ایک آیت تصور کیا ہے۔ یہ قرآن کی کوئی آیت نہیں، یہ مختلف سورتوں کی آیات کے ٹکڑے ہیں جنہیں ان کے اصل مطلب سے پھیرنے کے لئے اہل بہاء جوڑ کر پیش کرتے ہیں اور یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص یہ دلیل کرے کہ چونکہ سورہ مائدہ کے آخری رکوع میں "لنفس" کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے اور خود قرآن میں دوسری جگہ آیا ہے کہ کل نفس ذائقۃ الموت کہ ہر نفس موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔ لہذا خدا کی موت کا نکار ہو گیا، بلکہ اس کی سنت ہے کہ مرتا جیتا رہتا ہے، فرمائیے کیا یہ طرز تفسیر کسی صحیح نتیجہ پر پہنچا سکتی ہے؟

بہائی — بیشک یہ استدلالات انسان کو گمراہ کر دیتے ہیں، ہر موقع اور محل کے مطابق کلمات اللہ کے معانی پر غور کرنا چاہئے۔ لیکن جہاں تک میرا خیال ہے، فرد واحد کی موت پر کتاب کا ذکر کہیں نہیں آیا، کتب الٰہیہ کا نزول اجل امت سے ہی متعلق ہے۔

مسلم — جی نہیں! فرد واحد کی موت پر بھی اجل اور کتاب کا ذکر آتا ہے، جیسے فرمایا:۔

وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللہ کتابا مؤجلا (آل عمران ع ۱۵)

کہ کسی فرد واحد کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے سوا مر سکے اس کے لئے تو ایک مؤجل (اجل والی) کتاب ہے — یا مقررہ مدت کا حکم ہے۔ اب فرمائیے ہر فرد کی موت پر اجل والی کتاب کیوں نازل نہیں ہوتی؟

بہائی — اس آیت کا مطلب تو یہ ہے کہ ہر فرد کی موت ایک مقررہ حکم اور وقت کے مطابق واقع ہوتی ہے۔

مسلم — جزاک اللہ۔ اب آپ کا اشکال رفع ہو جانا چاہئے کہ جب آپ نے تسلیم کر لیا ہے کہ فرد واحد کی موت پر اجل والی کتاب کا مطلب یہ ہے کہ اس فرد کی موت ایک مقررہ مدت اور حکم کے مطابق واقع ہوتی ہے، تو آپ کی انصاف پروری سے امید ہے کہ آپ یہ بھی تسلیم کریں گے کہ اگر ایک امت کے لئے اجل والی کتاب کا ذکر آئے تو اس سے بھی یہی مراد ہوگی کہ اس امت کی ہلاکت ایک حکم اور مدت کے مطابق واقع ہوتی ہے۔

بہائی — قابل غور بات ہے۔

مسلم — اس سے بڑھ کر قابل غور بات یہ ہے کہ قرآن مجید کہتا ہے ہر بستی جو ہلاک ہوتی ہے، تو اسی کے لئے ایک کتاب ہے۔

وما اھلکنا من قریۃ الا ولھا کتاب معلوم (الحجر ع ۱)

اب کیا یہ مطلب ہے کہ جب کوئی بستی ہلاک ہوتی ہے تو اس کے لئے کتاب رسالت آتی ہے یا یہ مطلب ہے کہ اس کی ہلاکت ایک قانون مقررہ کے مطابق واقع ہوتی ہے۔ اگر "لکل اجل کتاب" کا مطلب وہ ہے جو اہل بہاء کہتے ہیں تو ہر شخص کی اجل پر، ہر بستی کی اجل پر کتاب نازل ہونی چاہئے مگر چونکہ ایسا امر خلاف واقعات ہے لہذا ان کی تاویل یکسر باطل ہے۔

اہل بہاء کے لٹریچر کے مطالعہ کے بعد اس بات سے بالخصوص افسوس ہوا ہے کہ وہ ایک آیت کا ٹکڑا کہیں سے لے لیتے ہیں، دوسرا کہیں سے، اور شبہات پیدا کرتے ہیں، اور میں اپنے احباب کو نصیحت کیا کرتا ہوں کہ اگر کوئی بہائی کوئی آیت پڑھے تو اس آیت کریمہ نکال کر اس کا سیاق و سباق دیکھ لیا کریں۔

آیہ "لکل اجل کتاب" کا سیاق و سباق

بہائی — آیہ "لکل اجل کتاب" کا سیاق و سباق کے مطابق صحیح مفہوم کیا ہے؟

مسلم — صحیح مفہوم بالکل آسان ہے، وہاں نزول کتاب کا قطعاً ذکر نہیں فرمایا۔

وما کان لرسول ان یاتی بآیۃ الا باذن اللہ لکل اجل کتاب، یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت وعندہ ام الکتاب وان ما نرینک بعض الذی نعدھم او نتوفینک فانما علیک البلاغ و علینا الحساب (الرعد ع ۶)

یعنی یہ امر کسی رسول کی طاقت میں نہیں کہ (وعدہ یا وعید کا) کوئی نشان از خود لا سکے، سوائے اس کے کہ اللہ تعالےٰ کا اذن ہو، ہر میعاد کے لئے ایک حکم یا قانون معین ہے جس نشان کو خدا چاہتا ہے مٹا دیتا ہے، اور جسے چاہتا ہے قائم کرتا ہے اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے۔ پھر اگر ہم تجھے بعض وہ باتیں جن کا ان سے وعدہ کرتے ہیں، دکھا دیں یا تجھے وفات دے دیں، تو تجھ پر صرف پہنچانا فرض ہے اور حساب لینا ہمارا کام ہے،

یہاں صاف طور پر ان باتوں کا ذکر ہے جن کا مخالفین کو وعدہ دیا گیا ہے اور انہی موعود نشانات کے متعلق فرمایا ہے کہ ان کا وقوع پذیر ہونا محض اذن الٰہی سے تعلق رکھتا ہے، اور ان کی اجل یعنی میعاد کے لئے ایک قانون مقرر ہے۔

بہائی — تو یہاں اجل کے معنی میعاد کے ہیں؟

مسلم — جناب! اور علم بیان کے کسی قاعدہ کے مطابق یہاں موت یا ہلاکت کے معنے نہیں لئے جا سکتے، امام راغب اصفہانی فرماتے ہیں:۔

الاجل المدۃ المضروبۃ للشیء (المفردات)

یعنی اجل کا لفظ کسی چیز کے لئے مقررہ مدت پر استعمال ہوتا ہے۔ اہل بہاء اجل کے صرف ایک معنی ہی سے واقف ہیں حالانکہ خود قرآن مجید میں آتا ہے حضرت موسےٰ علیہ السلام نے اپنے مقدس خسر سے فرمایا:۔

ایما الاجلین قضیت فلا عدوان علی (القصص ع ۳)

کہ اگر میں نے دونوں اجلوں (یعنی آٹھ یا دس سال کی مقررہ مدتوں) میں سے جونسی مدت پوری کر دی تو مجھ پر کوئی زیادتی نہ کی جائے۔

یہاں اجل کا لفظ ایک مقررہ میعاد پر استعمال ہوا ہے، حضرت موسیٰ علیہ السلام اس مقررہ میعاد کے بعد دیر تک زندہ رہے، اگر بقول اہل بہاء اجل کے معنے موت ہی کے ہیں تو ان کو آٹھ یا دوسرے سال بعد وفات پا جانا چاہئے تھا — غرضیکہ لکل اجل کتاب کا مطلب یہ ہے کہ موعود نشانوں کی اجل یا میعاد کے لئے ایک مقررہ قانون یا حکم ہے، اس معنی میں لفظ اجل کے استعمال کی امثلہ بہت ہیں جیسے فرمایا:۔

(ا) اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی (البقرہ ع ۳۹)

(ب) و نقر فی الارحام ما نشاء الی اجل مسمی (الحج ع ۱)

(ج) فلما قضی موسی الاجل (قصص ع ۴)

(د) حتی یبلغ الکتاب اجلہ (البقرہ ع ۳۰)

(ہ) لولا اجل مسمی لجاءھم العذاب (العنکبوت ع ۶)

ان مقامات پر کسی قاعدہ کے مطابق موت والے معنے نہیں لئے جا سکتے۔

کتاب بمعنی حکم یا قانون

بہائی — آپ کی گفتگو سے تو ایک

اور بات بھی واضح ہوتی ہے گویا آپ کے نزدیک "لکل اجل کتاب" میں لفظ کتاب بمعنی حکم یا قانون استعمال ہوا ہے، حالانکہ ذالك الکتاب لاریب فیه میں کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

مسلم:۔ بیشک ایسے ہی ہے لیکن اہل زبان ہر جگہ کتاب سے مراد صحیفہ ہی نہیں لیتے، قرآن مجید کو دیکھئے فرمایا:۔

لولا کتاب من اللّٰه سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم (الانفال ع)

یعنی خدا کی طرف سے ایک حکم معین نہ ہو چکا ہوتا تو تم جس بات کے درپے تھے اس میں تمہیں عذاب عظیم پہنچتا۔ پھر فرمایا:۔

وما کان لنفس ان تموت الا باذن اللّٰه کتابا مؤجلا (آل عمران ع)

کہ کسی شخص کے لئے ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے سوا مر سکے، اس کے لئے اجل والی کتاب یعنی مقررہ مدت کا حکم ہے، امام راغب اصفہانی یہاں کتاب کے معنی "حکم" بیان فرماتے ہیں (المفردات) اسی طرح "لکل اجل کتاب" میں کتاب سے مراد یہ نہیں کہ ہر اجل کے موقعہ پر صحیفہ نازل ہوتا ہے بلکہ یہ مراد ہے کہ ہر اجل ایک الٰہی قانون یا حکم سے تعلق رکھتی ہے۔

بہائیوں کی اجل

بہائی:۔ اچھا یہ بتایئے کہ جب لکل امة اجل کے مطابق ہر امت کی اجل ہے، تو مسلمان امت محمدیہ کی اجل کا نام آتے ہی کیوں جل جاتے ہیں (اعتراض مندرجہ رسالہ پیامبر فروری ۱۹۳۱ء)

مسلم:۔ پہلے تو یہ عرض ہے کہ اگر آپ کسی زندہ کو مردہ کہیں تو اس کو ضرور آپ کی سمجھ پر افسوس ہوگا کل نفس ذائقة الموت کی آیت پڑھ کر کوئی شخص کہے کہ ہر نفس نے مرنا ہے لہذا معلوم ہوا کہ جناب شوقی آفندی ولی امر اہل بہاء وفات پا چکے ہیں تو اس خلاف واقعہ بات کو سن کر آپ کے دل کی کیفیت کیا ہوگی،

اچھا اب اور بات سنئے، بابی اور بہائی قوم نے اسلام کو منسوخ کرنے کی سازش کی تھی، اللہ تعالیٰ نے اسلام میں حضرت مسیح موعود و مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو پیدا کیا، جنہوں نے ثابت کیا کہ اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان جاری ہے اور اس طرح بہائیت کے وساوس کی کلی تردید کردی، بابیت اور بہائیت دونوں کی اجل آگئی بتائیے اس اجل کے نام سے کیوں جل جاتے ہیں۔

بہائی:۔ ہماری اجل ہزار سال بعد آئیگی۔

مسلم:۔ یہ آپ کا وہم محض ہے، بابی کہتے تھے کہ ان کی اجل دو ہزار سال بعد آئے گی مگر بیس پچیس سال بعد جناب حسین علی بہاء نے ان کے مذہب کو منسوخ کرکے ان پر اجل وارد کردی، اب کیا ثبوت ہے کہ آپ کا ایک ہزار سال کا دعوے صحیح ہے، اور آپ کا دعوے اگر اس امر کی دلیل ہے کہ ہزار سال تک آپ کی اجل نہیں تو اہل اسلام کا یہ دعوے کہ جب تک عالم بشریت کا وجود ہے ان کی اجل نہیں کیوں غلط قرار پائے۔

بہائی:۔ مگر مرزا صاحب کے آنے سے بہائیت کی اجل کیسے آتی ہے۔

مسلم:۔ قرآن میں لکھا ہے کہ

الا من خطف الخطفة فاتبعه شهاب ثاقب (الصافات ع)

کہ وسوسہ انداز جب ملاء اعلیٰ کی کچھ باتیں اچک کر دنیا میں اپنے رتبہ ماموریت کا اعلان کریں تو مصلحت الٰہی سے شہاب ثاقب ان کے پیچھے آتا ہے تاکہ ان کے احکام کی ظلمت کو پاش پاش کر دے اور بہت سی آیات ہیں جن میں ذکر ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کیا کرتا ہے۔ **حضرت مرزا صاحب کا وجود تو گویا بہائیت کی موت کے مرادف** ہے، انھوں نے ثابت کر دیا کہ بہائیت کا دعوے کہ فیضان محمدی ختم ہے، غلط ہے، الغرض بہائیت کی اجل واضح طور پر آچکی ہے، امید ہے، اہل بہاء اس اجل کے نام سے جلیں گے نہیں۔

امت محمدیہ کی اجل

بہائی:۔ آخر امت محمدیہ کی اجل کوئی ہوگی بھی یا نہیں؟

مسلم:۔ دیکھئے جب ہر فرد واحد کی اجل ہے، ہر بستی کی اجل ہے، ہر امت کی اجل ہے، بلکہ تمام کائنات کی بھی اجل ہے، تو امت محمدیہ کی اجل کیوں نہ ہوگی، سوال یہ نہیں ہونا چاہیئے کہ امت محمدیہ کی اجل ہے یا نہیں، بلکہ یہ ہونا چاہیئے کہ وہ اجل واقع ہو چکی ہے یا نہیں۔

بہائی:۔ تو یہ اجل امت محمدیہ پر واقع ہوئی ہے یا نہیں، اگر نہیں تو کب ہوگی۔

مسلم:۔ دیکھئے اگر اجل امت محمدیہ سے آپ کی یہ مراد ہے کہ اس امت کا دور ختم ہوکر جدید امت کتاب اور رسول کا دور شروع ہوگا، تو یہ بالبداہت غلط ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی اس امت کو آخر الامم کا خطاب دیا ہے (ملاحظہ ہو ابن ماجہ باب فتنة الدجال) اب نہ کوئی نبی یا رسول ہوگا نہ کوئی کتاب نازل ہوگی نہ نئی امت بنے گی، اب اسی نبوت اور اسی امت کا دور دورہ ہے اس کا دور اس وقت تک ہے کہ جب تک اس کرہ ارضی پر عالم بشریت کا بقاء ہے امت محمدیہ کا دور ختم نہ ہوگا، لیکن "لکل امة اجل" کا مطلب تو کچھ اور ہے۔

اجل امت کا ذکر کیوں آیا ہے؟

آیئے اس امر پر غور کریں کہ اجل امت کا ذکر آیا کیوں ہے، قرآن مجید کہتا ہے کہ انسان کے لئے اس دنیا میں ایک معین وقت مقرر ہے جس میں وہ حتی الوسع عمل کر سکتا ہے، اور پھر اس کو خدا کے حضور اپنے اعمال کا جوابدہ ہونا پڑتا ہے، جیسے فرمایا:۔

کل نفس ذائقة الموت ثم الینا ترجعون والذین آمنوا وعملوا الصالحات لنبوئنهم من الجنة غرفا تجری من تحتها الانهار خالدین فیها۔ الآیہ (العنکبوت ع)

ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہے، پھر تم (جزائے عمل کے لئے) ہماری طرف لوٹنے والے ہو، اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے نیک عمل کئے ہم ضرور انہیں جنت کے بلند مقامات میں جگہ دیں گے جس کے نیچے نہریں بہتی ہیں، اسی میں وہ رہیں گے۔

پھر فرمایا:۔

ویرسل الاخری الیٰ اجل مسمیٰ۔ الآیہ (الزمر ع)

کہ خدا تعالیٰ جن اشخاص پر موت وارد نہیں کرتا انہیں ایک مدت تک دنیا میں چھوڑتا یا باقی رکھتا ہے۔ اس اجل معین کے بعد ہر شخص خدا تعالیٰ کی طرف جزا و سزا کے لئے لوٹتا ہے۔

اسی پر لکل امة اجل کے معنی قیاس کیجئے، امت اس جماعت کو کہتے ہیں جو کسی ایک دین، یا ایک زمانہ، یا ایک مقام اور ملک سے تعلق رکھنے والی ہو، (المفردات)

سو مطلب یہ ہے، کہ ہر دین، زمان اور مکان سے تعلق رکھنے والے لوگوں کے لئے ایک اجل (یعنی زندگی کی معین مدت) ہے جس میں وہ عمل کر سکتے ہیں، اس کے بعد خدا تعالیٰ کے حضور فیصلہ کے لئے پیش ہونا ہے، مثلاً اس وقت جتنے لوگ زندہ ہیں، زیادہ سے زیادہ سوا سو سال کے اندر ان میں سے کوئی باقی نہ ہوگا، اس طرح ان سب کی اجل گویا سوا سو سال کے اندر واقع ہو جانے والی ہے، اسی طرح ہر دینی امت نے اس دار العمل میں اپنی اجل کو پورا کرنا ہے، ہر امت کا جو جو طبقہ اس جہان سے گذر جاتا ہے وہ اپنی اجل پوری کرکے خدا کے حضور پیش ہونا جا رہا ہے، ایک وقت وہ بھی آنے والا ہے، جب سب لوگ اپنی اپنی اجل پوری کرکے وہاں حاضر ہوں گے اگرچہ قومیں بنتی اور بگڑتی رہتی ہیں، مگر "لکل امة اجل" میں کسی امت قوم یا جماعت کا بگڑنا یا ہلاک ہونا مراد نہیں ہے، بلکہ اس مقررہ مدت کا ذکر ہے جس میں اس کو عمل کی توفیق دی گئی ہے، اور جس مدت کے واقع ہو جانے پر اگر ہم تمنا بھی کریں تو ایک ساعت آگے پیچھے نہیں ہو سکتی، اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس اجل سے فائدہ اٹھا کر اعمال صالحہ میں سبقت کرتے چلے جاؤ۔

بہائی:۔ ان سب امور پر مزید غور و خوض کروں گا اور دیگر احباب سے بھی دریافت کروں گا۔

مسلم:۔ ضرور کیجئے، میرے نزدیک آپ نے جو کچھ مسئلہ اجل امت پر بیان کیا ہے، وہ بہائی نقطۂ نظر کی بہترین ترجمانی ہے، اب آپ ازسرنو غور کیجئے:۔

(۱) کیا ہر شخص یا جماعت کی اجل (یعنی موت) پر کتاب نازل ہوتی ہے۔

(۲) کیا کوئی دنیا کا قاعدہ ہے جس کی رو سے لکل اجل کتاب میں اجل سے مراد موت یا ہلاکت لی جائے۔

(۳) کس قاعدہ کی رو سے لکل اجل کتاب میں کتاب سے مراد کتاب شریعت لیا گیا ہے۔

(۴) امت محمدیہ کا دور کیسے ختم ہو سکتا ہے۔ درآنحالیکہ نہ بعد میں کوئی نبی ہے نہ ہی آخرالامم کے بعد کوئی امت ہے۔

مسئلہ اجل امت پر اپنے خیالات آپ کے توسط سے دہلی سے حیفا تک پہنچاتا ہوں، اور ممنون ہوگا اگر آپ یا کوئی اور صاحب اس مسئلہ پر مزید اظہار خیال فرمائیں۔

(بقیہ خطبہ)

حضرت مسیح موعود نے قائم کیا ہے اور اس کے فیصلوں کو اپنے بعد قطعی قرار دیا ہے اگر تم نے اسے پوری طرح قبول نہیں کیا تو تم نے غداری کی ہوئی ہے اگر تمہیں کسی معاملہ میں اختلاف ہے یا شکایت ہے تو اسے انجمن میں پیش کرو لیکن جب اس کے متعلق انجمن کی کثرت رائے ہو جائے تو تمہیں اسے قبول کرنا چاہیئے۔ مجلس منتظمہ میں پیش کرو۔ وہاں سے بھی تمہارے خلاف فیصلہ ہو تو جنرل کونسل میں پیش کرو مجلس مشاورت میں پیش کرو۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اس اصول کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور اپنا قدم آگے بڑھائیں ہماری ترقی کا انحصار انہی دو اصولوں پر ہے ایک آپس کے محبت کے تعلقات اور دوسرا اپنے نظام کے فیصلوں کے سامنے سر تسلیم

(۲)

سرزمینِ ایران میں بابی فساد کا آغاز

قرۃ العین اور اسکے رفقاء کی خلافِ اسلام سازشیں

بہائی دورِ اول کی تاریخ کا اہم ترین باب

قرۃ العین

بابی تحریک کی وہ نامور خاتون جس کے حسن و جمال، فہم و ذکا، اور فصاحت و بلاغت نے بابی تحریک کو فروغ دینے میں سب سے بڑھکر کام کیا جسے جناب باب نے اپنے حروف حی (۱۸ منتخب افراد) میں شامل کیا، اور جس نے بدشت کے تاریخی اجتماع میں فسخ شریعت اسلامیہ کا منصوبہ پیش کیا قزوین کے ایک علمی خاندان میں سنہ ۱۲۳۱ھ میں پیدا ہوئی، اس کے والد حاج ملا صالح برقانی قزوین کے بلند پایہ علماء میں شمار ہوتے تھے، اور چچا حاج ملا تقی ایران کے مشہور و معروف مجتہد اور متعدد کتب کے مصنف تھے، جن میں سے مشہور ترین تالیف مجالس المتقین ہے، لڑکی کا نام ام سلمہ خانم اور زرین تاج رکھا گیا، یہ لڑکی بلا کی ذہین و فہیم ثابت ہوئی اور باپ اور چچا کی تربیت سے بہت جلد صرف و نحو تفسیر و روایات اور عربی فارسی نظم و نثر وغیرہ علوم میں جو شیعہ ایران میں مروج تھے کمال حاصل کر لیا، مگر طبیعت کی مناسبت شعر و سخن اور ادبیت کی طرف زیادہ تھی۔ ام سلمہ کی شادی بعد از بلوغ اپنے چچا حاج ملا تقی کے لڑکے ملا محمد امام جمعہ کے ساتھ کر دی گئی، نبیل زرندی کی کتاب مطالع الانوار (ڈان بریکرز) سے معلوم ہوتا ہے کہ ام سلمہ کے دو لڑکے اور ایک لڑکی تولد ہوئے بعد میں اس اولاد میں سے کسی نے بابی مذہب قبول نہ کیا (ملاحظہ ہو حاشیہ ڈان بریکرز صہ۸۱)

ام سلمہ کے ایک چچا ملا علی اور خالہ زاد بھائی جواد شیخی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے، انھوں نے خفیہ خفیہ اسے شیخ احمد احسائی (المتوفی سنہ ۱۲۴۲ھ) بانی فرقہ شیخیہ اور اُن کے خلیفہ سید کاظم رشتی (المتوفی سنہ ۱۲۵۹ھ) کی تالیفات کے مطالعہ کی طرف توجہ دلائی اور ام سلمہ خانم نے اپنے باپ، چچا ملا تقی، اور خاوند ملا محمد کی مخالفت کے باوجود فرقہ شیخیہ سے تعلق پیدا کر لیا، اس نے چند ایک خطوط بھی سید کاظم رشتی کو لکھے سید کاظم رشتی لڑکی کی قابلیت اور اخلاص کو دیکھکر اسے اپنے خطوط میں قرۃ العین (اے آنکھوں کی ٹھنڈک) کہکر خطاب کرتے تھے، تب سے شیخی حلقوں میں اسے قرۃ العین کے نام سے پکارا جانے لگا سنہ ۱۲۵۹ھ میں قرۃ العین اپنے خاوند اور بزرگوں کی اجازت کے بغیر کربلا تشریف لے گئیں جو فرقہ شیخیہ کا مرکز تھا، لیکن ان کے ورود سے پہلے سید کاظم رشتی انتقال کر چکے تھے اور ان کے تلامذہ عزا و ماتم میں مصروف تھے، ایران اور دیگر بلاد اسلامیہ میں قاعدہ ہے کہ عورتیں برقعے وغیرہ میں کسی سے بات چیت کر لینا برا نہیں سمجھتیں، قرۃ العین بھی اگرچہ پردہ میں تھی لیکن کربلا میں اسے اپنی جولانی طبع دکھانے کا بڑا موقعہ ملا، شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کے خاص تلامذہ سے مذہبی امور پر مکالمات و مذاکرات کا سلسلہ جاری رہتا، خود پس پردہ درس اور مواعظ دیتیں، مشہور بہائی مؤرخ ملا محمد علی نبیل زرندی ان ایام کو ذکر بالفاظ ذیل فرماتے ہیں:-

" تمام لوگ جو قرۃ العین سے کربلا میں ملے اس کی ساحرانہ فصاحت و بلاغت کے اسیر اور اس کے کلمات کے گرویدہ ہو گئے، کسی میں طاقت نہ تھی کہ قرۃ العین کی جاذبیت کا مقابلہ کر سکے، نہ ہی کوئی ایسا تھا جو اس کے عقائد سے متاثر ہوئے بغیر رہ سکے۔"

(ڈان بریکرز صفحہ ۲۷۰)

اسی دوران میں ملا حسین بشروی نے قرۃ العین کو خبر دی کہ "باب" کا ظہور ہو چکا ہے قرۃ العین ہزار جان سے ایمان لے آئیں اور نہایت جوش سے بابی مذہب کی تبلیغ میں مصروف ہو گئیں ایک ۲۸ سال کی نوجوان حسین و جمیل، عورت کا ایسی فصیح و بلیغ تقاریر کرنا لوگوں کے لئے بڑی دلچسپی کا موجب ہوا، اور کئی ایک اصحاب نے قرۃ العین کی کشش سے بابی مذہب قبول کر لیا نبیل زرندی کا بیان ہے کہ:-

" جن لوگوں نے کربلا میں طاہرہ (قرۃ العین) کی کوششوں سے جوش و خروش کے ساتھ بابی مذہب قبول کیا ان میں سے ایک شیخ صالح تھا جو کربلا کا ایک عرب باشندہ تھا، ــــ یہ سب سے پہلا آدمی تھا جس نے بابی مذہب کی خاطر طہران میں اپنا خون بہایا۔ قرۃ العین شیخ صالح کی تعریف میں اس قدر رطب اللسان رہتی کہ بعض لوگوں کو شبہ ہوا کہ شیخ صالح کا مرتبہ جناب قدوس کے برابر ہے[۱] انہی لوگوں میں ایک شیخ سلطان تھا، جس پر طاہرہ (قرۃ العین) کا جادو چل گیا اس نے شیراز سے واپس پر بابی مذہب سے تعلق رکھنے کا اظہار کر دیا، اور بڑی جرأت سے اس کی اشاعت میں مصروف ہو گیا، اس نے ہر ممکن کوشش کی کہ قرۃ العین کے ارشادات اور خواہشات کی تعمیل کرے، قرۃ العین کا ایک اور مداح شیخ محمد شبل تھا۔

(ڈان بریکرز صہ۲۷۱)

قرۃ العین بغداد میں

قرۃ العین کربلا سے بغداد پہنچیں، آپ کے رفقاء آپ کی جدائی برداشت نہ کر سکتے تھے، شیخ صالح اور شیخ محمد شبل وغیرہ ساتھ ساتھ رہے۔ بغداد میں شیخ محمد شبل کا اپنا مکان تھا وہیں قیام کیا، حاکم بغداد کو قرۃ العین اور آپ کے رفقاء کی مجالس مشتبہ معلوم ہوئیں، اور اس نے حکم دیا کہ قرۃ العین، مفتی بغداد سید محمود آلوسی مؤلف تفسیر "روح المعانی" کے مکان پر قیام کریں بہائی مؤرخ عبد الحسین آوارہ کا بیان ہے کہ سید محمود آلوسی موصوف نے اپنی مولفات میں کسی مقام پر قرۃ العین کے مذہب اور اس کے علم و کمال کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ (الکواکب الدریہ اول صہ۶۲ و صہ۶۳)۔

طاہرہ

آوارہ کا بیان ہے کہ:-

وبموجب آنچہ در بسیارے از تواریخ دیدہ شدہ واز دوست و دشمن باتفاق مسموع گشتہ در تمام احوال بساط درس و بحث او نیز مبسوط بودہ، واگرچہ نزد عموم روئی خود را مستور و مکتوم میداشت ولی نزد کسانیکہ سالہا نزد ایشاں بسر بودہ است و بصحت عمل و دیانت ایشاں اعتماد داشتہ مقید باحتجاب و افگندن نقاب نبودہ از قبیل شیخ محمد شبل و شیخ صالح کریمی، و سید محسن کاظمی و سید احمد یزدی کہ پسرش کاتب نقطہ اولیٰ شدہ و آقا سید حسن کاتب وحی گردید و ہم چنیں شیخ سلطان کربلائی و ملا ابراہیم محلاتی و سید محمد بایگانی چہ اکثر ایں ہا از زمان رحلت مرحوم سید رشتی با قرۃ العین تعلیم و تعلم واقع شدہ،،

(الکواکب الدریہ صہ۱۱۰)

یعنی جیسا کہ اکثر تواریخ میں دیکھا گیا اور دوست و دشمن سے بالاتفاق سنا گیا ہے قرۃ العین کے درس و تدریس کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا وہ اگرچہ عوام سے اپنے چہرہ کو چھپاتی تھیں مگر جن کیساتھ رفاقت میں کئی سال گذار سے تھے اور جن کی صحت عمل اور دیانت پر اعتماد کرتی تھیں ان کے سامنے نقاب نہ پہنتی تھیں ایسے لوگ یہ تھے:- شیخ محمد شبل، شیخ صالح کریمی، سید محسن کاظمی، سید احمد یزدی، شیخ سلطان کربلائی، ملا ابراہیم محلاتی، سید محمد پایگانی۔

بغداد میں ہی یہ اعتراض ہوا کہ قرۃ العین اپنے احباب سے پردہ کیوں نہیں کرتی، آخر جناب باب کو خط لکھکر اس امر میں پوچھا گیا انھوں نے ماکو کے قلعہ سے جواب دیا کہ قرۃ العین "طاہرہ" ہے، اپنے حالات کو خود بہتر سمجھتی ہے، اور اعتراض کرنے والوں کو متزلزل قرار دیا گیا۔

(الکواکب الدریہ اول صہ۱۱۱ و صہ۱۱۲)

قرۃ العین کی آرائش و زیبائش کا یہ عالم تھا کہ کربلا میں سید کاظم رشتی مرحوم کے گھر میں رہتے ہوئے جب محرم کا مہینہ آگیا تو ابتدائی عشرہ میں بھی انھوں نے آرائش و زیبائش کو نہ چھوڑا بلکہ اپنی بہن کو بھی بہترین لباس پہننے کی تلقین کی۔

(ملاحظہ ہو ڈان بریکرز حاشیہ صہ۲۷۱)

بغداد میں قرۃ العین کے بائین آرائش و زیبائش مردوں سے آزادانہ میل ملاپ کو بعض طبائع نہ برداشت کر سکیں اور جب جناب باب نے خود قرۃ العین کے عمل کو صحیح قرار دے دیا تو سید علی بشیر، سید طہٰ، کاظم صوفی اور سید حسن جعفر، بابی مذہب سے منحرف ہو گئے۔

(ملاحظہ ہو الکواکب الدریہ اول صہ۱۱۲)

بغداد میں مفتی سید محمود آلوسی کے مکان پر تین ماہ کے قیام کے بعد اپنے احباب کے ساتھ کرمانشاہ اور پھر ہمدان پہنچیں، کرمانشاہ کے لوگوں نے قرۃ العین کے باپ ملا صالح اور چچا ملا تقی کو لکھا تھا کہ اس کو لے جائیں، چنانچہ قزوین سے کچھ آدمی ہمدان میں قرۃ العین سے

نوٹ: ڈان بریکرز جدید ترین بہائی تاریخ ہے نبیل نے فارسی میں مطالع الانوار کے نام سے جناب بہاؤ کے ارشاد کے ماتحت کتاب لکھی جسے جناب شوقی آفندی نے انگریزی میں ترجمہ کر کے امریکہ میں چھپوایا ہے، اس کتاب کو مستند ترین بہائی تاریخ قرار دیا جاتا ہے۔ ہمارے مضمون میں انگریزی ایڈیشن کے حوالجات کا ترجمہ دیا گیا ہے۔

[۱] قدوس اور قرۃ العین کے خاص تعلقات کی طرف اشارہ ہے۔

آئے جہاں سے وہ قزوین جانے پر آمادہ ہو گئیں، آوارہ کا بیان ہے کہ:۔

"قبل از ورود قرۃ العین بقزوین چند از احباب عرب را رخصت کرد کہ بعراق عرب مراجعت نمایند ...... خود با چند نفر از احباب کہ اکثر ایشاں عجم بودند و یکے دو نفر از اشراف عرب از قبیل شیخ محمد شبل وغیرہ وارد قزوین شدند۔

(الکواکب الدریہ اول ص۱۱۹ و ص۱۲۰)

یعنی قزوین پہنچنے سے پہلے قرۃ العین نے اپنے چند عرب دوستوں کو رخصت کیا کہ عراق عرب کو لوٹ جائیں اور خود چند احباب کے ساتھ، جن میں اکثر عجمی تھے اور ایک دو شرفائے عرب میں سے تھے مثلاً شیخ محمد شبل وغیرہم قزوین وارد ہو گئیں۔

لیکن قرۃ العین اپنے باپ، خاوند یا چچوں کے پاس نہ ٹھہریں بلکہ علیحدہ مکان میں قیام کیا، حاجی ملا تقی نے کوشش کی کہ قرۃ العین اپنے خاوند کے پاس چلی جائے لیکن کوئی کوشش کامیاب نہ ہوئی آخر انہوں نے عوام کو بابی فتنہ سے آگاہ کرنے کے لئے مسجد میں خطبات کا سلسلہ جاری کر دیا۔

"تا آنکہ دو نفر از پیروان شیخ وسید بہ قتل او مصمم وجزم شدند و قتل او صورت این حادثہ جناب طاہرہ تمامی احباب و اصحاب را کہ در قزوین بودند امر بحرکت و مسافرت دادہ قبل حرکت کردند الا شیخ صالح کریمی و ملا ابراہیم محلاتی و میرزا صالح شیرازی کہ طاہرہ اصرار بر مہاجرت و مسافرت ایشاں نمود و آں ہم اقدام بحرکت ننمودند۔

(الکواکب الدریہ ص۱۲۰ و ص۱۲۱)

"تو انکہ شیخ احمد احسائی اور سید کاظم رشتی کے مریدوں سے دو آدمیوں نے قرۃ العین کے چچا حاجی ملا تقی کے قتل کا عزم مصمم کر لیا اس واقعہ سے پہلے طاہرہ نے اپنے تمام احباب و اصحاب کو قزوین سے سفر کر جانے کا حکم دے دیا۔ مگر شیخ صالح کریمی، ملا ابراہیم محلاتی اور میرزا صالح شیرازی ان کے جانے پر قرۃ العین نے اصرار نہ کیا اور انہوں نے خود بھی اس کی جدائی کا التزام نہ کیا قزوین میں رہ گئے"

ان لوگوں نے قزوین قیام کیا اور بجائے اس کے کہ حاجی ملا تقی کے اعتراضات کا جواب دیتے اور اس کے قتل کے مشورے کرتے رہے۔

حاجی ملا تقی مجتہد کا قتل

جناب آوارہ لکھتے ہیں:۔

"پس میرزا صالح شیرازی عزمش جزم شد بعضی گفتہ اند بمعیت میرزا ہادی و اکثر برآں رفتہ کہ بہ تنہائی قیام بر قتل او نمود"

(الکواکب الدریہ ص۱۲۲)

"آخر میرزا صالح شیرازی نے قطعی ارادہ کر لیا کہ حاجی ملا تقی کو قتل کرے بعض کہتے ہیں کہ میرزا ہادی کی معیت میں قتل کیا اور اکثر کہتے ہیں اس نے اکیلے اس کے قتل پر قیام کیا۔

دوسرے بہائی مورخ جناب نبیل زرندی کا بیان ہے کہ حاجی ملا تقی کو ملا عبد اللہ شیرازی نے قتل کیا اور عین اس وقت قتل کیا جب کہ مجتہد موصوف ماہ رمضان ۱۲۶۳ھ میں محراب مسجد میں نماز فجر ادا کرتے ہوئے سربسجود تھے۔

(ملاحظہ ہو ڈان بریکرز ص۲۷۶، ۲۷۷)

حاجی ملا تقی کی دینداری کا کمال یہ ہے کہ جب ان کے زخمی ہونے پر ان کے شاگرد اور معتقدین ان کے گرد جمع ہو گئے تو انہوں نے اپنے مرنے سے پہلے یہ وصیت کی:۔

"حاجی وصیت نمود کہ اگر من بمیرم متعرض کسے نشوید قاتل من ہر کسے بود من او را عفو کردم"

(الکواکب الدریہ ص۱۲۲ - ۱۲۳)

"کہ میں اگر مر جاؤں تو کسی سے قصاص کے درپے نہ ہونا میرا قاتل جو کوئی تھا میں نے اسے معاف کر دیا ہے"۔

سبحان اللہ مجتہد حاجی ملا تقی مرحوم سب سے پہلے مسلمان ہیں جو ایک بابی کے ہاتھوں شہید ہوئے، یہ سب سے پہلا قتل ہے جو بابی اسلامی نزاع کی تاریخ میں واقع ہوا، اور اس ایک واقعہ نے بابی اور اسلامی ذہنیت کو واضح کر دیا۔ بابی جب حاجی ملا تقی کے اعتراضات کا جواب نہ دے سکے تو اس کے قتل پر کمر بستہ ہو گئے لیکن شہید ملت حاجی ملا تقی نے یہ نمونہ دکھایا کہ اپنے قاتل تک کو بخش دیا۔

کیا اس کے بعد بھی اہل بہائیہ کہہ سکتے ہیں کہ سب سے پہلے مسلمانوں نے بابیوں پر مظالم توڑے تھے حالانکہ ان کی اپنی تاریخ بتاتی ہے کہ بابی اسلامی نزاع میں سب سے پہلے ایک بابی نے ایک مسلمان عالم کو بے گناہ ذبح کیا افسوس ہے کہ یہ لوگ جھوٹ کی اشاعت میں خدا کے خوف کو بھی مدنظر نہیں رکھتے اس ایک واقعہ کے تصور سے ہی ان کی گردن شرم سے جھک جانی چاہیے کیا یہی مذہبی رواداری کا نمونہ ہے جسے دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اور حکومت ایران، اور اہل اسلام کو ظلم و تعدی کا مجرم قرار دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بابیوں کی ان حرکات کے بعد جو ردعمل ظہور پذیر ہو سکے ان کی تمام تر ذمہ داری خود بابیوں پر عاید ہوتی ہے۔ لیکن بابی اسلام بھی مذاق ہے، تمام تاریخ ظاہر کرتی ہے کہ مظالم کی ابتدا ہمیشہ بابی گروہ کی طرف سے ہوتی رہی۔

حاجی ملا تقی جو تھے ان وفات پا گئے قرۃ العین اور اس کے بابی احباب اہل قزوین کی حراست میں تھے جلد ہی قرۃ العین بھاگ کر طہران جناب بہاء کے پاس پہنچ گئیں، مرحوم ملا تقی کے ورثا نے چاہا کہ مرحوم کے بدلے کئی ایک بابیوں کو جو اس کے قتل کی سازش میں شریک تھے قتل کر دیا جائے اور شاہ ایران محمد شاہ تک جا کر یہ معاملہ پہنچایا۔ بابی اور بہائی حکومت ایران کو بھی بابیوں پر مظالم توڑنے کا مجرم قرار دیتے ہیں، لیکن اہل انصاف شاہ ایران کے اس جواب پر غور فرمائیں جو اس نے حاجی ملا تقی مرحوم کے ورثا کو دیا:۔

شاہ ایران کا منصفانہ رویہ

شاہ نے فرمایا:۔

"تمہارا باپ ملا تقی، امیر المومنین حضرت علی سے ہرگز بڑا نہ تھا، کیا حضرت علی نے نہ کہا تھا کہ اگر وہ ابن ملجم کی تلوار سے جاں بحق ہو گئے تو صرف قاتل کو قتل کیا جائے اور صرف اسی سے بدلہ لیا جائے۔ تمہارے باپ ملا تقی کا بدلہ بھی کیوں نہ اسی سنت کے مطابق لیا جائے تم مجھے اس کا قاتل بتاؤ اور میں حکم دوں گا کہ وہ تمہارے حوالے کیا جائے تاکہ تم اسکو وہ سزا دو جس کا وہ مستحق ہے"

(ڈان بریکرز ص۲۸۰)

چنانچہ اس کے مطابق جب قرۃ العین کے محب خاص شیخ صالح کو قاتل قرار دیا گیا، تو حکومت نے اس کے قتل کا حکم دے دیا (ڈان بریکرز ص۲۸۰) حکومت کی طرف سے کسی اور شخص کے قتل کا حکم صادر نہ ہوا اور نہ کسی قسم کا انتقام اہل بابیہ سے لیا گیا، البتہ بابیوں کی اشتعال انگیز حرکات کے باعث قزوین میں ایک بلوہ ہوا جس میں قرۃ العین کے اور چند احباب بھی مارے گئے نبیل زرندی لکھتا ہے:۔

"باقی احباب جن میں ملا طاہر شیرازی و ملا ابراہیم محلاتی تھے، جو دونوں اپنے علم و فضل کے باعث بڑے معزز و مکرم تھے وحشیانہ طریق سے قزوین پہنچتے ہی قتل کر دیئے گئے، تمام باشندگان قزوین جو پہلے ہی مشتعل کئے جا چکے تھے ان کے فوری قتل کا مطالبہ کرتے تھے۔ بے شرم بدمعاشوں کا ایک گروہ چاقوؤں (تلواروں)، برچھیوں اور کلہاڑیوں سے مسلح ہو کر ان پر ٹوٹ پڑا اور ان کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے"۔

(ڈان بریکرز ص۲۸۲)

حاجی میرزا آقاسی صدر اعظم کا رویہ

ارباب دیانت نے اپنی تحریرات میں حاجی میرزا آقاسی صدر اعظم دولت ایران کو بھی بیشمار گالیاں دی ہیں کہ اس نے بابیوں پر بڑے مظالم توڑے ہیں لیکن سنئے کہ جب صدر اعظم کو یہ اطلاع ملی کہ ایک گروہ نے حملہ کر کے چند بابیوں کو قتل کر دیا ہے، تو اس نے کیا کہا، نبیل زرندی کا بیان ہے کہ:۔

"اس فساد کی اطلاع طہران پہنچی اور فوراً شہر بھر میں پھیل گئی حاجی میرزا آقاسی نے سختی سے اس ظلم کے خلاف احتجاج کیا، اس نے کہا، قرآن مجید کی کس آیت میں، اور پیغمبر اسلام (صلعم) کی کس حدیث میں ایک آدمی کے بدلے اتنے آدمیوں کے قتل کو جائز سمجھا گیا ہے۔ (ڈان بریکرز ص۲۸۳)

نبیل زرندی کا بیان ہے کہ شاہ ایران نے بھی سختی سے اس فعل کی مذمت کی۔

پہلا بابی مقتول

کسی نزاع میں یہ اندازہ لگانے کے لئے کہ اس میں ظالم کون ہے اور مظلوم کون ہے، یہ دیکھنا ضروری ہوتا ہے کہ ابتداء کس طرح ہوئی، ایران میں جو بابی اسلامی نزاع برپا ہوا اس میں خود مستند بابی و بہائی مورخین کے بیان کے مطابق ابتداء بابیوں کی طرف سے ہوئی، اگر حاجی ملا تقی کا قتل واقع نہ ہوتا تو بابی تحریک کی تاریخ مختلف رنگوں میں وقوع پذیر ہوتی، پھر خود اہل بہاء کو اعتراف ہے کہ شیخ صالح جس نے حاجی ملا تقی کو شہید کیا بابی تاریخ میں سب سے پہلا مقتول تھا، نبیل زرندی کا بیان ہے کہ:۔

"وہ (شیخ صالح قاتل حاجی ملا تقی) سب سے پہلا بابی تھا جس نے سرزمین ایران میں اپنا خون خدا کے دین کی خاطر بہایا، یہ اس رفیع المنزلت گروہ میں سے فرد اول تھا جنہوں نے خدا کے مقدس دین کی فتح کے لئے اپنے خون زندگی سے جو رنگائی۔

(ڈان بریکرز ص۲۸۰)

ہم انشاء اللہ تعالیٰ پھر کسی وقت یہ ثابت کریں گے کہ تمام بابی تاریخ میں ظلم و عدوان کی ابتداء ہمیشہ بابیوں کی طرف سے ہوتی رہی ہے، نہ کہ اہل اسلام یا حکومت ایران کی طرف سے۔

شیخ صالح کے آخری الفاظ

شیخ صالح دل و جان سے قرۃ العین پر فدا تھے، اور اسی کے اشارہ پر انہوں نے اپنی جان جوکھوں میں ڈالی تھی۔ جب انہیں قتل کیا جانے لگا، تو غالباً قرۃ العین کو ہی یاد کرتے ہوئے انہوں نے یہ آخری الفاظ کہے:۔

"جب سے میں نے تجھے جانا لوگوں کی امیدوں، اور ایمانوں کا انکار کر دیا، تو ہی میرے لئے امید ہے

نظرات

مرتبہ خلافت خاندانی ورثہ نہیں بن سکتا

مبشر ذریت ہونا معصوم عن الخطا ہونے کی دلیل نہیں ہے

جماعت احمدیہ لاہور کے نظام کی اہمیت دینی نقطہ نظر سے

از جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی بی اے مولوی فاضل

اگر اتنی سی بات کہ کوئی شخص کسی نبی یا ولی کی اولاد میں سے ہے، اس امر کی دلیل بن سکتی ہے کہ وہ شخص معصوم عن الخطا ہے، تو ہم سب معصوم عن الخطاء ہیں کیونکہ تمام نوع انسانی انبیاء و اولیا کی اولاد ہے، اور ہمارے جد امجد، حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے نبی تھے — اگر کسی کا ذریت مبشرہ میں سے ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ تقوےٰ و طہارت کا مجسمہ ہے تو ہم سب ذریت مبشرہ ہیں، اور مجسمہ ہائے تقوےٰ و طہارت ہیں کیونکہ ہم ذریت آدم ہیں، اور آدم علیہ السلام کو اپنی ذریت کی بشارت ایسی واضح طور پر دی گئی تھی کہ ابلیس بھی اس سے واقف تھا جس نے بالآخر یہ کہا تھا کہ:- لئن اخرتن الی یوم القیامۃ لاحتنکن ذریتہ الا قلیلا (بنی اسرائیل ع ۷) کہ اے اللہ اگر تو مجھے قیامت تک مہلت دے تو آدم کی (موعود) ذریت کو سوائے قلیل گروہ کے ضرور ہلاک کر دونگا۔ لیکن واقعات ایسے ہیں کہ اگر ہم سب ذریت آدم یہ دعوے بھی کر بیٹھیں کہ ہم سب مجسمہ ہائے تقوےٰ و طہارت ہیں تو یہ دعوےٰ ایسا بدیہی البطلان ہے جس پر کسی حجت و برہان کی بھی ضرورت نہیں، آدم علیہ السلام کے بعد ابراہیم کو کثیر التعداد ذریت کی بشارت دی گئی لیکن یہ ذریت مبشرہ بھی ظالم مقتصد، اور سابق بالخیرات طبقات میں تقسیم ہوئی۔ واقعات نے بتا دیا کہ انبیاء و اولیاء کی ذریت مبشرہ لازماً اپنے ایمان و عمل میں صراط مستقیم پر قائم نہیں ہوتی، اگر ذریت مبشرہ کا ذریت مبشرہ ہونا کسی اس امر کی دلیل ہوتا کہ وہ معصوم عن الخطا ہے، اور مجسمۂ اخلاق روحانیت ہے تو حضرت آدم کی ذریت مبشرہ سب کی سب ملائکہ بن جاتی اور کسی اور رسول کی بھی ضرورت نہ رہتی،

انسان پرستی کے رجحانات مگر انسان پرستی کے رجحانات نے طبائع کو ترغیب کیا کہ وہ بعض نسلوں کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مقدس تصور کریں ان نسلوں کے افراد نے نحن ابناء اللہ واحباءہ کے نعرے بلند کئے خدا کے بیٹے اور پیارے ہونے کا دعویٰ کیا اور ذریت انبیاء و اولیاء کی ذریت نے گدیاں بنائیں، لوگوں نے اپنی نسبی عظمت کے سامنے سربجود و بیعت کی تلقین کی، خدا پرستی کے لفظی پردے میں انسان پرستی ہی انسان پرستی رہ گئی جیسے فرمایا۔ وما یومن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون (یوسف) کہ ان میں سے اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر بھی ایمان نہیں لائے سوائے اس کے کہ وہ مشرک ہوں،

شرک کا قلع قمع اسلام نے تمام اقسام شرک کا قلع قمع کیا، اس نے بتایا کہ انبیاء و صلحاء سے جسمانی تعلق کسی روحانی برتری کی دلیل نہیں آدم اور ابراہیم کی مبشر ذریت کے حشر پر غور کرو، نوح اور لوط کی بیویوں کی حالت پر غور کرو، خود اللہ تعالےٰ فرماتا ہے:۔

کانتا تحت عبدین من عبادنا صالحین فخانتھما فلم یغنیا عنھما من اللہ شیئا وقیل ادخلا النار مع الداخلین (التحریم ع ۲)

کہ وہ دونو ہمارے بندوں میں سے (کیا ہی پیارا کلام ہے، ہمارے بندوں میں سے!) دو صالح بندوں کے حلقہ زوجیت میں تھیں پر انھوں نے ان کی خیانت کی، سو ہمارے یہ دونو صالح بندے (اور ان بندوں سے زوجیت کے رشتے) ان دونوں عورتوں کے کچھ بھی کام نہ آسکے اور یہ کہہ کر فیصلہ سنا دیا گیا کہ تم دونوں عورتیں آگ میں داخل ہونے والے لوگوں کے ساتھ آگ میں داخل ہو جاؤ،

نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پہلے ہی سنا دیا تھا کہ لا عاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم (ھود ع ۴) کہ عذاب الٰہی سے آج کوئی بھی بچانے والا نہیں، بچے گا صرف وہی جس پر اس ذات باری کا رحم و کرم ہو — مگر اس بیٹے نے نہ مانا، بالآخر باوجود نوح علیہ السلام کی دعا اور آہ و زاری کے اس بیٹے کو نہ نوح علیہ السلام سے تعلق ابنیت کام آیا نہ ان کی دعائیں کام آئیں — اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی مقدس بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ پیغمبر کی بیٹی ہونا تمہارے کسی کام نہ آئے گا، فرمایا، اگر فاطمہ بھی چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا —

اسلام نے بتایا کہ اگر کوئی شخص یہ اعلان کرے کہ وہ اور اس کی قوم نسل یا ذریت ہمیشہ خدا کے ابناء اور احباء رہیں گے، مجسمہ ہائے تقوےٰ و طہارت رہیں گے، ان سے نہ کوئی خطا سرزد ہو سکے گی اور نہ ان پر کوئی اعتراض (حتیٰ کہ سچا اعتراض) ہو سکے گا، تو بس خدا کے نزدیک اس کے باطل پرست ہونے پر اسی بات کو سب سے بڑی دلیل سمجھو،

اسلامی طرز عمل اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا سمجھتے کہ آپ کی ذریت معصوم عن الخطاء ہے تو ہمیشہ اپنی اولاد کے حق میں خلافت کی وصیت کر جاتے مگر جس طریق پر آپ نے امت کی تربیت کی تھی، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر نگاہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی کی طرف اٹھیں نہ تو ابوبکر صدیق نے اپنے بیٹے کے حق میں خلافت کی وصیت کی نہ عمر فاروق رضی نے، عمر فاروق رضی نے تو عبداللہ ابن عمر رضی جیسے انسان کو اس کمیٹی کا رکن بھی نہ بننے دیا جس نے خلیفہ کا انتخاب کرنا تھا، امیر معاویہ نے خلافت کی وصیت اپنی ذریت میں کی، تو خلافت ختم ہو گئی اور ملوکیت اور شخصیت پرستی کا دور شروع ہو گیا۔

اگر دور حاضر کے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود کا بھی یہ خیال ہوتا کہ ان کی ذریت مبشرہ کا ذریت مبشرہ ہونا ہی ان کے تقوےٰ و طہارت کے مجسمے ہونے کی دلیل ہے تو وہ ضرور اپنی ذریت کے حق میں ابد تک خلافت کی وصیت کر جاتے، اگر ایسا کرتے تو اکثر لوگوں کو اعتراض نہ ہوتا کیونکہ زیادہ تعداد انہی لوگوں کی ہے جو یہ خیال بھی نہیں کر سکتے کہ کوئی بزرگ مر گیا ہو، اور اس کے بعد اس کی اولاد خلیفہ نہ بنی ہو ملک میں ہر طرف پیر ہیں، تقیروں مصنوعی اولیاء وصلحاء کا طرز عمل ایسا ہی تھا، مگر حضرت مسیح موعود نے ایسا نہ کیا، آپ نے یہ وصیت کی کہ:۔

"انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ (حضرت مسیح موعود) کی جانشین ہے" (الوصیۃ ص ۲۳)

پھر فرمایا کہ

"آپ کی وفات کے بعد ہر ایک امر میں اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا"

(عکس تحریر حضرت مسیح موعود مندرجہ الوصیت مطبوعہ لاہور)

فتنہ کا آغاز فتنہ کا آغاز تب ہوا جب حضرت مولانا نورالدین صاحب کے زمانہ خلافت میں یہ کہنا شروع کر دیا گیا کہ خلافت تو مسیح موعود کی اولاد کا حق تھا نورالدین اس پر قابض ہو گیا ہے، حضرت مولانا نے مرحوم نے احمدیہ بلڈنگس لاہور میں تقریر کرتے ہوئے ۱۹۱۲ء میں فرمایا:۔

"میں نے دیکھا ہے کہ آج بھی کسی نے کہا ہے کہ خلافت کے متعلق بڑا اختلاف ہے حق کسی کا تھا اور دی گئی کسی اور کو"

(ملفوظات نور ص ۱۲)

اہل قادیان کہتے ہیں کہ احمدیہ بلڈنگس میں یہ تقریر اکابر جماعت لاہور کو مخاطب کر کے کی گئی تھی، اور انہیں کو ڈانٹ ڈپٹ کی گئی تھی، کوئی پوچھے کہ اکابر جماعت لاہور میں سے کون تھا جو خلافت کو اپنا حق جتاتا ہو، حق کا دعوےٰ تو دو ہی وجوہ پر کیا جا سکتا تھا یا تو رشتہ داری کی بناء پر، اور یا علم و فضل کی بناء پر، اکابر جماعت لاہور کو حضرت مسیح موعود سے کوئی جسمانی رشتہ نہ تھا، کہ وہ حضرت مولانا نورالدین صاحب پر اظہار فضیلت کرتے نہ ہی ان میں سے کوئی ایسا تھا جو حضرت مولانا کے مرحوم سے بڑھ کر علم و فضل کا مدعی ہوتا، بلکہ یہ سب بزرگ حضرت مولانا نے مرحوم کے شاگردوں میں سے تھے، اب صاف ظاہر ہے وہ لوگ جو کہتے تھے کہ خلافت کا حق کسی کا ہے، دی کسی کو گئی وہ یقیناً مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے عزیز و اقارب تھے، مولانا نے مرحوم نے اسی تقریر میں آگے وضاحت بھی فرما دی ہے فرماتے ہیں:۔

"اب سوال ہوتا ہے کہ خلافت حق کس کا ہے؟ ایک میرا نہایت ہی پیارا محمود ہے جو میرے آقا اور محسن کا بیٹا ہے، پھر دامادی کے لحاظ سے نواب محمد علی خان کو کہدیں، پھر خسر کی حیثیت سے ناصر نواب صاحب کا حق ہے یا ام المؤمنین کا حق ہے جو حضرت صاحب کی بیوی ہیں یہی لوگ ہیں جو خلافت کے حقدار ہو سکتے ہیں"

(ملفوظات نور ص ۱۵ و اخبار بدر مورخہ ۴ و ۱۱ جولائی ۱۹۱۲ء)

ایسے لوگوں کو مخاطب کر کے حضرت

مولانا نے فرمایا کہ

"خلافت کیسری کی دکان کا سوڈا واٹر نہیں ہے"

(ملفوظات نور صـ۲)

اکابر جماعت، لاہور کو ایسا خطاب کیسے ہو سکتا تھا جن کے متعلق اسی تقریر میں یہ شہادت موجود ہے کہ :-

"لاہور کا کوئی آدمی نہ میرے امر خلافت میں روک بنا ہے نہ بن سکتا ہے پس تم ان پر بدظنی نہ کرو۔ ...... اگر کہو کہ لاہور کے لوگ خلافت میں روک ہیں تو میرے مخلص دوستوں پر بدظنی ہوتی ہے، اسے چھوڑ دو۔ ...... یہ خیال چھوڑ دو کہ لاہور کے لوگ خلافت کے امر میں روک ہیں اگر ایسا نہ کرو گے تو پھر خدا مسیلمہ کا سا معاملہ کریگا"

(ملفوظات نور صـ۲۲ تا ۲۳)

یہ تمام ڈانٹ ڈپٹ جناب مرزا محمود احمد صاحب کے ان رفقاء کے لئے تھی جو بوجہ قرابت ان کو حقدار خلافت سمجھتے تھے۔

موجودہ خلافت

آخر جناب مرزا محمود احمد صاحب خلیفہ بن گئے اور اپنے بعد خلافت کے لئے اپنے بیٹے ناصر احمد صاحب کو خلافت کے لئے تیار کر چکے ہیں۔ جناب سیٹھ عبداللہ الٰہ دین صاحب نے ہمیں ایک رسالہ "المصلح موعود" بھجوایا ہے، جس کے مؤلف جناب امینی صاحب قادیان کے فاضل مبلغ ہیں، پہلے صفحہ پر ہی لکھتے ہیں، یہود کی طالمود میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کی آمد پر اس کا بیٹا اور اس کا پوتا اس کے جانشین ہوں گے[۱]۔ صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب خدام الاحمدیہ وغیرہ کے صدر ہیں، ان کے اشاروں پر حرکت کرنے کی تلقین نوجوانوں کو کی جا رہی ہے، اور ہر جگہ مختلف طریقوں سے صاحبزادہ موصوف کو خلافت کے لئے آگے کیا جا رہا ہے، اور یقینی امر ہے کہ خلافت اب جناب مرزا محمود احمد صاحب کے خاندان میں بطور ورثہ چلتی چلی جائے گی، اس عمارت کی بنیادیں ذریت مبشرہ وغیرہ تصورات پر قائم کی گئی ہیں۔ اور اب ناممکن ہے کہ کوئی غیر شخص خلیفہ بن سکے ـــــ پس یہ نظام ہی اس امر کی دلیل ہے، کہ حق و صداقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں رہا۔

بہائیت میں خلافت

بہائیت نے چند میٹھی میٹھی باتیں کر کے بعض لوگوں کی نظروں کو اپنی طرف لگایا تھا لیکن تمام امور سے قطع نظر کرتے ہوئے جناب حسین علی بہاء اور جناب عباس آفندی عبدالبہاء کا اس اصول کو قائم کرنا کہ دینی پیشوائی، یا خلافت وغیرہ ان کی نسل میں ہمیشہ کے لئے چلے گی یعنی ان کی نسل ہمیشہ کے لئے مقدس ہے، بلکہ خلفاء کی نسل میں سے جو بڑا بیٹا ہوا کرے گا وہ ضرور پیدائشی طور پر خدا کا مقدس ہوا کرے گا، یہ وہ رجحانات ہیں کہ محض ان کا تصور ہی اہل بہاء کے باطل پرست ہونے پر مہر لگا دیتا ہے، تجربہ نے نہ اس دعوے کی کبھی تصدیق کی ہے، نہ آئندہ کرے گا، یہ صریح طور پر وہی جاہلی اور مشرکانہ تصورات ہیں جن کا دین حق سے کوئی تعلق نہیں، اور جن کا قلع قمع بطریق احسن قرآن مجید کر چکا ہے۔

جماعت لاہور کا نظام

غالباً تمام عالم اسلام کی مذہبی جماعتوں میں جماعت احمدیہ لاہور صرف واحد جماعت ہے کہ جس کا نظام خلافت راشدہ کے صحیح اسلامی اصول پر قائم ہے۔ یہاں قرآن و سنت کے مطابق ایک نظام قائم کیا گیا ہے، حسب ارشاد حضرت مسیح موعود جس امر پر انجمن کی کثرت رائے ہو جائے اس فیصلہ کو صحیح سمجھا جاتا ہے، انجمن ہی امیر کو منتخب کرتی ہے وہی اس سے امانت امارت خلافت واپس لینے کا حق رکھتی ہے، کسی امیر کی اولاد بطور وراثت امارت کی حقدار نہیں ہو سکتی - یہی وہ نظام ہے جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود کی آخری وصیت کے مطابق قائم ہے اور یہی وہ نظام ہے جو اپنے صحیح اصول کے اعتبار سے اسلامی نظام خلافت سے مشابہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشگوئی کو پورا کرنے کا سامان ہے کہ ثم تکون خلافۃ علی منہاج النبوۃ۔

یعنی آخری دور میں پھر منہاج نبوت کے مطابق خلافت قائم ہو گی، اس کی تاسیس اس دور کے امام کے ہاتھوں ہو چکی ہے اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کی شکل میں موجود ہے یہی نظام عالم اسلامی میں قبول ہو گا، خاندانی وراثت کے نظامات ختم ہو جائیں گے۔ وہ وقت آنیوالا ہے جب یہی صحیح و صالح نظام اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے خلافت راشدہ کی طرح مسلمانوں کی اجتماعی زندگی پر کسی نہ کسی طرح چھا جائے گا ۔ ۔ ۔

(۲)

خاتم النبیین کے معنی پر ایک مکالمہ

کیا آخری ہونا موجب توہین ہے؟

آخری نبی ہونے پر قطعی دلائل

قادیانی - آخری نبی ہونا کوئی امر فضیلت نہیں، کسی بادشاہ کا اپنے سلسلہ کا آخری بادشاہ ہونا امر فضیلت نہیں بلکہ سلسلہ کے لئے موجب توہین ہے کہ اس کے بعد حکومت رخصت ہو گئی۔

احمدی - اچھا آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری تشریعی نبی تو مانتے ہیں؟

قادیانی - بیشک

احمدی - پھر اگر آخری نبی ہونا موجب فضیلت نہیں تو آخری تشریعی نبی ہونا بھی بالذات موجب فضیلت نہ ہوگا اصل میں آپ کا اندازہ غلط ہے، اگر ایک شخص اس معنی میں آخری بادشاہ ہو کہ اسی کا سکہ ابد تک جاری رہے گا، تو یہ امر نہ اس کے سلسلہ کے لئے نہ اس کی ذات کے لئے موجب توہین ہوگا بلکہ انتہائی فضیلت کا موجب ہوگا ـــــ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیرہ سو سال تک کسی نبی کا نہ آنا اگر اس امر کی دلیل ہے کہ آپ کے سکہ کی موجودگی میں کسی اور کا سکہ نہیں چل سکتا، اور اس سے آپ کی عظمت شان کا اظہار ہوتا ہے تو مزید ہزار دو ہزار سال یا الیٰ قیام الساعۃ اگر اسی بنا پر کوئی اور نبی نہ آئے تو یہ امر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت شان کی دلیل ہے افسوس ہے کہ آپ لوگ تیرہ سو سال تک نبی کا نہ آنا تو آپ کے علو مرتبہ کی دلیل سمجھتے ہیں لیکن قیامت تک کسی اور نبی کا نہ آنا موجب توہین بتلاتے ہیں، یہ طرز فکر ہماری سمجھ میں تو آتا نہیں۔

قادیانی - مگر خاتم النبیین کے معنی بھی تو آخری نبی نہیں، نہ ہی محاورہ عرب میں خاتم جمع کی طرف مضاف ہو کر آخری کے معنی دیتا ہے۔

احمدی - جناب میرا دعوے ہے کہ خاتم جمع کی طرف مضاف ہو کر آخری کے معنی دیتا ہے۔ خاتم الکتب، خاتم الاولاد، خاتم الشرائع کے الفاظ میں حضرت مسیح موعود نے بھی خاتم بمعنی آخری استعمال کیا ہے اور مسیح علیہ السلام کو اسرائیلی سلسلہ کا خاتم المرسلین بھی قرار دیا، (خطبہ الہامیہ صـ۳۵) یعنی بعد میں کوئی اسرائیلی رسول نہ ہوگا، حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس کو جو سب سے آخری شخص تھے جنہوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی، خاتم المہاجرین قرار دیا (کنزالعمال جلد ۷ صـ۱۷۸) اگر بقول احباب قادیان خاتم المہاجرین کے معنی افضل المہاجرین بنتے ہیں تو عباس قطعاً افضل المہاجرین نہ تھے، افضل تو سابقون الاولون اصحاب تھے، جیسا کہ قرآن مجید اس پر گواہ ہے۔

قادیانی - مگر خاتم کو بمعنی انگوٹھی، مہر، زینت اور افضل وغیرہ معنوں میں بھی عرب شعراء نے باندھا ہے، یہی معنی کیوں نہ یہاں لئے جائیں؟

احمدی - شاعروں کی بات کو جانے دیجئے، انہوں نے شمس و قمر کے الفاظ محبوبہ کے لئے بھی استعمال کئے ہیں یہ استعمال الفاظ کے معنی کو نہیں بدل سکتا ـــــ مگر میں گفتگو کو مختصر کرنے کے لئے کہتا ہوں کہ ایک لفظ کے اگر متعدد معانی بھی ہوں تو قرآن مجید کا احترام کیا اس امر کا متقاضی ہے کہ اس کے وہ معنی لئے جائیں جو خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے ہیں یا وہ جو شعراء کے کلام میں پائے جاتے ہیں، ہم پر کون معنی حجت ہونے چاہئیں؟

قادیانی - لازماً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان کردہ معنی ہی مسلمان پر حجت ہونے چاہئیں۔

احمدی - بس اسی لئے میں نے اہل قادیان کو مشورہ دیا تھا کہ خاتم النبیین کے معنی کی تلاش میں حماسہ اور متنبی کے دیوانوں کی ورق گردانی بے سود ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ معانی کو قبول کریں، اسی بناء پر دسمبر ۶۳ء کے جلسہ سالانہ پر میں نے یہ چیلنج دیا تھا کہ :-

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے معنی نہ تو نبیوں کی مہر کئے ہیں نہ نبیوں کی انگوٹھی کئے ہیں نہ نبیوں کی زینت کئے ہیں نہ نبیوں کی تصدیق کرنے والا کئے ہیں اور نہ نبیوں میں سے افضل کئے ہیں بلکہ یہ

---

[۱] واضح ہے کہ یہود تو مسیح کی آمد اول پر بھی تاحال ایمان نہیں لائے، چہ جائیکہ اس کی دوبارہ آمد کے تصور سے آشنا ہوں، اور بیٹے پوتے کے سوال کی نوبت آئے۔

کیسے ہیں کہ:-

"انا خاتم النبیین لا نبی بعدی"

میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں مرزا محمود احمد صاحب اور ان کے رفقا کو جو خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کی بجائے نبیوں کی مہر یا انگوٹھی یا زینت وغیرہ کرتے ہیں میرا یہ چیلنج ہے کہ وہ صرف ایک حدیث نبوی ایسی پیش کر دیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میں خاتم النبیین ہوں یعنی میں نبیوں کی مہر یا انگوٹھی یا زینت ہوں یا تصدیق کرنے والا ہوں یا میں خاتم النبیین ہوں ایسی ایک حدیث پیش کرنے پر خواہ وہ ادنیٰ پایہ کی ہی ہو میں مبلغ پانصد روپیہ ان کی خدمت میں پیش کروں گا اگر وہ ایسا نہ کر سکیں اور ہرگز نہ کر سکیں گے تو یاد رکھیں کہ اس مسئلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح فیصلہ کو رد کر کے وہ اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں۔

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما

(النساء ع ۹)

ترجمہ:- "تیرے رب کی قسم وہ ایمان ہی نہیں لاتے جب تک کہ وہ تجھے اس میں حکم نہ بنائیں جو ان میں آپس میں اختلاف ہو پھر اپنے دلوں میں اس سے کوئی تنگی نہ پائیں جو تو فیصلہ کرے اور پوری پوری فرمانبرداری کریں"

(پیغام صلح ۷ار فروری ۱۹۴۴ء)

میرے اس انعام میں جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب نے پانسو روپیہ کا اضافہ فرمایا اور جناب مولانا عمر الدین صاحب نے بھی پانسو روپیہ کا اضافہ فرمایا، مجموعی رقم ڈیڑھ ہزار روپیہ کے انعامات کی تھی۔

قادیانی - کیا قادیان سے اس چیلنج کا جواب نہیں نکلا۔

احمدی - میرے اس چیلنج کو اب تک قادیان کے کسی اخبار یا رسالہ میں شائع کرنے منظور نہیں کیا گیا۔ ویسے لکھا جاتا رہا ہے کہ چیلنج منظور ہے، مگر کیا بات منظور ہے؟ اس بات کا ذکر تک نہیں کیا گیا۔ جناب خلیفہ صاحب کی خدمت میں بھی خطوط لکھے۔ انہوں نے فرمایا کہ امام کا کام حوالے نکال کر دینا نہیں ہوتا، اس سلسلہ میں میرا آخری خط یہ تھا جس کے بعد ان کی کوئی خط وکتابت نہیں ہوا:-

مخدوم و مکرم جناب میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب امام جماعت قادیان۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرمت نامہ مورخہ ۷ار دسمبر ۱۹۴۳ء ملا تھا۔ لیکن آپ کی جلسہ سالانہ کے سلسلہ میں مصروفیات کے خیال سے جلد جواب عرض نہ کیا۔ جناب نے میرے مطالبہ کے مطابق شہادت ادا کرنے سے پھر کنارہ کش رہ کر عرض فرمایا ہے کہ گویا میں آپ سے حوالجات طلب کر رہا ہوں اور حوالجات بتانا خلاف مصلحت ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا تھا اور اب پھر مؤدبانہ التماس کرتا ہوں کہ

میں حوالجات ہرگز طلب نہیں کر رہا۔ آپ میرے پہلے تین مطالبات کا جواب بالترتیب صرف ہاں یا نہیں میں دے دیں۔ اور اسی کی ضرورت ہے تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ جس طرح آپ خاتم النبیین کی تفسیر میں ہم اپنی تائید میں حدیث لا نبی بعدی رکھتے ہیں آیا اسی طرح آپ کے علم میں بھی اپنے معنی کی تائید میں کوئی ارشاد نبوی انا خاتم النبیین اعنی انا افضل النبیین وغیرہ موجود ہے یا نہیں۔ گویا آپ کے بیان کردہ معانی محض آپ کی اپنی رائے کا نتیجہ ہیں یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایسا ارشاد فرمایا ہے۔ میرے چوتھے مطالبہ کے جواب میں آپ یہ بیان فرمائیں کہ اگر اللہ تعالیٰ یا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی کا مفہوم ادا کرنا چاہتے تو خاتم النبیین یا لا نبی بعدی کی بجائے کن الفاظ میں ادا کرتے اگر آپ نے ان مطالبات کا جواب دے دیا، تو انقطاع و تسلسل نبوت ہمیشہ کے لئے حل ہو جائے گا۔

جناب نے مجھے مشورہ دیا ہے کہ "آپ اپنے مسلک کی تائید میں نہ میرے دعوے کی تائید میں حوالجات مولوی محمد علی صاحب سے نکلوایا کریں"۔ عرض ہے کہ اگر مجھے اپنے مسلک کی تائید میں کسی شہادت یا بالفرض کسی حوالہ کی ضرورت پڑی تو ضرور حضرت امیر جماعت احمدیہ لاہور کی طرف رجوع کروں گا، اور وہ ایسے موقعہ پر راہنمائی فرمانے سے انکار نہیں کیا کرتے، لیکن اس وقت سوال تو جناب والا کے اپنے دعوے کی تائید میں آپ کی اپنی شہادت کا ہے کیا آپ بھی اس کے لئے تیار ہیں؟ آپ نے جو یہ فرمایا ہے کہ آپ کے ایک مرید نے یہ چیلنج منظور کر لیا ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ میرے ان مطالبات کے جواب میں خود ہی جناب، والا بحیثیت پیر و مرشد جو کچھ ارشاد فرمائیں اسی سے یہ ظاہر ہو جائے گا کہ آیا آپ یا آپ کے مریدین اپنے مسلک میں اتنی مضبوطی پاتے ہیں یا نہیں کہ اس چیلنج کو مطلوبہ طریق پر منظور کریں۔ کیونکہ اگر جناب والا بحیثیت امام جماعت بھی پہلے تین مطالبات کے جواب میں صرف "ہاں" تک کہنے کی جرأت نہیں کر سکتے تو آپ کے کسی مرید کا چیلنج کو مطلوبہ طریق پر منظور کر کے یہ اعلان کر سکنا کہ:-

میں ایک ایسا ارشاد نبوی پیش کر سکتا ہوں جس میں انا خاتم النبیین لا نبی بعدی کی طرح انا خاتم النبیین اعنی انا افضل النبیین وغیرہ کہا گیا ہے ---- اور پھر کوئی ایسا ارشاد نبوی پیش کر سکنا بہت ہی دور کی باتیں ہیں

اب پھر یہ گذارش کرنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ اگر آپ ان مطالبات کے جواب سے اعراض فرمائیں گے تو صاف عیاں ہو جائے گا کہ آپ کے علم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا قول کہیں بھی مذکور نہیں اور نہ آپ کوئی ایسے الفاظ تجویز فرما سکتے ہیں جو خاتم النبیین اور لا نبی بعدی کی بجائے آخری نبی کا مفہوم ادا کرنے کے لئے استعمال کئے جا سکیں ---- یعنی اگرچہ آپ اعلان تو عقیدہ تسلسل نبوت کا کرتے ہیں لیکن آپ کی ضمیر اس کے برعکس یہ شہادت دے رہی ہے کہ آپ کا مسلک خلاف قرآن و سنت ہے۔ بل الانسان علی نفسہ بصیرۃ ولو القی معاذیرہ۔

(القیامہ ع ۱)

خاکسار سید اختر حسین گیلانی

یہ خط ۱۱ر جنوری ۱۹۴۴ء کو رجسٹری کر کے بھیجا گیا تھا، اب تک جواب سے محروم ہوں، یہ سب خط و کتابت ۱۰ مارچ ۱۹۴۴ء کے پیغام صلح میں چھپ چکی ہے

اب بتائیے کہ اگر ایک لفظ کے یہی معنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کئے ہوں تو ان کو پس پشت ڈال کر دوسرے معنی تراشنا مومنانہ شیوہ ہو سکتا ہے؟

قادیانی - دیکھئے صاحب میرا تو ایمان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث ضرور ہو گی جس میں آپ نے خاتم النبیین کے معنی نبیوں کی انگوٹھی، مہر، زینت، مصدق اور افضل وغیرہ کئے ہوں گے، ورنہ حضرت خلیفہ صاحب جیسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے معنوں کے خلاف تھوڑے ہی کر سکتے تھے؟ اور ہماری جماعت میں بہت بڑے بڑے علماء و فضلاء کا وجود پایا جاتا ہے، ان کے پاس کوئی نہ کوئی ذخیرہ احادیث ہو گا، ہم آپ کو ایسی احادیث نکال کر دکھا دیں گے۔

احمدی - کاش کہ آپ ایسا کر سکیں، لیکن جس طرح "توفی" کے معنی پر حضرت مسیح موعود کے چیلنج نے علماء و فضلاء کے ہوش گم کر دیئے اس خاتم النبیین کے معنی پر چیلنج نے کچھ ایسا منظر پیش کیا ہے، جس کی عبرت انگیزی ناقابل بیان ہے آپ اپنے متبدل سے معمولی آدمی سے لیکر جناب خلیفہ صاحب تک ہر ایک سے ایسا استفسار کیجئے، میں ہر شخص سے اس امر پر بات چیت کرنے کو تیار ہوں ---- لیکن میری یہ پیشگوئی سن رکھئے کہ یہ مطالبہ اہل قادیان سے پورا نہ ہو سکے گا۔

قادیانی - حق تو یہ ہے کہ اگر اس امر میں فیصلہ ہو جائے تو ہمارے سارے نزاع ختم ہو جاتے ہیں، اور اس امر میں فیصلہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہی کر سکتا ہے جنہیں اللہ تعالے نے خاتم النبیین قرار دیا ہے، اگر اہل قادیان اس مطالبہ کے مقابل خاموش رہیں، یا اس کو ٹالنے کی کوشش کریں یا پورا نہ کر سکیں تو اس بات کی دلیل ہو گی کہ ختم نبوت، و تسلسل نبوت کی بحث میں آپ لوگوں کا مسلک صحیح ہے، مگر میں ضرور آپ کو ایسی احادیث لا دوں گا جن میں مطلوبہ معنے کیا گیا ہے۔

احمدی - اللہ آپ کو جزائے خیر دے، احادیث نہیں، صرف ایک حدیث بھی کافی ہو گی، ورنہ آپ کو اپنے دل سے فتوے لینا پڑے گا ---- دونوں راستوں میں سے کونسا راستہ اختیار کیا جائے۔

ذمٔت

معلوم تو ہے کہ ایسی حدیث کی سرگرمی سے تلاش ہو رہی ہے، تاحال مطالبہ پورا نہیں ہوا نہ انشاءاللہ ہوگا، اور اسی پر فیصلہ ہو گا کہ حق و صداقت کس طرف ہے؟

(بقیہ از صفحہ ۶)

سے نبی کہلانے والے پر اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کا لفظ نہیں بولا جا سکتا کیونکہ حضرت اقدس کی اس تحریر سے ثابت ہے کہ حضور کے نزدیک اسلامی اصطلاح میں لغوی اصطلاح سے بڑھ کر کچھ مفہوم پایا جاتا ہے اس لئے باوجود اس کے کہ اس پر لفظ نبی کا اطلاق ہو رہا ہوتا تو پھر بھی وہ غیر نبی ہی رہتا ہے حضرت اقدس نے یہ فرما کر کہ "اسلامی اصطلاح کے معنی الگ ہیں" اور لغوی کے ساتھ محض کی قید زائد کر کے اپنے دعوے کے متعلق اسبات کو بالکل واضح کر دیا ہے کہ آپ نبی نہیں بلکہ غیر نبی ہیں اور نبی کا لفظ آپ پر حقیقۃً نہیں بلکہ استعارۃً بولا گیا ہے۔

(باقی دارد)

متفرقات (۳)

نظامِ جماعت ـــ منافقین کی کثرت ـــ اپنی زندگی کے متعلق خلیفہ صاحب کی ذو معنی پیشگوئیاں

(الف) نظامِ جماعت عمل صالح پر مقدم ہے جناب مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مرحومہ ام طاہر احمد صاحب کی بعض خصوصیات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"اس جگہ میں ایک ضمنی بات بھی بیان کر دینا چاہتا ہوں میں نے اپنے ذوق کے مطابق بہشتی مقبرہ میں دفن ہونے والوں کے حالات کا مطالعہ کیا ہے اور خصوصاً ان لوگوں کے حالات کو زیادہ غور سے دیکھا ہے جو باوجود موصی نہ ہونے کے مقبرہ بہشتی میں جگہ حاصل کر لیتے ہیں یا باوجود موصی ہونے کے وہاں دفن ہونے سے محروم رہ جاتے ہیں اور اس مطالعہ کے نتیجہ میں مجھے اللہ تعالے نے یہی علم عطا کیا ہے کہ خدا کے نزدیک جو وزن نظامِ جماعت کے ساتھ دلی اخلاص رکھنے اور اس نظام کا پرزہ بن کر رہنے اور جماعتی کاموں میں شوق اور محبت اور قربانی کی روح کے ساتھ حصہ لینے کو حاصل ہے اس کا عشرِ عشیر بھی ان نیکیوں کو حاصل نہیں جو محض ایک انسان کی ذات کے ساتھ تعلق رکھتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ وہاں بھی اسی ازلی نکتہ کا اظہار مقصود ہے کہ پاک نیت اور سچے دل کیساتھ الٰہی نظام قبول کر لو، اور اس کا حصہ بن جاؤ پھر تمہارے لئے جنت کا رستہ صاف ہے خواہ تم میں کوئی عملی کمزوری ہی موجود ہو کیونکہ ایسی عملی کمزوری کو خدائے رحیم و کریم کا یہ زبردست قانون کہ ان الحسنات یذھبن السیئات خس و خاشاک کی طرح اڑا کر پھینک دیتا ہے۔"

(الفضل ۱۲ اپریل ۱۹۴۴ء صٓ کالم ۴)

(ب) شرابی کبابی جنت میں اور نیک جہنم میں عزیزم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (ابن جناب مرزا محمود احمد صاحب امام جماعت قادیان) اپنی والدہ مرحومہ ام طاہر احمد صاحبہ کی وفات پر ایک دلگداز مضمون سے دوران میں فرماتے ہیں :-

ایک دفعہ ہم آپس میں باتیں کر رہے تھے کہ کون بخشا جائے گا اور کون نہیں امی نے سنا اور ہمیں ایک واقعہ سنایا اور کہا اس طرح نہیں کرنا چاہیے وہ واقعہ یہ تھا کہ ایک دفعہ دو آدمی جنگل میں رہتے تھے ایک بہت ہی نیک تھا اور ایک شرابی کبابی تھا ایک دفعہ نیک آدمی نے شرابی کبابی سے کہا کہ میں تمہیں روزانہ نصیحت کرتا ہوں کہ شراب پینا اور گناہ کرنا چھوڑ دو مگر تم باز نہیں آتے اب میں نے تم پر حجت پوری کر دی، اب تم بالکل نہ بخشے جاؤ گے اس آدمی نے جواب دیا مجھے اور میرے خدا کو رہنے دو تم کوئی بخشوانے کے ٹھیکیدار تو نہیں ہو، خدا مہربان ہے میں اس کی رحمت کی امید کرتا ہوں خدا کو اس کی یہ بات پسند آگئی اور اس نے نظاہر نیک شخص کو غصے سے ڈانٹا اور فرمایا جاؤ مجھے تمہاری نیکیوں کی ضرورت نہیں جاؤ اور اپنی نیکیوں سمیت جہنم میں چلے جاؤ اور دوسرے آدمی کو رحم فرما کر جنت میں جگہ دے دی۔

(الفضل ۱۴ اپریل ۱۹۴۴ء صٓ کالم ۲)

جناب مرزا محمود احمد صاحب بھی ایسے ہی کرتے ہیں، جو ان سے محبت رکھے اسے بہشتی مقبرہ میں دفن کر دیتے ہیں اور نیکوں کی نیکی کو کچھ حیثیت نہیں دیتے۔

(ج) خدا بے حساب بخشے گا صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں :-

ایک دفعہ ہمشیرہ مرحومہ (ام طاہر) کے ساتھ یہ ذکر آیا کہ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ستر ہزار لوگوں کو بے حساب بخشش عطا فرمائے گا یعنی ستر ہزار ایسے لوگ ہوں گے جو اپنے مخصوص روحانی قرب کی وجہ سے بے حساب بخشش حاصل کریں گے مجھے خوب یاد ہے کہ جب میں نے مرحومہ کو یہ حدیث سنائی اور اس کے ساتھ تعلق رکھنے والی بعض اور باتیں بھی سنائیں تو جیسا کہ مرحومہ کی عادت تھی کہ ہر نیک تحریک کو گویا لپک کر لیتی تھیں وہ نہایت اصرار اور تکرار کے ساتھ کہنے لگیں کہ میرے لئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اس پاک گروہ میں شامل کرے۔"

(الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۴۴ء صٓ کالم ۲)

"ایک دفعہ میں نے انہیں یہ حدیث سنائی کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے آپ کے ایک صحابی نے قیامت کے متعلق کوئی سوال کیا جس پر آپ نے فرمایا کہ تم قیامت کے متعلق پوچھتے ہو کیا اس کے لئے تم نے کوئی تیاری بھی کی ہے؟ اس نے جواب دیا یا رسول اللہ اگر تیاری نماز روزہ مراد ہے تو میں کچھ نہیں کہہ سکتا ہاں میں یہ جانتا ہوں کہ میں اپنے دل میں خدا اور اس کے رسول کی سچی محبت رکھتا ہوں آنحضرت صلعم نے فرمایا اگر یہ درست ہے تو میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں کہ المرء مع من احب یعنی انسان اپنی محبوب ہستیوں سے جدا نہیں کیا جائے گا، میں نے دیکھا کہ جب میں نے ہمشیرہ مرحومہ کو یہ حدیث سنائی تو ان کا چہرہ خوشی سے تمتما اٹھا اور وہ بیساختہ کہنے لگیں کہ میں بھی اپنے دل کو ایسا ہی پاتی ہوں میں نے کہا پھر آپ کو بھی رسولِ خدا کی یہ خوشخبری مبارک ہو"

(الفضل ۱۱ اپریل ۱۹۴۴ء صٓ کالم ۲)

(د) ایک دوست کی سنئے قادیان کی فضا کیسی ہو رہی ہے اس کے لئے محترم جناب مرزا محمود احمد صاحب کی زبانی ایک دوست کی شہادت سنئے :-

ابھی لاہور میں ہی تھا کہ مجھے ایک دوست ملے جو قادیان کے رہنے والے تھے انھوں نے اپنے متعلق ذکر کیا کہ میری یہ حالت ہے کہ جب تک میں قادیان میں رہتا ہوں میں محسوس کرتا ہوں کہ میری روحانیت ماری گئی مگر جب باہر جاتا ہوں تو اس وقت سلسلہ کی محبت کا ایک جوش اپنے اندر پاتا ہوں، میں نے ان سے کہا آپ ٹھیک کہتے ہوں گے مجھے انکار نہیں کہ ایسا ہی ہوتا ہوگا لیکن جب حالت یہ ہے تو آپ اپنی روحانیت کو کیوں تباہ کر رہے ہیں آپ باہر ہی رہا کریں قادیان میں نہ رہیں"

(الفضل ۵ اپریل ۱۹۴۴ء صٓ کالم ۲)

(ہ) منافق بڑھتے جاتے ہیں جناب مرزا محمود احمد صاحب نے چار سال قبل مجلس مشاورت پر ایک تقریر کی تھی جس کو اس سال پھر شائع کیا گیا ہے اس کے مندرجہ ذیل اقتباسات بتا رہے ہیں کہ حالت کہاں تک پہنچی ہوئی ہے فرماتے ہیں :-

"مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بعض جماعتیں ایسی ہیں جو مجلس شوریٰ میں اپنے نمایندے اہل چن کر نہیں بھیجتیں میں نے اسی سال کے نمایندگان کی جو لسٹیں دیکھی ہیں ان میں بعض منافق بھی مجھے نظر آتے ہیں، بعض نہایت ہی کمزور ایمان والے بھی مجھے دکھائی دیئے ہیں، بعض بڑبولے اور معترض بھی میں نے دیکھے ہیں اور بعض یقینی طور پر ایسے لوگ ہیں جو اپنے اندر بہت تھوڑا ایمان رکھتے ہیں .....

..... انھوں نے (جماعتوں نے) کامل غور سے کام نہیں لیا اور نمایندہ کے طور پر بعض منافقین کا بھی انتخاب کر لیا ہے اسی طرح انھوں نے بچوں اور نوجوانوں کو بھی چن لیا ہے بلکہ ان لوگوں کو چن لیا ہے جن کا کام سلسلہ پر ہر وقت اعتراض کرتے رہنا ہے صرف اس لئے کہ وہ بڑبولے تھے یا صرف اس لئے کہ وہ معترض تھے یا صرف اسلئے کہ وہ دولت مند تھے یا صرف اسلئے کہ وہ خواہش رکھتے تھے کہ انہیں آگے آنے کا موقعہ ملے"۔

(الفضل ۲۵ فروری صٓ)

(و) جلدی موت اور قتل کا خطرہ مجلس مشاورت میں منافقین کا وجود نظر آتا جناب خلیفہ صاحب نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر دیا کہ اب تو منافقت سے باز آئیں اور خدا کے مقرر کردہ مصلح پر اعتراض نہ کریں لیکن حالت پھر بھی کچھ اچھی معلوم نہیں ہوتی، چنانچہ دعوئے مصلحیت کے بعد کئی بار جناب خلیفہ صاحب اپنی موت اور قتل کا ذکر کر چکے ہیں، (ملاحظہ ہو الفضل ۱۷ فروری ۱۹۴۴ء صٓ کالم ۱) مولوی ابو العطاء اللہ دتہ صاحب نے جماعت سے اپیل کرتے ہوئے کہا :-

"میں بزرگوں اور بھائیوں کو اس ضروری امر کی طرف خصوصیت سے توجہ دلاتا ہوں کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالے بنصرہ نے اپنے خطبہ اور ایک تقریر میں ذکر فرمایا ہے کہ مجھ پر مصلح موعود کے بارے میں انکشاف کا یہ مطلب نہیں کہ میں زیادہ دیر تک زندہ بھی رہوں اللہ تعالیٰ نے بہرحال مجھ پر اظہار کر دیا ہے کہ مصلح موعود کی پیشگوئی کا تو میں مصداق ہے ... ... اکثر احباب نے تو اس اعلان کو سن کر ہی خاص دعاؤں کی طرف توجہ کر دی ہے ممکن ہے بعض دوستوں نے اس خطرہ کو نہ سمجھا ہو اسلئے میں التجا کرتا ہوں کہ ان دنوں خصوصیت سے ہمارا فرض ہے کہ ..... دعائیں کریں تا جس طرح اللہ تعالے نے اپنے فضل سے مصلح موعود کے درجہ سے نوازا ہے وہ اپنے [illegible]

سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی عمر میں برکت عطا فرمائے۔
(الفضل ۲۹ مارچ ۱۹۴۴ء ص)

جناب خلیفہ صاحب کو اپنے معالجوں پر بھی شکوک پیدا ہونے لگ گئے ہیں، فرماتے ہیں:-

"میں نے رؤیا میں دیکھا کہ میں ایک شہر میں ہوں، غالباً وہ لاہور شہر ہے اور کسی دوائی کے لئے یا کوئی اور چیز لینے کے لئے میں ایک دوکان میں گیا ہوں .... دکاندار میری بات سن کر ایک اور شخص کو میرے پاس لایا اور اس کا میرے ساتھ انٹروڈیوس کرایا معلوم ہوتا ہے وہ شخص اس کا دوست ہے اور اس کی دکان پر اکثر آتا رہتا ہے اور وہ بھی لاہور کا ہی رہنے والا ہے دکاندار نے مجھے اس شخص سے یہ کہکر انٹروڈیوس کرایا کہ یہ ڈاکٹر سید ممتاز حسین صاحب ایم بی بی ایس ہیں ایک منٹ کے بعد اسی جگہ ایک اور نوجوان آیا جس کا عنفوان شباب معلوم ہوتا ہے ...... دکاندار نے مجھے اس نوجوان کے متعلق کہتا ہے یہ بھی ڈاکٹر ہے اور اس کی میرے ساتھ ملاقات کراتا ہے خواب میں میں ایسا سمجھتا ہوں کہ یہ دوسرا نوجوان غالباً اس دکاندار کا بیٹا ہے اس کے بعد وہ مجھے کہتے ہیں آپ ذرا لیٹ جائیں تاکہ ہم آپ کا پیٹ دیکھ لیں ....
میں اس پر ذرا ٹیڑھا ہو کر لیٹ گیا انھوں نے میرے پیٹ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور جگر کے نچلے حصے اور انتڑیوں کے اوپر کے حصے کو ٹٹول کر دیکھا ......
...... اس کے بعد میں اُٹھا لیکن اس وقت مجھے یہ عجیب بات نظر آتی کہ میرا بٹوا جیب سے نکل کر باہر پڑا ہوا ہے اور کھلا ہے ....
ساتھ ہی میرے دل میں خیال آتا ہے کہ صرف مالی نقصان ہی نہیں یہ لوگ مجھے جانی نقصان پہنچانا چاہتے تھے"
(الفضل مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۴۴ء ص)

(تم) درازی عمر کی پیشگوئیاں بھی پوری ہو رہی ہیں — جناب خلیفہ صاحب

اگر جلدی وفات پا جائیں تب بھی ان کی پیشگوئیاں پوری ہوں گی اور ان کے دعوے کی صداقت ظاہر ہوگی لیکن اگر لمبی عمر پائیں تو بھی "فضل عمر" کی پیشگوئی کے مطابق لمبی عمر پانے والے ثابت ہو کر سچے ہی ثابت ہوں گے گویا اپنی طرف سے ان تمام راستوں کا سدِ باب کر دیا گیا ہے جن کی بنا پر کوئی مخالف اعتراض کر سکتا ہے، ملک الموت خود انگشت بدنداں ہے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے جس راستے وہ آئے گا جناب مرزا محمود احمد صاحب کے رفقاء اس سے ان کی صداقت پر استدلال کریں گے خدا کے مصلح ایسے ہی ذو معنی دلائل صداقت دیا کرتے ہیں!

اس پر مستزاد یہ ہے کہ سیدہ خدیجہ بیگم صاحبہ بنت سید موسیٰ رضا صاحب بھاگلپوری نے رؤیا دیکھا ہے جس میں وہ خلیفہ صاحب کے دعویٰ اور زندگی کے متعلق مندرجہ ذیل اعلان کر رہی ہیں:-

"میں لوگوں سے بیان کر رہی ہوں کہ حضرت صاحب (یعنی خلیفہ صاحب) نے فرمایا ہے کہ یہ وہ عید نہیں کہ آج ہے اور کل ختم ہو جائے بلکہ یہ وہ عید ہے جو بیس سال تک رہے گی یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ اپریل سے عید شروع ہوگی کے الفاظ تھے یا اپریل سے عید شروع ہے کے الفاظ تھے"
(الفضل ۲۳ اپریل ۱۹۴۴ء)

فتح اسلام۔ توضیح مرام
ازالہ اوہام
پہلے ایڈیشن کی ضرورت

انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتابیں از سر نو اسی تقطیع پر طبع کرائی جائیں جس سائز پر حضرت مسیح موعود نے خود چھپوائی تھیں اسی غرض سے فتح اسلام۔ توضیح مرام اور ازالہ اوہام کی سب سے پہلی ایڈیشن کی ضرورت ہے اگر کسی دوست کے پاس یہ تینوں کتابیں ہوں تو عاریتاً یا قیمتاً جس طرح پسند فرمائیں ذیل کے پتہ پر بھجوا دیں کتابیں بالکل ضائع نہیں ہوں گی، اور کتابت و طباعت کے بعد انہیں (بشرط ضرورت) بحفاظت واپس کر دیا جائے گا۔

خاکسار
جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تازہ تصنیف
نیو ورلڈ آرڈر چھپ کر تیار ہوگئی

الحمد للہ کہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی نئی تصنیف "نیو ورلڈ آرڈر" مطبع سے چھپ کر آگئی ہے اور اس کتاب کے شائع ہونے میں جو غیر معمولی تاخیر ہوئی ہے وہ صرف اس وجہ سے ہے کہ مطبع والوں نے کچھ تو بجلی کے کنٹرول کی وجہ سے اور کچھ بعض سرکاری کاموں کے ہجوم کے باعث اس کتاب کے چھاپنے میں دیر لگا دی۔ حضرت امیر ایدہ اللہ نے کتاب کا مسودہ دسمبر ۱۹۴۳ء میں ختم کر کے دے دیا تھا۔ اور خیال تھا کہ دسمبر ۱۹۴۳ء میں جلسہ سالانہ سے پہلے کتاب چھپ کر شائع ہو جائے گی، لیکن انہی دنوں میں بجلی پر کنٹرول ہو جانے کی وجہ سے کئی دنوں تک کام رکا رہا اور اس کے بعد جب کام شروع ہوا تو دوسرے کاموں کے ہجوم کی وجہ سے رفتار اس قدر سست رہی کہ آج کا دن آ گیا اس عرصہ میں احباب کو انتظار کی جو زحمت برداشت کرنی پڑی اور ان کے بار بار کے تقاضوں نے جس اشتیاق کا اظہار کیا اس کا ہمیں پورا پورا احساس ہے، اب ان کی اطلاع کے لئے یہ لکھا جاتا ہے، کہ کتاب کا ایک حصہ ابھی جلد ہو کر آیا ہے اور باقی جلد ہو رہا ہے۔ جوں جوں، اور جس قدر کتاب جلد ہو کر آتی رہے گی اسی رفتار سے بتدریج احباب کو ارسال ہوتی رہے گی، اس لئے جن احباب کی خدمت میں جلد کتاب نہ پہنچے انہیں تھوڑا سا اور صبر سے کام لینا چاہیئے
اس کے ساتھ ہی حضرت امیر ایدہ اللہ کے اس اعلان کو بھی یاد دلا دینا ضروری ہے جو پیغام صلح ۹ جنوری میں شائع ہوا تھا اور جس میں آپ نے اس بات کی خواہش ظاہر کی تھی کہ احباب اس کی زیادہ کاپیاں خود منگوا کر تقسیم کرنے کی بجائے تقسیم کا کام زیادہ تر انجمن کے سپرد رہنے دیں جو اس کی بیشتر کاپیاں امریکہ اور انگلستان اور دوسرے انگریزی ممالک میں بھیجنا چاہتی ہے۔ فقط:

مرتضےٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری

مکتوب بغداد

بخدمت شریف حضرت مولانا خدا بخش صاحب سلمہ الرحمٰن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ، اس سے قبل ایک خط ۹ مئی کو ارسال خدمت کر چکا ہوں امید ہے ملا ہوگا اور بصرہ سے -/۱۰۳۴ کا چیک بھی محاسب صاحب کو پہنچ گیا ہوگا یہ خط لکھنے کی ضرورت یوں پڑی کہ پرسوں میری نظر سے روزنامہ الفضل مجریہ ۴ اپریل گذرا جس میں جناب سید احمد علی شاہ کی میاں صاحب سے بیعت کا تذکرہ پڑھا۔ چونکہ جناب شاہ صاحب موصوف سے ۱۹۳۶ء میں شرف ملاقات حاصل ہوا ہے اور قریباً تین چار ماہ صحبت بھی رہی ہے۔ اختلاف سلسلہ، میاں صاحب کے اخلاق، عقائد وغیرہ امور پر شاہ صاحب کی زبانی بہت سی باتیں سنی ہیں نیز جناب موصوف کی کتاب تحقیق حق بھی بعض احباب کی نظروں سے گذری ہے آج شاہ صاحب کا اسی معصیت کے گڑھے میں گرنا جس میں سے دوسروں کو نکالنے کے لیئے انھوں نے عمر بھر کوشش کی سخت تعجب کا باعث ہوا اور جملہ احباب سلسلہ کو بڑا رنج پہنچا۔ اللہ تعالےٰ شاہ صاحب کو اس ضلالت کے گڑھے سے نکالے۔ آمین
مجھے چونکہ جناب شاہ صاحب سے شرف ملاقات حاصل ہے انہیں بھی مجھ کمترین سے محبت ہے اسکو مد نظر رکھتے ہوئے موصوف کے نام ایک خط اس خط کے ساتھ ارسال کر رہا ہوں ازراہ مہربانی ان تک اس خط کو پہنچا دیں اور آپ سے استدعا ہے کہ ان کی جماعت قادیاں میں شمولیت کی وجہ تحریر فرما دیں۔
اخویم محمد شیر گل صاحب کے لئے ایک نسخہ انگریزی ترجمہ و تفسیر قرآن کریم معہ عربی متن بہت نام ارسال فرما دیں اور .... بھی روانہ کریں امید ہے آپ ہر پندرہ روز میں ایک پیکٹ مفت تقسیم لٹریچر ارسال فرماتے ہوں گے اس سلسلہ کو برابر جاری رکھیں۔
باقی ہر وجہ خیریت اخوان طریقت کی جانب سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر — ایس محمد آصف بی اے

جائنٹ ایڈیٹر — شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفرست و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ — لاہور۔ یوم چہارشنبہ مطبوعہ ۱۴ جمادی الثانی ۱۳۶۳ھ م ۷ جون ۱۹۴۴ء — نمبر ۲۲

دو عظیم الشان صداقتیں

حق کو پہنچانے کیلئے صبر اور جدوجہد کی ضرورت ہے

جماعت کے نوجوان لٹریچر تقسیم کریں

قادیان سے ایک نئی نبوت کا فتنہ اٹھنے والا ہے

جماعت کے دوست نماز تہجد کی عادت ڈالیں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۲ جون ۱۹۴۴ء

والعصر۔ ان الانسان لفی خسر۔ الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر (العصر)

سورۃ العصر کا آخری حصہ

سورۃ العصر بہت ہی چھوٹی سورت ہے اور بڑی جامع اس وقت میں صرف اس کے آخری حصہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کیونکہ اسکو لوگ بھول چکے ہیں۔ فرماتا ہے کہ انسان فی الحقیقت گھاٹے میں ہے پچھلی سورہ التکاثر میں ایسے انسانوں کا ذکر ہے جو دنیا کے مال کو جمع کرنے کے پیچھے لگے ہوئے ہیں فرماتا ہے انسان نقصان میں ہے مال جمع کرکے روپیہ کا مالک بن کر وہ یہ نہ سمجھ لے کہ وہ فائدہ میں ہے حقیقی فائدہ کس چیز میں ہے۔ ایمان اور پھر اس کے مطابق اچھے عمل کرنا اور حق کا دوسروں تک پہنچانا اور اس کے ساتھ فرمایا صبر کی دوسروں کو نصیحت کرنا بھی ضروری ہے تو اس پچھلے حصہ کو وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر مسلمان بھول چکے ہیں۔

ایک مولوی صاحب کا واقعہ

ایک دفعہ ایک مولوی صاحب میرے پاس تشریف لائے تو کہنے لگے کہ مسلمانوں کو کہاں حکم ہے کہ وہ تبلیغ بھی کیا کریں۔ میں نے کہا یہ قرآن شریف کی چھوٹی سی سورت ہے اس میں یہ ارشاد ہے کہ جو حق دوسروں کو نہیں پہنچاتے وہ زیاں کار ہیں اس سے زیادہ کیا وضاحت ہو سکتی ہے حق کو خود مان لینا ہی کافی نہیں بلکہ ضروری ہے کہ حق دوسروں کو بھی پہنچایا جائے۔

عظیم الشان صداقتیں

سب سے بڑی سچائی جو انسان کی زندگی کو فائدہ پہنچاتی ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان یہ سب سے بڑی صداقت ہے جس کی دنیا کو ضرورت ہے۔ پھر ایک ایسی ہی بڑی صداقت مگر اس سے دوسرے درجے پر محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت ہے جس سے اس وقت دنیا میں خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان پیدا ہوا جب وہ ایمان مٹ چکا تھا اور پھر یہی رسالت ہے جو انسانوں کو اخوت کے سلسلہ میں منسلک کرتی ہے۔ یہ دو عظیم الشان صداقتیں ہیں جن کا دوسروں کو پہنچانا سب سے بڑھکر ضروری ہے۔

مجددین کا سلسلہ

انہی صداقتوں کے ماتحت وہ حق بھی آجاتا ہے جس کی طرف اس امت کے اندر مجددین وقتاً فوقتاً توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلعم جو دین لائے وہ اس قدر مکمل ہے کہ اس نے کسی پہلو کو تشنہ نہیں رہنے دیا۔ نبوت کو ختم کرنے کے بعد فرمایا کہ مجددین کا سلسلہ اس امت کے اندر جاری رہے گا یہ بھی ایک حق ہے اس اصل حق خدا تعالیٰ کی ہستی اور محمد رسول اللہ کی رسالت کو قائم کرنے کے لئے۔ مجددین اس دین کے خدمتگزار ہو کر آتے ہیں۔ اس کے آگے جتنا چاہو ان صداقتوں کو وسیع کر لو اس کی بہت سی شاخیں ہو جاتی ہیں مگر میں نے موٹی موٹی باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے۔ دنیا میں پہنچانے کے لئے سب سے بڑی صداقت خدا کی ہستی پر ایمان اور اس کے بعد محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر ایمان ہے۔

حضرت مولینا نورالدین مرحوم کا ایک واقعہ

میرے سامنے کا ایک واقعہ ہے جن لوگوں کا علم زیادہ ہوتا ہے ان کے دل بھی بڑے وسیع ہوتے ہیں۔ حضرت مولینا نورالدین مرحوم کا زمانہ تھا آپ کہیں سفر پر گئے میں بھی ساتھ تھا۔ ان دنوں حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم ولایت پہنچ چکے تھے کسی شخص نے سوال کیا حضور بڑا مشکل ہے ان مغربی لوگوں کا اسلام کو ماننا کس طرح یہ لوگ ان سب باتوں کا اپنے آپ کو پابند کریں گے آپ نے فرمایا کہ سب سے پہلی بات جو ان لوگوں کو پہنچانے کی ضرورت ہے وہ خدا تعالیٰ کی ہستی پر ایمان ہے اور اس کے بعد محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت ہے۔ یہ باتیں آپ نے میرے سامنے بیان فرمائیں اہل حفظ مراتب کو قائم نہ رکھنا بہت بڑی غلطی ہے کسی نے سچ کہا ہے ؏
گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

نوجوان لٹریچر تقسیم کریں

جو مقدم ہے اسے مقدم کرو اور جو مؤخر ہے اسے مؤخر سمجھنے والے نہ محمد رسول اللہ کے برابر ہو سکتے ہیں اور نہ آپ کے بعد اس امت کے مجددین محمد رسول اللہ صلعم کے برابر ہو سکتے ہیں۔ اس وقت میں اپنے نوجوان دوستوں کو ایک بات بتانا چاہتا ہوں بالخصوص ان نوجوان دوستوں کو جو اس وقت کسی ملازمت کے سلسلہ میں یا کسی کاروبار کے سلسلہ میں باہر نکلے ہوئے ہیں کہ وہ بڑی آسانی کے ساتھ اسلام کے پورے مبلغ بن سکتے ہیں۔ اس وقت لاکھوں انسان غیر ممالک کے ہندوستان میں آئے ہوئے ہیں جن تک پہنچنا مشکل تھا اور اب بھی ہے یہ لوگ زیادہ کثرت کے ساتھ ہندوستان کی بندرگاہوں میں فروکش ہیں۔ ہمارے ہاں خدا کے فضل سے خاصہ ذخیرہ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کا موجود ہے جن میں اسلام کو نہایت اختصار، سادگی اور معقولیت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے اس لٹریچر کو ہر ایک وہ نوجوان جو باہر ملازمت یا کاروبار کے سلسلہ میں باہر ہے اپنے

نامنگا الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد افتخار پرنٹر پبلشر ... دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

پر رکھے اور ان لوگوں تک پہنچائے اس لٹریچر کے ساتھ ایک اور اضافہ بھی ہو گیا ہے۔

ایک اور کتاب کا اضافہ

ایک نئی کتاب "نو ورلڈ آرڈر" جو نکلی ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ایک جامع کتاب بن گئی ہے اور اپیل کرنے والی ہے۔ انگریزوں یا امریکنوں ان لوگوں تک اس کتاب کو پہنچانے کی کوشش کرو میں نے دوستوں سے پہلے ہی کہا تھا کہ ان کتابوں کو یوں ضائع مت کرو کہ راہ چلتے لوگوں کے ہاتھ میں پکڑا دی ان کا اصل مقام یورپ کے لوگ ہیں ان کو پہنچانے کی کوشش کرو ہزار دو ہزار چار ہزار ان میں پہنچا دو اور میں عام اعلان کرتا ہوں کہ وہ نوجوان جو ان کو انگریزوں اور امریکنوں میں پہنچانا چاہتے ہیں جتنی چاہیں یہ کتابیں مرکز سے منگوا لیں اور ان کو تقسیم کریں آج دنیا کو اس کی ضرورت ہے۔

جد و جہد کی ضرورت

لیکن یہ کام بہت جد و جہد اور صبر کو چاہتا ہے فرمایا وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ حق بات کا پہنچانا صبر کو چاہتا ہے صبر کیا ہے؟ اپنے اندر ایک زبردست قوت کا پیدا کرنا اتنی بڑی قوت کہ خدا کے ہر حکم کی تابعداری کی اس میں قوت پیدا ہو جائے اور ہر معصیت سے بچنے کی بھی قوت پیدا ہو جائے بڑا مشکل کام ہے سو حق کا پہنچانا صبر کو چاہتا ہے۔ انسان میں حق کو لوگوں تک پہنچانے کے لئے ایک زبردست عزم پیدا ہو جائے اور اس کو اس بات کی مطلق پرواہ نہ رہے کہ لوگ کیا کہیں گے بلکہ وہ سمجھتا ہو کہ اس طرح میرا خدا مجھ سے راضی ہو جائے گا یہی صحیح عزت ہے۔

اعادہ

دیکھو میں پھر اس بات کو صاف کرتا ہوں کہ سب سے بڑی صداقت خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کے بعد محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت ہے اور پھر اس زمانہ کے مجدد کے پیغام کو پہنچانا بھی ایک خدمت ہے اس کو پہنچانے میں بھی ہمارے دلوں کے اندر ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہئے کوئی شخص ہمیں مار نہیں سکتا اور اگر مار بھی دے تو کیا ہے۔

ایک اور نبوت کا فتنہ

اپنے وقت کے لحاظ سے ایک بات کا بتانا ضروری ہوتا ہے خواہ وہ بات ادنیٰ ہو اور خدا شاہد ہے اس بات پر کہ اگر مجھے یہ خوف نہ ہو کہ قادیان سے ایک اور خطرناک فتنہ اٹھنے والا ہے تو میں اس بات کے ذکر کو چھوڑ دیتا وہ فتنہ ہے ایک اور نبوت کا۔ حضرت صاحب کی نبوت کے متعلق تو انہیں جرأت نہ ہوئی کہ وہ میدان میں نکل کر اس کا ثبوت دیں لیکن جہاں تک قادیان کے حالات کو دیکھ رہا ہوں وہاں ایک اور نبوت کا فتنہ اٹھنے والا ہے ہر ایک شخص کو اختیار حاصل ہے کہ جہاں چاہے جائے۔ ورجس جگہ چاہے اپنی عافیت دیکھے۔ خدا تعالیٰ نے ایک راستہ دکھا دیا ہے، چاہے اسے رد کرے اور چاہے اسے قبول کرے۔ اس کے بعد میں کچھ عرصہ کے لئے آپ سے رخصت ہوتا ہوں کسی بری عادت یا کسی خیال کے ماتحت کہ ان ایام میں میں یہاں کام کرنے کے ناقابل ہو جاتا ہوں۔

میاں صاحب سے ایک شخص کا سوال

وہ فتنہ جس کا میں نے ابھی ذکر کیا وہ کیا ہے۔ ایک شخص نے میاں صاحب سے سوال کیا کہ الوصیت ناسخہ صلح میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ایک بیٹے کے متعلق جو پیشگوئی فرمائی ہے اس کے متعلق حضور نے ایک دفعہ فرمایا تھا کہ یہ کسی مامور کے متعلق معلوم ہوتی ہے اب حضور کا اس بارہ میں کیا خیال ہے آیا وہ پیشگوئی حضور کے متعلق ہے یا کسی اور مامور کے متعلق ہے۔

میاں صاحب کا جواب

اب ذرا میاں صاحب کے جواب کو غور سے سنئے کہتے ہیں:۔

"ابھی اس کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا پہلے میرا یہی خیال تھا کہ یہ پیشگوئی ایک نبی کے متعلق ہو اور میں اسے مصلح موعود کی بجائے کسی آنے والے مامور کے متعلق قرار دیا کرتا تھا مگر اب مجھے تذکرہ سے بعض ایسے الہامات مل گئے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نبی کی بعثت کی خبر دی گئی ہے پس اب اس پیشگوئی کو کسی آئندہ مامور پر چسپاں کرنا ضروری نہیں لیکن اشارہ ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابھی تک مجھ پر انکشاف نہیں ہوا اور نہ میں خود غور کر کے ہی کسی نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ جس دن انکشاف ہوا یا اللہ تعالیٰ نے علمی طور سے اس کی حقیقت کھول دی میں خود ہی اعلان کر دوں گا۔"
(الفضل مورخہ ۲۱ مئی)

تاریخ نبوت میں نئی بات

میں آپ میں سے ہر ایک شخص سے کہوں گا کہ میاں صاحب کے اس جواب پر غور کرے مجھے اس عبارت کا مطلب نہیں سمجھ آیا کہتے ہیں کہ پہلے میرا خیال تھا کہ یہ پیشگوئی مصلح موعود کی بجائے کسی آنے والے نبی کے متعلق ہے لیکن اب انہیں تذکرہ میں ایسے الہامات مل گئے ہیں جن میں ایک نبی کی بعثت کی خبر دی گئی ہے اب اس پیشگوئی کو کسی آئندہ مامور پر چسپاں کرنا ضروری نہیں اس بارہ میں ابھی تک ان پر کوئی انکشاف نہیں ہوا جب ہوگا وہ خود ہی اعلان کر دیں گے کہ وہ نبی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ علمی طور پر بھی اگر انہیں معلوم ہو گیا کہ وہ فی الواقع نبی ہیں تو وہ نبوت کا دعوے کر دیں گے یہ شاید تاریخ نبوت میں نئی بات ہے کہ علمی طور پر ایک شخص کو پتہ لگ جایا کرتا ہے کہ وہ نبی ہے سوچتے سوچتے نبی بن جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کی گرفت

میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان کا قدم غلط راستہ پر جا رہا ہے کہتے ہیں کہ تزکیہ نفس کے لئے سب سے بڑھ کر قرآن مجید ہے اور دوسری چیز تازہ الہام ہے جو مسیح موعود پر نازل ہوا اور تیسری چیز میاں صاحب کے الہامات ہیں مجھے ڈر ہے کہ یہ ایسا فتنہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی گرفت فرمائے۔

نئی نبوت کی بنیاد

میاں صاحب کہتے ہیں:۔

"اب مجھے تذکرہ سے بعض ایسے الہامات مل گئے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نبی کی بعثت کی خبر دی گئی ہے"

اب معلوم ہوا کہ نئے نبی کے دعوے کی بنیاد مسیح موعود کے الہامات پر رکھی جائے گی۔ قرآن و حدیث پر نہیں رکھی جا سکتی وہاں تو حدیث میں مسیح موعود کے متعلق ایک نبی اللہ کا لفظ آ گیا تھا جس کو صاف کرنے میں حضرت مسیح موعود نے اپنی ساری عمر گذاری کہ اس لفظ نبی سے مراد حقیقی نبی نہیں بلکہ اس امت کا مجدد اور محدث ہے۔ اور اب ایک نئے نبی کے دعوے کی بنیاد حضرت صاحب کے الہامات پر رکھی جا رہی ہے۔

خدا تعالیٰ کے کلام کی تضحیک

مجھے ایک شخص نے لاہور میں واقعہ سنایا اب وہ قادیانی ہیں کہ کوئی شخص باہر سے آیا جو قادیانی تھا نماز کے وقت اس شخص کو آگے کھڑا کر دیا۔ اس نے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بعد حضرت صاحب کا ایک الہام پڑھ دیا یہ دیکھ کر انھوں نے نماز توڑ دی اب ان لوگوں کی یہ حالت ہے اور یہ اتنے دور نکلے جا رہے ہیں اور ان کی طرف سے خدا تعالیٰ کے کلام کی تضحیک کی جا رہی ہے کہ اب سب کے الہامات ایک ہی جیسے ہیں جیسے کوئی کہہ دے کہ خدا کی مخلوق سب ایک ہی ہے انسان اور حیوان ایک ہی ہیں۔

بڑا ہتھیار

سب سے بڑا ہتھیار تو وہ سلف کا ہے والا تبدیلی عقیدہ کا ہے کسی شخص نے میاں صاحب سے سوال کیا:۔

"کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۱۹۰۱ء سے پہلے اپنے آپ کو نبی سمجھتے تھے یا نہیں"

اس کے جواب میں میاں صاحب کہتے ہیں:۔

"کہ اس کا جواب کئی دفعہ دیا جا چکا ہے کہ حضرت صاحب شروع دن سے ہی اپنے آپ کو نبی کے کام کا حامل سمجھتے تھے مگر بعض الفاظ جو آپ کے الہامات میں استعمال ہوتے تھے اس کی تشریح فرمایا کرتے تھے فرق صرف یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام شروع میں اس اجتہادی غلطی میں مبتلا تھے یا یوں سمجھ لو کہ آپ یہ اجتہاد فرمایا کرتے تھے کہ ان چیزوں کا نام نبوت نہیں یہ امور جس شخص میں پائے جائیں اسے مجازی یا ظلی یا ناقص نبی کہتے ہیں"

اجتہادی غلطی میں کون مبتلا تھا جس کو حکم و عدل کہا جاتا ہے جو مسیح اور مجدد تھا۔ وہ تو اجتہادی غلطی میں مبتلا تھا اور حقیقت کو پا لیا اس وقت مکفرین نے اور آج میاں محمود نے۔ حضرت صاحب نے جب لفظ نبی کی یہ تشریح فرمائی کہ اس سے مراد محدثیت ہے نبوت کا نہیں میرا دعوے محدثیت کا ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے تو اس کو سن کر مکفر مولویوں نے کہا کہ یہ دھوکا ہے یہ باتیں جو انھوں نے پیش کی ہیں وہ نبی میں پائی جاتی ہیں محدث میں نہیں پائی جاتیں آج یہی بات میاں محمود صاحب کہہ رہے ہیں۔ یہ دونوں افراط اور تفریط کرنے والے ہیں اور دونوں ایک ہی نقطہ پر پہنچ گئے۔

اس کے بعد میاں صاحب فرماتے ہیں

"مگر بعد میں آپ نے اس کا نام نبوت رکھا بلکہ آپ کے متعلق مجازی نبی کا لفظ تو اب بھی استعمال

پیغام صلح

جلد ۳۲　لاہور مورخہ ۱۴ رجمادی الثانی ۱۳۶۳ھ　نمبر ۲۲

تبلیغی پروگرام

بیرونی جماعتوں کے صدر اور سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں گذارش

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۸ر اپریل ۱۹۴۴ء میں جماعت کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا:-

"زیادہ نہ سہی پانچ آدمیوں کو اپنے سامنے رکھو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس طرح پر دس بیس ہزار آدمیوں تک ہر سال اس پیغام کو پہنچا سکتے ہیں اب پھر میں جماعت کے سامنے اس مطالبے کو دہراتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ایک شخص دس نہ سہی پانچ ہی آدمیوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے وہ ہمارے اقرباء ہوں چاہے دوست ہوں چاہے غیر ہوں۔ لٹریچر مرکز میں موجود ہے اگر تم خود نہیں بھیجنا چاہتے مرکز میں لکھو بھیج دیا جائے گا۔"

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے متعلق ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد دفعہ توجہ دلائی جا چکی ہے امید ہے جماعت کے ہر دوست تک حضرت ممدوح کا یہ ارشاد پہنچ چکا ہوگا اور جماعت کے ہر دوست نے اپنے حلقہ اثر میں اس ارشاد کے مطابق عمل شروع کر دیا ہوگا۔ جماعت کے عام دوستوں سے بڑھ کر بیرونی جماعتوں کے صدر اور سیکرٹری صاحبان پر اس کام کی ذمہ داری عاید ہوتی ہے ان دوستوں اور بزرگوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیں اور ایک تنظیم کے ساتھ اس کام کو بروئے کار لائیں۔ یہ حضرات مرکزی نظام کے نمایندے ہیں یہ نظام کی مشینری کے ایسے پرزے ہیں کہ جن کی حرکت کے بغیر یہ مشینری کام نہیں کر سکتی مرکز کو قدم قدم پر ان کے تعاون کی ضرورت ہے مرکز سے جو تحریک اٹھتی ہے وہ اس وقت کامیاب ہو سکتی ہے جب یہ حضرات مرکز کیساتھ مکمل طور پر ہم آہنگ ہوں۔ ہمارے یہ بزرگ اور دوست انجمن اور نظام سلسلہ کے نعوال ارکان ہیں ہمیں ان سے مکمل امید ہے کہ وہ اپنی گذشتہ روایات کو برقرار رکھتے ہوئے پہلے سے بھی زیادہ جوش عمل کے ساتھ اس تحریک کو کامیاب کرنے کی کوشش کریں گے بیرونی جماعتوں کے دوستوں کو یہ کام تفویض کریں گے اور ان سے ماہوار تبلیغی رپورٹیں طلب کریں گے اور جہاں ضرورت پیش آئے گی مرکز سے اس ضمن میں ہدایات لیں گے۔ مرکز سے محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری انچارج شعبہ تبلیغ اس سلسلہ میں بیرونی جماعتوں سے خط وکتابت کر رہے ہیں تبلیغ کا شعبہ انجمن نے انہیں تفویض کیا ہے امید ہے دوست انکی تجاویز اور مشوروں پر عمل پیرا ہوتے ہوئے متحدہ طور پر انفرادی اور اجتماعی تبلیغ کے ذریعہ اس کام کو سرانجام دیں گے تبلیغی میدان میں جناب شیخ صاحب موصوف کا تجربہ بہت وسیع ہے ان کی رائے اور تجاویز تعمیری اور تخلیقی ہوتی ہیں آپ کے قلب میں سلسلہ اور اسلام کی ترقی کیلئے ایک غیر معمولی جوش عمل ہے اور اس کے علاوہ دعا ہے کہ تم سبھی کے عرب سے بھی آپ مسلح ہیں اگر بیرونی جماعت کے صدر اور سیکرٹری صاحبان جناب شیخ صاحب موصوف سے مکمل تعاون کرتے ہوئے اس کام کو سرانجام دیں گے تو اللہ تعالےٰ یقیناً اس کام میں برکت ڈالے گا اور انہیں عظیم الشان کامیابی عطا فرمائے گا۔

حضرت امیر ایدہ اللہ ڈلہوزی تشریف لے گئے

مورخہ ۴ر جون ۱۹۴۴ء بروز اتوار صبح کی گاڑی سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی تشریف لے گئے احمدیہ بلڈنگس کے متعدد دوست اور نوجوان حضرت ممدوح کو سٹیشن پر چھوڑنے کے لئے گئے۔ سب احباب سلسلہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ حضرت ممدوح سے آیندہ مندرجہ ذیل پتہ پر خط وکتابت کریں۔

پتہ:- دارالسلام ڈلہوزی

"تجدد کا سردار"

ہفتہ وار بمبئی کرانیکل ۳۰ر اپریل ۱۹۴۴ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے:-

"اتاترک نے ایک روز اپنے دوستوں کے مجمع میں کہا کہ عصمت مغربیت کا وہ کامیاب مجسمہ ہے جس کا میں ناکام نمونہ ہوں اور یہی واقعہ بھی ہے ظاہرا اور باطن ہر اعتبار سے سب سے بڑا مغربی عصمت ہی ہے اصلاح ترکیہ میں عصمت اتاترک کا دست راست ضرور تھا لیکن وہ اتاترک کی نجی زندگی کا شریک نہ تھا رات کے کام رات کی پارٹیاں اور بافراط شراب نوشی سے اسے دلچسپی کبھی نہیں رہی عصمت صرف ہلکی فرنچ شیمپین (شراب کی ایک مشہور قسم) پیتا ہے۔"

اس پر ہفتہ وار صدق لکھنؤ مئی ۱۹۴۴ء لکھتا ہے:-

"یہ سب کچھ کسی دشمن یا معاند نے نہیں ترکیہ کی جدیدیت کے ایک بڑے حامی ومداح فرنگی الفرڈ جوائم فشر نے کہا ہے یہی ہے "لازوال سردار" کے "اصلاح کردہ" اسلام کا وہ عظیم الشان ترکہ جس کی دعوت تیرہ سو سال قبل کے اسلام کے ماننے والوں کو دی جا رہی ہے!"

پیغام صلح:- تجدید دین اور اصلاح امت کا کام صرف وہی مجددین سرانجام دے سکتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اس کام کیلئے مامور فرماتا ہے مغربیت کے صیدزبوں یہ کام نہیں کر سکتے یہ لوگ اسلام کے داعی نہیں مغربیت کے داعی ہیں اور مغربیت اسلام نہیں۔ صدق کے اس نوٹ میں مسلمانوں کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

فحش نویسی کا انسداد

معلوم ہوا ہے کہ [illegible] پنجاب فحاشی کے انسداد کیلئے [illegible] والی کریگی حکومت کا یہ اعلان بہت تعویق سے ہوا ہے اس کے متعلق بہت پہلے قدم اٹھانے کی ضرورت تھی تاکہ یہ مرض زیادہ بڑھنے نہ پاتی متعدد رسائل کتب اور اخبارات میں فحش نویسی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ اس کے انسداد کے لئے ضروری ہے کہ حکومت کوئی کارروائی کرے ادب اور آرٹ کے پردہ میں نئی پود کے اخلاق کو خراب کیا جا رہا ہے حالانکہ تعمیری اور تخلیقی آرٹ وہ ہوتا ہے جو کسی قوم کی روح اور تمدنی خصائص کا آئینہ دار ہو اس میں شک نہیں کہ آرٹسٹ اخلاقیات کی تعلیم نہیں دیتا لیکن اس کے فن کی بنیاد یقیناً اعلےٰ اخلاق پر ہی ہوتی ہے بعض دفعہ ادیب اور آرٹسٹ قوم کے معائب کو واشگاف کرتا ہے لیکن وہ ادنیٰ اور سفل جذبات کے بیان کرنے میں ہی بالنفسی تعیش حاصل نہیں کرتا بلکہ پڑھنے والے کے دل میں ان معائب کے متعلق نامحسوس طور پر نفرت کے جذبات پیدا کر دیتا ہے لیکن آجکل بعض افسانہ نگار ادب اور آرٹ کے پردہ میں کھل کھیلتے ہیں اور انکی تحریروں کو پڑھنے سے جنسی جذبات میں ایک صالح توازن نہیں پیدا ہوتا بلکہ وہ جذبات ابھرتے ہیں اور حیا اور شرافت سے بیگانگی پیدا ہوتی۔

شمعِ ازل کے چاروں طرف پروانے ہی پروانے ہیں

(از جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب حسن)

سوز محبت سے نالاں اک تو ہی نہیں اے مرغ سحر
شمع ازل کے چاروں طرف پروانے ہی پروانے ہیں

نرگس شہلا ہی تو نہیں ہے صحن چمن میں مست الست
شاخ گل پر وجد میں سب مستانے ہی مستانے ہیں

کیا فیض کے چشمے جاری ہیں ساقی کوثر کے صدقے
معمور شراب وحدت سے میخانے ہی میخانے ہیں

ہم تو سمجھتے تھے یہ دنیا داناؤں کی بستی ہے
غور سے دیکھا جب ہم نے دیوانے ہی دیوانے ہیں

پیر طریقت کا اپنے کیا حال سناؤں میں تم کو
کچھ نقد نہیں تو پاس نہیں نذرانے ہی نذرانے ہیں

مصلح دیں کے دعووں کا اک شور تھا برپا عالم میں
جب دیکھا چشم حقیقت سے افسانے ہی افسانے ہیں

زخم جگر میں کس کو دکھاؤں کسکو سناؤں حال دل
درد کا محرم کوئی نہیں بیگانے ہی بیگانے ہیں

کیا احمدیت انقلابی تحریک ہے؟

از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب

عام طور پر لفظ انقلاب کے معنی توڑنا پھوڑنا۔ قتل و غارت۔ تباہی و بربادی اور تخریب ہی کے لئے جاتے ہیں لیکن یہ مفہوم غلط ہے۔ جس طرح لفظ جہاد سے عوام الناس یہ سمجھتے ہیں کہ اس سے مراد تیغ آزمائی اور کشور کشائی ہے حالانکہ یہ لفظ "جہاد" قرآن اور حدیث میں بڑے وسیع معنوں میں استعمال ہوا ہے اور اس سے مراد صرف جہاد بالسیف نہیں بلکہ جہاد قلم سے بھی ہوتا ہے۔ زبان سے بھی۔ دل سے بھی اور سب سے بڑھکر خود اپنے نفس سے جہاد ہوتا ہے اسی طرح لفظ انقلاب سے مراد محض تخریب نہیں۔ بلکہ انقلاب ایک ایسے عمل کا نام ہے جس کے ذریعہ فرسودہ نظام حیات اور غلط بنا حیات کی جگہ ایک نیا بہتر اور زندگی بخش نظام پیش کیا جاتا ہے۔ انقلاب صرف اصولاً ان چیزوں کو مٹاتا ہے جو مٹانے کے قابل ہوتی ہیں اور ان کی جگہ ایسی چیزوں کو لاتا ہے جن کی بنیاد پر نئے نظام کی بنیاد رکھی جانی ضروری ہوتی ہے۔ ارتقاء اور انقلاب میں فرق صرف اس قدر ہوتا ہے کہ ارتقاء کے ذریعہ ایک فرسودہ اور تباہ کن نظام بتدریج مٹایا جاتا ہے اور اس طرح نئے نظام عالم کی تعمیر کے لئے صدیاں درکار ہوتی ہیں۔ اور انقلاب کے ذریعہ یہ منزلیں بہت ہی قلیل عرصہ میں طے ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس طریق کار میں ایک خطرہ ضرور ہوتا ہے اور وہ یہ کہ اگر نئے نظام کی تعمیر میں ایک قدم بھی غلط اٹھ گیا تو اس کا نتیجہ نہایت خطرناک ہوتا ہے۔ اس لئے اس انقلاب کو برپا کرنیوالی ایسی ہستی یا ہستیاں ہونی چاہییں جن سے غلطی یا غلط قدم کے اٹھنے کا امکان اول تو ہوتی نہ یا بہت ہی کم ہو۔ بالعموم لفظ انقلاب سے لوگوں کے ذہن فوراً مادی اور صنعتی انقلاب کی طرف جاتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں ہوتا کہ انقلاب ہمیشہ مادی اور صنعتی ہی ہو بلکہ اب تو اس امر کا امکان دن بدن زیادہ ہو رہا ہے کہ آئندہ انقلاب جو ہو وہ ذہنی اور اخلاقی اور روحانی ہو۔ پروفیسر جوڈ جو یورپ کا بڑا بھاری فلاسفر اور محقق ہے خود اس نظریہ پر پہنچا ہے کہ انسانیت کی ارتقائی اگلی منزل طبعی نہیں بلکہ نفسی اور ذہنی ہوگی۔

اب ہم اسلام کی ابتدائی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو صاف پتہ چلتا ہے کہ اسلام نے ابتدائی دو تین صدی کے قلیل عرصہ میں جو انقلاب عظیم دنیا میں پیدا کیا وہ اس کی انقلابی تاریخ تک دنیا پیش کرنے سے قاصر ہے۔ رسول کریم کے انفاس طیبہ سے جو جماعت اسلامی پیدا ہوئی اس کا نقشہ قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیات میں کھینچا گیا ہے۔ بوجہ اختصار صرف اردو ترجمہ درج کیا جاتا ہے:۔

"اپنی نمازوں میں عاجزی اختیار کرنے والے۔ لغو سے منہ پھیرنے والے جو پاکیزگی کے لئے کام کرتے ہیں۔ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ ۔ ۔ ۔ اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا پاس رکھنے والے ۔ ۔ ۔ ۔ (المومنون)

"رحمان کے بندے وہ ہیں جو زمین پر انکسار سے چلتے ہیں اور جب جاہل انہیں خطاب کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں سلام اور جو راتیں بسر کرتے ہیں اس حال میں کہ اپنے رب کے آگے سجدہ کرنیوالے ہوں اور کھڑے ہوں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور وہ جو جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا خرچ کرتے ہیں اور نہ ہر وقعہ تنگی کرتے ہیں اور ان کا خرچ ان دونوں حالتوں کے درمیان اعتدال پر ہوتا ہے اور وہ جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود نہیں پکارتے اور کسی جان کو جس کو اللہ نے حرام کیا ہے قتل نہیں کرتے سوائے اس کے کہ انصاف کا تقاضا ہو۔ اور زنا نہیں کرتے ہیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور وہ جو جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور جب لغو پر گزرتے ہیں تو بزرگانہ اور کریمانہ طور پر گزرتے ہیں۔ اور جب انہیں ان کے رب کی آیات سے نصیحت کی جاتی ہے تو ان پر بہرے اور اندھے ہو کر نہیں گرتے اور وہ جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں اپنی بیبیوں سے اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی راحت اور ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقیوں کا امام بنا۔ (الفرقان)

صحابہ کرام نے اپنی تمام سابقہ برادریوں کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اپنے تمام نسلی اور خونی رشتے یک قلم منقطع کر دیئے اور اسلام اور اسلامی اخوت کو تمام قسم کے تعلقات پر مقدم رکھا۔ بسا اوقات حالات نے اس حد تک مجبور کیا کہ قتل و قتال تک نوبت پہنچی اور میدان جنگ میں بھائی بھائی سے برسر پیکار ہوا اور باپ بیٹے میں جنگ ہوئی۔ یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ صرف اس صورت میں ہوا جب یہ خونی رشتے اسلام کو نیست و نابود کرنے پر اتر آئے اور ۔ ۔ ۔ بن کر حائل ہوئے اور اسلام اور مسلمانوں کو بذریعہ شمشیر موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے رہے۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے انقلاب سے مراد صرف تخریب اور مٹانا ہی نہیں بلکہ اس کی جگہ ایک اور عمارت کا تعمیر کرنا ہوتا ہے۔ لہذا اسلام نے جو انقلاب پیدا کیا اس میں ہمیں یہی چیز نظر آتی ہے کہ جہاں نسلی اور خونی رشتوں کو منقطع کرنا ضروری تھا وہاں ان کی کچھ پرواہ نہ کی اور ان سب کو یک قلم ختم کر کے ایک ایسی برادری اور اخوت پیدا کر دی جس کی نظیر نہ اس وقت کی برادریوں اور جماعتوں میں نظر آتی ہے اور نہ اس سے ماقبل یا مابعد میں۔

حضرت رسول کریم نے جب مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو مدینہ طیبہ میں جو اخوت انصار اور مہاجرین کے درمیان قائم کی اس کی نظیر تاریخ عالم پیش کرنے سے عاجز ہے اور ابدالآباد تک عاجز رہے گی۔ مہاجرین و انصار کا یہ رشتہ مودت اور اخوت اس امر کی زندہ مثال اور دلیل ہے کہ اسلام کا انقلاب بہترین اور مفید ترین انقلاب تھا۔ اسلام اگر صرف پرانے تعلقات کو توڑ پھوڑ کر رکھ دیتا اور اس کی جگہ کوئی ایسی برادری قائم نہ کی جاتی جو اسکا نعم البدل ہوتی تو یہ کوئی صحیح اور مفید مطلب انقلاب نہ ہوتا۔

اس ضمن میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ یہ اسلامی برادری اخوت کس طرح قائم ہوئی جماعتیں محض قیل و قال اور وعظ و نصیحت سے نہیں بنا کرتیں آنحضرت صلعم نے ان لوگوں کی جو اسلام میں داخل ہوئے ایسے رنگ میں تعلیم و تربیت کی کہ ایک ایک فرد کے دل و دماغ پر زندگی کے بلند مقصد کو ایسا منقش کر دیا اور اس کے کیریکٹر میں اس قدر مضبوطی پیدا کر دی کہ دنیا کا کوئی لالچ اور کوئی فائدہ یا کسی نقصان کا ڈر اسے اس مقصد کی راہ سے نہ ہٹا سکے۔

اور پھر ایک ایسا اجتماعی ماحول پیدا کر دیا کہ جس میں نیکیاں پرورش پائیں اور برائیاں ابھر نہ سکیں۔ جماعت کے تمام افراد ایک نصب العین پر متحد ہوں اور اس کے لئے جدوجہد اور قربانی کرنے کا جذبہ ان میں موجود ہو۔ اس طریق تنظیم کی رفتار ابتدا میں بہت سست تھی حتیٰ کہ دس بارہ برس کے عرصہ میں چند سینکڑوں سے زیادہ افراد کو اپنے دائرہ میں نہ لا سکی لیکن اس عمل میں تی ۔ ۔ ۔ یہ ملحوظ رکھا کہ توسیع کے ساتھ استحکام کا کام بھی برابر جاری رہے۔ صرف توسیع سے کوئی جماعت مضبوط اور حقیقی معنوں میں جماعت نہیں بن سکتی۔

غرضیکہ اسلام کی ابتدائی تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ اول یہ ایک انقلابی تحریک ہے جس کا مقصد اور نصب العین دنیا میں ایک تغیر عظیم پیدا کرنا تھا اور دوسرے یہ کہ ایک ایسا اجتماعی ماحول جس میں صرف نیکیاں پرورش پاتی تھیں اور برائیاں نہ ابھر سکتیں تھیں۔

اب اصولی طور پر یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام کے اصول اور عقائد قرآن اور حدیث صحیحہ کے اندر محفوظ موجود ہیں۔ ہاں مسلمانوں کے اندر مرور زمانہ سے عملی کمزوریاں ضروری آ جاتی ہیں اور آتی رہیں گی، ان کے انسداد کے لئے اسلام نے سلسلہ مجددین کو قائم کیا ہے اور یہ مجددین اسی طریق کار کو اختیار کرتے ہیں جس کو آنحضرت صلعم نے اختیار کیا۔ چنانچہ اس زمانہ کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب نے جب اقرار بیعت لیا تو اس میں جو الفاظ بڑے اہم اور نمایاں طور پر رکھے وہ یہ ہیں کہ "میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"۔ اس وقت ہمارے نظام کی بنیاد مادیت دنیا پرستی، دنیوی فوائد۔ بلکہ ہمارے ہاں معیار شرافت محض دنیا کا سیم و زر اور مال و دولت اور سونا چاندی کی کثرت قرار دیا گیا ہے کسی شخص کی ذاتی شرافت اس کے اخلاق فاضلہ اس کی روحانیت اس کا تعلق باللہ۔ اس کا تقویٰ۔ اس کی امانت و دیانت کوئی حقیقت نہیں رکھتے یہ معیار تمام دنیا میں اس وقت مسلم ہو چکا ہے۔ ایسے وقت اور ایسے حالات میں اس امر کو بطور بنیاد پیش کرنا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کروں، موجودہ نظام عالم کی بنیادوں کو ہلا کر نئی بنیاد پر ایک تعمیر نو کا حکم رکھتا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ اسلام کا احیاء ہم سے ایک فدیہ چاہتا ہے اور وہ ہمارا اس کی راہ میں مرنا۔ بالفاظ دیگر تحریک احمدیت کا بانی ہم سے وہی مطالبہ چاہتا ہے جو آنحضرت صلعم نے صحابہ کرام سے اسلام کی ابتدائی تاریخ میں لیا تھا یعنی یہ

ہم دین کی خاطر دنیا کی ہر چیز کو قربان کر دیں اور اس طرح دنیا میں اس تہذیب کو دوبارہ جاری و ساری کریں گے جس کی بنیاد آنحضرت صلعم نے رکھی تھی۔ بالفاظ دیگر تحریک احمدیت اسی انقلاب کو دنیا میں پھر قائم کرنا چاہتی ہے جس کی بنیاد آنحضرت صلعم نے رکھی تھی اور جس کو آپ نے اپنے وقت میں پیدا کر کے دکھا دیا تھا۔ نیز یہ انقلاب صرف اجتماعی اور جماعتی رنگ میں پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے حضرت مجدد زمان نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ ایک جماعت کی جماعت پیدا ہو جس کے نمونہ سے خلق خدا ہدایت پائے۔ اس امر کو واضح

(باقی بر صفحہ ۱۱)

کیا جا سکتا ہے اسی طرح نسبتی طور پر آپ کی نبوت کے متعلق استعارہ کا لفظ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے اور ظلی نبوت کا لفظ تو یقینی طور پر آپ کے متعلق بولا جا سکتا ہے صرف فرق یہ ہے کہ پہلے آپ جس چیز کا نام نبوت سمجھتے تھے اس میں آپ نے تبدیلی فرمائی اسی طرح جزوی یا ناقص نبوت کے الفاظ کا استعمال آپ نے ترک فرما دیا۔ درحقیقت سنہ ۱۹۰۱ء سے کچھ عرصہ پہلے آپ پر اس امر کے متعلق انکشاف ہونا شروع ہوا سنہ ۱۹۰۰ء برزخ کا سال معلوم ہوتا ہے (برزخ جبکہ آپ ڈانوانڈول تھے) درمیان میں "اربعین" میں آپ نے ایک نبوت کا دعویٰ پیش فرما دیا اور سنہ ۱۹۰۱ء میں جب آپ نے "ایک غلطی کا ازالہ" تحریر فرمایا تو اس میں آپ نے لکھا کہ ہماری جماعت میں سے بعض لوگ جن کو ہمارے سلسلہ کی کتابیں بغور دیکھنے کا اتفاق ہوتا ہے اور نہ وہ ہماری مجالس میں بیٹھ کر اپنے معلومات کی تکمیل کرتے ہیں مسئلہ نبوت کے سوال پر مخفی نفی میں جواب دے دیتے ہیں جو درست نہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہینوں سے آپ کی مجالس میں اس بات کا چرچا رہتا تھا کہ نبوت کی تعریف سمجھنے میں آپ کا سابقہ اجتہاد درست نہیں تھا"

(الفضل ۲۶ رمئی سنہ ۱۹۴۴ء)

اخباروں میں اسکا کیوں ذکر نہیں

اب میں پوچھتا ہوں کہ آیا حضرت مرزا صاحب میاں محمود کو تنہائی میں یہ باتیں بتایا کرتے تھے یا اور لوگ بھی تھے جن کے سامنے یہ چرچا ہوتا تھا کیا اخباروں کے رپورٹر مر گئے تھے کہ کسی اخبار میں بھی اس چرچا کا ذکر نہیں خدا کا خوف ان لوگوں کے دل سے بالکل اٹھ گیا ہے اور اس بات میں کوئی مبالغہ نہیں کہ ان الفاظ میں خدا تعالے کے خوف کو بالکل مدنظر نہیں رکھا گیا۔

ایک شہادت پیش کریں

ایک شہادت ہی ایسی پیش کریں کہ حضرت صاحب کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ پہلے وہ نبی نہیں تھے اور اب وہ اپنے آپ کو نبی سمجھنے لگ گئے اور اگر کوئی اور شخص نہیں ملتا تو میاں محمود ہی حلفاً کہہ دیں کہ یہ شہادت دیتے ہیں۔ خدا کے دین کو کھیل بنایا جا رہا ہے اور ایک جماعت سے جو اس کو اندھادھند تقلید کر رہی ہے یہ سوال کسی شخص نے کیا اس سے اتنا نہ پوچھا کہ یہ چرچا اخباروں سے کس طرح محو ہو گیا، سلسلہ کے سارے لٹریچر سے کس طرح محو ہو گیا۔

میاں صاحب کے ظاہری و باطنی علوم

کا مظہر فرماتے ہیں:۔

"دنیا میں کسی شخص کو ایسا مقام حاصل نہیں ہو سکتا جو رسول کریم صلعم کے لئے ہتک کا موجب ہو بلکہ نبوت تو الگ رہی میرے نزدیک اگر مجدد کی کوئی ایسی تشریح کی جائے جو رسول کریم صلعم کے لئے ہتک کا موجب ہو تو ہم کہیں گے دنیا میں ایسا کوئی مجدد نہیں آ سکتا اگر صالح کی کوئی ایسی تعریف کی جائے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہتک کا موجب ہو تو ہم کہیں گے دنیا میں کوئی ایسا صالح نہیں ہو سکتا بلکہ اگر انسان کی کوئی ایسی تعریف کی جائے جو رسول کریم صلعم کے لئے ہتک کا موجب ہو تو ہم کہیں گے کہ دنیا میں کوئی ایسا آدمی نہیں پیدا ہو سکتا . . . . . . اگر کوئی شخص اپنا نام کتا رکھ لے اور اس کی تشریح یہ کرے کہ میں کتا ہوں جسے خدا تعالے نے محمد رسول اللہ کو کاٹنے کے لئے بھیجا ہے تو ہم کہیں گے کہ ایسا کوئی کتا نہیں ہو سکتا۔"

ذرا دیکھئے یہ کیا الفاظ ہیں یہ ظاہری و باطنی علوم ہیں جو ان کو دیئے گئے ہیں۔ میں خدا تعالے کا ہزار ہزار شکر کرتا ہوں کہ اس نجاست سے باہر نکل آیا اور خدا کا شکر کرتا ہوں کہ اتنی بڑی جماعت اس نجاست سے بچ گئی کہتے ہیں کہ تم ہمیں پیر پرست کہتے ہو میں کہتا ہوں کہ اور پیر پرستوں کے سر پر سینگ ہوتے ہیں۔

نماز تہجد کی عادت ڈالیں

اب میں ضروری سمجھتا ہوں کہ لوگ بہت دور نکلے جا رہے ہیں ان کے لئے کوشش کریں اور ان کے لئے دعا بھی کریں خدا تعالے کے حضور گریں اور ان کی اصلاح کے لئے دعا کریں میرا خیال ہے کہ دعا سے بڑھکر موثر حربہ اور کوئی نہیں ہو سکتا میں ان گرمیوں میں ایک مشکل کام آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ آپ لوگ نماز تہجد کی عادت ڈالیں اور آپ کے دلوں سے تڑپ تڑپ کر دعائیں نکلیں دنیا کی ہدایت کے لئے یورپ کی ہدایت کے لئے جنہوں نے انسانیت کو مسخ کر دیا اور ان قادیانیوں کے لئے بھی جنہوں نے حضرت مجدد زمان کو نہیں سنا یہ بہترین حربہ ہے اس کی عادت ڈالیں۔

یہ کچھ مشکل نہیں

اگر عادت ہو جائے تو یہ کچھ مشکل نہیں جب آپ کو عادت ہو جائے گی تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ اتنا ہی سہل ہے جتنا کہ آپ کسی تماشہ کے لئے جاگ سکتے ہیں یا کسی کی شادی کے موقعہ پر جاگ سکتے ہیں۔ حضرت نبی کریم صلعم اور صحابہ کرام رضہ کا یہ شیوہ تھا کہ وہ راتوں کو اٹھ کر خدا تعالے کے حضور گرتے تھے جیسا کہ فرماتا ہے ان ربك يعلم انك تقوم ادنى من ثلثى الليل ونصفه وثلثه وطائفة من الذين معك ط تیرا رب جانتا ہے کہ تو دو تہائی رات کے قریب قیام کرتا ہے اور کبھی اس کا نصف اور کبھی اس کی تہائی اور ان میں سے ایک گروہ جو تیرے ساتھ ہیں۔

خدا تعالےٰ یقیناً دعاؤں کو سنتا ہے

میں کہتا ہوں کہ تم میں سے جو شخص رات کو خدا تعالے کے حضور نہیں گرتا اس نے ابھی اس مقام کو حاصل نہیں کیا جو ہدایت کی طرف بلانے والوں کا ہونا چاہئے۔ یقیناً یاد رکھئے اگر آپ اس جذبہ کے ساتھ خدا تعالے کے حضور گریں گے کہ خدا بڑی قدرت کا مالک ہے اور وہ دعاؤں کو سننے والا ہے تو وہ یقیناً تمہاری دعاؤں کو سنے گا اور مخلوق کی ہدایت کے لئے سامان بھی پیدا کر دے گا۔

اخبار احمدیہ

— جیسا کہ اسی اشاعت میں نوٹ کیا گیا ہے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالے مورخہ ۴ رجون کو ڈلہوزی تشریف لے گئے۔

— یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں مسرت سے سنی جائے گی کہ ہمارے دوست پروفیسر شیخ عماد الدین صاحب ایم اے ( ) کے مقابلہ کے امتحان میں مسلمانوں میں پانچویں نمبر پر کامیاب ہوئے ہیں دعا ہے اللہ تعالے ان کی اس کامیابی کو دین کی خدمت کا ذریعہ بنائے آمین۔

— ہمارے مخلص اور مکرم دوست خانصاحب جمعدار آزاد خاں صاحب، پولیٹیکل تحصیلدار وزیرستان دتہ خیل سے تبدیل ہو کر جرعلی تشریف لے آئے ہیں۔ خانصاحب موصوف اپنے محکمانہ فرائض کی ادائیگی میں خدا کے فضل سے بڑے نیک نام ہیں اور احباب ان کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ تعالے انہیں ہر رنگ میں اور ہر مقام پر کامیابی عطا کرے۔

عزیز محمد ایوب خلف الرشید خانصاحب موصوف امسال امتحان انٹرنس میں کامیاب ہوئے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالك۔ عزیز موصوف نے پانچ روپیہ اشاعت اسلام کے لئے ارسال فرمائے ہیں۔ جزاہ اللہ۔ اللہ تعالیٰ عزیز کی اس کامیابی کو آئندہ بیشمار کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے آمین۔ احباب سلسلہ ان کے لئے دعا فرماویں۔

بقیہ

کیا احمدیت انقلابی تحریک ہے؟

کرنے کے لئے ہی حضرت اقدس کی اپنی تحریرات سے مندرجہ ذیل عبارت پیش کرتا ہوں تاکہ ہم اس کی اہمیت کا اندازہ لگا سکیں۔

"چند دن سے ایک خیال میرے دل میں اس زور کے ساتھ پیدا ہوا ہے کہ اس نے دوسری باتوں سے مجھے بالکل محو کر دیا ہے بس ہر وقت اٹھتے بیٹھتے وہی خیال میرے سامنے رہتا ہے میں باہر دوستوں میں بیٹھا ہوتا ہوں اور کوئی شخص مجھ سے کوئی بات کرتا ہے تو اس وقت بھی میرے دماغ میں یہی خیال چکر لگا رہا ہوتا ہے، وہ شخص سمجھتا ہوگا کہ میں اس کی بات سن رہا ہوں مگر میں اپنے اس خیال میں محو ہوتا ہوں جب میں گھر جاتا ہوں تو وہاں بھی وہی خیال میرے ساتھ ہوتا ہے۔ غرض ان دنوں یہ خیال اس زور کے ساتھ میرے دماغ پر چھایا ہوا ہے کہ کسی اور خیال کی گنجائش نہیں رہی۔ وہ خیال کیا ہے وہ یہ ہے کہ میرے آنے کی اصل غرض یہ ہے کہ ایسی جماعت تیار ہو جائے جو سچی مومن ہو اور خدا پر حقیقی ایمان اور اس کے ساتھ حقیقی تعلق رکھے اور اسلام کو اپنا شعار بنائے اور آنحضرت صلعم کے اسوہ حسنہ پر کاربند ہو اور اصلاح اور تقویٰ کے راستہ پر چلے اور اخلاق کا اعلیٰ نمونہ قائم کرے تا پھر ایسی جماعت کے ذریعہ دنیا ہدایت پائے اور خدا کا منشا پورا ہو پس اگر یہ غرض پوری نہیں ہوتی تو اگر دلائل و براہین سے ہم نے دشمن پر غلبہ بھی پا لیا اور اسکو پوری طرح زیر بھی کر لیا تو پھر بھی ہماری کوئی فتح نہیں کیونکہ اگر ہماری بعثت کی اصل غرض پوری نہ ہوئی تو ہمارا سارا کام رائگاں گیا"

کیا اشتہار "ایک غلطی کے ازالہ" میں کسی تبدیلی کا وجود پایا جاتا ہے

(از محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری)

(قسط ۔۔)

اسلامی اصطلاح کا مفہوم

حوالہ مندرجہ بالا میں لغوی اصطلاح کے معنی تو واضح ہو گئے ہیں مگر اسلامی اصطلاح کا مفہوم واضح نہیں ہوا۔ سو میں ایسا حوالہ نقل کرتا ہوں جس سے دونوں کے مفہوم واضح ہو جاتے ہیں اور وہ یہ ہے:۔

"محبی عزیزی اخویم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عنایت نامہ پہنچا حال یہ ہے کہ اگرچہ عرصہ بیس سال سے متواتر اس عاجز کو الہام ہوا ہے اکثر دفعہ ان میں رسول یا نبی کا لفظ آ گیا ہے جیسا کہ یہ الہام هو الذی ارسل رسوله بالهدى و دين الحق اور جیسا کہ یہ الہام جری اللہ فی حلل الانبیاء اور جیسا کہ یہ الہام دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اس کو قبول نہ کیا ایسے ہی بہت سے الہام ہیں جن میں اس عاجز کی نسبت نبی یا رسول کا لفظ آیا ہے لیکن وہ شخص غلطی کرتا ہے جو ایسا سمجھتا ہے کہ اس نبوت اور رسالت سے مراد حقیقی نبوت اور رسالت ہے جس سے انسان خود صاحب شریعت کہلاتا ہے بلکہ رسول کے لفظ سے اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا اور نبی کے لفظ سے صرف اسی قدر مراد ہے کہ خدا تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی کرنے والا یا معارف پوشیدہ بتانے والا۔

. . . . . . ہم خادم دین اسلام ہیں اور یہی ہمارے آنے کی علت غائی ہے اور نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں اور نبوت یہ ہے کہ خدا سے علم پا کر پوشیدہ حقائق اور معارف کو بیان کرنا۔ سو اسی حد تک مفہوم کو ذہن میں رکھ کر دل میں اس کے معنی کے موافق اعتقاد کرنا مذموم نہیں ہے مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں یا نبی سابق کی امت نہیں کہلاتے اور براہ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے ہوشیار رہنا چاہئے کہ اس جگہ بھی یہی معنی نہ سمجھ لیں کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن کریم کے نہیں ہے اور کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتب ہے سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہئے اور یاد رکھنا چاہئے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعوےٰ بالمقابل نہیں اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرتا ہے وہ ہم پر افترا کرتا ہے ہم اپنے نبی کریم کے ذریعہ فیض و برکات پاتے ہیں اور قرآن کے ذریعہ ہمیں فیض و معارف ملتا ہے سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے برخلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے ورنہ وہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا جوابدہ ہوگا۔"

فقرہ نمبر ۱ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کے الہامات میں حضورؑ کے لئے جو لفظ نبی و رسول وارد ہوا ہے اس سے مراد حقیقی نبوت نہیں۔ فقرہ نمبر ۲ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف حقیقی نبی ہی صاحب شریعت کہلا سکتا ہے دوسرا نہیں۔ فقرہ نمبر ۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت صاحب کے لئے لفظ نبی محض خدا کی طرف سے بھیجا ہوا اور خدا سے علم غیب اور پوشیدہ معارف پا کر لوگوں تک پہنچانے والا کے معنی میں استعمال ہوا ہے اور فقرہ نمبر ۴ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف اس وصف کو رکھنے والا صرف لغوی نبی کہلا سکتا ہے اور یہ کہ لغوی حقیقی کے مقابل ہے۔ فقرہ نمبر ۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ لغوی نبوت استعارۃً و مجازاً نبوت ہوتی ہے حقیقتاً نہیں۔ فقرہ نمبر ۶ سے معلوم ہوتا ہے کہ محض لغوی مفہوم کی رو سے کسی کو نبی پکارنا مذموم نہیں اور نہ خلاف اسلام ہے۔ فقرہ نمبر ۷ اسلامی اصطلاح کی رو سے نبوت کی جو تعریف ہے اسے واضح کر رہا ہے کہ اس میں صاف بتایا گیا ہے کہ اسلامی اصطلاح والی یا بالفاظ دیگر حقیقی نبوت میں تین باتوں میں سے کم از کم ایک بات کا ہونا ضروری ہے اور وہ تین باتیں یہ ہیں (۱) کامل شریعت کا لانا (۲) بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرنا (۳) براہ راست

کے خدا سے تعلق رکھنا۔

فقرہ نمبر ۸ بتاتا ہے کہ حقیقتاً اسلامی اصطلاح میں نبی نہیں۔

حقیقی نبوت اور اسلامی اصطلاح والی نبوت چونکہ ایک ہی چیز ہیں اور حقیقی نبوت رکھنے والا انسان صاحب شریعت کہلاتا ہے اس لئے ثابت ہوا کہ اسلامی اصطلاح میں بیان کردہ تین شقوں میں سے کسی ایک شق کا رکھنے والا انسان صاحب شریعت کہلا سکتا ہے۔ اس سے صاحب شریعت کے معنی بھی واضح ہو گئے یعنی حقیقی نبوت پانے والا شخص صاحب شریعت کہلائیگا۔ فقرہ نمبر ۹ ظاہر کرتا ہے کہ نبی کریم صلعم کو آخری نبی اور قرآن شریف کو آخری کتاب نہ ماننا دین کو بچوں کا کھیل بنانے کے مترادف ہے۔ فقرہ نمبر ۱۰ بتا رہا ہے کہ نبی کے لئے ضروری ہے کہ اس کا دعوےٰ دوسرے نبیوں کے بالمقابل ہو یعنی وہ مستقل نبی ہو۔ فقرہ نمبر ۱۱ اس بات کو صاف کرتا ہے کہ حضرت اقدسؑ کا دعویٰ بالمقابل نہیں بلکہ آپ نبی کریم صلعم و قرآن کے ذریعہ فیض و برکات پانے والے ہیں۔ فقرہ نمبر بارہ سے ظاہر ہے کہ حضرت اقدسؑ کو نبی ماننے والا وعید الٰہی کے نیچے ہے۔ عبارت مندرجہ بالا میں جہاں اسلامی اصطلاح والی نبوت کی تعریف واضح ہو جاتی ہے وہاں یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت اقدسؑ محض لغۃً استعارۃً مجازاً نبی ہیں اور تمام فیض آپ نبی کریم صلعم اور قرآن کے ذریعہ پا رہے ہیں۔ اور ایسا شخص درحقیقت غیر نبی ہی ہوتا ہے۔

حضورؑ نے اپنی کتاب ست بچن کے صفحہ ۶۶، ۷۵ پر اس حقیقت کو بطور اصول بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ نبی وہ ہوتے ہیں جو براہ راست خدا سے فیض لیتے ہیں اور جو ان نبیوں کے واسطہ سے فیض پاتے ہیں وہ ولی کہلاتے ہیں۔

نتائج اخذ کردہ کی مزید تائید
حقیقی نبی کا مفہوم

پہلا حوالہ } مندرجہ بالا دو تحریروں سے جو نتائج اخذ کئے گئے ہیں ان کی مزید تائید کے لئے چند مزید حوالے نقل کر دینا بھی خالی از فائدہ نہ ہوگا احباب کرام پر واضح ہو گیا ہوگا کہ حضرت اقدسؑ حقیقی نبی ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ حقیقی نبوت کی وضاحت اگرچہ مندرجہ بالا حوالوں سے بھی کافی ہو رہی ہے لیکن اس کی مزید وضاحت کے لئے مندرجہ ذیل حوالوں کا پڑھ لینا بھی دلچسپی کا موجب ہوگا حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"ہاں یہ بھی سچ ہے کہ آنیوالے مسیح کو نبی کر کے بھی بیان کیا گیا ہے مگر اس کو امتی کر کے بھی تو بیان کیا گیا ہے بلکہ خبر دی گئی کہ اے امتی لوگو وہ تم میں سے ہی ہوگا اور تمہارا امام ہوگا اور نہ صرف قولی طور پر اس کا امتی ہونا ظاہر کیا بلکہ فعلی طور پر بھی دکھلا دیا کہ وہ امتی لوگوں کے موافق صرف قال اللہ و قال الرسول کا پیرو ہوگا اور حل مغلقات و معضلات ... نبوت سے نہیں بلکہ اجتہاد سے کرے گا اور نماز دوسروں کے پیچھے پڑھے گا۔ اب ان تمام اشارات سے صاف ظاہر ہے کہ وہ واقعی اور حقیقی طور پر نبوت تامہ کی صفت سے متصف نہیں ہوگا ہاں نبوت ناقصہ اس میں پائی جائے گی جو دوسرے لفظوں میں محدثیت کہلاتی ہے اور نبوت تامہ کی شانوں میں سے ایک شان اپنے اندر رکھتی ہے۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۲-۵۳۳)

پہلے حقیقی نبوت کے بالمقابل لغوی استعارۃً مجازی نبوت رکھا تھا اور اب نبوت ناقصہ کو رکھا ہے اور نبوت ناقصہ کے متعلق مسلم ہے کہ وہ نبوت نہیں پس ثابت ہو گیا کہ لغوی استعارۃً اور مجازاً جو نبوت ہوتی ہے وہ درحقیقت نبوت ناقصہ کا ہی دوسرا نام ہے گویا وہ نبوت نہیں بلکہ غیر نبوت ہے پس اگر حضرت اقدسؑ "اشتہار ایک غلطی کے ازالہ" میں بھی اپنی نبوت کو لغوی نبوت یا مجازی و استعارۃً نبوت لکھ رہے ہیں تو یقیناً حضورؑ نے اس اشتہار میں بھی اپنی نبوت کو نبوت ناقصہ ہی قرار دیا ہے اور اپنے آپ کو غیر نبی ہی مانا ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ اس میں اپنے آپ کو لغۃً ہی نبی کہا جیسا کہ عنقریب ثابت کر دیا جائے گا اس لئے یہ اشتہار کتب سابقہ کے مضمون کو ہی دہرانے والا ہے نہ کہ ان کو منسوخ کرنے والا۔

دوسرا حوالہ } جھوٹے الزام مجھ پر مت لگاؤ کہ حقیقی طور پر نبوت کا دعوےٰ کیا۔ کیا تم نے نہیں پڑھا کہ محدث بھی ایک مرسل ہوتا ہے کیا قرأت و لا محدث کی یاد نہیں رہی پھر یہ کیسی بے ہودہ نکتہ چینی ہے کہ مرسل ہونیکا دعوےٰ کیا ہے۔ اے نادانو بھلا بتلاؤ کہ جو بھیجا گیا ہے اس کو عربی میں مرسل یا رسول ہی کہیں گے یا اور کچھ کہیں گے مگر یاد رکھو کہ خدا کے الہام میں اس جگہ حقیقی معنی مراد نہیں جو صاحب شریعت سے تعلق رکھتے ہیں بلکہ جو مامور کیا جاتا ہے وہ مرسل ہی ہوتا ہے . . .

. . . . . . بار بار کہتا ہوں کہ یہ الفاظ رسول اور مرسل اور نبی کے میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی

طرف سے بیشک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں اور جیسے یہ محمول نہیں ایسا ہی وہ نبی کرکے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے لئے آیا ہے وہ بھی اپنے حقیقی معنوں پر اطلاق نہیں پاتا یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم النبیین صلعم کے بعد بکلی بند ہیں اب نہ کوئی جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے بلکہ ان کے نزدیک مسیح اسرائیلی نبی کے واپس آنے کے لئے ابھی ایک کھڑکی کھلی ہے پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی نبی آ گیا اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع ہوا تو کہو کہ ختم نبوت کیونکر اور کیسا ہوا کیا نبی کی وحی وحی نبوت کہلائے گی یا کچھ اور"

(سراج منیر صفحہ ۲،۳)

تشریعی و غیر تشریعی نبی

جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کہا کرتے ہیں کہ حقیقی نبی سے مراد تشریعی نبی ہوتا ہے اور پھر تشریعی نبی کے ایسے معنی کرتے ہیں کہ جس کی رو سے حضرت موسیٰ کے بعد جس قدر انبیاء بنی اسرائیل میں آئے وہ سب غیر تشریعی نبی بن جاتے ہیں حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ بھی ان کے نزدیک غیر تشریعی نبی ہی کہلاتے ہیں لیکن حضرت اقدس نے اس عبارت میں حضرت عیسیٰ کو حقیقی نبی قرار دے کر واضح کر دیا ہے کہ حضور کے نزدیک صاحب الشریعت سے وہ مراد نہیں جو جناب میاں صاحب سمجھ رہے ہیں بلکہ حضور کے نزدیک صاحب الشریعت نبی سے مراد وہی ہے جو وحی نبوت پاتا ہے جیسا کہ حضور کا "سلسلہ شروع ہوگیا" اس پر صاف دلالت کر رہے ہیں۔ اس حوالہ سے ظاہر ہے کہ حقیقی نبی یعنی وحی نبوت پانے والا انسان اب نبی کریم صلعم کے بعد کوئی نہیں آسکتا اور یہ بات حضور اپنے اجتہاد سے نہیں فرماتے بلکہ اس علم کی بناء پر فرما رہے ہیں جو علم کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے حضور کو عطا کیا گیا ہے حضور کے اجتہاد کو تو جناب میاں صاحب غلط قرار دے سکتے ہیں اور اور اس میں تبدیلی کو ممکن بتلا سکتے ہیں لیکن خدا کا علم کس طرح غلط ہو سکتا ہے اور اس میں تبدیلی کس طرح . . . . ممکن ہو سکتی ہے

غور! غور! غور!

تیسرا حوالہ

صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں"

اس تحریر میں بھی حقیقی کے مقابل میں غیر حقیقی رکھا ہے اور غیر حقیقی کی تشریح لغوی معنوں کے ساتھ کی ہے جس کے معنی یہ ہیں کہ غیر حقیقی نبی صرف لغوی معنوں میں نبی ہوتا ہے اسلامی اصطلاح میں نبی نہیں ہوتا۔

"بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعاروں اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے . . . . آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیہ کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔"

اس حوالہ سے بھی ظاہر ہے کہ غیر حقیقی نبی جماعت اولیاء کا فرد ہوتا ہے نہ کہ جماعت انبیاء کا اور ولی کو جب نبی کے لفظ سے مخاطب کیا جاتا ہے تو صرف مجازی طور پر ہوتا ہے اور اس کے معنی صرف اسی قدر ہوتے ہیں کہ اسکو مکالمہ مخاطبہ الٰہی کا شرف حاصل ہے اور یہ معنی تمام صوفیہ کرام کو مسلم ہیں پس اب صوفیہ کرام کی کتب کا مطالعہ کر جاؤ وہاں یہی ملیگا کہ غیر حقیقی یا غیر تشریعی نبی جماعت اولیاء کا ہی فرد ہوتا ہے۔

وحی نبوت بند اور وحی ولایت جاری

ان تمام حوالوں سے ظاہر ہے کہ نبی کریم صلعم کے بعد حقیقی نبوت یعنی وحی نبوت پانے والا کوئی شخص نہیں آسکتا اور اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں بھی حقیقی نبوت سے انکار ہو تو اس کے معنی صاف ہیں کہ حضور نے اس اشتہار میں بھی وحی نبوت پانے سے انکار کر رہے ہیں اور اپنے آپ کو جماعت اولیاء کا ہی فرد قرار دے رہے ہیں اس صورت میں تبدیلی کا امکان کہاں رہا اس بات کے ثبوت کے لئے کہ نبی کریم صلعم کے بعد وحی نبوت قطعی طور پر بند اور صرف وحی ولایت جاری ہے مندرجہ ذیل حوالوں سے بھی ثبوت ملتا ہے۔

وحی نبوت بند

(۱) وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے (۲) وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے (۳) باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔ ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۴ و صفحہ ۷۶۱ و صفحہ . . . (۴) . . . منقطع ہو گئی تحفہ بغداد صفحہ ۶ (۵) وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب محمد مصطفےٰ صلعم پر ختم ہوگئی اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء (۶) اور یہ بات ہم کئی دفعہ لکھ چکے ہیں کہ خاتم النبیین کے بعد ابن مریم کا آنا فساد عظیم کا موجب ہے اس سے یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ وحی نبوت کا سلسلہ پھر جاری ہو جائے گا" ازالہ اوہام صفحہ ۵۴۴ (۷) اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ جبرئیل بعد وفات رسول اللہ صلعم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے تو کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا"

وحی ولایت جاری ہے

اگر ایک طرف حضرت اقدس نے وحی نبوت کو بند قرار دیا ہے تو دوسری طرف وحی ولایت کو جو وحی نبوت کا ظل اور لازمی نتیجہ ہے جاری تسلیم کیا ہے فرماتے ہیں :-

(۱) "اسلام کے زندہ ہونیکا ثبوت اور نبوت کی یقینی حقیقت جو ہمیشہ ہر ایک زمانہ میں منکرین وحی کو ساکت کر سکے اسکے اسی حالت میں قائم رہ سکتی ہے کہ سلسلہ وحی بر رنگ محدثیت ہمیشہ کے لئے جاری رہے سو اس نے ایسا ہی کیا" برکات الدعاء صفحہ ۱۳

(۲) "اسلام میں اس نبوت کا دروازہ تو بند ہے جو اپنا سکہ جماتی ہو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین اور حدیث میں ہے لانبی بعدی . . . . . . ہاں وحی ولایت اور مکالمات الٰہیہ کا دروازہ بند نہیں" ایام الصلح صفحہ ۷۵ اس عبارت سے ظاہر ہے کہ ایسا نبی آسکتا ہے جو اپنا سکہ نہ جمائے لیکن اس کو ولی قرار دیا ہے اور اس قسم کے نبی کو وحی ولایت پانے والا ٹھہرایا ہے۔

حضرت اقدس کی وحی وحی ولایت ہے

دونوں قسم کی وحی کا ذکر کر کے حضور اپنی وحی کے متعلق فرماتے ہیں (۱) "اس وحی کے وقت جو برنگ وحی ولایت میرے پر نازل ہوتی ہے" (۲) "اللہ تعالیٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے جس طرح محدثین سے" (۳) وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولایت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آنجناب صلعم اولیاء اللہ کو ملتی ہے اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے جو شخص زیادہ ہم پر الزام لگاوے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑتا ہے" تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ ۲ (۴) "یہ ولایت کامل طور پر ظل نبوت ہے" حجۃ اللہ صفحہ ۱۴ (۵) "کبھی دنیا میں یہ ہوا کہ کاذب کی خدا تعالیٰ نے ایسی مدد کی ہو کہ وہ بارہ برس سے خدا تعالیٰ پر یہ افترا کر رہا ہو کہ اس کی وحی ولایت اور وحی محدثیت میرے پر نازل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس کی رگ جان نہ کاٹے" آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۳۲۳۔ اب اگر اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" میں بھی وحی نبوت کا انکار موجود ہے اور اسی مکالمہ مخاطبہ کا دعوےٰ موجود ہو جس کو وحی ولایت قرار دیا ہے تو تبدیلی کس طرح ثابت ہو سکتی ہے اس بات کو سمجھنے کے لئے کہ کتب سابقہ و اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" ایک ہی مضمون پر مشتمل ہیں مندرجہ بالا تحریرات کے علاوہ مندرجہ ذیل چند مزید حوالجات کو ذہن نشین رکھ لینا بھی ضروری ہے جو یہ ہیں :-

"خدا تعالےٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تا وہ ظلی طور پر انوار نبوت محمدیہ پا کر دنیا کو ملزم کریں" "روحانی معلم بھیجے جاتے ہیں جو وارث رسل ہوتے ہیں اور ظلی طور پر رسولوں کے کمالات پاتے ہیں" "انبیاء من حیث الظل باقی رکھے جاتے ہیں" شہادۃ القرآن صفحہ ۵۰، ۵۳، ۲۲

"ہر ایک صدی کے سر پر خاص کر ایسی صدی کے سر پر جو ایمان اور دیانت سے دور پڑ گئی ہو اور بہت سی تاریکیاں اپنے اندر رکھتی ہو ایک قائم مقام نبی کا پیدا کر دیتا ہے جس کے آئینہ فطرت میں نبی کی شکل ظاہر ہوتی ہے اور وہ قائم مقام نبی متبوع کے کمالات کو اپنے وجود کے توسط سے لوگوں کو دکھاتا ہے" آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۴۔

"بار بار احمد کے خطاب سے مخاطب کر کے ظلی طور پر مثیل سید الانبیاء و امام الاصفیاء حضرت مقدس محمد مصطفےٰ صلعم قرار دیا" ازالہ اوہام صفحہ ۲۵۳۔ "نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ مسیح ثانی ایک مرد مسلمان ہوگا اور مسلمانوں میں پیدا ہوگا اور انکا امام ہوگا اور کوئی جداگانہ دین نہ لائے گا اور کسی جداگانہ نبوت کا دعویٰ نہیں کریگا" توضیح مرام صفحہ ۸ "خاتم النبیین ہونا ہمارے نبی صلعم کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے ہاں ایسا نبی جو مشکوٰۃ نبوت محمدیہ سے نور حاصل کرتا ہے اور نبوت تامہ نہیں رکھتا جس کو دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں وہ اس تحدید سے باہر ہے کیونکہ وہ بباعث اتباع اور فنا فی الرسول ہونے کے جناب ختم المرسلین کے وجود میں ہی داخل ہے جیسے جزو کل میں داخل ہوتی ہے" ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۵، ۵۷۶۔

کتب سابقہ و اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" ایک ہی مضمون پر مشتمل ہیں

ہم نے اختصار کے ساتھ کتب سابقہ سے حضرت اقدس کا دعویٰ اور اس کے دلائل اوپر درج کر دیئے ہیں انشاء اللہ آئندہ قسط میں دکھلایا جائے گا کہ اشتہار میں بھی بعینہٖ یہی دعوےٰ اور یہی دلائل ہیں ۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایان بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر ایس محمد آصف بی اے — جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادہ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہؓ و ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ دین اسلام تمام دنیا پر غالب ہوگا

جلد ۳۲ — لاہور۔ یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۲۲ رجمادی الثانی ۱۳۶۳ھ م ۱۴ جون ۱۹۴۴ء — نمبر ۲۳

شہسوار اسلام

از جناب محمد اعظم صاحب علوی

آیا خیال یار ہوئے زخم دل ہرے — اب نقش ماسوا کا بھلا کون دم بھرے
ہوں آستان یار کے پہلو میں سر دھرے — فکر سخن ہے اور مضامیں کھرے کھرے
دیتا ہے کام مجھ کو قلم ذوالفقار کا
لکھنے لگا ہوں حال اک شہسوار کا

وہ شہسوار عرصۂ دین محمدی — سرچشمۂ صداقت و عرفان و بے خودی
لایا تھا اپنے ساتھ جو افضال ایزدی — آیا تھا بن کے مظہر انوار احمدی
جو درگہ حبیب خدا کا غلام ہے
ہاں وہ مسیح وقت ہمارا امام ہے

وہ دور یاس و بیم کا غیروں کا شور و شر — کاشانۂ حبیب سے بھٹکی تھی ہر نظر
قرآں کو رکھ کے طاق میں مسلم تھا بے خبر — اُف بیکسی کہ حامل جنت ہو دربدر
ایسے میں لایا فتح اسلام کا پیام
فرمایا دیں کا ہوں مجدد یہیں لا کلام

آیا ہوں دین حق کی حفاظت کے واسطے — قرآن کی جہاں میں اشاعت کے واسطے
فرمان مصطفےٰ کی صداقت کے واسطے — محبوب کبریا کی نیابت کے واسطے
ہے یہ دروغ میں ہوں رسالت کا آفتاب
من نیستم رسول نے آوردہ ام کتاب

اسرار بے خودی کو کیا جس نے واشگاف — اور تار تار کر دئیے ظلمت کے سب غلاف
غیروں کو چھوڑ اپنے بھی گو ہو گئے خلاف — وہ شیر مرد کہتا رہا پھر بھی صاف صاف
بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

قلب و نظر میں نور بصیرت لئے ہوئے — جان و جگر میں جوشِ ارادت لئے ہوئے
اک حب دین و جذبۂ ملت لئے ہوئے — بازو میں اپنے قوت و طاقت لئے ہوئے
قرآں کو لے کے ہاتھ میں آیا وہ جس گھڑی
گویا کہ کفر و دین میں ٹکرار ہو پڑی

وہ انتہائے شوق میں ڈوبی ہوئی نظر — تسکین قلب و نور ارادت سے بہرہ ور
لے کر پیام شوق جو پہنچی ادھر ادھر — ہر باخبر جو ساتھ ہوا اس کے ہمسفر
اس کو خیال دوریٔ منزل نہیں رہا
ہر من بنا وہ حامل باطل نہیں رہا

اب بھی وہ نور نور صداقت فروش ہے — بیگانۂ خرد کے لئے جام ہوش ہے
دریا بکف ہے دامن صحرا بدوش ہے — تبلیغ دین حق کے لئے سخت کوش ہے
اے قوم آ کہ نور صداقت کا ساتھ دیں
اس باخدا کے دست مبارک میں ہاتھ دیں

"نیو ورلڈ آرڈر"

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی تازہ تصنیف

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی کتاب "نیو ورلڈ آرڈر" شائع ہو چکی ہے، یہ کتاب مختصر ہے لیکن نہایت جامع ہے اور اپنے اسلوب اور جامعیت کے لحاظ سے احمدیہ لٹریچر میں ایک بے نظیر کتاب ہے اور عین ممکن ہے کہ یہ چھوٹی سی کتاب تاریخ احمدیت میں ایک ایسا سنگ میل ثابت ہو جہاں سے احمدی مصنفین ایک جدید لٹریری راستہ پر گامزن ہوں عرصہ سے دو جماعتوں کے اختلاف نے جو متکلمانہ قیل و قال کی صورت اختیار کر لی ہے اور قادیانی لفظوں کے مداری ہمارے بعض مضمون نگاروں کو ایسے مضامین لکھنے پر مجبور کر دیتے ہیں جس سے زندگی اور اس کے اہم مسائل سے ایک قسم کا گریز پایا جاتا ہے اس طرز کے سکونی لٹریچر میں ایک ایسی بلند پایہ تصنیف کی ضرورت تھی جو جماعت کی رہنمائی کرے اور خصوصاً مضمون نگاروں کو ایسی نہج پر ڈالے جو تعمیری اور تخلیقی ہو مقام شکر ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی اس تصنیف نے اس ضرورت کو بدرجہ اتم پورا کیا ہے۔

حضرت ممدوح کی اس کتاب میں مغربی اقوام سے خطاب ہے ان کے موجودہ روحانی معاشی، جنسیاتی اور سیاسی عوارض کے لئے اسلامی نظام حیات کو بطور علاج کے پیش کیا گیا ہے یہ کتاب چار ابواب پر منقسم ہے۔

(الف) جدید نظام حیات کی بنیادیں۔
(ب) معاشی مسئلہ
(ج) گھر (جنسیاتی اور معاشرتی مسائل۔ مدیر)
(د) ریاست۔

ان ابواب کے ساتھ اسلامی تعلیمات کا خلاصہ بطور ضمیمہ جات کے درج ہے پہلے باب میں توحید الٰہی اور وحدت نسل انسانی کو نظام جدید میں بطور بنیاد کے پیش کیا گیا ہے اور ثابت کیا گیا ہے کہ نظام جدید کسی روحانی طاقت پر مبنی ہونا چاہیئے جب تک اس کی بنیاد کسی اخلاقی اور روحانی ضابطہ پر نہ رکھی جائے گی اس وقت تک کامیابی ناممکن ہے چنانچہ لیگ آف نیشنز کی ناکامی اس امر کی واضح دلیل ہے ... عیسائیت بھی یورپ کی مادی ترقی کے سامنے ہتھیار ڈال چکی ہے عیسائیت یورپ کے موجودہ مسائل کی حریف نہیں ہو سکتی کیونکہ اس نے ... دنیوی مسائل کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی اس لیئے یورپ کو ایک ایسے مذہب کی ضرورت ہے جو اس کی تمام مشکلات کا حل پیش کر سکے کیونکہ مذہب ہی ایک ایسی طاقت ہے جس نے تاریخ کے نقطہ ہائے انقلاب پر انسانیت کو تباہ و برباد ہونے سے بچایا ہے۔ ——— یورپ کی سب سے بڑی لعنت نیشنلزم ہے اور نیشنلزم کو اسلام کا وحدت نسل انسانی کا تصور ہی پاش پاش کر سکتا ہے۔ اسلام کا یہ مذکورہ تصور تاریخ انسانی میں ایک بے نظیر تصور ہے جو آج بھی کالے اور گورے ہندو اور اچھوت آریہ اور سامی اور ان سے بڑھکر بورژوا اور پرولتاری معاشی تفریق

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد ... نے دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

...بانٹ سکتا ہے اور ان اختلافات کو ختم نہیں کر سکتا ہے اسلامی عقیدہ ہے کہ بنی نوع انسان ایک خاندان ہے اور ان کا خدا ایک ہے۔ ایک خدا اور ایک مخلوق کی بنیادوں پر نظام جدید کی عمارت تعمیر ہونی چاہیئے ورنہ مسلسل جنگوں کا سلسلہ یورپ کو تاخت وتاراج کر دے گا۔ اور اس کی تہذیب اور ثقافت راکھ کا ایک ڈھیر بن جائے گی۔ اسلام یورپ کو دو زبردست اخلاقی طاقتیں دے سکتا ہے۔ وحدت آلہی اور وحدت نسل انسانی اور انہی اصولوں میں یورپ کی فلاح وبہبود پوشیدہ ہے۔ اس کے بعد حضرت ممدوح نے موجودہ زمانہ دجال اور یاجوج وماجوج کے متعلق قرآن و حدیث میں جو پیشگوئیاں ہیں وہ بیان فرمائی ہیں اور موجودہ مغربی اقوام کی آویزش کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے جس طرح خدا تعالے نے یہودیوں کو بخت نصر سے سزا دلوائی اور مسلمان جب حدود سے تجاوز کر گئے تو ان پر چنگیز اور ہلاکو کو مسلط کر دیا اسی طرح یہ اقوام بھی جب اسلام کی مخالفت میں حد سے بڑھ گئیں تو ان کو آپس میں دست وگریباں کر دیا سو یہ جنگ بطور عذاب کے ہے تاکہ یہ قومیں اسلام کی طرف متوجہ ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ تہذیب کی بنیاد صرف مادی سامانوں پر نہیں ہے بلکہ اس کی حقیقی بنیاد ایمان باللہ پر ہے انسان میں جتنی اعلیٰ اخلاقی خصائص ہیں وہ مذہبی مصلحین عظام کی پیدا کردہ ہیں پھر نماز کی اہمیت کو بیان فرمایا ہے اور اس کے بعد بتایا ہے کہ صرف نماز ہی نہیں جس سے ایمان تازہ رہتا ہے بلکہ مشیت آلہی نے اسلام کے اندر اس کے اور ذرائع بھی پیدا کر رکھے ہیں ایمان اور اسلامی اقدار کو زندہ رکھنے کے لئے اللہ تعالے ہر صدی پر مجدد مبعوث فرماتا ہے جو نبی نہیں ہوتا مگر اللہ تعالیٰ اس سے ہمکلام ہوتا ہے دین یعنی آلہی قانون مکمل ہو چکا اسلئے انبیاء کی ضرورت نہیں خدا تعالیٰ کی ہستی پر زندہ ایمان پیدا کرنے کے لئے مجددین اور محدثین کی ضرورت ہے۔ اور چودھویں صدی کے مجدد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہیں۔

دوسرے باب میں آپنے معاشی مسئلہ کا حل پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ یورپ کی میکانکی تہذیب نے مغربی دنیا کو معاشی لحاظ سے سرمایہ دار اور مزدور کے دو طبقات میں تقسیم کر دیا ہے یہ طبقات یورپ کے ہر ملک میں ایک دوسرے سے الجھ رہے ہیں اور بورژوا اور پرولتاری اختلافات کی صورت میں ایک لامتناہی پیکار شروع ہو چکی ہے جب تک یورپ کے معاشی مسائل کا حل نہ ہوگا اس وقت تک صحیح امن قائم نہیں ہو سکتا یہ حل نہ تو مادیت کر سکتی ہے اور نہ عیسائیت کر سکتی ہے اس کا بہترین حل اسلام میں ہے اشتراکیت اور فسطائیت میں بھی نہیں اسکے بعد آپنے نہایت مدلل طور پر اسلام کے معاشی نظام کو پیش فرمایا ہے۔

تیسرے باب میں گھر اور جنسیاتی مسئلہ پر بحث کی گئی ہے۔ یورپ کے ان جنسیاتی مصائب کو بیان فرمایا ہے اور اسلامی نقطۂ نگاہ سے عورت مرد کے تعلقات پر روشنی ڈالی ہے کثرت ازدواج، شادی اور طلاق کے مسائل کی وضاحت فرمائی ہے

چوتھا باب اصول ریاست کے متعلق ہے آپ نے بیان فرمایا ہے کہ ریاست کی اصل غرض انسانوں کے لئے آزادی اور عدل کا قائم کرنا ہے اور کمزور انسانوں کو طاقتور انسانوں کے جور سے نجات دلانا ہے لیکن موجودہ مادی تہذیب میں ریاست کی یہ غرض مفقود ہو گئی ہے اور تین قسم کی ریاستوں نے جنم لیا ہے جمہوری ریاست فسطائی ریاست، اور بالشویک ریاست لیکن یہ تینوں ریاستیں انسانی حقوق کی حفاظت نہیں کر سکتیں اور انہیں ظلم وعدوان کا دور دورہ ہے اور ریاست کی ان تینوں اقسام پر میکیاولی کی غیر اخلاقی سیاست چھا رہی ہے اور ہر ریاست دوسری ریاست کو نیست ونابود کرنے کے لئے آمادہ ہے اور یہ سب کچھ ریاست کے اس تصور کی وجہ سے ہے جو مادیت نے پیدا کیا ہے اس کے بعد آپ نے ریاست کا اسلامی تصور پیش کیا ہے اور اسلامی نظام حکومت کی وضاحت فرمائی ہے — راقم الحروف نے ان سطور میں نہایت سرسری نگاہ ڈالی ہے اصل کتاب نہایت جامع اور پر از معلومات ہے اور ایک ایسے بلند مرتبت انسان کی لکھی ہوئی ہے جن کی تحریر، شوکت بیان، اور اسلامی مسائل پر عبور کسی تشریح کا منت کش نہیں دوست خود مطالعہ فرمائیں اور ان لوگوں تک اس کتاب کو پہنچائیں جن کے لئے یہ لکھی گئی ہے خود بھی اس سے متاثر ہوں اور دنیا کو بھی اس سے متاثر کریں۔

مسلم ہائی سکول بدوملہی کا شاندار نتیجہ

یہ امر موجب مسرت ہے کہ ہمارے بدوملہی مسلم ہائی سکول کے امتحان میٹریکولیشن کا نتیجہ امسال نہایت شاندار نکلا ہے کل ۲۵ طالب علم امتحان میں شریک ہوئے تھے جن میں ۲۲ پاس ہوئے یعنے ۸۸ فیصدی نتیجہ رہا ۵ لڑکے فسٹ ڈویژن میں ۱۱ سکنڈ ڈویژن میں اور صرف ۶ تھرڈ ڈویژن میں آئے ایک طالبعلم دریام سنگھ نے ۶۱۵ نمبر حاصل کئے ہیں امید ہے کہ اسے وظیفہ ملے گا گذشتہ سال بھی اس سکول کا نتیجہ ایسا ہی شاندار تھا جو ہیڈماسٹر صاحب (خان محمد اسلم خانصاحب) اور دیگر اساتذہ کی محنت وکوشش کا ثمرہ ہے

متفرق خیالات

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب کی وصیت

حضرت ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم نے اپنی متروکہ جائیداد کا ⅓ حصہ انجمن کے نام وصیت فرمایا تھا چنانچہ حضرت ڈاکٹر صاحب کے ورثا نے ⅓ حصہ جائیداد ۲۔۹۔۱۴۵ ۶ روپے داخل خزانہ انجمن کرا دیئے ہیں یہ رقم بطور سرمایہ جمع رہے گی اور اس کے نفع سے قرآن کریم اور سیرت نبی کریم صلعم اور لٹریچر مفت تقسیم کیا جائے گا۔ حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم ساری زندگی خدمت دین میں مصروف رہے جگہ جگہ آپ نے درس قرآن مجید جاری کیا مضامین لکھے ٹریکٹ لکھے کتابیں لکھیں اور آخری عمر میں حضرت امام عصر حاضر کی سیرت طیبہ کو مدون کیا لیکن ایسے مرد مجاہد کو کب گوارا تھا کہ اس دنیوی زندگی کے بعد یہ کام بند ہو جائے اب آپ کی وصیت کے روپیہ سے یہ کام مستقل طور پر ہوتا رہے گا اور آپ کی روح جسد عنصری کے مرنے کے بعد بھی سرگرم عمل رہے گی اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہونیوالے کبھی نہیں مرتے ان کی روح موت پر خندہ زن رہتی ہے اور درحقیقت انکی شمع حیات کبھی گل نہیں ہوتی حضرت ڈاکٹر صاحب آج بھی زندہ ہیں اور ان کا نمونہ جماعت کے سب دوستوں کے لئے قابل تقلید ہے دعا ہے اللہ تعالے ان کی تربت پر اپنی رحمت کے پھول برسائے اور انہیں جنت الفردوس میں بلند مقامات عطا فرمائے۔ آمین۔

دوسرا محاذ جنگ

لندن ۶ر جون۔ سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ اتحادیوں نے شمالی فرانس کی طرف سے یورپ پر حملہ کر دیا اس حملہ کا سپہ سالار جرنیل آئیزنہاور ہے جو سسلی اور اٹلی پر چڑھائی کرنیوالی اتحادی فوج کا کمانڈر انچیف ہے۔ حملہ کی ابتدا پیراشوٹوں سے کی گئی۔ پیراشوٹ دریائے سین کے دہانے اور نارمنڈی کے مشرقی ساحل پر اترنے شروع ہوئے اتحادی فوج پیشقدمی کر رہی ہے اور ۹ر جون کی خبر ہے کہ جرمنوں کی سخت مزاحمت کے باوجود اتحادی فوجیں بڑھ رہی ہیں اور لندن ۱۱ر جون اتحادی ہیڈکوارٹرز کے اعلان میں فرانس کی لڑائی کا ذکر کرتے ہوئے کہا گیا کہ اتحادی فوج کبھی آگے بڑھ جاتی ہے اور کبھی پیچھے ہٹ جاتی ہے۔ غرضیکہ آویزش سخت ہے موجودہ جنگ کا سب سے بڑا معرکہ شروع ہو چکا ہے اور موجودہ لڑائی کو ختم کرنے کے لئے یہ بہت بڑا اقدام ہے معلوم دیتا ہے کہ مشیت آلہی خاک وخون میں لتھڑے ہوئے انسانوں کو اس عذاب سے نجات دلانا چاہتی ہے۔

سجادہ نشینوں کو دعوت عمل

"ہز اگزالٹڈ ہائی نس نظام دکن نے ریاست کے سجادہ نشینوں مجاوروں اور درویشوں سے نہایت اہم غیر رسمی اپیل کی ہے کہ وہ اپنے گوشۂ تنہائی سے نکل کر دنیا کے معاملات میں سرگرم حصہ لیں اور اپنی مردہ وار زندگی کو خیرباد کہکر قوم وملک کے لئے مفید اور کارآمد مشاغل میں تندہی سے شامل ہوں" (راست گفتار)

اگر یہ جمود کے پیکر حرکت میں آ جائیں تو قوم کو ایک بار گراں سے نجات مل سکتی ہے۔ یہ لوگ قوم کے فعال ارکان بن کر اس کی روحانی معاشی اور سیاسی دوڑ میں اس کے ممد ومعاون ہوں تو قوم کو ان کے اثر سے بہت فائدہ پہنچ سکتا ہے امید ہے تاجدار دکن کی یہ اپیل صدا بصحرا ثابت نہیں ہوگی بلکہ جہاں قلمرو نظام میں اچھے نتائج پیدا کرے گی وہاں برطانوی ہند کے لئے بھی ایک نمونہ کا کام دے گی مگر یہ صدیوں کے جمود اپیلوں سے کیسے ٹوٹیں گے! اس کیلئے تو شاید قوم کو کبھی انقلابی حربے استعمال کرنے پڑیں۔

مرکزی ادارہ تبلیغ کا مقصد

روزنامہ احسان ۱۰ر جون رقمطراز ہے:-

"ہم سوا سال سے بار بار یہ گذارش کرتے چلے آ رہے ہیں کہ مرکزی ادارہ تبلیغ کا مقصد مسلمانوں کے کسی ایک فرقہ سے نہیں ہوگا اگر ایک فرقے سے ہوتا تو ہم یہ تجویز پیش ہی نہ کرتے کیونکہ بیشتر ادارے موجود ہیں اور وہ خوب کام کر رہے ہیں مقصد یہ تھا کہ اہل سنت شیعہ دیوبند، جمعیۃ العلماء، چکڑالوی وغیرہ تمام علماء ایک مرکز پر اکٹھے ہو جائیں...... یہ مرحلہ خواہ کس قدر ہی دشوار کیوں نہ ہو کہ تمام مسلم فرقوں کے علماء ایک مرکز پر جمع نہیں ہو سکتے لیکن اس نازک دور میں مسلمانوں اور غیر مسلموں میں تبلیغ کی اہمیت اس وقت تک پوری نہیں ہو سکتی جب تک ایسا مرکزی ادارۂ تبلیغ نہ بنے"

کیا یہ مسلمان فرقے اختلافات جن کی رگوں میں رچا ہوا ہے اور خون کیطرح گردش کر رہا ہے اور جن کی فطرت ثانیہ اختلافات بن چکی ہے ان کا ایک مرکز پر کسی تعمیری کام کیلئے جمع ہونا ممکن ہے؟ ایام وقت نے آکر انہیں ایک مرکز پر جمع کرنے کی کوشش کی یہ جمع نہ ہوسکے تو آج محض چند آرٹیکل لکھ

شذرات

{از محمد انعام الحق}

حضرت مجدد زمان کا ایک احسان عظیم

مشہور مصنف جناب عبد الماجد صاحب دریا آبادی مدیر "صدق" نے مولانا محمد علی جوہر مرحوم کے کچھ حالات ڈائری کی شکل میں لکھے ہیں جو پہلے قسط وار اخبار میں چھپے اور اب حیدر آباد دکن کے ایک پبلشر نے انہیں کتابی صورت میں شائع کیا ہے۔ اس میں مصنف موصوف ایک جگہ مسلمانوں کے اختلاف عقائد اور اس بارہ میں نزاع لفظی دباہمی آویزش کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:۔

"آمین بالجہر اور رفع یدین کو آج ہم آپ چاہے جیسا غیر اہم قرار دے لیں لیکن پچاس ساٹھ سال ادھر خود اسی ہندوستان کے اندر کیا کچھ خون خرابہ انہیں مسائل کے صدقہ میں نہیں ہو چکا ہے اور پھر مسئلہ میلاد نبوی اور اس کے اندر مسئلہ قیام العظمۃ للّٰہ، آج آپ یہ خیال کر کے بھلا یہ بھی کوئی اہتمام بالشان مسائل ہو سکتے ہیں چاہے ہنس لیجئے چاہے رو لیجئے لیکن کل تک کس درجہ انکی اہمیت قلوب میں جاگزیں تھی جس وقت ان مسائل کی گرماگرمی تھی کون ایسا تھا جو اس سیلاب کی زد میں آنے سے اپنے آپ کو بچا سکا" (صفحہ ۴۷، ۴۸)

ان فروعی و غیر اہم مسائل کی مضحکہ خیز گرماگرمی اور ان کی وجہ سے باہمی نزاع اور خون خرابہ کے متعلق جناب دریا آبادی کا ارشاد بالکل صحیح ہے ــــــ لیکن کیا کبھی انہوں نے اس پر بھی غور فرمایا ہے کہ دور حاضر میں سب سے پہلے کس نے ان فروعی مسائل و حقیر اختلافات کو نظر انداز کر کے انکی اہمیت گھٹائی؟ ــــــ وہ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؒ قادیانی تھے، جبکہ چاروں طرف ان مسائل کی گرماگرمی تھی اور ہر کوئی اس سیلاب میں بہا جا رہا تھا۔ اس وقت اس مرد خدا نے ان فضول بحثوں اور نقصان رساں اختلافات کو یکسر نظر انداز کر کے اپنی تمام تر توجہ وطاقت مدافعت و اشاعت اسلام پر صرف کی۔ اس طرح قول کے علاوہ اپنے عمل سے مسلمانوں کو صراط مستقیم کی طرف بلایا اور وقت کا سب سے زیادہ ضروری فرض انہیں یاد دلایا ــــــ یہ مجدد زمانؒ کا ایک شاندار کارنامہ اور احسان عظیم ہے۔

فروعی اختلافات کی اصل وجہ

اپنی اسی کتاب میں دریا آبادی صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

"......... بس بعینہ کیفیت ۱۹۲۵ء کے نصف آخر اور ۱۳۴۴ھ کے نصف اول میں ان آنکھوں نے مسئلہ قبور وقباب کی دیکھی ...... ہر مجمع میں ہر محفل میں ہر گھر میں بحث یہ چھڑی ہوئی کہ مزارات پر قبے بنوانا جائز ہیں یا ناجائز، مستحسن یا حرام اور بنے ہوئے قبوں کو باقی رکھنا چاہیئے یا مٹا دینا چاہیئے۔ پھر اگر قبے اتارے جائیں تو ان کا محض اتار دینا کافی ہے یا گرا دیئے بھی جائیں وقس علیٰ ہذا۔ فرنگی محل کے علماء اور ندوہ کے محققین "سچ" کا ایڈیٹر اور جامعہ ملیہ کے اساتذہ سب کے سب اسی بحث میں الجھے ہوئے ایک دوسرے سے گتھے ہوئے ...... نوبت مباحثہ ومناظرہ سے گذر کر مخاصمہ ومجادلہ بلکہ کہیں کہیں مقاتلہ تک آگئی، گھر گھر میں اختلاف کی آگ دوڑ گئی۔ باپ اگر شریفی ہے تو بیٹا سعودی ایک بھائی اگر قبہ شکن ہے تو دوسرا قبہ نواز"

یہ واقعات ہیں، حالات سے باخبر کوئی انسان ان سے انکار نہیں کر سکتا۔ اب بھی فروعی مسائل پر اسی قسم کے شدید اختلافات مسلمانوں میں پیدا ہوتے رہتے ہیں ــــــ وجہ یہ کہ مسلمانوں کے سامنے کوئی بلند مقصد نہیں رہا کسی صحیح تعمیری کام سے انہیں کوئی بھی لگن نہیں۔ وہ معمولی، معمولی باتوں پر اپنی قوت عمل صرف کرتے اور ایک دوسرے سے الجھتے رہتے ہیں ــــــ تحریک احمدیت نے تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کا ایک بلند ترین تعمیری مقصد ان کے سامنے رکھا حضرت مجدد زمان نے وابستگان سلسلہ احمدیہ کے دلوں میں اس مقصد بلند وعزیز کے ساتھ زبردست عشق ووابستگی پیدا کی یہی سبب ہے کہ جماعت احمدیہ بے حقیقت فروعی مسائل میں الجھنے کے شغل فضول کی بجائے تبلیغ اسلام اور اشاعت قرآن کا عظیم الشان کام انجام دے سکی۔

یہ راہ ہر ایک کلمہ گو کے لئے کھلی ہے ــــــ خدا کرے مسلمان بھائی ادھر ادھر بھٹکنے کی بجائے اس صراط مستقیم پر گامزن ہوں۔

انجمن اتحاد المسلمین حیدر آباد دکن

سیاسی امور سے مسلمانوں کی دلچسپی روز افزوں ہے۔ اگر صحیح رہنمائی میسر ہو تو یہ چیز قوم کے لئے کئی لحاظ سے مفید ثابت ہو سکتی ہے لیکن یہ امر باعث تشویش ہے کہ مسلمان سیاسیات میں انہماک کیوجہ سے بعض دیگر ضروری کاموں بالخصوص دینی امور سے بے پرواہ ہو رہے ہیں۔ ہمارے سیاسی اداروں کا فرض تھا کہ قوم کو دین سے غافل نہ ہونے دیتے بلکہ اس کی صحیح دینی تعلیم وتربیت میں حصہ لیتے۔ مگر افسوس انہیں اپنے اس فرض کا احساس اب تک نہیں ــــــ تقریروں اور جلسوں میں گرمی محفل کے لئے کبھی کبھی اسلام اور قرآن کا نام لے دینا کافی نہیں ہو سکتا۔

البتہ انجمن اتحاد المسلمین حیدر آباد دکن کا وجود اس بارہ میں ایک خوشگوار استثنار کا درجہ رکھتا ہے۔ یہ انجمن مسلمانان دکن کی سب سے بڑی اور منظم ترین سیاسی جماعت ہے۔ سلطنت آصفیہ میں اسکو وہی درجہ حاصل ہے جو برطانی ہندوستان میں آل انڈیا مسلم لیگ کو۔ اس کے باوجود یہ انجمن اپنے خالص سیاسی مشاغل کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کی دینی تعلیم وتربیت کا بھی خیال رکھتی ہے گو اس سلسلہ میں اس کی موجودہ سرگرمیوں کو کافی نہیں کہا جا سکتا۔ ان میں بہت کچھ توسیع کی ضرورت وگنجائش ہے۔ دینی لحاظ سے اس انجمن کا سب سے زیادہ مفید وقابل ذکر کام یہ ہے کہ اس نے مسلمانان دکن میں قرآن کریم کے مطالعہ کا ایسا فزا شوق پیدا کر دیا ہے خود اس کے معزز صدر جناب نواب بہادر خانصاحب باقاعدہ درس قرآن دیتے ہیں ــــــ کاش مسلمانوں کی دوسری سیاسی جماعتیں، بالخصوص آل انڈیا مسلم لیگ بھی اس طرف توجہ کریں ہماری دعا ہے کہ انجمن مذکورہ اور اس کے لائق صدر کی کوششوں ہمت میں، اللہ تعالےٰ برکت عطا فرمائے اور انہیں صحیح رنگ میں زیادہ سے زیادہ خدمت واشاعت، قرآن کی توفیق عطا ہو آمین ثم آمین۔

محمودی شوق تکفیر کا مدّ وجزر

جناب خلیفہ صاحب قادیان کے اختراع کردہ مسئلہ تکفیر المسلمین پر گذشتہ ربع صدی میں کئی دور گذر چکے ہیں۔ ابتدا میں خلیفہ صاحب اور ان کے مصاحبین کے شوق تکفیر کی شدت کا یہ عالم تھا کہ غیر از جماعت مسلمانوں کو کافر کہنا ضروری قرار دیا گیا۔ پھر اس "احساس فرض" میں کچھ نرمی پیدا ہوئی۔ پرشور ومجنونانہ اعلان کفر کی بجائے شاطرانہ ایچا پیچیوں اور دروغ مصلحت آمیز کا سلسلہ شروع ہوا "سیاسی مسلمان" کی اصطلاح وضع فرمائی گئی۔ کبھی کبھی حسب ضرورت منافقانہ سکوت سے بھی کام لیا جانے لگا۔ عرصہ سے اس مسئلہ پر جماعت لاہور سے مناظرہ سے انکار ہے اور مسلسل راہ فرار اختیار کی جا رہی ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ شوق تکفیر کی وجہ سے قادیانی اخبارات وفات یافتہ غیر احمدیوں کے نام کے ساتھ بڑے شوق سے "مرحوم" کی بجائے "آنجہانی" کا لفظ لکھا کرتے تھے جیسا کہ غیر مسلموں کے نام کیساتھ لکھا جاتا ہے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ آنجہانی اڑا۔ لیکن "مرحوم" سے یہ بیچارے محروم ہی رہے۔ اب رفتہ رفتہ "مرحوم" کا لفظ بھی لکھا جانے لگا "نور" اکثر لکھتا ہے۔ گذشتہ دنوں خود جناب خلیفہ صاحب نے بھی ایک وفات یافتہ غیر احمدی شیخ نیاز محمد صاحب وکیل ہوشیارپوری کو اپنے خطبہ میں "مرحوم" کہا اور یہ خطبہ "الفضل" میں شائع ہوا۔

بات یہ ہے کہ جس عقیدہ واصول کی کوئی صحیح بنیاد نہ ہو اور محض غلو وذاتی اغراض کی پیداوار ہو وہ معقولیت واستحکام سے محروم ہی رہتا ہے اور اس میں قسم قسم کی تبدیلیاں آئے دن ہوتی رہتی ہیں ــــــ باطل آخر باطل ہے۔

جناب پوپ روما کی اپیل

چند روز ہوئے جناب پوپ نے اپنی ایک نشری اپیل میں فرمایا کہ:۔

"جنگ نے نازک اور ظالمانہ وسعت اختیار کر لی ہے ...... اس دشوار زمانہ میں ہر قوم ایک نئے نظام کے لئے آواز بلند کر رہی ہے اور یہ نہایت اہم ہے کہ صلح وامن میں عیسائی تصورات کارفرما ہیں"

(رہبر دکن ۳ر جون ۱۹۴۴ء)

مسئلہ کی اہمیت اور جناب پوپ کے خلوص سے ہمیں انکار نہیں لیکن صلح وامن میں عیسائی تصورات کو کارفرما کرنے کا نتیجہ ایک المناک غلطی کے اعادہ کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ موجودہ ہولناک جنگ گذشتہ جنگ عظیم کی طرح، تہذیب مغربی کا ایک خونین مظاہرہ ہے اس مادہ پرست تہذیب کو عیسائیت ہی نے جنم دیا یا زیادہ صحیح الفاظ میں یہ تہذیب ناقص نظام حیات اور پولوس اور پادریوں کے خلاف فطرت تشدد کا ردعمل ہے۔ بدنصیب یورپ دراصل عیسائیت کی بدولت ہی مادہ پرستی کے غار میں گرا اور موجودہ ضلالت ومصائب میں مبتلا ہوا۔

دنیا کی ساری قومیں تو رہیں ایک طرف خود یورپ اول تو اس اپیل کو عمل بہرے کانوں سنے گا۔ اگر اس نے نظام نو میں عیسائی تصورات کو دخل دینے کی غلطی کا ارتکاب کیا بھی تو اس کا نتیجہ پہلے سے مختلف نہ ہوگا آزمائے ہوئے کو آزمانا عقلمندی کے خلاف ہے

آخر عیسائیت کے پاس وہ کونسی تعلیمات اصول ہیں جن پر حکومتیں زمانہ امن یا جنگ میں عمل کر سکیں؟ کیا یہ کہ ایک گال پر تھپڑ کھا کر دوسرا آگے کر دو! تمانقاہوں اور راہبوں کا مذہب سلطنتوں اور قوموں کو اپنے سیاسی معاشی اور تمدنی مسائل سلجھانے میں قطعاً کوئی امداد نہیں دے سکتا۔

وہ نظام حیات جس میں دنیا بھر کی قوموں کے مصائب کا علاج موجود ہے صرف اسلام ہے یاد رکھیں کہ اس نسخہ شفا کے بغیر یورپ امن و اطمینان حاصل نہیں کر سکتا۔

ہندوستان میں طبی امداد

آل انڈیا میڈیکل ایسوسی ایشن کی شاخ بمبئی کے ایک اجتماع میں ڈاکٹر بی سی رائے نے ہندوستان میں حفظان صحت اور طبی امداد کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے یہ انکشاف کیا کہ:۔

"ہندوستان کو جو طبی امداد حکومت سے رہی ہے وہ مضحکہ خیز ہے۔ جہاں برطانیہ میں ہر شخص پر اوسطاً ۴۵ روپے سالانہ صرف ہوتے ہیں۔ وہاں ہندوستان میں فی کس صرف ساڑھے تین آنے (۳۰/۲ر) سالانہ صرف کئے جاتے ہیں"

(ریاست ۸ مئی ۱۹۴۴ء)

یہ اعداد تعجب انگیز ہونے کے ساتھ انتہائی افسوسناک بھی ہیں۔ بیشک ہندوستان اور برطانیہ کے معیار زندگی اور اوسط آمدنی میں عظیم فرق ہے لیکن اس فرق کی روشنی میں بھی ہندوستان کو ملنے والی سرکاری طبی امداد بے حد قلیل ناکافی اور غیر منصفانہ نظر آتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستانیوں کی اوسط عمر تمام مہذب ممالک کے باشندوں سے نمایاں طور پر کم ہے۔ انکی جسمانی حالت روز بروز گر رہی ہے۔ وبائی اور متعدی امراض کا زور رہتا ہے۔ اکثر دیہاتی علاقوں میں تو طبی امداد کا انتظام نہ ہونے کے برابر ہے۔

مرکزی اور صوبائی حکومتوں کا فرض ہے کہ اس اہم معاملے کی طرف فوری توجہ دیں۔ اگر انگریزی دواخانوں کی توسیع و ترقی کے ساتھ ساتھ حکومت دیسی طبیبوں کی وسیع پیمانہ پر سرپرستی و حوصلہ افزائی کرے تو نسبتاً آسانی اور کفایت سے ہندوستان کی طبی ضرورتوں کو بڑی حد تک پورا کیا جا سکتا ہے۔

۴۔ ذکر تراسلے کے پیچھے نماز کے عدم جواز کا فتویٰ دیا (اسکا جواب اب شاہ صاحب خود ہی دیں۔ عزیز بخش)

مکرم شاہ صاحب نے جو وجوہ اب اپنے قادیانی جماعت میں شمولیت کے دئیے ہیں یہ سراسر انکی تحقیق حق پر پانی پھیرنے والے ہیں۔ مجھے تو ان کے حال پر رحم آتا ہے اور میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو پھر دہی بصیرت عطا فرمائے۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—— محترم جناب مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی فرماتے ہیں "گھر میں بعض مشکلات اور ابتلاؤں کی وجہ سے میں احباب سلسلہ کی دعاؤں کا محتاج ہوں" سب احباب سلسلہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ مولینا موصوف کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ان مشکلات سے نجات دے آمین۔

—— شیخ محمد طفیل صاحب ایم۔ اے کچھ عرصہ سے بعارضہ بخار علیل ہیں ان کی صحت کے لئے دوست دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے آمین۔

—— جمعدار عبدالجلیل صاحب میرٹھ چھاؤنی سے تحریر فرماتے ہیں کہ انہیں کچھ دنوں سے دمہ کی شکایت ہو گئی ہے اب انہیں نسبتاً افاقہ ہے مگر کمزوری بہت زیادہ ہے ان کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

—— منڈی بہاؤالدین سے عبدالرؤف صاحب ولد مولوی محمد رمضان صاحب لکھتے ہیں کہ "۱۰ جون کو رات کے دو بجے میری والدہ محترمہ پر فالج کا شدید حملہ ہوا ہے مصائب کے مقابلہ میں ظاہری سامانوں کے علاوہ ہمارا مجرب اور محبوب ترین ہتھیار دعا ہے اسلئے احباب سے عاجزی کے ساتھ دعا کی درخواست ہے"

سانحۂ ارتحال

مولوی محمد صدیق صاحب کلیدواہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ چوہدری عبدالکریم صاحب جو پرانے احمدیوں میں سے تھے اور سلسلہ کے مخلص خادم اور شیدائی تھے ایک دن بیمار رہ کر اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

—— اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

مرحوم جماعت کلیدرواہ کی روح رواں تھے اور اسلام کی جیتی جاگتی تصویر تھے انکی وفات سے جماعت کلیدرواہ کو بڑا نقصان پہنچا ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نقصان کی تلافی فرمائے۔ آمین۔

گذشتہ جمعہ مرکز میں مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھا گیا سب بیرونی جماعتوں سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

سید امجد علی شاہ صاحب کے مضمون پر تبصرہ

(از حضرت مولینا عزیز بخش صاحب جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور)

سید امجد علی شاہ صاحب نے اخبار الفضل مورخہ ۸ جون ۱۹۴۴ء میں میرے جماعت احمدیہ میں شمولیت کے وجوہ" کے عنوان کے نیچے نظام قادیانی کے ساتھ مربوط ہونے کی جو وجوہ شائع کرائی ہیں وہ ان کی اپنی کتاب "تحقیق حق" کے دلائل کے خلاف ہیں اور یہ عنوان بھی الفضل نے غلط فہمی پیدا کرنے والا رکھا ہے۔ کیونکہ جماعت احمدیہ میں تو ان کی شمولیت اس وقت سے رہی ہے جب وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں داخل ہوئے نہ کہ اب شمولیت ہوئی ہے جبکہ انہوں نے مذہب مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف مذہب رکھنے والے کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اپنی اس تبدیلی کی وجوہات پر بحث کر کے اخیر میں مختصراً ان کا ذکر یوں کیا ہے کہ "غرض میری اس تبدیلی کی وجوہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) اختلاف کا مستقل بنیاد تفرقہ بن جانا اور فرقہ سازی کا دروازہ احمدیت میں کھلنا۔

(۲) مسلمانوں کی کثرت میں گم ہو جانے کی روش۔

(۳) حضرت مسیح موعود جو حکم و عدل ہے ان پر خود حکم بننے کی کوشش اور نافرمانی۔

(۴) اپنی ترقی کے لئے دوسروں کی تحقیر و بدگوئی کو شعار بنانا۔ اور دوسرے کی بدشہرت سے اپنا نفع تلاش کرنا۔

(۵) بدزبانی کرنیوالوں اور حضرت مسیح موعود کے خاندان سے کھلی دشمنی رکھنے والوں کی امداد اور ان کو پناہ دینا

یہ الزامات وہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے اراکین پر لگاتے ہیں اب میں ان کی اپنی کتاب "تحقیق حق" کے حوالے پیش کرتا ہوں جن میں انہوں نے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے مسلک کو صحیح قرار دیا ہے اور قادیانی مسلک کو غلط اور خلاف مذہب مسیح موعود بیان کیا ہے۔

اول۔ صفحہ ۱۳ پر شاہ صاحب تنظیم کے متعلق تحریر فرماتے ہیں کہ جو تنظیم عقاید حقہ پر ہو وہی قابل شمولیت ہے۔ اور اس عنوان کے نیچے تحریر فرماتے ہیں کہ "فرمان الٰہی ہے تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ پس ہر ایک نیک نیت انسان اس بات پر مجبور ہے کہ عقاید حقہ کی نشر و اشاعت میں معاونت کرے اپنے آپ کو ان افعال سے روکے جن سے غلط عقائد کی معاونت لازم آتی ہو"

اس کے بعد صفحہ ۲۲ کے عنوان "سیاست پر قوت خرچ کرنا خلاف تقویٰ ہے" کے نیچے تحریر فرماتے ہیں کہ دوسرا امر کسی تنظیم میں یہ دیکھنا ہے کہ اس جماعت کی مالی علمی اور جانی قوتیں کیا صحیح راستہ پر خرچ ہو رہی ہیں اگر نہیں تو ان کی معاونت قرآن کریم کی آیت بالا کی خلاف ورزی ہے" پھر سوال کرتے ہیں کہ جماعت قادیان کی جو قوتیں اس وقت سیاسیات پر صرف ہو رہی ہیں کیا یہ حضرت مسیح موعود اور انکی جماعت کے مسلک پر درست ہیں۔

عقائد حقہ کے متعلق شاہ صاحب کی کتاب "تحقیق حق" کی فہرست مضامین پر ہی ایک نظر ڈال لینا کافی ہے جس کے ۸۰ نمبروں میں نہایت جانفشانی اور اپنے علم خداداد سے غیر احمدیوں پر اور قادیانیوں پر اتمام حجت کی ہے مثلاً دیکھو نمبر ۱۳۔ حضرت مرزا صاحب کا تادم وصال یہی مذہب کہ نہ وہ نبی تھے نہ وہ نبی کہلا سکتے ہیں۔

نمبر ۲۴۔ مقام فنافی الرسول اور اس کے متعلق قادیانی دوستوں اور علمائے ظاہر کی افراط و تفریط

نمبر ۳۱۔ حضرت مرزا صاحب کو نبی بنانے کے مصائب۔

نمبر ۳۸۔ مرزا صاحب کا تکفیر مسلمین سے آخر وقت تک انکار۔

نمبر ۴۳۔ مرزا صاحب کو کافر کہنے والا بھی اعمال کا کافر ہے اصل یا حقیقت میں کافر نہیں

نمبر ۴۴۔ موجودہ قادیانی عقیدہ تکفیر مسلمین خلاف مذہب حضرت مرزا صاحب۔

نمبر ۵۰۔ موجودہ جماعت قادیان کا عقیدہ موجودہ عمل . . . .

جس کے ذیل میں ص۹۳ پر شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں

"چنانچہ حضرت مرزا صاحب کا سب سے آخری فرمان ۱۵ مئی ۱۹۰۸ء یعنی وفات سے ایک ہفتہ پہلے جو سر فضل حسین صاحب . . . . کو مخاطب کر کے فرمایا اس امر کا قطعی ثبوت ہے کہ نماز پیشرائط میں ناجوازی کا فتوے نہیں اور اس کی بنیاد اپنا نہ ماننا نہیں بلکہ فتوے تکفیر ہے

نمبر ۵۷۔ سوالات از غیر احمدیاں و قادیانی احمدیاں۔

جن میں چھٹا سوال یہ ہے کہ کیا آپ نے کبھی بلا شرط ہر ایک بیعت میں

جماعت قادیان کیلئے لمحۂ فکریہ

از محترم جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم جھنگ

میں محکمہ پولیس میں تھانیدار تھا جب ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست حق پرست پر بیعت کی اور باوجود ان دنوں میں عام مخالفت کے زوروں پر ہونے کے قادیان میں روحانیت اور علوم کا اندر اور باہر مریدوں کے جوش تبلیغ اور اخلاص کا یہ عالم تھا۔ کہ دنیا بھر کو سلسلہ کے لئے فتح کر لینا اور احمدی بنا لینا صرف دنوں کا کام نظر آتا تھا۔ حضرت اقدس کے . . . . وصال کے تھوڑا ہی عرصہ بعد اس پاک جماعت میں اختلاف کی آگ سلگی۔ جو حضرت نورالدین اعظم کی وفات پر تفرقہ کی صورت اختیار کر کے شعلوں میں بھڑک اٹھی۔ اور اب تک صدی کی سالم تہائی گذر جانے کے باوجود بھی روز افزوں ترقی پر ہے اور کمی کے کوئی آثار نظر نہیں آتے۔ جماعت کے دونوں فریق کا ہر قسم کا زور جو دنیا کے فتح کرنے پر خرچ ہونا تھا۔ ایک دوسرے کی مخالفت پر خرچ ہو رہا ہے جس سے ہر بہی خواہ سلسلہ اور حضرت مسیح موعود کے نام لیوا کو قدرتی طور پر دکھ اور غم ہوتا ہے۔

میں کوئی عالم یا مصنف نہیں ہوں۔ البتہ چالیس سال کا طویل عرصہ سلسلہ عالیہ کے ساتھ منسلک رہنے سے اور اپنی موٹی سمجھ اور علم کی رو سے جو چند موٹی موٹی باتیں اور سیدھے سادے موٹے واقعات اصحاب قادیان کے غور کے قابل نظر آتے ہیں۔ نہایت ادب اور احترام کے ساتھ پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں شاید کچھ مفید ہو سکیں اور مقصود اس جرأت کا محض بھلائی ہے۔ واللہ علیٰ ما نقول وکیل۔

(۱) دس شرائط بیعت مقرر فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ابتداء سے آج تک وہی ہیں اور شرط نمبر ۱۰ میں حضرت اقدس کے ساتھ عقد اخوت کا جو اقرار ہے اس میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور ابتداء سے آج تک ہی عقد اخوت کا اقرار چلا آیا ہے۔ نبوت کا کوئی اقرار نہیں لیا جاتا تھا۔

(۲) حضرت اقدس کے لوح مزار کا کتبہ حضرت اقدس کی صحیح پوزیشن کا سائن بورڈ تھا۔ اور جماعت کے اس زمانے کے صحیح اعتقاد کا مرقع تھا۔ جس میں حضرت اقدس کو مسیح موعود۔ مہدی معہود اور مجدد صد چہار دہم دکھلایا گیا تھا۔ اور منصب نبوت کا اس میں کوئی ذکر نہ تھا۔

(۳) اب تقریباً تہائی صدی کے عرصہ کے بعد کتبہ مذکورہ بالا تبدیل کر دیا گیا ہے اور اس میں سے الفاظ مجدد صد چہار دہم حذف کر دیئے گئے ہیں۔ حالانکہ حضرت اقدس کی پوزیشن دونوں جماعتوں کے درمیان ما بہ النزاع ہے۔ ایسے حالات میں ایک ایسا عمل ایک مذہبی جماعت کی طرف سے میرے خیال ناقص میں دینداری۔ دیانت اور امانت کے خلاف ہے۔

(۴) غیر احمدی میت کے نماز جنازہ کے متعلق حضرت اقدس کے متعدد و صریح فتاوٰے موجود ہیں۔ چنانچہ خود جناب میاں صاحب مکرم نے بھی اپنے ایک خطبہ میں ایک خط کا ذکر فرماتے ہوئے ان فتاوٰے کو تسلیم فرما کر ارشاد فرمایا تھا۔ کہ اس معاملہ پر غور ہو گا۔ اگرچہ آج تک وہ غور مرتبان عمل نہیں ہوا۔

(۵) ان فتاوٰے پر جماعت کا عمل جو حضرت مولٰنا نورالدین اعظم کی وفات تک جاری رہا۔ خود ایک ناقابل تردید امر واقعہ ہے اور روز روشن کی طرح نمایاں ہے۔ کہ اس وقت جماعت کا مذہب کیا تھا

(۶) غیر احمدی کی امامت نماز اگرچہ کتنی ہی اور کیسی ہی شرائط سے مشروط ہے مگر آخر جواز اور رخصت کا حکم رکھتی ہے۔ اور ان شرائط میں بیعت احمدیت کی کوئی شرط نہیں ہے۔ اس صورت میں بھی حضرت اقدس کا مذہب اور قادیان کا موجودہ مذہب بالکل جدا جدا ہیں۔

(۷) حضرت اقدس نے اپنے وصال سے پہلے خدا تعالےٰ کی متواتر وحی کی بناء پر اپنی ذات کے قریب ہونے پر یقین فرماتے ہوئے اپنی جماعت کی رہبری کے واسطے ایک کتاب کی صورت میں الوصیت لکھی۔ اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے لکھی۔ اس ساری وصیت میں ایسی کسی خلافت کا اشارہ تک نہیں جو آج قادیان میں قائم ہے۔ چنانچہ جناب میاں صاحب مکرم نے خود ہی اپنی ایک خطبہ میں الوصیت میں خلافت کا ذکر نہ ہونے کو تسلیم فرمایا ہے

(۸) حضرت اقدس کا اپنا دعوےٰ قرآن کریم کی آیت استخلاف کے رو سے تھا۔ اور ہم سب نے اسی ارشاد الٰہی کے ماتحت آپکو خلیفۃ الرسول مانا۔ اور جس طرح خلفاء راشدین رضی اللہ علیہم سے لیکر ترکوں کے آخری بادشاہ تک سب کے سب اگرچہ ایک دوسرے کے بعد آئے مگر وہ سب کے سب خلفاء رسول تھے۔ یا خلفائے رسول کہلائے ایک دوسرے کے خلیفہ نہ تھے۔ اسی طرح جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود خلیفۃ الرسول ہیں تو پھر خلیفہ کی خلافت کے کیا معنے۔ یہی وجہ ہے کہ اتنی بڑی اور مفصل الوصیت میں حضرت نے اپنے بعد اپنی کسی خلافت کا ذکر یا اشارہ تک نہیں فرمایا بلکہ انجمن کو صریح طور پر اپنا جانشین مقرر فرما کر سب کو مل کر کام کرتے رہنے کی تلقین فرمائی اور تاریخ عالم میں خلیفہ کی خلافت کی کوئی . . . مثال نہیں ہے

(۹) کہا جاتا ہے کہ حضرت اقدس کو جنہیں ۱۸۶۷ء - ۶۸ء سے الہام کا سلسلہ شروع ہوا۔ ۱۸۷۹ء سے ۸۴ء تک براہین احمدیہ لکھی۔ جس میں سینکڑوں الہامات شائع ہوئے۔ اور ان میں کثیر التعداد الہاموں میں آپ کو صریح طور پر نبی اور رسول کہا گیا۔ بلکہ اکثر انبیاء علیہم السلام کے نام دیئے گئے ۱۸۸۲ء میں دعوےٰ مجددیت کیا۔ اور ۱۸۹۱ء سے دعوےٰ مسیحیت موعود کیا۔ (نعوذ باللہ) ۱۹۰۱ء تک اپنے منصب نبوت کے سمجھنے میں غلطی رہی یا جو تعریف آپ محدثیت کی فرماتے رہے۔ وہ دراصل نبوت کی تھی۔ مگر آپ اسے محدثیت سمجھتے تھے اگرچہ حضرت کے اعداء نے ابتداء ہی سے آپ کے منصب کو صحیح سمجھ لیا تھا۔ جیسا کہ انھوں نے اپنے فتوے کفر پر جو حضرت اقدس کے خلاف لگایا تھا۔ دعوےٰ نبوت ہی کو اس کی وجہ قرار دیا اور صاف لکھا تھا۔ کہ "اگرچہ قادیانی نبوت کا دعوےٰ نہیں کرتا۔ محدثیت کا دعوےٰ کرتا ہے۔ مگر جو تعریف وہ محدثیت کی کرتا ہے۔ وہ تعریف نبوت کی ہے۔ گویا اتنے طویل عرصہ تک نبی تو اپنی صحیح حقیقت اور پوزیشن کو نہ سمجھ سکا۔ مگر دشمن سمجھ گئے۔ بلکہ جب دشمنوں نے صحیح سمجھ کر بتلا بھی دیا۔ تو پھر بھی نہ سمجھ سکا۔ اور برابر انکار کرتا رہا۔ بلکہ مدعی نبوت کو ملعون اور خارج از اسلام قرار دیتا رہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۱۰) ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء میں اتنی اہم تبدیلی عقیدہ نہیں واقع ہوئی۔ اور اتنا عظیم الشان انقلاب سلسلہ میں نہیں آیا۔ کہ جس سے کروڑوں مسلمان کافر اور خارج از اسلام ہو گئے۔ مگر خود جماعت میں اور دنیا میں کسی کو کانوں کان خبر تک نہ ہوئی۔ اور نہ ہی کوئی اعلان شائع ہوا۔ بلکہ آج تک بھی باوجود ہر چند مطالبات شدید کے کوئی خاص وقت۔ کوئی خاص دن۔ کوئی ہفتہ کوئی ماہ بلکہ کوئی خاص سال بھی مقرر نہیں کیا جا سکا جس میں اتنی بڑی تبدیلی وقوع میں آئی۔ جس سے اتنا انقلاب عظیم واقع ہوا۔

(۱۱) سلطان القلم حضرت اقدس کے اتنے ضخیم لٹریچر میں یا جماعت کے تمام اخبارات اور تالیفات میں سے کسی میں بھی کوئی اعلان یا نوٹ یا اشارہ تک اتنی بڑی تبدیلی کی بابت جس سے اس قدر عظیم انقلاب واقعہ ہوا۔ نہیں پایا جاتا ہے۔

(۱۲) اتنی بڑی جماعت میں سے باوجود اس قدر شدید مطالبات اور شدید چیلنج کے ایک شخص کو بلکہ خود جناب میاں مکرم کو بھی آج تک جرأت نہیں ہوئی۔ کہ اس تبدیلی کی شہادت دے سکیں۔ کہ فلاں دن یا فلاں ایام میں حضرت اقدس نے یا ان کے پیروی میں یا ان کی ارشاد کی تعمیل میں ہم نے عقیدہ بدل لیا تھا۔

(۱۳) جماعت قادیان سے اس تبدیلی کے بارہ میں حلفی شہادت کا مطالبہ ہوتا ہے۔ اور شہادت کے بارہ میں احکام و تاکیدات قرآنی کا واسطہ دیکر مطالبہ اور شدید تقاضا ہوتا ہے۔ مگر مرکز سے جماعت کو اس حکم کے ساتھ شہادت دینے سے منع کر دیا جاتا ہے کہ فرداً فرداً جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ مرکز سے جواب دیا جاوے گا۔ مگر وہ وعدہ اب تک شرمندۂ ایفاء نہیں ہوا۔ اور جماعت ہے کہ قرآن کریم کے اس قدر تاکیدی احکام کی پرواہ نہ کرتے ہوئے شہادت ادا نہیں کرتی۔

(۱۴) رسالہ فرقان میں کچھ عرصہ سے شہادتوں کا سلسلہ شائع ہو رہا ہے۔ مگر جہاں تک میں نے انہیں دیکھا ہے ان میں سے کوئی بھی ان امور کے متعلق نہیں ہے۔ جن پر حلف کا مطالبہ اور تقاضا تھا۔ اور جن پر جماعت احمدیہ لاہور کے ستر آدمیوں نے اپنی حلفی شہادت شائع کی تھی۔

(۱۵) اس سلسلہ شہادت میں ایک لطیفہ بھی قابل نوٹ ہے۔ بعض پر جوش اصحاب کی شہادت ہے کہ جب انھوں نے ۱۹۰۱ء سے بھی پہلے حضرت اقدس کی بیعت کی تھی۔ تو حضرت اقدس کو نبی سمجھ کر بیعت کی تھی۔ حالانکہ میاں صاحب مکرم فرماتے ہیں۔ کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت اقدس کا نبوت کا دعوےٰ نہ تھا۔ اور آپ دعوئ نبوت کا انکار کرتے تھے۔

(۱۶) دنیا میں یہ تو ایک قاعدہ کلیہ بلا استثناء ہے۔ کہ لوگ اپنے پیشواؤں بزرگوں۔ اور پیروؤں کی شان میں غلو اور مبالغہ کیا کرتے ہیں۔ اور سورۃ فاتحہ سے بھی تین ہی گروہوں۔ یعنی مریدوں دشمنوں اور غلو کرنے والوں کا پتہ چلتا ہے کسی چوتھے گروہ کا ذکر نہیں جس نے کسی نبی کو نبی مان کر یا پیر کو پیر مانتے ہوئے اپنے نبی یا پیر کے رتبہ اور شان کو گھٹایا ہو۔ اور تاریخ عالم میں بھی کوئی گروہ امتی یا مرید ہو کر اپنے نبی یا پیر کی شان اور مرتبہ کو کم کرنے والا نہیں پایا جاتا۔ یعنے ایسی کوئی مثال دنیا کی تاریخ میں نظر نہیں آتی کہ مریدوں نے مرید ہونے کے باوجود اپنے رہنما

کیا اسلام تلوار کے زور سے پھیلا؟

یہ مضمون شبان الاحمدیہ مسلم ٹاؤن لاہور کے ایک اجلاس میں ہمارے نوجوان دوست سید اسد حسین شاہ صاحب نے پڑھ کر سنایا۔

(مدیر)

یہ سوال بہت ضروری و اہم ہے اور تمام مسلمان بچوں کے لئے اس کا صحیح جواب معلوم کرنا لازم ہے۔ ایک طرف بہت مدت سے عیسائی صاحبوں کی طرف سے یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ دین اسلام بہ جبر پھیلایا گیا، دوسری طرف خود بعض ناواقف و تنگ دل علماء اسلام نے بھی اسے مان لیا ہے کہ اس دین میں دوسروں کو زبردستی داخل کرنے کا حکم ہے۔ بلکہ وہ یہ بھی مانتے ہیں کہ آخری زمانہ میں جب اسلام کمزور ہو جائے گا تو خدا تعالیٰ اس کی تائید کے لئے مہدی علیہ السلام کو کھڑا کرے گا جن کا اصل کام یہ ہو گا کہ کافروں کو اسلام کی دعوت دیں اور جو ان کی اس دعوت کو قبول نہ کرے اور اسلام پر ایمان نہ لائے اسے قتل کر دیں۔ غیروں کی غرض سے اور خود بعض مسلمانوں کی بیوقوفی کے باعث اسلام کو بدنام کیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں صاف تعلیم موجود ہے لا اکراہ فی الدین قد تبین الرشد من الغی۔ دین میں کسی قسم کی زبردستی اور جبر نہیں کیونکہ تعلیم ہدایت گمراہی سے الگ اور نمایاں کر کے رکھ دی گئی ہے۔ اس آیت شریف میں نہ صرف یہ امر واضح کیا گیا ہے کہ دین میں جبر نہیں بلکہ اس بات پر ایک روشن دلیل کو بھی پیش کر دیا ہے اور وہ یہ کہ جبر اور زبردستی کی ضرورت تو اس جگہ پڑتی ہے جہاں سچ اور جھوٹ میں فرق قائم نہ کیا جا سکے لیکن جب حق اور باطل میں کھلا کھلا فرق کر کے دکھلا دیا جائے اور انسان کی صحیح فطرت حق کو قبول کرنے کے لئے تیار ہو وہاں زبردستی منوانے کی کوئی حاجت ہی پیدا نہیں ہوتی نہ صرف یہ ایک آیت قرآن کریم میں ہے جہاں صحیح فطرت انسانی کو حق کی قبولیت کے لئے مستعد مانا گیا ہے بلکہ سارا قرآن کریم اس تعلیم سے بھرا ہوا ہے کہ عقل و فکر سے کیوں کام نہیں لیتے؟ کیوں غور نہیں کرتے؟ پہلی قوموں کی تاریخ کو کیوں نہیں پڑھتے یا اسے پڑھ کر اس سے فائدہ کیوں نہیں اٹھاتے؟ افلا تعقلون۔ افلا تتدبرون کے جملے بار بار قرآن میں دہرائے گئے ہیں یا

عقل اور تدبر سے کام نہیں لیتے؟ بھلا سوچنا چاہیئے کہ جو کتاب بار بار اپنے پڑھنے اور ماننے والوں کو عقل و علم کی طرف توجہ دلاتی ہو کیا وہی کتاب یہ تعلیم بھی دے سکتی ہے کہ اگر کوئی شخص اس تعلیم کو قبول نہ کرے تو اس کے اس تسلیم نہ کرنے کی وجہ سے اسے تکلیف پہنچائی جائے یا دکھ دیا جائے یا اسے خالف کر کے زبردستی اس سے کسی بات کو منوایا جائے؟ ہرگز نہیں جو کتاب یہ تعلیم دیتی ہے کہ عقل و علم سے کام لینا چاہیئے وہ کبھی ساتھ ہی یہ تعلیم نہیں دے سکتی کہ لوگوں کو زبردستی اور جبر کے ساتھ کوئی بات منوائی جائے عقل و علم اور زبردستی وجبر دونوں اکٹھے نہیں ہو سکتے پس یہ کہنا کہ قرآن کریم اپنی تعلیم کو دوسروں سے زبردستی منوانا چاہتا ہے بالکل غلط بات ہے دیکھو قرآن کریم میں تو صاف یہ لکھا ہے کہ انا ھدینٰہ السبیل اما شاکرا و اما کفورا۔ ہم نے ہدایت کا رستہ کھول کر رکھ دیا ہے اب جس کا جی چاہے اسے مان کر خدا تعالیٰ کا شکر گذار بن جائے اور جس کا دل چاہے اس کا انکار کرے اور اس طرح نقصان اٹھانے والا ہو۔ ہدایت کی تعلیم کو دین اسلام نے انسان کی مرضی اور اختیار پر چھوڑ دیا ہے اور اس بارہ میں اس پر کسی قسم کا جبر روا نہیں رکھا۔

اسلام کی ابتدائی تاریخ سے بھی یہی بات ظاہر ہوتی ہے کہ دین و مذہب کے معاملے میں نہ تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور نہ آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کسی قسم کی سختی کی نہ کسی شخص کو کبھی مجبور کیا کہ وہ اسلام قبول کرے نہ کبھی کسی قسم کا ڈر اور خوف پیدا کر کے قرآن کو نہیں منوایا بلکہ واقعات اس کے بالکل برخلاف ہیں یعنی ہم تاریخ میں پڑھتے ہیں کہ کافر لوگ ہمیشہ مسلمانوں کو دکھ و تکلیف دیتے تھے اور اس قسم کا ڈر و خوف پیدا کر کے یہ چاہتے تھے کہ مسلمان اپنے دین کو چھوڑ دیں مسلمانوں کے دلوں میں سچائی نے ایسا زبردست گھر کر لیا تھا کہ وہ بڑی سے بڑی تکلیف کو قبول کر لیتے تھے مگر حق بات کا انکار نہ کرتے تھے اب سوچو

کہ جن لوگوں کو سچائی کے مان لینے کے باعث بہت بڑی تکلیفوں اور دکھوں میں سے گذرنا پڑا ہو کیا وہ لوگ خود یہ طریقہ اختیار کر سکتے ہیں کہ اپنی بات کو منوانے کی خاطر دوسروں پر جبر و ظلم کریں؟ ہرگز نہیں۔ جبر اور ظلم تو ہمیشہ کفار کا شیوہ رہا اور سچے مسلمان کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دین و مذہب پر خود عمل کرے پھر اس کی بھلائی و خوبی دوسرے لوگوں کو بتلائے اگر وہ اسے قبول کریں تو بہتر ورنہ وہ ان پر ظلم نہ کرے نہ انہیں کسی بات کو ماننے پر مجبور کرے بلکہ اگر کافر لوگ اس پر ظلم کریں تو وہ ان کے ظلموں اور سختیوں کو خوشی سے برداشت کرے۔

قرآن کریم وہ پہلی کتاب ہے اور اسلام وہ پہلا دین ہے جس نے نہ صرف اپنے لوگوں کے لئے آزادی روا رکھی بلکہ اس کی تعلیم کے مطابق تمام مذہبوں اور دینوں کی آزادی قائم کرنا نیکی کی بات ہے، جیسے کہ فرمایا ولولا دفع اللہ الناس بعضھم ببعض لھدمت صوامع و بیع و صلوٰت و مسٰجد یذکر فیہا اسم اللہ کثیرا۔ یعنی اگر خدا تعالیٰ ظالم لوگوں کے برخلاف دوسروں کو کھڑا نہ کرے تو اس کا نتیجہ یہ ہو کہ خدا کی عبادت کے گھر تباہ ہو جائیں اور ان میں کوئی عبادت کرنے والا نہ رہے۔ گویا تمام مذہبوں کے عبادت خانوں کی حفاظت کرنا مسلمان کا فرض قرار دیا گیا ہے۔ صرف مسجدوں کی حفاظت مسلمان کے ذمہ نہیں بلکہ تمام مذاہب کے عبادتخانوں کی حفاظت کرنا مسلمانوں کے ذمہ ہے جو کتاب یہ تعلیم دے کہ اس کے پیرو تمام مذہبوں کے عبادت خانوں کی حفاظت کریں کیا وہ یہ تعلیم دے سکتی ہے کہ دوسروں کو بہ جبر مسلمان کرو؟ پھر اسی طرح غیر مسلموں سے تعلقات کے بارہ میں قرآن کریم یہ حکم دیتا ہے کہ جن لوگوں نے تمہارے خلاف جنگ نہیں کی اور نہ تمہیں کسی قسم کی تکلیف پہنچائی ہے ان کے ساتھ نیکی اور انصاف کا برتاؤ کرو۔ لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین و لم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم و تقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔ یہ تعلیم کیسی رواداری اور دوسروں سے حسن سلوک کی ہے۔ کیا وہ مذہب جو دوسروں کے ساتھ نیکی اور انصاف کی تعلیم دیتا ہے کبھی یہ کہہ سکتا ہے کہ تم دوسروں کو زبردستی اپنے دین میں داخل کر لیا کرو؟

اب یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ

اگر اسلام میں یہ جائز نہیں کہ ڈر اور خوف کے ذریعہ دوسروں کو اس دین میں داخل کیا جائے تو پھر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے جو جنگیں کیں ان کی کیا وجہ ہے۔ تاریخ اس بات پر گواہ ہے کہ خود آنحضور اور صحابہ نے کفار کے مظالم برداشت کئے حتیٰ کہ اپنے وطن اور گھروں کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا پڑا عزیز و اقارب سے جدا ہونا پڑا، جائداد و اموال سے ہاتھ دھونا پڑا۔ آخر جب دوسری جگہ بھی ظالم مخالفوں نے پیچھا نہ چھوڑا اور مسلمانوں کو دنیا سے نیست و نابود کرنے کیلئے ان پر حملہ آور ہوئے تو اپنی حفاظت کے لئے مسلمانوں نے اپنی مرضی کے خلاف خدا کے حکم کے ماتحت جنگ کی۔ بھلا غور کرو کہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد کتنی تھی اور ان کے بالمقابل کفار تعداد میں کس قدر زیادہ تھے۔ پھر جنگ کے سامان کے لحاظ سے مسلمان بے سروسامانی کی حالت میں تھے اور کفار کے پاس ہر قسم کے ہتھیار تھے مسلمان جنگ سے بالکل ناواقف تھے اور کافر لڑائی کی تدبیروں کے ماہر تھے کون شخص ہے جو یہ کہہ سکے کہ ایسی حالت میں مسلمان اسلئے جنگ کر رہے تھے کہ وہ اپنے دین کو دوسروں سے زبردستی منوائیں۔ انہیں تو اپنی جان کے لالے پڑے ہوئے تھے وہ کب یہ خیال دل میں لا سکتے تھے کہ ہم جنگ کر کے کامیابی حاصل کریں گے اور اس طرح کفار کو زبردستی اپنا دین منوائیں گے۔ مسلمان تو اسی بات کو بہت غنیمت سمجھتے اگر انہیں ان کے دین پر چھوڑ دیا جاتا وہ لڑائی کا خیال دل میں کس طرح لا سکتے تھے اور کس بھروسے پر انہیں یہ یقین ہوتا کہ وہ غالب آئیں گے۔ غرضیکہ تمام ابتدائی اسلامی جنگوں کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ اس زمانہ کی کافر قومیں مسلمان قوم کو ان کے دین و مذہب پر قائم نہ رہنے دیتی تھیں اور اسی دین کی خاطر مسلمانوں کو دنیا سے مٹا دینے پر تلی ہوئی تھیں۔ گویا مذہبی آزادی موجود نہ تھی اور مسلمانوں نے اپنی جان اور ایمان کی حفاظت کے لئے تلوار اٹھائی اور ان طاقتوں کو مٹا دیا جو ضمیر کی آزادی قائم ہونے میں روک بن رہی تھیں ان ظالم حکومتوں کی بجائے مسلمانوں نے ایک غیر جانبدار انصاف پسند حکومت قائم کی جس میں کسی کے دین و مذہب میں جبر منظور نہ تھا بلکہ وہ ہر مذہب و دین کی محافظ تھی۔ مسلمانوں کی حکومت میں نہ صرف مسجدوں کی حفاظت کی جاتی تھی بلکہ عیسائیوں کے گرجوں اور یہودیوں کے معبدوں کی بھی حرمت کی جاتی اور ان کے دینی پیشواؤں

کو اسلامی سلطنت سے وظیفے دیئے جاتے تھے۔ یہ کس قدر ناانصافی اور ظلم کی بات ہے کہ وہ قوم جس نے دوسروں کے عبادتخانوں کو محفوظ کیا اور دوسروں کے مذہبی اماموں کی تنخواہیں مقرر کیں اس کی نسبت یہ کہا جائے کہ اس نے اپنے دین کو منوانے کی خاطر تلوار کو استعمال کیا؟ بعض جاہل ملاؤں نے یہ عقیدہ پھیلا رکھا ہے کہ اسلام میں بلاوجہ کفار کے مقابل لڑائی کرنا اور فتح پاکر دوسروں کو زبردستی اپنے دین میں داخل کرنا اچھی بات ہے، یہ بالکل غلط بات ہے اور جماعت احمدیہ نے اس غلط عقیدہ کو مٹانے کے لئے بہت کوشش کی ہے بلکہ اس جماعت کے بانی حضرت مرزا صاحب نے یہ تبلایا ہے کہ اب اسلام اپنی روحانی اخلاقی طاقت سے پھیلیگا اور مظلومی کی حالت میں رہکر ہی دوسروں پر فتح پائے گا۔ آج ہمیں یہ ضرورت نہیں کہ ہم مخالفین اسلام کے مقابل اپنی جسمانی طاقت اور شان و شوکت کا اظہار کریں بلکہ اس وقت یہ حاجت ہے کہ مسلمان دنیا میں اپنے دین کی خوبصورتی و عمدگی کو پھیلانے والے ہوں۔ حضرت مرزا صاحب نے خدا تعالےٰ سے علم پاکر یہ خوشخبری ہمیں دی ہے کہ تعلیم کے عام ہو جانے کے باعث اور دینی تعصب کے کم ہو جانے کی وجہ سے دنیا اب اس مرحلہ پر آ چکی ہے کہ اگر وہ قرآن کی تعلیم کی عمدگی اور خوبصورتی سے واقف ہو جائے تو وہ اسے قبول کرے گی۔ اسلام کی فتح کا اب یہ ہتھیار ہمارے ہاتھ میں دے دیا گیا ہے کہ جب مسلمان بحیثیت قوم دین پر عمل کرنیوالے ہوں گے اور اپنے نمونہ سے نیز دین اسلام کی اصل تصویر پیش کریں گے اس وقت دوسری اقوام اس دین کی طرف کھینچی چلی آئیں گی ؛

جھنگ میں ایک دن

از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع مسلم مشنری لائلپور

لائلپور مشن کے علاوہ جھنگ کا مشن بھی خاکسار راقم الحروف کے سپرد ہوا ہے ۲۶ مئی جمعہ کی نماز میں نے جھنگ میں ادا کرنی تھی۔ ۱۱ بجے دن میں جھنگ پہنچا۔ لاریوں کے اڈے پر خان بہادر جناب میاں غلام رسول صاحب مہتمم ریٹائرڈ ڈی۔ ایس۔ پی کا ٹانگہ موجود تھا۔ خانبہادر صاحب کی کوٹھی پر پہنچا۔ خان بہادر صاحب اپنے مطب میں بیٹھے تھے جو انہوں نے غربا کی مفت امداد میں کھول رکھا ہے۔ بیسیوں مریض روزانہ فیض پاتے ہیں۔ اس مطب کے علاوہ خان بہادر صاحب نے اپنے خرچ سے ایک خوبصورت مسجد بھی تعمیر کرائی ہے جس میں خود امامت کراتے ہیں۔ نمازیں خشوع خضوع سے ادا کی جاتی ہیں اور کافی رونق ہو جاتی ہے۔ ایک پولیس آفیسر جس نے دوران ملازمت میں بھی تقوی اور راستبازی کا ایک اعلیٰ نمونہ پیش کیا ریٹائرڈ ہونے کے بعد بھی خدا کے فضل و احسان سے ایسی توفیق پاتا ہے کہ اپنے اوقات کا کچھ حصہ مطب میں مخلوق خدا کی خدمت میں گزارتا ہے تو کچھ حصہ مسجد میں خالق کی خدمت کے لئے حاضر ہو جاتا ہے۔ ذالك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذو الفضل العظيم۔ خانبہادر صاحب کے پاس جتنا وقت گذرا انہیں اکثر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے احسانات اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمات کا ذکر کرتے سنا۔ اور ایسا معلوم دیتا تھا کہ یہ بلند و بالا روح جن سرچشموں سے سرشار ہوئی ہے انکا ذکر اسے خاص لذت دے رہا ہے۔

خان بہادر صاحب نے مسجد کے لئے محل وقوع ایسا انتخاب کیا ہے کہ طبیعت پر ایک خاص اثر ہوتا ہے یعنی تثلیث کے مورچہ گرجا کے سامنے توحید کے اس مورچہ مسجد سے پانچ وقت اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند ہو کر ایک خاص کیفیت پیدا کر دیتی ہے۔

دوپہر کے کھانے سے فراغت پر دو بجے مسجد میں گئے اڑھائی بجے خاکسار راقم الحروف خطبہ جمعہ کے لئے کھڑا ہوا۔ مسجد کا کمرہ نمازیوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ وقت کی بات ہے کہ مضمون کچھ ایسا پرسوز ہو گیا کہ بہت سی آنکھیں پر نم تھیں اور دلوں میں رقت تھی۔ خطبہ ایک گھنٹہ تک جاری رہا۔ نماز سے فراغت پر جماعت کی ایک میٹنگ ہوئی۔ احباب نے تجویز پیش کی کہ آج ۲۶ مئی ہے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یوم وصال ہے۔ آج رات ایک پبلک لیکچر کا انتظام کیا جائے اور اہالیان شہر کو منادی کے ذریعہ اطلاع کی جائے۔ احباب نے تجویز بالاتفاق منظور کی اور احباب نے تقسیم کار کرکے اپنے اپنے فرائض کو سنبھال لیا۔ اور اس پر میٹنگ ختم ہو گئی۔

میٹنگ کے بعد قیامگاہ پر کچھ دیر آرام کیا ہی تھا کہ ایک مولوی صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراضات پر مشتمل ایک فہرست لیکر بحث کے لئے تشریف لائے۔ کافی لوگ جمع ہو گئے۔ ڈیڑھ گھنٹہ تک مولوی صاحب ممدوح سے ایک کامیاب بحث ہوئی جس کا نتیجہ بفضل خدا خوشگوار اثر تھا۔ مولوی صاحب ممدوح سے گزارش کیا گیا کہ جو حقائق آپ کے سامنے اس وقت قرآن کریم اور حدیث کی روشنی میں پیش کئے گئے ہیں آپ ان پر ٹھنڈے دل سے غور فرمائیں، اب نہیں تو پھر غور فرماکر جواب دیں۔ میں انشاءاللہ ہر دوسرے ہفتہ یہاں تبلیغی دورہ پر آیا کروں گا۔

عصر کی چائے کے بعد نماز عصر جماعت نے مل کر اپنی مسجد میں ادا کی اور پھر قرآن کریم کا درس ہوا جس میں خاکسار راقم الحروف نے قرآن کریم کی عظمت اور شان کو پیش کیا۔ درس کے بعد قیامگاہ پر پہنچے ہی تھے کہ جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب مکرم سپیشل کلکٹر جھنگ ایک قادیانی وکیل صاحب کی معیت میں ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ وکیل صاحب موصوف سے اختلافی مسائل پر گفتگو شروع ہوئی انہیں توجہ دلائی گئی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات پر جبکہ جماعت میں کوئی تفرقہ نہ تھا جماعت کے اکابرین نے اپنے ہاتھ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جسد مبارک لحد میں اتار کر مزار پر جو کتبہ لگایا وہ جماعت کے متفقہ مذہب کا اعلان تھا اور یہ کتبہ ایک سائن بورڈ تھا جس سے زائرین کو بیک نظر معلوم ہو جاتا تھا کہ اس مزار میں آرام کرنیوالا وقت کا مجدد ہے نبی نہیں مگر آج اس کتبہ کو خلیفہ قادیان نے بدل ڈالا اور بدل ڈالنے میں ہی اپنی خیریت دیکھی۔

وکیل صاحب نے اس چیز پر بہت زور دیا مگر اعتراض کی مضبوط گرفت سے باہر نہ ہو سکے۔ اس کے بعد وکیل صاحب کو توجہ دلائی گئی کہ ہماری طرف سے ایک لمبا زمانہ گذرا جماعت قادیان سے مطالبہ کیا گیا ہے کہ قادیانی حضرات حلفاً بیان دیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں انہیں پتہ لگ گیا تھا کہ آج حضرت مسیح موعودؑ نے دعوےٰ کر دیا ہے اور کہ اس سے قبل حضرت مسیح موعود کو اپنے دعوے میں غلطی لگی رہی مگر ہم نے دیکھا کہ قادیانی جماعت آج تک اس مطالبہ کو پورا نہیں کر سکی۔ ہاں "فرقان" میں جو حلفی شہادتیں درج ہو رہی ہیں ان کا مضمون یہ ہے۔ کوئی کہتا ہے میں نے سنہ ۱۸۹۰ء میں حضرت مسیح موعود کی بیعت کی اور نبی سمجھ کر بیعت کی۔ دوسرا کہتا ہے کہ میں نے ۱۸۹۷ء میں بیعت کی اور حضرت صاحب کو خدا کا نبی اور رسول یقین کرکے بیعت کی آپ خود انصاف سے کہدیں کہ کیا یہ کوئی معقول شہادتیں ہیں تو اس پر وکیل صاحب کے منہ سے بیساختہ نکلا کہ اس قسم کی شہادتیں واہیات ہیں اسلئے کہ ہمارے نزدیک حضرت صاحب نے عقیدہ سنہ ۱۹۰۱ء میں تبدیل کیا تو پھر ۱۸۹۰ء یا ۱۸۹۷ء وغیرہ سنین میں کس طرح نبی سمجھ کر بیعت کی گئی۔

وکیل صاحب سے کہا گیا کہ جو شہادتیں آپ کے نزدیک "واہیات" ہیں آپ کے خلیفہ صاحب اور ایڈیٹر صاحب "فرقان" ان ہی واہیات شہادتوں کا سہارا لے رہے ہیں اور بغیر سوچے سمجھے دھڑا دھڑ ان "واہیات" شہادتوں کو فرقان میں شائع کرتے چلے جا رہے ہیں۔ ان شہادتوں سے ہمارے مطالبہ کا جواب تو مطلق ہو سکتا نہیں البتہ جماعت قادیان کی بے بسی کا مظاہرہ ضرور ہو رہا ہے۔

رات حسب اعلان ایک پبلک لیکچر کا انتظام تھا جلسہ زیر صدارت جناب چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب سپیشل کلکٹر شروع ہوا۔ جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب مہتمم نے قرآن کریم کی تلاوت سے جلسہ کا افتتاح فرمایا۔ اور اس کے بعد خاکسار راقم الحروف کا لیکچر ہوا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یوم وصال کا ذکر کرتے ہوئے حضور کے مقام و کام پر سیر کن بحث کی گئی۔ احمدی جماعت کے کارناموں کا ذکر کرتے ہوئے تبلایا گیا کہ احمدیت خدمت اسلام کا ہی دوسرا نام ہے شہنشاہ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے بہادر جرنیل حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے حفاظت و اشاعت اسلام کا جھنڈا بلند کر رکھا ہے اور آج احمدی فوج سے ظفر موج چار دانگ عالم میں مخالفین اسلام سے جو کبھی لڑائی لڑ رہی ہے۔ اس بہادر اور کامیاب فوج نے آریہ۔ دہریہ۔ عیسائی وغیرہ خطرناک دشمنوں پر ایسی کاری ضربیں لگائیں کہ انہیں اسلام کے منہ آنے کے قابل ہی نہ رہنے دیا۔

اس لیکچر کا اثر پبلک پر خاطرخواہ ہوا اور جلسہ "یوم مسیح موعود" خیر و خوبی سے ختم ہوا۔ ۳

۴ ۲۷ مئی صبح مجھے اپنے پروگرام کے مطابق واپس لائلپور آنا تھا ۹ بجے صبح جھنگ سے واپسی ہوئی۔ غرض اس بار میں جھنگ میں صرف ایک دن رہا مگر دل پر خاص اثرات لیکر آیا۔

عرصہ قیام جھنگ میں خان بہادر صاحب نے جن بزرگانہ نوازشات کو روا رکھا ان کا شکریہ ادا کرنا میں اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں اللہ کریم ایسے نیک اور دردمند بزرگوں کو ہمارے سروں پر دیر تک سلامت رکھے۔ آمین ؛

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے چند نئے ٹریکٹ

غیر احمدیوں اور قادیانیوں میں تبلیغ کا عمدہ ذریعہ

حال ہی میں انجمن نے چند نئے ٹریکٹ شائع کئے ہیں جو غیر احمدیوں اور قادیانی دوستوں میں تبلیغ کے لئے نہایت اچھا کام دے سکتے ہیں، احباب کرام اگر ان ٹریکٹوں کو کثیر تعداد میں منگوا کر ایسے حلقوں میں پہنچائیں جہاں وہ میل جول رکھتے ہوں تاکہ ان سے مسلسل بات چیت اور تبادلہ خیالات کر سکیں تو یہ بہت زیادہ مفید ہوگا یہ ٹریکٹ ذیل کے پتہ سے محصولڈاک بھیجکر دستیاب ہو سکتے ہیں:-

۱- "المصلح الموعود"- یہ حضرت امیر ایدہ اللہ کا ایک پرانا رسالہ ہے جو آپ نے شروع اختلاف سلسلہ کے موقعہ پر لکھ کر شائع کیا تھا، اب حضرت ممدوح نے پھر اس پر نظر ثانی فرما کر بیس صفحات کی تمہید کے ساتھ شائع کرایا ہے، تمہید الگ بھی زیادہ تعداد میں چھپوائی گئی ہے احباب اسے منگوا کر قادیانی دوستوں میں تقسیم کریں تو انشاء اللہ مفید ہوگا۔

(۲) "احمدی اور غیر احمدی میں کیا فرق ہے"- یہ حضرت مسیح موعودؑ کی ۱۹۰۶ء کی ایک تقریر ہے جس میں آپ نے بتایا ہے کہ آپ کی بعثت اور جماعت بنانے کی غرض و غایت صرف وفات مسیح کا منوانا نہیں بلکہ تقویٰ و طہارت اور نیکی و پاکیزگی پیدا کرنا اور علمی اور اعتقادی غلطیوں کی اصلاح اور حقیقت اسلام کو دلوں میں پیدا کرنا ہے یہ ٹریکٹ غیر احمدیوں میں بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے احباب کو اس سے خاص طور پر فائدہ اٹھانا چاہیئے۔

(۳) "حضرت مسیح موعود کی خدمات کا اعتراف" اس ٹریکٹ میں حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق چند مشہور اخبارات اور معاصرین کی وہ رائیں جمع کی گئی ہیں جو انھوں نے آپ کی وفات کے موقعہ پر لکھیں، ان آراء کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود اس شدت اختلاف کے جو آپ کے ساتھ عام طور پر پایا جاتا تھا فہمیدہ طبقہ کی نظروں میں آپ کی علمی، مذہبی اور تبلیغی خدمات کس قدر اہمیت رکھتی تھیں مخالفین کی تائیدی آراء کو پڑھکر نہایت گہرا اثر دلوں پر ہو سکتا ہے، اور ہوتا ہے اسلئے یہ ٹریکٹ بھی غیر از جماعت حلقوں میں خصوصیت سے تقسیم کئے جانیکے قابل ہے۔

(۴) اسی ٹریکٹ کو انگریزی میں بھی Some Opinions on the death of Hazrat Mirza Ghulam Ahmad of Qadian. کے عنوان سے شائع کیا گیا ہے۔ جو انگریزی خواں طبقہ میں انشاء اللہ بہت مفید ثابت ہوگا۔

(۵) ایک اور انگریزی ٹریکٹ Towards the New Order کے نام سے شائع ہوا ہے جو حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر کا انگریزی ترجمہ ہے جو ۱۹۰۲ء کے ریویو آف ریلیجنز سے لیا گیا ہے، یہ ٹریکٹ بھی انگریزی خواں حلقوں میں بہت فائدہ کا موجب ہو سکتا ہے بشرطیکہ نہایت احتیاط سے ایسے لوگوں میں تقسیم کیا جائے جو شوق اور رغبت سے اس کو پڑھنا چاہیں۔

(۶) نیز سید امجد علی شاہ صاحب کی کتاب "تحقیق حق"، جس کا ذکر مکتوب بغداد مندرجہ صفحہ ۱۶ اخبار پیغام صلح ۱۳ر مئی ۱۹۴۴ء میں ہے دفتر جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور سے ۱ر کا ٹکٹ ڈاک آنے پر مفت مل سکتی ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵)

اور رہبر کی شان کو گھٹایا ہو۔ مگر یہاں عجیب بات ہے۔ کہ لاہور کی جماعت کو حضرت اقدس کی شان گھٹانے کا الزام دیا جا رہا ہے۔ یہاں بھی ایک لطیفہ قابل ذکر ہے اگلے دن میں نے ایک قادیانی دوست سے دریافت کیا۔ کہ حضرت اقدس نے تو غیر مکفر۔ مکذب اور متردد کی اقتدا میں نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ اور آپ ہمارے ساتھ بھی نماز نہیں پڑھتے۔ حالانکہ ہم احمدی ہیں۔ تو فرمانے لگے۔ کہ تمہارے مکفر اور مکذب ہونے میں کیا شبہ ہے۔ جب تم حضرت اقدس کو نبی نہیں مانتے بلکہ یہاں تک بھی فرمایا کہ تمہارے اور غیر احمدیوں میں ذرا بھی فرق نہیں ہے۔ جیسے وہ حضرت اقدس کے مکفر و مکذب ہیں ویسے ہی تم بھی ہو انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(۱۷) قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق ہر رسول اپنی رسالت پر اول المومنین ہوتا ہے مگر حضرت اقدس ۱۹۰۱ء تک اپنی نبوت سے صریح انکار فرماتے رہے اگر حضور واقعی نبی اور رسول تھے۔ تو اس صورت میں اس تمام عرصہ انکار میں حضور کی ذاتی حیثیت کے متعلق کیا جواب ہو سکتا ہے نعوذ باللہ من ذالک۔

(۱۸) ابتدا اسلام سے ہی گذشتہ چودہ صدیوں سے ایک غیر مسلم کو اسلام میں داخل کرنے کے لئے صرف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار لیا جاتا رہا ہے۔ مگر اب جب تک حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا اقرار ثابت نہ ہو ایک آدمی مسلمان نہیں بن سکتا بلکہ ایک مسلمان جو آبا و اجداد سے مسلمان ہے وہ بھی خارج از اسلام ہو جاتا ہے تو اس صورت میں سابقہ کلمہ بیکار اور نامکمل ہوگیا۔ اور جدید اور مکمل کلمہ کا ایجاد ضروری ہوگیا۔ مگر جہاں تک مجھے علم ہے۔ ایسا کوئی کلمہ اب تک ایجاد نہیں ہوا۔

(۱۹) نمازوں میں التحیات کے سلسلہ میں جس النبی پر سلام کیا جاتا ہے۔ اس سے مراد اور مقصود حضور سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اس میں شہادت بھی حضور کی عبودیت اور رسالت کی ہے۔ حضرت مرزا صاحب کی نبوت کا کوئی دخل نہیں۔ بلکہ مجھے ذاتی طور پر اچھی طرح یاد ہے کہ ایک بار جب حضور سے سوال ہوا کہ حضور پر صلوٰۃ اور درود کس طرح بھیجا جایا کرے۔ تو حضور نے درود شریف میں کسی تبدیلی یا ایزادی کو روا رکھنے کے بجائے صریحاً ارشاد فرمایا۔ کہ انہیں آل محمد کے مفہوم اور زمرہ میں داخل سمجھ کر درود اور صلوٰۃ میں شامل کیا جائے چنانچہ جہاں تک میرا علم ہے دونوں جماعتوں بلکہ ہر احمدی کا تعامل آج تک یہی ہے۔

۳

(۲۰) رویت ہلال عید کا مشہور واقعہ

مدرس کی ضرورت

ایک معزز غیر از جماعت دوست کے بچوں کی تعلیم کے لئے جن کی عمریں ۷ سال ۵ سال اور ۳½ سال ہے ایک قابل مدرس کی ضرورت ہے جنہیں ہمیشہ بچوں کے ساتھ رہنا ہوگا اور انہیں انگریزیت نہیں بلکہ انگریزی زبان سکھانی ہوگی قرآن کی تعلیم باعمل دینی ہوگی، عربی زبان میں انہیں ماہر کرنا ہوگا۔

تنخواہ اور دیگر امور کے متعلق ذیل کے پتہ پر خط و کتابت کی جائے۔

عبداللہ جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اعلان

احباب جماعت کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ انجمن کے کاروبار میں سہولت پیدا کرنے اور کام کو زیادہ بہتر بنانے کے لئے حسب ذیل طریق کار کو ملحوظ رکھیں

(۱) خط و کتابت ذاتی ناموں کی بجائے محض عہدے کے نام کی جائے۔ اس طرح جواب جلدی مل سکے گا۔

(۲) ہر قسم کی رقوم چندہ وغیرہ کسی کے نام سے نہ بھیجی جائیں۔ بلکہ مخاطب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام روانہ کی جائیں۔

(۳) مفت لٹریچر کے لئے جائنٹ سکرٹری صاحب کو لکھا جائے۔

(۴) تبلیغ کے سلسلہ میں اسسٹنٹ سکرٹری صاحب شعبہ تبلیغ کو لکھا جائے

(۵) تحصیل چندہ و اخبارات کے سلسلہ میں اسسٹنٹ سکرٹری صاحب تحصیل سے خط و کتابت ہو۔

(۶) شعبہ آنریری تبلیغ کے لئے مہتمم صاحب آنریری تبلیغ کو لکھا جائے۔

جنرل سیکرٹری

ارشاد امیر

۱- بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

۲- بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔

۳- بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کیلئے کچھ خرچ کرنیکی عادت ڈالو۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم   نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ؛ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر
ایس۔ محمد آصف۔ بی اے

جائنٹ ایڈیٹر
شیخ محمد انعام الحق

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ دین اسلام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۹ جمادی الثانی ۱۳۶۳ھ م ۲۱ جون ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۴

مسٹر روزویلٹ کی دُعا

خدا پرستی ہی موجودہ عذاب سے بچا سکتی ہے

چند دن ہوئے امریکہ اور برطانیہ نے یورپ پر حملہ کیا ہے یہ حملہ موجودہ جنگ عظیم کا سب سے بڑا معرکہ ہے۔

موجودہ عالمگیر جنگ کو اگر آگ اور خون کا سمندر فرض کیا جائے تو یہ معرکہ آگ اور خون کی دو مہیب لہروں کا تصادم ہے اس تصادم کے نتائج موجودہ جنگ میں فیصلہ کن ثابت ہوں گے طرفین کی تیاریاں عظیم الشان ہیں اور ٹکر اتنی زبردست ہے کہ تاریخ انسانی میں ایسی ٹکر کبھی ہوئی نہیں اس حملہ میں کامیابی کے لئے مسٹر روزویلٹ صدر جمہوریہ امریکہ نے مورخہ ۷ جون کو ریڈیو پر حسب ذیل دعا براڈ کاسٹ کی:۔

(۱) میں اپنے امریکن بھائیوں کو اس مصیبت کے وقت اپنے ساتھ دعا میں شامل ہونے کی دعوت دیتا ہوں (۲) اے قادر مطلق ہماری قوم کے قابل فخر بیٹوں نے ہماری جمہوریت مذہب اور تہذیب کی حفاظت کے لئے ایک منظم کوشش جاری کی ہے۔ (۳) تو انہیں صداقت کے راستہ پر چلا۔ تو ان کے بازوؤں کو قوت، دلوں کو استقلال اور عقیدوں کو پختگی دے۔ (۴) انہیں تیری برکتوں کی ضرورت ہے! ان کی راہ لمبی اور سخت ہے۔ دشمن قوی ہے فتح تیرے اختیار میں ہے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ اگر تیرا فضل شامل حال ہو تو ہمارے بیٹے دشمن پر ضرور فتح پائیں گے (۵) وہ دن رات سرگرم عمل رہیں گے حتیٰ کہ عروس فتح ان کے قدم چوم لے گی۔ اندھیرا شور اور شعلوں سے ابھر جائے گا۔ لوگوں کے دل جنگ کے نعروں سے دہل جائیں گے (۶) یہ لوگ ابھی ابھی امن و آسائش کے محلات سے نکلے ہیں۔ ان کی جنگ لوٹ کے مال کے لئے نہیں ہے۔ یہ آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں تاکہ تیرا انصاف دنیا میں قائم ہو اور تیرے بندے اچھی صفات اختیار کریں۔ یہ جنگ کے اختتام تک محاذ میں رہیں گے اور پھر اپنے گھروں کو لوٹ آئیں گے (۷) ان میں سے بعض واپس نہیں آئیں گے یہی تیری حکومت میں تیرے بہادر غلام ہیں۔ (۸) اے قادر مطلق ہمارے والدین ہمارے بچوں، ہماری بیویوں ہماری بہنوں ہمارے بھائیوں اور ان بہادروں کی مدد کر جو سمندر پار ہیں۔ (۹) اے قادر مطلق کاش ایسا ہو کہ دعا کے آخری الفاظ ہمارے لبوں پر ہوں اور تیری مدد آ پہنچے (۱۰) اے ہمارے مالک ہمیں اپنی ذات پر اعتماد و یقین کی توفیق دے۔ اور ہمیں ایک دوسرے پر بھروسہ کرنے کی بھی توفیق عطا کر۔ (۱۱) ہم تیری برکتوں کے کثیر لشکر کے ساتھ دشمن پر ٹوٹ پڑیں گے۔ تو ہمیں اپنے وطن کی حفاظت اور دوست قوموں سے محبت اور اقوام عالم میں رشتۂ مودت قائم کرنے کی توفیق عطا کر، وہ رشتۂ مودت جس کی بنا امن آشتی پر رکھی جاتی ہے، وہ امن و آشتی جو جہاد زندگی کا صلہ اور بہشت حریت ہے۔

اے قادر مطلق تیری مرضی پوری ہو کر رہے گی۔ آمین۔"

صدر روزویلٹ کی اس دعا کو اخبارات میں پڑھ کر یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ مغربی انسان کی سرکش روح اس جنگ کی ہولناکیوں کو دیکھ کر اپنے خالق کے حضور سرنگوں ہو کر عہد الست کا اقرار کر رہی ہے اور خدا تعالےٰ بڑے زور آور حملوں سے اپنی ہستی کو ان مادہ پرست اقوام سے منوا رہا ہے اور مغربی تہذیب کے بت خدائی جبروت کے سامنے لرزہ براندام ہیں ان اقوام کو جنگی ساز و سامان پر بھروسہ تھا Sea Power پر بھروسہ تھا! لیکن اللہ تعالےٰ نے ایک خطرناک عذاب ان پر مسلط کر کے واضح کر دیا ہے کہ ساز و سامان اور مادی قوتوں سے بڑھ کر بھی ایک طاقت ہے جو ان سامانوں اور مادی قوتوں کو انتہائی کمزوری اور بے بسی میں بدل سکتی ہے کیا آج مغربی اقوام کی مادی طاقت ہی ان کے لئے انتہائی مشکلات کا باعث نہیں؟

اور باوجود غیر معمولی سامانوں اور تیاریوں کے ان پر واضح نہیں ہو گیا کہ وہ بے بس ہیں اور کسی اور طاقت کے بس میں ہیں جو فتح کو شکست اور شکست کو فتح میں بدل سکتی ہے لیکن اس بے بسی کے پیش نظر خدائی جبروت کا لمحاتی اقرار کوئی اہمیت نہیں رکھتا کیونکہ مغربی تہذیب کی روح رواں خدا تعالےٰ کی ہستی نہیں بلکہ مادیت ہے قومیت ہے دولت ہے اور خدا تعالےٰ کی بجائے اس مادی تثلیث کی پرستش کی جا رہی ہے، لیکن یہ خداوندان باطل مغرب کو موجودہ عذاب کے چنگل سے چھڑا نہیں سکتے جب تک کہ اس کا سر صحیح معنوں میں آستانۂ خداوندی پر نہ جھک جائے اور وہ اپنی مادی اقدار کو بدل کر روحانی مذہبی اور اخلاقی اقدار کو قائم نہ کرے اور اپنی اجتماعی اور انفرادی زندگی [illegible] ثابت نہ کرے کہ وہ مادہ پرست نہیں، بلکہ خدا پرست ہے، اور اس خدا پرستی کی علامت ایک یہ ہے کہ تمام انسانوں کو جو ایک خدا کا کنبہ ہے مساوی حقوق دیئے جائیں اور ان کی مساوات کو فلاسفی کی بنیاد قرار دیا جائے مغربی اور مشرقی، کالے اور گورے آریہ اور سامی اختلافات کو یکسر مٹا دیا جائے۔

مسٹر روزویلٹ نے اپنی دعائیہ تقریر میں کہا ہے "یہ آزادی کے لئے لڑ رہے ہیں تاکہ تیرا انصاف دنیا میں قائم ہو .... ہم تیری برکتوں کے کثیر لشکر کے ساتھ دشمن پر ٹوٹ پڑیں گے تو ہمیں اپنے وطن کی حفاظت اور دوسری قوموں سے محبت اور اقوام عالم میں رشتۂ مودت قائم کرنے کی توفیق عطا کر" وغیرہ وغیرہ۔

دعا کے یہ مذکورہ فقرات اگر محض خطیبانہ فقرات نہیں تو اس وقت شرمندۂ معنی ہو سکتے ہیں جبکہ انسانی مساوات کو صحیح معنوں میں مانا جائے۔ وطنیت اور اوطان پرستی کو خیرباد کہہ دیا جائے اور تمام رنگ و نسل کے اختلافات کو اصولی طور پر غلط اور باطل قرار دیا جائے آزادی اور انصاف سے تمام قوموں کو حصہ دیا جائے۔ تاکہ اس عملی مساوات کو دیکھ کر برطانیہ اور امریکہ کی محکوم اقوام بھی بے ساختہ پکار اٹھیں کہ مسٹر روزویلٹ کی دعا محض ایک اضطراری حالت نہ تھی بلکہ وہ قلبی کیفیت تھی جس کا اثر انسان کے عمل پر بھی پڑتا ہے اور جو انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں ایک حقیقت بن جاتی ہے۔ مسٹر روزویلٹ کی دعا اگر ایسے ہی جذبہ

افسوسناک وفات

جناب سید مدثر شاہ صاحب کے خط سے معلوم ہو کر بڑا افسوس ہوا کہ سید لال شاہ صاحب برق پشاور ۱۱ جون کو انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم پرانے احمدی تھے دعا ہے اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔ آمین

متفرق خیالات

جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کو او۔بی۔ای کا خطاب

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی مسرت سے سنی جائے گی کہ ہمارے محترم دوست جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی آئی۔سی۔ایس کلکٹر بمبئی کو ملک معظم نے اپنی سالگرہ کے موقعہ پر او۔بی۔ای کا خطاب عطا فرمایا ہے ہم اس اعزاز پر میاں صاحب موصوف کی خدمت میں مبارکباد عرض کرتے ہیں دعا ہے اللہ تعالےٰ اس اعزاز کو میاں صاحب موصوف کیلئے آیندہ ترقیات کا پیش خیمہ بنائے اور دینی خدمات کا موجب بنائے۔ آمین۔

جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کی مالی قربانی

گذشتہ اشاعت میں حضرت قبلہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم و مغفور کی وصیت کے متعلق قارئین پیغام صلح پڑھ چکے ہیں لیکن حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم نے اولاد بھی ایسی نیک اور صالح چھوڑی ہے کہ جس کا نمونہ قابل رشک ہے حضرت ڈاکٹر صاحب کے خلف الرشید میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کا اعلائے کلمۃ الحق کے لئے مالی جہاد کسی تشریح کا منت کش نہیں لیکن اس کا ذکر اخبار میں اسلئے کیا جاتا ہے تاکہ دوسرے دوستوں کے قلوب میں ایسے ایثار کی تحریک پیدا ہو۔ میاں صاحب موصوف نے تراجم قرآن فنڈ کے سلسلہ میں ایکہزار روپیہ دینے کا وعدہ فرمایا تھا لیکن ادائیگی کے وقت بجائے ایک ہزار روپیہ کے گیارہ سو روپیہ ادا کیا یعنی ایک سو روپیہ اعزاز کی خوشی میں دیا اور اس کے علاوہ ۱۲۵۸-۳-۶ روپیہ سال رواں کا چندہ پیشگی ادا فرمایا۔ میاں صاحب موصوف کا مالی جہاد سلسلہ کے نوجوان دوستوں کے لئے قابل تقلید اور قابل رشک ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ میاں صاحب کو بیش از پیش دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت نبی کریمؐ کی فلم کے خلاف پروٹسٹ کا نتیجہ

پچھلے دنوں اس خبر کے مشہور ہونے سے کہ ہالی وڈ کی ایک فلمساز کمپنی حضرت نبی کریم صلعم کی ایک فلم تیار کرنے والی ہے تمام اسلامی دنیا میں بے چینی اور اضطراب کی ایک لہر دوڑ گئی اور مسلمانوں نے اس کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی اسلامی دنیا کے اس پروٹسٹ کے پیش نظر اعلان کیا گیا ہے کہ ہالی وڈ کمپنی نے حضرت بانئ اسلام کی فلم کی تیاری کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ خوشی کی بات ہے کہ تمام اسلامی دنیا کے جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس فلمساز کمپنی نے اپنے اس ارادہ کو ترک کر دیا۔

گنہگاروں کی نجات

جناب میر اسمٰعیل صاحب نے الفضل مورخہ ۱۳ رجون ۱۹۴۴ء میں ایک مضمون "مغفرت الٰہی کی کیفیات اور نظارے" لکھا ہے جس میں آپ نے بیان کیا ہے کہ آپ کے ذہن پر ایک ربودگی طاری ہوئی اور اس ربودگی کے عالم میں آپ نے میدان حشر کی سیر کی اور قریباً ۳۵ آدمیوں کی مغفرت کا نظارہ دیکھا ان میں سے بیسواں آدمی ایک مرد مومن تھا جس کے اعمال کم تھے اس کے نیکی کے پلڑے میں اس کا گھوڑا گھوڑے کا چارہ اور اس کے گھوڑے کی لید اور پیشاب وغیرہ تک ڈالے گئے یہاں تک کہ وہ پلڑا اس کی غفلتوں اور گناہوں کے پلڑے سے بھاری ہوگیا اور وہ اپنے اسی گھوڑے پر سوار کر جنت کی طرف روانہ ہوگیا اس قسم کے انھوں نے ۳۵ بخشش کے نظارے دیکھے۔

مشہور رومی شاعر دانتے نے اپنے شاہکار Divine Comedy "الٰہی طربیہ" میں جنت اور دوزخ کی سیر کو بیان کیا ہے معلوم دیتا ہے میر صاحب پر اس کتاب کو پڑھکر ہی ربودگی طاری ہوئی ہے ہمیں خوشی ہے کہ قادیانی جماعت میں بھی ایک "دانتے" پیدا ہوگیا لیکن ان قادیانی دانتے صاحب سے ایک امر دریافت طلب ہے کہ حضرت آپ کے سامنے چالیس پچاس قسم کے گنہگاروں کو نجات ملی اور بیشمار قسم کے گنہگار بہشت میں داخل ہوتے گیا ان میں سے کوئی غیر احمدی اور جماعت لاہور کا فرد بھی تھا؟ یا اس مشہور مثل کے مطابق سب قادیانی ہی تھے جو ایک چوہڑے سے کہا تھا کہ سب کالی چمڑی والے ہی بہشت میں تھے اور اس سے کسی نے پوچھا کوئی ہندو اور مسلمان بھی تھا تو اس نے جواب دیا "کہ بہشت نہ ہویا کچھ کھانہ ہویا"

کیا ہم جناب میر صاحب سے توقع رکھیں کہ وہ ہمارے اس سوال پر کچھ روشنی ڈالیں گے؟

معاصر الفضل کا ایک مضمون

الفضل مورخہ ۱۴ رجون ۱۹۴۴ء میں ایک مضمون فیض علی صاحب صابر جو ماسٹر فقیر اللہ صاحب کے اقربا میں سے ہیں شائع ہوا ہے جس میں لکھا ہے کہ امیر جماعت لاہور کا یہ موازنہ بھی کہ جو قادیانی جماعت لاہور میں شامل ہوئے ہیں وہ بہ نسبت ان افراد کے بہتر ہیں جو قادیانی ہوتے ہیں سراسر پراپیگنڈہ ہے۔ دوم جماعت لاہور میں شامل ہونے والے جس قدر بھی ہیں ان میں سے النادر کالمعدوم ہوں گے جو قادیان سے تعزیری طور پر خارج کر دیئے جانے کے بعد امارت "غیر مبائعین" میں پناہ گزیں نہیں ہوتے وغیرہ وغیرہ۔

اس کے علاوہ لکھا ہے حضرت سید محمد احسن صاحب مرحوم کی مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی سے مشابہت ہے جناب ڈاکٹر سید طفیل حسین شاہ صاحب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے طفیلی ہیں جناب مولانا یعقوب خاں صاحب۔ سید اختر حسین شاہ صاحب۔ مولانا احمد یار صاحب مولانا عمر الدین صاحب شملوی اور خاکسار راقم الحروف میں سے زیادہ تر ایسے ہیں جو مرکز سے خارج شدہ ہیں نیز جناب شیخ عبد الرحمان صاحب مصری کی ذات میں یہ خصوصیت ہے کہ وہ مرکز کے پروردہ ہیں وغیرہ وغیرہ

حضرت سید محمد احسن صاحب مرحوم جیسے جلیل القدر انسان اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ممتاز صحابی کی مولوی محمد حسین بٹالوی جیسے معاند سلسلہ سے مشابہت قائم کرنا قادیانی پیر پرستوں کا ہی حصہ ہے جو پیر پرستی کے جذبہ میں اتنے اندھے ہوچکے ہیں کہ انہیں ان دونوں میں نمایاں فرق نظر نہیں آتا بلکہ مشابہت نظر آتی ہے اس اندھے پن کا دنیا میں کوئی علاج نہیں۔ دوسرے ہمیں علم نہیں کہ جناب سید طفیل حسین شاہ صاحب کے متعلق ایسا سوقیانہ ریمارک کیوں دیا گیا کیا یہ ہمیں دعوت دی گئی ہے کہ ہم بھی جماعت قادیان کے عمائد کے متعلق ایسے ریمارک دیا کریں کہ وہ معاشی اور سماجی لحاظ سے خلیفہ صاحب کے طفیلی ہیں لیکن ہم اس قسم کے ادنیٰ اشارات کو پسند نہیں کرتے امید ہے کہ معاصر الفضل بھی ایسے عامیانہ اشارات سے اجتناب کریگا جناب سید طفیل حسین شاہ صاحب اپنے مسلسل مالی جہاد اور ذاتی تقویٰ اور نیکی کیوجہ سے جماعت احمدیہ لاہور کے ایک ستون ہیں ان کو طفیلی لکھنا چاند پر تھوکنا ہے۔

باقی یہ کہنا کہ ہم لوگ نہایت ہی شاذ و نادر ایسے ہیں جو قادیان سے خارج شدہ ہیں ایک صریح غلط بیانی اور جھوٹ ہے بلکہ یہ ایسے لوگ ہیں جو تحقیق کے بعد جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہوئے نہ کہ ادھر جانیوالوں کی طرح اختلاف عقیدہ رکھ کر کسی ذاتی عداوت اور بغض کی وجہ سے جماعت لاہور میں شامل ہوئے

اس کے علاوہ جناب شیخ عبد الرحمان صاحب مصری کے متعلق یہ کہنا کہ وہ تمہارا ہے

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

اعلان نکاح حکیم مبارک عبد اللہ صاحب دیپ گراں سے اطلاع دیتے ہیں کہ ۹ بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ مسماۃ خورشید بیگم ہمشیرہ احمد صادق صاحب کلرک صدر دفتر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کا نکاح ایم خلیل الرحمٰن صاحب بی۔ایس۔سی۔بی۔ٹی کے ساتھ بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر ہوا۔ خطبہ نکاح الحاج حکیم مولوی محمد یحییٰ صاحب نے پڑھا۔ اس خوشی میں ایم خلیل الرحمٰن صاحب نے مبلغ پانچ روپے بطور عطیہ اشاعت اسلام کے لئے عنایت فرمائے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے مبارک اور باعث مسرت بنائے آمین

— محترم چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب سپیشل کلکٹر لائلپور بیمار رہتے ہیں احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ جناب چوہدری صاحب موصوف کے لئے خصوصیت سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت کامل عطا فرمائے آمین۔

— جناب ایم کے رحمان صاحب شوگر فیکٹری رامپور نے اپنے صاحبزادہ محمد داؤد الرحمٰن کی میٹرک کے امتحان کی کامیابی پر انجمن کو پانچ روپیہ بطور عطیہ دیئے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ صاحبزادہ مذکور کی اس کامیابی کو آیندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق دے۔

سانحۂ ارتحال یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی حزن و ملال کے ساتھ سنی جائے گی کہ جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم جھنگ کی ہمشیرہ صاحبہ انتقال فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے ہمیں اس صدمہ میں محترم خان بہادر میاں غلام رسول صاحب اور دیگر افراد خاندان سے گہری ہمدردی ہے۔

(ب) یہ خبر بھی جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی حزن و ملال کیساتھ سنی جائے گی کہ جناب ڈاکٹر نظیر الاسلام صاحب کے والد ماجد مولوی عبد الرحمٰن صاحب جکدار کشمیر کچھ عرصہ بیمار رہ کر وفات پاگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالےٰ مولوی صاحب مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور ڈاکٹر صاحب موصوف اور دیگر افراد خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین

شذرات

{از محمد انعام الحق}

عبادت اور دعا کی اہمیت

...نے جن وسیع تیاریوں اور غیر معمولی ساز و سامان کیساتھ یورپ میں نیا محاذ کھولا ہے اس کی تفصیلات سے اخبار بین حضرات بخوبی واقف ہیں۔ بہت بڑی بحری، بری اور ہوائی فوج، چار ہزار بحری جہازوں اور گیارہ ہزار طیاروں نے اس میں حصہ لیا اسی سے دوسرے لوازمات اور سامان حرب کا اندازہ فرما لیجئے۔ دنیا کی تاریخ میں اس قدر وسیع جنگی تیاری کی کوئی دوسری مثال نہیں ملتی۔ لیکن اتحادی اس آزمائش کے وقت ان عظیم الشان تیاریوں اور عدیم المثال حربی سامان کے باوجود خدائی امداد کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔

ملک معظم نے ۶ جون کو لندن سے سلطنت برطانیہ کے باشندوں کے نام جو پیغام نشر کیا ہے اس میں وہ فرماتے ہیں:

"میں اپنے باشندوں سے متانت کے ساتھ مطالبہ کرنا چاہتا ہوں کہ دعا اور عبادت کریں۔ ہم اپنی سابقہ اور موجودہ خامیوں سے غافل نہیں ہم خدا سے دعا کریں وہ ہم کو ہماری مرضی نہیں بلکہ اپنی مرضی پورا کرنے کے قابل بنائے .... ہم جو اس سرزمین میں دب رہ جائیں گے دعا کر کے محکوم یورپ کے مصائب میں مؤثر طور پر شرکت کر سکتے ہیں دعا سے ہم اپنے ملاحوں اور سپاہیوں اور ہوا بازوں کے عزم کو مستحکم کر سکتے ہیں جو قیدیوں کو آزاد کرانے جا رہے ہیں"

(رہبر دکن ۸ جون ۱۹۴۴ء)

عام حالات میں انسان خواہ کچھ ہی کہے اور کرے لیکن آزمائش اور مصیبت کے وقت وہ صرف مادی ساز و سامان پر کلی بھروسہ نہیں کر سکتا بلکہ خدائی امداد اور غیبی طاقت کا طلبگار ہوتا ہے۔ جنگ سے قبل یورپ کو خدا بہت ہی کم یاد آتا تھا لیکن جنگ کی قیامت خیز مصیبت نے اسکو خدا اچھی طرح یاد دلا دیا۔

جو لوگ عبادت اور دعا کی طاقت اور اہمیت کے منکر ہیں یا جو یہ خیال کرتے ہیں کہ یورپ پوری طرح مادہ پرستی میں غرق ہونے کی وجہ سے اب خدا کو یاد ہی نہیں کر سکتا۔ اور اس کو مذہب و روحانیت کی طرف متوجہ کرنا سعی لا حاصل ہے ـــــ کیا وہ ملک معظم کے اس پیغام پر ٹھنڈے دل سے غور کریں گے؟

ایک قابل تعریف سیاسی خطبہ صدارت

انجمن اتحاد المسلمین حیدر آباد دکن کا ذکر ان کالموں میں متعدد بار آ چکا ہے۔ یہ ایک سیاسی جماعت ہے اس کے مقاصد و مشاغل بھی زیادہ تر سیاسی ہیں۔ گذشتہ دنوں اس کا سالانہ اجلاس جناب نواب بہادر خان صاحب کی صدارت میں بمقام ورنگل منعقد ہوا۔ ان کے خطبہ صدارت کے آخری حصے کی چند سطریں سننے کے قابل ہیں:-

"آپ چاہے مجھے رجعت پسند کہیں مگر میں آپ کے موجودہ مسائل کا واحد علاج آپ کے مسلمان ہو جانے میں سمجھتا ہوں مسلمان ہو جانے سے میری مراد یہ ہے کہ آپ کا زاویۂ فکر اور نقطۂ نظر اسلامی ہو جائے آپ حالات کا اسلامی نظر سے مطالعہ کرنے لگیں اور معاملات کو اسلامی فکر سے سوچنے لگیں۔ اس کیفیت کے پیدا کرنے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی بامعنی تلاوت کو اپنا وظیفۂ حیات بنائیے اور روز کم سے کم یہ سوچئے کہ آپ اسلام سے کس قدر قریب یا دور ہو رہے ہیں"۔

(روزنامہ رہبر دکن ۲۵ مئی ۱۹۴۴ء)

کاش اسی قسم کی کوئی آواز، ایسی ہی کوئی حیات بخش تلقین مسلمانوں کی دوسری سیاسی جماعتوں، بالخصوص آل انڈیا مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے بھی کبھی سنائی دے مسلمان کو کسی حالت میں اپنے دینی فرائض سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔ مسلمانوں کی سیاسی جماعتوں کے کچھ دینی فرائض بھی ہیں جنہیں افسوس وہ فراموش کئے ہوئے ہیں۔

"لیمزقنہم کا تازہ ثبوت" محمودی

حضرات کی مغالطہ اندازیوں کی طرح ان کی خود فریبیاں بھی بہت عجیب و غریب ہوتی ہیں۔ جناب خلیفہ صاحب کے مصاحب خاص اللہ دتہ عرف ابو العطا صاحب جالندھری اپنے رسالہ "فرقان" میں مندرجہ بالا عنوان سے لکھتے ہیں کہ:-

"اکابر غیر مبائعین کی اندرونی حالت اور باہمی روابط پر گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں۔ نا معلوم مولوی محمد علی صاحب سب کچھ جانتے بوجھتے کیوں کہہ دیتے ہیں کہ لیمزقنہم کا الہام پورا نہیں ہوا........ جناب خان بہادر میاں محمد صادق صاحب ...... مورخہ ۱ مارچ کو مسجد اقصیٰ قادیان میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت خلافت کر کے جماعت احمدیہ قادیان میں شامل ہو گئے الحمد للہ۔ کیا مولوی صاحب کے نزدیک ابھی لیمزقنہم کا الہام پورا ہوا یا نہیں؟"

(مارچ ۱۹۴۴ء صفحہ ۱۳)

چند افراد ذاتی اغراض یا فرضی و غیر معقول شکایات کی بنا پر جماعت لاہور سے قطع تعلق کر کے جماعت قادیان میں شریک ہو گئے اگر یہ بات لیمزقنہم کا ثبوت ہے تو پھر متعدد جلیل القدر قادیانی علماء اور اعلیٰ تعلیم یافتہ نوجوانوں مثلاً مولانا شیخ عبد الرحمان صاحب مصری، مولانا یعقوب خان صاحب، مولانا عمر الدین صاحب شملوی مولوی احمد یار صاحب، سید اختر حسین صاحب اور شیخ محمد آصف صاحب کی جماعت لاہور میں شرکت کے متعلق کیا ارشاد ہے؟ ان اصحاب نے کس الہام کے ثبوت میں محمودی غلو کی دلدل سے نکل کر جماعت لاہور کا صحیح مسلک قبول کیا؟

حقیقت یہ ہے کہ لیمزقنہم میاں صاحب کی ایک ناتمام تمنا تھی جس نے الہام کا رنگ اختیار کر لیا آج ان کے مرید اس نام نہاد الہام کے ثبوت میں مضحکہ خیز دلائل پیش کر کے دنیا اور اپنے آپ کو فریب دینے کی کوشش فرما رہے ہیں۔

فیصلہ کن فرق

لیمزقنہم کے ثبوت میں ماسٹر فقیر اللہ صاحب اور جناب میاں محمد صادق صاحب کی جماعت قادیان میں شرکت کو پیش کرنا بہت ہی مضحکہ خیز دیدہ دلیری ہے۔ ماسٹر صاحب کے بھائیوں کے ساتھ گہرے پرائیویٹ تعلقات کا راز افشا ہو چکا ہے۔ جناب میاں محمد صادق صاحب کی روش اور پوزیشن بھی عیاں ہے۔ علاوہ ازیں وہ اعلان کر چکے ہیں کہ میرے عقائد وہی ہیں جو مفتی محمد صادق صاحب مولوی شبلی مرحوم سے بیان کر چکے ہیں یعنی وہ عملاً محمودی عقائد کو غلط قرار دیتے ہیں۔

اختلاف کے بعد اب تک جماعت لاہور کے کچھ افراد محمودی جماعت میں شریک ہوئے اور بہت سے اس جماعت سے نکل کر ہمارے ہاں آ گئے۔ لیکن ان تبدیلیوں میں ایک بین اور فیصلہ کن فرق ہر ایک کو نظر آئے گا۔

(۱) محمودی جماعت میں شامل ہونیوالے افراد زیادہ تر دنیوی فوائد و اغراض اور ذاتی شکایات کی بنا پر ہم سے علیحدہ ہوئے اور ان کے عقائد میں بالعموم کوئی تبدیلی نہیں ہوئی اگر ہوئی بھی تو کافی عرصہ کے بعد۔

(۲) محمودی جماعت سے قطع تعلق کر کے جو اصحاب جماعت لاہور میں شریک ہوئے انھوں نے غلو اور غلط عقائد کی وجہ سے وہاں سے تعلق توڑا۔ ان میں سے اکثر نے تبدیلی جماعت کے وقت ہی اپنے عقائد کی تبدیلی اور اس کی وجوہ کا واضح طور پر اعلان کیا۔ یہ ایک فیصلہ کن اور بصیرت افروز فرق ہے۔

پورا ریکارڈ اخبارات کی فائلوں کی صورت میں موجود ہے اس سے بآسانی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ عقائد و تحقیق کی بنا پر کتنے آدمی جماعت لاہور سے نکل کر محمودی بنے اور کتنے محمودیوں سے قطع تعلق کر کے جماعت لاہور میں شریک ہوئے۔ یہ زیر بحث مسئلہ کے متعلق محمودی دعاوی کی صحت و عدم صحت کا فیصلہ کرنے کی آسان صورت ہے جس کی کئی مرتبہ دعوت دی جا چکی ہے۔

کیا مولوی اللہ دتہ صاحب اور خلیفہ صاحب کے دوسرے مصاحبین میں اس...

تراجم قرآن فنڈ

میں جماعت حیدرآباد دکن کا حصہ

حیدرآباد دکن کی مختصر سی جماعت کی طرف سے تراجم قرآن فنڈ میں قریباً ڈیڑھ ہزار روپے کے وعدے موصول ہوئے تھے سوائے ایک وعدہ کے ان تمام کی رقم داخل خزانہ انجمن ہو چکی ہے۔ جو ایک وعدہ باقی ہے اس کی رقم بھی انشاء اللہ جلد وصول ہو جائے گی اس فنڈ میں سب سے بڑا عطیہ:-

مبلغ ایک ہزار روپیہ جناب مولوی عبد الباسط صاحب انجینیر نے مرحمت فرمایا۔ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب موصوف و دیگر معطیان کرام کو جزائے خیر اور بیش از بیش خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین ثم آمین)

(محمد انعام الحق۔ از حیدرآباد دکن)

ستیارتھ پرکاش اور مسلمان

مسلمانوں کو اس کتاب کے خلاف کیوں شکایت ہے؟

(از جناب مولوی دوست محمد صاحب ایم بلڈنگ لاہور)

(قسط نمبر ۱)

کچھ عرصہ سے اسلامی ہند میں یہ سوال بڑے زور و شور سے زیر بحث آرہا ہے، کہ آریہ سماج کے بانی سوامی دیانند کی مشہور و رسوا ئے عالم تصنیف ستیارتھ پرکاش کو کیوں نہ ملک معظم ضبط کر لیا جائے۔ یہ سوال کوئی نیا نہیں، قبل ازیں متعدد مرتبہ یہی سوال زیر بحث آچکا ہے، اور ان مجروح دلوں سے جو اپنے مذاہب اور پیشواؤں کے متعلق ان ناپاک الفاظ کے پڑھنے کی تاب نہیں لا سکتے یہ آواز کئی مرتبہ بلند ہو چکی ہے کہ اس ناپاک کتاب کو جو ملک معظم کی رعایا میں منافرت پیدا کرنے اور ایک دوسرے کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے کا موجب ہوئی ہے، جس قدر جلد ضبط کر لیا جائے بہتر ہے۔

منافرت پھیلانیوالی کتاب

ہمارے قارئین کو یاد ہوگا کہ ۱۹۱۸ء میں "پیغام صلح" کی متعدد اشاعتوں میں اسی موضوع پر لکھا جاتا رہا اور خود ستیارتھ پرکاش سے وہ الفاظ نقل کئے گئے جن میں عیسائیت اور حضرت مسیح علیہ السلام اور محمد رسول اللہ صلعم ہندو برہمنوں اور اوتاروں اور بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ایسے ایسے ناپاک کلمات کا استعمال کیا گیا ہے کہ کوئی سنجیدہ اور مہذب انسان انہیں پڑھنے کی تاب نہیں لا سکتا، وہ الفاظ اس قابل نہیں کہ انہیں پھر نقل کر کے قارئین کرام کے دماغ کو پراگندہ کیا جائے۔ لیکن اس حقیقت کا انکار نہیں ہو سکتا کہ اس کتاب کو بار بار شائع کر کے آریہ سماج نے تمام ملک میں منافرت اور فساد کا بیج بو دیا ہے جس کی وجہ سے آئے دن قتل و خونریزی تک نوبت پہنچ جاتی ہے چنانچہ حال ہی میں لاہور میں، ستیارتھ پرکاش کے چھپے ہوئے پمفلٹوں کو دیا سلائی دکھانے اور ایک ہندو کو قتل کرنے کے الزام میں نو مسلمان گرفتار ہو چکے ہیں آریہ سماج بجائے اس کے کہ اس واقعہ سے کوئی سبق حاصل کرتی اس کو اور بھی زیادہ لاکھوں کی تعداد میں شائع کرنے اور اس منافرت اور فساد کو اور زیادہ بڑھانے کا اہتمام کر رہی ہے جو بہت ہی افسوسناک امر ہے۔

ستیارتھ پرکاش کا اثر سماجی مقررین و مصنفین پر

اس سے بھی زیادہ افسوسناک امر یہ ہے کہ ستیارتھ پرکاش کے ان مضامین سے متاثر ہو کر آریہ سماجی مصنفین و مقررین کا قلم و دہن اس درجہ خراب ہو چکا ہے اور بقول شخصے ؎

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا می رود دیوار کج

انھوں نے سوامی دیانند سے جو فیض حاصل کیا ہے وہ اور بھی زیادہ تکلیف دہ ثابت ہوا ہے یہ آئے دن کے ہندو مسلم فسادات اور قتل و مقاتلہ کے واقعات اسی ناپاک لٹریچر کا نتیجہ ہیں جو آریہ سماج نے ستیارتھ پرکاش کی تقلید میں پیدا کیا ہے "رنگیلا رسول" کی کتاب "کلیات آریہ مسافر" "راجپال کا رنگیلا رسول" اور اسی قسم کی بہت سی کتابیں ہیں جن کے نام اس وقت یاد نہیں اس لٹریچر کی ان شاہکاروں میں سے ہیں جن کو دیکھ کر اور تو اور خود سنجیدہ آریہ لیڈر بھی ان کی عفونت سے تلملا اٹھتے ہیں لاگھاسی رام ایک آریہ سماجی لیڈر نے مدت ہوئی اخبارات میں اس بات کی شکایت کی تھی کہ

ایک آریہ سماجی لیڈر کے خیالات

"اپنے مخالفین اور ان کے مذہب کے واسطے جو الفاظ ہم استعمال کر سکتے ہیں وہ دل خوش کن نہیں ہم ہر کس و ناکس کے ساتھ بحث کو جھگڑا کرنے کو کھڑے ہو جاتے ہیں ایسے لوگ بھی ہمارے درمیان پائے گئے جنہوں نے سن بلوغت میں قدم نہیں رکھا جنہوں نے ابھی پرائمری تعلیم بھی ختم نہیں کی اور جن کو دنیا اور اس کے آدمیوں کا تجربہ کم و بیش دنیا کے کسی علم و عقل کے جانچنے ہوئے ہیں۔ ایک مبلغ جیسے شاید کر سکتے اور ان کے خلاف بیان کر سکتے ہیں ہمارے اخبار صرف ان اشخاص کی شہرت کو بڑھانے کا کام نہیں کر رہے جن کا رتبہ ہم مختصر سے بکار ہیں ایسے دوستوں اور ہم مذہبوں کے نیک نام کے بھی یہ دھبے ہیں جو کہ زور سے کڑی نسبت میں بھی ہمارے ساتھ سینہ سپر رہتے ہیں، اور جنہوں نے ہمارے واسطے مردانہ وار لڑائی کی ہے دوسروں کی معمولی سے معمولی کمزوریوں کو سخت اخلاقی جرم کی حد تک پہنچا دینا ہمارے واسطے معمولی بات ہے مخالفین کی بھیانک تصویر کھینچنی اور ان کے ادنی لغزشوں کو خطرناک گناہ کے درجہ تک ظاہر کر دینا ہمارے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے ہمارے لیکچرار دیگر مذاہب کی قابل اعتراض الفاظ میں ہجو کرنے کو پسند کرتے ہیں ہمارا وہ لیکچرار زبردست سمجھا جاتا ہے جو کہ دوسروں کے نہایت ہی پاک اور پیارے اصولوں پر گندہ مذاق اڑا کر سامعین کے پیٹ میں بل ڈال دے ہماری عقل و دانش اسی بات میں پائی جاتی ہے کہ ہم دوسروں کے عقائد پر تمسخر اڑائیں اور اس کا نام ہم نے صاف بیانی رکھا ہوا ہے ہمارے مصنف بھی جن سے ہم کچھ بہتر امید کر سکتے ہیں عوام کے کمینے ذائقہ کے پیچھے چل کر خود کو بھی گرا دیتے ہیں وہی نقص جو ہماری تقریر کو بگاڑ رہا ہے وہی ہماری تحریر کا ستیاناس کر رہا ہے آریہ سماج کا کوئی اخبار یا رسالہ اٹھاؤ آپ ایڈیٹر اور نامہ نگاروں کو دوسروں کی میل دھونے کے گندے کام میں مشغول پائیں گے۔ جن کا کام ہم نے سمجھ رکھا ہوا ہے وہ کیا اپنے محسن محمدیوں، عیسائیوں سناتنیوں کے مذہبی عقائد و مسائل پر ناواجب حملوں کا گندے الفاظ میں مجموعہ، بجائے اس کے کہ وہ راگ کی امداد سے آتما کو پرماتما کی یاد میں محو کر دیں وہ اسے بعض اوقات کی گندی اور سڑی ہوئی نالی میں دھکیلتے ہیں، ان کے مصنف علم عروض سے کورے اور محض تک بند ہیں وہ یا تو علم عروض کو جانتے ہی نہیں یا وہ اس قدر مغرور ہیں کہ اس کی پرواہ نہیں کرتے .... ہمارے کمینہ جذبات کو بھڑکاتے اور غیر دیدک دھرمیوں کی ہمدردی کو ہم سے دور کر کے ان کے دلوں کو دکھاتے ہیں ..... ہمارے بھجنوں کے شوق نے بعض منڈلیاں بنا ڈالی ہیں جو جلسوں پر گاتے ہیں اور حاضرین کے دلوں میں نفرت کا زہریلا اثر بھرتے ہیں، اس بد تہذیبی کے ہم یہاں تک غلام ہو چکے ہیں کہ ہم نے اخلاق اور ادب کو خیرباد کہہ دیا ہے"

اس تحریر کا لفظ لفظ اس حقیقت پر شاہد ہے کہ ستیارتھ پرکاش کی تعلیم آریہ سماجیوں کے اخلاق کو بگاڑنے اور نفرت و عناد کے بیج کو جو سوامی جی نے ڈالا تھا ایک ایسا تناور درخت بنانے کا موجب ہوئی ہے جس کے سایہ میں قتل و خونریزی اور بلوہ و فسادات کے واقعات آئے دن ہوتے رہتے ہیں۔

مہاتما گاندھی اور حکومت یوپی کی شکایت

اس حقیقت کا اعتراف گاندھی جی کو بھی ہے جنہوں نے کچھ عرصہ ہوا جیل میں ستیارتھ پرکاش کو مطالعہ کرنے کے بعد ایسی ہی رائے کا اظہار کیا تھا، ایسا ہی گورنمنٹ صوبجات متحدہ نے ۱۹۱۵-۱۴ء کی ایڈمنسٹریشن رپورٹ میں یہ الفاظ لکھے ہیں:۔

"ان (آریہ صاحبان) کی کتب مناظرہ میں درشت کلامی کرنے میں کوئی نمایاں کمی نہیں ہوئی جس میں کہ مثل سابق سچائی و معقولیت کا مطلق لحاظ نہیں رکھا جاتا"

فرمایئے جس کتاب، اور اس کے پیدا کردہ اثر کے متعلق خود آریہ سماجی لیڈروں مہاتما گاندھی جیسے کٹر ہندو لیڈر اور حکومت کے شعبہ انتظامیہ کی یہ رائے ہو، جس کے الفاظ تیر و نشتر سے بڑھکر ہزاروں انسانوں کے دلوں کو مجروح کر چکے ہوں اور کرتے رہتے ہوں۔ اس کی اشاعت اور دوسری زبانوں میں تراجم کرانا کہاں تک مفید اور قابل ستائش ہو سکتا ہے، اور اس کے خلاف آواز بلند کرنے والوں کو کوسنا کہاں تک قابل ستائش ہے۔

سنجیدہ اعتراضات یا گالیاں

بعض آریہ اخبارات مسلمانوں کی صدائے احتجاج اور چیخ و پکار پر یہ خیال کرنے لگتے یا جان بوجھ کر یہ پراپیگنڈا کرتے ہیں کہ ستیارتھ پرکاش کے اعتراضات اس درجہ وزنی اور معقول ہیں کہ مسلمانوں کے پاس ان کا کوئی جواب نہیں .....

....

.... اسی وجہ سے وہ ستیارتھ پرکاش کی کثرت اشاعت پر زور دیتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ اس ذریعہ سے وہ مسلمانوں کے ایمانوں کو کمزور کر کے اسلام سے لوگوں کے دلوں کو پھیر سکتے ہیں، یہ خیال صحیح نہیں، ستیارتھ پرکاش کے متعلق جو شکایت مسلمانوں اور دوسرے مذاہب کو ہے وہ اس وجہ سے نہیں کہ اس کے اندر کوئی معقول اعتراضات کئے گئے ہیں بلکہ اس وجہ سے شکایت ہے کہ اس میں تمسخر و استہزاء اور گندہ زبانی سے کام لیا گیا ہے۔

اس کا جواب بیشک مسلمانوں کے پاس کوئی نہیں، اور نہ ان کے اندر اتنی بے غیرتی پائی جاتی ہے کہ اپنے پاک مذہب اور قرآن سے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے ناپاک کلمات سن سکیں یا ان کی اشاعت کو گوارا کر سکیں جو ستیارتھ پرکاش یا دوسرے آریہ سماجی لٹریچر میں پائے جاتے ہیں۔ میرا مقصد ان لوگوں کی حمایت کرنا نہیں جو ان اعتراضات پر بھڑک کر قتل و مقاتلہ پر اتر آتے ہیں، قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا کسی طرح بھی جائز نہیں لیکن ان گالیوں کی اشاعت کو روکنے کی کوشش کرنا جو ستیارتھ پرکاش کے اندر پائی جاتی ہیں ایک مسلمان کا فرض اور اسلامی غیرت کا تقاضا ہے۔ آریہ سماج اگر متانت و سنجیدگی کے ساتھ اعتراض کرے اور تمسخر و استہزا اور سب و شتم کو چھوڑ کر اسلامی تعلیمات پر نکتہ چینی کرے، تو اس پر غور بھی کیا جا سکتا ہے اس کا جواب بھی دیا جا سکتا ہے لیکن گالیوں کا جواب سوائے اس کے نہیں کہ اسکو روکنے کی کوشش کی جائے تاکہ عوام الناس کے جذبات بھڑک کر فساد پیدا نہ ہو۔

ستیارتھ پرکاش کی تعلیمات سے انحراف

ایک اور پہلو سے بھی ستیارتھ پرکاش اس قابل نہیں کہ اس کی اشاعت پر آریہ سماج اس قدر اصرار سے کام لے۔ اسکی وہ تعلیمات جو خود آریہ سماج سے تعلق رکھتی ہیں ان کو سماج عملاً اور اعتقاداً چھوڑ چکی ہے۔ بدھوا وواہ (نکاح بیوگاں) کو ستیارتھ پرکاش میں ناجائز قرار دیا گیا ہے اور اس کی جگہ نیوگ کو ضروری ٹھہرایا گیا ہے، یہ بجائے خود ایسی تعلیم ہے، جو دنیا میں بداخلاقی اور حرامکاری کو رائج کرنے کا ذریعہ ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک آریہ سماجی اخبار کے قول کے مطابق سوائے چند جوشیلے اشخاص کے سب سنجیدہ آریہ سماجی اس مسئلہ کا ذکر آتے ہی ندامت سے سر چھپا لیتے ہیں،، نہ صرف یہی بلکہ آج آریہ سماج سوامی دیانند کے علی الرغم بدھوا وواہ پر اس قدر زور دے رہی ہے کہ معلوم ہوتا ہے ستیارتھ پرکاش سے اسے کوئی تعلق ہی نہیں، چہ جائیکہ اسے سماج کی دھرم پستک میں شمار کیا جائے، یہاں تک کہ نکاح بیوگان کو قانونی صورت دینے کی کوشش کی جا رہی ہے،

وید ابھی تناسخ کی تعلیم کے خلاف جو ستیارتھ میں پائی جاتی ہے، تو اسے پاک تو اکثر مندل آریہ سماج میں بن چکے ہیں جو تناسخ کی عملی تردید ہے،

ستیارتھ پرکاش کو بند کیا جائے

پس وہ کتاب جو دوسرے مذاہب کے متعلق نفرت و حقارت کا بیج دلوں میں بوتی اور فتنہ و فساد کے جراثیم پھیلانے کا موجب ہے، وہ کتاب جس کی تعلیمات اخلاق اور تہذیب سے گری ہوئی ہیں، اور سنجیدہ آریہ سماجیوں کا سر اس کی ناپاک تعلیمات کی وجہ سے ندامت سے جھک جاتا ہے وہ کتاب جس کی تعلیمات کو خود آریہ سماج چھوڑ چکی اور اعتقاداً اور عملاً اس سے انحراف کر چکی ہے ہرگز اس قابل نہیں کہ اس کی اشاعت کو جائز قرار دیا جائے، یا اس کی کسی رنگ میں حمایت کی جائے آریہ سماج کو چاہیئے کہ خود ہی اسکی اشاعت کو بند کر دے تاکہ ملک سے فتنہ و فساد کے وہ جراثیم اس کتاب سے پھیلتے ہیں مفقود ہو جائیں۔

سہ ماہی امتحان دینیات کے متعلق ضروری اعلان

سہ ماہی دوم مختتمہ جون ۱۹۴۴ء ۲ جولائی کو بروز اتوار سیرت و تاریخ کے مضمون کا ہر درجہ کا امتحان ہوگا جو برادران شامل ہونا چاہیں ۲۴ جون تک اپنا پورا پتہ دے کر پرچہ سوالات منگوائیں۔ کورس ہر درجہ کا پیغام صلح میں کئی بار شائع ہو چکا ہے۔ سیرت و تاریخ کا حسب ذیل ہے:۔

درجہ اول۔ سیرت خیر البشر مصنفہ حضرت مولینا محمد علی صاحب۔ ایم اے۔

درجہ دوم۔ تاریخ خلافت راشدہ

درجہ سوم۔ سیرت عائشہ صدیقہ (ملک تاج الدین صوفی منڈی بہاؤ الدین) سیرت صحابہ و سیرت صحابیات (دار المصنفین اعظم گڑھ)

درجہ چہارم۔ الفاروق مصنفہ مولینا شبلی۔ تاریخ بنو امیہ۔ تاریخ ہسپانیہ۔

درجہ پنجم۔ تاریخ بنو عباس۔ حروب صلیبیہ۔ حالات سلطان محمود۔ حالات اورنگ زیب

عزیز بخش جائنٹ سکرٹری

نیو ورلڈ آرڈر کی تقسیم

تقریباً تمام جماعتوں کو کتاب نیو ورلڈ آرڈر بھیجی جا چکی ہے۔ اور جہاں جماعتیں نہیں ہیں فرداً فرداً اصحاب کے نام بھی کتب ارسال کی جا چکی ہیں۔ بعض اصحاب نے اپنے حلقہ احباب میں تقسیم کے لئے متعدد کاپیاں منگوائی ہیں۔ امید ہے کتاب ایسے ہاتھوں میں دی جائے گی جو اس کے اہل ہوں۔ نیز یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن اصحاب میں کتاب تقسیم کی جائے ان کی ایک فہرست دفتر میں ضرور بھجوا دیں۔ تاکہ دفتر میں اس کا ریکارڈ رہے اور ایسے اصحاب کو جن کو پہلے کتاب مل چکی ہو دفتر سے دوبارہ کتاب نہ بھیجی جائے اس کے متعلق میں نے اکثر اصحاب کے نام خطوط بھی ارسال کئے ہیں توقع ہے کہ احباب یہ تکلیف گوارا فرما کر شکر گذار فرمائینگے

مرتضیٰ خاں
اسسٹنٹ سکرٹری

(بقیہ متفرق خیالات)

پروردہ میں ایسا ہی ہے جیسا کہ فرعون نے حضرت موسیٰ کو کہا تھا تم ہمارے پروردہ ہو اس طرح تو پروردہ کا لفظ ہر ایک پر استعمال ہو سکتا ہے یہ جناب خلیفہ صاحب کو بھی اس سے مستثنیٰ نہیں کیا جا سکتا۔

جماعت لاہور میں شامل ہونیوالے اسلئے بہتر اور اعلیٰ درجہ کے لوگ ہیں کیونکہ وہ جماعت لاہور میں شامل ہو کر بلند مقام پر پہنچے اور اختلاف عقیدہ رکھ کر جماعت میں شامل نہیں ہوئے اور جو ادھر گئے وہ سب کس مپرسی کی حالت میں ہی ہے شاید اس کی یہی وجہ ہو کہ جو آدمی ادھر سے جاتا ہے بوجہ اختلاف عقائد کے جناب میاں کو اس پر اعتماد نہیں ہوتا۔

مؤذن کی ضرورت

مسلم ٹاؤن کی مسجد کے لئے ایک خادم کی ضرورت ہے جو اذان دے سکے اور مسجد کی صفائی اور حفاظت اور دیگر کام متعلقہ مسجد سر انجام دے سکے تنخواہ کا فیصلہ بذریعہ خط و کتابت

جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

درخواست دعا

اخویم شیر محمد صاحب اختر ہیڈ کلرک احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے والد ماجد بعارضہ کاربنکل اور ذیابیطس میو ہسپتال میں بیمار ہیں، احباب سلسلہ ان کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں اللہ تعالےٰ انہیں شفا عطا فرمائے

آمین

اعلان نتیجہ امتحان دینیات

سہ ماہی اول کے قرآن کریم کے درجہ دوم کے امتحان میں صرف سید سکندر شاہ صاحب کوہاٹ شامل ہوئے تھے جنہوں نے نمبروں سے بیاسٹھ نمبر حاصل کئے ہیں۔

عزیز بخش۔ جائنٹ سکرٹری

دُعا

نوٹ:۔ جناب چوہدری سلطان علی صاحب بد ملہی نے مندرجہ ذیل دعائیہ نظم کہی ہے تاکہ سلسلہ کے دوسرے بزرگ بھی ان کے لئے دعا فرما سکیں امید ہے بزرگان سلسلہ جناب چوہدری صاحب موصوف کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں گے۔ (مدیر)

جہان خواہش کرکے ظلم بسیار　　ہے بندہ بدترین ٹھہرا گنہگار
ترا در چھوڑ کر جائے کہاں وہ　　سوا تیرے نہیں جب کوئی غفار
یہ ہے بڑھ کر تری رحمت غضب سے　　تجھی سے مغفرت کا ہے طلبگار
کر اسکو جیتے جی مرحوم و مغفور　　کہ آئندہ وہ ہو جائے نکوکار
نکوکاری ہی کیتے ہے آخرت ہو　　نکو فضل سے مردہ بہرہ دار
تری رحمت سے وہ نا امید کیوں ہو　　ہے لا تقنطوا کی جسے گفتار

الٰہی تو حبیب اپنے کے صدقے
علی کے حال پر رحم کر بسیار

متفرقات

رشتوں کے بارہ میں ایک ضروری گذارش

حضرت مسیح موعود کے اس فرمان کے پیش نظر کہ احباب جماعت کو رشتوں ناطوں کے تعلقات حتی الوسع جماعت میں ہی کرنے چاہئیں تاکہ باہم محبت و مودت کے تعلقات استوار ہوں۔ ہماری انجمن نے احباب کی سہولت کے لئے ایک رجسٹر کھول رکھا ہے جس میں قابل ناطہ لڑکوں اور لڑکیوں کے نام مع ضروری کوائف درج ہوتے ہیں اور بذریعہ خط و کتابت مناسب موزوں رشتے کرائے جاتے ہیں۔

لیکن اس ضمن میں ایک دقت جو عموماً پیش آتی ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے احباب اپنے لڑکوں کے رشتے عموماً اپنی برادریوں یا جماعت سے باہر کر لیتے ہیں، لیکن لڑکیوں کے لئے یہاں درخواستیں آجاتی ہیں اس سے موزوں اور مناسب رشتوں کے انتخاب میں بہت دقت پیش آتی ہے اور لڑکیوں کے لئے مناسب بر نہیں ملتے۔

ان حالات میں میں احباب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے لڑکوں کے رشتے جماعت سے باہر کرنے کے بجائے اگر جماعت کے اندر کرنے کی کوشش کریں اور انجمن کے توسط سے کریں تو بہت زیادہ مفید ثابت ہوگا اور اس ذریعہ سے باہم اخوت و محبت کے تعلقات استوار ہونے کے علاوہ بہت سی خرابیوں اور بدرسوم سے بھی نجات حاصل ہو جائے گی اور قومیت کی تیوڑ کی زنجیریں بھی ٹوٹ جائیں گی۔ امید ہے تمام احباب اس طرف خاص طور پر توجہ فرمائیں گے اور اس گذارش کو پیش نظر رکھ کر اپنے قابل ناطہ لڑکوں کے نام مع ضروری کوائف بھیج دیں گے۔ والسلام

خاکسار - عزیز بخش جائنٹ سکرٹری

بخدمت مبلغین کرام

مبلغین کی تیاری کے سلسلہ میں ایک ضروری چٹھی تمام مبلغین کرام کی خدمت میں دفتر سے ارسال کی جا رہی ہے۔ تمام حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس چٹھی کا جواب حتی الامکان جلد عنایت فرمائیں۔ اور جو کچھ اس سلسلہ میں وہ کر سکتے ہیں دریغ نہ فرمائیں امید ہے کہ یاددہانی کی ضرورت نہ ہوگی۔

مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سکرٹری

مرکزی احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن لاہور کا ماہوار جلسہ

(از محترمہ [illegible] عبد اللہ صاحبہ)
(سکرٹری)

احمدیہ ینگ ویمن ایسوسی ایشن لاہور کا ماہوار جلسہ [illegible] کو نماز جمعہ کے بعد [illegible] میں منعقد ہوا تلاوت قرآن مجید اہلیہ صاحبہ چوہدری فضل حق صاحب نے کی۔ [illegible] بنت مولوی دوست محمد صاحب نے اپنا مضمون بعنوان حضرت مرزا صاحب مجدد اعظم کے آنے کی اصل غرض کیا تھی نہایت عمدہ لہجہ میں پڑھا اس مضمون میں بتایا کہ حضرت مرزا صاحب مسیح موعود ہو کر آئے اور اس طرح عیسائیت کا مقابلہ ایسے ایسے دلائل و براہین سے کیا کہ ان کے مسئلہ کفارہ اور تثلیث کو توڑ کر رکھ دیا۔ اور پال کی گندی [illegible] ازبام کر کے ان کے عقیدہ کو توڑ کر قتل خنزیر کا موجب ہوئے مسلمانوں کی اصلاح اور تجدید دین کر کے منافق اور [illegible] مسلمانوں کو جو [illegible] ہو رہے تھے، بتایا کہ اللہ تعالیٰ اب بھی اپنے پاک بندوں سے ہم کلام ہوتا ہے اور ان کی دعاؤں کو سنتا ہے اور اس غرض کے لئے اپنے آپ کو بطور گواہ پیش کیا۔ غیر مسلموں کو سب سے بڑی مرض تکفیر بازی سے روکا۔ دوسری تقریر اہلیہ صاحبہ مرزا مسعود بیگ صاحب نے "عورت کا درجہ اسلام میں" پر کی لائق مقررہ نے عورت کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے اس امر کو نہایت وضاحت سے بیان کیا کہ اسلام نے عورت کے لئے زندگی کے ہر شعبہ میں ترقی کی راہ کو مسدود نہیں کیا بلکہ عورت کو مرد کے برابر حقوق عطا کئے ہیں اگرچہ عورت کی اصلی پوزیشن گھر کی ملکہ ہونا ہے لیکن اسے ملی زندگی میں دلچسپی لینے سے نہیں روکا۔ نیز مقررہ نے بتایا کہ اسلام نے عورت کو پردہ میں رکھ کر گھر کی چاردیواری میں بند نہیں کیا بلکہ اسے بوقت ضرورت باہر نکلنے کی اجازت بھی دی ہے اور تاریخ سے ثابت ہے کہ قرون اولیٰ میں عورتیں جنگوں میں ساتھ جاتیں مسلمان عورتوں نے حکومت میں بھی حصہ لیا بڑی بڑی ماہران فقہ اور عالمہ ہوئیں بلکہ عورتوں کو خدا تعالیٰ نے وحی والہام سے بھی مشرف کیا۔ غرضیکہ اسلام نے عورت کو وہ درجہ عطا کیا جو دوسرے کسی مذہب نے نہیں دیا۔

بھدرواہ میں یوم وصال مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۴۴ء بروز جمعہ جماعت احمدیہ بھدرواہ نے یوم وصال مسیح زمان منایا نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد بازار سائیں چوک صدیق شاہ میں ایک پبلک جلسہ بصدارت خواجہ محمد صدیق صاحب زانی مبلغ اسلام منعقد کیا گیا۔ محمد عبد اللہ صاحب منذاش نے تلاوت قرآن کریم کی تلاوت کے بعد خاکسار نے جلسہ کی غرض و غایت اور ہمارے عقائد پر ۱۵ منٹ تک تقریر کی جس میں یہ بتایا گیا کہ احمدیت کی وہ شان ہے کہ اس نے قرآن کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچایا ہے اور اس وقت اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے نہ صرف ہندوستان بلکہ غیر ممالک میں بھی خدا کے فضل سے ہمارے مشنری کام کر رہے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان کے بعد منشی عبد الرحمن صاحب و چوہدری غلام محمد صاحب گنائی نے مسیح موعود علیہ السلام کی تعریف میں نظمیں پڑھیں، بعدہ مولوی محمد صدیق صاحب نے قرآن کریم و احادیث نبویہ کی روشنی میں صداقت مسیح موعود پر ایک مدلل تقریر فرمائی بلکہ دیگر مذاہب کی کتب سے بھی صداقت مسیح موعود پر روشنی ڈالی اس تقریر کا نہ صرف انصاف پسند مسلمانوں نے ہی بلکہ چند اکابر اہل ہنود نے بھی اعتراف فرمایا اس کے بعد مقرر نے سامعین کو جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ مقرر نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت نبی کریم کی پیشگوئیوں کے مصداق فی زمانہ صرف حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہی ہیں سو ہمیں اپنے پیارے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلعم کے کلام کی عزت کرتے ہوئے اس امام پر ایمان لانا چاہئے اسی میں اسلام کی بہبودی ہے اس کے بعد دعا پر جلسہ برخواست ہوا۔

الراقم۔ خاکسار۔ ماسٹر عبد الکریم
سکرٹری انجمن احمدیہ اشاعت اسلام بھدرواہ

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں کی ہفت روزہ میٹنگ

آج بروز جمعہ ۹ رجون ۱۹۴۴ء احمدیہ انجمن اشاعت اسلام جموں کی ہفت روزہ میٹنگ بمکان شیخ رحمت اللہ صاحب محلہ جولاہکا جموں منعقد ہوئی جس کی صدارت مفتی فضل احمد صاحب نے فرمائی۔

میٹنگ کا افتتاح حسب دستور مفتی عبد الحی صاحب کی تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔ اس کے بعد بندہ نے سکرٹری کی حیثیت میں گزشتہ میٹنگ کی کارروائی پڑھ کر سنائی اور اس پر تھوڑا سا تبصرہ کیا۔ اس کے بعد میں نے قرآن کریم میں انسانیت کی تشریح پر ایک تقریر کی۔ اس میں حضرت اقدس مسیح موعود کے لیکچر جلسہ اعظم مذاہب جس میں آپ نے انسان کی طبعی، اخلاقی اور روحانی حالتوں پر لطیف بحث فرمائی ہے کو بیان کیا۔ اور مثالیں دے دے کر سمجھایا کہ قرآن کریم یہ نہیں چاہتا کہ انسان طبعی میلان جو کہ حیوانیت کا مقام ہے پر رہے بلکہ وہ اسے نفس امارہ سے بلند تر مقام پر عقل و تمیز کے زیر سایہ دیکھنا چاہتا ہے۔ جہاں وہ بدی اور نیکی میں تمیز کر سکے۔ یہ مقام نفس لوامہ کہلاتا ہے . . . . .

. . . صرف نفس لوامہ پر ہی اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ خداوند کریم اس سے بھی بلند مقام پر جسے نفس مطمئنہ سے پکارا جاتا ہے انسان کو دیکھنا چاہتا ہے۔ یہ سب سے بڑا انسانی زندگی کا آئیڈیل ہونا چاہئے۔ یہاں پر انسان دنیاوی خواہشات سے دور رہ کر خدا کا بن جاتا ہے اور خدا اس کا ہو جاتا ہے۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے سمجھایا گیا کہ کس طرح آنحضور اور ان کے صحابہ کرام نے نمونہ بن کر دکھایا کہ انسان دنیا میں رہ کر کیا کچھ کر سکتا ہے۔

خاکسار کے بعد مفتی عبد الحی صاحب نے تحریک بہائیت کے آغاز سے لیکر آج تک اس کے مختصر حالات بتائے اور چند موٹی موٹی خامیوں کا تذکرہ کیا۔ یہ مضمون بھی دلچسپ تھا۔ اس کے بعد شیخ رحمت اللہ صاحب نے اخبار پیغام صلح سے "دہلی میں آریوں کے ساتھ مناظرہ" کے حالات پڑھ کر سنائے۔

دعا کے بعد جلسہ برخواست ہوا۔ امید ہے کہ آئندہ ان میٹنگوں کی کارروائی باقاعدہ اخبار میں شائع کرنے کیلئے بھیجی جائے گی۔

خاکسار چوہدری خدا بخش
سکرٹری انجمن اشاعت اسلام جموں

شبان الاحمدیہ بدوملہی کا قیام

آج بتاریخ ۲/۶ ۴۴ء شبان الاحمدیہ بدوملہی کا قیام عمل میں آیا۔ مندرجہ ذیل عہدہ دار چنے گئے (۱) سرپرست محمد طیب صاحب ولد چوہدری سلطان علی صاحب رئیس بدوملہی (۲) صدر۔ چوہدری محمد بشیر صاحب (۳) نائب صدر چوہدری امان اللہ صاحب ولد سید احمد مرحوم (۴) سکرٹری خاکسار حنیف اختر (۵) اسسٹنٹ سکرٹری صاحبان جمیل احمد اور منظور صاحبان (۶) فنانشل سکرٹری یا خزانچی محمد ظفر صاحب لولیک۔ ممبران مجلس منتظمہ (۱) بختیار علی صاحب (۲) منظور الحق صاحب (۳) محمد بشیر احمد صاحب بسے والا (۴) نذیر احمد صاحب بسے والا۔ والسلام

حنیف اختر
سکرٹری شبان الاحمدیہ بدوملہی۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

ابوذر کنیت اور نام جندب تھا۔ ان کے والد جنادہ بن کعب اور والدہ رملہ بنت رہیعہ دونوں قبیلۂ غفار سے تھے جو کنانی نسل کی شاخ تھا اور مکہ سے شام کی طرف جو راستہ جاتا ہے، اس کے کنارے مدینہ کے قریب آباد تھا۔

قبیلۂ غفار اور اس کا پڑوسی دوسرا قبیلہ اسلم دونوں کا پیشہ عرب جاہلیت کی عادت کے مطابق لوٹ مار تھا۔ ان کی اوقات بسری غارت گری پر تھی اور یہ لوگ غیر معمولی قسم کے ڈاکو تھے۔

اہل عرب بالعموم اپنے آپ کو دین ابراہیمی کا پیرو سمجھتے تھے جس میں سال کے چار مہینوں رجب، ذی قعدہ، ذی الحجہ اور محرم میں جنگ پیکار خصوصیت کے ساتھ ممنوع تھی، کیونکہ ان مہینوں میں قومی میلے اور بالخصوص حج کا اجتماع ہوتا تھا جس میں ملک کے اطراف و دیار سے لوگ شرکت کے لئے آتے تھے۔ اس لئے عام طور پر عرب کے باشندے ان مہینوں کا احترام کرتے تھے اور ان میں ہتھیار نہیں اٹھاتے تھے مگر قبیلۂ غفار نے ان کی حرمت کا بھی لحاظ رکھنا چھوڑ دیا تھا اور ان میں بھی غارت گری کرتے تھے، یہاں تک کہ قریش کا قبیلہ جو بیت اللہ کا مجاور ہونے کے باعث تمام عرب میں محترم سمجھا جاتا تھا اور اس کے تجارتی قافلوں پر کوئی عربی قبیلہ ہاتھ نہیں ڈالتا تھا، وہ بھی غفاریوں کی دست برد سے ڈرتا اور موسم گرما میں ملک شام کی طرف آتے جاتے ان کی رعایت اور خاطرداری کرتا۔

ابوذر جب جوان ہوئے تو اپنے قبیلہ کے ساتھ راہ چلتے قافلوں اور مخالف قبائل کو لوٹنے لگے اور بہادری کی خصوصیت کی بدولت نامور ڈاکو ہو گئے۔ وہ قافلوں پر اس طرح جا پڑتے تھے جیسے بھرا ہوا شیر۔ ایک مدت کے بعد خود بخود ان کے ضمیر نے ان کو ملامت کی اور ان سنگین قزاقانہ جرائم اور سخت سفاکانہ مظالم کو صحیح شکل میں ان پر آشکارا کر دیا، جس سے ان کو نظر آ گیا کہ یہ سب شیطانی حرص کا کرشمہ اور دنیاوی ہوس کی کارفرمائی ہے۔ اس احساس سے ان کا دل اس قدر پسیجا کہ توبہ کر کے اللہ کے خوف اور حساب کے ڈر سے رات کو عبادت کرنے اور معافی مانگنے لگے۔ ان کا خود بیان ہے کہ میں رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہونے سے تین سال پہلے ہی سے نمازیں پڑھتا تھا۔ کسی نے پوچھا کس طرف؟ بولے کہ جدھر اللہ رخ کر دیتا تھا۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا کہ گذشتہ گناہوں کی پشیمانی سے پوری پوری راتیں روتے اور خدا کے سامنے عاجزی سے گڑگڑاتے گذر جاتیں۔ ابن سعد نے طبقات میں ان سے روایت لکھی ہے کہ "میں عشاء کے وقت نماز کے لئے کھڑا ہوتا۔ پچھلے پہر تھک کر زمین پر گر پڑتا، پھر جب دھوپ نکلتی تو اٹھتا۔"

انھوں نے اپنے قبیلہ کو بھی ان گناہوں سے روکنے کی کوشش کی، جس کی وجہ سے اس کے اکثر لوگ مخالف ہو گئے اور ان کا ساتھ چھوڑ دیا اور اپنے چھوٹے بھائی انیس اور والدہ کو ساتھ لے کر مکہ کی طرف روانہ ہو گئے اور اس کے قریب پہنچ کر ایک بستی میں سکونت اختیار کی۔

جب مکہ میں ایک نبی کی بعثت کی خبر ملی اس وقت اپنے بھائی انیس کو دریافت حال کے لئے وہاں بھیجا۔ انیس اچھے شاعر تھے، جن کے اشعار کی لوگ تعریف کرتے تھے بلکہ مقابلہ میں بعض شعراء سے بازی بھی جیت چکے تھے۔ انھوں نے مکہ سے واپس آ کر کہا کہ بیشک یہ خبر صحیح ہے اور قریش کے ایک شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے نبی ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ وہ لوگوں کو اکیلے معبود اللہ کی طرف بلاتے ہیں اور بتوں کی پرستش اور ہر قسم کے شرک اور مشرکانہ رسوم سے روکتے ہیں، جس سے ان کی قوم ان کے خلاف ہو گئی ہے۔

حضرت ابوذر یہ اطلاع پا کر مکہ کو روانہ ہوئے۔ وہاں جا کر حرم میں ٹھہر گئے۔ کفار مکہ سے جو آنحضرتؐ کے مخالف تھے آپؐ کا پتہ پوچھنا مناسب نہ سمجھا۔ کئی دن کے بعد اتفاقاً حضرت علی رضؓ وہاں آ گئے، جن کی عمر اس وقت دس گیارہ سال کی تھی۔ ابوذر کو اجنبی دیکھ پوچھا کہ کیسے آنا ہوا؟ ابوذر نے ان کے چہرے سے خیر کے آثار دیکھ کر آنے کی غرض بیان کی۔ حضرت علی رضؓ ان کو اپنے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے۔ ابوذر سلام کر کے بیٹھ گئے اور کہا کہ جو کچھ آپ کہتے ہیں میں اسکو سننے کے لئے آیا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں نہیں کہتا، میرا رب کہتا ہے، بولے کہ بس وہی سنائیے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی چند آیات تلاوت فرمائیں۔ سننے کے بعد حضرت ابوذرؓ مسلمان ہو گئے۔ حضورؐ نے پوچھا کس قبیلہ سے ہو؟ بولے غفار سے۔ تعجب سے آپؐ نے ہاتھ اپنی پیشانی پر رکھ لیا یعنی ایسے لیٹروں میں سے ایسا نیک نفس! سرزدہ

حضورؐ نے ان کی ظاہری حالت خستہ دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ فرمایا کہ ان کو اپنے گھر لائے، کھانا کھلایا، صاف کپڑے پہننے کو دیئے اور اپنا مہمان بنا کر رکھا۔

یہ اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا، جس میں اس کی تعلیم مخفی طور پر ہوتی تھی، کیونکہ کفار مکہ سخت مخالفت کرتے تھے، اس وقت تک کل چار آدمی اسلام لائے تھے پانچویں حضرت ابوذر رضؓ ہوئے۔ یہ اعلان حق میں نہایت بےباک اور نڈر تھے۔ ان سے نہ رہا گیا۔ خانہ کعبہ میں جا کر جہاں قریش جمع تھے، توحید کا اعلان کیا۔ وہ صابی صابی (کافر کافر) کہہ کر ان پر ٹوٹ پڑے اور مارنے لگے۔ آخر قبیلہ بنی بکر کے چند نوجوانوں نے آ کر بچایا اور قریش سے کہا یہ ایک پردیسی بےکس مہمان ہے، اس کو کیوں مارتے ہو، خود تمہارے قبیلہ کے جو لوگ صابی ہو گئے ہیں ان کو مارو۔

باوجود اس کے پھر بھی ابوذر رضؓ سے نہ رہا گیا۔ ایک دن دوبارہ جا کر خانہ کعبہ میں زور سے کلمۂ طیبہ کا نعرہ لگایا۔ قریش کے لوگوں نے ان کو اس قدر مارا کہ ان کے سر سے خون جاری ہو گیا۔ حضرت عباس نے دیکھا تو دوڑ کر آ گئے اور کہنے لگے یہ تم کیا کر رہے ہو؟ جانتے ہو یہ کون ہے؟ قبیلۂ غفار کا ہے، جو تمہارے شام کے راستہ میں آباد ہے۔ کیا چاہتے ہو کہ تمہارے تجارتی قافلے لوٹ لئے جائیں؟ یہ سن کر قریشیوں نے ہاتھ روک لیا۔

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کیفیت دیکھ کر مناسب سمجھا کہ ان کو مکہ سے رخصت کر دیں۔ فرمایا کہ ابوذر تم اپنی قوم میں جا کر توحید کی تبلیغ کرو۔ اسلئے وہ مکہ سے اپنے گھر چلے آئے۔ وہاں اپنے بھائی انیس کو سمجھایا وہ مسلمان ہو گئے، پھر اپنی والدہ کے سامنے توحید کی تعلیم پیش کی، وہ اسلام لائیں، دونوں کو ساتھ لیکر قبیلۂ غفار میں پہنچے اور ان کو سمجھانا شروع کیا۔ ایک مدت کی محنت اور کوشش سے وہ ان کی طرف مائل ہوئے اور انکی باتیں سننے لگے۔

ہجرت کے بعد جب ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ قریش اور ان کے حلیف قبائل جنھوں نے ۲۴ ہزار کی تعداد میں مدینہ پر اس غرض سے چڑھائی کی تھی کہ مسلمانوں کو بالکل فنا کر دیں، بےنیل مرام واپس ہوئے اور ان کی اس ناکامی کا سارے عرب میں چرچا ہوا۔ اس وقت ابوذر رضؓ اپنے قبیلہ غفار نیز اپنے پڑوسی قبیلہ اسلم کو بھی ساتھ لے کر مدینہ میں آئے۔ یہ دونوں قبیلے حضورِ اکرمؐ کی خدمت میں پہنچکر مسلمان ہو گئے اس کے بعد اپنے اپنے مقامات کو واپس چلے گئے لیکن حضرت ابوذر رضؓ رسول اللہؐ کے پاس ہی رہ گئے اور اصحاب صفہ میں شامل ہو کر آخر دم تک وہیں رہے۔

یہ آنحضرتؐ کے خادم بھی تھے اور ساتھی بھی۔ ایسا بھی ہوتا کہ حضورؐ سفر میں کبھی کبھی ان کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیتے حضورؐ کو ان پر اس قدر اعتماد تھا کہ خاص اسرار کی تعلیم ان کو دی تھی اور صحابہ رضؓ کی جماعت میں یہ "صاحب سر النبی" کے لقب سے مشہور تھے۔ ان کے قلب میں دنیا اور متاع دنیا کی کوئی محبت نہ تھی۔ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہے کہ

"جو حضرت عیسےٰ کے زہد کو دیکھنا چاہے وہ ابوذر کو دیکھ لے" اور یہ استغناء اور بےنیازی آنحضرتؐ کی تعلیمات نے ان کے اندر پیدا کی تھی، کیونکہ حضورؐ محض دولت بٹورنے کی خرابیاں بار بار ان کو سمجھاتے رہتے تھے۔ ایک بار آپ کا گذر کوہ احد پر ہوا، ابوذر ساتھ تھے فرمایا "ابوذر! مجھے اس پہاڑ کے بھی برابر سونا مل جائے تو میں پسند نہ کروں گا کہ اس میں سے کچھ بھی میرے پاس رہ جائے سب اللہ کے بندوں میں ادھر ادھر تقسیم کر دوں گا" پھر فرمایا کہ "وہی لوگ مفلوک ہیں جو مالدار ہیں بجز ان کے جنہوں نے اپنے مال کو محتاجوں میں تقسیم کر دیا" دوسری روایت ہے کہ "جو لوگ سونے اور چاندی کو بند کر کے رکھتے ہیں، وہ ان کے حق میں دہکتی ہوئی آگ ہیں"

ایک دن مسجد نبویؐ میں ایک شخص آیا جس کے بدن پر قیمتی لباس تھا۔ ایک دوسرا مسکین بھی وہاں تھا جس کے کپڑے پھٹے پرانے تھے۔ آنحضرتؐ نے ابوذر رضؓ سے کہا کہ "دیکھو قیامت کے دن اس فقیر کی نیکیوں کا وزن اس دولت مند کی نیکیوں کے وزن سے بہت زیادہ ہوگا"

یہی وجہ تھی کہ حضرت ابوذر رضؓ ہمیشہ مسکینوں کے ساتھ رہتے۔ ان سے ہمدردی کرتے اور فرماتے کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہی حکم دیا ہے کہ میں محتاجوں کو عزیز رکھوں اور ان کے ساتھ مل کر رہوں، اپنے غلام کے ساتھ بھی مساوات رکھتے تھے۔ جو خود کھاتے وہی اسکو کھلاتے اور جو خود پہنتے وہی اس کو پہناتے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ عہد لیا تھا کہ کبھی کسی سے کوئی سوال نہ کرنا اس لئے اگر ان کا کوڑا بھی ہاتھ سے گر جاتا تو خود گھوڑے سے اتر کر اسکو اٹھاتے اور یہ جائز نہ رکھتے کہ کسی سے اس کے اٹھانے کا سوال کریں۔

صحابہ رضؓ کی جماعت میں انکی راستبازی اور حق گوئی مسلم تھی۔ سچی بات کہنے میں ہمیشہ بےباک تھے ذرا سی بھی کوئی بات خلاف دیکھتے تو بڑے سے بڑے صحابی کو بھی ٹوک دیتے بلکہ ڈانٹ دیتے۔ سب لوگ ان سے ڈرتے اور ان کا ادب کرتے تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی یہ مدینہ ہی میں رہے۔ جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو ان کے زمانے میں دمشق چلے گئے اور وہاں رہنے لگے

اس وقت امیر معاویہ پورے ملک شام کے والی ہو گئے تھے اور شاہانہ شان و شوکت سے رہتے تھے ان کے علاوہ امرا اور رؤسا بھی امیرانہ زندگی گذارتے تھے اور غریبوں اور محتاجوں کی طرف سے بے التفاتی برتی جاتی تھی۔ حضرت ابو ذر رضؓ اس کو کیسے برداشت کر سکتے تھے۔ انھوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی اور لوگوں میں اعلان کیا کہ درہم و دینار کو سینت سینت کر رکھنے والے اور اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے والے جہنمی ہیں۔ یہ تلقین مسجدوں بازاروں، عام گذرگاہوں اور مجمعوں میں ہونے لگی۔ یہاں تک کہ فقراء امراء کے مقابلہ میں کھڑے ہو گئے اور ایک عام شور برپا ہو گیا اور معاملہ اس قدر بڑھ گیا کہ امیر معاویہ کو اس میں دخل دینا پڑا انھوں نے حضرت ابو ذر رضؓ کو بلا کر سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ کب ماننے والے تھے۔ فرمایا کہ قرآن میں ہے کہ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں ان کو سخت عذاب ملے گا۔ امیر معاویہ نے کہا کہ یہ آیت اہل کتاب یعنی یہودی اور عیسائی پیشوایان دین سے متعلق ہے پوری آیت یہ ہے:۔

"اے ایمان والو! اکثر یہودی اور عیسائی پیشوایان دین (عالم و زاہد بن کر) لوگوں کے مال کو ناروا طریقہ سے خرد برد کرتے اور اللہ کی سیدھی راہ سے روکتے ہیں اور جو لوگ چاندی اور سونا جمع کر کے رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کو دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔ جس دن کو جہنم کی آگ میں وہ (درہم و دینار) تپائے جائیں گے اور ان سے ان کی پیشانی پہلو اور پیٹھ داغی جائے گی (اور کہا کہ) یہ وہی ہے جس کو تم نے اپنے لئے سینت سینت کر رکھا تھا۔ سو اب اپنے خزانے کا مزہ چکھو" (سورۃ توبہ رکوع ۵)

حضرت ابو ذر رضؓ نے فرمایا کہ جرم ہر صورت جرم ہے، خواہ اس کا مرتکب کوئی ہو، اگر روپیہ جوڑ جوڑ کر رکھنا یہودیوں اور عیسائیوں کے لئے گناہ ہے تو مسلمانوں کے لئے کیوں نہیں گناہ ہے۔ امیر معاویہ اس کا جواب نہ دے سکے۔

آخر ابو ذر برابر اپنی تبلیغ میں مصروف رہے۔ یہاں تک کہ غریب طبقہ کے لوگ امراء کو ستانے لگے۔ امیر معاویہ نے ممتاز صحابہ حضرت عبادہ بن صامت ابوالدرداء اور عمرو بن العاص کو ان کے پاس سمجھانے کے لئے بھیجا، لیکن یہ لوگ حضرت ابو ذر کے سامنے کیا کہہ سکتے تھے، کیونکہ ان حضرات نے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درویشانہ زندگی، تارک دنیا سے بے نیازی اور زہد و قناعت کی کیفیت دیکھی تھی۔

حضرت ابو ذر نے عبادہ بن صامت سے جو اس جماعت کے رئیس اور بزرگ صحابی تھے، فرمایا کہ اس وفد میں تمہاری شرکت سے مجھ کو بہت رنج ہوا۔ آخر یہ لوگ ان کی حق گوئی اور جلال سے مرعوب ہو کر واپس آ گئے۔ اب امیر معاویہ نے ممانعت کر دی کہ ابو ذر کے پاس نہ کوئی جائے نہ بیٹھے۔ اس اعلان کے بعد جو لوگ حضرت ابو ذر کے پاس جاتے وہ خود ان کو منع کرتے کہ میرے پاس سے چلے جاؤ۔ اور امیر کے حکم کی خلاف ورزی نہ کرو۔ اس پر بھی اگر کوئی جماعت نہ اٹھتی تو اس کو وہی باتیں اپنی سناتے فرمایا کرتے تھے کہ

"اگر ابو ذر کی گردن پر تلوار رکھدی جائے اور سچی بات کہنے سے روکنے کی کوشش کی جائے تو بھی وہ باز رہنے والا نہیں ہے۔ میرے دوست صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ میں سچی بات کہوں اور اس کی تبلیغ کروں چاہے وہ کتنی ہی تلخ ہو ۔ حکام کی اطاعت ہمارے اوپر فرض کی گئی ہے مگر تین باتوں میں ممانعت کا ان کو حق نہیں ہے بھلائی سکھانے، برائی سے روکنے اور سنت کی اشاعت میں"۔

آخر میں دولت مندوں کی پریشانی بہت بڑھ گئی اور امیر معاویہ کے پاس ان کی اس قدر درخواستیں گذریں کہ انہوں نے مجبور ہو کر حضرت عثمان رضؓ کو واقعات کی اطلاع دی اور لکھا کہ ابو ذر کی وجہ سے یہاں فتنہ پیدا ہو رہا ہے، اس لئے آپ ان کو اپنے پاس بلا لیجئے۔ حضرت عثمان نے ایک خاص قاصد کے ہاتھ ابو ذر رضؓ کے پاس حکم بھیجا کہ فوراً مدینے چلے آؤ۔ حکم پاتے ہی اطاعت کے خیال سے مدینہ روانہ ہو گئے۔ یہاں تک کہ بیوی اور بیٹی کو بھی ساتھ نہیں لیا۔ بعد میں امیر معاویہ نے ان دونوں کو آرام کے ساتھ بھیجدیا۔

جب مدینہ میں داخل ہوئے اس وقت مخلوق ان کو دیکھنے کے لئے ٹوٹ پڑی اب یہاں بھی ان کے پاس بھیڑ لگی رہتی تھی جن میں زراندوزوں اور سرمایہ داروں کے خلاف تبلیغ کرتے تھے۔ چنانچہ مدینہ میں بھی وہی کیفیت پیدا ہو گئی تھی، جو دمشق میں تھی اور فقرا امرا کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ لوگوں نے آکر حضرت عثمان رضؓ سے کہا کہ جس فساد سے بچنے کے لئے ان کو ملک شام سے آپ نے یہاں بلایا ہے وہی فساد اب یہاں برپا ہو رہا ہے حضرت عثمان رضؓ نے ابو ذر رضؓ کو بلایا۔ کعب احبار نے ان سے بحث شروع کی کہ جب مال کی زکوٰۃ دے دی گئی تو اس کے جمع کرنے اور رکھنے میں کیا قباحت ہے؟ کعب احبار پہلے یہودی تھے۔

حضرت عمر رضؓ کے عہد میں اسلام لائے تھے۔ کتب سماوی کے عالم تھے اور قرآن کا بھی اچھا علم حاصل کیا تھا لیکن صحابی نہ تھے۔ حضرت ابو ذر رضؓ کو جو سابقین اولین میں سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص تربیت یافتہ تھے۔ ان کا اعتراض ناگوار معلوم ہوا۔ غصہ سے ڈنڈا لیکر اٹھے۔ کعب نے خوف سے بھاگ کر حضرت عثمان کے پس پشت پناہ لی مگر ڈنڈا ان کی پیٹھ پر پڑ گیا اور بحث ختم ہو گئی۔ حضرت عثمان رضؓ ادب کے مارے کچھ نہیں بولے۔

صرف یہ کہا "ہمارا فرض یہی ہے کہ ہم حکومت کا حق دولت مندوں سے وصول کر لیں۔ زہد اور ترک دنیا پر کسی کو مجبور نہیں کر سکتے۔"

لیکن حضرت ابو ذر رضؓ کا خیال تھا کہ جب قرآن میں تصریح کے ساتھ حکم ہے کہ (اے نبیؐ) لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ (اللہ کی راہ میں) کیا خرچ کریں۔ کہدے کہ جو کچھ بچ رہے۔" (سورہ بقر رکوع ۲۷)

یعنی ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ جو کچھ اس کے جائز اور ضروری اخراجات سے بچ رہے، اسکو فی سبیل اللہ خرچ کر دے تو کسی کو پس انداز کر کے جمع رکھنے کا حق از روئے قرآن حاصل نہیں ہے۔ اور لوگ مجبور کئے جا سکتے ہیں، کیونکہ خلیفہ کا فریضہ ہے کہ ان کو قرآن کے مطابق چلائے۔

یہ وہ زمانہ تھا کہ سبائی فتنہ ملک کے صوبوں میں پھیلا ہوا تھا۔ بعض لوگوں نے حضرت عثمان رضؓ سے آکر کہا کہ ابو ذر رضؓ عبداللہ بن سبا کے ورغلائے ہوئے ہیں مگر وہ حضرت ابو ذر رضؓ کی طبیعت اور ان کے رتبہ سے اچھی طرح واقف تھے۔ جانتے تھے کہ جو کچھ کہتے ہیں خلوص اور حقیقت پر مبنی ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ "آج امر حق میں ملامت گروں کی طعن و تشنیع سے نہ ڈرنے والے صرف ابو ذر رضؓ رہ گئے ہیں۔"

جب خلفشار بہت بڑھ گیا، اس وقت حضرت عثمان رضؓ نے ابو ذر رضؓ سے کہا کہ مناسب یہ ہے کہ آپ مقام ربذہ میں (مدینہ سے مکہ کے راستہ میں ایک طرف واقع ہے) جا کر رہیں۔ یہ سن کر وہ ربذہ میں چلے گئے۔ وہاں جا کر ایک خیمہ ڈال لیا اور اپنی بیوی اور بچی کے ساتھ رہنے لگے۔ حضرت عثمان نے جاتے وقت ان سے کہا کہ تمہارے گذارے کے لئے میں کچھ مویشی ساتھ کر دوں۔ انھوں نے قبول نہیں کیا۔ خود اپنے سالانہ وظیفہ میں سے جو ان کو ملا کرتا تھا کچھ اونٹ اور بکریاں خرید لیں، انہیں سے معیشت کا سامان حاصل کرتے تھے۔

سبائیوں نے یہاں آکر ان کو حضرت عثمان رضؓ کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کی۔ مگر انھوں نے سختی کے ساتھ ڈانٹا اور فرمایا کہ جو اپنے مقرر کئے ہوئے امام کی مخالفت کرے اس کی توبہ بھی قبول نہیں ہوتی۔ میں حضرت عثمان کی اطاعت کو نیکی اور ثواب اور ان کے حکم کی خلاف ورزی کو جرم اور گناہ سمجھتا ہوں۔

ذی الحجہ ۳۲ھ میں انھوں نے ربذہ ہی میں وفات پائی۔ حجاج کی ایک جماعت نے جو ادھر سے گذر رہی تھی کفن دفن کا سامان کیا۔ اس جماعت میں حضرت عبداللہ بن مسعود بھی تھے انھوں نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور مکہ میں پہنچکر حضرت عثمان رضؓ کو جو حج کے لئے آئے تھے، مطلع کیا، وہ واپسی میں ربذہ ہوتے ہوئے ابو ذر کی بیوی اور بیٹی کو اپنے ساتھ مدینہ لائے۔ (البیان)

(بقیہ شذرات از صفحہ ۳)

محمودی جماعت کی اندرونی حالت

مولوی اللہ دتہ صاحب فرماتے ہیں کہ "اکابر غیر مبایعین کی اندرونی حالت اور باہمی روابط پر گفتگو کرنے کی ضرورت نہیں ہے"

نہیں ضرورت تو نہ کریں۔ اپنی محمودی جماعت کے اکابر اور ان کے باہمی روابط کے متعلق ہی کچھ رقم فرمائیں۔ ویسے مولوی صاحب مذکور ہماری اندرونی حالت پر گفتگو کر بھی کیا سکتے ہیں ہم اچھے برے جیسے ہیں ہر ایک کے سامنے ہیں سب کی آنکھیں مشاہدہ و موازنہ کے لئے آزاد ہیں۔ اللہ دتہ صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے وہ خواہ کچھ ہی کریں ساری دنیا عقل باختہ پیرستوں کی طرح ہر چیستاں پر ایمان لانے کے لئے مجبور نہیں کی جا سکتی

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے ہاں نہ کوئی پیر اور خود ساختہ خلیفہ ہے نہ قصر خلافت اور اس کے لوازمات "اندرونی حالت" تو اسی قسم کے عقل فریب سازو سامان اور تقدس نما اہتمام اخفا کی پیداوار ہوتی ہے ہمارے ہاں یہ "اندرونی حالت" ہے ہی کہاں جو کوئی اس پر گفتگو فرما سکے۔

لیکن مولوی صاحب! ذرا اپنی محمودی جماعت کے اکابر کی "اندرونی حالت" اور ان کے باہمی روابط کے متعلق تو ضرور کچھ ارشاد فرمائیں آپ تو خلیفہ صاحب کے مصاحبین خاص میں سے ہیں معلوم تو آپکو بہت کچھ ہو گا۔ مجبوریوں اور مصلحتوں نے لبوں پر مہر سکوت لگا رکھی ہے اور تجاہل عارفانہ ہی ضروری ہے تو بمشورہ جناب خلیفہ صاحب ہمیں اجازت دیں اس داستان طویل و عجیب میں سے بطور نمونہ چند واقعات پیش کر دیں گے۔ پھر نجوبی روشن ہو جائے گا کہ "اندرونی حالت" کیسے

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

ہفتہ وار آرگن احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا

پیغام صلح

ایڈیٹر: ایس محمد آصف ۔ بی اے

جائنٹ ایڈیٹر: شیخ محمد انعام الحق

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است خسران و تباب

جلد ۳۲ | لاہور یوم چہارشنبہ ۔ مؤرخہ ۶ رجب سنہ ۱۳۶۳ھ ۔ ۲۸ جون سنہ ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۵

نماز اسلامی تہذیب کا بنیادی پتھر ہے

مادی تہذیب اور اسلامی تہذیب میں فرق

نماز بلند مقام پر پہنچاتی ہے

مسلمان پیروں اور لیڈروں کی حالت

جماعت احمدیہ کے نوجوانوں سے خطاب

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ ڈلہوزی ۔ مؤرخہ ۲۳ جون ۱۹۴۴ء

الم ذالک الکتاب لاریب فیہ ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ و مما رزقنٰھم ینفقون ہ

مادی تہذیب کی اصل غرض

اسلام انسان کو کیا بنانا چاہتا ہے یہ قرآن شریف کی پہلی آیت میں بتا دیا ہے۔ کسی قوم کی تہذیب سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اس قوم کے افراد پر کیا رنگ چڑھانا چاہتی ہے ان کو کس سانچے میں ڈھالنا چاہتی ہے۔ مثلاً آج کل کی مادی تہذیب جہاں کہیں بھی پہنچی ہے اس نے انسانوں پر یہ رنگ چڑھایا ہے کہ دنیا کو حاصل کرو، مال دنیا کو حاصل کر لو، دنیا کی طاقت کو حاصل کر لو، خواہ مکر و فریب سے کرو، جھوٹ بول کر کرو، دھوکا اور بے ایمانی سے کرو۔ مگر مال دنیا کا حصول اس تہذیب کی اصل غرض ہے یہی وجہ ہے کہ جہاں جہاں اس تہذیب کے معلم پہنچے وہاں کے لوگوں پر بھی یہی رنگ چڑھا دیا ہے

دنیوی لالچ اور خدا کا عذاب

آج ہندوستان کے ملک میں ہندو اور مسلمان دونوں پر یہی رنگ چڑھ گیا ہے ایک طرف خدا کا عذاب شدت کے ساتھ دنیا پر مسلط ہے۔ انسان ہلاک ہو رہے ہیں شہر کھنڈر بن رہے ہیں۔ آبادیوں کی آبادیاں ویرانے بن رہی ہیں اور دوسری طرف اس تہذیب کا یہ کمال ہے کہ وہ انسانوں کو خدا کے آگے جھکنے نہیں دیتی خدا کی طرف سے اس قدر عذاب کے باوجود وہ دنیوی لالچ جو خدا کا عذاب لایا اور خدا کی طرف سے یہ سخت ترین سزا آیا کہ انسان اپنے ہاتھ سے بنائی ہوئی چیزوں کو اپنے ہاتھوں سے برباد کریں۔ یہی دنیوی لالچ آج دنیا کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک انسانوں کے دلوں پر مسلط ہو رہا ہے دنیا اور مال دنیا کا حصول یہ وہ رنگ ہے جو مادی تہذیب نے انسانوں پر چڑھایا ہے

اسلامی تہذیب کی خصوصیات

اس کے برخلاف اسلامی تہذیب کیا رنگ چڑھانا چاہتی ہے وہ اس سب سے پہلی آیت قرآنی میں بتا دیا ہے یہ سب قرآن کریم کا کھلا امتیاز ہے، دوسری کتابوں سے کہ یہ ایک علمی کتاب ہے۔ مذہب کو بھی علم کے رنگ میں پیش کرتی ہے یہ سب سے پہلے کھول کر یہ بتاتی ہے کہ میری غرض انسانوں کو کیا بنانے کی ہے ان پر کیا رنگ چڑھانے کی ہے یہ ہے انسانوں کو متقی یا راستباز بنانا، بلند پایہ انسان بنانا، راستبازی کے رنگ انسانوں پر چڑھانے کے لئے یہاں کئی باتیں بیان کی گئی ہیں جن میں سب سے پہلی بات ایمان بالغیب ہے خدا پر ایمان کی جگہ ایمان بالغیب کہا کہ ذات باری کی طاقتوں کا پتہ چلے کہ خدا ان میں نہیں نہ کسی انسان کو پوجو کہ خدا قالب انسانی میں نہیں آتا نہ پتھروں کو پوجو کہ خدا ان میں بھی نہیں وہ غیب ہے وہ انسان کو ان آنکھوں سے نظر نہیں آتا اس کی آواز ان کانوں سے سنائی نہیں دیتی۔

اسلامی تہذیب کا بنیادی پتھر

مگر یہ تو صرف دل کا تعلق ہے انسان خدا کو مانتا ہے یا نہیں مانتا ہے تو کیسا مانتا ہے خدا کو ماننے سے انسان پر رنگ کیا چڑھتا ہے اس کے اعمال کیا ہوتے ہیں ان میں یقیمون الصلوٰۃ سب سے بڑا عمل ہے۔ سب سے پہلے یہ تہذیب اسلامی کا بنیادی پتھر ہے اسلام جو رنگ انسانوں پر چڑھانا چاہتا ہے وہ بغیر اقامت صلوٰۃ کے نہیں چڑھتا جو شخص بھی اقامت صلوٰۃ کے وقت چرا تا ہے اس پر اسلامی تہذیب کا رنگ نہیں چڑھیگا۔

نماز بلند مقام پر پہنچاتی ہے

نماز کیا چیز ہے؟ دنیا کی پستیوں سے اس کی ذلیل خواہشات سے باہر نکلنے کا نام نماز ہے۔ بیشک انسان کے جسم کی ضروریات بھی انسانی ضروریات ہیں مگر ان میں انہماک انسان کو نیچے کی طرف لے جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم ثم رددنٰہ اسفل سافلین انسان کو بلند ترین مقام پر پہنچنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے لیکن اگر وہ دنیا کی پست اغراض کا غلام ہو جائے تو ایک ذلیل ترین مقام پر گر جاتا ہے۔ یہ ترقی کرنا چاہے تو فرشتوں سے بھی بلند مقام پر پہنچ جاتا ہے۔ وہاں جا پہنچتا ہے جہاں فرشتے بھی اپنی ساری بلند پروازیوں کے باوجود پیچھے رہ جاتے ہیں

خواہشات کا غلام حیوانوں سے بدتر ہے

یہ گرنے لگے تو ایسے ذلیل مقام پر پہنچ جاتا ہے جو حیوانوں سے بھی بدتر ہے کیا ہمارا دن رات کا تجربہ نہیں کہ خواہشات کے غلام حیوانوں سے بدتر ہوتے ہیں۔ ایک ڈاکو انسان یا ایک ڈاکو قوم مال کی محبت میں اپنے بھائیوں سے وہ سلوک کرتے ہیں جو حیوان بھی نہیں کرتے اس وقت وہ حیوانوں سے بدتر ہوتے ہیں ایک نفسانی خواہشات کا غلام اپنی خواہش کو پورا کرنے کے لئے وہ کچھ کر گزرتا ہے جو حیوان نہیں کر سکتا۔

بلند مقام پر پہنچنے کا ذریعہ

تو انسان کو بلند مقام پر پہنچانے کے لئے ضرورت ہے اس بات کی کہ اسے پست دنیوی اغراض سے خواہشات کی غلامی سے باہر نکلنے کا کوئی سامان ہو دنیا کے سارے تمام ذرائع سے وابستہ ہیں نماز وہ ذریعہ ہے جس سے انسان تھوڑی دیر کے لئے پست دنیوی اغراض سے ذلیل حیوانی خواہشات سے باہر نکل آتا ہے نماز نام ہے کس چیز کا؟ کچھ وقت کے لئے اس دنیا سے الگ ہو جانے کا اس کی خواہشات سے الگ ہو جانے کا۔ اپنے آپ کو ایک دوسرے عالم میں لے جانے کا جہاں انسان اپنی تمام ادنیٰ خواہشات

جہانگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام بشیر محمد اختر پرنٹر و پبلشر چھپا اور دفتر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگ لاہور سے شائع ہوا۔

کو بھول کر ایک بلند ہستی کے سامنے اپنے آپ کو پاتا ہے۔

نماز سے بلند ترین جذبات پیدا ہوتے ہیں

اس وقت اس کے قلب میں بلند ترین جذبات پیدا ہوتے ہیں اس کا دل حمد الٰہی سے لبریز ہوتا ہے وہ اپنے خدا کی طاقت کو دیکھتا ہے، وہ دیکھتا ہے کہ حقیقی مالک ہر چیز کا وہی ہے وہی اس کمزور انسان کو پالنے والا ہے وہی اسے بلند مقامات تک پہنچاتا ہے اسی کی طاقت اور قوت سے اس کی کمزوریاں دور ہوتی ہیں اسی کے آستانے پر گرنے سے اسے قوت ملتی ہے اسے اپنی کمزوریوں کا اعتراف ہوتا ہے۔ اس دنیا کی بے ثباتی اس کی آنکھوں کے سامنے ہوتی ہے، وہ دیکھتا ہے کہ جس کو وہ دولت سمجھتا ہے وہ ایک سراب ہے جس طرح ایک پیاسے کی پیاس سراب سے بجھتی نہیں بلکہ مایوس ہو کر اور زیادہ بھڑک اٹھتی ہے اسی طرح اس دولت اور مال کو حاصل کر کے دل کو راحت نہیں پہنچتی۔ بلکہ جوں جوں دولت بڑھتی ہے اس کے حصول کے لئے ہوس کی آگ اور بھی زیادہ بھڑکتی ہے اطمینان قلب زائل ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ احساس کہ وہ ایک بلند ترین ہستی کے سامنے حاضر ہے جہاں سے حقیقی راحت ملتی ہے اس کے دل کو ان سے پھیر کر حقیقت کی طرف لے جاتا ہے اور کبھی دس منٹ کبھی پندرہ منٹ اور کبھی آدھ گھنٹہ اس کا سینہ بجائے دنیا کی خواہشات کو تیز کرنے کے بلند ترین جذبات کا منبع بن جاتا ہے۔

نماز ایک ٹریننگ ہے

پس نماز انسان کے دل کے لئے ایک ٹریننگ ہے ایک تربیت ہے کہ وہ کس طرح اپنی خواہشات سے الگ ہو اور کس طرح اس کے دل میں پاک اور بلند جذبات پیدا ہوں اسی لئے اس کے پانچ وقت رکھے ہیں صبح نیند سے اٹھے تو اپنے سارے دن کی زندگی کو بلند ترین جذبات سے شروع کرے گویا اس کے تمام کاروبار کی ابتدا پاکیزہ اور بلند جذبات سے ہوتی ہے رات کو سونے لگے تو دن کی تمام آلائشوں کو دور کر کے سوئے۔ اور جس قدر میل کچیل اس کے دل پر دن کے کاروبار سے پیدا ہوئی ہے اسے دھو کر ایک پاک دل کو لے کر آرام کی نیند سوئے اپنے دن کے کاروبار میں انسان بڑی بڑی پریشانیاں دیکھتا ہے جو اس کے دل کو کئی طرح دکھ پہنچاتی ہیں ان پریشانیوں کو ساتھ لے کر سونے سے تو نیند بھی اچھی نہیں آتی اس لئے سونے سے پہلے نماز رکھ دی ہے تا کہ خدا کے سامنے گر کر اپنی تمام پریشانیوں کو دور کرے اور اس منبع راحت یعنی ذکر الٰہی سے راحت حاصل کر کے آرام کی نیند سوئے یوں وہ اپنے کاروبار کی ابتدا بھی پاکیزہ خیالات سے کرتا ہے اور ان کو ختم بھی پاکیزہ خیالات سے کرتا ہے درمیان میں عین کاروبار کے درمیان میں بھی وقتاً فوقتاً اس کے دل میں یہی بلند جذبات اٹھتے رہیں کہ اس کی زندگی کی غرض حصول مال نہیں گو حصول مال اس زندگی کو قائم رکھنے کے لئے ضروری ہے طرح طرح کی نفسانی خواہشات کے درمیان اس کا دل بار بار اپنے مالک حقیقی کی طرف رجوع کرے اس میں نیک خواہشات اور بلند جذبات پیدا ہوں جن سے اغراض دنیوی کی میل کچیل دھلتی رہے۔

ایک حدیث

حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلعم پر پچاس نمازیں فرض کی گئیں تو آپ پھر پھر کر اپنے مولا کی طرف لوٹتے اور بالآخر ارشاد ہوا کہ پانچ نمازیں فرض ہیں دن میں پانچ مرتبہ خدا کی طرف رجوع ہو دن میں پانچ مرتبہ انسان کے قلب میں بلند جذبات اور نیک خواہشات موجزن ہوں جن سے اغراض دنیوی کی تاریکی دور ہو کر دل کے اندر ایک روشنی پیدا ہوتی رہے اور یہ پانچ بھی ہیں اور پچاس بھی۔ پچاس نمازوں سے مراد تو سوائے اس کے کچھ نہیں کہ انسان کی زندگی صبح سے شام تک نمازوں میں ہی گذرے کیونکہ اگر دن رات کے چوبیس گھنٹوں میں سے سونے اور حوائج ضروریہ کا وقت نکال دیا جائے جو قریبا بارہ گھنٹے ہوتا ہے اور پچاس نمازوں کے لئے بحساب اوسط ایک نماز پر پندرہ منٹ بھی صرف ہوں تو باقی بارہ گھنٹے وقت نمازوں میں لگ جائے گا تو پچاس نمازوں سے مراد یہی تھی کہ انسان کی زندگی کا ہر لمحہ خدا کے سامنے گذرے اس کے دل میں ہر وقت ایک نور پیدا ہوتا ہے اس کے قلب میں ہر آن بلند جذبات ہی پیدا ہوں اس کا دل کسی وقت دنیا کی تاریکی میں گرفتار نہ ہو۔

یہ غرض پانچ نمازوں سے حاصل ہو سکتی ہے

تو فرمایا کہ یہ غرض پانچ نمازوں سے بھی حاصل ہو جائے گی اگر ایک شخص نماز کی حقیقی غرض کو سمجھ لے۔ کیونکہ جو شخص اپنی ہر قسم کی مصروفیات کے اندر اس بات پر قادر ہے کہ وہ جب چاہے اپنے دل کو دنیا کی تمام چیزوں سے ہٹا کر ایک بلند غرض پر لگا دے اس کی زندگی گویا صبح سے شام تک اس بلند غرض اور جذبہ کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے جو سو کر اٹھے تو بھی اس کے سامنے خدا ہے جو سونے لگے تو بھی اس کے سامنے خدا ہے جس کے کاروبار کے اندر بھی اس کے سامنے خدا ہے اس کے ساتھ خدا ہر وقت ہے۔

نماز سے مسلمان بلند مقام پر پہنچے

پس خوب یاد رکھو کہ اقامت صلوٰۃ اسلامی تہذیب کا بنیادی پتھر ہے یہی چیز تھی جس نے پہلے مسلمانوں کو اس بلند مقام پر پہنچایا جہاں دنیا کی کوئی قوم پہنچ نہیں سکی۔ یعنی اگر ایک طرف اغراض دنیوی کے حصول میں بھی یہ ایک کامیاب قوم تھی ایسی کامیاب کہ اس کی دوسری نظیر دنیا پیش نہیں کر سکتی تو دوسری طرف ان کے دل خدا کے حضور بھی گرے رہتے تھے وہ دنیا کماتے تھے اور خوب کماتے تھے مگر ان کے دلوں میں دنیا کا انہماک نہ تھا، دنیا کی محبت نہ تھی دنیا اور مال دنیا کو وہ غلام کے طور پر رکھتے تھے ان کا آقا ان کی زندگی کی غرض اور مقصود خدا تھا جس کے سامنے وہ جھکے رہتے تھے۔

آج بھی مسلمان ترقی کر سکتے ہیں

اور آج اگر مسلمانوں کو پھر اوج ترقی پر کوئی چیز پہنچا سکتی ہے تو وہ بھی نماز کی اصل حقیقت کو سمجھ کر اس کی اقامت ہے بغیر اس کے کہ اسلامی تہذیب کی عمارت کی نئی بنیاد اسی پہلی بنیاد پر رکھی جائے جس پر اسے محمد رسول اللہ صلعم نے رکھا تھا مسلمان ترقی نہیں کر سکتے بغیر اقامت صلوٰۃ کے یہ قوم یورپ کی مادی تہذیب کی غلام بنتی چلی جائے گی اور ایسی ذلیل غلام کہ سامان دنیا سارا یورپ کے ہاتھ میں ہوگا اور اس قوم کے ہاتھ میں سوائے ہوس مال کے کچھ نہ ہوگا دلوں میں آگ ہوگی اور ہاتھ خالی ہوں گے اور دوسروں کی دولت کو دیکھ دیکھ کر وہ آگ اور بھی زیادہ مشتعل ہوگی۔

احمدی نوجوانوں سے خطاب

اے احمدی قوم کے نوجوانو! اگر تم اس وقت دنیا میں نیکی کے معلم بننا چاہتے ہو تو یہی راہ ہے جس سے تم دنیا کے رہنما بن سکتے ہو، تمہارے دلوں میں خدا کے حضور گرنے کی تڑپ بار بار اٹھے یاد رکھو کہ جتنی دفعہ تم خدا کے آگے گرو گے اتنی ہی دفعہ تمہارے دلوں کی پست خواہشات پامال ہو کر ان کی جگہ تمہارے دلوں میں بلند جذبات اور پاکیزہ خیالات پیدا ہوں گے ہاں جہاں تک ممکن ہو اکٹھے ہو کر خدا کے آگے گرو کیونکہ یہی اقامت صلوٰۃ ہے۔ تنہائی میں بھی گرو مگر ایک دوسرے سے ملو تو بھی خدا کے آگے گرو۔ یعنی اپنی نماز کو باجماعت ادا کرو۔

اصل کامیابی خدا کے حضور گرنے میں ہے

بیشک ہماری جماعت کی مسجدیں بہت مقامات پر ان چند سالوں میں بن گئی ہیں اور جن لوگوں کے ذریعہ سے یہ ہوا ہے وہ عند اللہ ثواب عظیم کے مستحق ہیں مگر ہماری اصل کامیابی مسجدوں کے بننے میں نہیں، خدا کے آگے گرنے میں ہے اگر ہمارے دلوں میں خدا کے آگے گرنے کی تڑپ پیدا ہوئی تو مسجدوں کے ڈھانچے ہمیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتے۔ دنیا میں مسجدیں بہت ہیں کمی خدا کے آگے گرنے والوں کی ہے۔ اسکو پورا کرنے کی کوشش کرو۔

مسلمان نماز کی اصل غرض کو بھول چکے ہیں

بعض وقت دلوں میں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اسلامی تہذیب نے مسلمانوں کو اس بلند مقام پر پہنچایا تھا تو آج وہ کیوں اس قدر گرے ہوئے ہیں۔ دنیا میں کیوں اس قدر ذلیل ہیں۔ اس کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہیں کہ وہ نماز کی اصل غرض کو بھول چکے ہیں فویل للمصلین الذین ہم عن صلوٰتہم ساہون کا مصداق ہو گئے ہیں وہ نمازیں جاتے ہیں تو دنیا کی پست خواہشات کو سینوں میں بھر کر جاتے ہیں۔ دل دنیا کی محبت سے پر اور خدا کی محبت سے خالی ہوتے ہیں اور اسی طرح دنیا کی محبت سے بھرے ہوئے اور خدا کی محبت سے خالی مسجدوں سے واپس آتے ہیں۔

لیڈروں اور پیروں کی حالت

بڑے بڑے لیڈروں کی یہ حالت ہے کہ وہ اس طرح ہر وقت دنیوی حکومت کے نمایندوں کے سامنے گرے رہتے ہیں کہ خدا کے سامنے گرنے کا ان کو وقت ہی نہیں ملتا۔ بڑے بڑے پیروں کی یہ حالت ہے کہ مریدوں کو دن رات نصیحت کرتے ہیں کہ دنیا کی طرف مت دیکھو اس ذلیل دنیا کو نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھو اور خود ہر وقت مال دنیا کے حصول کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، دوسروں کو سادہ رہنے کی تلقین ہے اور آپ دنیا کے عیش و عشرت میں منہمک ہیں اپنی اغراض کے لئے سیر و سیاحت کے لئے گھوڑوں کی طرح دوڑے پھرتے ہیں لیکن جماعت کے ساتھ نماز ادا نہ کرنے کے لئے۔

یہ عذر ہوتا ہے کہ ہم بیمار رہتے ہیں ہم پر فجر کے وقت کمزوری غالب ہوتی ہے ہم تو اس وقت مشکل سے بیٹھ کر نماز ادا کر سکتے ہیں جماعت میں کس طرح شامل ہوں وقت پر نماز کس طرح ادا کریں۔ شب بیدار

(باقی بر صفحہ ۴)

پیغام صلح
جلد ۳۲ | لاہور - یوم چہار شنبہ - رجب سنہ ۱۳۶۳ھ | نمبر ۲۵

خلیفہ صاحب قادیان کا ایک خطبہ جمعہ

حضرت نبی کریم صلعم کی کھلی توہین

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان اب حد سے بڑھ چکے ہیں اجراء نبوت کا عقیدہ پیش کر کے وہ امت محمدیہ میں ایک خطرناک فتنہ پھیلانے کا موجب ہوئے انھوں نے اپنے غالیانہ عقیدوں سے حضرت مسیح موعود کے مقام کو لوگوں کی نظروں میں مشتبہ کر دیا لیکن حال ہی میں ان کے منہ سے ایسے کلمات کفر نکلے ہیں جن سے انھوں نے کھلے بندوں حضرت نبی کریم صلعم کی توہین کی ہے ان فقرات کو لکھتے ہوئے انگلیاں فگار اور خامہ خونچکاں ہے۔ الفضل مورخہ ۱۶ر جون میں آپ کا ایک خطبہ جمعہ درج ہوا ہے جس میں آپ کہتے ہیں :-

"بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم بعض صحابہ سے بھی بڑا درجہ حاصل کرنا چاہیں تو حاصل کر سکتے ہیں بلکہ ہم اپنے درجہ میں ترقی کر کے وہ مقام بھی حاصل کر سکتے ہیں جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ کے بروز بن جائیں بلکہ اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی شخص بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے؟ تو میں کہا کرتا ہوں خدا نے اس مقام کا دروازہ بند نہیں کیا۔ . . . . ہم یہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازے کو بند نہیں کیا وغیرہ وغیرہ"

چھوٹا منہ اور بڑی بات! میاں صاحب کا حوصلہ اس قدر بڑھ چکا ہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کی توہین علانیہ کرتے ہوئے بھی نہیں چوکتے اور جو منہ میں آتا ہے انتہائی غیر ذمہ داری کے ساتھ کہتے چلے جاتے ہیں صحابہ رضؓ کا مقام تو ان کے نزدیک کچھ بھی نہیں لیکن اب انھوں نے حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں ایسے کلمات کہدیئے ہیں جو ایک کھلی ہوئی گستاخی ہے اور جو کسی غیور اور حقیقی مسلمان کے منہ سے نہیں نکل سکتے کس دلیری اور جرأت کے ساتھ کہتے ہیں "اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے"

میاں صاحب کے ان فقرات سے اگر تمام عالم اسلامی میں ایک بے چینی کی لہر دوڑ جائے تو بعید نہیں۔

گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے جس بلند مرتبت انسان کو اپنا آخری پیغام دینے کے لئے انتخاب فرمایا کوئی شخص اس سے بھی آگے بڑھ سکتا ہے یعنی محمد رسول اللہ صلعم کی شریعت سے بہتر شریعت بھی آسکتی ہے ، ورنہ غلام کے آقا سے بڑھ سکنے کے معنی اور کیا ہوئے؟ ایسے فقرات کہہ دینے کے بعد محض مصلحتاً یہ کہہ دینا "مگر عملی حالت یہی ہے کہ کسی ماں نے کوئی ایسا بچہ نہیں جنا اور نہ قیامت تک کوئی ایسا بچہ جن سکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکے"، صرف اس بے باکی اور گستاخی پر پردہ ڈالنا ہے . . . . . جب نعوذ باللہ کوئی شخص حضرت نبی کریم صلعم سے بڑھ سکتا ہو تو ایسا شخص کبھی پیدا بھی ہو سکتا ہے اور جب پیدا نہیں ہو سکتا تو پھر بڑھ کیسے سکتا ہے آخر اتنا بڑا مغالطہ دینے سے میاں صاحب کا سوائے اس کے اور کیا مطلب ہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کی گستاخی کر کے اپنے مریدوں کی نگاہوں میں ان کی شان اور مرتبہ کو گرا دیں اور نامحسوس طور پر یہ مقام خود لے لیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

میاں صاحب نے اپنے فاسد عقائد اور غیر ذمہ دارانہ روش سے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو بدنام کر دیا اور حضرت بانئے سلسلہ کی پوزیشن کو مشتبہ کر دیا اور مسلمان خصوصاً تحریک احمدیت جیسی عظیم الشان احیائی تحریک سے بدظن ہو کر اس سے دور ہو گئے حضرت بانئے سلسلہ کو جو حضرت نبی کریم صلعم سے عشق تھا وہ کسی تشریح کا منت کش نہیں حضور کا یہ واضح مسلک تھا کہ کوئی شخص حضرت محمد رسول اللہ صلعم سے بڑا درجہ نہیں حاصل کر سکتا فرماتے ہیں :-

"سچ بات ہے کہ حقیقی طور پر کوئی نبی بھی آنحضرت صلعم کے کمالات قدسیہ سے شریک مساوی نہیں ہو سکتا بلکہ تمام ملائکہ کو بھی [illegible] جم مارنے کی جگہ نہیں چہ جائیکہ کوئی اور کو آنحضرت صلعم کے کمالات سے کچھ نسبت ہو"

(براہین احمدیہ)

اس کے علاوہ فرماتے ہیں ؎

ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم شد ختم ہر پیغمبرے

پھر فرماتے ہیں ؎

ندانم ہیچ نفسے در دو عالم
کہ دارد شوکت و شان محمدؐ

اور اپنی خدمات کے متعلق فرماتے ہیں ؎

ایں چشمہ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرہ ز بحر کمال محمدؐ است

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صریح اور واضح مسلک کے ہوتے ہوئے جماعت کو غلط راستہ پر چلایا جا رہا ہے لیکن ساری جماعت قادیان کے اندر ایک شخص بھی ایسی ایمانی جرأت رکھنے والا موجود نہیں جو اس غلط مسلک سے میاں صاحب کو روک سکے۔ میاں صاحب کی حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں اس کھلی گستاخی میں تو کوئی ابہام نہیں اگر اس گستاخی پر بھی جماعت خاموش رہے گی تو یقیناً خدا تعالیٰ کی غیرت کو بھڑکانے کا موجب ہو گی اللہ تعالیٰ جہاں میاں صاحب پر گرفت فرمائیگا تو جماعت قادیان بھی اللہ تعالیٰ کی گرفت سے نہ بچ سکے گی خدا تعالیٰ ہمارے قادیانی دوستوں کی آنکھیں کھولے تاکہ انہیں یہ واضح اور موٹی موٹی باتیں نظر آسکیں اور وہ خدا تعالیٰ کی گرفت سے بچ جائیں۔

بیگم صاحبہ میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کا مالی ایثار

گذشتہ پرچہ میں جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی کی مالی قربانی کا ذکر ہو چکا ہے ان کی بیگم صاحبہ نے بھی تراجم قرآن فنڈ میں ۴ تولہ کا طلائی زیور عطا فرما کر غیر معمولی مالی قربانی اور ایثار کا نمونہ پیش کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ بیگم صاحبہ موصوفہ کا یہ نمونہ تمام احمدی خواتین کے لئے قابل تقلید ہے۔

ایک ضروری تصحیح

گذشتہ اشاعت میں میاں نصیر احمد صاحب فاروقی آئی۔سی۔ایس او۔بی۔ای کی مالی قربانی کے متعلق جو نوٹ شائع ہوا ہے رقوم کے اندراج میں ایک غلطی رہ گئی ہے میاں صاحب موصوف نے تراجم قرآن فنڈ میں بجائے ایک ہزار کے گیارہ سو کی رقم دی ہے اور اس کے علاوہ وہ دن تے ایک سو روپیہ اعزاز کی خوشی [illegible]

عطیہ دیا ہے خریداران تصحیح فرمالیں۔

پیغام صلح کا خاص نمبر

کاغذ کی کمی کی وجہ سے انجمن نے پیغام صلح کا خاص ماہوار نمبر بند کر دیا ہے اس کی بجائے ایک عام نمبر قادیانیت کے رد میں شائع ہوا کرے گا چنانچہ موجودہ نمبر ہی مذکورہ عام نمبر ہے خریداران پیغام صلح مطلع رہیں۔

پیغام صلح کی توسیع اشاعت

پیغام صلح کی توسیع اشاعت کی طرف دوستوں کو توجہ دلائی گئی تھی خدا کا شکر ہے کہ ہماری آواز صدا بصحرا ثابت نہیں ہوئی سال رواں میں پیغام صلح کے ۱۰۸ نئے خریدار پیدا ہوئے ہیں اس سلسلہ میں اخویم میاں عبد الرؤف صاحب منڈی بہاؤ الدین خاص شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے اس طرف خاص توجہ فرمائی ہم جماعت کے مقتدر اور صاحب اثر حضرات کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے قومی آرگن کی توسیع اشاعت کی طرف خاص توجہ مبذول فرمائیں اگر وہ ایک ایک خریدار بھی مہیا کر دیں تو پیغام صلح کی خریداری بہت بڑھ سکتی ہے۔

کچھ تبلیغی کلاس کے متعلق

مرکزی انجمن تبلیغی [illegible] مضبوط کرنا چاہتی ہے [illegible] طلباء کی تعداد کو بھی بڑھانا [illegible] مبلغین حضرات اور جماعتوں کے صدر اور سکرٹری [illegible] میں گذارش ہے کہ [illegible] دنیا پر مقدم کرنے [illegible] کلاس میں داخل [illegible] کریں داخلہ کی درخواستیں [illegible] سکرٹری صاحب انجمن [illegible] چاہئیں [illegible]

[illegible]

تصنیف [illegible] محفل [illegible] انجمن [illegible]

اشتہار ”ایک غلطی کے ازالہ“ میں دعوی کے متعلق کوئی تبدیلی نہیں

(از محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری)

(۳)

اشتہار کا موضوع

میں گذشتہ قسط میں یہ ثابت کر چکا ہوں کہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں حضرت اقدس نے اپنی گذشتہ کتب کے منشاء کے خلاف نہیں لکھا بلکہ ان کے مطابق ہی اشتہار میں اپنی گذشتہ کتب پر غور کرنے کی طرف ہی توجہ دلائی ہے۔ اب اس قسط میں میں انشاء اللہ ثابت کروں گا کہ جو کچھ گذشتہ کتب میں حضور نے اپنے دعوے کے متعلق بیانات دیئے ہیں وہی بیانات بعینہٖ اس اشتہار میں دیئے گئے ہیں۔ مطابق بیانات اور اشتہار کے بیانات میں سرمو فرق نہیں ہے۔ پیشتر اس کے کہ میں اس سوال کو حل کروں میں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اشتہار مذکورہ کا موضوع کیا ہے۔ سو یاد رہے کہ اس اشتہار کا موضوع کسی عقیدہ کی تبدیلی ہرگز نہیں جیسا کہ جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کا خیال ہے بلکہ اس کا موضوع اس وجہ کو بیان کرنا ہے جس کی بناء پر حضرت اقدس کو حضور کے الہامات میں نبی یا رسول یا مرسل کے نام سے پکارا گیا ہے نیز اس معنی کو بیان کرنا ہے جو ان الفاظ سے مراد لئے گئے ہیں۔

اشتہار میں اسی موضوع کی تعیین

یہ بات میں اپنی طرف سے بیان نہیں کر رہا بلکہ خود اشتہار کی متعدد عبارات اس پر دلالت کر رہی ہیں چنانچہ پہلی بات جو اس پر دال ہے وہ وہ ضرورت ہے جو اس اشتہار کے معرض وجود میں آنے کا باعث ہوئی ہے اور وہ یہ کہ حضور کے ایک مرید نے حضور کے الہامات میں لفظ رسول و نبی و مرسل کے موجود ہونے کا ایک مخالف کے سامنے انکار کر دیا اور جس مفہوم میں یہ الفاظ الہامات میں استعمال ہوئے تھے اور جسکو حضور اپنی تمام کتب میں بالوضاحت بیان کرتے چلے آ رہے تھے اس کے بیان سے بھی غفلت کی۔ اپنے اس مرید کی اس حالت کو دیکھ کر حضور کی توجہ اس طرف مبذول ہوئی کہ جماعت اور دیگر لوگوں پر واضح کرنے کے لئے اس مفہوم کو از سر نو بیان کریں چنانچہ اسی غرض کے لئے یہ اشتہار شائع کیا۔ حضور کی مندرجہ ذیل عبارات اسی امر کی تائید کرتی ہیں۔

(۱) اسی طرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔

(۲) یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا۔

(۳) اس وقت تک اگر کوئی نبی کہلائیگا۔

(۴) اسی لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔

(۵) میں ایسی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔

(۶) خدا تعالےٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں۔

(۷) خدا تعالےٰ نے میرا نام نبی اور رسول رکھا ہے۔

(۸) خدا نے مجھے نبی اور رسول کے نام سے پکارا ہے۔

(۹) مجھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارا جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں۔

(۱۰) خدا نے بارہا میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں۔

مندرجہ بالا دس عبارتیں مریا کے اس قول کی تردید کر رہی ہیں جو اس نے ایک مخالف کے سامنے کہا تھا کہ حضور کے الہامات میں حضور کو نبی اور رسول کے نام سے نہیں پکارا گیا۔

لفظ نبی و رسول دو مفہوموں میں

اس بات کی تردید کرنے کے بعد حضور اس مفہوم کو بیان فرماتے ہیں جس مفہوم میں یہ الفاظ الہامات میں استعمال کئے گئے ہیں اور وہ دو ہیں

(۱) لغوی (۲) بروزی ظلی وغیرہ۔

لغوی معنی کی رو سے نبی

حضرت اقدس جس طرح پہلی کتب میں اپنے آپکو صرف لغوی معنی سے نبی کہتے رہے اسی طرح اس اشتہار میں بھی لغوی معنی میں ہی نبی کہا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔ ”یہ بھی یاد رہے کہ نبی کے معنی لغت کی رو سے یہ ہیں کہ خدا کی طرف سے اطلاع پاکر خبر دینے والا جہاں یہ معنی صادق آئیں گے نبی کا لفظ بھی صادق آئیگا ۔۔۔۔۔ اسی طرح جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اسی کو ہم رسول کہیں گے“

گذشتہ قسطوں میں میں اربعین اور خط حضرت اقدس ۱۸۹۹ء کی عبارتوں سے یہ ثابت کر چکا ہوں کہ حضور لغوی اصطلاح اور اسلامی اصطلاح دونوں کو جدا جدا اصطلاحیں قرار دیتے ہیں اسلامی اصطلاح کی رو سے نبوت اب ہمیشہ کے لئے بند سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو بھی اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی کہلانا نا جائز قرار دیتے ہیں ہاں صرف لغوی اصطلاح کی رو سے اپنے لئے نبی کا لفظ بولنا جائز سمجھتے ہیں اب اس اشتہار کو جب ہم دیکھتے ہیں تو اس میں کہیں بھی ہمیں یہ نظر نہیں آتا کہ حضور نے کسی جگہ اسلامی اصطلاح میں اپنے آپ کو نبی کہا ہو یا اسلامی اصطلاح کی رو سے دروازہ نبوت کھلا قرار دیا ہو بلکہ عبارت مندرجہ بالا صاف بتلا رہی ہے کہ حضور صرف لغوی اصطلاح والی نبوت کا دروازہ کھلا سمجھتے ہیں یعنی خدا کی طرف سے اطلاع پاکر خبر دینے ۔۔۔ قرار دیا بلکہ شروع دعوے سے ہی اسے کھلا قرار دے رہے ہیں پھر تبدیلی کس بات میں ہوئی۔ تبدیلی تو اس صورت میں مانی جا سکتی تھی اگر حضور اشتہار ہذا میں یہ لکھتے کہ پہلے میں اسلامی اصطلاح کی رو سے نبی ہونے سے انکار کیا کرتا تھا لیکن اب مجھ پر یہ بات کھل گئی ہے کہ میں اسلامی اصطلاح کی رو سے بھی نبی ہوں لیکن یہ بات تو حضور نے کہیں لکھی نہیں لکھا تو صرف یہی لکھا کہ میں اسلئے نبی کہلاتا ہوں یا میرے الہامات میں یا حدیث نبوی میں میرے لئے جو لفظ نبی استعمال کیا گیا ہے وہ صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والے کے معنی میں مستعمل ہوا ہے اسی طرح رسول یا مرسل کا لفظ بھی محض اس لئے استعمال ہوا ہے کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں اور یہ بالکل واضح بات ہے کہ یہ دو معنی محض لغوی ہیں اسلامی اصطلاح کا مفہوم ان سے زائد ہے جو نہ حضور میں پایا جاتا ہے اور نہ ہی حضور نے اس اشتہار میں اس کے پائے جانے کا دعوےٰ کیا ہے اس صورت میں نہ تو دعوے میں کوئی تبدیلی پائی جاتی ہے نہ دعوے کے نام رکھنے میں کسی تبدیلی کا وجود ملتا ہے پہلے بھی دعوےٰ لغوی نبوت کا تھا اب بھی لغوی نبوت کا ہی دعوےٰ ہے پہلے بھی اس دعوے کا نام لغوی اصطلاح میں نبوت رکھا گیا تھا اب بھی لغوی اصطلاح میں ہی یہ نام رکھا گیا ہے پس جناب میاں صاحب مکرم اور ان کے رفقاء بتلائیں کہ تبدیلی کہاں ہے

بروزی نبوت

اسلام سے قبل خدا تعالیٰ کی طرف سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینا دو طرح سے ہوا کرتا تھا ایک براہ راست بغیر کسی نبی کے واسطہ کے اور یہ بات صرف نبیوں کو میسر تھی اور دوسرے نبیوں کی تعلیم پر عمل کرتے اور ان کی اطاعت میں فنا ہو جانے کے نتیجہ میں لیکن قرآن شریف اور نبی کریم صلعم کے آنے کے بعد پہلا طریق تو ہمیشہ کے لئے مسدود ہو گیا کیونکہ قرآن شریف خاتم الشرائع اور نبی کریم صلعم خاتم النبیین ہیں لیکن دوسرا طریق علم غیب کے پانے کا جاری ہے یعنی قرآن شریف کی کامل پیروی اور نبی کریم صلعم کی محبت اور اطاعت میں فنا ہو جانے کے نتیجہ میں اسی طرح یہ انعام ملتا رہیگا جس طرح کتب سابقہ اور انبیاء سابقین کی اطاعت کے نتیجہ میں ملا کرتا تھا صرف اتنا فرق ہے کہ پہلی کتب اور پہلے نبیوں کی اطاعت میں محدود وقت تک اور خاص قوم کو یہ انعام ملتا رہا اور پھر بند ہو گیا جیسا کہ اب بند ہے کیونکہ وہ نبی ہی مختص القوم اور مختص الزمان تھے لیکن قرآن شریف اور نبی کریم صلعم کی اطاعت سے سب قوموں کو قیامت تک یہ انعام ملتا رہے گا کیونکہ آنحضرت صلعم ساری قوموں کے لئے اور قیامت تک کے لئے نبی ہیں اور آنحضرت صلعم پر نازل شدہ کتاب قرآن مجید تمام لوگوں کے لئے اور قیامت تک کے لئے ہدایت نامہ ہے اسی لئے حضرت اقدس نے اشتہار ہذا میں فرمایا ہے :۔

”ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس آیت میں فرماتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے اس لئے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے اس لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے اس کے یہ معنی ہیں کہ محمد صلعم کی نبوت آخر محمد صلعم کو ہی ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو پس یہ آیت کہ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کا لاخرة لانہ خاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ غرض میری نبوت

رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کی رو سے اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا"

فقرہ ۱ و ۲ و ۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلعم کے آنے سے قبل تمام نبیوں کے پیروؤں پر خدا تعالےٰ کی طرف سے علم غیب یعنی پیشگوئیاں پانے کا دروازہ کھلا تھا نبی کریم صلعم کے آنے پر پہلی امتوں پر یہ دروازہ بند ہو گیا، اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایسی پیشگوئیاں کرنیوالے کو نبی کہتے ہیں گویا ہر نبی کا پیرو کامل پیروی کے نتیجہ میں پیشگوئیاں پانے کی وجہ سے نبی کہلا سکتا ہے یہ چیز نبی کریم صلعم کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ ہر نبی کی اتباع سے ایسی نبوت جو محض لغوی نبوت ہے اور نبی کے کامل پیرو کو جو اس کے رنگ میں پورا رنگین ہو جاتا ہے مل سکتی ہے اگر نہ مل سکتی ہوتی تو حضور کا یہ ارشاد کہ "ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے" نعوذ باللہ بالکل بے معنی قرار دینا پڑے گا کیونکہ اگر ہندو یہودی عیسائی پہلے بھی نبی کے لفظ کو اپنے لئے ثابت نہیں کر سکتے تھے جیسا کہ جناب میاں صاحب کا خیال ہے تو یہ کہنا کہ اب وہ ثابت نہیں کر سکتے کیا معنی رکھتا ہے یہ مضمون صرف اسی اشتہار میں بیان نہیں ہوا بلکہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۳۹ پر بھی حضور نے یہی فرمایا کہ جو نبی اپنے کامل پیرو کو امتی نبی نہیں بنا سکتا وہ نبی ہی نہیں اور پھر چشمہ مسیحی میں بڑے زور سے اس مضمون کو دہرایا ہے غرضکہ لغوی نبوت جو ابتدا دنیا سے چلی آتی ہے اور ہر نبی کی پیروی سے ملتی رہی ہے اب صرف نبی کریم صلعم کی ہی پیروی سے مل سکتی ہے کیونکہ آنحضور صلعم خاتم النبیین یعنی آخری نبی ہیں اور نبی کی ماہیت میں چونکہ یہ داخل ہے کہ وہ خدا سے براہ راست فیض لیکر دوسری مخلوق تک پہنچائے۔ اس لئے اب نبی کریم صلعم ہی ایک ایسے شخص ہیں جن کی پیروی سے اب یہ نعمت مل سکتی ہے اور قیامت تک ملتی رہے گی اور ہر قوم کا فرد اسلام میں داخل ہو کر اور نبی کریم صلعم کی اطاعت اور محبت کے جوئے کے نیچے آکر اس نعمت کو حاصل کر سکتا ہے۔

فقرہ ۴ بتلا رہا ہے کہ حضرت اقدسؑ لغوی نبوت کو اپنی ذات تک محدود نہیں سمجھتے بلکہ ہر اس شخص کو جو سیرت صدیقی اپنے اندر رکھتا ہے یعنی نبی کریم صلعم کی اطاعت اور محبت میں کامل طور پر فنا ہو کر آنحضور صلعم کے ساتھ اس حد تک یگانگت تامہ پیدا کر لیتا ہے کہ خدا کے نزدیک وہ محمد اور احمد کہلانے کا مستحق ہو جاتا ہے وہ اس لغوی نبوت کی نعمت کو پانے کا اہل ہو جاتا ہے صدیق اکبر حضرت ابوبکر صدیق رضی جنہیں حضورؐ نے نبوت کا نسخہ ثانیہ قرار دیا ہے اس نعمت کے سب سے اول پانے والے تھے اور امت میں ہزاروں ہوئے جنہوں نے اس نعمت کو پایا پس خلاصہ کلام یہ کہ لغوی نبوت کا دروازہ قیامت تک کھلا ہے اور خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ یہ نبوت صرف اور صرف نبی کریم صلعم کے ساتھ روحانی طور پر یگانگت تامہ پیدا کرنے کے نتیجہ میں مل سکتی ہے اس کے سوا اسکو حاصل کرنے کا **اب** کوئی اور ذریعہ نہیں گو آنحضور صلعم سے قبل دیگر انبیاء اس کے لئے ذریعہ تھے۔

فقرہ ۵ میں حضور فرماتے ہیں کہ میرے الہامات اور حدیث نبوی میں بھی جو نبی کا نام مجھے دیا گیا ہے وہ بھی اسی لئے دیا گیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی اطاعت و محبت میں فنا ہو کر میں نے آنحضور صلعم سے یگانگت تامہ پیدا کر لی ہے پس جس طرح بروزی طور پر مجھے محمد اور احمد کے نام سے پکارا گیا ہے اسی طرح بروزی طور پر نبی کے نام سے بھی مجھے پکارا گیا ہے یعنی پیشگوئیاں کرنے والا جس طرح میں حقیقتاً محمدؐ اور احمدؐ نہیں اسی طرح میں حقیقتاً نبی بھی نہیں، پس حضرت اقدس نے پہلے تو یہ بتلا دیا کہ میرے الہامات میں نبی کا لفظ موجود ہے پھر یہ بتلایا کہ یہ اسلامی اصطلاح والی نبوت نہیں بلکہ محض لغوی نبوت ہے پھر یہ فرمایا کہ یہ لغوی نبوت ہمیشہ سے چلی آرہی ہے لیکن اب صرف نبی کریم صلعم کے واسطہ سے ہی مل سکتی ہے کوئی اور ذریعہ اس کے حاصل کرنیکا اب نہیں رہا۔

ایک سوال اور اسکا جواب

اب جبکہ یہ ثابت ہو گیا کہ جس طرح حضورؑ اپنی سابقہ کتب میں اپنی طرف صرف لغوی نبوت کو ہی منسوب کرتے رہے ہیں اور اس کو حاصل کرنیکا صرف ایک ہی ذریعہ بتلاتے رہے ہیں یعنی نبی کریم صلعم کی اطاعت اور محبت میں کامل طور پر فنا ہو کر آنحضورؐ کے ساتھ پوری یگانگت پیدا کرنا اسی طرح اس اشتہار میں بھی صرف لغوی نبوت کو ہی اپنی طرف منسوب کیا ہے اور اسکو حاصل کرنیکا بھی وہی پہلا ہی ذریعہ بتلایا ہے تو تبدیلی نفس دعوے یا تبدیلی نام دعوے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا لیکن جناب میاں صاحب مکرم اور ان کے رفقاء کی طرف سے ایک عبارت پیش کی جاتی ہے جس کے متعلق ان دوستوں کا خیال ہے کہ اس میں حضور نے جماعت محدثین کا فرد ہونے سے انکار کیا ہے۔ یہ دوست فرماتے ہیں کہ لغوی نبوت اور محدثیت چونکہ مترادف الفاظ ہیں اس لئے محدثیت کا انکار لغوی نبوت کے انکار کو مستلزم ہوا اور یہ تبدیلی دعوے یا نام دعوے کا کھلا کھلا ثبوت ہے۔

سوال ہذا کا جواب

سوال ہذا کا جواب دینے سے قبل میں پھر ایک دفعہ ان دوستوں کی توجہ اشتہار کے موضوع کی طرف پھیرنا چاہتا ہوں، اشتہار کا موضوع جیسا کہ پہلے ثابت کیا جا چکا ہے یہ نہیں کہ حضورؑ نبی ہیں یا نہیں بلکہ یہ ہے کہ حضورؑ کا نام جو الہامات و احادیث میں نبی رکھا گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ اب جبکہ حضورؑ کا مقصود اشتہار ہذا میں نبی نام رکھنے کی وجہ بتلانا ہے تو ظاہر ہے کہ جو وجہ بھی حضورؑ اس اشتہار میں بیان فرمائیں گے وہ نبی نام رکھنے کی ہوگی نہ کہ محدث نام رکھنے کی سوال تو صرف نبی نام رکھنے کے متعلق ہے نہ کہ محدث نام رکھنے کے متعلق۔ محدث نام رکھنے پر تو کوئی اعتراض ہی نہیں کہ اس کے متعلق حضور بحث شروع کر دیں اعتراض تو صرف نبی نام رکھنے پر ہے اسلئے لازماً جواب بھی اس کا ہی دیا جائیگا پس جس وجہ سے حضورؑ محدث کہلاتے ہیں وہ چونکہ زیر بحث ہی نہیں اس لئے اس اشتہار میں اس پر قطعاً کوئی بحث نہیں کی گئی ہاں بعض لوگ چونکہ محدث کے لغوی معنی اور اسلامی اصطلاح کی رو سے جو معنی ہیں ان دونوں میں خلط ملط کر دیتے ہیں اسلئے حضورؑ نے لوگوں کو اس گڑبڑ سے نکالنے کے لئے صرف یہ بات صاف کی ہے کہ جس طرح نبی محض لغوی اور اسلامی اصطلاح یعنی دونوں اصطلاحوں میں استعمال ہوتا ہے اسی طرح محدث بھی لغوی اور اسلامی اصطلاح دونوں میں مختلف معانی کے لحاظ سے استعمال ہوتا ہے جب یہ لفظ لغوی اصطلاح میں استعمال ہوگا تو اس سے مراد صرف وہ شخص ہوگا جس کے ساتھ خدا کلام کرے قطع نظر اس سے کہ اس پر اظہار علی الغیب ہو یا نہ ہو لیکن جب یہ لفظ اسلامی اصطلاح میں استعمال ہوگا تو اظہار علی الغیب کا اس میں پایا جانا ضروری ہوگا جیسا کہ حضور حاشیہ ایام الصلح صفحہ ۱۷ پر فرماتے ہیں۔

"قرآن شریف میں ہے فلا یظھر علیٰ غیبہ احداً الا من ارتضیٰ من رسول یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے دوسرے کو یہ مرتبہ عطا نہیں ہوتا رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالےٰ کی طرف سے بھیجے جاتے ہوں خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث اور مجدد ہوں"

عبارت مندرجہ بالا میں قرآن شریف کی رو سے محدث کے لئے اظہار علی الغیب ثابت کیا ہے اسی طرح آیت وما ارسلنا من رسول ولا نبی کی دوسری قرأت ولا محدث کی رو سے محدث کو نبیوں کے ہم پلہ ثابت کیا ہے اسی طرح توضیح مرام صفحہ ۱۹ پر محدث کے لئے اظہار علی الغیب ضروری قرار دیا ہے غرضیکہ حضرت اقدس نے اپنی تمام کتب سابقہ میں اپنے آپ کو اسلامی اصطلاح میں محدث لکھا ہے کبھی بھی لغوی اصطلاح میں محدث نہیں لکھا سو اشتہار ہذا میں بھی جب حضورؑ نے الہامات میں اور حدیث نبوی میں نبی نام رکھنے کی وجہ یہ بیان کی کہ لغت میں چونکہ نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے اطلاع پاکر غیب کی خبر دینے والا تو ساتھ ہی ان لوگوں سے جو نبی کے نام سے چڑ جاتے ہیں دریافت کیا کہ میرے علم اور میری تحقیق میں تو یہی بات ثابت شدہ ہے کہ جو شخص غیب کی خبریں خدا سے پا کر بتلائے اسکو عربی زبان کی لغت نبی کے نام سے پکارتی ہے اسی بنا پر خدا نے میرے الہامات میں اور رسول کریم صلعم نے اپنی حدیث مبارک میں مجھے نبی کے نام سے پکارا ہے اگر آپ لوگوں کے نزدیک لغت ایسے شخص کو کسی اور نام سے پکارتی ہو تو مجھے اطلاع دیں ورنہ اس لفظ پر غصہ میں آنا اور اسکو محل اعتراض بنانا بالکل بیجا ہے قرآن شریف اور احادیث نبویہ سے یہ ثابت ہے کہ اس امت کے کامل افراد خدا کے مکالمہ مخاطبہ سے مشرف ہوں گے پیشگوئیاں یعنی آئندہ کی خبریں ان کو دی جائیں گی اور ادھر لغت ایسے اشخاص کو نبی کا نام دیتی ہے اسی طرح جو شخص خدا تعالےٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے بھیجا جائے اسکو لغت رسول کے نام سے پکارتی ہے تو اگر ایسے شخص کو خدا بھی لغت کی اصطلاح کو ہی مدنظر رکھتے ہوئے نبی یا رسول کے لفظ سے پکارے تو اس میں کیا حرج ہے اور اسلام کی کونسی تعلیم پر اس کی زد پڑتی ہے پس جبکہ خدا کی طرف سے غیب کی خبر پانے والے کے لئے لغت میں صرف ایک ہی لفظ وضع کیا گیا ہے یعنی نبی تو جہاں تک لغت کا تعلق ہے کوئی دوسرا لفظ استعمال ہی کس طرح ہو سکتا ہے اس بات کو واضح کرنے کے بعد حضورؑ ان لوگوں کے خیالات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو لغوی اور اسلامی اصطلاح میں خلط ملط کرنے کے عادی ہیں فرماتے ہیں کہ اگر ایسے خیال کا آدمی یہ کہے کہ ایسے شخص کو محدث کے نام سے پکارا جائے تو اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ کسی لغت کی کتاب میں تحدیث کے معنی اظہار غیب نہیں ہے۔ جب لغت کی رو سے لفظ تحدیث میں اظہار غیب کا مفہوم ہی داخل نہیں تو جس وقت لغت کو مدنظر رکھکر غیب کی خبر پانیوالے

کے لئے کوئی لفظ استعمال کرنا ہوگا تو اس کے لئے لفظ محدث کس طرح استعمال کیا جا سکتا ہے اس کے لئے تو بہرحال لفظ نبی ہی استعمال کرنا پڑیگا کیونکہ لغت میں نبی کے مفہوم میں اظہار غیب داخل ہے۔

جناب میاں صاحب کی ایک غلط فہمی کا ازالہ

اس جگہ جناب میاں صاحب مکرم ایک خطرناک غلطی کا شکار ہوئے ہیں انہوں نے یہ دیکھتے ہی کہ حضورؑ نے لفظ محدث کے اطلاق کو درست نہیں قرار دیا انتہاء درجہ کی جلد بازی سے کام لیتے ہوئے فوراً اپنا یہ مذہب شائع کر دیا کہ حضورؑ جو پہلے اپنے آپ کو جماعت محدثین کا فرد قرار دیا کرتے تھے اور اپنی نبوت کو محدثین والی نبوت بتلایا کرتے تھے یہ سب باتیں اب اس اشتہار کی اشاعت کے دن سے منسوخ ہو گئی ہیں افسوس جناب میاں صاحب مکرم نے یہ تو دیکھ لیا کہ حضورؑ نے لفظ محدث کے اطلاق کو درست نہیں قرار دیا لیکن یہ نہ دیکھا کہ کس اصطلاح کے لحاظ سے اسے درست نہیں قرار دیا منسوخی کا سوال تو اس صورت میں پیدا ہو سکتا تھا جبکہ حضورؑ جس اصطلاح میں اپنے آپ کو پہلی کتب میں محدث کہا کرتے تھے اسی اصطلاح کی رو سے اشتہار ہذا میں محدث کہلانے سے انکار کرتے حضورؑ جبکہ پہلی کتب میں اسلامی اصطلاح کی رو سے اپنے آپ کو محدث لکھا کرتے تھے اور کبھی بھی لغوی اصطلاح سے اپنے آپ کو محدث نہیں لکھا اور اشتہار ہذا میں صرف لغوی اصطلاح سے محدث کہلانے سے انکار کر رہے ہیں تو اس عبارت سے پہلی کتب میں بیان کردہ مذہب کس طرح منسوخ ہو گیا اشتہار ہذا کی اشاعت کے بعد بھی حضورؑ اسلامی اصطلاح کی رو سے اسی طرح محدث ہیں جس طرح اس کی اشاعت سے قبل محدث تھے اور اشتہار ہذا کی اشاعت کے بعد بھی حضورؑ لغوی اصطلاح کی رو سے اسی طرح محدث نہیں جس طرح اس کی اشاعت سے قبل محدث نہیں تھے جناب میاں صاحب مکرم کی مزعومہ منسوخی تب ثابت ہو سکتی ہے جب وہ یہ دکھلائیں کہ حضورؑ نے اشتہار ہذا میں اسلامی اصطلاح کی رو سے محدث کہلانے سے انکار کیا ہو وہاں تو صرف لغوی اصطلاح سے انکار ہے اور اس کا اقرار پہلی کتب میں کہیں بھی موجود نہیں اسلئے ادعا منسوخی بے بنیاد ہے۔

بعد کی کتب میں محدثیت کا ذکر

جناب میاں صاحب کا ادعا منسوخی اس دلیل سے بھی بے بنیاد ثابت ہو جاتا ہے کہ حضورؑ نے اس اشتہار کے بعد کی کتب میں بھی محدثیت کا اقرار کیا ہے چنانچہ لیکچر سیالکوٹ مصنفہ ۱۹۰۴ء کے صفحہ ۲۰ اور ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم مصنفہ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۱۸۱ پر اپنے آپ کو محدثین کے گروہ میں ہی شامل کیا ہے۔

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ کے زمانہ تک جماعت کا مذہب

یہی نہیں کہ حضورؑ اپنے آپ کو اشتہار ہذا کے بعد بھی محدث لکھتے رہے بلکہ جماعت نے بھی اشتہار ہذا کی اس عبارت سے جس سے جناب میاں صاحب مکرم منسوخی نکال رہے ہیں منسوخی نہیں سمجھی تفصیل اس کی یہ ہے کہ قاضی محمد سلیمان صاحب پٹیالوی نے حضرت اقدس کے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" پر ایک محاکمہ لکھا تھا اس رسالہ کو حضرت مولینا مولوی نورالدین صاحبؓ نے برائے جواب حافظ روشن علی صاحب کے سپرد کیا۔ حافظ صاحب نے اس کا جواب لکھا جس کو حضرت مولینا مولوی نورالدین صاحبؓ نے بہت پسند کیا اور کئی دوستوں کو پڑھنے کے لئے ارشاد فرمایا حافظ صاحب کا یہ جواب رسالہ تشحیذ الاذہان جلد ۹ نمبر ۱ میں شائع ہوا ہے اس میں قاضی صاحب کے سوال کو قولہ کے لفظ سے اور اپنے جواب کو اقول کے لفظ سے ذکر کیا ہے۔ قاضی صاحب کے اعتراضات میں سے ایک اعتراض مع جواب ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

"قولہ۔ توضیح المرام میں آپ نے اپنے آپ کو محدث لکھا ہے اور محدث کا بھی ایک معنی سے نبی ہونا لکھا ہے اور اشتہار میں لکھا ہے کہ میرا نام نبی ہے محدث نہیں ہو سکتا کیونکہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں۔

اقول۔ ان دونوں جگہوں میں تناقض تب ہو سکتا تھا جبکہ ان دونوں جگہ میں ایک ہی اعتبار سے محدث ہونے کا اقرار کیا جاتا اور اسی اعتبار سے پھر انکار کیا جاتا مگر یہاں تو دونوں جگہوں میں اعتبار مختلف ہیں اس لئے لولا الاعتبارات لبطل الحکمۃ کے ماتحت آپ کا قائم کردہ تناقض کافور ہو گیا اشتہار میں آپ نے اس اعتبار سے انکار کیا ہے کہ لغت میں تحدیث کے معنی اظہار غیب نہیں ہیں اور توضیح میں اقرار اصطلاحی معنی کے لحاظ سے کیا ہے۔"

مندرجہ بالا سوال و جواب سے واضح ہے کہ ہمارا یہ جواب کہ حضورؑ نے اشتہار میں محض لغوی اصطلاح کو مدنظر رکھتے ہوئے محدث ہونے سے انکار کیا ہے اور پہلی کتب میں اسلامی اصطلاح کو مدنظر رکھتے ہوئے محدث [illegible]

تفسیر نویسی کا چیلنج منظور

{از قلم مکرم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری}

اخی المکرم جناب میاں محمود احمد صاحب اپنی قرآن دانی کے متعلق اکثر تعلیاں کرتے رہتے ہیں اور ان تعلیوں میں بعض اوقات اس قدر حد سے نکل جاتے ہیں کہ ساری دنیا کو بالمقابل تفسیر لکھنے کا چیلنج بھی دے دیتے ہیں حالانکہ اس قسم کے چیلنج دے کر انکو شرمندگی بھی اٹھانی پڑی ہے اس قسم کے چیلنجوں کو ہماری طرف سے کبھی بھی وقعت کی نظر سے نہیں دیکھا گیا اور نہ ہی مقابلہ میں آنے کی کبھی ضرورت محسوس کی گئی لیکن چونکہ بعض لوگ محض تعلیوں کو ہی صداقت کی دلیل سمجھ کر متاثر ہو جاتے ہیں اس لئے ایسے لوگوں پر جناب میاں صاحب مکرم کی اس قسم کی تعلیوں کی حقیقت کو طشت ازبام کرنے کے لئے ان کے چیلنج تفسیر نویسی کو قبول کیا جاتا ہے۔

علوم ظاہری کے معلوم کرنیکا طریقہ

جناب میاں صاحب مکرم کو دعویٰ ہے کہ وہ پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہیں اور مصلح موعود کی علامات میں سے ایک علامت یہ بھی بتائی گئی ہے کہ وہ علوم ظاہری و باطنی سے پر ہوگا میرے نزدیک جناب میاں صاحب مکرم دونوں علوم سے خالی ہیں پیشگوئی میں چونکہ علوم ظاہری کو مقدم کیا گیا ہے اسلئے پہلے انہی کے متعلق آزمائش ہو جانی چاہیئے اور اس آزمائش کا طریق یہ ہوگا کہ چند سوالات قرآن شریف کے لفظی ترجمہ اور جملوں کی ساخت کے متعلق یہ خاکسار تیار کرے اور اسی طرز کے چند سوالات جناب میاں صاحب مکرم تیار کریں ہم دونوں ایک کمرے میں صرف قلم دوات اور کاغذ لے کر بیٹھ جائیں میرے سوالات کا جواب جناب میاں صاحب مکرم لکھیں اور ان کے سوالات کا جواب یہ خاکسار لکھے گا وقت تین گھنٹے ہوگا جوابات لکھنے کے بعد ہر ایک اپنا پرچہ دوسرے کو دیدے اس پر دو گھنٹے کے اندر جو جرح وہ چاہے لکھدے اس کے بعد ہر فریق دوسرے فریق کی جرح کا جواب دو گھنٹے کے اندر لکھے اور پھر دونوں کے پرچے عربی زبان کے کسی مسلّم عالم کے پاس بھیج دیئے جائیں جن کا فیصلہ اس بارے میں قطعی ہوگا۔

علوم باطنی کی آزمائش کا طریق

علوم ظاہری کی آزمائش کے بعد علوم باطنی کی آزمائش شروع کی جائے جناب میاں صاحب مکرم کو چونکہ یہ دعویٰ ہے کہ مسئلہ خلافت کے متعلق اور آیت خاتم النبیین کے متعلق انہیں خاص طور پر علوم عطا کئے گئے ہیں یہاں تک کہ اس زمانہ میں مصلح موعود کی ضرورت ہی وہ یہ بتلایا کرتے ہیں کہ ان دو امور میں جو غلط فہمیاں پیدا کی گئی ہیں ان کو دور کرنا چونکہ ضروری تھا اس لئے خدا نے انہیں مصلح موعود بنا کر کھڑا کیا ہے تا ان کے ذریعہ سے ایسی تمام غلطیوں سے اسلام کو پاک کر دیا جائے اس لئے میں علوم باطنی کی آزمائش کے لئے سورۃ نور کی آیت استخلاف اور سورۃ احزاب کی آیت خاتم النبیین کو ہی انتخاب کرتا ہوں یہ یاد رہے کہ انتخاب کا حق جناب میاں صاحب مکرم نے ہمیں دیا ہے جن کے انتخاب کرنے میں کسی قسم کی بے انصافی سے کام نہیں لیا گیا بلکہ انہی آیتوں کو انتخاب کیا گیا ہے جن کے متعلق جناب میاں صاحب مکرم کو دعویٰ ہے کہ انکے متعلق انہیں خاص طور پر علوم عطا کئے گئے ہیں ان آیات کی تفسیر لکھنے کے لئے میری طرف سے قطعاً کوئی شرط نہیں کہ جناب میاں صاحب مکرم بالمقابل بیٹھ کر لکھیں وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر لکھ سکتے ہیں اسی طرح میری طرف سے یہ بھی کوئی شرط نہیں کہ وہ اکیلے ہی لکھیں میری طرف سے انہیں اجازت ہے کہ وہ جس قدر بھی اپنے علماء سے چاہیں مدد لیں پھر صفحوں کی یا الفاظ کی بھی کوئی قید نہیں جتنا لمبا چاہیں وہ لکھیں صرف یہ شرط ہوگی کہ جس دن وہ شروع کرنے کا اعلان کریں اس سے ایک ماہ تک وہ اپنا پرچہ اس خاکسار کو بھیجدیں خاکسار اس پر جرح کر کے واپس بھیجدے گا اس جرح کا وہ جواب پندرہ روز میں بھیجدیں اسی طرح میں بھی اپنا پرچہ ایک ماہ تک انہیں بھیجدونگا اس پر وہ جرح لکھدیں میں بھی اس کا جواب لکھدوں گا جرح کا جواب یا پرچہ لکھنے کے لئے جناب میاں صاحب مکرم زیادہ وقت لینا چاہیں تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہاں وقت کی تعیین پہلے ہو جانی چاہیئے اس کے بعد پرچہ مع جواب کسی مسلّمہ عالم کے پاس بھیجدیا جاوے اس کا فیصلہ قطعی ہوگا اگر فیصلہ جناب میاں صاحب کے خلاف ہو تو خاکسار کا صرف اتنا ہی مطالبہ ہوگا کہ وہ آئندہ اس قسم کی تعلیوں سے توبہ کریں والسلام

---

۴ کیا یہ جماعت میں اختلاف پیدا ہونے کے بعد کی ایجاد نہیں بلکہ اختلاف سے قبل بھی یہ جواب دیا جاتا رہا ہے جس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آج جناب*

حُسن و احسان میں نظیر ہونیکے متعلق واقعات سے تسلی کراو

کیا حسد اور ذاتی رنجشیں بھی تقدس کی علامت ہیں

از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

(۳)

میر محمد اسحاق صاحب کے علم کی شان

اس موضوع پر دو قسطیں میں پہلے شائع کر چکا ہوں لیکن اس وقت تک جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے ان امور پر روشنی ڈالنے کی طرف توجہ مبذول نہیں فرمائی جو ان دو قسطوں میں شائع کئے جا چکے ہیں بہرحال اس قسط میں ایک اور بات میں ان کے غور کے لئے ان کے سامنے رکھتا ہوں۔

وہ بات جس کے متعلق میں جناب ڈاکٹر صاحب کی خدمت میں تسلی کرانے کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ جناب کو معلوم ہے کہ میر محمد اسحاق صاحب قادیان کے جید علماء میں سے تھے اور یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو جناب میاں صاحب بھی چھپا نہیں سکے چنانچہ ان کی وفات پر جس شدید غم کا اظہار انہوں نے کیا ہے اس کی وجہ انہوں نے یہی بتائی ہے کہ وہ جماعت میں عالم بے بدل تھے اگر جماعت میں اس وقت ان کا کوئی بدل ہوتا تو رنج اور صدمہ کا اس قدر احساس نہ ہوتا جو اب ہوا ہے ان کی وفات پر جناب میاں صاحب نے ان کی یہاں تک تعریف کی ہے کہ ان کے متعلق کہہ دیا ہے کہ ان کے بعد جناب میر صاحب ہی اکیلے شخص تھے جن کو سلسلہ کی علمی ترقی کا احساس تھا اور وہی عملی طور پر اس کے لئے کوشاں رہتے تھے۔

میر محمد اسحاق صاحب کا درس بند

گو اب میر محمد اسحاق صاحب کے علم اور ان کے خدمات سلسلہ کی تعریفیں ہو رہی ہیں لیکن یہ میر محمد اسحاق صاحب ہی تھے جن کو گرانے کی متعدد مرتبہ کوششیں کی گئیں لیکن وہ کسی نہ کسی طرح بچ جاتے رہے۔ ایسا کیوں ہوتا رہا یہ ایک لمبی کہانی ہے جو اگر ضرورت پڑی تو انشاء اللہ پھر کسی وقت بیان کی جائے گی سردست تو میں صرف ایک امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ کچھ سال ہوئے جناب میاں صاحب مکرم نے اپنے خاص حکم سے انکا درس بند کرا دیا تفصیل اس واقعہ کی یہ ہے کہ جناب میر محمد اسحاق صاحب جن کو قرآن حدیث کے درس دینے کا اکثر شوق رہتا تھا انہوں نے مہمان خانہ میں چند سال ہوئے قرآن شریف کا درس جاری کیا تھا مہمان خانہ کے ساتھ ہی ایک احمدی کا مکان تھا اس مکان پر ساتھ کے مکان کی ایک خاتون بھی درس سنا کرتی تھیں۔ اس خاتون نے کہیں جناب میاں صاحب کے گھر والوں کے سامنے درس کے تذکرہ پر یہ کہہ دیا کہ میر محمد اسحاق صاحب کا درس اس قدر واضح اور صاف ہوتا ہے کہ ہم اچھی طرح اسکو سمجھ لیتی ہیں لیکن اس کے بالمقابل حضرت صاحب (میاں صاحب) کا درس اس قدر پیچیدہ اور مشکل ہوتا ہے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا یہ بات جناب میاں صاحب تک پہنچائی گئی انہوں نے فوراً ایک آدمی کو بلایا اور کہا کہ فلاں خاتون ایسا کہتی ہے میر محمد اسحاق صاحب نے رفعنا فوقھم الطور کا ترجمہ چونکہ یہ کر دیا کرتے ہیں کہ ہم نے بنی اسرائیل کے سر پر طور رکھ کر انہیں کہا کہ مانو ورنہ یہ پہاڑ تمہارے اوپر گرا دیا جائے گا اور ہمیں اس قسم کے واقعات کی تاویل کرنی پڑتی ہے یہی وجہ ہوئی ہے کہ اس خاتون کو ان کا درس پسند آیا اور میرا درس پسند نہیں آتا اندیشہ ہے کہ میر صاحب اس قسم کی باتیں بیان کر کے اپنے درس کو ہر دلعزیز بنا لیں گے اس لئے آپ ان کے درس کے نوٹ لینے کا انتظام کریں اور روزانہ مجھے وہ نوٹ بھجوا دیا کریں چنانچہ روزانہ جناب میاں صاحب کی خدمت میں جناب میر صاحب کے درس قرآن کے نوٹ جانے لگے لیکن ان نوٹوں میں انہیں کوئی قابل گرفت بات نہ مل سکی جس کو بہانہ بنا کر وہ جناب میر صاحب کے درس کو بند کر سکیں آخر انہوں نے اسی بات کو بہانہ بنا کر کہ میر محمد اسحاق صاحب کا چونکہ یہ خیال ہے کہ پہاڑ بنی اسرائیل کے سر پر رکھا گیا تھا اور اسی کا وہ اظہار کرتے ہیں اس لئے ان کا درس بند کیا جاتا ہے چنانچہ اس حکم کے ماتحت میر صاحب کا درس بند ہو گیا۔ اس درس کے بند کرنے پر ان تمام لوگوں کو جو اس سے مستفید ہوا کرتے تھے سخت تکلیف ہوئی اور ایک شخص نے جناب میاں صاحب کو آخر لکھ ہی دیا کہ ایسے عالم کا درس بند کرنا لوگوں کو اس کے فوائد سے محروم کرنا ہے اس تحریر کا یہ نتیجہ تھا کہ جناب میاں صاحب نے فوراً اس کے بعد پہلے ہی خطبہ جمعہ میں اس تحریر کے لکھنے والے کو خوب ہی آڑے ہاتھوں لیا اور اس ڈانٹ سے اس کو بھی اور دوسرے یہ سوال اٹھانے والوں کو بھی ہمیشہ کیلئے خاموش کرا دیا۔

کیا ایسے اختلافات درس کے بند کرانے کا موجب ہو سکتے ہیں؟

میں جناب ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا ایسے اختلافات درس کے بند کرانے کا موجب ہو سکتے ہیں کیا یہ واقعہ نہیں کہ حضرت اقدس کے زمانہ میں قاضی امیر حسین صاحب مرحوم یہ علانیہ بیان کیا کرتے تھے کہ قرآن شریف کی رو سے تو بیویاں کرنا جائز ہیں اور کیا وہ علانیہ اس مذہب کو بیان نہیں کیا کرتے تھے اور کیا وہ مدرسہ احمدیہ میں استاد نہیں تھے اور کیا وہ طلباء کو بھی مثنیٰ وثلاث ورباع کے یہی معنی نہیں سکھلایا کرتے تھے اور کیا حضرت اقدس کا مذہب اس کے خلاف یہ نہ تھا کہ چار سے زائد بیویاں حرام ہیں اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ حضرت اقدس کے قاضی صاحب کا مذہب پہنچتا رہتا تھا لیکن کیا کبھی حضرت اقدس نے قاضی صاحب کو ڈانٹا یا ان کے درس کو روکا یا انکو مدرسہ کی ملازمت سے اس بنا پر علیحدہ کیا کہ قرآن شریف کے خلاف بچوں کو تعلیم دے رہے ہو۔ پھر کیا یہ حقیقت نہیں کہ مولوی سید سرور شاہ صاحب حضرت مولانا نورالدین صاحب کے خلیفہ ہونے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی اپنے رسالہ تعلیم الاسلام میں قرآن شریف کی آیات کی تفسیر کرتے وقت حضرت مولانا کے خیالات کی کھلے الفاظ میں تردید شائع کیا کرتے تھے اور کیا یہ واقعہ نہیں کہ حضرت مولانا نے کبھی اسے برا نہیں منایا بلکہ ہمیشہ اس کو پسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور انتہائی خوشنودی فرماتے رہے۔

درس بند کرانیکی دو وجہیں

اس حقیقت کا تو جناب ڈاکٹر صاحب بھی انکار نہیں کر سکتے کہ قرآن شریف کی آیات کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہوتا ہی رہتا ہے تو جناب میاں صاحب کے زمانہ خلافت میں قاضی امیر حسین صاحب مرحوم نو بیویوں کو ایک ہی وقت میں نکاح میں رکھنے کے جواز پر اپنے خیالات کا کھلم کھلا اظہار کرتے رہے لیکن میاں صاحب نے کبھی بھی انہیں نہیں روکا اور نہ انہیں مدرسہ کی معلمی سے علیحدہ کیا تو پھر جناب میر محمد اسحاق صاحب کے درس کو اس معمولی سے اختلاف کی بنا پر کیوں بند کر دیا اختلاف تو اس کا باعث ہو نہیں سکتا اس کا باعث دو ہی ہو سکتے ہیں اور وہ یہی تھے۔

پہلی وجہ } پہلی وجہ تو اس کی یہ تھی کہ جناب میر محمد اسحاق صاحب کے ساتھ ان ایام میں جناب میاں صاحب کو ذاتی رنجش تھی جس کی وجہ سے وہ ان کو گرانے کے بہانے تلاش کرتے رہتے تھے۔ آخر یہ بہانہ ہاتھ آ گیا اس رنجش کے اسباب پر سردست میں بحث نہیں کرنا چاہتا صرف اس حقیقت کے اظہار پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

دوسری وجہ } دوسری وجہ اس کی اس واقعہ سے جو میں نے اوپر بیان کیا ہے خود بخود نظر آ رہی ہے اور وہ یہ کہ میر صاحب کی ہر دلعزیزی اور ان کی علمی شہرت پر وہ حسد تھا جس کی آگ ان کے دل میں اس خاتون کے ریمارک سنتے ہی بھڑک اٹھی اور اسکو ٹھنڈا کرنے کے لئے وہ فوراً اپنی پوزیشن سے ناجائز فائدہ اٹھانے کے لئے تیار ہو گئے قاضی امیر حسین صاحب اس طرز کے آدمی نہ تھے کہ لوگوں کے دلوں پر اثر پیدا کر سکتے اور اپنی شخصیت دوسروں سے منوا سکتے اس لئے ان کے میر صاحب سے بھی بڑھ کر اختلاف کو جناب میاں صاحب برداشت کرتے رہے لیکن میر محمد اسحاق صاحب کے متعلق چونکہ انہیں خطرہ تھا کہ یہ اپنا اثر لوگوں کے دلوں میں جما لیں گے اور ایک شہادت بھی انہیں اس امر کی مل گئی اسلئے وہ فوراً انتقام کے لئے بے چین ہو گئے اور اس وقت تک چین نہ لیا جب تک کہ ان کے درس کو بند نہ کرا لیا۔

کیا "حسن" میں حسد اور ذاتی رنجشوں کا انتقام بھی داخل ہے

اگر میری بیان کردہ دو وجہیں جناب ڈاکٹر صاحب کے نزدیک درست نہیں تو وہ واقعات کی روشنی میں کوئی اور معقول وجہ بیان کر دیں جو واقعات میں نے بیان کئے ہیں وہ بالکل صحیح ہیں اور ان سے جو نتیجہ نکالا ہے میں سمجھتا ہوں کہ کوئی عقلمند منصف مزاج انسان اس سے اختلاف نہیں کر سکتا اس لئے جناب ڈاکٹر صاحب واقعات مندرجہ بالا کو مدنظر رکھتے ہوئے جن کی صحت کی میں گارنٹی دیتا ہوں یہ بتائیں کہ کیا ایسا شخص جو اس طرح حسد کا شکار ہو جاتا ہو اور اپنی ذاتی رنجشوں کا انتقام لینے کے لئے اس قسم کی حرکات پر اتر آتا ہو جیسا قسم کی حرکات کا مظاہرہ میر محمد اسحاق صاحب کے خلاف کیا ہوتا رہا حضرت مسیح موعودؑ کے حسن و احسان کا نظیر کہلا سکتا ہے۔

(باقی آئندہ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر: ایس محمد اصغت بی اے   جائنٹ ایڈیٹر: شیخ محمد انعام الحق

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ۔ مورخہ ۱۳ رجب ۱۳۶۳ھ م ۵ جولائی ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۶

نماز کے حکم کی اہمیت

صحیح خشوع کس طرح پیدا ہوتا ہے

دنیا کی اصلاح کیلئے صحابہ کرام کی تڑپ

جماعت کے دوستوں سے خطاب

پیر پرست کا رونا خشوع نہیں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ ڈلہوزی۔ مورخہ ۳۰ جون ۱۹۴۴ء

قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون

مومن کامیاب ہو گئے جو نمازوں میں انتہا درجہ کی عاجزی اختیار کرتے ہیں۔

نماز کے حکم کا اعادہ

عملی احکام میں سے قرآن کریم میں جس قدر نماز کے حکم کو بار بار بیان کیا گیا ہے کسی دوسرے حکم کو اس کثرت سے بیان نہیں فرمایا پھر تکرار سے ہی اس حکم کی اہمیت کو نہیں جتلایا بلکہ اس کے لئے پیرائے بھی اس قدر مختلف اختیار کئے ہیں کہ کسی دوسرے حکم کے لئے اس قدر مختلف پیرائے اختیار نہیں کئے۔ کثرت سے تو اقامت صلوٰۃ کے پیرائے میں اس کا ذکر کیا ہے نماز کو قائم کرنا مگر اس کے علاوہ کہیں اس کی حفاظت کا ارشاد فرمایا ہے حافظوا علی الصلوات والذین ھم علی صلواتھم یحافظون۔ کہیں اس پر دوام اختیار کرنیکا حکم دیا ھم علی صلاتھم دائمون، کہیں اس میں خشوع کا ذکر فرمایا جیسے یہاں فی صلاتھم خاشعون پھر قرآن کریم کی ابتدا ہی سب سے پہلے اقامت صلوٰۃ کا ذکر کیا بلکہ جہاں کہیں اتفاق اسلامی کا اکٹھا ذکر کیا ہے وہاں نماز کو ہی مقدم کیا ہے۔ جیسے سورۂ مومنون کے ابتدا میں بھی جس سے میں نے اوپر کی آیات پڑھی ہیں اور دوسری جگہ بھی۔ یہ تمام باتیں بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان احکام میں جو انسان کے عمل سے تعلق رکھتے ہیں نماز کو جو اہمیت دی ہے وہ اور کسی عمل کو نہیں دی اسی لئے میں نے کہا تھا کہ تہذیب اسلامی کا بنیادی پتھر نماز ہے اور بے نماز پر تہذیب اسلامی کا رنگ کبھی نہیں چڑھ سکتا۔

حضرت نبی کریمؐ کے ارشادات

رسول اللہ صلعم کے عمل اور ارشادات سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ فرمایا کہ سات سال کی عمر سے بچوں کو نماز کی عادت ڈالو یعنی گویا والدین کا فرض ہے کہ اس چھوٹی عمر میں ایک عادت کے طور پر اس بات کو ان کے اندر راسخ کریں گویا جونہی بچہ اس قابل ہو کہ کسی قسم کی تعلیم حاصل کرے یا جونہی اس قابل ہوتا ہے کہ کسی قسم کا کام سیکھے اسے سب سے پہلے نماز کی تعلیم دی جائے اور نماز پڑھنا سکھایا جائے۔ جنگ میں جب دشمن سامنے ہو اس وقت بھی نماز کی اقامت کو ضروری ٹھہرایا۔ بیمار ہو تو نماز اسے معاف نہیں ہوتی بلکہ بیٹھ کر لیٹ کر جس طرح بھی ہو سکے نماز ادا کرے۔ آپ نے اپنی قوم کو ترقی کے معراج پر پہنچایا اپنی زندگی میں اسے بادشاہ بنایا۔ ملک عرب پر حکومت قائم ہو گئی۔ خراج آنے لگے لیکن آپ کے نزدیک مومنوں کا معراج یہ دنیوی حکومت اور بادشاہت نہ تھی بلکہ فرمایا کہ صلوٰۃ یعنی خدا کے آگے گرنا مومن کا معراج ہے اور وہ اپنے کمال کو حکومت اور دولت سے نہیں پہنچا بلکہ خدا کے آگے گرنے سے پہنچتا ہے۔ چنانچہ آخری فعل آپ کا یہی تھا کہ اس حالت میں جب آپ نماز کے لئے مسجد میں نہ جا سکتے تھے۔ پردہ اٹھا کر اپنی قوم کو نماز میں خشوع کی حالت میں پایا تو آپ کے چہرہ مبارک پر خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ واقعی میری قوم کامیاب ہو گئی۔ ان کو بادشاہ بنا کر خوش نہیں بلکہ خدا کے آگے گرتے دیکھ کر آپ کا دل راحت سے بھر گیا۔

نماز اور فلاح

اللہ تعالےٰ نے قد افلح المومنون الذین ھم فی صلاتھم خاشعون میں مومنوں کی فلاح کو نماز میں عاجزی کے ساتھ وابستہ کیا ہے۔ فلاح کیا چیز ہے تاج العروس میں ہے کہ آئمہ لسان کا اس بات پر اتفاق ہے کہ عربی زبان میں فلاح کے لفظ سے بڑھ کر دینی اور دنیوی بھلائیوں کو جمع کرنے والا کوئی لفظ نہیں فلح کے اصل معنے ہیں شق یعنی پھاڑنا اور اسی لئے زمین پر ہل چلانے پر بھی یہ لفظ بولا جاتا ہے کیونکہ زمین کی مخفی طاقتیں اس کو پھاڑنے سے ظاہر ہوتی ہیں اسی طرح مومن کی فلاح وہ حالت ہے جب اس کی مخفی طاقتیں جو قدرت نے اس کے اندر رکھی ہیں ظاہر ہو جائیں۔ فرمایا کہ یہ طاقتیں نماز کے اندر خشوع سے اپنے کمال کو حاصل کرتی ہیں۔

خشوع کے معنی

خشوع عاجزی اختیار کرنے کا نام ہے وہ کمال درجہ کا عجز جب انسان کی آواز بلند نہ ہو سکے اور اس کی نگاہ اونچی نہ ہو سکے ان کیفیتوں کو بھی خشوع کے لفظ سے ہی بیان فرمایا ہے۔ خشعت الاصوات للرحمٰن۔ خاشعۃ ابصارھم۔ تو نماز میں عاجزی پر کامیابی کا دارومدار ہوا۔ یہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے یہ وہ ابتدائی سبق تھا جو مسلمانوں کو دیا گیا جب مسلمان سخت تکلیفوں کے اندر تھے گویا مصائب اور مشکلات سے باہر نکلنے کا ذریعہ بھی نماز ہی تھا اور ان سے نکل کر پھر اوج ترقی پر پہنچنے کا ذریعہ بھی یہی تھا۔

یہ قصہ نہیں

یہ کوئی قصہ کہانی نہیں۔ اس قسم کا وعدہ نہیں جیسے پیر اپنے مریدوں کو دیتے رہتے ہیں کہ تم آج یوں کرو تو کل یوں ہو جائے گا اور جب کل وہ نہیں ہوتا تو ایک نئے وعدہ سے ان کا دل خوش کر دیتے ہیں اور اس طرح ان کی توجہ کو آج ایک بات کی طرف اور کل دوسری بات کی طرف لگا رکھتے ہیں یہ وہ وعدہ تھا جو انہی لوگوں نے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ لیا جنہیں ان کی انتہائی تکلیفوں کا یہ علاج بتایا گیا تھا جنہیں کامیابی کا یہ راز بتایا گیا تھا بیس سال سے بھی کم عرصہ میں انھوں نے کامیابی کے سارے مدارج کو طے کر لیا ہر قسم کی تکالیف سے نکل گئے اور بڑی سے بڑی ترقی جس پر انسان پہنچ سکتا ہے پہنچ گئے۔

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

خشوع کس طرح پیدا ہوتا ہے

نمازوں میں خشوع کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ عاجزی کی حالت انسان میں پیدا نہیں ہوتا جب تک وہ فی الواقع عملاً اپنے آپ کو [illegible] نہیں پاتا۔ عاجزی کی صحیح کیفیت [illegible] لفظوں سے پیدا نہیں ہوتی وہ [illegible] ان مشکلات سے پیدا ہوتی ہے جو انسان کے [illegible] در پیش ہوتی ہیں جن سے باہر نکلنے کا اس کو کوئی سامان نظر نہیں آتا۔ [illegible] سامنے پہاڑ ہے جس کی چوٹی پر پہنچنا ہے کیونکہ وہاں کھانے کا سامان [illegible] ہے۔ فاقے سے بچنے کے لئے [illegible] وہاں جانا ہے، بارش سے بھی وہیں [illegible] ہو سکتا ہے۔ مگر رستہ نہیں ملتا [illegible] طرف انسان چلتا ہے تو تھوڑی دور [illegible] سامنے ناقابل گذر گہرائی ہے۔ دوسری طرف [illegible] ہوتا ہے تھوڑی دور جا کر رستہ باقی نہیں رہتا۔ حیران اور پریشان ہے کہ [illegible] جائے اور کس طرح اس بلند مقام تک پہنچے۔ اس وقت انسان کے اندر عاجزی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کے لئے خشوع کا لفظ اختیار فرمایا ہے۔ جب تک سامنے کوئی کام نہ ہو جس کے لئے سامانوں کی تلاش میں انسان حیران و سرگردان ہو اور وہ سامان اس کے اختیار اور قدرت سے باہر ہوں اس وقت تک خشوع کی کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔

صحابہؓ کا دشوار کام

صحابہ رضی اللہ عنہم کے سامنے ایسا ہی دشوار کام تھا۔ انہوں نے خود اس کام کو اپنے سامنے رکھ لیا تھا۔ یہ تھی اپنی قوم کی اصلاح، مخلوق خدا کی اصلاح۔ وہ چاروں طرف فسق و فجور کو پھیلا ہوا دیکھتے تھے اور اس فسق و فجور سے اپنی قوم کو باہر نکالنے کے لئے بیتاب تھے۔ اپنی قوم کو ہی نہیں دنیا کی دوسری قوموں کو بھی۔ ان کے سامنے اس وقت جب ان کے لئے مدینہ سے [illegible] بھی نکلنے کی راہ تنگ تھی۔ تثلیث کے پرستار قیصر روم کو دعوت اسلام دی گئی۔ ایران کے آتش پرست کسریٰ کو دعوت اسلام دی گئی۔ حبش کے بادشاہ کو دعوت اسلام دی گئی۔ دوسرے بادشاہوں کو دعوت اسلام پہنچی۔ عرب کے لوگ خود ابھی [illegible] کے لئے تیار [illegible] جانتے تھے کہ اس عظیم الشان کام کے لئے انہیں کیا کیا کرنا ہے۔ عرب کے لوگوں کو بھی شرک کے گند سے باہر نکالنا [illegible] دنیا کی دوسری قوموں کو بھی خدا تعالیٰ کے آگے جھکنے کی دعوت دینا تھی۔

صحابہؓ اور آستانہ الٰہی

[illegible] کے سامان ان کو نظر نہ آتے تھے اس لئے ان کی روحیں بیتاب ہو کر آستانہ الٰہی پر گرتی تھیں۔ وہ دست بستہ خدا کے حضور کھڑے ہوتے تو ایاک نستعین کی آواز ان کے دلوں کی گہرائیوں سے اٹھتی۔ وہ خدا کے آگے جھکتے تو سبحان ربی العظیم ان کی زبانوں پر ہوتا۔ وہ اپنے مالک کے سامنے اپنا ماتھا زمین پر رکھ کر انتہائی عاجزی کا اظہار کرتے تو ان کے دل سے تڑپ اٹھتی سبحان ربی الاعلیٰ۔ کمزور ہیں تو اپنے آپ کو اس کام کے ناقابل پا کر چلا اٹھتے ہیں اے طاقت اور قدرت کے مالک خدا تیری مدد کے سوائے یہ کام نہیں ہو سکتا تو کہیں اس کام کے [illegible] فرما سکتے ہیں تو عرض کرتے ہیں کہ تو سب طاقتوں کا مالک ہے تو اپنے در سے مدد طلب کرنے والوں کو خالی نہیں لوٹاتا کیونکہ تیری ذات عیوب سے پاک ہے۔ جو کوئی تڑپ لے کر تیرے در پر آتا ہے تو جو عظمت کا مالک ہے [illegible] بلند مرتبہ کی بخشش فرمانے والا ہے اسے پستی کی گہرائیوں سے اٹھا کر بلند مقام پر پہنچا دیتا ہے۔ اور جب اور بھی عاجز اور بیتاب ہو کر وہ اپنا سر زمین پر رکھ دیتے تو دل سے آواز نکلتی سبحان ربی الاعلیٰ۔ تو ہماری پرورش کرنے والا ہے تو اس پستی سے ہمیں نکال کر اس بلند مقام پر پہنچا جو تیری پرستش کرنے والے کا تجھ سے مدد مانگنے والے کا مقام ہونا چاہیئے۔

صحابہؓ کی تڑپ

تاریخ کو اٹھا کر دیکھو یہی تڑپ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں تھی جس نے ان کی نمازوں کے اندر سچی عاجزی کی کیفیت پیدا کی۔ فی صلوٰتہم خاشعون کا مصداق انہیں بنایا اور یہ صحیح بات ہے کہ جس قدر زیادہ انسان اپنے آپ کو بے بس پا کر خدا کے سامنے گرتا ہے اسی قدر اس کو [illegible] زیادہ [illegible] ملتی ہے۔ انہوں نے انتہائی بے بسی کو محسوس کیا اور اعلیٰ درجہ کی نصرت ان کو عطا ہوئی۔ رات کے وقت ان پر نیند حرام ہو جاتی تھی تتجافیٰ جنوبہم عن المضاجع۔ دن کے وقت وہ کام کرتے کرتے مسجدوں کی طرف کان لگائے رہتے تھے۔ جب ان کے کان میں یہ آواز آتی حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح تو وہ سارے کام ہاتھ سے رکھ کر دوڑتے کہ چلو خدا سے مدد طلب کریں تا کہ اس عظیم الشان مقصد مخلوق خدا کی رہنمائی میں اس کی اصلاح میں کامیابی حاصل ہو۔ خدا کے آگے گریں اور اس سے قوت کا سامان مانگیں۔ وہ کفر و ضلالت کے طوفان کو دیکھتے اور اپنی بے بسی کو دیکھتے تو خدا کے سامنے عاجز ہو کر گر جاتے۔ بیشک وہ اپنے بیٹوں کی فکر بھی کرتے اور اپنے بال بچوں کی بھی فکر کرتے کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ بھی اللہ تعالیٰ نے ہی ان کے ذمہ فرائض رکھے ہیں۔ مگر ان کے دلوں کے اندر ایک اور تڑپ تھی کہ دنیا کی اصلاح کس طرح ہو۔ مخلوق خدا گمراہی سے کس طرح نکلے۔ یہ تو انسان کے بس کی بات نہیں یہاں خدا تعالیٰ کا طاقتور ہاتھ ہی کچھ کر سکتا ہے۔

آج مسلمانوں کی یہ کیفیت نہیں

آج یہ کیفیت مسلمانوں کے دلوں سے نکل گئی ہے اس لئے ان کی نمازوں میں خشوع نہیں۔ آج ان کے سامنے وہ عظیم الشان مقصد نہیں جو رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہؓ کے سامنے تھا۔ ان کو دنیا کی گمراہی سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ خود ان کا قدم اسی گمراہی کی طرف اٹھ رہا ہے وہ دوسروں کو اس سے کیا نکالیں گے۔

خشوع بلند مقصد سے پیدا ہوتا ہے

اس بات کو خوب یاد رکھو کہ نماز میں خشوع ہدایت مخلوق کے بلند مقصد کو سامنے رکھ کر ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک مسلمان کو یہی تعلیم دی گئی ہے کہ وہ اپنی ہر ایک ضرورت کو خدا سے مانگے۔ بعض وقت اس پر یا اس کے عزیزوں پر بیماریاں آتی ہیں ان کے دور کرنے کے لئے خدا سے التجا کرے۔ بعض وقت اس کے سامنے مشکلات آ جاتی ہیں جن سے نکلنے کا کوئی رستہ نظر نہیں آتا، ان سے نکلنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے رجوع کرے۔ مگر خوب یاد رکھو کہ دنیوی مشکلات سے باہر نکلنا، دنیا کی اچھی چیزوں کو حاصل کرنا، آسائش اور راحت کی طلب، رزق کی فراوانی یہ ہماری زندگی کا مقصد نہیں ہو سکتا۔ جس نے اس کو مقصد بنا لیا وہ ایک نہایت پست مقام پر قانع ہو گیا۔ اس پست مقام سے اوپر اٹھنے کی تڑپ اس کے دل کے اندر کس طرح پیدا ہو۔ خشوع کی حالت اس کی نماز کے اندر کس طرح آئے۔ دنیا کی مشکلات کا علاج تو لوگ اپنی تدبیروں سے بھی کر لیتے ہیں۔ بیماریوں کا علاج ڈاکٹروں اور حکیموں کے ذریعہ سے بھی کر لیتے ہیں۔ ان چیزوں کے لئے عاجزی اور بے بسی کی حالت کس طرح پیدا ہو۔ دل میں خدا کی مدد کی تڑپ کس طرح پیدا ہو۔ ایاک نستعین کی آواز اسی کے دل کی گہرائیوں سے اٹھے گی جس کے سامنے ایسا مقصد ہے جس کے حصول کا کوئی سامان اس کے ہاتھ میں نہیں۔ ایک شخص اپنی کوشش سے ایک سے دو سو کی آمد بنا سکتا ہے اور ایک ہزار سے دو ہزار کی آمدنی بنا سکتا ہے ایک مکان کی جگہ دس مکانوں کا مالک بن سکتا ہے ایک کارخانے سے دس کارخانے بنا سکتا ہے لیکن مخلوق خدا کی ہدایت یہ انسان کی طاقت میں نہیں یہ وہ چیز ہے جس کے لئے انسان بے بس ہو کر خدا کے سامنے گر جاتا ہے اور اسی سے سچی عاجزی اس کے دل میں پیدا ہوتی ہے۔ ہدایت اور اصلاح کا کام روپیہ خرچ کر کے نہیں ہو سکتا انسانی دلائل سے کبھی نہیں ہو سکتا کسی انسانی طاقت سے نہیں ہو سکتا۔ ایک اپنے عزیز بچے کی، ایک اپنے عزیز رشتہ دار کی اصلاح انسان نہیں کر سکتا۔ مخلوق خدا کی ہدایت اور اصلاح کا کام تو بہت بلند کام ہے یہی وہ کام ہے جو خدا کی مدد کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ اسی کے لئے انسان میں عاجزی کی کیفیت پیدا ہوتی ہے جو اس کی نماز میں خشوع کی حالت پیدا کرتی ہے۔

جماعت کے دوستوں سے خطاب

پس میں اپنے دوستوں سے کہوں گا کہ اگر اپنی نمازوں میں خشوع پیدا کرنا چاہتے ہو تو آپ کے سامنے یہی کام ہونا چاہیئے کہ کفر کس طرح دنیا سے مٹے خدا کا نام کس طرح دنیا میں پھیلے۔ بدکاریوں سے فسق و فجور سے کس طرح انسان نجات پائے۔ جب یہ مقصد آپ کے سامنے ہوگا تو پھر پوری عاجزی سے آپ خدا کے دروازے پر گریں گے آپ کی نمازوں میں خشوع پیدا ہوگا اور جب اس بلند مقصد پر پہنچنے کے لئے اپنے آپ کو بے بس پا کر آپ کے دل سے ایاک نستعین کی دردناک آواز اٹھے گی تو یقیناً خدا نے جس فلاح کا وعدہ خاشعین کو دیا ہے وہ بھی آپ کو مل جائے گی۔ ہدایت مخلوق کے لئے نہ تو مال و دولت کام دیتے ہیں نہ انسانوں کے جتھے کام دیتے ہیں اس کے لئے کام دینے والے وہ دل ہیں جو خدا کے حضور بے بس ہو کر گر جاتے ہیں جن پر راتوں کی نیند حرام ہو جاتی ہے کہ اپنے مولا کے دروازے سے کچھ مانگ لیں۔ ان کا دل دنیا کے کاموں سے اچاٹ ہو جاتا ہے جب ان کے کانوں میں حی علی الصلوٰۃ کی آواز پڑتی ہے اور وہ بے اختیار اپنی پیاس بجھانے کے لئے طاقت اور قدرت کے سرچشمہ کی طرف دوڑتے ہیں ظلمتوں کے دور کرنے کے لئے اسی منبع نور کے آگے ہاتھ پھیلاتے ہیں کہ تو ہمارے دلوں میں وہ طاقت اور قوت پیدا کر اور اس نور سے ہمارے دلوں کو روشن کر دے کہ ہم تیری زمین کو تیرے نور سے روشن کر دیں اور انسانوں کو تیرے سچے پرستار بنا دیں۔

(باقی بر صفحہ [illegible])

پیغام صلح
جلد ۳۲ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۳ رجب ۱۳۶۳ھ | نمبر ۲۶

آہ! چودھری محمد اسمٰعیل
ایک مرد مجاہد چل بسا!

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی حزن و ملال سے سنی جائے گی کہ محترم جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ پی سی۔ ایس مورخہ ۲۸ جون کو جھنگ میں وفات پا گئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

جھنگ سے مرحوم کی لاش بذریعہ لاری لاہور لائی گئی اور آپ نماز مغرب کے بعد احمدیہ قبرستان میانی صاحب میں دفن ہوئے نماز جنازہ مولینا احمد یار صاحب ایم اے نے پڑھائی۔ نماز جنازہ میں جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب رئیس جھنگ ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری اور دیگر بزرگان سلسلہ اور احباب سلسلہ شامل ہوئے بیرونی جماعتوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

چودھری صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے اور اپنے غیر متزلزل ایمان پختگی عقائد، جوش تبلیغ اور سلسلہ سے ایک غیر معمولی وابستگی کی وجہ سے جماعت کے ایک ستون تھے اور ایسی خوبیوں کے مالک تھے جو بہت کم لوگوں میں پائی جاتی ہیں، باوجود دنیوی وجاہت رکھنے اور صاحب ثروت ہونے کے ہر شخص کے ساتھ خندہ جبینی اور نہایت تلطف کے ساتھ پیش آتے تھے آپ میں وہ اخلاقی محاسن بدرجہ اتم موجود تھے جو ایک مرد مومن میں ہونے چاہئیں ــــــ ان سب باتوں کے علاوہ ایک خصوصیت آپ میں نہایت نمایاں تھی اور وہ ایسی خصوصیت ہے جو ہر شخص کے لئے قابل تقلید ہے آپ غایت درجہ کے باوفا اور حق پرست تھے آپ کے والد بزرگوار اور خاندان کے دیگر افراد قادیانی ہیں .... لیکن آپ باوجود اس خاندانی دباؤ کے ساری عمر اپنے عقائد پر ثابت قدم اور چٹان کی طرح مضبوط رہے دنیا کی کوئی سختی اور نرمی آپ کو متزلزل نہ کر سکی اس لحاظ سے دیکھا جائے تو چودھری صاحب مرحوم کی شخصیت اتنی بلند ہے کہ اس کی نظیر ملنا اگر ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے آپ کی اس شوکت کردار میں ہمارے ان دوستوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے جو معمولی دباؤ، خاندانی حالات یا کسی ادنیٰ ذاتی رنجش کی وجہ سے جماعت قادیان میں شامل ہو گئے ہیں چودھری صاحب کی حیات اور وفات میں ہمارے ان دوستوں کے لئے سبق ہے کہ دنیا میں اہل ایمان کس طرح زندہ رہتے ہیں۔ مذہب اگر کسی شخص میں شخصیت اور کردار پیدا نہیں کرتا تو اس کا ماننا یا نہ ماننا عبث ہے۔ چودھری صاحب مرحوم جماعت احمدیہ لاہور میں محض ایک اندھا دھند تقلید سے شامل نہیں تھے بلکہ آپ کو اللہ تعالےٰ نے سلسلہ کے اہم مسائل میں غیر معمولی بصیرت عطا فرمائی تھی مرحوم نے ان مسائل پر متعدد مضامین لکھے جو بہت مقبول ہوئے آپ کی تحریر میں سادگی، روانی اور شوکت تھی جس کی وجہ سے مضامین بہت پسند کئے جاتے تھے، کچھ عرصہ ہوا آپ نے پیغام صلح میں ایک سلسلہ مضامین "ہمارے مسیح" کے عنوان سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیات طیبہ کے متعلق تحریر فرمایا تھا جو بہت مقبول ہوا اور غیر معمولی خلوص و دلنشین اسلوب کی وجہ سے ایک شاہکار ہے اگر اس سلسلہ مضامین کو کتاب کی صورت میں شائع کر دیا جائے تو تبلیغی اور علمی لحاظ سے بہت مفید رہیگا اور اس سے چودھری صاحب مرحوم کی ایک یادگار بھی قائم ہو جائے گی، امید ہے پبلسٹی کمیٹی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور اس طرف توجہ مبذول فرمائے گی۔ چوہدری صاحب کی وفات سے جماعت میں ایک خلاء پیدا ہو گیا ہے جسے پر کرنا بظاہر مشکل نظر آتا ہے چودھری صاحب کی وفات جماعت احمدیہ لاہور کے لئے واقعی بہت بڑا صدمہ ہے، دعا ہے اللہ تعالیٰ چودھری صاحب مرحوم کو غریق رحمت کرے، جماعت کے دوستوں اور چوہدری صاحب مرحوم کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے +

کچھ ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق

موجودہ اشاعت میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کا ایک مکتوب ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق شائع ہو رہا ہے یہ مکتوب فرداً فرداً بھی احباب سلسلہ کو مرکز کی طرف سے بھجوایا گیا ہے۔ امید ہے وہ سب احباب جن پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی ہدایات کو مطالعہ فرما کر بہت جلد اپنی زکوٰۃ بنام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجکر ممنون فرمائیں گے۔

مولوی محمد بہادر خانصاحب کا انتقال

حیدرآباد دکن ۲۵ جون مولوی محمد بہادر خانصاحب (سابق نواب بہادر یار جنگ) پریذیڈنٹ آل انڈیا سٹیٹس مسلم لیگ حرکت قلب کے بند ہوجانے سے وفات پا گئے۔ نواب صاحب مرحوم مسلمانوں کے جلیل القدر اور نہایت مخلص سیاسی رہنما تھے۔ آپ نے ہندوستان کی ریاستوں کے مسلمانوں کو بیدار اور زندہ کرنے کے لئے اپنی زندگی وقف کی ہوئی تھی اور قلمرو دکن میں تو خصوصاً اس بیداری اور زندگی کی لہر دوڑا دی اور اس جدوجہد میں مرحوم کی جاگیر مع خطاب کے ضبط کر لی گئی آپ نے ایسی قربانی اور ایثار اور دینی حمیت کا ثبوت دیا کہ اسلامی قائدین میں سوائے چند مستثنیات کے ایسا ایثار و خلوص نہیں پایا جاتا آپ کی اچانک وفات سے مسلمانوں نے اپنا ایک نہایت بلند پایہ سیاسی راہنما کھو دیا ہے، اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے۔

مَوتُ العَالِمِ مَوتُ العَالَم

ابھی جناب چودھری محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم کی وفات پر مقالہ افتتاحیہ کی کتابت ختم ہی ہوئی تھی کہ ہمیں یہ اندوہناک خبر موصول ہوئی کہ مولینا عبدالستار صاحب سابق ٹریکٹ ٹیچر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور حال ساکن ڈیری صوبہ سرحد مورخہ ۲۷ جون کو وفات پا گئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بلند پایہ کے عالم تھے۔ قرآن مجید حدیث اور فقہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاص بصیرت عطا فرمائی تھی اور اس کے علاوہ آپ عالم باعمل تھے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل دے آمین

حضرت نبی کریمؐ کی توہین اور خلیفہ قادیان

گذشتہ اشاعت میں ہم مقالہ افتتاحیہ میں خلیفہ صاحب قادیان کے ان گستاخانہ فقرات کو پیش کر چکے ہیں جو انہوں نے نہایت غیر ذمہ داری کے ساتھ حضرت نبی کریم صلعم کے درجہ اور شان کو کم کرنے کیلئے استعمال کئے۔ خلیفہ صاحب قادیان کو چاہیئے کہ وہ ان توہین آمیز فقرات کو واپس لیں اور آیندہ سے عہد کریں کہ وہ کبھی حضور صلعم کی شان میں ایسے کلمات نہیں کہیں گے ان کے ان فقرات سے سارے اسلامی ہند میں بے چینی اور اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے اور اسلامی اخبارات ایسے مقالات اور نوٹ شائع کر رہے ہیں جن سے حضرت بانیٔ سلسلہ کی پوزیشن مشتبہ ہو رہی ہے اور تحریک احمدیت کے متعلق مزید غلط فہمیاں پیدا ہو رہی ہیں اگر خلیفہ صاحب کے دل میں حضرت نبی کریم صلعم کا کچھ احترام ہے اور حضرت بانیٔ سلسلہ کی عزت کا پاس ہے تو انہیں اخلاقی جرأت کے ساتھ اپنے ان الفاظ کو واپس لینا چاہیئے جن سے

آہ! محمد اسمٰعیل

{ از جناب چوہدری سلطان علی صاحب رئیس بن دہلی }

آہ! یارم محمد اسمٰعیل
ناگہاں شد شکار تیرِ قضا
جانِ شیریں بداد در غربت
در قبائی سپرد خاک شدہ
آنکہ شد فوت نزد ما بدرہ
جانِ بیگم بشد بحق تسلیم
ہر دو رفتند از سرِ اولاد
داغ فرقت بوارثاں دادند
دہ بہ پسماندگان شاں یارب!

سوئے دارالقرار گشت رحیل
ماند ویرا نہ تاب قال و قیل
طے نمودش کرو رہ طول طویل
خود بہ پہلوئے بیگم اسمٰعیل
از میانی چہار یا سہ میل
ماہ سہ چار قبل از اسمٰعیل
کز برائے شاں بُدند نیک کفیل
خود بہ تسنیم یافتند سبیل
طاقتِ شکر و تابِ صبرِ جمیل

۱۱۰-۱ با علی ہست سالِ فوتِ خلیل
۱۸۳۴-۱ / ۱۹۴۴ خود بہ تسنیم یافتند سبیل

شذرات

{از محمد انعام الحق}

روسی اخبارات روسی اخبارات، کثرت اشاعت اور تنظیم کے لحاظ سے برطانیہ و امریکہ کے اخبارات سے بھی سبقت لے گئے ہیں۔ ان کے متعلق چند حیرت انگیز اعداد و شمار ملاحظہ فرمائیے :۔

(۱) سویٹ روس میں کل نو ہزار (۹۰۰۰) اخبارات (۷۰) زبانوں میں شائع ہوتے ہیں۔ نازی حملہ سے قبل ان کی مجموعی اشاعت پونے پانچ کروڑ تھی۔ ان میں سے قومی زبان میں شائع ہونے والے اخباروں کی تعداد اشاعت ایک کروڑ ہے۔

(۲) ماسکو کے علاوہ سویٹ یونین کی دوسری جمہوریتوں کے صدر مقاموں اور مختلف اضلاع سے ایک کروڑ بیس لاکھ اور کسانوں کی انجمنوں اور کارخانوں سے ایک کروڑ ساٹھ لاکھ نسخے شائع ہوتے ہیں۔

(۳) روس میں تین خاص روزنامے ماسکو سے شائع ہوتے ہیں (الف) ازوستیا (ب) ایڈاسٹار (ج) پرداد۔ جو روسی پریس میں امتیازی درجہ رکھتے ہیں اور یہی روزنامے باقی تمام اخباروں کی پالیسی معین کرتے ہیں۔ ان تینوں کی مجموعی روزانہ اشاعت (۴۰ لاکھ) سے زیادہ ہے۔

(۴) سویٹ روس میں اس وقت رجسٹر شدہ صحافت نگاروں کی تعداد پچاس ہزار سے زیادہ ہے۔

(۵) تربیت یافتہ رپورٹروں کی تعداد کئی لاکھ ہے۔

جو اصحاب روس کے باشندوں کی برق رفتار ترقی، وہاں کے کسانوں اور مزدوروں کی بیداری، روسی نظام حکومت کی مضبوطی اور غیر معمولی اثر و اقتدار اور اشتراکیت کی عالمگیر مقبولیت پر حیرت کا اظہار کیا کرتے ہیں وہ مندرجہ بالا اعداد و شمار پر غور کریں ان کی حیرت دور ہو جائیگی۔

اگر ہم اپنے اخبارات کو بہتر و کثیر الاشاعت بنا دیں تو وہ یقیناً اسلام کی خدمت و ترقی کے لئے اس سے بہت زیادہ کام کر سکتے ہیں جو کہ روسی اخبارات نے روس کی فلاح و ترقی اور اس کے سیاسی و اقتصادی نظریات کی تبلیغ کے لئے کیا ہے اور کر رہے ہیں ——— کاش ہم پریس کی طاقت کو کما حقہ محسوس کر کے اپنے پریس کو حقیقی معنوں میں مضبوط بنائیں۔

روسی پریس کا ماضی قریب روسی اخبارات نے یہ ترقی بہت تھوڑے برسوں یعنی ربع صدی سے بھی کم عرصہ میں کی ہے۔

سنہ ۱۹۱۳ء یعنی عہد زاریہ روس کے اندر روسی زبان کے کل (۸۵۹) اخبارات شائع ہوتے تھے جن کی مجموعی اشاعت صرف (۲۷) لاکھ تھی۔ سنہ ۱۹۳۷ء میں ان کی تعداد (۶۳۶۲) یعنی قریباً آٹھ گنی ہو گئی۔

سنہ ۱۹۱۳ء میں روس کے اندر دوسری زبانوں میں شائع ہونے والے جریدوں کی تعداد لے دیکھئے (۸۴) تھی جو سنہ ۱۹۳۷ء میں ترقی کر کے (۲۱۸۹) ہو گئی۔ یعنی ۲۶ گنا اضافہ ہوا۔ برطانیہ میں اخبار بینی کا شوق بہت زیادہ اور بہت قدیم ہے۔ برطانی پریس عرصہ سے ترقی یافتہ سمجھا جاتا ہے آج سے ربع صدی پیشتر روسی اخبارات برطانی اخبارات کے مقابلہ میں ہر لحاظ سے درماندہ اور حقیر تھے ان کی محدود اشاعتیں، برطانی جریدوں کی اشاعتوں کی گرد تک بھی نہ پہنچ سکتی تھیں۔ لیکن اب روسی اخبارات کی پونے پانچ کروڑ کی مجموعی اشاعت کے مقابلہ پر برطانی اخبارات کی کل اشاعت (سنہ ۱۹۳۷ء کے اعداد کے مطابق) صرف دو کروڑ ساٹھ لاکھ ہے۔

اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ قومیں سعی و عمل کی بدولت کیا کچھ کر سکتی ہیں۔ اگر ہماری قوم صحیح معنوں میں کوشش و عمل پر آمادہ ہو جائے تو ہمارے اخبارات بھی دیکھتے ہی دیکھتے اسی طرح حیرت انگیز ترقی ذاتی حاصل کر سکتے ہیں۔

خدا کرے یہ اعداد و شمار دوستوں کو اور احباب سلسلہ کے اندر اخبارات سلسلہ کی ترقی کے لئے کوئی حرکت پیدا کر سکیں۔

استقلال و ہمت کی کامرانیاں اگر انسان استقلال و ہمت سے کام لے تو مایوس کن موانعات کے باوجود موافق و امید افزا حالات پیدا ہو جاتے ہیں، شکست، فتح سے بدل جاتی ہے۔ موجودہ جنگ میں اس کے بہت سے نظارے دنیا نے دیکھے۔ بطور نمونہ دو پیش کئے جاتے ہیں۔

مئی سنہ ۱۹۴۰ء میں، تیسری برطانوی ڈویژن جنرل منٹگمری کی کمان میں بلجیم کے اندر لووین کے قریب ایک لائن کی مدافعت میں مصروف تھی کہ ناموافق حالات کی وجہ سے رمئی کو انہیں پسپا ہونے کا حکم ملا اور ۳۱ مئی کو وہ ڈنکرک سے چلے آئے۔ آج یہی جنرل منٹگمری برطانوی فوجوں کے کمانڈر بن کر فرانس گئے ہیں اور فتوحات حاصل کر رہے ہیں۔ تیسری برطانوی ڈویژن ان کے ہمراہ ہے

سنہ ۱۹۴۲ء میں آٹھویں برطانوی فوج العالمین کے موروچوں کی مدافعت کر رہی تھی۔ جرمن فوجیں پوری طاقت سے حملہ کر رہی تھیں۔ ان کی منزل مقصود اسکندریہ کی بندرگاہ تھی۔ انگریزی فوج کے سامنے بے اندازہ مشکلات تھیں۔ ان حالات میں جرمنی کی تیسری چھتر رجمنٹ کے میجر ہیری ہیڈ ٹلے نے ایک قاصد کے ذریعہ برطانوی فوج سے اطاعت کا مطالبہ کیا جو مسترد کر دیا گیا اور تھوڑے سے عرصہ میں جرمنوں کو پسپا کر کے ان کا حملہ قطعی طور پر روک دیا گیا۔ اب یہی جرمن میجر نارمنڈی میں لڑ رہے ہیں۔ کچھ دن قبل اتحادی فوجوں نے انہیں گھیر لیا، اب کہ برطانوی فوجوں نے ان کے پاس قاصد بھیجا کہ مزید مقاومت بے سود ہے۔ چنانچہ جرمن میجر کو اس پیغام پر اپنا مورچہ چھوڑنا پڑا۔

اس قسم کے واقعات میں ہمارے لئے بالخصوص احمدی نوجوانوں کے لئے بڑا سبق ہے۔ ہم بھی ایک زبردست عالمگیر روحانی جنگ میں مصروف ہیں۔ کفر و ضلالت اور غلو و پیر پرستی سے ہمارا شدید مقابلہ ہے۔ ہر جنگ میں مشکلات اور ناموافق حالات پیش آیا کرتے ہیں۔ ایسی صورت میں اگر ہم ہمت و استقلال سے کام لینے کی عادت ڈالیں تو یقیناً کامران ہوں گے۔

ایک نیک مثال اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے بعض احباب اپنے خاموش عمل اور غیر معمولی جذبۂ ایثار کے ذریعہ خدمت اسلام تحریک اشاعت قرآن کریم کی اعانت کی پے درپے ایسی قابل تعریف، و لائق تقلید مثالیں پیش کر رہے ہیں کہ قلم بار باران کے ذکر پر مجبور ہو جاتا ہے۔ جماعت حیدرآباد دکن کے قابل فخر رکن **جناب مولوی عبدالباسط صاحب انجنئیر** کا شمار بھی انہی احباب میں سے ہے۔

موصوف ایک اعلیٰ تعلیمیافتہ، ماہر فن دیندار اور بلند اخلاق نیک کردار جوان ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں اور بہت سی خوبیوں کے علاوہ ایسا دل عطا فرمایا ہے جو دین و قرآن کے لئے اپنی پاک کمائی خرچ کرنے میں لذت و راحت محسوس کرتا ہے۔ چند ہفتے قبل یہ انجمن کے تراجم قرآن فنڈ کے لئے ایک ہزار روپے کی گرانقدر رقم عنایت فرما چکے ہیں۔ حال ہی میں انہیں ترقی ملی تو انھوں نے بلا درخواست و مطالبہ اپنے چندہ ماہوار میں -/۱۲۰ روپے سالانہ کا اضافہ کر دیا۔ اور جنوری سنہ ۱۹۴۴ء سے اب تک کی رقم یکمشت ادا فرما دی۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور اللہ تعالیٰ سے اپنا معاملہ صاف رکھنے کی یہ کتنی اچھی مثال ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولوی صاحب موصوف کو بیش از بیش دینی و دنیوی ترقیاں عطا فرمائے انہیں خدمت دین اسلام و قرآن کی بے اندازہ خدمت کی توفیق دے اور ہماری جماعت میں بہت سے عبدالباسط پیدا ہو جائیں۔ آمین ثم آمین

سلطنت حیدرآباد کے سکھ سلطنت حیدرآباد میں سکھوں کی تعداد بہت قلیل بلکہ برائے نام ہے لیکن شاہان آصفی کی مذہبی رواداری اور غیر مسلموں کیساتھ فیاضی و حسن سلوک کی دیرینہ پالیسی کے تحت انہیں غیر معمولی مراعات حاصل ہیں جن میں سے چند یہ ہیں :۔

(۱) حدود ریاست میں ناندیڑ کے مقام پر آخری گورو گوبند سنگھ جی کی سمادھ اور ایک بہت بڑا گوردوارہ ہے۔ یہ مقام سکھوں کا بہت بڑا تیرتھ ہے۔ سال بھر زائرین بکثرت یہاں آتے رہتے ہیں۔ اس گوردوارہ کے لئے سلطنت حیدرآباد نے پانچ مواضعات پر مشتمل ۳۳ ہزار روپے سالانہ آمدنی کی جاگیر عطا کی ہوئی ہے۔ علاوہ ازیں نقارخانہ کے مصارف کے لئے ۶۰۰ سالانہ مقرر ہیں

(۲) گوردوارہ کے لئے جو اشیا درآمد کی جاتی ہیں انہیں محصول چنگی سے مستثنیٰ کر دیا جاتا ہے۔

(۳) گوردوارہ سے متعلق امور کی نگرانی زائرین کی آرام و آسائش اور عام انتظامات کے لئے حکومت کی طرف سے ایک مرکزی مجلس قائم ہے۔ اس کے علاوہ سکھ علماء پر مشتمل ایک مذہبی مجلس موجود ہے۔ جو مذہبی نوعیت کے تمام مسائل کا فیصلہ کرتی ہے گوردوارہ کے انتظامات کی روزانہ دیکھ بھال کے لئے ایک تنخواہ دار سکھ مہتمم بھی مقرر ہے۔

(۴) مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں سکھوں کی جو فوج حیدرآباد بلائی گئی تھی ان کی اولاد اب بھی سلطنت حیدرآباد کی سکھ فوج میں شامل ہے۔ انکے حقوق ملازمت کو موروثی قرار دے دیا گیا ہے۔ ان سکھ فوجیوں کے بچوں کو سرکاری مصارف سے مذہبی اور عام تعلیم دی جاتی ہے انکے لئے کھانے اور رہائش کا انتظام مفت کیا جاتا ہے۔

(۵) سکھوں کو پابندی آئین کے ساتھ اپنے مذہب کی تبلیغ اور جھٹکے کی پوری آزادی حاصل ہے۔

(۶) بیساکھی کے تہوار اور گورو گوبند سنگھ جی کے یوم پیدائش کے موقعہ پر سکھوں کیلئے دو خاص تعطیلات منظور کی گئی ہیں۔ جو لوگ سلطنت حیدرآباد پر مذہبی تعصب کا الزام لگاتے رہتے ہیں وہ ان حقائق کو معلوم کر کے شرمندہ نہ ہوں گے؟ کیا کسی ہندو ریاست [illegible]

ستیارتھ پرکاش اور مسلمان

از جناب مولوی دوست محمد صاحب احمدیہ بلڈنگس لاہور

(قسط نمبر ۲)

آریہ سماجی فتنہ کا حقیقی جواب

گذشتہ اشاعت میں ہم نے ستیارتھ پرکاش کی تعلیمات دوسرے مذاہب اور پیشرووں کے متعلق اس کے دلآزار کلمات اور آریہ سماج پر اس کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ جس کتاب کی وجہ سے ملک میں فتنہ و فساد کی آگ ہمیشہ مشتعل ہوتی رہتی ہو، اور جس کی تعلیمات سے خود اس کے پیرو بھی عملاً و اعتقاداً انحراف کر چکے ہوں اس کی اشاعت کو جس قدر جلد روک دیا جائے بہتر ہے۔

ضبطی سے اعتراضات رفع نہیں ہوتے

یہ اس کا ایک علاج ہے جو عام مسلمانوں کے نقطہ نظر سے ہونا چاہیئے لیکن حقیقی علاج جس سے اس فتنہ کا سدباب قطعی طور پر ہو سکتا ہے اور جو اسلام کے خلاف اس کے پھیلائے ہوئے زہر کو دور کرنے اور اسلام کے حقیقی چہرہ کو نمایاں کرنے کا موجب ہو سکتا ہے اس سے مختلف ہے ستیارتھ پرکاش اگر آج ضبط ہو جائے اور صفحہ ہستی پر اس کا ایک بھی نسخہ باقی نہ رہے تو بھی اس کی پھبتیوں اور استہزاء سے قطع نظر کرتے ہوئے وہ اعتراض جو اس کی وجہ سے دلوں کے اندر پہنچ چکے ہیں زائل نہیں ہو سکتے، بلکہ خطرہ ہے کہ انہی اعتراضات کی حامل اور کئی کتابیں آریہ سماج کی طرف سے شائع ہو جائیں بلکہ آئے دن شائع ہوتی رہتی ہیں، کلیات آریہ مسافر، تکذیب براہین احمدیہ، رنگیلا رسول، اور کئی ایک کتابیں اسی قسم کی بلکہ اس سے بڑھ کر ناپاک اعتراضات اور دلآزار کلمات سے بھری ہوئی موجود ہیں پس کس کس کی ضبطی کا مطالبہ کیا جائیگا۔

حقیقی علاج کیا ہے؟

اسلئے اگرچہ یہ صحیح ہے کہ ایسے دلآزار کلمات کی اشاعت عوام الناس کے جذبات کو برانگیختہ کرنے کا موجب اور فتنہ و فساد کو بھڑکانے کا باعث ہے، تاہم جب تک ان اعتراضات کا محققانہ اور تسلی بخش جواب نہ دیا جائے جب تک اسلام کا منور چہرہ اپنے اصلی روپ میں دنیا کو نہ دکھایا جائے اور

زہریلے اثرات اور دلآزار کلمات کو اسلامی تعلیمات کے براہین نیرہ سے اور نہ کر دیا جائے اس وقت تک ان کتابوں کی ضبطی کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

حضرت مسیح موعودؑ کا بلند نظریہ

یہ وہ بلند نظریہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمیں سکھایا ہے۔ آپ کے زمانہ میں بھی ایک عیسائی کتاب کی ضبطی کا سوال مسلمانوں کی طرف سے اٹھایا گیا۔ پادری احمد شاد نے امہات المومنین کے نام سے ایک نہایت دلآزار کتاب شائع کی جس پر انجمن حمایت اسلام نے اس کی ضبطی کا سوال اٹھایا اور ایک میموریل تیار کیا گیا، حضرت مسیح موعودؑ نے اس کی مخالفت کی، اور مسلمانوں کو متنبہ کیا کہ اس کو ضبط کرا دینے سے وہ اعتراضات تو زائل نہیں ہو جائیں گے جو اس کتاب کے اندر کئے گئے ہیں اعتراضات تو اسی صورت میں دور ہو سکتے ہیں کہ ان کا حقیقی اور تسلی بخش جواب دیا جائے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا شاندار کارنامہ

یہ فی الحقیقت صحیح ہے اور اس بلند نظریہ کی پیروی میں خود حضرت مسیح موعودؑ اور جماعت احمدیہ نے اپنی پچاس سالہ زندگی میں ایسا شاندار اسلامی لٹریچر پیدا کیا ہے اور اسلامی تعلیمات کی صداقت اور معقولیت کو دلائل و براہین اور تاریخی واقعات سے ایسا واضح اور روشن کر دیا ہے کہ مغربی دنیا کا جس کے اندر یہ لٹریچر پھیلایا گیا اسلام کے متعلق نقطہ نگاہ بہت حد تک بدل چکا ہے اور جس چیز کو وہ اس سے پہلے نفرت اور عناد کی نگاہوں سے دیکھتے تھے۔ آج محبت اور عزت کی نگاہوں سے دیکھنے لگے ہیں۔

مذہبی اور سیاسی کامیابی کا ذریعہ

ہندوستان میں بھی اگر اس لٹریچر کو پھیلایا جائے تو یقیناً ان کے خیالات بہت حد تک تبدیل ہو سکتے ہیں جس سے نفرت و عناد کے رکھنے والے خود ہی شرمسار ہو کر رہ جائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ایسی چیز ہے جس سے نہ صرف ستیارتھ پرکاش اور آریہ سماج ہی کا مشن ناکام ہو جاتا ہے اور اسلام کی محبت دلوں میں پیدا ہو جاتی ہے بلکہ مسلمانوں

سدراہ بن رہی ہے، بہت حد تک اور بہت جلد کامیابی کا منہ دیکھ سکتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود کی صداقت کا ثبوت

یہ حضرت مسیح موعود کی صداقت کا کتنا بڑا ثبوت ہے کہ آپ نے مسلمانوں کو جو آج لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہ و لا یبقیٰ من القرآن الا رسمہ کے مصداق بنے ہوئے ہیں اور اسی وجہ سے مخالفین کے اعتراضات کا جواب دلائل و براہین سے نہیں دے سکتے اور ایسے اعتراضات پر ضبطی کا سوال لیکر اٹھ کھڑے ہوتے اور فتنہ و فساد پر آمادہ ہو جاتے ہیں، ایک ایسی راہ کی طرف ہدایت کی جو نہ صرف امن اور سلامتی کی راہ ہے بلکہ اس پر گامزن ہو کر تمام اعتراضات کا دفعیہ ہو جاتا ہے اور اسلام کی صداقت دنیا پر منکشف ہو جاتی ہے، آپ نے وہ راہ بتائی ہے جو مسلمانوں کی مذہبی اور سیاسی فلاح و بہبود کی راہ ہے جس کو اختیار کرنے سے اسلام کی حقیقت سے وہ خود بھی واقف ہو سکتے ہیں اور دوسروں کو بھی واقف کر سکتے ہیں۔

احمدی اور غیر احمدی میں بین فرق

یہ ایک بین فرق ہے احمدی اور غیر احمدی کے مابین اول الذکر کو مجدد وقت کی برکت سے اسلام کی حقیقت سے پوری پوری واقفیت حاصل ہوئی ہے اور وہ علی وجہ البصیرت اس پر گامزن ہو جاتا ہے اور دنیا کو اس کی دعوت دیتا ہے لیکن غیر احمدی علی العموم حقیقت اسلام اور اس کی خوبیوں اور دلائل صداقت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے دوسروں کے اعتراضات کا جواب بھی نہیں دے سکتے اور ایسی حرکات کر بیٹھتے ہیں جو موجب تضحیک ہیں، یہ وہ جاہلیت ہے جو امام زمان کی عدم شناخت کا نتیجہ ہے۔

امام زمان کے ساتھ ہو جاؤ تا عرفان حاصل کرو

امام زمان کی شناخت ایک عرفان کو پیدا کرتی ہے جس سے اسلام کی حقیقت دل پر نقش ہو جاتی، محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت اظہر من الشمس ہو جاتی اور اس خدا کا پتہ لگ جاتا ہے جو محمد رسول اللہ صلعم کے دل پر نازل ہوا اور دنیا جہان کی ہدایت کے لئے اس نے قرآن کریم جیسا کامل ہدایت نامہ دنیا میں بھیجا یہی وہ عرفان ہے جو آج ایک احمدی کو آریہ پر، عیسائی پر دہریہ پر، اور دادو پرست پر اور دنیا کے ہر ایک مذہب پر غلبہ عطا کرتا ہے

بین فرق کو دیکھ کر مجدد وقت کے اس عظیم الشان کارنامہ کو ملاحظہ کر کے اس پاک امام کے دامن سے اپنے آپ کو وابستہ کر لیں تاکہ اس نور ہدایت کو پا سکیں جو غیروں پر اسلام کو غالب کرنیوالا ہے اور اس کے بالمقابل نہ کوئی ستیارتھ پرکاش ٹھہر سکتی ہے اور نہ آریہ سماج۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— چوہدری عبد الحمید صاحب بی اے بی ٹی ٹیچر مسلم ہائی سکول لاہور کے ہاں اللہ تعالیٰ نے لڑکی عطا فرمائی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ بچی کو لمبی عمر عطا فرمائے اور نیک اور صالح بنائے آمین۔

سانحہ ارتحال جناب شیخ عالم الدین صاحب ایڈووکیٹ شیخوپورہ تحریر فرماتے ہیں کہ انکی اہلیہ محترمہ اچانک بیمار ہو گئیں اور چند دن بیمار رہ کر بروز جمعرات وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون مرحومہ نہایت نیک خاتون تھیں دعا ہے اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے، اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے آمین احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

کتاب نیو ورلڈ آرڈر کی قیمت

سب دوستوں کی اطلاع کے لئے لکھا جاتا ہے کہ کتاب نیو ورلڈ آرڈر کی قیمت بجائے اڑھائی روپیہ کے ڈیڑھ روپیہ علاوہ محصول ڈاک مقرر کی گئی ہے۔

اعلان

احباب جماعت کی خدمت میں عرض ہے کہ وہ انجمن کے کاروبار میں سہولت پیدا کرنے اور کام کو زیادہ بہتر بنانے کیلئے حسب ذیل طریق کار کو ملحوظ رکھیں۔

(۱) خط و کتابت ذاتی ناموں کی بجائے محض عہدے کے نام سے کی جائے۔ اس طرح جواب جلدی مل سکے گا۔

(۲) ہر قسم کی رقوم چندہ وغیرہ کسی کے نام نہ بھیجی جائیں۔ بلکہ محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام روانہ کی جائیں۔

(۳) مفت لٹریچر کیلئے جائنٹ سیکرٹری صاحب کو لکھا جائے۔

(۴) تبلیغ کے سلسلہ میں اسسٹنٹ سیکرٹری صاحب شعبہ تبلیغ کو لکھا جائے۔

(۵) [illegible]

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

برادر مکرم
خواہر محترمہ

السّلامُ علیکُم وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ

ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق میں آپ کی دو باتوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

اوّل یہ کہ بیت المال کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی

اس میں شک نہیں کہ بعض مسلمان زکوٰۃ ادا بھی کرتے ہیں مگر سنت نبوی پر پھر بھی عمل نہیں کرتے۔ کچھ گداگر زکوٰۃ کا مہینہ آنے پر گھروں سے نکل کھڑے ہوتے ہیں اور ایک ایک دولت مند کے پاس پہنچکر حصہ رسدی کچھ پیسے وصول کر لیتے ہیں دینے والے سمجھتے ہیں کہ ہم نے زکوٰۃ ادا کر دی حالانکہ زکوٰۃ اس چیز کا نام نہیں جو فقیروں کو دی جاتی ہے بلکہ زکوٰۃ وہ ہے جو بیت المال میں جمع کر کے وہاں سے خرچ کی جائے جو لوگ اپنے طور پر زکوٰۃ خرچ کرتے ہیں وہ قوم میں گداگری پیدا کرتے ہیں اور بیکاری کے جرم کی اعانت کرنے والے ہیں۔ قرآن کریم میں صریح ہدایت ہے کہ امام کے عامل زکوٰۃ وصول کریں۔ یہاں تک کہ ان عاملوں کو زکوٰۃ سے تنخواہ دینا بھی قرآن کریم نے زکوٰۃ کے ضروری مصارف میں سے قرار دیا ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی عمل تھا۔ کوئی شخص اس بات کا مجاز نہ تھا کہ یہ کہے کہ میرے پاس بہتیرے زکوٰۃ مانگنے والے آجاتے ہیں۔ یا میرے رشتہ دار بہتیرے مستحق ہیں۔ میں بیت المال میں نہیں دیتا آپ کی وفات کے بعد جب بعض قوموں نے حضرت ابوبکر صدیق رضہ کو یہ کہلا بھیجا کہ ہم اپنی زکوٰۃ کو بیت المال میں داخل نہیں کرتے اپنے طور پر خرچ کریں گے تو آپ نے ان کے خلاف لشکر کشی کی۔ نماز اگر کوئی شخص نہیں پڑھتا یا اکیلا گھر میں پڑھ لیتا ہے اور مسجد میں نہیں آتا تو وہ گنہگار تو ہے مگر نقصان اپنی جان کا کرتا ہے مگر جو شخص اپنی زکوٰۃ کو بیت المال میں ادا نہیں کرتا وہ گنہگار بھی ہے اور اس کے گناہ سے ساری قوم کو نقصان پہنچتا ہے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم جو چندہ ماہوار تبلیغ اسلام کے لئے دیتے ہیں وہ زکوٰۃ نہیں بلکہ جہاد ہے اور زکوٰۃ اور جہاد اسلام کے دو الگ الگ رکن ہیں۔ ایک کے ادا کرنے سے دوسرا ادا نہیں ہو جاتا۔ ایک شخص چندہ دیتا ہے زکوٰۃ نہیں دیتا وہ بھی ایک رکن اسلام کو چھوڑتا ہے۔ ایک شخص زکوٰۃ دیتا ہے چندہ نہیں دیتا وہ بھی ایک رکن اسلام کو چھوڑتا ہے البتہ احباب کی سہولت کے لئے انجمن نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک تہائی تک زکوٰۃ کے معطی کو اختیار ہے کہ وہ اپنے طور پر خرچ کرلے اپنے کسی غریب رشتہ دار کو دیدے یا کسی محتاج کو دیدے۔ یا اس کا کچھ لٹریچر منگوا کر اپنے طور پر تقسیم کر دے۔ اور اس کی بنا ایک حدیث پر ہے جس میں آتا ہے کہ تم جب زکوٰۃ کا اندازہ کرلو تو ایک تہائی یا ایک چوتھائی چھوڑ دیا کرو۔ امام شافعی رح کہتے ہیں یہ اس لئے ہے کہ تا ایک شخص خود اپنے ہمسائیوں یا قریبیوں پر جو مستحق زکوٰۃ ہوں خرچ کر سکے لیکن جو لوگ ساری زکوٰۃ اپنے طور پر خرچ کرتے ہیں، وہ خدا کے حکم کے خلاف چلتے ہیں۔ اگر ایک شخص سمجھتا ہے کہ اس کی ایک تہائی زکوٰۃ سے زیادہ کے کوئی اس کے قریبی حقدار ہیں تو وہ ان کے لئے انجمن میں لکھ سکتا ہے اس طرح وہ اپنے حسب منشا امداد بھی دے سکتا ہے اور خدا کے حکم کی تعمیل بھی ہو جائے گی۔ اور قوم کی عزت بھی بڑھے گی۔

زکوٰۃ کن چیزوں پر ہے

(۱) نقدی خواہ سونا ہو یا چاندی یا نوٹوں کی صورت میں۔ اپنے پاس جمع ہو یا کسی جگہ امانت کے طور پر جمع ہو۔ زیورات خواہ روپے کو جمع رکھنے کی غرض سے بنوائے گئے ہوں۔ خواہ استعمال کے لئے۔ خواہ شب و روز پہنے جاتے ہوں خواہ رکھے رہتے ہوں ان پر بھی نقدی کی طرح زکوٰۃ ہے۔ اگر وہ جڑاؤ ہیں تو نگینوں وغیرہ پر زکوٰۃ نہیں۔ نہ ہی جواہرات پر زکوٰۃ ہے صرف سونے یا چاندی کی قیمت پر زکوٰۃ ہے جو اس میں لگا ہے۔ بشرطیکہ باون روپے سے زیادہ مالیت کا ہو۔ سونا ۷½ تولہ تک مستثنیٰ ہے ۷½ تولہ سے زائد سونے پر زکوٰۃ ہے۔

(۲) تجارت پر لگا ہوا مال اور انڈسٹری کی صورت میں لگا ہوا سرمایہ، مکان یا زمین یعنی جائداد غیر منقولہ سے زیادہ مشابہ ہے۔ ان دونوں صورتوں میں زکوٰۃ اس نفع پر ہونی چاہیئے جو تجارت یا کارخانے سے اٹھایا گیا ہے۔ یعنی ضروری اخراجات کو ادا کرنے کے بعد جو اس کی آمدنی ہو اس میں سے اڑھائی فیصدی دیا جائے انکم ٹیکس وغیرہ لازمی اخراجات میں سے شمار ہوں گے۔

(۳) زمینوں کی پیداوار میں عشر اور بیسویں حصہ کا طریق اس لئے قابل عمل نہیں کہ غیر حکومت مالکان زمین سے خراج الگ لے لیتی ہے۔ اس صورت میں زکوٰۃ زمین کے منافع پر ہو گی۔ یعنی اس کی آمدنی میں سے ضروری اخراجات کو جن میں معاملہ، آبیانہ یا ضروری اخراجات شامل ہیں نکال کر جو رقم باقی رہے اس پر اڑھائی فیصدی زکوٰۃ ہے۔

(۴) مکانات کے کرایہ پر زکوٰۃ۔ مکانات کے کرایہ پر اگر سالانہ آمدنی کرایہ بعد منہائی لازمی اخراجات باون روپے سے زیادہ ہو تو زکوٰۃ بحساب اڑھائی روپے فی سینکڑہ ہو گی۔ اپنے رہائشی مکانات پر یا جن مکانات سے کوئی کرایہ وصول نہیں ہوتا کوئی زکوٰۃ نہیں اسی طرح جو زمین صرف کسی کے اپنے گذارہ کے لئے ہے اس پر بھی زکوٰۃ نہیں۔

(۵) بالآخر تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عموماً اور برادران جماعت کی خدمت میں بالخصوص التماس ہے کہ زکوٰۃ کے مصارف میں غرباء اور مساکین کی امداد کے علاوہ سب سے بڑا اور سب سے اہم خرچ تبلیغ اسلام ہے اور یہ سب کام احمدیہ انجمن اشاعت اسلام ایک وسیع پیمانے پر کر رہی ہے اس نے نہ صرف ہندوستان میں اور ہندوستان سے باہر یورپ وغیرہ ممالک میں متعدد اسلامی مشن کھولے ہوئے ہیں بلکہ قرآن کے تراجم انگریزی اور دوسری زبانوں میں ہزاروں کی تعداد میں۔ سیرت نبوی کے تراجم اور تعلیم اسلام پر رسالے ہزاروں کی تعداد میں مفت غیر مسلموں تک پہنچائے جاتے ہیں اور اس کے بیت المال سے ایک خاص تعداد غرباء اور مساکین کی بھی فائدہ اٹھاتی ہے اس لئے سب بھائی اپنی زکوٰۃ بنام محاسب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور بھیجکر ممنون فرمائیں۔ والسلام

خاکسار محمد علی

پریذیڈنٹ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

احمدیہ بلڈنگس لاہور

(بقیہ از صفحہ ۸)

اور ہماری پیشوائی کا دم بھرنے والے بزرگ اب بھی سنبھل جائیں اور نزاکت وقت کو سمجھتے ہوئے مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کی اس نصیحت کو ذہن نشین کریں کسی مسلمان کی تاویل اور استنتاج سے کافر بنانا جائز نہیں۔ اس سے بڑھکر کوئی ظلم نہیں ہو سکتا کہ مسلم کی زبان سے کوئی فقرہ سن کر ہم اپنے طور سے اس کا صغریٰ اور کبریٰ قائم کریں۔ پھر خود ہی ایک حد اوسط لگائیں۔ اور اس سے ایک نتیجہ نکال کر کہیں کہ وہ شخص اس نتیجہ کا قائل ہے اور یہ نتیجہ کفر ہے۔ لہذا وہ شخص کافر ہے۔ یہی وہ ظالمانہ فعل ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا تھا۔ (ترجمان القرآن ص ۲۵ ھ) لیکن اگر ہماری ملت کے اجارہ داروں کے نزدیک یہ مرض بالکل ہی لاعلاج ہے تو ہم بصد منت ملتمس ہیں کہ مذہبی معتقدات پر مباحث کے دوران میں خوب جی کھول کر کفر بازی کریں اور کسی ناصح کی چیخ و پکار پر بھی کان نہ دھریں لیکن خدارا جب سیاسی معاملات اور پولیٹیکل مقاصد اور معاشری ملکی حقوق کا مرحلہ درپیش ہو تو اس دل پسند ہابی اور مرغوب مشغلہ کے ذریعہ قوم کو ذلت و مسکنت کے قعر عمیق میں دھکیلنے سے باز آجائیں۔ وقت کو پہچانیں، اور ملت پر رحم کریں نہیں بلکہ اپنی جانوں پر رحم کریں ورنہ خدا نہ کرے ملت کو شاید وہ روز بد ہی نصیب ہو جسے اسپین کے در و دیوار آج تک نہیں بھولے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری قوم کی آنکھیں کھولے اور آسمان سے اس کی رہنمائی کے ایسے اسباب نازل فرمائے کہ کج رو سیدھے ہو جائیں، اور مخلص راہ راست پر گامزن ہو کر فلاح دارین کے وارث بنیں۔ آمین

(شہباز)

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ کے جلسے کی کامیابی پر

ایک غالی قادیانی کی کذب بیانی

اس زمانے کے مامور یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیر پرستی اور اندھی تقلید کو دنیا سے مٹانے کے لئے تشریف لائے تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک جماعت ایسی تیار کی تھی جو توہمات اور پیر پرستی کا قلع قمع کرتی ہوئی قال اللہ و قال الرسول کے ماتحت اعلائے کلمۃ الحق کرتی ہے مگر افسوس کہ اس خدا کے فرستادہ کے وصال کے بعد ہی جماعت کا ایک کثیر حصہ لیتے گندا ہو ضلالت کے عمیق گڑھے میں گرا کہ اپنے عقل اور دماغ کو خیرباد کہتا ہوا ایک غیر مامور کی آواز پر اپنے اخلاق، تہذیب، متانت، سنجیدگی، سچ گوئی سے کوسوں دور جا پڑا اور جھوٹ دھوکہ بازی جالبازی اپنا دن رات کا مشغلہ بنا لیا۔ امیر جماعت محمودیہ سامانہ جو احمدیہ انجمن اشاعت اسلام سامانہ کی کامیابیوں سے اپنی ندامت اسلئے کی بنا پر دماغی توازن درست نہ ہونے کی وجہ سے جھوٹ اور سچ میں تمیز نہ کرتے ہوئے ہمیشہ ایسی حرکات مذبوحی کے مرتکب ہو جاتے ہیں جو واقعی ایک غیر مامور کے مریدوں کیلئے لازمی اور لابدی ہیں۔ چنانچہ اخبار الفضل مورخہ ۲۸ر اپریل سنہ ۱۹۴۴ء کے صفحہ ۷ کالم چار پر ایک مضمون بعنوان "غیر مبائعین سامانہ کا ناکامیاب جلسہ" سپرد قلم کرکے اپنی پوری پوری کو دیانتی کا ثبوت دیا ہے بات بھی سچ ہے کہ جن بیچاروں کو کبھی گھر کی کامیابی دیکھنی نصیب نہ ہوئی ہو۔ تو وہ دوسروں کی کامیابی پر جل بھن کر خاک سیاہ نہ ہوں تو اور کیا کریں

اللہ تعالیٰ نے خاص اپنے فضل و کرم سے ہمارے جلسہ سالانہ کو کامیاب فرماکر ہم نا دان کو سجدۂ شکر بجا لانے کا موقعہ عنایت فرمایا۔ مختصر روئیداد جلسہ عرض کرتا ہوں۔ ۱۲ تا ۱۴ر اپریل سنہ ۱۹۴۴ء تاریخ جلسہ مقرر تھی۔ ۱۲ تاریخ کو حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب بالقابہ جناب مولوی سید اختر حسین شاہ صاحب و جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری رونق افروز سامانہ ہوئے۔ آپ صاحبان کے ہمراہ دو بزرگان یعنی جناب ملک خدا بخش صاحب سپرنٹنڈنٹ محکمہ انہار پنشنر و جناب سید اسد اللہ شاہ صاحب لدھیانہ سے تشریف لائے۔ اسی تاریخ کو بعد نماز عشاء کارروائی جلسہ شروع ہونی تھی۔ بوقت نماز مغرب کچھ بادل وغیرہ ہو کر بارش ہوگئی جس کی وجہ سے کارروائی جلسہ میں کچھ تاخیر واقعہ ہوگئی۔ خیر تلاوت قرآن کریم [illegible] حضرت مولانا

مولوی صدرالدین صاحب نے نہایت پُر از معلومات تقریر فرماکر سامعین کو مسرور و محظوظ فرمایا۔ گو وقت زیادہ گذر گیا تھا۔ مگر سامعین نہایت سکون و اطمینان سے تقریر سنتے رہے اور دعا پر جلسہ ختم ہوا۔

۱۳ر اپریل کو صبح حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب و جناب مولوی محمد حسین صاحب پٹیالوی واپس تشریف لے گئے اس روز شام اول مولوی محمد یوسف صاحب گونتھی کی تقریر بسلسلہ اتحاد ہوئی۔ جو نہایت دلچسپ اور باثر تھی۔ پانچ بجے جناب مولوی سید اختر حسین شاہ صاحب کی تقریر دلپذیر ختم نبوت پر شروع ہوئی آپ نے دلائل قاطع و براہین ساطع سے ختم نبوت کو ثابت کیا۔ بفضل تعالیٰ سامعین کی تعداد بھی کافی تھی۔ مغرب کے قریب کارروائی جلسہ ختم ہوئی۔ اور بعد نماز عشاء جناب سید صاحب نے اپنی بقایا تقریر کا حصہ شروع فرمایا اور اپنے مضمون ختم نبوت پر مزید روشنی ڈالی اختتام تقریر پر سوال و جواب کے لئے وقت دیا گیا۔ جس پر مسٹری جمیل الرحمٰن صاحب نے جو جماعت قادیان کی طرف سے بطور رپورٹر موجود تھے ۱۵ اور ۱۶ر اپریل کو مناظرہ کی خواہش کی، جناب شاہ صاحب نے ان تاریخوں میں عدیم الفرصتی کا عذر فرماتے ہوئے اس کو انجمن مقامی کے ساتھ طے کرنے اور اس کی طرف سے تاریخوں کی اطلاع پہنچنے پر تشریف لاکر مناظرہ پر آمادگی کا اظہار فرمایا اور اس کے بعد قادیانی مسٹر مذکور صاحب کے اعتراضات کے مسکت جوابات دیئے میں نے ان کی بددیانتی کو اخبار الفضل اور فرقان کا مقابلہ کرکے ثابت کیا۔ (اس کے بعد آج تک جماعت قادیان کی طرف سے کوئی مناظرہ کی خواہش ظاہر نہیں کی گئی لہٰذا جماعت قادیان سامانہ پر واضح کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ وہ جب چاہے اور جس مسئلہ متنازعہ پر چاہے بعد اجازت و منظوری مناظرہ وقتی مترالدا جماعت احمدیہ سے مناظرہ کر لے)۔

۱۴ر اپریل سنہ ۱۹۴۴ء کو ۵ بجے شام جناب مولوی فضل الرحمٰن صاحب کی نہایت موثر تقریر ہوئی۔ بعدہٗ جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے نہایت عالمانہ رنگ میں پہلے بائیکاٹ کے متعلق روشنی ڈالی پھر نبوت کے متعلق چند نکات بیان فرمائے۔ رات پھر فاضل محترم مصری صاحب نے [illegible]

حضرت مسیح موعود کو نہایت عمدہ پیرایہ میں بیان فرمایا (۱۴ر اپریل کی شام کو جناب مولانا مولوی عبدالحق صاحب تشریف فرما ہوئے) بعد ازاں جناب مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی تقریر شروع ہوئی اس تقریر کے اشتیاق میں ہر مذہب و ملت کے احباب بہت بڑی تعداد میں پہلے سے موجود تھے جلسہ گاہ سامعین سے پُر تھی۔ ایک بجے تک ہمہ تن گوش ہو کر تمام حاضرین علمی نکات سے بہرہ ور ہوئے اور ایک ایک جملہ پر جزاکم اللہ سبحان اللہ ماشاء اللہ کے نعروں سے لیکچر گاہ کو گونجاتے رہے حتیٰ کہ قادیانی رپورٹر صاحب کی زبان سے بھی بے اختیار جزاک اللہ نکلتا رہا۔ الحمد للہ کہ آپ کی تقریر پر جلسہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و خوبی ختم ہو کر جماعت احمدیہ کی شادمانی کا موجب ہوا۔

خاکسار

حکیم خلیفہ محمد اسلم غوری احمدی

[illegible]

بقیہ خطبہ از صفحہ ۳

قوموں کی سرکشی اور امام وقت

آج انسان اپنے خدا سے سرکش ہے قوموں کی قومیں خدا کے دروازے سے دور چلی گئی ہیں اور دنیا کے مال و دولت، دنیا کی طاقت پر، دنیا کے سامانوں پر ان کا سارا بھروسہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے پھر چاہا کہ ایک شخص اعلائے کلمۃ اللہ کی تڑپ کو لے کر کھڑا ہو وہی اس زمانہ کا امام ہے اور اس نے اپنے گرد کچھ لوگ جمع کر لئے جن کے دلوں کے اندر اس تڑپ کی چنگاری ڈال دی۔ خدا کی طرف رجوع کی تڑپ انسانوں کے دلوں سے بالکل اُٹھ چکی تھی۔ اگر اس نے اس چنگاری کو چند دلوں کے اندر نہ ڈال دیا ہوتا [illegible]

خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا پر لانے کا ذریعہ

اور اب اگر یہ چند لوگ جن کے دلوں کے اندر اس تڑپ کی چنگاری پیدا ہوئی ہے آگے دوسرے دلوں کو روشن نہیں کرتے یہی تڑپ دوسرے دلوں میں پیدا نہیں کرتے تو ان کا ایک جماعت بنا لینا ایک جتھہ قائم کر لینا حتیٰ کہ ایک ریاست بنا لینا بھی کام نہیں دے گا۔ خدا تعالیٰ کی حکومت کو دنیا پر لانے کا ذریعہ یہی تڑپ ہے تمام کامیابیوں کی بنیاد یہی تڑپ ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کے سینوں میں بزرگوں اور نوجوانوں کے دلوں میں مردوں اور عورتوں کے دلوں میں یہ تڑپ پیدا کر دے تاکہ ہم خدا کی نصرت کو اپنی طرف آتا دیکھ لیں۔ وہی نظارہ پھر دنیا دیکھ لے جو اس نے پہلے دیکھا تھا۔ رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا،

صرف رو لینے سے خشوع نہیں پیدا ہوتا

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ نمازوں میں زار رو لینے سے خشوع کی حالت پیدا نہیں ہوتی، اپنی کمزوری اور بے بسی کو دیکھ کر اور جو سامنے کام ہے اس کی عظمت کو دیکھ کر آنکھوں میں آنسو آجائیں تو وہ الگ بات ہے مگر رو لینے کو لوگوں نے پیشہ بھی بنا لیا ہے۔ ایک چھوٹا سا بچہ تھا جو آج بہت بڑا آدمی ہے وہ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم کے ساتھ جب آپ امامت کرواتے جا کھڑا ہوتا اور نماز میں رونا شروع کر دیتا تو حضرت مولوی صاحب نے اسے بہت جھاڑا۔ بت پرستی اور پیر پرستی بھی انسان کے دل کی حالت ایسی کر دیتی ہے۔ وہ جلد رونے لگتا ہے ایک پیر کا میں نے قصہ نہیں چشمدید واقعہ ایک دوست سے سنا کہ جب مرید اس کی زیارت کے لئے جمع ہوئے اور اس نے اپنا منہ دکھانے سے انکار کر دیا تو مریدوں نے ڈھائیں مار کر رونا شروع کر دیا اور ایک کہرام مچ گیا اور بالآخر جب اس نے اپنا قدم باہر نکال دیا تاکہ اس کی زیارت کرلیں تو ان کے دلوں کو تسکین ہوگئی اور اس قدم پر سیم و زر برسنے لگا۔ بعض پیروں کے مرید اس بات پر فخر کرتے ہیں کہ ہمارا پیر جب کوئی بات کرتا ہے کوئی خطبہ دیتا ہے تو ہماری آہیں نکل جاتی ہیں پبلک جلسوں میں دیکھا گیا ہے جب پیر کے منہ سے کوئی معمولی سی بات بھی نکلتی ہے تو مرید رونا شروع کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ اگر نمازوں میں بھی رو لیں تو یہ دلوں کی کمزوریوں کا نشان ہے یہ خشوع کی علامت نہیں۔

صحیح خشوع کی علامت

خشوع کی کیفیت صرف اسی انسان کے قلب میں پیدا ہوتی ہے جو ساری طاقت کا مالک خدا کو سمجھ کر بے بس ہو کر اس کے در پر گر جاتا ہے۔ بت اور پیر اس کے نزدیک ہیچ ہوتے ہیں، اس کے اور اس کے خدا کے درمیان مشرکانہ خیالات حائل نہیں ہوتے تب سچی بے بسی اور صحیح خشوع کی حالت پیدا ہوتی ہے اور تب ہی انسان اس طاقت کے سرچشمہ سے طاقت حاصل کرنے میں کامیاب ہوتا ہے۔

مسلمانوں کیلئے ایک لمحۂ فکریہ

نوٹ:- مولانا حامد شہباز مدیر جریدہ عبرت کلکتہ کا ایک مضمون "مسلمانوں کے لئے ایک لمحۂ فکریہ" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جسے ہم درج ذیل کرتے ہیں، اس مضمون میں مدیر مذکور نے مسلمانوں سے درد دل کے ساتھ اپیل کی ہے کہ سب مسلمان اپنے سیاسی مفاد کیلئے متحد ہو جائیں اور کسی بھی مسلمان فرقہ کو مسلم لیگ کی رکنیت سے خارج کرنے کی کوشش نہ کریں کیونکہ اگر مسلمان کفر بازی کا مشغلہ سیاست میں بھی لے آئے تو قوم قعر ذلت میں جا گرے گی۔ جماعت احمدیہ لاہور ایک مدت سے مسلمانوں کو اتحاد کی دعوت دے رہی ہے کہ کوئی کلمہ گو کافر نہیں کاش مسلمان اس پر کاربند ہو جائیں تو

آج وہ زمانہ ہے کہ جب دنیا میں تنازع للبقاء یعنی قوموں کی حیات و ممات کی جنگ ہے اور تمام اقوام و ملل اپنی بقا کی فکر میں ہیں۔

ان نازک حالات میں ملت اسلامیہ کا مفاد اسی میں ہے کہ وہ تمام لوگ جو اپنے تئیں مسلمان سمجھتے اور مسلمان کہلاتے ہیں امور سیاسیہ میں یک جان ہو کر اپنی ایک متحدہ قوت بنائیں اور ایک آواز کے ساتھ اپنے ملی حقوق کا مطالبہ کریں اور باہم اتحاد کر کامل اتفاق سے دنیا پر اپنے وجود کو ایک متحدہ طاقت ثابت کر کے کامیاب و بامراد ہوں ـــــ لیکن افسوس صد افسوس! کہ اغیار تو باوجود ان گنت بے شمار اختلافات کے مقابلہ میں متحد ہو کر ایک ہو جائیں لیکن ملت اسلامیہ کے افراد اپنی قوم کے عزت و ناموس کے تحفظ کے موقعہ پر بھی ان بحثوں میں الجھے ہیں کہ "مسلمان ہے کون؟" جسے متحد کر کے اغیار کے مقابلہ میں ایک بنیان مرصوص کی شکل میں پیش کیا جائے فلاں اینٹ میں یہ نقص ہے اور فلاں میں وہ سقم ہے پس جس عمارت میں لگنے والی ہر اینٹ نادار سمجھ کر پھینک دی جائے اس عمارت کا تو اللہ ہی حافظ ہے ـــــ ناموس و وحدت ملی کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ ہر شخص عنان قیادت اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش نہ کرے اور ملت کے معین مقصد اور مسلم مطلوب کے حصول کے لئے قائد اعظم کی مساعی میں رخنہ اندازی کر کے ملت سے دشمنی کے جرم کا ارتکاب نہ کرے۔ مشہور ذہنی مفکر ڈاکٹر لیعبان جماعتہائے انسانی کے اصول نفسیہ بیان کرتے ہوئے کیا عمدہ اصول لکھتے ہیں کہ "ذی شعور ذات کا معدوم ہو جانا اور احساسات کا جماعت کے مقصد وحید کے اندر فنا ہو جانا علم النفس کے نقطۂ نظر سے جماعت کے یہ دو اصلی وصف ہیں" (روح الاجتماع صـ۲۳۲)

آگے چل کر ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں فنا و موت سے گو کسی قوم کو مفر نہیں لیکن ساعت موت النزاع وقت آتی ہے جب قوم کے مقصد معین میں ضعف پیدا ہو جاتا ہے۔ جب تک قوم کا یہ تخیل قومی تھا اس وقت تک قوم کے قویٰ و اعضا قوت سے بھرپور تھے لیکن جہاں اس میں ضعف پیدا ہوا بس قوم کے قوائے عملی شل ہو گئے ـــــ سیاست و مذہب کے تصور عالیہ ایک دم پیوند زمین ہو آرہے اور قومی موت کی ساعت موعود آن پہنچی۔ (روح الاجتماع صـ۲۳۲)

یہ ایک حقیقت ہے کہ ملت کی اپنے قائد کی اطاعت اور اپنے احساسات کو ملت کے مقصد وحید کے حصول کے لئے فنا کر دینے میں ہی مضمر ہے اگر ہر شخص ملت کی قیادت کا دم بھرنے لگ جائے تو قوم کے مقصد معین میں ضعف پیدا ہو جانا ایک لازمی امر ہے۔ اس کا قصر عالیہ نہیں کہہ سکتے کس وقت منہدم ہو کر قومی موت کی ساعت کو قریب لے آئے۔ کاش یہ سنہری اصول ہمارے چاند کے مدبروں اور سربراہوں کے ذہن نشین ہو جائے اور وہ ملت کے اندر تشتت و انتشار نشر کرنے اور بے عملی کی رو چلانے کا موجب بنیں۔

برادران وطن تو ہزار اختلاف کے باوجود سکھوں کو بھی اپنے مفاد کی خاطر ہندو قوم کا حصہ ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں لیکن ہمارے بھائی ہزار مناسبتوں اور لاکھ مشابہتوں کی موجودگی میں اپنے تئیں مسلمان سمجھنے اور مسلمان کہلانے والوں کو ملت کے سیاسی دائرے سے علیحدہ کرنے کے درپے ہیں اور چاہتے ہیں کہ

ہے اہل قبلہ میں جنگ ایسی باہم
کہ دین خدا پہ ہنسے سارا عالم

حالانکہ سکھوں کے اور ہندو دھرم کے مذہبی معتقدات، معابد، طریق عبادت، طریق مناکحت، غرضیکہ تقریباً ہر بات میں ہندوؤں سے بعد المشرقین ہے اور مسلمان کہلانے والے کسی فرقہ اور جماعت کا بھی باہم اختلاف نہیں جتنا ہندوؤں اور سکھوں میں موجود ہے۔ پھر بھی دور اندیش ہندو سکھوں کو ہندو ظاہر کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔ کہیں ہندو سکھ اتحاد پر مضمون لکھنے والوں کو انعامات کا لالچ دیا جا رہا ہے اور کہیں پرچار اور پیار ... کی باتوں سے انہیں ہندو کہلانے کے لئے آمادہ کرنے کی مساعی بروئے کار لائی جا رہی ہیں اور پھر اچھوت اقوام کو جن کے سایہ سے بھی پرہیز ... ہندو کو مذہباً حکم ہے اسی حکمت عملی کے پیش نظر ہر ممکن کوشش سے ہندو قوم کا جزو ظاہر کرنے پر آمادگی کی سر توڑ کوششیں ہو رہی ہیں ـــــ لیکن وائے بر حال ما کہ ہم ہزار مناسبتوں اور باہمی لاکھ مشابہتوں کی موجودگی میں اپنے تئیں بہ اصرار مسلمان کہلانے والوں اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھنے والوں کو ملت کے سیاسی دائرے سے علیحدہ کرنے کے درپے ہیں اگر مذہبی معتقدات کو لیا جائے تو فتاوے کفر سے نہ تو سرسید مرحوم بچے اور نہ مولانا ظفر علی خاں اور مفتی ہند مولانا کفایت اللہ بچ سکے ـ ـ ـ ـ نہ علمائے بریلی بچے۔ اور نہ علمائے دیوبند محفوظ رہ سکے حتیٰ کہ مذہبی طور پر تو ملت اسلامیہ کا کوئی گروہ اور فرقہ ایسا نہیں ہے جس پر کفر و ارتداد کا فتوے نہ لگایا گیا ہو۔ یہاں تک کہ مفتیان عرب شریعت بھی اس ثواب میں برابر کے شریک ہیں۔ شمس العلماء مولانا حالی "حیات جاوید" میں سرسید مرحوم پر اس قسم کے فتاوے کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مکہ معظمہ کے اربعہ مذاہب کے مفتیوں کے فتوے کا خلاصہ لکھتے ہیں:-

"یہ شخص (سرسید مرحوم) ضال اور مضل ہے بلکہ ابلیس لعین کا خلیفہ ہے۔ اس کا فتنہ یہود و نصاریٰ کے فتنہ سے بھی بڑھ کر ہے خدا اس کو سمجھے ضرب اور حبس سے اس کی تادیب کرنی چاہیئے"

اور صفحہ ۲۸۷ پر مدینہ منورہ کے فتوے کا خلاصہ لکھا ہے "جو کچھ دُرِّ مختار اور اس کے حواشی سے معلوم ہوتا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ یہ شخص یا تو ملحد ہے یا شرع سے کفر کی جانب مائل ہو گیا ہے اگر گرفتاری سے پہلے توبہ کر لے تو قتل نہ کیا جائے ورنہ اس کا قتل واجب ہے" اور حیات جاوید صفحہ ۲۸۸ پر حرمین شریفین کا علی گڑھ کالج کے متعلق فتوے یوں درج ہے:-

"یہ مدرسہ جس کو خدا برباد کرے، اور اس کے بانی کو خدا ہلاک کرے ـــــ ـــــ اس کی اعانت جائز نہیں۔ اگر یہ مدرسہ بن کر تیار ہو جائے تو اس کو منہدم کرنا اور اس کے مددگاروں سے سخت انتقام لینا واجب ہے"

اور ہر گروہ علمائے بریلی رہنما احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اپنی کتاب حسام الحرمین کے صفحہ .. پر حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانئے دارالعلوم دیوبند اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے متعلق لکھا ہے:-

كلهم مرتدون باجماع الاسلام۔ کہ یہ تمام علماء اور ان کے متبع باجماع اسلام مرتد اور خارج از اسلام ہیں۔ علمائے بریلی کی طرف سے ایک پوسٹر جس میں بصورت شجرہ تین سو مفتیوں کے دستخط درج ہیں، شائع ہوا ہے۔ اس میں علمائے دیوبند مولانا اشرف علی صاحب تھانوی۔ حضرت مولانا محمد قاسم صاحب۔ مولانا محمود الحسن صاحب وغیرہ تمام علمائے دیوبند پر نام بنام دلائل فتوے کفر یوں مندرج ہے لکھا ہے کہ "یہ قطعاً مرتد و کافر ہیں اور ان کا ارتداد و کفر سخت سخت اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہیں جیسا مرتد و کافر ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ ان سے بالکل مجتنب اور محترز رہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے کا تو ذکر ہی کیا اپنے پیچھے بھی ان کو نماز نہ پڑھنے دیں ...... جو ان کو کافر نہ کہے گا وہ خود کافر ہو جائے گا اور اس کی عورت اس کے عقد سے باہر ہو جائے گی۔ اور جو اولاد ہو گی حرامی ہو گی۔ از روئے شریعت ترکہ نہ پائے گی" اس فتوے کو باجماع علماء و مفتیان مکہ و مدینہ اور ہندوستان لکھا گیا ہے اور یہ لکھا ہے کہ اگر ان مفتیوں کے اسماء مبارکہ مع مختصر احوال سب کے ... سب درج کئے جائیں تو وہ کئی مجلدات میں بھی نہ آسکیں گے۔ پس علما کی رائے لی جائے تو نہ سنی مسلمان ہیں نہ اہل حدیث اور نہ شیعہ۔ سب کے سب باہم ایک دوسرے کے مکفر ہیں۔ اس صورت میں ہر فرقہ اور ہر گروہ یہ مطالبہ کر سکتا ہے کہ مسلم لیگ کی رکنیت کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے۔ ہمارے سوا دیگر سب فلاں فلاں وجوہ سے اشد ترین کافر ہیں حتیٰ کہ ان کا کفر یہود و نصاریٰ سے بھی زیادہ بواح ہے۔

پس ہمارے سوا اور اگر کوئی گروہ جو اپنے تئیں مسلمان کہلانا فخر سمجھتا ہو۔ مسلمان نہیں سمجھا جانا چاہیئے۔ اور اس لئے وہ مسلم لیگ کا ممبر نہیں بن سکتا اس طرح آل انڈیا سنی مسلم لیگ اور آل انڈیا اہلحدیث مسلم لیگ اور آل انڈیا اہل حنفی مسلم لیگ اور آل شیعہ مسلم لیگ اور آل انڈیا احمدیہ مسلم لیگ علیحدہ علیحدہ مراکز و قوا کے زیر سایہ مرتب ہو جائیں گی۔ اور پھر ہر مسلم لیگ دوسری لیگ کے استیصال کرنے اور اسے بیخ و بن سے اکھیڑنے کے درپے ہو جائے گی۔ تو بہت جلد پاکستان مل جائے گا اور مسلم قوم کی اقوام عالم پر وہ دھاک بندھ جائے گی جس کی نظیر تاریخ اقوام پیش کرنے سے قاصر ہو گی ۱۹۲۱ء کی مردم شماری کے موقعہ پر حکیم اجمل خاں مرحوم نے بہت خوب کہا تھا کہ مسلمانوں کا موقع ہے کہ گورنمنٹ پر ہر ایک فرقہ واضح کر دے کہ "مسلمان کون ہے؟" تا کہ مردم شماری میں مسلمان کی بجائے سب کو ایک دوسرے کے علماء کے فتوے کے مطابق "کافروں" کی لسٹ میں درج کر دیا جائے، اور تمہارے روز روز کے جھگڑے تو کم ہوں۔" کاش ہمارے رہبر کہلانے والے

(باقی بر صفحہ ۹ کالم ۲)

رجسٹرڈ۔ ایل نمبر ۸۳۸ ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ رجسٹرڈ۔ ایل نمبر ۸۳۸

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد
الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر: ایس محمد آصف۔ بی اے
جائنٹ ایڈیٹر: شیخ محمد انعام الحق

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات
۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددین کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۰ رجب ۱۳۶۳ھ ۔ ۱۲ جولائی ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۷

امن یجیب المضطر کا صحیح مفہوم

المضطر سے مراد محمد رسول اللہ صلعم ہیں

اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کی مصائب میں نصرت فرماتا ہے

ہر مصیبت کو دور کرنیکا وعدہ نہیں کیا گیا

مجددیت کے دوسرے عویداروں اور حضرت مرزا صاحب میں فرق

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ ولنوی مؤرخہ ۷ جولائی ۱۹۴۴ء

امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء و یجعلکم خلفاء الارض ء الٰہ مع اللہ قلیلا ما تذکرون۔

بھلا کون ہے جو مضطر کی دعا قبول کرتا ہے جب وہ اسے پکارتا ہے اور دکھوں کو دور کرتا ہے اور تمہیں وہ ملک کے حاکم بناتا ہے کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بہت ہی کم تم نصیحت قبول کرتے ہو۔

قرآن کی کوئی بات واقعات کے خلاف نہیں

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک عام قانون بیان فرمایا ہے کہ جو انسان دکھوں میں مجبور ہو جائے اللہ تعالیٰ اسکی دعا کو قبول کرتا اور اس کے دکھ اور مصیبت کو دور فرماتا ہے لیکن یہ عام مشاہدہ کی بات ہے کہ دکھ اور تکلیفیں بعض وقت دور نہیں بھی ہوتیں۔۔ ایک شخص افلاس میں مبتلا ہے اس کا افلاس دور نہیں ہوتا ایک شخص ایک بیماری میں مبتلا ہے اور سالہا سال یہ دکھ اٹھاتا رہتا ہے یہاں تک کہ مر جاتا ہے۔ ایک شخص دشمنوں میں گھرا ہوا ہے اور ان کے ہاتھ سے نہیں نکل سکتا۔ خواہ وہ حالت اضطرار میں کتنی بھی دعائیں کرے قرآن کریم میں کوئی بات نہیں جو واقعات کے خلاف ہو۔ فی الحقیقت اس آیت کریمہ کا مفہوم اس سے زیادہ گہرا ہے اور اس مفہوم کی طرف متعاقبی نہ صرف آیت کا سیاق و سباق کرتا ہے بلکہ آیت کے اپنے الفاظ بھی اسی مفہوم کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

سورۂ نمل کا مضمون

یہ آیت سورہ نمل کی ہے اور سورۂ نمل کا خاص مضمون حضرت سلیمان کی بادشاہت اور شان و شوکت کا ذکر ہے جس کے بعد دو نبیوں صالح اور لوط کا مختصر ذکر کرکے اور ان کے مخالفوں کی ہلاکت کا ذکر کرکے اس رکوع کو جس میں یہ آیت آئی ہے ان الفاظ سے شروع کیا قل الحمد للہ و سلٰم علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی، سب تعریف اللہ کی ہے اور اس کے ان بندوں پر سلامتی جنہیں وہ اپنا نام دنیا میں پھیلانے کے لئے چن لیتا ہے یعنی جو لوگ اعلا[ئے کلمۃ اللہ کے لئے]

کھڑے ہوتے ہیں وہ خدا کی حمد کو دنیا میں قائم کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں اور ان کے دشمن ان کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت کا ذکر

اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی عظمت کا ذکر شروع ہوتا ہے کہ وہ کتنی طاقت اور قدرت کا مالک ہے۔ امن خلق السموات والارض و انزل لکم من السماء ماءً فانبتنا بہ حدائق ذات بہجۃ، بھلا کس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا اس وسیع مخلوق کو جس کی کوئی انتہا نہیں نظر آتی کون بنانے والا ہے جو آسمان سے پانی اتارتا ہے یعنی مینہ برساتا ہے جس سے ہم خوشنما باغ اگاتے ہیں۔ امن جعل الارض قرارا و جعل خلٰلہا انہارا و جعل لہا رواسی، بھلا کس نے زمین کو انسانوں کے آرام کی جگہ بنایا اور اس کے اندر دریا بہائے اور اس کے لئے پہاڑ بنائے یہ عظیم الشان خالق جس کی اتنی بڑی مخلوق ہے وہ صرف اس مخلوق کا پیدا کرنے والا ہی نہیں بلکہ وہ قوانین بھی اسی نے بنائے اور اسی نے نافذ کئے ہیں جن پر اس عالم کا دار و مدار ہے۔ اس کی مخلوق بھی لا انتہا اور اس کے قوانین بھی لا انتہا ہیں جن سے یہ سارا انتظام عالم چل رہا ہے۔

مضطر کی دعا کو قبول کرنیوالا

اس کے بعد فرماتا ہے امن یجیب المضطر اذا دعاہ و یکشف السوء و یجعلکم خلفاء الارض یہاں مضمون کو گزشتہ سے حال اور مستقبل کی طرف منتقل کیا۔ کون ہے جو دکھوں میں مبتلا انسان کی دعا کو قبول کرتا ہے وہ اس کے دکھوں کو دور فرمائے گا اور تمہیں زمین کا بادشاہ بھی بنا دے گا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

پُرجبروت خدا عاجز انسان کی دعا سنتا ہے

اس عظمت کا مالک خدا۔ اور اس کی مخلوق میں یہ عاجز انسان جو قدرت کی عظیم الشان طاقتوں کے سامنے کمال بے بسی کا نمونہ ہے یہ قدرت کی طاقتوں سے کچھ کام بھی لیتا ہے پھر خود ان کا شکار بھی ہو جاتا ہے۔ پھر یہ عاجز انسان اپنے دکھوں اور مصیبتوں میں گھر جاتا ہے کہ جن سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ملتا مضطر کا لفظ ضُر سے نکلا ہے جس کے معنے دکھ ہیں اور مضطر وہ انسان ہے جو اس قدر دکھوں میں مبتلا ہو جاتا ہے اس قدر مصائب اور مشکلات میں گھر جاتا ہے کہ ان سے نکلنے کی کوئی رستہ اسے نظر نہیں آتا۔ اس عظمت کے مالک خدا کا اس مصیبتوں اور دکھوں کے مارے عاجز انسان سے کس قدر گہرا تعلق ہے کس قدر اسکی طاقت اور قدرت کا اظہار اس کے اندر ہوتا ہے کہ وہ اسکی تڑپ کو قبول کرتا ہے اور وہ کچھ مانگتا ہے تو اسے تسلی دیتا ہے کہ میں تیرے دکھوں اور تکلیفوں کو دور کر دوں گا اور جہاں کوئی دنیا کا ظاہری سامان نظر نہیں آتا وہاں وہ اپنی قدرت نمائی سے ایک عاجز چاروں طرف سے دشمنوں اور دکھوں اور مصیبتوں میں گھرے ہوئے انسان کی دستگیری کے لئے ہاتھ بڑھاتا ہے اس کی سب مخالفتوں کو برباد کر دیتا ہے پھر یہی نہیں کہ وہ اس ضعیف انسان کے دکھوں کو دور کر دے گا بلکہ وہ تمہیں زمین میں حاکم اور بادشاہ بھی بنا دے گا۔ اور دنیا کا ہادی اور رہنما بھی بنا دے گا تم خدا کی زمین پر خدا کے خلیفے بن جاؤ گے اس کی قدرتوں اور طاقتوں کے مظہر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بن جاؤ گے۔

برگزیدہ بندوں کے مصائب اور الٰہی نصرت

ان الفاظ پر غور کرو اور اس سے پہلے جو تمہید کے طور پر بیان ہوا ہے اس پر بھی غور کرو۔ رکوع کو شروع یہاں سے کیا تھا قل الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی، خدا کے لئے حمد ہو اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلامتی ہو، یکشف السوء میں اسی سلامتی کی طرف اشارہ ہے۔ تو یہاں اللہ تعالےٰ نے ان برگزیدہ بندوں کا ذکر ہے جو خدا کے نام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں ساری دنیا ان کی مخالف ہو جاتی ہے کوئی سامان کامیابی کا نظر نہیں آتا۔ بے بس ہو کر خدا کے دروازے پر گر جاتے ہیں۔ کوئی عرض کرتا ہے رب انی مغلوب فانتصر، اے میرے رب دشمن میرے اوپر غالب آ گئے تو ان کے غلبہ کو دور فرما۔ کوئی فریاد کرتا ہے انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین میں دکھوں میں مبتلا ہوں اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ ایسے ارحم الراحمین کا بندہ دکھوں میں کیسے مبتلا رہ سکتا ہے۔ کوئی تاریکیوں میں گھرا ہوا یہ اعتراف کرتا ہے لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین، تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو میرا معبود ہے، میں دکھوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہوں مگر تیری ذات ہر عیب سے پاک ہے میرے اپنے عمل ہی ان ظلمتوں کو لانے والے ہیں اور خود محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے ساتھیوں کے غموں اور پریشانیوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا حتی یقول الرسول والذین آمنوا معہ متی نصر اللہ، اور جواب میں فرمایا الا ان نصر اللہ قریب۔ یعنی جب خدا کے ان برگزیدہ بندوں کی حالت یہاں تک پہنچ جاتی ہے کہ وہ مصیبتوں میں چلا اٹھتے ہیں کہ اللہ کی مدد کب آئے گی تو خدا کی مدد قریب پہنچی ہوتی ہے جو کام ظاہری اسباب سے نہیں ہو سکتا وہ خدا اپنی طاقت سے کر کے دکھاتا ہے تب کسی کے لئے آسمان سے پانی برساتا ہے اور وہ مخالفت کو غرق کر دیتا ہے تو کسی کے لئے ہوا چل پڑتی ہے اور مخالفت کو جڑ سے اکھیڑ پھینکتی ہے اور کسی کے لئے آسمان سے آگ برسنا شروع ہو جاتی ہے اور مخالفت کو بھسم کر دیتی ہے کسی کے لئے زمین ہل کر اور زلزلہ آ کر مخالفت کی بستیاں اور مخالفت کے قلعے ویران ہو جاتے ہیں تو کسی کے لئے یوں زلزلہ آ جاتا ہے کہ انسان خدا سے غافل اور دور افتادہ انسان اپنے ہاتھوں سے ایک دوسرے کو ہلاک اور اپنے ہاتھوں سے بنائی ہوئی بستیوں کو خود ویران کر دیتے ہیں چیز ایک ہی ہے اللہ تعالیٰ اپنی تنظیم شان طاقت ایک بے بس دکھوں میں مبتلا مخالفت میں گھرے ہوئے انسان کے لئے ظاہر فرماتا ہے جیسا کہ دوسری جگہ مخالفوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے قل ھو القادر علی ان یبعث علیکم عذابا من فوقکم او من تحت ارجلکم او یلبسکم شیعا و یذیق بعضکم باس بعض، اس کا عذاب تینوں طرح پڑ جاتا ہے کبھی اوپر سے نازل ہوتا ہے کبھی تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب آ جاتا ہے۔ کبھی وہ تم کو گروہ گروہ بنا کر۔ قومیں قومیں بنا کر ابتری میں ڈال دیتا ہے اور تمہیں ایک دوسرے کی جنگ کا مزہ چکھا دیتا ہے، جیسا کہ اس وقت بھی یہ عذاب دنیا پر مسلط ہے،

المضطر سے مراد

تو یہاں المضطر سے مراد محمد رسول اللہ صلعم ہی ہیں اور آپ کو ہی یہ بشارت دی گئی یکشف السوء اور آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو بشارت دی گئی ویجعلکم خلفاء الارض پھر فرمایا ءالٰہ مع اللہ جب یہ عظیم الشان واقعات رونما ہوں گے تو عرب کی زمین سے یہ آواز اٹھے گی کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے یہی وہ واقعات تھے جن کی وجہ سے عرب ایک سرے سے دوسرے سرے تک مسلمان ہو گیا کیونکہ انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے انتہا درجہ کی بیکسی کی حالت میں جو وعدے کامیابی اور بادشاہت کے محمد رسول اللہ صلعم سے کئے تھے وہ پورے ہو گئے اور انھوں نے اپنے بتوں کو اپنے ہاتھوں سے توڑ دیا لیکن یہ بھی یاد رکھنا چاہئے، کہ محمد رسول اللہ کی یہ حالت اضطرار ایک اور حالت اضطرار سے پیدا ہوئی تھی جو فطرت نے ہی آپ کے اندر رکھی تھی۔ اور فی الحقیقت آپ کو یہاں المضطر اسی وجہ سے فرمایا ہے۔ آپ اصل میں جس سخت غم میں مبتلا تھے وہ انسان کی خدا سے سرکشی کا غم تھا۔ عقائد کے رنگ میں پتھروں اور درختوں کو اپنا معبود بنا لیا ہوا تھا تو عمل کے رنگ میں وہ فسق و فجور تھا جو انسانیت کے لئے عار تھا جس کی وجہ سے انسان حیوانوں سے بدتر ہو گئے تھے اور یہ فساد دنیا کے ایک ملک میں نہ تھا بلکہ تمام دنیا پر غالب آ چکا تھا۔ اس وقت مہذب دنیا سخت ترین ناپاکیوں میں مبتلا تھی۔ جیسا کہ فرمایا ظھر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس یہ وہ غم تھا جو محمد رسول اللہ صلعم کو کھائے جا رہا تھا کہ یہ دنیا اس شرک و فساد سے کس طرح آزاد ہو، انسان کس طرح شرف انسانیت کو حاصل کرے اتنا غم تھا کہ اگر آپ کو خدا کی طرف سے قوت نہ ملی ہوتی تو اسی غم سے آپ ہلاک ہو جاتے، لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین، حیران و پریشان پھرتے تھے کبھی پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہنچتے تو کبھی غاروں کے اندر بیٹھ کر روتے، امام وقت نے اپنے ایک شعر میں اس کیفیت کا یوں ذکر کیا ہے۔

من نخواہم جز دے بود و اندوہ و غمے
کاندراں غارے درآور دش حزین و دلفگار

مصلح ربانی اور دنیوی طاقتیں

فی الحقیقت انسانوں کی اصلاح وہی انسان کر سکتا ہے جس کے دل میں دوسرے انسانوں کی حالت کو دیکھ کر اضطرار کی کیفیت پیدا ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا قانون اصلاح اسی طرح چلتا ہے وہ مخلوق کو بنا کر الگ نہیں ہو گیا بلکہ جب بھی وہ دیکھتا ہے کہ انسان دنیا کی محبت میں مبتلا ہو کر خدا سے دور چلے گئے ہیں دنیا ان پر غالب آ گئی ہے اور وہ خدا کو بھول گئے ہیں تو وہ ایک شخص کو کھڑا کر دیتا ہے جس کا دین کا غم اس قدر زبردست ہوتا ہے کہ وہ ساری نسل انسانی کے دنیا کے غموں پر غالب آ جاتا ہے۔ جس کا تعلق خدا سے اس قدر زبردست ہوتا ہے کہ وہ تمام لوگوں کے تعلقات دنیا کے مقابل میں زیادہ طاقتور ثابت ہوتا ہے۔ ترازو کے ایک پلڑے میں ایک ایک انسان کے دنیا کے غم و ہم کو رکھتے چلے جاؤ اور دوسرے پلڑے میں مصلح ربانی کے غم دین کو رکھ دو تو یہ دوسرا پلڑا بھاری ہو جاتا ہے، اس کی کشش خدا کی طرف اتنی غالب ہوتی ہے کہ دوسرے لوگوں کی دنیا کی کششیں اکٹھی ہو کر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ یہ کششیں ٹوٹ جاتی ہیں اور خدا کی کششیں غالب آ جاتی ہیں دنیا کی زنجیریں بیشک بڑی زبردست ہیں مگر وہ زنجیر جو ایک پاک دل انسان کے دل کو خدا کے ساتھ ملاتی ہے وہ اس قدر زبردست ہوتی ہے کہ اس کے سامنے یہ زبردست زنجیریں ٹوٹ جاتی ہیں اور یہ مضطر انسان جس کے مقابل میں ساری دنیا ہوتی ہے اور جس کے ساتھ کوئی انسان نہیں ہوتا خدا کی طاقت کے ساتھ دنیا کی طاقتوں کو پاش پاش کر دیتا ہے۔

محمد رسول اللہ صلعم کا عظیم الشان معجزہ

قرآن کریم کی یہ آیت امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء ویجعلکم خلفاء الارض اس قدر زبردست معجزہ ہے کہ کسی نبی کا کوئی معجزہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اور یہی آیت درحقیقت اس سورت کا مرکزی نقطہ ہے حضرت سلیمان کی سلطنت و شوکت کا ذکر بھی تمہیداً اسی کے لئے کیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ محمد رسول اللہ کے ادنیٰ غلام بھی ظاہری شان و شوکت میں بھی سلیمان سے بڑھ جائیں گے۔

ہاں یہ ایک زندہ معجزہ ہے۔ یہ محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھ ختم نہیں ہو گیا یہ صحابہ کے ساتھ ختم نہیں ہو گیا، یہ تابعین کے ساتھ ختم نہیں ہو گیا اصل وہ المضطر تو محمد رسول اللہ صلعم ہی تھے جن کے اضطرار نے یہ انقلاب پیدا کیا۔ مگر یوں نہیں فرمایا امن یجیب رسولہ اذا دعاہ، بلکہ فرمایا امن یجیب المضطر۔ محمد رسول اللہ صلعم کے متبعین میں سے جس کے دل میں بھی یہ اضطرار پیدا ہوگا اللہ تعالیٰ اسکی دعاؤں کو بھی قبول فرمائے گا۔ اور اس کی بھی اسی طرح رہنمائی فرمائیگا۔ اور اس کے دکھوں اور تکلیفوں کو بھی اسی طرح دور کر دے گا۔

مجددیت کے دوسرے دعویدار اور حضرت مرزا صاحب

آج ہم نے اس اضطرار کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ لوگ کہتے ہیں مجدد فلاں بھی ہو سکتا ہے فلاں بھی ہو سکتا ہے اور اب تک بھی لوگ مجدد کا دعوے کرتے چلے جاتے ہیں گو صدی کے ساٹھ سال سے اوپر گذر گئے اور دوسری صدی کا آغاز قریب آ گیا مگر میں کسی کا نام نہیں لیتا۔ ان تمام لوگوں میں سے جن کے نام مجدد ہونے کے لئے تجویز کئے جاتے ہیں، یا جو آج مجددیت کے دعویدار ہیں ایک وہ شخص دکھاؤ جس کا غم محمد رسول اللہ صلعم کے دین کے لئے، جس کا غم قرآن کو دنیا میں پہنچانے کے لئے، جس کا غم اسلام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے، جس کا غم خدا کا نام بلند کرنے کے لئے، جس کا غم خدا کی مخلوق کو خدا کے در پر جھکانے کے لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے غم سے بڑھ کر ہو یا اس کے برابر ہی ہو۔

حضرت مسیح موعود کا اسلام کیلئے درد

یہ چیز تکلف سے نہیں ملتی یہ فطرت کے اندر داخل کی جاتی ہے۔ کوئی خدا کا بندہ خدا کے لئے غور کرے کہ کیا حضرت مرزا صاحب کی طرح کسی اور شخص کے دل میں بھی محمد رسول اللہ کے دین کا درد اٹھا ابتدا سے ہی اگر آپ کو کوئی فکر تھی تو وہ اپنی ریاست کو بنانے کیلئے نہ تھی وہ ریاست جسے آپ کے باپ دادا کھو چکے تھے اور جس کی طرف آج آپ کے فرزند کا میلان ہے، اپنی دنیا کی فکر نہ تھی۔ معاش دنیا کی فکر نہ تھی کھوئی ہوئی زمینوں کو واپس لینے کی فکر نہ تھی، نئی زمینیں پیدا کرنے کی فکر نہ تھی فکر تھی تو دین محمدؐ کی

کی ، فکر تھی تو یہ کہ عیسائیوں کا مقابلہ کس طرح کیا جائے ، برہموؤں کا مقابلہ کس طرح کیا جائے ، یورپ کی تعلیم کے زہریلے اثر کا مقابلہ کس طرح کیا جائے ، دہریت اور مادہ پرستی کا مقابلہ کس طرح کیا جائے ، آریہ سماج کا مقابلہ کس طرح کیا جائے ، جہاں جہاں کسی دشمن اسلام نے سر اٹھایا اور اسلام کو نیچا دکھانا چاہا حضرت مرزا صاحب کے دل میں یہ درد تھا کہ اس کا مقابلہ کس طرح کیا جائے اور بالآخر جب اس وقت جب مسیح موعود کے دعوے کی وجہ سے تمام مسلمانوں نے آپ کو کافر قرار دیا تو آپ کو یہ فکر تھی کہ یورپ میں اسلام کس طرح پھیلایا جائے ۔ یورپ پر جو عذاب اس کی مخالفت اسلام ، اس کی بدعقیدگی اس کے فسق و فجور کی وجہ سے آنے والا تھا وہ سب آپ کو دکھایا گیا اور تنہائی اور بیکسی کی حالت میں بے سروسامانی کی حالت میں یہ غم آپ کی جان کو کھا رہا تھا کہ یورپ کو محمد رسول اللہ صلعم کے دروازے پر کس طرح جھکایا جائے ۔

مغرب میں تبلیغ اسلام کیلئے آپکی تڑپ

آپ کا قلب اس اضطرار کی وجہ سے جو غم دین کے لئے آپ کو تھا اس زمانہ میں محمد رسول اللہ صلعم کے ، اس آیت کریمہ کے المضطر کے قلب مبارک سے قریب ترین تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اس قانون کے مطابق امن یجیب المضطر ، آپ کو بھی بتا دیا تھا کہ اسلام کا آفتاب مغرب سے طلوع کریگا ۔ مغرب کے تاریک دلوں کو روشن کرے گا ، آپ یا آپ کے مرید یورپ کے منبروں پر وعظ کریں گے اور سفید پرندوں کو پکڑیں گے ۔ یورپ کے لوگ مسلمان ہوں گے ۔ پھر یورپ میں تبلیغ اسلام کوئی آسان کام نہ تھا ۔ آپ کو اپنے سامنے یہ مشکلات نظر آتی تھیں کہ نہ اس کے لئے سامان ہے نہ کارکن ہیں ، مسلمان خود مخالف ہیں مگر یکشف السوء کا وعدہ دینے والے نے آہستہ آہستہ یہ سب سامان بھی آپ کے لئے جمع کر دئے اور وہ آدمی بھی دیدئے جو پیغام اسلام کو دنیا میں پہنچانے کے اہل تھے آپ کے اضطرار نے ہزاروں دلوں میں بھی اضطرار پیدا کر دیا یہی غم آپ کے پاس بیٹھنے والوں کے دلوں میں ڈال دیا کہ اسلام کے پیغام روحانیت کو کس طرح مادہ پرست دنیا تک پہنچایا جائے اور جب تک یہ اضطرار یہ غم ہماری جماعت کے دلوں میں موجود ہے اس وقت تک کوئی روک ہمارے رستہ میں ایسی پیدا نہیں ہو سکتی جس کی وجہ سے ہمیں ناکامی کا خوف ہو ۔

ہماری جماعت کی اصل روح

یہ غم یہ حالت اضطرار ہماری جماعت کی اصل روح ہے ۔ یہی وہ چیز ہے جو حضرت مرزا صاحب نے ہمیں دی اور یہی چیز ہے جس کے آگے پھیلانے کی فکر ہم کو سب سے پہلے کرنی چاہیئے کیا وہ اضطرار ہمارے دلوں میں ہے کہ ہم راتوں کو بیقرار ہو کر خدا کے آگے گر جائیں ایک طرف کفر کے غلبہ اور اس کے سامانوں کی کثرت آنکھوں کے سامنے ہو ، دوسری طرف اپنی عاجزی کا نقشہ ہو ۔ کیا یہ تو نہیں کہ ہم راتوں کو اٹھیں یا دن کو خدا کے سامنے کھڑے ہوں تو ہمیں اپنی فکر ہو ، اپنے دکھوں اور تکلیفوں کی فکر ہو ، ہمارا اضطرار اپنے لئے ہو کہ ہمیں فلاں آسائش کیوں نہیں ملتی ، ہماری فلاں بیماری کیوں دور نہیں ہوتی ، ہماری فلاں مصیبت دور کیوں نہیں ہوتی ، اگر یہ حالت ہے تو ہمیں حضرت مرزا صاحب سے بھی کوئی نسبت پیدا نہیں ہوئی محمد رسول اللہ صلعم سے تو کیا نسبت پیدا ہوگی ۔ بالفاظ حضرت مرزا صاحب ہم یہ کہنے کے قابل ہوں

ہر کسے اندر نماز خود دعائے میکند
من دعا ہا مے کنم بہر قبولِ [illegible]

ہر تکلیف کو دور کرنیکا وعدہ نہیں

میں الحمد اللہ کو کبھی دور کرنا چاہتا ہوں کہ کیا خدا اس شخص کی دعا کو نہیں سنتا جس کا اضطرار اپنے ہی نفس کے لئے ہو اپنی کسی مصیبت کو دور کرنے کیلئے ہو وہ کبھی سنتا ہے مگر اس کے لئے اس کا وعدہ کوئی نہیں کہ وہ ضرور ہر مضطر کی ہر دعا کو ضرور سنے گا یوں یہ سچ ہے کہ وہ کافروں تک کی دعاؤں کو سنتا مشرکوں تک کی دعاؤں کو سنتا ہے ، مشرکوں کو مخاطب کرکے فرماتا ہے قل ارایتکم ان اتاکم عذاب اللہ او اتتکم الساعۃ اغیر اللہ تدعون اس کے جواب میں فرماتا ہے بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون الیہ ان شاء تم اسی کو پکارتے ہو تو تمہیں تکلیف کے دور کرنے کے لئے تم پکارتے ہو وہ اسے اگر چاہے تو دور بھی کر دیتا ہے ۔ یہاں صاف فرمایا کہ وہ دنیوی تکلیفوں کو بھی دور کرتا ہے مگر ہر تکلیف کو دور کرنے کا اس کا وعدہ نہیں چاہے تو دور کر بھی دیتا ہے ورنہ چاہے تو نہیں بھی کرتا ۔

بلند رتبۂ انسانیت

ہاں دین کیلئے جو تکلیف تمہارے رستہ میں آئے اسے وہ ضرور دور کر دیتا ہے دنیا کے متعلق دوسری جگہ بھی فرماتا ہے من کان یرید العاجلۃ عجلنا لہ فیہا ما نشاء لمن نرید جو شخص اس دنیا کا نفع چاہتا ہے وہ بھی اسے دیدیتے ہیں مگر [illegible] جتنا چاہیں [illegible] نہ چاہیں نہ دیں ، من اراد الاخرۃ وسعی لہا سعیہا فاولٰئک کان سعیہم مشکوراً یہاں وہ حدود نہیں لگائیں بلکہ فرمایا دین کے لئے جو کوئی بھی کوشش کرے گا بشرطیکہ کوشش کا حق ادا کرے تو اس کی کوشش کی ضرور قدر ہو گی پس جو شخص مستجاب الدعوات بننا چاہے وہ اپنی اکثر دعاؤں کو خدا کے دین کے لئے کر دے تو اس کی دنیا کی دعائیں بھی سنی جائیں گی ، بلکہ بغیر دعا کرنے کے بھی اللہ تعالیٰ اس کی حاجتوں کو پورا کر دے گا ۔ دین کے لئے اضطرار کا پیدا کرنا یہ بلند مرتبۂ انسانیت ہے ، دنیا کیلئے اضطرار تو نیک و بد دونوں کے دلوں میں پیدا ہو سکتا ہے جو چیز دنیا داروں اور بدکاروں سے آپ کو متمیز کرے اس کو لینے کی کوشش کرو اور وہ دین کا غم اور دین کی پھیلانے کی دنیا کو گمراہی اور فسق و فجور سے نکالنے کی تڑپ ہے ۔ یہی ہماری جماعت کی روح ہے ۔ جس کے اندر یہ روح نہیں وہ احمدیت کے رنگ میں رنگین نہیں ہوا یہ وہ چیز ہے جو ایک ان پڑھ بھی حاصل کر سکتا ہے اور پڑھا ہوا بھی ۔ غریب بھی حاصل کر سکتا ہے اور امیر بھی ۔

ضرورت رشتہ

(۱) ایک احمدی زمیندار قوم جٹ سنگت عمر ۳۵ سال کے لئے رشتہ کی ضرورت ہے پہلی بیوی ۱۲ ، ۱۳ سال سے فوت ہو چکی ہے اولاد کوئی نہیں ، والدین عرصہ سے فوت ہو چکے ہیں ، بھائی بہن یا اور کوئی قریبی رشتہ دار نہیں بیس پچیس بیگہ چاہی و بارانی زمین کے مالک ہیں جس کی کاشت حصہ پر ہوتی ہے ریلوے سٹیشن سے قریباً دس میل کے فاصلہ پر گاؤں میں رہائش ہے ۔ بیوہ یا ۲۵ - ۳۰ سال کے رشتہ کو ترجیح دی جائے گی ۔

---

(۲) ایک اور احمدی زمیندار کیلئے نکاح ثانی کی ضرورت ہے ، پہلی بیوی بانجھ ہے جوان اور اکلوتا بیٹا فوت ہو چکا ہے ، عمر قریباً پچاس سال ، کئی بیگہ زمین کے مالک ہیں اور اپنے علاقہ میں سفید پوش ہیں ، بیوہ لیکن قابل اولاد رشتہ کو ترجیح دی جائے گی ۔

عزیز بخش
جائنٹ سیکرٹری
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ
بلڈنگس لاہور

> **خط و کتابت کرتے وقت**
> چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ۔

ایک فضول مذاق

محض آریوں کو دھوکہ دینے کے لئے اور مخالفوں کا منہ چڑانے کے لئے آریہ پراویشنک پرتی ندھی سبھا پنجاب سندھ بلوچستان لاہور کے لالہ پرمانند نے قتل کا جواب دینے کے لئے ستیارتھ پرکاش کا ویر پرمانند ایڈیشن چھاپنے کا اعلان کیا ہے ، ان میں سے پچیس ہزار ہندی پچیس ہزار اردو ، دس ہزار انگریزی ۔ دس ہزار سندھی ، دس ہزار بنگالی ۔ دس ہزار گورمکھی ، پانچ ہزار مرہٹی اور پانچ ہزار بھاشا میں ہوں گے ، ہم حیران ہیں کہ مخالفوں کو اشتعال دلانے ، ستیارتھ پرکاش کی مخالفت کی آگ پر تیل ڈالنے اور آریہ سماج کے خلاف ایجی ٹیشن کے سوا پرتی ندھی سبھا نے اس اعلان میں کیا فائدہ مدنظر رکھا ہے کاغذ کا قحط پڑا ہوا ہے حکومت نے ٹیکسٹ بک کے سوا باقی کتابوں کی چھپائی پر بھی بندشیں عائد کر دی ہیں ، اخبارات کاغذ کے لالے پڑے ہوئے ہیں چٹھیاں لکھنے کے لئے کاغذ نہیں ملتا تو ایک لاکھ ستیارتھ پرکاش چھپوانے کے لئے کاغذ کہاں سے آئے گا ؟ اور اس قدر کاغذ صرف کرنے کا مدعا کیا ہے ؟ مسلمانوں کو یہ یقین دلانا کہ ہم دبنے والے نہیں ؟ لیکن اگر اس سے الٹا مسلمانوں میں جوش بڑھا اور ان تمام لوگوں نے جن کے بزرگوں پر اس کتاب میں حملے کئے گئے ہیں اس اعلان کو اپنی بے عزتی اور توہین سمجھا تو کیا ہر فساد پر ستیارتھ پرکاش کی ایک لاکھ جلدیں چھپوانے کا انتظام کیا جائے گا ۔ کیا حکومت سے پرتی ندھی سبھا نے اس بارہ میں کوئی سمجھوتہ کر لیا ہے کہ جب تک ستیارتھ پرکاش کے خلاف ایجی ٹیشن بند نہیں ہوتا ہندوستان کے کاغذ سازی کے کارخانوں کا تمام کاغذ سبھا موصوف کو ہی ملتا رہے گا ۔ تاکہ آریہ شہیدوں کے نام پر ایڈیشن شائع ہوتے رہیں ۔ خود کئی آریہ لیڈروں کا بھی خیال ہے کہ ویر پرمانند ایڈیشن محض ایک مذاق ہے لیکن یہ مذاق کئی مزید مشکلات و خطرات کا باعث بن سکتا ہے ۔

(شیر پنجاب)

مبلغین کی ضرورت

انجمن کو مبلغین کی ضرورت ہے اس سے قبل اخبار میں شائع کیا جا چکا ہے کہ احباب آئندہ ماہ اکتوبر میں شروع ہونے والی تبلیغی کلاس کے لئے امیدواروں کی درخواستیں بھجوائیں ابھی اس طرف احباب نے کافی توجہ نہیں فرمائی ۔ جماعتوں کے سیکرٹری صاحبان اور حضرات مبلغین کی خدمت میں پھر عرض کیا جاتا ہے کہ اس ضروری کام کی طرف فوری توجہ فرمائیں ۔

پیغام صلح

جلد | لاہور - مورخہ ۲۰ رجب ۱۳۶۳ھ | نمبر ۲۷

معاصر ایمان اور مغرب میں تبلیغ اسلام

حضرت امام عصر حاضر کی صداقت کی واضح دلیل

معاصر ایمان دہلی مورخہ ۱۵ر جون میں ایک مضمون "مغرب میں تبلیغ اسلام" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں مغرب میں تبلیغ اسلام کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے اس مضمون کا ملخص یہ ہے کہ اسلام کا رخ تیرہ سو سال مشرق کی طرف رہا اور مغرب عموماً برکات اسلام سے محروم رہا اس کی وجہ یہ ہے کہ یورپ ایک وحشیانہ پن کی حالت میں تھا اور تہذیب وعلم کا اگر کچھ چرچا تھا تو وہ ایشیا میں تھا اور اسلام چونکہ ایک علمی مذہب ہے اسلئے مسلمان مبلغین کا رخ مشرق کی طرف ہی رہا۔ لیکن اسلام صرف مشرقی اقوام کے لئے نہیں ہے بلکہ قرآن مجید کا پیغام مشرق و مغرب دونوں کے لئے یکساں ہے، للعلمین نذیرا۔ رحمۃ للعلمین ذکرٰی للعلمین کے الفاظ صاف اس حقیقت کو ظاہر کرتے ہیں اللہ تعالےٰ قرآن مجید کے ذریعہ مشرق و مغرب کی یکساں طور پر روحانی ربوبیت فرمائیگا اور ایک حدیث میں جو ذکر ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کو دو خزانے دیئے گئے، سیاہی مائل اور سفیدی مائل اس سے بھی یہی مراد ہے کہ اسلام مشرق و مغرب میں پھیلیگا اور مغرب میں اسلام کا پھیلنا اسی طرح ضروری ہے جس طرح وہ مشرق میں پھیلا۔

لیکن افسوس کہ آج مسلمانوں کے سامنے تبلیغ اسلام کا بلند نصب العین نہیں بلکہ ان کے نزدیک بلند سے بلند نصب العین اپنے ملک کی آزادی ہے حالانکہ ایک مسلمان کا نصب العین وہی ہونا چاہیئے جو آنحضرت صلعم کا نصب العین تھا اور اس کے علاوہ بہت سے مسلمان یورپ میں مادہ پرستی کو غالب دیکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ ان حالات میں یورپ کو خدا پرستی کی تعلیم دینا تضیع محنت ہے بلاشبہ یورپ میں مادہ پرستی کا زور ہے مگر اس کے ساتھ ہی خدا کی تلاش کا جذبہ بھی موجود ہے اور یورپ اپنی موجودہ معاشی سیاسی و عائلی مشکلات کیوجہ سے ایک جدید نظام حیات کی تلاش میں ہے اور ان مشکلات کو نہ نازیت حل کر سکی نہ فسطائیت حل کر سکی نہ کیمونزم حل کر سکتا ہے کیونکہ انکی بنیاد روحانیت پر نہیں صرف اسلام ہی ان مشکلات کا حل موجود ہے کیونکہ اسلام ہی وہ نظام حیات ہے جس پر تہذیب کی مستقل بنیاد رکھی جا سکتی ہے وغیرہ وغیرہ۔

اس بات پر ہمیں روشنی ڈالنے کی چنداں ضرورت نہیں کہ یہ ساری طرز استدلال جماعت احمدیہ لاہور سے مستعار لی گئی ہے اور یہ حضرت امام عصر حاضر کی صداقت کی ایک واضح دلیل ہے۔ دنیائے اسلام میں سب سے پہلے حضرت امام وقت نے مسلمانوں کو یورپ میں تبلیغ اسلام کی طرف توجہ دلائی اور تبلیغ اسلام کے لئے سلسلہ حقہ کی صورت میں مستقل بنیاد رکھی خوشی کی بات ہے کہ روشن خیال مسلمانوں کا مزاج خودبخود اس لائحہ عمل کو قبول کر رہا ہے جسے حضرت صاحب نے پیش فرمایا ——— جماعت احمدیہ لاہور حضرت امام وقت کی رہنمائی میں مذکورہ تبلیغی میدان میں بہت سے مراحل طے کر چکی ہے اگر روشن خیال مسلمانوں کا واقعی اس خیال پر یقین ہے کہ یورپ میں اسلام پھیل سکتا ہے اور یورپ سے ضرور طلوع اسلام ہوگا تو انہیں اس جماعت کا ساتھ دینا چاہیئے جو سب سے پہلے اس میدان میں نکلی اور کامیاب ہوئی اسلام کی تیرہ سو سالہ تاریخ شاہد ہے کہ تبلیغ و اشاعت کے کام محض انسانی تجویزوں اور ارادوں سے پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچا کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل فرمایا اور وہ خود ہی اس کا محافظ ہے اور وہ اپنی مشیت کے ماتحت ایسے رجال کو کھڑا کرتا ہے جو اس کے دین کو دنیا میں پہنچاتے ہیں اور تبلیغ اسلام کا جو درد اور تڑپ ان برگزیدہ لوگوں کے قلوب میں ہوتا ہے وہ دوسروں میں نہیں پیدا ہو سکتا اور دوسروں میں اگر پیدا ہوتا بھی ہے تو یہ ان کے فیضان کا ہی نتیجہ ہوتا ہے اس زمانہ میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مجدد صد چہاردہم کو تبلیغ اسلام کا یہ کام تفویض فرمایا جو درد آپ کے قلب میں اس کام کے لئے تھا وہ اور کہیں بھی نظر نہیں آتا اور یہ آپ کے درد ہی کا نتیجہ ہے کہ سارے عالم اسلام میں صرف آپ کی جماعت ہی تبلیغ و اشاعت کا ٹھوس کام کر رہی ہے اور اس میدان میں ایسے ایثار اور خلوص کا ثبوت دے رہی ہے جو کہیں نظر نہیں آتا امید ہے جہاں مسلمانوں پر یہ امر واضح ہوگیا ہے کہ یورپ میں تبلیغ اسلام کی ضرورت ہے وہاں وہ اس جماعت حقہ میں شمولیت کی اہمیت کو بھی سمجھ لیں گے اور اس میں شامل ہو کر اس عظیم الشان کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی کوشش کریں گے جس سے اسلام کا غلبہ اور حضرت نبی کریم صلعم کا بول بالا ہوتا ہے۔

خلیفہ صاحب قادیان کی خوش گفتاری

خلیفہ صاحب قادیان کا ایک مضمون الفضل مورخہ ۷ جولائی میں "مولوی محمد علی صاحب کو مباہلہ کی دعوت" کے عنوان سے شائع ہوا ہے کہ آپ پر محض الزام لگایا جاتا ہے کہ آپ کلمہ طیبہ کو منسوخ سمجھتے ہیں اس کے لئے ایک ہی راہ کھلی ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ میاں صاحب سے مباہلہ کریں لیکن اس امر پر روشنی نہیں ڈالی گئی کہ جب خلیفہ صاحب کے نزدیک کلمہ طیبہ منسوخ نہیں تو پھر دنیا کے ساٹھ کروڑ مسلمان جو کلمہ طیبہ کا اقرار کرتے ہیں وہ ایک جدید نبوت کے انکار سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج کیسے ہو گئے؟ یہ چیلنج کھوکھلا اور مبہم ہے۔ اس کھوکھلے پن کو گالیوں سے بھرنے کی کوشش کی گئی ہے اسکے علاوہ اس چیلنج میں میاں صاحب نے نہایت دلآزار فقرات استعمال کئے ہیں اور سارے چیلنج کی عبارت ایسی سوقیانہ اور عامیانہ ہے جو ایک مذہبی لیڈر کے شایان شان نہیں یوں تو مضمون سارا ہی اپنی عبارت کے لحاظ سے بیہودہ ہے لیکن اس مضمون کی ایک ضمنی سرخی ہے "مولوی محمد علی صاحب بزدل ہیں اور جھوٹے بھی ہیں" ہم میاں صاحب کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے؟ آخر اس دعوت مباہلہ کو گالیوں کا لباس پہنانے کی ضرورت کیا تھی؟ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اپنے اخلاقی محاسن تقوےٰ کے لحاظ سے جتنے بلند ہیں وہ حضرت ممدوح کی نیک شہرت سے واضح ہے اور خلق خدا غائبانہ ——— جناب میاں صاحب کو کیا کہنی ہے اس کے متعلق ہمیں لکھنے کی چنداں ضرورت نہیں۔ قادیانی فتنہ کے آغاز میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس اخلاقی جرات اور صداقت پرستی کا ثبوت دیا یہ ایک واقعہ ہی آپ کی بلندی کردار کو واضح کرنیکے لئے کافی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات بھی آپ کے بلند مرتبہ پر خوب روشنی ڈالتے ہیں البتہ جناب میاں صاحب کا دامن ان مذکورہ عیوب سے پاک نہیں میاں صاحب نے عدالت میں شہادت دیتے ہوئے جھوٹ بولا اور پھر تھوڑا عرصہ ہوا ایک اور جھوٹ بولا جب آپ نے مصلح موعود کی پیشگوئی کے متعلق یہ کہا کہ میں نے سمجھ لیا تھا کہ ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کی بھی کوشش نہیں کی تھی حالانکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آپ نے متعدد دفعہ ان پیشگوئیوں کو پڑھا نہ صرف پڑھا بلکہ اپنے اوپر چسپاں کیا اسکے علاوہ بزدل آپ اتنے ہیں کہ بغیر پہرہ کے ایک قدم گھر سے باہر نہیں نکال سکتے آپ کی بزدلی کے تو بیشمار واقعات ہیں۔ چند لمحات کیلئے مریدوں کے اعصاب پر تعلیوں سے پھونسیاں دوڑا لینا تو بہادری نہیں اور نہ اپنے اخبار کے کالموں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک بلند مرتبت صحابی کے منہ آنا بہادری ہے بلکہ یہ تو گستاخی ہے مگر آپ تو حضرت نبی کریم صلعم کی گستاخی کرتے ہوئے نہیں چوکتے اور کسی کو خطاب کرتے ہوئے آپ صحافی اور مجلسی اخلاق کا کیا خیال رکھیں گے اس لئے ہمیں آپ سے کوئی شکوہ نہیں، اللہ تعالیٰ آپ کی اصلاح فرمائے

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— حضرت مولٰنا صدرالدین صاحب کچھ عرصہ کیلئے سرینگر کشمیر تشریف لے گئے ہیں مولٰنا موصوف اپنے قیام کے دوران میں جماعت کشمیر کی تنظیم کریں گے اور بعض تبلیغی امور کو سرانجام دیں گے امید ہے جماعت سرینگر آپ کی موجودگی سے پورا پورا فائدہ اٹھائے گی۔ حضرت مولٰنا کا پتہ درج ذیل ہے احباب تا اطلاع ثانی اسی پتہ پر خط و کتابت کریں پتہ:۔ معرفت جناب پوسٹماسٹر صاحب سرینگر (کشمیر)

— حضرت سید اسد اللہ شاہ صاحب ملک خدا بخش صاحب پنشنر سپرنٹنڈنٹ محکمہ مردم شمار کے ہمراہ موسم گرما گذارنے کیلئے پہاڑ پر تشریف لے گئے ہیں ان کا پتہ حسب ذیل ہے:۔

معرفت ڈاکٹر بدری ناتھ نیر موضع نالوہ۔ ڈاکخانہ کسولی

مکتوب فجی } ہمارے دوست ماسٹر محمد عبد اللہ صاحب فجی سے اپنی خیریت کی اطلاع دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:۔

"اخبار پیغام صلح میں یہ پڑھکر بہت خوشی ہوئی کہ انجمن نے قرآن کریم کا دس زبانوں میں ترجمہ کرنیکا فیصلہ کر لیا ہے اور اس کام کے لئے ایک لاکھ روپیہ جمع کر لیا ہے میں نے بھی یہاں کے احباب میں اس کے لئے تحریک کر دی ہے جو رقم وصول ہوگی بھیجدی جائے گی"

سپاس تعزیت } محترم جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم جھنگ سے اطلاع تحریر فرماتے ہیں:۔

"بہت سے دوستوں نے میری ہمشیرہ محترمہ کے انتقال کی خبر پر بہت ہی ہمدردی کا اظہار فرمایا ہے میں نے حتی الامکان فرداً فرداً ادا شکریہ کی کوشش کی مگر پورے

میاں محمود احمد صاحب کے تازہ ارشادات

"عربی نہ جاننے کی وجہ سے ٹھوکریں کھانیوالے"

{از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ}

۵ جولائی ۱۹۴۴ء کے الفضل میں جو خطبہ چھپا ہے۔ اس میں جناب میاں صاحب فرماتے ہیں:۔

"عربی نہ جاننے کی وجہ سے بعض لوگوں کو کئی رنگ میں ٹھوکریں بھی لگ جاتی ہیں اور اسی وجہ سے ہماری جماعت کے بعض لوگ اتنے عرصہ تک یہ بھی نہیں سمجھ سکے کہ درحقیقت

مامور اور نبی

ایک ہی ہوتا ہے پیغامی اس بات سے ٹھوکر کھا گئے انھوں نے مامور اور نبی کو الگ الگ سمجھ لیا حالانکہ نبی اور مامور ایک ہی ہوتا ہے"

جماعت کے لوگ کیا کریں اور کس طرح جبکہ ان کے رہنما نے انہیں یہی رستہ بتایا ہے عربی زبان کے نہ جاننے کی وجہ سے "پیغامی" اگر ٹھوکر کھا گئے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہ تھی مگر جناب میاں صاحب کا یہ فتویٰ حضرت مسیح موعود تک پہنچتا ہے وہ بھی یہی فرماتے ہیں جو پیغامی کہتے ہیں کہ مامور اور نبی الگ الگ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:۔

"اور محدث بھی .... خدا تعالیٰ سے ہمکلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور نبیوں اور رسولوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے۔ اور بعینہٖ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنے تئیں باواز بلند ظاہر کرے"

(توضیح مرام ص ۱۰۹)

یہ ہیں مسیح موعود اور حکم و عدل جناب میاں صاحب کے "نبی وقت" جو زبان عربی سے واقف نہ ہونے کی وجہ سے ٹھوکر کھا رہے ہیں نبی کے اقتدا میں عجیب پیغامی بھی ٹھوکریں کھا رہے ہیں یہ دونوں تو عربی سے ناواقف ہیں اور اسی لئے ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں انہیں کی غلطیوں کی اصلاح کرنے جناب میاں صاحب مامور ہوئے ہیں۔ بہرحال خدا کا شکر ہے کہ "پیغامی" اگر عربی زبان سے ناواقف ہو کر ٹھوکریں کھاتے ہیں تو کم سے کم اسی کشتی میں سوار ہیں جس میں حضرت مسیح موعود سوار ہیں۔

تخت خلافت پر متمکن ہو کر جناب میاں صاحب نے ارشاد فرمایا تھا کہ بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ نبی مطیع نہیں ہوتا مطاع ہوتا ہے اور اس کے لئے آیت قرآنی ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ سے استدلال کرتے ہیں۔ حالانکہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے آیت قرآنی ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ سے استدلال کر کے یہ فرمایا کہ "نبی مطیع نہیں ہوتا مطاع ہوتا ہے" تو خلیفہ صاحب نے اپنے "نبی" کو "نادان" قرار دے کر دنیا کی تاریخ میں ایک بے نظیر کارنامہ انجام دیا تھا۔ اب مصلح موعود کا عہدہ سنبھالتے ہی یہ دوسرا بے نظیر کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ حکم و عدل مسیح اور مہدی کو، ہاں خود اپنے "نبی" کو زبان عربی سے ناواقف اور ٹھوکریں کھانیوالا قرار دیا ہے۔ جناب میاں صاحب سے اختلاف عقیدہ رکھ کر بیعت کرنے والوں کو مبارک ہو کہ ان کی دونوں حیثیتیں قائم ہیں۔ مرید ہونے کے لحاظ سے وہ عقلمندوں اور زبان عربی کے ماہروں کی جماعت میں شامل ہیں اور عقیدہ کے لحاظ سے نادان بھی ہیں اور زبان عربی سے ناواقف بھی ہیں طریق احتیاط یہی ہے کہ دونوں کشتیوں میں پاؤں رہے۔

میں قادیانی احباب سے دریافت کرتا ہوں کہ کیا اب بھی انہیں سمجھ نہیں آئی کہ جناب میاں صاحب انہیں حضرت مسیح موعود کے رستے پر نہیں چلا رہے بلکہ اس کے اُلٹ رستہ پر چلا رہے ہیں یہاں تک کہ اپنے "نبی" کو نادان اور زبان عربی سے جاہل قرار دینے میں بھی ان کو تامل نہیں "تم میں سے ہائے سوچنے والے کدھر گئے"

خاکسار

محمد علی

{ خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ }

نقشہ تقسیم فرائض مبلغین و مصلحین احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور بابت ماہ جولائی ۱۹۴۴ء

{ نوٹ:۔ یہ نقشہ اسلئے شائع کیا جا رہا ہے کہ بیرونی جماعتوں کے دوست مبلغین حضرات کے علاقوں سے مطلع رہیں اور اپنے علاقہ کے مبلغ سے پوری طرح مستفید ہو سکیں۔ }

نمبر شمار	نام و پتہ	ہیڈ کوارٹر	فرائض مفوضہ	علاقہ مفوضہ
۱	مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی	لاہور	تدریس و تبلیغ و ترجمہ	
۲	سید اختر حسین شاہ صاحب گیلانی مولوی فاضل	دہلی	تبلیغ و تحصیل	دہلی - میرٹھ - علی گڑھ - گوڑگانواں - رہتک - مضافات دہلی -
۳	مرزا مظفر بیگ صاحب	لائل پور	" "	لائل پور - جڑانوالہ - تاندلیانوالہ - گوجرہ - ٹوبہ ٹیک سنگھ - کھڑور - جھنگ - شورکوٹ - احمد پور سیال -
۴	چوہدری محمد سعید صاحب بھٹہ	سیالکوٹ	" "	سیالکوٹ، جموں، پسرور، نارووال، وزیرآباد، گوجرانوالہ، چک رکاں، نوکھر، گجرات، جہلم کھاریاں، گوجرخان، واہ، راولپنڈی
۵	حافظ عبدالرشید صاحب	کندکوٹ	" "	صوبہ سندھ -
۶	مولوی عبدالقادر صاحب	ڈیرہ غازیخاں	" "	ضلع ڈیرہ غازی خاں -
۷	مولوی احمد گل صاحب	ڈیرہ اسمٰعیل خاں	" "	ضلع بنوں - ضلع کوہاٹ - بھکر - میانوالی -
۸	چوہدری فضل داد صاحب	لمبوڑ	" "	گجرات، منگووال، قلعدار، پنڈی، جہلم، کنجاہ، منڈی بہاؤالدین، جلالپور جٹاں، سرگودھا، کھلوال -
۹	میر غزن شاہ صاحب	پشاور	" "	پشاور چھاؤنی - مضافات، ایبٹ آباد، مانسہرہ، نوشہرہ، مردان، چارسدہ
۱۰	شیخ محمد یوسف صاحب گرہتی	امرتسر	" "	گورداسپور، پٹھانکوٹ، دہرم سالہ، دہرم کوٹ، کلانور، ڈیرہ بابا نانک، فاجیوال، شکرگڑھ، نارووال -
۱۱	مولوی محمد حسین صاحب	پٹیالہ	" "	سامانہ، سنور، بڈھلاڈہ، کرنال، انبالہ، سادھورہ، لدھیانہ، جالندھر، پھگواڑہ، جلال آباد، سنگرور -
۱۲	جناب شیخ عبدالرحمان صاحب مصری	لاہور	مہتمم آنریری تبلیغ	جہاں جہاں ضرورت ہوگی بغرض تبلیغ تشریف لے جائیں گے۔ نیز لاہور میں تبلیغ کا کام سرانجام دیں گے۔
۱۳	قاضی شیر محمد صاحب	علی پور	تبلیغ و تحصیل	تحصیل علی پور، ضلع مظفرگڑھ -
۱۴	میاں بشیر احمد صاحب ایم اے	ہبلی	" "	انچارج ہبلی مشن -
۱۵	مولوی بڈھن صاحب	"	" "	اسسٹنٹ میاں بشیر احمد صاحب - مبلغ ہبلی -
۱۶	مولوی عبدالصمد صاحب بی اے	کلکتہ	" "	انچارج بنگال مشن -
۱۷	مولوی امیر علی صاحب	بموضع نونن	" "	دیہات میں کام کریں گے -
۱۸	مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل	ضلع ہزارہ	" "	سردست عارضی طور پر بعض چند دنوں کے لئے ان کو سرحد کے بعض مقامات کی طرف بھیجا گیا ہے -
۱۹	شیخ محمد انعام الحق صاحب	حیدرآباد دکن	" "	انچارج حیدرآباد مشن -
۲۰	مولوی احمد یار صاحب ایم اے	لاہور	تدریس تبلیغ	اکاڑہ، چک ۵، چک ۳۱، منٹگمری، کمالیہ، کچاکھوہ، میاں چنوں، ملتان، خانیوال
۲۱	خواجہ محمد صدیق صاحب ثانی	کھدرواہ	تبلیغ و تحصیل	کھدرواہ، و قریبی مضافات،

معتمد مجلس تعمیر ملت کے نام مکتوب

از جناب جنرل سکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"روزنامہ احسان" میں آپ کی طرف سے مجلس تعمیر ملت مسجد شاہ چراغ لاہور کے اس غیر معمولی اجلاس کی روئداد شائع ہوئی ہے جس میں خلیفۂ قادیان کے ان گستاخانہ الفاظ کی بناء پر کہ "محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے" "مرزائیوں" کو مسلمانوں سے الگ کر کے غیر مسلموں میں شمار کرنے کے لئے بعض تجاویز پاس کی گئی ہیں۔

جہاں تک خلیفہ قادیان کے ان الفاظ کا تعلق ہے جن کی بناء پر یہ کارروائی کی گئی ہے ہم اور تمام جماعت احمدیہ لاہور ان کو ویسا ہی برا سمجھتے ہیں جیسا کہ مجلس تعمیر ملت کے اجلاس اور تمام اسلامی پریس میں ظاہر کیا گیا ہے بلکہ ان الفاظ کے خلاف سب سے پہلے آواز بلند کرنیوالا جماعت احمدیہ لاہور کا آرگن اخبار "پیغام صلح" ہے جس نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۸ر جون سنہ ۱۹۴۷ء میں خلیفۂ قادیان کی اس بے باکی کا نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ ذکر کیا اور صاف طور پر یہ لکھا:-

"چھوٹا منہ اور بڑی بات میاں صاحب کا حوصلہ اس قدر بڑھ چکا ہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کی توہین علانیہ کرتے ہوئے بھی نہیں ہچکچاتے اور جو منہ میں آتا ہے انتہائی غیر ذمہ داری کے ساتھ بکتے چلے جاتے ہیں صحابہ رض کا مقام تو ان کے نزدیک کچھ بھی نہیں لیکن اب انہوں نے حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں ایسے کلمات کہہ دیئے ہیں جو ایک کھلی ہوئی گستاخی ہے اور جو کسی غیور اور حقیقی مسلمان کے منہ سے نہیں نکل سکتے"

"پیغام صلح" کا یہ مضمون قریباً اڑھائی کالم پر پھیلا ہوا ہے، جس کے لفظ لفظ میں خلیفۂ قادیان کے گستاخانہ الفاظ کے خلاف نفرت اور رنج کا اظہار کیا گیا ہے جس سے ظاہر ہے کہ جماعت احمدیہ لاہور کے نزدیک جو خلیفہ قادیان کے معتقدات کے خلاف تیس سال سے جہاد کر رہی ہے، یہ گستاخانہ کلمات قابل برداشت نہیں۔

ایسا ہی بارے مرشد حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ علیہ کا دامن بھی ایسے ناپاک الفاظ کی تائید سے قطعاً ناپاک ہے۔ آپ نے حضرت نبی کریم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں جو عربی، فارسی اور اردو میں قصائد لکھے ہیں، نظم و نثر میں آپ کی بلندی مرتبت کا اظہار جن شاندار الفاظ میں کیا ہے اور آپ کی شان میں استخفاف کرنے والوں کے خلاف جس غیرت کا اظہار کیا ہے، وہ آپ کی کتابوں اور ملفوظات کا مطالعہ کرنے والوں سے مخفی نہیں، مختصراً ذیل میں چند حوالے نقل کرتا ہوں:-

منظوم کلام

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آں چناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم
ختم شد بر نفس پاکش ہر کمال
لاجرم ختم شد بر پیغمبرے
آں مقام و مرتبت خاص کہ بر من شد عیاں
گفتمے گر دیدے جنبے دریں را بے سلیم
عارفاں را منتہائے معرفت علم رخت
صادقاں را منتہائے صدق ثابت قدم

ان تین چار اشعار میں جو حضرت مرزا صاحب کے نعتیہ کلام میں سے مشتے نمونہ از خروارے ہیں کس صفائی کے ساتھ بتایا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اتنی بلند ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوائے کوئی نہیں جانتا آپ کے نفس پاک پر تمام کمالات ختم ہو چکے ہیں اور آپ کا جو علی مقام مجھ پر (یعنی حضرت مرزا صاحب) پر عیاں ہوا ہے وہ اتنا بلند ہے کہ اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا۔

حیرت ہے کہ ان کھلی تصریحات کے باوجود حضرت مرزا صاحب کو بھی ان کے فرزند کی طرح توہین رسول کا مرتکب قرار دیا جاتا ہے۔ یا للعجب۔

اور سن لیجئے اپنے منثور کلام میں آپ فرماتے ہیں:-

"وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا، وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا، غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"

"خدا تعالیٰ نے آیت موصوفہ (قل ان صلوتی ونسکی الخ) میں اسلام کے لئے کئی مراتب رکھ کر سب مدارج سے اعلیٰ درجہ وہی ٹھہرایا ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت کو عنایت فرمایا سبحان اللہ ما اعظم شانک یا رسول اللہ"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۱۶۰)

پس جب مدارج میں سے اعلیٰ درجہ رسول اللہ صلعم کو مل چکا ہے تو اس سے بڑھ جانے کے کیا معنے؟ ایک اور جگہ فرماتے ہیں:-

"پس میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے کچھ کہا نہیں جا سکتا اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا اور اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع انسان کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اولین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں وہی ہے جو سرچشمہ ہر ایک فیض کا ہے اور وہ شخص جو بغیر اقرار افاضہ اس کے کسی فضیلت کا دعوےٰ کرتا ہے وہ انسان نہیں ہے بلکہ ذریت شیطان ہے کیونکہ ہر ایک فضیلت کی کنجی اس کو دی گئی ہے اور ہر ایک معرفت کا خزانہ اس کو عطا کیا گیا ہے جو اس کے ذریعہ سے نہیں پاتا وہ محروم ازلی ہے ہم کیا چیز ہیں اور ہماری حقیقت کیا ہے ہم کافر نعمت ہوں گے اگر اس بات کا اقرار نہ کریں کہ توحید حقیقی ہم نے اسی نبی کے ذریعہ پائی اور زندہ خدا کی شناخت ہمیں اسی کامل نبی کے ذریعہ سے اور اس کے نور سے ملی ہے اور خدا کے مکالمات اور مخاطبات کا شرف بھی جس سے ہم اس کا چہرہ دیکھتے ہیں اسی بزرگ نبی کے ذریعہ سے ہمیں میسر آیا ہے" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۱۵)

کیا کوئی انصاف پسند ان الفاظ کو پڑھ کر خیال کر سکتا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک منٹ کے لئے بھی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی دوسرے انسان کے بڑھ جانے کا خیال دل میں لا سکتے تھے؟ یا آپ کی شان میں کسی قسم کا استخفاف برداشت کر سکتے تھے؟

پھر یہ کس قدر ناانصافی ہے، کہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان کے الفاظ کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے بعض اسلامی اخبارات نے حضرت مرزا غلام احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر بھی لے دے کرنے سے گریز نہیں کیا اور آپ کی مجلس تعمیر ملت نے بھی بلا استثنا تمام "مرزائیوں" (احمدیوں) کو اسلام سے خارج کرنے اور غیر مسلموں میں شمار کرنے کی تجاویز پاس کر دیں یقین نہیں کیا جا سکتا کہ عمداً ایسا کیا گیا ہے یا مجلس تعمیر ملت کی روئداد میں "مرزائیوں" سے مراد صرف قادیانی مرزائی ہیں۔ موخر الذکر صورت میں اس بات کا اعلان ہو جانا ضروری ہے تاکہ غلط فہمی پیدا نہ ہو لیکن اگر مجلس تعمیر ملت کی تجاویز کے دائرہ میں لاہوری اور قادیانی دونوں جماعتیں شامل ہیں اور وہ بھی بعض اسلامی اخبارات کی طرح حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو اس سے بری نہیں سمجھتی تو میں یہ کہنے میں حق بجانب ہونگا کہ وہ تعمیر ملت کے بجائے تخریب ملت کا کام کرنے لگی ہے، یا تو ہمیں بتایا جائے کہ کونسے وہ عقائد ہم میں یا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی رحمۃ اللہ میں پائے جاتے ہیں جن کی بناء پر ہمیں مسلمانوں سے علیحدہ غیر مسلموں میں شمار کرنے کی تحریک کی جا رہی ہے کونسا خلاف اسلام فعل ہم نے کیا ہے جس کی بناء پر ہمیں بھی خلیفۂ قادیان کے ساتھ شامل کیا جا رہا ہے ورنہ دیانت اور امانت کا تقاضا یہ ہے کہ کھلے طور پر اس بات کا اعلان کیا جائے کہ حضرت مرزا صاحب اور جماعت احمدیہ لاہور مسلمان ہے اور ان تجاویز کے شکار یہ نہیں ہمیں اس بات کی پرواہ نہیں کہ یہ تجاویز کس حد تک کامیاب ہونگی اگر خدا کے نزدیک ہم مسلمان ہیں اور اپنے صحیح اسلامی معتقدات اور ان خدمات اسلام کی وجہ سے جن کی نظیر آج تمام اسلامی دنیا میں نہیں ملتی ہم حقیقی طور پر اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے خادم اور فدائی اور عاشق زار ہیں تو تمام دنیا کا فر کہتی ہے کہے ہمیں اس کی پرواہ نہیں بالفاظ حضرت مرزا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۔

بعد از خدا بعشق محمدؐ مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

لیکن صرف اتمام حجت کے لئے اور ایک غلط فہمی سے آپکو نکالنے کی خاطر میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کونسے خلاف اسلام معتقدات کی بناء پر ہمیں آپ لوگ مسلمانوں سے خارج

[illegible] امید ہے آپ اس پر غور کر کے مطلع فرمائیں گے کہ ان میں سے کون سا

آہ! دیانت و امانت کہاں گئی؟

تقویٰ اللہ کدھر رخصت ہوا؟

جرأت افتراء کی حد ہوگئی

حضرت مسیح موعودؑ پر بھی کھلا کھلا افتراء

از محترم جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری

جناب مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری ایڈیٹر فرقان کا ایک مضمون

جھوٹ اپنی ذات میں ہی ایک قبیح فعل ہے لیکن جب اپنی مطلب برآری کے لئے کسی مامور من اللہ پر بولا جائے تو اس کی شناعت اور بھی بڑھ جاتی ہے اسی قسم کے جھوٹ کا بدترین مظاہرہ ماہ مئی و جون کے الفرقان میں کیا گیا ہے اور وہ بھی قادیان کے ایک جید عالم کی قلم سے تفصیل اس کی یہ ہے کہ مئی و جون ۱۹۴۴ء کے فرقان کے صفحہ ۱۸ پر ایک مضمون شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "حضرت مسیح موعودؑ کا عجیب کشف" یہ مضمون ایڈیٹر صاحب فرقان یعنی مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری کے قلم کا لکھا ہوا ہے جس کو میں ذیل میں من وعن نقل کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں "پیغام صلح میں شائع ہوا تھا کہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ میں نے کشف میں دیکھا کہ چار کرسیاں بچھی ہوئی ہیں تین پر ہیں اور ایک خالی پڑی ہے سامنے مرزا سلطان احمد خانصاحب آگئے ہیں تو میں نے مرزا سلطان احمد خانصاحب کو کہا ہے کہ چوتھی کرسی پر آپ بیٹھ جائیں (پیغام صلح ۳ر فروری ۱۹۱۶ء)

غیر مبائع دوست خدا کے لئے سوچیں کہ یہ کشف کس طرح آفتاب نیم روز کی طرح پورا ہوا اور اس نے پورا ہو کر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا مصلح موعود اور مثیل مسیح موعودؑ ہونا کس قدر واضح طور پر ثابت کر دیا ہے مرزا سلطان احمد صاحب کو حضرت مسیح موعودؑ نے خود چوتھی کرسی پر بیٹھنے کے لئے نہیں فرمایا اور نہ ہی وہ اس وقت بیٹھے حضرت خلیفہ اوّل کے عہد میں بھی وہ کرسی خالی رہی اور مرزا سلطان احمد صاحب اس پر نہ بیٹھے لیکن خلافت ثانیہ کے زمانہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ نے مرزا سلطان احمد صاحب کو اس خالی کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا اور اللہ تعالے کے فضل سے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اس کرسی پر بیٹھ گئے الحمد للہ اس الٰہی شہادت سے ظاہر ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ مثیل مسیح موعود ہیں جن کے ذریعہ اور جن کی بیعت کے واسطہ سے اللہ تعالے نے تین کو چار کر دیا۔ ثم الحمد للہ"۔

حضرت اقدس کا ایسا کوئی کشف موجود نہیں ہے

مضمون مندرجہ بالا کو پڑھ کر کسی ذی ہوش انسان کو اس بات میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری ہماری جماعت کے احباب پر خصوصاً اور دوسرے لوگوں پر عموماً یہ اثر ڈالنا چاہتے ہیں کہ وہ کشف جس کا ذکر مضمون مندرجہ بالا میں ہے وہ حضرت مسیح موعود ہی کا کشف ہے اور یہ کشف جناب میاں صاحب مکرم کے مصلح موعود اور مثیل مسیح موعود ہونے پر واضح دلیل ہے اور اس امر پر یہ ایک الٰہی شہادت ہے اگر فی الحقیقت حضرت اقدسؑ نے یہ کشف دیکھا بھی ہوتا تو بھی یہ جناب میاں صاحب مکرم کے مصلح موعود یا مثیل مسیح موعود ہونے پر نہ واضح دلیل بن سکتا ہے اور نہ ہی شہادت الٰہی قرار دیا جا سکتا ہے، کیونکہ اس کشف میں کوئی ایسا لفظ نہیں جو اس بات پر دلالت کرتا ہو کہ تین کرسیوں پر بیٹھنے والے حضرت اقدس کے تینوں فرزند ہیں یہ جناب مولوی صاحب کا اپنا قیاس ہے اور محض قیاس واضح دلیل نہیں کہلا سکتا لیکن حقیقت یہ ہے کہ نہ ہی حضرت مسیح موعودؑ نے ایسا کشف دیکھا اور نہ ہی کوئی تین پر کرسیوں کا کوئی وجود حضور کے کسی کشف میں موجود ہے اور نہ ہی حضرت اقدس نے کسی کشف میں مرزا سلطان احمد صاحب کو کہا کہ چوتھی کرسی پر آپ بیٹھ جائیں۔ مجھے افسوس سے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ مولوی اللہ دتہ صاحب جناب میاں صاحب مکرم کو مصلح موعود منوانے کے لئے حضرت مسیح موعودؑ پر ہوا کر بھی نہیں چوکے، ہر شخص اپنی مرضی کا مالک ہے اور اپنی مرضی سے وہ جس شخص کو جس مقام پر بٹھانا چاہے بٹھا سکتا ہے اور جو عقیدہ اس کے متعلق وہ رکھنا چاہے رکھ سکتا ہے خواہ وہ مقام فی الحقیقت اس شخص کو حاصل ہو یا نہ ہو، مزید برآں اگر وہ چاہے تو دوسروں کو بھی اس مقام کے تسلیم کرنے کی دعوت دے سکتا ہو اگر وہ اپنے نزدیک اسے صحیح سمجھتا ہو لیکن اخلاق اور مذہب کسی شخص کو یہ اجازت نہیں دیتے کہ وہ دیدہ دانستہ عمداً خلاف واقعہ امور کو بیان کر کے لوگوں کو دھوکہ دے مجھے دلی رنج سے اس امر کا اظہار کرنا پڑتا ہے کہ مولوی صاحب موصوف نے اس مضمون میں اسی فعل قبیح کا ارتکاب کیا ہے اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اور ان کو راہ تقویٰ پر چلنے کی توفیق بخشے۔

جناب میاں صاحب مکرم کو مصلح موعود منوانے کیلئے انکے مریدوں کی ناجائز کوششیں

پیشتر اس کے کہ میں احباب کرام پر اس کی تفصیل واضح کروں یہ بتا دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جناب میاں صاحب مکرم کے مرید انہیں مصلح موعود منوانے کے لئے اس سے قبل بھی اسی قسم کے خلاف واقعہ امور بیان کرتے رہے ہیں مثلاً حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحبؓ کی وفات کے بعد جب جماعت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی تو جناب میاں صاحب مکرم کی طرف جماعت کے اس حصہ کو جنہوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کا ساتھ دیا کھینچنے کے لئے ان کے مریدین کی طرف سے یہ روایت گھڑی گئی کہ حضرت مولانا نور الدین صاحبؓ نے خاکسار کو مصر میں خط لکھا تھا کہ تمہارے واپس آنے پر اگر ہم موجود نہ ہوں تو میاں صاحب سے قرآن پڑھ لینا اور اس روایت سے انھوں نے بہت فائدہ حاصل کیا حالانکہ یہ روایت سراسر خلاف واقعہ تھی۔ خاکسار کو حضرت مولانا کا نہ تو کبھی ایسا کوئی خط موصول ہوا اور نہ ہی خاکسار نے ایڈیٹر الفضل یا کسی اور کو کبھی اس مضمون کا کوئی خط بھیجا اور نہ اس قسم کے مضمون سے کبھی اطلاع دی۔ یہ کھلا کھلا جھوٹ اس لئے گھڑا گیا تا ان احمدیوں کو جنہیں حضرت مولوی صاحب سے محبت تھی جناب میاں صاحب کی بیعت میں لایا جائے اسی طرح پیر سراج الحق صاحب نعمانی نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی طرف ایک صریح جھوٹا کشف منسوب کر دیا [illegible] سے بھی ان کی یہی غرض تھی کہ جناب میاں صاحب مکرم مصلح موعود اور جماعت لاہور باطل پر ثابت ہوتی ہے۔ اس کشف کے جھوٹا ہونے پر بھی میں ینگ [illegible] وضاحت [illegible]

چکا ہوں جن کا جواب آج تک قادیان سے نہیں نکلا اب چونکہ جناب میاں صاحب نے خود مصلح موعود اور مثیل مسیح موعود ہونے کا دعوے کر دیا ہے اس لئے جناب مولوی اللہ دتہ صاحب کو یہ ضرورت پیش آئی ہے کہ اس کی تائید میں وہ بھی حضرت اقدس کا کوئی کشف نکالیں اور جب انہیں کوئی اصل کشف نہیں مل سکا تو انھوں نے بھی حضرت اقدس پر افتراء کرتے ہوئے حضورؑ کی طرف ایک ایسا کشف منسوب کر دیا ہے جس کا وجود بجز جناب مولوی صاحب موصوف کے دماغ کے اور کسی جگہ میں نہیں پایا جاتا اور پھر جسارت اتنی ہے کہ اس کشف کو بطور حجت اور دلیل اور آلٰہی شہادت کے پیش کر رہے ہیں۔

کشف مذکور پیغام صلح یا اسکے کسی نامہ نگار کی روایت نہیں

جناب مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری ایڈیٹر الفرقان نے اپنے مضمون میں اس امر کو اپنے قارئین کے ذہن نشین کرانے کی کوشش کی ہے کہ کشف مذکور کا راوی اخبار پیغام صلح ہے اور بدیں وجہ یہ کشف جماعت لاہور کو مسلم ہے حالانکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے کشف مذکور کا راوی جماعت لاہور کا قطعاً کوئی فرد نہیں جناب مولوی صاحب موصوف نے پیغام صلح کے جس پرچہ سے یہ کشف نقل کیا ہے اسی جگہ کشف کے اصل راوی کا مکمل پتہ موجود ہے لیکن جناب مولوی صاحب موصوف کا کتمان حق ملاحظہ کیجئے کہ اس راوی کا نام تک نہیں لیا بلکہ اس کے برخلاف اس کی روایت کو پیغام صلح کی طرف منسوب کر دیا ہے اور یہ سب کچھ محض اس لئے کیا گیا ہے تا جماعت لاہور کے افراد اس بات کو دیکھ کر کہ کشف مذکور ان کی جماعت کو مسلم ہے مغالطہ کا شکار ہو جائیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

احباب کرام کو اصل حقیقت سے آگاہ کرنے کے لئے اب میں ذیل میں اس تمام مضمون کو شائع کر دیتا ہوں جو پیغام صلح ۳ر فروری ۱۹۱۶ء میں ہمارے محترم بزرگ شیخ محمد جان صاحب مرحوم وزیر آبادی کی قلم سے شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے۔

"تین کو چار کرنے والا"

مکرم بندہ جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

پیغام صلح مجریہ ۲۵/۱ میں جناب خانبہادر مرزا سلطان احمد خاں و ایڈیشنل جج و مجسٹریٹ لاہور کا

جس کا ہیڈنگ "میلاد نبی کریم صلعم ہے" پڑھ کر از حد خوشی ہوئی شروع سے آخر تک مضمون کو خوب نباہا ہے اور ساتھ ہی مجھ کو ایک کشف یا خواب حضرت مسیح موعود کا (جس کے راوی ہمارے قبلہ حضرت میر صاحب میر ناصر نواب صاحب ہیں) جناب خان بہادر صاحب موصوف کی نسبت یاد آگیا امید ہے حضرت قبلہ میر صاحب کو بھی خوب یاد ہوگا کیونکہ حضرت میر صاحب نے تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے ریل کے سفر میں خاکسار کو سنایا تھا (اس جگہ وہ کشف نقل کیا ہے جو الفرقان میں درج کیا گیا ہے) یہ حضرت میر صاحب کی روایت کا مفہوم ہے امید ہے حضرت قبلہ میر صاحب یا حضرت صاحبزادہ صاحب اس کی تعبیر فرما کر احمدی احباب کو مشکور فرماویں گے خداوند تعالے ان کے دربار میں ممکن ہے کہ تین کو چار کرنے والا آخر مرزا سلطان احمد خانصاحب ہی ہوں"۔

قادیان میں اس روایت کو افترا قرار دیا گیا

ہمارے محترم مرحوم بھائی شیخ محمد جان صاحب کے مضمون کو پڑھ کر ہر ایک منصف مزاج انسان سمجھ سکتا ہے کہ وہ اس کشف کے راوی جناب میاں صاحب مکرم کے نانا حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم کو قرار دے رہے ہیں اور پھر اس مضمون سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ شیخ محمد جان صاحب مرحوم کو یہ بھی یقین نہیں کہ کشف کو جن الفاظ میں انھوں نے تحریر کیا ہے جناب میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے بھی انہی الفاظ سے اسے بیان کیا تھا جیسا کہ ان کے الفاظ" یہ حضرت میر صاحب کی روایت کا مفہوم ہے"، سے ظاہر ہے، بہرحال ہمارے محترم بھائی شیخ محمد جان صاحب مرحوم کی جب یہ روایت قادیان پہنچی تو مکرمی شیخ صاحب مرحوم کے خلاف غیظ و غضب کی لہر دوڑ گئی اور فوراً اس کی تردید میں ۱۵ر فروری ۱۹۱۶ء کے الفضل ص۲ پر حضرت میر ناصر نواب صاحب کی قلم سے ایک مضمون نکلا جس کا عنوان تھا "ایک افترا کی تردید"، اس مضمون میں حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے لکھا کہ ان کی زبانی جو شیخ محمد جان صاحب وزیر آبادی نے لکھا ہے وہ خلاف واقعہ ہے انھوں نے جو کچھ بیان کیا تھا وہ یہ ہے" میں نے سُنا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب نے ایک رویا میں دیکھا کہ حضرت صاحب کھڑے ہیں اور مرزا سلطان احمد صاحب بھی آپ کے پاس کھڑے ہیں اور وہاں ایک جگہ پر چار کرسیاں بچھی ہوئی ہیں حضرت مسیح علیہ السلام نے مرزا سلطان احمد صاحب سے کہا کہ ایک کرسی پر تم بیٹھ جاؤ اس خواب کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا سلطان احمد صاحب ریاست بہاولپور میں وزارت کی کرسی پر متمکن ہو گئے جہاں تین ممبر پہلے موجود تھے"۔

مکرمی میر ناصر نواب صاحب کے مندرجہ بالا مضمون کو پڑھ کر ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ہمارے محترم بھائی شیخ محمد جان صاحب مرحوم نے جناب میر صاحب مرحوم کی روایت کی بنا پر جو کشف بیان کیا تھا اس کو جناب میر صاحب مرحوم افتراء قرار دے چکے ہیں اور جو کچھ انھوں نے بیان کیا تھا وہ نہ تو حضرت اقدس کا کوئی الہام تھا نہ کشف تھا نہ خواب تھی بلکہ وہ مرزا سلطان احمد صاحب کی ایک خواب تھی اس خواب میں بھی یہ ذکر قطعاً نہیں کہ چار بچھی ہوئی کرسیوں میں سے تین پر نفیس بلکہ خالی کرسیوں کا ذکر ہے اس خواب کی تعبیر بھی جناب میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے کر دی کہ بہاولپور کی چار وزارتوں میں سے مرزا سلطان احمد صاحب کو ایک وزارت مل جانے سے ان کی یہ خواب پوری ہوگئی مرزا سلطان احمد صاحب کی بھی یہ خواب تھی یا نہیں اس پر بھی جناب میر صاحب مرحوم کو یقین نہیں کیونکہ وہ کہتے ہیں" میں نے سُنا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب نے ایک رویا میں دیکھا"، گویا یہ بھی یقینی بات نہیں کہ مرزا سلطان احمد صاحب نے کوئی ایسی خواب دیکھی ہو اب کیا جناب مولوی اللہ دتہ صاحب کی انتہا درجہ کی جسارت نہیں کہ وہ خواب جس کے متعلق ۱۲ دن کے بعد ہی یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ وہ حضرت مسیح موعود کا کشف نہیں بلکہ اگر وہ کوئی چیز ہے تو مرزا سلطان احمد صاحب کی خواب ہے اسے وہ آج" حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عجیب کشف" کا لقب دیکر لوگوں کو دھوکہ میں ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ استدلال اور اجتہاد میں غلطی لگ سکتی ہے لیکن ایک واقعہ کو عمداً بگاڑ کر پیش کرنا تقوےٰ کے بالکل منافی ہے اللہ تعالے ہمارے بھائیوں پر رحم کرے۔

جناب میر صاحب مرحوم کے مضمون پر ایڈیٹر صاحب الفضل کا نوٹ

صرف یہی نہیں کہ جناب میر صاحب مرحوم نے محترم جناب شیخ محمد جان صاحب مرحوم کو مفتری قرار دے کر اپنے سینہ کو ٹھنڈا کیا ہو بلکہ ایڈیٹر صاحب الفضل نے بھی اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی جناب میر صاحب مرحوم کا مضمون" ایک افترا کی تردید"، نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

" اب اس بیان کے بعد ذرا وزیر آبادی شیخ کی تحریر بھی پڑھ لیجئے"، اس کے بعد وہ تحریر نقل کی ہے جو اوپر گذر چکی ہے اس کے بعد لکھتے ہیں گویا مرزا سلطان احمد صاحب کے خواب کو حضرت مسیح موعود کا کشف بنا لیا افسوس ہے ان لوگوں نے صداقت کے ساتھ اپنی غیرت ایمانی کو بھی جواب دے دیا"، اب دیکھیں ایڈیٹر صاحب الفضل کے ان ریمارکس کو سامنے رکھتے ہوئے جو ۱۹۱۶ء میں انھوں نے ہمارے ایک محترم بھائی کے متعلق بالکل بے جا طور پر لکھے تھے کیونکہ انھوں نے ساتھ ہی یہ لکھ کر کہ یہ جناب میر صاحب کے الفاظ کا مفہوم ہے بتا دیا تھا کہ ان کو جناب میر صاحب مرحوم کی روایت من وعن یاد نہیں جناب میاں صاحب مکرم کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہمارے بھائی جناب مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری کے متعلق کیا رائے دیتے ہیں کیونکہ انھوں نے تو فی الحقیقت مرزا سلطان احمد صاحب کے خواب کو (جس کے متعلق یقین نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی ہے بھی یا نہیں) حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نہ صرف کشف بلکہ عجیب کشف بنا دیا ہے کیا وہ یہ کہنے کو تیار ہیں کہ مولوی اللہ دتہ صاحب نے صداقت کو جواب دے دیا ہے۔

جناب میر صاحب مرحوم کے اس مضمون کے شائع ہونے پر ہمارے محترم بھائی شیخ محمد جان صاحب مرحوم نے پھر پیغام صلح میں ایک مضمون لکھا جس کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل غور ہیں:۔

" الفضل ۱۵ر فروری ۱۹۱۶ء میں حضرت قبلہ میر ناصر نواب صاحب کا مضمون جس کی سرخی ایک افترا کی تردید ہے پڑھا اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے کہ خاکسار نے میر صاحب کی روایت کا وہی مضمون سمجھا تھا خیر اگر جناب خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب کی ہی وہ رویا ہو تو بھی مطلب تو وہی ہے"، پیغام صلح ۲۷ر فروری ۱۹۱۶ء

اس سے واضح ہے کہ جناب شیخ صاحب مرحوم کو اس روایت کے درست ہونے پر قطعاً کوئی اصرار نہیں تو انھوں نے جناب میر صاحب مرحوم کی طرف منسوب کی تھی یہ معاملہ یہیں ختم نہیں ہو جاتا بلکہ اس کے بعد ۲۴ر مئی ۱۹۴۰ء کے الفضل میں پھر اس بات کو دہرایا گیا ہے چنانچہ اس کے صفحہ ۳ پر لکھا ہے" الفضل ۱۵ر فروری ۱۹۱۶ء میں ایک مختصر سا مضمون چھپ چکا ہے جس میں مضمون نگار نے وہ گفتگو جو تحریر کی ہے جو ان کے اور ایک غیر مبائع کے مابین ہوئی اور جسے غیر مبائع نے بگاڑ کر پیغام صلح میں شائع کرایا تھا اور در اصل پیغام صلح میں غلط بیانی کا اندراج ہی اس بات کا محرک ہوا تھا کہ "الفضل" میں اصلیت کو بے نقاب کیا جائے" گویا فروری ۱۹۱۶ء کے پیغام صلح میں شائع شدہ روایت ۱۹۴۰ء تک بھی افترا ہی قرار دی جاتی رہی ہے لیکن نہ معلوم اب ۱۹۴۴ء میں آکر اس نے کس منطقی دلیل سے حقیقت اور واقعیت کا جامہ پہن لیا ہے۔

خلاصہ کلام

مندرجہ بالا بیانات سے عیاں ہے کہ جناب مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری نے اپنے مضمون مندرجہ بالا کے ذریعہ مندرجہ ذیل کھلی کھلی غلط بیانیوں کا عمداً ارتکاب کیا ہے:۔

(۱) جناب میر ناصر نواب صاحب مرحوم کی روایت کو دیدہ دانستہ پیغام صلح کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۲) مرزا سلطان احمد صاحب مرحوم کی رویا کو عمداً حضرت اقدس کا عجیب کشف قرار دے کر لوگوں کو مغالطہ میں ڈالنے کی کوشش کی ہے۔

(۳) جس کشف کا دنیا میں کوئی وجود ہی نہیں اسے واقعیت کا جامہ پہنا کر اس کو نہ صرف محل استدلال بنایا ہے بلکہ اسے ایک آسمانی شہادت قرار دیا ہے

(۴) جناب میر ناصر نواب صاحب مرحوم کو خود بھی اس امر کا یقین نہیں کہ مرزا سلطان احمد صاحب کو یہ خواب آیا بھی تھا یا نہیں اسلئے اس کو مرزا سلطان احمد صاحب کی خواب قرار دے کر بھی اس سے کسی قسم کا استدلال نہیں کیا جا سکتا مگر جناب مولوی صاحب موصوف اسے درست قرار دے کر اس کی بنا پر حجت تمام کرنا چاہتے ہیں۔

(۵) جناب میر ناصر نواب صاحب مرحوم کے بیان کردہ خواب میں ہرگز یہ ذکر نہیں کہ تین کرسیاں پُر ہیں مگر مولوی صاحب انہیں پُر بتلا رہے ہیں، نیز ان کی بیان کردہ خواب میں ہرگز ذکر نہیں کہ حضرت اقدس نے فرمایا کہ چوتھی کرسی پر بیٹھ جاؤ، مگر مولوی صاحب انہی الفاظ کو محل استدلال بنا رہے ہیں، کیا حضرت اقدس پر افترا کرنے میں اس سے بڑھکر بھی دلیری ہو سکتی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اعلان

انجمن کو اپنی مرکزی لائبریری کے لئے مندرجہ ذیل فائل اخبار "الفضل" قادیان کی ضرورت ہے اگر کسی دوست کے پاس یہ فائل ہوں تو وہ راقم الحروف کو اطلاع دیں۔ ان کے لئے قیمت بھی ادا کی جائے گی۔

فائل (۱) ۱۹۱۵-۱۶ء
" (۲) ۱۹۱۶-۱۷ء
" (۳) ۱۹۱۷-۱۸ء
" (۴) ۱۹۱۸-۱۹ء
" (۵) ۱۹۲۱-۲۲ء
" (۶) ۱۹۲۲-۲۳ء
" (۷) ۱۹۲۳-۲۴ء
" (۸) ۱۹۲۶ء تا ۱۹۳۷ء

عبداللہ۔ جنرل سکرٹری

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایان نام ما باشد

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر۔ ایس محمد آصف۔ بی۔ اے۔ جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق۔

لاہور۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۷ رجب ۱۳۶۳ھ ۱۹ جولائی ۱۹۴۴ء — جلد ۳۲ — نمبر ۲۸

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

خلیفہ صاحب قادیان کا تازہ بیان

ریزولیوشن، گالیوں اور مقالوں سے حضرت نبی کریمؐ کی توہین پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش

خلیفہ صاحب قادیان نے ایک خطبہ جمعہ میں اپنے منہ سے چند کلمات کفر نکال کر اسلامی ہند میں ہیجان پیدا کر دیا اور شمالی ہندوستان کے اسلامی پریس نے متحد ہو کر خلیفہ صاحب کے ان دلآزار فقرات کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے ہوئے زوردار الفاظ میں لکھا کہ خلیفہ صاحب نے ان فقرات میں حضرت نبی کریم صلعم کی علانیہ توہین کی ہے جس نے مسلمانوں کے قلوب کو تیر و نشتر بن کر چھید ڈالا ہے اسلامی پریس کا یہ احتجاج بالکل جائز اور معقول ہے کیونکہ میاں صاحب کے ان الفاظ میں کوئی گنجلک اور پیچیدگی نہیں بلکہ صاف اور واضح الفاظ میں حضرت نبی کریم صلعم کی توہین کی گئی ہے میاں صاحب کے وہ فقرات درج ذیل ہیں:۔

"بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم بعض صحابہ سے بھی بڑا درجہ حاصل کرنا چاہیں تو حاصل کر سکتے ہیں بلکہ ہم اپنے درجہ میں ترقی کر کے وہ مقام بھی حاصل کر سکتے ہیں جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز بن جائیں بلکہ اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی شخص بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے؟ تو میں کہا کرتا ہوں خدا نے اس مقام کا دروازہ بند نہیں کیا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بڑھنا چاہیئے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازے کو بند نہیں کیا وغیرہ وغیرہ"

ان فقرات کا مطلب واضح ہے میاں صاحب نے بین السطور کچھ نہیں کہا بلکہ جو کچھ کہا ہے برملا کہا ہے اسلامی پریس کے احتجاج کے بعد خلیفہ صاحب کے لئے ایک ہی راستہ کھلا تھا کہ وہ اخلاقی جرأت کیساتھ اعتراف کر لیتے کہ ان سے غلطی ہوئی اور تعلی میں ان کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے لیکن انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ انھوں نے اپنے فقرات پر قائم رہتے ہوئے تاویلات کا گورکھ دھندا کھڑا کر دیا اور اپنی مغالطہ آمیز منطق سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ان فقرات سے حضرت نبی کریم صلعم کی عزت بڑھتی ہے اس کے علاوہ انھوں نے پیغام صلح کو گالیاں دی ہیں کہ وہ یزید سے دو قدم آگے ہے اور یہ پیغام صلح نہیں پیغام جنگ ہے ـــــــ یزید کون ہے؟ اس کے متعلق تو واقعات سے شہادت لینا چاہیئے۔ ہم کچھ لکھیں گے تو انہیں تکلیف ہوگی کیونکہ سچی بات ذرا کڑوی ہوتی ہے۔ یزید سے مناسبت اسی شخص کی قائم ہوسکتی ہے جو یزید جیسے افعال کرتا ہے اس کے متعلق ہم کچھ نہیں لکھتے دنیا اور تاریخ خود فیصلہ کرے گی کہ یزید کون تھا البتہ ہم ہر صاحب فکر قادیانی دوست کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہام اخرج منه الیزیدیون پر غور کرے جو قادیان سے متعلق ہے تو اس پر روشن ہو جائے گا کہ یزید کون ہے؟ اس کے علاوہ پیغام صلح کو پیغام جنگ کہنا دوسروں کو ترغیب دینا ہے کہ وہ بھی الفضل کو "الدجل" کہیں لیکن ہم ایسا نہیں کہتے پیغام صلح اگر خلیفہ صاحب کی آنکھوں میں اس لئے خار طرح کھٹکتا ہے کہ اس نے حضرت نبی کریم صلعم کی کھلی توہین کے متعلق سب سے پہلے احتجاج کیوں کیا تو یہ امر جناب میاں صاحب پر روشن ہونا چاہیئے کہ پیغام صلح اس وقت تک اس فرض کو ادا کرتا رہے گا جب تک کہ وہ اجرائے نبوت اولیہ تکفیر مسلمین کے فاسد عقاید سے باز نہیں آتے اور حضرت نبی کریم صلعم کی توہین کرنے سے نہیں رکتے اور حضرت بانئے سلسلہ کے متعلق غلط فہمیاں پھیلانے کو ترک نہیں کرتے۔

میاں صاحب کے اس توہین آمیز فقرہ پر "محمد رسول اللہ صلعم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے" الفضل نے بغیر اس فقرہ کو درج کئے لفظی ٹیپ ٹاپ سے پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے اور مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری نے بھی اس فقرہ کا ذکر کئے بغیر قادیان کے کسی جلسہ میں "پیغامیوں" اور اسلامی پریس کیخلاف ایک قرارداد پیش کی ہے اتنی بڑی جسارت پر مقالوں اور ریزولیوشنوں سے پردہ نہیں ڈالا جا سکتا اور اگر یہ لوگ اس گستاخی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ بھی اس ظلم عظیم میں خلیفہ صاحب کے ستم شریک ہیں اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنی گرفت فرمائیگا اگر واقعی ان لوگوں کا خیال ہے کہ پیغام صلح نے افترا کیا ہے تو انہیں دوبارہ اس فقرہ کو شائع کرنے کی جرأت کیوں نہیں ہوتی؟ ذرا اس فقرہ کا اعادہ کر کے دیکھیں قدر نیت معلوم ہو جائے گی ـــ

خلیفہ صاحب نے بھی اپنے خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل مورخہ ۱۶ جولائی میں اپنی بے باکی پر پردہ ڈالنے کے لئے شد و مد سے تمہید اٹھائی ہے لیکن انہیں بھی ان فقرات کو دہرانے کی جرأت نہیں ہوئی کیونکہ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان فقرات سے ان کے فاسد ارادے بے نقاب ہو گئے ہیں اور ان پر ایسی گرفت ہو چکی ہے جس سے وہ نکل نہیں سکتے اسلئے انہوں نے یہ مغالطہ دینے کی کوشش کی ہے کہ جو کچھ انھوں نے کہا اس سے حضرت نبی کریم صلعم کی عزت بڑھتی ہے کیونکہ ہر شخص کو اللہ تعالیٰ نے بڑھنے کا موقعہ دیا ہر شخص کے اندر قابلیتیں رکھی تھیں کہ وہ بڑھ جاتا لیکن صرف محمد رسول اللہ صلعم سب سے آگے بڑھ گئے میاں صاحب کا یہ تازہ بیان بھی حضرت نبی کریم صلعم کے مقام کے خلاف ایک بہت بڑی سازش ہے امت محمدیہ کا یہ مسلمہ مذہب ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کو منصب رسالت و نبوت اکتساب سے نہیں ملا بلکہ یہ منصب رسالت براہ راست اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملا ہے خلیفہ صاحب کہتے ہیں اکتساب سے ملا ہے اور اب بھی اگر کوئی شخص بڑھنا چاہے تو حضرت نبی کریمؐ سے بڑھ سکتا ہے خدا نے یہ دروازہ بند نہیں کیا۔ اصل میں حقیقت یہ ہے کہ پہلے خلیفہ صاحب نے جس نبوت کا دروازہ کھولا وہ نبوت تابع تھی نبوت محمدیہ کے لیکن اب وہ ایک ایسی نبوت کے لئے دروازہ کھولنا چاہتے ہیں جو نعوذ باللہ آنحضرت صلعم کی نبوت سے بڑھکر ہو ورنہ ان فقرات کو لکھنے کی ضرورت کیا تھی؟ ضرورت یہ ہے کہ میاں صاحب اپنی نبوت کے لئے پٹڑی جما رہے ہیں اور اپنی جماعت کو ٹریننگ دے رہے ہیں کہ وہ نعوذ باللہ انہیں حضرت نبی کریم صلعم سے افضل سمجھنے کیلئے تیار ہو جائے یہ ایک سازش ہے اور وہ اس سازش سے ایک نئی امت کو امت محمدیہ کے مقابل لانا چاہتے ہیں شروع سے ان کا رجحان اسی طرف ہے اسی لئے امت محمدیہ کا مزاج اور وجدان ان کے خلاف نفرت اور بیزاری کا اظہار کرتا رہتا ہے مسلمانوں کو اس بہت بڑی سازش کی روک تھام کیلئے تیار ہو جانا چاہیئے یہ سازش قرامطہ اور باطنیہ سے کم نہیں ابن عطاش اور حسن بن صباح کی روحوں نے وحدت ملی کو پارہ پارہ کرنے کے لئے ایک اور پیکر تلاش کر لیا ہے مسلمانوں کو چاہیئے کہ قادیان کے اس سجادہ نشین کے رجحانات سے باخبر رہیں اور اس کی منطقی ایچا پیچیوں میں نہ آئیں کیونکہ اس کی مغالطہ آمیز منطق غلو کی ولالہ اور رجحان کفر کی پردہ پوش ہے۔

حضرت داروغہ نبی بخش صاحب انتقال فرما گئے

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں ملال کے ساتھ سنی جائے گی کہ حضرت داروغہ نبی بخش صاحب جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نہایت پرانے ارکان میں سے تھے مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۴۴ء کو انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ محترم چوہدری محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ ڈی۔ سی۔ ایس اور مولانا عبد الستار صاحب کی وفات کے صدمات ابھی تازہ ہی تھے کہ سلسلہ کا یہ پرانا خادم بھی چل بسا حضرت داروغہ نبی بخش صاحب نہایت مخلص اور پرجوش بزرگ تھے دعا ہے اللہ تعالیٰ آپکی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے آمین۔ ہمیں اس صدمہ میں محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب سے جو مرحوم و مغفور داروغہ صاحب کے فرزند ارجمند ہیں اور دیگر افراد خاندان سے گہری ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے بیرونی جماعتوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ حضرت داروغہ نبی بخش صاحب مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

اخبار احمدیہ

ـــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

ـــ جناب محمد اسحاق صاحب ڈیپ گراں سے تحریر فرماتے ہیں:۔
"میں بڑا سخت بیمار ہوں گھوڑے سے گرا ہوں سخت چوٹیں آئی ہیں"
احباب سلسلہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ ان کیلئے حضور قلب دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت دے۔ آمین۔

ـــ جناب قاضی ثناء اللہ صاحب سیالکوٹی بدستور بیمار ہیں دن بدن کمزوری بڑھ رہی ہے بخار ۹۹ سے لیکر ۱۰۰ تک ہو جاتا ہے۔ احباب سلسلہ قاضی صاحب کے لئے دردِ دل سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے۔ آمین۔

سانحۂ ارتحال

(ل) مورخہ ۳۰ جون قریباً ساڑھے نو بجے صبح منشی سید احمد صاحب احمدی مانسہرہ کی دختر نیک اختر مہر النساء بیگم اس دار فانی سے رحلت فرما گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون
مرحومہ ایک نہایت نیک نمازی تہجد گزار تھیں اور ۱۷ سال کی چھوٹی عمر میں ہی داغ مفارقت دے گئیں دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل

ختم نبوت کو توڑنے کی دو کوششیں

نبوت ایک منصب ہے اور نبی کیلئے کتاب لانا ضروری ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ ڈلہوزی۔ مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۴۴ء

کان الناس امة واحدة فبعث الله النبیین مبشرین و منذرین و انزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیه ۔
ولکن رسول الله و خاتم النبیین ،

نبی اور کتاب پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک عام قانون بیان فرمایا ہے شروع یہاں سے کیا ہے کہ لوگ ایک ہی گروہ ہیں تو اللہ تعالےٰ ہر قوم کے اندر نبی بھیجتا رہا اور ان نبیوں کے ساتھ ضرورت حقہ کے لئے کتاب بھی اتارتا رہا تاکہ وہ کتاب یا وہ نبی اس کتاب کے ساتھ لوگوں کے درمیان ان کے اختلافوں میں فیصلہ کرے ۔ اس آیت میں تین باتیں صراحت سے مذکور ہیں ایک یہ کہ ہر نبی کیساتھ کتاب اتری دوسرے یہ کہ وہ کتاب ضرورت حقہ کے مطابق اتری یعنی اس وقت واقعی اس کتاب کی ضرورت تھی اس سے پہلے جو کوئی کتاب موجود تھی وہ اس ضرورت کو پورا نہ کرتی تھی اور تیسرے یہ کہ اس امت یا اس قوم کے اختلافات کا فیصلہ اس کتاب کے ذریعہ سے کیا جاتا تھا اور دوسری آیت میں بتایا کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور نبیوں کے خاتم بھی ہیں یعنی سب کے آخر آئے ہیں۔ کیونکہ آپ کو جملہ اقوام عالم کی طرف بھیجا گیا اور اس کا منشاء پھر دنیا کی اقوام کو ایک رنگ کا بنا کر ساری دنیا کو امة واحدة بنانے کا تھا

ختم نبوت آنحضرت صلعم کیساتھ ختم نبوت تاریخ عالم کا ایک عظیم الشان واقعہ ہے یہاں تک کہ غیر مسلموں نے بھی اس کے سامنے سر جھکایا ہے ایک عیسائی مصنف نے لکھا ہے اس کے صحیح الفاظ مجھے اس وقت یاد نہیں مگر مفہوم ان الفاظ کا یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم پر نبوت کا ختم ہونا مسلمانوں کے نزدیک ایک عقیدہ ہے مگر دوسرے لوگوں کے لئے یہ ایک تاریخی واقعہ ہے کیونکہ آپ کے بعد ایسے کوئی لوگ تاریخ عالم میں نظر نہیں آتے جو دنیا میں روحانی طور پر اور اخلاقی طور پر انقلاب عظیم پیدا کر دیتے تھے ایسے لوگوں میں سے محمد رسول اللہ صلعم آخری انسان ہیں اس کے بعد یہ سلسلہ بند نظر آتا ہے ۔ یہ بات بالکل ظاہر ہے، روحانیت اور اخلاق کے لحاظ سے محمد رسول اللہ صلعم کا پیدا کردہ انقلاب آخری انقلاب ہے ۔ نبوت کا مقام ایک بہت بلند مقام تھا اور اس نے اپنی بلندی کے کمال کو حضرت محمد رسول اللہ صلعم میں حاصل کیا

نبوت منصب ہے نبی اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان ایک سفیر ہوتا ہے جو خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچاتا ہے اور وہ ایک نمونہ ہوتا ہے جس کے مطابق دوسرے لوگوں کے لئے چلنا ضروری ہوتا ہے اور وہ اس وقت کا مطاع ہوتا ہے یعنی جب ایک نبی کے بعد دوسرا نبی آجاتا ہے تو پہلے نبی کی اطاعت کا زمانہ ختم ہو کر دوسرے نبی کی اطاعت کا زمانہ شروع ہو جاتا ہے پس نبوت وہ منصب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے اور نبوت

کی بعثت ایک ضرورت حقہ کے مطابق ہوتی ہے اس لئے امت کا مسلمہ مذہب ہے کہ نبوت کا منصب اکتساب سے نہیں ملتا اور اس کے متعلق قرآن کریم کی تصریح بھی موجود ہے اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالتہ یہ اللہ تعالیٰ کا قانون ساری قوموں میں رہا اس لئے فرمایا کان الناس امة واحدة، یہ نہیں کہ ایک قوم کو نبی کی ضرورت تھی تو دوسری کو نہیں۔ خدا کا قانون بعثت انبیاء ساری قوموں پر یکساں حاوی ہے یہاں تک کہ ان سب کے آخر پر اللہ تعالیٰ نے ایک ہی نبی کو تمام قوموں کے لئے بھیجا اور جس طرح تمام قوموں کے لئے بھیجا اسی طرح تمام زمانوں کیلئے بھی بھیجا۔ یعنی اس کے بعد نہ کسی قوم کی طرف کوئی الگ نبی آئیگا نہ کسی زمانہ میں کسی اور نبی کے آنے کی ضرورت ہوگی اور اس پر اپنی کتاب قرآن کو بالحق اتارا تاکہ تمام دنیا کے اختلافات کا فیصلہ اس قرآن کے ذریعہ سے ہوتا رہے ۔ اس لئے یہ کتاب بھی ایک کامل کتاب ہوئی جس کے بعد کسی دوسری شریعت کی ضرورت نہ رہی ۔

ختم نبوت کو توڑنے کی کوشش موجودہ زمانہ میں ختم نبوت کو جس پر تیرہ سو سال کے واقعات تاریخی گواہ کی حیثیت میں کھڑے ہیں دو قوموں نے توڑنے کی کوشش کی ہے ان میں سے ایک بابی یا بہائی ہیں جنہوں نے شریعت کے مفہوم کیساتھ استہزاء کیا ہے اور دوسری قوم محمودی یا میاں محمود احمد صاحب قادیانی کے پیرو ہیں جنہوں نے نبوت کے مفہوم کو بازیچہ اطفال بنا دیا ہے۔ بابیوں کی نئی شریعت کا یہ حال ہے کہ ان کے نزدیک شریعت قرآنی پہلے البیان سے منسوخ ہوئی مگر البیان کو باب نصف تک بھی نہ پہنچا سکا تھا کہ اس کا خاتمہ ہو گیا۔ تو اس ادھوری شریعت پر جو ناسخ قرآن ہونے کا دعوے کرتی تھی پہلا نامرادی کا داغ تو یہ لگا کہ اس کی تکمیل ہی نہ ہو سکی اور دوسرا نامرادی کا داغ یہ لگا کہ ابھی اس پر بیس سال نہ گذرے تھے کہ اسکی ناسخ ایک دوسری شریعت آگئی جو باب کے ہی ایک شاگرد پر نازل ہوئی جس کا نام بہاء رکھا تھا۔ اس کی اسی کتاب شریعت کا نام کتاب الاقدس ہے قرآن جیسی مکمل اور اعلیٰ درجہ کی شریعت کو منسوخ کرنا مقصود ہوا اور اس کی جگہ شریعت وہ بھیجی جائے جو اول تو اس کے اپنے اعتراف کے مطابق ادھوری رہ جائے اور پھر اس میں جو کچھ اترا تھا وہ بھی بیس سال میں منسوخ ہو جائے اور اس شریعت پر عمل دنیا میں کہیں بھی نہ ہو۔ دیکھو کیسی مضحکہ خیز باتیں ہیں لیکن ان کے ماننے والی ایک قوم موجود ہے۔

مضحکہ خیز حرکات پھر کتاب الاقدس کو لو ۔ ملت نمبر ۱۱ اس کو ناسخ قرآن مانتے ہیں

لیکن اسی سال کے قریب اسے نازل ہوئے بھی ہو گئے اگر کہیں اس کا نسخہ تلاش کرنا چاہو تو وہ ہزار مشکل سے دستیاب ہوتا ہے اور اسے بھی ناقابل اعتبار ٹھہرایا جاتا ہے عمل اس پر دنیا میں کہیں موجود نہیں سوائے اس کے کہ قرآن کریم کی چند باتوں کو بگاڑ کر اسکی نقل کی ہو اور اس میں کچھ ہے نہیں اللہ تعالیٰ کی توحید پر اس کی صفات پر، زندگی بعد الموت پر، اعمال کی جزا و سزا پر جو روشنی قرآن کریم نے ڈالی ہے اسکا نام و نشان تک یہاں موجود نہیں۔ کچھ نمازوں کی تعداد اور رکعات بدل دیں، کچھ روزوں کی تعداد بدل دی، کچھ زکوٰۃ کی مقررہ حد کو تبدیل کر دیا اور ایک نئی شریعت بن گئی ۔ زیادہ سے زیادہ کہدیا جاتا ہے کہ چونکہ قرآن کریم نے سود کو ناجائز ٹھہرایا ہے اسلئے ایک نئی شریعت کی ضرورت تھی جو سود کو جائز ٹھہرائے ۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کل کوئی کہہ دے کہ چونکہ فلاں کتاب نے شراب کو حرام ٹھیرایا ہے اس لئے ایسی شریعت کی ضرورت ہے جس میں شراب حلال قرار دی گئی ہو یا کوئی کہدے کہ فلاں کتاب میں زنا سے روکا گیا ہے ایک ایسی شریعت کی ضرورت ہے جس میں زنا کو جائز ٹھیرایا گیا ہو۔ وہ سود جس نے دنیا کے اخلاق کو تباہ کر دیا اور اس کے امن کو تباہ کر دیا اس کے جواز کے لئے نئی شریعت چاہیئے! وہ تو لوگوں نے بغیر شریعت کے بھی جائز کیا ہوا ہے۔ یہ ہیں مضحکہ خیز حرکات نئی شریعت کے لانے والوں کی

اسلامی انقلاب اس کے ساتھ ہی اس بات پر غور کرو کہ قرآن کریم کے اندر کیا طاقت تھی جس نے ایک بیس سال کے اندر ایک ملک کے ملک کی کایا پلٹ دی۔ ادنے سے ادنے مقام سے اٹھا کر اس ملک کو بلند سے بلند مقام پر پہنچا دیا پتھروں کی پوجا کرتے ہوئے، درختوں کی پوجا کرتے ہوئے انسانوں کو اٹھا کر توحید کے اس بلند مقام پر پہنچایا کہ وہ دنیا میں توحید کے علمبردار ہو گئے اور ایک صدی کے اندر توحید کا علم دنیا کے ایک کنارہ سے دوسرے کنارہ تک بلند کر دیا فسق و فجور سے ملک کو صاف کر دیا۔ رسم و رواج کی ساری زنجیروں کو توڑ کر رکھ دیا زنا، شرابخوری، جوئے بازی کی جگہ خالق کی عبادت اور مخلوق کی خدمت کا جذبہ پیدا کر دیا۔ امیوں کو اس مقام پر پہنچایا کہ ان کے علم و حکمت کی مشعل سے دنیا روشن ہو گئی اس کے بالمقابل کتاب الاقدس نے کیا انقلاب پیدا کیا قریب ایک سو سال کے عرصہ کے بعد آج یہ ایک مردہ تحریک نظر آتی ہے جسے پروپیگنڈا کے ذریعہ سے قائم رکھا جا رہا ہے ۔

اجرائے نبوت ماننے والوں کی مضحکہ خیز حرکات

نئی نبوت کے ماننے والوں کی حرکات، نئی شریعت کے بنانیوالوں کی حرکات سے کم مضحکہ خیز نہیں۔ قرآن کریم صراحت سے فرماتا ہے کہ ہر نبی کے ساتھ ایک کتاب اتاری جاتی ہے جس سے وہ لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کرتا ہے انزل معھم الکتاب کی تصریح یہاں بھی موجود ہے اور دوسری جگہ بھی موجود ہے لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت و انزلنا معھم الکتاب و المیزان لیقوم الناس بالقسط، حضرت مرزا صاحب کو نبی بنایا جاتا ہے لیکن پوچھو کہ وہ کونسی کتاب تھی جس سے آپ اختلافات کے فیصلے کیا کرتے تھے تو جواب یہی ہوگا کہ قرآن اور اس کے بعد محمد رسول اللہ صلعم کی حدیث جب آپ پر کوئی نئی کتاب

ہی نہیں اتری جس سے آپ لوگوں کے اختلافات کے فیصلے کریں اور قرآن کریم صراحت سے فرماتا ہے و انزل معھم الکتاب بالحق لیحکم بین الناس فیما اختلفوا فیه ، ہر نبی کیساتھ کتاب اترتی ہے اور ضرورت حقہ کے مطابق اترتی ہے یعنی پہلی کتاب اس ضرورت کے لئے مکتفی نہیں ہوتی اور اس کتاب سے وہ نبی اس وقت کے اختلافات کے فیصلے کرتا ہے اور یہاں کوئی ایسی کتاب نہیں تو نبوت کیسی؟ مگر یہاں قرآن کریم کی پرواہ کسے ہے ایک پیر کا قول قرآن سے بڑھکر ہے، قرآن کہے یا نہ کہے پیر نے کہدیا کہ نبی ہے مگر کتاب نہیں اور اگر کسی کا اس سے اطمینان نہ ہو تو خوابوں اور الہامات کا ایک مجموعہ بھی "تذکرہ" کے نام سے تیار کر دیا گیا ہے مگر سوال یہ ہے کہ کیا حضرت مرزا صاحب اس "تذکرہ" سے اختلافات کے فیصلے کرتے تھے یا قرآن و حدیث سے۔ آپ نے کبھی بھی اپنے الہامات سے کسی مسئلہ کا فیصلہ نہیں کیا خود فیصلہ کرتے تو قرآن و حدیث سے کرتے، اپنے خادموں کو حکم دیتے تو یہی کہ قرآن و حدیث سے یا قرآن حدیث کی سند نہ ملے تو فقہ حنفی کے مطابق فیصلہ کرو۔ فقہ خود قرآن و حدیث پر مبنی چیز ہے ۔

حضرت مرزا صاحب کی زندگی کا واقعہ

آپ کی زندگی میں ایک واقعہ ایسا آیا تھا کہ اپنے الہام سے فیصلہ کرتے مگر وہاں بھی نہ کیا رمضان کے انتیس دن گذر چکے تھے چاند نظر نہ آیا صبح لوگوں نے روزہ رکھ لیا۔ اسی رات حضرت صاحب کو الہام ہوا کہ عید تو آج ہے کر دیا نہ کرو لوگوں نے دریافت کیا کیوں روزہ نہ کھول دیں فرمایا نہیں حدیث کا حکم ہے کہ انتیسویں کو چاند نظر نہ آئے تو تیس روزے پورے کرو۔ فیصلہ حدیث سے کیا۔ الہام سے نہ کیا اور جب باہر سے چاند دیکھا جانے کی خبریں آگئیں تب روزہ کھلوایا۔ کیا یہ صریح دھوکہ دہی نہیں کہ اس تذکرہ کو جو اس قسم کے الہامات کا مجموعہ ہے آپ کی کتاب کہا جاتا ہے جب اس کے ایسے واضح الہام کو بھی آپ نے مدار فیصلہ نہیں بنایا۔

نبی کیلئے کتاب ضروری ہے آیت مذکورہ میں بالحق کا لفظ قابل غور ہے جو کتاب نئے نبی کیساتھ اتاری جاتی تھی وہ بالحق اتاری جاتی تھی ضرورت حقہ کے مطابق اتاری جاتی تھی، پہلی کتاب ایسی مکمل نہ ہوتی تھی کہ آنے والی ضروریات کا بھی اس میں علاج ہو، اسلئے پے در پے بھی نبی آجاتے تھے۔ مگر یہاں قرآن آیندہ زمانہ کی تمام ضروریات کے لئے اتارا گیا اسلئے اب نئی کتاب کے لئے کوئی ضرورت حقہ نہ رہی اور جب نئی کتاب کی ضرورت نہ رہی تو نئے نبی کی بھی ضرورت نہیں رہی۔ قرآن و حدیث سے فیصلے حضرت ابوبکر صدیق رضا اور حضرت عمر فاروق رضا بھی کرتے تھے ۔ تمام آئمہ کرتے تھے قرآن و حدیث سے فیصلے کرنے والا نبی نہیں ہو سکتا۔ اگر نبی لاؤ گے تو نئی کتاب بھی لانی پڑے گی اور قرآن کو ناقص قرار دینا پڑے گا۔ صرف جہلا کو دھوکہ دینے کے لئے وہ مجموعہ تیار کیا گیا ہے جس کا نام تذکرہ رکھا گیا ہے اس میں نہ اختلافات کا ذکر ہے نہ اختلافات کے فیصلوں کا۔ نہ کبھی حضرت مرزا صاحب نے یہ کہا کہ "تذکرہ" میری کتاب ہے یا میں "تذکرہ" سے فیصلہ کرتا ہوں بلکہ ہمیشہ یہی کہتے

ہے کہ میں قرآن وحدیث سے فیصلہ کرتا ہوں۔ امتیوں کی طرح فیصلے کرتا ہوں"۔ "تذکرہ" اس وقت بنایا گیا جب مدعی نبوت پر لعنت بھیجنے والے کو نبی بنایا گیا۔

نبی مطاع ہوتا ہے

پھر ما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ میں حصر کر دیا گیا تھا کہ نبی مطاع ہوتا ہے وہ مطیع اور امتی نہیں ہوتا اور اس بات کو صراحت کے ساتھ بار بار خود حضرت مرزا صاحب نے بیان فرمایا۔ آپ نے تحریر فرمایا "اللہ جلشانہٗ فرماتا ہے وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنائے جانے کے لئے بھیجا جاتا ہے اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۶۹) پھر فرماتے ہیں "خدا تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ کوئی رسول دنیا میں محکوم اور مطیع ہو کر نہیں آتا بلکہ وہ مطاع اور صرف اپنی وحی کا متبع ہوتا ہے" (ازالہ اوہام صفحہ ۵۷۶) مگر جب پیر نے یہ فیصلہ کر دیا کہ بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ رسول مطاع ہوتا ہے مطیع اور امتی نہیں ہوتا اور اس کی سند میں قرآن کریم کی یہ آیت پیش کر دیتے ہیں تو قرآن بھی رکھا رہ گیا۔ حضرت مرزا صاحب کو بھی "نادان" کا خطاب دے دیا گیا مگر کوئی نہیں پوچھتا کہ جو شخص اپنے آپکو بار بار امتی اور متبع کہتا ہے مطاع نہیں کہتا۔ اپنے آپ کو متبع قرآن کا کہتا ہے اپنی وحی کا نہیں کہتا وہ نبی کس طرح ہو گیا۔ قرآن کریم کی صراحت اس کے خلاف ہے مگر میاں پیر صاحب کا قول قرآن سے بڑھ کر ہے کوئی یہ بھی نہیں پوچھتا کہ جس کو ایک نبی بنایا جاتا ہے اسی کو نادان بھی کہا جاتا ہے۔ پیر جو کچھ کہدے وہ سب بجا ہے۔

نبی بغیر کتاب کے نہیں ہوتا

بغیر کتاب کے نبی نہیں ہو سکتا یہ حضرت مسیح موعودؑ نے بھی بالصراحت فرمایا ہے تریاق القلوب میں صاف طور پر یہ لفظ ہیں:۔

"اپنے منکروں کو کافر کہنا ان نبیوں کی شان ہے جو خدا کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں ماسوا اس کے جس قدر ملہم اور محدث ہیں" جس سے صاف معلوم ہوا کہ جو شریعت یا احکام جدیدہ نہیں لاتا اسکو بڑے شریعت نبی نہیں کہا جا سکتا بلکہ ملہم اور محدث کا لفظ اس پر صادق آتا ہے۔ یہ کتاب اکتوبر ۱۹۰۲ء میں چھپی مگر میاں صاحب نے ایک طومار شہادتوں کا جس کی حیثیت بالکل سرکاری گواہوں کی سی ہے جمع کر دیا کہ کتاب تریاق القلوب کے یہ اوراق گو شائع اکتوبر ۱۹۰۲ء میں ہوئے مگر لکھے ہوئے پہلے کے تھے گویا کوئی مصنف تاریخ اشاعت پر ان خیالات کا ذمہ دار نہیں ہوتا جو اس کتاب میں درج ہوں بلکہ پہلے یہ پتہ لگانا چاہیئے کہ اس نے یہ لفظ لکھے کب تھے مگر اس سے بھی اصل معنے مسئلہ پر کچھ اثر نہیں پڑتا اس لئے کہ حضرت صاحب نے اپنے اسی مذہب کا اعادہ جنوری ۱۹۰۳ء کی طبع شدہ کتاب مواہب الرحمن میں کیا ہے جہاں صاف فرمایا ہے "اللہ تعالیٰ اس امت میں اپنے اولیا کیساتھ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور ان کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے مگر وہ درحقیقت نبی نہیں ہوتے اس لئے کہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال کو پہنچا دیا ہے"

اب حضرت صاحب تو فرماتے ہیں کہ "وہ درحقیقت نبی نہیں ہوتے" اور اس کے برخلاف میاں صاحب کا یہ شائع شدہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ "فی الواقع نبی ہیں" مگر پیر جو قرآن سے بڑا ہے حضرت مسیح موعودؑ سے بھی بڑا ہے اپنے بنائے ہوئے نبی سے بھی بڑا ہے مسیح موعود جو چاہیں کہیں جو کچھ پیر کے منہ سے نکل جائے وہ آنکھیں بند کر کے مانا جاتا ہے۔ قرآن سے محمد رسول اللہ صلعم سے مسیح موعودؑ سے سب سے بڑا پیر ہے۔

پیر بننے سے پہلے میاں صاحب کا مذہب

تعجب یہ ہے کہ جب ابھی میاں صاحب پیر نہ بنے تھے تو اس وقت ان کا یہی مذہب یعنی نبی وہی ہوتا ہے جو کتاب یا شریعت لائے تشحیذ الاذہان میں شائع شدہ موجود ہے جہاں میاں صاحب نے آیت خاتم النبیین کی تفسیر کرتے ہوئے تمام دنیا کو چیلنج کیا تھا کہ آنحضرت کے دعوے کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے ہیں کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعوے کر کے کامیابی حاصل نہیں کی۔ ... آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ کیوں بند ہو گیا ... اس سے بڑھکر کیا نشان ہو سکتا ہے کہ آپ کے دعوے کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوت ہوا ہو کامیاب نہیں ہوا" اس مضمون کے شروع میں لکھا ہے "آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آئیگا کہ جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جائے اور وہ آپ کی تعلیم کو منسوخ کر دے اور نئی شریعت جاری کرے بلکہ جس قدر اولیا ہوں گے" جس سے صاف معلوم ہوا کہ جو شخص نئی شریعت یا نئے احکام نہیں لاتا خواہ اسے شرف مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اس وقت میاں صاحب کے نزدیک بھی اس کا شمار انبیاء میں نہ تھا "اولیاء اللہ" میں تھا جس طرح حضرت صاحب نے خود اسے اولیاء اللہ میں شمار کیا ہے ملہم اور محدث کہا ہے۔

خدا کی شان ہے آج کس جرأت سے قرآن کو پس پشت پھینکا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ کی تحریروں کو پس پشت پھینک کر آپ کو "نادان" قرار دیا جاتا ہے مگر مرید ہیں کہ گردنیں جھکائے جس طرف پیر ہانک رہا ہے چلے جا رہے ہیں نبوت کو ایک بازیچۂ اطفال بنا لیا گیا ہے نبوت اکتساب سے مل سکتی ہے یعنی جو شخص زہد اور تقوے میں ترقی کرے وہ نبی بن سکتا ہے پہلے تیرہ سو سال میں کیوں کوئی نبی نہ ہوا اس لئے کہ زہد اور تقوے میں کسی نے کامل نمونہ نہ دکھایا انا للہ اور اب تیرہ سو سال بعد حضرت مرزا صاحب نے اطاعت رسول کا کامل نمونہ دکھایا اور زہد اور تقویٰ میں ترقی کی تو نبی بن گئے وہ سو دفعہ کہیں کہ نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے ہے جو خدا تعالے کے حکم سے کیا گیا ہے، مگر خدا تعالے کا حکم کیا چیز ہے پیر کے حکم کے سامنے خدا کا حکم رکھا رہ گیا۔

نبوت کیسا تمسخر استہزاء

اور اب میاں صاحب کے مقام پر پہنچ گئے کہ تیرہ سو سال کے سارے مسلمانوں پر فوقیت لے گئے اور نبی بننے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور جب کسی نے کہا کہ کیا خدا نے ان کو کہا ہے کہ وہ نبی ہیں تو جواب ملا کہ خدا بھی کہدیگا پیر تو خدا سے بڑا تھا ہی مگر مرید بھی خدا سے بڑے بن رہے ہیں پہلے وہ نبی نبی کہیں گے تو خدا بھی نبی کہدے گا جس طرح انھوں نے پہلے مصلح موعود کہنے پر اصرار کیا تو آخر خدا کو بھی یہ ماننا پڑا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ دین کے ساتھ ہنسی ہے یہ میں نے ایک واقعہ کی بنا پر لکھا ہے اس سے بڑھکر نبوت کیسا تھا استہزا کیا ہوگا۔ خود میاں صاحب نے اس سے بڑھکر استہزا کیا ہے کیونکہ انھوں نے صاف لکھا ہے کہ اگر مجھے علمی طور پر معلوم ہو گیا کہ میں نبی ہوں تو میں اعلان کر دوں گا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ علم کا بیڑا تو غرق ہو رہا ہے علمی طور پر کیا معلوم ہوگا علم لینا تھا قرآن وحدیث سے اس کی پروا نہیں، علم لینا تھا امام زمان کی تحریروں سے۔ ان کی پروا نہیں مطلب یہ ہے کہ جب مرید سہار جائیں گے تو نبوت کا دعویٰ بھی کر دیں گے۔ دنیا کی تاریخ میں اس کی کوئی نظیر نہیں کہ کسی شخص نے یہ کہا ہو کہ مجھے علمی طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ میں نبی ہوں، لیکن میاں صاحب اس کے لئے بھی تیار بیٹھے ہیں اور جماعت پیر پرستی کے اس سے بھی زیادہ گہرے گڑھے میں گر چکی ہے جس میں پیر بیگاڑ کی جماعت گری ہے وہ خلاف قرآن کہیں تو بجا۔ خلاف حدیث کہیں تو بجا۔ خلاف مسیح موعود کہیں تو بجا مسیح موعود کو نادان قرار دیں تو بجا مسیح موعود کو عربی سے جاہل قرار دیں، تو بجا مسیح موعود پر افترا پر افترا کرتے جائیں تو بجا۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کی حالت پر رحم کرے۔

حضرت نبی کریمؐ کی ہتک

پھر کہا جاتا ہے ہم تو رسول اللہ صلعم کا مرتبہ بڑھانے کے لئے ختم نبوت کو توڑتے اور نبوت کا سلسلہ جاری کرتے ہیں مگر یہ بھی ایک دھوکہ ہے جب تم محمد رسول اللہ صلعم کے ایک غلام کو محمد رسول اللہ کے برابر تخت پر بٹھا دیا تو یہ محمد رسول اللہ صلعم کی ہتک ہے۔ کیا خود حضرت مسیح موعود نے الوصیت میں تحریر نہیں کیا جو ۱۹۰۵ء کی لکھی ہوئی ہے کہ "اس کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ اس میں نبوت تامہ کاملہ محمدیہ کی ہتک ہے" تم حضرت مسیح موعود کی تحریر کے مطابق، آپ کی وصیت کے مطابق، آپ کی آخری زمانہ کی تحریر کے مطابق، محمد رسول اللہ صلعم کی ہتک کر رہے ہو۔ اور اپنے نفسوں کو بھی دھوکہ دے رہے ہو اور دنیا کو بھی دھوکہ دے رہے ہو کہ ہم محمد رسول اللہ صلعم کی عزت بڑھانے کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔

میاں صاحب میدان میں کیوں نہیں نکلتے

پھر یہ دعوے کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کا منصب نبوت ہم نے قائم کر دیا ہے ساری دنیا کے کلمہ گوؤں کا کافر اور خارج از اسلام ہونا ہم نے ثابت کر دیا ہے۔ لیکن اگر ایک دعوے قائم اور ثابت اسی طرح ہوتا ہے کہ مریدوں میں بیٹھ کر شیخی بگھار لی جائے تو ساری دنیا کی لچر باتیں ثابت شدہ ہوں گی۔ بحث کے لئے میاں صاحب باہر نہ نکلیں گو ان کے اپنے مریدوں کو ثالث ٹھیرایا جائے۔ تفسیر کے مقابلہ کیلئے باہر نہ نکلیں گو ان کے اپنے مریدوں کو ثالث ٹھہرایا جائے۔ حضرت مسیح موعود کی طرف جو باتیں جھوٹ منسوب کی جاتی ہیں ان کو ثابت کرنے کیلئے باہر نہ نکلیں گو ان کے اپنے مریدوں کا فیصلہ ہم ماننے کے لئے تیار رہوں۔ حلف اٹھانے کے لئے باہر نہ نکلیں کہ ۱۹۰۱ء میں انہوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ حضرت مسیح موعود پہلے نبی کی تعریف غلط کرتے تھے اور یہ بھی سمجھ لیا تھا کہ آپ کی سابقہ کتابیں انکار نبوت پر منسوخ ہو گئی ہیں گو اسی پر ان کی ساری عمارت کی بنیاد ہو اور مریدوں میں بیٹھ کر دعوے یہ ہو کہ ہم نے اپنے دعوے کو ایسا ثابت کر دیا ہے کہ اب اس پر "باطل" حملہ آور نہیں ہو سکتا۔ اور مرید ہیں کہ اس عظیم الشان کامیابی پر ڈھائیں مار مار کر رونے لگ جائیں۔ مرید ایک وقت کے لئے آنکھیں بند کر لیا کرتے ہیں مگر ساری دنیا اندھی نہیں ہوتی اور یہ بھی ہمیشہ کے لئے اندھے نہیں ہوتے۔

خط وکتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

رپورٹ تقسیم نیوورلڈ آرڈر تا ۲۰ر جولائی ۱۹۴۴ء

(۱) چندہ دہندگان

۱۔ مختلف جماعتوں کے نام جنھوں نے چندہ دیا۔ ۵۹۷ کتب ارسال ہوئیں۔ ان ۵۹۷ میں سے ۵۰ کتب بیرون ہند بھیجی گئیں۔

۲۔ مخلص احباب جنھوں نے چندہ ادا فرمایا۔ ۸۰ کتب جنوبی ہند۔ آسام۔ بلوچستان۔ سندھ۔ سرحد۔ یو۔پی۔ سب علاقوں کے احباب اس میں شامل ہیں

(۲) مفت اشاعت

(۱) ایڈیٹر صاحبان ہندوستان۔ ۹۸ کتب۔ ان میں زیادہ تر غیر مسلم اخبارات ہیں بعض احباب نے معقول ریویو کئے ہیں اور بعض احباب نے اسکو دوسری زبانوں میں ترجمہ کرنے کی خواہش ظاہر کی۔

(۲) مستشرقین شرفائے ہند۔ ۹۲ کتب۔ بعض یورپین اصحاب نے شکریہ کے خطوط تحریر کئے اور کتب سے دلچسپی کا اظہار کیا ہے جن میں بلند پایہ یورپین اور ہندو اور مسلمان شامل ہیں ۔۔ اس قدر تقسیم کے بعد اب زیادہ تر توجہ ممالک غیر امریکہ وغیرہ میں کتب بھیجنے کی طرف ہو گی جس کیلئے کوشش جاری ہے

خلیفہ صاحب قادیان کے نام حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کا مکتوب

نوٹ:۔ خلیفہ صاحب قادیان نے اپنی ایک تقریر میں جو الفضل مورخہ ۲۸ر جون میں چھپی ہے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ پر یہ الزام لگایا کہ حضرت ممدوح نے جو بیان مولوی کرم دین کے مقدمہ میں دیا تھا اس کے متعلق آپ کا طریق دیانتدارانہ نہیں اسکا جواب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ۳ر جولائی کو میاں صاحب کو بذریعہ رجسٹری بھجوایا جو الفضل میں ابھی تک شائع نہیں ہوا نہایت افسوس کا مقام ہے کہ حضرت ممدوح پر الزام دیا جاتا ہے اور پھر ان کا جواب شائع نہیں کیا جاتا حالانکہ اخبار پیغام صلح میں جب سر ظفر اللہ خان صاحب کے متعلق ایک مضمون شائع کیا گیا تھا تو چوہدری صاحب کا جواب بھی شائع کر دیا تھا مگر میاں صاحب صرف اسلئے حضرت امیر کے بیان کو شائع نہیں کرتے کہ ان کے مریدوں کے سامنے کہیں اصل واقعات نہ آ جائیں۔ حضرت ممدوح کا مکتوب درج ذیل ہے (ایڈیٹر)

ڈلہوزی ۔ ۳ ۷/۴۴

مکرم معظم میاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی جو تقریر الفضل ۲۸ر جون میں چھپی ہے اس میں آپ نے مجھ پر یہ الزام دیا ہے کہ میں نے جو بیان مولوی کرم دین کے مقدمہ میں دیا تھا اس کے متعلق میرا طریق دیانتدارانہ نہیں۔ میرا بیان اس مقدمہ میں یہ تھا جو آپ نے نقل بھی کیا ہے:

"مرزا صاحب دعوےٰ نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں یہ دعویٰ نبوت اس قسم کا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لایا ایسے مدعی کا مکذب قرآن شریف کی رو سے کذاب ہے،،

آپ کا خیال ہے کہ اب میں نے اپنا عقیدہ اس بارہ میں تبدیل کر لیا ہے لیکن میں یہ کہتا نہیں کہ میں نے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا ہے اور یہ دیانتداری نہیں۔ میں اس کا جواب اس سے پیشتر بھی دے چکا ہوں جو پیغام صلح میں چھپ چکا ہے۔ اور اس کی طرف آپ نے اشارہ تک نہیں کیا اس لئے اب میں یہ جواب آپ کی خدمت میں براہ راست بھیجتا ہوں تاکہ آپ نے جہاں مجھ پر ایک الزام اخبار میں دیا ہے اس کا جواب بھی اسی اخبار میں شائع کرا دیں گو آپ مجھے اپنا دشمن سمجھتے ہیں لیکن دشمن پر بھی اگر الزام دیا جائے تو اس کا جواب لے لینا چاہیئے لا یجرمنکم شنان قوم علےٰ ان لا تعدلوا

میں جواب اختصار سے عرض کرتا ہوں

۱ ۔ میرا پہلا فقرہ یہ ہے کہ "مرزا صاحب دعویٰ نبوت کا اپنی تصانیف میں کرتے ہیں" تو جو کچھ دعوےٰ حضرت صاحب کا ان کی اپنی تصانیف میں پایا جاتا ہو اسی کا میں قائل ہوں اسی کا قائل اس بیان کے وقت بھی تھا اسی کا قائل اب بھی ہوں۔ فی الواقع میں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ تو اب سوال صرف یہ ہے کہ وہ دعوےٰ آپ کی اپنی تصانیف میں کیا ہے میں صرف بطور نمونہ تین زمانوں کی تین تحریریں پیش کرتا ہوں۔

(ا) ۔ ابتداء میں ہی ۱۸۹۲ء میں تحریر فرمایا اور ایک مخالف سے بحث کرتے ہوئے یہ فیصلہ کن تحریر دی:

"اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکلم من اللہ مراد لیئے ہیں"

(ب) درمیانی زمانہ میں انجام آتھم میں ۱۸۹۷ء تحریر فرمایا۔

"اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعوےٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں،،

(ج) آخری زمانہ میں یعنی ۱۹۰۱ء کے بعد ۱۹۰۳ء میں مواہب الرحمٰن میں تحریر فرمایا، ترجمہ دیتا ہوں:۔

"اللہ تعالےٰ اس امت میں اپنے اولیاء کے ساتھ مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے اور ان کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے اور درحقیقت وہ نبی نہیں ہوتے اس لئے کہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال کو پہنچا دیا"

ان تینوں تحریروں سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جو لفظ نبی اپنی تحریروں میں استعمال کیا ہے یا جو لفظ نبی آپ کے الہامات میں آیا یا حدیث میں آپ کے لئے آیا اس سے مراد حضرت صاحب کے نزدیک اصطلاح شریعت میں نبوت کا لفظ نہ تھا بلکہ لغوی معنے مراد تھے جسے دوسرے لفظوں میں محدث بھی کہتے ہیں یہ صرف لفظ کا غیر حقیقی استعمال تھا جسے دوسری جگہ مجاز اور استعارہ بھی کہا ہے آخر تک اسی بات کے قائل تھے کہ آنحضرت صلعم کے بعد نبی نہیں آ سکتا ہاں اس امت کے اندر مکالمہ مخاطبہ کا سلسلہ جاری ہے اور ان لوگوں کو جن سے اللہ تعالےٰ اس امت میں مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے، وہ درحقیقت نبی نہیں ہوتے۔ حضرت مسیح موعود کے ان اوّل زمانہ، درمیانی زمانہ، آخری زمانہ کی تصریحات کے مطابق میں نے بھی لفظ نبی استعمال کیا۔ اور آپ کی نبوت کو صرف لغوی معنے میں لیا محدثیت کے معنی میں لیا۔ غیر حقیقی معنے میں لیا۔ اس وقت بھی یہی معنی لیتا تھا، آج بھی یہی معنے لیتا ہوں۔ چنانچہ میرے اس بیان کے آخر میں ایسے لفظ بھی موجود ہیں یعنی یہ کہ مرزا صاحب کا دعوےٰ نبی بمعنی (Saint) یعنی ولی ہونے کا تھا۔ اور حضرت صاحب کے زمانہ میں سب احمدی انہی معنوں میں اس لفظ کو لیتے تھے۔ ز سعد ہی شنو گر زمن نشنوی۔ مفتی محمد صادق صاحب نے شبلی مرحوم کے سامنے بیان اپنے اخبار بدر میں یوں شائع کیا:۔

"شبلی نے دریافت کیا کہ ہم لوگ مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں میں نے عرض کیا کہ ہمارا عقیدہ اس معاملہ میں دیگر مسلمانوں کی طرح ہے کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی دوسرا نبی آنیوالا نہیں نہ نیا نہ پرانا ۔ ہاں مکالمات الٰہیہ کا سلسلہ برابر جاری ہے ...... چونکہ حضرت مرزا صاحب بھی الہام الٰہی سے مشرف ہوتے رہے اور الہام الٰہی کے سلسلہ میں آپ کو خدا تعالیٰ نے بہت سی آیندہ کی خبریں بطور پیشگوئی کے بتلائی تھیں جو پوری ہوتی رہیں اس واسطے مرزا صاحب ایک پیشگوئی کرنے والے تھے اور اس کو عربی لغت میں نبی کہتے ہیں"

۲ ۔ دوسرا فقرہ میرے بیان کا یہ ہے

"یہ دعویٰ نبوت اس قسم کا ہے کہ میں نبی ہوں لیکن کوئی نئی شریعت نہیں لایا"۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ جس نبوت کے ساتھ شریعت نہ ہو وہ فی الحقیقت نبوت نہیں اس پر لفظ نبی صرف مجاز اور استعارہ کے طور پر بولا جا سکتا ہے۔ حضرت مسیح موعود نے خود اپنی کتاب تریاق القلوب کے صفحہ ۱۳۰ پر لکھا ہے:

"اپنے دعوےٰ کا انکار کرنیوالوں کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالےٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوائے جس قدر ملہم اور محدث ہیں"

اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ صاحب شریعت کے ماسوائے جو کوئی بھی مکلم من اللہ ہو وہ ملہم اور محدث کی تعریف میں آتا ہے اور لفظ نبی حقیقتاً صرف اسی شخص پر بولا جا سکتا ہے جو شریعت یا احکام جدیدہ لاتا ہے، جس کیساتھ شریعت نہیں وہ حضرت صاحب کے نزدیک نبی بھی نہیں۔ اسی طرح مواہب الرحمٰن کی عبارت منقولہ بالا سے ظاہر ہے حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ اس امت میں مکالمہ مخاطبہ والے لوگوں کو نبیوں کا رنگ دیا جاتا ہے مگر وہ درحقیقت نبی نہیں ہوتے اس لئے کہ قرآن نے حاجت شریعت کو کمال کو پہنچا دیا۔ یعنی چونکہ اب کوئی شریعت نہیں لا سکتا اس لئے فی الحقیقت کوئی نبی بھی نہیں ہو سکتا پس جب یہ کہا جاتے کہ یہ ایسی نبوت ہے جس کے ساتھ کوئی شریعت نہیں تو اس کے معنے سوائے اس کے اور کچھ نہیں کہ یہ فی الحقیقت نبوت نہیں۔ مراد اس سے صرف پیشگوئی کرنیوالا ہے لغت کے معنے مراد ہیں شریعت کی اصطلاح میں لفظ کا استعمال نہیں۔ یہی مذہب اولیائے امت کا ہے جیسا کہ شیخ اکبر نے یہ فقرہ بھی لکھا ہے انما ارتفعت نبوۃ التشریع یعنی صرف نبوت تشریعی ختم ہوئی ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہے کہ لا یطلق اسم النبوۃ ولا النبی الا علی المشرع خاصۃ نبوت اور نبی کے نام کا اطلاق سوائے مشرع یعنی تشریعی نبی کے دوسرے پر نہیں ہوتا۔ پس حضرت مرزا صاحب کی اصطلاح میں اور اولیائے امت کی اصطلاح میں نبوت غیر تشریعی صرف ولایت یا محدثیت کا دوسرا نام ہے۔

۳ ۔ تیسرا فقرہ میرے بیان کا یہ ہے:۔

"ایسے مدعی کا مکذب قرآن شریف کی رو سے کذاب ہے،،

اب جو شخص فی الحقیقت مدعی نبوت ہو اس کا مکذب تو یقیناً کافر ہے، اور قرآن کریم صراحت سے فرماتا ہے کہ کسی نبی کے نہ ماننے والے بھی اولٰئک ھم الکافرون حقاً کے مصداق ہیں مگر میں آپ کے مکذب کو کافر قرار نہیں دیتا۔ بلکہ صرف کذاب قرار دیتا ہوں اور کذاب کے معنی کافر نہیں۔ میری ساری تحریروں کو آپ از سر نو پڑھوا لیں اور حوالہ نکالنے کے ماہرین کو اس کام پر لگا دیں۔ ان میں کہیں حضرت مرزا صاحب کے منکروں کے لیئے آپ کافر کا لفظ نہیں پائیں گے اور جیسا کہ تریاق القلوب کی محولہ بالا عبارت سے

پیغام صلح کا حجم

گورنمنٹ نے کاغذ کنٹرول کے سلسلہ میں اخباروں، رسالوں اور کتابوں پر جو پابندیاں عاید کر دی ہیں انکے پیش نظر مجبوراً پیغام صلح بجائے آٹھ صفحات کے ۴ صفحات پر شائع کیا جا رہا ہے دفتر کی طرف سے پیغام صلح کا کوٹا بڑھانے کی کوشش ہو رہی ہے امید ہے اللہ تعالیٰ جلد کوئی صورت پیدا کر دے گا کہ پیغام صلح اصلی حجم پر شائع ہو سکے مضمون نگاروں کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اس حجم کے مطابق ہی اپنے مضامین ارسال فرمایئں لمبے مضامین ہرگز شائع نہ ہو سکیں گے امید ہے دوست ہماری مجبوریوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے نہایت مختصر مضامین ارسال فرمائینگے (ایڈیٹر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸ بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

لوائے ماپنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد
الصلح خیر
احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن
پیغام صلح
ایڈیٹر- ایس محمد آصف - بی اے ۔ جائنٹ ایڈیٹر- شیخ محمد انعام الحق

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴- صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ | لاہور یوم چہارشنبہ مورخہ ۵ شعبان ۱۳۶۳ھ م ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۴۴ء | نمبر ۲۹

مغربی دنیا کا مستقبل

کیا دنیا کی مشکلات کا صحیح حل اشتراکیت ہے؟

اخبار بین حضرات کیلئے اس امر کا اندازہ کرنا کچھ مشکل نہیں کہ محوری طاقتوں کی شکست یقینی ہے تازہ ترین خبریں جو ہٹلر پر حملہ اور جاپان کے وزیر اعظم ٹوجو کے استعفےٰ کے متعلق شائع ہوئی ہیں وہ محوری طاقتوں کی پریشان حالی کی آئینہ دار ہیں لیکن اس موقعہ پر ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ جنگ کے خاتمہ کے ساتھ دنیا کی مشکلات اور یورپ کی اندرونی معاشی اور سیاسی بے چینی کا بھی خاتمہ ہو جائیگا؟ اگر اس کا جواب یہ ہو کہ نہیں، تو پھر اس جنگ کو کسی صورت میں بھی ختم نہیں سمجھنا چاہیئے بلکہ اس جنگ کے اختتام کے ساتھ تیسری خوفناک اور ہولناک جنگ کی تمہید بھی شروع ہو جائیگی یہ جنگوں کا سلسلہ علامات مرض ہیں اور مرض کچھ اور ہے۔ اصل مرض یورپ کی وہ تمدنی، معاشرتی، معاشی سیاسی، اخلاقی اور روحانی مشکلات ہیں جن کا حل یورپ کا موجودہ نظام خواہ وہ جمہوریت کی شکل میں ہو یا فسطائیت اور اشتراکیت ہو نہیں کر سکتا، یورپ کو ایک ایسے نظام کی ضرورت ہے جو اس کی تہذیب کو ان پیہم جنگوں سے تباہ و برباد ہونے سے بچائے۔ مرکزی یورپ میں جنگ کے بعد کمیونزم کا پھیلنا ناگزیر ہے چنانچہ مسٹر چرچل نے یہ اعلان بھی کیا ہے کہ اگر جرمنی کے مزدور کمیونزم کے ماتحت نازی ازم کو تباہ کر دیں تو اتحادیوں کو یہ منظور ہوگا کہ جرمنی میں کمیونزم جاری ہو جائے برطانیہ اور امریکہ نے اس تجویز کو منظور کر لیا ہے، جرمنی میں کمیونزم کے پھیلنے کا مطلب یہ ہے کہ سارے یورپ پر کمیونزم پھیل جائے لیکن برطانیہ اور امریکہ معاشی لحاظ سے سرمایہ دارانہ نظام پر قائم ہیں جو کہ کمیونزم کی ضد ہے ـــــ یہ دو اصول آیندہ ایک دوسرے سے متصادم ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے اگر متصادم نہ ہوں تو ضروری ہے کہ امریکہ اور برطانیہ بھی کمیونزم کو قبول کر لیں، اور تمام مغربی دنیا پر صرف اشتمالیت پھیل جائے خیر اس تصادم اور قبولیت کا فیصلہ تو مستقبل کرے گا لیکن اس وقت سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اشتمالیت ہی دنیا کی مشکلات کا صحیح حل ہے کیونکہ باقی سب نظامات خواہ وہ عیسائیت ہو قومیت ہو سرمایہ داری ہو فسطائیت ہو بالکل ناکام ہو چکے ہیں ـــــ حقیقت یہ ہے کہ کارل مارکس کا اشتراکی اور اشتمالی نظریہ یورپ کے صنعتی ممالک کے پرولتاری طبقات کے لئے تھا تاکہ وہ اس نظریہ پر اپنے بورژوا آقاؤں کے خلاف بغاوت کر سکیں لیکن کارل مارکس کا یہ تصور یورپ کے صنعتی ممالک میں کامیاب ہو سکا اور روس کے کاشتکاروں میں جو انقلاب رونما ہوا اس کی مارکسی تصور سے کوئی مشابہت نہیں، زار کی حکومت کے بعد جو نظام روس میں قائم کیا گیا اس میں بہت ترمیمات کی گئی ہیں ان ترمیمات نے اس نظام کو مارکسی نظریہ سے بالکل بعید کر دیا ہے اس لحاظ سے حقیقی اشتمالیت اور اشتراکیت در اصل ناکام ہے، مارکسی تصور کبھی دنیا میں قائم نہیں ہو سکتا اور نہ آج تک ہوا ہے کیونکہ وہ انسان کو صرف معاشی جانور تصور کرتا ہے اور اس کے علمبردار انسانی روح کے تقاضوں کو فراموش کر دیتے ہیں، انسانی زندگی کا مقصد صرف پیٹ کا بھرنا نہیں پیٹ تو حیوانات بھی بھر لیتے ہیں انسانوں کو تو کیریکٹر اور شخصیت کی ضرورت ہے اگر اشتمالیت کو قبول کر کے مذہب کو بالکل خیر باد کہہ دیا گیا تو اس اخلاق کو بھی ترک کرنا پڑے گا جس کی بنیادوں پر موجودہ تہذیب کی عمارت کھڑی ہے موجودہ تہذیب تمدن کو بچانے کیلئے اشتمالیت کی ضرورت نہیں بلکہ ایسے نظام حیات کی ضرورت ہے جس کی بنیاد کسی روحانی اور اخلاقی ضابطہ پر ہو کیونکہ ہمیشہ ایسے نظامات نے ہی تاریخ کے نقطہ ہائے انقلاب پر تہذیب و تمدن کو تباہ ہونے سے بچایا ہے تہذیب کی بنیاد در حقیقت اخلاق اور روحانیت پر ہے۔ عیسائیت یورپ میں ناکام ہو چکی ہے اور باقی مذاہب میں صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جو مغرب کو بربادی سے بچا سکتا ہے جس طرح کہ اس نے آج سے تیرہ سو سال پہلے تہذیب انسانی کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچایا تھا۔

جنرل ٹوجو کا استعفےٰ اور ہٹلر پر حملہ

جاپان کی اطلاع مظہر ہے کہ جنرل ٹوجو وزیر اعظم جاپان کی حکومت مستعفی ہو گئی ہے کیونکہ شہنشاہ نے کابینہ کو پہلے سے زیادہ مضبوط کرنیکا ارادہ کر لیا ہے تاکہ جنگ کو زیادہ اچھی طرح قائم رکھا جا سکے ـــــ جرمن خبر رساں ایجنسی نے اعلان کیا ہے کہ ہٹلر پر قاتلانہ حملہ کیا گیا ہٹلر کے عملہ کے کئی ارکان زخمی ہوئے لیکن ہٹلر کو کوئی زخم نہیں آیا۔

یہ دونوں خبریں محوری طاقتوں کی اندرونی پریشانی اور بے چینی کی آئینہ دار ہیں معلوم دنیا ہے جرمن قوم محسوس کر چکی ہے کہ وہ اس جنگ میں فتح حاصل نہیں کر سکتی بلکہ اس کی شکست یقینی ہے۔ اس لئے اس جنگ سے نجات حاصل کرنے کے لئے ہٹلر پر حملہ کیا گیا ہے۔ دوسری طرف جاپانیوں کی ناکامیوں کی وجہ سے ٹوجو کی حکومت سے اعتماد اٹھ گیا اس لئے اس حکومت کو مستعفی ہونا پڑا یہ بھی جاپان کی اندرونی بے چینی کی واضح علامت ہے معلوم ہوتا ہے اتحادیوں کی فتح اور جنگ کے اختتام کا وقت قریب آ چکا ہے۔

اردو یونیورسٹی

"ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب سیکرٹری انجمن ترقی اردو نے حکومت برطانیہ کے سامنے ایک تجویز پیش کی ہے کہ برطانوی ہند کے مرکز میں ایک اردو یونیورسٹی قائم کیجائے کیونکہ اردو زبان ہندوستان کی لنگوا فرینکا ہے اس لئے صرف اردو زبان کو ہی یہ حق پہنچتا ہے"

ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب کی اردو زبان کیلئے خدمات کسی تشریح کی محتاج نہیں آپ کی یہ تجویز نہایت مبارک اور ملک و قوم کے لئے نہایت مفید ہے اردو ایک جامع اور لٹریری زبان ہے اس کے علاوہ یہی ایک زبان ہے جسے ہندوؤں اور مسلمانوں کی مشترکہ زبان کہا جا سکتا ہے جو علمی صلاحیت اس زبان میں ہے وہ کسی ہندوستانی زبان میں نہیں اسلئے یہ زبان ہر لحاظ سے مستحق ہے کہ حکومت اس تجویز کی طرف توجہ کرے۔

ادائیگی زکوٰۃ اور تحریک غلہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے ماہ رجب کے شروع میں ادائیگی زکوٰۃ کے متعلق احباب سلسلہ کی خدمت میں اپیل فرمائی تھی، وہ احباب جن پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے اور انھوں نے زکوٰۃ ابھی ادا نہیں کی وہ جلد اپنی زکوٰۃ محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام ارسال فرمائیں گے ـــــ

اس کے علاوہ ۳۱ مئی کے پرچہ میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے مساکین جماعت کے لئے غلہ کی اپیل کی تھی جماعت کے زمیندار اصحاب اپنے غلہ فروختنی میں سے ۸ رفی من کے حساب سے اور تجارت پیشہ اصحاب حسب توفیق نقد روپیہ بحق فنڈ غلہ کے نام محاسب صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے نام بھیجکر عنداللہ ماجور ہوں۔

مبلغین کرام کی خدمت میں درخواست

اسسٹنٹ سیکرٹری صاحب تبلیغ مبلغین کرام کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنے حلقوں میں قرآن مجید کا درس جاری کریں اور احمدی بچوں کی دینی تعلیم کی طرف خاص توجہ مبذول فرمائیں اور از راہ مہربانی ان دونوں امور کی مرکز میں رپورٹ بھجوائیں۔

اخبار احمدیہ

ـــــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور مہمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

ـــــ جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب جنرل سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ایک ماہ کی رخصت پر مرکز سے باہر تشریف لے گئے ہیں آئندہ احباب سلسلہ جناب ڈاکٹر صاحب کے نام سے نہیں بلکہ سیکرٹری کے عہدہ کا نام خطوط پر لکھ کر مرکز سے خط و کتابت کریں

ـــــ جناب ماسٹر محمد یعقوب صاحب ٹیچر مسلم ہائی سکول لاہور نے بی ٹی کا امتحان پاس کیا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس کامیابی کو آیندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے آمین۔

ـــــ اخویم مولوی عبدالصمد صاحب بی اے انچارج کلکتہ مشن ان احمدی احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں جو بنگال اور آسام میں عارضی یا دائمی سکونت رکھتے ہیں کہ وہ مولوی صاحب موصوف کو اپنے پتوں سے مندرجہ ذیل پتہ پر مطلع فرمائیں۔
43/A, Mufidul Islam Lane,
P. O. Intally
Calcutta

اعلان
نتیجہ امتحان دینیات

۲ جولائی سنہ ۱۹۴۴ء کے امتحان دینیات سیرت و تاریخ درجہ سوم میں جناب ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب گھوڑا گلی شامل ہوئے اور ۱۰۰ نمبروں میں ۷۰ نمبر حاصل کر کے پاس ہو گئے۔

مہتمم امتحان دینیات
۲۳/۷/۴۴

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر ... احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

میاں محمود احمد صاحب کی دعوت مباہلہ

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

۱۸ جولائی کے الفضل میں "مولوی محمد علی صاحب کو مباہلہ کی دعوت" کے عنوان سے میاں محمود احمد صاحب کا ایک مضمون نکلا ہے جس کا خاتمہ ذیل کی شیریں کلامی پر ہوتا ہے :-

"مولوی محمد علی صاحب بزدل بھی ہیں اور جھوٹے بھی وہ کبھی اپنے آپ کو اور اپنے بیوی بچوں کو اس مقام پر کھڑا نہ کریں گے بلکہ اس عظیم الشان جھوٹ بولنے کے بعد بزدلوں کی طرح بہانوں سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو جھوٹوں کی سزا سے بچانے کی کوشش کریں گے وہ وقتی طور پر بیشک بچ جائیں لیکن اگر وہ اتہام سے باز نہ آئیں گے اور خدا تعالیٰ کی پھانسی سے بھی بھاگنے کی کوشش کرتے رہیں گے تو ایک دن آئے گا کہ خواہ وہ اس پھانسی سے بھاگیں پھانسی خود ان کے پاس جائے گی اور خدا تعالیٰ کی لعنت کذابوں کی طرح ان کا گلا گھونٹ کر رکھ دے گی اور وہ بھی اور اس افتراء میں شرکت کرنیوالا ان کا ہر ساتھی خدا کی چکی میں پیس دیا جائے گا وہ اپنے افتراء کی لعنت کو اپنے صحنوں میں اترتا ہوا دیکھیں گے اور کذابوں کی موت مریں گے"

غیظ و غضب کی اس آگ کے نتیجے جس نے جناب میاں صاحب کے دل میں مشتعل ہو کر ان کی زبان کو بے قابو کر دیا ہے یہاں تک کہ وہ اپنے آپ کو خدائی طاقت کا مالک سمجھنے لگ گئے ہیں شاید مفہوم تو صرف اس قدر ہو گا کہ اگر میں فوراً نہ مر گیا تو ایک دن ضرور مر جاؤں گا اور میرے ساتھی بھی ایک دن ضرور مر جائیں گے اور ان کی اپنی تمنا شاید الیٰ یوم یبعثون زندہ رہنے کی ہے۔ تو مجھے اعتراف ہے کہ میں اور میرے ساتھی ایک دن ضرور مر جائیں گے ستر سال کی عمر کو جو شخص پہنچ چکا ہو اسے کہنا کہ تم مر جاؤ گے ایک مضحکہ خیز حرکت ہے مگر یہ اپنے آپ کو کان اللہ نزل من السماء کا مصداق ٹھیرانے والا غصہ سے کانپ کانپ کر اور دانت پیس پیس کر کتنا بڑا انکشاف کر رہا ہے کہ تم مر جاؤ گے۔

وہ عظیم الشان جھوٹ اور افتراء کیا ہے؟ کیا میں نے جناب میاں صاحب پر زنا کا الزام لگایا یا اور کسی فعل شنیع کا الزام لگایا ہے یا شراب خوری یا شطرنج بازی کا الزام لگایا ہے۔ حاشا و کلا یہ کام ان کے مریدوں کا ہے میرا نہیں۔ میں نے صرف انکی طرف ایک عقیدہ منسوب کیا ہے کہ ان کے نزدیک کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ کر اب کوئی کافر مسلمان نہیں ہو سکتا اور یہ آج نہیں تیس سال سے وہ خود لکھ رہے ہیں اور تیس سال سے میں بھی ان کے اس عقیدہ کو نجس قرار دے رہا ہوں اور دلیل پر دلیل دے کر انہیں اس نجس عقیدہ سے توبہ کرنے کی دعوت دے رہا ہوں پھر اب اس پر اس قدر جھاگ منہ پر لانے کی کیا ضرورت تھی

ہمیں چکی میں پیسنے کی تمنا بھی کوئی نئی نہیں آج سے تیس سال پیشتر سنہ ۱۹۱۴ء میں اختلاف کے وقت بھی میاں صاحب کے نفس کی خواہش نے انہیں یہ الہام کیا تھا جب ابھی یہ جماعت بھی نہ بنی تھی۔ لیمزقنھم خدا ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا پیس کر رکھ دے گا، مگر یہ ان کی خواہش بھی الاعنورا کی مصداق ہوئی اور جن کو اس وقت وہ چار آدمی کہتے تھے آج اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کو وہ قوت عطا فرمائی ہے جو خود میاں صاحب کو نہ ملی۔ یعنی اس جماعت کی عزت، شہرت، ساری دنیا میں پھیل گئی۔ اس کا لٹریچر دنیا میں ایسے ایسے مقامات پر پہنچا جہاں میاں صاحب کے آدمی خواب میں بھی نہیں پہنچے۔ اس کے ذریعہ انگلستان میں تبلیغ اسلام کا سلسلہ ووکنگ مشن کی صورت میں قائم ہوا۔ جرمنی کے دارالخلافہ برلن میں ایک عظیم الشان مسجد بنی اور تبلیغ اسلام کا مرکز وسط یورپ میں قائم ہوا قرآن کریم کا ترجمہ تین یورپ کی زبانوں میں ہوا اور ان کی پچاس ہزار کاپی دنیا کے مختلف مقامات پر پہنچی قرآن کریم کے ترجمے مختلف زبانوں میں پھیلانے کے لئے دو لاکھ کا ایک مستقل فنڈ قائم ہوا۔ دو ہائی سکول بنے جن میں سے ایک خاص لاہور میں ہے۔ آمدنی جو سال اول میں صرف سات ہزار روپے تھی ترقی کر کے سوا لاکھ تک پہنچی جو سال اول سے ساٹھ گنا ہے اور قادیانی جماعت اپنی سار بلند بانگ دعاوی کے ساتھ دو لاکھ آمدنی سے ترقی کر کے صرف چھ لاکھ سالانہ آمدنی تک پہنچی جو ابتدائی حالت سے تگنی ہے۔ کہاں ساٹھ گنی ترقی اور کہاں تگنی۔

یہ ہے میاں صاحب کے سنہ ۱۹۱۴ء کی خواب لیمزقنھم کا نتیجہ اور اب سنہ ۱۹۴۴ء میں تیس سال بعد یہ اعلان کیا گیا ہے کہ "وہ بھی ..... اور ان کا ہر ساتھی بھی خدا کی چکی میں پیس دیا جائیگا" ہم تو میاں صاحب کی طرح خدائی اختیارات کے مالک ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ اس کے دین کے خادم ہیں اور اس کے دین کو دنیا کے کناروں تک پہنچانا ہماری زندگیوں کا مقصد ہے۔ دنیا دیکھ رہی ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں اور خدا بھی دیکھ رہا ہے اور اس کی نصرت کا ہاتھ ہمیں آگے لے جا رہا ہے اب تک اس کے فضل سے ہمارا قدم آگے بڑھتا گیا اور یہی عزم ہمارا اب بھی ہے کہ اس کے کلام کو اور اس کے دین کو دنیا کے کناروں تک پہنچائیں۔ ہاں وہ مالک ہے اگر کسی وقت اس کی نگاہ میں ہماری کوششیں اس قابل نہ ہوں کہ اس کی بارگاہ میں قبولیت کا مرتبہ حاصل کر سکیں تو بھی مسیح موعودؑ کے ساتھ ہماری زبانوں پر یہی ہوگا۔

خواہی بقہرم کن خدا خواہی بلطفم رونما
خواہی بکش یا کن رہا کے ترک آں داماں کنم

میاں صاحب نے میرا خطبہ شاید کسی ایسی حالت میں پڑھ کر جب ان کے دماغ پر پہلے سے اور خیالات کا تسلط ہو چکا تھا یہ لکھ دیا ہے کہ میں نے "ایسا مضمون لکھا ہے جس میں بہت سی گالیاں دی ہیں" غالباً ان کی مراد میرے اس خطبہ سے ہے جو ۱۲ مئی سنہ ۱۹۴۴ء کے پیغام صلح میں چھپا ہے، وہ گالیاں کیا تھیں صرف یہ کہ آنحضرت صلعم کے بعد اجرائے نبوت کا عقیدہ اور تمام دنیائے اسلام کی تکفیر ایک نجاست ہے، غلاظت ہے جس سے بچنا چاہئے اور میں نے لکھا تھا کہ میاں صاحب کے جو اچھے کام ہیں ان کے ساتھ ان دو ناپاک عقیدوں کا اجتماع ایسا ہی ہے جیسے دودھ میں پیشاب ملا دیا جائے۔ قادیان کا عقیدہ کیا ہے میاں صاحب نے اپنی کتاب "آئینہ صداقت" کے صفحہ ۳۵ پر خود لکھا ہے "وہ تمام مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے آپ کا نام بھی نہ سنا ہو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں" اور ان کے چھوٹے بھائی میاں بشیر احمد صاحب نے لکھا ہے :-

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو تو مانتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلعم کو نہیں مانتا یا محمد صلعم کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ پکا کافر ہے"
(کلمۃ الفصل یعنی مسئلہ کفر و اسلام کی حقیقت صفحہ ۲۸)

میرے نزدیک یہ عقیدہ اسلام کی جڑوں کو کاٹنے والا ہے۔ خلاف قرآن، خلاف حدیث، خلاف آئمہ کرام، خلاف حضرت مسیح موعودؑ ہے تو میں اسے ناپاک یا نجاست نہ کہوں تو کیا کہوں۔ گالی اسے کہا جاتا ہے جو کسی کی ذات پر حملہ ہو۔ مگر عالم "خلافت" کی لغت ہی نرالی ہے کسی ناپاک عقیدہ کو ناپاک کہنا تو گالی ہے اور میاں صاحب کا مجھے اس بنا پر جھوٹا اور بزدل کہنا کہ ان کا خیال ہے میں ان کی دعوت مباہلہ قبول نہیں کروں گا شیریں کلامی ہے۔ اگر واقعی دوسرے کی دعوت مباہلہ قبول نہ کرنیوالا "جھوٹا اور بزدل" ہوتا ہے اور "خدا تعالیٰ کی لعنت کذابوں کی طرح اس کا گلا گھونٹ کر" رکھدیا کرتی ہے اور وہ "کذابوں کی موت" مرا کرتا ہے تو کیا فرماتے ہیں جناب میاں صاحب اس پیر کے بارے میں کہ جس کے مرید مخلص مرید، مبلغ، مہاجر، اس پر زنا کا الزام لگائیں اور پھر اسے مباہلہ کی دعوت دیں کہ اگر اس نے زنا کا ارتکاب نہیں کیا تو وہ ان سے مباہلہ کرلے اور وہ پیر مباہلہ کے لئے میدان میں نہ نکلے تو وہ جھوٹا اور بزدل ہے یا نہیں؟ نیز اس پیر کے بارے میں کیا ارشاد ہے جس کے مخلص مرید اس پر زنا کا الزام لگائیں اور پھر اس سے یہ درخواست کریں کہ وہ اپنے ہی مریدوں کے ایک کمیشن کے سامنے ان الزامات کی جوابدہی کرے تو وہ بجائے تحقیقات پر راضی ہونے کے ان کا مقاطعہ کر کے انہیں باہر نکلوا دے۔ کیا اسے بہادر اور سچا سمجھا جائیگا یا بزدل اور جھوٹا۔

جناب میاں صاحب کی بہادری اسی وقت تک ہوتی ہے جب تک مریدوں میں بیٹھ کر جو چاہیں کہتے چلے جائیں اور مرید رہتے چلے جائیں۔ مگر مقابلہ کے وقت وہ آج تک مباہلہ تو ایک طرف رہا مباحثہ کے لئے بھی کبھی باہر نہیں نکلتے۔ بلکہ تفسیر نویسی کا چیلنج دے کر پھر ایسے خاموش ہوئے کہ گویا قادیان کی بستی میں زندہ لوگ نہیں بستے۔ مصلح موعود کا عہدہ سنبھالنے کے بعد بڑے زور شور سے چیلنج دیا گیا کہ میرے مقابل کوئی شخص قرآن شریف کے جس حصہ کو چاہے چن کر تفسیر نویسی میں میرا مقابلہ کرے میں غالب آجاؤں گا۔ مگر یہ نہ بتایا کہ وہ غلبہ ثابت کس طرح ہوگا کوئی ثالث ہوں گے جو یہ فیصلہ دیں گے کہ دونوں فریق میں سے جنہوں نے ایک دوسرے کے مقابل تفسیر لکھی ہے اچھی تفسیر کس کی ہے! یعنی جن لوگوں کی اس مقابلہ میں ثالث کی حیثیت ہو سکتی ہے وہ ان کے نزدیک پہلے ہی بے ایمان ہیں مگر کوئی غیر احمدی مقابلہ کے لئے نکلے تو ثالث جماعت لاہور کے سوا کون ہو سکتا ہے یا چلو کوئی غیر احمدی ہی سہی مگر یہ دونوں گروہ تو ان کے نزدیک علم قرآن سے بے بہرہ ہیں فیصلہ کیا دیں گے اور اگر کوئی جماعت لاہور کا آدمی نکلے تو کوئی غیر احمدی جو ان کے نزدیک پکا بے ایمان ہی فیصلہ کا اہل کس طرح ہو سکتا ہے۔ یہ تو محض مریدوں میں ایک تعلی کے لئے ایک بات تھی لیکن جب ان کے اس چیلنج کو میں نے قبول کر کے آیت مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد کو پیش کیا کہ اس کی تفسیر جناب میاں صاحب بھی لکھیں اور میں بھی لکھوں گا اور ثالث بھی ان کے مریدوں میں سے منتخب کروں گا اور اسی طرح شیخ عبدالرحمان صاحب مصری نے آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین کو مقابلہ تفسیر کے لئے پیش کیا تو قادیان اور ڈلہوزی کے دربار گویا دو گورستان ہیں جہاں سے کوئی آواز نہیں اٹھتی، نہ یہ بتاتے ہیں کہ میں اب کیوں مقابلہ میں نہیں نکلتا نہ مرید سوال کرتے ہیں کہ اتنا بڑا چیلنج دے کر اب خاموشی کے کیا معنے، فرمائیے یہ سچوں اور بہادروں کا نشان ہے یا جھوٹوں اور بزدلوں کا۔

پھر آج تیس سال گذر گئے میں ایک ایک سال میں دس دس مرتبہ بھی دعوت دے چکا ہوں کہ عقائد کے معاملہ میں وہ میرے ساتھ بحث کریں مگر میاں صاحب کو مقابل میں نکلنے کی جرأت نہ ہوئی اور بالآخر میں نے یہاں تک لکھدیا کہ میں آپ کے اپنے مریدوں میں سے ثالثوں کا انتخاب کرلوں گا یہ ایسی بات تھی جو بزدل سے بزدل پیر کو بھی شیر بنا دیتی مگر میاں صاحب کو پھر بھی مقابلہ میں نکلنے کی جرأت نہ ہوئی۔ کیا یہ سچوں اور بہادروں کا نشان ہے یا جھوٹوں اور بزدلوں کا۔

پھر تیس سال ہو گئے جب سے جناب میاں صاحب نے وہ بات کہی جو اس سے پیشتر حضرت مسیح موعودؑ کے وہم و گمان میں بھی نہ اس سلسلہ کے کسی آدمی کے یعنی یہ کہ گو سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود انکار نبوت کرتے تھے اور لفظ نبی کا استعمال بمعنی محدث کرتے تھے، اور مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے تھے، اور دعوئے نبوت اپنی طرف منسوب کیا جانے کو اپنے اوپر افتراء قرار دیتے تھے، مگر سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنی سابقہ تمام تحریروں کو جو انکار نبوت سے پر تھیں منسوخ کر دیا اور دعوئے نبوت کر دیا۔ مگر جب یہ مطالبہ کیا گیا کہ اس کی تائید میں دو گواہ پیش کرو جو حلف اٹھا کر یہ بیان کریں کہ واقعی سنہ ۱۹۰۱ء میں ہم نے سمجھا تھا کہ آج حضرت صاحب مدعی نبوت ہو گئے ہیں اور انکار نبوت کی سالہا سال کی مسلسل تحریروں کو منسوخ کر دیا ہے تو جناب میاں کو ایک بھی گواہ نہ ملا۔ اور جب یہ مطالبہ کیا گیا کہ سنہ ۱۹۰۱ء کی تبدیلی کا دعویٰ کرنے والا یعنی جناب میاں صاحب خود ہی حلف اٹھا کر یہ بیان دیں کہ انھوں نے سنہ ۱۹۰۱ء میں یہ سمجھ لیا تھا کہ حضرت صاحب آج مدعی نبوت ہو گئے ہیں اور انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ کر دیا ہے تو جناب میاں صاحب کو خود بھی یہ جرأت نہ ہوئی۔ کیا یہ سچوں اور بہادروں کا نشان ہے یا جھوٹوں اور بزدلوں کا۔

پھر میاں صاحب کی اس مباہلہ کی دعوت سے پونے دو ماہ پیشتر ۱۲ مئی سنہ ۱۹۴۴ء کے اخبار پیغام صلح میں میاں صاحب کو ایک دعوت دے چکا ہوں یہاں اس کے آخری فقرے نقل کرتا ہوں :-

"اب میں اس سے بھی آگے ایک قدم اٹھاتا ہوں اور میاں صاحب کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ایک

مجلس عام میں سنہ ۱۹۰۱ء کی تبدیلی کے متعلق اپنے دلائل پیش کریں اور میں ایسی تبدیلی نہ ہونے کے دلائل پیش کروں گا۔ اس کے بعد جناب میاں صاحب یہ حلف اٹھائیں کہ ان کے وہ عقائد جو انھوں نے آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ * پر لکھے ہیں واقعی وہی ہیں جو حضرت مسیح موعود کے عقائد تھے اور میں یہ حلف اٹھاؤں گا کہ میاں صاحب کے یہ عقاید حضرت مسیح موعود کے خلاف ہیں اگر وہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں تو میں بھی مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا"

دو ماہ گذر گئے اس کا جواب دینے کی میاں صاحب کو جرأت نہیں ہوئی اور جب تیس سال سے وہ یہ ذلت گوارا کر رہے ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں تبدیلی دعوے کے متعلق سینکڑوں بار مطالبات کے باوجود نہ ان کا کوئی مرید حلف اٹھا سکا ہے نہ وہ خود حلف اٹھا سکے ہیں تو اب مؤکد بعذاب حلف اٹھانے کیلئے کس طرح تیار ہوں، بالخصوص اس صورت میں کہ اس بنیادی افتراء کی تائید جب وہ اور کسی طرح نہ کر سکے تو وہ اور افتراء حضرت مسیح موعود پر اس کی تائید کیلئے گھڑنے پڑے۔ اوّل یہ کہ حضرت مسیح موعود خود فرمایا کرتے تھے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔ اور دوم یہ کہ مہینوں تک حضرت مسیح موعود کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت مسیح موعود کا اجتہاد در بارہ نبوت درست نہیں نکلا۔ جن دونوں کا ادنیٰ سے ادنیٰ ثبوت ان کے ہاتھ میں نہیں اور یہ دونوں بھی ایسے ہی سیاہ جھوٹ ہیں جیسے وہ بنیادی جھوٹ کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنا دعویٰ تبدیل کیا تھا اور انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعوے نبوت کر دیا اور بیس سال کی تحریروں کو جو انکار نبوت سے بھری پڑی تھیں منسوخ کر دیا۔ میں تو اسی بات کا قائل ہوں کہ جب انسان سے ایک غلطی ہو جائے تو اس کا آسان علاج اس غلطی کو واپس لے لینا ہے۔ اس سے انسان کی عزت بڑھتی ہے لیکن اگر جناب میاں صاحب کو مباہلہ کا شوق ہے تو میں نے اس دعوت کی رو سے انہیں مباہلہ کا بھی اختیار دے دیا ہے مباہلہ طرفین کی مؤکد بعذاب حلف کا نام ہے اگر وہ اس کے لئے تیار ہیں تو میں بھی تیار ہوں۔ مگر انہیں ان لوگوں سے مباہلہ کرنے میں جو ان پر زنا کا الزام اور دیگر فواحش کے الزامات رکھتے ہیں خدا کی سزا میں پکڑے جانے کا خوف ہے اور وہ اس شوق مباہلہ کو عقائد کے اختلاف کے ذریعے پورا کرنا چاہتے ہیں تو میں اپنی طرف سے ابتداء نہیں کرتا ان کو اختیار دیتا ہوں، لیکن حضرت مسیح موعود پر جو افتراء انھوں نے کئے ہیں میں انکو افتراء کہتا رہا ہوں اور کہتا رہوں گا۔ اگر وہ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ میری اس دعوت کو قبول کریں اور مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں میں بھی مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا۔ ورنہ جو الزام میں ان پر دے رہا ہوں وہ ایک ثابت شدہ حقیقت قرار پا جائے گا، دیکھئے

میں پھر صاف الفاظ میں ان الزامات کو دوہراتا ہوں

(۱) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افتراء کیا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے دعویٰ میں یہ تبدیلی کی کہ انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعوے نبوت کر دیا اور اپنی سابقہ سالہا سال کی انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ کر دیا،

(۲) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افتراء کیا ہے کہ آپ خود یہ فرمایا کرتے تھے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

(۳) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افتراء کیا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے قریب حضرت مسیح موعود کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا سابقہ اجتہاد در بارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

اگر جناب میاں صاحب کو یہ جرأت ہے تو ان الزامات کی بنیاد پر چاہیں وہ مجھ سے بحث کریں جن میں میں ان کے اپنے مریدوں کو ثالث بناؤں گا اور چاہیں تو بحث کے بعد مباہلہ بھی کریں یعنی مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں کہ ان کے عقائد جو آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر درج ہیں حضرت مسیح موعود کے عقاید کے مطابق ہیں اور میں مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا کہ ان کے یہ عقائد حضرت مسیح موعود کے قطعی خلاف ہیں مگر مباہلہ سے پہلے مباحثہ بہرحال ضروری ہوگا۔

اور اگر میاں صاحب اب بھی خاموش رہیں تو دیکھتے ہیں ان الزامات کو دوہراتا رہوں گا یہاں تک کہ ان کے مریدوں میں بھی یہ ایمانی جوش پیدا ہو کہ وہ میاں صاحب سے ان الزامات کی بریت کے متعلق سوال کریں اور اگر یہ بھی نہ ہو تو یہ وہ پھانسی ہے جو جب تک میاں صاحب زندہ ہیں ان کے پیچھے پیچھے پھرے گی، معلوم نہیں میاں صاحب کے نزدیک کذابوں کی موت کیا ہوتی ہو مگر خدا اور مخلوق کے نزدیک کذاب کی موت یہی ہے کہ وہ جھوٹ پر جھوٹ بولتا چلا جاتا ہے اور اپنے کسی بیان کی صداقت ثابت کرنے کے لئے میدان میں نہیں نکلتا۔

میاں صاحب کی دعوت مباہلہ کا جواب دینے سے پہلے میں مختصراً اپنے مطالبات کو دوہراتا ہوں۔

(۱) سب سے پہلے جناب میاں صاحب زنا کا الزام لگانے والے مریدوں کے ساتھ مباہلہ کریں اور میں حضرت صاحب کا ارشاد اس بارے میں نقل کرتا ہوں

"ہاں اگر کسی ایک شخص پر سراسر تہمت کی راہ سے کسی فسق اور معصیت کا الزام لگایا جاوے جیسا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب ساکن علیگڈھ نے اس عاجز پر لگایا تھا کہ نجوم سے کام لیتے ہیں اور اس کا نام الہام رکھتے ہیں تو مظلوم کو حق پہنچتا ہے کہ مباہلہ کی درخواست کرے"

(تبلیغ رسالت جلد اول صفحہ ۱۶۱)

"اس جواب میں میاں عبدالحق صاحب اپنے دوسرے اشتہار میں اس عاجز کو یہ لکھتے ہیں کہ اگر مباہلہ مسلمانوں سے بوجہ اختلافات جزئیہ جائز نہیں تو پھر تم نے مولوی محمد اسمٰعیل سے رسالہ فتح اسلام میں کیوں مباہلہ کی درخواست کی، سو انہیں سمجھنا چاہیئے کہ وہ درخواست کسی جزئی اختلاف کی بناء پر نہیں بلکہ اس افتراء کا جواب ہے جو انھوں نے عمداً کیا اور یہ کہا کہ میرا ایک دوست جس کی بات پر مجھے بکلی اعتبار ہے دو مہینے تک قادیان میں میرزا غلام احمد کے مکان پر رہ کر بچشم خود دیکھ آیا ہے کہ ان کے پاس آلات نجوم ہیں اور انہیں کے ذریعہ سے وہ آیندہ کی چیزیں بتلاتے ہیں۔ اور ان کا نام الہام رکھ لیتے ہیں۔ اب دیکھنا چاہیئے کہ اس صورت کو جزئی اختلافات سے کیا تعلق ہے۔ بلکہ یہ تو اس قسم کی بات ہے جیسے کوئی کسی کی نسبت یہ کہے کہ میں نے اس کو بچشم خود زنا کرتے دیکھا یا بچشم خود شراب پیتے دیکھا۔ اگر میں اس بے بنیاد افتراء کے لئے مباہلہ کی درخواست نہ کرتا تو اور کیا کرتا"۔

(تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۳)

(۲) میاں صاحب نے تفسیر نویسی کا چیلنج دیا جس کو میں بھی منظور کر چکا ہوں، شیخ عبدالرحمان صاحب مصری بھی منظور کر چکے ہیں، اس مقابلہ میں وہ نکلیں۔

(۳) میاں صاحب کے عقائد جو آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر درج ہیں ان کے متعلق میرے ساتھ بحث کریں۔

(۴) جناب میاں صاحب کے مریدوں میں سے وہ لوگ جنہوں نے سنہ ۱۹۱۰ء سے پہلے بیعت کی اور جناب میاں صاحب خود حلف اٹھائیں کہ سنہ ۱۹۱۰ء میں انھوں نے یہ سمجھ لیا تھا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی سابقہ تحریروں کو جو انکار نبوت سے بھری پڑی ہیں منسوخ کر دیا ہے اور مدعی نبوت ہو گئے ہیں۔

(۵) میری اس دعوت کا جواب دیں جو پیغام صلح ۱۷ مئی سنہ ۱۹۴۴ء میں دی گئی ہے۔

(۶) اس بات کا ثبوت پیش کریں کہ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ میں سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا اور کہ حضرت مسیح موعود کی مجالس میں مہینوں چرچا رہتا تھا کہ آپ کا سابقہ اجتہاد در بارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

یہ چھ باتیں جب تک جناب میاں صاحب ان کا جواب نہ دیں ان کی بزدلی اور جھوٹ پر چھ مہروں کا کام دیتی رہیں گی،

اب میں جناب میاں صاحب کی دعوت مباہلہ کا جواب دیتا ہوں حالانکہ مجھے حق ہے کہ جب تک میاں صاحب میری دعوت ۱۷ مئی کا جواب نہ دیں میں انہیں ان کی اپنی تحریر کے مطابق جھوٹا اور بزدل قرار دوں اور ان کی کسی تحریر کی طرف توجہ نہ کروں میرے لفظ یہ تھے:-

"خوب یاد رکھو قادیان والوں نے کلمہ طیبہ کو منسوخ کر دیا ہے۔ اس میں تمہارے دل میں شک نہیں ہونا چاہیئے میں نے خود ان کے بڑے بڑے آدمیوں سے پوچھا ہے کہ ایک شخص ایک ایسے ملک کے اندر ہے جہاں حضرت مسیح موعود کا پیغام نہیں پہنچا وہ کافر کو کلمہ پڑھتا ہے۔ کیا وہ کافر مسلمان ہو گیا تو جواب دیتے ہیں نہیں کیونکہ اگر یہ مان لیں کہ وہ مسلمان ہو گیا تو پہ ساٹھ کروڑ کلمہ پڑھنے والے کس طرح کافر ہو گئے"

اگر جناب میاں صاحب خود ان لوگوں میں شامل نہیں جنھوں نے ایسا کہا ہے تو ان کو صاف کہنا چاہیئے کہ اگر ان کے مریدوں نے ایسا کہا ہے تو جھوٹ کہا ہے ان کے نزدیک آج ایک کافر صرف کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار سے مسلمان ہو جاتا ہے اور دائرہ اسلام کے اندر آجاتا ہے اور اس کے لئے یہ ہرگز ضروری نہیں کہ وہ حضرت مسیح موعود کی نبوت پر بھی ایمان لائے اور اس کے ساتھ ہی آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ کے ان الفاظ کی بھی تشریح فرما دیں کہ

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں"

اور کلمۃ الفصل کے ان الفاظ کی بھی کہ

"ہر ایک ایسا شخص جو موسےٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسٰی کو نہیں مانتا یا عیسٰی کو تو مانتا ہے مگر محمد صلعم کو نہیں مانتا یا محمد صلعم کو مانتا ہے مگر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ پکا کافر ہے"

(کلمۃ الفصل صفحہ ۲۸)

یہ دو متضاد باتیں ہیں ایک طرف یہ کہنا کہ ہم کلمہ کو منسوخ نہیں مانتے اور ہمارے نزدیک ایک کافر کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جاتا ہے اور اس کے لئے مسیح موعود پر ایمان لانا ضروری نہیں اور دوسری طرف یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ پہلے جناب میاں صاحب یہ صاف کریں کہ ان دونوں میں سے ان کا صحیح مذہب کیا ہے تب میں اس مباہلہ کا جواب بھی دوں گا۔

ایک اور بات بھی واضح کر دوں کلمہ اسی نبی کا سمجھا جاتا ہے جو سب سے آخر میں ہو۔ آپ اس کو یوں کہیں گے کہ جو نبی سب سے آخر میں ہو اس پر ایمان لائے بغیر انسان اسلام میں داخل نہیں ہوتا مثلاً ہم یوں کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں حضرت عیسےٰ کے آنے پر حضرت موسےٰ کا کلمہ منسوخ ہو گیا کیونکہ اس وقت حضرت عیسٰی پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص کفر سے نہ نکل سکتا تھا اور حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری پر حضرت عیسٰی کا کلمہ منسوخ ہو گیا کیونکہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص داخل اسلام نہ ہو سکتا تھا اور چونکہ میاں صاحب کا مشہور مذہب یہی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کے آنے پر کوئی شخص داخل اسلام نہیں ہو سکتا جب تک کہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہ لائے اسی کو دوسرے لفظوں میں یوں کہیں گے کہ حضرت مرزا صاحب کے آنے پر حضرت محمد مصطفٰے صلعم کا کلمہ منسوخ ہو گیا۔ قادیانی اصحاب یوں کہہ دیتے ہیں کہ جس طرح موسٰی کے بعد جو شخص عیسےٰ پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے اور جس طرح عیسٰی کے بعد جو شخص حضرت محمد مصطفٰے صلعم پر ایمان نہیں لاتا وہ کافر ہے اسی طرح وہ بھی کافر بلکہ پکا کافر ہے جو محمد مصطفٰے صلعم کے بعد حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہیں لاتا ہم ان عبارتوں کو کلمہ کی منسوخی کے الفاظ میں منتقل کریں گے تو یوں کہیں گے کہ حضرت عیسٰی کے آنے پر حضرت موسٰی کا کلمہ منسوخ ہو گیا، اور حضرت محمد مصطفٰے صلعم کے آنے پر حضرت عیسٰی کا کلمہ منسوخ ہو گیا اور قادیانی اصحاب کے نزدیک حضرت مرزا صاحب کے آنے پر حضرت محمد مصطفٰے صلعم کا کلمہ منسوخ ہو گیا۔ ان باتوں پر واویلا کرنے کی بجائے اور شور ڈالنے کی بجائے کہ ہائے ہماری

---

* یہ عقائد حسب ذیل ہیں۔ اوّل یہ کہ "حضرت مسیح موعود فی الواقع نبی ہیں" دوم یہ کہ "آپ ہی آیت اسمہ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم کے مصداق ہیں" سوم یہ کہ "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

رف کلمہ کی منسوخی کو منسوب کر کے ہم پر ظلم کر دیا ہماری اولادوں کو قتل کر دیا ہر بات کو بیہر کی حیثیت میں نہیں بلکہ انسان کی حیثیت میں سمجھنے کی کوشش کریں کلمہ کی منسوخی کے سر پر سینگ نہیں ہونگے، آنحضرت صلعم کی تشریف آوری کے بعد آج تیرہ سو سال تک لوگ یونہی مسلمان ہوتے رہے کہ کلمہ پڑھا اور داخل اسلام ہو گئے آج جناب میاں صاحب کے نزدیک کلمہ پڑھنے سے کوئی شخص داخل اسلام نہیں ہوتا جب تک کہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہ لائے تو جس کلمہ کے ذریعہ سے اب کوئی داخل اسلام ہی نہیں ہو سکتا وہ منسوخ نہ ہوا تو اور کیا ہوا۔ ہاں جناب میاں صاحب نے اپنا عقیدہ مصلح موعود کا دعویٰ کرنیکے بعد تبدیل کر لیا ہو تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ وہ صرف یہ اعلان کر دیں کہ اب ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان لائے بغیر صرف کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار سے ایک شخص داخل اسلام ہو جاتا ہے اس سے میرا اور ان کا مقابلہ ختم ہو جاتا ہے نہ مباحثہ کی ضرورت باقی رہتی ہے نہ مباہلہ کی، ہمارے لئے وہ انتہا درجہ کی خوشی کا دن ہوگا کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت اس خطرناک ضلالت سے جس میں وہ اس وقت ہے باہر نکل جائے اور شاید اللہ تعالیٰ کوئی ایسی راہ بھی نکال دے کہ دونوں جماعتیں ایک دوسری کے ساتھ تعاون کرتی ہوئی قرآن کریم کو اور اسلام کو اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کو دنیا کی تمام بستیوں میں پہنچا دیں اور ہم بھی رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا کا نظارہ دیکھ لیں۔

خاکسار۔ محمد علی

دار السلام ڈلہوزی۔ ۱۸ جولائی ۱۹۴۴ء

کیا جناب میاں صاحب مکرم ان باتوں کا ثبوت پیش کر سکتے ہیں

{از محترم جناب شیخ عبد الرحمان صاحب مصری}

ملفوظات جناب میاں صاحب {الفضل مورخہ ۲۸ جون ۱۹۴۴ء کے صفحہ ۲ پر جناب میاں صاحب مکرم کے ملفوظات فرمودہ ۱۴ اپریل ۱۹۴۴ء شائع ہوئے ہیں ان میں سے ایک کا عنوان ہے "نبوت حضرت مسیح موعودؑ اور شیخ مصری" اس عنوان کے ماتحت لکھا ہے "مجلس میں شیخ عبد الرحمان صاحب مصری کے متعلق ذکر ہوا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے بالکل منکر ہو گئے ہیں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا اللہ تعالیٰ رحم فرمائے جب انسان ایک سچائی کا انکار کرتا ہے تو اسے دوسری سچائی کا بھی انکار کرنا پڑتا ہے یہ وہ شخص ہے جس نے ۱۹۳۵ء میں نظارت تالیف و تصنیف کے ایک استفسار کے جواب میں حلفیہ گواہی دی تھی" پھر فرماتے ہیں "حالانکہ اگر وہ (یعنی یہ خاکسار از ناقل) حضرت مسیح موعود کو نبی تسلیم نہ کرنے میں حق بجانب ہیں تو دیانتداری کا تقاضا یہ ہے کہ وہ کہدیں کہ میں نے جو قسم کھا کر بیان دیا تھا وہ غلط تھا" جناب میاں صاحب مکرم کے اس بیان پر میرے دو مطالبے ہیں، امید ہے آپ ان کا تسلی بخش جواب دیکر مشکور فرماویں گے اور وہ یہ ہیں:-

پہلا مطالبہ {جناب نے اپنے اس بیان میں فرمایا ہے کہ خاکسار نے ۱۹۳۵ء میں نظارت تالیف و تصنیف میں کوئی حلفیہ گواہی دی تھی اور اس کے حلفیہ ہونے پر جناب نے اس قدر زور دیا ہے کہ اسکو دوبارہ دہرایا ہے اور خاکسار سے مطالبہ کیا ہے کہ خاکسار نے جو قسم کھا کر بیان دیا تھا اسکا غلط ہونا خاکسار تسلیم کرے اس پر میرا مطالبہ یہ ہے کہ جناب میرا کوئی ایسا بیان پیش کر سکتے ہیں جس پر میں نے قسم کھائی ہو یا کوئی ایسی شہادت دکھلا سکتے ہیں جس کو میں نے حلفیہ تحریر کیا ہو آپ یقیناً میری کوئی حلفیہ شہادت پیش نہیں کر سکتے اگر نہیں کر سکتے تو آپ خود ہی بتلائیں کہ آپکا یہ خلاف واقعہ بیان قابل افسوس ہے یا نہیں کیا میں امید کروں کہ آپ اپنی غلطی پر متنبہ ہونیکے بعد اسے واپس لینے کے لئے تیار ہونگے اس خلاف واقعہ بیان کے متعلق جب آپکی طرف سے کوئی جواب شائع ہوگا تو انشاء اللہ یہ خاکسار اپنی اصل شہادت کے متعلق بھی یہ امر واضح کرے گا کہ جو کچھ جناب نے اس سے استدلال کیا ہے وہ بھی درست نہیں

دوسرا مطالبہ {دوسری بات جناب نے یہ بیان فرمائی ہے کہ خاکسار حضرت مسیح موعودؑ کی نبوت کا بالکل منکر ہو گیا ہے کیا جناب میرے کسی مضمون سے دکھلا سکتے ہیں کہ میں نے حضرت اقدس کی نبوت کا بالکل انکار کر دیا ہے میں تو اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ حضرت اقدس کے اندر نبی کریم صلعم کی نبوت اسی طرح جلوہ گر تھی جس طرح ہر ولی کے اندر ہوتی ہے ہاں یہ جلوہ دوسرے اولیاء کی نسبت مکمل شان میں تھا میں یہ مانتا ہوں کہ جیسا کہ حضرت اقدس نے خود فرمایا ہے یہ نبوت جزوی اور ناقص نبوت ہے تامہ نہیں ظلی ہے اصلی نہیں لغوی ہے اسلامی اصطلاح میں نہیں مجازی اور استعارۃً ہے حقیقی نہیں جس طرح حضور بروزی خاتم الانبیاء ہونے سے خاتم الانبیاء نہیں بن سکتے ہیں بلکہ حقیقی خاتم الانبیاء ہی رہتے ہیں اسی طرح حضور بروزی نبی ہونے سے نبی نہیں بن سکتے بلکہ ولی ہی رہتے ہیں پس جناب میرا بالکل منکر ہونا دکھلائیں افسوس یہ بات بھی جناب نے بالکل خلاف واقعہ بیان کی ہے کیا میں امید کر سکتا ہوں کہ جناب اس غلط بیانی کو واپس لینے کے لئے تیار ہوں گے۔

تیسرا مطالبہ {میں اتفاقاً ۱۹۴۱ء کا الفضل دیکھ رہا تھا کہ میری نظر جناب کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ جنوری ۱۹۴۱ء پر پڑی جو ۱۴ جنوری ۱۹۴۱ء کے الفضل میں شائع ہوا ہے اس کے صفحہ ۵ پر یہ لکھا ہے:-

"ان (جماعت لاہور از ناقل) لوگوں میں سے ایک مالدار خاندان کا ایک فرد مصری صاحب کے فتنہ کے شروع میں یہاں آیا اور اس نے مصری صاحب کو ایک معقول رقم دی کہ ان لوگوں کا خوب مقابلہ کرو ہم تمہاری مدد کرتے رہیں گے" ــــــ یہ بات بھی پہلی دونوں باتوں کی طرح خلاف واقعہ ہے کیا آپ ایسے شخص کا نام پیش کر سکتے ہیں جس نے مجھے ایک معقول رقم دی ہو، اگر نہیں تو آپ خود ہی بتلائیں کہ جس مقام کے آپ مدعی ہیں کیا اسکو اس قسم کی حرکات زیبا دیتی ہیں۔

چیلنج تفسیر نویسی اور جناب میاں صاحب کی خاموشی

جناب میاں صاحب مکرم نے ساری دنیا کو اپنے بالمقابل تفسیر لکھنے کا چیلنج دیا تھا جسے خاکسار نے قبول کر لیا اور اس قبولیت کا اعلان ۲۸ جون ۱۹۴۴ء کے پیغام صلح میں کر دیا گیا اس اعلان پر ایک ماہ گذرنے کو ہے مگر جناب میاں صاحب اس وقت تک اس کے متعلق بالکل خاموش ہیں حالانکہ انہیں یہ علم ہو چکا ہے کہ خاکسار نے ان کے چیلنج کو قبول کر لیا ہوا ہے، البتہ ۱۸ جولائی کے الفضل میں ان کے ایک مرید میاں عطاء اللہ صاحب پلیڈر امرتسر کی طرف سے اس کا ایک جواب شائع ہوا ہے چونکہ چیلنج جناب میاں صاحب کی طرف سے ہے اور انہی کے چیلنج کو میں نے قبول کیا ہے اس لئے اس خاص معاملہ میں نہ میاں عطاء اللہ صاحب کے مضمون کے جواب کی ضرورت سمجھتا ہوں اور نہ ہی اس کے متعلق آئندہ کسی اور دوست کے مضمون کا جواب دوں گا اس خاص معاملہ میں میں صرف اسی مضمون کا جواب دوں گا جو جناب میاں صاحب مکرم کی طرف سے شائع ہوگا باقی میاں عطاء اللہ صاحب کے دل میں جناب میاں صاحب کے علم کی کس حد تک وقعت ہے اسکو بھی میں بخوبی جانتا ہوں اور جن حالات کے ماتحت انھوں نے یہ مضمون لکھا ہے وہ بھی مجھ سے مخفی نہیں انشاء اللہ بوقت ضرورت یہ تمام واقعات دنیا کے سامنے آ جائیں گے ہاں میاں عطاء اللہ صاحب کے مضمون میں جو یہ ذکر ہے کہ حضرت مولینا مولوی نور الدین صاحبؓ نے مجھے مصر میں کوئی خط لکھا تھا جس میں یہ درج تھا کہ واپسی پر اگر ہم نہ ہوئے تو میاں محمود سے قرآن پڑھ لینا یہ محض افتراء ہے مجھے حضرت مولوی نور الدین صاحبؓ نے اس مضمون کا کبھی کوئی خط نہیں لکھا اس امر کی تردید میں پہلے بھی کر چکا ہوں مگر نہ معلوم باوجود تردید کے پھر اس امر کا کیوں ذکر کیا جاتا ہے آخر میں میں جناب میاں صاحب مکرم کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اگر انھوں نے اس مضمون کے شائع ہونے کی تاریخ سے پندرہ دن کے اندر اندر اپنی منظوری کی اطلاع نہ دی تو سمجھا جائیگا کہ وہ اپنی دعوت مقابلہ کو واپس لے لیے ہیں۔ والسلام۔ خاکسار شیخ عبد الرحمن مصری

سلسلہ میں شمولیت

ذیل کے احباب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے دست مبارک پر یا بذریعہ کارڈ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرماوے۔ آمین۔

۱۶۱۔ نصیر محمد صاحب .. ضلع ہزارہ
۱۶۲۔ غلام نبی صاحب ۔ ضلع رہتک
۱۶۳۔ لئیق احمد صاحب .. لاہور
۱۶۴۔ عنایت بی بی صاحبہ .. سیالکوٹ
۱۶۵۔ خورشید بیگم صاحبہ .. ״
۱۶۶۔ فضیلت سرور صاحبہ .. ״
۱۶۷۔ ابراہیم صاحب .. ״
۱۶۸۔ عبد العزیز صاحب .. ״
۱۶۹۔ محمد اسماعیل صاحب .. ״
۱۷۰۔ اقبال احمد صاحب .. ״
۱۷۱۔ مشتاق احمد صاحب .. ״
۱۷۲۔ عبد الحی صاحب .. ״
۱۷۳۔ عبد الرزاق صاحب ۔ ضلع جھنگ
۱۷۴۔ مریم بی بی صاحبہ .. ضلع ہزارہ
۱۷۵۔ لطف دین صاحب ״ ״
۱۷۶۔ خیر النساء صاحبہ .. ״ ״
۱۷۷۔ بی بی آمنہ صاحبہ .. ״ ״
۱۷۸۔ فضل جان صاحبہ .. ضلع ہزارہ
۱۷۹۔ عبد الغفور صاحب .. ״ ״
۱۸۰۔ عبد العزیز صاحب .. ״ ״
۱۸۱۔ صابراں بیگم صاحبہ ۔ ״ ״
۱۸۲۔ محمد ہارون عبد السلام .. ״ ״
۱۸۳۔ دریائی جان صاحبہ .. ״ ״
۱۸۴۔ علی اکبر صاحب ضلع راولپنڈی
۱۸۵۔ سردار بیگم صاحبہ ضلع امرتسر
۱۸۶۔ ملک عبد المومن صاحب لاہور
۱۸۷۔ شیخ عبد الرحیم صاحب لاہور
۱۸۸۔ داؤد الرحمٰن صاحب رامپور سٹیٹ
۱۸۹۔ شیخ عبد الحمید صاحب .. لاہور
۱۹۰۔ اللہ بخش صاحب ضلع گورداسپور
۱۹۱۔ مختار احمد صاحب بھٹہ سیالکوٹ
۱۹۲۔ محمد ناظر صاحب ضلع شیخوپورہ
۱۹۳۔ فیض اللہ صاحب سیالکوٹ
۱۹۴۔ حمید اللہ صاحب ״ ״ ״
۱۹۵۔ کلثوم بیگم صاحبہ ۔ ۔ ضلع جموں
۱۹۶۔ عبد الغنی صاحب، ریاست پٹیالہ
۱۹۷۔ حمیدہ بیگم صاحبہ ״ ״
۱۹۸۔ مشتاق احمد صاحب ۔ سیالکوٹ
۱۹۹۔ محمد انور خاں صاحب ۔ ۔ ״
۲۰۰۔ مرزا ظہور احمد صاحب ۔ لاہور
۲۰۱۔ احمد رفیق یوسف بی۔ اے ۔ اسکندریہ مصر
۲۰۲۔ زین العابدین لودھی .. کلکتہ
۲۰۳۔ رحمت اللہ خانصاحب ضلع ہزارہ
۲۰۴۔ میر عالم خانصاحب .. ״ ״
۲۰۵۔ بوستاں خاں .. ״ ״
۲۰۶۔ محمد قاسم خاں صاحب ״ ״
۲۰۷۔ محمد اعظم خاں صاحب ״ ״
۲۰۸۔ محمد ایوب خاں صاحب ״ ״
۲۰۹۔ نور محمد صاحب .. ״ ״
۲۱۰۔ خادی داد صاحب ۔ ״ ״
۲۱۱۔ عبد اللطیف صاحب حیدرآباد دکن
۲۱۲۔ جناب عبد الباسط صاحب ״ ״
۲۱۳۔ گلزار ملت بیگم صاحبہ ״ ״
۲۱۴۔ عبد السلام صاحب ״ ״
۲۱۵۔ عظمت بیگم صاحبہ ״ ״
۲۱۶۔ حکیم عبد الحمید صاحب ״ ״
۲۱۷۔ عصمت بیگم صاحبہ ״ ״

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر ۔ ایس محمد آصف بی ۔ اے

جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق ۔

جلد ۳۲ ۔ لاہور یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۲ شعبان ۱۳۶۳ھ ۔ م ۔ ۲ اگست ۱۹۴۴ء ۔ نمبر ۳۰

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفٰے ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا ۔
۲ ۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ۔
۳ ۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی ۔
۴ ۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے ۔
۵ ۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا ۔

حضرت نبی کریم صلعم کی توہین اور خلیفہ صاحب قادیان
معاصر الفضل کی پیغام صلح کو غلیظ گالیاں

خلیفہ صاحب قادیان نے الفضل مورخہ ۱۰ رجون ۱۹۴۴ء میں اجرائے نبوت کے "منحوس شاہکار" کو لمس تکمیل دیتے ہوئے لکھا "ہم یہ کہتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازے کو بند نہیں کیا" اور پھر اپنی گستاخی اور بے باکی پر پردہ ڈالنے کیلئے مصلحتاً یہ بھی کہہ دیا "مگر عملی حالت یہی ہے کہ کسی ماں نے کوئی ایسا بچہ نہیں جنا اور نہ قیامت تک کوئی ایسا بچہ جن سکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلعم سے بڑھ سکے" حضرت نبی کریم صلعم کی اس کھلی توہین پر پیغام صلح نے آواز اٹھائی اور خلیفہ صاحب کی مغالطہ آمیز منطق کے چہرہ سے منافقت کا نقاب اٹھا دیا، پیغام صلح کی اس اخلاقی جرأت کی سوزش سے غالی قادیانیوں کے سینے جہنم بن گئے اور الفضل کے کالموں پر گند اور گالیوں کے حشرات کلبلانے لگے ۔ بہتر طریقہ تو یہ تھا کہ میاں صاحب اپنی اس غلطی کا اعتراف کر لیتے لیکن ان کی اقتدار زدہ ذہنیت نے انہیں ایسا کرنے نہیں دیا بلکہ انھوں نے اپنی اس گستاخی پر اصرار کرتے ہوئے ایک اور مغالطہ دینے کی کوشش کی کہ جو کچھ انھوں نے کہا ہے اس سے حضرت نبی کریم صلعم کی عزت بڑھتی ہے کیونکہ ہر شخص کو اللہ تعالیٰ نے بڑھنے کا موقعہ دیا ہر شخص کے اندر قابلیتیں رکھی تھیں کہ وہ بڑھ جاتا لیکن صرف محمد رسول اللہ صلعم سب سے آگے بڑھ گئے میاں صاحب کا یہ بیان بھی قرآن، حدیث، امت مسلمہ کے متحدہ مذہب اور حضرت امام عصر اقدس کے مسلک کے صریح طور پر خلاف ہے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ میاں صاحب اپنے بیان کی تائید میں کوئی سند پیش نہیں کر سکے بلکہ انھوں نے اپنے مسلسل بیانات میں تناقض پیدا کر کے دنیا کو گمراہ کرنے کی کوشش کی ہے جب ان کے نزدیک کوئی شخص محمد رسول اللہ سے بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے تو پھر انکا یہ کہنا بالکل فضول ہے کہ کسی ماں نے کوئی ایسا بچہ نہیں جنا اور نہ قیامت تک کوئی ایسا بچہ جن سکتی ہے جو محمد رسول اللہ صلعم سے بڑھ سکے کیونکہ جب نعوذ باللہ کوئی شخص آنحضرت صلعم سے بڑھ سکتا ہے تو ایسا شخص کبھی پیدا بھی ہو سکتا ہے اور اگر ان کی یہ بات صحیح مان لی جائے کہ کوئی ماں ایسا بچہ نہیں جنے گی جو حضرت نبی کریم سے بڑھ سکے تو پھر ان کی یہ بات یقیناً ایک بہت بڑا دھوکا ہے کہ "ہم یہ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازہ کو بند نہیں کیا" میاں صاحب نے یہ دھوکا کیوں دیا ہے؟ اس کی صراحت اسی اشاعت میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ میں موجود ہے میاں صاحب اس تناقض کے پردہ میں حضرت نبی کریم صلعم کے مرتبہ کو گرا کر اپنے بعض فاسد عزائم کو بروئے کار لانا چاہتے ہیں اور سمجھدار لوگ جانتے ہیں کہ دنیا کو گمراہ کرنے کے لئے تناقض خطرناک حربہ ہے اور میاں صاحب نے اسے خوب استعمال کیا ہے ۔ اس کے علاوہ خلیفہ صاحب بانی پی پی کر پیغام صلح کو کوستے رہے اور پیغام صلح کو یزید سے دو قدم آگے اور پیغام جنگ قرار دیا ہے اور ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے مریدوں نے پیغام صلح اور مدیران پیغام صلح کو وہ مغلظ گالیاں سنائی ہیں کہ الامان والحفیظ!

خیر یہ تو گالیاں ہیں اگر ناموس مصطفٰے کی حفاظت کرتے ہوئے ہمارے سینے بھی چھلنی کر دئے جائیں تو خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں ہماری جان ہے کہ وہ دن ہمارے لئے عید ہو گا ۔

خوشتر آں قتل گہ اہل تمنا مست پوچھ
عید نظارہ ہے شمشیر کا عریاں ہونا

الفضل کا ایک مغلوب الغضب مضمون نگار جس کے مضمون میں سوائے فقرہ بازی اور ایک ادنیٰ درجہ کی لسانیت کے اور کچھ نہیں پیغام صلح کے متعلق لکھتا ہے ۔

(۱) "سلسلہ عالیہ احمدیہ اور اس کے امام عالی مقام ایدہ اللہ کے خلاف کوئی جھوٹ ایسا نہیں جو یہ (پیغام صلح) نہ بولتا ہو اور کوئی فتنہ ایسا نہیں جو یہ فرومایہ فتنہ گر ایجاد نہ کرتا ہو ۔
(۲) پیغام کی شرمناک فتنہ انگیزی
(۳) پیغام کا فتنہ گر مضمون نویس ۔
(۴) پیغام کی بالارادہ فتنہ انگیزی
(۵) اہل پیغام کی مجرمانہ خاموشی ۔
(۶) پیغام کے رسوائے عالم مدیران

یہ دشنام نامہ امرتسر کے ایک قادیانی عطاء اللہ صاحب پلیڈر کا رقم کردہ ہے ۔ اگر اس کے جواب میں ہم بھی کہہ دیں کہ امرتسر کے ایک بدکیش زشت خو زشت رو اور بدباطن وکیل نے پیغام صلح کو گالیاں دیکر صرف میاں صاحب کو خوش کرنے کی کوشش کی ہے تو یہ بالکل درست ہو گا ۔ جو شخص آج پیغام صلح کو گالیاں دے کر میاں صاحب کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ کل کو میاں صاحب کو گالیاں دے کر کسی اور شخص کو خوش کرے گا اس سے زیادہ فرومایگی کیا ہو سکتی ہے! امید ہے جناب میاں صاحب اپنے متعلق اس شخص کے پہلے رویہ کو مدنظر رکھتے ہوئے نظارت امور عامہ کو حکم دیں گے کہ اس کے منہ میں لگام دے دے کیونکہ یہ فرومایہ شخص اسی قابل ہے ۔

اس کے علاوہ اس قادیانی پلیڈر نے لکھا ہے کہ میں پورے یقین اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ فتنہ دانستہ اور بالارادہ یہ جانتے اور اچھی طرح سمجھتے ہوئے کہ یہ سو فیصدی جھوٹ پر مبنی ہے ...... کھڑا کیا گیا ہے" کیا الفضل کا یہ جاہلوس مضمون نگار اللہ تعالیٰ کی مؤکد بعذاب قسم کھا کر کہہ سکتا ہے کہ یہ درست ہے اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ شریعت اسلامیہ اسے اس بدظنی کی اجازت دیتی ہے اور اس کو "اثم" قرار نہیں دیتی" ۔

ہم خلیفہ صاحب قادیان اور معاصر الفضل کو مخلصانہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اپنی اس غلطی پر اصرار کر کے اور قادیانیت کا گورکھ دھندا کھڑا کر کے عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق نہ بنیں اور گند اور گالیوں سے لوگوں کو مرعوب کر کے اس بے باکی پر پردہ ڈالنے کی کوشش نہ کریں ۔ کیونکہ وہ آنحضرت صلعم کی توہین کے مرتکب ہو کر اور اس پر اصرار کر کے خداوند تعالیٰ کی اس چکی کو حرکت دے رہے ہیں جو حرکت میں آ کر خوب مہین پیستی ہے اور خرمن باطل کا ایک دانہ بھی ثابت نہیں چھوڑتی انہیں چاہیئے کہ خدا تعالیٰ کے عذاب سے ڈریں اور اس کی گرفت سے بچ جائیں ۔

الفضل کا ایک غلط عنوان

الفضل مورخہ ۲ ر جولائی میں جناب سید محمد علی شاہ صاحب کا ایک مکتوب "جناب مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں" کے عنوان سے شائع ہوا ہے یہ بالکل غلط عنوان ہے کیونکہ جناب شاہ صاحب نے یہ مکتوب حضرت مولانا عزیز بخش صاحب جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام کے ایک مضمون کے جواب میں لکھا ہے جو پیغام صلح مورخہ ۱۴ ر جون میں "سید امجد علی شاہ صاحب کے مضمون پر تبصرہ" کے عنوان سے شائع ہوا تھا اس کی صراحت خود شاہ صاحب کے مذکورہ مکتوب میں موجود ہے معلوم نہیں اس غلط عنوان دینے میں مدیر الفضل کی کیا مصلحت پوشیدہ ہے کیا قادیانی صحافت میں اصول دیانت کو بالکل خیرباد کہہ دیا گیا ہے؟ شاہ صاحب کے مذکورہ مکتوب سے معلوم ہوتا ہے کہ مدیر الفضل قصداً انکے مضامین کے غلط عنوانات رکھتے ہیں چنانچہ وہ اپنے اسی مکتوب میں اپنے ایک گذشتہ مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں :-

"میں نے صرف مضمون بھیجدیا تھا عنوان ایڈیٹر صاحب الفضل کا اپنا تجویز کردہ ہے میں خود اس میں تذلیل کا پہلو محسوس کرتا ہوں"

مدیر الفضل کو چاہیئے کہ اپنے کسی آیندہ پرچہ میں اس فاش غلطی کی اصلاح کر دیں ۔

اعلیحضرت رضا شاہ پہلوی کی وفات

پچھلے دنوں اخبارات میں یہ نہایت افسوسناک خبر شائع ہوئی ہے کہ اعلیحضرت رضا شاہ پہلوی سابق شاہ ایران جنوبی افریقہ میں وفات پا گئے ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔

مرحوم و مغفور نہایت معمولی درجہ سے ترقی کر کے بادشاہت کے درجہ کو پہنچے تھے آپ میں وہ تمام اعلیٰ خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں جو ایک بادشاہ کے شایان شان ہیں آپ دور حاضر کی ایک بلند ترین شخصیت تھے ایران میں آپ نے ایسی اصلاحات کیں جو ملک و قوم کے لئے بہت مفید تھیں آپ کے عہد میں ایران سے غیر ملکی اثر دور ہوا اور ملک میں حب جمہوریت کا دور دورہ ہوا ۔ آپ نے اپنی قوم کو زندہ کرنے کے لئے قومیت کے رنگ میں رنگین کیا مگر آپ کا یہ تجربہ ناکام رہا اپنی زندگی کے آخری ایام میں آپ بعض ناگزیر سیاسی حالات کی وجہ سے تخت شاہی سے دستبردار ہو گئے اور جلا وطنی کی حالت میں ہی وفات پائی رحمۃ اللہ علیہ ۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ۔

سانحہ ارتحال ۔ یہ خبر نہایت افسوس کیساتھ سنی جائیگی کہ بابو عبدالرحمن صاحب جہلم کے نوجوان صاحبزادہ عزیز کی عمر ۲۱ سال تھی وفات پا گئے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے احباب سلسلہ جنازہ غائبانہ پڑھیں ۔

درخواست ہائے دعا ۔ ایام ہوئی آنریبل شیخ فضل ... کشمیر عرصہ سے بیمار ہیں ان کی صحت کیلئے احباب سلسلہ حضور قلب سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں صحت عطا فرمائے ۔ آمین ۔

(ب) میاں عبدالغنی صاحب ... ڈلہوزی ...

حضرت نبی کریم صلعم کا مقام

میاں محمود احمد صاحب نے حضرت نبی کریم صلعم کی علانیہ گستاخی کی ہے

میاں صاحب اس گستاخی کی توجیہہ کر کے عذر گناہ بدتر از گناہ کے مرتکب ہوئے ہیں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ ڈلہوزی مورخہ ۲۸ جولائی ۱۹۴۴ء

وکذالک جعلنکم امۃ وسطاً لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیداً۔

حضرت نبی کریم کا مقام ایک حدیث میں آتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خیرۃ اللہ من خلقہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلعم کو اپنی سب مخلوق پر فضیلت دی ہے اور ایک اور حدیث میں آپ فرماتے ہیں انا سید ولد آدم ولا فخر میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں اور اس پر میں فخر نہیں کرتا۔ واقعی سرداری اسی انسان کو سزاوار تھی جس کی خاکساری اس کمال کو پہنچی ہوئی تھی کہ جسمانی اور روحانی بادشاہ ہونے کے باوجود آپ کو کسی کام سے عار نہ تھی اور نشست میں، چلنے میں اور ملاقات میں دوسروں میں اور آپ میں کوئی امتیاز نظر نہ آتا تھا۔ حدیث قرآن کریم کی ہی تفسیر ہے۔ ابتدا میں جو آیت کی غرض جو میں نے پڑھی ہے نوع بشر پر حضرت صلعم کی فضیلت کو بیان کرنا ہی ہے مگر اس کو یوں بیان نہیں کیا کہ آپ خیر البشر ہیں، افضل البشر ہیں، سید البشر ہیں، یوں بھی بیان نہیں فرمایا کہ آپ تقویٰ اللہ اور زہد و عبادت میں سب انسانوں سے بڑھ کر ہیں۔ یوں بھی بیان نہیں فرمایا کہ آپ نے ان تمام کمالات انسانی کو حاصل کر لیا ہے جنہیں اور کوئی انسان حاصل نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس کے بیان میں کمال درجہ کے علم و حکمت کا اظہار فرمایا ہے۔ تمہید یوں اٹھائی کہ اے امت محمدیہ ہم نے تمہیں بہترین اور نہایت اعلیٰ درجہ کی امت بنایا ہے اور کوئی دنیا کی قوم اس کمال کو نہیں پہنچی جس کمال کو تم پہنچے ہو۔ تم کو یہ بلند مقام دینے کی غرض یہ ہے کہ تم دنیا کے تمام لوگوں کے ہادی، رہنما، پیشرو بنو۔ یہ ہو گا اس طرح کہ محمد رسول اللہ صلعم تمہارے ہادی اور پیشرو ہیں گویا آپ ایسے کامل اور بلند پایہ انسان ہیں کہ جو قوم آپ کو اپنا ہادی اور رہنما بنائے گی اور آپ کے نقش قدم پر چلے گی اس قوم کا درجہ بھی دنیا کی تمام قوموں سے بلند ہو جائے گا، اسی کو حضرت مسیح موعود نے یوں ادا کیا ہے۔

> ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
> تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھایا ہم نے

حقیقی فضیلت کا موجب یوں بتا دیا کہ دنیا کی صحیح ہدایت اور رہنمائی ہی حقیقی فضیلت کا موجب ہے جو جماعت دنیا کی صحیح ہدایت اور رہنمائی کرتی ہے اسے تمام دوسری جماعتوں پر فضیلت حاصل ہے اور جو انسان دنیا کی صحیح ہدایت اور رہنمائی کرتا ہے اسے تمام دوسرے انسانوں پر فضیلت حاصل ہے۔ فضیلت لفظوں پر نہیں رکھی بلکہ کاموں پر رکھی ہے، واقعات پر رکھی ہے دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کو فضیلت کا اصل معیار قرار دیا ہے۔ اگر واقعات ثابت کر دیں کہ فلاں انسان نے دنیا کی ہدایت اور رہنمائی بہترین طریق پر کی ہے تو وہ انسان بہترین انسان قرار پائے گا۔ اگر واقعات ثابت کر دیں کہ فلاں جماعت نے دنیا کی ہدایت اور رہنمائی بہترین طریق پر کی ہے تو وہ جماعت دنیا کی بہترین جماعت قرار پائے گی۔

افضل البشر واقعات کی روشنی میں اب یہ دونوں باتیں واقعات سے ثابت ہیں ایک طرف یہ کہ جیسی ہدایت اور رہنمائی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قوم کی کسی دوسرے کسی انسان نے ایسی ہدایت اور رہنمائی نہیں کی۔ بیس سال کے عرصہ میں ذلیل ترین قوم کو اٹھا کر بلند ترین قوم بنا دیا۔ دین کے لحاظ سے بھی دنیا کے لحاظ سے بھی، جو لوگ عبادت الٰہی کا نام نہ جانتے تھے انہیں خدا کے بہترین عبادت گذار بنا دیا۔ جو لوگ اخلاق کے لحاظ سے گرے ہوئے تھے، انہیں اخلاق کے بلند ترین مقام پر پہنچا دیا۔ جو لوگ فسق و فجور میں مبتلا تھے انہیں نیکی اور پرہیزگاری کے بہترین نمونے بنا دیا۔ جو پرلے درجے کے توہم پرست تھے، علم سے کورے تھے جہالت پر فخر کرتے تھے انہیں علم و حکمت کا مالک بنا دیا، جو غلام تھے انہیں دنیا کے فاتح بنا دیا۔ یہاں تک کہ آج بدترین اعدائے اسلام کو یہ اعتراف کرنا پڑا کہ (حضرت) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) دنیا کی تمام مذہبی شخصیتوں میں یعنی نبیوں میں اور رسولوں میں جنہیں اوتار کہا گیا ہے ان میں جنہیں خدا یا خدا کے بیٹے کہا گیا ہے ان میں۔ سب سے زیادہ کامیاب انسان ہیں یعنی جو لوگ دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے دنیا میں آئے تھے ان میں محمد رسول اللہ صلعم کے برابر کوئی شخص کامیاب نہیں ہوا کسی نے ایسی اچھی رہنمائی نہیں کی جیسے آپ نے کی۔ دشمن بھی اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ دنیا کی رہنمائی میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ کامیاب انسان ہیں ایسی ہدایت اور رہنمائی اور کوئی نہیں کر سکا جیسے محمد رسول اللہ صلعم نے کی تو یہ ایک رنگ میں دشمن کا اعتراف ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم افضل البشر ہیں۔

حضرت نبی کریم صلعم کی گستاخی آجکل اخبارات میں ایک بحث چھڑی ہوئی ہے کہ میاں محمود احمد صاحب قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایک گستاخی کی ہے کیونکہ انھوں نے کہا ہے کہ:۔

"اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شخص بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے تو میں کہا کرتا ہوں کہ خدا نے اس مقام کا دروازہ بھی بند نہیں کیا"۔

اس بحث میں میں نے اب تک حصہ نہیں لیا لیکن اب جو اس کی نہایت ہی لغو اور پہلے سے زیادہ دلآزار توجیہہ میاں صاحب نے کی ہے تو میں نے خاموش رہنا گناہ سمجھا اصل فقرہ کو تو میں شروع میں اسی قدر سمجھتا تھا کہ یہ ہذیانات میں سے ہے اور پرلے درجہ کی حماقت کا قول ہے۔ مگر اب جو میں نے اسے زیادہ غور سے پڑھا اور اس کی توجیہہ کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ اس سے بھی زیادہ بے ادبی اور گستاخ ہے جس قدر اب تک سمجھا گیا ہے۔

تقریر کی ابتدا میں تعلّی اس تقریر کی ابتدا جو ۱۲ جون ۱۹۴۴ء کے الفضل میں چھپی ہے اور جو ۲۸ فروری ۱۹۴۴ء کو مصلح موعود کا عہدہ سنبھالنے کے بعد لاہور میں کی گئی ایک نہایت ہی تعلّی آمیز فقرہ سے ہوتی ہے۔

"جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے آپ کی مجلس میں بیٹھ کر سیکھا خدا تعالیٰ نے ان تمام باتوں کو ہم پر کھول دیا ہے۔ اس کی حقیقت اس نے ہمیں سمجھا دی ہے اور ان امور پر عمل کر کے ہم یقیناً **صحابہ کا مقام** حاصل کر سکتے ہیں"

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس سے بڑھ کر معصیت کا دن کیا ہو گا کہ ایک شخص جو ہزاروں قسم کی تاریکیوں میں ملوث ہے جس کے عقاید فاسد ہیں جن پر اسے پبلک میں بحث کرنے کی جرأت نہیں جس کے اپنے مرید اس پر طرح طرح کے فواحش کے الزام لگاتے ہیں وہ یہ گپ ہانکتا ہے کہ جو کچھ خدا کے ہاتھ سے پاک کئے ہوئے انسان افضل البشر خاتم النبیین کی مجلس میں بیٹھ کر صحابہ نے سیکھا وہ سب کچھ اس کی باتوں پر عمل کر کے سیکھا جا سکتا ہے اور اس کے مرید صحابہ کا مقام حاصل کر سکتے ہیں، میں کہتا ہوں یہ پہلی گستاخی شان نبوت میں ہے جو اس شخص نے کی ہے کہ اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلعم جیسا قرار دیتا ہے اور اپنی باتوں کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کی طرح قرار دیتا ہے۔

گستاخی میں اضافہ مگر اس گستاخی پر بھی اکتفا نہیں کی پھر اس سے آگے ایک اور قدم اٹھایا صحابہ کے برابر کیا صحابہ سے بڑھ کر مقام اس کے مرید حاصل کر سکتے ہیں اور یہ باتیں کہنے والا اپنے آپ کو مرید اس برگزیدہ انسان کا کہتا ہے جس نے یہ کہا تھا کہ ہمارے لئے یہی مقام فخر ہے کہ ہم ابوبکر و عمر کے خاک پا ہیں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو بعض وہ فضیلتیں حاصل ہیں جو ہمیں اب قیامت تک حاصل نہیں ہو سکتیں تو اس پہلے گستاخانہ فقرہ پر یوں اضافہ کیا۔

"بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اگر ہم بعض صحابہ سے بھی بڑا درجہ حاصل کرنا چاہیں تو حاصل کر سکتے ہیں بلکہ ہم اپنے درجہ میں ترقی کر کے وہ مقام بھی حاصل کر سکتے ہیں جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز بن جائیں بلکہ اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ کیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی شخص بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے، تو میں کہا کرتا ہوں کہ خدا نے اس مقام کا دروازہ بھی بند نہیں کیا"

میاں صاحب کا دماغی توازن قائم نہیں رہا یہ خطاب مریدوں سے ہو رہا ہے کہ اے مریدو! صحابہ کیا چیز ہیں میری صحبت میں بیٹھ کر میری باتوں پر عمل کر کے صحابہ کے برابر درجہ تو حاصل کر ہی سکتے ہو صحابہ سے بڑھ کر بھی کر سکتے ہو بلکہ محمد رسول اللہ صلعم سے بھی بڑھ کر حاصل کر سکتے ہو یا ممکن ہے محمد رسول اللہ صلعم سے بڑھ سکنا اپنے لئے مخصوص کیا ہو جس کی صحبت میں بیٹھ کر صحابہ سے بڑا مقام مرید حاصل کر سکتے ہیں میں انہیں احمقانہ باتیں ہی سمجھتا تھا۔ احمقانہ اس لئے کہ اپنے رہنما اپنے ہادی سے بڑھ سکنے کا خیال کسی احمق کے دل میں ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم کو قرآن کریم نے تو ہمارا ہادی اور رہنما ٹھیرایا اور آپ کے پیچھے چلنے میں آپ کے نقش قدم پر چلنے میں ہمارا فخر ہے اسی میں مسیح موعود کا فخر تھا۔ مگر آج مصلح موعود کے دعوے نے میاں صاحب کے دماغی توازن کو یہاں تک ہلا دیا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اپنے ہادی اور رہنما سے محمد رسول اللہ صلعم سے آگے بڑھ سکتے ہیں اتنا بھی غور نہ کیا کہ جس شخص کے دل میں اپنے ہادی اور رہنما سے آگے بڑھ سکنے کا خیال آ سکتا ہے، وہ پرلے درجے کا بے ادب ہے جس سے آگے ہم بڑھ گئے وہ ہمارا ہادی اور رہنما کہاں رہا۔ جب ہم آگے بڑھ گئے اور وہ ہمارے پیچھے رہ گیا تو ہم نے ہادی اور رہنما کا مقام سنبھال لیا اور اپنے ہادی اور رہنما کو اپنا متبع ٹھیرایا۔ نعوذ باللہ من ھذہ الخرافات۔ اگر صاف لفظوں میں ان خرافات کی تعبیر کرو تو یہ ہو گی کہ اے میرے مریدو تم میری باتوں پر عمل کر کے اور میری صحبت میں بیٹھ کر اپنے ہادی اور رہنما حضرت محمد مصطفےٰ صلعم سے بھی آگے بڑھ کر نعوذ باللہ آپ کے ہادی اور رہنما بن سکتے ہو اور تمہارا ہادی اور رہنما تم سے پیچھے رہ جائے گا گویا وہ تمہارا متبع ہو جائے گا۔ اس کو جو چاہو کہہ لو۔ ایک احمقانہ بات کہہ لو بے ادبی کہہ لو۔ گستاخی کہہ لو، ان میں سے کوئی بھی لفظ اس کے لئے غیر موزوں نہیں۔

عذر گناہ بدتر از گناہ مجھے امید تھی کہ میاں صاحب کو جب پیغام صلح میں اس طرف توجہ دلائی گئی تھی تو وہ فوراً کہتے کہ یہ لفظ غلطی سے میرے منہ سے نکل گئے یا رپورٹر نے غلط لکھ لئے اور ان پر نظر ثانی کرتے ہوئے میری توجہ اس طرف نہیں گئی کہ یہ بے ادبی کے کلمات میرے منہ سے نکل گئے مگر اب تو مصلح موعودی نے دماغ کی حالت ہی خراب کی ہوئی ہے۔ اور وہ پیری کیا جو یہ مان لے کہ مجھ سے غلطی ہوئی اس کی توجیہہ ۱۶ جولائی کے الفضل میں کی جو عذر گناہ بدتر از گناہ کا مصداق ہے۔ سب سے پہلے تو پیغام صلح پر رسے اسے یزید سے بڑھ کر اپنا دشمن قرار دیا اور ہمیں یہ نہیں بتاتے کہ یزید کی صفات ان میں پائی جاتی ہیں یا پیغام صلح میں کچھ دوسرے لوگوں پر طعن و تشنیع کی اور ارشاد ہوا کہ یہ سب احمق ہیں۔ ہم نے تو جو کچھ کہا ہے اس سے رسول اللہ صلعم کی ہتک نہیں بلکہ عزت ہوتی ہے۔ کس طرح؟

(۱) ہمارا مطلب یہ ہے کہ "خدا تعالیٰ نے ہمیشہ یہ دروازہ بند نہیں کیا" گویا خدا تعالیٰ ابھی ———

نعوذ باللہ من ذالک۔ اس بحر ظلمت کا قائل ہے کہ متبع اپنے ہادی اور رہنما سے بڑھ سکتا ہے، یا متبع ہادی اور رہنما بن سکتا ہے اور ہادی اور رہنما متبع بن سکتا ہے، تو خدا نے گویا میاں محمود کے مریدوں کو میاں محمود کے ذریعہ سے یہ پیغام پہنچایا کہ دیکھو ہم نے حکماً محمد رسول اللہ صلعم سے آگے بڑھ سکنے کو نہیں روکا۔ کیونکہ یہ جائز ہے کہ کبھی متبع بھی اپنے ہادی اور رہنما سے بڑھ جایا کرے اور جب نبوت کو ہی نہیں روکا تو آگے بڑھ سکنے کو کس طرح روکا جا سکتا تھا۔ مگر ایک عقیدہ باقی رہ گیا اسے بھی لگے ہاتھوں حل کر دیا جائے۔ خدا نے حکماً اس بات کو تو نہ روکا کہ کوئی شخص محمد رسول اللہ صلعم سے آگے بڑھ سکے مگر حکماً اس بات کو روک دیا کہ کوئی ماں ایسا بچہ جنے جو محمد رسول اللہ صلعم سے آگے بڑھے۔ گویا نعوذ باللہ خدا کے احکام بھی مصلح موعود کے احکام کی طرح ہی ہوتے ہیں جو حکماً اس بات کو نہیں روکتا کہ کوئی شخص محمد رسول اللہ سے آگے بڑھے، مگر حکماً اس بات کو روک دیتا ہے کہ کوئی ماں ایسا بچہ جنے جو محمد رسول اللہ صلعم سے آگے بڑھے۔ یہ باتیں کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔ کی مصداق ہیں اگر کوئی بات دنیا میں ممتنع ہے تو وہ یہ ہے کہ متبع اپنے ہادی سے آگے بڑھ جائے۔ میاں صاحب کہتے ہیں خدا نے اسے حکماً نہیں روکا، میں کہتا ہوں جس شخص کے دماغ میں تھوڑی سی بھی عقل ہو وہ بھی اسے حکماً روکے گا اسے ممتنع قرار دیگا۔

(۲) متبع اور ہادی میں فرق

"خدا نے سب لوگوں کے لئے دروازہ کھول دیا اور کہا کہ آؤ اور اس دروازے میں داخل ہونے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو اس پر سب لوگ دوڑے مگر چونکہ ان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسا عشق نہ تھا وہ اس زور سے نہ دوڑ سکے جس زور سے محمد رسول اللہ دوڑے نتیجہ یہ ہوا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے نکل گئے پس اس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک نہیں بلکہ عزت ہے"

خوب عزت ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت ہادی اور رہنما ہونے کی باقی نہ رہی بلکہ محمد رسول اللہ کے متبعین آپ کے پیچھے چلنے کی بجائے آپ کے مقابلہ میں دوڑنے لگے یہ ہے میاں صاحب کا فہم اور یہ ہے ان کے دماغ کا توازن ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ متبع اپنے ہادی اور رہنما کے مقابل پر نہیں دوڑا کرتا۔ بلکہ وہ اپنے ہادی اور رہنما کے نقش قدم پر چلا کرتا ہے اور یہی اس کا کمال ہے کہ وہ اس طرح اپنے ہادی اور رہنما کے نقش قدم پر چلے کہ اس کا ایک قدم اس اتباع سے ادھر ادھر نہ ہو مگر مصلح موعود صاحب متبعین کو اپنے ہادی اور رہنما کا مد مقابل بناتے ہیں۔ وہ ان سب کو اس طرح دوڑاتے ہیں جس طرح گھوڑ دوڑ میں یا کسی انسانوں کی دوڑ میں چند گھوڑے یا انسان ایک دوسرے کے مقابل پر دوڑتے ہیں اور ایک تیز رو گھوڑا یا تیز دوڑنے والا انسان آگے نکل جاتا ہے یہ ہے میاں صاحب کے نزدیک حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی حیثیت کہ آپ کے سب متبعین آپ کے نقش قدم پر چلنے کی بجائے آپ کے مقابل پر دوڑتے ہیں مگر چونکہ محمد رسول اللہ سب سے زیادہ تیز دوڑے اس لئے آپ سب سے آگے نکل گئے۔ میں میاں صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ رسول کی یہ حیثیت ان کی مصلح موعودیت کا کرشمہ ہے۔ آج تک کسی انسان کو رسول کی حیثیت اس طرح گرانے کی جرأت نہیں ہوئی۔

میاں صاحب کی بہکی بہکی باتیں

میں دیکھتا ہوں کہ جب سے میاں صاحب نے یہ نیا عہدہ سنبھالا ہے بہکی بہکی باتیں کرنے لگ گئے ہیں۔ شاید میاں محمود پہلے متبع رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوں گے جن کے دل میں یہ خیال گذرا ہو کہ وہ محمد رسول اللہ کے مقابل پر دوڑ کر بد قسمتی سے پیچھے رہ گئے۔ آج تک کسی مسلمان کے دل میں یہ خیال نہیں گذرا بلکہ ہر مسلمان اپنا فخر اسی میں سمجھتا ہے کہ اسے اپنے ہادی اور رہنما کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ملے۔ اور مقابلہ کا خیال جس دل میں آیا کہ میں محمد رسول اللہ کے مقابل پر دوڑ کر دیکھوں کہ آگے نکل سکتا ہوں یا نہیں وہ پکا بے ایمان ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے ہادی اور رہنما کے ساتھ جو ہمارا تزکیہ کرنے والے ہیں مقابلہ کا خیال اور اس مقابلہ میں بڑھ جانے کا خیال دونوں بے ایمانی کے خیالات ہیں شاید میاں صاحب خود گوارا نہ کریں کہ ان کا کوئی مرید ان کے مقابل میں آئے اور اس میں اپنی ہتک سمجھیں لیکن محمد رسول اللہ صلعم کے لئے یہ جائز قرار دیا اور جو چیز ان کے لئے ہتک ہے اس میں محمد رسول اللہ صلعم کی عزت ہے تلك اذا قسمة ضيزى، مگر کیا ہوا یہ تو میاں صاحب نے پچھلے تیرہ سو سال کی حالت بیان کی ہے کہ دوڑ میں کوئی آگے نہیں نکل سکا اب زمانہ بدل گیا ہے تیرہ سو سال میں کوئی نبی نہ بنا، اب نبی بن گیا۔ تیرہ سو سال میں کوئی کامل اطاعت نہ کر سکا اب ایک کامل اطاعت کرنے والا پیدا ہو گیا۔ اسی طرح جب یہ ایک دوڑ ہے جس میں محمد رسول اللہ کے پیرو آپ سے آگے بڑھنے کی کوشش کر رہے ہیں تو شاید کل کو کوئی آگے بھی بڑھ جائے۔

(۳) عجیب ترین توجیہ اور لغت خلافت

ابھی عجیب ترین توجیہ باقی ہے وہ ۲۲ جولائی کے الفضل میں اور بھی سوچ کر کی گئی ہے۔

"ہو سکتا ہے کے یہ معنے نہیں کہ امکان بڑھ سکتا ہے، جب خدا تعالےٰ نے خود میں ولد آدم آپ کو کہہ دیا تو امکان کہاں رہا؟"

اسی طرح الفضل میں لکھا ہوا ہے لغت خلافت میں "بڑھ سکتا ہے" کے معنے ہیں "نہیں بڑھ سکتا"، "بڑھنے کا امکان نہیں" میں نے اس میں کوئی تصرف نہیں کیا یہ ارشاد خلافت کی بارگاہ عالی سے ہوا ہے اردو کے تمام فرہنگوں میں یہ مصلح موعودی ترمیم فوراً ہونی چاہئے۔ "ہو سکتا ہے" کے معنے ہیں "نہیں ہو سکتا" اور اس کا لازمی نتیجہ ہے "نہیں ہو سکتا" کے معنے ہیں "ہو سکتا ہے"، انہی باتوں کو سیکھ کر مرید صحابہ رضی اللہ عنہ کا مقام حاصل کر لیں گے، بلکہ صحابہ سے بھی [illegible] مقام حاصل کر لیں گے بلکہ [illegible] رسول اللہ صلعم کے بروز بن جائیں گے بلکہ نعوذ باللہ محمد رسول اللہ صلعم سے بھی آگے بڑھ سکیں گے تو اس کو مرید اچھی طرح یاد کر لیں یہ سبق روز روز ملنا مشکل ہے "ہو سکتا ہے" کے معنے "نہیں ہو سکتا"، "نہیں ہو سکتا کے معنے ہیں" "ہو سکتا ہے"۔ ہاں نبوت کی اصطلاحیں تو پہلے ہی یاد ہوں گی تیس برس اس کام پر لگ چکے ہیں ظل کے معنے ہیں اصل مجاز کے معنے ہیں حقیقت۔ جزو کے معنے ہیں کل کس قدر حکمت کی باتیں اس قوم کو سکھا دی گئی ہیں اب بھی صحابہ سے نہ بڑھیں تو یہ قصور مصلح موعود کا نہیں۔ اس نے تو وہ سب باتیں بتا دی ہیں جو مصلح موعود بتایا کرتے ہیں۔

اجرائے نبوت کا شوق

آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں امید ہے کہ سب مرید چوکھٹوں میں لگا کر گھروں میں آویزاں کر لیں گے۔ مگر یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے یہ اجرائے نبوت کے شوق میں ہے ایک دوسرے کی ضد کی باتیں کرنا میاں صاحب کی عادت میں داخل ہو گیا ہے۔ مرید کوئی کسی بات کو لیکر ایک طرف نکل گیا کوئی دوسری لیکر دوسری طرف نکل گیا وہ بھی میاں صاحب کے مرید ہیں جنہوں نے یہاں تک کہدیا:-

> محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
> اور پہلے سے بڑھکر اپنی شاں میں

اور وہ بھی میاں صاحب کے مرید ہیں جنہوں نے کہا کہ محمد رسول اللہ صلعم تو چھ سو سال کی فترت کے بعد آئے تو بڑی قوت قدسی لیکر آئے مگر مرزا صاحب تیرہ سو سال کی فترت کے بعد آئے تو اس سے ڈبل فورس کیساتھ آئے یہ اسی بات کا نتیجہ ہے جو بڑے فخر سے کہی گئی ہے کہ میں کہا کرتا ہوں کہ محمد رسول اللہ صلعم سے آگے بڑھنے کا دروازہ خدا نے بند نہیں کیا یعنی یہ بات آپ ہمیشہ مریدوں کو کہتے چلے آئے ہیں اتفاق سے پچھلی پہلی دفعہ ہے اندر بیٹھ کر یہی سبق دیا جاتا تھا اور اسی کو پڑھ کر شاعر نے کہا تھا کہ اب کہ جو حضرت محمد مصطفےٰ صلعم دنیا میں آئے ہیں تو پہلے سے بڑھکر شان میں آئے ہیں اب کہا جاتا ہے کہ ہم نے حضرت مرزا صاحب کو محمد رسول اللہ سے بڑھ کر کہنے والے بد کار شاعر کو تنبیہہ کر دی تھی۔ ہم نے ایسی تنبیہہ تو کہیں دیکھی نہیں شاید علیحدگی میں بلا کر سمجھایا ہو گا کہ ان باتوں کو لوگ سمجھائیں گے نہیں بنا بنایا کھیل نہ بگاڑو۔

یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے

یہ بھی گمان نہ کرنا چاہیئے کہ یہ لایعنی باتیں میاں صاحب اور ان کے مرید صرف حضرت مسیح موعود کو نبی بنانے کے لئے کر رہے ہیں وہ تو اب مریدوں کے نزدیک طے شدہ مرحلہ ہے۔ یہ تو سب کچھ اس کے لئے ہو رہا ہے جو ابھی "امیدوار بودہ بداند" کا مصداق ہے اشاروں اشاروں میں سب کچھ کہہ رہا ہے کل کو انہی باتوں کو نبوت کے دعوے کے سند کے طور پر پیش کیا جائے گا کہ ہم تو فلاں وقت سے یہ دعوے کر رہے ہیں کبھی کہا جاتا ہے کہ تذکرہ کے الہامات سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک اور نبی آنیوالا ہے اب نبوت کی سند کی ضرورت قرآن و حدیث سے نہیں رہی ان کی جگہ تذکرہ نے لے لی ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے مجھے خدا بنا دے گا تو میں اعلان کر [illegible] [illegible] تو ترقی کرکے کہا جاتا ہے کہ غلطی طور پر مجھے اپنا نبی ہونا معلوم ہو گیا تو پھر بھی اعلان کر دوں گا گویا پھر خدا کے نبی کہنے کی بھی ضرورت نہ ہو گی خود ہی نبی بن بیٹھیں گے۔ (الفضل ۲۹ رمئی ۱۹۴۴ء)

کبھی کہا جاتا ہے "اگر لاہور کے لوگ میری باتوں کو اسی طرح رکھیں جس طرح صحابہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں تعہد کے ساتھ یاد رکھا کرتے تھے تو یہی باتیں ان کی زندگی کی کایا پلٹ کر رکھدیں" اور ان باتوں کو اسی طرح ایک دوسرے کو سنائیں "جس طرح صحابہ ایک دوسرے کو حدیثیں سنایا کرتے تھے" (الفضل ۱۶ رجون ۱۹۴۴ء)

کبھی دعوٰے ہوتا ہے انا محمد رسول اللہ کبھی کہا جاتا ہے کہ "لوگ مجھ پر ایمان لانے اور میرے نقش قدم پر چلنے کی وجہ سے" ایسے ایسے ہو جائیں گے۔ گویا نبی بننے سے پہلے ہی مومن بہ بن گئے یہاں تو شیخ غلام محمد کو بھی مات کر دیا۔ کبھی اپنا مرتبہ صدیقوں سے بھی اوپر بتایا جاتا ہے۔ کسی مومن کے پاس نہیں، کسی صالح کے پاس نہیں، کسی صدیق کے پاس نہیں بلکہ خلیفہ وقت کے پاس براہ راست جا کر یہ بات کہتے ہیں (الفضل ۲۲ رجولائی ۱۹۴۴ء) حالانکہ خلیفہ وقت تو یزید بھی تھا مگر آپ کا مدعا منشا ہے کہ خلیفہ وقت یعنی خود میاں صاحب صدیقوں سے اوپر ہیں اور خود ہی یہ مانتے ہیں کہ صدیق سے اوپر مرتبہ صرف نبی کا ہے۔ کبھی کہا جاتا ہے میرے ساتھ خدا کا وہی سلوک ہے جو ماموریں کے ساتھ ہوتا ہے اور خود ہی کہا ہے کہ مامور نبی کے سوائے اور کوئی نہیں ہوتا۔ اگر یہ مکاری کے رنگ میں نبوت کا دعوٰے نہیں تو ان تمام خرافات سے میاں صاحب کو توبہ کر کے اعلان کرنا چاہیئے؟

یوم معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم

بھدرواہ میں جولائی ۱۹۴۴ء کو یوم معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریب پر جماعت احمدیہ اتحاد کمیٹی کے زیر اہتمام ایک جلسہ منعقد کیا گیا جس کی صدارت کے فرائض جناب چوہدری غفور احمد صاحب نے سرانجام دیئے۔ کارروائی جلسہ تلاوت قرآن حکیم کے ساتھ شروع کی گئی نعت و ثنا خوانی کے بعد مولوی محمد صدیق صاحب مبلغ اسلام نے افتتاحی تقریر کی جس میں انعقاد جلسہ کی غرض اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی علو شان کا ذکر کیا۔ ان کے بعد جناب سوامی راج صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی وکیل بھدرواہ نے معراج کے متعلق اپنے قیمتی خیالات سے حاضرین کو مستفید فرمایا۔ اخیر پر جناب مولینا احمد یار صاحب ایم اے نے فلسفہ معراج پر ایک نہایت مدلل تقریر سے حاضرین کو محظوظ فرمایا جس میں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق اور بہترین تعلیم کا ذکر کیا ساتھ ہی آپ نے یہ بھی بتلایا کہ جو قرب ایزدی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہوا وہ آج تک نہ کسی ملک بشر کو حاصل ہوا ہے اور نہ آئیندہ ہو گا۔ اختتام پر صاحب صدر نے سامعین کا جن میں ہر قوم و مذہب کے لوگ شامل تھے شکریہ ادا کیا اور مہاراجہ صاحب بہادر کی سلامتی کے ساتھ واپسی کے لئے دعا کی۔

(راسشید [illegible] احمدیہ انجمن [illegible] اسلام بھدرواہ)

میاں محمود احمد صاحب جواب دیں

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔

حضرت مسیح موعود پر جو افترا میاں محمود احمد صاحب نے کئے ہیں میں انکو افترا ہی کہتا رہا ہوں اور کہتا رہونگا اگر وہ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ میری اس دعوت کو قبول کریں اور مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں میں بھی مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا ورنہ جو الزام میں ان پر دے رہا ہوں وہ ایک ثابت شدہ حقیقت قرار پائے گا، دیکھئے میں پھر صاف الفاظ میں ان الزامات کو دہراتا ہوں:-

(۱) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افترا کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے دعویٰ میں یہ تبدیلی کی کہ انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعوے نبوت کر دیا اور اپنی سابقہ سالہا سال کی انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ کر دیا۔

(۲) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افتراء کیا ہے کہ آپ خود یہ فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

(۳) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افترا کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء کے قریب حضرت مسیح موعود کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا سابقہ اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

اگر جناب میاں صاحب کو یہ جرأت ہے تو ان الزامات کی بنیاد پر چاہیں وہ مجھ سے بحث کر لیں جن میں میں ان کے اپنے مریدوں کو ثالث بناؤں گا اور چاہیں تو بحث کے بعد مباہلہ بھی کر لیں یعنی وہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں کہ ان کے عقائد جو آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر درج ہیں حضرت مسیح موعود کے عقائد کے مطابق ہیں، اور میں مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا کہ ان کے یہ عقائد حضرت مسیح موعود کے قطعی خلاف ہیں مگر مباہلہ سے پہلے مباحثہ بالمشافہ ضروری ہوگا۔

اور اگر میاں صاحب اب بھی خاموش رہیں تو دیکھئے میں ان الزامات کو دہراتا رہوں گا یہاں تک کہ ان کے مریدوں میں بھی یہ ایمانی جوش پیدا ہو کہ وہ میاں صاحب سے ان الزامات کی بریت کے متعلق سوال کریں۔

شبان الاحمدیہ

شبان الاحمدیہ لاہور کی ایک میٹنگ ۲۳ جولائی کو بعد از نماز مغرب منعقد ہوئی۔ حضرت مولانا عزیز بخش صاحب نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ حافظ غلام نبی صاحب نے "مسیح موعود اور عشق رسول" کے موضوع پر تقریر کی جس میں انہوں نے بتایا کہ مسیح موعود کا صحیح مذہب کیا تھا اور آج ایک نائب مسیح ہونیکا مدعی جو اپنے آپ کو خدا کا مقرر کردہ خلیفہ بھی کہتا ہے کس طرح ہمارے آقا مسیح موعود کی تعلیمات میں تحریف کر رہا ہے اور کس طرح وہ احمدیت کے لئے باعث ننگ ہے صاحب صدر نے کچھ صدارتی ریمارکس پاس کئے اور میٹنگ دعا پر اختتام پذیر ہوئی۔

سیکرٹری شبان الاحمدیہ۔ لاہور

تراجم قرآن فنڈ

رفتار وصولی

سابقہ میزان:-	۹-۲-۷۹۱۲۲
وصولی ۲۲/۷/۴۴ تک	۰-۷-۷۶۰۱
کل میزان	۹-۹-۸۶۷۲۳
وعدہ جات	۰-۱۵-۲۶۶۱۷

از راہ کرم وعدہ کنندگان احباب ترسیل رقوم سے جلد از جلد سبکدوش ہوکر عنداللہ ماجور ہوں۔ والسلام

اسسٹنٹ سیکرٹری

مباحثہ مابین مولوی اللہ دتہ صاحب و مولوی عمر الدین صاحب

مولوی اللہ دتہ صاحب و مولوی عمر الدین صاحب کے درمیان اس بات پر مباحثہ ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے ۱۸۹۹ء میں جو تعریف نبوت شائع کی کیا بعد میں اس میں تبدیلی کر دی یا اسکو اسی طرح رہنے دیا۔

اس مباحثہ کے متعلق مولوی اللہ دتہ صاحب نے الفرقان میں شائع کیا ہے کہ انھوں نے اپنا پرچہ دسمبر میں بھیجدیا تھا مگر مولوی عمر الدین صاحب کی طرف سے ابھی تک جواب نہیں آیا۔ مکرمی مولوی عمر الدین صاحب نے خاکسار کو اصل حقیقت سے مطلع کر کے لکھا ہے کہ انکی طرف سے خاکسار احباب کی اطلاع کیلئے اس مباحثہ کے متعلق ایک نوٹ شائع کر دے، سو احباب کی آگاہی کے لئے لکھا جاتا ہے کہ مولوی اللہ دتہ صاحب نے یہ تو درست لکھا ہے کہ انھوں نے دسمبر میں اپنا پرچہ بھیجدیا تھا مگر مولوی صاحب نے یہ نہیں ظاہر کیا کہ وہ پرچہ انھوں نے کتنے عرصہ بعد بھیجا تھا، مولوی صاحب نے ایک ماہ کی بجائے قریباً ۴½ ماہ بعد اپنا پرچہ بھیجا تھا پھر طرفہ یہ کہ وہ پرچہ بھی ادھورا بھیجا تھا یعنی جو دلائل مولوی صاحب نے اپنے پہلے پرچہ میں تبدیلی کو ثابت کرنے کے لئے پیش کئے تھے ان پر جو جرح مکرمی مولوی عمر الدین صاحب کی طرف سے ہوتی تھی اس کا کوئی جواب مولوی صاحب نے اپنے دوسرے پرچہ میں نہیں دیا بلکہ یہ لکھدیا کہ اس جرح کا جواب تیسرے پرچہ میں دیا جائے گا چونکہ مولوی صاحب کا جواب نامکمل تھا اور دوسرے یہ کہ مکرمی مولوی عمر الدین صاحب کو جو دو دفعہ جرح کرنیکا موقعہ مل سکتا تھا ان میں سے ایک موقعہ سے انہیں محروم کرنے والا تھا اس لئے مولوی عمر الدین صاحب شروع میں اس بات کی کوشش میں رہے کہ مولوی اللہ دتہ صاحب اپنے جواب کو مکمل کریں تا وہ جواب دینے کے قابل ہوں، مگر مولوی اللہ دتہ صاحب اس طرف آئے ہی نہیں اس کوشش میں کافی وقت گذر گیا اور پھر ان کو بعض ان کے دفتری فرائض کی سرانجام دہی میں ایسی مصروفیت ہوئی کہ وہ پرچہ کا جواب لکھنے کے لئے وقت نہیں نکال سکتے تھے اس کی اطلاع انھوں نے مولوی اللہ دتہ صاحب کو دے دی تھی اور انھوں نے چونکہ خود بھی دوسرا پرچہ لکھنے میں کافی دیر لگائی تھی اس لئے انھوں نے لکھ دیا کہ کوئی حرج نہیں اصل غرض تو تحقیق ہی ہے دیر کی وجہ یہ بھی ہوئی کہ مولوی اللہ دتہ صاحب نے حضرت اقدس کے حوالوں کے علاوہ بعض بے تعلق حوالوں سے اپنے دوسرے پرچہ کو بھر دیا ان کے جواب کے لئے مولوی عمر الدین صاحب کو لاہور سے اخباروں وغیرہ کے حوالے منگوانے پڑے کیونکہ بمبئی میں ان کے پاس سلسلہ کے اخباروں کے پرانے فائل موجود نہ تھے اس لئے ان وجوہ کی بناء پر جواب میں دیر کا ہونا ناگزیر تھا۔ بہرحال اب مولوی عمر الدین صاحب نے ۱۵ر جولائی کو اپنا جوابی پرچہ مولوی اللہ دتہ صاحب کو ارسال کر دیا ہوا ہے، مولوی عمر الدین صاحب لکھتے ہیں کہ اگر مولوی اللہ دتہ صاحب نے ایک ماہ میں جواب بھیجنے کی پابندی کی تو وہ بھی انشاء اللہ بشرط صحت و فرصت ایک ماہ میں جواب ارسال کر دیں گے۔ مولوی اللہ دتہ صاحب نے جو طریق پرچہ کو نامکمل رکھنے کا اختیار کیا ہے وہ قابل افسوس ضرور ہے۔ (خاکسار عبد الرحمان مصری)

پیغام صلح
ایڈیٹر: ایس محمد آصف بی اے
جلد ۳۲ لاہور۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۹ رشعبان ۱۳۶۳ھ م ۹ راگست ۱۹۴۴ء نمبر ۳

آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس

مولوی عبدالحامد بدایونی کی قرارداد پیش نہیں ہو سکی

حال ہی میں بمقام لاہور آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کا اجلاس ہوا ہے اس مذکورہ اجلاس کا جو اجنڈا اخبارات میں شائع ہوا تھا اس میں ایک قرارداد مولوی عبدالحامد بدایونی کی درج تھی کہ :-

"چونکہ دنیائے اسلام اور ہر طبقہ وخیال کے معتدّ علماء نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے پیروکار دائرہ اسلام سے خارج ہیں لہٰذا انہیں مسلم لیگ کے دائرے میں شرکت کی ہرگز اجازت نہیں ہونی چاہیئے۔ اب قادیانیوں کی مسلم لیگ میں شمولیت یا عدم شمولیت کے متعلق بعض حلقوں میں بڑا چرچا ہے اس لئے آل انڈیا مسلم لیگ کا یہ اجلاس قرار دیتا ہے کہ علمائے اسلام کے متفقہ فیصلہ کے مطابق کوئی قادیانی مسلم لیگ میں شامل نہیں ہو سکتا۔"

مکفر علماء اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے معاندین کو یہ معلوم کر کے سخت مایوسی ہوئی ہوگی کہ مسلم لیگ کے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح نے مولوی عبدالحامد بدایونی کو یہ مذکورہ بالا قرارداد پیش کرنے سے روک دیا اور یہ قرارداد مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں پیش نہ ہو سکی۔ مقام شکر ہے کہ مسلم لیگ کی قیادت ایک ایسے بیدار مغز انسان کو تفویض کی گئی ہے جو مسلمانوں کے سیاسی مفاد کو اچھی طرح سمجھتا ہے اور سیاسی میدان میں اتحاد کی برکت سے واقف ہے اور علمائے اسلام کی مکفرانہ ذہنیت سے مرعوب نہیں۔ اگر یہ قرارداد پیش ہو کر پاس ہو جاتی تو مسلم لیگ کو اتنا نقصان پہنچتا کہ جس کی تلافی ناممکن تھی۔

اگر آج "قادیانیوں" کو علماء کے فتوئے کفر کی بناء پر مسلم لیگ کی رکنیت سے خارج کر دیا جاتا تو یہ اخراج کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہ ہوتا جب تک کہ ایک ایک اسلامی فرقہ نام نہاد علماء کے فتوؤں کی بنا پر مسلم لیگ کے دائرے سے خارج نہ ہو جاتا آخر کونسا اسلامی فرقہ ہے جس کے متعلق علماء کے فتاوئے کفر موجود نہیں اور گذشتہ آئمہ میں سے کونسا امام ہے جو علماء کی تکفیر سے بچا ہے، کیا امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام احمد بن حنبل امام بخاری جیسے بلند مرتبت انسانوں کو علمائے سلف نے تکفیر کا ہدف نہیں بنایا اور ان کو کافر بدعتی اور زندیق کے خطابات نہیں دیئے اور ان کو ایسی وحشیانہ سزائیں نہیں دلوائیں جو نامی ڈکیت اور خونیوں کو دی جاتی ہیں پھر اسی زمانہ میں سر سید احمد خاں اور انکے پیروؤں کے متعلق مکہ معظمہ کے اربعہ مذاہب کے مفتیوں کا فتوےٰ موجود نہیں کہ یہ شخص ضال اور مضل ہے بلکہ ابلیس لعین کا خلیفہ ہے۔۔ ..... ضرب اور حبس سے اسکی تادیب کرنی چاہیئے ـــــ مولانا محمد قاسم صاحب بانی دیوبند اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے متعلق بھی فتوےٰ موجود نہیں کہ یہ علماء اور ان کے متبع اجماع اسلام سے مرتد اور خارج از اسلام ہیں اور پھر اسی طرح تین سو علماء نے مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مرحوم، مولینا محمود الحسن صاحب کو مرتد اور کافر قرار دیا اور یہانتک نہیں کہا کہ جو ان کے کفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہی جیسا مرتد کافر ہے اور اسی طرح اہل دیوبند کی طرف سے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور ان کے ساتھیوں کو کافر اکفر مرتد اور خارج از اسلام قرار نہیں دیا گیا ہے ـــــ اہل سنت والجماعت کا اہل تشیع کے متعلق کیا فتویٰ ہے اور اہل تشیع کی اہل سنت والجماعت کے متعلق کیا رائے ہے اگر مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں یہ قرارداد پاس ہو جاتی کہ احمدیوں کے متعلق علماء کا فتوےٰ کفر موجود ہے اس لئے انہیں مسلم لیگ سے خارج کر دینا چاہیئے تو ایک وقت ایسا آتا کہ دیوبندیوں بریلویوں، نیچریوں، اہل تشیع سب کو مسلم لیگ کی رکنیت سے خارج کر دیا جاتا اور مذکورہ بالا فتووں کی موجودگی میں کوئی مسلمان اس قابل نہ رہ جاتا کہ وہ مسلم لیگ کا ممبر بن سکے مسٹر جناح نے بہت بہتر کیا جو اس قرارداد کو پیش ہونے سے روک دیا مسلم لیگ کی رکنیت علماء کے فتووں کی بنا پر نہیں ہونی چاہیئے بلکہ اسلام کے ایک سیدھے سادے اصول پر ہونی چاہیئے کہ ہر وہ شخص جو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قائل ہے وہ مسلمان ہے اس لئے وہ مسلم لیگ کا رکن بن سکتا ہے۔

مسلمانانِ ہند کے سیاسی حالات اس امر کا تقاضا کرتے ہیں کہ وہ سیاسی میدان میں آپس کے فروعی اختلافات کو ترک کر کے متحد ہو جائیں ان پر اچھی طرح روشن ہونا چاہیئے کہ ان کی پڑوسی قوم بڑی کامیاب ہے وہ اس سیاسی کشمکش میں انہیں پچھاڑنے کی کوشش کر رہی ہے اور ان کے سیاسی حقوق کو تلف کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتی یہ بہت نازک موقعہ ہے اس وقت صرف اتحاد مسلمانوں کے سیاسی حقوق کی حفاظت کر سکتا ہے اور سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کی پوزیشن کو ہندوستان میں مضبوط کر سکتا ہے مسلمانوں کو قومی مفاد اور بہتری کے لئے ان جھگڑوں کو ترک کر دینا چاہیئے ؛

خلیفۂ قادیان کے ایک غالی مرید کے تاثرات

جناب خلیفہ صاحب قادیان کے ایک غالی مرید ابو اسید بہاری نے گیا سے خاکسار مدیر پیغام صلح کو ایک خط لکھا ہے جس کا ایک اقتباس درج ذیل ہے "آپ غور کریں کہ مسیح موعود کو نبی سمجھنے سے اگر حضرت محمد صلعم کی تضحیک ہوتی ہے تو بھی کم سے کم خدا کی شان تو بڑھتی ہے کہ وہ حضرت محمد صلعم کے بعد بھی اور نبی بنا سکتا ہے اور بنایا ہے چنانچہ مسیح موعود کو اس نے نبی بنایا ہم تو اس کے بھی قائل ہیں کہ وہ مسیح موعود سے بڑھ کر بھی نبی پیدا کر سکتا ہے اور کیا تعجب ہے کہ ہمارے مصلح موعود وقت مناسب پر اس کا اظہار فرمائیں کہ وہ خود بھی نبی ہیں ہمارے دل کو یہی حوصلہ ہے کہ ایسا ہو کر رہے گا ؎

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا ؛ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا"

پیغام صلح :- یعنی آپ اس کے قائل ہیں کہ اجرائے نبوت سے حضرت نبی کریم صلعم کی تضحیک ہوتی ہو بلکہ اگر آپ غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا اس سے نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی ہتک ہوتی ہے باقی رہا یہ سوال کہ اس سے خدا کی شان بڑھتی ہے یہ بھی غلط ہے اپنے بنائے ہوئے آئین کے خلاف چلنے سے جب ایک معمولی دنیوی حکومت کی شان نہیں بڑھ سکتی تو خدا تعالیٰ کی شان کیسے بڑھ سکتی ہے۔ نبوت کو ختم کرنے کے بعد نبوت کو جاری کرنے سے خدا تعالیٰ کی شان ہرگز نہیں بڑھے گی بلکہ کم ہوگی۔ حضرت مسیح موعود کو اللہ تعالیٰ نے نبی نہیں بنایا بلکہ محدث بنایا ہے اس کے متعلق حضرت مسیح موعود کا صریح ارشاد موجود ہے نبوت کا دعوےٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعوےٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اس کے علاوہ آپ کے مصلح موعود صاحب کا دعوےٰ نبوت! ذرا آپ تحمل سے کام لیں اس کے لئے وہ پیشتری جا رہے ہیں، جب زمین تیار ہو جائے گی وہ نبوت کا دعوےٰ بھی کر دیں گے۔ جس وقت جماعت متحد ہو کر ان کے قلب پر "وحی" نازل کرے گی تو وہ ضرور یہ دعوےٰ کر دیں گے۔ میاں صاحب نے مصلح موعود کا دعویٰ کرنے کے لئے بھی برسوں زمین تیار کی تھی جب انھوں نے دیکھا کہ جماعت تیار ہو گئی تو دعویٰ کر دیا اور اب وہ دعوےٰ نبوت کے لئے پروپیگنڈا کر رہے ہیں جب فضا پیدا ہو جائے گی تو وہ دعوےٰ کر دیں گے۔ ذرا انتظار کیجئے ؛

اخبار احمدیہ

ـــــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

ـــــ شیخ یوسف احمد صاحب وزیرآباد سے تحریر فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالرشید صاحب کو اللہ تعالیٰ نے امتحان بی کام میں نہایت اعلیٰ کامیابی عطا فرمائی ہے انھوں نے اس خوشی میں مبلغ پانچ روپیہ انجمن کو بطور عطیہ دیئے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ شیخ عبدالرشید صاحب کی اس کامیابی کو آئندہ کامیابیوں کا پیش خیمہ بنائے۔ آمین

ـــــ مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی کی اہلیہ محترمہ کی علالت کے متعلق کچھ عرصہ ہوا پیغام صلح میں دعا کے لئے تحریک ہوئی تھی احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ موصوفہ کے لئے دعا کو جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ انہیں شفا دے اور صحت کامل عطا فرمائے۔

ـــــ میاں فضل کریم صاحب ایبٹ آباد سب احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ ان کے لئے حضور قلب سے دعا کی جائے کہ اللہ تعالےٰ ان کے خانگی حالات کو درست کر دے۔ آمین۔

ـــــ سلسلہ کے بعض دیگر احباب بھی بیمار ہیں اور بعض مالی مشکلات میں مبتلا ہیں ان کی صحت اور آسودگی کے لئے بھی دعا کی جائے۔

سانحۂ ارتحال

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں حزن و ملال کے ساتھ سنی جائے گی کہ حکیم خورشید عالم صاحب سیالکوٹی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ کے احمدی تھے ریاست کپورتھلہ میں وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ حکیم صاحب مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے باقی احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ ...

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام ... پرنٹر پبلشر چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح ... سے شائع ہوا

اسلامی تہذیب کی ابتدا اور انتہا

اس سال رمضان میں دو مجاہدوں کیلئے جماعت تیار ہو جائے

تراجم قرآن فنڈ کی مجوزہ رقم دو لاکھ روپے پوری کی جائے اور مسلمانوں میں وسیع پیمانہ پر لٹریچر تقسیم کیا جائے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی۔ مورخہ ۴ اگست ۱۹۴۴ء

ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا ربنا ولا تحمل علینا اصراً کما حملتہ علی الذین من قبلنا ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولٰنا فانصرنا علی القوم الکفرین۔ (البقرہ)

سورہ بقرہ سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے

سورہ بقرہ سورہ فاتحہ کی تفسیر ہے۔ سورہ بقرہ کی ابتدا اس سے کی تھی کہ اگر کامیاب ہونا چاہتے ہو، مفلحون بننا چاہتے ہو یعنی اپنے قویٰ کا جو اللہ تعالیٰ نے تمہیں دیئے ہیں کمال درجہ کا نشو و نما چاہتے ہو تو خدا کے آگے گرنا سیکھو۔ نماز کو اپنی عادت میں داخل کرو۔ یہ نہیں بعض قوموں کی طرح صبح اٹھے تو خدا کی پرستش کر لی یا بعض دوسروں کی طرح رات کو سونے لگے تو خدا کو یاد کر لیا بلکہ کرو اور دن کے اوقات میں بھی وقتاً فوقتاً خدا کے آگے گرتے رہو یہاں تک کہ اس کے آگے گرنا تمہاری عادت میں داخل ہو جائے۔ یہ گویا ایاک نعبد کی تفسیر ہے۔ سورت کا خاتمہ اس پر کیا ہے فانصرنا علی القوم الکافرین اے خدا تو ہماری یہاں تک مدد فرما کہ ہم کافروں پر غالب آ جائیں یعنی اسلام کا غلبہ کفر پر ہو جائے یہ گویا ایاک نستعین کی تفسیر ہے۔ یوں بتایا ہے کہ خدا کی عبادت صرف اسلئے نہیں کہ انسان کو خود اطمینان قلب حاصل ہو جائے اس کی زندگی ایک بہتر زندگی ہو جائے۔ بلکہ خدا کے دروازے سے حقیقتاً انسان کو مدد ملتی ہے یہاں تک کہ اسکو ایک ظاہری غلبہ بھی عطا ہوتا ہے۔ وہ غلبہ صحیح رنگ میں دلوں کی اصلاح کا غلبہ ہے۔ مسلمان کو ایک بہت بلند مقام دیا گیا تھا وہ صرف اپنے نفس کی اصلاح کا ذمہ دار نہیں بلکہ دوسرے لوگوں کی اصلاح بھی اس کی زندگی کا مقصد ہے اسی کی طرف فانصرنا علی القوم الکافرین میں اشارہ ہے۔ اصل مقصد اصلاح قلوب ہی ہے مگر وہ غلبہ کبھی ظاہری رنگ بھی اختیار کر لیتا ہے جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اپنی عبادت کو کمال تک پہنچایا تو اصلاح قلوب میں کامیابی کے علاوہ ظاہری کامیابی بھی انہیں عطا کی گئی۔ اس لئے کہ کفر کا ظاہری غلبہ اصلاح قلوب کے رستے میں روک تھا۔ مگر خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اصل غرض صحابہ کی بھی قلوب انسانی کی اصلاح تھی۔ پس اگر سورہ بقرہ کی سب سے پہلی آیت میں نماز کو یا خدا کے آگے گرنے کو تہذیب اسلامی کی بنیاد قرار دیا گیا ہے تو اس کی آخری آیت میں اس عمارت کی بلندی دکھائی گئی ہے جو تہذیب اسلامی سے کھڑی ہوگی۔ اور وہ ہے ... [illegible] کی اصلاح۔

دوسری قومیں اپنے اقتدار کو بڑھانے کے لئے تبلیغ کرتی ہیں

یہی وجہ ہے کہ فانصرنا علی القوم الکافرین کی دعا سے پہلے اپنے تزکیہ نفس کی دعا سکھائی گئی ہے۔ واعف عنا واغفر لنا وارحمنا۔ ہماری خطاؤں کو معاف فرما۔ اپنے حکم کی نافرمانی سے ہماری حفاظت فرما۔ اپنی رحمت کے دروازے ہم پر کھول دے۔ دوسروں کا تزکیہ وہی کر سکتا ہے اصلاح قلوب کا کام وہی کر سکتا ہے جو اپنا تزکیہ پہلے کرتا ہے۔ مذہب کا پھیلانا اور اصلاح قلوب دو الگ الگ کام ہیں۔ اپنے مذہب کو پھیلانے کیلئے دوسری قومیں بھی کوشش کرتی ہیں ان کی غرض صرف جتھہ بڑھانا ہوتی ہے۔ اصلاح قلوب سے ان کا واسطہ نہیں ہوتا۔ عیسائیوں نے مشنوں کا جال کس قدر وسیع کیا ہے۔ مگر حقیقی غرض اپنے دنیوی اقتدار کو بڑھانا ہے اصلاح قلوب نہیں بلکہ جہاں جہاں عیسائیت گئی فسق و فجور کا دروازہ کھلتا گیا۔ پھر خدا کے آگے جھکانا اگر ان کی یہ غرض ہوتی تو کچھ توجہ اپنی قوموں کی طرف بھی ہوتی۔ روس پر دہریت چھا گئی۔ مگر ایک مشن بھی تو روس میں نہ بھیجا گیا نہ انگلستان نے بھیجا نہ امریکہ نے بھیجا یورپ فسق و فجور سے بھر گیا۔ پادریوں نے اس فسق و فجور کو دور کرنے کی کوشش نہ کی بلکہ قوم کا زہر یہاں پھیلا جہاں کم سے کم اتنا فسق و فجور نہ تھا یہی حالت آریہ سماج کی ہے غرض ہندو قوم کی قوت سے ہندوؤں کی کثرت ہے۔ شدھی کا جوش پولیٹیکل وجوہات پر مبنی ہے نہ اصلاح نفس کے خیال پر۔ اصلاح قلوب کے لئے مسلمان دنیا کے میدان میں تنہا تھا مگر اب وہ بھی اس مقام سے گرا جا رہا ہے۔

صحابہ میں یہ روح سرایت کر گئی تھی

تو سورت کا خاتمہ فانصرنا علی القوم الکافرین پر کر کے مسلمان کے دل میں یہ بلند جذبہ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس کی اپنی اصلاح، اس کا اپنا تزکیہ نفس صرف ایک تمہید ہے اور اصل غرض قلوب انسانی کی اصلاح ہے یہ روح صحابہ میں اپنے کمال میں سرایت کر گئی تھی اور وہ پیغام حق کو لیکر دنیا میں پھیل گئے، چین میں پہنچے ہندوستان میں پہنچے، ترکستان اور افغانستان میں پہنچے۔ افریقہ میں پہنچے اپنی قوم کی قوت کو بڑھانے کے لئے نہیں اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے نہیں خدا کی حکومت کو انسانی دلوں پر قائم کرنے کے لئے۔

خدا کی بادشاہت اور محمد رسول اللہ کی بعثت

Kingdom of God یہی وہ تھی۔ یہی وہ خدائی حکومت تھی جس کے لئے مسیح نے دعا سکھائی تھی کہ تیری بادشاہت قائم ہو۔ خدا کی بادشاہت کے معنے صرف ایک ہی ہیں کہ انسانوں کے دل خدا کے سامنے جھکیں۔ اور مسلمان کی زندگی کی غرض یہ قرار دی کہ وہ انسانی دلوں کو خدا کے سامنے جھکا سکے۔ مسلمان کے دل میں یہ تڑپ پیدا کرنے کی کس قدر تڑپ محمد رسول اللہ صلعم کے قلب مبارک میں تھی۔ بخاری میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو شخص سورۃ بقرہ کی دو آخری آیات کو رات میں پڑھے وہ اس کے لئے کافی ہو جاتی ہیں یعنی اسلام کا مقصد بلند اس کی زندگی کی غرض بن جاتی ہے۔ ایک روایت میں ان دو آیتوں کے پڑھنے میں یہ اشارہ معلوم ہوتا ہے کہ تہجد کے وقت اگر اور کوئی دعا نہ بھی ہو تو یہ دعا ضرور کرے یہ اس کے لئے کافی ہو جائے گی۔ کیونکہ ایک مسلمان کی حقیقی تڑپ دنیا کی اصلاح کی تڑپ اس کے دل میں اس سے اٹھے گی۔ اسلام کے کفر پر غلبہ کی دعا قلوب انسانی کی اصلاح کی دعا۔ یہ ہر مسلمان کے دل سے اٹھنی چاہیئے ہاں رات کے اوقات میں اٹھنی چاہیئے جب دل خدا کی طرف پورا متوجہ ہو۔ جب وہ آستانۂ الٰہی پر کامل طور پر گرا ہوا ہو۔ ایک حدیث میں ہے کہ خواتیم سورۃ بقرہ آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں اور ایک میں ہے کہ فاتحہ اور خواتیم سورہ بقرہ دو ایسے نور ہیں کہ آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دیئے گئے۔ خواتیم سورۃ بقرہ سے یہی دو آخری آیات مراد ہیں اور کسی اور نبی کو ان کا نہ دیا جانا صاف بتاتا ہے کہ کسی اور نبی کے آنے کی غرض تمام دنیا کے قلوب انسانی کی اصلاح نہیں ٹھیرائی گئی وہ اپنی اپنی قوم کی اصلاح تھی۔ یہ غرض صرف محمد رسول اللہ صلعم کی بعثت کی تھی کہ آپ کے ذریعہ سے اور پھر آپ کے بعد آپ کے متبعین کے ذریعہ سے تمام دنیا کے دلوں کی اصلاح کی جائے خدا کی حکومت تمام دلوں پر قائم کی جائے۔

مسلمان اس غرض کو بھول گئے

میں باواز بلند اس بات کو دہراتا ہوں کہ اس غرض کو خود مسلمان بھی بھول گئے، یہاں تک کہ ایک حصہ جس کو ینگ مغرب زدہ کہتے ہیں وہ تو صرف اس بات کا قائل ہو گیا ہے۔ خواہ وہ ہندوستان میں ہوں، ایران میں ہوں، ترکیہ میں ہوں، مصر میں ہوں کہ مذہب انسان کا پرائیوٹ معاملہ ہے دوسروں کو کچھ مت کہو، اس کی اصلاح کی فکر ایک لغو حرکت ہے، اپنے نفس کو مقدم کر لو نکر ہو تو اپنی قوم کی ہو مگر نفس کی فکر قوم کی فکر پر اس قدر غالب آ جاتی ہے کہ اکثر جو منہاج قوم کو میسر آتے ہیں خود غرض میسر آتے ہیں یہ برا ہے یا اچھا اس کا فیصلہ خود کر لو۔ مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ یہ اسلامی تہذیب نہیں یہ مغربی تہذیب ہے۔ ایک دوسرا حصہ ہے یہ لوگ علوم اسلامی کا حامل سمجھتے ہیں اور آنکھیں بند کر کے ان کے پیچھے چلتے ہیں ان پر بھی مغربی تہذیب کا اثر نمایاں ہے۔ ان کے نزدیک بھی دنیا کی حکومت

دنیا کی سلطنت ہی نبوت کی اصل غرض

ہے یہی اسلام کی اصل غرض ہے، یہی مجددوں کے آنے کی اصل غرض ہے اگر یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں اصلاح قلوب و ہدایت مخلوق کا خیال ان کے دلوں میں اٹھتا بھی ہے تو اس قدر کمزور کہ اٹھ کر پھر وہیں دب جاتا ہے پیروں کو اپنی گدیوں کی فکر ہے وہ بنی رہیں یہی حکومت ان کے لئے کافی ہے اپنی گدی میں بادشاہ بنے رہیں۔ مرید ان کے قدموں پر نثار ہوں ان کا مال و دولت ان کی آسائش پر خرچ ہو۔

مسلمانوں میں ایک مرد خدا اٹھا

واقعات پر پردہ ڈال کر انکو ایک دن کے لئے چھپایا جا سکتا ہے دو دن کے لئے چھپایا جا سکتا ہے، دس دن کے لئے چھپایا جا سکتا ہے مگر ہمیشہ کے لئے نہیں چھپایا جا سکتا۔ مسلمانوں میں ایک مرد خدا اٹھا چودھویں صدی کے سر پر اٹھا۔ اس نے فانصرنا علی القوم الکافرین کا نعرہ بلند کیا مگر مسلمانوں نے اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لی کہ اس کی آواز کا اثر نہ ہو جائے مگر یہ تو خدائی آواز تھی دب نہ سکتی تھی کچھ دلوں پر اثر کر گئی ایک جماعت بن گئی جس نے اپنی زندگیوں کا اصلی مقصد اسی کو ٹھیرایا۔ اصلاح قلوب بذریعہ کلام الٰہی۔ یہ جماعت چھوٹی ہے مجھے یہ فکر نہیں فکر ہے تو یہ کہ کیا اس تڑپ نے ان کے دلوں میں گھر بنا لیا ہے۔ کیا اس آگ کی چنگاری ان کے دلوں میں لگ گئی ہے۔ میں نے اور میرے ساتھیوں نے اس تڑپ کو اس مرد خدا سے لیا، یہی اس کا ورثہ ہے۔ جو ہمارے ہاتھوں میں آیا۔ یہ محض خدا کا فضل تھا کہ اس تڑپ کے ساتھ اس نے اس کے علم کا ورثہ بھی عطا فرمایا۔ دنیا کی ریاست مال و دولت جاہ و حشم اگر کسی اور کے حصہ میں آیا ہے تو ہمیں اس پر رشک نہیں

ہمیں کوئی مفسد برباد نہیں کر سکتا

اگر کچھ لوگوں کے دلوں میں یہ خیال ہے کہ وہ ہمیں برباد کر سکتے ہیں ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر سکتے ہیں اپنی طاقت سے ہمیں پیس کر رکھدیں گے تو وہ احمق ہیں۔ جن دلوں میں خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانے کی تڑپ پیدا ہو گئی ہدایت مخلوق کی تڑپ پیدا ہو گئی وہ خدا کی نصرت کے حقدار ہو گئے۔ دنیا کی کوئی طاقت انہیں برباد نہیں کر سکتی۔ دنیا کے سارے مفسد اکٹھے ہو کر حضرت مرزا صاحب کو برباد نہ کر سکے آپ کے دل کی تڑپ ایک جماعت میں سرایت کر گئی اور آپ کا کام زندہ ہے اور آج کوئی مفسد گو وہ مصلح کا لبادہ بھی پہن لے ہمیں برباد نہیں کر سکتا۔ ہمیں برباد ایک چیز کر سکتی ہے اور وہ باہر سے نہیں آئے گی وہ اندر سے آتی ہے وہ اس تڑپ کا مر جانا ہے یا اس کا اس قدر کمزور ہو جانا ہے۔ کہ ہم دوسروں پر اس کا اثر نہ ڈال سکیں۔

ہدایت کو دنیا میں پھیلانے کی حقیقی تڑپ

یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جس

تہذیب کی ابتدا نماز سے کی ہے اس کی انتہاء فانصرنا علی القوم الکافرین پر ہوتی ہے جس طرح وہ نماز انسان کو فائدہ نہیں پہنچاتی یعنی اس کی اپنی اصلاح نفس بھی نہیں کرتی جو یمنعون الماعون کا مصداق ہے جس کے دل میں انسانی ہمدردی کا جذبہ پیدا نہیں ہوا اسی طرح وہ نماز بھی اپنے کمال کو نہیں پہنچی جس نے انسان کے دل میں فانصرنا علی القوم الکافرین کا جذبہ پیدا نہیں کیا۔ ہدایت کو دنیا میں پھیلانے کی تڑپ پیدا نہیں کی جب یہ تڑپ دل میں پیدا ہو جاتی ہے تو انسان کے دل و دماغ پر اس کا تسلط ہو جاتا ہے دل و دماغ کیا جو کچھ انسان ہے اس پر اس کا قبضہ ہو جاتا ہے، انسان کے خیالات پر اس کا قبضہ ہوتا ہے انسان کی خواہشات پر اس کا قبضہ ہوتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا فی الجسد مضغۃ ان صلحت صلح الجسد کلہ جس چیز کا قبضہ دل پر ہوا اس کا قبضہ انسان کی ہر چیز پر ہوتا ہے۔ تو اپنے آپ کو دھوکہ نہ دینا چاہیئے۔ یہ خیال کر لینا کہ ہم اشاعت اسلام کرتے ہیں یا اشاعت اسلام کی تڑپ اپنے دلوں کے اندر رکھتے ہیں صحیح نہیں۔ جب تک ہمارے خیالات پر اس تڑپ کا قبضہ نہ ہو اور ہم ہر وقت اسی فکر میں نہ ڈوبے رہیں کہ قرآن کریم کو دنیا میں کس طرح پہنچایا جا سکتا ہے کس کس ذریعہ سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ جب تک ہماری خواہشات پر اس کا قبضہ نہ ہوا اور ہر ایک دوسری خواہش کو ہم اس پر قربان کرنے کے لئے تیار نہ ہوں۔ جب تک ہمارے وقت پر اس کا قبضہ نہ ہوا اور ہم اپنے وقت کو اس کے لئے صرف کرنے کو تیار نہ ہوں جب تک ہمارے مال و دولت پر اس کا قبضہ نہ ہو اور ہم اپنے مال و دولت کو اس راہ میں لٹانے کے لئے تیار نہ ہوں ہم ان چیزوں پر حاکم ہوں یہ چیزیں ہم پر حاکم نہ ہوں۔

گذشتہ رمضان میں تحریک تراجم قرآن کی ابتداء ہم نے قرآن کریم کو دنیا میں پہنچانے کی ایک بنیاد رکھی یہ بنیاد گذشتہ رمضان میں رکھی گئی تھی یعنی اس تحریک کی ابتداء رمضان میں ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے کس قدر ہماری دستگیری فرمائی کس قدر سامان عطا فرما دیا کہ ہم نے کچھ زبانوں میں ترجمہ کا کام شروع بھی کر دیا۔ بنگالی میں ترجمہ کا کام شروع ہے تامل ترجمہ کا کام شروع ہو چکا ہے یا آجکل شروع ہونے والا ہے۔ گورمکھی ترجمہ کا کام شروع ہے، ہندی اور سندھی ترجموں کا کام بھی عنقریب شروع ہونے والا ہے۔ پھر خدا کے فضل سے ایسے نوجوان جو خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہیں اپنی معاش کی فکر بھی کر رہے ہیں کھڑے ہو گئے جنہوں نے روسی اور فرانسیسی زبانوں کو سیکھنا شروع کر دیا۔ اس غرض کے لئے کہ وہ تین چار سال کی محنت کے بعد اس عظیم الشان کام کو اپنے ہاتھ میں لے سکیں ہسپانوی کے لئے پہلے سے ایک نوجوان تیار ہو رہا ہے۔ اطالوی کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے فضل نے کچھ سامان کر دیا ہے۔ اور امید ہے کہ اس کام پر بہت جلد ایک نوجوان لگ جائے گا اور یہ کام شاید دو تین سال کے اندر ہی شروع ہو جائے۔ ڈیلچن آف اسلام جیسی ضخیم کتاب کے ترجمہ میں وہ اس وقت مصروف ہے اس طرح تین پہلی زبانوں کے ترجموں کو جو ہو چکے ہیں شامل کر کے بارہ زبانوں میں ترجموں کی بنیاد پڑ چکی ہے اس پر ہم جس قدر سجدات شکر بجا لائیں تھوڑے ہیں۔

اس رمضان میں ایک اور مجاہدہ کیا جائے ہاں یہ ضروری ہے کہ دو لاکھ کا فنڈ ہو اس کے لئے تجویز ہوا تھا وہ ابھی پورا نہیں ہوا بلکہ نقد وصول شدہ رقم کی کل میزان ابھی پورے ایک لاکھ تک بھی نہیں پہنچی۔ مگر وعدوں کے لحاظ سے غالباً ایک لاکھ سے اوپر پہنچ چکی ہے ایک لاکھ بارہ ہزار کے قریب ہے اور اب میں یہ چاہتا ہوں کہ اس رمضان میں ایک اور مجاہدہ کیا جائے تاکہ یہ **رقم مجوزہ فنڈ دو لاکھ پوری ہو جائے** ابھی جماعت میں بہت سے مالدار ہیں جنہوں نے اپنے عطیوں کا اعلان بھی نہیں کیا وہ شاید سوچ رہے ہوں کہ دیں یا نہ دیں اور اگر دیں تو کتنا دیں اللہ تعالیٰ کی ذات تو ان باتوں سے پاک ہے لیکن انسانی لفظوں میں اگر اس مفہوم کو ادا کیا جائے تو جنہیں دیتے وقت اللہ تعالیٰ سوچ میں نہیں پڑتا کہ انہیں دے یا نہ دے اور بے حساب دیتا چلا جاتا ہے۔ بسا اوقات ہوتا ہے کہ وہ خدا کی راہ میں دیتے وقت سوچ میں پڑ جاتے ہیں۔ بہرحال اس رمضان میں ایک کام تو ہمارے سامنے یہ ہے کہ اپنی جدوجہد سے اپنی دعاؤں سے کہ اللہ تعالیٰ اس تحریک کو سب دلوں پر مسلط کر دے اس فنڈ کو دو لاکھ تک پہنچا دیں۔

دوسرا مجاہدہ اور دوسرا کام ہمارے سامنے یہ ہے کہ حضرت **مسیح موعود کے اس بلند مقام سے اب تک مسلمان غافل ہیں کہ آپ کے دل میں فانصرنا علی القوم الکافرین** کی تڑپ کس قدر زبردست تھی کہ بہت سے مردہ دلوں کو زندہ کر کے ان میں بھی یہ تڑپ پیدا کر دی۔ وہ مسیح موعود کے بلند مقام سے ہی غافل نہیں وہ اس بلند مقام سے بھی غافل ہیں جس پر ہر مسلمان کو کھڑا ہونا چاہیئے جو تہذیب اسلام کا کام اس کے سامنے ہو۔ تو ان تک اس بات کو پہنچانا ہمارا فرض ہے اور یہ اس طرح ہوگا کہ ہزارہا کی تعداد میں وہ ٹریکٹ ہمارے دفتر میں موجود ہیں، جن میں ان باتوں کو واضح کیا گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس پرانے سارے سٹاک کو نکال کر مسلمانوں تک جن میں ہمارے بھولے ہوئے بھائی قادیانی بھی شامل ہیں پہنچا دیا جائے میں دفتر میں بھی ہدایت کر رہا ہوں کہ ان ٹریکٹوں کی تعداد کا اندازہ لگا کر جہاں جہاں جماعتیں موجود ہیں کافی تعداد میں انہیں پہنچا دیا جائے اور کچھ حصہ دفتر میں بھی موجود رہے جو ایسے لوگوں کو بھجوایا جائے جو خود انہیں طلب کریں جن کے دلوں میں خود یہ تڑپ اٹھے کہ وہ اس کام کو کریں۔ اس خبر کے بعد جس قدر جلد ممکن ہو مقامی جماعتیں اپنے اپنے اجلاس طلب کر کے ایک پروگرام بنائیں کہ اپنے اپنے علاقوں میں وہ کس طرح اور کہاں تک ان ٹریکٹوں کو پہنچا سکتی ہیں۔ یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ ان ٹریکٹوں کو پھینک دینا مطلوب نہیں ان لوگوں کو دیکھ کر ان کے ہاتھ میں انہیں پہنچانا چاہیئے جو اس کے اہل ہوں اور چونکہ انسان دوسرے انسان کے دل کی حالت کو نہیں جانتا اور نہیں کہہ سکتا کہ اس کے دل پر اس کا کیا اثر ہوگا اس لئے جو شخص بھی ان ٹریکٹوں کو دوسروں تک پہنچائے قادیانیوں تک پہنچائے یا دوسرے مسلمانوں تک پہنچائے ان کے لئے دعا بھی کرے کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو ان کے خیالات کی اصلاح کا موجب کرے۔ ہمارے ظاہری ہتھیار ہمیں کوئی کام نہیں دے سکتے جب تک کہ ان کے ساتھ دعا کے ہتھیار کو بھی استعمال نہ کیا جائے دفتر سے موجودہ ٹریکٹوں کی کل تعداد معلوم ہونے پر اور نیز ان ٹریکٹوں کی تعداد معلوم ہونے پر جو ان ایام میں طبع ہوئے ہیں یہ اطلاع اخبار میں دیدی جائے گی کہ کس قدر کل وہ تعداد ہے جسے ہم نے دوسروں تک اس رمضان میں پہنچانا ہے۔

جماعتوں کو ہدایات

رمضان سے پہلے پہلے جن جماعتوں کو یہ ٹریکٹ نہ پہنچیں وہ خود دفتر میں لکھ کر منگوا لیں مگر یاد رہے کہ مرکزی دفتر سے نکل کر یہ شاخ کے دفتر میں نہ پڑے رہیں۔ ہر ایک جماعت کو یہ رپورٹ عید کے ساتھ ہی بھیجنی ہوگی کہ کل کس قدر ٹریکٹ ان کے پاس آئے تھے اور ان میں سے کس قدر تقسیم ہو گئے اور کس قدر باقی ہیں۔

میں جماعت کے ذی اثر اصحاب سے بالخصوص یہ اپیل کروں گا کہ ان کا حلقہ اثر وسیع ہے وہ بہت وسیع پیمانے پر ان ٹریکٹوں کو پھیلائیں۔ پھر جو لوگ خود دوسروں کے پاس پہنچ کر انہیں پہنچا سکتے ہیں وہ ان کے پاس پہنچ کر پہنچائیں کیونکہ یہ سب سے افضل طریق ہے کسی سے بحث کرنے کی بھی ضرورت نہیں صرف ایک امر حق کا پہنچا دینا ہے اور جو کسی وجہ سے خود چل کر جانے سے معذور ہیں وہ بذریعہ ڈاک اپنے خرچ سے پہنچائیں مگر اپنے خط کے ساتھ پہنچائیں۔ کوئی شخص جو اس جماعت میں شامل ہے وہ اس کام کے لئے اپنے آپ کو بڑا خیال نہ کرے یہ خیال نہ کرے کہ یہ ہماری شان کے لائق کام نہیں کسی کی کتنی بھی بلند شان ہو اس کام کی شان اس سے بھی بلند ہے۔ خواتین خواتین میں پہنچائیں، نوجوان، نوجوانوں میں پہنچائیں۔ یہ ہمارا اس رمضان کا جہاد ہے جو شخص اس جہاد سے پیچھے رہتا ہے وہ عملاً ہم میں سے نہیں۔ سمعنا و اطعنا پر سب کا عمل ہونا چاہیئے۔

مبلغین کرام کیلئے متمنیں

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(۱)

براہ مہربانی اپنی رپورٹوں میں تین امور کے متعلق بالالتزام تحریر فرمائیے:۔

(۱) آپ کی جماعتوں میں درس قرآن شریف کا سلسلہ جاری ہے؟

(۲) نوجوان سلسلہ کے کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں؟

(۳) چھوٹے بچوں کی ابتدائی دینی تعلیم کا انتظام ہے؟

اگر اب تک ان امور کا جواب نفی ہے تو ان کی طرف توجہ فرمائیے اور دفتر کو مطلع کرتے رہیں کہ کہاں تک ان ہر سہ امور کے متعلق کارروائی کی جاتی ہے؟

(۲)

اس سے قبل اخبار میں متعدد مرتبہ عرض کیا جا چکا ہے کہ تبلیغ کے کام کو زیادہ مضبوط اور وسیع کرنے کے لئے مبلغین کو تیار کرنے کی ضرورت ہے احباب کو چاہیئے کہ اپنے اپنے حلقوں میں تحریک کر کے ایسے احباب کو مرکز میں بھجوائیں جو کچھ سال مرکز میں رہ کر دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد تبلیغ کا کام کر سکیں۔ اس طرف اب تک بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ حالانکہ مدرسہ مبلغین میں داخل ہونے کے دن قریب آ رہے ہیں احباب کو چاہیئے کہ اس ضروری کام کی طرف توجہ فرمائیں اور اپنے علاقے سے ایسے اصحاب کی درخواستیں بھجوانے کی کوشش کریں جو دینی ٹریننگ حاصل کر کے تبلیغ کا کام کر سکیں۔

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری)

بقیہ از صفحہ ۲

تصویر ہے، اور یہاں موجودہ جنگ عالمگیر کی دل دوز داستان بھی سنائی جائے، بمباری کی ہلاکت خیزیوں کو بھی بے نقاب کیا جائے اور سول آبادی کی تباہی، اور بچوں، عورتوں، فصلوں اور مویشیوں کی بے پناہ ویرانی کا بھی کوئی فلم تو تیار کیا جائے؛ تاکہ اسلام اور تہذیب کی خونریزیوں میں موازنہ کیا جائے، ایک پلڑے میں ہم ۱۰۴۸ لاشیں رکھ دیں گے جو اسلام کی ۲۷ جہادی جنگوں کا نتیجہ ہیں اور دوسرے پلڑے میں وہ خون کے سمندر ہوں گے، وہ انسانی گوشت کے پہاڑ ہوں گے، جو جنگ ہائے نپولین، جنگ عظیم اور جنگ عالمگیر نے ہم پہنچائے ہیں۔ اس کے بعد ہی یہ معلوم ہو سکے گا کہ اسلامی جہاد "قابل شرم ہے" یا یورپین تہذیب قاتلھم اللہ انی یؤفکون،

(ایمان)

میاں محمود احمد صاحب جواب دیں

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ

حضرت مسیح موعود پر جو افترا میاں محمود احمد نے کئے ہیں میں ان کو افترا ہی کہتا رہا ہوں اور کہتا رہونگا اگر وہ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ میری اس دعوت کو قبول کریں اور مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں، میں بھی مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤنگا ورنہ جو الزام میں ان پر شدے رہا ہوں وہ ایک ثابت شدہ حقیقت قرار پائے گا۔ ذیل میں پھر صاف الفاظ میں ان الزامات کو دہراتا ہوں۔

(۱) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ پر افترا کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے دعویٰ میں یہ تبدیلی کی کہ انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعویٰ نبوت کر دیا اور اپنی سابقہ سالہا سال کی انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ کر دیا۔

(۲) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ پر یہ افتراء کیا ہے کہ آپ خود یہ فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

(۳) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ پر افتراء کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء کے قریب حضرت مسیح موعود کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا سابقہ اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

اگر جناب میاں صاحب کو یہ جرأت ہے تو ان الزامات کی بنا پر چاہیں وہ مجھ سے بحث کر لیں۔ لعین میں ہیں ان کے اپنے مریدوں کو ثالث بناؤں گا اور چاہیں تو بحث کے بعد مباہلہ بھی کر لیں۔ یعنی وہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں کہ ان کے عقائد جو آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر درج ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد کے مطابق ہیں، اور میں مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا کہ ان کے یہ عقاید حضرت مسیح موعودؑ کے قطعی خلاف ہیں۔ مگر مباہلہ سے پہلے مباحثہ بہرحال ضروری ہوگا۔

اور اگر میاں صاحب اب بھی خاموش رہیں تو دیکھئے میں ان الزامات کو دہراتا رہوں گا یہاں تک کہ ان کے مریدوں میں بھی یہ ایمانی جوش پیدا ہو کہ وہ میاں صاحب سے ان الزامات کی بریت کے متعلق سوال کریں۔

ایک معزز قادیانی دوست اور خلیفہ صاحب قادیان کی توہین رسولؐ

ایک معزز قادیانی دوست نے اپنے ایک مکتوب میں خلیفہ صاحب قادیان کی حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں کھلی گستاخی کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ ہمارے خیال میں یہ جماعت قادیان کے معقول اور سنجیدہ طبقہ کے خیالات کی ترجمانی ہے جو میاں صاحب کے دباؤ کی وجہ سے اپنی آواز بلند نہیں کر سکتا اس مکتوب سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ جماعت قادیان میں یقیناً ایسا طبقہ موجود ہے جو میاں صاحب کی اس گستاخی کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس طبقہ کے خاموش احتجاج سے الفضل کے پروپیگنڈا اور قرار دادوں کی حقیقت پر خوب روشنی پڑتی ہے کہ جماعت قادیان کا یہ ادگن کس عیاری کیساتھ گندی گالیوں اور قرار دادوں سے اتنی بڑی گستاخی پر پردہ ڈالنا چاہتا ہے اور محض پروپیگنڈا سے لوگوں کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کی کوشش کر رہا ہے۔ مذکورہ مکتوب درج ذیل ہے۔ قارئین پیغام صلح مطالعہ فرمائیں۔ (مدیر)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مکرمی گرامی آصف صاحب۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،..........

....

آپ کا تازہ کارنامہ جناب خلیفہ صاحب قادیان پر جرح قدح جو ۲۸ رجون کے پیغام صلح میں چھپی ہے .... اور الفضل بھی میرے پاس آتا ہے۔ اور الفضل کی ایجیٹیشن بھی میں نے پڑھی ہے۔ میرے خیال میں آپ اس معاملہ میں حق پر ہیں۔ جناب خلیفہ صاحب کے متعلق کسی احمدی نے خواب دیکھا تھا۔ کہ انکی داڑھی بالکل سفید ہے۔ میرے خیال میں وہ خواب پوری ہو گئی ہے۔ داڑھی کا سفید ہونا اس کی تعبیر یہ ہے۔ کہ کچھ نقصان ہو۔ اور حرمت میں فرق آجائے۔ سو مسلمانوں نے جو جلسے کئے ہیں ان سے انکی حرمت کو کافی سے زیادہ نقصان پہنچ گیا ہے۔ اس بارہ میں میں بھی کچھ لکھنا چاہتا ہوں۔ خلیفہ صاحب اب بھی مصر ہیں کہ رسول کریم سے آگے بڑھ جانے کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ لیکن قرآن کریم کی کسی آیت کا حوالہ نہیں دیا۔ نہ کسی حدیث سے استدلال کر سکتے ہیں۔ میں انشاءاللہ قرآن کریم سے ثابت کر سکتا ہوں کہ رسول کریم کی آمد کے بعد یہ دروازہ بند کر دیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں ایک مسلمان کے لئے رسول کریم سے آگے بڑھنے کا خیال بھی ایک ناپاک خیال ہے کسی مسلمان کے دل میں یہ خیال آ ہی نہیں سکتا۔ خدا جانے خلیفہ صاحب نے کیوں یہ سوال خود ہی اٹھایا۔ اور خود ہی اس کا جواب دینے کی تکلیف بھی گوارا فرمائی۔ اس سے بہتر تھا۔ کہ وہ اپنا انوکھا خیال دل ہی میں رکھتے اور منصہ شہود پر اسے نہ آنے دیتے۔ والسلام

خاکسار

ع - ر

کون بڑا خونی ہوا؟

اسلام رحمت اور غمخواری کا مذہب ہے اس کا خدا رحمٰن و رحیم ہے اور رحمت و شفقت ہی اس کی دعوت کی بنیاد ہے، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم صرف عرب کے لئے نہیں، صرف گوروں کے لئے نہیں، بلکہ ساری کائنات کے لئے رحمت ہیں، رحمت ہی نہیں بلکہ رؤف الرحیم رحمۃ للعالمین۔

اسلام نے انسانی احترام کیلئے دنیا میں سب سے پہلی آواز بلند کی، انسان کے سر پر ولقد کرمنا بنی آدم کا تاج رکھا، اور اسے حملناھم فی البر والبحر کی فرماں روائی عطا کی۔ اسلام کی پہلی تعلیم میں انسان کا خون، مقدس ہے، اس کا مال محترم ہے، اس کا ناموس محترم ہے، اس کا کھلا اعلان ہے کہ ایک نفس کو قتل کرنیوالا تمام جہان کا قاتل ہے، ایک نفس کا بچانیوالا تمام نوع انسانی کا بچانے والا ہے اسی لئے شرع اسلام نے قتل و خونریزی کی ممانعت کی، خودکشی کو جرم عظیم قرار دیا قتل اطفال کو ممنوع ٹھیرایا، اور زیادہ سے زیادہ یہ کہا تم نقصان کے برابر انتقام لے سکتے ہو، مگر اچھا یہی ہے کہ معاف کر دو۔ اسلام کی یہ ہدایت ہے کہ کوئی مسلمان جو خدا کو رحمٰن و رحیم سمجھتا ہے، انتقام کے جوش میں دشمن کے کسی معصوم بچے کو ہاتھ نہ لگائے کسی بوڑھے اور سن رسیدہ پر ہاتھ نہ ڈالے، کسی خاتون کی عزت و آبرو کا خون نہ کرے، کسی گوشہ نشین پر تیغ و سپر آزمائے کسی درخت تک کو نہ کاٹے کسی عمارت کو نہ گرائے، تاکہ اسلام پر جو تہذیب و عمران، قسط و عدل اور اصلاح و تعمیر کا سرچشمہ ہے، داغ نہ آئے۔

افسوس انسان بڑا ظالم ہے انہ کان ظلوما جھولا۔ وہ ظالموں کا ساتھ دیتا ہے، وہ رحمت کو اپنی جہالت سے زحمت سمجھتا ہے وہ سچائی سے اعراض کر کے باطل سے رشتہ جوڑتا ہے وہ خود انصاف کا طالب رہتا ہے مگر دوسروں کیساتھ انصاف نہیں کرتا، آج اہل یورپ کا بھی یہی حال ہے یورپ کا نظریہ یہ ہے کہ اسلام نے جہاد کی تعلیم دے کر دنیا پر خونریزی کا دروازہ کھول دیا اس نے کافروں کو قتل کرنے کی خطرناک اسکیم بنائی، پھر انہیں کہدیا کہ کافر اسلام اور تلوار میں سے ایک کو قبول کریں، اسلام کا نظام حیات یہ ہے کہ ہر مسلمان جہاد کرے اور لوگوں کا مال و منال لوٹ کر خود مزے اڑائے، اہل یورپ افترا پردازیوں کے ماہر خصوصی ثابت ہوئے ہیں، یورپ کے مستشرقین اور محققین، یورپ کے ایڈیٹر اور پروفیسر، یورپ کے مصنف اور ادیب، یورپ کے لارڈ اور ڈیوک، یورپ کے بیرن اور بشپ یورپ کے زمیندار اور نواب، یورپ کے رجال سیاست اور ارکان مذہب، غرض تمام چھوٹوں بڑوں کا عجیب مشغلہ یہ ہے کہ وہ جہاد کو بدنام کریں، اسلام کو خونی مذہب، قرار دیں، قرآن کو راہ ترقی کا سنگ گراں ثابت کریں، تاکہ یہ رحمت کی آواز جو سرگزشت عالم سے دن میں پانچ مرتبہ گونج رہی ہے ختم ہو جائے۔

اسلام کی ۲۴ لڑائیاں اب آئیے، ہم اس "خونی مذہب" کا جائزہ لیں اور یہ دیکھیں کہ اس کی خونریزیوں کی فہرست کتنی طویل ہے، پہلے یہ دیکھئے کہ اسلام کے داعی اول صلی اللہ علیہ وسلم کو جن لڑائیوں کی شرکت پر مجبور ہونا پڑا، ان کی تعداد کیا ہے؟ اور ہر جنگ میں اسلام کی تلوار سے کس قدر انسانوں کے سر قلم ہوئے ہیں؟ اس کے لئے اعداد ذیل بغور ملاحظہ فرمائیں

نام جنگ	شہدا	مقتول	نام جنگ	شہدا	مقتول
ابواء	-	-	ذات الرقاع	.	.
ابواط	-	-	بدر الثانیہ	-	-
العشیرہ	-	-	دومۃ الجندل	-	-
بدر الاولیٰ	-	-	مریسیع	۱	۱۰
بدر الکبریٰ	۱۴	۷۰	خندق	۶	۳
بنو سلیم	-	-	بنو قریظہ	.	۷۰۰
قینقاع	-	-	بنو لحیان	۱	-
السویق	۲	-	ذو قرد	۲	-
غطفان	-	-	خیبر	۱۵	۹۳
احد	۷۰	۲۳	فتح مکہ	۲	۲۸
حمراء الاسد	-	-	حنین و طائف	۱۲	نامعلوم
بنو نضیر	-	-	تبوک	.	.

کل میزان ۱۰۴۸

غور فرمائیے، پیغمبر اسلام نے ایک دو نہیں، چوبیس جہاد کئے۔ مگر ان میں کتنے انسان کام آئے ہیں مسلمان ۱۲۵ کافر ۹۲۳۔

گذشتہ جنگ عظیم میں ایک کروڑ انسان ہلاک ہوئے اسلام کی چوبیس جنگوں میں ۲۴ کروڑ نہیں، ۲۴ لاکھ نہیں ۲۴ ہزار انسان تو مارے جاتے، اسلام جہاد کی بدولت بدنام بھی ہوا اور مرے صرف ۱۰۴۸، گویا آج کل کے ایک بم سے جس قدر انسان ہلاک ہوتے ہیں، اتنے انسان اسلام کی ۲۴ جہادی لڑائیوں میں ہلاک اور شہید ہوتے ہیں

اہل یورپ کے کارنامے ہمیں "ندامت" ہے کہ اسلامی جہادوں میں دشمنوں کے کل ۹۲۳ آدمی مارے گئے لیکن ہم یورپ کے پادریوں سے مغرب کے مستشرقین سے سرزمین تہذیب و محبت کے رجال سیاست سے پوچھتے ہیں کہ عیسائیوں نے مذہب اور سیاست کے نام پر کروسیڈز (جنگہائے صلیبی) کے نام سے خام پیداوار اور تجارتی منڈیوں کی تلاش سے اور نوآبادیوں کے نام سے جس قدر انسانوں کو قتل کیا ہے وہ اس کی بھی ایک فہرست پیش فرمادیں تاکہ ہمیں بھی اندازہ ہو کہ جن لوگوں کو اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا وہ دوسروں کی آنکھوں کا تنکا کس طرح دیکھ لیتے ہیں؟

اسلامی دنیا دریافت کرنا چاہتی ہے، کہ سپین میں کتنے مسلمانوں کو قتل کیا گیا تھا، وہ تعداد کیا تھی جو نذر آتش کی گئی؟ محاربات صلیبی میں بیت المقدس کے نام پر تین صدیوں تک کس قدر مسلمانوں کا خون بہایا گیا۔ ابھی ابھی سمرنا میں کتنے انسان یونانی پادریوں کے ہاتھوں ذبح کئے گئے؟ اسمتھ فیلڈ کے میدان میں کس قدر انسانوں کو آگ کی نذر کیا گیا، نپولین بونا پارٹ نے بارہ تیز لڑائیوں میں جس قدر انسانوں کی جان لی، ان کی تعداد کیا ہے؟ گذشتہ جنگ عظیم میں جو ایک کروڑ سے زیادہ انسان مارے گئے کیا وہ لی

(باقی بر صفحہ ۳)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفراست و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئے گا

جلد ۳۲ | لاہور یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۶ شعبان ۱۳۶۳ھ - ۱۶ اگست ۱۹۴۴ء | نمبر ۳۲

تبلیغی یونیورسٹی اور معاصر ایمان

تبلیغ فن نہیں بلکہ ایک ایمانی قوت اور جذبہ ہے

کچھ عرصہ سے مولوی عبدالمجید صاحب قرشی ایڈیٹر ایمان پٹی کی طرف سے ایک تبلیغی یونیورسٹی کے قیام کی تحریک کی جارہی ہے قرشی صاحب کا خیال ہے کہ اس تبلیغی یونیورسٹی کے قائم ہوتے ہی اسلام زندہ ہو جائے گا۔ مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے باایمان مخلص اور ٹرینڈ کارکنوں کی ضرورت ہے جب بھی ملت اسلامیہ کو ایسے کارکن مل گئے وہ ایک دفعہ پھر دنیا میں اسی طرح اٹھے گی جس طرح صحابہ کرامؓ کے زمانہ میں اٹھی تھی اور ایسے کارکن تبلیغی یونیورسٹی ہی پیدا کرسکتی ہے چنانچہ انھوں نے اس تبلیغی یونیورسٹی کی مجلس عمل بنانے کے لئے اور آئندہ کے لئے مستقل پروگرام طے کرنے کیلئے، ہندوستان کے مسلمان نوابین خان بہادروں اور دیگر عمائد کو پٹی میں مدعو کیا ہے کہ وہ دفتر سیرت پٹی میں تعطیلات دسمبر ۱۹۴۴ء میں جمع ہوکر اپنی شرکت سے یونیورسٹی کے قیام میں مدد دیں

ایمان ۱۵/۲۴ جولائی میں یہ بھی لکھا گیا ہے کہ غیر ممالک میں تبلیغ اسلام کا کام قادیانیوں کے ہاتھ میں چلا گیا ہے جس سے ہندوستان اور غیر ممالک دونوں جگہ گمراہی پھیل رہی ہے لہٰذا اسلام کی خدمت اور حفاظت اور تبلیغ واشاعت کیلئے یہ بڑا ضروری ہوگیا ہے کہ ہندوستان کے دس کروڑ مسلمان متحدہ قوت اور کوشش سے اس ملک میں ایک تبلیغی یونیورسٹی قائم کرکے ہندا اور بیرون ہند میں جہاد تبلیغ شروع کریں وغیرہ وغیرہ۔

ایک زمانہ تھا کہ جناب عبدالمجید صاحب قرشی جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات اسلامی کے معترف تھے اور علانیہ کہا کرتے تھے کہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کی خدمات تمام امت کے لئے صد ہزار تحسین و آفرین کی مستحق ہیں لیکن آج وہی جماعت احمدیہ ہے وہی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور ہے اور وہی اس کی بیرونی ممالک میں تبلیغی خدمات ہیں لیکن اب قرشی صاحب کے نزدیک جماعت احمدیہ امت کی صد ہزار تحسین و آفرین کی مستحق نہیں بلکہ اس کے ذریعہ سے ہندوستان اور غیر ممالک دونوں جگہ گمراہی پھیل رہی ہے اگر وہ کہیں کہ اس سے ان کی مراد جماعت قادیان سے ہے تو بیرونی ممالک خصوصاً مغربی ممالک میں جماعت قادیان کا کام صفر کے برابر ہے مغرب میں تبلیغ اسلام کا کام نمایاں طور پر جماعت احمدیہ لاہور کے ہاتھ میں ہے بے شک ہمیں قرشی صاحب سے کوئی شکوہ نہیں اگر وہ جماعت احمدیہ کی مخالفت کرکے اور لوگوں کو اکسا کر بھی تبلیغی یونیورسٹی کو قائم کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو ہمیں یقیناً اس سے خوشی ہوگی آخر یہ تبلیغ اسلام ہی کا کام ہے اور تبلیغ اسلام کا کام سب مسلمانوں کا مشترک کام ہے۔ کچھ عرصہ سے ہندوستان میں جتنی اسلامی تحریکات اٹھتی ہیں ان کا آغاز احمدیت کی مخالفت سے ہوتا ہے اور وہ اسلامی فضا میں شہاب ثاقب کی سی روشنی لکیر پیدا کرتی ہوئی ہمیشہ کے لئے تاریکی میں غائب ہوجاتی ہیں احمدیت سیاسی اور مذہبی لحاظ سے پروپیگنڈا کا ایک بہت موثر ذریعہ بن گیا ہے اگر قرشی صاحب بھی پروپیگنڈا کی اس ٹیکنیک سے فائدہ اٹھالیں اور نوابوں، سرداروں اور خان بہادروں کے سنگ بستہ قلوب کو عارضی طور پر گرما کر اپنے پہلے اور آخری جلسہ میں زرد دھات کی جھنکار سن سکیں تو اس میں کیا مضائقہ ہے! لیکن انھوں نے اس امر پر بھی غور کیا ہے کہ پانچ دریاؤں کی سرزمین میں تبلیغی ادارہ اور تبلیغی یونیورسٹی کے قیام کا غلغلہ اور گونج سنائی دینے کی وجہ کیا ہے؟ کہیں اس کی وجہ گمراہی پھیلانے والی تحریک احمدیت نہ ہو۔ آخر سوائے پنجاب کے ساری اسلامی دنیا میں ایسی تحریکات کیوں پیدا نہیں ہوتیں؟ اور پنجاب میں بھی جو تبلیغی تحریکات اٹھتی ہیں وہ جلد مرجاتی ہیں اور تحریک احمدیت چٹان کی طرح کھڑی ہے یہ فکر کرنیوالوں کے لئے قابل غور بات ہے۔

دوسرے قرشی صاحب کا یہ خیال کہ تبلیغی یونیورسٹی سے اسلام زندہ ہوجائیگا، باایمان ٹرینڈ کارکن پیدا ہوجائیں گے اور ملت اسلامیہ اسی طرح اٹھے گی جس طرح صحابہ کرام اٹھے تھے یہ انکا وہم ہے تبلیغی یونیورسٹیوں سے قومیں زندہ نہیں ہوا کرتیں تبلیغ فن نہیں بلکہ ایک ایمانی قوت اور جذبہ ہے امت محمدیہ کی چودہ سو سالہ تاریخ اس پر شاہد ہے، کہ یہ ایمانی قوت آج تک کسی تبلیغی یونیورسٹی نے نہیں پیدا کی بلکہ مجددین پیدا کرتے رہے ہیں آخر صحابہ کرام اور صوفیائے کرام نے کس تبلیغی یونیورسٹی میں ٹریننگ حاصل کی تھی؟ اس ایمانی قوت کو پیدا کرنے کے لئے کسی درسگاہ کی ضرورت نہیں بلکہ کسی مرد کامل کی نگاہ کی ضرورت ہے جس سے مسلمانوں کی بے حسی، بے یقینی اور جمود ٹوٹ جائے۔ اگر قرشی صاحب ایک ایسی یونیورسٹی بنانے میں کامیاب بھی ہوجائیں تو اس یونیورسٹی میں وہ روح کہاں سے پیدا ہوگی جو صرف مجددین اور مردان کامل پیدا کرسکتے ہیں اور جس کا آج اسلامی دنیا میں فقدان ہے۔

یہ ایمانی قوت جماعت احمدیہ میں ایک مجدد نے پیدا کی اور اس ایمانی قوت سے یہ جماعت تبلیغی میدان میں کامیاب ہوئی اور اس مجدد کے فیضان سے مسلمانوں میں تبلیغی تحریکات پیدا ہوتی رہتی ہیں وہ کامیاب اس لئے نہیں ہوسکتیں کیونکہ وہ محض رد عمل میں پیدا ہوتی ہیں وہ جماعت احمدیہ کی مخالفت یعنی نفی سے پیدا ہوتی ہیں اس لئے ان کی فرد عمل میں بھی جلی حروف سے نفی کا لفظ لکھا ہوا ہوتا ہے اگر یہ لوگ صمیم قلب سے تبلیغی میدان میں کامیابی چاہتے ہیں تو انہیں چاہئیے کہ حضرت امام عصر حاضر سے تعلق پیدا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں احیائے اسلام اور اشاعت اسلام کے لئے مامور کیا ہے آج کوئی تبلیغی تحریک بغیر حضرت امام عصر حاضر کی رہنمائی کے کامیاب نہیں ہوسکتی چنانچہ ان تبلیغی تحریکات کی ناکامی اس امر پر سب سے بڑی شہادت ہے جناب قرشی صاحب کو چاہئیے کہ وہ جماعت احمدیہ میں شامل ہوکر اس کام کو کریں اور دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے کام میں کس طرح برکت ڈالتا ہے۔

جماعت کے غیر مستطیع اصحاب کی امداد

سال گذشتہ حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک پر زمیندار اور دیگر ذی ثروت احباب نے غلہ اور نقدی کی صورت میں اپنے کم استطاعت بھائیوں کی امداد کے لئے بہت سی رقم مہیا کردی تھی اور جماعت کے کئی دوستوں کو بروقت امداد مل گئی۔ امسال بھی یہ تحریک احباب کی خدمت میں بذریعہ اخبار و خطوط کی گئی ہے۔ مگر ابھی تک نتیجہ خاطر خواہ نہیں رہا۔ بہت سے دوستوں نے رقوم بھجوائی بھی ہیں، مگر سال گذشتہ کے مقابل آمد کم رہی ہے۔ اس لئے احباب سلسلہ کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ ایثار کا نمونہ پیش کرتے ہوئے اپنے غریب بھائیوں کی امداد کے لئے ہاتھ بڑھائیں اور رقوم جلد از جلد مرکز میں بھیجکر عنداللہ ماجور ہوں۔ خاکسار، مرزا مسعود بیگ

اسسٹنٹ سیکرٹری

پیغام صلح کے حجم میں اضافہ

قارئین پیغام صلح کو یہ معلوم کرکے خوشی ہوگی کہ پیغام صلح کے کوٹا میں معمولی طور پر اضافہ ہوگیا ہے اور آئندہ پیغام صلح بجائے چار صفحات کے آٹھ صفحات پر شائع ہوگا۔

مدیر الفضل سے ایک استفسار — الفضل ۵ اگست کے مقالہ افتتاحیہ میں لکھا گیا ہے کہ وہ شاعر جس نے کہا تھا ؎

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھکر اپنی شاں میں

اسے خلیفہ صاحب نے ۱۹ اگست ۱۹۴۴ء کے الفضل میں تنبیہ کردی تھی۔ کیا مدیر الفضل ازراہ مہربانی کسی آئندہ اشاعت میں اس تنبیہ کے مکمل اقتباس کو نقل فرمائیں گے؟

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی مسرت کے ساتھ سنی جائے گی کہ انڈین ریڈ کراس سوسائٹی کی طرف سے جنرل سیکرٹری صاحب انجمن کو اطلاع ملی ہے کہ جناب مرزا ولی احمد بیگ صاحب مبلغ ہالینڈ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی مرزا صاحب موصوف کو اپنی حفاظت میں رکھے آمین۔

— جناب عبدالعزیز صاحب شورہ سری نگر کشمیر سے اطلاع دیتے ہیں کہ ۲۸ جولائی کو احمدیہ مسجد قلمدان پورہ میں بعد از نماز جمعہ حضرت مولینا صدرالدین صاحب نے حضرت داروغہ نبی بخش صاحب کے خصائل اور اوصاف پر روشنی ڈالی اور مرحوم داروغہ نبی بخش صاحب کا جنازہ غائبانہ پڑھوایا علاوہ ازیں مرحوم و مغفور داروغہ صاحب کے لواحقین سے اظہار ہمدردی کیا گیا۔

سپاس تعزیت — جناب محمد اقبال صاحب لاہور جو حضرت داروغہ نبی بخش صاحب کے نواسہ ہیں وہ ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے حضرت داروغہ نبی بخش صاحب کی وفات پر تعزیت کے خطوط لکھے اللہ تعالیٰ ان سب احباب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ضرورت — جھنگ گکھیانہ میں خانبہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم نے جو مسجد اپنی جماعت کیلئے حال ہی میں تعمیر کرائی ہے اس کیلئے ایک خادم کی ضرورت ہے جس کی رہائش کے لئے مسجد کیساتھ ایک معقول حجرہ بھی ہے اور ساتھ ہی ایک معقول عمارت مسافرخانہ کی بھی ہے۔ خادم مسجد کو کھانا دو وقت کا میاں صاحب کے گھر سے ملا کریگا اور اس کے علاوہ تنخواہ بھی حسب حالات خادم مسجد کو دی جائیگی۔ کوئی معمر احمدی اپنی جماعت کا ناظرین اخبار کی نظر میں ہو تو سیکرٹری صاحب احمدیہ انجمن اشاعت اسلام

ماہِ رمضان اور جماعت احمدیہ کے دو مجاہدے

دو غلطی خوردہ گروہوں کو حضرت امام عصر حاضر کے جھنڈے کے نیچے جمع کرو

رمضان میں تراجم قرآن فنڈ کی مجوزہ رقم کو جماعت پورا کرے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی مورخہ ۱۱ راگست ۱۹۴۴ء

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس وبینٰت من الھدیٰ والفرقان ط

ماہ رمضان ماہ رمضان آرہا ہے یہ بڑا عظیم الشان مہینہ ہے۔ اس کے ساتھ عالم اسلامی میں ایک انقلاب عظیم رونما ہوتا ہے اور عام طور پر سب مسلمان بڑے اور چھوٹے ایک مجاہدہ میں لگ جاتے ہیں۔ دن کو بھوک اور پیاس کی شدت برداشت کرتے ہیں جو شخص دن کو تکلیف اٹھائے رات کی نیند اس کی کوفت کو دور کر دیتی ہے اسلئے اس دن کے مجاہدہ کے ساتھ ظاہری تقاضا یہ تھا کہ رات کو آرام سے بسر کیا جاتا مگر نہیں رات کا وقت عبادت میں گذارنا۔ رمضان کا ایسا ہی ضروری مجاہدہ ہے جیسا دن کے وقت بھوک اور پیاس کی شدت برداشت کرنا۔ تو رمضان کا مجاہدہ دن کا بھی ہے اور رات کا بھی۔ فاقہ کشی سے جو ایک طرح پر انسان سے تاریکی کے پردے اٹھتے ہیں اور انکشافِ روحانی کے لئے ایک میدان تیار ہوتا ہے تو اس دن کے مجاہدہ کی تکمیل رات کی عبادت سے کی ہے یعنی ایسی حالت میں انسان اس روحانی قوت کو یونہی ضائع نہ کرے بلکہ اس کے ذریعہ سے خدا تعالیٰ کی مدد کا طالب ہو جو عبادت کا اصل مفہوم ہے۔

رمضان کی تکریم ماہ رمضان کی اس قدر عزت اور تکریم کیوں ہے اس کی وجہ بیان بیان فرمائی۔ الذی انزل فیہ القرآن یہ عزت رمضان کو اسلئے حاصل ہے کہ اس ماہ میں قرآن کریم کا نزول ہوا یعنی اس کا نزول اس ماہ میں شروع ہوا۔ تو اصل عزت اور تکریم گویا قرآن کریم کی ہے اور یہ ظاہری انقلاب جو انسانوں کے حالات میں رونما ہوتا ہے فی الواقع اس انقلاب روحانی کا ظاہری نشان ہے جو قرآن کریم نے پیدا کیا یا یوں کہنا چاہیئے کہ جس کو پیدا کرنے کے لئے قرآن شریف کو نازل کیا گیا۔ تو قرآن شریف کی عظمت کی وجہ سے اس ماہ کو جس میں قرآن کریم کے نزول کی ابتدا ہوئی یہ عظمت دی گئی کہ اس ماہ میں انسانوں کی زندگی میں ایک انقلاب رونما ہو جایا کرے اور یہ مسلمانوں کے مجاہدہ کا مہینہ قرار پائے

اس کے بعد ایک اور سوال کا جواب دیا ہے۔ قرآن کریم کو اسقدر عظمت کیوں دی گئی کہ اس کے نزول کا مہینہ بھی ایک انقلاب پیدا کرنیوالا مہینہ ہو گیا اس لئے کہ قرآن ھدی للناس ہے۔ صرف مسلمانوں کو نہیں ساری دنیا کو صحیح راہ دکھانے والا ہے۔ ساری دنیا کی تاریکیوں کو دور کرنیوالا ہے۔ ساری دنیا کی مشکلات کا حل ہمیں ہے۔ یہ امر واقع ہے کہ قرآن کریم نے صرف مسلمانوں کو ہی بلند مقام پر نہیں پہنچایا۔ یہ ھدی للمتقین ہی نہیں بلکہ دنیا کی تمام قوموں کی کسی نہ کسی رنگ میں رہنمائی فرمائی ہے۔ یورپ میں لوگ مسلمان نہیں ہوئے مگر یورپ کی علمی ترقیوں کا دروازہ بائبل سے نہیں کھلا بلکہ قرآن سے کھلا۔ اسی روشنی سے کھلا جو قرآن کریم نے دنیا میں پھیلائی۔ بہت سی باتوں میں یہ قرآن یورپ کی قوموں کے لئے بھی رہنما بن گیا۔ ہندوستان کی خطرناک بت پرستی کی ظلمتوں کو بھی اس قرآن نے دور کیا۔ غرض یہ قرآن صرف مسلمانوں کا ہادی اور رہنما نہیں یہ دنیا کی قوموں کا ہادی اور رہنما بنا ہے دنیا کا ایک حصہ ہے جس نے علی الاعلان اس کی ہدایت اور رہنمائی کو قبول کر لیا اور دوسرا حصہ وہ ہے جنہوں نے اس کی ہدایت اور رہنمائی کو قبول تو نہیں کیا مگر اس کی ہدایت اور رہنمائی سے فائدہ ضرور اٹھایا ہے۔ اور ھدی للناس کہکر یہ بھی بتا دیا ہے کہ یہ بالآخر تمام دنیا کی قوموں کے لئے ہادی اور رہنما بن جائیگا یہ اکیلا پیشوا ہو گا اور سب لوگ اس کے پیچھے چلنے والے ہوں گے۔ مگر اس کا کمال یہیں ختم نہیں ہو جاتا یہ صرف یہ نہیں بتاتا کہ یہ رستہ صحیح ہے اور یہ غلط۔ اس رستہ پر چلو گے تو منزل مقصود پر پہنچ جاؤ گے اس دوسرے رستے پر چلو گے تو بھٹکتے پھرو گے اور منزل مقصود کو حاصل نہیں کر سکو گے بلکہ اس میں ہدایت کے دلائل بھی ہیں۔ یہ صرف یہ نہیں کہتا کہ اس راہ پر چلو اس راہ سے بچو اس پر چلنا تمہارے لئے مفید ہے بلکہ فطرت انسانی چونکہ دلائل کی محتاج ہے یہ بغیر دلیل کے کسی بات کو قبول نہیں کرتی۔ اور حق یہی ہے کہ جو انسان بغیر دلائل کے کسی بات کو قبول کرتا ہے وہ فطرت کے خلاف چلتا ہے تو بتایا کہ یہ کتاب فطرت کی اس پیاس کو بھی بجھاتی ہے اور اس بات کے دلائل بھی دیتی ہے کہ کیوں یہ راہ اچھی ہے اور اس بات کے بھی دلائل دیتی ہے کہ کیوں وہ راہ بری ہے یہ قرآن کریم کا وہ کمال ہے جس کو اس زمانہ کے مجدد نے عبداللہ آتھم کے مباحثہ میں پیش کیا۔ عین میدان مباحثہ میں اتنی بڑی بات ایک دشمن کے سامنے کہنا بتاتا ہے کہ آپ کا ایمان قرآن کریم پر کس قدر زبردست تھا۔ ہزار ہا قسم کے دعاوی قرآن کریم میں موجود ہیں فرمایا کہ ان سب کے دلائل بھی اسی کتاب پاک میں موجود ہیں۔

رمضان کا مہینہ اور قرآن مجید پھر اس پر بھی ترقی کی، وہ دلائل صرف ایسے نہیں کہ ایک شخص ان کو قبول کرے اور دوسرا ان کو رد کر دے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ دلائل اس قدر واضح ہیں کہ حق و باطل میں کھلا فرق کر دیتے ہیں کھلا فرق وہ ہوتا ہے جو ہر شخص کو نظر آجائے۔ قرآن کریم کی اس عظمت کی طرف توجہ دلانے سے میرا مقصد یہ ہے کہ رمضان کے مہینے کو قرآن کریم سے خاص نسبت ہے جس طرح اس کا نزول اس ماہ میں ہوا اس کو دنیا میں پہنچانے کے لئے بھی اسے خاص مناسبت ہے۔ کیونکہ اس میں روحانیت کا خاص نزول ہوتا ہے۔

تراجم قرآن فنڈ اسی ماہ میں گذشتہ سال ہم نے تراجم قرآن فنڈ کی بنیاد رکھی تھی، جس میں اللہ تعالیٰ نے اس قدر برکت دی کہ تو نئی زبانوں میں قرآن کریم کو دنیا میں پہنچانے کیلئے سامان ہو گیا کسی میں دو چار رسال پہلے کسی میں دو چار سال پیچھے۔ اور ابھی مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رستے کھولے گا کہ ہماری امید سے بڑھکر جلد نہ صرف یہ کام ہو جائے گا بلکہ اور بہت سی زبانوں میں ترجمے ہو جائیں گے۔ اس رمضان میں میں چاہتا ہوں کہ جماعت کے اندر جس قدر کوشش ہو سکتی ہے کی جائے۔

(۱) جنہوں نے بعض اقوام کے وعدے کئے ہوئے ہیں وہ اس رمضان کے اندر اپنے وعدوں کو پورا کر دیں

(۲) جنہوں نے اب تک اس میں حصہ نہیں لیا کوشش کی جائے کہ وہ بھی اس میں شامل ہو جائیں۔

ان دونوں باتوں کے ہو جانے کے بعد اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو میں دوسرے لوگوں کو بھی اس کام کی طرف توجہ دلا دونگا مگر یہ اس وقت ہو گا جب دوسروں سے یہ کہا جا سکے کہ اس قدر کام ہم نے کر لیا ہے۔

رمضان کا دوسرا مجاہدہ دوسری بات جس کی طرف میں توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ ہمارا اس رمضان کا مجاہدہ ہونا چاہیئے وہ دو غلطی خوردہ گروہوں کو دعوت دینا ہے کہ وہ اس زمانہ کے امام کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر اس عظیم الشان کام کو قوت پہنچائیں تاکہ سالوں کا کام ہم مہینوں میں کر لیں۔ یہ دو گروہ ایک غیر احمدی ہیں اور دوسرے جماعت قادیان جو۔ دونوں تفریط و افراط میں مبتلا ہو کر اس اصل کام سے محروم ہیں جس کی طرف امام وقت نے بلایا تھا رمضان کا مہینہ مسلمانوں کو اس حق کی طرف بلانے کے لئے خاص طور پر موزوں ہے تو دوسری طرف ان میں بھی جنہیں بلایا جاتا ہے، نیک اثر قبول کرنے کیلئے ایک تیاری پیدا ہو جاتی ہے۔ آخر سب مسلمان خدا کی رضا کے حصول کے لئے اپنے نفس کی خواہشات کے خلاف بھوک اور پیاس کی شدت برداشت کرتے ہیں۔ سبھی راتوں کو اس کے سامنے سر جھکانے کے لئے اس سے مدد طلب کرنے کے لئے جاگتے ہیں۔ اسلئے امید کی جاتی ہے کہ ان ایام میں حق کی قبولیت کے لئے دل زیادہ نرم ہوں۔ تو جب ایک طرف بلانیوالے کی بات میں قوت زیادہ ہو اور دوسری طرف جن کو بلایا جاتا ہے ان میں اثر قبول کرنے کی زیادہ اہلیت ہو تو توقع کی جاتی ہے کہ نتائج اچھے پیدا ہوں یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہماری جماعت اس ایک نصب العین کو سامنے رکھکر پوری قوت سے ایک مہینہ اس کام پر لگا دے۔

قادیانیوں سے مایوس نہیں ہونا چاہیئے قادیانی جماعت سے بھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے میں ابھی جانتا ہوں کہ پیر پرستی کی وجہ سے ان کی آنکھیں بند ہیں مگر ان میں کتنے ہیں جن تک ہم نے حق بات کو پہنچایا ہے شاید ان میں گو تھوڑے ہی ہوں ایسے بھی نکل آئیں جو خود اس کھلے فرق کو دیکھ سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کے اصل پیغام قرآن کو دنیا میں پہنچا دو۔ ایک قلیل جماعت کس قوت سے کر رہی ہے کہ اختلاف کے تیس سالوں میں تین زبانوں میں ترجمے مکمل کر کے شائع کر دیئے اور آٹھ دوسری زبانوں میں اس سال سے پہلے ترجمے کر دینے کی پوری تیاری کر لی اور ان کی بنیاد رکھ دی اور دوسری جو اس کے مقابل میں شاید بیس یا پچیس گنا زیادہ ہے یا جیسا کہ اس کا اپنا خیال ہے پچاس گنا زیادہ ہے اس کے ہاتھ سے کس طرح اس کام کی توفیق چھین لی گئی ہے۔ وہ خوب یاد رکھیں کہ کام میں برکت قرآن کریم کو آگے کرنے سے پیدا ہو گی اثر پیدا کرنا قرآن کا اپنا کام ہے ہمارا کام اسے صحیح رنگ میں پہنچا دینا ہے۔ اس کام پر ہمیں حضرت مسیح موعود نے لگایا تھا اور اگر یہ کام ہم نے نہیں کیا تو ہم اسی

میاں محمود احمد صاحب جواب دیں

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

حضرت مسیح موعود پر جو افترا میاں صاحب نے کئے ہیں میں انکو افترا ہی کہتا رہا ہوں اور کہتا رہوں گا اگر وہ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ میری اس دعوت کو قبول کریں اور مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں میں بھی مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا۔ ورنہ جو الزام میں ان پر دے رہا ہوں۔ وہ ایک ثابت شدہ حقیقت قرار پائے گا، دیکھنے میں پھر صاف الفاظ میں ان الزامات کو دہراتا ہوں :۔

(۱) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افترا کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے دعوے میں یہ تبدیلی کی کہ انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعوے نبوت کر دیا اور اپنی سابقہ سالہا سال کی انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ کر دیا۔

(۲) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا اور حضرت مسیح موعود پر افترا کیا ہے کہ آپ تو یہ فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

(۳) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افترا کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء کے قریب حضرت مسیح موعود کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا سابقہ اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

اگر جناب میاں صاحب کو یہ جرأت ہے تو ان الزامات کی بنیاد پر چاہیں وہ مجھ سے بحث کر لیں جن میں ان کے اپنے مریدوں کو ثالث بنا لیں گا اور چاہیں تو بحث کے بعد مباہلہ بھی کریں یعنی وہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں کہ ان کے عقائد جو آئینہ صداقت کے صـ۳۵ـ پر درج ہیں، حضرت مسیح موعود کے عقائد کے مطابق ہیں اور میں مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا کہ ان کے یہ عقائد حضرت مسیح موعود کے قطعی خلاف ہیں، مگر مباہلہ سے پہلے مباحثہ بہر حال ضروری ہو گا۔

اور اگر میاں صاحب اب بھی خاموش رہیں تو دیکھئے میں ان الزامات کو دہراتا رہوں گا، یہاں تک کہ ان کے مریدوں میں بھی یہ ایمانی جوش پیدا ہو کر وہ میاں صاحب سے ان الزامات کی بریت کے متعلق سوال کریں۔

بلّغ ما انزل الیک کا صحیح مفہوم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاک ارادے اور امیدیں جماعت لاہور کو ورثہ میں ملیں

جماعت قادیان تاویلات اور خوابوں میں الجھ گئی

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی مورخہ ۱۴ جولائی ۱۹۴۴ء

یٰا یّھا الرسول بلّغ ما انزل الیک .

شیعہ اور قادیانیوں کی تاویلات بظاہر اس آیت میں خصوصیت سے رسول اللہ صلعم کو مخاطب کر کے فرمایا کہ جو کچھ تمہاری طرف اتارا گیا ہے اسے دنیا میں پہنچا دو۔ جب انسان لفظوں کو توڑنے مروڑنے پر آتے ہیں تو وضع سے واضح الفاظ بھی ان کو روک نہیں سکتے۔ ما انزل الیک کیا چیز ہے قرآن خود سو دفعہ کہے کہ وہ قرآن ہے۔ مگر ایک قوم مسلمانوں میں سے اٹھی اس نے کہا کہ اس سے مراد حضرت علی کی خلافت بلافصل ہے گویا قرآن کو دنیا میں پہنچانا رسول صلعم کا اصل کام نہ تھا بلکہ حضرت علی کی خلافت کو پہنچانا اصل کام تھا۔ آج کل قادیانی جماعت اسی طرح تاویلات کر رہی ہے۔ ایسی باتیں جب قوم میں پیدا ہو جاتی ہیں تو اہم کاموں کی طرف سے توجہ کو ہٹا دیتی ہیں جیسے بلّغ ما انزل الیک میں خود رسول اللہ صلعم کو یہ حکم ہوتا ہے کہ قرآن کو دنیا میں پہنچا دو یہی آپ کی رسالت کا اصل کام ہے خدا نے جو اپنا پیغام آپ پر اتارا ہے اسے دنیا میں پہنچانا۔ دنیا کے ایک حصہ میں نہیں ساری دنیا میں پہنچانا۔

ہر مسلمان مخاطب ہے لیکن اس کا منشاء صرف رسول تک اس کام کو محدود کرنا نہیں کہ اسی کا یہ فرض تھا کہ قرآن کو دنیا میں پہنچائے اس میں ہر مسلمان مخاطب ہے صحابہ نے یہی سمجھا، تابعین نے یہی سمجھا۔ جس طرح یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین میں صرف رسول اللہ صلعم کو ہی کفار اور منافقین سے جہاد کا حکم نہیں ملا بلکہ ہر مسلمان کو جہاد کا حکم ہے۔ ہاں پہلے مخاطب ان ہر دو امور میں رسول اللہ صلعم ہی ہیں اور پھر آپ کے واسطہ سے کل مسلمان۔

تبلیغ کی عظمت اس طرح خطاب میں اس کام کی عظمت کا اظہار مقصود ہے یعنی یہ کام ایسا نہیں کہ جس کو کوئی شخص تحقیر کی نظر سے دیکھے۔ تبلیغ سب سے پہلے محمد رسول اللہ صلعم کا کام ہے اور جس طرح آپ افضل البشر ہیں یہ کام بھی سب کاموں میں افضل ہے سب سے بڑا کام ہے جو کسی انسان کے سپرد کیا جا سکتا ہے یا جو کوئی انسان کر سکتا ہے، بادشاہت کا حصول دولت کا حصول اور قوموں کے لئے افضل ترین کام ہوں تو ہوں مگر مسلمان کے لئے سب سے بڑا اور افضل ترین کام تبلیغ ہے۔ مسلمان دنیا کا مال اکٹھا کرنے کے لئے پیدا نہیں ہوا، دنیا کی اصلاح کیلئے پیدا ہوا ہے جو شخص جس قدر کام قرآن کو دنیا میں پہنچانے کا کرتا ہے وہی اس کے کام کا بہترین حصہ ہے اور جو شخص کلیتہً اپنے آپ کو تبلیغ کے کام پر لگا دیتا ہے اس نے دنیا کے افضل ترین کام کو اختیار کر لیا۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کام پر اپنے آپ کو لگا کر وہ اس کام کا حق ادا کرتا ہے یا نہیں

موجودہ مسلمانوں کے نصب العین کا کیا حال لیکن آج مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ نہ صرف یہ کہ وہ اس کام کو کوئی عظمت نہیں دیتے بہترین کام نہیں سمجھتے بلکہ اس کو کوئی کام ہی نہیں سمجھتے۔ اس کے کرنے کی طرف توجہ ہی نہیں کرتے بلکہ جو لوگ اس کام کو کرتے ہیں ان کو عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ ان میں جو بڑا آدمی اٹھتا ہے جو مصلح اٹھتا ہے اس کی سب سے بڑھ کر کیا فکر ہوتی ہے۔ مسلمانوں کے اندر سے جہالت دور ہو اور وہ علم حاصل کریں۔ مسلمانوں کے اندر سے افلاس دور ہو اور وہ مالدار قوم بن جائیں مسلمانوں کی محکومی دور ہو اور وہ بادشاہ بن جائیں، یہ سب بلاشبہ اچھے کام ہیں ایک مسلمان کیا جو شخص بھی اپنی قوم کے اندر سے جہالت افلاس محکومی کو دور کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ ایک اچھا کام کرتا ہے لیکن ان سب اچھے کاموں سے ایک اور بلند کام ہے

حضرت مرزا صاحب اور اشاعت قرآن کا جذبہ وہ دنیا کا بلند ترین کام ہے وہ وہ کام ہے جو دنیا کے افضل ترین انسان کے سپرد کیا گیا اور وہ مسلمانوں کا مخصوص کام ہے، وہ ہے قرآن کو دنیا میں پہنچانا اس قرآن کے ذریعہ سے دنیا کی اصلاح کرنا۔

اس زمانہ کے حالات پر نظر ڈالو کوئی شخص اٹھتا ہے اور وہ بڑا بھاری کام کرتا ہے مسلمانوں کے اندر تعلیم کو عام کر دیتا ہے اور لوگ اٹھتے ہیں وہ مسلمانوں کے اندر سے افلاس کو دور کرنے کی طرح طرح کی تجاویز کرتے ہیں کوئی اٹھتا ہے اور مسلمانوں کی قیادت کی باگ اسلئے ہاتھ میں لیتا ہے کہ وہ انگریز کی غلامی سے نکل کر ہندو کی غلامی میں نہ پھنس جائیں۔ کہیں کہیں کوئی خدا کا بندہ ایسا بھی ہے جو ایک دھیمی سی آواز مسلمانوں کے اخلاق کی اصلاح کے لئے بلند کرتا ہے کہیں کوئی حرکت جس میں قوت کے آثار نظر نہیں آتے ایسی بھی پیدا ہوتی ہے کہ مسلمان قرآن پر عمل کریں۔ یہ سب کام اپنی افضلیت کے لحاظ سے ایک دوسرے سے اور دوسرا تیسرے سے بڑھ کر ہیں۔ مگر سب سے اچھا کام قرآن کا دنیا میں پہنچانا اس کی طرف کسی کی توجہ نہ ہوئی اس کے لئے ایک شخص ایک گاؤں میں اٹھا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی اس کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہوئی کہ قرآن کو دنیا میں کس طرح پہنچایا جائے۔ اس نے یورپ کی طرف دیکھا تو وہاں علم اور روشنی کی بجائے اس نے تاریکی دیکھی جہاں دوسرے لوگوں کی آنکھیں یورپ کی تہذیب کی ظاہری چمک سے چکا چوند ہو گئیں۔ اس کو یہ تہذیب حقیقی زندگی سے خالی، فساد سے پُر، فسق و فجور کا منبع نظر آئی۔ اس نے امریکہ کی طرف دیکھا تو وہاں بھی اسے کوئی روشنی کی شعاع نظر نہ آئی جزائر بھی اس ...

مغرب کی طرف سے یہ تاریکی مشرق کی طرف بڑھنی شروع ہوئی اور ایشیا پر بھی چھا گئی، ہندوستان بھی اس کے اثر کے نیچے آ گیا تو اس کے دل میں یہ ڈالا گیا کہ جب تک اس تاریکی کے اصل مرکز یورپ اور امریکہ کو قرآن کے نور سے منور نہ کیا جائیگا دنیا اس تاریکی سے نہیں نکل سکتی۔

حضرت مرزا صاحب کے پاک ارادے اور امیدیں

مخبر صادق نے فرمایا تھا کہ مغرب سے آفتاب نکلے گا لوگ اسے ناممکن سمجھتے تھے۔ اس نے کہا ہم اسے ممکن کر کے دکھائیں گے۔

"اگر قوم بدل و جان میری مدد میں مصروف ہو تو میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کرا کر ان کے پاس بھیجی جائے میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے نہیں رہ سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہ ہوگا جیسا مجھ سے یا جیسا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ ہی میں داخل ہے"

مگر قوم نے بدل و جان مدد کرنے کی جگہ کافر و دجال کہکر رد کیا اسے اپنی قوم سے ہی باہر نکالنے کا تہیہ کر لیا۔ کیا اس چیز نے اس کے حوصلہ کو پست کر دیا کیا وہ بددل ہو گیا کہ جب اپنے ہی دشمن ہیں تو میں غیروں تک قرآن کو کس طرح پہنچاؤں گا۔ کیونکہ یہ اکیلے آدمی کا کام نہ تھا نہیں اس کا حوصلہ بلند تھا اس کی امیدیں خدا پر تھیں کہ اس کا مددگار وہی ہے اور یہ کام ہو کر رہے گا وہ یہ لکھتے ہیں:-

"میری روح اور زندگی کا آرام اسی میں ہے کہ میں اسی کام میں لگا رہوں بلکہ میں اس کے بغیر جی ہی نہیں سکتا کہ میں اس کا اور اس کے رسول کا اور اس کے کلام کا جلال ظاہر کروں مجھے کسی تکفیر کا اندیشہ نہیں نہ کچھ پروا"

"میں مشاہدہ کرتا ہوں کہ دست غیبی مجھے مدد دے رہا ہے اور اگرچہ میں تمام خاکی انسانوں کی طرح ناتواں اور ضعیف انسان ہوں تاہم میں دیکھتا ہوں کہ مجھے غیب سے قوت ملتی ہے اور نفسانی قلق کے دبانے والا ایک صبر بھی عطا ہوتا ہے، اور میں جو کہتا ہوں کہ ان الٰہی کاموں میں قوم کے ہمدرد مدد کریں وہ بے صبری سے نہیں بلکہ صرف ظاہر کے لحاظ اور اسباب کی رعایت سے کہتا ہوں ورنہ خدا تعالیٰ کے فضل پر میرا دل مطمئن ہے اور امید رکھتا ہوں کہ وہ میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا اور میرے تمام ارادے اور امیدیں پوری کر دے گا"

خدا تعالیٰ میرا مددگار ہو گیا یہ ۱۸۹۱ء کی تحریریں ہیں یہ اس مرد خدا کے اس وقت کے ارادے ہیں جب چاروں طرف مخالفت کی آگ بھڑک رہی تھی اپنے بیگانے بھی سخت ترین دشمن ہو گئے تھے مگر خدا پر ایمان کے اس مضبوط قلعے کو دیکھئے اس آگ کے اندر گھرا ہوا کہتا ہے "خدا میرے تمام ارادے اور امیدیں پورے کر دے گا" ۱۹۰۸ء میں آپ نے وفات پائی اور گو یورپ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد آپ کی زندگی میں ریویو آف ریلیجنز کے ذریعہ رکھدی گئی تھی مگر آپ کا یہ ارادہ جو خدا کی طرف سے آپ کے دل میں ڈالا گیا تھا قرآن کریم کو انگریزی میں پہنچانے کا ارادہ معرض ظہور میں نہ آیا تھا آپ کی وفات

کے معاً بعد حضرت مولانا نورالدین صاحب کے دل میں اللہ تعالیٰ نے یہ ڈالا کہ قرآن کریم کا انگریزی ترجمہ ہونا چاہیے اور انھوں نے اور حضرت مسیح موعود کی جانشین انجمن نے اس کام کو میرے جیسے ناتوان انسان کے ذمہ ڈالا اور وہی دست غیب جسے آپ اپنی زندگی میں اپنی مدد کرتے دیکھتے تھے آپ کی وفات کے بعد اس عظیم الشان کام میں میرا مددگار ہو گیا۔ میں اس وقت ایک نوجوان تھا کم علم بھی تھا مگر میں بھی دیکھتا تھا کہ "مجھے دست غیب سے قوت ملتی ہے" درحقیقت وہ قوت میرے لئے نہ تھی وہ اس برگزیدہ انسان کے لئے تھی جس کے دل میں یہ تڑپ پہلے اٹھی مگر چونکہ اس تڑپ کے پورا ہونے کا میں آلہ کار بن گیا اس لئے وہ دست غیب بھی میری طرف منتقل ہو گیا اور اس وقت سے آج تک میں دیکھتا ہوں کہ اس نوجوانی کی حالت سے ستر سال کی عمر تک پہنچ جانے کے باوجود اور طرح طرح کی بیماریوں کا شکار اور ضعیف ہونے کے باوجود جب بھی میں نے خدمت دین کے کسی کام کو ہاتھ ڈالا ہے تو میرے اندر ایک نئی قوت پیدا ہو گئی ہے، میں بہت ورزش کرنیوالا، بہت چلنے والا اور بہت تیز چلنے والا تھا، بیس بیس پچیس پچیس تیس تیس میل بھی ایک دن میں چل لیتا تھا اور تھکتا نہ تھا۔ مگر اب دو اڑھائی میل چل کر بھی تھک جاتا ہوں جسم ناتوان ہو گیا ہے لیکن قرآن کی خدمت کے کسی کام کو جب ہاتھ ڈالتا ہوں میں تھکتا نہیں بلکہ جسم میں ایک نئی قوت پیدا ہو جاتی ہے فی الحقیقت اس وقت بھی وہ میری قوت نہ تھی بلکہ اللہ تعالیٰ کے دست غیب کی تائید تھی اور آج بھی دست غیب کی تائید ہے جس سے یہ کام کر رہا ہوں۔

حضرت مسیح موعود کے ارادے اور جماعت لاہور کا انتخاب

قادیان والوں کو فخر ہے کہ ان کے ذریعہ سے پرانی خوابیں پوری ہو رہی ہیں اور انہیں نئی نئی خوابیں بھی آ رہی ہیں اور بجائے اس کے کہ اپنے عقائد باطلہ کو حق کے ساتھ انھوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی بدنام کر رکھا ہے میدان مقابلہ میں نکل کر ثابت کریں مثلاً کاذب لوگوں کی طرح خوابوں کے الفاظ کو توڑ مروڑ کر اپنے اوپر لگا رہے ہیں اور عقائد پر بحث کرنے سے بھاگ رہے ہیں۔ سوال ہوتا ہے کہ کیا میں جھوٹا ہوں پھر فلاں خواب میرے ذریعہ کیوں پوری ہوئی۔ خواب پوری ہوئی یا نہ ہوئی، یہ الگ بحث ہے لیکن جو شخص جھوٹ بولتا ہے وہ جھوٹا ہی کہلائیگا، جو حضرت مسیح موعود پر افترا کرتا ہے وہ مفتری ہی کہلائیگا۔ لیکن اگر فی الواقع بھی ان کے ذریعہ سے حضرت صاحب کی کوئی خواب پوری ہو گئی ہو تو ہمیں یہ فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کے ارادوں اور امیدوں کو پورا کرنے کے لئے جماعت لاہور کو چن لیا آئندہ نسلیں فیصلہ کریں گی، اور عقلمند آج بھی کر سکتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود کا کمال آپ کی خوابوں کی وجہ سے تھا یا آپ کے کام کی وجہ سے کیا دنیا نے آپ کا لوہا اس لئے مانا اور بے اختیار گردنیں اس لئے آپ کے سامنے جھکیں کہ آپ بڑے خواب بین تھے یا اس لئے کہ آپ میدان مذہب کے بڑے عظیم الشان پہلوان تھے جنھوں نے ہر عقیدۂ باطلہ کی تردید کر کے دنیا میں حق اور صداقت کو قائم کیا اور جن خوابوں پر فخر ہے وہ ہیں کیا۔ کیا ان کی ایک ہی تعبیر ہو سکتی ہے ایک نمونہ سنئے۔

ایک خواب کی غلط تعبیر اور اسکی تشہیر

آجکل اس خواب کو میاں صاحب نے کتنی دفعہ دوہرایا ہے کہ میں دہلی میں ایک دنگل قائم کر کے وہاں سے صحیح سالم واپس آ گیا اس لئے حضرت صاحب کا یہ الہام مجھ میں پورا ہوا الحمد للہ الذی اوصلنی صحیحاً، گویا اس سے پیشتر حضرت صاحب کے مریدوں میں سے کوئی تبلیغ کے لئے دہلی گیا نہ وہاں کوئی مخالفت ہوئی نہ کوئی صحیح سالم گھر واپس آیا۔ ہاں یہ فرق ضرور ہے کہ تبلیغ کے لئے ہم لوگ بھی گئے مخالفت ہماری بھی بہتیری ہوئی مگر ہم وہاں دنگل قائم کرنے کے لئے نہ گئے تھے اور بنٹے اور لاٹھیاں چلانے والے اپنے ساتھ نہیں لے گئے تھے۔ ہمارے لیکچروں کی بھی وہاں بہتیری مخالفت ہوئی اور خدا کے فضل سے صحیح و سالم واپس بھی آ گئے۔ اگر ہم بھی میاں صاحب کی طرح جو گھر سے لیکچر دینے چلے مگر ساتھ لاٹھیاں چلانیوالوں کی اور بنٹے چلانیوالوں کی ایک فوج لے گئے تھے دنگل کی خاطر ہم بھی آدمی ساتھ لے جاتے تو اس قسم کا فساد ہم بھی کر سکتے تھے اور ان فسادوں میں بڑے آدمی جو کافی پہرہ کے اندر ہوتے ہیں جن کے گھر میں بھی نماز پڑھتے وقت پہرے لگے ہوتے ہیں کہ شاید کوئی مرید ہی حملہ نہ کر دے صحیح سلامت ہی رہا کرتے ہیں یہ کوئی بڑا معجزہ نہیں، کنوئیں کے مینڈک کی طرح یہ فرض نہیں کر لینا چاہیئے کہ بس ساری دنیا یہی ہے، میاں صاحب نے تو اس اپنے دہلی کے دنگل کو اتنی اہمیت دی ہے کہ ہٹلر کو بھی مات کر دیا ہے اور کیا ممکن نہیں کہ کل کوئی اور آدمی دہلی جا کر اس سے بھی بڑا فساد برپا کرنے اور پھر صحیح سلامت واپس آ کر یہ دعویٰ کرے کہ دیکھو میں مثیل مسیح ہوں کیوں؟ اس لئے کہ الحمد للہ الذی اوصلنی صحیحاً۔ پھر کہیں فخر ہے کہ حضرت صاحب کا الہام تھا مسیر العرب اور چونکہ میاں صاحب عرب میں گئے تھے اسلئے وہ مثیل مسیح بن گئے یہ کھیل نہیں تو اور کیا ہے۔

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق میاں صاحب کا رویہ

کتنے احمدی عرب گئے حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم کے عرب جانے کو جو اہمیت حاصل ہے میاں صاحب کے بانکوں کو اس کا عشر عشیر بھی حاصل نہیں وہ اسلام کی صداقت کے اور مغرب سے طلوع آفتاب کے ایک زندہ نشان لارڈ ہیڈلے کو ساتھ لیکر گئے۔ پھر خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم نے لنڈن کے ممبروں سے وعظ کیا جو حضرت صاحب نے اپنے متعلق دیکھا تھا۔ سفید پرندے پکڑے جو حضرت صاحب نے اپنے متعلق دیکھا تھا وہ تو مثیل مسیح نہ ہوئے بلکہ وہ تو ان سب باتوں کے باوجود میاں صاحب کے نزدیک فاسق رہے یہاں تک کہ ان کا جنازہ بھی قادیان میں حرام سمجھا گیا۔ اور میاں صاحب عرب کی زمین پر قدم رکھنے کی وجہ سے حالانکہ وہ اس وقت خلیفہ بھی نہ تھے مثیل مسیح بن گئے ہیں اگر حضرت صاحب نے یہ بھی لکھا ہوتا کہ میرا ایک خلیفہ پیرس میں ننگا ناچ بھی دیکھے گا تو میاں صاحب شاید اس کے واحد مصداق ہوتے کیونکہ اور کوئی احمدی یہ کام نہ کر سکتا تھا۔

یہ منطق کتنے دن چلے گی؟

تذکرہ کا ایک مجموعہ اکٹھا کر دیا گیا ہے، حضرت صاحب تو ہر مضمون کے لئے قرآن کریم کو دیکھا کرتے تھے جہاں اب دن رات یہ تلاش لگی ہوئی ہے کہ تذکرہ کو پڑھو اور دیکھو کسی خواب یا الہام کو میاں صاحب پر لگایا جا سکتا ہے۔ مثیل مسیح بننے کا یہی ذریعہ رہ گیا ہے۔ مسیح کے کام تو رکھے کے رکھے رہ گئے ان کی طرف کون توجہ کرے مثیل مسیح بننے کا آسان ذریعہ ہاتھ آ گیا ہے چار لفظوں کو توڑا اور دو کو مروڑا اور ایک ثبوت مل گیا کہ میاں صاحب مثیل مسیح ہیں یہ منطق کتنے دن چلے گی۔ حضرت صاحب اپنے کاموں سے بڑے بنے تھے، وہ مقابلہ کے میدان کے پہلوان تھے، انہوں نے آریوں اور عیسائیوں کو بھی چیلنج دیئے ان کے مقابلے کئے مباحثات کئے علماء کو بھی چیلنج دیئے ان کے ساتھ بھی مباحثے اور مقابلے کئے۔ میاں صاحب چیلنج دینے میں ضرور حضرت مسیح موعود کی نقل کر لیتے ہیں مگر مباحثہ میں نہ ان کو نکلنے کی جرأت ہے نہ کبھی نکلیں گے چیلنج دینے میں مثیل مسیح مگر چیلنج دے کر بھاگنے میں مسیح کے الٹ۔

حضرت مسیح موعود کا کام اور قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ

حضرت مسیح موعود کا کام ایک ہی تھا وہ تھا بلغ کے امر کی تعمیل قرآن کو دنیا میں پہنچانا لیکن اس وقت جب چاروں طرف مخالفت کی آگ بھڑک رہی تھی آپ نے کہا کہ میں انگریزی میں قرآن کو دنیا میں پہنچانا چاہتا ہوں یہ میرا کام ہے مجھ سے ہوگا یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے، آپ کی وفات کے معاً بعد وہ کام شروع ہوتا ہے اور خدا کی شان ہے کہ جس طرح ایک خطرناک طوفان مخالفت کے اندر وہ کام شروع ہوا تھا ایک خطرناک طوفان مخالفت کے اندر ہی وہ تکمیل کو بھی پہنچا۔ اس کے خلاف مخالفین سلسلہ نے بھی پورا پورا زور لگایا اور خود میاں صاحب نے بھی پورا زور لگایا یہ الہام سننے کے بعد زور لگایا کہ یہ ترجمہ مقبول ہو چکا ان دونوں مخالفتوں کے اندر کس سے کام لیا گیا؟ ایک ناتوان اور کم علم آدمی سے اور ایک ناتوان انجمن سے جس کی ابھی بنیادیں بھی اچھی طرح قائم نہ ہوئی تھیں جس کے پاس کوئی سامان نہ تھا اتنا بڑا سامان تو خواب میں بھی نظر نہ آیا تھا جو اس کے لئے بکار تھا اور نہ کام کس کو کیا گیا؟ جو ۹۸ فیصدی جماعت ساتھ لئے بیٹھا تھا جس نے یہ دعوے کیا تھا کہ ہم ایک پارہ اہوار ترجمہ کر کے ان سے پہلے یہ کام کر دکھائیں گے۔ یہ صداقت ہے جو چھپنے سے چھپ نہ سکے گی خدا نے ایک فریق کو اپنی مدد سے نوازا اور دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر اس کام سے اس کو روک دیا۔ ان سے وہ کام نہ ہو سکا کیوں؟ اس لئے کہ یہی واحد ذریعہ تھا جس نے ثابت کرنا تھا کہ مسیح موعود کی شاخ کون ہے مسیح موعود کے اندر کون داخل ہے۔ میاں صاحب اگر ہزار خواب کو بھی اپنے اوپر چسپاں کرتے چلے جائیں تو اس سے وہ بات ثابت نہ ہوگی جو اس ایک عظیم الشان واقعہ سے پوری ہو گئی، خوابوں کی بیسیوں تعبیریں ہو سکتی ہیں اور ہوتی رہیں گی مگر یہ وہ خواب ہے جس کی ایک ہی تعبیر تھی اور وہ تعبیر ہو چکی۔

یورپ کی دوسری زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم

اور پھر یہی نہیں، حضرت صاحب نے انگریزی کا نام اسلئے لیا تھا کہ یہ قوم آپ کے سامنے تھی سب سے پہلی مخاطب تھی، آپ کا اصل منشاء تمام یورپ اور امریکہ کو قرآن کے ذریعہ سے مسلمان کرنے کا تھا۔ حضرت صاحب نے ان قوموں کو بار بار صراحت سے مخاطب فرمایا اور خدا تعالیٰ کا دست غیب ایسا اس جماعت کے شامل حال ہوا کہ اس کے ذریعہ سے انگریزی کے علاوہ دو اور یورپین زبانوں میں قرآن شریف کے ترجمے ہو گئے یعنی ڈچ اور جرمن زبانوں میں۔ یہ حضرت مسیح موعود کی روح ہی تھی جو فی الحقیقت اس جماعت کے اندر کام کر رہی تھی کہ باوجود اپنی قلت اور ناتوانی کے اس نے اتنا عظیم الشان کام سرانجام دیا اور پھر یہ جماعت یہ کام کر کے تھکی نہیں بلکہ بالآخر ۱۹۴۳ء کے آخر میں ایک وسیع پیمانے پر دنیا کی زبانوں میں تراجم قرآن کریم کے قرآن کریم کو دنیا کی مختلف قوموں تک پہنچانے کا تہیہ کر لیا اور اس کے لئے دو لاکھ روپے کا الگ فنڈ قائم کر دیا۔

یہ تاریخی واقعات ہیں

اگر بلغ ما انزل الیک حکم الٰہی ہے اور یقیناً ہے تو قرآن ساری دنیا میں پہنچ کر رہے گا۔ اور بالآخر ساری دنیا کو فتح کر کے رہے گا اور یاد رکھئے کہ یہ عظیم الشان کام جس سے دنیا میں انقلاب پیدا ہوگا اور یورپ اور امریکہ اسلام کی طرف رجوع کریں گے اور اسلام کا آفتاب یورپ اور امریکہ پر آفتاب نصف النہار کی طرح چمکے گا اس کی بنیاد رکھنے والا وہی شخص قرار پائے گا جسے آج لوگ آنکھیں بند کر کے برا کہتے چلے جا رہے ہیں جس کا نام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہے جس کو خدا نے اس صدی کا مجدد اور اس امت کا مسیح بنا کر بھیجا ہے اور ان بنیادوں کو بلند کرنیوالی وہی جماعت قرار پائے گی جسے آج گالیاں دینا اور برباد کرنا خلیفہ قادیان اور ان کی جماعت نے اپنا مخصوص کام سمجھا ہوا ہے یہ تاریخی واقعات ہیں، گالیاں دینے والے گالیاں دیتے رہیں گے، خوابیں دیکھنے والے خوابیں دیکھتے رہیں گے اور کام کرنیوالے کام کرتے چلے جائیں گے، کلا نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک یہاں تک کہ اس خدا کے لگائے ہوئے پودہ کی شاخیں دنیا کے تمام ممالک پر پھیل جائیں گی۔

حضرت امام وقت کا ورثہ

ہاں یہ سچ ہے کہ اس عظیم الشان کام کے لئے سامانوں اور کارکنوں کی اس قدر قلت ہے کہ کام کرنیوالوں کو اگر خدا کی امداد پر کلی بھروسہ نہ ہو تو ان کے دل بیٹھ جائیں دنیا تاریکی میں ہے اور ہمارے پاس ان کو نور پہنچانے کا سامان کچھ بھی نہیں۔ وہ لوگ جن میں یقین کی کمی ہے ان کے دلوں میں یہ وسوسہ اٹھتا ہے کہ اس قدر سامانوں کی قلت میں اس کام کے ہونے کی کوئی امید نہیں مگر وہ یاد رکھیں کہ ہم نے اپنے ارادوں اور امیدوں کو حضرت امام زمان سے ورثہ میں لیا ہے۔

بلغ ما انزل الیک کے حکم سے ناواقف لوگ

بعض لوگ سوال کرتے ہیں فلاں کے بعد اس کام کو کرنے والا کون ہوگا۔ یہ کام کسی آدمی کی قوت سے نہیں چل رہا بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے دست غیب کی تائید سے چل رہا ہے جس کا وعدہ مسیح موعود کے ساتھ تھا۔ ہمیں کوئی علم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنا کام کس تنکے سے لیگا سامانوں کے پہاڑوں کی ضرورت دنیاداروں کے لئے ہوتی ہے جو لوگ اللہ تعالیٰ کا نام دنیا میں پھیلاتے ہیں ان کے دلوں میں ایمان پہاڑوں کی طرح مضبوط ہوتا ہے للایمان اثبت فی قلوب اھلہ من الجبال الراسیات قادیان میں سامانوں کے پہاڑ موجود ہیں مگر حکم بلغ کی طرف توجہ نہیں۔ بہتیرے لوگ ہوں گے جو میری زندگی میں میری آواز کی پرواہ نہیں کرتے گو میں قرآن کو ہاتھ میں لیکر آگے جا رہا ہوں ایسے لوگ صرف غیر احمدیوں میں ہی نہیں صرف قادیانیوں میں ہی نہیں وہاں وہ کثیر تعداد میں ہیں وہ ہماری جماعت میں بھی ہیں گو وہ جماعت کا قلیل حصہ ہیں وہ بلغ ما انزل الیک کے حکم سے ناواقف ہیں وہ حضرت مرزا صاحب کے درد دل سے ناواقف ہیں، وہ آپ کی امیدوں اور ارادوں سے ناواقف ہیں وہ میری اور اس جماعت کے کثیر حصہ کی تڑپ سے بھی ناواقف ہیں نہیں انھوں نے ابھی پورے طور پر اس دست غیب کو بھی نہیں دیکھا جسکی بشارت حضرت مسیح موعود نے دی تھی شاید ہم میں سے بعض کی موت ان کی آنکھیں کھول دے گی اور جو آج سست نظر آتے ہیں وہ کود کر میدان میں آ جائیں گے۔ اور اپنے مالوں اور جانوں کو اس کی راہ میں قربان کر دیں گے۔ حضرت مسیح موعود کے الفاظ کو نقل کرتا ہوا میں بھی کہتا ہوں

"خدا کے فضل پر میرا دل مطمئن ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ میری دعاؤں کو ضائع نہیں کرے گا اور میرے تمام ارادے اور امیدیں پوری کر دے گا"

وہ ارادے کیا ہیں؟ دنیا کی تمام قوموں کو قرآن پہنچ جائے۔ وہ امیدیں کیا ہیں؟ تمام دنیا میں اسلام پھیل جائیگا اور خدا تعالیٰ کا وعدہ لیظھرہ علی الدین کلہ پورا ہوگا۔

مبلغین کرام کیخدمت میں

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱)

براہ مہربانی اپنی رپورٹوں میں تین امور کے متعلق بالالتزام تحریر فرمایئے:-

(۱) آپ کی جماعتوں میں درس قرآن شریف کا سلسلہ جاری ہے؟

(۲) نوجوان سلسلہ کے کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں؟

(۳) چھوٹے بچوں کی ابتدائی دینی تعلیم کا انتظام ہے؟

اگر اب تک ان امور کا جواب نفی ہے تو ان کی طرف توجہ فرمایئے اور دفتر کو مطلع کرتے رہیں کہ کہاں تک ان ہر سہ امور کے متعلق کارروائی کی جاتی ہے؟

(۲)

اس سے قبل اخبار میں متعدد مرتبہ عرض کیا جا چکا ہے کہ تبلیغ کے کام کو زیادہ مضبوط اور وسیع کرنے کے لئے مبلغین کو تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اپنے اپنے حلقوں میں تحریک کر کے ایسے احباب کو مرکز میں بھجوائیں جو کچھ سال مرکز میں رہ کر دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد تبلیغ کا کام کر سکیں اس طرف اب تک بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ حالانکہ مدرسہ مبلغین میں داخل ہونے کے دن قریب آ رہے ہیں احباب کو چاہیئے کہ اس ضروری کام کی طرف توجہ فرمائیں اور اپنے علاقہ میں سے ایسے اصحاب کی درخواستیں بھجوانے کی کوشش کریں جو دینی ٹریننگ حاصل کر کے تبلیغ کا کام کر سکیں۔

(مرتضیٰ خاں اسسٹنٹ سیکرٹری)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر۔ ایس محمد آصف۔ بی۔ اے

جائنٹ ایڈیٹر: شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۳ر رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ م۔ ۲۳ اگست ۱۹۴۴ء | نمبر ۳۳

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب ہوگا۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

قاضی اکمل صاحب جواب دیں

خلیفہ صاحب کی تنبیہ پر کیوں خاموش رہے؟

جناب قاضی اکمل صاحب نے الفضل مورخہ ۲۲ر اگست میں ایک مضمون لکھا ہے کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے قاضی صاحب کے شعر

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں اور آگے سے ہیں بڑھکر اپنی شاں میں

کو بگاڑ کر قادیانی خلافت کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ قرار دیا ہے حالانکہ یہ شعر اس نظم کا حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں پڑھی گئی اور خوشخط لکھے ہوئے قطعے کی صورت میں پیش کی گئی اور حضور اسے اپنے ساتھ اندر لے گئے یہ نظم بدر میں بھی چھپی اور شائع ہوئی اس وقت بدر کی پوزیشن وہی تھی بلکہ اس سے کچھ بڑھ کر جو اس عہد میں الفضل کی ہے — حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شرف سماعت حاصل کرنے اور جزاکم اللہ تعالیٰ کا صلہ پانے اور اس قطعے کو اندر خود لے جانے کے بعد کسی کو حق ہی کیا پہنچتا تھا کہ اس پر اعتراض کر کے اپنی کمزوری ایمان و قلت ایمان کا ثبوت دیتا — اس کے علاوہ قاضی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ اکابر جماعت لاہور اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو اس نظم میں کوئی امر ناپسندیدہ ہوتا تو وہ انہیں اسوقت کہہ سکتے تھے یا مفتی محمد صادق صاحب ایڈیٹر بدر سے کہکر اس کی تردید یا کم از کم تشریح یا قاضی صاحب کو تنبیہ کرا سکتے تھے ان اوقات کے پیش نظر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ الزام لگانے میں حق بجانب نہیں ہیں اسلئے انہیں صفائی کیساتھ اسے واپس لینا چاہیئے

— دراصل اس مضمون میں قاضی صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ کو سامنے رکھکر اپنے ہمدم دیرینہ خلیفہ صاحب قادیان کو کوسا ہے۔ قاضی صاحب کو بعض نامساعد حالات کی وجہ سے خلیفہ صاحب کی شان میں قصاید لکھکر بین السطور لکھنے کی مہارت ہوگئی ہے کیونکہ وہ قصاید دراصل قاضی صاحب کے شکووں اور خلیفہ صاحب کی سرد مہری کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔

اگر یہ درست ہے کہ یہ نظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور پیش ہوئی اور حضور نے اسے پسند فرمایا اور قاضی صاحب کو جزاکم اللہ تعالیٰ کا صلہ دیا تو پھر خود قاضی صاحب کے پیش کردہ اصول کے مطابق خلیفہ صاحب قادیان نے ۱۹ر اگست ۱۹۳۴ء کے الفضل میں انہیں تنبیہہ کر کے اپنی کمزوری ایمان و قلت عرفان کا ثبوت دیا اور ع

زاغ بدیدم آشفتہ تر گویند ایں افسانہ را کا مصداق بنے کیا خلیفہ صاحب اس حقیقت سے واقف نہ تھے کہ یہ نظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد میں لکھی گئی خلیفہ صاحب اور قاضی صاحب کا ان دنوں چولی دامن کا ساتھ تھا! اگر اس حقیقت کو جانتے ہوئے خلیفہ صاحب نے انہیں تنبیہ کی تھی تو اس مضمون میں قاضی صاحب کا روئے سخن دراصل خلیفہ صاحب کی طرف ہے انہیں خلیفہ صاحب سے بھی ایسا ہی مطالبہ کرنا چاہیئے جو انھوں نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے کیا ہے؟

قاضی صاحب مکرم جواب دیں کہ آج سے دس سال قبل خلیفہ صاحب کی تنبیہ پر وہ کیوں خاموش رہے اور انھوں نے اپنی خاموشی سے پبلک کو دھوکے میں کیوں رکھا؟ اگر خلیفہ صاحب اس زمانہ میں حدیث العہد تھے جس زمانہ میں یہ نظم لکھی گئی تھی تو اس زمانہ میں تو وہ حدیث العہد نہیں تھے جس زمانہ میں انھوں نے قاضی صاحب کو تنبیہہ کر کے اس معمہ کو حل کیا۔ اگر جواب میں قاضی صاحب مکرم فرمائیں کہ وہ خلیفہ صاحب کے رعب، کمشن کے ڈر اور کمی رفقاص" کے خوف سے خاموش رہے تو اسکی ذمہ داری بہرحال ان پر عاید ہوتی ہے اور ہر ایک حدیث العہد یہ کہنے کا حق رکھتا ہے کہ ۱۹۳۴ء میں آپ نے خاموش رہکر انتہائی اخلاقی کمزوری کا ثبوت دیا اور آج حضرت امیر ایدہ اللہ کا نام لیکر یاروں کا ماتم کیا ہے اور جلے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں ؛

میاں محمود احمد صاحب اس جھوٹ

کا کیا علاج تجویز کرتے ہیں؟

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ)

جناب میاں صاحب ۱۱ر اگست کے الفضل میں ان لوگوں پر اظہار ناخفگی کرتے ہوئے جنہوں نے انکی نئی شادی کا ذکر کرتے ہوئے کچھ خلاف واقعہ باتیں بھی ملکہدی ہیں فرماتے ہیں :-

" اب جھوٹ بولنے والوں میں مسلمان بھی ہیں جو کہتے ہیں کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی ضرورت نہیں کسی مصلح کی ضرورت نہیں ...... صاف ظاہر ہے کہ محمد مصطفےٰ صلعم کا وجود اب ان کے لئے کسی فایدہ کا موجب نہیں رہا اور ضرورت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی زندہ بروز پیدا ہو۔"

اس منطق کے متعلق تو میں کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ اگر کسی نبی کی امت میں سے بعض آدمیوں کا جھوٹ بولنا ایک نئے نبی کے آنے کی دلیل ہے تو کیا اس سے پیشتر تیرہ سو سال میں تو کسی مسلمان نے جھوٹ نہیں بولا اس وقت کوئی نیا بروز ظاہر کیوں نہ ہوا؟ یا خود احمدیوں میں سے بعض لوگ جھوٹ تو نہیں بولتے خود میاں صاحب کو تو اور اگر بولتے ہیں تو اب نیا بروز کہاں ہے؟ البتہ ایک سوال نہایت اہم ہے جس کے متعلق امید ہے کہ میاں صاحب جواب دے کر ممنون فرمائیں گے کہ

اس جھوٹ کا کیا علاج ہے جو خود "مصلح موعود" بولے اور وہ جھوٹ بھی ایسا ہو جس سے دین کی جڑوں پر کلہاڑا چلایا جا رہا ہو؟

حسب ذیل تین صریح جھوٹ میاں صاحب نے بولے ہیں جن کا بہت دنوں سے جواب مانگا جا رہا ہے اگر ان کا جواب کوئی نہیں اور میں جانتا ہوں کہ کوئی نہیں تو امت میں کسی کے جھوٹ کا علاج تو نئے نبی یا مصلح کے آنے سے ہو گیا مگر "مصلح" کے جھوٹ کا کیا علاج ہے۔ وہ تین جھوٹ حسب ذیل ہیں:-

(۱) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افترا کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے دعویٰ نبوت میں تبدیلی کی کہ انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعویٰ نبوت کر دیا اور اپنی سابقہ سالہا سال کی انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ کر دیا۔

(۲) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر یہ افترا کیا ہے کہ آپ خود یہ فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

(۳) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افترا کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء کے قریب حضرت مسیح موعود کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا سابقہ اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ دیں

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں

رمضان اور قرآن مجید کا درس — محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نماز فجر اور نماز عصر کے بعد دو دفعہ دن میں قرآن مجید کا درس دیتے ہیں اور نہایت عالمانہ اور موثر انداز میں قرآن مجید کا ترجمہ اور معارف بیان فرماتے ہیں۔ حاضری کافی ہو جاتی ہے جماعت لاہور کے سب احباب کو چاہیئے کہ جناب شیخ صاحب موصوف کے درسوں میں شامل ہو کر استفادہ کریں اور جو دوست بعد مکانی کی وجہ سے دونوں درسوں میں شامل نہیں ہو سکتے وہ کم از کم ایک درس میں ضرور شامل ہوں۔

اعلان نکاح — اخویم مکرم سید اختر حسین صاحب گیلانی دہلی سے تحریر فرماتے ہیں:-

" عزیزہ سلیمہ بیگم بنت جناب شیخ غلام محمد صاحب حافظ مرحوم کا نکاح کیپٹن حاجی احمد خاں صاحب ایاز سے دس ہزار روپیہ مہر پر سید اختر حسین گیلانی نے لاڈوہ ضلع کرنال میں بتاریخ ۴ر جولائی ۱۹۴۴ء کو پڑھا۔ دولہا کی طرف سے پچیس ۲۵ روپے بطور عطیہ انجمن میں وصول ہوئے اللہ تعالیٰ اس تعلق کو جانبین کے لئے بابرکت بنائے۔ آمین ؛"

سانحہ ارتحال — گل زمان صاحب بھی تراہ سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کی والدہ مرحومہ ۸ر اگست کو وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے

نقشہ اوقات سحری و افطاری

نوٹ:- ۸ دن کا نقشہ اوقات سحری و افطاری درج ذیل ہے۔ انشاء اللہ ہر پرچہ میں اوقات سحری و افطاری درج کر دیئے جایا کریں گے۔

(مدیر)

تاریخ انگریزی	تاریخ ماہ رمضان ۱۳۶۳ھ	اخیر وقت سحری	وقت افطاری
۲۴ر اگست ۱۹۴۴ء	۴ر رمضان المبارک	۵ بجکر ۴۲ منٹ	۸ بجکر ۶ منٹ
۲۵ ״ ״	۵ ״ ״ ״	۵ ״ ״ ״	۸ ״ ۵ ״ ״
۲۶ ״ ״	۶ ״ ״ ״	۵ ״ ۴۳ ״ ״	۸ ״ ۴ ״ ״
۲۷ ״ ״	۷ ״ ״ ״	۵ ״ ۴۴ ״ ״	۸ ״ ۳ ״ ״
۲۸ ״ ״	۸ ״ ״ ״	۵ ״ ״ ״	۸ ״ ۲ ״ ״
۲۹ ״ ״	۹ ״ ״ ״	۵ ״ ۴۵ ״ ״	۸ ״ ۱ ״ ״
۳۰ ״ ״	۱۰ ״ ״ ״	۵ ״ ״ ״	۸ بجے
[illegible]	۱۱ ״ ״ ״	۵ ״ ۴۶ ״ ״	۷ بجکر ۵۹ منٹ

ماہِ رمضان اور قربِ الٰہی

آج بھی محمد رسول اللہ ہی دنیا کو خدا کے قرب کے مقام پر پہنچا سکتے ہیں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - ڈلہوزی مورخہ ۱۸ اگست ۱۹۴۴ء

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب

اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو میں قریب ہوں

خدا کا انسان کے قریب ہونا اللہ تعالیٰ کا انسان سے قریب ہونا قرآن کریم میں دو جگہ اور بیان ہوا ہے ایک جگہ فرمایا ولقد خلقنا الانسان ونعلم ما توسوس بہ نفسہ ونحن اقرب الیہ من حبل الورید۔ ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم ان وسوسوں کو بھی جانتے ہیں جو اس کا دل اس کے اندر پیدا کرتا ہے اور ہم اس سے اس کی شاہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جیسا کہ سیاق عبارت سے ظاہر ہے یہاں اللہ تعالیٰ کے اس قرب کا ذکر ہے جو اس کے علم کے لحاظ سے ہے یعنی وہ انسان سے اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہے اور اس کے دل کی باتوں کو بھی جانتا ہے۔ بلکہ دوسری جگہ فرمایا یعلم السر واخفی وہ نہ صرف ان باتوں کو جانتا ہے جو انسان کے دل میں بطور ایک راز کے موجود ہیں جنہیں وہ دوسرے پر ظاہر نہیں کرتا بلکہ اس سے بھی زیادہ چھپی ہوئی باتوں کو جانتا ہے یعنی ان باتوں کو بھی جانتا ہے جن کا انسان کو خود بھی علم نہیں جسے آج Sub-Conscious Mind یا ضمیر تحت الشعور کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کا تصرف تام دوسری جگہ بیان فرمایا۔ ونحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون ہم تمہاری جان سے تم سے زیادہ قریب ہیں۔ یہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اس کے تصرف تام کا ذکر ہے۔ کیونکہ اس کے آگے آتا ہے فلولا ان کنتم غیر مدینین ترجعونھا ان کنتم صادقین۔ اگر تم کسی کے ماتحت نہیں تو پھر اگر تم سچے ہو تو جان کو اس وقت کیوں نہیں لوٹا لیتے جب وہ گلے میں آ پہنچتی ہے، یعنی تم پر تصرف تام اور قدرت کاملہ کسی دوسری ہستی کی ہے، تو یہ اللہ تعالیٰ کا قرب بلحاظ اس کی قدرت کے ہے یعنی وہ انسان سے اس قدر قریب ہے کہ اس کی جان اس کے تصرف تام میں ہے اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

قرب الٰہی تیسری جگہ اللہ تعالیٰ کا قریب ہونا اس آیت میں بیان فرمایا جو میں نے پڑھی ہے اور یہ آیت رمضان شریف کے ذکر میں آتی ہے۔ تو گویا رمضان کو اللہ تعالیٰ کے قرب سے خاص تعلق ہے یہ قرب اللہ تعالیٰ کا انسان سے وہ ہے جو کم و بیش ہوتا رہتا ہے کیونکہ یہ انسان کے اپنے دل کے احساس سے تعلق رکھتا ہے۔ اور مجاہدہ رمضان میں اس کا ذکر اسلئے فرمایا کہ یہ وہ قرب ہے جو انسان کو مجاہدہ سے حاصل ہوتا ہے۔ اس قرب سے مراد یہ ہے کہ انسان کے اپنے دل پر اللہ تعالیٰ کی ہستی کا احساس کس قدر ہے جس قدر انسان کے دل پر اللہ تعالیٰ کی ہستی کا احساس زیادہ ہوگا اسی قدر وہ اس سے زیادہ قریب ہوگا اور جس قدر اس کی ہستی کا احساس انسان کے دل پر کم ہوگا اسی قدر وہ اس سے دور رہیگا۔ اور مذہب کی اصل غرض اسی قرب کا انسان کو عطا کرنا ہے۔ یہ بغیر مذہب کے حاصل نہیں ہو سکتا۔

صحیفۂ قدرت اور ہستی باریتعالیٰ یہ سچ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا قائل انسان یوں بھی ہو جاتا ہے کہ اس صحیفۂ قدرت کو دیکھ کر اس کی فطرت بے اختیار پکار اٹھتی ہے کہ اس کا کوئی پیدا کرنیوالا ہے پھر جس قدر اس کی نظر اس بارے میں زیادہ باریک ہوگی اسی قدر یہ آواز بھی اس کے اندر زور سے اٹھے گی۔ یہاں تک کسی نے کہا ہے کہ ہر درخت کا ہر پتہ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا ایک دفتر ہے اس کے عجائبات کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کوئی پیدا کرنیوالا ہے ے

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورق دفتریست از معرفت کردگار

معرفت الٰہی کا حقیقی ذریعہ لیکن خدا کو مان لینا۔ اس بات کو مان لینا کہ ہمارا کوئی خالق ہے اور بات ہے اور اس کا قرب حاصل کرنا یا انسان کے دل پر اس کی ہستی کا ایسا احساس ہونا کہ کوئی کام کرتے وقت خدا اس کے سامنے آ جائے۔ کسی کام کی طرف اس لئے دوڑے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رضا ہے کسی سے اسلئے رک جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے خلاف ہے۔ یہ اور بات ہے۔ یہی وہ بات ہے جو سوائے رسول کے حاصل نہیں ہو سکتی اللہ تعالیٰ کی حقیقی معرفت کا ذریعہ صرف رسول ہے اور اللہ تعالیٰ کی معرفت وہ چیز ہے جس سے انسان کا قدم نیکیوں کی طرف اٹھتا اور جس کی وجہ سے اسکا قدم بدی سے رک جاتا ہے، خدا پر ایمان بغیر رسول کے ایک مردہ ایمان ہے۔

مولینا ابوالکلام کی آزاد خیالی کل ایک بزرگ گورداسپور سے تشریف لائے تھے وہ جماعت میں شامل نہیں۔ قرآن کی تعلیم ان کا شغل ہے اسی کے متعلق کچھ باتیں مجھ سے دریافت کیں۔ دوسری باتوں باتوں میں یہ بھی معلوم ہوا کہ بیان القرآن بھی ان کے پاس ہے اسے بھی پڑھا ہے اور مولینا ابوالکلام آزاد کے ترجمان القرآن کو بھی پڑھا ہے۔ اسی ذکر میں انھوں نے دریافت کیا کہ آیت ان الذین امنوا والذین ھادوا الایہ جس کے آخر پر آتا ہے من امن باللہ وعمل صالحا اس میں مولینا ابوالکلام آزاد کا خیال یہ ہے کہ اللہ پر ایمان اور اچھے عمل نجات کے لئے کافی ہیں۔ خواہ کسی مذہب کا آدمی ہو آنحضرت صلعم پر ایمان لانا ضروری نہیں۔ میں نے ان سے کہا جہاں تک اچھے اعمال کا سوال ہے۔ بعض وقت ایک دہریہ خدا کو نہ ماننے والا بھی ایسا ہوتا ہے کہ اچھے عمل کرتا ہے مگر یہ صورتیں استثنائی ہیں۔ یوں اعمال کی جزا و سزا کا تو اللہ تعالیٰ نے ایک عام قانون بیان فرمایا ہے من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ استثنائی صورتیں ایسی ہوتی ہیں کہ مثلاً ایک ناخواندہ آدمی عقل و فہم کا مالک ہوتا ہے۔ اور ایک تعلیمیافتہ آدمی بعض وقت گدھے کا گدھا ہوتا ہے لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ تعلیم کی ضرورت ہی کوئی نہیں۔ انسانی استعدادیں الگ الگ ہیں اعمال صالحہ کا انحصار فطری استعداد پر بھی ہے اور تربیت پر بھی ہے۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں تک تربیت کا سوال ہے اللہ تعالیٰ کے قرب میں پہنچانے، خدا تعالیٰ کی ہستی کا احساس دل میں پیدا کرنے۔ اعمال صالحہ کے لئے قوت پیدا کرنے کی جو تربیت محمد رسول اللہ صلعم نے فرمائی ہے اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں اور کوئی نہیں ملتی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا احساس تھا اور بڑا ہی زبردست احساس تھا۔ قرب الٰہی میں پہنچی ہوئی قوم تھی کہ حکم آیا شراب چھوڑ دو تو ان برتنوں کا نام و نشان باقی نہ رہا جن میں شراب بنائی جاتی تھی۔ حکم آیا کہ لڑکیوں کو حصہ وراثت دو تو کوئی چون تک کرنیوالا نہیں۔ ایک ایک حکم آتا ہے اور اس کے سامنے سر ایسے جھکتے ہیں کہ دنیا کی تاریخ دوسری نظیر پیش نہیں کر سکتی تو محمد رسول اللہ صلعم نے جو تربیت گاہ اعمال صالحہ کے لئے بنائی یہ کہنا کہ اسکی ضرورت نہیں بغیر اس تربیت گاہ کے بھی انسان اعمال صالحہ پر قادر ہو سکتے ہیں واقعات سے آنکھیں بند کرنا ہے آپ نے انسانوں کو قرب الٰہی کے اس مقام پر پہنچایا کہ آج تیرہ سو سال بعد بھی اس کا اثر باقی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ہستی کا جو احساس بحیثیت مجموعی مسلمانوں کے دلوں پر ہے دوسری کوئی قوم اس کی نظیر پیش نہیں کر سکتی، آزاد خیالی اچھی چیز ہے دوسری قوموں کی خوبیوں کو تسلیم کرنا بھی اچھا ہے مگر واقعات سے آنکھیں بند کر لینا اچھا نہیں۔ آج بھی محمد رسول اللہ صلعم ہی دنیا کو خدا کے قرب کے مقام پر پہنچا سکتے ہیں اور آپ کی وساطت سے ہی انسانوں کے اندر وہ زندہ ایمان پیدا ہو سکتا ہے جس سے اعمال صالحہ کی قوت ملتی ہے۔

نور فطرت پر آرائش آرام کے پردے رمضان کے ذکر میں قرب الٰہی کا ذکر کر کے یہ بتایا ہے کہ رمضان کے مجاہدہ سے قرب الٰہی کا بہت بلند مقام ایک مسلمان کو مل سکتا ہے۔ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ انوار روحانی کے حصول کے لئے بھوک کو اختیار کرتے ہیں کم کھاتے ہیں اس سے مکاشفات کے دروازے کھلتے ہیں۔ تو رمضان کے مجاہدہ میں دن کو بھوک اور پیاس کی شدت برداشت کرنے کی تعلیم دی ہے تا کہ انسان کا قلب روحانی انوار کے حصول کے لئے تیار ہو، اصل میں ہر قسم کی تکلیف اور مشقت انسان کے فطری جوہر کو روشن کرنیوالی چیز ہے۔ فطرت انسانی میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے احساس کا نور موجود ہے مگر ظاہری آسائش اور آرام ایک قسم کے پردے ہوتے ہیں جو اس فطری نور پر پڑ جاتے ہیں کسی تکلیف کے آنے سے انسان گھبراتا ہے مگر وہ تکلیف اصل میں اس کی تربیت کا کام دیتی ہے کیونکہ ایک وقت کے لئے وہ پردے اٹھ جاتے ہیں اور انسان کا فطری نور چمک اٹھتا ہے۔ یہ تو ان تکالیف کا حال ہے جو قضا و قدر کی طرف سے انسان پر آتی ہیں۔ ایک رنگ میں اس کے قائمقام وہ بھوک اور پیاس ہے جو انسان خود حصول رضائے الٰہی کے لئے اختیار کرتا ہے اور جب دن کے وقت بھوکا رہ کر قلب انوار الٰہی کے حصول کے لئے تیار ہوتا ہے تو رات کو عبادت رکھی ہے جس سے اس تیار شدہ قلب کے اندر وہ انوار اثر پیدا کرتے ہیں تکلیف انسان کو انوار الٰہی کے حصول کے لئے تیار کرتی ہے تو عبادت ان انوار کو حاصل کرنیکا ذریعہ ہے اس وقت انسان اس حالت میں خدا کے سامنے کھڑا ہوتا ہے کہ وہ حجاب جو اللہ تعالیٰ کے اور اس کے درمیان حائل ہیں دور ہو چکے ہیں اور فطرت کا اصلی نور روشن ہو کر انوار الٰہی کو جذب کرتا ہے۔

اس لئے رمضان شریف کے ذکر میں فرمایا واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اگر کسی دل میں تڑپ پیدا ہو کہ وہ مجھے کس طرح پا سکتا ہے تو میرے قرب کو حاصل کرنے کی راہیں کھلی ہیں اس آیت میں انسان اور خدا کے تعلق کو اس قدر غیریت سے پاک کیا ہے کہ گویا براہ راست ہر انسان کو یہ خطاب ہے کہ وہ خدا کے قرب کو حاصل کر سکتا ہے اس قرب کو حاصل کرنے کا رستہ بتانے والا رسول ہی ہے لیکن جب انسان کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے تو اس وقت درمیان میں اور کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ دوسری دونوں جگہ جہاں قرب الٰہی کا ذکر ہے نحن کا لفظ استعمال فرمایا ہے اور یہاں تمام واسطوں کو دور کرنے کے لئے انی یعنی واحد کا لفظ استعمال فرمایا ہے پس رمضان کے مجاہدات کی غرض قرب الٰہی کو حاصل کرنا ہے اور اسی کو مدنظر رکھکر ہم رمضان کا خیر مقدم کرنا چاہیئے۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں (مینیجر)

سید امجد علی شاہ صاحب سے ایک درخواست

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

سید امجد علی شاہ صاحب نے ۱۳ اگست کے الفضل میں ایک مقالہ سپرد قلم کیا ہے جس میں جماعت لاہور کو کچھ نصائح کی گئی ہیں اور یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی فلاں بات بری ہے فلاں بری ہے فلاں بری اور اس سے فریقین کی خلیج افتراق وسیع ہو رہی ہے میری سید صاحب سے صرف یہ گذارش ہے کہ اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ ان کی بات کا ہم پر کوئی اثر ہو تو اس کی صورت صرف ایک ہی ہے کہ وہ جماعت قادیان کی بری باتوں کو بھی اسی طرح برا کہنے کی جرات اپنے اندر پیدا کریں جس طرح وہ دوسروں کی باتوں کو برملا برا کہدیتے ہیں اور جہاں دوسرا حق پر ہو اسکو بھی تسلیم کرنے کی جرأت پیدا کریں۔ بلکہ یہ بھی غور کر لیں کہ کیا وہ آزادی ضمیر جو ان کو لاہور میں حاصل تھی کہ جماعت لاہور سے انہیں کچھ اختلاف دکھانے کی ضرورت محسوس ہوئی تو انھوں نے ایک ٹریکٹ شائع کر دیا کیا وہ جرأت ان میں اب بھی باقی ہے۔ میاں صاحب یا جماعت قادیان کی بری باتوں کو اگر الفضل شائع نہ کرے اور وہ یقیناً نہیں کرے گا تو کیا وہ ان کو ایک ٹریکٹ کی صورت میں شائع کر دیں گے؟

ا۔ یہ بات ان کو بری معلوم ہوئی کہ میں نے میاں صاحب کے بعض عیوب کو "المصلح موعود" کی تمہید میں کھولا یا ان کی دعوت مباہلہ کے جواب میں کھولا اور میرا یہ عذر ان کے نزدیک ناکافی ہے کہ المصلح موعود کی تمہید میں تو میاں صاحب کو ننگا دکھانے کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ انھوں نے مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کیا اور میرا فرض تھا کہ میں بتاتا کہ اس حیثیت کا انسان وہی ہو سکتا ہے جس کی سابقہ زندگی پر دشمن بھی حرف نہ رکھ سکتا ہو چہ جائیکہ اس کے اپنے مرید اس پر طرح طرح کے فواحش کے ارتکاب کے الزام لگاتے ہوں اور دعوت مباہلہ کے جواب میں لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ کی اجازت کے ماتحت میں مجبور تھا کہ جو شخص مجھے جھوٹا اور بزدل قرار دیتا ہے میں اس کے جھوٹ اور بزدلی کے چند واقعات کو ظاہر کر دوں لیکن میں دریافت کرتا ہوں کہ کیا سید صاحب کو میاں صاحب کی وہ تحریر بھی بری معلوم ہوئی تھی یا نہ

(ا) جس میں انھوں نے مجھے بلا وجہ جھوٹا اور بزدل ہی نہیں کہا بلکہ ہماری ساری جماعت کے صحنوں میں لعنتوں کی بوچھاڑ شروع کر دی اور ہمیں کذاب کہا اور کذابوں کی موت کی پیشگوئی بھی بار بار کر دی اور پھانسی سے کر دوڑے کہ کوئی پیشانی مل جائے تو اس کے گلے میں ڈال دیں۔ مگر وہ پیشانی ان کا اپنا نفس ہی نکلا۔ یہ باتیں سید صاحب کو اگر بری لگی تھی تو اس وقت ان کی زبان پر مہر کیوں لگی رہی اور میرے جواب پر وہ مہر کس طرح ٹوٹ گئی۔ پیر کی گالیاں نظر نہ آئیں اور میرا "اشاعت فواحش" کا ارتکاب نظر آگیا۔

(ب) جس میں انھوں نے اپنے مشہور گوبھی خطبہ میں اس جماعت کو جس میں سید امجد علی شاہ صاحب بھی اس وقت شامل تھے شلغم اور گوبھی کے سڑے ہوئے چھلکے کہا تھا جو کھاد کے ڈھیر پر پڑے ہوئے ہوں۔ نیز ہم پر جہنم کی چلتی پھرتی آگ قرار دیا تھا اور یہ بھی ارشاد ہوا تھا کہ ایسی گندی قوم جیسے "پیغامی" ہیں آج تک دنیا میں پیدا نہیں ہوئی اور اگر کوئی ہوئی ہوئی تو تاریخ نویسوں نے اپنی تاریخ کو ایسی گندی قوم کے ذکر سے گندہ کرنا پسند نہیں کیا (مگر جناب میاں صاحب نے پسند کر لیا) اور یہ تحریر ہماری کسی تحریر کے جواب میں نہ تھی بلکہ ان کے کسی مرید نے دریافت کیا تھا کہ جماعت لاہور کے پیچھے نماز پڑھ لیا کریں یا نہ اس پر یہ ابال آیا تھا۔ مجھے امید ہے کہ سید امجد علی شاہ صاحب حق گوئی سے کام [illegible] لیتے ہوئے یہ بتا دینے کی جرأت کریں گے کہ میاں صاحب کی یہ باتیں انہیں بری معلوم ہوئی ہیں یا نہ یا اس مشہور مثل کے مطابق کہ شراب جب پیر کے ہونٹوں کو چھوتی ہے تو وہ دودھ بن جاتی ہے یہ گالیاں جناب میاں صاحب کے منہ سے نکل کر سید صاحب کے نزدیک خلیج افتراق کے لئے شیریں کلامی کے پل کا کام دیتی ہیں۔

(ج) اور یہ بھی دریافت کرتا ہوں کہ جماعت قادیان کے صوفی اعظم نے جو مجھے الفضل میں بار بار پیزولکر اپنے خلیفہ کو خوش کیا وہ تو کوئی ناپسندیدہ چیز نہیں اور اشاعت فواحش میں داخل نہیں؟ اور اگر ہے تو سید صاحب کی زبان اس وقت کیوں نہ کھلی یا صرف پیغام صلح سے ہی ان کو طیش آتا ہے۔

یہ میں جانتا ہوں کہ اگر وہ ان باتوں کو برا کہیں گے تو وہ مضمون الفضل میں چھپ نہیں سکتا لیکن اور اخباروں میں تو چھپ سکتا ہے اور ایک صفحہ کا ٹریکٹ بھی نکل سکتا ہے جس کے وہ عادی ہیں۔

میں سید صاحب سے یہ بھی دریافت کرتا ہوں کہ آخر میاں صاحب کی اس جرات پر کہ وہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کو قائم کرنے کے لئے جھوٹ پر جھوٹ بناتے جاتے ہیں اور افترا پر افترا کرتے چلے جاتے ہیں ان کی زبان کیوں نہیں کھلتی۔ کیا حضرت مسیح موعود کی طرف اس بات کو منسوب کرنا کہ دعوے نبوت کو اپنے اوپر افترا قرار دیتے دیتے مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے ۱۹۰۱ء میں محدثیت کا دعوے چھوڑ کر نبوت کا دعویٰ کر دیا تھا۔ اور اپنی سابقہ گیارہ سال کی تحریروں کو جو انکار نبوت سے بھری ہوئی ہیں منسوخ قرار دیا تھا۔ حضرت مسیح موعود پر افترا ہے یا نہیں؟ اور پھر اس افترا کو مضبوط کرنے کے لئے حال ہی میں میاں صاحب نے دو اور افترا حضرت مسیح موعود پر باندھے ہیں یا نہیں؟ ایک یہ کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا دوسرے یہ کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود کی مجالس میں اس بات کا ہمیشوں چرچا رہتا تھا کہ آپ کا اجتہاد درباره نبوت درست نہیں نکلا۔ یہ دو سفید جھوٹ ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہیں تو کیا ایک جھوٹ کی تائید میں دو اور جھوٹ بنا لینا یہی وہ تزکیہ نفس ہے جو میاں صاحب کی ذات میں آپ کو قریب ہو کر یعنی مرید بن کر نظر آگیا۔ کیا ایک جھوٹ کے لئے دو اور ایسے جھوٹ بنا لینا یہ کسی خدا ترس انسان کا کام ہو سکتا ہے کیا اس قدر دلیری سے جھوٹ بنانے والا آدمی مزکی بھی ہوا کرتا ہے اور میں شاہ صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا ان میں یہ جرأت ہے کہ وہ ان تین جھوٹوں کے متعلق اپنی زبان کھولیں اور ایک مضمون الفضل میں لکھ بھیجیں کہ ہمارے مصلح موعود کی شہرت بے شک بہت پھیلی ہے اور انھوں نے کچھ اچھے کام بھی کئے ہیں مگر ان تین باتوں میں حضرت مسیح موعود پر افترا کیا ہے یا یہ شہادت حقہ الفضل کے ذریعہ سے ادا نہیں کی جا سکتی تو پیغام صلح کے ذریعہ سے ہی ادا کر دیں۔ یا ایک ٹریکٹ ہی ایک صفحہ کا چھپوا دیں اگر حضرت مسیح موعود کی کوئی عزت سید صاحب کے دل میں ہے اور میں امید رکھتا ہوں کہ ہے تو وہ ضرور میاں صاحب کے ان افتراؤں پر جو وہ حضرت مسیح موعود پر باندھتے ہیں اپنی زبان کھولیں گے اور لَا تَکْتُمُوا الشَّھَادَۃَ کے حکم کو مدنظر رکھیں گے وہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے مرید ہیں۔

مجھے ڈر ہے کہ سید امجد علی شاہ صاحب بعض باتیں اپنی ضمیر کے خلاف بھی ان مضامین میں لکھ لیتے ہوں یہ تو درست ہے کہ پختہ مریدی کا سرٹیفکیٹ ایسی باتوں کے بغیر نہیں مل سکتا اور شاید قادیان کے قانون کے رو سے ہر مرید کے لئے ایک سال پروبیشن کا ہوتا ہے تب جا کر وہ مستقل ہوتا ہے اور خاص خاص حقوق اسی وقت اسے ملتے ہیں اور سید صاحب کی آرزو بھی ان حقوق کو حاصل کرنے کی ضرور ہے۔ لیکن آخر حق بھی کوئی چیز ہے سید صاحب نے مجھ پر یہ الزام دیا کہ میں قادیان والوں پر یہ غلط الزام لگا رہا ہوں کہ ان کے نزدیک کلمہ منسوخ ہے سید صاحب کی دلیل حسب ذیل ہے۔

"اگر بادشاہ کا نائب یہ کہے کہ جو میرے مصدقہ قوانین کی نافرمانی کرے گا میری اطاعت سے سرکشی کرے گا وہ حکومت وقت یا بادشاہ کا باغی شمار ہوگا تو اس کو یہ کہنا کہ اس نے اپنے نام کا سکہ جاری کرا لیا ہے جس طرح غلط ہے اسی طرح مندرجہ بالا تفریق مدارج کو قائم رکھنے والے کے متعلق یہ کہنا کہ اس نے کلمہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منسوخ کر دیا ہے خلاف واقعہ ہے"

میں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ قادیان والے حضرت مسیح موعود کو یہ مقام دیتے ہیں کہ ان سے بغاوت کرنیوالا کافر ہے اس لئے ان کے نزدیک کلمہ منسوخ ہے۔ بغاوت تو اس چیز کا نام ہے کہ ایک شخص کو مسیح موعود کا پیغام پہنچا اور اس نے بجائے غور کرنے کے اور سوچنے کے یہ کہہ دیا کہ یہ شخص کافر ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے یا یہ خدا پر افترا کرتا ہے اس لئے ہم اس کی بات کو نہیں مانتے اور اس کو مٹا دیں گے یہ میں نے جو کچھ کہا ہے اور ایک دفعہ نہیں کئی بیسیوں دفعہ کہا ہے۔ سید صاحب جب جماعت لاہور میں شامل تھے تب بھی اسے سنتے رہے ہیں اور پڑھتے رہے ہیں اور سالہا سال تک یہ الفاظ ان کے کانوں تک پہنچتے رہے ہیں اور ان کی آنکھوں کے سامنے آتے رہے ہیں اور اب میری دعوت مباہلہ کے جواب میں بھی موجود تھے جس جواب کو پڑھ کر ہی انھوں [illegible] نے اپنا مضمون لکھا ہے وہ یہ ہے:۔

"آنحضرت صلعم کی تشریف آوری کے بعد آج تیرہ سو سال تک لوگ یونہی مسلمان ہوتے رہے کہ کلمہ پڑھا اور داخل اسلام ہو گئے آج جناب میاں صاحب کے نزدیک کلمہ پڑھنے سے کوئی شخص داخل اسلام نہیں ہوتا جب تک کہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہ لائے تو جس کلمہ کے ذریعہ سے اب کوئی داخل اسلام ہی نہیں ہو سکتا وہ منسوخ نہ ہوا تو اور کیا ہوا"۔

سید صاحب کی خاطر ۱۹۴۳ء کا ایک حوالہ بھی دیتا ہوں کہ اس وقت بھی میں نے یہی لفظ کہے تھے اور یہ خطبہ ۲۶ رمئی ۱۹۴۳ء کے پیغام صلح میں چھپا ہوا موجود ہے اور بڑے موٹے عنوان کے نیچے "کلمہ کو منسوخ قرار دینا کفر عظیم ہے" چھپا ہوا ہے تعجب ہے کہ میاں صاحب کو ۱۹۴۳ء میں وہ جوش نہ آیا جو اب "مصلح موعود" بن کر آیا ہے شاید مصلح موعود کے دعوے نے ان کے دماغی توازن کو قائم نہیں رہنے دیا۔

"قادیان والوں سے یہ سوال پوچھنے کہ ایک غیر مسلم جس نے حضرت مسیح موعود کا نام نہ سنا ہو وہ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو سکتا ہے یا نہیں؟ اس کا جواب قادیان والوں کے لئے موت ہے اگر یہ غیر مسلم کلمہ پڑھکر مسلمان ہو سکتا ہے تو ایک پرانا مسلمان جو کلمہ پڑھتا ہے قرآن پر ایمان لاتا ہے نماز روزہ دیگر احکام اسلامی کا پابند ہے تو وہ کیوں کلمہ پڑھنے کے باوجود مسلمان نہیں اس کو قادیان والے کس وجہ سے کافر قرار دیتے ہیں؟ اور اگر ایک غیر مسلم صرف کلمہ پڑھکر مسلمان نہیں ہو سکتا تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ کلمہ منسوخ ہو چکا ہے اب اس کا سکہ نہیں چلتا"

یہی بات ایک دفعہ نہیں بیسیوں دفعہ کہہ چکا ہوں۔ سید صاحب مجھے معاف رکھیں میں سمجھتا ہوں صرف ارباب قادیان کو خوش کرنے کے لئے انھوں نے اس بات کا ذکر تک نہیں کیا جو میں کہتا ہوں کہتا رہا ہوں جسے وہ پڑھ چکے ہیں ہمیشہ پڑھتے اور سنتے رہے ہیں اور اپنی طرف سے ایک بات تراش کر میری طرف منسوب کر دی یہ قادیان کی مریدی کا پہلا اثر ہے کہ حق کو چھپاتے چلے جاؤ اور غلط سلط کہکر اپنے ساتھیوں کو خوش کرتے چلے جاؤ۔ جب پیر جھوٹ بولنے پر اور حضرت مسیح موعود پر افترا کرنے پر دلیر ہو تو مرید حق کو نہ چھپائیں گے تو اور کیا کریں گے۔

ما مریداں رو بسوئے کعبہ چوں آریم چوں
رو بسوئے خانہ خمار دارد پیر ما

میری آخری درخواست سید صاحب سے یہ ہے کہ اگر وہ اپنے پیر کی بری باتوں کو بری کہنے کے لئے تیار نہیں تو [illegible] اپنے پیر کے جھوٹ اور [illegible] (باقی)

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب کے خط کی حقیقت

{ از محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری }

میاں عطاء اللہ صاحب پلیڈر امرتسر کی طرف سے الفضل میں یہ شائع ہوا تھا کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے خاکسار کو مصر میں اس مضمون کا خط لکھا تھا کہ جب خاکسار قادیان واپس آئے گا تو حضرت مولانا رضی اللہ عنہ کا علم قرآن پہلے سے بھی زیادہ پائیگا اور اگر حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ زندہ نہ ہوئے تو خاکسار میاں محمود احمد صاحب سے قرآن پڑھ لے اس کے جواب میں میں نے پیغام صلح میں لکھا تھا کہ اس مضمون کا کوئی خط حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ کی طرف سے مجھے نہیں ملا میرا یہ جواب میاں عطاء اللہ صاحب پلیڈر کو اس قدر ناگوار گذرا ہے کہ الفضل مورخہ ۱۸ اگست کا صفحہ گالیوں سے سیاہ کر دیا ہے گالیوں کے جواب میں میں اپنے آقا حضرت مسیح موعودؑ کے شعر

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

پر عمل کرتا ہوا اپنے بھائی کے لئے درد دل سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس مذموم طریق کو ترک کرنے اور ہر معاملہ پر سنجیدگی سے غور کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

میں حیران ہوں کہ میاں عطاء اللہ صاحب پلیڈر کو میرے اس جواب پر غصہ کیوں آیا کیا یہ حقیقت نہیں کہ جناب میاں صاحب مکرم کی بیعت میں لوگوں کو داخل ہونے کی ترغیب دلانے کے لئے اس قسم کی خلاف واقعہ باتیں بنائی گئی ہیں کیا پیر سراج الحق صاحب نے جناب میاں صاحب مکرم کو خلیفہ برحق و مسیح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ثابت کرنے کے لئے اپنے پاس سے ایک خواب نہیں بنالیا اور پھر کیا اس سے بڑھکر بھی دیدہ دلیری ہوسکتی ہے کہ اس خواب کو حضرت مسیح موعودؑ کی خواب قرار دیا اور پھر کیا یہ جماعت کے کیرکٹر پر بدنما دھبہ نہیں کہ باوجود علم ہوجانے کے اس سے بیزاری کا اعلان کرنے کی بجائے وہ اس خواب سے جناب میاں صاحب مکرم کی صداقت پر استدلال کرتی ہے اور کیا یہ قابل افسوس امر نہیں کہ جناب میاں صاحب مکرم بھی ایسے لوگوں کے خلاف کوئی ایکشن نہیں لیتے بلکہ اپنی خاموشی سے اس قسم کے غلط واقعات کی اشاعت پر حوصلہ بندھاتے ہیں۔ پھر کیا یہ حقیقت نہیں کہ صوفی عبد القدیر صاحب نے اپنی کتاب نفس غیر کے صفحہ ۱۰ پر پہلے مصلح موعود کی پیشگوئی کے الفاظ دوشنبہ مبارک دوشنبہ نقل کئے اور پھر صفحہ ۲۵ پر یہ لکھا کہ مصلح موعود کی پیدائش کے متعلق جو پیشگوئی تھی کہ وہ پیر کے دن پیدا ہوگا سو میاں محمود احمد صاحب پیر کے دن پیدا ہوئے جس سے یہ پیشگوئی پوری ہوگئی کیا آپ میں سے کوئی اس بات کو ثابت کرسکتا ہے کہ جناب میاں صاحب مکرم کی پیدائش پیر کے دن ہوئی تھی کیا اس کھلی کھلی غلط بیانی کا ارتکاب محض اس لئے نہیں کیا گیا کہ ناواقف لوگ دھوکا میں آکر جناب میاں صاحب کو مصلح موعود تسلیم کرلیں

پھر ابھی حال ہی میں کیا مولوی اللہ دتہ صاحب نے جناب میاں صاحب مکرم کو پیشگوئی مصلح موعود کے الفاظ "تین کو چار کرنے والا" کا مصداق ثابت کرنے کے لئے ایک ایسی خواب کو بطور دلیل پیش نہیں کیا جو محض ایک غلط فہمی کی بناء پر حضرت اقدس کا سمجھا گیا تھا اور جس کی تردید بھی الفضل میں ہوگئی تھی ۔۔۔ پھر اور تو اور کیا خود جناب میاں صاحب مکرم نے حال ہی میں ۔۔۔ کے متعلق یہ خلاف واقعہ بیان شائع ۔۔۔ کہ خاکسار نے ۱۹۳۵ء میں ناظر تالیف و تصنیف کو ایک حلفیہ بیان نبوت حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق دیا تھا اور باوجود توجہ دلانے کے آج تک انہیں اپنے یہ الفاظ واپس لینے کی توفیق نہیں ملی پھر کیا انھوں نے حال ہی میں یہ شائع نہیں کیا کہ خاکسار حضرت اقدسؑ کی نبوت سے بالکل منکر ہو گیا ہے حالانکہ خاکسار اس بات پر ایمان رکھتا ہے اور اس کا بار بار اعلان کرچکا ہے کہ نبوت تشریعی و مما حجبا الهی العلماء صلعم و سلام جس طرح تمام مجددین میں جلوہ گر تھی اسی طرح حضرت اقدس میں بھی جلوہ گر تھی گو شان میں بڑھکر تھی ۔۔۔۔۔۔ اور باوجود توجہ دلانے کے تو آج تک اس خاکسار کے بالکل منکر ہونے کے متعلق کوئی حوالہ دکھلا سکے ہیں اور نہ ہی اخلاقی جرات سے کام لیکر اپنے الفاظ کو واپس لینے کے لئے تیار ہوئے ہیں۔ پھر کیا یہ خلاف واقعہ بیان انھوں نے اس خاکسار کے متعلق شائع نہیں کیا کہ جماعت لاہور کا ایک متمول آدمی تھا اور میں اس خاکسار کے مکان پر آیا اور اس نے ایک معقول رقم خاکسار کو دی تا اس رقم سے خاکسار ان کی مخالفت کرے اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ باوجود توجہ دلانے کے آج تک نہ تو جناب میاں صاحب مکرم اس کا کوئی ثبوت پیش کرسکے ہیں اور نہ ہی اپنے الفاظ کو واپس لینے کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کیا یہ سب خلاف واقعہ بیانات محض اس لئے نہیں گھڑے گئے تا جماعت کو خاکسار سے بدظن کیا جائے اور ان کے دل میں خاکسار کے متعلق تنفر پیدا کیا جائے۔

باتیں تو اور بھی ہیں لیکن جگہ کی قلت کیوجہ سے فی الحال انہی چند واقعات پر اکتفا کرتا ہوں۔

اب میاں عطاء اللہ صاحب پلیڈر غور فرمائیں کہ جب اپنی مخصوص غرض کو حاصل کرنے کے لئے ایسے خلاف واقعہ امور گھڑے جا رہے ہیں اور بنائے گئے ہیں ۔۔۔۔۔۔ اور وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں تو انہیں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے خط کے متعلق ایسی خلاف واقعہ روایت گھڑ لینے پر کیوں تعجب ہوا۔

اس خط کے جعلی ہونے پر زبردست قرائن

اس خط کے جعلی ہونے کی بابت ذیل میں میں چند قرائن پیش کرتا ہوں امید ہے میاں عطاء اللہ صاحب سنجیدگی سے ان پر غور کریں گے

(۱) آپ نے اپنے مضمون میں تسلیم کیا ہے کہ خط کے جو الفاظ الفضل میں شائع ہوئے ہیں وہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے الفاظ کا مفہوم نہیں بلکہ ان کے اپنے الفاظ ہیں اب یہ الفاظ ایڈیٹر صاحب الفضل کے ہاتھ میں تین ہی ذرائع سے آسکتے تھے اور ایڈیٹر الفضل اس وقت خود جناب میاں صاحب مکرم ہی تھے یا تو وہ خط حضرت مولانا صاحب رضی اللہ عنہ نے جناب میاں صاحب کو دیا اور انھوں نے اس کی نقل اپنے پاس رکھ لی اور اصل میرے پاس بھیجدیا یا اصل رکھ لیا اور نقل مجھے بھیجدی یا میں نے اصل خط یا اس کی نقل مصر سے جناب میاں صاحب کی خدمت میں روانہ کی یا وہ خط حضرت مولانا رضی اللہ عنہ نے کسی اور کو دیا کہ وہ اس خاکسار کو بھیجدے تو اس نے جناب میاں صاحب کو اصل خط یا اس کی نقل دیدی ہو ان کے سوا اور کوئی چوتھا ذریعہ نہیں جس سے جناب میاں صاحب مکرم اس خط کو حاصل کرسکتے۔

آپ لکھتے ہیں کہ خاکسار اس وجہ سے اس خط کے وجود سے انکار کر رہا ہے کہ خط جماعت کے پاس نہیں بلکہ خاکسار کے پاس ہے سو اوپر کے بیان سے واضح ہوجاتا ہے کہ جناب میاں صاحب مکرم کے پاس بھی یہ اصل خط ہوگا یا میرے ہاتھ کی نقل ہوگی یا ان کے اپنے ہاتھ کی نقل ہوگی یا انھوں نے کسی اور دوست سے نقل کروائی ہوگی پس اگر جناب میاں صاحب مکرم اصل خط یا میرے ہاتھ کی نقل یا اپنے ہاتھ یا کسی دوسرے کے ہاتھ کی نقل جو سنہ ۱۹۱۴ء میں کی گئی ہو پیش فرما دیں تو سارا جھگڑا ختم ہوجاتا ہے یہ عذر نہیں کیا جاسکتا کہ اب وہ تحریر گم ہوگئی ہے کیونکہ ایسی ضروری تحریر جو سلسلہ کی تاریخ پر اہم اثر ڈالنے والی ہو کبھی گم نہیں کی جاسکتی بلکہ اسکو تو لازماً صندوقوں میں بند کرکے بڑی حفاظت کے ساتھ رکھا گیا ہوگا بلکہ میں تو یہ بھی کہوں گا کہ اگر جناب میاں صاحب مکرم کے پاس اس وقت نقل ہوگی تو انھوں نے ضرور مجھ سے اصل خط بھی منگوا لیا ہوگا تا اسے ہمیشہ کے لئے محفوظ کر لیا جائے پس اگر ایسے خط کا وجود ہوتا تو وہ میرے پاس کبھی بھی نہ رہنے دیا جاتا اگر جناب میاں صاحب مکرم اس خط کو پیش نہ کرسکیں تو یہ دلیل ہے اس بات پر کہ یہ خط محض لوگوں کو دھوکہ دینے کے لئے کسی نے بنایا ہے۔

(۲) دوسرا زبردست قرینہ اس خط کے جعلی ہونے پر یہ ہے کہ اگر ایسا خط فی الحقیقت موجود ہوتا تو اس کے الفاظ شائع کرنے پر ہی اکتفا نہ کیا جاتا بلکہ اسکا فوٹو بھی ضرور شائع کیا جاتا۔ پیر منظور محمد صاحب کے پاس جو الفاظ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ کے تھے ان کا تو بار بار فوٹو شائع کیا جاتا رہا ہے اور اب تک شائع ہوتا رہتا ہے کیا وجہ ہے کہ ان الفاظ کا ایک دفعہ بھی فوٹو شائع نہیں کیا گیا۔

کیا حضرت مولانا کی دونوں تحریروں کے ساتھ دو جداگانہ سلوک اس امر پر دلالت نہیں کرتے کہ دال میں کچھ کالا ہے۔

(۳) تیسرا زبردست قرینہ اس بات پر کہ یہ خط جعلی ہے یہ ہے کہ حضرت مولانا رضی اللہ عنہ کی وفات ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۱۴ء کو ہوئی ۔۔۔ ان کی یہ تحریر یکم اپریل سنہ ۱۹۱۴ء کے الفضل میں شائع ہوئی۔ وفات سے قبل وہ کافی عرصہ تک بیمار رہے اب یہ ظاہر ہے کہ ایام بیماری میں تو انھوں نے مجھے یہ خط نہیں لکھا ہوگا۔ تندرستی کے ایام میں ہی لکھا ہوگا اور اس وقت ایڈیٹر جناب میاں صاحب ہی تھے اگر انہوں نے اس کی نقل رکھ لی تھی تو اس وقت یہ خط انھوں نے الفضل میں کیوں شائع نہ کیا وفات کے بعد کیوں شائع کیا۔

کیا حضرت مولانا رضی اللہ عنہ کی زندگی میں اس خط کو شائع نہ کرنا اور وفات کے بعد شائع کرنا معاملہ کو مشتبہ نہیں کرتا اگر آپ کہیں کہ اس وقت ضرورت نہیں سمجھی گئی لیکن بعد میں جب جماعت کے دو حصے ہوگئے تو دوسرے حصہ پر اتمام حجت کے لئے اس خط کے شائع کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی اسلئے بعد وفات اسے شائع کیا گیا تو میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں گا کہ اس کی دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں یا تو اصل خط یا اس کی نقل جناب میاں صاحب مکرم کے پاس موجود ہو یا میں انہیں مصر سے بھجواؤں۔

اگر پہلی صورت ہے تو آپ کا یہ کہنا کہ خاکسار اس لئے اس کے وجود سے انکار کر رہا ہے کہ خط خاکسار کے پاس ہے درست نہ رہا اگر اصل خط نہیں تو کم از کم نقل تو جناب میاں صاحب مکرم کے پاس ضرور ہوگی اور یہ بھی ضروری ہے کہ اتنا اہم ڈاکومنٹ وہ میرے پاس نہیں رہنے دے سکتے تھے پس ان کا فرض ہے کہ وہ اسے پیش کریں۔

دوسری صورت یہ ہے کہ میں انہیں بھجواتا تو وہ شائع کرتے اور یہ بدیہی بات ہے کہ مجھے بھی اس خط کو بھجوانے کی ضرورت اس وقت محسوس ہوسکتی تھی جبکہ مجھے حضرت مولانا رضی اللہ عنہ کی وفات اور ساتھ ہی جماعت کے دو حصوں میں منقسم ہوجانے کی خبر ملتی اور قادیان سے مصر خط پہنچنے میں اس وقت کم از کم دو ہفتہ لگا کرتے تھے جس کے معنی یہ ہوئے کہ یکم اپریل تک مجھے حضرت مولانا رضی اللہ عنہ کی وفات کی خبر مل سکتی تھی اور اگر میں اسی ڈاک میں بھی وہ خط روانہ کرتا تب بھی ۱۵ اپریل سے قبل وہ خط جناب میاں صاحب مکرم کو نہیں مل سکتا تھا۔ لیکن خط یکم اپریل کے الفضل میں شائع ہوجاتا ہے جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ میں نے نہ اصل خط بھیجا ہے اور نہ ہی اس کی نقل ارسال کی ہے الفضل میں جو خط یکم اپریل سنہ ۱۹۱۴ء کو شائع ہوا ہے وہ میرا بھیجا ہوا نہیں ہوسکتا وہ خط وہی ہوسکتا ہے جو جناب میاں صاحب مکرم کے پاس ہو اگر اب وہ خط پیش نہ کریں تو دنیا سمجھے گی کہ یہ محض بناوٹ تھی چال تھی جس کے ذریعہ سے سیدھے سادے لوگوں کو جال میں پھنسایا گیا۔

میری خاموشی { میاں عطاء اللہ صاحب نے اس بات پر بڑا زور دیا ہے کہ میں اتنا لمبا عرصہ کیوں خاموش رہا۔ اس کے متعلق میرا جواب یہی ہے کہ مجھے اب اچھی طرح یاد نہیں کہ آیا یہ تحریر میری نظر سے کبھی گذری بھی یا نہیں اور اگر کبھی گذری تو کیا میں نے الفضل کے ایڈیٹر کو اس کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی یا نہیں اول تو میرا یہی خیال ہے کہ یہ تحریر میری نظر سے کبھی گذری ہی نہیں اور اگر گذری ہوگی تو میں نے ایڈیٹر صاحب الفضل کو ضرور اس کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی ہوگی لیکن اصلاح کرنا یا نہ کرنا ان کا کام تھا اور غلطی کو واپس لینا بہت بڑی اخلاقی اور

اخلاق اور تعلیم ایسی بےنظیر ہے کہ قیامت تک اس سے بہتر پیش نہیں کی جا سکتی۔

برتر گمان و وہم سے احمد کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

میاں صاحب خدا سے ڈریں کہ ان کا قدم کدھر جا رہا ہے انھوں نے اول تو مسئلہ تکفیر سے باغ محمدی پر تبر رکھا اور اب باغ محمدیؐ کے مالک پر بھی حملہ کر دیا یہ ناشکری اور محسن کشی میاں صاحب کا ہی حصہ ہے۔ اگر درخانہ کس است ہمیں قدر بس است۔ میں مکرم شاہ صاحب سے چونکہ انھوں نے اسکی وضاحت نہیں کی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ بھی اس بات کے قائل ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم سے کوئی انسان بڑھ سکتا ہے ممکن ہے انھوں نے عقاید میں اختلاف رکھ کر بیعت کی ہو۔

مسئلہ تکفیر

یہ مسئلہ ایک داستان پارینہ ہے۔ اور یہ وہ مسئلہ ہے جس نے احمدیت کی بنیان مرصوص میں پہلی دراڑ ڈالی جس نے بعد میں ایک وسیع خلیج کی صورت اختیار کر لی میں اس کے متعلق صرف ایک دو باتیں عرض کروں گا کیونکہ اس مضمون کی غرض مسائل پر بحث نہیں بلکہ اس الزام کو دور کرنا ہے جو ہم پر زاید کیا گیا ہے کہ ہم پروپیگنڈا کی خاطر ان مسائل پر قلم اٹھاتے ہیں پہلی بات جو اس امر میں عجیب ہے وہ یہ ہے کہ مسئلہ تکفیر کے حامی اس کی خامیوں کی طرف تو توجہ نہیں کرتے اور ہم سے یہ امید رکھتے ہیں ہم ان پر پردہ ڈالنے کی کوشش کریں اس کو اس طرح پیش کریں کہ جیسے نہیں سمجھ میں نہیں آتا کہ مداہنت کس جانور کا نام ہے میاں صاحب غیر احمدیوں کو بغیر تخصیص خواہ ان کو خبر ہو یا نہ ہو کافر سمجھتے ہیں مگر کہتے نہیں جناب عالی اگر آپ سمجھتے ہیں تو کہئے کیوں نہیں یہ اندر کچھ اور باہر کچھ کا کیا مسئلہ ہے۔ کیا جس وقت حضرت صاحب نے مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی رئیس المکفرین کے بالمقابل عدالت میں اقرار کیا تھا کہ آپ آیندہ انہیں مسلمان کہیں گے اس وقت آپ مولوی محمد حسین صاحب کو دلیں کافر سمجھتے تھے یا برعکس اس کے آپ مولوی صاحب مذکور کو ملزم کرتے ہیں کہ اس نے مداہنت سے کام لیا اور عدالت کے ڈر سے ایسا کیا ورنہ دل سے تو وہ ہمیں کافر ہی سمجھتا ہے اور اپنے متعلق اسکی تردید کی اور فرمایا کہ ابتدا سے میرا یہی مذہب ہے کہ کوئی شخص محض میرے انکار کی وجہ سے کافر و دجال نہیں ہو جاتا۔ . . . . اور پھر نوٹ دے کر واضح کیا کہ میری یہ شان نہیں کہ میرا منکر کافر ہو شاہ صاحب مکرم اب فرمائیں کہ ہم حضرت مسیح موعود کے مسلک پر عمل کریں یا میاں صاحب اور محمد حسین بٹالوی کے کیا آپ ہمیں مداہنت اور تقیہ کی تعلیم دینا چاہتے ہیں۔

مزید برآں میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم مسئلہ تکفیر پر قلم اٹھاتے ہیں تو اسکی سند میں ہم میاں صاحب کی تحریرات کو پیش کرتے ہیں یا اپنی طرف سے کچھ ایزاد کرتے ہیں بصورت اول آپ اس کو پروپیگنڈا کس طرح کہہ سکتے ہیں یہاں میں قارئین کرام کی اطلاع کے لئے چاہتا ہوں کہ لفظ پروپیگنڈا کی جو شاہ صاحب نے مذموم رنگ میں استعمال کیا ہے وضاحت کر دوں یہ ایک نہایت مکروہ لفظ ہے اور اس میں جھوٹ، دھوکہ دہی، غلط بیانی الفاظ کی توڑ مروڑ سب کچھ شامل ہے) اگر ہم نے کوئی ایسی بات میاں صاحب کی طرف منسوب کی جو ان کی قلم اور زبان سے نہیں نکلی تو ہم مجرم ہیں لیکن اگر ہم ان کے اقوال اور تحریرات ان کے اخباروں اور رسائل و کتب سے پیش کرتے ہیں تو آپ کو کیوں ناگوار ہوتا ہے اور آپ ہمیں کیوں ملزم کرتے ہیں۔ کیا اس صورت میں آپ ہمارے خلاف پروپیگنڈا کے مرتکب تو نہیں ہو رہے ہیں تو کوئی ایسا شعبہ نہیں لیکن قادیان میں موجود ہے اور زیر قیادت مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری کام کر رہا ہے شاہ صاحب مکرم بہتر ہوگا کہ آپ میاں صاحب کی اصلاح کی طرف توجہ کریں کیونکہ مسئلہ تکفیر میں ان کا مسلک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی محکم تحریرات اور آیت لا یکلف اللہ نفساً الا وسعہا کے خلاف ہے۔ ورنہ مسیح موعود کے منکروں کا دائرہ اسلام سے اخراج ہمیشہ ان کے گلے کا ہار بنا رہے گا۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں

اے دل تو نیز خاطر ایناں نگہدار
کاخر کنند دعوئے حب پیمبرم

آپ کا یہ فرمانا کہ اصل چیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانا ہے۔ جب تک اس سے انکار نہ ہو پیغام صلح کے ہر صفحہ پر ہر روز موٹے حرفوں میں اعلان کئے جاؤ کہ ہمیں قادیانیوں کے ساتھ شمار کرنا ظلم ہے،" کوئی اس کی طرف کان نہیں دھرے گا اور ہم ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے کے نام سے پکارے جائیں گے" درست نہیں وقت سب کچھ کر دے گا اور آپ اس سے اس وقت جو ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں نہیں اٹھا سکیں گے اور اب تو ہندوستان چھوڑ امریکہ اور یورپ بھی دونوں جماعتوں میں تمیز کرنے لگ گیا ہے۔ اس کے لئے مسیح موعود سے انکار کی ضرورت نہیں بلکہ آپ کے مقام اور تعلیم کو پیش کرنے کی ضرورت ہے دنیا آپ کی تحریرات کو سامنے رکھ کر خود فیصلہ کر لے گی کہ کونسا فریق حق پر ہے۔ آخر آپ بھی تو ہیں کہ باوجود میاں صاحب سے مسلک بیعت میں منسلک ہونے کے یہ خیال رکھتے ہیں کہ کلمہ گو کو کافر نہ کہا جائے اور آپ کے نزدیک "کسی نہ کسی رنگ میں ہر فرد جماعت قادیان کا اس حقیقت کا معترف ہے صرف مدارج کا فرق ہے" پھر ہم مایوس کیوں ہوں اگر ہمارا قدم صحیح راستہ پر ہے تو انشاء اللہ مابہ الامتیاز قائم ہوگا اور ہم کامیاب ہوں گے۔

آپ نے پیغام صلح ۲۴ر مارچ ۴۶ء کا اقتباس ہم . . . . . . صرف اس قدر چاہتے ہیں کہ ایک، تو حضرت صاحب کا قائم کردہ انتظام جو انجمن کے متعلق ہے وہ نہ توڑا جائے . . . . . . اور دوسرا یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں جن معاملات میں قوم کی اصلاح کی ضرورت معلوم ہوتی، جیسے کفر و اسلام کا مسئلہ جس میں ہم اپنی قوم کے ایک حصہ کو غلطی پر دیکھتے ہیں پوری آزادی ہو جانی چاہئے کہ ہم اپنے خیالات اور عقاید کو کھول کر پیش کر سکیں۔"

. . . شاہزادہ صاحب کو اس حد تک ہم جائز سمجھتے ہیں کہ وہ غیر احمدیوں سے احمد کے نام پر بیعت لیں یعنی اپنے سلسلہ احمدیہ میں ان کو داخل کریں لیکن احمدیوں سے دوبارہ بیعت لینے کی ہم ضرورت نہیں سمجھتے۔ اس حیثیت میں ہم ان کو امیر تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔"

(۲۴ر مارچ ۴۶ء)

"ہم سب میں اول اسلام کی وہ عظیم الشان اخوت جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام میں شہادت دی" انما المومنون اخوۃ" پھر اس کے بعد دوسری اخوت سلسلہ احمدیہ میں شامل ہونے کی جس کا بنیادی پتھر حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا ہے۔ ان دو اخوتوں کے ہوتے ہوئے مل کر کام کر سکتے ہیں۔ اور مل کر کام کرنا چاہئے" دے کر اس کی سپرٹ کا واسطہ دیا ہے لیکن میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اس سپرٹ کے اظہار کا کیا حشر ہوا، پھر اس کے بعد دو دفعہ کوشش کی گئی اس کا کیا نتیجہ نکلا۔ آپ اس اقتباس کو پھر پڑھیں کس قدر خلوص اس میں پایا جاتا ہے اور کس قدر تڑپ انشقاق کو روکنے اور مل کر کام کرنے کی اس میں موجود ہے۔ صرف دو امور کا مطالبہ کیا گیا ہے (۱) حضرت صاحب کا قائم کردہ انتظام جو انجمن کے متعلق ہے وہ نہ توڑا جائے اور دوسرا یہ چاہتے ہیں کہ ہمیں جن معاملات میں قوم کی اصلاح کی ضرورت معلوم ہوتی ہے جیسے کفر و اسلام کا مسئلہ جس میں ہم اپنی قوم کے ایک حصہ کو غلطی پر دیکھتے ہیں۔ پوری آزادی ہونی چاہئے کہ ہم اپنے خیالات و عقاید کھول کر پیش کر سکیں، میاں صاحب نے حضرت صاحب کے قائم کردہ انتظام انجمن کو بھی توڑا اور خیالات اور عقاید کو پیش کرنے کی اجازت نہ دی اور کسی مصالحت کے لئے آمادہ نہ ہوئے اور آپ ہم سے دریافت کرتے ہیں کہ وہ سپرٹ کہاں گئی۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ وہ خلوص اور درد میں ڈوبی ہوئی پیشکش میاں صاحب نے خلافت کے بت کی بھینٹ چڑھا دی اور اس کو ایک شعر میں اس طرح ادا کیا۔

شکر للہ مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدل
کیا ہوا گر قوم کا دل سنگ خارا ہو گیا

میں دوسرے مصرعہ کو کچھ تصرف سے پیش کرتا ہوں اور میاں صاحب سے اس کے لئے معافی چاہتا ہوں

شکر للہ مل گیا ہم کو وہ لعل بے بدل
کیا ہوا اگر قوم کا دل پارا پارا ہو گیا

قوم جائے بھاڑ میں ہمارا مقصد تو گدی بنانا تھا اور اس میں ہم کامیاب ہو گئے۔ شاہ صاحب مکرم ہم آج بھی مل کر کام کرنے کے لئے ان دونوں مطالبات پر قائم ہیں کیا میاں صاحب اس کے لئے تیار ہیں قول مرداں جان دارد۔ اور اس سے آپ کو ہماری نیت کا پتہ بھی چل جائے گا۔

مخالفین کی حمایت

شاہ صاحب نے بہت سی قرآنی آیات ہم پر چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔ مناسب تھا کہ ایسا کرنے سے پہلے وہ الزام کو ثابت کرتے اور بہتر ہوتا کہ شاہ صاحب مکرم ہمیں گناتے کہ فلاں فلاں امر میں ہم نے مخالفین کی حمایت کی ہے۔ کیا مسئلہ کفر و اسلام، نبوت مسیح موعود۔ اجرائے نبوت، ختم نبوت، مقام محمد رسول اللہ صلعم کے غلط نظریوں کے خلاف قلم اٹھانا مخالفین کی حمایت ہے یا مسیح موعود کے دعاوی پر فتوائے کفر کے الزامات کی تائید کرنا مخالفین کی حمایت ہے۔ آپ فتوائے کفر میں مکفر مولویوں کے الزامات اور میاں صاحب کے عقاید کو سامنے رکھ کر موازنہ کریں۔ ان میں آپ سر مو فرق نہ پائیں گے۔ اور سوچیں کہ لا تتولوا قوماً غضب اللہ علیھم کا فتوائے الٰہی تو اس فعل پر صادر نہیں ہوتا۔ آپ نے تو ان کی ایسی وکالت کی ہو کہ ان میں اور آپ میں کوئی فرق باقی نہیں رہا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

بالمقابل کیا آپ دکھا سکتے ہیں کہ مسئلہ وفات و نزول مسیح، مجددیت حضرت مسیح موعود۔ ناسخ منسوخ۔ جہاد، قتل مرتد وغیرہ وغیرہ میں ہم نے کبھی کوئی کمزوری دکھائی ہو یا ان امور میں ان کی ہمنوائی کی ہو کیا ہر موقع پر ہم ان کو ان کی غلطیوں پر متنبہ نہیں کرتے اور ہر موقع پر ان کی صحیح رہنمائی نہیں کرتے پھر یہ کس قدر ظلم ہے کہ آپ ہمیں متہم کرتے ہیں کہ ہم مخالفین کی حمایت کرتے ہیں۔ مجھے تو آپ کا مقصد سوائے اس کے کچھ نظر نہیں آتا کہ آپ اس بات کے لئے گڑگڑا رہے ہیں کہ آپ کی کمزوریوں کو دنیا پر ظاہر نہ کیا جائے۔

خدا جانتا ہے دل پاش پاش ہو جاتا ہے کہ آپ کہاں سے کہاں پہنچے اور ابھی کیا کہہ سکتے ہیں کہ کہاں پہنچیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کے حال پر رحم کرے۔

پھر میں آپ سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ اظہار حق کریں اور آپ کا مخالف اس حق کو مانتا ہو تو کیا آپ اسکو اپنے مخالف کی حمایت قرار دیں گے میں اسکو ایک مثال سے واضح کرتا ہوں ایک مسلم توحید کا وعظ کرتا ہے اور سامعین میں یہودی بھی موجود ہوں جو توحید کے قائل ہیں تو کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کے بالمقابل مسلم واعظ نے یہودیت کی حمایت کی یا محمد رسول اللہ صلعم کے بعد انقطاع نبوت میں لاہوری احمدی اور غیر احمدی متفق ہیں تو کیا اس سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ قادیانی احمدی کے خلاف لاہوری احمدی نے غیر احمدیوں کی حمایت کی۔ شاہ صاحب آپ غور فرمائیں کہ کیا آپ ہمارے خلاف یہ پروپیگنڈا نہیں کر رہے اور اس طرح اپنی جماعت میں ہمارے خلاف تنفر نہیں پھیلا رہے۔ بلکہ میں کہوں گا کہ آپ کی بنیاد ہی غلط پروپیگنڈا پر ہے اور اپنی جماعت کو اس میں الجھا کر آپ نے ان کو ہمارے متعلق نہ تو خود صحیح علم دیا اور نہ ہم کو موقع دیا کہ ہم اپنی آواز ان تک پہنچا سکیں اور ان ذرائع کو جن سے ہماری ان تک رسائی ہو سکتی تھی علی الاعلان بند کر دیا۔ یہ موانعات مجالست و مواکلت کی حرمت اور ہمارے لٹریچر کے پڑھنے کی بندش اس پر قطعی شہادت ہے۔ اور آپ کی کمزوری کی دلیل ہے۔ آپ کے عقاید ہی ایسے ہیں کہ دنیا میں انہیں پیش کرنے پر خجالت ہوتی ہے اور اس پر پردہ ڈالنے کے لئے آپ ہم پر الزام دیتے ہیں کہ ہم مخالفین کی حمایت کرتے ہیں۔ ہم تو حق کے سوا کسی کی حمایت نہیں کرتے۔ آپ کو مناسب ہے کہ اس کے صحیح علاج پر . . . غور کریں اور اس

ملہ یہ بھی عجیب تماشا ہے کہ پیر و مرید کے اعتقاد میں اختلاف کے علاوہ پھر مریدوں میں مختلف مدارج ہیں۔ گویا ہر ایک کی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جدا ہے۔

[illegible] شاہ صاحب [illegible] ان کے متعلق اصلاح اور غلطی کی معافی [illegible] وہ غور فرمائیں۔

گا واحد علاج یہ ہوسکتا ہے کہ ایسے عقائد سے رجوع کریں جو دنیا میں پیش کرنے کے نہ صرف قابل ہی نہیں بلکہ احمدیت کے نام پر ایک دھبہ ہیں۔

اشاعت دین کے لئے تعاون

اس کے متعلق میں پہلے لکھ آیا ہوں اور اس باب میں مزید لکھنے کی ضرورت نہیں۔ شاہ صاحب اشاعت دین میں باہمی تعاون پر بہت زور دیتے ہیں لیکن الفاظ سے یہ حاصل نہ ہوگا میں اس کے متعلق دو شرائط اوپر تحریر کر چکا ہوں اس پر غور کر کے ہمیں اطلاع دیں۔ اور ساتھ ہی یہ الزام ہم پر دہراتے ہیں کہ مسیح موعود کو چھوڑنے والوں میں ہم کو فلاح کی توقع چھوڑ دیں اور کسی سے رواداری نہ برتیں۔ میں اس کے متعلق صرف اس قدر عرض کروں گا کہ یہ ہمارے خلاف محض پروپیگنڈا ہے جس کے بودے پن کو میں اوپر واضح کر چکا ہوں۔ اسلام نے رواداری کی تعلیم دی ہے اور جنبہ داری سے منع کیا ہے لایجرمنکم شنان قوم ان تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ اگر ایک غیر احمدی ہمیں یہ کہے کہ نبوت محمد رسول اللہ صلعم پر ختم ہوگئی تو کیا ہم اس کی مخالفت کریں، مجھے افسوس ہے کہ قرآن کریم کی روشنی میں آپ کے مشورے پر عمل کرنے کے لئے تیار نہیں۔

دائرۂ اسلام سے خارج بموجب حدیث رسول صلعم

شاہ صاحب اپنے مضمون میں پہلے تو یہ لکھتے ہیں کہ:۔

"میں ذاتی طور پر یہ بھی خیال رکھتا ہوں.... .... کہ کلمہ گو کو کافر نہ کہا جائے اور یہ اسلئے بھی ضروری ہے کہ عام مسلمان اس لفظ کے استعمال کو آیت واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا سے انکار کے معنوں میں لیتے ہیں" اور پھر یہ حدیث من مشیٰ مع ظالم یقویہ وھو یعلم انہ ظالم فقد خرج من الاسلام نقل کر کے میاں صاحب کے فتوے منکرین مسیح موعود کو خارج از دائرہ اسلام کی تصدیق بھی کرتے ہیں۔ یا عجب، میں تو اسکو میاں صاحب کا معجزہ سمجھتا ہوں کہ ایک اچھا بھلا فہیم انسان متضاد باتیں کہنی شروع کر دیتا ہے۔ جناب عالی یہ حدیث دلدار چسپاں نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ کا استدلال حکم و عدل مسیح موعود و مہدی معہود کے صریح فرمان کے خلاف ہے مجھے ڈر ہے کہ اس حدیث کو جو وسعت آپ نے دی ہے اس کے ماتحت کہیں آپ صاحبان بھی دائرہ اسلام سے خارج نہ ہو جائیں کیونکہ آپ ظالم مکفر مولویوں کے ساتھ چلے ہیں۔ بخدا میں نے مجبوراً یہ الفاظ لکھے ہیں اور ان کی غرض یہ ہے کہ آپ ایسی باتوں سے اجتناب کریں۔ یہ نقطۂ نظر نہ صرف بیکار بلکہ نقصان رساں ہے اور بہتر ہوگا کہ یہ وقت شاہ صاحب مکرم تحقیق حق کے دلائل کو جو انھوں نے اس وقت تصنیف کی تھی جب وہ ہمارے ساتھ تھے ذرا نئے سرے پڑھیں۔ میں افسوس سے اس بات کا بھی اظہار کرتا ہوں کہ شاہ صاحب نے اپنے مضمون میں پروپیگنڈا کیا ہے کیونکہ انھوں نے ہماری طرف ایسی باتیں منسوب کی ہیں جن کے ہم مرتکب نہیں۔ وہ آیت قرآنی ومن یکسب خطیئۃ او اثما ثم یرم بہ بریئا فقد احتمل بھتانا و اثما مبینا پر غور کریں، مجھے اس سے بھی انکار نہیں ممکن ہے کہ انہیں ہمارے متعلق غلط فہمی ہو۔ مجھے امید ہے کہ شاہ صاحب مکرم میری بات کا برا نہ منائیں گے میں بحیثیت ہم جماعت ہونے کے حق رکھتا ہوں کہ ان سے کھلی کھلی باتیں کروں۔ باقی ان کے لئے جو میرے دل میں درد ہے اس کو خدا جانتا ہے۔ میری آنکھیں ان کے لئے اس وقت بھی پُر آب ہیں۔ اب یہ آخری بات بھی درد دل سے لکھتا ہوں نہ بطور احسان۔ میں نے کوشش کی اور خدا نے اپنے فضل و کرم سے ان کو جسمانی بصارت عطا کی۔ میں پھر کوشش کرتا ہوں شاید خدا اپنے فضل سے ان کو روحانی بصارت عطا کرے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب۔

(بقیہ از صفحہ ۳)

افترا کو جھوٹ اور افترا کہنے کے لئے تیار نہیں تو کم سے کم اس قدر تو الفضل میں چھپوا دیں کہ میں جس بنا پر کلمہ کی منسوخی جماعت قادیان کی طرف منسوب کرتا ہوں وہ یہ نہیں کہ وہ باغیوں کو باغی قرار دیتے ہیں بلکہ یہ ہے کہ وہ یہ مانتے ہیں کہ آج کوئی شخص کلمہ پڑھ کر مسلمان نہیں ہو سکتا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار سے داخل اسلام نہیں ہو سکتا جب تک حضرت مرزا صاحب کی رسالت اور نبوت پر ایمان نہ لائے اس لئے ان کے نزدیک کلمہ منسوخ ہوا اگر آج وہ یہ اعلان کر دیں جیسا کہ میں دعوت مباہلہ کے جواب میں لکھ چکا ہوں کہ:۔

"ہمارا عقیدہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان لائے بغیر صرف کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے اقرار سے ایک شخص داخل اسلام ہو جاتا ہے"

تو میرا اور ان کا مقابلہ ختم ہو جاتا ہے سید صاحب کو اگر خلیج افتراق دور کرنے کی فکر ہے تو اس کے لئے ان کے پیر و مرشد کی طرف سے یہ تین سطروں کا اعلان کافی ہے ورنہ جب تک وہ کلمہ کو منسوخ قرار دیتے رہیں گے ہم اپنی پوری قوت سے ان کا مقابلہ کرتے رہیں گے۔ مگر جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں قادیانیوں کے لئے ایسا اعلان موت ہے، اور اس کا نہ کرنا بھی موت ہے اس وقت ان کا قدم دو کشتیوں میں ہے ایک بہائی کشتی میں کہ بہائیوں کی طرح وہ یہ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کا اقرار ناکافی ہے اور ایک اسلامی کشتی میں کہ وہ من صلی صلوتنا کے قائل ہیں۔ سید امجد علی شاہ صاحب کا قدم آخر کہاں آکر ٹھہرتا ہے یہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

محمد علی

ڈلہوزی۔ ۱۰ اگست ۱۹۲۳ء

(بقیہ صفحہ ۴)

ایمانی جرأت چاہتا ہے آپ اب ہی دیکھ لیں کہ جناب میاں صاحب مکرم کہاں تک اپنی غلطیوں کو واپس لینے کے لئے تیار ہوتے ہیں۔

لیکن میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ ایسا کوئی خط حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب نے مجھے نہیں لکھا جس میں جناب میاں محمود احمد صاحب سے قرآن پڑھنے کی ہدایت کی ہو۔

میاں عطاء اللہ صاحب پلیڈر نے اس بات پر بھی بڑا زور دیا ہے کہ اگر یہ خط افتراء ہے تو یہ افتراء خاکسار کے مشورہ سے بنایا گیا ہے اس کے متعلق آپ کو یاد رہے کہ اگر یہ افترا خاکسار کے مشورہ سے بنایا جاتا تو یکم اپریل ۱۹۱۴ء کے الفضل میں یہ ہرگز شائع نہ ہو سکتا کیونکہ خاکسار سے مشورہ بذریعہ خط و کتابت ہی ہو سکتا تھا کیونکہ خاکسار اس کی اشاعت کے وقت مصر میں تھا بلکہ اپریل تک کوئی خط میری طرف سے قادیان میں نہیں پہنچ سکتا تھا جیسا کہ میں پہلے بیان کر آیا ہوں۔

دعوت مباہلہ

میاں عطاء اللہ صاحب پلیڈر کے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ خاکسار نے اس خط کے وجود سے انکار کرنے میں عمداً کذب بیانی سے کام لیا ہے سو اس کا جواب بجز اس کے میں کچھ نہیں دے سکتا کہ اگر حضرت میاں صاحب مکرم کو اس بات پر یقین ہے کہ فی الحقیقت حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کی طرف سے خاکسار کو اس مضمون کا کوئی خط لکھا گیا کہ مصر سے آ کر خاکسار جناب میاں محمود احمد صاحب سے قرآن پڑھے اور خاکسار اس خط کا جو انکار کر رہا ہے اس میں حق پوشی سے کام لے رہا ہے تو خاکسار حضرت مسیح موعودؑ کے فتوے کے مطابق جناب میاں صاحب مکرم کو مباہلہ مسنونہ کی دعوت دیتا ہے اس پر دلائل دینے اور دلائل سننے کے بعد میں اثبات کی حلف اٹھاؤں گا کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ نے مجھے اس مضمون مندرجہ بالا کا کوئی خط نہیں لکھا اور جناب میاں صاحب مکرم اس بات کی حلف اٹھائیں کہ مضمون مندرجہ بالا کا خط ضرور لکھا گیا اور خاکسار کو بھیجا گیا۔

جناب میاں صاحب مکرم تفسیر نویسی کے میدان سے تو بھاگ گئے ہیں حالانکہ ان کے چیلنج کو حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی قبول کر لیا اور خاکسار نے بھی لیکن دونوں کے مقابلہ کی آپ کو جرأت نہیں ہوئی خاکسار نے ایک ماہ انتظار کرنے کے بعد جواب کے لئے ۱۵ دن کی میعاد مقرر کر دی تھی لیکن اس پر بھی باوجود قریباً ایک ماہ گذر جانے کے جناب میاں صاحب مکرم ابھی تک خاموش ہیں پس تفسیر نویسی کا قصہ تو ختم ہوا اور دنیا جناب میاں صاحب کی تعلیوں کی حقیقت کو تو اچھی طرح سمجھ گئی ہے اور ان کے بے معنی دعاوی سے کما حقہ واقف ہو گئی ہے اب دیکھیں کہ جناب میاں صاحب مکرم جو ہر بات میں مباہلہ کی دعوت دینے کے لئے تیار رہتے ہیں اس پیالہ کو بھی اب ٹالتے ہیں یا اس کے پینے کے لئے میدان میں نکلتے ہیں۔

اگر جناب میاں صاحب نے نہ تو اصل خط نہ اس کی ۱۹۱۴ء کی نقل پیش کی اور نہ ہی مباہلہ کے لئے نکلے تو سب لوگوں پر واضح ہو جائیگا کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ کی طرف جو خط منسوب کیا گیا ہے وہ محض افترا تھا جو بھولے بھالے احمدیوں کو جال میں پھنسانے کے لئے گھڑا گیا تھا۔

غیب کے مصفی چشمے

میاں عطاء اللہ صاحب پلیڈر نے خاکسار پر یہ بھی طعن کیا ہے کہ "غیب کے مصفی چشمے سے تو مصری صاحب کے لب خشک بھولے سے بھی کبھی تر نہیں ہوئے"، اس کے جواب میں میرے محترم بھائی پر واضح رہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کے جس مصفی چشمے کو حضرت مسیح موعود نے آکر جاری کیا اس سے تو خدا کے فضل و کرم سے یہ خاکسار سیراب ہو رہا ہے اور یہ اظہار اما بنعمت ربک فحدث کے طور پر ہے نہ کہ کسی فخر کے لئے ہاں کیا میاں عطاء اللہ صاحب پلیڈر غیب کے اس مصفی چشمے سے بھی پردہ اٹھانے کی تکلیف گوارا فرمائیں گے جو جناب میاں صاحب نے مسند خلافت پر بیٹھ کر جاری کیا اور جو ان خطوط میں پایا جاتا تھا جن کے مطالعہ کا میاں عطاء اللہ صاحب کو بٹالہ کے ایک احمدی دوست کے ذریعہ فخر حاصل ہوا تھا تا جس طرح میاں عطاء اللہ صاحب کو غیب کے اس مصفی چشمہ سے اپنے خشک ہونٹ تر کرنے کی سعادت نصیب ہوئی اسی طرح دوسرے پیاسے بھی اس معرفت کے دریا سے اپنے خشک لبوں کو تر کر کے سعادت دارین حاصل کر سکیں امید ہے میاں عطاء اللہ صاحب بخل سے کام نہیں لیں گے اور دنیا کو اس چشمہ صافی کی زیارت سے محروم نہیں رکھیں گے میاں عطاء اللہ صاحب سے یہ بھی امید ہے کہ آپ اس محسن کے نام سے بھی دنیا کو آگاہ کر دیں گے جس نے ان خطوط میں جناب میاں صاحب مکرم کے رواں کردہ چشمہ مصفی سے لوگوں کو شامل کرایا تا فائدہ اٹھانے والے اس محسن کو بھی دعائے خیر سے یاد کرتے رہیں۔ پھر قادیان میں ایک دفعہ ایک اہل معرفت کا مصفی چشمہ پھوٹا تھا جس کا ذکر میاں عطاء اللہ صاحب پلیڈر نے اس خط میں کیا تھا جو انہوں نے جناب میاں صاحب مکرم کی خدمت میں محمد امین خانصاحب مجاہد بخارا کے قتل کے موقعہ پر لکھا تھا وہ مصفی چشمہ بھی یقیناً اولی الالباب کے خشک ہونٹوں کو نہ صرف تر کرنیوالا بلکہ ان کی پیاس کو بجھانے والا اور ان کے دلوں کو ٹھنڈک پہنچانے والا ہے میاں عطاء اللہ صاحب پلیڈر کی فیاضی طبع سے امید ہے کہ وہ دنیا کو اس چشمہ صافی سے بھی محروم نہیں رکھیں گے اور وہ خط من و عن شائع کر دیں گے تا دنیا اس چشمہ سے بھی مستفیض ہوتی ہوئی ان کے حق میں بھی دعائیں کرتی رہے اگر میاں عطاء اللہ صاحب نے ان دو چشموں کی طرف راہنمائی کرنے میں فیاضی سے کام لیا تو انشاء اللہ ان کو بقیہ مصفی چشموں کی طرف رہنمائی کرنے کی تکلیف بھی دی جائے گی تا لوگ یکے بعد دیگرے ہر چشمہ سے سیراب ہو سکیں۔

وسوسہ اندازی

میاں عطاء اللہ صاحب نے خاکسار پر وسوسہ اندازی کا الزام بھی لگایا ہے میاں عطاء اللہ صاحب خوب جانتے ہیں کہ خاکسار اس الزام سے بری ہے خاکسار نے جو کچھ بیان کیا ہے وہ عین صداقت [illegible] باقی وہ اپنے بچاؤ کے لئے اظہار صداقت کا نام [illegible] چاہیں رکھ لیں اگر مجھے گالیاں نکال کر ان کو کوئی دنیاوی فائدہ پہنچ سکتا ہے تو وہ [illegible]

میاں محمود احمد صاحب جواب دیں

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

حضرت مسیح موعودؑ پر جو افترا میاں محمود احمد صاحب نے کئے ہیں میں ان کو افترا ہی کہتا رہا ہوں اور کہتا رہوں گا اگر وہ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ میری اس دعوت کو قبول کریں اور مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں میں بھی مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا ورنہ جو الزام میں ان پر لگاتا رہا ہوں وہ ایک ثابت شدہ حقیقت قرار پائیگا۔ دیکھئے میں پھر صاف الفاظ میں ان الزامات کو دہراتا ہوں۔

(۱) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ پر افترا کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے دعویٰ میں یہ تبدیلی کی کہ انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعویٰ نبوت کر دیا اور اپنی سابقہ سالہا سال کی انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ کر دیا۔

(۲) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ پر یہ افترا کیا ہے کہ آپ خود یہ فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

(۳) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ پر افترا کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء کے قریب حضرت مسیح موعودؑ کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا سابقہ اجتہاد درباره نبوت درست نہیں نکلا۔

اگر جناب میاں صاحب کو یہ جرأت ہے تو ان الزامات کی بنیاد پر چاہیں وہ مجھ سے بحث کر لیں جن میں ان کے اپنے مریدوں کو ثالث بناؤں گا اور چاہیں تو بحث کے بعد مباہلہ بھی کر لیں یعنی وہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں کہ ان کے عقائد جو آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر درج ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد کے مطابق ہیں اور میں مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا کہ ان کے یہ عقائد حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد کے قطعی خلاف ہیں۔ مگر مباہلے سے پہلے مباحثہ بہرحال ضروری ہوگا۔

اور اگر میاں صاحب اب بھی خاموش رہیں تو دیکھئے میں ان الزامات کو دہراتا رہوں گا یہاں تک کہ ان کے مریدوں میں بھی یہ ایمانی جوش پیدا ہو کہ وہ میاں صاحب سے ان الزامات کی بریت کے متعلق سوال کریں۔

مبلغین کرام کی خدمت میں

برادران۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

(۱)

براہ مہربانی اپنی رپورٹوں میں تین امور کے متعلق بالالتزام تحریر فرمایئے:-

(۱) آپ کی جماعتوں میں درس قرآن شریف کا سلسلہ جاری ہے؟

(۲) نوجوان سلسلہ کے کاموں میں دلچسپی لیتے ہیں؟

(۳) چھوٹے بچوں کی ابتدائی دینی تعلیم کا انتظام ہے؟

اگر اب تک ان امور کا جواب نفی ہے تو ان کی طرف توجہ فرمایئے اور دفتر کو مطلع کریں کہ کہاں تک ان امور کے متعلق کارروائی کی جاتی ہے؛

(۲)

اس سے قبل اخبار میں متعدد مرتبہ عرض کیا جا چکا ہے کہ تبلیغ کے کام کو زیادہ مضبوط اور وسیع کرنے کیلئے مبلغین کو تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ اپنے اپنے حلقوں میں تحریک کر کے ایسے احباب کو مرکز میں بھجوائیں جو کچھ سال مرکز میں رہ کر دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد تبلیغ کا کام کر سکیں اس طرف اب تک بہت کم توجہ کی گئی ہے۔ حالانکہ مدرسہ مبلغین میں داخل ہونے کے دن قریب آ رہے ہیں احباب کو چاہیئے کہ اس ضروری کام کی طرف توجہ فرمائیں اور اپنے علاقوں میں سے ایسے اصحاب کی درخواستیں بھجوانے کی کوشش کریں جو دینی ٹریننگ حاصل کر کے تبلیغ کا کام کر سکیں ۔

(مرتضیٰ خان اسسٹنٹ سیکرٹری)

سلسلہ میں شمولیت

ذیل کے احباب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

۲۱۸ - عائشہ بیگم صاحبہ ... ضلع گجرات
۲۱۹ - آمنہ بیگم " " "
۲۲۰ - مسعودہ بیگم " " "
۲۲۱ - زہرہ بیگم صاحبہ " " "
۲۲۲ - عبدالقدوس صاحب " " "
۲۲۳ - عبدالوحید صاحب " " "
۲۲۴ - اقبال بیگم صاحبہ " " "
۲۲۵ - محمد صدیق احمد صاحب۔ ضلع شیخوپورہ
۲۲۶ - ایم۔ بی۔ جی برڈ ور۔ گاواک
۲۲۷ - شیخ محمد یوسف صاحب۔ گیا
۲۲۸ - محمد زمان صاحب رامپور سٹیٹ۔
۲۲۹ - احسان الٰہی صاحب۔ ضلع شیخوپورہ
۲۳۰ - قریشی رشید احمد صاحب ضلع سیالکوٹ۔
۲۳۱ - غلام محمد صاحب بھدرواہ۔
۲۳۲ - صبیح محمد صاحب۔ کلکتہ
۲۳۳ - عبدالقادر صاحب غفاری دربار (بہاول پور)
۲۳۴ - غلام یٰسین خان صاحب۔ ریاست بہاول پور
۲۳۵ - محمد بشیر صاحب۔ " "
۲۳۶ - غلام محمد صاحب میر۔ بھدرواہ

شبان الاحمدیہ کی میٹنگ

۱- شبان الاحمدیہ کی ایک میٹنگ ۳۰ر جولائی کو منعقد ہوئی، موضوع گفتگو "مجدد صد چہاردہم اور موجودہ جنگ" تھا۔ میٹنگ کی صدارت مولینا آفتاب الدین احمد صاحب امام مسجد ووکنگ نے کی۔ انھوں نے اپنے صدارتی خطاب میں مغربی اقوام کی سعی مصالحت کا ذکر کیا اور اس کے مقابل حضرت مجدد کی پیشگوئی کو وضاحت سے بتایا۔ اور کہا کہ یہ وہ معجزنما نشان ہے جو مغربی دنیا کے مادہ پرستوں کو خدا تعالےٰ کے وجود پر دیا گیا۔ میٹنگ دعا پر ختم ہوئی"

(۲) ۱۳ر اگست کو شبان الاحمدیہ کا ایک اجتماع ہوا جس میں جناب ابن علی صاحب نے "موجودہ دور اور ہمارا فرض" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ انہوں نے نوجوانوں کو آیندہ آنے والے انقلاب کی نوعیت سمجھا کر اس سے استدلال کیا کہ اس تعمیر نو کے معمار ماسوا احمدیت کے پرستاروں کے اور کوئی نہیں لیکن اس کے حصول کے لئے کونسی راہ ہے اس پر آپ نے شرح و بسط سے بحث کی۔ جناب مولانا آفتاب الدین احمد صاحب نے صدارتی اشارات میں بتایا کہ حضرت امام عصر حاضر نے آیندہ انقلاب کے بعد جو زمانہ کی صورت گری ہوگی کے متعلق "کشتی نوح" میں ایک صالح جماعت کا دستور مرتب کر دیا ہے اگر جماعت اسی دستور کی حامل ہو جائے اور اپنے چپ و راست سے بے نیاز ہو کر ایک صالح انقلاب کو پیدا کرے تو یہی مجدد صد چہاردہم کا نصب العین تھا۔ دعا پر میٹنگ اختتام پذیر ہوئی"

سیکرٹری شبان الاحمدیہ لاہور

خواجہ حسن نظامی صاحب کا فتویٰ

نوٹ:- جماعت احمدیہ بھدرواہ کا عرصہ سے مقامی مسلمانوں نے بائیکاٹ کیا ہوا ہے۔ احمدیوں کے بائیکاٹ کے متعلق بھدرواہ کے غیر احمدیوں نے خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی سے شرعی فتوےٰ طلب کیا خواجہ صاحب موصوف نے اخلاقی جرأت کیساتھ مذکورہ بائیکاٹ کے خلاف فتوےٰ دیا اور مسلمانوں کی تکفیر کو بھی خلاف شریعت قرار دیا ہے خواجہ صاحب کا فتوےٰ درج ذیل ہے قارئین ملاحظہ فرمائیں:-

فتوےٰ } از درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ دھلی۔ حجرہ خواجہ حسن نظامی

تار کا پتہ:- خواجگان نئی دھلی۔
ٹیلی فون نمبر ۳۲۷۵
۱۴ر جولائی ۱۹۴۴ء

برادر اسلامی غلام رسول صاحب سلام علیکم
آپ کا خط پہنچا جس میں آپ کی بستی کے مسلمانوں کے باہمی اختلافات کا ذکر تھا اور آپ نے مجھ سے شرعی مسئلہ دریافت کیا ہے کہ قادیانی لوگوں کا بائیکاٹ کرنا اسلامی شریعت کے بموجب جائز ہے یا نہیں؟

اس سوال کے جواب میں پہلے یہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں قادیانی گروہ کے کسی اختلافی عقیدہ کو نہیں مانتا یعنی مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود اور مہدی نہیں مانتا نہ مجدد مانتا ہوں اور ان کے سب دعووں کو غلط سمجھتا ہوں۔

اس کے بعد میں یہ لکھتا ہوں کہ جو شخص خدا کو ایک مانے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول برحق مانے اور قرآن کو خدا کا کلام مانے اور قبلہ کے رخ نماز پڑھے وہ مسلمان ہے چاہے وہ شیعہ ہو یا سنی ہو مقلد ہو یا غیر مقلد ہو، بوہرہ ہو یا خوجہ ہو، صوفی ہو یا وہابی ہو نیچری ہو یا مرزائی ہو، وہ مسلمان ہے اور جو شخص مذکورہ چیزوں پر ایمان رکھنے والے مسلمان کو کافر کہے گا وہ اس صحیح حدیث کے بموجب کافر ہو جائیگا مکفر المسلم کافر۔ ترجمہ جو مسلمان کو کافر کہے گا وہ خود کافر ہو جائے گا۔

پس جو مولوی مرزائیوں کو کافر کہتا ہے وہ اس حدیث کے بموجب کافر ہو جائے گا اور جو مسجد کا امام مسلمانوں کو کافر کہے گا اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہوگی۔

راقم حسن نظامی

مقبول ملز امرتسر کا

عظیم الشان جلسہ

از جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنھتی

مقبول فلور ملز امرتسر میں جناب میاں شریف احمد صاحب کی طرف سے اس سال تقسیم انعامات کا جلسہ بہت دھوم دھام سے کیا گیا۔ لائلپور سے حاجی میاں مولابخش صاحب اور میاں فضل حق صاحب اور میاں چنیوں سے جناب شیخ میاں عطاءاللہ صاحب تشریف فرما تھے۔ جملہ کارکنان اور رؤساء شہر کو ایک شاندار پارٹی دی گئی میزبانی کا انتظام جناب میاں بشیر احمد صاحب رئیس امرتسر کے مبارک ہاتھوں انجام پذیر ہوا۔ چائے نوشی کے بعد جناب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کی زیر صدارت کارروائی جلسہ تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوئی اہم کارکنان مل کی طرف سے جناب میاں محمد اسمٰعیل و حاجی مولابخش صاحبان کی خدمت میں ایک سپاسنامہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد انگریزی میں ایک ایڈریس ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ازاں بعد صاحب موصوف کے ہاتھوں سے کارکنان کو انعامات تقسیم کرائے گئے۔ جو گولڈن میڈلز۔ سلور میڈلز۔ نقد رقوم پارچات اور ظروف وغیرہ تھے۔ کل انعامات رقم کی صورت میں تیس ہزار -/۳۰۰۰۰ روپے تقسیم کئے گئے اور پچاس ہزار روپیہ وارلون میں صاحب صدر کے پیش کیا گیا۔ یہ رقم علاوہ اس ایک لاکھ چالیس ہزار وارلون کے ہے جو لائل پور فرم کی طرف سے دیا گیا تھا۔ اس مبارک تقریب پر جناب میاں شریف احمد صاحب نے مبلغ -/۵۰ روپے انجمن کے لئے عطا فرمائے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

روزہ کے لئے کمال اخلاص اور صدق نیت کی ضرورت

ایک بار میرے دل میں آیا کہ یہ فدیہ کس لئے مقرر ہے تو معلوم ہوا یہ اسلئے ہے کہ اس سے روزہ کی توفیق ملتی ہے۔ خدا ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا ہی سے طلب کرنی چاہیئے وہ قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی طاقت روزہ عطا کر سکتا ہے۔ اسلئے مناسب ہے کہ ایسا انسان جو دیکھے کہ روزہ سے محروم رہ جاتا ہوں تو دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے میں اس سے محروم رہ جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال رہوں نہ رہوں، یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ کر سکوں اس لئے اس سے توفیق طلب کرے۔ مجھے یقین ہے کہ ایسے قلب کو خدا طاقت بخشدے گا اگر خدا چاہتا تو دوسری امتوں کی طرح اس امت میں کوئی قید نہ رکھتا۔ مگر اس نے قیدیں بھلائی کے واسطے رکھی ہیں۔ میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اسے محروم نہیں رکھتا۔ اور اسی حالت میں اگر رمضان میں بیمار ہو جائے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہو جاتی ہے کیونکہ ہر کام کا مدار نیت پر ہے۔ مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کرے جو شخص کہ روزہ سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیت درد دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اس کا دل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اس کے لئے روزے رکھیں گے بشرطیکہ وہ بہانہ جو نہ ہو تو خدا تعالےٰ ہرگز اسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔ یہ ایک باریک امر ہے اگر کسی شخص پر اپنے نفس کے کسل کی وجہ سے روزہ گراں ہے اور وہ اپنے خیال میں گمان کرتا ہے کہ میں بیمار ہوں اور میری صحت ایسی ہے کہ اگر ایک وقت نہ کھاؤں تو فلاں فلاں عوارض لاحق ہوں گے اور یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ تو ایسا آدمی جو خدائی نعمت کو اپنے اوپر گراں گمان کرتا ہے کب اس ثواب کا مستحق ہوگا۔ ہاں وہ شخص جس کا دل اس بات سے خوش ہے کہ رمضان آگیا اور اس کا منتظر ہی تھا کہ آوے اور روزہ رکھوں اور پھر وہ بوجہ بیماری کے نہیں رکھ سکا تو وہ آسمان پر روزہ سے محروم نہیں ہے اس دنیا میں بہت لوگ بہانہ جو ہیں اور وہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اہل دنیا کو دھوکہ دے لیتے ہیں ویسے ہی خدا کو فریب دیتے ہیں۔ بہانہ جو اپنے وجود سے آپ مسئلہ تراش کر اور تکلفات شامل کر کے ان مسائل کو صحیح گردانتے ہیں لیکن وہ خدا کے نزدیک صحیح نہیں ہے۔ تکلف کا باب بہت وسیع ہے اگر انسان چاہے تو اس کی رو سے ساری عمر بیٹھ کر ہی نماز پڑھتا رہے اور رمضان کے روزے بالکل نہ رکھے۔ مگر خدا اس کی نیت اور ارادہ کو جانتا ہے جو صدق اور اخلاص رکھتا ہے۔ خدا جانتا ہے کہ اس کے دل میں درد ہے اور خدا اسے اصل ثواب سے بھی زیادہ دیتا ہے کیونکہ درد دل ایک قابل قدر شئے ہے۔ حیلہ جو انسان تاویلوں پر تکیہ کرتے ہیں لیکن خدا کے نزدیک یہ تکیہ کوئی شئے نہیں ہے۔

مجموعہ فتاوےٰ احمدیہ جلد اول

مکرم جناب شیخ محمد آصف صاحب دس دن کی رخصت پر ہیں یہ پرچہ ان کی غیر حاضری میں مرتب ہوا ہے۔

خاکسار دوست محمد۔

میاں محمود احمد صاحب جواب دیں

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

حضرت مسیح موعودؑ پر جو افتراء میاں محمود احمد صاحب نے کئے ہیں میں ان کو افتراہی کہتا رہا ہوں اور کہتا رہوں گا اگر وہ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ میری اس دعوت کو قبول کریں اور مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں میں بھی مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا ورنہ جو الزام میں ان پر دے رہا ہوں وہ ایک ثابت شدہ حقیقت قرار پائے گا دیکھئے میں پھر صاف الفاظ میں ان الزامات کو دہراتا ہوں۔

(۱) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ پر افترا کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے دعوے میں تبدیلی کی کہ انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعویٰ نبوت کر دیا اور اپنی سابقہ سالہا سال کی انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ کر دیا۔

(۲) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر یہ افترا کیا ہے کہ آپ خود یہ فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

(۳) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ پر افترا کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء کے قریب مسیح موعود کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا سابق اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

اگر جناب میاں صاحب کو یہ جرات ہے تو ان الزامات کی بنیاد پر چاہیں وہ مجھ سے بحث کر لیں جس میں میں انکے اپنے مریدوں کو ثالث بناؤں گا اور چاہیں تو بحث کے بعد مباہلہ بھی کر لیں یعنی وہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں کہ ان کے عقاید جو آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر درج ہیں حضرت مسیح موعودؑ کے عقائد کے مطابق ہیں اور میں مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا کہ ان کے یہ عقائد حضرت مسیح موعودؑ کے عقاید کے قطعی خلاف ہیں۔ مگر مباہلہ سے پہلے مباحثہ بہرحال ضروری ہوگا۔

اور اگر میاں صاحب اب بھی خاموش رہیں تو دیکھئے میں ان الزامات کو دہراتا رہوں گا یہاں تک کہ ان کے مریدوں میں بھی یہ ایمانی جوش پیدا ہو کر وہ میاں صاحب سے ان الزامات کی بریت کے متعلق سوال کریں۔

نبی کریمؐ کی توہین قادیانی عقائد میں مضمر ہے

قادیانی احباب کے لئے لمحۂ فکریہ

{ایک سابق قادیانی کے قلم سے}

خلیفہ صاحب قادیان نے یہ خیال کر کے کہ ایک شخص نبی کریم سے درجہ میں بڑھ سکتا ہے۔ نبی کریم کی توہین کی ہے۔ خلیفہ صاحب اور ان کے مریدوں کو یہ مسلم ہے کہ اس قسم کا خیال فی الواقع نبی کریم کی توہین ہے۔ مگر اس مخصوص موقع پر یہ توہین نہیں کیونکہ اس کے معاً بعد جناب خلیفہ صاحب نے یہ پیشگوئی کی ہے۔ کہ کوئی ماں قیامت تک ایسا بچہ نہ جنے گی۔ جو حضرت رسول کریم سے درجے میں ترقی کر سکے اب جبکہ یہ بات معرض بحث میں آگئی ہے اور وہ گند اور ناپاک عقیدہ جو خلیفہ صاحب کے دل میں تیس سال سے چھپا ہوا تھا۔ علانیہ طور سے ظاہر ہو گیا ہے۔ تو ہمیں چاہئیے کہ ٹھنڈے دل سے اس پر بحث کریں۔ شاید ایک مامور کے دامن سے وابستہ جماعت کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہی یہ اصلاح کا سامان پیدا فرمایا ہو۔

جن احباب نے یہ خیال کیا ہے کہ خلیفہ صاحب قادیان نے کوئی نئی بات کہی ہے، انھوں نے سخت غلطی کھائی ہے۔ نبی کریمؐ سے فضیلت اور درجہ میں بڑھ جانے کا خیال قادیانی جماعت کے عقاید میں داخل ہے، اور محض اسی ایک بات کو مد نظر رکھ کر آج سے سات سال قبل برادر محترم ماسٹر صادق علی صاحب نے لکھا تھا کہ "نبی کریم کی توہین قادیانی عقاید میں مضمر ہے" اور مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری اور ان کی وساطت سے تمام قادیانی علماء کو پیغام صلح مجریہ ۷ ؍ جولائی ۳۷ء میں مباحثہ کا چیلنج دیا تھا مگر کسی قادیانی کو اس چیلنج کو قبول کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

قادیانی خیال کے مطابق اپنی سعی و کوشش سے ترقی کرتا ہوا ایک شخص نبی بن سکتا ہے۔ کیونکہ نبوت ان کے نزدیک ایک امر اکتسابی اور معرفت الٰہی کا ایک درجہ ہے۔ اگر کوئی شخص اتنی محنت اور سعی کرے کہ حضرت نبی کریم سے بڑھ جائے۔ تو اسے روکنے والا کون ہے؟[1] یہ کہنا کہ کوئی ماں قیامت تک ایسا بچہ نہیں جنے گی۔ قادیانی نامعقولیت کا نشان ہے۔ جب ان کے عقیدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اس دروازہ کو کھلا رکھا ہے۔ تو کسی مقصد کے لئے ہی رکھا ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے عدل و انصاف اور رحم کے شایان شان نہیں کہ ایک ترقی کرتے ہوئے شخص کو روک دے۔ یہ تو کوئی ظالم انسان بھی نہیں کر سکتا ہے۔ دروازہ کھلا ہے۔ آدمی ترقی کرتا ہوا۔ وہاں پہنچ چکا ہے تو کون ہے۔ جو ظلم اور جور کی راہ سے اسے اندر داخل ہونے سے روک سکے۔

البتہ ماں کے ایسا بچہ نہ جننے کا خیال قادیانی نقطۂ نگاہ سے ایک اچھوتا خیال ہے۔ اور قادیانی عقائد میں اسکی کوئی بنیاد معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ اس سے یہ ماننا لازم آتا ہے۔ کہ عورتیں مختلف استعداد کے بچے جنتی ہیں اور جو شخص نبی بنتا ہوتا ہے۔ وہ ماں کے پیٹ سے ہی ملکہ نبوت لیکر پیدا ہوتا ہے۔ یہی ایک بات قادیانیت کو بیخ و بن سے اکھاڑنے کے لئے کافی ہے۔ کیا کوئی قادیانی دوست ہے۔ جو اسی ایک بات کو غور سے سوچے۔ ہر ایک شخص کا اپنے دائرہ میں کوشش کر کے نبی بننا اور کسی ماں کا ایسی استعداد کا بچہ جننا جو نبی بن سکے۔ دو متضاد باتیں ہیں جو اصولاً ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ مگر قادیانی عقائد سب کے سب ہی گورکھ دھندے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ خلیفہ صاحب قادیان نے اپنے مریدوں کی عقلوں کا صحیح اندازہ لگایا ہے۔ اور انہیں معلوم ہے۔ کہ جو کچھ لغو سے لغو بات میاں صاحب کہدیں گے۔ مرید آمنّا و صدقنا کہیں گے۔ میاں صاحب نبی کریم کی توہین کریں۔ تو مریدان کے ساتھ ہیں مسیح موعود کو نادان قرار دیں تو مریدوں کی پیشانی پر بل نہیں۔ اور ان کا خدا تو ان کے ہر ایک عقیدہ کی رو سے کوئی نادان ہستی ہے۔ چنانچہ ایک دفعہ قبل بھی میاں صاحب کھلے الفاظ میں خدا کو نادان قرار دے چکے ہیں۔ اب کوئی سوچے کہ یہ کونسی حکمت کی بات ہے۔ کہ ایک طرف اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فضیلت میں بڑھ جانے کا دروازہ بند نہیں کیا۔ اور دوسری طرف عورتوں کو حکم دے دیا۔ کہ ہرگز ہرگز ایسا بچہ نہ جننا۔ اگر کوئی انسان اس قسم کا کام کرے۔ تو اسے احمق یا پھر فریب کار کہیں گے معلوم نہیں۔ قادیانی اپنے خدا کے متعلق کیا عقیدہ رکھتے ہیں۔ سچ فرمایا تھا حضرت مسیح موعود نے کہ خدا کی ہستی ان کے نزدیک ایک پیچیدہ مسئلہ ہو گی

میاں صاحب نے یہ کہکر بھی دنیائے اسلام کو فریب دیا ہے۔ کہ کوئی ماں قیامت تک ایسا بچہ نہ جنے گی۔ جو حضرت رسول کریم سے فضیلت میں بڑھ سکے۔ خود ان کے اپنے عقیدہ میں ایک مثال موجود ہے۔ کہ حضرت میرزا غلام احمد صاحب قادیانی ایک غیر نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ کے اس کے رسول کی اطاعت کر کے اپنی سعی و کوشش سے نبی بنے اور قادیانی عقیدہ کی رو سے اس قدر ترقی کی۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جیسے اولوالعزم نبی سے ہر شان میں بڑھ گئے۔ حالانکہ متفقہ اسلامی عقیدہ یہی تھا۔ کہ ایک غیر نبی کسی نبی سے اپنے کام کے لحاظ سے جزوی فضیلت حاصل کرتا ہے اس کی وجہ کیا ہے یہی عقیدہ کہ باب نبوت خدا نے بند نہیں کیا۔ اور فضیلت کا مدار سعی و محنت پر ہے۔ اب جبکہ قادیانی خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت کے نزدیک حضرت نبی کریم سے بلند مقام حاصل کرنیکا دروازہ بند نہیں ہوا۔ بلکہ کھلا ہے۔ تو کونسا امر مانع ہے۔ کہ کوئی شخص محنت اور سعی سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے درجہ میں بڑھ جائے اور کیا عجب ہے۔ کہ وہ خود خلیفہ قادیان ہو۔ اور اگر ذرا سی مزید وسعت نظر اور فراخدلی سے کام لیا جائے۔ تو شاید خلیفہ قادیان کا مرید ہو۔ کیونکہ ان کے سوائے تمام بنی نوع انسان روحانی ترقی کے ناقابل اور جہنم کا ایندھن ہیں۔

تو صحیح پوزیشن یہ ہوئی، کہ خلیفۂ قادیان کا مرید محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فضیلت میں ترقی کر سکتا ہے۔ اور وہ صرف خلیفہ صاحب قادیان کا ہی ماتحت نہیں۔ بلکہ پانچ نظارتوں کا ماتحت ہے۔ اپنے شہر یا قصبہ یا گاؤں کے امیر جماعت کا ماتحت ہے۔ اور ان کے علاوہ متعدد لوکل سکرٹریوں کا بھی اور بدقسمتی دیکھئے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند مقام حاصل کر کے بھی قادیانی نظام کے ماتحت وہ ان عظیم الشان بزرگ ہستیوں کی اطاعت کا جوا اپنی گردن پر رکھتا ہوگا۔ کیونکہ ان میں سے کسی ایک کے حکم سے سرتابی اس پر بہشت کا دروازہ بند کر سکتی ہے۔

حضرت رسول کریم صلعم کے متعلق کسی شاعر نے کہا تھا۔ اور سچ کہا تھا۔ کہ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ تو اس خیال کے ماتحت جو قادیانی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے فضیلت حاصل کرلے گا وہ تو خدا ہوا۔ یہ سیکرٹری تبلیغ۔ سیکرٹری تعلیم و تربیت اور یہ امیر جماعت کیا ہوئے۔ اور میاں صاحب کے وزراء اور خود خلافتمآب کا کیا منصب ہو گا۔ جس کا مرید معاذ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر انسان ہو گا۔ اور جسے ایک خفیف سی ناراضگی پر وہ جہنم میں بھیج سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جو دلوں کے حال سے واقف ہے۔ خوب جانتا ہے۔ کہ اس مضمون کا مقصد قادیانیوں کے خلاف نفرت پھیلانا نہیں۔ نہ ان کے عقاید سے استہزاء کرنا مقصود ہے۔ ان کے ایک عقیدہ کا تجزیہ کر کے اس کے یہ نتائج ان کے سامنے پیش کر دیئے گئے ہیں۔ اور سچ یہی ہے کہ خود ساختہ عقاید کا جنہیں آسمانی روشنی حاصل نہیں ہوتی۔ یہی حال ہوتا ہے۔ جس عمارت کی بنیاد ٹیڑھی ہو، وہ اوپر تک ٹیڑھی جاتی ہے بعینہٖ اسی طرح جس عقیدہ کی بنیاد غلط نظریہ پر ہو۔ اس کو کوئی صورت دے لو۔ وہ غلط ہی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے۔ کہ ہمیں قادیانیوں سے دشمنی نہیں۔ نہ ہی ہم ان کی تذلیل کے خواہاں ہیں لیکن قادیانی جماعت کے عقائد فاسدہ نے جن کی بنیاد علمی غلطیوں پر ہے اسلام میں فتنہ عظیم پیدا کر دیا ہے اور اس کی شاخیں جوں جوں پھیلتی جائیں گی۔ ان سے نت نئے فتنے کھڑے ہوں گے اس لئے خلیفہ صاحب قادیان کے اس نئے انکشاف کے نتائج میں اختصار سے نیچے لکھے دیتا ہوں اور ہر ایک نتیجہ کے غلط ثابت ہونے پر دس روپے انعام دینے کا عہد کرتا ہوں۔

(۱) نبوت کے اکتسابی ہونے کا نظریہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند مقام حاصل کرنے کے خیال کو ضروری ٹھہراتا ہے۔ اور یہ نبی کریم کی توہین ہے۔

(۲) کسی ماں کے ایسا بچہ نہ جننے کا خیال جو حضرت نبی کریم سے درجہ میں بڑھ سکے۔ ایک دھوکا اور فریب ہے۔ کیونکہ یہ نبوت کے امر اکتسابی ہونے کے عقیدہ کی ضد ہے۔

(۳) محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے درجہ میں بڑھ جانے والا شخص صرف خلیفہ قادیان یا ان کا مرید ہو گا۔

(۴) خلیفہ کا مرید ہونیکی صورت میں وہ متعدد اشخاص کا متبع ہو گا۔ اور مرتے دم تک ان عظیم المرتبت ہستیوں کی اطاعت کا جوا اپنے کندھوں پر رکھتا ہو گا۔

(۵) اللہ تعالیٰ کا ایک طرف یہ فرمانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا درجہ حاصل کرنیکا دروازہ کھلا ہے آؤ اور کوشش کر کے اس میں داخل ہو جاؤ۔ اور دوسری طرف عورتوں کو روک دینا کہ ہرگز ہرگز کوئی ایسا بچہ نہ جنے۔ کسی دانشمند اور حکیم ہستی کا فعل نہیں۔

امید ہے کہ قادیانی احباب اس مضمون پر اسی ٹھنڈے دل سے غور کریں گے۔ جیسے ٹھنڈے دل سے یہ لکھا گیا ہے۔ تمام قادیانی ذہنیت تو یہی ہے کہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کھلی وصیت کو کہ آپ (حضرت نبی کریم صلعم) کا کامل متبع صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ اس میں...

[1] ان سے نہایت زیادہ پر زور الفاظ میں تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۰ء میں انہی خلیفہ صاحب نے ایک تاریخی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"آنحضرت صلعم کے دعوے کے بعد تیرہ سو برس گذر گئے ہیں، کہ کسی نے آج تک نبوت کا دعوے کر کے کامیابی حاصل نہیں کی۔ آخر آپ سے پہلے بھی تو لوگ نبوت کا دعوے کرتے تھے۔ مگر آپ کی بعثت کے بعد یہ سلسلہ کیوں بند ہو گیا۔ اب کیوں کوئی کامیاب نہیں ہوتا۔ صاف معلوم ہوتا ہے کہ وہی پیشگوئی ہے۔ کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ ہم اسلام کے مخالفین سے پوچھتے ہیں۔ کہ اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کے دعوے کے بعد کوئی شخص جو مدعی نبوت ہوا کامیاب نہیں ہوا۔ پس اس میں اشارہ تھا۔ کہ کان اللہ بکل شیئ علیما یعنی ہم نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئیگا۔ اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعوے نہ کریگا کہ ہم اسکو ہلاک نہ کر دیں۔ چنانچہ یہ ایک تاریخی پیشگوئی ہے کہ اس کا رد کسی سے ممکن نہیں۔ اگر ہے تو ہمارے سامنے پیش کرو۔ مگر اس طرح نہیں۔ کہ کسی نے دعوے کیا ہو۔ اور لاکھ دو لاکھ آدمی اس کے پیرو ہو گئے ہوں۔ بلکہ ایسا آدمی کہ جس نے آنحضرت یا اس سے پہلے نبیوں کی طرح کامیابی حاصل کی ہو۔ مگر کوئی نہیں۔ جو ایسی نظیر پیش کر سکے"۔ مگر اس کے ٹھیک چار سال بعد اپریل ۱۹۱۴ء میں انہی خلیفہ صاحب پر ایک زبردست انکشاف ہوا کہ ایسا شخص کوئی غیر نہیں۔ بلکہ خود ان کے مقدس والد تھے۔ جنہوں نے نعوذ باللہ نبوت کا دعویٰ بھی کیا تھا اور کامیاب بھی ہو گئے تھے۔ کیا عجب ہے۔ کہ جولائی ۱۹۴۸ء میں خلیفہ صاحب پر یہ انکشاف بھی ہو جائے۔ کہ ایک ماں نے ایسا بچہ جنا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درجہ میں بڑھ گیا۔ اور وہ بچہ بھی خلافتمآب تھے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

پیغام صلح
جلد ۳۲ | لاہور - مؤرخہ ۱۰ر رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ | نمبر ۳۳

ماہ رمضان کے دو مجاہدے

حضرت امیر ایدہ اللہ نے گذشتہ ایک دو خطبات میں احباب جماعت کو اس مبارک مہینہ میں دو ضروری مجاہدات کی طرف توجہ دلائی تھی . . . . . ان میں سے ایک اس عظیم الشان کام سے تعلق رکھتا ہے جس کی بنیاد گذشتہ سال اسی مہینہ میں تراجم قرآن فنڈ کے نام سے رکھی گئی تھی اور جلسہ سالانہ پر احباب نے اس کے لئے قربانی اور ایثار کا وہ نمونہ دکھایا تھا جس کی نظیر اس زمانہ میں ملنی مشکل ہے، آج سیاسی اور وطنی تحریکات کے لئے لوگ روپیہ دیتے ہیں اور دل کھول کر دیتے ہیں، مفاد عامہ کی دوسری تحریکات میں بھی لوگ کافی حصہ لیتے اور جائدادیں وقف کر دیتے ہیں لیکن اس پاک کتاب کے لئے جو مخلوق خدا کی ہدایت اور دنیا اور آخرت کی بھلائی کے لئے نازل ہوئی، اور جس کی برکات سے قوموں نے علمی روشنی حاصل کی آج مجدد وقت کے دامن سے وابستہ ہو کر اس پاک کتاب پر سچے اور دلی ایمان کا نور حاصل کر چکے ہیں، اسی نور کی روشنی میں اس غریب اور چھوٹی سی جماعت نے تراجم قرآن کی تحریک کو جہاں تک سرمایہ کا تعلق ہے ایک ہی دن میں کامیاب بنا دیا اور دو لاکھ کے مجوزہ فنڈ میں سے قریباً ایک لاکھ روپیہ ایک ہی دن میں جمع ہو گیا، اور باقی آہستہ آہستہ ہوتا جا رہا ہے، ایسا بڑا مجاہدہ اور اتنی عظیم الشان قربانی کسی انسانی طاقت کا کام نہیں، یہ خدائی تحریک ہے، مجدد وقت کے پیدا کردہ ایمان کا نتیجہ ہے، اور خدا کا شکر ہے کہ احباب کی ان قربانیوں کی بنا پر تراجم کا کام بھی ایک حد تک شروع ہو چکا ہے، لیکن اسکو تکمیل تک پہنچانے کے لئے ابھی اس فنڈ کو اور مضبوط کرنے کی ضرورت ہے، دو لاکھ کا سرمایہ پورا کرنا ضروری ہے اسی امر کی طرف حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے ۱۱ر اگست کے خطبہ میں توجہ دلاتے ہوئے یہ تحریک کی تھی کہ

"اسی ماہ میں گذشتہ سال ہم نے تراجم قرآن فنڈ کی بنیاد رکھی تھی، جس میں اللہ تعالےٰ نے اس قدر برکت دی کہ نو نئی زبانوں میں قرآن کریم کو دنیا میں پہنچانے کے لئے سامان ہو گیا، کسی میں دو چار سال پہلے کسی میں دو چار سال پیچھے۔ اور ابھی مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رستے کھول دے گا کہ ہماری امید سے بڑھ کر جلد نہ صرف یہ کام ہو جائے گا بلکہ اور بہت سی زبانوں میں ترجمے ہو جائیں گے۔ اس رمضان میں میں چاہتا ہوں کہ جماعت کے اندر جس قدر کوشش ہو سکتی ہے کر لی جائے

(۱) جنہوں نے بعض رقوم کے وعدے کئے ہوئے ہیں وہ اس رمضان کے اندر اپنے وعدوں کو پورا کر دیں۔

(۲) جنہوں نے اب تک اس میں حصہ نہیں لیا کوشش کی جائے کہ وہ بھی اس میں شامل ہو جائیں"

یہ پہلا مجاہدہ ہے جو اس رمضان میں کرنے کا حکم ہمیں امیر جماعت کی طرف سے ملا ہے اور ہمیں امید ہے کہ احباب جماعت نے اس ضروری کام کی طرف عملی توجہ شروع کر دی ہوگی، اور رمضان کے اختتام تک اس کو تکمیل تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریں گے،

دوسرا مجاہدہ جس کا حکم حضرت امیر ایدہ اللہ نے اپنے ۱۱ر اگست کے خطبہ میں دیا ہے وہ آپ ہی کے الفاظ میں حسب ذیل ہیں :-

"دوسری بات جس کی طرف میں توجہ دلا چکا ہوں کہ وہ ہمارا اس رمضان کا مجاہدہ ہونا چاہیئے وہ دو غلطی خوردہ گروہوں کو دعوت دینا ہے کہ وہ اس زمانہ کے امام کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو کر اس عظیم الشان کام کو قوت پہنچائیں تا کہ سالوں کا کام ہم مہینوں میں کر لیں۔ یہ دو گروہ ایک غیر احمدی ہیں اور دوسرے جماعت قادیان جو دونوں تفریط اور افراط میں مبتلا ہو کر اس اصل کام سے محروم ہیں جس کی طرف امام وقت نے بلایا تھا۔ رمضان کا مہینہ مسلمانوں کو اس حق کی طرف بلانے کے لئے خاص طور پر موزوں ہے کیونکہ ان ایام میں اگر ایک طرف بلانے والے گروہ میں مجاہدات رمضان سے ایک نئی قوت پیدا ہو جاتی ہے تو دوسری طرف ان میں بھی جنہیں بلایا جاتا ہے، نیک اثر قبول کرنے کے لئے ایک تیاری پیدا ہو جاتی ہے۔ آخر سب مسلمان خدا کی رضا کے حصول کے لئے اپنے نفس کی خواہشات کے خلاف بھوک اور پیاس کی شدت برداشت کرتے ہیں۔ سبھی راتوں کو اس کے سامنے سر جھکانے کے لئے اس سے مدد طلب کرنے کے لئے جاگتے ہیں۔ اس لئے امید ہی کی جاتی ہے کہ ان ایام میں حق کی قبولیت کے لئے دل زیادہ نرم ہوں۔ تو جب ایک طرف بلانے والے کی بات میں قوت زیادہ ہو اور دوسری طرف جن کو بلایا جاتا ہے ان میں اثر قبول کرنے کی زیادہ اہلیت ہو تو توقع کی جاتی ہے کہ نتائج اچھے پیدا ہوں، یہ اس صورت میں ہو سکتا ہے کہ ہماری جماعت اس ایک نصب العین کو سامنے رکھ کر پوری قوت سے ایک مہینہ اس کام پر لگا دے۔

اس مجاہدہ کو عملی صورت دینے کے لئے حضرت ممدوح نے اپنے ۴ر اگست کے خطبہ میں یہ تجویز فرمائی کہ

"ہزاروں کی تعداد میں وہ ٹریکٹ ہمارے دفتر میں موجود ہیں، جن میں ان باتوں کو واضح کیا گیا ہے میں چاہتا ہوں کہ اس پڑے سارے سٹاک کو نکال کر مسلمانوں تک جن میں ہمارے بھولے ہوئے بھائی قادیانی بھی شامل ہیں پہنچا دیا جائے میں دفتر میں بھی ہدایت کر رہا ہوں کہ ان ٹریکٹوں کی تعداد کا اندازہ لگا کر جہاں جہاں جماعتیں موجود ہیں کافی تعداد میں انہیں پہنچا دیا جائے اور کچھ حصہ دفتر میں بھی موجود رہے جو ایسے لوگوں کو بھجوایا جائے جو خود انہیں طلب کریں جن کے دلوں میں خود یہ تڑپ اُٹھے کہ وہ اس کام کو کریں۔ اس خطبہ کے بعد جس قدر جلد ممکن ہو مقامی جماعتیں اپنے اپنے اجلاس طلب کر کے ایک پروگرام بنائیں کہ اپنے اپنے علاقوں میں وہ کس طرح اور کہاں تک ان ٹریکٹوں کو پہنچا سکتی ہیں۔ یہ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ ان ٹریکٹوں کو پھینک دینا مطلوب نہیں ان لوگوں کو دیکھ کر ان کے ہاتھ میں انہیں پہنچانا چاہیئے جو اس کے اہل ہوں اور چونکہ انسان دوسرے انسان کے دل کی حالت کو نہیں جانتا اور نہیں کہہ سکتا کہ اس کے دل پر اس کا کیا اثر ہوگا اس لئے جو شخص بھی ان ٹریکٹوں کو دوسروں تک پہنچائے قادیانیوں تک پہنچائے یا دوسرے مسلمانوں تک پہنچائے ان کے لئے دعا بھی کرے کہ اللہ تعالیٰ ان چیزوں کو ان کے خیالات کی اصلاح کا موجب کرے۔ ہمارے ظاہری ہتھیار ہمیں کوئی کام نہیں دے سکتے جب تک کہ ان کے ساتھ دعا کے ہتھیار کو بھی استعمال نہ کیا جائے"

حضرت امیر ایدہ اللہ کی اس تجویز کے مطابق دفتر سے تمام جماعتوں اور مبلغین کو ٹریکٹ بھیجے جا رہے ہیں امید ہے کہ وہ ان ٹریکٹوں کے وصول ہوتے ہی عملی طور پر اس کام کو شروع کر دیں گے

حضرت امیر ایدہ اللہ کا ارشاد ہے کہ

"جو لوگ خود دوسروں کے پاس پہنچ کر انہیں پہنچا سکتے ہوں وہ ان کے پاس پہنچ کر پہنچائیں کیونکہ یہ سب سے افضل طریق ہے کسی سے بحث کرنے کی بھی ضرورت نہیں صرف ایک امر حق کا پہنچا دینا ہے جو کسی وجہ سے خود چل کر جانے سے معذور ہیں وہ بذریعہ ڈاک اپنے خرچ سے پہنچائیں کوئی شخص جو اس جماعت میں شامل ہے وہ اس کام کے لئے اپنے آپ کو بڑا خیال نہ کرے یہ خیال نہ کرے کہ یہ ہماری شان کے لائق نہیں کسی کی کتنی بھی بلند شان ہو اس کام کی شان اس سے بھی بلند ہے خواتین خواتین میں پہنچائیں، نوجوان نوجوانوں میں پہنچائیں یہ ہمارا اس رمضان کا جہاد ہے جو شخص اس جہاد سے پیچھے رہتا ہے وہ عملاً ہم میں سے نہیں سمجھا جا سکتا اطاعت پر سب کا عمل ہونا چاہیئے"

امید ہے کہ تمام احباب حضرت امیر ایدہ اللہ کے ان ارشادات کو بغور مطالعہ فرما کر رمضان کے اس جہاد میں عملی حصہ لینے کی پوری کوشش کریں گے، تا کہ اس مبارک مہینہ کی برکات سے ہم پورے طور پر متمتع ہو سکیں اور شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن کا ارشاد ربانی اس رمضان کی ایک خاص خصوصیت بن جائے ؎

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

— حضرت مولانا صدر الدین صاحب کشمیر میں جماعت کی تنظیم و توسیع کے کام میں منہمک ہیں آپکے کاموں کی مختصر رپورٹ اسی اشاعت میں دوسری جگہ درج ہے

— لاہور میں مکرم جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری ہر روز صبح کے وقت قرآن کریم کے ایک رکوع کا درس دیتے ہیں اور بعد از نماز عصر ایک پارہ کا یہ دوسرا درس ماہ رمضان میں شروع کیا گیا ہے اور انشاء اللہ اختتام رمضان تک پورے قرآن کریم کا دور ہو جائیگا اس کے علاوہ رات کو قاری حافظ بوستان خاں نماز تراویح میں قرآن کریم سناتے ہیں۔

— ہمارے مکرم دوست قاضی ثناء اللہ صاحب لاہور چھاؤنی کچھ عرصہ سے بہت بیمار ہیں، احباب کرام ان کے لئے خاص توجہ سے دعا فرمائیں، قاضی صاحب کا وجود لاہور چھاؤنی میں جماعت احمدیہ کے استحکام کا موجب ہوا ہے، اور اللہ تعالےٰ انہیں صحت عطا فرمائے اور تا دیر انکی خدمات سے متمتع ہونے کا موقعہ دے۔

— مکرم جناب شیخ غلام قادر صاحب ریٹائرڈ ریلوے ٹیلیگراف انسپکٹر کی چھوٹی بچی بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہے احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے

— پٹیالہ سے مولوی محمد حسین صاحب لکھتے ہیں کہ منشی احمد حسین صاحب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اس خوشی میں انھوں نے انجمن کو دو روپیہ بطور صدقہ دیئے ہیں جزاہ اللہ خیرا۔

— وزیر آباد سے محمد یعقوب صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے بھائی شہزادہ صاحب کی دائیں ٹانگ میں درد ہے کافی دیر تک یونانی علاج ہوتا رہا ہے اب کئی دن سے ڈاکٹری علاج ہو رہا ہے ٹیکے وغیرہ لگ رہے ہیں لیکن کوئی فائدہ نہیں احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

— دیگراں (مردان) سے نصیر الدین صاحب اطلاع دیتے ہیں کہ "میری نگرانی فوجداری چیف کورٹ پشاور میں دائر ہے ۵ ستمبر تاریخ مقرر ہے، پریشانی بڑھ رہی ہے، مبارک مہینہ ہے احباب خاص طور پر درد دل سے دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ مجھے کامیاب فرمائے۔

— مستری مولا بخش صاحب انجن ڈرائیور نے اپنے لڑکے کی صحت یابی کی خوشی میں مبلغ ایک روپیہ انجمن

ہماری تبلیغی سرگرمیاں

آسام بنگال مشن

چند ماہ سے انجمن نے ایک نیا تبلیغی مشن کلکتہ میں آسام بنگال مشن کے نام سے کھول رکھا ہے جس کے انچارج ہمارے قابل دوست مولوی عبدالصمد صاحب بی۔ اے ہیں، اس مشن نے چھ ماہ کے اندر جو کام کیا ہے اس کی مختصر روئداد حسب ذیل ہے:۔

ملاقاتیں اور تقسیم لٹریچر قریباً چالیس بڑے بڑے لوگوں کو ملاقات اور لٹریچر کے ذریعہ سے اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچایا گیا، سات بڑی بڑی اسلامی انجمنوں اور طلباء کی مجالس اور کلبوں میں خود شامل ہو کر اپنے خیالات سے انہیں واقف کیا گیا، آٹھ ہوسٹلوں اور مشترکہ کھانے کے اداروں میں خود جا کر ممبران سے واقفیت پیدا کی گئی آسام اور بنگال کے دو شہروں . . . . کا دورہ کیا گیا اور ان مقامات میں پبلک لیکچر دیئے گئے، اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ علاوہ ازیں فوجی افسروں، بیرونی ممالک کے فوجی سپاہیوں سے ملاقاتیں ہوتی ہیں اور اسلام پر زبانی گفتگو کے علاوہ سلسلہ کا لٹریچر بھی انہیں بہم پہنچایا جاتا ہے۔

جلسے اور لیکچر اپنا مکان وسیع نہ ہونے کی وجہ سے زیادہ جلسے منعقد نہ کئے جا سکے، تاہم دو جلسوں کا انتظام وسیع پیمانہ پر کیا گیا، ایک جلسہ مولوی عبدالحمید صاحب بی اے سابق وزیر آسام کے زیر صدارت منعقد ہوا جس میں صاحب صدر نے نہایت فراخدلی کے ساتھ جماعت احمدیہ لاہور کے کاموں کی تعریف کی، اور صاف طور پر کہا کہ یہ جماعت قادیانی جماعت سے بالکل الگ ہے اور مسلمانوں کو اس کی معاونت پورے طور پر کرنی چاہیئے۔ ایک نو مسلم نے بھی جو مولوی عبدالصمد صاحب کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکا ہے اس جلسہ میں تقریر کی جس کو عام طور پر پسند کیا گیا اور انجمن کے کاموں کو بہت سراہا گیا۔ اس جلسہ کا ذکر کلکتہ کے تمام اخبارات نے نہایت شاندار الفاظ میں کیا، ایک اور جلسہ مولوی عبدالصمد صاحب کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں انجمن کے کاموں پر عمدگی کے ساتھ تبصرہ کیا گیا متعدد دوسری مجالس نے مولوی صاحب کو تقاریر کی دعوت دی اور انھوں نے وہاں اپنے خیالات سے لوگوں کو روشناس کیا۔

نماز جمعہ اور خطبے جمعہ کی نماز اپنا مکان کافی نہ ہونے کی وجہ سے مختلف مقامات پر مولوی صاحب پڑھاتے رہے اور اب کئی ہفتوں سے انہیں ایک علیحدہ مسجد مل گئی ہے جہاں وہ جمعہ پڑھاتے اور خطبہ دیتے ہیں۔

رسالہ اسلام کا بنگالی ترجمہ حضرت میر کے انگریزی رسالہ اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی کا ترجمہ بنگالی زبان میں ایک معزز مسلمان مسٹر سبحان احمد بی۔ ایل نے کیا ہے جس کو چھپوانے کی منظوری انجمن نے دیدی ہے۔

مقامی اخبار میں مضمون ایک مقامی اخبار "آزاد" میں مولوی عبدالصمد صاحب نے ایک مضمون "اسلام کے اقتصادی نظام" پر لکھا، جس سے کلکتہ کے بالشویک خیالات رکھنے والے مسلمانوں نے بہت دلچسپی کا اظہار کیا اور مولوی صاحب سے مل کر اس مسئلہ پر ان سے تبادلہ خیالات کیا۔

لائبریری اور ریڈنگ روم ابھی تک کوئی باقاعدہ لائبریری اور ریڈنگ روم قائم نہیں ہو سکا۔ تاہم لائٹ، پیغام صلح اسلامک ریویو، اشاعت اسلام اور بعض مقامی اخبارات اور سلسلہ کی کتابیں کئی مردوں اور عورتوں کو پڑھنے کے لئے دی گئیں، کلکتہ سے باہر لوگوں سے تبلیغی خط و کتابت جاری ہے۔

قرآن کریم کا بنگالی ترجمہ اور ان سب باتوں کے علاوہ سب سے بڑا کام جو مولوی عبدالصمد صاحب نے شروع کر رکھا ہے وہ قرآن کریم کا بنگالی ترجمہ ہے، اللہ تعالیٰ انہیں کامیابی عطا کرے۔

مسلمانان کلکتہ میں بیداری کے آثار مولوی عبدالصمد صاحب کی ان تبلیغی کوششوں سے کلکتہ کے فہمیدہ اور تعلیمیافتہ طبقہ میں بیداری کے آثار پیدا ہو گئے ہیں اور وہ تبلیغ اسلام کی ضرورت کو محسوس کرنے لگے ہیں لیکن ابھی انہیں اتنی جرات نہیں کہ جماعت احمدیہ میں داخل ہو کر اپنی عزت اور شہرت کو قربان کریں، ایک اسلامی مشن آج سے چند سال پہلے کلکتہ میں قائم ہوا تھا جو امداد نہ ملنے کی وجہ سے ختم ہو گیا اب پھر اس کو زندہ کرنے کی تجویز زیر غور ہے، اور اسی غرض سے ایک میٹنگ بلائی گئی ہے جس میں شمولیت کے لئے مولوی عبدالصمد صاحب کو بھی دعوت دی گئی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو مجدد وقت کے جھنڈے تلے جمع ہو کر کام کرنے کی ہمت اور جرات عطا فرمائے

سرینگر میں حضرت مولانا صدرالدین صاحب کی تبلیغی سرگرمیاں

حضرت مولانا صدرالدین صاحب کچھ عرصہ سے سرینگر (کشمیر) تشریف لے گئے ہوئے ہیں جہاں آپ جماعت کی مضبوطی اور تنظیم و توسیع کا کام نہایت عمدگی سے سر انجام دے رہے ہیں، مولوی عبداللہ بھائی نے جو فتنہ بہائیت وہاں کھڑا کر رکھا ہے، اس کا قلع قمع کرنے اور جماعت کو اس فتنہ سے محفوظ رکھنے کا پورا سامان حضرت مولانا نے کر دیا ہے خطبات جمعہ اور دیگر تقاریر اور تبادلہ خیالات کے ذریعہ سے حضرت مولانا نے بہائیت کی کمزوریوں اور خامیوں کو عام طور پر آشکارا کر دیا ہے اور جماعت بفضل خدا اب پورے طور پر اس فتنہ کی حقیقت کو سمجھ چکی ہے۔

پبلک لیکچر علاوہ ازیں مولانا صاحب کا ایک پبلک لیکچر گول باغ میں ۱۰ اگست کو خواجہ غلام السیدین ڈائرکٹر محکمہ تعلیم کے زیر صدارت ہوا جس کی نہایت مختصر روئداد ہمارے نوجوان مبلغ عبدالعزیز شورہ ایڈیٹر "روشنی" نے بھیجی ہے وہ لکھتے ہیں کہ جلسہ نہایت کامیاب رہا صاحب صدر کے وقت پر نہ پہنچنے کی وجہ سے پہلے ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم صاحب پرنسپل ڈگری کالج کو صدر بنایا گیا جنھوں نے ذیل کے الفاظ میں حضرت مولانا کا تعارف کرایا:۔

" مولانا کوئی معمولی مولوی نہیں بلکہ میں کہوں گا کہ مولویت یا ملائیت کا جو تصور آپ کے ذہنوں میں ہے وہ ان کے متعلق صحیح نہیں ہوگا آپ کالج میں استادوں کے استاد رہے ہیں آپ نے کفرستانوں میں اسلام کی خدمات سر انجام دی ہیں برلن میں آپ نے مسجد بنوائی جس کا میں عینی شاہد ہوں وہ سرمایہ سے نہیں بلکہ مولانا کی ہمت سے بن گئی، آپ نے تعمیر مسجد کے وقت کہا کہ یہ خدا کا گھر ہے ہر ایک کوئی بلا امتیاز مذہب ملت اس کے لئے چندہ دیکر شریک ہو سکتا ہے کہاں وہ مولوی جو آمین بالجہر پر مسجد سے مسلمانوں کو نکال دیتے ہیں اور کہاں یہ مولوی جو غیر مسلموں کو بھی مسجد میں عبادت کے لئے شامل ہونے کی دعوت دیتا ہے مولانا فرقہ وارانہ ذہنیت اور جذبات سے عاری اور نہایت وسیع المشرب ہیں اور مذہبی حقیقتوں کو پیش کرتے ہیں"

خواجہ غلام السیدین صاحب۔ ڈائرکٹر ایجوکیشن جب تشریف لائے تو انھوں نے ذیل کے الفاظ میں مولانا کا تعارف کرایا:۔

" یہ ہستی بین الاقوامی شہرت کی مالک ہے بہت سے لوگ مولانا کی خدمات اسلام سے واقف ہوں گے آپ نے مذہب اسلام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں مغربی ممالک میں رفع کی ہیں ان کی تقریر سے آپ ابھی اندازہ لگائیں گے کہ وہ کس طرح اسلامی خدمات انجام دیا کرتے ہیں میں انکا ممنون ہوں کہ انھوں نے لیکچر کی درخواست کو منظور کیا میں درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنے کلام سے محظوظ فرمائیں"

اس کے بعد حضرت مولانا نے دو گھنٹے تقریر کی آپ کی تقریر کا موضوع تھا "اسلام بین الاقوامی مذہب ہے" اختتام تقریر پر صاحب صدر نے یہ ریمارک کیا:۔

" میں مولانا کا ممنون ہوں کہ انھوں نے اس قدر مفید اور دلنشین تقریر سے ہمیں مستفید فرمایا مولانا تقریر فرما رہے تھے اور میرے سامنے اسلام کی دلنشین تصویر کھنچ رہی تھی اور خیال گذر رہا تھا کہ کوئی شخص ہوتا جو مولانا کی تقریر کے نوٹ لیکر یورپ وغیر ممالک میں شائع کرتا"

آپ نے مسلمانوں کو تلقین کی کہ اپنے آپ کو عملی طور پر اسلامی سانچے میں ڈھالیں۔

جلسہ کے اختتام پر بہت سے ٹریکٹ تقسیم کئے گئے اور صاحب صدر کی خدمت میں مجوزہ لارڈز کی ایک کاپی پیش کی گئی، حضرت مولانا صدرالدین صاحب کے علاوہ ہمارے نوجوان مبلغ عبدالعزیز شورہ بھی نہایت مفید خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ ان کی تبلیغی سرگرمیوں کی مختصر روئداد آیندہ اشاعت میں دی جائے گی۔

ہبلی مشن

ہبلی (علاقہ دھارواڑ جنوبی ہند) میں ہماری انجمن نے ایک تبلیغی مشن قائم کر رکھا ہے، جہاں ہمارے فاضل دوست خواجہ بشیر احمد صاحب ایم اے معہ اپنی یورپین اہلیہ مسز عارفہ کے کام کرتے ہیں، ایک مقامی احمدی مولوی بڈھن صاحب ان کے اسسٹنٹ ہیں بشیر صاحب کی تبلیغی سرگرمیاں دن بدن وسیع ہوتی رہی ہیں درس قرآن مجید لیکچر، مباحثہ، نوجوانوں کی اسلامی تربیت، مضافات کے دورے ان کے رات دن کے مشاغل ہیں اپنے ایک تازہ خط میں وہ لکھتے ہیں:۔

" درس قرآن مجید حسب معمول ہفتہ میں چار بار ہوتا ہے۔ فرداً فرداً بھی لوگوں سے تحریک احمدیت پر بحث ہوتی رہتی ہے، غیر مسلم اصحاب بھی وقتاً فوقتاً آتے رہتے ہیں۔ ۱۱ اگست کو نئی ہبلی کے ایک محلہ والوں نے جمعہ کی نماز پڑھانے اور وعظ کرنے کے لئے مدعو کیا تھا۔ چنانچہ وہاں میں نے ہی نماز پڑھائی اور بعد از نماز جمعہ ایک گھنٹہ تک وعظ ہوتا رہا۔ محمدیہ انجمن کے سات ممبران بھی میرے ہمراہ تھے۔ تیرہ اگست کو اتوار کے دن درس قرآن مجید کے بعد دھارواڑ گیا۔ عبدالرزاق صاحب سیکرٹری پرائمری ایجوکیشنل بورڈ ضلع دھارواڑ، عبدالغفار صاحب آڈیٹر کواپریٹو بنکس، حکیم سید احمد مالک ہندی دواخانہ ہبلی اور فاضل احمد صاحب ساتھ تھے جانگر صاحب، ریٹائرڈ اے۔ ڈی۔ آئی، آف سکولز سے ملے۔ ان سے درخواست کی گئی کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے انگریزی ترجمۃ القرآن کے دیباچہ کا کنڑی میں ترجمہ کریں، انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ جلد اس کام کو شروع کر دیں گے "سیرۃ خیر البشر" کا قبل ازیں وہ ترجمہ کر چکے ہیں، ان کے پاس سولہ بابوں کا مسودہ پڑا ہوا ہے پندرہ بابوں کا ترجمہ ایک صاحب محمد عمر صاحب انسپکٹر آف پولیس بیجاپور کے پاس ہے، ان میں سے آٹھ باب چھپ چکے ہیں، باقی ویسے کے ویسے ہی پڑے ہیں۔ میں نے بہت کوشش کی کہ وہ یہ کام اگر سر انجام نہیں دے سکتے تو میرے حوالے کر دیں لیکن وعدے کے باوجود انھوں نے نہ ہی تو باقی باب چھپوائے ہیں اور نہ ہی انہیں میرے سپرد کیا ہے کہ میں چھپوانے کا انتظام کروں، جانگر صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ اس کے متعلق انہیں لکھیں گے ـــــ آپ کو یاد ہوگا اپنے ایک پچھلے خط میں میں نے ذکر کیا تھا کہ ہمارے ایک دوست جناب غوث خاں صاحب نے قرآن مجید کے کنڑ ترجمہ کے لئے دو ہزار روپیہ دینے کا وعدہ کیا تھا اس کا اعلان میلاد النبی کے موقعہ پر جب یہاں مولوی عبدالحی صاحب ودیارتھی بھی آئے ہوئے تھے کر دیا گیا تھا، وہ ابھی تک اس وعدہ پر قائم ہیں، انگریزی ترجمۃ القرآن

مسلمانوں کی کامیابی کا حقیقی ذریعہ حصول قرب آلٰہی ہے

قرب الٰہی سے محرومی احکام الٰہی سے انحراف کا نتیجہ ہے

زکوٰۃ کو بیت المال میں داخل کر کے رسول اللہ کی دعائیں لو امام وقت کیساتھ ہو کر جہاد میں حصہ لو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بمقام ڈلہوزی مؤرخہ ۲۵ اگست ۱۹۴۴ء

اجیب دعوۃ الداع اذا دعان

میں پکارنے والے کی پکار کو قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے

فلیستجیبوا لی ولیؤمنوا بی لعلھم یرشدون

تو چاہیئے کہ میرے حکموں کو قبول کریں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ سیدھی راہ پائیں۔

قرب آلٰہی کیلئے تڑپ پیدا کرنے کی ہدایت

قرآن کریم کا نزول انسان کی روحانی تربیت کے لئے ہوا ہے اس بات کے نہ سمجھنے سے بعض آیات کے معنے کرنے میں غلطی لگ جاتی ہے رمضان شریف کے ذکر میں جب اس بات کا ذکر کیا کہ میرے بندوں کے دل میں اگر یہ سوال اٹھے کہ وہ مجھے پا سکتے ہیں یا نہیں میرا قرب حاصل کر سکتے ہیں یا نہیں تو اس کے ساتھ ہی یہ فرمایا کہ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی پکار کو قبول کرتا ہوں۔ یہ تو صحیح ہے کہ انسان مصیبت کے وقت بھی خدا تعالیٰ کو پکارتا ہے حتیٰ کہ مشرک اور دہریہ بھی مصیبت کے وقت خدا کو پکارتے ہیں لیکن انسان کا خدا کو پکارنا صرف مصائب کے وقت نہیں بلکہ انسان کے دل سے خدا کے لئے ایک اور پکار بھی اٹھتی ہے اور وہ خدا کے قرب کو حاصل کرنے کی خدا کو پانے کی پکار ہے۔ اور اسی کا بیان ذکر ہے جیسا کہ واذا سألک عبادی عنی فانی قریب سے ظاہر ہے اسی طرح کا مضمون قرآن کریم میں ایک اور جگہ بھی بیان ہوا ہے جہاں فرمایا وقال ربکم ادعونی استجب لکم۔ تمہارا رب کہتا ہے تم مجھے پکارو میں تمہیں قبول کروں گا۔ یہاں بھی خدا کو پکارنے کا یہی مطلب ہے کہ انسان کے دل میں یہ تڑپ پیدا ہو کہ وہ خدا کو پائے اور اس کا قرب حاصل کرے، چنانچہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہی فرماتا ہے ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جھنم داخرین۔ جو لوگ میری عبادت سے میرے آگے جھکنے سے سرکشی اختیار کرتے ہیں ذلیل ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے۔ یہاں پہلے جملہ میں دعا کا لفظ استعمال فرمایا تو اس کے ساتھ ہی دوسرے جملہ میں عبادت کا لفظ استعمال فرمایا جس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ دعا عبادت کے رنگ میں ہے اور مراد اس سے دنیا کی مرادیں مانگنا نہیں۔ صاف مطلب ہے کہ جس شخص کے دل میں خدا سے قریب ہونے کی تڑپ پیدا ہوتی ہے اللہ تعالیٰ بھی اسے اپنا قرب عطا فرماتا ہے اور اس سے قریب ہوتا ہے اور جو لوگ یستکبرون عن عبادتی کے مصداق ہوتے ہیں خدا کے آگے جھکنے کی تڑپ ان کے دل میں پیدا نہیں ہوتی۔ اور وہ سرکشی اختیار کرتے ہیں اپنے آپ کو خدا سے دور پھینکتے ہیں وہ دور ہی ہوتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ ذلیل ہو کر جہنم میں پہنچ جاتے ہیں اسی مضمون کی ایک حدیث بھی ہے کہ بندہ خدا کی طرف ایک قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو قدم اٹھاتا ہے اور وہ چل کر اس کی طرف آتا ہے تو وہ دوڑتا ہوا اس کی طرف آتا ہے۔

انسان کے دل سے حصول قرب کی پکار

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا انسان کے دل سے واقعی خدا کو پانے کی خدا کے قرب کو حاصل کرنے کی واقعی کوئی پکار اٹھتی بھی ہے۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو متعدد مقامات پر بیان فرمایا ہے اور مختلف پیراؤں میں بیان فرمایا ہے کہیں اس ازلی تعلق کو جو انسان کے روح کو خدا سے ہے یوں بیان فرمایا ثم سوٰہ ونفخ فیہ من روحہ انسان کو اپنے کمال کو پہنچایا اور اس میں اپنی روح نفخ فرمائی، یہاں عام انسان کا ذکر ہے، کہیں اس تعلق کو سوال و جواب کے رنگ میں یوں بیان فرمایا الست بربکم قالوا بلیٰ۔ کہیں اس تڑپ کو اس تڑپ سے مشابہت دی جو زوج میں زوج کے لئے ہوتی ہے ومن کل شیء خلقنا زوجین لعلکم تذکرون ففروا الی اللہ ہر چیز کے ہم نے جوڑے جوڑے پیدا کئے ہیں اس لئے (اے میرے بندو چونکہ میں نے تمہارے اندر اپنی روح نفخ کی ہے) تم اللہ کی طرف دوڑو جس طرح زوج زوج کی طرف دوڑتا ہے پھر یہ پکار تو ضرور اٹھتی ہے ہاں جس قدر انسان کی فطرت کا نور مدھم ہوتا ہے اسی قدر یہ تڑپ بھی کمزور ہوتی ہے اگر یہ نور بالکل مر گیا ہو تو یہ تڑپ بھی مر جاتی ہے اور جس قدر یہ نور تیز ہوتا ہے اسی قدر یہ تڑپ بھی زبردست اور طاقتور ہوتی ہے جب یہ تڑپ عام طور پر انسانوں کے دلوں کے اندر سے مر جاتی ہے تو اس کو زمین کے مردہ ہونے سے تعبیر کیا ہے اور اسی تڑپ کے پیدا ہو جانے کو زمین کی زندگی سے تعبیر کیا ہے جب یہ تڑپ عام طور پر انسانوں کے دلوں کے اندر سے مر جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس انسان کو کھڑا کر دیتا ہے جس کے اندر یہ فطرت کا نور اس قدر زبردست ہوتا ہے کہ وہ تاریک دلوں کو بھی روشن کر دیتا ہے اور مردہ دلوں میں خدا کو پانے کا قرب حاصل کرنے کی تڑپ پیدا کر دیتا ہے چنانچہ اس فطرت کے نور کو جو محمد رسول اللہ صلعم کو عطا کیا گیا مثل نورہ والی آیت میں بیان فرمایا ہے اور نور علیٰ نور قرار دیا ہے۔ جس نے ساری دنیا کو روشن کر دیا۔ جو ایک ملک سے تو کیا نہ مشرق سے مخصوص ہے نہ مغرب سے بلکہ دونوں پر حاوی ہے لا شرقیۃ ولا غربیۃ۔

انسان کی ترقی کا آخری مرتبہ

انسانی روح کے اللہ تعالیٰ سے تعلق کی وجہ سے انسان کی ترقی کا آخری مرتبہ لقاء اللہ کو قرار دیا ہے موت کے بعد پھر ایک نئی خلق کا ذکر کر کے فرمایا کہ یہ لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم زمین میں مل جائیں گے اور نابود ہو جائیں گے تو کیا پھر نئی پیدائش میں آئیں گے۔ تو یہ فی الحقیقت لقاء اللہ کے منکر ہیں جو انسان کی ترقی کا بلند سے بلند مرتبہ ہے گویا انسان کی ابتدا بھی خدا کے روح کے نفخ سے ہوئی اور اس کا کمال بھی اللہ تعالیٰ کا لقاء ہے۔

حصول قرب کیلئے خدا کو اپنانے کی ضرورت

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے صرف اندر سے ایک پکار کا اٹھنا کافی ہے؟ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان کے بعد فرمایا فلیستجیبوا لی کہ میں اپنے بندے کو جب اس کے اندر سے ایک پکار میری طرف آنے کے لئے اٹھے قبول تو کرتا ہوں مگر میرے بندوں کو بھی چاہیئے کہ اگر وہ میری قبولیت چاہتے ہیں تو وہ مجھے قبول کریں . . . .

- - - - - تو میں انہیں قبول کرتا ہوں، وہ مجھے اپنا لیں تو میں انہیں اپنا لوں گا یہ ضروری ہے کہ پہلے بندہ مالک کو مالک سمجھے تب اللہ بندے کو اپنا بندہ سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو قبول کرنے سے مراد اس کے احکام کو قبول کرنا ہے وہ بحیثیت مالک بعض احکام اپنے بندے کو دیتا ہے جب تک بندہ ان احکام کو قبول نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اسے قبول نہیں کرتا اسے اپنے قرب کا مقام نہیں دیتا احکام کو قبول کرنے کا ذکر کر کے فرمایا ولیؤمنوا بی چاہیئے کہ مجھ پر ایمان لائیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو بندہ اسی وقت قبول کرتا ہے جب پہلے ایمان لاتا ہے۔ مگر یہاں قبولیت احکام کے بعد ایمان کا ذکر کیا تو اسکا مطلب یہ ہے کہ وہ اس بات پر ایمان لائیں کہ یہ احکام ان کی بھلائی کے لئے ہیں انسان بسا اوقات جو احکام خداوندی سے انحراف کرتا ہے یا ان کی قبولیت کی طرف سے لاپروا ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ اس وقت اس کی بہتری کسی اور بات میں ہے اس لئے فرمایا کہ مجھ پر ایمان لائیں کہ میں جو کچھ حکم دیتا ہوں وہ انسان کی بہتری کے لئے دیتا ہوں۔

مسلمانوں کا احکام آلٰہی سے انحراف

آج مسلمان خدا کے دروازے سے دور پڑے ہوئے ہیں اسلئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو قبول نہیں کرتے۔ قرآن کریم کو پڑھتے ضرور ہیں اسے بلند مقام پر بھی رکھتے ہیں مگر اس کے احکام کو قبول نہیں کرتے اور جب اس کے احکام کو قبول نہیں کرتے تو گویا وہ خدا کو قبول نہیں کرتے، طرح طرح کے حیلوں اور بہانوں سے خدا کے حکموں کو ٹالتے ہیں۔ بڑے بڑے مقتدر زمینداروں کو میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ لڑکیوں کو حصہ دینے کے لئے بڑے بڑے بہانے تلاش کرتے ہیں کہ زمین کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے ہو جائیں گے غیر لوگ زمینوں پر قابض ہو جائیں گے بڑے بڑے پیروں اور علماء کی خدمات اس غرض کے لئے حاصل کرتے ہیں اور وہ ان کو یہ حیلے تراش کر دیتے ہیں جن کو وہ پلے باندھ لیتے ہیں۔ لاہور کے چوٹی کے مسلمانوں کی مجالس میں میں خود شریک ہوتا رہا ہوں ایک بڑے مقتدر پیر نے یہ تقریر کرنے کے بعد کہ ہماری فلاح احکام قرآن میں ہی ہے، یہ فرمایا کہ زمین کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے اور مسلمان ذلیل ہو جائیں گے اس لئے مجبوری ہے کہ زمین کو عورتوں کے احکام سے مستثنیٰ رکھا جائے ایک اہل حدیث عالم نے کہا کہ قرآن کریم میں حکم ہے لا تؤتوا السفھاء اموالکم بیوقوفوں کے سپرد ان کے مال مت کرو اور عورتیں بیوقوف ہوتی ہیں!

زکوٰۃ کا حکم اور بیت المال کا نظام

مسلمانوں نے بحیثیت قوم پانچ ارکان اسلام میں سے دو پر عمل متروک کر رکھا ہے۔ اسلام کے پانچ ارکان نماز زکوٰۃ روزہ حج اور جہاد ہیں، ان میں سے بحیثیت مجموعی تین ارکان نماز، روزہ، حج پر مسلمانوں کا عمل ہے مگر دو ارکان زکوٰۃ اور جہاد بالکل چھوڑ رکھے ہیں۔ زکوٰۃ کے حکم کو لے لیجئے نماز کے حکم پر تو مسلمانوں میں عمل موجود ہے مگر زکوٰۃ کے حکم پر عمل بالکل مفقود ہے حالانکہ یہ نماز کے بعد اسلام کا دوسرا رکن تھا کثرت سے مالدار زکوٰۃ دیتے نہیں اور جو دیتے ہیں وہ صرف اپنے دل کی تسلی کر لیتے ہیں خدا کے حکم کو قبول کر کے نہیں دیتے۔ زکوٰۃ کے متعلق قرآن کریم میں صریح حکم ہے کہ وہ ایک بیت المال میں جمع ہو کر ایک نظام کے ماتحت تقسیم ہو یہاں تک کہ جن مدات پر زکوٰۃ کو خرچ کرنے کا حکم ہے ان میں خاص طور پر ذکر ہے کہ زکوٰۃ اکٹھا کرنے والوں کی تنخواہیں بھی اسی زکوٰۃ کی جمع شدہ رقم سے ادا ہوں اور باقی فقرا اور مساکین اور فلاں فلاں قسم کے لوگوں میں تقسیم ہو اور آخری مد اس کی فی سبیل اللہ ہے جس کے معنے اس زمانہ میں سوائے تبلیغ اسلام کے اور کچھ نہیں فقرا، مساکین، مسافروں، مؤلفۃ القلوب وغیرہ کا ذکر صراحت سے الگ موجود ہے اور فی سبیل اللہ ان کے علاوہ ہے اور اس سے مراد سوائے اس کے کچھ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دین کو دنیا میں پھیلانے پر ایک حصہ خرچ کیا جائے مگر ہوتا کیا ہے کسی مالدار کے پاس کچھ لنگڑے لولے اندھے درویش جمع ہو گئے اور کچھ اچھا کھاتے پیتے فقرا کا بہانہ بنا کر آ پہنچے تو وہ بجائے اس کے کہ اپنے مال میں سے ان کو خیرات دے زکوٰۃ کو جو بیت المال کا حق ہے وہاں تقسیم کر دیتا ہے۔ نبی کریم صلعم نے خود اپنے ہاتھ سے اس بات کی بنیاد رکھی کہ زکوٰۃ ایک جگہ جمع ہو کر تقسیم ہو۔ ہر مسلمان سے زکوٰۃ نبی کریم

صلعم کے تحصیلدار وصول کرتے تھے، حضرت عمر جیسے انسان بھی ان میں تھے۔ اور اس خدمت کا معاوضہ جب نبی کریم صلعم نے انہیں دینا چاہا تو انہوں نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا یہ لے لو اور پھر جس طرح چاہو خرچ کرو صرف ان لوگوں سے زکوٰۃ نہ لی جاتی تھی جن کی منافقت کا اعلان کر کے انہیں مسجد سے خارج کر دیا گیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں جب بعض قوموں نے یہ کہا کہ ہم اپنی زکوٰۃ بیت المال میں نہیں بھیجیں گے بلکہ اپنی جگہ اسے جس طرح پر چاہیں خرچ کریں گے تو حضرت ابوبکرؓ نے ان کے ساتھ جنگ کی۔ مگر مالداروں کو چونکہ مال سے محبت ہوتی ہے اس لئے انہوں نے یہ عذر تراش لیا کہ اب بیت المال ہی کوئی نہیں۔ حالانکہ یہ غلط ہے۔ مسلمانوں کے اندر جب ہر قسم کا نظام موجود ہے ان کے معاشرتی مسئلوں کے لئے نظام موجود ہے اور اس نظام سے جو الگ ہو وہ برادری کا ممبر نہیں رہ سکتا ان کے تعلیمی مسائل کے لئے نظام موجود ہے۔ ان کے سیاسی مسائل کے لئے نظام موجود ہے تو کیا دین کے اتنے بڑے حکم کے لئے وہ نظام نہیں بنا سکتے۔ خدا کے حکم کی دلوں میں قدر ہو تو ایک دن میں یہ نظام بن سکتا ہے ہاں یہ صحیح ہے کہ ایک تہائی یا ایک چوتھائی کے لئے ایک حدیث کی بناء پر یہ حکم موجود ہے کہ اس قدر حصہ زکوٰۃ دینے والا اگر اپنے طور پر مقامی غرباء میں تقسیم کرنا چاہے تو تقسیم کر سکتا ہے۔ جس نے ایک تہائی یا ایک چوتھائی رکھ کر باقی بیت المال میں دے دیا اس نے ساری زکوٰۃ ادا کر دی جس نے ساری اپنے طور پر خرچ کر دی اس نے خدا کے حکم کو نہیں مانا اپنے نفس کی خواہش کی پیروی کی۔ زکوٰۃ مال پر خدا کا حق ہے جس کا بیت المال میں پہنچانا خدا اور اس کے رسول کا حکم ہے اس امانت کو اپنے طور پر خرچ کرنے کا اختیار کسی کو نہیں۔

بیت المال میں زکوٰۃ دینے سے رسول اللہ کی دعا ملتی ہے

ایک معزز دوست نے مجھے لکھا ہے کہ تم یہ زکوٰۃ کا جو حکم لئے پھرتے ہو کہ بیت المال میں ادا ہو تو اس سے دینے والے کو تو خاک مزا نہیں آتا۔ جب وہ اپنے ہاتھ سے زکوٰۃ غریبوں کو دیتا ہے تو اپنے لئے کتنے لوگوں کی دعائیں لیتا ہے اور اس وقت کس قدر اس کے دل کو اچھا معلوم ہوتا ہے کہ کہیں کوئی لنگڑا دعائیں دے رہا ہے کوئی اندھا دعائیں دے رہا ہے کوئی فقیر دعائیں دے رہا ہے دینے کا کچھ مزا تو آیا۔ اگر بیت المال میں زکوٰۃ دیدے تو دعائیں دینے والا کوئی نہیں۔ میں ان کے خط کا جواب اسی خطبہ میں دینا چاہتا ہوں، سورۃ توبہ میں ان لوگوں کا ذکر کے جن کے کچھ برے اعمال نیک اعمال کے ساتھ مل گئے تھے فرمایا عسے اللّٰہ ان یتوب علیھم قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کو قبول کر لے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا۔ فرمایا خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم ان صلوتک سکن لھم۔ ان کے مالوں کی زکوٰۃ قبول کرلو اس طرح تم ان کو رجس سے پاک کر دو گے تطھیر رجس کا دور کرنا ہے۔ اور ان کو ترقی کی راہ پر ڈال دو گے، تزکیہ کے معنے بڑھانے کے ہیں اور ان کے لئے دعا کرو آپ کی دعا ان کے لئے تسکین قلب کا موجب ہوگی۔ یہ وہ زکوٰۃ تھی جو بیت المال میں جاتی تھی۔ تو اس کے لینے کا حکم رسول کو ہے اب بھی جو شخص زکوٰۃ بیت المال میں ادا کرتا ہے وہ درحقیقت رسول کو دیتا ہے اور رسول اللہ اس کے لئے دعا بھی کرتے ہیں تو اگر اپنے طور پر لنگڑوں لولوں کو زکوٰۃ دینے سے لنگڑوں لولوں کی دعائیں ملتی ہیں تو بیت المال میں زکوٰۃ دینے سے رسول اللہ صلعم کی دعائیں ملتی ہیں۔

پھر میں کہتا ہوں لنگڑوں لولوں کی دعائیں تو رسول اللہ صلعم کی دعاؤں کے ساتھ بھی مل سکتی ہیں۔ ایک تہائی یا ایک چوتھائی لنگڑوں لولوں کو دے کر ان کی دعائیں لے لو، اور باقی بیت المال میں داخل کر کے رسول اللہ صلعم کی دعائیں لے لو۔ مگر یہ کیوں ہو کہ لنگڑوں لولوں کی دعاؤں کی تو اتنی قدر ہو اور رسول اللہ صلعم کی دعاؤں کی کوئی قدر نہ ہو۔

رسول اللہ صلعم کی دعاؤں کی حقیقت

اور اگر یہ کہا جائے کہ رسول اللہ صلعم تو فوت ہو گئے وہ اب ہمارے لئے کیا دعا کریں گے تو یہ ایک وہم ہے۔ ہم رسول اللہ صلعم کے لئے دن رات دعائیں کرتے ہیں اگر وہ قبول ہو سکتی ہیں تو رسول اللہ صلعم بھی ہمارے حق میں دعائیں کر سکتے ہیں اور وہ ضرور قبول ہوں گی علاوہ ازیں رسول اللہ صلعم کو جو حکم ہے وصل علیھم زکوٰۃ دینے والوں کے لئے دعا کرو۔ اس میں ہر وہ امام شامل ہے جو زکوٰۃ بیت المال کے لئے وصول کرتا ہے اور پھر میں کہتا ہوں کہ اگر رسول اللہ صلعم کے عمل کی پرواہ بھی کی جائے تو خدا کا یہ حکم کہ زکوٰۃ فقراء اور مساکین کے علاوہ بھی صرف ہونی چاہیئے اس کی تعمیل کس طرح ہوگی۔ عاملین کی تنخواہوں میں کس طرح جائے گی، مولفۃ القلوب کو کس طرح جائے گی اور سب سے بڑھ کر فی سبیل اللہ یعنی اشاعت اسلام پر کس طرح خرچ ہوگی۔

خدا کے احکام کو پوری فرمانبرداری سے قبول کرنا چاہیئے

ہم اس وقت ماہ رمضان میں ہیں خدا کی رضا کے لئے اپنی کتنی خواہشات کو ہم نے مارا ہے آئیے آج اس نفس کی خواہش کو بھی مار دیں کہ ہم اپنی زکوٰۃ اپنے ہاتھ سے تقسیم کریں گے خدا کے فضل سے ہمارے ہاں بیت المال موجود ہے اور ہم بھی ان لوگوں کے لئے دعائیں کرتے ہیں جو اپنی زکوٰۃ اس بیت المال میں ادا کرتے ہیں، مگر اس بیت المال میں مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ غرباء کی زکوٰۃ آتی ہے اور چار ساڑھے چار ہزار روپیہ سال کا جمع ہو جاتا ہے مگر امراء کی زکوٰۃ نہیں آتی، حتیٰ کہ بعض امراء اپنی زکوٰۃ کا کوئی حصہ بھی بیت المال میں نہیں دیتے۔ یہ فلیستجیبوا لی کے حکم کے خلاف ہے

(باقی بر صفحہ ۸)

ایامِ رخصت اور جماعت کوہ مری

احباب جماعت کیلئے دو خوشخبریاں

از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب جنرل سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

جیسا کہ قارئین پیغام صلح کو علم ہو چکا ہے بندہ ایک ماہ کی رخصت بسر کرنے کے لئے اپنے برادر عزیز ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب کے پاس مقیم رہا۔ اس اثناء میں نماز جمعہ کوہ مری ادا کرنے کا موقع ملتا رہا۔ نماز مکرم جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کے مکان پر ہوتی ہے جس میں احباب جماعت کافی دور دراز مقامات سے شریک ہوتے ہیں۔ مثلاً ڈاکٹر سید محمد حسین صاحب مرحوم و مغفور کے خاندان کے افراد کشمیر پوائنٹ سے جو کہ کم و بیش دو میل کا فاصلہ ہے ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب لارنس کالج سے جو کم و بیش ۳ میل کا فاصلہ ہے تشریف لاتے ہیں۔ اسی طرح مکرم برادرم شیخ عطاء اللہ صاحب آف امرتسر نیشنل بنک سے جو کہ کم و بیش ۲ میل دور ہے شریک ہوتے ہیں۔ احباب جماعت کی تعداد پچاس کے قریب ہوگی جن میں سے ۳۰، ۴۰ ہر جمعہ شامل ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب تمام جماعت کے روح رواں ہیں اور باوجود بیماری کے بڑی مستعدی اور جانفشانی سے شریک کار ہیں۔ اکثر احباب کو تبلیغی ٹریکٹ بہم پہنچاتے رہتے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

احباب جماعت کو بطور خوشخبری دو باتیں پیش کرنی چاہتا ہوں۔ اوّل یہ کہ جماعت کے اندر اپنی مساجد تعمیر کرنے کی جو تحریک حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کچھ عرصہ سے جاری کر رکھی ہے اس سلسلہ میں جہاں چند مقامات پر باوجود اس قدر موجودہ گرانی کے مساجد تعمیر ہو چکی ہیں مثلاً جھنگ میں مکرم معظم جناب خاں بہادر میاں غلام رسول صاحب کی اپنی محبت اور ایثار سے وہاں کوہ مری کی مسجد کی تعمیر کا کام انشاء اللہ عنقریب ہمارے مکرم دوست خواجہ محمد اسمٰعیل صاحب ٹیلیماسٹر کی ہمت اور قربانی سے شروع ہو جائے گا۔ خواجہ صاحب نے اس غرض کے لئے زمین خرید کر الگ مخصوص کر دی ہوئی ہے۔ نقشہ کی منظوری کے بعد تعمیر کا کام انشاء اللہ شروع ہو جائے گا۔ خواجہ صاحب کا ارادہ ہے کہ مسجد کے ساتھ ایک لائبریری ہو اور اسی طرح مہمانوں کے قیام کے لئے ایک مہمانخانہ اور امام مسجد کی رہائش کے لئے ایک مختصر سا مکان۔ دردِ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ خواجہ صاحب کی مساعی جمیلہ میں برکت ڈالے اور ان کا یہ قدم ترقی و توسیع و استحکام جماعت کا موجب ہو۔ اور خواجہ صاحب کے لئے دین و دنیا کی ترقیات کا پیش خیمہ ہو۔ آمین ثم آمین۔

خواجہ صاحب کی طبیعت آجکل قدرے علیل ہے۔ احباب جماعت اس مخلص اور مخیر بزرگ کی صحت کے لئے ماہ رمضان المبارک میں خاص طور پر دعا کریں اسی طرح اپنے محترم بھائی ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب کی صحت کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے ان کو چند ماہ سے بواسیر کی تکلیف ہے اللہ تعالیٰ صحت کامل عطا فرمائے آمین۔

دوسری خوشخبری تراجم قرآن فنڈ کی تحریک کے سلسلہ میں ہے احباب کو علم ہے کہ جماعت نے چند ہندوستانی زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم کا کام شروع کر دیا ہے جو شاید پانچ سال کے عرصہ میں پایہ تکمیل کو پہنچ جائے۔ ان تراجم کے علاوہ ہمارے ایک مخلص دوست خان محمد اسلم خان صاحب آف مردان نے عرصہ دو سال ہوئے اپنے طور پر قرآن کریم کا ترجمہ پشتو زبان میں کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ چنانچہ جب ان سے امسال کوہ مری ملاقات ہوئی تو معلوم ہوا کہ انھوں نے اس کام کا ایک حصہ پایہ تکمیل کو پہنچا دیا ہے جبکہ اب اس کام کو سرانجام دینے کے لئے ایک صاحب مولوی عبد الرشید صاحب مولوی فاضل کی خدمات مستقل طور پر حاصل کر لی ہیں اور یہ صاحب ان کے ہمراہ اس غرض سے کوہ مری تشریف لائے ہوئے ہیں۔ خان محمد اسلم خاں صاحب مردان کے رئیس اعظم ہیں لیکن باوجود دولت اور امارت کے علم کا بڑا شوق ہے اور نہایت خاموشی اور استقلال کے ساتھ قرآن کریم کے ترجمہ میں دن رات مشغول ہیں اور اس کے تمام قسم کے مصارف تن تنہا برداشت کر رہے ہیں۔ ان کے اس شغل اور اس قدر قربانی کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مجدد زماں کو قرآن کریم سے کس قدر عشق تھا جس آپ نے اپنے ہر ایک مرید کے دل میں اس عشق کی چنگاری سلگا دی تھی جہاں دیگر امراء اور اہل ثروت لوگوں کو دنیاوی آرام و آسائش یا بعض نوابوں اور امیروں کو گھوڑوں اور کتوں اور اپنی عیش و عشرت سے سروکار ہے وہاں مجدد زماں کے مریدوں کو صرف ایک ہی چیز کا نشہ ہے اور وہ کلام اللہ کو دنیا کے ہر گوشہ میں پہنچانے کی تڑپ ہے اور اس نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے وہ اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کے لئے تیار ہیں۔ جہاں قرآن کریم کی اشاعت "بلغ ما انزل الیک" کے ماتحت انبیاء کا کام ہے اور اخراجات اور مصارف کے لحاظ سے بادشاہوں اور سلطنتوں کا کام ہے وہاں مجدد و زماں کی قوت قدسیہ کا یہ اثر ہے کہ اس کی جماعت ہی اس کام میں ہمہ تن مصروف نہیں بلکہ بعض اہل دل افراد اکیلے اکیلے اس کام کو سرانجام دے رہے ہیں۔ بالآخر یہ عرض ہے کہ خاں صاحب موصوف مدت مدید سے ذیابیطس کی مرض میں مبتلا ہیں۔ احباب سے انکی صحت کامل کے لئے دعا کی درخواست ہے بالخصوص ماہ رمضان میں جماعت کے تمام افراد ایسے قابل قدر احباب کے لئے دعاؤں کا سلسلہ جاری رکھیں۔ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان کا خاص زمانہ ماہ رمضان کے متعلق ہے۔

مجددِ وقت کا عظیم الشان کام

{ ایک احمدی کے قلم سے }

(۱) مسیح موعود کا بڑا کام جو حدیثوں میں بیان ہوا ہے، صلیبوں کو توڑنا ہے، یعنی صلیبی مذاہب یا عیسائیت کا بطلان ثابت کرنا، حضرت مرزا صاحب نے اس کام کو جس شاندار طریق پر سر انجام دیا اور جس طرح سے مسیحیت کے دانت جو اسلام پر کھلے ہوئے تھے، توڑا، وہ بے نظیر ہے۔ مسیحیت کی بنا اس عقیدہ پر ہے، کہ مسیح علیہ السلام صلیب پر چڑھ کر دنیا کے گناہوں کے بدلے میں نعوذ باللہ لعنتی موت مرے اور پھر زندہ ہو کر آسمان پر چڑھ گئے اور وہیں دو ہزار سال سے زندہ موجود ہیں اور دوبارہ دنیا میں آکر اپنی بادشاہت قائم کریں گے مسلمانوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کو خدا تعالےٰ نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور وہ دو ہزار سال سے وہاں زندہ بیٹھے ہیں اور آخری زمانہ میں دوبارہ دنیا میں آئیں گے اور امت محمدیہ اور سارے جہان کی اصلاح کریں گے، عیسائیوں نے اس عقیدہ سے فایدہ اٹھا کر انہیں یہ کہنا شروع کیا کہ جب دوسرے کسی رسول کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے وہ برتاؤ نہیں کیا جو مسیح کے ساتھ ہوا ہے، اور وہ دو ہزار سال سے آسمانوں پہ بغیر کھائے پیئے اسی حالت میں موجود ہیں جس حالت میں زمین پر تھے یعنی ان کے جسم میں تغیر نہیں آیا جیسا کہ دنیا میں انسان بچہ سے جوان اور جوان سے بوڑھا ہوتا ہے تو صاف ظاہر ہے کہ وہ انسان نہ تھے بلکہ خدائی کے مرتبہ پر تھے، عیسائیوں کے مغالطہ کی وجہ سے بیشمار مسلمان عیسائی ہو گئے اور سینکڑوں خاندان توحید کے حلقہ سے نکل کر تثلیث کے حلقہ بگوش ہو گئے، اس وقت حضرت مرزا صاحب نے اللہ تعالیٰ سے علم پا کر قرآن کریم سے یہ ثابت کیا کہ مسیح علیہ السلام زندہ نہیں بلکہ فوت ہو چکے ہیں، اور اسی دنیا میں ۱۲۰ برس کی عمر پا کر فوت ہوئے ہیں اور کشمیر میں ان کی قبر موجود ہے، آپ کا یہ اعلان کرنا تھا کہ عیسائیت کے پرخچے اڑ گئے، کیونکہ وہ جادو جس سے وہ مسلمانوں کو عیسائی بناتے تھے زائل ہو گیا، اگرچہ مسلمانوں نے اس خیال کی سخت مخالفت کی اور کفر کے فتوے لگائے لیکن عیسائی مذہب کی خاک اڑ گئی، اور جس کسی نے ان کے سامنے اس خیال کا اظہار کیا وہ اس کا کوئی جواب نہ دے سکے، یہاں تک کہ عیسائی مشنوں کو ہدایت ہو گئی کہ کسی احمدی کے ساتھ بحث و مناظرہ نہ کیا جائے چنانچہ اس کے بعد یہ دستور ہو گیا کہ جب کسی عیسائی نے کسی احمدی یا دوسرے کسی مسلمان سے بات چیت شروع کی اور بالمقابل اس کو یہ جواب ملا کہ مسیح علیہ السلام تو فوت ہو چکے ہیں فوراً اس نے گفتگو بند کر دی اور صاف کہدیا کہ تم مرزائی ہو تم سے گفتگو کرنے کی ہمیں اجازت نہیں، ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اجازت کیسے ہوتی، کوئی جواب بن نہ آیا،

یہ پہلی اور سب سے زبردست شکست تھی جو عیسائیت کو ہوئی، اور اسلام کو اس سے اس قدر قوت حاصل ہوئی کہ جس کی انتہا نہیں گویا یوں سمجھئے کہ عیسائیت مر گئی اور اسلام زندہ ہو گیا، صلیب ٹوٹ گئی، اور یہ ثابت ہو گیا کہ یہی وہ شخص ہی وہ امام برحق ہے جس نے مسیح موعودؑ کے منصب پر کھڑا ہونا تھا، اس کے بعد عیسائیوں نے بعض اوچھے ہتھیاروں سے کام لینا شروع کیا اور قتل کا جھوٹا مقدمہ آپ کے خلاف دائر کیا لیکن عدالت پر ان کا جھوٹ ثابت ہو گیا، اور آپ باعزت بری کئے گئے، یہ دوسری زبردست شکست عیسائیت کو ہوئی، اور خدا کا مامور اسلام کا جھنڈا اونچا کرنے میں کامیاب رہا۔ اسی سلسلہ میں ایک عظیم الشان مباحثہ بھی عیسائیوں کے ساتھ امرتسر میں ہوا جس میں آپ نے عیسائیت کی تردید میں وہ زبردست دلائل دیئے کہ جن کا کوئی جواب آج تک ان سے نہیں بن سکا دلائل سے عاجز آکر عیسائی مناظر ڈپٹی عبداللہ آتھم نے آنحضرت صلعم کے متعلق بدزبانی کی، جس پر حضرت مرزا صاحب نے اس کی ہلاکت کی پیشگوئی کی، جس پر آتھم کو بہت غم اور قلق ہوا اور خدا جانے اس نے کیا کیا گریہ و زاری خدا کے حضور کی، کہ وہ عذاب اس سے ٹل گیا لیکن پھر جب عیسائیوں نے شور مچایا تو وہ جلد ہلاک ہو گیا، یہ تیسری بھاری شکست عیسائیت کو ہوئی جس کے بعد وہ پورے طور پہ سر نہیں اٹھا سکی۔

اب تو یورپ میں بھی جو عیسائیت کا گھر ہے اس مجدد وقت کے غلاموں نے جا کر اس مذہب کا بطلان ثابت کر دیا ہے اور اسلام کی صداقت کو یہاں تک پھیلایا ہے کہ نہ صرف کئی یورپین مسلمان ہو گئے بلکہ تمام طور پر وہاں اسلام کی معقولیت اور صداقت کو لوگ ماننے لگ گئے ہیں اور مسیح کی خدائی یا عیسائیت کو تو اب شاذ و نادر ہی لوگ مانتے ہیں، گرجے خالی ہو چکے ہیں اور مسیح کی خدائی پر لوگ ہنسی اڑاتے ہیں اس سے بڑھکر کسر صلیب اور کیا ہو گی اور اسلام کا غلبہ اور کس طرح ثابت ہو گا۔

(۲) دوسرا کام جو مسیح موعود کے ذمہ حدیثوں میں ڈالا گیا ہے وہ قتل خنزیر ہے، اور ہم دیکھتے ہیں کہ آریہ قوم سے بڑھکر اس کا مصداق اور کوئی نہیں، انھوں نے ایک بہت بے حیائی کی رسم نیوگ اپنے اندر جایز رکھی اور اس طرح خنزیر کی عادت بد اپنے اندر پیدا کر لی، نہ صرف یہی بلکہ اس قوم نے عیسائیوں کی دیکھا دیکھی اسلام اور اس کے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق نہایت گند زبانی سے کام لیا، اور ایسے ایسے عقیدے ایجاد کئے جو کہنے کو تو توحید کی طرف لانے والے ہیں لیکن دراصل پرلے درجے کے خطرناک شرک کی طرف لے جانیوالے ہیں یعنے روح اور مادہ کا خدا کی مخلوق نہ ہونا اور ابتدا سے اسی طرح موجود چلے آنا جس طرح سے خدا موجود ہے،

حضرت مرزا صاحب نے ان کے ان عقاید پر دلائل کے ساتھ ایسی زبردست جرح کی کہ ان کی کمزوری اور غلطی واضح ہو گئی اور اسلام کی بتائی ہوئی توحید اور نبی کریم صلعم کا لایا ہوا مذہب سب سے زیادہ شاندار نظر آنے لگا آپ نے انکی بے حیائی کو کھول کر واضح کیا، تناسخ اور روح و مادہ کے عقاید کے خلاف دلائل کا دریا بہا دیا، جیسا کہ آپ کی کتابوں سرمہ چشم آریہ، آریہ دھرم، چشمہ معرفت وغیرہ وغیرہ سے واضح ہے،

اسی آریہ قوم میں ایک بدزبان لیکھرام بھی تھا جس نے حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق نہایت گند زبانی سے کام لیا، حضرت مرزا صاحب کی غیرت ایسے موقعہ پر بڑے جوش میں آتی تھی آپ نبی کریم صلعم کی توہین کو کسی طرح برداشت نہ کر سکتے تھے، آپ نے لیکھرام کے لئے بددعا کی اور خدا تعالےٰ سے علم پا کر یہ پیشگوئی کی کہ وہ چھ سال کے اندر دن کے چھٹے گھنٹے میں ہلاک کر دیا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا کسی شخص نے لاہور کے آباد محلہ میں لیکھرام کے مکان پر دن دہاڑے اس کو چھری ماری اور پھر ایسا غائب ہوا کہ آج تک اس کا نشان تک نہیں ملا۔

یہ مجدد وقت کی وہ عظیم الشان فتح ہے، کہ جس کی نظیر کہیں نہیں مل سکتی، اس واقعہ نے مسلمانوں کو جو آریہ سماج کے مقابلہ میں بہت کمزوری محسوس کر رہے تھے، بڑی قوت پہنچائی، اور وہ دلائل جو حضرت مرزا صاحب نے آریہ سماج کے مقابلہ میں پیش کئے مولوی ثناءاللہ امرتسری جیسا شدید مخالف ان سے فائدہ اٹھا کر آریوں سے مباحثات کرتا رہا یہ گویا اس بات کا اقرار تھا کہ حضرت مرزا صاحب ہی اسلام کے وہ جری پہلوان ہیں جن کے دلائل آج غیر مذاہب کے بطلان اور اسلام کی صداقت اور عظمت کو ثابت کر سکتے ہیں۔

(۳) مجدد وقت کو مسیح ہونے کے ساتھ مہدی کا منصب بھی حدیثوں میں دیا گیا ہے اس میں اشارہ ہے کہ نہ صرف عیسائیت اور دوسرے مذاہب سے ہی آپ اسلام کو بچائیں گے بلکہ مسلمانوں کیلئے بھی ہدایت اور رہنمائی کا موجب ہوں گے، اس پہلو میں آپ نے جو عظیم الشان کام کئے، ان کی تفصیل افسوس ہے کہ پورے طور پر ہونی مشکل ہے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے اندر یہ خیال پیدا ہو چکا تھا کہ نبوت کے ساتھ وحی والہام کا دروازہ بھی بند ہے اور اب خدا تعالیٰ کسی سے کلام نہیں کرتا، حضرت مجدد وقت نے اس عقیدہ کو غلط قرار دیا اور بتایا کہ اسلام کی زندگی کا اگر کوئی ثبوت ہو سکتا ہے تو وہ یہی ہے کہ حضرت نبی کریم صلعم کی پیروی اور اطاعت کرنیوالوں سے، اللہ تعالےٰ ہمکلام ہوتا ہے اور ان کو اپنی بشارتیں دیکر اپنی ہستی کا ثبوت دیتا ہے، اگر یہ نہ ہو، تو خدا کی ہستی پر یقین کامل پیدا نہیں ہو سکتا، اور نہ اسلام زندہ مذہب ثابت ہو سکتا ہے، آپ نے اپنے ذاتی تجربات تازہ تازہ نشانات اور الہامات سے یہ ثابت کر دیا کہ واقعی خدا تعالےٰ اپنے نیک اور پاک بندوں کے ساتھ کلام کرتا ہے، اور اسلام ہی ایک مذہب ہے جو آج خدا تعالیٰ تک انسان کو پہنچا سکتا ہے۔

دوسری بڑی اصلاح آپ نے یہ کی کہ سر سید احمد خاں اور ان کے بہت سے پیرو اس بات کے قائل ہو گئے تھے کہ دعا کوئی اثر نہیں رکھتی، بلکہ انسانی کوشش اور تدابیر ہی سب سے زیادہ کارگر ہو سکتی ہیں، آپ نے ان کے مقابلہ میں دعا کی حقیقت اور فلاسفی اور اس کے اثرات پر ایسی قابلیت کے ساتھ بحث کی کہ اس کی نظیر فی الواقعہ سابقہ کتب کے اندر نظر نہیں آتی، اور پھر نہ صرف دلائل و براہین کے ساتھ ہی دعا کے موثر ہونے پر زور دیا بلکہ اپنی دلسوز دعاؤں اور ان کی استجابت کے تازہ بتازہ نمونے پیش کئے جن کو دیکھ کر کئی لوگ آپ کی صداقت کے قائل ہو گئے،

مسلمانوں کے اندر ایک خطرناک بیماری یہ پیدا ہو گئی تھی کہ ان کے نزدیک اسلام کا غلبہ دلائل کے ساتھ نہیں بلکہ تلوار کے ساتھ مقدر تھا اور اسی کے لئے ہی نہیں امام مہدی کی انتظار تھی کہ وہ جب آئیں گے تو تلوار سے کافروں کو مسلمان بنائیں گے اس کا نام انھوں نے غلطی سے جہاد رکھا ہوا تھا، حضرت مجدد وقت نے بتایا کہ اس قسم کا جہاد اسلام میں جائز نہیں، تلوار کا جہاد صرف اس وقت جائز ہے جب مسلمانوں اور ان کے مذہب کو تلوار کے ساتھ مٹانے کی کوشش کی جائے، اس قسم کی کوشش آج کوئی نہیں کی جاتی اور مسلمان آزادی کے ساتھ اپنے مذہب پر نہ صرف خود کاربند ہو سکتے اور ہوتے ہیں بلکہ دوسروں میں بھی اسلام کو پھیلاتے اور ان کے مذہب کی غلطی ثابت کرنے میں انہیں آزادی حاصل ہے، اس لئے تلوار کا جہاد آج جائز نہیں اسلام کا غلبہ تلوار کے ساتھ نہیں بلکہ دلائل کے ساتھ مقدر ہے اور ایسا ہو کر رہیگا۔

ایک اور مرض مسلمانوں میں یہ تھا کہ فروعی اختلافات پر ایک دوسرے کو کافر قرار دینا معمولی بات تھی مجدد وقت نے اس کے خلاف نہایت زبردست آواز بلند کی اور بتایا کہ مسلمان کو کافر کہنے والے پر خود کفر الٹ کر پڑتا ہے، اس لئے اپنے بھائیوں کو کافر مت کہو اور مسلمانوں کی تعداد مت گھٹاؤ، ہر کلمہ گو مسلمان ہے اور اس کو کافر کہنا کسی طرح جائز نہیں، اس آواز کا یہ نتیجہ ہے کہ اگرچہ مولویوں کے اندر کفر بازی ابھی تک موجود ہے لیکن سمجھدار اور تعلیمیافتہ طبقہ اس کفر بازی کی لغویت کو سمجھ چکا ہے اور اس سے عملاً بیزار ہے۔

ان سب سے بڑھکر جو عظیم الشان کام آپ نے سرانجام دیا ہے وہ یہ ہے کہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کو دعوت دی کہ آپ کے پاس آکر آپ کی صحبت اختیار کریں جس سے انہیں وہ نیکی اور تقویٰ حاصل ہو گا جو خدا تعالےٰ کی رضا اور اس کے قرب کا موجب ہو سکتا ہے اور وہ خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہو سکتے ہیں اس آواز کو سن کر کئی لوگ جن کی زندگیاں گناہوں اور دنیا پرستی سے لتھڑی ہوئی تھیں آپ کے پاس گئے اور ہر قسم کے گناہوں سے پاک اور خدا پرست بن کر آئے، آپ نے ان خدا پرستوں کی ایک جماعت قائم کی جس سے فرداً فرداً وعدہ کیا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم رکھوں گا اس جماعت کو آپ نے ایک ایسے جہاد میں لگایا جو اسلام کی تائید اور غلبہ کا جہاد ہے، اور آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ اس جماعت نے یورپ میں جا کر اسلام کا جھنڈا کس طرح سے بلند کیا ہے، کس طرح سے بڑے بڑے دہریوں اور مادہ پرستوں کو اسلام کا قائل اور والہ و شیدا بنایا ہے، انگلستان کا ووکنگ مشن اور جرمنی کی عالیشان مسجد، ترجمۃ القرآن انگریزی، جرمن ترجمۃ القرآن، ہالینڈ کی زبان میں

نقشہ اوقات سحری و افطاری ماہ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ

بسلسل نقشہ مندرجہ پیغام صلح ۲۳ اگست ۱۹۴۴ء

تاریخ انگریزی	تاریخ ماہ رمضان	اخیر وقت سحری	وقت افطاری
یکم ستمبر ۱۹۴۴ء	۱۲ رمضان ۱۳۶۳ھ	۵ بجکر ۴۷ منٹ	۷ بجکر ۵۷ منٹ
۲ 〃	۱۳ 〃 〃 〃	〃 〃 〃	〃 〃 ۵۵ 〃
۳ 〃	۱۴ 〃 〃 〃	۵ بجکر ۴۸ منٹ	۷ 〃 ۵۴ 〃
۴ 〃	۱۵ 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃	〃 〃 ۵۳ 〃
۵ 〃	۱۶ 〃 〃 〃	۵ 〃 ۴۹ منٹ	〃 〃 〃 〃
۶ 〃	۱۷ 〃 〃 〃	۵ 〃 ۵۰ منٹ	〃 〃 ۵۰ 〃
۷ 〃	۱۸ 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃	〃 〃 ۴۹ 〃
۸ 〃	۱۹ 〃 〃 〃	۵ 〃 ۵۱ 〃	۷ 〃 ۴۸ 〃
۹ 〃	۲۰ 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃	۷ 〃 ۴۷ 〃
۱۰ 〃	۲۱ 〃 〃 〃	۵ بجکر ۵۲ منٹ	۷ 〃 ۴۵ 〃
۱۱ 〃	۲۲ 〃 〃 〃	〃 〃 ۵۳ منٹ	〃 〃 ۴۴ 〃
۱۲ 〃	۲۳ 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃	۷ 〃 ۴۳ 〃
۱۳ 〃	۲۴ 〃 〃 〃	۵ 〃 ۵۴ 〃 〃	۷ بجکر ۴۱ 〃
۱۴ 〃	۲۵ 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃	۷ بجکر ۴۰ 〃
۱۵ 〃	۲۶ 〃 〃 〃	۵ بجکر ۵۵ منٹ	۷ 〃 ۳۹ 〃
۱۶ 〃	۲۷ 〃 〃 〃	۵ 〃 ۵۶ منٹ	۷ 〃 ۳۷ 〃
۱۷ 〃	۲۸ 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃	۷ بجکر ۳۶ 〃
۱۸ 〃	۲۹ 〃 〃 〃	۵ 〃 ۵۷ منٹ	۷ بجکر ۳۵ 〃
۱۹ 〃	۳۰ 〃 〃 〃	〃 〃 〃 〃	〃 〃 ۳۴ 〃

عزیز بخش جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

(بقیہ خطبہ از صفحہ ۶)

خدا کے احکام کو پوری فرمانبرداری سے قبول کرنا چاہیئے۔ بے شک غربا اور مساکین کو اپنے طور پر اپنی زکوٰۃ کا تیسرا یا چوتھا حصہ دو بیشک اپنے مالوں سے ان کو خیرات دے کر ان کی دعائیں لو، مگر باقی زکوٰۃ بیت المال میں ادا کر کے رسول خدا صلعم کی پاک دعاؤں کو بھی لو۔ اللہ تعالےٰ کے احکام کو شرح صدر سے قبول کرو خدا کے احکام کے سامنے اپنی خواہشات کی دیواریں کھڑی نہ کرو۔ تم خدا کو قبول کرو خدا کے احکام کو قبول کرو تا کہ خدا انہیں قبول کرے اور تمہیں اپنے قرب کا مقام عطا فرمائے۔

جہاد بالقرآن سے مسلمانوں کا انحراف

اسی طرح اسلام کے پانچ احکام میں سے جہاد کا حکم ہے جو آج کل مسلمانوں میں بالکل متروک ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ جہاد بالسیف کے شرائط موجود نہیں اور جہاد بالقرآن کو جو ہر زمانہ میں اور ہر وقت فرض ہے جو جہاد کبیر ہے مسلمانوں نے خود چھوڑا ہوا ہے اور جو امام اس وقت جہاد بالقرآن کے جھنڈے کو ہاتھ میں لیکر آگے بڑھا ہے اس کے ساتھ مسلمان چلتے نہیں صرف اس لئے کہ جس طرح زکوٰۃ بیت المال میں نہ دینے والوں نے اپنی خواہشات کی دیوار کو خدا کے حکم زکوٰۃ کے سامنے کھڑا کر رکھا ہے، جہاد نہ کرنے والوں نے امام سے الگ رہنے کے لئے اپنی خواہشات کی دیوار کو سامنے کھڑا کر رکھا ہے، خواہ وہ قادیانی ہوں خواہ غیر احمدی

افراط و تفریط کرنے والے دونوں گروہ جہاد بالقرآن کے ثواب سے محروم ہیں۔ یہ توفیق اللہ تعالےٰ نے اسی قوم کو دی ہے جو افراط و تفریط سے پاک رہ کر سب سے راستے پر امام وقت کا ساتھ دے رہی ہے۔ غیر احمدیوں کی تو یہ حالت ہے کہ تیرہ صدیوں میں مجدد مانتے مانتے چودہویں صدی میں مجدد سے ہی انکار کر دیا۔ حدیث غلط ہو جائے تو ہو جائے مگر انہیں اپنی خواہش قربان نہ کرنی پڑیں۔ قادیانیوں کی بھی یہی حالت ہے سو کام کر گذریں گے ہندوستان میں ایک ایک لاکھ روپے کے خرچ سے سات مشن قائم ہونے کی افواہ گرم ہے تا کہ جتھہ بڑھے مگر جہاد بالقرآن کا ایک مرکز بھی قائم کرنے کی توفیق نہیں مسیح موعود سو دفعہ آرزو کریں کہ میں قرآن کا ترجمہ کر کے دنیا میں اسے پہنچا دوں مگر قادیانیوں کا ایک ہی عذر ہے قرآن کے ترجمے غیر مسلموں نے بھی کر دیئے ہیں یہ کونسا کام ہے۔

تو اسلام کے پانچ رکنوں میں سے دو رکنوں کو مسلمانوں نے صاف جواب دے رکھا ہے وہ قرب الٰہی سے محروم نہ ہوں تو کیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس قوم کو اپنانے کے لئے تیار ہے اگر یہ خدا کے احکام کو اپنا لیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں پھر اسی طرح اپنے قرب کا مقام دینے کو تیار ہے اگر یہ پانچوں ارکان اسلام کو صحابہؓ کے زمانہ کی طرح قائم کر دیں اور خدا تعالےٰ کے احکام کے سامنے اپنی خواہشات کو قربان کر دیں۔

پوپ کا دربار ہال

ولایتی اخباروں میں تصویر پچھلے دنوں پوپ کی آئی ہے۔ روم کے یہ پاپائے اعظم، دنیائے مسیحیت کے تاجدار خلیفۃ المسیح کا دربار آراستہ ہے، اعلیٰ درجہ کی عمارت کے نفیس اور شاندار ہال میں ایک بلند و بالا شاہ نشین پر ایک پُر تکلف منقش مقصورہ کے نیچے تخت شاہی (کرسی نما) بچھا ہوا ہے اس پر یہ خلیفۃ المسیح جلوہ افروز ہیں اور دربار میں جتنے بھی حاضرین ہیں بڑے بڑے عمائد و ارکان، سب سرو قد اپنی اپنی جگہ پر کھڑے ہوئے ہیں۔ مجال کسی ایک کی بھی نہیں جو "حضور اقدس (ہز ہولی نس) کے مواجہہ میں بیٹھ سکے! اور خواص پر ہندوستانی پلٹنوں کے کیتھولک سپاہی اور افسر زمین بوس ہو ہو کر پیش ہو رہے ہیں! ـــ یہ بیسویں صدی عیسوی کے دور جمہوریت و عوامیت کے سب سے بڑے "مقدس" و روحانی" دربار کا منظر ہے۔

اب اس کے مقابلہ میں ایک جھلک ساتویں صدی عیسوی کے شہر مدینہ کی دیکھتے چلئے حکومت وہاں بھی قائم ہے اور مدینہ کا رقبہ اور آبادی پوپ کے شہر ویٹیکن سے تو یقیناً کہیں زاید ہے۔ باوجود اس کے اللہ کے رسول کی مجلس کے لئے کوئی الگ ہال نہیں۔ وہ چھوٹی سی مسجد کے چھوٹے سے صحن میں بیٹھتا ہے۔ تخت شاہی الگ رہا، کسی معمولی سی کرسی یا چوکی پر بھی نہیں، فرش زمین پر اپنے جاں نثار فدائیوں اور صحابیوں کے ساتھ اسی طرح مل جل کر کہ مدتوں تو باہر سے آنیوالوں کو یہ بھی پتہ نہیں چلتا کہ مجلس میں رسول کون ہیں اور صحابی کون؟ ایک مدت کے بعد صحابہ کو خیال آتا ہے اور وہ ایک چھوٹا سا مٹی کا چبوترہ اپنے سردار کی نشست کے لئے بنا دیتے ہیں! بس امتیاز کی حد یہی رہتی ہے، اور آخر تک رہتی ہے! ـــ کوئی مناسبت دونوں منظروں میں ہے؟ (صدق)

بقیہ تبلیغی سرگرمیاں از صفحہ ۲

کے دیباچہ کے کنٹر ترجمہ کے چھپوانے و شائع کرنے کا خرچ وہی برداشت کریں گے، اس کے بعد یہاں کے احباب یعنی محمدیہ انجمن کے ارکان یہ چاہتے ہیں کہ جاتکر صاحب ہی سے سورہ فاتحہ اور سورہ بقرہ کے پہلے رکوع کا کنٹر ترجمہ و تفسیر "بیان القرآن" کے مطابق کروایا جائے اور چھپوا کر شائع کر دیا جائے اس کا خرچ بھی جناب غوث خان کنٹور صاحب ہی برداشت کریں گے۔

جاتکر صاحب سے ملنے کے بعد عصر کی نماز کے بعد انجمن اسلام وطلباء وارڈ کی عمارت میں کرناٹک کالج کے مسلم طلباء کا اجلاس ہوا یہ دوسرا باقاعدہ جلسہ تھا۔ انشاء اللہ تعالےٰ اسی طرح ہر اتوار کو جلسہ ہوا کرے گا۔ لڑکوں نے تحریک احمدیت کے متعلق مختلف سوالات کئے جن کے جوابات دئے گئے۔ عبدالرزاق صاحب سیکرٹری اردو پرائمری ایجوکیشنل بورڈ، میری بعض حوالے ڈھونڈنے میں مدد کرتے رہے۔ چند ایک لڑکوں کو "کال آف اسلام" پڑھنے کو دیں۔ آیندہ اتوار ۲۰ اگست کو چار بجے جلسہ ہوگا۔ رمضان میں پروگرام

بحکم جناب سردار نرانندر سنگھ صاحب کلکٹر بااختیار درجہ اول مقام پھلروالی

فضلاء عبدا پسران کرم بخش اقوام گوجران سکنہ موضع گلاب گڑھ تحصیل ڈیرہ بسی اپیلانٹاں۔

(فریق دوئم)

بنام عبیداللہ ولد معیز الدین قابض جائداد منشی سعد الدین مرحوم منشی بدرالدین خلف منشی کرم بخش۔ ڈاکٹر نیاز احمد۔ بابو طفیل احمد۔ بابو بشیر احمد۔ بابو شریف احمد پسران منشی اللہ بخش اشتیاق احمد۔ مشتاق احمد پسران بابو مولا بخش حکیم شمس الدین محمد تقی۔ غوث محمد پسران منشی نور علی بخش ولایت احمد، حبیب احمد۔ عزیز احمد۔ غلام احمد پسران رحمۃ اللہ۔ مسماۃ حشمت بیوہ نیاز احمد۔ معین الدین پسر عبداللہ۔ مسماۃ فاطمہ بیوہ نصیر الدین۔ منشی مجیب الدین منشی محمد شفیع پسران منشی قلندر بخش منشی علم الدین۔ جمیل احمد، بشیر احمد خلیل احمد اقبال احمد۔ فصیح الدین پسران بابو غلام محمد منشی عبدالحکیم منشی عبدالرحمٰن پسران امام الدین مسماۃ سعیدی بیوہ منشی نظام الدین اقوام گوجراں کھونڈاراں موضع گلاب گڑھ تحصیل ڈیرہ بسی رسپانڈنٹاں

(فریق اوّل)

اپیل بناراضی فیصلہ اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول تحصیل ڈیرہ بسی جس کی رو سے بحکم ۲۸ فروری ۱۹۴۴ء تقسیم (بٹوارہ) اراضی منظور فرمایا برائے منسوخی اس کے بامید ہونے تقسیم (بٹوارہ) از سر نو۔

اشتہار

زیر آرڈر ۵ رول نمبر ۲۰ مجموعہ ضابطہ دیوانی ۱۹۰۸ء مقدمہ مندرجہ عنوان میں فریق اوّل (رسپانڈنٹاں) پر معمولی طور پر تعمیل نہیں ہو سکتی کیونکہ ان میں سے اکثر ملازم اور مختلف جگہ پر ہیں۔ اور وقتاً فوقتاً تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اس لئے بذریعہ اشتہار ہذا فریق اوّل کو اطلاع دی جاتی ہے کہ وہ مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۴ء بروز بدھ وار بوقت ۸ بجے صبح اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہو کر پیروی مقدمہ کریں ورنہ ان کے خلاف حکم دیا جاوے گا.....

آج بتاریخ ۲۲ اگست ۱۹۴۴ء کو ہمارے دستخط اور مہر عدالت سے جاری ہوا۔

دستخط حاکم

مہر عدالت

بقیہ مجدد وقت کا عظیم الشان کام از صفحہ ۷

قرآن کا ترجمہ، بیان القرآن اردو، سیرت نبویؐ اور اس کے تراجم، ترجمہ بخاری اور دوسری کئی ایک کتابیں جو اسلام کی صداقت پر اس جماعت کے افراد اور بالخصوص اس امام کے خاص الخاص شاگرد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے لکھی ہیں، وہ اسلام کے غلبہ کا ایک کھلا نشان ہیں اور مجدد وقت کے ایسے عظیم الشان کام کہ جو صفحہ تاریخ پر سنہری حروف سے لکھے جائیں گے،

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر۔ ایس محمد آصف بی۔ اے

جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب ہوگا۔

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ م ۶ ستمبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۳۵

رمضان کا آخری عشرہ اور سورۃ فاتحہ

تراجم قرآن فنڈ کی تحریک اور بعض مالدار لوگوں کی غفلت

اپنے نفس اور جماعت کیلئے دعا کرو

مسلمانوں اور قادیانیوں کیلئے بھی دعا کرو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ ڈلہوزی۔ مؤرخہ یکم ستمبر ۱۹۴۴ء

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
الحمد للہ رب العلمین۔ الرحمٰن الرحیم ...... ولا الضالین

رمضان کا آخری عشرہ (یہ خطبہ اس وقت احباب کے ہاتھ میں پہنچے گا)

جب رمضان کا آخری عشرہ شروع ہونیوالا ہوگا اور چونکہ یہ عشرہ خاص طور پر قرب الٰہی کے حصول اور برکات و انوار کے نزول کے لئے مخصوص ہے میں اس میں خاص طور پر دعاؤں کے لئے احباب کو کچھ کہنا چاہتا ہوں اور اس لئے میں نے سورہ فاتحہ تلاوت کی ہے جو اگر ایک طرف قرآن کریم کا خلاصہ ہونے کے لحاظ سے مطالب قرآنی کی جامع ہے تو دوسری طرف اس کی دعا جو اس کے آخری حصہ میں ہے وہ قرآنی دعاؤں کی جامع ہے بلکہ قلب انسانی سے جب وہ فطرت صحیحہ پر ہو جو بہتر سے بہتر تڑپ اٹھ سکتی ہے وہ اس دعا میں موجود ہے۔ اور وہ دعا ہے

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت الیہم۔

دو جملے مگر قبل اس کے کہ میں اس دعا کی طرف توجہ دلاؤں سورہ فاتحہ کو شروع کرنے سے پہلے جو دو جملے میں نے پڑھے ہیں یعنی **اعوذ** اور **بسم اللہ** ان کے متعلق کچھ بتانا چاہتا ہوں۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو ہر سورت کا خلاصہ ہے اور ہر سورت کی ابتدا میں یہ آیت آتی ہے اور **اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم** پڑھنا قرآن کریم کے اس حکم کی تعمیل میں ہے جس میں فرمایا **فاذا قرأت القراٰن فاستعذ باللہ من الشیطٰن الرجیم**۔ جب قرآن پڑھنے لگو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ اس میں ایک بات تو یہ بتائی کہ شیطان سے انسان صرف اللہ کی پناہ میں آجانے سے بچ سکتا ہے، کوئی دوسری طاقت انسان کو شیطان سے نہیں بچا سکتی۔ مگر قرآن کو پڑھتے وقت خصوصیت سے اس کا حکم اس لئے دیا کہ قرآن تو اصل میں عمل کے لئے ہے اور انسان کو ان اچھے اعمال سے جن کی طرف قرآن کریم بلاتا ہے روکنے والی چیز شیطانی وساوس ہیں اس طرح یہ بھی بتا دیا کہ انسان جب قرآن شریف کو پڑھے تو اس نیت سے پڑھے کہ وہ اس پر عمل کرے گا اور اس کے احکام میں اپنی بہتری سمجھ کر کسی شیطانی وسوسہ کو اپنے نزدیک نہیں آنے دیگا۔ اور ہر حکم پر عمل کے لئے کمربستہ ہوجائیگا۔ جب بھی اس کے دل میں یہ خیال آوے کہ میں اس ہر حکم کی طاقت اپنے اندر نہیں رکھتا وہ ایک شیطانی وسوسہ ہوگا۔ یا جب یہ خیال کرے کہ اس حکم کی تعمیل سے میرا فلاں نقصان ہوگا تو وہ بھی ایک شیطانی وسوسہ ہے۔ قرآن کریم نے انفاق مال کے سلسلہ میں بالخصوص اسکو واضح کیا ہے **الشیطان یعدکم الفقر و یامرکم بالفحشاء** خدا کی راہ میں مال خرچ کرتے وقت شیطان انسان کو ڈراتا ہے کہ وہ تنگدست ہو جائے گا اور بخل کا حکم دیتا ہے جس قدر کام شیطان مال کی محبت انسان کے دل میں ڈال کر کرتا ہے اور کسی ذریعہ سے نہیں کرتا۔

یہ صرف ایک پہلو ہے جو انسان کے اپنے نفس کے وساوس سے تعلق رکھتا ہے مگر اس سے بلندترین ایک مفہوم **اعوذ** کے نیچے ہے شیطان یہ چاہتا ہے کہ دنیا میں بدی کا دور دورہ رہے لوگ اس کے قبضہ میں رہیں۔ تاریکیوں سے باہر نہ نکلیں اپنے کمال کو [illegible]

الٰہی ارادہ یہ ہے کہ انسان کو اس کے کمال تک پہنچایا جائے تو درحقیقت ایک جنگ ہے شیطانی اور رحمانی طاقتوں میں۔ اور ایک مسلمان کی زندگی کا مقصد صرف یہی نہیں کہ وہ اپنے نفس کی اصلاح کرے صرف یہ بھی نہیں کہ وہ اپنی قوم اور ملک کی اصلاح کرے بلکہ اسے تمام شیطانی طاقتوں کے مقابلہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے، اور اگر اس کے دل میں یہ خیال گذرے کہ میں اتنا بڑا کام کس طرح کرسکتا ہوں تو **اعوذ** اور **بسم اللہ** سکھا کر یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جو کام اس کی اپنی طاقت سے بہت بڑھکر نظر آتا ہے بلکہ اس قدر بڑا نظر آتا ہے کہ وہ اس کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھ سکتا اسے وہ خدا کی طاقت کے ساتھ کرسکتا ہے۔ شیطان کا تصرف بیشک بہت نظر آتا ہے اور شیطانی قوتیں پورے زور سے کام کرتی نظر آتی ہیں مگر خدا کی طاقت کے سامنے یہ ہیچ ہیں۔ خدا سب پر غالب ہے اور جو شخص خدا کے آگے گر کر اس طاقت اور قوت کے سرچشمہ سے قوت حاصل کرتا ہے وہ وہ شیطان کو مغلوب کر لیتا ہے۔ اور شیطانی طاقتوں پر غالب آجاتا ہے یہ نظارہ اپنی روشن ترین حالت میں دنیا نے محمد رسول اللہ صلعم کے وجود میں دیکھا، کس طرح ساری دنیا بدی اور تاریکی میں گرفتار تھی اور کس طرح خدا تعالیٰ کی طاقت کے ساتھ آپ نے اس کی جگہ نیکی اور نور پھیلا دیا۔ مگر آپ کے بعد بھی بہت سے ایسے وجود ہوئے ہزاروں اور لاکھوں ہوئے جنہوں نے خدا سے تعلق پیدا کرکے شیطانی طاقتوں کو مغلوب کیا اور دنیا میں نیکی پھیلائی۔

جہاد امام کے ساتھ ہو کر کرنا چاہیئے اس زمانہ میں شیطانی قوتیں دجال کے رنگ میں ظہور پذیر ہوئیں اور ان کے مقابلہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو کھڑا کیا، یہ **المسیح الدجال** اور مسیح موعود کا مقابلہ ہے ایک طرف کل دنیوی طاقت اور ساری دنیا کا مال جمع ہے اور دوسری طرف صرف اللہ کا نام ہے۔ لیکن اللہ کے نام میں وہ طاقت ہے کہ دنیوی طاقت اس کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ "اس عاجز میں اور شیطان میں" آج ایک زبردست جنگ ہے اور یہ کارزار سخت ہے مگر اس میں فتح آپ کے نام پر ہے تو سب سے پہلے میں اپنی جماعت کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس جنگ کے سپاہی ایک حکم کے ماتحت کام [illegible] دل ان کی [illegible] ضائع جاتی ہے

دیسے ہی جہاد امام کے ساتھ ہوکر ہی ہوتا ہے۔ اپنے اپنے طور پر لڑنا بے معنی بات ہے۔ حدیث میں تو یہاں تک بھی حکم ہے **الجہاد واجب مع کل امام برا کان او فاجرا**۔ اگر امام فاسق و فاجر بھی ہو تو بھی اس کے ساتھ ہو کر جہاد کرنا چاہیئے جس طرح پر کہ جہاد ظاہری کی حالت ہے کہ کوئی منتشر فوج کچھ کام نہیں کرسکتی اسی طرح روحانی جہاد بھی اجتماع کی حالت میں ہوسکتا ہے، ہمارے بہت سے دوست ہیں جو یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم اپنے طور پر فلاں کام کرلیں گے۔ تو گویا ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا۔ یا کوئی نیکی کا کام کرلیا۔ خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اس جہاد میں پہلی نیکی یہ ہے کہ ہمارا کام اجتماع کے رنگ میں ہو۔ ایک حکم کے ماتحت ہو۔ اس کا نظام خود حضرت مسیح موعودؑ نے ایک انجمن کے رنگ میں قائم کردیا ہے جسے صاف الفاظ میں اپنا جانشین قرار دیا ہے۔ آپ کے صحیح مذہب پر قائم ہے اپنے طور پر خیرات جس قدر کوئی چاہے کرے لیکن اس جہاد میں حکم کے ماتحت ہوکر خرچ کرنا سب سے پہلا فرض ہے۔ خیرات اس کے بعد ہے جس کو جس قدر توفیق ہے **لاتقدموا بین یدی اللہ و رسولہ** اپنی خواہشات کے ماتحت خدا اور رسول کے حکم کو لاپرواہی کی نگاہ سے دیکھنا اچھا نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مدد اسی صورت میں ہمارے ساتھ ہوگی کہ ہم سب مل کر اس کام کو کریں۔

جامع دعا تو پہلے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ ہم ایک جنگ میں سپاہی کی حیثیت رکھتے ہیں اور پھر اس سپاہی کے لئے جو ہتھیار ہے اس کو اپنے ہاتھ میں لینا چاہیئے۔ اس مقابلہ میں ہمارا سب سے بڑا ہتھیار دعا ہے اور اسی کی طرف میں اس وقت توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ وہ دعا کیا ہے جامع دعا وہی ہے جو ہم پانچ وقت نماز کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں،

اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم۔ اے خدا تو ہمیں سیدھے رستے پر چلا۔ ان لوگوں کے رستے پر جن پر تیرے انعامات ہوئے۔ جو تیرا نام دنیا میں پھیلانے میں کامیاب ہوئے نہ دنیوی طاقت کے مالکوں کو نمونہ ٹھہرایا نہ مال و دولت جمع کرنے والوں کو بلکہ ان لوگوں کو جنہوں نے خدا کا نام دنیا میں پھیلایا۔

اپنے نفس کی اصلاح اس دعا میں سب سے پہلے اپنے نفس کو لو۔ پہلے ہر شخص کے واسطے یہ ضروری ہے کہ

اللہ تعالیٰ اُسے خود سیدھے رستے پر چلائے۔ انسان کا نفس اسے اکثر دھوکہ دیتا ہے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں وہی درست ہے وہ کبھی پوری عاجزی سے خدا کے آگے نہیں گرتا یہ کبھی خیال نہیں کرتا کہ میرے اندر بھی غلطیاں ہیں مجھے بھی اصلاح کی ضرورت ہے۔ وہ خدا کے دروازے پر گرتا بھی ہے تو اسے یہ فکر ہوتی ہے کہ مجھے دنیا کی اچھی اچھی چیزیں ملیں۔ اچھی نوکری مل جائے اچھی جائداد پیدا کر لوں۔ میرا بزنس بڑا کامیاب ہو۔ مجھے مالی یا جسمانی رنگ میں کوئی دکھ یا تکلیف نہ پہنچے۔ ایسا شخص صراط مستقیم کی دعا نہیں مانگتا، صراط الذین انعمت علیھم کی دعا نہیں مانگتا۔ وہ دنیا کی عزت مانگتا ہے دنیا کا مال مانگتا ہے دنیا کا آرام مانگتا ہے۔ یہ انعمت علیھم کا رستہ نہیں۔ ہاں اگر وہ اپنے نفس کے لئے یوں دعا کرے کہ اے خدا تو میرے دل میں یہ تڑپ پیدا کر دے کہ میں تیری مخلوق کے لئے ہدایت کا موجب بن جاؤں اے خدا تو میرے دل میں یہ تڑپ پیدا کر کہ میں تیرے دیئے ہوئے مال کو تیری راہ میں خرچ کروں تیرے نام کو دنیا میں بلند کرنے پر خرچ کروں تیرے پیغام کو دنیا میں پہنچانے پر خرچ کروں تیرے بے کس بندوں کی تائید کے لئے خرچ کروں، تیرے محتاج بندوں کی مدد کے لئے خرچ کروں۔ اے خدا میرا نفس مجھے ہوا و حرص کی اتباع کی طرف لے جا رہا ہے تو میرے نفس کے اندر یہ قوت پیدا کر کہ میں اپنے حرص و ہوا پر غالب آ جاؤں اس کے اندر یہ قوت پیدا کر تیرے حکم کے سامنے میرا سر جھک جائے۔ میرے اندر یہ قوت پیدا کر کہ میں خود بھی تیری رضا کی راہ پر چلوں۔ اور تیرے بندوں کو بھی تیری رضا کی راہوں پر چلا سکوں تو یہ صراط مستقیم کی دعا ہے، یہ الذین انعمت علیھم کے رستے پر چلنے کی دعا ہے۔

خدا کو حاصل کرنے کی تڑپ

میں یہ نہیں کہتا کہ دنیا کے لئے مالی و دنیا کے لئے دنیا کی ترقی کے لئے دعا کرنا منع ہے۔ ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ کی دعا بھی خدا نے سکھائی ہے۔ مگر تعجب ہے دنیا تو خود بھی ہر وقت ہمارے خیالات پر غالب رہتی ہے دن رات، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے دنیا کے تفکرات ہمارا پیچھا نہیں چھوڑتے کوئی تو وہ وقت بھی ہم پر آئے کہ یہ تفکرات، یہ پریشانیاں دور ہوں اور سب سے بڑی دولت خود خدا کو حاصل کرنے کی تڑپ ہمارے دل میں پیدا ہو۔ خدا کی محبت حاصل کرنے کی دنیا اور مال دنیا کی محبت سے تشنہ ہونے کی تڑپ ہمارے دلوں میں پیدا ہو۔ خدا کا بندہ بننے کی تڑپ ہمارے دلوں میں پیدا ہو۔

خدا ہمیں بلند مقامات پر پہنچا سکتا ہے

ہاں اور جب اپنے نفس کے لئے دعا کرو تو یہ سمجھ کر کرو کہ ہم کو خدا نے اس لئے پیدا کیا ہے کہ ہم دنیا کی اصلاح کریں۔ خود بھی شیطان کی غلامی سے باہر نکلیں اس کے پنجے سے خود بھی آزاد نہ ہوں بلکہ دنیا کو بھی اس کی غلامی سے باہر نکالیں دنیا کو بھی اس کے پنجے سے آزاد کریں۔ اور یہ کبھی خیال مت کرو کہ ہم اس کام کے لائق کہاں ہیں! بیشک ہم کچھ بھی نہیں مگر خدا تعالیٰ نے ہمیں جو سبحان ربی العظیم کی دعا سکھائی ہے۔ سبحان ربی الاعلیٰ کی دعا سکھائی ہے وہ اسی لئے سکھائی ہے کہ ہم تو کوئی چیز نہیں مگر ہمارا رب ہمارا آقا ہماری ربوبیت فرمانے والا وہ بے انتہا عظمت کا مالک ہے۔ وہ اس علو کے مقام پر ہے جہاں تک ہمارا وہم و گمان بھی نہیں جا سکتا اس لئے ہم خود کوئی چیز بھی نہ ہوں مگر اس کی ربوبیت ہم کو عظیم الشان سے عظیم الشان کام کے قابل بنا سکتی ہے اس کی ربوبیت ہمیں انتہائی درجہ کی پستی سے اٹھا کر بلند سے بلند مقام پر پہنچا سکتی ہے۔ ہم کسی قابل نہیں ہمارا نفس قدم قدم پر ٹھوکریں کھاتا ہے حرص و ہوا میں پھنس جاتا ہے۔ مگر ہماری ربوبیت فرمانے والا ہم کو ایسے بلند مقام پر پہنچا سکتا ہے جو انعمت علیھم کا مقام ہے جہاں ٹھوکریں نہیں بلکہ انعامات ملتے ہیں کامیابیاں عطا ہوتی ہیں۔

اپنے نفس اور جماعت کے لئے دعا

اپنے نفس کے لئے یہاں تک دعا کرو کہ اے خدا تو مجھ میں وہ خوبیاں پیدا کر دے مجھے اس بلند مقام پر پہنچا دے کہ میں دنیا کا ہادی اور رہنما بن جاؤں۔ وجعلنا للمتقین اماما۔ میں صرف متقی ہی نہ بنوں متقیوں کا امام بھی بنوں۔ غرض اھدنا الصراط المستقیم کی دعا میں بے شک پہلے اپنے نفس کو رکھو مگر دنیا کے مال و دولت کے حصول کے لئے نہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے۔ قرآن کی خدمت کی تڑپ کے لئے دین کی خدمت کی تڑپ کے لئے کہ سب سے بڑھ کر یہ چیز تمہارے دل میں پیدا ہو۔ اس کے بعد پھر اپنی جماعت کو لو۔ اور اس کے لئے دعائیں کرو کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو جسے اس نے اس وقت امام الزمان کی بھی فرمانبرداری کا شرف بخشا ہے اسے بھی اس صراط مستقیم پر چلائے

تراجم قرآن فنڈ کی تحریک

میں نے ایک تحریک کی تھی کہ قرآن کریم کے تراجم کے لئے ہم ایک الگ فنڈ قائم کریں جو کم سے کم دو لاکھ روپے تک ہو تاکہ بے فکری سے ہم اس کام کو کرتے چلے جائیں۔ ان تراجم کو دنیا میں پہنچانا ابھی ایک اور بڑا بھاری کام ہے جس کے لئے ہمیں جگہ جگہ تبلیغ کے مرکز قائم کرنے پڑیں گے۔ اس کے متعلق میرے ذہن میں ایک تجویز ہے شاید جلسہ سالانہ تک میں اس کی تفصیلات کو جماعت کے سامنے رکھنے کے قابل ہو جاؤں۔ مگر اس وقت مجھے ایک صدمہ بھی ہوا جب میں نے اس خیال سے کہ رمضان میں اس تحریک کو کامیابی تک پہنچانے کے لئے مزید کوشش کی جائے دفتر سے فہرستیں منگوائیں کہ کن کن احباب نے ابھی تک حصہ نہیں لیا یا کن کن احباب نے وعدہ کر کے ابھی اس کے ایفاء کی طرف توجہ نہیں کی تو مجھے صدمہ ہوا۔ جب میں نے دیکھا کہ جماعت میں جو لوگ مالدار ہیں جن کو اپنے رستے میں دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ دیا ہے ان کا ایک خاص بڑا حصہ شاید نصف کے قریب ہوگا ابھی تک اس نے اس تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ وعدہ کر کے اس کے ایفاء کی طرف توجہ نہیں کی، جیسا کہ میں شروع میں کہہ چکا ہوں شیطان کی رہزنی کا کام سب سے زیادہ مال کی محبت پیدا کر کے ہوتا ہے۔ وہ انسان کو ورغلاتا رہتا ہے اور اس کے دل میں طرح طرح کے وساوس ڈالتا رہتا ہے جن کی وجہ سے وہ نیکی کے کام سے رکا رہتا ہے۔ بعض کو یوں ورغلاتا ہے کہ آج کیا ہے کل دیدیں گے اور کل نہیں تو پرسوں دیدیں گے جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ جب سونے والا تہجد کے لئے اٹھنا چاہتا ہے تو شیطان اس کے دل میں یوں وسوسہ ڈالتا ہے کہ ابھی تمہاری نیند پوری نہیں ہوئی تھوڑا سا اور سو لو۔ یہاں تک کہ نیند غالب آ کر اسے محروم کر دیتی ہے اسی طرح بعض چندے بھی گزر جاتے ہیں اور نیکی کے کام سے محروم رہ جاتے ہیں بعض کے دلوں میں اور طرح طرح کے وساوس پیدا کرتا رہتا ہے ہم کیوں اپنے مال کو دوسروں کے سپرد کریں ہم خود بہتر کام کر سکتے ہیں

کمزور لوگوں کے لئے دعا

تو دوسرے نمبر پر اپنی جماعت کے لئے دعا کرو کہ جن میں کوئی کمزوری ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کمزوری کو دور کرے جن میں کوئی غفلت یا لاپرواہی ہے اللہ تعالیٰ اس غفلت اور لاپرواہی کو دور کرے اور قرآن کو دنیا میں پہنچانے اور اسلام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے ان کے دلوں میں ایک زبردست تڑپ پیدا کرے جس سے وہ شیطانی وساوس کا مقابلہ کر سکیں کیونکہ یہی انعمت علیھم کا رستہ ہے ان کے مال کی محبت کو کم کرے اور خدا اور اس کے رسول کی محبت کو بڑھائے تاکہ ہم سب اللہ کے رستے میں قدم اٹھائیں جو شخص ہم میں سے پیچھے رہ جاتا ہے اگر اور کوئی ذریعہ اس کو آگے بڑھانے کا نہیں تو اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے دعا کریں کہ وہی اس کی کمزوریوں کو دور فرمائے۔

مسلمانوں اور قادیانیوں کیلئے دعا

اس کے بعد دو اور گروہ ہیں جن کے لئے میں چاہتا ہوں کہ رمضان کے آخری عشرہ میں بالخصوص دعا کی جائے ایک وہ گروہ جو سواد اعظم کہلاتا ہے جو امام وقت کے بارے میں تفریط کی طرف چلا گیا ہے اور دوسرا وہ گروہ جو افراط کی طرف چلا گیا ہے اور گمراہی میں نکل گیا ہے یعنی جماعت قادیان میں دیکھتا ہوں کہ ان دونوں گروہوں پر دلائل کا اثر بہت کم ہے۔ گو یہ بھی جانتا ہوں کہ ہم ان کو حق اس حد تک پہنچا بھی نہیں سکے ان لوگوں تک پہنچنے میں ابھی تک ہماری طرف سے جد و جہد کی کمی ہے اس کو پورا کرنے کے لئے میں نے چاہا تھا کہ جس قدر لٹریچر ہمارے دفتر میں پیچھے پڑے ہیں وہ سب باہر نکال دیئے ہیں اور جماعت کے احباب اپنے اپنے حلقہ اثر میں ان کو موزوں ہاتھوں تک پہنچائیں۔ مگر اس کے ساتھ ہی جب تک ہم اپنے اصل ہتھیار دعا کو کام میں نہ لائیں اس میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ انسانوں کے دل خدا کے ہاتھ میں ہیں وہی اس بات پر قادر ہے کہ انہیں حق کی طرف پھیرے۔

مسلمانوں کی ناکام تبلیغی انجمنیں

کتنی موٹی بات ہے کہ مسلمانوں نے ہماری آنکھوں کے سامنے پچاس سال کے عرصہ میں کتنی تبلیغی انجمنیں بنائیں مگر کوئی دو دن اور کوئی چار دن زندہ رہ کر مر گئی اور کوئی سسک سسک کر جی رہی ہے حالانکہ ان کے پیچھے بعض حالات میں سارا ملک تھا جو بنیاد تبلیغ اسلام کی امام وقت نے اٹھائی تھی وہ کس طرح کزرع اخرج شطأہ کا مصداق ہو کر مخالفت کے سخت ترین طوفانوں کے اندر دنیا کے کناروں تک پہنچ گئی، اس کی جڑیں زمین کے اندر پھیل گئیں اور اس کی شاخیں آسمان میں بلند ہو گئیں اور مخالفت اس کا کچھ نہ بگاڑ سکی اور اس کا قدم دن بدن آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے۔ عرب کے بت پرستوں کو بھی یہ سمجھ چند سال میں آ گئی تھی کہ اگر ان کے بتوں میں کوئی طاقت ہوتی تو ایک اکیلا انسان چند سالوں میں اس طرح کامیاب نہ ہو جاتا مگر مسلمانوں کو اب تک یہ سمجھ نہیں آئی اور وہ اس طرف توجہ نہیں کرتے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نصرت کا ہاتھ امام وقت کے ساتھ نہ ہوتا تو اس قدر مخالفت کے باوجود آپ کیوں اس طرح کامیاب ہو جاتے حالانکہ دوسروں کو باوجود انسانوں کی تائید کے ناکامی ہی کا منہ دیکھنا پڑتا ہے۔

خلیفہ قادیان کی افتراپردازی

یہی حالت قادیانی جماعت کی ہے۔ غلو نے بالکل ان کی آنکھیں بند کر رکھی ہیں اس عمارت کی بنیاد صرف جھوٹ اور افتراء پر اٹھائی گئی ہے۔ یہ جھوٹ ہے اور حضرت مسیح موعود پر افتراء ہے کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا یہ جھوٹ ہے اور محض افتراء ہے کہ حضرت مسیح موعود کی مجلس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا اجتہاد در بارہ نبوت درست نہیں نکلا۔ اور ان دو افتراؤں کی بنیاد پر تیسرا افتراء یہ بنایا گیا کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب نے دعویٰ نبوت کر کے اپنی سابقہ تحریروں کو جو انکار نبوت سے بھری پڑی تھیں منسوخ کر دیا۔ میاں محمود احمد صاحب کے مذہب کی بنیاد ان تین جھوٹوں پر ہے اور جو عمارت جھوٹ کی بنیاد پر اٹھائی جائے وہ کبھی کھڑی نہیں رہ سکتی یہ فاتی اللہ بنیانھم من القواعد کی مصداق ہو چکی ہے اور فخر علیھم السقف من فوقھم کا نظارہ بھی جلد ہی دیکھ لیا جائے گا۔ مگر اتمام حجت کے لئے ابھی قادیانیوں تک لٹریچر بھی پہنچانے کی ضرورت ہے اور ان کے لئے دعا بھی کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی آنکھیں کھولے تعجب ہے کہ ان میں سے کوئی خدا کا بندہ میاں صاحب سے یہ نہیں پوچھتا کہ حضرت صاحب نے کب فرمایا تھا کہ میں پہلے لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا کوئی نہیں پوچھتا کہ حضرت مسیح موعود کی کس مجلس میں کس سال اور کس ماہ میں یہ ذکر ہوا تھا کہ حضرت صاحب کا اجتہاد در بارہ نبوت درست نہیں نکلا اور کوئی سوال نہیں کرتا کہ حضرت صاحب نے کب فرمایا تھا کہ میری ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تحریریں جن میں انکار نبوت ہے منسوخ ہو گئی ہیں، یہی وجہ ہے کہ میاں صاحب کو مقابلہ میں نکلنے کی جرأت نہیں ہوتی کیونکہ مریدوں کی آنکھوں پر تو پٹی باندھ کر یہ جھوٹ کی گولیاں ان کے حلق سے نیچے اتارتے چلے جاتے ہیں مگر پبلک میں آ کر یہ پول کھل جائیگا اور سب دنیا کو یہ پتہ لگ جائیگا کہ جو شخص اپنے آپ کو مسیح موعود کا خلیفہ کہتا ہے وہ افتراء پر افتراء

پیغام صلح

جلد ۳۲ | لاہور مورخہ ۱۷ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ | نمبر ۳۵

موجودہ جنگ ختم ہو رہی ہے

جنگوں کو روکنے کا حقیقی طریقہ

موجودہ ہولناک اور عالمگیر جنگ دنیا پر متواتر پانچ سال تک گولوں اور گولیوں کا مینہ برسا کر ختم ہونے کو ہے۔ پانچ سال کے عرصہ میں بڑے بڑے تغیرات آئے مہذب دنیا کے خوبصورت شہر جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئے جلے ہوئے ملبہ کو مشینوں سے زمین کے برابر کر دیا گیا لاکھوں کروڑوں انسان خون میں آغشتہ ہو کر تڑپے پھڑکے اور موت کے گھاٹ اتر گئے حد افق تک لہلہاتے ہوئے کھیتوں پر سے فوجیں اور ٹینک گذار کر انہیں دلدل بنا دیا گیا۔ جو بستیاں براہ راست جنگی باڑھ کی زد میں نہیں آئیں وہ معاشی لحاظ سے تباہ ہو گئیں قحط اور وباؤں سے برباد ہو گئیں۔

آج سے پانچ سال پہلے حالات کچھ اور تھے جرمنی اپنی قہرمانی فوجوں کیساتھ مہذب دنیا کو پاؤں تلے روندر رہا تھا یورپ کے سب ممالک اس کے قدموں کے نیچے تھے اور دنیا اس کی فتوحات کو دیکھ کر مرعوب ہو چکی تھی۔ لیکن ۱۹۴۲ء کے وسط میں روسیوں نے سٹالن گراڈ پر جرمن فوجوں کو روک کر تباہ کر ڈالا۔ اکتوبر ۱۹۴۳ء میں جنرل منٹگمری نے العلمین (مصر) میں جرمنوں کو شکست دی اور چند مہینوں میں سارا افریقہ ان سے خالی ہو گیا۔

پانچویں سال کے شروع میں اٹلی پر حملہ ہوا اور روسیوں نے جرمنوں کو روس سے نکال دیا اور دڑاتے ہوئے جرمنی سرحدوں تک پہنچ گئے، برطانیہ اور امریکہ نے فرانس پر حملہ کر دیا جہاں جرمنی کے پاؤں اکھڑ گئے رومانیہ اور فنلینڈ جرمنی سے الگ ہو گیا اتحادی فوجیں بلجیم اور لکسمبرگ میں داخل ہو چکی ہیں۔ جنگ سمٹ کر جرمنی کے حدود تک محدود ہو رہی ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جرمن جب باہر اتحادیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو وہ اپنے ملک میں کیا کریں گے ان کی شکست یقینی ہے۔

صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ جنگ ختم ہونے والی ہے لیکن اس جنگ کے اختتام میں ایک تیسری جنگ کی گونج بھی سنائی دے رہی ہے اور مفکرین اس تیسری جنگ کی ہولناکیوں سے مستقبل قریب میں مہذب دنیا کو کھنڈرات میں بدلتا ہوا دیکھ رہے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ اس جنگوں کے سلسلہ کو کیسے ختم کیا جائے یورپ کے بلند پایہ مدبرین اور مصنفین نے جنگ کو روکنے کے لئے جو تدابیر پیش کی ہیں ان سب کا اصول ایک ہی ہے کہ جنگ کے بعد ایک بین الاقوامی انسٹیٹیوشن یا انجمن قائم کرنی چاہیئے جو سب جھگڑوں کا فیصلہ کر کے امن قائم رکھے ــــ کسی مفکر نے اس انجمن کا نام اقوام کی فیڈریشن تجویز کیا ہے اور کسی کا خیال ہے کہ اس کا نام سپریم کونسل ہونا چاہیئے۔

پہلی جنگ عظیم کے خاتمہ پر بھی ایسی تجاویز کے نتیجہ میں لیگ آف نیشنز قائم ہوئی تھی جس میں دنیا کی تمام قومیں شامل ہوئی تھیں اور لوگوں کا خیال تھا کہ اس لیگ کے ذریعہ سے دنیا میں حقیقی امن قائم ہو جائے گا لیکن یہ لیگ بجائے امن و صلح کی ضامن ہونے کے کفن چوروں کی انجمن ثابت ہوئی اور ایک مشرقی شاعر نے اس لیگ کے متعلق طنزیہ طور پر کہا ؎

من ازیں بیش نہ دانم کہ کفن دزدے چند
بہر تقسیم قبور انجمنے ساختہ اند

سب سے پہلے جاپان نے جو لیگ کا ممبر تھا چین پر حملہ کر کے لیگ آف نیشنز کی کمزوری اور بے حقیقتی کو دنیا پر واضح کر دیا۔ لیگ اس حملہ کا کوئی سدباب نہ کر سکی اس کے بعد اطالیہ نے حبشہ پر حملہ کر کے نہتے حبشیوں کو زہریلی گیس سے ہلاک کر دیا۔ سپین کی خانہ جنگی میں اٹلی اور جرمنی نے ایک فریق کو علانیہ مدد دی مختصر یہ کہ لیگ بری طرح سے ناکام ہوئی اور دنیا پر واضح ہو گیا کہ جنگوں کو روکنا مغربی مفکرین کے بس کا روگ نہیں ہے، لیکن آج اس آزمائے ہوئے نسخہ کو دوبارہ آزمانے کی تلقین کر کے انتہائی جہالت کا ثبوت دیا جا رہا ہے اور اقوام کی فیڈریشن اور سپریم کونسل کے تصورات کو پیش کر کے خاک و خون میں لتھڑی ہوئی دنیا کی اشک شوئی کی جا رہی ہے۔ معمولی سمجھ کا آدمی بھی اس بات کا اندازہ کر سکتا ہے کہ یہ تصورات لیگ آف نیشنز کی صدائے باز گشت ہیں ان کی ناکامی اسی طرح یقینی ہے جس طرح لیگ کی ناکامی ایک امر واقعہ بن چکی ہے شکست خوردہ لیگ کوئی بھیس بدلے وہ شکست خوردہ ہی رہتا ہے لیگ اگر ایک دوسرے بھیس میں ظاہر ہو رہی ہے تو وہ یقیناً ناکام رہے گی کیونکہ دنیا کے حالات اور کوائف وہی ہیں جو ۱۹۱۸ء میں تھے، ان تصورات کی ناکامی کی اصل وجہ یہ ہے کہ مغرب کے عوارض کی صحیح تشخیص نہیں کی گئی یورپ ایک روحانی عارضہ میں مبتلا ہے یہ عارضہ مادہ پرستی سے پیدا ہوا ہے یورپ کو ایک روحانی نظام کی ضرورت ہے۔ یورپ قوموں میں تقسیم ہو چکا ہے ہر قوم دوسرے کے زمان و مکان کو غصب کرنے کی کوشش کر رہی ہے دوسرے کو تباہ و برباد کرنے کی کوشش کر رہی ہے مغربی لوگوں نے اپنی سرزمین سے مذہب کو جلا وطن کر دیا اس لئے وہاں سے امن و صلح بھی رخصت ہو گئی طاقتور کمزور پر ستم ڈھانے لگے ہر قوم اپنے مفاد کے پیش نظر دوسری قوموں کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگی انسانوں کے قلوب میں بجائے انسانوں کی محبت کے نفرت کے خونین جذبات پیدا ہو گئے۔

یورپ کو ایک ایسے تصور کی ضرورت ہے جو قومیت کے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے اور سفید فام لوگوں کو ایک خدا کے حضور جھکا کر مساوی سطح پر لے آئے۔ اس دنیا کا پیدا کرنیوالا ایک خدا ہے۔ اور سب بنی نوع انسان اس خدا کا کنبہ ہیں انہیں ایک دوسرے کے حقوق کی نگہداشت کرنی چاہیئے ایک دوسرے سے رفق و ملائمت سے پیش آنا چاہیئے۔ دنیا میں فساد نہیں کرنا چاہیئے بلکہ صلح اور امن سے رہنا چاہیئے سائنٹیفک آلات سے قوموں کو وسیع پیمانہ پر قتل کرنا تہذیب نہیں بربریت ہے حقیقی تہذیب حیوانیت سے بلند ہو کر زندگی بسر کرنا ہے، امن اور سلامتی سے رہنا ہے اور سلامتی کا مذہب صرف اسلام ہے جو دنیا کے سامنے ایک خدا اور ایک مخلوق کا تصور پیش کرتا ہے انسان کو حیوانیت اور بربریت کی سطح سے اٹھا کر بلند روحانی مقامات پر پہنچاتا ہے آج مغرب کی شفا صرف اسلام قبول کرنے میں ہے ضرورت ہے کہ ان اقوام کے سامنے اسلامی تعلیمات کو پیش کیا جائے مغربی مجددین فکر درماں میں سرگرداں ہیں اور ایک ایسے علاج کے لئے اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہے ہیں جس سے انہیں مسلسل جنگوں کے عارضہ سے نجات ملے بعض مغربی مفکرین خود بخود اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ ان کی مشکلات کا حل اسلام میں ہے لیکن ضرورت ہے کہ وسیع پیمانہ پر یورپ میں اشاعت اسلام کی جائے آج تک یورپ میں تبلیغ اسلام کا کام جماعت احمدیہ لاہور نے نمایاں طور پر انجام دیا ہے اور اب بھی اس پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ انتہائی محنت اور قربانی کے ساتھ اس کام کو سرانجام دے کیونکہ آج صرف اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو یورپ کو تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچا سکتا ہے اور دنیا میں حقیقی صلح امن اور آشتی قائم کر سکتا ہے۔

ایک قابل تعریف کوشش

سال رواں میں جناب حبیب الرحمان صاحب صادق (دہلی) نے اپنی طرف سے بتیس قادیانی دوستوں کے نام ایک سال کے لئے اخبار پیغام صلح کے پرچے جاری کرائے اور ان کے علاوہ پیغام صلح کو دو مستقل خریدار دئے۔ صادق صاحب کی یہ کوشش بہت قابل تعریف ہے خدا انہیں جزائے خیر دے اور بیش از پیش خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے۔ احباب سلسلہ کو چاہیئے کہ ایسے قادیانیوں کے نام جن میں غور و فکر کی صلاحیت ہو اخبار پیغام صلح جاری کرائیں اور عند اللہ ماجور ہوں ممکن ہے بعض سعید روحیں صداقت کو قبول کریں اور جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہو کر حضرت امام عصر حاضر کے بلند تبلیغی مقاصد کو بروئے کار لانے کی کوشش کریں۔

اخبار احمدیہ

ــــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

ــــ جناب محمد فضل الرحمان صاحب جالندھر سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کا چھوٹا بچہ مجیب الرحمن بعارضہ پیچش و بخار بیمار ہے سب احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ بچہ کو شفائے کلی عطا فرمائے اور صحت بخشے۔ آمین

ــــ حبیب الرحمن صاحب صادق دہلی چند دنوں سے بخار میں مبتلا ہیں احباب سلسلہ ان کی شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

ــــ چودھری غفور احمد صاحب بدوملہی سے تحریر فرماتے ہیں کہ ان کے والد صاحب کے دائیں ہاتھ میں سخت چوٹ آئی ہے زخم ہڈی تک پہنچ گیا ہے ان کی صحت کے لئے حضور قلب سے دعا کیجائے۔

ضروری اعلان } مبلغین کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ بعض وقت شرائط بیعت کو بیعت فارم کے ساتھ واپس کرتے ہیں اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھی وہ اسی صورت میں پہنچتا ہے اس سے ایک تو ڈاک کا خرچ بڑھتا ہے اور دوسرے شرائط بیعت تو بیعت کنندہ کے پاس رہنی چاہئیں امید ہے آئندہ مبلغین حضرات اس امر کا خاص خیال رکھیں گے۔

رمضان المبارک اور تراجم قرآن فنڈ

تراجم قرآن فنڈ کے وعدہ کنندگان کی خدمت میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرداً فرداً بھیجا گیا ہے کہ وہ اس مبارک مہینہ میں جو صرف خیر کا مہینہ ہے اور قرآن مجید سے خاص نسبت رکھتا ہے اپنا وعدہ پورا کر دیں۔ جن احباب جماعت نے ابھی تک اس تحریک میں حصہ نہیں لیا ان کی خدمت میں عرض کی گئی ہے کہ وہ اس تحریک میں کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لیں اور اس نیک کام میں جماعت سے الگ نہ رہیں۔ احباب کرام جلد اس کی تعمیل فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

اس فنڈ کی تازہ رفتار وصولی حسب ذیل ہے۔

میزان سابقہ	۹	۹	۸۶۷۲۳
وصولی ۹/۴۴ تک	۲	۲	۱۲۱۱
میزان وصولی	۳	۰	۸۷۹۳۵
وعدہ جات قابل وصول	۰	۱۵	۲۵۸۴۱

(اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام!

رمضان المبارک دعا کا مہینہ ہے

رمضان سورج کی تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کیلئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا اسلئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ یہ عرب کے لئے خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمضان سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمضان اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہوتے ہیں رمضان دعا کا مہینہ ہے شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن سے ہی ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیوں نے اس مہینہ کو تنویر القلب کے لئے عمدہ لکھا ہے اس میں کثرت سے مکاشفات ہوتے ہیں۔ نماز تزکیہ نفس کرتی ہے اور روزہ سے تجلی قلب ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جاوے اور تجلی قلب سے مکاشفات ہوتے ہیں جن سے مومن خدا کو دیکھ لیتا ہے۔ انزل فیہ القرآن میں ہی اشارہ ہے بیشک روزہ کا اجر عظیم ہے مگر امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم کر دیتے ہیں ہیں۔ روزہ کے بارہ میں خدا فرماتا ہے ان تصوموا خیر لکم یعنی اگر تم روزہ رکھ ہی لیا کرو تو تمہارے لئے اسمیں بڑی خیر ہے۔

سفر میں روزہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ سفر کے لئے روزہ رکھنے کا کیا حکم ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ قرآن کریم سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ من کان مریضا او علی سفر فعدۃ من ایام اخر یعنی مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے اس میں امر ہے یہ اللہ تعالےٰ نے نہیں فرمایا کہ جس کا اختیار ہو نہ رکھے میرے خیال میں مسافر کو روزہ نہ رکھنا چاہیئے اور چونکہ عام طور پر اکثر لوگ رکھ لیتے ہیں اس لئے اگر کوئی تعامل سمجھ کر رکھ لے تو کوئی حرج نہیں مگر عدۃ من ایام اخر کا پھر بھی لحاظ رکھنا چاہیئے سفر میں تکلیف اٹھا کر جو انسان روزہ رکھتا ہے تو گویا اپنے زور بازو سے اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا چاہتا ہے اس کی اطاعت امر سے خوش نہیں کرنا چاہتا یہ غلطی ہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت امر اور نہی میں سچا ایمان ہے۔

(مجموعہ فتاوےٰ احمدیہ جلد اول)

(بقیہ از صفحہ نمبر ۶)

دیوارت کی کرسی پر متمکن ہو گئے جہاں تین ممبر پہلے موجود تھے" باوجود اس تعبیر کے واقعہ کے مطابق ہونے کے آپ نے کیوں اس امر پر زور دیا ہے۔ نہ صرف پہلے بلکہ اب بھی ایسے الہٰی اشارہ قرار دیکر اسکی بنا پر ہماری جماعت کو جناب میاں صاحب مکرم کو مسیح موعود تسلیم کرنے کی دعوت دی ہے کہ یہ خواب مرزا سلطان احمد صاحب کے بیعت کرنے سے پوری ہوئی ہے کیا آپ ایسے الیس پینے کیلئے تیار ہیں؟

اگر مولوی صاحب موصوف ہماری جماعت کو جناب میاں صاحب مکرم کو مسیح موعود تسلیم کرنے کی دعوت نہ دیتے تو ہم بھی خاموش رہتے لیکن چونکہ انھوں نے اس خواب کو سامنے رکھکر دعوت دی ہے اسلئے مجھے بھی ضرورت پیش آئی ہے کہ میں انھیں کی غلطیوں کی طرف دوبارہ توجہ دلاؤں۔

میاں محمود احمد صاحب جواب دیں

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

حضرت مسیح موعودؑ پر جو افترا میاں محمود احمد صاحب نے کئے ہیں میں ان کو افترا ہی کہتا رہا ہوں اور کہتا رہوں گا اگر وہ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ میری اس دعوت کو قبول کریں اور مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں میں بھی مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا ورنہ جو الزام میں ان پر دے رہا ہوں وہ ایک ثابت شدہ حقیقت قرار پائے گا۔ دیکھئے میں پھر صاف الفاظ میں ان الزامات کو دہراتا ہوں:۔

(۱) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ پر افترا کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے دعوے میں تبدیلی کی کہ انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعویٰ نبوت کر دیا اور اپنی سابقہ سالہا سال کی انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ کر دیا۔

(۲) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر یہ افترا کیا ہے کہ آپ خود یہ فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

(۳) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افترا کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء کے قریب مسیح موعود کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا سابقہ اجتہاد در بارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

اگر جناب میاں صاحب کو یہ جرات ہے تو ان الزامات کی بنیاد پر چاہیں وہ مجھ سے بحث کریں جس میں میں ان کے اپنے مریدوں کو ثالث بناؤں گا اور چاہیں تو بحث کے بعد مباہلہ بھی کر لیں یعنی وہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں کہ ان کے عقائد جو آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر درج ہیں حضرت مسیح موعود کے عقاید کے مطابق ہیں اور میں مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا کہ ان کے یہ عقائد حضرت مسیح موعود کے عقاید کے قطعی خلاف ہیں۔ مگر مباہلہ سے پہلے مباحثہ بہرحال ضروری ہوگا۔

اور اگر میاں صاحب اب بھی خاموش رہیں تو دیکھئے میں ان الزامات کو دہراتا رہوں گا۔ یہاں تک کہ ان کے مریدوں میں بھی یہ ایمانی جوش پیدا ہو کہ وہ میاں صاحب سے ان الزامات کی بریت کے متعلق سوال کریں

خدا داری چہ غم داری

ایک ایمان افروز واقعہ برادران سلسلہ سے درخواست

(از جناب حاجی شیخ الہ دین صاحب بقلوی)

۷ ر ماہ رمضان المبارک کو نماز تراویح پڑھنے کے بعد بندہ احمدیہ مسجد میں ذرا دیر کے لئے لیٹ گیا۔ ایک شخص نے آکر مجھے چند نوٹ لپٹے ہوئے دئے اور دیکر چلا گیا۔ میں نے اسی وقت جلدی سے اٹھ کر نوٹوں کو واپس کرنا چاہا تو مجھے چکر آ گیا اور میں گرنے لگا۔ اس شخص نے میرا بازو پکڑ لیا اور فرمایا کہ یہ رقم تم لے لو کچھ مضائقہ نہیں جب کوئی شخص کسی فقیر کو رہ مولا کچھ دیتا ہے تو وہ اس دینے والے کے حق میں دعا کرتا ہے۔ میں نے بھی اسی وقت دو نفل ادا کئے اور سجدہ میں اس شخص کے حق میں اپنے مولا کریم سے یہ دعائیں کیں کہ یا اللہ تو مشکل کشا ہے۔ تو اس شخص کے نیک ارادوں کو پورا کر اور اس شخص کی تمام مشکلیں حل کر دے۔ تو غفور الرحیم ہے۔ میں نے نفل ادا کرنے کے بعد نوٹوں کو گنا تو پچاس روپیہ کے نوٹ تھے۔ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ انھوں نے میری مدد کیوں فرمائی الاعمال بالنیات ہر کام کا دار نیت پر ہے۔ ہاں میری عرصہ سے یہ خواہش تھی کہ تراجم قرآن فنڈ میں کم از کم پانچ روپے کی رقم دینی چاہیئے لیکن میرے مولا کریم نے بجائے پانچ روپیہ کے دست غیب سے پچاس روپے کی رقم مجھے عنایت کی جس کا مجھے کوئی علم نہیں تھا۔ الحمدللہ اب وہ رقم میں نے تراجم قرآن فنڈ میں ادا کر دی میری خواہش سے بڑھکر خدا نے اس فنڈ میں حصہ لینے کا سامان کر دیا۔

اب میں اپنے برادران طریقت سے ایک نہایت عاجزانہ درخواست کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ یہ وقت خدمت دین کا ہے۔ امام زمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ الرحمۃ کی دلی خواہش تھی کہ قرآن کریم کا ترجمہ دنیا کی مختلف زبانوں میں کر کے اس کی اشاعت کی جائے تا کہ دنیا پر حجت پوری ہو۔ پھر آپ نے فرمایا کہ یہ کام میرا ہے یا اسکا جو میری شاخ ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دوست جو لاہور میں بستے ہیں اور احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ممبر ہیں وہی آپ کی یہ شاخ ہیں پس اے دوستو یاد رہے کہ آپ نے ہی یہ کام کرنا ہے۔ تراجم قرآن فنڈ کی بنیاد پڑ چکی ہے دو لاکھ روپے کی ضرورت ہے اور اس رقم کو پورا کرنا ہمارا فرض ہے سب دوست اپنی اپنی ہمت کے مطابق اس فنڈ میں حصہ لیں۔ بیسے دامے۔ درمے۔ سخنے اور پھر دیکھیں کہ اللہ پاک غیب سے کس طرح ہماری جماعت کی مدد کرتا ہے۔

میری عمر اس وقت ۸۶ سال کی ہے اور زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت لدھیانہ میں کی تھی جبکہ حضور نے سب سے اول بیعت لی تھی۔ اور اس وقت مولوی محمد عبداللہ صاحب مصنف تحفۃ الہند بھی آپ کی ملاقات کیلئے پٹیالہ سے تشریف لائے ہوئے تھے۔ شملہ میں ساری عمر میں انگریزی ترجمۃ القرآن اور بیان القرآن اور دیگر احمدیہ لٹریچر کی اشاعت کے لئے کوشاں رہا۔ اب آخری عمر میں میری جو خواہش تھی اسکو بھی خدا نے پورا کر دیا۔ . . . . .

یہ پچاس روپے اپنی ذات پر خرچ کرتا تو چند دن آرام سے گذر جاتے مگر زندگی کا کیا بھروسہ ہے اس لئے اس رقم کو توشہ آخرت بنانا ہی بہتر ہے۔ فالحمد للہ رب العلمین

اے خدا مکن شاداں دل تاریک را
آنکہ اورا ذکرِ دینِ احمد مختار نیست

خاکسار حاجی شیخ الہ دین

اسلام بین الاقوامی مذہب ہے

تقریر حضرت مولانا صدر الدین صاحب گولباغ سرینگر

حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے ۱۰ اگست کو گولباغ سرینگر میں احمدیہ ینگ مینز ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام جو پبلک لیکچر دیا اس کی مختصر کیفیت اور صاحب صدر خواجہ غلام السیدین ڈائرکٹر ایجوکیشن کے ریمارکس گذشتہ اشاعت میں درج ہو چکے ہیں۔ اب معزز معاصر "روشنی" میں حضرت مولانا کی تقریر کا خلاصہ شائع ہوا ہے جو قارئین کرام کے افادہ کے لئے ذیل میں ہدیہ قارئین کرام ہے۔ (مدیر)

حضرت مولینا صدر الدین (تلاوت قرآن کریم کے بعد)

صدر محترم و حاضرات سامعین۔ حضرت نبی کریم صلعم کے متعلق نہ صرف مسلمان بلکہ تمام اقوام جانتے ہیں۔ کہ انھوں نے ایک عظیم الشان مذہب کی بنا ڈالی جس میں مساوات اور برادری کی تعلیم ہے۔ علاوہ اس کے آپ نے ایک عظیم الشان سلطنت کی بنیاد ڈالی جو آپ نے کامیابی سے چلائی۔ حضرت نے خدائے رب العٰلمین ہونے پر پورا زور دیا اگرچہ آج کہا جاتا ہے۔ کہ خدا یونیورسل ہے۔ لیکن اس وقت عرب کے لوگوں کی ذہنیت ایسی تھی کہ کہا کرتے تھے کہ عرب اچھے۔ اور باقی سب گونگے ہیں۔ وہی ذہنیت اس وقت ہندوستان میں تھی بلکہ آج بھی ہندوستان امریکہ، جرمنی، اور انگلستان میں کارفرما ہے، مجھے معلوم نہیں کہ اور بھی کوئی یورپین قوم ہے جو کہتی ہے کہ ان میں دیگر اقوام کی نسبت خصوصیات ہیں۔ امریکہ میں کہا جاتا ہے GOD'S LAND لیکن جونہی ایک سیاہ فام کا سوال پیش ہوتا ہے تو اس کے لئے یہ اصول نہیں رہتا ہے۔ ہندوستان کے برہمنوں میں اور دیگر علاقوں میں بھی ہر کمیں لوگوں میں یہی ذہنیت نظر آتی ہے حضرت عیسٰی نے کسی سلطنت کی بنیاد نہ ڈالی نہ ان کی کتاب میں تمام اقوام کے لئے تعلیم درج ہے۔ ایک کنعانی عورت کے شور مچانے پر آپ نے کہا "اسے نکال دو" ایک اور کنعانی عورت نے آپ سے شریعت کی تعلیم پوچھی۔ تو آپ نے کہا کہ میں انسانوں کی روٹی کتوں کے آگے نہیں ڈالنا چاہتا ہوں۔

اس عورت نے کہا جو ٹکڑے دسترخوان سے گرتے وہ کتے ہی کھاتے ہیں۔ یہ دلیل موزوں دکھائی دیتی ہے میں ایسے نامعقول جملے کو حضرت عیسٰی کی طرف منسوب کرنا غلط سمجھتا ہوں لیکن یہ انجیل میں لکھا ہے۔ نبی کریم صلعم کا معجزہ ہے کہ انھوں نے مشکلات اور تفرقات کے پہاڑ گرائے۔ اور ملت کو ایک کیا۔ قرآن کریم نے "اے اہل کتاب" "اے مومنو!" اور "اے لوگو!" کے الفاظ سے لوگوں کو خطاب کیا ہے اور کہا ہے کہ تم ایک ماں باپ کی اولاد ہو۔ شکلوں، زبانوں، قبیلوں کا اختلاف اس وجہ سے رکھا گیا ہے۔ کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو لیکن تم ان اختلافات پر آپس میں لڑتے جھگڑتے ہو۔ یہ بالکل غلط طریقہ ہے۔ مشرق و مغرب کا مسئلہ غلط ہے اسی لئے قرآن نے فرمایا رب المشارق والمغارب۔ ایک ایک نقطے پر مشرق اور مغرب موجود ہے۔ شمالی قطب سے جنوبی قطب تک ایک ہی قانون کام کرتا نظر آتا ہے۔ آج سے بہت زمانہ پہلے نبی کریم صلعم کا زبان، رنگ، مشرق، مغرب، قوم اور نسل کے اصولوں پر بحث کرنا بہت بڑی بات ہے طرب ہو کر

آپ نے کہا کہ کسی عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر فضیلت نہیں ہاں تقوے کی بدولت ہی انسان ترقی کر سکتا ہے جس کے معنے ہیں کہ خدا کا خوف رکھتا ہو اور مخلوق کو محبت کی نظر سے دیکھتا ہو۔ حضرت ابراہیم کی نسل سفید رنگ کی قوم تھی لکھا ہے کہ چودھویں کا چاند تھا۔ ایک صحابی حضرت نبی کریم کی طرف دیکھتا تھا اور کہنے لگا واللہ آپ بالکل چاند کے رنگ کے ہیں لیکن جب سیاہ فام حبشی حضرت بلال رض نے کلمہ پڑھا تو حضرت اس سے بغلگیر ہوئے اور اسے تلقین کی کہ اذان دیا کرو۔ پھر اسے کہا جنت میں بھی تم میرے ساتھ ہوگے اے بلال میں جنت میں تیرے چلنے کی آہٹ سنتا ہوں۔ نہ صرف اتنا ہی بلکہ مہتمم خانہ بھی بنا دیا۔ پادری لوگ ہزار ہا روپے خرچ کرکے اور صعوبتیں برداشت کرکے جب لوگوں کو عیسائی بناتے ہیں تو بھی سیاہ فام لوگوں سے تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ عرب کے بڑے بڑے لوگوں نے جب شکایت کی کہ یہ کیسا نبی ہے جو چھوٹے چھوٹے آدمیوں کے پاس بیٹھتا ہے تو آیت اتری اے محمد! بڑے آدمیوں کی خاطر چھوٹے اور غریب آدمیوں کو نہ چھوڑنا۔ گاندھی جی کی میں قدر کرتا ہوں انھوں نے شودروں کی بہتری کی خاطر بہت کام کیا۔ میں نے انہیں اچھی طرح سابرمتی کے کنارے اسلام سمجھانے کی سعی کی لیکن دیگر ہندو اکابرین اچھوتوں کو اچھوت ہی سمجھنے پر زور دیتے رہے۔

لیکن دو جہان کے بادشاہ صلعم خاندان، رتبہ اور نبوت کے لحاظ سے بھی بڑا ہونے کے باوجود غریبوں کے ساتھ اس طرح بیٹھتے تھے کہ آپ کا گھٹنا ان کے گھٹنے کے ساتھ لگ جاتا تھا اور آپ اس پر فخر کیا کرتے تھے۔ آپ نے یہودیوں، عیسائیوں کو مسلمان بنا کر ایک قوم بنالی۔ آنحضرت صلعم کا کلام ہی دلکش اور شیریں ہے اور آپ ہی سب سے بڑھکر کامیاب ہیں۔ آپ نہ صرف وعظ کرتے تھے بلکہ اسے تکمیل کو پہنچا کر دیتے تھے۔ بادشاہ ہوکے آپ نے مسجد نبوی میں عیسائیوں کے وفد کو جگہ دی۔ اتوار کو ان کی پریشانی دیکھ کر انہیں کہا کہ گرجا کرنا ہے تو یہیں کر دو۔ یہ خدا کا گھر ہے۔

ہمارا مذہب سہل اور آسان ہے ہم سارے قوموں کے خدا کی ہم پرستش کرتے ہیں۔ اسلام میں کوئی فرقہ نہیں، شیعہ سنی کے جھگڑے معمولی اور سطحی ہیں۔ خدا کے لئے تفرقہ چھوڑ دو یہ مسلمانوں کی عزت کو تباہ کرنے والا ہے۔ آنحضرت صلعم نے عیسائیوں کو چارٹر دیا کہ لا اکراہ فی الدین۔ تلوار دکھا کر کسی کو مسلمان بنانا بدترین ہے۔ نبی کریم صلعم نے ایسا کبھی نہیں کیا ورنہ عیسائی اور یہودی اس سلطنت میں کس طرح موجود رہتے اور کس طرح عظمت کو پہنچ جاتے؟

آپ نے اعلان میں لکھا ہے کہ بزرگوں، راہبوں کی تعظیم کی جائے گی۔ گرجوں کی مرمت کے لئے غیر مسلم معمار میسر نہ ہوں تو مسلمان معماران کی مرمت کریں۔ حاتم طائی عیسائی تھے۔ بلا امتیاز سخاوت سے خرچ کرتے تھے۔ اس کی بیٹی قیدیوں میں گرفتار ہو کر آئی تو آپ کو اطلاع دی گئی۔ آپ نے کہا میں اخلاق کو اعلیٰ معیار تک پہنچانے آیا ہوں۔ اس لئے اسکی تعظیم کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ اور اپنی چادر اس کے لئے بچھا دی۔ آج عیسائی مؤرخ لکھیں کہ اسلام نے عورتوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنے کی تلقین نہیں کی ہے۔ تو لکھا کریں۔ پھر آپ نے اسے کہا۔ صفانہ! تمہارے باپ کے دل کے اندر خدا کے صفات تھے، میں گوارا نہیں کرتا کہ تمہیں قید کروں۔ وہ لڑکی عقلمند تھی۔ بولی میری سہیلیاں بھی ہیں اور میں نہیں چاہتی کہ میں آزاد ہو جاؤں اور وہ قید میں رہیں۔ اس پر حضرت نے حکم دیا کہ سب کو احترام کے ساتھ ان کے گھروں تک پہنچا دو۔ گھر پہنچکر صفانہ نے بھائی سے کہا کہ مسلمان فرشتے ہیں جس پر وہ مسلمان ہوا۔ ایک دفعہ ایک عیسائی نے مسجد میں پیشاب کیا اور حضرت نے مسلمانوں کو کہا روکو نہیں۔ اس کا پیشاب بند ہوگا۔ اس کے بعد اسے کہا میاں یہ مسجد عبادت کی جگہ ہے آئندہ ایسا نہ کرنا۔ وہ ایسے سلوک کی بدولت مسلمان ہوگیا لیکن تم مسلمان ہو کر مسلمان کو اب مسجد میں گھسنے نہیں دیتے ہو۔ حضور کی قوم میں ایسا نہیں ہونی چاہئیں۔ کیونکہ آپ لوگوں کی بدولت غیر مسلم حضور پر اعتراض کرتے ہیں حضور نے کہا ہے کہ میں تمام انبیاء کی عزت تعظیم کی تعلیم سکھاتا ہوں مسلمان بچہ سات سال کی عمر کو پہنچتا ہے تو اسے تعلیم دی جاتی ہے کہ

امنت باللہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ والیوم الاٰخر والقدر خیرہ وشرہ

یعنی ایک ایک مسلمان بچہ بغیر کسی تعلیم و معلومات کے ہی کہا کرتا ہے کہ میں تمام رشیوں، منیوں اور کتابوں کو مانتا ہوں لہذا کہا جاسکتا ہے کہ اسلام بین الاقوامی مذہب ہے۔ عیسائیوں نے حضور صلعم کے خلاف بدزبانیاں کی ہیں لیکن کیا کوئی مسلمان انتقامی جذبہ سے متاثر ہو کر ان کے پیغمبر کے خلاف کچھ کہنے پر تیار ہو جاتا ہے؟ ہرگز نہیں اسلئے حضور نے تمام انبیاء پر احسان کیا مسلمان وسیع القلب ہے جو راجچندر جی، لارڈ کرشنا، عیسٰی موسٰی، یعقوب اور ابراہیم کی عزت و تعظیم کرتا ہے۔ لیکن اسے ان کی تعلیمات کی ضرورت نہیں۔ حضرت عمر رض انجیل کی ورق گردانی کر رہے تھے تو حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا "اگر موسٰی اور عیسٰی زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری متابعت کرنی پڑتی" حضرت عمر رض نے فرمایا رضینا باللہ تعالیٰ ربا۔ اور لوگوں نے کہا کہ میں مسئلہ دیکھ رہا تھا۔ مسلمان کے ایمان کا حصہ ہے کہ دوسری اقوام کی کتابوں کی تعظیم کرے اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ حضرت محمد نے وہ مذہب پیش کیا جو بین الاقوامی مذہب ہے تسکین و اطمینان بخشنے والی ہستی کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ اے لوگو کیا تم خدا کے متعلق بحث کرتے ہو جو سب کی ربوبیت کرتا ہے خدا کا قانون ایک ہے، جو زیادہ محنت کرتا ہے وہ زیادہ پھل اٹھاتا ہے۔ خدا نے کسی قوم کو امتیازی رنگ نہیں دیا؟ جرمنی میں بھی یہاں کی سی مرغی ہے جو چودہ انڈے دیتی ہے لندن کی بدصورت مرغی بھی ایسی ہی ہے۔ خواص سب اشیاء کے یکساں ہیں۔ گیہوں، انڈا، دودھ سب جگہ یکساں غذائیں ہیں۔ یہ دیکھ کر ہم خدا کا شکر بجا لاتے ہیں۔ شودر زادی کی چھاتیوں میں بادشاہ زادیوں کی نسبت اچھا دودھ ہوتا ہے۔ ہم ایسے ہی فرمانبردار ہیں۔ آج مسلمان آپس میں لڑتے ہیں ان میں غیرت کم ہوگئی ہے وہ اپنا مذہب کس طرح اوروں کو پیش کرسکیں گے شارع صلعم نے فرمایا ہے کہ جو ہماری نماز پڑھتا ہے۔ قبلہ کی طرف رخ کرتا ہے۔ ہمارا ذبیحہ کھاتا ہے۔ وہ ہمارا بھائی ہے۔ کسی مسلمان کا عمل خراب دیکھو تو کسی عمل کی بنا پر تم اسے خارج نہیں کرسکتے ہو۔ اور نہ کسی گناہ کی وجہ سے بلکہ تم اسے وعظ کرو۔ سزا دو۔ جو توحید کا کلمہ پڑھتا ہے۔ توحید کا قائل ہے۔ اسے دنیا بھر کے مسلمان خارج نہیں کرسکتے ہیں۔ جس پیغمبر نے اختلافات مٹا دئے۔ قوموں کو ایک کیا تمام رشیوں، نبیوں کی تعظیم سکھائی تمام کتابوں کی تصدیق کی اور کہا جو کوئی بھی نیکی کرے گا اس کی لذت پائے گا اور جو بدی کرے گا تو اس کی سزا اٹھائیگا۔ تمام اقوام کی زندگی کے لئے ایک پانی اترتا ہے۔ جس خدا نے سب کچھ ایک خیمے کے اندر رکھا ہے۔ وہ سب اسلام نے سائینٹیفک کنسٹرکشن میں دکھا دیا اور کہا سارے ایک کنبہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تفرقے ملاؤں نے اٹھائے ہیں۔ تمام رسولوں کو مخاطب کر کے خدا نے کہا کہ سب رسولوں کا دین ایک ہے۔ سب رسول آپس میں بھائی بھائی ہیں لیکن ان کی مائیں الگ الگ تھیں۔ جب اسلام نے ایسا تخیل پیش کیا۔ اور جس قرآن نے تمام اقوام کو ایک کیا تو اس قرآن کریم کو اول درجے کی کتاب نہ کہیں تو کس کو کہیں؟ مولینا کی تقریر کئی سوا گھنٹہ جاری رہی۔

تراجم قرآن فنڈ

جماعت حیدرآباد دکن کے تمام وعدے وصول ہوگئے

حیدرآباد دکن کی قلیل جماعت اپنے اخلاص و ایثار کے لحاظ سے بہت قابل قدر رہی ہے اس نے تراجم قرآن فنڈ کے لئے معقول رقموں کے وعدے کئے۔ اب بمسرت اعلان کیا جاتا ہے کہ ان تمام وعدوں کی پوری رقوم وصول ہوکر داخل خزانہ انجمن ہو چکی ہیں۔ ایک پائی بھی باقی نہیں ہے۔ بزرگان و احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ ماہ رمضان المبارک کے اندر اپنی دعاؤں میں اراکین جماعت حیدرآباد کو خاص طور پر یاد رکھیں۔

خاکسار۔ محمد انعام الحق۔ از حیدرآباد دکن

چند متفرق امور

اوّل

کیا جناب میاں صاحب مکرم اپنی نصیحت پر آپ عمل کرنے کیلئے تیار ہیں؟

(از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری)

جناب میاں صاحب مکرم کی خاکسار کو نصیحت

۲۸ جون کے الفضل میں جناب میاں صاحب مکرم کے ملفوظات کے ضمن میں خاکسار کی نسبت یہ شائع ہوا تھا کہ خاکسار نے ۱۹۳۵ء میں نبوت حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق ایک حلفیہ بیان ناظر تالیف و تصنیف کو دیا تھا جناب میاں صاحب مکرم نے خاکسار کی طرف اس حلفیہ بیان کو منسوب کرکے خاکسار کو یہ نصیحت کی تھی کہ دیانتداری کا تقاضا ہے کہ خاکسار کہدے کہ خاکسار نے جو قسم کھا کر بیان دیا تھا وہ غلط تھا اور اس نصیحت کو بار بار دہرایا اور دیانتداری کے تقاضا پر بار بار زور دیا ہے۔

میں نے ۲۸ جولائی کے پیغام صلح میں جناب میاں صاحب مکرم سے مطالبہ کیا تھا کہ وہ مہربانی فرماکر میرا وہ بیان شائع کردیں جسے میں نے حلف اور قسم سے مؤکد کیا ہو یا اپنی غلطی کا اقرار کرکے اسے واپس لیں۔ اس مطالبہ پر ایک ماہ سے زائد عرصہ گذر گیا ہے لیکن جناب میاں صاحب مکرم نے نہ تو میرا حلفیہ بیان شائع کیا ہے اور نہ ہی اپنے الفاظ واپس لئے ہیں اگر جناب میاں صاحب مکرم برا نہ منائیں تو کیا میں ان سے دریافت کرسکتا ہوں کہ دوسروں کی دیانتداری کا تو آپ کے نزدیک یہ تقاضا ہے کہ وہ اپنی غلطی کا اقرار کر لیا کریں لیکن آپ کی دیانتداری کا کیا یہ تقاضا ہے کہ آپ دوسروں کے متعلق خلاف واقعہ اور مغالطہ دہی سے لبریز بیانات شائع کرکے باوجود ان کے خلاف واقعہ ہونے پر توجہ دلائے جانے کے خاموش ہوجایا کریں کیا مصلح موعود کے دعویٰ کا یہ بھی جزو لاینفک ہے کہ وہ غلطی کا ارتکاب کرکے اس کی اصلاح کی طرف قطعاً توجہ نہ کرے عام مومنوں کی شان میں تو قرآن شریف میں یہ وارد ہوا ہے کہ

لم یصروا علی ما فعلوا وھم یعلمون

یعنی جب ان کو اپنی غلطی کا علم ہوجاتا ہے تو وہ اس پر ہرگز قائم نہیں رہتے تو کیا مصلح موعود کی شان میں اصر علی ما فعل وھو یعلم تو نہیں وارد ہوا آخر کوئی وجہ تو بتلائیں کہ دوسروں کو تو آپ غلطی واپس لینے کی نصیحت کرتے ہیں تو اپنی غلطی کا اقرار آپ پر کیوں گراں گذر رہا ہے حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کو بھی آپ نے اپنے ملفوظات میں یہی نصیحت کی ہے لیکن وہ بھی بار بار آپ کی توجہ آپ کے بعض خلاف واقعہ بیانات کی طرف مبذول کراچکے ہیں مگر ان پر بھی ابھی تک آپ خاموش بیٹھے ہیں نہ ہی ان کا جواب دیتے ہیں اور نہ ہی اپنی غلطی کو واپس لیتے ہیں میں تو نہیں کہتا لیکن آپ خود سوچ لیں کہ کیا آپ اپنی موجودہ روش سے کہیں اس آیت کے مفہوم کے نیچے تو نہیں آتے

اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم وانتم تتلون الکتاب افلا تعقلون۔

دوسرے مطالبے اس کے علاوہ دو مطالبے میں نے اور بھی کئے تھے ایک تو یہ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ خاکسار نبوت حضرت مسیح موعود کا بالکل منکر ہوگیا ہے حالانکہ اس نبوت کا میں اب تک قائل ہوں جو محدثین کو ملا کرتی ہے یعنی نبوت محدثیہ کا ہاں بالکل منکر تو وہ شخص تھا جس کی ہدایت کے لئے حضرت اقدس نے اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" شائع کیا تھا آپ نے کیوں مجھے اس کے ساتھ ملایا ہے میرے بالکل منکر ہونے کا کوئی حوالہ پیش کریں اور دوسرے یہ کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جماعت لاہور کا ایک متمول آدمی قادیان میں میرے مکان پر آیا اور اس نے خاکسار کو ایک معقول رقم دی تا اس رقم سے خاکسار آپ کی مخالفت کرے اس کا ثبوت بھی آپ پیش کریں ورنہ اپنی غلطی کا اقرار کرکے ان سب امور کو واپس لیں تا خاکسار کے متعلق لوگوں کی وہ غلط فہمی جو آپ کے ان سراپا غلط بیانات نے پیدا کی ہے دور ہو۔

مولوی اللہ دتہ صاحب کی وکالت

جناب میاں صاحب مکرم خود تو ابھی تک خاموش ہیں لیکن مولوی اللہ دتہ صاحب اگست کے فرقان میں ان کی وکالت کے لئے آگے بڑھے ہیں اور یہ وکالت بھی صرف پہلے دو امور تک ہی محدود ہے تیسرے امر کے متعلق انھوں نے بھی خاموشی اختیار کی ہے اگر تو مولوی صاحب موصوف میرا کوئی حلفیہ بیان پیش کردیتے یا میرا نبوت مسیح موعود سے بالکل منکر ہونا دکھلا دیتے تب تو میں مان لیتا کہ میرا مطالبہ پورا ہوگیا لیکن مولوی صاحب نے نہ تو میرا کوئی حلف یا قسم دکھلائی ہے اور نہ ہی یہ دکھایا ہے کہ میں نے حضرت مسیح موعود کی طرف محدثین والی نبوت منسوب کرنے سے بھی انکار کیا ہے بلکہ صرف تاویل سے کام لیا ہے اس لئے اگر میں مولوی صاحب موصوف کی تاویل کی طرف توجہ نہ دوں تو ہر عقلمند مجھے اس میں معذور یقین کرے گا کیونکہ مولوی صاحب کو کیا معلوم کہ اس خاکسار کی طرف ان دو باتوں کو منسوب کرتے وقت جناب میاں صاحب مکرم نے اپنے ذہن میں کس بات کو مدنظر رکھا ہوا ہے مولوی صاحب موصوف کا اس عالم میں دخل در معقولات کہلائے گا اور ان آداب کے بھی خلاف ہوگا جو جناب میاں صاحب مکرم کی خلافت کے متعلق ان کو سکھلائے جاتے ہیں پس میاں صاحب مکرم یا تو مہر سکوت کو توڑ کر خود کچھ فرمائیں یا اگر انہیں بعض خاص مشاغل کی وجہ سے فرصت نہ ہو تو اتنا ہی شائع کردیں کہ انہیں مولوی اللہ دتہ صاحب کی تاویل سے بکلی اتفاق ہے ان کے ایسا شائع کرنے پر خاکسار انشاءاللہ بتوفیقہ وعونہ اس تاویل کی نامعقولیت احباب کرام پر واضح کر دے گا۔ اس تاویل کا غیر معقول ہونا اس قدر واضح ہے کہ مجھے پورا یقین ہے کہ جناب میاں صاحب مکرم کبھی اس کے ساتھ اتفاق نہیں کریں گے۔

—— (۲) ——

کیا جناب میاں صاحب مکرم دعویٰ میں تبدیلی کے قائل نہیں

اگست کے رسالہ فرقان صلا پر اس بات پر بڑا زور دیا گیا ہے کہ جناب میاں صاحب مکرم اور ان کے ہم خیال حضرت مسیح موعودؑ کے دعوے میں تبدیلی کے قائل نہیں جماعت لاہوران کی طرف اس بات کو منسوب کرنے میں افترا سے کام لے رہے ہیں اس کا فیصلہ خود حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی قلم سے نکلے ہوئے مندرجہ ذیل الفاظ کردیں گے ازالہ اوہام صلا۴۲۱ پر حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

"سوال۔ رسالہ فتح اسلام میں نبوت کا دعوے کیا ہے۔

اما الجواب:۔ نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے ہے جو خدا تعالےٰ کے حکم سے کیا گیا ہے اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے جس حالت میں رویا صالحہ نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے تو محدثیت جو قرآن شریف میں نبوت کے ساتھ اور رسالت کے ہم پہلو بیان کی گئی ہے جس کے لئے صحیح بخاری میں حدیث موجود ہے اسکو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعوے لازم آگیا"

حضرت اقدس کے مندرجہ بالا الفاظ کو سامنے رکھکر ایڈیٹر صاحب الفرقان بتلائیں کہ کیا وہ اب بھی حضرت اقدس کی طرف دعوئی نبوت کی نفی اور اس کے بالمقابل دعوے محدثیت کا اثبات منسوب کرتے ہیں اور اب بھی ان کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت اقدس نبوت کا دعوے نہیں بلکہ محدثیت کا دعوے کیا کرتے تھے اگر ان کا اب بھی یہی عقیدہ ہے تو وہ اس کا اعلان کردیں ہمارا اور ان کا جھگڑا آج ہی ختم ہوجاتا ہے اور اگر یہ نہیں بلکہ وہ اب اس بات کے قائل ہیں کہ بیشک ۱۹۰۱ء سے قبل حضرت اقدس کا دعویٰ صرف محدثیت کا ہی تھا نبوت کا ہرگز نہ تھا لیکن ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت اقدس نے محدثیت کے دعوے کو واپس لیکر نبوت کے دعوے کا اعلان کردیا تو کیا یہ تبدیلی دعوے میں ہوئی یا نہیں اس صورت میں آپ جماعت لاہور پر افترا کا الزام لگانے میں کہاں تک حق بجانب ہیں اس کا فیصلہ میں منصف مزاج قارئین پر ہی چھوڑتا ہوں۔

—— (۳) ——

مکمل اخلاقی جرأت کی ضرورت

مولوی اللہ دتہ صاحب نے مئی و جون کے رسالہ فرقان کے صفحہ ۱۸ پر حضرت مسیح موعود کا ایک ذہنی کشف درج کرکے جناب میاں صاحب مکرم کو مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ثابت کرنے کی کوشش کی تھی اس مضمون کو پڑھ کر میں نے ۱۲ جولائی کے پیغام صلح میں یہ ثابت کیا تھا کہ مولوی صاحب موصوف کے پیش کردہ کشف کا درحقیقت کوئی وجود ہی نہیں اس پر مولوی اللہ دتہ صاحب نے ۔۔۔۔۔ خاکسار کو برا بھلا کہتے ہوئے جولائی کے فرقان میں لکھا تھا کہ اس کا جواب اگست کے فرقان میں دیا جائیگا ۱۳ اگست کے فرقان میں صلا پر ایک نہایت ضروری تصحیح کی سرخی کے ماتحت انھوں نے تسلیم کرلیا ہے کہ فی الحقیقت حضرت مسیح موعودؑ کا ایسا کوئی کشف موجود نہیں گو انھوں نے اس مضمون میں ہمارے محترم بھائی شیخ محمد جان صاحب مرحوم وزیرآبادی کو جو حضرت اقدسؑ کے مخلص مریدین میں سے تھے فاسق قرار دیا ہے اور خاکسار کو ایک رنگ میں فرعون مصر قرار دینے کی کوشش کی ہے تاہم مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہے کہ انھوں نے اپنی اس غلطی کا اقرار کرکے ایک حد تک تو اخلاقی جرأت کا ثبوت دیا ہے گو مکمل اخلاقی جرأت کا تقاضا یہ تھا کہ وہ اپنے سارے مضمون کو واپس لیتے اور صفائی سے اقرار کرتے کہ جناب میاں صاحب مکرم کو مصلح موعود ثابت کرنے کے لئے جو استدلال انھوں نے اس فرضی کشف کی بناء پر کیا ہے وہ تمام کا تمام غلط ہے مگر بہرحال ان کی اتنی اخلاقی جرأت کو بھی میں قابل تعریف سمجھتا ہوں اپنے اس فعل سے انھوں نے جناب میاں صاحب مکرم کو بھی شکست دے دی ہے کیونکہ انہیں اس وقت تک اپنی غلطیوں کو واپس لینے کی توفیق نہیں ملی میں امید کرتا ہوں کہ مولوی اللہ دتہ صاحب نے جس طرح اپنی غلطی کا اقرار کرلیا ہے اسی طرح وہ اسی امر کے متعلق اپنی دوسری غلطیوں کا بھی اقرار کرکے مکمل اخلاقی جرأت کا ثبوت دیں گے اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) اگست کے فرقان میں مولوی صاحب موصوف لکھتے ہیں "حضرت میر صاحب (میر ناصر نواب صاحب) نے الفضل ۱۵ فروری ۱۹۱۰ء میں صراحت کردی ہے کہ یہ حضرت اقدسؑ کا کشف نہ تھا بلکہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کا رویا تھا" یہ بات بھی درست نہیں کہ میر ناصر نواب صاحب مرحوم نے مرزا سلطان احمد صاحب کے رویا ہونے کی صراحت کی ہو ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں "میں نے یہ سنا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب نے ایک رؤیا میں دیکھا" میر ناصر نواب صاحب کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ ان کو ہرگز یقین نہیں کہ مرزا سلطان احمد صاحب نے فی الحقیقت کوئی ایسا رویا دیکھا ہے صرف سنی سنائی بات ہے جسے انھوں نے روایت کردیا ہے کیا مولوی صاحب اپنی اس غلطی کو واپس لینے کے لئے تیار ہیں۔

(۲) پھر سنی سنائی رویا بھی جو میر ناصر نواب صاحب نے بیان کی ہے اس میں بھی یہ ذکر موجود نہیں کہ تین کو چار کرنے والا کون ہے۔ پھر نہیں مولوی صاحب موصوف انہیں کیونکر جتلا کر اس سے جناب میاں صاحب مکرم کے مصلح ہونے پر استدلال کرتے ہیں کیا اس غلط بیانی کو بھی آپ واپس لینے کے لئے تیار ہیں

(۳) یہ رویا جو کچھ بھی تھا میر ناصر نواب صاحب نے اس زمانہ میں اس کے پورا ہونے کا بھی ذکر کردیا ہوا ہے وہ لکھتے ہیں "اس خواب کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا سلطان احمد صاحب ریاست بہاولپور

ہماری تبلیغی سرگرمیاں

سری نگر (کشمیر)

سری نگر میں ہمارے نوجوان مبلغ عبدالعزیز شورہ ایڈیٹر روشنی سرگرمی کے ساتھ تبلیغ میں منہمک ہیں، اپنی ایک تازہ رپورٹ میں وہ لکھتے ہیں:۔

ایک صاحب مسٹر غلام رسول پانڈی چیری سے رخصت پر کشمیر آئے تھے ان سے ملاقات ہوئی اور سلسلہ کے اصول و مقاصد ان پر واضح کئے گئے انھوں نے سب کچھ سن کر کہا کہ عقاید کے لحاظ سے تو میں احمدی ہو گیا ہوں لیکن فی الحال بیعت نہیں کروں گا اور وعدہ کیا کہ ڈیوٹی پر واپس جا کر جماعت احمدیہ لاہور کے متعلق غلط فہمیاں دور کرتا رہوں گا مجھے توقع ہے کہ یہ دوست جلد یا بدیر بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہو جائیں گے میں ان کے ساتھ خط و کتابت جاری رکھوں گا۔

سری نگر سے ۵ میل کے فاصلہ پر "مغل باغ چشمہ شاہی" پر سر تیج بہادر سپرو سے ملاقات کی اور انہیں ایک کاپی نیو ورلڈ آرڈر پیش کی جس کا انھوں نے شکریہ ادا کیا اور دلچسپی کیساتھ کتاب پڑھنے کا وعدہ فرمایا۔

ایک کام کے لئے بنک جانا پڑا وہاں ایک سکھ ایک ہندو پنڈت سے پوچھ رہا تھا کہ کیا وجہ ہے کہ یہاں کئی مسلمانوں کی ذات ہندوؤں کی سی ہے اس نے بتایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ دراصل ہندو تھے مسلمانوں نے انھیں جبراً تلوار سے مسلمان بنایا، میں نے اس کی سختی کیساتھ تردید کی اور بتایا کہ مسلمان بادشاہوں نے مذہب کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی ورنہ آج سارا ہندوستان مسلمان ہوتا اور جو لوگ جبراً مسلمان ہوں وہ صدیوں تک مسلمان نہیں رہ سکتے اور وہ نہیں تو ان کی اولادیں مرتد ہو جاتیں یہ لوگ تو دراصل اسلام کی صداقت اور معقولیت کو دیکھکر مسلمان ہوئے تھے اسی لئے صدیاں گذر جانے کے باوجود وہ اسلام پر ثابت قدم ہیں۔

پرتاپ باغ میں ایک سادھو خلاف قانون قدرت باتیں چند اشخاص کو سنا رہا تھا میں نے اس پر اعتراضات کئے لوگوں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا اخبار روشنی میں مولانا صدرالدین صاحب کا خطبہ شائع کیا جس میں بہائیت کی تردید تھی اس کی ایک سو کاپی فائدہ چھپوا کے مفت تقسیم کی اور مولوی عبداللہ صاحب بہائی کو بھی . . . . ایک کاپی پہنچائی۔

اخبار تنیر جموں کے کرشن مہر نے ایک مضمون لکھا اور ہندو قوم کو تلقین کی کہ جس طرح مسلمان تمام انبیاء پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کی عزت و احترام کرتے ہیں ہندوؤں کو بھی چاہئے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا کا سچا نبی تسلیم کر لیں کہ صرف . . . . یہی ایک اتحاد کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔

ڈیرہ غازی خاں

مولوی عبدالقادر صاحب مبلغ ڈیرہ غازی خاں اپنی رپورٹ میں لکھتے ہیں کہ ۱۳ اگست کو کوٹ چھٹہ پہنچا جامع مسجد میں آیہ کریمہ اتیکما لرسول فخذوہ کا درس دیا اور اس بات پر زور دیا کہ جب تک کوئی مولوی یا پیر اپنے دعوے کے ثبوت میں قرآن یا صحیح حدیث پیش نہ کرے وہ قابل سماعت نہیں اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں نے حضرت مسیح موعود کے دعوے کے ثبوت میں آیہ کریمہ اذا الوحوش حشرت اور حدیث کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم پیش کیں اور ان پر مفصل بحث کی اور علماء کے غلط خیالات کی تردید کی، شام کو ایک صاحب نے دعوت کر دی بیت لوگ جمع تھے، فضائل ماہ رمضان پر میں نے لیکچر دیا اور اسکے بعد اپنے عقائد نمبروار بیان کئے اور قادیانی عقاید کی تردید کی اور چیلنج کیا کہ کوئی شخص میرے عقاید میں سے کسی ایک عقیدہ کو خلاف قرآن و حدیث ثابت کرے کسی کو جرأت نہ ہوئی لوگوں نے مجھے نماز میں امام بنایا اور بہت اچھا اثر ہوا۔

چھٹہ سے جھوک اوترا میں پہنچا وہاں بھی لیکچر ہوئے ایک قادیانی صاحب وہاں رہتے ہیں جو بہت لوگوں کو زیر اثر رکھتے تھے، میں نے اعلان کر کے قادیانیت کے خلاف لیکچر دیا جس کا عام طور پر بہت اچھا اثر ہوا قادیانی صاحب نے لیکچر کے بعد سوال کیا کہ کیا حضرت مسیح موعود اپنے نہ ماننے والوں مسلمان سمجھتے تھے یا کافر؟ میں نے جواب دیا کہ تمام دنیا کو مسلمان سمجھتے تھے اور قادیانیوں کو کافر جیسا کہ وہ خود فرماتے ہیں ؎

کلمہ گویاں راچرا کافر نام اسے اخی
گر تو دارم خوف حق روبیج کفر خود برار

چونکہ تم تمام مسلمانوں کو کافر کہتے ہو اس لئے بقول حضرت مسیح موعود خود اپنے لئے کفر خریدتے ہو۔

ہزارہ

بالاکوٹ مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل ضلع ہزارہ میں تنظیم و توسیع جماعت کے لئے تشریف لے گئے تھے، سب سے پہلے جماعتہائے کچھی و ہری پور کو انھوں نے منظم کیا اور نہایت محنت اور تندہی کے ساتھ احباب جماعت کے باہمی تعلقات کو استوار کر کے انہیں جماعت کی شکل میں منظم کیا ایک مخالف مولوی صاحب نے مناظرہ کا چیلنج بھیجا تھا لیکن مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ ہوئی، ایک اور مولوی صاحب سے حیات و وفات مسیح پر بحث شروع ہوئی لیکن انھوں نے اصل موضوع کو چھوڑ کر اور اور باتیں شروع کر دیں سامعین میں سے ایک صاحب نے مولوی صاحب سے اسی وقت کہا کہ احمدیوں سے مناظرہ کرنا ہم میں سے کسی کا کام نہیں۔

مولوی صاحب آجکل اپنے وطن بالاکوٹ میں ہیں اور بیمار ہیں اپنے تازہ خط میں وہ لکھتے ہیں کہ "میں نے اپنے جنون کے مطابق جو کام تبلیغی کرنا تھا وہ کیا اور علاقہ میں جو تبلیغی کامیابی مجھے ہونی تھی وہ ہوئی لیکن اپنے شہر بالاکوٹ میں وہ لوگ جو گذشتہ سال میری بات سننا گوارا نہیں کرتے تھے اس سال ان کے نصف اعتقاد احمدیت کے مطابق ہیں مجھے ایک تبلیغی جنون ہے جس وقت بخار اترتا ہے دوستوں اور مہمانوں سے گرم گرم بحث شروع ہو جاتی ہے، مجھے امید ہے اس علاقہ میں بہت جلد احمدیت کو کامیابی حاصل ہوگی، میری صحت کے لئے آپ بزرگوں کی دعا کی ضرورت ہے"۔

تلہٹہ ضلع ہزارہ ہی کے ایک قصبہ تلہٹہ میں ہمارے مکرم و مخدوم میر نذر شاہ صاحب آجکل فروکش ہیں اور تبلیغ و تصنیف کا کام کر رہے ہیں میر صاحب بیمار ہیں باوجود اس کے گفتگو کا سلسلہ جاری رکھتے ہیں ایک خط میں لکھتے ہیں کہ "میری خبر پا کر موضع تلہٹہ کے چند سادات میرے ملنے کے لئے آئے بعض ان میں بڑے لائق تھے مسئلہ نبوت اور حضرت مسیح موعود کے دعوے کے متعلق کئی گھنٹے تک گفتگو کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک صاحب نے میری کتاب عقائد احمدیت مطالعہ کے لئے لی، گذشتہ سال جب میں یہاں آیا تھا تو ایک شخص غلام رسول پانچ سال سے مقیم تھا اور تعویذ گنڈے اس کا کام تھا لوگ اس کے بڑے معتقد تھے سال گذشتہ اس کے ساتھ گفتگو ہوئی اس نے مولویوں کو مناظرہ کے لئے بلایا مگر کوئی نہ آیا، اس سال میرے آنے سے پہلے ایک گندے الزام کی بناء پر گاؤں سے نکال دیا گیا"۔

میر صاحب باوجود بڑھاپے، بیماری اور کمزوری نظر کے کتاب ملفوظات اولیائے امت کی دوبارہ تصنیف میں مصروف ہیں، احباب ان کی صحت و عافیت کے لئے دعا فرمائیں۔

ڈاڈر ہمارے فاضل بزرگ، مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی اپنی بیگم صاحبہ کی بیماری کے سلسلہ میں گورنمنٹ سینیٹوریم ڈاڈر ضلع ہزارہ میں مقیم ہیں، اور وہاں جماعت کی علمی و روحانی ترقی میں کوشاں ہیں، ہر روز آپ قرآن کریم کا درس اور جمعہ کو خطبہ دیتے ہیں، ہمارے مکرم دوست ڈاکٹر خانصاحب سعید احمد صاحب سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ سینیٹوریم حضرت مولینا کے فیض صحبت سے مستفیض ہونے کے ساتھ ان کی بیگم صاحبہ کے علاج میں تندہی سے منہمک ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور حضرت مولینا صاحب کی بیگم صاحبہ کو شفا عطا فرمائے۔

دہلی

ہمارے مکرم دوست سید احمد حسین صاحب گیلانی دہلی میں تبلیغ اسلام و تنظیم و توسیع جماعت کا کام نہایت سرگرمی سے سرانجام دے رہے ہیں، خطبات جمعہ کے علاوہ ہر اتوار کو احباب جماعت کی ایک میٹنگ احمدیہ ریڈنگ روم میں منعقد ہوتی ہے جس میں مختلف مضامین پر تقاریر ہوتی ہیں اور سید صاحب بھی اپنے فاضلانہ خطبات سے مستفید فرماتے ہیں۔ ان کے علاوہ مولانا عبدالرحمٰن صاحب جالندھری جو پیرانہ سالی کے باوجود تبلیغ کا جوش اپنے سینہ میں رکھتے ہیں ہر روز ریڈنگ روم میں آنے جانے والوں سے مذہبی گفتگو کرتے رہتے ہیں، سید صاحب کے خطبات کے لئے اس سال پھر اینگلو عربک کالج میں تحریک ہو رہی ہے، جن سے امید ہے کہ طلباء میں اسلام کے متعلق ایک خاص بیداری پیدا ہو جائے گی، علاوہ ازیں کئی ایک مذہبی سوالات پر سید صاحب سے لوگوں کی خط و کتابت ہوتی رہتی ہے اور کئی ایک دینی جماعتی معاملات میں ان کی امداد و اعانت مفید ثابت ہوئی ہے۔

لائل پور

لائل پور میں جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع تنظیم و توسیع جماعت اور تبلیغ کا کام نہایت عمدگی سے سرانجام دے رہے ہیں، مرزا صاحب نے صرف احمدی احباب کی رنج و راحت میں ان کا ساتھ دینا اپنے لئے ضروری سمجھ رکھا ہے بلکہ غیر از جماعت لوگوں کے بھی وہ ہمیشہ کام آتے رہتے ہیں اور ان کا برتاؤ اور حسن سلوک اور اخلاقی نمونہ نہایت اچھا اور پاکیزہ اثر پیدا کرنے کا موجب ہے مرزا صاحب لائلپور کے علاوہ جھنگ میں بھی جمعہ میں ایک دو بار جمعہ پڑھانے کے لئے جاتے ہیں، جھنگ میں جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب نے جو مسجد حال ہی میں بنوائی ہے وہ ان کی نیکی و اخلاص اور دلی محبت کا اظہار ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔

مرزا مظفر بیگ صاحب کی صاحبزادی کئی دنوں سے سخت بیمار ہے احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

سلطنت برطانیہ کے نقصانات

جنگ کے پانچ برسوں میں سلطنت برطانیہ کے نقصانات کی جو تازہ فہرست شائع ہوئی ہے اس کی کیفیت یہ ہے:۔

مقتول و متوفی	۲۴۲۹۹۵
مجروح	۳۱۱۵۰۰
قیدی	۲۹۰۸۴۵
بے پتہ	۸۰۷۰۳

ان اعداد میں برطانیہ، نوآبادیوں، ہندوستان وغیرہ تمام علاقوں کے نقصانات شامل ہیں۔

تجارتی جہازوں کی غرقابی اور ہوائی حملوں کے نقصانات ان سے الگ ہیں تجارتی جہازوں کی غرقابی کے سلسلہ میں نقصانات کی تفصیل یہ ہے۔

اموات	۲۹۲۸۱
نظربند	۴۱۹۲

ہوائی حملوں سے عام شہریوں کا جو نقصان جان ہوا وہ زیادہ تر برطانیہ تک محدود رہا۔ اس کا نقشہ ذیل میں درج ہے۔

مقتول	۵۷۱۹۵
مجروح	۷۵۸۹۷

گویا کل مقتول [illegible] ہوئے، یہ نقصان بجائے خود بڑے افسوسناک ہیں لیکن جرمنی، روس، فرانس، پولینڈ کے نقصانات کے مقابلے میں یقیناً بہت کم ہیں اور واضح ہے کہ ان پانچ برسوں میں سے تین برس برطانیہ کے لئے غیر معمولی پریشانیوں اور مصیبتوں

تبدیلیٔ عقائد اور حضرت مسیح موعود

قادیانی جماعت نے حضرت مسیح موعود کی طرف عقاید میں پے در پے تبدیلیاں منسوب کر کے آپ کی جو پوزیشن بنا دی ہے وہ بہت ہی افسوسناک ہے ایک طرف انہیں نبی بنایا جاتا ہے اور دوسری طرف عقاید بلکہ دعاوی کے سمجھنے میں اس قدر غلطیاں آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں اور اتنی ان کے نزدیک آپ سے صادر ہوئی ہیں کہ ایک معمولی علم و عقل کا آدمی بھی اس قدر غلطیوں اور تبدیلیوں کا مرتکب نہیں ہو سکتا حضرت عیسٰی علیہ السلام کے آسمان سے نزول کا عقیدہ جو ابتداء میں پہلے آپ رکھتے تھے وحی الٰہی کے تحت منصب مسیحیت پر فائز ہونے کی وجہ سے تبدیل ہونا لازمی تھا لیکن قادیانی اصحاب نے اس کو بنا قرار دیکر کئی ایک دوسرے عقائد میں بھی تبدیلیاں آپ کی طرف منسوب کرنی شروع کر دیں جن کی مختصر کیفیت درج ذیل ہے:۔

پہلا عقیدہ { جس میں کہا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے تبدیلی کی یہ ہے کہ پہلے آپ سمجھتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی نہیں آسکتا، بعدہٗ عقیدہ یہ ہو گیا کہ آسکتا ہے یعنے پہلے یہ عقیدہ تھا کہ نبوت بند ہے پیچھے یہ عقیدہ ہوا کہ نبوت جاری ہے۔

دوسرا عقیدہ { جس میں تبدیلی بتائی جاتی ہے یہ ہے کہ پہلے حضرت عیسٰے ناصری پر اپنی جزوی فضیلت بتلاتے تھے بعدہٗ کلی فضیلت کا دعوے کر دیا حالانکہ کلی فضیلت کا لفظ بھی حضرت کی کسی کتاب میں کہیں نہیں۔

تیسرا عقیدہ { یہ ہے کہ پہلے اپنے آپ کو نبی نہیں سمجھتے تھے بعدہٗ نبی سمجھنے لگے اور علانیہ کہنے لگے کہ میں نبی ہوں۔

چوتھا عقیدہ { جس میں بخیال جناب میاں صاحب تبدیلی ہوئی یہ ہے کہ اسمہ احمد کی پیشگوئی کا مصداق پہلے رسول اللہ کو سمجھتے تھے بعدہٗ اپنے آپ کو سمجھنے لگے۔

پانچویں تبدیلی { یہ ہے کہ پہلے نبوت کی تعریف اور کرتے تھے بعدہٗ نبوت کی تعریف اور کرنے لگ گئے

چھٹی تبدیلی { یہ بتائی جاتی ہے کہ پہلے دوسرے مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے تھے اور اپنے دعوے کا انکار موجب کفر نہیں سمجھتے تھے، بعد میں اپنے دعوے کا انکار کرنیوالوں کو کافر قرار دے دیا۔

ساتویں تبدیلی { یہ بتائی جاتی ہے کہ پہلے اپنے آپ کو محدث سمجھتے تھے اور نبی کا لفظ بمعنے محدث استعمال کرتے تھے بعدہٗ محدثیت سے انکار کر دیا اور اصلی اور حقیقی معنوں میں نبی بن گئے۔

آٹھویں تبدیلی { یہ بتائی جاتی ہے کہ پہلے اپنے آپ کو جزئی اور ناقص نبی قرار دیتے تھے بعدہٗ کامل نبی بن بیٹھے۔

نویں تبدیلی یہ ہے کہ پہلے اپنی وحی کو وحی ولایت سمجھتے تھے، بعدہٗ وحی نبوت سمجھنے لگے۔

یہ نو عقاید بالکل بدیہی اور واضح ہیں یہاں تو تعجب حیرت اور افسوس ہی ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے حضرت امام سیدنا مسیح موعود کی حیثیت کیا بنا رکھی ہے مانتے تو حضرت کو نبی ہیں مگر کہتے یہ ہیں کہ حضرت شروع سے آخر تک نبی کے معنے بھی نہ جانتے تھے شاید اس بات سے کسی صاحب کو تعجب ہو اور کوئی صاحب یہ کہدیں کہ قادیان والوں کا تو یہ مذہب نہیں مگر میں ان کی تحریرات سے یہ ثابت کروں گا کہ ان کے نزدیک حضرت صاحب کو نبی کے معنے ہی ساری عمر کرنے نہیں آئے، وہ جانتے ہی نہیں تھے کہ نبی کسے کہتے ہیں، اتنا تو سب احمدی بھی جانتے ہیں کہ قادیان والے علانیہ کہتے ہیں کہ حضرت صاحب سن ۱۹۰۱ء تک نبی کے معنے نہ جانتے تھے وہ جس چیز کو محدثیت قرار دیتے تھے دراصل وہ نبوت تھی اسی وجہ سے اپنے آپ کو محدث یا غیر نبی کہتے تھے سن ۱۹۰۱ء کے بعد خدا نے ان کو بتلایا کہ وہ محدثیت نہیں بلکہ نبوت کے منصب پر فائز ہیں، تب حضرت صاحب نے اپنی پہلی تحریروں پر نظر ڈال کر معلوم کر لیا کہ میں تو محدث کی وہ تعریف کرتا تھا جو نبی کی تعریف ہوتی ہے اسلئے میں محدث نہیں بلکہ نبی ہوں۔ اسی لئے قادیان والے علانیہ کہتے ہیں کہ حضرت نے سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد اپنے محدث ہونے سے بالکل انکار کر دیا تھا اور اپنے آپ کو نبی کہنے لگ گئے تھے اور اس کے ثبوت میں وہ اشتہار ایک غلطی کا ازالہ پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر حضرت نے نبوت کا دعوے نہیں کیا تھا تو یہ اشتہار کیوں دیا تھا مگر ان بزرگوں سے کوئی پوچھے کہ کیا کبھی انھوں نے اس اشتہار کو اچھی طرح پڑھا بھی ہے حضرت نے اس اشتہار میں اپنے کسی مرید کی غلطی کا ازالہ کیا ہے نہ کہ اپنی غلطی کا اور لکھا ہے کہ میری کتابوں کو اس نے نہیں پڑھا وہ کتابیں جن میں دعوٰے نبوت کا انکار ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے انکار دعوٰے نبوت میں کوئی تبدیلی نہیں کی بلکہ نبی اور رسول کے الفاظ جو آپ کے الہام میں آئے ہیں ان کی تشریح اس اشتہار میں کی ہے اور جہاں اشتہار ختم کیا ہے وہاں بھی لکھا ہے:۔

"اب اس تمام تحریر سے مطلب میرا یہ ہے کہ جاہل مخالف میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں"

اور اس سے آگے پھر لکھا ہے:۔

"پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے کہ دعوٰی نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے"۔

اب بتلاؤ کہ یہ اشتہار عقیدہ نبوت میں تبدیلی اور دعوٰی نبوت کا ہے یا دعوٰی نبوت سے انکار کا ہے قادیان والے ہمیں حضرت صاحب کی کسی تحریر سے ایسا دعوٰی نہیں دکھا سکتے ہم بار بار سوال کرتے ہیں کہ وہ دعوٰی نبوت کہاں ہے اور کس جگہ حضرت نے اپنی کس کتاب میں یا اپنے کونسے اشتہار میں کیا ہے۔

اشتہار ایک غلطی کا ازالہ میں تو یہ بھی لکھا ہے کہ نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں ایک سیرت صدیقی کی کھڑکی کھلی ہے پھر . . . . . یہ بھی تو لکھا ہے کہ خدا وعدہ کر چکا ہے کہ (اے رسول) تیرے بعد کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا اب اس اقرار کے موجود ہونے کے باوجود کس طرح حضرت فرما سکتے ہیں کہ میں نبی اور رسول ہوں کھڑکیاں نبوت کی بند بھی ہیں اور آپ نبی اور رسول بھی ہو گئے خدا کا وعدہ بھی ہے کہ محمد رسول اللہ کے بعد کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا اور یہ بھی ہے کہ اس نے اس وعدہ کے خلاف ایک رسول بھی بھیجدیا ہے یہ باتیں ہماری سمجھ سے باہر ہیں خدا نے بروزی صورت میں اگر نبی اور رسول حضرت کو بنایا ہے تو کیا اس بروزی صورت سے مراد حضرت کی سچ مچ اور واقعہ میں رسول و نبی بن جانے کی ہے یا وہی جزوی اور ناقص نبی بننے کی اگر بروزی نبی سے الواقعہ نبی ہے تو اسی اشتہار میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں بروزی طور پر وہی خاتم الانبیاء ہوں اس کے معنے یہ ہوئے کہ آپ اب وہی محمد رسول اللہ بن چکے ہیں جو صاحب شریعت تھے پہلے غلام اور امتی نبی تھے، اب خود ہی محمد رسول اللہ اور خاتم النبیین بن گئے ہیں پھر کسی اشتہار میں لکھا ہے کہ میں کوئی صاحب شریعت نبی نہیں ہوں اور نہ ہی مستقل طور پر نبی ہوں تو کیا محمد رسول اللہ اب صاحب شریعت اور مستقل نبی بھی نہ رہے، اللہ پناہ دے، اہل قادیان نے ان عبارات کی اصل حقیقت کو سمجھنے کے بجائے ان کو کچھ کا کچھ بنا لیا اور حضرت کے منشاء کے صریح خلاف دعوٰے نبوت ان کی طرف منسوب کر دیا۔ الہام اولیاء میں الفاظ نبی یا رسول حقیقت پر مبنی نہیں ہوتے ان میں مجاز اور استعارہ ہی ہوتا ہے وہی مجاز اور استعارہ حضرت صاحب کے الہام و کلام میں ہے اور یہ بات حضرت نے خود بھی لکھی ہے کہ بعض اوقات خدا تعالیٰ کے الہامات میں ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض اولیاء کی نسبت استعمال ہو جاتے ہیں مگر وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے . . . . یہ انہی معنوں کی رو سے ہے جو صوفیا کرام کی کتابوں میں مسلم اور ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ **خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا**۔ انجام آتھم صفحہ ۲۸

ہمیں تو حیرت اور تعجب ہے کہ حقیقۃ الوحی کی جس عبارت سے قادیان والے حضرت کے نبوت کے عقیدہ کی تبدیلی مانتے ہیں وہاں نبوت کے عقیدہ کی تبدیلی کا کوئی ذکر اور اشارہ تک بھی نہیں جزوی فضیلت اور بعض شانوں میں مسیح ناصری سے بڑھکر ہونے کو یہ نبوت کے عقیدہ کی تبدیلی قرار دے رہے ہیں یہ ان کی اپنی من گھڑت اور خانہ ساز بات ہے حضرت کی کسی کتاب میں ایسا لکھا ہوا نہیں ہے بھلا جزوی فضیلت یا بعض شانوں میں مسیح سے افضل ہونے کو نبوت کے عقیدہ کی تبدیلی سے کیا تعلق اور واسطہ ہو سکتا ہے کیا یہ تبدیلی کے الفاظ ہو سکتے ہیں کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی ہوں پھر اسی صفحہ پر لکھا ہوا ہے کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا اور کہ یہ آنحضرت صلعم کی نبوت کا ظل ہے نہ کہ اصلی نبوت اب جو شخص صرف نبی ہی نہیں کہلا سکتا اور وہ اپنی نبوت کو اصلی نبوت قرار نہیں دیتا اس کی نسبت کہہ سکتے ہیں کہ اس نے نبوت کا دعوٰے کیا ہے، اگر نبی ہو گئے تھے اور عقیدہ نبوت میں تبدیلی کر لی تھی تو یہ کیوں لکھا کہ ایک پہلو سے امتی اور ایک پہلو سے نبی اور یہ اصلی نبوت نہیں یہ تو وہی جزوی ناقص نامکمل مجازی اور امتیوں والی نبوت ہوئی جو امتیوں کو ملتی رہی ہے نہ کہ نبیوں والی نبوت جو کہ نبیوں کو ملی ہی بات حضرت نے اپنی پہلی کتابوں میں بھی لکھی ہوئی تھی کہ آنے والے مسیح کو امتی بھی کہا اور نبی بھی یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں شانیں امتیت اور نبوت کی اس میں پائی جائیں گی لیکن صاحب نبوت تامہ تو صرف ایک شان نبوت ہی اپنے اندر رکھتا ہے" ازالہ اوہام صفحہ ۵۳۳ پھر حضرت کا بار بار لکھنا کہ رسول اور امتی کا مفہوم متباین ہے اور سنہ ۱۹۰۳ء کے بعد لکھنا کہ امتی اور نبی کی دونوں حقیقتیں متضاد اور متناقض ہیں دیکھو ریویو چکڑالوی اور بٹالوی، پھر براہین پنجم میں یہ لکھا ہے کہ حضرت عیسٰی کو امتی کہنا کفر ہے یہ تمام باتیں بتا رہی ہیں کہ جو شخص امتی ہونے کا دعوٰی کرتا ہے وہ نبی ہونے کا کبھی دعوٰے نہیں کر سکتا۔ (ایک محقق)

ہیضہ سے بچنے کی تدابیر

(۱) بغیر ناشتہ یا کھانا کھائے گھر سے نہ نکلیں
(۲) کچے بوسیدہ اور خراب پھل ہرگز استعمال نہ کریں۔
(۳) سوڈا۔ لیمونیڈ اور برف اکثر بغیر جوش دیئے پانی سے بنائے جاتے ہیں ان کا استعمال ترک کر دینا چاہیئے۔ البتہ بوتل یا گلاس میں جوش دیا ہوا پانی ڈال کر برف میں لگا کر استعمال کر سکتے ہیں۔
(۴) اچھی طرح جوش دیکر ٹھنڈا کیا ہوا پانی پینا چاہیئے۔
(۵) غذا لطیف اور زود ہضم استعمال کریں جب کچھ بھوک باقی رہے تو کھانا ترک کر دینا چاہیئے
(۶) ثقیل غذا، کثیف ناشتہ۔ باسی کھانا مٹھائی پوری، کچوری سے قطعی پرہیز کریں۔
(۷) کھانے کے ساتھ پودینہ، لیموں اور پیاز کا ضرور استعمال کریں۔
(۸) جن برتنوں میں کھانا کھایا جائے انہیں کھولتے ہوئے پانی سے صاف کر لینا چاہیئے۔
(۹) کچا دودھ ہرگز استعمال نہ کریں۔ مشتبہ بازاری دہی لسی سے بھی پرہیز کریں۔
(۱۰) ان دنوں میں کسی قسم کا جلاب نہیں لینا چاہیئے۔
(۱۱) دل کو طاقتور رکھنا چاہیئے اور کوئی ایسا زیادہ فکر کا کام نہ کرنا چاہیئے جس سے کمزوری ہو۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں (ایڈیٹر)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار ارگن

ایڈیٹر ۔ ایس محمد اصغر ۔ بی ۔ اے

جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا ۔

۲ ۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ۔

۳ ۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی ۔

۴ ۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے ۔

۵ ۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا ۔

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۳۲ ۔ لاہور ۔ یوم چہار شنبہ ۔ مورخہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ ۔ ۱۳ ستمبر ۱۹۴۴ء ۔ نمبر ۳۶

سورۃ البقرہ کی دو آیات کی اہمیت

حضرت نبی کریم صلعم کو اقوام عالم کی اصلاح کیلئے مبعوث کیا گیا

مسلمانوں کے افراط و تفریط کے مناظر

مالدار لوگ کمزوری ایمان کی وجہ سے اسلامی جنگ کے لئے قرضہ حسنہ نہیں دیتے

رمضان کے آخری ایام میں دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے پتھر دلوں کو نرم کردے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ ڈلہوزی ۔ مورخہ ۸ ستمبر ۱۹۴۴ء

آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون

رسول اس پر ایمان لایا جو اس کے رب سے اس کی طرف اتارا گیا اور مومن بھی (ایمان لائے)

سورہ بقرہ کی دو آیات یہ تمہید ہے ان دو آیتوں کی جن پر سورہ بقرہ ختم ہوتی ہے ۔ اور جن کا خاتمہ فانصرنا علی القوم الکفرین پر ہوتا ہے قرآن کریم کے اندر ایک معجزانہ ربط پایا جاتا ہے اور وہ ربط اس کی چھوٹی چھوٹی آیتوں میں بھی موجود ہے اور اس کی مجموعی حیثیت میں بھی جیسا کہ میں بارہا کہہ چکا ہوں نبی کریم صلعم نے ان دو آیتوں کو خاص اہمیت دی ہے سورہ فاتحہ تو ہر نماز میں کئی کئی مرتبہ دوہرائی جاتی ہے ان آیات کو بھی ہر رات دوہرانے پر زور دیا ہے ۔ قرآن کریم کے عجائبات جس قدر زیادہ غور ان پر کیا جائے اسی قدر زیادہ کھلتے چلے جاتے ہیں ۔ ان دو آیات کی ابتدا اور انتہا کا وہی تعلق ہے جو ایک عمارت کی بنیاد اور اسکی تکمیل کا تعلق ہوتا ہے ۔ بما انزل الیہ من ربہ پر ایمان ایک مسلمان کی ترقی کی بنیاد ہے ۔ فانصرنا علی القوم الکافرین اس کی ترقی کا کمال ہے ۔

رسول اور اقوام عالم کی اصلاح رسول اس پر ایمان لایا جو اس پر اس کے رب کی طرف سے اتارا گیا ۔ حالانکہ رسول کے تو قلب پر ہی وہ چیز نازل ہوتی مگر سچ یہی ہے کہ وہ اول المومنین بھی ہوتا ہے اور اول المسلمین بھی اس کا ایمان بھی اس کمال کو پہنچا ہوا ہوتا ہے جو انتہا کا کمال ہے اور اس کی فرمانبرداری بھی کمال کو پہنچی ہوئی ہوتی ہے اس کا ایمان ما انزل الیہ پر اس قدر زبردست ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کا ایمان اس کمال کو نہیں پہنچ سکتا ۔ ما انزل الیہ کیا تھا قرآن شریف مگر وہ تو تھوڑا تھوڑا کرکے نازل ہوتا تھا ۔ اس کا لب لباب جو قلب نبوی پر نازل ہوا وہ یہ تھا کہ آپ کو اصلاح مخلوق کے لئے کھڑا کیا جاتا ہے اور اس قرآن کے ذریعہ سے آپ نے یہ اصلاح کرنی ہے ۔ اصلاح مخلوق تو ایک دو نفوس کی اصلاح بھی ہوسکتی ہے ایک قبیلہ اور ایک قوم کی اصلاح بھی ہوسکتی ہے ایک ملک کی اصلاح بھی ہوسکتی ہے مگر یہ تھی اصلاح ساری قوموں کی ساری نسل انسانی کی ۔ ذکرٌ للعالمین ۔ للعالمین نذیرا ۔ رحمۃ للعالمین کی صراحت تو آہستہ آہستہ ہوئی مگر سورہ مدثر میں جو نزول میں دوسری سورت ہے اس کو ایک اور رنگ میں بھی سمجھا دیا تھا ۔ فرمایا وما ھی الا ذکری للبشر اور پھر فرمایا نذیرا للبشر یعنی وہ نوع انسانی کے لئے نصیحت نوع انسانی کیلئے شرف ۔ نوع انسانی کو بلند مقام پر پہنچانے والی چیز ہے نوع انسانی کو بدی کے بدنتائج سے ڈرانے والی چیز ہے ۔ یہ تمام حقیقت پہلے پیغام کے ساتھ ہی آپ کے قلب پر روشن ہوگئی تھی ۔ سب سے پہلی نازل شدہ پانچ آیتوں میں ہے علم الانسان ما لم یعلم اس قرآن کے ذریعہ سے انسان کو وہ علم دیدیا جائے گا جو انسان دوسری طرح حاصل نہ کرسکتا تھا تو قلب نبوی پر پہلے دن سے یہ روشن کردیا گیا تھا کہ آپ کو اس لئے مبعوث کیا گیا ہے کہ آپ نسل انسانی کو ایک نیا علم دیں نسل انسانی کی ایک نئی تعمیر کریں نسل انسانی کی ایک نئی تہذیب کی بنیاد رکھیں نسل انسانی کو پستی سے اٹھا کر بلند مقام پر پہنچائیں اور یہ سب باتیں پہلے دن ہی آپ کے قلب مبارک پر روشن ہوگئی تھیں ۔

عرب و عجم کی اصلاح چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق سے جب نزول وحی کے بعد آپ ملے تو آپ نے فرمایا کہ مجھے عرب و عجم کی طرف مبعوث کیا گیا ہے تاکہ ان کی اصلاح کروں گویا یہ حقیقت کہ آپ ساری نسل انسانی کی طرف جب تک وہ اس زمین پر ہے مبعوث ہوئے ہیں پہلے دن ہی آپ پر روشن ہوگئی تھی اور یہی وجہ ہے کہ آپ کا قلب مبارک پہلی وحی کے نزول کے بعد اس عظیم الشان بوجھ سے کانپ رہا تھا اور اس طرح کانپ رہا تھا کہ آپ گھر آتے ہی کپڑا اوڑھ کر لیٹ گئے آپ کانپ رہے تھے کہ اتنا بڑا کام میں کس طرح کرسکوں گا ۔ اپنی بیوی کی اصلاح انسان نہیں کرسکتا اپنے بیٹے کی اصلاح نہیں کرسکتا اپنے خاص الخاص دوست کی اصلاح نہیں کرسکتا عرب و عجم کی اصلاح وہ عرب و عجم جو ظہر الفساد فی البر والبحر کا مصداق ہے وہ انسان جو خدا سے دور جا پڑے ہیں اور اگر عمل کے لحاظ سے بدترین فسق و فجور میں مبتلا ہیں تو خیالات اور معتقدات کے لحاظ سے بھی انسانیت کے مقام سے بہت نیچے گر چکے ہیں اور ان کی ذہنیتیں مسخ ہوچکی ہیں ۔ ان کی اصلاح میں کس طرح کرسکوں گا معلوم ہوتا ہے حضرت خدیجہ سے آپ نے ایسا ہی ذکر کیا جس پر حضرت خدیجہ نے فرمایا کلا واللہ لن یخزیک اللہ ابداً اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی ناکام نہیں رکھے گا ۔

افراط اور تفریط یہ تھی وہ عظیم الشان وحی جو آپ کے قلب مبارک پر نازل ہوئی اس پر ایمان لانا کہ میں نسل انسانی کو فسق و فجور سے باہر نکالوں گا نسل انسانی کے معتقدات کو درست کردوں گا ۔ ان کے دلوں میں خدا پر ایک زندہ ایمان پیدا کردوں گا اس بات کا متحمل صرف وہ روشن قلب ہی ہوسکتا تھا جس پر یہ وحی نازل ہوئی تھی کوئی دوسرا انسان اس بات کو کہاں مان سکتا تھا ۔ اس عظیم الشان وحی کا ذکر کرتے ہوئے مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اگر آج پہلے تو مسلمانوں کی وہ حالت تھی کہ رسول اللہ صلعم کے بعد خدا کے کلام کرنے کو ہی مستبعد سمجھتے تھے اور تفریط میں مبتلا تھے حالانکہ قرآن کریم میں صاف مذکور تھا لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا قرآن کریم میں غیر انبیاء سے خدا کے کلام کرنے کا ذکر تھا ۔ حدیث میں صاف مذکور تھا کہ اس امت میں وہ راستباز ہوں گے جو رجال یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء کا مصداق ہوں گے ۔ تو آج دوسری طرف ایک قوم انتہاء درجہ کی افراط میں مبتلا ہوگئی ہے کسی نتھو خیرے کو خواب آگئی تو وہ خدا کا مقرب بن بیٹھتا ہے ملہم ہونے کا دعویٰ کردیتا ہے اور ملہم بھی ایسا کہ گویا ہر کام خدا سے براہ راست پوچھ کر کرتا ہے ۔ حالانکہ حضرت مسیح موعود نے خود اس افراط سے ڈرایا تھا جو شخص چاہے حقیقۃ الوحی کے ابتدائی تیس صفحات پڑھ کر دیکھ لے مگر جب کسی قوم میں غلو آتا ہے تو وہ ایک رنگ میں محدود نہیں رہتا ہر رنگ میں غلو پیدا ہو جاتا ہے ۔

دو قادیانی بزرگ کل کا ہی ذکر ہے دو قادیانی بزرگ مجھے ملنے آئے تو پہلا سوال یہ تھا کہ جناب میاں صاحب کو اس وقت سے خوابیں آرہی ہیں اور الہام ہو رہے ہیں جب وہ خلیفہ بنے یعنی اس پر تیس سال گذر گئے حالانکہ قرآن کریم کی آیت لو تقول سے حضرت صاحب نے یہ استدلال کیا ہے کہ جھوٹے افترا کرنے والے کو تیئیس سال سے زیادہ مہلت نہیں مل سکتی ۔ میں نے انہیں کہا کہ اس قسم کے تو میں ایک نہیں درجنوں آدمی دکھا سکتا ہوں جنہوں نے ایسے دعوے کئے اور تیئیس سال سے زیادہ زندہ رہے سید احمد نور کابلی خود قادیان میں موجود ہے ۔ مولوی عبداللہ تیماپوری حیدرآباد دکن میں موجود ہیں جو ۱۹۰۵ء سے یعنی میاں صاحب کی خلافت سے بھی نو دس سال پہلے دعویٰ الہام کرتے ہیں مگر ہم پابند صرف اس دعوے کے ہیں جو قرآن و حدیث پر مبنی ہو کیونکہ ہمارے مذہب کی بنیاد صرف قرآن و حدیث پر ہے حتیٰ کہ حضرت صاحب نے بالصراحت فرمایا ہے کہ میں اپنے الہامات کو قرآن و حدیث پر پیش کرتا ہوں اور اگر انہیں خلاف قرآن و حدیث پاؤں تو کھنگار کی طرح پھینک دوں ۔

بعثت مجددین اور میاں صاحب کی خوابیں

قرآن کریم میں اشارتاً اور حدیث شریف میں صراحت سے ہر صدی کے سر پر مجدد دین کے آنے کا ایک عام وعدہ ہے حضرت مسیح موعودؑ نے انہی دو وعدوں کے ماتحت پہلے ۱۸۸۲ء میں مجدد ہونے کا اور ۱۸۹۰ء میں مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا ۔ اب اگر کوئی شخص مامور ہونے کا دعویٰ کرتا ہو اور اس دعوے کی بنیاد قرآن و حدیث پر نہیں تو ہمیں کوئی ضرورت اس کے دعوے کی طرف توجہ کرنے کی نہیں اور اگر کوئی شخص مامور ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا تو ہمیں اس کے خوابوں اور الہاموں کے متعلق کوئی فیصلہ کرنے کی ضرورت نہیں کہ وہ افترا کرتا ہے یا اس کے دماغ میں فتور ہے یا اس کے خواب و اضغاث احلام ہیں ۔

یہ یا محض خواہش نفس ہے یا وہ سچا ہے۔ اس لئے
جناب میاں صاحب کے خواب اور الہام اسی ذیل میں
آتے ہیں جس ذیل میں دوسرے خواب بینوں اور ملہموں
کے جن کی تعداد بہتیری ہے۔ تینتیس سال کی مہلت بھی
اسی شخص کے لئے ہوگی جو قرآن و حدیث کی بنا پر کوئی
ماموریت کا دعوےٰ کرے غرض قادیانی جماعت نے
خوابوں اور الہامات کو ایک بچوں کا کھیل بنا لیا ہے
اور تفریط کے مقابل پر افراط کی طرف چلے گئے ہیں
اور اگر کہو کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی ہے تو
میں کہتا ہوں کہ حضرت مرزا صاحب کی پیشگوئی بھی اگر
پوری ہوگی تو مجددوں کے آنے کے وعدے کے ماتحت
پوری ہوگی یا مسیح کے آنے کے وعدے کے ماتحت پوری
ہوگی حضرت صاحب نے خود کہا ہے کہ میں اپنے الہامات
کو قرآن و حدیث پر پیش کرتا ہوں اسلئے ہم آپ
کی پیشگوئیوں کو قرآن و حدیث پر پیش کریں گے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی مخالفت

تو اصل ذکر اس عظیم الشان وحی کا تھا جو محمد رسول اللہ صلعم پر نازل ہوئی کہ اٹھو دنیا
کی اصلاح کرو اور خدا کا نام دنیا میں پھیلا دو۔ آپ
اس حق پر ایمان لائے یعنی اس کو خدا کی طرف سے
ایک صداقت یقین کرتے ہوئے اس کے مطابق
کام شروع کر دیا اور دنیا کی اصلاح کی جس تعمیر کا کام
آپ کے سپرد کیا گیا تھا اس کی بنیاد اپنے ہاتھوں
سے رکھدی اس وقت کوئی ایک شخص بھی آپ کے
ساتھ نہ تھا بلکہ جو لوگ پہلے آپ کو امین و راستباز جانتے تھے
اور کہتے تھے کہ آپ ملک عرب کے اندر ایک امین راستباز
انسان ہیں خود وہ آپ کے دشمن ہو گئے جوں جوں
یہ پیغام لوگوں کو پہنچا تو آپ کی مخالفت کی
آگ بھی زیادہ سے زیادہ مشتعل ہوتی گئی۔ مگر آپ کا
ایمان پہاڑ سے بھی زیادہ مضبوط تھا ایک اکیلا انسان
ہے اور اب ساری دنیا مخالفت میں کھڑی ہے مگر
کس قدر بلند ہمت ہے کہ باوجود اکیلا ہونے کے
باوجود ساری دنیا کی مخالفت کے عرب کی ساری
قوموں کی مخالفت کے بت پرستوں کی مخالفت کے
یہودیوں اور عیسائیوں کی مخالفت کے آپ ہمت
نہیں ہارتے۔ عرب کے لوگ آپ کے سامنے ایک
پیشکش کرتے ہیں۔ مال جتنا چاہو ہم دے دیتے ہیں
حسین سے حسین عورت نکاح کے لئے حاضر ہے بادشاہت
بھی حاضر ہے۔ لیکن کس قدر مضبوط ایمان ہے کہ میں دنیا
کی اصلاح کے لئے کھڑا کیا گیا ہوں بادشاہت کے
حصول اور مال و زر کے جمع کرنے کے لئے مبعوث
نہیں کیا گیا کہ آپ فرماتے ہیں اس ساری زمین کی
دولت تو کیا اگر سورج کو میرے دائیں اور چاند کو
میرے بائیں رکھدو تو بھی میں اس اصلاح کے کام
کو نہیں چھوڑ سکتا یہ ہے امن الرسول
بما انزل الیہ کا نظارہ۔ کہ اس بات پر
ایمان ہے کہ ساری دنیا مخالفت کرے تو بھی میں
دنیا کی اصلاح کر لوں گا۔ دنیا کو ایک نئی تہذیب
دے دوں گا انسانوں کی اخوت کی ایک نئی بنیاد
کھڑی کر دوں گا ان کو فسق و فجور سے باہر نکال
دوں گا۔

حضرت نبی کریم صلعم کا تعمیری کام

تو رسول اللہ صلعم کا ایمان لفظوں میں نہ تھا نہ کوئی دل کے اندر چھپی ہوئی
بات بلکہ وہ ایک تعمیر کا کام تھا اور تعمیر بھی سخت ترین
مخالفت کے مقابلہ میں آپ نے تمام مخالفتوں کا
مقابلہ کیا مگر دنیا کی اصلاح کی تعمیر کا کام نہ چھوڑا
بلکہ اسے ترقی دیتے چلے گئے۔ لیکن چونکہ یہ کام آپ
کی زندگی تک ختم ہونے والا نہ تھا بلکہ جب تک دنیا ہے
تب تک چلنا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول
بھی ایمان لاتا ہے اور اصلاح دنیا کے تعمیری کام
کو باوجود مخالفت کے ترقی دیتا چلا جاتا ہے اور
مومن بھی اسی طرح پر ایمان لائے اور پوری قوت کے
ساتھ پہلے ملک عرب کو ہر ایک قسم کے شرک اور
فسق و فجور سے پاک کیا اور جب ملک عرب سارا
مسلمان ہو گیا تو یہی مسلمان پھر بیرونی ممالک میں پہنچے
ایران میں پہنچے، شام میں پہنچے، مصر میں پہنچے ہندوستان
میں پہنچے چین میں پہنچے اور ہر جگہ اس اصلاحی کام
کی عمارت کو بلند کرتے چلے گئے۔ یہاں تک کہ
دنیا کے ایک کثیر حصہ پر یہ عمارت بلند ہو گئی مگر
کیا آج بھی مسلمانوں میں یہ ایمان موجود ہے؟ اس کا
اندازہ صرف ایک بات سے ہو سکتا ہے کہ جس عمارت
کی بنیاد محمد رسول اللہ صلعم نے رکھی تھی، دنیا کی
قوموں کو ایک سلک میں منسلک کرنا اور ان کو
خدا کے آگے جھکانا۔ اس عمارت کو ترقی دینے
میں وہ کس قدر جوش و خروش سے کام کرتے ہیں
کیا آج بھی مسلمان اس تعمیر کے کام میں اس طرح مصروف
ہیں جس طرح خود محمد رسول اللہ صلعم مصروف تھے
یا آپ کے صحابہ رضا مصروف تھے؟ خوب یاد رکھو
کہ محمد رسول اللہ صلعم کو یہ سب کچھ دکھایا گیا تھا کہ
ایک وقت آئے گا کہ جس طرح آج کفار عرب اسلام
کو مٹانا چاہتے ہیں عیسائی اقوام اسلام کو مٹانے کا
پکا تہیہ کریں گی یہ تمام واقعات قرآن و حدیث
میں مذکور ہیں مگر یہ بھی انہی کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں
جن کے دلوں میں ایمان ہے تو اس وقت کیا مسلمانوں
کے اندر اس تعمیر کے کام کو کرنے کا کوئی جوش ہے؟
اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ خدا اور اس
کے رسول کے نام کو دنیا میں پہنچانے پر قرآن
کو دنیا میں پہنچانے پر مسلمانوں کی کس قدر قوت
صرف ہوتی ہے۔ لوگ کہہ دیتے ہیں مسلمان ایک
غریب قوم ہے اور ہندوستان میں تو واقعی ایک
طرف انگریز کی غلامی اور دوسری طرف ہندو کی
غلامی بیچ ہوتے کے نیچے ہے۔

اسلامی جنگ کے لئے قرضہ حسنہ کی ضرورت

لیکن اگر صرف یہی دیکھا جائے کہ اس موجودہ
جنگ میں مسلمانوں نے کس قدر قرضہ حکومت کو دیا
تو اس کی تعداد کروڑوں روپوں تک پہنچتی ہے۔ یہ قرضہ
کیوں دیا؟ حکومت کا دعوےٰ ہے کہ اس نے اس
جنگ کو اس لئے اختیار کیا ہے کہ جور و استبداد کو
مٹایا جائے۔ فی الواقع جور و استبداد مٹ جائیگا
یا نہیں یہ آگے چل کر پتہ لگے گا ۱۹۱۴ء کی جنگ
سے یہ نہیں مٹا اور نہ بظاہر حالات اسی قدر توقع
اس جنگ سے رکھنی چاہیئے لیکن وہ جنگ جو
محمد رسول اللہ صلعم نے شروع کی تھی وہ ہے کامل
صلح اور امن کا دنیا میں قائم کرنا۔ اس کا نام ہے
اسلام۔ اس جنگ کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے وہی
اصطلاح استعمال کی ہے جو آجکل حکومتیں استعمال
کرتی ہیں۔ ایک دفعہ نہیں بار بار یہ فرمایا
و اقرضوا اللہ قرضا حسنا۔ مانگا
اللہ کے لئے۔ اللہ کے دین کو ترقی دینے کے لئے
قرضہ حسنہ دو من ذا الذی یقرض اللہ
قرضا حسنا فیضاعفہ لہ اضعافا
کثیرۃ کون ہے جو اللہ کے دین کی ترقی کے
لئے قرضہ حسنہ دے تو وہ اس کو کئی گنا بڑھا کر
دے گا۔ لئن اقمتم الصلوۃ و اتیتم
الزکوۃ و آمنتم برسلی و عزرتموھم
و اقرضتم اللہ قرضا حسنا لاکفرن
عنکم سیاتکم اگر تم خدا کے آگے جھکتے
رہو اور زکوٰۃ دیتے رہو اور میرے رسولوں پر ایمان
لاؤ اور ان کی مدد کرتے رہو اور اللہ کے دین کی
ترقی کے لئے اچھا قرضہ دیتے رہو تو میں تمہاری
تکلیفیں دور کر دوں گا ان تقرضوا اللہ قرضا
حسنا یضاعفہ لکم و یغفر لکم واللہ
شکور حلیم۔ اگر تم اللہ کے دین کی ترقی کے
لئے اچھا قرضہ دو تو وہ تمہیں کئی گنا کر کے دے گا
اور تمہاری مغفرت فرمائے گا اور اللہ بڑا قدردان ہے
اور بردبار ہے۔ اس قسم کی آیات سے قرآن کریم
بھرا پڑا ہے مگر کیا خدا کی اس آواز پر مسلمانوں کے
دلوں میں کوئی حرکت پیدا ہوتی ہے؟ اس سوال کا
جواب میں نہیں دیتا۔

خدا کے وعدوں پر ایمان نہیں ہے

کیوں پیدا نہیں ہوتی؟ اس لئے کہ خدا کے ان وعدوں پر ایمان نہیں
کہ خدا اس کے نتیجہ میں بڑھا چڑھا کر دے گا وہ
سمجھتے ہیں یہ یونہی کہنے کی باتیں ہیں۔ حکومت جو
قرضہ لے رہی ہے وہ چند دنوں تک سود سمیت واپس
مل جائیگا لیکن خدا کے دین کی ترقی کے لئے جو دیں گے
وہ کہاں واپس ملے گا۔ اگر اس بات پر ایمان
ہو کہ خدا کے وعدے سچے ہیں تو جس طرح حکومت کے
جنگ کے لئے قرضہ طلب کرنے پر ایک غلام ملک
کے مسلمانوں کی جیبوں سے کروڑوں روپیہ نکل آتا
ہے اس جنگ کے لئے جو دو کافر قوموں میں ہو رہی
ہے اور جس کے انجام کا کچھ علم نہیں مسلمانوں کی غریب
قوم کروڑوں روپے دے سکتی ہے۔

خدا کے راستہ میں خرچ کرنیوالے مسلمان کم ہیں

اس جنگ کے لئے جو محمد رسول اللہ صلعم نے شروع
کی تھی کہ دنیا سے فساد کو مٹایا جائے انسانوں کو
نیک انسان بنایا جائے اور جس کے لئے وعدہ خدا
کی طرف سے تھا کہ اس جنگ میں قرضہ دینے
والوں کو سود کیساتھ ہی نہیں کئی گنا بڑھا کر ملے گا۔
اور دنیا میں امن قائم کر دیا جائے گا اور دین اسلام کو
سب دینوں پر غالب کر دیا جائیگا۔ کیا اسی ہندوستان
سے کروڑ دو کروڑ روپیہ نہیں نکل سکتا؟ یقیناً نکل
سکتا ہے اگر خدا کے وعدوں پر ایمان ہو اگر خدا پر
ایمان ہو۔ مگر حکومت کی رضا حاصل کرنے کو مسلمانوں
نے خدا کی رضا کے حصول پر مقدم کیا ہوا ہے۔ میں
کہتا ہوں کہ اس سے پاک تر تحریک کیا ہوگی کہ
قرآن کریم کو ترجمے کر کے دنیا کی ہر قوم تک پہنچایا
جائے۔ مگر اس پر کتنے مسلمانوں کے دلوں میں جوش
اٹھا۔ عام مسلمان تو ابھی دور ہیں خود اپنی جماعت
کے کس قدر لوگوں کے دلوں میں جوش اٹھا ہے کیوں
نہیں اٹھتا؟ اس لئے کہ ان کے نزدیک خدا کی رضا
ایک موہوم امر ہے حکومت کے راضی ہو جانے
سے اس دنیا کے سو فوائد متصور ہیں۔ خدا کے
لئے قرضہ دیا جائیگا تو وہ واپس کہاں ملتا ہے۔
[illegible] اگر حکومت سلامت رہی تو ضرور
واپس مل جائیگا "یہ جگ مٹھا اگلا کن ڈٹھا"
کا معاملہ ہے دجال نے مسلمانوں کے دلوں پر یہ
وہ زہریلا اثر ڈال دیا ہے کہ دوسرا عالم ایک افسانہ
معلوم ہوتا ہے اور یہ دنیا سارے خیالات پر چھائی
ہوئی ہے یہاں تک کہ خیرات اور نیکی کے کاموں
میں بھی دنیا کی ملونی آجاتی ہے ایک خیرات ہوتی
ہے حکومت کی خاطر اس سے دنیوی فواید بھی مل جاتے
ہیں اور خطاب بھی مل جاتا ہے اور ایک خیرات
ہوتی ہے خدا کی خاطر حکومت کی خاطر خیرات کرنے
والے مسلمان بہتیرے ہیں خدا کے لئے محض اس
کی رضا کے لئے خیرات کرنیوالے بہت کم ہیں میں
اگر خدا کے دین کی تبلیغ کے نام پر ان قرضوں کا
سود بھی مانگوں جو مسلمانوں نے حکومت کو دیئے ہیں
وہ سود بھی جو بالصراحت آپ پر کھانا حرام ہے
نہیں دیں گے اے خدا تو اس قوم پر رحم فرما۔

قوت عمل ایمان سے پیدا ہوتی ہے

لوگ روتے ہیں اس بات
پر کہ اچھے اچھے مواعظ اچھے اچھے رہبروں سے
قوت عمل پیدا نہیں ہوتی۔ ایثار پیدا نہیں ہوتا کس
طرح پیدا ہو؟ قوت عمل اور ایثار پیدا ہوتے ہیں
ایمان سے۔ جب ایمان مردہ ہو یا نیم مردہ ہو تو قوت
عمل کس طرح سے پیدا ہو اور جس شخص کے دامن سے
وابستہ ہونے سے ایمان پیدا ہوتا ہے جو مجدد ہے
اور امام وقت ہے اس سے دلوں میں نفرت
بٹھا رکھی ہے مسلمان بھی یاد رکھیں اور یہ جماعت
بھی یاد رکھے کہ فانصرنا علی القوم الکافرین
کی تڑپ انہی دلوں میں پیدا ہو سکتی ہے جو اپنی تمام تر
قوت کو خدا کے دین کی نصرت پر لگا دیتے ہیں
فانصرنا علی القوم الکافرین کی آواز اس
کے دل سے کس طرح اٹھے جو خدا کے دین کی نصرت
کے لئے ہاتھ نہیں ہلاتا یہ تڑپ اسی دل میں پیدا ہوگی جو پہلے
اپنا زور لگا دے گا اور اپنی قوت کو خدا کے دین کی
نصرت پر وہی لگا سکتا ہے جس کے دل میں وہ ایمان
ہو جو محمد رسول اللہ صلعم کے قلب مبارک میں تھا کہ
دنیا کی اصلاح قرآن کے ذریعہ سے ہوگی جس کے
دل میں یہ ایمان ہو کہ دین اسلام بالآخر سب دینوں
پر غالب آئیگا یہ وہ ایمان تھا جو امام وقت نے
اپنے پاس بیٹھنے والوں کے دلوں میں پیدا کیا مگر جہاں
یہ دولت بٹتی ہے وہاں مسلمان آنا نہیں چاہتے
وہ دنیا کی تدبیروں پر بھروسہ کر کے دنیا میں غالب
آنا چاہتے ہیں دنیا کی محبت نے اور دنیا کے مال
کی محبت نے ان کے دلوں کو پتھر بنا دیا ہے وہ
خود دجال کے اثر کے نیچے ہیں اور دجال پر غالب
آنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔

رمضان کے آخری ایام میں دعا کرو

جوں جوں جنگ
کا خاتمہ قریب آ رہا ہے میرا دل کانپ رہا ہے کہ ہمارے
ہاتھ ابھی تک کھلے نہیں۔ خدا کا کلام اور اس کا پیغام
امن دنیا میں پہنچانے کے لئے ہمارے پاس سامان نہیں
اگر میں اپنے ارادوں کو لوگوں کے سامنے ظاہر کروں
تو شاید بہت لوگ۔ اپنی جماعت کے لوگ بھی مجھے
مجنون کہیں گے۔ مگر مجھے اپنے خدا پر بڑی امیدیں ہیں
وہ ضرور دلوں کو پھیر دے گا۔ ایک طرف دنیا
پکار پکار کر اسلام کے لئے ہاتھ پھیلا رہی ہے ایک
طرف مسلمان ہیں کہ وہ نہ خدا کی آواز کو سننا چاہتے
ہیں نہ دنیا کی پکار کو سننا چاہتے ہیں وہ مال پرست
ہیں یا جس حال میں ہیں اسی حال پر مست ہیں میں

(باقی صفحہ [illegible])

پیغام صلح

جلد ۳۲ | لاہور مورخہ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۶۳ھ | نمبر ۳۶

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعوت مباحثہ و مباہلہ

خلیفہ صاحب قادیان خاموش کیوں ہیں؟

خلیفہ صاحب قادیان کی یہ دیرینہ عادت ہے کہ بلند بانگ دعاوی کرتے ہیں تعلی کرتے ہیں اور دنیا کو مقابلہ میں آنے کا چیلنج دیتے ہیں لیکن جب کوئی مرد میدان ان کا چیلنج قبول کرتا ہے یا کسی مرد خدا کا آہنی قلم ان تار عنکبوت سے بُنے ہوئے تعلیوں کے پردوں کو چاک کرتا ہے ...... تو میاں صاحب اپنے آپ کو بے نقاب دیکھ کر اتنے منفعل ہو جاتے ہیں کہ ان میں بولنے کی سکت نہیں رہتی اور ان کی جھینپ کبھی نزلہ زکام اور کھانسی کے ٹھپے میں ٹل جاتی ہے کیونکہ عموماً چیلنج کے جواب میں الفضل کے سرورق پر یہی شائع ہوتا ہے کہ حضور کو نزلہ زکام کھانسی کی شکایت ہے میاں صاحب اتنا شور مچانے کے بعد اتنی بے نمکی پیدا کرتے ہیں کہ انسان کو تعجب ہوتا ہے کہ ایک مذہبی لیڈر یہ اتنا بزدل بھی ہو سکتا ہے!

خلیفہ صاحب نے دنیا کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا۔ جسے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے قبول کیا لیکن میاں صاحب کو مقابلہ میں نکلنے کی جرأت نہ ہوئی۔ محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری نے قبول کیا لیکن میاں صاحب خاموش رہے۔ رسالہ البیان امرتسر میں ان کے چیلنج کو قبول کیا گیا لیکن میاں صاحب نے ایسی چپ سادھی جو انسان صرف ایک دفعہ ہی سادھتا ہے ہم میاں صاحب سے استفسار کرتے ہیں کہ جب آپ میں مقابلہ میں نکلنے کی ہمت نہیں تو آپ کس برتے پر چیلنج کیا کرتے ہیں اس سے تو کہیں بہتر ہے کہ آپ ایسے چیلنج نہ دیا کریں۔ تاکہ آپ کا بھرم نہ کھلے میاں صاحب صرف اپنے بھولے بھالے مریدوں پر سطوت علمی قائم رکھنے کے لئے یہ پاپڑ بیلتے ہیں لیکن درحقیقت ان کے چیلنج میں جان نہیں ہوتی اور نہ میاں صاحب اس میدان کے مرد ہیں ورنہ وہ چیلنج قبول کر کے ضرور میدان میں نکلیں ـــــ تفسیر نویسی کے چیلنج کی طرح میاں صاحب نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو تعلی آمیز اور غلیظ الفاظ میں مباہلہ کی دعوت دی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس دعوت کا دندان شکن جواب دیا اور میاں صاحب کے تین جھوٹ پیش کر کے انہیں مباحثہ اور مباہلہ کی دعوت دی اور اس دعوت کو "میاں محمود احمد صاحب جواب دیں" کے عنوان سے پیغام صلح میں چوکھٹے کے اندر بار بار شائع کیا گیا لیکن میاں صاحب کو جواب دینے کی ہمت نہیں ہوئی صرف الفضل نے مدعی سست گواہ چست کا مصداق بنتے ہوئے لکھا کہ پہلے ان الزامات کا ثبوت پیش کیا جائے لیکن کوئی اس عقل کے دشمن سے پوچھے کہ ثبوت پیش کرنے کے لئے ہی تو دعوت مباحثہ دی جا رہی ہے اگر ان الزامات کا کوئی ثبوت نہیں ہے تو میاں صاحب کو اس چیلنج کے قبول کرنے میں خوف کیوں ہے؟ انہیں فوراً اس چیلنج کو قبول کرنا چاہیئے۔ آخر میاں صاحب اس چوکھٹے کا جواب کیوں نہیں دیتے کیا پیغام صلح کا یہ چوکھٹہ انہیں نظر نہیں آتا؟

کچھ عرصہ ہوا کہ میاں صاحب کے ایک مرید نے خواب دیکھا تھا جس میں اسے غالباً دو تین متحرک چوکھٹے دکھائے گئے تھے جن میں سے ایک ... چوکھٹہ دھندلا یا ہوا تھا اور اسے معلوم نہ ہو سکا کہ اس چوکھٹے میں کیا ہے۔ ہمارے خیال میں وہ پیغام صلح کا چوکھٹہ تھا جو باوجود متحرک ہونے کے خلیفہ صاحب کو نظر نہیں آتا ۔جب انسان کے اوسان خطا ہو جائیں تو اس کو واضح چیز نظر نہیں آیا کرتی۔ جناب میاں صاحب کو چاہیئے کہ خاموشی کے نقاب کو الٹیں اور باہر آ کر دنیا کو اپنا چہرہ دکھائیں اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس چیلنج کا جواب دیں ورنہ دنیا خود اندازہ کر لے گی کہ اس خاموشی کا مطلب سوائے بزدلی اور شکست کے اور کیا ہو سکتا ہے؟

جناح گاندھی ملاقات مسلم لیگ کے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح اور گاندھی جی میں ہندوستان کے سیاسی معمہ کو حل کرنے کے لئے ۹ اور ۱۱ ستمبر کو دو ملاقاتیں ہو چکی ہیں اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوا ہے کہ مسٹر جناح اور گاندھی نے پبلک کو یہ نہیں بتلایا کہ ان کے درمیان کیا بات چیت ہوئی گفتگو ختم ہونے کے بعد دنیا کو اس ملاقات کی روئداد سے آگاہ کیا جائے گا تیسری ملاقات مورخہ ۱۲ ستمبر کو صبح دس بجے سے ایک بجے اور سہ پہر سے شام کے سات بجے تک جاری رہی۔ خدا کرے ہندوستان کے ان دو لیڈروں کی ملاقات نتیجہ خیز ثابت ہو اور ان کے ذریعہ سے مسلمانوں اور ہندوؤں میں ایک ایسی اعلیٰ تفہیم پیدا ہو جائے جو ان کے سیاسی مستقبل پر خوشگوار اثر ڈالے اور یہ دو قومیں دنیا کی آزاد اور زندہ قوموں کی صف میں شامل ہو سکیں۔

قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ محترم جناب ایڈیٹر صاحب نور قادیان نے قرآن مجید کا گورمکھی ترجمہ شائع کیا جو سکھوں میں بہت مقبول ہوا چنانچہ ایک سکھ فاضل اور مشہور جرنلسٹ کی اس ترجمہ کے متعلق یہ رائے ہے کہ "یہ ترجمہ اردو کے ان تراجم سے جو اب تک چھپ چکے ہیں زیادہ آسان اور عام فہم ہے اور کوئی بچہ بھی اسے پڑھ کر سمجھ سکتا ہے" حال ہی میں محترم مدیر نور نے اس مذکورہ ترجمہ کا دوسرا ایڈیشن شائع کیا ہے جس میں قرآن مجید اور گرنتھ صاحب کی تعلیم میں موافقت بتانے کے لئے بعض شبد بھی نقل کئے گئے ہیں اس مذکورہ ایڈیشن کی چھپائی اور کاغذ نہایت خوبصورت ہے اس گرانی کے زمانہ میں محترم مدیر نور نے قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کا دوسرا ایڈیشن شائع کر کے تبلیغی میدان میں کارنمایاں کیا ہے ان کا یہ تعمیری کام قابل صد تحسین ہے اور ان کی بلند ہمتی تعجب خیز ہے کہ جو کام کسی مذہبی جماعت کا تھا وہ انھوں نے اکیلے کیا ہے خدا تعالیٰ انہیں اس کا اجر عظیم عطا فرمائے آمین۔ اس ترجمہ کا ہدیہ چار روپے فی کاپی ہے۔ ملنے کا پتہ:- نور بلڈنگ قادیان ضلع گورداسپور۔

صدقۂ عیدالفطر صدقۂ عیدالفطر آنحضرت صلعم کے ارشاد کے مطابق ہر مسلمان پر فرض ہے جیسا کہ حدیث بخاری میں ہے عن ابن عمر فرض النبی صدقة الفطر او قال رمضان علی الذکر والانثیٰ والحر والمملوک صاعاً من تمر او صاعاً من شعیر یعنی حضرت نبی کریم صلعم نے صدقہ فطر اور صدقہ رمضان مرد اور عورت اور آزاد اور غلام سب پر فرض ٹھیرایا یہ ایک صاع کھجور اور بعض احادیث میں ایک صاع کشمش یا ایک صاع پنیر بھی آتا ہے ان احادیث سے صدقہ عیدالفطر کی اہمیت بخوبی واضح ہو جاتی ہے آجکل مسلمانوں کے ہاں اس صدقہ کو جمع کرنے کا کوئی انتظام نہیں ہے اس لئے یہ روپیہ عموماً ضائع جاتا ہے اور ایسی جگہوں پر خرچ نہیں ہوتا جہاں اسے خرچ ہونا چاہیئے لیکن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ میں ایک مرکزیت موجود ہے اس کا ایک نظام ہے اور بیت المال بھی ہے۔ سب احباب سلسلہ کو چاہیئے کہ اس صدقہ کی اہمیت جو آنحضرت صلعم کے ارشاد سے واضح ہوتی ہے کو پیش نظر رکھتے ہوئے صدقہ عیدالفطر ادا کریں اور اس رقم کو مرکزی بیت المال میں بھجوائیں موجودہ نرخ کے حساب سے انجمن نے ۸ / فی کس صدقہ عیدالفطر مقرر کیا ہے۔

عید فنڈ صدقہ عیدالفطر کے علاوہ جماعت احمدیہ میں فی کس ایک روپیہ عید فنڈ بھی مقرر ہے عید فنڈ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مقرر کردہ ہے اس فنڈ کا روپیہ اشاعت اسلام کے لئے خرچ کیا جاتا ہے۔ عید کے دن لوگ عموماً دل کھول کر خرچ کرتے ہیں جماعت کے احباب کو چاہیئے کہ جہاں وہ اس دن اتنا خرچ کریں گے وہاں وہ اپنے امام کے ارشاد کے مطابق ایک روپیہ فی کس عید فنڈ ضرور ادا کریں اگر سب دوست اس فنڈ کی ادائیگی کی طرف توجہ فرمائیں تو اشاعت اسلام کے لئے بہت بڑی رقم جمع ہو سکتی ہے اور اشاعت اسلام کے بلند مقصد کو بہت تقویت پہنچ سکتی ہے امید ہے سب دوست اس کی اہمیت اور حضرت امام وقت کے ارشاد کے پیش نظر اس فنڈ کی ادائیگی کی طرف خاص توجہ مبذول فرمائیں گے۔

مساجد فنڈ مساجد فنڈ بھی قوم کے لئے ایک نہایت مفید تحریک ہے بیرونی جماعتوں کی تنظیم اور استحکام کے لئے مساجد کی ضرورت ہے بغیر مساجد کے جماعتوں میں خالص دینی اور اسلامی رنگ پیدا نہیں ہو سکتا۔ مسجد اسلامی نظام کی بنیاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسلام کا احیاء کیا ہے اس لئے جماعت میں اسلامی خصوصیات کو پیدا کرنے کے لئے اپنی مساجد کا ہونا از حد ضروری ہے۔ ہماری متعدد بیرونی جماعتوں میں اپنی مساجد نہیں ہیں مساجد کی تعمیر کے لئے ایک روپیہ فی کس مساجد فنڈ میں ادا کرنا احمدی احباب کے لئے بڑی بات نہیں ہے جہاں وہ اپنے خاندان کی خوشی اور زیب و زینت کے لئے خرچ کرتے ہیں وہاں انہیں چاہیئے کہ خدا کے گھر کی تعمیر کے لئے بھی کچھ خرچ کر کے فلاح دارین حاصل کریں اور اپنی قوم کو مستحکم اور منظم بنائیں۔

عید اور پیغام صلح عید کے موقع پر اخبار پیغام صلح کو بھی یاد رکھیئے اخبار پیغام صلح گزشتہ ۳۰ سال سے قوم کی خدمت کر رہا ہے آجکل اخبار قوموں کی جان ہیں جس قوم کا پریس مضبوط نہ ہو وہ قوم جدوجہد کے میدان میں بہت پیچھے رہ جاتی ہے۔ اگر آپ قوم کو مضبوط و مستحکم اور منظم بنانے کے خواہشمند ہیں تو اس کا ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ اپنے اخبار کی ترقی کے لئے کوشش کیجئے۔ ذی استطاعت ناظرین پیغام صلح کو چاہیئے کہ عید کے موقع پر جہاں وہ اور اتنا خرچ کرتے ہیں وہاں پیغام صلح کے لئے بھی کچھ خرچ کریں اور پیغام صلح کو ایسے لوگوں کے نام جاری کرائیں جن کے نام پیغام صلح کا جاری ہونا ضروری ہے امید ہے دوست عید کے موقع پر اپنے قومی اخبار پیغام صلح کو فراموش نہیں کریں گے۔

اخبار احمدیہ

ـــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

ـــ محترم جناب شیخ عبدالرحمن صاحب مصری مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نماز عصر کے بعد روزانہ درس قرآن مجید دیتے ہیں ۲۴ پارے ختم ہو چکے ہیں مرکزی احباب کو چاہیئے کہ اس درس میں شمولیت فرمائیں

سانحۂ ارتحال یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں ملال سے سنی جائیگی کہ برادرم بشیر محمد صاحب اختر ہیڈ کلرک انجمن کے والد ماجد ایک طویل علالت کے بعد مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۴۴ء وفات پا گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم گو باقاعدہ جماعت میں شامل نہیں تھے لیکن حضرت امام وقت کے مداح اور جماعت احمدیہ لاہور کی خدمات کے معترف تھے دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ہمیں اس صدمہ میں اختر صاحب اور دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

روزہ وخدمت والدین

حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بد قسمت ہیں۔ ایک وہ جس نے رمضان پایا اور رمضان گزر گیا۔ پر اس کے گناہ بخشے نہ گئے۔ اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گذر گئے اور اس کے گناہ نہ بخشے گئے۔ والدین کے سایہ میں جبکہ ہوتا ہے تو اس کے تمام ہم وغم والدین اٹھاتے ہیں۔ جب انسان خود دنیوی امور میں پڑتا ہے تب انسان کو والدین کی قدر معلوم ہوتی ہے، خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں والدہ کو مقدم رکھا ہے۔ کیونکہ والدہ بچے کے واسطے بہت دکھ اٹھاتی ہے۔ کیسی ہی متعدی بیماری بچہ کو ہو۔ چیچک ہو، ہیضہ ہو، طاعون ہو۔ ماں اس کو چھوڑ نہیں سکتی۔ ہماری لڑکی کو ایک دفعہ ہیضہ ہو گیا تھا۔ ہمارے گھر سے اس کی تمام قے وغیرہ اپنے ہاتھ پر لیتی تھیں۔ ماں بہت تکالیف میں بچہ کے شریک ہوتی ہے یہ طبعی محبت ہے۔ جس کے ساتھ کوئی دوسری محبت مقابلہ نہیں کر سکتی۔

ایک شخص نے سوال کیا کہ یا حضرت والدین کی خدمت اور ان کی فرمانبرداری اللہ تعالےٰ نے انسان پر فرض کی ہے۔ مگر میرے والدین حضور کے سلسلہ بیعت میں داخل ہونے کی وجہ سے مجھ سے سخت بیزار ہیں اور میری شکل تک دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ جب میں حضور کی بیعت کے واسطے آنے کو تھا۔ تو انھوں نے مجھ سے کہا کہ ہم سے خط وکتابت بھی نہ کرنا۔ اور اب ہم تمہاری شکل بھی دیکھنا پسند نہیں کرتے۔ اب میں اس فرض الٰہی کی تعمیل سے کس طرح سبکدوش ہو سکتا ہوں۔ فرمایا کہ قرآن شریف جہاں والدین کی فرمانبرداری اور خدمتگذاری کا حکم دیتا ہے وہاں یہی فرماتا ہے کہ ربکم اعلم بما فی نفوسکم ان تکونوا صالحین فانہ کان للاوابین غفورا (بنی اسرائیل رکوع ۳) اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے۔ اگر تم صالح ہو تو۔ وہ اپنی طرف جھکنے والوں کے واسطے غفور ہے۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی بعض ایسے مشکلات آ گئے تھے کہ دینی مجبوریوں کی وجہ سے ان کی والدین سے نزاع ہو گئی تھی۔ بہر حال تم اپنی طرف سے ان کی خیریت اور خبر گیری کے واسطے ہر وقت تیار رہو۔ جب کوئی موقعہ ملے اسے ہاتھ سے جانے نہ دو۔ تمہاری نیت کا ثواب تم کو مل رہے گا۔ اگر محض دین کی وجہ سے اور اللہ کی رضا کو مقدم کرنے کے واسطے والدین سے الگ ہونا پڑا ہے تو یہ ایک مجبوری ہے۔ (الحکم ۲۴ فروری ۱۹۰۸ء)

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

تراجم قرآن فنڈ کے متعلق میری آخری اپیل اپنی جماعت سے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

میرے بھائیو! رمضان ختم ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس رمضان کیساتھ تحریک تراجم قرآن کو جہاں تک احمدیہ جماعت لاہور ... اپیل کا سوال ہے ختم کر دوں۔ اور دو لاکھ میں جو کمی رہ جائے اس کے لئے دوسرے مسلمانوں سے اپیل کروں۔ اگر میرے بعض دوستوں نے اپنے دلوں کو سخت کر لیا ہے اور وہ ایسی مبارک تحریک میں شامل نہیں ہوتے تو شاید میں بھی اپنے دل کو سخت کر کے اپنی جماعت کے دوستوں کی شمولیت کو اس رمضان کے خاتمہ پر بند کر دوں اور پھر ان کے لئے ایک ہی موقعہ ہو گا کہ جو تحریک میں غیر از جماعت دوستوں سے کروں گا اس میں ان کو بھی شامل کروں گا اسلئے میں اس اخبار کے ذریعہ سے جو اس رمضان کا آخری اخبار ہے۔ اپنی جماعت کے دوستوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق۔ اس وسعت کے مطابق جو خدا نے ان کو دی ہے۔ اس مال میں سے جو خدا نے ان کو دیا ہے، خدا کا پیغام امن دنیا میں پہنچانے کے لئے ایسا قرضہ خدا کی راہ میں دیں جو آخرت میں بھی انہیں کئی گنا ہو کر ملے گا۔ انھوں نے حکومت کو قرضے دئے ہیں بہت اچھا کیا ان کا فرض تھا کہ اپنی حکومت کی امداد کرتے لیکن اس سے بھی بڑا فرض ہے کہ اس جنگ میں قرضہ دیں جس کی بنیاد محمد رسول اللہ صلعم نے دنیا میں رکھی۔ کیونکہ دنیا میں امن دنیا کی جنگوں سے پیدا نہیں ہو گا یہ ہمیشہ کشت وخون بربادی اور ہلاکت اور فساد کا موجب ہی رہیں گی۔ دنیا میں امن محمد رسول اللہ صلعم کے پیغام امن کو دنیا میں پہنچانے سے قائم ہو گا۔ پس جماعت کے سارے دوست بھی غور کر لیں کہ وہ ان تین چار دنوں میں کیا رقم تراجم قرآن فنڈ کے لئے دے سکتے ہیں لیکن بالخصوص ان دوستوں سے اپیل ہے جنہوں نے جنگ میں قرضے دیئے ہیں خواہ وہ ملازم ہوں خواہ زمیندار ہوں خواہ تاجر اور ٹھیکیدار ہوں کہ اسلام اور کفر کی جنگ میں بھی قرضہ دیں وہ ان کو اس وقت واپس ملے گا جس وقت دنیا کی دولت اور دنیوی جائداد کو پیچھے چھوڑ کر وہ اپنے مالک حقیقی کے سامنے حاضر ہوں گے۔ ولقد جئتمونا فرادیٰ کما خلقنٰکم اول مرۃ وترکتم ما خولنٰکم وراء ظہورکم۔ اور یقیناً تم ہمارے سامنے اکیلے حاضر ہو گے، کوئی سامان تمہارے ساتھ نہ ہو گا جس طرح ہم نے تمہیں پیدا کرتے وقت اکیلے اور بے سرو سامان دنیا میں بھیجا تھا اور جو کچھ ہم نے تم کو عطا کیا تھا وہ اپنی پیٹھوں کے پیچھے دوسروں کے لئے چھوڑ دو گے۔

تو میرے محترم بھائیو! اس بے سرو سامانی کی حالت کے لئے کچھ سامان اپنے ساتھ لے لو۔ ہاں اس رمضان کے اندر صرف وعدہ ہی کر لو اور اس وعدہ کو آہستہ آہستہ پورا کر دو، مگر صدق نیت سے اور خلاص سے۔ والسلام

خاکسار محمد علی

مکتوب بغداد

محترمی سید امجد علی شاہ صاحب کی خدمت میں

ایک یاد دہانی

مخدومی ومحترمی جناب سید امجد علی شاہ صاحب سلمہٗ الرحمٰن۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

۱۴ر جولائی ۱۹۴۴ء کے الفضل میں آپ کا ایک ورطہ حیرت میں ڈالنے والا مضمون بعنوان "جناب مولوی محمد علی صاحب کی خدمت میں" شائع ہوا ہے جو اس خاکسار کی نظر سے بھی گذرا۔ آپ کے اس مضمون کا مدلل مسکت اور تشفی بخش جواب تو بزرگان سلسلہ دیں گے یا دے چکے ہوں گے۔ لیکن اس مضمون میں آپ کی مندرجہ ذیل تحریر نے مجھے بھی مجبور کیا کہ ان چند سطور کے ذریعہ آپ کو ایک امر واقع کی یاد دہانی کراؤں یہ وہ آپ کی تحریر ہے جس نے خاموش نہیں رہنے دیا اور سکوت عن الحق آپ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہو گا۔

"اس کے ساتھ ہی میں آپ سے (سیدنا امیر ایدہ اللہ۔ ناقل) شہادت طلب کرتا ہوں اور امید ہے کہ آپ یہ شہادت دیں گے کہ (۱) میں نے ہمیشہ ان دوستوں اور بزرگوں کی جنہوں نے غیر احمدیوں کے پیچھے نمازیں پڑھیں اس معاملہ میں مخالفت کی اس بنا پر کہ امام وقت نے اس معاملہ میں شدید شرائط رکھی ہیں (یعنی مکفر کی تکفیر کرنا) جو آج تک کسی نے پوری نہیں کیں اور اس کے بغیر کسی کے پیچھے نماز کو میں نے ناجائز اور امام وقت کی نافرمانی سمجھا ہے کسی چیز میں جواز کا ہونا اور بات ہے مگر دستور العمل بنانا اور بات ہے۔"

محترم شاہ صاحب مجھے بے حد تعجب ہے کہ آپ اپنی اس تحریر میں ایک ایسی شہادت کا مطالبہ حضرت سیدنا امیر ایدہ اللہ سے کر رہے ہیں جس کے خلاف ۱۹۳۶ء میں آپ کا عمل خاکسار اور جماعت بغداد کے احباب نے دیکھا۔ کیا یہ امر واقعہ نہیں کہ آپ نے ۱۹۳۶ء میں بغداد میں مختلف مساجد میں غیر احمدی اماموں کے پیچھے نماز جمعہ ادا کی حالانکہ وہ مکفر کی تکفیر کرنے والے نہ تھے۔ اور کیا آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاویٰ کی روشنی میں اپنے اس طرز عمل کو صحیح اور جائز نہیں تلایا تھا؟ محترم شاہ صاحب کیا میں مؤدبانہ آپ سے یہ دریافت کر سکتا ہوں کہ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ فتاوے آپ کے نزدیک منسوخ ہو گئے جن پر ۱۹۳۶ء میں آپ عمل پیرا تھے؟ اور برادران جماعت کو ان پر گامزن ہونے کی ہدایت فرمائی تھی۔ محترم شاہ صاحب ذرا ٹھنڈے دل سے غور فرما دیں کہ آپ کدھر جا رہے ہیں۔ مزید کہنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ والسلام ؎

آپ ہی اپنے ذرا طرز عمل کو دیکھیں۔ میں جو کچھ عرض کروں تو شکایت ہو گی

خاکسار۔ تصدق حسین۔ قادری

بقیہ خطبہ از صفحہ نمبر ۲

بقیہ خطبہ از صفحہ نمبر ۲

جانتا ہوں کہ یہ خطبہ جس وقت احباب کے ہاتھ تک پہنچے گا رمضان کے صرف چار یا پانچ دن باقی رہ گئے ہوں گے مگر وہی چار یا پانچ دن رمضان کے بہترین دن ہیں انہی میں وہ رات بھی ہے جس میں قرآن کریم کا نزول شروع ہوا یہی وہ راتیں ہیں جو سب سے بڑھ کر قبولیت کی راتیں ہیں اگر ان راتوں میں کچھ خدا کے بندوں کے دلوں سے یہ چیخیں نکلیں کہ اے خدا تیرا دین اس وقت ایک سخت بیکسی کی حالت میں ہے وہ جو تیرے رسول کی امت کہلاتے ہیں ان کے دل انسانی حکومت کے دروازے پر جھکتے ہیں مگر تیرے در پر نہیں جھکتے۔ وہ انسانی حکومت کے وعدوں پر ایمان رکھتے ہیں مگر تیرے وعدوں پر ان کا ایمان نہیں وہ حکومت کی رضا اور خوشنودی کے طالب تو ضرور ہیں مگر تیری رضا اور خوشنودی ان کو مطلوب نہیں۔ ان میں سے مالداروں کے دل مال کی محبت سے پتھر ہو گئے ہیں اور تیرے دین کے نام پر ان میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہوتی مگر اے خدا تیرا ارشاد ہے کہ تو پتھروں میں سے نہریں بہا دیتا ہے تو پتھروں کو اس طرح پھاڑ دیتا ہے کہ ان میں سے پانی نکل آتا ہے اسے خدا تو مسلمانوں کے پتھر دلوں کو بھی نرم کر دے اور اپنے دین کی تائید اور تبلیغ کے لئے ان کے دلوں میں یہ حرکت پیدا کر تاکہ اب جب دنیا کو کشت وخون کی بربادی اور تباہی اور ہلاکت کے وحشیانہ نظاروں سے نجات ملنے والی ہے تو ہمارے ہاتھ ایسے مضبوط ہوں کہ ہم دنیا کی تمام قوموں میں تیرے پیغام امن کو پہنچا دیں۔ اے خدا تو ایک طرف ہمیں وہ کارکن بھی عطا فرما جو صرف تیری رضا کے لئے تیرے وعدوں پر ایمان رکھتے ہوئے دیوانہ وار تیرے رستے میں نکل پڑیں اور دوسری طرف اے آسمانوں اور زمین کے خزانوں کے مالک۔ اے دلوں پر تصرف رکھنے والے۔ تو ہم کو یہ توفیق عطا فرما کہ ان لوگوں کے لئے پورا پورا سامان جمع کر دیں وہ کام بہت بڑا ہے جس کو ہم دنیا میں شروع کرنا چاہتے ہیں مگر ہمارے راستے ابھی تک تاریک ہیں تو ان کو روشن فرما تو ہمارے تاریک دلوں کو وہ روشنی عطا فرما جس سے ہم تیری تاریک دنیا کو روشن کر دیں اور تو ہماری جماعت کو وہ قوت عطا فرما اور وہ سامان عطا فرما کہ یہ تیرے دین کے لئے تیری دنیا کو فتح کرتی چلی جائے۔

مصنف صاحب کتاب "فضل عمر" کیا ان میں بیان کردہ امور کا ثبوت دینے یا انہیں واپس لینے کیلئے تیار ہیں؟

(از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری)

کتاب "فضل عمر" میں سے میں نے ایک حوالہ ۲۳ اگست کے پیغام صلح میں شائع کیا تھا اس حوالہ کا مضمون یہ تھا کہ حضرت اقدس کی پیشگوئی متعلقہ مصلح موعود میں مصلح موعود کی پیدائش کا دن دوشنبہ یعنی پیر کا دن بتلایا گیا تھا سو جناب میاں صاحب مکرم نے پیر کے دن پیدا ہو کر اس پیشگوئی کو پورا کر دیا اس پر مصنف کتاب ہذا نے الفضل ۱۱ ستمبر ۱۹۴۴ء صلہ پر یہ تسلیم کیا ہے کہ بیشک انھوں نے ایسا لکھا ہے لیکن ساتھ ہی وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ ان کی غلطی تھی ان کی نیت کسی کو دھوکہ دینا نہ تھا اور اس پر انھوں نے اللہ تعالیٰ کی حلف بھی اٹھائی ہے جہاں تک ان کی نیت کا سوال ہے وہ ان کی حلف سے طے ہو جاتا ہے مجھے اس پر اب کچھ مزید لکھنے کی ضرورت نہیں ہاں اس امر کے متعلق چند امور ہیں جن کے دریافت کی مجھے اپنے اطمینان قلب کے لئے ضرورت ہے اور وہ یہ ہیں۔

امر اوّل

(۱) پہلا امر جو اس بارہ میں مصنف کتاب ہذا سے دریافت کرنا چاہتا ہوں یہ ہے کہ یہ غلطی ان کو کس طرح لگی کیا جناب میاں صاحب مکرم کی پیدائش کوئی غیر معروف واقعہ تھا یا ان کی پیدائش ایسے زمانہ میں ہوئی جبکہ تاریخ پیدائش ضبط میں نہیں آیا کرتی تھی "یا کیا جماعت میں ان کی پیدائش کا دن پیر مشہور تھا یا حضرت اقدس کی کتب میں ان کی پیدائش کا دن مذکور نہیں تھا آپ جبکہ ایک مؤرخ کی حیثیت سے ایک شخص کے سوانح حیات دنیا کے سامنے پیش کر رہے ہیں تو کیا آپ کا فرض نہیں تھا کہ اس کی پیدائش تو کم از کم تحقیق کر کے صحیح صحیح لکھتے اگر آپ نے تحقیق کر کے لکھا ہے تو غلطی کیوں واقعہ ہوئی اور اگر بغیر تحقیق لکھا ہے تو کیوں؟

(۲) آپ اپنے مضمون میں تسلیم کرتے "آپکی کتاب جلسہ ۱۹۳۹ء کے دوران میں شائع ہوئی اور ایک **خاص تعداد** دو تین ماہ میں نکل چکی تھی جب آپکی غلطی آپ پر واضح ہوئی اس وقت جتنی جلدیں اس کتاب کی آپ کے پاس تھیں ان میں آپ نے اصلاح کر دی "

اس حقیقت کا تو آپ بھی انکار نہیں کر سکتے کہ خواہ آپ کی نیت ہو یا نہ ہو لیکن آپ کا یہ لکھنا کہ مصلح موعود کی پیدائش کا دن پیشگوئی میں "پیر" بتلایا گیا ہے اور جناب میاں صاحب مکرم نے پیر کے دن پیدا ہو کر اس پیشگوئی کو پورا کر دیا ہے۔ پڑھنے والوں کو دھوکہ میں ڈال سکتا ہے اور وہ آپ کی اس تحریر سے متاثر ہو کر جناب میاں صاحب مکرم کو مصلح موعود تسلیم کرنے کے لئے تیار ہو سکتے ہیں ادھر جبکہ آپ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس غلطی پر اطلاع پانے سے قبل ایک خاص تعداد آپ کی کتاب کی فروخت ہو چکی تھی تو سوال یہ ہے کہ ان لوگوں کو اس دھوکہ میں پڑنے اور اس غلطی میں مبتلا ہونے سے بچانے کے لئے آپ نے کیا راہ اختیار کی جن کے ہاتھوں میں آپ کی غیر اصلاح شدہ کتاب جا چکی تھی باقی نسخوں میں اصلاح کر دینے سے وہ کس طرح اس اصلاح سے واقف ہو سکتے تھے۔

اس خطرناک غلطی کی اصلاح کا ایک ہی طریق ہو سکتا تھا اور وہ یہ آپ کی جماعت کے تمام اخباروں میں کم از کم ایک ماہ تک اس غلطی کا باقاعدہ اعلان ہوتا رہتا۔ اگر تو آپ نے ایسا اعلان کر دیا ہے تب تو خیر ورنہ محض اظہار افسوس سے تو آپ اخلاقی ذمہ داری سے سبکدوش نہیں ہو سکتے، جہاں تک میرا علم ہے آپ نے آج پانچ سال بعد اور وہ بھی میرے توجہ دلانے پر آج پہلی دفعہ اخبار میں اس کا ذکر کیا ہے اتنا لمبا عرصہ خاموشی کیا معنی رکھتی ہے۔

امر سوم

آپ نے اس مضمون میں یہ بھی تسلیم کیا ہے کہ جناب میاں صاحب مکرم کو بھی آپ کی اس غلطی کا علم ہو گیا تھا اور انھوں نے آپ کو باقی نسخوں میں اصلاح کر دینے کے لئے کہا تھا لیکن سوال یہ ہے کہ جناب میاں صاحب مکرم نے بھی پہلے خریداروں کو مدنظر رکھتے ہوئے پبلک میں اس کا کیوں اعلان نہیں کیا کیوں خفیہ ہدایت پر ہی اکتفا کیا ان کی اس خفیہ ہدایت سے پہلے خریدار کس طرح فائدہ اٹھا سکتے تھے جناب میاں صاحب مکرم پر جو یہ الزام ہے کہ ان کی تائید میں جو سچ جھوٹ لکھا جائے اس کی اشاعت کو وہ نہیں روکتے اس ہدایت سے وہ دور نہیں ہو سکتا جو انھوں نے آپ کو دوسرے نسخوں میں اصلاح کرنے کے بارے میں دی ہے کیونکہ آپ کے پیش کردہ واقع کی غلطی پر پردہ ڈالے رکھنا آسان کام نہ تھا لیکن باوجود اس کے پھر بھی انھوں نے علانیہ اس غلطی کے اظہار کی جرأت نہیں کی آپ دیکھ لیں کہ پیر سراج الحق صاحب مرحوم کی پیش کردہ خواب کو ایسے دلائل سے بناوٹی ثابت کیا جا چکا ہے جن کی تردید آج تک کسی سے نہیں ہو سکی باوجود اس کے آج تک انھوں نے اپنی جماعت کو یہ کبھی نصیحت نہیں کی کہ پیر صاحب کی اس خواب سے ان کے مصلح موعود ہونے پر دوست اب استدلال نہ کیا کریں وہ اپنی آنکھوں سے اس خواب سے استدلال دیکھتے ہیں لیکن خاموش ہیں ادھر مولوی اللہ دتا صاحب اور مولوی غلام رسول صاحب راجیکے نے قتل انبیاء کے عدم جواز پر ان کے خیال کے خلاف ایک مضمون لکھا تو اس پر ایک خطبہ پڑھ دیا جس میں صرف مضمون نویسوں کو ہی نہیں ڈانٹا گیا تھا بلکہ ایڈیٹر الفضل کی بھی بری طرح خبر لی گئی تھی کہ اس نے ایسے مضمون اخبار میں شائع ہی کیوں کئے اگر کہا جائے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ مضمون حضرت اقدس کی تحریروں کے خلاف تھے تو میں کہتا ہوں کہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ وہ حضور کی تحریروں کے خلاف تھے تو کیا پیر سراج الحق صاحب کی بیان کردہ خواب حضرت اقدس پر افترا نہ تھا اور کیا آپ کا خلاف واقعہ بیان خدا تعالیٰ کے کلام میں بے جا تصرف کے مترادف نہ تھا اگر جناب میاں صاحب مکرم کو حضرت اقدس کے کلام پر غیرت آ سکتی ہے تو کیا وجہ کہ خدا تعالیٰ کے کلام کے خلاف ایک بیان کو دیکھتے ہوئے اور حضرت مسیح موعودؑ پر افترا کو ملاحظہ کرتے ہوئے کیوں غیرت نہیں آتی نیتوں کو تو پھاڑ کر ہم نے نہیں دیکھنا ہم نے تو واقعات سے ہی نتائج نکالنے ہیں واقعات ہمارے سامنے ہیں کہ اپنی تائید کے مواقع پر اکثر وہ خاموش رہتے ہیں اور جس مقام کا وہ ادعا کرتے ہیں اسکو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کہنا پڑتا ہے کہ یہ بہت ہی قابل افسوس حرکت ہے جو ان کی طرف سے سرزد ہوتی رہتی ہے جناب میاں صاحب مکرم اگر برا نہ منائیں تو میں ان کی خدمت میں از راہ ہمدردی یہ عرض کروں گا کہ ان کا یہ رویہ ان کی جماعت کے اخلاق پر بہت برا اثر ڈالنے کا موجب ہو سکتا ہے اگر کسی اور وجہ سے نہیں تو انہیں اپنی جماعت کے اخلاق کی اصلاح کو مدنظر رکھتے ہوئے ہی اپنے رویہ میں تبدیلی کرنی چاہیئے۔

امر چہارم

زیر بحث غلطی کے متعلق مندرجہ بالا تین امور پر روشنی ڈالنے کی تکلیف دینے کے بعد اب میں مصنف کتاب سے یہ بھی دریافت کرنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اس غلطی کے علاوہ کیا وہ اپنے دوسرے خلاف واقعہ بیانات کو بھی واپس لینے کے لئے تیار ہیں جو انھوں نے اپنی کتاب میں درج کئے ہیں جن میں سے چند ایک مندرجہ ذیل ہیں:۔

اوّل آپ نے اپنی کتاب میں اس امر پر بحث کرتے ہوئے کہ جب خلافت اور انجمن کے اختیارات کے بارے میں جماعت احمدیہ میں پہلی دفعہ سوال اٹھا تو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضی اللہ عنہ نے جماعت کے نمائندوں کو بلایا اور اس موقعہ پر ایک تقریر کرنی چاہی جب حضرت مولانا رضہ تقریر کے لئے مسجد میں آئے تو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم رضہ نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ سب کچھ ٹھیک ٹھیک ہے تمام لوگوں کو سمجھا دیا گیا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی اصل جانشین انجمن ہی ہے اس پر حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضہ نے جواب دیا انجمن کونسی؟ جو انجمن تمہارے خیال میں ہے اس کی تو تو اعلد کے ماتحت کوئی حیثیت ہی نہیں،، (کتاب فضل عمر صلا۱۲)

کیا مصنف کتاب ہذا اس امر پر روشنی ڈال کر مشکور فرمائیں گے کہ کیا مندرجہ بالا جواب جو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضہ کی طرف منسوب کیا گیا ہے وہ انھوں نے حضرت مولانا رضہ سے خود سنا ہے یا سلسلہ کے کسی ریکارڈ سے نقل کیا ہے خود تو وہ سننے کا دعوٰے ہی نہیں کر سکتے کیونکہ وہ اس وقت موجود ہی نہ تھے اس لئے ان کے علم کا ذریعہ سلسلہ کا ریکارڈ ہی ہو سکتا ہے اس لئے کیا وہ مہربانی فرما کر اس زمانہ کے ریکارڈ سے اس سوال و جواب کا کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں۔

امر پنجم

مصنف کتاب ہذا نے اپنی کتاب کے صفحہ ۵۵،۵۶ پر یہ واقعہ لکھا کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضہ نے ایک دفعہ اپنی امارت کے زمانہ میں ایک مجلس میں جسمیں بہت سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے مولوی سرور شاہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ امام احمد حنبل نے جو حدیث کی کتاب لکھی ہے وہ بخاری سے بھی بڑھکر ہے لیکن نقص اس میں یہ واقع ہو گیا ہے کہ ان کی وفات کے بعد ان کی کتاب ان کے ورثا کے پاس رہی جو شیعہ مذہب کی طرف میلان رکھتے تھے اس لئے انھوں نے اس میں ایسی حدیثیں داخل کر دی ہیں جو شیعہ مذہب کی تائید کرتی ہیں میری ہمیشہ یہ خواہش رہی ہے کہ میں امام صاحب کی کتاب کو ایسی تمام احادیث سے پاک کر دوں لیکن میں اس قدر بوڑھا ہو گیا ہوں کہ اتنے سخت کام میں ہاتھ ڈالنا میرے لئے مشکل ہے دوسرے میرے ذمہ اور بھی فرائض ہیں جن کی ادائیگی میں تمام وقت صرف ہو جاتا ہے اس کے بعد آپ نے میاں محمود احمد صاحب کی طرف اشارہ کر کے مولوی سرور شاہ صاحب کو کہا کہ اگر ان کے زمانہ میں آپ اس کام کو سرانجام دے سکیں تو آپ عنداللہ بڑے ثواب کے مستحق ہوں گے اس روایت کو درج کر کے مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے کتاب ہذا کی تصنیف کے وقت مولوی سرور شاہ صاحب سے اس روایت کی تصدیق کرا لی تھی۔

روایت مندرجہ بالا کے متعلق میں صرف اتنا دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جب کہ آپ تسلیم کرتے ہیں کہ جس مجلس میں یہ بات کہی گئی اس میں صرف میاں محمود احمد صاحب اور مولوی سرور شاہ صاحب ہی موجود نہ تھے بلکہ ان دونوں کے علاوہ اور بھی بہت سے دوست موجود تھے کیا اخبار الحکم یا البدر جن میں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضہ کے کلمات شائع ہوتے رہتے تھے ان کی یہ ہدایت ____________ بھی شائع ہوئی کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ اتنے آدمی سننے والے ہوں جن میں الحکم اور البدر کے رپورٹرز بھی ہوں اور پھر اتنی اہم ہدایت شائع ہونے سے رہ جاتی مجھے معاف رکھیں اگر میں کہوں کہ اکیلے مولوی سرور شاہ صاحب کی تصدیق اس روایت کو درست ثابت کرنے کے لئے کافی نہیں کیونکہ گو میں یہ نہیں کہتا کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں لیکن یہ ایک حقیقت ہے جس کو قادیان کے تمام سمجھ دار دوست اچھی طرح جانتے ہیں کہ ان کے دماغ کی بناوٹ ہی ایسی ہے کہ وہ خود ہی ایک بات ایجاد کرتا ہے اور پھر اسے واقعہ یقین کر لیتا ہے اور مولوی صاحب موصوف اس کو بطور واقعہ بیان کرنے لگ جاتے ہیں اور اس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے خود جناب میاں صاحب مکرم بھی اس حقیقت کا انکار نہیں کر سکتے۔

آپ یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت مولانا رضہ کے دل میں اس کام کو کرنے کی ہمیشہ سے خواہش تھی تو کیا اس پر سوال یہ ہے کہ اس خواہش کو پورا کرنے کی انھوں نے کیوں کوشش نہ کی کیا ان کے پاس ذرائع نہ تھے وہ خدا کے فضل سے روپیہ بھی خرچ کر سکتے تھے ان کے پاس مکرمی حافظ روشن علی صاحب مرحوم جیسے قابل شاگرد بھی موجود تھے تو پھر کس چیز نے انہیں اس خواہش کو حیز عمل میں لانے سے روکے رکھا پھر فرض کر لو کہ ان کو مولوی سرور شاہ صاحب سے بڑھکر اس کام کو کرنیوالا اور کوئی آدمی نظر نہ آتا تھا تو اس پر سوال یہ ہے کہ کیوں انھوں نے اپنے ہی زمانہ امارت میں ان کو اس کام پر نہ لگا دیا میاں محمود احمد صاحب کے زمانہ امارت کا کیوں انتظار کیا اتنا اہم دینی کام اور اس کے کرنے کی خواہش کا ہمیشہ سے دل میں موجود ہونا پھر اس کام کے مناسب [illegible]

مولوی عبداللہ صاحب بہائی کی نرالی منطق

پہلے مباحثہ کی دعوت دی۔ پھر خود ہی گریز کر گئے

(از جناب عبد العزیز صاحب شورہ سری نگر کشمیر)

حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب وائس پریزیڈنٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور جو آجکل سرینگر میں مقیم ہیں۔ کو جماعت احمدیہ سری نگر نے استدعا کی۔ کہ چونکہ مولوی عبداللہ صاحب وکیل، چوہدری عبدالرحمن صاحب اور ان کے دیگر ساتھی دین فطرت اسلام کے خلاف لوگوں میں وسوسہ اندازیاں کیا کرتے ہیں۔ اس لئے بہائی مذہب پر تنقید و تبصرہ کیا جائے۔ تا لوگ بہائیت کی حقیقت سے آگاہ ہوں مولانا نے از راہ نوازش جماعت کی یہ استدعا منظور کی۔ چونکہ ماہ رمضان المبارک کے ایام ہیں۔ اسلئے طے پایا گیا کہ مولانا ۲۵ راگست ۱۹۴۴ء کو بروز جمعۃ المبارک خطبہ کی صورت میں بہائی مذہب پر روشنی ڈالیں اس سلسلے میں اخبار ہمدرد، اخبار مارتنڈ اور اخبار البرق میں اعلانات شائع کرنے کے علاوہ شہر کے اہم مرکزوں پر وستی پوسٹر چسپاں کئے گئے اور بہت سے بہائی دوستوں کو دعوتی رقعے بھیجے گئے۔ ایک دعوتی رقعہ مولوی عبداللہ صاحب وکیل کو بھی بتاریخ ۲۲ ۸/۴۴ بھیجدیا گیا۔ جس کا مضمون یوں تھا۔

(۱) مکرم بندہ۔ تسلیمات!

حضرت مولنا مولوی صدرالدین صاحب. . .

. . . . بروز جمعہ بتاریخ ۵ رمضان المبارک مطابق ۲۵ راگست مسجد احمدیہ ڈلگیٹ پورہ سرینگر میں بوقت ۲ ۱/۲ بجے بعد دوپہر "بہائی مذہب" پر تنقید و تبصرہ فرمائیں گے۔ امید واثق ہے، کہ جناب نہ صرف خود ہی وقت مقررہ پر تشریف لائیں گے۔ بلکہ اپنے حلقہ احباب کو بھی ساتھ لاکر ممنون فرمائیں گے۔

آپ کا۔ عبدالعزیز۔ اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور شاخ سرینگر کشمیر

۲۳ راگست کو مولوی عبداللہ صاحب وکیل نے دعوتی رقعہ کے پشت پر یہ عبارت لکھکر اسے واپس کیا۔

(۲) "جواباً التماس ہے۔ کہ یہ طریقہ تحقیق حق کا نہیں۔ بلکہ تنقید سے پہلے ضرورت ہے، کہ کسی مہذب مجلس میں اعلان ہو کہ یہ میرے پیش کردہ اشتہار کا جواب ہو مولانا صاحب سے پہلے لوگوں نے تنقید و تبصرہ کیا ہے نہ آیا مجھے بھی جواب دینے کا موقعہ ملے گا۔ یا نہیں اسکا کوئی فیصلہ نہیں بجائے خود ہر ایک کو اپنے خیال کے مطابق حلقہ معتقدین میں تبصرہ کا اختیار ہے۔

محمد عبداللہ وکیل۔

اس خط کے ساتھ ہی انھوں نے محمد امین کامل بی اے سے ذیل کا خط لکھواکر ارسال کیا ہے:۔

(۳) محترم سکرٹری صاحب انجمن اشاعت اسلام سری نگر۔

السلام علیکم۔ جناب کا رقعہ ملا۔ مگر اس بات کا ازحد افسوس ہے کہ آپ لوگ بجائے تحقیقات مخلصانہ کرنے کے تعصبانہ اور منافرت آمیز طریقہ پر عملدرآمد کر رہے ہیں۔ بہائی مذہب پر تنقید و تبصرہ کرنا کوئی فخر کی بات نہیں۔ اور نہ ہی کسی مذہب کے مطالعہ کرنے کا طریقہ ہے۔ اس طرح پر تو آج تک اسلام پر آریہ اور عیسائی تبصرہ کرتے رہے ہیں غیر احمدی احمدیت پر آئے دن تنقید و تبصرہ کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ سوائے منافرت اور اشتعال انگیزی کے کچھ نہیں نکلتا۔

بہترین طریقہ یہ تھا کہ جناب مولوی صدرالدین صاحب دوستانہ طرز پر مولوی محمد عبداللہ صاحب سے تبادلہ خیالات اصولی باتوں پر کریں۔ دونوں صاحبان آمنے سامنے ہوں۔ سوال و جواب کا سلسلہ قائم ہو جائے۔ اور اس طرح کسی نہ کسی بات پر آخر کار کوئی نہ کوئی لاجواب ہونا ہی۔ یہ تھا طریقہ بحث کا نہ کہ وہ جو آپ لوگ اختیار کر رہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جناب اس بات پر غور فرماکر مجھے جواب سے سرفراز فرمائیں گے۔

آپ کا مخلص۔ کامل کشمیری۔ سری نگر

نوٹ:۔ چٹھی کا مضمون مولوی عبداللہ صاحب نے محمد امین صاحب کامل کا شمیری سکنہ کاپرن کولگام کشمیر جو کہ مولوی عبداللہ کے فرزند محمد ایوب صابر کے داماد ہیں۔ اور بہائی ہو چکے ہیں کو Dictate کرایا۔

مولوی عبداللہ صاحب کو میں نے جواب میں ذیل کا خط لکھا:۔

(۴)

مکرمی! تسلیمات۔ میں نے چٹھی اس غرض سے لکھی تھی کہ چونکہ مولانا صدرالدین صاحب "بہائی مذہب" پر تنقید فرمائیں گے۔ اس لئے اگر آپ بھی مجلس میں شمولیت فرماتے تو ہم ممنون ہوتے۔ میں نے یہ نہیں لکھا تھا کہ آپ مولنا صدرالدین صاحب کے مخاطب ہوں گے۔ لیکن آپ نے جواب میں غیر متعلقہ باتیں لکھی ہیں جن سے الجھنے کی ضرورت نہیں

۲۳ ۸/۴۴ - آپ کا۔ عبدالعزیز

اسسٹنٹ سیکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ شاخ سری نگر کشمیر۔

محمد امین کامل کا خط (دیکھئے اوپر نمبر ۳) چونکہ تہذیب سے گرا ہوا تھا۔ اس لئے اس کا جواب میں نے اسے یوں دیا:۔

(۵) مکرمی کامل صاحب! تسلیم

میرے دعوتی رقعہ کے جواب میں آپ کا عنایت نامہ موصول ہوا۔ آپ غلط فہمیوں کے جالوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ جو آپ لکھتے ہیں۔ کہ گویا ہم تحقیقات مخلصانہ کرنے کی بجائے متعصبانہ اور منافرت آمیز طریقہ پر عملدرآمد کر رہے ہیں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہم مذبذبین میں سے نہیں ہیں۔ بلکہ بہائیت کی اصلیت سے پورے طور پر واقف ہیں۔ اس کے متعلق مزید تحقیقات کرنا تضیع اوقات کے مترادف سمجھتے ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ اسلام کے مقابلے میں کوئی بھی مذہب پر کاہ کی حیثیت نہیں رکھتا۔ آپ نے میرے دعوت نامے کے جواب میں مختصر طور پر اپنے آنے یا نہ آنے سے معذوری ظاہر کرنے کی بجائے غیر متعلق باتیں لکھ کر دماغ کی ساری گرمی نکال کر کاغذ کی پیشانی کو سیاہ کیا۔ اور آریوں اور عیسائیوں کی تشبیہہ دیکر بہائی اخلاق کا خوب نمونہ دکھایا۔ گو ہم غیر متعلقہ باتوں کا جواب دینے سے اجتناب کرتے ہیں۔ لیکن بحث سلجھانے کے لئے آپ نے جو تجویز پیش کی ہے۔ اس سلسلہ میں میں آپ پر واضح کر دیتا ہوں کہ ہم آپ کے مشورے کے محتاج نہیں۔ .

. . . .

آپ کا۔ عبدالعزیز۔ اسسٹنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور شاخ سرینگر کشمیر

کامل صاحب تو خاموش ہو گئے۔ لیکن مولوی عبداللہ صاحب نے خط (نمبر ۴) کے پیچھے یہ جواب لکھکر ارسال کیا کہ

(۶) "یکطرفہ تبصرہ کرنا ہی غلط ہے جبکہ ہمارا اعلان شائع شدہ ہے۔ سوامی دیانند کا تبصرہ اور رنگیلا رسول بھی تو تبصرہ ہے۔ جبکہ مولانا صدرالدین صاحب اقرار کر چکے ہیں۔ کہ ان کو مذہب بہائی کی پوری واقفیت ہی نہیں تو وہ کیا تبصرہ فرمائیں گے آخر ہم تبصرہ کا جواب کہاں دیں۔ تنہا پیش قاضی راضی"

اگرچہ مجھ سے اوپر کی عبارت برداشت نہیں ہو سکتی تھی لیکن مجھے مجبوراً صبر سے کام لینا پڑا اور میں نے ایسی دلآزار باتوں کا جواب نہیں دیا۔ بلکہ خط وکتابت بند کی لیکن سکرٹری صاحب نے مناسب سمجھا کہ ایک مرتبہ نئے سرے سے مولوی عبداللہ صاحب وکیل کو مجلس میں شمولیت کرنے کی دعوت دی جائے۔ چنانچہ انہوں نے مولوی عبداللہ صاحب کو لکھا:۔

(۷) قبلہ مولوی صاحب!

گذارش خدمت یہ ہے کہ آج مورخہ ۲۵ راگست ۱۹۴۴ء یوم جمعۃ المبارک بوقت اڑھائی بجے دن حضرت مولانا صدرالدین صاحب خطبہ جمعہ میں جناب کی چٹھی کا بھی اختصار سے جواب دیں گے اور دوسرے آپ کے رفقاء کے سوالات کا بھی اختصار کیساتھ جواب دیں گے۔ اس کے علاوہ بہائی مذہب کی کمزوریوں پر بھی روشنی ڈال کر دین اسلام کے ساتھ اس کا موازنہ فرمائیں گے آپ سے بھی استدعا ہے۔ کہ آپ بھی اس مجلس میں شامل ہو کر ہمارے خیالات کو سنیں۔ نماز کے بعد اگر جناب والا کو کوئی اعتراض بھی مولانا سے کرنا ہو گا۔ تو آپ بذات خود کر سکتے ہیں یا بصورت دیگر آپ اپنی طرف سے ایک مجلس منعقد فرماکر ہماری جماعت کو مدعو کر کے جواب دے سکتے ہیں۔ ہم بھی انشاءاللہ اس میں شامل ہوں گے۔

میں امید کرتا ہوں۔ کہ جناب بالضرور اپنی دیرینہ محبتوں (جو جناب کو ہم اور ہماری جماعت کیساتھ تھیں) کے پیش نظر ہماری محبت بھری دعوت کو قبول فرمائیں گے۔ والسلام۔

خاکسار شیخ عبدالصمد۔ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔ شاخ سری نگر کشمیر

لیکن پھر بھی مولوی عبداللہ صاحب اپنی بے جا ضد پر قائم رہے غیر متعلقہ باتیں انتہائی دلآزار لہجہ میں لکھنے لگے۔ چنانچہ اس خط کے جواب میں بھی انہوں نے اصل خط کے پشت پر یہ جواب تحریر کیا کہ

(۸) "السلام علیکم۔ مجھے یہ طریقہ ہرگز پسند نہیں کیونکہ ہمارا مذہبی اصول یہ ہے کہ دین الفت اور محبت کا ذریعہ ہونا چاہیئے۔ اگر مذہب نفرت کا ذریعہ ہو۔ تو اس سے لامذہبی بہتر ہے۔ میں صرف ایک ہی بات دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ اگر حسب مسلمات حضرت بہاءاللہ کی تکذیب کر کے قرآن کا قاعدہ کلیہ ٹوٹ گیا تو دین کا معاملہ ختم۔ اگر اس کا کوئی جواب ہے تو تحریر کریں۔ تاکہ میں غور کر دوں۔ ورنہ اس طرح مذہب بہائی پر عموماً غلام نبی واعظ اہل حدیث تبصرہ کرتا رہتا ہے۔ اگر میں تبصرہ سننے کے لئے آپ کی مجلس میں شامل ہو جاؤں۔ تو مجھے روزمرہ نیز شاہ (غلام نبی ناقل) واعظ کی مجلس میں بھی حاضر ہونا پڑے گا۔ میرے نزدیک یہ طریقہ مناسب ہے کہ ایک مہذب مجلس میں مولانا صدرالدین صاحب میرے سوالات سن کر ان کا جواب دیں۔ وہ سوال و جواب قلمبند ہو کر اخبارات میں شائع ہوں"

محمد عبداللہ وکیل۔

جب یہ ساری خط وکتابت مولانا صدرالدین صاحب نے ملاحظہ کی تو آپ نے بندہ کے ذریعے مولوی عبداللہ صاحب کو کہلا بھیجا۔ کہ بہت اچھا! آیندہ جمعہ کو بعد نماز یعنی قریباً پونے چار بجے آپ بمع اپنے ساتھیوں کے مسجد احمدیہ میں تشریف لائیں۔ تاکہ آمنے سامنے تبادلہ خیالات ہو جائے"

لیکن مولوی عبداللہ صاحب وکیل مجھے کہنے لگے کہ نہیں! جمعہ کو یہ مجلس مقرر نہ ہو۔ بلکہ کسی اور دن صبح کے وقت مقرر ہو۔ کیونکہ ۴ بجے کے وقت دماغ تھکا ہوا ہوتا ہے۔ آپ اپنے آدمیوں کو بلائیں جو مہذب ہوں۔ اور میں اپنے آدمیوں کو بلاؤں گا۔ اور ہاں! آپ لوگوں نے بحیثیت احمدی کے مرزا صاحب کے مسلمات سے میرے ساتھ گفتگو کرنی ہوگی۔ یا بحیثیت آزاد مسلمان کے۔ آخرالذکر صورت میں آپ نے تحریر لکھ کر دینی ہوگی۔ کہ ہمارا احمدیت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے"

جب میں نے یہ سب کچھ من وعن مسجد میں مولوی صاحب کو کہہ سنایا۔ تو وہاں بہت سے سنجیدہ اشخاص مولوی عبداللہ صاحب کی ایچاپیچیوں اور بہانہ بازیوں پر افسوس کا اظہار کرنے لگے۔ چنانچہ مجبوراً سیکرٹری صاحب نے ایک اور خط مولوی عبداللہ کے نام ذیل کے مضمون کا لکھا:۔

(۹) قبلہ مولوی صاحب!

تسلیم

غرض یہ ہے کہ آپ سے ہم اسلام پر اعتراضات سننے نہیں چاہتے ہیں۔ مناسب یہ ہے۔ کہ آپ از روئے کتاب اقدس بہائیت پر ایک لیکچر دیں اس کے کمالات اور خوبیاں ظاہر کریں) اور ہم کو اپنے لیکچر پر اور "اقدس" پر اعتراضات یا جرح کرنے کا موقعہ دیں مسجد احمدیہ میں یہ اجلاس ہوگا بروز جمعہ پونے چار بجے۔ آپ جس جس مددگار کو یا کوئی اور شخص لانا چاہتے ہوں۔ تو ساتھ لائیں۔

والسلام خاکسار شیخ عبدالصمد۔ سکرٹری۔

یہ خط جب میں اور سکرٹری صاحب دونوں مولوی عبداللہ صاحب کو پہنچانے گئے۔ تو انہوں نے کہا۔ کہ اس خط پر مولوی صدرالدین صاحب کے دستخط کراؤ۔ میں نے کہا سکرٹری صاحب نے دستخط کر دیئے

بیٹھ تو کہنے لگے وہ میرے سامنے غیر ذمہ دار ہیں میں نے جواب دیا کہ آج تک آپ نے میرے خطوط کا جو کہ میں نے بحیثیت اسسٹنٹ سیکرٹری کے لکھے ہیں۔ برابر جوابات دیتے چلے آئے ہیں۔ اس وقت سیکرٹری کا خط کیوں غیر ذمہ وار ہو گیا ہے؟ تو کہنے لگے کہ میں دس آدمیوں کو دس مختلف قسم کے جوابات دیا کرتا ہوں۔ اور غیر ذمہ داری سے۔ میرے اصرار سے تنگ آکر آخر انہیں نے اس خط کی پشت پر لکھدیا کہ

(۱۰) "جب تک مولانا صدرالدین صاحب اپنے دستخط کر کے اس خط کو منظور نہ فرمادیں۔ میں جواب نہیں دینا چاہتا۔

محمد عبداللہ وکیل۔ بقلم خود"

خط پر یہ عبارت لکھ کر انہوں نے اسے میرے حوالے کیا۔ اور شیخ عبدالصمد صاحب سیکرٹری پر ذاتی حملہ انتہائی ہتک آمیز لہجے میں کرنے لگے۔ اس دوران میں سڑک پر راہ گذر جمع ہو گئے تھے۔ ان میں وسوسہ اندازی کرنے کے لئے بھی احمدیت کیخلاف آوازے کستے رہے۔ لیکن ہم نے اس "مہذب مجلس" کا بار بار تذکرہ کرنیوالے وکیل کی تمام باتیں برداشت کیں۔ اور ان کے مکان سے چلے آئے۔

مسجد میں جا کر ہم نے حضرت مولانا مولوی صدرالدین صاحب کو مولوی محمد عبداللہ صاحب کی تحریر دکھائی۔ آپ نے فوراً مولوی عبداللہ صاحب کا یہ مطالبہ بھی منظور کر لیا۔ اور اسی خط پر تحریر فرمایا کہ:۔

(۱۱) "آپ کے ارشاد کے مطابق میں بھی دستخط کر دیتا ہوں"

صدرالدین ۲۵ اگست ۱۹۴۴ء

اور ہم دونوں یعنی میں اور سکرٹری صاحب پھر مولوی عبداللہ کے پاس گئے۔ اور انہیں کہا۔ لو! آپ کا یہ مطالبہ بھی مولوی صدرالدین صاحب نے پورا کر دیا۔ خط ہاتھ میں لئے وہ کھسیانی ہنسی ہنسنے اور کہنے لگے "بس! پھنس گئے آپ"

میں نے کہا "مولوی صاحب! آج تک آپ صرف وکیل ہی تھے۔ اور آج آپ جج بھی بن بیٹھے کہ جو خود ہی ہماری موجودگی میں اپنے حق میں فیصلہ دیتے ہو۔ اس کا فیصلہ آپ نے نہیں لوگوں نے کرنا ہے۔"

بولے کہ "آپ لوگ جاؤ۔ جواب وہیں پہنچا دیا جائے گا۔ اور زوردار آواز میں شیخ صاحب (سکرٹری) سے کہنے لگے۔ تم اسلام کو کیا جانتے ہو۔ مرزا غلام احمد نے کہا کہ اسلام مسخ ہو گیا ہے۔ یہ فقرہ اس نے زوردار آواز میں سڑک پر جمع ہوئے لوگوں کو سنانے کے لئے کہا۔ تا وہ احمدیوں کے خلاف بھڑک اٹھیں لیکن شیخ صاحب نے کہا مولوی صاحب! آپ ان لوگوں کو بھڑکانے کی ناکام سعی کرتے ہیں۔ یہ آپ کے اشتعال دلانے کی حرکت میں آنیوالے نہیں۔ کیونکہ یہ آپ کو خوب جانتے ہیں اور انہیں پوری واقفیت حاصل ہے کہ آپ نے آج تک کتنے رنگ بدلے۔

جس پر مولوی عبداللہ صاحب اور ان کے ساتھی جو وہاں جمع تھے۔ بدزبانیوں پر اتر آئے اور بہائی تہذیب کا ایسا نمونہ دکھایا۔ جو یادگار رہے گا۔ لیکن تمام غیر احمدی حضرات جو وہاں تھے۔ مولوی عبداللہ اور دیگر بہائیوں کی ذہنیت پر واویلا کرنے لگے۔ کوئی کہنے لگا۔ اس وکیل کے سومنہ ہیں"۔ کوئی کہنے لگا۔ اس کا کوئی اصول ہی نہیں"۔ غرضیکہ میں نے ان کی ذہنیت پر افسوس کیا۔ لیکن بجائے اس کے مولوی عبداللہ صاحب کو عبرت ہوتی، وہ بدستور بدکلامیوں میں مصروف رہے

مولوی عبداللہ صاحب کے اس واضح فرار کے بعد مولوی صدرالدین صاحب نے مسجد احمدیہ میں حسب وعدہ ایک بلند پایہ اور عالمانہ خطبہ دیا جس میں پہلے تو دین اسلام کے کامل ہونے پر دلائل پیش کئے۔ اور دلنشین انداز میں ثابت کیا۔ کہ دین اسلام ہی زندہ، اکمل، اور فطرتی دین ہے۔ پھر بہائیت پر تبصرہ کرتے ہوئے کتاب اقدس کی خامیاں لسانی غلطیاں واضح کرنے کے علاوہ بہاء اللہ کے متضاد دعاوی بیان کئے۔ بہائیت کی خونی تحریک کی ساری کہانی سنائی اور بہائیت کی خلاف فطرت تعلیم اور ناکارہ اصول کو واضح طور پر بیان کیا۔ مسجد میں لوگوں کی کثرت تھی اور سب انتہائی دلچسپی اور غور کے ساتھ حضرت مولانا کی تقریر سن رہے تھے۔ اور بعد میں وہ حیرت اور تعجب کا اظہار کرتے تھے کہ بہائیوں کو کس چیز پر ناز ہے، لوگ اکتا گئے اور کہنے لگے کہ ہم اس قدر ڈھکوسلا مذہب کے بارے میں اب کچھ سننا نہیں چاہتے ہیں ؎

خدا کے قول سے قول بشر کیونکر برابر ہو
وہاں قدرت یہاں درماندگی فرق نمایاں ہے

خطبہ کے اختتام پر مولوی عبداللہ صاحب کا جواب پہنچا جو کہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

(۱۲) مولانا مکرم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

جو رقعہ آپ نے اپنے دستخط سے مزین فرما کر ارسال فرمایا ہے اس کا مطالبہ میری رائے میں بہت غلط اور نامناسب ہے۔ کیونکہ اس طرح دنیا میں کبھی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ آج تک مسلمان قرآن کریم کے کمالات اور خوبیاں ظاہر کر رہے ہیں اور مخالفین اسلام لگاتار اعتراضات کر رہے ہیں۔ اس لئے یہ طریق نہایت غلط ہے۔ بلکہ اصل اصول یہ ہے کہ از روئے قرآن کریم جامع مانع معیار رسالت دریافت کیا جائے اور اس معیار پر مدعی کا امتحان ہو۔ اس لئے میں نے آپ کے نام بھی ایک مطبوعہ اشتہار شائع کیا ہے آپ اسکو بنیاد بحث قرار دیکر دوستانہ رنگ میں تبادلہ خیالات فرما سکتے ہیں۔ اگر وہ طریق آپ کو منظور نہیں تو مجھے آپ کے خط سے کوئی اتفاق نہیں۔ والسلام۔

محمد عبداللہ وکیل۔

مورخہ ۱۰ ماہ بھادوں

اگرچہ اب ہم نے خط و کتابت کا سلسلہ بند کرنے کی خواہش کی تھی لیکن پھر بھی اتمام حجت قائم کرنے کی غرض سے ایک اور خط میں انہیں معیار پیش کیا گیا کہ:۔

(۱۳) صادقوں کو مندرجہ ذیل تین باتوں پر پرکھنا چاہیئے:۔

(ا) مدعی کی زندگی دیکھی جائے (ب) آپ کے بعد جو تزکیہ پیدا ہوا اسکو پرکھا جائے اسکی کتاب اور اس کی حکمت کو دیکھا جائے۔

یہ ایک ایسا معیار ہے جس کو ہر ایک مان سکتا ہے۔ اس لئے ہم محبت کیساتھ آپ کو مسجد احمدیہ میں اس مقصد کے لئے مدعو کرتے ہیں جہاں کسی دن مہذب مجلس میں آپ دونوں کے تین ... [illegible]

مولانا صدرالدین صاحب اور آپ کے مابین تبادلہ خیالات ہوگا"

اس خط میں لکھا گیا تھا کہ ضرور کسی نہ کسی دن اوپر کے پیش کردہ معیار کے مطابق بہاء اللہ کو پرکھنے کے لئے مقرر کرنے کے لئے وقت مقرر فرمادیں لیکن اس خط کا بھی جو جواب ملا وہ بھی مایوس کن ہے۔ اور صاف عیاں ہوتا ہے کہ مولوی عبداللہ صاحب وکیل مباحثہ کرنے سے صاف گریز کر رہے ہیں چنانچہ ان کا آخری خط بھی ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

(۱۴) السلام علیکم۔

بجواب خط التماس ہے کہ جو بات میں نے پیش کی ہے۔ پہلے اس کا فیصلہ ہو۔ کیونکہ وہ معیار مسلمہ اور حضرت مرزا صاحب کا پیشکردہ ہے آپ کی تحریر ناقبولیت پر مبنی ہے۔ اس قسم کا خط مولانا صاحب کا ہونا چاہیئے۔ نہ آپ کا۔ کیونکہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو معلوم نہیں۔ کہ معیار کس چیز کا نام ہے۔ اگر محبت ہے تو محبت کے ساتھ اشتہار مطبوعہ کے معیار پر میری تقریر سنیں۔ دونہ حوالہ بخدا۔

محمد عبداللہ وکیل

قارئین اندازہ کر سکتے ہیں۔ کہ مولانا مولوی عبداللہ وکیل کس طرح نرالی منطق استعمال کر کے ایچا پیچیوں میں وقت ٹالتے ہیں۔ اور مباحثہ کرنے سے گریز کر رہے ہیں۔

عبدالعزیز

اسسٹنٹ سکرٹری۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام [illegible]

عید الفطر کے مسائل

۱۔ عید الفطر کے دن صبح سویرے اٹھ کر غسل کرنا اور صاف کپڑے پہننا خوشبو لگانا۔ عیدگاہ کو جانے سے قبل ناشتہ کرنا سنت ہے۔

۲۔ عیدگاہ کو جاتے ہوئے تکبیر و تہلیل یا ذکر الٰہی کرتے جانا افضل ہے

۳۔ عید کی نماز سے قبل صدقہ فطر ادا کر دینا چاہیئے خواہ غلہ کی شکل میں ہو۔ خواہ نقدی کی صورت میں۔ جو صدقہ عید کے بعد ادا کیا جائے گا۔ وہ معمولی صدقہ شمار ہوگا۔ اسے صدقہ عید الفطر نہیں کہا جاسکتا حدیث شریف میں ہے صدقہ عید الفطر روزوں کے ایام میں بعض کمزوریوں کے سرزد ہونے کی تلافی کے لئے ہے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ غربا و مساکین کو اناج مل جاتا ہے جس سے وہ بھی اپنی عید منا سکتے ہیں۔ گویا ساری قوم کو عید میں شمولیت کا موقع مل جاتا ہے مساکین محروم نہیں رہتے۔ صدقہ عید الفطر ہر ایک فرد پر واجب ہے۔ خواہ وہ عید کی صبح کو ہی پیدا ہوا ہے۔ عورتوں اور بچوں کا اور نوکر اور غلام کا ان کے شوہروں، والدین اور آقاؤں کے ذمہ ہے جو ان کے رزق کے کفیل ہیں صدقہ فی کس تقریباً ۲ سیر گیہوں یا اس کے برابر قیمت نقد ہے۔ لاہور کی جماعت نے فی کس ۸ ؍ مقرر کیا ہے۔

۴۔ عید کی نماز دو رکعت ہوتی ہیں اس میں اذان و تکبیر اقامت کوئی نہیں۔ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل سات تکبیریں اور دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ سے قبل پانچ تکبیریں ہیں۔ تکبیروں کے درمیان ہاتھ کھلے چھوڑ دینے چاہئیں۔ قرات جہری ہوتی ہے۔

۵۔ نماز کے بعد خطبہ مسنون ہے ہندوستان میں چونکہ یہاں کی زبان اردو ہے اس لئے قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اردو میں مسائل و ہدایات ضروریہ پر تقریر کرنی چاہیئے۔ کاغذ کا ایک رول لیکر مولوی لوگ جو پرانا لکھا ہوا خطبہ پڑھ دیتے ہیں۔ نہایت لایعنی چیز ہے اس لئے لوگ سنتے سناتے خاک نہیں۔ آپس میں معانقہ کرنے اور سینہ سے سینہ رگڑنے اور عید مبارک کہنے میں مشغول ہو جاتے ہیں بعض خطیب کے سامنے غلہ پھینکتے رہتے ہیں۔ بعض اس کے سر پر پگڑیاں باندھتے رہتے ہیں۔ یہ سب بدعت اور خطبہ کے خلاف ہے خطبہ کو غور سے سننا اور اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے اگر خطیب کو کچھ دینا ہے تو نماز سے قبل دینا چاہیئے۔ صدقہ عید الفطر ہمیشہ نماز سے قبل دے دینا چاہیئے۔

۶۔ عید کے خطبہ کے درمیان میں خطیب کو بیٹھنا نہیں چاہیئے جیسا کہ جمعہ کے خطبہ کے درمیان بیٹھا کرتے ہیں۔

۷۔ خطبہ ختم ہونے کے بعد جماعت کی شکل میں جانا افضل ہے کہ اسلام کی شوکت کا اظہار اسی میں ہے اس لئے جس راستہ سے آئے ہیں اس راستہ کی بجائے کسی دوسرے راستہ سے جانا مستحسن ہے۔

۸۔ عید میں آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کو ہدایا یا تحائف یا طعام میں شریک کرنا تمدن کے لئے نہایت مستحسن چیز ہے۔ عیدگاہ سے واپس پر گھر میں گھس کر دن کاٹ دینا یہ قومی مردگی کی علامت ہوتی ہے۔

۹۔ چونکہ آج کل اسلام سے بڑھکر کوئی غریب نہیں اسلیئے حضرت مسیح موعود کے زمانہ سے احمدی جماعت کے افراد صدقہ عید الفطر کا کامل یا اکثر حصہ انجمن کے بیت المال میں بھیجدیتے ہیں۔ اس لئے احباب کو اس پر عمل کرنا چاہیئے نماز عید سے قبل محاسب کو صدقہ ادا کریں۔

۱۰۔ صدقہ عید الفطر کے علاوہ حضرت صاحب کے حکم سے ایک روپیہ عید فنڈ بھی مقرر ہے آخر عید کے دن بچوں اور عزیزوں کو عیدی اور تحائف دیتے ہیں۔ اسی طرح اس خوشی کے دن میں اسلام کا بھی کچھ حق ہے۔ لہذا احباب خاص توجہ اس فنڈ کی طرف مبذول فرمائیں اور عید فنڈ کے روپے جمع کر کے انجمن کے بیت المال میں بھیجدیں یہ حضرت صاحب کا حکم ہے اور ایک مالی جہاد ہے اسے استخفاف کی نظر سے نہ دیکھیں:

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ہماری تبلیغی ڈاک

{از دفتر جائنٹ سیکرٹری صاحب}

جناب مرزا غلام مرتضیٰ بیگ صاحب بی۔ اے اتر دیاپوری ضلع امراؤتی (برار) سے تحریر فرماتے ہیں:۔

محبت و نوازشنامہ کے ہمراہ دو کتابیں "آئینہ احمدیت" اور "مسیح موعود" ملیں مزید شکریہ قبول فرماویں۔ ...... میں نے ان دونوں کتابوں کو پڑھ لیا ہے اب وہ دوسرے احباب کے مطالعہ میں ہیں۔ میں نہایت مسرت کیساتھ اظہار خیال کرتا ہوں کہ ان ہر دو کتب کے مطالعہ سے میں بہت محظوظ ہوا اور آئینہ احمدیت میں جس کمال درخوبی اور بلاغت بیان اور دلائل اتنج سے رد اعتراضات کیا گیا ہے وہ نہ صرف جماعت احمدیہ لاہور کی صداقت کا آئینہ دار ہے بلکہ مخالفین کی علمی تہی مائیگی نا واقفیت و نیز کمزوری ایمان کا بھی آئینہ ثابت ہوئی۔ مولانا محمد علی صاحب کی تصنیف "مسیح موعود" بھی حد درجہ بہترین کتاب ہے جس میں جناب مرزا صاحب اقدس کے دعویٰ مجددیت پیشگوئیوں، نیز دیگر مسائل وفات مسیح و نزول ابن مریم کے مبہم و پیچیدہ عقاید پر بصیرت افروز روشنی ڈالی گئی ہے، یہ امر واقعہ ہے کہ میں انجمن احمدیہ اشاعت اسلام کی ہر تصنیف کو بڑی وقعت کی نظر سے دیکھتا ہوں، اور بڑے شوق سے کتاب شروع کر کے ایک ہی وقت میں ختم کئے بغیر نہیں رہتا۔ میں انجمن مذکور کا مزید مشکور ہوں کہ مجھے مولانا امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تازہ تصنیف New World Order. کی ایک کاپی بھی پہنچی ہے اس تصنیف کا کیا کہنا جس خوبی سے امن عالم کی وہ تجویز ہوئی ہے وہ صرف اسلامی خدمت سے متصف ہے بلکہ مولانا کے جذبۂ ایمانی و انجمن کا جوش عملی ظاہر کرتا ہے اور پھر شاید یہ تصنیف میری اپنی نگاہ میں منجملہ تصانیف تحریک احمدیہ میں تمام تر آیت پاک کی پیشگوئی لیظھرہ علی الدین کلہ کا عملی اقدام ہو رہا ہے اور خداوند عالم یہ خدمت مرزا صاحب مسیح الزمان کے بعد ان کی جماعت سے کروا رہا ہے دعا ہے خدا اس خدمت انجمن کو اور نیز انجمن کے ہر ممبر کو اسی قوت ایمانی، جوش ایمان اور صداقت قلب کیساتھ دن بدن وسیع پروگرام کے لئے آمادہ عمل رکھے آمین۔

نیز مجھ عاجز اور بیکس کے لئے بھی دعا فرمائیں کہ جلد از جلد میں اپنی ناچیز ہستی کو بھی انجمن کی نذر کر سکوں جس کے لئے دل بہت بے چین ہے۔ ..... عربی زبان کی تحصیل کا بہت شوق ہے سو یہ لاہور آکر پورا کرونگا۔

وما توفیقی الا باللہ

(ڈبلیو۔ ایم۔ ویلز) شیخ حبیب احمد صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

آپ کی جماعت نے جو کوشش تبلیغ اسلام کے لئے کی ہے آج تک کوئی دوسرا نہیں کر سکا۔ کیونکہ آپ کی جماعت نے نہ صرف ہندوستان میں بلکہ جرمنی انگلینڈ، ہالینڈ میں بھی تبلیغ اسلام کی اور وہاں اپنے مشن قائم کئے آپ نے اپنے نمایندے روانہ کئے تاکہ تمام یورپ حلقہ اسلام میں لایا جائے اور وہاں پر جو کوشش

اشاعت اسلام میں آپ نے کی شاید ہی کوئی دوسرا آج تک کر سکا ہو میں آپ کے اس طرز عمل سے بخوبی واقف ہوں میں بھی پہلے عیسائی تھا اور آپ کی کتابیں "دی ریلیجن آف ہیومینٹی" "دی پرافٹ آف اسلام" کا میں نے مطالعہ کیا اسی طرح بعض اور کتابوں کا بھی مطالعہ کیا اس کے بعد خدا کے فضل سے ہمارا خاندان پورے یقین کیساتھ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا

خواجہ عبدالرزاق صاحب سری نگر سے لکھتے ہیں:۔

آپ کی چند کتب کے مطالعہ سے میں اس نتیجہ پر پہنچ گیا ہوں کہ آپ کی جماعت ہی سیدھے راستے پر ہے۔ مہربانی فرما کر اور لٹریچر ارسال فرماویں تاکہ انشراح صدر ہو جائے اور میں کوئی فیصلہ کر سکوں۔

قاضی سید محمد عبدالحی ہاشمی مولوی فاضل ضلع ہزارہ سے تحریر فرماتے ہیں:۔

جماعت احمدیہ لاہور کا تصور میرے ذہن میں اس سے کہیں زیادہ تھا جیسے ایک متعصب بدعتی یا وہابی کا اس لئے میں جماعت کی طرف سے کچھ پڑھنا سننا گناہ کبیرہ سمجھتا تھا اتفاقاً ایک دوست کے ہاتھ میں ایک رسالہ دیکھا (دو خطبے مؤلف مولوی محمد علی صاحب) پڑھا اور جماعت کا لٹریچر پڑھنے کو بیتاب ہو گیا چنانچہ اسی دوست نے ایک پیکٹ پندرہ بیس رسالوں کا لا کر دیا یہ قصہ ۱۹۴۰ء کا ہے جب میں اورینٹل کالج میں درجہ مولوی فاضل کا طالبعلم تھا اس وقت میرا شغل بقدر وسعت مذہبی خدمت ہے جو کتابیں میں نے اپنے دارالمطالعہ میں خاص عام سے لئے رکھی ہیں ان میں دو ٹریکٹ بھی ہے جس سے متاثر ہو کر چند دوستوں نے شوق ظاہر کیا کہ ان سے جماعت کا مزید تعارف کرایا جائے۔

ضروری اعلان

چند ایک دوست اخبار پیغام صلح کو اپنے نام جاری کرانے کی استطاعت نہیں رکھتے اور وہ اس کے مطالعہ کی ازحد خواہش رکھتے ہیں ان کے نام کوئی صاحب پرچہ جاری کرا کے ثواب دارین حاصل کریں

(مدیر)

"نیا نظام عالم" پر روزنامہ انقلاب کا تبصرہ

(انگریزی دی نیو ورلڈ آرڈر) مصنفہ مولانا محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور۔ ضخامت تقریباً ڈیڑھ سو صفحے۔ مجلد قیمت ڈیڑھ روپیہ۔

ملنے کا پتہ:۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

اس وقت دنیا میں "نظام نو" کا بڑا چرچا ہے یعنی ایسا نظام جو دنیا کو امن کی دولت سے مالا مال کر دے لڑائیاں اور جھگڑے ختم ہو جائیں۔ عالم انسانیت کا ہر فرد ایک دوسرے کا بہی خواہ بن جائے۔ اس کتاب میں فاضل مصنف نے وقت کے ایک ایک ضروری مسئلے پر مفصل بحث کر کے اسلامی تعلیمات کی افضلیت ظاہر کی ہے اور بتایا ہے کہ ہر مشکل کا اہم بہترین حل صرف اسلام میں ہی ہے۔ ہر باب کے آخر میں متعلقہ اسلامی تعلیمات کا خلاصہ بھی بطور ضمیمہ پیش کر دیا ہے۔ کتاب چار ابواب پر مشتمل ہے یعنی نئے نظام کی بنیادیں۔ اقتصادی مسئلہ زوجیت اور سلطنت اس کتاب کا مدعا یہ ہے کہ نا واقف دنیا کی موجودہ ضروریات کو پیش نظر رکھ کر اسے اسلامی تعلیمات سے روشناس کیا جائے یعنی یہ کتاب تبلیغ اسلام کی ایک مبارک سعی ہے۔ اسے بڑی تعداد میں چھاپی گئی ہے۔ نیز اسے متعدد زبانوں میں ترجمہ کر کے چھاپنا منظور ہے انگریزی دان اصحاب اس کے مطالعہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ جو اصحاب انگریزی نہیں جانتے وہ اس کے تراجم کا انتظار فرمائیں۔ مولانا محمد علی صاحب مستحق ستائش ہیں کہ انھوں نے وقت کی ایک اہم ضرورت کو محسوس کیا اور اس کے لئے حتی المقدور مفید مواد بہم پہنچایا۔

(انقلاب)

سب احباب سلسلہ عید الفطر کے موقعہ پر صدقہ عید الفطر کے فریضہ کو ادا کریں اور عید فنڈ اور مساجد فنڈ میں دل کھول کر حصہ لیں

قارئین پیغام صلح کو کارپردازان پیغام صلح کی طرف سے عید مبارک

(بقیہ از صفحہ ۵)

حال آدمی کا بھی میسر آ جانا باوجود ان تمام سامانوں کے مہیا ہو جانے کے پھر اس کام کو شروع کرانے میں تردد کے کیا معنے۔ کیا مصنف صاحب ان امور پر روشنی ڈالنے کی تکلیف گوارا فرما کر مشکور فرماویں گے۔ نیز کیا مولوی سید سرور شاہ صاحب سے دریافت فرما کر اطلاع دیں گے کہ انھوں نے اپنے امیر کی اس تاکیدی وصیت پر کہاں تک عمل کیا ہے یا انھوں نے روایت کا

بیان کر دینا ہی عمل کے قائم مقام سمجھا ہے۔ مصنف صاحب اگر برا نہ منائیں تو میں ان کی توجہ اس حقیقت کی طرف بھی پھیرنا چاہتا ہوں کہ بحیثیت ایک دیانتدار مؤرخ کے ان کا فرض تھا کہ کسی واقعہ کو اپنی کتاب میں درج کرنے سے قبل اس واقعہ کی روایۃً و درایۃً دونوں طرح کما حقہ، چھان بین کر لیتے۔

اس روایت کو بیان کرنے سے مصنف صاحب کی غرض صرف یہ اثر پیدا کرنا ہے کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب جناب میاں محمود احمد صاحب کو اپنا جانشین بنانا چاہتے تھے اگر اسے تسلیم بھی کر لیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے اس وقت ان کا خیال بوجہ اس کے کہ جناب میاں صاحب حضرت مسیح موعودؑ کے صاحبزادہ تھے ایسا ہی ہو گا لیکن بعد ازاں جناب میاں صاحب کے حالات کو دیکھ کر ان کا یہ خیال بدل گیا چنانچہ انھوں نے اپنی وفات کے وقت جو وصیت لکھی اس میں انہیں اپنا جانشین قرار نہیں دیا بلکہ اپنے جانشین کے لئے ایسی شرائط لگا دیں جو میاں صاحب میں قطعاً نہیں پائی جاتی تھیں۔

بہر حال میاں صاحب کے متعلق حضرت مولانا رضو کا خواہ کچھ ہی خیال کیوں نہ ہو روایت مندرجہ بالا درایۃً ایسی سخت تنقید کے نیچے ہے کہ اس کے بوجھ کو وہ قطعاً برداشت نہیں کر سکتی اس لئے مجبوراً یہی کہنا پڑتا ہے کہ روایت مذکورہ بالا بجز اس کے کہ مولوی سید سرور شاہ صاحب کی قوت متخیلہ کی ایجاد ہے اور کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

امر ششم

کتاب ہذا کے صفحہ ۵۶ پر حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضو کے ایک فرضی خط کا ذکر کیا گیا ہے جو بقول مصنف کتاب ہذا انھوں نے اس خاکسار کو مصر میں لکھا تھا اس خط کا فرضی ہونا میں مدلل طور پر ۲۳ اگست کے پیغام صلح میں ثابت کر چکا ہوں مصنف صاحب کا فرض تھا کہ اپنی کتاب میں اس خط کا ذکر کرنے سے قبل اس خاکسار سے بھی اسی طرح تصدیق کروا لیتے جس طرح انھوں نے مولوی سرور شاہ صاحب سے تصدیق کروا لی تھی یہ ان کے لئے مشکل بھی نہ تھا کیونکہ میں اس وقت قادیان میں ہی تھا یہ عذر وہ نہیں کر سکتے کہ انہیں اس خاکسار سے ملنے کی اجازت نہ تھی کیونکہ وہ اجازت لے کر مل سکتے تھے یا ناظر صاحب امور عامہ کی معرفت تحریری طور پر دریافت کر سکتے تھے بہر حال بحیثیت ایک دیانتدار مؤرخ کے ان کا فرض تھا کہ بعد تصدیق اس واقعہ کو کتاب میں درج کرتے۔ ۴۴

امر ہفتم

۴۴ مصنف کتاب ہذا نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۳، ۱۲۲ پر لکھا ہے کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضو نے جب انجمن اور خلافت کے اختیارات کے متعلق پیدا ہوئے خیالات پر تقریر کی تو مولوی محمد علی صاحب اور ان کے اصحاب کے متعلق فرمایا کہ تم لوگ اپنے اعمال سے جماعت سے نکل چکے ہو اگر تم جماعت احمدیہ میں رہنا چاہتے ہو تو از سر نو بیعت کرو"۔ کیا مصنف صاحب اس کا کوئی ثبوت اس وقت کے ریکارڈ سے پیش کر سکتے ہیں (باقی آیندہ)

جلد ۳۲ | لاہور - یوم چہارشنبہ - مورخہ ۳ شوال المکرم ۱۳۶۳ھ - ۲۱ ستمبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۳۷

لیلۃ القدر میں ایک عظیم الشان یادگار

روحانی طاقت کے سامنے تمام مادی طاقتیں ہیچ ہیں

موجودہ مادی طاقتیں اور محمد رسول اللہ صلعم کی پیدا کردہ روحانی طاقت میں بین فرق

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی - مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۴۴ء

انا انزلناہ فی لیلۃ القدر .... ھی حتی مطلع الفجر

انگلستان اور امریکہ

دنیا کا نقشہ کھول کر نظر سے دیکھو تو ایک عجیب بات نظر آتی ہے۔ انگلستان اتنا چھوٹا سا جزیرہ ہے کہ دنیا کے نقشہ میں اس کی کوئی حیثیت ہی نظر نہیں آتی بلکہ خود براعظم یورپ کے اندر اس کی کوئی حیثیت نظر نہیں آتی لیکن دنیا پر اس طرح چھایا ہے کہ آج دنیا کا ایک بہت بڑا حصہ اس کی حکومت کا ایک حصہ یا اس کی غلامی میں یا اس کے اقتدار کے نیچے یا اس کے اثر کے نیچے ہے۔ آج سے دو سو سال پیشتر اس کی حیثیت کچھ بھی نہ تھی۔ ممالک متحدہ جن کو عام طور پر ہم امریکہ کہہ لیتے ہیں براعظم امریکہ کا ایک نہایت ہی چھوٹا سا حصہ ہے اور پہلے یہ انگلستان کی حکومت کے ماتحت تھا۔ مگر آج اس کی صنعتی ترقی اور اس کی دولت اس کمال کو پہنچ گئی ہے کہ خود انگلستان بھی اس کا محتاج ہے اور آج یہ تمام دنیا پر چھا گیا ہے۔ جاپان براعظم ایشیا کے ایک کونے میں پڑا ہوا ایک بے حیثیت قطعہ زمین نظر آتا ہے۔ اور شاید ایک سو سال قبل بالکل بے حیثیت ہی تھا لیکن اپنی محنت اور شجاعت کے بل بوتے پر آج ایشیا کا بڑا بھاری حصہ اس کے زیر اثر ہے۔ اور برطانیہ اور امریکہ کی متحدہ طاقتوں سے اس کی ٹکر لگی ہوئی ہے۔

طاقت کا مقابلہ

تاریخ عالم کا یہ واقعہ کہ کس طرح چھوٹے چھوٹے ملک اور چھوٹی چھوٹی قومیں دنیا پر چھا گئی ہیں اور بڑے بڑے ملکوں اور بڑی بڑی قوموں پر غالب آگئی ہیں انسان کو حیرت میں ڈالتا ہے۔ اس کے اسباب پر جو شخص غور کرنا چاہے کرسکتا ہے۔ مگر یہ ایک وسیع مضمون ہے۔ البتہ ایک بات جو ان اسباب میں مشترک نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ ان چھوٹی چھوٹی قوموں نے اپنی مادی طاقتوں کو اپنی ہمت سے بڑھایا اور بڑی بڑی قوموں اور بڑے بڑے ملکوں کی مادی طاقتیں ان کی لاپرواہی اور ان کی کم محنتی سے اس قدر کمزور ہوگئیں کہ وہ ان پر غالب آگئے۔ تو دراصل یہ مقابلہ بڑی اور چھوٹی مادی طاقتوں کا تھا چھوٹی اور بڑی قوموں کا نہ تھا اور چھوٹی سی قوم کی بڑی مادی طاقت بڑی قوم کی چھوٹی مادی طاقت پر غالب آگئی۔ کثرت تعداد اور وسعت ملک بجائے خود کوئی چیز نہیں بلکہ اصل مقابلہ دنیا میں بڑی طاقت اور چھوٹی طاقت کا رہتا ہے۔ اور بڑی طاقت چھوٹی

عرب کا عجیب تر نظارہ

اب میں ایک عجیب تر نظارہ کی طرف میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں، ملک عرب بھی دنیا کے نقشہ میں ایک بے حیثیت قطعہ زمین نظر آتا ہے بلکہ قدرت نے بھی اسکو بہت کم سامان دیئے ہیں اور آج سے تیرہ سو سال پیشتر ملک عرب کی حالت اس سے بہت زیادہ ذلیل تھی جو انگلستان یا جاپان کی کبھی ہوئی تھی، ملک عرب کے دونوں طرف دو عظیم الشان قومیں، پرانی تہذیب کی مالک اور عظیم الشان مادی طاقتوں کی مالک موجود تھیں۔ جن کے سامنے عرب کی بے حیثیت قوم کچھ بھی حقیقت نہ تھی۔ مگر اسی عرب کی چھوٹی سی قوم کا جو مادی طاقت کے لحاظ سے صفر تھی ان دونوں عظیم الشان مادی طاقتوں سے جو صدیوں سے اس پر چھائی چلی آرہی تھیں بیک وقت مقابلہ شروع ہو جاتا ہے، وہ عرب جس کی ان کے سامنے اتنی حیثیت نہ تھی کہ اگر ایک سے بھی مقابلہ پڑتا تو وہ اس کو دنوں میں ختم نہ کر دیتا ان دونوں مادی طاقتوں سے اس کی مٹھ بھیڑ ایک ہی وقت میں شروع ہو جاتی اور دونوں کو بیک وقت ایک دس سال کے عرصہ میں اس طرح گرا کر دکھا دیا ہے کہ جس کی دوسری نظیر دنیا کی تاریخ پیش کرنے سے عاجز ہے۔

مادی طاقتیں اور محمد رسول اللہ صلعم کی پیدا کردہ طاقت

غور طلب امر ہے کہ یہ قوت کس چیز کی تھی۔ دشمن و دوست کو مسلم ہے کہ یہ پیدا تو محمد رسول اللہ صلعم نے کی۔ مگر کیا یہ قوت یوں پیدا کی تھی کہ محمد رسول اللہ صلعم نے اپنی قوم کو اس کام پر لگا دیا ہو کہ اپنی مادی قوت کو بڑھاؤ۔ ہمارے سامنے بھی ایک مقابلہ ہو رہا ہے اور وہ مقابلہ کس چیز کا ہے دنیا کی مادی طاقتوں کا۔ جب تک جرمنی کے پاس مادی طاقت زیادہ تھی اس قدر ہوائی جہاز تھے جو اس کے مخالفوں کے پاس نہ تھے۔ اس قدر ٹینک تھے جو اس کے حریف کے پاس نہ تھے۔ اس قدر گولہ بارود تھا، جو اس کے دشمنوں کے پاس نہ تھا۔ جرمنی بجلی کی رفتار سے بڑھتا چلا گیا اور ملک پر ملک فتح کرتا چلا گیا یہاں تک کہ یورپ سے نکل کر افریقہ میں پہنچ گیا جب ایک دو سال کے عرصہ کے اندر انگلستان اور امریکہ نے کافی سامان جنگ تیار کر لیا اور ان کے ہوائی جہاز ان کے ٹینک ان کا گولہ بارود جرمنی کے ہتھیاروں پر سبقت لے گیا اسی جرمنی کا قدم پیچھے ہٹنا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ آج اسے صرف اپنے ملک کو بچانے کی فکر رہ گئی ہے۔ جب تک مادی طاقتیں جرمنی کے پاس زیادہ تھیں وہ بڑھتا چلا گیا جب مادی طاقت انگلستان اور امریکہ کے ہاتھ میں زیادہ ہوگئی، جرمنی اسی طرح تیز رفتار سے پیچھے ہٹنا شروع ہوگیا جس طرح پہلے بڑھا تھا۔ تو کیا محمد رسول اللہ صلعم نے اپنی قوم میں سرداری حاصل کر کے اسے اس کام پر لگا دیا تھا کہ تمہارا مقابلہ روما اور ایران سے ہونا ہے تم سامان جنگ اس قدر پیدا کر لو کہ تمہاری مادی طاقت دشمن کی کثرت کے باوجود اس سے بڑھ جائے۔ اور کیا فی الواقع عرب کی مادی قوت محمد رسول اللہ صلعم کے ظہور سے اس رنگ میں زیادہ ہوگئی تھی کہ ان کے پاس اپنے دشمنوں کی نسبت سامان جنگ زیادہ ہوگیا تھا اس لئے عرب نے روما اور ایران کو نیچا دکھایا۔ ان سوالات کا جواب ہر ایک تاریخ سے واقف نفی میں دے گا۔

ایک چھوٹی سی قوم بغیر ساز و سامان کے غالب آگئی

بلکہ سوال اس سے بھی زیادہ وسیع ہے وہ کیا قوت تھی جس کی وجہ سے آج سے تیرہ سو سال پیشتر عرب نے نہ صرف مقابلہ میں ایران و روما کو نیچا دکھایا بلکہ وہ ساری دنیا پر چھا گیا اور اس طرح چھایا کہ دنیا کی تاریخ میں کوئی قوم اس طرح نہیں چھائی۔ عرب کی صرف حکومت غالب نہیں آئی بلکہ عرب کا مذہب ان مذاہب پر غالب آگیا جہاں یہ لوگ پہنچے عرب کی تہذیب ان تہذیبوں پر غالب آگئی جہاں وہ پہنچا عرب کی زبان ان زبانوں پر غالب آگئی جہاں وہ پہنچا۔ اصل انقلاب یہ تھا۔ لوگوں کو خیال ہوتا ہے کہ ان قصوں کو دہرانے سے کیا فائدہ۔ یہ پدرم سلطان بود والا معاملہ ہے مگر یہ خیال غلط ہے ایک محقق کا فرض ہے کہ ان وجوہ کی تلاش کرے جن سے دنیا کا سب سے حیرت انگیز انقلاب ظاہر ہوا کہ نہ صرف مادی مقابلہ میں ایک چھوٹی سی قوم بے سر و سامان مادی قوت سے عاری اور بڑی عظیم الشان سلطنتوں پر غالب آگئی جن کی مادی قوت کی کوئی انتہاء نہ تھی بلکہ یہ دنیا میں بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ دنیا کے عقاید کو اس نے تبدیل کر دیا دنیا کے مذہب کو اس نے تبدیل کر دیا دنیا کی تہذیب کو اس نے تبدیل کر دیا۔ زبان کو اس نے تبدیل کر دیا۔ لوگ کہتے ہیں مذہب عملی رنگ میں کیا دیتا ہے ایک عقاید کا مجموعہ ہے کسی نے یوں مان لیا اور کسی نے دوں مان لیا دنیا کے اعمال پر اس کا کیا اثر پڑتا ہے مگر اسلام کی تاریخ مذہب کا عملی رنگ میں وہ اثر دکھاتی ہے جس کا اثر دنیا کی کوئی دوسری طاقت نہیں دکھا سکتی وہ کیا چیز تھی جس نے ایک چھوٹے سے ملک عرب کے ذریعہ سے دنیا میں اتنا عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا . . . . یہ خدائے واحد پر ایمان کا اثر تھا جو قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم نے ان لوگوں کے اندر پیدا کیا۔ جس نے دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کیا۔ اور قبل اس کے کہ یہ اثر پیدا ہوا ایک دفعہ نہیں ہزاروں دفعہ بار بار بتا دیا کہ قرآن ایک انقلاب عظیم دنیا میں پیدا کرے گا۔

نزول قرآن اور لیلۃ القدر

بہت ابتدائی سورتوں میں سے یہ سورت ہے جو میں نے خطبہ کے شروع میں پڑھی ہے انا انزلناہ فی لیلۃ القدر ہم نے اس کو یعنی قرآن کو ایک عظیم الشان رات میں اتارا ایک عظمت والی رات میں اتارا۔ قرآن کریم کا یہاں نام نہیں لیا مگر کیا عجیب ترتیب ہے کہ اس سے پہلی سورت سورہ علق ہے۔ جس کی پہلی پانچ آیتیں سب سے پہلے رسول کریم صلعم پر نازل ہوئیں اسلئے قرآن کا نام لینے کی ضرورت نہ تھی یہ کہنے کی ضرورت

المکرو ... باہتمام سر محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

ترقی انا انزلنٰہ القراٰن فی لیلۃ القدر سورتوں کے ربط سے بتادیا کہ انزلنٰہ میں ضمیر اس چیز کی طرف جاتی ہے جو پہلی سورت میں مذکور ہے - یعنی قرآن کریم کے نزول کی ابتدا ہوئی قدر کے معنے حکم بھی آتے ہیں اور قدر کے معنے عظمت بھی آتے ہیں جیسے ما قدروا اللہ حق قدرہ - یہ حکم کی بھی رات ہے کہ اس رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم جاری ہوگیا کہ وہ چیز دنیا میں آجائے جس سے دنیا میں انقلاب پیدا ہوجائے جس سے سلطنتیں زیر وزبر ہوجائیں جس سے تہذیبیں بدل جائیں جس سے دنیا کی قوموں کی تاریخ تبدیل ہوجائے - اور وہ عظمت کی رات یہی ہے کہ اس میں ایک قوم کی عظمت کی بنیاد دنیا میں رکھی جاتی ہے - ایک حقیر قوم کی اس عظمت کی بنیاد رکھی جاتی ہے جس سے دنیا کی عظمت کا نیا دور شروع ہونے والا ہے -

فرمایا وما ادرٰک ما لیلۃ القدر - یہ عظمت والی رات کس قدر عظمت کی رات ہے کہ تمہارے وہم وگمان میں بھی اس کی عظمت نہیں آسکتی - کیا چیز تمہیں بتا سکتی ہے کہ لیلۃ القدر کیا ہے - لیلۃ القدر خیر من الف شہر - ایک رات ہزار مہینے سے بہتر ہے، ایک رات میں وہ کام ہوگیا جس پر صدیاں لگ جاتیں تو وہ کام نہ ہوتا - یوں تو ہزار مہینے کے ۸۳ سال بنتے ہیں جو قریب ایک صدی کے ہے مگر عربی زبان میں گنتی میں الف ہی انتہائی لفظ تھا - اور اس سے زیادہ گنتی کے لئے اسی پر بنیاد رکھی جاتی تھی مائۃ الف لاکھ الف الف ملین وغیرہ تو یہاں تکثیر کے لئے ہی الف کا لفظ بولا ہے - یہ ایک رات ہزاروں مہینوں پر سبقت لے گئی صدیوں پر سبقت لے گئی - کیونکہ اس میں وہ بنیاد رکھی گئی جو دنیا کی کایا کو پلٹ دے گی - ایسا انقلاب پیدا کر دے گی کہ جو دنیا کی تمام مادی طاقتیں مل کر پیدا نہ کرسکتی تھیں -

حقیقی ربوبیت

تنزل الملٰئکۃ والروح فیہا - اس میں کسی مادی طاقت کی بنیاد نہیں رکھی گئی ایک عظیم الشان روحانی طاقت کی بنیاد رکھی گئی ہے - اس میں فرشتے اترتے ہیں جو بدی اور بدکاری کو مٹا دیں گے - اور لوگوں کے دلوں کو نیکی کی طرف پھیر دیں گے - اور خدا کا کلام اترتا ہے جو دنیا کے لئے روح کا کام دے گا جو دنیا کو زندہ کرنے گا - باذن ربہم - لوگوں کی ربوبیت فرمانے والے خدا کے حکم سے یعنی اس سے انسانوں کی ربوبیت ہوگی مادہ پرست اقوام کے نزدیک ربوبیت اسی قدر ہے کہ جسم کی ضروریات پوری ہوجائیں کھانے کو روٹی اچھی مل جائے - پہننے کو کپڑا اچھا مل جائے رہنے کو مکان اچھا مل جائے - سواری اچھی مل جائے - Economic question حل ہوجائے - سادہ الفاظ میں پیٹ کا دھندا پورا ہوجائے - مگر انسان کے پیدا کرنے والے خدا کے نزدیک ایک حقیقی ربوبیت یہ ہے کہ انسان کے اندر اپنے خدا پر ایمان پیدا ہوجائے اس کے اخلاق سنور جائیں - اس کا قدم نیکی کی طرف اٹھنے لگے - وہ بدی سے اسی طرح بھاگے جس طرح ایک خطرناک درندے سے بھاگتا ہے - اس کے اندر منافقت اور ریاکاری کی جگہ اخلاق اور سادگی پیدا ہوجائے اس کے دل سے مال دنیا کو جمع کرنے اور دوسرے لوگوں کو اپنے مال کے ذریعے اپنے مظالم کا تختہ مشق بنانے کی ہوس دور ہوجائے - یہ چیزیں مادی قوت سے پیدا نہیں ہوتیں بلکہ خدا کے ملائکہ ان کو پیدا کرتے ہیں - خدا کی بھی افواج ہیں مگر وہ روحانی افواج ہیں - وہ روحانی افواج اس رات میں نازل ہوتی ہیں اور دلوں کو نیکی کی طرف پھیر کر انہیں حقیقی زندگی عطا فرماتی ہیں - اس میں الروح یعنی اللہ کا کلام نازل ہوتا ہے جس سے دنیا کو زندگی ملتی ہے وکذٰلک اوحینا الیک روحا من امرنا -

انسانی تلون اور خدا کا کلام

من کل امر - یہ خدا کا کلام یہ خدا کی روحانی افواج ہر امر میں انسان کی صحیح رہنمائی فرماتی ہیں - انسان ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے - آج ایک قسم کے خیالات اس کے دل میں موجزن ہیں تو کل دوسرے قسم کے خیالات موجزن ہیں وہ خواہشات کا غلام ہوتا ہے وہ حقیقی انسان نہیں بنتا اس کا کیرکٹر نہیں بنتا وہ ایک اصول کا پابند نہیں ہوتا - آج ایک قسم کے خیالات دل میں آگئے تو ان کا غلام ہے اور ان کے پیچھے اندھا دھند چلتا ہے کل دوسرے قسم کے خیالات دماغ میں آگئے تو ان کے پیچھے چل پڑا لیکن جو شخص خدا کے کلام کو اپنا رہنما بناتا ہے وہ ایک اصول کا پابند ہوجاتا ہے وہ ادھر ادھر بھٹکتا نہیں پھرتا - ٹھوکروں سے بچ جاتا ہے اس کے ہاتھ میں ایک نور ہوتا ہے - اور وہ ظلمتوں سے باہر نکل جاتا ہے -

سلام - سلامتی ہی سلامتی ہے - دنیا کی طاقتیں اس نور کو مٹانے کے لئے اٹھیں گی - مگر خدا کی روحانی افواج کا مقابلہ کوئی مادی افواج نہیں کرسکتیں جو اس سے ٹکر لگائے گا وہ خود برباد ہوجائے گا جو اس کو مٹانا چاہے گا وہ خود مٹ جائے گا . . . . ھی حتی مطلع الفجر - یونہی ہوتا رہے گا مادی طاقتیں اس کے مقابل میں کھڑی ہوتی رہیں گی اس کو مٹانے کے لئے اپنا زور لگاتی رہیں گی مگر وہ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گی اور یہ اپنے کمال کو پہنچ جائے گا یہاں تک کہ خیر کا آفتاب طلوع ہوجائے گا دنیا روشن ہوجائے گی خدا کا نور دنیا میں چمک اٹھے گا -

مجاہدہ کا مہینہ

اس رات کی جس میں اس انقلاب عظیم کی دنیا میں بنیاد رکھی گئی ایک یادگار قائم کر دی گئی - جس مہینے میں یہ رات تھی اس مہینہ کو مسلمانوں کے لئے ایک مجاہدہ کا مہینہ قرار دیا گیا - انسان روٹی کے پیچھے اندھا ہوکر دوڑتا ہے - اتنا اندھا ہوکر دوڑتا ہے کہ اپنے بھائی کا خون بھی اسے میٹھا معلوم ہوتا ہے - یہی روٹی کا سوال ہے جس نے آج مادی تہذیب کے مرکزوں کو وحشیانہ پن اور درندگی، بربادی اور ہلاکت کا منظر بنا دیا ہے - تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ اس مہینے میں - رمضان میں جو انزل فیہ القرآن کا مصداق ہے روٹی کی خواہش ذرا کم کر دو - سال میں دو مہینہ بھوکے رہ کر کاٹو جس میں قرآن جیسے انقلاب روحانی کی بنیاد رکھی گئی - دن کو بھوکے رہ کر روٹی کی محبت کو کم کر دو اور رات کو خدا کے حضور کھڑے ہوکر خدا کی محبت کی آگ دلوں میں پیدا کر دو - پھر اس مہینہ کے آخری عشرہ میں بالخصوص ایک اور انقطاع الی اللہ کی تعلیم دی - وانتم عاکفون فی المساجد - دنیا کا شغل اور بھی کم کرلو - اگر مسجد میں اعتکاف انسان کے لئے میسر نہیں تو یہ تو اس کے لئے میسر ہے کہ وہ اشغال دنیا کو کم کر کے خدا کے ساتھ تعلق کو بڑھائے اور اپنے آپ کو دنیا میں رہتے ہوئے دنیا کے کام کاج کرتے ہوئے تبتل الیہ تبتیلا کا مصداق بنائے - پھر مہر بھی ترقی کی اور حکم دیا کہ اس مہینے کی آخری پانچ یا چھ راتوں میں خاص اس رات کی برکات کو تلاش کرو جس میں یہ قرآن نازل ہوا - اس کو ایک رات میں معین کردیا ہوتا تو انسان کا مجاہدہ کم ہوجاتا - نبی کریم صلعم نے فرمایا - وہ پچیسویں یا ستائیسویں یا انتیسویں رات ہے ایک ایک رات درمیان میں چھوڑ دی تاکہ دوسری رات کے مجاہدہ میں اور بھی زیادہ قوت پیدا ہو -

عظیم الشان یادگار

جتنے روحانی انقلاب دنیا میں وقتاً فوقتاً ہوئے، مختلف قوموں اور ملکوں میں ہوئے وہ قرآن کریم کے روحانی انقلاب کے سامنے کوئی وقعت نہیں رکھتے - اس لئے ان کے متعلق کسی کو یہ بھی پتہ نہیں کہ کب کسی روحانی انقلاب کی بنیاد رکھی گئی مگر یہ انقلاب چونکہ دنیا میں ہمیشہ کے لئے قائم رہنے والا تھا اس لئے نہ صرف یہ معلوم ہے کہ کس سال میں اس کی بنیاد رکھی گئی کس ماہ میں اس کی بنیاد رکھی گئی کس رات اس کی بنیاد رکھی گئی بلکہ اس رات کو اور اس سارے مہینے کو جس میں وہ رات ہے ایک عظیم الشان یادگار کا رنگ دے دیا گیا - مادی خواہشات کو اس ماہ میں کمزور کرنا سکھایا گیا تاکہ روحانی قوے ترقی پکڑیں - اور دنیا کو یہ معلوم ہو کہ مادی ترقیات کے پیچھے دیوانہ وار چلتے جانے میں انسان کی حقیقی ترقی بلکہ اس کا انجام اس کے لئے اچھا نہیں - آج جس مقام پر مادی تہذیب کی ترقی نے ہمیں پہنچایا ہے وہ کیا ہے - یہی کہ روٹی کے پیچھے قوم قوم کی دشمن ہو انسان انسان کا خون پیئے ایک ہاتھ سے عمارت بناتا جائے اور دوسرے ہاتھ سے اسے گراتا جائے کھیتوں کو ویران کرتا جائے نسل انسانی کو ہلاک کرتا جائے اگر نسل انسانی نے اس دنیا میں رہنا ہے تو یہ مادی تہذیب نہیں رہ سکتی اس کی جگہ وہی تہذیب لے گی جس کی بنیاد روحانیت پر ہے جو انسانوں کے دلوں سے مال کی ہوس کو کم کرے اور خدا کی محبت کو پیدا کر دے -

روحانی ترقی کی اہمیت

ایک بین بات کو نہ بھولنا چاہیئے دنیا کی ساری تاریخ صرف ان قصوں سے بھری پڑی ہے کہ آج فلاں مادی طاقت فلاں پر غالب آگئی اور دوسرے دن وہ مغلوب ہوکر دوسری غالب آگئی آج بھی یہی ڈراما ہمارے سامنے دہرایا جا رہا ہے - یہ سب افسانے ہیں آج کے ڈرامے کل کے افسانے ہیں مگر اسلام کی تاریخ اس عظیم الشان حقیقت کا مرقع ہے کہ روحانی طاقت کے سامنے تمام مادی طاقتیں ہیچ ہیں - خدا کی افواج ملائکہ جب نازل ہوتی ہیں تو ان کو نہ ہوائی جہاز نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ ٹینک ان کو کوئی مادی طاقت نقصان نہیں پہنچا سکتی - وہ دنیا میں پہلے بھی غالب آئیں آئندہ بھی غالب آئیں گی -

احمدیت کا پیغام

یہی تھا اسلام کا بنیادی پتھر جس کی یادگار رمضان اور لیلۃ القدر ہیں اور یہی ہے احمدیت کا پیغام کہ قرآن کی روحانی طاقت کے سامنے دنیا کی مادی طاقتیں مغلوب ہوجائیں گی ہمارے ہاتھ میں قرآن دیا گیا ہے کہ اس کے ساتھ دنیا کو فتح کرو یہی وہ راہ تھی جس پر حضرت مرزا صاحب نے ہمیں لگایا ہم تھوڑے ہیں یہ ہم جانتے ہیں مگر ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ تھوڑے تو بعض وقت وہ مادی قوت بھی پیدا کر لیتے ہیں جو انہیں بہتوں پر غالب کر دیتی ہے - جن تھوڑوں کے ہاتھ میں قرآن کی روحانی طاقت ہو وہ کسی مادی طاقت کی کیا پروا کر سکتے ہیں - یورپ ہمارا ہے امریکہ ہمارا ہے جاپان ہمارا ہے اگر ہمارے ہاتھ میں قرآن کی روحانی طاقت ہے - اس قرآن نے پہلے بھی ایک دفعہ وہ انقلاب عظیم پیدا کیا کہ تمام مادی طاقتیں اس کے سامنے مغلوب ہوگئیں اور یہ اب بھی دنیا میں ایسا ہی انقلاب عظیم پیدا کرے گا کہ سب مادی طاقتیں اس کے سامنے مغلوب ہو جائیں گی - یہ وہ ایمان ہے جو حضرت مرزا صاحب نے ہمارے دلوں میں پیدا کیا اور جب تک یہ ایمان ہمارے دلوں میں موجود ہے ہم دنیا کو فتح کرتے چلے جائیں گے اسلام اور قرآن اور محمد رسول اللہ صلعم کے سامنے اسے جھکاتے چلے جائیں گے اس ایمان کو کمزور نہ ہونے دو *

پیغامِ صلح

جلد ۳۲ لاہور مورخہ ۴ شوال المکرم ۱۳۶۳ھ نمبر ۳۷

پیغام صلح کا چوکھٹہ اور معاصر الفضل کی ایچا پیچیاں

جب سے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے خلیفہ صاحب قادیان کی نہایت غلیظ اور سوقیانہ دعوت مباہلہ کا دندان شکن جواب دیا ہے اور ان کے تین جھوٹ دنیا کے سامنے پیش کر کے انہیں مباحثہ اور مباہلہ کا چیلنج دیا ہے اسی وقت سے معاصر الفضل عجیب طرح کی ایچا پیچیاں کر رہا ہے اور اس کے مضمون نگار بھانت بھانت کی بولیاں بول رہے ہیں۔

سب سے پہلے الفضل نے پیغام صلح کے چوکھٹے "جو میاں محمود احمد صاحب جواب دیں" کے عنوان سے شائع ہو رہا ہے کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے پراپیگنڈا کا بالواسطہ طریقہ اختیار کیا اور بار بار شائع کرنا شروع کر دیا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ نے قاضی اکمل صاحب کے شعر ؎

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
مگر پہلے سے بڑھ کر اپنی شاں میں

کو میاں صاحب کے دور خلافت کا نتیجہ قرار دیا ہے ... حالانکہ ۱۹۳۴ء میں خلیفہ صاحب نے قاضی صاحب کو تنبیہہ کر دی تھی جب الفضل سے مطالبہ کیا گیا کہ ازراہ مہربانی اس تنبیہہ کو الفضل میں شائع کر دیا جائے تو الفضل نے بالکل خاموشی اختیار کی اور تنبیہہ کو شائع کرنے سے گریز کیا۔ اس کے بعد جناب قاضی اکمل صاحب کا ایک مضمون الفضل میں شائع ہوا جس میں انھوں نے لکھا کہ یہ شعر اس نظم کا حصہ ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں پڑھی گئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسے بہت پسند فرمایا حضرت مسیح موعود کا شرف سماعت حاصل کرنے کے بعد جو اس پر اعتراض کرتا ہے وہ کمزوری ایمان بلکہ قلت ایمان کا ثبوت دیتا ہے ہم نے قاضی صاحب سے سوال کیا کہ جب یہ نظم حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جزاکم اللہ تعالےٰ کا صلہ پا چکی تھی تو پھر خلیفہ صاحب نے انہیں تنبیہہ کر کے کمزوری ایمان اور قلت عرفان کا ثبوت دیا یا نہیں خلیفہ صاحب نے انہیں تنبیہہ کیوں کی اور قاضی صاحب اس تنبیہہ پر کیوں خاموش رہے اور انھوں نے اپنی خاموشی سے پبلک کو کیوں دھوکے میں رکھا؟ اس کا جواب نہ قاضی صاحب نے کچھ دیا اور نہ میاں صاحب نے اپنی تنبیہہ کے متعلق کچھ ارشاد فرمایا اور نہ الفضل نے کچھ لکھا۔ جس دن خلیفہ صاحب اور معاصر الفضل ہمارے ان استفسارات کا معقول جواب دیں گے تو اس دن اس شعر کے متعلق ان کا مطالبہ پورا [illegible] الفضل [illegible] ان استفسارات

کا تو کچھ جواب بن نہ آیا البتہ اس نے ایک اور قلا بازی لگائی اور مطالبہ کیا کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو جھوٹ خلیفہ صاحب کی طرف منسوب کئے ہیں ان کے ثبوت پیش کئے جائیں اس سے زیادہ بیوقوفی کی بات غالباً اور کوئی نہیں ہو سکتی یعنی جب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے دعوت مباحثہ دی ہے تو اس مباحثہ کے دوران میں ہر قسم کے ثبوتوں کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے لیکن قادیانی دنیا نرالی ہے کیونکہ آئیں واقعات کے ظہور پذیر ہونے کے بعد پیشگوئیاں شائع کی جاتی ہیں اور جب ان لوگوں سے کوئی پوچھے کہ تم نے آج تک کام کیا کیا ہے تو اس کا جواب یہ دیا جاتا ہے کہ ہم نے اتنی خوابیں دیکھی ہیں اگر اس دماغی کیفیت کے لوگ بحث سے پہلے ثبوت مانگ لیں تو انہیں معذور خیال کرنا چاہیئے لیکن انکے اسلوب اور قلا بازیوں سے دنیا کو اندازہ لگا لینا چاہیئے کہ محض پراپیگنڈا کے ذریعہ سے میاں صاحب کی انتہائی کمزوری اور بے مثال بزدلی پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے ——— میاں صاحب نے خود دعوت مباہلہ دی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس دعوت کا تسلی بخش جواب دیا اور خلیفہ صاحب پر تین الزامات عائد کر کے نہایت واضح الفاظ میں فرمایا "اگر جناب میاں صاحب کو یہ جرأت ہے تو ان الزامات کی بنیاد پر چاہیں وہ مجھ سے مباحثہ کر لیں جس میں ہم ان کے اپنے مریدوں کو ثالث بنا دیں گے اور چاہیں تو بحث کے بعد مباہلہ بھی کر لیں"۔ لیکن میاں صاحب اس جواب اور چیلنج کے بعد الفضل کو قلا بازیاں لگانے کا حکم دے کر خود بالکل خاموش ہو گئے۔ ان قلا بازیوں اور ایچا پیچیوں سے کام نہیں نکلے گا میاں صاحب کو یا تو میدان میں نکل کر مقابلہ کرنا پڑیگا یا اعتراف کرنا پڑے گا کہ یہ الزامات واقعی درست ہیں اور ان کے پاس ان کا کوئی جواب نہیں اور اگر میاں صاحب ان دو صورتوں کے علاوہ خاموشی سے کام نکالنا چاہیں گے تو ان پر یہ روشن ہونا چاہیئے کہ ہم اس چوکھٹے کو اتنی دفعہ دہرائیں گے اور اتنی دفعہ دنیا کے سامنے پیش کریں گے کہ یہ چوکھٹہ ایک طوق بن کر خلیفہ صاحب قادیان کے غالی مریدوں کے گلے میں لٹک جائیگا۔ اور یہ لوگ جس طرف جائیں گے دنیا اس طوق سے ان کے قادیانی ہونے کا اندازہ کیا کرے گی میاں صاحب کی یہ خاموشی حکمت عملی نہیں بلکہ خودکشی ہے اور قادیانیت اپنے ہی افتراء کے خنجر سے خودکشی کر رہی ہے اور ہم یہ چوکھٹہ اس لئے شائع کر رہے ہیں کہ اگر قادیانیت کو صداقت کی تیغ براں کے سامنے آنے کی جرأت نہیں ہوتی تو وہ اپنے افتراء کے خنجر سے ہی خودکشی کر کے مر جائے۔

ایک قابل تقلید نمونہ

ہمارے مکرم دوست جناب انعام اللہ صاحب سیالکوٹ سے تحریر فرماتے ہیں:-

"چند دنوں سے میرے دل میں یہ خیال تھا کہ اگر ایسے چند مستحق آدمی مل جائیں جو پیغام صلح کے مطالعہ کی خواہش رکھتے ہوں تو ان کے نام پیغام صلح جاری کرا دوں۔ اس پرچہ میں آپ نے یہی اپیل کی ہے فالحمد للہ۔

آپ چار آدمیوں کے نام اخبار جاری کر دیں ان کے چندہ کی رقم کا چیک ملفوف ہذا ہے"

جناب انعام اللہ صاحب کا یہ نمونہ قابل تعریف ہی نہیں بلکہ پیغام صلح کے قارئین کے لئے قابل تقلید بھی ہے، اللہ انہیں جزائے خیر دے۔ اور دین و دنیا کی سعادت عطا فرمائے اور بیش از بیش خدمات دینی کی توفیق عطا کرے۔ آمین

پیغام صلح کا موجودہ پرچہ

پیغام صلح بدھ کو شائع ہوتا ہے لیکن اس دفعہ چونکہ عید کی وجہ سے پریس اور دفاتر میں چھٹی تھی اس لئے پیغام صلح ایک دن کی تعویق سے شائع ہو رہا ہے۔

اخبار احمدیہ

——— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

——— حضرت مولانا صدر الدین صاحب سری نگر سے واپس تشریف لے آئے ہیں، احباب سلسلہ اب ان سے احمدیہ بلڈنگس لاہور کے پتہ پر خط و کتابت کریں۔

——— محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری نے مرکزی مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں ماہ رمضان میں نہایت باقاعدگی کے ساتھ درس قرآن مجید دیا، قرآن مجید ختم فرمایا، آپ کا درس نہایت بصیرت افروز اور حقائق و معارف سے پُر تھا مرکزی احباب اس درس سے خوب مستفید ہوئے۔

——— مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں نماز تراویح حافظ محمد بوستان صاحب نہایت خوش الحانی کے ساتھ پڑھاتے رہے۔

——— حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے مرکزی مسجد میں آخری روزہ کی افطاری کا اہتمام کیا اور محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری کے رمضان شریف میں قرآن کریم کے تیس پاروں کا درس ختم کرنے پر احمدیہ بلڈنگس کے بعض احباب نے مٹھائی تقسیم کی اور تراویح میں قرآن کریم کے ختم ہونے پر جناب خواجہ نذیر احمد صاحب نے احمدیہ بلڈنگس کے احباب کو رات کے کھانے کی دعوت دی۔

——— جناب محمد یعقوب صاحب ٹیچر سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چمبہ تحریر فرماتے ہیں کہ جماعت چمبہ کے بعض دوستوں نے خوشی کے موقعوں پر انجمن کو عطیہ جات دیئے ہیں، ان دوستوں کے نام درج ذیل ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان احباب کو جزائے خیر دے اور ان مواقع کو دینی اور دنیوی راحتوں کا موجب بنائے۔

(۱) محمد شفیع صاحب نے اپنے نکاح کی خوشی میں مبلغ دو روپیہ۔

(۲) محمد رمضان صاحب پوسٹمین ڈلہوزی نے اپنے نکاح کی خوشی میں مبلغ دو روپیہ۔

(۳) غلام علی صاحب چپلی مرچنٹ نے اپنے بیٹے کے تولد ہونے پر مبلغ دو روپیہ۔

(۴) قاسم خاں صاحب نے اپنی دختر کی نسبت کے موقعہ پر مبلغ دو روپیہ۔

(۵) بابو فضل الرب صاحب پسر جناب بابو عبد الحق صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ محکمہ نہر نے اپنی نسبت کی تقریب پر مبلغ دس روپیہ۔

——— حضرت مولانا عزیز بخش صاحب تحریر فرماتے ہیں:- ہمشیرہ امام بی بی صاحبہ کو ایک ماہ سے درد اعضا و درد کمر کا عارضہ لاحق ہو گیا ہے احباب سلسلہ ان کی شفایابی کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں۔

——— جناب ڈاکٹر رفیق صاحب کی اہلیہ اور بعض بچے بیمار ہیں ان کے لئے احباب سلسلہ درد دل سے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں مکمل شفا عطا فرمائے آمین۔

——— ہمارے دوست شیخ محمد طفیل صاحب ایم اے پہلی بیماری سے شفایاب ہو کر دہلی میں مقیم تھے اب سنا ہے کہ وہ دوبارہ بیمار ہو گئے ہیں، سب دوست ان کی صحت کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔

——— کیپٹن ایم۔ اے رحمان صاحب فوجی ہسپتال میں بیمار پڑے ہیں، وہ سب احباب سلسلہ کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ دوست دعاؤں میں انہیں یاد رکھیں اور ان کی شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

——— جناب سید اقدس حسین صاحب زید کا اسام سے تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ایک ٹھیکہ کا کام کر رہے ہیں جس میں بہت سی مشکلات ہیں اور نقصان وغیرہ کا بھی خطرہ ہے اور ان کی اور ان کے اہل و عیال کی صحت بھی اچھی نہیں وہ درخواست کرتے ہیں کہ جماعت کے دوست ان کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور فرمائے اور ان کے اہل و عیال کو صحت کامل دے۔ آمین۔

سانحۂ ارتحال

جنابہ ہیڈ مسٹرس صاحبہ گرلز سکول لکھوڈھیر اطلاع دیتی ہیں کہ ان کا بھتیجا دس ستمبر ۱۹۴۴ء کو وفات پا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔ احباب سلسلہ سے درخواست ہے کہ وہ مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

عازمین حج کیلئے بعض سہولتیں

{از خان بہادر حاجی وجیہہ الدین صاحب ایم - بی - ای صدر انجمن محافظ حجاج کشمیری گیٹ دہلی}

حکومت کی طرف سے جہاز کا کرایہ اول درجہ ۸۶۷/- روپے اور ڈیک کا ۳۲۸/- روپے مقرر ہو چکا ہے روپیہ نقد یا منی آرڈر سے بھیجنا لکھا گیا تھا لیکن اس صورت میں عازمین پر تکلیف اور غیر ضروری اخراجات کا بار تھا اسلئے انجمن ہذا نے کوشش کر کے اس بات کی منظوری حاصل کرلی ہے کہ دہلی کے کسی مشہور بنک پر ڈرافٹ لیکر ادائیگی کرایہ ٹکٹ جہاز کر دی جاوے اس لئے عازمین حج کو اب منی آرڈر بھیجنے کی ضرورت نہیں بلکہ دہلی کے بنک کا ڈرافٹ درخواست کے ساتھ بذریعہ رجسٹری بھیجنے سے کام ہو جائے گا ایسے ڈرافٹ عام طور پر ۱-۲ آنہ سینکڑہ کے خرچ پر مل جاتے ہیں۔ درخواست بارہ برس سے زیادہ عمر کے عازم کی لی جائے گی جس میں نام مع ولدیت عمر۔ جائے پیدائش اور پورا پتہ صاف طور پر لکھا ہونا چاہیئے غریب سے غریب عازم کے لئے جو جہاز میں عام جگہ اور حجاز میں اونٹ کا سفر اختیار کرے کم از کم ۱۶۰۰/- روپیہ موجود ہونا چاہیئے جو حضرات بجائے اونٹ کے موٹر لاری میں سفر کرنا چاہیں ان کو ۱۹۲۰/- روپیہ کی ضرورت ہے اور جو اصحاب جہاز پر فرسٹ کلاس میں اور حجاز میں موٹر میں سفر کریں ان کو ۳۲۰۰/- روپیہ کی ضرورت ہوگی۔ جن پر حج فرض ہے اور کافی روپیہ موجود ہے اور کوئی مانع شرعی نہیں ہے ان کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ جہاز کا کرایہ (ڈیک) یعنی ۳۲۸/- روپیہ فی ٹکٹ بذریعہ ڈرافٹ بلا تاخیر حج بکنگ آفیسر نیو دہلی کے نام رجسٹری سے بھیجکر اپنا رزرویشن کارڈ حاصل کرلیں اور جس تاریخ پر پورٹ پر پہنچنے کا حکم ہو وہاں پہنچکر جہاز کا ٹکٹ اس رزرویشن کارڈ کو دکھا حاصل کریں۔ کوئی صاحب اپنے وطن سے روانہ نہ ہو جب تک رزرویشن کارڈ نہ حاصل ہو جائے۔ کیونکہ جو حضرات عجلت سے روپیہ نہ بھیجیں گے اور دیر سے درخواست کریں گے ان کے لئے یقینی طور پر یہ نہیں امید کی جا سکتی کہ ٹکٹ مل سکے گا۔ تعداد پوری ہونے پر تاخیر سے روپیہ بھیجنے والوں کی درخواست اور روپیہ واپس ہو جائے گا اور افسوس رہے گا۔ رزرویشن کارڈ وصول ہونے پر اپنے ضلع سے پاسپورٹ حاصل کرلینا چاہیئے جو بلا فیس ملے گا۔ اور جس پر اپنا فوٹو لگانے کی قطعاً ضرورت نہیں لیکن اگر کوئی صاحب ضلع سے نہ حاصل کریں گے تو ان کو کراچی سے فیس دیکر لینا پڑے گا۔ ہیضہ اور چیچک کا ٹیکہ اپنے ضلع میں لگوا کر پہلے ہی سے تحریری تصدیق کرالینا چاہیئے۔ پورٹ پر صحت سرٹیفکیٹ دکھانے میں سہولت رہے گی۔ فقط

(حافظ) فریدالدین احمد
آنریری جائنٹ سکرٹری
انجمن محافظ حجاج - کشمیری دروازہ دہلی

ایک غیر از جماعت دوست کے تاثرات

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب اخبار پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

مہربانی فرماکر اپنے اخبار میں مندرجہ ذیل پورٹ جو راولپنڈی سے ہمارے ایک معزز دوست خواجہ محمد عبداللہ صاحب نے بھجوائی ہے شائع کر کے ممنون فرمائیں۔ وہ لکھتے ہیں۔

"میرے ایک عزیز جو بہت مدت تک مجلس احرار کے سرگرم کارکن رہے ہیں۔ میرے زیر تبلیغ تھے میں نے انہیں رسالہ تعلیم اسلام یعنی اسلامی اصول کی فلاسفی پڑھنے کے لئے دی کتاب پڑھ چکنے کے بعد ان کے تاثرات ان کے تازہ خط سے نقل کئے دیتا ہوں۔

"یہ خط اعتراف حقیقت کا اظہار کرنے کے لئے تحریر کر رہا ہوں۔ آپ کی عنایت کردہ کتاب موسومہ تعلیم الاسلام یعنی اسلامی اصول کی فلاسفی کو عدیم الفرصت ہونے کے باوجود بصد شوق پڑھا۔

جوں جوں ابتداء سے انتہاء کی طرف چلتا گیا۔ توں توں ایک خاص روحانی لذت سے لطف اندوز ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اپنے آپ کو کھول کر اپنے آپ کو پہچان گیا۔ میں کھلے بندوں یہ کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا۔ کہ مرزا غلام احمد صاحب کے متعلق آج تک مخالفین کی تحریروں سے جو رائے اور یقین قائم ہو چکا تھا۔ وہ اس کتاب سے یکسر زائل ہو گیا۔ جہاں تک اس کتاب کے اثر اور جاذبیت کا تعلق ہے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اس کتاب کو لکھنے والا اگر نبی نہیں کہلا سکتا تو اسے کافر۔ گمراہ۔ کاذب۔ دشمن اسلام بھی ہرگز نہیں کہا جا سکتا۔ میں آپ کا اس نوازش کے لئے بے حد ممنون ہوں۔

امید ہے کہ آپ مجھے ایسی ہی بہتر کتب پڑھنے میں مدد دیں گے۔"

نوٹ:۔ دوسرے دوستوں کو بھی چاہیئے کہ ہمارے اس معزز دوست کے تجربہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے زیر تبلیغ احباب کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ کتاب پڑھائیں تاکہ ان کے دلوں سے تعصب دور ہو۔ اور وہ حضرت اقدس کے دعاوی پر غور کرنے کی طرف متوجہ ہو سکیں (شیخ عبدالرحمن مصری)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

بیعت کا ایک بھاری مقصد اور فضیلت کا حقیقی معیار

بیعت کے مقاصد میں سے ایک بھاری مقصد یہ ہے کہ انسان راہ راست پر آوے اور خدا تعالےٰ کے غضب سے ڈر کر ہر ایک طریق ناانصافی کو چھوڑ دے۔ جو شخص عموماً ناانصافی پر جما رہنا چاہتا ہے وہ درحقیقت حقیقت بیعت سے غافل ہے ہم اس مسافر خانہ میں تھوڑے عرصہ کے لئے آئے ہیں اور اس غرض کے لئے بھیجے گئے ہیں کہ اپنے اخلاق اور عقائد اور اعمال کو درست کر کے اور حسب مرضیات الٰہی اپنے نفس کو بنا کر اس مولا کریم کی رضامندی حاصل کریں۔ سو ہر ایک بات میں یہ دیکھ لینا چاہیئے کہ کیا ہمارے قول و فعل زیادتی سے خالی ہیں یا ہم انصاف کا خون کر رہے ہیں۔ جن بزرگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضعف و ناتوانی اور تنہائی اور غربت کے ایام میں آنجناب کی رفاقت اختیار کی اس رفاقت اور اس ایمان کے پاس کے لئے بڑی تکلیفیں اٹھائیں اپنی ریاستوں اور ملکیت سے بے دخل کئے گئے۔ وطن سے نکالے گئے اور اعلائے کلمۂ اسلام کے لئے صدہا نے اپنے تئیں معرض ہلاکت میں ڈالا ان کی شان کو سمجھنا چاہیئے نہ سمجھنا سخت درجہ کی ناانصافی ہے۔ درحقیقت اگر ہم انصاف سے دیکھیں اور عدالت کی نگاہ سے دیکھیں تو ہمیں اقرار کرنا پڑے گا کہ وہ لوگ اعلیٰ درجہ کے مقدس ہیں ہر ایک شخص کی فضیلت باعتبار اس کے حسن خدمات کے اور ذاتی لیاقتوں کے ہوا کرتی ہے سو جیسے صحابہ کرامؓ کی فضیلت اس قاعدہ مستمرہ کی رو سے بپایہ ثبوت پہنچتی ہے کسی اور دوسرے کی فضیلت ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ مثلاً امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو بھاری نیکی کا کام دنیا میں آکر کیا وہ صرف اس قدر ہے کہ ایک نابکار دنیا دار کے ہاتھ پر الکفون نے بیعت ترک کی اور رسہ کشاکشی کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ مگر ایک شخصی ابتلا ہے جو انھیں پیش آیا۔ اگر اسکو صدیق اکبرؓ کی ان جانفشانیوں کے ساتھ ناپا جائے جو انھوں نے تمام عمر محض اعلائے کلمہ اسلام کے لئے اکمل اور اتم طور پر پوری کی تھیں تو کیا شخصی ابتلا کو کچھ اس سے نسبت ہو سکتی۔ اللہ جلشانہ کا کسی سے رشتہ نہیں ہے جو شخص اعلیٰ درجہ کی وفاداری اور خدمت گذاری کرے گا وہی اس کا مقرب ہوگا۔ آنحضرت صلعم کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہا البتہ نواسے زندہ رہے ہیں جیسے حضرت فاطمہ کی اولاد یا دوسری بیبیوں کی اولاد سو خدا تعالےٰ کے نزدیک ان کے مدارج ان کے اعمال کے موافق ہیں خواہ مخواہ کا درجہ کسی کو دیا نہیں جاتا۔ جو شخص محض خدا تعالےٰ کے لئے کسی سے محبت کرتا ہے اس کو چاہیئے کہ خدا تعالےٰ سے خوف کر کے دیکھے کہ خدا تعالےٰ کی راہ میں اس نے کیا کیا عمدہ کام کیا ہو ناحق فضیلت ان کو نہ دیوے کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ محض رشتہ سے کیونکر فضیلت پیدا ہو جاتی ہے خاص کر کے ذرا سے رشتہ سے۔ جو نواسہ ہوتا ہے۔ کنعان حضرت نوحؑ کا بیٹا تھا اور آزر حضرت ابراہیم کا باپ پس کیا انہیں یہ رشتہ کام آیا۔ پس یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اہل بیت ہونا اپنے نفس میں کچھ بھی نہیں۔ بے شک حضرت امام حسن و حسین ان لوگوں میں سے ہیں جن لوگوں کو خدا تعالےٰ نے ان کی راستبازی کی وجہ سے کامل کیا ہے نہ اس وجہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں کیونکہ نواسے تو اور بھی تھے نواسہ ہونا خدا تعالےٰ کے نزدیک یا خلقت کے نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہے لیکن بلاشبہ کمالات صدیقی و فاروقی کے مقابل پر حسینی کمالات متنزل ہیں ان بزرگواروں نے اسلام پر بڑا احسان کیا اور اسلام کی شوکت کو دنیا میں قائم کیا اور وہ جانفشانی کے کام کئے جو نبی اور رسول کرتے ہیں جو شخص ان کے احسانات کا منکر ہووے وہ خدا تعالےٰ کا کافر نعمت ہے اگر ہم ذبح بھی کئے جاویں تو ہرگز راستی کو نہیں چھوڑ سکتے۔ عوام کا قاعدہ ہے کہ وہ کورانہ تقلید پر چلتے ہیں یہ سراسر غلط ہے تمام صحابہ کرامؓ کے مناقب سے کتابیں بھری پڑی ہیں اور قرآن کریم شامل ہے صدیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ کے حق میں اس قدر تعریفی کلمات نبوی پائے جاتے ہیں کہ گویا ان دونوں بزرگواروں کو نبی قرار دیا گیا ہے۔ مگر ہماری نظر میں مجرد مناقب کوئی چیز نہیں صرف طرح طرح کے پیرایوں میں سچے مومنوں کی تعریفیں کی ہیں اور اس بات کا فیصلہ کہ ان میں سے زیادہ بزرگ کون ہے ان بزرگوں کی خدمات سے کرنا چاہیئے۔ اسی طرف اللہ جلشانہ ہدایت فرماتا ہے۔ اب اصل کلام یہ ہے کہ بیعت کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان ہر ایک قولی و فعلی و اعتقادی ناانصافی سے بکلی دستبردار ہو جاوے کیونکہ راہ راست حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اگر بہرحال اسی راہ پر قائم رہنا ہے جو تقلیدی طور پر اختیار کیا گیا ہے، تو پھر بیعت سے حاصل ہی کیا

ہر کجا شمع ہدایت یافتی پروانہ باش
گر خردمندی بپے راہ ہدیٰ دیوانہ باش

(بدر مورخہ ۱۴ر جون ۱۹۰۳ء)

احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ قادیانی دوستوں سے دریافت کریں۔ کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے بار بار مخاطب کرنے پر بھی خلیفہ صاحب کیوں خاموش ہیں؟

داتہ ضلع ہزارہ کے لاہوری و قادیانی احمدیوں کا حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مکتوب

نوٹ:- داتہ ضلع ہزارہ کے قادیانی دوستوں اور جماعت احمدیہ لاہور کے احباب نے متفقہ طور پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور جناب خلیفہ صاحب قادیان سے ایک حلف اٹھانے کا مطالبہ کیا ـــــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا دوستوں کی گذارش پر انہی کے الفاظ میں حلف اٹھایا ہے جو اسی صفحہ پر کھٹہ میں درج ہے۔ میاں صاحب اگر صداقت پر قائم ہیں تو نہیں چاہیئے کہ وہ بھی مجوزہ حلف اٹھائیں، جماعت احمدیہ لاہور کیلئے نہیں تو کم از کم اپنے مریدوں کی تسلی کیلئے زندگی میں ایک دفعہ ہی مرد میدان بنیں اور یہ حلف اٹھائیں داتہ ضلع ہزارہ کے لاہوری اور قادیانی احمدیوں کی اس ضمن میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ سے جو خط و کتابت ہوئی ہے درج ذیل ہے۔ (مدیر)

داتہ ضلع ہزارہ - مؤرخہ ۲ اگست ۱۹۴۴ء

بحضور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود و بحضور حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہاں پر جماعت احمدیہ کے ہر دو فریق موجود ہیں۔ اور آئے دن باہمی اختلافی مسائل پر [illegible] ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اختلافات کا نتیجہ ہر دو جماعتوں کی ترقی میں سد سکندری کی طرح [illegible] ہے۔ آج مؤرخہ ۲ اگست ۱۹۴۴ء کو یہاں کی ہر دو جماعتوں کے معتمد اصحاب کی ایک [illegible] میں یہ فیصلہ ہوا کہ ہر دو جماعتیں اپنے اپنے امیروں کو مؤکد بعذاب حلف کیلئے تیار کریں۔ اور اگر [illegible] میں سے کوئی ایک اس مؤکد بعذاب قسم سے گریز کرے تو وہ گریز ہی اس جماعت کی ہار کے مترادف ہوگا۔

(۱) جناب حضرت خلیفہ صاحب ذیل کی مؤکد بعذاب قسم اٹھائیں۔

میں . . . . خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر قسم اٹھاتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ کہ میرے علم میں ۱۹۰۱ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی عقیدہ تھا کہ ان کا نہ ماننے والا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور میرا بھی یہی عقیدہ ۱۹۰۱ء سے لیکر آج تک بربنائے عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہے۔

(۲) حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت لاہور۔

میں . . . . خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر قسم اٹھاتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میرے علم میں ۱۹۰۱ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی عقیدہ تھا کہ ان کا نہ ماننے والا بھی مسلمان اور دائرہ اسلام میں ہے۔ اور ان کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں۔ اور میرا بھی یہی عقیدہ ۱۹۰۱ء سے لیکر آج تک بربنائے عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہے۔

نوٹ:- اس مضمون کی ایک نقل جناب خلیفہ صاحب قادیان کی خدمت میں بھیجی جاوے۔
نمبر ۲:- دو ہفتہ کے انتظار کے بعد یہ مضمون اخبارات کو برائے اشاعت بھیجا جاوے گا۔ دو ہفتہ تک اس کے جواب کا ضرور انتظار کیا جاوے گا۔
نمبر ۳:- مؤکد بعذاب قسم فریقین اپنے اپنے اخبارات میں شائع کر دیں۔

نمایندگان جماعت احمدیہ قادیان	نمایندگان جماعت احمدیہ لاہور
۱- سید شاہ عبد المجید بقلم خود - پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ داتہ	۱- شاہ عبد العزیز - صدر جماعت داتہ بی۔ اے۔
۲- شاہ عبد السلام	۲- امین گیلانی، مولوی فاضل، ادیب فاضل۔
۳- شاہ عبد الرشید بی۔ اے	۳- محمد ابراہیم۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا جواب

دار السلام ڈلہوزی - مؤرخہ ۱۳ اگست ۴۴ء - اخی المکرم شاہ صاحب - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
آپ کا خط مؤرخہ ۲ اگست جس پر ہر دو جماعتوں جماعت لاہور اور جماعت قادیان کے تین تین آدمیوں کے دستخط ہیں بخدمت حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ پہنچا۔ بجواب حضور فرماتے ہیں کہ آپ کی مجوزہ حلف میں ہر وقت اٹھانے کے لئے تیار ہوں خواہ میاں صاحب اس حلف کے اٹھانے سے انکار کریں۔ جو آپ نے ان سے طلب کیا ہے اگر آپ کا منشاء یہ ہے کہ بغیر انتظار کے اس حلف کو پیغام صلح میں شائع کر دوں۔ بواپسی اطلاع دیں۔

عبد الوہاب - ۱۳ اگست ۴۴ء

بنام شاہ عبد العزیز صاحب صدر شاخ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔
داتہ ضلع ہزارہ۔

دوسرا مکتوب } داتہ - مؤرخہ ۵ ستمبر ۴۴ء۔ اخی المکرم جناب مولانا صاحب
السلام علیکم - آپ کا کارڈ محررہ ۱۳ اگست ۴۴ء ملا۔ جناب خلیفہ صاحب کی طرف سے ابھی تک کوئی جواب نہیں ملا۔ ایک ہفتہ کے بعد اگر ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو حلف کے متعلق جو چٹھی حضرت امیر اور جناب خلیفہ صاحب کو لکھی گئی تھی اخبارات میں چھپنے کے لئے روانہ کی جاوے گی [illegible] جو اس سلسلہ میں ہوئی ہے وہ بھی شائع کی جائے گی۔ اس کے بعد اگر حضرت امیر مناسب سمجھیں تو اپنی حلف اخبارات میں شائع کر دیں۔ آپ کا کارڈ اور حضرت امیر کا جواب تمام احباب کو دکھایا گیا ہے جس کا بہت اچھا اثر ہوا ہے اور احباب جماعت قادیان پر جن کے امور کی طرف سے ابھی تک جواب نہیں آیا بہت اچھا اثر ہوا ہے۔ خدا کرے کہ اس سے بہت سے راہ گم کردہ دوست راہ راست پر آ جاویں۔

والسلام - شاہ عبد العزیز - صدر جماعت احمدیہ اشاعت اسلام داتہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی حلف درج ذیل ہے

"میں محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر قسم اٹھاتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ میرے علم میں ۱۹۰۱ء سے لیکر ۱۹۰۸ء تک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہی عقیدہ تھا کہ انکا نہ ماننے والا بھی مسلمان اور دائرہ اسلام میں ہے اور ان کا منکر کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں اور میرا بھی یہی عقیدہ ۱۹۰۱ء سے لیکر آج تک بربنائے عقیدہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہے۔

خاکسار - محمد علی - ۲۲ رمضان

مولانا شبلی مرحوم اور ایک احمدی کا مکالمہ

"مولوی محمد حسین بٹالوی اور ایک احمدی" کے عنوان سے الحکم نمبر ۸ جلد نمبر ۱۰ مؤرخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۶ء کے صفحہ ۸ کے کالم اول و دوم میں جو مکالمہ لکھا ہے اس میں شمس العلماء مولانا شبلی کی رائے بھی لکھی ہے اور وہ مکالمہ اس طرح سے شروع ہوتا ہے:-

پچھلے سال جولائی ۱۹۰۵ء میں شمس العلماء مولانا شبلی صاحب و جناب مولانا قاری شاہ سلیمان صاحب ندوۃ العلماء کی طرف سے شملے آئے اور مختلف موقعوں پر وعظ اور لیکچر ہوئے . . . . مجھے ان کی باتوں کو سن کر یہ خیال ہوا کہ مولوی صاحب سے چل کر دریافت تو کروں اور مجھے خیال بھی تھا کہ مولوی صاحب ضرور حضرت مرزا صاحب کو مجدد وقت تسلیم کر لیں گے . . . . . .

. . . . . . میں نے تو یہی پوچھا تھا کہ مرزا صاحب کو اس وقت کیوں امام نہیں مان لیا جاتا۔ جس پر مولانا شبلی صاحب نے فرمایا کہ مرزا صاحب کو امام مان لینے میں تو کوئی حرج نہیں بلکہ نہایت مستحسن امر ہے . . . . لیکن مجھے زبردستی بیعت لینے کے لئے نہ کہو لیکن ہاں . . . . لوگ کہتے ہیں کہ وہ نبی ہونے کا دعوے کرتے ہیں جو کسی طرح صحیح نہیں جس پر میں نے کہا کہ مرزا صاحب کا میں ایک شعر سناتا ہوں اس سے آپ نتیجہ نکال لینا کہ ان کا کیا دعوے ہے اور لوگوں کے کہنے کا کیا ہے وہ تو کہتے ہیں کہ خدا کی عورت، لڑکے، لڑکیاں بھی ہیں اس سے ہم خدا کو تو نہیں چھوڑ سکتے اور وہ شعر یہ ہے ؎

من نیستم رسول نیاوردہ ام کتاب
ہاں ملہم استم و ز خداوند منذرم

مولانا نے فرمایا کہ اس طرح تو ان کا دعوے ٹھیک ہے اور ان کے ماننے میں کوئی حرج نہیں،،

اب کوئی اہل قادیان سے پوچھے کہ ۱۹۰۶ء میں بھی مرید مخالف کو نفی نبوت میں جواب دے رہے ہیں اس وقت حضرت صاحب نے اپنے مرید کو نہ ڈانٹا کہ تو نے ایسا کیوں کہا۔ بلکہ الحکم میں یہ سارا مکالمہ شائع ہوا۔

اور آخر میں لکھا ہے جس وقت یہ تمام گفتگو ہوئی تھی اس وقت مولانا قاری شاہ سلیمان بھی موجود تھے۔ انھوں نے بھی اس کی تردید نہیں کی اور ہمارے مخالفوں میں سے بھی چار اور شخص موجود تھے۔ اور مولوی عبد الرحمٰن احمدی بھی تھے۔

ضروری اعلان

چند ایک دوست اخبار پیغام صلح کو اپنے نام جاری کرانے کی استطاعت نہیں رکھتے اور وہ اس کے مطالعہ کی از حد خواہش رکھتے ہیں ان کے نام کوئی صاحب پرچہ جاری کرا کر ثواب دارین حاصل کریں۔

(مدیر)

مصنف صاحب کتاب فضل عمر کیا ہمیں باقی بیان کردہ امور کا ثبوت دینے یا انہیں واپس لینے کے لئے تیار ہیں؟

(از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری)

(۲)

امر ہفتم

کتاب فضل عمرؓ کے صفحہ ۶۲ پر لکھا ہے کہ "میاں محمود احمد کو احمدی بالعموم ابتدا سے ہی سبز اشتہار کا موعود بیٹا قرار دیا کرتے تھے" یعنی انہیں مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق سمجھا کرتے تھے۔ مصنف صاحب کے سامنے میں چند واقعات رکھتا ہوں جن کا ذکر سلسلہ کے لٹریچر میں موجود ہے اور ان کو اس امر کی تکلیف دیتا ہوں کہ وہ مہربانی فرما کر اپنے مندرجہ بالا بیان کی تصدیق کے لئے سلسلہ کے لٹریچر سے میرے پیش کردہ واقعات سے زیادہ قابل اعتبار واقعات پیش فرمائیں ورنہ اپنے اس بیان کو بھی واپس لیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی اپنی تحریر

جب جناب میاں محمود احمد صاحب پیدا ہوئے تو حضرت مسیح موعودؑ نے ایک اشتہار تکمیل تبلیغ نامی شائع کیا، اس کے حاشیہ پر اپنے اس لڑکے کی پیدائش کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں "آج ۱۲ جنوری سنہ ۱۸۸۹ء میں مطابق ۹ جمادی الاول سنہ ۱۳۰۶ھ روز شنبہ میں اس عاجز کے گھر میں بفضلہ تعالیٰ ایک لڑکا پیدا ہو گیا ہے جس کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے" تبلیغ رسالت صفحہ ۱۴۸

یہ عبارت صاف بتا رہی ہے کہ حضرت اقدسؑ نے میاں محمود احمد صاحب کو مصلح موعود نہیں سمجھا نہ صرف یہ کہ خود ہی نہیں سمجھا بلکہ جماعت کو بھی ایسا سمجھنے سے روکا ہے اور انہیں ہدایت کی ہے کہ وہ حضرت اقدس کی دوسری اطلاع کا انتظار کریں اور یہ ایک حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ حضرت اقدس پر تمام عمر اس کا انکشاف نہیں ہوا اور نہ حضور نے کبھی جماعت کو جناب میاں محمود احمد صاحب کے مصلح موعود ہونے کی اطلاع دی اب جبکہ حضرت اقدسؑ پر انکشاف نہیں ہوا تھا اور حضور نے انہیں مصلح موعودؑ نہیں ٹھیرایا تھا تو جماعت کس طرح انہیں ابتداء سے ہی مصلح موعود ٹھیرا سکتی تھی اس سے بڑھکر اگر کوئی شہادت مصنف صاحب کے پاس میاں محمود احمد صاحب کو ابتداء میں ہی مصلح موعود سمجھنے کے متعلق ہے تو پیش فرماویں۔

سنہ ۱۸۹۷ء تک بھی نہیں سمجھا

اس کے بعد سنہ ۱۸۹۷ء میں حضورؑ نے اپنی کتاب "انجام آتھم" شائع کی اس میں لکھا "پھر ایک اور الہام ہے جو فروری سنہ ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔ اس وقت ان تین لڑکوں کا جو اب موجود ہیں، نام و نشان نہ تھا۔ اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہوں گے اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کر دے گا۔ سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہو گیا۔ یعنی خدا نے تین لڑکے مجھے اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں صرف ایک کی انتظار ہے۔ جو تین کو چار کرنیوالا ہوگا"

ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۱۵،۱۴

"اللہ تعالےٰ نے مجھے میرے بیٹوں کے بارے میں بشارت پر بشارت دی ہے یہاں تک کہ ان کی تعداد تین تک پہنچا دی اور ہر ایک کے پیدا ہونے سے قبل اس کی پیدائش کی بذریعہ الہام مجھے اطلاع دی۔ اور میں نے یہ تمام پیشگوئیاں ان کے وقوع میں آنے سے قبل تمام لوگوں میں شائع کر دی تھیں، اور تم ان پیشگوئیوں کو ان اشتہاروں میں پڑھتے ہو، لیکن تم تعصب کی وجہ سے ان پر غفلت سے گذر جاتے ہو اب میرے رب نے اپنی رحمت سے چوتھے لڑکے کی بشارت دی ہے اور فرمایا ہے کہ وہ تین کو چار کرے گا کیا تم میں سے کوئی ہے کہ اس کی مزاحمت کے لئے کھڑا ہو اور ان چار ہونیوالوں کو چار ہونے سے روک دے۔ پس جتنی تدبیریں تم اس پیشگوئی کو پورا ہونے سے روکنے میں کر سکتے ہو کرو، اگر تم سچے ہو، اور یہ پیشگوئی کہ تین کو چار کرنیوالا پیدا ہوگا آج ہی نہیں بلکہ کئی سال ہوئے کہ ہم اس سے قبل ایک اشتہار میں شائع کر چکے ہیں، اس اشتہار کو غور سے پڑھو یقیناً اس میں غور کرنے والوں کے لئے نشان ہیں (اس عبارت میں جس اشتہار کا ذکر آیا ہے وہ وہی ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۶ء والا اشتہار ہے جس میں کئی سال ہوئے بذریعہ الہام یہ شائع کیا گیا تھا کہ مصلح موعود کی علامت یہ ہے کہ وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا از ناقل") انجام آتھم صفحہ ۱۸۲)

ان دونوں مندرجہ بالا تحریروں سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت اقدس سنہ ۱۸۹۷ء تک بھی میاں محمود احمد صاحب کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں سمجھ رہے بلکہ اس کے برعکس کسی ایسے لڑکے کو سمجھ رہے ہیں جو اس وقت پیدا ہو جبکہ تین لڑکے حضورؑ کے اس کی پیدائش سے قبل زندہ موجود ہوں اس صورت میں جماعت کس طرح میاں محمود احمد صاحب کو ابتداء سے ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھ سکتی تھی کیا حضرت اقدسؑ سے بھی وہ آگے قدم رکھ رہی تھی۔

سنہ ۱۸۹۹ء میں میاں مبارک احمد مرحوم کو مصداق قرار دے دیا

انجام آتھم میں شائع کردہ پیشگوئی کے مطابق سنہ ۱۸۹۹ء میں حضورؑ کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے جس کا نام حضورؑ نے مبارک احمد رکھا اس کی پیدائش پر حضور نے اسے ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۶ء والے اشتہار کی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دے دیا چنانچہ حضورؑ نے اس کی پیدائش پر ایک کتاب تریاق القلوب تصنیف کی اس کے صفحہ ۴۳ پر فرماتے ہیں "میرا چوتھا لڑکا جس کا نام مبارک احمد ہے اس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری سنہ ۱۸۸۶ء میں کی گئی"..... چنانچہ اسی کتاب میں حضورؑ نے مصلح موعود کی مندرجہ ذیل تین علامتیں اس لڑکے پر چسپاں کیں (۱) دو شنبہ مبارک دوشنبہ (۲) مبارک (۳) تین کو چار کرنیوالا۔

سنہ ۱۸۹۹ء میں بعض احمدیوں کا خیال

سنہ ۱۸۹۹ء میں حضرت اقدس کی کتاب تریاق القلوب تصنیف ہوئی ہے اس کتاب کی کتابت پیر منظور محمد صاحب نے کی جو جناب میاں صاحب کو مصلح موعود بنانے کے بانی ہیں اس کتاب میں حضورؑ نے اپنے لڑکے بشیر احمد کی پیدائش کی پیشگوئی کا جب ذکر کیا تو اس کو دیکھکر پیر صاحب موصوف کو خیال پیدا ہوا کہ حضورؑ کا لڑکا بشیر احمد مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق معلوم ہوتا ہے اس پیشگوئی کو لکھتے ہوئے جناب پیر صاحب نے بریکٹ میں اپنی طرف سے یہ الفاظ زائد کر دیئے۔ (شاید اس سے مراد پسر موعود ہو) پیر صاحب موصوف نے اس زیادتی کے متعلق مجھے اپنا تحریری بیان دیا ہوا ہے ان سے آپ دریافت کر سکتے ہیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ پیر صاحب سنہ ۱۸۹۹ء تک جناب محمود احمد صاحب کو مصلح موعود نہیں سمجھتے تھے پھر یہ لکھنا کہ ابتداء میں احمدی بالعموم میاں محمود احمد صاحب کو پیشگوئی کا مصداق سمجھتے تھے کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔

سنہ ۱۹۰۲ء میں جماعت کا مذہب

اس کے بعد سنہ ۱۹۰۲ء میں مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کے قلم سے ایک کتاب "آیات الرحمان لنسخ ما یلقی الشیطان" عصائے موسیٰ کے جواب میں شائع ہوئی ہے اس کے صفحہ ۶۲ پر الہی بخش اکونٹنٹ لاہور مصنف عصائے موسیٰ کا ایک اعتراض نقل کرتے ہیں "قولہ پھر مرزا صاحب کا الہام فرزند کی نسبت جس کو بشیر موعود سمجھ کر اس کی ہر ایک تقریب عقیقہ وغیرہ پر نہایت وثوق سے دھوم دھام کی گئی دعاء جنازہ پڑھے جانے کا محل بنا" اس اعتراض کا مفصل جواب دیتے ہوئے صفحہ ۶۲ پر لکھتے ہیں "حضرت اقدس کا زیادہ تر خیال چوتھے فرزند کی طرف ہے کہ وہی موعود خاص ہوں" اور ساتھ ہی انہوں نے چوتھا فرزند مبارک احمد کو قرار دیا ہے اس سے بھی پتہ لگا کہ مبارک احمد کی زندگی میں جماعت حضرت اقدس کے اجتہاد کے تتبع میں مبارک احمد کو ہی مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق سمجھا کرتی تھی پھر وہ کونسے احمدی تھے جو میاں محمود احمد صاحب کو اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا کرتے تھے یہ بھی یاد رہے کہ حضرت اقدسؑ نے خود اس کتاب کو پڑھا اور اس کی بہت تعریف کی اور اس کی خریداری کی طرف جماعت کو توجہ دلائی۔ اب [illegible] اگر آپ کے پاس [illegible]

سنہ ۱۹۰۷ء تک حضرت اقدسؑ اور جماعت کا مذہب

سنہ ۱۹۰۷ء کے آخر میں حضورؑ کا لڑکا مبارک احمد فوت ہو جاتا ہے اس کے فوت ہونے پر حضورؑ نے ایک تقریر کی تھی اس کے متعلق جناب میاں محمود احمد صاحب اپنے خطبہ مندرجہ الفضل ۱۸ اکتوبر سنہ ۱۹۳۲ء میں فرماتے ہیں "حضرت مسیح موعود نے مبارک احمد کی وفات پر باہر کے دوستوں کو صبر کی تلقین کے خطوط لکھے اور یہاں کے لوگوں کو فرمایا بے شک مبارک احمد سے ہمیں محبت بہت تھی لیکن اس لئے ہمیں محبت تھی کہ ہمیں خیال تھا کہ بعض الہامات اس کی ذات سے پورے ہونیوالے ہیں"۔ اور یہ ظاہر ہے کہ مبارک احمد کی ذات سے پورے ہونے والے الہامات بجز ان الہامات کے اور کوئی ہو نہیں سکتے جو مصلح موعود کے متعلق تھے اور یہی جناب میاں صاحب کا منشا ہے ان سے بھی دریافت کر لیں اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جماعت احمدیہ تو حضرت اقدسؑ کی وفات تک میاں محمود احمد صاحب کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں سمجھتی رہی۔ پھر ابتداء سے ہی سمجھنے والی کونسی جماعت تھی۔

وفات کے بعد کا مذہب

حضرت اقدسؑ کی وفات کے بعد جب مخالفین کی طرف سے اعتراضات شائع ہوئے تو ان کے جواب میں جناب میاں صاحب مکرم نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام "صادقوں کی روشنی کو کون دور کر سکتا ہے" اس کتاب میں مصلح موعود کے متعلق جناب میاں صاحب مکرم نے جو کچھ فرمایا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ لڑکا آیندہ نسل میں پیدا ہوگا اور اس پیشگوئی کا آیندہ زمانہ میں پورا ہونا آیندہ زمانہ کے لوگوں کو نور ہدایت سے منور کرنے کا موجب ہوگا اور یہاں تک بھی لکھا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ حضرت اقدس کی جسمانی نسل میں وہ لڑکا ہوگا، ہو سکتا ہے کہ حضورؑ کی روحانی نسل یعنی جماعت میں سے کوئی شخص مصلح موعود کے مقام پر کھڑا کیا جائے۔

اب مصنف صاحب کتاب "فضل عمرؓ" مہربانی فرما کر ان شہادتوں کے مقابلہ میں وہ شہادتیں پیش فرمائیں جن کی بناء پر انہوں نے لکھا ہے کہ احمدی بالعموم میاں محمود احمد کو ابتداء سے ہی مصلح موعود سمجھا کرتے تھے اگر نہ کر سکیں تو اپنے اس خلاف واقعہ بیان کو واپس لیکر اپنی اخلاقی جرأت کا ثبوت دیں۔ والسلام

ارشاد امیر

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

خلیفہ صاحب مصلح موعود نہیں ہیں

ایک قادیانی دوست کی قادیان کے پیدا کردہ لٹریچر کے متعلق رائے

{ از جناب نعمت اللہ صاحب گوہر - بی - اے }

نوٹ :- جناب نعمت اللہ صاحب گوہر بی - اے - کا ایک مضمون ہمیں موصول ہوا ہے جس کے بعض حصص درج ذیل ہیں - گوہر صاحب جماعت قادیان سے تعلق رکھتے ہیں - ان کے خیالات ہیں، جماعت قادیان کے لئے لمحہ فکریہ ہے ۔ (مدیر)

قادیان کے موجودہ علماء بعض الفاظ کے حقیقی معنوں سے ناواقف ہونے کی وجہ سے ان الفاظ کے معنے صحیح نہیں کرتے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے ۔ میں نے مختلف اصحاب کو متعدد مرتبہ سمجھایا کہ شکوہ[۱] عظمت[۲] اور دولت[۳] تینوں لفظ شاہی الفاظ ہیں - اور بجز بادشاہ یا وزیر اعظم کے ان کا اطلاق اور کسی پر نہیں ہوتا - مگر ان کی سمجھ میں خاک بھی نہ آیا ۔ استاد نے ایسا الٹا سبق پڑھا دیا ہے کہ سیدھی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی - یا یہ بات ہے کہ وہ تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہیں - مگر یہ بھی درست نہیں - کیونکہ اگر سچ مچ وہ تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوں - تو یہ بھی ان کی دستار فضیلت پر دھبہ ہو گا - اصل بات یہی ہے کہ ان کا مبلغ علم ہی اس قدر ہے ۔ میں نے بہتیرا سمجھایا کہ عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں کے علماء کے نزدیک یہ الفاظ بادشاہت کے لئے موضوع ہوتے ہیں جب مسلمان زندہ تھے تو ان الفاظ شاہی کا استعمال نظم و نثر اور مراسلات میں آزادی سے کرتے تھے - اب چونکہ وہ مر چکے ہیں - تو دولت کے معنے اگر وہ Wealth یا Riches کریں تو ان کا قصور نہ ہو گا - اس کی ذمہ وار گردش ایام ہے - آج سے سو سوا سو سال پیشتر بھی مسلمان ان الفاظ کے حقیقی معنوں سے واقف تھے - ملاحظہ ہو استاد ذوق کا یہ شعر جو اکبر شاہ ثانی کی تعریف میں لکھا گیا تھا ؎

یہ آستان **دولت** ہے سجدہ گاہ عالم
دل کو تری عقیدت اور رنگ سروری ہو

اس سے بھی زیبا نصف صدی پیشتر سید انشاء اللہ خاں نے لکھا تھا ؎

دولت بنی ہے اور سعادت علی بنا
یارب بنے بنی میں ہمیشہ بنی رہے

استاد ذوق کا ایک اور شعر یاد آ گیا ؎

گو ہر اشک سے سرشار ہے سارا دامن
آجکل دامن **دولت** ہے ہمارا دامن

مطلب یہ کہ ہم بھی آجکل بادشاہ ہیں - کیونکہ بادشاہوں کے دامن ہی موتیوں سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں - یہ مضمون اتنا وسیع ہے کہ اس پر ایک مستقل رسالہ لکھا جا سکتا ہے - لیکن بخوف طوالت اسی مختصر پر بس کرتا ہوں

دوم حضرت صاحب کے مذکورہ اشتہار میں ایک اور فقرہ الہامی ہے :- **کان اللہ نزل من السماء**

یعنی مصلح موعود کی آمد خدا کی آمد ہو گی - انجیل کی ایک تمثیل میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آمد کو خدا کی آمد کہا گیا ہے (انجیل باب ۲۱، آیت ۳۳) بعینہ اسی طرح مصلح موعود کی آمد کو بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم و آلہ وسلم کی آمد ٹھیرایا گیا ہے جس سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ مصلح موعود جلالی رنگ میں آئے گا - اور اس کے آنے کے ساتھ اسلام میں از سر نو بادشاہت کا دور بڑے زور شور کے ساتھ شروع ہو جائیگا اور اس کی داغ بیل وہ خود ڈالے گا جیسا کہ حضرت مسیح موعود کے الہام **کل الفتح بعدہ** سے ظاہر ہے ۔

سوم - ایک اور الہامی فقرہ ہے - "اور قومیں اس سے برکت پائیں گے" - یعنی جس طرح نبی کریم کی آمد کے بعد قوموں کی قومیں اسلام میں داخل ہو گئیں تھیں - اسی طرح مصلح موعود کی آمد کے ساتھ بہت سی قومیں اسلام میں داخل ہو جائیں گی ۔

چہارم - الہامی شعر ؎

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ

گو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے اشتہار میں نہیں - لیکن اس کے تھوڑے عرصہ بعد یعنی سبز اشتہار مجریہ یکم دسمبر ۱۹۸۸ء کے شیوع کے بعد یہ الہام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا - حضرت اقدس کے سبز اشتہار سے ظاہر ہوتا ہے - کہ آپ کو یہ توقع تھی - کہ میاں محمود احمد جن کی پیدائش کی خبر حضرت مسیح موعود نے ۱۵ جولائی ۱۸۸۸ء اشتہار بنام علیحدہ طور پر دی تھی وہی مصلح موعود ہوں گے لیکن اللہ تعالیٰ نے سبز اشتہار کے ۔ ۔ ۔ ۔ شیوع کے چند دن بعد آپکو بذریعہ الہام متنبہ فرما دیا - کہ سبز اشتہار والا لڑکا (میاں محمود احمد) مصلح موعود نہیں ہو گا مصلح موعود بہت دیر کے بعد آئے گا - اور وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم پر ہو گا ۔

واضح ہو کہ یہ شعر ؎

اے فخر رسل قرب تو معلوم شد
دیر آمدہٗ ز راہ دور آمدہٗ

عرصہ دراز کی بات ہے - کسی عاشق رسول نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی تعریف میں کہا تھا - انیسویں صدی کا کوئی مسلمان ایسا نہیں جس نے یہ شعر نہ سنا ہو - مگر میں نے موجودہ علماء قادیان سے جب دریافت کیا کہ آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ یہ شعر اول اول کس تعریف میں کہا گیا تھا - تو سب نے کانوں پر ہاتھ رکھا -

یہ شعر خدا تعالیٰ کو ایسا پسند آیا کہ مصلح موعود کی طرف اس کو نسبت دی گئی - اور بتایا گیا - کہ مصلح موعود فخر رسل ہو گا - اور دور کی راہ سے چل کر بڑی دیر کے بعد ظہور پذیر ہو گا یہی الہامی شعر تھا جس نے حضرت اقدس مسیح موعود کو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کے اشتہار میں میاں محمود احمد کو مصلح موعود لکھنے سے باز رکھا - چنانچہ آپ کو اس اشتہار میں یہ لکھنا پڑا کہ ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا - کہ یہ لڑکا جو ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو ہمارے گھر میں پیدا ہوا ہے یہی مصلح موعود ہے - کامل انکشاف کے بعد پھر اطلاع دی جائے گی ۔ (خلاصہ بالفاظ خود)

رفع اشتباہ کے لئے یہاں پر اضافہ کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے - کہ اصل شعر میں جو حضرت نبی کریمؐ کی تعریف میں اول اول کہا گیا تھا ۔ فخر رسل کی جگہ ختم رسل ہے - مگر الہامی شعر میں بجائے ختم رسل کے فخر رسل کہا گیا ہے - دونوں میں جو لطیف معنوی فرق ہے - وہ ہر صاحب بصیرت پر روشن ہے زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں ۔

مولوی عبدالرحیم درد اور صوفی عبدالقدیر ۔ ۔ ۔ ۔ نے الہام "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" کو پڑھکر یہی سمجھا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کہ دوشنبہ سے مراد اس الہام میں مصلح موعود کی پیدائش کا دن ہے - مگر دوسری طرف جماعت قادیان نے بلا تحقیق صرف ظن کی بناء پر یا بعض اصحاب کے ذاتی خیال کی پیروی کر کے یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ صاحبزادہ مرزا محمود احمد ہی مصلح موعود ہیں - اور مولوی عبدالرحیم درد اور ان کے بھائی صوفی عبدالقدیر اسی جماعت کے افراد تھے - اس لئے انھوں نے حضرت خلافت مآب مرزا محمود احمد صاحب کے سوانح لکھتے ہوئے آنکھیں بند کر کے یہ لکھدیا - کہ آپ کی پیدائش پیر کے دن ہوئی تھی جس سے وہ پیشگوئی پوری ہو گئی - جو (اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں مندرج تھی - ناقل) آپ کی پیدائش کے متعلق تھی" - رسمی عقائد ایسے ہی اندھا دھند ہوا کرتے ہیں ۔[۱]

جناب درد صاحب نے ایک اور ظلم کیا ہے کہ جناب خلافت مآب کے متعلق لکھدیا ۔

"He is a fast friend and a formidable foe."

یعنی وہ دوستی میں پکے ہیں - اور جس سے دشمنی کرتے ہیں - تو ایسی کرتے ہیں - کہ تمام خلقت کہے پکار اٹھتی ہے ــــ یعنی بیحد خوفناک دشمن ہیں میں نے جون یا جولائی ۱۹۳۹ء میں جناب خلافت مآب کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا تھا کہ درد صاحب نے ایک تو آپ کی تاریخ پیدائش غلط لکھی ہے اور اس سے آپ کے مصلح موعود ہونے کا غلط نتیجہ نکالا ہے - دوسرے آپ کو formidable foe (خوفناک دشمن) کہکر آپ کی ہجو ملیح کی ہے میرے اس لکھنے پر صوفی عبدالقدیر نے تو اپنی کتاب فضل عمر میں سے یہ فقرہ نکال دیا ۔ ۔ ۔ مگر درد صاحب نے رسالہ ریویو انگریزی میں سے اس غلطی کو اب تک نہیں نکالا - اور نہ میرے خط کا کوئی جواب دیا - در اصل غلطی درد صاحب کی تھی - صوفی عبدالقدیر نے تو اپنی غلطی کا اعلان کر دیا ہے لیکن درد صاحب سے شاید یہ امید رکھنا بے سود ہو گا کہ وہ اتنی ڈبل غلطی کا اعلان دیانتداری سے کریں - میں نے ان کو یہ بات سمجھائی تھی کہ بجائے formidable foe کے اگر آپ noble foe لکھتے - تو بالکل درست ہوتا لیکن کسی روحانی لیڈر اور مزکی نفس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ خطرناک دشمن ہے کسی طرح مستحسن نہیں ؎

شنیدم کہ مردان راہ خدا
دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ

میں نے پہلے بھی لکھا تھا اور اب پھر لکھتا ہوں کہ اگر جناب مرزا محمود احمد صاحب کے اخلاق ایسے ہی ہیں جیسے کہ درد صاحب نے آپ کی تصویر رسالہ ریویو انگریزی بابت دسمبر ۱۹۳۹ء میں کھینچی ہے تو ان کے مصلح موعود نہ ہونے پر یہی دلیل بس کرتی ہے - آخر میں یہ کہنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ قادیان سے جو لٹریچر شائع ہوتا ہے یا پچھلے تیس سال میں شائع ہوا ہے - اس میں بیشمار ایسی غلطیاں ہیں جن کی صحت کی ازحد ضرورت ہے - کاش خلافت مآب کسی نقاد کو اخباروں اور رسالوں کی نگرانی پر مقرر کر دیں - اور کوئی رسالہ یا اخبار شائع نہ ہو سکے - جب تک وہ باقاعدہ طور سے سنسر نہ ہو جائے - بصورت عدم تقرر سنسر قادیانی لٹریچر اگلی نسلوں کے لئے بہت سے مسائل میں گمراہ کن ثابت ہو گا -

الراقم :- نعمت اللہ - گوہر بی - اے - احمدی

---

[۱] ناظرین کی واقفیت کے لئے میں یہاں اس امر کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں - کہ اس تحریر کی اوّل ذمہ داری مولوی عبدالرحیم درد پر ہے - انھوں نے رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں جناب خلافت مآب مرزا محمود احمد کی سوانح عمری انگریزی میں لکھی تھی - صوفی عبدالقدیر نے اپنی کتاب فضل عمر میں اسی کو مستند سمجھ کر نقل کر دیا اس لئے اس غلطی کے اصل ذمہ دار مولوی مولوی عبدالرحیم صاحب درد ہی ہیں جہاں تک اس فقرہ "دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ" کے مضمون کا تعلق ہے - ہر شخص درد صاحب کے فہم رسا کی داد دے گا - لیکن جب انھوں نے بلا تحقیق اسے جناب خلافت مآب پر چسپاں کر دیا - تو اس سے ان کی پرلے درجے کی بے احتیاطی اور سوانح نگاری کی ناقابلیت ثابت ہو گئی - اگر وہ آپ کی پیدائش کا اشتہار مجریہ ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء پڑھ لیتے تو کبھی اس غلطی میں مبتلا نہ ہوتے اور کبھی یہ نہ لکھتے - کہ آپ کے دوشنبہ کے دن پیدا ہونے سے وہ پیشگوئی پوری ہو گئی - جو آپ کی پیدائش کے متعلق حضرت مسیح

[۲] ہمارے خیال میں درد صاحب نے خلیفہ صاحب کو خوفناک دشمن لکھ کر انکی نفسیات کا بالکل صحیح تجزیہ کیا ہے اور یہ تجزیہ وہی کر سکتے تھے کیونکہ انہیں خلیفہ صاحب کو بالکل قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا ہے - اہل بصیرت درد صاحب کی اس رائے سے میاں صاحب کی عملی اور دماغی کیفیت اور ان کے روحانی مقام کا اندازہ کر سکتے ہیں - (مدیر)

ضروری اطلاع

غلام ربانی صاحب سیکرٹری شبان الاحمدیہ لاہور

تحریک احمدیت ایک عالمگیر تحریک ہے جس کا پیغام تمام اقوام کے لئے ہے اسے وطنی، نسلی، قومی اور لونی امتیازات سے کوئی واسطہ نہیں ہے یہ حقیقی اسلام ہے۔ جس طرح اسلام کے مقابل پہلے اقوام کے وطنی بند ٹوٹ گئے تھے اسی طرح آج بھی اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔ اس حقیقت کو امام عصر حاضر نے اپنی دور رس نگاہوں اور ملہمانہ فراست سے بھانپ لیا تھا۔ اور اسی تڑپ کو آپ نے اپنے حلقہ بگوش شاگردوں میں پیدا کیا جن کی زندگیاں اسلام کے لئے وقف ہو گئیں۔ حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم نے اس آگ کو اپنے امام سے لیا اور یورپ کے کفرستان میں جہاں وہ بالکل بے یار و مددگار تھے اور جہاں ان کا پیغام بالکل ایک اجنبی پیغام تھا شمع توحید کو روشن کیا۔ یہ وہ شاگرد تھے جنہوں نے امام کے نام کو چار چاند لگا دئے اور ان کی تحریک کو الحق تعلیلی ثابت کر کے دکھلا دیا۔ اب یہ خوش نصیب وجود جنہوں نے امام عصر حاضر سے براہ راست اکتساب ورثیا تھا ہم سے جدا ہو چکے ہیں اور صرف چند نفوس اور ایک آپ کا بلند مرتبت شاگرد رہ گئے ہیں۔

کوئی تحریک اس وقت تک نہیں مرتی جب تک اس کی روح کو سمجھنے والے اور اسے اپنے نفوس میں زندہ رکھنے والے وجود موجود رہتے ہیں۔ وہ تحریک قائم اور پائندہ ہوتی ہے۔ اگر اس کے حاملین زندہ ہیں تو تحریک زندہ ہے اور اگر آنے والے نفوس اس کی حقیقی روح کو نہیں سمجھتے اور اس کے حاملین اس تحریک کی زندگی کا یقین نہ رکھتے ہوں تو وہ تحریک خود بخود دھواں ہو جاتی ہے۔

تحریک احمدیت کو حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہید جیسی ممتاز ہستیوں نے اپنے خون سے سینچا ہے حضرت خواجہ کمال الدین مرحوم نے اپنے عمل پیہم سے اس کی روح تمام مسلمانوں پر واضح کی ہے۔ اب اگر اس تحریک کو ایسے انسان میسر آتے رہے تو یقیناً احمدیت زندہ اور تابندہ ہے۔ لاکھ مخالفین ہوں وہ کبھی مردہ نہیں ہو سکتی۔

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مرد درویش جس کو حق نے دیئے ہیں انداز خسروانہ

شبان الاحمدیہ بھی اسی کے حصول کے لئے کوشاں ہے۔ اس کا نعرہ "تا بدیں قوت شود پیدا" کے الفاظ میں عیاں ہے۔ یہ نوجوانوں کی تحریک ہے جس کا مطلب اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ احمدیت کے لئے مر مٹنے والے نفوس پیدا ہوں اور جو اپنے عمل سے فکر سے اور طرز معاشرت سے یہ ثابت کر دیں کہ ہمارے امام نے جو پیشگوئی کی "بخرام کہ وقت تو نزدیک رسید" میں کی ہے پوری ہو کر رہے گی۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی انتہائی ضروری امر کے ضمن میں مجھے آپ کی خدمت میں گذارش کرنا مقصود ہے۔ صالح وجود اور [illegible] وہ اینٹ ہیں جن پر کسی مذہبی جماعت کی بنا ہو سکتی ہے میں نے عرض کیا ہے کہ شبان الاحمدیہ [illegible] آپ اسے اچھی طرح جانتے ہوں [illegible]

کبھی مائل بہ پرواز نہیں ہو سکتے۔ جب وہ باہم مل کر اور ہم آہنگی سے اپنی تمام طاقتوں کے مربوط رشتہ میں منسلک ہوتے ہیں پھر پرواز کی صلاحیت ان میں پیدا ہوتی ہے۔ یہی عمل اقوام کی زندگی میں بھی مصروف کار ہوتا ہے۔ جب تک صالح اگ علیحدہ علیحدہ ہوں وہ اس نتیجہ کو کبھی حاصل نہیں کر سکتے جو مدینہ منورہ میں ایک باہم مربوط اور اکٹھے رہنے کا نتیجہ تھا حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کو اجتماعی رنگ سے اگر آپ دیکھیں تو آپ پر ایک جماعت کا وجود بالکل واضح ہو جائیگا۔

شبان الاحمدیہ نوجوانوں کے ہی رابطہ کا نام ہے۔ تمام احمدی نوجوانوں کو ایک سلسلہ میں منسلک کرنے کے لئے اور انہیں ایک نہ ٹوٹنے والی کڑی میں پرونے کے لئے اور انہیں اپنے شاندار بزرگوں کے نقش قدم پر چلانے کے لئے شبان احمدیہ منصۂ شہود پر آئی ہے۔ اسی سلسلے میں میں احمدیہ جماعت کے نوجوانوں سے گذارش کرنا چاہتا ہوں۔

آپ اپنی پہلی فرصت میں اس معاملہ پر غور کریں کہ کیا آپ کے ہاں نوجوانوں کا کوئی ایسا رابطہ قائم ہے۔ اگر قائم ہے تو اس کے نام کو بدل دیجئے اور اگر نہیں ہے تو اسے قائم کرنے کی سعی فرمایئے۔ ہر جگہ جہاں پانچ احمدی نوجوان ہوں وہ شبان الاحمدیہ کے نام سے فوراً اس رابطہ کو قائم کر لیں۔ اور اپنے آپ کو ایک منظم اور زندہ جماعت کا عنصر سمجھیں جب وہ ایک ایسا رابطہ قائم کر لیں تو اسکی اطلاع مرکز میں معہ اپنے اراکین کی فہرست کے بھیجدیں اپنی مشکلات میں وہ اپنے حلقہ کے متعین مبلغین حضرات سے راہنمائی حاصل کر سکتے ہیں جس وقت یہ ابتدائی مراحل طے کر لیں اور ایک ایسا مقامی رابطہ وجود میں آجائے تو وہ ہفتہ وار اجلاس کا سلسلہ شروع کریں۔ اپنے مقامی حالات کے مطابق وہ جہاں تک چاہیں کوئی دن مقرر کر سکتے ہیں جس میں انہیں سہولت ہو۔ اور ان اجلاس کو باقاعدگی سے جاری رکھیں۔ ان میں نوجوان اپنے باہمی تبادلہ خیالات سے احمدیت کی حقیقی روح کی وضاحت کریں۔ اور جماعت کے پاک نفس بزرگ اپنی قوت قدسی اور پاک نصائح سے نوجوانوں کو تزکیہ کی ہدایت فرمائیں ان دو کاموں کی طرف فوری توجہ درکار ہے۔ اول کہ ایسے رابطے قائم کئے جائیں اور ان کی اطلاع معہ تعداد اراکین مرکز میں بھیجدی جائے۔

دوم۔ ہفتہ وار اجلاس باقاعدگی سے قائم کئے جائیں اور ان ہفتہ وار اجتماعات کی مختصر رپورٹ ماہوار مرکز میں بھیجی جائے تاکہ شبان الاحمدیہ کے تمام برانچات کے روابط اس نوجوانوں کی اجتماعی حرکات سے مطلع ہو سکیں۔ اور مرکز سے انکی خدمت میں مشورے پیش کئے جا سکیں۔

یہ گذارش میری احمدی جماعت کے نوجوانوں سے ہے کہ وہ فوراً اس طرف توجہ دیں۔ اور اپنے حلقوں میں شبان الاحمدیہ کی شاخیں قائم کریں اور

جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب کا مکتوب
سید امجد علی شاہ صاحب کی خدمت میں

نوٹ:۔ جماعت قادیان میں شامل ہونے سے قبل جناب سید امجد علی شاہ صاحب نے ٹریکٹ بازی شروع کی تھی اس موقع پر مکرم جناب ڈاکٹر وزیر احمد صاحب نے انہیں ایک مکتوب لکھا تھا جو درج ذیل ہے۔ قارئین پیغام صلح ملاحظہ فرمائیں کہ جناب ڈاکٹر صاحب کا سید صاحب کے متعلق اندازہ کس قدر درست نکلا۔

(مدیر)

مکرمی شاہ صاحب۔ السلام علیکم۔

مجھے آپ کا شائع کردہ ہینڈبل ملا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ کہ آپ نے کس نیت سے اسکو لکھا ہے لیکن میں ایک بات آپ کو کہوں گا۔ کہ اس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ کی آخری عمر یا قادیانیت کے اندر ضائع ہوگی۔ یا آپ بہائیت کو اختیار کریں گے۔ بات اصل میں یہ ہے۔ کہ علم النفس کے لحاظ سے ممالک مشرقیہ میں رہنے والے قوما اور ہندوستان کے باقی خصوصاً غلامی میں زندگی بسر کرنے کے شائق ہیں انکو آزادی بری لگتی ہے۔ اس سے ان کا ہاضمہ خراب ہو جاتا ہے۔ اور یہ لوگ روحانی قراقر معدہ کی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں پھر ان بیچاروں کے لئے یہ صورت اور بھی تکلیف دہ ہوتی ہے جن کے حوالی موالی گرد و پیش کے رہنے والے خصوصاً قادیانی ہوں حضرت صاحب کا لڑکا۔ حضرت صاحب کی بی بی۔ حضرت صاحب کا شہر کیا دوسرے پیر پرستوں کے لئے اور کیا قادیانیوں کے لئے ایک ایسی خصوصیت رکھتے ہیں۔ جس کا بدل صحیح احمدیت کے اصولوں میں ملنا ممکن نہیں یہی چیز ہے۔ جو کہ صحیح احمدیت کے سمجھنے میں سد راہ ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضرت صاحب کو نبی سمجھنے والے اور نہ ماننے والے کلمہ گویوں کو کافر سمجھنے والے اور نہ سمجھنے والے غیر احمدیوں کے ساتھ رشتہ ناطہ کرنے کو کفر جاننے والے اور حرام نہ سمجھنے والے میاں صاحب کے ایک جیسے مرید ہو سکتے ہیں۔ شاہ صاحب غور کریں آپ تو ہم کو یہ الزام دیتے ہیں۔ کہ ہم قادیانیوں کی مخالفت میں جادہ مستقیم سے بھٹک گئے ہیں تو کیا آپ جیسے متقی پرہیزگار مگر سادہ لوح احمدی غیر احمدیوں کی مخالفت اور حضرت صاحب کے شرکا کی محبت میں کہیں غلو کا راستہ اختیار نہیں کر رہے۔ خدارا سوچو آپ جو کہ اب قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھے ہیں ہم نوجوانوں کے دلوں میں کیا زہر بھرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ اپنے ۳۰ سال قبل کے خیالات کے ساتھ آج کے خیالات کا مقابلہ کریں۔ تو آپ کو خود اپنے آپ میں خلا معلوم ہوگا ہم پر الزام کیا ہے کہ ہم غیر احمدیوں کی ہمدردی میں گھلے جا رہے ہیں۔ مر رہے ہیں۔ ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے تڑپ رہے ہیں اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کہیں شیطان آپ کے سامنے سراب کو پانی کے رنگ میں تو پیش نہیں کر رہا۔ اللہ اللہ ایک وہ زمانہ تھا۔ کہ آپ میاں محمود احمد صاحب کی رانیوں کو بڑے فخر سے بیان کرتے تھے۔ اور قادیانیوں کی پیر پرستی کی اس

بری فطرت کو کوستے تھکتے نہ تھے۔

اب واللہ آپ بتلائیں آپ سچے ہیں یا آپ کے قادیانی اور میاں محمود احمد صاحب سچے ہیں۔ یا شیخ عبدالرحمن صاحب مصری سچے ہیں۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ بھی میاں محمد صادق صاحب کی طرح اپنی شکست پر جھنجھلائے ہوئے ہیں۔ اور چونکہ اب کوئی دوسرا طریقہ دل کی بھڑاس نکالنے کا نہیں اس لئے اب یہ پمفلٹ بازی شروع کی ہے۔ مجھے اگر سارے عمر میں افسوس ہوا ہے۔ تو یا تو مولوی غلام حسن صاحب کے گرنے کا یا آپ کے اس رجعت پسندانہ اقدام کا۔ میاں محمد صادق کی طبیعت سے میں چونکہ واقف ہوں۔ ایک تو وہ خشکی مزاج۔ اور دوسرے پولیس کی نوکری سونے پر سہاگہ کا کام کیا ہے۔ میں تو خدائے رحیم کی پناہ ان وساوس شیطانی سے چاہتا ہوں۔ جو کہ آپ جیسے دوامی عمروں کی حالت سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ حیرت ہے اور تعجب بھی کہ آپ بزرگ لوگ جب گرنے پر آتے ہیں۔ تو کیا کیا حرکات کرتے ہیں۔

اب جو کچھ میاں محمود احمد صاحب فرماتے ہیں۔ اور اصلاح کفر کا ڈنڈا لئے ہوئے وہ مسلمانوں کے پیچھے پھرتے ہیں۔ ان کے اس عمل میں اور اس عمل میں جبکہ وہ کسی صاحب شریعت نبی کی نبوت منوانے میں سرگرم ہوتے کوئی فرق ہو سکتا ہے۔ کیا اس کے یہ معنے نہیں کہ انھوں نے بھی عملاً قرآن حکیم کو عبداً لیہا کی طرح رد کر دیا ہے اگرچہ وہ منہ سے یہ کہتے نہیں تو ایسے شخص کے ساتھ بتلائیے جس کے دل میں کچھ اور ہو اور زبان پر کچھ اور کس طرح اتحاد ہو سکتا ہے لیکن آپ تو یہی کہیں گے کہ نہیں۔ آپ ان کو اپنا سردار مان لو۔ کیونکہ وہ حضرت صاحب کے لڑکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اور ہم کو ان شیطانی وساوس سے محفوظ رکھے۔ صادق

(وزیر احمد)

رجسٹرڈ۔ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

المصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفت وار ترجمان

ایڈیٹر۔ ایس محمد آصف بی۔ اے

جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق

رجسٹرڈ۔ ایل نمبر ۸۳۸

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفی ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادہ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں۔ سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۸ شوال المکرم ۱۳۶۳ھ۔ مطابق ۲۷ ستمبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۳۸

خطبہ عید الفطر

عید الفطر اور جذبات عالیہ

خدا تعالیٰ کا دست غیب جماعت احمدیہ لاہور کی تائید میں کام کر رہا ہے

خطبہ عید الفطر، فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ، ستمبر ۱۹۴۴ء

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔

دو طرح کی خوشی اور دو طرح کا غم اس دنیا میں انسان کے لیے خوشی بھی دو طرح کی ہے اور غم بھی دو طرح کا ہے ایک خوشی تو وہ ہے جو انسان کی سفلی خواہشات سے تعلق رکھتی ہے اور دوسری خوشی ہے جو اسے جذبات عالیہ سے حاصل ہوتی ہے اور غم ایک وہ ہے جو اسے اپنے نفس کے لئے ہوتا ہے اور دوسرا وہ جو اسے دوسروں کے لئے ہو اول قسم کی خوشی ہے جو کھانے پینے وغیرہ خواہشات نفسانی سے حاصل ہوتی ہے یہ خوشی ہے جس میں انسان و حیوان کا اشتراک ہے اس خوشی کا انجام ضروری نہیں کہ خوشی ہی ہو بلکہ بسا اوقات اگر ایک طرف انسان ان سفلی خواہشات کے پورا ہونے سے حظ حاصل کرتا ہے تو دوسری طرف اس کے نتیجہ میں دکھ دیکھنا پڑتا ہے۔ ایک انسان کو بہت اچھا کھانا مل جاتا ہے اعلیٰ درجہ کا پلاؤ اور قورمہ، کباب۔ مگر کھانے کے بعد طبیعت میں گرانی کسل سر درد یا بیماریاں آتی ہیں۔ بعض وقت مسہل اور دوائیوں کی ضرورت پیش آتی ہے یہی حال باقی تمام سفلی خواہشات کا ہے کہ اس خوشی کے بعد اس کا ردعمل تکلیف کی صورت میں ہوتا ہے مثال کے طور پر شراب کو لے لو جس کے پینے سے پہلے تو کمال درجہ کا سرور حاصل ہوتا ہے مگر جب وہ نشہ اترتا ہے تو بجز سخت کوفت اور تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ اس کے بالمقابل اس لذت کو لو جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق سے یا مخلوق خدا کی خدمت سے پیدا ہوتی ہے اور جو انسان کے جذبات عالیہ سے تعلق رکھتی ہے اس کے بعد انسان کبھی دکھ یا تکلیف محسوس نہیں کرتا بلکہ جس قدر زیادہ اس میں انہماک ہو اسی قدر زیادہ

اسی قدر دیرپا راحت ان سے میسر آتی ہے کوئی تجربتاً آدھی آدھی رات بھی خدا کی عبادت میں کھڑا ہو کر دیکھ لے۔ صبح اس سے بجائے کمزوری کے قوت محسوس ہوگی۔

ہاں اگر رات کے دو گھنٹے بھی تعیش میں گزارے تو صبح کے وقت کمزوری محسوس کرے گا کسی شب بیدار کو صبح کے وقت کمزوری کا عذر نہیں ہوتا یہ عذر صرف ان لوگوں کو ہوتا ہے جن کی راتیں عیش و عشرت میں گذرتی ہیں تماشہ بینی میں گذرتی ہیں فضولیات میں گذرتی ہیں۔

بلند تر غم جس طرح ہر انسان کسی نہ کسی رنگ کی راحت کے حصول کے درپے ہے خواہ وہ راحت سفلی خواہشات سے تعلق رکھتی ہو خواہ بلند جذبات سے، اسی طرح ہر انسان کو نیک اور بد کو کسی نہ کسی قسم کا غم لگا ہوا ہے بعض لوگوں کا غم اپنے نفس تک محدود ہوتا ہے۔ انہیں ہر وقت یہ فکر ہوتی ہے مجھے فلاں چیز کیوں نہیں ملتی فلاں لذت نہیں ملتی، کھلانے کا فلاں سامان مجھے میسر نہیں، پہننے پہننے اور سواری کا فلاں سامان میسر نہیں، میرے ہاں اولاد نہیں، میری جائداد نہیں۔ یہ ادنیٰ قسم کا غم ہے جس میں اکثر انسان مبتلا ہیں لیکن ایک غم وہ ہوتا ہے جو اپنے نفس کے لئے نہیں دوسروں کے لئے ہوتا ہے، راستبازوں اور نیکوں کو ہمیشہ ایک مستقل غم لگا ہوا ہوتا ہے وہ غم اصلاح نفوس انسانی سے تعلق رکھتا ہے بلاشبہ یہ بھی ایک بلند غم ہے کہ مخلوق خدا کو کھانے پینے کے اپنے سامان میسر ہوں مگر اس سے بہت بلند تر وہ غم ہے جو ان لوگوں کو ہوتا ہے جن کے دلوں میں یہ تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ مخلوق خدا گمراہی سے نکلے، ہدایت کے رستے پر چلے، برے افعال سے مجتنب رہے انسان آپس میں محبت سے رہیں دوسروں کی حق تلفی نہ کریں، خدا کے ساتھ ان کا تعلق ہو اور خدا کے سامنے جھکتے رہیں۔ یہ غم سب سے زیادہ ان لوگوں کو ہوتا ہے جنہیں اصلاح نفوس انسانی کے لئے مبعوث کیا جاتا ہے جیسا کہ فرمایا لعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین تو اپنے آپ کو اس غم سے ہلاک کر دے گا کہ لوگ ایمان نہیں لاتے اصلاح کی طرف نہیں آتے، یا دوسری جگہ فرمایا لعلک باخع نفسک علی آثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا۔

دونوں غموں میں فرق ان دونوں غموں میں بھی ایک فرق ہے جس شخص کا غم صرف اپنی ذات کے لئے ہے۔ وہ غم اس کے لئے سوہان روح ہوتا ہے۔ ممکن ہے بعض وقت ایک چیز مل جائے تو اس سے قدرے راحت مل جائے۔ مگر وہ راحت عارضی ہوتی ہے جس قدر زیادہ انسان کو ملتا چلا جاتا ہے اسی قدر زیادہ اس کی ہوس بڑھتی جاتی ہے وہ ہوس ایک آگ بن کر اس کے دل میں دکھ پیدا کر دیتی ہے لیکن اصلاح نفوس کے لئے جو غم ہوتا ہے اس سے انسان کے دل میں تسکین اور راحت پیدا ہوتی ہے اصلاح نفوس کی محض تڑپ ہی انسان کے دل میں ہو تو اس سے ایک اطمینان میسر آتا ہے۔ کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ ہدایت دینا خدا کا کام ہے اس کے اختیار کی بات نہیں۔ اور دوسرے جس شخص کے دل میں مخلوق خدا کی ہدایت کے لئے تڑپ پیدا ہو اس کا خدا سے تعلق ہوتا ہے اور خدا سے تعلق رکھنے والے انسان کے دل پر کتنے بھی غم کے پہاڑ ہوں مگر ان کے ساتھ ہی ایک سکینت بھی اس کے دل پر نازل ہوتی رہتی ہے یہ وہ غم ہے جو فی الحقیقت راحت کا سرچشمہ ہے اور پھر جب اس غم کے نتیجے میں خدا تعالیٰ کی نصرت آتی ہے تو اس سے اس کے دل کو وہ قوت ملتی ہے جو اور کسی طرح نہیں مل سکتی۔

دوسری قوموں کے تہوار آج عید کا دن ہے اور اس کی بنیاد فی الحقیقت اس راحت پر ہے جو جذبات عالیہ سے پیدا ہوتی ہے گو انسان کے فطری تقاضا کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے اس راحت سے محروم نہیں کیا جو سفلی خواہشات سے تعلق رکھتی ہے دوسری قوموں کی خوشی کے دن کو دیکھا جائے۔ تو ان میں سوائے حیوانی جذبات کی راحت کے اور کچھ نظر نہیں آتا لیکن اسلام نے مسلمانوں کی عید ہے

بڑے خوشی کے دن کی راحت کی اول تو بنیاد بلند جذبات پر رکھی۔ اس لئے کہ یہ عید نتیجہ ہے تیس دن کے مجاہدہ کا، جس سے انسان کے اندر بلند سے بلند جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ جس شخص نے حصول رضائے الٰہی کے لئے تیس دن فاقہ کشی کی۔ تیس دن اپنی زبان کو ہر قسم کی ناپاک باتوں سے صاف رکھا۔ تیس دن حصول رضائے الٰہی کے لئے عبادت میں گذارے۔ اس کی راحت یقیناً انہی بلند جذبات سے پیدا ہوتی ہے پھر عید میں اس راحت کو انتہا تک مجمع کے رنگ میں پہنچایا وہ مجمع جو سب کا سب خدا کے آگے گرا ہوا ہو اور جس کے دل سے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بار بار اٹھے۔ عید کی انتہائی خوشی کا وہی وقت ہے جب ہم اکٹھے ہو کر زمین پر گرے ہوں بڑے اور چھوٹے امیر اور غریب سب کے سر زمین پر رکھے ہوتے خدا کی حمد کے گیت گاتے ہیں۔ اور اس کی عظمت اور اس کے علو کے سامنے عملی رنگ میں انتہائی پستی کا اعتراف کرتے ہیں۔ ہاں اس کے ساتھ اچھا لباس پہن کر بھی ہمیں ایک خوشی حاصل ہوتی ہے، اچھا کھانا کھا کر بھی ہمیں ایک خوشی حاصل ہوتی ہے، بال بچوں میں بیٹھ کر بھی ہمیں ایک خوشی حاصل ہوتی ہے۔ دوستوں سے مل کر بھی ایک خوشی حاصل ہوتی ہے یہاں تک کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ عید کے دن حضرت عائشہ کے پاس دو لڑکیاں گا رہی تھیں حضرت ابوبکر آئے تو انھوں نے گانے کو ناپسند فرمایا مگر نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ چھوڑ دو یہ عید کا دن ہے تو عید کے دن حظ نفس کے لئے کوئی روک نہیں مگر یہ خوشی وہی ادنیٰ قسم کی راحت ہے جو حیوانی خواہشات سے تعلق رکھتی ہے۔ حقیقی راحت جس کے لئے اسے یوم عید قرار دیا گیا وہی ہے جو بلند جذبات سے پیدا ہوتی ہے جب ہم خدا کے سامنے گرتے ہیں اور اس کی حمد سے ہمارے دلوں میں ایک سرور پیدا ہوتا ہے۔

مسلمانوں کا معزز طبقہ اور رمضان آج یوم عید کے مجمع میں وہ لوگ بھی شامل ہوتے ہیں جنہوں نے رمضان کھو دیا اور کسی عذر کے سوائے اس مجاہدہ سے محروم رہ گئے بلکہ اس سے بھی زیادہ خواہشات نفسانی پر گرا ہوا ایک طبقہ مسلمانوں میں ہے جو صحیح معنوں میں مغرب زدہ ہے جس کے نزدیک روحانیات کی کوئی عزت نہیں۔ یہ بالکل مغربی فیشن کے دلدادہ ہیں ان کے اندر حیوانی خواہشات سے اوپر کوئی بلند جذبہ پیدا نہیں ہوتا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو شعائر اللہ کی ہتک کرتے ہیں، اگر کوئی

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

شخص روزہ نہیں رکھ سکتا خواہ اس کا عذر صحیح ہو یا غلط تو کم سے کم رمضان کا احترام تو ضروری ہے۔ پھر ان میں ایک گروہ وہ ہے جو رمضان میں علانیہ کھاتے پیتے ہیں مگر سب سے بدتر وہ گروہ ہے جو رمضان میں دن کے وقت دعوتیں دیتے اور دعوتیں اڑاتے ہیں۔ دوسری قوموں سے رمضان کی بے حرمتی کرا۔۔۔ ہیں۔ خود رمضان کی بے حرمتی کرتے ہیں حالانکہ اگر روزہ نہیں رکھ سکتے تھے یا نہیں رکھنا چاہتے تھے تو کم سے کم رمضان کا احترام ہی دلوں میں ہوتا، مسلمانوں کی بڑی اکثریت کا جو روزے رکھ رہی تھی احترام دلوں میں ہوتا۔ یہ بھی ایک مرتبہ تقوے کا تھا جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے،

ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب، مگر رمضان کی تعظیم ایک طرف رہی ان لوگوں نے رمضان کی علانیہ ہتک کی جس کی وجہ سے دوسری قومیں ہم پر ہنستی ہوں گی کہ یہ کسی اصول کے پابند نہیں ان کا کیریکٹر کوئی نہیں میاں محمد اسمٰعیل میاں مولا بخش صاحبان نے اس دفعہ مجھے اس قابل بنایا کہ میں عید کے تحفہ کے طور پر مسلمان لیڈروں کو فریضہ نماز کی طرف توجہ دلاؤں اگر وہ ہمت کریں اور آیندہ رمضان سے ایک ماہ پیشتر مجھے اس قابل بنائیں کہ میں مسلمان لیڈروں کو رمضان کے احترام کی طرف توجہ دلاؤں تو یہ بھی ایک بڑی خدمت ہوگی۔

عید کے موقعہ پر غم

تو عید حقیقتاً اس خوشی کا نام ہے جو بلند جذبات سے پیدا ہوتی ہے۔ جن میں یہ بلند جذبات پیدا نہیں ہوتے وہ صرف عید کی اس خوشی میں شامل ہیں جو انسان اور حیوان میں مشترک ہے لیکن میں اس عید کے موقعہ پر آپ کے دلوں میں ایک غم پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ خوشی کے موقعہ پر غم۔ آپ کہیں گے اس میں کیا موزونیت ہے۔ موزونیت یہ ہے کہ میں وہ غم آپ کے دلوں میں پیدا کرنا چاہتا ہوں جس سے آپ کے سب غم دور ہو جائیں اور آپ کی زندگی راحت کا سرچشمہ بن جائے حقیقتاً ایک جنت بن جائے۔ بات یہ ہے جیسا کہ میں نے شروع میں کہا ہے انسان اس وقت تک غموں میں مبتلا رہتا ہے جب تک اس کا غم و ہم اپنے نفس تک محدود ہو اور جب اس کے دل میں دوسروں کے لئے غم کا بلند جذبہ پیدا ہوتا ہے تو وہ اسے تمام دوسرے غموں سے ہی آزاد نہیں کر دیتا بلکہ اس کی زندگی میں فی الواقع ایک راحت پیدا کر دیتا ہے۔ قرآن کریم میں جنگ اُحد کے واقعات کے ذکر میں ایک جگہ فرماتا ہے فاثابکم غماً بغم ایک غم کی جگہ دوسرا غم دے دیا پہلا غم تو اپنی جانوں کے متعلق تھا کیونکہ دشمن نے عقب سے حملہ کر کے مسلمانوں کو اپنے آپ کو بچانے کی فکر ڈال دی مگر اتنے میں معلوم ہوا کہ جب رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کو اکٹھے کرنا چاہا تو دشمن کا سارا زور ادھر ہو گیا اور رسول اللہ صلعم گھر گئے۔ تب مسلمانوں کو آپ کے لئے فکر پیدا ہو گیا اور اپنا فکر نہ رہا۔ محمد رسول اللہ صلعم کے لئے غم نے اپنا غم بھلا دیا تو خدا نے پھر اس شکست کو ایک فتح کے رنگ میں تبدیل کر دیا کیونکہ بلند غم نے ادنیٰ غم کی جگہ لے لی۔ اور مسلمانوں کے اندر ایک نئی قوت۔۔۔ پیدا ہو گئی۔

غم اور راحت بلندی پر پہنچکر ایک ہو جاتے ہیں۔

فی الحقیقت انتہائی بلندی پر پہنچکر غم اور راحت ایک ہو جاتے ہیں۔ راحت اور غم دو متوازی خطوط کی طرح انسان کی زندگی کے دو برابر چلنے والے رنگ ہیں۔ جس انسان کی زندگی بظاہر راحت ہی راحت معلوم ہوتی ہے اس کو بھی اندر سے ایک غم کھا رہا ہوتا ہے اور جس کی زندگی میں بظاہر دکھ ہی دکھ نظر آتا ہے اسے بھی ضرور کوئی راحت حاصل ہوتی ہے ہر انسان کی زندگی میں راحت بھی آتی اور جاتی رہتی ہے دکھ بھی آتا اور جاتا رہتا ہے مگر جیسا کہ حساب دان کہتے ہیں دو متوازی خطوط انتہا پر پہنچکر مل جاتے ہیں اسی طرح راحت اور غم جب تک انسان کی نفسانی خواہشات تک محدود ہیں وہ دونوں چلتے رہتے ہیں لیکن جب یہ دونوں اپنی انتہائی بلندی کو پہنچ جاتے ہیں تو یہ دونوں مل جاتے ہیں اور ایک ہو جاتے ہیں بلندی پر پہنچا ہوا غم یا دوسروں کی اصلاح کا غم انسان کی اپنی زندگی کو ذاتی غموں سے خالی کر دیتا ہے اور اسے راحت ہی راحت حاصل ہوتی ہے۔

ایک مثال

میں ایک مثال سے آپ کو سمجھاتا ہوں، انبیاء، رسل، صلحاء کی زندگی میں ایک جنت ہوتی ہے وہ جنت جسے دوسرے اگلے عالم میں جا کر حاصل کرنا چاہتے ہیں راستبازوں کو وہ یہیں مل جاتی ہے مگر یہ کیوں ہوتا ہے اس لئے کہ ان کا غم اپنی انتہائی بلندی پر پہنچ چکا ہوتا ہے جیسا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی شان میں فرمایا لعلک باخع نفسک علی آثارھم ان لم یومنوا بھذا الحدیث اسفا۔ اس غم سے اپنے آپ کو ہلاک کر دے گا کہ یہ لوگ (عیسائیوں کا ذکر ہے، یورپ اور امریکہ کی تہذیب کا ذکر ہے) اس قرآن پر ایمان نہیں لاتے آپ کو صرف ان لوگوں کا غم نہ تھا جو آپ کے سامنے موجود تھے بلکہ ان کا غم بھی تھا جو آپ کے بعد آنیوالے تھے۔ تو آپ کا غم کمال بلندی کو حاصل کر چکا تھا اس لئے آپ کی زندگی فی الحقیقت غم سے خالی اور نری راحت ہی راحت تھی۔ تمام صلحاء اور راستبازوں کا یہی حال ہے ان کی زندگیاں دوسروں کے غم کے لئے مخصوص ہو کر نری راحت بن جاتی ہیں اور چونکہ وہ اپنے آپ کو بالکل دوسروں کے لئے وقف کر دیتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کی نصرت کا ہاتھ بھی ان کی تائید میں کام کرتا ہے اور جب یہ دست غیب ظاہر ہوتا ہے تو ان کی راحت اور بھی کمال کو پہنچ جاتی ہے۔ جس انسان کو یہ محسوس ہو کہ خدا اس کے ساتھ ہے وہ انتہائی خوشی کا مالک ہوتا ہے۔

جماعت احمدیہ لاہور کی تائید غیبی

اگر کبھی آپ اپنی جماعت کی حالت پر غور کریں تو اللہ تعالیٰ کی نصرت کا یہ ہاتھ آج کھلا ہوا کام کرتا نظر آتا ہے اس ملک کی ہزار ہا بستیوں میں اس سے زیادہ مسلمانوں کی تعداد ہوگی جتنی ہماری جماعت کی تعداد اس اس ملک کے اندر ہے۔ ہر جگہ مسلمانوں کی انجمنیں بھی بنی ہوئی ہیں جن میں کچھ نہ کچھ نظام موجود ہے اور کچھ نہ کچھ کام بھی وہ کر رہی ہیں اور بعض وہ نظام بھی ہیں جو سارے ہندوستان پر حاوی ہیں اس ملک کے سب مسلمان یا اس کی بہت بڑی کثرت ان کی پشت پر ہے پھر ان کے سامنے کام بھی ایسا ہے جو طبائع کو زیادہ اپیل کرتا ہے۔ پاکستان یا اسلامی حکومت کا قیام وہی جوش ایک مسلمان کے اندر پیدا کرتا ہے جو سوراج کا نام ایک ہندو کے اندر کرتا ہے پھر اس تحریک کا علمبردار وہ شخص ہے جو اگر ایک طرف قابلیت کے لحاظ سے چوٹی پر پہنچا ہوا ہے تو دوسری طرف اس کی کوششوں کو اخلاص کا رنگ بھی حاصل ہے اس کی خدمات بے لوث ہیں کوئی ذاتی غرض اس کی نہیں۔ آج سے شاید قریب دو سال پہلے انہوں نے مسلم لیگ کے لئے ایک تحریک کی اور پانچ یا ۔۔۔ لاکھ کی اپیل کی مگر دو یا دو سال کے عرصہ میں ابھی تک جہاں تک مجھے علم ہے یہ فنڈ ابھی دو لاکھ تک نہیں پہنچی (حاضرین میں سے ایک نے کہا ابھی ڈیڑھ لاکھ تک بھی نہیں پہنچا) لیکن آج سے زیادہ پیشتر ایک تحریک اس جماعت میں بھی ہوئی تحریک کس کام کے لئے ہوئی قرآن کریم کو دنیا کی مختلف زبانوں میں پہنچانے کے لئے۔ دو لاکھ کے لئے اپیل تھی اور اس وقت وصولی کے لحاظ سے یہ قریباً ایک لاکھ تک پہنچ چکا ہے اور وعدوں کے لحاظ سے ۱۴۶۰۰۰ سے اوپر یا قریباً ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ چکا ہے یہ کیا ہے اللہ تعالے کا دست غیب ہے جو اس جماعت کی تائید میں کام کر رہا ہے ورنہ پانچ ہزار کی جماعت کیا اور علاوہ معمولی چندوں کے جو ماہوار یا اور رنگوں میں وصول ہوتے ہیں زیادہ میں ڈیڑھ لاکھ روپیہ کہاں۔ جماعت کی حیثیت کے لحاظ سے یہ ہمارے وہم و گمان سے بڑھ کر ہے چنانچہ شروع میں تحریک بھی صرف ایک لاکھ کی تھی یہ دست غیب اس کی تائید میں یوں کام کر رہا ہے اس لئے کہ اس جماعت کے دلوں کے اندر خدا کے دین کے لئے درد موجود ہے، اس کے کلام کو دنیا میں پہنچانے کی تڑپ موجود ہے، مخلوق خدا کو گمراہ دیکھ کر ان کے دلوں میں یہ غم موجود ہے کہ کس طرح اسے گمراہی سے باہر نکالا جائے بیشک غور کر کے دیکھ لو کہ آج کسی جماعت کو وہ راحت میسر نہیں جو اس چھوٹی سی جماعت کو میسر ہے۔ حقیقی عید اسی کی ہے۔ ہاں اس غم کو اس تڑپ کو اس درد کو اور زیادہ کر و لاکھوں کیا اللہ تعالے اپنے دین کو دنیا میں پھیلانے کے لئے کروڑوں بھی دے گا۔

شکریہ احباب
رمضان المبارک میں تراجم قرآن فنڈ کی وصولی

حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریک فرمائی تھی کہ جن احباب نے تراجم قرآن فنڈ میں وعدہ لکھوایا تھا وہ اپنی موعودہ رقم رمضان المبارک کے اختتام سے قبل ادا کر دیں۔ مقام مسرت و حمد الٰہی ہے کہ احباب نے فوراً اس آواز پر لبیک کہی اور پندرہ ہزار روپے سے زائد رقم رمضان شریف کے اندر اندر خزانہ انجمن میں داخل کر دی۔ اس کے علاوہ ابھی کچھ رقوم بیرونی جماعتوں میں وصول شدہ ہیں جو رمضان کے اندر وصول تو ہو گئیں مگر ابھی تک مرکزی خزانہ میں نہیں پہنچیں اس طرح انشاء اللہ ابھی مزید آمد کی توقع ہے۔ اللہ تعالے ان سب احباب کو جزاہم خیر بخشے اور اپنے افضال سے حصہ وافر عطا کرے۔ اس فنڈ کی نقد آمد بفضلہ ایک لاکھ روپیہ سے زائد ہو چکی ہے۔ فالحمدللہ۔

جن احباب نے رمضان المبارک کے اندر اندر یکصد روپیہ یا اس سے زائد رقم دی ہے ان کے اسماء درج ذیل کئے جاتے ہیں۔ اخبار میں محدود گنجائش کے پیش نظر باقی نام مجبوراً حذف کئے گئے ہیں لیکن قارئین کرام اپنی دعاؤں میں سب احباب کو شامل کریں جن کے نام آئے ہیں ان کو بھی اور جن کے نام نہیں آئے ان کو بھی۔

خاکسار۔ مسعود بیگ۔ اسسٹنٹ سکرٹری تحصیل

حاجی شیخ میاں محمد صاحب لائلپوری ۔ ۱۰۰۰/- روپے
ایک بزرگ از جماعت لاہور ۔ ۲۰۰۰/- روپے
چوہدری غلام حمید صاحب رئیس مدد دہلی ۔ ۸۰۰/- روپے
شیخ عبدالحق صاحب پی سی ایس۔ لاہور ۔ ۵۰۰/- روپے
ڈاکٹر ملک نذیر احمد صاحب لاہور ۔ ۲۷۵/- روپے
شیخ عطاء اللہ صاحب سیالکوٹ چھاؤنی ۔ ۲۵۰/- روپے
جماعت بغداد ۔ ۲۵۰/- روپے
مولوی عالم الدین صاحب وکیل شیخوپورہ ۔ ۱۵۰/- روپے
میاں محمد امین صاحب کلکتہ ۔ ۱۰۰/-
صوبیدار چوہدری فضل احمد صاحب میرٹھ ۔ ۱۰۰/- روپے
ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب لاہور ۔ ۱۰۰/- روپے
خواجہ محمد اصغر صاحب ٹھیکیدار لاہور ۔ ۱۰۰/- روپے

پیغام صلح

جلد ۳۲ | لاہور - مورخہ ۸ شوال المکرم ۱۳۶۳ھ | نمبر ۳۸

جنگ کی رفتار

جرمنی کی شکست یقینی ہے

جرمنی باوجود انتہائی ناز ساز گار حالات کے ابھی تک اتحادیوں کے مقابلہ میں جما ہوا ہے۔ لیکن اخبارات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دن بدن اس کی حالت ناگفتہ بہ ہو رہی ہے۔ اتحادیوں نے بہت سے مقامات جرمنی سے چھین لئے ہیں، جب سے فرانس کے محاذ پر لڑائی شروع ہوئی ہے بیس لاکھ جرمن سپاہی موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں۔ فن لینڈ جرمنی سے علیحدہ ہو گیا بلکہ اسکے خلاف نبرد آزما ہے مشرقی پرشیا سے دریائے ڈینیوب تک روسی فوجوں نے ایک لمبا محاذ قائم کر دیا ہے۔ ہر نیا دن اتحادیوں کے لئے فتح کا باعث اور محوریوں کیلئے شکست کی وجہ بنتا چلا جا رہا ہے اب تازہ ترین خبر موصول ہوئی ہے کہ سیگفرڈ لائن پر بھی جرمن مزاحمت کا زور ٹوٹ گیا ہے اور موجودہ حالات میں یہ روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ جرمنی کی شکست یقینی ہے کیونکہ جتنا لشکر اور سامان جنگ اتحادی میدان جنگ میں بھیج سکتے ہیں جرمنی کے پاس اس سے نصف طاقت بھی نہیں رہی، اتحادیوں کے ذرائع وسیع ہیں اور جرمنی کے ذرائع بہت محدود ہو چکے ہیں جرمنی کی تھکی ہوئی فوجوں کے لئے اتحادیوں کی تازہ دم فوجوں کا مقابلہ کرنا محال ہے۔ بعض مقامات پر جرمن مجنونانہ طور پر مقابلہ کر رہے ہیں اور جرمن قائدین جرمن سپاہیوں کو زندگی کی آخری دم تک اتحادیوں کا مقابلہ کرنے کی تلقین کر رہے ہیں لیکن یہ کیفیت اس بحران کی وجہ سے ہے جو شکست خوردہ قوموں میں آخری شکست سے قبل پیدا ہو جایا کرتا ہے

دوسری طرف جاپان کی حالت بھی نہایت پتلی ہے وہاں بھی انتہائی پریشانی کی علامات پیدا ہو چکی ہیں اتحادی بیڑا جاپان پر فوجیں اتارنے والا ہے چنانچہ گذشتہ کئی ہفتوں سے وزیر اعظم جاپان اور دوسرے جاپانی اکابر گھبراہٹ کے اعلانات کر رہے ہیں اور واضح الفاظ میں کہہ رہے ہیں کہ جاپان پر نازک ترین وقت آ گیا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر محوریوں کا مستقبل سخت تاریک ہے، ایسے حالات میں محوریوں کے لئے جنگ کا زیادہ دیر تک جاری رکھنا سخت مشکل ہے اس یقینی شکست کے پیش نظران کا اپنی قوم کو جنگ کے بھڑکتے ہوئے شعلوں میں جھونکنا یقیناً خودکشی کے مترادف ہے۔ جنگ آخری مراحل پر پہنچ چکی ہے اور وہ وقت قریب آ چکا ہے جب محوری ہتھیار ڈال دیں اور جنگ کے ختم ہونے کا اعلان کر دیا جائے اور ساری دنیا جو پانچ سال سے انتہائی مشکلات اور مصائب میں سے گذر رہی ہے امن کا سانس لے ۔

جناح گاندھی مذاکرات مسٹر جناح اور گاندھی جی کے درمیان پندرہ روز کی ملاقات کے انجام کے متعلق سخت مایوسی پیدا ہو گئی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گفت و شنید بہت ہی نازک مرحلے پر پہنچ چکی ہے گاندھی جی اور مسٹر جناح دونوں میں سے کوئی بھی ان خبروں کی تائید یا تردید نہیں کرتا جو سارے شہر میں پھیل رہی ہیں۔ یہ خبر ۲۷ ستمبر کے روزناموں میں شائع ہوئی ہے۔ ابھی واضح طور پر اس کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ اخباری نمائندہ نے مسٹر جناح سے اس بارے میں استفسار کیا تو انھوں نے قیاس آرائیوں سے احتراز کے لئے ارشاد فرمایا۔ خدا کرے مسٹر جناح اور گاندھی جی ہندوستان کے سیاسی معمہ کو حل کرنے میں کامیاب ہو جائیں اگر خدانخواستہ وہ اس امر میں کامیاب نہ ہو سکے تو یہ واقعہ ہندوستان کے لئے انتہائی بدبختی کا باعث ہوگا ۔

ہندو قوم کا کارنامہ مسز کستورا بائی گاندھی کی یادگار قائم کرنے کے لئے کانگرسی اور نیم کانگرسی ہندوؤں نے سرمایہ کے لئے اپیل کی تھی اور ۳۰ ستمبر تک عوام سے ۷۵ لاکھ روپیہ مانگا گیا تھا۔ ۱۵ ستمبر تک اس فنڈ میں ۴۰ لاکھ روپیہ جمع ہوا اور فنڈ کے سیکرٹری مسٹر اے۔ وی ٹھکر نے یہ امید ظاہر کی ہے کہ تاریخ مقررہ تک ۸۰ لاکھ روپیہ جمع ہو جائے گا صرف بمبئی شہر نے سولہ لاکھ چندہ دیا ہے کلکتہ نے سوا نو لاکھ روپیہ چندہ دیا ہے۔ دہلی شہر کا چندہ تین لاکھ روپے سے زیادہ ہے۔ اب اخبارات میں شائع ہوا ہے کہ کستورا بائی میموریل فنڈ ۲ اکتوبر کو گاندھی جی کی ۷۵ سالگرہ کی تقریب پر واردھا میں مہاتما جی کو پیش کیا جائیگا۔

یہ ہندو قوم کا کارنامہ ہے جو زندہ اور زندگی کی جدوجہد میں تیز گام ہے لیکن اس کے مقابلہ میں اگر آپ مسلمانوں کی فرد عمل کو ٹٹولیئے تو آپ کو انتہائی ... کے لئے خرچ کرنا تو ایک محال امر ہے لیکن اپنے سیاسی مقاصد کے لئے بھی مسلمان روپیہ خرچ نہیں کرسکتا مسلم لیگ کے قائد اعظم مسٹر محمد علی جناح نے چند لاکھ روپیہ کی اپیل کی تھی لیکن اس کا جو حشر ہوا وہ مسلمانوں کے لئے انتہائی شرم کا مقام ہے صرف نعرے لگا کر دنیا میں کوئی قوم کامیاب نہیں ہو سکتی قومیں ایثار اور قربانی سے کامیاب ہوتی ہیں مگر افسوس ہے کہ مسلمانوں کے ہاں اس جنس گراں مایہ کا فقدان ہے مسلمانوں کو اپنی پڑوسی قوم سے سبق حاصل کرنا چاہیئے اور سوچنا چاہیئے کہ کیا کیا زندگی کی دوڑ میں اس سست رفتاری کے ساتھ وہ اس تیز گام قوم کا مقابلہ کر سکتے ہیں ۔

خلیفہ صاحب کے "دشمن"

جناب خلیفہ صاحب قادیان کی ایک تقریر "نظام نو" کے نام سے قادیان سے شائع ہوئی جس میں انھوں نے موجودہ ماحول میں اپنی قائم کردہ تحریک جدید کی اہمیت کو واضح کرنے کی کوشش کی ہے اور یورپ کی موجودہ معاشی تحریکات کو بچوں کی کہانیوں کی ٹیکنیک پر پیش کیا ہے، وہ اپنی بعض مصلحتوں کے پیش نظر جس معیار پر چاہیں یورپ کی خونریز تحریکات کو پیش کر سکتے ہیں لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ اس تقریر کے آخر پر انھوں نے نہایت بیرحمی اور سنگدلی کے ساتھ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم کا ذکر کیا ہے جو ایک مذہبی لیڈر کے شایان شان نہیں فرماتے ہیں :۔

"میں اس موقعہ پر ایک "دشمن" کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا جس دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے وصیت لکھی اور اس کا مسودہ باہر بھیجا تو خواجہ کمال الدین صاحب اس کو پڑھنے لگ گئے جب وہ پڑھتے پڑھتے اس مقام پر پہنچے تو بے خود ہو گئے ......"

کس ہوشیاری کے ساتھ خلیفہ صاحب، اپنے مریدوں کے دلوں میں حضرت مسیح موعود کے بلند مرتبت اصحاب کے خلاف زہر گھولتے ہیں یہ پروپیگنڈا کا نہایت ادنیٰ طریق ہے۔ حضرت مسیح موعود اپنی ملہمانہ فراست کی وجہ سے جن لوگوں کا اکرام کرتے تھے اور اپنا محب سمجھتے تھے خلیفہ صاحب ان کو دشمن کے طور پر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اس امر کو بھی نظر انداز کر جاتے ہیں کہ حضرت صاحب کی ایک عظیم الشان پیشگوئی حضرت خواجہ صاحب کے ذریعہ پوری ہوئی کیا خلیفہ صاحب کبھی اس بات پر بھی غور کرتے ہیں کہ ایسا کرنے سے ان کی اپنی پوزیشن بھی نازک ہو جاتی ہے کیونکہ وہ بلند پایہ لوگ جو حضرت صاحب کے محب تھے میاں صاحب ان کے دشمن ہیں تو لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ میاں صاحب حضرت صاحب کے دوستوں کے دشمن ہیں یا بالفاظ دیگر خود حضرت صاحب کے دشمن ہیں رفتگان کے نام پر بٹہ لگانے سے انسان کی اپنی عزت کبھی قائم نہیں رہ سکتی یہ تو ایک معمولی درجہ کا انسان بھی پسند نہیں کرتا کہ اپنے باپ کے دوستوں کا ذکر برے الفاظ میں کرے اور پھر مرحوم و مغفور دوستوں کا!

اس واقعہ میں جناب سید امجد علی شاہ صاحب کیلئے بڑا لمحہ فکریہ ہے جو آجکل منطقی مغالطوں کے اندھیرے میں ٹامک ٹوئیے مار رہے ہیں ۔

مضمون نگار حضرات کی خدمت میں

جماعت کے مضمون نگار حضرات کی خدمت میں اخبار کے ذریعہ متعدد دفعہ گذارش کی گئی ان کی خدمت میں خطوط لکھے گئے بعض بزرگوں کی خدمت میں زبانی بھی عرض کیا گیا کہ وہ اپنے بلند پایہ علمی مضامین پیغام صلح کے لئے ارسال فرمائیں۔ مگر افسوس ہے کہ ہمارے دوستوں اور بزرگوں نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی موجودہ عبوری دور میں جبکہ دنیا ایک نظام جدید کی تلاش میں ہے اشد ضرورت ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں معاشی، سیاسی اخلاقی روحانی مشکلات کا حل پیش کیا جائے فرسودہ اور پامال عنوانات کو چھوڑ کر صرف ایسے عنوانات پر لکھا جائے جن کا انسان کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کے ساتھ براہ راست تعلق ہے۔ امید ہے ہمارے وہ بزرگ اور دوست جو موجودہ مسائل پر نظر رکھتے ہیں اور ان مسائل کو قرآن و حدیث کی روشنی میں پرکھ سکتے ہیں جلد اس طرف توجہ مبذول فرمائیں گے، ان کے بلند پایہ مضامین نہایت شکریہ کیساتھ اخبار میں درج کئے جائیں گے ۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ڈلہوزی میں خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— جناب شیخ عظمت اللہ صاحب سیالکوٹ چھاؤنی تحریر فرماتے ہیں: "میرے چھوٹے بھائی ظفر اللہ نے پہلی بار قرآن شریف ختم کیا ہے اور اس خوشی میں اس نے اپنی جیب سے دس روپیہ انجمن کو دئے ہیں۔

— شیخ محمد حسین صاحب کارکن انجمن کی چھوٹی بچی بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہے احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ بچی کی شفایابی کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں۔

— جناب شیخ عظمت اللہ صاحب سیالکوٹ چھاؤنی کو باری کا بخار ہوتا ہے ان کی صحت کے لئے بھی خاص طور پر دعا کی جائے۔

— جناب دوست محمد خاں صاحب ایم۔ اے بی۔ ٹی گورنمنٹ ہائی سکول ٹانڈہ آجکل بعض مشکلات میں مبتلا ہیں سب دوست دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دور فرمائے آمین

خط و کتابت
کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

بابی تحریک یا بہائی تحریک

خوٹ:۔ ۲۵ اگست کو حضرت مولینا صدرالدین صاحب کا بہائیت کے متعلق سرینگر میں ایک عالمانہ لیکچر ہوا۔ جس میں آپ نے بہائیت اور بہاء اللہ کی کتاب الاقدس پر کڑی تنقید کر کے اس کی خامیوں اور اغلاط کو بے نقاب کر دیا ہے۔ حضرت مولینا کے اس مذکورہ لیکچر کا ملخص درج ذیل ہے۔

(مدیر)

ایران کے غالی شیعہ فرقہ کا اعتقاد تھا۔ کہ "امام غائب زندہ ہیں۔ اور جب تک ان کا ظہور نہیں ہوگا اس وقت تک وہ کسی نہ کسی بزرگ کو مقرر کر دیتے ہیں جس کے ذریعہ سے ان کے احکام مریدوں تک پہنچتے رہتے ہیں"۔ جس بزرگ کے ذریعہ یہ کام لیا جاتا تھا اس کو امام غائب کا "باب" کہا جاتا تھا۔ یعنی وہ ذریعہ جس سے امام غائب حکومت کرتے تھے۔ چونکہ امام غائب کا رتبہ خدا سے کم نہ سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے اس کے "باب" یا نائب کا رتبہ بھی اتنا بڑا سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ سید علی محمد نے باب ہونے کا دعوےٰ کیا اور اس نے تلقین کی کہ امام مہدی کے ظہور کا وقت بالکل قریب ہے۔ وہ تلوار کے ذریعہ تمام دشمنوں کو ملیامیٹ کر کے ایک عظیم الشان سلطنت قائم کرے گا۔ جو سلطنت الٰہیہ ہوگی۔ اس کی آواز پہ ایک جماعت اس کے گرد جمع ہوگئی۔ جس کو انھوں نے تلقین کی کہ بابیوں کے علاوہ سب لوگ پلید اور نجس ہیں انہیں قتل کرنا اور ان کا مال لوٹ لینا جائز ہے نیز ان کی کتب مقدسہ کا جلانا جائز ہے۔

حصول سلطنت کے نشہ میں جو لوگ متوالے ہو چکے تھے اور جو باب کے حکم کو خدا کا حکم یقین کرتے تھے وہ ایک چھوٹی سی فوج کی طرز پر منظم ہو کر غیر بابی مسلمانوں کو قتل کرنے لگے اور بعض علاقوں پر قبضہ کر لیا۔ اس پر حکومت ایران نے ان کا مقابلہ کیا۔ چنانچہ کئی ایک لڑائیاں اور قلعہ بندیاں ہوئیں۔ آخر یہ لوگ مغلوب ہو گئے اور حکومت نے اس فتنہ و فساد کے بانی علی محمد باب کو قید کر لیا اس کے مریدوں نے انتقام کے طور پر سلطان ناصر الدین شاہ ایران پر قاتلانہ حملہ کیا۔ لیکن وہ بچ گئے۔ ان کے مریدوں نے اسی انتقام کے جذبہ کے تحت ایک کانفرنس کی جو "بدشت کانفرنس" کے نام سے موسوم ہے۔ اس کانفرنس میں حصہ لینے والے ... ور ترین اشخاص تھے۔ ملا حسین بشروئی۔ ملا محمد علی بارفروشی۔ مرزا حسین علی بہاء اللہ اور قرۃ العین۔ اس کانفرنس کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ شریعت اسلامیہ کو منسوخ قرار دیا جائے۔ چنانچہ قرۃ العین نے برقعہ سے باہر آ کر عام مجلس میں اعلان کیا۔ کہ اسلامی شریعت کے احکام منسوخ ہیں۔ اس اعلان سے قوم کے اندر بڑا ہیجان پیدا ہوا۔ اور لوگ صدمہ زدہ ہو کر بیتاب ہو گئے۔ کہ شریعت اسلامیہ کس طرح منسوخ ہو سکتی ہے؟ لیکن لیڈروں نے کسی بات کی پروا نہ کی۔ اور ... سے لوگوں کے دلوں میں اپنی بات کے حق ہونے کا یقین بٹھا دیا۔ قرۃ العین نے نئی سلطنت اور نئی شریعت قائم کرنے کے جوش میں تین ہزار نوجوانوں کی جمعیت کے ساتھ حکومت

ایران کو تہ و بالا کرنے کی کوشش کی جس کی پاداش میں وہ گرفتار کر لی گئی اور موت کا نشانہ بنائی گئی۔ پھر حکومت نے فیصلہ کیا کہ محمد علی باب کو قتل کر دینا مناسب ہے۔ اس خبر کے سننے پر جناب باب بہت حزین ہوئے اور اپنے مریدوں سے استدعا کی کہ "دشمن کے ہاتھوں ذلت کی موت مرنے کی بجائے بہتر ہوگا جو تم میں سے ہی کوئی شخص مجھے قتل کر دے — کہاں سلطنت قائم کرنے کا دعوےٰ کہاں اپنے تئیں خدا کے برابر مشہور کرنا، اور کہاں یہ عالم بے بسی اور ذلت کی موت"۔ اس پریشانی میں باب سے اور مرزا حسین علی بہاء اللہ سے وہ وہ حرکات اور افعال سرزد ہوئے جن سے صاف عیاں ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں قطعاً کوئی تقویٰ نہ تھا۔ کوئی دیانتداری نہ تھی۔ صالحین کا رنگ و بو ان میں نہ تھا اور نہ انہیں خدا پر ایمان تھا۔ ان دونوں نے سازشیں کیں اور اصل جانشین کی جان بچالی گئی اور ایک دوسرے آدمی کو جانشین نامزد کر کے اس کو موت کے گھاٹ اتارنے کی ناکام سعی کی گئی اصل جانشین مرزا حسین علی بہاء اللہ تھے۔ ان پر دشمنوں کی نگاہ تھی اور ان کی جان خطرہ میں تھی۔ اسلئے بابی مؤرخین نے لکھا ہے۔ کہ بہاء اللہ کی جان بچانے کے لئے یہ تجویز کی گئی۔ کہ مرزا یحییٰ کو باب کی طرف سے جانشین نامزد کیا جائے۔ چنانچہ باب نے اپنا قلمدان کاغذات اور مہر ان کو بھیجدی بڑے بڑے خطابات سے دیدئے اور ایک فرمان ان کے نام جاری کیا۔ جسے باب کا وصیت نامہ کہتے ہیں۔

دوسرا فعل شنیع باب سے یہ سرزد ہوا۔ کہ انھوں نے مریدوں کو ذیل کے الفاظ میں وصیت کر کے دروغ گوئی، تقیہ اور جھوٹ کی تلقین کی۔ کہا "اے رفقاء! کل جب تم سے میری حقیقت و صداقت کے متعلق سوال کریں تو تقیہ کرنا، میرا انکار کر دینا اور مجھ پر لعنت بھیجدینا اس لئے کہ

حکم خدا بر شما این است

جھوٹ اور فریب کے ساتھ ساتھ افتراء علی اللہ بھی کیا۔

چنانچہ باب کے قتل کئے جانے پر بابیوں نے ان کی وصیت پر عمل پیرا ہوتے ہوئے تقیہ اور جھوٹ سے خوب کام لیا۔ باب کے قتل کر دیئے جانے پر مرزا یحییٰ گدی نشین ہوئے اگرچہ ان

کی جانشینی باب اور بہاء اللہ کی سازش کا نتیجہ تھی اور دل سے بہاء اللہ مرزا یحییٰ کی جانشینی کو ناپسند کرتے تھے اور اس کو ناجائز یقین کرتے تھے۔ مگر ظاہری طور پر وہ اس کی تائید کرتے تھے۔ یہاں تک کہ بعد میں خود آخری ظہور کا دعوےٰ کیا۔

بھلا جس شخص کے تاریخی حالات پُر از مکر و فریب ہوں جس کی زبان پر جھوٹ اور تقیہ ہو اس کے دعاوی اور اس کی تصانیف میں کونسے صحیح امور کی توقع کی جا سکتی ہے؟

ان کی مایۂ ناز کتاب الاقدس ہے اس میں انھوں نے شرح و بسط کے ساتھ اپنے دعاوی درج کئے ہیں اور شریعت اسلامیہ کے بجائے اپنی شریعت کے احکام صادر کئے ہیں۔

شریعت بہائیہ بڑی ناقص ہے اس میں نہایت ہی اہم امور کو نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ سیاسی امور کی اصلاح ان کے مدنظر نہیں۔ جنگ اور امن، معاہدات، معاشرتی امور، تجارت اور دیگر معاملات ضروریہ کے متعلق ایک حرف تک اس بہائی شریعت میں نہیں لکھا گیا ہے۔

بین الاقوامی[2] معاملات کا ان کو کوئی علم نہیں اس کے برعکس نہایت ادنیٰ اور غیر ضروری امور کے متعلق شریعت لکھدی ہے۔ مثلاً حجامت بنوانے کے متعلق۔ میت کے کفن و دفن کے متعلق۔ نکاح کے متعلق۔ نکاح کے متعلق لکھدیا ہے۔ کہ دو عورتوں سے زیادہ نکاح جائز نہ رکھا جائے۔ ہاں ایک باکرہ عورت بطور خدمتگار کے رکھ لی جائے۔ سودخواری جائز قرار دی گئی ہے۔ جؤا اور افیون منع کر دی ہے۔ لیکن شراب کے منع کرنے کا حکم بالتصریح کوئی نہیں دیا۔ میت کے متعلق حکم دیا کہ میت بلور کے اندر پانچ ریشمی یا سوتی کپڑوں میں لپیٹ کر دفن کی جائے اور نماز میں چھ تکبیرات بلندی کی جائیں ہر بہائی پر فرض ہے کہ ہر ۱۹ سال کے بعد اپنے مکان کا اسباب تبدیل کیا کرے۔ اور اپنے مکان کی زیب و زینت کا خیال رکھے ذاتی صفائی کی طرف اہتمام کے ساتھ توجہ کرے اسلئے کہ اگر اس کے کپڑے پر ایک داغ بھی ہوگا تو اس کی عبادت قبول نہ ہوگی نماز باجماعت پڑھنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ منبر پہ چڑھ کر وعظ کرنے سے منع کر کے اس کے بجائے میز اور کرسی پر وعظ کرنے کا حکم ہے۔ گلی کوچے میں وعظ کرنا منع ہے۔ زنا کی سزا صرف ۹ مثقال سونا ادا کر دینا لکھا ہے۔ ریشم پہننا اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا جائز قرار دیا ہے نکاح کے لئے جب ایک مرد اور عورت ایک دوسرے کو پسند کر لیں تو اس کے بعد ماں باپ سے اجازت حاصل کرنا از بس ضروری ہے۔ بغیر مہر مقرر کرنے کے نکاح جائز نہیں۔ شہری آدمی کو ۱۹ تولے سونا بطور مہر دینا ہوگا۔ اور دیہاتیوں کو ۱۹ تولہ چاندی۔ حلال و حرام کے لئے یہ حکم جاری کیا گیا ہے۔ کہ تمام کی تمام اشیاء پاک

ہیں۔ حلال و طیب ہیں ما قطعاً کوئی چیز حرام نہیں ہے۔ آزادیٔ رائے بالکل ممنوع ہے۔ لکھتے ہیں کہ آزادی اور حریت سے انسان ذلیل ہو جاتا ہے اور حیوان بن جاتا ہے اعتراض کرنے کی عادت بالکل ترک کر دی جائے۔ فرمایا قل الحریۃ فی اتباع اوامری لو انتم من العارفین۔ مزید فرمایا "اگر میں حلال کو حرام قرار دوں۔ تو مان لو۔ اور اگر میں حرام کو حلال قرار دوں۔ تو مان لو کیونکہ استقامت کبریٰ اسی اصول پر کاربند ہونے سے حاصل ہوتی ہے"۔ فرمایا "خود میں نے ہی رسول بھیجے اور کتابیں نازل فرمائیں

هو الذی ارسل الرسل و انزل الکتب! لا الٰه الا انا العزیز الحکیم۔ اس کے علاوہ فرمایا "اب آسمانی کتابیں اور صحیفے اس وقت بے سود ہیں۔ قل تاللہ الحق لا تغنیکم الیوم کتب العالم ولا ما فیه من الصحف۔

یہ بھی فرمایا ہے کہ نماز پڑھتے وقت بجائے کعبۃ اللہ کے میری طرف منہ کر کے نماز ادا کیا کرو۔ کیونکہ میں خود قبلہ ہوں۔ اور میری یہ جگہ بوسہ گاہ عالم ہے۔ اور ملاء اعلیٰ کی طواف گاہ ہے، یہ ہیں ان کی شریعت کے احکام کی مثالیں اب ذیل میں ان کے دعاوی درج کئے جاتے ہیں۔ کہتے ہیں

یا معشر الملوک انتم المالیک قد ظهر المالک باحسن الطراز و یدعوکم الیٰ نفسه المهیمن القیوم۔ اے بادشاہوں کے گروہ۔ تم تو غلام ہو۔ تمہارا آقا و مالک ظاہر ہو گیا۔ اور نہایت شان سے ظاہر ہو گیا۔ وہ تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے۔ وہ دنیا کا نگران ہے۔ وہ دنیا کے قیام کا باعث ہے (۲) اے آسٹریلیا کے بادشاہ کان مطلع نور الاحدیۃ فی سجن عکا۔ یعنی یہ میرا قید خانہ جو شہر عکا میں ہے۔ نور خداوندی کا مطلع ہے (۳) اے برلین کے بادشاہ! اسمع الندآء من هذا الهیکل المبین لا الٰه الا انا الباقی الفرد القدیم۔ اس ہیکل مبین کی آواز کو سن لا الٰه الا انا کہ میرے سوا اور کوئی خدا نہیں۔ میں الباقی ہوں۔ یگانہ ہوں اور قدیم ہوں۔ (۴) ایاک ان یحجبک الهویٰ عن مالک العرش والثریٰ۔ خبردار تمہیں ہوا و ہوس میرے ماننے سے نہ روکیں۔ میں مالک العرش ہوں اور ملک تحت الثریٰ ہوں (۵) اے ملوک امریکہ و رؤسا جمہور سنو۔ انه لا الٰه الا انا الباقی الغفور الکریم (۶) یا معشر الامراء سنو! انه لا الٰه الا انا الناطق العلیم (۷) اگر تمہارے پاس یک صد مثقال سونا ہو تو

---

[1] دیکھئے میٹیریلز فار دی سٹڈی آف بابی ریلیجن از پروفیسر براؤن صفحہ ۱۹، ۲۰، ۲۱ و ... ترجمہ مقالہ سیاح۔

[2] بین الاقوامی اتحاد کے لئے جو اصول بہاء اللہ نے تجویز کئے ہیں وہ یہ ہیں: سب لوگ مشورہ کر کے ایسی زبان اختیار کریں جس میں تمام روئے زمین کے لوگ گفتگو کیا کریں اور اسی طرح رسم الخط ایک ہی اختیار کیا جائے یہ ہے اتحاد کا سبب اور اتفاق کے لئے یہ آلت کبریٰ ہے۔ قارئین اندازہ لگائیں کہ اس شخص کو بین الاقوامی معاملات میں کس قدر دسترس تھا۔ اور کیسا

[3] بہاء اللہ نے زکوٰۃ کے متعلق یہ حکم دیا ہے۔ کہ زکوٰۃ کا مال میری زندگی تک میرے تصرف میں رہے گا۔ اور میرے بعد میری اولاد کے تصرف میں رہیگا۔

واہ! کیسی تعلیم ہے۔

علاوہ ازیں لکھتے ہیں "جب تک میں زندہ ہوں مسائل مجھ سے پوچھا کرو میرے بعد میری اولاد سے پوچھا کرو"۔ ان امور پر غور کرنے سے عیاں ہوتا ہے کہ یہ شخص خودغرضی سے پاک نہیں تھا۔

اس میں سے ۱۹ اشغال میرے حضور پیش کیا کرو یہ اللہ فاطر الارض والسماء ہوں۔ قد امرنا کم بهذ البعد اذکنا غنیا عنکم وعن کل من فی السموات والارضین (۸) یاملاء الانشاء اے دنیا کے جہان کے لوگو! مالک الاسماء کی ندا سنو۔ ینادیکم من سجنہ الاعلی انہ لا الہ الا انا المقتدر المتکبر المتخر المتعالی لعلیم الحکیم (۹) لوگو! باپ نے تمہیں بھی میرے متعلق گواہی دی ہے۔ قال قولہ الحق انہ ینطق فی کل شأن انہ لا الہ الا انا الواحد العلیم الخبیر (۱۰) لمظھر یفعل مایشاء والمستقر علی عرش یحکم ما یرید۔ میں یفعل ما یشا کا مظہر ہوں اور یحکم ما یرید کے عرش پر متمکن ہوں (۱۱) استعیذوا باللہ یامعشر العلماء ولا تتبعوا انفسکم حجابا بینی و بین خلقی کذلک یعظکم اللہ۔ اے علماء میرے درمیان اور میری مخلوق کے درمیان روک نہ ہو۔ (۱۲) ہر ایک چیز میرے قول سے پیدا ہوئی۔ اور ہر معاملہ کا تعلق میرے حکم کے ساتھ وابستہ کر دیا گیا۔ ہے میرا حکم تعلق سے غالب ہے۔ بے نظیر ہے۔ قد خلق کل اسم بقولہ وخلق کل امر بامرہ المبرم العزیز البدیع قل ھذ الیوم اللہ لا یذکر فیہ الا نفسہ المھیمنۃ علی العالمین۔ اپنی نسبت فرمایا ہے کہدو! یہ وقت خدا کا ہے۔ اس کی ذات کے سوا کسی کا ذکر نہیں کیا جاسکتا۔ اور اس کی ذات تمام جہانوں پر نگران ہے۔ (۱۳) سنو! سدرۃ المنتھی نے کہا۔ تنادی سدرۃ المنتھی اللہ لا الہ الا انا المھیمن القیوم (۱۴) جب ہم مر جائیں گے تو بھی ہر وقت تمہارے ساتھ ہوں گے اور تمہاری نصرت کریں گے۔ انا معکم فی کل الاحوال ننصرکم بالحق انا کنا قادرین (۱۵) سمعنا ضجیج الذریات فی الاصلاب ہم نے بچوں کی شور و پکار اس وقت سنی جبکہ وہ باپوں کی پشتوں میں تھے۔

من عرفنی فقد عرف المقصود ومن توجہ الیّ فقد توجہ الی المعبود

یہ دعاوی ان کی ذات کے متعلق ہیں۔ اب کتاب اقدس لکھنے کے وجوہ ملاحظہ ہوں۔

(۱) قد حضرت لدی العرش عرائض شتی من الذین آمنوا سئلوا فیھا اللہ رب ما یری وما لایری رب العالمین۔ ہمارے عرش کے سامنے ہمارے اوپر ایمان لانے والوں نے کچھ عرضداشتیں پیش کیں۔ لذا انزلنا اللوح اس واسطے ہم نے یہ لوح نازل کی لعل الناس باحکام ربھم یعملون تاکہ لوگ اپنے رب کے احکام پر عمل کریں۔

اس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ بہاء اللہ نے خود اس کتاب کو لکھا اور لکھنے کی وجہ بھی لوگوں کے سوالات کرنا بتایا ہے۔ نیز اپنی اس تصنیف کے متعلق ہم نے اس کتاب کو نازل کیا اور یہی ان کے رب کے احکام ہیں۔

(۲) بہاء اللہ اپنے تئیں منزل الآیات کہتے ہیں۔ ہم نے رسول بھیجے اور ہم نے ہی کتابیں نازل کیں۔ انا ارسلنا الرسل وانا انزلنا الکتب۔

(۳) اپنی کتاب القدس کو کنز ام الکتب کہتے ہیں قل ھذ لسماء فیھا کنوز ام الکتاب

(۴) اس اپنی تصنیف کردہ کتاب کے متعلق ہمیشہ نزل کا لفظ استعمال کر کے اسی کتاب سے اپنے متعلق یوں گواہی پیش کرتے ہیں۔ ھذ الکتب الذی ینطق بالحق انہ لا الہ الا انا العزیز الحمید۔ ھذا الکتب الذی ینطق من قطب الابداع انہ لا الہ الا انا العلیم الحکیم۔

(۵) ھذ الکتاب اصبح مصباح القدم للعالم وصراط الاقوم بین العالمین یعنی یہ کتاب ازل و ابد کا چراغ ہو گئی۔

(۶) اس کتاب سے تمام آسمانی صحیفوں کو ہم منسوخ کرتے ہیں۔

ان تمام عبارتوں سے ظاہر ہے کہ بہاء اللہ کو وحی کے مہبط ہونے کا دعوے نہیں ہے، ان پر کوئی فرشتہ وحی رسالت لیکر نہیں اترتا تھا، بلکہ وہ خود کتاب تصنیف کر کے لکھتے تھے، کہ ہم نے اس کو نازل کیا ہے۔ پس جبکہ ان کا دعوے نبوت نہیں ہے۔ تو ان کو بطور نبی و رسول کے پرکھا نہیں جاسکتا۔ ان کی زندگی کے حالات نہایت ہی گرے ہوئے ہیں۔ ان کے بلند بانگ دعاوی بے حقیقت ہیں۔ انھوں نے انسان پرستی کا سبق دیا ہے اس قسم کی تعلیمات پہلے ہندوؤں اور عیسائیوں میں موجود ہیں۔ اور اب وہ دونوں قومیں بھی ایسی تعلیمات کو غیر معقول اور غیر مفید یقین کرنے لگے ہیں۔

اب ان کی زباندانی کی طرف توجہ کی جائے وہ شخص جو اپنے تئیں خدا کی صفات سے متصف کرتا ہے جو فصاحت کیلے کا دعوے دار ہے اس کی کتاب غلطیوں سے پُر ہے جس طرح ان کی شریعت کے احکام غلط اور مضحکہ خیز ہیں۔

(۱) بہاء اللہ نے اپنی کتاب الاقدس پر ایک نئی بسم اللہ لکھی ہے وہ یہ ہے بسمہ الحاکم علی ما کان وما یکون۔ اس میں لفظ الحاکم غور طلب ہے۔

عربی میں الحاکم کے معنے القاضی یا الفاصل ہیں یعنی فیصلہ دینے والا یا جج۔ اس کے معنے الآمر نہیں ہیں۔ جس کے معنے حکومت کرنیوالا ہوتا ہے۔ کسی ریاست یا ملک کے مالک سے جو مختار ہو استعانت طلب کی جاتی ہے لیکن اس کے منصف یا جج یا قاضی سے مدد نہیں مانگی جاتی۔ اسلئے کہ ایسا کرنا اس کے عہدے کے خلاف اور اس کے اختیار سے باہر ہے۔ پس بہاء اللہ کی بسم اللہ ہی غلط نکلی۔ بہاء اللہ نے فارسی لفظ حاکم کو عربی میں غلط طور پر استعمال کر دیا ہے۔ اردو اور فارسی میں [illegible]

بہاء اللہ نے اپنی بسم اللہ میں کر دیا ہے۔ ورنہ عربی میں الحاکم کے بعد علی کا صلہ نہیں آتا۔ حکم کے بعد علی کا صلہ اس وقت آتا ہے جب کسی کے خلاف فیصلہ مقصود ہو۔ کہاں قرآن کریم کی بسم اللہ الرحمن الرحیم جس میں زمین و آسمان کے خالق و مالک سے استعانت طلب کی گئی ہے جس کی رحمانیت اور رحیمیت کے انعامات و فیوض لامتناہی ہیں اور کہاں بہاء اللہ کی غلط بسم اللہ۔

حکم کے لفظ کے معنی نہیں جانتے۔ اور اس کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ حکم کا ترجمہ عربی لغت میں فصل اور قضی یعنی فیصلہ کرنا ہیں لکھتے ہیں ما حکم بہ جو کہ غلط ہے۔ ما امر بہ ہونا چاہیئے تھا۔ لکھتے ہیں نری فیک الجاہل یحکم علی العاقل۔ اور و یحکم علیک جھول الناس اور لکھتے ہیں لیس لاحد ان یعترض علی الذین یحکمون علی العباد اس میں لفظ حکم کو حکومت کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہے جو غلط محض ہے۔ اس کے بعد علی بطور صلہ استعمال کیا ہے جو غلط ہے۔ اور اس جملہ میں جو تعلیم تلقین کی ہے وہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ اہل حکومت پر اعتراض کرنا تمام حکومتیں جائز مانتی ہیں۔

قرآن شریف میں حاکم کے معنی فیصلہ دینے کے آئے ہیں۔ یحکم بہ ذوا عدل منکم جس کا فیصلہ تم میں سے دو عدل والے کریں۔ فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم (۴/۶۵) سو نہیں تیرے رب کی قسم وہ ایمان ہی نہیں لاتے جب تک کہ وہ تجھے اس میں حکم نہ بنائیں یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت (۴/۶۰) وہ چاہتے ہیں۔ کہ شیطان سے فیصلہ کرائیں۔

وداؤد وسلیمان اذ یحکمان فی الحرث (۲۱/۷۸) اور داؤد اور سلیمان کو جب وہ کھیتی کے معاملہ میں فیصلہ کرنے لگے۔ ساء ما یحکمون (۶/۱۳۶) برا ہے جو وہ فیصلہ کرتے ہیں۔ واتبع ما یوحیٰ الیک واصبر حتی یحکم اللہ وھو خیر الحاکمین (۱۰/۱۰۹) اور اس کی پیروی کر جو تیری طرف وحی کی جاتی ہے۔ اور صبر کر یہاں تک کہ اللہ فیصلہ کرے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

(۲) یہ ہے کتاب الاقدس کی ابتدا اب اس کی انتہا دیکھئے اس کتاب کا آخری جملہ یہ ہے قد حرم علیکم شرب الافیون۔ ترجمہ:۔ تم پر افیون کا پینا حرام قرار دیا ہے۔ یہ نہیں جانتے کہ افیون کے لئے لفظ کھانا استعمال کریں یا پینا۔ یہ ہے وہ شخص جس نے قرآن کریم کو منسوخ کرنے کا ارادہ کیا تھا اور اپنے لئے عصمت کبریٰ کا مقام تجویز کیا تھا لیکن اس نے اپنے ہاتھوں اپنے ذلت کے سامان بہم پہنچائے۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور غلط جملہ ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں والذی شرب انہ لیس منی۔ جو یوں لکھنا چاہیئے تھا والذی شرب منہ فانہ لیس منی

(۳) احاطہ جب گھیر لینے کے معنے میں ہو تو احاطہ بہ صلہ آتا ہے۔ جیسے احاطت بہ خطیئتہ احطنا بما لدیہ خبرا ان اللہ محیط بالکافرین۔ لیکن بہاء اللہ احاط کو بغیر صلہ کے استعمال کرتے ہیں جو بالکل غلط ہے لکھتے ہیں کہ انا احطنا الکتاب بور الموھبۃ التی احاطت السموات والارضین۔ پھر لکھتے ہیں بسلطان کان علی العالمین محیطا۔ اس میں علی بطور صلہ استعمال کیا ہے۔ جو بالکل غلط ہے۔ یہ غلطی بھی بار بار کی ہے لکھتے ہیں انہ ظھر علی شان احاط ما کان و ما یکون۔ غرضیکہ سہو سے نہیں بلکہ بار بار لاعلمی کے باعث اس لفظ کو غلط طور پر بار بار استعمال کیا ہے۔

(۴) اطلع بہ۔ بار بار اطلع علیہ کے بجائے اطلع بہ لکھتے ہیں۔ جو بالکل غلط ہے۔

. . . .

کا صد غلط ہے نظافت کے معنی نہیں جانتے نظافۃ کی جگہ لطافت استعمال کرتے ہیں اثاث البیت کی جگہ اسباب البیت لکھتے ہیں

(۵) لعل کے بعد کبھی فعل آتا ہے اور کبھی اسم جب اسم آئے تو لعل کے ساتھ کوئی ضمیر نہیں لگائی جاتی۔ جیسے لعل الساعۃ قریب لیکن جب لعل کے بعد فعل استعمال ہو۔ تو لعل کے ساتھ ضمیر کا لگانا ضروری ہو جاتا ہے۔ جیسے لعلکم تتقون۔ لعلکم تعقلون لیکن بہاء اللہ اس قاعدے سے ناواقف ہیں۔ وہ لکھتے ہیں لعل تفقھون۔

لکھتے ہیں ھبنی اشتبہ علی الناس امرک یہ بالکل غلط ہے۔ لفظ ھبنی کا استعمال یوں ہوتا ہے ھبنی فعلت کذا

لکھتے ہیں خف عن اللہ اللہ سے ڈر اس میں صلہ عن غلط ہے من چاہیئے۔ لکھتے ہیں کتبت ما القینا ک من آیات اللہ یہ غلط ہے۔ القینا کا صلہ الیٰ ہوتا ہے

(۶) لکھتے ہیں تجذب بہ القلوب یہاں پر ان کو تجذب الیہ القلوب لکھنا چاہیئے تھا لیکن وہ تکرار سے یہ غلطی کرتے ہیں۔

(۷) لکھتے ہیں یدعو کم بہ۔ جو بالکل غلط ہے یدعوکم الیہ ہونا چاہیئے تھا۔

(۸) پھر لکھتے ہیں۔ انہ کان علی کل شئی علما۔ یہ بالکل غلط ہے۔ اسی طرح لکھا ہے۔ انہ کان علی کل شئی حکیما۔

اور لکھتے ہیں کان علی العالمین محیطا یہ سب کچھ نقل ہے قرآن کریم کے اس جملہ کی وکان اللہ علی کل شئی قدیرا۔

لکھتے ہیں فی حجاب مبین۔ یہ نقل ہے فی ضلال مبین لیکن نہیں جانتے کہ حجاب کے ساتھ لفظ مبین نہ چاہیئے تھا بلکہ مظلم چاہیئے تھا۔ یا مستور

لکھتے ہیں احمد واللہ بھذ الموھبت التی احاطت السموات والارضین اذکر واللہ بھذ الرحمۃ التی سبقت العالم (۱۶)۔ اس جملہ میں صلہ [illegible]

ع کربلائے است سیر ہر آنم

مولیٰنا مرتضیٰ خاں صاحب کا مکتوب ایک دیوبندی عالم کے نام

نوٹ:۔ کچھ عرصہ ہوا مکرم مولینا مرتضےٰ خاں صاحب کو ایک دیوبندی عالم سے بعض مسائل او راعتراضات کے متعلق خط وکتابت کرنے کی ضرورت پیش آئی۔ یہ سلسلہ مکتوبات نہایت دلچسپ اور پُر از معلومات ہے۔ اس خط وکتابت کا پہلا مکتوب درج ذیل ہے۔ قارئین پیغام صلح کے استفادہ کے لئے خاں صاحب موصوف کے باقی مکتوبات بھی اخبار میں ترتیب وار درج کئے جائیں گے۔

(مدیر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مکرم بندہ جناب مولوی

السلام علیکم۔ ایک صاحب بیان کرتے تھے کہ آپ نے گزشتہ جمعہ کے خطبہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک شعر کے ایک مصرع "صد حسین است در گریبانم" کو لیکر نہایت شد ومد سے بیان فرمایا کہ حضرت ممدوح نے اس مصرع میں امام حسین علیہ السلام کی توہین اور ہتک کی ہے اور گویا آپ نے فرمایا ہے کہ حسین کیا چیز ہے؟ ایسے حسینؓ تو سینکڑوں میں جیب میں ڈالے پھرتا ہوں نعوذ باللہ من ذالک۔ میں اس وقت تفصیلات میں پڑنا نہیں چاہتا محض اس قدر عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر فی الواقعہ آپ کے نزدیک یہ مصرع "ایک بڑی فتنہ پردازی ہے" تو میں یہ کہنے کی اجازت چاہتا ہوں کہ آنجناب خود اس مصرعہ کو نہیں سمجھے اور محض معاندین سلسلہ احمدیہ کا تتبع کرتے ہوئے اس کو آپ نے "فتنہ پردازی" قرار دیدیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ غالباً آپ نے پورا شعر نہیں سُنا۔ اس لئے آپ کو غلطی لگی ہے۔ حضرت کا پورا شعر یوں ہے۔ ؎

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

میرے خیال میں اگر آپ پورا شعر سن لیتے تو شاید آپ کو یہ غلط فہمی پیدا نہ ہوتی۔ اب آپ شعر بالا دوبارہ پڑھکر اور ذرا تامل سے بغیر کسی تعصب کے خالی بالطبع ہو کر اس کے مطلب پر غور فرمائیں دونوں مصرعوں کو اکٹھا پڑھیں صاف نظر آجائیگا کہ قائل کا ہرگز وہ مقصد نہیں جو آپ نے یا آپ کے ہم مشرب بزرگوں نے سمجھا ہے۔ اس شعر کے اندر قائل نے محض اپنی تکالیف اور مصائب کا اظہار کیا ہے اور بس ورنہ انکا ہرگز یہ مراد نہیں کہ وہ بے موقعہ قادیان چھوڑ کر میدان کربلا میں جاتے رہے اور ہر لمحہ اور ہر گھڑی وہاں کی سیر کرتے تھے۔ استغفر اللّٰہ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے؟ کربلا کی سیر سے دکھ اور تکلیف کے دشوار گزار رستوں میں سے گذرنا ہے، اور جناب حسین علیہ السلام کا نام جیسا کہ ہر شخص جانتا ہے مصیبتوں اور ابتلاؤں کے لئے بطور ضرب المثل کے بولا جاتا ہے۔ قائل کا مطلب یہ ہے کہ ان کو اپنے میدان کار اور اپنے دائرہ عمل کے اندر صعب ترین مصائب اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اور سینکڑوں ابتلاؤں میں سے گذرنا اور گوناگوں آلام کا آماجگاہ بننا پڑتا ہے۔ آپ غور فرمالیں کہ شعر بالا میں اس حقیقت سے زائد اور کچھ نہیں۔ مصرع اول میں کربلا کا ذکر ہے اور مصرع ثانی میں حضرت امام حسینؓ کا ذکر بطور صنعت تلازم وارد ہوا ہے۔ فارسی کا ذوق سلیم رکھنے والے اس نکتہ کو سمجھ سکتے ہیں۔ مکرر عرض ہے کہ لفظ کربلا مترادف ہے دکھ اور تکلیف کا۔ لفظ صد کثرت اور شدت کے اظہار کے لئے لایا گیا ہے اور حسین سے مراد شاعر کی انتہائے مظلومیت اور اس کا مبتلا کے رنج وآلام ہونا ہے وکلا غیر۔ شاید لفظ گریبان سے جناب کو غلطی لگی ہو۔ اور جو تشریح آپ کی طرف منسوب کی گئی ہے اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے نزدیک اس شعر میں لفظ گریبان انہی معنی میں استعمال ہوا ہے جو عام لوگ بعض اوقات دوران گفتگو میں کسی شخص کے متعلق کہدیتے ہیں کہ ایسے کئی میں جیب میں ڈالے پھرتا ہوں جیب کیسہ اور گریبان کی لغوی بحث چھوڑ کر میں اس جگہ حضرت مرزا صاحب کا ایک اور شعر لکھتا ہوں اس سے جناب پر لفظ گریبان کی حقیقت بھی واضح ہو جائے گی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عشق میں ایک جگہ لکھتے ہوئے فرماتے ہیں

لیکہ جانم شد نہاں در یار من
بوئے یار آید ازیں گلزار من
نور حق داریم زیر چادرے
از گریبانم برآمد دلبرے

لفظ "گریبانم" اپنی تشریح آپ کر رہا ہے اور اس کی جو کچھ حقیقت ہے وہ ظاہر ہے: آپ فرماتے ہیں کہ میرا دلبر میرا محبوب میرے گریبان سے ظاہر ہوا۔

یہ تو ہے تشریح شعر کی اس کے ساتھ ایک اصول عرض کرتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی قائل کی کوئی عبارت کسی شاعر کا کوئی شعر یا کسی مصنف کی کوئی تحریر ایسی ہو کہ اس کے سمجھنے میں دقت پیش آئے یا کوئی کچھ معنی بیان کرے اور کوئی کچھ اور تو اس وقت قائل اس شاعر اس مصنف کی دوسری عبارتوں سے مطلب حل کرنا چاہئے اور اس طرح سے اس کے اصل عقیدہ یا رائے کو معلوم کر لینا چاہیئے کسی شخص کی کسی عبارت کے ایسے معنے نہیں کرنے چاہئیں جو اس کے دوسرے مسلمات کے خلاف ہوں۔ یہی اصول ہے اہل علم کا۔ اگر اس اصول کی پابندی نہ کی جائے گی تو بہت سی مشکلات پیش آئیں گی جن کے رفع کی کوئی صورت نہیں ہو سکتی۔ اس مختصر تحریر میں اس اصول کی تائید میں امثلہ کا پیش کرنا باعث طوالت کا موجب ہوگا اسلئے سردست انکو چھوڑتا ہوں بہرحال اس اصول کی صداقت میں کچھ شبہ نہیں اور میرے خیال میں آپ بھی اس کے تسلیم کرنے میں پس وپیش نہیں فرمائیں گے۔

بعد ازیں حضرت مسیح موعود کی دوسری عبارتیں دربارہ حضرت امام حسین علیہ السلام موجود ہیں آپ ان پر غور فرمائیں۔ ہر ایک منصف مزاج انسان ان عبارتوں کو پڑھکر بول اٹھے گا کہ حضرت ممدوح کے قلب صافی میں حضرت سید الشہداء کی اتنی وقعت اور عظمت ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں ہو سکتی بلکہ اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس قدر کہنے کے لئے تیار ہوں کہ جو لوگ منہ سے محبت حسین ہونے کے مدعی ہیں ان سے کہیں بڑھکر آپ نے حضرت ممدوح سے اظہار محبت وعقیدت کیا ہے آپ فرماتے ہیں

"حسین رضی اللہ عنہ طاہر مطہر تھا۔ اور بلاشبہ وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالےٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور اپنی محبت سے معمور کر دیتا ہے۔ اور بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے اور ایک ذرہ کینہ رکھنا اس سے موجب سلب ایمان ہے اور اس امام کی تقویٰ اور محبت الٰہی اور صبر اور استقامت اور زہد اور عبادت ہمارے لئے اسوہ حسنہ ہے اور ہم اس معصوم کی ہدایت کے اقتدا کرنے والے ہیں۔ جو اس کو ملی تھی۔ تباہ ہو گیا وہ دل جو اس کا دشمن ہے اور کامیاب ہو گیا وہ دل جو عملی رنگ میں اس کی محبت ظاہر کرتا ہے۔ اور اس کے ایمان اور اخلاق اور شجاعت اور تقویٰ اور استقامت اور محبت الٰہی کے تمام نقوش انعکاسی طور پر کامل پیروی کے ساتھ اپنے اندر لیتا ہے۔ جیسا کہ ایک صاف آئینہ میں ایک خوبصورت انسان کا نقش۔ یہ لوگ دنیا کی آنکھ سے پوشیدہ ہیں کون جانتا ہے ان کی قدر مگر وہی جو ان میں سے ہیں۔ دنیا کی آنکھ ان کو شناخت نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور ہیں۔ یہی وجہ حسینؓ کی شہادت کی تھی۔ کیونکہ وہ شناخت نہیں کیا گیا۔ دنیا نے کس پاک اور برگزیدہ سے اس کے زمانہ میں محبت کی تا حسینؓ سے بھی محبت کی جاتی۔ غرض یہ امر نہایت درجہ شقاوت اور بے ایمانی میں داخل ہے کہ حسین رضی اللہ عنہ کی تحقیر کی جائے اور جو شخص حسین رضی اللہ عنہ یا کسی اور بزرگ کی جو ائمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف اس کی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ جلشانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔" اشتہار تبلیغ الحق مورخہ ۸ اکتوبر ۱۹۰۵ء

تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ ۱۰۲ و ۱۰۳

مکرم مولوی صاحب! عبارت بالا کو بغور پڑھیئے میں نے بعض نہایت ضروری فقرات کے نیچے خطوط کھینچ دیئے ہیں۔ حضرت کی اس عبارت پر کسی حاشیہ آرائی کی ضرورت نہیں۔ آپ خود خدا کے لئے انصاف کریں کہ یہ شخص جو اس قدر … آپ کا آپ کے ہم مشرب بزرگوں کا ہدف ملامت بنا ہوا ہے وہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے اور دیگر ائمہ مطہرین کے متعلق کیا کہتا ہے اور پھر ان کا کیا قصور ہے کہ ان کو اس قدر کوسا جاتا ہے کیا اس لئے کہ انہوں نے اس قدر امام حسین علیہ السلام کی تعریف وتوصیف کی اور ان سے اس قدر اظہار عقیدت اور محبت کیا۔ کیا ایسا شخص جس کا یہ عقیدہ ہو کوئی کلمہ استخفاف کا جناب ممدوح کے متعلق زبان پر لا سکتا ہے؟ فتفکر وتدبر۔

حضرت مسیح موعود کا ایک اور شعر بھی درج ذیل کرکے خدا کا واسطہ دے کر آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت مرزا صاحب حضرت امام حسین علیہ السلام یا دیگر ائمہ مطہرین کی ہتک کرنیوالے بزرگ تھے یا ان کی عزت کرنیوالے اور ان کی عزت کو لوگوں کے دلوں میں بٹھانے والے؟ آپ فرماتے ہیں ؎

جان ودلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچۂ آل محمدؐ است

کیوں صاحب! یہ آل محمدؐ جس پر آپ اپنی خاک نثار کر رہے ہیں کون ہے؟ غور فرمائیے! قصہ کوتہ حضرت مرزا صاحب کا دامن پاک ہے اس الزام سے کہ آپ نے حضرت سید الشہداء یا دیگر آئمہ مطہرین کی توہین یا ہتک کی ہے۔ حضرت مرزا غلام احمدؑ وہ انسان ہیں کہ جنہوں نے غیر مذاہب کے بزرگوں کی فضیلت کو بھی تسلیم کیا اور ان کی تعظیم وتکریم کی تعلیم دی۔ پھر کیونکر ہو سکتا تھا کہ وہ بزرگان اسلام کی توہین اور ہتک روا رکھتے؟ اب اس قدر صراحت کے بعد جو شخص آپ پر یا آپ کے متبعین پر اس قسم کا الزام دیتا ہے۔ وہ خود خدا کے حضور جوابدہ ہے۔ وما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید۔ میں نے بذریعہ عریضہ ہذا ایک نہایت مظلوم انسان حضرت مرزا صاحب کے دامن کو اس الزام سے بری ثابت کرنے کو جہاں ضروری سمجھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کی اس غلط فہمی کو جو آپ کو ع صد حسین است در گریبانم سے ہوئی ہے رفع کرنا بھی ضروری سمجھا ہے۔ تاکہ کل آپ یہ نہ کہیں کہ آپکو ان باتوں کا علم نہ تھا۔ اور محض عدم واقفیت کی وجہ سے آپ ایسا سمجھتے تھے۔ ع من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم۔ میں نے پسند نہیں کیا کہ اپنی تائید میں بزرگان سلف کے اقوال پیش کرکے ایک طول طویل بحث کا دروازہ کھول دوں۔ مگر تاہم اگر آپ نے پسند فرمایا اور خط وکتابت کے ذریعہ اس خاکسار کو اپنے خیالات سے مستفید فرمانا چاہا تو اس ضمن میں انشاء اللہ تعالےٰ بہت سی میٹھی میٹھی پیاری پیاری باتیں جو آپ کے قابل غور ہونگی عرض کر سکوں گا۔ فی الحال اسی پر اکتفا کرتا ہوں

خداوند تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کو اپنی رضا کے رستوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے ہمیں لسانِ صدق عطا فرمائے۔ اور ہم اپنے دشمن کے متعلق بھی وہ بات نہ کہیں جو اس کے اندر نہ ہو۔ ولا یجرمنکم شنان قوم علےٰ الا تعدلوا۔ اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔ کے حکم کے ماتحت ہم اپنے دشمن کے معاملہ میں بھی عدل وانصاف کا دامن ہاتھ

کیا مصنف صاحب کتاب "فضل عمر" باقی بیان کردہ امور کی صحت ثابت کرتے یا انہیں واپس لینے کیلئے تیار ہیں؟

[از محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری]

(۳)

امر ہشتم

کتاب "فضل عمر" کے صفحہ ۵ پر مصنف صاحب نے اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ جناب میاں محمود احمد صاحب کا بڑا احترام کیا کرتے تھے ایک یہ بات پیش کی ہے کہ "حضرت مولانا رضؓ نے جناب میاں صاحب کو مجلس معتمدین کا ممبر بنا دیا" اس کے ساتھ ہی وہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کو بہت لوگ جانتے ہیں اور جس میں کسی کو اختلاف نہیں اس لئے اس کے ثبوت کے لئے کوئی سند پیش کرنے کی ضرورت نہیں۔

میں حیران ہوں کہ جس شخص کو سلسلہ کی تاریخ کا اتنا بھی علم نہیں کہ میاں محمود احمد صاحب کب مجلس معتمدین کے ممبر بنے اس کو میاں صاحب کی سوانح عمری نہیں بلکہ سلسلہ کی تاریخ لکھنے کی جرات کس طرح ہوئی۔

دیگر واقعات کو غلط طور پر پیش کرنا بھی اگرچہ ان کے مؤرخ ہونے کی حیثیت پر ایک بدنما دھبہ لگا رہا ہے لیکن جس شخص کی سوانح عمری وہ لکھنے بیٹھے ہیں کم از کم ان کی ذات کے ساتھ تعلق رکھنے والے واقعات کو درج کرتے ہوئے تو انہیں صحت کا پورا پورا التزام کرنا چاہیئے تھا پیدائش کا دن لکھتے ہیں تو غلط حالانکہ حضرت اقدسؑ کے اشتہار میں جس کا حوالہ خود ہی انہوں نے دیا ہے اس میں صاف طور پر ان کی پیدائش کا دن شنبہ مذکور ہے لیکن مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ جناب میاں صاحب دوشنبہ کو پیدا ہوئے تھے اسی طرح جناب میاں صاحب حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے زمانہ سے مجلس معتمدین کے ممبر چلے آ رہے تھے ثبوت کے لئے دیکھو کتاب "سلسلہ احمدیہ" مصنفہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے صفحہ ۱۶۶۔ لیکن مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ نے میاں صاحب کو مجلس معتمدین کا ممبر بنایا۔

جس شخص کی تاریخ سلسلہ احمدیہ کے متعلق واقفیت کا یہ حال ہے اس کی کتاب کی جو قدر و قیمت ہو سکتی ہے اس کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں اس کا اندازہ ہر ایک شخص خود ہی بخوبی کر سکتا ہے۔

امر نہم

اس کتاب کی غرض جہاں تک میں سمجھا ہوں ایک طرف تو جناب میاں صاحب کی شخصیت کو اپنی اصلی شان سے بہت بڑھا چڑھا کر دکھانا ہے اور دوسری طرف ان کے مقابل جماعت لاہور کے بزرگوں کو عموماً اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم رضؓ اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کو خصوصاً لوگوں کی نظر میں گرانا ہے افسوس ان غرضوں کو حاصل کرنے کے لئے مصنف صاحب نے صحیح واقعات پیش کرنے کی بجائے تمام اپنی کتاب میں ایسے فرضی واقعات پیش کئے ہیں جن کا نہ صرف یہ کہ کوئی ثبوت نہیں بلکہ وہ مصنف کے دماغ کی اختراع ہیں مثلاً وہ اپنی کتاب کے صفحہ ۵ پر حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کے متعلق لکھتے ہیں کہ "وہ حضرت اقدسؑ کو مجددین میں سے ایک مجدد سمجھتے تھے جو ان سے پہلے گذر چکے ہیں بلکہ ان سے بھی کم حیثیت کا مجدد انہیں یقین کرتے تھے" یہ بات مصنف صاحب نے محض حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کی شخصیت کو احمدیوں کی نظر میں گرانے کے لئے لکھی ہے ورنہ ان کے پاس اس بات کا کوئی ثبوت موجود نہیں بلکہ حضرت خواجہ صاحب رضؓ کی کتاب "کامل مجدد" ہی ان کے اس سراسر غلط الزام کی تردید کے لئے کافی ہے تعجب ہے کہ جماعت احمدیہ تو حضرت اقدس کو خاتم الاولیاء و مجدد اعظم تسلیم کرے اور مصنف صاحب کتاب "فضل عمر" ان کی طرف یہ عقیدہ منسوب کریں کہ وہ حضرت اقدس کو معمولی مجددوں جیسا بھی نہیں بلکہ ان سے بھی کمتر یقین کرتے ہیں اس سے بڑھکر بھی غلط بیانی کی کوئی مثال مل سکتی ہے۔

امر نہم

دوسرا ثبوت اس بات کا کہ اس کتاب میں حضرت خواجہ کمال الدین صاحبؓ اور حضرت مولانا مولوی محمد علی صاحب کو ناجائز ذرائع سے گرانے کی کوشش کی گئی ہے وہ واقعہ ہے جو کتاب ہذا کے صفحہ ۹ پر درج ہے مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے جب "الوصیت" شائع کی تو اس کے معاً بعد انجمن کارپرداز مصالح مقبرہ بہشتی کی بنیاد ڈالی لیکن اس قسم کی انجمن بنانے کا اصل خیال جو حضرت اقدس کے ذہن میں تھا اس میں خواجہ کمال الدین، مولوی محمد علی اور ان کے دوستوں کی جسارت اور گستاخی کے ذریعہ جو ان کا طبعی خاصہ تھا وسعت اختیار کر گیا جس کے نتیجہ میں صدر انجمن احمدیہ کا وجود ظہور میں آیا یعنی لوگوں نے حضرت اقدسؑ کی خدمت میں یہ تجویز پیش کی کہ ایک ایسی انجمن بنا دی جائے جو سلسلہ کے تمام کام سرانجام دے چنانچہ حضرت اقدس نے اس تجویز کو منظور فرما لیا اور اس منظوری کے نتیجہ میں ایک انجمن بن گئی جس کا نام صدر انجمن احمدیہ رکھا گیا سلسلہ کے کام اس انجمن کے سپرد کر دیئے گئے اس انجمن کے وجود میں آنے سے دوسری متفرق انجمنیں ختم ہو گئیں۔ صدر انجمن احمدیہ کا اس طرز پر ذکر کرنے کے بعد مصنف صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت اقدسؑ نے صدر انجمن احمدیہ کے بنانے کی منظوری تو دی لیکن اس ریمارک کے ساتھ کہ اس سکیم کے بنانے والوں نے اپنا رُخ جس طرف پھیرا ہے وہ اس سمت کے خلاف ہے جس سمت کی طرف میں انہیں لے جانا چاہتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود پر حملہ

کیا مصنف صاحب کوئی ثبوت اس بات کا پیش کر سکتے ہیں کہ حضرت اقدس نے منظوری دیتے وقت مندرجہ بالا الفاظ بھی ساتھ لکھے تھے افسوس مصنف صاحب کو ان الفاظ کو حیز تحریر میں لاتے ہوئے اتنا بھی خیال نہ آیا کہ ان کے ان الفاظ کے اندر حضرت اقدسؑ کی ذات والا صفات پر کتنا خطرناک حملہ پنہاں ہے کیا نعوذ باللہ اس شخص کا بھی کوئی کیریکٹر ہو سکتا ہے اور وہ بھی نعوذ باللہ مجدد کہلانے کا مستحق ہو سکتا ہے جو ... اپنے ہی مریدوں کو ہلاکت کے گڑھے میں گرتا ہوا دیکھ کر ان کو نکالنے کی بجائے خود اس میں دھکیل دیتا ہے اور گمراہی کے راستہ پر انہیں گامزن ہوتا ہوا ملاحظہ کر کے اس سے ہٹانے کی بجائے خود ان کو اس رستہ پر ڈال دیتا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون

آنحضرت صلعم نے سچ فرمایا حبك الشئ یعمی ویصم افسوس میاں صاحب کی بیجا محبت اور جماعت لاہور کے بزرگوں کے ساتھ ناجائز بغض نے ان کو غور و فکر سے اس قدر عاری کر دیا ہے کہ وہ کچھ لکھنے سے پہلے اتنا بھی نہیں سوچتے کہ ان کی تحریر کا اثر حضرت اقدسؑ کی پوزیشن پر کیا پڑے گا۔

میں حیران ہوں کہ مصنف صاحب کتاب "فضل عمر" ان امور میں غلط بیانی کرنے کی کس طرح جرات کرتے ہیں جن کے متعلق سلسلہ کے ریکارڈ میں صحیح واقعات موجود ہیں۔ مصنف صاحب کے نزدیک تو یہ انجمن نعوذ باللہ گمراہی کی طرف جانے والی اور اس کے ممبر حضرت اقدسؑ کے منشاء کے خلاف کام کرنیوالے تھے لیکن حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں "میری رائے تو یہی ہے کہ جس امر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیئے اور کثرت رائے اس میں ہو جائے تو وہی امر صحیح سمجھنا چاہیئے اور وہی قطعی ہونا چاہیئے لیکن اس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میرے ہرگز نہیں کرے گی لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا امر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اس میں کوئی خاص ارادہ ہو اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا"

اب تمام احمدی بھائی خدارا غور فرمائیں کہ حضرت اقدس تو کھلے الفاظ میں جماعت کو یہ ہدایت فرمائیں کہ جو فیصلے یہ انجمن کرے انہیں قطعی سمجھو اور وہی امر صحیح قرار دو جس پر یہ انجمن متفق ہو جائے یا کثرت رائے اس پر ہو جائے اور اسی طرح واضح الفاظ میں فرماتے ہیں کہ یہ انجمن میرے منشاء کے ہرگز خلاف نہیں جائے گی لیکن اس کے بالمقابل مصنف صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت اقدس نے فرمایا تھا کہ اس انجمن کے بنانے کی تجویز کرنے والے خلاف منشاء حضور جانیوالے ہیں، اب ان دونوں بیانوں میں سے کس کا بیان درست سمجھا جائے آیا حضرت اقدسؑ کا یا مصنف صاحب کا اس کا فیصلہ خدا ترس احمدی احباب خود ہی کر لیں اس کے متعلق مجھے کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔

جناب میاں صاحب کا طرز خلاف منشاء حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ہے

حضرت اقدسؑ کے مندرجہ بالا الفاظ کو مدنظر رکھتے ہوئے ہر عقلمند اس بات کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ جناب میاں صاحب نے جو طرز اختیار کی ہوئی ہے وہ صریح حضرت اقدس کی منشاء کے خلاف ہے جناب میاں صاحب نے یہ اصول بنایا ہوا ہے اور اسی پر ان کا عملدرآمد ہے کہ مجلس معتمدین چھوڑ ساری جماعت بھی اگر کسی امر میں اپنا فیصلہ دیدے تب بھی جناب میاں صاحب اسے مسترد کرنے کا حق رکھتے ہیں کیا یہ اصول حضرت اقدسؑ کے مندرجہ ذیل الفاظ "میری زندگی کے بعد ہر ایک امر میں صرف اس انجمن کا اجتہاد کافی ہوگا" کے مطابق ہے مصنف صاحب سوچ کر جواب دیں اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو کیا مصنف صاحب اخلاقی جرات سے کام لیکر اس کا اعلان کرنے کے لئے تیار ہیں کہ جناب میاں صاحب حضرت اقدس کی ہدایت کے خلاف کام کر رہے ہیں اور حضور کی منشاء کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔

جماعت لاہور کے بزرگوں کو گرانے کے لئے تیسرا امر

احمدی احباب کی نظر میں گرانے کے لئے تیسرا امر جو اختراع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت اقدس کی وفات کے بعد جب جماعت میں خلیفہ اور انجمن کے اختیارات کے متعلق سوال اٹھا تو حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ نے باہر کی جماعتوں کے چند دوستوں کو قادیان بلایا اور ۳۱ جنوری ۱۹۰۹ء کو ایک تقریر کی یہ تقریر کرنے کیلئے جب آپ مسجد میں تشریف لائے تو مصنف صاحب صفحہ ۱۲۰ پر لکھتے ہیں کہ اس وقت ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحبؓ آگے بڑھے اور انہیں یہ اطلاع دی کہ سب کچھ ٹھیک ٹھاک ہو گیا ہے لوگوں کو یقین کہ انجمن ہی حضرت اقدسؑ کی جانشین ہے اس پر حضرت مولوی صاحب رضؓ نے فرمایا کونسی انجمن جو انجمن تمہارے ذہن میں ہے قواعد کے ماتحت اس کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں" میں نے پہلے بھی یہ سوال و جواب مصنف صاحب کے سامنے پیش کر کے اس کی سند طلب کی ہوئی ہے ابھی تک مصنف صاحب کی طرف سے کوئی جواب شائع نہیں ہوا لیکن ہے وہ ریکارڈ دیکھ رہے ہوں لیکن میں ان کی اطلاع کے لئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ کی ایک تقریر میں سے کچھ اقتباس درج کر دیتا ہوں تا انہیں اور ان کے دوستوں کو پتہ لگے کہ انھوں نے حضرت مولانا رضؓ کی طرف مندرجہ بالا جواب منسوب کرنے میں کہاں تک سچائی سے کام لیا ہے حضرت مولانا کی تقریر بدر ۱۴ اکتوبر ۱۹۰۹ء میں شائع ہوئی ہے اس اقتباس کی سرخی ہے "الوصیت کی تفہیم"

(باقی بر صفحہ ۸)

فلسفۂ توبہ

مذہب کے مخرب اخلاق ہونے پر ایک دہریے نے یہ دلیل اگر اس کو دلیل کہا جاسکے، دی ہے، کہ مذہبی یہ سمجھ کر کہ توبہ قبول ہوسکتی ہے۔ زیادہ گناہ کرتا ہے۔ اس نے توبہ کو صحیح طور پر نہیں سمجھا، لہذا ہم توبہ کی حقیقت کو مختصراً بیان کرتے ہیں۔ توبہ کے معنے ہیں گناہ پر پشیمان ہونا۔ قرآن مجید میں توبہ کی بابت یہ حکم ہے:۔

یاایھا الذین امنوا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا۔ (تحریم ۶۶-۸)

"اے ایمان والو خدا سے (اپنے گناہوں کی) توبہ کرو جو توبہ نصوح ہے"۔

توبہ نصوح کی تفسیر میں آئمہ معصومین سے وارد ہے کہ یتوب العبد من الذنب ثم لا یعود (بندہ گناہ سے توبہ کرے پھر دوبارہ گناہ نہ کرے)۔

امام محمد باقر فرماتے ہیں:۔ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ والمقیم علی الذنب وھو مستغفر منہ کالمستھزی (گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے کہ گویا اس نے کوئی گناہ نہیں کیا اور گناہ پر قائم رہنے والا درآنحالیکہ وہ زبان سے استغفار کرتا ہے گویا (خدا سے) تمسخر کرتا ہے

امام جعفر صادق فرماتے ہیں:۔ لکل شئی دواء ودواء الذنوب الاستغفار ہر شئے (یعنی ہر مرض) کی دوا ہے اور گناہوں کی دوا استغفار ہے یعنی خدا سے معافی مانگنا"

حضرت امیر المومنین علی مرتضیٰ نے ایک دفعہ شہر کوفہ میں منبر پر بیان فرمایا۔ کہ گناہ تین قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ گناہ ہے جو بخشا جاتا ہے دوسرا وہ ہے جو بخشا نہیں جاتا۔ تیسری قسم کا گناہ حالت امید و بیم میں ہے۔ امید ہے کہ بخشا جائے اور یہ بھی اندیشہ ہے کہ نہ بخشا جائے۔ اس کی تشریح حضرت علیؓ نے اس طرح فرمائی۔ کہ جو گناہ بخشا جاتا ہے وہ ایسا گناہ ہے جس کی سزا اللہ تعالیٰ دنیا میں دے لیتا ہے اس کا علم و کرم ایسا اعلیٰ درجہ کا ہے کہ وہ بندہ کو کسی گناہ کی دو مرتبہ سزا نہیں دیتا۔ جو گناہ بخشا نہیں جاتا وہ مظالم ہیں جو بندے ایک دوسرے پر کرتے ہیں (یعنی وہ گناہ جن کا تعلق حقوق العباد سے ہے) تیسری قسم کا گناہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خلقت سے پوشیدہ رکھا ہے اور گنہگار کو توبہ کی توفیق عطا کی ہو اور وہ اپنے گناہ سے خائف اور اپنے رب سے مغفرت کا امیدوار ہو پس یہ شخص حالت امید و بیم میں ہے۔ ہم بھی اس کو ایسا ہی سمجھتے ہیں۔ یعنی اس کے لئے رحمت الٰہی کے امیدوار ہیں۔ اور اس پر عذاب الٰہی کے نازل ہونے سے ڈرتے ہیں۔

اوپر کے بیان سے یہ نتائج صاف طور پر نکلتے ہیں:۔

(۱) قرآن مجید میں ایسی توبہ کا حکم کیا گیا ہے جس میں دوبارہ گناہ نہ کرنے کا عزم مصمم ہو۔

(۲) تائب گناہ سے ایسا بری ہو جاتا ہے کہ گویا اس شخص محض زبان سے استغفر اللہ استغفر اللہ کہے اور دل سے توبہ نہ کرے اور جس نے گناہ کے ترک کرنے کا مصمم ارادہ نہ کیا ہو۔ اس کی توبہ درگاہ الٰہی میں قبول نہیں وہ گویا اللہ تعالیٰ سے مسخرہ پن کرتا ہے۔

(۳) توبہ قانون فطرت کے عین موافق ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہر مرض کی دوا پیدا کی اسی طرح مرض گناہ کی دوا بھی پیدا کی اور وہ دوا توبہ ہے۔

(۴) جس طرح جسمانی امراض کا مادی دواؤں سے علاج کرنا ضروری ہے اسی طرح روحانی امراض کا علاج لازم ہے اور اس کی دوا توبہ ہے اور بس۔

(۵) توبہ کرنے کے بعد بھی یہ ضرور نہیں کہ یہ گناہ معاف ہو جائے بلکہ انسان کو خدا کی رحمت کا امیدوار اور اس کے عذاب سے خائف رہنا چاہیئے۔

(۶) صرف وہی گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ جو حقوق اللہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ حقوق العباد کے متعلق جو گناہ ہیں۔ ان کو خدا معاف نہیں کرتا۔ البتہ جس شخص پر ظلم ہوا ہو اگر وہ معاف کر دے اس وقت اللہ تعالیٰ بھی درگذر فرماتا ہے۔

بعض احادیث سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مرنے کے وقت کی توبہ بھی قبول ہو جاتی ہے۔ اور توبہ شکنی کے بعد توبہ کی جائے تو بھی قبول ہو سکتی ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ انسان توبہ کے بھروسے پر گناہ کیا کرے اور دل میں یہ ارادہ رکھے۔ کہ جب چاہوں گا توبہ کر لوں گا۔ کیونکہ ایسی توبہ درحقیقت توبہ نہیں ہے بلکہ جیسا ہم حدیث کے حوالہ سے اوپر بیان کر چکے ہیں۔ خدا کے ساتھ (معاذ اللہ) مسخرہ پن کرنا ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس کوئی ایسا تریاق ہو جو ہر قسم کے زہر کو دفع کر سکتا ہو اور وہ اس امید پر زہر کھالے کہ تریاق کے استعمال سے زہر کا اثر دور ہو جائیگا ایسے آدمی کو ہر شخص احمق ہی کہیگا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص تریاق توبہ کے بھروسے پر زہر معصیت سے پرہیز نہ کرے اور یہ خیال کرے کہ میں ہر دفعہ اس تریاق کے اس استعمال کی بدولت بچ جاؤں گا۔ تو اس کا یہ خیال سراسر لغو اور نامعقول ہوگا۔ پس اس قسم کی احادیث کا مطلب یہ ہے کہ شرائط توبہ کو باقاعدہ بجالانے کے بعد بھی اگر کسی شخص کو ایسی مصیبت پیش آئے، جو توبہ شکنی کا باعث ہو تو اس کو خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیئے۔ جو گناہ بخشے جانے کے قابل ہیں۔ ان کو بخشنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے چنانچہ یہی مضمون اس حدیث کا ہے جو محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر سے روایت کی ہے اور جس کے آخری الفاظ ہیں۔ کلما عاد المومن بالاستغفار والتوبۃ عاد اللہ علیہ بالمغفرۃ وان اللہ غفور رحیم یقبل التوبۃ ویعفو عن السیات فایاک ان تقنط المومنین من رحمۃ اللہ۔ جس وقت مومن استغفار اور توبہ سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کرتا ہے اور بیشک اللہ غفور اور رحیم ہے۔ توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں سے عفو اور درگذر کرتا ہے۔ پس خبردار (اے محمد بن مسلم) اہل ایمان کو رحمت الٰہی سے مایوس نہ کرنا"

اب ہم از روئے تعلیم اسلام قبولیت توبہ کے شرائط بیان کرتے ہیں۔ کتاب نہج البلاغہ میں باب مدینۃ العلم کے ارشادات کے خطبے اور مقولے جمع کئے گئے ہیں۔ اسلامی اصول و عقاید و اخلاق کا فلسفہ اور دینی حقائق و معارف سمجھنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ کسی شخص نے جناب امیر کے سامنے استغفر اللہ کہا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ میں خدا سے گناہوں کی معافی کا خواستگار ہوں"۔ چونکہ اس کا قول صدق دل سے نہ تھا۔ حضرت بہت ناراض ہوئے اور فرمایا تم جانتے بھی ہو، استغفار کیا شئے ہے اس کے لئے چھ شرطیں ہیں:۔

اول:۔ جو گناہ ہو چکا ہو اس پر ندامت و پشیمانی

دوم۔ اس کو ہمیشہ کے لئے ترک کرنے کا پختہ ارادہ۔

سوم۔ حقوق مخلوق کو ادا کر کے مظالم سے پاک و صاف ہونا۔

چہارم۔ فرائض الٰہی کے ادا کرنیکا قصد اور اس کے لئے سعی کرنا۔

پنجم۔ مال حرام کھا کر جو گوشت پوست بدن پر پیدا ہوا ہے۔ رنج و غم سے اس کو گھلا دینا۔

ششم۔ جس طرح جسم کو معصیت کی حلاوت کا مزہ چکھایا ہے اسی طرح اس کو تلخی طاعت کا مزہ چکھانا۔ ان سب کاموں کے بعد تم کو استغفر اللہ کہنا چاہیئے۔

اس بیان سے صاف واضح ہو گیا۔ کہ دہریوں نے اسلامی توبہ پر جو اعتراض کیا ہے کہ توبہ کا اعتقاد انسان کو معاصی پر دلیر کرتا ہے وہ ناواقفیت اور قلت تدبر پر مبنی ہے۔

آخر میں اس قدر لکھتا ہوں کہ مسئلہ توبہ قانون فطرت کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہے۔ فطرت انسانی سے بڑھکر کون سچا گواہ ہو سکتا ہے۔

تعلیم فطرت کو خلاف عقل کہہ کر اس پر اعتراض کرنا علم اور عقل کا خون اپنی گردن پر لینا ہے (ماخوذ)

بقیہ از صفحہ ۵

لکھتے ہیں من افسد انہ لیس منا۔ یوں چاہیئے تھا من افسد فانہ لیس منا۔

لکھتے ہیں وان تحکموا ابھما ھسا ابدا لا باس حبسکم فی الکتاب انہ تھوا لی کم علی ما یرید۔ اس جملہ میں صلے کی دو غلطیاں ہیں۔

لکھتے ہیں واطلع بما ستر اس کا صلہ غلط ہے۔ لکھتے ہیں اطلع بہ احد یہ غلط ہے لکھتے ہیں اشتد ادمن القلم اشتد اس کا صلہ غلط ہے

لکھتے ہیں کتب علیکم تجدید اسباب البیت بعد انقضاء تسع عشرۃ سنۃ یہاں اثاث البیت چاہیئے۔

ان کی کتاب میں صرف و نحو کی غلطیوں کے علاوہ علم ادب اور علم معانی کی رو سے بہت سی غلطیاں ہیں جو بتاتی ہیں کہ یہ آسمانی کتاب نہیں ہے۔ بلکہ ایک ایسے انسان کی تصنیف کردہ ہے جس کا علم ہی ناقص ہے چونکہ میری کتاب آسمانی ہے اس کو دینی قواعد سے نہ پرکھا جائے لکھتے ہیں:۔

قل یا معشر العلماء لا تزنوا کتاب اللہ بما عندکم من القواعد والعلوم۔ ان غلطیوں کے باوجود لکھتے ہیں میں غلطی کرنے سے محفوظ کیا گیا ہوں لیس المطلع الامر شریک فی عصمۃ الکبری انہ لمظہر یفعل ما یشاء۔ یہ ہے ان کے علم کی حالت۔ اور اس پر یہ دعوے کہ دنیا کی پیدائش سے پیشتر ہم خدا کے مدرسہ میں داخل ہوئے اور علم معانی اور تبیان پڑھا۔ لکھتے ہیں قد انا دخلنا مکتب المعانی والبیان حین غفلۃ من فی الامکان اور لکھتے ہیں۔ قد دخل اللہ ذالک المکتب قبل السموات والارض وخرجنا منہ قبل ان یقترن الکاف برکنہ النون

ایسے دعاوی کے باوجود کتاب۔۔۔ کی فاش غلطیوں سے پر ہے اور غلط تعلیمات پر مشتمل ہے۔ جسے کوئی بھی ذی ہوش اور عقلمند قبول نہیں کر سکتا۔ تعجب ہے کہ ایسی شخص شریعت اسلامیہ کو جو انسانیت کے لئے باعث فخر ہے منسوخ کرنے کی جرات کرتا ہے۔

بقیہ از صفحہ نمبر

اس کے ماتحت فرماتے ہیں

"حضرت صاحب کی تصنیف یہ معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں ۱۴ اشخاص کو فرمایا کہ تم بحیثیت مجموعی خلیفۃ المسیح ہو تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔۔۔۔۔ میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے واقعی ۱۴ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور ان کی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا"

مصنف صاحب خدارا ان الفاظ پر غور کریں کہ کیا ان الفاظ کا بولنے والا انجمن کے متعلق کبھی یہ کہہ سکتا ہے کہ قواعد کے ماتحت اس کی کوئی حیثیت ہی نہیں، اگر انجمن کی کوئی حیثیت ہی نہ تھی تو وہ حضرت مسیح موعود کی زندگی میں اور حضور کے بعد اپنی امارت کے زمانہ میں بھی کچھ عرصہ پریذیڈنٹ کس انجمن کے رہے تھے مصنف صاحب کو معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص نے دھوکا دیا ہے اگر وہ ریکارڈ دیکھ کر لکھتے تو کبھی امر واقعہ کی ایسی کتاب میں درج نہ کرتے بہرحال جو واقعہ انہوں نے لکھا ہے اس کا ثبوت ان کے ذمہ ہے۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغام صلح

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر - ایس محمد آصف بی اے

جائنٹ ایڈیٹر - شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۲ | لاہور - یوم چہارشنبہ - مورخہ ۱۵ شوال المکرم ۱۳۶۳ھ م ۴ اکتوبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۳۹

حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بر و شد اختتام
آن کتاب حق کہ قرآن نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازان روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہ اور ائمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

حضرت نبی کریم صلعم اقوام عالم کیلئے رحمت ہیں

خلیفہ صاحب کی خطرناک تعلیاں اور حضرت نبی کریم صلعم کی توہین

خلیفہ صاحب قادیان خود حوالے طلب کریں

قادیانی عقائد پر موت وارد ہو چکی ہے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - ڈلہوزی مؤرخہ ۲۲ ستمبر ۱۹۴۴ء

ولقد کتبنا فی الزبور من بعد الذکر ان الارض یرثھا عبادی الصالحون، ان فی ھذا لبلاغا لقوم عابدین وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین۔

زمین کے وارث خدا کے صالح بندے ہونگے یہ آیات سورہ انبیاء کے آخری رکوع میں آتی ہیں۔ اس رکوع میں پہلے یاجوج ماجوج کے غلبہ کا ذکر ہے یعنی اذا فتحت یاجوج وماجوج وھم من کل حدب ینسلون۔ پھر اس کے ساتھ ہی فرمایا واقترب الوعد الحق یعنی جب یاجوج ماجوج کا غلبہ دیکھو تو یہ نہ سمجھو کہ ہمیشہ دنیا میں غالب رہیں گے۔ اور دنیا اب ہمیشہ ضلالت میں ہی رہے گی۔ بلکہ جب اس غلبہ کو دیکھو تو یہ سمجھ لو کہ حق کے غالب آنے کا وقت اب قریب آگیا گویا صاف الفاظ میں بتا دیا کہ اسلام کے آخری غلبہ کا وقت وہ ہے جب پہلے یاجوج ماجوج غالب آجائیں۔ پھر اسی مضمون کو جاری رکھتے ہوئے یہ آیات آتی ہیں جن میں یہ ذکر ہے کہ زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔ عام طور پر مفسرین نے یہاں الارض سے مخصوص طور پر ارض مقدس مراد لی ہے مگر سیاق مضمون صاف بتلاتا ہے کہ الفاظ آیت عام ہیں یعنی ایک وقت تک حق کی مخالفت ہوتی رہے گی مگر بالآخر حق دنیا پر غالب آئیگا اور خدا کے صالح بندے زمین کے وارث ہوں گے، اس لئے فرمایا کہ اس میں خدا کی عبادت کرنیوالوں کے لئے ایک اعلیٰ درجہ کا پیغام ہے یعنی وہ کبھی ناکام نہیں ہوں گے۔ اور زمین پر صلاحیت پھیلتی ہی چلی جائے گی یہاں تک کہ صالح بندے ہی زمین کے وارث ہو جائیں گے۔ اس کو اور بھی زیادہ صاف کرنے کے لئے فرمایا کہ ہم نے آپ کو ساری قوموں کے لئے پہلوں اور پچھلوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

حضرت نبی کریمؐ کو دو خزانے دئے گئے مسلم ابوداؤد ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا ان ربی زوی لی الارض فاریت مشارقھا ومغاربھا وان ملک امتی سیبلغ ما زوی لی منھا واعطیت الکنزین الاحمر والابیض، میرے رب نے میرے لئے زمین کو سکیڑ دیا یعنی اس کو چھوٹا کر کے ساری زمین کا نقشہ مجھے دکھا دیا اور اس کی مشرقی اور مغربی زمینیں سب کی سب مجھے دکھائی گئیں اور میری امت کی حکومت وہاں تک ہوگی جو مجھے نقشہ میں دکھایا گیا یعنی مشرقی زمینوں پر بھی میری امت چھا جائے گی اور مغربی زمینوں پر بھی میری امت چھا جائے گی۔ اور مجھے دو خزانے دئے گئے ہیں ایک سرخ اور ایک سفید۔ اس حدیث میں نہایت ہی واضح الفاظ میں بتا دیا کہ امت محمدیہ ساری دنیا پر چھا جائے گی یعنی اسلام ہی دنیا کا غالب مذہب ہو جائے گا اور مشرقی اور مغربی زمینوں کو الگ الگ کرنے کے لئے وہاں کے رہنے والوں کو دو خزانے قرار دیا ہے۔ کیونکہ رسول کے حقیقی خزانے یہی ہیں کہ وہ قلوب انسانی کی اصلاح کر دے۔ تو فرمایا کہ میرے ذریعہ سے نہ صرف مشرقی زمینوں کی اصلاح ہوگی جن کے رنگوں میں سرخی کی جھلک غالب ہے بلکہ مغربی زمینوں کی بھی اصلاح ہوگی جن کے رنگوں میں سفیدی کی جھلک غالب ہوگی۔

حضرت نبی کریمؐ تمام قوموں کیلئے رحمت ہیں اللہ تعالیٰ اپنی وحی میں فرماتا ہے جس کے یقینی اور قطعی ہونے میں کوئی شبہ ہی نہیں کہ ساری زمین پر صلاحیت پھیل جائے گی اور اس زمین کے وارث میرے صالح بندے ہوں گے۔ کیونکہ ہم نے اے رسول تمام قوموں کے لئے آپ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے اور محمد رسول اللہ صلعم ارشاد فرماتے ہیں کہ میری امت ساری زمین پر چھا جائے گی۔ مشرقی زمینوں پر بھی اور مغربی زمینوں پر بھی۔ اور آج مسلمانوں کی مایوسی کی یہ حالت ہے کہ ان کا قدم اس قرآن کو دنیا کی قوموں میں پہنچانے کے لئے نہیں اٹھتا۔ اگر ان کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی وحی اور محمد رسول اللہ صلعم کے ارشاد پر ایمان ہو تو آج وہ اس کام میں دیوانہ وار لگ جائیں جس کے لئے محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہؓ کی زندگیاں وقف تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلعم کو رحمۃ للعالمین بنایا تھا مگر مسلمان اس پیغام رحمت کو دنیا میں پہنچانے سے انکار کر کے عملاً اس کو جھٹلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ حق ہے اور اس کا وعدہ حق ہے محمد رسول اللہ صلعم سچے ہیں اور یہ سب کچھ ہو کر رہے گا۔

بیسود بحثیں اسی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے مجدد کو جو دھویں صدی کے سر پر کھڑا کیا تاکہ وہ اس پیغام کو دنیا میں پہنچائے اور اس کے پہنچانے کے لئے ایک جماعت بنائے مگر افسوس ہے کہ اس جماعت کا ایک بڑا حصہ بیسود بحثوں میں لگ گیا ہے۔ اور اگر کل اس بات پر بحث ہو رہی تھی کہ خدا جھوٹ بولنے پر قادر ہے یا نہیں تو آج اس بات پر بحث ہو رہی ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم سے کوئی شخص آگے بڑھ سکتا ہے یا نہیں اور پرانے اور نئے مرید ایک رٹ لگائے جاتے ہیں کہ خلیفۂ وقت نے جو کچھ فرمایا ہے کہ محمد رسول اللہ سے بھی آگے ایک انسان بڑھ سکتا ہے اس کا اگر انکار کیا جائے تو خدا کی قدرت کا انکار لازم ہے۔ خدا کی توحید اس عقیدہ کے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ بعینہ جس طرح خدا کو جھوٹ بولنے پر قادر ماننے والے کہتے ہیں کہ اگر اسے جھوٹ بولنے پر قادر نہ مانا جائے تو اس کی قدرت کا انکار لازم آتا ہے۔ یہ احمقانہ حرکات قوم کی عقل و دانش . . . . پر ماتم کا نشان ہیں۔

تاریکیوں میں مبتلا انسان اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے محمد رسول اللہ صلعم کو رحمۃ للعالمین بنایا تو باوجود اللہ تعالیٰ کے رحمۃ للعالمین ٹھیرانے کے ایک تاریکیوں میں مبتلا انسان کہتا ہے ہم اس سے بھی آگے بڑھ سکتے ہیں میں ایسے انسان کو تاریکیوں میں مبتلا سمجھتا ہوں اسلئے کہ وہ خدا کے آگے اور خدا کے کلام کے آگے سر نہیں جھکاتا بلکہ اپنے نفس کی ہوا و ہوس کی پیروی کرتا ہے۔ محمد رسول اللہ صلعم سے آگے بڑھنا تو ایک طرف رہا مرتبہ میں آپ کے برابر ہونا بھی ایک ناپاک خیال ہے کیا خدا نے کسی دوسرے کو رحمۃ للعالمین کہا ہے؟

بروز کے مفہوم سے ناواقفیت یہ لوگ بروز کے مفہوم سے بھی ناواقف ہیں بروز کے معنے اس جیسا نہیں بلکہ اس کی کسی صفت کا مظہر ہیں۔ اس لئے حضرت مسیح موعود نے عقائد کے ذکر میں مواہب الرحمن صفحہ ۶۵ پر یہ صاف طور پر لکھ دیا ہے کہ جو مدعی یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ وہ آنحضرت صلعم کے باغ کے پھلوں میں سے صرف ایک پھل ہے اور آپ کی عظیم الشان بارش میں سے ایک قطرہ ہے اور آپ صلعم کی روشنی کا ایک ہلکا سا سایہ ہے تو وہ لعنتی ہے اور اس پر خدا کی لعنت ہے اس کے انصار پر خدا کی لعنت ہے، اس کے پیروؤں پر خدا کی لعنت ہے اس کے مددگاروں پر خدا کی لعنت ہے انصار۔ اتباع۔ اعوان کے لفظ قابل غور ہیں۔

ناپاک خیال پر پردہ ڈالنے کی کوشش سوچنا چاہیے اس کی توجیہ کرو۔ رحمۃ للعالمین سے آگے بڑھنے بلکہ مرتبہ میں آپ کے برابر ہونیکا خیال ایک ناپاک خیال ہے۔ کاش اب بھی اس ناپاک خیال سے رجوع کر لیا جائے محمد رسول اللہ صلعم ساری امت کے بادشاہ ہیں امت میں سے کوئی افضل الصحابہ ہو کوئی مجدد ہو کوئی محدث ہو مسیح موعود و مہدی ہو سب کے سب آپ کے غلام ہیں غلام نہ بادشاہ سے آگے بڑھ سکتا ہے نہ اس کے برابر ہو سکتا ہے آنحضرت صلعم بادشاہوں کی طرح تخت پر بیٹھے ہیں باقی سب غلاموں کی طرح اس تخت کے ارد گرد آپ کے حکم کے سامنے سر جھکائے ہوئے ہیں تو بجائے اس کے کہ مرید ہی پیر کو سمجھاتے کہ اس ناپاک خیال سے رجوع کیا جائے وہ اس پر طرح طرح کے پردے . . . . . . ڈال رہے ہیں۔

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیر محمد اختر پرنٹر پبلشر زچھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

یہ جبر و قدر کی بحث نہیں

کوئی ایک طرح اور کوئی دوسری طرح اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کوئی پیر کی پردہ پوشی کے لئے یا ممکن ہے وہ آپ بھی پیری مریدی کی رو میں بہہ کر اس رنگ میں رنگین ہو گیا ہو۔ لکھتا ہے کہ یہ جبری قدری بحث ہے حالانکہ اگر اصل الفاظ کو دیکھا جائے تو وہاں جبر و قدر کا کوئی ادنیٰ شائبہ بھی نہیں پایا جاتا۔

خلیفہ صاحب کی خطرناک تعلیاں

ان الفاظ کے بولنے والے نے تمہید یہ اٹھائی ہے کہ میرے ہاتھ میں ایسے ایسے گر ہیں کہ میرے مرید میری باتوں پر اگر عمل کریں تو صحابہ کا مقام حاصل کر سکتے ہیں۔ مرید جو صحابہ کا مقام حاصل کر سکتے ہیں تو پیر کا اپنا مقام محمد رسول اللہ صلعم سے کس طرح کم ہوا؟ مگر پھر اس پر ترقی کی اور کہا صحابہ کا مقام کیا بعض صحابہ سے آگے بڑھ سکتے ہیں۔ یہ تعلی کسی متوازن دماغ میں جو مسلمان کہلاتا ہو پیدا نہیں ہو سکتی۔ مگر اس سے بھی ایک قدم اور آگے اٹھایا اور ارشاد ہوا کہ میری باتوں پر عمل کر کے تم لوگ محمد رسول اللہ صلعم کے بروز بن سکتے ہو۔ اب فرمایئے جس کے مرید صحابہ سے آگے بڑھ گئے۔ محمد رسول اللہ صلعم کے بروز بن گئے اس کا اپنے متعلق کیا خیال ہوگا۔ مگر تعلی اس پر بھی نہ رکی شاید یہ رکنے کا وقت نہ تھا اور وہ کچھ کہہ گئے جو کسی ایسے شخص کے منہ سے نہ نکل سکتا تھا جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیرو کہلاتا ہو آنکھیں بند کر کے پیچھے چلنے والے مرید ایک منٹ کے لئے آنکھیں کھولیں شاید انہیں روشنی مل جائے۔ اس فقرہ کو پڑھیں۔

"جو کچھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے آپ کی مجلس میں بیٹھ کر سیکھا خداتعالیٰ نے ان تمام باتوں کو ہم پر کھول دیا ہے۔ اس کی حقیقت اس نے ہمیں سمجھا دی ہے اور ان امور پر عمل کر کے یقیناً ہمیں صحابہ کا مقام حاصل ہو سکتا ہے بلکہ پہلے تو یہ ہے کہ اگر ہم بعض صحابہ سے بھی بڑا درجہ حاصل کرنا چاہیں تو حاصل کر سکتے ہیں بلکہ ہم اپنے درجہ میں ترقی کر کے وہ مقام بھی حاصل کر سکتے ہیں جب ہم رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بروز بن جائیں بلکہ اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی شخص بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے تو میں کہا کرتا ہوں کہ خدا نے اس مقام کا دروازہ بھی بند نہیں کیا"

(الفضل ۱۶ جون ۱۹۴۴ء)

حضرت نبی کریم صلعم کی ہتک

ان لفظوں کو پڑھو، پھر پڑھو۔ پھر پڑھو۔ خدا کے خوف سے کام لیتے ہوئے پڑھو اور سوچو کہ کیا یہ جبر و قدر کی بحث ہے یہ اس بات کی بحث ہے کہ میاں صاحب کی باتوں پر عمل کر کے ان کے مرید کیا کیا بن سکتے ہیں۔ یہ تو خیر و سید البشر کے متعلق کہہ گئے ہیں، کہتا ہوں کہ اگر میرے مرید و اگر تم چاہو تو تم سے بھی بڑا درجہ عمل کر سکتے ہو خود اس میں ترقی [illegible]

صلعم کی ہتک ہے کہ جو کچھ لوگ آپ کے انفاس قدس سے بنتے تھے جن کی شان میں ویزکیہم و یعلمہم الکتاب والحکمۃ اس سے بلند تر مقام میاں صاحب کی صحبت میں بیٹھ کر حاصل کر سکتے ہیں۔ جبر و قدر کے مرید بتائیں کہ کیا یہ جبر و قدر کی بحث ہے۔ ان لفظوں کو بھی چھوڑ دیں کہتا ہوں کہ یہ دعوے کہ میرے مرید میری باتوں پر عمل کر کے اور میری مجلس میں بیٹھ کر صحابہ کے برابر یا صحابہ سے بلند تر مقام حاصل کر سکتے ہیں اس میں بھی محمد رسول اللہ صلعم کی ہتک ہے جس کے دل میں محمد رسول اللہ صلعم کی عزت تھی اس نے صاف الفاظ میں کہہ دیا کہ بعض وہ فضیلتیں جو صحابہ کو حاصل ہیں وہ ہمیں اب تا قیامت نہیں مل سکتیں۔ مقام ادب یہی ہے کہ اپنے آپ کو صحابہ کی خاک کہو۔ بیشک ترقی کرو اور خوب کرو مگر برابری، اور برتری کا دعوے نہ کرو یہ انا خیر منہ کا دعوے ہے۔

خلیفہ صاحب کے تین افتراء

پیری مریدی کا جال بڑا زبردست ہے میں نے میاں صاحب کی کچھ تحریروں کے حوالے دیئے تھے کہ انھوں نے حضرت مسیح موعود پر تین افتراء کئے ہیں ایک یہ کہ انھوں نے حضرت مسیح موعود کی طرف اس بات کو منسوب کیا ہے کہ آپ نے سنہ ۱۹۰۱ء میں لفظ نبی کے مفہوم کو تبدیل کر کے دعوئ نبوت کیا اور سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے انکار نبوت کے حوالے منسوخ ہیں۔ پھر اس کی تائید کے لئے دوسرا افتراء حضرت مسیح موعود پر یہ کیا کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے لفظ نبی کی تشریح غلط کیا کرتا تھا۔ اور تیسرا افتراء یہ کیا کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود کی مجلس میں مہینوں اس بات کا چرچا رہتا تھا کہ آپ کا اجتہاد درباره نبوت درست نہیں نکلا۔ اب پیر تو خاموش ہے حالانکہ میں نے یہاں تک لکھ دیا تھا کہ آخری دونوں باتوں کے متعلق جن پر سنہ ۱۹۰۱ء میں تبدیلی کی بنیاد ہے میں سر محمد ظفر اللہ خاں کو ثالث قرار دیتا ہوں مگر مریدوں کی یہ حالت ہے کہ بجائے اس کے کہ ان کھلے افتراؤں پر کانپ اٹھتے یہ کہہ رہے ہیں کہ میاں صاحب نے کب یہ کہا حوالہ پیش کرو حالانکہ میں ان باتوں کو مع حوالہ کھلی چٹھی میں پیش کر چکا ہوں چونکہ جواب کوئی نہیں اس لئے اب مریدوں کے ذریعہ سے یہ پروپاگنڈا کیا جا رہا ہے کہ گویا میاں صاحب نے ایسا کبھی کہا ہی نہیں اور میں یوں ہی ان کی طرف غلط باتیں منسوب کر رہا ہوں اس سے بڑھ کر فریب کاری اور کیا ہو سکتی ہے۔ اور اس فریب کاری پر میاں صاحب خود خوش ہو رہے ہیں اور مریدوں کو یہ بھی نہیں کہتے کہ میں نے تو یہ باتیں کہی ہیں تم کیوں ان کا انکار کرتے ہو۔

خلیفہ صاحب پر الزامات کا اعادہ

میں پھر دوہراتا ہوں:۔

(۱) میاں صاحب اس بات کے قائل ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے نبوت کی تعریف کو تبدیل کر کے دعوئے نبوت [illegible] اپنی سابقہ تحریروں کو جو انکار نبوت سے کیدی [illegible] پڑی ہیں منسوخ کر دیا یہ حضرت مسیح موعود پر افتراء ہے۔

(۲) میاں صاحب اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت مسیح موعود سنہ ۱۹۰۱ء میں فرمایا کرتے تھے کہ میں پہلے لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا یہ حضرت مسیح موعود پر افتراء ہے۔

(۳) میاں صاحب اس بات کے قائل ہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود کی مجلس میں مہینوں یہ چرچا رہتا تھا کہ آپ کا اجتہاد درباره نبوت درست نہیں نکلا۔ یہ حضرت مسیح موعود اور آپ کے ساتھیوں پر افتراء ہے میں نے ان تینوں باتوں کو جن پر میاں صاحب کے مذہب کی بنیاد ہے علی الاعلان تین افتراء قرار دیا ہے اور میاں صاحب کا فرض ہے کہ وہ حضرت مسیح موعود پر اس قسم کے افترا کرنے سے اپنے دامن کو پاک کریں یعنی یا ان کا جواب دیں یا ان افتراؤں کا اقرار کر کے ان سے توبہ کریں بجائے اس کے کہ اس کا جواب دیا جائے یہ بار بار اخبار میں اعلان ہو رہا ہے کہ اس کا حوالہ پیش کرو۔ بات تو سیدھی تھی اگر اس کا کوئی حوالہ ہی نہیں تو میاں صاحب یا ان کا کوئی مرید یہ اعلان کر دے

۱۔ میاں صاحب ہرگز اس بات کے قائل نہیں کہ حضرت مسیح موعود نے سنہ ۱۹۰۱ء میں نبوت کی تعریف کو تبدیل کر کے دعوئے نبوت کیا تھا اور کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی حضرت مسیح موعود کے انکار نبوت کی تحریریں منسوخ ہیں

(۲) میاں صاحب اس بات کے ہرگز قائل نہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مسیح موعود لفظ نبی کی تشریح غلط کیا کرتے تھے۔

(۳) میاں صاحب اس بات کے ہرگز قائل نہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود کی مجلس میں اس بات کا چرچا رہتا تھا کہ آپ کا اجتہاد درباره نبوت درست نہیں نکلا۔

انتہائی چالاکی

یا تو میاں صاحب ان تین باتوں کے قائل ہیں جو میں نے ان کی طرف منسوب کی ہیں۔ اس صورت میں حوالہ طلب کرنے کا کیا مطلب؟ سوائے اس کے کہ اپنے مریدوں کو دھوکہ دینا مطلوب ہے یا وہ ان باتوں کے قائل نہیں اس صورت میں اتنا کہدینا کافی ہے کہ ہم تو ان باتوں کے قائل نہیں یہ ہم پر افترا ہے ہم تو اس بات کے قائل ہیں کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے کسی قسم کی تبدیلی اپنے دعوے میں نہیں کی نہ آپ کے ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالجات انکار نبوت منسوخ ہیں اور کہ حضرت صاحب سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے جو تشریح لفظ نبی کی کرتے تھے کہ اس سے مراد محدث ہے وہ درست ہے اور کہ حضرت مسیح موعود کی مجلس میں اس بات کا کبھی ذکر تک نہیں ہوا کہ آپ کا اجتہاد درباره نبوت غلط نکلا تو یا تو یہ ثبوت دیں کہ حضرت مسیح موعود ایسا فرمایا کرتے تھے اور ثبوت بھی اپنے مرید کے سامنے ہی پیش کر کے اس کا فیصلہ حاصل کر لیں اور یا یہ اقرار کریں کہ انھوں نے حضرت مسیح موعود پر افتراء کیا اور وہ اس سے توبہ کرتے ہیں۔ مگر اس کمال درجہ کی چالاکی کو دیکھئے کہ ایک طرف ان تین باتوں کے قائل بھی ہیں جو میں نے ان کی طرف منسوب کی ہیں اور چونکہ جانتے ہیں کہ یہ تینوں حضرت مسیح موعود پر افتراء ہیں اور اس کا کوئی جواب نہیں۔ اس لئے یہی رٹ لگائی جا رہی ہے کہ ان کے حوالے دو۔

خلیفہ صاحب خود حوالے طلب کریں

اگر میاں صاحب خود اپنی زبان سے ایک دفعہ کہدیں کہ جو باتیں میں نے ان کی طرف منسوب کیں ہیں ان کے حوالے نہیں دیئے تو میں پھر حوالے دیدوں گا یا سر ظفر اللہ خاں جنہیں میں نے ثالث ٹھہرایا ہے یہ کہدیں کہ میں نے جو باتیں میاں صاحب کی طرف منسوب کی ہیں ان کے حوالے نہیں دیئے تو پھر میں حوالے رجسٹری کرا کر ان کو بھیجدوں گا۔

قادیانی عقائد مر گئے

میں نے سر ظفر اللہ خاں صاحب کو ثالث ٹھہرایا تھا کہ ان کے سامنے آخری دو دعووں کا جن پر پہلے دعوے کی بنیاد ہے ثبوت پیش کیا جائے اگر سر موصوف یہ لکھدیں کہ میاں صاحب نے یہ بات ہی نہیں کہی کہ

(۱) حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

(۲) حضرت صاحب کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ آپ کا اجتہاد درباره نبوت درست نہیں نکلا۔ تو بھی میں اپنی غلطی کو تسلیم کر لوں گا وہ کھلی چٹھی جس میں حوالے موجود ہیں ان کی خدمت میں بھی رجسٹری کر کے بھیجی گئی اور میاں صاحب کو بھی رجسٹری کر کے بھیجی گئی مگر جب وہ دونوں خاموش ہیں تو یہ ان دونوں کی طرف سے اقرار ہے کہ میاں صاحب کے مذہب کی بنیاد تین جھوٹوں پر ہے جن کی کسی دوسرے کے سامنے تو ایک طرف رہا اپنے کسی مرید کے سامنے بھی وہ تردید نہیں کر سکتے۔ یاد رکھو قادیانی عقیدہ مر گیا کیونکہ ان عقیدوں کے بنانے والے کو میدان میں نکلنے کی جرات نہیں رہی۔ حق کھل گیا اور باطل بھاگ گیا۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

ارشاد امیر

۱۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

۲۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن مجید کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔

۳۔ بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنے کی عادت ڈالو۔

(محمد علی)

پیغام صلح

جلد ۳۲ | لاہور۔ مورخہ ۱۵ شوال المکرم ۱۳۶۳ھ | نمبر ۳۹

جناح گاندھی مذاکرات کی ناکامی

گاندھی جی ہندو ذہنیت کے ترجمان ہیں

پچھلے دنوں اخبارات میں جناح گاندھی ملاقات کی مکمل روئداد خط و کتابت کی صورت میں شائع ہوئی ہے۔ اس ملاقات کی کیفیت کو مذاکرات کے دوران میں مخفی رکھا گیا تھا لیکن جب ان کوائف کو شائع کیا گیا تو سارے ملک میں انتہائی افسوس اور رنج کی ایک لہر دوڑ گئی اور ہندوستان کی تاریک سیاسی فضا میں اس ملاقات کی وجہ سے جو شہاب ثاقب کی مانند ایک روشنی کی لکیر سی پیدا ہوئی تھی وہ عارضی چکا چوند پیدا کر کے غائب ہو گئی اور بدقسمت ہندوستان کی بدبختیوں میں ایک اور بدبختی کا اضافہ ہو گیا۔

ان مذاکرات کی ناکامی کی اصل وجہ تو ہندو قوم کی وہ مخصوص ذہنیت ہے جس کے گاندھی جی آئینہ دار ہیں اس ہندو ذہنیت اور مسلمانوں کے نہایت معقول اور جائز مطالبات میں اتنا اختلاف ہے کہ ان کا سمجھوتہ ہونا بہت مشکل ہے بلکہ جوئے شیر کا لانا ہے۔

دنیا ترقی کرتی ہوئی بہت دور نکل گئی ہے! اقوام عالم بہت سے سیاسی اور عمرانی مدارج کو طے کر چکی ہیں لیکن ہندوستان ابھی قرون وسطیٰ کی تاریکی میں ٹامک ٹوئیے مار رہا ہے وہ ابھی تک جاہلانہ تعصبات کی دلدل سے باہر نہیں نکلا اسمیں بسنے والی دو پڑوسی قوموں کے قائدین میں اتنی صلاحیت پیدا نہیں ہوئی کہ اپنے سیاسی معمہ کو حل کر سکیں جنگ عنقریب ختم ہو جائیگی اور اس کے بعد قوموں کی تقدیر کے فیصلے ہوں گے لیکن ہندوستان کی قسمت کا فیصلہ جنگ ختم ہونے سے پہلے ہو چکا ہے اور اس ابتدا سے اس کی انتہا کا اندازہ کیا جا سکتا ہے ہندوستان کا سیاسی مستقبل سخت تاریک ہے! ہندوستان کی سیاسی الجھنوں کو دیکھتے ہوئے یہ فتویٰ دینا کہ یہ اختلافات انگریز کے پیدا کردہ ہیں درست نہیں۔ حکمران قومیں ہر ممکن تدابیر سے حکومت کیا کرتی ہیں اور پھر یورپ کی حکمران قومیں تو میکیاولی کی غیر اخلاقی سیاست کی متبع ہیں جس کی سیاست کا بنیادی اصول یہ ہے کہ سیاست میں سب کچھ روا ہے تو پھر وہ ان تدابیر کو روا کیوں نہ رکھیں گی جو ان کی طرف منسوب کی جاتی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ ہندوستانیوں کو کب ہوش آئیگا اور وہ اپنے اختلافات کو مٹا کر ایک دوسرے کے جائز مطالبات کو قبول کرنا کب سیکھیں گے؟

جناح گاندھی خط و کتابت کو تفصیل کے ساتھ تو ہم درج نہیں کر سکتے البتہ اس خط و کتابت کا ملخص درج ذیل ہے:۔

(ا) گاندھی جی اس مضحکہ خیز پوزیشن میں مسٹر جناح سے ملاقات کرنے گئے کہ وہ اپنے سوا کسی کے نمائندے نہیں ہیں بیشک انھوں نے کہا کہ کچھ طے ہو جائیگا تو کانگرس سے منوانے کے لئے اپنا اثر استعمال کریں گے۔

(ب) گاندھی جی نے راجگوپال اچاریہ کے فارمولے کو مسلم لیگ کی قرارداد لاہور کی عملی شکل بتایا حالانکہ مسٹر جناح کے نزدیک یہ فارمولا مسلم لیگ کی اس مذکورہ قرارداد کی نہایت افسوسناک تحریف پر مبنی تھا۔ مسٹر جناح نے بایں ہمہ فارمولے کے مختلف حصوں کی تشریح کے سلسلہ میں متعدد سوالات کئے ان میں سے گاندھی جی کسی کا بھی واضح اور شافی جواب نہ دے سکے۔

(ج) گاندھی جی نے مسٹر جناح کو لکھا کہ میں کانگرس کے پاس یہ سفارش لے جانے کے لئے تیار ہوں کہ سرحد، سندھ، بلوچستان کو نیز بنگال اور آسام کے ان علاقوں کو جہاں مسلمان اکثریت میں ہیں حق خود مختاری کی بنا پر علیحدگی کا اقرار کر لیا جائے بشرطیکہ باشندوں کی اکثریت علیحدگی کے حق میں فیصلہ کر دے۔

(د) ایک طرف تو گاندھی جی مسلمانوں کا حق خود مختاری تسلیم کر کے علیحدگی تک جانے کے لئے تیار تھے دوسری طرف بڑی بے تکلفی سے فرماتے تھے کہ میں کبھی اس تقسیم پر راضی نہیں ہو سکتا۔''

جناح گاندھی کی خط و کتابت کا مندرجہ بالا خلاصہ اس امر کی اچھی طرح وضاحت کرتا ہے کہ گاندھی جی کسی سمجھوتہ کے لئے تشریف نہیں لائے تھے بلکہ ہندوستان کی سیاسی فضا میں ایک عارضی ڈرامائی کیفیت پیدا کرنا چاہتے تھے تاکہ وہ دنیا پر یہ اثر ڈال سکیں کہ انھوں نے مسلمانوں کے مطالبات کو پورا کرنے کی اپنی طرف سے کوشش کی ہے اس ملاقات کی بے وقعتی تو اس امر سے واضح ہو جاتی ہے کہ گاندھی جی نے اپنی ذاتی حیثیت میں بات چیت کی ہے اور دوسرے راجگوپال اچاریہ کے فارمولے کو لیگ کی قرارداد لاہور کی عملی شکل بتایا، حالانکہ یہ فارمولا قرارداد لاہور کی تحریف پر مبنی ہے تیسرے انھوں نے فرمایا کہ سرحد، سندھ، بلوچستان پنجاب بنگال اور آسام کے ان علاقوں کو جہاں مسلمان اکثریت میں آباد ہیں حق خود مختاری کی بنا پر علیحدگی کا اقرار کر لیا جائے بشرطیکہ باشندوں کی اکثریت علیحدگی کے حق میں فیصلہ کرے یہ محض ہوشیاری ہے کیونکہ ان علاقوں میں غیر مسلم اقلیتیں بہت طاقتور ہیں اور ہندوؤں کی یہ اقلیتیں بہ نہایت آسانی کے ساتھ اثر و نفوذ کو کام میں لا کر ان علاقوں کے باشندوں کی اکثریت کو اس علیحدگی کے خلاف آمادہ کر سکتی ہیں اس علیحدگی کا فیصلہ مسلمانوں کی اکثریت پر چھوڑنا چاہیئے تھا۔

گاندھی جی کی ان ایچاپیچیوں سے بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ درحقیقت ہندو ذہنیت کے ترجمان ہیں اور مسلمانوں کی اکثریت کے مطالبات کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں اور مسٹر جناح نے اپنی غیر معمولی دانائی خلوص اور فراست سے گاندھی جی کی اس ذہنیت کو بے نقاب کر دیا ہے۔ . . .

. . . . . کیا ہی بہتر ہوتا اگر گاندھی جی ہندو ذہنیت کی ترجمانی کے بجائے کسی اچھے نتیجہ پر پہنچکر اعلیٰ درجہ کا سمجھوتہ کر لیتے لیکن معلوم دیتا ہے کہ ابھی وہ دن نہیں آیا کہ جب ہندوستان کی سیاسی گتھیاں سلجھ جائیں۔

الفضل کے پاس کیا عذر باقی ہے؟

خلیفہ صاحب قادیان نے نہایت غلیظ اور سوقیانہ انداز میں دعوت مباہلہ دیتے ہوئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کو خطاب کیا۔

''مولوی محمد علی صاحب بزدل بھی ہیں اور جھوٹے بھی . . . . خدا تعالیٰ کی لعنت کذابوں کی طرح ان کا گلا گھونٹ کر رکھ دے گی اور وہ بھی اور اس افترا میں شرکت کرنیوالا ان کا ہر ساتھی خدا کی چکی میں پیس دیا جائیگا وہ اپنے افترا کی لعنت کو اپنے صحنوں میں اترتا ہوا دیکھیں گے اور کذابوں کی موت مریں گے'' یہ ہے وہ علم الکلام اور ننگ انسانیت طرز خطابت جس سے قادیانی خلیفہ نے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو خطاب کر کے جماعت احمدیہ لاہور کے دلوں کو چھلنی کر ڈالا حضرت امیر ایدہ اللہ نے اس دعوت مباہلہ کا دندان شکن جواب دیا اور دلائل اور حقائق کے ساتھ خلیفہ صاحب کی مغالطہ آمیز منطق اور تعلیوں کے پرخچے اڑا دیئے اور خلیفہ صاحب پر تین الزام عاید کر کے انھیں دعوت مباحثہ اور مباہلہ دی لیکن اس دن سے خلیفہ صاحب خاموش ہیں اور ان کی یہ خاموشی دنیا کے لئے مقام عبرت ہے۔ جو شخص اللہ تعالےٰ کے مقرب بندوں کو جھوٹا اور بزدل کہکر ان کی توہین کرتا ہے اللہ تعالےٰ ایسے شخص کے افترا اور بزدلی کو نمایاں کر دیتا ہے تاکہ دنیا کو معلوم ہو جائے کہ درحقیقت جھوٹا اور بزدل کون ہے اس طویل خاموشی سے خلیفہ صاحب کی حقیقی پوزیشن دنیا پر واضح ہو چکی ہے، معاصر الفضل نے خلیفہ صاحب کے اس افترا اور بزدلی پر بیشمار پردے ڈالنے کی کوشش کی لیکن الفضل کو علم نہیں کہ جھوٹ تو ہزار پردوں سے باہر نکل آتا ہے اور بے نقاب ہو کر دنیا میں اپنی رسوائی کا اعلان کر دیتا ہے۔ اس ضمن میں ہم معاصر الفضل کی ایچاپیچیوں کو کسی گذشتہ اشاعت میں واضح کر چکے ہیں۔ الفضل نے یہ لکھ کر کہ جب تک موضوع بحث طے نہ ہو اس وقت تک مباحثہ نہیں ہو سکتا حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ سے ان مذکورہ بالا تین الزامات کا ثبوت طلب کیا ہے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس کے جواب میں اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۲۲ ر ستمبر ۱۹۴۴ء جو اسی اشاعت میں درج ہے فرمایا:۔

''اس کمال درجہ کی چالاکی کو دیکھئے کہ ایک طرف ان باتوں کے قائل بھی ہیں جو میں نے ان کی طرف منسوب کی ہیں اور چونکہ یہ جانتے ہیں کہ یہ تینوں حضرت مسیح موعود پر افترا ہیں اور ان کا کوئی جواب نہیں اسلئے یہی رٹ لگائی جا رہی ہے کہ ان کے حوالے دو، اگر میاں صاحب خود اپنی زبان سے ایک دفعہ کہدیں کہ جو باتیں میں نے ان کی طرف منسوب کی ہیں ان کے حوالے نہیں دیئے تو میں پھر حوالے دیدوں گا سر ظفر اللہ خاں جنہیں میں نے ثالث ٹھہرایا ہے یہ کہدیں کہ میں نے جو باتیں میاں صاحب کی طرف منسوب کی ہیں ان کے حوالے نہیں دیئے تو پھر میں حوالے رجسٹری کرا کر ان کو بھیج دوں گا''

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بعد قادیانی معاصر کی تمام ایچاپیچیوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ہم نہیں سمجھ سکتے کہ الفضل کے پاس کیا عذر باقی ہے اب تو مکمل طور پر اتمام حجت ہو چکا ہے اب الفضل کے ترکش میں پروپیگنڈا کا کوئی تیر باقی نہیں رہا خلیفہ صاحب کو چاہیئے کہ بجائے الفضل کی حمایت پر رحم فرمائیں اور میدان میں نکل کر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی دعوت مباحثہ اور مباہلہ کو قبول کریں یا اعتراف کریں کہ یہ الزامات درست ہیں اور ان کے پاس ان کا کوئی جواب نہیں ہم پہلے بھی عرض کر چکے ہیں کہ خاموشی سے کام نہیں نکلے گا خلیفہ صاحب کو بہرصورت اس خاموشی کو ترک کر کے جواب دینا ہوگا اب دیکھئے یہ مہر سکوت کب ٹوٹتی ہے؟

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۱۱ اکتوبر کو ڈلہوزی سے واپس لاہور تشریف لا رہے ہیں۔

—— مولوی محمد حسین صاحب حلقہ پٹیالہ تحریر فرماتے ہیں کہ مرزا ظفر بیگ صاحب دہرم پور کے ہاں پوتا پیدا ہوا ہے اس خوشی میں مرزا صاحب نے انجمن کو مبلغ پانچ روپیہ بطور عطیہ دیئے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

—— مولوی محمد حسین صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ نے پوتا عطا فرمایا ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ بچہ کو دین کو دنیا پر مقدم کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور لمبی عمر عطا کرے۔ مولوی صاحب نے اس خوشی میں مبلغ دو روپیہ انجمن کو بطور عطیہ دئے ہیں۔

—— اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مکرم میر مدثر شاہ صاحب پشاور میں بعارضہ ملیریا بیمار ہیں احباب سلسلہ شاہ صاحب موصوف کی شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

—— شیخ عبید اللہ صاحب سیکرٹری جماعت احمدیہ مالک شہزادہ بوٹ ہاوس وزیرآباد دائیں ٹانگ میں درد کی وجہ سے بیمار ہیں چند دن ہوئے خبر موصول ہوئی تھی کہ معمولی افاقہ ہے احباب سلسلہ شیخ صاحب کی صحت کے لئے حضور قلب سے دعا فرمائیں۔

سانحۂ ارتحال

(ا) یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی ملال کے ساتھ سنی جائیگی کہ خورد سالہ عزیزہ نورجہان بیگم بنت جناب مرزا مظفر بیگ صاحب انتقال کر گئی انا للہ وانا الیہ راجعون ہمیں اس صدمہ میں جناب مرزا صاحب موصوف اور ان کی اہلیہ صاحبہ سے گہری ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ

دوسرا مکتوب

(از جناب مولانا مرتضےٰ خانصاحب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم
مکرمی ومعظمی جناب مولوی صاحب۔
السلام علیکم۔

آنجناب کا گرامی نامہ جو میرے عریضہ کے جواب میں ہے شرف صدور لایا مجھ تک آپ کے مضمون خطبہ کا پہنچانے والا "مفسد اور منافق" ہے ایسا ہی ہوگا۔ جنہوں نے خطبہ کا مضمون نمک مرچ لگا کر مجھ تک پہنچایا اور مجھے ملال ہوا۔ میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جناب کو میرے ملال کا خیال ہوا لیکن کیا کہوں؟ آپ کے گرامی نامہ نے میرے ملال کی اچھی تلافی کر دی۔ اور اگر کوئی کسر اس مفسد اور منافق نے آپ کے خطبہ کو نمک مرچ لگا کر مجھے ملال پہنچانے کی باقی چھوڑی تھی وہ آپ کے عنایت نامہ نے پوری کر دی جزاک اللہ اگر یہی شیریں کلامی ہے جس کا وعدہ آپ نے اپنے گرامی نامہ میں فرمایا ہے تو میں یہ کہہ سکتا ہوں ع۔ ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا۔ خیر ع۔ سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔ اب میں آپ کے خط کے مضمون کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

الحمدللہ جو عبارت خاکسار نے آپ کو لکھ کر بھیجی تھی وہ آپ نے بغور پڑھ لی تم الحمدللہ کہ آپ نے اس امر سے کہ اس کے اندر حضرت امام حسینؑ کی بہت تعریف و توصیف کی گئی ہے اور ان کو ایک بلند پایہ کا پاک انسان ظاہر کیا گیا ہے انکار نہیں فرمایا۔ لیکن جناب کے خیال میں دوسری عبارات ایسی ہیں جو اس کی ضد یا نقیض ہیں۔

جناب کی خدمت میں باادب عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب کا یہ نتیجہ غلط ہے۔ آپ پھر غور فرمائیں کیا آپ کی پیش کردہ عبارات اُس عبارت کی نفی کرتی ہیں یا اس کی ضد ہیں۔ جو میں نے پیش کی ہے باہم نقض یا تضاد تو اسی صورت میں لازم آ سکتا تھا کہ جو امور حضرت امام حسین علیہ السلام کے متعلق میری پیش کردہ عبارت میں بیان کئے گئے ہیں آپ کی پیش کردہ عبارات میں ان کی نفی ہوتی۔ یا ان کے عکس یا ضد میں امور بیان کئے جاتے۔ اب میری پیش کردہ عبارت میں سے بعض اہم امور لے لیجئے۔ مثلاً

(ا) حسین رضؓ طاہر مطہر تھا۔
(ب) وہ ان برگزیدوں میں سے ہے جن کو خدا تعالیٰ اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے۔
(ج) بلاشبہ وہ سرداران بہشت میں سے ہے
(د) ایک ذرہ کینہ اس سے رکھنا موجب سلب ایمان ہے۔

اب کیا آپ کی پیش کردہ عبارات میں ایسے فقرات ہیں جو فقرات بالا کی ضد اور عکس ہوں۔ مثلاً۔
(ا) حسین رضؓ (نعوذ باللہ) طاہر مطہر نہیں تھا۔ یا نعوذ باللہ چنان وچنیں تھا۔
(ب) (نعوذ باللہ) وہ ان برگزیدوں میں سے نہیں
. . . .
(ج) وہ (نعوذ باللہ) سرداران بہشت میں سے نہیں . . . . . .
(د) اس سے کینہ رکھنا موجب سلب ایمان نہیں بلکہ نعوذ باللہ موجب تقویت ایمان ہے

آپ غور فرمالیں کہ ایسا فقرہ فقرات بالا میں سے ایک بھی نہیں اور اگر نہیں ہے اور ہرگز نہیں تو یہ کہنا کہ میری پیش کردہ عبارت آپ کی پیش کردہ عبارات سے متناقض یا متضاد ہیں قطعاً غلط نتیجہ ہے۔ اور لفظ تضاد کا غلط اور بے جا استعمال ہے بانی رہا بڑھ کر ہونا۔ مکرم مولوی صاحب! ایسے فقرے یا ایسے الفاظ مستلزم توہین نہیں ہوا کرتے۔ آپ تو خدا کے فضل سے ایک منتہی بزرگ ہیں کیا آپ کو معلوم نہیں کہ باوجود لانفرق بین احد منھم کے تلک الرسل فضلنا بعضھم علےٰ بعض وارد ہے۔ کیا اس میں بعض کی فضیلت سے بعض کی توہین مقصود ہے؟ ہرگز نہیں! خوب یاد رکھئے! کہ ایک کی دوسرے پر فضیلت سے یہ منشا نہیں ہوا کرتا کہ دوسرا ناقص محض اور خوبی سے معرا ہے بلکہ دو کامل انسانوں میں جو ایک کو دوسرے سے ممیز کرتی ہے یا جو کوئی زائد بلند مرتبہ دیا جاتا ہے وہی اُس کی فضیلت ہوتی ہے۔ گویا کمال انسانی کے مختلف مدارج ہیں۔ فافہم!

اس کی تائید میں بعض امثلہ بھی دی جا سکتی ہیں حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحؒ کا دعوےٰ فضیلت اولیائے امت پر ایک مشہور و معروف امر ہے تو کیا اس سے دیگر اولیائے امت کی تحقیر و توہین مقصود ہے؟ حضرت مجدد الف ثانی رحؒ نے بھی اپنی فضیلت کا اظہار دوسرے . . . . ن پر فرمایا ہے تو کیا اس سے مراد ان کی دیگر مجددین کی توہین ہے؟ اور حضرات علمائے عظام وصوفیائے کرام نے حدیث سے استنباط کرتے ہوئے یہاں تک مانا ہے کہ اس امت مرحومہ میں ایسے ایسے افراد پیدا ہونے کا امکان ہے جن پر پیغمبر اور شہدا تک رشک کریں گے تو کیا اس سے مقصد پیغمبروں اور شہدا کی توہین ہے؟ ہرگز نہیں بات وہی ہے جو میں اوپر کہہ آیا ہوں۔ اور آپ کی خاص توجہ کے لئے اس کے ایک حصہ کو خط کشیدہ کر دیا ہے مگر میں آپ سے باادب دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ

(ا) کیا عقیدۂ امکان کذب باری ذات جامع جمیع کمالات کی ہتک نہیں؟

(ب) باوجود صدیق نبیت (مریم) کے حضرت ابراھیم علیہ السلام کی طرف جھوٹ بولنے کی تہمت منسوب کرنا کیا حضرت ابوالانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین نہیں؟ ملاحظہ ہو بخاری کتاب . . . لم یکذب ابراھم الا ثلاثا۔

(ج) کیا حضرت سلیمان کی نسبت یہ ماننا کہ وہ ایک رات میں سو بیوی سے صحبت . . . نے تھے ان کی توہین و ہتک نہیں؟ بخاری کتاب النکاح باب قول الرجل لاطوفن علی نسائہ الخ حالانکہ معمولی دمنوں کے لئے قرآن مجید فرماتا ہے والذین یبیتون لربھم سجدا وقیاما (الفرقان)

(د) کیا اللہ تعالےٰ کی ساق اور قدم مان کر اس کو مجسم ماننا لیس کمثلہ شئی کے خلاف اور اس کی ہتک نہیں؟ ملاحظہ ہوں احادیث یکشف ربنا ان ساقہ فیسجد لہٗ کل مومن و مومنہ بخاری کتاب التفسیر سورۂ قلم نیز و یقال لجھنم ھل امتلئت وتقول ھل من مزید فیضع الرب تبارک و تعالی قدمہ علیھا فتقول قط قط بخاری تفسیر سورۂ باب فیقول ھل من مزید۔

(ر) کیا ہر ایک بچہ کا پیدائش کے وقت مس شیطان سے چھوا جانا اور محض حضرت عیسےٰ اور ان کی والدہ کا بری ہونا جمیع انبیاء کرام (جن میں ہمارے (سید ومولا بھی آ جاتے ہیں) کی ہتک و توہین نہیں؟ کیا تمام انبیاء صلحا و اولیاء شیطان سے مس ہوتے ہیں لیکن ابن مریم اور مریم اس سے پاک ہیں؟ باستثنائے حضرت مریم اور ان کے فرزند حضرت مسیحؑ کے کیا تمام انبیاء اور اولیا اس سے گنہگار ثابت نہیں ہوتے؟ ملاحظہ ہو کتاب التفسیر سورۂ آل عمران مامن مولود یولد الا والشیطان یمسہٗ حین یولد . . . . . . الامریم وابنھا +

(س) حضرت نبی کریم کے متعلق یہ عقیدہ کہ آپ پر جادو ہو گیا تھا حتےٰ کہ آنحضرت یہ سمجھتے تھے کہ ایک کام کیا ہے اور درحقیقت وہ کام نہیں کیا ہوتا تھا۔ اور اس جادو کا ایک سال رہنا کیا یہ عقیدہ آنحضرت صلعم کی بدترین ہتک نہیں؟ اگر یہ درست ہے کہ فی الواقعہ کفار نے آنحضور صلعم پر جادو یا سحر کر دیا تھا تو اُن کا یہ الزام کہ ان تتبعون الا رجلا مسحوراً پھر مجنون آدمی اپنے فعل کا مختار نہیں ہوتا اس لئے اس کا فعل دوسرے لوگوں کے لئے قابل تقلید نہیں ہوتا ذات پاک نبوی پر اس عقیدہ کے ماننے والوں کا وہ حملہ ہے کہ جس سے اسلام کا کچھ رہتا ہی نہیں۔ حوالہ کے لئے ملاحظہ ہو بخاری . . . . . . باب السحر سحر رسول اللہ رجل من بنی زریق لقال لہٗ لبید بن الاعصم حتیٰ کان رسول اللہ صلعم یخیل انہٗ یفعل الشئی وما فعلہٗ۔

عصائے موسوی تو ساحروں کو مغلوب کر لے اور جناب محمد رسول اللہ خود ساحروں کے سحر کا شکار ہو جائیں یا للعجب!

(ش) حضرت موسےٰ علیہ السلام کا ننگے نہانا اور ان کے کپڑوں کو ایک پتھر کا لیکر بھاگنا ان کی توہین میں شامل نہیں؟ دیکھو بخاری کتاب الانبیاء۔ نیز ترمذی ابواب التفسیر۔ تفسیر سورۂ احزاب۔

(ص) حضرت افضل الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تیرہ سو برس سے پیوند خاک ہونا اور حضرت مسیح علیہ السلام کا دو ہزار یا کم از کم انیس سو سال سے چرخ چہارم پر متمکن اور حوائج بشری سے مستغنی ہونا کیا حضرت فخر الانبیا کی ہتک نہیں؟ تمام نبی کھانا کھاتے تھے لیکن حضرت مسیح بغیر کھانا کھانے کے آسمان پر تا ایں دم حی و قیوم کی طرح تشریف فرما ہیں کیا یہ جمیع انبیاء کی توہین نہیں؟

(ض) باوجود اللہ خالق کل شئی حضرت مسیحؑ کا پرندے خلق کرنا اور حضرت افضل الانبیاء کا ایک چیونٹی کا پر بھی نہ بنانا کیا حضرت فخر الرسل علیہ التحیۃ والسلام کی کسر شان نہیں؟

(ط) باوجود حرام علی قریۃ اھلکنا انھم لا یرجعون حضرت مسیحؑ کا بہت سے مردے زندہ کرنا اور حضرت ختمی پناہ کا ایک مردہ بھی زندہ نہ کرنا کیا جناب خیر البشر کی توہین نہیں؟

(ظ) حضرت مسیح ابن مریم کا نفخ روح القدس سے پیدا ہو جانا اور جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نطفۂ انسانی سے پیدا ہونا کیا حق اشرف الانبیاء کی ہتک نہیں؟ اب ذرا انصاف فرمائیے! کہ جو لوگ اس قدر انبار در انبار توہین و اہانت کے مرتکب ہوتے ہیں۔ وہ دوسروں پر توہین آئمہ وانبیاء کا الزام دینے کا کیا حق رکھتے ہیں؟ اور اگر معترض اعتراض کرے کہ یہ امور تو قرآن وحدیث میں درج ہیں اور قرآن وحدیث کو ہم بھی مانتے ہیں تو ان کا حقیقی جواب ملنے پر ہم ان امور پر روشنی ڈالیں گے۔

پھر مجھے تعجب پر تعجب ہے کہ جو لوگ باوجود لوکان من عند غیر اللہ الخ قرآن مجید جیسی کتاب کے اندر ناسخ ومنسوخ مانتے ہیں۔ وہ کسی انسان پر تضاد اور یا اختلاف دینے کا کیا حق رکھتے ہیں؟ کیا ارشاد ربانی مذکورہ بالا کی موجودگی میں اختلاف فی القرآن کا تسلیم کرنا اس کو من عند غیر اللہ تسلیم کرنے کے مترادف نہیں! افسوس ہے کہ معترضین اپنے آنکھ کا شہتیر نہیں دیکھتے اور اسکات خصم کے جوش میں اپنے مسلمات کو بھی بھول جاتے ہیں۔ پھر لطف یہ ہے کہ ایک آیت ایک شخص کے نزدیک منسوخ ہے تو دوسرے کے نزدیک غیر منسوخ ایک دس آیت کو منسوخ قرار دیتا ہے تو دوسرا بیس کو کوئی پانچ کو منسوخ سمجھتا ہے کوئی پانچسو کو غرضیکہ اس میں بھی اختلاف ہے۔ پھر مرفوع التلاوت آیات ہیں کہ تلاوت ان کی نہیں کیجاتی لیکن حکم ان کا باقی ہے اور رہی سیر و تفاسیر کا تو کچھ ٹھکانہ ہی نہیں ایک تفسیر میں کچھ ہے تو دوسری میں کچھ ہے کس کو صحیح سمجھیں اور کس کو غلط افسوس ہے کہ ان لوگوں نے قرآن شریف جیسے پرحکمت کلام کو بوجہ قلت تدبر نعوذ باللہ بھول بھلیاں بنا کر چھوڑا۔ خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ حضرت مجدد مائۃ حاضرہ نے قرآن عظیم کے دامن سے یہ داغ دھو ڈالا جو اس کے بدخواہوں نے اس پر لگایا اور اعلان فرمایا کہ قرآن کی کوئی آیت منسوخ نہیں ایسے محسن انسان کا احسان ماننا فی الحقیقت شکر نعمت کا ادا کرنا ہے کیا ایسے ہی محسن کی کتب پڑھنے سے جناب مجھے روکتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ ان کتب کے پڑھنے سے انسان بھول بھلیاں میں پڑ جاتا ہے آپ کے علمائے کرام کے نزدیک وہ موجود ہیں کہ براہین جیسی کتاب تیرہ سو سال میں نہیں لکھی گئی۔

محترم من! بھول بھلیاں میں پڑنے والے ہی پڑتے ہیں اور قرآن مجید جیسی کتاب کے

متعلق بھی وہ بھول بھلیاں میں پڑ جاتے ہیں غواص تہ سمندر سے موتی نکال لاتا ہے۔ اور انجان غرق آب ہو جاتا ہے۔ جو لوگ تدبر اور فہم اور خدا ترسی سے کام لیتے ہیں وہ بھول بھلیاں میں نہیں پڑتے ہاں جو لوگ قلت تدبر سے کام لیتے ہیں وہی بھول بھلیاں میں پڑتے ہیں اور قرآن مجید جیسی کتاب کے متعلق بھی وہ بھول بھلیاں میں پڑ جاتے ہیں۔

اب میں جناب کی بعض دوسری عبارات کے متعلق کچھ عرض کرتا ہوں۔ جناب نے فرمایا ہے باب تاویل مفتوح ہے۔ اور ہر شخص تاویل کر کے اپنی مطلب براری کر سکتا ہے یہ خاکسار آپ کی اس تحریر میں لفظ تاویل کے صحیح صحیح معنی نہیں سمجھ سکا۔ تاویل کا لفظ قرآن مجید میں متعدد جگہ پھر احادیث میں پھر شعرائے عرب کے کلام میں آیا ہے کیا جناب کی منشاء لفظ تاویل سے وہی ہے جو صورتہائے ذیل میں ہو سکتی ہے یا کچھ اور۔ میری غرض اس سے یہ ہے کہ ہمارے بعض مولوی صاحبان کو تاویل کے متعلق ایک علمی ٹھوکر لگی ہوئی ہے۔ میں بفضلہ اس پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہوں۔ پہلے جناب خود صورتہائے ذیل میں لفظ تاویل کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار فرمالیں۔

اس کے متعلق میں نے اپنے سوالات منسلکہ میں بھی ایک استفسار جناب سے کیا ہے

وہ صورتہائے حسب ذیل ہیں:-

(۱) وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم (۲) لما یاتیھم تاویلہ (۳) وما ینظرون الا تاویلہ (۴) ذالک خیراً و احسن تاویلا۔ (۵) ھذا تاویل رؤیای وغیرہ

آنحضرت صلعم حضرت ابن عباس کے لئے دعا فرماتے ہیں اللھم فقہ فی الدین وعلمہ التاویل۔ سیدنا حضرت علی کی جماعت کا ایک شعر بیان کیا جاتا ہے۔ بنی امیہ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں انا ضربنا کم علی تنزیلہ۔ والآن نضربکم علی تاویلہ۔ تنزیلہ و تاویلہ میں ضمیر قرآن مجید کی طرف جاتی ہے

سر دست میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں اگرچہ جناب نے بحث مباحثہ کو ناپسند فرمایا ہے کہ باعث شقاق و نفرت ہوگا میری گزارش یہ ہے کہ کوئی مکابرہ و مجادلہ مقصود نہیں محض نقد و نظر غرض ہے اسکات خصم کا خیال آپ بھی دل سے نکال دیں اور اس خط و کتابت کو ایک دوستانہ گفتگو کے طریق پر نبھائیں۔ میں انشاءاللہ بعض دیگر امور کے متعلق بھی بشرط فرصت کچھ عرض کروں گا یہ سطور کئی دن سے قلمبند پڑی تھیں چاہتا تھا جمیع امور کے بارہ میں کچھ عرض کروں لیکن فرصت مانع رہی۔ آخر میں میری مودبانہ گذارش ہے کہ اگر آپ اس گفتگو کو پسند نہیں فرماتے تو کم از کم میرے سوالات کا جواب جو ذیل میں عرض کرتا ہوں ضرور مرحمت فرماویں نہایت مشکور ہوں گا فقط

محمد مرتضیٰ خاں

سوالات

(۱) کیا امت محمدیہ کو مجددین محدثین خلفائے باطنی و ظاہری کا وعدہ دیا گیا ہے؟ کیا مجدد کا ہر صدی کے سر پر ظاہر ہونا حدیث سے ثابت ہے؟ اگر ہے تو اس صدی کا مجدد کون ہے؟ حضرت شیخ احمد سرہندی کو آپ مجدد مانتے ہیں؟

(۲) کیا، الہام، رؤیا، کشف اور شرف مکالمۂ الٰہیہ سے یہ امت مشرف کی گئی ہے؟ اور کیا عالم مثال یا عالم رؤیا جس میں معانی مخصوصہ صور خاصہ میں متمثل اور متشکل ہو کر ظاہر ہوتے ہیں اس کا اس امت میں اثبات ہے؟

(۳) کیا آپ کے ہاں قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ کا مسئلہ ہے؟ اگر ہے تو کیوں؟ کیا کچھ آیات مرفوع التلاوۃ بھی ہیں! نیز ظہر و بطن قرآن سے کیا مراد ہے؟

(۴) تاویل کے کیا معنے ہیں؟ کیا کلام الٰہی یا کلام نبوی یا کلام اولیا و مشائخ میں کہیں تاویل کی گنجائش ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اور ہر کلام کو اس کے ظاہر پر حمل کرنا چاہیئے۔ نبی کریمؐ کی پیشگوئیاں محکمات کا حکم رکھتی ہیں یا متشابہات کا؟

(۵) کیا قرآن مجید سے صحیح حدیث مخالف ہو سکتی ہے؟ کیا ایک صحیح حدیث دوسری صحیح حدیث کے مخالف ہو سکتی ہے؟ ایسے اختلاف کی صورت میں کیا راہ اختیار کرنی چاہیئے۔ متضاد احادیث کو ترک کر دینا چاہیئے یا نہیں نیز متناقص اور تضاد کے معنوں پر روشنی درکار ہے بمع امثلہ

(۶) کیا حضرت عبدالقادر جیلانی افضل ہیں یا اصحاب رسول اللہ صلعم اور آئمہ مطہرین تا امام دوازدہم؟

(۸) کیا ایک ولی کو دوسرے ولی پر اور کیا صحابہ کبار میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت حاصل ہے؟ حضرت صدیق اکبر کو صدیق اور حضرت عمرؓ کو عمر عادل جو کہا جاتا ہے اس سے یہ مراد ہے کہ دوسروں میں صفتیں مفقود ہیں؟

(۹) کیا ایک غیر نبی نبی سے افضل ہو سکتا ہے؟ کیا حضرت مسیح ابن مریم یا صحابہ رسول اللہ صلعم و آئمہ مطہرین جن میں جناب حسنین علیہم السلام اور ان کی اولاد شامل ہیں نیز آنے والے مہدی افضل ہیں یا اصحاب رسول اللہ و آئمہ مطہرین تا امام دوازدہم؟

(۱۰) شیعہ حضرات جو حضرات خلفائے ثلاثہ کو منافق اور غدار کہتے ہیں وہ آپ کے نزدیک کس فتوے کے ماتحت ہیں؟ انعقاد مجالس تعزیت سینہ کوبی۔ تبرا بازی، لطم و مرثیہ خوانی۔ تعزیہ سازی آپ کے نزدیک جائز ہیں یا ناجائز۔

(۱۱) کیا نبی جھوٹ بول سکتا ہے؟ (نعوذ باللہ) کیا نبی مسحور ہو سکتا ہے؟ یعنے اس پر سحر کا اثر ہو سکتا ہے؟۔

(۱۲) جن احادیث کا کتب احادیث میں کچھ نشان نہیں ملتا! اگر کوئی مسلمان ایسی احادیث بیان کرے (ظاہر ہے کہ وہ موضوع ہیں) تو اس مسلمان کے لئے کیا حکم ہے۔

(۱۳) مولانا روم کے شعر ذیل کا ترجمہ بیان فرماویں۔ نیز اگر اس کی مختلف توجیہیں ہو سکتی ہیں تو ان سے بھی آگاہ فرمائیں۔ مخالف توجیہات کی وجہ بھی اسے

کو کورانہ مردے کربلا
تا نیفتی چوں حسین اندر بلا

ہر جواب میں اسناد کا ہونا ضروری ہے۔ اس کی پابندی فرمائیں۔ والسلام مع الکرام

خاکسار۔ محمد مرتضیٰ خاں

کیا مصنف صاحب کتاب "فضل عمر" باقی بیان کردہ امور کی صحت ثابت کرنے یا انہیں واپس لینے کیلئے تیار ہیں؟

{از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری}

امر دہم

حضرت خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم رضؓ جب انگلستان میں فریضۂ تبلیغ اسلام سرانجام دے رہے تھے تو انھوں نے وہاں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ سے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق فتویٰ دریافت کیا حضرت مولانا موصوفؓ نے انگلستان میں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دیدی یہ اجازت تو ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہ تو جناب میاں صاحب مکرم اور نہ ان کا کوئی رفیق کر سکتا ہے اور نہ ہی مصنف کتاب "فضل عمر" کر سکے ہیں لیکن یہ اجازت جناب جناب میاں صاحب مکرم اور ان کے رفقا کے لئے چونکہ سخت ناقابل برداشت تلخی اپنے اندر رکھتی ہے۔ اسلئے کہ یہ ان کے موجودہ مذہب پر پانی پھیر دیتی ہے اسلئے جناب مصنف صاحب نے اس اجازت کو درج کرنے کے بعد اپنی طرف سے اس کی ایک وجہ بھی ساتھ ہی درج کر دی ہے جس کے متعلق حضرت مولانا نورالدین صاحبؓ کے شائع شدہ مذہب کو مدنظر رکھتے ہوئے میں کہہ سکتا ہوں کہ وہ محض مصنف صاحب کے اپنے دماغ کا ہی اختراع ہے اور جو محض اپنے موجودہ مذہب پر پردہ ڈالنے کے لئے گھڑی گئی ہے اگر میں اس خیال میں غلطی پر ہوں تو مصنف صاحب مہربانی فرما کر اس کا ثبوت پیش کر کے میری اس غلطی کو دور فرما کر ممنون فرما دیں گے۔

وجہ اجازت { وجہ اجازت جو مصنف صاحب نے لکھی ہے یہ ہے کہ "خواجہ کمال الدین صاحب انگلستان سے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ سے* پیچھے نماز ادا کرنے کی اجازت دیدیں۔ حضرت مولانا بہرحال اجازت دینے کے لئے تیار نہ تھے لیکن خواجہ صاحب نے زور پر زور دیا اور اصرار پر اصرار کیا یہانتک کہ جب امیرالمومنین نے انہیں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے پر اس قدر مصر پایا تو انھوں نے سمجھ لیا کہ اللہ تعالیٰ جو دلوں کے بھیدوں کو جاننے والا ہے اس کی نظر میں تو خواجہ صاحب غیر احمدی اماموں کے پیچھے نماز پڑھنے کے جرم کے مرتکب ہو ہی چکے ہیں اسلئے انھوں نے اس کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے جو خواجہ صاحب نے اس معاملہ میں دکھلائی آخر کار خواجہ صاحب کو غیر احمدی اماموں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دیدی جس کو حاصل کرنے کے لئے وہ اس قدر پیچھے پڑے ہوئے تھے"

مصنف صاحب کے دعاوی اور نماز کے متعلق حضرت مولوی صاحب کا مذہب { مندرجہ بالا تحریر میں مصنف صاحب نے مندرجہ ذیل دو دعوے کئے ہیں:-

دعویٰ اول - حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ کے نزدیک غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنا اللہ تعالیٰ کی نظر میں جرم تھا۔

مصنف صاحب کے اس دعویٰ کی تصدیق واقعات کہانتک کرتے ہیں اسکا علم حاصل کرنے کے لئے میں ذیل میں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ کے تین فتوے نقل کرتا ہوں جو یہ ہیں:-

پہلا فتویٰ۔ کسی سائل کے جواب میں حضرت مولانا رضؓ فرماتے ہیں "جن امام صاحبوں کا ہمیں علم نہیں کہ وہ موافق ہیں یا مخالف انکے پیچھے نماز جائز ہے"

دوسرا فتویٰ - بدر ۱۵ر فروری ۱۹۱۲ء کے ص۱ پر کلام امیر کی سرخی کے ماتحت یوں لکھا ہے "ایک حج کو جانیوالے صاحب نے دریافت کیا کہ ایام حج وغیرہ میں نماز غیر احمدی کے پیچھے پڑھیں یا نہیں؟ فرمایا وہاں کے لوگوں کو روپیہ اور دینار سے غرض ہے نیک لوگوں کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو بعض امام وہاں کے نیک بھی ہیں نیک تالم یا امام کو دیکھو اگر داڑھی وغیرہ ہو اور اچھا ہو تو اسکے پیچھے نماز پڑھ لو"

تیسرا فتویٰ - تیسرا فتویٰ وہ ہے جو جناب میر ناصر نواب صاحب مرحوم حج کو جاتی دفعہ اپنے ساتھ لیکر گئے تھے جس کی بنا پر جناب میاں صاحب مکرم نے بھی غیر احمدی امام کے پیچھے نماز ادا کی تھی،

اب ان تینوں مندرجہ بالا فتووں کو سامنے رکھکر جناب میاں صاحب مکرم کا ہر خدا ترس رفیق غور کرے کہ کیا مصنف صاحب کا یہ دعوے کہ حضرت مولوی نورالدین صاحبؓ غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کو خدا کی نظر میں جرم یقین کرتے تھے درست ہے۔

دوسرا دعویٰ - دوسرا دعوے مصنف صاحب کا یہ ہے کہ حضرت خواجہ صاحبؓ کو اجازت ان کے بار بار اصرار پر دی گئی ورنہ حضرت مولوی صاحبؓ اجازت دینے کے لئے تیار نہ تھے، مندرجہ بالا فتوے مصنف صاحب کے اس دعویٰ کو بھی باطل ثابت کر رہے ہیں جناب میر ناصر نواب صاحبؓ مرحوم جو اجازت لیکر گئے تھے وہ کس کے اصرار پر دی گئی تھی۔ حج پر جانیوالے دوست کے استفسار پر جو اجازت دی گئی تھی وہ کس کے اصرار پر دی گئی تھی ہندوستان میں مساجد کے ان اماموں کے پیچھے جن کے موافق یا مخالف ہونیکا علم نہ ہو نماز پڑھنے کی اجازت کس کے اصرار پر دی گئی کیا ان سب اجازتوں کی موجودگی میں یہ وہم بھی کیا جا سکتا ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رضؓ کو اجازت دینے کے لئے حضرت مولانا رضؓ کو ان کے بار بار کے اصرار کے انتظار کی ضرورت تھی بہرحال اگر مصنف صاحب کے پاس اس امر کا کوئی ثبوت موجود ہے کہ حضرت خواجہ صاحب رضؓ کو ان کے بار بار کے اصرار کے بعد اجازت دی گئی تو وہ اس ثبوت کو پیش فرماویں ورنہ اس بے بنیاد دعوے کو واپس لیں۔

حضرت مولوی صاحب پر حملہ - مصنف صاحب نے اپنے بیان میں کوشش تو غالباً حضرت خواجہ صاحب کی پوزیشن گرانے کی کی ہے لیکن حقیقتاً گرا وہ حضرت مولانا رضؓ کی پوزیشن کو گئے ہیں کیا کسی اشتہار

* [illegible]

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ کی طرف منسوب کردہ خط یقیناً ان کا نہیں

از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

میاں عطاء اللہ صاحب کی معذوری

میاں عطاء اللہ صاحب پلیڈر نے اپنے ایک مضمون میں ایک خط کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا کہ وہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ کی طرف سے خاکسار کو مصر لکھا گیا تھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ خاکسار کو علماء مصر سے قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں جب خاکسار واپس آئیگا تو حضرت مولانا رضؓ کا علم قرآن پہلے سے بھی بڑھکر پائے گا اور اگر حضرت مولانا رضؓ زندہ نہ ہوں تو خاکسار میاں محمود احمد صاحب سے قرآن پڑھ لے چونکہ حضرت مولانا نے ایسا کوئی خط مجھے نہیں لکھا تھا اس لئے جیسا کہ اس سے قبل بھی میں دو دفعہ اس کی تردید کر چکا تھا اس دفعہ بھی میں نے اس کی تردید کی اس پر میاں عطاء اللہ صاحب نے پھر کچھ لکھا جس کے جواب میں میں نے مفصل و مدلل طور پر انہیں سمجھایا کہ ایسا کوئی خط حضرت مولانا رضؓ کی طرف سے اس خاکسار کو نہیں لکھا گیا چاہیئے تو یہ تھا کہ حسن ظنی سے کام لیتے ہوئے اس پر خاموش ہوجاتے لیکن بجائے خاموش ہونے کے انھوں نے پورے تین صفحہ کا مضمون ۱۶ ستمبر کے الفضل میں شائع کیا ہے وہ مضمون کیا ہے گالیوں کا پلندہ مغالطہ دہیوں کا مجموعہ اور بے جا وکالت کا بدترین مظاہرہ ... علاوہ ازیں اسمیں جابجا منافقت کے راگ الاپے گئے ہیں، منافق منافق کی ہی رٹ لگائی گئی ہے۔ بیچارے میاں عطاء اللہ صاحب بھی اس معاملہ میں معذور ہیں کیونکہ اب قادیان میں نفاق کی ہی جہارنی دی جاتی ہے ان کے کان اس لفظ کے سوا کسی لفظ سے آشنا ہی نہیں۔

ہائے افسوس وہ سرزمین جس سے کسی زمانہ میں ایمان ... تقاء - اخلاص کے چشمے پھوٹ رہے تھے وہ اب نفاق - فسق اور ارتداد کے جرموں کو پیدا کرنے اور ان کی پرورش کے سامان مہیا کرنیوالی زمین بنی ہوئی ہے آئے دن اس کے منبروں سے منافقت کا ہی ڈھنڈورا پیٹا جاتا ہے پس جس فضا میں چاروں طرف سے یہی آوازیں آرہی ہوں کہ آج فلاں منافق بن گیا آج فلاں منافق بن گیا اس فضا میں رہنے والا یا اس کی ہوا کو اپنے اندر جذب کرنے والا اگر دوسروں کو بھی منافق نہ سمجھے یا منافق کے لفظ سے یاد نہ کرے تو اور کیا کرے ایسا آدمی یقیناً اپنی تحریر یا تقریر میں اس قسم کے الفاظ استعمال کرنے میں معذور ہے باقی رہا گالیاں سو اس کے جواب میں میں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے ماتحت اذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً اپنے معذور بھائی کے لئے دعا ہی کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس عادت بد سے ہمیشہ کے لئے نجات عطا کرے۔ آمین۔

خط کی اہمیت کو گرانے کی کوشش

دہ خط جس پر آج تک اس قدر زور دیا جارہا تھا میاں عطاء اللہ صاحب کا مضمون بتلاتا ہے کہ میرے دلائل نے کم از کم وہ زور تو توڑ دیا ہے چنانچہ اس مضمون میں سب سے پہلے اس خط کی اہمیت کو گرانے کی کوشش کی گئی ہے چنانچہ آپ لکھتے ہیں "حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کو اپنی صداقت اور اپنے مقام کے انوار و کمالات ثابت کرنے کے لئے کسی شخص کے ارشاد یا کسی پیشگوئی کی خواہ وہ حضرت سیدنا علامہ نورالدین رضؓ کی طرف سے ہی کیوں نہ ہو ضرورت نہیں" صؐ کالم ۲ پھر لکھتے ہیں" مصری صاحب! حضرت اقدس (جناب میاں صاحب) کو اس خط سے قطعاً کوئی دور کا بھی تعلق نہیں آپ خواہ مخواہ ہی اس خط کو ایک اہم ڈاکیومنٹ سمجھتے ہیں،، ص۵ پھر لکھتے ہیں" حضرت مصلح موعود کی نگاہ میں اس کی کوئی قیمت نہیں کیونکہ آپ کسی طرح بھی اپنی صداقت کے لئے اس کے محتاج نہیں ہیں،، ص۵ پر لکھتے ہیں" اگر (یہ خط) ہو تو اس سے حضور کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا اور اگر نہ ہو تو حضور کی صداقت میں ایک بال برابر بھی فرق نہیں آتا" ص۵۔ مندرجہ بالا عبارتیں صاف بتا رہی ہیں کہ خط پر زور دینے کی بجائے اب یہ خوف لاحق ہوا ہے کہ اس خط کے اصلی نہ ثابت ہونے سے جناب میاں صاحب کے مریدوں پر بُرا اثر پڑے گا اور ممکن ہے بعض بیعت ہی فسخ کر دیں اسلئے بطور پیشبندی یہ تمہید باندھی جارہی ہے کہ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے کہ درحقیقت ایسا کوئی خط نہیں لکھا گیا تب بھی جناب میاں صاحب کی صداقت پر کوئی حرف نہیں آتا چنانچہ بعض جگہ تو صاف الفاظ میں اس خطرہ کا اظہار بھی کیا گیا ہے لکھتے" آپ اس خط سے انکار کر کے جماعت کا خدا کی قسم کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے" ص۵ پھر لکھتے ہیں" آپ اس خط سے انکار کی کہانی گھڑ لیں تا شاید کسی ناقص الایمان احمدی کے پائے ثبات میں تزلزل آجائے ص۵ ناقص الایمان کا لفظ اسی لئے استعمال کیا گیا ہے تا متاثر ہونے والے لوگ اس خوف سے اپنے تاثر کا اظہار نہ کرسکیں کہ اس سے وہ ناقص الایمان کا خطاب پائیں گے۔

یہ سب کچھ موجودہ حالت کو مدنظر رکھکر لکھا گیا ہے

میاں عطاء اللہ صاحب پر گھبراہٹ اس قدر طاری ہوئی ہوئی ہے کہ وہ لکھتے وقت اتنا بھی نہیں سوچ سکے کہ آپ جو کچھ لکھ رہے ہیں وہ کس زمانہ کو مدنظر رکھکر لکھ رہے ہیں ان کے سامنے جناب میاں صاحب کی موجودہ حالت ہے وہ سمجھ رہے ہیں کہ شروع دن سے ہی جناب میاں صاحب کو بھی اقتدار حاصل تھا کہ ان کو اپنا اقتدار بٹھلانے کے لئے اس قسم کے دلائل اور خطوط کی ضرورت نہ تھی یاد رہے کہ جس وقت ان کی بیعت ہوئی ہے اور وہ خلافت کی مسند پر رونق افروز ہوئے ہیں اس وقت وہ اپنی پوزیشن کو مضبوط کرنے کے لئے اس سے بھی زیادہ کمزور دلائل اور اس سے بھی زیادہ ضعیف وسائل کے محتاج تھے چنانچہ جائز و ناجائز جس ذریعہ کو بھی وہ اپنی اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے استعمال کر سکے انھوں نے اس کے استعمال میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی خوف طوالت کی وجہ سے میں اس کی تفصیل میں اس وقت نہیں جاسکتا اگر ضرورت پیش آئی تو کسی دوسرے وقت اس پر روشنی ڈالی جائے گی - ہاں موجودہ وقت میں بیشک جیسا کہ عام طور پر آجکل کے پیروں کے سامنے مریدوں کی برتی ہے وہی جناب میاں صاحب کے مریدوں کی ان کے سامنے ہے وہ بھی آنکھیں بند کئے ہوئے ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں وہ دہشت زدگی وغیرہ ذرائع کو استعمال میں آتا دیکھ کر ان کے خلاف زبان نہیں کھول سکتے ایک دفعہ قاضی اکمل صاحب کے سامنے کسی احمدی نے بڑے افسوس کیساتھ اس امر کا اظہار کیا کہ ہمارے حضرت صاحب نمازوں میں بہت کم آتے ہیں قاضی اکمل صاحب نے جواب میں کہا اب کافی اقتدار حاصل ہو چکا ہے اس شخص نے غالباً اس خوف سے کہ کہیں قاضی صاحب اس کی رپورٹ نہ کردیں قاضی صاحب کے خلاف رپورٹ کر دی پھر اس کے نتیجہ میں قاضی صاحب پر جو سختی ہوئی اس کو قادیان کے تمام احمدی جانتے ہیں اب اس سختی کو ملاحظہ کر کے کسی دوسرے کو جناب میاں صاحب کے افعال کے خلاف آواز اٹھانے کی کس طرح جرأت ہوسکتی ہے اور تو اور خود قاضی صاحب بھی اس سختی کے نتیجہ میں الامان الامان پکار اُٹھے چنانچہ ابھی حال ہی میں ان کی ایک نظم شائع ہوئی ہے جس میں انھوں نے اظہار کیا ہے کہ اتنے سال عمر کے کھا چکنے کے باوجود بات کرنیکی تمیز نہ آئی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کمشنوں کی سختیوں اور سزاؤں کی شدت نے انہیں نہ صرف محتاط ہی کر دیا بلکہ بات کرنے کی بھی تمیز سکھلا دی ہے چنانچہ اب وہ اپنی خیر اسی میں سمجھتے ہیں کہ بجائے نکتہ چینی کے قصائد میں تعریف کرتے رہیں۔

پانچہزاری فوج کا نکتہ نکال کر انھوں نے انعام واکرام بھی حاصل کر لیا، پس میاں عطاء اللہ صاحب اس بات کو کان کھول کر سن لیں کہ جناب میاں صاحب کو اس وقت ممکن ہے ان چیزوں کی ضرورت نہ ہو لیکن ابتداء میں انہیں ان چیزوں کی شدید ضرورت تھی کیونکہ جن انوار و کمالات کے ظہور کا آپ خیال فرما رہے ہیں اور جن کی بناء پر آپ سمجھتے ہیں ان کو اس خط کی ضرورت نہ تھی وہ ابتداء میں ابھی ظاہر نہیں ہوئے تھے پس آپ اپنے اس استدلال میں کہ ان انوار و کمالات کی موجودگی میں جناب میاں صاحب کو اس خط کی کیا ضرورت تھی سخت مغالطہ کا شکار ہوئے ہیں سچی بات تو یہ ہے کہ جناب میاں صاحب کے انوار و کمالات نہ پہلے ظاہر تھے نہ اب ہوئے ہیں بلکہ اب تو ان کی خامیاں اور علمی کمزوریاں روز بروز روشن ہوتی جاتی ہیں بیشک جماعت کے بیشتر حصہ نے جناب میاں صاحب کی بیعت کر لی لیکن اس میں جناب میاں صاحب کا کوئی کمال نہیں بلکہ اس کی اصل وجہ تلاش کرنی ہو تو حضرت مسیح موعودؑ کی مندرجہ ذیل تحریر ملاحظہ فرمالیں۔ حضور براہین احمدیہ حصہ پنجم کے ص۵۳ پر فرماتے ہیں" ان امور میں جیسا کہ تصور کیا گیا بڑی مشکلات کا سامنا نظر آیا اور بہت خوفناک حالت دکھائی دی کیونکہ جبکہ میں نے اپنے تئیں دیکھا تو نہایت درجہ گمنام اور احقر من الناس پایا وجہ یہ کہ نہ تو میں کوئی خاندانی پیرزادہ اور نہ کسی گدی سے تعلق رکھتا تھا تا میرے پیران لوگوں کا اعتقاد ہوجاتا اور وہ میرے گرد جمع ہوجاتے جو میرے باپ دادا کے مرید تھے اور کام سہل ہو جاتا،، میاں عطاء اللہ صاحب اور دیگر دوست بھی جو کثرت مریدوں کو جناب میاں صاحب کے کمال اور ان کی سچائی پر دلیل گردانا کرتے ہیں مندرجہ بالا عبارت کو غور سے پڑھیں - اور یہ حقیقت ہے کہ یہ خط بعد میں نہیں بلکہ ابتداء میں ہی بنایا گیا تھا چنانچہ ۱۴ مارچ ۱۹۱۴ء کو وہ مسند خلافت پر رونق افروز ہوئے ہیں اور یکم اپریل کے الفضل میں یہ خط شائع ہو جاتا ہے - پس اس خط کے گھڑنے کی نفی میاں عطاء اللہ صاحب کے پیش کردہ دلائل سے نہیں ہوسکتی۔

یہ خط یقیناً حضرت مولوی صاحب رضؓ کا نہیں

میاں عطاء اللہ صاحب اب واقعات کی بناء پر بحث نہیں کرتے بلکہ وکیلانہ علم کلام کو کام میں لاکر فرضی ڈھکوسلوں سے کام لینے لگ پڑے ہیں چنانچہ خاکسار کے متعلق لکھتے ہیں" وہ اس خط کے متعلق دو ہی باتیں کہہ سکتے تھے اول یہ کہ ممکن ہے خط لکھا گیا ہو لیکن ایسا خط انہیں نہیں ملا دوم یہ کہ نہ ایسا خط لکھا گیا نہ انہیں ملا ان دو مفروضوں کو قائم کر کے وہ فرماتے ہیں کہ اگر خاکسار کو غیرمتقی ثابت کرنے کے لئے اپنا سارا زور قلم خرچ کر دیا ہے لیکن میاں عطاء اللہ صاحب اور ان کے دیگر ہمنوا اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اس شق کو اختیار کرنے سے نہ صرف یہ کہ واقعات کو جھٹلانا پڑتا ہے بلکہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ جیسے عظیم الشان اور مضبوط کیریکٹر والے انسان کے کیریکٹر پر بھی شدید حملہ کا مرتکب ہونا پڑتا ہے کیونکہ حضرت مولانا رضؓ نے بالکل اس کے خلاف خاکسار کو لکھا تھا تفصیل اس کی یہ ہے کہ جب خاکسار مع مکرم شاہ ولی اللہ صاحب مصر گئے اور وہاں کچھ عرصہ قیام کے بعد چند ایک علماء سے ملے تو ان کے علم کا کوئی اچھا اثر ہم پر نہیں پڑا میں نے حضرت مولانا رضؓ کی خدمت میں لکھا کہ یہاں کے علما قرآن نہیں جانتے اس کے جواب میں حضرت مولانا رضؓ نے مجھے لکھا کہ اگر مصر کے علما قرآن نہیں جانتے تو ہم نے آپ لوگوں کو وہاں بھیجنا ہی کیوں تھا ان کے اصل الفاظ تو مجھے اب یاد نہیں لیکن مفہوم یہی تھا اس خط کو مکرم شاہ صاحب نے بھی پڑھا تھا اگر انہیں یاد رہا ہو تو وہ بھی اس کی تصدیق کر سکتے ہیں اس کے علاوہ حضرت مولانا رضؓ بعض اوقات مجھے بعض آیات کے متعلق لکھا کرتے تھے کہ ان کا مفہوم مصر کے علماء سے دریافت کر کے لکھو چنانچہ ایک آیت فاضربوا فوق الاعناق کے متعلق مجھے

وجہ ہے کہ انھوں نے لکھا تھا کہ علماء مصر سے نوٹ کا مطلب دریافت کر کے لکھو چنانچہ میں نے مختلف علماء سے دریافت کر کے لکھا بھی تھا اب یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو مجھے وہ یہ لکھیں کہ تمہیں مصر کے علماء سے قرآن پڑھنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ خط زیر بحث میں ظاہر کیا گیا ہے اور دوسری طرف مجھے یہ لکھیں کہ اگر وہ قرآن نہیں جانتے تو تمہیں وہاں بھیجنے کی ضرورت ہی کیا تھی اور پھر اسی پر بس نہیں بلکہ اس سے بھی بڑھکر بعض آیات قرآنی کو حل کرنے کے لئے علماء مصر کے علم کے اپنے آپ کو محتاج ظاہر کریں یا کم از کم ان کی مدد کے خواہاں ہوں میاں عطاء اللہ صاحب اور ان کے ہمنوا دوستوں کو جاننا چاہیئے کہ حضرت مولانا ان کی طرح کنوئیں کے مینڈک نہیں تھے وہ وسیع القلب اور وسیع النظر تھے وہ آپ لوگوں کی طرح یہ یقین نہ رکھتے تھے کہ جناب میاں صاحب کے سوا قرآن کسی کو آتا ہی نہیں وہ ہر شخص کے علم کی قدر کرتے اور اسکے اقراری تھے خواہ وہ مخالف ہی کیوں نہ ہو ۔اگر میاں عطاء اللہ صاحب نے تقوے اللہ سے کام لیا جس کی تلقین وہ خاکسار کو کر رہے ہیں تو مندرجہ بالا بیان ان کو یقین دلانے کے لئے کافی ہے کہ میں ان کے منفروضہ کی پیروی نہ کرنے میں حق بجانب ہوں اور ساتھ ہی انہیں یہ بھی یقین آ جائے گا کہ فی الحقیقت حضرت مولانا رضؓ نے خاکسار کو ایسا کوئی خط نہیں لکھا اور نہ ہی ان کی شان کے شایاں تھا کہ ایسا خط لکھتے ۔

خط کے متعلق دوسری متفرق باتوں کا جواب

اس حقیقت کو واضح کرنے کے بعد کہ حضرت مولانا رضؓ کی طرف منسوب شدہ خط نہ ان کا ہے اور نہ ہی ان کا ہو سکتا ہے اب میں دیگر متفرق باتوں کا جواب دیتا ہوں جو اس خط کے متعلق مضمون زیر بحث میں درج کی گئی ہیں۔

امر اوّل ۔ پہلی بات میاں عطاء اللہ صاحب نے یہ لکھی کہ خاکسار نے اپنے قرائن کی بنیاد اس بات پر رکھی ہے کہ جناب میاں صاحب مکرم یکم اپریل ۱۹۱۴ء کو الفضل کے ایڈیٹر تھے حالانکہ وہ اس وقت سریر آرائے خلافت تھے ۔

اس کا جواب یہ ہے کہ میاں عطاء اللہ صاحب کو اس بارے میں غلطی لگی ہے میں نے نہ اپنے دلائل کی بنیاد اس امر پر رکھی ہے اور نہ ہی میں نے کہیں لکھا ہے کہ جناب میاں صاحب یکم اپریل کو الفضل کے ایڈیٹر تھے جو کچھ میں نے لکھا اس کا مفہوم یہ تھا کہ اس خط زیر بحث کا مضمون بتلا رہا ہے کہ اگر یہ خط لکھا گیا تھا تو حضرت مولانا رضؓ کے ایام صحت میں لکھا گیا اور صحت کے ایام میں الفضل کے ایڈیٹر جناب میاں صاحب ہی تھے اس لئے ان ایام میں اصل خط یا اس کی نقل انہی کے ہاتھ میں آ سکتی تھی اور یکم اپریل کو جب اس کے شائع کرنے کی ضرورت پیش آئی تو اس وقت کے ایڈیٹر کو وہی دے سکتے تھے کیونکہ یکم اپریل تک تو میری طرف سے نہ اصل نہ نقل پہنچ سکتی تھی ۔ میں اس جگہ اس امر کو بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں نے حضرت میاں صاحب کو اس کی اشاعت کا ذمہ دار کیوں قرار دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ میری خط و کتابت حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ سے جناب میاں صاحب نے مجھے تاکیدی طور پر یہ کہا ان کی معرفت بھیجا کروں چنانچہ جب میں مصر پہنچا تو ابتداء میں میں نے ایک دو خط براہ راست حضرت مولانا رضؓ کی خدمت میں بھیجے اس پر جناب میاں صاحب نے پھر مجھے لکھا کہ میں نے تو آپ کو ہدایت کی تھی کہ حضرت مولانا رضؓ کی خدمت میں خط میری معرفت بھیجنا مگر تم نے براہ راست بھیجنے شروع کر دئے ہیں چنانچہ اس کے بعد میں نے ان کی معرفت خطوط بھیجنے شروع کر دئے اور ان کی معرفت ہی بھیجتا رہا اس لئے یہ صاف بات ہے کہ اگر جناب میاں صاحب اس سے بے خبر نہیں رہ سکتے تھے ۔

مولوی شیر علی صاحب خود سامنے آئیں

مگر اس مضمون میں پہلی مرتبہ میاں عطاء اللہ صاحب نے یہ نئی بات لکھی ہے کہ اس خط کے مضمون کے راوی مولوی شیر علی صاحب ہیں اس سے قبل چونکہ اس کا ذکر کبھی کسی مضمون میں نہیں آیا اس لئے مجھے اس حقیقت سے کس طرح آگاہی ہو سکتی تھی ۱۹۱۴ء کے الفضل کا فائل میرے پاس نہیں کہ میں اس کو دیکھکر علم حاصل کر سکتا ۔

بہر حال راوی کوئی بھی ہو آپ اپنے پہلے مضمون میں لکھ چکے ہیں کہ جو الفاظ شائع ہوئے ہیں وہ حضرت مولانا رضؓ کے اپنے ہیں پس میرا سوال اب بھی قائم ہے کہ کیا راوی نے وہ الفاظ حفظ کر لئے تھے یا نقل کر لئے تھے یا اصل خط ہی اپنے پاس رکھ لیا تھا کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ اگر خط لکھا گیا تو یکم اپریل سے بہت قبل لکھا گیا اگر راوی نے محض حضرت مولانا رضؓ کے خط پر سرسری نظر ہی ڈالی تھی پس تو اس کے ذہن میں اصل الفاظ محفوظ نہیں رہ سکتے تھے کہ وہ اتنے لمبے عرصہ کے بعد اصل الفاظ دہرا دے اس لئے مندرجہ بالا صورتوں میں سے ایک ہی صورت وہ اختیار کر سکتا تھا یعنی یا حفظ کر لے یا نقل رکھ لے یا اصل ہی اپنے پاس محفوظ کر لے ۔

اب چونکہ اصل راوی کا پتہ لگ گیا ہے اس لئے اب جو بھی صورت ہو اس پر مولوی شیر علی صاحب کو خود روشنی ڈالنی چاہیئے میاں عطاء اللہ صاحب یا کسی دوسرے شخص کو اب حق حاصل نہیں کہ وہ واقعات کو چھوڑ کر حقیقت کو چھپانے کے لئے عقلی ڈھکوسلوں کی آڑ لیں مولوی شیر علی صاحب نے اس خط کو خود وضع کیا یا نہیں کیا اس کے متعلق سر دست کچھ کہنا پیش از وقت ہے وہ جب ان امور پر روشنی ڈالیں گے اس وقت اس کے متعلق کچھ کہا جا سکتا ہے آئندہ اس موضوع پر خود مولوی شیر علی صاحب ہی لکھیں اور انہی کی اس خاص معاملہ میں تحریر کو اب قابل التفات سمجھا جا سکتا ہے

دوسرا امر ۔ میں نے لکھا تھا کہ اگر کوئی ایسا خط ہوتا تو ضرور اس کا فوٹو شائع کیا جاتا اس امر کا جواب تو فی الحقیقت کوئی دیا نہیں گیا ہاں اس امر پر زور دیا گیا ہے کہ اس خط کی ضرورت ہی کیا ہے میں پوچھتا ہوں اگر جناب میاں صاحب کی خلافت کی تائید کے لئے حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ کی تحریر کی ضرورت نہ تھی تو اس تحریر کو کیوں شائع کیا گیا جس کے متعلق اپنا یہ ہے کہ پیر منظور محمد صاحب نے حاصل کی تھی کیا اس وقت کے بزرگ حلفاً یہ کہہ سکتے ہیں کہ جماعت کو جناب میاں صاحب کے ارد گرد جمع کرنے کے لئے حضرت مولانا رضؓ کی اس قسم کی تحریروں کی انہیں ضرورت نہ تھی میاں عطاء اللہ صاحب اس مضمون میں خود بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس تحریر کو کم از کم مزید تائیدی حیثیت حاصل ہے دیکھو صفحہ ۔ تو کیا میاں عطاء اللہ کے نزدیک مزید تائید حاصل کرنا کوئی اہم مقصد نہیں اس وقت تو یہ حالت تھی کہ اس قسم کی تائیدیں ہزاروں بھی مل سکتیں تو ان کو حاصل کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جاتا پھر آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ اس خط کی کوئی ضرورت ہی نہ تھی ۔

بیجا وکالت

میاں عطاء اللہ صاحب نے مولوی اللہ دتہ صاحب جالندہری اور صوفی عبدالقدیر صاحب اور پیر سراج الحق صاحب نعمانی اور جناب میاں صاحب کی وکالت بھی کی ہے کہتے ہیں کہ مولوی اللہ دتہ صاحب جالندہری اور صوفی عبدالقدیر صاحب نے اپنی غلطی واپس لے لی ہے ۔ بیشک یہ خوشی کی بات ہے کہ ان دونوں دوستوں نے اپنی غلطی کو واپس لے لیا ہے لیکن ابھی مکمل طور پر نہیں لیا جیسا کہ میں اپنے جوابی مضمون میں واضح کر چکا ہوں جس دن یہ دوست مکمل طور پر واپس لیں گے وہ دن حقیقی خوشی کا ہوگا ۔

پیر سراج الحق صاحب کے متعلق آپ لکھتے ہیں کہ خاکسار نے ۲۴ برس تک ان سے انکی غلطی کی اصلاح کیوں نہ کرائی میاں عطاء اللہ صاحب کو یاد رہنا چاہیئے کہ جس کتاب میں انھوں نے اپنی بنائی ہوئی خواب درج کی ہے وہ انھوں نے اپنی وفات سے تھوڑا عرصہ پہلے ہی تصنیف کی تھی دوسرے یہ ضروری نہیں کہ ہر کتاب جو تصنیف ہوتی تھی وہ میرے مطالعہ سے بھی گذرتی میں نے تو اس کتاب کو میاں صاحب کی بیعت فسخ کرنے کے بعد اس وقت پڑھا جس وقت میں کتاب مثیل مصلح موعود لکھنے کے لئے مواد جمع کر رہا تھا اور اس وقت وہ فوت ہو چکے تھے پس آپ نے اس بنا پر جو گالیاں نکالی ہیں کیا وہ سب کی سب الٹ کر آپ پر ہی نہیں پڑتیں اگر آپ جلد بازی سے کام نہ لیتے تو کیا وکیل ہو کر اتنی بات کا سمجھنا بھی آپ کے لئے مشکل تھا کہ کتاب کا شائع ہونا اور بات ہے اور کسی کا اس کو مطالعہ کرنا اور بات ہے جناب میاں صاحب نے میرے متعلق یہ شائع کیا تھا کہ ۱۹۳۵ء میں میں نے کوئی حلفی بیان ناظر تالیف و تصنیف کو دیا تھا اس پر میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ میرا وہ حلفی بیان پیش کریں اس پر میاں عطاء اللہ صاحب اور مولوی اللہ دتہ صاحب دونوں نے لکھا ہے کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ آپ کے بیان میں حلف نہیں لیکن چونکہ مطالبہ حلفی بیان دینے کا تھا اس لئے ہم اسے حلفی بیان ہی قرار دیں گے میں نے لکھا تھا کہ اگر جناب میاں صاحب بھی ان دوستوں کی تاویل سے متفق ہیں تو وہ اپنی تصدیق شائع کر دیں پھر میں اس کا جواب دوں گا اور مجھے یقین ہے کہ جناب میاں صاحب اس بودی تاویل کی کبھی تصدیق نہیں کریں گے اسی لئے وہ آج تک خاموش ہیں ۔ ہاں میاں عطاء اللہ صاحب نے اس ضمن میں ایک نئی بات یہ لکھی ہے کہ جو پرچہ سوالات مجھے بھیجا گیا تھا اس پر کہ ہر سوال کے سامنے میں نے اپنا جواب لکھوایا ہے میرے خیال میں یہ درست نہیں معلوم ہوتا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جو عکس میری تحریر کا شائع ہوا ہے اس میں ساتھ ہی سوالات کا عکس بھی آ جاتا میرا خیال ہے کہ میاں عطاء اللہ صاحب نے بغیر تحقیق ہی ایسا لکھ دیا ہے باقی رہا میرا اصل بیان سو اس کے متعلق میں نے کبھی انکار نہیں کیا ہاں میں نے لکھا تھا کہ جناب میاں صاحب حلف کا ثبوت پیش کریں یا اپنے بیان کو واپس لیں تو میں اصل بیان کا صحیح مطلب بھی بیان کر دوں گا ۔ سو میں میاں صاحب کے جواب کا منتظر ہوں ۔

مباہلہ جائز ہے

مجھ پر یہ الزام لگایا گیا تھا کہ میں خط زیر بحث کی وصولی سے عمداً منکر ہو رہا ہوں ۔ اور اس انکار میں صریح جھوٹ سے کام لے رہا ہوں اس کے لئے میں نے مباہلہ کا چیلنج دیا تھا میاں عطاء اللہ صاحب لکھتے ہیں کہ اس پر کسی رو سے بھی مباہلہ جائز نہیں مجھے اس کے جواب کی ضرورت نہیں میاں عطاء اللہ صاحب قادیان کے علماء ہی سے دریافت کر لیں کہ آیا اس معاملہ میں مباہلہ جائز ہے یا نہیں اگر علماء نے اس کے عدم جواز کا فتوے دے دیا تو پھر میں اس پر مفصل روشنی ڈال دوں گا ۔

قسموں میں مغالطہ دہی

جناب میاں صاحب کے ذریعہ جو مصفیٰ چشمے جاری ہوئے ہیں ان کا ایک نمونہ بعض ان خطوط میں نمایاں کیا گیا ہے جو بٹالہ کے ایک احمدی کے پاس تھے اور جو میاں عطاء اللہ صاحب نے پڑھے ہیں میں نے میاں عطاء اللہ صاحب سے درخواست کی تھی کہ ان مصفیٰ چشموں سے دنیا کو بھی مطلع کر دیں تا دوسرے لوگ بھی ان سے سیراب ہو سکیں نیز اس محسنہ کا نام بھی بتا دیں جو ان چشموں کے وجود سے اطلاع دینے والی تھی تا دنیا اس کو بھی دعائے خیر سے یاد کرتی رہے ان چشموں سے لوگوں کو اطلاع دینے کی بجائے میاں عطاء اللہ صاحب قسمیں کھانے لگ پڑے ہیں کہ انھوں نے حضرت امیر المومنین یعنی جناب میاں صاحب کا کوئی خط نہیں پڑھا اور نہ کسی احمدی نے اس نیت سے انہیں خط دکھلایا کہ ان پر کوئی جناب میاں صاحب کے خلاف اثر پڑے ۔

میں نے تو ان دونوں باتوں میں کوئی بات بھی نہیں لکھی نہ میں نے یہ لکھا کہ میاں صاحب نے خود اس چشمہ سے اطلاع دی ہے اور نہ ہی میں نے یہ لکھا کہ اس احمدی نے آپ کو وہ خطوط اس نیت سے دکھلائے تھے کہ آپ پر میاں صاحب کے خلاف کوئی اثر پڑے پھر ان پر قسمیں کھانا کیا عمداً مغالطہ دہی سے کام لینا نہیں تو اور کیا ہے کیا یہی وہ تقوے ہے جس پر سارے مضمون میں آپ نے آسمان سر پر اٹھایا ہوا ہے ۔ آپ مہربانی فرما کر ان خطوط میں ذکر کردہ چشموں کو پبلک میں لے آئیں کیوں آپ تغافل سے کام لیتے ہیں آپ جانتے ہیں کہ ان چشموں سے اطلاع دینے والی ایک ثقہ خاتون ہے آپ دوسروں کو استفاضہ سے کیوں محروم کرنے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح میں نے لکھا تھا کہ محمد امین خاں مجاہد بخارا کے قتل پر جو خط آپ نے جناب میاں صاحب کو لکھا تھا وہ بھی شائع کریں اس پر لکھتے ہیں کہ اس میں جناب میاں صاحب

کے خلاف کوئی بات نہ تھی میں نے کب لکھا ہے کہ میاں صاحب کے خلاف اس میں کچھ تھا میں نے تو صرف اس خط کو پبلک میں لانے کی درخواست کی تھی سوجتنا آپ کو یاد ہے اتنا ہی شائع کر دیں۔

ایک غلط الزام آخر میں آپ نے مجھ پر یہ الزام لگایا ہے کہ میں نے دفاتر سے بعض کاغذات اڑا لئے ہیں یہ آپ کا محض بہتان ہے ایک غیر جانبدار کمشن بٹھلائیں اور اس الزام کو ثابت کریں میں نے اگر کاغذات اڑانے ہوتے تو اس قسم کے کاغذات اڑاتا جو ولایت سے مولوی عبدالرحیم صاحب درد اور مولوی محمد یار صاحب کے متعلق وہاں کے انگریز نومسلموں کی طرف سے آتے تھے اور پھر وہ تحریر اڑاتا جو مولوی محمد یار صاحب نے درد صاحب کے متعلق لکھی تھی اور جس میں درد صاحب کا ایک معنی خیز فقرہ جناب میاں صاحب کے متعلق درج تھا میں ان کاغذات کو آسانی کے ساتھ اڑا سکتا تھا کیونکہ یہ تمام کاغذات میرے پاس ہی براہ راست آتے تھے کیونکہ میں اس وقت ناظر دعوت و تبلیغ تھا بہرحال یہ الزام آپ کا محض بہتان ہے لیکن شکر ہے کہ یہ تو تسلیم کر لیا گیا کہ کسی کے کاغذات اڑانا اخلاقی اور مذہبی جرم ہے سو میں نہیں لیکن آپ لوگ اس الزام کے نیچے آتے ہیں جس وقت میں نے میاں صاحب کی بیعت فسخ کی ہے اس وقت میرا لڑکا بشیر احمد لاہور احمدیہ ہوسٹل میں رہتا تھا اس کے ٹرنک کا تالہ توڑ کر اس کے تمام مخطوط نکال لئے گئے حالانکہ ان میں ان کی بیوی کے خطوط بھی تھے پھر ان کو پڑھا گیا . . . . پھر ان میں سے دو خطوں کو جو ان کی بیوی کے ان کی طرف تھے اپنی تائید میں سمجھ کر انہیں شائع بھی کیا گیا شائع کرنیوالے مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری تھے ان دو خطوں میں صرف دو خوابیں تھیں جن کو انھوں نے اپنی تائید میں سمجھا حالانکہ ان کی تعبیر ان کے خلاف جارہی تھی بہرحال وہ خط شائع کئے گئے اور باقی خطوط جس سے کوئی مطلب نہیں نکل سکتا تھا وہ ناظر صاحب امور عامہ کی معرفت مجھے واپس کر دئے گئے، کاغذات کا اڑانا تو معمولی بات ہے قادیان میں تو یہاں تک اندھیر اپڑا ہوا ہے کہ راتوں رات ایک شخص کا دو منزلہ پختہ مکان گرایا جاتا ہے اور صبح تک اس کی اینٹیں، گارڈر، شہتیر، کڑیاں، دروازے وغیرہ سب کچھ اٹھا کر اپنے گھروں میں ڈال لیا جاتا ہے اور بغیر ڈکار کے ہی ہضم کر لیا جاتا ہے کیا ان افعال کے مرتکب بھی دوسروں پر الزام دینے کی جرأت کر سکتے ہیں ہمت ہے تو میدان میں آؤ غیر جانبدار کمشن کے ذریعہ ان سب امور کی تحقیق کرواؤ تا تمہاری ادعاء تقوے وغیرہ کی حقیقت دنیا پر واضح ہو۔

تفسیر نویسی تفسیر نویسی کا چیلنج میاں صاحب نے دیا میں نے قبول کیا میاں صاحب تو میدان چھوڑ کر بھاگ گئے آپ خواہ مخواہ ان کی وکالت کر رہے ہیں اس کے متعلق آپ . . . مولوی اللہ دتہ صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اس کا جواب میں انشاء اللہ مستقل مضمون میں دوں گا۔

(نوٹ۔ بدر ۲ر جولائی سنہ ۱۹۱۰ء کا جو حوالہ آپ نے دیا ہے وہ نہیں ملا مہربانی فرما کر حوالہ درست شائع کر دیں۔)

میاں محمود احمد صاحب جواب دیں

از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ

حضرت مسیح موعودؑ پر جو افتراء میاں محمود احمد نے کئے ہیں میں ان کو افتراء ہی کہتا رہا ہوں اور کہتا رہوں گا اگر وہ مجھے جھوٹا سمجھتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ میری اس دعوت کو قبول کریں اور مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں، میں بھی مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا ورنہ جو الزام میں ان پر دے رہا ہوں وہ ایک ثابت شدہ حقیقت قرار پائے گا۔ دیکھئے میں پھر صاف الفاظ میں ان الزامات کو دہراتا ہوں۔

(۱) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ پر افترا کیا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے دعوےٰ میں یہ تبدیلی کی کہ انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعوئے نبوت کر دیا اور اپنی سابقہ سالہا سال کی انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ کر دیا۔

(۲) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعودؑ پر یہ افترا کیا ہے کہ آپ خود یہ فرمایا کرتے تھے کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

(۳) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر یہ افتراء کیا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء کے قریب حضرت مسیح موعود کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا سابقہ اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا

اگر جناب میاں صاحب کو یہ جرأت ہے تو ان الزامات کی بنیاد پر چاہیں وہ مجھ سے بحث کر لیں جن میں میں ان کے اپنے مریدوں کو تماشا بناؤں گا اور چاہیں تو بحث کے بعد مباہلہ بھی کر لیں۔ یعنی وہ مؤکد بعذاب حلف اٹھائیں کہ ان کے عقائد جو آئینہ صداقت کے صفحہ ۳۵ پر درج ہیں حضرت مسیح موعود کے عقائد کے مطابق ہیں اور میں مؤکد بعذاب حلف اٹھاؤں گا کہ ان کے یہ عقائد حضرت مسیح موعود کے قطعی خلاف ہیں۔ مگر مباہلہ سے پہلے مباحثہ بہرحال ضروری ہوگا۔

اور اگر میاں صاحب اب بھی خاموش رہیں تو دیکھئے میں ان الزامات کو دہراتا رہوں گا یہاں تک کہ ان کے مریدوں میں بھی یہ ایمانی جوش پیدا ہو کہ وہ میاں صاحب سے ان الزامات کی بریت کے متعلق سوال کریں۔

وسط ایشیا کے ”اُویغور“

ایک روسی فاضل کے مقالے کا خلاصہ

پچھلے دنوں ادارۂ مطالعات مشرقی تاشقند کا ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں اُویغور قبیلے کی تاریخ بیان کی گئی۔ جو ایک زمانے میں مشرقی ترکستان کی سرزمین پر آباد تھا۔ پروفیسر الگزانڈر یوں فسکی نے اپنے مقالہ میں ثابت کیا۔ کہ اُویغور وسط ایشیا کی قوموں کے تمدن کی تاریخ میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں یہ ترکمانی اقوام میں سے قدیم تر تھے۔ اور ان کی اپنی تہذیب خاصی ترقی یافتہ تھی۔

مشرقی ترکستان حقیقت میں بہت زیادہ قدیم تہذیب کا گہوارہ ہے دو ہزار سال پیشتر جب وسط ایشیا اور چین کے تعلقات کا آغاز ہوا تو چینیوں نے دیکھا کہ مشرقی ترکستان میں اچھے خاصے آباد شہر بھی ہیں اور ان کی زراعت بھی ترقی یافتہ ہے۔ اس علاقے میں چین، ہندوستان اور بیرونی ایشیا کی تہذیبیں آکر مخلوط ہوگئیں۔ اور کئی صدیوں تک بدھ مت، عیسائیت اور اسلام اس خطے پر اقتدار کی جنگ لڑتے رہے۔

آٹھویں صدی میں عربوں نے اس خطے پر اپنی فتح و نصرت کا جھنڈا گاڑا۔ تو اویغور اور وسط ایشیا کی دوسری قوموں کی ترقی بیرونی ایشیا کے ساتھ وابستہ ہوگئی۔ اور اسلام کی اشاعت کے ساتھ ہی ساتھ پرانے اویغور رسم الخط کی جگہ عربی رسم الخط رائج ہوتا گیا۔

جب منگول (تاتاری) آ گئے تو اویغور چنگیز خاں کی وسیع قلمرو میں ایک ثقافتی قوت کی حیثیت سے نمایاں ہوئے اور اپنے فاتحوں پر اثر ڈالا کہ انھوں نے معمولی رد و بدل کے بعد اُویغور رسم الخط اختیار کر لیا اور اُویغوروں کو اپنا مشیر اور حاکم مقرر کرتے رہے۔

پرانی اُویغور زبان نے وسط ایشیاء۔ ماورائے قفقاز اور ایشائے کوچک میں ترکی ادبی زبانوں کی ترقی کے ابتدائی مراحل میں بہت بڑا اثر ڈالا۔ چنانچہ چودھویں اور پندرھویں صدی میں وسط ایشیا کے اندر جو ادبی کارنامے ظاہر ہوئے خصوصاً جن کا تعلق دینیات سے تھا۔ وہ قدیم اویغور زبان ہی کے اثر کے باعث منصۂ شہود پر آئے تھے۔ چونکہ یہ زبان ترکی ادبی زبانوں میں سے زیادہ قدیم تھی اس لئے اس نے عہد تیموری کے وسط ایشیائی شعرا مثلاً سکاکی۔ لطفی اور شغائی وغیرہ کی زبان پر بھی کافی اثر ڈالا اور اناطولی، ترکی، اور آذربائیجانی زبانوں کے دور تعمیر میں ان ملکوں کے شعراء نے بھی قدیم اویغوری انداز بیان کو آزادانہ اختیار کیا۔ یہاں تک کہ وسط ایشیا میں علی شیر نوائی کے زمانے تک یہ اثر محسوس ہوتا رہا اور نوائی نے ایک نئی ادبی زبان اور جدید روایات کی بنیاد رکھی۔ (انقلاب)

بقیہ از صفحہ ۵

متقی انسان سے یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ وہ کسی کے اصرار پر ایک حرام چیز کو حلال ٹھیرائے، اگر غیر احمدی کے پیچھے نماز اسی طرح حرام ہے جس طرح جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء خیال کرتے ہیں تو حضرت مولوی صاحبؓ جیسی پوزیشن کا آدمی اسے جائز ہونے کا فتوےٰ کس طرح دے سکتا تھا۔

میں حیران ہوں کہ ایک طرف تو مصنف صاحب اپنی کتاب میں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ کے کیریکٹر کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں کہ اگر حضرت مولانا کی خلافت کے متعلق کوئی معترض ہوتا تھا تو اسے جماعت سے خارج کرنے کے لئے تیار ہوجاتے تھے اور دوسری طرف ان کے کیریکٹر کا وہ یہ نقشہ کھینچتے ہیں کہ ان کے دل میں حضرت مسیح موعود کی یہ قدر و منزلت تھی کہ اس کو اگر کوئی علانیہ چھوڑے تو اس کی انہیں مطلقاً کوئی پرواہ نہ تھی جب انھوں نے خواجہ صاحب کو دیکھا تھا کہ وہ بقول مصنف صاحب حضرت اقدس کی تعلیم کے صریح خلاف جارہے تھے اور باوجود سمجھانے کے بھی باز نہیں آتے تھے تو بجائے ان کو اس کے خلاف کرنے کا فتوےٰ دینے کے چاہیئے تو یہ تھا کہ خواجہ صاحب کو لکھتے کہ اگر آپ اس رویہ سے باز نہیں آئیں گے تو آپ کو جماعت سے خارج کر دیا جائے گا نہ یہ کہ بقول آپ کے ان کو گمراہی کے گڑھے میں گرتے دیکھ کر بجائے پکڑنے کے انہیں اس میں دھکیل دیں کیا یہی خدارسیدہ آدمیوں کا کام ہوسکتا ہے خدارا غور کریں کہ جناب میاں صاحب کی محبت کے لو میں آپ لوگوں کا قدم کس طرف اٹھ رہا ہے؟

سانحۂ ارتحال

خانم بی بی صاحبہ بنت مرزا عبدالکریم صاحب مرحوم پونچھ تحریر فرماتی ہیں کہ ان کی بچی زبیدہ خاتون سات ماہ بعارضہ بخار بیمار رہ کر وفات پا گئیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ مرحومہ کا جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

احباب سلسلہ

کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ قادیانی دوستوں سے دریافت کریں۔ کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے بار بار مخاطب کرنے پر بھی خلیفہ صاحب کیوں خاموش ہیں؟

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ پندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر۔ ایس۔ محمد اصغر بی اے
جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق۔

جلد ۳۲ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۲ شوال المکرم ۱۳۶۳ھ ۔ م ۔ ۱۱ اکتوبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۴۰

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ مارا امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں، سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

انبیاء دنیا میں کیوں آتے ہیں؟

سورۂ انبیاء میں معرکہ حق و باطل کا نقشہ

حق و باطل کی جنگ میں بالآخر حق غالب آئے گا

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ ڈلہوزی۔ مورخہ ۲۹ ستمبر ۱۹۴۴ء

قَالَ رَبِّ احْكُمْ بِالْحَقِّ وَرَبُّنَا الرَّحْمٰنُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ

قرآن مجید کو سمجھنے کا طریق یہ سورہ انبیاء کی آخری آیت ہے اس سورت میں یہ بتایا ہے کہ انبیاء دنیا میں اسلئے بھیجے جاتے ہیں کہ حق۔ راستی۔ سچائی کو دنیا میں پھیلائیں اور باطل۔ کجروی۔ جھوٹ کو نیست و نابود کریں جو لوگ قرآن کریم کو سمجھنا چاہتے ہیں ان کے لئے صرف یہ مان لینا کافی نہیں کہ فلاں فلاں لفظ کے کیا کیا معنے ہیں فلاں جملے کا کیا مطلب ہے بلکہ قرآن شریف پر دو طرح پر غور کرنا ضروری ہے اول اس لحاظ سے کہ الفاظ کے معنے کیا ہیں جملوں کی ترکیب کیا ہے۔ اور دوسرے اس طرح کہ بحیثیت مجموعی کسی سورت کا مضمون کیا ہے اور اس کا قرآن کریم کی دوسری سورتوں سے کیا تعلق ہے۔ خدا کا کلام ایک بحر ذخار ہے یا عجائبات قدرت کا ایک مستور خزانہ ہے اس کی گہرائیوں تک وہی شخص پہنچ سکتا ہے اور وہ بھی سب تک نہیں بلکہ اپنی استعداد کے مطابق کچھ موتی اس سمندر سے نکال لیتا ہے جو ایک غوطہ زن کی طرح اس کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔

سورۃ الانبیاء کا مضمون اس وقت میں چند الفاظ اس سورت کے مضمون کے متعلق بحیثیت مجموعی کہنا چاہتا ہوں۔ اس سورت کا نام الانبیاء ہے اور اس میں بتایا ہے کہ انبیاء دنیا میں کیوں آتے ہیں۔ وہ کون ہوتے ہیں۔ ان کا مقام کیا ہوتا ہے ان کے ساتھ سامان کیا ہوتے ہیں اور وہ بے سر و سامانی کی حالت میں دنیا میں کیا انقلاب پیدا کرتے ہیں اس لئے ان کی ابتدا اس آیت سے کی اقترب للناس حسابھم وھم فی غفلۃ معرضون لوگوں کے لئے ان کا حساب قریب ہی ہے مگر وہ غفلت اور لاپروائی سے حق سے منہ پھیرے رہتے ہیں۔ ما یاتیھم من ذکر من ربھم محدث الا استمعوہ وھم یلعبون۔ لاھیۃ قلوبھم۔ جب کبھی ان کے رب کی طرف سے اس خدا کی طرف سے جو ان کی ربوبیت فرماتا ہے۔ کوئی ذکر یعنی مقام بلند پر پہنچانے کا سامان آتا ہے تو وہ اسے ایسی حالت میں سنتے ہیں کہ وہ کھیل رہے ہوتے ہیں یعنی بے حقیقت باتوں میں مشغول ہوتے ہیں ان کے دل حق سے صداقت سے راستی سے غافل ہوتے ہیں، یہاں کھیلنے سے مراد فی الحقیقت یہ نہیں کہ وہ اس وقت کسی گھوڑ دوڑ یا کبڈی یا کسی فٹ بال کرکٹ یا ہاکی کے میچ میں مشغول ہوتے ہیں بلکہ اصطلاح قرآن میں وہ چیز جس کو انسان اپنی تنگ نظری کی وجہ سے اصل مقصد زندگی سمجھ لیتے ہیں یعنی اس دنیا کا کھانا، اس دنیا کے سامان، اس دنیا کے کاروبار یہ سب کچھ لعب یا کھیل ہے۔ اور لھو اس کو اس لحاظ سے کہا کہ یہ انسان کو حقیقت سے غافل کر دیتا ہے کسی کام میں مشغول رکھنے کے لحاظ سے یہ لعب ہے اور کسی امر سے جو حقیقی مقصد زندگی ہیں غافل کر دینے کی وجہ سے وہ لھو ہے۔ دوسری جگہ صاف الفاظ میں فرمایا اعلموا انما الحیوۃ الدنیا لعب و لھو دنیا کی زندگی اسی کو مقصد سمجھ لینا لعب ہے۔ ایک کھیل میں مشغول ہو جانا ہے۔ لھو ہی اصل حقیقت سے بے خبر کرنیوالی چیز ہے۔ پھر اس کی اور صراحت فرمادی وزینۃ و تفاخر بینکم و تکاثر فی الاموال والاولاد۔ ظاہری آرائش کے سامان ایک دوسرے پر فخر اور اموال و اولاد میں ایک دوسرے پر کثرت کی خواہش، کوئی کہتا ہے میں بڑا ہوں اس لئے کہ میرا مرتبہ بڑا ہے۔ دوسرا کہتا ہے میں بڑا ہوں اس لئے کہ میرے پاس مال بہت ہے۔ تیسرا کہتا ہے میں بڑا ہوں کہ میرا جتھہ بڑا ہے۔ حقیقت میں ان میں سے کوئی بھی بڑا نہیں بلکہ اکرمکم عند اللہ اتقٰکم بزرگی اور بڑائی اور چیز سے آتی ہے مگر بلند مرتبہ آدمی اپنے مرتبہ پر اس قدر فخر کرتا ہے۔ بدزبانی کو اپنا حق خیال کرتا ہے۔ دوسرے کی تحقیر کو اپنا حق خیال کرتا ہے۔ یہی حالت مالدار کی ہوتی ہے چونکہ وہ اپنے روپے سے انسانوں سے ہر قسم کے کام جو چاہے لے سکتا ہے اس لئے اس کے اخلاق بھی درست نہیں رہتے وہ سمجھے یا نہ سمجھے مگر اس کے اخلاق پر اس کی ذہنیت پر کثرت مال سے ایک پردہ پڑ جاتا ہے۔ حالانکہ یہ دونوں جانتے ہیں کہ آج کا وزیر کل کو حوالات میں جوابدہی کے لئے بھی پیش ہو سکتا ہے اور آج کا مالدار کل کو مفلس اور دوسروں کا محتاج بھی ہو سکتا ہے۔

دنیا کی زندگی پر فخر مت کرو تو سورۃ انبیاء کی ابتدا اس سے کی کہ اس دنیا کی زندگی پر فخر مت کرو اس کو اصل حقیقت مت سمجھو بلکہ اصل حقیقت دوسری زندگی ہے۔ یہ ایک کھیل ہے وہ اصل حقیقت ہے یہ باطل ہے وہ حق ہے وہ Materialism مادی اشیاء پر بھروسہ جس کو انسان اصل حقیقت سمجھ لیتا ہے وہ اصطلاح قرآن میں باطل ہے بے حقیقت چیز ہے۔ اور حق۔ صداقت اور راستی جہاں Materialism کی نگاہ نہیں پہنچتی جس کو مادی آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں یہ زندگی کی اصل غرض ہے اس کی طرف انبیاء توجہ دلاتے ہیں۔ مگر یہ باطل فی نفسہٖ نہیں جب انسان اسے زندگی کی اصل حقیقت سمجھ لیتا ہے تو یہ باطل بن جاتا ہے۔ خدا کی پیدا کی ہوئی چیز باطل نہیں ما خلقت ھذا باطلا اس کا غیر محل استعمال اسے باطل بنا دیتا ہے مادی اشیاء سے فائدہ اٹھانا باطل نہیں لیکن میٹیریلزم یا مادی منفعتوں کو زندگی کی اصل غرض بنا لینا باطل ہے، لعب ہے لھو ہے۔ انسان بھولتا یہاں ہے کہ جب اسے حق کی طرف بلایا جائے اس چیز کی طرف بلایا جائے جس میں اس کے لئے بلندی اور شرف ہے تو وہ منہ پھیر لیتا ہے۔ خدا حق ہے، خدا کے وعدے حق ہیں خدا کا رسول حق ہے خدا کا پیغام حق ہے ہر ایک صداقت ایک حق ہے۔

حق و باطل کی جنگ یوں سورۃ انبیاء میں حق و باطل کی جنگ کا ایک نقشہ پیش کیا ہے۔ مگر اس کی ابتدا اس سے کی کہ لوگ اپنے حساب کتاب سے غافل رہتے ہیں یعنی اعمال کی جزا و سزا سے۔ اگر غور کیا جائے تو لوگوں کا خدا پر ایمان لانا آسان ہے مگر اعمال کی جزا سزا پر یا دوسری زندگی پر جہاں اعمال کی پوری پوری جزا و سزا ملے گی ایمان لانا بہت مشکل ہے۔ بہت وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں ان کا بھی ایمان آخرت پر۔ دوسری زندگی پر۔ اعمال کی جزا و سزا پر بہت کم ہوتا ہے اور کچھ مغربی تہذیب نے مسلمانوں پر بھی ایسا اثر ڈالا ہے کہ عموماً نظریں اس دنیا کی زندگی تک محدود ہو گئی ہیں، کچھ قربانی بھی ہے تو ان کاموں کیلئے جو دنیوی رنگ میں قوم کے لئے مفید ہوں خدا کے کلام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اس کے لئے اس کے نام کو دنیا میں بلند کرنے کے لئے قربانی النادر کالمعدوم کے حکم میں ہے دین کا نام اس حد تک لیا جاتا ہے جس حد تک وہ دنیا کا کام چلنے دے دین کو دنیا کا خادم بنایا جاتا ہے حالانکہ وہ مخدوم تھا۔ یہ سب باطل کے مختلف رنگ ہیں، سورہ انبیاء میں حق و باطل کی اس جنگ کا نظارہ اول سے آخر تک چلتا ہے یہاں تک کہ اس کے آخری رکوع میں حق و باطل کی اس جنگ کا انتہائی نقشہ کھینچا گیا ہے۔ ایک طرف باطل کا وہ غلبہ ہے جس کی دوسری نظیر دنیا کی تاریخ پیش نہیں کرتی حتیٰ اذا فتحت یاجوج و ماجوج وھم من کل حدب ینسلون یہ حق و باطل کی جنگ جاری رہے گی یہاں تک کہ یاجوج ماجوج کو کھول دیا جائے گا اور باطل کی نمائندہ تہذیب اس قدر ترقی کرے گی کہ تمام بلندیوں پر غالب آجائے گی، اور دنیا وہ نظارہ دیکھے گی جو اس نے کبھی نہیں دیکھا یعنی باطل کا غلبہ ہر بلندی پر ہو جائیگا۔

حق بھی اپنے کمال پر پہنچ جائیگا لیکن جہاں ایک طرف باطل کے اس غلبہ کو انتہا تک پہنچا ہوا دکھایا حق کے کمال غلبہ کی بھی خوشخبری اس کے بعد ہی بیان فرمائی۔ واقترب الوعد الحق باطل کے غلبہ کیساتھ حق کے غلبہ کا وقت بھی آ گیا، کیونکہ حق ہمیشہ باطل کا سر کچلتا رہتا ہے چنانچہ اسی سورت کے دوسرے رکوع میں فرمایا بل نقذف بالحق علی الباطل فیدمغہ فاذا ھو زاھق، باطل کا غلبہ ضرور ہوتا رہتا ہے مگر ہم بھی باطل کے ہر غلبہ کے وقت حق کو لا کر اس پر ایسا مارتے ہیں کہ وہ اسکے دماغ کو کچل دیتا ہے

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام شیخ محمد اختر پرنٹر و پبلشر چھپ کر دفتر پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

پیغام صلح
جلد ۳۲ | یوم چہارشنبہ ۲۲ر شوال المکرم سنہ ۱۳۶۳ھ | نمبر ۴۸

اس کا سر توڑ کر رکھدیتا ہے تب باطل نابود ہو جاتا ہے۔ دنیا کی طاقتیں حق کی مخالف ہوتی ہیں مگر حق ایسی زبردست چیز ہے کہ باطل اس کے سامنے کبھی کھڑا نہیں رہ سکتا چنانچہ جب باطل کے اس انتہائی کمال کا بھی ذکر کیا جو اپنے کمال کو پہنچ جائیگا۔ ان الارض یرثھا عبادی الصالحون۔ فاسق فاجر انسانوں کا دنیا پر غلبہ ہمیشہ کے لئے نہیں ہوگا بلکہ زمین کے وارث صالح بندے ہوں گے اور پھر اسے اور بھی واضح کیا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین محمد رسول اللہ صلعم کا وجود تمام قوموں کے لئے رحمت ثابت ہوگا اگر باطل اپنے کمال کو پہنچ گیا تو حق بھی اپنے کمال کو پہنچ جائے گا۔ اگر ایک وقت باطل تمام دنیا پر چھا جائے گا تو اس کے بعد حق کی رحمت بھی تمام قوموں کو اپنے احاطہ میں لے گی۔

بالآخر حق غالب آتا ہے

سورۃ کا خاتمہ بھی یہی بتاتا ہے حق و باطل کی جنگ میں حق ایک وقت بیشک دبا نظر آتا ہے اور باطل غالب نظر آتا ہے لیکن آخری فیصلہ حق کے لئے ہی ہوتا ہے قال رب احکم بالحق۔ یہ رسول کے دل کی تڑپ ہے، اے میرے رب حق کے ساتھ فیصلہ فرما یا حق کو دنیا میں مضبوط کر دے۔ یہ آواز رسول کے دل سے اس وقت نکلتی ہے جب حق اور باطل کے مقابلہ میں سامان سب کے سب باطل کے ساتھ نظر آتے ہیں اور حق کی حالت انتہائی بیکسی کی ہوتی ہے، اس انتہائی بیکسی کی حالت میں رسول خدا کے آگے گرتا ہے اس کا دل ایک یقین سے بھرا ہوا ہوتا ہے کہ حق بالآخر غالب آئیگا مگر اپنے آپ کو عاجز پاکر وہ اس دروازے پر گرتا ہے جہاں سے حقیقی قوت ملتی ہے ربنا الرحمن المستعان ہمارا رب وہ رحمن ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے۔

آنحضرت صلعم کی تڑپ

محمد رسول اللہ صلعم کے قلب کی گہرائیوں میں کس قدر تڑپ تھی کہ حق اور راستی دنیا پر پھیل جائے اور کس قدر یقین بھرا ہوا تھا کہ خدا آپ کے ساتھ ہے اور آپ کی مدد کرے گا اور حق کو غالب کر دے گا۔ ان دو فقروں پر غور کرو۔ رب احکم بالحق۔ ربنا الرحمن المستعان۔ آپ کے دل کی تڑپ صرف اس قدر ہے کہ حق دنیا میں غالب ہو راستی کا دور دورہ ہو۔ اپنے غلبہ کے لئے یہ دعائیں، اپنے لئے فتوحات کی تڑپ نہیں یہ ہوس نہیں کہ میں اس ملک کا بادشاہ بن جاؤں، یہ بھی نہیں کہ میری قوم دنیا کی حاکم ہو۔ دعا ہے تو یہ کہ حق غالب ہو۔ تڑپ ہے تو یہ کہ سچائی کی فتح ہو مگر خوب یاد رکھئے کہ حق کی فتح اور سچائی کے غلبہ کی آواز اسی دل میں پیدا ہو سکتی ہے جو خود راستی پر قائم ہے جس کے اندر خلوص اور صداقت اور سچائی کی محبت ہے محمد رسول اللہ صلعم کے حق پر ہونے کی اس سے بڑھکر اور کیا دلیل ہوگی۔ کوئی معجزہ ایسی بین دلیل اپنے اندر نہیں رکھتا جیسی یہ دل کی آواز جو انتہا درجہ کی بیکسی کے وقت دل کی گہرائیوں سے پھوٹ کر نکلتی ہے جب حق کو پیروں کے نیچے کچلا جا رہا ہے بات سننے والا کوئی نہیں چاروں طرف درماندگی اور مصائب نظر آ رہے ہیں اس وقت آپ کے قلب سے یہی آواز اٹھتی ہے کہ حق و باطل کی اس جنگ میں فیصلہ کرنیوالا خدا ہے اور اس خدا سے یہ التجا ہے کہ وہ فیصلہ حق کے ساتھ کرے سچائی کو فتح دے۔

آج بھی کفر کے غلبہ کو دیکھکر یہی تڑپ پیدا ہونی چاہیئے

اسی طرح اس دوسرے فقرہ ربنا الرحمن المستعان میں کس قدر یقین خدا تعالےٰ کی مدد پر ہے۔ یعنی بلاشبہ چاروں طرف بیکسی ہی بیکسی ہے باطل کی قوت اور شوکت کی کوئی انتہا نہیں اسلام اور مسلمانوں کی بیکسی کی کوئی انتہاء نہیں۔ مگر یہ یقین کہ اللہ تعالےٰ حق کی مدد کرے گا اس قدر زبردست ہے کہ اس کے سامنے باطل کی ظاہری قوت اور شوکت کے پہاڑوں کا وزن ایک رائی کے دانہ کے برابر نہیں۔ لوگ ہمارا کیا بگاڑ سکتے ہیں حکومت ہمارا کیا بگاڑ سکتی ہے ہمارا رب وہ رحمان ہے جس کی مدد طلب کی جاتی ہے اور وہ مدد کر رہے گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صرف کفر کی وہی شوکت نہ تھی جو عرب کے اندر نظر آتی تھی بلکہ آپ کو یاجوج ماجوج کے غلبہ کی قوت و شوکت بھی دکھائی گئی تھی۔ مگر آپ کے دل میں نہ کفر کی اس پہلی قوت و شوکت کی کوئی وقعت تھی نہ اس دوسری قوت و شوکت کی جب یاجوج ماجوج دنیا کی تمام بلندیوں پر غالب آجائیں خدا کی قوت کے سامنے کوئی قوت نہیں ٹھہر سکتی وہ عرب کے بت پرست ہوں یا ساری دنیا کے نصاریٰ ہوں۔ حق اب بھی دنیا میں غالب آئیگا۔ محمد رسول اللہ صلعم کی دعا رب احکم بالحق آج کے لئے بھی اسی طرح ہے جس طرح اپنے سامنے حق و باطل کی جنگ میں تھی۔ آپ کا یقین ربنا الرحمن المستعان پر آیندہ زمانہ کے لئے اسی طرح تھا جس طرح اپنے سامنے کے حالات میں ہاں آج ضرورت یہ ہے کہ کفر کے غلبہ کو دیکھکر یاجوج ماجوج کی فتوحات کو دیکھکر ہر مسلمان کے دل سے آج یہی تڑپ اُٹھے رب احکم بالحق۔ جو محمد رسول اللہ صلعم کے دل سے اُٹھی تھی۔ اور ہر مسلمان کے دل میں وہی یقین ہو ربنا الرحمن المستعان کہ خدا کی مدد کے سامنے کوئی قوت نہیں ٹھہر سکتی جو محمد رسول اللہ صلعم کے قلب میں تھا اس تڑپ کو پیدا کرنے کیلئے اور اس یقین سے دلوں کو بھرنے کے لئے اس صدی کا مجدد اور اس امت کا مسیح آگیا۔ مگر لوگوں نے اس کی آواز کی قدر نہ کی۔ ہاں اس کی اپنی جماعت بھی اگر اس کی آواز کی قدر کرے اور رب احکم بالحق کی تڑپ کو سینوں میں لئے ہوئے اور ربنا الرحمن المستعان کے یقین سے لبریز دلوں کے ساتھ قدم آگے اٹھائے تو آج بھی غلبۂ حق کے ان نظاروں کا کچھ رنگ نظر آسکتا ہے جو اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلعم کو دکھائے تھے۔

خلیفہ صاحب قادیان کی عبرتناک خاموشی

معاصر الفضل کا عذر لنگ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے گذشتہ خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا تھا:۔

"اس کمال درجہ کی چالاکی کو دیکھئے کہ ایک طرف ان باتوں کے قائل بھی ہیں جو میں نے ان کی طرف منسوب کی ہیں اور چونکہ یہ جانتے ہیں کہ یہ تینوں حضرت مسیح موعود پر افترا ہیں اور ان کا کوئی جواب نہیں اسلئے یہی رٹ لگائی جا رہی ہے کہ ان کے حوالے دو اگر میاں صاحب خود اپنی زبان سے ایک دفعہ کہدیں کہ جو باتیں میں نے ان کی طرف منسوب کی ہیں ان کے حوالے نہیں دیئے تو میں پھر حوالے دیدوں گا سر ظفر اللہ خاں جنہیں میں نے ثالث ٹھیرایا ہے یہ کہدیں کہ میں نے جو باتیں میاں صاحب کی طرف منسوب کی ہیں ان کے حوالے نہیں دیئے تو پھر میں حوالے رجسٹری کرا کر بھیجدوں گا"

یہ قطعی اور فیصلہ کن بات ہے جس سے ہر ایک عقلمند انسان بخوبی اندازہ کر سکتا ہے کہ اگر اس فیصلہ کن بات کے ہوتے ہوئے بھی معاصر الفضل ایچا پیچیوں کو طول دیتا ہے تو اسکی حقیقی غرض خلیفہ صاحب کی "بزدلی" اور کمزوری پر پردہ ڈالنا ہے۔ خلیفہ صاحب نے تفسیر نویسی اور دعوت مباہلہ کے جواب میں خاموشی اختیار کر کے اپنی "بزدلی" پر مہر ثبت کر دی ہے اور دنیا کے لئے ایک مقام عبرت پیدا کر دیا ہے۔ خلیفہ صاحب نے انتہائی بے باکی کے ساتھ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کو دعوت مباہلہ میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا "مولوی محمد علی صاحب بزدل بھی ہیں اور جھوٹے بھی .... وہ اپنے افتراء کی لعنت کو اپنے صحنوں میں اترتا ہوا دیکھیں گے اور کذابوں کی موت مریں گے" لیکن آج عقلمند لوگ خود فیصلہ کریں کہ یہ الفاظ کس پر صادق آتے ہیں اگر خلیفہ صاحب کے پاس صداقت ہے تو وہ خاموش کیوں ہیں؟ وہ کیوں ان الزامات کی تردید نہیں کرتے جو ان پر عاید کئے گئے ہیں؟ اگر ان کے پاس کوئی معقول عذر ہے تو وہ کیوں اپنی زبان سے اس کا اظہار نہیں کرتے؟

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک فیصلہ کن بات پیش کی ہے "کہ اگر میاں صاحب خود اپنی زبان سے ایک دفعہ کہدیں کہ جو باتیں میں نے انکی طرف منسوب کی ہیں ان کے حوالے نہیں دیئے تو میں پھر حوالے دے دوں گا سر ظفر اللہ خاں جنہیں میں نے ثالث ٹھیرایا ہے یہ کہدیں کہ میں نے جو باتیں میاں صاحب کی طرف منسوب کی ہیں ان کے حوالے نہیں دیئے تو پھر میں حوالے رجسٹری کرا کر ان کو بھیجدوں گا" بات تو بالکل سیدھی ہے لیکن الفضل نے اسمیں انتہا درجہ کی ایچا پیچیاں کی ہیں ایک عجیب بات جو اس نے پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ پیغام صلح نے ہوالے طلب کرنیوالوں کو الفضل کی بیوقوفی قرار دیا اور حضرت امیر ایدہ اللہ نے اسے میاں صاحب کی کمال درجہ کی چالاکی لکھا۔ الفضل لکھتا ہے کہ انتہا درجہ کی بےوقوفی اور کمال درجہ کی چالاکی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتیں معلوم نہیں کہ اسمیں عجیب بات کیا ہے؟ اگر پیر چالاک ہو اور مرید بیوقوف ہوں تو انتہاء درجہ کی چالاکی اور کمال درجہ کی بیوقوفی ایک جگہ جمع ہو جاتی ہیں اور قادیان میں جمع ہیں۔ پیری مریدی کے لئے ان دو ضدوں کا ہونا اشد ضروری ہے ورنہ یہ سلسلہ ہرگز نہ چلے گا اور اگر کہیں یہ سلسلہ نظر آتا ہے تو وہاں یہی دو خصوصیات نمایاں طور پر نظر آئیں گی آخر اسمیں عجیب بات کیا ہے کیا روشن واقعات کے ہوتے ہوئے بھی معاصر الفضل کو اسمیں شک ہے؟ خلیفہ صاحب کی خاموشی پر معاصر الفضل اس قسم کی ایچا پیچیاں کرنے پر مجبور ہی سہی لیکن اس بات کا اس کے پاس کیا جواب ہے کہ جب خلیفہ صاحب پر عاید کردہ الزامات بے بنیاد ہیں تو وہ خود کیوں نہیں بولتے کیوں اعلان نہیں کرتے کہ یا الزامات غلط ہیں وہ ان باتوں کے قائل نہیں اور نہ انہوں نے کبھی ایسی باتیں کہی ہیں؟ آخر وہ اس بات سے بے خبر نہیں ہیں کہ انکی خاموشی

برنرڈ شا اور ہندو مذہب

انگلستان کے مشہور تمثیل نگار برنرڈ شا کی حال ہی میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس میں اس نے ہندو مذہب کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا ہے:۔

"ہندو مذہب دنیا کا سب سے زیادہ روادار مذہب ہے اسلئے کہ اسکا جو خدا ہے برتر ہے، وہ تمام ممکن خداؤں کا جامع ہے۔ ہندو مذہب تو اسقدر لچکدار اور لطیف واقع ہوا ہے کہ بڑے بڑے موحد اور بڑے بڑے مشرک دونوں کے لئے اس کے اندر یکساں گنجائش نکل سکتی ہے۔"

(ہندو، مدراس۔ ۱۷ر ستمبر سنہ ۴۴ء ملخص)

جارج برنرڈ شاہ کے اس نقرہ پر ہندو بہت خوش ہیں لیکن اسمیں خوشی کی کوئی بات نہیں جس مذہب میں توحید اور بت پرستی دونوں کی گنجائش ہے یہ اسکی تعریف نہیں بلکہ ہجو ہے اور دوسرے یہ بیان تاریخی واقعات کے خلاف ہے ہندو مذہب والوں نے بدھ مت والوں کیساتھ جس رواداری کا ثبوت دیا وہ کسی تشریح کا محتاج نہیں۔ ہندو مذہب تو ایک ایسی ماں ہے جس کے ہاتھ اپنے بچوں کے خون سے رنگین ہیں یہ روادار کیسے ہو سکتا ہے ہندو مذہب اتنا رجعت پسند ہے کہ اس میں کوئی اصلاحی تحریک جو اس کے بنیادی اصولوں کے خلاف ہو پنپ نہیں سکتی اور نہ آج تک پنپی سکی ہے۔

پیغام صلح کی ضخامت

پیغام صلح کو کوٹا کا کاغذ اتنا ملتا ہے جس میں ایک پرچہ چار صفحات پر اور دوسرا صفحات پر شائع ہو سکتا ہے ہم آیندہ پرچہ

تیسرا مکتوب

از جناب مولٰنا مرتضٰے خان صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

بخدمت جناب مولوی صاحب۔
السلام علیکم۔

امید ہے کہ میرا پہلا عریضہ جناب نے بغور مطالعہ فرما لیا ہوگا۔ اور جناب پر واضح ہو گیا ہوگا کہ کسی بزرگ کے دعوے فضیلت سے مراد دوسرے کی توہین و ہتک نہیں ہوتی۔ جس طرح بحکم تلک الرسل فضلنا بعضھم علٰی بعض رسولوں کو ایک دوسرے پر فضیلت ہے اسی طرح امت محمدیہ کے مجددین و مصلحین نے ایک دوسرے پر اپنی فضیلت کا اظہار فرمایا ہے۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

فکل بلاد اللہ ملکی حقیقۃ
واقطابھا من تحت حکمی اطاعتی

حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎

وبداند کہ بر سر مائۃ مجدد ے گذشتہ است۔ اما مجدد مائۃ دیگر است و مجدد الف دیگر۔ چنانچہ درمیان مائۃ و الف فرق است در مجددین اینھا ہماں قدر فرق است بل مجدد آنست کہ ہر چہ درآں مدۃ فیض بامتان برسد بتوسط او برسد۔ اگرچہ اقطاب و اوتاد آں وقت بود و بدلا و نجبا باشند۔
(مکتوب امام ربانی جلد ۲ صفحہ ۱۴ مکتوب ۴)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں:۔

فھمنی ربی جل جلالہ انا جعلنک امام ھذا الطریقۃ واوصلناک ذروۃ سنامھا وسردنا طرق الوصول الی حقیقۃ القرب کلھا الیوم علیٰ طریقۃ واحدۃ وھی محبتھا والانقیاد لک ...... فاھل الغرب واھل المشرق کلھم رعیتک وانت سلطانھم علموا اولم یعلموا فان علموا فازوا وان جھلوا خابوا
(تفہیمات الٰہیہ)

ملاحظہ فرمایا آپ نے کہ مندرجہ بالا برسر بزرگوں کے دعاوی فضیلت ایکدوسرے پر کس قدر بین اور صاف ہیں تو کیا ان دعاوی فضیلت سے ان کی مراد توہین اور ہتک دوسرے بندگان امت کی ہے ہرگز نہیں۔ علی ہذا القیاس اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ نے بھی باقتضائے ضرورت ایسا دعوے کیا ہو تو اس سے کچھ محظور لازم نہیں آسکتا۔ مولانا صاحب! کیا عرض کروں۔ حضرات اولیائے کرام نے بڑے بڑے دعاوی اپنی فضیلت اور بزرگی کے کئے ہیں۔ سبحانی ما اعظم شانی اس کا ذکر مثنوی میں ہوا ہے۔ پھر حضرت بایزید بسطامی رح یہانتک فرما دیتے ہیں لوائی افضل من لواء محمد۔ ؎

پنجہ در پنجہ خدا دارم
من چہ پروائے مصطفٰے دارم

حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ کا ارشاد ہے:۔

؎ دمبدم روح القدس اندر معینے می دمد
من نمی گویم مگر من عیسیٰ ثانی شدم

حضرت خواجہ فریدالدین عطار فرماتے ہیں ؎

میتواں موسٰی کلیم اللہ شد
از ریاضت میتواں اللہ شد
(جواہر الذات عطار صفحہ ۳۳)

حضرت نیاز احمد بریلوی فرماتے ہیں:۔

عیسیٰ مریمی منم احمد ہاشمی منم
حیدر شیر نر منم من نہ منم نہ من منم
(دیوان نیاز)

الغرض حضرات اولیائے کرام کے دعاوی فضیلت مسلمات میں سے ہیں۔ اگر ان پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔ تو کسی اور ولی اللہ پر بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اگر یہ دعاوی فضیلت قابل اعتراض ہیں اور ان سے محظور لازم آتا ہے تو پھر بیشک آپ کو حق حاصل ہے کہ دوسروں کے متعلق جو مناسب سمجھیں کہیں۔ تعجب تو یہ ہے کہ اگر اسی قسم کی باتیں حضرت میرزا صاحب کہیں تو قابل اعتراض بن جاتی ہیں لیکن اگر یہی بزرگان دین فرمائیں تو ان پر آمنا وصدقنا کہا جاتا ہے تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ:۔

میں اللہ تعالیٰ کا مرید ہوں۔ اور اس کا مراد بھی میری ارادۃ کا سلسلہ بغیر کسی واسطہ کے اللہ سے ہے۔ اور میرا ہاتھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کا قائم مقام ہے پس محمد رسول اللہ کا مرید بھی ہوں اور اس کا پیر بھائی بھی۔
(مکتوبات مجدد الف ثانی جلد سوم مکتوب ۸۷)

اب مولانا صاحب! غور فرمائیے! حضرت مجدد صاحب فرماتے ہیں کہ میری ارادۃ کا سلسلہ بغیر کسی واسطہ کے اللہ سے ہے۔ اور میں حضرت رسول اللہ صلعم کا پیر بھائی بھی ہوں۔ اب اس سے بڑھکر کیا غوغے ہو سکتا ہے کہ ایک امتی جو مرید ہے وہ حضور سرور کائنات کا پیر بھائی ہونے کا مدعی ہو۔ اور بغیر واسطہ کے وہ اللہ تعالیٰ کا مرید ہو۔ اور حضرت خواجہ فریدالدین عطار نے تو کمال ہی کر دیا کہ ؎

از ریاضت میتواں اللہ شد

حضرت بایزید بسطامی نے یہانتک فرما دیا کہ لوائی افضل لوائے محمد۔ پھر یہ کہ پنجہ در پنجہ خدا دارم۔
من چہ پروائے مصطفٰے دارم

حضرت مسیح موعود کا کلام بھی سن لیجئے ؎

ما از و یابیم ہر نور و کمال۔ وصل دلدار ازل بے او محال

پھر ؎

ایں چشمۂ رواں کہ بخلق خدا دہم
یک قطرۂ ز بحر کمال محمد است
ایں آتشم ز آتش مہر محمدی است
ویں آب من ز آب زلال محمد است

پھر:۔

اس نور پر فدا ہوں اس کا ہی میں ہوا ہوں
وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

یہ تو محض لطیفہ نمونہ عرض کیا ورنہ اس کے علاوہ ہزارہا اشعار میں اور متفرق کتب میں بتکرار یہی ظاہر فرمایا کہ جو کچھ آپ کو ملا۔ وہ بوجہ تبعیت حضرت ختمی پناہ ملا۔ اور یہ کہ کوئی انسان اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی اطاعت کا جُوا گردن پر نہ رکھے۔

الغرض فضیلت کے دعادی پہلے بزرگوں نے بھی کم کچھ نہیں کئے۔ اور یہ انصاف نہیں کہ ایک ولی زید ایک بات کہے تو جائز وہی بات یا اس قسم کی بات اگر ایک دوسرا ولی بکر کہے تو وہ ناجائز ہو جائے۔ تافہم۔

میں نے اپنے پہلے عریضہ میں آپ کے اعتراض دربارہ فضیلت کا جواب دیتے ہوئے جناب کے معتقدات کے متعلق بھی چند امور اصح الکتب سے پیش کئے تھے۔ امید ہے کہ آں جناب ان پر روشنی ڈالیں گے۔ ورنہ آپ جو الزام ہم پر لگاتے ہیں اس سے بڑھکر زیادہ الزامات دربارہ توہین انبیاء کرام علیہم السلام بلکہ توہین ذات باری آپ پر لگ سکتے ہیں۔ تاکہ جناب کو بارثانی ان امور پر غور و فکر کا موقعہ مل سکے۔ میں ذیل میں ان کا ملخص پھر عرض کئے دیتا ہوں:۔

(۱) حضرت باری کے متعلق امکان کذب تجویز کرنا۔

(۲) حضرت ابوالانبیاء پر تین بار جھوٹ بولنے کی تہمت لگانا۔

(۳) حضرت سلیمان کے متعلق یہ اعتقاد رکھنا کہ وہ ایک رات میں سو بیویوں کے پاس جاتے تھے۔

(۴) اللہ تعالیٰ کو مجسم ماننا۔ ان کی پنڈلی اور پاؤں بتانا اور پاؤں کا دوزخ پر رکھنا۔

(۵) مریم اور ابن مریم کو مس شیطان سے بری ماننا باقی تمام کا جن میں حضرت فخر الانبیاء بھی شامل ہیں شیطان سے مس کیا جانا ماننا۔

(۶) حضرت نبی کریم صلعم کو مسحور ماننا۔

(۷) حضرت موسٰی کا برہنہ نہانا اور ان کے کپڑوں کو پتھر کا لے بھاگنا۔

(۸) حضرت مسیح علیہ السلام کا دو ہزار سال سے الاٰن کما کان بغیر کسی تغیر کے مثل حی و قیوم آسمان پر متمکن ماننا۔

(۹) حضرت مریم علیہا السلام کا نفخ روح القدس سے حاملہ ہونا ماننا۔

(۱۰) حضرت مسیح کا خالق طیور اور ان کا محی الموتیٰ ہونا ماننا۔

تلک عشرۃ کاملۃ

جناب کے ان اعتقادات کی مفصل سندات اور ان پر میری جرح میں اپنے عریضہ سابقہ میں عرض خدمت کر چکا ہوں اس جگہ مختصر عرض کیا ہے۔

اگر فی الواقع یہ آپ کے معتقدات میں ہے تو اس میں شک نہیں کہ اسلام کا کچھ باقی نہیں رہتا نہ ذات باری ہی عیوب و نقائص سے مبرہ منزہ رہ سکتی ہے نہ انبیاء کرام غلیظ ترین الزامات سے بچ سکتے ہیں اور پھر نہ ہی حضرت سرور کائنات سیدنا ولد آدم صلی اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء تو درکنار نعوذ باللہ من ذالک نبی رہ سکتے ہیں۔ فتفکر۔

آپ پھر غور کریں کہ ان اعتقادات کی رو سے کس قدر توہین ذات باری تعالیٰ و توہین انبیاء کرام و حضرت رسول عربی صلعم لازم آتی ہے۔ باایں ہمہ الزام دوسروں پر ہے کہ فلاں امام کی تم نے توہین کی ہے اور فلاں نبی کے متعلق یوں اور یوں لکھا ہے۔ لم تقولون مالا تفعلون۔ کبر مقتاً عند اللہ ان تقولوا مالا تفعلون۔ کلام باری کے بارہ میں جو ہتک اور توہین آپ لوگوں نے روا رکھی وہ بھی روز روشن کی طرح ظاہر ہے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ کلام مجید کے متعلق آپ لوگوں کے جو اعتقادات ہیں وہ چشم بد دور ایسے ہیں کہ

(۱) نہ قرآن مجید کلام الٰہی رہ سکتا ہے
(۲) نہ اسکو مکمل کہا جا سکتا ہے
(۳) نہ اس کی محفوظیت ثابت و قائم رہ سکتی ہے۔

میں نے اپنے گذشتہ عریضہ میں مختصراً عرض کیا تھا کہ قرآن مجید میں ناسخ و منسوخ کا ماننا اس میں اختلاف کا تسلیم کرنا اور بفحوائے نص لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیراً اسکو من عند غیر اللہ ثابت کرنا ہے۔ پھر بعض آیات قرآنی کا مرفوع التلاوۃ ماننا درحقیقت موجودہ قرآن کو غیر مکمل ماننا ہے اور اس کی محفوظیت پر ایک ایسا زبردست حملہ کرنا ہے کہ اسلام کا اس سے کچھ باقی نہیں رہ جاتا۔ اب میں اس مضمون کے متعلق آپکے بعض علمائے کرام و فقہائے عظام کی سندات عرض کرتا ہوں:۔ سنئے!

سرآمد فقہائے زماں حضرت ملا جیون جون پوری تحریر فرماتے ہیں:۔

یجوز نسخ الکتاب بالکتاب وبالسنۃ وکذا یجوز نسخ السنۃ بالسنۃ وبالکتاب عندنا یعنی قرآن کا قرآن و سنت سے اور سنت کا سنت و قرآن سے منسوخ ہونا ہمارے نزدیک جائز ہے۔

پھر فرماتے ہیں:۔

ثم المنسوخ من الکتاب انواع اربعۃ۔ یعنی آیات منسوخہ کی چار قسمیں ہیں

(۱) منسوخ التلاوۃ والحکم جمیعاً یعنے وہ آیات جن کی تلاوت اور احکام سب منسوخ ہوگئے۔ کما سورۃ الاحزاب کانت مائتی آیۃ وثلث مائۃ والاٰن بقی علی فی الصحائف وھو ثلثۃ وسبعون آیۃ وکذا سورۃ الطلاق کانت اطول من سورۃ البقرۃ لا یعنے سورۃ احزاب دوسو یا تین سو آیات پر مشتمل تھی۔ اور اب موجودہ قرآن میں بقدر ۷۳ آیات کے باقی ہے۔ یعنی ۱۲۷ آیات یا ۲۲۷ آیات منسوخ ہو کر اڑ گئیں

نہ وہ آیتیں باقی رہیں نہ وہ حکم۔ کیا اس عقیدہ کی رو سے قرآن مجید مکمل کہلا سکتا ہے اور کیا اس کی محفوظیت کا دعوےٰ غلط ثابت نہیں ہوتا۔ اور کیا یہ بدترین توہین قرآن مجید کی نہیں ہے۔ کیا کوئی سلیم الفطرت انسان جو قرآن مجید کو مکمل مانتا ہو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ عقیدہ رکھ سکتا ہے۔ پھر لکھا ہے کہ سورۂ طلاق سورۂ بقرہ سے بہت لمبی تھی۔ باقی سورۃ کہاں گئی۔ کیا نعوذ باللہ کوئی بکری کھا گئی یا کسی اونٹ نے چر لیا۔

(۲) منسوخ التلاوۃ دون الحکم

یعنی وہ آیات جن کی تلاوت منسوخ ہو گئی۔ مگر ان کا حکم بحال ہے۔ کقولہ تعالیٰ الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموھما نکالاً من اللہ واللہ عزیز حکیم

اے حسرۃ بلا یہ آیت منسوخ التلاوۃ ہو گئی مگر اس کا حکم جاری ہے۔ کیوں صاحب اس آیت کا کیا قصور تھا کہ اسکو قرآن شریف سے باہر رکھا گیا۔ اور کیا اس پر بھی آپ دعوےٰ فرمائیں گے کہ آپ کے نزدیک قرآن مجید مکمل اور محفوظ ہے۔ یہ سلوک ہے آپ کا قرآن مجید کے ساتھ اور اس پر اگر کوئی مرد خدا اصلاح کے لئے کھڑا ہو تو الٹا آپ لوگ ہاتھ دھو کر اس کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔

(۳) منسوخ الحکم دون التلاوۃ

یعنے وہ آیات جن کی تلاوت بحال ہے مگر احکام منسوخ ہو گئے کسورۃ الکافرین و امثالہا۔ کیوں صاحب! اگر اس کے احکام منسوخ تھے تو تلاوت میں لانے کی کیا ضرورت تھی؟ عجب معاملہ ہے کہ جن سورتوں کا حکم جاری ہے وہ تو قرآن مجید سے باہر اور جن کا حکم جاری نہیں وہ قرآن کے اندر کیوں مکرم مولینا صاحب! کیا اب بھی آپ نہیں مانیں گے کہ آپنے قرآن مجید جیسی کتاب کو نعوذ باللہ کیا بھول بھلیاں بنا دیا پھر ضد دوسروں پر ہے کہ ان کی کتابیں پڑھنے سے انسان بھول بھلیاں میں پڑ جاتا ہے نیز ان کی کتابوں میں تضاد اور اختلاف ہے۔ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ۔

(۴) منسوخ الوصف الذی فی الحکم

(تفسیرات احمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ ملا جیون جون پوری مطبوعہ بمبئی صفحہ ۱۶) اب ذرا غور فرمایئے کہ ایسے اعتقادات کے ہوتے ہوئے اسلام کا کچھ باقی رہ سکتا ہے۔ اور یہ نتیجہ ہے ہمارے علمائے کرام کی قلت تدبر کا ورنہ قرآن مجید یہی قرآن مجید جو بین الدفتین ہے مکمل اور محفوظ ہے اور نہ کوئی اس کی آیت باہر ہے اور نہ کوئی منسوخ ہے۔ قصہ کوتاہ اسی قدر اس سے ظاہر ہو گیا کہ جب قرآن مجید سے یہ سلوک روا رکھا گیا تو پھر اگر حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کے ساتھ بھی ایسا ہی سلوک روا رکھا جائے اور انکو متضاد قرار دیا جائے تو کیا جائے شکایت ہے؟

اب میں بعونہٖ آپ کے گرامی نامہ کے دوسرے امور کا جواب عرض کرتا ہوں۔ جو آپ کے خطبہ جمعہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ نے حدیث سیکون فی امتی ثلاثون کذابون ۔ ۔ ۔ ۔ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی بیان فرمائی ہے۔ بیشک کسی نبی کا آنا بعد از آنحضرت صلعم ناممکن ہے۔ کیونکہ اس سے ختم نبوت باطل ہوتی ہے اور لا نبی بعدی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ مگر جہاں کسی نئے نبی کا آنا ناممکنات میں سے ہے اسی طرح کسی پرانے نبی کا آنا بھی ناممکنات میں سے ہے کیونکہ لا نبی بعدی میں نئے یا پرانے کی کوئی تخصیص نہیں ہے صاف لفظ ہیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ بس نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے نہ پرانا اور جو لوگ نیا نبی تو نہیں مانتے لیکن وہ کسی پرانے نبی کا آنا بعد از حضرت ختمی پناہ مانتے ہیں وہ بھی ایسے ہی منکر ختم نبوت ہیں جیسے کہ وہ جو آپ کے بعد کسی نئے نبی کے آنیکا عقیدہ رکھتے ہیں۔ غرض ختم نبوت دونوں طرح باطل ہوتی ہے خواہ کوئی نیا نبی آنا مانے خواہ پرانا نبی۔ لا نبی بعدی کے الفاظ میں کوئی خصوصیت نہیں۔ کہ پرانے نبی تو آجائیں گے نئے نہیں آئیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ اس زمانہ میں سوائے ایک ہماری جماعت احمدیہ لاہور کے کوئی جماعت اسلامی ختم نبوت کی قائل نظر نہیں آتی۔ پس اگر آپ کو فی الواقعہ "فساد فی الارض" کی اصلاح منظور ہے اور آپ مہر ختم نبوت کو قائم رکھنا چاہتے ہیں تو اس عقیدہ باطلہ کا قلع قمع کرنا بھی ضروری ہے کہ بعد از آنحضرت صلعم جہاں کوئی نیا نبی نہیں آسکتا وہ پرانا بھی نہیں آسکتا۔ کیونکہ ختم نبوت دونوں طرح سے باطل ٹھہرتی ہے۔ علاوہ ازیں کئی ایک اشکال لازم آتی ہیں۔

(۱) حضرت مسیح کا اس قدر طویل طویل عرصہ تک محض اس لئے آسمان پر بٹھائے رکھنا کہ انکو آخری زمانہ میں بھیجا جائے اور ان کو اس قدر لمبے عرصہ تک عضو معطل کی طرح بیکار رکھنا خلاف مصلحت الٰہیہ ہے

(باقی آئندہ)

بیرونی جماعتیں توجہ فرمائیں

سب بیرونی جماعتوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقوں کے سالانہ انتخابات کر کے مرکز میں بھجوا دیں۔ جماعت احمدیہ بمبئی کا سالانہ انتخاب درج ذیل ہے۔

صدر:- خانصاحب عبدالعزیز خاں (ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس)
سکرٹری:- مولوی عمرالدین صاحب شملوی۔
محمود احمد صاحب بی اے - خزانچی (جنرل سکرٹری)

قابل توجہ سکرٹری صاحبان

جماعتہائے بیرونی و مبلغین کرام

اکتوبر انجمن کے مالی سال کا آخری مہینہ ہے اس لئے جملہ جماعتہائے کے سکرٹری صاحبان اور مبلغ حضرات کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ تمام جمع شدہ رقوم اور ہر قسم کے بقایاجات وصول کر کے اختتام ماہ رواں سے قبل مرکزی خزانہ میں بھیجدیں تاکہ اس سال کی آمد اسی سال میں جمع ہو سکے۔ یہ بڑا ضروری امر ہے انفرادی چندہ دہندگان بھی توجہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ اسسٹنٹ سکرٹری تحصیل

روس کی کامیابی میں مسلمانوں کا حصہ

۱۹۱۷ء سے پہلے روس کی حالت کسی حیثیت میں بھی قابل اطمینان نہ تھی، زار شاہی سرمایہ داری اور "گرجاگھر" کے اقتدار نے عام باشندوں کے امن و سکون کو تباہ کر دیا تھا۔ ۱۹۱۷ء میں ایک حیرت انگیز انقلاب رونما ہوا۔ اور برسر اقتدار پارٹی نے کمیونزم کے فلسفہ پر عمل شروع کر دیا۔ گزشتہ اٹھائیس سال میں کمیونزم اور روس کے طرز حکومت میں بہت سی قابل لحاظ تبدیلیاں واقع ہوئیں۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء کا ناگہانی انقلاب چند انتہا پسند اشخاص کی جدوجہد کا نتیجہ تھا۔ لہٰذا انھوں نے جدید مغربی نظریوں کی بنیاد پر ملک کی زندگی کو از سر نو تشکیل دینا چاہا لیکن یہ کوشش امن و سکون کی فضا پیدا نہ کر سکی شروع میں لکھا جا چکا ہے کہ ۱۹۱۷ء سے پہلے روس میں شہنشاہیت، سرمایہ داری اور "گرجاگھر" کے جور و ستم کا طوفان برپا تھا۔ قدیم زمانہ سے روس مذہب کی طرف زیادہ مائل تھا۔ اس لئے گرجاگھر کے ارباب اختیار اپنے اقتدار کو ناجائز طور پر استعمال کر رہے تھے۔

اس جور و استبداد کا نتیجہ یہ ہوا کہ روسی انقلاب پسندوں نے مذہب اور سرمایہ داری کو لائق نفرت قرار دیدیا اور پوری شدت کے ساتھ مذہب کی مخالفت شروع کر دی۔ تاریخی شواہد سے یہ ثابت ہو کہ سوویٹ روس کے علاقوں میں تقریباً تین کروڑ مسلمان آباد ہیں۔

اور ۱۹۱۷ء کے انقلاب میں ترکستان کے جانباز مسلمانوں نے خاص حصہ لیا تھا۔ لیکن جب ظلم و ستم کے ساتھ مذہب کی مخالفت شروع کی گئی تو ترکستان۔ آذر بائیجان۔ باشقرستان اور دیگر مسلم آبادیوں میں غم و غصہ کی ایک لہر دوڑ گئی۔ کمیونزم کے طوفانی پروپیگنڈے کے باوجود فرزندان اسلام اپنی جگہ سختی کے ساتھ قائم رہے اور ہر تکلیف کو برداشت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ فاشی درندوں نے روس پر شدید حملہ کر دیا۔

مارشل اسٹالن۔ ترکستان۔ آذر بائی جان۔ قفقاز۔ باشقرستان اور یوکرائن کے جانباز مسلمانوں کی جرأت و شجاعت سے خوب واقف تھا۔ اس لئے فاشی طوفان کے سامنے آتے ہی اس نے فی الفور مذہب کی مخالفت کو قانونی جرم قرار دیا۔ انقلاب پسندوں نے مذہب کی مخالفت ترک کر دی۔ تین کروڑ مسلمانوں کے اہم مطالبات تسلیم کر لئے گئے۔ طرز حکومت میں قابل لحاظ تبدیلیاں ہوئیں۔

اس خوشگوار انقلاب کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ترکستان اور آذر بائی جان۔ قفقاز باشقرستان اور یوکرائن کے جانباز مجاہد جنگ کے میدان میں حصہ لے رہے ہیں۔ یہ شمع حریت کے پروانے اپنے وطن کی حفاظت کے لئے بے پناہ انداز میں لڑ رہے ہیں اور آزادی کی بقا کے لئے اپنا خون بہا رہے ہیں۔

طرز حکومت میں تبدیلی کا ایک خوشگوار نتیجہ یہ ہے کہ آذر بائی جان۔ قفقاز۔ باکو اور ماسکو میں از سر نو تبلیغی مراکز قائم ہو گئے ہیں۔ حکومت کی طرف سے یہ اعلان شائع ہو گیا ہے کہ کسی شخص کے مذاہب اور عقیدے میں کوئی مداخلت نہیں کی جائے گی۔ ہر شخص کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ جس مذہب کو بہتر سمجھے اختیار کرے۔ مذہبی عبادت خانوں اور مذہبی اجتماعات پر اب کسی قسم کی پابندی عاید نہیں ہے۔ الکوا کے نامہ نگار کا بیان ہے کہ ۱۹۱۷ء کے روس اور موجودہ روس میں زمین و آسمان کا فرق ہے مذہب کے خلاف جو تحریکیں جاری تھیں وہ اب ختم ہو چکی ہیں اور جنگ کے بعد حالات زیادہ قابل اطمینان ہو جائیں گے۔ (انقلاب)

شاہ فاروق نے نحاس پاشا کو برطرف کر دیا

قاہرہ ۹ ر اکتوبر۔ شاہ فاروق نے نحاس پاشا کی کابینہ کو برخاست کر دیا ہے۔ اس خبر سے قاہرہ میں بیحد ہیجان پھیل گیا۔ جہاں ریڈیو سے سرکاری طور پر اس اطلاع کو عربی۔ انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں نشر کیا گیا۔ کافی مدت سے شاہ اور نحاس پاشا میں اختلافات چلے آتے تھے ایک اور اطلاع مظہر ہے کہ نحاس پاشا میں کچھ کشمکش پیدا ہو گئی تھی جسے اس امر نے اور بھی شدید بنا دیا تھا کہ نحاس پاشا نے حفظ عامہ کے ڈائرکٹر کو حال ہی میں برطرف کر دیا تھا جب شاہ فاروق ماہ رمضان میں مسجد قاہرہ میں فریضہ نماز ادا کرنے کے لئے گئے تو انھوں نے ایسے اشتہار دیکھے جن پر "نحاس پاشا زندہ باد" لکھا تھا۔ شاہ فاروق نے ڈائرکٹر حفظ عامہ کو حکم دیا کہ ان اشتہاروں کو فوراً اتار دیا جائے۔ ڈائرکٹر نے اس فرمان شاہی کی تعمیل کی لیکن بعد ازاں نحاس پاشا کے حکم سے اسے اپنے فرائض سے سبکدوش کر دیا گیا۔

شاہ فاروق نے علی ماہر پاشا کو نئی وزارت کی تشکیل کے لئے دعوت دی ہے۔ علی ماہر پاشا کو اعلیٰحضرت شاہ مصر نے جو مکتوب خاص تحریر فرمایا ہے اس میں مذکور ہے کہ موجودہ نازک صورت حالات کے پیش نظر اور چونکہ مجھے آپ کی قابلیت اور خلوص نیت پر پورا پورا بھروسہ ہے کہ آپ اس کام کے اہل ثابت ہوں گے لہٰذا میں نے فیصلہ کیا ہے کہ نئی کابینہ کی تشکیل کے لئے آپ کو دعوت دوں۔

مسٹر وینڈل ولکی کا انتقال

نیویارک ۹ ر اکتوبر۔ مسٹر وینڈل ولکی آج رحلت فرما گئے۔ آپ انجماد خون کے عارضہ میں مبتلا تھے مسٹر وینڈل ولکی کو کل آکسیجن کے شیشے میں رکھا گیا یہ کارروائی اسلئے کی گئی تھی کہ آپ کے قلب اور پھیپھڑوں میں انجماد خون کی غیر معمولی کیفیت پیدا ہو چکی تھی کل طبیبوں نے یہ رائے قائم کی تھی کہ آپ کی حالت سخت نازک ہے۔ آج صبح دو بجکر ۲۰

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا معتقدار

پیغام صلح

آرگن

ایڈیٹر ۔ ایس ۔ محمد آصف بی ۔ اے ۔
جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۲ | لاہور ۔ یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۹ شوال المکرم ۱۳۶۳ھ ۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۴۱

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا ۔
۲ ۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ۔
۳ ۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی ۔
۴ ۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجدد ونکا ماننا ضروری ہے ۔
۵ ۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا ۔

سورۃ الفتح میں عظیم الشان خوشخبری

اسلام کا تمام دینوں پر غالب آجانا فتح مبین ہے

غلبۂ اسلام مقدر ہو چکا ہے

مسلمان اگر مجدد کو مان لیتے تو صدیوں کا کام سالوں میں ختم ہو جاتا

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ لاہور ۔ مؤرخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۴ء

انا فتحنا لک فتحاً مبینا ۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطاً مستقیما ۔ وینصرک اللہ نصراً عزیزا (سورۃ الفتح)

عظیم الشان خوشخبری بڑی عظیم الشان وہ خوشخبری ہے جو ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو دی فتح عطا فرمائی اور فتح بھی کیسی فتح مبین بالکل کھلی فتح جس میں شک کی گنجائش باقی نہ ہو یہ فتح مبین کیا تھی؟ بعض لوگوں نے اسے فتح مکہ پر بھی لگایا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ فتح دنیا کی تاریخ میں عجیب ترین فتوحات میں سے ہے ۔

فتح مکہ اگر دو دنیوی طاقتیں لڑ رہی ہوں اور ان میں سے ایک طاقت مغلوب ہو جائے تو دوسرے وقت میں وہی طاقت غالب بھی آجاتی ہے اور یہ دنیا میں عام طور پر ہوتا ہی رہتا ہے ابھی کل کی بات ہے کس طرح ایک طاقت اٹھی اور دنیا پر غالب آگئی اور آج وہی طاقت ایسی حالت میں نظر آتی ہے کہ اس کے لئے اپنے ملک کی حفاظت کرنا مشکل ہو رہا ہے لیکن فتح مکہ میں دو طاقتوں کی لڑائی نہ تھی جس کا نتیجہ فتح مکہ کی صورت میں رونما ہوا فی الحقیقت ایک طرف روحانی طاقت تھی اور دوسری طرف مادی طاقت تھی اس لئے بعض لوگوں نے فتح مکہ کو بھی اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا ہے ۔

صلح حدیبیہ اور سورۃ الفتح قرآن کریم کی بعض آیات کے متعلق قطعی طور پر معلوم ہے کہ وہ کن حالات میں نازل ہوئی تھیں اس سورت کے متعلق بھی معلوم ہے کہ تاریخ اسلام میں ایک واقعہ صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے ۔ حدیبیہ ایک مقام ہے جو مکہ معظمہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر ہے حضرت نبی کریم صلعم حج کی نیت سے نکلے تھے جس وقت مکہ معظمہ سے ۹ میل کے فاصلہ پر رہ گئے تو مقابل پر قریش نکل آئے اور انھوں نے کہا ہم تمہیں مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے آنحضرت صلعم نے بعض شرائط پر قریش سے صلح کر لی وہ شرائط ایسی تھیں کہ مسلمانوں کو ناگوار گذریں اور صحابہ صلح حدیبیہ کی شرائط کو اسلام کے لئے ذلت کا موجب سمجھ کر مغموم ہو گئے ۔ قریش نے تین دفعہ چڑھائی کی تھی اور تینوں دفعہ شکست کھائی تھی تو اس وقت حضرت نبی کریم کا ان شرائط پر صلح کر لینا مسلمانوں کے لئے ذلت کا موجب سمجھا گیا بڑے بڑے صحابہ کو بھی ناگوار گذرا یہاں تک کہ حضرت عمر جیسے انسان نے بھی آنحضرت صلعم کو یہ الفاظ کہدیئے ۔ کیا آپ رسول اللہ ہیں کیا ہم حق پر نہیں تو پھر ہم دین میں ذلت کیوں گوارا کریں ۔

اس سفر سے حضرت نبی کریم صلعم واپس آگئے تو رستہ میں یہ سورت الفتح نازل ہوئی ۔ جب یہ سورت نازل ہوئی تو آپ نے حضرت عمر کو یاد فرمایا اور یہ سورت سنائی اس وقت حضرت عمر رضو نے سوال کیا یا رسول اللہ یہی فتح ہے تو آپ نے فرمایا یہی فتح ہے

صلح حدیبیہ کے نتائج تاریخ نویسوں نے لکھا ہے کوئی فتح صلح حدیبیہ سے بڑھ کر نہیں ہوئی کیونکہ قریش اور مسلمانوں میں اس قدر بغض اور عداوت پیدا ہو چکی تھی کہ میل ملاقات بند تھی اور کفار کے لئے موقعہ نہیں تھا کہ مسلمانوں سے میل ملاقات کر کے ان کے اخلاق کو دیکھیں اور ان چیزوں سے مجوب تھے جن سے وہ اسلام کی طرف آ سکتے ۔ یہ دیکھا ہے کہ صلح حدیبیہ نے کافروں اور مسلمانوں کے میل جول کا رستہ کھول دیا اور نتیجہ یہ ہوا کہ تین سال کے اندر گروہ در گروہ لوگ اسلام میں شامل ہوئے اور ان کے ساتھ سواد اسلام بہت بڑھا ۔

قرآن مجید کا حل قرآن مجید سے قرآن کریم تو ہمیں تاریخ کا بھی محتاج نہیں چھوڑتا اگر ہم خود قرآن مجید کو غور سے پڑھیں اور دیکھیں کہ کیا قرآن مجید نے خود بھی اس کی تشریح فرمائی ہے ۔ تو ہمیں معلوم ہوگا کہ قرآن کا کوئی مقام ایسا نہیں جو قرآن سے ہی حل نہ ہو جائے ۔ قرآن مجید کے مشکل مقامات کا حل خود قرآن مجید میں موجود ہے ۔ یوں بھی موٹی بات ہے محمد رسول اللہ صلعم کے لئے فتح مبین کیا ہو سکتی ہے کسی شہر اور ملک کو فتح کر لینا کیا یہ کسی رسول کے لئے فتح مبین کہا سکتی ہے رسول عام دنیوی فتوحات کے لئے دنیا میں نہیں آتا وہ اسلئے آتا ہے کہ دنیا کی اصلاح کرے اور انقلاب عظیم پیدا کر دے خدا تعالیٰ کی ہستی پر لوگوں کا ایمان پیدا کر دے نیکی کے لئے کشش پیدا کرے ، بدی سے نفرت پیدا کرے رسول کی فتح نہیں ہو سکتی جب تک وہ یہ خصوصیات نہ پیدا کرے خواہ وہ سو ملکوں کو فتح کر لے اس کی فتح نہیں ہو سکتی جب تک وہ اس مقصد میں کامیاب نہ ہو جس مقصد کے لئے کھڑا ہوا ہے ۔

فتح مبین کیا ہے چنانچہ اس بات کو قرآن مجید نے خود حل کیا ہے فرمایا اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ۔ جب خدا کی مدد اور فتح آگئی ۔ خدا کی فتح اور مدد کیا چیز ہے ؟ تو اس وقت لوگوں کو گروہ در گروہ خدا کے دین میں داخل ہوتے ہوئے دیکھے گا یہی فتح مبین ہے جس کی طرف اس آیت میں اشارہ ہے ، بلکہ اس سے بھی بڑھکر جس شخص نے قرآن کریم پر غور کیا ہوگا وہ جانتا ہے کہ قرآن کریم کی ہر سورت ایک جامع کتاب کے حکم میں ہے اور عجیب بات تو یہ ہے کہ ہر سورت کی ابتدا کو حل کرنا چاہو تو اس کی انتہا سے حل کر لو اب یہی سورت الفتح ۔ ہے اس میں جنگوں کا ذکر بھی آتا ہے ابتدا تو یہاں سے کی انا فتحنا لک فتحاً مبینا ۔ لیکن ختم کہاں کیا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ۔ یہ اس سورت کی آخری آیات میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے ۔ فی الحقیقت یہی فتح مبین ہے جس کی طرف اشارہ ہے سورت کے اول کو سورت کے آخر سے حل کر دیا ۔

رسول کا پیدا کردہ انقلاب بیشک قرآن کی کسی سورت کو لے لیں جہاں کہیں آپ کو ابتدا میں مشکل پیش آئے تو اس کا حل سورت کے آخر میں لازماً موجود ہوگا ان الفاظ کو پیش کر کے یہ بتا دیا کہ خاص ملک عرب کے اندر ہی انقلاب پیدا کرنے کے لئے آپ مبعوث نہیں ہوئے آپ کی زندگی میں بیشک ملک عرب کے اندر انقلاب پیدا ہوا لیکن جس فتح مبین کا ذکر قرآن مجید میں ہے وہ ہے اسلام کا تمام دینوں پر غالب آجانا یہ فتح مبین ہے ۔ یہ جو فتوحات ملکی ہوتی ہیں عارضی ہوتی ہیں ایک قوم بعض دفعہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مر گئی لیکن دوسرے دن وہی قوم غالب آجاتی ہے یہ خدا تعالیٰ کے عجائبات ہیں تلک الایام نداولھا بین الناس ۔ یہ تو سب آنی چیزیں ہیں ۔ ایک نپولین دنیا میں آیا اس کی فتوحات اس کے پیچھے بھی دنیا میں رہتیں تو کتنے دن رہتیں وہ اس کی زندگی میں ہی ختم ہو گئیں محمد رسول اللہ صلعم اس قسم کے فاتح نہیں تھے آپ نے جو چیز پیدا کی وہ ہمیشہ موجود ہے ملک عرب سے بت پرستی کو دور کیا اس ملک میں بت پرستی دوبارہ نہیں آئی وہ دشمن جسے رسول فتح کرتا ہے وہ دوبارہ سر نہیں اٹھاتا ۔

اسلام کا قدم آگے بڑھتا چلا گیا پھر یہ اسلام جس ملک میں پھیلا اس کا قدم آگے بڑھتا چلا گیا اس لئے نہیں کہ اس کی وہاں حکومت تھی نہیں جہاں حکومت نہیں وہاں بھی یہی حالت ہے چین میں مسلمانوں کی حکومت نہیں وہاں بھی اسلام کا قدم آگے بڑھتا گیا ہے ہندوستان سے مسلمانوں کی حکومت اٹھ گئی لیکن اسلام اس ملک میں ترقی کرتا چلا گیا ہے یہ فتح چلی جاتی ہے اسکو روکنے والا کوئی نہیں اس لئے اسکو فتح مبین کہا ۔ یہ اس قسم کی فتح ہے کہ اسلام کا قدم ہمیشہ ترقی کی طرف چلا جا رہا ہے اسلئے عقلمند انگریز اس بات کو نہیں

[illegible] لاہور میں باہتمام شیخ محمد احمد [illegible]

بھولئے کہ اگر آج انگلستان میں چند انگریز ہیں تو کل یہاں ہزاروں اور لاکھوں ہو جائیں گے۔

دوسرا امتیاز یہ فتح جو ہمیشہ چلتی ہے۔ دوسرا امتیاز یہ ہے کہ جسمانی فتح میں وہی لوگ شامل ہوتے ہیں جو اسی زمانے کے لوگ ہوتے ہیں ان کے پیچھے آنے والے لوگ بسا اوقات فتح کی جگہ خود شکست کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مگر وہ فتح جو اللہ تعالےٰ نے محمد رسول اللہ صلعم کو عطا فرمائی وہ آپ کی فتح تک محدود نہیں وہ آپ کے صحابہ تک محدود نہیں بلکہ اس میں ساری امت ہمیشہ کے لئے شامل ہے اس لئے جہاں فرمایا ھوالذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہ وہاں فرمایا وکفیٰ باللہ شھیدا یہ خدا کی گواہی ہے یہ ہو کر رہے گا اور اس کے آگے فرمانا ہے اس فتح میں تمام امت محمدیہ شامل ہے محمد رسول اللہ والذین معہ۔ محمد اللہ کا رسول ہے اور جو اس کے ساتھ ہیں۔ پھر آگے ان کی خصوصیات بیان فرمائی، ہیں اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ و رضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت اور آپس میں رحم کرنے والے تو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدے کرتے ہوئے دیکھتا ہے وہ اپنے رب کا فضل اور اس کی رضا چاہتے ہیں ان کی نشانیاں ان کے مونہوں پر سجدوں کے اثر سے ظاہر ہیں ذالک مثلھم فی التوراۃ و مثلھم فی الانجیل یہ ان کی مثال توریت میں ہے اور ان کی مثال انجیل میں۔

یہ بتدریج ہو گا پھر اسے یہیں نہیں چھوڑا کہ محمد رسول اللہ صلعم آئے اور ساری دنیا کو بغیر فتح کئے چھوڑ گئے بلکہ فرمایا کہ یہ بتدریج ہوگا قدرت کے قوانین کے مطابق ہوگا کزرع اخرج شطاہ فازرہ فاستغلظ فاستویٰ علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بھم الکفار کھیتی کی طرح جو اپنی سوئی کو نکالتی ہے پھر اسے مضبوط کرتی ہے سو وہ موٹی ہوتی ہے پھر اپنی نالوں پر سیدھی کھڑی ہو جاتی ہے کھیتی کرنے والوں کو خوش کرتی ہے۔ تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو غضب میں لائے۔

اسلام مٹ نہیں سکتا خوب یاد رکھو انا فتحنا لک فتحا مبینا یہ فتح ہے اسلام کی تمام ادیان پر یہ ہو کر رہیگا اسے تیرہ سو سال تک لوگوں نے دیکھا کوئی چیز اسے روک نہ سکی اسلام بڑھتا چلا گیا وہ عیسائیت جو اسلام کو مٹانے کے لئے اٹھی تھی اس کو بھی اس نے اپنے گھر کی ڈال دی اس لئے فرمایا ومن الذین قالوا انا نصاریٰ اخذنا میثاقھم فنسوا حظا مما ذکروا بہ فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ۔ ان لوگوں سے جو کہتے ہیں ہم نصاریٰ ہیں ہم نے ان سے بھی عہد لیا تھا مگر جو نصیحت ان کو کی گئی تھی انھوں نے بھی اس کا ایک بڑا حصہ چھوڑ دیا سو ہم نے ان کے

دشمنی اور بغض ڈال دیا۔ یہ دشمنی اور عداوت ان کے درمیان اس لئے ڈالی گئی کہ وہ اسلام کے دشمن ہو گئے اور اسلام کو مٹانا چاہتے تھے تو فرمایا اسلام نہیں مٹ سکے گا اسے مٹانے کا ارادہ کرنے والے خود اپنے آپ کو مٹانے میں لگ جائیں گے۔

اسلام کی فتح مقدر ہو چکی ہے چنانچہ ان کی وہ آبادیاں جن کی شان و شوکت اور جن کی آرائشیں ایک مسلمان کے تصور میں بھی نہیں آسکتیں آج وہ سب ایک جہنم بن گئی ہیں ایک ویرانہ ہو کر رہ گئی ہیں مہذب انسان وحشی ہو گئے ہیں ایک دوسرے کو مارنا اور قتل کرنا ان کا کام ہے سو اللہ تعالےٰ نے بتایا کہ اسلام دنیا میں بڑھنے کے لئے آیا ہے اور کوئی طاقت اور مشکل اس کا راستہ نہیں روک سکتی فتح اسلام کے لئے مقدر ہو چکی ہے انا فتحنا لک فتحا مبینا اور یہ فتح صرف محمد رسول اللہ صلعم کی زندگی تک ہی محدود نہیں آج بھی کوئی محمد رسول اللہ صلعم کی معیت کر کے دیکھ لے اسکو یقیناً فتح حاصل ہوگی۔

رسول کی معیت سے کیا مراد ہے جانتے ہو اس معیت سے کیا مراد ہے اس سے مراد یہ نہیں کہ ہم منہ سے کہدیں کہ ہم بھی محمد رسول اللہ کے ساتھ ہیں۔ یا یہاں تک بھی کہدیں کہ ہم محمد رسول اللہ صلعم پر قربان ہیں بلکہ والذین معہ سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے سینوں کے اندر وہی آگ جل رہی ہو جو محمد رسول اللہ صلعم کے سینہ میں جل رہی تھی اگر محمد رسول اللہ صلعم کے سینہ میں یہ تڑپ تھی کہ خدا تعالیٰ کا نام دنیا میں پہنچے اور انسانوں میں ایک محبت اور اخوت پیدا ہو جائے تو آپ کے ساتھ جو لوگ ہیں ان کے سینوں میں بھی یہی تڑپ ہونی چاہیئے، اس لئے جو فتح کی بشارت محمد رسول اللہ صلعم کے لئے تھی وہی ان لوگوں کے لئے بھی ہے بشرطیکہ ان کے سینوں میں بھی وہی تڑپ ہو تو یہ فتح محمد رسول اللہ صلعم کے بعد ختم نہیں ہوگی بلکہ یہ چلتی ہے اور جو لوگ محمد رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہیں ان کے لئے بھی یہی فتح ہے۔

ہر مسلمان کو اس آیت کا ورد کرنا چاہیئے میں سمجھتا ہوں کہ آج اس آیت کا ورد ہر مسلمان کو کرنا چاہیئے یہ لفظ ہر مسلمان کی زبان پر ہونے چاہئیں۔ اور اس بات پر اس کا محکم ایمان ہونا چاہیئے کہ بالآخر یہ فتح حاصل ہو کر رہے گی ایمان اور یقین سے ہی بڑی بڑی فتوحات حاصل ہوتی ہیں ابھی دو تین سال کی بات ہے جب اتحادیوں کو شکست ہو رہی تھی تو اس وقت انھوں نے ایک نشان V کا نکالا یہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے کہ جب اسے ایک بات پر ایمان پیدا ہو جائے تو اس کے اسباب بھی پیدا ہو جاتے ہیں ممکن تھا کہ اس وقت نازک حالات کی وجہ سے انگریزوں کے دل بیٹھ جاتے، جرمن بالکل انگلستان کے قریب پہنچ گئے تھے لیکن اس V کے نشان نے ان کے دلوں کے اندر یہ احساس پیدا کر دیا کہ فتح ہوگی۔ خوب یاد رکھو کہ جب تک مسلمانوں میں فتح کا احساس موجود رہیگا تو وہ یقیناً فتح حاصل کریں گے لیکن آج مسلمانوں کو احساس ہے کہ وہ کیا کر سکتے ہیں بڑی بڑی

طاقتوں کے سامنے ان کی کیا حقیقت ہے یہی وجہ ہے کہ وہ دین کے لئے قربانی نہیں کرتے ان کے دلوں کے اندر کم ہمتی پیدا ہو گئی ہے جس قوم کے اندر کم ہمتی ہو وہ کیا کر سکتی ہے سو تم ہر وقت انا فتحنا لک فتحا مبینا کو سامنے رکھو اسے مت بھولو وہ تڑپ اپنے اندر پیدا کرو جو محمد رسول اللہ کے دل میں تھی تو یقیناً تمہیں فتح حاصل ہوگی۔

جماعت احمدیہ کا بلند مقصد ہر ایک احمدی اور ہر ایک مرزا صاحب کے پیرو کے دل میں یہ تڑپ ہونی چاہیئے کہ دنیا کو ہم نے فتح کرنا ہے ہم نے تو اس کے نظارے بھی دیکھے ہیں کبھی ان کا ذکر ہو جائیگا کس قدر مختصر سی جماعت میں وہ تڑپ پیدا ہو گئی جو محمد رسول اللہ کے قلب میں تھی بیشک ہم مسلم لیگ کے ساتھ ہیں لیکن مسلم لیگ کے مقابلہ میں ہماری جماعت کا کام بہت بلند ہے اس جماعت کے مقاصد کے سامنے مسلم لیگ کا مقصد ہیچ ہے آج سب سے بڑا کام اشاعت اسلام ہے جس پر حضرت مرزا صاحب نے ہمیں قائم کیا یہی مسیح موعود کا کام تھا جو انھوں نے کر دکھایا۔

تکمیل دین اور بعثت مجددین سب مسلمانوں کے مقابلہ میں اس جماعت کو دیکھ لو اس عقیدہ کو چھوڑ کر کہ مسیح مر گیا یا زندہ ہے اس جماعت کو جو بات باقی مسلمانوں سے بلند کرتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کے دلوں میں کچھ کچھ اسی تڑپ کا رنگ ہے جو محمد رسول اللہ صلعم کے دل میں تھی یعنی دین کو دنیا پر غالب کرنے کی تڑپ اسلام کی فتوحات کی تڑپ اور اس بات پر ایمان کہ خدا سچ مچ ایک زندہ طاقت ہے وہ اس دنیا کی سب سے بڑی طاقت ہے اور اسی زندہ طاقت سے تعلق پیدا کرنے سے قوت پیدا ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ یہ جماعت اپنے مالوں کو خدا کے راستہ میں خرچ کرتی ہے لوگ کہتے ہیں کہ دین کمل ہے ہم مجددین کو کیا کریں لیکن میں کہتا ہوں کہ دین کی تکمیل کو مسلمانوں نے نہیں سمجھا یہ تکمیل تبلیغ کے رنگ میں مجددین کے ذریعہ سے ہوتی ہے، دین تو کامل ہے مگر کیا یہ کامل طور پر دنیا میں پہنچ بھی چکا ہے اسی غرض کے لئے چودہویں صدی کا مجدد آیا اگر آج سب مسلمان مجدد کے پیرو ہو جائیں تو یہ دین کی فتح کا کام جو بظاہر صدیوں کا نظر آتا ہے چند سالوں میں ہو جائے خوب یاد رکھو اس آیت کو ہر ایک احمدی اپنا ورد بنا لے اور یہ یقین رکھے کہ اللہ تعالےٰ نے عظیم الشان فتح کا دروازہ اسلام کے لئے کھول دیا ہے جو لوگ اس ارادہ کے ساتھ اپنا قدم اٹھائیں گے وہ یقیناً کامیاب ہوں گے۔

ارشاد امیر

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن مجید کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔

دھلی

تبلیغی جدوجہد!

جماعت دہلی نے جمعۃ الوداع کی نماز دارالمطالعہ واقع اُردو بازار میں اور نماز عید الفطر ایڈورڈ پارک میں ادا کی اور سید اختر حسین صاحب گیلانی نے فلسفہ عید پر ایک تحقیقی اور علمی خطبہ دیا، اس مبارک اجتماع کے فوٹوگراف کا انتظام بھی کیا گیا۔

ہمارے دوست الحاج الشیخ علی احمد خاں المہندس نے ۲۲ ستمبر کو اپنے کچھ عرب احباب کو اپنے ہاں مدعو کیا، اس مجلس میں سید اختر حسین صاحب گیلانی بھی شامل تھے، آپ کا تعارف الشیخ عبد المنعم العدوی مدیر مجلہ "العرب" اور الشیخ صلاح الدین خورشید سے ہوا۔ الشیخ العدوی مشہور مصری اہل قلم ہیں۔ اور نہایت ہی خلیق اور سنجیدہ انسان ہیں آپ رسالہ "العرب" کے مالک و مدیر ہیں، اور یہ رسالہ دہلی میں مرتب ہو کر عالم اسلامی میں غالباً چالیس پچاس ہزار کی تعداد میں چھپ کر جاتا ہے، علاوہ ازیں آل انڈیا ریڈیو پر ہر ہفتہ عربی میں تقریر نشر کرتے ہیں۔ الشیخ صلاح الدین اس رسالہ کے ادارہ کے رکن ہیں، تعارف پر ان عرب اصحاب کو پہلے یہ خیال ہوا کہ شاید سید صاحب کا تعلق "قادیانیت" سے ہے قادیانیت کے خلاف روح اسلام نفرت کرتی ہے، مگر جب انہیں حقیقت کا علم دلایا گیا تو انھوں نے حضرت مولانا محمد علی صاحب اور حضرت خواجہ کمال الدین صاحب کا نہایت پاکیزہ الفاظ میں ذکر کیا، اور ان دونوں بزرگوں کی خدمت اسلام کے باعث ان کو بہت دعائیں دیں۔ الشیخ صلاح الدین حضرت مولانا کی تصانیف سے زیادہ متعارف ہیں آپ نے کہا کہ مجھے اس عظیم الشان انسان سے بے انتہا محبت ہے دونوں اصحاب کو "نیو ورلڈ آرڈر" کا ایک ایک نسخہ بطور ہدیہ دیا گیا۔ یہ دونوں اصحاب اس امر کو نہایت احترام سے دیکھتے تھے کہ ہندوستانی مسلمانوں میں ایسی جماعت ہے جو ہزاروں، لاکھوں کی تعداد میں قرآن کریم، سیرت وغیرہ کو دنیا کی مختلف السنہ میں پھیلا رہی ہے، دیر تک عربی کلچر، زبان، اسلامی تاریخ، لٹریچر اور اسلام کی کامیابی کے موجودہ امکانات، اور تحریک احمدیت کی مساعی پر سلسلہ گفتگو جاری رہا۔

"نیو ورلڈ آرڈر" کے نسخے مختلف لائبریریوں اور یورپین اصحاب تک پہنچائے جا رہے ہیں۔

(نامہ نگار)

قابل توجہ سکرٹری صاحبان

جماعتہائے بیرونی و مبلغین کرام

اکتوبر انجمن کے مالی سال کا آخری مہینہ ہو اسلئے جملہ جماعتہا کے سکرٹری صاحبان و مبلغ حضرات کی خدمت میں التماس ہے کہ تمام جمع شدہ رقوم اور بہ چھم کے بقایا جات وصول کر کے اختتام ماہ ہٰذا سے قبل مرکزی خزانہ میں بھیجدیں تاکہ اس سال کی آمد اسی سال میں جمع ہو سکے۔ یہ بڑا ضروری امر ہے انفرادی چندہ دہندگان بھی توجہ فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔ (اسسٹنٹ سیکرٹری تحصیل)

پیغام صلح

جلد ۳۲ لاہور مورخہ ۲۹ شوال المکرم ۱۳۶۳ھ نمبر

خلیفہ صاحب کا دعویٰ مصلحیت واقعات کی روشنی میں

درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی مصلح موعود پر علمی لحاظ سے کافی بحث ہو چکی ہے اور یہ بات دلائل کے ساتھ پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ خلیفہ صاحب قادیان ہرگز ہرگز اس پیشگوئی کے مصداق قرار نہیں دیئے جا سکتے لیکن دلائل اور براہین کے علاوہ جب سے خلیفہ صاحب قادیان نے دعوئے مصلحیت کیا ہے اس وقت سے ایسے واقعات پیش آ رہے ہیں جنہوں نے خلیفہ صاحب کے دعویٰ مصلحیت کی حقیقت کو بالکل بے نقاب کر دیا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کی توہین اس دعویٰ کے بعد خلیفہ صاحب نے حضرت نبی کریم صلعم کی توہین کے مرتکب ہوتے ہوئے ایک خطبہ جمعہ میں کہا:۔

"اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ کیا محمد رسول اللہ صلعم سے بھی کوئی شخص بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے؟ تو میں کہا کرتا ہوں کہ خدا نے اس مقام کا دروازہ بند نہیں کیا .... ہم یہ کہتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازے کو بند نہیں کیا"

خلیفہ صاحب کے منہ سے ان الفاظ کا نکلنا تھا کہ تمام اسلامی ہند میں ہیجان پیدا ہو گیا اور خلیفہ صاحب کی اس توہین رسول کے خلاف اس قدر نفرت اور بیزاری کا اظہار کیا گیا کہ جس کی نظیر نہیں ملتی اور اس واقعہ نے ثابت کر دیا کہ حضرت نبی کریم صلعم کی توہین کا مرتکب ہونیوالا انسان مصلح نہیں ہو سکتا ایسی گستاخی کے الفاظ ایک عام مسلمان کے منہ سے بھی نہیں نکل سکتے لیکن خلیفہ صاحب نے مصلحیت کے مدعی ہوتے ہوئے اس خطرناک گستاخی کا ارتکاب کیا اور اپنے اس فعل سے عملی طور پر ثابت کر دیا کہ وہ درحقیقت مصلح نہیں بلکہ امت میں ایک فتنہ پیدا کرنیوالے ہیں لیکن جب انہیں ان کی فاش غلطی پر مطلع کیا گیا اور انہیں توجہ دلائی گئی کہ آپ کا یہ بیان قرآن حدیث اور آئمہ کے مسلک کے صریح طور پر خلاف ہے تو انہوں نے بغیر کسی سند کو پیش کئے اپنی غلطی پر اصرار کیا اور کہا یہ دنیا کی اصلاح ہے اذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون ترجمہ جب ان سے کہا جاتا ہے زمین میں فساد نہ پھیلاؤ تو کہتے ہیں کہ ہم مصلح ہیں قرآن مجید کے اس واضح ارشاد کو دیکھئے اور میاں صاحب کے اس عمل کو دیکھئے تو آپ پر میاں صاحب کے دعوئے مصلحیت کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

تفسیر نویسی کا چیلنج دعویٰ مصلحیت کے بعد خلیفہ صاحب نے دنیا کے علماء کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا

"میں جسے اللہ تعالےٰ نے مصلح موعود کا مصداق قرار دیا ہے تمام علماء کو چیلنج دیتا ہوں کہ میرے مقابلہ میں قرآن مجید کے کسی مقام کی تفسیر لکھیں اور جتنے لوگوں سے اور جتنی تفسیروں سے چاہیں مدد لیں مگر خدا کے فضل سے پھر بھی مجھے فتح حاصل ہوگی"

(الفضل ۲۲ اپریل ۱۹۴۴ء)

خلیفہ صاحب کے اس تفسیر نویسی کے چیلنج کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے ۱۳ مئی ۱۹۴۴ء کے پیغام صلح میں قبول کیا لیکن خلیفہ صاحب کو مقابلہ میں نکلنے کی جرأت نہیں ہوئی یہاں تک کہ جواب تک دینے کی جرأت نہیں ہوئی حضرت امیر کے بعد محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری نے بھی اس چیلنج تفسیر نویسی کو قبول کیا اور میاں صاحب کو مقابلہ میں بلایا لیکن میاں صاحب مقابلہ میں نہ نکلے بلکہ صرف اپنے مریدوں کو حکم دیا کہ آئیں بائیں شائیں کرتے رہو۔ لیکن ہم قادیانی حضرات کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ خدارا غور فرمائیں کہ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی کا مصداق ایک ایسا انسان ہو سکتا ہے جو خود دنیا کو مقابلہ کی دعوت دے لیکن موقعہ آنے پر خاموش ہو جائے اور اس میں اتنی بھی جرأت نہ ہو کہ وہ چیلنج کے جواب میں اظہار خیال ہی کر سکے اور عملی طور پر یہ ثابت کر سکے کہ وہ ظاہری اور باطنی علوم سے پُر کیا گیا ہے۔ یہ ایک واقعہ ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا اور معمولی سمجھ کا انسان بھی اندازہ کر سکتا ہے کہ میاں صاحب اس پیشگوئی کے مصداق نہیں ہیں اگر وہ مصداق ہوتے تو ضرور میدان میں نکلتے کیونکہ انھوں نے خود اس پیشگوئی کا مصداق ہونے کی وجہ سے دنیا کے علماء کو چیلنج کیا تھا۔

دعوت مباہلہ خلیفہ صاحب نے نہایت سوقیانہ انداز میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کو دعوت مباہلہ دی:۔

"مولوی محمد علی صاحب بزدل بھی ہیں اور جھوٹے بھی .... خدا تعالےٰ کی لعنت کذابوں کی طرح ان کا گلا گھونٹ کر رکھ دیگی اور اس مباہلہ میں شرکت کرنیوالا ان کا ہر ساتھی خدا کی چکی میں پیس دیا جائیگا وہ اپنے افتراء کی لعنت کو اپنے صحنوں میں اترتا ہوا دیکھیں گے اور کذابوں کی موت مریں گے"

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے اس دعوت مباہلہ کا ایسا جواب دیا اور ان کی مغالطہ آمیز منطق اور تعلیوں کے اس طرح پردے چاک کئے جو خلیفہ صاحب ساری عمر یاد رکھیں گے اور ان پر تین الزام عاید کر کے انہیں دعوت مباہلہ اور مباحثہ دی لیکن اس کے جواب میں خلیفہ صاحب ایسے خاموش ہوئے کہ ان کی خاموشی دنیا کیلئے مقام عبرت بن گئی اور آج دنیا خود اندازہ کر رہی ہے کہ جھوٹا کون ہے اور بزدل کون ہے اور کس کے صحنوں میں لعنت برس رہی ہے اور صداقت کی پھانسی کس کا گلا گھونٹ رہی ہے خلیفہ صاحب یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں اور ان میں اتنی جرأت نہیں کہ وہ ان الزامات کی تردید کریں یا تائید کریں وہ صرف خاموشی سے جان چھڑانا چاہتے ہیں لیکن واقعات اور دلائل کی کمند ان کا تعاقب کر رہی ہے وہ اس خاموشی کو مصلحت سمجھتے ہیں لیکن یہ خاموشی ان کے لئے خودکشی بن گئی ہے اور آج قادیانیت چوراہے میں اپنے افتراء کے خنجر سے خودکشی کر رہی ہے

داتہ ضلع ہزارہ کے احمدیوں کا واقعہ داتہ ضلع ہزارہ کے قادیانی دوستوں اور جماعت احمدیہ لاہور کے احباب نے متفقہ طور پر تکفیر مسلمین کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور جناب خلیفہ صاحب قادیان سے ایک حلف اٹھانے کا مطالبہ کیا حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان دوستوں کی گذارش پر انہی کے الفاظ میں حلف اٹھایا جو پیغام صلح ۲۱ ستمبر ۱۹۴۴ء کے صفحہ ۵ پر درج ہو کر شائع ہو چکا ہے لیکن خلیفہ صاحب نے اس مجوزہ حلف کے اٹھانے سے گریز کیا یہ ایک واقعہ ہے مسائل کی ایچا پیچی نہیں خلیفہ صاحب اگر صداقت پر قائم ہیں جیسا کہ ایک مصلح کو ہونا چاہیئے تو ہم دریافت کرتے ہیں کہ انھوں نے حلف اٹھانے سے گریز کیوں کیا؟ اور وہ کیوں آج تک خاموش ہیں؟

بعض اور واقعات دعوائے مصلحیت کے بعد خلیفہ صاحب کو بعض اور واقعات پیش آئے جن سے انہیں صدمات پہنچے ہیں اور ایک واقعہ سے ان کی تضحیک بھی ہوئی ہے لیکن ہم انہیں نظر انداز کرتے ہیں اور اپنے پیش کردہ واقعات میں شامل نہیں کرتے بلکہ مولوی اللہ دتہ صاحب جالندھری کی توجہ اس طرف مبذول کراتے ہیں کیونکہ وہ ایسے واقعات پر رائے زنی کرنے کے ماہر ہیں یہ انہی کا کام ہے اور انہی کو زیب دیتا ہے جس کا کام اسی کو ساجے۔ امید ہے وہ اپنے قائم کردہ معیار پر ان واقعات پر ضرور روشنی ڈالیں گے۔

ان چند سطور میں ہم نے خلیفہ صاحب کے دعوئے مصلحیت کو واقعات کی روشنی میں پیش کیا ہے ہر ایک درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اس دعوئے مصلحیت کو بھی ان واقعات کی روشنی میں پرکھا جا سکتا ہے [illegible] قوام

واقعات روز روشن کی طرح واضح کرتے ہیں کہ جناب خلیفہ صاحب مصلح موعود کی علامات کے مصداق نہیں ہیں بلکہ وہ کوئی صاحب شکوہ انسان ہے جس کی روحانی سطوت اور شوکت سے خدا تعالیٰ کا جلال ظاہر ہوگا وہ کوئی عظیم الشان انسان ہے جو تاریخ کے کسی نقطہ انقلاب پر ظاہر ہوگا جو رسول کریم اور اسلام کی عظمت کو ہر لحاظ سے قائم کرے گا اور اقوام عالم اسکی فالیبلی اور جلال سے متاثر ہوں گی اس کی عظمت سے خدا تعالیٰ اپنی عظمت اور شان کو دنیا پر واضح کرے گا۔

سلطان عبدالمجید خان کا انتقال

اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ دولت عثمانیہ ترکیہ کے آخری خلیفہ سلطان عبدالمجید خان بمقام پیرس وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ترکوں نے خلافت عثمانی کو منسوخ کر کے خلیفہ کو جلاوطن کر دیا تھا۔ جلا وطنی میں سلطان عبدالمجید خاں پہلے لندن گئے اس کے بعد سوئٹزرلینڈ میں مقیم ہوئے بالآخر پیرس میں وفات پا گئے۔ ایام جلاوطنی میں ترکوں نے سلطان مرحوم کو کوئی وظیفہ نہیں دیا اعلیٰ حضرت حضور نظام نے سلطان مذکور کے لئے معقول وظیفہ مقرر فرمایا جس سے آپ آرام کی زندگی بسر کرتے رہے اور جلاوطنی میں وفات پا گئے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم سلطان کی مغفرت فرمائے، آمین۔

اخبار احمدیہ

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ مورخہ ۱۲ اکتوبر کو ڈلہوزی سے واپس تشریف لے آئے ہیں آئندہ احباب سلسلہ مندرجہ ذیل پتہ پر حضرت ممدوح سے خط و کتابت کریں۔

مسلم ٹاؤن - اچھرہ - لاہور

مولود مسعود (ا) یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی مسرت سے سنی جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا صدرالدین صاحب کو نواسہ یعنی مسٹر منظور حسین صاحب انجنیئر کے ہاں لڑکا عطا فرمایا ہے دعا ہے اللہ تعالیٰ مولود کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے اس خوشی کے موقعہ پر جناب منظور حسین صاحب نے مبلغ بیس روپیہ انجمن کو بطور عطیہ دیئے ہیں اللہ تعالےٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔

(ب) مولانا عبدالرحمٰن صاحب دہلی سے تحریر فرماتے ہیں:۔ جماعت دہلی کے وائس پریزیڈنٹ محمد اکرام اللہ خاں صاحب کے صاحبزادہ احسان اللہ خاں کے ہاں اللہ تعالےٰ نے فرزند عطا فرمایا ہے احباب سلسلہ بچہ کے خادم دین ہونے اور درازی عمر کے لئے دعا فرمائیں خاں صاحب موصوف نے اس تقریب پر مبلغ دس روپیہ انجمن کو عنایت فرمائے ہیں۔

درخواست دعا۔ جناب بابو عبدالرحمٰن صاحب ایس۔ ڈی۔ او۔ کا لڑکا کچھ عرصہ سے بعارضہ ٹائیفائڈ بیمار ہے اب افاقہ ہے جناب بابو صاحب مذکور بچہ کی بیماری کی وجہ سے آج کل احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مقیم ہیں۔ سب احباب سلسلہ کی خدمت [illegible]

تیسرا مکتوب

(از جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب بی۔ اے)

گذشتہ سے پیوستہ

(۲) مہر ختم نبوت کے ٹوٹنے کے ساتھ آخری نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی قرار پا سکتے ہیں نہ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصلاح خلق کی کامیابی کا سہرا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سر پر ہی رہے گا اور وہی آخری مصلح دنیا کے مانے جائیں گے نہ کہ حضور رسول کریم صلعم۔

(۳) کیا اصلاح خلق اور اصلاح امت کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی امت کے افراد جو علمائے امتی کانبیاء بنی اسرائیل کے مصداق ہیں موزوں نہیں ہو سکتے۔ اور کیا مجددین سے یہ کام نہیں لیا جا سکتا؟

(۴) اگر یہ مانا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی ہو کر نہیں آئیں گے تو کہیں سنت اللہ سے یہ ثابت ہو سکتا ہے کہ نبی سے نبوت چھین بھی لی جاتی ہے۔ اور اگر محض ان کی نبوت ہی چھینی ہے تو ان کا کیا قصور ہے؟

(۵) اگر آنجناب نبوت سے معزول ہو کر آئیں گے تو وہ قرآن شریف پر عمل کریں گے یا انجیل پر؟ اگر قرآن مجید پر عمل پیرا ہوں گے اور اس کی تلاوت فرمائیں گے تو جس وقت انی عبد اللہ اتانی الکتاب و جعلنی نبیا پڑھیں گے تو ان کا یہ دعوے نبوت کا ہوگا یا نہیں۔

(۶) پھر جب حضرت عیسیٰ بل رفعہ اللہ الیہ پڑھیں گے اور وہ خود زمین پر ہوں گے تو اس وقت قرآن مجید کے یہ الفاظ صحیح ہونگے یا غلط؟ قرآن میں تو لکھا ہوگا کہ اللہ تعالےٰ نے ان کو آسمان پر اٹھا لیا اور وہ ہوں گے زمین پر۔ تو کیا اس وقت یہ الفاظ مرفوع الحکم ہوں گے؟

(۷) قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کا قول ہے یاتی من بعدی اسمہ احمد۔ یعنے حضرت احمد میرے بعد آئیں گے اب اگر حضرت عیسیٰ زندہ ہیں اور وہ آسمان سے اتر کر دنیا میں تشریف لائیں گے تو یہ قول کیونکر درست ثابت ہوگا؟

ختم نبوت کے ضمن میں ہی ایک اور مشکل بھی درپیش ہے اسکو بھی حل فرما دیجئے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مولانا روم رح جن کی مثنوی مولوی معنوی ہست قرآن در زبان پہلوی۔ کی مصداق بیان کی جاتی ہے اس میں یہ لکھا ہے ؎

چون بدادی دست خود در دست پیر
پیر حکمت کو لطیف است و خبیر
کو نبی وقت خود است اے مرید
تا از و نور نبی آید پدید

پھر لکھا ہے کہ ؎

ہاں مکن در کار نیکو خدمتے
تا نبوۃ یابی اندر امتے

دو آخری شعر کی تشریح میں صاحب بحر العلوم تحریر فرماتے ہیں کہ ایں نبوت تمام است و بایں نبوت اولیا برسند وایشاں را انبیاء الاولیا میگویند و ایں را مقام نبوت مطلق گویند تو کیا جناب کے نزدیک یہ مذہب اور یہ نبوت جو بقول مولانا روم امت میں ملتی ہے وہ ختم نبوت کی منافی ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو اس کا قلع قمع کیجئے۔ تاکہ ختم نبوۃ کی مہر ٹوٹنے نہ پائے اور ایسے بزرگوں کو بھی وہی خطاب دیجئے جو ختم نبوت کے منکرین کو دیا جاتا ہے اور اگر نہیں تو کیوں؟

پھر آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ کذاب پیدا ہو رہے ہیں۔ کوئی خدا کا بیٹا بنتا ہے۔ کوئی بمنزلہ اولاد کوئی بمنزلہ توحید و تفرید کوئی خالق ارض و سما وغیرہ۔

جواباً عرض ہے کہ بیشک خداوند تعالیٰ واحدہٗ لاشریک ہے وہ لم یلد و لم یولد ہے۔ وہی ایک خالق کل ہے وہ بدیع السموات والارض ہے۔ ولا غیر۔ بے شک وہ اولاد سے پاک و بے نیاز ہے، نہ کوئی اس کا بیٹا ہے نہ بیٹی لیکن تعجب تو یہ ہے کہ باوجود ان محکمات بینات کے بعض نے خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کے دعوے کئے اور پھر آپ ان کو صادق مانتے ہیں۔ کذاب کہنا تو درکنار ان کو خدا کے سچے نبی تسلیم کرتے ہیں۔ بیشک خدا تعالیٰ واحدہٗ لاشریک ہے بیشک وہ بے نیاز ہے اولاد سے اس کا کوئی بیٹا نہیں اور یہی عقیدہ اور یہی تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے بلکہ یہی اصل ایمان ہے ولا غیر۔ تاہم ہم دیکھتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک بزرگ انسان کو جس کو آپ دنیا میں دوبارہ دیکھنے کے بڑے خواہشمند ہیں اور ہر وقت چشم براہ ہیں ان کو یہود نے کہا تھا کہ خدا کا بیٹا یا خدا ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے اور اسی بنا پر اسکو کافر قرار دیا اور اسکو صلیب پر کھینچنے کی کم از کم کوشش کی تھی جس کے جواب میں اس برگزیدہ انسان نے فرمایا تھا کہ میں نے خدا کا بیٹا کہدیا تو کیا غضب ہو گیا تمہارے بزرگ خدا تک کہلوائے ہیں۔ چنانچہ یوحنا (۱۰: ۳۳۔ ۳۶) میں ہے:۔

یہودیوں نے جواب دیا اور کہا کہ ہم تجھے اچھے کام کے لئے نہیں بلکہ اس لئے تجھ پر پتھراؤ کرتے ہیں کہ تو کفر بکتا ہے اور انسان ہو کر اپنے تئیں خدا بناتا ہے یسوع نے انہیں جواب دیا کہ کیا تمہاری شریعت میں یہ نہیں لکھا کہ میں نے کہا تم خدا ہو جبکہ اس نے انہیں جن کے پاس خدا کا کلام آیا خدا کہا اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو۔ تم اسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جہاں میں بھیجا کہتے ہو کہ کفر بکتا ہے کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ یوحنا (۱۰: ۳۳۔ ۳۶)

اب کیا مولانا صاحب! آپ کے نزدیک حضرت مسیح کذاب تھے؟ نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ۔ کہ انہوں نے اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہا۔ اگر خدا کا بیٹا کہنے سے انسان کذاب بن جاتا ہے تو آپ کے مذہب میں حضرت مسیح نعوذ باللہ نعوذ باللہ ضرور کذاب ٹھہریں گے مگر یہ بات ہرگز نہیں وہ خدا کا نہایت مقرب نبی اور بزرگ نبی ہے۔ بات صرف اس قدر ہے کہ علمائے یہود نے حضرت مسیح پر کفر کا فتوےٰ لگایا کہ وہ اپنے تئیں خدا کا بیٹا کہکر مدعی الوہیت بنتے ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ نے ان کو یہ جواب دیا کہ جن مجازی معنوں میں لفظ ابن اللہ استعمال کیا ہے انہی مجازی معنوں میں یہود کے بزرگ خدا تک بھی کہلاتے ہیں جس کا حاصل مطلب یہ تھا کہ خدائی کا دعوےٰ اور چیز ہے اور مجازی معنوں میں ایک لفظ کا استعمال کرنا اور چیز ہے۔ محض ایک لفظ کو اپنے لئے استعمال کرنے سے اور وہ بھی برنگ مجاز وہ شخص اس عہدے کا مدعی نہیں کہلائے گا (اور جو شخص محض ایک لفظ کے مجازی استعمال سے کسی کی طرف وہ دعوےٰ منسوب کرتا ہے وہ اسی غلطی کا ارتکاب کرتا ہے جس غلطی کا ارتکاب یہود نے کیا۔)

اب اپنی امت کے اولیاء کو لے لیجئے الخلق عیال اللہ حدیث میں تھا ہی۔ یہاں اطفال اللہ بھی موجود ہیں۔ چنانچہ قرآن در زبان پہلوی "میں نیست پیغمبر مگر دارد کتاب" کے مصداق فرماتے ہیں:۔ ؎

اولیا اطفال حق اند اے پسر

تو کیا آپ کے اصول کے مطابق نعوذ باللہ اطفال حق۔ سب کذاب ہی ہیں؟ اور سنئے۔ حضرت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:۔

انا نقطۃ باء بسم اللہ۔ انا جنب اللہ الذی فرطتم فیہ۔ وانا القلم وانا اللوح المحفوظ۔ وانا العرش وانا الکرسی۔ وانا السبع السموٰت والارضین۔ وانا حیّ لا یموت۔ میں بائے بسم اللہ کا نقطہ ہوں میں پہلو اس اللہ کا ہوں جس کے باب میں تم افراط کرتے ہو۔ اور میں ہی قلم اور لوح محفوظ اور عرش اور کرسی ہوں۔ اور میں ہی ساتوں آسمان اور زمین ہوں۔ اور میں حیّ لا یموت ہوں۔ یعنے وہ جو زندہ رہے گا مریگا نہیں۔ (خطبات امیر المومنین بحوالہ اسرار حق برنی صفحہ ۲۱۸) کیوں مکرم مولوی صاحب! آپ نے الفاظ بالا پر غور فرمایا حضرت مولا مرتضیٰ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ اب آپ ان کے متعلق کیا فتوےٰ دیں گے؟

اور سنئے حضور غوث پاک فرماتے ہیں

ولی نشاۃ فی الحب من قبل آدم
وسری سری فی الکون قبل نشاتی

محبت میں میری پیدائش آدم سے پہلے کی ہے۔ میرا راز میری پیدائش سے پہلے عالم میں سیر کرتا تھا۔

پھر ذرا غور سے پڑھیئے۔ حضرت غوث پاک ممدوح فرماتے ہیں:۔

انا الواحد الفرد الکبیر بذاتہ
انا الواصف الموصوف علم طریقتی۔

میں ہی واحد اور اپنی ذات میں فرد کبیر ہوں۔ میں ہی واصف میں ہی موصوف اور اپنے طریقہ کا نشان ہوں۔

ملکت بلاد اللہ شرقاً و مغرباً
وان شئت لافنیت الانام بلحظتی

خدا کے مشرقی مغربی ممالک کا میں ہی مالک ہوں اور اگر چاہوں تو تمام لوگوں کو ایک لحظہ میں فنا کر دوں۔

کیوں صاحب! لوگوں کو دم بھر میں فنا کرنے کے کیسے دعوے ہیں؟

پھر سنیئے:۔

وشاہدت فوق السماء کلہا
کذا العرش والکرسی فی طی قبضتی

میں نے سب کچھ دیکھ لیا جو آسمان میں ہے اسی طرح عرش اور کرسی میری مٹھی میں لپٹے ہوئے ہیں۔

کیوں مولوی صاحب! ان دعاوی کے متعلق حضور کیا ارشاد فرماتے ہیں۔ (ملاحظہ ہو قصیدہ حضرت پیران پیر علیہ الرحمۃ)

لیجئے اس سے بھی بڑھکر صاف الفاظ میں خدائی کا دعوےٰ ایک مسلمہ ولی اللہ کا پیش کرتا ہوں حضرت خواجہ فریدالدین عطار فرماتے ہیں:۔ ؎

من خدائم من خدائم من خدا
فارغم از کبر و از کینہ ہوا
اللہ اللہ گفتہ اللہ میشود
ایں سخن حق است واللہ میشود
میتواں موسےٰ کلیم اللہ شد
از ریاضت میتواں اللہ شد

اب یہاں تو صاف الفاظ میں دعوے خدائی ہے بلکہ اس پر اس قدر تاکید فرمائی ہے کہ ؎

ایں سخن حق است واللہ میشود

کیا آپ کے اصول کے مطابق یہ حضرت بھی کذاب تھے؟

اب اگر یہ سب اصحاب نعوذ باللہ کذاب تھے تو بسم اللہ انت منی بمنزلۃ اولادی۔ انت منی بمنزلۃ توحیدی والے کو بھی کذاب کہہ لو۔ اور اگر یہ کذاب نہیں تھے اور ہرگز نہیں تھے تو پھر حضرت مرزا کو اس بناء پر کذاب کہنا کہاں کی حق پژوہی اور حق پرستی ہے۔

اگر مسیح ابن مریم ابن اللہ کہکر بھی ایک سچے راستباز نبی رہ سکتے ہیں۔ اگر اولیاء اللہ اطفال اللہ کہلا کر بھی اولیاء اللہ ہی رہ سکتے ہیں اور ان پر دعوئ ابنیت الٰہیہ کا الزام نہیں آ سکتا اور اگر حضرت علی مرتضےٰ جنب اللہ۔ عرش و کرسی۔ اور حی لا یموت۔ بن کر بھی خلیفہ رسول اللہ صلعم اور علیؓ ولی اللہ رہ سکتے ہیں۔ اور اگر حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ ایک لحظہ کے اندر تمام دنیا کو فنا کرنے پر قادر ہیں اور عرش کرسی کو مٹھی میں لے کر بھی ولی اللہ کے ولی اللہ اور سرآمد اقطاب رہ سکتے ہیں اور اگر حضرت فریدالدین عطار من خدائم من خدائم من خدا کہکر بھی ولی اللہ کے ولی اللہ ہی رہتے ہیں تو وہ جس کو بابت انت منی بمنزلۃ اولادی انت منی بمنزلۃ توحیدی

...تفصیل سے کہا گیا ہے وہ بھی کسی زد کے
اندر تحت نہیں آسکتا اور نہ کسی کو حق ہے کہ محض ان
الفاظ کی بناء پر اسکو کذاب کہے۔

باقی رہا خالق ارض و سماء وغیرہ کا دعویٰ
کرنا اس کے متعلق عرض ہے کہ اگر کوئی انسان
خالق طیور ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی شخص مردوں
کے اندر جان واپس لا سکتا ہے۔ اور اگر کوئی
ایک لحظہ کے اندر تمام دنیا کو فنا کر سکتا ہے تو
ممکن ہے کہ کوئی انسان خالق ارض و سما بھی ہو جائے
لیکن حقیقت یہ ہے کہ کوئی انسان خالق نہیں
وہی ایک خالق ہے۔ اللہ خالق کل شیٔ
ہاں اگر کوئی شخص عالم رویا میں ایسا دیکھے تو اس
کی وہ رویا اسی قسم کی ہوگی جیسی کہ حضرت یوسف
علیہ السلام نے دیکھی تھی اور وہ یہ کہ اجرام فلکیہ
نے ان کو سجدہ کیا۔ کیا اس سے ان کا دعویٰ
مسجود کائنات و معبود ہونے کا لازم آگیا۔ ہرگز
نہیں یہ ایک رویا تھا اور قابل تعبیر تھا پس اسی
طرح اگر کسی نے رویا میں دیکھا ہو کہ اس نے زمین
آسمان بنائے وہ قابل تعبیر ہوگا اور اس سے
مراد ہوگی کہ اس شخص کے ذریعہ کوئی انقلاب
دنیا میں رونما ہوگا۔ ولا غیر۔ خط کے آخر میں
آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ حضرت میرزا صاحب
نے حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق ایسے اور
ایسے الفاظ استعمال کئے ہیں اور ان سے آنحضرت
کی ہتک لازم آتی ہے۔ یہ بھی آپ کی غلطی ہے
آپ خود سوچ سکتے ہیں کہ جو شخص خود حضرت
مسیح کا مثیل ہونے کا مدعی ہو وہ کیونکر ان کی
توہین کر سکتا ہے۔ اصل حقیقت محض اس قدر
ہے اور کئی دفعہ پہلے آپکو بتایا بھی جا چکا ہے کہ
عیسائیوں نے جب نہایت خلاف تہذیب
اعتراضات حضرت سرور کائنات صلعم پر کئے
تو اس پر حضرت میرزا صاحب نے انہی کی کتابوں
سے الزاماً ان کو جواب دیا کہ تم اس مطہر
مرکی نبی پر کیا الزام لگا سکتے ہو جن کے خدا
کا یہ حال ہے۔ یہ نتیجہ کہاں سے برآمد ہوا کہ
حضرت مسیح موعود کے یہ اعتقادات ہیں۔ خود
حضرت میرزا صاحب اس کے متعلق اپنا فیصلہ
دیتے ہیں ھذا ما کتبنا من الاناجیل
علی سبیل الالزام وانا نکرم
المسیح ونعلم انہ کان تقیا
ومن الانبیاء الکرام۔ اس ضمن میں
اپنے حضرت مولانا رحمۃ اللہ صاحب کی ایک
عبارت بھی ملاحظہ فرما لیجئے گا۔ تحریر
فرماتے ہیں۔

ہمراہ جناب مسیح بسیار زناں ہمراہ می
گشتند۔ و مال خود می خورانیدند و زناں
پائہائے آنجناب می بوسیدند و آنجناب
مرثاد و یم را دوست میداشت۔ خود شراب
برائے نوشیدن دیگر کساں عطامی فرمودند۔
رنسے پاکیزگی فرزندان یعقوب علیہ السلام
کہ فرزند کلاں بکنزک پدر ہم بستر شدند و فرزند
دوم زوجۂ پسر را در آغوش کرد۔ دگر دومی
وقت زنا کہ بقصد کردند کہ زوجۂ پسر من ست
قبل از اطلاع ایں کہ او حاملہ از من است
حکم سوختن آں فرمودند و بعد اطلاع ایں
اتراز نیکو کار بودنش فرمودند و یعقوب علیہ السلام
را چہ ذکر ملامت و زجر ہم بصاحب زادہ والا جاہ
در آں زن نیکو کار نہ کردند و در اولاد ہمیں
خارض کہ از شکم مادر نیکو شعار برآمد داؤد و سلیمان
و مسیح اند۔ ازالۃ الاوہام صفحہ ۳۵۔

مکرم مولوی صاحب! اگر الزامی جواب کی
بناء پر حضرت میرزا صاحب قابل الزام ہیں تو سب
سے پہلے یہی فتویٰ مولانا رحمۃ اللہ صاحب پر لگائیے
اور صاف الفاظ میں کہیئے کہ مولانا مرحوم نے نہ
صرف حضرت مسیح کی بلکہ حضرت داؤد سلیمان
کی نانیوں، دادیوں کی توہین کی ہے۔

والسلام مع الاکرام

جناب کا دوسرا طویل گرامی نامہ بھی پہنچ گیا ہے
اگر آپ پسند فرمائیں اور اس عریضہ کے اندر
اگر کوئی امر قابل جواب ہو تو اس کا جواب مرحمت
فرمائیں تاکہ میں پھر جواب عرض کر سکوں۔ اور
اگر آپ اس عریضہ کا جواب ابھی دینا پسند
نہ کرتے ہوں تو اس سے بھی مطلع فرمائیں۔ یہ
میں اس لئے عرض کرتا ہوں کہ بحث میں گڑبڑ نہ
ہو۔ میرے ذمہ آپ کے پہلے گرامی نامہ کے
کچھ جواب تھے۔ وہ اس میں مختصراً عرض کئے
ہیں۔ نیز وہ سوالات جو میں نے اپنے پہلے عریضہ
میں کئے تھے ان کے جوابات کا منتظر ہوں۔

خاکسار۔ محمد مرتضےٰ خاں

بقیہ اخبار احمدیہ

سانحۂ ارتحال

(ا) یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں ملال کے ساتھ سنی جائے گی کہ شیخ محمد حسین صاحب کارکن انجمن کی چھوٹی لڑکی وفات پاگئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خدا تعالیٰ والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل عطا فرمائے۔

(ب) شاہ محمد صاحب ٹھیکیدار کا پانچ سالہ لڑکا ظفر احمد وفات پاگیا۔ احباب سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل دے اور نعم البدل عطا فرمائے شاہ صاحب مذکور نے اس موقعہ پر مبلغ پانچ روپیہ بطور صدقہ انجمن کو دیئے ہیں۔

(ج) حافظ شفیق احمد صاحب امرتسری کی والدہ صاحبہ کا انتقال ان کے وطن میرٹھ میں ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب سلسلہ جنازہ غائبانہ پڑھیں۔

احباب سلسلہ

کی خدمت میں درخواست ہے کہ
وہ قادیانی دوستوں سے دریافت
کریں کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے
بار بار مخاطب کرنے پر بھی خلیفہ صاحب
کیوں خاموش ہیں؟

وجودش را مدارِ صدقِ مہدئ زماں بینی

(از جناب مولانا مرتضیٰ خاں صاحب حسن)

بتائیدِ الٰہی ہر عملی را کامراں بینی
عدوشں را اسیرِ یاس و حرمانِ جاوداں بینی
درخشاں نورِ احمد بر جبینش بے گماں بینی
دلش معمور از عشقِ خدائے دو جہاں بینی
بزہد و اتقا مثلش بیابی کم دریں عالم
بعلم و فضل و عقل و ہوش بحرِ بیکراں بینی
ز نورِ علمِ قرآنش جہانِ تیرہ روشن شد
منوّر از ضیائے مہر او کون و مکاں بینی
غریباں را بود ظلِ الٰہی سایۂ لطفش
یتیماں را پدر ساں غمگسار و مہرباں بینی
ہمہ عمر عزیزش وقفِ دینِ مصطفےٰ بینی
ولے اغیار را بازی کناں چوں کودکاں بینی
بہ تعظیمش سنادہ پادشاہانِ زماں بنگر
محبانش قطار اندر قطار اندر جہاں بینی
نمی دانی کہ آں پیرِ فرنگستاں[1] چہ میگوید
بذکرش تر زباں ہم شرقیاں ہم غربیاں بینی
مسیحا نزدِ خود او را نشانیدہ بصد عزت[2]
وجودش را مدارِ صدقِ مہدئ زماں بینی[3]
عزیزِ من! ز نزاید گفتنش ہرگز نمی زیبد
چو در مدحش امامِ وقت را رطب اللساں بینی

[1] پیر فرنگستان سے مراد مارماڈیوک پکتھال ہے جنہوں نے لکھا تھا کہ اس زمانہ میں سب سے زیادہ تجدید دین کا کام مولانا محمد علی صاحب لاہوری نے کیا ہے۔
[2] حضرت مسیح موعود کا رؤیا آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادے رکھتے تھے آؤ ہمارے پاس بیٹھ جاؤ۔
[3] ایک دفعہ حضرت مولانا سخت بیمار ہوگئے حضرت مسیح موعود نے نبض پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو پھر میرا سلسلہ ہی جھوٹا ہے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

جناب میاں صاحب کے پیش کردہ نظریہ میں صرف نبی کریم صلعم ہی کی نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہتک ہے

جناب میاں صاحب ذرا غور فرمائیں

{ از محترم جناب شیخ عبد الرحمن صاحب مصری }

جناب میاں صاحب کا ادعا کہ نعوذ باللہ نبی کریم صلعم کے مقام سے بھی آگے بڑھا جا سکتا ہے { ۱۹ جون ۴۴ء کے الفضل صفحہ ۵ کے کالم ۳ پر جناب میاں صاحب نے مندرجہ ذیل الفاظ لکھے :-

"اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ کیا محمد صلعم سے بھی کوئی شخص بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے تو میں کہا کرتا ہوں خدا نے اس مقام کا دروازہ بھی بند نہیں کیا . . . . . . اگر محمد صلعم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازہ کو بند نہیں کیا"

اسی مضمون میں اگرچہ یہ بھی لکھا ہے کہ اس وقت تک نبی کریم صلعم سے کوئی شخص آگے نہیں بڑھا اور نہ بڑھے گا اور اسی طرح اعتراض وارد ہونے پر جناب میاں صاحب نے یہاں تک بھی لکھ دیا کہ "ہم جانتے ہیں کہ رسول کریم صلعم کا کتنا بلند مقام ہے اور ہم جانتے ہیں کہ رسول کریم صلعم کو اللہ تعالیٰ کے حضور جو مقام قرب حاصل ہے اس کے قریب بھی اور کوئی شخص نہیں پہنچ سکتا" الفضل ۱۷ جولائی صفحہ ۲ کالم پہلا - تاہم جناب میاں صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ میں حضرت نبی کریم صلعم کی جو ہتک پنہاں ہے جناب میاں صاحب کے پہلے اور بعد کے الفاظ اس کی قطعاً تلافی نہیں کر سکتے۔

اعتراضات وارد ہونے اور توجہ دلائے جانے پر بھی جناب میاں صاحب نے اپنے الفاظ واپس نہیں لئے بلکہ الٹے ان کے صحیح ہونے پر مصر ہو رہے ہیں اور اس بنا پر کوشش شروع کر دی کہ انھوں نے نبی کریم صلعم کی ہتک نہیں کی بلکہ اس کے برخلاف آنحضور صلعم کی عزت کو یہ کہکر کہ آنحضور صلعم کے مقام سے بھی کوئی شخص آگے بڑھ سکتا ہے چار چاند لگا دیئے ہیں اور وہ تمام مسلمانوں کو ہدایت کرتے ہیں کہ حضرت نبی کریم صلعم کے مقام کے متعلق جو نظریہ انھوں نے پیش کیا ہے اس کو سب قبول کریں اس نظریہ کے درست ہونے کی بنیاد جن دلائل پر انھوں نے رکھی ہے ان کو میں آگے چل کر بیان کروں گا اور ان کے صحیح یا غلط ہونے پر بھی بعد میں بحث کروں گا سر دست میں صرف یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ وہ الفاظ جو جناب میاں صاحب نے استعمال کئے ہیں کیا وہ ہتک پر مشتمل ہیں یا نہیں۔

جناب میاں صاحب کی نیت زیر بحث نہیں { لیکن پیشتر اس کے کہ میں اس کے متعلق کچھ عرض کروں یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ میں سر دست جناب میاں صاحب کی نیت کے متعلق کچھ کہنا نہیں چاہتا حسن ظنی سے کام لیتا ہوا میں فی الحال ان کی اس بات کو صحیح تسلیم کر لیتا ہوں کہ انھوں نے ان الفاظ سے ہتک کا ارادہ نہیں کیا لیکن اس بات کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کے الفاظ کے اندر ضرور ہتک موجود ہے، ہتک کا ارادہ کرنا اور چیز ہے اور ہتک کا ارتکاب ہو جانا اور چیز ہے خواہ انھوں نے ہتک کا ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو لیکن ہتک کا ارتکاب ان سے ضرور ہوا ہے پس میں ان کی نیت کو زیر بحث نہیں لاتا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان الفاظ کو لکھتے ہوئے ان کے ذہن میں یہ بات ہی نہ آئی ہو کہ وہ ان الفاظ سے ہتک کا ارتکاب کر رہے ہیں پس میں ایک دفعہ اور دلائل سے ان پر حجت تمام کرتے ہوئے ان کی توجہ اس طرف مبذول کرانی چاہتا ہوں کہ وہ اپنے الفاظ پر نظر ثانی فرمائیں اور اگر ان پر اپنی غلطی واضح ہو جائے تو وہ وقار کے غلط خیال کو نظر انداز کرتے ہوئے اپنے ہتک آمیز الفاظ کو واپس لیں تا نبی کریم صلعم کے متعلق جو غلط عقیدہ ان کے پیش کردہ نظریہ کو صحیح تسلیم کرنے کے نتیجہ میں پیدا ہو سکتا ہے اس کا ہمیشہ کے لئے سدباب ہو جائے اور وہ لوگ جو ان پر حسن ظنی کی بنا پر ان کی ہر بات کو فوراً درست تسلیم کر لینے کے عادی ہیں ضلالت کے گڑھے میں گرنے سے محفوظ ہو جائیں ورنہ ان کے گناہوں کا بوجھ بھی جناب میاں صاحب کی گردن پر ہوگا۔

حضرت نبی کریم صلعم کی ہتک { جناب میاں صاحب کے استعمال کردہ الفاظ نبی کریم صلعم کی ہتک پر کس طرح مشتمل ہیں اسکو واضح کرنے سے قبل میں ان کے اصل الفاظ پھر دوہرا دیتا ہوں وہ لکھتے ہیں :-

"اگر کوئی شخص مجھ سے پوچھے کہ کیا محمد صلعم سے بھی کوئی شخص بڑا درجہ حاصل کر سکتا ہے تو میں کہا کرتا ہوں خدا نے اس مقام کا دروازہ بھی بند نہیں کیا . . . . اگر محمد صلعم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازہ کو بند نہیں کیا"

جناب میاں صاحب کے یہ الفاظ صاف بتلا رہے ہیں کہ اس دنیا میں جن انتہائی روحانی کمالات تک پہنچنا اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے مقدر کیا ہوا ہے ان کو نعوذ باللہ نبی کریم صلعم نے حاصل نہیں کیا آنحضور صلعم کمالات روحانیہ کے انتہائی نقطہ تک نہیں پہنچے انتہائی نقطہ اور آنحضور صلعم کے درمیان نعوذ باللہ کچھ فاصلہ رہ گیا جس کو نبی کریم صلعم نعوذ باللہ طے نہیں کر سکے کیونکہ اگر آنحضور صلعم اس فاصلہ کو طے کر کے کمالات کے انتہائی نقطہ تک پہنچ جاتے تو پھر آگے بڑھنے کے لئے گنجائش ہی کہاں رہ جاتی ہے کہ یہ کہا جا سکے کہ اگر نبی کریم صلعم کے مقام سے کوئی شخص آگے بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے "آگے بڑھنے" کا لفظ تو اسی وقت استعمال ہو سکتا ہے اگر نبی کریم صلعم کے حاصل کردہ مقام سے اوپر کوئی مقام ہو اگر اوپر کوئی مقام ہی نہیں تو پھر "بڑھ سکنے" کا لفظ استعمال کرنا بالکل بے معنی ہے، زیادہ سے زیادہ جناب میاں صاحب یہ کہہ سکتے تھے کہ اگر کوئی شخص نبی کریم صلعم کے مقام تک پہنچنا چاہے تو پہنچ سکتا ہے گو اس میں بھی نبی کریم صلعم کی یقینی طور پر ہتک ہے اور گو یہ عقیدہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کے عقیدہ کے بالکل منافی ہے لیکن پھر بھی الفاظ کی صحت پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا تھا۔

جناب میاں صاحب کے عقیدہ میں اسلام کی موت { اور اگر جناب میاں صاحب نے یہ الفاظ اسی امر کو مدنظر رکھ کر لکھے ہیں اور یہی ان کا عقیدہ ہے کہ روحانی مراتب کا انتہائی مقام جو بشر کے لئے عند اللہ مقرر ہے نعوذ باللہ فی الحقیقت نبی کریم صلعم اس سے پیچھے رہے ہیں تو حضرت نبی کریم صلعم کی شان ارفع کے متعلق جس عقیدہ پر حضرت مسیح موعود نے جماعت کو قائم کیا ہے جناب میاں صاحب کا یہ نظریہ اس کے سراسر خلاف ہے اور اگر جناب میاں صاحب ٹھنڈے دل سے اپنے علمی کبر سے علیحدہ ہو کر اس پر غور کریں گے تو ان پر بھی واضح ہو جائیگا کہ یہ سخت ہی گمراہ کن عقیدہ ہے اور اسلام کی جڑ پر کلہاڑا رکھنے کے مترادف ہے اور اس میں اسلام کی کھلی کھلی موت ہے کیونکہ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ روحانی ترقی کے لئے جو انتہائی سے انتہائی مقام بشر کے لئے اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے اس تک کوئی انسان بھی نہ پہنچے اس لئے اگر نبی کریم صلعم نعوذ باللہ اس مقام تک نہیں پہنچے تو پھر یقیناً کوئی دوسرا پہنچیگا اور جو پہنچیگا وہی پھر خاتم النبیین اور وہی جامع جمیع کمالات انسانیہ ہوگا اور وہی دنیا کے لئے مکمل اُسوہ ہوگا اور اسی پر نوع انسانی کی ہدایت کے لئے کامل تعلیم نازل ہوگی پس اس عقیدہ کی رو سے نعوذ باللہ نہ تو نبی کریم صلعم خاتم النبیین ہو سکتے ہیں اور نہ ہی نعوذ باللہ آنحضور صلعم بنی نوع انسان کے لئے کامل نمونہ قرار دیئے جا سکتے ہیں اور نہ ہی آنحضور صلعم پر نازل شدہ دین نعوذ باللہ مکمل دین تسلیم کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی نعوذ باللہ آنحضور صلعم کی لائی ہوئی ہدایت کامل ہدایت کہلا سکتی ہے - جناب میاں صاحب کے لئے دو ہی راہیں کھلی ہیں یا تو وہ "بڑھ سکنے" کے الفاظ کو واپس لیں کیونکہ "بڑھ سکنے" کے الفاظ اسی وقت استعمال ہو سکتے ہیں جبکہ بڑھ سکنے کے لئے گنجائش ہو اور یا وہ تسلیم کریں کہ فی الحقیقت نبی کریم صلعم نعوذ باللہ انتہائی مقام سے پیچھے ہیں ان دو راہوں میں سے جس راہ کو وہ چاہیں اختیار کر سکتے ہیں اور اسی اختیار سے ہی دنیا کو پتہ لگے گا کہ آیا ان الفاظ کے استعمال میں ان کی نیت کیا تھی اگر تو ان کی نیت میں ہتک مقصود نہ تھی تو یقیناً وہ اپنے الفاظ کو واپس لے لیں گے ورنہ پتہ لگ جائیگا کہ ان کا عقیدہ ہی درحقیقت یہ ہے کہ نبی کریم صلعم روحانی کمالات کے حاصل کرنے میں انتہائی مقام پر نہیں پہنچے اس کے آگے بھی ترقی کا کوئی مقام ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب { اس جگہ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ مسئلہ زیر بحث میں حضرت اقدسؑ کا جو مذہب ہے اسے بھی نقل کر دوں تا جناب میاں صاحب اور ان کے رفقا کو اپنے عقیدہ پر نظر ثانی کرنے میں آسانی ہو حضورؑ اپنی کتاب توضیح مرام صفحہ ۲۴، ۲۵، ۲۶ پر مراتب قرب و محبت پر باعتبار روحانی درجات کے بحث کرتے ہوئے ان کو تین قسموں میں تقسیم کرتے ہیں ان تینوں قسموں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے تیسرے درجہ کے متعلق صفحہ ۲۶ پر فرماتے ہیں :-

"اس کیفیت کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے اور یہ کیفیت صرف دنیا میں ایک ہی انسان کو ملی ہے جو انسان کامل ہے جس پر تمام سلسلہ انسانیہ کا ختم ہو گیا ہے اور دائرہ استعدادات بشریہ کا کمال کو پہنچا ہے اور وہ درحقیقت پیدائش الٰہی کے خط ممتد کی اعلیٰ طرف کا آخری نقطہ ہے جو ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے حکمت الٰہی کے ہاتھ نے ادنیٰ سی ادنیٰ خلقت سے اور اسفل سے اسفل مخلوق سے سلسلہ پیدائش کا شروع کر کے اس اعلیٰ درجہ کے نقطہ تک پہنچا دیا ہے جس کا نام دوسرے لفظوں میں محمد ہے صلی اللہ علیہ وسلم جس کے معنے یہ ہیں، کہ نہایت تعریف کیا گیا یعنے کمالات تامہ کا مظہر سو جیسا کہ فطرت کے رو سے اس نبی کا اعلیٰ اور ارفع مقام تھا ایسا ہی خارجی طور پر بھی اعلیٰ و ارفع مرتبہ وحی کا اسکو عطا ہوا اور اعلیٰ و ارفع مقام محبت کا ملا یہ وہ مقام عالی ہے کہ میں اور مسیح دونوں اس مقام تک نہیں پہنچ سکتے"

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۳۲ کے حاشیہ پر ان مراتب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

"میں نے جو اس جگہ تین مراتب قرب و محبت کے لکھکر تیسرا مرتبہ کہ جو بزرگ ترین مراتب ہے آنحضرت صلعم کے لئے ثابت کیا ہے یہ میری طرف سے ایک اجتہادی خیال نہیں بلکہ الہامی طور پر خدا تعالیٰ نے مجھ پر کھول دیا ہے"

عبارت مندرجہ بالا سے اخذ کردہ نتائج { عبارت مندرجہ بالا سے مندرجہ ذیل نتائج بالبداہت نکل رہے ہیں :-

(۱) روحانی کمالات کی جو کیفیت نبی کریم صلعم کو حاصل ہوئی ہے اس کا اندازہ تمام مخلوقات کے قیاس اور گمان اور وہم سے باہر ہے

(۲) یہ کیفیت دنیا میں صرف نبی کریم صلعم کو ہی ملی ہے۔

(۳) اس کیفیت پر تمام سلسلہ انسانیہ کا خاتمہ ہو گیا ہے جس کے صاف یہ معنی ہوئے کہ انسانیت اس سے آگے نہیں جا سکتی جب آگے جا یا ہی نہیں جا سکتا تو بڑھنے کا احتمال کس طرح پیدا ہو سکتا ہے۔

(۴) اسی کیفیت پر پہنچکر استعدادات بشریہ کا دائرہ کامل ہو جاتا ہے۔

(۵) نبی کریم صلعم جس مقام پر پہنچے ہیں وہ مقام ہی درحقیقت آخری نقطہ اور ارتفاع کے تمام مراتب کا انتہا ہے۔

(۶) نبی کریم صلعم کی فطرت بھی سب انسانوں سے اعلیٰ و ارفع تھی اور خارج میں بھی آنحضور کو علو و رفعت میں انتہائی مقام ملا۔

(۷) نبی کریم صلعم کے اس عالی مقام تک نہ حضرت مسیح موعودؑ پہنچ سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی اور نبی پہنچ سکا ہے اور نہ پہنچ سکتا ہے

(۸) یہ حقیقت کہ بشر کے لئے جو روحانی کمالات مقدر رہیں ان کے انتہائی مقام تک نبی کریم صلعم پہنچ چکے ہیں اور یہ کہ وہاں تک کوئی بھی نہیں پہنچ سکتا گویا برابری بھی کوئی نہیں کر سکتا حضرت اقدس مسیح موعودؑ پر اجتہاد سے نہیں بلکہ الہام الٰہی سے کھلی ہے۔

جناب میاں صاحب کے نظریہ کے غلط ہونے کی مزید وضاحت

جناب میاں صاحب کے ان الفاظ کی "اگر محمد صلعم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازہ کو بند نہیں کیا"، توضیح کیلئے میں مندرجہ ذیل شکل سے مزید وضاحت کرتا ہوں فرض کرو کہ روحانی ترقیات کا خط ا سے ب تک ممتد ہے

ب
د
ج
الف

یعنی الف مقام سے انسان کے لئے ترقی شروع ہوتی ہے اور ب مقام پر جا کر ختم ہو جاتی ہے گویا ب مقام انسانی ترقی کا انتہائی نقطہ ہے اس کے بعد کوئی مقام ہی نہیں جس کی طرف انسان اس دنیا میں ترقی کرتے ہوئے چڑھ سکے۔ یہ مقام انسانیت کا انتہائی نقطہ ہے جس پر پہنچکر انسان خدا کی طرف اُٹھایا جاتا ہے البتہ ا اور ب کے درمیان مختلف مقامات ہیں جن میں سے ایک مقام ج ہے فرض کرو کہ یہ وہ مقام ہے جس تک وہ انسان پہنچا جس نے نبی کریم صلعم سے قبل تمام انسانوں سے بڑھ کر ترقی کی خواہ وہ انسان ایک ہی ہو یا ... سے زیادہ ہوں بہرحال ان کی ترقی کا منتہا مقام ج ہے اس کے بعد حضرت نبی کریم صلعم دنیا میں تشریف لائے اور آنحضور صلعم نے ترقی شروع کی حضرت مسیح موعودؑ اور حضورؑ کی اتباع میں ہمارے عقیدہ کی رو سے تو آنحضرت صلعم ترقی کرتے کرتے مقام ب تک پہنچ گئے اور یہی نقطہ چونکہ انسانی ترقی کا انتہائی نقطہ ہے جس کے آگے اس دنیا میں انسانی ترقی کے لئے قطعاً کوئی گنجائش ہی نہیں اسلئے حضرت مسیح موعودؑ اور ہمارے نزدیک اس مقام سے آگے کوئی بڑھ ہی نہیں سکتا نہ کسی کے لئے بڑھنے کی گنجائش ہے اور نہ ہی کوئی اس مقام تک پہنچ سکا اور نہ آئندہ پہنچ سکتا ہے۔ لیکن جناب میاں صاحب کے قول کی رو سے نبی کریم صلعم ترقی کرتے کرتے زیادہ سے زیادہ مقام د تک پہنچ سکے ہیں د اور ب کے درمیان جو فاصلہ ہے وہ ابھی خالی پڑا ہے اسکو ابھی تک کسی انسان نے طے نہیں کیا اور یہ انکے ان دو قولوں سے عیاں ہے جو اس بارے میں انہوں نے لکھے ہیں ایک تو ان میں سے یہ ہے کہ نبی کریم صلعم ترقی کے میدان میں سب پہلے لوگوں سے آگے نکل گئے آپ کے اس قول کے دو ہی معنی ہو سکتے ہیں یا تو یہ کہ نبی کریم صلعم ترقی کے انتہائی مقام ب تک پہنچ گئے اور یا یہ کہ گو پہلوں سے آگے نکل گئے لیکن انتہائی مقام تک نہیں پہنچے لیکن ان کا دوسرا قول" اگر محمد صلعم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازہ کو بند نہیں کیا،، پہلی شق مراد نہیں لینے دیتا یعنی یہ کہ نبی کریم صلعم انسانی ترقی کے انتہائی نقطہ یعنی مقام ب تک پہنچے ہیں اس لئے ان کے ان دونوں قولوں کو ملا کر بجز اس کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکل سکتا کہ گو نبی کریم صلعم پہلے تمام انسانوں سے آگے بڑھ گئے لیکن آخری مقام ب تک آپ بھی نہ پہنچ سکے بلکہ راستہ میں مقام د تک ہی رہ گئے۔ اب ہمارے سامنے دو عقیدے ہیں ایک تو حضرت مسیح موعودؑ کا عقیدہ جو نبی کریم صلعم کی انتہائی عزت پر دلالت کرتا ہے اور وہ یہ کہ اس دنیا میں نبی کریم صلعم ہی ایک ایسے انسان پیدا ہوئے جنہوں نے انسانی کمالات کے حصول میں انتہائی مقام تک ترقی کی ہے جس کے بعد اور کوئی کمال ہی نہیں جس کو بشر بحیثیت بشر ہونے کے حاصل کر سکے اس لئے آنحضور صلعم تمام نبیوں کے سردار اور تمام انسانوں سے افضل اور تمام جن و انس سے اکمل ہیں اسی وجہ سے آپ پر کامل دین اتارا گیا اور آپ پر تمام نعمتیں مکمل کر دی گئیں اور دوسری طرف جناب میاں صاحب کا وہ عقیدہ ہے جو ان کے الفاظ سے نکل رہا ہے یعنی یہ کہ جہاں تک نبی کریم صلعم نے ترقی کی ہے وہ بنی نوع انسان کی ترقی کا انتہائی مقام نہیں بلکہ اس کے آگے بھی ترقی کا میدان کھلا ہے جو بڑھنا چاہے بڑھ سکتا ہے جس کے معنی بجز اس کے کچھ نہیں ہو سکتے کہ نعوذ باللہ نبی کریم صلعم کے وجود باجود پر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اتمام نہیں ہوا اور نہ آنحضور صلعم نعوذ باللہ اکمل انسان کہلا سکتے ہیں کیا یہ عقیدہ قرآن شریف کی آیات (الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا) اور (من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وھو فی الاخرۃ من الخاسرین) (ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ) (وما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئی علیما) کے صریح خلاف

اب ان دونوں عقیدوں میں سے کونسا عقیدہ نبی کریم صلعم کی عزت پر دلالت کرتا ہے اور کونسا عقیدہ حضرت نبی کریم صلعم کی ہتک پر دلالت کرتا ہے اس کا فیصلہ جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء خود ہی کریں مجھے فیصلہ دینے کی ضرورت نہیں

حضرت مسیح موعودؑ کے نظریہ اور جناب میاں صاحب کے نظریہ میں فرق

ممکن ہے جناب میاں صاحب یہ کہیں کہ گو میرے الفاظ سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ نبی کریم صلعم میدان ترقی میں انتہائی نقطہ یعنی مقام ب تک نہیں پہنچے بلکہ راستہ میں ہی مقام د تک پہنچکر رہ گئے ہیں لیکن میں ساتھ یہ بھی تو تسلیم کرتا ہوں کہ نبی کریم صلعم سب نبیوں سے آگے ہیں اور یہ کہ نبی کریم صلعم کے مقام تک نہ پہلوں میں سے کوئی پہنچا اور نہ بعد کے لوگوں میں سے کوئی پہنچے گا اس لئے افضل تو بہرحال نبی کریم صلعم ہی رہے پس عملی طور پر ان دونوں باتوں میں کیا فرق پڑا سو جناب میاں صاحب پر واضح رہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے نظریہ اور آپ کے پیش کردہ نظریہ میں زمین و آسمان کا فرق ہے باوجود اس کے کہ آپ نبی کریم صلعم کو افضل تسلیم کرتے ہیں پھر بھی آپ کے نظریہ سے نبی کریم صلعم کی ہتک ہی لازم آتی ہے کاش آپ غور کریں اور اپنے الفاظ کو واپس لیں اور اس کے مقابل حضرت مسیح موعودؑ کے پیشکردہ نظریہ کی رو سے نبی کریم صلعم عزت کی انتہائی بلند چوٹی پر بیٹھے ہوئے نظر آتے ہیں۔

جناب میاں صاحب کے نظریہ سے نبی کریم صلعم کی ہتک کس طرح نکلتی ہے اس کی تفصیل جیسا کہ میں پہلے بھی لکھ چکا ہوں یہ ہے کہ جناب میاں صاحب کے نظریہ کی رو سے یا تو خدا پر نعوذ باللہ اعتراض وارد ہوگا یا نبی کریم صلعم پر اور وہ اس طرح کہ اس نظریہ کی رو سے یا تو یہ ماننا پڑے گا کہ اس دنیا میں انسانی ترقی کے لئے کوئی انتہائی مقام ہے ہی نہیں جہاں پہنچکر اس دنیا میں انسانی ترقی ختم ہو جائے بلکہ میدان ترقی غیر محدود طور پر کھلا ہے اور یا یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ اس دنیا میں انسانی ترقی کا میدان محدود ہے اور اس کا کوئی انتہائی مقام ہے۔

شق اوّل اگر شق اوّل کو اختیار کیا جائے تو یہ سوال پیدا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے آیا اس دنیا میں انسانی فطرت میں غیر محدود ترقی کرنے کی طاقتیں بھی رکھی ہیں یا نہیں اگر نہیں رکھیں تو خدا تعالےٰ پر نعوذ باللہ ایک عبث فعل کے ارتکاب کا الزام آئے گا کیونکہ جب اس نے اس دنیا میں انسانوں کو غیر محدود ترقی کی طاقتیں ہی نہیں دیتی تھیں تو غیر محدود ترقی کا میدان ہی کیوں بنایا اور اگر یہ مانا جائے کہ خدا تعالےٰ نے اس دنیا میں غیر محدود ترقی کرنے کے لئے طاقتیں اور ذرائع بھی غیر محدود ہی دیئے ہیں تو پھر یہ ماننا پڑے گا کہ اس ترقی کے حاصل کرنے کے لئے زمانہ بھی غیر محدود ہی ملنا چاہیئے ورنہ ان غیر محدود طاقتوں کا خارج میں ظہور بالکل محال ہے اور اگر زمانہ محدود ہی ملنا ہے تو پھر ہم کسی انسان کو نسبتی طور پر تو کامل یا اکمل کہہ سکتے ہیں لیکن حقیقی طور پر کبھی بھی نہیں کہہ سکتے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کی وفات کے بعد کوئی اور انسان پیدا ہو جائے جو بوجہ زیادہ ذرائع میسر آنے کے اس سے بھی زیادہ ترقی کر جائے اس صورت میں ہم نبی کریم صلعم کے متعلق یہ عقیدہ ہرگز نہیں رکھ سکتے کہ آپ دنیا کے سب انسانوں سے حقیقی طور پر افضل ہیں اس صورت میں نہ قرآن شریف کو نعوذ باللہ خاتم الکتب و خاتم الشرائع مانا جا سکتا ہے اور نہ ہی نعوذ باللہ نبی کریم صلعم کو خاتم النبیین تسلیم کیا جا سکتا ہے اور اس میں نبی کریم صلعم کی جو ہتک ہے وہ کسی سچے مسلمان سے مخفی نہیں رہ سکتی۔

شق ثانی اگر شق ثانی اختیار کی جائے کہ اس دنیا میں ترقی کا میدان محدود ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ آیا کسی انسان کو اس کے انتہائی مقام تک پہنچنے کے لئے طاقتیں بھی دی گئی ہیں یا نہیں اگر یہ مانا جائے کہ نہیں دی گئیں تو پھر وہی فعل عبث کے ارتکاب کا الزام اللہ تعالیٰ کی ذات پر آئیگا۔ اور اگر یہ مانا جائے کہ دی گئیں ہیں تو پھر یہ سوال پیدا ہوگا کہ آیا سب کو دی گئیں ہیں یا صرف نبی کریم صلعم کو ہی دی گئی ہیں جناب میاں صاحب نے یہ شق اختیار کی ہے کہ ایسی طاقتیں سب کو دی گئیں ہیں اور ایک جیسی دی گئیں ہیں گو یہ شق حضرت مسیح موعودؑ کے مذہب کے صریح خلاف ہے لیکن سردست میں دوسروں کے سوال کو نہیں چھیڑنا چاہتا بلکہ صرف نبی کریم صلعم کے سوال کو ہی لیتا ہوں۔

نبی کریم صلعم کی کھلی کھلی ہتک

جناب میاں صاحب کے نزدیک جب کہ سب کو اس دنیا میں ترقی کے انتہائی مقام تک پہنچنے کے لئے ایک جیسی طاقتیں دی گئیں ہیں تو سب میں شامل ہونے کی وجہ سے نبی کریم صلعم بھی ان طاقتوں کے مالک قرار پائے لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا نبی کریم صلعم نے اپنی تمام طاقتوں کو استعمال کیا اور کیا آپ ترقی کے اس انتہائی نقطہ ب تک پہنچے جس تک پہنچنا آپ کی طاقتوں کے لحاظ سے آپ کے لئے مقدر کیا گیا تھا جناب میاں صاحب کے الفاظ اس کا جواب نفی میں دیتے ہیں کیونکہ وہ لکھتے ہیں "ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر محمد صلعم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازہ کو بند نہیں کیا"

اب یہ بدیہی بات ہے کہ بڑھنے کا سوال تو اسی وقت پیدا ہو سکتا ہے جبکہ بڑھنے کی گنجائش ہو اگر جناب میاں صاحب کے نزدیک نبی کریم صلعم ترقی کے انتہائی مقام تک پہنچ چکے ہوتے تو آپ بڑھ سکنے کا لفظ کبھی استعمال نہ کرتے زیادہ سے زیادہ برابر پہنچنے کا لفظ استعمال کر سکتے تھے اس لئے جب تک جناب میاں صاحب اپنے ان الفاظ کو واپس نہیں لیتے اس وقت تک یہی سمجھا جائیگا کہ ان کا یہی عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلعم ترقی کے انتہائی مقام ب تک نہیں پہنچے بلکہ راستہ میں مقام د تک ہی رہے ہیں اور اس عقیدہ کی رو سے نبی کریم صلعم کی جو ہتک ہوتی ہے وہ کسی سمجھدار مسلم سے مخفی نہیں رہ سکتی جب یہ مسلّم ہے کہ نبی کریم صلعم کو انتہائی مقام

تک پہنچنے کے لئے طاقتیں عطا کی گئیں اور باوجود ان طاقتوں کے پانیکے پھر بھی آپ نعوذ باللہ انتہائی مقام تک نہیں پہنچے تو اس کی دو ہی وجہیں ہوسکتی ہیں یا تو اللہ تعالیٰ نے روک دیا اور یا نبی کریم صلعم نے نعوذ باللہ ان طاقتوں سے پوری طرح کام لینے میں کوتاہی کی پہلی صورت میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر نعوذ باللہ شدید بخل کا الزام آتا ہے جس سے اللہ تعالیٰ کی ذات منزہ ہے۔ اور دوسری صورت میں نبی کریم صلعم کی ذات نعوذ باللہ زیر الزام آتی ہے۔ یہ ایک کھلی کھلی حقیقت ہے جس کا کوئی عقلمند بھی انکار نہیں کرسکتا کہ انسانوں میں سب سے اکمل وہی انسان ہوسکتا ہے جس کی فطرتی استعداد اور طاقتیں بھی سب سے بڑھ کر ہوں اور پھر اس نے ان طاقتوں کے استعمال میں ایک ذرہ کے برابر بھی کمی نہ کی ہو یاد رہے کہ انسانی فطرت کے اندر ودیعت کی ہوئی طاقتیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے امانتیں ہیں اور انسان اس دنیا میں اس ذمہ داری کو ساتھ لیکر آیا ہے کہ یہ تمام کی تمام امانتیں بغیر ایک ذرہ کمی کے وہ اللہ تعالیٰ کو واپس دے گا اسی کی طرف آیت لا تموتن الا وانتم مسلمون اشارہ کررہی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ موت سے قبل انسانوں کا فرض ہے کہ اپنی سب فطرتی امانتوں کو خدا کے سپرد کردیں۔ پس جو شخص ان تمام امانتوں کو من و عن واپس نہیں کرتا وہ اپنے فرض کی ادائیگی میں کوتاہی کرنے والا قرار پائیگا۔ اب جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء غور کرلیں کہ کیا نبی کریم صلعم کی اس سے بڑھکر بھی ہتک ہوسکتی ہے کہ آنحضور صلعم کے متعلق یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اللہ تعالےٰ کی ودیعت کردہ امانتوں کو واپس کئے بغیر ہی آپ اس دنیا سے رحلت فرما گئے۔ کاش جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء اس ہتک کی طرف توجہ دلانے والوں کو گالیاں نکالنے کی بجائے ان نتائج پر غور کرتے جو ان کے الفاظ سے نکلتے ہیں تا وہ اپنی غلطی کی تلافی کرسکتے نہ کہ الٹا اس پر اصرار کرکے ایک دوسرے گناہ کے مرتکب ہوجاتے اب بھی اگر جناب میاں صاحب اپنی غلطی کا اقرار کرکے اپنے الفاظ کو واپس لے لیں تو نہ صرف اپنے ساتھیوں پر رحم کریں گے بلکہ اپنی جان پر بھی رحم کریں گے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا نظریہ اس کے بالمقابل حضرت مسیح موعود کا نظریہ تو نبی کریم صلعم کی علو شان کے متعلق ہمیں یہ تعلیم دے رہا ہے کہ ادھر تو اللہ تعالیٰ نے انسان کو ترقی کے جس انتہائی مقام تک پہنچنے کے لئے پیدا کیا ہے اس تک پہنچنے کے لئے جس طاقت اور استعداد کی ضرورت تھی وہ صرف نبی کریم صلعم کی فطرت میں رکھ دی اور ادھر نبی کریم صلعم نے اس طاقت اور استعداد سے پوری طرح کام لیا اور ترقی کے انتہائی نقطہ تک اپنے آپ کو پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آنحضرت صلعم اپنی فطرتی طاقتوں اور استعدادوں کے مطابق مجاہدات شاقہ کے ذریعہ ترقی کرتے کرتے اس انتہائی نقطہ تک پہنچ گئے جہاں پہنچکر انسانی کمالات کا دائرہ ختم ہوجاتا ہے اس نظریہ کو تسلیم کرکے نبی کریم صلعم کی نبوت وعظمت دل میں بیٹھتی ہے دوچند

رسالہ فرقان قادیان کی ایک لغو اور فضول بات

دربارہ نبوت مسیح موعودؑ

نفی نبوت مسیح موعودؑ کے متعلق تو قرآن حدیث اور خود حضرت مسیح موعود کی ساری تحریریں کافی طور پر شاہد ہیں۔ کہ حضرت نہ نبی ہیں۔ نہ رسول ہیں نہ پیغمبر ہیں۔ اور قرآن کا ایک ایک حرف اور ایک ایک آیت کہہ رہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک ایک بھی سچا نبی نہیں ہوسکتا۔ حضرت میں ایک ذریعہ حصول نبوت کا ہی فرق نہیں بلکہ نبی اور رسول کے جس قدر لوازم اور شرائط اور خصوصیات اور ماہیت اور حقیقت ہے ان میں سے ایک بات بھی حضرت میں نہیں پائی جاتی۔ نہ حضرت نبوت کے دعویدار ہیں۔ اور نہ آپ نبوت حاصل کرنیوالوں کے زمرہ میں شامل ہیں۔ محض غیر نبی ہیں۔ اور حضرت کی مجازی نبوت کوئی نبوت نہیں۔ مجازی نبوت کسی نبی یا رسول کی طرف منسوب نہیں ہوسکتی۔ بلکہ کسی نبی کی نبوت کو مجازی نبوت کہنے والا خود دائرہ اسلام سے خارج بے ایمان اور کافر ہوجاتا ہے، حضرت کی اس مجازی مستعار لغوی و ظلی نبوت کو نبوت کی بجائے غیر نبوت ہی کہنا لازم اور ضروری ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سے بھی کبھی نبیوں والی نبوت حاصل نہیں ہوسکتی۔ نہ حضرت نے نبیوں والی نبوت حاصل کی اور نہ آپ نبی ہیں۔ اور نہ خدا کی کسی کتاب میں محض مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ کو نبوت کہا گیا ہے۔ اثبات نبوت مسیح موعودؑ کے لئے یہ تاویل کس قدر غلط اور نادرست ہے۔ کہ حضرت کثرت مکالمہ و مخاطبہ اور کثرت اظہار غیب کا نام نبوت رکھتے ہیں۔ اگر یہی حقیقت نبوت کی ہوتی۔ تو حضرت اس کو مجازی نبوت کیوں فرماتے۔ اور کیوں اپنی ہر ایک کتاب میں یہ لکھتے کہ نبی کہلانے کے لئے لازمی ہے کہ وہ امتی نہ ہو۔ شروع سے لیکر آخر تک حضرت کی ساری تحریریں اس بات پر شاہد ہیں۔ کہ امتی صرف نبی ہی نہیں کہلا سکتا اور حقیقی اور اصلی اور صحیح معنوں میں کوئی نبی یا رسول رسول اللہؐ کے بعد نہیں آسکتا اور یہ کہنا کہ مسیح موعود کی آمد آنحضرتؐ کی بعثت ثانیہ ہے۔ تو اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ مسیح موعود کی آمد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی آمد نہیں اور نہ بعثت ثانیہ کسی نبی کی حقیقی ہوتی ہے اور نہ ہوسکتی ہے۔ صرف کسی مشابہت کی وجہ سے اس کا نام بعثت ثانیہ رکھ دیا جاتا ہے مسیح ناصری کی بعثت ثانیہ یعنی دوبارہ آمد بھی جب حقیقی نہیں۔ اور مسیح حقیقی نہیں آسکتا۔ تو پھر بعثت سوائے بروز کے کوئی معنی نہیں رکھتی۔ اور حضرت امام محض۔ فقط اور صرف مثیل مسیح ہیں۔ نہ فی الواقع مسیح اور خدا نے بھی الہام میں مثیل مسیح ہی فرمایا ہے۔ تو آپ مثیل نبی ہوتے نہ اصل نبی۔ مثیل عیسیٰ ہوتے نہ اصل عیسیٰ۔ پس ہم حضرت کو ہرگز ہرگز نبی نہیں کہیں گے۔ نہ وہ

نبوت حضرت کو ملی ہے جو نبیوں کو ملی۔ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نہ دوسرے انبیاء کی نبوت میں آپ کسی طرح شریک ہیں۔ نہ نبوت کی کوئی نسبت آپ کی طرف ہوسکتی ہے۔ جبکہ آپ ماہیت اور حقیقت نبوت میں شریک نہیں۔ لوازم اور شرائط نبوت میں شریک نہیں۔ کتاب اور حکم نبوت میں شریک نہیں، رسالت میں شریک نہیں۔ غرضیکہ نبوت کے کسی امر میں شریک نہیں یہاں تک کہ وحی پانے میں شریک نہیں۔ نبیوں کی وحی وحی نبوت۔ اور آپ کی وحی وحی محدثیت یا وحی ولایت۔ نبیوں کی وحی حقیقی اور آپ کی وحی ظلی وحی۔ نبیوں کی نبوت و رسالت کتاب اللہ والی، شرعی، حقیقی، اصلی، مستقل، آپ کی نبوت مجازی، ظلی، لغوی۔ انعکاسی۔ قرآن کی وحی مقدم اور حضرت کی وحی قرآن کی وحی کی تابع اور قرآنی وحی کے مطابق ہونے کی شرط سے قابل قبول اور نبی کریم صلعم تک تمام نبیوں کی وحی مستقل طور پر مدار ایمان و مدار نجات اور آپ کی وحی نہ مستقل طور پر مدار ایمان اور نہ مستقل طور پر مدار نجات۔ اب بتلاؤ کہ اس مجازی نبوت کو اصلی اور حقیقی نبوت سے کیا نسبت اور واسطہ ہوسکتا ہے۔ بلکہ اس مجازی نبوت کو نبیوں والی نبوت کہنا ہی گناہ اور معصیت ہے۔ یہ جھوٹ اور افترا ہے۔ کہ حضرت جس نبوت کے دعویدار ہیں وہ آنحضرتؐ کی نبوت ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ حضرت نبی کریم صلعم کی نبوت کا عکس ہے امتی کو اپنے متبوع کی نبوت نہیں ملا کرتی بلکہ اس کا صرف عکس ملا کرتا ہے۔ اگر سولہ آنے کے روپیہ والی مثال قرآن سے علاوہ قرآن سے باہر قرآن سے غیر اور قرآن سے زائد اور قرآن سے بعد کسی اور نبوت پر بھی صادق آسکتی ہے تو یہ نبوت خلاف قرآن ہونے کی وجہ سے بالکل غلط نادرست اور نبوت محمدیہ کے لئے ہتک آمیز ہے حضور نبی کریم صلعم کی نبوت کا حامل صرف۔ محض اور فقط قرآن ہے وبس یہ ورثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تمام برگزیدوں نے پایا۔ حضرت نے کوئی ان سے الگ ورثہ نہیں پایا۔ پس مسیح موعود کی نفی نبوت اسلئے ضروری اور لازمی ہے کہ خدا نے اپنے الہام میں حضرت کو محدث کہکر پکارا ہے۔ اور حدیث علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل کا مصداق قرار دیا ہے۔ محض اور صرف نبی کہکر نہیں پکارا۔ بلکہ امتی ظلی مجازی کی قیود سے مقید کرکے اور محض لغوی معنی کو مدنظر رکھکر یہ نام دیا ہے۔ اور اس لئے بھی نفی نبوت لازمی اور ضروری ہے۔ کہ نبوت کسی نبی کی اتباع سے نہ کبھی حاصل ہوئی ہے اور نہ ہوسکتی ہے۔ اور نہ خدا نے ہی کہیں یہ فرمایا ہے کہ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے

نبوت حاصل ہوگی۔ قدیم سے جو سنت اللہ اسی طرح جاری ہے کہ نبیوں کو براہ راست بطور موہبت نبوت ملتی ہے اس کے خلاف کبھی نہیں ہوسکتا سنت اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا جس کے معنی یہ ہیں۔ کہ نہ کسی نبی کے واسطہ اور اتباع کے نتیجہ میں کبھی کسی کو نبوت ملی۔ اور نہ آیندہ مل سکتی ہے۔ اور نہ کسی نبی کی ایسی نبوت کبھی ہوئی ہے جو بالواسطہ اسے ملی ہو۔ نہ ظلی اور مجازی اور امتی نبی کو کوئی نبی کہتا ہے۔ حضرت نے جہاں اعجاز احمدی صفحہ ۷ کے عربی اشعار میں یہ فرمایا ہے کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مال کا وارث بنایا گیا ہوں اور میں اس کی آل برگزیدہ ہوں۔ وہاں حضرت نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس طرح میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک رنگ میں بیٹا ہوں۔ میرے جیسے اور بھی کئی بیٹے حضور نبی کریم صلعم کے ہوئے ہیں۔ اب تو شاید قادیانی حضرات حضرت کے نبی کا نام پانے کی خصوصیت پر ماتم ہی کریں گے۔ کیونکہ اس عبارت میں حضرت نے اپنے آپ کو نبیوں کے گروہ میں شامل نہیں کیا بلکہ امت کے دیگر برگزیدہ لوگوں کی جماعت کا ایک فرد ہی اپنے آپ کو تسلیم کیا ہے۔ (ایک محقق)

(باقی آیندہ)

سیگفرڈ لائن کیا ہے

سیگفرڈ لائن کا سرکاری نام دیوار مغرب ہے ۱۹۳۸ میں ہٹلر کی ہدایت کے مطابق آخن اور ساربروکن کے شہروں کا اس لائن میں احاطہ کرلیا گیا تھا اس سے پہلے سیگفرڈ لائن آخن اور ساربروکن کے اضلاع کے مشرق میں سے گذرتی تھی اور ان اضلاع کا کسی طرح بچاؤ نہیں کرتی تھی یہ لائن ہالینڈ کی سرحدوں سے شروع ہوکر سوئٹزرلینڈ کی سرحدوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر ٹوڈ نے اس لائن کو بنایا تھا۔ یہ لائن قلعہ بندیوں کی تین قطاروں پر مشتمل ہے جن میں بارہ ہزار کے قریب مضبوط قلعے ہیں کہا جاتا ہے کہ ان قلعوں میں سے بہت سے قلعے زیر زمین ہیں جن کے اوپر بڑی بڑی طیارہ شکن توپیں چڑھی ہوئی ہیں۔ زیر زمین قلعوں میں حمام، باورچی خانے تک بنے ہوئے ہیں ان قلعوں تک پہنچنے کے لئے حملہ آوروں کو بہت سی رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

بیرونی جماعتیں توجہ فرمائیں

سب بیرونی جماعتوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقوں کے سالانہ انتخابات کرکے مرکز میں بھجوائیں۔

(جنرل سیکرٹری)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود　ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفان ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا
ہفتہ وار آرگن

پیغام صلح

ایڈیٹر ایس محمد آصف بی اے
نائب ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات
۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴- سب صلحاء اور ائمہ قابل احترام ہیں
سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جلد ۳۲　لاہور - یوم چہارشنبہ مورخہ ۶، ذیقعدہ سنہ ۱۳۶۳ھ م ۲۵ر اکتوبر سنہ ۱۹۴۴ء　نمبر ۴۲

ہماری زندگی میں خدا تعالیٰ نے ایک نشان دکھایا

قادیانی عقاید پر موت وارد ہو چکی ہے

تین مطالبات کو قائم رکھو

جماعت کو چاہیئے کہ بلند مقاصد کی طرف توجہ کرے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - لاہور - مؤرخہ ۲۰ر اکتوبر سنہ ۱۹۴۴ء

انا فتحنا لك فتحا مبينا ـ ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر ويتم نعمته عليك ويهديك صراطا مستقيما ـ وينصرك الله نصرا عزيزا ـ (سورۃ الفتح)

ہر ایک مسلمان مخاطب ہے } بہت سے مقامات قرآن کریم میں ایسے ہیں جہاں بظاہر خطاب تو آنحضرت صلعم سے معلوم ہوتا ہے لیکن فی الحقیقت اس میں مخاطب ہر ایک انسان ہوتا ہے۔ بہت سے ایسے مقامات ہیں جہاں واحد کے صیغہ سے مخاطب کیا جاتا ہے مگر دراصل ہر ایک مومن مخاطب ہوتا ہے۔ یہ آیت انا فتحنا لك فتحا مبينا ایسی ہی آیت ہے ہم نے تیرے لئے ایک کھلی فتح کی راہ کھول دی ہے اول مخاطب تو اس کے آنحضرت صلعم ہی ہیں مگر اس کی یہ عظیم الشان بشارت آنحضرت صلعم کے زمانہ تک محدود نہیں اور اس میں مخاطب ہر ایک مسلمان ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں چلتا ہے جس کے دل میں وہ تڑپ ہے جو محمد رسول اللہ صلعم کے دل میں تھی جو اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اسی طرح کوشش کرتا ہے جس طرح محمد رسول اللہ صلعم اور آپ کے صحابہ نے کوشش کی۔

ہر ایک اعلائے کلمۃ الحق کرنیوالے کے لئے بشارت } اس امت کے اندر آپ تاریخی واقعات دیکھیں گے کہ کس طرح پر جب کسی شخص کے دل میں خدا کے نام کو دنیا میں بلند کرنے کی تڑپ پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اسے بھی بڑی بڑی فتوحات دیں اور اس کے لئے راستے کھول دیئے اس لئے کہ اس کا وعدہ ہر ایک مسلمان کے ساتھ ہی ہے کسی ملک کو آپ لے لیں ہندوستان کو لیجئے چین کو لیجئے اور جتنے ممالک آپ کو نظر آتے ہیں یہ جزائر ہیں، جاوا، سماٹرا، اور اسلامی ممالک کا میں ذکر نہیں کرتا جہاں مسلمان ہی مسلمان نظر آتے ہیں لیکن ان ممالک میں بھی جہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں رہی جب کسی مرد خدا نے اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا تو پھر اسلام بڑھتا ہی چلا گیا آج ہندوستان کے اندر ۹ کروڑ مسلمان موجود ہیں اور چین میں چھ کروڑ مسلمان موجود ہیں حالانکہ چین میں مسلمانوں کی حکومت نہیں رہی سو اس آیت میں ہر ایک شخص کے لئے جو اعلائے کلمۃ الحق کے لئے قدم اُٹھاتا ہے بشارت ہے ہماری جماعت کے لئے بھی جس نے اعلائے کلمۃ الحق کو اپنا نصب العین قرار دیا ہے ایک عظیم الشان بشارت ہے۔

تبلیغی انجمنوں کی ناکامی } لوگوں کو بڑی حیرت ہوتی ہے کہ تبلیغ اسلام کے لئے جو انجمن بنتی ہے وہ ناکام رہتی ہے مر جاتی ہے حالانکہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے انا فتحنا لك فتحا مبينا ہم نے تیرے لئے کھلی فتح کی راہ کھول دی ہے اور آیندہ جو شخص بھی اعلائے کلمۃ اللہ کی تڑپ کو لیکر اُٹھے گا ہم اسے فتح عطا کریں گے ان تبلیغی انجمنوں کی ناکامی کی وجہ یہ ہے کہ ان میں دنیا کی ملونی ہوتی ہے اور ان کے کارکنوں کے پیش نظر دنیوی مفاد [illegible] کلمۃ الحق میں جب دنیا کی ملونی ہوگی تو اس میں کامیابی نہیں ہوگی کیونکہ محمد رسول اللہ صلعم کے اندر دنیا کی ملونی نہیں تھی ـــــ

ایک اور نظارہ کی طرف توجہ } اس وقت میں آپ کو ایک اور نظارہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں ایک طرف تو اللہ تعالےٰ نے ہمارے لئے وہ رستے کھول دیئے ہیں جن پر چل کر فتح کی طرف ہمارا قدم اُٹھ سکتا ہے تو اس کے ساتھ ہی محض اپنے فضل سے ایک فتح ہمیں اور رنگ میں عطا فرمائی - میں آپ کو ابتدائی واقعات کی طرف توجہ دلا کر بتانا چاہتا ہوں اس جماعت (جماعت احمدیہ لاہور) کے بن جانے کی محرک صرف ایک چیز تھی - چند آدمی تھے جو جمع ہوئے اور جنہوں نے فیصلہ کیا کہ چونکہ قادیان میں جن عقاید کی بنیاد رکھی گئی ہے وہ تبلیغ اسلام کیلئے روک ہیں اس لئے ہم وہاں سے الگ ہو کر تبلیغ اور اشاعت کا کام کریں گے جہاں ہو سکے -

قادیان کا غلو بہت ترقی کر گیا } وہ عقاید جن کی وجہ سے ہمیں قادیان چھوڑنا پڑا اور بالآخر وہاں کا غلو ترقی کرتے کرتے اس حد تک بڑھ گیا کہ ان عقاید کی وجہ سے دو بالکل الگ جماعتیں بن گئیں وہ ہیں حضرت مسیح موعود کی نبوت کا عقیدہ اور تکفیر مسلمین کا وہ خطرناک عقیدہ جس کی رو سے آج کوئی کافر کلمہ پڑھکر مسلمان نہیں ہو سکتا، مجھے یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کے ایک بڑے حصہ نے آنکھیں بند کر کے ان عقاید کو قبول کر لیا ایسی جماعت جس کی بنیاد معقولیت پر رکھی گئی تھی اس کی اکثریت ان باطل عقاید کا شکار ہو گئی جو حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے سراسر خلاف ہیں حالانکہ اگر آپ غور سے دیکھیں تو آپ کو جو بات نظر آئے گی وہ یہ ہے کہ وہ شخص جس نے ان عقاید کو پھیلایا وہ ابتدا سے ان عقاید کے ساتھ کھیلتا رہا ہے کوئی سنجیدگی نظر نہیں آتی بلکہ صاف طور پر ایک کھیل نظر آتا ہے آج کچھ [illegible] کل کچھ۔

میاں صاحب نے عقیدہ نبوت کی میعاد } [illegible] نبوت کا عقیدہ آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ درحقیقت اس طرح کی بحث نہیں کہ ہم حضرت مسیح موعود کی تحریر کے ایک معنے کرتے ہوں اور وہ دوسرے کرتے ہوں بلاشبہ اس طرح بات [illegible] شبہ بھی ہو جاتی ہے کہ خدا جانے یہ مفہوم صحیح ہے یا وہ مفہوم صحیح ہے بلکہ میاں صاحب نے اپنی عمارت کی بنیاد اس بات پر رکھی ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء تک بلاشبہ حضرت مسیح موعود نبوت سے انکار کرتے تھے اور دعوےٰ نبوت کو اپنے اوپر افترا قرار دیتے تھے مگر سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدے کو تبدیل کر لیا اور نبوت کے مدعی ہو گئے اور اگر آپ اتنی بات کو اچھی طرح سمجھ لیں تو یہ بات مختصر ہو جاتی ہے۔ اس کھیل کی حالت یہ ہے کہ پہلے الفضل میں یہ اعلان ہوا کہ سنہ ۱۹۰۲ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنا عقیدہ تبدیل کیا مگر جب اعتراض ہوا کہ پھر آپ نے خود سنہ ۱۹۰۱ء کے حوالے کیوں دیئے ہیں تو جواب ملا کہ وہ تو میں نے جلدی میں لکھ دیا تھا تبدیلی سنہ ۱۹۰۱ء میں ہوئی ہے، جب یہ بات پہلے پیش کی گئی تو اس وقت ستر حلفی بیان ہماری طرف سے ان لوگوں کے شائع ہوئے جنہوں نے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے بیعت کی تھی کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب کے عقیدہ میں ہم نے کوئی تبدیلی محسوس نہیں کی اور ان سے مطالبہ کیا گیا کہ کوئی شخص اُس جماعت میں سے جس نے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے بیعت کی ہو یہ حلف اُٹھائے کہ واقعی سنہ ۱۹۰۱ء میں میں نے یہ محسوس کر لیا تھا کہ حضرت مسیح موعود نے آج اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا ہے لیکن اس جماعت میں سے ایک شخص بھی ایسا نہ نکلا جو یہ حلف اُٹھاتا۔ حتیٰ کہ خود میاں صاحب کو بھی یہ حلف اُٹھانے کی جرأت نہ ہوئی۔

میاں صاحب پر ایک سوال } یہ بات یونہی چلی آتی تھی یہاں تک کہ لاہور میں میاں صاحب نے مصلح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا۔ خدا تعالیٰ جب کسی چیز پر سے پردہ اُٹھانا چاہے تو اس کے لئے ایک موقعہ پیدا کر دیتا ہے۔ اس دعوے کے بعد میاں صاحب پر سوال ہوا کہ سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت صاحب اپنے آپ کو نبی سمجھتے تھے یا نہیں اس کے جواب میں انہوں نے دو باتیں کہیں پہلی یہ کہ حضرت صاحب اپنے آپ کو ان تمام باتوں کا مصداق سمجھتے تھے جو ایک نبی میں پائی جاتی ہیں لیکن سنہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میں پہلے ان الفاظ کی اور تشریح کیا کرتا تھا یہاں پہلی بات یہ سمجھنے کے قابل ہے کہ حضرت مسیح موعود کیا تشریح کیا کرتے تھے؟ وہ یہ تشریح ہے کہ اس سے مراد فی الحقیقت نبی نہیں بلکہ

لغوی معنی مراد ہیں محض پیشگوئی کرنیوالا یا خدا سے ہمکلام ہونیوالا جسے اصطلاح اسلام میں محدث کہتے ہیں یہ تشریح حضرت صاحب نے ایک دفعہ نہیں بار بار کی ہے کہ میری مراد اس لفظ نبی سے محدث ہے۔

میاں صاحب کا دعویٰ میاں صاحب نے یہ دعویٰ کیا کہ حضرت صاحب ۱۹۰۱ء کے بعد یہ فرمایا کرتے تھے کہ میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا یعنی محدث والی تشریح جو میں پہلے کیا کرتا تھا غلط ہے۔ دوسرے انھوں نے کہا کہ ان ایام میں یعنی ۱۹۰۱ء میں اور اس کے بعد حضرت مسیح موعود کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت مسیح موعود کا اجتہاد دربارۂ نبوت غلط نکلا تو ان دو باتوں کا لب لباب یہ ہوا کہ ایک تو حضرت صاحب خود فرمایا کرتے تھے کہ میں لفظ نبی کی تشریح پہلے غلط کیا کرتا تھا اور دوسرے حضرت صاحب کے مرید آپس میں بیٹھ کر یہ باتیں کیا کرتے تھے کہ مسیح موعود نے جو کچھ نبوت کا مفہوم سمجھا تھا وہ درست نہیں نکلا۔ میاں صاحب کی دل کی گہرائیوں کو اگر آپ دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ان کے دل میں نہ حضرت نبی کریم صلعم کا احترام ہے اور نہ حضرت مسیح موعود کی عزت یہ شخص عقاید کے ساتھ کھیلتا ہے۔

بڑے بول کی سزا میں سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے میاں صاحب کو بڑے بول کی سزا دی ہے کہ ان کے منہ سے دو اس قسم کے جھوٹ نکلے جن کو ان کا کوئی مرید بھی نہیں مانتا، بڑا بول یہ تھا کہ وہ اسلئے مصلح موعود بنکر آئے ہیں اور اس لئے ان کا نام مظہر الحق والعلیٰ کان اللّٰہ نزل من السماء رکھا گیا ہے کہ وہ جماعت لاہور کے عقاید کو باطل ثابت کر دیں اور کہ وہ جماعت لاہور کے عقاید کو مٹانے کے لئے مصلح موعود بنے ہیں میں نے ایک کھلی چٹھی میں یہ تینوں باتیں لکھی ہیں:-

(۱) میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افترا کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے دعوے میں تبدیلی کی کہ انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعوے نبوت کر دیا اور اپنی سالہا سال کی انکار نبوت کی تحریروں کو منسوخ کر دیا۔

(۲) جناب میاں محمود احمد صاحب نے یہ جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افترا کیا ہے کہ آپ خود فرمایا کرتے تھے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔

(۳) جناب میاں محمود احمد صاحب نے جھوٹ بولا ہے اور حضرت مسیح موعود پر افترا کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء کے قریب مسیح موعود کے مریدوں میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا سابقہ اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا۔

میرا چیلنج میں نے یہ چیلنج کیا کہ آخری دونوں باتیں جو پہلی بات کو مضبوط کرنے کے لئے کی گئی ہیں یہ دونوں جھوٹ ہیں حضرت مسیح موعود اور آپ کے ساتھیوں پر افتراء ہیں نہ کبھی حضرت مسیح موعود نے یہ کہا کہ میں پہلے لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا اور نہ آپ کے ساتھیوں نے کبھی یہ چرچا کیا یا ذکر تک کیا کہ حضرت صاحب کا اجتہاد دربارہ نبوت غلط نکلا۔ میرے دل میں اس قدر قوت تھی کہ میں سمجھتا تھا کہ اسے کوئی رد نہیں کر سکتا اس لئے میں نے سر ظفر اللہ خاں کو ہی ثالث ٹھیرایا اور میاں صاحب سے مطالبہ کیا کہ وہ حوالے جن کی بناء پر میاں صاحب نے یہ باتیں کی ہیں سر ظفر اللہ خان کو دکھادیں۔ اور سر ظفر اللہ خاں چار سطریں لکھ دیں کہ حضرت صاحب کے زمانہ کے ریکارڈ سے ان کے نزدیک ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت صاحب ۱۹۰۱ء کے بعد یہ فرمایا کرتے تھے کہ پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔ اور حضرت صاحب کے مریدوں میں یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کو بڑی ٹھوکر لگی اور آپ کا اجتہاد دربارہ نبوت غلط نکلا۔ میں کوئی دلائل پیش نہیں کروں گا کوئی بحث نہیں کروں گا بلکہ فوراً اپنی غلطی کو تسلیم کر لوں گا اور اعلانیہ میاں صاحب سے معافی مانگ لوں گا۔

اس دعویٰ کا ثبوت چاہیئے خوب یاد رکھیئے کہ جب تک اس بات کو ثابت نہ کیا جائے کہ حضرت مسیح موعود نے خود بھی اس بات کو مانا ہے کہ میں پہلے لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا اس وقت تک میاں صاحب کا یہ دعوے کہ حضرت صاحب نے ۱۹۰۱ء میں اس بنا پر اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا تھا کہ آپ کو معلوم ہو گیا کہ آپ پہلے جو لفظ نبی کی تشریح کیا کرتے تھے وہ غلط تھی حضرت مسیح موعود پر ایک خطرناک افتراہی قرار پائے گا۔

میاں صاحب کی زبان پر مہر جب سے ان باتوں کا جواب طلب کیا گیا ہے اس وقت تک سے میاں صاحب کی زبان پر مہر لگ گئی ہے اور سر ظفر اللہ خاں بھی خاموش ہیں لیکن آپ جانتے ہیں کہ یہ دنیا عجیب جگہ ہے میں نے ایک پادری کے متعلق لطیفہ پڑھا ہے کہ اس نے ایک کاغذ پر ایک لیکچر کے لئے نوٹ لکھے تھے ایک شخص نے دیکھا کہ لیکچر کے نوٹوں کے سامنے کسی جگہ لکھا ہے "سر اونچا کرو" اور کسی جگہ لکھا ہے "سر نیچا کرو" اور نیچے چند حوالے لکھے ہوئے تھے اور ان کے سامنے حاشیہ پر لکھا ہوا تھا:-

Argument weak, here yell like hell.

یعنی دلیل کمزور ہے اسلئے خوب شور مچاؤ تاکہ دلیل کی کمزوری شور میں چھپ جائے یہی حال میاں صاحب کے مریدوں کا ہے میں تو اسے میاں صاحب کی شرافت سمجھتا ہوں کہ جب انھوں نے دیکھا کہ جواب کوئی نہیں تو بالکل خاموش ہو گئے لیکن کاش وہ اپنے مریدوں کو بھی خاموشی کی تلقین کرتے۔

حوالے بازی کا مرض قادیانیوں میں حوالہ بازی کا مرض ہے بس ایک ہی رٹ لگانا جانتے ہیں حوالہ لاؤ۔ یہاں دو تین مضمون قادیانیت کے متعلق نکل جاتے ہیں تو لوگ گھبرا جاتے ہیں لیکن روزنامہ الفضل میں ہر روز زیادہ تر تیسرے ایسے مضمون نکلتے رہتے ہیں جن میں حوالوں کی بھرمار ہوتی ہے اور فرقان بھی حوالوں کا رسالہ ہے جب انھوں نے دیکھا کہ میرے مطالبہ کا میاں صاحب کے پاس کوئی جواب نہیں اور یہ تینوں حضرت مسیح موعود پر افتراء ہیں تو وہی رٹ لگانی شروع کر دی کہ حوالہ لاؤ بغیر سوچے سمجھے کہ کس چیز کا حوالہ بکار ہے۔

ایڈیٹر پیغام صلح کا جواب ہمارے ایڈیٹر صاحب نے لکھ دیا کہ یہ بیوقوفی کی بات ہے کہ بحث سے پہلے حوالے طلب کرتے ہیں اس کا جواب کیا دیا کہ پیغام صلح نے حوالے طلب کرنے کو الفضل کی بیوقوفی قرار دیا اور امیر جماعت لاہور نے اسے چالاکی لکھا۔ بیوقوفی اور چالاکی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی حالانکہ بہتیری چالاکیاں محض بیوقوفی ہوتی ہیں کیونکہ وہ چالاکی آخر کھل جاتی ہے۔ اور میں نے جو لکھا تھا کہ حوالے کھلی چٹھی میں موجود ہیں اس کو بالکل پی گئے اس کا ذکر تک نہ کیا تاکہ "حوالے لاؤ" کی رٹ میں فرق نہ آئے۔

خدا نے ایک نشان دکھادیا میں پوچھتا ہوں کہ جب اس بات کو مانتے ہو کہ حضرت صاحب نے ۱۹۰۱ء میں عقیدہ بدل لیا اور اس سے پہلے آپ لفظ نبی کی تشریح غلط کیا کرتے تھے تو پھر حوالے کس بات کے مانگتے ہو، جب تمہارا اس بات پر ایمان ہے تو تمہیں حوالہ کی ضرورت کیا ہے میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ فی الحقیقت خدا تعالےٰ نے ہماری زندگیوں میں ایک نشان دکھادیا ہے کہ وہ عقیدہ اور باطل باتیں جو حضرت صاحب کی طرف منسوب کی جاتی تھیں وہ ایسا جھوٹ ثابت ہوئیں کہ وہ عقیدہ مر گیا باقی جو کچھ ہمیں قادیان میں آجکل نظر آتا ہے تو جہاں پیری مریدی کا سلسلہ قائم ہو جاتا ہے وہاں ایسی باتیں چلتی ہیں لیکن خوب یاد رکھئے کہ خدا تعالےٰ نے ہمیں اپنی زندگیوں میں یہ نشان دکھادیا قادیانی عقیدہ کی موت دکھادی۔ اب پیر ہو یا مرید کوئی اس بات کو ثابت کرنے کے لئے نکلے کہ حضرت مسیح موعود پر یہ تین افترا نہیں اور ان کی صداقت کا یہ ثبوت ہے تو وہ ہمارے ساتھ بحث کر سکتا ہے، بحث نبوت درحقیقت ختم ہو گئی یا سر ظفر اللہ خاں یہ کہدیں کہ حضرت صاحب کے زمانہ کی تحریروں سے مو خرالذکر دو باتوں کا کوئی ثبوت ملتا ہے ورنہ یہ جاء الحق وزھق الباطل کا نظارہ ہے۔

ہمارا مقصد بلند ہے میاں صاحب نے یہ کہا کہ مجھے مصلح موعود اسلئے بنایا گیا ہے کہ میں پیغامیوں کو ملیامیٹ کر دوں لیکن ہم اپنے متعلق ایسا نہیں سمجھتے ہمارا حقیقی مقصد اعلائے کلمۃ الحق ہے جو بہت بلند مقصد ہے لیکن چونکہ قادیانی عقاید سے روک پیدا ہوتی تھی اس سے فتنہ پیدا ہوتا تھا اس لئے ہم نے اس طرف توجہ کی گو میں آپ کو اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ خیال نہ کرو کہ اتنا کام کر کے ہم نے بڑا کام کر لیا ہے، ہمارے سامنے بہت بڑا کام ہے اور مجھے یہ کہا بھی گیا ہے۔

مدیر پیغام صلح کا مکتوب ہمارے دوسرے ایڈیٹر صاحب نے کہا کہ باہر سے جب کوئی مضمون آتا ہے وہ قادیانیت سے متعلق ہوتا ہے اور دوسرے مضامین جن کے لئے لوگ تشنہ ہیں ان کی طرف توجہ نہیں کی جاتی، آج دنیا ایک نظام جدید کی تلاش میں ہے اشد ضرورت ہے کہ قرآن و حدیث کی روشنی میں معاشی، سیاسی اخلاقی اور روحانی مشکلات کا حل پیش کیا جائے۔ اسلئے انھوں نے مجھے ایک خط لکھا تھا کہ میں جماعت کو توجہ دلاؤں کہ وہ زیادہ توجہ ان مضامین کی طرف کریں جن کی آج دنیا کو ضرورت ہے۔

ان مطالبات کو قائم رکھو میں جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ قادیانی عقاید پر اب زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں میں نے ایک قطعی بات بتا دی ہے ان باتوں میں اب زیادہ جانے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف ان تین مطالبات کو قائم رکھو اور ان سے مطالبہ کرو کہ وہ اس بات کا ثبوت پیش کریں کہ انکار نبوت کرتے کرتے مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کر کے خود دعویٰ نبوت کب اور کس طرح کیا اور دوم حضرت مسیح موعود نے کب فرمایا کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے میں لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا۔ سوم اس بات کا ثبوت پیش کریں کہ ۱۹۰۱ء کے قریب مسیح موعود کی مجالس میں اور حضرت صاحب کے مریدوں میں کب یہ چرچا رہتا تھا کہ حضرت صاحب کا سابقہ اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا جس دن ان تین باتوں کا ثبوت مل جائے گا اس دن ہماری بحث قادیانیوں کے ساتھ آگے چل سکے گی۔

دوسرے مسائل پر غور کرو ان تین باتوں کا ان سے مطالبہ کرو اور باقی باتوں کو چھوڑ کر ان مسائل کی طرف توجہ کریں جن کی اس وقت دنیا کو ضرورت ہے قرآن حدیث اور اسلامی تاریخ سے موجودہ مسائل پر روشنی ڈالیں ہم نے جماعت کو اسلئے تیار نہیں کیا کہ وہ صرف قادیانیت کا مقابلہ کرے دوسرے مذاہب کا مطالعہ کرو نئی تحریکات کا مطالعہ کرو اور اس بات پر غور کرو کہ موجودہ حالات میں ہم اسلام کے پیغام کو دنیا میں کس طرح پیش کر سکتے ہیں۔

جماعت بلند مقاصد کیطرف توجہ کرے بیشک قادیانی عقاید کی طرف ہماری توجہ ہوئی اور خدا تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس میدان میں اس نے ہمیں ایک نمایاں کامیابی اور فتح عطا فرمائی لیکن اس کے ساتھ ہی قرآن کی خدمت کی طرف بھی ہماری توجہ رہی ورنہ یہ کس طرح ممکن تھا کہ یہ چھوٹی سی جماعت اتنا کام کرتی اب بھی میں اپنی جماعت کو اور جماعت کے نوجوانوں کو اس کام کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اپنی

توجہ کو پوری قوت کے ساتھ بلند مقاصد کی طرف پھیریں تم میں سے ہر ایک شخص قرآن و حدیث کو غور اور محنت کے ساتھ پڑھے اور اور ہر ایک یہ سمجھے کہ میں نے مبلغ اسلام بننا ہے بیشک دوسرے مشاغل کو بھی جاری رکھو لیکن تبلیغ اسلام کے بلند مقصد کو ہمیشہ پیش نظر رکھو، مسلمان تاجروں نے تبلیغ اسلام کا بہت بڑا کام کیا ہے اور مختلف ممالک میں اسلام ان کے ذریعہ پھیلا ہے تم بھی دنیا کا کام کرتے ہوئے تبلیغ اسلام کا کام کر سکتے ہو لیکن کہیں ایسا نہ ہو کہ تم میں سے کوئی تو یہ سمجھے کہ میں نے صرف زمین ہی خریدنی ہے اور اس سے روزی پیدا کرنی ہے اور کوئی یہ سمجھے کہ میں نے صرف تجارت کرنی ہے اور اس سے روزی پیدا کرنی ہے اور کوئی یہ سمجھے میں نے صرف ملازمت ہی کرنی ہے اور اس سے روزی پیدا کرنی ہے بلکہ یہ چاہیئے کہ دنیا کے کاموں کے ساتھ ساتھ اپنے حقیقی مقصد کو پیش نظر رکھو تاکہ خدا کا نام دنیا میں بلند ہو اور اسلام کا دنیا میں غلبہ ہو۔

عطیہ جات برائے احمدیہ دار الشفاء

نوٹ: مندرجہ ذیل دوستوں نے احمدیہ دار الشفاء احمدیہ بلڈنگس لاہور کے لئے عطیہ جات دیئے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ ان دوستوں کو اس کار خیر میں شمولیت کی . . . جزائے خیر عطا فرمائے اور قومی کاموں میں حصہ لینے کی بیش از پیش توفیق دے آمین۔ خاکسار:- آفتاب الدین احمد مہتمم احمدیہ دار الشفاء احمدیہ بلڈنگس لاہور

	روپے	آنے	پائی
ملک خدا بخش صاحب لدھیانہ	۲	-	-
حبیب الرحمن صاحب صادق بمبئی	۵	-	-
بیگم صفدر صاحبہ	۵	-	-
معرفت عبد القیوم خانصاحب واہ	۵	-	-
لفٹنٹ غلام احمد صاحب	۲	-	-
کل میزان	۱۹	-	-

اخبار احمدیہ

—حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

—شیخ محمد انعام الحق صاحب حیدر آباد دکن سے لکھتے ہیں کہ میرے ایک قریبی عزیز بیوی کے بھتیجے شدید علیل ہیں، معالجین نے مایوسی ظاہر کی ہے مریض کی حالت دیکھی نہیں جاتی، انتہائی دردناک ہے اسلئے اس کے لئے دعا کی درخواست ہے، نوجوان آدمی ہے نوجوان بیوی اور دو تین چھوٹے چھوٹے بچے ہیں دوا تو ناکام رہی ہے ممکن ہے دعا کام آجائے اور اس غریب کی جان بچ جائے نہایت صالح و سعید نوجوان ہے تبلیغی کاروبار میں کبھی کبھی میرا ہاتھ بٹاتا رہتا ہے" احباب کرام سے درخواست ہے کہ موصوف کے لئے درد دل سے دعا فرمائی جائے۔

—مولوی محمد رمضان صاحب منڈی بہاؤ الدین کی اہلیہ محترمہ عرصہ تین ماہ سے بعارضہ فالج بیمار ہیں ان کی صحت کے لئے احباب کرام خاص طور پر دعا فرمائیں

(باقی صفحہ ۴ کالم ۲)

حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب رضؓ نے جناب خواجہ صاحب مرحوم و مغفور کو فتویٰ کن حالات میں دیا

(از محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری)

مصنف کتاب "فضل عمر" اور جناب میاں صاحب میں وجہ کا اختلاف

کتاب "فضل عمر" کے مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳۳ پر یہ لکھا تھا کہ حضرت مولانا مولوی نور الدین رضؓ نے جو فتویٰ خواجہ صاحب کو ولایت میں غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق دیا تھا وہ اس لئے دیا تھا کہ خواجہ صاحب ان کے پیچھے پڑ گئے تھے۔ ان کے سخت اصرار پر حضرت مولانا رضؓ نے جب دیکھا کہ خواجہ صاحب کا دل تو نعوذ باللہ بے ایمان ہو ہی چکا ہے اب اس کو فتویٰ دینے میں کوئی حرج نہیں تو انہوں نے فتوے دے دیا۔ اس کی مفصل تردید تو میں ۴ ر اکتوبر کے پیغام صلح میں کر چکا ہوں جس کا جواب ابھی تک نہیں نکلا لیکن اب مجھے جناب میاں صاحب کی بیان کردہ وجہ کے صریح خلاف ہے میں اسے بھی پیش کر دیتا ہوں تا مصنف صاحب پر ان کی غلط بیانی واضح ہو جائے اور تا اسے واپس لینے میں انہیں سہولت ہو۔

جناب میاں صاحب کی بیان کردہ وجہ

مصنف صاحب کی بیان کردہ وجہ سے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مولانا رضؓ نے جب خواجہ صاحب کو فتوے دیا تو اس وقت انہیں علم تھا کہ ان کا یہ فتوے حضرت مسیح موعود کی تعلیم کے سراسر خلاف ہے لیکن نعوذ باللہ خواجہ صاحب کو احمدیت سے پھرا ہوا دیکھکر انھوں نے فتوے دے دیا تھا لیکن جناب میاں صاحب اس کے بالکل اُلٹ فرماتے ہیں ان سے ۱۹۱۴ء میں اس فتوے کے متعلق دریافت کیا گیا تو انھوں نے مندرجہ ذیل جواب دیا۔

"نماز کے متعلق جو آپ نے (مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ نے) حکم دیا وہ **حضرت صاحب کے فتوے کے علم کے بغیر دیا ہے** مسیح موعودؑ کا صاف فتوے موجود ہے چونکہ آپ (حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ) فوراً ہی سخت بیمار ہو گئے آپ کو وہ فتوے دکھایا نہ جا سکا حضرت مسیح موعود کے صریح فتوے کے بعد کسی اور فتوے کی ضرورت نہیں"

اس سوال و جواب کا عکس ۱۶ راگست ۱۹۱۴ء کے پیغام صلح میں شائع ہو چکا ہوا ہے مفصل وہاں سے دیکھ لیا جائے۔

جواب مندرجہ بالا میں جناب میاں صاحب نے واضح الفاظ میں تسلیم کیا ہے کہ حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحبؓ کو حضرت مسیح موعود کے فتوے کا علم ہی نہ تھا اور حضرت مولانا رضؓ کے بیمار ہو جانے کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کا فتوے دکھلا کر ان کے فتوے کی اصلاح بھی نہ کرائی جا سکی۔

یہ جواب اگر ایک طرف مصنف صاحب کتاب "فضل عمر" کی بیان کردہ وجہ کی کھلے الفاظ میں تردید کر رہا ہے تو دوسری طرف اپنے اندر حضرت مولانا رضؓ پر بھی خطرناک حملہ کو لئے ہوئے ہے، یہ جواب حضرت مولانا رضؓ کے متعلق جماعت کو یہ سبق دے رہا ہے کہ حضرت مولانا نہ صرف اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کی اشاعت تک بلکہ آخر عمر تک نعوذ باللہ ان لوگوں میں شامل رہے جن کو نہ حضرت اقدس کی کتب بغور مطالعہ کرنے کی توفیق ملی اور نہ ہی انہیں کافی مدت تک صحبت میں رہ کر حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم سے واقف ہونے کا موقعہ میسر آیا میں حیران ہوں کہ جناب میاں صاحب کی اس تحریر کی موجودگی میں ان کے رفقاء کس طرح حضرت مولانا رضؓ کی تحریروں و تقریروں کو اپنی تائید میں پیش کرنے کی جرات کیا کرتے ہیں۔

جناب میاں صاحب سے ایک سوال

جناب میاں صاحب کی مندرجہ بالا تحریر کو پڑھکر طبعاً ایک سوال پیدا ہوتا ہے امید ہے جناب میاں صاحب اسے صاف کرکے مشکور فرمائیں گے اور وہ یہ ہے کہ جناب میاں صاحب نے خود آئینہ صداقت میں تسلیم کیا ہے کہ جناب میر ناصر نواب صاحب مرحوم حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ کا فتوے غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق حج میں لے کر گئے تھے اور یہ واقعہ ۱۹۱۲ء کا ہے کیا اس وقت سے لیکر مارچ ۱۹۱۴ء تک جناب میاں صاحب کو کوئی موقعہ نہیں ملا کہ وہ حضرت مسیح موعودؑ کا فتویٰ حضرت مولانا کو دکھلا سکیں اگر دکھلایا تو انہوں نے کیا جواب دیا اور اگر نہیں تو کیوں؟ اور اگر پیش کرنے پر حضرت مسیح موعود کے فتوے کی انہوں نے عدم واقفیت کا اظہار کیا تھا تو انہیں واقف کیوں نہ کیا گیا اور اگر واقفیت کا اظہار کیا تھا تو پھر خواجہ صاحب نے جب ۱۹۱۴ء میں دریافت کیا تھا تو اس وقت حضرت مولانا رضؓ حضرت اقدسؑ کے فتوے سے کس طرح ناواقف ہو گئے امید ہے جناب میاں صاحب اس گتھی کو سلجھا کر مشکور فرماویں گے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

کیمسرچک نمبر ۲۳ میں مجلس وعظ

مورخہ ۴، اور ۱۵ حال کو جماعت احمدیہ کا جلسہ ہونا قرار پایا تھا۔ حکام بالا سے باقاعدہ اجازت لی گئی تھی اور تمام انتظامات تکمیل پذیر ہو گئے تھے۔ مگر بعض مقامی حالات کیوجہ سے جن کی تفصیل بعد میں دی جاوے گی، جلسہ کو ملتوی کرنا پڑا۔ جلسہ میں شمولیت کے لئے مرکز سے جناب مولانا عبد الحق صاحب ودیارتھی، جناب قاری محمد بوستان صاحب، جناب مولینا احمد یار صاحب ایم اے اور جناب چوہدری [illegible] صاحب بھٹہ تشریف لائے تھے۔ جلسہ کے التواء کی وجہ سے ودیارتھی صاحب اور قاری صاحب پانچ کو ہی واپس تشریف لے گئے۔ مورخہ چھ اکتوبر کو نماز جمعہ مولینا احمد یار صاحب نے پڑھائی اسی روز بعد از نماز عشا زیر صدارت جناب نواب کریم داد خانصاحب اسسٹنٹ ڈپٹی کمشنر جام [illegible] اقوام مجلس وعظ منعقد کی گئی۔ سردار صاحب موصوف نہایت نیکدل اور منصف مزاج آفیسر ہیں۔ آپ کا سلوک جمیع افراد رعایا کے ساتھ یکساں ہے آپ نہایت خوش خلق اور ملنسار حاکم ہیں۔ اس مجلس میں پہلے جناب چوہدری محمد سعید صاحب نے تقریر کی جس میں آپ نے صداقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلامی رواداری پر روشنی ڈالی بعد میں مولینا احمد یار صاحب نے امام مہدی کی آمد اور سلسلہ پر مختلف اعتراضوں کے جوابات دئیے گئے۔ حاضرین میں مسلمان ہندو، سکھ سب شامل تھے۔ قریباً دو بجے شب یہ مجلس ختم ہوئی، آخر پر صاحب صدر کا شکریہ ادا کیا گیا اور اتحادیوں کی فتح کے لئے دعا کی گئی

ہمارے جلسہ میں گڑبڑ ڈالنے کے لئے چند یہودی صفت مولوی بھی آئے ہوئے تھے جو سوائے گالیوں کے اور کچھ جانتے ہی نہ تھے۔ ایک امرتسر کا مولوی جو معمار کا کام کرتا ہے خاص طور پر اس غرض کے لئے بلایا گیا تھا۔ یہ مولوی صاحب قرآن و حدیث سے بالکل نابلد ہیں۔ زبان دانی کا یہ عالم ہے کہ عربی کی پہلی تک نہیں جانتے۔ مگر اپنی مسجد میں بڑے طمطراق کے ساتھ یہ کہتے ہوئے سنے گئے کہ "مرزا صاحب کو تو عربی ہی نہیں آتی تھی" جب ان سے یہ کہا گیا کہ حضرت اقدس نے تو نہ صرف آپ کے گروؤں کو بلکہ تمام عرب عجم کے علماء کو اپنے مقابل عربی دانی کا چیلنج دیا تھا مگر نہ آپ کے گروؤں میں سے کوئی میدان میں نکلا اور نہ دیگر علماء کی کوئی صدا اٹھی اب یہاں بھی حضرت اقدس کے مرید موجود ہیں اگر آپ چاہیں تو اس بارہ میں مقابلہ کرکے آزمالیں اس پر مولوی صاحب کو نہ تو کوئی جواب آیا اور نہ اپنے میں طاقت مناظرہ پائی، اپنی عافیت بھاگنے میں ہی سمجھی اسی وقت رات کو سامان سفر باندھ کر نو دو گیارہ ہو گئے۔ زمانہ مسیح موعود کے یہی وہ مولوی ہیں جن کے متعلق مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے شرمن تحت ادیم السماء علماء امتی۔

شکریہ

از جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع لائلپوری

بدنیا گر کسے پاینده بودے
ابوالقاسم محمدؐ زنده بودے

دعائیں کیں۔ دوائیں کیں مگر ننھی نورجہاں بیگم تین ماہ بیمار رہ کر داعیٔ اجل کو لبیک کہہ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہر آنکہ زاد بناچار بایدش نوشید
ز جام دہر مئے کل من علیہا فان

صوفیا کا مذہب ہے کہ اگر دعا قبول ہو تو اس پر انسان کو خوش ہونا چاہیئے کہ اس کی مرضی پوری ہوئی اور اگر دعا قبول نہ ہو تو اس پر انسان کو زیادہ خوش ہونا چاہیئے کہ اس کے یار کی مرضی پوری ہوئی۔ پھر حدیث شریف میں آتا ہے کہ انسان کی جو دعائیں قبول نہیں ہوتیں عاقبت میں ان پر اتنا اجر ملیگا کہ انسان حسرت کریں گے کہ اے کاش ہماری سب دعائیں رد کی جاتیں۔ پھر معصوم بچوں کی وفات والدین کی نجات کا ذریعہ بن جاتی ہے سبحان ربی العظیم سبحان ربی الاعلیٰ کی پاک تسبیحیں ایمان پیدا کرتی ہیں کہ جس طرح خدا کی ذات بے عیب ہے اسی طرح اس کے فیصلے بھی بے عیب ہیں اگر یہ سب کچھ سچ اور یقیناً سچ ہے تو ان تمام خوبصورت چیزوں کے پیش نظر نورجہاں بیگم کی وفات ہمارے لئے مطلق گھاٹے کا سودا نہیں۔

ہمارا بچہ اگر کسی نالائق کے حوالے ہو جاتا تو ہمیں اس کی غلط تربیت کا خطرہ ہوتا مگر نورجہاں بیگم اپنے والدین سے بہت بہتر گود میں چلی گئی جہاں اس کی اعلےٰ سے اعلےٰ تربیت ہوگی۔ جن بچوں کو ہم تربیت کر کے آگے لے جائیں گے ان میں ہزاروں عیب ہوں گے مگر جس بچہ کی تربیت خدا کریگا اس میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ کیا ہمارے لئے یہ کوئی کم خوشی کا مقام ہے۔

۲۸/۹/۴۴ و ۲۹/۹/۴۴ کی درمیانی شب پہلے تو نورجہاں بیگم بہت بے چین رہی مگر پچھلے پہر تین بجے حالت بہت نازک ہو گئی۔ ڈاکٹر نے انجکشن دیا مگر حالت سنبھل نہ سکی۔ دنیا محو خواب تھی حتیٰ کہ ہمارے گھر کے بچے بھی بے خبر سوئے پڑے تھے اور ایک جوڑہ اپنے عزیز بچے کو خاموشی سے الوداع کہہ رہا تھا۔ میں نے اپنی بیگم سے کہا وقت بہت نازک ہے اور مرحلہ بہت مشکل ہے لیکن خبردار صبر کا دامن ہاتھ سے نہ دینا۔ اگر ہمارے پاس کسی نے سو پچاس روپے بطور امانت رکھ چھوڑے ہوں اور اس وقت اپنی امانت لینے کے لئے آجائے تو کیا ہم رو رو کر سارے محلہ کو جگا کر لیں یہ مناسب ہوگا؟ جواب ملا کہ ہاں کا نامناسب ہے اس پر میں نے کہا تو بس نورجہاں بیگم جس کی امانت تھی وہ لینے کے لئے آیا ہوا ہے۔ ہمیں پورے اطمینان کے ساتھ یہ امانت اصل مالک کے سپرد کر کے سرخرو ہونا ہے۔

ٹھیک چار بجے نورجہاں بیگم نے ہاتھ پاؤں خفیف اور ہلکی ہلکی چند ہچکیاں لیں اور یہ ننھی سی جان رفیق اعلےٰ کی طرف پرواز کر گئی۔ کل عمر ایک سال چھ ماہ تین دن پائی ؎

پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ رب العالمین۔ سبحان ربی العظیم سبحان ربی الاعلیٰ وغیرہ فقرات ہماری زبانوں پر دیر تک جاری رہے اور پھر میں بزرگوں۔ دوستوں اور رشتہ داروں کو خطوط لکھنے بیٹھ گیا۔

لامذہبیت کہتی ہے کہ انسان ایک شمع کی مثال ہے۔ بجھ گئی تو اس کے بعد روشنی کہاں۔ نہ روح کو بقا ہے نہ کوئی اگلا جہان ہے لیکن مذہب کہتا ہے کہ یہ مثال ہی غلط ہے انسان پھر شمع کی مثال نہ ہوا بلکہ روشنی کی مثال ہوا۔ شمع تو بجھنے کے بعد بھی رہتی ہے جس طرح اس دنیا میں بھی ہر شمع بجھنے کے بعد پھر جلائی جاتی ہے ٹھیک اسی طرح انسانی شمع بھی عارضی طور پر بجھتی ہے اور اگلے جہان میں پھر جلائی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں مذہب کے نزدیک انسان کی صحیح اور بہترین مثال پھول سے ہے پھول کی پتیاں برباد و فنا ہو جانے کے باوجود اپنا عرق اور عطر ہمیشہ کے لئے چھوڑ جاتی ہیں۔ انسانی جسم کا خلاصہ اور نچوڑ روح کی صورت میں باقی رہ جاتا ہے۔ غرض مذہب کے مقابلہ میں لامذہبیت بری طرح ناکام رہتی ہے اور ایک سوگوار کے ٹوٹے ہوئے دل کے اور بھی ٹکڑے کرتی ہے کہ یہ جدائی دائمی جدائی ہے مگر مذہب دل کے ٹکڑوں کو جوڑتا ہے اور سوگوار کو خوشخبری دیتا ہے کہ یہ جدائی ایک عارضی جدائی ہے اور آخر ہم سب نے پھر ملنا ہے جس کے بعد جدائی نہیں۔

میں ان تمام بزرگوں۔ دوستوں اور عزیزوں کا شکریہ ادا کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں جنہوں نے مجھے تعزیت کے خطوط لکھے یا میرے پاس خود پہنچے۔ اللہ کریم ان سب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

بیرونی جماعتیں توجہ فرمائیں

سب بیرونی جماعتوں کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنے اپنے حلقوں کے سالانہ انتخابات کر کے مرکز میں بھجوا دیں۔

خط و کتابت کرتے وقت
چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (مینجر)

ایک مصری یہودی اور احمدی کا مکالمہ

از جناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی از بمبئی

میرے ایک مصری یہودی فاضل دوست ہیں جن سے کاروباری سلسلہ میں کبھی کبھی ملاقات ہوتی ہے۔ اتفاق سے میں اور وہ ایک یہودی لیڈی ڈاکٹر جو وی آنا کی ایم۔ ڈی۔ ڈگری رکھتی ہے اور بہت ہی ہوشیار لیڈی ڈاکٹر ہے اس کے مطب میں ہم دونوں اکٹھے ہو گئے۔ کام کاج کا وقت نہ تھا۔ مذہبی بات چیت شروع ہو گئی جسے میں مکالمہ کی صورت میں اختصاراً درج ذیل کرتا ہوں۔

عفیف - (یہ اس یہودی فاضل کا نام ہے) ایک یہودی کو جو توحید الٰہی کا قائل ہے قطعاً مسلمان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

احمدی - کیا یہودی جو انبیاء بنی اسرائیل کو ماننے والے ہیں وہ یہ کہہ سکتے ہیں محمد صلعم خدا کے رسول ہیں اور موسیٰ کے موعود بھی ہیں ان کو نہ ماننا تو خود موسیٰ کا انکار ہے۔ تورات کا انکار ہے، جملہ انبیاء کا انکار ہے۔

عفیف - ہم موسیٰ کو مانتے ہیں مگر لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ موسیٰ رسول اللہ نہیں کہتے۔

احمدی - یوں تو عیسائی بھی لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں اور ساتھ تثلیث کا ذکر نہیں کرتے آریہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں مگر ذرہ ذرہ کو خدا کا شریک مانتے ہیں۔ پس توحید خالص وہ ہے جس پر رسالت محمدیؐ کی مہر ہے۔ اور ہمارا لا الٰہ الا اللہ کہنا اور ساتھ محمد رسول اللہ کہنا یہ معنے رکھتا ہے کہ کل انبیاء کے موعود محمد رسول اللہ کی لائی ہوئی توحید الٰہی کا ہم کلمہ پڑھتے ہیں۔ اور آخر آپ موسیٰ علیہ السلام کی رسالت کے قائل ہیں اور یہی اقرار اگر آپ توحید کے ساتھ کریں کہ اللہ واحد لا شریک ہے اور موسیٰ علیہ السلام اس کے رسول ہیں تو اس سے تو توحید نمایاں ہوتی ہے پس آپ محمد رسول اللہ کو مان لیں وہ خالص توحید لانے والے ہیں۔

عفیف - قرآن مجید کو میں صحیح مانتا ہوں تفسیریں غلط ہیں۔

احمدی - جو تفسیر غلط ہو اسے کوئی مسلمان بھی نہیں مانتا۔

عفیف - قرآن کی تفاسیر میں لکھا ہے کہ یہودیوں نے مسیح کو قتل کرنا چاہا اور وہ بچ کر آسمان پر چلے گئے۔

احمدی - اصل یہ ہے کہ جس طرح تمام انبیاء اپنے دشمنوں کے ہاتھوں قتل سے بچائے گئے اور آسمان پر چلے گئے اسی طرح حضرت عیسیٰ بھی قتل سے بچ کر کشمیر کی طرف ہجرت کر گئے اور وہیں وفات پائی اور آسمان پر چلے گئے (یہاں میں نے انجیل اور دوسرے واقعات سے تمام حقیقت کو اچھی طرح بیان کر دیا)

عفیف - اگر یہ واقعہ ہے تو عیسائی مذہب تو ختم ہوا۔

احمدی - بلاشبہ۔ ساتھ ہی یہودی بھی گئے کیونکہ وہ حضرت مسیح کو سچے رسول ہی نہیں مانتے۔

عفیف - آپ مجھے وہ کتابیں دکھائیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مسیح صلیب سے بچے اور سرینگر میں مدفون ہیں۔

احمدی - بہت اچھا مگر یہ تو اقرار کرو کہ اگر مسیح مقتول و مصلوب نہیں ہوئے تو وہ پھر سچے رسول ہیں۔

عفیف - ان کا قتل ہو جانا تمام یہود و نصاریٰ کا مسلمہ ہے۔ اس لئے وہ رسول نہیں ہو سکتے کیونکہ جو قتل ہو جائے وہ جھوٹا نبی ہے۔

احمدی - یہ غلط ہے کہ تمام یہود و نصاریٰ انہیں مقتول مانتے ہیں آخر Eye [illegible] لکھنے والے بھی تو نصاریٰ ہی تھے جو مسیح کے صلیب سے بچ نکلنے کے قائل ہیں۔ اور اگر تمام یہود و نصاریٰ کی آج بات واقعات سے غلط ثابت ہو جائے تو غلطی کو مان لینا چاہئے۔

تورات میں جو یہ قانون ہے کہ جھوٹا نبی قتل کر دیا جاتا ہے۔ یہ قانون سچا ہے اس کی تصدیق قرآن مجید بھی کرتا ہے۔ پس محمد رسول اللہ صلعم کا قتل نہ ہونا اور کامیابی سے توحید الٰہی کو تمام دنیا پر غالب کر دینا اس کے سچے ہونے کی قطعی دلیل ہے ورنہ تورات بھی غلط ہو جائے گی۔ اس لئے مان لیں کہ وہ محمد رسول اللہ ہیں۔

عفیف - میں اپنے مذہب کا زیادہ واقف نہ ہونے کی وجہ سے کچھ نہیں کہہ سکتا۔

احمدی - میں نے تو آپ کو واقف کر دیا ہے اب آپ بڑے سے بڑے اپنے "ربی" سے دریافت کر کے پھر بات کر لینا۔

یہ تمام بات چیت دو گھنٹہ تک ہوتی رہی اور انگریزی زبان میں تھی البتہ عربی کی عبارتیں جب آتیں تو عفیف بوجہ مصری ہونے کے خوب سمجھ لیتا تھا۔ اور مجھے ان کا انگریزی ترجمہ کرنے کی ضرورت نہ پڑتی تھی۔

بقیہ اخبار احمدیہ

— جناب محمد خلیل الرحمٰن صاحب رام پور سے لکھتے ہیں کہ ایک صاحب جن کا نام محمد یعقوب خاں ہے سلسلہ احمدیہ کے بالکل قریب آگئے ہیں بلکہ وہ بیعت کا خط حضرت امیر کی خدمت میں لکھ رہے ہیں آج کل وہ اور ان کی اہلیہ سخت علیل ہیں ان کی ایک ہی بچی تھی جو ۱۵ دن ہوئے فوت ہو گئی ہے یہ بہت پریشان ہیں ان کی اور ان کی اہلیہ کی صحت کے لئے احباب سلسلہ دعا فرمائیں۔

— شیخ عبید اللہ صاحب سکرٹری جماعت احمدیہ وزیرآباد کی طبیعت کچھ عرصہ سے علیل ہے خدا تعالیٰ کے فضل سے اب انہیں افاقہ ہے احباب سلسلہ انہیں اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

پیغامِ صلح

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر ۔ ایس محمد آصف بی اے — جائنٹ ایڈیٹر ۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۲ — لاہور یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۱۳ ذی قعد ۱۳۶۳ھ م یکم نومبر ۱۹۴۴ء — نمبر ۴۳

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

(۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا

۲ ۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں ۔

۳ ۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی ۔

۴ ۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں ۔ سب مجدد وں کا ماننا ضروری ہے

۵ ۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا ۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آن کتابِ حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است وخسران وتباب

فتح کی بشارت آئندہ زمانوں کیلئے بھی ہے

جنگ کے بعد قومیں اسلام کی طرف رجوع کرینگی

دس (۱۰) جواں ہمت اشخاص تبلیغ اسلام کیلئے باہر نکلیں

خفیہ حربوں سے جماعت احمدیہ لاہور کو برباد کرنیکی کوشش

اللہ تعالیٰ ہمیں شر سے محفوظ رکھے گا

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ۔ لاہور ۔ مؤرخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۴ء

انا فتحنا لک فتحًا مبینا ۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطًا مستقیما ۔ وینصرک اللہ نصرًا عزیزا ۔ (سورۃ الفتح)

فتح کے رستے کھلنے سے کیا مراد ہے مدینہ میں پہنچکر حضرت نبی کریم صلعم کو جنگ کرتے ہوئے چار سال سے کچھ زیادہ عرصہ گذر چکا تھا کہ جب یہ سورت آپ پر نازل ہوئی جس میں یوں فرمایا ہم نے تیرے لئے ایک کھلی فتح کے رستے کھول دیئے ہیں جن رستوں پر چل کر تم ایک فتح مبین حاصل کر سکتے ہو ۔ میں پہلے بھی بیان کر چکا ہوں کہ وہ رستے کھلنے کیا ہیں ایک لمبی جنگ کے بعد صلح ہوگئی اور اس صلح ہو جانے کی وجہ سے اسلام کی تبلیغ کے رستے کھل گئے ۔ اس کا یہ مطلب نہ تھا کہ لوگ خود بخود ہی اسلام کے اندر داخل ہونے شروع ہوئے نہیں بلکہ کوشش پہلے ہوتی ہے اور اس پر خدا تعالےٰ کا فضل نازل ہوتا ہے جنگ کی حالت جاتی رہی اور مسلمانوں کو موقع مل گیا کفار تک اسلام کو پہنچانے کا ۔ وہ کفار جو اسلام کو نیست ونابود کرنے پر تلے ہوئے تھے انہوں نے کوشش کی اور بہی لوگ اسلام میں داخل ہونا ...

ملتے جلتے حالات بعینہٖ یہی حالت تو نہیں اس سے ملتے جلتے حالات آج بھی دنیا میں موجود ہیں ملتے جلتے اس لئے کہ آج ایک لمبی جنگ کے بعد ایک صلح آنیوالی ہے ۔ یہ صلح جلدی ہو یا دیر سے ہو کسی فریق کے مغلوب ہونے سے ہو یا جس طرح واقعات پیدا ہوں صلح کے آثار اب قریب ہیں لمبا زمانہ جنگ کا پیچھے رہ گیا تھوڑا وقت باقی ہے ۔

یہ خوشخبری آئندہ زمانوں کیلئے بھی ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ کی یہ بشارت انا فتحنا لک فتحًا مبینا آنحضرت صلعم کے زمانہ کے لئے محدود نہ تھی اس میں آئندہ کے لئے بھی خوشخبری تھی جیسا کہ اس سورۃ کے آخر پر کھول کر بتا دیا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے ۔ تمام دنیا پر غلبہ ایک لمبے وقت کو چاہتا ہے یہ صدیوں کا کام ہے ۔ دوسری بات میں نے یہ کہی تھی کہ یہ خوشخبری ہر ایک شخص کے لئے ہے جو دین اسلام کی تبلیغ کو اپنا مقصد بناتا ہے اس کے لئے اس کے مقصد کے پورا ہونے کے لئے اسلام کی فتح کے لئے اللہ تعالےٰ رستے کھول دیتا ہے لیکن ان رستوں کے کھل جانے سے یہ منشا نہیں ہوتی کہ اب ہم گھر میں پڑے رہیں اور کوئی آسمان سے ایسی بارش ہو جائیگی کہ لوگ مسلمان ہونا شروع ہو جائیں گے اگر اسلام کو پہنچایا جائے گا تو اسلام کی فتح کے رستے بھی کھل جائیں گے ۔

کیا جنگ کے بعد پہلی حالت عود کر آئیگی؟

کہا جاسکتا ہے کہ اس جنگ سے کوئی اس طرح کا تغیر نظر نہیں آتا کہ ہم اس کی بنا پر امید رکھ سکیں کہ واقعی اسلام کی فتح اور غلبہ کے دن قریب آگئے ہیں ۔ آج بڑی بڑی عظیم الشان سکیمیں ہر ملک کے اندر بن رہی ہیں کہ اس جنگ کے بعد کیا کام ہونگے کس طرح صنعت پھیل جائے گی کس طرح دولت ملکوں کے اندر جمع ہو جائے گی ۔ لوگ کہتے ہیں یہ تو وہی حالت نظر آتی ہے جو جنگ سے پہلے تھی ۔ پہلے بھی لوگ دولت پر مرتے تھے اور اب بھی مریں گے کوئی انقلاب پیدا نہیں ہوا ۔ یاد رکھئے اگر مادہ پرستوں کو اپنی مادی سکیموں پر ناز ہے کہ انکی وجہ سے دنیا میں جسمانی طور پر خوشحالی پھیل سکتی ہے تو ایک خدا پرست کو ان سے بڑھ کر اس خدائی سکیم پر ایمان ہونا چاہیئے جو اللہ تعالےٰ نے کھول کر اپنے کلام میں بیان کر دی ہے کہ بالآخر دنیا کی روحانی اور اخلاقی اصلاح ہوگی گو اس میں شبہ نہیں کہ یہ جسمانی تجاویز ہیں یہ انسان کے کھانے پینے رہنے سہنے اور لباس سے تعلق رکھتی ہیں اور وہ سکیم جس کا اظہار خدا تعالےٰ نے آنحضرت صلعم پر فرمایا وہ انسان کے اخلاق اور روحانیت سے تعلق رکھتی ہے اس لئے جو شخص خدا تعالےٰ کے وعدوں پر ایمان رکھتا ہے اسے یقین ہے کہ بالآخر یہ سکیم بھی عمل میں آئے گی ۔

جنگ کے بعد قومیں مذہب کی طرف توجہ کریں گی خدا کے فضل سے ہماری جماعت کا اس بات پر محکم ایمان ہے بلکہ ہماری جماعت کی بنیاد ہی اس بات پر ہے کہ اسلام دنیا میں غالب آنے والا ہے قرآن دلوں کو فتح کرنے والا ہے ۔ اس لئے جوں جوں وہ وقت قریب آتا ہے کہ جنگ کا خاتمہ ہو اور اس خاتمے کے بعد ایسے حالات پیدا ہو جائیں کہ لوگ حق وصداقت کے پیغام کو سننے کے لئے تیار ہوں ہمارا ایمان اس بات پر محکم ہوتا چلا جاتا ہے ۔ اس وقت شاید کسی کو وہ حالات نظر نہ آئیں کیونکہ اس وقت قوموں کا دماغی توازن قائم نہیں اس وقت یہ قومیں اس قابل نہیں ہیں کہ وہ اخلاق اور روحانیت کے امور پر غور کر سکیں یہ جنون کا زمانہ ہے ۔ جنگ کا وقت جنون کا وقت ہوتا ہے مگر وقت آئے گا کہ تمام بربادیوں کے نظارے آنکھوں کے سامنے ہوں گے دماغی توازن کم وبیش خود کر آئے گا اور لوگ سوچیں گے کہ کیا لیا ہم نے اتنی جنگ کی اور اس کا کیا نتیجہ ہوا دنیا کا رجوع اس طرف ہوگا اور وہ اخلاق اور مذہب کی ضرورت پر غور کریں گے یہ وقت ہوگا کہ ہم اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کریں جس میں ان کی فلاح ہے ۔

انجمن نے تجویز کی ہے میرا ایک ہر ایک احمدی کے دل کا تقاضا ہے کہ ہم نے اس وقت کے لئے کیا تیاری کی ہے آیا گھر میں بیٹھ کر چند باتیں کر لی ہیں یا واقعی کوئی تیاری کی ہے ۔ ظاہر ہے وہ تیاری بہت کم ہے ہماری غفلت اور لاپروائی سے کم ہے یا اس کی کوئی اور وجوہات ہیں اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ابھی گذشتہ اجلاس میں ہی ہماری انجمن نے ایک تجویز کی ہے اس پہلی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے جو خدا کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے ضروری ہے وہ پہلی بات کیا ہے کہ کچھ لوگ پیدا ہو جائیں جن کے اندر یہ اہلیت ہو کہ وہ خدا کے پیغام کو دنیا میں پہنچا دیں ۔

تبلیغ کیلئے کیسے لوگ موزوں ہیں خدا کے نام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے وہی لوگ موزوں ہو سکتے ہیں جن کے دلوں میں سب سے پہلے یہ ایمان موجود ہو کہ خدا کے وعدے سچے ہیں خدا کا دین دنیا میں غالب آئے گا ۔ اس لئے کوئی شخص جو اپنے آپ کو بطور مبلغ تیار کرنا چاہے اس کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے اندر یہ ایمان موجود ہو جس کے اندر یہ چیز نہیں وہ اس کا اہل نہیں ہر کام کے لئے انسان کے اندر اس وقت اہلیت پیدا ہوتی ہے جب اس کام کو تکمیل تک پہنچانے کی صفات اس کے اندر موجود ہوں خدا کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اس صفت کا ہونا ضروری ہے کہ اس شخص کا ایمان ہو کہ خدا کا دین دنیا پر غالب آئے گا اور دنیا بالآخر اس کے سامنے جھکے گی ۔ **دوسری شرط** یہ ہے کہ وہ اس کام کو اس غرض کے لئے نہ کرے کہ اس ذریعہ سے میں اپنی ضروریات زندگی پوری کر سکتا ہوں اپنے اہل وعیال کی خبر گیری کر سکتا ہوں بلکہ اس لئے اسکو اختیار کرتے کہ یہ میرا سب سے اہم فریضہ ہے اس کے اندر سے یہ آواز آئے وہ اپنے باپ یا بھائی کی وجہ سے اسے اختیار نہ کرے خوب یاد رکھو یہ خدا کا کام ہے یہ ہو کر رہے گا تم اس کام کو کرو گذارا مل جائے گا خدا اپنا کام کرنے والے کو بھوکا نہیں مارتا وہ تو اپنے دشمنوں کو بھی بھوکا نہیں مارتا تو جو شخص اس کا نام دنیا میں پھیلائے گا اس کو بھی یقیناً بھوکا نہیں ماریگا لیکن ایسے شخص کو چاہیئے کہ وہ محض خدا کی

محبت کی وجہ سے اس طرف قدم اُٹھائے مال کی محبت کی وجہ سے قدم نہ اٹھائے، ایک اور شرط یہ بھی ہے کہ جو شخص خدا کے دین کو پھیلانے کے لئے اُٹھتا ہے اس کا خدا پر اتنا محکم ایمان ہونا چاہیئے کہ وہ ہر دکھ کے وقت خدا کے حضور گر جانے کا عادی ہو اور اس کا ایمان ہو کہ ایک ہی دروازہ ہے جہاں ساری دعائیں قبول ہوتی ہیں اور ساری آرزوئیں پوری ہوتی ہیں اس کا ایمان اس بات پر پختہ ہونا چاہیئے۔

مبلغ کیلئے کچھ اور باتوں کی ضرورت

یہ تو وہ باتیں ہیں جو ایمان سے تعلق رکھتی ہیں کچھ ظاہری باتوں کی بھی ضرورت ہے۔ ضروری ہے کہ وہ شخص قرآن کو جانتا ہو وہ حضرت نبی کریم کی سنت اور حدیث کو جانتا ہو تاریخ اسلام سے واقف ہو۔ عام حالات سے بھی واقف ہو کچھ دوسرے مذاہب سے بھی واقف ہو ضرورت ہے اس بات کی کہ وہ کسی دوسری زبان کو بھی جانتا ہو۔

نظام کے ماتحت کام کرے

پھر ایک اور ضرورت بھی ہے اور وہ ہے ایک نظام کے اندر منسلک ہونا یہ بڑی نعمت ہے اکیلا انسان کچھ نہیں کر سکتا نظام کی طاقت اگر پیچھے ہو تو وہ اکیلا ہونے کی نسبت سے دس گنا زیادہ کام کر سکتا ہے۔ نظام کے ماتحت کام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ حکم کے ماتحت کام کرے۔ خدا تعالےٰ نے جسے اس زمانہ کا امام بنایا اس نے صریح الفاظ میں اپنا جانشین چھوڑا ہے اور صاف ارشاد فرمایا ہے۔

"خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن ہے"

جب تک ایک شخص اس انجمن کو حضرت صاحب کی جانشین نہیں سمجھتا اور اس کے ماتحت ہو کر کام نہیں کرتا اس وقت تک اس میں کام کی اہلیت نہیں پیدا ہو سکتی۔ یہ سب باتیں ان لوگوں میں ہونی ضروری ہیں جو اپنے آپ کو خدا کے دین کی اشاعت و تبلیغ کے لئے پیش کریں۔

دس آدمی میدان میں نکل آئیں

انجمن نے ایسے دس آدمی اس وقت لینے اور انہیں بطور مبلغ تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس کے لئے بجٹ میں کافی گنجائش رکھی ہے آج وہ باہر میدان میں نکل آئیں تو وہ تین سال کے اندر وہ اس قابل ہوں گے کہ باہر جا کر خدا کے دین کا کام کریں میں اس وقت آپ سے اور اپنے اخبار کے ذریعہ سے ساری جماعت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس بات کی طرف زبردست توجہ کریں خود اخبار میں زبردست تحریک جاری ہے کہ اس کام کے لئے دس آدمی نکل آئیں چاہیئے کہ جلسہ سالانہ تک وہ نکل چکے ہوں تاکہ نئے سال کے ساتھ وہ تیاری شروع کر دیں۔ دفتر کے ذریعہ سے بھی جماعتوں میں تحریک ہونی چاہیئے۔

جواں ہمت لوگوں کی ضرورت ہے

اس کام کے لئے میں نوجوانوں کو مخصوص نہیں کرتا جواں ہمت لوگوں کی ضرورت ہے بلکہ ۴۰، ۵۰ اور پچاس سال کے آدمی اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہیں جب جذبات جوانی ٹھنڈے پڑ چکے ہوں دنیا کا تجربہ ہو چکا ہو خدا پر ایمان محکم پیدا ہو چکا ہو۔

ایسے لوگوں کیلئے میدان عمل

ایسے کام کے لئے لوگ کالج بھی بناتے ہیں یونیورسٹیاں بھی بناتے ہیں سوال یہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں کو اس کام کے لئے تیار کیا جائے گا ان کے لئے میدان عمل کیا ہے جب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ دس آدمی تیار کئے جائیں تو یہ بھی ضروری بات ہے کہ ان کے لئے میدان عمل بھی تیار کیا جائے گا۔ شروع سے انجمن کی بنیاد توکل پر رہی ہے اور آج بھی توکل پر ہی بنیاد ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے اعقل و توکل جس کا ترجمہ کسی نے خوب کیا ہے ؎

گفت پیغمبر بآواز بلند
بر توکل زانوے اشتر ببند

آج خدا کے فضل سے ہماری انجمن اس قابل ہے کہ وہ ان دس آدمیوں کا خرچ اُٹھائے اور خدا کے فضل سے کل کو اس قابل بھی ہو گی کہ ان دس آدمیوں کے لئے میدانِ عمل بھی پیدا کرے۔

انجمن کی موجودہ حالت

آج سے تین چار سال پہلے انجمن ایک لاکھ روپیہ کی مقروض تھی اور آج خدا تعالےٰ کے فضل سے دو لاکھ روپیہ نقد اس کے ہاتھ میں موجود ہے اور جو آئندہ سال کے لئے بجٹ تیار کیا گیا ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس میں اندازہ لگایا گیا ہے کہ اگلے سال کے آخر تک ساڑھے تین لاکھ روپیہ ہو گا، میں ان لاکھوں کو کچھ چیز نہیں سمجھتا اصل چیز خدا تعالیٰ پر ایمان اور غلبہ اسلام پر محکم یقین ہے۔

اس کام کی مخالفت ہوتی ہے

اس کام کے لئے مقابلے کرنے پڑتے ہیں ایک تو ان لوگوں کی طرف سے بھی مخالفت ہو گی جن کے اندر آپ اس کو لیکر جائیں گے شروع سے ایسے کاموں کی مخالفت ہوتی رہی ہے، انبیاء کی بھی مخالفت ہوتی رہی ہے۔ یہ بیرونی مخالفت تو رہی ایک طرف اندرونی مخالفت بھی ہوتی ہے کوئی راستباز نہیں ہے جس کی مخالفت نہیں ہوتی خود حضرت مسیح موعود کے بتائے ہوئے کام کرنے والوں کی مخالفت وہ لوگ کرتے ہیں جو حضرت مسیح موعود کو مانتے ہیں اور آپ کے پیرو کہلاتے ہیں عقاید کی درستگی کے لئے کوشش کرنا اور بات ہے لیکن کسی جماعت کو خفیہ حربوں سے برباد کرنے کی ٹھان لینا بہت ہی ادنی اور ذلیل بات ہے۔

انجمن کو خدا نے قادیان سے چھین لیا

قادیان والے حضرت صاحب کی خلافت کے دعوے دار ہیں حالانکہ حضرت صاحب کا اپنا ارشاد موجود ہے کہ خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن ہے اس انجمن کو خدا تعالےٰ نے قادیان سے چھین لیا۔

انکو سامنے آنے کی جرأت نہیں تی

ہم ابتداء میں ہمارے متعلق کہتے تھے یہ تین چار آدمی ہیں یہ کیا کر لیں گے لیکن آج خدا تعالےٰ کے فضل سے ان تین چار آدمیوں کی یہ حالت ہے کہ ان کے کام کا اعتراف دشمن کو بھی کرنا پڑا ہے اور دوسری طرف وہ جماعت جن کا یہ خیال ہو کہ خلافت ہمارے ہاتھ میں ہے ان کی یہ حالت ہے کہ جب ہم نے کہا کہ فلاں مسئلہ پر بحث کرنے کو تیار ہوں تو سامنے نہیں آتے پہلے میں کہا کرتا تھا کہ بحث کے متعلق فیصلہ دینے کے لئے دونوں جماعتوں میں سے ثالث مقرر کر لئے جائیں لیکن جب میں نے دیکھا کہ وہ اس طرف نہیں آتے تو پھر میں نے کہا کہ میں صرف جماعت قادیان میں سے ہی ثالث انتخاب کروں گا کہتے ہیں کہ تم منافقوں کو ثالث بنالو گے میں نے کہا کہ تم جن کو منافق کہہ دو گے میں ان کا نام چھوڑ دوں گا ابھی تھوڑا عرصہ ہوا الفضل میں نکلا ہے کہ دو چار منافقوں سے فیصلہ کرالیں گے۔

منافق کن کو کہتے ہیں

جانتے ہو وہ منافق کن کو کہتے ہیں جنہوں نے غیرت کو چھوڑ دیا اور ہمارے عقاید لوکہ کر اس جماعت میں شامل ہو گئے۔ مجھے ایک آدمی بتاؤ جو ادھر سے گیا ہو اور اس کے سپرد کوئی عظیم الشان کام کیا گیا ہو اور میں آپ کو متعدد آدمی بتاتا ہوں جو اُدھر سے آئے اور جن کے سپرد ہم نے بلند سے بلند کام کئے اور خدا تعالےٰ کے فضل سے وہ ہماری جماعت کے ستون بنے ہوئے ہیں۔

ہم نے آخری قدم اُٹھایا

جماعت قادیان میں میاں صاحب کے بعد دوسرے درجہ پر سر ظفراللہ خاں ہیں بلکہ ایک لحاظ سے وہ ان سے بھی بڑھ کر ہیں کیونکہ انھوں نے جماعت کو بڑھانے کے لئے میاں صاحب سے بھی بڑھکر کام کیا ہے میں نے اس بحث میں سر ظفراللہ خاں کو ثالث ٹھہرا کر مان لیا کہ میں ان کا فیصلہ ماننے کے لئے تیار ہوں اب فرمائیے کہ اس کے آگے بھی کوئی قدم ہے جو انسان پر اس کی غلطی ظاہر کرنے کے لئے اٹھایا جائے ہم نے آخری قدم اُٹھایا۔

یہ مکان کیوں خریدا گیا

اس کا جواب عملی رنگ میں یوں ملا کہ بیشک دلائل کے ذریعہ سے ہم تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن ہم مال اور جاسوسی کے ذریعہ سے تمہاری جماعت کو برباد کر دیں گے اس کے لئے میں واقعات پیش کر سکتا ہوں۔ یہ ساتھ والا مکان جو آپ کو نظر آتا ہے یہ شبیر حسین والا مکان جو مسجد کی زمین کے ساتھ ملا ہوا ہے یہ صدر انجمن قادیان نے خرید لیا ہے مجھے یہ وجہ بتائی جائے کہ یہ مکان کیوں خریدا گیا ہے کیا یہ بات ہے کہ لاہور میں ان کو مکان چاہیئے تھا اور ان کو مکان نہیں ملا لاہور میں ان کا مرکز موجود ہے ہم اگر قادیان میں جا کر ایسا کریں تو معذور سمجھے جائیں گے کیونکہ وہاں ہمارا مرکز موجود نہیں اس کی غرض صرف یہ ہے کہ یہاں بیٹھ کر جاسوسی کے ذریعہ سے اس جماعت کو تباہ کرنے کی کوشش کریں اور مال کے ذریعہ سے لوگوں کو بددل کریں اس کے سوا تیسری غرض اور کوئی نہیں۔

ہم نے قادیان کو کیوں چھوڑا

یہ دراصل اعتراف ہے اس بات کا کہ عقاید میں ہم بے شک شکست کھا گئے لیکن ہم اپنی جاسوسی سے تمہیں تباہ کر سکتے ہیں۔ ہم نے قادیان کو چھوڑا تھا اس لئے کہ وہاں رہ کر دونوں فریق کا جھگڑا نہ ہو۔ ہمیں ہمارے دوستوں نے ملزم کیا کہ تم نے یہ بھاری غلطی کی جو قادیان کو چھوڑ آئے ہم نے اس کی ہمیشہ یہی وجہ پیش کی کہ ہم دیکھتے ہیں کہ جہاں دو گدیاں ایک آدمی کے پیچھے بن جائیں تو ان کا وقت مقدمہ بازی میں صرف ہوتا ہے اس لئے فساد سے بچنے کے لئے ہم نے قادیان کو چھوڑ دیا لیکن یہ شخص جو مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کرتا ہے کام وہ کرتا ہے جو ذلیل سے ذلیل دنیادار بھی نہیں کرتا دنیا میں بعض دفعہ دشمنی بھی پیدا ہو جاتی ہے لیکن شریفوں میں شریفانہ طریقہ سے اپنے دشمن کو نیچا دکھانے کی کوشش کی جاتی ہے یہ دینداری کا دعوےٰ رکھنے والا گروہ ایسا ذلیل طریقہ اختیار کرتا ہے جس سے دنیادار بھی شرما جائیں اگر تم ہمیں گرا سکتے ہو تو آؤ نکلو میدان میں اور کچھ کر کے دکھاؤ یہ underhand طریقہ سے کام کرنا یہ کونسی شرافت ہے بنتے ہیں مصلح موعود اور کام فساد کے۔

دعوے مصلحیت کیسا تھ دو جھوٹ

مصلح موعود کے دعوے کے ساتھ دو جھوٹ بولے جن کی غرض ایک باطل دعوے کی تائید تھی ان پر جب گرفت کی گئی تو ان کا سب سے بڑا مرید بھی انہیں اس گرفت سے نہیں چھڑا سکا جو شخص جھوٹ بول کر اپنے مرشد کی طرف غلط عقاید منسوب کرتا ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی مفسد نہیں۔ پہلا کام انھوں نے مصلح موعود کا دعوےٰ کرتے ہی یہ کیا کہ اپنے مرشد کی طرف غلط دعوے منسوب کرنے کے لئے دو جھوٹ بولے کہ حضرت مسیح موعود فرمایا کرتے تھے کہ میں پہلے لفظ نبی کی غلط تشریح کیا کرتا تھا اور حضرت صاحب کی مجالس میں یہ چرچا رہتا تھا کہ آپ کا اجتہاد دربارہ نبوت درست نہیں نکلا، اپنے مرشد کی طرف جھوٹ بول کر غلط عقائد منسوب کئے۔

خدا ان کے شر سے ہمیں بچائے گا

دوسرا کام یہ کیا کہ اب ذلیل طریقوں سے جماعت لاہور کو برباد کرنے کے لئے قدم اُٹھایا ہے مگر خوب یاد رکھیں اگر انہیں اپنے مال اور جاسوسی پر ایمان ہے تو ہمیں اپنے خدا پر ایمان ہے کہ وہ خدا جس نے اس جماعت کو اتنی ترقی دی وہ اس بات پر بھی قادر ہے کہ ہمیں ان کے شر سے بچائے اور ان کے شر کا وہی انجام ہو جو صلحا کے خلاف شر کا انجام ہوتا ہے

یہ عیسائیوں کا ورثہ ہے

یہ حضرت مسیح موعود کا ورثہ نہیں ایسی چالیں چلنا یہ عیسائیوں کا ورثہ ہے عیسائیوں نے مال اور جاسوسی سے اسلام کو تباہ کرنا چاہا بالکل عیسائیوں کا ورثہ لیکر انھوں نے چاہا کہ مال اور جاسوسی سے ہمیں برباد کریں گے یاد رکھو حق اور صداقت کبھی برباد نہیں ہو سکتے اسلام کو تباہ کرنے کے لئے ایسی کتنی کوششیں کی گئیں کیا ان کوششوں سے اسلام تباہ ہو گیا حق کبھی برباد نہیں ہو سکتا حق

پیغام صلح

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ ۱۳ ذی قعدہ ۱۳۶۳ھ | نمبر

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا تازہ ارشاد

تبلیغ اسلام کیلئے دس جوان ہمت اشخاص درکار ہیں

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے تازہ خطبہ جمعہ میں جو اسی اشاعت میں درج ہے ارشاد فرمایا ہے :۔

"ابھی گذشتہ اجلاس میں ہی ہماری انجمن نے ایک تجویز کی ہے اس پہلی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے جو خدا کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے ضروری ہے وہ پہلی بات کیا ہے کہ کچھ لوگ پیدا ہو جائیں جن کے اندر یہ اہلیت ہو کہ وہ خدا کے پیغام کو دنیا میں پہنچائیں بہت مشکل کام ہے خدا کے نام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے وہی لوگ موزوں ہو سکتے ہیں جن کے دلوں میں سب سے پہلے یہ ایمان ہو زبردست ایمان موجود ہو کہ حق! کے وعدے سچے ہیں خدا کا دین دنیا میں غالب آئے گا اس لئے کوئی شخص جو اپنے آپ کو بطور مبلغ تیار کرنا چاہے اس کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ اس کے اندر یہ ایمان موجود ہو جس کے اندر یہ چیز نہیں وہ اس کا اہل نہیں ہر کام کے لئے انسان کے اندر اس وقت اہلیت پیدا ہوتی ہے جب اس کام کو تکمیل کو پہنچانے کی صفات اس کے اندر موجود ہوں خدا کے پیغام کو دنیا میں پہنچانے کے لئے اس صفت کا ہونا ضروری ہے کہ اس شخص کا ایمان ہو کہ خدا کا دین دنیا پر غالب آئیگا اور دنیا بالآخر اس کے سامنے جھکے گی دوسری شرط یہ ہے کہ وہ اس کام کو اس غرض کے لئے نہ کرے کہ اس ذریعہ سے میں اپنی ضروریات زندگی پوری کر سکتا ہوں اپنے اہل وعیال کی خبر گیری کر سکتا ہوں بلکہ اس لئے اس کو اختیار کرے کہ یہ میرا سب سے اہم فریضہ ہے . . . . . .

. . . . انجمن نے ایسے دس آدمی اس وقت لینے اور انہیں بطور مبلغ تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس کے لئے بجٹ میں کافی گنجائش رکھی گئی ہے آج وہ باہر میدان میں نکل آئیں تو دو تین سال کے اندر وہ اس قابل ہوں گے کہ باہر جا کر خدا کے دین کا کام کریں میں اس وقت آپ سے اور اپنے اخبار کے ذریعہ سے ساری جماعت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس بات کی طرف زبردست توجہ کریں خود اخبار میں زبردست تحریک جاری رہے کہ اس کام کے لئے دس آدمی نکل آئیں چاہیئے کہ جلسہ سالانہ تک وہ نکل چکے ہوں تا کہ نئے سال کے ساتھ وہ تیاری شروع کر دیں۔ دفتر کے ذریعہ سے بھی جماعتوں میں تحریک ہونی چاہیئے اس کام کیلئے میں نوجوانوں کو مخصوص نہیں کرنا چاہتا ہمت والے لوگوں کی ضرورت ہے بلکہ ۴۰، اور پچاس سال کے آدمی اس کام کے لئے زیادہ موزوں ہیں جب جذبات حیوانی ٹھنڈے پڑ چکے ہوں دنیا کا تجربہ ہو چکا ہو خدا پر ایمان محکم پیدا ہو چکا ہو"

وہ دوست جن میں وہ خصوصیات موجود ہوں جن کی صراحت حضرت امیر نے اپنے اس مذکورہ خطبہ جمعہ میں فرمائی ہے اپنے آپ کو اس عظیم الشان کام اور نصب العین کے لئے پیش کریں یہ وہ خصوصیات ہیں جو قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں تھیں انہی خصوصیتوں سے ان مسلمانوں نے دنیا میں فتح پائی اور دنیا کی ڈگمگا کر گرتی ہوئی تہذیب کو تھام لیا پہلی فرسودہ قدروں کی جگہ دنیا کو نئی روحانی اقدار دیں دنیا کو ایک نیا روحانی کلچر دیا ایک انقلاب عظیم پیدا کر دیا انہی خصوصیات سے آج بھی فتح کے دروازے کھل سکتے ہیں اور اسلام دنیا میں غالب آ سکتا ہے۔

اسلام کے احیاء اور غلبہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور حضور نے اس غلبہ اور احیاء کے لئے ایک متقی جماعت کے وجود کو ضروری قرار دیا جیسا کہ حضرت فرماتے ہیں :۔

"یہ سلسلہ بیعت بمراد فراہمی طائفہ متقین یعنی تقویٰ شعار لوگوں کی جماعت کے جمع کرنے کے لئے ہے تا ایسے متقیوں کا ایک بھاری گروہ دنیا پر اپنا نیک اثر ڈالے اور ان کا اتفاق اسلام کے لئے برکت و عظمت و نتائج خیر کا موجب ہو اور وہ بہ برکت کلمہ واحدہ پر متفق ہو کے اسلام کی پاک و مقدس خدمات میں جلد کام کر سکیں"

تبلیغ اسلام کا کام وہی لوگ کر سکتے جو دین کو دنیا پر مقدم کرتے ہوں جن کے دل پاک ہوں جن کا خدا تعالیٰ کی ہستی پر زندہ اور محکم ایمان ہو اور تبلیغ اسلام کی ان کے قلوب میں وہی تڑپ ہو جو آنحضرت صلعم کے دل میں تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے متبعین میں یہ روحانی اور اخلاقی خصوصیات پیدا کیں انہیں ایک جماعت کی صورت میں منظم کیا اور اس جماعت کو تبلیغ اسلام کے کام پر لگایا باوجود اس کے کہ حضور کی وفات کے بعد سلسلہ میں اختلاف نمودار ہوا اور جماعت کا ایک رجعت پسند حصہ اس پیر پرستی جمود اور زوال کی پستیوں [illegible]

حضرت امام وقت نے انہیں [illegible] کو بلند کیا تھا، مقام شکر ہے کہ جماعت کا دوسرا حصہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بلند نصب العین کو عملی جامہ پہنا رہا ہے اور اس کے لئے ہر قسم کی قربانی کرنے کو تیار ہے۔ جماعت احمدیہ لاہور نے باوجود قلیل ہونے کے اشاعت اسلام کے لئے بہت بڑی قربانیاں کی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اسے کام کرنے کا کافی موقعہ دیا ہے لیکن ابھی بہت بڑا کام باقی ہے جس کے لئے غیر معمولی قربانیوں کی ضرورت ہے اس جنگ کے بعد مادیت کے خلاف ایک ردعمل ہوگا اور یورپ کی مادہ پرست اقوام اخلاق اور روحانیت کی ضرورت محسوس کریں گی تاکہ وہ اس سے اپنے دکھوں اور عارضوں کا علاج کر سکیں اور ان ہیبت ناک جنگوں کے سلسلہ سے جس نے ان کے نظام کی ہر چول کو ڈھیلا کر دیا ہے نجات حاصل کر سکیں۔ ان حالات اور ردعمل میں اسلام کو پھیلانے کا ایک نفسیاتی موقعہ ہے اس موقعہ سے جماعت احمدیہ لاہور کو فائدہ اٹھانا چاہیئے اور اسلام کو ان قوموں کے سامنے بطور علاج کے پیش کرنا چاہیئے لیکن اس کام کے لئے ایسے مجاہدین کی ضرورت ہے جن کی سیرت بلند ہو اور جن کا علم وسیع ہو انہیں اسلامی روح کا علم ہونا چاہیئے اور مغربی اقوام کی فطرت کا بھی علم ہونا چاہیئے تاکہ وہ اسلام کو اس معیار پر پیش کر سکیں جس معیار پر یہ قومیں اسلام کو اچھی طرح سمجھ سکیں اور اس کی خوبیوں کا اندازہ کر سکیں، انجمن نے اس کام کے لئے دس آدمی لینے اور انہیں بطور مبلغ تیار کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور اس کے لئے بجٹ میں کافی گنجائش بھی رکھی ہے اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے زبردست تحریک فرمائی ہے امید ہے جماعت کے وہ جواں ہمت دوست جو اپنے اندر یہ خصوصیات رکھتے ہیں وہ اپنے آپ کو فوراً اس کام کے لئے پیش کریں گے اور بیرونی جماعتوں کے دوسرے احباب بھی ایسے لوگوں کو اس جہاد میں شریک ہونے کے لئے آمادہ کریں گے اس کام کی طرف فوری توجہ درکار ہے سب جماعت اس طرف توجہ کرے اور اپنے اندر سے دس ایسے مجاہدین پیدا کرے جو اس معیار پر پورے اتریں اور خدا تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں اور اس کام کو ایک عظیم الشان جذبہ کے ماتحت کریں یہ تو خدا تعالیٰ کا کام ہے بہرصورت ہو کر رہے گا لیکن ان لوگوں کو یقیناً بہت بڑا اجر ملے گا جو خدا تعالیٰ کی اس مشیت کے سامنے سر تسلیم خم کر کے میدان میں نکل آئیں گے ؎

بمفت ایں اجرت نصرت را دہندت اے اخی ورنہ
قضائے آسمانست ایں بہرحالت شود پیدا

خلیفہ صاحب کے خیالی پلاؤ

الفضل مورخہ ۲۷ راکتوبر میں جناب میاں صاحب کا ایک خطبہ جمعہ شائع ہوا ہے جس کا عنوان ہے "دنیا کی آٹھ بڑی زبانوں میں تراجم قرآن کریم اور دوسرا تبلیغی لٹریچر شائع کرنے کی سکیم" خیالی پلاؤ پکاتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

"قرآن مجید کا ترجمہ آٹھ زبانوں میں کر دیا جائے عربی میں تو وہ پہلے ہی ہے باقی آٹھ زبانوں میں اس کا ترجمہ ہونا ضروری ہے۔ انگریزی۔ [illegible] جرمنی، فرانسیسی۔ اطالین۔ ڈچ۔ سپینش [illegible] پرتگیزی ان آٹھ زبانوں میں اگر قرآن مجید کا ترجمہ ہو جائے تو دنیا کے ہر گوشہ میں قرآن پہنچ سکتا ہے . . . . میری اس سکیم کے ماتحت ساتوں زبانوں میں ترجمہ شروع کرا دیا گیا ہے امید کی جاتی ہے کہ ۱۹۴۵ء کے نصف یا اس کے آخر تک انشاء اللہ سات زبانوں میں ترجمہ مکمل ہو جائے گا"

خلیفہ صاحب کے خطبات کی بنیاد مغالطہ اور تعلّی پر ہوتی ہے۔ میاں صاحب تعلّی کرتے ہوئے گذشتہ واقعات کو بالکل فراموش کر جاتے ہیں۔ یہ ایک حقیقت اور امر واقع ہے کہ گذشتہ تیس سال میں وہ قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ شائع نہیں کر سکے اب انہوں نے فرمایا ہے کہ ۱۹۴۵ء میں شائع ہو جائیگا اگر فرض کر لیا جائے کہ یہ درست ہے تو ایک ترجمہ پر ان کے ۳۰ سال صرف ہوئے اس حساب سے سات ترجموں پر ۲۱۰ سال صرف ہونے چاہئیں ہمارے خیال میں اگر جناب میاں صاحب یوں فرماتے کہ ۲۱۰ سال تک ہم قرآن مجید کے ۷ زبانوں میں تراجم شائع کر دیں گے تو یہ زیادہ موزوں ہوتا ورنہ تیس سالہ واقعات کی روشنی میں میاں صاحب کی یہ تعلیاں محض ہوائی قلعے معلوم دیتے ہیں جو خدا جانے کتنی دفعہ تعمیر ہوئے اور کتنی دفعہ گرے اور معلوم نہیں آیندہ ان کا کیا حشر ہوگا میاں صاحب کی ان تعلیوں کی تکمیل تک کون زندہ رہے گا! ؎

آہ کو چاہیئے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں مسرت سے سنی جائے گی کہ مسٹر طارق ضیاء صاحب جو پانچ سال کی تعلیم کے بعد انگلستان سے واپس آئے ہیں اور جو چوہدری محمد حسن صاحب وکیل گجرات کے صاحبزادے ہیں ان کی شادی چوہدری سلطان علی صاحب ساکن بدوملہی کی صاحبزادی زاہدہ بیگم صاحبہ کے ساتھ قرار پائی۔ نکاح مورخہ ۲۶ راکتوبر بوقت شب حضرت مولینا صدرالدین صاحب نے پڑھایا اس تقریب کی خوشی میں چوہدری سلطان علی صاحب نے مبلغ یک صد روپیہ اور چوہدری محمد حسن صاحب نے بھی مبلغ یک صد روپیہ بطور عطیہ انجمن کو دیئے اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے اور اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے۔ آمین۔

— جناب ملک خدا بخش صاحب ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ لدھیانہ کے مکتوب سے معلوم ہوا ہے کہ جناب سید اسد اللہ شاہ صاحب واپس لدھیانہ تشریف لے آئے ہیں احباب سلسلہ مندرجہ ذیل پتہ پر ان سے خط و کتابت کریں بمعرفت۔ ملک خدا بخش [illegible]

جناب میاں صاحب کے پیش کردہ نظریہ میں صرف نبی کریم صلعم ہی کی نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہتک ہے

جناب میاں صاحب خدارا غور فرمائیں

از محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

جناب میاں صاحب کی توجیہہ جناب میاں صاحب نے یہ کہکر کہ "اگر محمد صلعم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازہ کو بند نہیں کیا" نبی کریم صلعم کی جو ہتک کی ہے اسکو میں ۸ اراکتوبر کے پیغام صلح میں واضح کر چکا ہوں اس قسط میں میں اس دلیل کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں جو جناب میاں صاحب نے اپنے مندرجہ بالا فقرہ کو درست ثابت کرنے کے لئے پیش کی ہے جناب میاں صاحب نے ۱۹ر جولائی ۱۹۴۱ء کے الفضل میں جو دلیل پیش کی ہے اس کا ملخص یہ ہے کہ ان کے فقرہ کی توجیہہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو ایک جیسی طاقتیں اور ایک جیسی استعدادیں عطا کیں اور روحانی ترقی کے میدان میں دوڑنے کے لئے سب کو ایک جیسے مواقع بہم پہنچائے لیکن نبی کریم صلعم کے سوا باقی تمام نے خواہ وہ نبی ہوں یا غیر نبی اللہ تعالیٰ کی ان عطا کردہ طاقتوں سے پوری طرح کام نہیں لیا اسلئے آنحضور صلعم سب سے آگے نکل گئے اس دلیل کے ذریعہ جناب میاں صاحب نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جس قدر ہتک کی ہے اس پر تفصیلی بحث تو میں بعد میں کروں گا سردست میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ جس بنیاد پر جناب میاں صاحب نے اپنی دلیل کی عمارت تعمیر کی ہے وہ بنیاد کہاں تک درست ہے اور کہاں تک وہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مذہب کے ساتھ مطابقت کھاتی ہے۔

جناب میاں صاحب کے نزدیک دوسرے لوگوں کی توجیہہ اپنی توجیہہ بیان کرنے کے بعد جناب میاں صاحب دوسرے لوگوں کی توجیہہ یوں بیان کرتے ہیں کہ ان کا عقیدہ ہے "کہ بہت سے آدمی ایسے تھے جو رسول کریم صلعم سے بڑھ سکتے تھے آپ کا آگے نکل جانا آپ کے کامل نبی ہونے کی نعوذ باللہ کوئی دلیل نہیں کیونکہ خدا راستہ میں حائل ہو گیا تھا اور اس نے درمیان میں کھڑے ہو کر باقی سب لوگوں کو وہاں تک پہنچنے سے محروم کر دیا یا دوسرے لفظوں میں یہ کہ محمد صلعم کو اللہ تعالیٰ نے وہ قابلیتیں دیں جو دوسروں کو نہیں دیں اس لئے محمد رسول اللہ صلعم آگے نکل گئے اور دوسرے لوگ پیچھے رہ گئے"

دوسروں کے عقیدہ کا خلاصہ گویا جناب میاں صاحب کے نزدیک دوسرے لوگوں کے عقیدہ کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دوسروں کی ترقی کے لئے خود روک بنا ہے یا تو اس طرح کہ سب انسانوں کو ایک جیسی طاقتیں دے کر دوڑنے کے لئے حکم دیا جب سب دوڑنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے سب کو خود ہی راستہ میں پکڑ لیا اور نبی کریم صلعم کو اکیلے دوڑنے کے لئے چھوڑ دیا اس لئے نبی کریم صلعم آگے بڑھ گئے اور یا دوسرے لوگوں کو ترقی کے لئے وہ طاقتیں ہی نہیں دیں جو نبی کریم صلعم کو عطا کیں ان دونوں شقوں کو بیان کرنے کے بعد جناب میاں صاحب یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ اس میں نبی کریم صلعم کا کیا کمال ہوا یہ تو زبردستی اللہ تعالیٰ ان کو آگے لے گیا اور دوسروں کو زبردستی پیچھے کر دیا۔ اس تمام بیان میں ایک خطرناک مغالطہ ہے جس کا جناب میاں صاحب شکار ہوئے ہیں اور یہ مغالطہ ان کو محض اس لئے لگا ہے کہ انہوں نے اس وقت تک نبوت کی حقیقت کو ہی نہیں سمجھا اور نہ سمجھنے کی کوشش کی۔ بہرحال اس بات پر تو بعد میں بحث کروں گا کہ نبی کریم صلعم کا کمال کس امر میں ہے اور باوجود دوسروں کے مقابل قابلیتیں زیادہ پانے کے پھر آنحضرت صلعم کو دوسروں پر کیوں فضیلت حاصل ہے اور کیوں آپ اکمل الانبیاء ہیں فی الحال تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جناب میاں صاحب کا نظریہ حضرت مسیح موعودؑ کے نظریہ کے بالکل خلاف ہے۔

جناب میاں صاحب کی سخت کلامی جناب میاں صاحب نے اپنی اور دوسرے لوگوں کی توجیہہ کو بیان کر کے اپنی پرانی عادت تعلّی سے مغلوب ہو کر دوسروں کو اپنی سخت کلامی نہیں بلکہ گالیوں کا یوں نشانہ بنایا ہے:۔

(۱) "ہم وہ ہیں جو اس بات کے قائل ہیں کہ وہ لوگ جھوٹے ہیں جو خیال کرتے ہیں کہ اس دوڑ میں رسول کریم صلعم سے اور لوگ اسلئے نہیں بڑھے کہ خدا تعالیٰ نے ان کو وہ طاقتیں نہیں دیں جو خاص طور پر محمد رسول اللہ صلعم کو دی گئیں تھیں"

(۲) "ہر وہ شخص جس کے اندر تخم دیانت پایا جاتا ہے ان دونوں امور پر غور کر کے بتائے" الخ

(۳) "مگر ہماری دشمنی کی وجہ سے یہ لوگ رسول کریم صلعم کے متعلق اس قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور انہیں ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ وہ ان الفاظ کے پردہ میں رسول کریم صلعم کی کیسی خطرناک ہتک کے مرتکب ہو رہے ہیں"

(۴) میرے نزدیک اس سے بڑھکر اور کوئی گالی نہیں ہو سکتی یہ خدا کے لئے بھی گالی ہے اور رسول کریم صلعم کے لئے بھی گالی ہے"

(۵) یہ ایسی بات ہے جسے ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے مگر ہماری دشمنی کی وجہ سے یا رسول کریم صلعم کی محبت کی کمی کی وجہ سے یا سچائی سے بیزاری کی عادت رکھنے کی وجہ سے جو بات رسول کریم صلعم کی شان کو بڑھانے والی ہے اسکو ماننے سے تو وہ انکار کرتے ہیں اور جو باتیں رسول کریم صلعم کی شان اور آپؐ کی عظمت کو کم کرنے والی ہیں ان کو وہ تسلیم کرتے ہیں"

پھر جناب میاں صاحب اپنا نظریہ نہ ماننے والوں کے متعلق فرماتے ہیں۔ "ان کے دلوں سے نبی کریم صلعم کی محبت نکل چکی ہے ان کا تعلق آپ سے کٹ چکا ہے یہ رسول کریم صلعم کو بھی دشمنوں کی نگاہ میں ذلیل کرنے کے لئے تیار ہیں"

خلاصہ عبارات مندرجہ بالا مندرجہ بالا عبارات سے عیاں ہے کہ وہ لوگ جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تمام لوگوں کو ایک جیسی طاقتیں نہیں دی گئیں وہ (۱) جھوٹے ہیں (۲) ان میں تخم دیانت نہیں وہ نبی کریم صلعم کی خطرناک ہتک کرنیوالے (۳) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو گالی دینے والے ہیں (۴) اور ان کے دلوں میں نبی کریم صلعم کی محبت کی کمی ہے (۵) ان کو سچائی سے بیزاری ہے (۶) ان کا تعلق نبی کریم صلعم سے کٹ چکا ہے (۷) وہ نبی کریم صلعم کو (۸) دشمنوں کی نگاہ میں ذلیل کرنے والے ہیں۔

جناب میاں صاحب کی حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے ناواقفیت مندرجہ بالا آٹھ گالیاں جو جناب میاں صاحب کی زبان اور قلم سے نکلی ہیں وہ اس بات کا کھلا کھلا ثبوت ہیں کہ انہیں گو حضرت مسیح موعود کے مثیل ہونے کا تو دعویٰ ہے مگر حضورؑ کی کتب سے ذرہ بھی واقفیت نہیں اگر انہیں واقفیت ہوتی تو ان کی زبان و قلم سے ایسے سخت الفاظ کبھی نہ نکلتے کیونکہ سب سے پہلا شخص جو ان کا نشانہ بن سکتا ہے وہ حضرت مسیح موعودؑ ہیں کیونکہ یہ حضرت اقدس کا ہی مذہب ہے کہ دنیا میں لوگوں کو مختلف فطرتی استعدادیں دیکر بھیجا گیا ہے اور ہر شخص اپنی فطرتی استعداد سے بڑھکر ترقی نہیں کر سکتا جیسا کہ مندرجہ ذیل حوالوں سے عیاں ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کا مذہب سبز اشتہار ص۸ پر حضور فرماتے ہیں:۔

"اس عاجز کا مدلل اور معقول طور پر یہ دعویٰ ہے کہ جو بنی آدم کے بچے طرح طرح کی قوتیں لیکر اس مسافر خانہ میں آتے ہیں خواہ وہ بڑی عمر تک پہنچ جائیں اور خواہ وہ خورد سالی میں ہی فوت ہو جائیں اپنی فطرتی استعدادات میں ضرور باہم متفاوت ہوتے ہیں اور صاف طور پر امتیاز بین ان کی قوتوں اور خصلتوں اور شکلوں اور ذہنوں میں دکھائی دیتا ہے"۔ پھر آئینہ کمالات اسلام ص۱۹۷ پر فرماتے ہیں" درحقیقت جس قدر قرآنی تعلیم کے کمالات خاصہ ہیں وہ اس امت مرحومہ کے استعدادی کمالات پر شاہد ہیں کیونکہ اللہ جل شانہ کی کتابیں ہمیشہ اسی قدر نازل ہوتی ہیں جس قدر اس امت میں جو مجمل کتاب کی مکلف ہے استعداد ہوتی ہے مثلاً انجیل کی نسبت تمام محققین کی یہ رائے ہے کہ اس کی تعلیم کامل نہیں ہے اور وہ ایک ہی پہلو پر چلی جاتی ہے اور دوسرے پہلو کو بکلی چھوڑ رہی ہے، لیکن دراصل یہ قصور ان استعدادوں کا ہے جن کے لئے انجیل نازل ہوئی تھی چونکہ خدا تعالیٰ نے انسانی استعدادوں کو تدریجاً ترقی دی ہے . . . . اُن زمانوں کے بعد ہمارے سید و مولیٰ نبی صلعم کا وہ زمانہ آیا جس میں رفتہ رفتہ استعدادیں ترقی کر گئیں گویا دنیا نے اپنے فطرتی قویٰ میں ایک اور ہی صورت بدل لی پس ان کی کامل استعدادوں کے موافق کامل تعلیم نے نزول فرمایا"

پھر سرمہ چشم آریہ میں حضور فرماتے ہیں:۔
"اُس کے (اللہ تعالیٰ) کے تمام کام کیا روحانی اور کیا جسمانی پریشانی اور مختلف طور پر نہیں ہیں جن میں یونہی گڑبڑ پڑا ہو بلکہ ایک حکیمانہ ترتیب سے مرتب اور ایک ایسے باقاعدہ سلسلہ میں بندھے ہوئے ہیں جو ایک ادنیٰ درجہ سے شروع ہو کر انتہائی درجہ تک پہنچتا ہے اور یہی طریق وحدت اُسے محبوب بھی ہے تو اس قانون قدرت کے ماننے سے ہمیں یہ بھی ماننا پڑا کہ جیسے خدا تعالیٰ نے جمادی سلسلہ میں ایک ذرہ سے لیکر اس وجود اعظم تک یعنی آفتاب تک نوبت پہنچائی ہے جو ظاہری کمالات کا جامع ہے جس سے بڑھکر اور کوئی جسم جمادی نہیں ایسا ہی روحانی آفتاب بھی کوئی ہوگا جس کا وجود خط مستقیم مثالی میں ارتفاع کے اخیر نقطہ پر واقعہ ہو . . . . پس جس شخص کے دل کو خدا تعالیٰ اپنی توفیق خاص سے اس طرف ہدایت دے گا کہ وہ الہام اور وحی پر ایمان لاوے اور ان پیشگوئیوں پر غور کرے جو بائیبل میں درج ہیں تو اسے ضرور ماننا پڑے گا کہ وہ انسان کامل جو آفتاب روحانی ہے جس سے نقطہ ارتفاع کا پورا ہوا اور جو دیوار نبوت کی آخری اینٹ ہے وہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"
ص۱۴۲، ص۱۴۳، حاشیہ

"اول ہم بیان کر چکے ہیں کہ صاحب انتہائے کمال کا جس کا وجود سلسلہ خط مستقیم میں انتہائی نقطہ ارتفاع پر واقع ہے حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہیں" ص۱۴۹ حاشیہ

"اسی طرح اولیاء الرحمان اور اولیاء الشیطان اپنی اپنی مناسبت کی وجہ سے الگ الگ طرف کھینچے جاتے ہیں اور وجود خیر مجسم جس کا نفسی نقطہ انتہائی درجہ کمال ارتفاع پر واقع ہے یعنی حضرت محمد مصطفےٰ صلعم اس کا مقام معراج خارجی جو منتہائے مقام عروج (یعنی عرش رب العلمین ہے) بتلایا گیا ہے یہ درحقیقت اس انتہائی درجہ کمال ارتفاع کی طرف اشارہ ہے جو اس وجود باجود کو حاصل ہے گویا جو کچھ اس وجود خیر مجسم کو عالم قضا و قدر میں حاصل تھا وہ عالم مثال میں مشہود محسوس طور پر دکھایا گیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ اس نبی کریم صلعم کی شان رفیع کے بارے میں فرماتا ہے ورفع بعضھم درجات پس اس رفع درجات سے وہی انتہائی درجہ کا ارتفاع مراد ہے جو ظاہری اور باطنی طور پر آنحضرت صلعم کو حاصل ہے اور یہ وجود باجود خیر مجسم ہے مقربین کی تین قسموں میں اعلیٰ و اکمل ہے جو الوہیت کا مظہر اتم کہلاتا ہے" ص۱۵۲، ۱۵۱ حاشیہ

"پس اسی جہت سے کہ وہ اوپر کی طرف صعود کر کے انتہائی درجہ قرب تام کو پہنچا اور اس میں اور حق میں کوئی حجاب نہ رہا اور پھر نیچے کی طرف اس نے نزول کیا اور اس میں اور خلق میں کوئی حجاب نہ رہا یعنی چونکہ وہ اپنے صعود اور نزول میں اتم

<u>اکمل ہوا اور کمالات انتہاء تک پہنچ گیا" (صفحہ ۱۸۶)</u>

"اور یہ دقیقہ کہ تمام کامل انسانوں سے ایک ہی اکمل اور اتم انسان پر اختتام سلسلہ کائنات ہوتا ہے۔ یہ ایک ایسے دائرہ کے کھینچنے سے جو دو قوسوں پر مشتمل ہو۔ سمجھ میں آسکتا ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ وجود واجب و ممکن جس تناسب سے روحانی طور پر واقع ہے۔ اگر اس امر معقول کو ایک صورت محسوسہ میں دکھلایا جائے تو ایک ایسے دائرہ کی شکل نکل آئے گی جس کا انقسام دو قوسوں پر ہوگا۔ جن میں سے ایک قوس اعلیٰ اور دوسرا قوس ادنے ہوگا اس طرح پر قوس اعلیٰ تقسیم و انقسام سے بکلی منزہ اور درک عقل و فہم و قیاس و گمان سے بالاتر ہے لیکن قوس ادنے جو موجودات ممکن الوجود کا قوس ہے وہ باعتبار شدت و ضعف و زیادت و نقصان مراتب متفاوتہ مختلفہ پر مشتمل ہے۔ کیونکہ یہ بات نہایت ظاہر ہے۔ کہ انسانی ترقیات کا سلسلہ وتر کے کسی ایک ہی نقطہ پر ختم نہیں ہوتا وجہ یہ کہ جس نقطہ وتریہ سے کوئی نفس اوپر کو ترقی کرنا شروع کرے گا۔ اس کی سیدھی رفتار اسی نقطہ انتہائی تک ہوگی جو اس کی جبلت اور استعداد کے ٹھیک اوپر پڑا ہوا ہے۔ اب فرض کرو کہ مثلاً نقاط س۔ک۔ع۔ق۔ط۔ص جو استعدادات مختلفہ انسانیہ کے فطرتی نقطے ہیں۔ نقاط و۔س۔ا۔ل۔م۔ن تک جو ان کے ٹھیک روبرو نقاط پڑے ہیں جن کی طرف وہ بخط مستقیم قدم بڑھا سکتے ہیں ترقی کریں تو یہ خطوط مستقیمہ ترقی کی اپنی عمودی حالت میں ان ان نقاط کو جا ملیں گے جو ٹھیک ٹھیک ان کے محاذات میں پڑے ہیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس سفلی قوس میں ایک نقطہ ایسا بھی ضرور ہے جو ٹھیک ٹھیک نقطہ مرکز کے محاذ ہے۔ اب فرض کرو کہ وہ نقطہ ا ہے جو مرکز ع کے محاذ ہے اسی طرح نقطہ س ک کا محاذ اور نقطہ ل ق کا محاذ اور نقطہ م ط کا محاذ اور نقطہ ن ص کا محاذ ہے۔ جبکہ یہ امر بداہت ظاہر ہے تو اب ہم کہتے ہیں کہ ثبوت ہندسے کو باستعانت ۱۹ شکل مقالہ اول اقلیدس و بمنتا لیسویں شکل مقالہ مذکورہ بپایۂ صداقت پہنچ سکتا ہے۔ کہ اگر کسی طرف محیط کے کئی نقاط فرض کر کے قطر دائرہ تک خطوط مستقیمہ عمودی حالت میں کھینچے جائیں تو سب سے بڑا وہ خط مستقیم ہوگا جو نقطہ مرکز تک پہنچے گا اور یہ امر اس بات کو ثابت کرنے والا ہے کہ نقطہ مرکز تمام نقاط وتر قوسین کی نسبت جو ترقیات انسانیہ کے انتہائی نشان ہیں۔ ارفع و اعلیٰ ہے۔ پس اس سے بالضرورت ماننا پڑتا ہے کہ جس قدر مختلف استعدادیں قوس بشریت میں داخل ہیں ان میں سے صرف ایک ہی ایسی استعداد ہے، جو سب استعدادات کی نسبت بلند تر و کامل تر ہے اور ثبوت اس بات کا جو صاحب اس استعداد کامل کا اصلی و حقیقی طور پر جناب سیدنا و مولینا حضرت محمد مصطفےٰ صلعم ہیں۔ ان پیشگوئیوں سے ہوسکتا ہے۔ جن میں سے بعض کو ہم نے اسی حاشیہ میں لکھدیا ہے۔ اور نیز ایک عمدہ ثبوت اس بات کا قرآن شریف بھی مل سکتا ہے۔ کیونکہ کمالیت وحی حسب کمالیت وردو وحی ہوا کرتی ہے جس قدر کسی مورد وحی کی استعداد بلند ہوتی ہے۔ جوہر فطرت مصفا ہوتا ہے۔ جذبات محبت نمایاں ہوتے ہیں اور حرکت شوقیہ میں تیزی اور گرمی ہوتی ہے اور وفا اور صدق میں قیام اور استحکام ہوتا ہے اسی قدر اس کی وحی میں کمال ہوتا ہے۔ اب ہماری طرف سے یہ دعوےٰ ہے جس کو ہم بمقابل ہر ایک فریق کے ثابت کرنے کو تیار ہیں۔ کہ وحی قرآنی اپنی تعلیم اور اپنے معارف اور برکات اور علوم میں ہر ایک وحی سے اقویٰ اور اعلیٰ ہے" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی فطرتی استعدادیں ایک جیسی نہیں بلکہ مختلف ہیں اور اس بنا پر ان کی روحانی ترقیات اور قرب الٰہی کے مقامات بھی مختلف ہیں مندرجہ ذیل شکل سے واضح کیا ہے۔

ن م ل ا ی و

ج ص ط ق ع ک س

حاشیہ سرمہ چشم آریہ از صفحہ ۱۸۳ تا صفحہ ۱۸۵
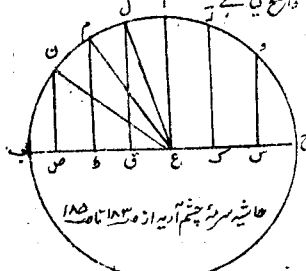
اس شکل میں حضرت اقدس نے س۔ک۔ع۔ق۔ط۔ص کو تو فطرتی استعدادوں کے نقطے قرار دیا ہے اور ان کے مقابل و۔س۔ا۔ل۔م۔ن، کو کمالات روحانیہ میں ترقی کے انتہائی نقطے قرار دیا ہے گویا س کی استعداد والا صرف و مقام تک ترقی کرسکتا ہے ک کی استعداد والا صرف س مقام تک ترقی کرسکتا ہے ق کی استعداد والا صرف مقام ل تک ترقی کرسکتا ہے اور ط کی استعداد والا صرف م مقام تک ترقی کرسکتا ہے اور ص کی استعداد والا صرف مقام ن تک ترقی کرسکتا ہے مگر ان سب کے درمیان ایک نقطہ ع ہے جو نبی کریم صلعم کی استعداد کا نقطہ ہے اور یہ نقطہ الف تک جو سب سے بلند ہے ترقی کرسکتا تھا۔ اس نے کی گویا حضرت مسیح موعود کے نزدیک ہر ایک کے لئے فطرتی استعداد مقرر ہے میدان ترقی میں اس سے آگے وہ نہیں جاسکتا نبی کریم صلعم کو سب انسانوں سے بڑھکر فطرتی استعداد و ترقی کی طاقتیں دی گئیں اور آنحضرت صلعم نے اپنی فطرتی طاقتوں کی بنا پر ہی سب سے زیادہ ترقی کی اپنے مجاہدات شاقہ کے ذریعے ہی کی نہ کہ یونہی اللہ تعالیٰ نے انہیں وہاں زبردستی پہنچا دیا۔

پھر حضور توضیح مرام از صفحہ ۷ تا صفحہ ۷۴ پر فرماتے ہیں:۔

"لیکن اس کے (جبرئیل کے) نزول کی تاثیرات کا دائرہ مختلف استعدادوں اور مختلف ظروف کے لحاظ سے چھوٹی چھوٹی یا بڑی بڑی شکلوں پر تقسیم ہوجاتا ہے۔ نہایت بڑا دائرہ اس کی روحانی تاثیرات کا وہ دائرہ ہے۔ جو حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی سے متعلق ہے اس وجہ سے جو معارف و حقائق و کمالات حکمت و بلاغت قرآن شریف میں اکمل اور اتم طور پر پائے جاتے ہیں۔ یہ عظیم الشان مرتبہ اور کسی کتاب کو حاصل نہیں" پھر جبرائیلی تاثیروں کا مفصل ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں (کہ) عکس بھی ہر ایک جگہ ایک ہی مقدار پر نہیں پڑیگا بلکہ جیسی جیسی وسعت آئینہ قلب کی ہوگی اسی مقدار کے موافق اثر پڑے گا مثلاً اگر تم اپنا چہرہ آرسی کے شیشہ میں دیکھنا چاہو کہ جو ایک چھوٹا سا شیشہ ایک قسم کی انگشتری میں لگا ہوا ہوتا ہے تو اگرچہ اس میں بھی تمام چہرہ نظر آجائیگا مگر ہر ایک عضو اپنی اصلی مقدار سے نہایت چھوٹا ہو کر نظر آئے گا لیکن اگر تم اپنے چہرہ کو ایک بڑے آئینہ میں دیکھنا چاہو جو تمہاری شکل کے پورے انعکاس کے لئے کافی ہے تو تمہارے تمام نقوش اور اعضاء چہرہ کے اپنے اصلی مقدار پر نظر آجائیں گے پس یہی مثال جبرائیل کی تاثیرات کی ہے ...... اگرچہ بظاہر صورت جبرائیل وہی ہے اور اس کی تاثیرات بھی وہی مگر ہر ایک جگہ <u>مادہ قابلہ ایک ہی وسعت اور صفائی کی حالت پر نہیں</u> .... <u>اور اکمل اور اتم طور پر یہ صفائی آنحضرت صلعم کے دل کو حاصل ہے ایسی صفائی کسی دوسرے دل کو ہرگز حاصل نہیں"</u>

دیکھیں جناب میاں صاحب کیا رویہ اختیار کرتے ہیں } اگرچہ حضرت اقدس کی کتب تو اس مضمون سے بھری ہوئی ہیں لیکن سردست میں انہی حوالوں پر اکتفا کرتا ہوں۔

ان تمام حوالوں سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت مسیح موعود کا مذہب یہی ہے کہ دنیا میں لوگوں کو ایک جیسی فطرتی استعدادیں ہرگز نہیں دی گئیں بلکہ فطرتی قوتوں اور طاقتوں میں سخت اختلاف ہے اور نبی کریم صلعم کو سب سے اعلیٰ فطرتی استعداد عطا کی گئی اور سب سے بڑھکر قابلیتیں اور قوتیں عنایت کی گئیں اور انہی کے مطابق حضور کی ترقی بھی سب سے بڑھ کر ہوئی اب دیکھتے ہیں کہ جناب میاں صاحب حضرت اقدس کی ان تمام تحریروں کو پڑھ کر اپنے غلط نظریہ کو واپس لینے کے لئے تیار ہوتے ہیں یا اپنی غلطی پر اصرار کر کے حضرت مسیح موعود کو اپنی تمام گالیوں کا نشانہ بنانے پر راضی رہتے ہیں ان کی پہلی تحریر کے متعلق تو کہا جاسکتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی کتب کی ناواقفیت کی بنا پر لکھی گئی ہے اس لئے قابل معافی ہے لیکن واقفیت بہم پہنچا دینے کے بعد ان کے لئے کسی عذر کی گنجائش باقی نہیں رہی انشاء اللہ آئندہ نشط میں بتوفیقہ و علمہ تعالےٰ بتاؤں گا کہ جناب میاں صاحب کا نظریہ دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ کی ہتک کو کس طرح مستلزم ہے۔

والسلام علی من اتبع الھدیٰ

مولوی اللہ دتہ صاحب و مولوی جلال الدین صاحب شمس کا

چیلنج تفسیر نویسی کن شرائط پر قبول کیا جاسکتا ہے

(از محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری)

جناب میاں صاحب نے دنیا کے تمام علماء کو تفسیر نویسی کا چیلنج دیا تھا اس چیلنج کے الفاظ میں یہ دعوےٰ تھا کہ انہیں تمام کا تمام قرآن دیگر تمام مسلمانوں سے زیادہ آتا ہے چونکہ یہ دعوےٰ میرے نزدیک بیجا تعلّی پر مبنی ہونے کی وجہ سے بالکل غلط اور خلاف واقع تھا اس لئے میں نے اس کو قبول کر لیا تھا جناب میاں صاحب کو تو میدان مقابلہ میں آنے کی جرأت ہی نہیں ہوئی لیکن ان کے دو رفیقوں یعنی مولوی اللہ دتہ صاحب و مولوی جلال الدین صاحب شمس نے مجھے مقابلہ کے لئے للکارا ہے تمام احباب جانتے ہیں کہ میں نے تو جناب میاں صاحب کی طرح اس قسم کی کوئی تعلّی نہیں کی کہ میں دنیا کے تمام مسلمانوں سے بڑھکر قرآن کا علم رکھتا ہوں میں نے تو صرف جناب میاں صاحب کا غرور و تکبر توڑنے کے لئے ان کے چیلنج کو قبول کیا تھا سو خدا کے فضل سے اسمیں مجھے کامل اور نمایاں کامیابی حاصل ہوئی ہے دنیا نے دیکھ لیا کہ جناب میاں صاحب کا چیلنج تفسیر نویسی ایک ناواجب تعلّی سے بڑھکر کوئی حقیقت نہ رکھتا تھا ان کے چیلنج کو قبول کرنے کے بعد انہیں مقابلہ میں آنے کی جرأت ہی نہیں ہوئی بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ مولوی جلال الدین صاحب شمس نے بھی ایک رنگ میں ان کے دعوےٰ کو توڑ دیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ سورۃ یاسین کے دوسرے رکوع کی تفسیر جو انہوں نے لکھی ہے وہ پہلے کسی [illegible] یہ ہوئے کہ جناب میاں صاحب نے بھی نہیں لکھی اگر وہ تفسیر درست ہے تو کم از کم قرآن کے اس حصہ کا علم تو ان کا جناب میاں صاحب سے بڑھ گیا جس سے جناب میاں صاحب کا یہ دعوےٰ کہ وہ تمام مسلمانوں سے قرآن کا علم بڑھ کر رکھتے ہیں ٹوٹ گیا۔ گو میں نے تو کوئی چیلنج دیا ہے اور نہ مجھے کسی قسم کی تعلّی کا ادعا ہے تاہم میں ان دونوں صاحبان کے چیلنج کو دو شرطوں سے قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔

شرط اول } شرط اول یہ ہے کہ یہ بھی جناب میاں صاحب کی طرح سب سے بڑھکر قرآن دانی کا دعویٰ کریں پھر میں ان کے دعوے کو توڑنے کے لئے بھی میدان میں انشاء اللہ و بتوفیقہ نکل آؤنگا آیۃ خاتم النبیین اور آیۃ استخلاف کی تفسیر سے اگر یہ لوگ گریز کریں گے تو قرعہ اندازی کے ذریعہ انتخاب شدہ آیات کی تفسیر لکھنے کے لئے بھی اللہ تعالےٰ کی مدد سے خاکسار تیار ہو جائیگا۔

دوسری شرط } اگر یہ نہیں تو یہ جناب میاں صاحب یہ شائع کرادیں کہ اگر مولوی اللہ دتہ صاحب یا مولوی جلال الدین صاحب شمس تفسیر نویسی کے مقابلہ میں شکست کھا گئے تو یہ شکست جناب میاں صاحب کی شکست متصور ہوگی اور آیندہ کے لئے وہ تسلیم کرلیں گے کہ قرآن دانی کا جو دعویٰ ان کا ہے وہ [illegible] پورا ہوسکتے ہیں [illegible] کے مقابل [illegible]

ہستی باری تعالیٰ پر تقریر

نوٹ :- سناتن دھرم سبھا - چمبہ کے اکیسویں سالانہ جلسہ کے موقعہ پر ۱۲ اور ۱۳ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو خدا کے تصور کے مضمون پر ایک مذہبی کانفرنس ہوئی جس میں مرزا معصوم بیگ صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر کی۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ - واشھد ان محمد عبدہٗ و رسولہٗ

معزز حاضرین - وہ لطیف در لطیف اور نہایت سوکھشم ہستی جس کو انسانی آنکھ دیکھ نہیں سکتی اور نہ ہی زمینی ہاتھ چھو سکتا ہے - وہ باریک در باریک اور آپز و چینیہ وستو جو انسانی فہم و ذکا سے بہت بلند اور بالاتر ہے اور جس کی انتہا کو ہمارا علم اور عقل پہنچ نہیں سکتی - لیکن با ایں ہمہ وہ ہر جگہ موجود اور سرو ویاپک ہے - زمینوں پر اسی کا جلوہ اور آسمانوں پر اسی کا نور ہے۔ امام نے کیا خوب کہا ہے۔

ہے عجب جلوہ تری قدرت کا پیارے ہر طرف
جس طرف دیکھیں وہی رہ ہے ترے دیدار کا
چشمۂ خورشید میں موجیں تری مشہود ہیں
ہر ستارے میں تماشا ہے تری چمکار کا

وہ قادر مطلق خدا - وہ سرو شکتیمان جس نے اس کائنات کو نیستی سے ہست کیا ہے - جس نے اس عظیم الشان برہمانڈ کو اپنی قدرت کاملہ سے پیدا کیا پھر اس کے اندر ایسی ترتیب اور تنظیم قائم کی کہ ہر چیز بتدریج نشو و نما پا کر اور ترقی پذیر ہو کر اپنے کمال کو پہنچتی ہے - اس رفیع الشان ہستی - اس پروردگار عالم کو اسلامی اصطلاح میں اللہ کے نام سے پکارا جاتا ہے - اللہ ہی تمام جہانوں کا مالک اور خالق ہے - اللہ ہی ہم سب کا معبود و مطلوب ہے - وہی اوّل، وہی آخر - وہی ظاہر وہی باطن، وہی حی - وہی قیوم - اس کے سوا سب کچھ عاش اور فنا ہونے والا ہے - کوئی کہتا ہے

از ہمہ در ذات و صفات جدا
لیس کمثلہٖ شیئٌ ابدا

وہ اپنی ذات اور صفات میں کل کائنات سے جدا اور مختلف ہے - اور کوئی چیز کوئی وستو نہیں اس کے مانند اور اس کے مثل ہو۔

حضرات - اللہ تعالیٰ تمام کمالات اور تمام خوبیوں کا جامع چشمہ ہے - وہ تمام قسم کے عیوب اور نقصوں سے پاک ہے - اور کوئی کمزوری - کوئی اپرادھ اس کی طرف منسوب نہیں کیا جا سکتا - اس ذات کامل میں کوئی دوسرا شریک نہیں - وہ لاثانی ہے - وہ لاشریک ہے - لیکن اہل دنیا نے غلطی سے اس کی نسبت عجیب و غریب عقائد تراش لئے تھے - بعض لوگ اس بات کے قائل ہو گئے تھے - کہ خدا کے سوا اور بھی ہستیاں ہیں جو اس کے کارخانہ ربوبیت میں شریک ہیں - اور نہ صرف اس کے کاموں میں دخل انداز ہو سکتی ہیں بلکہ اس کی مقرر کردہ تقدیروں کو بھی زیر و زبر کر سکتی ہیں - کچھ لوگ ایسے بھی موجود تھے جو یہ مانتے تھے کہ وہ زمینوں اور آسمانوں کا پیدا کرنے والا مالک - وہ سرو شکتیمان اور ذوالجلال والاکرام ایشور کمزور انسانوں اور ناپاک حیوانوں کی شکل میں پیدا ہوتا اور زمینی آفات مثلاً بھوک اور پیاس، دکھ اور درد خوف و ہراس - موت اور بیماری، ذلت و خواری میں گرفتار ہوتا ہے اور ان تمام مصائب اور مشکلات کا شکار ہوتا ہے جو اس فانی ہونے والے شریر سے تعلق رکھتے ہیں - بعض لوگ اس خالق اکبر کی نسبت یہ وشواش بھی رکھتے تھے کہ وہ روح اور مادہ یعنی جیو اور پرکرتی کا پیدا کرنے والا نہیں اور یہ چیزیں اس ذات کامل کی طرح غیر مخلوق - انادی اور اننت ہیں وہ ایشور کے ساتھ ساتھ ازل سے ہیں اور ابد تک رہیں گی۔

غرضیکہ دنیا میں ایسے عقائد مروج ہو گئے تھے جو اللہ جل شانہٗ کی خوبیوں میں بٹہ لگاتے اور اس کے ازلی ابدی جاہ و جلال کو گھٹاتے تھے۔

ان باتوں کے علاوہ اہل دنیا ایک اور قسم کی غلطی میں مبتلا ہو گئے تھے اور مختلف قوموں نے اس پروردگار عالم کو یوں مانا گویا وہ صرف انہی کا خدا ہے اور دوسروں کا نہیں - انھوں نے صرف اپنے تئیں خدا کی پیاری اور برگزیدہ قوم سمجھا اور دنیا کی دوسری قوموں کو اس کی رحمت سے خارج قرار دیا۔ انسانوں کے اندر از خود بلندی اور پستی کے درجے بنائے اور شرافت اور رذالت کے مرتبے قائم کئے۔ پھر یہ عقیدہ تراشا کہ خدا صرف ہم بلند اور شریف انسانوں کا خدا ہے اور باقی کی رذیل اور پست مخلوق اس قابل نہیں کہ اس سے تعلق کی نسبت رکھ سکے۔ گورے رنگ والے اور شریف النسل آریہ لوگ ایشور کو صرف اپنے ہی لئے تصور کرتے تھے - پھر ان کے بھی دو حصے ہو گئے - ایران کے رہنے والے آریہ اور ہندوستان کے رہنے والے آریہ - اور ان میں سے ہر ایک کو بجائے خود یہی دعویٰ تھا کہ خدا تعالیٰ کی اپاسنا اور عبادت خاص کے صرف وہی اہل ہیں اور دوسرا کوئی نہیں۔

اسی طرح سے بنی اسرائیل کا خدا جس کو وہ الوہیم کے نام سے پکارتے تھے صرف ان کی قوم کا خدا تھا وہ صرف ابراہیم کا اور یعقوب کا خدا تھا اور دنیا کی دوسری قومیں اس کی خداوندی سے خارج تھیں ایرانی صرف اپنے تئیں یزدان کے جلوۂ نورانی کا اہل سمجھتے تھے۔

معزز حضرات - اندریں حالات اسلام کے آفتاب عالمتاب نے عرب کے ریگستان سے طلوع کیا اور تمام جہان کو آناً فاناً اپنے آسمانی نور سے منور کر دیا۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے خدا تعالیٰ سے معرفت اور گیان حاصل کر کے یہ تعلیم دی ھو الذی فی السماء الٰہ و فی الارض الٰہ وہی ایک ہے جو زمین اور آسمان دونوں میں فرمانروا ہے - اور اس کا حکم عرش سے فرش تک - آکاش سے پرتھوی تک جاری و ساری ہے۔ یحیی و یمیت وھو علیٰ کل شیئٍ قدیر وہی ایک خدا ہے جو برہماجی ہے، اور مہیش بھی - وشنو بھی ہے اور شیو بھی - یعنی خالق بھی ہے - اور قیوم بھی زندہ کرنے والا بھی ہے اور مارنے والا بھی۔

حضرات - اسلام میں محمد صلعم کا کوئی خاص خدا نہیں - عرب کا خدا نہیں - مسلمانوں کا خدا نہیں بلکہ کل دنیا کا ایک خدا ہے اور ہم سب اس کے یکساں بندے ہیں۔ سب سے پہلی بات جو میرے آقا حضرت نبی عربی صلعم نے ہمیں سکھلائی وہ یہ ہے الحمد للّٰہ رب العلمین - الرحمٰن الرحیم - مالک یوم الدین - ان مقدس آیات کا ایک کوی نے یوں ارتھ کیا ہے :-

سگرمی نہمان تمر و ایشور
دیا وان کیول جگدیشور
پتہ دیالو کرپالو داتا
دہرم راج راجن کے راجا
تمر آپاسن کرہیں ایشور
بتیذ سہائے ہے جگدیشور
ہمکا سیدھا ڈگر بتئیو
ہمری نیا پار لنگھیئو

قرآن کریم کی ان ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ کی چار صفات کاملہ کا ذکر ہے - اور انہی چار صفات پر دنیا کا کل نظام قائم ہے (۱) وہ رب العلمین (۲) وہ رحمان ہے (۳) وہ رحیم ہے (۴) وہ مالک ہے۔ عربی زبان میں رَبّ اس ذات کو کہتے ہیں جو ایک چیز کو ادنےٰ حالت میں سے اعلیٰ حالت کی طرف نشو و نما دے یہانتک کہ وہ اپنے کمال اوج کو پہنچ جائے - موجودہ سائنس کے مسئلہ ارتقاء یعنی Theory of Evolution کی اصلیت بھی یہاں سے معلوم ہوتی ہے - یہ بات بھی قابل غور ہے کہ قرآن کریم نے خدا کے لئے باپ کا لفظ استعمال نہیں کیا جس کے معنے باپ یا پتا کے ہوتے ہیں کیونکہ جو تعلق رب کا اپنی مخلوق سے ہے وہ اس سے بہت بڑھکر ہے جو باپ کا بیٹے سے ہوتا ہے۔

فرمایا - الحمد للّٰہ رب العلمین - سب تعریف اور مہماں اس جگدیشور کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے - وہ صرف مسلمانوں کا خدا نہیں بلکہ دنیا جہان کا رب ہے - وہ گورے اور کالے - یورپی اور ایشیائی یہودی اور عیسائی - ہندو اور مسلمان برہمن اور شودر - سب کا یکساں مالک ہے اور ہم سب اس کے دربار کے یکساں بندے ہیں -

عرب ایک بڑی اکھڑ اور مغرور قوم تھی آنحضرت صلعم نے ان کے ایک بڑے مجمع میں کھڑے ہو کر اعلان کیا اللھم ربنا و رب کل شیئٍ - انا شہید - ان عبادک کلھم اخوۃ کہ ہمارے رب - تو ہمارا اور کل کائنات کا پروردگار ہے - اور میں شہادت دیتا ہوں کہ تیرے سارے بندے آپس میں بھائی بھائی ہیں - رب العلمین کے ایک چھوٹے سے جملے نے قومی امتیازات کی تمام آہنی دیواروں کو پاش پاش کر کے رکھ دیا - کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

اللہ اللہ وہ سادات رسالت کی بہار
دولت اسلام نے بندہ کو آقا کر دیا
آدمیت کا غرض سامان مہیا کر دیا
اک عرب نے آدمی کا بول بالا کر دیا

دوسری صفت یہ بیان فرمائی کہ خدا رحمان ہے - عربی زبان میں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خدا ایسا فضل و کرم کرنے والا ہے کہ ہر چیز کو اپنے کمال تک پہنچنے کے لئے جن اسباب کی ضرورت ہوتی ہے ان سب کو اس چیز کے وجود میں آنے سے پیشتر مہیا فرما دیتا ہے - مثلاً پیشتر اس کے کہ انسان اس پرتھوی پر پیدا ہوتا اس رحمان خدا نے وہ تمام اشیاء مہیا کر دیں جن پر انسان کی زندگی کا دار و مدار تھا - خالص اور تازہ ہوا سانس لینے کے لئے - ٹھنڈا اور صاف پانی پیاس بجھانے کے لئے - ایک آفتاب عالمتاب روشنی اور گرمی پہنچانے کے لئے - اور زرخیز زمین انیک پرکار کے اناج اور پھل پیدا کرنے کے لئے - غرضیکہ انسان کسی ایسی چیز کا تصور بھی نہیں کر سکتا جسے رحمان خدا نے اس کی پیدائش سے پہلے پیدا نہ کر دیا ہو۔

تیسری بات یہ ارشاد فرمائی کہ خدا رحیم ہے یعنی جب انسان ان تمام سامانوں کو جو اسے عطا کئے گئے ہیں صحیح طور پر اور قانون الٰہیہ کے مطابق استعمال کرتا ہے تو وہ رحیم خدا اسے بڑے بڑے اجر دیتا اور عمدہ عمدہ نتائج مرتب کرتا ہے - مثلاً انسان زمین میں ہل چلاتا - محنت کرتا - اور بیج بوتا ہے - پھر کھیت کو پانی سے سیراب کرتا ہے - یہ سب کچھ قانون قدرت کے مطابق ہے - ازاں بعد وہ رحیم خدا اسے ایک ایک دانے کے عوض میں سو سو دانے عنایت کرتا ہے۔

چوتھی بات یہ بیان فرمائی کہ خدا مالک ہے - قرآن کریم نے ملک کا لفظ استعمال نہیں کیا جس کے معنے حاکم کے ہوتے ہیں کیونکہ ایک حاکم صرف محدود اختیارات کا حامل ہوتا ہے - وہ فریقین کے درمیان انصاف کے لئے مامور ہوتا ہے اور وہ کسی مجرم کو چھوڑ نہیں سکتا - اسلام کہتا ہے کہ خدا مالک ہے وہ جسے چاہے بخش دے۔ اس آیت میں ان لوگوں کے خیالات کی بھی تصحیح کی گئی ہے جو کہتے ہیں کہ خدا گناہ معاف نہیں کر سکتا بلکہ سزا دینے کے لئے مجبور ہے - حیرت کی بات ہے کہ انسان آقا تو اپنے نوکر کا گناہ معاف کر سکتا ہے لیکن خدا جو تمام اعلیٰ صفات سے متصف ہے کیوں اپنے بندوں کے قصور معاف نہیں کر سکتا۔

میرے معزز دوستو - میں صرف ایک بات اور بیان کروں گا - وہ ہے اللہ تعالیٰ کی صفت تکلم یعنی خدا کا اپنے بندوں سے کلام کرنا کیونکہ یہی مذہب اور دھرم کی اصل بنیاد ہے - اسی سے خدا کی ہستی پر کامل ایمان اور وشواش پیدا ہوتا ہے اور اسی ایشور کا اتم گیان اور معرفت تامہ حاصل ہوتی ہے۔

حضرات - اہل دنیا اس خیال خام میں مبتلا ہو گئے تھے کہ خدا کسی قدیم زمانہ میں اپنے نبیوں سے بولا کرتا تھا - اب نہیں بولتا - چنانچہ ہمارے ہندو بھائی آج بھی اس بات کے قائل ہیں کہ پرماتما نے ایک ارب ۹۶ کروڑ برس پیشتر سرشٹی کے آدی میں یعنی جو وقت پیدائش دنیا صرف ہندوستان کے چار رشیوں سے کلام کیا کرتا تھا - وہ گیان ویدوں کے اوراق میں مرقوم ہے - اسی طرح سے اہل یہود و نصاریٰ خدا سے ہمکلامی کے شرف کو صرف اپنے بزرگان قدیم تک محدود کرتے تھے - نتیجہ یہ ہوا کہ دنیا میں کفر و الحاد اور دہریت کے خیالات بڑھے اور خدا تعالیٰ ایک وہم اور افسانہ محض بن کر رہ گیا - نہ تو وہ کسی کو دکھائی

دیتا۔ تو اس کی آواز سنائی دیتی۔ بھلا اس کی ہستی پر خواہش پیدا ہو تو کیونکر ہو۔ ایک بزرگ نے کسی شخص کا قصہ لکھا ہے کہ ایک جگہ وہ انگور کی بہت تعریف کر رہا تھا کہ انگور بڑا لذیذ اور میٹھا ہوتا ہے۔ کسی نے پوچھا۔ کیا تو نے بھی کبھی کھایا ہے۔ جواب دیا۔ کہ میں نے کھایا تو کبھی نہیں پر میرے دادا جی کہا کرتے تھے کہ انہوں نے ایک دفعہ کسی کو کھاتے دیکھا ہے۔

حضرات اللہ تعالیٰ کی ہستی پر کامل خواہش اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب ہم اپنے کانوں سے اس کی آواز کو سنتے ہیں۔ اسلام ایک زندہ مذہب ہے وہ ایک زندہ خدا کو پیش کرتا ہے۔ ہمیشہ سے اپنے بندوں کے ساتھ کلام کرتا رہا ہے اور ہمیشہ تک کرتا رہے گا۔ اسلام کہتا ہے کہ جس طرح اس کی دیکھنے اور سننے کی قوت کبھی معطل نہیں ہوتی اسی طرح اس کی کلام کرنے اور بولنے کی صفت کبھی معطل نہیں ہوتی۔ فرمایا کل یوم هو فی شان۔ وہ ہر وقت اپنی صفات کے اظہار میں مشغول ہے اور کوئی وقت ایسا نہیں کہ اس کی صفات کام نہ کرتی ہوں۔

معزز سامعین۔ موجودہ زمانہ بھی مذہبی اور روحانی نقطۂ نگاہ سے ایک بہت بڑے فتنہ و فساد کا زمانہ ہے۔ یورپ کی مادی تہذیب اور مادیت . . . . . . نے اپنے زہریلے اثر سے لوگوں کو مذہب سے متنفر اور مکالمہ الٰہیہ کا منکر بنا دیا ہے کسی نے یوں کہا کہ خدا پہلے زمانہ میں اپنے بندوں سے کلام کیا کرتا تھا۔ اب نہیں کرتا۔ کسی نے یوں انکار کیا کہ خدا کا کلام کوئی بیرونی اور خارجی شئے نہیں بلکہ ظرف انسان کے اندر کی آواز ہے۔ ان دونوں صورتوں میں مذہب کی بنیاد متزلزل ہو جاتی ہے۔ پس جناب الٰہی نے ان مفاسد کو دور کرنے کے لئے حضرت مرزا غلام احمد صاحب بانئے سلسلہ عالیہ احمدیہ کو مبعوث فرمایا اور اپنے مکالمہ اور مخاطبہ سے سرفراز کیا۔ حضرت مرزا صاحب نے بہانگ دہل اہل دنیا کو مخاطب کر کے کہا کہ وہ خدا جو زمانہ گذشتہ میں نبیوں اور رشیوں سے کلام کیا کرتا تھا وہ آج بھی زندہ موجود ہے اور اپنے بندوں کی دعاؤں کو سنتا اور ان سے کلام کرتا ہے۔ فرمایا۔ میں خود اس بات میں صاحب تجربہ ہوں۔ خدا مجھ سے کلام کرتا ہے جس کا دل چاہے میرے پاس آئے اور تجربہ کر کے اپنی تسلی کر لے۔ فرماتے ہیں ۔

آج اُن نوروں کا اک زور ہے اس عاجز میں
دل کو اُن نوروں کا ہر رنگ دلایا ہم نے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
نور ہے نور۔ اٹھو۔ دیکھو۔ سنایا ہم نے
آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلّی کا بتایا ہم نے

پھر ایک کتاب میں لکھتے ہیں :۔

"آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کیا کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں کہ اس بات کو پرکھے پھر اگر حق کو پائے تو قبول کر لے"

(ضمیمہ انجام آتھم صـ۶۲)

حضرت مرزا صاحب نے خود اپنا روحانی تجربہ اور مشاہدہ پیش کر کے بتلایا کہ خدا کا کلام کوئی اندرونی آواز نہیں بلکہ خارج سے انسان کے دل پر نازل ہوتا ہے۔ اور اب تو موجودہ سائنس بھی اس بات کو تسلیم کر رہی ہے۔ حال ہی میں ایک امریکن سائنسدان نے جو ریڈیو وغیرہ کے علوم کا ماہر ہے بیان کیا ہے کہ انسانی قلب یعنی Human mind بھی ایک عظیم الشان ریڈیو ہے جس طرح ریڈیو مشین باہر کی آوازوں کو وصول کرتا ہے اسی طرح سے انسانی قلب کرتا ہے خواہ وہ آوازیں زمینی ہوں یا آسمانی شیطانی ہوں یا رحمانی۔ ہم ریڈیو کی سوئیوں کو گھما کر اپنی منشاء کے مطابق آوازوں کی برقی لہریں وصول کرتے ہیں۔ اسی طرح سے جن کے قلب کی سوئیاں دنیا یا شیطان کی طرف ہوتی ہیں انہیں اسی قسم کی آوازیں سنائی دیتی ہیں اور جن قلوب کا رخ آسمان یا رحمان کی طرف ہو انہیں اسی قسم کی آوازیں آتی ہیں۔ پھر ریڈیو کا آلہ جتنا بڑا۔ صاف اور طاقتور ہوگا اتنی اس میں آواز صاف آئے گی اور وہ دور دور کی آواز کو وصول کر سکے گا۔ اسی طرح سے انسانی قلب جتنا صاف اور وسیع ہوگا۔ پاک اور پرنور ہوگا۔ اتنا ہی اسکو آوازیں بھی صاف اور اعلیٰ پیمانہ پر وصول ہوں گی۔

پس اسلام نے جو خدا کا تصور پیش کیا ہے وہ یہ ہے کہ خدا واحد اور لاشریک ہے اور اس کی مانند کوئی دوسرا نہیں۔ وہ رب العالمین ہے یعنی تمام جہانوں کا پروردگار ہے اور ہر چیز کو نشو و نما دیکر اس کے کمال تک پہنچاتا ہے۔ وہ رحمٰن ہے اور ہر چیز کو اپنے کمال تک پہنچنے کے لئے جن اسباب کی ضرورت ہوتی ہے وہ قبل از وقت مہیا کر دیتا ہے۔ وہ رحیم ہے اور ہماری ادنے کوششوں کے عوض میں بڑے بڑے اجر دیتا ہے۔ وہ مالک ہے اور ہمارے گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ وہ زندہ خدا ہے جو اپنے بندوں کی دعائیں سنتا اور ان سے ہمکلام ہوتا ہے۔

ضرورت رشتہ

(۱) ہمارے ایک احمدی دوست جو حیدرآباد دکن میں سرکاری ڈاکٹر ہیں۔ نکاح ثانی کے خواہشمند ہیں۔ پہلی بیوی موجود ہے لیکن اولاد کوئی نہیں بیوی کی مرضی اور خواہش سے اولاد کی خاطر دوسرا نکاح کرنا چاہتے ہیں عمر ۴۵ سال، قوم قریشی، تنخواہ قریباً تین سو روپیہ ماہوار تمام خاندان احمدیت سے گہرے طور پر وابستہ ہے اسلئے صرف احمدی اور دیندار تعلیم یافتہ رشتہ ہونا چاہیئے ذات اور قومیت کی کوئی قید نہیں۔

---

(۲) ایک اور احمدی دوست کو جو ضلع شیخوپورہ کے ایک گاؤں میں سیکنڈ ماسٹر ہیں نکاح ثانی کی ضرورت ہے پہلی بیوی دائم المریض ہے جس سے تین بچے عمر ۱۲، ۸، ۵ سال موجود ہیں بیوی کی خواہش ہے کہ اس کی زندگی میں نکاح ثانی ہو جائے۔ عمر ۳۲-۳۳ سال قومیت ویسر (جٹ) معزز گھرانا تنخواہ چالیس روپیہ ماہوار۔ دو مکانات اور کچھ اراضی بھی موجود ہے۔ زیورات اور پراویڈنٹ فنڈ کے علاوہ کچھ نقد روپیہ بھی جمع ہے صرف گاؤں میں رہائش کی خواہشمند احمدی خواتین کی جو دیندار اور خواندہ ہوں درخواستیں آنی چاہئیں۔ (عزیز بخش۔ جائنٹ سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور)

تراجم قرآن فنڈ

ایک غریب بزرگ کی اپیل اپنے غریب دوستوں سے

حاجی شیخ الہ دین صاحب کے جذبات

قرآن کریم کے تراجم غیر زبانوں میں شائع کرنا حضرت مسیح موعودؑ کی عین آرزو اور آپ کی دلی تمنا تھی، قرآن کی خدمت و اشاعت کیلئے آپ کھڑے ہوئے تھے اور اس کی ایسی مضبوط بنیاد آپ نے رکھی، کہ خدا کے فضل سے اس پر آج ایک عظیم الشان عمارت کھڑی ہے اور ابھی اسکو زیادہ بلند اور وسیع کیا جا رہا ہے۔ تراجم قرآن فنڈ کی تحریک اسی وسیع عمارت کا ایک ضروری حصہ ہے، جس کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے بار بار قوم سے اپیل کر رہے ہیں، آپ نے ایک گذشتہ خطبہ میں قوم کے امراء اور دولتمندوں کو خاص طور پر متوجہ کیا تھا مجھے یقین ہے کہ ہمارے دولتمند اس مقدس کام میں جو سلسلہ احمدیہ کی اصل غرض ہے حصہ لینے میں پیچھے نہ رہیں گے لیکن میں اپنے غریب بھائیوں کو بھی حضرت مسیح علیہ السلام کے ایک قول کی طرف توجہ دلاتا ہوں انجیل مرقس باب ۱۳۔ آیت ۴۱ تا ۴۴ میں لکھا ہے :۔

"پھر یسوع بیت المال کے سامنے بیٹھ کر دیکھ رہا تھا کہ لوگ بیت المال میں پیسے کس طرح ڈالتے ہیں، بہت دولتمندوں نے بہت کچھ ڈالا ایک غریب بیوہ نے آکر دو چھدام یعنے ایک دھیلہ ڈالا تب اس نے اپنے شاگردوں کو بلا کے انہیں کہا میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ اس کنگال بیوہ نے ان سب سے جو بیت المال میں ڈالتے ہیں زیادہ ڈالا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے بہت مال میں سے کچھ ڈالا پر اس نے اپنی غریبی سے جو کچھ اس کا تھا یعنی ساری پونجی ڈالی"

اے میرے بھائیو! مسیح علیہ السلام کی بات پر غور کرو، اور مسیح محمدی کے شاگرد کی آواز کو دل کے کانوں سے سن کر اس تھوڑے میں سے جو خدا نے تم کو دیا ہے تراجم قرآن فنڈ میں حصہ لو دیکھو وہ فقیروں کی طرح تمہارے آگے ہاتھ پھیلائے ہوئے ہے تاکہ تمہیں اسی ثواب میں شامل کرے جو مسیح موعودؑ کی آواز کو پورا کرنے اور تراجم قرآن کے عظیم الشان کام سے حاصل ہو سکتا ہے۔

میرے دوستو! آج وقت ہے کہ تمہاری ایک ایک کوڑی دولتمندوں کے خزانوں سے زیادہ ثواب کا موجب ہو سکتی ہے، کام تو خدا کے فضل سے ہو کر رہے گا، یہ مت سمجھو کہ تمہارے تھوڑے پیسوں سے کیا بن جائے گا آج تم تھوڑی سی قربانی کرو گے تو کل کو اس قربانی کا نتیجہ ایک اتنے بڑے عظیم الشان کام کی صورت میں برآمد ہوگا جس کو بڑی بڑی سلطنتیں بھی نہیں کر سکتیں، آنے والی نسلیں اور دنیا جہان کی سعید روحیں جو قرآن کریم کے تراجم کو پڑھکر ہدایت حاصل کریں گی، تمہاری شکر گذار ہوں گی، تمہیں دعائیں دیں گی، اور یہ ایک ایسا توشہ ہوگا جس سے تمہاری عاقبت سنور جائے گی ؎

اے بخبر بخدمت قرآن کمر ببند
زاں پیشتر کہ بانگ بر آید فلاں نماند

ایک کمیونسٹ اور کتاب نیو ورلڈ آرڈر

مولوی عزالدین صاحب شملوی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں۔ "حضرت مولانا مجھے یقین ہے کہ آپ کی کتاب 'نیا نظام عالم' انقلاب عظیم پیدا کرے گی میرے ایک دوست ایم اے ہیں ظہیر احمد نام ہے۔ آرڈیننس ڈپو میں ملازم ہیں۔ کمیونزم . . . . . . کے شیدائی ہیں۔ آپ کی کتاب پڑھکر تڑپ اٹھا اور کہا کہ اس کتاب نے تو مجھے نئے سرے سے مسلمان کر دیا یقیناً قرآن کے سوا اب کوئی تعلیم کارگر نہیں ہو سکتی۔ میں نے اسے کہا ہے کہ وہ براہ راست اب آپ کو بیعت کا خط لکھدے اور آئندہ روس کا راگ گانے کی بجائے احمدیت کا ترانہ گایا کرے۔ وہ چونکہ بنگالی ہے اور اردو نہیں جانتا اسلئے انگریزی میں ہی خط لکھے گا۔ آپ اسے جواب ضرور لکھدیں۔ یہ شخص اپنی زندگی خدا کی راہ میں وقف کر دے تو تعجب نہیں کیونکہ اس نے . . . . کمیونزم کی خاطر بڑا کام کیا ہے۔ اور وہ کسی کی مدد کا محتاج بھی نہیں۔ یہ دہریہ تھانیوی میں ملازم تھا میں وہاں ماسٹروں کو اُردو پڑھانے پر مامور تھا ہر روز دو گھنٹے پڑھاتا تھا۔ اس سلسلہ میں خدا نے اس شخص کو پہلے مسلمان بنایا۔ کچھ عرصہ میرے ساتھ رہا تو تائب ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ خدا کی ہستی کا یقین ہو گیا لیکن اگر اس نے کبھی بیعت کا خیال ظاہر کیا تو میں نے اسے روک دیا تاکہ وہ پختہ ہو جائے اب آپ کی کتاب کو پڑھکر وہ بے اختیار ہو گیا اس لئے میں نے اسے کہا کہ اب تم بیعت کر لو۔ سو وہ خط لکھدیگا۔"

ہماری تبلیغی ڈاک

{از دفتر جائنٹ سیکرٹری صاحب}

مرزا غلام مرتضےٰ بیگ صاحب بی۔ اے۔ اٹر برار سے تحریر فرماتے ہیں:۔

احقر نے مولانا امیر ایدہ اللہ کے حسب الارشاد تراجم قرآن فنڈ میں گزشتہ ماہ آخر عشرۂ رمضان میں مبلغ ۔۔ روپے کی حقیر رقم جناب محاسب صاحب خزانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو روانہ کر دی ہے اور ساتھ ہی ایک صد درجہ قلیل رقم مبلغ پانچ روپیہ صیغہ اشاعت اسلام میں بھی روانہ کی ہے خدا قبول فرمائے جی چاہتا تھا کہ کچھ رقم اس سے بھی زیادہ ارسال کرتا مگر معذور ہوں میرے وسائل آمد محدود ہونے کے باعث حسب شوق حصہ لے ۔۔ علم و عمل کے لحاظ سے اپنی کوتاہ دامنی پر بیحد افسوس ہے گو ابھی تک سلسلہ عالیہ احمدیہ میں بوجوہ چند در چند اپنے آپ کو منسلک نہ کر سکا اور نہ ہی بیعت امیر سے مشرف ہوں تاہم نہاں خانۂ دل میں ایک تڑپ اور بیچینی کو متواتر محسوس کر رہا ہوں اور فطرت اس کی پرورش میں برابر محمد و معاون بھی بن رہی ہے کہ جلد از جلد مشرف بیعت ہو جاؤں مگر دور سے مشرف بیعت ہونا کچھ اور ہے میں چاہتا ہوں کہ مولانا امیر ایدہ اللہ تعالیٰ ممدوح کا شرف نیاز بھی حاصل کر لوں احمدیہ جماعت لاہور کا روشن عمل و عقیدہ اب جس برق رفتار تیزی و کشش قلوب کے ساتھ اپنی خدمتوں کا ثبوت دیتے ہوئے آگے بڑھ رہا ہے یہ در اصل حضرت مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود) کے امام عصر ہونے کی واضح دلیل ہے۔ ہندوستان یا بیرون ہندوستان کی کوئی انجمن یا جماعت اشاعت اسلام کی ایسی خدمت نہ اب تک کر سکی اور نہ شاید کر سکے جو آپ کی احمدیہ جماعت لاہور نے کر دکھایا ہے خدا کی مدد اسی کو کہتے ہیں اور یہی وہ صحیح علم و عمل کا جادو ہے جو مخالفین کے سر پر چڑھ کر آج ببانگ دہل بول رہا ہے ۔۔۔۔۔

میں جماعت احمدیہ لاہور کی خوبیوں پر فتبارک اللہ احسن الخالقین کہہ کر حیرت میں پڑھ جاتا ہوں اکثر اس خیال پر کتنا بے چین اور مضطرب ہو جاتا ہوں کہ سارے ہندوستان کے تمام مسلمان کیمشت بیک وقت صرف جماعت احمدیہ لاہور کی امداد پر کھڑے نہیں ہو جاتے کاش کہ علماء ہندوستان جوش تعصب اور فرقہ وارانہ جذبات سے مجتنب ہو کر دامے درمے سخنے جماعت لاہور کی امداد پر کمربستہ ہو جائیں تو لیظھرہ علی الدین کلہ کی قرآنی پیشگوئی آج ہی پوری ہو جائے جس طرح عام مسلمان و جملہ علمائے ہند کی عدم توجہی جماعت احمدیہ کا افسوس ہوتا ہے وہاں دو گنے سے کہیں زیادہ ہے

بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

جماعت قادیان پر دل خون کے آنسو روتا ہے کہ میاں صاحب خلیفہ قادیان اور ان کے پیرو کدھر جا رہے ہیں اور کیوں خواہ مخواہ بھٹک رہے ہیں شام ہونے کو آئی مگر میاں صاحب مکرم اور ان کے پیرو و رفقاء کار اب تک گھر نہ لوٹے خدا ان کی بھی مدد فرمائے۔ وما توفیقی الا باللہ۔

حوالدار عالم خاں صاحب انبالہ سے تحریر فرماتے ہیں:۔

عبدالستار خاں صاحب حوالدار میرا دوست ہے جو سلسلہ احمدیہ سے تعلق رکھتا ہے۔ پہلے آپ کی جماعت کے سخت مخالف تھا کیونکہ آپ لوگوں کی کوئی تصنیف کردہ کتاب نہیں پڑھی تھی تعصب کی وجہ سے ہم لوگ آپ لوگوں سے نفرت کرتے تھے لیکن اب معلوم ہو گیا کہ آپ لوگ واقعی میں وہ جماعت ہو جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی آپ کی تعلیم نے ہماری آنکھوں سے پردہ اٹھا دیا اور ہم بھولے بھٹکوں کو سیدھا راستہ دکھایا خاص کر میں آپ لوگوں کا نہایت شکر گذار ہوں کہ ایسے گمراہی کے زمانہ میں ہدایت کا راستہ کھولا ہوا ہے۔ آپ لوگوں کی تصانیف کا بے حد مشتاق ہوں۔ والسلام۔

قابل تقلید نمونہ

مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

برائے مہربانی مندرجہ ذیل رپورٹ اپنے اخبار میں شائع فرما کر مشکور فرمائیں۔

"از نالہ کسولی۔ مکرم و محترم بندہ سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا گرامی نامہ جاری شدہ ۹/۱۰/۴۴ مجھے ۱/۱۱/۴۴ کو ملا۔ یہ لدھیانہ سے ریڈائرکٹ ہو کر مجھے ملا الحمد للہ جماعت لدھیانہ نے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ کی چٹھی پر جہاں تک ہو سکتا ہے عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔ تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ میں اب آپ کو سلسلہ وار جواب دیتا ہوں۔

نمبر۱۔ بیوی اولاد بھائی بہنوں اور دیگر اقارب میں تبلیغ کی۔ بیوی اور اولاد بفضل خدا سلسلہ میں داخل ہو چکے ہیں باقی بہن اور بھائی اور دیگر اقارب ان سے سلسلہ منقطع ہو چکا ہے۔ وہ میرے احمدی ہونے کی وجہ سے مجھ سے اپنا حق منقطع کر چکے ہیں۔ ان کو میں کسی طرح تبلیغ نہیں کر سکتا باقی جو رشتہ دار مجھے ملتے ہیں ان میں بدستور تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ باقی اصحاب اور شناساؤں میں تبلیغ برابر جاری ہے اور ان میں چند اصحاب رمضان شریف کے مہینے میں میرے پاس پہاڑ پر آ گئے تھے۔ اور ان کو پوری تندہی سے سلسلہ کے متعلق تبلیغ کی گئی وہ خدا کے فضل سے سلسلہ کے بہت قریب آ گئے ہیں۔ اگر اللہ کا فضل شامل حال ہوا وہ داخل سلسلہ ہو جائیں گے۔ اب بھی میں ان سے غافل نہیں۔ وہ رمضان شریف میں ہمارے مباحثہ نمازوں میں اور تہجد میں شامل ہوتے رہے اور ان پر ہماری جماعت کا خاص اثر ہوا۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے۔ اور سلسلہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان کو صرف زبانی ہی نہیں بلکہ سلسلہ کی کتابوں ٹریکٹوں سے بھی تبلیغ کی جاتی ہے اور کی جا رہی ہے۔

(۵) خدا کے فضل سے گھر میں نماز اور روزہ کا خاص خیال ہے اور پابندی سے نماز سوائے خاص صورتوں میں ادا کی جاتی ہے۔

(۶) اور بچے بھی دلچسپی لیتے ہیں۔

(۷) سب بچے اشاعت اسلام میں چندہ دیتے ہیں۔

(۸) وہ مستورات اور بچے جو پڑھے ہوئے ہیں سلسلہ کے اخبارات اور کتابیں پڑھتے ہیں۔ اور دوسرے ان پڑھ بھائی بہنوں کو بھی سناتے ہیں۔ اور خوب دلچسپی لیتے ہیں۔

(۹) بعد نماز فجر درس قرآن مجید پڑھایا جاتا ہے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے بیان القرآن پڑھایا جاتا ہے۔ درس میں انوار القرآن سنایا جاتا ہے۔

(۱۰) لڑکے اور لڑکیاں جو خود کماتے ہیں اور شادی شدہ بھی ہیں، سالانہ جلسہ میں شامل ہوتے ہیں۔ اور چندہ بھی دیتے ہیں۔ اور سلسلہ کے اخبارات اور کتابیں پڑھتے ہیں"

خاکسار۔ ملک خدا بخش سیکرٹری جماعت لدھیانہ

سلسلہ میں شمولیت

مندرجہ ذیل حضرات حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے دست مبارک پر بیعت کر کے سلسلہ میں شامل ہوئے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

۲۱۸۔ عائشہ بیگم صاحبہ ۔۔ ضلع گجرات
۲۱۹۔ آمنہ بیگم صاحبہ " " "
۲۲۰۔ زہرہ بیگم صاحبہ ۔۔ ضلع جہلم
۲۲۱۔ مسعودہ بیگم صاحبہ ۔۔ ضلع گجرات
۲۲۲۔ عبدالوحید صاحب " " "
۲۲۳۔ عبدالقدوس صاحب " " "
۲۲۴۔ اقبال بیگم صاحبہ " " "
۲۲۵۔ محمد صدیق احمد صاحب۔ ضلع شیخوپورہ
۲۲۶۔ محمد بڈن صاحب
۲۲۷۔ عبید اللہ صاحب افریقی۔
۲۲۸۔ محمد زمان صاحب۔ رامپور اسٹیٹ احمد نگر جاگیر
۲۲۹۔ ۔۔سان الٰہی صاحب۔ ضلع شیخوپورہ
۲۳۰۔ رشید احمد صاحب۔ ضلع سیالکوٹ
۲۳۱۔ غلام احمد صاحب۔ ضلع اودھم پور
۲۳۲۔ شیخ محمد صاحب۔ کلکتہ
۲۳۳۔ عبدالقادر صاحب ۔۔ رحیم یار خاں۔ ریاست بہاولپور
۲۳۴۔ غلام یٰسین خاں صاحب۔ ضلع رحیم یار خاں (ریاست بہاولپور)
۲۳۵۔ محمد بشیر صاحب ۔۔ رحیم یار خاں۔ ریاست بہاولپور
۲۳۶۔ سرفراز خاں صاحب۔ ضلع شیخوپورہ
۲۳۷۔ محمد اسلم صاحب " "
۲۳۸۔ مظہر الحق صاحب۔ ضلع سیالکوٹ
۲۳۹۔ بختیار علی صاحب " "
۲۴۰۔ عبدالحمید صاحب ضلع لائل پور
۲۴۱۔ حیات محمد صاحب۔ ضلع سیالکوٹ
۲۴۲۔ صادق علی صاحب " " "
۲۴۳۔ محمد طفیل صاحب " " "
۲۴۴۔ غلام احمد میر صاحب۔ ضلع اودھم پور
۲۴۵۔ بشیر احمد صاحب۔ ضلع سیالکوٹ
۲۴۶۔ گمانی صاحب۔ ضلع سنام ریاست پٹیالہ
۲۴۷۔ فیروز الدین ضلع امرتسر۔
۲۴۸۔ مظفر حسن صاحب ضلع ڈیرہ غازی خاں
۲۴۹۔ محمد شفیع صاحب قریشی ضلع اودھم پور
۲۵۰۔ غلام محمد صاحب رشید۔ ضلع امرتسر
۲۵۱۔ محمد جمیل اختر صاحب۔ ضلع مظفر پور
۲۵۲۔ جمشید احمد صاحب۔ ضلع راولپنڈی
۲۵۳۔ مقبول احمد صاحب " "
۲۵۴۔ خورشید احمد صاحب " "
۲۵۵۔ ممتاز احمد صاحب " "
۲۵۶۔ آفتاب احمد صاحب " "
۲۵۷۔ محمد سلیمان صاحب بٹ۔ ضلع سیالکوٹ
۲۵۸۔ مصطفےٰ اکمل صاحب۔ ریاست جموں۔
۲۵۹۔ عبدالمنان صاحب۔ ضلع سیالکوٹ
۲۶۰۔ غلام سرور صاحب " "
۲۶۱۔ فاطمہ بی بی صاحبہ " "
۲۶۲۔ نسیمہ بیگم صاحبہ " "
۲۶۳۔ خدیجہ بیگم صاحبہ " "
۲۶۴۔ محمد محی الدین صاحب۔ ضلع رحیم یار خاں۔ (ریاست بہاولپور)
۲۶۵۔ رشیدہ بیگم صاحبہ۔ ضلع رحیم یار خاں۔ (ریاست بہاولپور)
۲۶۶۔ مشتاق احمد صاحب۔ ضلع رحیم یار خاں (ریاست بہاولپور)
۲۶۷۔ جان محمد صاحب شاپو ضلع اودھم پور
۲۶۸۔ میاں خاں صاحب۔ ضلع سرگودھا۔
۲۶۹۔ شیخ عبدالکریم صاحب۔ بمبئی
۲۷۰۔ غلام سرور صاحب (ریاست بہاولپور)
۲۷۱۔ عبدالرحمان صاحب انصاری ضلع پشاور
۲۷۲۔ [illegible]
۲۷۳۔ حسنین صاحب۔ بمبئی
۲۷۴۔ محمد محی الدین صاحب۔ بمبئی
۲۷۵۔ عبدالرحیم صاحب ضلع میراکدل سرینگر کشمیر
۲۷۶۔ عبدالصمد صاحب " " "
۲۷۷۔ محمد رمضان صاحب " " "
۲۷۸۔ ولی محمد صاحب بٹ " "
۲۷۹۔ محمد ظہیر الدین صاحب۔ حیدر آباد دکن
۲۸۰۔ شاہ نواز خاں صاحب۔ ضلع شاہ پور

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہار شنبہ مؤرخہ ۲۰ ذیقعد ۱۳۶۳ھ م ۸ نومبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۴۴

سورۃ الفتح کی دو آیتوں کا تعلق

غفر کے معنی کیا ہیں؟

اللہ تعالیٰ نے گناہوں سے بچانے کیلئے راستے کھولے

خلیفہ صاحب کی تراجم قرآن فنڈ کی تجویز جماعت احمدیہ لاہور کی تقلید ہے

خلیفہ صاحب عقائد کیساتھ کھیلتے ہیں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ لاہور۔ مؤرخہ ۳ نومبر ۱۹۴۴ء

انا فتحنا لك فتحا مبينا ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر ويتم نعمتہ عليك ويهديك صراطا مستقيما۔ وينصرك الله نصرا عزيزا (سورۃ الفتح)

دو باتوں کے درمیان تعلق آج میں پھر دفعہ انہی آیات کو خطبہ جمعہ میں پڑھ رہا ہوں اس وقت میں بیان کرنا چاہتا ہوں اس تعلق کو جو اللہ تعالیٰ نے دو باتوں کے درمیان قائم کیا ہے۔ انا فتحنا لك فتحا مبينا ہم نے تیرے لئے ایک کھلی فتح کے راستے کھول دیئے ایک بات اور دوسری بات یہ لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر، کہ اللہ تعالیٰ حفاظت کردے آپ کی یا حفاظت کردے ہر مسلمان کی ذنوب سے پہلے ہوں یا پچھلے ہوں ان دو باتوں میں تعلق کیا ہے؟ فتح کے رستے کھولے ہیں اور اس غرض سے کھولے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قصوروں سے حفاظت کردے۔

اس آیت میں اشارہ مگر قبل اس کے کہ میں ان دو باتوں کے تعلق کو بیان کروں میں ایک اور بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میں نے اس آیت کے متعلق متعدد خطبات میں بیان کیا اور بتایا ہے کہ اس میں ایک اشارہ ہے جس کی صراحت اس سورۃ میں اس کے آخر پر موجود ہے اور قرآن مجید کے دوسرے مقامات پر بھی اس کی صراحت موجود ہے وہ اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنیوالا ہے۔

حضرت نبی کریم صلعم کے قلب پر بھی یہی اثر پڑا آیا میں نے کوئی نکتہ تلاش کر لیا ہے یا حقیقت ہے حضرت نبی کریم صلعم کے تاریخی حالات کو پڑھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے خود آپ کے قلب مبارک پر یہ اثر پڑا۔ اس میں شبہ نہیں جس دن سے آنحضرت صلعم مبعوث ہوئے پہلے دن ہی آپ نے یہ ارشاد فرمایا کہ میں عرب اور عجم دونوں کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں اور قرآن مجید میں بہت سے ایسے الفاظ ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو کل دنیا کے لئے بھیجا گیا تھا مگر ہم کو ایک واقعہ خاص طور پر اس سورۃ سے متعلق نظر آتا ہے اس سورۃ کے نزول تک آپ کے ہاتھ پر حبشہ اور فارس کے رہنے والے بھی مسلمان ہوئے لیکن آپ کی تبلیغ کا دائرہ عرب ہی میں ہی تھا

اس صورت کے نزول کے بعد آنحضرت صلعم نے بادشاہوں کو خطوط لکھے ادھر یہ صورت نازل ہوتی ہے اور ادھر آپ نے تمام اردگرد کے بادشاہوں کو خواہ وہ ایرانی تھے خواہ حبشہ اور مصر کے تھے خطاب کیا اور ان بادشاہوں کے ذریعہ سے ان کی قوموں کو خطاب کیا۔ آنحضرت صلعم نے اس سورۃ کے نزول کے بعد بادشاہوں کے نام وہ مشہور خطوط لکھے جن میں سے کوئی کوئی خط اب تک محفوظ ہے اور انہی الفاظ میں محفوظ ہے جن الفاظ میں ان کا ذکر بخاری میں آتا ہے۔ یہ آنحضرت صلعم کی زندگی میں ایک نئے دور کی ابتداء تھی کہ آپ کا پیغام عرب تک محدود نہیں بلکہ کل دنیا اس کے اندر ہے اور آپ نے اس کو ضروری سمجھا کہ اپنا پیغام دنیا کی دوسری قوموں کو پہنچائیں۔ آپ نے دنیا کے بادشاہوں کو خطوط لکھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے بھی انا فتحنا لك فتحا مبينا میں یہی اشارہ سمجھا کہ دنیا کے دوسرے ممالک میں تبلیغ اسلام کی جائے چنانچہ آپ نے اس کی بنیاد اپنی زندگی میں رکھ دی یہ صورت ہمیں کسی دوسرے نبی کی زندگی میں نظر نہیں آتی ایک طرف سارا عرب آپ کی زندگی میں مسلمان ہو جاتا ہے اور دوسری طرف غیر ممالک میں آپ اپنے ہاتھ سے تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھ دیتے ہیں تاکہ کل کو آپ کی امت جو عمارت بنائے وہ آپ کی رکھی ہوئی بنیاد پر بنائے خوب یاد رکھو آج ہم جو تبلیغ اسلام کر رہے ہیں اور عمارت بنا رہے ہیں اس کی بنیاد بھی وہی ہے جو آنحضرت صلعم نے رکھی ہم انہی بنیادوں پر تبلیغ اسلام کی عمارت کو بلند کر رہے ہیں۔ اس بات سے ایمان بہت محکم ہو جاتا ہے کہ ہماری عمارت وہی ہے جس کی بنیاد آنحضرت صلعم نے رکھی۔

دو آیات میں تعلق کیا ہے میں نے کہا انا فتحنا لك فتحا مبينا اور ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر میں تعلق کیا ہے؟ سب سے پہلے اس بات کو سمجھ لینا چاہیئے کہ غفر کیا ہے اور ذنب کیا ہے؟ اس معاملہ میں مسلمانوں کے دلوں میں بھی غلط فہمیاں موجود ہیں۔ اور ایک عیسائی یا آریہ کا جس نے مذہب کی حقیقت پر غور نہیں کیا سب سے پہلا کام یہ ہوتا ہے کہ یہ اعتراض کرے کہ فلاں نبی نے استغفار کیا معلوم ہوا گنہگار تھا صرف اس غرض کے لئے کہ عیسیٰ مسیح بے گناہ ثابت ہو جائیں اور لوگوں کے گناہوں کا کفارہ بن جائیں۔

غفر کے معنے خوب یاد رکھو غفر کے معنے ہیں حفاظت کے اور استغفار کے معنے ہیں خدا کی حفاظت مانگنا۔ عربی زبان میں غفر کا لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے یعنی حفاظت کے معنے میں چنانچہ کہتے ہیں اغفر ثوبك في الوعاء اپنے کپڑے کو [illegible] میں محفوظ کر لو۔ [illegible] ہوئے کپڑے کے متعلق کہتے ہیں اغفر للوسخ رنگ حفاظت کر دیتا ہے میل سے۔ غفر کا لفظ بالکل حفاظت کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر آپ قرآن مجید کو دیکھیں گے تو وہاں بھی یہی معنے پائیں گے واعف عنا واغفر لنا وارحمنا ہمیں معاف فرما یعنی جو قصور سرزد ہو چکے ہیں انہیں معاف فرما اور ہماری حفاظت فرما یعنی آئندہ ہم سے گناہ سرزد نہ ہوں اور ہم پر رحم [illegible] غفر کے معنے خصوصیت سے گناہ سے [illegible] گناہ کی سزا سے بچانے کا ذکر [illegible] سے پہلا مرتبہ گناہوں کی سزا سے [illegible] اس کا ذکر عفو میں ہے دوسرا مرتبہ خود گناہ سے بچانے کا ہے اس کا ذکر غفر میں ہے اس لئے عفو کو پہلے مرتبہ پر اور غفر کو دوسرے مرتبہ پر رکھا قسطلانی شرح بخاری میں برماوی کا قول نقل کیا ہے الغفر اما بين العبد والذنب واما بين الذنب وعقوبته۔ غفر یہ ہے کہ انسان کو گناہ سے بچاوے اور یہ بھی کہ گناہ کی سزا سے بچاوے اسی طرح پر اللہ کی صفات میں غفار کا لفظ آتا ہے۔ حدیث کی لغت نہایہ میں غفار غفور کے معنے لکھے ہیں الساتر لذنوب عباده وعيوبهم المتجاوز عن خطاياهم وذنوبهم غفار کہتے ہیں ڈھانک دینے والا گناہوں اور عیوب کو یعنی عیوب اور گناہ سے بچانے والا اور جو خطائیں ہو جائیں ان سے درگذر کرنیوالا پس غفر وہ بلند مقام ہے جب انسان گناہوں سے خدا کی حفاظت میں آجاتا ہے اور استغفار کے معنے ہیں وہ مقام مانگنا کہ انسان گناہوں سے بچ جائے۔

گناہوں سے بچانے کیلئے رستے کھولے

دوسری بات میں بتانا چاہتا ہوں کہ اس کے اول مخاطب رسول کریم ہیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ آپ ہی مخاطب ہیں اور امت مخاطب نہیں بلکہ اس میں امت کا ہر فرد مخاطب ہے اور جس طرح انا فتحنا لك فتحا مبينا میں ہر ایک مسلمان سے خطاب ہے اس میں بھی ہر مسلمان ہی مخاطب ہے ہم نے اپنے لئے رستے کھول دیئے ہیں کہ تمہیں عیوب اور گناہوں کے سرزد ہونے سے محفوظ کر دیں۔ ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر [illegible]

www.aaiil.org

[illegible] بہ اہتمام شیر محمد اختر پرنٹر و پبلشر [illegible] دفتر اخبار [illegible] احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

طرح پر ہو سکتا ہے غور کر کے دیکھ لیجئے وہ رستے جو تجویز کئے ہیں وہ در اصل اسلام کی تعمیر کا کام ہے جو قوم تعمیر اسلام کے کام میں لگ جاتی ہے وہ تمام بری باتوں سے بچ جاتی ہے جو شخص خدا کے دین کو پھیلانے کی کوشش کرے گا اس کے دل میں خدا کی محبت بڑھتی چلی جائے گی نیکی کے جذبات پیدا ہوتے چلے جائیں گے خدا پر ایمان دن بدن قوت پکڑتا چلا جائے گا کسی کام کو کر کے دیکھو دن بدن اس کام کے ساتھ محبت بڑھتی چلی جائیگی بدی اور نیکی دونوں میں ایک ہی حال ہے جس طرح ایک چور کو چوری کے ساتھ ایک زانی کو زنا کے ساتھ اور ایک جوئے باز کو جوئے کے ساتھ محبت بڑھتی چلی جاتی ہے اسی طرح ایک نیک انسان کی محبت نیکی کے ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے ایک عفیف کی عفت کے ساتھ محبت بڑھتی چلی جاتی ہے ایک سچ بولنے والے کی سچ کے ساتھ محبت بڑھتی چلی جاتی ہے اسی طرح جو شخص خدا کے دین کو پھیلانے کی کوشش کرتا ہے اس کی محبت خدا کے ساتھ اور خدا کے رسول کیساتھ اور خدا کے کلام کے ساتھ بڑھتی چلی جاتی ہے اور جوں جوں یہ محبت بڑھتی چلی جائے گی اتنا ہی گناہوں سے بچتا چلا جائے گا سچ کہا ہے جو حدیث میں آتا ہے ایک زانی جب زنا کرتا ہے تو ایمان اس کے اندر نہیں رہتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو ایمان اس کے اندر باقی نہیں رہتا اور یہ بھی سچ ہے جو شخص خدا تعالیٰ کے کام میں لگ جائے گا تو برے کاموں سے بچ جائیگا جب انسان نیکی کی طرف قدم اٹھاتا ہے تو بدی سے اس کا قدم دور ہو جاتا ہے ۔ جو شخص ایک تعمیری کام میں لگ جائیگا [illegible] عیب سے وہ بچ جائیگا جو شخص اپنے [illegible] کام کے لئے مخصوص کر دیتا ہے وہ گناہ [illegible] دور ہو جاتا ہے [illegible] اس [illegible]

[illegible] جماعت [illegible] سورۃ الفتح کے بعد وہ سورۃ [illegible] ہے اس میں دوسروں کو عیب جوئی اور غیبت سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے میں اپنے دوستوں کو بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ان عیوب سے بچیں اور یہ چیزیں اس طرح دور ہو سکتی ہیں کہ اپنے آپ کو زیادہ قوت کے ساتھ تعمیری کام میں لگادیں اور وہ دیکھ لیں گے کہ کس طرح ان چیزوں سے بچ جائیں گے۔

حضرت مسیح موعود کا بلند اخلاق } تمام صحابہ کی زندگی کو دیکھ

لیجئے آنحضرت صلعم کا مقام تو بہت ہی بلند تھا حضرت مرزا صاحب کے پاس جو لوگ بیٹھے ہوں مجھے ان میں سے کوئی شخص بتائے کہ کسی شخص نے کبھی آپ کے منہ سے کسی دوست کی عیب غمازی سنی ہو نہ وہ سنتے تھے اور نہ کسی کو ان کے سامنے عیب جوئی کرنے کی جرأت ہوتی تھی اور سب لوگوں کو پتہ تھا کہ آپ ایسی باتیں نہیں سنتے ۔ سو خدا نے یہ راستہ ہمارے لئے اس واسطے کھولا تا کہ ہم گناہوں سے بچ جائیں

حضرت مولانا نورالدین صاحب کا واقعہ } آپ کو معلوم ہوگا کہ حضرت

مولانا نورالدین صاحب مرحوم کو بڑے بڑے بزرگوں کی صحبت میں بیٹھنے کا اتفاق ہوا تھا۔ آپ جب حضرت مرزا صاحب کے پاس گئے تو آپ نے کہا کہ مجھے تزکیہ نفس کے لئے کوئی مجاہدہ بتائیے، تو آپ نے فرمایا کہ آریوں کے رد میں کوئی کتاب لکھدو یہ کتاب آپ نے لکھی پھر دریافت کیا کہ تزکیہ نفس کے لئے مجاہدہ بتائیے تو آپ نے فرمایا کہ عیسائیوں کے رد میں ایک کتاب لکھدو آپ کو معلوم ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی جماعت کے لئے دنیا میں ایک ہی مجاہدہ رکھا ہے یعنی اعلائے کلمۃ اللہ کرنا اور باطل کا رد کرنا ادھر دین پھیلتا چلا جائے اور ادھر ہمارا تزکیہ نفس ہوتا چلا جائے اور آج یہی ہماری جماعت کا مجاہدہ ہے۔

مسلمان اشاعت اسلام میں لگ جائیں } میں سمجھتا

ہوں کہ مسلمان اگر چاہتے ہیں کہ ان کی قوم سے کمزوریاں دور ہو جائیں تو انہیں چاہئے کہ اشاعت اسلام کے کام میں لگ جائیں خدا نے ان رستوں کو کھول دیا ہے وہ اس پر چل کر دیکھیں تو ان میں سے یہ کمزوریاں دور ہو جائیں گی۔ آپ عام شکایت سنیں گے کہ قوم میں یہ کمزوریاں ہیں ان کمزوریوں کو دور کرنے کا واحد علاج اعلائے کلمۃ الحق ہے۔

میاں صاحب کی تراجم قرآن کی تجویز } ہم نے آپ کو

ایک دفعہ خبر سنائی تھی کہ ہم قادیان سے علیحدہ ہوئے تھے تا کہ فساد سے بچکر خدمت اسلام کر سکیں لیکن قادیان والوں نے یہاں فساد کی نیت سے احمدیہ بلڈنگس میں ہماری مسجد کے ساتھ مکان خرید لیا ہے تا کہ جاسوسی اور مال کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ لاہور کو برباد کرنے کی کوشش کریں لیکن آج ایک خبر بھی سناتا ہوں میں نے الفضل میں میاں صاحب کے خطبہ جمعہ میں ایک تجویز پڑھی کہتے ہیں کہ دنیا کی آٹھ زبانوں میں اگر قرآن مجید کا ترجمہ ہو جائے تو دنیا کے ہر گوشہ میں قرآن مجید پہنچ سکتا ہے اور ساری دنیا میں تبلیغ ہو سکتی ہے۔ مجھے یہ عجیب بات معلوم ہوتی ہے کہ وہ قادیان کہ جس کی یہ حالت تھی کہ جب ہم نے کہا کہ تم نے قرآن مجید کا ایک ترجمہ ۱۹۱۴ء میں شروع کیا تھا اسے مکمل کر کے شائع کرو تو اس کا جواب ملا کہ قرآن مجید کا ترجمہ کرنا کسی امام کا کام نہیں ہوتا کیا فلاں انگریز نے اور فلاں عیسائی نے قرآن مجید کا ترجمہ نہیں کیا لیکن اب خود ہی کہتے ہیں کہ ۱۹۴۵ء کے نصف یا اس کے آخر تک آٹھ زبانوں میں قرآن مجید کا ترجمہ ہو جائیگا۔

میاں صاحب کے خطبہ کا اقتباس } اس سے بھی زیادہ عجیب

بات یہ نظر آتی کہتے ہیں " اگر ہم اپنے مبلغ ان ممالک میں بھیجیں یا ان ممالک میں بھیجیں جہاں یہ زبانیں بولی جاتی ہیں یا وہاں کی علمی زبان ہیں تو لازمی بات ہے کہ ہمارے مبلغ کے پاس جب تک اس زبان میں لٹریچر نہیں ہوگا وہ مبلغ آسانی کے ساتھ وہاں تبلیغ نہیں کر سکے گا اور جلدی کامیاب نہیں ہو سکیگا ایک دن میں ایک مبلغ یہی کر سکے گا کہ دو یا تین آدمیوں کو تبلیغ کر لیگا مگر تین یا چار یا دس کروڑ کی آبادی والے ملک میں روزانہ دو تین آدمیوں کو تبلیغ کرنے سے کیا بنے گا پھر سال کے تمام دن کام کرنا مشکل ہے کسی دن آدمی بیمار ہوتا ہے کسی دن کسی اور وجہ سے ناغہ ہو جاتا ہے حسابی لوگوں نے سال میں اڑھائی سو دن کام کی اوسط لگائی ہے اگر اس کو بڑھا کر تین سو دن ہی شمار کر لیا جائے اور ایک مبلغ دو آدمیوں کو روزانہ تبلیغ کرے تو اس کے یہ معنی ہوں گے کہ تین مبلغ سال بھر میں اٹھارہ سو آدمیوں کو تبلیغ کریں گے اور وہ بھی اس طریق سے کہ ایک ایک آدمی کو صرف ایک گھنٹہ تبلیغ ہو گی اور ہر روز نئے آدمی کو تبلیغ کی جائے تب اتنی تعداد بنے گی حالانکہ ایک گھنٹہ تبلیغ کرنے سے کیا بنتا ہے ایک ایک آدمی کو سو سو گھنٹے تبلیغ کی جائے تب جا کر کہیں کامیابی ہوتی ہے پس اگر صرف مبلغ کے ذریعہ تبلیغ پر اکتفا کیا جائے تو تین مبلغ اوسطاً دو دو آدمیوں کو روزانہ تبلیغ کر کے سال بھر میں صرف ۱۸۰۰ آدمیوں کو تبلیغ کر سکیں گے لیکن اگر ان کے پاس اس زبان کا لٹریچر ہو تو ایک مبلغ ایک دن میں ہزار آدمیوں کو تبلیغ کر سکتا ہے . . . . پس اگر ملکی زبان کا لٹریچر پاس ہو تو مبلغ کامیاب طور پر تبلیغ کر سکتا ہے اور یہ طریقہ ہے جس کے ذریعہ سے دو تین یا چار مبلغ پانچ کروڑ کی آبادی کے ملک میں سال بھر میں کئی لاکھ آدمیوں کو کامیاب طور پر تبلیغ کر سکیں گے "

(الفضل مورخہ ۲۷ اکتوبر ۱۹۴۴ء)

اس عبارت کو غور سے پڑھو } ان الفاظ پر غور کرو

اور دوسری طرف اس جوش و خروش کو دیکھو جس کے ساتھ مصلح موعود کے دعوے کے ساتھ ہوشیارپور، لاہور، لدھیانہ، دہلی میں لکچر ہو رہے ہیں کہ ہماری شہرت دنیا میں پہنچ گئی اور تبلیغ بھی ساری دنیا میں ہو گئی کیوں؟ اس لئے کہ ایک مبلغ دوڑتا دوڑتا ہنگری اور پولینڈ میں ہو آیا اور ایک دوڑتا دوڑتا امریکہ ہو آیا لٹریچر تو کوئی تھا نہیں پس اگر تین مبلغ تین اطراف میں گئے وہ ایک ایک سال چکر لگا آئے تو ۱۸۰۰ سو آدمیوں کو ہی تبلیغ کی ۱۸۰۰ میں ہی میاں صاحب کا نام نامی بھی پہنچا [illegible] کی بنیادی دنیا

جماعت احمدیہ لاہور کی تقلید } نیز میاں صاحب کہتے ہیں کہ لٹریچر

پیدا کرو اور قرآن مجید کے مختلف زبانوں میں تراجم کرو اس کے بغیر تبلیغ ہو نہیں سکتی یہ ہے جماعت لاہور کا مذہب جس پر آج وہ تیس سال سے قائم ہے اور جس کا لٹریچر لکھو کھہا آدمیوں تک پہنچ چکا ہے ۔ خدا کا شکر ہے کہ اگر وہ ایک شر کے لئے احمدیہ بلڈنگس میں آئے ہیں تو اسی احمدیہ بلڈنگس کی بدولت ایک خیر بھی ان کے اندر پیدا ہو گئی جسمانی طور پر احمدیہ بلڈنگس میں کیا پہنچے روحانی طور پر بھی احمدیہ بلڈنگس میں پہنچ گئے۔ پہلے کہا کرتے تھے کہ احمدیہ بلڈنگس میں اچھا بھلا آدمی جاتا ہے اور خراب ہو جاتا ہے لیکن ادھر احمدیہ بلڈنگس میں مکان خریدنے کا ارادہ کیا ادھر ایک اچھے کام کی توفیق مل گئی میں سمجھتا ہوں کہ ان کا آنا اگر ایک رنگ میں نقصان دہ معلوم ہوتا ہے تو شاید اس کا کچھ فائدہ بھی پہنچ جائے۔ اب تک انھوں نے تبلیغ اسلام کے مقاصد کو فراموش کیا ہوا تھا خدا اس بات پر بھی قادر ہے کہ انہیں ان غلطیوں سے نکالے [illegible] میں وہ مبتلا ہیں اور پھر انہیں ان مقاصد [illegible] پیشے کا دلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

ان کا اور ہمارا اختلاف } ہمارا ان کا اختلاف یہ ہے کہ وہ کہتے

ہیں کہ حضرت صاحب نے سن ۱۹۰۱ء میں اپنے دعوے میں تبدیلی کی اور انکار نبوت کرتے کرتے خود دعوے نبوت کر دیا وہ کہتے ہیں اس کا حوالہ دو ہیں نے کہا تھا کہ میاں صاحب کا پہلا فتوا یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنے دعوے میں تبدیلی کی کہ انکار نبوت کرتے کرتے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجتے بھیجتے خود دعوی نبوت کر دیا اور اپنی سالہا سال کی تحریروں کو منسوخ کر دیا۔ اب وہ کہتے ہیں کہ ان کا حوالہ دو میاں صاحب نے یہ لفظ کہاں لکھے ہیں یہ میاں صاحب پر افترا ہے امیر جماعت لاہور نے ایک جگہ لکھا ہے کہ "عقیدے" میں تبدیلی کی اور دوسری جگہ لکھا ہے کہ "تعریف نبوت میں تبدیلی کی" یہ پرست قوم لفظ پرست بھی بن جاتی ہے۔

حوالے درج ذیل ہیں } کیا میاں صاحب کو اور ان کے مریدوں

کو یہ مسلم نہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ سے پہلے حضرت مسیح موعود مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے تھے دعوے نبوت کو اپنے اوپر افترا قرار دیتے تھے رہا تبدیلی کا سوال سو لیجئے اس کے حوالے بھی لیجئے، میاں صاحب القول الفصل صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں:۔

(۱) "بعد میں مجھے وحی الٰہی نے اپنا عقیدہ بدلنے پر مجبور کر دیا"

۲۔ تریاق القلوب کی تحریر تک میرا عقیدہ او[ر] تھا بعد میں متواتر وحی نے اس عقیدے کو بدل دیا"

۳۔" تریاق القلوب میں جو آپ نے اپنا عقیدہ نبوت کے متعلق لکھا ہے بعد کی وحی نے اس سے آپ کو بدل دیا"

اور حقیقۃ النبوت میں ہے :۔

۴۔ "اس اختلاف سے اتنا تو ضرور معلوم ہو جاتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مسیح موعود نے اپنے عقیدہ میں ایک تبدیلی ضرور کی ہے"

۵۔ "پھر جب ہم کتاب حقیقۃ الوحی کو دیکھیں تو اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں آپ نے اپنے عقیدہ میں کوئی تبدیلی ضرور کی ہے"

۶۔ "اس سے ثابت ہوتا ہے کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے"

القول الفصل میں میاں صاحب نے متعدد بار لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے جو عقیدہ بدل لیا تو جس چیز نے ان کو عقیدہ بدلنے پر مجبور کیا وہ وہ وحی تھی جو آپ کو ہوئی تھی یعنی سنہ ۱۹۰۱ء میں یا اس کے بعد لفظ صاف ہیں " بعد میں وحی الٰہی نے اپنا عقیدہ بدلنے پر مجبور کر دیا " " بعد کی وحی نے اس سے آپ کو بدل دیا " لیکن اس کے بعد حقیقۃ النبوۃ میں لکھتے ہیں " سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ نبی کی اور تعریف کیا کرتے تھے اور بعد میں آپ نے جب اللہ تعالیٰ کی متواتر وحی پر غور فرمایا اور قرآن کو دیکھا تو اس سے نبی کی تعریف اور معلوم ہوئی "

حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۴۰

(باقی بر صفحہ ۱۴)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر

میاں محمود احمد صاحب کا ایک ناپاک افتراء

{ازجناب مولوی دوست محمد صاحب}

۳۱-اکتوبر ۱۹۴۴ء کے اخبار "الفضل" میں میاں محمود احمد صاحب کے جو ملفوظات شائع ہوئے ہیں ان میں حضرت مسیح موعود پر ایک نہایت ناپاک افترا کیا گیا ہے جو بالفاظ میاں صاحب حسب ذیل ہے:-

"حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ایک عورت پر الزام لگایا گیا کہ اس نے بدکاری کی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے خاوند کو بلایا اور اسے سمجھایا کہ یہ اس قسم کی جاہل عورت ہے کہ اسے پتہ ہی نہیں کہ دین کیا ہوتا ہے اور اخلاق کیا ہوتا ہے، ایسی عورت پر شریعت کا وہ فتوے نہیں لگے گا جو اس عورت پر لگ سکتا ہے جسے شریعت کا علم ہو اور اسلامی احکام سے واقفیت رکھتی ہو"

اسی بات کو آگے چل کر پھر دوہرایا ہے:-

"یہی دیکھو ایک عورت نے زنا کیا مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کے لحاظ سے سزا کی اہمیت گرا دی اور فرمایا یہ عورت ایسی جاہل اور وحشی ہے، کہ اسے پتہ ہی نہیں کہ دین کیا ہوتا ہے یہ الگ بات ہے کہ ایک شخص کو کہا جائے کہ تم نے ایسی عورت سے کیوں شادی کی مگر بہرحال جب وہ شادی کر چکا اور جب وہ عورت ایسی ہے جسے دین کا کچھ بھی علم نہیں تو اس کے حالات کے لحاظ سے شریعت کا فتوے بدل جائیگا چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اس کے خاوند کو بھی بلوا کر کہا کہ تم اس عورت کو اپنے گھر میں رکھو"

انا للہ وانا الیہ راجعون، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ایسا ناپاک حکم دیں؟ یہ خدا کے اس برگزیدہ اور مامور پر ایسا خطرناک اور ناپاک اتہام ہے جو کسی سخت ترین مخالف کے بھی وہم و گمان میں نہیں آ سکتا، وہ کونسی شریعت ہے جس نے عورت کی جہالت اور دین سے ناواقفیت کی بنا پر اسے زنا کا مستوجب نہیں ٹھیرایا اور وہ کونسی عورت تھی جس کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سزا کی اہمیت گرا دی؟ خدا کے بندو! اگر تمہارے اندر رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان اور تخم دیانت موجود ہے، تو کچھ سوچو اور غور کرو کہ یہ کتنا بڑا ناپاک افترا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا گیا ہے کیا وہ پاک انسان جس کے سینہ میں غیرت و ایمان کا ایک سمندر موجزن تھا، اور جو شریعت کے ایک ایک حکم پر عمل کرنا ضروری سمجھتا تھا، وہ باغیرت اور جری دل انسان جس نے اپنے بیٹے کی فحش کا علم پا کر ایک تحقیقاتی کمیشن مقرر کر دیا اور ثبوت ملنے پر اسکو عاق کر دینے کا ارادہ کر لیا، وہ کسی عورت کے لحاظ سے اس کے زنا کی سزا کی اہمیت کو گرا سکتا ہے؟

مسیح موعود کے ملنے والے آپ کے پرانے خدام اور ساتھی ابھی تک موجود ہیں، قادیان میں بھی ہیں اور جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ بھی، کیا ان میں سے کوئی ایک خدا کی قسم کھا کر یہ شہادت دے سکتا ہے، کہ میاں صاحب کا یہ بیان صحیح ہے اور کوئی ایسا واقعہ مسیح موعودؑ کے زمانہ میں پیش آیا؟ کیا میاں صاحب اس عورت یا اس کے خاوند کا نام اور پتہ بتا سکتے ہیں جس کی بدکاری پر ایسا فتوے حضرت مسیح موعودؑ نے صادر کیا؟ کیا وہ بتا سکتے ہیں کہ اگر عورت دین سے ناواقفیت کی بنا پر چھوٹ گئی تو وہ مرد جو اس ناپاک فعل کا موجب ہوا کس طرح چھوٹ گیا؟ کیا وہ بھی جاہل اور دین سے ناواقف تھا؟ اور اگر ایسا ہی ہے تو اس بات کی کیا ضمانت ہو سکتی ہے کہ کل کو کوئی اور عورت یا مرد ایسے ہی ناپاک فعل کا ارتکاب کر کے یہ بہانہ بنا سکتا ہے کہ وہ دین سے ناواقف ہے اور اسے شریعت کی کی سزا کا علم نہ تھا، کیا وہ لوگ جنہوں نے مسیح موعود کی صحبت میں کافی عرصہ گذارا ہے، خدا ترسی سے کام لیکر اس پر غور کریں گے اور اس پاک انسان کو جو بیشمار انسانوں کو گناہوں سے چھڑانے اور ان کے تزکیہ کا موجب ہوا، ایسے ناپاک الزام سے بری ٹھیرائیں گے؟

تعریف نبوت کے متعلق

مولوی اللہ دتا صاحب سے انعامی مباحثہ

ازجناب مولانا عمرالدین صاحب شملوی

ناظرین پیغام صلح کو علم ہے کہ اس خاکسار اور مولوی اللہ دتا صاحب کے درمیان تبدیلی تعریف نبوت کے متعلق دو سال کے قریب تو شرائط مباحثہ میں ہی خرچ ہو گئے اور جب مباحثہ شروع ہوا تو میں نے ان کے پہلے پرچہ کا میعاد مقررہ کے اندر مفصل جواب دے دیا۔ مولوی صاحب نے کئی ماہ بعد میرے پرچہ کا ادھورا جواب بھیجا۔ میں نے ان کو لکھا کہ یہ حق طلبی کے خلاف ہے کہ چالاک وکیلوں کی طرح آپ اپنے پورے دلائل میرے سامنے یکدفعہ نہیں رکھتے اور نہ میرے تمام دلائل کا آپ رد لکھتے ہیں اس لئے میں ادھورے پرچہ کا جواب نہیں لکھوں گا جب تک آپ اسے مکمل نہ کریں۔ مولوی صاحب نے تین ماہ تک [illegible] اور میرے جوابی خطوں کا بھی [illegible] یہ سمجھ کر کہ اس بہانہ سے یہ قادیانی مشکار [illegible] سے نہ نکل جائے میں نے ان کے ادھورے پرچہ کا ہی جواب لکھنا شروع کر دیا مگر سرکاری کاموں کی کثرت کیوجہ سے جواب میں تاخیر ہوئی۔ لیکن مکمل جواب مولوی اللہ دتہ صاحب کو رجسٹری کرا کے آج سے تین ماہ پہلے بھیجدیا۔ آج تک مولوی صاحب نے اتنا بھی نہیں لکھا کہ ان کو پرچہ مل گیا ہے یا نہیں یا وہ کب تک جواب لکھیں گے۔ میں نے ان کو تین خط لکھے ہیں مگر ادھر سے مولوی صاحب ایسے خاموش ہیں کہ مجھے سمجھ نہیں آتا کہ مچلے ہوئے مولانا کو کیونکر جگاؤں۔ جوابی خطوط بھی ہضم ہو جاتے ہیں اب کریں تو کیا کریں۔ لاچار اخبار کو یہ مضمون بھیج رہا ہوں تاکہ جماعت کو بھی علم ہو اور مولوی صاحب بھی شاید حرکت میں آجائیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قادیانی جماعت دلائل سے ہلاک ہو چکی ہے اس لئے وہ مباہلہ، مباحثہ حلف مؤکد بعذاب ان تمام سے بڑی چالاکی سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تفسیر نویسی کا چیلنج دے کر جناب میاں محمود احمد صاحب بارہا مقابلہ سے بھاگ چکے ہیں۔ اب حضرت امیر ان کو مباہلہ اور مباحثہ کے لئے للکار رہے ہیں تو حیلہ بہانہ سے جان چھڑاتے ہیں۔ خود میاں صاحب خوب جانتے ہیں کہ ان کی حقیقت کیا ہے اس لئے وہ کبھی اس میدان میں نہیں آئیں گے۔ مولوی اللہ دتہ صاحب جیسے پیٹو مولوی نمک حلالی کر کے حضور کی عزت بچانے کے لئے شطرنج کی چالیں [illegible]

حکومت سندھ کا مستحسن اقدام

قیام امن و حفاظت عامہ کی اغراض کا تقاضا

کراچی ۳۰ نومبر۔ حکومت سندھ نے ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب (سمولاس) کو مستوجب ضبطی قرار دیا ہے حکومت کا مقصد یہ ہے کہ تحفظ عامہ کی ضمانت ہو سکے۔ اور امن عامہ قائم و برقرار رہے۔

حکومت کا یہ حکم ضوابط دفاع ہند کے ماتحت جاری ہوا۔ اس میں ہدایت کی گئی ہے کہ ستیارتھ پرکاش کی کوئی کاپی اس وقت تک چھاپی نہیں جا سکتی جب تک کہ یہ سمولاس اس میں سے خارج نہ کر دیا جائے۔

احراریوں اور قادیانیوں میں تصادم

طرفین کے ۲۰ آدمی مجروح ہوئے

لاہور-۶-نومبر-کل صبح گیارہ بجے جماعت قادیان لاہور کے زیر اہتمام-وائی-ایم-سی اے ہال میں یوم سیرت نبیؐ منانے کے لئے شیخ بشیر احمد ایڈووکیٹ کی صدارت میں ایک جلسہ عام ہوا۔ جس میں قادیانیوں اور احراریوں میں کھلم کھلا لڑائی ہوئی اس لڑائی میں کرسیوں اور گملوں کو آزادانہ استعمال کیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں طرفین کے ۲۰-آدمی مجروح ہوئے پولیس نے موقعہ پر پہنچکر ۱۲-آدمی گرفتار کر لئے جن میں اکثریت احراریوں کی بیان کی جاتی ہے بیان کیا جاتا ہے کہ صرف غیر قادیانیوں کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کے طور پر وائسرائے۔ گورنر پنجاب وزیر اعظم ہوم سکرٹری اور ڈی آئی-جی پولیس کو تار بھیجے گئے ہیں۔

سانحۂ ارتحال

(ا) جناب شیخ فضل کریم [illegible] سپرنٹنڈنٹ ڈی۔سی آفس وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خبر ملنے پر حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ جمعہ کو مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں مرحوم کا جنازہ غائبانہ پڑھایا۔ اب اس کے متعلق مانسہرہ سے مولوی محمد حسین صاحب مبلغ مانسہرہ ضلع ہزارہ کا کارڈ آیا ہے کہ مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابہ میں سے تھے وہ حرکت قلب بند ہونے سے بروز جمعہ ۲۷ر اکتوبر کو رحلت فرما گئے۔ آپ کے بڑے بچوں کے علاوہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی ہیں۔ نماز جنازہ خاکسار نے پڑھائی قادیانی احباب نے بھی نماز جنازہ میرے اقتدا میں پڑھی اور رواداری کا ثبوت دیا۔۔۔

مرحوم کے داماد ملک کرم الٰہی صاحب انچارج بلڈ ہسپتال میں اور صاحبزادے عبدالغنی صاحب متعلم بی۔ایس۔سی پشاور اسلامیہ کالج، اور محمد شریف صاحب ملٹری سرونٹ جماعت سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ غائبانہ نماز جنازہ ادا کریں۔ والسلام۔

(ب) ماسٹر عبدالکریم صاحب سیکرٹری جماعت کلسدروالہ کی ہمشیرہ صاحبہ وفات پا گئیں [illegible]

دس جواں ہمت اشخاص تبلیغ اسلام کے لئے باہر نکلیں

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے گذشتہ خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا کہ دس جواں ہمت اشخاص تبلیغ اسلام کیلئے باہر نکلیں جن کے قلوب میں اعلائے کلمۃ الحق کی حقیقی تڑپ موجود ہو جو اس راہ میں ہر قسم کی قربانی کرنیکو تیار ہوں اور جن میں وہ خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہوں جن کا ایک مبلغ میں ہونا ضروری ہے۔ امید ہے ایسے احباب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کو عملی جامہ پہنانے کیلئے اسوقت [illegible]

{خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں}

جناب میاں صاحب کے پیش کردہ نظریہ میں صرف نبی کریم صلعم ہی کی نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہتک ہے

جناب میاں صاحب خدارا غور فرمائیں

از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

نمبر (۳)

تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہتک اس بات کو بیان کرنے کے بعد کہ جناب میاں صاحب نے ایک باطل (غلط بنیاد پر اپنے نظریہ کی عمارت کو تعمیر کیا ہے اب میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ اپنے پہلے نظریہ (کہ جو شخص نعوذ باللہ نبی کریم صلعم سے بڑھنا چاہے بڑھ سکتا ہے اس کا دروازہ بند نہیں) کی تائید میں جو دوسرا نظریہ (کہ تمام انبیاء کو ایک جیسی قوتیں ترقی کے لئے دی گئیں تھیں) انھوں نے پیش کیا ہے اس کے ذریعہ انھوں نے نبی کریم صلعم کی عزت کو قائم کرنا تو کجا دیگر تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عزت کو بھی نعوذ باللہ ملیا میٹ کر دیا ہے تفصیل اس کی یہ ہے کہ اگر ہم یہ تسلیم کریں کہ دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی کمالات و مراتب حاصل کرنے کے لئے نبی کریم صلعم جیسی ہی طاقتیں استعدادیں عطا کی گئی تھیں لیکن باوجود اس کے انھوں نے نبی کریم صلعم جتنی ترقی نہیں کی تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ اس کی دو ہی وجہیں ہو سکتی ہیں یا تو اس دوڑ میں اللہ تعالےٰ ان کے راستہ میں روک بن کر کھڑا ہو گیا اور یا انھوں نے خود اپنی طاقتوں سے کام لینے میں نعوذ باللہ کوتاہی سے کام لیا تیسری اور کوئی صورت ہی نہیں ہو سکتی پہلی صورت میں اللہ تعالیٰ کی ذات پر وہی اعتراض وارد ہوگا جو خود جناب میاں صاحب تجویز کرتے ہیں اور دوسری صورت میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ذات نشانہ اعتراضات بننے گی۔ یہ ایک کھلی کھلی حقیقت ہے جس کا کوئی عقلمند بھی انکار نہیں کر سکتا کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف کوتاہی یا سستی یا غفلت یا لاپرواہی کو نعوذ باللہ منسوب کرنا ان کے مقام کی خطرناک ہتک کرنا ہے ایسا عقیدہ رکھنے والا یقیناً نبوت کی حقیقت کو ہی نہیں سمجھتا۔ نبی کریم صلعم فرماتے ہیں اعبد اللّٰہ کانک تراہ یعنی اے بندے اللہ کی عبادت اس طرح کر گویا کہ تو خدا کو دیکھ رہا ہے فان لم تکن تراہ فانہ یراک اگر تو اس مقام پر نہیں پہنچا کہ تو اسے دیکھ رہا ہو تو کم از کم یہ یقین رکھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے جس کے معنی صاف یہ ہیں کہ جو شخص خدا کے متعلق اتنی بھی معرفت رکھتا ہے کہ اسے یقین ہو کہ خدا اسے دیکھ رہا ہے وہ عبادت الٰہی میں کبھی بھی کوتاہی یا غفلت و لاپرواہی و سستی وغیرہ سے کام نہیں لے سکتا لیکن انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تو وہ ہستیاں ہیں جن کا تعلق اللہ تعالیٰ سے اس قدر شدید ہوتا ہے کہ وہ اس کے قرب میں ہی نہیں بلکہ اس کی گود لطف و عنایات میں ہی پرورش پا رہی ہوتی ہیں ان کا دل اللہ تعالےٰ کی تجلیات اور اس کے جلووں کا تختہ گاہ بنا ہوا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے نوروں کی موسلا دھار بارشیں ان پر برس رہی ہوتی ہیں اس کے مکالمات مخاطبات سے وہ دائمی طور پر مشرف ہوتے رہتے ہیں اور ان کی روح کے اندر اللہ تعالیٰ کی طرف اس قدر شدید کشش پیدا ہو چکی ہوتی ہے کہ وہ اس کی طرف جانے سے رک ہی نہیں سکتے ایسے لوگوں کی نسبت یہ کہنا کہ انھوں نے نعوذ باللہ اپنی طاقتوں کے پورے استعمال میں کوتاہی وغیرہ سے کام لیا نبیوں کے مقام اور ان کی حقیقت کے متعلق حد درجہ کی ناواقفیت کا ثبوت دینا ہے اگر اس قسم کے لوگ بھی جو اللہ تعالیٰ کو اپنی بصیرت کی آنکھ سے گویا ہر وقت دیکھ رہے ہوتے ہیں اور اس کے قرب کی لذتوں سے پورے طور پر آشنا ہوتے ہیں اگر وہ بھی عبادت الٰہی میں یا اللہ تعالیٰ کے قرب کو زیادہ سے زیادہ حاصل کرنے میں کوتاہی وغیرہ سے کام لے سکتے ہیں تو عام لوگ تو اس راہ میں جتنی بھی سستی دکھائیں تھوڑی ہے وہ اس سستی اور غفلت کی وجہ سے کس طرح قابل ملامت ٹھیرائے جا سکتے ہیں دیکھو نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے من استوی لہ یومان فھو مغبون یعنی روحانی ترقی میں جس شخص کے دو دن برابر گذر گئے اور اس نے دوسرے دن پہلے دن سے آگے قدم نہ بڑھایا وہ خسارہ میں ہے تو میاں صاحب بتلائیں کہ ان کے نظریہ کی رو سے نعوذ باللہ ان انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا کیا حال ہوگا جو ترقی کے ایک خاص مقام تک پہنچکر باوجود آگے بڑھنے کی طاقتیں رکھنے کے کھڑے ہو گئے اگر نبی کریم صلعم کا فرمان درست ہے اور یقیناً درست ہے تو کیا نعوذ باللہ وہ لوگ خسارہ میں نہیں ہونگے اور کیا ان کا قدم نعوذ باللہ ترقی کی بجائے تنزل کی طرف نہیں اٹھنا شروع ہو جائے گا۔

پھر جناب میاں صاحب یہ بھی یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کا آیت لا یکلف اللّٰہ نفسا الا وسعھا اور آیت لا تموتن الا وانتم مسلمون کی رو سے انسان سے یہی مطالبہ ہے کہ وہ اپنی تمام طاقتوں کو جو اس کی فطرت میں ودیعت کی گئی ہیں خدا کی راہ میں لگا دیں نہ لگانے والا یقیناً گرفت الٰہی کے نیچے ہے تو کیا جناب میاں صاحب یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قیامت کے روز نعوذ باللہ آلٰہی گرفت کے نیچے ہونگے پھر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام تو دنیا کے لئے اسوہ اور نمونہ بن کر آتے ہیں انھوں نے دنیا کے سامنے اسی بات کا تو نمونہ پیش کرنا ہے کہ وہ ان طاقتوں کو جو اللہ تعالےٰ کی طرف سے انہیں بطور امانت ملی ہیں پوری طرح سے استعمال کر رہے ہیں تا کہ ان کے نمونہ کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی اپنی طاقتوں سے پوری طرح کام لیں لیکن اگر وہ خود ہی ان طاقتوں سے کما حقہ کام نہیں لیتے تو دوسروں کے لئے وہ کس طرح نمونہ بن سکتے ہیں اور دوسروں کو ایسا کرنے کا وہ کس طرح وعظ کر سکتے ہیں کیا وہ نعوذ باللہ اس صورت میں آیت اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسکم کا مصداق نہیں ہوں گے جناب میاں صاحب خدارا غور کریں کہ ان کے اس نظریہ کی رو سے اللہ تعالےٰ کے نزدیک یا انسانوں کے نزدیک کیا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کوئی عزت باقی رہتی ہے اور کیا یہ پاک ہستیاں کسی قسم کے احترام کی نعوذ باللہ مستحق ٹھیر سکتی ہیں۔

جناب میاں صاحب کی مثالیں اپنے نظریہ کو درست ثابت کرنے کے لئے جو مثالیں جناب میاں صاحب نے پیش کی ہیں وہ بھی بغیر کافی غور کئے ہی پیش کر دیں ہیں میاں صاحب سوچیں کہ اگر دوڑ میں باوجود سب کی طرف سے انتہائی کوشش صرف ہونے کے صرف ایک آدمی ہی آگے نکلتا ہے تو اس کے معنی بجز اس کے کچھ اور بھی ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے پٹھوں وغیرہ کو جو طاقت دی گئی ہے وہ دوسروں کو نہیں دی گئی اس طرح باوجود سب طالب علموں کے انتہائی کوشش کے اگر ایک ہی طالب علم اول نکلتا ہے تو کیا بجز اس کے کہ دماغی قوتیں اور قابلیتیں دوسروں سے بڑھکر اس کی ملی ہوئی ہوں کوئی اور وجہ بھی اس کی ہو سکتی ہے پس یہ تمام مثالیں تو ان کے نظریہ کو غلط ثابت کر رہی ہیں نہ کہ اس کی تائید کرنیوالی ہیں اور ان میں بھی اگر جناب میاں صاحب غور کریں تو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ہتک ہی پائی جاتی ہے۔

پاکیزگی و طہارت انبیاء میں کوئی تفاوت نہیں جناب میاں صاحب فرماتے ہیں "آدم سے لیکر قیامت تک تو ایک شخص بھی ایسا پیش نہیں کر سکتے جس نے پاکیزگی اور طہارت کا وہ نمونہ دکھایا ہو جو رسول کریم صلعم نے دکھایا" اس سے عیاں ہے کہ جناب میاں صاحب کے نزدیک طہارت و پاکیزگی کے اعتبار سے بھی انبیاء میں تفاوت ہو یاد رہے کہ جناب میاں صاحب کا یہ عقیدہ بھی حضرت مسیح موعودؑ کے عقیدہ کے خلاف ہے حضورؑ فرماتے ہیں

"اے بھائیو! یہ آپ لوگوں کی کمال غلطی ہے وحی الٰہی وہ خدا کی پاک کلام ہے کہ جس میں منزل علیہ کی طہارت تامہ اور قابلیت کاملہ شرط ہے کیونکہ جو شخص طرح طرح کے اثنائے جسمانی اور اھویہ نفسانی سے محجوب ہے اس میں اور مبداء پاک میں پہلے درجہ کی دوری واقعہ ہے کہ جس سے وہ قابل انا صنہ الہام الٰہی ہرگز نہیں ٹھیر سکتا پس جب تک ایک نفس کو ہر ایک قسم کی نالائق باتوں سے تنزہ تام حاصل نہ ہو جائے تب تک وہ نفس قابلیت فیضان وحی کی پیدا نہیں کرتا اور اگر تنزہ تام کی شرط نہ ہوتی اور قابل اور غیر قابل یکساں ہوتا تو سارا جہان نبی ہو جاتا اور جب تنزہ تام شرط ہے تو پھر نبیوں کو اعلیٰ درجہ کا پاک یقین کرنا چاہیئے کہ جس سے زیادہ تر پاکی نوع انسان کے لئے متصور نہیں اگر حضرت داؤد ایسے ہی پاک نہ ہوتے کہ جیسے حضرت مسیح پاک تھے تو ہرگز نبی ہونے کے لائق نہ ٹھیرتے مسیح کو داؤد سے زیادہ پاک اور بہتر سمجھنا بھی ایک غلط خیال ہے جو باعث سخت ناواقفیت حقیقت ہے"

(بقیہ خطبہ)

میاں صاحب عقائد کا کھیل کیا کھیلتے ہیں اب آپ غور کیجئے کہ جس طرح بچے کھیلتے ہیں اسی طرح میاں صاحب عقائد کے ساتھ کھیلتے ہیں پہلے لکھا کہ سنہ ۱۹۰۲ء میں عقیدے کو بدل لیا بعد میں لکھا کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب نے اپنے عقیدہ کو بدل لیا اور دعوئے نبوت کر دیا پہلے کہا کہ آپ نے عقیدہ اس واسطے بدلا کہ بعد کی وحی نے آپ کو مجبور کر دیا اور پھر لکھا کہ پہلی وحی پر اور قرآن پر غور کیا تو عقیدہ بدلنا پڑا۔ کوئی نہیں پوچھتا کہ سنہ ۱۹۰۲ء میں تبدیلی ہوئی ہے یا سنہ ۱۹۰۱ء میں بعد کی وحی کی وجہ سے عقیدہ بدلنا سچ ہے یا پہلی وحی پر غور کر کے بدلنا سچ ہے۔ کسی کو سچائی کی پرواہ ہو تو ان کی باتوں پر غور کرے۔

جماعت قادیان کا کوئی مستقبل نہیں خوب یاد رکھو کہ ایسی جماعت کا کوئی مستقبل نہیں مستقبل اس کا ہوتا ہے جس کا قدم مضبوط ہوتا ہے میاں صاحب نے ایک جھوٹ پر اپنا قدم رکھا ہے اور جھوٹ پر اٹھا ہوا قدم مضبوط نہیں ہوتا وہ آج نہیں گرا کل بھی گرا، قدم اس کا مضبوط ہوتا ہے کہ جس کی طرف دنیا کو آنا پڑے یہ چیزیں مستقبل بنانے والی نہیں ہیں میاں صاحب گر گئے ہیں اس لئے کہ انھوں نے غلط باتیں حضرت صاحب کی طرف منسوب کیں یہ دنیا کوئی چیز نہیں سب کچھ کوئی چیز نہیں جماعت کی کثرت کوئی چیز نہیں کل کو خدا کے حضور حاضر ہو کر کیا جواب دیں گے کیا یہ جھوٹ نہیں کہ سنہ ۱۹۰۱ء میں حضرت صاحب نے اپنے عقیدہ کو تبدیل کر لیا اگر وہ اس سے نکلنا چاہتے ہیں تو اس کا راستہ ایک ہی ہے کہ جماعت لاہور کی پیروی کریں جس طرح بعض امور باتوں میں انھوں نے پیروی کر لی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ ان باتوں میں بھی جماعت لاہور کی پیروی ضرور کریں گے۔ اور اس دن ان کی جماعت اس کام پر لگ جائے گی جس پر حضرت مسیح موعود نے اسے لگایا تھا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پناہ ہر سعید خواہد بود ۔ ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب
ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتابِ حق کہ قرآں نامِ اوست
بادۂ عرفانِ ما از جامِ اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات
۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آیندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا

الصلح خیر

پیغامِ صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر۔ ایس۔ محمد آصف بی اے

جائنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہارشنبہ مورخہ ۲۷ ذیقعد ۱۳۶۳ھ ۔ م ۱۵ نومبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۴۵

ایک شبہ کا ازالہ

اتمام نعمت کیا ہے؟

دعوت الی اللہ سے اتمام نعمت ہوتا ہے جنگ کے بغیر فتح حاصل نہیں ہو سکتی

ہماری جنگ بدی اور باطل عقائد کے خلاف ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ لاہور۔ مؤرخہ ۱۰ نومبر ۱۹۴۴ء

انا فتحنا لک فتحاً مبیناً ۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر و یتم نعمتہ علیک و یھدیک صراطاً مستقیماً و ینصرک اللہ نصراً عزیزاً ۔ (سورۃ الفتح)

گذشتہ خطبہ جمعہ پچھلے خطبہ جمعہ میں میں نے یہ بیان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو آنحضرت صلعم کے لئے فتح کے رستے کھولے ان پر چل کر ہر ایک مومن ان وعدوں کا مستحق ہو جاتا ہے جو وعدے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم سے کئے ہیں اور ان میں سے سب پہلی بات ہے غفر ذنوب۔

شبہ کا ازالہ آج میں ایک تھوڑے سے شبہ کا ازالہ کر دوں وہ یہ ہے کہ گذشتہ ایام میں جو کچھ تھوڑی سی اس بات پر بحث ہوئی تھی کہ کسی شخص نے یہ لکھ دیا "محمد رسول اللہ صلعم سے کوئی شخص بڑھنا چاہے تو بڑھ سکتا ہے خدا نے اس دروازے کو بند نہیں کیا" اس بات کو ہم نے اور مسلمانوں نے بھی برا منایا لیکن اس کی تائید میں میں دیکھتا ہوں کہ کس قدر کمزور ہتھیار استعمال کئے جاتے ہیں میری بعض تحریریں استعمال کی جاتی ہیں جن میں یہ الفاظ ہیں "بعض وہ لوگ بھی دنیا میں ہیں کہ ان کے پیروؤں نے ان کو اپنا خدا سمجھ لیا تو ایسی حالت میں وہ کیونکر ان کے نمونہ پر چلنے اور اس حد تک پہنچنے کی کوشش کر سکتے ہیں لیکن نبی کریم صلعم کے یہ فرمانے سے کہ انما انا بشر مثلکم ۔ میں تو تمہارے جیسا ایک انسان ہوں کس قدر قوت پیدا ہو جاتی ہے انسان کے اندر جب وہ بے نظیر انسان بھی ہمارے جیسا انسان ہی ہے تو کونسا وہ انسانیت کا اعلےٰ مرتبہ اور شرف ہے جس کو اسکا پیرو حاصل نہیں کر سکتا۔"

ان دو باتوں کے درمیان کوئی تعلق نہیں میں نہیں سمجھ سکتا کہ ان دو باتوں کے درمیان کیا تعلق ہے کہاں پیرو کا آنحضرت صلعم کو بڑھ جانا اور کہاں آپ کے نمونہ پر چلتے ہوئے انسانیت کے اعلےٰ مرتبہ اور شرف کو حاصل کر لینا دونوں میں بڑا فرق ہے اور میں سمجھ نہیں سکتا کہ ایک پیرو اپنے رہنما سے بڑھ کیسے سکتا ہے اور جو شخص یہ خیال کرتا ہے کہ بڑھ سکتا ہے وہ یقیناً آنحضرت صلعم کی توہین کا مرتکب ہوتا ہے۔ بلاشبہ ہم ان باتوں کو مانتے ہیں کہ آنحضرت صلعم سے اللہ تعالےٰ نے جن انعامات کے وعدے کئے ہیں وہ ہر ایک مومن حاصل کر سکتا ہے۔ مگر یہ لوگ اتنا سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ہر انسان کو اللہ تعالےٰ نے الگ الگ استعداد دی ہے اور اسی استعداد کے مطابق وہ ترقی بھی کر سکتا ہے۔ اور اپنی استعداد کے مطابق ہی وہ ان وعدوں کا مستحق بھی ہوتا ہے غفر ذنوب کا وعدہ آنحضرت صلعم سے ہے اور وہی اس مسلمان سے بھی ہے جو آنحضرت صلعم کے نقش قدم پر چلتا ہے مگر آنحضرت صلعم کا مقام بہت بلند ہے ہمارے وہم و گمان سے بھی بلند ہے آپ کو جو استعداد دی گئی وہ دوسرے کسی انسان کو نہیں دی گئی۔ ان لوگوں کو اس بات سے ٹھوکر لگتی ہے یہ سمجھتے ہیں کہ تمام انسان یکساں استعداد کے ساتھ دنیا میں آئے ہیں کوشش کی کمی بیشی کی وجہ سے لوگ ایک دوسرے سے پیچھے رہ جاتے ہیں یا آگے بڑھ جاتے ہیں یہ غلط خیال ہے خدا نے سب انسانوں کو الگ الگ استعدادیں دی ہوئی ہیں جو استعداد آنحضرت صلعم کو دی وہ اور کسی شخص کو نہیں دی کوئی نسبت نہیں ہے کسی کے مقام کو آنحضرت صلعم کے مقام سے یہ ان لوگوں کی کم فہمی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کوشش کریں تو اس مقام کو حاصل کر سکتے ہیں یا اس سے بڑھ سکتے ہیں جو آنحضرت صلعم کو دیا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ کچھ عقل سے کام لینا چاہیئے انسان اپنے رہنما سے آگے بڑھ جائے یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔

غفر ذنوب کا وعدہ تو میں بیان کر رہا تھا کہ غفر ذنوب وہ بلند مقام تھا جس کا وعدہ اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کے ساتھ کیا جو اس کے رستے پر لگ جائیں۔ غفر ذنوب کیا ہے؟ نفس کا ہر ایک قسم کی غلاظتوں سے پاک ہو جانا محمد رسول اللہ صلعم کا تزکیہ نفس اور ہمارا تزکیہ نفس اس میں بڑا فرق ہے حسنات الابرار سیئات المقربین نیکوں کی نیکیاں وہ لوگ جو بلند مقام پر پہنچے ہوئے ہیں ان کی وہ سیئات ہیں دونوں کے مقام میں بڑا فرق ہوتا ہے۔

اتمام نعمت کیا چیز ہے اللہ تعالےٰ نے فتح مبین کو غفر ذنب کا ذریعہ بتایا ہے اور اتمام نعمت، ہدایت اور نصرت اس کا نتیجہ بتائی ہیں فرماتا ہے و یتم نعمتہ علیک ہر ایک اس شخص پر جو خدا کے دین کی طرف دنیا کو بلاتا ہے اپنی نعمت کو پورا کر دے۔ اتمام نعمت کیا چیز ہے؟ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ ایک انسان کو بہت سا مال دے دے۔ تجارت میں کامیابی دے دے بادشاہت دے دے۔ اتمام نعمت اس سے نہیں ہوتا قرآن کریم کا یہ کمال ہے کہ اس نے معنوں کے لئے کسی دوسرے کا محتاج نہیں چھوڑا خدا کی نعمتیں دو قسم کی ہیں جیسا کہ قرآن مجید میں دوسری جگہ ہے الم تروا ان اللہ سخر لکم ما فی السموات و ما فی الارض و اسبغ علیکم نعمہ ظاہرۃ و باطنۃ کیا تم غور نہیں کرتے کہ اللہ نے جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمینوں میں ہے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے اور تم پر اپنی ظاہری اور باطنی نعمتوں کو پورا کیا ہے۔ یعنی ایک وہ نعمت جو ہمیں نظر آتی ہے اور ایک وہ نعمت جو ہمیں نظر نہیں آتی۔ ظاہری نعمت وہ ہے جس کا جسم کے ساتھ تعلق ہے یہ کھانے پینے کے سامان اچھا کھانا اچھا پہننا اور اچھے مکان میں رہنا یہ سب چیزیں نعمت ہیں اور یہ سب وہ چیزیں ہیں جن کا انسان کے جسم کے ساتھ تعلق ہے حتیٰ کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اچھی حکومت کا ملنا خوف کا دور ہو جانا امن کا قائم ہو جانا یہ بھی نعمت ہے مگر تعلق اس کا بھی جسم سے ہے۔ و ضرب اللہ مثلاً قریۃ کانت امنۃ مطمئنۃ یاتیھا رزقھا رغداً من کل مکان فکفرت بانعم اللہ فاذاقھا اللہ لباس الجوع والخوف بما کانوا یصنعون (النحل ۱۲) اور اللہ ایک بستی کی مثال بیان کرتا ہے جو امن اور اطمینان کی حالت میں تھی اور اس کی روزی ہر جگہ سے اس کے پاس با فراغت آتی تھی پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا تو اللہ نے اسے بھوک اور خوف کے لباس کا مزہ چکھایا اس کی وجہ سے جو وہ کرتے تھے۔

جوع اور خوف کو دور کرنے کی طرف توجہ جوع اور خوف یہ دو چیزیں ہیں جن کی طرف آج دنیا کی توجہ ہے کہ یہ نہ رہیں مسلمان بھی ان دو چیزوں کو دور کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں یہ پاکستان کیا ہے مسلمان بھوکے نہ رہیں دوسروں کی ماتحتی کے خوف سے آزاد ہوں

باطنی نعمتیں لیکن ان ظاہری نعمتوں کے علاوہ جن کا تعلق صرف جسم سے ہے خدا کی باطنی نعمتیں بھی ہیں اور اتمام نعمت اس وقت ہوتا ہے جب دونوں نعمتیں مل جاتی ہیں وہ باطنی نعمتیں کیا ہیں یہاں بھی محتاج نہیں چھوڑا قرآن مجید میں ہی دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قل بفضل اللہ و برحمتہ فبذالک فلیفرحوا ھو خیر مما یجمعون کہو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر ہاں اس پر چاہیئے کہ خوش ہوں وہ اس دولت سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں ۔۔۔ اللہ کا فضل اور رحمت اصل چیزیں ہیں اور یہی باطنی نعمتیں ہیں جن کے بغیر اتمام نعمت نہیں ہوتا۔ جس طرح یہ

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں باہتمام [illegible] چھپ کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

جسمانی نعمتیں انسان کے جسم کی ربوبیت کا موجب ہیں مگر انسان صرف جسم کا نام نہیں اخلاق اور روحانیت بھی اس کے اندر ہے ظاہری نعمتوں سے اخلاق کی ربوبیت نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات یہ ظاہری نعمتیں ۔ مال دولت حکومت انسان کے اخلاق کو برباد کرنے والی چیزیں ثابت ہوتی ہیں۔

دعوت الی اللہ اور اتمام نعمت

خدا کی وہ ربوبیت جس سے اتمام نعمت ہوتا ہے وہ دعوت الی اللہ ہے جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اس سے بہتر عمل کسی کا نہیں ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً۔ اور بات میں اس شخص سے بہتر کون ہے جو اللہ کی طرف بلاتا ہے اور نیک عمل کرتا ہے۔ بہترین عمل دعوت الی اللہ کا کام ہے جو شخص اس راستہ پر لگ جاتا ہے خدا کی نعمت اسے مل جاتی ہے اور اتمام نعمت ہو جاتا ہے یہ چیزیں حقارت سے دیکھنے والی نہیں یہ بڑے بڑے انبیاء اور صلحاء کو میسر آتی ہیں اور عام لوگوں کو میسر بھی نہیں آتیں یہ باطنی نعمت دعوت الی اللہ سے حاصل ہوتی ہے۔

افراط اور تفریط سے بچنے کی ہدایت

دوسرے فرمایا ویھدیک صراطاً مستقیماً اور تجھے سیدھے رستے پر چلائے وہ صراط مستقیم جس کے لئے ہم روزانہ دعا کرتے ہیں یہ دعا صرف مسلمان ہی نہیں کرتے بلکہ فطرت انسانی سے یہ دعا نکلتی ہے خدا کی وہ نعمتیں جو اس نے عطا کی ہیں وہ ضائع ہو جاتی ہیں اگر انسان سیدھے رستے پر قائم نہیں رہتا۔ افراط اور تفریط دونوں تباہ کرنے والی چیزیں ہیں۔ حضرت عیسیٰ کو عیسائیوں نے ان کے صحیح مقام سے بڑھا دیا یہ افراط ہوئی اور یہودیوں نے ایک نبی کو ماننے سے انکار کر دیا یہ تفریط ہوئی مسلمانوں کو افراط و تفریط دونوں سے بچنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر اور میاں صاحب کا جواب

آپ کو ایک لطیفہ سناتا ہوں حضرت مسیح موعودؑ کی ایک تحریر ہے "ایک زمانہ گذرنے کے بعد پھر دنیا میں فساد اور شرک اور ظلم عود کریگا اور بعض بعض کو کیڑوں کی طرح کھائیں گے اور جاہلیت غلبہ کرے گی اور دوبارہ مسیح کی پرستش شروع ہو جائے گی اور یہ سب فساد عیسائی مذہب سے اس زمانہ کے آخری حصہ میں پھیلیں گے"

میاں صاحب پر سوال کیا گیا تو میاں صاحب نے اس تحریر کے متعلق کہا "میں سمجھتا ہوں عیسائیت سے مراد احمدیت میں پیدا ہونیوالی خرابیاں ہیں یہ مطلب نہیں کہ موجودہ عیسائیت پھر دنیا میں غالب آجائیگی اس مسیح کا جہاں تک تعلق ہے وہ مر گیا اب دوبارہ اس کی قوم کو عروج حاصل نہیں ہو سکتا ۔۔۔۔۔۔۔۔ میرے نزدیک اس جگہ عیسائیت کی تباہیوں سے مراد احمدیوں کے آخری دور کی خرابیاں ہیں کیونکہ ہر جماعت کے لئے آخر ایک تنزل کا وقت بھی ہے یہ تنزل کسی زمانہ میں جماعت احمدیہ پر بھی آئیگا اور وہ غالباً ان لفظوں سے ناجائز فائدہ اٹھائینگے جیسے غیر المغضوب علیھم کے الفاظ میں مسلمانوں کی خرابیوں کی خبر دی گئی ہے"

(الفضل مورخہ ۷ نومبر ۱۹۴۴ء)

میاں صاحب نے یہ جواب تو دے دیا مگر یہ نہ سمجھا کہ وہ عیسائیت کی خرابیاں تو ان کی جماعت میں پیدا ہو چکی ہیں وہی عیسائیت کا غلو اور افراط ہے جو قادیانیت میں پائی جاتی ہے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ کو ان کے صحیح مقام سے بڑھا دیا اور قادیانیوں نے بھی حضرت مرزا صاحب کو ان کے صحیح مقام سے بڑھا دیا۔

تیسری نعمت

تیسری نعمت اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی ہے وینصرک اللہ نصراً عزیزاً اور اللہ تعالیٰ تجھے زبردست نصرت سے مدد دے۔ انسان جب دعوت الی اللہ کا کام کرتا ہے تو اس کے بعد بڑا مرحلہ آتا ہے شدید مخالفت ہوتی ہے اپنے اور بیگانے مخالف ہو جاتے ہیں حضرت سید البشر جیسے انسان بھی جب دنیا میں آئے تو آپ کی شدید مخالفت ہوئی تو ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو زبردست نصرت سے مدد دیتا ہے ایسے لوگ جب دنیا میں آتے ہیں تو ان کی ابتدا بڑی ہی بیکسی کی ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ انہیں بہت بڑے مقام پر پہنچا دیتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کی مخالفت

ہم نے حضرت صاحب کو دیکھا ہے عیسائیوں سے پہلے مقابلہ تھا بعد میں آریوں سے مقابلہ ہوا اور پھر بعد میں ساری دنیا مخالف ہو گئی اپنی قوم یعنی مسلمانوں کا کچھ سہارا تھا لیکن وہ بھی مخالف ہو گئے ایک عیسائی نے اس بات کو محسوس کیا ہے اور لکھا ہے کہ کس طرح پر چاروں طرف سے مخالفت کی آندھیاں چلتی ہیں اور یہ شخص چٹان کی طرح مضبوط رہتا ہے یہ ینصرک اللہ نصراً عزیزا کا نظارہ ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو بھی نصرت دیگا

اگر آپ لوگ بھی اس راستہ پر جو آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی وساطت سے قبول کیا ہے قائم ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو بھی ایک زبردست نصرت سے مدد دے گا اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے کہ یہ اتنی چھوٹی جماعت جب تھوڑی قوت کے ساتھ قدم اٹھاتی ہے تو وہ کام کرتی ہے جس کو بادشاہتیں اور سلطنتیں نہ کر سکیں یہ خدا تعالیٰ کی نصرت ہے۔

یہ آیت ہر مسلمان کے دل پر نقش ہونی چاہیئے

ایک اور بات بھی آپ کو بتانا چاہتا ہوں یہ جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا انا فتحنا لک فتحاً مبیناً چاہیئے کہ یہ آیت ہر ایک مسلمان کے دل پر نقش ہو جائے کہ خدا نے مسلمانوں کے لئے فتح مبین کے رستے کھول دیئے ہیں اس بات کو اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ کے آخر پر بالکل واضح کر دیا ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ یہ اس سورۃ کی آخری آیات میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کیساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے فی الحقیقت یہ فتح مبین ہے جس کی طرف سورت کے اول میں اشارہ ہے۔ ہاں تو یہ الفاظ ہر ایک مسلمان کے دل پر نقش ہونے چاہیئے اور زبان پر بھی یہی الفاظ ہونے چاہئیں بعض دفعہ الفاظ بار بار زبان پر آنے سے دل پر نقش ہو جاتے ہیں یہ پروپیگنڈا کیا ہے؟ جس سے جھوٹ سچ اور سچ جھوٹ بنا دیا جاتا ہے یہ انسان کی فطرت ہے کہ جو بات بار بار اس کے سامنے آئے وہ اس کے دل پر نقش ہو جاتی ہے چاہیئے کہ انا فتحنا لک فتحاً مبیناً ہر ایک مسلمان کے دل پر نقش ہو جائے اور کم از کم میں اپنی جماعت کو کہتا ہوں کہ ان کو بار بار اس بات کو دہرانا چاہیئے۔

عزم مضبوط ہونا چاہیئے

کسی شخص کے وہم میں بھی نہیں آنا چاہیئے کہ یہ سلسلہ کس طرح چلے گا جب حضرت مرزا صاحب زندہ تھے تو لوگ کہتے تھے کہ مرزا غلام احمد بڑی شخصیت کا آدمی ہے اس کے بعد یہ سلسلہ کس طرح چلے گا۔ چنانچہ حضرت صاحب کی وفات کے بعد یہ سلسلہ چلا خدا تعالیٰ خود اس کے سامان پیدا کر دیتا ہے۔ یہ خیال تمہارے وہم میں بھی نہیں آنا چاہیئے۔ جماعت کا عزم تھوڑا نہ ہو جماعت بیشک تھوڑی ہو اگر ایک آدمی کا بھی عزم مضبوط ہو تو پہاڑ بھی اس کے سامنے اڑ سکتے ہیں۔ ہر ایک احمدی کے سامنے یہ بات رہنی چاہیئے اور اس بات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے مضبوط عزم ہونا چاہیئے۔

بغیر جنگ کے فتح نہیں ہو سکتی

دوسری بات یہ ہے کہ فتح بغیر جنگ کے نہیں ہو سکتی اسکو فتح مبین کہنے کا منشاء یہ ہے کہ ایک جنگ ہے جس میں فتح مبین حاصل ہو گی جب تک [illegible] کا احساس پیدا نہیں ہوتا اس وقت تک فتح کا احساس نہیں ہو سکتا اس جنگ کا احساس سب سے زیادہ حضرت مرزا صاحب کے دل پر پیدا ہوا کہ حق اور باطل کے درمیان جنگ ہو رہی ہے اس احساس کے پیدا ہونے سے انسان کے خیالات میں ایک انقلاب پیدا ہوتا ہے خوب یاد رکھو جن لوگوں نے اس جنگ کو محسوس نہیں کیا وہ یہ کام نہیں کر سکتے مسلمانوں میں یہ نقص ہے کہ وہ اس جنگ کو محسوس نہیں کرتے جب ہمیں جنگ کا احساس ہو تو ہماری خفتہ طاقتیں باہر نکل آتی ہیں جسمانی جنگ کو دیکھ لیجئے جب یہ جنگ ہوتی ہے تو انسانوں کے اندر سے بڑی بڑی طاقتیں نکل آتی ہیں میں کہتا ہوں کہ اگر ہمیں جنگ کا احساس ہو تو بڑے بڑے جوہر جو ہم لوگوں کے اندر ہیں وہ نکل سکتے ہیں بغیر جنگ کے احساس کے فتح کی امید رکھنا عبث ہے جب انسان دشمن کو مقابل پر محسوس کرتا ہے تو اپنی ساری قوتیں اس کے مقابل پر صرف کر دیتا ہے جب تک Total war نہ ہو اس وقت تک فتح نہیں ہو سکتی Total war اسے کہتے ہیں جب سوائے جنگ کے اور کوئی بات سامنے نہ رہے میں کہتا ہوں کہ مسلمانوں کو بھی اس وقت باطل کے خلاف Total war کی ضرورت ہے ہر لمحہ ان کے دماغ میں یہ بات ہو کہ ہم کس طرح حق کو غالب کر سکتے ہیں [illegible] جب تک ہر ایک شخص اپنے آپ کو سپاہی نہ سمجھے وہ کچھ نہیں کر سکتا دنیا میں یہ بھی ہوتا ہے کہ جنگ کرتے ہوئے بعض مر جاتے ہیں اور بعض فتح کے بعد کامرانی کی زندگی بسر کرتے ہیں فتح حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اپنے آپ کو پورے طور پر اس میں نہ لگا دیا جائے ہمارے دلوں میں پورا ایمان ہو یہ فتح حاصل ہونے والی ہے۔

نیکی کی بدی کیساتھ جنگ

دوسرے یہ یقین ہو کہ فی الحقیقت ایک جنگ ہو رہی ہے حق اور باطل کے درمیان ایک جنگ ہے اور میں اس میں ایک سپاہی ہوں میں یہ بھی بتا دوں کہ یہ نہایت پاکیزہ جنگ ہے یہ نیکی کی جنگ ہے بدی کے ساتھ آپ نیکی اور بدی کی جنگ میں فتح حاصل نہیں کر سکتے جب تک آپ اپنی پوری قوت نیکی کو حاصل کرنے کے لئے نہیں لگا دیتے یہ جنگ بدکاروں کے خلاف نہیں بدی کے خلاف ہے یہ جنگ غلط کاروں کے خلاف نہیں غلطیوں کے خلاف ہے بدکاروں اور غلط کاروں کے خلاف جو جنگ ہوتی ہے اس میں ہتھیاروں کا استعمال ہوتا ہے مجھے تعجب ہوتا ہے کہ مسلمان اس بات کو نہیں سمجھتے کہ اس ظاہری جہاد کے علاوہ بھی کوئی جہاد ہے وہ سمجھتے ہیں کہ بدکاروں کے خلاف جنگ ہو سکتی ہے مگر بدی کے خلاف جنگ نہیں ہو سکتی۔

ہم جنگ کیوں کرتے ہیں

ہماری جنگ اس وقت عیسائیوں کی بدیوں کے ساتھ ہے جو انھوں نے پھیلائی ہیں ہماری جنگ یورپ کی بدیوں کے خلاف ہے یورپ کے خلاف نہیں ہماری جنگ مسلمانوں کی غلطیوں کے خلاف ہے مسلمانوں کے خلاف نہیں ہماری جنگ قادیانیوں کے باطل عقاید کے خلاف ہے قادیانیوں کے خلاف نہیں مگر قادیانی یہ چاہتے ہیں کہ یہ جماعت تباہ ہو جائے مگر ہم اُن کے باطل عقائد کے خلاف جنگ کرتے ہیں ان کے ساتھ ہماری کوئی جنگ نہیں سو اس میدان جنگ میں آپ نکلے ہیں اس میں نکلنے والے کے دل میں انسانوں کے خلاف جذبات نفرت نہیں ہونے چاہئیں بلکہ بدی کے خلاف جذبات نفرت ہونے چاہئیں ہماری غرض صرف یہ ہے کہ یہ لوگ غلط عقایدُ سے نکل آئیں۔ اس کے لئے ہم جنگ کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

ارشاد امیر

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

۲- بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔

پیغام صلح

جلد ۳۲ | یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۲۷ر ذیقعد ۱۳۶۳ھ | نمبر ۷۵

حکومت سندھ اور ستیارتھ پرکاش

ستیارتھ پرکاش کے متعلق آریہ سماجیوں کی افسوسناک روش

حال ہی میں حکومت سندھ نے ڈیفنس آف انڈیا رولز کے ماتحت حکم دیا ہے کہ سندھ کی حدود کے اندر ستیارتھ پرکاش کی طباعت اور اشاعت اس وقت تک ممنوع رہے گی جب تک چودھواں باب اس میں سے نکال نہ دیا جائے۔ حکومت سندھ نے امن عامہ کی حفاظت کے پیش نظر یہ حکم صادر کیا ہے اس مذکورہ باب میں اسلام اور قرآن مجید پر اتنے خطرناک اور غیر معقول دلآزار حملے کئے گئے ہیں کہ دنیا کا کوئی اخلاقی مذہبی اور قانونی ضابطہ اس کی اجازت نہیں دیتا اور صرف اسلام ہی نہیں بلکہ دوسرے مذاہب مثلاً عیسائیت، ہندومت اور سکھ ازم پر بھی اس کتاب میں اتنے خطرناک حملے کئے گئے ہیں جو ان مذاہب کے متبعین کے لئے سخت اذیت رساں ہیں اور اس کتاب کی دل آزاری اور اشتعال انگیزی کے خلاف قریباً نصف صدی سے آواز بلند ہو رہی ہے اور ان تمام مذاہب کی طرف سے پر زور احتجاج کیا جا رہا ہے حکومت سندھ نے اس کتاب کے چودھویں باب پر پابندی عائد کر کے جس میں اسلام پر خطرناک حملے کئے گئے ہیں نہایت دانشمندانہ قدم اٹھایا ہے اور مذہبی دنیا میں رواداری اور رفق و ملائمت کے جذبات کو پیدا کرنے کے لئے یہ حکم صادر کیا ہے لیکن حکومت سندھ کے اس واجب معقول اور نہایت دانشمندانہ حکم کے نفاذ پر آریہ سماج کے حلقوں میں ایک ہیجانی اور بحرانی کیفیت پیدا ہو گئی ہے اور بجائے اس کے کہ آریہ صاحبان اس حکم کی معقولیت پر ٹھنڈے دل سے غور کرتے انھوں نے اس حکم کے خلاف اندھا دھند پروپیگنڈا کرنا شروع کر دیا ہے اور اچھے پڑھے لکھے لوگوں نے ستیارتھ پرکاش کو دنیا کی الہامی کتب میں شامل کرنا شروع کر دیا حالانکہ اس کتاب کا مصنف نہ الہام کا مدعی تھا اور نہ اس نے اس کتاب کو بطور الہامی کتاب کے دنیا کے سامنے پیش کیا اور اب تو یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اس کتاب کے جتنے ایڈیشن سوامی دیانند بانئے آریہ سماج کی زندگی میں شائع ہوئے ان میں تیرھواں اور چودھواں باب شامل نہیں تھے یہ بھی ثابت ہو چکا ہے کہ یہ باب سوامی دیانند جی کی تصنیف نہیں ہیں بلکہ یہ بعد میں تصنیف کر کے اس کتاب میں شامل کئے گئے۔ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ ان واقعات کے پیش نظر آریہ صاحبان کو ان ابواب کے اس کتاب میں شامل رکھنے پر اصرار کیوں ہے بلکہ انہیں چاہیئے کہ ان دل آزار حصوں کو خود بخود اس کتاب سے خارج کر دیں جن کے اخراج سے اس کتاب کے نفس مضمون اور اصولوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا مگر انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ آریہ صاحبان ستیارتھ پرکاش کے ان اشتعال انگیز حصص کو صرف اس بناء پر باقی رکھنا چاہتے ہیں کیونکہ وہ پروپیگنڈا کر سکتے ہیں اور اپنے شور سے پبلک اور حکومت کو مرعوب کر سکتے ہیں اور ان کا یہ خیال ہے کہ زیادہ شور مچانے سے اور پروپیگنڈا کرنے سے جھوٹ سچ ہو جاتا ہے اور ظالم مظلوم بن جاتا ہے سیاسی حلقوں میں پروپیگنڈا کی یہ غیر اخلاقی طرز عرصہ سے رائج ہے لیکن مذہبی دنیا میں پروپیگنڈا کی یہ افتاد احسن نہیں جو مذہب دنیا میں رفق و ملائمت کے جذبات پیدا نہیں کرتا رواداری پیدا نہیں کرتا اور انسانوں کے مذہبی جذبات کا خیال نہیں رکھتا وہ مذہب کہلانے کا مستحق نہیں ہے۔ آج سے پچاس سال پیشتر ہندوستان کی مذہبی دنیا میں بحث اور مناظرہ کا دور تھا اس وقت اگر بعض آریہ مناظروں نے ان ابواب کو مناظرانہ مصالح کے پیش نظر ستیارتھ پرکاش میں شامل کیا تھا تو آج وہ بحث اور مناظرہ کا دور گذر چکا ہے اس وقت دنیا کو فرسودہ بحثوں کی ضرورت نہیں بلکہ ایسے تعمیری اور تخلیقی اصولوں کی ضرورت ہے جن سے اس کی مشکلات کا حل ہو سکے اور اس کو ان الجھنوں سے نجات مل سکے جن میں وہ گرفتار ہے حالات بدل چکے ہیں حالات کے تقاضے بدل چکے ہیں اس لئے اس کے مطابق مذاہب کے طرز تبلیغ کو بھی بدل جانا چاہیئے۔ دنیا کے سامنے ایسے پہلوؤں کو پیش نہیں کرنا چاہیئے کہ جن سے بجائے اس کے کہ لوگ مذہب کے قریب ہوں پہلے سے بھی دور ہو جائیں ہمارے خیال میں دنیا کا کوئی مہذب شخص ستیارتھ پرکاش کے ان ابواب کو مطالعہ کر کے آریہ سماج کی طرف مائل نہیں ہو سکتا اور نہ اسے ایسا مذہب خیال کر سکتا ہے کہ جس میں یہ صلاحیت ہے کہ وہ انسانوں میں اعلیٰ انسانی جذبات پیدا کر کے انہیں فروغ دے سکے۔ حالات کا تقاضا ہے۔ انسانیت کا تقاضا ہے شرافت کا تقاضا ہے اور سب سے بڑھ کر حب الوطنی کا تقاضا ہے تقاضا نہیں بلکہ درخواست ہے کہ ان شر انگیز اور دلآزار حصوں کو اس کتاب سے خارج کر دیا جائے اور آریہ سماجی ستیارتھ پرکاش کے متعلق اپنی غیر معقول غیر معتدل روش کو ترک کر کے خود بخود ان ابواب کو اس کتاب سے حذف کر دیں اس سے ہندوستان کے پولیٹیکل حالات پر بھی نہایت خوشگوار اثر پڑیگا اور ہمسایہ قومیں بجائے ایک دوسرے سے دور ہونے کے ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں گی اور ویسے بھی آریہ سماجیوں کی انسان دوستی دنیا کی تاریخ میں یادگار کے طور پر رہے گی ہمیں امید ہے آریہ سماجی اس افسوسناک طرز کو چھوڑ کر کوئی مصالحت کی صورت

مسٹر محمد علی جناح اور علامہ مشرقی پر فتویٰ الکفر

کاٹھیاواڑ کی ایک انجمن اہل سنت والجماعت نے ایک کتاب شائع کی ہے جس کا ایک فقرہ ہے:۔

"جو شخص یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ عنایت اللہ مشرقی اور مسٹر محمد علی جناح مسلمان ہیں وہ بھی ان دونوں کی طرح بے ایمان اور مرتد ہے . . . . اور جو شخص ان کو کافر مانتا ہے مگر ان کی جماعت میں شریک اور ممبر ہے وہ مرتکب حرام اور راشد فاسق ہے (منتخب اہل السنۃ عن اہل الفتنۃ صفحہ ۴۷۰)

مسلمانوں میں تکفیر بازی کا شوق اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ اس نازک دور میں جب انہیں اتحاد اور اتفاق کی اشد ضرورت ہے وہ اپنے لیڈروں کے متعلق بھی فتوے کفر دیتے ہوئے نہیں چوکتے ہندوستان کی اسلامی سیاسیات میں مسٹر محمد علی جناح کو جو بلند مرتبہ حاصل ہے اور انھوں نے جو مسلمانوں کی مخلصانہ خدمات سرانجام دی ہیں وہ کسی تشریح کی منت کش نہیں مگر ناسپاس مسلمانوں کی طرف سے انہیں ان کی خدمات کا یہ صلہ دیا جا رہا ہے کہ صرف انہیں کافر اور فاسق نہیں سمجھا جاتا بلکہ جو لوگ ان کی جماعت میں شامل ہیں انہیں بھی مرتکب حرام اور راشد فاسق قرار دیا جا رہا ہے۔ اسلام کے اس نازک دور میں ملا کی یہ تکفیر بازی حد سے زیادہ نفرت انگیز اور قابل نفرین ہے اغیار بنیادی اصولوں کے اختلافات کے باوجود مسلمانوں کے خلاف ایک محاذ پر جمع ہیں لیکن مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ وہ ملا کی تکفیر بازی کی وجہ سے محض فروعی اختلاف پر ایک دوسرے سے جدا اور پریشان ہیں۔ ملا کی اس فاسد ذہنیت کو کچلنے کے لئے ایک زبردست جد و جہد کی ضرورت ہے اور اس اصول کو عام کرنے کی ضرورت ہے کہ دنیا کا کوئی کلمہ گو کافر نہیں بلکہ مسلمان اور دائرہ اسلام کے اندر ہے اور ایک مسلمان کی تکفیر کرنیوالا اس قابل ہے کہ اسے ملت کا دشمن اور مفسد قرار دیا جائے اور اس کے شر سے مسلمانوں کو محفوظ کیا جائے:

خلیفہ صاحب اور جاسوسی

جناب خلیفہ صاحب الفضل ۹ نومبر میں فرماتے ہیں:۔

"قادیان میں مجلس خدام الاحمدیہ کے آٹھ سو یا آٹھ سو پچاس جاسوس موجود ہوتے تو یہ ناممکن تھا کہ ان کی موجودگی میں یہ بات جاری رہتی میں جاسوسی کا لفظ ان کی اہمیت کو نمایاں کرنے کے لئے استعمال کر رہا ہوں ورنہ جاسوس کا لفظ جس قسم کے لوگوں کے لئے آج کل استعمال کیا جاتا ہے اس قسم کی جاسوسی منع ہے"

لیکن ہم میاں صاحب سے پوچھتے ہیں کہ وہ جاسوس جو انھوں نے قادیان میں بعض لوگوں کا قافیہ حیات تنگ کرنے کے لئے مقرر کر رکھے ہیں اور جو محکمہ انھوں نے کار خاص کے نام سے قائم کیا ہوا ہے جس کا کام سوائے لوگوں کا ناطقہ بند کرنے کے اور کچھ نہیں اس کے متعلق ان کا کیا فتوٰے ہے کیا اس قسم کی جاسوسی اسلام میں جائز ہے؟

دس جواں ہمت اشخاص تبلیغ اسلام کے لئے باہر نکلیں

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے کہ دس جواں ہمت اشخاص تبلیغ اسلام کے لئے باہر نکلیں جن کے قلوب میں اعلائے کلمۃ الحق کی حقیقی تڑپ موجود ہو جو اس راستہ میں ہر قسم کی قربانی کرنیکو تیار ہوں اور جن میں وہ خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہوں جن کا ایک مبلغ میں ہونا ضروری ہے۔ امید ہے ایسے احباب حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کے ارشاد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اس طرف فوری توجہ مبذول فرمائیں گے اور اپنے نام جلد از جلد اس جہاد کے لئے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی خدمت میں پیش کریں۔

ایک پُر مسرت تقریب

یہ خبر جماعت کے تمام حلقوں میں انتہائی مسرت سے سنی جائیگی کہ مورخہ ۱۲ نومبر کو میاں فضل احمد صاحب بی اے پسر محترم جناب شیخ میاں محمد صاحب لائلپوری کا نکاح طاہرہ بیگم صاحبہ بنت حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ سے حضرت مولانا صدر الدین صاحب نے دس ہزار روپیہ حق مہر پر مسلم ٹاؤن لاہور میں پڑھا اس تقریب میں جماعت کے بزرگوں اور دوستوں اور غیر از جماعت معززین نے شمولیت فرمائی جن میں سے حضرت مولنٰا عزیز بخش صاحب مولنٰا عبد الحق صاحب ودیارتھی، جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبد اللہ صاحب، محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری جناب ڈاکٹر الہ بخش صاحب، خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم ایڈیشنل جج، جناب سر شہاب الدین صاحب جناب عبد المجید صاحب سالک جناب شیخ عبد الحق صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اس تقریب کی خوشی میں جناب شیخ میاں محمد صاحب نے مبلغ ایک ہزار روپیہ انجمن کو بطور عطیہ دیا ہے۔ مورخہ ۱۳ر نومبر کو تقریب رخصتی بھی عمل میں آئی جماعت کے سب دوستوں اور بزرگوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے اور سلسلہ کی بہتری اور قوت کا موجب بنائے آمین۔

اخبار احمدیہ

—— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بخیریت ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

اعلان نکاح

فضل احمد خاں صاحب ایم۔ اے دلیگ پسر محترم ڈاکٹر حسن علی خاں صاحب، دگو جراں والہ کا نکاح خدیجہ شمیم اختر صاحبہ بنت پروفیسر عنایت علی خاں صاحب سے تین ہزار روپیہ حق مہر پر ۵ر نومبر بعد نماز مغرب علی گڑھ میں پڑھا گیا، خطبہ نکاح سید اختر حسین گیلانی نے پڑھا پروفیسر اور طلبا کے ایک بھاری اجتماع میں پڑھا گیا جو بہت موثر ہوا جناب ڈاکٹر حسن علی خاں صاحب اور جناب پروفیسر عنایت علی خاں صاحب نے پندرہ پندرہ روپے بطور شکرانہ بغرض

"فرقان" اور "الفضل" کا افسوسناک رویہ

(از جناب م - ع - محمد صاحب منصف بکھار)

نوٹ:۔ خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کا ایک مضمون فرقان میں شائع ہوا اور بعد میں وہی مضمون الفضل مورخہ ۱۴ نومبر میں شائع ہوا جس میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرز معاشرت پر بے بنیاد اور نہایت عامیانہ حملے کئے گئے ہیں جس پر سنجیدہ طبقہ میں نفرت اور بیزاری کا اظہار کیا گیا ہے لیکن الفضل کو اس مضمون کا اسلوب بہت پسند آیا۔ الفضل لکھتا ہے کہ یہ مضمون آنکھیں کھولنے والا ہے چنانچہ الفضل کی آنکھیں اس مضمون کو پڑھ کر ایسی کھلیں کہ خلیفہ صاحب کی طرف سے بالکل بند ہوگئیں کیا الفضل کو منظور ہے کہ کوئی صاحب طرز الفضل کے پسندیدہ اسلوب کے رنگ امتحان پر خلیفہ صاحب اور امیر جماعت احمدیہ لاہور کی زندگی اور معاشرت کو پرکھے اور دنیا کے سامنے ایسے واقعات رکھے جن سے دنیا خود اندازہ کرلے کہ خلیفہ صاحب کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بلند مرتبت صحابی سے وہی نسبت ہے جو خاک کو عالم پاک سے ہوسکتی ہے۔ ہم ذاتیات میں الجھنا نہیں چاہتے بلکہ اپنے اسلوب کو صرف عقائد اور اصول تک محدود رکھنا چاہتے ہیں لیکن اگر الفضل نے اس پر اصرار کیا تو ہمیں مجبوراً اس کے متعلق کچھ لکھنا پڑے گا ہم پھر قادیان کے شیش محل میں بسنے والوں سے درخواست کرتے ہیں کہ دوسروں پر پتھر نہ پھینکیں ورنہ کوئی کنکر مار کر ان کے شیش محل کو چکنا چور کردے گا۔ گر الفضل کو ہماری مخلصانہ رائے سے اتفاق نہ ہوا تو انشاء اللہ اس کے شوق اسلوب پرستی کو پورا کردیا جائے گا ہم ذیل میں اپنی جماعت کے ایک سنجیدہ بزرگ کا مضمون درج کرتے ہیں تاکہ الفضل کو اس سے کچھ اندازہ ہو سکے کہ سنجیدہ طبقہ پر اس اسلوب کا کیا اثر ہے الفضل کو جس ترکش پر ناز ہے اس ترکش کے چند تیر ہمارے پاس بھی ہیں جن سے ابھی تک قادیانیت کے لہو کی بو آرہی ہے لیکن سردست ہم ان تیروں کو استعمال نہیں کرنا چاہتے۔ (مدیر)

جب شروع شروع ہمیں پرچہ فرقان ایک دوست کے ذریعہ ملنے لگا۔ تو ہم نے خیال کیا تھا کہ یہ تبلیغی پرچہ ہے جس کا مقصد تعمیر احمدیت ہے اور اسی سلسلہ میں غیر قادیانی احباب کی غلط فہمی نیک نیتی سے دور کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ ہم نے بھی چند سوالات بھیجے۔ جن میں سے بعض کے جواب فرقان بابت ماہ نومبر ۱۹۴۳ء (نمبر ۱۰ - جلد ۲) میں چھپے اور بقیہ کے متعلق صفحہ ۱۸ کے آخر میں اعلان کیا گیا "باقی آئندہ انشاء اللہ"۔ افسوس کہ ایک سال انتظار کرتے ہو گیا مگر ان ضروری سوالات کے جواب نہ چھپنے تھے نہ چھپے۔ دفتر اشاعت ...ار شریف کے بعض دوسرے ممبروں نے بھی جن ...ں بعض قادیانی بھی ہیں۔ کچھ سوالات بھجوائے ...بذریعہ خط بھی ان کے جوابات نہ ملے۔ اب ...ں جوں اس پرچہ کو دیکھتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ ...ل مقصد تعمیری نہیں بلکہ تخریبی ہے۔ اور اس ...کے ذریعہ جماعت احمدیہ لاہور کو بدنام کرنا اصل مقصد ...س پرچہ کے اجراء کا ہے۔ گو خدا کے فضل و کرم ...ے سعید روحوں پر اُلٹا اثر پڑتا ہے۔ بلکہ ہمارے ...راحمدی احباب کو، جو پہلے تعصب سے جماعت ...ہو کر بدظنی تھی اب اس کی خوبیوں کے معترف ہوتے ...تے ہیں۔

آخری پرچہ فرقان کا بابت ماہ ستمبر و اکتوبر ۱۹۴۴ء ہے۔ ... کا آخری مضمون جو کئی صفحوں ... ۔ ۔ ۔ ۔ خان بہادر میاں ...صادق ... صاحب ... کے قلم سے ہے۔ جس میں امیر ...عت مولانا محمد علی ایدہ اللہ کے طرز رہائش پر ...اعتراض ہے۔ ہمیں قبلہ مولانا کے طرز رہائش سے ...کی واقفیت نہیں ہے۔ لیکن مکرم جناب خان ...در کے بیان کو صحیح مانتے ہوئے ہم گذارش ...نے کی جرأت کر سکتے ہیں کہ اسلام میں اچھی طرز رہائش ...ممانعت نہیں ہے اور بہت سے بزرگان دین ...حضرت عبدالقادر جیلانی۔ امیر خسرو وغیرہ ...طرز رہائش نہایت اعلیٰ رہی ہے۔ ہمارے ...زدیک ... ممکن ہے یہ مقصد ہو جیسا کہ ... کہ قبلہ مولانا محمد علی اپنی تفسیر کے مطابق ...رہائش نہایں رکھتے چنانچہ اسی ...

انھوں نے سورۃ الزخرف رکوع ۳ آیت ۳۳ کی تفسیر کا یوں حوالہ دیا ہے:۔

"آج اس آیت کی سچائی کس قدر عیاں ہو رہی ہے یورپ کی مکفر قوموں کو اللہ تعالیٰ نے کچھ وافر حصہ مال دیا۔ تو کس طرح پر سب لوگ اس کی پیروی کرکے مال دنیا کے حصول پر ہی گر گئے۔ اور شب و روز ہر ایک کو یہی فکر ہے کہ اس کا گھر نہایت خوبصورت بن جائے۔ اور اس میں بیش قیمت سامان ہو۔ اس ہوس نے آج دنیا کو اخلاق فاضلہ کے لئے قدم اُٹھانے سے محروم کردیا ہے۔ ہاں یہ چیزیں اپنی ذات میں بری بھی نہیں لیکن ان کو مطلوب اور مقصود بنا لینا انسان کو ایسے مقصود حقیقی سے محروم کر دیتا ہے"

کاش ہمارے معزز دوست عبارت کے آخری حصہ کو غور سے پڑھتے اور یاد رکھتے کہ یہ چیزیں بری نہیں۔ بلکہ ان کو مطلوب و مقصود بنا لینا انسان کو مقصود حقیقی سے محروم کر دیتا ہے۔ یہ مضمون نویس نے کیسے سمجھ لیا کہ ہمارے امیر جماعت نے دنیاوی باتوں کو اپنا مقصود بنا لیا ہے؟

دوسری بات جس میں ہمیں تعجب معلوم ہوتا ہے یہ ہے کہ میاں صادق۔ جماعت قادیان میں شامل ہونے کے بعد اس قسم کا لچر اعتراض کس طرح کر سکے۔ جبکہ قادیان میں باقاعدہ قصر خلافت ہے۔ پہرہ دار ہیں۔ خاص جھنڈا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ خلیفہ صاحب بھی گرمیوں میں ڈلہوزی جاتے ہیں اور وہاں رہتے ہیں (ہمیں ذاتی اعتراض اس پر نہیں) بعض احباب کہتے ہیں کہ در پردہ اس مضمون کی زد خلیفہ پر پڑتی ہے کیونکہ مولانا محمد علی تو صرف امیر جماعت ہیں۔ خلیفہ نہیں۔ اور خلیفہ کو خلیفہ کا نمونہ پیش کرنا چاہیئے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمرؓ زمین ... پر سوتے ... اینٹ کا تکیہ لگاتے تھے ص۴

ص۴
کبھی بھی قصر میں نہ لیٹے اور نہ کوئی پہرہ دار رہا موجودہ خلیفہ فضل عمر ہیں۔ اور ان سے یہ امید رکھنا کہ وہ حضرت عمر کا نمونہ ہو بہو پیش کریں گے جائز معلوم ہوتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگ اس بات کا ناجائز فائدہ اُٹھانا چاہتے ہیں کہ جماعت احمدیہ لاہور کے ممبر پیر پرست نہیں۔ اور من حیث جماعت آراء کے اظہار کا حق رکھتے ہیں اور بے تکلف ہر قسم کے پرچوں کو پڑھ لیتے ہیں۔ برخلاف قادیانیوں کے جن کی اپنی رائے اور اپنا خیال کچھ بھی نہیں اور ہر طرح سے مجبور ہیں کہ جو کچھ بھی خلیفہ کہے وہی حق سمجھیں۔ اگر خان بہادر صاحب اپنے ان خیالات کا اظہار جو انھوں نے اپنے مضمون میں کیا ہے اس وقت کرتے جبکہ وہ جماعت لاہور سے تعلق رکھتے تھے تو ہم اسے نیک نیتی پر محمول کرتے کیونکہ جیسا کہ ہم نے لکھا ہے ہر شخص کو آزاد خیال رکھنے کا حق ہے۔ اور جس طرح ایک اعرابی نے حضرت عمرؓ سے برسر منبر پوچھا کہ اتنا بڑا لمبا کرتا تمہیں کیسے ملا۔ جبکہ بیت المال سے ایک آدمی کا حصہ اس سے کم کپڑا ہوتا ہے۔ اسی طرح اور اسی سپرٹ میں آج بھی ہم سوال کرسکتے ہیں اور ایسا سوال نیک نیتی سے کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ ہاں اگر بدقسمتی سے ہم قادیانی ہوتے تو یہ خیال ظاہر کرنے کی جرأت نہ کرسکتے تھے۔ کیونکہ اس کی معمولی سزا اخراج از جماعت ہوتی گو میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ احمدیت سے کسی کو خارج کس طرح کیا جاسکتا ہے جب تک کہ وہ شخص خود احمدیت سے انکار نہ کرے۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

خادم گجراتی کی اخلاقی فرمائیگی

جناب چوہدری فتح محمد صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل گجرات کا مکتوب

محترم ایڈیٹر صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔

امید ہے کہ آپ ازراہ مہربانی میرا یہ خط اپنے اخبار میں شائع کرکے مشکور فرمائیں گے۔

الفضل مورخہ ۴۴-۱۰-۲۴ اس وقت میرے پیش نظر ہے، اس میں ایک مضمون "رؤیا دربارہ مصلح موعود" ملک عبدالرحمان صاحب خادم کا شائع ہوا ہے۔ تعبیر رؤیا کی کتاب کے حوالے دے کر انھوں نے اپنے مضمون کو زینت دی ہے۔ میں انھوں نے اچھا کیا ہے کہ ایسی رؤیا کے متعلق قرآن اور احادیث سے کوئی استدلال نہیں کیا۔ خادم صاحب کے پاس میں نے بھی "کامل التعبیر" کتاب دیکھی تھی اس میں ایک ہی خواب کے متعلق بالکل متضاد تعبیریں دی ہوئی ہیں میرا خیال تھا کہ جناب میاں صاحب کے خواب کے متعلق جو حوالہ جات خادم صاحب نے دیئے ہیں۔ اُن خواب کے حصوں کی تعبیروں کو اسی کتاب سے دیکھوں۔ اس غرض کے لئے میں نے خود خادم صاحب سے جا کر "کامل التعبیر" عاریتاً صرف دو دن کے لئے طلب کی لیکن انھوں نے نہ دی اسی وجہ سے میرے عریضہ میں تعویق ہوئی۔

اس وقت مجھے اُس خواب اور اس کی تعبیر سے کوئی بحث نہیں۔ اس مضمون میں خادم صاحب نے اخلاق کے ضابطہ کو بالائے طاق رکھ کر ایک لمبی چوڑی گفتگو سے ایک ادھورا سا مفہوم اپنے الفاظ میں بیان کرکے میری طرف منسوب کردیا ہے اصل معاملہ یہ تھا کہ اخبار پیغام صلح میں اسی مصلح موعود کے خواب کے متعلق دو مضمون شائع ہوئے۔ ایک حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ تھا جس میں حضور نے جناب میاں صاحب کے اس خواب کو اماًنی ظاہر کیا تھا اور دوسرا مضمون جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری کا تھا۔ جس میں انھوں نے اپنے نقطۂ نگاہ کی وضاحت کی اور ظاہر کیا کہ یہ خواب جماعت قادیان کو بیدار کرنے کا تازیانہ ہے۔

مجھے حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ نظریہ سے اتفاق تھا اور جناب مصری صاحب کے اس نقطۂ خیال سے اختلاف تھا کہ اس بارہ میں جناب میاں صاحب کو کوئی خواب منجانب اللہ ہو۔ خادم صاحب نے اپنے خیال کی تائید میں میری رائے کا حوالہ دیا ہے۔ کیا میں یہ سمجھ لوں کہ ان کا دل بھی یہی گواہی دے رہا ہے کہ ایسی خوابیں منجانب اللہ نہیں ہوسکتیں؟

میں جناب مصری صاحب کو ایک فاضل اجل اور ایک سنجیدہ محقق خیال کرتا ہوں۔ ان کے مضامین بہت مدلل ہوتے ہیں اور مخالفین پر قطعی حجت۔ مگر ہماری جماعت میں ذاتی رائے کو سلب نہیں کیا گیا۔ اور ہم بڑے سے بڑے عالم سے بھی نیک نیتی کی بنا پر اختلاف رائے کا حق رکھتے ہیں۔ دیانتداری کا تقاضا یہ تھا۔ کہ خادم صاحب اس خواب کے متعلق میرے نقطۂ نگاہ کو پورے طور پر واضح کردیتے۔ مگر انھوں نے میری طرف ایک جملہ منسوب کرکے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ گویا میں جناب میاں صاحب کے اس خواب سے بہت متاثر ہوچکا ہوں۔ حالانکہ میری رائے ہے کہ اس خواب کے اندر ان کی خواہشات کا پرتو ہے۔ ہاں اس خواب میں ایک تصرف الٰہی بھی دیکھتا ہوں۔ اگرچہ خواب محض دلی امانی ہیں۔ مگر اس میں کہیں مصلح موعود یا پسر موعود کے الفاظ نہیں آتے۔

مجھے خادم صاحب کی ذہنیت پر رونا آتا ہے۔ کہ میری رائے سے اچھی طرح واقف ہونے کے باوجود اور جو جناب میاں صاحب کا نفسیاتی مطالعہ میں نے کیا ہے اس سے میرے اخذ کردہ نتائج سے اچھی طرح واقف ہوتے ہوئے وہ مجھے خواہ مخواہ

(باقی بر صفحہ ۸)

مکتوب چہارم

محکمات و متشابہات پر بحث

الہام انت منی بمنزلۃ اولادی کی تشریح

قرآن حکیم کی روشنی میں!

(از جناب مولانا مرتضیٰ خان صاحب)

مکرم بندہ جناب مولوی صاحب ۔

السلام علیکم

یہ عریضہ بھی میں نے اپنے گزشتہ عریضہ کے سلسلہ میں اور آپ کے گرامی نامہ کے جواب میں بلاغِ خدمت عالی کرتا ہوں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہام انت منی بمنزلۃ اولادی اور حضور کے کشف کے متعلق جس میں زمین اور آسمان بنانے کا ذکر ہے میں اپنے پہلے عریضہ میں کچھ لکھ چکا ہوں اور ایک طالب حق کے لئے اسی قدر ہی کفایت کرسکتا ہے تاہم جناب کے مزید اطمینان کے لئے اب میں الہام مذکورۃ الصدر کے متعلق ایک دوسرے طریق پر کچھ عرض خدمت کرتا ہوں امید ہے کہ آپ ٹھنڈے دل سے ان معروضات پر غور فرمادیں گے ۔

میں نے اپنے سب سے پہلے عریضہ میں عرض کیا تھا ۔ کہ کسی قائل کی ایک عبارت کے معنی سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی دوسری عبارات کو دیکھ لیا جائے ۔ یعنی اگر ایک عبارت کچھ مشتبہ ہو تو دوسری عبارت سے رفع اشتباہ کی کوشش کرنی چاہیئے ۔ یہ ایک نہایت ضروری اصول تھا، گو جناب نے اس پر غور نہیں فرمایا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس اصول کی پابندی کے بغیر بہت سی مشکلات پیش آتی ہیں ۔ خود قرآن مجید کے سمجھنے کے لئے بھی اسی اصول کی ضرورت پیش آتی ہے ۔ بالفاظ دیگر یوں کہنا چاہیئے کہ محتمل عبارات کو صریح عبارات سے یا متشابہات کو محکمات سے حل کرنا چاہیئے اگر ایسا نہ کیا جائیگا اور محکمات یا تصریحات کو چھوڑ کر متشابہات اور محتملات کو لے لیا جائیگا تو ایسی صورت میں ایک فتنۂ عظیم بپا ہوگا اسی امر کی طرف قرآن مجید توجہ دلاتا ہے فاما الذین فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ وابتغاء تاویلہ الخ یہ ایک اعلیٰ اصول قرآن مجید نے باندھا ہے اور اس کا خلاصہ یوں ہے کہ قرآن کریم کے اندر بھی دو قسم کے بیان ہیں ۔ ایک محکم دوسرے متشابہ ۔ محکم کے معنی ہیں متضح المعنی واضح الدلالۃ قائم بنفسہ لا یحتاج (ان) یرجع فیہ الیٰ غیرہ اور متشابہ کے معنی ہیں یصدق بعضہ بعضاً لا یدرک من نفس تلک الایۃ الا بالمراجعۃ الیٰ آیات اُخر ۔ اب یہاں جو اصول تفسیر بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ جو متشابہ آیات ہیں ان کی پیروی میں لگ جانا اور ان کے معنی اتنی سے حاصل کرنے کی کوشش کرنا بغیر اس کے کہ وہ دوسری آیات کی طرف رجوع کیا جائے جو ابتغاء تاویلہ کا اصل مطلب ہے ۔ یہ ان لوگوں کا کام ہے جن کے دل میں کجی ہے ۔ کیونکہ اس طرح پر ایک اکیلے بیان کو لے لینا اور دوسروں کی طرف رجوع نہ کرنا یہ فتنہ کا موجب ہے ۔

غرضکہ یہ اصول خود قرآن مجید نے تفسیر آیات قرآنی کے متعلق فرمایا ہے اب دیکھئے کہ اگر اس اصول کی پابندی نہ کی جائے تو کس قدر فتنہ و فساد بپا ہوتا ہے ۔ یعنی اگر متشابہات کو محکمات کے ماتحت نہ کیا جائے تو پھر ایسی گڑبڑ واقع ہوتی ہے اور ایسی مشکلات پیش آتی ہیں کہ ان سے باہر نکلنا مشکل ہو جاتا ہے ۔ مثلاً عرض کرتا ہوں کہ ایک جگہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے واذا اردنا ان نھلک قریۃ امرنا مترفیھا ففسقوا فیھا فحق علیھا القول فدمرنھا تدمیرا (بنی اسرائیل) جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس کے آسودہ حال لوگوں کو امر کرتے ہیں پس وہ اس کے اندر نافرمانی کرتے ہیں اور اس پر عذاب صادق آجاتا ہے ۔ بظاہر ان الفاظ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تعالےٰ خود ہی ان آسودہ حال لوگوں کو نافرمانی کا حکم کرتے ہیں اور پھر عذاب بھی دینے لگ جاتے ہیں ۔ اس اعتراض اور اس مشکل کو حل کرنے کے لئے ہم دوسری آیات کی طرف رجوع کریں گے ۔ تو ہم کو دوسری آیات نظر آتی ہیں ان اللہ یامر بالعدل والاحسان ۔ ان اللہ لا یامر بالفحشاء اب ہم آیت اول الذکر کے یوں معنی کریں گے کہ اللہ تعالےٰ تو نیکیوں کا حکم کرتے ہیں لیکن یہ بندے خود ہی نافرمانی کرتے ہیں جس کی وجہ سے ان پر عذاب آتا ہے علیٰ ہذا ایک جگہ آتا ہے نسوا اللہ فنسیھم ۔ یعنی انھوں نے اللہ کو بھلا دیا پس اللہ تعالےٰ نے ان کو بھلا دیا ۔ بھولنا ذات خداوندی کے صفات کے خلاف ہے ۔ اب ہم دوسری آیات کی طرف رجوع کریں گے ہمیں نظر آئے گا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وما کان ربک نسیا ۔ تیرا رب بھولنے والا نہیں اس لئے فنسیھم میں جو "نسی" ہے اس کے معنی کریں گے کہ خدا نے ان کو چھوڑ دیا کیونکہ انھوں نے خدا کو چھوڑ دیا تھا ۔

پس میری غرض اس بیان سے یہ ہے کہ عبارات محتملہ کو صریح عبارتوں سے حل [illegible] متشابہات کو محکمات کے ماتحت لانا چاہیئے اور محتملات و متشابہات کی بناء پر کوئی عمارت کھڑی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ اس سے فتنہ و فساد بپا ہوتا ہے ۔ اور جو ایسا کرتے ہیں یعنی محض متشابہات کے پیچھے لگ جاتے ہیں ان کے دل میں درحقیقت زیغ یا کجی ہوتی ہے ۔ اب حضرت میرزا صاحب کی سینکڑوں ہزاروں صفحات کی کتابیں پڑھ چلو ۔ کہاں لکھا ہے ؟ کہ وہ خود خدا ہیں ۔ یا خدا کا بیٹا ہیں ۔ اور خدائے قرآن ۔ خدائے محمد ۔ خدائے کعبہ خدا نہیں ہے پھر کہاں لکھا ہے ؟ کہ ہم ان کی پرستش کریں اور ان کے آگے سجدہ کریں جیسا کہ خدا کے آگے سجدہ کیا جاتا ہے ۔ ان کی تمام کتابوں کے اندر توحید کی تعلیم موجود ہے ۔ شرائط بیعت کو دیکھ لو کشتی نوح کی تعلیم کو دیکھ لو ۔ الوصیت دیکھ لو کہاں ایسا فرمایا ہے کہ وہ خود خدا ہیں اور لوگوں کو ان کی پرستش کرنی چاہیئے وہ تو توحید کے متعلق اس قدر غیور ہیں کہ مسیح کی ابنیت کے بت کو توڑ ڈالتے ہیں پھر کہاں لکھا ہے کہ جو نماز حضرت محمد رسول اللہ صلعم نے پڑھائی یا سکھائی وہ منسوخ ہے ۔ اب نماز میں میری عبادت کیا کرو یا میرا کلمہ پڑھا کرو ۔ پھر کہاں لکھا ہے کہ قرآن مجید منسوخ ہے اور اس میں خدائے بزرگ کی عظمت و شان جبروت و سطوت ۔ قدرت عظمت کا جو ذکر ہے وہ سب غلط ہے اور ان رب کا حق دار میں ہوں ۔ یہ سب دروغ بافیاں اور کذب طرازیاں ہیں حضرت میرزا کا وہی خدا ہے ۔ جو رب کا ہے جو رب مسلمانوں کا ہے جو آدمؑ سے لیکر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا ہے وہی خدا جو رب کعبہ ہے وہ خدا جو رب العالمین ہے اور جس کی صفات حسنہ قرآن مجید میں ہیں حضرت میرزا کے متعلق یہ کہنا کہ وہ خود خدا یا خدا کا بیٹا بنتے تھے کبرت کلمۃ تخرج من افواھھم کا مصداق ہے ۔ اور اس کی ذمہ داری انہیں پر پڑے گی جو ایسی تہمت آپ پر لگاتے ہیں ؎

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن بارے
خرد از بہر ایں روز است اے دانا و ہشیارے

مخالفین اس قدر غور نہیں کرتے کہ کیا حضرت صاحب نے ہمیں لا الہ الا اللہ کی بجائے لا الہ الا المرزا سکھایا ہے ؟ اور کیا ہم کو عبادات وغیرہ میں اپنی پرستش کی تلقین کی ہے ہرگز نہیں ھذا بھتان عظیم ۔

اگر وہ خود خدا ہیں یا خدا کے بیٹے ہیں تو پھر یہ رو رو کر دعائیں کس کے آگے کی ہیں جو آپ کی کتابوں میں موجود ہیں ۔ الغرض دعویٰ خدائی ان کی طرف منسوب کرنا ظلم عظیم ہے ۔ وہ ایک ہی ذات باری ہے جس کے حضور میں فریاد ہے انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ

مخالفین بغیر سوچے سمجھے کے الہام انت منی بمنزلۃ اولادی یا ولدی سے یہ غلط نتیجہ نکالتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود نے خدا کا بیٹا ہونے کا دعوےٰ کیا ہے مگر اس الہام سے مندرجہ بالا تصریحات کی موجودگی میں یہ نتیجہ نکالنا قطعاً غلط ہے ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام [illegible] کی تردید ہے ۔ اللہ تعالےٰ کے لئے بیٹا ماننے کا عقیدہ عیسائیت کا ہے ۔ بھلا جو شخص عیسائیت کے عقیدہ ابنیت کے باطل کرنے کے لئے مبعوث ہوا ہے اس کی نسبت یہ وہم بھی کس طرح ہو سکتا ہے کہ وہ خود اللہ تعالیٰ کا بیٹا بنتا ہے ۔ اس کے علاوہ آپ نے صریح طور سے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بیٹا کوئی نہیں" جیسا کہ کشتی نوح میں اپنی جماعت کو تعلیم دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"پیروی کرنے کے لئے یہ باتیں ہیں کہ وہ یقین کریں کہ ان کا ایک قادر قیوم اور خالق کل خدا ہے ۔ جو اپنی صفات میں ازلی ابدی اور غیر متغیر ہے نہ وہ کسی کا بیٹا ہے نہ کوئی اسکا بیٹا ہے"

پس الہام مذکورہ سے خدا کا بیٹا بننے کا دعوےٰ نکالنا حضرت مسیح موعود کے صریح اعتقادات کے خلاف اور آپ پر ظلم و افترا ہے ۔

اور اگر یہ وہم پیدا ہو کہ الہام کی عبارت سے یہی پایا جاتا ہے تو یہ بھی غلط ہے ۔ اصول یہ ہے کہ جو شخص صریح طور سے ایک بات کا قائل ہو اس کی محتمل عبارات سے اس قسم کا مطلب نکالنا جائز نہیں جو اس کی صراحت کے خلاف ہو ۔ کیونکہ صریح عقیدہ محکمات میں سے ہوتا ہے اور محتمل عبارات متشابہات میں سے ہوتی ہیں اور متشابہات سے ایسے معنی لینا جائز نہیں جو محکمات کے خلاف ہوں ۔ جیسا کہ میں آیات قرآن شریف سے ابتدائی سطور مضمون ہذا میں ثابت کر آیا ہوں ۔ لہذا حضرت میرزا کے اس الہام سے عقیدہ ابنیت سمجھنا بے سمجھی کا کام ہے افسوس کہ مخالفین محکمات کو چھوڑ کر متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں ۔ یہ کیوں ؟ اس لئے فی قلوبھم زیغ فیتبعون ما تشابہ منہ ابتغاء الفتنۃ ۔

میں اپنے پہلے عریضہ میں ظاہر کر چکا ہوں کہ حضرت مولانا روم نے اولیاء اللہ کو اطفال حق لکھا ہے اس کا مقصد بھی اسی قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء اللہ سے ایسی ہی محبت کرتا ہے جس طرح باپ اپنے بیٹے سے ۔ اور یہی اس الہام کا مقصد ہے جو حضرت میرزا کو ہوا اور کا غلبہ ۔ میں اس کو بھونہ کسی قدر وضاحت کے ساتھ عرض کرتا ہوں واضح ہو کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے لئے ولد کا ہونا بروے حقیقت باطل ہے اسی طرح انسانی اعضاء کا بھی اللہ تعالےٰ کیلئے ہونا باطل ہے ، لیکن قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ کے لئے ید کا لفظ موجود ہے ید اللہ فوق ایدیھم (سورۃ الفتح) بل یداہ مبسوطتان ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے دونوں ہاتھ کھلے ہیں والسموات مطویات بیمینہ (الزمر) حدیث میں ہے کلتا یدیہ یمین ۔ یعنی اللہ تعالےٰ کے دونوں ہاتھ دائیں ہیں ۔ ید یعنی ہاتھ کی جو حقیقت ہے اسکو ساری دنیا جانتی ہے اگر حقیقت کی رو سے ید کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف لی جاوے تو اللہ تعالیٰ کا جسم ثابت ہوتا ہے اور یہ باطل ہے لازماً ید سے دوسرے معنی لئے جائیں گے یعنی مجازی معنی ۔ اور ان ہی معنوں سے [illegible] صحیح ہوگی ۔ حالانکہ حقیقی

معنوں کی رو سے پسل کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف صحیح نہیں۔ اسی طرح گو ولد یا ابن کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف حقیقی معنوں کی رو سے ناجائز ہے مگر مجازی معنوں کی رو سے درست ہے۔ خود ابن کی نسبت قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ کی طرف موجود ہے۔ اور اس استعمال کو مجازی معنی کی رو سے قرآن کریم نے درست تسلیم کیا ہے۔ سورہ المائدہ میں یہ الفاظ ہیں:۔

وقالت الیھود والنصارٰی نحن ابناء اللہ واحباءہ اور یہود اور نصاریٰ نے کہا کہ ہم اللہ تعالےٰ کے بیٹے اور اس کے پیارے یا دوست ہیں مفسرین نے ابناء اللہ کو مجازی معنوں کی رو سے درست اور صحیح تسلیم کیا ہے۔ تفسیر مدارک التنزیل میں ہے:۔

۱۔ ای اعزۃ علیہ کالابن علی اب

۲۔ او اشیاع النبی اللہ عزیز ومسیح۔

۳۔ او نحن ابناء رسل اللہ دعی

۱۔ ہم خدا کے عزیز ہیں جیسا بیٹا باپ کا عزیز ہوتا ہے۔

۲۔ یا ہم اللہ تعالےٰ کے دو بیٹوں کے طریق پر چلنے والے ہیں

۳۔ یا ہم اللہ تعالےٰ کے رسولوں کے بیٹے ہیں

اور تفسیر بیضاوی میں مدارک التنزیل کی تاویلوں کے علاوہ ایک اور توجیہ لکھی ہے:۔ اولمقربون عندہ کتقریب الاولاد عن والدھم - یعنی یا ابناء اللہ کے یہ معنی ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرب ہیں جیسے اولاد کی قرابت اپنے والد سے ہوتی ہے۔ اور تفسیر جلالین میں ہے اے کالابناء فی القرب والمنزلۃ وھو کابینا فی الشفقۃ والرحمۃ اور تفسیر کبیر میں اس کی مزید تشریح اس طرح سے ہے:۔

ان لفظ الابن کما یطلق علی ابن الصلب فقد یطلق علی من یتخذ ابنا واتخاذہ ابنا تخصیصہ بمزید الشفقۃ والمحبۃ فالقوم لما ادعوا ان عنایۃ اللہ اشد واکمل عنایتہ بکل ماسواھم فعبروا عن دعواھم انھم ابناء اللہ - یعنی ابن کا لفظ جس طرح اصلی بیٹے پر اطلاق پاتا ہے اسی طرح اس پر عاید ہوتا ہے جو بیٹا بنایا جائے اور کسی کو بیٹا اس طرح سے بنایا جاتا ہے کہ اسکو خاص شفقت و محبت سے مختص کرتا ہے۔ یہود و نصاریٰ نے دعوےٰ کیا کہ اللہ تعالےٰ کا فضل و عنایت ان کے ساتھ اوروں کی نسبت زیادہ ہے اور کامل ہے۔ تو اللہ تعالےٰ نے ان کا دعویٰ ان الفاظ سے ذکر کیا کہ وہ "ابناء اللہ ہیں"۔

امام رازی نے تفسیر کبیر میں عبارت مرقومہ بالا سے پہلے ایک اعتراض نقل کیا ہے کہ یہود اور نصاریٰ تو اپنے آپ کو ابناء اللہ نہیں کہتے تھے تو قرآن کریم میں ان کی طرف کس طرح منسوب کیا گیا کہ وہ کہتے ہیں کہ "ابناء اللہ" ہیں۔ مندرجہ بالا عبارت میں اس کا جواب دیا ہے کہ ابن کا لفظ صلبی اور نسبی بیٹے پر بھی بولا جاتا ہے اور جو بیٹے کی طرح سمجھا جائے اس پر بھی یہ لفظ اطلاق پاتا ہے اور بیٹے کی طرح سمجھنے کے یہ معنی ہیں کہ خصوصیت کے ساتھ زیادہ محبت اور شفقت ہو۔ اور یہود و نصاریٰ نے یہ دعوےٰ کیا تھا کہ اللہ تعالےٰ کا فضل و احسان ان پر اوروں سے بہت زیادہ ہے اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ان کے دعوےٰ کمال محبت کو اور عنایت کو ابناء اللہ سے تعبیر کیا یعنی انھوں نے خود ابناء اللہ کا دعوےٰ نہیں کیا تھا دعوےٰ ان کا صرف یہ تھا کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و احسانات ان پر اور لوگوں کی نسبت بہت زیادہ ہیں اللہ تعالےٰ نے خود ان کے دعوے کا خلاصہ اور نچوڑ ان الفاظ میں بیان کیا کہ ان کا دعوےٰ "ابناء اللہ" ہونے کا تھا گویا کمال محبت اور فضل الٰہی کو اللہ تعالےٰ نے خود "ابناء اللہ" سے تعبیر کیا —— پس ثابت ہوا کہ ابن یا ابناء کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف مجازی معنوں کی رو سے اللہ تعالےٰ نے خود ہی جائز ٹھہرائی ہے پس جس بات کو خود اللہ تعالےٰ جائز ٹھہرائے کون مسلمان ہے جو اس کو ناجائز قرار دے۔ پس جب یہ نسبت جائز ہے تو الہام انت منی بمنزلۃ اولادی پر کوئی اعتراض وارد نہیں ہو سکتا:۔

فروغ ایمان

{از محمد اعظم صاحب علوی}

(۱) ہمیں یارو فروغ نورِ ایماں کی ضرورت ہے
دلوں میں نورِ وحدت نورِ ایقاں کی ضرورت ہے
ہمیں عشقِ محمد عشقِ قرآں کی ضرورت ہے
ضرورت ہے وفائے عہدِ پیماں کی ضرورت ہے

ہمیں یارو فروغ نورِ ایماں کی ضرورت ہے

(۲) ضرورت ہے کہ ہم قرآن کی تفسیر ہو جائیں
مسیح وقت کے ہر خواب کی تعبیر ہو جائیں
ہماری کوششیں اسلام کی تقدیر ہو جائیں
ہمیں ایسے یقین اور ایسے ایماں کی ضرورت ہے

ہمیں یارو فروغ نورِ ایماں کی ضرورت ہے

(۳) سفر ہو یا حضر ہو، رنج ہو، غم ہو، مصیبت ہو
ہمارا اولیں مقصد فقط دیں کی اشاعت ہو
شعار اپنا محبت ہو چلن اپنا صداقت ہو
عزیزو ہم کو عشقِ ربِ رحماں کی ضرورت ہے

ہمیں یارو فروغ نورِ ایماں کی ضرورت ہے

(۴) ضرورت ہے کہ دل میں جوش ہو ایمان پیدا ہو
خدا کے دیں کی خدمت کے لئے ہیجان پیدا ہو
ہمارے ہر عمل میں پھر نئی اک شان پیدا ہو
ہمیں ذوقِ عمل کی ترکِ عصیاں کی ضرورت ہے

ہمیں یارو فروغ نورِ ایماں کی ضرورت ہے

(۵) بہاریں لے کے آیا ہے مسیحا گلستاں والو
خدا کی رحمتیں ہیں ساتھ اسکے آسماں والو
ثریا سے وہ ایماں لیکے آیا ہے جہاں والو
مگر ذوقِ نظر اور نورِ عرفاں کی ضرورت ہے

ہمیں یارو فروغ نورِ ایماں کی ضرورت ہے

عیسویت کا آخری سہارا

اس نام کی ایک کتاب حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب ایم اے - امیر جماعت احمدیہ لاہور کی تصنیف بہت عرصہ ہوا شائع ہوئی تھی جس میں وفات مسیح ناصری کا ثبوت قرآن و حدیث سے دیکر نزول مسیح ابن مریم کے مسئلہ کو بھی حل کیا گیا تھا یہ کتاب اب کہیں نہیں ملتی - دوبارہ چھپوانے کا ارادہ انجمن کا ہوا ہے لیکن بعض احباب بہت جلد چاہتے ہیں لہٰذا اگر کسی صاحب کے پاس موجود ہو تو وہ جس قیمت پر دینا چاہیں دفتر جائنٹ سیکرٹری میں بھیجدیں ان کو قیمت مطلوبہ دی جاوے گی

عزیز بخش۔ جائنٹ سیکرٹری

نتیجہ امتحان دینیات

سہ ماہی سوم کے امتحان دینیات مضمون حدیث شریف میں جناب ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب گھوڑا گلی مری نے شامل ہو کر اعلےٰ درجہ پر کامیابی حاصل کی یعنی ۱۰۰ میں سے ۸۸ نمبر حاصل کئے ممتحن صاحب کا ریمارک ہے "ڈاکٹر صاحب نے جس قابلیت کے ساتھ بخاری شریف کے پرچے کو حل کیا ہے وہ قابل صد آفرین ہے"

عزیز بخش مہتمم امتحان دینیات

عازمانِ حج کی مشکلات

حکومت کا خیال تھا کہ اس دفعہ چونکہ حج کے مصارف بہت زیادہ ہو گئے ہیں اسلئے ہندوستان کے عازمان حج کی تعداد بہت کم رہے گی لیکن یہ خیال غلط نکلا اور خاصی تعداد بندرگاہ کراچی پر جمع ہوگئی لیکن کراچی کی مختلف اطلاعات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سرکاری دفتر حج کی بدانتظامیوں سے حالات بے حد افسوسناک ہو رہے ہیں کہا جاتا ہے کہ بعض بڑے بڑے تاجروں نے اپنا مال حجاز بھیجنے کی خاطر جائز و ناجائز طریقوں سے حاجیوں کے جہازوں کافی جگہ حاصل کر لی جس سے صدہا عازمین حج سفر سے محروم ہو گئے اور وہ سینکڑوں کی تعداد میں اس وقت بھی کراچی میں پڑے ہیں بظاہر کوئی امید نہیں کہ ان کے لئے سفر حج کا انتظام ہو سکے جو لوگ ہندوستان کے دور دراز مقامات سے حج کی نیت کر کے کراچی پہنچے تھے اور کئی ہفتے سے حاجی کیمپ میں پڑے ہوئے ہیں ان کی تکلیف زیرباری اور روحانی اذیت کا اندازہ آسانی سے کیا جا سکتا ہے۔

حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

یقیناً مدار صدق مہدی زمان ہیں

از محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

حقیقت پر پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش ۱۸ اکتوبر کے پیغام صلح میں ایک نظم از محترم مرتضےٰ خان صاحب کی شائع ہوئی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے وجود کو اپنے صدق کا مدار قرار دیا ہے محترمی خانصاحب نے جو کچھ لکھا وہ بالکل درست اور واقع کے عین مطابق تھا چنانچہ حضرت اقدسؑ کے اپنے الفاظ بھی یہی ہیں

"اگر آپ کو (مولوی محمد علی صاحب کو) طاعون ہو گئی ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعوےٰ الہام غلط ہے"

یہ الفاظ بتلا رہے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی صداقت اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے طاعون میں مبتلا ہو جانے کو اجتماع ضدین قرار دیا ہے یعنی حضور اس بات کو بالکل ناممکن یقین کرتے ہیں کہ حضورؑ بھی صادق ہوں اور پھر حضرت امیر پر طاعون بھی حملہ کر سکے اس نظم کے شائع ہونے پر ۲۵ اکتوبر کے الفضل میں ایک افتتاحیہ مقالہ لکھا گیا ہے جس میں اس حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے، اس مضمون میں دو باتیں بیان کی گئی ہیں۔ اول یہ کہ حضرت اقدس نے جو یہ فرمایا کہ اگر آپ کو طاعون ہو گئی ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں" اس [illegible] یہ نہیں تھا کہ مولوی محمد علی صاحب کی ذات میں کوئی خوبی تھی یا حضورؑ کے نزدیک آپ ایمان اور اخلاص کے ایسے مقام پر تھے کہ آپ کو طاعون نہ ہو سکتی تھی بلکہ حضور نے ایسا صرف اس لئے فرمایا کہ مولوی محمد علی صاحب حضورؑ کے گھر کے ایک حصہ میں رہتے تھے اور حضور کے گھر کے اندر رہنے والوں کی حفاظت کا وعدہ تھا چنانچہ الفضل حضرت اقدسؑ کے الفاظ "اگر آپ کو طاعون ہو گئی ہے تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعوےٰ الہام غلط ہے" نقل کر کے ان کا مفہوم یوں بیان کرتا ہے

"یعنی اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس گھر میں رہنے والوں کو طاعون سے محفوظ رکھے گا آپ اس گھر میں رہتے ہیں اس لئے اس گھر میں رہتے ہوئے آپ کو طاعون نہیں ہو سکتی اب نشان تو یہ تھا کہ اس گھر میں رہنے والوں کو اللہ تعالیٰ طاعون سے محفوظ رکھے گا نہ یہ کہ حضرت مسیح موعود کا مدار صدق اس بات پر بھی تھا کہ مولوی محمد علی صاحب کیا حضرت مسیح موعودؑ کے گھر کے ایک حصہ میں رہتے ہوئے اپنے متعلق یہ خیال کرنا کہ انہیں طاعون ہو سکتی ہے اس بات کی علامت ہے کہ آپ ایمان میں ضعیف اور سلسلہ قبول الہامات میں ...... کچے تھے"

نتائج بیان الفضل الفضل کی ان دو باتوں سے مندرجہ ذیل نتائج نکلتے ہیں :-

(۱) حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں جو بھی رہے اس کو طاعون نہیں ہو سکتی رہنے والے کی نیکی یا بدی کا اس میں دخل نہیں بلکہ مجرد حضورؑ کے گھر میں داخل ہو جانے سے ہی انسان طاعون سے محفوظ ہو جاتا ہے۔

(۲) نشان مولوی محمد علی کی ذات نہ تھی بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کا گھر تھا۔

(۳) اس گھر میں رہتے ہوئے کسی کو طاعون نہیں ہو سکتی۔

(۴) جو شخص اس گھر کے رہنے والے کے متعلق یہ خیال کرے کہ اسے طاعون ہو سکتی ہے یا ہو گئی ہے وہ ضعیف الایمان ہے اور سلسلہ قبول الہامات میں کچا ہے۔

میاں شریف احمد کو طاعون افسوس حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے بغض میں مضمون نویس نے جو کچھ [illegible] کیا ہے وہ حضرت اقدس کے الہامات اور حضورؑ کی تحریروں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صلحاء کے تجارب سے آنکھیں بند کر کے کیا ہے ان امور پر مفصل بحث تو انشاء اللہ بعد میں کی جائیگی [illegible] اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ کے ایک [illegible] کی [illegible] دشمنی کا نتیجہ بار بار ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت امیر کی ذات پر جو حملہ کیا جاتا ہے [illegible] نشانہ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ کا وجود باجود بن [illegible] جناب میاں صاحب جو سخت کلمات استعمال کر رہے ہیں جیسا کہ احباب کرام دیکھ چکے ہیں ان کی [illegible] حضرت اقدس پر جا پڑ رہی ہے آج کل جو [illegible] حضرت امیر کی ذات پر کھانے پینے [illegible] طرز رہائش وغیرہ کے متعلق الفرقان اور الفضل میں شائع ہو رہے ہیں اگر انہیں درست تسلیم کر لیا جائے تو وہ کئی صلحاء بلکہ انبیاء اور حضرت مسیح موعودؑ بلکہ جناب میاں صاحب کی ذات پر بھی وارد ہوتے ہیں لیکن حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی دشمنی میں اندھا دھند انہیں شائع کیا جا رہا ہے۔

مضمون زیر بحث میں بھی ضعیف الایمان اور سلسلہ قبول الہامات میں کچا ہونے کا جو طعن حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دیا گیا ہے اگر واقعات کی روشنی میں دیکھا جائے تو اس کا مورد بھی حضرت مسیح موعودؑ کی ذات ہی بنتی ہے چنانچہ ذیل میں میں حضورؑ کی دو تحریریں احباب کرام کے غور کے لئے پیش کرتا ہوں حضورؑ حقیقۃ الوحی صفحہ ۸۴، ۸۵ پر فرماتے ہیں :-

"اور پھر طاعون کے دنوں میں [illegible] [illegible] طاعون زور پر تھا میرا لڑکا شریف احمد بیمار ہوا اور ایک سخت تپ محرقہ کے رنگ میں چڑھا جس سے لڑکا بالکل بیہوش ہو گیا [illegible] بیہوشی میں دونوں ہاتھ مارتا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ اگرچہ انسان کو موت سے گریز نہیں مگر اگر لڑکا ان دنوں میں جو طاعون کا زور ہے فوت ہو گیا تو تمام دشمن اس تپ کو طاعون ٹھہرائیں گے اور خدا تعالےٰ کی اس پاک وحی کی تکذیب کریں گے جو اس نے فرمایا ہے انی احافظ کل من فی الدار یعنی میں ہر ایک کو جو تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہے طاعون سے بچاؤں گا۔ اس خیال سے میرے دل پر وہ صدمہ وارد ہوا کہ میں بیان نہیں کر سکتا قریباً رات کے بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہو گئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اور ہی بلا ہے تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہو گیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آ جائیگا۔ اسی حالت میں میں نے وضو کیا اور نماز کے لئے کھڑا ہو گیا اور معاً کھڑا ہونے کے ساتھ ہی مجھے وہ حالت میسر آ گئی جو استجابت دعا کے لئے ایک کھلی [illegible] نشانی ہے اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ ابھی میں شاید تین رکعت پڑھ چکا تھا کہ میرے پر کشفی حالت طاری ہو گئی اور میں نے کشفی نظر سے دیکھا کہ لڑکا بالکل تندرست ہے تب وہ کشفی حالت جاتی رہی اور میں نے دیکھا کہ لڑکا ہوش کے ساتھ چارپائی پر بیٹھا ہے اور پانی مانگتا ہے اور میں چار رکعت پوری کر چکا تھا فی الفور اس کو پانی دیا اور بدن پر ہاتھ لگا کر دیکھا کہ تپ کا نام و نشان نہیں [illegible] اور بیہوشی بالکل دور ہو گئی تھی اور لڑکے کی حالت بالکل تندرستی کی تھی۔ مجھے اس خدا کی قدرت کے نظارے نے الٰہی طاقتوں اور دعا قبول ہونے پر ایک تازہ ایمان بخشا"

عبارت مندرجہ بالا کے الفاظ

"اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی تپ نہیں یہ اور ہی بلا ہے"

صاف بتلا رہے ہیں کہ حضرت اقدسؑ کو طاعون کا خوف پیدا ہو گیا تھا مضمون نویس صاحب خشیۃ اللہ کو مدنظر رکھ کر بتلائیں کہ کیا میاں شریف احمد حضورؑ کے اپنے جسمانی لڑکے نہ تھے اور کیا وہ حضورؑ کے اس گھر میں نہ رہتے تھے جس کے اندر رہنے والوں کے متعلق بقول مضمون نویس صاحب حفاظت کا وعدہ تھا جب یہ سب کچھ تھا تو پھر حضرت اقدسؑ کو کیوں طاعون کا خوف پیدا ہوا کیا مضمون نویس صاحب کے نزدیک حضرت اقدسؑ کو خود بھی اپنے الہام پر یقین نہ تھا کیا حضور نعوذ باللہ خود بھی ضعیف الایمان اور سلسلہ قبول الہامات میں کچے تھے کیا اپنے لڑکے میاں شریف احمد کے معاملہ میں وہ اس امر کو بھول گئے تھے کہ اس گھر [illegible] کوئی شخص طاعون میں مبتلا نہیں [illegible] مولوی محمد علی صاحب کے [illegible] ان کو یہ پتا نہیں تھا ..... [illegible] اس امتیاز کی کیا وجہ ہے سوچ کر جواب [illegible]

میر محمد اسحاق کو طاعون دوسری تحریر بھی ملاحظہ فرمائیں حضورؑ حقیقۃ الوحی از صفحہ ۳۲۷ تا صفحہ ۳۲۹ پر فرماتے ہیں :-

"اس کے بعد خدا تعالیٰ نے ایک اور خوشی کا نشان مجھے عطا فرمایا اور وہ یہ ہے کہ میں نے ان دنوں میں ایک دفعہ دعا کی تھی کہ کوئی تازہ نشان خدا تعالےٰ مجھے دکھا دے تب جیسا کہ ۳۰ اگست ۱۹۰۶ء کے اخبار بدر میں شائع ہو چکا ہے۔ یہ الہام مجھے ہوا آجکل کوئی نشان ظاہر ہوگا یعنی عنقریب کوئی نشان ظاہر ہونیوالا ہے چنانچہ وہ نشان اس طرح پر ظہور میں آیا کہ میں نے کئی دفعہ ایسی منذر خوابیں دیکھیں جن میں صریح طور پر یہ بتلایا گیا تھا کہ میر ناصر نواب جو میرے خسر ہیں ان کے عیال کے متعلق کوئی مصیبت آنے والی ہے چنانچہ ایک دفعہ میں نے دیکھا [illegible] ایک ران لٹکائی ہوئی دیکھی جو کسی کی موت پر دلالت کرتی تھی اور ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبد الحکیم خان اسسٹنٹ سرجن [illegible] چوبارہ کے پاس باہر کی طرف چوکھٹ کے ساتھ [illegible] کھڑا ہے جس میں میں رہتا ہوں تب کسی شخص نے مجھ کو کہا عبد الحکیم خان کو والدہ اسحاق نے گھر کے اندر بلا لیا ہے۔ (والدہ اسحاق میر ناصر نواب صاحب کی بیوی ہیں اور اسحاق ان کا لڑکا ہے) اور وہ مست ہمارے گھر میں ہی رہتے ہیں تب میں نے یہ بات سن کر جواب دیا کہ میں عبد الحکیم خان کو ہرگز اپنے گھر میں آنے نہ دوں گا۔ اس میں ہماری [illegible] ہے۔ تب وہ آنکھوں کے سامنے سے گم ہو گیا اندر داخل نہیں ہوا۔

یاد رہے کہ علم تعبیر میں معبرین نے یہ لکھا ہے جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ اگر کسی کے گھر میں دشمن داخل ہو جائے تو اس گھر میں کوئی مصیبت یا موت آتی ہے اور چونکہ آجکل عبد الحکیم سخت دشمن ہے [illegible] ہمارے زوال کا دن رات منتظر ہے اس لئے خدا تعالےٰ نے اسی کو خواب میں دکھلایا کہ گویا وہ ہمارے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے اور والدہ اسحاق یعنی میر ناصر نواب کی بیوی اس کو بلاتی ہیں اور بلانے کی تعبیر یہ تھی کہ ایسا شخص محض اپنے بعض دینی غفلتوں کی وجہ سے جن کا علم خدا تعالیٰ کو ہے مصیبت کو اپنے گھر میں بلاتا ہے یعنی اس کی موجودہ حالت اس بات کو چاہتی ہے کہ کوئی بلا نازل ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ انسان معاصی اور گناہوں سے خالی نہیں اور انسانی فطرت بجز خاص لوگوں کی لغزش سے محفوظ نہیں رہ سکتی اور وہ لغزش چاہتی ہے کہ کوئی تنبیہ نازل ہو اس میں تمام دنیا شریک ہے پس اس خواب کے یہی معنی تھے کہ ان کی کسی لغزش نے دشمن کو گھر میں بلانا چاہا مگر شفاعت نے روک لیا۔ میں نے خواب میں عبد الحکیم خاں

کو گھر کے اندر داخل ہونے سے روک دیا یعنی وہ فضل خدا تعالیٰ کا جو میرے شامل حال ہے اس نے دشمن کو شماتت کے موقعہ سے باز رکھا غرض تب اس قدر مجھے الہام ہوئے جن سے یقیناً میرے پر کھل گیا کہ میر صاحب کے عیال پر کوئی مصیبت درپیش ہے تو دعا میں لگ گیا اور وہ اتفاقاً مع اپنے بیٹے اسحاق اور اپنے گھر کے لوگوں کے لاہور جانیکو تھے میں نے ان کو یہ خوابیں سنا دیں اور لاہور جانے سے روک دیا، اور انھوں نے کہا کہ میں آپ کی اجازت کے بغیر ہرگز نہیں جاؤں گا جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز تپ چڑھ گیا اور گھبراہٹ شروع ہو گئی اور دونوں طرف بُن ران میں گلٹیاں نکل آئیں اور یقین ہو گیا کہ طاعون ہے کیونکہ اس ضلع کے بعض مواضع میں طاعون پھوٹ پڑی ہے تب معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا خوابوں کی تعبیر یہی تھی اور دل میں سخت غم پیدا ہوا اور میں نے میر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہدیا کہ میں تو دعا کرتا ہوں آپ توبہ و استغفار بہت کریں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے دشمن کو اپنے گھر میں بلایا ہے اور یہ کسی لغزش کی طرف اشارہ ہے اور اگرچہ میں جانتا تھا کہ موت فوت قدیم سے ایک قانون قدرت ہے۔ لیکن یہ خیال آیا کہ اگر خدانخواستہ ہمارے گھر میں کوئی طاعون سے مر گیا تو ہماری تکذیب میں ایک شور قیامت برپا ہو جائیگا اور پھر گو میں ہزار نشان بھی پیش کروں تب بھی اس اعتراض کے مقابل پر کچھ بھی اس کا اثر نہیں ہوگا۔ کیونکہ میں صدہا مرتبہ لکھ چکا ہوں اور شائع کر چکا ہوں اور ہزارہا لوگوں میں بیان کر چکا ہوں کہ ہمارے گھر کے تمام لوگ طاعون کی موت سے بچے رہیں گے، غرض اس وقت جو کچھ میرے دل کی حالت تھی میں بیان نہیں کر سکتا۔ میں فی الفور دعا میں مشغول ہو گیا اور بعد دعا کے عجیب نظارۂ قدرت دیکھا کہ دو تین گھنٹہ میں خوارق عادت کے طور پر اسحاق کا تپ اتر گیا اور گلٹیوں کا نام و نشان [illegible] اور وہ اٹھ کر بیٹھ گیا اور [illegible] اس قدر نیک پھرنا۔ چلنا کھیلنا دوڑنا شروع کر دیا گویا کبھی کوئی بیماری نہیں ہوئی تھی۔ یہی ہے احیائے موتیٰ۔ میں حلفاً کہتا ہوں کہ حضرت عیسٰی کے احیائے موتیٰ میں اس سے ایک ذرہ کچھ زیادہ نہ تھا اب لوگ جو چاہیں ان کے معجزات پر حاشیئے چڑھاویں۔ مگر حقیقت یہی تھی جو شخص حقیقی طور پر مر جاتا ہے اور اس دنیا سے گذر جاتا ہے اور ملک الموت اس کی روح کو قبض کر لیتا ہے وہ ہرگز واپس نہیں آتا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے فیمسک التی قضیٰ علیہا الموت۔"

اب مضمون نویس صاحب بتلائیں کہ کیا میر محمد اسحاق صاحب حضورؑ کے نسبتی بھائی نہ تھے اور کیا وہ حضورؑ کے گھر میں نہ رہتے تھے اگر آپ کے نزدیک حضور کے گھر میں رہتے ہوئے کسی کو طاعون نہیں ہو سکتی تو میر محمد اسحاق صاحب کو کیوں طاعون ہو گئی اور کیوں دشمن نے ان کے بخار کو طاعون سمجھا اور کیوں [illegible] جیسا کہ مولوی محمد علی صاحب کو کہا تھا "اگر آپ کو طاعون ہو گئی تو پھر میں جھوٹا ہوں اور میرا دعوے الہام غلط ہے"

خدارا غور فرمائیں کہ کیا حضرت اقدس کی یہ دونوں تحریریں صاف نہیں بتلا رہیں کہ جو کچھ آپ نے لکھا ہے وہ سب غلط اور خلاف واقعہ ہے حضور کے گھر میں رہتے ہوئے بھی طاعون ہو سکتی ہے اور اس گھر میں رہنے والے کے متعلق یہ خیال کرنا کہ اسے طاعون ہو سکتی ہے یا ہو گئی ہے ضعف ایمان یا سلسلہ قبول الہامات میں کچا ہونے کی ہرگز علامت نہیں میاں شریف احمد صاحب و میر محمد اسحاق صاحب کے متعلق وہ الفاظ استعمال نہ کرنا جو حضرت امیر کے متعلق حضور نے استعمال کئے کیا صاف نہیں بتلا رہے کہ حضرت امیر کو کوئی خاص امتیازی حیثیت حاصل ہے وہ امتیازی حیثیت کیا ہے وہ انشاءاللہ آیندہ قسط میں بتلائی جائے گی۔

والسلام علی من اتبع الہدےٰ

بقیہ مکتوب (از صفحہ ۴)

اپنے مضمون میں گھسیٹ لائے ہیں اور میری خاموشی کو اپنے اس غیر دانشمندانہ رویہ سے توڑ دیا ہے میں جماعت احمدیہ کا ایک نہایت ادنیٰ فرد ہوں نہ عالم نہ فاضل، کہاں جناب مصری صاحب کا علم و زہد اور کہاں میری بے مائگی اگر کوئی ایسا فقرہ مجھ جیسے انسان کی زبان سے نکل گیا ہوتا جب بھی جناب مصری صاحب کے نزول شان نہ ہو سکتا تھا، یہ تو خادم صاحب کو مضمون آرائی کا سودا تھا کہ انھوں نے جناب میاں صاحب کے خواب کے نو ماہ بعد نیا در فتنہ کھول دیا اور تعبیر کی ایک طولانی داستان شروع کر دی۔ سر دست خواب کے متعلق میں کچھ نہیں کہتا۔ [illegible] خواب کی [illegible] خادم صاحب کی خوش فہمیاں [illegible] ہوئی ہیں اور کبھی [illegible] میں تمہیں بیاں۔ والسلام۔

خاکسار۔ شیخ محمد عزیز۔ وکیل گجرات۔

عربوں کی جہازرانی کی داستان

بادیہ نشین کس طرح سمندروں کے مالک بن گئے

فتوحات اسلامیہ نے خلافت فاروقی میں سب سے زیادہ وسعت حاصل کی۔ ایران نے حضرت عمرؓ کے زمانہ میں سر جھکایا۔ مصر جو ایک ساحلی مقام تھا انہی کے زمانہ میں فتح ہوا۔ اور اسلامی فوجوں کا سیلاب شام و روم کے ساحل سے انہیں کے عہد خلافت میں ٹکرایا۔ اس بناء پر بحری حملہ کی ابتداء بھی انہیں کی خلافت میں ہوئی، چنانچہ سب سے پہلے ابن حضر رضی اللہ عنہ نے جو بحرین کے گورنر تھے فارس پر بحری حملہ کی تیاری کی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روم پر بحری حملہ کرنے کی پھر اجازت طلب کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صاف لکھدیا کہ "میں دریا میں مسلمانوں کو ضائع نہیں کر سکتا" مجھ کو ایک مسلمان کی جان روم کے تمام خزائن و دفائن سے زیادہ عزیز ہے کے بحری حملے کا جو انجام ہوا وہ تم کو معلوم ہے۔ امیر معاویہ نے اگرچہ حضرت عمر رضی اللہ کے حکم سے مجبوراً اس عزم کو فسخ کر دیا۔ تاہم ان کے دل سے بحری حملے کا شوق نہیں گیا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں انھوں نے پھر بحری حملہ کی اجازت چاہی اور انھوں نے سخت اصرار کے بعد اس شرط پر اجازت دیدی کہ کسی مسلمان کو اس پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ صرف وہ لوگ اس بحری جنگ میں شریک ہو سکتے ہیں جو خوشی اس کے لئے تیار ہوں۔

چنانچہ امیر معاویہ نے عبداللہ بن قیس عاسی کو امیر البحر مقرر کیا۔ اور وہ متعدد کامیاب بحری معرکوں سے مظفر و منصور واپس آئے۔ جس میں ایک جہاز بھی غرق نہیں ہوا۔

اس قلیل مدت میں مسلمانوں نے بحری جنگ میں اس قدر ترقی کر لی کہ جب سنہ ۳۴ھ میں قسطنطین بن مرقل نے ہزار جہازوں کے ساتھ اسکندریہ پر حملہ کیا تو عبداللہ بن ابی سرح نے دو جہازوں سے اس کا مقابلہ کیا اور اس کو سخت شکست دی۔ امیر معاویہ کے زمانہ میں اور بھی متعدد چھوٹے چھوٹے بحری حملے ہوئے لیکن ان کے عہد تک جہاز سازی کا کوئی کارخانہ قائم نہیں ہوا تھا۔ عبدالملک ابن مروان جب خلیفہ ہوا تو اس نے یہ کمی بھی پوری کر دی۔ اور اس کے حکم سے آلات بحریہ کے لئے ایک عظیم الشان کارخانہ قائم کیا گیا۔ جن کے ذریعہ متعدد بحری فتوحات حاصل ہوئیں۔

اس کے بعد اندلس اور افریقہ میں جنگی جہازوں نے نہایت ترقی حاصل کی۔ چنانچہ عبدالرحمٰن کے زمانہ میں صرف اندلس کا بیڑا دو سو جہازوں سے مرکب تھا اور افریقی بیڑے کی بھی یہی کیفیت تھی [illegible] کہ ہر جہاز پر ایک بحری سپہ سالار رہتا تھا۔ جو اسکو لڑاتا تھا۔ ساتھ ہی ایک کپتان ہوتا تھا جو جہاز کی رفتار اور لنگر اندازی وغیرہ کی نگرانی کرتا تھا۔ ان جہازوں کے لئے ایک خاص بندرگاہ تیار کیا گیا تھا۔ جہاں وہ لنگر انداز رہتے تھے۔ جب کوئی لڑائی پیش آتی یا کسی شاہی تقریب میں ان کی نمائش کا موقع آتا تھا تو بادشاہ اپنے سامنے تمام فوجوں کو ان پر سوار کراتا تھا اور ان سب پر ایک کمانڈر انچیف مقرر ہوتا تھا جو ان سب کی نگرانی کرتا تھا۔ ان جہازوں نے بحیرہ روم میں دفعتاً عیسائیوں کے بحری سطوت کا خاتمہ کر دیا۔ اور مسلمانوں نے انہی کے ذریعہ سے تمام مشہور جزیرے مثلاً میورقہ۔ منورقہ۔ یابسہ۔ سروانیہ۔ صقلیہ۔ قوصرہ۔ مالطہ۔ اقریطس اور قبرص وغیرہ فتح کئے یہاں تک کہ یورپ بھی ان کے حملوں سے محفوظ نہ رہ سکا۔ چنانچہ ابوالقاسم شیعی نے متعدد بار جنیوا پر بحری حملہ کیا اور کامیاب آیا۔

چھٹی صدی میں موحدین نے جب اندلس میں اپنی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ تو جنگی جہازوں کے ساتھ پہلے سے بھی زیادہ اعتناء کی۔ موحدین کے بیڑے کا امیر البحر ساحلی مقام کا رہنے والا ایک شخص احمد صقلی تھا جو فطرتاً اس خدمت جلیلہ کے لئے موزوں تھا۔ ساحل دریا سے نصاریٰ نے بچپن ہی میں اسکو گرفتار کر کے لے آئے تھے۔ اور اس نے انہی کے دامن میں پرورش پائی تھی۔ شاہ صقلیہ نے اس کو رہا کر دیا۔ اور اس کے مرنے کے بعد وہ مراکش چلا آیا۔ اور یوسف بن عبدالمومن نے اس کی نہایت عزت کی اور اس کو امیر البحر بنا دیا۔

موحدین کے زمانہ میں جنگی جہازوں نے اس قدر ترقی کی۔ کہ جب سلطان صلاح الدین نے بیت المقدس کو عیسائیوں سے واپس لینا چاہا، اور شام کے تمام ساحلی مقامات سے عیسائیوں کے جنگی جہاز حملے کے لئے بڑھے اور اسکندریہ کا بیڑا ان کا مقابلہ نہ کر سکا، تو سلطان صلاح الدین نے صرف موحدین کے جنگی جہازوں کو اپنی امیدوں کا نشیمن بنا لیا اور منصور سے بحری مدد طلب کی لیکن چونکہ خط میں اس کو امیر المومنین کے خطاب سے مخاطب نہیں کیا تھا۔ اس لئے اس نے مدد دینے سے انکار کر دیا۔

مصر پہ ۲۳۸ھ میں متوکل علی اللہ کی خلافت میں رومیوں نے دفعتاً بحری حملہ کر کے دمیاط پر قبضہ کر لیا۔ اور سینکڑوں مسلمانوں کو قتل اور ہزاروں بچوں اور عورتوں کو گرفتار کر کے لے گئے۔ اس واقعہ کے دردانگیز اثر نے اہل مصر کو بحریات کی طرف خاص طور پر متوجہ کر دیا۔ اور ایک مستقل بحری محکمہ جنگ قائم ہو گیا خلیفہ

کی فوج کی طرح بحری سپاہیوں کی بھی تنخواہیں مقرر کی گئیں اور عام طور پر تمام ملک نے فوجی تعلیم حاصل کرنی شروع کی۔

اس اتفاقی واقعہ نے چونکہ مسلمانوں کے دل میں کفار کے ساتھ جہاد کرنیکا تازہ جوش پیدا کر دیا تھا اسلئے جب بحریات کا نیا صیغہ قائم ہوا تو بحری سپاہیوں کی خاص وقعت قائم ہو گئی اور ہر شخص نے اپنے آپ کو انہیں کی جماعت میں بہ شوق داخل کرانا چاہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس صیغہ نے دفعتہً نہایت ترقی حاصل کی

(ماخوذ)

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود — ندائے فتح نمایاں بنام ما باشند

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر۔ ایس محمد آصف بی۔ اے — جائنٹ ایڈیٹر۔ شیخ محمد انعام الحق

جلد ۳۲ — لاہور۔ یوم چہارشنبہ۔ مؤرخہ ۵ ذی الحج ۱۳۶۳ھ۔ م۔ ۲۲ نومبر ۱۹۴۴ء — نمبر ۴۶

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضلِ خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را بروشد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزدِ ما کفر است و خسران و تباب

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲۔ کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳۔ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴۔ سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵۔ اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

جنگ اور ہتھیار

اللہ تعالیٰ نے حضرت امام وقت کے قلب پر روحانی جنگ کا انکشاف فرمایا

قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر کروانے سے حضرت صاحب کا حقیقی منشاء

یہ کام وہ لوگ کر سکتے ہیں جن کا خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا ہو چکا ہو

عیسائیوں سے قرآن مجید کے تراجم کروانا محض روپیہ کو برباد کرنا ہے۔

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور۔ مورخہ ۱۷ نومبر ۱۹۴۴ء

انا فتحنا لک فتحا مبینا۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک ویھدیک صراطا مستقیما و ینصرک اللہ نصرا عزیزا۔ (سورۃ الفتح)

جنگ اور موزوں ہتھیار میں نے یہ ذکر کیا تھا کہ فتح مبین کا لفظ لانا جس کا یہاں وعدہ کیا گیا ہے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مسلمانوں کو اس فتح کے حاصل کرنے کے لئے ایک جنگ کرنی ہوگی۔ ہر ایک جنگ ایسے ہتھیاروں سے ہو سکتی ہے جو اس کے لئے موزوں ہوں۔ جسمانی جنگیں کسی زمانے میں نیزہ، تلوار، اور تیر سے ہوتی تھیں اب اس زمانہ میں وہ چیزیں بیکار ہیں اور ان کی بجائے اور قسم کے ہتھیار نکل آئے ہیں شائد ترقی کرتے کرتے ایسا زمانہ آجائے کہ یہ چیزیں آئندہ زمانہ کے ہتھیاروں کے سامنے بیکار ہوں مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہر جنگ کے لئے اس کے موزوں حال ہتھیار ہونے چاہئیں۔

امام وقت اور روحانی جنگ کا احساس خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے امام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر یہ انکشاف فرمایا کہ وہ روحانی جنگ جو آخری زمانہ کے لئے مقدر تھی اس کا وقت آگیا ہے مگر یہ احساس آپ کے قلب مبارک تک ہی محدود نہیں رہا یہ اتنا زبردست احساس تھا کہ آپ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں کے دلوں میں بھی یہ احساس پیدا کر دیا اور اس جنگ کی اہمیت کا نقش ایسا گہرا ان کے دلوں پر کیا کہ آج خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ اس بات میں کامیاب ہیں اور اس قابل بھی ہیں کہ اس اثر کو اپنے پیچھے آنیوالوں کے دلوں پر بھی چھوڑیں جس خدا نے حضرت مرزا صاحب کے قلب پر یہ انکشاف فرمایا اس نے یہ بھی انکشاف فرمایا کہ اس جنگ میں تمہارا ہتھیار کیا ہوگا۔

یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کا خیال یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کا اور ان قوموں کو اسلام کے جوئے کے نیچے لانے کا خیال سب سے پہلے حضرت مسیح موعود کے دل میں ۱۸۹۱ء میں مسیح موعود کا دعوےٰ کرنے کے بعد پیدا ہوا۔ اس سے پیشتر بھی آپ میدان مذہب کے عظیم الشان پہلوان تھے۔ اسلام کے جس قسم کے مخالف اس ملک میں پیدا ہوئے آپ نے ان سب کا مقابلہ کیا عیسائیت کا سب سے پہلے اور ہندو مذہب اور اس کی شاخیں یعنی برہمو سماج کا اور آریہ سماج کا اس کے بعد۔ جب آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا تو اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یورپ اور امریکہ جو اس وقت تک مختلف پیرایوں میں اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور اسلام کو نابود کرنا چاہتے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ ان کے اندر تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی جائے اور ان قوموں کو اسلام کی غلامی میں داخل کیا جائے آپ نے اس تبلیغ کا رستہ بھی بتایا اور یہ بھی بتایا کہ کس ہتھیار سے یورپ اور امریکہ کو فتح کیا جا سکتا ہے۔

حضرت مسیح موعود کا منشاء آپ نے کھلے الفاظ میں فرمایا کہ ان لوگوں میں قرآن شریف کا ترجمہ اور تفسیر کر کے بھیجی جائے۔ اس میں آپ نے مقدم انگریزی زبان کو کیا اسلئے کہ انگریزی امریکہ اور یورپ میں بھی بولی اور سمجھی جاتی تھی اور اس کے علاوہ دنیا کے بڑے حصہ پر انگریزی زبان چھا گئی تھی مگر آپ کا منشاء یہ صاف نظر آتا ہے کہ کل یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام کی بنیاد رکھی جائے اور اس کا ذریعہ آپ نے قرآن کریم کو ہی بتایا ہے گویا قرآن شریف اس فتح کی چابی تھی جس کا وعدہ اس آیت میں ہے اور جس کا نقش آپ کے دل میں تھا کہ بالآخر اسلام ساری دنیا پر غالب آئیگا۔

مسیح موعود نے ہمیں زبردست حربہ دیا قرآن شریف کی اہمیت پر آپ نے بہت زور دیا ہے اور قرآن کریم کے متعلق جس قدر زبردست دعاوی آپ کے ہیں ان کی بنیاد خود قرآن مجید پر ہے آپ نے یہی بات ایک عیسائی کے سامنے میدان مناظرہ میں پیش کی کہ قرآن شریف دعوےٰ بھی خود کرتا ہے اور اس دعوے کی دلیل بھی خود دیتا ہے اور یہ مطالبہ کیا کہ اگر تمہاری کتاب قرآن کریم کی طرح ایک مکمل کتاب ہے تو تم بھی اپنے دعاوی اور دلائل کو اسی کتاب سے پیش کرو۔ یہ بات کہ قرآن کریم ہر صداقت کے لئے اور ہر باطل کے ابطال کے لئے دعوےٰ بھی کرتا ہے اور دلیل بھی دیتا ہے۔ ایک زبردست حربہ تھا جو آپ نے اپنے ساتھیوں کے ہاتھ میں دیا اور اس حربہ کو استعمال کر کے ہمیں وہ کامیابی حاصل ہوئی جس کی طرف مسلمانوں کا خیال بھی نہیں جا سکتا تھا یعنی یورپ اور امریکہ میں اسلام کو پیش کر کے ہماری جماعت نے وہ کامیابی حاصل کی کہ جس کا صحیح اندازہ آج نہیں مگر کل تاریخ نویس ضرور کریں گے۔ اس گر پر عمل کر کے جو امام وقت نے اس کے ہاتھ میں دیا اس جماعت کو بہت کامیابی حاصل ہوئی۔

ایک عجیب بات قرآن مجید کے تراجم مغربی زبانوں میں موجود تھے وہ کونسی یورپ کی زبان ہوگی جس میں قرآن کریم کا ترجمہ نہ ہوا انگریزی زبان میں تین چار ترجمے موجود تھے جو عیسائیوں نے کئے ہوئے تھے لیکن یہ ایک عجیب بات نظر آتی ہے کہ جہاں حضرت صاحب نے یہ بنیاد رکھی وہاں یہ بھی فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ انگریزی میں ایک تفسیر کر کے ان لوگوں میں بھیجی جائے لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ یہ میرا کام ہے مجھ سے ہوگا یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔

اس ارشاد سے حضرت صاحب کا اصل منشاء اب بظاہر یہ سمجھ نہیں آتا کہ ترجمے تو موجود تھے کیا منشاء تھا حضرت صاحب کا اس سے کہ یہ کام میرا ہے مجھ سے ہوگا یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے۔ کیا اس کا یہ مطلب ہے کہ کوئی اور شخص ترجمہ کر نہیں سکے گا۔ یہ مطلب ہو نہیں سکتا کیونکہ ترجمے تو موجود تھے سمجھنے کے قابل یہ بات ہے کہ حضرت صاحب جو غرض اپنی بیان کرتے ہیں وہ ہے اسلام کو دنیا میں غالب کرنا اور اس کا پھیلانا۔ آپ کی اصل غرض قرآن کے ذریعہ سے دنیا کو فتح کرنے کی تھی اور یہ غرض تبھی پوری ہو سکتی تھی کہ یہ کام آپ خود کریں یا آپ کے پیرو کریں لیکن اس میں بھی غور طلب بات ہے کہ کیا اتنی بات تھی کہ عیسائیوں کے ترجموں میں بعض غلطیاں تھیں یا اتنی بات تھی کہ انھوں نے کسی جگہ قرآن کا مفہوم اس کے مضمون کے خلاف بیان کیا تھا تا کہ وہ اسلام پر حملہ کر سکیں میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بھی گہری بات تھی جس کی طرف حضرت صاحب نے اشارہ فرمایا ہے اور وہ یہ تھی کہ ہر تصنیف اور اس کے مصنف میں گہرا تعلق ہوتا ہے جس قسم کا مصنف ہوگا اس کے دل کا اثر اس کی تصنیف پر ہوتا ہے تو حضرت صاحب کا منشاء یہ نظر آتا ہے کہ لوگوں نے ترجمے ضرور کئے ہیں لیکن قرآن مجید کا وہی ترجمہ دنیا کے لئے ہدایت کا باعث بن سکتا ہے جس کے کرنیوالے کو خدا سے تعلق ہو اس کی بنیاد اس پر ہے لا یمسہ الا المطھرون قرآن مجید کا ترجمہ کرنے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس کا تعلق خدا تعالےٰ سے ہو اسلئے حضرت صاحب نے یہ فرمایا کہ یہ میرا کام ہے مجھ سے ہوگا یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے یعنی یہ ایک روحانی انسان کا کام ہے یہ کسی دنیا دار کا کام نہیں خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔

تصنیف پر مصنف کے قلب کا اثر قرآن مجید کو اپنے رنگ میں پہنچانا کہ وہ دنیا کے لئے ہدایت کا موجب بنے اور لوگوں پر اس کا اثر پڑے یہ کام انہی سے ہو سکتا ہے جن کا خدا تعالےٰ سے تعلق ہو جن کے اندر روحانیت ہو۔ ایک مضمون کو اگر دو آدمی لکھیں

ایک وہ شخص جس کی روحانیت کی آنکھیں ابھی نہیں کھلیں اور ایک وہ شخص جس کا تعلق خدا تعالےٰ سے ہے اور روحانی انوار اس کے قلب پر نازل ہو چکے ہیں دونوں میں نمایاں فرق ہوگا اور اس شخص کا مضمون دنیا پر اثر ڈالے گا اور دنیا کے لئے ہدایت کا موجب بنے گا جس کے اندر روحانیت موجود ہے اور جس کا خدا کے ساتھ تعلق موجود ہے۔

ایک احمدی کی امتیازی خصوصیتیں تو یہ دو باتیں ہیں ایک احمدی کو دوسرے مترجموں سے ممیز کرتی ہیں ایک یہ کہ اس کا ایمان ہے کہ قرآن کریم میں ہر صداقت کے لئے دعاوی بھی موجود ہیں اور ان کے دلائل بھی اور دوسرے یہ کہ اس کا قلب انوار روحانی سے منور ہے۔

بعض لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے ان لوگوں نے ٹھوکر کھائی ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ عربی کا علم ہو کچھ دوسری زبان آتا ہو وہ ترجمہ کر سکتا ہے یہ ٹھیک ہے اگر یہ معمولی کتاب ہو تو بیشک ایک اچھا انگریزی دان اور عربی دان نہایت اچھا ترجمہ کر سکتا ہے لیکن قرآن مجید کے ترجمہ کرنے کا اہل وہی شخص ہے جس کا خدا کے ساتھ تعلق ہو جس کی روحانی آنکھیں کھل چکی ہوں اور جس کے دل میں اسلام کے لئے درد اور تڑپ ہو اس لئے حضرت صاحب نے فرمایا کہ یہ میرا کام ہے اور مجھ سے ہوگا یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں داخل ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہ ہو سکے گا۔

قرآن مجید کے تراجم کیلئے زبردست ایمان کی ضرورت ہے میں اتنی بات واضح کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے حضرت صاحب کی تعلیم پر عمل پیرا ہو کر قرآن کو دنیا میں پہنچا کر قرآن کے ذریعہ سے اسلام کو غالب کرو ہم نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے لیکن یاد رکھئے جب تک ہماری روحانی آنکھیں نہیں کھلتیں جب تک ہمارا خدا تعالےٰ پر ایسا ایمان پیدا نہیں ہوتا جیسا کہ صحابہ رضؓ کے اندر تھا اس وقت تک ہم قرآن مجید کے تراجم کو دنیا کے لئے ہدایت کا سرچشمہ نہیں بنا سکتے۔ بیشک قرآن مجید خدا کا کلام ہے لیکن اس کلام کا پہنچانے والا جب وہ شخص ہوگا جس کی روحانی آنکھیں کھل چکی ہوں تو اس کا اثر اور ہوگا وہی دنیا کی آنکھیں کھول سکے گا۔ اب جب آپ نے قرآن مجید کے تراجم کا کام شروع کیا ہے اس کا یہ منشاء نہیں ہے کہ کچھ روپیہ جمع کریں اور یورپ کے اندر انہی لوگوں سے ترجمے کرائیں آج ایسے زباندان مل سکتے ہیں جو عربی جانتے ہوں اور کچھ دوسری زبانیں بھی جانتے ہوں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی کو پیسے دے کر یہ کام کرا لیں لیکن میں آپ پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ حضرت صاحب کا ہرگز یہ منشاء نہیں تھا۔ حضرت صاحب کا یہ منشاء ہے کہ [illegible] لوگ خود قرآن مجید کے تراجم کریں جن کی روحانی آنکھیں کھل چکی ہوں۔

حضرت صاحب چاہتے تو کسی انگریز سے ترجمہ کرا سکتے تھے اگر یہ روپیہ جمع کر کے کسی انگریز سے ترجمہ کرانے کا کام ہوتا تو سب سے پہلے حضرت صاحب خود یہ کام کرا لیتے۔ آپ کے دل میں تڑپ بھی موجود تھی اور بڑی زبردست تڑپ تھی کہ قرآن کریم کو دنیا میں پہنچائیں آپ روپیہ بھی جمع کر سکتے تھے کسی انگریز یا انگریزی دان سے یہ کام بھی کرا سکتے تھے مگر حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ میرا کام ہے مجھ سے ہوگا یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے غیر زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کرنا یہ حضرت مسیح موعود کا ارشاد ہے لیکن یہ کام انہی لوگوں سے ہوگا اور انہی لوگوں کا کام دنیا میں اثر پیدا کرے گا اور دنیا کے لئے ہدایت کا موجب بنے گا جن کا خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا ہو چکا ہو۔

ترجمہ کیلئے روحانیت کی ضرورت ہے اب وہ لوگ جو احمدی کہلاتے ہیں وہ خود سوچ لیں کہ اس غرض کے لئے انہیں کہاں کہاں پہنچنا ہے میں تو مدت سے کہہ رہا ہوں کہ ہمارے نوجوان دوسری زبانیں سیکھیں تاکہ ان زبانوں میں قرآن مجید کو پہنچانے کے اہل بنیں میں ہر ایک احمدی نوجوان کو کہتا ہوں جس کے دل میں یہ امنگ پیدا ہوتی ہے کہ وہ دوسری زبانوں سے واقفیت بھی ضروری ہے لیکن خدا تعالےٰ سے تعلق اور روحانیت کا ہونا اس سے بھی زیادہ ضروری ہے زبان اگر بہت اچھی نہ آتی ہو تو حرج نہیں لیکن اگر دل خدا پر ایمان سے بھرپور نہیں تو وہ ترجمہ دنیا کے لئے مفید نہ ہوگا دوسروں پر اثر تبھی ہوگا جب ترجمہ کرنے والے کے دل میں صحیح تڑپ ہو

دوسروں سے ترجمہ کروانے سے کچھ حاصل نہیں خدا تعالےٰ کے فضل سے ہمارے پاس اتنا روپیہ موجود ہے کہ اگر ہم دس آدمی بٹھا لیں تو ہم دس زبانوں میں جلدی جلدی ترجمہ کر سکتے ہیں لیکن حضرت صاحب کی یہ منشاء نہیں ہے یہ کام یوں نہیں ہوگا پوپین لوگوں کے ترجمے پہلے بھی موجود ہیں انہی لوگوں سے اور تراجم کرا کے روپیہ برباد کرنے کی ضرورت نہیں خوب یاد رکھو کہ یہ کٹھن منزل ہے۔ اس کام کے لئے ضروری ہے کہ دنیا کے خیالات دب جائیں اور خدا تعالےٰ کی ہستی پر زبردست ایمان پیدا ہو جائے پھر دنیا کی مختلف زبانوں سے واقفیت ہو اور پھر تم یہ کام کرو ورنہ یوں ترجمے کرنے سے کچھ حاصل نہیں۔

یہ بڑا سخت مجاہدہ ہے پھر یہ خیال کرنا کہ پانچ چھ مہینوں میں ترجمے کر دیں گے ایک اور باطل خیال ہے یہ تو ایسی مثال ہے کہ ایک شخص سوتا سوتا اٹھے اور پھر گھبرایا ہوا کہ اس نے کتنا وقت ضائع کر دیا بغیر سوچے سمجھے کام کو [illegible] ڈالے نہیں یہ کوئی گھوڑ دوڑ ہے کہ ہم آگے نکل جائیں اور ہمارا نام دنیا میں ہو جائے۔ یہ بڑا سخت مجاہدہ ہے جس کے اندر ہم میں سے ہر ایک کو داخل ہونا چاہیئے۔ وہ مجاہدہ کیا ہے؟ اگر ہم میں سے ایک شخص آج زبان سیکھنا شروع کر دے تو دو تین سال میں وہ ایسی واقفیت پیدا کر سکے گا کہ وہ ترجمہ کر سکے اور پھر قرآن مجید پر ریسرچ ایک حد تک موجود ہے جو اس کام کے لئے بہت حد تک معاون ہو سکتی ہے لیکن جو شخص آج اس کام کو شروع کرے گا اس کیلئے دو تین سال بکار ہیں اس عرصہ میں وہ زبان کو سیکھے اور قرآن کو سیکھے۔

باوجود زبان کے جاننے کے یہ مشکل کام ہے میں اس بات کا قائل نہیں ہوں کہ صرف زبان آ جائے تو ترجمہ ہو جاتا ہے میں نے خود قرآن مجید کا ترجمہ دو زبانوں میں کیا ہے لیکن میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ باوجود زبان کے جاننے کے یہ ایک سخت مشکل کام ہے یہ ایک مجاہدہ ہے جس کیلئے اگر ایک طرف محنت شاقہ کی ضرورت ہے تو دوسری طرف خدا تعالیٰ سے ایک تعلق کی بھی ضرورت ہے۔

دوستوں کا مشورہ بہت دوستوں نے مجھے کہا ہے کہ دیکھ کر اور سوچ سمجھ کر اس کام پر آدمی لگاؤ اور پھر ان کے کام کی خوب نگرانی کرو۔ اور وہ حق بجانب ہیں سو یہ خیال نہ کرو کہ چھ مہینے میں یہ کام ہو جائیگا یا ایک سال میں ہو جائے گا۔ کام کرنیوالوں کی تیاری پر بھی ایک عرصہ لگے گا۔ وہ دوسری زبان بھی جانتے ہوں، عربی زبان بھی جانتے ہوں نیکی اور تقوےٰ کی صفات سے بھی متصف ہوں۔ تب یہ تراجم کا کام اس قابل ہوگا کہ دنیا کے لئے ہدایت کا موجب بنے لیکن اگر یہ کام پیسے دے کر کسی عیسائی سے کروائیں تو یہ وہ غرض نہیں جو حضرت صاحب کے مدنظر تھی یہ محض روپیہ برباد کرنا ہے ہمیں خود اپنے آپ کو اس کام کا اہل بنانا چاہیئے ہم میں سے ایسے لوگ پیدا ہونے چاہئیں جو اس کام کو کریں اور ان کا کام دنیا کے لئے ہدایت کا موجب بن جائے۔

دستکاری فنڈ

اپنی احمدی بہنوں سے اپیل

از محترمہ بیگم صاحبہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

جس طرح دنیا کے مختلف محکموں اور اداروں میں سالانہ معائنے اور امتحانات ہوتے ہیں اسی طرح حضرت مسیح موعود نے احمدی جماعت کے لئے جو ایک خالص دینی ادارہ ہے ایک سالانہ امتحان مقرر فرمایا جس کو ہم سالانہ جلسہ کے نام سے جانتے ہیں سال بھر کی جد و جہد کے بعد یہ تین دن ملتے ہیں کہ ہم جمع ہو کر پچھلے کاموں پر نظر ڈالیں آئندہ کے لئے لائحہ عمل سوچیں اور بزرگان دین کے نصائح و قیمتی مشوروں کی روشنی میں قدم آگے بڑھائیں اسلام نے عورتوں کو کسی معاملے میں پیچھے نہیں رکھا اور احمدی جماعت کی خواتین بھی اپنے مردوں کے دوش بدوش خدمت دین میں حصہ لیتی ہیں۔ اور یہی ایک زندہ قوم کی نشانی ہے کہ اس کے مرد عورت اور بچہ بچہ میں ایک ہی روح جاری و ساری ہو۔

دستکاری فنڈ سے آپ سب بخوبی واقف ہیں ہمارے سالانہ جلسے کے ملاحقہ یہ مختصر سی نمائش ان خواتین کے مذہبی عشق کو ظاہر کرتی ہے جو سال بھر کے طول و طویل عرصے میں سے چند لمحے خدا کے دین کے لئے نکال کر اپنے ہاتھوں کوئی چیز تیار کرتی ہیں۔ اس وقت ان کے دل میں یہ خیال موجزن ہوتا ہے کہ اس وقت وہ دنیاوی تعلق یا نام نمود کے لئے نہیں بلکہ خالصتہً للہ یہ کام کر رہی ہیں اور اس کا اجر اس بارگاہ سے ملے گا جو دل کی گہرائیوں سے واقف ہے اپنی سب معزز بہنوں سے التماس ہے کہ ایک بار پھر وہ دکھا دیں کہ ان کے دلوں میں خدمت اسلام کے لئے کس قدر شوق و تڑپ ہے۔ یہ سالانہ امتحان ہے اس میں اعلیٰ سے اعلیٰ کامیابی حاصل کرنیکی خواہش ہر احمدی عورت اور لڑکی کے دل میں ہونی ضروری ہے آج کل جنگ کی وجہ سے یقیناً مشکلات بڑھ گئی ہیں اچھی اور موزوں اشیاء ملنی مشکل ہو رہی ہیں تاہم سب کام ہو ہی رہے ہیں۔ جس طرح ہم اپنے دنیاوی معاملات میں فکر اور تگ و دو سے کام نکال لیتے ہیں اس طرح اس دینی کام میں بھی کوئی مشکل آڑے نہیں آنی چاہیئے۔ اس بات کا خاص طور پر خیال رکھئے کہ موزوں و کارآمد چیزیں بنائی جائیں۔ اور کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ کم لاگت اور اپنی دستکاری سے عمدہ چیز تیار ہو جائے آجکل دوپٹوں کے لئے اچھی ململ نایاب ہے۔ اگر کسی بہن کو کہیں سے عمدہ ململ دستیاب ہو جائے تو وہ دوپٹے کڑھوا کر بھیج سکتی ہیں۔ عموماً بڑے شہروں کی نسبت چھوٹے شہروں میں بعض چیزیں اچھی مل جاتی ہیں۔ اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ اپنے شہر کی کسی سہولت سے فائدہ اٹھایا جائے بعض بڑے شہروں میں آفیسرز شاپ۔ وہاں سے کنٹرول قیمت پر اشیاء خرید کر دستکاری کے لئے استعمال کیجئے۔ اونی گرم پارچات بہت احتیاط سے تیار کیجئے کہ آج کل اون بہت گراں ہے صفائی اور موزونیت سے قیمت یا معاوضہ اچھا مل جاتا ہے۔

کڑھے ہوئے دوپٹے۔ ٹیبل کلاتھ۔ غلاف تکئے (جن کا سائز بارہ اور آٹھ گرہ ہو) لیڈیز رومال۔ اور اون کے سویٹر اور بچوں کے سوٹ وغیرہ بہت مقبول ہوتے ہیں۔ ہر ایک شہر کی ایک بہن کو یہ ذمہ لینا چاہیئے کہ وہ اپنی جماعت کی خواتین سے دستکاری اکٹھی کر کے روانہ کریں اس کے لئے ان کو بار بار تحریک کرنیکی ضرورت ہوگی۔ اور پھر پندرہ دسمبر سے قبل وہ تمام اشیاء مرکز میں پہنچا دیں۔ مجھے امید ہے کہ اس دینی سپاہیوں کی جماعت میں سے چند بہنیں ضرور ایسی نکل آئیں گی جو یہ دینی فرض بجا لا کر عنداللہ ماجور ہوں گی۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

جناب میاں محمود احمد صاحب کے نزدیک

حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب کے فتویٰ کی حقیقت

از محترم جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری

جناب میاں صاحب اور انکے رفقاء حضرت مولانا کے فتویٰ کی روشنی میں کہاں ہیں؟

فرقان کے ٹائیٹل پیج پر جلی الفاظ میں حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ کا ایک فتویٰ مندرجہ ذیل الفاظ میں شائع کیا گیا ہے "ایک شخص نے دریافت کیا کہ جو احمدی کسی غیر احمدی کو اپنی لڑکی کا ناطہ دے اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا جو غیر احمدی کو لڑکی دے وہ احمدی ہی نہیں اس کے پیچھے نماز کیسی"۔ اس فتویٰ کو نقل کرنے کے بعد ایڈیٹر صاحب دریافت کرتے ہیں "اس فتویٰ کی روشنی میں غیر مبائعین کہاں ہیں؟"

"اس فتویٰ میں دو لفظ ہیں ایک احمدی دوسرا غیر احمدی ان دونوں لفظوں کا ایک تو اصلی اور صحیح مفہوم ہے جو حضرت اقدسؑ کی کتب میں بھی مستعمل ہوا ہوا ہے اور اس فتوے میں بھی اسی کو مدنظر رکھا گیا ہے جس کی رو سے ایڈیٹر صاحب کا مطلب ہرگز حاصل نہیں ہوسکتا۔ اور ایک وہ مفہوم ہے جو جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء کی ایجاد ہے پیشتر اس کے کہ میں ان لفظوں کا اصلی اور صحیح مفہوم بیان کروں جناب ایڈیٹر صاحب فرقان سے دو باتیں دریافت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

پہلی بات پہلی بات تو یہ ہے کہ ایڈیٹر صاحب فرقان کے نزدیک "احمدی اور مسلمان" دو مترادف الفاظ ہیں اسلئے فتویٰ کے الفاظ "وہ احمدی ہی نہیں" کے معنی ان کی لغت میں یہ ہوں گے کہ وہ مسلمان ہی نہیں اور ان کے نزدیک ... مسلمان نہ ہونا اور کافر ہونا یہ دونوں بھی مترادف ہیں پس جس شخص کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ مسلمان نہیں وہ ان کے نزدیک کافر ہوتا ہے پس جناب ایڈیٹر صاحب کی لغت کی رو سے فتویٰ کے الفاظ "جو غیر احمدی کو لڑکی دے وہ احمدی ہی نہیں" کے معنی یہ ہوں گے کہ جو غیر احمدی کو لڑکی دے وہ کافر ہے اور یہ ظاہر ہے کہ جو کافر ہوگا اس کا جنازہ بھی جائز نہیں ہوگا پس ایڈیٹر صاحب سب سے پہلے تو اس بات کی وضاحت کردیں کہ کیا ایسے احمدی کا جس نے اپنی لڑکی کا رشتہ کسی غیر احمدی سے کیا ہو جنازہ جائز سمجھتے ہیں یا نہیں جو شق بھی اختیار کریں اس کے متعلق دلیل شرعی بھی ذکر فرمائیں تا دنیا کو اچھی طرح پتہ لگ جائے کہ اس فتوےٰ کی روشنی میں آپ اور آپ کے ہمنوا کہاں ہیں۔

دوسری بات دوسری بات قابل دریافت یہ ہے کہ آپ کے پیر جناب میاں محمود احمد صاحب حضرت مولانا مولوی نورالدین صاحب رضؓ کو ولایت میں غیر احمدی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے متعلق دیا تھا اپنی کتاب آئینہ صداقت کے صفحہ ۸۹، ۹۰، ۹۱ پر یوں رقمطراز ہیں۔

"حضرت مسیح موعود کے صریح فتوے کے خلاف حضرت خلیفہ اول یا کوئی اور شخص فتوے دینے کا مجاز نہیں ہمارا ہادی اور رہنما مسیح موعود ہے۔ اس کے سوا کوئی ہو وہ بطور خود فتوے دینے کا مجاز نہیں۔ خلیفہ اول کون تھے۔ مرزا صاحب کے ایک مرید تھے اور ان کے ہاتھ پر بک چکے تھے جس طرح ہم سب غلام ہیں۔ وہ بھی ایک غلام تھے ان کو اس سے زیادہ کبھی کوئی دعوےٰ نہیں ہوا۔"

"اگر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے ان کو اجازت نماز دی۔ تو یہ کوئی فتوےٰ نہ تھا۔ بلکہ ایک شخصی فیصلہ تھا۔ باقی رہا یہ امر کہ میں نے اس کا انکار کردیا۔ یہ ایک بے ثبوت بات ہے جب فیصلہ ہی کوئی نہ تھا تو پھر اس کا رد کرنا کیسا اور جب ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعود کے فیصلہ کے مقابلہ میں کسی کا فیصلہ حجت نہیں۔ تو پھر رد کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اگر ایسا فتویٰ آپ دے بھی دیتے تو اس اصل کے ماتحت وہ اس قابل نہ ہوتا کہ اسے اپنے معتقدات میں شامل کرلیا جائے۔"

ایڈیٹر صاحب جناب میاں صاحب کی مندرجہ بالا عبارت کو سامنے رکھکر بتلائیں کہ جبکہ ان کے نزدیک جناب مولانا رضؓ کا فتوےٰ ایک شخصی فیصلہ سے زیادہ کوئی وقعت ہی نہیں رکھتا اور نہ ہی اسے معتقدات میں داخل کیا جاسکتا ہے۔ اور نہ ہی ان کا فیصلہ حضرت مسیح موعودؑ کے فیصلہ کے مقابلہ میں حجت ہے تو پھر آپ کس طرح حضرت مولانا مولوی نورالدینؓ کے فتوےٰ کو جماعت لاہور کے خلاف بطور حجت ملزمہ پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں جناب ایڈیٹر صاحب مجھے معاف فرمائیں اگر میں یہ عرض کروں کہ کیا تقویٰ اللہ اسی کا نام ہے کہ جس امر کو انسان خود اپنے لئے حجت نہ تسلیم کرے اسکو دوسروں کے لئے بطور حجت پیش کرے ہاں اگر آپ کے پاس حضرت مسیح موعودؑ کا ایسا کوئی فتوےٰ موجود ہے تو اسے پیش کریں حضرت مولانا کے فتویٰ کو جب آپ خود ہی لوئی ...

سلہ حضرت مسیح موعودؑ کی کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ غیر مبائع کا لفظ حضورؑ ان لوگوں کے لئے استعمال کیا کرتے تھے جنہوں نے حضورؑ کے ساتھ تعلق پیدا نہیں کیا تھا لیکن اب جناب میاں صاحب اور ان کے رفقاء نے حضورؑ کے اس استعمال کو چھوڑ کر حضرت اقدسؑ کے ان خدام کے حق میں اسے استعمال کرنا شروع کردیا ہے جنہوں نے جناب میاں صاحب کی بیعت نہیں کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جناب خواجہ نذیر احمد صاحب کے متعلق ہائیکورٹ کا فیصلہ

احباب سلسلہ روزناموں میں اس خبر کو پڑھ چکے ہونگے کہ مکرم خواجہ نذیر احمد صاحب اور ان کے ساتھیوں کے خلاف بڑے عرصہ سے جو مقدمہ چل رہا تھا اس میں ان کے خلاف کوئی الزام ثابت نہیں ہوسکا اور ہائیکورٹ کی ڈویژن بنچ نے خواجہ صاحب اور ان کے ساتھیوں کو بالکل بری کردیا۔ اور فاضل ججوں نے فیصلہ میں وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ جو الزامات مختلف مقدمات میں ان پر لگائے گئے ان کی تائید میں استغاثہ کوئی ایسا ثبوت پیش نہیں کرسکا کہ جس کی وجہ سے سپیشل مجسٹریٹ کی دی ہوئی سزاؤں کو برقرار رکھا جاسکے ہمیں انتہائی افسوس سے لکھنا پڑتا ہے کہ حکومت کو جن لوگوں نے مقدمہ چلانے کا مشورہ دیا انہوں نے حکومت کا لاکھوں روپیہ اس مقدمہ پر خرچ کروایا اور جناب خواجہ صاحب اور ان کے ساتھیوں کو خواہ مخواہ اتنا عرصہ پریشان کیا ——— انسان کو زندگی میں بعض دفعہ انتہائی مشکلات اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن ان مصائب میں انسان کی سیرت اور ایمان کا امتحان بھی ہوجاتا ہے خواجہ صاحب موصوف پر یہ انتہائی مشکلات تھیں انہیں جس استقامت اور صبر کی توفیق عطا فرمائی وہ قابل تعریف ہی نہیں بلکہ قابل تقلید بھی ہے آپ ایک لمحہ کے لئے بھی خدا تعالےٰ کی درگاہ سے مایوس نہیں ہوئے بلکہ انتہائی عجز کے ساتھ اس کے حضور میں گرے رہے بزرگان سلسلہ نے بھی حضور قلب کے ساتھ ان کے لئے دعائیں کیں جو درِ قبول تک پہنچیں اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے انہیں ان مصائب سے نجات دی ہم اس کامیابی پر انہیں اور دیگر افراد خاندان کو مبارکباد دیتے ہیں دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کی اس کامیابی کو ان کے لئے موجب خیر و برکت بنائے اور سلسلہ کی تقویت کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

مانسہرہ میں پبلک لائبریری کا قیام

مولوی محمد حسین صاحب مولوی فاضل مانسہرہ سے لکھتے ہیں کہ مانسہرہ میں انہوں نے ایک ریڈنگ روم پبلک لائبریری کے نام سے کھولا ہے جس میں ہر قسم کی مذہبی اور علمی کتابیں رکھنے کا ارادہ ہے تاکہ مانسہرہ کے لوگوں میں ذہنی انقلاب پیدا ہوسکے مانسہرہ میں اس نوعیت کا کوئی علمی ادارہ نہیں ہے یہ پہلی کوشش ہے جو جماعت احمدیہ کی طرف سے کی گئی ہے اس کام کو کرنے میں خان صاحب غلام ربانی خان صاحب اور خصوصاً قاضی عبدالرشید صاحب خاص طور پر شکریہ کے مستحق ہیں ——— مولوی محمد حسین صاحب کی یہ کوشش نہایت مفید اور تعمیری کوشش ہے دوسری بیرونی جماعتوں کو بھی چاہیئے کہ اپنے ہاں اس قسم کے علمی ادارے قائم کریں کیونکہ یہ ادارے تبلیغی لحاظ سے بہت مفید ثابت ہوسکتے ہیں اور ان کے ذریعہ بہت بڑا تعمیری کام کیا جاسکتا ہے۔

مسائل عید اضحی

(۱) خدا کی راہ میں جو قربانی ہو وہ جس قدر اعلیٰ درجہ کی ہو اتنی ہی افضل ہے نکمی یا ناقص قربانی قابل قدر نہیں ہوا کرتی۔ اسلئے بکرا یا بھیڑ یا دنبہ عمدہ اور تندرست ہونا چاہیئے۔ کوئی عیب نہ ہو۔ لولا۔ لنگڑا، کانا، یا سینگ جڑ سے کٹا ہوا نہ ہو۔ خصی ہونے کا کوئی حرج نہیں۔ گائے میں سات آدمی شریک ہوسکتے ہیں۔

بکرے کی عمر ایک سال کی ہونی چاہیئے اس سے زیادہ دوندا جس کے دو دانت سامنے کے بڑے ہوتے ہیں موزوں ہوا کرتا ہے۔ بھیڑ یا دنبہ چھ ماہ کا بھی فقہا کے نزدیک جائز ہے۔

(۲) قربانی کا وقت دس ذی الحج یعنی عید کے دن نماز عید و خطبہ کے بعد سے لیکر ۱۲ ذی الحجہ عصر تک ہے ایک کنبہ کی طرف سے ایک بھیڑ یا بکرا کافی ہے۔

(۳) قربانی کرتے وقت خدا کا نام لینا اور تکبیر کہنا چاہیئے۔ بعض قصاب پیر کا نام لیا کرتے ہیں جن سے بچنے کا اہتمام پہلے سے کرلینا چاہیئے۔

(۴) قربانی کا گوشت اور خون خدا کو نہیں پہنچتا بلکہ دلوں کا تقوےٰ خدا تک پہنچتا ہے۔ پس قربانی کرتے وقت اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ در اصل وہ خدا کے حکم کے آگے اپنی حیوانیت کو ذبح کررہا ہے۔ یعنی اپنے تمام جذبات حیوانی کو خدا کی رضا کے آگے وہ قربان کرنیکا اقرار کررہا ہے۔ جب تک یہ تقوےٰ مدنظر نہ ہو قربانی کے مقبول ہونیکی صورت نہیں آتی۔

(۵) قربانی کے گوشت کو تین حصوں میں تقسیم کرنا مسنون ہے ایک حصہ خود رکھے اور اس کے اہل و عیال کھائیں۔ دوسرا حصہ دوستوں اور رشتہ داروں میں تقسیم کرے تیسرا حصہ مساکین اور یتامیٰ کو دے۔

(۶) عید کے دن باہم ملنا جلنا، کھانا پینا، خوشی کرنا منشائے اسلام ہے نماز پڑھکر گھروں میں گھس رہنا یا سوکر دن کاٹ لینا اس گوشہ نشینی کا نام دینداری رکھنا غلط ہے۔

(۷) ۹ تاریخ ذی الحجہ کی فجر کی نماز سے شروع کرکے ۱۳ ذی الحجہ کی عصر کی نماز تک ہر فرضی نماز کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہنے کا حکم ہے اور وہ یہ ہے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد۔ ان کلمات کو تین مرتبہ کہنے کا حکم ہے۔

(۸) عید کی خوشی کے موقعہ پر بہت سے لوگ کپڑوں کھانوں اور بچوں پر خرچ کردیتے ہیں ایسے موقع پر اشاعت اسلام کے لئے بھی کچھ خرچ کرنا چاہیئے۔ آج وقت کا تقاضا ہے پس ایک روپیہ فی کس عید فنڈ میں دینا اسلام کی محبت پر دلالت کرتا ہے علاوہ ازیں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے مساجد فنڈ کے لئے جو اپیل کی ہوئی ہے وہ بھی ہر ایک دوست کے مدنظر رہنی چاہیئے جہاں جہاں ہماری جماعتیں ہیں وہاں مساجد کی تعمیر سلسلہ کے استحکام و ترقی کے لئے بے حد ضروری ہے۔

(۹) قربانی کی کھال خدا کی راہ میں دینی چاہیئے اشاعت اسلام اس کام کا بہترین مصرف ہے قصاب کو اجرت میں دے دینا جائز نہیں ہے۔

ریاست چمبہ میں کامیاب مناظرے

از جناب محمد یعقوب صاحب سیکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چمبہ

عرصہ تین سال سے یہاں ایک پادری عنایت اللہ راولپنڈی سے آیا کرتا اور ڈیڑھ مہینہ گرمیوں میں ٹھہرتا ہے۔ یہ شخص چند سال پیشتر جماعت قادیان میں تھا۔ گرجا میں اسلام کے خلاف تقاریر کرتا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں بڑی دیدہ دہنی سے زبان درازی کرتا ہے۔ امسال بھی اس نے ایسی ہی ناپاک حرکت کی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ دونوں جماعتوں یعنی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام چمبہ اور جماعت قادیان چمبہ نے اسکو مناظرہ کا چیلنج بھری مجلس میں دیدیا جو پادری صاحب کو طوعاً و کرہاً منظور کرنا پڑا۔ مضامین مناظرہ۔ الوہیت مسیح۔ مسیح کی آمد ثانی۔ کفارہ اور صداقت حضرت مرزا صاحب۔ مقرر ہوئے۔ لاہور سے جناب مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی اور جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع اور قادیان سے مولوی غلام احمد صاحب مجاہد۔ مولوی چراغ الدین صاحب پشاوری اور مولوی محمد حسین صاحب تشریف لائے۔

۲۸ راکتوبر کو الوہیت مسیح پر پہلا مناظرہ ہوا ہماری طرف سے جناب مرزا مظفر بیگ صاحب کھڑے ہوئے۔ پادری عنایت اللہ نے وہی بوسیدہ باتیں پیش کیں کہ یسوع خدا باپ کا اکلوتا بیٹا تھا۔ ازلی۔ ابدی اور غیر متبدل۔ عالم الغیب اور قادر مطلق تھا۔ تمام انسان گنہگار۔ صرف یسوع مسیح ہی بیگناہ اور پاک تھا۔ اس نے مردے زندہ کئے۔ اندھوں کو بینائی بخشی۔ اور اپنی قدرت سے معجزات دکھائے۔ دوسرے انبیاء نے خدا سے دعا [illegible] معجزات کئے۔ مرزا صاحب نے ایک ایک بات کا ایسا دندان شکن جواب دیا کہ لوگ عش عش کر اٹھے۔ مرزا صاحب کی کڑکتی ہوئی آواز اور دلائل قاطع کی شمشیر برہنہ نے پادری صاحب میں کوئی سکت باقی نہ چھوڑی اور پھر وہ کھسیانی بلی کھمبا نوچے کی مانند بیہودہ جھنجلاتا رہا۔ مرزا صاحب نے بتلایا کہ خدا صرف ایک ہے اور اس کے سوا کوئی دوسرا نہیں (یسعیاہ ۴۵/۵۔ یوحنا ۱۷/۳) اور یسوع مسیح اس کا ایک رسول تھا (یوحنا ۱۷/۳) یسوع کو ابن اللہ محبوب خدا کے معنے میں کہا گیا ہے ورنہ بائیبل میں داؤد کو خدا کا پلوٹھا بیٹا لکھا ہے (زبور ۸۹/۲۷) پس وہ یسوع سے بڑا خدا ہوا۔ اگر یسوع غیر متبدل تھا تو پھر اس پر موت کیوں آئی۔ اور نہ ہی وہ قادر مطلق تھا (دیکھو متی ۲۰/۲۳) یسوع چونکہ پیدا ہوا تھا۔ وہ از روئے بائیبل پاک نہیں ہو سکتا (ایوب ۱۴/۴، ۱۵/۱۴) نیز وہ خود نیک ہونے سے انکار کرتا ہے (متی ۱۹/۱۷) بلکہ پادری صاحب کی کتاب مقدس سے تو یہ ثابت ہے کہ وہ فاحشہ عورتوں کی صحبت میں رہتا (لوقا ۷/۳۷) شراب بناتا اور شراب پیتا تھا (یوحنا ۲/۹) ایسا شخص شریف انسان بھی نہیں کہلا سکتا چہ جائیکہ اسے خدا یا خدا کا بیٹا کہا جائے۔ معجزات دکھانے میں بھی یسوع کی کوئی خصوصیت نہیں۔ الیسع اور حزقی ایل نبیوں نے ہزاروں مردے زندہ کئے (حزقی ایل ۳۷/۱۔۱۰) یوشع نے اپنے اندھے باپ کو بینائی بخشی۔ الیسع نبی کی لاش نے مردہ زندہ کیا (۲ سلاطین ۱۳/۲۱) اور پادری صاحب کی یہ دلیل بھی باطل ہو گئی کہ نبیوں نے خدا سے دعا کر کے معجزات دکھلائے کیونکہ الیسع کی لاش نے کیونکر دعا کی تھی۔ غرضیکہ مرزا صاحب نے عیسائی مناظر کو چت کر دکھایا۔ اللہ تعالے مرزا صاحب کو جزائے خیر دے اور انہیں خدمت دین کی اور بھی زیادہ توفیق عطا کرے۔

۲۹ راکتوبر کو مسیح کی آمد ثانی پر مباحثہ ہوا اور ہماری طرف سے جناب مولینا عبدالحق صاحب ودیارتھی نے نمایندگی کی۔ مرزا مظفر بیگ صاحب کرسی صدارت پر متمکن تھے۔ مولینا صاحب کے علم اور فضل کا لوہا بڑے بڑے پادری مان چکے ہیں اور ان کے مقابل پر آنے کی جرأت نہیں کرتے۔ پادری عنایت اللہ بے چارہ کیا کرتا۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ آخر اسے منہ کی کھانی پڑی۔ مولینا صاحب نے بڑے مؤثر انداز میں بتلایا کہ مسیح ناصری دوبارہ صرف اسی صورت میں آسکتے ہیں کہ جس کام کو سر انجام دینے کے لئے وہ پہلی مرتبہ آئے تھے وہ ادھورہ رہ گیا ہو۔ اور عیسائی اس بات کا اقرار کریں کہ انجیل کی تعلیم ناقص اور نامکمل ہے۔ از روئے بائیبل یسوع مسیح پہلی مرتبہ اسلئے تشریف لائے تھے کہ انسانوں کے گناہوں کے بدلے میں سزا پائیں اور قربان ہوں۔ اور یہ مقصد پورا ہو گیا۔ پس ان کی آمد ثانی ایک بے معنے اور عبث بات ٹھہرتی ہے۔ نیز بائیبل میں کہیں لکھا ہے کہ وہ چور کی طرح آئیگا۔ دوسری جگہ لکھا ہے کہ وہ بجلی کی طرح آئیگا۔ پھر لکھا ہے کہ جاہ و جلال کے ساتھ فرشتوں کے ہمراہ آئیگا۔ ان متضاد بیانات سے آمد ثانی کی روایت قابل اعتبار نہیں رہتی ہے جوں جوں فاضل مقرر ایک دلیل کے بعد دوسری دلیل پیش کرتا گیا۔ پادری صاحب کی امیدوں پر اوس پڑتی گئی اور شکست ثانی کا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے آگیا۔ آخر اس نے بیچ میں بولنا اور جناب مولینا صاحب کی تقریر کے تسلسل کو توڑنا شروع کیا اور نوبت بہ اینجا رسید کہ صاحب صدر کو اسے اس حرکت نازیبا سے باز رکھنے کے لئے سختی سے روکنا پڑا۔ مولینا صاحب کے پیش کردہ دلائل کی تردید تو رہی ایک طرف پادری عنایت اللہ کو ان کے چھونے کی تک کی جرأت نہ ہوئی اور امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی شان میں بدزبانی کرنے پر اتر آیا۔ لوگوں نے اس کی اس ناپاک حرکت کو ناپسند کیا اور صاحب صدر کو اسکو بار بار تنبیہ کرنا پڑی کہ وہ مضمون زیر بحث سے ادھر ادھر نہ جائے پادری صاحب کو اس دفعہ بھی ذلت اور خواری کا منہ دیکھنا پڑا۔

اک بڑی مدت سے دین کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقین سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

۳۰ راکتوبر کو کوئی مناظرہ نہ تھا۔ اس دن پادری

علیگڈھ اور دہلی

خطبہ علی گڈھ میں پروفیسر عنایت علی کی صاحبزادی کی شادی کے موقعہ پر جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی علی گڈھ مدعو تھے، اور آپ سے خطبہ نکاح کی درخواست کی گئی تھی۔ غیر متوقع طور پر سید صاحب کو یہ بتایا گیا کہ علی گڈھ جیسے علمی مرکز میں بھی ابھی تک کسی نے سوائے مسنون عربی کلمات جو خطبہ نکاح میں بطور تمہید پڑھے جاتے ہیں حقوق زوجین پر کوئی تقریر نہیں کی، ایک مرتبہ ایک مولوی صاحب نے ایسی کوشش کی لیکن اس کا اثر ایسا مخالف پڑا کہ تب سے نکاح کے موقعہ پر ایسے خطبات کو بند کر دیا گیا دوسری بات یہ ہے کہ مسلم یونیورسٹی کے لوگ مسٹر جناح کی تقریر بھی دس پندرہ منٹ سے زیادہ سننا گوارا نہیں کرتے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ وہی باتیں ہیں جو اکثر پڑھی اور سنی ہیں، ان حالات میں سید صاحب نے ۵ رنومبر کو بعد از نماز مغرب مسلم یونیورسٹی کے کثیر التعداد پروفیسر حضرات اور طلبہ کے ایک عظیم اجتماع میں خطبہ شروع کیا اور خطبہ نکاح کی تین تمہیدی آیات کو مدنظر رکھ کر ایسی پراز حقیقت معرفت تقریر فرمائی اور حقوق زوجین کے تین ایسے پہلوؤں کا بیان فرمایا، جو سامعین کے لئے بالکل جدید تھے، اور ان کے ایمان و عرفان میں ترقی کا موجب ہوئے، بعد از خطبہ اکثر فضلائے علیگڈھ نے کہا کہ علی گڈھ کی تاریخ میں یہ پہلا حقیقت افروز خطبہ نکاح ہے۔ علی گڈھ میں اکثر لوگوں سے آپ کو ملاقات کا موقعہ ملا۔

مسٹر جناح سے ملاقات حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے مطابق آپ کی طرف سے "مینول آف حدیث" کا ایک نسخہ بطور ہدیہ پیش کرنے کے لئے جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی ۱۲ رنومبر کو قائد اعظم محمد علی جناح کی کوٹھی نمبرا اورنگ زیب روڈ، نئی دلی پر پہنچے، اتفاق سے قائد اعظم کا یہ آرام کا دن تھا، اور انھوں نے نیچے نہیں اترنا تھا چنانچہ ان کا پٹھان دربان سید صاحب کا کارڈ قائد اعظم کے پاس لے جانے سے بہت ڈرتا تھا، لیکن قائداعظم کی ہمشیرہ محترمہ خود قائد اعظم کو اطلاع دینے گئیں، اور سید صاحب کو اوپر مسٹر جناح کے کمرے میں ملاقات کے لئے بلایا گیا۔ مسٹر جناح نے خوشی سے ہدیہ قبول کیا اور کہا کہ وہ خود حضرت مولینا محمد علی صاحب کو شکریہ کا خط لکھیں گے۔ جناب سید اختر حسین صاحب گیلانی کی رائے اس ملاقات کے بعد مسٹر جناح کے متعلق یہ ہے کہ وہ شرافت اخلاص اور ہمدردی اسلام اور انکسار کا بہترین نمونہ ہیں، مسٹر جناح ڈیون پورٹ کے مضامین اسلام پر جنہیں محمد امین بیرسٹر نے لاہور سے شائع کرایا ہے پڑھے ہوئے تھے، اور اس سلسلہ میں اپنے نتائج سید صاحب کے سامنے بیان کرنے لگے، سید صاحب نے بالتفصیل عرض کیا کہ مغرب کس طرح [illegible] کا محتاج ہے اور اس امر کا کس قدر احساس مغرب کے اہل فکر اصحاب کو ہو چکا ہے

سلسلہ گفتگو ہندوستانی یونیورسٹیوں کی طرف راجع ہوا، اور سید صاحب نے اس امر پر خصوصیت سے زور دیا کہ جب تک مسلمان نوجوان قرآن و سنت سے پورے واقف نہ ہوں گے اور اپنی تاریخ و ثقافت کا علم نہ رکھیں گے، پاکستان کی بنیادیں مضبوط نہ ہوں گی۔ قرآن حدیث اور سیرت پر اردو اور انگریزی میں اتنا لٹریچر ہے کہ ہر یونیورسٹی آسانی سے اس کمی کو پورا کر سکتی ہے۔ قائد اعظم نے اس خیال کو بہت پسند کیا، کہ قرآن مجید ہی درحقیقت ہماری تمام سیاست کی بنیاد ہے۔ اور اسی کو سمجھنا سمجھانا ہمارے مقاصد میں سے ہونا چاہیئے۔

قائد اعظم نے بتایا کہ اگرچہ وہ عربی متن نہیں پڑھ سکتے لیکن مولینا محمد علی صاحب کا ترجمہ اور دیگر ضروری اسلامی لٹریچر ان کے پاس ہے جس کا وہ ہمیشہ مطالعہ کرتے ہیں۔

نامہ نگار

اعلان نکاح بدوملہی ۱۴ رنومبر ۱۹۴۷ء کو جناب چوہدری سلطان علی صاحب کے مکان پر غلام رسول صاحب پسر چوہدری نبی بخش صاحب ملہی کا نکاح مقصودہ بیگم صاحبہ بنت چوہدری کرم الٰہی صاحب چیمہ گنیا نوالہ سے پڑھا گیا اس خوشی میں لڑکی والوں کی طرف سے چوہدری سلطان علی صاحب نے مبلغ دس روپیہ اور دوسری طرف سے چوہدری غلام رسول صاحب نے مبلغ دس روپیہ اشاعت اسلام کے لئے انجمن کو دیئے ہیں دعا ہے اللہ تعالے اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب خیر و برکت بنائے آمین۔

مولود مسعود چوہدری سید احمد صاحب آف بدوملہی کو خدا تعالے نے نواسہ عطا فرمایا ہے اس خوشی میں بچہ کی والدہ نے مبلغ چھ روپے انجمن کو بطور عطیہ دیئے ہیں دعا ہے اللہ تعالے مولود کو نیک اور صالح بنائے اور لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین ؛

درخواست دعا شیخ عبدالمنان صاحب پسر حضرت شیخ رحمت اللہ صاحب مرحوم شدید طور پر بیمار ہو گئے تھے لیکن اب خدا تعالیٰ کے فضل سے خطرے سے باہر نکل آئے ہیں احباب سلسلہ انکی شفایابی کے لئے

رجسٹرڈ - ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

نوائے ما پینہ ہر سعید خواہد بود ۔ بندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

پیغام صلح

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

ایڈیٹر - ایس محمد آصف بی - اے
اسسٹنٹ ایڈیٹر شیخ محمد انعام الحق

رجسٹرڈ - ایل نمبر ۸۳۸

عقائد
حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

عقائد
جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱ - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲ - کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳ - قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴ - سب صحابہ و آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵ - اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

[illegible]

جلد ۳۲ | لاہور - یوم پنجشنبہ - مؤرخہ ۱۳ ذی الحجہ ۱۳۶۳ ہجری - ۳۰ نومبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۴۷

حضرت نبی کریم صلعم کی فتح کی نظیر تاریخ انسانی میں نہیں ملتی

اللہ تعالیٰ نے قریب کے زمانہ میں فتح مبین کا نظارہ دکھایا

مسیح موعود کے دعوے کیساتھ جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی گئی

جماعت کے تمام دوستوں کا فرض ہے کہ جلسہ سالانہ میں شامل ہوں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ - لاہور - مؤرخہ ۲۴ نومبر ۱۹۴۴ء

انا فتحنا لک فتحا مبینا - لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر و یتم نعمتہ علیک و یھدیک صراطا مستقیما و ینصرک اللہ نصرا عزیزا - (سورۃ الفتح)

حضرت نبی کریم نے دلوں پر کامل فتح حاصل کی جو فتح مبین ہمارے نبی کریم صلعم کو حاصل ہوئی اس کی دوسری نظیر دنیا کی تاریخ میں نظر نہیں آتی - ابتدائے آفرینش سے لیکر آج تک کوئی شخص پیدا نہیں ہوا جو اتنی کھلی اور زبردست فتح کا دعوےٰ کر سکے وہ کیا فتح تھی اور کن حالات میں یہ پیشگوئی کی گئی حالات وہ تھے کہ ابھی آپ قریش سے ایک ایسی صلح کر کے آئے تھے جو آپ کے بعض صحابہ کو بھی ناگوار گذری یہ حالات بخت مغلوبیت کے تھے اور ابھی سارا عرب کفر سے بھرا پڑا تھا اور آپ کی حکومت صرف مدینہ منورہ تک محدود تھی اور اس کے بعد چار سال کے عرصہ میں اتنا عظیم الشان انقلاب دنیا میں پیدا ہوا کہ جس کی نظیر دنیا کی تمام تاریخ میں نظر نہیں آتی - ان کمزور حالات کے باوجود آپ سارے ملک عرب کے بادشاہ بن جاتے ہیں مگر آپ کی فتح صرف جسمانی فتح نہیں بلکہ وہ دلوں کی فتح تھی صرف تبدیل مذہب ہی نہیں بلکہ دلوں پر کامل فتح تھی - ان لوگوں کی ذہنیتوں کو بالکل بدل دیا۔ ہر قسم کے رسم و رواج سے آزاد کر دیا ہر قسم کی تاریکیوں سے باہر نکال دیا۔ ایک بلند خلق کے مالک بنا دیا۔

اس فتح کی نظیر نہیں ملتی قرآن مجید نے اسے یونہی فتح مبین نہیں کہا۔ واقعی یہ اتنی زبردست دلیل صداقت اسلام کی ہے کہ کتنا مخالف ہو اس کے سامنے انکار نہیں کر سکتا۔ قرآن کریم کا انتہائی بیکسی کی حالت میں فتح مبین کی خوشخبری دینا کہ جس کی نظیر تاریخ پیش نہیں کر سکتی صداقت اسلام کی زبردست دلیل ہے۔ آنحضرت صلعم سے پہلے ہر قوم میں انبیاء آئے مگر کسی نبی کو کامل فتح حاصل نہیں ہوئی جو آپ کو حاصل ہوئی کہ سارے کا سارا ملک نہ صرف جسمانی رنگ میں آپ کے سامنے سر جھکا دیتا ہے بلکہ اپنے تمام سابقہ خیالات کو چھوڑ کر دل و جان سے آپ کی رہنمائی کو قبول کر لیتا ہے اور ذلیل ترین پستی سے نکل کر ترقی کے اوج پر پہنچ جاتا ہے آپ کے بعد بھی آپ کے خلفاء ہوئے مگر کسی خلیفہ کو ایسی فتح حاصل نہیں ہوئی۔

رواداری کیا ہے؟ تعلیم یافتہ مسلمان جن کی نظر دنیا پر ہے ان کا خیال ہے کہ جس طرح پر ہر قوم اور ملک کا مذہب ہے اور ہر ملک کے اپنے رسم و رواج ہیں اور ان لوگوں کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے رسم و رواج کو قائم رکھیں اسی طرح اسلام بھی ایک مذہب ہے مسلمانوں کا حق ہے کہ اسے قائم رکھیں لیکن یہ حقیقت نہیں ہے اسلام ایسا مذہب ہے جو دنیا کو فتح کرنے کے لئے نکلا ہے اور مسلمانوں کا فرض ہے کہ اسے دنیا میں پہنچائیں اور یہ یقین رکھیں کہ دنیا بالآخر اس کے سامنے سر جھکائے گی۔ مذہبی رواداری اس چیز کا نام ہے کہ ہم کسی کے مذہب کی وجہ سے تکلیف نہ دیں اور دوسرے لوگوں کے بزرگوں اور الہامی کتابوں کی عزت کریں اور ان کے بزرگوں کو برا نہ کہیں مذہبی رواداری یہ نہیں کہ ہم ایک غلطی کو دیکھیں اور کہیں کہ ہمارے لئے اپنا راستہ ہے اور لوگوں کے لئے وہ راستہ ہے جس پر وہ چلنا چاہیں ایسے وقت میں ہمارا فرض ہے کہ اگر ہم لوگوں کو غلطی میں مبتلا دیکھیں ان کو تباہی کی طرف جاتا ہوا دیکھیں تو ہم ان کو اس غلطی سے نکالنے کے لئے قدم اٹھائیں اور اس بات کو نہ بھلائیں کہ اسلام ایک ایسی صداقت ہے کہ جس کے سامنے ساری دنیا کو سر جھکانا پڑے گا۔

ہم نے اپنی آنکھوں سے ایک نظارہ دیکھا وہ فتح مبین کا نظارہ جو محمد رسول اللہ صلعم کو دکھایا گیا اس کی دوسری مثال دنیا پیش نہیں کر سکتی یہ تو ایک تیرہ سو سال کی بات ہے شاید لوگوں کا یہ خیال ہو کہ اتفاق سے ایسے واقعات پیش آ گئے تھے کہ اس قسم کی کامیابی آپ کو حاصل ہوئی ہم نے قریب کے زمانہ میں بھی ایک نظارہ اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اس وقت بھی ایک شخص اسلام کی فتح اور اسلام کے غلبہ کا دعوےٰ لیکر اٹھا تھا۔ محمد رسول اللہ صلعم کو جو فضیلت دی گئی ہے اس میں کوئی دوسرا آپ کا شریک نہیں لیکن ہم نے اپنی آنکھوں کے سامنے یہ نظارہ دیکھا کہ غلبۂ اسلام اور انا فتحنا لک فتحا مبینا کی بشارت کو لیکر ایک شخص اٹھا اور اپنے حالات کے مطابق اللہ تعالیٰ نے یہاں بھی ایک کھلا نظارہ فتح مبین کا دکھایا۔ جو شخص یہ پیغام لیکر اٹھا اس کی مخالفت بھی انتہاء درجہ کو پہنچی جہاں پر کسی شخص کا پائے ثبات قائم نہیں رہ سکتا جب تک کہ خدا کا ہاتھ اس کی پیٹھ پر نہ ہو۔ دنیا کی مخالفت تو ایسی چیز ہے کہ دنیا کے لوگ ڈرتے ہیں کہ ہم نے فلاں بات کہدی تو کہیں دنیا مخالف نہ ہو جائے بڑے بڑے لوگ اس مخالفت سے گھبراتے ہیں لیکن اس شخص کی ہمت کو دیکھو کہ اس کو جب یہ مخالفت پیش آئی تو اس کے پائے ثبات کو لغزش نہیں آئی کوئی طوفان مخالفت اس کو اپنی جگہ سے نہیں ہلاتا کوئی مخالفت کی آگ اس پر اثر نہیں کرتی وہ مضبوطی کے ساتھ کھڑا ہے اور اس دعوےٰ کے ساتھ کھڑا ہے کہ میں اس کام کے لئے کھڑا کیا گیا ہوں کہ اسلام کو دنیا میں غالب کروں۔ اس کام کے لئے سامان مل جانا کسی شخص کے اختیار کی بات نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کے لئے سامان عطا فرما کر بتا دیا کہ اس کا دعوےٰ [illegible] نہیں تھا۔ [illegible] طرف سے تھا۔

خدا تعالیٰ نے آپ کو موزوں ترین آدمی دیئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وینصرک اللہ نصرا عزیزا اور اللہ تجھے زبردست نصرت سے مدد دے گا دین کی فتح صرف خدا کی نصرت سے حاصل ہو سکتی ہے۔ سب لوگ دشمن ہیں اور مسلمان بھی اتنے مخالف ہو گئے ہیں کہ چاہتے ہیں کہ کسی طرح اس کو تباہ کر دیں مگر دوسری طرف اللہ تعالیٰ کیا سامان کرتا ہے کہ وہ لوگ جو اس کام کے لئے اس کے علم میں موزوں ترین تھے ان سب کو اس ملک کے کناروں سے اکٹھا کر کے آپ کے قدموں میں لا کر ڈال دیتا ہے بیشک دنیا میں بڑے بڑے قابل لوگ ہوں گے مگر وہ کام جس کے لئے حضرت مرزا صاحب کو ضرورت تھی یعنی اسلام کو دنیا میں غالب کرنا اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہترین آدمی آپ کو عطا فرمائے کہیں سے حضرت مولینا نور الدین صاحب جیسا قرآن کا عاشق اور قرآن کا مفسر بھیجدیا جس نے جماعت کے اندر علم قرآن کو عام کر دیا اور کہیں سے فورمن کرسچین کالج میں پڑھتے ہوئے ایک طالب علم کو جو خود عیسائیت کا شکار ہونے کو تیار تھا آپ کے قدموں میں لا ڈالا خدا تعالیٰ کی نگاہ میں اس کے اندر کوئی جوہر موجود تھے اور پھر ایسے سامان اسکو دیئے جو مغرب میں تبلیغ اسلام کے لئے ضروری تھے حضرت مرزا صاحب کا مقابلہ کوئی کیا کرے گا۔ میں کہتا ہوں خواجہ کمال الدین صاحب مرحوم جیسا ہی دوسرا آدمی پیدا کر کے دکھائیں جس کے دل میں تبلیغ اسلام کی وہ تڑپ اور غلبۂ اسلام پر وہ ایمان ہو جو خواجہ صاحب مرحوم کے دل کے اندر تھا اس یورپ کو فتح کرنے کی تڑپ جو اپنے قدموں کے نیچے ساری اسلامی دنیا کو روند رہا تھا خواجہ کمال الدین کے دل میں پیدا ہوئی۔

احمق لوگوں کے بیہودہ اعتراضات احمق لوگ اعتراض تلاش کرتے رہتے ہیں۔ اعتراض بھی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک مذہبی رنگ کے ہوتے ہیں مذہبی عقائد پر اس کی بنیاد ہوتی ہے ایسے اعتراضات کی بوچھاڑ بھی حضرت مرزا صاحب پر ہوئی اور ایک پست قسم کے اعتراضات بھی ہوتے ہیں وقالوا مال ھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق اور کہتے ہیں یہ کیسا رسول ہے جو کھانا کھاتا ہے اور بازاروں میں چلتا پھرتا ہے۔ لوگوں نے ایسے پست اعتراضات بھی حضرت مرزا صاحب پر کئے کہ اچھے کھانے

[illegible] پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام [illegible] پرنٹر و پبلشر چھپکر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا

کھاتے ہیں اور اچھے کپڑے پہنتے ہیں لیکن آپ کے کام کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا۔ اگر وہ خدا کی طرف سے نہیں تھا تو تبلیغ اسلام کی وہ زبردست بنیاد اس کے ہاتھ سے کیوں رکھوائی گئی آپ نے وہ کام کیا جو اور کوئی نہیں کر سکتا تھا ان پر اعتراض کیا تھے ؟ روٹی اچھی کھاتے ہیں پلاؤ کھاتے ہیں میں نے تو سالہا سال آپ کے ساتھ دسترخوان پر بیٹھ کر دونوں وقت کھانا کھایا ہے پلاؤ شاید کبھی کبھی کسی مہمان کی وجہ سے آجاتا ہو ورنہ عام سادا کھانا ہوتا تھا۔ حضرت مرزا صاحب پر ایسے اور اسی قسم کے دوسرے اعتراضات کا ایک ۔۔۔ ایک تعلیم یافتہ شخص الیاس برنی نے تیار کیا ہے۔ عجیب بات ہے کہ الیاس برنی کی کتاب کا ایک ورق ذرا نام کی تبدیلی سے آج کل الفضل میں چھپ رہا ہے لیکن یہ چیزیں دنیا میں بھی کوئی ۔۔۔ نہیں دیتیں دین میں کیا کام دیں گی ان چیزوں نے حضرت مرزا صاحب پر کوئی اثر نہیں ڈالا جن لوگوں میں حقیقی تڑپ تھی جو تبلیغ اسلام کے کام کے بھوکے تھے تمام اعتراضات کے باوجود ان کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے قدموں میں لا ڈالا۔

جلسہ سالانہ کی بنیاد تبلیغ اسلام اور یورپ اور امریکہ کو مسلمان کرنے پر آپ کی اتنی وسیع نظر تھی کہ ہر قسم کے کام جو اس غرض کے لئے مفید ہو سکتے تھے آپ نے اپنے ہاتھوں سے اس کی بنیاد رکھی انہی باتوں میں سے ایک بات میں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں بالکل ہی وقت ۔۔۔ آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا اور ادھر یہ آواز بلند کی کہ اسلام کو یورپ میں پہنچاؤ ادھر اس کے ساتھ ہی ایک سالانہ اجتماع کی بنیاد رکھی جس کو اس وقت علماء نے بدعت قرار دیا۔ ۱۸۹۱ء میں آپ نے مسیح موعود کے دعوےٰ کا اعلان کیا اور ۱۸۹۱ء میں ہی آپ نے سب سے پہلے سالانہ جلسہ کا اعلان کیا اور اس کے مقاصد میں اس بات کو رکھا کہ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کے وسائل سوچے جائیں اور وہاں کے نومسلموں کی ہمدردی کے وسائل سوچے جائیں کس قدر زبردست ایمان ہے اس بات پر اس زبردست مخالفت کی آگ میں جو چاروں طرف مشتعل ہو رہی تھی کہ نہ صرف اللہ تعالیٰ آپ کو وہ سامان دے گا جس سے یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام ہو بلکہ وہاں آپ کو کامیابی بھی دے گا اور وہاں نومسلم بھی ہوں گے۔

جلسہ سالانہ کے مقاصد اپنی جماعت کے بہت سے دوستوں کو جلسہ سالانہ کے متعلق بڑی بھاری غلطی کا مرتکب خیال کرتا ہوں کہ وہ اسے اہمیت نہیں دیتے جو دینی چاہیئے۔ کسی جماعت میں سے ایک شخص آجاتا ہے اور کسی ۔۔۔ سے دو آجاتے ہیں حالانکہ حضرت مسیح موعود نے ایک وقت مقرر کر دیا ہے جب تمام مخلصین جمع ہو جائیں تاکہ ہر ایک شخص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے دینی معلومات وسیع ہوں اور معرفت ترقی پذیر ہو جس سے تبلیغ اسلام کی بنیاد مضبوط ہو اور آپ نے فرمایا ہے کہ آئندہ بھی ہمیشہ اس جلسہ کے یہی مقصد رہیں گے کہ اشاعت اسلام اور ہمدردی نومسلمین امریکہ اور یورپ کے لئے احسن تجاویز سوچی جائیں تو ان مقاصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ یہ جلسہ سالانہ تھا سو تو یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ سالانہ جلسہ حضرت مسیح موعود کا قائم کردہ ایک طریق ہے جس کے بغیر کامیابی مشکل ہے۔

قومی مانع سے مراد آپ نے خدا تعالیٰ سے ارشاد پاکر اس کی بنیاد رکھی ہے کہ سب لوگ جو اس سلسلہ میں داخل ہوتے ہیں وہ سال میں ایک دفعہ ضرور جمع ہوں سوائے اس کے کہ کوئی قوی مانع ہو اور وہ شامل نہ ہو سکیں قوی مانع وہی ہو سکتا ہے جب انسان کے دل میں تڑپ تو موجود ہو مگر ظاہری حالات ایسے پیش آجاتے ہیں کہ وہ اسے مجبور کر دیتے ہیں ایسے انسان کی وہ حالت ہوگی جو ایسے غیر مستطیع لوگوں کی ہے جن کا ذکر قرآن شریف کی اس آیت میں ہے تولوا واعینہم تفیض من الدمع حزنا الا یجدوا ما ینفقون وہ واپس چلے گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے اس غم سے کہ وہ مال نہیں پاتے جسے خرچ کریں ۔۔۔ سو اگر حالت ایسی ہو کہ اس قسم کا مانع پیش آجائے کہ اس سالانہ اجتماع میں غیر حاضری کی وجہ سے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں اور دل میں غم ہو تو بیشک قومی مانع ہے لیکن جب اپنی ضروریات کے لئے کسی کی موت کی وجہ سے یا کسی کی شادی کی وجہ سے گھرانوں کے گھرانے گھروں سے نکل پڑتے ہیں تو اپنے آپ کو ادنےٰ ادنےٰ عذروں پر محروم کر لینا جسے خدا کے مامور نے اس قدر اہمیت دی ہے پرلے درجہ کی بدقسمتی ہے۔

جلسہ سالانہ میں سب دوست شامل ہوں تمام دوستوں کا فرض ہے کہ اس اجتماع میں شامل ہوں اس میں خدا تعالیٰ نے بڑی بڑی برکتیں رکھی ہیں ایسے مواقع پر جو باتیں انہونی ہوتی ہیں وہ بھی اس میں ہو جاتی ہیں۔ میں ساری جماعت کو کہتا ہوں کہ اس جلسہ سالانہ کو وہ اہمیت دیں جو حضرت صاحب نے دی اس کے بغیر جماعت کی تربیت نہیں ہو سکتی حضرت صاحب نے اس کو جماعت کی تربیت کا ذریعہ قرار دیا ہے حضرت صاحب نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ وہ لوگ جو سفر خرچ کی توفیق نہیں رکھتے وہ سارا سال تھوڑا تھوڑا زادِ راہ جمع کریں تاکہ وہ اس جلسہ میں شامل ہو سکیں۔

لاہور کے دوستوں سے خطاب جہاں میں ساری جماعت کو خطاب کرتا ہوں وہاں بالخصوص میں لاہور کے دوستوں سے کہنا چاہتا ہوں کہ وہ تین دن جلسہ کے لئے مخصوص کریں، اور اپنے ساتھ دو دو یا تین آدمیوں کو لائیں۔ آج لوگوں کو مذہب کی طرف سے بہت بیگانگت ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے دوست اتنی تکلیف کریں کہ اپنے دوستوں عزیزوں کے پاس پہنچ کر ان کو اپنے ساتھ جلسہ میں لائیں تو ان کی طرف اس ذرا تکلیف سے صدہا ایسے لوگوں کو تبلیغ ہو جائے گی جن کے لئے دوسرا کوئی ذریعہ نہیں ہم سب کا یہ فرض ہے کہ ہم لوگوں کو یہاں جمع کریں میری آپ لوگوں سے درخواست ہے کہ آپ نے صرف خود ہی جلسہ میں شامل نہیں ہونا بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی اس جلسہ میں شامل کرنا ہے۔

جلسہ سالانہ کے اخراجات اس کے علاوہ میں نے یہ بھی کہنا ہے کہ سالانہ جلسہ کے اخراجات کیلئے دفتر کی طرف سے دوستوں کو ۴ ۔۔۔

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

بعد ہذا بخدمت جمیع احباب مخلصین التماس ہے کہ ۲۷۔ دسمبر ۱۸۹۲ء کو مقام قادیان میں اس عاجز کے محبوں اور مخلصوں کا ایک جلسہ منعقد ہوگا۔ اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو۔ پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہونگے۔ ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں اور اسلام کے تفرقہ مذاہب سے بہت لرزاں اور ہراساں ہیں چنانچہ انہی دنوں میں ایک انگریز کی میرے نام چٹھی آئی جس میں لکھا تھا کہ آپ تمام جانداروں پر رحم رکھتے ہیں اور ہم بھی انسان ہیں اور مستحق رحم۔ کیونکہ دین اسلام قبول کر چکے ہیں۔ اور اسلام کی سچی اور صحیح تعلیم سے اب تک بے خبر ہیں سو بھائیو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت طیار ہونیوالی ہے خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی۔ خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ کاموں کی پرواہ نہ کریں خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کی تفریط پسند اور اوہام پسند مخالفوں کا نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے اور نہ ان میں بے ہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے اور خدا تعالیٰ اس امت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا وہی راہ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھلائی تھی وہی ہدایت جو ابتداء سے صدیق اور شہید اور صلحاء پاتے رہے۔ یہی ہوگا ضرور یہی ہوگا جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ جن پر سیدھی راہ کھولی جائے بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔ والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

الراقم خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور عفی اللہ عنہ (۷۔ دسمبر ۱۸۹۲ء)

سپاس تعزیت

جن دوستوں نے محترم بزرگوار جناب شیخ صاحب فضل کریم ریٹائرڈ سپرنٹنڈنٹ دفتر ڈی۔ سی۔ ہزارہ کی وفات پر مجھے تعزیت نامے تحریر فرمائے خاص کر جماعت لاہور اور پشاور کے محبان کا مشکور ہوں جنھوں نے اس غم پر اظہار ہمدردی میرے اور مرحوم و مغفور کے ہر دو دختران فرزندان شیخ شریف احمد و عبدالغنی صاحبان کے ساتھ اس موقع پر میری وساطت سے کیا۔ جناب قبلہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ و دیگر بزرگان لاہور کا میں خاص طور سے ممنون ہوں جنھوں نے اس عاجز کے ساتھ اس غم میں اظہار ہمدردی فرمایا اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات صاحبان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

نیازمند
غم خوردہ احقر ڈاکٹر کرم الٰہی سب اسسٹنٹ سرجن انچارج سول ہسپتال بفہ۔ ضلع ہزارہ

جلد ۳۲ | لاہور یوم چہارشنبہ مؤرخہ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ | نمبر ۴۷

سالانہ جلسہ جماعت احمدیہ کی خصوصیات کا آئینہ دار ہے

بدلے ہوئے حالات میں تدبر اور انتظام جدید کی ضرورت

ہر قوم کے تہوار اور اجتماع اس کی فطرت اور نفسیاتی خصوصیات کے آئینہ دار ہوتے ہیں کرسمس کے تہوار سے عیسائیوں کی فطرت ظاہر ہوتی ہے اور اس موقعہ پر ان کی مادہ پرستی اور دنیا پرستی ان کی ہر حرکت اور ہر شغل سے ظاہر ہوتی ہے۔ دیوالی اور دسہرہ پر ہندو قوم کی فطرت کو مطالعہ کیا جا سکتا ہے اس موقعہ پر اس قوم کی اصنام پرستی اساطیر پرستی اور توہم پرستی بالکل نمایاں ہو جاتی ہیں۔ عیدین سے مسلمانوں کی اجتماعی اور قومی خصوصیات واضح ہوتی ہیں کس طرح اس قوم کو ضبط نفس کی تعلیم دی گئی ہے خواہشات کو قربان کرنے کی تعلیم دی گئی اور عین خوشی کے موقعہ پر خدا تعالےٰ کو یاد رکھنے کی تعلیم دی گئی اور اسی طرح پر اگر تحریک احمدیت کو مطالعہ کرنا ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ کے سالانہ اجتماع کے اغراض و مقاصد کو معلوم کیا جائے۔

آج سے نصف صدی بیشتر بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے مسیح موعود نے دعوے کے ساتھ ہی جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی اس جلسہ کے متعلق اگر آپ کے ارشادات کو مطالعہ کیا جائے تو ہمیں اس کے بڑے بڑے تین مقاصد نظر آتے ہیں (۱) امریکا اور یورپ کے نومسلمین کی ہمدردی کے لئے احسن تجاویز سوچنا (۲) ہر ایک شخص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملنا (۳) بدلے ہوئے حالات کے مطابق امداد اسلام کے لئے تدابیر کا سوچنا ــــ پہلے دو کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نہایت وضاحت کے ساتھ اپنے خطبہ جمعہ میں جو اسی پرچہ میں درج ہے ارشاد فرما چکے ہیں اس مقالہ میں صرف تیسری غرض پر کچھ روشنی ڈالی جائے گی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جبھی نئے جلسہ سالانہ کے متعلق اعلان فرمایا تو اسے مولویوں نے بدعت قرار دیا اس ضمن میں حضرت صاحب فرماتے ہیں:۔

"یہ نادان یہ بھی نہیں جانتے کہ تدبیر اور انتظام کو بدعات کی مد میں داخل نہیں کر سکتے ہر ایک وقت اور زمانہ انتظام جدید کو چاہتا ہے اگر مشکلات کی جدید صورتیں پیش آویں تو بجز جدید طور کی تدبیروں کے اور ہم کیا کر سکتے ہیں پس کیا یہ تدبیریں بدعات میں داخل ہو جائیں گی ...... کوئی ایسا نیا کام تو اس عاجز نے نہیں کیا صرف طلب علم اور مشورہ امداد اسلام اور ملاقات اخوان کے لئے یہ جلسہ تجویز کیا۔"

آج سے نصف صدی بیشتر مولوی اسلام کی ترقی اور احیاء کے لئے مشورہ اور تدبیر کو بدعت سمجھتے تھے لیکن حضرت بانیٔ سلسلہ کو عالم اسلام میں سب سے پہلے اس امر کا شعور ہوا کہ حالات بدل چکے ہیں حالات کے تقاضے بدل چکے ہیں اس لئے ان کے مطابق ہی دین اسلام کی ترقی کیلئے کوشش کرنا چاہیئے اس تدبیر اور مشورہ کو مولوی نے بدعت خیال کیا لیکن . . . . حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس جمود کو توڑا اور اسلام کے تبلیغی نظام میں حرکت پیدا کی اس حرکت کا ہمارا سالانہ اجتماع سب سے بڑا آئینہ دار ہے جیسا کہ آج سے نصف صدی قبل حالات کے بدل جانے سے ایک انتظام جدیدہ کی ضرورت پیش آئی اسی طرح ہمیشہ حالات کے تغیر کے مطابق اس انتظام میں تبدیلی کی جا سکتی ہے سوا اشاعت اسلام اور سالانہ اجتماع آپس میں لازم و ملزوم ہیں ــــ زمانہ کے حالات ہمیشہ بدلتے رہتے ہیں دنیا میں زندہ اقوام کو ان حالات کے مطابق اپنے پروگرام کو موزوں کرنا پڑتا ہے اور اس میں تغیر و تبدل کرنا پڑتا ہے کیونکہ اگر زمانہ کے مطابق اس میں تبدیلی نہ کی جائے تو کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی زندہ اور فعال اقوام زمانہ کا صحیح طور پر جائزہ لیا کرتی ہیں اور یہ جائزہ ہی ان کی کامیابی کا پیش خیمہ ہوتا ہے حالات کے مطابق تدبر کرنا ایک برکت ہے اور کسی قوم کی زندگی کی علامت ہے

سب احمدی دوستوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ ان پاک مقاصد کو لیکر اپنے مرکز میں جمع ہوں اس جلسہ کی رونق کو بڑھائیں دنیا میں قومیں اپنے مقاصد اور مرکز سے ہی زندہ رہتی ہیں پرواہ نہیں اگر ہم تعداد میں تھوڑے ہیں کیونکہ اصل چیز تعداد نہیں بلکہ جذبہ اور ایمان ہے تعداد محض فریب نظر ہے۔ انسانوں کی کثرت اگر غور سے دیکھا جائے تو صرف چلتی پھرتی قبریں اور ڈھلتی ہوئی چھاؤں ہے اور آپ لوگ جن کے قلوب میں ایمان کا نور، استقامت اور پایندگی ہے آپکو قبرستانوں اور سایوں سے کیا غرض۔ ساری دنیا کے چراغوں کو جلانے کے لئے تو صرف ایک ہی چراغ کافی ہے آپ اپنے سینہ کے چراغ سے دنیا کے چراغوں کو روشن کریں آپکی تعداد بڑھ جائے گی اور وہی حقیقی تعداد ہوگی ورنہ زوال زدہ اور ہیر پرست لوگوں کی بھرتی فضول اور عبث ہے! ــــ دنیا کے حالات تغیر پذیر ہیں دنیا آج ہر لمحہ انتہائی تیزی کے ساتھ بدل رہی ہے۔ ان بدلتے ہوئے حالات کے مطابق تدبر اور مشورہ سے کام لو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشاد کے بموجب ایک انتظام جدیدہ مرتب کرو اور خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ اس انتظام جدیدہ کا اس سالانہ اجتماع سے ایک گہرا تعلق ہے۔ دور افتادہ مقامات سے کھنچ کر آؤ اور اس جلسہ میں شامل ہو کیونکہ مرکز کی کشش ہی ہماری زندگی کی علامت ہے اور اس سے ہمارے روحانی اور بلند پایہ مقاصد بروئے کار آ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ ... ہم سب کو اپنے فرائض کو سمجھنے اور انہیں عملی جامہ پہنانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خواجہ نذیر احمد صاحب کے اعزاز میں چائے کی دعوت

مورخہ ۲۶ر نومبر بروز اتوار بعد از نماز عصر جناب ڈاکٹر الہٰ بخش صاحب اور مولوی آفتاب الدین احمد صاحب نے خواجہ نذیر احمد صاحب کے اعزاز میں مسلم ہائی سکول لاہور میں چائے کی دعوت دی جس میں حضرت مولینا صدرالدین صاحب حضرت مولینا عزیز بخش صاحب محترم شیخ عبدالرحمان صاحب مصری مکرم ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب مکرم خواجہ عبدالغنی صاحب سکرٹری ووکنگ مشن اور جماعت کے دوسرے دوستوں نے شمولیت فرمائی، چائے نوشی کے بعد مولوی آفتاب الدین احمد صاحب نے حضرت مولینا صدرالدین صاحب کی خدمت میں درخواست کی وہ اس موقعہ پر کچھ ارشاد فرمائیں، حضرت مولینا نے اپنے مخصوص اور موثر انداز میں فرمایا کہ خواجہ نذیر احمد صاحب کی مشکلات اور مصائب کو جماعت نے اپنی مصائب سمجھا اور جماعت کے بزرگوں اور دوستوں نے ان کے لئے حضور قلب کے ساتھ دعائیں کیں جن کے نتیجہ میں اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل سے ان کی بریت فرمائی اس کے علاوہ آپ نے ان خصوصیات پر بھی روشنی ڈالی جن سے جماعتیں بنتی ہیں حضرت مولینا کے بعد جناب خواجہ نذیر احمد صاحب نے اپنی مشکلات میں خدائی نصرت اور خدائی تصرف کا اس رنگ میں ذکر فرمایا کہ خود ان پر اور حاضرین مجلس پر ایک رقت طاری ہو گئی اس کے بعد مجلس تمام ہوئی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ خواجہ صاحب کی اس کامیابی کو ان کے لئے باعث برکت بنائے اور سلسلہ کے لئے ہر لحاظ سے مفید بنائے آمین

تبلیغ اسلام کیلئے دس جوان ہمت اشخاص کی ضرورت

پچھلے دنوں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے جماعت کو خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ دس جوان ہمت اشخاص تبلیغ اسلام کے لئے باہر نکلیں جن کے قلوب میں اعلائے کلمۃ الحق کی حقیقی تڑپ موجود ہو جو اس کے لئے ہر طرح کی قربانیاں کرنے کو تیار ہوں اور جن میں وہ تمام خصوصیات موجود ہوں جن کا ایک مبلغ اسلام میں ہونا ضروری ہے ــــ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق اخبار میں احباب سلسلہ کو متعدد دفعہ توجہ دلائی جا چکی ہے اور اب پھر ان کی خدمت میں گذارش کی جاتی ہے کہ وہ فوراً اس کی طرف توجہ مبذول فرمائیں اور حضرت امیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دس مخلص اشخاص میدان میں نکل آئیں جلسہ سالانہ سے پہلے جماعت کے ۱۰ مخلص اشخاص کو اپنے نام حضرت امیر ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کر دینے چاہئیں۔

سالانہ نمائش دستکاری کیلئے تیاری کی ضرورت

ہماری جماعت کی بلند ہمت و اشاعت اسلام کے لئے اعلیٰ جذبات رکھنے والی خواتین جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنے خرچ سے استعمالی اور آرائش کی چیزیں تیار کر کے بھیجتی ہیں جنہیں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بذریعہ نمائش دستکاری فروخت کیا جاتا ہے۔ ان مذکورہ اشیاء کی فروخت سے ہر سال قریباً ایک ہزار روپیہ کی رقم جمع ہو جاتی ہے جس سے اشاعت اسلام کے مقصد کو تقویت ملتی ہے۔ اور خواتین سلسلہ کو اعلائے کلمۃ الحق کے جہاد میں شریک ہونے کا ایک شاندار موقعہ مل جاتا ہے۔ اگر اس تحریک کو باقاعدہ اور منظم طور پر فروغ دیا جائے تو ایک مشن کے اخراجات کی یہ تحریک متحمل ہو سکتی ہے۔ ہم خواتین سلسلہ کی خدمت میں گذارش کرتے ہیں کہ وہ ابھی سے ایک اہتمام کے ساتھ ان اشیاء کو تیار کرنا شروع کر دیں اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ہر ایک خاتون اس تحریک کو کامیاب کرنے کی کوشش کرے۔

انتقال پُرملال

(ا) پچھلے دنوں جناب قاضی ثناء اللہ صاحب لاہور چھاؤنی والے ایک لمبا عرصہ بیمار رہ کر وفات پا گئے انا للہ وانا الیہ راجعون مرحوم پرانے احمدی بزرگوں میں سے تھے آپ میں وہ تمام خصوصیات بدرجہ اتم موجود تھیں جو ایک احمدی بزرگ میں ہونی چاہئیں مرحوم نہایت سنجیدہ ایثار پیشہ خاموش کارکن اور نہایت صالح بزرگ تھے۔

نماز جنازہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے پڑھائی اور آپ لاہور چھاؤنی کے قبرستان میں دفن ہوئے دعا ہے اللہ تعالےٰ مرحوم کو غریق رحمت کرے اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(ب) ابھی ابھی ہمیں خبر موصول ہوئی ہے کہ جناب خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم کی پوتی یعنی میاں غلام شبیر صاحب کی صاحبزادی ایک حادثہ کی وجہ سے اچانک وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہمیں اس صدمہ میں خان بہادر میاں غلام رسول صاحب اور دیگر افراد خاندان سے دلی ہمدردی ہے دعا ہے اللہ تعالےٰ والدین کو نعم البدل عطا فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا والہ ضرور دیا کریں

اسلام کا معاشی نظام

(از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ)

نوٹ: حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی بلند پایہ انگریزی تصنیف نیو ورلڈ آرڈر کے ایک باب کا اردو ترجمہ درج ذیل ہے جس میں حضرت ممدوح نے اسلام کے معاشی نظام کو دنیا کی موجودہ معاشی مشکلوں اور الجھنوں کے لئے بطور حل کے پیش کیا ہے۔ اس مضمون میں جماعت کے مضمون نگار حضرات کے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ وہ غور فرمائیں کہ انہیں اس زمانہ میں کس طرز کے مضامین لکھنے چاہئیں اور دنیا کو کیسے مضامین کی ضرورت ہے (ایڈیٹر)

اسلام نے ہستی باری تعالیٰ پر ایک زندہ ایمان پیدا کر کے پرامن نظام عالم کی پختہ بنیادیں رکھی ہیں اور اس طرح انسانی قلب میں ایمان باللہ کی جڑوں کو مضبوط کیا ہے اور انسانوں کے غیر مصالحت پسند اور سخت دشمن طبقات میں رفق و ملائمت کے جذبات پیدا کئے ہیں مختلف انسانی نسلوں کو مربوط کرتے ہوئے وحدت نسل انسانی پیدا کر دی ہے اور تمام انسانوں کو ایک قوم بنا دیا ہے اور اس کے علاوہ اسلام نے نظام عالم کی تفصیلات کو بھی بیان کیا ہے۔ ایک اعلیٰ سوشل سسٹم اور مضبوط سیاسی نظام کی بنا ڈالنے والے اصولوں کو بھی بہم پہنچایا ہے ایک دائمی اور مستحکم تہذیب انسانی کی یہی خصوصیات ہیں۔

سماجی نظام میں معاشی مسئلہ مقدم حیثیت رکھتا ہے یہ نہایت اہم سوال بنا ہوا ہے ایک ایسا سوال جو ہر دماغ میں ایک ہیجان پیدا کرتا ہے مغرب کی مادی تہذیب نے ایک طرف تو انسانوں کے بین الاقوامی حالات میں افراتفری پیدا کر دی اور دوسری طرف ہر ایک قوم کے اندر طبقاتی جنگ پیدا کر دی۔ بنیادی مذاہب خواہ کچھ ہوں ہم مغرب کو معاشی نظام کی دو انتہاؤں پر پہنچا ہوا دیکھتے ہیں اور اس انتہا پسندی کی وجہ اس نظام کی وہ بنیادی کمزوری ہے جس کی وجہ سے وہ بدلے ہوئے حالات کے تقاضوں کا حریف نہیں ہو سکتا اس لئے یا تو سرمایہ داری اور مزدور کی پیکار کی شکل اختیار کر لی ہے یعنی بورژوازی طبقات کی پرولتاری طبقات سے آویزش یا مزدوروں کی سرمایہ داروں کے خلاف جنگ کی صورت اختیار کر لی ہے یعنی پرولتاری طبقات کی بورژوازی طبقات کے خلاف صف آرائی۔ یہ کبھی نہ ختم ہونے والی پیکار یورپ کے ہر ملک میں اس وقت جاری ہے جبکہ تلوار کی تباہ کن جنگ ختم ہو چکی ہے اور بظاہر دنیا میں امن ہے حقیقت یہ ہے کہ ظاہر طور پر جنگ سطح کے اوپر ختم ہو چکی ہے لیکن قومی زندگی کی سطح کے نیچے جنگ بدستور جاری ہے اور اس میں شک نہیں کہ تلوار نیام میں جا چکی ہے لیکن انسان کے انسان پر استبداد اور ناانصافی میں کوئی فرق نہیں پڑا جس کی طبقاتی اور بین الاقوامی جنگ بہترین آئینہ دار ہیں۔

ایک اور جنگ کی بنا ڈالی جا رہی ہے

سماجی دائرے کی جنگ نے مغرب کو دو بڑے کیمپوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ یورپ کے متعدد ممالک میں سرمایہ داری غالب ہے اور مزدور جبر و استبداد کا شکار ہے۔ روس دوسری انتہا پر پہنچ چکا ہے جہاں پرولتاری طبقات بورژوازی طبقات سے غیر معمولی تندی کے ساتھ انتقام لے رہے ہیں۔ معاملہ یہیں پر ختم نہیں ہو جاتا۔ ایک ملک میں مزدور کی فتوحات نے . . . . . مزدوروں کے حوصلے بڑھا دئے ہیں اور دوسرے ممالک میں ایسی ہی فتوحات حاصل کرنے کے لئے ان کی امیدیں بندھ گئیں ہیں اور یہ پیکار قوم کے دائرے سے نکل کر عالمگیر جنگ کی صورت اختیار کر رہی ہے اور اس جنگ میں سوویٹ روس تمام یورپ کے خلاف صف آرا ہے۔ یہ درست ہے کہ موجودہ عالمگیر جنگ کی ناگہانی ضرورتوں نے نئے اتحادات کے لئے قوموں کو مجبور کر دیا ہے۔ روس آج انگلستان اور امریکہ کا حلیف ہے لیکن طبقاتی جنگ . . . سے جو صلح اور امن کے قیام کا ناگزیر نتیجہ ہوگی یہ مذکورہ بالا حلیف اپنے آپ کو دو مختلف کیمپوں میں پائیں گے اور موجودہ عارضی اتحادات کی دھجیاں فضا کے آسمانی میں اڑتی ہوئی نظر آئیں گی۔

انگلستان اور امریکہ کا حقیقی اتحاد ایک طرف اور روس کا اتحاد دوسری طرف دنیا میں صلح اور امن کی بنیاد خیال کیا جاتا ہے لیکن یہ اتحاد اس وقت تک نہیں ہو سکتا جس وقت تک ان ممالک کے معاشی نصب العینوں میں مصالحت کی صورت نہ پیدا ہو جائے۔ جب تک معاشی مسئلہ کا تصفیہ نہیں ہوتا صحیح امن دنیا میں قائم نہیں ہو سکتا۔ اس تصفیہ کے بغیر مغربی طاقتوں کے نمائندے صلح اور امن کی میز پر بیٹھ کر بھی آیندہ جنگ کی تیاری میں مصروف ہو جائیں گے اگر یورپ کے ارباب حل و عقد یہ چاہتے ہیں کہ یہ جنگوں کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے تو انہیں سرمایہ داری اور مزدور کے جھگڑوں کو چکانے کے لئے ذرائع تلاش کرنے چاہئیں تمام روئے زمین پر ان دو مذکورہ طبقات میں آویزش ہے اس آویزش کا تصفیہ ازبس ضروری ہے۔ عیسائیت اور مادی تہذیب جو عیسائیت کے بطن سے پیدا ہوئی ہے ان دو طبقات میں مصالحت نہیں کرا سکتیں۔ اس پیکار میں صلح کی تجاویز صرف اسلام پیش کر سکتا ہے۔ اسلام کا سماجی نظام سرمایہ دار اور مزدور کے متضاد مفاد میں وسطی درجہ پر قائم ہے، صرف اسلامی نظام کے ذریعہ سے یہ مصالحت ہو سکتی ہے اور دنیا میں صحیح امن قائم ہو سکتا ہے۔

سرمایہ داری اور بالشوزم میں درمیانی راستہ

متعدد مغربی مصنفین نے اس امر کو تسلیم کیا ہے کہ مغرب کے معاشی تصورات کی پیکار میں اسلام کو وسطی درجہ حاصل ہے جیسا کہ گبس اپنی تصنیف Whither Islam کے خاتمہ پر رقمطراز ہے:-

"مغربی دنیا کی مبالغہ آمیز افراط و تفریط میں اسلام توازن قائم رکھے ہوئے ہے یہ مغربی قومیت کی انارکی اور روسی کیمونزم کی فوج آرائی کے مساوی طور پر خلاف ہے۔ زندگی کا معاشی پہلو جو موجودہ یورپ اور موجودہ روس کی نمایاں خصوصیت ہے اسلام ابھی اس واہمہ سے مغلوب نہیں ہوا۔"

اور اس کے بعد پروفیسر Massignon . . . . . کے ایک اقتباس کو درج کرتے ہوئے لکھتا ہے:-

"اسلام میں یہ خوبی ہے کہ اس میں ہر شہری کو زکوٰۃ کی ادائیگی کا مستقل اور مساوی حکم ہے زکوٰۃ کا روپیہ قوم کے بیت المال میں جمع ہونا چاہیئے۔ بغیر قیود کے تبادلہ اشیاء، بینکوں کا سرمایہ حکومت کے قرضے اور ضروری اشیاء پر بالواسطہ محصول، اسلام ان جملہ باتوں کے خلاف ہے۔ لیکن یہ باپ اور خاوند کی ذاتی جائیداد اور تجارتی سرمایہ سے متعلقہ حقوق کی حفاظت کرتا ہے۔ یہاں بھی بورژوازی سرمایہ داری اور بالشویک کیمونزم کے مابین وسطی درجہ کا حامل ہے۔" (صفحہ ۳۷۸ - ۳۷۹)

نقطۂ نگاہ میں تغیر

مغربی اقوام کے جنگجو معاشی طبقات میں اسلام کی حیثیت صلح کرانے والے کی ہے اس کے سماجی نظام میں متعدد ایسی خصوصیات ہیں جو اور کسی نظام میں نہیں پائی جاتیں پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام اجازت نہیں دیتا کہ مسلمان کا دماغ ضرورت سے زیادہ زندگی کے معاشی پہلو سے متاثر ہو جائے اور زندگی کی وسیع اقدار کو فراموش کر دے مسلمان کا پہلا سبق یہ ہے کہ خدا کی طرف سے عائد کردہ فریضہ تمام فرائض پر فوقیت رکھتا ہے وہ خواہ دنیا کا کوئی کام کر رہا ہو جب اذان کی آواز اس کے کانوں میں آئے اسے اس کام کو چھوڑ کر اپنے خالق کے حضور میں سجدہ ریز ہو جانا چاہیئے۔ یہ اذان صرف صبح کے وقت ہی نہیں دی جاتی اور نہ رات کو سونے کے وقت دی جاتی ہے بلکہ دن کے اس حصہ میں بھی اذان کی آواز بلند ہوتی ہے جبکہ انسان کاموں کے ہجوم میں گھرا ہوا ہوتا ہے اس آواز کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے ایک مسلمان خدا تعالیٰ کی موجودگی کو یقینی طور پر محسوس کرتا ہے وہ جانتا ہے معاش کے لئے اسے اپنی تمام تر توجہ اپنے کام پر مرکوز کرنا چاہیئے لیکن وہ اس کے ساتھ یہ بھی جانتا ہے کہ انسان صرف روٹی سے ہی زندہ نہیں۔ زندگی کا ایک بلند مقصد بھی ہے جس کے سامنے معاشی اقدار ثانوی حیثیت رکھتی ہیں جب تک اس حقیقت اور صداقت کا لوگوں میں صحیح احساس پیدا نہ ہوگا اس وقت تک افراد اور قوموں کے درمیان معاشی مقابلے سکون قلب کی بجائے . . . . . دکھ درد اور تباہی کے احساسات پیدا کرتے رہیں گے یورپ کی مہذب اقوام اپنے معاشی مفاد کی گہماگہمی میں اس قیمتی سبق کو فراموش کر چکی ہیں یہی وجہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کے درپے آزار ہیں اور ایک دوسرے کو تباہ و برباد کرنے کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔

انسانی قانون کی ضرورت نہیں

دوسرے یہ کہ اسلام کا معاشی نظام مشیت ایزدی کا اظہار ہے اس لئے اسے وہ استحکام حاصل ہے جو انسان کے بنائے ہوئے نظام کو حاصل نہیں اور کبھی حاصل نہیں ہو سکتا ہر ایک نظام کو اپنے نفوذ کے لئے دنیوی طاقت کی ضرورت ہوتی ہے لیکن اسلام کا نظام دنیوی حکمرانوں اور حکومتوں کا محتاج نہیں ہے کیمونزم روس میں اسلئے قائم نہیں کہ اس میں پبلک کیلئے کوئی اپیل موجود ہے بلکہ اسلئے قائم ہے چونکہ سوویٹ روس میں حکومت کی طرف سے اس کا جبری نفاذ کیا گیا ہے فسطائیت بھی اسی وقت تک صفحہ ہستی پر موجود ہے جب تک اس کی پشت پر دنیوی طاقت اور حکومت ہے یورپ میں عام طور پر سرمایہ داری کا تسلط بھی اسلئے ہے کیونکہ اس کے مالی ذرائع بہت وسیع ہیں اور تمام نام نہاد جمہوری حکومتیں اس کی پشت پر ہیں۔ یورپ میں طاقت درحقیقت عوام کے ہاتھ میں نہیں ہے بلکہ حکومت کی باگ ڈور بڑے بڑے سرمایہ داروں کے ہاتھوں میں ہے خواہ وہ یہودی ہوں یا غیر یہودی ہوں لیکن اسلام کا سوشل نظام اس طرز کا نہیں ہے وہ مذہب کی بنیادوں پر قائم ہے انسانی دماغ کے لئے اس میں اپیل ہے وہ اپنے نفاذ کے لئے عسکریت اور سیاسی طاقت کا محتاج نہیں۔ روئے زمین کے مسلمان خواہ وہ والی ہوں یا رعایا ہوں ان پر اسلامی قوانین کی حکومت ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اسلامی نظام لوگوں کے قلوب میں راسخ ہو چکا ہے اس کے نفاذ کے لئے کسی دنیوی طاقت کی ضرورت نہیں۔

ایک مستحکم نظام

تیسرے اسلام کا سماجی نظام ہی وہ نظام ہے جس نے اپنی تیرہ سو سالہ زندگی میں ثابت کر دیا ہے کہ وہ نظام عالم ہے۔ تمام اسلامی اقوام کے جو مشرق بعید سے لیکر مغرب بعید تک آباد ہیں، باوجود نسلی، لونی، اور لسانی اختلافات کے سماجی تصورات ایک ہیں بلکہ اس سے بڑھکر عجیب بات یہ ہے کہ گذشتہ ایک ہزار سال میں دوسری اقوام کے سماجی تصورات میں بیشمار تغیرات رونما ہوئے لیکن اسلام کا سماجی نظام تغیر پذیر نہیں ہوا گو مسلمان قوموں کی تقدیریں بدل گئیں لیکن ان کا سماجی نظام چٹان کی طرح مضبوط ہے۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی نظام کے خمیر میں ایسی طاقت موجود ہے جو اسے ان اقوام کے جو اس کے دائرہ اثر میں ہیں، تمام تغیرات اور انقلابات سے بے نیاز کر دیتی ہے۔ یہ صرف نظام عالم ہی نہیں ہے بلکہ مستحکم نظام عالم ہے۔

دولت کوئی معیار نہیں ہے

اسلام کے سماجی نظام کی چوتھی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا منتہائے مقصود مساوات ہے

جہاں تک قوم کے افراد کے لئے مساوات ممکن ہو سکتی ہے اسلام پست لوگوں کو بلند کرتا ہے اور غریبوں کو امیر بناتا ہے، اس لحاظ سے اسلام اور بالشوزم میں نمایاں فرق ہے کیونکہ بالشوزم امیر کو غریب بنا کر اور بلند کو پست کر کے مساوات پیدا کرتا ہے ــــ قرآن مجید کی ابتدائی آیات پر سرسری نظر ڈالنے سے یہ بات بالکل صاف ہو جاتی ہے۔ اسلام صرف مظلوم کو نجات دلانے اور غریبوں کی مدد کے لئے نہیں آیا بلکہ غربا کو بلند سطح پر پہنچاتا ہے جہاں وہ دولت کے مساوی طور پر مالک بن کر امراء کے دوش بدوش کھڑے ہو سکتے ہیں۔

اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے پہلے امراء اور غرباء کے ذہن نشین کرایا گیا ہے کہ سونے اور چاندی کے ڈھیر وجاہت یا نہیں ہیں یہ انسان کی وجاہت میں اضافہ نہیں کرتے اور نہ غربت باعث ذلت ہے۔ یہ مفسوم کے تغیرات اور زمانہ کے اتفاقات خدا کے حضور میں کچھ وقعت نہیں رکھتے اور نہ ان لوگوں کی نگاہوں میں ان کی اہمیت ہونی چاہیئے جو خدا پر ایمان رکھتے ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید کے چند اقتباسات درج ذیل ہیں:-

فاما الانسان اذا ما ابتلٰه ربه فاكرمه و نعمه فيقول ربي اكرمن واما اذا ما ابتلٰه فقدر عليه رزقه فيقول ربي اهانن (الفجر ۱۵-۱۶) تو انسان کی حالت یہ ہے کہ جب اسے اس کا رب آزماتا ہے پھر اسے عزت دیتا ہے اور نعمت بخشتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے معزز کیا ہے اور جب اسے آزماتا ہے پھر اس کی روزی اس پر تنگ کر دیتا ہے تو وہ کہتا ہے میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔

ولولا ان يكون الناس امة واحدة لجعلنا لمن يكفر بالرحمٰن لبيوتهم سقفا من فضة ومعارج عليها يظهرون ولبيوتهم ابوابا وسررا عليها يتكئون۔ وزخرفا وان كل ذالك لما متاع الحيٰوة الدنيا ط والاٰخرة عند ربك للمتقين (سورہ الزخرف ۳۳-۳۵) اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ہی گروہ بن جائیں گے تو ہم ان کے لئے جو رحمان کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بنا دیتے اور سیڑھیاں بھی جن پر وہ چڑھتے ہیں اور ان کے دروازے اور تخت جن پر وہ تکیہ لگاتے ہیں اور سونے کے اور صرف دنیا کی زندگی کا سامان ہے اور آخرت تیرے رب کے نزدیک متقیوں کے لئے ہے۔

دولت کی جگہ

پہلی بات جو اسلام دنیا میں ایک نظام پیش کرتے ہوئے کرتا ہے وہ یہ ہے کہ دولت کے حصول کو صحیح رنگ اور صحیح تناسب کے ساتھ انسانی دماغ کے سامنے رہنا چاہیئے۔ دولت ایسی چیز نہیں ہے جسے ترک کیا جائے۔ خدا ہی اس دنیا میں بھلائی دیتا ہے (سورہ بقرہ ۲۰۱) اور نعمتوں کے استعمال سے منع نہیں کرتا قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده والطيبٰت من الرزق ط کہو کس نے اللہ کی زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے لئے نکالی ہے اور کھانے کی ستھری چیزوں کو حرام کیا ہے (الاعراف ۳۲) قرآن مجید کی سورۃ النساء میں نہایت صفائی کے ساتھ دولت کو سہارا قرار دیا ہے۔ فرمایا ولا تؤتوا السفهاء اموالكم التي جعل الله لكم قيٰما وارزقوهم اور کم عقل لوگوں کو تم اپنے مال نہ دو وہ جن کو اللہ تعالے نے تمہارے لئے سہارا بنایا ہے اور تم انہیں ان کے ذریعہ سے کھانے کے لئے دو (۴: ۵) لیکن اس کے ساتھ ہی تنبیہ بھی کی گئی ہے کہ دولت صرف ایک مقصد کے حصول کا ذریعہ ہے مقصد نہیں ہے ــــ دولت سے بڑھ کر بلند بھی زندگی کی اقدار ہیں انہیں دولت کے حصول میں نظروں سے اوجھل نہیں کرنا چاہیئے و رحمت ربك خير مما يجمعون اور تیرے رب کی رحمت اس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں (الزخرف ۳۲) انسانی دل میں سب سے بڑھ کر جگہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہونی چاہیئے۔

عدم مساوات زندگی کا قانون

الٰہی نظام عالم کی ترکیب میں جو انسان کی طرف نازل کیا گیا ہے ایک اور امر کو بھی بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے ساری نیچر میں ایک تنوع پایا جاتا ہے۔ کائنات میں اختلافات موجود ہیں جو وحدت کے منافی نہیں ہیں کوئی دو آدمی ایک جیسے نہیں نہ ان کے دماغ ایک جیسے ہیں انسانی استعدادوں میں بھی فرق موجود ہے سب یکساں کام نہیں کر سکتے بعض لوگوں کو دوسرے لوگوں کی نسبت بہتر دماغ ودیعت کئے گئے ہیں بعض لوگوں کو کام کرنے کی استعداد زیادہ عطا ہوتی ہے اور بعض لوگوں کو اچھا ماحول میسر آ جاتا ہے جہاں ان کا کام زیادہ موثر اور نتیجہ خیز ثابت ہوتا ہے ان اختلافات کو مٹایا نہیں جا سکتا انہیں حیات انسانی کے لئے ضروری کوائف کے طور پر تسلیم کرنا چاہیئے جیسا کہ خدا فرماتا ہے:۔

نحن قسمنا بينهم معيشتهم في الحيٰوة الدنيا ورفعنا بعضهم فوق بعض درجٰت ليتخذ بعضهم بعضا سخريا (الزخرف ۳۲) ترجمہ: ہم نے ان کے درمیان ان کی دنیا کی زندگی میں ان کی روزی تقسیم کی ہے اور ایک کے دوسرے پر درجے بلند کئے ہیں تا کہ ایک دوسرے کو خدمت میں لگائے ــــ اللہ تعالے نے معاش میں بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ یہ اختلافات مٹائے نہیں جا سکتے یہاں تک کہ بالشویک روس بھی ان اختلافات کو نہیں مٹا سکا۔ سٹالن اور معمولی کان کن برابر نہیں ہیں اس دنیا کا نظام اس وقت تک نہیں چل سکتا جب تک کہ بعض لوگ بعض پر حاوی ہو کر ان سے خدمت نہ لیں۔ اگر اختلافات نہ ہوتے تو ریاست نہ ہوتی کوئی نظام نہ ہوتا اور ہر جگہ ایک افراتفری سی مچی ہوتی دماغی اختلافات اور کام کرنے کی استعدادوں کے اختلاف کا اعتراف تو اشتراکی نظام میں بھی کیا جاتا ہے جو اس مفروضہ سے شروع ہوتا ہے کہ دنیا میں مساوات ہونی چاہیئے ملوکیت سرمایہ داری .....

.....قبضہ کر کے اور انہیں ان کے املاک سے محروم کر کے دولت کو مساوی تقسیم کر سکتی ہے جیسا کہ بعض حکومتیں مزدوروں پر ظلم کرتی ہیں اور غریبوں پر ستم ڈھاتی ہیں لیکن یہ اس معاشی مسئلہ کا حل نہیں ہے۔

مساوی تقسیم

اسلام کا معاشی نظام اسباب معیشت کی نہایت انصاف سے اور صحیح تقسیم کرتا ہے اور اس کے لئے اس نے ایک بے نظیر نظام قائم کیا ہے سرمایہ داری کو تباہ کرنا یا بالفاظ دیگر امرا کی دولت کو زبردستی چھین کر اسے حکومت کی جائیداد بنانا یا برائے نام طور پر سماج کی ملک بنانا بہت بڑی ناانصافی کا کام ہے اور اسلامی روح کے بالکل منافی ہے اسلام نے خیرات کا ایک لازمی نظام قائم کیا ہے اس لحاظ سے لازمی نہیں کہ اسکو جمع کرنے کے لئے دنیوی طاقت کو استعمال کیا جائے بلکہ یہ دباؤ اخلاقی ہے۔ فرد کی ذہنیت کو بدل دیا جاتا ہے جو کچھ آدمی کماتا ہے وہ اس کی محنت کا پھل ہے اور اسے اس پھل سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔

لیکن جب وہ اپنی ضروریات کے مطابق خرچ کر لیتا ہے اور کچھ پس انداز بھی کر لیتا ہے تو یہ جمع شدہ سرمایہ مستقل سرمایہ متصور ہوتا ہے اس سرمایہ کا ایک معین حصہ اسے اپنے مستحق اور غریب بھائیوں کی مدد کے لئے حکومت کو دینا پڑتا ہے یہ حصہ ایسا ہے جو غرباء کو فائدہ پہنچاتا ہے اور امراء کو کنگال بھی نہیں کرتا یہ خدائی حکم ہے اور انسان کو اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہیئے۔

روپیہ جمع کرنا ایک گناہ ہی

دولت کو سمیٹنا اسلام میں ایک حد تک نجس اور ناپاک خیال کیا گیا ہے کیونکہ اس کا اثر انسان کے قلب پر پڑتا ہے اور دولت کی محبت پیدا ہوتی ہے لیکن یہ ناپاکی جمع شدہ دولت کا چالیسواں حصہ ادا کرنے سے دھوئی جا سکتی ہے اس لئے اسے زکوٰۃ کے لفظ سے موسوم کیا گیا ہے یعنی یہ ایک ایسا فعل ہے جس سے تزکیہ نفس ہوتا ہے۔ اسلامی حکومت کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ زکوٰۃ کو جمع کر کے مستحق لوگوں میں تقسیم کرے اگر اسلامی حکومت نہ ہو تو بھی اسلامی سماج کی تشکیل اس انتظام پر ہوتی ہے کہ وہ اس روپیہ کو اکٹھا کر کے غربا میں تقسیم کر سکتا ہے یہ یقین کہ دولت کا جمع کرنا ایک ناپاک فعل ہے اور تزکیہ صرف ۲½ فیصدی ادا کرنے سے ہو سکتا ہے اس جذبہ نے زکوٰۃ کی ادائیگی میں پہلے اور آج بھی بہت کام کیا ہے یہ ایک طریقہ ہے جس سے اسلام نے جمع شدہ دولت کی تقسیم پر اثر ڈالا ہے جتنے نظامات آج دنیا میں موجود ہیں کسی کی طرف سے ایسی کوشش معرض وجود میں نہیں آئی۔

سرمایہ داری اور حکومت

تقسیم دولت کا مسئلہ جس کے ساتھ سیاسی اقتدار وابستہ ہے آج انسانیت کے سامنے عظیم الشان مسائل میں سے ایک مسئلہ ہے۔ مغرب کی مادی تہذیب کا بنیادی پتھر سرمایہ داری ہے اور اس سرمایہ دارانہ نظام نے دولت کو صرف چند ہاتھوں میں جمع کر دیا ہے جس سے عوام کی غربت اور مشکلات میں بہت اضافہ ہو گیا ہے۔ سیاسی اقتدار دولت کے پیچھے چلتا ہے اور سرمایہ داروں کے اشارات پر سیاسی مدبروں کو صلح اور جنگ کا اعلان کرنا پڑتا ہے سرمایہ دار جن کے اختیار میں سیاسی قوت ہے ان کی پیاس کبھی نہیں بجھتی اس لئے انھوں نے اسے پرشوکت الفاظ کے ساتھ قانونی جامہ پہنا دیا ہے، نوآبادی قائم کرنے فوجی قبضہ کرنے اور انجمن اقوام کی طرف سے کسی ریاست کو کسی ملک پر حکومت کرنے کے عارضی اختیار کی شکل میں کیا کچھ نہیں ہوتا۔ یورپ کی بڑی بڑی طاقتیں قومی پیمانہ پر بڑے بڑے سرمایہ دار ہیں یہ طاقتیں جنگی مصارف کے لئے قرضے لیکر سرمایہ داری کی طاقت میں اضافہ کرتی ہیں۔ اسلام نے اس عارضہ کا علاج سود کی مخالفت سے کیا ہے جس کا مفصل ذکر آگے آئیگا۔

بالشوزم کے حقیقی معائب

انیسویں صدی کے وسط میں یعنی آج سے قریباً ایک سو سال قبل سرمایہ داری کے خلاف ردعمل شروع ہوا اس ردعمل نے سوشلزم کا نام اختیار کیا اور بتدریج بالشوزم کی شکل اختیار کر گیا روس پر اس کا مکمل تسلط ہے غالباً اتنا شدید تسلط ہے جتنا کہ یورپ کے دوسرے ممالک پر سرمایہ داری کا ہے روس سے باہر اس نے کوئی زیادہ ترقی نہیں کی گو روس کی طرف سے غیر معمولی پروپیگنڈا کیا گیا ہے آیا یہ روس میں ایک مستقل نظام کی صورت اختیار کرے گا اس کا فیصلہ مستقبل کرے گا لیکن اس میں ایک بات بہت عجیب معلوم دیتی ہے بالشوزم لوگوں کو آزاد کرنے کے لئے پیدا ہوا لیکن اس نے بھی اتنی ہی غلامی پیدا کی ہے جتنی کہ سرمایہ داری نے پیدا کی زارکے زمانہ کی مطلق العنانیت کی جگہ سویٹ استبداد نے لے لی ہے۔

ہمارے سامنے سوال یہ ہے کہ آیا بالشوزم نے انڈسٹری کو حکومت کی ملک بنا کر تقسیم دولت کے مسئلہ کو بالآخر حل کر دیا ہے یہ کہنا کہ روس میں پانچ سالہ تجویز نے پیداوار کو اس حد تک مستحکم کر دیا ہے کہ وہ خیال میں نہیں آ سکتی اسلئے انڈسٹری کا حکومت کی ملک بن جانا اس مسئلہ کا حقیقی حل ہے ایسا خیال کرنا غالباً کسی نتیجہ پر پہنچنے میں عجلت سے کام لینا ہے کون جان سکتا ہے کہ وہ لوگ جو اس تجویز کو بروئے کار لانے کے لئے مامور ہیں جو حکومت کے ایجنٹ ہیں وہ شاید کل کو روبہ تنزل ہو کر ایک طبقہ امراء بن کر رہ جائیں جو کہ سرمایہ داری کے طبقہ امراء سے مشابہ ہو۔ انسانی فطرت ایسے میلانات کی طرف راغب ہے بالشوزم کے پاس ان میلانات کو روکنے کے لئے کوئی علاج نہیں ہے لیکن اس سے بھی بڑھ کر یہ بات قابل غور ہے کہ بالشوزم جو کہ مزدوروں کے دوست کے طور پر رونما ہوا ہے وہ مزدور کو اس کی محنت کے پھل سے محروم کر کے اپنے مقاصد کو خود شکست دیتا ہے ضروری اشیاء کا سمٹ اور محنتی احمق اور کند میں مساوی تقسیم کر دینا یقیناً اپنے نتائج پیدا

آنریری مبلغین کی تبلیغی رپورٹ

تبلیغی کوششوں میں قابل تقلید نمونہ

مکرمی ایڈیٹر صاحب پیغام صلح۔
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل رپورٹ اپنے اخبار میں شائع کر کے مشکور فرمائیں۔ (مہتمم تبلیغ)

بخدمت جناب مہتمم صاحب آنریری تبلیغ۔
السلام علیکم۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی تحریک تبلیغ پر خاکسار نے بھی اپنی پڑھائی کے وقت میں سے تھوڑا سا وقت نکال کر تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا اگرچہ خاکسار کو حضرت مسیح موعود کی کتب سے زیادہ واقفیت نہیں لیکن ہر جگہ خدا نے امداد کی ہے اور معترض کا جواب میں نے بڑی آسانی سے دیدیا۔ یہ خدا کے فضل ہیں حضرت امیر ایدہ اللہ کی تحریک کے بعد خاکسار نے سب سے پہلے کالج کے لڑکوں میں تبلیغ کا سلسلہ جاری کیا۔ جہاں پر مجھے بہت دقتیں پیش آئیں اور لڑکوں نے ٹرانگ کرنا شروع کیا۔ ہر وقت حضرت صاحب کو گالیاں اور مجھے اچھی بری بات کہدیتے یہ ان کا ہر وقت کا کام رہا ہے۔ کئی ایک نیک فطرت لڑکوں پر ان باتوں کا اچھا اثر بھی ہوا اگرچہ وہ احمدی نہیں ہوئے۔ لیکن وہ پہلے کی طرح اب مخالفت نہیں کرتے اور نہ ہی حضرت صاحب کو گالیاں دیتے ہیں لڑکوں کے علاوہ ایک پروفیسر صاحب کیساتھ بھی بعض اوقات تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اور ان کو میں نے آپ کے مشورہ کے مطابق اسلامی اصول کی فلاسفی بھی پڑھنے کے لئے دی تھی۔ اس کے پڑھنے کے بعد انھوں نے براہین احمدیہ طلب کی وہ بھی میں نے ان کو پڑھنے کے لئے دی اچھا خاصا اثر ان پر ہو گیا۔ اس کے بعد خاکسار رخصتوں کی وجہ سے اپنے وطن کو چلا گیا تھا۔ یعنی جولائی میں وہاں پر بعض مجبوریوں کی وجہ سے زیادہ وقت نہیں مل سکا۔ کہ میں کسی کو تبلیغ کرتا لیکن پھر بھی اپنے رشتہ داروں میں میں نے تبلیغ کا سلسلہ جاری رکھا۔ صرف باہر کے لوگوں سے تبادلہ خیالات کا موقع نہیں ملا میں نے اپنے رشتہ داروں میں جو تبلیغ کی ہے۔ اس کی بھی مختصر سی رپورٹ درج ذیل ہے

(۱) تحصیل مانسہرہ میں لواں نام ایک گاؤں ہے وہاں پر میرے ایک رشتہ دار ہیں۔ ان کے ہاں کئی دفعہ جانے کا موقعہ ملا وہ اچھے خواندہ آدمی تھا۔ ان کو میں نے ٹریکٹ وغیرہ بھی دیئے اور حضرت امیر کی کتاب النبوۃ فی الاسلام بھی پڑھنے کے لئے دی۔ زبانی بھی تبادلہ خیالات کرتا رہا، وفات مسیح کے متعلق ان کو ٹریکٹ دیا۔ اور زبانی بھی گفتگو ہوتی رہی۔ رفتہ رفتہ وفات مسیح کا تو میں نے ان کو قائل کر دیا۔ آتے وقت میں ان کو ملا۔ اور میں نے ان سے پوچھا۔ کہ آپ پر میری تبلیغ یا ہمارے ٹریکٹوں کا کیا اثر ہوا ہے۔ انھوں نے کہا بالکل سچ ہے پھر میں نے ان کو جماعت میں داخل ہونے کی دعوت دی۔ انھوں نے کہا کہ عقاید کے لحاظ سے میں اب آپ سے بالکل متفق ہوں صرف ظاہر میں نہیں ہو سکتا۔ کہ ہمارے گاؤں میں اور کوئی احمدی نہیں۔ اور لوگ بہت مخالفت کریں گے۔ بہرحال یہ ان کی کمزوری ہے۔ خدا کے فضل سے ۳۔ آدمی ان کے گھرانے کے احمدی ہو گئے ہیں۔ ایک ان کی بیوی اور ایک ان کی لڑکی یعنی سب گھرانے نے احمدیت کو قبول کر لیا ہے۔ صرف لوگوں کے سامنے ظاہر نہیں ہو سکتے یہ کمزوری رفتہ رفتہ انشاءاللہ دور ہو جائے گی۔

(۲) ان کے علاوہ ایک اور گاؤں میں ہمارے دو تین گھرانے اکٹھے رشتہ داروں کے ہیں وہاں پر بھی میں نے ایک دفعہ سب کو جمع کر کے جو کہ سب چھوٹے بڑوں کو ملا کر پندرہ سولہ آدمی ہوتے ہیں۔ میں نے احمدیت کے متعلق ان کو مختصر طور پر سمجھایا ان لوگوں کے ذہن میں احمدیت کا نقشہ بڑا عجیب سا ہے۔ مثلاً یہ کہ احمدی لوگ حضرت مرزا صاحب کو نبی مانتے ہیں۔ اور اس کا کلمہ پڑھتے ہیں اور ان کی نماز کوئی اور ہی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے ایسی بری بری باتیں ہیں جو لوگوں میں مشہور ہیں میں نے ان سب باتوں کے تسلی بخش جواب دیئے۔ اور ان کو یہ یقین دلایا کہ احمدی لوگ آپ لوگوں کی طرح نماز روزہ اور کلمہ وغیرہ پڑھتے ہیں۔ ان باتوں کے سننے سے کئی ایک عورتوں کے شکوک رفع ہو گئے۔ اور وہ پہلے احمدی لوگوں کو برا کہا کرتی تھیں۔ اس سے باز آگئیں۔ اور کئی پہلے ہی کی طرح اپنی ضد پر قائم ہیں۔

(۳) اس کے علاوہ دیب گراں میں چند قادیانی رہتے ہیں ان کو ٹریکٹ وغیرہ دئے اور زبانی بھی باتیں وغیرہ ہوئیں لیکن خاکسار کو قادیانیت سے زیادہ واقفیت نہ ہونے کیوجہ سے زیادہ کچھ کہنے کا موقعہ نہیں ملا۔ صرف آپ نے لیکچروں سے جو آپ نے مصلح موعود کے متعلق دئے کچھ واقفیت ہوئی تھی اس موضوع پر میں نے ان سے باتیں وغیرہ کیں۔ اور دفتر سے میں کتاب تحقیق حق لے گیا تھا۔ وہ ایک دو آدمیوں کو دی اور ٹریکٹ وغیرہ بھی دیئے۔ اب بھی کالج میں لڑکے بہت تنگ کرتے ہیں لیکن جہاں تک ہو سکتا ہے ان کو سمجھاتا ہوں۔ بعض اوقات گالیاں وغیرہ بھی دینے لگ جاتے ہیں۔ لیکن صبر کر کے چپ ہو جاتا ہوں۔ یہ مختصر سی رپورٹ ہے۔ آیندہ بھی خاکسار جہاں تک ہو سکا تبلیغ کرتا رہے گا آپ بھی میرے لئے دعا کریں۔ کہ خداوند کریم مجھے اس سے زیادہ تبلیغ کا جوش دے۔ آمین۔

خاکسار
غلام مرتضےٰ
از۔ احمدیہ بلڈنگس لاہور

خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کا جھوٹا پروپیگنڈا

از جناب ڈاکٹر شیخ محمد عبداللہ صاحب سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

اخبار الفضل میں خان بہادر میاں محمد صادق صاحب نے اپنے ایک مضمون میں یہ ذکر بھی کیا ہے کہ میں نے حضرت مولانا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ لاہور کے طرز عمل کی بنا پر سکرٹری شپ سے استعفےٰ دے دیا ہے چونکہ اس مضمون سے یہ اثر ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے کہ گویا میں جماعت احمدیہ کے امیر سے بددل ہو کر انجمن سے الگ ہو رہا ہوں لہذا میں ذیل کی سطور لکھ کر اس غلط فہمی کو دور کرنا چاہتا ہوں۔

اصل واقعات یہ ہیں:-

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے کاموں میں بفضلہ معتدبہ اضافہ ہو گیا ہے چنانچہ اس سال کا سالانہ بجٹ جو بالعموم دو لاکھ کا ہوتا تھا چھ لاکھ کے قریب پہنچ چکا ہے۔ تراجم قرآن کا کام۔ جنگ کے بعد یورپ میں نئے مشنوں کا جاری کرنا اور اس کے لئے ابھی سے مبلغین کی تیاری کی طرف توجہ کرنا وغیرہ ایسے کام ہیں جن کا مجھ پر بحیثیت سیکرٹری کافی بار پڑتا ہے۔ لہذا میں نے انجمن سے درخواست کی کہ چونکہ اختتام جنگ پر میں نے جرمنی واپس جانا ہے اور اس وقت انجمن کو میری جگہ کوئی اور انتظام کرنا ہی ہوگا لہذا مجھے ابھی سے سکرٹری شپ کے کام سے سبکدوش کر دیا جائے تا کہ میں اس عرصہ میں اپنی دینی معلومات میں بھی کچھ اضافہ کر لوں اس درخواست کی تہ میں صرف دو باتیں تھیں ایک کام کاج کی زیادتی جو میرے لئے ناقابل برداشت ہو رہی تھی اور دوسرے میرا اختتام جنگ پر جرمنی واپس چلے جانا۔ چنانچہ جب یہ معاملہ مجلس منتظمہ میں پیش ہوا تو مجلس نے یہ فیصلہ صادر فرمایا کہ چونکہ بوجہ طوالت جنگ میرا جرمنی جانا مستقبل قریب میں معرض وجود میں آتا نظر نہیں آتا لہذا میں فی الحال سکرٹری شپ کا کام بدستور کرتا رہوں۔ البتہ اپنے کام کو ہلکا کرنے کی غرض سے مجلس کے سامنے تقسیم کار کی تجاویز پیش کروں تا کہ مجلس میرے کام کو تقسیم کر کے میرے بوجھ کو ہلکا کر سکے، اس فیصلہ کو میں نے بسر و چشم قبول کر لیا۔

یہ تھی اصل حقیقت جس کو خان بہادر میاں محمد صادق صاحب نے اپنے مخصوص رنگ میں استعفےٰ کا رنگ دے کر یہ ظاہر کرنے اور اثر ڈالنے کی کوشش کی کہ گویا میں حضرت امیر ایدہ اللہ اور جماعت احمدیہ لاہور سے متنفر ہو کر استعفےٰ دیکر جماعت سے الگ ہو رہا ہوں۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ خانبہادر کہاں تک نیک نیتی اور راستبازی سے کام لے رہے ہیں۔ کیا دنیا کے تمام اداروں میں افسروں کے ادلی بدلی نہیں ہوتے رہتے اور پھر اس تبدیلی کے لئے تو میں نے خود درخواست کی تھی۔

مذہبی ادارے جو عدل و انصاف۔ حق پرستی۔ راستبازی۔ خداترسی اور تقویٰ اللہ کو دنیا میں پھیلانا اپنا مقصد حیات بتاتے ہوں اگر یہی ادارے غلط جھوٹا اور بے بنیاد پروپیگنڈا کے مرتکب ہوں تو پھر صفات خداوندی کا دنیا میں پھیلنا اور پنپنا محال بلکہ ناممکن ہو گا۔ خدارا غور کریں کہ کیا اس قسم کا غلط جھوٹا اور اخلاق سے گرا ہوا پروپیگنڈا جو رسالہ فرقان اور اخبار الفضل کرتے ہیں کبھی دنیا میں حقیقی نیکی، راستبازی تقویٰ اللہ اور دیگر صفات خداوندی جن کے یہ دعویدار ہیں پیدا کر سکتے ہیں۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

خاکسار عبداللہ
۴۴-۱۱-۲۷

احمدیہ کیلنڈر سنہ ۱۹۴۵ء

احباب کرام کو یاد ہو گا کہ انجمن کی پبلسٹی کمیٹی نے سنہ ۱۹۴۲ء میں ایک شاندار احمدیہ کیلنڈر شائع کیا تھا جس میں تاریخوں کے علاوہ جماعت احمدیہ لاہور کے معتقدات اور تبلیغی کاموں کی تفصیل یورپین اور ہندوستانی اکابر کی آراء، حضرت مسیح موعودؑ کا منشور و منظوم کلام اور دس شرائط بیعت درج کی گئی تھیں، اور اوپر حضرت مسیح موعودؑ، حضرت مولانا نورالدین اور حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی تصاویر دی گئی تھیں یہ کیلنڈر اپنی ندرت اور خوبصورتی اور تبلیغی خصوصیات کے اعتبار سے بہت مفید ثابت ہوا اور احباب نے اسکو بہت پسند کیا تھا۔

افسوس ہے سنہ ۴۴-۱۹۴۳ء میں کاغذ نہ ملنے کی وجہ سے اسکو دوبارہ شائع نہ کیا جا سکا لیکن اب احباب کرام یہ سن کر خوش ہونگے کہ سنہ ۱۹۴۵ء کے لئے اسکو پھر طبع کرانے کا سامان ہو گیا ہے اور کیلنڈر اس وقت پریس میں زیر طبع ہے، اور عنقریب چھپکر شائع ہو جائیگا۔ قیمت فی کیلنڈر ۴ر آنہ ہو گی جن احباب کو اس کیلنڈر کی جس قدر کاپیاں مطلوب ہوں وہ مہربانی کر کے اپنی درخواستیں بہت جلد بھیجدیں اور یہ بھی لکھدیں کہ آیا انہیں کیلنڈر بذریعہ ڈاک بھیجا جائے یا جلسہ سالانہ پر انہیں دیا جائے، بذریعہ ڈاک منگوانے میں بسا اوقات ضائع ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے اس لئے جو احباب جلسہ پر آنیوالے ہوں ان کے لئے یہی بہتر ہو گا کہ یہاں سے خود لے جائیں لیکن جس قدر تعداد مطلوب ہو اس سے پہلے ہی اطلاع بھیجدیں تا کہ ان کے لئے محفوظ کر لئے جائیں، جو صاحب بذریعہ ڈاک منگوانا چاہیں وہ درخواست کے ہمراہ قیمت کے علاوہ ایک آنہ فی کیلنڈر محصول ڈاک کے لئے بھی ضرور ارسال فرمائیں۔

چونکہ یہ کیلنڈر تبلیغی اغراض کیلئے ہے اسلئے یہ امید کرنا بے جا نہیں کہ ہر ایک دوست اپنی استطاعت کے مطابق اپنی ضرورت سے زیادہ کاپیاں خرید کر غیراز جماعت حلقوں میں بھی تقسیم کریں گے اور عنداللہ اجر عظیم کے مستحق ہوں گے۔ والسلام۔

خاکسار۔ عبداللہ۔ انچارج پبلسٹی کمیٹی احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

قاضی اکمل صاحب کے شعر کا صحیح مفہوم

از محترم جناب شیخ عبد الرحمٰن صاحب مصری

قاضی اکمل صاحب کے شعر کا ہرگز وہ مطلب نہیں جو جناب میاں صاحب نے سمجھا۔ قاضی اکمل صاحب کی ایک نظم ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء کے بدر میں شائع ہوئی تھی اس نظم میں ایک شعر تھا:۔

"محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں"

جناب میاں محمود احمد صاحب کے سامنے یہ شعر اس وقت آیا جبکہ آپ قاضی صاحب۔ موصوف پر بعض خاص وجوہ کی بناء پر جن کی تفصیل کی اس وقت ضرورت نہیں سخت غضبناک تھے اور اپنے انتظام کی چکی میں انہیں بری طرح پیس رہے تھے اور اپنی جماعت کی نظر میں انہیں کلیتہً گرا دینے کا پورا تہیہ کئے بیٹھے تھے چنانچہ اس شعر کے سامنے آتے ہی انھوں نے اس کو بھی قاضی صاحب کو گرانے کا ایک ذریعہ بنا لیا الفضل خود راوی ہے کہ اس شعر کی وجہ سے قاضی صاحب کو جناب میاں صاحب کی طرف سے تنبیہ کی گئی جس پر قاضی صاحب تہر درویش برجان درویش کی مثل کو سامنے رکھتے ہوئے بالکل خاموش رہے چونکہ خود جناب میاں صاحب نے اس شعر کو قابل اعتراض قرار دیا اس لئے حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بھی اسے قابل اعتراض لکھ دیا جناب میاں صاحب کے اپنے ایک مرید کے شعر کو قابل اعتراض ٹھہرا دینے کے بعد انہیں ضرورت نہ تھی کہ وہ اس امر کی تحقیق کرتے کہ یہ شعر کب کہا گیا اور کس مفہوم کو مدنظر رکھ کر کہا گیا ہے، اس پر قاضی صاحب کو حضرت امیر ایدہ اللہ کو سامنے رکھ کر جناب میاں صاحب کے خلاف اپنے دل کے پھپھولے پھوڑنے کا موزوں موقعہ میسر آ گیا اور انھوں نے اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جناب میاں صاحب کو خوب سنائیں اور ثابت کر دیا کہ ان کا اس شعر پر اعتراض کرنا ایک کھلی دلیل ہے اس بات پر کہ وہ سلسلہ کے لٹریچر اور اس کے علم کلام سے قطعاً کوئی واقفیت نہیں اور یہ کہ وہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے اصلی مقام کو بالکل سمجھے ہی نہیں۔

قاضی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ یہ نظم انھوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے حضور پڑھی حضور نے اس پسند فرمایا اور حضرت اقدسؑ کے پسند فرمانے کے بعد کسی احمدی کا کیا حق ہے کہ اس کے کسی شعر کو قابل اعتراض ٹھہرائے گو اخبار بدر کا وہ پرچہ تو جس میں یہ نظم شائع ہوئی ہے۔ قاضی صاحب کے اس بیان کے متعلق خاموش ہے لیکن میں قاضی صاحب کے اس بیان کو درست تسلیم نہ کرنے کی کوئی وجہ نہیں پاتا اس تمام نظم میں ایک شعر بھی ایسا نہیں جو قابل اعتراض ٹھہرائے جانے کے قابل ہو یا اسلامی عقاید یا سلسلہ عالیہ احمدیہ کے عقاید کے منافی ہو شعر زیر بحث کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ نعوذ باللہ حضرت نبی کریم صلعم سے بڑھ کر تھے اگر اس کا یہ مطلب ہوتا تو حضرت اقدس جو حضرت نبی کریم صلعم کے عشق میں اس قدر فنا تھے کہ فرماتے ہیں کہ

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر این بود بخدا سخت کافرم

اور جو آنحضور صلعم کی شان کے خلاف ایک لفظ بھی سننا گوارا نہیں کر سکتے تھے جیسا کہ حضورؑ کے دیکھنے والے اس حقیقت سے بخوبی واقف ہیں فوراً اس کے قائل کو جماعت سے خارج کر دیتے اور جب تک وہ توبہ نہ کرتا اس کو جماعت میں کبھی داخل نہ کرتے یہ کبھی ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو حضور فرمائیں کہ خدا تعالےٰ نے ان پر بذریعہ الہام منکشف کیا ہے کہ نبی کریم صلعم اس بلند مقام پر پہنچے ہوئے ہیں جس پر نہ حضور اور نہ کوئی اور پہنچ سکتا ہے اور ساتھ ہی حضور اپنے ایک مرید کے منہ سے یہ سن کر کہ نعوذ باللہ حضور نبی کریم صلعم سے بڑھ کر ہیں خاموش ہو جائیں حضورؑ کا تو الہام موجود ہے کہ کل برکۃ من محمد صلعم کہ ہر ایک برکت جو حضورؑ کو ملی ہے وہ نبی کریم صلعم کی ہی طفیل ہے اس الہام اور متذکرہ بالا الہامی انکشاف کی موجودگی میں کیا حضور خود یا حضورؑ کا کوئی مرید حضورؑ کی زندگی میں حضورؑ کے متعلق یہ عقیدہ رکھ سکتا تھا کہ حضورؑ نعوذ باللہ نبی کریم صلعم سے بڑھ کر یا آنحضور صلعم کے برابر بھی ہو سکتے ہیں اب غلو کے زمانہ میں جو عقیدہ کوئی چاہے تراش لے لیکن حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ایسا ہونا ناممکن تھا، قاضی اکمل صاحب ہوں یا کوئی اور حضورؑ کی عین حیات میں قطعاً جرأت نہیں کر سکتا تھا کہ حضور کو آنحضرت صلعم سے بڑھ کر چھوڑ برابر بھی لکھ سکے چنانچہ قاضی اکمل صاحب نے خود اسی نظم میں شعر متنازعہ فیہ کے بعد یہ شعر لکھا ہے

"غلام احمد مختار ہو کر
یہ رتبہ تو نے پایا ہے جہاں میں"

اس شعر نے واضح کر دیا ہے کہ پہلے شعر سے ان کا ہرگز یہ منشاء نہ تھا کہ حضرت اقدسؑ نعوذ باللہ حضرت نبی کریم صلعم سے بڑھے ہوئے ہیں کیا کسی صحیح الدماغ انسان سے یہ توقع کی جا سکتی ہے کہ جس شخص کو وہ اپنے ہر ایک کمال کے حصول میں کسی دوسرے شخص کا محتاج سمجھے اس کے متعلق وہ یہ لکھ دے کہ وہ اپنے محتاج الیہ سے بڑھ گیا ہے قاضی صاحب کے اس شعر

"محمد اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شاں میں"

میں بظاہر حضرت مسیح موعودؑ کے کسی کمال کا ذکر ہے اور اس کمال کے متعلق قاضی صاحب بعد کے شعر میں یہ وضاحت کر رہے ہیں کہ یہ کمال حضورؑ نے نبی کریم صلعم کی غلامی کے ذریعہ حاصل کیا اور اگر اس کمال کا مطلب یہ ہو کہ نعوذ باللہ حضرت نبی کریم صلعم سے حضرت مسیح موعودؑ بڑھ کر ہیں تو "بڑھ کر" کے مفہوم کا یہ تقاضا ہوگا کہ یہ تسلیم کیا جائے کہ نبی کریم صلعم کی ذات مبارک میں وہ کمال موجود ہی نہ ہو جو حضرت مسیح موعودؑ کی ذات میں پایا جاتا ہے اس صورت میں یہ ماننا پڑے گا کہ نبی کریم صلعم کے پاس جو چیز ہے ہی نہیں وہ آنحضور صلعم نے دوسرے کو دی اور اس سے بڑھ کر کوئی خلاف عقل بات نہیں ہو سکتی کہ کسی شخص کی طرف اس چیز کا دینا منسوب کیا جائے جو اس کے پاس ہے ہی نہیں - پس اس سے ثابت ہوا کہ شعر متذکرہ بالا کا ہرگز وہ منشاء نہیں جو جناب میاں صاحب نے اس سے سمجھا ہے۔

شعر کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کے لئے چند اصولی باتیں

اب جب یہ ثابت ہو گیا کہ جناب میاں صاحب کا سمجھا ہوا مفہوم غلط ہے تو اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس شعر کا صحیح مفہوم کیا ہے سو اس کے صحیح مفہوم کو سمجھنے سے قبل چند اصولی باتوں کا علم حاصل کر لینا ضروری ہے اور وہ اصولی باتیں حضرت مسیح موعود کے الفاظ میں یہ ہیں :۔

اول:۔ حضرت اقدسؑ اپنی کتاب شہادۃ القرآن کے صفحہ ۵۰ پر فرماتے ہیں :۔

"دوم جس طرح پر کہ عقل اس بات کو واجب اور متحتم ٹھہراتی ہے کہ کتب الٰہی کی دائمی تعلیم اور تفہیم کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ انبیاء کی طرح وقتاً فوقتاً ملہم اور مکلم اور صاحب علم لدنی پیدا ہوتے رہیں اسی طرح جب ہم قرآن پر نظر ڈالتے ہیں اور غور کی نگہ سے اس کو دیکھتے ہیں تو وہ بھی باواز بلند یہی فرما رہا ہے کہ روحانی معلموں کا ہمیشہ کے لئے ہونا اس کے ارادہ قدیمہ میں مقرر ہو چکا ہے دیکھو اللہ جلشانہ فرماتا ہے و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض الجزو نمبر ۱۳ یعنے جو چیز انسانوں کو نفع پہنچاتی ہے وہ زمین پر باقی رہتی ہے اب ظاہر ہے کہ دنیا میں زیادہ تر انسانوں کو نفع پہنچانے والے گروہ انبیا ہیں کہ جو خوارق سے معجزات سے پیشگوئیوں سے حقائق سے معارف سے اپنی راستبازی کے نمونہ سے انسانوں کے ایمان کو قوی کرتے ہیں اور حق کے طالبوں کو دینی نفع پہنچاتے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہے کہ وہ دنیا میں کچھ بہت مدت تک نہیں رہتے بلکہ تھوڑی سی زندگی بسر کر کے اس عالم سے اٹھ جاتے ہیں لیکن آیت کے مضمون میں خلاف نہیں اور ممکن نہیں کہ خدا تعالےٰ کا کلام خلاف واقع ہو پس انبیاء کی طرف نسبت دیکر معنی آیت کے یوں ہوں گے کہ انبیاء من حیث الظل باقی رکھے جاتے ہیں اور خدا تعالےٰ ظلی طور پر ہر ایک ضرورت کے وقت میں کسی اپنے بندہ کو ان کی نظیر اور مثیل پیدا کر دیتا ہے جو انہیں کے رنگ میں ہو کر ان کی دائمی زندگی کا موجب ہوتا ہے اور اسی ظلی وجود کے قائم رکھنے کے لئے خدا تعالےٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا سکھائی ہے

اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم یعنی

اے خدا ہمارے ہمیں وہ سیدھی راہ دکھا جو تیرے ان بندوں کی راہ ہے جن پر تیرا انعام ہے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کا انعام جو انبیاء پر ہوا تھا جس کے مانگنے کے لئے اس دعا میں حکم ہے وہ درم اور دینار کی قسم میں سے نہیں بلکہ وہ انوار اور برکات اور محبت اور یقین اور خوارق اور تائید سماوی اور قبولیت اور معرفت تامہ کاملہ اور وحی اور کشف کا انعام ہے اور خدا تعالےٰ نے اس امت کو اس انعام کے مانگنے کے لئے تبھی حکم فرمایا کہ اول اس انعام کے عطا کرنیکا ارادہ بھی کر لیا ہے پس اس آیت سے بھی کھلے کھلے طور پر یہی ثابت ہوا کہ خدا تعالےٰ اس امت کو ظلی طور پر تمام انبیاء کا وارث ٹھہراتا ہے تا انبیاء کا وجود ظلی طور پر ہمیشہ باقی رہے اور دنیا ان کے وجود سے کبھی خالی نہ ہو اور نہ صرف دعا کے لئے حکم کیا بلکہ ایک آیت میں وعدہ بھی فرمایا ہے اور وہ یہ ہے والذین جاهدوا فینا لنهدینهم سبلنا یعنے جو لوگ ہماری راہ میں جو صراط مستقیم ہے مجاہدہ کریں گے تو ہم ان کو اپنی راہیں بتلا دیں گے اور ظاہر ہے کہ خدا تعالےٰ کی راہیں وہی ہیں جو انبیاء کو دکھلائی گئی تھیں"

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بعد وفات روحانی تاثیریں ڈالنا

عبارت مندرجہ بالا سے عیاں ہے کہ حضرت مسیح موعود کے نزدیک زمین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے وجود سے کبھی خالی نہیں رہتی کبھی تو وہ اپنے اصلی وجود سے زمین کو رونق دے رہے ہوتے ہیں اور کبھی وہ اپنے ظلی وجود کے ذریعہ دنیا کو اپنے انوار سے منور کر رہے ہوتے ہیں جس کے معنے یہ ہوئے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی وفات کے بعد بھی دنیا میں اپنی روحانی تاثیریں ڈالتے رہتے ہیں اور جن وجودوں میں ان کی روحانی تاثیریں اپنے کمال کو پہنچ جاتی ہیں وہ دنیا میں وہی کام کرتے ہیں جو خود انبیاء علیہم السلام کرتے ہیں نبیوں کی طرح خدا ان سے ہمکلام ہوتا ہے نبیوں کی طرح وہ دنیا کے معلم ہوتے ہیں اور نبیوں کی طرح وہ تزکیہ نفوس کرتے ہیں اور نبیوں کی طرح وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے اصلاح خلق کے لئے مبعوث بھی کئے جاتے ہیں پس گو وہ نبی نہیں ہوتے لیکن نبیوں کے اظلال ہونے کے لحاظ سے ان کے ساتھ نبیوں والا معاملہ کیا جاتا ہے پس چونکہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے اظلال کے ذریعہ اپنے مفوضہ کام کو سرانجام دیتے رہتے ہیں اسلئے یہ کہنا بالکل بجا ہے کہ گو انبیاء علیہم السلام من حیث الاصل تو دنیا میں موجود نہیں لیکن من حیث الظل وہ ہمیشہ دنیا میں موجود رہتے ہیں اور ہمیشہ بوقت ضرورت اپنے کسی نہ کسی ظل کے ذریعہ اپنی نبوت کا ثبوت بہم پہنچاتے رہتے ہیں۔

دوم:۔ یہ اظلال جن کے ذریعہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے زندہ نبی ہونے کو محسوس کرواتے رہتے ہیں اولیاء کے اسم سے موسوم کئے جاتے ہیں جیسا کہ حضرت اقدسؑ اپنی کتاب نشان آسمانی کے صفحہ پر شعر مندرجہ ذیل میں اس مضمون کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں :۔

انبیاء در اولیاء جلوہ دہند
ہر زمان آیند در رنگ دگر

یعنی انبیاء اولیاء کے وجود میں اپنا جلوہ دکھلاتے

رہتے ہیں وہ ہر زمانہ میں آتے رہتے ہیں لیکن دوسرے رنگ میں یعنی نبوت کے رنگ میں نہیں بلکہ ولایت کے رنگ میں پس شعر مندرجہ بالا بھی یہی ثابت کر رہا ہے کہ انبیاء دنیا میں ہمیشہ آتے رہتے ہیں لیکن اپنی اصلی شکل میں نہیں بلکہ اپنی ظلی یا بروزی شکل میں اور جن وجودوں کے قلوب کے آئینہ صافیہ میں ان کی [illegible] کا عکس پڑتا ہے وہ اولیاء کہلاتے ہیں۔

سوم - پھر تیسری دفعہ اسی مضمون کو اپنی کتاب ایام الصلح کے صفحہ ۷۵ پر یوں ادا فرماتے ہیں :-

"اصل تو یہ ہے کہ خود ہمارے نبی صلعم کی نبوت اور آپ کا فیض ایک مظہر پیدا کر کے اپنی گواہی آپ دلاتا ہے اور ولی کو سنت کا نام حاصل ہوتا ہے سو درحقیقت ولی جو مصدق ہے وہ آپ سے زینت پاتا ہے آپ اس سے زینت نہیں پاتے"

شعر متنازعہ فیہ کا اصل مفہوم اب جبکہ یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اولیاء کے ذریعہ جو ان کا ظلی وجود ہوتے ہیں اپنی نبوت کا جلوہ دنیا کو دکھلاتے رہتے ہیں اور یہ بھی چونکہ مسلم ہے کہ نبی کریم صلعم کی نبوت کا دامن قیامت تک پھیلا ہوا ہے اس لئے قاعدہ مندرجہ بالا کی رو سے ماننا پڑے گا کہ حضرت نبی کریم صلعم اپنی وفات کے بعد قیامت تک حسب ضرورت اپنے اظلالی وجود یعنی اولیاء کے ذریعہ اس دنیا میں تشریف لاتے رہیں گے پس جب یہ مسلم ہے تو ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس وقت تک آپ ہزار ہا دفعہ اولیاء امت کے ذریعہ دنیا میں اتر چکے ہیں ہاں یہ اترنا تناسخ کے رنگ میں نہیں بلکہ روحانی تاثیروں کے اعتبار سے ہوتا ہے اور یہ بات بھی مسلم ہے کہ ہر دفعہ آپ ایک ہی شان سے نہیں اترتے اور یہ شان اولیاء کے قلوب صافیہ کے ظروف کے لحاظ سے کم و بیش ہوتی رہتی ہے پیشگوئیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت کا مسیح خاتم الاولیاء ہے اس لئے اس میں جو نبوت محمدیہ کا ظہور ہوگا اس کی شان تمام اولیاء کے مقابلہ میں زیادہ ہوگی۔ قاضی صاحب کا مطلب شعر متنازعہ فیہ میں اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہ وہ یہ ظاہر کریں کہ نبی کریم صلعم جو ہمیشہ اولیاء امت کے وجود کے ذریعہ دنیا میں اترتے رہتے ہیں وہ آج پھر اسی اپنی روحانی تاثیروں کے اعتبار سے حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود خاتم الاولیاء کے وجود باجود میں اتر آئے ہیں اور چونکہ حضرت مرزا غلام احمد خاتم الاولیاء ہیں اس لئے اس نزول کی شان پہلے تمام نزولوں کی شان سے بڑھکر ہے پس الفاظ "اور آگے سے ہیں بڑھکر اپنی شان میں" حضرت نبی کریم صلعم کی بعثت اولے کو مدنظر رکھ کر نہیں استعمال کئے گئے کہ آنحضور صلعم سے بڑھکر ہونے کا خیال پیدا ہو سکے بلکہ نبی کریم صلعم کی وفات کے بعد آنحضور صلعم کی جو روحانی بعثتیں اولیاء امت کے ذریعہ وقتاً فوقتاً ہوئی ہیں ان کو مدنظر رکھکر استعمال کئے گئے ہیں اور ان الفاظ کے ذریعہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی شان تمام اولیاء امت سے بڑھکر ہے نہ کہ نعوذ باللہ نبی کریم صلعم سے بڑھکر۔

نبی کریم صلعم کی شان تو وہ ہے جس کا مختصر سا نقشہ حضرت مسیح موعودؑ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں کھینچا ہے حضورؑ اپنی کتاب توضیح مرام کے صفحہ ۲۳ پر فرماتے ہیں:-

"لیکن اگر اس جگہ یہ استفسار ہو کہ اگر یہ درجہ اس عاجز اور مسیح کے لئے مسلم ہے تو پھر جناب سیدنا و مولانا سید الکل و افضل الرسل حضرت خاتم النبیین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کونسا درجہ باقی ہے سو واضح ہو کہ وہ ایک اعلیٰ مقام اور برتر مرتبہ ہے جو اسی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا ہے جس کی کیفیت کو پہنچنا ہی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے"

پس جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ نبی کریم صلعم کا مقام اتنا بلند ہے کہ اسکو حاصل کرنا یا اس سے بڑھنا تو کجا اس کی کیفیت کو پہنچنا بھی محال ہے وہ کس طرح اپنے ایک مرید کے منہ سے اپنی ایسی تعریف کا سننا برداشت کر سکتا ہے جس کی رو سے اسے نبی کریم صلعم سے بھی بڑھکر قرار دینا لازم آتا ہو ہرگز نہیں حضرت اقدس اس شعر کو سن کر اگر خاموش رہے ہیں تو صرف اسلئے کہ اس کا وہ مفہوم ہی نہ تھا جو جناب میاں صاحب نے سمجھا بلکہ اس کا صحیح مفہوم وہی تھا جو میں نے بیان کیا ہے اور اس مفہوم کے لحاظ سے قطعاً کوئی اعتراض نہیں پڑتا کیونکہ جو مضمون اس شعر میں بیان کیا گیا ہے وہ عین واقعہ کے مطابق ہے کیونکہ بے شک نبی کریم صلعم کے محمدؐ اور احمدؐ ہونے کی حقیقت نے ہزارہا اولیاء کے قلوب صافیہ میں نزول فرمایا اور وہ سب خدا کے نزدیک ظلی اور بروزی طور پر محمدؐ اور احمدؐ کہلانے کے مستحق تھے لیکن اکمل اور اتم نزول ان دونوں ناموں کا حضرت مسیح موعودؑ کے قلب صافی پر ہی ہوا ہے کیونکہ پیشگوئیوں کے مطابق ایسا شخص ایک ہی ہونا تھا اور وہ وہی ہے جس کو حدیثوں میں مسیح اور مہدی کے نام سے پکارا گیا ہے پس شعر مذکورہ بالا حضرت اقدسؑ کے اسی مقام کی طرف اشارہ کر رہا ہے نہ کہ کسی اور قابل اعتراض امر کی طرف والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔

پیغامِ صلح کا موجودہ پرچہ

۲۷ اور ۲۸ نومبر کو دفتر اور پریس عید کی وجہ سے بند تھے اس لئے پیغام صلح کا موجودہ پرچہ ایک دن کی تعویق سے شائع ہو رہا ہے۔

(مدیر)

کر دے گا جو ناقابل برداشت ہوں گے، یہ فطرت اور فطرت کے مسلمہ قوانین کے خلاف ہے، بڑے نتائج ایک دن میں نہیں دیکھے جا سکتے سرمایہ داری کے معائب کے ظاہر ہونے میں صدیاں لگی ہیں، بالشوزم کے معائب نمایاں ہونے کے لئے بھی عرصہ درکار ہے۔

بالشوزم اور اسلام کا معاشی نظام

اسلام نے ہی دولت کے مسئلہ کا بہترین حل پیش کیا ہے انسان میں اعلیٰ جذبات پیدا کئے جائیں اور بلند کردار کی تعمیر کی ہے اور یہی وہ چیزیں ہیں جن پر نسل انسانی کے لئے پائیدار تہذیب کی بنیادیں استوار کی جا سکتی ہیں، بالشوزم کے سخت گیرانہ اصول جن میں صرف انسانی جسم کو ملحوظ رکھا گیا ہے اسی کے لئے اشیاء مہیا کی جاتی ہیں تاکہ یہ زندہ رہ سکے لیکن یہ قوانین رفق و ملائمت اور محبت کے اعلیٰ جذبات کو کچل دیں گے اور ان خصوصیات کو بھی تباہ کر دیں گے جو انسانی زندگی کو بلند کرتی ہیں اور انسان کے دل میں زندہ رہنے کی خواہش پیدا کرتی ہیں اور جن سے محرومی انسانیت کو روبہ تنزل کر دیگی، اور انسان بربریت کا شکار ہو جائیگا۔ اسلام زکوٰۃ سے دونوں مقاصد کو پورا کرتا ہے زکوٰۃ صرف معاشی مساوات کو ہی پیدا نہیں کرتی بلکہ بلند جذبات کی نشو و نما بھی کرتی ہے لوگوں کے دلوں میں اپنے انسانی بھائیوں کے لئے محبت اور ہمدردی کے جذبات پیدا کرتی ہے اس کے برعکس حکومت کی ملکیت کا سخت گیرانہ نظام انسان کے بلند جذبات کو کچل دیتا ہے اس طریقہ سے دولت جمعیت اسلامی میں دورہ کرتی رہتی ہے جس طرح کہ خون ایک جسم کے اندر دورہ کرتا ہے۔ اسلامی سماج کے دولتمند ارکان کی دولت کا مخصوص حصہ مرکزی بیت المال میں جمع ہو جاتا ہے جہاں سے یہ ان حلقوں میں بھیجا جاتا ہے جہاں اس کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے زکوٰۃ کا ادارہ صرف دولت کی مساوی تقسیم میں مدد نہیں دیتا بلکہ بحیثیت مجموعی قوم کے اٹھانے کا موجب بنتا ہے۔ اس امر کو اچھی طرح سے سمجھ لینا چاہیئے کہ زکوٰۃ صرف لازمی اور ناگزیر خیرات ہی نہیں ہے یہ حکومت کا ادارہ ہے اور جہاں اسلامی حکومت نہیں ہے وہاں یہ ایک ملی ادارہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ فرد کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے کہ وہ زکوٰۃ کا حساب کرے اور اپنی مرضی کے مطابق اسے خرچ کرے۔ حکومت یا قومی تنظیم کو زکوٰۃ جمع کرنا چاہیئے معطی کو اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے جمع شدہ سرمایہ کا ایک حصہ خیرات کے طور پر مستحقین کو دے بلکہ اسے اس رقم کو قومی فنڈ میں بھیجنا چاہیئے جہاں سے یہ قوم کی بہتری اور بہبودی کے لئے خرچ ہو سکے۔

انڈسٹری اور جائداد کا حکومت کی ملکیت ہونا اسلام کے سماجی نظام کے زکوٰۃ اور عشر کی دوسری صورت ہے اول الذکر کو بعض دفعہ لسانی اور روانی کے ساتھ دنیا کے معاشی مسئلہ کے بہترین حل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے پہلا سوال یہ ہے کہ کیا اس سے ملک کی دولت میں اضافہ ہوتا ہے؟ جتنا ایک قوم محنت کرے گی اور جتنا محنت میں عقل کو استعمال کرے گی اسی نسبت سے نیچر کے ذرائع پر اس کا تسلط بڑھتا جائے گا اور یہی دوسرے الفاظ میں دولت ہے لیکن انڈسٹری کا حکومت کی ملکیت ہونا اور انفرادی مہم کا فقدان ہر قسم کے مقابلہ کے لئے مانع ہے اور محنت شاقہ اور دماغی محنت کے محرکات سے لوگوں کو محروم کر دیتا ہے اور بالآخر یہ سستی کاہلی اور جمود پیدا کر کے پیداوار کے معیار کو کم کر دیتا ہے اور اس قوم کو مفلس کر دیتا ہے جو اسے اختیار کرتی ہے۔ قومی شعور، علیحدہ رہنے کی خواہش، طاقتور اور خود مختار قوم کے تصورات شاید ایک وقت کے لئے محرک ثابت ہوں لیکن یہ تحریک بھی قومی پیمانہ پر مقابلہ کی وجہ سے پیدا ہوگی جنگ کے دوران میں شاید یہ محرک بہت بڑھ جائے اور اس وقت اور بھی ترقی کر جائے جب کسی طاقتور قوم کے ہاتھوں قوم کو تباہی اور بربادی کا خطرہ ہو جیسا کہ روس میں ہوا ہے۔ انفرادی مہم اور شخصی جائداد کا فقدان صلح اور امن کے زمانہ میں کاہلی اور سستی پیدا کرتا ہے یہ ایک ایسی بین حقیقت ہے جس کا انکار نہیں کیا جا سکتا یہاں تک کہ سوویٹ روس کو بھی اپنے پہلے خیالات میں ترمیم کرنی پڑی ہے اور کسی نہ کسی صورت میں مقابلہ کو رواج دینا پڑا ہے۔

جائداد کا حکومت کی ملکیت ہونا انڈسٹری کے حکومت کے ملک ہونے کا ضمنی نتیجہ ہے اس کے نتائج بالآخر اس سے بھی زیادہ بھیانک ہوں گے جتنا کہ سرمایہ داری کے ظاہر ہوتے ہیں۔ جوں جوں سرمایہ داروں کی تعداد میں کمی ہوتی ہے سرمایہ داری کے نقصانات بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ جتنے سرمایہ دار کم ہوں گے اسی نسبت سے سرمایہ داری کے نقصانات میں اضافہ ہوتا جائے گا۔ اور جب ایک ہی سرمایہ دار میدان میں رہ جائے گا خواہ وہ فرد ہو یا حکومت ہو تو سرمایہ داری کے نقصانات انتہائی شدت کے ساتھ ظاہر ہوں گے

ایک قوم کے اندر ایک سرمایہ دار زیادہ قابل برداشت ہے بہ نسبت اس کے کہ انڈسٹری اور جائداد کی مالک حکومت بن جائے، ایک فرد پر تو تنقید ہو سکتی ہے اور وہ اپنے مفاد کی خاطر اپنی اصلاح بھی کر سکتا ہے لیکن حکومت ایسا نہیں کر سکتی کیونکہ وہ عموماً ایسی تنقید کو دبا دیتی ہے۔ جس سے اس کے مفاد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو، دنیا میں ہر ایک قسم کے استبداد کا علاج ہو سکتا ہے لیکن حکومت کے استبداد کا کوئی علاج نہیں اور خصوصاً اس حکومت کے استبداد کا جو ملک میں واحد سرمایہ دار ہو۔ یہ کہنا کہ ایسی سرمایہ دار حکومت لوگوں کی بہتری اور بہبودی کے لئے کام کرتی ہے اتنا ہی بے بنیاد دعا ہے جتنا کہ یہ خیال کرنا کہ ایک جابر اور خود مختار حکمران اپنی رعایا کی بہتری کے لئے کام کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکومت ایک ایسی برائی ہے جسے مجبوراً سوسائٹی کے خطرناک عناصر کو دبانے کے لئے اختیار کرنا پڑتا ہے، اس کا استبداد خوفناک ہوتا ہے لیکن یہ بہت ہی خوفناک اور بھیانک بن جاتا ہے جبکہ تمام مالی ذرائع اس کے ہاتھ میں ہوں جن سے کہ دوسروں کو محروم کر دیا گیا ہو حکومت کو انڈسٹری اور جائداد کی ملکیت دے دینا درحقیقت اس کے ہاتھوں میں خطرناک حربہ دینا ہے اس کی تباہ کاریاں موجودہ جنگ سے بھی زیادہ دہشت انگیز اور ہولناک ہوں گی جو اس وقت دنیا میں لڑی جا رہی ہے

(باقی آئندہ)

جلد ۳۲ | لاہور۔ یوم چہار شنبہ۔ مورخہ ۱۹ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ م ۶ دسمبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۴۸

کیا دنیا مذہب کی طرف رجوع کریگی؟

بظاہر حالات نامساعد ہیں

ہمارے کام کی بنیاد خدا تعالیٰ کے وعدہ پر ہے

حضرت مرزا صاحب نے ہمارے دلوں میں ایمان پیدا کیا

لاہور اور باہر کے دوست جلسہ سالانہ میں ضرور شریک ہوں

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ۔ لاہور۔ مورخہ یکم دسمبر ۱۹۴۴ء

هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله ؕ و کفیٰ بالله شهیدا۔ (الفتح)

آجکل دلوں میں ایک سوال پیدا ہوتا ہے بہت دلوں میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس وقت آیا کوئی آثار نظر آتے ہیں جن سے یہ معلوم ہو کہ دنیا مذہب کی طرف رجوع کرے گی۔ واقعات جو کچھ نظر آتے ہیں ان واقعات سے انکار نہیں ہو سکتا وہ یوں ہیں کہ اس وقت سنگدلی، بے رحمی، خونخواری دنیا سے محبت خدا سے دوری یہ تمام چیزیں پورے زور پر ہیں۔ لوگ یہ امید رکھتے تھے کہ دنیا میں کوئی تباہی اور ویرانی کا نقشہ ہو انسان اجل کا شکار ہوتے نظر آئیں آبادیاں ویران ہوتی دکھائی دیں تو خدا کا خوف دلوں میں پیدا ہو جاتا ہے۔ آسمان سے ایک بجلی گرے اور اس سے دو چار آدمی مر جائیں تو لوگوں کے دلوں پر ایک خوف چھا جاتا تھا۔ مگر اس وقت حالت کیا ہے؟ ہزاروں بجلیاں ہر روز گرتی ہیں جو نہ صرف انسانوں کی جانیں لیتی ہیں بلکہ آبادیوں کو ویرانے بناتی ہیں اور محلات کو کھنڈرات کی صورت میں تبدیل کر دیتی ہیں ایک بم بھی اگر گرے تو بڑے بڑے گہرے کوئیں اس سے پیدا ہو جاتے ہیں اور ارد گرد دور تک ویرانی پیدا ہو جاتی ہے اور یہ بم ایک دن نہیں گرتا روزانہ ہزاروں طیارے جاتے ہیں اور لاکھوں لاکھ من بم ایک ایک وقت میں برساتے ہیں اور ان کے برسانے والے خوش ہوتے ہیں کہ کس قدر بربادی ہوئی۔ بظاہر حالات ایسے ہی ہیں کہ خدا کا خوف پیدا ہوتا ہوا نظر نہیں آتا۔

مال کی محبت دوسری چیز مال کی محبت ہے کیا ہمیں ایسے آثار نظر آتے ہیں کہ لوگوں کے دلوں میں مال کی محبت کم ہو جائے اور اس کی جگہ توقع رکھی جا سکتی ہو کہ شاید خدا کی محبت پیدا ہو جائے مگر حالت کیا ہے؟ اس ہوا کا اثر جو اس وقت عام طور پر دنیا میں چلی ہوئی ہے یہ نظر آتا ہے کہ وہ مال کی محبت اگر پہلے چند قوموں میں اپنی انتہائی حالت میں موجود تھی تو آج دنیا کی تمام قومیں اس میں غرق ہو گئی ہیں۔

مسلمانوں کی حالت مسلمان قوم باوجود مفلس ہونے کے کہ نسبتاً اس کے ہاتھ میں پیسہ کم ہے ان کے دلوں میں مال کی محبت سب سے زیادہ ہے، یہ اسی سے پتہ چلتا ہے کہ مسلمانوں میں ایثار نہیں رہا کسی قومی کام کے لئے انسانوں کی ہمدردی کے لئے، کسی دینی کام کے لئے مسلمانوں کی جیبوں سے پیسہ نہیں نکلتا اگر نکلتا بھی ہے تو دوسری قوموں کے مقابل میں بہت کم۔ نمازیں پڑھتے ہیں بظاہر خدا کے آگے جھکتے ہیں ماتھوں پر نشان پڑ جاتے ہیں لیکن ان چیزوں کا اگر اثر نہیں ہوتا تو دلوں پر نہیں ہوتا۔ مال کی محبت پر نہیں ہوتا بظاہر بڑے بڑے نمازی ہیں خضوع و خشوع سے نمازیں ادا کرتے نظر آتے ہیں لیکن جب دین کے لئے ضرورت پیش آ جاتی ہے قوم کے غرباء کے لئے کوئی سوال کیا جاتا ہے تو ان کے دل پتھروں کی طرح ہو جاتے ہیں

اور اس وقت معلوم ہوتا ہے کہ وہاں درحقیقت خدا کا کوئی خوف نہیں خدا کی محبت نہیں بلکہ دنیا کی ہوس ہے اور مال کی محبت ہے، خدا کی طرف کوئی رجوع نہیں۔ نیک لوگ بھی ہوں گے لیکن عام حالت یہی ہے اس عذاب کے باوجود جو دنیا میں نازل ہو رہا ہے اور دن بدن یہ آگ تیز ہوتی جاتی ہے اس سے انسانوں کی حالت میں کوئی تغیر پیدا نہیں ہوا انسانوں کے دلوں میں خدا کا خوف نظر نہیں آتا۔

ہم کس بنا پر یہ کام کر رہے ہیں سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم چند لوگ یہاں جمع ہو کر آپ کے مال لیکر اس توقع پر پھیلنک رہے ہیں کہ اس دنیا میں انقلاب پیدا ہوگا لوگ خدا کی طرف رجوع کریں گے اور دنیا اسلام کی صداقت کے آگے سر جھکائے گی یہ امید دلا کر ہم لوگ آپ سے روپیہ لیتے ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ آپ لوگ اس کام کے لئے اپنی زندگی وقف کریں کہ قرآن کے پیغام سے دنیا کو آشنا کیا جائے۔ آخر ہم کس بنا پر یہ کام کر رہے ہیں بلاشبہ واقعات کی شہادت بڑی زبردست شہادت ہوتی ہے اور واقعات کے خلاف توقع رکھنا عام طور پر عقلمندوں کا کام نہیں۔

خدا تعالیٰ کا وعدہ لیکن ہم جس بنا پر یہ کام کر رہے ہیں وہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے جو اس آیت میں جو میں نے ابھی پڑھی ہے صراحت کے ساتھ موجود ہے هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله ؕ و کفیٰ بالله شهیدا۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کیساتھ بھیجا تا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی گواہ ہے خدا کا کلام بڑے عجائبات اپنے اندر رکھتا ہے یہ کہہ کر هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله آگے گواہی دی ہے و کفیٰ بالله شهیدا اللہ کافی گواہ ہے خدا کی گواہی کہاں بکار ہوتی ہے جہاں واقعات خلاف چل رہے ہوں اور کوئی امید نظر نہ آتی ہو اس نے فرمایا اس پر اللہ گواہ ہے اور اس کی گواہی اس کے لئے کافی ہے تو ہمارے کام کی بنیاد خدا کے اس وعدہ پر ہے جو اس آیت میں مذکور ہے خوب یاد رکھو کہ بلاشبہ واقعات کی گواہی بڑی زبردست گواہی ہوتی ہے لیکن ان تمام واقعات سے اوپر ایک ہستی ہے جس کے قبضہ اقتدار میں یہ زمین اور آسمان اور یہ تمام چیزیں ہیں اور وہ ایسی زبردست ہستی ہے کہ واقعات کو تبدیل کرتے بھی اسے دیر نہیں لگتی ہم نے جو یہ

کام شروع کیا تو اس امید پر نہیں اس ایمان پر کیا ہے کہ اللہ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا کہا جا سکتا ہے کہ یہ ہماری خوش فہمی ہے ہم نے فرض کر لیا کہ چونکہ قرآن میں لکھا ہے اس لئے یوں ہو کر رہے گا یاد رکھئے کہ جس قوم کا اس خدا پر ایمان نہیں جو تمام چیزوں پر متصرف ہے اور جس طرح چاہتا ہے ان معاملات کے رخ پھیر دیتا ہے اس کا درحقیقت خدا پر ایمان نہیں

نبی کریم صلعم کے زمانہ میں حالات اس سے بدتر تھے اب دنیا واقعات کو بھی لیں آخر یہ پہلا موقعہ نہیں ہے کہ ہم کو حالات ایسے نظر آتے ہوں کہ خدا کی طرف رجوع نہیں اور دنیا کی محبت دلوں میں گھر کر گئی ہے یہ پہلی دفعہ نظر نہیں آتا دنیا میں ایسے دور ہمیشہ آتے رہے ہیں ہمارے نبی کریم صلعم کے زمانہ میں حالات اس سے بھی بدتر ہو گئے تھے اس وقت تو پھر بھی علم کی کچھ روشنی ہے مگر وہ زمانہ تو جہالت کا تھا دنیا انتہائی فسق و فجور میں مبتلا تھی ہر ملک کے اندر یہی حالت تھی ایسے حالات میں خدا نے وعدہ کیا اور آنحضرت صلعم کی آنکھوں کے سامنے پورا کر کے دکھایا اور ایک لمبے زمانہ پر اس کو ممتد کر کے دکھایا کہ خدا کا وعدہ سچ ہے اور خدا کے وعدے کے سامنے واقعات الٹ پلٹ ہو جاتے ہیں اور سلطنتوں کے تختے الٹ جاتے ہیں صحیح معنوں میں عقلمند انسان وہی ہے جس کا ایمان واقعات پر نہیں بلکہ خدا کے وعدہ پر ہے۔

یہ وعدہ قرآن کریم میں تین دفعہ دہرایا گیا ہے حدیث میں آتا ہے جب آنحضرت صلعم کسی بات کو بہت صاف کرنا چاہتے تھے اس پر زور دینا چاہتے تھے تو تین دفعہ اسکو دہراتے تھے۔ خدا کا یہ وعدہ هوالذی ارسل رسوله بالهدیٰ و دین الحق لیظهره علی الدین کله بھی تین دفعہ قرآن میں دہرایا گیا ہے کیوں دہرایا گیا ہے تاکہ مسلمانوں کے دلوں پر اچھی طرح نقش ہو جائے اس کا گہرا اثر ہو جائے اس میں ان کو کوئی شبہ باقی نہ رہے یہ آیت جو میں نے پڑھی ہے یہ سورۃ الفتح کی آیت ہے یہاں اس وعدہ کا عام ذکر ہے دو جگہ اور بھی قرآن مجید میں اس کا ذکر آتا ہے اور ان دونوں موقعوں پر عیسائی اقوام کا ذکر ہے اور اس بات کا ذکر ہے کہ یہ لوگ اسلام کو مٹانے کی کوشش کریں گے مگر اسلام کو دنیا میں کامل غلبہ حاصل ہوگا۔

دوسری دفعہ سورۃ الصف میں اس وعدہ کو دہرایا ایک سورۃ الصف میں اس کو دہرایا ہے وہاں بالخصوص عیسائیوں

کا ذکر ہے واذ قال عیسی ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول من بعدی اسمہ احمد فلما جاءھم بالبینت قالوا ھذا سحر مبین۔ اور جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اس کی تصدیق کرتا ہوں جو میرے سامنے تورات ہے اور ایک رسول کی خوشخبری دیتا ہوں جو میرے بعد آئیگا اور اس کا نام احمد ہے سو جب وہ ان کے پاس کھلے دلائل لیکر آیا تو انہوں نے کہا یہ صریح جادو ہے اس بشارت کے ذکر کے بعد آتا ہے ومن اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب وھو یدعی الی الاسلام واللہ لا یھدی القوم الظلمین اور اس سے بڑھکر ظالم کون ہے جو اللہ پر جھوٹ افترا کرتا ہے اور اسے اسلام کی طرف بلایا جاتا ہے اور اللہ ظالم لوگوں کو منزل مقصود پر نہیں پہنچاتا اللہ پر ان کا یہی افترا ہے کہ وہ خدا کی طرف بیٹا منسوب کرتے ہیں پھر اس کے آگے فرمایا یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکفرون۔ یہ عیسیٰ بن مریم کے پیرو کہلانے والے ارادہ کرتے ہیں کہ اللہ کے نور کو منہ کی پھونکوں سے بجھا دیں لیکن اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے۔ یعنی یہ عیسائی لوگ اسلام کو مٹانے کا ارادہ کریں گے مگر اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے خواہ یہ لوگ برا منائیں۔ اس کے بعد فرمایا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون وہی ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اگرچہ مشرک برا منائیں۔

سورۃ التوبہ میں تیسری مرتبہ اسی وعدہ کو دوہرایا

تیسری جگہ سورۃ التوبہ میں ذکر آتا ہے وقالت الیھود عزیر ابن اللہ وقالت النصری المسیح ابن اللہ ذلک قولھم بافواھھم یضاھئون قول الذین کفروا من قبل قاتلھم اللہ انی یؤفکون۔ اور یہودی کہتے ہیں عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں۔ یہ ان کی بات کی نقل کرتے ہیں جو پہلے کافر ہوئے اللہ ان کو ہلاک کرے کہاں سے الٹے پھرے جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد فرمایا اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ انہوں نے اپنے عالموں اور راہبوں کو اللہ کے سوا اپنے رب بنا لیا ہے اور مسیح ابن مریم کو حالانکہ ان کو سوائے اس کے کچھ حکم نہ دیا گیا تھا کہ ایک معبود کی عبادت کریں اس کے سوائے کوئی معبود نہیں وہ اس سے پاک ہے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔ اس کے بعد پھر ذکر آتا ہے یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ ولو کرہ الکفرون یہ چاہتے ہیں کہ اللہ کا نور اپنے مونہوں سے بجھا دیں اور اللہ کو کچھ منظور نہیں مگر یہی کہ اپنے نور کو پورا کرے گو کافر برا منائیں۔ اس کے بعد پھر وہی غلبہ اسلام کا وعدہ ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ وہی ہے جس نے اپنے رسول کو دین حق اور ہدایت کے ساتھ بھیجا تاکہ اسے کل دینوں پر غالب کرے گو یہ مشرک خدا کا بیٹا بنانے والے برا منائیں یہاں اور بھی زیادہ زور دیا ہے اللہ کو کچھ منظور نہیں سوائے اس کے کہ اپنے نور کو ساری دنیا میں پھیلائے۔

ناسازگار حالات کے باوجود اسلام غالب آئے گا

سو ایک دفعہ نہیں بلکہ تین دفعہ اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کو دہرایا ہے کہ دین اسلام دنیا پر غالب آئیگا اور دو دفعہ اس بات کی صراحت بھی کر دی کہ عیسائی قومیں اسلام کو مٹانے کی کوشش کریں گی لیکن اللہ تعالیٰ اس نور کو کمال تک پہنچائے گا اور ساری دنیا اس سے روشن ہو جائے گی۔ اب بظاہر کیا حالات ہیں؟ ایک طرف دنیا کی حکومتیں دولت اور طاقت ہے اور دوسری طرف اسلام بیکسی کی حالت میں ہے اور خود مسلمان بھی ان وعدوں کو بھول گئے اور ان کا ان وعدوں پر ایمان نہیں رہا۔ اسلام پوری بیکسی میں ہے اور عیسائیت پوری طاقت میں ہے ایک طرف دنیوی سامان اپنی پوری قوت میں ہیں اور دوسری طرف صداقت ایک بیکسی کی حالت میں ہے یہاں تک کہ مسلمانوں کے دلوں میں بھی شبہات پیدا ہوتے ہیں کہ عیسائیت اب طاقت حاصل نہیں کر سکیگی لیکن عیسائی یہ شبہات محسوس نہیں کرتے اور ہر جگہ ان کے مشن اور مشنری کام کر رہے ہیں اور اسلام کو مٹانے کے لئے اپنا پورا زور لگا رہے ہیں مسلمانوں کے دلوں میں شبہات ہیں جن کی الہامی کتاب کے اندر وعدے موجود ہیں کہ عیسائی اپنی پوری کوشش کریں گے لیکن ان کی کوششوں کے باوجود اسلام غالب آئیگا اور سب مذاہب اس کے سامنے مغلوب ہو جائیں گے خوب یاد رکھئے اس مقابلہ میں غلبہ اسلام کی روحانی طاقت کو ہو گا دنیا کی حکومتوں کو غلبہ نہیں ہو سکے گا۔

ہم ایمان اور یقین کیساتھ کام کرتے ہیں

اس ایمان کے ساتھ ہم یہ کام کرتے ہیں۔ اگر ہمارے دلوں کے اندر یہ ایمان نہیں تو ہماری کوششوں کا کوئی فائدہ نہیں ایمان وہ زبردست چیز ہے جس کے سامنے کوئی طاقت کھڑی نہیں رہ سکتی اگر یہ ایمان ہمارے دلوں میں موجود ہے اور ہم نے اس ایمان کی وجہ سے ہی یہ قدم اٹھایا ہے تو ہم کامیابی کی راہ پر ہیں اور منزل مقصود پر پہنچکر رہیں گے۔ ہاں یہ ایسی چیز نہ تھی کہ ہم اپنی کوشش سے اسے حاصل کر لیتے خدا نے اپنی طرف سے ایک انسان کو اٹھایا اور اپنی طرف سے ایک آگ اس کے دل میں مشتعل کی اور اس نے آگے ایک جماعت کے دلوں میں اس آگ کی چنگاریاں ڈال دیں۔ جس قدر مسلمان تبلیغ اسلام کے نام سے بھاگتے ہیں اس کے بالمقابل یہ جماعت اتنی ہی قوت کے ساتھ تبلیغ اسلام کی طرف قدم اٹھاتی ہے یہ اس شخص کی بدولت ہے جس کو خدا نے کھڑا کیا۔ حضرت مرزا صاحب کے دل میں تبلیغ اسلام کی ایک آگ تھی اور کبھی آپ کی تحریریں پڑھ کر دیکھئے تو معلوم ہوتا ہے آپ کے دل میں اس حقیقت پر کس قدر زبردست ایمان تھا کہ یہ ہو کر رہے گا اور ایسا زبردست ایمان تھا کہ ہم اس کی گہرائیوں تک نہیں پہنچ سکتے فرماتے ہیں:۔

میرے دل کی آگ نے آخر دکھایا کچھ اثر
آ گئے ہیں اب زمیں پر آگ بھڑکانے کے دن

یہ آگ پانچ مرتبہ بھڑکے گی

یہ ۱۹۰۶ء کا واقعہ ہے جب آپ کی یہ نظم شائع ہوئی اور ۱۹۰۶ء وہ زمانہ ہے کہ ابھی اس آگ کا کوئی نام و نشان نہیں تھا جو آج دنیا کو بھسم کر رہی ہے اور آپ کی صداقت کو روشن کر رہی ہے۔ ۱۹۰۸ء میں آپ وفات پا جاتے ہیں اور ۱۹۱۴ء میں وہ آگ پہلی دفعہ بھڑکتی ہوئی نظر آتی ہے اور ۱۹۳۹ء میں وہ پہلے سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ دوسری دفعہ بھڑکتی ہے جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ جلد سب کچھ ہو جائے ان کے لئے ہی حضرت صاحب نے یہ فرمایا ہے:

وہ چمک کھلائے گا اپنے نشاں کی پنج بار
یہ خدا کا قول ہے سمجھو گے سمجھانے کے دن

یہ آگ اب دوسری مرتبہ بھڑکی ہے تیسری مرتبہ ہوگی چوتھی مرتبہ ہوگی اور پانچویں مرتبہ ہوگی اور احمدی نہیں تھکیں گے یہاں تک کہ اسلام دنیا میں غالب آ جائے اور کفر پر اس کا کامل غلبہ ہو جائے۔

اک بڑی مدت سے دیں کو کفر تھا کھاتا رہا
اب یقیں سمجھو کہ آئے کفر کو کھانے کے دن

یہ ایک خدائی پلین ہے

اب غور کیجئے کہ ایک طرف آپ یہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں ایک خطرناک آگ بھڑکنے والی تھی اور پھر اس کا نقشہ یوں کھینچا ہے کہ دنیا میں ایک زبردست ہلچل پیدا ہوگی خون کی ندیاں چلیں گی اور آبادیاں ویرانے بن جائیں گی اور ساتھ یہ بھی کہا کہ یہ نہ سمجھنا کہ یہ اتفاقی طور پر ہوا ہے بلکہ یہ ایک خدائی پلین ہے۔ یہ تمام جنگ و جدل اسی بات کے لئے بطور ایک نشان کے ہوگا کہ کفر دنیا سے مٹ جائے لوگوں کی گردنیں خدا کے سامنے جھک جائیں اور اسلام کفر کو کھا جائے۔

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے
اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانے کے دن

یہ بڑی مضبوط بنیاد ہے

تو خوب یاد رکھئے جس مقام پر کھڑے ہو کر آپ نے اس کام کو اختیار کیا ہے وہ بڑی مضبوط بنیاد ہے قرآن کریم کے وعدے اپنی پوری صراحت سے موجود ہیں امام زماں کی پیشگوئیاں پکار پکار کر اس طرف بلا رہی ہیں یہ اٹل چیز ہے یہ کبھی رک نہیں سکتی۔

قرآن مجید کو بار بار پڑھو

دو باتیں ان مشکلات اور ابتلاؤں میں آپ کے اندر یقین اور ایمان کو بڑھانے کا موجب ہو سکتی ہیں پہلی بات یہ ہے کہ قرآن کو بار بار پڑھیں میں جتنی بار قرآن پڑھتا ہوں تو جب قیامت کے متعلق جو آیات ہیں ان تک پہنچتا ہوں تو مجھے اس زمانہ کا نقشہ بھی ان میں نظر آتا ہے بیشک موت کے بعد حشر ہوگا اور قیامت آئے گی لیکن ان آیات کے اندر اللہ تعالیٰ نے اس زمانہ کے حالات کا بھی ذکر کیا ہے مگر افسوس ہے لوگ قرآن مجید کو پڑھتے نہیں اس زمانہ کی مصیبت تھا قرآن مجید کی طرف توجہ کو کچھ کم ہی کر دیا ہے ہر ایک گھر میں دو دو چار چار قرآن مجید ہوں گے مگر پڑھنے والے کم ہیں اگر تم چاہتے ہو کہ اس آگ کے اندر تمہارے دلوں میں سکون رہے تو قرآن کو پڑھو۔

خدا تعالیٰ کے حضور گریں

دوسری بات بھی اپنے مرشد سے ہمیں ملی ہے بعض وقت آتے ہیں کہ میں بھی گھبرا ہوں اور چاروں طرف دیکھتا ہوں تو کچھ نظر نہیں آتا مگر میں نے دیکھا ہے اور میرا تجربہ ہے کہ جب خدا کے آگے گرو تو اس وقت اتنا یقین پیدا ہو جاتا ہے کہ کوئی بات ان ہونی نظر نہیں آتی خدا کے آگے گرنے سے انسان کے اندر ایک قوت پیدا ہوتی ہے آپ لوگ بھی خدا کے حضور گریں اس کے دروازے سے آپ کو ایسی طاقت ملے گی کہ تمہارا دل اس سے مضبوط ہو جائے گا

ایمانی قوت سے پتھروں کو توڑ دو

درست ہے لوگوں کے دل پتھر ہو گئے ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کے سینوں کے اندر گوشت کے لوتھڑے نہیں بلکہ پتھر کے ٹکڑے ہیں۔ ثم قست قلوبکم من بعد ذلک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ کا نقشہ نظر آتا ہے دل سخت ہو گئے پتھروں کی طرح ہو گئے بلکہ پتھروں سے بھی زیادہ سخت ہو گئے مگر اس کے ساتھ ہی ایک تسلی دی ہے وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانھار وان منھا لما یشقق فیخرج منہ الماء وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ وما اللہ بغافل عما تعملون اور یقینا پتھروں میں ایسے بھی ہیں کہ ان سے نہریں بہتی ہیں اور ان میں سے ایسے بھی ہیں کہ پھٹتے ہیں تو ان میں سے پانی نکلتا ہے اور ان میں سے ایسے بھی ہیں کہ اللہ کے خوف سے گر جاتے ہیں اور اللہ اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو۔ تو خوب یاد رکھو اگر انسانوں کے دل پتھر ہو چکے ہیں تو وہ پتھر بھی ٹوٹ جائیں گے مگر ان کو توڑنے کے لئے ایمان درکار ہے ایمان کی قوت سے ان پتھروں کو توڑ دو۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ کو ہاتھ سے نہ جانے دیں

اجتماعی رنگ میں خدا کے آگے گرنا خدا کو بہت پسند ہے جب ایک قوم کی قوم یا جماعت کی جماعت خدا کے آگے گرتی ہے تو وہ خدا کے زبردست فضلوں کی جاذب ہوتی ہے میں اس درخواست کو دہراتا ہوں کہ دوست جلسہ سالانہ کے موقعہ کو ہاتھ سے نہ دیں یہ ایسا موقعہ ہے کہ اگر ساری قوم اکٹھی ہو کر خدا کے حضور گریہ وزاری کرے تو بہت سے دروازے کھل جائیں گے جو اس وقت ہمارے وہم میں بھی نہیں آ سکتے کیا ہمارے سامنے وہ نقشہ نہیں کہ آنحضرت صلعم کس طرح ایک ایک آدمی کے دروازے پر جاتے تھے اور آپ کی بات کوئی نہیں سنتا تھا مگر بالآخر لاکھوں انسان آپ کے دروازے پر گرے یاد رکھو ان دو باتوں میں بڑی طاقت ہے ان دو باتوں کو مضبوطی سے پکڑو خدا انہونی باتوں (باقی بر صفحہ ۳ کالم نمبر ۲)

وبائے طاعون سے حفاظت کا الٰہی وعدہ

اس کی اصل حقیقت اور اسکے لئے لازم شرائط

از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

انبیاء و ماموریں کو بعض وقت پیش آمدہ واقعات اللہ تعالےٰ بذریعہ کشف و رؤیا استعارہ [illegible] ... اس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں اور [illegible] زمانہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں بھی ایسے کئی واقعات ہیں کہ [illegible] بعد کے کسی واقعہ کا نظارہ کسی تمثیلی رنگ میں حضرت پر بذریعہ کشف ظاہر فرمایا۔ ان میں سے اس وقت دو عین متوازی واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے نقل کرکے یعنی مجموعہ الہامات کشوف حضرت اقدس صفحہ ۵۱۳ پر البدر ۱۷ مئی ۱۹۰۴ء کے حوالہ سے مندرجہ ذیل واقعہ درج ہے۔

"آج دن کو مولوی محمد علی صاحب ایم اے مینجر وایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریلیجنز کی طبیعت علیل ہوگئی۔ اور درد سر اور بخار کے عوارض کو دیکھ کر مولوی صاحب کو شبہ گزرا کہ شاید طاعون کے آثار ہیں۔ جب اس بات کی خبر حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہوئی تو آپ فوراً مولوی صاحب کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ"

میرے دار میں ہو کر اگر آپ کو طاعون ہو تو پھر انی احافظ کل من فی الدار الہام اور یہ سب کاروبار گویا عبث ٹھہرا۔

آپ نے نبض دیکھ کر ان کو یقین دلایا کہ ہرگز بخار نہیں ہے پھر تھرما میٹر لگا کر دکھایا کہ پارہ اس حد تک نہیں ہے جس سے بخار کا شبہ ہو۔ اور فرمایا کہ میرا تو خدا کی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا اس کی کتابوں پر ہے"

"میرے دار میں ہو کر اگر آپ کو طاعون ہو جائے" کے الفاظ سے قادیانی دوست یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ طاعون کے نشان کے لئے صرف اسی قدر ضروری ہے کہ کوئی شخص حضرت اقدس کے اپنے رہائشی گھر کے اندر اقامت پذیر ہو یعنی جو شخص بھی حضرت اقدس کے گھر کے اندر رہتا ہو وہ لازماً طاعون سے محفوظ رہے گا اس کی عملی و باطنی حالت کیسی ہو۔ حالانکہ جیسے کہ حضرت شیخ عبدالرحمان صاحب مصری اپنے مضمون مندرجہ پیغام صلح ۱۵ نومبر میں دکھلا چکے ہیں طاعون سے حفاظت کا وعدہ بموجب فرمودہ حضرت اقدس صرف انہی لوگوں سے ہے جن کی اندرونی حالت پاکیزگی خدا تعالےٰ کے نزدیک صحیح و راست ہو اور جو حضرت اقدس کے حقیقی پیرو ہوں۔ چنانچہ شیخ صاحب موصوف نے نہایت صفائی کے ساتھ دو اور متوازی واقعات کو پیش کرکے خود حضرت اقدس کے فرمودہ کے مطابق یہ ثابت کر دیا ہے کہ نہ صرف وعدۂ حفاظت الٰہی کامل و حقیقی متبعین سے مخصوص ہے بلکہ یہ بھی کہ محض گھر کی چار دیواری کے اندر رہنا یا صرف ظاہرا طور پر بیعت میں داخل ہو

جانا یا [illegible] حضرت اقدس کے ساتھ تعلق قرابت یہاں تک کہ ظاہرا رنگ میں اہل بیت ہونا بھی طاعون سے خدائی حفاظت کی گارنٹی نہیں دلا سکتا۔ اگر الہام الٰہی

انی احافظ کل من فی الدار

کا مفہوم یہی ہوتا تو نہ تو حضرت اقدس میاں شریف احمد صاحب کی بیماری پر طاعون کا شبہ فرماتے اور نہ ہی میر محمد اسحاق صاحب کو طاعون کا حملہ ہوتا چنانچہ میاں شریف احمد صاحب کے متعلق تو حضرت صاحب کا ارشاد یہ ہے

"قریباً بارہ بجے کا وقت تھا کہ جب لڑکے کی حالت ابتر ہوگئی اور دل میں خوف پیدا ہوا کہ یہ معمولی بات نہیں یہ اور ہی بلا ہے تب میں کیا بیان کروں کہ میرے دل کی کیا حالت تھی کہ خدانخواستہ اگر لڑکا فوت ہو گیا تو ظالم طبع لوگوں کو حق پوشی کے لئے بہت کچھ سامان ہاتھ آ جائے گا"

مندرجہ بالا تحریر سے صاف عیاں ہے کہ حضرت اقدس خود اپنے لڑکے کا طاعون سے فوت ہو جانا ناممکن نہیں گردانتے اور نہ ہی ایسے خدائی وعدہ کے خلاف جانتے ہیں۔ انہیں البتہ یہ فکر ضرور دامنگیر ہے کہ ظالم لوگوں کو حق پوشی کا بہت کچھ مواد مل جائے گا اس لئے کہ عوام الناس جو حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں وہ بالخصوص ملہم کے ظاہرا اہل بیت اور گھر کے اندر رہنے والوں کو ہی الہام الٰہی کا موضوع سمجھتے ہیں نہ کہ کامل اتباع کرنیوالوں کو۔ پھر میر صاحب کو طاعون کا حملہ ہو جانے پر تو خدا تعالےٰ کی فعلی شہادت نے بتلا دیا کہ یہ وعدہ الٰہی کن لوگوں کے لئے مخصوص ہے اور یہ کہ لازم طور پر اس وعدہ کے اندر جسمانی اہل بیت نہیں آتے جب تک ساتھ ہی باطنی پاکیزگی اور حضرت اقدس کا کامل اتباع نہ ہو حضرت اقدس فرماتے ہیں۔

"میں نے کئی دفعہ ایسی **منذر خوابیں** دیکھیں جن میں **صریح طور پر** یہ بتلایا گیا تھا کہ میر ناصر نواب جو میرے خسر ہیں ان کے عیال کے متعلق کوئی مصیبت پیش آنے والی ہے چنانچہ ایک دفعہ میں نے گھر میں بکرے کی ایک ران لٹکائی ہوئی دیکھی جو کسی کی موت پر دلالت کرتی تھی اور ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ ڈاکٹر عبدالحکیم خاں اس چوبارہ کے پاس باہر کی طرف جو کھٹ کیساتھ لگ کر کھڑا ہے جس میں میں رہتا ہوں تب کسی شخص نے مجھ کو کہا کہ عبدالحکیم کو والدہ اسحاق نے گھر کے اندر بلایا ہے۔

یاد رہے کہ علم تعبیر میں معبرین نے یہ لکھا ہے جس کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے کہ اگر کسی کے گھر میں دشمن داخل ہو جائے تو اس گھر میں کوئی مصیبت یا موت آتی ہے۔ اور چونکہ آج کل عبدالحکیم سخت جانی دشمن اور ہمارے زوال کا ماتم دن منتظر ہے۔ اس لئے خدا نے اسی کو خواب میں دکھلایا کہ گویا وہ ہمارے گھر میں داخل ہونا چاہتا ہے اور والدہ اسحاق یعنی میر ناصر نواب کی بیوی اسکو بلاتی ہیں اور بلانے کی تعبیر یہ تھی ہے کہ ایسا شخص محض اپنی بعض دینی غفلتوں کی وجہ سے جن کا علم خدا تعالےٰ کو ہے مصیبت کو اپنے گھر بلاتا ہے یعنی اس کی موجودہ حالت اس بات کو چاہتی ہے کہ کوئی بلا نازل ہو۔ یہ ظاہر ہے کہ انسان معاصی اور گناہوں سے خالی نہیں اور انسانی فطرت بجز خاص لوگوں کے لغزش سے محفوظ نہیں رہ سکتی اور وہ لغزش چاہتی ہے کہ کوئی تنبیہہ نازل ہو"

جب دوسرے دن کی صبح ہوئی تو میر صاحب کے بیٹے اسحاق کو تیز تپ چڑھ گیا اور گھبراہٹ شروع ہوگئی اور دونوں طرف بن ران میں گلٹیاں نکل آئیں اور یقین ہو گیا کہ طاعون ہے کیونکہ اس ضلع کے بعض مواضع میں طاعون پھوٹ پڑی ہے تب معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا خوابوں کی تعبیر یہی تھی اور دل میں سخت غم پیدا ہوا اور میں نے میر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہدیا کہ میں تو دعا کرتا ہوں آپ توبہ و استغفار بہت کریں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے دشمن کو اپنے گھر میں بلایا ہے اور یہ کسی لغزش کی طرف اشارہ ہے"

میاں شریف احمد صاحب کی بیماری پر حضرت اقدس کو یہ فکر ہے کہ دشمن اسے طاعون قرار دے کر سلسلہ کی مخالفت کا ایک عذر بنا لیں گے مگر میر صاحب کی علالت پر حضرت اقدس کو یقین ہو گیا کہ طاعون ہے کے الفاظ میں ادا فرماتے ہیں۔ میر صاحب اور ان کے والدین میں تینوں صفات موجود تھیں۔ وہ حضرت کے دار میں اقامت پذیر تھے سلسلہ میں ظاہرا طور پر داخل تھے نیز قریب ترین رشتہ سے منسلک یعنی اہل بیت سے تھے لیکن ان تینوں امور کی موجودگی میں بھی حضرت اقدس کو یقین ہو گیا کہ طاعون ہے" فرماتے ہیں۔ کیا اس سے صاف طور پر یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ طاعون سے محفوظیت کے لئے کوئی اور امر بھی لازم و ضروری ہے۔ میر صاحب کی علالت کو "یقین ہو گیا کہ طاعون ہے" کے الفاظ سے بیان کرنا صاف ظاہر کرتا ہے کہ محفوظیت کے لئے ظاہرا طور پر سلسلہ میں شمولیت اور حسن وخاشاک کے گھر کے اندر رہنا نیز اہل بیت ہونا کافی نہیں بلکہ اس وعدہ الٰہی سے وہی شخص فائدہ اٹھا سکتا ہے جسکی اندرونی حالت اتباع حضرت اقدس خدا تعالےٰ کے نزدیک حقیقی ہو یہ اور یہی اصل وہ شرط ہے جس کے کسی شخص میں پائے جانے سے محفوظیت لازم آتی ہے چنانچہ نہ صرف واقعات میں بلکہ تعلیم میں بھی حضرت نے یہی ارشاد فرمایا ہے چنانچہ آپ کشتی نوح میں لکھتے ہیں:۔

"خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ میں انسانوں کے لئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھلاوے سو اس نے مجھے مخاطب کرکے فرمایا کہ تو اور جو شخص تیرے گھر کی چار دیواری کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقویٰ سے تجھ میں محو ہو جائیگا وہ سب طاعون سے بچائے جائیں گے اور ان آخری دنوں میں یہ نشان ہوگا تا کہ وہ قوموں میں فرق کرکے دکھلا دے **لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں ہے اس کے لئے مت دلگیر ہو**"

پھر آگے ارشاد فرماتے ہیں۔

"خدا میرے گھر کے احاطہ کے اندر مخلص لوگوں کو جو خدا کے سامنے تکبر نہیں کرتے بلائے طاعون سے نجات دے گا" "واضح رہے کہ صرف زبان سے بیعت کا اقرار کچھ چیز نہیں جب تک دل کی عزیمت سے اس پر پورا پورا عمل نہ ہو۔ پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کی نسبت خدا تعالےٰ کے کلام میں یہ وعدہ ہے **انی احافظ کل من فی الدار**"

ان اقتباسات میں الفاظ "لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہیں کرتا وہ تجھ میں سے نہیں اس کے لئے دلگیر مت ہو" "صرف زبان سے بیعت کا اقرار کچھ چیز نہیں" سے صاف ثابت ہو گیا کہ جو لوگ کامل پیروی کرنیوالے نہ ہوں گے وہ خواہ ظاہرا طور پر حضرت کے گھر میں ہی بستے ہوں اور سلسلہ میں بھی شامل ہوں تب بھی ان کے لئے لازماً حفاظت کا وعدہ نہیں جب تک وہ بھی اس شرط کو پورا کرنے والے نہ ہوں "پس جو شخص میری تعلیم پر پورا پورا عمل کرتا ہے وہ اس میرے گھر میں داخل ہو جاتا ہے"۔ گویا اصل و لازمی **شرط حفاظت** کی مختص ہے اس بات سے کہ کون شخص خدا کے سامنے تکبر نہیں کرتا اور کامل پیروی حضرت اقدس کی بجا لاتا ہے چنانچہ خود الہام کی دوسری شکل نے بھی اس مفہوم کو واضح کر دیا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا:۔

"آج میری زبان پر پھر یہ الہام جاری تھا

انی احافظ کل من فی الدار

الا الذین علوا من استکبار

الا الذین علو ہمیشہ ساتھ ہی ہوتا ہے خدا معلوم اس کے کیا معنے ہیں۔ اس سے یہی کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ متنبہ رہیں تقوےٰ پر قائم رہیں"۔

(تذکرہ صفحہ ۴۱۰)

میر صاحب گو اہل بیت میں سے تھے اور حضرت کے گھر کے اندر رہتے تھے مگر تب بھی ان کی بیماری پر حضرت کو یقین ہو جاتا ہے کہ انہیں طاعون کا حملہ ہو گیا ہے۔ اور حضرت اقدس میر صاحب کی والدہ صاحبہ کی بعض دینی غفلتوں کی وجہ سے جن کا علم خدا تعالےٰ کو ہے" کو اس کا باعث قرار دیتے ہیں۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب کے واقعہ پر جب تک یقینی طور پر حضرت اقدس کو معلوم نہ ہوتا کہ حضرت مولوی میں حقیقی پیروی کی شرط پائی جاتی ہے تب تک ان کی بیماری پر آپ کس طرح اس تحدی سے یہ فرما سکتے تھے۔

"میرے دار میں ہو کر اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو پھر **انی احافظ کل من فی الدار** الہام اور یہ سب کاروبار عبث ٹھہرا"

اگر دار سے صرف گھر کی چار دیواری میں رہنا یا سلسلہ میں شامل ہونا مراد لیا جائے تو یہ دونوں

شرائط … بدرجہ اولیٰ میاں شریف احمد صاحب اور میر محمد اسحاق صاحب میں بھی موجود تھیں مگر ان سے بڑھکر یہ کہ وہ اہل بیت میں سے تھے۔ پھر وہاں کیوں آپ نے ایک جگہ طاعون کا شبہ اور دوسری جگہ طاعون ہو جانے کا یقین ظاہر فرمایا؟ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت اقدسؑ پر خدا تعالےٰ کی طرف سے ……………

……… حضرت مولینا محمد علی صاحب کی قلبی کیفیات و نیات اور آپ کا حقیقی طور پر بیمار ہونا کامل طور پر منکشف ہو چکا تھا ورنہ جو یقین و تحدی حضرت اقدسؑ کے مندرجہ بالا فقرہ سے عیاں ہے اس کی کوئی اور وجہ بتلائی نہیں جا سکتی۔

مندرجہ بالا دو متوازی واقعات جو حضرت اقدسؑ کی زندگی میں ہوئے دراصل حضرت اقدسؑ کی زندگی کے بعد جماعت احمدیہ کی آیندہ تاریخ ایک تمثیلی پیرایہ میں مضمر ہے ……… اس بارہ میں مندرجہ ذیل امور پر روشنی ڈالنی ضروری ہے۔

(۱) حضرت اقدسؑ کو جسمانی طاعون سے حفاظت کا جو وعدہ آلہی دیا گیا ہے اس کے نیچے بھی درحقیقت ایک روحانی امر مخفی ہے۔ ظاہری طاعون محض نشان ہے اس باطنی طاعون سے حفاظت کا جو آجکل وباء عالمگیر کی طرح دنیا پر مسلط ہو رہی ہے، اور اس روحانی طاعون سے حفاظت کا تعلق فی الواقع حضرت اقدسؑ کی حقیقی و سچی اتباع اور تکبر سے اجتناب پر منحصر ہے۔

(۲) حضرت اقدسؑ نے جو اپنے رؤیا صادقہ میں یہ دیکھا کہ میر صاحب کے گھر والوں نے عبدالحکیم دشمن کو اپنے گھر کے اندر بلایا ہے اور حضرت اقدسؑ نے اس پر یہ فرمایا کہ میں اسکو اپنے گھر نہ آنے دوں گا اس میں ہماری بے عزتی ہے۔ اس رؤیا میں دشمن کو گھر میں بلانے کی تعبیر تاریخ احمدیہ کے واقعات نے کیا کر دکھلائی۔

(۳) اہل بیت کا جسمانی طاعون میں مبتلا ہونا علامت ہے اس امر کی کہ وہ طاعون روحانی میں مبتلا ہو جائیں گے ……… اس امر پر حضرت اقدسؑ کے دیگر الہام و کشوف کیا روشنی ڈالتے ہیں۔

(۴) حضرت مولینا محمد علی صاحب کی علالت کے وقت جس ایمان و یقین و تحدی سے حضرت اقدسؑ نے یہ الفاظ فرمائے کہ میرے دار میں ہو کر اگر آپ کو طاعون ہو جائے تو پھر انی احافظ کل من فی الدار الہام اور یہ سب کاروبار عبث ٹھیرا۔ ان الفاظ کی سچی و صحیح تعبیر تاریخ سلسلہ احمدیہ کے بعد کے واقعات نے کیونکر کر کے دکھلائی؟ ان چار موضوعوں پر آیندہ فرصت میں عرض کیا جائے گا۔ (باقی آیندہ)

انعامی مباحثہ کے متعلق قادیانی جماعت کو اطلاع

ازجناب مولانا عمر الدین صاحب شملوی

مدت سے میرے اور مولوی اللہ دتہ صاحب کے درمیان تعریف نبوت کے متعلق ایک انعامی مباحثہ تحریراً ہو رہا ہے۔ پہلے پرچہ کا جواب میری طرف سے میعاد مقررہ کے اندر بھیجدیا گیا تھا۔ مولوی اللہ دتہ صاحب نے دوسرا پرچہ میعاد مقررہ یعنی ایک ماہ کے اندر بھیجنے کی بجائے پورے چار ماہ اور ایک ہفتہ بعد بھیجا جب میں نے اس پرچہ کو پڑھا تو میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی کیونکہ میں نے دیکھا کہ باوجود چار ماہ سے زائد عرصہ لینے کے بھی مولوی صاحب نے میرے دلائل کے جواب میں یہ لکھدیا کہ وہ ان کا جواب آیندہ پرچے میں دیں گے حالانکہ دیانتداری کا تقاضا یہ تھا کہ یا تو وہ تسلیم کرتے کہ انہیں جواب نہیں آتا اور یا جواب دیتے اوّل تو اصولاً انہیں اپنے پہلے پرچہ میں ہی اپنے تمام دلائل درج کر دینے چاہیئے …………… لیکن اگر یہ نہیں کیا تھا تو کم ازکم اپنے دوسرے پرچہ میں میرے پہلے پرچہ کے دلائل کا جواب تو ضرور لکھتے تا مجھے بھی جرح کے دو موقعے مل جاتے بہر حال میں نے ان کے پرچہ کے نامکمل ہونے کی وجہ سے مولوی صاحب کو لکھا کہ میں اس کا جواب نہیں لکھونگا تاوقتیکہ آپ اس پرچہ کو مکمل نہ کریں کیونکہ ان کے کل دلائل پر تبصرہ کرنے کے لئے اور کم ازکم تین مرتبہ بحث ہونے کے لئے کل دلائل کا پہلے پرچہ میں ہونا ضروری تھا مگر مولوی صاحب نے نہ تو میرے دلائل پر جرح کی اور نہ اپنے کل دلائل دوسرے پرچہ میں لکھے اس لئے میں نے جواب لکھنے سے پہلے ان کے کل دلائل اور پرچہ کی تکمیل کا مطالبہ کیا اور جہاں پہلے ایک ماہ کی بجائے چار ماہ سے زیادہ عرصہ انھوں نے لگا دیا وہاں دو ماہ اور لگا دینے کی اجازت دیدی مگر تین چار ماہ سے زیادہ عرصہ گذر گیا مولوی صاحب نے میرے متواتر خطوط کا کوئی جواب ہی نہ دیا۔ آخر یہ خیال کر کے کہ اس طرح کہیں مباحثہ ہی ختم ہو جائے اور مولوی صاحب کو بچ نکلنے کا موقع مل جائے میں نے نامکمل پرچہ کا جواب لکھنا شروع کر دیا۔ اور چونکہ مجھے یہاں سرکاری کام کی وجہ سے فرصت نہ تھی اس لئے میں نے مولوی صاحب کو لکھدیا کہ میں جلد ہی جواب نہیں لکھ سکتا اور یہ بھی مجھے اس لئے لکھنا پڑا کہ مولوی صاحب نے خلاف شرائط اپنے پرچہ میں بجائے حضرت مسیح موعودؑ کے حوالوں پر اکتفا کرنے کے دوسرے احمدی و ستوں کے کثیر التعداد حوالے درج کر دیئے جن کا جواب بغیر اخباروں کے پرانے فائل وغیرہ کے دیکھنے کے نہیں دیا جا سکتا تھا اور چونکہ میں بمبئی میں تھا جہاں فائل مل نہ سکتے تھے اس لئے لاہور سے حوالے وغیرہ منگانے میں وقت کا صرف ہونا لابدی امر تھا جس کی وجہ سے ۲۴ آخر میں نے ۱۲ جولائی ۱۹۴۴ء کو مضمون مکمل کر کے بذریعہ رجسٹری مولانا کو بھیج دیا۔ مگر مولانا نے مضمون کے پہنچنے کی رسید تک نہ دی میں نے جوابی خط لکھا جواب ندارد پھر یاددہانی کی جواب ندارد پھر خط لکھا تو اب مولانا نے ۲۹ اکتوبر ۱۹۴۴ء کو لکھدیا ہے کہ

" آپ کا پرچہ مل گیا ہے۔ مگر مصروفیت کے باعث میں اسے بغور نہیں دیکھ سکا آپ نے ۸/۹ ماہ میں یہ جواب لکھا۔ میرے جواب کے لئے اتنی ہی مدت لگے گی اللہ تعالےٰ چاہے تو اس سے جلد ہی بھی جواب پہنچ جائے گا۔"

مولوی صاحب کو ہمارا پرچہ جو یقیناً خدا کے فضل سے لاجواب ہے پڑھکر جواب کے لئے ۸، ۹ ماہ کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور وہ بھول گئے کہ از روئے شرائط انہیں ایک ماہ میں جواب لکھنا ہے۔ مجھے اگر ان کے دوسرے پرچہ کے جواب بھیجنے میں دیر ہوئی تو اس کی اصل ذمہ داری ان پر ہے کیونکہ انھوں نے میرے مطالبہ تکمیل پرچہ پر مہینوں توجہ نہ دی اور اپنا دوسرا پرچہ انھوں نے چار ماہ سے زائد عرصہ میں بھیجا۔ لیکن اب اس بیقاعدگی کو مزید بیقاعدگی کرنے کا بہانہ بنانا قابل افسوس ہے۔ مولوی صاحب کا دن رات کا مشغلہ بحث مباحثہ وغیرہ ہی ہے پھر ان کا یہ لکھنا کہ مجھے فرصت نہیں یہاں تک کہ وہ چار ماہ تک میرے جوابی پرچہ کو بغور دیکھ بھی نہیں سکے بالکل بے معنی بات ہے۔ اس لئے میں مولوی صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ مہربانی کر کے زیادہ سے زیادہ جنوری ۱۹۴۵ء تک میرے پرچہ کا جواب دیدیں اگر ان کو فرصت نہیں تو وہ اپنی ذمہ داری پر قادیان کے کسی بڑے سے بڑے عالم فاضل سے مدد لے لیں اور قادیان میں ان کو پرچہ کے نقل کروانے کے لئے بھی بہت سی سہولتیں ہیں۔ جو مجھے قطعاً یہاں میسر نہیں ہیں ابھی ایک ماہ سے زائد عرصہ باقی ہے اگر مولوی صاحب اپنا تیسرا پرچہ مجھے یکم جنوری تک پہنچا دیں تو میں اسکا جواب انہیں انشاء اللہ تعالےٰ ٹھیک ایک ہی مہینے کے اندر اندر لکھ دوں گا جیسا کہ طے شدہ شرائط کی رو سے ضروری ہے۔

میں یہ سب باتیں مولوی صاحب کو بذریعہ اخبار اس لئے پہنچا رہا ہوں کہ قادیانی جماعت کو بھی یہ علم ہو جائے کہ مباحثہ میں جواب لکھنا کس کے ذمہ ہے۔ بعض بمبئی آنیوالے قادیانی جماعت کے افراد سے یہ علم ہوا کہ وہ اس خیال میں ہیں کہ ان کے مولوی صاحب کے پرچے کا جواب ابتک میں نے نہیں دیا حالانکہ اصل حقیقت اسکے برعکس ہے

مباحثہ کے پرچوں کی چھپائی

چونکہ مولوی صاحب نے اپنا پہلا پرچہ اپنے رسالہ فرقان میں چھاپ دیا ہے اس لئے اگر وہ میرے پرچے بھی فرقان میں چھاپنا منظور کریں تو میں اپنے پرچوں کی چھپائی کا خرچ مولوی صاحب کو دے دوں گا۔ شرائط کی رو سے تو تمام پرچوں کی چھپائی کا نصف میرے ذمہ ہے مگر میں بطور احسان نصف سے زیادہ بھی دینے کو تیار ہوں۔ آخر میں میں یہ بھی لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ چونکہ مولوی صاحب نے اپنے دوسرے پرچہ میں میرے پہلے پرچہ کا جواب نہیں

۱۹۴۴ء

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں۔

— عراق عرب سے ایک دوست نے جو اپنا نام مشتہر کرنا نہیں چاہتے ایک ہزار روپیہ برائے تراجم قرآن فنڈ بھیجا ہے یہ رقم داخل خزانہ انجمن ہو چکی ہے اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے اور بیش از بیش خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

— جناب والدہ محمد خلیل گرومی شاہ و درزس خورشید صاحبہ ریلوے ہسپتال لاہور نے اس سال ادیب عالم کا امتحان دیا تھا جس میں دونوں کامیاب ہوئیں اس خوشی میں والدہ محمد خلیل نے مبلغ پانچروپیہ بطور عطیہ انجمن کو دیئے ہیں۔

سانحۂ ارتحال

(ا) محمد قاسم خاں صاحب چیمہ کی ہمشیرہ وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(ب) چوہدری عبدالحق صاحب انسپکٹر زمیندارہ بنک بھمبر ریاست جموں کی اہلیہ صاحبہ وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دعا ہے اللہ تعالےٰ ان دونو خواتین کی مغفرت فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین۔

احباب سلسلہ سے جنازہ غائبانہ کی درخواست ہے۔

(بقیہ خطبہ از صفحہ ۲)

کو کر کے دکھائے گا۔

لاہور اور باہر کے دوست جلسہ سالانہ میں ضرور شریک ہوں میں لاہور کے دوستوں کو بالخصوص کہتا ہوں کہ جلسہ سالانہ میں ضرور آئیے اور اپنے بچوں عزیزوں دوستوں اور خواتین کو ساتھ لیکر آئیں تاکہ ہم سب اکٹھے ہو کر خدا کے حضور گریں عید کے موقعہ پر لاہور کے کوئی اڑھائی سو آدمی جمع تھے لیکن جلسہ سالانہ کے موقعہ پر لاہور کے خال خال آدمی نظر آتے ہیں اگر یہ دو اڑھائی سو خود شامل ہوں اور دو اڑھائی سو کو ساتھ لائیں تو اس سے ایک جماعت بن جاتی ہے اور اسی طرح باہر کے دوست بھی آدمیوں کو ساتھ لائیں میں سمجھتا ہوں کہ جلسہ سالانہ بہترین تبلیغ کا موقعہ ہے اس وقت لوگوں کے سامنے جماعت کا یہ عملی نمونہ ہوتا ہے کہ اس جماعت کے سینوں میں کونسی آگ بھڑکتی ہے اور وہ بے اختیار اس شخص کی طرف رجوع کرتے ہیں جس نے یہ آگ اس جماعت کے سینوں میں روشن کی تاکہ ان کو بھی اس آگ کی ایک چنگاری مل جائے آپ تھوڑی سے ہمت کر کے ضرور جلسہ میں شامل ہوں اور جس قدر ممکن ہے دوسرے لوگوں کو بھی ساتھ لائیں عذرمت تلاش کریں جو چیزیں دنیا کے کاموں میں روک نہیں بن سکتیں وہ دین کے کام میں روک کیوں بنیں انسان اگر ایک قدم خدا کے لئے اٹھاتا ہے تو خدا اس کے لئے دو قدم اٹھاتا ہے انسان چل کر آئے تو خدا دوڑ کر آتا ہے صرف چلنے کی ضرورت ہے تو پھر دیکھو خدا تعالیٰ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۸

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

لوائے ما پنہ ہر سعید خواہد بود - ندائے فتح نمایاں بنام ما باشد

الصلح خیر

احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کا ہفتہ وار آرگن

پیغامِ صلح

ایڈیٹر - ایس - محمد آصف - بی اے -
جائنٹ ایڈیٹر - شیخ محمد انعام الحق -

جماعت احمدیہ لاہور کی تعلیمی خصوصیات

۱- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں نہ نیا نہ پرانا۔
۲- کوئی کلمہ گو کافر نہیں۔
۳- قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں نہ آئندہ ہوگی۔
۴- سب صحابہ اور آئمہ قابل احترام ہیں سب مجددوں کا ماننا ضروری ہے۔
۵- اسلام تمام دنیا پر غالب آئیگا۔

حضرت مسیح موعود کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا
مصطفےٰ ما را امام و پیشوا
ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست
بادۂ عرفانِ ما از جام اوست
یک قدم دوری ازاں روشن کتاب
نزد ما کفر است و خسران و تباب

جلد ۳۲ | لاہور - یوم چہار شنبہ - مؤرخہ ۲۶ ذی الحجہ ۱۳۶۳ھ - م - ۱۳ دسمبر ۱۹۴۴ء | نمبر ۴۹

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم الشان قربانی

اس تاریخی واقعہ کا ذکر کیوں کیا گیا ہے؟

خدا تعالیٰ کے احکام کا ماننا اصل ایمان ہے

جلسہ سالانہ کی بنیاد حضرت صاحب نے خدا تعالیٰ کے حکم سے رکھی

جماعت کے سب دوست جلسہ سالانہ میں شامل ہوں

خطبہ عید اضحیٰ - فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور - مؤرخہ ۲۷ نومبر ۱۹۴۴ء

وقال انی ذاھب الیٰ ربی سیھدین - رب ھب لی من الصلحین - فبشرنٰہ بغلٰم حلیم - فلما بلغ معہ السعی قال یٰبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ ؕ قال یٰابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصٰبرین ...... انہ من عبادنا المؤمنین (الصّٰفّٰت)

ایک تاریخی واقعہ ان آیات میں ایک تاریخی واقعہ کا ذکر ہے اور ایک اس تاریخی واقعہ کی یادگار کا ذکر ہے۔ تاریخی واقعہ یہ ہے کہ خدا کے ایک برگزیدہ نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جن کی قبولیت مسلّم طور پر دنیا میں تمام انبیاء سے زیادہ ہے۔ انہیں یہودی بھی مانتے ہیں، عیسائی بھی مانتے ہیں مسلمان بھی مانتے ہیں۔ ان کے ایک عظیم الشان ابتلا کا ذکر کیا ہے جس میں وہ آگ سے صحیح سلامت بچ نکلے تھے۔ اس کے بعد ذکر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا انی ذاھب الیٰ ربی سیھدین۔ میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے کامیابی کا راستہ دکھائے گا۔

حضرت ابراہیمؑ کی دعا اس کے بعد ان کی ایک دعا کا ذکر ہے کہا جاتا ہے کہ ان کی عمر اس وقت ۸۶ سال کی تھی اور ان کے ہاں کوئی اولاد نہ تھی وہ دعا کرتے ہیں رب ھب لی من الصلحین اے میرے رب مجھ کو صالح اولاد عطا فرما اللہ تعالیٰ نے بشارت دی کہ تمہارے ہاں ایک بردبار لڑکا ہوگا فبشرنٰہ بغلٰم حلیم۔

حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم وہ لڑکا پیدا ہوگیا تفصیلات کو یہاں چھوڑ دیا ہے۔ لڑکا بڑا جوان ہوا اور اس عمر کو پہنچ گیا کہ ان کے ساتھ کام کاج کرنے لگا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا قال یٰبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ۔ میرے بیٹے میں نے ایک خواب دیکھا ہے مجھے حکم دیا گیا ہے تجھے ذبح کرنے کا اور خواب میں میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اس معاملہ میں تمہاری کیا رائے ہے۔ تو حضرت اسمٰعیل نے کہا یٰابت افعل ما تؤمر ستجدنی ان شاء اللہ من الصٰبرین۔ اے میرے باپ جو کچھ تجھے حکم دیا جاتا ہے کر تو مجھے اگر اللہ چاہے صبر کرنے والوں میں سے پائے گا۔ فلما اسلما وتلہ للجبین سو جب دونوں نے فرمانبرداری کی اور اسے ماتھے کے بل لٹا دیا باپ ذبح کرنے کے لئے تیار ہوگیا اور بیٹے نے آگے گردن رکھدی و نادینٰہ ان یٰابراھیم - قد صدقت الرءیا انا کذٰلک نجزی المحسنین اور ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم تو نے خواب سچ کر دکھایا اور اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو بدلہ دیتے ہیں۔

اس واقعہ کا ذکر کیوں کیا ہم کیوں اس واقعہ کا ذکر پیا اننے رہتے انسان کے متعلق جو ذمہ [illegible] ایک بات کے بتانے کے لئے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ خدا کے حکم کے سامنے انسان کو تمام ہتھیار ڈال دینے چاہئیں تمام خواہشات مٹا دینی چاہئیں ۔۔۔ لوگ کہتے ہیں کہ ایک مہذب مذہب اس میں ایک خدا کا پیغمبر اس کو حکم یہ دیا جائے کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کرے یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ یہ یقینی بات ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم ہوا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کریں اور انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ذبح کر رہا ہوں اور قرآن مجید میں حضرت اسمٰعیلؑ کے اس جواب سے یٰابت افعل ما تؤمر اے میرے باپ جو کچھ تجھے حکم دیا جاتا ہے تو کر - سے معلوم ہوتا ہے کہ فی الحقیقت حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا گیا تھا کہ بیٹے کو ذبح کریں اور انہوں نے خواب میں دیکھا کہ بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ تو سوال ہوتا ہے کہ بیٹے کو ذبح کر دینا اس میں خدا رسیدگی کی کونسی بات ہے؟ بات در اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس واقعہ سے یہ ظاہر کرنا چاہتا ہے کہ خدا کے حکم کو جب تک انسان واقعی طور پر نہیں مانتا اس وقت تک مذہب کا کوئی فائدہ نہیں۔

انبیاء خدا کے حکم کے سامنے چون وچرا نہیں کرتے حضرت ابراہیم نے اس حکم کو سن کر یہ نہیں کہا کہ میں نے دعاؤں سے بیٹا مانگا تو نے مجھے اس کی بشارت دی اب وہ جوان ہوگیا تو اب کیا وجہ ہے کہ میں ایک انسان کے بچے کی گردن پر چھری رکھ دوں، انبیاء اس چون وچرا میں نہیں پڑتے انبیاء کے نزدیک خدا ایک ایسی حقیقت ہے جو سب حقیقتوں سے بڑھکر ہے۔ خدا انبیاء کو اس طرح نظر آتا ہے جس طرح ایک روشن چیز ہوتی ہے جس کے احکام کے سامنے چون وچرا نہیں ہوتی۔ خدا رسیدہ غیر انبیاء بھی خدا کے حکم کے سامنے چون وچرا نہیں کرتے۔

حضرت موسیٰؑ کی ماں کا ذکر قرآن مجید میں ایک عورت کا ذکر ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ماں کا - اذ اوحینا الیٰ امک ما یوحیٰ ان اقذفیہ فی التابوت فاقذفیہ فی الیم جب ہم نے تیری ماں کی طرف ایک عظیم الشان وحی کی کہ اسے صندوق میں ڈال دے پھر اس صندوق کو دریا میں ڈال دے ۔۔۔ اب ماں یہ نہیں پوچھتی کہ میں اپنے بیٹے کو دریا میں کیسے ڈال دوں - ان لوگوں کو یہ بھی ایمان ہوتا ہے کہ خدا بچنے کا بھی کوئی سامان کر دیگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یقین تھا کہ خدا اس سے بچنے کا کوئی سامان کر دے گا۔

خدا کے حکم کو ماننے کا نام ایمان ہے خدا کے حکم کو اس طرح مانو کہ وہ دنیا میں سب سے بڑی ہستی ہے جس کا حکم مانا جائے۔ تم حاکم کے حکم کو مانتے ہو چون وچرا نہیں کرتے بادشاہ جب حکم کرتے ہیں کہ سب لوگ جنگ کے لئے بھرتی ہو جائیں تو تم کوئی عذر نہیں کرتے لیکن خدا کے حکم کے سامنے لوگ چون وچرا کرتے ہیں۔ ایمان نام ہے خدا کے حکم کو مان لینے کا خواہ وہ حکم کیسا ہی سخت ہو کتنا ہی انسان کی خواہشات کے خلاف ہو جو خدا پر ایمان لاتا ہے وہ خدا کے حکم کو بھی مانتا ہے۔ ہیشیار لوگ ایسے ہیں کہ وہ خدا پر ایمان لاتے ہیں اور خدا کے حکم کو نہیں مانتے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ اپنے دلوں کو کس طرح دھوکا دے لیتے ہیں صند سے کہہ دیتے ہیں ہم مانتے ہیں اور نہیں مانتے۔

اس واقعہ میں ایک سبق صرف اس سبق کو سکھانے کے لئے کہ اگر ماننا ہے تو اس حد تک ایمان لانا ہوگا جس حد تک ابراہیمؑ نے مانا۔ سب سے بڑھکر محبوب چیز وہ زمین نہیں جائیداد نہیں سونا اور چاندی نہیں وہ بھائی نہیں بیوی نہیں سب سے بڑھکر محبوب چیز بیٹا ہے خدا نے اسکو ذبح کرنے کا حکم دیا اور انہوں نے اس حکم کے سامنے سر جھکا دیا اور خدا فرماتا ہے جب یہ حالت ہوگئی دونوں تیار ہو گئے اور گردن پر چھری رکھ دی گئی اس وقت ہم نے کہا بس ہم اتنا ہی دیکھنا چاہتے تھے تو نے خواب کو سچ کر دکھایا یہ تیرا امتحان ہوگیا۔ جو امتحان میں پورا نہیں اترا اس کا ایمان اشتباہ کی حالت میں ہے۔ لوگ سمجھتے ہیں ہم قرآن کو مانتے ہیں اس لئے ہم مومن ہیں یہ صحیح نہیں مومن وہ ہے جو خدا کے حکم پر اپنی سب خواہشوں کو قربان کر دے۔

نماز جمعہ کے متعلق خدا کا حکم کیا آپ کو معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ کا ایک حکم ہے یٰایھا الذین اٰمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الیٰ ذکر اللہ وذروا البیع ذٰلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون - اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے بلایا جائے

اللہ کے ذکر کی طرف جلدی آؤ اور کاروبار کو چھوڑ دو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔ یہ خدا کا حکم ہے۔ لیکن وہ لوگ جو خدا کے اس حکم پر عمل نہیں کرتے اور جمعہ کے دن مسجد میں نہیں آتے وہ بھی کہتے ہیں کہ ہم مومن ہیں لیکن خوب یاد رکھو خدا کا ... مومن وہی ہے جو خدا کے حکم ... سامنے سر تسلیم خم کرتا ہے اسی طرح جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے سر تسلیم خم کیا۔

عظیم الشان قربانی کی یادگار خدا نے اس عظیم الشان قربانی کی یادگار کو دنیا میں قائم کیا ہے وفدیناہ بذبح عظیم اور ہم نے ایک بھاری قربانی کو اس کا فدیہ کر دیا۔ جانتے ہو وہ کیا ہے وہ یہی قربانی ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں چلی آئی ہے جس کا تعلق خانہ کعبہ کے ساتھ ہے ساری اسلامی دنیا اس قربانی کو کرتی ہے۔

قربانی کا مفہوم لیکن یہ ذبح عظیم بے معنی ہے اگر انسان اپنی تمام خواہشات کو خدا تعالے کے لئے قربان نہیں کرتا یہ معنی میں نہیں کرتا بلکہ خدا نے اسی کو واضح کر دیا ہے لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم۔ ان کے گوشت اللہ کو نہیں پہنچتے اور نہ ان کے خون لیکن اسے تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو صرف ایک چیز پہنچتی ہے جو اس قربانی کا مفہوم ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر تم نے اس قربانی کو کرکے اپنی ایک خواہش کو قربان کیا تو تم نے قربانی کا مفہوم پا لیا اگر ہر سال مسلمان اتنا ہی کرے کہ اس موقعہ پر جب وہ قربانی کرتا ہے خدا کے حکم کے سامنے اپنی ایک خواہش کو قربان کرے تو اس نے خدا کو پا لیا لیکن جس نے صرف ایک جانور کی گردن پر چھری پھیر دی اس نے اس قربانی کی روح کو نہ سمجھا اور اس کے پیسے بھی ضائع گئے کیونکہ خدا تعالیٰ صراحت کے ساتھ فرماتا ہے لن ینال اللہ لحومھا ولا دماؤھا ولکن ینالہ التقوی منکم کہ ان جانوروں کے خون اور گوشت نہیں پہنچتے لیکن اسے تمہاری طرف سے تقویٰ پہنچتا ہے مسلمان کو اسی لئے نہیں پیدا کیا گیا کہ وہ جانور کی گردن پر چھری پھیر کر خوش ہو۔ اسے چاہیئے کہ جب جانور کی گردن پر چھری پھیرے تو ساتھ ہی اپنی ایک خواہش پر بھی چھری پھیر دے۔

مسلمان اور حدیث مجدد لیکن حالت کیا ہے آج مسلمان اپنی خواہشات کو مقدم کرتے ہیں خدا اور اس کے رسول کے ارشادات کو پس پشت پھینکتے ہیں وہ حدیث جس کی صحت پر حفاظ حدیث متفق ہیں جس کی بنا پر مختلف مجددین دعوے کرتے رہے اس حدیث کا آج انکار کیا جا رہا ہے حالانکہ حضرت مرزا صاحب کے علاوہ آج اس حدیث کا کوئی دعویدار نہیں اور کسی نے وہ کام بھی نہیں کیا جو ایک مجدد کا ہونا چاہیئے لیکن مسلمان اتنی سی بات نہیں کر سکتے کہ اس حدیث کے سامنے سر جھکا دیں کیونکہ ڈرتے ہیں کہ لوگ کہیں گے کہ فلاں ہو گیا احمدی ہو گیا۔ . . . . . .

وہ لوگ جو مسجد میں نماز نہیں پڑھتے اس کے علاوہ میں کہوں گا ہم میں سے بہتیرے ایسے ہوں گے جن کے گھر مسجدوں کے قریب ہیں اگر وہ سوائے عذر کے مسجد میں جا کر نماز نہیں پڑھتے تو وہ یاد رکھیں وہ خدا کے حکم کو پس پشت ڈالتے ہیں اور اپنی خواہش کو مقدم کرتے ہیں صرف ان کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ آرام کریں وہ صبح کے وقت نیند کو مقدم کرتے ہیں لیکن ہندو مرد اور عورتوں کو دیکھئے کہ وہ صبح کے وقت منہ اندھیرے باہر پھرتے ہیں مسلمان ہیں کہ صبح کے وقت بستر سے باہر نکلنا ان کو موت نظر آتا ہے۔

نوجوانوں کو نصیحت اے نوجوانو! تم صبح کے وقت غفلت کی نیند سو کر اپنے آپ کو ہلاک کر رہے ہو خدا کے حکم کا انکار کرتے ہو اور اپنے آپ کو جسمانی طور پر بھی تباہ کر رہے ہو میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ صبح کے وقت اٹھو فجر کے وقت کوئی شخص عذر نہیں کر سکتا کہ مجھے کوئی کام تھا اس وقت وہ گھر میں آرام سے لیٹا ہوا ہوتا ہے صرف وہ بستر سے باہر نکلنا نہیں چاہتا وہ صرف تھوڑے سے آرام کے لئے خدا کے حکم سے انکار کرتا ہے آج تم اس سبق کو ساتھ لے جاؤ کہ جب تمہارے کانوں میں اذان کی آواز آئے گی یا تمہیں معلوم ہو کہ یہ نماز کا وقت ہے تو تم مسجد میں پہنچ جاؤ گے آج جو موذن یہ آواز بلند کرتا ہے وہ محمد رسول اللہ صلعم کے حکم کو بلند کرتا ہے فجر کے وقت کے لئے خدا نے کسی کے لئے کوئی عذر نہیں رکھا الا ... قرآن ... نے تمام نمازوں سے الگ کرکے بیان کیا ہے آؤ اور فجر کے قرآن کو سنو اگر ایک دفعہ تمہیں لطف آ جائے تو تم کبھی اسے ترک نہ کرو گے۔

مسجد میں نماز ادا کریں وہ لوگ جن کے گھر مسجد سے دور ہیں وہ صبح کے وقت اٹھیں اور خدا کے حضور گریں ظہر اور عصر کے وقت بھی اپنے کاروبار سے وقت نکالو مغرب اور عشاء کے وقت بھی وقت نکالو وہ لوگ جن کے گھر مسجدوں کے قریب ہیں ان کی نماز مسجد میں ہی ہوتی ہے اگر وہ با جماعت نماز کو نہ پا سکیں تو بھی وہ مسجد میں ہی نماز کو ادا کریں اور جن لوگوں کے گھروں کے قریب مسجد نہیں انہیں بھی اپنی خواہشات کو قربان کرکے خدا تعالے کے حضور گرنا چاہیئے۔

سالانہ جلسہ عام جلسوں کی طرح نہیں اسی طرح اور بھی خدا کے احکام ہیں مگر میں صرف ایک امر کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں اس کے لئے بھی ایک تھوڑی سی خواہش کی قربانی درکار ہے ہمارے سامنے ایک امتحان آ رہا ہے اور وہ جلسہ سالانہ کا امتحان ہے لوگ شاید یہ سمجھتے ہوں گے کہ یہ ایک رسم پڑی ہوئی ہے اور یہ ویسا ہی ایک جلسہ ہے جیسے کہ جگہ جگہ انجمنوں کے جلسے ہوتے ہیں۔

حضرت صاحب نے خدا کے حکم سے جلسہ سالانہ کی بنیاد رکھی لیکن میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ ایسا نہیں جس شخص نے اس کی بنیاد رکھی اس نے خدا کے حکم سے یہ بنیاد رکھی ۱۸۹۱ء میں حضرت صاحب اس کی بنیاد رکھتے ہیں جب مسیح موعود ہونے کا دعوے کرتے ہیں حضرت صاحب کے مرید اس سے پیشتر بھی تھے لیکن اس وقت کوئی جلسہ سالانہ نہیں تھا جلسہ سالانہ کی بنیاد اس وقت رکھتے ہیں جب مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا، اس دعوے کے ساتھ ہی آپ یہ کہتے ہیں کہ یورپ اور امریکہ میں تبلیغ کے لئے تجاویز سوچی جاویں اس غرض کے لئے سب جمع ہوں اس جلسہ سالانہ کے پہلے اشتہار کو پڑھ کر دیکھئے اس میں آپ فرماتے ہیں:-

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔"

اس جلسہ کے اغراض و مقاصد پھر لکھا ہے:-

"اس جلسہ کے اغراض و مقاصد میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو"

اس کے علاوہ یہ بھی لکھا:-

"اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں"

سب دوست اس جلسہ میں شامل ہوں چنانچہ آپ نے جلسہ سالانہ کو یورپ میں تبلیغ اسلام کے لئے ایک بڑا بھاری ذریعہ قرار دیا ہے۔ ہماری جماعت میں اس پہلو میں کمزوری ہے اور بیرونی جماعتیں اس جلسہ کو وہ اہمیت نہیں دیتیں جو دینی چاہیئے کسی جماعت میں سے دو آدمی آ گئے اور کسی جماعت میں چار آدمی آ گئے لیکن حضرت صاحب کا یہ منشاء نہیں بلکہ آپ کا یہ منشاء ہے کہ سب ایک دفعہ سال میں اکٹھے ہو کر ایک دوسرے پر اثر ڈالا کریں حضرت صاحب کا ارشاد یہ ہے کہ ہر ایک شخص اس جلسہ میں شامل ہونے کی کوشش کرے میں احباب سلسلہ کو اس موقعہ کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ حضرت صاحب کے ارشاد کے مطابق سب دوست اس جلسہ میں شامل ہوں۔

عثمان وو کی شہادت تبلیغ اسلام کے کام کی وجہ سے آج دنیا کے اندر ہماری نمایاں حیثیت ہے۔ تھوڑے عرصہ کی بات ہے کہ چینی مسلمان عثمان وو یہاں تشریف لائے تھے ان سے ہم نے سوال کیا کہ ہندوستان میں اور بھی کہیں آپ نے ایسا تبلیغ اسلام کا کام دیکھا ہے تو انہوں نے جواب دیا ہندوستان میں نہیں بلکہ میں نے ساری دنیا میں . . . — . . . نہیں دیکھا۔

ہماری امتیازی خصوصیت بلا شبہ ہماری یہ امتیازی خصوصیت ہے لیکن ہم اس میں سست ہیں مگر اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اس کام کے لئے اپنا سارا زور لگا دیں۔ خوب یاد رکھیئے اگر آپ کی طرف سے اس کام کے لئے تولہ بھر بھی کوشش کی جائے گی تو خدا کی طرف سے من بھر مدد آ جائے گی مثل مشہور ہے کہ لوہا گرم ہو تو جو شخص چوٹ نہیں لگاتا وہ موقعہ کھو دیتا ہے اگر ہم لوگ اس موقعہ سے جبکہ دنیا ایک انقلاب کے لئے تیار ہو رہی ہے فائدہ نہیں اٹھاتے تو ہم موقعہ کو کھو دیں گے اگر آپ لوگ پوری طاقت صرف کریں گے تو ان وعدوں کو پورا ہوتا ہوا دیکھیں گے جو خدا نے آنحضرت صلعم سے کئے اور حضرت امام وقت سے کئے۔

جلسہ سالانہ پر کثرت کے ساتھ سب دوست آئیں میں بالخصوص ملازمین سرکار سے کہتا ہوں مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس سال رخصتوں کی قید کم ہو گئی ہے اور اب کچھ رخصتیں دسمبر کے ایام میں ہوں گی یہ خدا کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں موقعہ دیا ہے کہ ہم اس سے فائدہ اٹھائیں اس وقت جماعت کے تمام دوست اکٹھے ہو جائیں تاکہ ہم سب مل کر دعائیں بھی کریں اور جو ہماری سمجھ میں تجاویز آئیں ان پر عمل بھی کریں۔

حرص کو کم کرنا چاہیئے اس موقعہ پر ہم کو زیادہ مضبوطی سے قدم اٹھانا پڑے گا بلکہ دکھانا پڑے گا کہ ہم کو مال سے محبت نہیں بلکہ خدا اور اس کے کلام سے محبت ہے سب جانتے ہیں کہ یہاں سے کچھ لیکر نہیں جانا لیکن انسان کو حرص لگی ہوئی ہے کہ جمع کرتا چلا جائے اس حرص کو ہماری جماعت کو کم کرنا چاہیئے۔

یہ مجددین اور صالحین کا کام ہے خوب یاد رکھو جو کام تم کر رہے ہو یہ وہ کام ہے جو مجددین اور صالحین نے کیا اور یاد رکھو کہ اس کے لئے ہر قسم کی قربانیاں کرنی پڑیں گی کیونکہ تم دعوے کرتے ہو کہ ہم مبلغ اسلام ہیں لیکن اگر تمہارے اندر دنیا کے گند موجود ہوں تو تم اس کے اہل نہیں ہو سکتے تمہیں بالخصوص اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی خواہشات کو قربان کرنا پڑے گا اور جب تک آپ اس مقصد کو پیش نظر نہیں رکھتے اس وقت تک آپ کامیاب نہیں ہو سکتے۔

(بقیہ از صفحہ ۳)

المتقین (البقرہ) تم پر جب تم میں سے کسی کے لئے موت آ موجود ہو عمدگی کے ساتھ وصیت کرنا ضروری ٹھیرایا گیا ہے اگر وہ بہت سا مال ماں باپ کے لئے اور قریبیوں کے لئے چھوڑے یہ متقیوں پر لازم ہے —

حضرت نبی کریم صلعم کی ایک حدیث کی رو سے وصیت خیراتی کاموں کے لئے ہے جو ایک شخص کی جائداد کے ⅓ حصہ سے متجاوز نہیں ہونی چاہیئے تاکہ ورثاء محروم نہ رہ جائیں۔ یہ وصیت بھی غربا کی حالت کو سدھارنے کے لئے ایسا ہی مفید ذریعہ ہے جیسا کہ زکوٰۃ ہے اگر حکومت اسکو لازمی قرار دے تو یہ بالکل قرآن مجید کے الفاظ اور ان کی روح کے مطابق ہوگا۔

(اشاعت اسلام)

اسلام کا معاشی نظام

{از حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ}

قسط نمبر ۲

اسلام کا سماجی نظام انڈسٹری اور جائداد کی شخصی ملکیت میں مداخلت نہیں کرتا اور ایک آدمی کو اس کی محنت کے پھلوں سے محروم نہیں کرتا، اور مقابلہ، محنت شاقہ، اور دماغی قوتوں کے استعمال کے لئے کھلا میدان چھوڑتا ہے لیکن یہ سرمایہ داروں سے ان کی دولت کے ایک حصہ کا مطالبہ کر کے دولت کی مساوی تقسیم کے لئے کوشش کرتا ہے اور وہ دولت کا حصہ جو سرمایہ داروں سے لیا جاتا ہے اسے غرباء کی بہتری اور بہبودی کے لئے صرف کیا جاتا ہے۔ اسلام کا معاشی نظام سرمایہ [illegible] کی تعداد کو بڑھاتا ہے [illegible] تاکہ مقابلہ [illegible] سکتا ہے وسیع ہو جائے زکوٰۃ [illegible] غریب افراد کو تجارت میں [illegible] تاکہ وہ تھوڑے سے سرمایہ [illegible] تجارت شروع کر سکیں اور اپنی محنت اور عقلمندی سے اس سرمایہ کو بڑھا سکیں۔

زکوٰۃ کے علاوہ اسلام کا قانون وراثت بھی ہے جس کے ذریعہ سے جائداد بڑی تعداد میں تقسیم ہو جاتی ہے اور چھوٹے چھوٹے سرمایہ داروں کی تعداد بڑھ جاتی ہے۔ ہر سال اپنی جمع شدہ دولت کا چالیسواں حصہ ادا کرنے کے بعد بھی ایک آدمی کچھ نہ کچھ دولت مرنے کے بعد چھوڑتا ہے جیسا کہ ایک عقلمند اور محنتی آدمی کو چھوڑنی چاہیئے۔ یہ دولت اسلامی نظام کے مطابق ایک فرد واحد کی ملکیت نہیں بن جاتی جیسا کہ آجکل [illegible] Primogeniture (یعنی خلف اکبر ہونے کی وجہ سے جو حق بحرومی دیگر پسران حاصل ہوتا ہے) کی وجہ سے عموماً ہوتا ہے اسلام نے قوانین وراثت میں دو طرح کی اصلاح کی ہے۔ عورت کو بھی مرد کے ساتھ جائداد کا حقدار بنایا ہے اور حکم دیا ہے کہ جائداد کی تقسیم ورثاء میں جمہوری طرز پر ہو اس طرح سے ایک بڑے سرمایہ دار کی جگہ بہت سے چھوٹے چھوٹے سرمایہ دار لے لیتے ہیں۔ اس قانون کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح ہوا ہے۔

للرجال نصیب مما ترک الوالدان والاقربون وللنساء نصیب مما ترک الوالدان والاقربون مما قل منه او کثر نصیبا مفروضا (النساء) مردوں کے لئے اس سے ایک حصہ ہے جو ان کے والدین اور قریبی چھوڑیں خواہ وہ تھوڑا ہو یا بہت ایک مقرر حصہ۔

اسلام کی آمد سے پہلے ایک بہت مضبوط اور بظاہر بڑی معقول روایت تھی کہ ورثہ صرف اسی کو ملنا چاہیئے جو ضرب و حرب کا ماہر ہو۔ اس لئے ان ورثاء کو جو دشمن کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اور جنگوں میں نہیں لڑ سکتے تھے وراثت سے محروم کر دیا جاتا تھا اس روایت میں ان لوگوں کے لئے بڑی اپیل تھی جن میں دن رات قبائلی جنگوں کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ عورت کو یہودی شریعت کی طرح وفات شدہ شخص کی جائداد کا حصہ سمجھا جاتا تھا۔ اس واسطے اس کے لئے وراثت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ جب مٹھی بھر مسلمانوں نے سارے عرب کے خلاف مدافعانہ جنگ شروع کی تو پہلے قانون وراثت کو نا منصفانہ قرار دیا گیا اور ایک نیا قانون نازل ہوا جس میں بیواؤں اور یتیموں کو ان مجاہدین کے برابر حقوق دئے گئے جو ان مدافعانہ جنگوں میں شریک ہوتے تھے۔ خدا تعالےٰ کی ہستی پر مسلمانوں کا ایمان اتنا پختہ تھا کہ نئے قانون وراثت کو بغیر کسی قسم کے اعتراض کے قبول کر لیا گیا۔

اسلامی قانون وراثت نے ورثا کو دو گروہوں میں منقسم کر دیا پہلا گروہ خاوند بیوی والدین اور بچوں پر مشتمل ہے اور دوسرا گروہ بھائیوں اور بہنوں پر مشتمل ہے، پہلے گروہ کے تمام افراد براہ راست حصہ دار ہیں اگر وہ تمام زندہ ہوں تو ان سب کا جائداد پر حق ہے۔ دوسرے گروہ کے ارکان اس وقت ورثہ پائیں گے جب پہلے گروہ کے بعض افراد مفقود ہوں دونوں گروہوں کو اور بھی وسیع کیا جا سکتا ہے اور ان میں پوتے اور ان سے بھی نیچے کی نسل کو بچوں کی جگہ شامل کیا جا سکتا ہے اور اوپر کے رشتہ دار والدین کی جگہ لے سکتے ہیں چچے اور پھوپھیاں اور ان سے بھی دور دراز کے رشتہ دار بہنوں اور بھائیوں کی جگہ لے سکتے ہیں۔

اسلام کے سماجی نظام کا ایک تیسرا پہلو بھی ہے جو دولت کی منصفانہ تقسیم کو باقاعدہ کر دیتا ہے۔ یہ مقروض اور قرضخواہ کا تعلق ہے مقروض کو حکم ہے کہ وہ نہایت ایمانداری کے ساتھ اپنے قرضہ کو ادا کرے۔ "تم میں سے بہتر وہ ہیں جو اپنے قرضوں کی ادائگی میں بہتر ہیں"۔ آنحضرت صلعم کی ایک حدیث میں ہے کہ قرض دینے والے کو بہت نرمی سے کام لینا چاہیئے اور روپیہ سے بڑھ کر انسان کا خیال رکھنا چاہیئے انسانی سوسائٹی کے متعلق اسلام کا بنیادی نقطہ نگاہ یہ ہے کہ جو شخص مشکل میں ہو اس کی مدد کی جائے قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے و ان کان ذو عسرة فنظرة الی میسرة و ان تصدقوا خیر لکم ان کنتم تعلمون (البقرہ) اور اگر مقروض تنگدست ہو تو فراخی تک مہلت دینا چاہیئے اور اگر تم خیرات کر دو تو تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو ـــــ اس اصول کو آنحضرت صلعم نے جو اسلامی حکومت کے مقتدر اعلےٰ تھے بڑی فراخدلی کے ساتھ عملی جامہ پہنایا آپ نے فرمایا میں مومنوں سے بڑھ کر ان کے قریب ہوں سو جو مومن فوت ہو جائے اور قرضہ چھوڑے اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے اور جو کوئی جائداد چھوڑے وہ اس کے ورثاء کے لئے ہے ـــــ جو قرضہ اچھے مقصد کے لئے لیا گیا ہو اس کی ادائیگی اسلامی حکومت کے ذمہ ہوگی بشرطیکہ مقروض اس قرضہ کی ادائگی کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اسلام سود لینے کی اجازت نہیں دیتا۔ سود کی ممانعت کو نہایت وضاحت کیساتھ قرآن مجید میں خیرات کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے خیرات انسانی ہمدردی کی وسیع بنیاد ہے اور سود تو ہر قسم کی ہمدردی کے جذبات کو کچل دیتا ہے۔ سود خور کی مثال اس شخص کی طرح ہے جسے شیطان نے اپنے لمس سے منہ کے بل گرا دیا ہو اور وہ اٹھ نہ سکے۔ سود خوار کی حالت درحقیقت ایسی ہوتی ہے کہ اگر اس کے لاکھوں اور کروڑوں روپوں میں ایک پیسے کا اضافہ ہوتا ہو تو وہ مقروض کو انتہائی تنگدستی اور افلاس میں مبتلا کرنے سے بھی نہیں چوکتا اس کی خود غرضی بڑھتی جاتی ہے حتیٰ کہ وہ ہمدردی کے تمام جذبات اور احساسات سے محروم ہو جاتا ہے اس کے قلب پر صرف حرص کی حکومت ہوتی ہے اسلئے اسلام بنیادی طور پر اس کے خلاف ہے۔

سود خوری کاہلی اور سستی پیدا کرتی ہے سود خور ایک طفیلی کی مانند دوسروں کی محنت پر زندہ رہتا ہے آج جو سرمایہ دار اور مزدور میں زبردست کشمکش ہو رہی ہے اس میں اسلام مزدور کی تائید کرتا ہے اور سود کی ممانعت سے دونوں میں توازن قائم کرنا چاہتا ہے تاکہ سرمایہ دار مزدور کو غلام نہ بنا سکے، مزدور کو اسلام باعزت جگہ دیتا ہے اس کے متعلق قرآن مجید میں اللہ نے تجارت کی اجازت دی ہے اور سود کی ممانعت کی ہے، تجارت میں محنت اور ہنرمندی کی ضرورت ہوتی ہے جس سے اخلاق بلند ہوتے ہیں اور سود مکاری سستی اور ظلم کی عادات کو فروغ دیتا ہے۔ مظلوم اور مفلس کی مدد کرنا اسلام کے سماجی نظام کا مقصد ہے مظلوم اور مفلس کو تنگدستی اور مشکلات کی انتہائی پستیوں میں گرا دینا سود کا منتہا ہے اس لئے سود کو حرب من اللہ و رسولہ اور اور رسول کیساتھ جنگ قرار دیا گیا ہے۔

یہ ممانعت صرف یہیں تک محدود نہیں ہے جسے اصطلاحی طور پر سود کہا جاتا ہے اسمیں ہر قسم کا سود شامل ہے خواہ شرح زیادہ ہو یا کم یا سود متعین وقفوں کے بعد اصل زر میں جمع ہوتا ہو حقیقت یہ ہے کہ معمولی سود بھی بالآخر بھاری سود کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور مقروض کے لئے انتہائی مشکلات کا باعث بن جاتا ہے یہ ایک ایسی ثابت شدہ حقیقت ہے جس کی تصدیق سب ممالک کے قرضوں کی تاریخ سے ہوتی ہے۔ بعض دفعہ یہ دلیل دی جاتی ہے کہ سود کی ممانعت تجارت اور کاروبار کے لئے بہت نقصان رساں ثابت ہوگی اور اہم قومی تجاویز کو عملی جامہ پہنانے میں بھی مشکلات پیدا ہو جائیں گی اگر یہ خرابی بھی پیدا ہوتی ہے تو اس کی ضرورت سے زیادہ تلافی اس صورت میں ہو جاتی ہے کیونکہ اس ممانعت سے عالمگیر جنگوں کا سلسلہ بند ہو جاتا ہے جن کی وجہ سے نسل انسانی بیشمار مصائب میں مبتلا ہے ان جنگوں کا باعث سودی قرضے ہیں۔ ہمیں حقائق کا جائزہ لینا چاہیئے قرون اولےٰ کے مسلمان جو وسیع ممالک میں پھیلے ہوئے تھے وہ تجارتی کاروبار قومی پیمانہ پر کرتے تھے وہ تہذیب کی رفتار میں بڑی بڑی اقوام کے برابر تھے۔ اس میں شک نہیں کہ موجودہ حالات میں سود کی ممانعت راس نہیں آتی۔ یہ حالات یورپ کی مغربی تہذیب کے پیدا کردہ ہیں لیکن اسلام کا بلند نصب العین ایسا نہیں جسے عملی جامہ نہ پہنایا جا سکے بلکہ صدیوں تک اسلامی تہذیب میں اس پر عمل ہوتا رہا۔

اس سرمایہ کا سود جس سے کاروبار چلایا جاتا ہے عام قرضوں سے مختلف ہے اس صورت میں سرمایہ دار اور مزدور دونوں حصہ دار ہیں۔ یہ شرکت ممنوع نہیں ہے لیکن اسلام کا سماجی نظام یہ چاہتا ہے کہ جس طرح سرمایہ دار اور مزدور نفع میں بھی ساجھی ہوں اسی طرح نقصان میں بھی برابر کے شریک ہوں۔ سود کی ایک خاص شرح مقرر کر دینے کا مطلب یہ ہے کہ سرمایہ پر ہمیشہ نفع ملنا چاہیئے خواہ تجارت میں نقصان ہو رہا ہو۔ بعض دفعہ اس امر پہ زور دیا جاتا ہے کہ سرمایہ دار اور مزدور کا نفع اور نقصان میں ساجھی ہونا ناقابل عمل ہے کیونکہ اس کے لئے حسابات رکھنے کی ضرورت ہے اور تجارت کے لئے حسابات رکھنا ازبس ضروری ہے:

حسابات ٹیکسوں کی ادائیگی کے لئے بھی رکھے جاتے ہیں۔ تمام جائنٹ سٹاک کمپنیاں حسابات رکھتی ہیں جو وسیع پیمانے پر تجارت کرتی ہیں، قوم کی بہتری اور بہبودی کے لئے یہ طریقہ بہت مفید ہے بہ نسبت اس کے کہ سرمایہ پر سود لیا جائے جس سے سرمایہ داری کے نقصانات میں اضافہ ہوتا ہے اور یہ مزدوروں کے لئے غیر منصفانہ بھی ہے۔ حکومت یا کمپنی کے قرضے جو بڑے بڑے کاموں کے لئے لئے جاتے ہیں مثلاً ریلوے اور نہروں کی تعمیر کے لئے وہ بھی اسی اصول پر لئے جا سکتے ہیں اور اگر بینکنگ سسٹم کو کو اپریٹو طرز پر ڈھال لیا جائے جیسا کہ اسلام کا منشاء ہے تو یہ یقیناً انسانیت کے لئے رحمت کا باعث ہوگا۔

سرمایہ داری کے مصائب کو کم کرنے کے لئے اسلام کے سماجی نظام میں اور بھی انتظامات ہیں لیکن میں صرف ایک کا اور ذکر کروں گا اور وہ وصیت کے متعلق تاکیدی حکم ہے۔ قرآن مجید کی رو سے ہر وہ شخص جو اپنے پیچھے جائداد چھوڑتا ہے اس کے لئے حکم ہے کہ وہ اپنی جائداد کا کچھ حصہ وصیت کرے جو ۱/۳ حصہ سے زیادہ نہ ہو حضرت نبی کریم صلعم کے ایک قول کے مطابق خیراتی کاموں کے لئے جن میں غرباء بیواؤں اور یتیموں کی امداد کو بہت اہمیت حاصل ہے قرآن مجید کی رو سے یہ وصیت لازمی ہے۔ کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیرا الوصیة للوالدین والاقربین بالمعروف حقا علی [illegible]

(باقی صفحہ [illegible])

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

جلسہ سالانہ کے متعلق لاہور کے دوستوں کو ضروری ہدایات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

برادران مکرم ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جس غرض کے لئے بیرونی احمدی احباب سفر کی سخت صعوبت اور بہت سے اخراجات اٹھا کر آتے ہیں اسے آپ بہت آسانی سے حاصل کر سکتے ہیں۔ خدا کے رستے میں تکلیف اٹھانے سے انسان کی زندگی میں حقیقی راحت پیدا ہوتی ہے ۔ اسے حاصل کرنے کے لئے میں آپ کو امور ذیل کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں

(۱) ۲۴ دسمبر بروز اتوار خواتین کا جلسہ ہے ۔ اس دن آپ کے گھرانے کی خواتین ضرور شامل جلسہ ہوں اور اس کے لئے کوئی نہ کوئی دستکاری بھی پہلے سے بھیجدیں ۔

(۲) ۲۵/۲۶/۲۷ دسمبر پورے تین دن آپ جلسہ کے لئے فارغ رکھیں اور جلسہ کے وقت مقررہ سے آدھ گھنٹہ پیشتر جلسہ گاہ میں پہنچنے کی کوشش کریں ۔

(۳) اگر آپ کی رہائش احمدیہ بلڈنگس سے ایک میل کے اندر اندر ہے تو نماز فجر میں اور اس کے بعد درس قرآن کریم میں ضرور شامل ہوں ۔

(۴) اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ آپ کے گھر سے بچے اور خواتین تینوں دنوں میں جلسہ میں ضرور شامل ہوں ۔

(۵) ۔ آپ آج سے ہی اس بات کے پیچھے لگ جائیں کہ آپ نے ایک دو غیر از جماعت دوستوں کو ضرور ساتھ لانا ہے تاکہ وہ بھی جلسہ میں شامل ہوں ۔ اور پھر خواہ انہیں اپنے تانگہ پر ہی لانا پڑے ساتھ لے کر آئیں چند پیسے زیادہ تو ضرور خرچ ہو جائیں گے لیکن اگر آپ کی اتنی سی تکلیف سے ایک دو آدمیوں تک حق پہنچ جائے یا جماعت میں ایک دو آدمیوں کا اضافہ ہو جائے تو وہ بڑی دولت ہے ۔

(۶) ظہر اور عصر کی نمازیں تو جلسہ کے وقت میں ہوتی ہیں لیکن مغرب اور عشاء کے لئے بھی اگر آپ مسجد میں ٹھہر جائیں تو غروب آفتاب کے معاً بعد جمع ہو جاتی ہیں ۔ ان تین ایام میں نماز باجماعت میں شامل ہونے کی ضرور کوشش کریں ۔

(۷) ان تین ایام میں [illegible] نفل ہی پڑھیں مگر نماز تہجد ضرور پڑھیں ۔ اور اس وقت بالخصوص اسلام کی ترقی اور نصرت کے لئے دعائیں کریں اور یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو وہ کارکن عطا فرمائے جو تبلیغ اسلام کے اہل ہوں اور وہ سامان عطا فرمائے جن کی تبلیغ اسلام کے لئے اور قرآن کریم کو دنیا تک پہنچانے کے لئے ضرورت ہے ۔

(۸) ۔ جلسہ کے اشتہار [illegible] و پروگرام لے کر اپنے محلہ اور اپنے حلقۂ احباب میں تقسیم کریں [illegible] والسلام

خاکسار محمد [illegible] علی ۔ امیر جماعت احمدیہ ۔ لاہور

جھنگ میں تبلیغی تقریریں

گذشتہ [illegible] سکھوں کے ایک گوردوارہ پر ایک سکھ نے چند تقریریں کی تھیں جن میں اسلام پر کچھ اعتراضات کئے گئے تھے ۔ اور اعلان یہ کیا گیا تھا کہ یہ سکھ مقرر صاحب پہلے مسلمان سید تھے اور اسلام ترک کر کے سکھ مذہب اختیار کیا ہے اس کی تقریروں کے باعث مسلمانان جھنگ میں ایک اضطراب سا پیدا ہو گیا ۔ چنانچہ ہماری جماعت کے مخلص ممبر محترم جناب میاں غلام رسول صاحب نے مسلمانوں کے اس اضطراب کو محسوس کیا اور اسلام پاک کے متعلق پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کرنے کے لئے جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع سابق مبلغ جزائر فجی اور جناب شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی کو مرکز سے بلوایا ۔ مورخہ ۲۵ نومبر ۱۹۴۴ء کو ہر دو مبلغین کی تقریریں ہوئیں ۔ گرنتھی صاحب نے سکھ مسلم اتحاد اور حضرت باوا نانک کے مذہب پر تقریر کی اور اس سید سکھ کی پھیلائی ہوئی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا ۔ اور جناب مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع نے پاکستان اور اسلامی نظام حکومت کے موضوع پر [illegible] اور مفصل بحث فرمائی اور متعدد تاریخی واقعات [illegible] اسلامی نظام اور عدل کی مثالیں پیش کیں ۔ نہ صرف مسلمانوں نے بلکہ تمام پبلک نے ان تقریروں کو بیحد پسند کیا ۔ اور خواہش ظاہر کی کہ ایسی صلح کن تقریروں کا سلسلہ جاری رہنا چاہیئے ۔ لیکن جناب مرزا صاحب کو چونکہ دوسرے روز واپس لائلپور جانا تھا اس وجہ سے دوسرے روز گرنتھی صاحب کی تقریر کا اعلان کیا گیا ۔ مگر شام کے وقت لائلپور سے میاں صاحب کو بذریعہ فون اطلاع ملی کہ آپ کی پوتی یعنی جناب میاں غلام شبیر صاحب کی صاحبزادی لائلپور میں اتفاقی حادثہ سے فوت ہو گئیں اس وجہ سے جناب میاں غلام رسول صاحب شب کی تقریر میں تشریف نہ لا سکے اور جناب گرنتھی صاحب نے ہی قرآن اور علوم جدیدہ کے موضوع پر ایک گھنٹہ تقریر کر کے پھر اعلان کر دیا کہ میرے محترم بھائی کی لڑکی آج لائلپور میں فوت ہو گئی ہے اور میت اب لائلپور سے جھنگ لائی جا رہی ہے اس صدمہ کے باعث آج میری طبیعت حاضر نہیں ہے ۔

مگر آج گذشتہ روز کی نسبت پبلک کئی گنا زیادہ تھی اور لوگ نہیں چاہتے تھے کہ گرنتھی صاحب تقریر کو بند کر دیا جائے ۔ تیسرے روز گرنتھی صاحب نے عید کا خطبہ پڑھا جس میں قربانی کا فلسفہ بیان کیا اس خطبہ کو بھی سامعین نے بہت پسند کیا ۔ فالحمد للہ

کہ ہر دو مبلغین کی تقاریر دلپذیر سے مسلمانان جھنگ میں ایک بیداری پیدا ہو گئی ۔ (نامہ نگار)

میاں چنوں میں نماز عید الاضحیٰ

امسال میاں چنوں میں عید الاضحیٰ کی نماز مولینا احمد یار صاحب ایم اے نے پڑھائی ۔ آپ نے خطبہ اسوۂ ابراہیمی اور فلسفہ قربانی پر دیا ارشاد فرمایا کہ جس طرح حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اعلائے کلمۃ الحق اور اشاعت دین الٰہی کے لئے مصائب جھیلے اور پے در پے قربانیاں کیں اسی طرح اس وقت بھی احیاء اسلام اور غلبۂ دین فطرت ہم سے فدیہ اور قربانی چاہتا ہے ۔ پھر آپ نے دیگر اسلامی جماعتوں کا ذکر کرتے ہوئے جماعت احمدیہ لاہور کی مساعی اور کوششوں کا ذکر کیا نیز بدلائل قویہ یہ ثابت کیا کہ اب غلبۂ اسلام امام الزمان کی جماعت میں شامل ہو کر ہی حاصل ہو سکتا ہے ۔ نماز سے قبل جناب میاں عطاء اللہ صاحب ملز اونر کے ارشاد پر بعض احباب نے نعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاضرین کو محظوظ کیا ۔ اختتام نماز پر بھی جناب میاں صاحب موصوف کی زیر صدارت ایک مختصر سی میٹنگ منعقد کی گئی جس میں ماسٹر محمد اکبر صاحب نے نعتیہ رباعیات سے حاضرین کے قلوب کو گرمایا ۔ مستورات کے لئے بھی باقاعدہ انتظام تھا ۔ اس حسن انتظام پر تمام حاضرین نے جناب میاں صاحب موصوف کا شکریہ ادا کیا ۔ اخیر پر غلبۂ اسلام کے لئے تمام حاضرین نے مل کر دعا کی ۔ (نامہ نگار)

قابل تقلید نمونہ

مورخہ ۲۹/۱۱/۴۴ کو چوہدری شیر علی صاحب ولد چوہدری احمد الدین صاحب سکنہ چک نمبر ۸۱ جنوبی ضلع سرگودھا کا نکاح اقبال بیگم بنت چوہدری فضل داد صاحب ضلع گجرات کے ساتھ بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر جو عند الطلب ادا کر دیا جاوے گا مولینا احمد یار صاحب ایم ۔ اے ۔ نے پڑھا ۔ حقوق زوجین پر آپ نے ایک نہایت مبسوط خطبہ ارشاد فرمایا قرآن و حدیث کی روشنی میں آپ نے اسوۂ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا اور سنت نبوی سے ثابت کیا کہ حضور اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ کس حسن سلوک کیسا تھ پیش آتے تھے ۔ آپ کے حسن سلوک اور اخلاق فاضلہ کا ہی اثر تھا کہ عورتوں میں سے سب سے پہلے جو آپ پر ایمان لائیں وہ آپ کی زوجہ مطہرہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ تھیں ۔ مستورات کے لئے خطبہ سننے کا باقاعدہ انتظام تھا ۔ اس تقریب پر جناب چوہدری فضل داد صاحب نے ایک نہایت نیک نمونہ پیش کیا جو واقعی قابل تقلید ہے وہ یہ کہ آپ نے اپنی جائداد کا حصہ جو شریعت کی رو سے بنتا تھا اپنی لڑکی کو دے دیا ۔ برات میں مسلمان، ہندو، سکھ سب شامل تھے جو آپ کے اس نمونہ سے بہت متاثر ہوئے ۔

اس خوشی میں جناب چوہدری احمد الدین صاحب نے مبلغ بیس روپے اور جناب چوہدری فضل داد صاحب نے مبلغ دس روپے اشاعت اسلام کے لئے انجمن کو عنایت کئے جزاہم اللہ احسن الجزاء دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو فریقین کے لئے موجب صدہا برکات و خیرات بنائے ۔ آمین ثم آمین ۔

اخبار احمدیہ

— حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ خیریت سے ہیں اور بدستور خدمات دینیہ میں مصروف ہیں ۔

اعلان نکاح — ۳ دسمبر ۱۹۴۴ء کو حمیدہ بیگم بنت میاں غلام محمد صاحب نمبردار مراد ریاست کپورتھلہ کا نکاح عبد المجید صاحب ولد میاں شاہ دین صاحب ساکن گڑھ سیکری ریاست کپورتھلہ حال ملازم بجہدہ اوورسیر صوبہ سرحد دو ہزار روپیہ حق مہر پر ہوا ۔ خطبہ نکاح شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی نے مسجد موضع مراد میں پڑھا جس میں علاوہ خطبہ مسنونہ و بیان حقوق زوجین کے سلسلہ احمدیہ کے صحیح عقائد کو مختصرا اور مدلل طور پر بیان کیا اور جماعت قادیان کے غلو پر روشنی ڈالی کر ان کے غلط عقائد تکفیر اہل قبلہ وغیرہ کی تردید کی ۔ نوشہ کے بڑے بھائی بابو فتح محمد صاحب اوورسیر مردان نے اس تقریب پر ڈھائی روپیہ اشاعت اسلام کے لئے اور ڈھائی روپیہ [illegible] اس نکاح خوانی یتیم خانہ کے لئے احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کو دیئے اللہ تعالیٰ اس نکاح کو بابرکت بنائے ۔ آمین ۔

سانحۂ ارتحال

(۱) جناب شیخ انعام الحق صاحب حیدرآباد سے تحریر فرماتے ہیں :-

میرے چھوٹے عزیز بیمار تھے ان کا انتقال ہو گیا ۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۔ محمد حسین نام تھا یہاں ریاستی فوج میں ملازم تھے ۔ دق کا عارضہ تھا ۔ عمر قریباً ۲۵ سال تھی جوان بیوہ اور تین خوردسال بچے اپنی یادگار چھوڑے ہیں ۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مرحوم کے دادا مشہور شاعر مولانا غلام احمد صاحب ترکی مرحوم حضرت مسیح موعود اور سلسلہ عالیہ احمدیہ سے بعید عقیدت رکھتے تھے ۔ حضرت صاحب کی شان میں انہوں نے ایک فارسی قصیدہ بھی لکھا تھا جس پر حضرت مسیح موعود نے اپنا کوٹ اور سعید الشعراء کا خطاب عطا کیا تھا ۔ یہ قصیدہ پیغام صلح کے "جوبلی نمبر" میں بھی شائع ہو چکا ہے ۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے ۔ آمین ۔

(ب) یہ خبر انتہائی ملال کے ساتھ سنی جائیگی کہ مولینا عمر الدین صاحب شملوی کی صاحبزادی جو جناب شیخ قمر الدین صاحب جہلم کی بہو تھیں بعارضہ نمونیہ بیمار ہو کر وفات پا گئیں مرحومہ ایک لمبا عرصہ ٹی بی کے عارضہ سے بیمار رہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا عطا فرمائی لیکن اب اچانک نمونیہ سے بیمار ہو کر وفات پا گئیں انا للہ وانا الیہ راجعون دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں جگہ دے مرحومہ کے خاوند شیخ غلام رسول صاحب اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق دے آمین ۔

خط و کتابت

کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں ۔

اہلبیت نے دشمن کو کس طرح اپنے گھر کے اندر بلایا

از جناب ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو رؤیا میں دکھایا گیا کہ آپ اپنے بیٹے حضرت اسمٰعیل کو ذبح کر رہے ہیں تو آپ بسبب اعلیٰ تقویٰ کے اس رؤیا کی تعبیر کو ظاہر پر محمول کیا اور اسی رنگ میں اسے پورا کرنے کے لئے تیار ہو گئے گو یہ صحیح ہے کہ آپ کی رؤیا کی تعبیر ظاہر رنگ میں بھی پوری ہوئی لیکن اس ظاہر کے نیچے ایک گہری حقیقت مخفی تھی اور وہ یہ کہ حضرت ابراہیم کو اپنا جوان فرزند خدا تعالیٰ کے دین کی راہ میں وقف کر کے اپنے سے علیحدہ کرنا ہوگا جیسے کہ یہ بات بیت اللہ کے پاس حضرت اسمٰعیلؑ کو چھوڑ دینے سے عمل میں آئی گویا رؤیا میں حضرت اسمٰعیلؑ کی آیندہ تاریخ پنہاں تھی۔ بعینہٖ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ رؤیا دیکھا کہ والدہ میر محمد اسحٰق نے عبدالحکیم مرتد دشمن کو اپنے گھر کے اندر بلایا ہے تو اس کی ایک ظاہرا تعبیر اس رنگ میں بھی پوری ہوئی کہ حضرت کے جسمانی اہل بیت میں سے دو افراد کو طاعون کا حملہ ہوا جس پر آپ نے یہ ارشاد فرمایا:۔

"اور بلانے کی تعبیر یہ لکھی ہے کہ ایسا شخص محض اپنی بعض دینی غفلتوں کی وجہ سے جن کا علم خدا تعالیٰ کو ہے مصیبت کو اپنے گھر بلاتا ہے۔ یعنی اس کی موجودہ حالت اس بات کو چاہتی ہے کہ کوئی بلا نازل ہو۔

"میں نے میر صاحب کے گھر کے لوگوں کو کہلا بھیجا کہ میں تو دعا کرتا ہوں آپ توبہ و استغفار بہت کریں کیونکہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ نے دشمن کو اپنے گھر میں بلایا ہے اور یہ کسی لغزش کی طرف اشارہ ہے"

اس امر کو وضاحت کے ساتھ ثابت کیا جا چکا ہے کہ حضرت اقدسؑ کے جسمانی اہل بیت میں سے کسی ایک فرد یا سب کا کسی جسمانی یا روحانی بلا میں مبتلا ہونا نہ تو الہام انی احافظ کل من فی الدار کے منافی پڑتا ہے اور نہ ہی بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے منجانب اللہ ہونے میں اس سے کوئی شک واقع ہونا چاہیئے کیونکہ خود حضرت اقدس میر محمد اسحاق کو طاعون میں مبتلا پا کر یہ نہیں فرماتے کہ انہیں طاعون کا حملہ ہرگز نہیں ہو سکتا ایسا ہونا الہام الٰہی کے منافی پڑتا ہے وہ میرے اہل بیت میں سے ہیں وغیرہ بلکہ اس کے عین برعکس آپ اہل بیت کے طاعون میں مبتلا ہونے کو اپنے رؤیا کی صداقت اور ان کی لغزش اور دینی غفلت سے تعبیر فرماتے ہیں۔ حضرت اقدسؑ کا اپنے رؤیا صادقہ کی یہ تعبیر کرنا کہ طاعون کے حملہ کا ابتلا پیش آنے کا بھی صحیح ہے مگر جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے رؤیا کی حقیقی تعبیر ظاہری معنی کے سوا کچھ اور تھی اسی طرح اہل بیت کا اپنے گھر میں عبدالحکیم مرتد کو بلانا بھی واقعات میں ایک اور معنے رکھتا ہے آج تاریخ جماعت احمدیہ نے پردہ اٹھا کر حقیقت سے آگاہ کیا ہے۔

جو جو الزامات حضرت اقدسؑ کی تعلیم و عقائد پر دشمنان سلسلہ نے لگائے تھے بعینہٖ وہ کے وہی الزام اہل بیت نے قبول کر لئے ہیں گویا جو کچھ دشمن باہر سے اعتراض و الزام دیتا تھا وہ اب سلسلہ کے گھر کے اندر سے لگائے جاتے ہیں۔ ذیل میں ایک طرف فتویٔ کفر اور عبدالحکیم کے الزام ہیں اور ان کے بالمقابل وہ تعلیم ہے جو خود حضرت اقدسؑ کے جسمانی اہل بیت نے بظاہر سلسلہ کے اندر ہوتے ہوئے قبول کی ہوئی ہے۔

مکفر علماء کا الزام

"اگرچہ قادیانی نے یہ بات کہدی ہے کہ جس نبوت کا اس کو دعوٰے ہے اور اس کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا اس کا دوسرا نام محدثیت ہے اور اس محدثیت کے نام سے وہ نبوت کا مدعی ہے مگر ساتھ اس کے اس نے محدثیت کے معنے ایسے بیان کئے ہیں اور ان کی حقیقت کی تشریح ایسی کر دی ہے کہ اس سے بجز نبوت اور کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔

فتوائے کفر ۷۶، ۷۷

قادیانی کا ختم نبوت کو نبوت تشریعی اور کلی سے مخصوص کرنا اور اپنے آپ کو محدث قرار دے کر اپنے لئے ایک جزئی نبوت اور ایک نوع نبوت تجویز کرنا اور ایک قسم کا نبی کہلانا صاف ہے کہ وہ اپنے آپ کو انبیائے بنی اسرائیل کی مانند (جو نئی شریعت نہ لاتے بلکہ پیروی سابق شریعت کی کرتے اور نبی کہلاتے) نبی سمجھتا ہے

(فتوائے کفر ۷۳)

میاں محمود احمد صاحب کے عقائد

"گو ان ساری باتوں کا دعوےٰ کرتے رہے ہیں کہ جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے لیکن چونکہ آپ ان بیان کردہ شرائط کو نبی کی شرائط نہیں خیال کرتے تھے بلکہ محدثیت کی شرائط سمجھتے تھے اس لئے اپنے آپ کو محدث کہتے رہے اور نہیں جانتے تھے کہ میں دعوے کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوائے اور کسی میں پائی نہیں جاتی اور نبی ہونے سے انکار کر رہا ہوں"

(حقیقۃ النبوۃ صفحہ ۱۲۴)

"ضرور تھا کہ آپ بھی لوگوں کو سمجھانے کیلئے اپنی نبوت کی قسم بتلا دیتے اور اعلان کر دیتے کہ میں کوئی نئی شریعت لانے والا نبی نہیں۔ دور نزدیک کے لوگوں کو واقف کرنے کے لئے آپ نے اعلان کر دیا کہ میری نبوت تشریعی نبوت نہیں بلکہ میں قرآن کریم کے تابع ہوں

(ایضاً صفحہ ۶۹)

عبدالحکیم کا الزام و افتراء

"ڈاکٹر عبدالحکیم خان اپنے رسالہ المسیح الدجال وغیرہ میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائیگا گو وہ میرے نام سے بھی بیخبر ہوگا اور گو وہ ایسے ملک میں ہوگا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائیگا اور دوزخ میں پڑے گا یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افتراء ہے میں نے کسی کتاب یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا اس پر فرض ہے کہ میری کوئی ایسی کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے۔ یاد رہے کہ اس نے محض چالاکی سے جیسے کہ اس کی عادت ہے یہ افتراء میرے پر کیا ہے۔ یہ تو ایسا امر ہے کہ بدراہت کوئی عقل اس کو قبول نہیں کر سکتی۔ (صفحہ ۱۶۸)

میاں محمود احمد صاحب کے عقائد

"یہ تبدیلی عقیدہ مولوی صاحب تین امور کے متعلق بیان کرتے ہیں اول یہ کہ میں نے حضرت مسیح موعود کے متعلق یہ خیال پھیلایا ہے کہ آپ فی الواقع نبی ہیں دوئم یہ کہ آپ ہی آیت اسمہ احمد کی پیشگوئی مذکورہ قرآن کریم کے مصداق ہیں سوئم یہ کہ کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔

رسالہ آئینہ صداقت

صفحہ ۳۵

مکفر علماء نے یہ الزام لگایا تھا کہ حضرت اقدسؑ اگرچہ تشریعی نبوت کے مدعی نہیں مگر غیر تشریعی نبوت جسے آپ محدثیت کے نام سے بھی پکارتے ہیں کی تشریح ایسی کرتے ہیں جس سے حقیقتاً ان انبیاء بنی اسرائیل جیسی نبوت کا دعوٰے لازم آتا ہے۔ جو شریعت نہ لائے تھے۔ بعینہٖ یہی عقیدہ اہل بیت نے احمدیہ جماعت کے اندر ہوتے ہوئے پھیلا رکھا ہے۔ کیا ان دو باتوں میں یعنی دشمنوں کے الزام اور اہل بیت کے عقاید میں کوئی ذرہ بھر فرق نظر آتا ہے؟ حضرت اقدس نے اس الزام کا جواب مفصلہ ذیل الفاظ میں دیا ہے۔

"ان لوگوں نے افتراء کیا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ یہ شخص نبی ہونے کا دعوٰے کرتا ہے"

میری نیت جس کو اللہ جلشانہٗ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں بلکہ صرف محدثیت مراد ہے۔ دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر جگہ سمجھ لیں اور اسکو کاٹا ہوا خیال فرماویں"

"پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاءؐ کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے"

دشمنوں نے یہ یقیناً افتراء کیا تھا کہ دعوٰے نبوت کا الزام لگایا تھا لیکن کیا یہی بات گھر کے اندر سے نہیں کی گئی؟ دشمنوں نے جرأت دلیری اور گستاخی کی تھی اور رکیک خیالات کی پیروی کی اور عمداً نصوص قرآن کو چھوڑا لیکن کیا یہی سب کچھ سلسلہ کے اندر سے اور پھر اہل بیت کی طرف سے نہیں کیا گیا؟ عبدالحکیم نے تکفیر کا جو الزام حضرت اقدسؑ پر لگایا تھا اور جسے آپ نے افتراء اور چالاکی قرار دیا ہے کیا عین یہی کچھ اہل بیت نہیں کر رہے۔ حضرت اقدسؑ حقیقۃ الوحی میں فرماتے ہیں:۔

"پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمان اور کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا ہے"

اس جھوٹے الزام کا مرتکب ایک تو عبدالحکیم مرتد دشمن ہوا تھا اور دیا کار سلسلہ کے اندر حضرت مسیح موعود کے اہل بیت نے یہی کچھ کہا ہے۔ اہل بیت کا احمدی کہلا کر عین انہی الزامات کو جو ازراہ افتراء و شرارت دشمن لگاتے تھے قبول کر لینا ہی حقیقتاً اہل بیت کا دشمن کو گھر کے اندر بلانا اور اس طرح ایک لغزش کا مرتکب ہونا ہے۔ واقعات حقہ نے حضرت اقدسؑ کے رؤیا کی جو تعبیر ظاہر کی ہے وہ یہی ہے کہ فی الواقع گھر کے اندر ہو کر دشمن کے لئے دروازہ کھول دیا گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لیکن اس امر کو یاد رکھنا چاہیئے کہ جس طرح اہل بیت کا طاعون میں مبتلا ہونا نہ تو الہام کے منافی ہے اور نہ ہی سلسلہ کی صداقت کے [illegible] اسی طرح حضرت اقدسؑ کے خاندان کا عقائد و تعلیم کے بارہ میں دشمنوں کے الزامات کو قبول کر لینا اور انہیں درست صحیح قرار دینا صداقت سلسلہ پر حرف نہیں لا سکتا اور نہ ہی یہ امر کسی کے لئے باعث ابتلاء و شک ہونا چاہیئے اعتقادات و تعلیم میں گمراہی کی وباء ہی ہے جس میں اہل بیت لغزش کے باعث گرفتار ہوئے۔ غور کرو کہ اگر اس وبا کا شکار حضرت مولٰنا محمد علی صاحب امیر جماعت احمدیہ بھی ہو جاتے تو اس صورت میں حضرت اقدس کی صداقت کا ثبوت باقی کیا رہ جاتا؟ کیونکہ جو کچھ تعلیم و عقائد کے بارہ میں روشنی پڑی ہے وہ حضرت مولانا کے زور قلم کا ہی نتیجہ ہے یہی در اصل ان الفاظ کا مطلب ہے جو حضرت اقدسؑ نے حضرت مولٰنا کو ان کی بیماری کے دوران میں مخاطب ہو کر فرمائے تھے۔

"میرے دار میں ہو کر اگر آپ کو طاعون ہو تو پھر انی احافظ کل من فی الدار الہام اور یہ سب کاروبار گویا عبث ٹھہرا"

مخالفین سلسلہ نے کس وجہ سے حضرت اقدسؑ پر الزامات لگائے تھے اور اہل بیت نے کیوں انہی الزامات کو گھر کے اندر ہو کر قبول کر لیا؟ اس کے لئے ایک علیحدہ فرصت کی ضرورت ہے جس میں یہ واضح کرنے کی کوشش کی جائے گی وہ روحانی طاعون کی وبا کونسی ہے جس بلا نے اہل بیت کو مبتلا کر رکھا ہے۔

نیوورلڈ آرڈر پر روزنامہ "شہباز" کا ریویو

نیوورلڈ آرڈر۔(انگریزی)

مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے کی تصنیف
کوئی ڈیڑھ سو صفحے مجلد۔ کاغذ، لکھائی۔ چھپائی عمدہ
ملنے کا پتہ۔ ناشر احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

دنیا میں جو جنگ اس وقت برپا ہے اس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ آیندہ جنگ کو ختم کرنے کے لئے ہے۔لیکن ابھی یہ شعلہ بجھنے نہیں پایا کہ نئے شرارے پھوٹنے کی صورتیں نظر آنے لگی ہیں اور بہت ممکن ہے کہ جس طرح پہلی جنگ عظیم موجودہ لڑائی کو نہ روک سکی یہ لڑائی بھی فیصلہ کن ثابت نہ ہو سکے۔آج انسانی خون سے زمین جس طرح لالہزار ہو رہی ہے اس نے ہر دماغ کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ لڑائی کے بعد وہ کونسا نظام ہو سکتا ہے جو دنیا کو لازوال امن و آشتی کا پیام دے سکے۔یورپ، امریکہ، روس اور خود ہندوستان کے بڑے بڑے مدبر اور مفکر اپنا اپنا حل پیش کر رہے ہیں اور یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ ترازو کا پلہ کدھر جھک جائے۔

نیوورلڈ آرڈر کے مصنف قادیانیوں کی اس جماعت کے امیر ہیں جو لاہوری کہلاتی ہے۔لیکن اس کتاب میں انھوں نے اپنے مخصوص خیالات سے بلند ہو کر اسلامی تعلیمات سے نظام عالم کا ایک مختصر مگر جامع خاکہ پیش کیا ہے، یہ خاکہ مادی مسائل اور محض اقتصادی و تجارتی مسائل کی روشنی میں نہیں بنایا گیا۔ بلکہ اس کی بنیاد روحانی ارتقاء پر رکھی گئی ہے اس لئے کہ مصنف کے خیال میں "جس طرح یورپ نے خدائی مداخلت کو اپنی سرزمین سے خارج کر دیا جیسے یورپ سے قدرت نے امن و امان کی رحمتوں کو سمیٹ لیا" اور "آج عالم دنیا میں صلح و سکون قائم رکھنے کے لئے جس راستے کی تلاش میں جا رہے ہیں وہ خدا کی حکومت سے دور لے جاتا ہے۔ حالانکہ خدائی حکومت ہی زمین پر انسانیت کے لئے خوشگوار فضا پیدا کر سکتی ہے"۔ مصنف نے مختصر طور پر ان مشکلات کا حل پیش کرنے کی کوشش کی ہے جو مادہ پرستی نے عہد حاضر میں پیدا کر دیئے ہیں۔استدلال میں درایت اور روایت دونوں کو دخل دیا گیا ہے اور اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت کے لئے جابجا قرآن و حدیث کے حوالے دیئے ہیں۔ اور کتاب (بعض امور سے قطع نظر) قابل غور ہے۔

شہباز - ۲۲ر نومبر ۱۹۴۴ء

پریذیڈنٹ یا سکرٹری صاحبان

مجالس شبان الاحمدیہ توجہ فرمائیں

انجمن نے مجالس شبان الاحمدیہ کی تنظیم کا کام خاکسار کے سپرد کیا ہے اس کام کے لئے مجھے پریذیڈنٹ اور سیکرٹری صاحبان سے دو امور دریافت کرنے کی ضرورت ہے۔

(۱) اول۔ یہ کہ ہر شہر کی مجلس شبان الاحمدیہ کے ممبروں کی تعداد اور ان کے نام۔

دوم۔ یہ کہ ہر مجلس کے کام کرنے کا کیا پروگرام ہے۔

سو ہر شہر کی مجلس کے پریذیڈنٹ یا سیکرٹری صاحبان مہربانی فرما کر اپنے اپنے ممبروں کے نام اور اپنے اپنے لائحہ عمل سے مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔ نیز تمام مجالس شبان الاحمدیہ اس امر کو مدنظر رکھیں کہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تمام شہروں کی مجالس کی ایک میٹنگ منعقد کی جائے گی۔ اگر دوست ۲۴ر دسمبر کو لاہور پہنچ گئے تو ۲۵ر تاریخ کو دس بجے سے بارہ بجے تک میٹنگ کر لی جائے گی۔ جس میں آیندہ سال کے لئے پروگرام کا فیصلہ کیا جائے گا۔ اور اگر دوست ۲۴ر کو نہ پہنچ سکے تو پھر وقت کی تعیین ایام جلسہ میں ہی کر لی جائے گی۔

خاکسار
شیخ عبدالرحمٰن مصری

فریادِ اسلام

از محترم جناب سید عبدالمجید صاحب عاصم۔ کپورتھلہ

عجب ایں خدمت اسلام کردند ۔۔۔ کہ ایماں را بکفر ادغام کردند
فغاں! کیں رہبرانِ حق فراموش ۔۔۔ مرا مجموعۂ اوہام کردند
بہر جائے کہ جہل و تفرقہ بود ۔۔۔ بہم کردند و مسلم نام کردند
تو مجموعۂ اوہامِ باطل ۔۔۔ نہاں صد حکمت اسلام کردند
بدنیا، آہ! گستردند ظلمت ۔۔۔ حرم را درگہ اصنام کردند

اے وائے

درِ اسلام بر عالم ببستند ۔۔۔ رہِ تکفیرِ مسلم عام کردند
کنوں حرمت نماند اہلِ حرم را ۔۔۔ بتے در جامۂ احرام کردند
زبہرِ اقتدار و ہدیہ و نذر ۔۔۔ مسلماں را اسیر دام کردند
چہ افتاد است یاراں را دریں رہ ۔۔۔ کہ سر بر پائے ایں اصنام کردند
نزاع و ذلت و نکبت از ایشان ست ۔۔۔ مسلماں شکوۂ ایام کردند
مپرس از شیوۂ ایں دیں فروشاں ۔۔۔ بکشنوہا، مرا بدنام کردند

بعالم نعرۂ احسنت افتاد
چو عاصم، راز طشت از بام کردند

جلسہ سالانہ میں شمولیت فرمانے والے اصحاب کی خدمت میں ایک ضروری گذارش

جلسہ میں شمولیت کرنے والے اصحاب کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسہ کے مختلف شعبوں کے انچارج مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔جس دوست کو .... مکان رہائش، کھانے وغیرہ کے متعلق کوئی ضرورت درپیش ہو یا کوئی امر قابل دریافت ہو ان سے مل کر دریافت کریں۔

(۱) انچارج مکانات و رہائش:۔
مولانا آفتاب الدین احمد صاحب

(۲) انچارج خورد و نوش:۔
مرزا خلیل الرحمان صاحب

(۳) انچارج نشر و اشاعت:۔
مرزا مسعود بیگ صاحب

(عبداللہ - مہتمم جلسہ سالانہ)

جلسہ سالانہ کے متعلق ایک ضروری اعلان

ہمارا سالانہ اجتماع خدا کے فضل سے قریب آ رہا ہے۔ فالحمد للہ۔گذشتہ سالہا سال سے انجمن کی طرف سے یہ تحریک ہوتی رہی ہے کہ اس اجتماع میں شمولیت کے لئے جماعت کے احباب کے علاوہ خواتین اور بچے بھی تشریف لایا کریں تاکہ انہیں مواعظ حسنہ سننے کا موقعہ مل سکے اور وہ بھی سلسلہ کے لئے ہر قسم کی قربانی کی روح اپنے اندر پیدا کر سکیں۔

اس مرتبہ لاہور میں مکانات کی دستیابی مشکل ہے۔ عام حالات میں ہر سال جلسہ کے موقعہ پر قرب و جوار میں چند مکانات یا خالی کمرے حاصل کر لئے جاتے ہیں۔ اور احباب کرام اپنے اہل و عیال سمیت الگ الگ مکانوں میں ٹھہر سکتے تھے۔لیکن امسال ایسی صورت ممکن نہیں الگ الگ کوارٹروں کا انتظام نہیں ہو سکے گا اس لئے انجمن کی خواہش ہے کہ امسال بیرونی احباب اپنی خواتین اور بچوں کو ہمراہ نہ لائیں آج کل سفر میں بھی حد درجہ مشکلات ہیں۔ اور اس تکلیف دہ سفر کے بعد مرکز بھی اپنے معزز مہمانوں کو دلخواہ آرام نہیں پہنچا سکتا۔ درحقیقت یہ بڑا معیوب امر ہے کہ ہم خود اپنے دوستوں سے کہیں کہ وہ خواتین کو جلسہ پر نہ لائیں لیکن مجبوراً ایسا کرنا پڑتا ہے۔ غیر معمولی حالات کا ایسا ہی تقاضا ہے۔ اللہ تعالے ان مشکلات کو دور فرمائے آمین۔

جو خواتین یکجا اپنی سب بہنوں کے ہمراہ رہنا پسند کریں گی۔ ان کے لئے ان کی اطلاع آنے پر یکجا انتظام کر دیا جائے گا لیکن بصورت دیگر امسال الگ الگ مکانات کی فرمائش پوری نہ ہو سکے گی۔ والسلام

خاکسار
مہتمم جلسہ سالانہ۔ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

مکتوب فجی

فجی سے ہمارے دوست ماسٹر محمود صاحب سکرٹری صاحب انجمن کی خدمت میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ترجمۃ القرآن فنڈ میں ڈیڑھ سو پونڈ سے زائد رقم جمع ہو چکی ہے ابھی تک اپیل جاری ہے......یہاں چند نوجوان ایسے ہیں جو بڑے جوش اور خلوص سے کام کر رہے ہیں۔ سلسلہ درس قرآن مجید بھی انہوں نے جاری کر رکھا ہے"

مکتوب فجی کا مذکورہ بالا اقتباس وہاں کی جماعت کے خلوص زندگی اور ایثار کا آئینہ دار ہے اللہ تعالے ان دوستوں کو بیش از پیش خدمات دینی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام

کے ارشاد کے مطابق سب احباب سلسلہ جلسہ سالانہ میں شریک ہوں

خواجہ حسن نظامی صاحب کا فتویٰ

نوٹ:- بھدرواہ کے مسلمانوں نے احمدیوں کے بائیکاٹ کے متعلق جناب خواجہ حسن نظامی صاحب سے شرعی فتویٰ طلب کیا خواجہ صاحب موصوف نے بڑی جرأت کے ساتھ احمدیوں کے بائیکاٹ کے خلاف فتویٰ دیا اور مسلمانوں کی تکفیر کو بھی خلاف شریعت قرار دیا ہے خواجہ صاحب کا فتویٰ درج ذیل ہے:-

۱۴؍جنوری ۱۹۴۴ء

برادر اسلامی غلام رسول صاحب السلام علیکم

آپ کا خط پہنچا جس میں آپ نے بستی کے مسلمانوں کے باہمی اختلاف کا ذکر تھا اور آپ نے مجھ سے شرعی مسئلہ دریافت کیا ہے کہ قادیانی لوگوں کا بائیکاٹ از روئے اسلامی شریعت کے بموجب جائز ہے یا نہیں۔

اس سوال کے جواب میں پہلے یہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں خود قادیانی گروہ سے کسی اختلاف عقیدہ سے [illegible] نہیں مانتا یعنی میں مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود اور مہدی نہیں مانتا نہ مجدد مانتا ہوں اور ان کے سب دعووں کو غلط سمجھتا ہوں۔

اس کے بعد میں یہ لکھتا ہوں کہ جو شخص خدا کو ایک مانے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول برحق مانے اور قرآن کو خدا کا کلام مانے اور قبلہ کی طرف نماز پڑھے وہ مسلمان ہے چاہے وہ شیعہ ہو یا سنی ہو مقلد ہو یا غیر مقلد ہو بریلوی ہو یا دیوبندی ہو صوفی ہو یا وہابی ہو نیچری ہو یا مرزائی ہو وہ مسلمان ہے اور جو شخص مذکورہ چیزوں پر ایمان رکھنے والے مسلمان کو کافر کہے گا وہ اس صحیح حدیث کے بموجب کافر ہو جائے گا [illegible] ترجمہ جو مسلمان کو کافر کہے گا وہ خود کافر ہو جائے گا

پھر جو مولوی مرزائیوں کو کافر کہتا ہے وہ اس حدیث کے بموجب کافر ہو جائے گا اور مسجد کا امام مسلمانوں کو کافر بتاتا ہے اس کے پیچھے نماز جائز نہیں ہو سکتی۔ میری کتاب قوانین قرآن اور قوانین [illegible] میں یہ سب مسائل بہت تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں میں وہ دونوں کتابیں روانہ کرتا ہوں دیکھ لیں [illegible] یا ان کی قیمت بھیج دینا۔

راقم حسن نظامی

جانشین حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی

مکرر لکھا جاتا ہے کہ کسی مسلم یا غیر مسلم کا بلا کسی شرعی سبب کے بائیکاٹ کرنا قطعاً ناجائز اور حرام ہے۔ حسن نظامی

تبلیغی لٹریچر میں ایک مفید اضافہ

رسالہ ”اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی“ کا ترجمہ شائع ہوگیا

بزرگان و احباب سلسلہ کو یہ معلوم کر کے مسرت ہوگی کہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا مشہور انگریزی رسالہ ”اسلام دی ریلیجن آف ہیومینٹی“ Islam The Religion of Humanity. کا مرہٹی ترجمہ ہمارے حیدرآباد مشن کے زیر اہتمام چھپکر شائع ہوگیا ہے۔ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس رسالہ میں نہایت مدلل و موثر طریق پر تعلیمات اسلامی کو غیر مسلم دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اختصار کے باوجود یہ رسالہ جامع ہے۔ مشرق و مغرب جہاں کہیں بھی اسے غیر مسلموں یا تعلیمات اسلامی سے بے خبر مسلمانوں تک پہنچایا گیا ہے عظیم الشان تبلیغی نتائج حاصل ہوئے ہیں۔

مرہٹی زبان میں اس کا ترجمہ ایک فاضل صاحب سے جنہیں ترجمہ و تالیف کا بیس پچیس سالہ تجربہ ہے کرایا گیا ہے۔ مرہٹی کے ایک مشہور مسلمان ادیب نے اس پر نظر ثانی کی اور نہایت احتیاط کے ساتھ اس کے پروف دیکھے۔ ظاہری لحاظ سے بھی یہ نہایت دیدہ زیب طبع ہوا ہے۔ عمدہ اور جدید ترین خوبصورت ٹائپ۔ روشن چھپائی۔ اچھا کاغذ۔ سرورق پر خوبصورت و رنگین حاشیہ۔

انشاء اللہ مرہٹی دان حلقوں میں اس رسالہ کی اشاعت بے حد مفید ثابت ہوگی۔ وابستگان سلسلہ اسے اپنے مرہٹی دان دوستوں تک ضرور پہنچائیں۔ غیر مسلم اصحاب کے لئے محصول ڈاک کے لئے ٹکٹ موصول ہونے پر مفت بھیجا جاتا ہے۔ جناب جائنٹ سیکرٹری صاحب مرکزی انجمن یا خاکسار راقم الحروف سے مندرجہ ذیل پتہ پر خط لکھکر طلب فرمائیں۔

خاکسار
محمد انعام الحق
محلہ اعظم پورہ۔ ملک پیٹھ۔ حیدرآباد دکن

پروگرام جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۴۴ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا

خواتین کا عظیم الشان جلسہ اور دستکاری کی مشہور نمائش } احمدیہ انجمن خواتین اسلام کا انیسواں سالانہ جلسہ مؤرخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۴ء بروز اتوار گیارہ بجے صبح مسلم ہائی سکول احمدیہ بلڈنگس، برانڈرتھ روڈ لاہور میں منعقد ہوگا جس میں متعدد لائق وقابل خواتین تقریریں فرمائیں گی۔ اس کے علاوہ حسب سابق گھریلو دستکاری کی ایک عمدہ نمائش ہوگی جس میں سب قسم کی دستکاری بغرض فروخت رکھی جائے گی۔ کڑھے ہوئے دوپٹے۔ لیڈیز رومال، بچوں کے اونی گرم سوٹ و سویٹر، فراک، موزے، نفیس ٹیبل کلاتھ، قمیص، کشن، ٹی کوزیاں، قطعے اور گڑیاں وغیرہ اچھی قیمت پر مل سکیں گی۔ تمام خواہران اسلام سے درخواست ہے کہ وہ تشریف لاکر اس اسلامی اجتماع کو کامیاب بنائیں اور ثواب حاصل کریں۔

---

۲۵ دسمبر ۱۹۴۴ء بروز سوموار

نماز ظہر وعصر ۲ بجے

پہلا اجلاس ۲½ بجے سے ۶ بجے تک

زیر صدارت خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیمہ پنشنرڈی ایس پی ٹیس جھنگ

۲½ تا ۲-۴۵ } قاری حافظ محمد بوستان صاحب۔ تلاوت قرآن کریم
" " } محمد اعظم صاحب علوی (نظم) "مہمانوں کا استقبال"
۲-۴۵ تا ۳-۱۵ } مولانا دوست محمد صاحب۔ } "جلسہ سالانہ کے متعلق حضرت مسیح موعود کے ارشادات"
۳-۱۵ تا ۴ } مولانا احمد یار صاحب ایم-اے-ایم-او-ایل۔ مولوی فاضل۔ منشی فاضل } "مسلمانوں کو ایک اصلاحی تحریک کی ضرورت ہے"
۴ تا ۴½ } شیخ عبدالحق صاحب دہلوی مناظر اسلام۔ "قادیانیت کا تریاق"
۴½ تا ۵½ } مولانا شیخ عبدالرحمن صاحب فاضل مصری بی اے } "حضرت مسیح موعود کی جماعت میں داخل ہونے کی ضرورت"
۵½ تا ۶ بجے } شیخ محمد یوسف صاحب گرنتھی } "سکھ ازم اور اسلام کا سیاسی نظام"

نماز مغرب وعشاء ۶½ بجے

دوسرا اجلاس ۸½ بجے شب تا ۱۰½ بجے

زیر صدارت جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب

(اس نشست میں تمام تقاریر انگریزی زبان میں ہوں گی)

۸½ تا ۸¾ } تلاوت قرآن مجید و نعت خوانی } مولوی عبدالمجید صاحب مدرس مسلم سکول بدوملہی
۸¾ تا ۹¼ } میاں بشیر احمد صاحب۔ ایم-اے۔ انچارج ہیلی منش
Islam or Communism which can solve the world problems
۹¼ تا ۹¾ } جناب شیخ عمادالدین صاحب ایم اے انڈین آڈٹ اینڈ اکاؤنٹ سروس } The brave new world before us
۹¾ تا ۱۰¼ } مسز عماد فرینشر صاحبہ
Why christianity failed to satisfy me.

۲۶ دسمبر ۱۹۴۴ء بروز منگل

پہلا اجلاس ۱۱ بجے تا ۲ بجے

زیر صدارت جناب حاجی میاں محمد صاحب مالک پریمیئر فلور ملز لائل پور۔

۱۱ تا ۱۱-۱۵ } حکیم محمد صدیق صاحب بھیروی۔ تلاوت قرآن مجید۔
" " } نظم
۱۱-۱۵ تا ۱۲ } مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع۔ تقریر
۱۲ بجے تا ۲ بجے } حضرت مولانا صدرالدین صاحب مبلغ اسلام انگلستان وجرمنی } تقریر

نماز ظہر وعصر ۲½ بجے

دوسرا اجلاس ۳ بجے تا ۶ بجے

زیر صدارت جناب شیخ نیاز احمد صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس وزیرآباد

۳ تا ۳½ } حافظ قاری مرزا شریف بیگ صاحب دہلوی۔ تلاوت قرآن مجید
" " } چوہدری سلطان علی صاحب } نظم
۳½ تا ۴ بجے } سیکرٹری } سالانہ رپورٹ
۴ بجے تا ۶ بجے } حضرت امیر قوم مولینا محمد علی صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
" " } "یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام"

(جنرل کونسل کا اجلاس ٹھیک ۷ بجے شام شروع ہوگا)

تیسرا اجلاس ۹ بجے شب تا ۱۱ بجے شب

زیر صدارت جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی۔ او-بی-ای-آئی-سی-ایس کلکٹر بمبئی

(اس نشست میں تمام تقاریر انگریزی زبان میں ہوں گی)

۹ بجے تا ۹¼ } حکیم محمد صدیق صاحب بھیروی۔ تلاوت قرآن مجید۔
۹¼ تا ۹¾ } مولوی عبدالصمد صاحب بی-اے۔
Ahmadiyyat versus Marxism
۹¾ تا ۱۰¼ } جناب ڈاکٹر الٰہ بخش صاحب۔ اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر پنجاب گورنمنٹ
" " } Message of Ahmadiyya Movement to Muslims
۱۰¼ تا ۱۰¾ } مولانا آفتاب الدین احمد صاحب بی-اے۔ ایڈیٹر اسلامک ریویو۔
" " } Our Preparation

۲۷ دسمبر ۱۹۴۴ء بروز بدھ

پہلا اجلاس ۱۱ بجے تا ۲ بجے

زیر صدارت حاجی شیخ مولا بخش صاحب مالک کالونی فلور ملز لائل پور

۱۱ تا ۱۱-۱۵ } تلاوت قرآن مجید
" " } نظم
۱۱-۱۵ تا ۱۲ بجے } سید اختر حسین شاہ صاحب گیلانی بی-اے-مولوی فاضل } "اسلامی قوانین جنگ" (موجودہ دور کی جنگوں کے اصول سے مقابلہ)
۱۲ تا ۱۲¾ } مولانا محمد یعقوب خان صاحب بی اے بی-ٹی ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور } تقاریر
۱۲¾ تا ۱¼ } خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خان صاحب } "حق کی راہ میں مشکلات"
۱¼ تا ۲ بجے } مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت وعبرانی } "آریہ سماج کو ایک مخلصانہ مشورہ"

دوسرا اجلاس ۳ بجے تا ۴½ بجے

زیر صدارت حضرت مولینا صدرالدین صاحب مبلغ انگلستان وجرمنی

۳ بجے تا ۳¼ بجے } تلاوت قرآن مجید و نعت
۳¼ تا ۳½ بجے } شیخ غلام ربانی صاحب } "احمدیت اور تعمیر جہان نو"
۳½ تا ۴ بجے } شیخ محمد انعام الحق صاحب مبلغ اسلام } "جنوبی ہند میں تبلیغ اسلام"
۴ بجے تا ۴½ بجے } حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز } "اختتامی تقریر و دعا"

نوٹ:۔ جلسہ کے ایام میں حضرت مولینا صدرالدین صاحب ہر روز نماز فجر کے بعد قرآن مجید کا درس مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں دیا کریں گے۔
ظہر وعصر، مغرب وعشاء کی نمازیں جمع ہوا کریں گی۔

المعلن ڈاکٹر محمد عبداللہ مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور

اشداء علی الکفار رحماء بینھم کا حقیقی مفہوم

کفر کا مقابلہ پوری طاقت کے ساتھ کرو

آپس میں بھائیوں کی طرح رہو اور ایک دوسرے سے نرمی اور محبت کا سلوک کرو

خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ لاہور۔ مورخہ ۱۵ ر دسمبر ۱۹۴۴ء

محمد رسول اللہ ط والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم۔ (الفتح)

دین کا غلبہ اور آنحضرت صلعم کی رسالت

اس آیت هوالذی ارسل رسوله بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کله کے بعد یہ الفاظ آتے ہیں۔ محمد رسول اللہ یعنی وہ غلبہ دین جس کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے اس کی اس آیت میں مزید تشریح یہ فرمائی کہ محمد صلعم اللہ کے رسول ہیں گویا اس جملہ کو لاکر جس کا بظاہر اور کوئی موقعہ نظر نہیں آتا یہ بتایا ہے کہ دین کا یہ غلبہ آنحضرت صلعم کی رسالت سے وابستہ ہے یا آپ کے رسول تسلیم کئے جانے سے وابستہ ہے یا یوں کہئیے کہ دین کے غلبہ سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں آنحضرت صلعم کی رسالت مسلّم ہو جائے گی انکار بھی آپؐ کا شدید ہوا بڑا زبردست انکار ہوا اور آج تک ہو رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسی شد و مد سے آپؐ کی رسالت کے تسلیم کئے جانے کو بیان فرمایا ہے۔

محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت میں کوئی شریک نہیں

جو لوگ یہ کوشش کرتے ہیں کہ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت کے ساتھ اور کسی رسالت کو ملائیں چاہے وہ یہ کہیں کہ استاد وہی ہے اور دوسرے کو شاگرد بنا کر رسالت میں شریک کریں صحیح بات یہی ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت میں کوئی شریک نہیں جس طرح خدا واحد ہے اسی طرح محمد رسول اللہ صلعم بھی دنیا کے لئے ایک ہی رسول ہوں گے اور آپ کی رسالت کے تسلیم کرنے میں ہی باقی سب رسالتیں آجائیں گی۔

قادیانیوں کے مونہوں سے یہ بات نہیں نکلتی

خدا کی شان ہے وہی لوگ جو ایک طرف اتنی شد و مد سے یہ کہتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب اس زمانہ کے نبی اور رسول ہیں اور ان پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا حقیقی مسلمان نہیں ہو سکتا یعنی محمد رسول اللہ کی رسالت پر ایمان لانے سے حقیقی مسلمان نہیں بنتا لیکن مرزا صاحب کی رسالت پر ایمان لانے سے حقیقی مسلمان بن جاتا ہے۔ کہنا تو یوں چاہیئے تھا کہ محمد رسول اللہ صلعم کی رسالت پر ایمان لانے سے اس وقت مسلمان بنتا ہے جب آپؐ کے احکام پر بھی ایمان لائے مگر کہتے ہیں مرزا صاحب پر ایمان لانے سے حقیقی مسلمان بنتا ہے۔ گویا حضرت مرزا [illegible] کی رسالت کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اس پر ایمان لانے سے حقیقی مسلمان بن جاتا ہے اور آنحضرت صلعم کی رسالت پر ایمان لانے سے حقیقی مسلمان نہیں بنتا مگر میں ایک بات کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کتنی زبردست بات ہے کہ آج وہ لوگ اپنی مسجدوں میں کھڑے ہوتے ہیں تو ان کے منہ سے یہ بات نہیں نکلتی اشھد ان مرزا رسول اللہ بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے مونہوں سے یہ بات نکلواتا ہے اشھد ان محمد رسول اللہ اگر مرزا صاحب کی رسالت پر ایمان لانے سے ہی حقیقی مسلمان بنتا ہے تو کیوں اس کا اعلان نہیں کرتے کیوں اذان میں اشھد ان محمدً رسول اللہ کی جگہ اشھد ان مرزا غلام احمد رسول اللہ نہیں کہتے دنیا کو کیوں نہیں سناتے کہ اس زمانہ کا رسول حضرت مرزا صاحب ہیں۔ یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ رسالت محمد رسول اللہ صلعم کی ہی ہے قادیانیوں کا جو اپنا عمل ہے وہ بتاتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی رسالت چلنے والی چیز نہیں۔

رسول صرف ایک ہی

اس کے بعد فرمایا والذین معہ محمد رسول اللہ کے بعد ان لوگوں کا ذکر ہے جو آپ کے ساتھ ہیں اب کل لوگ جو آنحضرت صلعم کے بعد آئیں گے ان کے لئے شرف یہی ہوگا کہ ان کو آپ کی معیت حاصل ہے وہ آپ کے رفیق ہوں گے آپ کی رسالت میں شریک نہیں ہوں گے۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ اس بات کو صاف کیا ہے مثلاً یا ایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول۔ اے لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اور اپنے آپ میں سے صاحب امر لوگوں کی اطاعت کرو پھر اگر کسی چیز میں باہم جھگڑا کرو تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لے جاؤ۔ یہاں بھی رسالت میں کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا، رسول ایک ہی ہے باقی سب اولو الامر میں داخل ہیں ایک ہی حکم میں ہے اور فیصلہ رسول کا ہی ہے والذین معہ تو جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں ان سب کو محمد رسول اللہ کی رفاقت اور غلامی حاصل ہے۔

محمد رسول اللہ کے صحابہؓ کی دو صفات

پھر ان لوگوں کی دو صفات کا ذکر کیا ہے اشداء، رحماء مقابلہ کی حالت میں بڑی سخت قوت کے مالک ہیں اور بڑے نرم دل بھی ہیں مگر ان کے مقابلہ کی قوت کہاں ظاہر ہوتی ہے علی الکفار۔ کفار کے مقابل۔ ان لوگوں کے مقابل [illegible]لام کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور ان کا جھک جانا ان کی نرمی کب کمال کو پہنچتی ہے آپس میں مسلمانوں کے ساتھ۔ قوی اور مضبوط اتنے ہیں کہ جہاں کفار سے مقابلہ ہو تو کھڑے ہو جاتے ہیں اور جھکنے والے اتنے ہیں کہ جہاں آپس میں کوئی معاملہ ہو تو جھک جاتے ہیں۔ اشداء کے معنی میں لوگوں نے بڑی غلطی کھائی ہے یعنی بڑی سختی کرنے والے ہیں کافروں پر حالانکہ اشداء جمع ہے شدید کی اور قوی کو شدید کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی صفات میں آتا ہے [illegible] المتقوی ادنا سے مضبوط قوتوں والے نے سکھایا۔ خدا بڑی طاقتوں والا ہے۔ سو شدت کے اصل معنی قوت کے ہیں اور رحم کے معنی ہیں رقت قلب اور شدید وہ ہے کہ جب اسے مقابلہ کرنا پڑے تو جھکے نہیں ان دو صفتوں کا مقابلہ اس لئے کیا کہ کسی چیز کی بقا میں یہ دو باتیں نہایت ضروری ہیں جو چیز نقصان پہنچانے والی ہو اس کو روکنے کی قوت ہو اور جو فائدہ پہنچانے والی ہو اس کو جھٹ پٹ قبول کرے ایک رد کرنے والی صفت ہے اور ایک لے لینے والی صفت ہے فرماتا ہے کہ مومن میں دو صفات ہوتی ہیں کہ جب اس کے سامنے ضرر رساں چیز آتی ہے تو اسے کو پوری قوت سے رد کر دیتا ہے وہاں نرمی بھی دکھاتا کہ اسے لینے کے لئے جھک جاتے اور جب نفع رساں چیز آتی ہے تو اس کو لے لیتا ہے جو ضرر رساں چیز کو رد نہیں کرتا اور نفع رساں چیز کو لیتا نہیں وہ باقی نہیں رہ سکتا یہ دو چیزیں ہیں جو محمد رسول اللہ صلعم کے صحابہؓ کی تعریف میں بیان فرمائی ہیں ان کے اندر قوت مقابلہ بڑی سخت ہے جو اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب کفر سامنے آتا ہے اور وہ نرم دل بھی ہیں اور وہ نرمی کب ظاہر ہوتی ہے جب اپنے مابین تعلقات کا موقعہ آتا ہے۔

آج مسلمانوں میں یہ دو صفات مفقود ہیں

ان دو قوتوں کو نہ سمجھنے کی وجہ سے مسلمانوں نے بہت کچھ ضائع کیا ہے۔ وہ بجائے کافروں پر شدید ہونے کے مومنوں پر شدید ہیں۔ آپس میں ادنیٰ ادنیٰ اختلافات پر ان کی طاقت مقابلہ پورے زور سے ظاہر ہوتی ہے نتیجہ یہ ہوا کہ رحماء بینھم کی صفت باقی نہ رہی اور اشداء علی الکفار کی صفت بھی نہ رہی اس لئے جو لوگ آپس میں لڑتے جھگڑتے رہیں گے ان کے اندر کفار سے لڑتے جھگڑنے کی قوت نہ رہے گی تاریخ اسلامی کو دیکھیں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جب سے مسلمانوں نے اپنی قوت مقابلہ کو اپنے لوگوں پر خرچ کرنا شروع کر دیا اس وقت سے دشمن کے مقابل پر ان کی قوت جاتی رہی اور ان میں جرأت پیدا نہیں ہوتی کہ کفار سے مقابلہ کریں۔

حضرت مرزا صاحب نے ان صفات کو اپنی جماعت میں پیدا کیا

تلقین دین کو غالب کرنے کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں کفر کے مقابلہ میں مضبوط ہونا اور آپس میں نرمی اور [illegible]

عالمگیر الیکٹرک پریس لاہور میں [illegible] کر دفتر اخبار پیغام صلح احمدیہ بلڈنگس لاہور سے شائع ہوا۔

جھک جانا۔ یہ وہ صفات ہیں جن سے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے جو گروہ اپنی قوت مقابلہ کو اپنے لوگوں پر صرف کر دیتا ہے خوب یاد رکھیں اس میں دشمنوں کے مقابلہ کی طاقت نہ رہے گی حضرت مرزا صاحب نے اس بات کو یعنی اپنی قوت کو آپس کے چھوٹے چھوٹے جھگڑوں میں ضائع کرنا اپنی جماعت سے بالکل دور کر دیا اُس زمانہ میں وہابیت کا زور تھا چھوٹی چھوٹی باتوں پر مسجدوں میں ڈنڈے چل جاتے تھے فساد ہو جاتے تھے اور ہائی کورٹ تک مقدمات پہنچتے تھے اور ایسے بیشمار چھوٹے چھوٹے اختلافات تھے جن پر مسلمانوں کی قوت صرف ہو رہی تھی حضرت مرزا صاحب نے اس مرض کو مہلک سمجھا اور ان باتوں کو اپنی جماعت سے نکال دیا اور بتایا کہ اصل مقابلہ کفر سے ہونا چاہیئے یہ بتایا کہ مقابلہ کرو عیسائیت سے دجالیت سے دہریت سے آریہ سماج سے برہمو سماج سے اور آپس میں درگذر سے کام لو اگر کوئی شخص سمجھتا ہے کہ میرے یہاں ہاتھ باندھنے سے یا آمین اونچا کہنے سے نماز ہو جاتی ہے تو یوں بھی ہو جاتی ہے اور اگر کوئی دوسرا شخص سمجھتا ہے کہ دوسری طرح نماز ہوتی ہے تو اس طرح بھی ہو جاتی ہے۔

حضرت صاحب کفر کے مقابلہ میں خود نکلتے تھے۔ حضرت صاحب سے کوئی چھوٹے چھوٹے مسائل کے متعلق پوچھتا تھا تو آپ کبھی حضرت مولینا نورالدین صاحب کو اور کبھی حضرت مولینا محمد احسن صاحب امروہی کو جواب کے لئے فرما دیا کرتے تھے اور جب کفر سے مقابلہ ہوتا تھا، کوئی دشمن اسلام اسلام پر اعتراض کرتا تھا تو اس کے لئے خود باہر نکلتے تھے اور ہم نے سچ مچ دیکھا ہے کہ جس دن کسی شخص کی ایسی تحریر حضرت صاحب کے سامنے آجاتی تھی جس میں حضرت نبی کریم صلعم کی توہین ہوتی تھی تو جب آپ باہر تشریف لاتے تھے تو آپ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہوتا تھا اور آپ فوراً اس کے مقابلہ میں آجاتے لئے یہ بھی اشداء علی الکفار کی صفت۔

کفر کا مقابلہ پوری قوت سے کرو یہ بھی یاد رکھو کہ جب مقابلہ سخت ہو تو مدافعت کی قوت بھی پورے زور سے نکلتی ہے اور جتنا سخت مقابلہ ہوگا اتنی ہی طاقت ظاہر ہوگی یہ زندگی کا اصول ہے جو ہر جگہ کام کرتا ہوا نظر آتا ہے کسی مرغی کے بچے ہوں تو پہلے جس کی جان بلی کو دیکھ کر نکلتی تھی کبھی اس کے بچوں پر بلی حملہ کرے تو وہی بلی دلیر ہو جاتی ہے اور اپنے بچوں کو اس کے حملہ سے بچانے کے لئے دلیری سے اس پر جھپٹتی ہے۔ سو تم بھی اگر اپنی قوت سے کام لینا چاہتے ہو تو کفر کے مقابلہ میں اس قوت کو ظاہر کرو اور آپس میں کوئی چھوٹی موٹی بات ہو جائے تو درگذر کرو۔ وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ ہم فلاں شخص کی یوں اصلاح کر سکتے ہیں انہیں چاہیئے کہ اگر کسی دوست میں کوئی عیب دیکھیں تو درگذر کریں کسی دوست میں اگر کوئی گناہ کی بات بھی دیکھو تو پردہ پوشی سے کام لو اور اپنی قوت مقابلہ کو اس وقت ظاہر کرو جب تمہارا مقابلہ کفر سے ہو۔ جب تم ایسی غلطی کا مقابلہ کرنا چاہو جو اسلام کے لئے نقصان رساں ہے تو اس کا مقابلہ اپنی پوری قوت کے ساتھ کرو۔ کیونکہ یہاں کفر اسلام کے اندر آگیا ہے لیکن اگر یہ بات نہ ہو تو پھر نرمی سے پیش آؤ۔ لیکن کفر کے مقابلہ میں دب جانا یہ کمزوری ہے۔

قادیانیوں کا مسئلہ نبوت درگذر کے قابل نہیں ہمارا جو قادیانی جماعت سے اختلاف ہے وہ اس حد تک ہے جو انھوں نے کفر کی بات اسلام میں داخل کر دی ہے۔ فی الحقیقت یہ جو نبوت کا مسئلہ ہے اس پر تیس سال کا عرصہ ہو چکا ہے میں نے دیکھا ہے کہ قادیانی جماعت کا یہ مسئلہ درگذر کرنے کے قابل نہیں یہ کفر ہے ہر ایک نافرمانی بھی کفر ہے مگر یہ بڑا سخت کفر ہے کہ محمد رسول اللہ کے اعلان کے بعد کسی کی رسالت اور نبوت قائم کی ہے۔ جب آنحضرت صلعم کی رسالت میں کسی کو شریک کیا جائے تو اس کا مقابلہ پوری قوت کے ساتھ کرو مجھے ان لوگوں پر تعجب آتا ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اختلاف عقیدہ رکھ کر بیعت کرلی ہے ایسے شخص کی بیعت کس طرح ہو سکتی ہے جو اسلام میں کفر کو ملاتا ہے۔ اس مسئلہ کی حد تک قادیانیوں کی تردید کرو۔

ہمارا مقصد قادیانی جماعت کی بیخکنی نہیں۔ خدا شاہد ہے ہمارے دل میں یہ بات نہیں ہے کہ ہم نے قادیانی جماعت کی بیخکنی کرنی ہے ہمارے مدنظر صرف ان کی اصلاح ہے۔ تھوڑے عرصہ کی بات ہے جماعت قادیاں کے ایک بڑے آدمی یہاں آئے اور انھوں نے کہا ہم میاں صاحب کو گرانا چاہتے ہیں تو میں نے انہیں کہا کہ ہماری غرض تو میاں صاحب کو گرانا نہیں ہم تو ان کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں۔ ہاں میاں صاحب کو ہی ہمارے متعلق ایسے الہامات ہوا کرتے ہیں لیمزقنھم ہم ان کو پیس کر رکھدیں گے ہم ان کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے یہ الہامات ان کے دل کا نقشہ ہے انھوں نے بہتیری دفعہ ہماری جماعت کو تباہ کرنے کی کوشش کی لیکن جس کی حفاظت خدا کرتا ہے اس کو کوئی برباد نہیں کر سکتا۔

ہماری جماعت صحیح مقام پر ہے ہم نے قادیانیوں کا مقابلہ کیا ہے اور اتنا کیا ہے کہ مسلمانوں میں سے کسی نے نہیں کیا مسلمانوں نے ختم نبوت کو قائم کرنے کے لئے اور اتحاد اسلام کے لئے مقابلہ نہیں کیا کیونکہ وہ خود غلطی میں مبتلا ہیں وہ خود اندر سے کمزور ہیں وہ مقابلہ کیا کریں گے لیکن ہماری جماعت کو خدا تعالےٰ نے صحیح مقام پر کھڑا کیا ہے اس لئے اس کی قوت مقابلہ صحیح جگہ پر صرف ہو رہی ہے۔

رحماء بینھم کے معنی رحماء بینھم کا مطلب یہ ہے کہ آپس میں رحم کرنیوالے آپس میں اختلاف بھی ہو تو جھکے رہنا چاہیئے ۴ اگر کسی بھائی سے زیادتی بھی ہو جائے تو درگذر کرنا چاہیئے۔ رحماء بینھم کا مطلب یہی ہے جو حضرت مسیح موعودؑ نے ایک جگہ لکھا ہے کہ آپس کے تعلقات میں سچے ہو کر چھوٹوں کی طرح تذلل اختیار کرو۔ رحماء بینھم کی صفت کی طرف بہت زیادہ توجہ کی ضرورت ہے آپس میں بھائیوں کی طرح رہو اپنے بھائی کی تکلیف سے تمہیں تکلیف محسوس ہو۔ حضرت نبی کریم صلعم نے فرمایا ہے مومن مثال ایسی ہے جیسے جسم کا عضو ہوتا ہے اگر ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔ جب ایک بھائی کو تکلیف میں دیکھو تو اس کی مدد کرو۔ مال سے مدد کر سکتے ہو مال سے کرو اور کسی کام سے کر سکتے ہو وہ کام کرو جس قدر آپ جماعت کے اندر ایک دوسرے سے نرمی اور محبت کریں گے اسی قدر کفر کے مقابلہ میں جماعت مضبوط ہوگی کفر کے مقابلہ کے لئے اپنی قوت مقابلہ کو محفوظ رکھو اور اور آپس میں نرمی اور محبت سے زندگی بسر کرو۔

محترمی سید امجد علی شاہ صاحب کی خدمت میں ایک سوال

اخبار الفضل مجریہ ۱۳، ۱۵، ۲۴ ستمبر ۱۹۴۴ء کے پرچوں میں آپ کے شائع شدہ عجوبہ روزگار مقالات کمترین نے بڑی دلچسپی اور صابت ہی عمیق نظر سے پڑھے آپ کے بیان کردہ نکات مخصوصہ مثلاً آپ کی "بیعت تنظیم" میاں صاحب مکرم سے "اس امر کا اطمینان" کر لینا کہ بیعت میری لاہور کی انجمن اشاعت اسلام کا ممبر بننے اور ان کے ساتھ تعاون کی منافی نہیں ہے اور میں بدستور اپنے تعلقات انجمن سے رکھنا چاہتا ہوں اور پھر بیعت کر لینے کے بعد میں ایک نمونہ جماعت کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ عقاید میں اختلاف رکھتے ہوئے اور اس کے اظہار بغیر کسی منافقت کے کرتے ہوئے (یعنی پیر کے عقیدہ کے مطابق ختم نبوت کا قائل مرید کافر اور مرید کے نزدیک اجرائے نبوت کا قائل پیر کافر نا قابل) کوئی شخص کس طرح محبت کی فضا میں دونوں جماعتوں سے تعاون رکھ سکتا ہے وغیرہ وغیرہ کو بار بار پڑھا خوب غور سے پڑھا الفاظ کی ایچاپیچیوں کی گہرائی تک پہنچنے کی بڑی کوشش کی محترم شاہ صاحب آخر اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ بھی "شجر نبوت بعد ختم نبوت کے پھل" (کتاب تحقیق حق صـ۳۷) کے مزہ سے ذائقہ کا ہی اثر اور کرشمہ ہے ورنہ وہ لا تقربا ھذہ الشجرۃ کا نعرہ حق جو تحقیق حق کے مصنف کی حیثیت میں شاہ صاحب نے لگایا تھا جس نے سینکڑوں سعید روحوں کو اس شجر ممنوعہ کے قریب ہونے سے بچا لیا اور کہاں یہ گمراہ کن نرالی راگنی!! ان ربك ھو اعلم بمن ضل عن سبیلہ وھو اعلم بالمھتدین

محترم شاہ صاحب آپ کے مضامین آپ کار دلے سخن حضرت سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے حقیقی جانشین اور اس کی شاخ حضرت امیر ایدہ اللہ و پاک ممبران لاہور کے معزز ممبر محترم جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب کی طرف ہے وہی حضرات آپ کو تسلی بخش جواب دیں گے میں یہاں صرف آپ کی مندرجہ ذیل تحریر پر ایک سوال عرض کرتے ہوئے رخصت چاہتا ہوں امید ہے ضرور جواب سے سرفراز فرمائیں گے محترمی آپ نے میرے سب سے پہلے خط کا جواب عنایت نہیں فرمایا آخر اپنے اس دیرینہ خادم کو فراموش کرنے کی وجہ کیا؟ آپ اپنے ۲۴ ستمبر کے مضمون میں آخر پر تحریر فرماتے ہیں کہ

"قادیان اختلاف عقائد کو جماعت میں شمولیت کے منافی قرار نہیں دیتا امام صاحب قادیان کا اصول ہے کہ عقیدہ انسان کے دل و دماغ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے کوئی کسی کی خاطر تبدیل نہیں کر سکتا اگر کوئی امور ایک جماعت ہو جانے کے منافی ہیں جن میں اتحاد نہیں ہو سکتا تو عقاید پر پابندی تو کوئی کسی پر نہیں لگا سکتا باقی صلح کے لئے اور باہمی تعاون کے لئے وہ ہر شرط پر صلح کو پسند فرماتے ہیں"

سوال

کیا امام جماعت قادیان کے اس اصول (ہاتھی کے دانت) کے مطابق ایک غیر احمدی اختلاف رکھتے ہوئے جماعت قادیان میں شامل ہو سکتا ہے حیات مسیح کا عقیدہ رکھتے ہوئے اشاعت اسلام کے کام میں اشتراک عمل کر سکتا ہے؟ اگر نفی میں جواب ہے تو امام جماعت قادیاں کے اصول کی حقیقت ظاہر ہے اور اگر اثبات میں جواب ہے تو پھر تبلیغ سلسلہ کی ضرورت نہیں رہتی مکفر غیر مکفر قائلین ختم نبوت سب مل کر متحد ہو کر اشاعت اسلام کا کام کریں۔

محترم شاہ صاحب مکرر عرض ہے کہ میرے اس سوال کا جواب ضرور مرحمت فرما دیں ذرا سوچ کر جواب دیں ممکن ہے بوقت سوچ اللہ تعالےٰ آپ کا سینہ کھول دے اور اپنی فاش غلطی آپ کو نظر آجائے اے خدا اس بچھڑے ہوئے بزرگ بھائی کو پھر ہم سے ملا دے۔ آمین

خاکسار

سید تصدق حسین قادری بغداد

پیغام صلح

جلد ۳۲	یوم چہارشنبہ مورخہ ۳ محرم ۱۳۶۴ھ	نمبر ۵۰

مینوال آف حدیث

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی بلند پایہ تصنیف

حال ہی میں حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی بلند پایہ تصنیف مینوال آف حدیث A Manual of Hadith شائع ہوئی ہے۔

حضرت امیر کی خدمات اسلامی کا ہر ایک دوست اور دشمن کو اعتراف ہے اللہ تعالیٰ نے دینی مسائل میں آپ کو جتنی پاکیزہ نظر عطا فرمائی ہے وہ کسی تشریح کی محتاج نہیں تعلیمات اسلامی پر بلیغ نظر رکھنے کی وجہ سے آپ دنیا میں مشہور ہیں اور اپنی خدمات کی وجہ سے وحید العصر ہیں۔ چنانچہ مشہور نومسلم انگریز مفسر قرآن جناب مارما ڈیوک پکتھال نے لکھا تھا اس زمانہ میں سب سے زیادہ تجدید دین کا کام مولانا محمد علی صاحب لاہور نے کیا ہے۔ حضرت امام عصر حاضر کے فیضان سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بینظیر خدمات اسلامی کی توفیق عطا فرمائی جو اور کسی کو میسر نہیں آئی اور آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ پیشگوئی واقعات کی صورت میں پوری ہوئی "کہ یہ میرا کام ہے مجھ سے ہوگا یا اس سے جو میری شاخ ہے اور مجھ میں ہی داخل ہے"

چنانچہ حضرت ممدوح نے متعدد دفعہ اس بات کو دھرایا ہے ؎

جمال ہمنشیں درمن اثر کرد
وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

حضرت امیر کا وجود حضرت امام عصر حاضر کی صداقت پر ایک زندہ دلیل ہے درخت اپنے پھلوں سے پہچانا جاتا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی اس معیار پر پرکھنا چاہیئے کہ ان کے فیضان سے کیسے عظیم الشان انسان پیدا ہوئے، اور کیسی بینظیر خدمات اسلامی انھوں نے سرانجام دیں جو کوئی اور مسلمان لیڈر سرانجام نہیں دے سکا۔

آج کل مغربیت اور مادیت کا زور ہے اس زمانہ میں اسلامی ثقافت کو آنحضرت صلعم کی سیرت اور آپ کے اقوال کو نومسلمین اور انگریزی خواں طبقہ کے سامنے پیش کرنے کی جو اشد ضرورت تھی وہ کسی تشریح کی منت کش نہیں الحمد للہ اس ضرورت کو حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ کی تازہ تصنیف مینوال آف حدیث A Manual of Hadith نے بدرجہ اتم پورا کیا ہے۔ یہ مذکورہ کتاب آنحضرت صلعم کی ۶۹۰ حدیثوں پر مشتمل ہے جن سے آنحضرت صلعم کی روزمرہ زندگی اور آپ کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلو واضح ہوتے ہیں اور حضور علیہ السلام کی حیات کا حقیقی نقشہ آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔

اس کتاب کی ایک نمایاں خصوصیت جس کا حضرت ممدوح نے ذکر بھی فرمایا ہے یہ ہے کہ ہر باب کے شروع میں قرآن مجید کی وہ آیات درج ہیں جن کی اس باب کی حدیثوں سے مطابقت ہے اور ساتھ ایسے نوٹ بھی ہیں جن سے احادیث پر مزید روشنی پڑتی ہے اور ان کے علاوہ نہایت عالمانہ حواشی بھی دیئے ہیں زبان نہایت سلیس شیریں اور دلکش ہے یہ کتاب اسلامی لٹریچر میں ایک نہایت مفید اور بیش بہا اضافہ ہے۔

باوجود موجودہ مشکلات کے کاغذ نہایت اعلےٰ ٹائپ اور چھپائی بہترین جلد دیدہ زیب اور خوبصورت ہے ہر ایک مسلمان انگریزی خواں کے پاس اس کتاب کا ہونا ازبس ضروری ہے یہ کتاب اس قابل ہے کہ بطور تحفہ کے غیر مسلم حضرات کی خدمت میں پیش کی جائے یہ کتاب تبلیغ اسلام اور آنحضرت صلعم کی سیرت کو پیش کرنے کا بہترین اور نہایت موثر ذریعہ ہے کتاب کے صفحات ۴۰۹ ہیں اور قیمت صرف دس روپیہ جو کتاب کی ضخامت اور خوبصورتی کے پیش نظر کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔

ملنے کا پتہ

دارالکتب اسلامیہ۔ احمدیہ بلڈنگس
برانڈرتھ روڈ۔ لاہور

دانہ ضلع ہزارہ کی قادیانی جماعت کیوں خاموش ہے؟

دانہ ضلع ہزارہ کی قادیانی جماعت اور جماعت احمدیہ لاہور کے احباب نے متفقہ طور پر تکفیر مسلمین کے متعلق حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ اور جناب خلیفہ صاحب قادیان سے ایک حلف اٹھانے کا مطالبہ کیا حضرت امیر ایدہ اللہ تعالےٰ نے ان دوستوں کی گذارش پر مبنی کے الفاظ میں حلف اٹھایا جو پیغام صلح ۱۲ ستمبر ۱۹۴۴ء میں شائع ہو چکا ہے لیکن خلیفہ صاحب قادیان نے ابھی تک وہ حلف نہیں اٹھایا۔ دانہ ضلع ہزارہ کی ہر دو جماعتوں کی متفقہ مجلس میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ اگر فریقین میں سے کوئی ایک اس مؤکد بعذاب قسم سے گریز کرے تو وہ گریز ہی اس جماعت کی ہار کے مترادف ہوگا۔ ہم دانہ ضلع ہزارہ کے قادیانی دوستوں سے پوچھتے ہیں کہ کیا وہ بروئے معاہدہ ہار کو تسلیم کرتے ہیں اگر تسلیم کرتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اب وہ جماعت احمدیہ لاہور کے ساتھ شامل نہیں ہوتے؟ خلیفہ صاحب قادیان کے اس صریح گریز سے ان دوستوں پر یہ حقیقت بالکل کھل جانی چاہیئے اور انہیں حق و صداقت کی خاطر اخلاقی اور ایمانی جرأت سے کام لے کر خلیفہ صاحب کی اس خاموشی کے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے جماعت احمدیہ لاہور میں شامل ہو جانا چاہیئے۔

درخواست دعا

محترم جناب قاضی [illegible] اللہ صاحب پنشنر افسر زراعت ملتان سے تحریر فرماتے ہیں:۔

"جناب ایڈیٹر صاحب پیغام صلح زادعنایۃ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ امید ہے آپ خدا کے فضل سے ہر طرح خیریت سے ہوں گے معروض ہوں کہ بندہ کی اہلیہ جوڑوں کے درد میں مدت سے مبتلا ہے۔ ایسا ہی بندہ کی نوجوان لڑکی کو گذشتہ [illegible] سے حرارت رہتی ہے اور ساتھ ہی پیٹ میں درد بھی ہر وقت رہتا ہے۔ کسی علاج سے ابھی تک افاقہ نہیں ہوا۔ بندہ کے دل کی خواہش ہے کہ بقیہ وقت اس کے فضل سے خدمت اسلام میں خرچ ہو۔ قارئین پیغام صلح سے استدعا ہے کہ وہ بندہ کے لئے درد دل سے دعا فرماویں کہ مولا کریم اپنے فضل سے مریضوں کو شفا بخشے اور بندہ کو دین کی خدمت کے متعلق عزم میں اپنے فضل سے مدد فرماوے۔ اور میرے راستے سے اپنے فضل سے سب رکاوٹیں دور فرماوے۔"

والسلام

سب احباب سلسلہ کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ محترم قاضی صاحب کی اہلیہ محترمہ اور صاحبزادی صاحبہ کے لئے حضور قلب سے دعا فرماویں۔

ایک ضروری اعلان

جلسہ میں شمولیت کرنیوالے اصحاب کی سہولت کو مدنظر رکھتے ہوئے پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسہ کے مختلف شعبوں کے انچارج مقرر کر دئے گئے ہیں ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔ رہائش، کھانے وغیرہ کے متعلق کوئی ضرورت درپیش ہو تو ان سے دریافت کریں۔

(۱) انچارج مکانات و رہائش:۔
مولانا آفتاب الدین احمد صاحب
(۲) انچارج خورد و نوش:۔ مرزا خلیل الرحمن صاحب
(۳) انچارج نشر و اشاعت:۔
مرزا مسعود بیگ صاحب

(حمید اللہ۔ مہتمم جلسہ سالانہ)

پیغام صلح کا آئندہ پرچہ

جلسہ سالانہ کی وجہ سے پیغام صلح کے آئندہ پرچہ کا ناغہ کیا جائے گا۔ موجودہ پرچہ اس سال کا آخری پرچہ ہے۔ نئی جلد کا پہلا پرچہ مورخہ ۳ جنوری ۱۹۴۵ء کو انشاء اللہ تعالیٰ شائع کیا جائیگا۔ خریداران پیغام صلح مطلع رہیں۔

جلسہ سالانہ کے موقعہ پر آنیوالے دوستوں کی خدمت میں ضروری گذارش

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد پیغام صلح کی گذشتہ اشاعتوں کے مطالعہ سے احباب سلسلہ پر بالکل واضح ہو چکے ہوں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات بھی ان کے ذہن نشین ہو چکے ہوں گے لیکن یہ مقاصد اس وقت پورے ہوں گے جب جلسہ سالانہ کے موقعہ پر تشریف لانیوالے دوست جلسہ کے اوقات کی پابندی کو ملحوظ رکھیں گے وقت پر جلسہ گاہ میں پہنچیں گے وقت پر نماز کو ادا کرینگے اور کھانے کے مقررہ اوقات پر کھانا تناول فرمائینگے امید ہے دوست جلسہ کے موقعہ پر اوقات کی پابندی کو خاص طور پر پیش نظر رکھیں گے اس سے کارکنان جلسہ کو بھی سہولت رہیگی اور دوست بھی اس موقعہ سے پوری طرح سے مستفید ہو سکیں گے۔

جلسہ فنڈ

احباب سلسلہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ جلسہ فنڈ کی ادائیگی کی طرف جلد توجہ فرمائیں۔ جن دوستوں کی خدمت میں دفتر کی طرف سے جلسہ فنڈ کے متعلق اپیل بھیجی گئی ہے وہ ازراہ مہربانی جلد اس فنڈ کو ادا کریں تاکہ کارپردازان جلسہ کو اشیاء کی خرید و فروخت میں آسانی رہے اور انہیں فنڈ کی کمی کی وجہ سے فکرمند نہ ہونا پڑے امید ہے دوست اس طرف جلد توجہ مبذول فرمائیں گے۔

بستر ساتھ لائیں

"جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو دوست باہر سے تشریف لاتے ہیں ان کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ موسم سرما کا بستر اپنے ہمراہ لائیں۔ جلسہ کے کارکنان کے لئے بستر مہیا کرنا بہت مشکل ہے امید ہے ان مشکلات کو پیش نظر رکھتے ہوئے دوست اپنے سرمائی بستر ضرور ہمراہ لائیں گے۔

بقایا جات

بیرونی جماعتوں کے جن دوستوں کے ذمہ اس سال کے چندوں کے بقایا جات چلے آتے ہیں وہ ان بقایا جات کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ضرور صاف کر دیں۔

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں

ایک اختلاف عقیدہ رکھ کر بیعت کرنیوالے دوست کا مکتوب

نوٹ:- ایک دوست نے اختلاف عقیدہ رکھکر خلیفہ صاحب قادیان کی بیعت کی اور اس کے بعد حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک مکتوب لکھا جو درج ذیل ہے اور ساتھ ہی حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا جواب بھی درج ہے۔ قارئین پیغام صلح ملاحظہ فرمائیں۔ (اڈیٹر)

یا سیدی ویا امیری - السلام علیکم - گو میں نے قادیان کی بیعت کر لی ہے لیکن آپ کی محبت اور آپ کا احترام جو ہر ذرّہ دل وجگر کے کونہ کونہ میں موجود ہے۔ موجود رہے گا۔ آپ کو خدا نے ایک قلب سلیم عطا کیا ہے اور علم سے بہت بڑا حصہ بخشا ہے۔ آپ سے عقیدت جو تھی وہ قائم رہے گی۔

جب خلافت مآب نے میری بیعت اختلاف رکھتے ہوئے بلکہ انہیں عقاید پر رہتے ہوئے منظور کر لی تو میرے پاس دوری کی کوئی حجت باقی نہ تھی۔

علاوہ ازیں اس میں شک نہیں کہ حضرت مولوی نورالدین صاحب کی وفات پر اکثریت نے حضرت میرزا بشیرالدین محمود احمد صاحب کو خلیفہ تسلیم کر لیا تھا۔ چاہے کیسے بھی ہو۔ اور اختلاف رائے کا ہر ایک کو حق ہے لیکن الگ جماعت کھڑی کرنا صرف مبعوث کا ہی حق ہو سکتا ہے جو وحی الٰہی کے ماتحت الگ جماعت کھڑی کرتا ہے۔ غیر مبعوث مجاز نہیں کہ محض اپنی رائے پر کسی گروہ میں تفرقہ ڈالے۔ دین کے معاملہ میں اگر انسان اکثریت کو غلط بھی دیکھے تو بھی ان سے وابستہ رہے۔ اور اگر جبر کا معاملہ ہو تو بہتر ہے کہ خاموشی سے بسر کرے بہ نسبت اس کے کہ تفرقہ ڈالنے کا بوجھ اٹھائے۔ میرے عقائد وہی ہیں صرف فرق اس قدر ہے کہ خلافت محمدیہ میں ضرور ہونی چاہیئے۔

اور میں اس سے وابستہ رہوں گا۔ میں اپنے عقائد کا اظہار بہ بانگ بلند کرتا ہوں۔ اور یہی صحیح ہے۔ میں نئی جماعت کا بوجھ اٹھانے سے ڈرتا ہوں انشاء اللہ جلد ملنے کی کوشش کروں گا۔

(..........)

حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ کا جواب

اخویم مکرم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

ایک خط میں میں خلافت اور اکثریت پر بحث نہیں کر سکتا۔ مجھے یہ خوشی ہے کہ آپ عقاید حقہ پر قائم ہیں مگر آپ ان کا اعلان نہیں کر سکتے۔ اور نہ صرف دنیا کی نظروں میں بلکہ عنداللہ بھی غلط عقاید کی ترویج میں معاون ہو رہے ہیں۔ آپ کا مال ان عقاید کے پھیلانے پر صرف ہو رہا ہے۔ جنہیں آپ قرآن شریف وحدیث وبروئے تحریرات حضرت مسیح موعود غلط سمجھتے ہیں اور تعجب ہے کہ تیس سال کے بعد کونسی نئی بات پیش آئی۔ آپ کہتے ہیں کہ اکثریت ہی کے خلاف اور تنہا اس خلیفہ کا مقابلہ کیا جو خلافت کا اہل نہ تھا۔ وہ مبعوث تو نہ تھے۔ آپ کے دادا ہیں۔ اور آپ کے دل میں یقیناً ان کا احترام موجود ہوگا کیا ہمیں وہ حق حاصل نہیں جو امام حسین کو تھا۔ کاش کسی وقت آپ ملتے تو زبانی گفتگو ان معاملات پر ہو سکتی۔

اس وقت بھی میرا دل چاہتا ہے کہ آپ جلسہ سالانہ میں زیادہ نہیں تو ایک دو دن کے لئے ہی شامل ہوں۔ والسلام۔

خاکسار محمد علی

ارشادِ امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

(۱) بچوں کو سات سال کی عمر سے قرآن کریم کا ترجمہ سکھانا شروع کرو۔
(۲) بچوں کو سات سال کی عمر سے تبلیغ اسلام کے لئے کچھ خرچ کرنیکی عادت ڈالو
(۳) بچوں کو سات سال کی عمر سے نماز کی عادت ڈالو۔

خانبہادر میاں محمد صادق صاحب کے مضامین پر

ایک دوست کا تبصرہ

رسالہ فرقان ماہ اکتوبر ۱۹۴۴ء میں ایک مضمون خان بہادر میاں محمد صادق صاحب کا پڑھا از حیثیت ایک غیر جانبدار ہونے کے پڑھا۔ چونکہ میں خود حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب۔ امیر جماعت احمدیہ لاہور کی ملاقات مئی ۱۹۴۲ء میں کر چکا تھا۔ جبکہ میں ایک ضروری کام کے سلسلہ میں لاہور گیا۔ اور مسلم ٹاؤن میں اپنے ایک دوست مولانا مرتضےٰ خان صاحب کے ہاں ٹھیرا میں نے ان سے حضرت مولانا کے ساتھ ملاقات کی خواہش کا اظہار کیا۔ چونکہ میں عموماً الفضل اور فرقان کے مطالعہ سے حضرت مولینا صاحب کو قریباً ایسا ہی سمجھتا تھا جیسا کہ خان بہادر صاحب نے فرقان میں اظہار کیا ہے۔ چنانچہ میرے دوست مولینا مرتضےٰ خان صاحب نے حضرت مولانا صاحب سے ملاقات کرائی۔ حضرت مولوی صاحب نہایت ہی سادہ لباس میں ملبوس تھے۔ جو نقشہ میں نے فرقان اور الفضل کے پڑھنے سے اپنے دل میں جمایا ہوا تھا۔ خدا گواہ ہے کہ بالکل اس کے برعکس پایا۔ حضرت ممدوح نے دوران گفتگو میں نہایت ہی اخلاق فاضلہ کا نمونہ دکھایا اور میں حیران تھا کہ قادیان کے اخبارات کس قدر مغالطہ دیتے رہے۔ حضرت مولوی صاحب سے میں نے اختلافی مضامین کے متعلق بھی بات کی۔ اور حضرت ممدوح نے نہایت ہی عالمانہ رنگ میں جواب دیا۔ جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام آپ کی زبان سے نکلتا وہ نہایت ہی رقت آمیز ہوتا۔ آج جن باتوں کی طرف خان بہادر صاحب توجہ دلا رہے ہیں۔ یہی باتیں میں نے کئی دفعہ احباب جماعت قادیان کو کہی ہیں۔ کہ آج قادیان وہ نہیں ہے۔ جو کہ حضرت مرزا صاحب کے وقت میں تھا۔ جس کے جواب میں عموماً احباب یہی کہتے ہیں کہ کیا عمدہ کھانا۔ اعلےٰ لباس۔ عمدہ مکان حرام ہیں اور مثال کے طور پر حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کا حوالہ دیتے ہیں۔

ایک دفعہ ڈاکٹر محمد دین صاحب جو کہ لاہوری جماعت کے فرد ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے خادم ہیں اور اختلاف کے بعد کبھی قادیان نہ گئے تھے۔ اپنے بھائی ڈاکٹر احمد دین صاحب کے ہمراہ قادیان گئے۔ اور وہاں چند یوم قیام کیا جب وہ واپس تشریف لائے تو میں نے ان سے دریافت کیا اور مجھے خوشی ہوئی کہ وہ قادیان گئے۔ کہ سنا ہے قادیان گئے تھے۔ کیا دیکھا۔ انہوں نے معاً کہا۔ کہ بس پیرس اور لنڈن ہی ہے۔ گذشتہ سال کے سالانہ جلسہ میں کھاریاں سے ایک غیر احمدی مسمی تاجدین قادیان دیکھنے کے لئے گیا۔ اس نے واپس آکر کئی جگہ بیان کیا کہ فقیری وہاں نہیں ہے۔ البتہ امیری بہت ہے۔ اعلیٰ اعلیٰ کوٹھیاں اور مکانات ہیں۔

مجھے فرقان کا مضمون پڑھکر سخت حیرت ہوئی۔ کہ خان بہادر صاحب عرصہ تیس سال سے ایک ایسے شخص کی قیادت میں خاموش رہے اور فوراً کیوں ان سے علیٰحدہ نہ ہوگئے جبکہ ان کے نزدیک مولانا صاحب کا یہ حال تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام مولینا محمد علی صاحب کی نسبت فرما گئے ہیں:-

"کہ ہماری غرض مدرسہ کے اجراء سے محض یہ ہے۔ کہ دین کو دنیا پر مقدم کیا جائے۔ . . . .
مشکل تو یہ ہے کہ جس کو ذرا بھی استقرار ہو جائے۔ وہ دنیا کی طرف جھک جاتا ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں۔ ایسے لوگ پیدا ہوں جیسے مولوی محمد علی صاحب کام کر رہے ہیں۔ زندگی کا کوئی بھروسہ نہیں اور وہ اکیلے ہیں ان کا ہاتھ بٹانے والا یا قائم مقام نظر نہیں آتا"

حوالہ اخبار الحکم۔
مورخہ ۳۰ $\frac{11}{1905}$

اب ایک طرف فرقان کو پڑھیں اور دوسری طرف اخبار الحکم ۳۰ $\frac{11}{1905}$ کو پڑھیں۔ کس پر عمل کریں۔ مرشد کچھ کہتا ہے اور مرید کچھ لیکن جو بات مرشد کہے وہی سچ ہے۔ اور یہی حق ہے اور آسمان وزمین کے خدا نے اپنے الہام میں بھی اس کی تصدیق کر دی۔ کیا جناب خان بہادر صاحب اپنے مضمون مندرجہ فرقان و الفضل میں نظر ثانی فرمائیں گے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی فراست کو صحیح سمجھ کر گواہی دیں گے۔ خدا تعالےٰ سب کو توفیق دے۔ والسلام۔

خاکسار
فضل الٰہی سپرنٹنڈنٹ بوگی کھاریاں
ضلع گجرات

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد

اس جلسہ کے اغراض میں سے بڑی غرض تو یہ ہے کہ تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقع ملے اور ان کے معلومات وسیع ہوں اور خداوند تعالیٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو پھر اس کے ضمن میں یہ بھی فوائد ہیں کہ اس ملاقات سے تمام بھائیوں کا تعارف بڑھے گا۔ اور اس جماعت کے تعلقات اخوت استحکام پذیر ہوں گے۔ ماسوا اس کے اس جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں۔ کیونکہ اب یہ بات ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے تیار ہو رہے ہیں ..... سو اے عزیزو یقیناً سمجھو کہ یہ ہمارے لئے ہی جماعت تیار ہونے والی ہے، خدا تعالیٰ کسی صادق کو بے جماعت نہیں چھوڑتا۔ انشاء اللہ القدیر سچائی کی برکت ان سب کو اس طرف کھینچ لائے گی خدا تعالیٰ نے آسمان پر یہی چاہا ہے اور کوئی نہیں کہ اس کو بدل سکے۔ سو لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں۔ اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ ہرجوں کی پروا نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔

اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔ عنقریب وہ وقت آتا ہے بلکہ نزدیک ہے کہ اس مذہب میں نہ نیچریت کا نشان رہے گا اور نہ نیچر کے تفریط پسند اور اوہام پرست مخالفوں کا نہ خوارق کے انکار کرنے والے باقی رہیں گے، اور نہ ان میں بیہودہ اور بے اصل اور مخالف قرآن روایتوں کو ملانے والے اور خدا تعالیٰ اس امت وسط کے لئے بین بین کی راہ زمین پر قائم کر دے گا۔ وہی راہ جس کو قرآن لایا تھا۔ وہی راہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو سکھائی تھی۔ وہی ہدایت جو ابتدا سے صدیق، شہید اور صلحا پاتے رہے۔ یہی ہوگا اور یہی ضرور ہوگا۔ جس کے کان سننے کے ہوں سنے۔ مبارک وہ لوگ ہیں جن پر سیدھی راہ کھولی جائے۔

بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی ہر ایک مرادات کی راہیں ان پر کھول دے اور روز آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر ایک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

سامانہ میں درس قرآن مجید

احباب جماعت سامانہ کی مدت سے یہ تمنا تھی۔ کہ اللہ کریم اپنے افضال و اکرام سے کوئی ایسی مبارک ساعت نصیب فرمائے کہ اس کے کلام پاک قرآن مجید کے درس سننے کی سعادت میسر ہو جائے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ مولا کریم نے محض فضل خاص سے احباب کی اس قلبی آواز کو قبول فرمایا۔

چنانچہ گذشتہ ماہ احباب نے مشورہ کر کے ایک درخواست متفقہ طور سے دستخطوں کے ساتھ حضرت امیر ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مبارک خدمت میں پیش کر کے التجا کی کہ مولوی محمد یوسف صاحب گرنتھی کو سامانہ مامور فرما دیا جاوے تو انشاء اللہ بہتر اور مفید نتائج پیدا ہونے کا یقین ہے۔ کیونکہ سال رواں کے گذشتہ مہینوں میں قدرتاً کچھ ایسے حالات پیدا ہو گئے تھے جن کے سلسلہ میں مکرم چوہدری فضل الرحمن صاحب کو شہر کے مختلف محلوں میں عرصہ تک متواتر تقاریر کرنے کا موقعہ میسر ہوا۔ اللہ کریم نے مولوی صاحب موصوف کی قوت بیانیہ کی

وجہ سے دیگر مسلمانوں کے دلوں پر ایسا اثر کیا کہ صاحب موصوف اور جماعت احمدیہ کی محبت و عزت سب مسلمانوں کے قلوب میں خاص طور سے پیدا ہو گئی ان حالات کی بناء پر احباب نے ضروری سمجھا کہ حضرت ممدوح الشان ایدہ اللہ بنصرہ سے استدعا کی جائے۔ کہ ان ایام میں گرنتھی صاحب موصوف کی ماموری بھی سامانہ فرما دیں۔ تاکہ خدا کے فضل کے بھروسہ پر دوگنی طاقت سے کام کیا جاوے

چنانچہ حضرت ممدوح ایدہ اللہ بنصرہ نے خدام کی درخواست کو شرف قبولیت بخش کر احسان فرمایا۔ اور گرنتھی صاحب موصوف کو سامانہ پہنچنے کی اجازت فرمائی۔ گرنتھی صاحب موصوف نے یہاں تشریف فرما ہو کر مسجد خیاطاں میں درس قرآن کریم کا سلسلہ شروع کر دیا۔ خدا کے فضل سے درس قرآن پاک کے ایسے ایسے باریک معارف بیان فرماتے ہیں جو اپنوں اور غیروں کیلئے قوت اور ازدیاد ایمان کا باعث ہوتے ہیں

اور اسی وقت عجیب قسم کا سرور و حظ حاصل ہوتا ہے چند روز میں ہی شائقین کلام پاک سننے کیلئے باوجود سردی کے دور دور کے محلوں سے تشریف لا کر درس میں شامل ہو کر سعادت دارین حاصل کرتے ہیں۔

موصوف نے سورۃ آل عمران کا درس شروع کیا ہوا ہے۔ چونکہ یہ سورت بالخصوص عیسائی مذہب سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے اس میں احمدیت کے اکثر مسائل درس کے ضمن میں آجاتے ہیں جس پر خوب سیر کن بحث کی جاتی ہے۔

درس کلام پاک کا بہت معقول اثر ہو رہا ہے خود جماعت احمدیہ کے احباب کے معلومات میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ اور غیر از جماعت احباب بھی بہت متاثر ہو رہے ہیں۔

خدا کے فضل سے یہ امید ہے۔ کہ اگر کم از کم چھ ماہ تک اسی طرح درس قرآن کا یہ سلسلہ جاری رہا تو انشاء اللہ احمدیت کے متعلق بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہو جائے گا۔

درس قرآن کریم کے علاوہ انفرادی طور سے بھی شہر کے بعض معززین کے مکانوں پر پہنچکر ملاقاتیں کی جاتی ہیں جو ذریعہ تبلیغ ہیں۔ چنانچہ خاکسار خود اور عزیز برادر خلیفہ محمد اسلم صاحب مکرم گرنتھی صاحب موصوف کی معیت میں روزانہ جایا کرتے ہیں۔ دعا فرمائی

جاویں کہ اللہ کریم محض اپنے فضل و کرم خاص سے ان مقاصد میں کامیابی مرحمت فرمائے اور جماعت احمدیہ کو قوت اور ترقی عطا فرمائے آمین ثم آمین۔

خاکسار۔ محمد شفیع علوی
محلہ سادات بخاریاں
احمدیہ بلڈنگس سامانہ ریاست پٹیالہ

پیغام صلح کا چندہ ادا فرمائیں

پیغام صلح کے خریدار صاحبان سے درخواست ہے کہ وہ جلسہ سالانہ پر آئندہ سال کا چندہ ادا فرمائیں اور اپنے بقایاجات صاف کریں۔ اخبار کو روپیہ کی بے حد ضرورت ہے کاغذ کی غیر معمولی گرانی کی وجہ سے مصارف میں بہت زیادہ اضافہ ہو چکا ہے۔ امید ہے اس درخواست پر خاص توجہ فرمائی جائے گی۔

مینیجر

مکتوب امیر ایدہ اللہ تعالیٰ

جماعت کے بیرونی دوستوں کو جلسہ سالانہ کے متعلق ضروری ہدایات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

برادران مکرم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

۱۔ سالانہ جلسہ میں شامل ہونے کو بانی سلسلہ نے خاص اہمیت دی تھی اور تمام احباب کو جو زاد راہ کی گنجائش نکال سکیں یہ ارشاد فرمایا تھا کہ وہ سالانہ جلسہ پر ضرور اکٹھے ہوا کریں۔ جو شخص جلسہ میں شمولیت کے لئے پرواز ور نہیں لگاتا وہ ایک رنگ میں حضور کے اس ارشاد کو استخفاف کی نگاہ سے دیکھتا ہے سو اس کی تعمیل کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اگر آپ عزم کر لیں تو انشاء اللہ رکاوٹیں بھی دور ہو جائیں گی سوائے ایسی بیماری کے جو سفر کی اجازت نہ دیتی ہو یا ملازمت کی صورت میں رخصت نامنظور ہو جائے اور کوئی مانع نہ ہونا چاہیئے۔ دل میں تڑپ ہو تو سامان بھی مہیا ہو جاتے ہیں۔

۲۔ حضور کا یہ تاکیدی ارشاد ان لوگوں کے لئے تھا جو تمام سال میں کئی کئی دفعہ مامور من اللہ کے فیض صحبت سے مستفیض ہوتے رہتے تھے۔ اب جبکہ جماعت کی روحانی تربیت کا یہی ایک ذریعہ رہ گیا ہے اور بھی زیادہ ضروری ہے کہ آپ سالانہ جلسہ پر حاضری کو اپنا اولین فرض سمجھیں۔

۳۔ اس سال کے جلسہ کو یہ خاص اہمیت حاصل ہے کہ ایک طرف کام کے اور دوسری طرف خدا کے فضلوں کے نئے رستے کھل رہے ہیں۔ جنگ کا خاتمہ جو اب قریب نظر آ رہا ہے یہ چاہتا ہے کہ ہمارا قدم تبلیغ کے رستے میں زیادہ مضبوطی سے اور زیادہ تیز اٹھے۔ اس کے لئے حتی الوسع سب احباب کی شرکت کی ضرورت ہے تاکہ جو قدم ہم اٹھائیں سب مل کر اٹھائیں۔

۴۔ ایسے بچوں کو جن کی عمر سمجھنے کے قابل ہو گئی ہے اپنے ہمراہ لائیں تاکہ ان کے دلوں میں اس کام کی اہمیت بچپن سے بیٹھ جائے۔

۵۔ اپنے دائرہ واقفیت میں یہ کوشش کریں کہ سب بھائی اس جلسہ میں شامل ہوں اور جو سست نظر آئیں ان کو خاص طور پر سمجھائیں جو شوق رکھتے ہوں اور زاد راہ نہ رکھتے ہوں ان کی مدد کریں۔

۶۔ جماعت کی قلت کی وجہ سے ہمارا کام کمزور ہے۔ ایک دو آدمی جن پر آپ اثر ڈال سکیں ہمراہ لائیں۔ یہ تبلیغ کی بہترین صورت ہے۔ اگر آپ کی تھوڑی سی کوشش سے یا چند پیسوں کے خرچ سے جماعت میں ایک آدمی کا بھی اضافہ ہو جائے تو یہ اس کوشش اور خرچ کا بہت بڑا ثمرہ ہے۔

۷۔ پورے تین دن نکال کر آئیں۔ اگر آپ کے ساتھ خواتین ہیں ۲۴ کی صبح تک پہنچ جائیں۔ ورنہ ۲۵ کی صبح تک اور ۲۷ دسمبر چار بجے تک ضرور ٹھہریں تاکہ اس اجتماع کے پورے فوائد سے متمتع ہو سکیں۔ والسلام

خاکسار محمد علی امیر جماعت احمدیہ لاہور۔

مسلم خواتین کا عظیم الشان جلسہ اور دستکاری کی مشہور نمائش

احمدیہ انجمن خواتین اسلام کا انیسواں سالانہ جلسہ مورخہ ۲۴ دسمبر ۱۹۴۴ء بروز اتوار بوقت دس بجے صبح مسلم ہائی سکول احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں منعقد ہوگا۔ بہت سی لائق خواتین اپنے خیالات سے بہنوں کو مستفید فرمائیں گی۔ جلسے کے ساتھ حسب سابق دستکاری کی ایک

عمدہ نمائش

ہوگی جس میں سب قسم کی دستکاری بغرض فروخت رکھی جائے گی۔ کڑھے ہوئے ململ کے دوپٹے۔ بچوں کے اونی سویٹر۔ موزے وغیرہ۔ ٹیبل کلاتھ۔ کشن۔ ٹی کوزیاں۔ اور گڑیاں وغیرہ واجبی قیمت پر مل سکیں گی۔ تمام خواہران اسلام کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ تشریف لا کر اس اسلامی اجتماع کو کامیاب بنائیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

نوٹ

جلسہ وقت پر شروع کر کے دو بجے ختم کر دیا جائے گا۔ اس لئے سب بہنیں پابندی وقت کا خاص خیال رکھیں اور مہربانی سے ننھے بچوں کو ہمراہ نہ لائیں۔
(لاؤڈ سپیکر کا انتظام ہوگا)

الداعیات

بیگم محمد علی سکرٹری احمدیہ انجمن خواتین اسلام۔ لاہور
بیگم عبد اللہ سکرٹری احمدیہ ینگ ویمن ایسوسی ایشن۔ لاہور

مکمل کورس امتحان دینیات

پروفیسر سعد اختر صاحب ایم اے۔ بی ٹی سرائے عالمگیر ضلع جہلم سے لکھتے ہیں کہ اس ہفتہ کے پیغام صلح میں جو ڈاکٹر شیخ عطاء اللہ صاحب کے کامیابی کے متعلق پڑھا تو میرے دل میں بھی ایک تڑپ پیدا ہوئی کہ اب مجھے بھی اس طرف توجہ دینی چاہیئے۔ یونیورسٹیوں کے امتحانات تو ختم ہو چکے اب دینیات کے بحر ذخار میں غوطہ لگانا چاہیئے از راہ کرم آپ مجھے دینیات کے تمام امتحانات کے کوائف ارسال کریں پرچہ حل کرنے کے متعلق ضروری ہدایات اور ضروری کتب برائے مطالعہ بھی لکھیں۔ لہذا ان کی آگاہی کے لئے نیز ان سب احباب کی آگاہی کے لئے جو پروفیسر سعد اختر صاحب کی طرح شوق رکھتے ہیں اطلاع دی جاتی ہے کہ مکمل کورس پانچ سال کے لئے ہے جو نیچے درج کیا جاتا ہے۔ ہر ایک سال کے کورس کا امتحان ہر سہ ماہی کے آخر پر صرف ایک مضمون کا بہ ترکیب ذیل ہوتا ہے

سہ ماہی اول مختتمہ اخیر مارچ کا شروع اپریل میں قرآن کریم کے مضمون کا
〃 〃 دوم 〃 〃 جون 〃 〃 〃 جولائی 〃 مسائل دینیات و حدیث کا
〃 〃 سوم 〃 〃 ستمبر 〃 〃 〃 اکتوبر 〃 سیرت و تاریخ 〃 〃 〃
〃 چہارم 〃 〃 دسمبر 〃 〃 〃 جنوری 〃 کتب سلسلہ . . . . کا

امتحان درجہ وار پاس کرنا ہوگا یعنی پہلے سال اول کے کورس کا پھر سال دوم کا پھر سال سوم کا پھر چہارم کا پھر پنجم کا۔ جو صاحب ان امتحانوں میں شامل ہونا چاہیں ہر سہ ماہی کے شروع میں دفتر سکرٹری میں اپنا نام و پتہ درج رجسٹر کرا دیا کریں تاریخ مقررہ امتحان پرچہ کا اعلان اخبار پیغام صلح میں دو ہفتے پہلے کر دیا جائے گا۔ سوالات بند لفافہ میں ہر امیدوار کو بھیجے جائیں گے جن کے جواب وقت مقررہ کے اندر بلا کسی امداد کے اور بغیر دیکھے کسی کتاب کے تحریر کر کے واپس دفتر سکرٹری میں بذریعہ پیکٹ بک پوسٹ کر کے بھیجنے ہوں گے۔

درجہ	قرآن کریم	سیرت و تاریخ	مسائل دینیات حدیث	کتب سلسلہ
درجہ اول	سورۃ فاتحہ و بقرہ کا ترجمہ تفسیر مطابق بیان القرآن	سیرت خیر البشر	مسائل طہارت۔ نماز۔ روزہ بموجب رسائل مولوی مصطفےٰ خاں صاحب	رسالہ مسیح موعود مصنفہ حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب۔
درجہ دوم	سورۃ آل عمران۔ نساء۔ مائدہ۔ ترجمہ۔ تفسیر مطابق بیان القرآن 〃 〃 〃	تاریخ خلافت راشدہ مؤلفہ مولانا محمد علی صاحب 〃 〃 〃	مسائل زکوٰۃ۔ حج۔ از رسائل مولوی مصطفےٰ خاں صاحب 〃 〃 〃	تحریک احمدیت مصنفہ حضرت مولینا محمد علی صاحب سلسلہ تصنیفات احمدیہ حصہ سوم یعنی توضیح مرام ازالہ اوہام فتح اسلام از حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔
درجہ سوم	سورۃ انعام، اعراف، انفال، توبہ ترجمہ و تفسیر مطابق بیان القرآن	سیرت عائشہ صدیقہ۔ ملک محمد الدین صاحب صوفی پنڈی بہاؤ الدین۔ سیرت صحابہ و سیرت صحابیات دار المصنفین اعظم گڑھ	حدیث فضل الباری ترجمہ صحیح بخاری از حضرت مولینا مولوی محمد علی صاحب ایدہ اللہ۔	آئینہ احمدیت مصنفہ مولوی دوست محمد صاحب، تعلیم اسلام یا اسلامی اصول کی فلاسفی۔ النبوۃ فی الاسلام از حضرت مولینا محمد علی صاحب انجام آتھم صرف اردو حصہ ص ۱ تا ۶۲ از حضرت مسیح موعود و ضمیمہ انجام آتھم ص ۱ تا ۳۶
درجہ چہارم	سورہ یونس، ہود، یوسف، رعد، ابراہیم، حجر، نحل، بنی اسرائیل، کہف، مریم، طٰہٰ، حج، مومنون، نور، فرقان، شعرا، قصص، عنکبوت	الفاروق مصنفہ شبلی نعمانی۔ تاریخ بنو امیہ۔ تاریخ ہسپانیہ۔	فضل الباری صفحہ ۱۶۲ تا ۳۷۳	آئینہ کمالات اسلام، برکات الدعا، جنگ مقدس حجۃ الاسلام۔ سرمہ چشم آریہ
درجہ پنجم	سورہ روم، تا ختم قرآن	تاریخ بنو عباس، حروب صلیبیہ، سلطان محمود حالات اورنگ زیب	فضل الباری از صفحہ ۳۷۴ تا ۹۲۹	براہین احمدیہ ہر چہار حصص۔ ملفوظات اولیائے امت۔ تطہیر الاولیا۔ فصل الخطاب

لاہور کی سب احمدی خواتین

جلسہ سالانہ میں ضرور شریک ہوں

اہلِ بیت کا دنیا پرستی کے ابتلا میں مبتلا ہونا

پھر انہی کی طرف (اہلِ بیت کی طرف) اشارہ کر کے الہام ہوا

"ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر"

از جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسمانی اہلِ بیت کے متعلق واقعات کی بنا پر اگر یہ کہا جائے کہ انھوں نے حضرتؑ کی تعلیم و اعتقاد کو بگاڑ کے سلسلہ کی صداقت پر ایک بڑا ابتلا وارد کیا ہے تو جو اصحاب حضرت اقدسؑ کی صداقت کے قائل اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کو منجانب اللہ تحریک یقین کرتے ہیں ان میں سے اکثر کی طبائع پر یہ امر بہت گراں گذرتا ہے۔ بلکہ بہتیرے قادیانی دوست تو اس نظریہ کے قائل ہو چکے ہیں کہ حضرت اقدسؑ کی صداقت اور آپ کے جسمانی اہلِ بیت و خاندان کا راہ راست پر ہونا لازم و ملزوم باتیں ہیں۔ ان اصحاب کے نزدیک یہ ضرورت ہی محسوس نہیں ہوتی کہ وہ غور کریں کہ آیا حضرت اقدسؑ کی تعلیم و عقائد وہی کچھ ہیں جن پر آج حضرت اقدسؑ کے فرزند اور خاندان قائم ہیں اسلئے کہ اس قسم کے لوگ اس اصول کے قائل ہیں کہ حضرت اقدس کی صداقت اس امر کو مستلزم ہے کہ آپ کے جسمانی اہلِ بیت بھی صداقت پر قائم ہوں اور اگر ان میں کسی پر اہلبیت کی اعتقادی یا عملی گمراہی از روئے واقعات ثابت ہو جائے تو جھٹ اس سے یہ نتیجہ نکال لیا جاتا ہے کہ پھر نعوذ باللہ حضرت بانی سلسلہ اور آپ کے سلسلہ کی صداقت ہی مشکوک و مشتبہ ہے اور یہ لوگ بانی اور سلسلہ سے منہ موڑنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ یہی سب سے بڑی وہ الجھن ہے جس کے باعث اکثر قادیانی دوست نہ تو میاں محمود احمد کے اعتقادات کو حضرت اقدسؑ کی تعلیم پر پرکھنے کے لئے تیار ہوتے ہیں اور نہ ہی اس بات کے لئے اپنے اندر یہ جرأت پاتے ہیں کہ اگر انہیں میاں صاحب و حضرت اقدسؑ کی تعلیموں اور اعمال میں تضاد نظر آ جائے تو وہ مؤخر الذکر کو مقدم کر سکیں۔ یہ بالکل وہی ذہنیت ہے جو پاپائے روم نے یورپ کی "تاریک قرون" میں اپنے معتقدین کے اندر ودیعت کر رکھی تھی اور جس کے باعث ہی پوپ کا تقدس و اقتدار قائم و مسلم ہو رہا تھا۔ جس کسی نے پوپ کی علمی یا عملی گمراہی کا از روئے واقعات نام لیا وہی گردن زدنی ٹھہرایا گیا اور دلیل اس پر یہی قائم کی جاتی تھی کہ اگر خلفائے مسیح غلط یا بے راہرو ہیں تو اس سے تو خود حضرت مسیح پر حرف آتا ہے کیونکہ وہ آپ کی گدی پر متمکن ہیں نیز یہ کہ خلافت بابا پائیت میں انتشار در اصل مسیحیت میں تفرقہ کے مترادف ہے۔ مذہب اسلام کا بنیادی پتھر لا تزر وازرۃ وزر اخری کے اصول پر قائم ہے نہ باپ بیٹے کا ذمہ وار قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی نسل کسی مقدس انسان کی ظاہر رنگ میں جانشینی کر کے مؤخر الذکر کی صداقت پر حرف لا سکتا ہے۔ یہ بہت بدقسمتی کی بات ہے کہ آج کل عام لوگ ان دو امور میں تمیز کرنے کے قابل نہیں رہے اور یہی وہ اصل باعث ہے جس کی وجہ سے اسلام روبہ تنزل ہو گیا ہے۔

قبل اس کے کہ یہ بیان کیا جائے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیش نظر کونسے انتہائی مقاصد و اغراض تھے اور موجودہ قادیانی نظام خلافت نے کس طرح ان اعلےٰ مقاصد کی بجائے ادنیٰ اغراض کو سامنے رکھ لیا ہے اور یہ وہ اصل محرک ہے جس کی وجہ سے موجودہ قادیانی تعلیم عقاید گھڑے گئے اس امر کے متعلق وضاحت کر دینا ضروری معلوم ہوتی ہے کہ خود حضرت اقدسؑ پر بھی خدا تعالیٰ کی جانب سے آپ کے جسمانی اہلِ بیت کی گمراہی منکشف کر دی گئی تھی۔

تذکرہ صفحہ ٤٧٧ پر یہ عبارت درج ہے:۔

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا۔ تفہیم یہ ہوئی کہ اے اہل خانہ خدا تمہارا امتحان کرنا چاہتا ہے۔ تا معلوم ہو کہ [illegible] کے ارادوں پر ایمان رکھتے ہو یا نہیں [illegible] وہ اے اہل بیت تمہیں پاک کرے جیسا کہ حق ہے پاک کرنے کا۔ اور پھر انہی کی طرف اشارہ کر کے الہام ہوا۔

ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر"

پھر الہام ہوا۔

"یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم

اس میں تفہیم یہ ہوئی کہ اے اہلِ بیت کسی دوسرے کو تکیہ گاہ مت بنا۔ وہی خدا تیرا متکفل اور رازق ہے جس نے تجھے پیدا کیا"

اب متذکرہ بالا الہامات اور حضرت اقدسؑ کی تشریح عیاں ہے کہ حضرت اقدسؑ پر یہ انکشاف ہو چکا تھا کہ آپ کے بعد آپ کے اہل بیت دینی اغراض سے غافل و بے پروا ہو کر دنیا پرستی میں مبتلا ہو جائیں گے چنانچہ اسی امر کو پیش نظر رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ نے حضرت اقدسؑ کو ارشاد فرمایا کہ گو آپ کے لئے آپ کے اہل بیت کا گمراہی و ضلالت میں مبتلا ہو جانا ایک بڑا بھاری امتحان ہے لیکن اس خدائی امتحان کو آپ قبول کریں۔ یہ امر مقدر ہو چکا اور اٹل ہے۔

تذکرہ صفحہ ٥٥٥ پر یہ عبارت موجود ہے۔

"ولا تکلمنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون وعد علینا حق۔

ترجمہ:۔ ان لوگوں کے بارہ میں میرے ساتھ بات نہ کر جو ظالم ہیں یعنی دنیا کو دین پر مقدم رکھتے ہیں اور دنیا کے ہموم و غموم میں لگ کر دین کے پہلو سے لاپروا ہیں میں ان کو ضرور غرق کرونگا اور ناکامی میں مریں گے یہ خدا کا سچا وعدہ ہے جو نہیں ٹلے گا۔

میرے خیال میں یہ الہام ہماری جماعت کے بعض افراد کی نسبت ہے جو دنیا کے ہموم و غموم میں حد سے بڑھ گئے ہیں اور دین کی فکر اور غم سے لاپرواہ ہیں۔ گویا خدا تعالےٰ مجھے ہدایت فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کے لئے دعا مت کر ان کی شفاعت مت کر۔ کیونکہ جیسا کہ ان کا دین مر گیا ان کی دنیا بھی مرے گی۔ ظاہر ہے کہ دعا دوستوں کے لئے ہوتی ہے نہ کہ دشمنوں کے لئے۔ پس اسی قرینہ سے میں سمجھتا ہوں کہ یہ الہام خاص دوستوں کے لئے ہے اور ایک بڑے عذاب سے ان کو ڈرایا گیا ہے اور ممکن ہے کہ وہ عذاب دوسروں کے لئے بھی ہو۔ مگر ایسے لوگوں کے لئے بھی ضروری ہے کہ جو بظاہر اس جماعت میں داخل ہیں مگر ان کی حالت دنیا پرستی کی ہمارے اصول کے خلاف ہے"

حضرت نوح علیہ السلام کے ذکر میں قرآن کریم میں یہ ارشاد واقع ہوا ہے کہ حضرت نوحؑ نے بار بار اپنے جسمانی اہلِ بیت کے بچاؤ کے لئے دعا کی جس کے جواب میں آپ کو یہ کہا گیا ولا تکلمنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ یہی آیت حضرت اقدسؑ کو الہام ہوئی جس کے معنے بھی جیسے کہ اوپر کا اقتباس ظاہر کر رہا ہے آپ نے یہی کئے کہ اس میں منکر و مخالف مراد نہیں بلکہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے حضرت اقدسؑ بار بار دعا اور شفاعت فرماتے ہیں اگر اس امر میں شک ہو کہ گو اس الہام کی تشریح میں حضرت نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ یہ اپنی جماعت کے افراد کے متعلق ہے مگر اس میں کوئی تخصیص نہیں کہ اس سے مراد آپ کے ہی جسمانی اہلِ بیت ہیں تو اس کے لئے ہمیں حضرت اقدسؑ کے دیگر الہامات دیکھنے چاہئیں وہاں اس کی وضاحت ہو جاتی ہے

چنانچہ تذکرہ صفحہ ٨٥ پر مفصلہ ذیل الہامات درج ہیں:۔

"لعلک باخع نفسک الا یکونوا مؤمنین۔ لا تقف ما لیس لک بہ علم۔ ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون۔ یا ابراھیم اعرض عن ھذا انہ عمل غیر صالح"

اس پر تذکرہ میں یہ نوٹ دیا گیا ہے۔

نوٹ "براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ٨٨ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وحی الٰہی کی دوسری قرأت انہ عمل غیر صالح ہے"

حضرت نوح علیہ السلام نے جب بار بار اپنے جسمانی اہلِ بیت کے متعلق طوفان سے بچائے جانے کے لئے دعا و سفارش کی تو اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے جواب ملا یہ دعا منظور نہیں کی جا سکتی چنانچہ قرآن کریم میں یوں ذکر آیا ہے:۔

ونادیٰ نوح ربہ فقال رب ان ابنی من اھلی وان وعدک الحق وانت احکم الحاکمین۔ قال ینوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح فلا تسئلن ما لیس لک بہ علم انی اعظک ان تکون من الجاھلین۔

اور اسی قسم کے فقرات حضرت اقدسؑ کے الہامات میں آئے ہیں لا تقف ما لیس لک بہ علم ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون یا ابراھیم اعرض عن ھذا انہ عمل غیر صالح۔ ان الہامات میں جو یہی فقرہ ولا تخاطبنی والا آیا ہے جس کی تشریح حضرت اقدسؑ نے یہ فرمائی کہ اس سے مراد اپنی جماعت کے وہ افراد ہیں جن کی حالت دنیا پرستی کی ہمارے اصول کے خلاف ہے اور اس کے آگے جو فقرہ یا ابراھیم اعرض عن ھذا انہ عمل غیر صالح آیا تو اب ان دونو مقامات کو ملانے سے یہ امر عیاں ہو جاتا ہے کہ جماعت کا وہ حصہ جس کا ذکر انھم مغرقون میں ہے وہی ہے جس کا تعلق حضرت کے جسمانی اہلبیت سے ہے اور جس کے متعلق انہ عمل غیر صالح آیا۔ اور بالکل یہی بات حضرت اقدس کی تشریح میں موجود ہے جو انھوں نے اپنے الہامات

"یا ایھا الناس اعبدوا ربکم الذی خلقکم" اور

"ہے تو بھاری مگر خدائی امتحان کو قبول کر"

کی کی ہے جیسے کہ اوپر دکھایا جا چکا ہے ان جملہ الہامات سے مفصلہ ذیل امور واضح ہیں:۔

(١) حضرت اقدسؑ نے جو بار بار اپنے جسمانی اہل بیت کے لئے دعا فرمائی تو اس کا جواب یہ ملا کہ انہیں دنیا پرستی کے ابتلاء میں مبتلا کیا جائے گا اور یہ حضرت اقدسؑ کے لئے بھی ایک بھاری امتحان ہے جسے آپ کو قبول کرنا چاہیئے۔

(٢) حضرت اقدسؑ کی جماعت کا وہ حصہ جو آپ کے اہل بیت سے وابستہ ہے دینی اغراض و مقاصد کے لحاظ سے انھم مغرقون کا مصداق ہوگا۔

(٣) حضرت اقدسؑ کو حضرت نوحؑ سے اس رنگ میں مماثلت ہے کہ جب جسمانی بیٹے کے لئے دونو حاجیوں نے دعا کی اور انہیں اہل میں قرار دیا تو اس کا جواب یہ ملا کہ وہ اہل میں سے نہیں اور اس کا باعث ہے انہ عمل غیر صالح

(باقی آیندہ)

اعلان

امتحان دینیات سہ ماہی

بابت سہ ماہی چہارم مختتمہ دسمبر ١٩٤٤ء

یہ امتحان متعلق کتب سلسلہ احمدیہ بروز اتوار ٤ر جنوری ١٩٤٥ء کو ہوگا۔ جو صاحب اس مضمون کے کسی درجہ کے امتحان میں شامل ہونا چاہیں اپنا نام و پتہ شروع جنوری ١٩٤٥ء میں بھیجدیں تاکہ پرچہ سوالات ان کو بھیجدیا جاوے

عزیز بخش

جائنٹ سکرٹری احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

١٢/١٢/٤٤

پروگرام اکتیسواں جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور

۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر ۱۹۴۴ء کو احمدیہ بلڈنگس لاہور میں منعقد ہوگا

خواتین کا عظیم الشان جلسہ اور دستکاری کی مشہور نمائش } احمدیہ انجمن خواتین اسلام کا انیسواں سالانہ جلسہ مورخہ ۲۸ دسمبر ۱۹۴۴ء بروز اتوار دس بجے صبح مسلم ہائی سکول احمدیہ بلڈنگس برانڈرتھ روڈ لاہور میں منعقد ہوگا جس میں متعدد لائق و قابل خواتین تقریریں فرمائیں گی۔ اس کے علاوہ حسب سابق گھریلو دستکاری کی ایک عمدہ نمائش ہوگی جس میں سب قسم کی دستکاری بغرض فروخت رکھی جائے گی۔ کڑھے ہوئے دوپٹے۔ لیڈیز رومال، بچوں کے اونی گرم سوٹ، سویٹر، فراک، موزے، نفیس ٹیبل کلاتھ۔ قمیص۔ کشن، ٹی کوزیاں، قطعے اور گڑیاں وغیرہ واجبی قیمت پر مل سکیں گی۔ تمام خواہران اسلام سے درخواست ہے کہ وہ تشریف لاکر اس اسلامی اجتماع کو کامیاب بنائیں اور ثواب دارین حاصل کریں۔

---

۲۵ دسمبر ۱۹۴۴ء بروز سوموار

نماز ظہر و عصر ۲ بجے

پہلا اجلاس ۲ ½ بجے سے ۶ بجے تک

زیر صدارت خان بہادر میاں غلام رسول صاحب تمیم پنشنر ڈی ایس پی رئیس جھنگ

۲ ½ تا ۲-۴۵ } قاری حافظ محمد بوستان صاحب - تلاوت قرآن کریم
" " } محمد اعظم صاحب علوی - نظم (مہمانوں کا استقبال)

۲-۴۵ تا ۳-۱۵ } مولانا دوست محمد صاحب } "حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات"

۳-۱۵ تا ۴ } مولانا احمد یار صاحب ایم اے، ایم او ایل، مولوی فاضل، منشی فاضل } "مسلمانوں کو ایک اصلاحی تحریک کی ضرورت"

۴ تا ۴ ½ } شیخ عبدالحق صاحب دہلوی مناظر اسلام } "قادیانیت کا تریاق"

۴ ½ تا ۵ ½ } مولانا شیخ عبدالرحمٰن صاحب فاضل مصری بی اے } "حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت میں داخل ہونے کی ضرورت"

۵ ½ تا ۶ بجے } شیخ محمد یوسف صاحب گرمتی } "سکھ ازم اور اسلام کا سیاسی نظام"

نماز مغرب و عشا ۶ ½ بجے

دوسرا اجلاس ۸ ½ بجے شب تا ۱۰ ½ بجے شب

زیر صدارت جناب ڈاکٹر غلام محمد صاحب

(اس نشست میں تمام تقاریر انگریزی زبان میں ہوں گی)

۸ ½ تا ۸ ¾ } تلاوت قرآن مجید و نعت خوانی } مولوی عبدالمجید صاحب مدرس مسلم ہائی سکول بدوملہی

۸ ¾ تا ۹ ¼ } میاں بشیر احمد صاحب ایم۔اے۔ انچارج ہیلی مشن
Islam or Communism, which can solve the world problems.

۹ ¼ تا ۹ ¾ } جناب شیخ عمادالدین صاحب ایم اے انڈین آڈٹ اینڈ اکاونٹ سروس
The Brave New World before us.

۹ ¾ تا ۱۰ ¼ } مسز عارف نشیر (پس پردہ) *Why Christianity failed to satisfy me.*

۲۶ دسمبر ۱۹۴۴ء بروز منگل

پہلا اجلاس ۱۱ بجے تا ۲ بجے

زیر صدارت جناب حاجی میاں محمد صاحب مالک پریمیر فلور ملز لائل پور۔

۱۱ تا ۱۱-۱۵ } حکیم محمد صدیق صاحب بھیروی } تلاوت قرآن مجید
" " } نظم، قاری محمد ادریس صاحب۔

۱۱-۱۵ تا ۱۲ بجے } مرزا مظفر بیگ صاحب ساطع } "اسلامی نظام حکومت"

۱۲ بجے تا ۲ بجے } حضرت مولانا صدرالدین صاحب مبلغ اسلام انگلستان و جرمنی } "قرآن کریم اور تربیت اقوام"

نماز ظہر و عصر ۲ ½ بجے

دوسرا اجلاس ۳ بجے تا ۶ بجے

زیر صدارت جناب شیخ نیاز احمد صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس وزیر آباد

۳ تا ۳ ½ } حافظ قاری مرزا شریف بیگ صاحب دہلوی } تلاوت قرآن مجید
" " } چوہدری سلطان علی صاحب } نظم

۳ ½ تا ۴ بجے } سیکرٹری۔ سالانہ رپورٹ

۴ بجے تا ۶ بجے } حضرت امیر قوم مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز
" " } "یورپ اور امریکہ میں تبلیغ اسلام"

(جنرل کونسل کا اجلاس ٹھیک ۷ بجے شام شروع ہوگا)

تیسرا اجلاس ۹ بجے شب تا ۱۱ بجے شب

زیر صدارت جناب میاں نصیر احمد صاحب فاروقی او۔ بی۔ ای، آئی سی ایس کلکٹر بمبئی

(اس نشست میں تمام تقاریر انگریزی زبان میں ہوں گی)

۹ بجے تا ۹ ¼ } حکیم محمد صدیق صاحب بھیروی } تلاوت قرآن مجید

۹ ¼ تا ۹ ¾ } مولوی عبدالصمد صاحب۔ بی۔ اے۔
Ahmadiyyat Versus Marxism.

۹ ¾ تا ۱۰ ¼ } جناب ڈاکٹر اللہ بخش صاحب۔ اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر پنجاب گورنمنٹ
Message of Ahmadiyya Movement to Muslims.

۱۰ ¼ تا ۱۰ ¾ } مولانا آفتاب الدین احمد صاحب بی۔اے۔ ایڈیٹر اسلامک ریویو
Our Preparation.

۲۷ دسمبر ۱۹۴۴ء بروز بدھ

پہلا اجلاس ۱۱ بجے تا ۲ بجے

زیر صدارت حاجی شیخ مولا بخش صاحب مالک کالونی فلور ملز لائل پور

۱۱ تا ۱۱-۱۵ } تلاوت قرآن مجید } قاری حافظ محمد بوستان صاحب
" " } نظم

۱۱-۱۵ تا ۱۲ بجے } سید اختر حسین شاہ صاحب گیلانی بی اے۔ مولوی فاضل } "اسلامی قوانین جنگ" (موجودہ دور کی جنگوں کے اصول سے مقابلہ)

۱۲ تا ۱۲ ¼ } مولانا محمد یعقوب خاں صاحب بی اے، بی۔ ٹی ہیڈ ماسٹر مسلم ہائی سکول لاہور } تقریر

۱۲ ¼ تا ۱ ¼ } خان بہادر ڈاکٹر سعید احمد خاں صاحب سپرنٹنڈنٹ گورنمنٹ ٹی بی سینٹوریم ڈاڈر ہزارہ
" " } "خدا کی راہ میں مشکلات"

۱ ¼ تا ۲ بجے } مولانا عبدالحق صاحب ودیارتھی فاضل سنسکرت و عبرانی } "آریہ سماج کو ایک مخلصانہ مشورہ"

دوسرا اجلاس ۲ بجے تا ۴ ½

زیر صدارت حضرت مولانا صدرالدین صاحب مبلغ انگلستان و جرمنی

۲ بجے تا ۲ ½ بجے } تلاوت قرآن مجید } حافظ قاری مرزا شریف بیگ صاحب

۲ ½ تا ۳ ½ } شیخ غلام ربانی صاحب } "احمدیت اور تعمیر جہان نو"

۳ ½ تا ۴ بجے } شیخ محمد انعام الحق صاحب مبلغ اسلام } "جنوبی ہند میں تبلیغ اسلام"

۴ بجے تا ۴ ½ بجے } حضرت امیر قوم ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز } "اختتامی تقریر و دعا"

نوٹ۔ جلسہ کے ایام میں حضرت مولانا صدرالدین صاحب ہر روز نماز فجر کے بعد قرآن مجید کا درس مسجد احمدیہ بلڈنگس لاہور میں دیا کریں گے۔
ظہر و عصر۔ مغرب و عشاء کی نمازیں جمع ہوا کریں گی۔

المعلن ڈاکٹر محمد عبداللہ مہتمم جلسہ سالانہ احمدیہ انجمن اشاعت اسلام احمدیہ بلڈنگس لاہور